لیکن فی الحقیقت ان باتوں سے کچھہ بھی حاصل نہیں ' اور جو وقت اسمیں صرف ہوتا ہے بہتر ہے کہ اُسے مفید کار میں خرچ کریں -

احباب کرام کو یاد ہوگا کہ مسلم یونیورسٹی فاونڈیشن کمیٹی کے دوسرے اجلاس علی گڈہ کے بعد اس عاجز نے ایک حرف بھی اسکے واقعات و نتائج یا اعلان فتح و شکست کی نسبت نہیں لکھا حالانکہ اسکے پہلے اجلاس لکھنؤ جو حال ہوا تھا ' اور پھر محترم یونیورسٹی ڈیپوٹیشن کے شکست تک جو حالات پیش آئے تھے ' اور پھر باوجود سعی و جہد مخالفانہ ' علی گڈہ کے اجلاس میں جو پہلی کامیابی الہلال کی آواز کو ہوئی تھی ' اُن سب کی بنا پر صرف مجھی کو یہ حق حاصل تھا کہ اگر کچھہ لکھنا پسند کرتا تو لکھتا -

تاہم میں نے ایک حرف بھی نہیں لکھا اور نہ جانے میں کہا کہ نظر کام پر اور حکم حتی الامکان صرف ظواہر امور ہی پر رکھنا چاہیے - اگر امن و صلح کے ساتھہ ہم سب ایک نتیجہ تک پہنچ گئے ہیں تو چاہیے کہ کھلے دل سے ایک دوسرے کو مبارک باد دیں۔

مسافــر تــرک

الہلال نمبر ۲۵ جلد گذشتہ میں ہم نے طلب اعانت کے لیے ایک غریب الدیار ترک مسافر کا ذکر کیا تھا جنکا نام حمدی ہے اور جو کچھہ عرصے سے کلکتہ میں مقیم ہیں - اُس وقت مع توجہ اجمال کافی حالات شائع نہوسکے - اب انہوں نے عربی میں ایک مراسلہ لکھکر دیا ہے کہ درج کردیا جائے اور اسمیں اپنے ضروری حالات بیان کیے ہیں - وہ لکھتے ہیں :

حضرت منشی الہلال المنیر -

تحية و سلاماً و بعد فاشكركم على ما تقدم عني في العدد ۲۵ من جريدتكم الغراء وادعوا الله بان يجزل لكم العطاء على ان عاونتم ابن سبيل مثلكم لا ولي له الا الله -

لكني ارى ان ما تقدم لا يشفي الغلة فهل تسمحون لي بان اوقف قرائكم باخبر وجيز تكشف القناع عن امري ؟

انا العبد البائس تركي ابن خمس و خمسين سنة ' مسقط راسي سلانيك ' و خدمت خدمة الحكومة و لقد خدمت الدولة العلية في الاستانة و بعض البلاد العربية الى امد مديد -

محل راجہ بیربل (فتحپور) سیکری آگرہ

اني في سلانيك لما اشهر اليونان الحرب على الدولة العلية فلما دخل هولاء سلانيك ' و هم حينئذ اشبه بالوحوش الضارية بل الكلاب العادية منهم بالانسان - ساموا المسلمين بانواع العذاب من السلب والنهب مما يطول شرحه ' مع انكم عارفوه بواسطة الجرائد العربية و التركية و المكاتيب الاخر بعين -

فلما بلغ سيل الزبى : و ضاق ملجأ ' اضطررت الى المهاجرة مع عائلتي فاتيت مصر قاصداً عسى ان نجد هنا ما نسد به رمقنا و نصون به اعراضنا - لكن اتفق والذي لم اعرف ما فقدنا من هذا الفقر المدقع ' فقصدت الهند الا انه سبقتم على باب هنا فاني لذت طالما سمعت من جوده و ثروته و اتساع ابواب الارتزاق فيه لكن يا لله ! لم تكن حظي ها هنا باحسن منه في مصر ' فاني ها هنا منذ بضعة اشهر و لم ازل في اسر العدم و البطالة ' فلا عندي مال فاقوم به اود حياتي و حياة عائلتي ' ولا شغل فاكتسب به المال !

ان مسلمي الهند الكرام تؤثر فيهم السماحة و السخاء و مواساة الفقراء و الغربا و انا ابن سبيل بعيد عن الاخوان و الخلان ' معدم المال ' صاحب العيال ' كاسف البال ' كثير البلبال ' فارفع اليهم سوالي بواسطة جريدتكم الغراء ' فيا ايها الاخوان الكرام ! هل فيكم من تواسيني بالقدر اليسير مما رزقكم الله ؟ و اعلموا ان المسلمين في اموالهم حق للسائل و المحروم ' و انكم لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون -

(سيد محمد حمدي ترك
مسافر خانه حاجي موسى سيتهه - كلكته)

لیگ کے گذشتہ اجلاس کے متعلق بھی میرے آخرین کلمات یہی ہونگے خواہ اسباب کچھہ ہی ہوں لیکن جلسے کے متعلق طرح طرح کی افواہیں تھیں اور الحمد للہ کہ وہ سب غلط نکلیں - ہر شخص نے خواہ وہ بعض اختلافات کی اصطلاح [illegible] (لیکن عبر [illegible] فی الخارج) [illegible] الصوار [illegible] سے ہو [illegible] اختلاف سے عموماً احتراز کیا اور صلح [illegible] ظاہر کی - اگر وہ اپنے صعف کے علم کا [illegible] ہزاروں کے جاننے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ' اور [illegible] حسن نیت و صداقت فکر کا مشاہدہ ہے تو اسپر جسقدر خوشی کی جائے کم ہے - شکایت کے ساتھہ شکر بھی کرنا چاہیے ' اور ملامت کے ساتھہ تحسین کی آمیزش عدالت کی علامت ہے - خدا ہماری نیتوں کو پاک کرے اور ارادوں میں صداقت دے ' ملک و ملت کی خدمت کو اپنے اغراض کا آلہ نہ بنائیں ' اور عزت دنیوی کے خواہشمند ہوں پر دین پر دنیا کو ترجیح نہ دیں - نیز شکوک کا خاتمہ اور رنجشوں کا انسداد ہو ' و العاقبة للمتقین !

البانیا کا دوسرا دور

۶ ماہ حال [illegible] وار ویلونا کے ساحل پر لنگر انداز ہوا - جہاز میں دو سو عثمانی سپاہی [illegible] اسپر تھے - جہاز سے لوگوں نے اترنا چاہا مگر مقامی حکام نے [illegible] سے انہیں اترنے دیا اور فوجی قانون (مارشل لا) کا اعلان کردیا [illegible] سرگروہی میں یہ مہم تھی ' ترکی نے اصرار نہیں کیا - نیز انہوں نے [illegible] معاملات سے اپنے تعلق کے متعلق تمام نفی سے انکار کیا ہے ' [illegible] عثمانی سپاہ [illegible] قید ٹرسٹ میں ہے -

بسم الله الرحمن الرحيم

فاتحـــة السنـــة الثالثـــة

المجلـــد الـــرابـــع

الحمد لله الذي بعث النبيين - مبشرين و منذرين - و انزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس في ما اختلفوا فيه ' وما اختلف فيه الا الذين اوتوه من بعد ما جاءتهم البينات بغياً بينهم ' فهدى الله الذين آمنوا لما اختلفوا فيه من الحق باذنه ' و الله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم -

و الحمد لله الذي انزل الكتاب تبياناً لكل شيء و هدى و رحمة لقوم يؤمنون - و اختص هذه الامة بانه لا تزال فيها طائفة على الحق لا يضرهم من خذلهم و لا من خالفهم حتى ياتي امره و هم ظاهرون - يدعون من ضل الى الهدى ' و يبصرون بنور الله اهل العمى ' و يحيون بكتابه الموتى ' و يصبرون منهم على الاذى ' فهم اولياء الله حقاً ' لا خوف عليهم و لا هم يحزنون -

فكم من قتيل لابليس قد احيوه ' وكم من ضال لا يعلم طريق رشده قد هدوه ' وكم من مبتدع في دين الله بشهب الحق قد رموه ' جهاداً في الله و ابتغاء مرضاته ' و بياناً لحجته على العالمين و بيناته ' و طلباً للزلفى لديه و نيل رضوانه ' فاولئك على هدى من ربهم و اولئك هم المفلحون !

فسبحان من له في كل شيء على علمه و حكمته اعدل شاهد - و لولم يكن الا ان فاضل بين عباده في مراتب الكمال و الفضل حتى عدل آلا الاف المؤلفة منهم بالرجل الواحد ' ذلك ليعلم عباده انه انزل التوفيق منازله ' و وضع الفضل مواضعه ' و انه يختص برحمته من يشاء ' و الله ذو الفضل العظيم '

و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له كلمة قامت بها الارض و السماوات ' و فطر الله عليها جميع المخلوقات ' و عليها اسست الملة ' و نصبت القبلة ' و لاجل حفظها جردت سيوف الجهاد ' و بها امر الله سبحانه جميع العباد ' فهي فطرة الله التي فطر الناس عليها ' و مفتاح عبوديته التي دعا الامم على السن رسله اليها ' و هي كلمة الاسلام ' و مفتاح دار السلام ' و اساس الفرض و السنة ' و من كان آخر كلامه " لا اله الا الله " دخل الجنة

و اشهد ان الحلال ما حلله ' والحرام ما حرمه ' و الدين ما شرعه ' و ان الساعة آتية لا ريب فيها ' و ان الله يبعث من في القبور -

و اشهد ان محمداً عبده المصطفى و نبيه المرتضى و رسوله الصادق المصدوق الذي لا ينطق عن الهوى - ان هو الا وحي يوحى - ارسله رحمة للعالمين - و قدوة للعاملين - و محجة للسالكين - و حجة على المعاندين - و حسرة على الكافرين - بعثه للايمان منادياً - و الى دار السلام داعياً - و للخليقة هادياً - و لكتابه تالياً - و في مرضاته ساعياً - و بالمعروف آمراً و عن المنكر ناهياً - ارسله بالهدى و دين الحق بين يدي الساعة بشيراً و نذيراً - و داعياً الى الله باذنه و سراجاً منيراً - و انزل عليه كتابه المبين - الفارق بين الهدى والضلال و الغي والرشاد و الشك و اليقين - فشرح له صدره - و وضع عنه وزره - و رفع له ذكره - و جعل الذلة و الصغار على من خالف امره - و افترض على العباد طاعته و محبته و القيام بحقوقه - و سد الطرق كلها اليه - فلم يفتح لاحد الا من طريقه - فدعا الى الله و دينه سراً و جهاراً - و اذن بذلك بين اظهر الامة ليلاً و نهاراً - الى ان طلع فجر الاسلام و اشرقت شمس الايمان - و علت كلمة الرحمان - و بطلت دعوة الشيطان - و اضاءت بنور رسالته الارض بعد ظلماتها - و تالفت به القلوب بعد شتاتها و شذاذها - و امتلأت به الارض نوراً و ابتهاجاً - و دخل الناس في دين الله افواجاً - فلما اكمل الله به الدين المبين - و اتم به النعمة على عباده المؤمنين - استأثر به و نقله الى الرفيق الاعلى - و المحل الاسنى - و قد ترك امته على الواضحة الغراء - و المحجة البيضاء - فسلك آله و اصحابه و اتباعه على اثره الى جنات النعيم - و عدل الراغبون عن هديه الى طرق الجحيم - ليهلك من هلك عن بينة - و يحيى من حي عن بينة - و ان الله لسميع عليم -

فصلى الله عليه و على آله الطيبين الطاهرين - و اصحابه و اتباعه المهتدين - صلوة دائمة بدوام السماوات والارضين -

و استغفره من الذنوب التي تحول بين القلب و هداه - و اعوذ بالله من شر نفسي و سيئات عملي استعاذة عبد فار الى مولاه بذنوبه و خطاياه - و نسال الله تعالى ان يجعل لنا نعوذه التي هو سبب الوجود نوراً ' يهدينا الاقبال عليه - و يميل بنا الى الاصغاء اليه - و يدلنا على حسن معاملته و اسوة على الثبات في طاعته - وان يجعلنا من جملة من ضمن ان يحرسهم من غائلة الشيطان حيث قال : ان عبادي ليس لك عليهم سلطان - و جعلهم الشيطان و ذريته مثنوية اليمين - حيث قال : فبعزتك لاغوينهم اجمعين - الا عبادك المخلصين -

و السلام على الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه اولئك الذين هداهم الله - اولئك هم اولوا الالباب -

مگو که نکته سرایان عشق خاموش اند
که حرف نازک و اصحاب پنبه در گوش اند

الہلال' یا دعوۃ الہیۂ امر بالمعروف و نہي عن المنکر کي زندگی کے دوسرے سال کا یه عہد وسطیٰ ہے - تین ششماہي جلدیں مرتب ہوچکي ہیں اور یه چوتهي ششماہي جلد ہے جس کا اولین نمبر شائع ہورہا ہے: فالحمد لله في البدایة و الانتہا' و الشکر له في السراء و الضراء' و نسال الله ان یرزقنا' کمال الحسنیٰ' و سعادة العقبیٰ' و خیر الاخرة و الاولیٰ!

رب ادخلني مدخل صدق' و اخرجني مخرج صدق' واجعل لي من لدنک سلطانا نصیرا (۱۷ : ۷)

اے پروردگار' اس سفر میں جو صدق کے اختیار کیا ہے' ایک بہتر مقام تک پہنچائیو' اور دشمنوں کے ہجوم سے نکالیو تو فتح و کامیابي کے ساتهه نکالیو - اور گو میں ضعیف و ناتوان ہوں' پر تو مجهے کارزار حق و باطل میں فتح یابی کے ساتهه غلبه دیجیو!

فیضي حریف مجلس رندان بود مدام
ہرگز قدم ز دائرہ بیرون نمانده است

قارئین کرام کو یاد ہوگا که جولائي سنه ۱۹۱۲ کو جب الہلال کا پہلا نمبر شائع ہوا ہے' تو اسکے مقالۂ افتتاحیه کا خاتمه ان دعائیه سطور پر ہوا تها:

" اُس خداے حي و قیوم سے جس کے کان فریادوں کے سننے کیلیے ہر وقت مستعد' اور نغمۂ " امن یجیب المضطر اذا دعاه " سے عشق نواز ہر قلب مشتاق ہیں' اور جسکي آنکهیں کسي حال میں بے خبر نہیں اور ہر آن " ان ربک لبالمرصاد " کي ٹکٹکي لگائي ہوئي ہیں' یه آخري التجا ہے که اگر اُسکي ملۂ مرحومه اور اُس کے کلمۂ حق کي خدمت کي کوئي سچی تپش میرے دل میں موجود ہے' اور اگر واقعي اُسکي راہ میں عبودیت اور خود فروشي کي ایک آگ ہے' جسمیں برسوں سے بعبر دهویں کے جل رہا ہوں' تو اپنے فضل و لطف سے مجهے اتني مہلت عطا فرماے که اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے دیکهه سکوں - لیکن اگر یه میرے تمام کام محض ایک تجارتي کاروبار اور ایک دکاندارانه مشغله ہیں جنہیں قومي خدمت اور ملت پرستي کے نام سے گرم بازاري پیدا کرنا چاهتا ہوں' تو قبل اسکے که میں اپنی جگه پر سنبهل سکوں' وہ میري عمر کا خاتمه کردے' اور میرے تمام کاموں کو ایک دن بلکه ایک لمحه کیلیے بهي کامیابی کی لذت چکهنے نه دے - باغوں کے سرسبز و ثمردار درختوں کی حفاظت کي جاتي ہے' مگر جنگل کے خشک درختوں کا جلا دینا هي بہتر ہے - جس دل میں خلوص اور صداقت کو جگه نه ملي' اُسے کامیابي کیلیے کیوں باقی رکها جاے؟

ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلهم کالذین آمنوا و عملوا الصالحات سواء محیاهم و مماتهم ؟ ساء ما یحکمون! (۴۵ : ۲۶)

جولوگ که اعمال بد کے مرتکب ہوتے ہیں' کیا انہوں نے یه سمجهه رکها ہے که ہم اُنہیں اُن جیسا کردینگے جو صاحب ایمان و اعمال صالحه ہیں؟ اور یه که ان دونوں کی زندگي اور موت ایک هی طرح کی ہوگي؟ کبهي نہیں' ایسا ہونا ناممکن ہے "

ڈیڑه سال کا زمانه گذرا که یه دعا' ایک قلب مضطر سے اٹهی تهی:

و امن یجیب المضطر اذا دعاه و یکشف السوء و یجعلکم خلفاء الارض؟ االـه مع الله' قلیلا ما تذکرون' (۲۷ : ۶۲) -

اور خدا کے سوا کون ہے جو ایک مضطر قلب کي پکار او سنے' اُسکے دکهه کو دور کرے' اور زمین پر اسے اپنے خلافت بخشے؟ تمہاري فطرۃ خود اسکی شہادت دے رهي ہے' پر افسوس که بہت کم ہیں جو فکر و عبرت سے کام لیتے ہوں!

دمے ز صدق در آور' که آرزو بخشاں
ہزار گنج اجابت بیک دعا بخشند!

صدق و کذب' حق و باطل' فتح و شکست' کامیابي و نامرادي' اور موت و حیات کا یه ایک فیصله تها جو الہلال نے خود هي علی الاعلان کردیا تها - اگر دل کا کهوٹ تها تو وہ بهی برسر بازار آگیا تها' اور اگر نیت کي سچائی تهي تو وہ بهي راز مخفي نہیں رهی تهي - زندگي اگر ملنے والي تهی تو میں نے خود هي اسکا طریقه بتلا دیا تها' اور موت اگر مقدر تهي تو خود هي اپنی موت کا اعلان بهی کردیا تها' پر وہ جو جسطرح قدیر و مقتدر ہے' اسی طرح حکیم و مدبر بهي ہے' جس طرح قہار و منتقم ہے' اسی طرح لطیف و کارساز بهی ہے' اور جو یقیناً اُن لوگوں کے ساتهه بد معامله نہیں جو ہر طرف سے کٹکر صرف اُسي سے معامله کرنے والے ہیں' بالاخر اپني توفیق و نصرت کے ساتهه آیا' اور اُس نے ظاہر ہوکر بتلا دیا که اسکا دست اعانت ہمیشه اُس کے ساتهه ہے؟ اور یه که حق و باطل' دونوں کے دعوے اور اعلانات یکساں نہیں ہوسکتے - ایمان و نفاق' دونوں کو اسکی بارگاہ سے یکساں مقبولیت نہیں ملسکتي - سچائي اور جهوٹ' دونوں اسکي سرپرستي کے مستحق نہیں ہو سکتے:

افمن کان مومنا کمن کان فاسقا؟ لا یستوون - (۳۲ : ۱۹)

کیا وہ جو مومن و مخلص ہے' ایک فاسق و نافرمان بندے کی طرح ہوسکتا ہے؟ کبهي نہیں!

اسلیے که اعمال کي کامیابي و نامرادي اور نتائج کا حصول یا محرومي' ضرور ہے که دونوں قسم کے کاموں کو ایک دوسرے سے الگ کردے که یه ایک قدرتي اور الہي مکافات عمل ہے:

مقبرہ اکبر اعظم - (اکبرآباد)
بہ تقریب اجتماع آل ...

اما الذین امنوا و عملوا الصالحات فلھم جنت الماوی نزلاً بما کانوا یعملون - و اما الذین فسقوا فماوٰھم النار ' کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اُعیدوا فیھا و قیل لھم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم به تکذبون (۳۲ : ۱۹)

" (پس) جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کیے ' تو انکے لیے کامیابی و فیروز مندی کی بہشت ہے ' جہاں وہ ابدی حیات سرمدی بسر کرینگے - مگر جن لوگوں نے احکام الہی سے سرتابی کی تو انکے لیے ناکامی و خسران کی آگ کے سوا اور کچھہ نہیں - وہ جب کبھی چاہیں گے کہ اس ذلت سے باہر نکلیں اور نکلنے کیلیے قدم بڑھائیں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیے جائینگے ' اور ان سے کہا جائیگا کہ اس آگ کا عذاب اب اچھی طرح چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے "

گذشتہ دو ششماہی جلدوں کے مقالات افتتاحیہ میں اس عاجز نے دعوۃ ربانی کے کاروبار الہی کی طرف مختلف پہلوؤں سے توجہ دلائی ہے ' اور اس فصل مخصوصۂ امۃ مرحومہ کا تذکرہ کیا ہے جسکی بنا پر ہمیشہ حکمت الہیہ نے تعلیم قرآنی کے احیاء و تجدید کیلیے گمراہی و تاریکی کے سخت سے سخت دور میں بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے چراغ ہدایت روشن کیے ہیں - لیکن تاہم الہلال کے اولین نمبر کی اس دعا اور اسکے ان عجیب و غریب نتائج کی طرف کبھی توجہ نہ دلائی گئی جسکی نیرنگیاں اپنی موجودہ حیات عمل کے ہر دن بلکہ ہر لمحہ میں دیکھہ رہا ہوں ' اور بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکے لیے خاموشی گویائی سے زیادہ پر امن ہے -

مسجد تاج آگرہ کا صحن

بتعریف احتشام آگرہ

مدار صحبت ما در حدیث زیر لبی ست

کہ اہل شوق عوام اند و گفتگو عربیست

مصلحت یہی تھی - کیونکہ وقت محض ابتدائی اور ارباب نظر کی بصیرت ازالی کیلیے بعض سخت ابتلا موجود تھے - لیکن آج وقت آگیا ہے کہ اس دعاء افتتاحی کو پھر دہراؤں ' اور اسکی بنا پر جو حالات و مشاہدات ارباب ایمان و ایقان کے مطالعہ کیلیے موجود ہیں ' انکو واضح و آشکارا کردوں - اسکے لیے ایک مختصر تمہید ہوگی اور پھر اصل مطلب : و ذکر ' فان الذکری تنفع المومنین (۵۱ : ۵۵)

گویند مگو سعدی چندیں سخن عشقش '

می گویم و بعد از من گویند بدنیا ہا

(طریق تمثیل و امثال قرآنیہ)

تعلیمات الہامیہ میں ہمیشہ تمثیل کی زبان اختیار کی گئی ہے کیونکہ طبیعت انسانی محسوسات و مرئیات کی تمثیل سے بہت جلد نتائج و مقاصد تک پہنچ جاتی ہے ' اور مطالب الہیہ و خفایاء حکمیہ کے درس و تفہیم کیلیے تمثیل و تشبیہ سے کام لینا ناگزیر ہے - یہی سبب ہے کہ تورات کے اکثر صحائف تمثیلوں کی زبان میں مرتب ہوے ہیں اور مسیح نے ہمیشہ تمثیل ہی کو اپنے مواعظ کا وسیلہ بنایا ' اور اسی کا نتیجہ ہے کہ قرآن کریم کا بھی بڑا حصہ تمثیلوں ہی پر مشتمل ہے بلکہ فی الحقیقت اسکے بلند ترین معارف و اسرار اسکی تمثیلوں ہی میں پوشیدہ ہیں :

و لقد ضربنا فی ھذا القرآن من کل مثل لعلھم یتذکرون - (۲۹ : ۳۹)

اور ہم نے اس قرآن مجید میں ہر طرح کی مثالیں بیان کیں - تا کہ شاید لوگ نصیحت پکڑیں اور غور کریں -

قرآن کریم کو پڑھو تو کہیں اختلاف لیل و نہار کا ذکر ہے ' کہیں ملکوت السماوات والارض کی طرف اشارہ ہے - کہیں آسمان کی تبدیلیوں ' بارش کے آثار ' برق و رعد کی گرج ' اور طوفان آب و باد کی شورش کی طرف توجہ دلائی ہے ' کہیں ان چارپایوں کا ذکر ہے جنکے ذبح میں گو انسان کی طبع عقلت سرشت کوئی ندرت نہیں پاتی لیکن فی الحقیقت وہ اپنے اعمال و خواص کے اندر قدرت الہی کے عجیب و غریب مظاہر رکھتے ہیں ' اور پھر کہیں ان تولیدات ارضیہ و بحریہ کا بیان ہے جن سے طرح طرح کے فوائد و منافع جمعیۃ بشریہ حاصل کرتی ہے - درختوں اور پھولوں کے اختلاف الوان و اشکال پر اس نے زور دیا ہے ' تصریف ریاح ' انبساط سحاب ' نمو و نماء ارض ' طلوع و غروب نجوم و سیارات کو اس نے بار بار دہرایا ہے ' اور علی الخصوص باران رحمت اور اسکے نتائج عجیبہ کو مختلف پیرایوں اور مختلف موقعوں میں ارباب عقل و فکر کے آگے پیش کیا ہے -

لیکن فی الحقیقت یہ سب کی سب تمثیلیں ہیں جنکے نقاب صورت کے اندر ایک اور ہی جمال حقیقت مستور ہے ' اور انکے الفاظ و ظواہر تمثیل سے کسی خاص مقصد و حکمت اور موعظہ و بصیرت روحانی کا درس دینا مقصود ہے - ہر حقیقت روحانیہ کیلیے اس سے اشبہ و امثل ایک وجود جسمانی کو ممثل قرار دیا ہے ' اور ہر انقلاب قلبی کیلیے ایک انقلاب مادی سے مثال کا کام لیا ہے ' ولکن : ما یعقلھا الا العالمون :

ان فی خلق السموات والارض و اختلاف اللیل

" بے شک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں ' رات اور دن کے اختلاف میں ' ان

والنهار والفلک التي تجري في البحر بما ينفع الناس' وما انزل الله من السماء من ماء فاحيا به الارض بعد موتها وبث فيها من کل دابة' وتصريف الرياح والسحاب المسخر بين السماء والارض' لآيات لقوم يعقلون ! (۲ : ۲۱۲)	جہازوں کے آمد و شد میں جو سطح سمندر پر تیرتے ہوے جاتے ہیں اور جنسے انسانوں کے نہایت قیمتی منافع و فوائد وابستہ ہیں' بارش کے اس پانی میں جو اللہ تعالی اوپر سے اتارتا ہے اور جس سے زمین مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر لہلہا اٹھتی ہے' ان ہر طرح کے جانوروں میں جو سطح ارضی پر پھیل گئے ہیں' اور نیز ہواؤں کے چلنے میں اور زمین و آسمان کے اندر گھرے

ہوے بادلوں کے ٹکڑوں میں' غرضکہ ان تمام تولیدات ارضیہ اور انقلابات سماویہ میں اللہ کی قدرت و حکمت اور عبرت و موعظة کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلیے' جو عقل و فکر سے کام لیتے ہیں ! "

اگر زمین کی حیات نباتاتی کا ذکر کیا ہے تو اس سے فی الحقیقت دل کی زندگی مراد ہے - اگر اختلاف ظلمت و نور پر توجہ دلائی ہے تو یہ روح کی ہدایت و ضلالت کے انقلاب کی تمثیل ہے' اگر انسان کے رزق و اغذیہ کے پیدا وار کی مثال بیان کی ہے تو فی الحقیقت اسکے اندر اللہ کی ربوبیت روحانی و معنوی چھپی ہوئی ہے اور سمجھانا مقصود ہے کہ جو رب الارباب انسان کی غذاء جسمانی کا یہ سب کچھ سامان رکھتا ہے' کیونکر ممکن ہے کہ اسکی روحانی غذا کا انتظام نہ کرے ؟

یہ روحانی غذا کیا ہے ؟ یہ ہدایت و سعادت انسانی کی دعوة الہیہ ہے جس کے لیے فی الحقیقت روح انسانی بھوکی پیاسی ہوتی ہے' اور جس طرح جسم حیوانی مدتوں کی بھوک اور پیاس کے بعد بیقرار و مضطر ہوکر غذا کو پکارتا ہے' اسی طرح ضلالت کی شدت اور ہدایت کا فقدان بھی روح انسانی کو ایک معنوی جوع و عطش میں مبتلا کردیتا ہے اور وہ اپنی زندگی کیلیے اپنی غذا کو دیوانہ وار پکارنے لگتی ہے - پس وقت آتا ہے کہ اُس حکیم علی الاطلاق' اُس فاطر الارض و السماوات' اُس مدبر الامر و الاشیا' اور اُس مسبب الاسباب حقیقی کی ربوبیت ظاہر ہوتی ہے جس نے انسان کی حیات جسمانی کیلیے تمام دنیا کو طرح طرح کے اغذیہ و ثمرات کی بخشش سے ایک دسترخوان کرم بنادیا ہے - اسکا دست صنعت غذاے روحانی کا بیج بوتا ہے' اور اپنی نشو و نمائی سے اُسے یکایک سربلند و بالا قامت بنا دیتا ہے - پھر اسکی سعادت و ہدایت کی نعمتوں سے زمین کے ٹکڑے ٹکڑے بھر جاتے ہیں اور اس بخشش کی دعوت سے ارض الہی گونج اٹھتی ہے :

امن خلق السماوات والارض و انزل لکم من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بهجة' ما کان لکم ان تنبتوا شجرها' ء إله مع الله ؟ بل هم قوم يعدلون ! (۲۷ : ۶۱)	" کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ؟ اور کون ہے جس نے اوپر سے پانی برسایا ؟ اور پھر جب پانی برسا تو اسکی آبیاری سے نہایت حسین و شاداب باغ و چمن پیدا کیے ؟ (حالانکہ) تمھارے بس کی یہ بات نہ تھی کہ تم اُن کے درختوں کو اگا سکو ؟ کیا خدا کے سوا ان کاموں کا کرنے والا اور بھی کوئی

معبود ہے ؟ ہرگز نہیں مگر یہ نا سمجھ لوگ ہیں کہ نا حق گمراہ ہو رہے ہیں ! "

یہ انسان کی روحانی غذا کا وہ تخم صالح ہے' جس کی کاشت ارض قلب و معنی میں انبیا و مرسلین کے ہاتھوں ہوتی ہے' اور پھر مختلف ازمنۂ ضلالت و ادوار مظلمہ میں انکے متبعین و مطاعین آتے ہیں' جو اس سنت انبیا کی تجدید و احیا کرتے ہیں' اور چونکہ اطاعت خدا و رسول کی راہ سے انکو شرف "معیت" و نسبت "مطاعیت" حاصل ہوجاتی ہے' اسلیے وہ سب کچھ انکے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے' جو انکے مطاع و متبوع کے ہاتھوں ظاہر ہوا ہے :

و من يطع الله والرسول فاولئک مع الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين و الشهداء و الصالحين' و حسن اولئک رفيقا (۴ : ۷۱)

ترجمہ --- اور جو لوگ ہر طرف سے کٹکر صرف اللہ اور اُسکے رسول کے مطیع ہوگئے تو بے شک وہ اُن لوگوں کے ساتھی ہونگے جنکو اللہ نے اپنی نعمتوں کے نزول کیلیے دنیا میں چن لیا ہے - اور جنمیں پہلی جماعت انبیا کی' پھر صدیقین کی' پھر شہدا اور صالحین امت کی ہے اور حق یہ ہے کہ اس معیت سے بڑھکر اور کونسی معیت ہوسکتی ہے ؟

مقبرہ اعتماد الدولہ - (آگرہ)

(تمثیل اعمال انسانیہ و دعوة الہیہ)

انسان کی زندگی اور زندگی کے کاروبار کی بہترین مثال اُس پانی کی سی ہے جو موسم برشکال میں آسمان سے گرتا ہے' اور یہ در اصل قرآن کریم کے امثلۂ حکمیہ میں سے ایک عجیب و غریب تمثیل ہے' جسپر میں آج ارباب فکر کو توجہ دلاتا ہوں کیونکہ توجہ دلانے کا وقت آگیا ہے - فرمایا کہ :

انما مثل الحياة الدنيا کماء انزلناه من السماء (۱۰ : ۲۵)	در حقیقت دنیا اور دنیا کے کاروبار کی زندگی کی مثال اُس پانی کی سی ہے جسے ہم اوپر سے برساتے ہیں -

پس یه پانی هے جو برستا هے ' اور دهقان اپنی جهولیوں میں بیج لیکر آتا هے تا که زمین کے سپرد کردے - پهر بیج بویا جاتا هے اور پانی اسکو گلا کر اسکے اندر سے ایک شاخ حیات پیدا کرتا هے - ابتدا میں وہ ایک نہایت ضعیف و حقیر وجود هوتا هے' جس کو هوا کی حرکت هلادیتی هے اور پانی کا زور زمین پر جهکا دیتا هے' مگر آفتاب اپنی شعاعوں سے اسے گرم کرتا ' اور زمین اپنی بخشش کو اسکے لیے کهولدیتی هے - یہاں تک که وہ بڑهتا هے اور پهیلتا هے ' زمین کے اندر اسکے ریشے دور دور تک چلے جاتے هیں ' بلندی پر اسکی شاخیں اور ڈالیاں قوت و استواری کے نشه میں جهومنے لگتی هیں' انسانوں کے قافلے اسکے سایے میں اترتے هیں' اور طیور کے غول اسکی ڈالیوں پر اپنے آشیانے بناتے هیں !

ان الله فالق الحب والنوی' یخرج الحي من المیت و یخرج المیت من الحي' ذلکم الله ' فانی یؤفکون ؟ (۹۵ : ۶)

ترجمه — بیشک خدا هی هے جو زمین کے اندر بیج کے دانے کو (جبکه وہ محض امید و بیم کے عالم میں هوتا هے) پهاڑ کر امید و کامیابی کا ایک موٹی درخت پیدا کر دیتا هے - وهی زندگی کو موت سے اور موت سے زندگی کو نکالتا هے - یہی عجائب کار و نیرنگ ساز تمہارا خدا هے پهر تم کدهر بہکے جا رهے هو ؟

(موت اور حیات کے بیج)

پر ان میں بعض بیج ایسے هوتے هیں جو گو اپنے پهولنے اور پهلنے کیلیے وہ سب کچهه پاتے هیں جو اس کام کیلیے آسمان اور زمین دے سکتا هے' لیکن خود انکی زندگی کے اندر هی انکی موت چهپی هوتی هے' اور انکا اٹهنا هی انکے گرنے کا پیام هوتا هے - دهقان هل جوتتا هے ' زمین کو درست کرتا هے ' پهر اچهے وقت اور بہتر موسم میں بیج بوتا هے' اور اسکی پرورش کیلیے رات اور دن طرح طرح کی محنتیں اور مشقتیں گوارا کرتا هے - انکو ٹهیک ٹهیک پانی بهی ملتا هے ' اور آفتاب کی حرارت بهی انکے ساتهه بخل نہیں کرتی - وہ کبهی کبهی پهوٹتے بهی هیں اور چند کونپلیں بهی زمین سے باهر سر نکال لیتی هیں -

تاهم امیدوں کی اس روشنی میں مایوسی کی ایک ایسی تاریکی چهپی هوئی هے جو یکایک ظاهر هوکر پهیلتی هے' اور کچهه ایسے اسباب فراهم هوجاتے هیں ' جنکی وجه سے دهقان مغرور کی تمام تخم پاشی ضائع' اور اسکی تمام محنت اکارت جاتی هے '

اسی حالت کی طرف اشارہ کیا هے جبکه فرمایا که :

حتی اذا اخذت الارض زخرفها و ازینت' و ظن اهلها انهم قادرون علیها ' اتاها امرنا لیلاً او نهاراً ' فجعلناها حصیداً کان لم تغن بالامس ' کذلک نفصل الایات لقوم یتفکرون ! (۱۰ : ۲۵)

یہاں تک که جب زمین نے فصل سے اپنا سنگهار کرلیا اور نشو و نما کی امیدوں سے اچهی طرح بن سنور گئی اور کهیت والوں نے سمجها که اب وہ اسپر قابو پا گئے که جب چاهینگے آسے کاٹ لینگے ' تو ناگاہ یکا یک رات یا دن کے وقت همارا حکم عذاب اسپر آ نازل هوا - پس هم نے اسکا ایسا ستهراؤ کردیا که گویا کل کے دن کهیت میں اسکا نام و نشان بهی نه تها !!

لیکن ایک قسم اس تخم پاشی کی هوتی هے جس کا هر دانه بار آور' جسکی هر محنت نتیجه خیز' جسکی هر آرزو امید پرور' اور جس کی هر چیز نشو و افزایش کی دولت سے مالا مال هوتی هے - وہ جب بویا جاتا هے تو سرتا سر نقصان هوتا هے - قیمتی دانے هوتے هیں جو خاک کے ذروں میں چهپا دیے جاتے هیں' اور زندہ انسانوں کی محنت و مشقت هوتی هے جو محض زمین اور مٹی پر لگا دی جاتی هے - جو کچهه صرف کیا جاتا هے وہ نقد هوتا هے ' پر جس چیز کی امید هوتی هے' وہ بالکل موهوم هوتی هے - نشو و نما کیلیے بارش کی ضرورت هے مگر اسپر قبضه نہیں' عمدہ موسم کے تمام اسباب و وسائل مطلوب هیں' لیکن انکا یقین نہیں - گویا قمار خانۂ عمل کی ایک بازی هوتی هے جو لگائی جاتی هے اور تمام امور فلاح بکلی اپنے قبضۂ تصرف سے باهر اور محض مستقبل اور اتفاق و تصادف کے هاتهه میں هوتے هیں' تا هم جب موسم گذرتا هے او رفت ظاهر هوتا هے تو فطرۃ الهیه اپنی نصرت و توفیق کے عجائب دکهلاتی هے ' اور هر طرف سے اسباب موافق اور وسائل مزید فراهم هونا شروع هوجاتے هیں - آفتاب اپنی حرارت کا آتشکدہ وقف بخشش کردیتا هے' آسمان اور اسکے بادل گویا دهقان خوش طالع کے تابع و مطیع هوجاتے هیں اور جب اور جتنی ضرورت پانی کی هوتی هے' اسکی زمین کو فوراً میسر آجاتا هے - هوا کے جهونکے آتے هیں تو گویا نشو و نمو کے فرشتے هوتے هیں جو کهیت کے ذرہ ذرہ کو پیام زندگی پہنچا دیتے هیں - زمین بهی اپنی تمام مخفی دولت نمو اگلنے لگتی هے اور اس طرح اپنی فیاضی کا دروازہ کهول دیتی هے گویا اسکے بعد کیلیے اور کچهه باقی نه رکهیگی - یہاں تک که ارادہ کیلیے ظهور کا ' سعی کیلیے نتیجه کا ' امید کیلیے کامیابی کا ' دعا کیلیے قبولیت کا ' صداء نصرت کیلیے جواب اعانت کا ' تلاش کار کیلیے نظارۂ مقصود کا ' آغاز کیلیے اتمام کا ' اور دعوی و اعلان کیلیے ظهور حجت و براهین کا آخری وقت آجاتا هے' اور وهی سرزمین خشک و وحشت زار' جس پر ایک فصل پہلے دهقان مضطر کی محنتوں نے امید و بیم اور اضطرار دعا و انابت کے عالم میں هل جوتا تها' اور جو ایک کام کررها تها پر نہیں جانتا تها که کل کو اسکی محنتیں شرمندۂ نامرادی هونگی یا دولت مراد سے مالا مال ؟ حیات نباتاتی کی ایک جنت النعیم بن جاتی هے ' جس میں هر طرف مکافات عمل اور نتائج اعمال کے مناظر جمیله و مشاهدات حسینه' سرسبز پتوں اور شاداب شاخوں کی صورت میں چشم و بصیرۃ کو دعوت تحیر دیتے هیں: فتبارک الله احسن الخالقین !

البقیة تتلو

محلسراے شاهي قلعه آگره
ثمن برج

احتسـاب عمـومي

غفلت و تساهـل علماء حـق

مولانا و مخدومنا !!

السلام علیکم - آپ نے مجلۂ معدولۂ الہلال میں طریق تسمیہ و تذکرۂ خواتین کے زیر عنوان احتساب دینی کی نہایت اہم اور ضروری بحث چھیڑ دی ہے - میں اجازت چاہتا ہوں کہ اس ضروری مسئلہ پر اپنے ناچیز خیالات کا اظہار کروں - آپ فرماتے ہیں کہ "اسلامی سوسائٹی میں احتساب عمومی کی قوت ایک زمانے میں اپنے پورے اثر کے ساتھ کار فرما تھی مگر اب وہ ناپید ہے' اور یہی فقدان احتساب یعنی سوسائٹی کے دباؤ کا باقی نہ رہنا بد عملی اور ترک اخلاق حسنہ کا اصلی سبب ہے" بالکل بجا اور درست - لیکن کیا میں یہ پوچھنے کی جرات کرسکتا ہوں کہ یہ احتساب عمومی یا احتساب انفرادی یعنی ایک فرد قوم کا دباؤ دوسرے فرد قوم پر جو زمانۂ سلف میں اسلامی سوسائٹی میں پوری قوت کے ساتھ موجود تھا اور اب نہیں ہے' کیوں جاتا رہا ؟ اس قوت کے بے اثر اور زائل ہوجانے کی آخر کوئی وجہ تو ضرور ہونی چاہیے ؟ جدید تعلیم یافتہ اصحاب کی دینی احکام سے بے پروائی ایک بڑا سبب ہے' مگر کیا خود اس بے پروائی کے بروے کار آنے کی بھی کوئی وجہ بتائی جا سکتی ہے ؟ میں جدید تعلیم یافتہ اصحاب کی طرف سے کوئی جواب اس الزام کا پیش کرنا نہیں چاہتا' نہ اونکی تربیت کی کوشش اس مضمون پر قلم اوٹھانے کا باعث ہے - یہ درحقیقت اونکی ایک سخت غلطی اور بد بختی ہے کہ اونھوں نے اوس مکمل اور وسیع نظام مذہبی کے احکام کے معاشرتی حصہ کو جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ اور صیغہ میں یکساں طور پر کار آمد اور مفید تھا' یورپ کی کورانہ تقلید اور بیجا انقیاد پر قربان کردیا - لیکن یہ سوال پھر باقی رہ جاتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا ؟ یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ انسان غالب اور فاتح قوم کی ہر ادا پر شیفتہ ہوتا ہے اور اوسکی نقل اوتارنے کی ہر صورت سے کوشش کرتا ہے - لیکن نقل نقل ہی ہوتی ہے' اور نقال ان تمام خوبیوں کو جنکی وہ نقل اوتارنا چاہتا ہے' اپنے اندر پیدا کرنے سے مجبور ہوا کرتا ہے - پس اس نقالی کی ابتدائی روک تھام انھیں افراد کے ذمہ ہوا کرتی ہے اور فطرتاً ہونی چاہیے' جو غالب اور فاتح قوم کی ہر ادا میں دلفریبی اور محبوبی کی شان دیکھنے کے سحر سے مسحور نہیں ہیں - ظاہر ہے کہ یہ فرقہ صرف علماے دین کا ہے جنھیں سچی اسلامی تربیت کی خوبیوں کا پورا احساس ہے اور ہوسکتا ہے - پس اس قسم کی خرابیوں کا جو یورپ کی کورانہ تقلید سے پیدا ہوتی ہیں روکنا اسی برگزیدہ گروہ کے ذمہ بطور فرض کے عاید ہوتا ہے -

کہا جاتا ہے کہ یہ مقدس اور برگزیدہ فرقہ اپنے فرائض کی ادائگی سے غافل نہیں ہے - مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ یہ فرقہ جہاں تک امکان میں ہے ایسی کوشش ضرور کرتا ہے مگر یہ نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ اسقدر ضدی اور متمرد ہے کہ وہ اونکی نصیحت کو سننے تک کے لیے تیار نہیں ہے' عمل کرنا تو کجا ؟ لیکن میرا سوال اب تک حل نہیں ہوا - کیا اس ضد اور تمرد کے پیدا ہونے کی کوئی وجہ نہیں تلاش کی جا سکتی ؟ کیا انسانی تمدن کی تاریخ ہمیشہ سے یہی سبق دیتی آئی ہے کہ عام طور پر لوگ نصیحتوں کے سننے اور ذکرہ میں فائدہ اٹھانے کے مشتاق رہے ہیں ؟ اور کیا یہ صرف اسی زمانہ کی خصوصیت ہے کہ نصیحت کی طرف لوگ توجہ نہیں کرتے ؟ میرا خیال ہے کہ شاید ہمیشہ سے نوع انسان کا ایک حصہ اس امر کا عادی رہا ہے کہ اوسکو نصیحت کی جاے اور وہ نصیحت پر کاربند نہ ہو - پھر کیا یہ بات تسلیم کی جائے کہ اگر وہ ہادیان برحق جو الہام ربانی کو دنیا میں پھیلانے آئے تھے باوجود اس کے کہ انکی نصیحتوں پر اکثر عمل نہیں کیا گیا' اپنے فرض سے سبکدوش سمجھے جاتے ہیں محض اس بنا پر کہ انھوں نے دعوت حق کا کام انجام دیدیا' تو اس زمانے کے مقتدایان مذہب بھی اپنے فرض سے سبکدوش تصور کیے جائیں' جبکہ وہ اپنا فرض انجام دے چکے ؟

یعنی کیا اگر لوگ اوامر و نواہی پر کاربند نہیں ہیں یا ہونا نہیں چاہتے' تو اسمیں مقتدایان مذہب کا کوئی قصور نہیں ؟ میں اس نتیجے کو تسلیم کرنے کے لیے بالکل تیار ہوں اگر صرف یہ ثابت کردیا جاے کہ مقتدایان مذہب نے اپنا فرض اوسی صورت سے انجام دیا جیسا کہ چاہیے تھا - اگر در حقیقت وہ منشاء الہام ربانی کے موافق تبلیغ احکام کررہے ہیں' تو واقعی نتیجے کا بار ان کے ذمہ باقی نہیں رہتا' وہ خود اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہوچکے' کامیابی کے وہ ذمہ دار نہیں ہیں -

لیکن میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کو جنھیں یہ دعوی ہے کہ وہ اسلام کے پیرو ہیں مگر وہ احکام اسلام کی پروا نہیں کرتے' الزام دینے کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی ضرور خیال کرنا ضروری ہے کہ آیا مقتدایان مذہب نے جنکا فرض تبلیغ احکام اسلام تھا' اپنے فرائض کی ادائگی میں کوتاہی کی یا نہیں ؟ یہاں پر کوتاہی سے مراد صرف عدم تبلیغ ہی نہیں ہے' کیونکہ بظاہر اسکا ثبوت ذرا مشکل معلوم ہوتا ہے اور میں اپنے مضمون کے مبحث سے دور جا پڑونگا اگر میں اس بحث کو اوٹھاؤں' بلکہ میرا مقصد اس موقعہ پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ تبلیغ کے عملی کام میں جن امور کے ملحوظ رکھنے کی ضرورت تھی' وہ ملحوظ رکھے گئے یا نہیں ؟ بلا شبہ سوسائٹی خود ایک زبردست مصلح ہے' بشرطیکہ ان اصول کا عملدرآمد اوس میں جاری ہو جن پر عمل کرنا اوسکی ترقی کے لیے ضروری ہے - اگر ایسا عملدرآمد جاری نہیں ہے' تو اصول کی تعداد اپنی پابندی پر افراد کو مجبور نہیں کرسکتے - یہ ظاہر ہے کہ مسلمان اپنے سوشیل معاملات میں بھی مذہب ہی کا منہ دیکھتے ہیں' اور اس حقیقت سے انکار کرنا کفر ہے کہ اسلام نے معاشرتی زندگی کے لیے ایک مکمل دستور العمل تیار کردیا ہے' مگر ان اصول کا عمل

درآمد اس صورت سے ہو رہا ہے کہ وہ اکثر سوسائٹی میں جاری ہو ہی نہیں سکتے، کیونکہ جس صورت سے وہ عملدرآمد کے لیے پیش کیے جاتے ہیں وہ صورت اکثر ناقابل العمل ہوتی ہے - میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہر شخص کی خواہش کے مطابق احکام مذہبی میں تنسیخ و ترمیم کردی جائے، حاشا و کلا - مگر ہر موقعہ کی اہمیت کے لحاظ سے ہر کام کا کم و بیش ضروری یا غیر ضروری ہونا تو اسلام کے عملی نظام کا ایک بڑا خاصہ ہے - تعجب ہے کہ جو لوگ اسلام کی خالص تعلیم کی ترویج کے مدعی ہیں، وہ سب سے زیادہ اس تناسب اور اعتدال کی طرف سے چشم پوشی کرتے ہیں، جس پر احکام اسلام کا قابل عمل ہونا منحصر ہے، اور جسکی بنا پر خود اسلام محاسن و معائب کے مختلف مدارج اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے -

دنیا میں قوانین کے عملدرآمد اور ان کو جزو زندگی بنانے کے لیے سب سے زیادہ ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ چھوٹے اور بڑے جرائم کے لیے مختلف سزائیں مقرر کی جائیں، تاکہ جو طبیعتیں اسقدر بگڑی ہوئی نہیں ہیں کہ وہ بڑی سے بڑی سزا کو بھی بے پروائی سے دیکھیں، اونکو بڑی سزاؤں کا خوف اور اثر قائم رہے - اسلام نے بھی صغائر اور کبائر کی تفصیل اسی اصول کو مد نظر رکھکر کی ہے، لیکن اس زمانے کے مستدلال مذہب کا یہ حساب ہے کہ اون کے نزدیک چھوٹے سے چھوٹا جرم اور بڑے سے بڑا جرم مجرم کے دائرہ اسلام سے خارج ہوجانے کے معاملہ میں قریب قریب یکساں اثر رکھتا ہے -

تھوڑی دیر کے لیے اوس سوسائٹی کا تصور باندھیے جہاں دفعہ ۳۴ - پولیس ایکٹ کی خلاف ورزی کے ارتکاب پر بھی وہی سزا دی جاتی ہے، جو قتل عمد کی دی جاتی چاہیے، تو آپ کے سامنے اوس احتساب کی تصویر کھنچ جائیگی، جس کی اسوقت اسلامی سوسائٹی میں جاری رکھے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے -

یہ صرف معمولی واقعہ نہیں کہ بعض ایسے علما بھی جن کا تبحر اور تقدس مسلم ہے، اس قسم کی باتیں کہنے میں ذرا تامل نہیں کرتے کہ کوٹ پتلون پہننا یا میز پر کھانا کھانا انسان کے کافر کی سند ہے -

پھر جب دائرہ اسلام اسقدر تنگ ہے، جس سے انسان کا باہر ہوجانا ہر چھوٹی سے چھوٹی خلاف ورزی مسائل فروعی و فقہی پر لازم آتا ہے، اور جمہور عوام اپنے مقدس علما کی تقلید میں اسی بات کے قائل ہیں، تو احتساب عمومی کی وہ قوت کیونکر باقی رہ سکتی ہے جو زمانۂ سلف میں موجود تھی؟ جب ایسے صغائر کے ارتکاب پر بلکہ ایسے افعال پر جنہیں بعض حالتوں میں صغائر میں شمار کرنا بھی مشکل ہے بلکہ محض بے ضرر اور گناہ وثواب کے خیال سے بالکل بے تعلق ہونے کی وجہ سے مذہبی احتساب کے دائرے کے اندر بھی واقع نہیں ہیں، کوئی شخص مسلم سوسائٹی میں عزت کا مستحق نہیں رہ سکتا یا کم از کم جمہور عوام کی نظر میں معتوب ہوجاتا ہے، تو اوسے احتساب کا اندیشہ کہاں تک باقی رہ سکتا ہے، اور اون افعال کے ارتکاب سے جو درحقیقت صغائر بلکہ کبائر میں داخل ہیں، اوسے کون سی رکاوٹ اور کونسا دباؤ مانع آسکتا [illegible]

پس احتساب کی قوت کا زائل ہوجانا درحقیقت نتیجہ ہے اس کے غلط استعمال کا، یعنی احتساب بیجا کی شدت کی وجہ سے اون موقعوں پر جہاں اوسکا اثر فی الواقع قوی ہونا چاہیے تھا، وہاں بھی وہ مضمحل ہوگیا ہے - اور اون لوگوں کو جو آزادی عمل کو اپنی خواہشات نفسانی کے لیے ایک آڑ بنانا چاہتے ہیں، ایک حیلہ ہاتھ آگیا ہے کہ وہ یوں بھی اسلامی سوسائٹی میں عزت کی نظر سے نہیں دیکھے جاسکتے - پھر کیوں اپنے عیش ونفس پرستی میں خلل ڈالیں؟ میرے نزدیک یہ نتیجہ اس امر کا ہے کہ علمائے دین نے تبلیغ و اشاعت کا عملی فرض بجا لانا ترک کردیا ہے ورنہ تناسب کا وہ احساس جو صرف عمل کا نتیجہ ہے اس صورت سے مفقود نہ ہوجاتا اور اون کے پیش نظر ہمیشہ یہ بات رہتی کہ اساسی اصول کو محفوظ رکھتے ہوئے اکثر فروعی معاملات میں رفق و مدارات سے وہ کام نکلتا ہے جو شدت و غلظت سے کبھی نہیں نکل سکتا، اور غالباً بہت زمانہ نہیں گذریگا کہ علمائے دین کو یہ بات بجبر تسلیم کرنی پڑیگی جسے وہ اب بہ خوشی تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ اس وقت ہم تاریخ اسلام کے ایک جدید دور میں داخل ہو رہے ہیں، اور مستقبل امیدوں سے بھرا ہوا ہے - اشاعت اسلام کے عملی فرائض کا احساس پیدا ہوتا جاتا ہے، اور اوس بات کی طرف اب توجہ کو مبذول کرنے کے لیے ایک سامان غیب سے پیدا ہوگیا ہے جسپر اس عاجز نے رسالہ ید بیضا میں جو میری زیر نگرانی نکلنے والا ایک ماہوار رسالہ تھا، سنہ ١٩٠٩ ع میں پروفیسر ملٹ کی کتاب "نیو ازم" کے ترجمہ کے مقدمہ میں توجہ دلائی تھی یعنی یہ کہ اسلام کے ہمہ گیر اصول کی روشنی کو بلاد مغرب تک پہونچانے کا وقت اب قریب آگیا ہے - خداوند تعالی مدد کرے - آمین -

عبد الغفار - احمر - بی - اے (علیگ)

الهلال :

آپنے نہایت سنجیدگی سے ایک نہایت ہی اہم اور اقدم مسئلہ پر بحث کی ہے جزاکم اللہ - لیکن ساتھہ ہی متعجب ہوں کہ آپ تمام تحریرات سے کیوں آپ بے خبر رہے جو آغاز اشاعت الہلال سے اس بارے میں نکل چکی ہیں اور جن میں نہایت واضح طور پر اس عاجز نے اپنے خیالات ظاہر کیے ہیں - بہرحال آئندہ نمبر میں اسکی نسبت عرض کرونگا -

---

باجلاس جناب قاضی عبد العزیز خانصاحب نائب تحصیلدار پشین ضلع کوئٹہ بلوچستان -

مقدمہ اتن مل موہن مل بذریعہ اتن مل دکاندار بازار سراوان تحصیل پشین ضلع کوئٹہ ملک بلوچستان - مدعی بنام سلطان بخش ولد نا معلوم ذات درزی سکنہ بازار سراوان مدعا علیہ

دعوی مبلغ ۳۷ روپیہ - ۳ آنہ

مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعا علیہ روپوش ہے اور باوجود تلاش کے کچھہ پتہ مدعا علیہ کا نہیں ملا اسلیے یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ صدر بتاریخ ۲۰ جنوری سنہ ١٩١٤ع اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہوکر پیروی مقدمہ نہیں کریگا - تو بموجب دفعہ (١٠٠) ضابطہ دیوانی تجویز مقدمہ یکطرفہ عمل میں آویگی - دستخط اور مہر عدالت سے آج بتاریخ ١١ ماہ دسمبر سنہ ١٩١٣ ع جاری ہوا

(مہر عدالت)

١٣٨٥٧

انتقاد

اردو علم ادب اور ایک فرمانروا مصنف

علیا حضرت نواب سلطان جہاں بیگم دام اقبالہا فرمانروائے بھوپال

ذوق علم اور امارت و ریاست ' ایک وجود میں بہت کم جمع ہوئے ہیں - اگر تمام دنیا کی تاریخ سے امثال علم و کمال اکٹھا جمع کیے جائیں تو معلوم ہوگا کہ علم و ہنر کو افلاس سے ایک خاص مناسبت رہی ہے - اسکا جمال مقدس ہمیشہ جسم خاک آلود ' بوریائے شکستہ ' اور گلیم صد پیوند کے ساتھہ جلوہ آرا ہوا ہے اور تخت حکومت اور ایوان عیش و راحت کو بہت کم اسکی ہم آغوشی نصیب ہوئی ہے ،

نہ سرورئی شاہاں را جگر می باید
کہ سنگ لعل حالی از شرار سمی

اللہم احینی مسکینا ' و امتنی مسکینا ' و احشرنی فی زمرۃ المساکین -

تاہم مبدا فیاض کی بخشش و سخا کی کوئی حد نہیں - بعض ایسے شاندار مستثنیات بھی اس کلیہ میں موجود ہیں جنکا وجود دربار شاہی و اجلال اور مجلس علم و کمال ' دونوں کیلیے موجب افتخار رہا ہے :

و ما احسن الدین والدنیا لو اجتمعا

خصوصیت کے ساتھہ تاریخ اسلام اس امتیاز خاص سے سرفراز رہی ہے - اسلام کی علم دوستی نے جو روح علمی اپنے پیرؤں میں پیدا کردی تھی ' اسکی کار فرمائیوں کو تخت حکومت کی مشغولیتیں نہ روک سکیں - وہ امرا و شاہان اسلام جو صبح کو دربار شاہی میں نظم ممالک اور سمع بلدان کے احکام و اوامر نافذ کرتے تھے ' ایک وقت آتا تھا کہ تخت حکومت کی جگہ فرش مجلس پر ' اور بجاے شمشیر کی جگہ قلمدان تصنیف و تالیف کے سامنے ' اوراق کتب اور اجزاء صحائف کی جمع و تدوین میں مصروف ہوجاتے تھے !

ابو ہاشم خالد بن یزید بن معاویہ کے فن کیمیا (المستری) اور طب میں کتابیں تصنیف کیں - قاضی ابن خلکان نے اسکا ترجمہ لکھا ہے اور ابن الندیم نے کتاب الحرارت اور کتاب الصحیفہ اسکی تصنیفات میں سے دیکھی تھی - خلیفہ المعتز عباسی ایک اول درجہ کا ادیب و مصنف تھا - نوح سامانی کی تصنیف کا دیوان

کہا گیا ہے - صاحب ابن عباد کی شہرت اسقدر ہے کہ تذکرہ کی ضرورت نہیں - ابو الفداء کی تاریخ مشہور ہے - جمال الدین قفطی نے تاریخ الحکما ایوان امارت میں لکھی - سلطان محمد فاتح عثمانی کی ایک تصنیف قسطنطنیہ میں ابتک موجود ہے - بادشاہوں کی خود نوشتہ سوانح عمریاں (آٹو بائیو گرافی) فارسی علم ادب کا ایک امتیاز خاص تسلیم کیا گیا ہے - تزک بابری اور جہانگیری ہمارے پاس موجود ہیں -

تصنیف و تالیف سے قطع نظر کرکے اگر محض علم دوستی کے لحاظ سے دیکھا جائے ' تو تاریخ اسلام سے صدہا خلفا و امرا کے نام گنائے جا سکتے ہیں ' اور بلا خوف تغلط دعوا کیا جاسکتا ہے کہ علم و امارت کے اجتماع کی مثالیں جسقدر تاریخ اسلام پیش کرسکتی ہے ' دنیا کی کوئی متمدن قوم نہیں پیش کرسکتی -

لیکن انقلاب کا یہ تماشا کسقدر عبرت انگیز منظر ہے کہ جس قوم نے تلوار کے سائے اور تخت کی گود میں پرورش پائی تھی ' آج اسکے مدارس و جوامع کے صحن اور علم و فن کی مجالس ذوق علمی سے خالی ہیں ' اور ایوان و دربار سے کیا امید رکھیے کہ خود ہماری مدارس اور دار العلوم بھی ایک مصنف پیدا کرنے سے عاجز ہوگئے ہیں :

آنکہ بر ابتداے سخن من ہم
شوادید حکایت انتہا ہے سہ

و ما ظلمہم اللہ و لکن کانوا انفسہم یظلمون !

(فرمانرواے بھوپال)

لیکن الحمد للہ کہ ایک مطہر موجودہ عالم اسلامی میں ایسی موجود ہے ' جو ریاست و ملک رانی کے ساتھہ شوق علم اور ذوق تصنیف و تالیف کو بھی جمع کرتی ہے ' اور موجود کیا جاتا کہ وہ صنف رجال میں سے نہیں ہے جس کو اپنے قدم کا ہمیشہ غرور بڑھتا رہا ہے ' بلکہ اس صنف اناث میں سے ہے جسکو دماغی و ذہنی اشغال سے ہمیشہ معذور سمجھا گیا ہے ' اور فی الحقیقت اگر ایسی ہی چند مثالیں ہر دور میں ملتی رہیں تو قول متنبی کے :

لفضلت النساء علی الرجال

فی الحقیقت یہ وجود گرامی آج نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم اسلامی کے لیے موجب صد افتخار ہے - حضور عالیہ کی ذاتی ذہانت و لیاقت ' فہم تدبر و نظم ریاست ' سیاست دانی و کار فرمائی ' جوش ملی و اسلام خواہی ' علم پروری و جود و سخا ' اعمال خیریہ و کارہاے حسنہ ' ایسے اوصاف جلیلہ و عظیمہ ہیں '

اردو علم ادب کی ایک فرمانروا مصنفہ محترمہ -
علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا

جنمیں سے هر ایک وصف بجاے خود کسي انسان کے شرف و امتیاز کیلیے بہترین وسیلہ هو سکتا هے - ان سب پر مستزاد یہ کہ وہ بہ حیثیت ایک مصنفہ و اهل قلم کے بھي حلوہ افروز هیں ' اور مسلسل نہ صرف مفید و دلچسپ کتابیں انکي تالیفات میں سے چھپ کر شایع هو چکي هیں -

هر کام کي قیمت اسکے عوارض و اضافي حالات کي نسبت سے قرار دي جاتي هے - اگر ایک فقیر علم ' مدرسہ و خانقاہ کے حجرے میں بیٹھکر ' دنیا کے تمام تفکرات و ترددات سے قطع تعلق کرکے ' تصنیف و تالیف میں مصروف هے تو اسکے اشغال علمیہ کے نتائج جسقدر بھی اعلی و اکمل هوں ' هونے هي چاهئیں - و لکل من رجال -

لیکن ایک فرماں رواے ریاست لاکھوں مخلوقات الهي کي نگراني و خدمت گذاري اور ایک بڑے خطۂ ارضي کے نظم و ادارہ کے ساتھہ اگر ایک صفحہ بھي تالیف کرکے پیش کردے ' تو هزار درجہ اس سے کہیں زیادہ موجب استحسان و شرف و احترام هے !

میں ریاست بھوپال کي خدمات دیني و قومي کا تذکرہ نہیں کرونگا ' کیونکہ یہ امر اس درجہ واضح و آشکارا هے کہ محتاج تفصیل نہیں - هر شخص جو موجودہ قومي و دیني و علمي کاموں کے حالات سنتا رهتا هے ' اس سے بے خبر نہیں هے کہ اس ایک هي آفتاب جود و سخا کي روشني کس کس گوشے کو منور نہیں کر رهي ؟

رشک آیدم بہ روشني دیدہ هاے خلق
دانستہ ام کہ از اثر گرد راہ کیست ؟

حق یہ هے کہ حق سبحانہ و تعالی کي یہ ایک بہت بڑي بخشش توفیق هے جو فرمانروالے بھوپال کو مرحمت هوئی هے - دولت و قوت ایک امانت الهي هے ' جو صرف اسلیے هے تاکہ ایک خادم و امانت دار کي طرح اسکي نگراني کي جائے ' اور اسکو بندگان الهي کي خدمت اور مرضات الهیہ کي راہ میں خرچ کیا جائے ' اور جس خوش طالع کو امارت و ریاست کے ساتھہ اسکے استعمال صحیح کي بھي قابلیت عطا هو ' اس سے بڑھکر اس آسمان کے نیچے کوئي خوش بخت نہیں - زاهدان شب زندہ دار جو صائم الدهر اور دائم نوافل گذار هوں ' مجاهدین فی سبیل اللہ جو اپنے نفوس کو حفظ کلمۂ حق و صداقت کي راہ میں قربان کریں ' علماء شریعت اور صوفیاء طریقت ' جو اپني خدمات علم و تفقہ اور ارشاد و هدایت سے خلق اللہ کو سعادت اندوز فرمائیں ' یہ سب کے سب بھي ان مدارج عالیہ اور فضائل الهیہ سے محروم هیں ' جو اس خوش نصیب کو حاصل هونگے -

پس اصل یہ هے کہ اگر حق تعالے نے سرکار عالیہ کو خدمت ملک و ملت کي توفیق مرحمت فرمائي هے ' تو اسکے لیے قوم کو جتنا انکا شکر گذار هونا چاهیے ' اس سے کہیں زیادہ خود انکو اللہ کا شکر گذار هونا چاهیے ' اور انسان کو چاهیے کہ انسانوں کي مدح کم کرے پر خداے قدوس کي حمد و ثنا زیادہ بجا لاے -

ولئن شکرتم لازیدنکم ' ولئن کفرتم ' ان عذابي لشدید -

تمام ملک انکي سچي مدح سے گونج رها هے ' مگر میں مدح مزید کي جگہ یہ عرض کرونگا کہ وہ اور زیادہ شکر نعمت بجا لائیں ' اور سعي فرمائیں کہ اس سے بھي زیادہ کار هاے خیر انکي ذات شاهانہ سے معمور و رونق پائیں - وقت هے کہ انکي توجہ عالي کسي عظیم الشان دیني خدمت کي طرف مبذول هو کہ ملت بیضاء اپني غربت اولی میں مبتلا هوگئي هے ' اور ایسے افراد عالیہ کي از بس محتاج هے -

بہر حال سردست مقصود حضور عالیہ کي تصنیفات هیں ' جن میں سب سے پہلے ضخیم و مطول خود نوشتہ سوانح عمري یا تزک سلطاني هے ' اور دو تازہ مطبوعات تربیت اطفال اور حفظان صحت کے متعلق هیں -

اردو علم ادب اپنے صف مصنفین میں ایک ایسے وجود گرامي کي موجودگي پر جسقدر شادماں و نشاط کار هو ' کم هے - سوانح عمري کے مطالعہ کا ابتک مجھے موقعہ نہیں ملا - سردست آخري رسائل کے متعلق آیندہ نمبر میں کچھہ عرض کرونگا :

ولو کان النساء کمن ذکرنا
لفضلت النساء علی الرجال !

بڑی جنتری سنہ ۱۹۱۴

قیمت ایک روپیہ نامي پریس - کانپور

جناب منشي رحمت اللہ صاحب رعد کے نامي پریس اور انکي خوشنما و دلچسپ تقویم نے اپني صوري و معنوي خوبیوں کے لحاظ سے جو شہرت تمام ملک بلکہ بیرون هند تک میں حاصل کرلي هے ' وہ محتاج بیان نہیں -

هر سال ملک کو انکي تقویم کا انتظار هوتا هے ' انهوں نے سنگي طباعة کے جو نمونے اپني مطبوعات علي الخصوص سالانہ تقویم کي رنگین تصاویر اور مطلا و مذهب مینا کاري میں دکھلاے هیں ' وہ انکي طبع صنیع اور کمال فن پر گواهي دیتے هیں -

اِس سال کي جنتري بھي مرتب هوکر شائع هوگئي هے - افسوس هے کہ باوجود خاموش اور پر سکون زندگي کے وہ مسجد کانپور کے الم ناک حوادث سے محفوظ نہ رہسکے ' اور اسکي پریشانیوں کي وجہ سے تقویم کي ترتیب و اشاعت میں دیر هوگئي -

سال تمام کا سب سے بڑا حادثہ مسجد مچھلي بازار کانپور کا واقعہ تھا اسلیے ابتدا میں اسکي تصویر دي هے - معمولي تقویمي جداول ' و مطالب کے حسب معمول تاریخي حصہ علاوہ تاریخ افغانستان کا باتصویر هے - مصوري و نقاشي کے متعلق ایک نہایت دلچسپ مضمون درج کیا هے اور انگریزي کے با تصویر جغرافي نقشوں کے اصول پر تمام قطعات ارض کے نقشے بھي دیے هیں ' جنمیں ان ممالک کي مشہور بحري و ارضي پیداوار ' عمارتیں ' بحور و انہار ' اور خصوصیات ملکي دکھلاے گئے هیں جو نہایت دلچسپ هیں -

نمایش دستکاري خواتین هند

اعـــــلان

نمایش مندرجہ عنوان جسکا انعقاد ۱۶ مارچ سے ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع تک علیا حضرت دام اقبالها نے منظور فرمایا تھا - وہ اب بوجہ قربت زمانہ درو فصل بجاے تواریخ مذکورہ کے یکم مارچ سے دهم مارچ سنہ صدر تک منعقد هوگي بغرض اگاهي هر خاص و عام اس خطر سے کہ نمایش مذکورہ نمایش اسپان کے ساتھہ ساتھہ منعقد هو اطلاع دیجاتي هے - فقط -

حسب الحکم فرمان رواے بھوپال
اودہ نراین - بسریا
چیف سکریٹري فرمان رواے بھوپال

مذاکرۂ علمیۃ

غـرائب الافلاک

او ملکـوت السمـاوات

صفحة من علم الفلک الحدیث

او لم ینظروا في ملکوت السماوات والارض و ما خلق الله من شي ؟

گرمیوں کي راتوں میں جبکہ آسمان ابر و غبار سے صاف اور چھوٹے بڑے ستاروں سے جگمگا رہا ہو' تو کون ایسا بیدل ہے جسکی نظر ایک بار اس باصرہ نواز جمال طبیعي کي طرف نہ اٹھہ جائیگي ؟ ان دیکھنے والوں میں کتنے ہي ایسے ہونگے جو ایک بار تو ضرور اپنے دل سے پوچھہ لیتے ہونگے کہ :

چیست این گنبد طلسمین کار ؟

لیکن اگر آج جبکہ فطرۃ کے نوامیس و اسرار کے کشف و ادراک میں انسان کو اسدرجہ توغل و انہماک ہے' ہمارے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے تو آج سے بہت پہلے اسوقت بھي لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو چکا ہے' جبکہ نوامیس طبیعہ سے انسان کے جہل اور عدم ارتقاء فکري کا یہ حال تھا کہ وہ ہر اثر طبیعي کے لیے ایک علحدہ خدا مانتا تھا' اور اسطرح اسکے ہزارہا خود ساختہ معبود تھے' جنکے ہیاکل و معابد میں اسکا سر نیاز ہم ا[illegible] دست دعا بلند ہوتا تھا !

* * *

حیوان اور انسان' دونوں ایک ہي شے کو دیکھتے ہیں - وہ شے اگر حیوان کیلیے ضرورت کي ہوتي ہے اور اسکو اسوقت اس شے کي حاجت بھي ہوتي ہے تو وہ رکتا ہے اور اس سے متمتع ہوتا ہے' ورنہ ایک غلط انداز نظر ڈالتا ہوا گذر جاتا ہے -

لیکن انسان بہر حال رکتا ہے اور سوچتا ہے کہ یہ کیا ہے ؟ کہاں سے آئي ؟ کیوں کر آئي ؟ وغیرہ و غیرہ -

یہي شے ہے جسکو " تجسس و تفحص " کہتے ہیں' اور یہي انسان کے تمام علوم و معارف کا سر چشمہ' اور اسکے مساعی و مجاہدات کا محرک اصلي ہے اور اسی لیے قران کریم نے جا بجا تدبر و تفکر پر زور دیا ہے -

لیکن یہ کیسی عجیب بات ہے کہ اس تجسس کے عمل کا آغاز زمین اور اسکے قرب و جوار کي اشیاء کے بدلے سب سے پہلے آسمان سے ہوتا ہے !

تم نے دیکھا ہوگا کہ بچے جب پوري طرح بولنے لگتے ہیں اور اپني ماں کي آغوش میں شب کو صحن میں لیٹتے ہیں' تو کون و ما في الکون کے متعلق انکے سوالات کا آغاز آسمان اور ستاروں ہي سے ہوتا ہے - وہ پوچھتے ہیں کہ " آسمان کیا ہے " ؟ کیا ستارے اسمیں جڑے ہوے ہیں ؟ چاند بھي جڑا ہے ؟ چاند کیا چلتا ہے ؟ کیا اسکے بھي ہماري طرح پانوں ہیں ؟

اسکے مقابلہ میں آب و آتش' خاک و باد' اشجار و اثمار' حیوانات و جمادات' یعني جو چیزیں زمین کے متعلق ہیں' انکي نسبت سوال کي نوبت بمشکل سن شعور تک پہنچنے کے بعد آتی ہوگی -

نوع کا دماغ بالکل افراد کے دماغ کے مشابہ ہوتا ہے - پس جسطرح کہ افراد کے دماغ پہلے سماء و ما في السماء کی تحقیق کي طرف متوجہ ہوتے ہیں' اسیطرح غالباً نوع کا دماغ بھی سب سے پہلے سماء و ما في السماء کی طرف متوجہ ہوا -

وجہ تقدم خواہ صرف یہی ہو' یا اسکے علاوہ اور اسباب بھی ہوں' مگر تاریخ علوم کا یہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے کہ انسان کا قدیم ترین سرمایۂ علمی آسمان ہي کے متعلق ہے -

* * *

دنیا کے قدیم ترین لوا برداران علم ہندوستاني' مصري' اور کلداني ہیں اور تاریخ علوم کا یہ ایک اہم مبحث رہا ہے کہ انمیں سے شرف اولیت کا حقدار کون ہے ؟

اس بحث کا نہ تو یہ موقع ہے اور نہ ضرورت ہے اسلیے ہم اسکو قلم انداز کرتے ہیں - شرف اولیت خواہ کسی کو حاصل ہو مگر تینوں قوموں میں علوم فلکیہ نہایت ترقي کر چکے تھے - انکے جانشین یوناني ہوے یونانیوں میں بھی علوم فلکیہ کي گرم بازاري رہي -

ان تمام امم پیشین نے علوم فلکیہ کي بیش بہا خدمت کي' اور بعض مسائل تو ایسے دریافت کیے کہ اگر آج با ایں ہمہ تقدم علوم و توسع ذرائع اکتشاف' وہ مسائل دریافت ہوتے' تو علمي دنیا صداہاے تحسین و آفرین سے گونج اٹھتي

ان اسلاف کے دریافت کردہ بعض قواعد ایسے ہیں جن سے گو اسوقت کسی وجہ خاص سے صحیح نتائج نہ نکالے جاسکیں' مگر وہ قواعد بجاے خود بالکل صحیح اور بہترین قواعد ہیں' اور آج ہمارے بہت سے مسائل کا مبني و اساس -

مثلاً زمین' آفتاب' اور ماہتاب کو لو - زمین سے یہ دونوں ستارے بہت دور ہیں مگر ان دوریوں کے بعد میں کیا نسبت ہے ؟ ارسطراخس نے آج سے دو ہزار دو سو برس پہلے قیاس سے کہا تھا کہ یہ نسبت انیس اور ایک کی ہے - یعني' چاند زمین سے جسقدر دور ہے' سورج اس سے ۱۹ گونہ زیادہ دور ہے - ہرچند یہ ارسطرخس کا یہ قیاس صحیح نہیں' آفتاب و ماہتاب کے بعد میں اس سے کہیں زیادہ نسبت ہے' مگر با ایں ہمہ جس قاعدہ کی بنا پر اس نے یہ نتیجہ نکالا تھا' وہ قاعدہ بالکل صحیح اور اسدرجہ دقیق و غامض ہے کہ اس زمانہ کے فلکیین میں سے عوام ایک طرف' خواص کا ذہن بھي شاید وہاں تک نہ پہنچتا -

* * *

تمام علوم کی طرح علم الفلک پر بھي تقدم و تاخر' اور ترقي تنزل کے مختلف دور گزر رہے ہیں - ایک زمانہ وہ تھا کہ اوج

ترقی پر تھا - نئے ستاروں کے اکتشاف ' مقدار رفتار ' سمت رفتار ' ایام طلوع و غروب وغیرہ وغیرہ مسائل کی تحقیقات سے اسکے سرمایہ میں اضافہ ہو رہا تھا - پھر وہ زمانہ آیا کہ تنزل شروع ہوا ' یہاں تک کہ بالآخر رفتار ترقی جمود و سکون سے بدلگئی - اسوقت کے علم الفلک کا سرمایہ صرف اسلاف کے آراء و افکار تھے -

یہی حالت رہی یہاں تک کہ گلیلیو اطالی (Galiles) پیدا ہوا - گلیلیو نے اس جمود کو حرکت سے بدلا اور اس انقلاب عظیم کی داغ بیل ڈالی جو ہم اسوقت دیکھہ رہے ہیں -

* * *

در اصل اس انقلاب کا سبب وہ چھوٹی سی دوربین تھی جو اس نے سنہ ۱۶۰۹ ع میں بنائی تھی -

اس دوربین سے اس نے ستاروں کے دیکھنے میں مدد لی - اس تجربہ میں جب اسکو کامیابی ہوئی تو اسی اصول پر اس نے ایک بڑی دوربین بنائی - اس بڑی دوربین کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ مشتری کے گرد گردش کرنے والے چاند نظر آگئے -

گلیلیو کی دوربین ایک خاص حد تک بڑھائی جا سکتی تھی - پس اگر آلات رصدیہ کی ترقی اس دوربین تک آ کے رک جاتی ' تو یقیناً یہ انقلاب اسقدر عظمت و وسعت اختیار نہ کر سکتا -

لیکن بند ٹوٹ چکا تھا اور عرصہ کے رکے ہوے پانی میں حرکت شروع ہوگئی تھی ' یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی جمود طویل کے بعد حرکت شروع ہوتی ہے تو پھر بغیر کسی شدید استعداد کے وہ نہیں رک سکتی - چند ہی سال گزرے تھے کہ اسی اصول پر بلور سے دوربینیں بنائی گئیں جو بہت زیادہ بڑھائی جا سکتی تھیں ' چنانچہ اسی زمانہ میں ہرسل نے اپنی بڑی دوربین بنائی ' جسکا چونگا ۴۰ قدم (فیٹ) لمبا تھا - اس دوربین سے اس نے وہ ستارے دیکھے ' جو گو حجم میں آفتاب سے بہت زیادہ بڑے ہیں مگر با ایں ہمہ بعد مسافت کی وجہ سے ہزاروں سال میں انکی روشنی ہم تک پہنچتی ہے - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نور کی رفتار فی ثانیہ (سکنڈ) دو لاکھہ میل ہے -

* * *

دوربین کی اس غیر معمولی ترقی نے انکشافات کا دروازہ کھولدیا ' اور ایسے ایسے عجیب و غریب حقائق ہیئۃ بے نقاب ہوے ' جنکا وہم و گمان بھی قدما کو نہ تھا -

تم نے بارہا تاروں بھری رات میں چھوٹے چھوٹے صدہا ستارے بکھرے ہوے دیکھے ہونگے ' مگر شاید کبھی تمھیں انکی اصلی حقیقت کا وہم بھی نہ ہوا ہوگا ؟

نئی ترقی یافتہ دوربینیں بتاتی ہیں کہ یہ ستارے جو ہمیں اسقدر صغیر الحجم مثل نقطے کے نظر آتے ہیں ' در اصل ہمارے آفتاب کی طرح بڑے بڑے آفتاب ہیں - انمیں سے بعض ایک ہیں اور بعض دو کا مجموعہ - - انکے رنگ اور رنگ کی طرح انکا مادہ قوام یا مایہ خمیر بھی مختلف ہے - بعض کا قوام گیس سے ہے اور بعض چھوٹے چھوٹے ذرات سے مرکب ہیں -

اسیطرح ایک ستارہ ہے جسے عرب " غول " کہتے ہیں - اس ستارہ کی یہ حالت ہے کہ کبھی کبھی اسقدر ماند پڑ جاتا ہے کہ بمشکل نظر آتا ہے - عنترہ عبسی ایک مشہور شہسوار اور نبرد آزما عربی شاعر ہے - وہ کہتا ہے :

والغول بین یدي یظهر تارة
ویکاد یخفی مثل ضوء المشعل

ترجمہ — اور ستارہ غول کبھی تو اسقدر پر نور ہوتا ہے کہ خوب ظاہر و واضح نظر آتا ہے ' اور کبھی اسقدر ماند ہوجاتا ہے کہ مشعل کی روشنی کی طرح معلوم ہوتا ہے کہ چھپ جانے کو ہے -

اس تغیر ظلمت و نور کے اسباب پہلے غیر معلوم تھے مگر اب تحقیق ہوگئے ہیں - اصل یہ ہے کہ جسطرح ہماری زمین کے گرد چاند گردش کرتا ہے ' اسی طرح اس ستارہ کے گرد بھی ایک اور ستارہ گردش کرتا ہے - یہ دوسرا ستارہ خود روشن نہیں ہے بلکہ تاریک ہے - اسلیے جب وہ گردش کرتے کرتے غول کے اس حصے کے سامنے آجاتا ہے جو ہماری زمین کے بالمقابل ہے تو غول کا نور کم ہو جاتا ہے اور ہماری نظر سے قریباً مخفی و مستور ہو جاتا ہے - پھر یہ دوسرا ستارہ جسقدر ہٹتا جاتا ہے ' اتنا ہی غول بھی نظر آتا جاتا ہے ' یہاں تک کہ بالکل درخشاں اور جگمگاتا ہوا نمایاں ہو جاتا ہے -

ستارہ " قطب " در اصل چار ستاروں کا مجموعہ ہے ' انمیں سے تین تو نہایت درخشاں ہیں اور ایک کسیقدر کم روشن ہے -

" رجل الجبار " در اصل دو آفتاب ہیں - انمیں سے ایک سفید اور ایک نیلگوں ہے -

* * *

تم نے دیکھا ہوگا کہ شب کو چمکتے ہوے تاروں میں چند ستاروں کے گچھے یا جھرمٹ نظر آتے ہیں - موجودہ تحقیق یہ ہے کہ اس قسم کے ستارے کم از کم ایک لاکھہ ۴۰ ہزار ہیں - بلکہ اغلب یہ ہے کہ تمام ستاروں میں سے ایک ثلث اسیطرح مزدوج ہیں :

جسطرح ہمارا عالم شمسی ہے ' اسیطرح ان نجوم مزدوجہ کے بھی عوالم شمسیہ ہیں - بالفاظ واضح تر جسطرح ہمارے عالم میں ایک آفتاب ہے - وہ اپنی جگہ پر ساکن ہے ' اسکے گرد تمام دوسرے سیارے گردش کر رہے ہیں ' اسیطرح ان نجوم مزدوجہ میں بھی ایک ستارہ مثل مرکز کے اپنی جگہ پر قائم ہے اور باقی ستارے اسکے گرد پھر رہے ہیں - البتہ ہمارے عالم اور ان ستاروں کے عوالم میں فرق یہ ہے کہ ہمارے عالم کے ستاروں کے حجم میں باہم بہت فرق ہے - مثلاً ہمارا آفتاب مشتری سے ۱۰۴۷ گونہ بڑا ہے ' اور اپنے تمام سیارات و اقمار سے ۷۴۹ گونہ - مگر ان نجوم مزدوجہ کے عالموں میں شاید اسقدر تفاوت نہیں ' وہاں بڑے سے بڑا ستارہ چھوٹے سے چھوٹے ستارے سے چارگونہ بڑا ہے -

بعض علماء کہتے ہیں کہ اغلب یہ ہے کہ ان ستاروں میں سے ہر ستارہ ہمارے آفتاب کی مانند ہے ' یعنی اتنا ہی یا اس سے زیادہ بڑا ہے ' اور اسکے گرد دیگر سیارات گردش کرتے ہیں - اس خیال کا جزء اول یعنی کبر حجم تو ایک غیر مختلف فیہ مسئلہ ہے - البتہ دوسرا جزء یعنی اسکے گرد ستاروں کی گردش البتہ ایک حد تک محل نظر ہے - کیونکہ اسکے ثبوت کی کوئی دلیل نہیں ' اور برعکس اسکی نفی کی تائید میں دلائل ملتے ہیں -

* * *

پہلے رصد کا قاعدہ یہ تھا کہ رصد گاہ میں بیٹھکے آسمان کی طرف دیکھتے رہتے تھے - ظاہر ہے کہ یہ طریقہ کسقدر وقت ضائع کرنے والا اور موجب تعب و دقت تھا ' مگر اختراعات کی کثرت اور آلات و ادوات کے توفر نے جہاں اور بہت سی انسانی مصائب کو کم کیا ' وہاں اس علمی مصیبت کو بھی آسان کر دیا -

علماء نے رصد گاہوں میں بیٹھنا کم کر دیا ' اسکے بدلے دوربینوں کو اسطرح رکھا کہ وہ ستاروں کے ساتھہ ساتھہ گھومتی جائیں - پھر ان دوربینوں سے آلات تصویر کو اسطرح ملا دیا کہ وہ بھی دوربینوں کے ساتھہ ساتھہ گھومتے رہیں ' اور اجرام سماویہ

ہے ہر روز کا عکس ان آلات تصویر پر پڑتا رہے ' اسطرح بغیر رصد گاہوں میں بیٹھنے کی زحمت گوارا کیے وہ تمام باتیں معلوم ہو جاتی ہیں جو کئی لمبی دن تک بیٹھنے کے بعد معلوم ہوتی تھیں - یہ آلات تصویر ستاروں کی ہر نقل و حرکت کی تصویر لیلیتے ہیں - گویا اب یہی آلات تصویر ان علماء راصدین کی قائم مقامی کرتے ہیں جو رصد گاہوں میں لیل و نہار مراقب رہا کرتے تھے !

اس طریقہ سے علاوہ اقتصاد وقت و محنت کے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ستارہ خواہ کتنی ہی دور ہو' اسکا نور چاہے جسقدر ہی کم ہو' اور حرکت و تغیر خواہ کتنی ہی خفیف ہو' مگر لوح تصویر پر ہر نقل و حرکت پوری پوری آ جاتی ہے اور وہ دقیق و تاریک چیزیں جو آنکھ کے دست رس سے باہر نہیں اور اسلیے رہجاتی تھیں ' اب کسی طرح نہیں رہسکتیں !

* * *

فن آلات ساری کی ترقی نے وہ وہ محیر العقول کرشمے دکھائے ہیں کہ اگر آج سے چند صدیاں پہلے یہ آلات ہوتے تو صاحب آلات ساحر یا شعبدہ باز سمجھا جاتا - اگر آج سو برس پہلے کے لوگ زندہ ہو جائیں اور دنیا کے موجودہ حالات دیکھیں ' تو غالبا اپنے آپ کو عالم خواب یا کسی طلسم کدہ میں سمجھیں' کیونکہ آج اسرار و نوامیس طبیعت کے انکشاف اور آلات کی ترقی سے جو حیرت انگیز کام انجام پا رہے ہیں ' ان تک اسلاف کا وہ مخیلہ بھی نہ پہنچا تھا ' جو ساحروں اور اجنہ کی ہوش ربا داستانیں تصنیف کیا کرتا تھا -

ترقی آلات کی ایک مثال وہ آلہ ہے ' جس کو رنگ نما (Spectrascope) (۱) کہتے ہیں اس آلہ سے نور کے مختلف رنگ جدا کیے جاتے اور ان رنگوں کے امتحان و اختبار سے اس جسم منور کے مادہ کا سراغ لگایا جاتا ہے - مثلاً ایک جسم منور مسی ہے ' تو اسکے نور کی تحلیل سے سبز خطوط پیدا ہونگے ' یا اگر رنگ کا ہے تو نیلگوں خطوط پیدا ہونگے - و قس علی ذلک -

اس آلہ " رنگ نما " سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس جسم منور کا قوام جامد ہے یا کوئی گیس ؟ اور آیا وہ کسی گیس کے لفافہ میں ملفوف ہے یا نہیں ؟

* * *

جسطرح نور کی سیٹی سے اسکے قرب و بعد اور سمت کا اندازہ ہو جاتا ہے ' اسیطرح اجرام سماویہ کے نور سے انکی سمت و سرعت رفتار کا بھی علم ہو جاتا ہے - صرف شعاعوں یا انکے عکس کو دیکھکے علماء فلک معلوم کرلیتے ہیں کہ یہ ستارہ آ رہا ہے یا جا رہا ہے ' اور نیز یہ کہ اسکی رفتار سریع ہے یا بطی ؟ غرضکہ اجرام سماویہ کے متعلق ہماری معلومات کا ایک بڑا ذریعہ انکا نور ہے - صرف ایک نور سے ہم انکے مادہ قوام' سمت رفتار' اور سرعت و بطی سیر کو معلوم کرلیتے ہیں - لیکن اس آلہ " رنگ نما " سے استفادہ آسان نہیں ' کیونکہ اس سے صرف خطوط نظر آتے ہیں ' اور ان خطوط سے عناصر کا اندازہ کیا جاتا ہے - بعض عنصر مثلاً لوہے سے متعدد اور مختلف اللون خطوط پیدا ہوتے ہیں - مگر چاندی کے خطوط اس سے مختلف اور سونے کے ان دونوں سے متبائن ہوتے ہیں - پس اصلی دقت کار اس امر کی تمیز ہے کہ کون خط کس عنصر کے سبب سے پیدا ہوا ہے ؟ اور آیا یہ متعدد خطوط کسی ایک عنصر کا نتیجہ ہیں یا چند عناصر کے ' اور وہ عناصر کون کون ہیں ؟

اسکے لیے ضرورت ہے کہ راصد (رصد گاہ سے مطالعۂ فلک کرنے والا) تجربہ کار' دقیق التمیز' اور صادق التعیین ہو -

اس آلہ " رنگ نما " کے استعمال سے معلوم ہوا ہے کہ ستارہ شعری' جو ہم سے کئی ملین پر ہے' فی ثانیہ ۲۹ میل کے حساب سے ہم سے دور ہوتا ہے' ڈیڑھ دن تک یہی حالت رہتی ہے' اسکے بعد اسی شرح رفتار سے وہ قریب ہونا شروع ہوتا ہے -

علماء فلک نے پچاس ہزار تصویریں ایسے ستاروں کی لی ہیں جو مختلف مجامع میں منقسم ہیں ' خود مجامع کی بھی دو قسمیں ہیں - آلہ " رنگ نما " سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں قسموں کی سمتیں بالکل مقابل و متضادی ہیں -

* * *

یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ ہمارا نظام شمسی یعنی آفتاب مع اپنے تمام سیاروں کے ۱۳ میل فی ثانیہ کے حساب سے سماک رامح کی طرف بڑھ رہا ہے ' اور جسطرح ہمارا نظام سماک رامح سے ملنے کے لیے اسکی طرف جا رہا ہے ' اسیطرح خود سماک رامح بھی ہمارے نظام شمسی کی طرف بسرعت تمام آ رہا ہے -

قدیم علم الفلک میں صرف ایک آفتاب مانا جاتا تھا ' مگر موجودہ علماء نے جدید آلات رصدیہ کی مدد سے ایک ہزار ملین آفتاب دریافت کیے ہیں - یہ تمام آفتاب مع اپنے سیارات کے اس فضاے بسیط میں گردش کرتے رہتے ہیں - جب کبھی دو آفتابوں میں تجاذب ہوتا ہے اور وہ قریب آ جاتے ہیں تو انکی رفتار ۴ سو میل فی ثانیہ ہوجاتی ہے - اس حساب سے وہ ایک گھنٹہ سے کم میں مقابل بھی ہو جاتے ہیں اور جدا بھی ہو جاتے ہیں

آفتابوں کی کثرت ' انکی گردش ' اور تجاذب و تقارب کے وقت انکی سرعت رفتار کی بنا پر علماء فلک کا خیال ہے کہ دو آفتاب خواہ کتنے ہی دور ہوں' مگر انکا تصادم ہر وقت ممکن ہے - اور ظاہر ہے کہ جس وقت دو ایسے آفتابوں میں جو ۴ سو میل فی ثانیہ کے حساب سے چل رہے ہوں ' تصادم ہوگا تو کیسی قیامت برپا ہوگی !

* * *

یہ ہیں ان صدہا غرائب افلاک میں سے چند عجائب' جو جدید علم الفلک نے ہمیں بتائے - پس اگر علم الفلک اپنے قدیمی مرکز پر رہتا تو یہ تمام حقایق اسیطرح ہمیشہ مستور و مخفی رہتے جسطرح کہ اس دور جدید سے پہلے تک رہے -

ہم نے جو کچھ لکھا ہے دراصل جدید علم الفلک کے بحر ذخار میں ایک قطرہ سے بھی کم ہے - انشاء اللہ آیندہ بشرط فرصت کسیقدر تفصیل سے لکھینگے اور " ہیئۃ جدیدہ و قرآن " کا موضوع تو ابھی بالکل باقی ہے -

(۱) یہ نام دو لفظوں سے مرکب ہے - ایک اسپکٹرا اور دوسرا اسکوپ - اسپکٹرا جمع ہے اسپکٹرم کی جو ایک لاطینی نژاد کلمہ ہے - اسپکٹرم کے لغوی معنی خیال وہ مختلف رنگ جو آنکھیں بند کرنے کے بعد نظر آتے ہیں - مگر اصطلاح میں نور کے ان رنگوں کو کہتے ہیں ' جو ایک مثلث آلہ کے ذریعہ سے ' جسے (Prism) کہتے ہیں جدا کرکے اس طرح دکھائے جاتے ہیں' گویا وہ کسی جالی پر پھیلا دیے گئے ہیں - اسکوپ کے معنی ہیں " نما " - پس اسپکٹرا سکوپ کے لفظی معنی ہوے " الوان نور نما " اور یہی اس آلہ کی تعریف ہے -

لیکن " الوان نور نما " کی ترکیب طویل و ثقیل تھی - اگر نور حذف کردیا جائے اور الوان کو رنگ سے بدلدیا جائے تو یہ " رنگ نما " ہوسکتا ہے - یہ ترکیب سبک و سہل ہے اور بآسانی زبانوں پر جاری ہوسکتی ہے - اسی لیے میں نے صرف رنگ نما کو اختیار کیا - البتہ اس صورت میں معنی لغوی معنی اصطلاحی سے کسیقدر عام ہونگے مگر تداول و استعمال سے اس نقص کی تلافی ہو جائیگی اور تھوڑے عرصے کے بعد " رنگ نما " سے بھی اسیطرح خاص آلہ متبادر ہونے لگیگا ' جسطرح کہ آج حروف بین " دوربین' مرغ باد نما ' وغیرہ سے خاص خاص آلات ہی متبادر ہوتے ہیں (تفصیل کے لیے دیکھو مقالہ مصطلحات علوم مندرجہ الہلال جلد ۲ - نمبر ۱۰) صفحہ -

المراسلة والمناظرة

اتحاد شیعہ و اهل سنت

از جناب مولانا شیخ فدا حسین صاحب پروفیسر دینیات محمڈن کالج علي گڈہ

نصحت فلم افلح و غشوا فافلحوا
فاوردني نصحي بدار هوان
فان عشت لم انصح و ان مت فالعنوا
ذوي النصح من بعدي بكل لسان

قطعہ مذکورہ بالا کا مصداق اتم میري ذات ہے اور بس - میں نے اپنے مضمون مطبوعہ الهلال بابت ۳ ماہ ستمبر سنہ ۱۳ میں کس قدر اهتمام بلیغ مذهبي مناظرات کے انسداد میں کیا تھا ' اور سني اور شیعوں کی فیما بین اتفاق و اتحاد قلبي نہ کہ ظاهري کي ضرورت ظاهر کي ' اور بخصوص اپنے فرقہ کو دعوت صلح و مصالحت دي - پھر کیا اسکا یہی نتیجہ تھا جو مولوي خادم حسین صاحب کے هاتھوں مجھے ملا ؟ اگر مولوي خادم حسین صاحب سنیوں کي آڑ پکڑ کر اور اپنے تئیں سني ظاهر کرکے میرے مضمون کا جواب نہ دیتے تو میں هرگز انکی تحریر کا جواب نہ دیتا - میں نے شیعہ سنیوں کے درمیان اتفاق کي دعوت دي تھي - قادیاني اور شیعوں کے درمیان نہیں ' مگر چونکہ انھوں نے اپنے تئیں سنیوں کے لباس میں جلوہ دیا ہے اس خیال سے کہ مبادا سادہ مزاج سنیوں کو انکی اس تحریر سے مزید نفرت و وحشت شیعوں کي طرف سے پیدا ہوجاے ' لامحالہ محض حسبۃً للہ اعلاء کلمۃ اللہ و احقاق حق کیلیے چند سطور لکھتا ہوں ' ورنہ مجھے بذات خود قیل و قال و سوال و جواب مقصود نہیں -

مولوي صاحب نے اول میرے کل مضمون کا خلاصہ نہایت هي قابلیت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے - ازاں بعد اتفاق کو دیني و ملی میں تقسیم کیا ہے ' اور پھر دیني اتفاق کي تقسیم اصولي و فروعي میں کي ہے ' مگر حد و تعریف هر قسم کي بالکل محذوف اور پھر اصولي قسم اتفاق کو فریقین میں موجود بتایا ہے ' لیکن مجھے ان کي اس راے سے بالکل اختلاف ہے ' مشکل یہ ہے کہ اصولي اتفاق کي کچھہ تعریف نہیں لکھي ہے - المعني في بطن الشاعر کا حال ہے - رجماً بالغیب کیا لکھا جاے مگر تاهم اتنا ضرور عرض کرونگا کہ مولوي صاحب کے وسعت معرفت و اطلاع سے بہت بعید ہے کہ وہ اصولي اتفاق کو بین الفریقین موجود بتاتے هیں - توحید ' نبوت ' صفات ثبوتیہ و سلبیہ ' معاد و قرآن وغیرہ ' دیگر تفاصیل میں ضرور اختلاف اور سخت اختلاف ہے ' اگر مولوي صاحب نہیں واقف هیں تو سخت مقام افسوس ہے ' مگر با خبر حضرات علماء اهل سنت سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے -

رہا فروعي اتفاق تو اسکا بھي یہي حال ہے کہ وہ ایک مجهول المعنی لفظ ہے جس کي نہ تعریف ہے نہ حد ہے ' لیکن یہ جملہ سخت عجیب ہے کہ :

" باوجود علماء فریقین کي جانفشاں کوششوں کے الخ " -

معلوم نہیں وہ فروعي اتفاق کس شے کا نام ہے جس کے لیے اتني کوششیں کي گئیں اور وہ کون کون علماء فریقین تھے ' جنھوں نے معلوم نہیں کب یا کس زمانہ میں کیا کیا کوششیں فرمائي تھیں کہ باوجود ان کے پھر بھي بقول آپ کے سیلاب افتراق نہ رک سکا ؟

آگے چل کر ملي اور سیاسي اتفاق کے ذیل میں تحریر فرماتے هیں :

" کیا هی اچھا هو اگر هم فروعي اختلافات الخ "

سبحان اللہ جب آپ میري دعوت صلح بین الفریقین کي تحریر تک کو ٹھنڈے دل سے نہ دیکھہ سکے اور باوصف اس کے کہ اس میں کوئی شائبہ سخت کلامي یا دل آزاري یا مناظرہ مذهبي کا نہ تھا اس کے جواب میں خواہ مخواہ ایک دور از کار سخت دل آزار مذهبي مناظرہ کي بنیاد قائم کردي ' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر صلح هوني بھي هو تو نہ هوسکے ' تو پھر یقولون ما لا یفعلون کا مصداق بننے سے کیا فائدہ ' اور اس قدر وقت عزیز فضول مذهبي چھیڑ چھاڑ میں ضائع کرنے سے کیا حاصل ؟

آگے چل کر آپ مشهد مقدس و علماء تبریز کي شهادت کا ذکر فرماتے هوے لکھتے هیں کہ " علماء نجف نے ایک فرمان واجب الاذعان الخ "

از براے خدا انصافاً فرمائیے کہ اگر علماء نجف نے کوئي ایسا فرمان واجب الاذعان جاري فرمایا اور بفرض محال اس کا کچھہ اثر نہ هوا تو انھوں نے کیا برا کیا ؟ میں نے بھي دعوت اتحاد کي تھي - قبل اس کے کہ کسي شیعہ کے طرف سے کوئي آواز اتفاق یا اختلاف کي بلند هو ' آپ هي نے سب سے پہلے دروازہ افتراق و اختلاف کا مسلمانوں پر کھول دیا - حضرات اهل سنت کے علماء کرام سے تو اتنا بھي نہ هوا کہ اپنے بھائیوں اور اتباع کو شیعوں کے ساتھہ اتفاق و اتحاد کي هدایت تحریری و تقریري فرماتے اور سعی کے ساتھہ دعوت دي هوتي ' پھر اگر علماء عراق نے ایسا کیا اور کچھہ اثر نہ هوا تو یہ فرمائیے کہ شیعوں سے قطع نظر فرما کر اهل سنت کو کہاں تک معذور رکھیں گے ؟ اگر شیعوں نے بقول آپ کے تبدیلي نہیں دکھلائي حالانکہ یہ خیال باطل ہے جسکے شواهد بطلان سے علی گڈہ کالج و مسلم یونیورسٹي و جنگ بلقان و مقدمہ کانپور علي رؤس الاشهاد زبان حال سے شهادت دے رہے هیں ' پھر بھي میں آپ سے پوچھتا هوں کہ سني حضرات نے شیعوں کے ساتھہ طرز عمل میں کیا تبدیلي دکھلائي ؟ اگر دکھلائي هو تو وہ بتلائي جاے اور اگر نہیں دکھلائي هو تو آپ اپني ذات کو ملامت کیجیے -

آگے چلکر آپ میرے مضمون کے بعض مطالب پر روشني ڈالنے کا دعوی فرماتے هیں - ازانجملہ نمبر (۱) میں تحریر فرماتے هیں

" اگر نیت بخیر هو تو اس میں آفاق راے الخ "

اسی کے معني خواہ مخواہ مذهبي مناظرہ کو درمیان میں لانا ہے ' جس سے میرے نفس مضمون کو کچھہ لگاؤ نہیں - آپ کا کیا ذکر ہے هندوستان کے ایک ایک بچہ کو معلوم ہے کہ هندوستان میں لفظ شیعہ سے مراد شیعیان اثنا عشري هیں - هندوستان میں نہ زیدي رهتے هیں ' جو بغداد میں اثنا عشریوں کے کرور ویں حصہ سے بھي کم هیں - نہ تبري یا سلیماني یا صالحي جو حشرات الارض کي طرح باعواے شیطانی مثل برساتي کیڑوں کے ایک خاص فصل میں پیدا هوئے اور برباد و فنا بھي هوگئے - همارے اصحاب امامیہ اثنا عشریہ همیشہ انہیں کافر و نجس بدتر از سگ و خوک سمجھا کیے ' اور کلاب ممطورہ کے لقب سے ملقب کرتے رہے - فرق باطلہ کے مہل

اور بے معنی خیالات شیعیان اثنا عشری کے مقابلہ میں حجت پکڑنا آپ هی اسے عقلمند آدمی کا کام هوسکتا ہے - آپ کو معلوم ہے کہ شیعیان اثنا عشری دین کو عین عقل اور عقل کو عین دین سمجھتے هیں ' اور سوا عقل کے کسی دوسری شے کو اپنے اوپر حجت نہیں گردانتے ' با این همه ان کی کثرت کا یہ حال کہ ایک بڑا حصہ معمورہ ارض کا مجموع من حیث المجموع ان کے افراد سے آباد و معمور ہے ' اور یہ افضل ' اذکی یہی گروہ صاحب ملک و قوت و سطوت و شوکت هیں - نہ صرف ممالک اسلامی میں بلکہ هر دو اعظم میں حتی کہ یورپ میں بھی کیا آپ کو خبر نہیں کہ قسطنطنیہ اور البانیا میں بالخصوص لوگ بکثرت مائل بہ تشیع هیں (ملاحظہ هو سفرنامہ آنریبل خواجہ غلام الثقلین) اور روز افزوں تعداد شیعہ مذهب اختیار کر رهی ہے ؟ کیا یہ شیعہ زیدیہ یا صالحیہ یا سلیمانیہ هیں ؟ یہ فرقے اب سے صدها سال پیشتر فنا هوچکے -

آگے چلکر نہج البلاغۃ جلد ۲ - ۷ کی عبارت کا حوالہ دیتے هیں - اس حوالہ کو دیکھکر مجھے سخت تعجب آمیز هنسی آئی کیونکہ بظاهر مجھے آپ ایک ایسے شخص معلوم هوتے هیں جو برخلاف علماے اهل خلاف کے بظاهر شیعوں کی کتابیں بھی کچھ مختصرات دیکھہ لیا کرتے هیں ' چونکہ بعض اوقات اعلاط بدیہیات کی طرف بھی توجہ دلانے کی ضرورت هوتی ہے اس غرض سے عرض کرتا هوں کہ مہربان من ! آپ کو معلوم هونا چاهیے کہ نہج البلاغہ شیعوں کے کتب اربعہ میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ ایک ادب کی کتاب ہے ' جو بطور انتخاب شریف رضی علیہ الرحمہ نے بلحاظ اپنے مذاق ادب و عربیت کے جناب امیر علیہ السلام کے چند خطب و خطوط و کلمات حکمت و سیاسات سے منتخب فرما کر جمع فرمائی تھی - یہی وجہ ہے کہ اکثر مقامات پر مبتدا محذوف ہے ' صرف خبر سے انتخاب شروع هوا ہے ' اور امر یہی سبب ہے کہ اسناد اس میں محذوف ہے ' کیونکہ وہ کوئی حدیث کی کتاب نہیں ہے بلکہ علم ادب کی ' اسی وجہ سے وہ اکثر ان خطوط کو بھی نقل فرما دیتے هیں جو بطریق اهل سنت انہیں پہونچے تھے - اسی قبیل سے یہ فقرہ معلومہ بھی ہے جسے آپنے بہ کمال فخر و مباهات نہج البلاغہ سے نقل فرمایا ہے - مکرم بندہ ! یہ فقرات ایک خط کے هیں جو جناب امیر علیہ السلام نے معاویہ کو لکھا تھا ' اور اس میں مسلمات قوم کے موافق الزامی حجت معاویہ اور اسکے اتباع پر اپنے خلیفہ برحق هونے کی قائم فرمائی ہے نہ کہ تحقیقی - معاذ اللہ حضرت کی شان اول فلاسفہ اسلام هونے کی حیثیت سے کہیں زیادہ اس سے اجل و ارفع تھی کہ وہ ایسے تحقیقی جواب خیال فرما سکیں - نعوذ باللہ بفرض محال اگر ایسا هوتا تو سب سے پہلے میں انکی امامت و خلافت سے دست بردار هوجاتا -

یہ خیال صرف میرا هی نہیں ہے بلکہ ابن ابی الحدید معتزلی جیسے مشہور فیلسوف و متکلم و مورخ شارح نہج البلاغہ کا بھی ہے - حسن اتفاق دیکھیے کہ یہی خط بعینہ نصر ابن مزاحم منقری تمیمی نے کتاب القصص میں اپنی ذاتی سند سے نقل کیا ہے جسکے رجال سب مشاهیر محدثین اهل سنت هیں اور کوئی بھی شیعہ نہیں ہے ' نہ خود نصر ابن مزاحم هی شیعہ ہے ' اور ابن حبان سا شدید التعصب ' امام جرح و التعدیل ' دشمن اهل بیت اطہار علیہم السلام نے اسے اپنی کتاب الثقات میں درج کر دیا ہے -

آگے چل کر آپ خلافت کو فروع دین سے قرار دے کر اسکے فروعی ثابت کرنے کے بمقابل شیعوں کے درپے هوے هیں ' گویا کہ آپ شیعوں پر الزامی حجت قائم کرنا چاهتے هیں - اس مقام پر مجھے پیشتر سے زیادہ هنسی آئی - مقام انصاف ہے - اگر اتفاقاً خلافت آپکے نزدیک فروع دین سے ہے تو پھر آجتک یہ نزاع شیعہ و سنی کی اتنی مدت دراز سے اشتد و خون و غارت و تاراج هورهی ہے ؟ شیعوں سے قطع نظر فرمائیے کیونکہ وہ هرگز اسے فروع دین سے نہیں مانتے ' اور نہ جب تک حجت عقل کے قائل هیں هرگز مانینگے - وہ اسے اصول دین بلکہ دین کا جزو اهم و اقدم خیال کرتے هیں ' اور اسی بنیاد پر ضرورت امام معصوم منصوص منصوب من اللہ کے قائل هیں اور اسی پر عقل نے انہیں مجبور کیا ہے شیعوں کا عموماً اور خاصہ میرا بضرورت عقل وهی خیال ہے جو ابو فراس شاعر مجیدہ نے پیشتر مستنصر عباسی کے زمانہ میں فرمایا ہے :

ان کان احمد خیر المرسلین فذا
خیر الوصیین او کل الحدیث هبا

اس مقام پر یہ ذکر بیجا خالی از لطف نہ هوگا کہ یہ آخری شعر اقساسی کی ایک نظم کا ہے جو اس نے اس موقع پر فی البدیہہ مستنصر عباسی کے سامنے پڑھی تھی ' جب وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ کی زیارت کے واسطے مدائن میں آیا تھا ' اقساسی شاعر اس کے همراہ تھا ' اسوقت مستنصر کو خیال جناب امیر علیہ السلام کے اس معجزہ طی الارض کا آیا جو نہایت مشہور ہے کہ حضرت حسب خواهش حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ بر وقت انتقال آن جناب کے فی الفور بمعجزہ طی الارض مدینہ سے مدائن تشریف لاے ' جہاں حضرت سلمان حضرت عمر کی طرف سے گورنر مقرر تھے ' اور حضرت نے بہ نفس نفیس کل انتظام ان کی تجہیز و تکفین اپنے دست حق پرست سے فرمایا ' اور انہیں دفن فرما کر پھر اوسی شب کو قبل از نماز صبح مدینہ میں داخل هوگئے - یہ خیال کر کے مستنصر نے طنزاً اقساسی سے کہا کہ یہ بالکل غلات شیعہ کی تراش معلوم هوتی ہے - فی الفور اقساسی اٹھا کھڑا هوگیا اور کہنے لگا :

انکرت لیلۃ اذ سار الوصی الی
ارض المدائن لما ان لها طلبا
و غسل الطهر سلمانا و عاد الی
عراص یثرب والاصباح ما وجبا
و قلت ذالک من قول الغلاۃ و ما
ذنب الغلاۃ اذا لم یوردوا کذبا
فآصف قبل رد الطرف من سبا
بعرش بلقیس وافی تخرق الحجبا
فانت فی آصف لم تغل فیه بلی
فی حیدر انا غال ' ان ذا عجبا
ان کان احمد خیر المرسلین فذا
خیر الوصیین او کل الحدیث هبا

خیر یہ تو ایک لطیفہ بطور جملہ معترضہ درمیان میں آگیا - مقصود اس سے یہ ہے کہ امام منصوص منصوب من اللہ کا بعد نبی منصوب هونا اسی قدر بضرورت عقل معلوم ہے جس قدر کہ نبی کا مبعوث برسالت هونا ' پس اگر نعوذ باللہ تعالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام پر نص جلی نہیں فرمائی هوتی تو هم کو قطعاً انکی نبوت سے انکار هوتا ' اور جس خدا نے انہیں منصوب و منصوص فرمانے کی پیغمبر علیہ السلام کو تاکیدی هدایت نہ فرمائی هوتی اسکی خدائی سے بضرورت عقل هم کو انکار کرنا پڑتا ' مگر یہ سب فروض باطلہ هیں ' ورنہ وهی عقل جس سے

هم نے خدا کو جانا ' اسي عقل سے ضرورت نبي کي بهي پهچاني ' اور اسي عقل سے ضرورت امام معلوم منصوص من الله کي ماننا پڑي - اب آپ فرمائیے که جب آپ اسے فروع دین سے خیال کرتے هیں تو اصل دین نه هوئي ' پهر آپ حضرت خلفاء راشدین کي امامت کو کیوں زبردستي لوگوں سے منواتے هیں ' بحدیکه جو انکي امامت و خلافت کا منکر هو اسے کیا کیا کچهه کہا کرتے هیں ' اور کم از کم ناجي نہیں سمجهتے ' یا کافر خیال کرتے هیں ' اور اگر انهیں برا کہا جاے تو العظمة لله - کیا یه سب هنگامه محض فروعي هونے کي بنا پر هے ؟ هرگز نہیں بقول غالب مرحوم:

پهر یه هنگامه اے خدا کیا هے ؟

آپ لوگ زباني طور پر مسئله خلافت کو فروعي قرار دیتے هیں ' مگر دل سے اصول سے بڑه کر سمجهتے هیں ' اس زبردستي کا کیا علاج ؟

اس پر طره یه که اپني اظهار وسعت نظر کے خیال سے آپ نے جناب علامه ابن میثم علیه الرحمة کي شرح نهج البلاغه سے ایک عبارت نقل کي هے - سبحان الله کیا شیعه جناب ابن میثم کو بهي امام معصوم سمجهتے هیں ؟ یا آپ کا خیال هے که عقل کے مقابله میں ابن میثم علیه الرحمة کے قول کے سامنے وه سر تسلیم خم کردیں گے ؟ حالانکه در اصل وه عبارت بهي ذره برابر آپ کو نافع نہیں هے ' کیونکه اس میں اسکے لیے کوئي نص نہیں هے جو خلافت مصطلح علیها بین الشیعه اور بضرورت عقل واجب علی الله و علی الرسول هے ' وه فروع دین سے هے ' بلکه لفظ خلافت بهي نہیں ' ولایت مصیرة الامة کا ذکر هے ' جو محض دنیاوي سلطنت تسلیم فرما کر ایسا ارشاد هوا هے ' اور همیں بهي اس ولایت کے جو خلفاء راشدین کو حاصل تهي دنیاوي هونے میں اور غیر دیني هونے میں کچهه کلام نہیں هے بلکه اس کو دین سے کچهه علاقه هي نه تها اور نه اب هے - هماري مصطلح علیها خلافت دوسري اور هي شے هے ' جس پر هم جس قدر سختي کے ساتهه معتقد هیں زیبا هے ' مگر آپ کا اپني مصطلح علیها خلافت کے لیے اس درجه سخت و صلب هونا اور اس کي حمایت میں جان و مال و عرض و ناموس تک کو قربان کر دینا اور پهر زبان سے فروعي فروعي کہے جانا کس قدر عقلاً نازیبا هے -

جناب ابن میثم علیه الرحمة سے گذر کر آپ نے ابن ابي الحدید معتزلي کي عبارت سے بهي استشهاد فرمایا هے - سبحان الله و بحمده ! کیوں جناب ' کیا ابن ابي الحدید بهي شیعوں کے امام هیں ' جن کے کلام سے هم پر حجت لائي جاتي هے ؟ البته وه ان سنیوں میں سے هے جنکي بابت میں شیعه هوکر کہتا هوں که ایک آنکهه میري سني هے اور دوسري شیعه - ابن ابي الحدید ان سنیوں میں سے هے جنکا محبت اهل بیت اطهار پر ایمان هے اور جو اس محبت میں شیعوں کو بهي محبت کي نگاه سے دیکهتے هیں ' وه خود اپنے ایک قصیده علویه میں فرماتے هیں

و احب دین الاعتزال و انني
اهوی لاجلک کل من یتشیع

پهر اگر اس نے ایسا لکهه دیا تو هم سے کیا تعلق اور هم پر اس کا کلام کیونکر حجت هوسکتا هے ؟ اصل یه هے که هم پر بجز دلیل عقلي کسي کا کلام حجت نہیں -

---

ترجمه اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مهاجرین عثمانیه میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیه - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے -

الهــلال :

بڑي مصیبت یه هے که مناظره بڑهتا جاتا هے اور صورت اتحاد ناپید تر هو جاتي هے -

بہت سے لوگ جو اتحاد کے یه معني سمجهتے هیں که مناظرات و مباحثات روک دیے جائیں ' میں اسکا قائل نہیں - اگر حسن نیت کے ساتهه مناظرات جاري رهیں تو اس سے کشف حقیقت و احقاق حق کي راه میں مدد ملتي هے - لیکن میں جس کام کو کررها هوں ' اسمیں نه تو اسکي فرصت هے نه گنجایش اور نه ضرورت - اگر توفیق الهي اسکے اتمام میں موفق هو تو ضمناً یه تمام مقاصد اس ایک هي مقصد سے حاصل هو جائینگے -

الهلال میں میں نے جناب مولانا فدا حسین صاحب کي تحریر درج کردي گو اسکے بعض حصوں سے مجهے اختلاف تها - مقصود یه تها که شاید اتحاد فریقین کے مبحث پر کوئي مفید بحث شروع هوجاے - لیکن دیکهتا هوں تو اب وهي عام انداز کا مناظره شروع هوگیا هے ' اور وه مضیع وقت ' و مضر مصلحت ' و موجب ازدیاد نزاع و شقاق هے نه که وسیلۂ اتحاد -

چونکه مولانا فدا حسین صاحب کي تحریر شائع هوئي تهي ' اسلیے ضرور تها که اسکے مخالف جو تحریرات آئي هیں وه بهي شائع کي جائیں ' مضامین تو بہت سے آے لیکن صرف دو شائع کردیے گئے - اب ایک کا جواب الجواب بهي شائع کردیتا هوں اور یه آخري تحریر اس باب میں هے - آینده کوئي تحریر شائع نہوگي - اولین تحریر کي اشاعت کے بعد هي متعدد حضرات فریقین نے لکها که اس طرح کي تحریرات شائع نه کي جائیں که الهلال کا مقام دوسرا هے ' لیکن میں نے مناسب سمجها که بے طرفانه و بے تعصبانه دونوں طرح کے ایک دو مضمون شائع هوجائیں -

میرا اراده تها که بعد اندراج مراسلات و مکاتیب ' خود اپنے خیالات بهي به تفصیل اس موضوع پر ظاهر کرونگا ' لیکن حیران هوں که کس کس چیز کو لکهوں ؟ هر اهم موضوع بحث کافي توجه کا طالب اور وقت اپني قدرتي مقدار میں کمي و بیشي کرنے کا عادي نہیں -

کسي دوسري جگه چند سطریں اتحاد فرق اسلامیه پر لکهي هیں انهیں بغور ملاحظه فرمائیے - اسمیں شک نہیں که اگر باهم متضاد اعتقادات کا استیصال کلي هوجائے تو یه اتحاد اصلي و حقیقي هوگا - اسکا طریقه همیں بتلا دیا گیا هے : فان تنازعتم في شی فردوه الی الله والرسول - مگر بدبختانه بحالت موجوده ایسا هونا قریب قریب محال هے -

پس اتحاد کي صرف ایک هي ممکن صورت هے اور وه یهي هے که چند مقاصد کو مشترک قرار دیکر اسکے لیے سب کا متفق هوجانا ' اور پهر اپنے اپنے مخصوص اعتقادات پر بغیر تعصب جاهلانه قائم رهنا ' اگر شیعه اور سني کم از کم باهم ایک ایسا معاهده کرلیں اور سچے دل سے اسپر عمل بهي کریں تو اسلامي دنیا کي اولین مصیبت عظمی کا خاتمه هے ' اور کچهه عجب نہیں که آگے چلکر خود بخود کسي دوسرے حقیقي اتحاد کي راه کهل جاے -

میں ایک نہایت هي اهم اور دقیق مطلب عرض کر رها هوں ' غور کیجیے - اگر آپ لوگ باهم ایک دوسرے سے لڑ رهے هوں ' مگر ساتهه هي ایک مشترک مقصد محبوب و عزیز بهي اپنے سامنے رکهتے هوں ' اور نیز آپ پر واضح هو جاے که جب تک آپ سب کے سب متفق هوکر اور اپني باهمي جنگ آرائي ترک کر کے اسکے لیے ساعي نہونگے '

تو مقصد حاصل نہوگا ' تو لا محالہ اس مقصد مشترک کي اهميت و عظمت اور محبوبيت و کشش آپکو مجبور کريگي کہ باهمي جهگڑوں کو ختم کرديں ' يعني اُس کے عشق کا جذبۂ قوي آپکے تمام جذبات نزاع و جدال پر غالب آجاے گا ' اور جمال مقصد کے نظارے کي محويت خود بخود هر طرف سے هٹا کر صرف اپنے هي طرف کهينچ ليگي ! و لنعم ما قيل :

لو يسمعون كما سمعت كلامها
خروا لعزة سجدا و ركوعا !

اگر اسلام کے تمام فرقوں کو نفس اسلام عزيز هے تو وہ اپنے تمام جهگڑوں کو يقيناً اسکي حفاظت و اشاعت کي راہ ميں ترک کرديںگے ' اور اگر اعلاء کلمۂ اسلام سے بڑهکر انکو خلافۂ شيخين اور امامت و وصيت علي و حسنين (رضي الله عنهم) و وجوب تقليد ، عمل بالحديث ' و آمين بالجهر ' و وضع اليدين على الصدر او تحت السرة کے مشاجرات محبوب و عزيز هونگے تو يقيناً وہ آنکي پرستش ميں سرشار رهيں گے ' اور نفس اسلام کے بقا و حفظ پر اختلاف عقائد و تفريق باهمي کو ترجيح دينگے ' فوا اسفا على ما فرطتم في جنب الله !

و قال فريد الدين العطار :

زنادانـي دلي پر جهل و پر مكر
گرفتـار علي مانده و بوبكـر
چو يكدم زين تخيل مي نرستي
ندانم تا خـدا را کے پرستـي ؟

مجهے ذرا مہلت ملے تو چاهتا هوں کہ ايک تاريخ مسلمانوں کے باهمي جنگ و جدال کي مرتب کروں ' جسميں دکهلايا جاے کہ صدر اول سے ليکر اس وقت تک مختلف فرقوں کے باهمي نزاع و جدل نے مختلف قرون و سنين ميں اسلام کي اخلاقي و سياسي قوت کو کيسے کيسے جاں گسل و پر از هلاکت نقصانات سے دوچار کيا هے ؟ شايد اسکا مطالعہ لوگوں کيلئے موجب عبرت هو ' اگر يہ تاريخ مرتب کي گئي ' تو بہ صورت اجمال و ايجاز بهي دو تين جلدوں سے کم نہوگي کہ يہ داستان الم بہت طول طويل هے :

نه حديثيست آنکه پايانے ندارد :
شب من ' درد من ' افسانۂ من !

ان الذين فرقوا دينهم و كانوا شيعا لست منهم في شي انما امرهم الى الله ' ثم ينبئهم بما كانوا يفعلون (۶ : ۱۵۹)

مولانا فدا حسين صاحب کے مضمون کے متعلق چند امور کا عرض کرنا ضروري سمجهتا هوں :

(۱) انهوں نے اپني تحرير ميں اسپر زور ديا تها کہ باستثناء خلفاء راشدين ' جن لوگوں کو شيعہ برا سمجهتے هيں ' سني بهي برا سمجهيں - اس عالم تعميم و اطلاق نے بحث کي صورت بدل دي ' ليکن ميں جهاں تک سمجهتا هوں اسميں سوء نيت نہيں بلکہ سوء تعبير کا قصور هے - غالباً مولانا فدا حسين کا اس سے مقصد يہ هرگز نہ تها کہ ازواج مطہرات کو بهي اهل سنت برا کہنے لگيں - انکا اشارہ زيادہ تر بالعموم امراء بنو اميہ و آل مروان کي طرف تها کہ بہت سے سني انکي مدح سرائي کو بهي داخل مفہوم سنيت سمجهتے هيں -

(۲) انهوں نے حضرات شيخين رضي الله عنهما کي تعريف کي هے اور اپنے هم مشربوں کو روکا هے کہ انهيں برا نہ سمجهيں - يہ بے تعصبي و حقيقت شعاري نہايت مستحسن اور قابل صد تحسين هے ' اور ميں سمجهتا هوں کہ جن حضرات نے انکا رد لکها هے ' ضرور تها کہ وہ جرح کے ساتهہ حق تعديل بهي ادا کرتے -

(۳) انهوں نے اسپر بهي زور ديا تها کہ اهل سنت خارجيوں کو اپنے سے علحدہ کرديں - جهاں تک ميں سمجهتا هوں ' خارجيوں سے انکا مقصد وہ لوگ هيں جو باوجود ادعاء تسنن ' يزيد و شمر اور ابن زيادہ کے فضائل و مناقب بيان کرتے هيں ' اور اُس گذشتہ فرقے کو زندہ کرنا چاهتے هيں ' جو بقول علامہ ابن تيميہ ' يزيد کي نبوت کا قائل تها !

(۴) البتہ مولوي صاحب کا يہ فرمانا کہ تمام اهل سنت عزاداري کے وہ تمام طريقے اختيار کرليں ' جو برادران شيعہ اختيار کرتے هيں ' ميري سمجهہ ميں نہيں آتا - فرض کيجيے کہ ايک سني اپنے علم و تحقيق کي بنا پر جانتا هے کہ فلاں طريقہ سے عزا و ماتم کرنا شارع نے ممنوع فرمايا هے - تو ايسي صورت ميں وہ کيونکر اسميں شرکت کرے ؟ البتہ مجالس ذکر شہادت کا منعقد کرنا ' کتب مقتل و سوانح کا پڑهنا ' گريہ و زاري کرنا ' وغيرہ وغيرہ ايسے امور هيں جو خواص اهل سنت تک کرتے هيں ' اور صاحب تحفہ تک کا اسپر عمل تها -

(۵) نہج البلاغۃ کي نسبت ميں سمجهتا هوں کہ ايسے شواهد مل سکتے هيں جن سے ثابت هوگا کہ علماء شيعہ نے هميشہ اسے ايک ادبي و حکمي حيثيت سے بہت زيادہ درجہ ديا هے اور اسکے اقوال کو حجت مانا هے - اگر ضرورت هوئي تو ميں کتابوں کي طرف رجوع کرونگا - مقامات ياد هيں - حوالے کي ضرورت هے -

(۶) اصل يہ هے کہ جو تحريريں اتحاد و اتفاق کي غرض سے لکهي جائيں ' اُن ميں متنازعہ فيہ مسائل کا تذکرہ هونا هي نہ چاهيے ' ورنہ پهر قال و اقول شروع هو جاتا هے - خلافت کے منصوص من الله هونے کا اگر آپ ذکر نہ چهيڑ ديتے تو سرے سے يہ بحث هي شروع نہ هوتي - ميں اسے تسليم کرتا هوں کہ حضرات شيعہ کے اعتقاد ميں خلافت اصول دين ميں سے هے نہ کہ فروع - نيز وجوب عدل و صفات باري تعالى ميں بهي اهل سنت اشاعرہ ' شيعہ و معتزلہ سے مختلف هيں - اهل سنت سے اگر مقصود اشاعرہ هوں تو انکي کتابيں موجود هيں اور وہ خلافت کو خلافت من حيث النبوت يا اصلاً في الدين تسليم نہيں کرتيں - اصل يہ هے کہ معاف فرمائيگا ' يہ بحث هي ساري کي ساري سياسي تهي ' اب کيا هوگيا ؟ ميں تو اب ان کتا نہيں کہ کتا سے مناقشات کے موقع پر مرحوم غالب کے حکم پر عمل کرتا هوں :

بحث و جدل بجاے ماں ' ميکدہ جوے کاندران
کس نفس از جمل نزد ' کس سخن از فدک نخواست

(۷) اس تحرير ميں ايک موقع پر لکها هے کہ " آجکل بهي تمام دنياے اسلام ميں حتى کہ يورپ ميں بهي شيعہ هي صاحب شوکت و عظمت و داراء اثرت نفوس هيں " يہ صحيح نہيں - البانيا ميں نصيري فرقے کے قبائل هيں ' مگر انکو شيعہ اثنا عشري کہنا درست نہيں ' قسطنطنيہ ميں سوا اهل ايران کے شيعہ بہت کم هيں - خواجہ غلام الثقلين صاحب کا تو يہ بيان هے کہ ايران ميں زيادہ تر بہائيت اندر هي اندر کام کر رهي هے -

(۸) اس راہ ميں سب سے بڑهکر اقدم کام يہ هے کہ رسم تبرہ کا استيصال کلي کرديا جاے اور مثل حضرۃ مغفور حجۃ الله خراساني کے (جنکي شہادت في الحقيقت موجودہ عہد کے عظيم ترين فجائعات اسلاميہ ميں سے هے) علماء شيعہ حرمت تبرہ کا اعلان کرديں - جب تک يہ نہوگا ' اتحاد محال ' خواب و خيال -

انگلستان میں تبلیغ اسلام

از داعی اسلام خواجہ کمال الدین - ووکنگ

لارڈ ہیڈلے بالقابہ کا مشرف باسلام ہونا نہایت ہی درامت ثابت ہوا - آپ کے علاوہ ذیل اور اعلی طبقہ کے اراکین نے اسلام قبول کیا -

(۱) ایک نہایت اعلی طبقہ کی لیڈی جو انگلستان کے ایک ڈیوک کی اقرب عزیزہ ہیں نام کے اعلان کا ابھی وقت نہیں آیا - | زینب

(۲) وای اونٹ لنگ کی لونڈر فرانسیسی اولاد کاونٹ - | مواہب الرحمن شیخ صلاح الدین دی کونڈر -

(۳) مسٹر جر اوائب جو ایک روسی امیرزادہ ہیں انکا اسلام بہت نتیجہ خیز ہے جسکے معنی پھر لکھونگا - | عطاء الرحمن شیخ جلال الدین محمد

اسکے علاوہ ذیل کے نومسلم و نومسلمہ طبقۂ متوسطہ سے تعلق رکھتے ہیں -

(اصلی نام)	(اسلامی نام)
مسز کلفورڈ	عائشہ
مسز والو لیب ابراہیم	فاطمہ ابراہیم
مسز ٹ پ	امۃ الرحمن عمر النسا
ایڈمان اسپیڈلی مسدورند	عبد الرحمن
مس للی ولنسم	امۃ الہدی حلیمہ
مسز حسفورڈ	ابھی نام کوئی تجویز نہیں ہوا صرف خط کے ذریعہ اسلام قبول کیا ہے ' ملاقات بھی نہیں ہوئی -

انکے علاوہ سیف الرحمن شیخ رحمت اللہ فاروق المعروف لارڈ ہیڈلے بالقابہ کے چار فرزند جو ابھی کم عمر ہیں ' اور باقی نومسلموں کے سات بچے ہیں ' جنمیں سے دو چار ۱۶ سال کے لگ بھگ ہیں - اللہم زد فزد -

بات یہ ہے کہ اسلام کو نہایت سے بہترین صورت میں یہاں پیش کیا جا چکا ہے - لارڈ ہیڈلے کے اعلان اور انکے مضامین نے ایک کثیر لوگوں کو متوجہ کردیا ہے - یہ لوگ عیسائیت سے تو سخت بیزار ہیں لیکن ایسے مذہب کے بھی متلاشی ہیں جو معقولیت اپنے اندر رکھتا ہو - ان اصحاب کی طرف سردست توجہ کرنا میں ضروری نہیں سمجھتا جو دہریت کے ہاتھ تک گئے ہیں میرے نصب العین وہ ہیں جو مذہب کی ضرورت کو تو مقدم سمجھتے ہیں اور عیسائیت سے بیزار ہیں ' اور ان لوگوں کی تعداد لکھوکھا تک ہے - ہمت ' استقلال ' تواتر ' دعا ' اخلاص ' جان توڑ محنت اور ان سب کے بعد توکل اور نصر من اللہ و فتح قریب -

مکتوب آستانۂ علیہ

از مراسلہ نگار خصوصی

گذشتہ ہفتہ کے ترکی اخبارات کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ حکومت یونان ایک تریڈ ناٹ موسومہ قسطنطنیہ انگلستان کے ایک کارخانہ میں بنوانے کا آرڈر دے چکی ہے - رقم کی ادائی کا اس صورت سے قرار داد ہوا ہے کہ مجموعی رقم کے تین حصوں میں سے ایک حصہ تو خاص حکومت یونان ادا کریگی ' اور مابقی دو حصے وہ یونانی افراد ' جو حکومت عثمانیہ کی رعایا میں قسطنطنیہ کی نیشنل بنک کے ذریعہ ادا کریں گے ' رچپانچہ ہر کے علاقہ جات میں نہایت احتیاط و سرگرمی اور بہت ہی خفیہ طریقوں سے یونانی قوم کے با اثر افراد سے لیکر ادنے طبقہ تک کا ہر شخص اس کے واسطے رقم جمع کر رہا ہے ' اور آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو ماہ کے اندر مطلوبہ رقم جمع ہو جائیگی - ترکی خفیہ پولیس کے ایک افسر کی رپورٹ کا خلاصہ درج ذیل ہے - اس کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ آجکل یونانی قوم ترکی حکومت کے مٹانے کی فکر کس انہماک کے ساتھ کر رہی ہے ' اور اس سرگرمی کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے - جس کا اظہار اس قوم کے ذلیل سے ذلیل درجہ اور پیشہ کے لوگ کر رہے ہیں - عثمانی جمعیۂ بحریہ (نیوی کا جمعیت) اور مدافعہ ملیہ جمعیۃ دو سال سے صرف اسلامبول ہی میں نہیں بلکہ ملک کے ہر ہر گوشہ سے رقم جمع کر رہی تھی ' مگر کچھ تو مسلمانوں کی ناعاقبت اندیشی اور کچھ افلاس کی بدولت اس وقت تک ایک رشادیہ ڈریڈ ناٹ کے واسطے بھی کافی رقم جمع نہیں کر سکی -

ادھر اس چھوٹی سی مخالف قوم کا یہ حال ہے کہ دو ماہ کے اندر کافی سے زیادہ رقم کا جمع کر لینا بالکل یقینی ہے - غافل مسلمانوں ! بے پروا مسلمانوں !! اگر ہماری غفلت کا یہی حال ہے تو وہ زمانہ قریب ہے کہ ہماری مسجدوں پر صلیب چڑھائی جائے -

انسپکٹر خفیہ پولیس غلطہ کی رپورٹ مورخہ ۷ محرم کا ایک حصہ

سپاہی نمبر ۸۲ کی رپورٹ دیروزہ کی بنیاد پر آج میں نے حلقہ نمبر ۱۸ کا دورہ کیا انکشافات درج ذیل ہیں :-

ڈی می تریس کمپنی پیرا اور رالی کمپنی غلطہ کے کارکنوں کے ذریعہ معولہ بالا حلقہ کی تمام یونانی رنڈیوں کو ایک ہفتہ سے آمادہ کیا گیا ہے کہ جس طرح اور یونانی تجار ' کمیشن ایجنٹ ' کشتی بان ' اور مختلف صناع قسطنطین اعظم اسمی ڈریڈناٹ کے واسطے رقم فراہم کر رہے ہیں ' تمہارا بھی ملی فریضہ ہے کہ تم بھی جسقدر ممکن ہو ' رقم جمع کرکے مندرجہ بالا کمپنی کے ذریعہ

حکومت یونان کو روانہ کردو ' چنانچہ گذشتہ پانچ دن سے اس فرقہ کی ہر عورت اس فراہمی میں مصروف ہے - لیٹے ہر یونانی آشنا سے بوقت رخصت اعانت ملی کے نام سے کچھہ نہ کچھہ طلب کیا جاتا ہے ' اور جمع شدہ رقم ہر گھر سے دوسری صبح کو ملا حمایت منس لورنیسا اور میڈم زلو رشدی نمبر ۶۲ و نمبر ۵۱۳ کو سپرد کردیجاتی ہے - کل صبح تک اس کل رقم کی مقدار جو اور نہالی رالی کمپنی علطہ کو تفویض کی ہے ' ۱۴۸۰ عرش اور ایک طلائی گھڑی ہے - میڈم زلو نمبر ۵۱۳ بیمار ہے - اسنے ابھی تک کوئی رقم جمع نہیں کرائی ہے - بوقت داخلہ رقم عرض کیا جائیگا

اضـــافـــۂ قیمت الهـــلال

الهـلال کی اشاعت ۴ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۲ هجری اور ۱۱ ماہ مذکور میں ایـڈیٹر صاحب کی جانب سے دو مضمون شـذرات کے نیچے " صدا بصحرا " اور " بعض مسایل مہمہ " کے عنوان سے شایع ہوے ہیں - میں نے اس امر کی جانچ کی تھی کہ پبلک کی طرف سے اڈیٹر الهـــلال کی آواز پر کسنے کیا خیال ظاہر کیا ' جسکو نہایت دبی زبان سے اڈیٹر نے بہت ہی قابلیت کے ساتھ چاہا ہے یعنی ضخامت الهـلال اونکی جولانی طبع اور کثرت افکار کے مقابلہ میں بہت کم ہے ' اور ہر هفتہ مضامین اکثر کے منشاء کے موافق درج ہونے سے رهجاتے ہیں -

اسکے علاوہ کاغذ ' سیاہی ' ٹائپ کی عمدگی ' اور کمپوزیٹروں کی قلت ' ایڈیٹر کی محنت سے قطع نظر کرکے بھی ضرور عام توجہ کے قابـل مسئلہ بن گیا ہے - میری اس راے سے عام هندوستانی ناظرین یقیناً متفق ہونگے کہ اسوقت هندوستان میں جسقدر اردو جرائد شایع ہو رہے ہیں اونکے دیکھتے ہوے الهـــلال ہی ایک ایسا پرچہ ہے ' جسکا ہر وقت شوق کے ساتھہ انتظار رهتا ہے - ہمارے ملکی بھائیوں کی سخت بد قسمتی ہوگی کہ ایسے پرچہ کو اپنی نا قدردانی اور لا پرواہی سے با وصف اسکے کہ وہ اوسکی خوبیوں کو تسلیم کرچکے ہیں ' مالی امداد نہ دیکر کمزور یا قلیل الاشاعت یا اوسکے موجودہ طریق اشاعت میں کمی پیدا کردیں - یہ میرے کورے الفاظ ہی نہیں ہیں بلکہ میں عملاً اپنی ہر تجویز کی پیروی اور اوسکے عمل درآمد پر تیار ہوں - لہـذا ہر دو مضامین متذکرۃ الصدر کے دیکھنے کے بعد میری راے یہ قرار پائی ہے کہ الهلال کی ضخامت موجودہ اشاعت کے مقابلہ میں ڈیوڑھی کردیجاوے ' اور سالانہ چندہ میں ۷ روپیہ اضافہ کرکے پندرہ روپیہ سال قرار پاے اور میں پیشگی ایک سال کا چندہ جس روز سے یہ انتظام عمل پذیر ہو انشاء اللہ تعالی ہمیشہ دینے کیلیے موجود ہوں فقط -

عبد محمد علی ' افسوس - وکیل ٹونک از سرونج مالوہ

حضرت مولانا دامت برکاتکم -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ " صدا بصحرا " کے عنوان سے دو تین هفتہ قبل جو مضمون " الهـــلال " میں طبع ہوا تھا ' اوسکے جواب میں ایک انکسار نامہ ارسال خدمت اقدس کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ الهلال کا سالانہ چندہ دس اور بارہ روپیہ ہونا چاہیے - ممکن ہے کہ وہ عریضہ ملاحظہ میں آیا ہو - مجھے انتظار ہے کہ پبلک اسکا تصفیہ کسطرح کرتی ہے ؟

میرا چندہ ختم ہوچکا ہے ' سال نو کا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت گرامی کیا گیا ہے ' اور میں نے دو روپے زیادہ بھیجے ہیں یعنی دس روپے روانہ کئے ہیں ' امید ہے کہ اضافہ کردہ چندہ قبول فرمایا جائیگا کیونکہ الهلال جس خاص اهتمام اور حسن و خوبی کے ساتھہ اشاعت پاتا ہے اس لحاظ سے اوسکا آٹھہ روپیہ چندہ محض نا کافی ہے - خریداران الهلال سے ضرور توقع ہے کہ وہ بہ کشادہ دلی کے ساتھہ بلا کسی ترغیب انتظار کے بطور خود چندہ کے اضافہ میں تقدیم کرکے ایک بزرگ ترین فرض دینی و اخلاقی ادا کرینگے اور اپنی ملی زندگی کا ثبوت دینگے -

ایزد متعال سے میری ہمیشہ یہی دعا رهتی ہے کہ وہ آپکی عمر اور صحت میں ترقی دے ' اور اوسکی نصرت و حفاظت شامل حال رہے آمین -

خادم خریدار نمبر (۱۹۲۰)

فاضل محترم و مکرم جناب مولانا صاحب دام مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - اس بات کے ظاہر کرنے کا کہنے کی شاید کوئی ضرورت نہ ہوگی کہ جناب کس خوش اسلوبی اور اعلی قابلیت سے اخبار الهلال نکال رہے ہیں ' جو نہ صرف ہمیں بیرونی صحیح خبر ہی بہم پہونچاتا ہے بلکہ اگر سچ پوچھیے تو اس نے ہمارے اخلاق ' مذہبی حالت ' اور مذاق کی درستگی میں بہت زیادہ امداد دی ہے - خدا آپکے ارادوں میں استقلال اور کامیابی عطا فرماوے -

چونکہ اب تیسری جلد ختم ہونیوالی ہے ' اور بہت سے اصحاب کا پچھلا چندہ پورا ہوکر نئے سرے سے اخبار جاری کرنیکا وقت ہوگا اسلیے اگر جناب اخبار کا چندہ بجاے ۸ روپیہ کے ۱۰ روپیہ کردیں ' تو شاید نامناسب نہ ہوگا - بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ شائقین بڑی خوشی سے قبول کرینگے ' کیونکہ اب یہ امر پبلک اور قارئین اخبار پر بخوبی روشن ہوگیا ہے کہ آپکو اس کام میں چہ جائیکہ مالی منفعت ہو الٹا نقصان ہے - میری تو یہ خواہش ہے کہ خواہ آپ ۱۰ روپیہ کا اعلان بھی نہ کریں ' تب بھی شائقین کو چاہیے کہ جدید چندہ خود بخود دس روپیہ ارسال کردیں - فقط والسلام -

نعمت علی از لودیانہ

حضرت مولانا دامت برکاتکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ - الهلال مورخہ ۴ محرم الحرام نمبر ۲۳ میں " صدا بصحرا " کے عنوان سے حضرت نے الهلال کے جن مصارف کی طرف اشارہ فرمایا ہے ' ضرور ہے کہ خریداران الهلال بہت جلد اس طرف متوجہ ہوجائیں - الهلال جس غیر معمولی اهتمـام اور ظاہری و باطنی حسن و خوبی کے ساتھہ طبع ہوا کرتا ہے وہ قارئین سے مخفی نہیں ہے ' اور پھر الهلال کی ہمیں جسقدر احتیاج ہے ' سب جانتے ہیں - اسلیے خریداران الهلال کا فرض اولین ہے کہ وہ چندہ میں اضافہ کردیں -

اگرچہ حضرت نے صراحت نہیں فرمائی کہ کسقدر اضافہ ہونا چاہیے تاہم یہ ہمارا فرض دینی ہے کہ جملہ حالات پر غور کرکے کوئی مناسب شرح مقرر کردیں ' میری راے تو یہ ہے کہ سالانہ چندہ اول درجہ بارہ روپیہ ہو ' تاکہ حضرت کے ذاتی خسارہ میں کچھہ کمی ہو ' اور گونہ اطمینان کے ساتھہ اپنے مہتم بالشان مقاصد کی اشاعت میں مصروف رہیں

جو اصحاب سردست اسقدر زیادتی کا بار نہیں اوٹھا سکتے اونہیں اول درجہ دس روپیہ سالانہ دینا چاہیے - بہرحال قوم پر لازم ہے کہ وہ الهلال کی مدد کرے اور اپنی زندگی کا ثبوت دے ' ورنہ بے حسی اور بھی دلیل کرائیگی - مجھے یقین ہے کہ الهلال کی بے لاگ اور بے لوث قومی خدمات کسی مسلمان کو اوسکی معاونت سے محروم نہ رکھینگے -

خریدار نمبر (۱۹۲۰) (از حیدرآباد دکن)

اسئلہ و اجوبتہا

(۱)

طریق تسمیۂ و تذکرہ خواتین

(از جناب مرزا ... علی صاحب ... - آگرہ)

مکرم و معظم دام مجدکم - تسلیم

مجھکو جناب سے نیاز حاصل نہیں مگر جناب کی عظمت و شان علمی ہر دل میں جاگزیں ہے -

یوں تو معمولاً الہلال بدر درخشاں کی طرح ہر ہفتہ چمکتا ہے' مگر ۳ دسمبر کا پرچہ بعض ایسے دل چسپ مضامین کا مجموعہ ہے جس سے غلامان اسلام کو خاص واسطہ ہے

سچ یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا مسلمان ہونا ہماری طرز معاشرت سے ظاہر ہونا چاہیے' کیونکہ سب سے پہلا ثبوت یہی ہے' نہ یہ کہ ہم قسمیں کھا کھا کر کسی کو باور کرادیں کہ ہم پیروے اسلام ہیں -

تقریر طویل ہوئی جاتی ہے' مجھے صرف دو باتیں پرچہ مذکورہ بالا کے متعلق عرض کرنی ہیں' ان کو اس نظر سے عرض کرتا ہوں کہ جناب انکو کسی پرچہ آیندہ میں صاف کردیں تاکہ کوئی شک باقی نہ رہے -

اول یہ کہ " طریق تذکرہ و تسمیۂ خواتین " کی نسبت الہلال نے صفحہ ۴۲۶ کے اول کالم میں جہاں اپنی راے ظاہر کی ہے' وہاں یہ فقرہ بھی لکھا ہے کہ " اور جس نام سے اسنے (عورت نے) جلسہ نکاح میں اپنے شوہر کی رفاقت دائمی کا اقرار کیا " اس میں رفاقت دائمی کے اقرار کو اچھی طرح نہیں سمجھا - اس سے آپکی مراد کیا ہے ؟ براہ عنایت صراحت مزید فرما دیجیے - دوم مضمون کا جو لب لباب ہے' اور جو اسکا ماحصل ہے' اس سے مجھے پورا اتفاق ہے اور میں تو اس خیال کا شخص ہوں کہ اپنے نام کے ساتھہ مسٹر کا لکھا جانا بھی گوارا نہیں کرتا آپکو یاد ہوگا کہ میں نے جب آپکے مطبوعہ لیبل کو درست کیا ہے تو مسٹر کا لفظ قلمزد کر کے مرزا لکھدیا تھا' مگر شوہر کے نام کے ساتھہ زوجہ کو خطاب کرنا عقلی دلایل سے معیوب نہیں' اور شرعی بھی کوئی حکم نہیں' پس اعتراض کے قابل کیوں قرار دیا جاتا ہے ؟ یہ ہمنے مانا کہ مسز نہ کہو تو اہلیہ' اہلخانہ' زوجہ' بیگم صاحبہ' خاتون خانہ و دیگر خطابات سے مثلاً بہو بیگم' بڑی بہو' ممتاز محل وغیرہ کہنا کیا برا ہے' اور کیا اعتراض اسپر ہو سکتا ہے ؟ اسی سلسلہ میں میں اتنا اور بھی عرض کرونگا کہ تحقیر و تصغیر پر ایک نظر ڈالتے ہوے دیکھیے کہ اگر ایک غریب کی لڑکی فاطمہ نامی ایک امیر کبیر اہل علم کی زوجہ ہو جاے' تو کیا اسکی عزت افزائی اسمیں نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے نام کے ساتھہ موسوم کیجاوے' اور بجاے فاطمہ کہلانے کے نواب بیگم' بیگم صاحبہ' یا اہلیہ محترمہ دیجاہ کہلاوے ؟

اب میں زیادہ سمع خراشی نہ کرونگا' اس تکلیف دہی کو معاف فرمائیگا - غالباً آپ آل انڈیا محمڈن کانفرنس آگرہ میں تشریف فرماہونگے' اسوقت زیارت سے مشرف ہونگا- انشاء اللہ تعالے -

الہلال :

توجہ فرمائی کا شکریہ -

(۱) " جلسۂ نکاح میں جس نام سے اس نے الخ " اس کا مطلب تو صاف واضح تھا - یعنے وہی اصلی نام جو اس وقت لیا گیا' اور جس نام کے ساتھہ اس نے اپنے شوہر کی دائمی رفاقت کا اقرار کیا - دائمی رفاقت سے نکاح مدنی مراد ہے -

(۲) میرا مقصود یہ تھا کہ مسز وغیرہ کا خیال محض یورپ کی تقلید سے پیدا ہوا ہے' اور عورت کے نام کو چھپانا اور اسکے اعلان کو موجب حیا سمجھنا ایک ایسی رسم ہے جسکی شریعت میں کوئی اصلیت نہیں' بلکہ خاندان نبوت و صحابۂ کرام کا طرز عمل بکلی اسکے خلاف - باقی با صطلاح فقہ جواز و عدم جواز کی یہاں کوئی بحث نہ تھی' اور جب ایک قدرتی طریقۂ اظہار نام حقیقی کا موجود ہے تو کونسی ضرورت ہے کہ مصنوعی طریقے ایجاد کیے جائیں ؟ کیوں ایک مرد اپنے نام سے پکارا جاے' اور کیوں عورت نہ پکاری جاے ؟

اس مبحث میں قابل غور امر یہ ہے کہ " بیگم صاحبہ فلاں' زوجۂ فلاں' اہلیۂ فلاں' بہو بیگم' تاج دلہن" وغیرہ وغیرہ تراکیب سے اعلان و تسمیہ کا خیال کیوں پیدا ہوتا ہے ؟

دو حال سے خالی نہیں :

یا تو اسلیے کہ عورتوں کا نام ظاہر کرنا بربناے رسم و رواج معیوب سمجھا جاتا ہے' اور گو ہر مصنوعی نام بھی مثل علم کے ہو جاتا ہے' لیکن رسم و رواج کی پرستش اجازت اعلان نہیں دیتی -

اور یا پھر بربناے تقلید فرنگ کہ "مسز" کی جگہ "بیگم" وغیرہ کی جستجو ہے -

اول صورت میں شرعی امتناع کا یہ پہلو نکلتا ہے کہ جس چیز کے اظہار سے شارع نے نہیں روکا اور نہ کوئی عملی نمونہ دکھلایا' محض رسم کی وجہ سے اسپر اصرار کیا جاے اور اسطرح رسم و رواج کو حقیقت شرعیہ پر ترجیح دی جاے -

یاد رکھیے کہ جب کسی غیر شرعی امر پر رسماً سخت اصرار کیا جاے تو ضروری ہے کہ اسکو شدت و سختی کے ساتھہ روکا جاے - کیونکہ اس طرح غیر شرعی امور کا مثل احکام شرع کے واجب الانقیاد ہو جانا ممکن ہے' اور ہمارے اعمال میں اسکی صدہا مثالیں موجود ہیں -

آپنے فقہا کے اقوال پڑھے ہونگے کہ اگر کسی فعل مباح کو اس اصرار کے ساتھہ لوگ بجا لائیں کہ اسکے واجب و فرض سمجھے جانے کا خوف ہو تو اس حالت میں ایسے مباحات کا ترک واجب ہے' حفظاً لاحکام الشریعة و العقیدہ -

دوسری صورت کی نسبت اس مضمون میں تفصیلاً عرض کرچکا ہوں - یورپ میں یہ حالت عورتوں کے گذشتہ مسیحی اسر و مملوکیۃ کا بقیہ ہے' اور اسکی تقلید کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ اسلام کی بخشی ہوئی حریت کو تقلید مسیحیت پر قربان کردیا جاے - ضمناً اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کسی نہ کسی وجہ سے عورت کو حق اعلان ذاتی دینا نہیں چاہتے - حالانکہ اسلام نے دیا ہے - تمام عبادات و معاملات میں مسلمان عورت مثل مرد کے حق ذاتی کے ساتھہ ایک وجود مستقل تسلیم کی گئی ہے - پھر ایسا کرنا کب درست ہوسکتا ہے ؟

یہی وجوہ ہیں جنکی بنا پر اس عاجز کی راے عام طرز عمل کے خلاف ہے' اور اسکو ضروری سمجھتا ہوں کہ مسلمان خواتین

خواه محصنات هوں یا غیر محصنه ' اپنا اصلي نام ظاهر کریں اور اسي نام سے انکا بالاعلان تذکره بهي کیا جاے - اگر وه مضامین لکهیں تو انکے نیچے خود انکے نام کو درج کرنا چاهیے ' نه که انکے شوهر اور والد کے نام کو - یهي اسلام کی ساده و اصلي تعلیم هے - یهي خاندان نبوت کا اسوۂ حسنه هے - یهی صحابۂ کرام و تابعین و جمیع سلف صالحین کا طرز عمل هے ' اور اسي پر آج تمام اسلامی ممالک میں مثل عرب و حجاز ' مصر و شام ' مراکش و مغرب ' اور جمیع بلاد عثمانیه میں عمل کیا جا رها هے - اور کوئي وجه نهیں که مسلمانان هند هندوستان کی رسم و رواج سے اس درجه مقید هوں که ان تمام نظائر و شواهد سے چشم پوشي کرلیں -

برادران هنود معاف فرمائیں اگر میں کهوں که اسلام هندوستان میں آیا اور تمام مقامات سے بہت زیاده مسخ هوا - عربی سادگی اور عجمی تکلف و تصنع ' ان دونوں عنصروں سے پہلے هی مرکب هوچکا تها ' اسپر هندوستان کی بت پرستي اور اقوام وثنیه کے رسم و رواج کے اضافه نے ایک ایسي صورت پیدا کي که آج اصلاح اعمال و جزئیات اعمال کا کام هندوستان میں اور تمام ممالک اسلامیه سے زیاده تر مشکل هوگیا هے اور چهوٹی چهوٹی باتوں کے اندر بهی هندوستان کی رسم و رواج کا کوئی نه کوئي عظیم الشان بت چهپا هوا هے - عورتوں کے ناموں کے مخفی رکهنے کا خیال بهي ایک ایسي هي رسم هے - بہتر هے که اس سے جلد کناره کشي کي جاے -

ابهي هندوستانی رسم و رواج کے بت سے نجات نهیں ملي تهي که تقلید فرنگ کا ایک نیا بتکده آباد هوگیا هے - ارباب توحید کو چاهیے که دونوں کي پرستش سے رهائی حاصل کریں :

هم کعبه و هم بتکده سنگ ره ما بود
رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم

مسئلۂ تبلیغ اسلام

اور اختلاف فرق اسلامیه

خواجه کمال الدین بي - اے

بزرگ من و محسن قوم تسلیم - الهلال کے جدید نمبر میں آپنے " اجتماع عظیم " کي سرخي سے تبلیغ اسلام کے متعلق جو کارروائي درج کي هے اور جسمیں آپکي تقریر بهی درج هے اس سے یه پایا جاتا هے که جناب محترم خواجه کمال الدین صاحب کو مالی مدد دیجاوے - چنانچه فوراً اس پر غور کرنے کے بعد چند دوست اس بات کے لیے تیار هوگئے که لکهنو میں بهی چنده جمع کیا جاوے ' اور اپنے خیال کو قائم کرکے چنده وصول کرنیکے لیے روانه هوگئے - لیکن پبلک میں جو خیالات هیں انکے سننے کے سوا اور کچهه هاتهه نه آیا - مجبوراً خاموش هوکر بیٹهه رهے ' اب خیال یه هے که ایک مستقل اصول قرار دیکر اس کے لیے کوشاں هوں گے - لیکن جو سوالات هیں وه درج کیے جاتے هیں :

(۱) کیا خواجه کمال الدین قادیانی نهیں هیں ؟ اگر نهیں تو کیا لارڈ هیڈلے بالقابه قادیانی نهیں هوے ؟

(۲) کیا اشاعت و تبلیغ اسلام خواجه صاحب کے ذریعه سے کیجاویگي ؟

پس استدعا هے که اپنے خیالات کا اظهار بذریعه اخبار فرمالیے که آپکے خیالات مرزا صاحب قادیاني کو مسیح موعود تسلیم کرنے میں کهانتک وسعت رکهتے هیں ' اور احمدي گروه کي شرکت اشاعت اسلام میں مضر هے یا نهیں ؟ (مختار احمد خاں از لکهنو)

الهـــلال :

عزیز من ! آجتک اشاعت اسلام کو جس چیز نے روکا هے ' یقین کیجیے که یهی تفرق و تشتت فرق اسلامیه اور عدم تشکل وحدة اسلامیه هے - اسلام نے پہلے هی دن اسکا سد باب کردینا چاها تها - حیث قال : ولا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءهم البینات ' اولئک لهم عذاب عظیم (۳ : ۱۰۵) اور اختلاف کا علاج بهي بتلا دیا تها : فان تنازعتم فی شیء ' فردوه الی الله و الرسول ان کنتم تومنون بالله و الیوم الاخر ' ذلک خیر و احسن تاویلا (۴ : ۵۹)

لیکن تفریق هوئی اور جو مصیبت مسلمانوں پر آنی تهي آئی ' ازانجمله یه که اسلام کي جو تبلیغی قوت صدر اول میں مشارق و مغارب کو مسخر کر رهی تهي ' وه بالکل رک گئی اور مسلمانوں کي قوت بجاے اشاعت توحید کے ' باهمی جنگ و جدال میں صرف هونے لگی - اسی کا نتیجه بغداد کا قتل عام ' دولت عباسیه کا انقراض ' اور اسلامی تمدن و علوم کا خاتمه تها جو حملۂ تاتار سے وقوع میں آیا - تلک الحملة التی کانت اول صدمة صدعت بناء قوة المسلمین صدعاً ' لم یلتئم من بعده و بعد کما کان !

یقین کیجیے که اگر شهادت حضرة عثمان رضي الله عنه کے بعد سے باهمي نزاعات کا سلسله شروع نه هوا هوتا جو اب تک روز افزوں ترقی هے ' تو آج تمام آباد کرۂ ارضی پر صرف ایک هی قوم و ملت هوتي اور وه صرف ملت اسلامی هوتي ' کیونکه یه وعدۂ الهي تها ' و لن یخلف الله وعده و انما هم المخلفون : وما کان ربک لیهلک القری بظلم و اهلها مصلحون (۱۱ : ۱۱۷)

لیکن کیا اب بهي وقت نهیں آیا هے کہ آنکهیں کهلیں اور دین الهی کی عزت کو اپنے اعمال مظلمه سے اور زیاده ذلیل و رسوا نه کریں ؟ کیا گذشته غفلت انتہا کیلیے کافي نهیں هے که مزید سرشاري کیلیے لوگ بیقرار هیں ؟ پهر کیا هے که موجوده دور مصائب و فلاکت کے احساس کا ادعا بهي کیا جاتا هے ' اور ساتهه هي اپنی قدیمی خصوصیات جنگ و نزاع سے هٹنے کا اراده بهی نهیں هے ؟ افلم یدبروا القول ' ام جاءهم ما لم یات آباءهم الاولین ؟ (۲۳ : ۶۸)

میں ایک لمحه کیلیے بهي اس اتفاق و اتحاد کا قائل نهیں که لوگ اپنے اپنے عقائد سے دست بردار هوجائیں جنکو وه اپنے نزدیک حق و صحیح سمجهتے هیں - یه یا تو نفاق هے یا مداهنت فی الدین ' اور یا پهر " ردوه الی الله والرسول " کا نتیجه ' لیکن بظاهر اسکي امید نهیں اور ویسے فضل الهی کوئي خارق عادت دکهلا دے تو یه دوسري بات هے -

اب سوال یه هے که حفظ شریعت و ملت اور اشاعت اسلام جیسے مشترک مقاصد کے کام تو اسي باهمي اختلافات کي نذر کردیا جاے یا کوئي صورت عمل بهي پیدا کي جاے ؟

اگر اشاعت اسلام کا کام هر فرقه اپنا فرض سمجهتا هے ' تو کوئي وجه نهیں که هر فرقه اسمیں شریک نهو -

(اصول اتحاد فرق اسلامیه)

اسکي صورت صرف یه هے که هم لوگ اپنے عقائد کی ایک اصولي تقسیم کردیں - چند اولیات کو مشترک قرار دیں اور باقي امور کو مخصوص -

اب دیکھیے کہ تمام مدعیان اسلام فرقوں کے مشترک عقائد و مقاصد کیا کیا ہیں جن سے کسي کو انکار نہیں -

مثلاً اسلام توحید و اقرار رسالت ' اعلان و اشاعت قرآن ' حفظ بلاد و ثغور اسلامیہ ' دفع کفار و اعداء اسلام ' یا اسي طـرح کے بعض دیگـر امـور -

اسکے مقابلے میں اپنے مخصوص عقائد کو بھي اپنے ذھن میں رکھہ لیں - مثلاً خلافت و امامت اوصیاء ' وجوب و عدم وجوب عدل ' تکفیر و عدم تکفیر مسلمان ' صحت اعتقاد خلافت راشدہ ' وجوب تقلید شخصي و عمل بالحدیث ' مہدویت و مسیحیت مرزا صاحب قادیاني و انکار اوان ' وغیرہ وغیرہ -

اسکے بعد آئندہ کیلیے طرز عمل یہ ہو کہ جب کبھي موقعہ آن مشترک عقائد و مقاصد کا آئے تو ہر قائل کلمۂ توحید خدمت و شرکت کیلیے مستعد ہو جاے ' اور اپنے تمام باھمي نزاعات و مناقشات کو فراموش و نسیاً منسیا کردے اسطرح تمام اهل قبلہ متحد و متفق ہو جائیں ' گویا ایک ہي خاندان کے فرزند ' اور ایک ہي شجرۂ محبت و اخوت کے برگ و بار ہیں -

لیکن اسکے بعد جب اپنے اپنے مخصوص عقائد و اعمال کے حدود میں آ جائیں تو بلا کسي مداهنت و تعاون کے اپنے اپنے عقائد پر نہایت مضبوطي و استواري کے ساتھہ قائم رہیں ' اور شوق سے ہر جماعت اپنے اُن عقائد کا احقاق کرے ' جسکو وہ حق سمجھتي ہے - مناظرہ کي مجلسیں منعقد کریں ' رسائل و کتب شائع کریں ' اپني اپني جانب لوگوں کو بلائیں ' کوئي اس سے نہیں روکتا اور نہ کسي کے روکے یہ باتیں رک سکتي ہیں -

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفظ ملت و مصلحت وقت کي بنا پر مدینہ کے یہودیوں سے معاہدۂ امن کرلیتے تھے ' تو ہزار تعجب ہے ہم پر کہ ہم حفظ اسلام یا تبلیغ توحید کیلیے اپنے مخالف فرقہ کو شرکت کار کا موقعہ نہ دیں اور متحد نہوسکیں !

یہ نہ مداهنت ہے اور نہ تمام مختلف عقائد کو ایک جگہ جمع کردینا ' بلکہ متعصب سے متعصب فرقے بھي اگر آنکھہ کھولکر دنیا کو دیکھیں ' اور وقت کي مصیبت کو سمجھیں تو اس طرح کے محدود و مشروط اتحـاد کو ایک لمحہ کیلیے بھي اپني فرقہ وارانہ هستي کیلیے مضر نہ پائیں گے -

میں تو اب صرف ایسے هي اتحاد کا مدعي هوں ' نہ کہ اُس اتحـاد عقـائد کے خوش آیند خواب کا ' جسکي تعبیـر آجتک نہ ملسکي -

(جـواب سـوالات)

یہاں تک تو میں نے اصولي طور پر اس مسئلہ کي نسبت اپنا خیال ظاہر کردیا کہ مستقل طور پر لکھنے کا موقع نہیں ملتا اور ضمني مواقع ہی کو غنیمت سمجھکر اپنے خیالات قلمبند کردیا کرتا ہوں - اب اسکے بعد امور مسئولہ عنہا کا جواب سن لیجیے :

(۱) مجھے معلوم ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب احمدي ہیں -

(۲) لارڈ هیڈلے کی نسبت مجھے معلوم نہیں - ابھي تو وہ غریب مسلمان هي هوا ہے ' اگر یہ جھگڑے اسکے آگے کیے گئے تو وہ حیران هوکر پوچھے گا کہ کہاں جاؤں ؟ مسلمان ہونے کے بعد بھي نجات نہیں ملتي اور ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر کررہا ہے ؟

(۳) میں الحمد للہ اپنے انـدر اتني ایماني قوت رکھتا ہوں کہ جس امر کو حق تسلیم کرلوں اُسکا اُسي وقت اعلان بھي کردوں ' پس میري نسبت یہ سوال محض عبث ہے - نہ تو میں کسي شخص کو مہدي یقین کرتا ہوں نہ مسیح موعود ' میں اعتقاد توحید و رسالت ' اور عمل صالح کو نجات کیلیے کافي سمجھتا ہوں - اسکے سوا مجھے اور کچھہ معلوم نہیں - قرآن کریم مسلمانوں کا حقیقي امام ہے : وکل شي احصیناہ في امام مبین -

(۴) خواجہ کمال الدین یا کوئي شخص اگر اشاعت اسلام کي خدمت مقدس انجام دے ' تو تمام مسلمانوں کو اُن کا ساتھہ دینا چاہیے اور بس ' یہي میرا مقصد ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس سے زیادہ سمجھنے کا کسي کو کیا حق ہے ؟

(۵) خواجہ صاحب کي نسبت مجھے یقین ہے کہ وہ خلوص و ایثار کے ساتھہ اس خدمت میں مصروف ہیں ' اور بہترین وقت سمجھتا ہوں کہ اس وقت پوري قوت سے اس کام کو شروع کیا جاے ' اور ایک عظیم الشان تبلیغي مجلس قائم کي جاے - مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس اقدام سے متاثر ہو کر راہ کار اختیار کریں ' نہ کہ اس کام کو صرف ایک هي فرقہ کے ہاتھہ میں چھوڑ دیں - وہ مسلمان جو باھمي نزاع کے قصہ کو چھیڑ کر اس کام کی مخالفت کرینگے ' نیز قادیان کے وہ متشددین جو عامۂ اهل اسلام کي تکفیر کرکے مخالف جذبات کو مشتعل کرینگے ' دونوں گروہ عند اللہ جوابدہ ہونگے اس نقصان عظیم کے ' جو خدا نخواستہ موجودہ تحریک کے قائم نہ رہنے کي صورت میں متصور ہے - و نسال اللہ تعالی ان یوفقنا و سائر اخواننا المسلمین لما یحبہ و یرضاہ - و تلک الدار الاخرۃ نجعلها للذین لا یریدون في الارض علواً ولا فساداً ' والعاقبۃ للمتقین -

حکم استعمال قند انگریزی بصورت اشتباہ

ایک دن میں یہ کتاب پڑھہ رہا تھا :

The Geography of Commeree, by Spencer Trotter M D. Edited by Chusman, A. Harrick Ph. D.
Published 1909.

پڑھتے پڑھتے اسکے صفحہ ۱۱٤ - پر یہ فقرہ زیر سرخي :
Hog and Hog produest (سور اور سور کي پیدا وار کے متعلق) میرے نظر سے گذرا - فقرہ یہ ہے :

"The fat is made in to beard; the bones are ground up for use as fertilizer; or when burnut to charcoal are used in the Sugar refining process"

مجملا فقـرہ کا مطلب یہ ہے کہ سور کي ہڈیوں کو کوئلہ بنا کر مصري کے صاف کرنے میں استعمال کرتے ہیں -

جو خیال اس فقـرہ کو پڑھکر ایک مسلمان کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے ' اسکا آپ پورے طور پر اندازہ کرسکتے ہیں - میں نے اور میرے چند ایک دو اور هـم خیال دوستوں نے استعمال مصري کو یکدم ترک کردیا - گو اس سے تـکلیف تو ہوتي ہے مگر ہم سب اس تـکلیف کو برداشت کرنیکے لیے تیار ہیں بشرطیکہ ہمارے مذہب میں خلل نہ واقع ہو -

یہاں کے چنـد علما سے بھي دریافت کیا گیا ' مگر کوئي تشفي بخش جواب نہیں ملا - لہذا آپکي طرف رجوع کرنا پڑا کیونکہ آپکي علمي و دیني لیاقت اور قابلیت مسلمہ ہے اور نیز آپکا بیش قیمت رسالہ الہلال کا بہت سا حصہ انہي امور پر مشتمل ہوتا ہے - مہرباني کرکے آپ جلد اسکے متعلق ایک قیمتي راے اپنے اس بیش قیمت رسالہ میں شائع کرادیں تا کہ میرے اور میرے دیگر مسلمان برادران ملت کي تشفي ہوجاے -

عبد الصمد بي - اے سکینڈ ماسٹر گورنمنٹ هائي اسکول کوئٹہ

الهـــلال:

جو عبارت آپنے نقل کی ہے اسکا مطلب صرف اسقدر ہے کہ کھانڈ کے صاف کرنے کی چیزوں میں سے ایک شے سور کی ھڈي بھی ہے اور یہ بالکل ٹھیک ہے' لیکن حلت و حرمت کیلیے علاوہ دیگر مباحث فقہیہ کے' یہ سوال باقی رہجاتا ہے کہ جو شکر ہم استعمال کرتے ھیں' آیا وہ بھی اسی سے صاف کی جاتی ہے یا نہیں ؟

ایک زمانے میں مجھے خود اسکا خیال ہوا تھا اور میں نے تحقیق کیا تھا - مجھے معلوم ہوا تھا کہ بہت سے طریقے ھیں' منجملہ انکے ایک یہ چیز بھی ہے' لیکن ضروری نہیں کہ وہی استعمال میں لائی جاے -

بہر حال یورپ کی بنائی ہوئی چیزوں کا بالعموم مشتبہ ہونا اور ہر طرح کی حـلال و حرام اشیا سے انکا ممزوج ہوسکنا امر معلوم ہے' اور گو حضرات علما اسکو باصطلاح فقہ متاخرین " عموم بلوی " سے تعبیر کرکے خاموش ہو رہیں مگر میں اسے کافی نہیں سمجھتا' اور اسکا اصل علاج یہ ہے کہ ملک میں اُن اشیا کا بدل مہیا کیا جاے -

آپ صرف ایک شکر ھي پر کیوں زور دیتے ھیں ؟ مجھسے پوچھیے تو ایک بڑی فہرست پیش نظر رکھتا ہوں - لیکن پھر کیا فائدہ ؟ سلطان احتیاج کی قوت سب پر غالب ہے' کتنے ھیں جو وسائل راحت و لذائذ کو موجود پا کر پھر اس سے بر بناے اتقا احتراز کریں گے ؟ اصل علاج کیلیے کوشش کیجیے - صاف اور عمدہ قند کا بنانا بہت آسان ہے - یہ اُن مصنوعات میں سے نہیں ہے جنکے لیے ملک طیار نہو لیکن آجتک ایک کار خانہ بھی نہ بن سکا - پچھلے دنوں شبعہ کانفرنس میں کوئی صاحب اسکے لیے کمپنی بنا رہے تھے یا بنا چکے ھیں' لیکن معلوم نہیں کہ پھر کیا نتیجہ نکلا ؟

میں اُن بزرگوں سے متفق نہیں ہوں جو کہتے ھیں کہ جب تک ملک میں ہر طرح کی دیسی چیزیں نہ ملیں اُس وقت تک سودیشی اور ریائی کاٹ کا نام نہ لو' کیونکہ جب تک اُسکا جس پیدا نہوگا' کار خانوں اور مصنوعات وطنیہ کا انتظام بھی نہوگا - تا ہم یہ تو ایک بدیہی امر ہے کہ جب تک ہر ولایتی چیز کا بدل ملک میں مہیا نہ ہوجائے' اُس وقت تک کچھہ بھی نہیں ہوسکتا -

الحمد لله کہ حق سبحانہ نے آپکو اور آپکے احباب مومنین کو توفیق دی کہ بر بناے اشتباہ اُسے ترک کر دیا - اور ترک بہر حال اولی و احوط ہے -

---

بستر مرگ پر ایک نظر الوداعی !

چند ماہ میں نوجوان شاہ ایران احمد شاہ' اپنے اسلاف کے تخت پر سریر آرا' اور اسدن کی شام کو تاجپوش ہونے والا ہے جس دن ناظم سلطنت ناصر الملک ابو القاسم اوسکے ہاتھہ عنان حکومت دیدیگا - اسلیے اں حالات کا مطالعہ' جو اسوقت ایران میں پھیلے ہوے ہیں' نیز اس صورت حال کا امتحان' جس سے نوجوان شاہ ایران کو دو چار ہونا پڑیگا' یقیناً موجب عبرت و بصیرت ہوںگے - ایران کے بستر مرگ پر یہ گویا ایک الوداعی نظر ہے جسکا یقیناً وہ حقدار ہے -

سنہ ۱۹۰۶ کا انقلاب اور ۳۰ - اگست سنہ ۱۹۰۷ کا معاہدہ انگلستان و روس' یہ دونوں واقعات دو ایسے سیاسی کار فرما حالات پیدا کرتے ہیں' جنکے ایسے نتیجہ کا اسی حل کا دریافت ہونا ضروری ہے - یہ دونوں واقعات' جو روقوع میں قریباً متحد الوقت مگر در اصل ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں' ملک کی آیندہ قسمتوں میں اسقدر وسیع حصہ رکھتے ہیں کہ اپنے مجموعی اثر کی وجہہ سے انکو بہاست قریبی طور پر باہم وابستہ سمجھنا پڑتا ہے - اسلیے مناسب سمجھتا ہوں کہ اں دونوں سوالات پر بحث حسب تفصیل ذیل علیحدہ علیحدہ اجزاء میں دکھائیے :—

(۱) دستوری حکومت -

(۲) معاہدہ انگلستان و روس -

(۳) نتائج

شاہ ایران جب تک اپنی رعایا کی خواہش کے آگے سرنگوں ہوے اور انکو آئینی حکومت کے متعلق فرمان دینے پر مجبور نہیں ہوا' اسوقت تک وہ برابر کسی طریقہ' کسی اصول' یا کسی سیاسی مرد عمل کے بغیر حکومت کرتا رہا سچ یہ ہے کہ یہ طریقۂ حکومت اسقدر برا نہ تھا کہ کوئی شخص اسکو نظام کے بالکل نہونے کا الزام دیسکے - (گو تکسیر طوائف الملوکی اور ظلم زادی تھی - الہلال)

جو کچھہ ہو' مـالیہ کے مصرف رساں استبداد کی حقیقت' مالیات حکومت میں کامل ابتری کی حقیقت سے کم محسوس کی گئی -

ایرانی قوم کے بہترین عنصر شاہ کی اس حالت کو بے پروائی کے ساتھہ نہیں دیکھہ سکتے تھے - امراء اور ارباب دماغ اسلیے متحد ہوے کہ شاہ کو حکومت کی کسی منتظم شکل پر مجبور کریں -

ایرانی ارباب فکر کو' جنمیں سے اکثر نے یورپ میں تعلیم پائی تھی' آئینی حکومت کے اس حیثیت سے نا برابر ہونے کا یقین تھا کہ ملک کی نجات کی لیے یہی ایک آخری امید ہے -

گو امراء نے اپنے حقوق کو خطرہ میں پڑتے ہوے حیرت کے ساتھہ دیکھا' مگر شاہ کی استبدادی حکومت کو ہلا دینے کے لیے ارباب انقلاب کے ساتھہ اس امید میں شریک ہوگئے کہ بعد کو بروقت فرصت طاقت پر قبضہ کرکے سلطنت کو اپنے حسب دلخواہ

طوائف الملوکي (Oligarchy) یا کسي ایسي سلطنت کے قالب میں ڈھال لینگے، جسمیں چند امراء حکومت فرمانروائي کرتے هوں (یه صحیح نہیں الهلال)

دوم - یہاں خصوصیت کے ساتھه اس سے مراد کاشتکار هیں - اسانی سے اس تحریک میں شریک هوگئي ' کیونکہ اسکے بھولے اور سادے دلوں میں آزادي کے معنی ' جسکے استعمال کے قابل وہ ابھی نہ تھے ' خاصکر ٹیکس کے بارے نجات تھي !

ان تینوں عناصر کو جو هنگامي طور پر متحد تھے ' خلیق مگر ضعیف مظفر الدین شاہ اور اسکے کم نظر اور حیلہ طراز وزرا سے اپني خواهشوں کے منوا لینے میں کچھه بھی دقت نہ هوئي - ۵ - اگست سنه ۱۹۰۶ع کو شاہ نے معمول عام دماغ میں آکے ایران کیلیے پارلیمنٹ کی منظوري دیدي ۹ ستمبر کو قوانین انتخاب شائع هوے ' اور ۷ اکتوبر کو مظفر الدین شاہ نے جبکه وہ بستر مرگ پر تھا ' ایران کی پارلیمنٹ کا افتتاح کیا -

پہلا قومي مجمع فوراً شاهنشاهي کے دستوري قانون کے بنانے میں مشغول هوگیا - امراء باهم منقسم تھے - اسلیے انہوں نے مجلس کی رهنمائي ارباب دماغ کے هاتھوں میں چلے جانے دي -

گو وہ صوفہ الدار اپني ذات میں مخلص تھے ' مگر انھوں نے ان اصول کو نامکمل طور پر جذب کیا تھا ' جو اس آزادي کی بنیاد تھے جس سے آج مغربي تمدن بہرہ اندوز هو رها ہے - نوآموزي کے جوش میں انہوں نے تاریخ کو فراموش کرنے کی سنگین غلطی کی ' اور اس مرتب امید کی پرورش کی کہ ایک قوم ' جسکا بیشتر حصہ محض جاهل اور بالکل غیر تربیت یافتہ ہے ' وقت کی سست رفتار تدریجي ترقي کے بغیر کامل دنیاوي مجهولیت سے گزر کے منظم آزادي تک پہنچ سکتا ہے -

انہوں نے اس کا بھی خیال نہیں کیا کہ اگرچہ چند ضروري اصلاحات پر اصرار ناگزیر ہے مگر شاہ کی حکومت کی بدهکمي ' اور ملک میں بجبر ایک ایسے اساسي اور جمهوري انقلاب کا پیدا کرنا کسقدر خطرناک هوگا ' جو یورپ کی سب سے زیادہ تربیت یافتہ قوم کے لیے بھي لائق پذیرائي نہیں ' اور ایراني قوم کی سیاسي تعلیم کے مبلغ کے لحاظ سے تو بالکل خارج از مناسب ہے -

ایک " دستور " جو اس روح اور اس طریقه پر مرتب کیا گیا هو ' اسکي زندگي کے اختتام کے متعلق کوئی شک باقي نہیں رهسکتا !

نئي حکومت کے آغاز هي میں یہ ثابت هوگیا - بغیر کسي متعین فرد عمل ' اور بغیر کسي طاقت یا دباو کے ' حکومت پر ایک ایسي غیر منظم مجلس چھا گئي ' جو ابتدائي دستوري حقوق سے ناواقفیت کے عالم میں طاقت کا دعوائے باطل کرنے لگي تھي -

سیاسي کلب صرف اسلیے قائم هوے کہ اپني خواهشوں پر دوسروں کو مجبور کیا جاے اخبارات جو معتد هونے اگر ... و نقش کم عمر هوے ' حریت کو موضوعیه (انارکي) کے ساتھه مدغم کرکے تباہ کن اصول کي تعلیم دینے لگے -

شاہ کہ نوجوان ' شتاب کار ' اور اس حقوق سے تمتع کے لیے مبتجس تھا جو اسکے آباء و اجداد کو حاصل تھے ' نہ اپنے حقوق سے دستبرداري کا ارادہ کرسکا ' اور نہ اس نے ایسا کرنا چاها - اس پر یہ مستزاد هوا کہ اسکي خود رائي نے ان لوگوں کو بھي اس سے علحدہ کردیا جو اب تک اسکا طرفدار تھے - اسوقت سے اسکے لیے کوئي امید باقي نہ رهي تھي ' اور بالاخر اس خون نشدہ ' اور انقلابي حکومت کا خاتمہ جلا وطني نے کیا - اسوقت سے ایران یا بزنجیر هوے بغیر اپني قسمت کي نگراني کرسکتا تھا -

خانہ جنگي کے حادثہ کے بعد یہ معلوم هوتا تھا کہ صلح و اتفاق کا دور پیش نظر ہے اور قوم کي دوبارہ زندگي کے آغاز نے ان تمام لوگوں کو مدد کی دعوت دي ہے جو دستوري حکومت کي واپسي کے لیے لڑے هیں ، مگر اس صلح کي عمر تھوڑي تھي - خود ارباب دستور میں اختلاف نمودار هوا جو اپني خیالي خواهشوں کو بزور منظور کرانا چاهتے تھے -

ان بے انتظامیوں کے باوجود مجلس کا انتخاب هوا اور وکلا نے مختلف جماعتیں ترتیب دیں -

یہ سیاسي سوالات نہ تھے جنکي وجہ سے بالاخر انکو غم سے دو چار هونا پڑا - بلکہ یہ شخصي مصالح تھے - آخر کار معاملات ایسے نقطے تک پہنچگئے ' جہاں کثرت اپني خواهشوں کے منظور کرانے میں قلت پر کامیاب هوئي اور وزرا بجاے اسکے کہ معززین قومي پالیسي کی اشاعت ' یا ضروري اصلاحات کے نفاذ کي کوشش کرتے ' ان پر جماعتیں حکمراني کرنے لگیں -

یہ حالت تھي جبکہ ناصر الملک نظامت کا بارگراں اٹھانے کے لیے بلایا گیا -

ناصر الملک ایک تربیت یافتہ ' اکسفورڈ کا ایم - اے ' قابل ' تجربہ کار ' هوشیار ' اور ایماندار آدمي ہے - اسے ملک کي ضرورتیں اور وہ طرز عمل معلوم تھي ' جو ترتیب پاني چاهیے - مگر جسطرح اسے یہ معلوم تھا ' اسیطرح وہ یہ بھي جانتا تھا کہ قانون دستور ' جسکي بنا پر وہ نگراني اپنے ذمے لینے والا تھا ' ایک ایسا هتیار ہے ' جو صرف بادشاہ کي خود مختاري کو شکست و نابود کرنے کے لیے بنایا گیا ہے ' اور اسلیے وہ ایک ایسا قانون ہے ' جس نے خود اس سے بھي هتیار لیکے اسکي یہ حالت کردي ہے کہ سامان مدافعت سے تہیدست مگر سازش و مجبوري سے زد در رہے !

صرف فرض کا خیال اس پر غالب آیا ' گو وہ نظامت کے قبول کرنے میں تردد سے لبریز اور ان مشکلات کے متعلق دهوکے میں نہ تھا جو اسکو پیش آنے والے تھے -

دوسروں کو یہ دکھانے کے لیے کہ جو لوگ حکمراني کے لیے بلاے جائیں ' خواہ وہ حکمراني کسي درجہ کي هو ' انہیں حکومت کے اصول کا علم ضروري ہے ' اس نے (ناصر الملک نے) مسلسل وزرا اور وکلا کے ساتھه کام کیا -

انکو غیر سرکاري نوعیت کي صحبتوں میں جمع کیا اور کوشش کي کہ مختلف جماعتوں کے بالاشتراک کام کرنے کے لیے ایک بنیاد تیار کردے تاکہ آیندہ وہ متحدہ طور پر ایک ایسا نقشہ ترتیب دیں جو ضروري اور اهم اصلاحات کا کفیل هو -

اس امر کي تصدیق کے لیے کہ ناصر الملک نے کس جوش اعتقاد اور ترک نفسانیت کے ساتھه اس مشن کو اپنے هاتھه میں لیا ہے ' اسے کام کرتے هوے دیکھنا چاهیے -

ایراني اپني اس خوش قسمتي پر کہ انکا سرگروہ ایک ایسا شخص ہے جو اس قدر روشن خیال اور اس درجہ بے لوثي کے ساتھه ملک کي بہبودي میں منہمک ہے ' اپنے آپ کو آج تک کبھی زیادہ صحیح مبارکباد نہ دیسکے ' اور نہ کوئي اعتماد اس اعتماد سے بہتر حالت میں کیا گیا ' تاهم عدم مفاهمت اور باقاعدہ عداوت نے ناظم کي بہادرانہ کوششوں کو بیکار کردیا اور اسطرح اس آخري امید کو بھي مٹادیا جو دستوري حکومت کي قوت کے متعلق تھي -

اکثر سنتے هیں کہ ناظم کو کمزوري اور اپنے اختیارات کے محسوس کرانے میں ناکامي کا الزام دیا جاتا ہے ' اور ان نقادوں

میں سے بعض تو یہاں تک بڑھجاتے ہیں کہ اسکو ناقابل قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے ان لوگوں کو دھوکا دیا' جو اسکی نظامت کو امن و ترقی کی تمہید خیال کرتے تھے -

مگر یہ الزامات درحقیقت بہت بیجا ہیں -

ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ناظم نے آکسفورڈ میں تربیت پائی ہے' اور یہ کہ دستوری حکومت کے اصول کے متعلق اسکا تخیل ماخوذ ہے ان بہترین سرچشموں سے جو بیلیال کے کمروں میں ہیں' اور ان مثالوں سے جو انگلستان کی سیاسی تاریخ پیش کرتی ہے -

اس کہنے کے بعد کون یقین کرسکتا ہے کہ ایک ایسا شخص جسمیں قوم کی قیمت کا یقین اسدرجہ سرایت کرگیا ہو' خود اپنے آپ کو دھوکا دیگا' اور ایسے رئیسوں اور جماعتوں سے اپنی خواہشوں کو بجبر منظور کرائیگا' جن پر اسے دراے نام اقتدار حاصل ہے؟ ہمیں یہ واقعہ نظر انداز نہ کرنا چاہیے کہ ایرانی دستور ملک کی ضرورتوں کے لحاظ سے نہیں' بلکہ اسوقت صرف اس حیثیت سے بنایا گیا تھا کہ وہ شاہ کی خود مختارانہ طاقت کے مقابلہ میں مدافعت کا ایک ذریعہ ہو - اسلیے یہ اساس حکومت ہی جھوٹی ہے' اور دستوری کارروائیوں کو مفلوج بنا دیتی ہے -

ایک افسوسناک صداقت یہ ہے کہ اس قانون کے نتائج جو سابق حکومت کی وجہ سے نوجوان ایرانیوں کے دلوں پر گرا تھا' ناقابلیت اور فلاح عام کے کاموں سے نفرت کی شکل میں منعکس ہو رہے ہیں -

بہرحال یہ ہیں وہ حالات جسمیں سلطان احمد شاہ کہ نوجوان و عجلت پسند ہے' اپنے اسلاف کے ڈگمگاتے ہوے تخت پر بیٹھیگا -

الہلال :

یہ نیر ایسٹ کے مراسلہ نگار کا مضمون ہے - ایران کی موجودہ بدبختی کی اصلی علت یہ نہ تھی کہ دستوری حکومت اسے راس نہ آئی - بلاشبہ ایران اسکے لیے تیار نہ تھا' تاہم اصلی شے دستوری انقلاب کے بعد روس کا محمد علی کو آلۂ کار بنانا اور اسکے ہاتھوں قوم کو تباہ کرانا' پھر سر ایڈورڈ گرے کا اوس کے ساتھ سازشی اتحاد اور بالاخر اسکی قسمت کی گذشتہ تقسیم ہے -

ایک یورپین کے تازہ خط کا ترجمہ

بریدِ فرنگ

اقتراعیات انگلستان

جد و جہد حریت - ایثار و جاں نثاری - ثبات و اقدام عمل !

تاریخ انگلستان میں اقتراعیات (سفرجزم) کی تحریک ہندوستان کے لیے ایک نصرت بخش و عبرت انگیز واقعہ ہے' خصوصاً انکا ثبات و استقلال کہ یہ جنس گرانمایہ و اکسیر کامیابی یہاں کے مردوں میں بھی کم یاب بلکہ نایاب ہے -

کوئی ہفتہ ایسا نہیں گزرتا کہ ولایتی ڈاک میں انکے تازہ واقعات نہ ہوتے ہوں بلکہ اب تو انگلستان کے اخبارات میں اور عنوانات کی طرح اقتراعیات بھی ایک مستقل عنوان ہوگیا ہے - حسب معمول گذشتہ ہفتہ کی ڈاک میں بھی چند تازہ واقعات آئے ہیں -

* * *

مسز پانکہرسٹ کے نام سے تو قارئین کرام نا آشنا نہ ہونگے - یہ وہی خاتون ہے جو اقتراعیات میں سے فوجی جماعت کی سرخیل ہے - اسکی آتشیں تقریریں' گرفتاری' قید' اور ترک خور و نوش کی عبرت پرور اور سبق آموز داستانیں بارہا آپ سن چکے ہیں - یہ مجاہدہ راہ حریت جو غالباً آیندہ تاریخ انگلستان کی ایک ہمپڈن اور کرامویل کی طرح عورتوں کی آزادی کے لیے ضرب المثل ہوگی' آج اپنی نفاق و مداہنت سے عمر آلود آزادی کیوجہ سے ارباب حکومت کی نظروں میں پیکر بغاوت سمجھی جاتی ہے' اور انگلستان میں جسکو اپنے حریت راز و احرار پرور ہونے پر اسقدر ناز ہے' اسے جیل سے رہنا نصیب نہیں ہوتا -

پیرس سے واپسی میں جب وہ وکٹوریا اسٹیشن پر پہنچی تو فوراً گرفتار کرلی گئی -

مگر وہ معمولی خاتون نہ تھی نہ اسکی گرفتاری کے لیے ایک وردی پوش کانسٹبل کا ہاتھ میں ہتھکڑی لیے ہوے موجود ہونا کافی ہوتا - وہ جہاد و حریت کی ایک دیوی ہے جسکی پرستش انگلستان کی تمام اقتراعیات کرتی ہیں' اور جسکی قربانگاہ پر اپنا سر چڑھانا ہر سفرجٹ عورت اپنی سعادت سمجھتی ہے - اسلیے اسکی گرفتاری کے واسطے مخصوص اور پر اسرار انتظامات کیے گئے تھے -

* * *

وکٹوریا اسٹیشن کا پلیٹ فارم ایک وسیع پلیٹ فارم ہے - اسکے ایک سرے پر جہاں بعد مسافت کی وجہ سے روشنی اور اشخاص دونوں کی کمی تھی' یہ گرفتاری عمل میں آئی' اسلیے گرفتاری کے وقت مظاہرہ کے نام سے ایک آواز بھی بلند نہیں ہوئی - حالانکہ اگر کوئی دوسرا موقعہ ہوتا تو ایک محشر و ہنگامہ بپا ہوجاتا - ایک موٹر کار پوشیدہ طور پر تیار کھڑی تھی - مسز پانکہرسٹ کو اسمیں بٹھا کر پولیس فوراً اسٹیشن سے روانہ ہوگئی -

موٹر کار کی رفتار غیر معمولی طور پر تیز تھی -

گرفتاری کے وقت مسز پانکہرسٹ نے کسی قسم کا مقابلہ یا مقاومت نہ کی' کیونکہ وہ ان آہنی ہتھکڑیوں کو اپنی کلائیوں کے لیے مرصع طلائی زیور سے زیادہ رونق بخش و عزت دہ سمجھتی ہے' مگر

گرفتاري کے بعد اسنے پولیس سے پوچھا : "کیا تم بتا سکتے ہو کہ میں کیوں گرفتار کي گئي ہوں؟ ابھی تو میرا لائسنس ختم نہیں ہوا ہے ؟" اسکے جواب میں پولیس نے کہا: "تم نے ان شرائط کو پورا نہیں کیا جنکي بنا پر چھوڑي گئي تھیں ' اسلیے پھر گرفتار کي گئي ہو"

عدم ایفاء شرائط سے مراد غالباً مسز پانکہرسٹ کي وہ تقریر ہے جو اس نے پیرس میں کي تھي -

* * *

مگر ہمیشہ کي طرح یہ گرفتاري بھي زیادہ عرصہ تک نہ رہسکي اور پولیس کو مجبوراً چھوڑنا پڑا -

مسز پانکہرسٹ چہار شنبہ کو ہالوے کے قید خانے سے چھوڑي گئي ' اور ابھي چند دن لندن میں رہکے پھر سوئٹزر لینڈ روانہ ہوگئي -

* * *

جس خوش نصیب بچے نے آزادي و سرفروشي کي آغوش میں پرورش پائي ہو ' اسکے متعلق یہ کہنا فضول ہے کہ وہ کیسا ہوگا ؟

مسز پانکہرسٹ کي طرح انکي صاحبزادیاں بھي اس جہاد حریت و حقوق میں اپني ماں کے دوش بدوش ہیں -

مس سلویا پانکہرسٹ دسمبر کے دوسرے ہفتہ میں سہ شنبہ کو شوردیچ ٹاون ہال میں گرفتار ہوئي تھي گرفتاري کے بعد اپني ماں کي طرح اس نے بھي کھانا پینا چھوڑ دیا - اس سے اسکي حالت اسقدر نازک ہوگئي کہ پولیس کو مجبوراً چھوڑ دینا پڑا - یہ بھي ہالوے کے قید خانے میں تھي اور وہاں سے دوشنبہ کي شام کو چھوڑي گئي -

مسز پانکہرسٹ کي دوسري لڑکي مس کرسٹبل پانکہرسٹ ہے - وہ بھي اپني ماں اور بہن کي طرح سرگرم جہاد ہے اور اسي جرم میں جلا وطن ہوکے آجکل پیرس میں مقیم ہے -

* * *

لیکن یہ تو اقتراعي لیڈروں کا ذکر تھا جنکا کام یہ ہے کہ قول اور عمل سے اپني جماعت کي اس روح کو تازہ رکھیں جسکي بدولت یہ معرکہ آرائیاں ہو رہي ہیں' ورنہ اصلي کام کرنے والے تو اور ہي ہیں - جیسا کہ تمام منتظم و کارکن جماعتوں کا قاعدہ ہے -

اقتراعیات نے استعمال قوت کي جو صورتیں اختیار کي ہیں' انمیں سے ایک صورت آگ لگانا بھي ہے - آج انگلستان میں کتنے ہي مکان ہیں جو ان اقتراعیات کے ہاتھوں آتشزدگي کا لقمہ ہوچکے ہیں-

لیکن اگر مرد دنیا اس ہمہ ضرر رساني اپني جگہہ پر قائم ہیں تو ان خاتونوں نے بھي سر رشتہ استقلال اپنے ہاتھہ سے نہیں دیا ہے - وہ بھي اپنے کام میں لگي ہوئي ہیں اور برابر وہ حرکتیں کیے جاتي ہیں جنکو اگرچہ اب تک مرد برداشت کر رہے ہیں مگر شاید ہمیشہ برداشت نہ کرسکینگے -

مسرس موس ' نامت انداکوڈیوینپورٹ کي ایک مشہور چوب فروش کمپني ہے - اسکے گودام کے احاطے کا رقبہ ایک ایکڑ ہے - اس وسیع احاطے میں ایک ہزار لکڑي جمع تھي - دوشنبہ کي صبح کو دفعتہ آگ لگی اور تھوڑي ہي دیر میں تمام احاطے کے اندر پھیلگئي - آگ کے بجھانے کي سخت کوشش کي گئي مگر ناکامي ہوئي اور یہ شعلے اس احاطے سے نکلکے قرب و جوار میں پھیلنے لگے - تھوڑي دور پر فیلڈ روڈ آیرنس (ایک قسم کا پہیا ہے جس پر لڑکے چڑھتے ہیں) اور چند کاروانس (ایک قسم کي گاڑي ہے) رکھے ہوے تھے - ایک روند ابوٹ میں جسکي قیمت ۲ ہزار پونڈ تھي ' آگ لگ گئي - کل نقصان کا تخمینہ ۱۰ ہزار پونڈ ہوا ہے -

اس آتشزدگي کے بعد گورنمنٹ کو ایک گمنام خط موصول ہوا جسمیں لکھا تھا : " یہ آگ ہم اقتراعي عورتوں نے لگائي ہے اور یاد رکھو کہ جب تک تم ہمارے مطالبات پورے نہ کروگے' ہم اسیطرح تمہاري راحت و آرام اور جان و مال میں آگ لگاتے رہینگے" -

* * *

مسز پانکہرسٹ کي گرفتاري ایسي بات نہ تھي کہ اس سے اقتراعیات میں جنبش اور قدوبت و اقدام کي کوئي مثال تازہ ظاہر نہ ہوتي -

دوشنبہ کو رچمونڈ پولیس کورٹ میں مسز بولٹر پیش ہوئیں - مسز موصوف پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے رچمونڈ میور پولیٹیں پولیس اسٹیشن کي کھڑکیاں توڑ ڈالي ہیں - انہوں نے اپنے اظہار میں الزام کا اعتراف کیا اور کہا :

" اسکے دو سبب ہیں' اول اور سب سے اہم وجہ تو یہ ہے کہ تم نے اس حریت کي دیوي مسز پانکہرسٹ کو گرفتار کیا ہے جو ترک خور و نوش کے واقعات سے نہایت نحیف و نزار ہوگئي ہے -

اس خبر نے مجھہ میں ایک غیر معمولي ہیجان پیدا کردیا ' میري پہلي خواہش یہ تھي کہ جسطرح ممکن ہو میں انکو قید خانے سے نکال لاوں ' مگر مجھے نظر آیا کہ میں اپني اس خواہش میں کامیاب نہیں ہوسکتي' پھر میں نے خیال کیا کہ اگر میں اس میں کامیاب نہیں ہوسکتي تو مجھے بھي قید خانے کے باہر نہ رہنا چاہیے - لیکن اگر میں تمہارے پاس آتي اور قید ہونے کي خواہش ظاہر کرتي ' تو تم میري اس خواہش کو پورا نہ کرتے اور مجنون سمجھکے پاگل خانے بھیجدیتے ' اسلیے میں نے سوچا کہ مجھے کوئي ایسا جرم کرنا چاہیے جسکي سزا قید ہو ' چنانچہ میں آئي اور آکے ان کھڑکیوں کو توڑا - دوسري وجہ اسکي وہ مرض ہے جو مردوں میں پھیلا ہوا ہے "

مسز بولٹر نے اس مرض کي تشریح نہیں کي -

عدالت نے ان پر ۴۰ شلنگ جرمانہ اور در صورت عدم ادائیگي ۱۰ دن قید کي سزا دي - مسز بولٹر مصر تھیں کہ وہ قید خانے جائینگي ' کیونکہ اسي غرض سے انہوں نے کھڑکیاں توڑي ہیں مگر انکے شوہر نے انکي طرف سے جرمانہ ادا کردیا اور عدالت نے اسکو قبول کرلیا - چلتے وقت مسز بولٹر نے عدالت کو مخاطب کرکے کہا : " میں نہیں سمجھتي کہ مجھے کیا سزا دي گئي ؟ کیونکہ جرمانہ تو میرے شوہر نے ادا کیا - میري سمجھہ میں یہ بھي نہیں آتا کہ ان سے کیوں یہ جرمانہ لیا گیا ؟ حالانکہ وہ تو میرے ہمخیال نہیں - اگرچہ ویسے نہایت اچھے شوہر ہیں "

عدالت نے اسکا کچھہ جواب نہیں دیا اور مسٹر بولٹر اپني بیوي کو اپنے گھر لے آئے -

---

میر مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کي افتتاحي تقریر

آنریبل سر ابراهیم رحمت الله نائٹ ممبر امپیریئل کونسل نے آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقد آگرہ میں ۳۰ - دسمبر کو جو پریسیڈنشل ایڈریس پڑھا اس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے :—

حضرات ! مسلم لیگ کے اس سالانہ جلسہ میں آپ نے مجھکو بطور صدر دعوت دیکر میري جو عزت افزائی فرمائي ہے ' اس کا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں - میں اس امر کا صاف صاف معترف ہوں کہ ...... یہ سب سے بڑي عزت ہے ' اور اس وجہ سے اسکی قدر میري نظر میں اور بھي زیادہ بڑھہ جاتي ہے کہ یہ عزت مجھکو ایک نازک وقت میں دي گئی ہے -

ایک ایسے وقت میں جیسا کہ یہ ہے ' جب کہ نہایت ہی زوروں کے ساتھہ اختلاف رائے واقع ہوا ہے ' اور یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا ہے کہ مسلمانوں میں سیاسی نظر سے دیکھتے ہوے دو راھیں قائم ہوگئي ہیں - ایسے وقت میں سمجھہ سکتے ہیں کہ آپ اس امر کو اچھی طرح احساس فرمائینگے کہ آپ کے صدر کی حالت کس قدر پیچیدہ ہے ؟

حضرات آپ نے جس مشکل کام کے انجام دینے کے لیے مجھکو طلب فرمایا ہے اسے میں نے بطور فرض منصبی منظور کیا ' اور میں نے یہ خدمت اس لیے اپنے ذمہ لی ہے کہ مجھہ کو اس امر کا یقین واثق ہے کہ آپ میرے ان فرائض کے ادا کرنے میں پوری پوری مدد اور اعانت فرمائینگے ' اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے هم سب پر جو ذمہ داري عائد ہے اس میں آپ حصہ لینگے - آج ہندوستان کے مختلف مقامات سے مسلمانوں کے جو قائم مقام حضرات بہت بڑي تکلیف گوارا فرما کر یہاں اس جلسے میں تشریف فرما ہوے ہیں - یہ امر میرے خیال میں اس بات کی علامت ہے کہ هماري قوم میں رفاہ عام اور سیاسي زندگي کی قومي روح موجود ہے - مجھے اطمینان ہے کہ میں آپ لوگوں پر بے خطر بھروسہ کر سکتا ہوں ' اس بارہ میں کہ میں جو صمیم قلب سے ان مشکلات کو جو همارے در پیش ہیں ' سلجھانے کی کوشش کرنا چاہتا ہوں - اس میں آپ لوگ میرا ہاتھہ بٹائیں گے ' اور مائل بمصالحت رهینگے تاکہ نتیجہ یہ ہو کہ بعوض پھوٹ کے هم پھر سے مستحکم ہوجائیں ' اور هم میں ایسي توانائی پیدا ہوجاے ' اور هم ایسا طریق عمل اختیار کریں جس سے همارے قومی مقاصد میں ترقي ہوتي چلی جاے -

تمام ایسی انجمنوں میں جیسي هماري یہ انجمن ہے اختلاف رائے واقع ہونا ضروري ہے - مختلف ذہن کے لوگ جب متحد مسائل پر اپنی توجہ مبذول کرتے ہیں ' اور اس کے مختلف پہلوؤں پر کافی اور آزادانہ بحث ہوتی ہے ' تو راسخ نتیجہ برآمد ہوتا ہے ' اور عام دلچسپي کا باعث ہوتا ہے - چونکہ میرے ایسے خیالات ہیں ' اس لیے هماری بہبودي و ترقي کے مسائل پر جو کچھہ معقول بحث ہو میں دل سے خیر مقدم کرتا ہوں

مگر اتنا لحاظ ضروري ہے کہ جب کسي امر کا فیصلہ ہوچکا ' تو سب کو بہ طیب خاطر منظور کرلینا چاہیے ' اور سب کو اسی کے مطابق سعي بلیغ سے عمل کرنا چاہیے -

اس دستور العمل کے لازمی طور پر یہ معني نہیں ہیں کہ جو فیصلہ ایک مرتبہ ہوگیا اسپر نظر ثاني نہ کیجاے - کوئي دستور العمل اس جمهوري زمانہ میں بنایا نہیں جاسکتا ' جو مثل قوانین میڈي اور " ایران قدیم " اٹل اور دائمی ہوں - میري مراد یہ ہے کہ جو فیصلہ کیا جاے وہ دستور العمل ہو جاے - اس زمانہ تک جب تک کہ عام اهل الراے تبدیل خیالات ' تقاضاے وقت ' مزید تجربہ ' اظہار نقص و عیب ' جو پیشتر خیال میں نہ آسکا تھا اسی طرح کے اور وجوہ کے لحاظ سے اس کو بدل نہ دیں -

وجوہ مذکورۂ بالا کے پاے جانے کے وقت سابق فیصلوں پر بھی نظر کی جاے - سب سے زیادہ اور ضروري امر تو مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام مباحثے عدم شخصی اور عدم جانبداري کے اصول پر ہوا کریں ' اور جو لوگ مخالف ہیں اپنے تئیں قلت الراے پائیں انکو چاہیے کہ کثرت الراے کے صاف اور عدم مبہم فیصلوں کو بطیب خاطر منظور کرلیں ' اور اخلاص مندی سے متحدہ سلوک عسکري کرکے عام مقصود کے پیشرفت کی کوشش میں شریک رہیں ' اسي طریقہ پر جیسا کہ فیصلہ ہوچکا ہو -

جب تک همارے قومی مقصود کے پیشرفت کے لیے اس طرح سے هم کاربند نہ ہوں ' تب تک مجھے اندیشہ ہے کہ هماری ترقی میں سخت رکاوٹ رہیگی ' اور بہت سخت مشکلوں کا پے در پے سامنا کرنا ہوگا - لہذ اے حاضرین با تمکین ! میں آپ سے التماس کرتا ہوں ' اور آپکے ذریعہ تمام مسلمان قوم سے التماس کرتا ہوں کہ همارے رفاہ عام کے لیے عالی حوصلگی تحمل اور منصفانہ سلوک سے مشغول کار رهینگے

اگر هم اسطرح پر تمام شخصی خیالات کو الگ رکھہ کے کاربند رہیں گے ' اور همارے ذہن میں صرف قومی فائدہ کا خیال ہوگا ' تو هماری ترقی نہ فقط یقینی ہوگی بلکہ ایسی رفتار سے ہوگی جو هم میں سے عجلت پسند اصحاب کو بھي تشفی بخش ہوگی

کانپور کی مسجد

آپ سب صاحب اس امر سے واقف ہیں کہ مسلمانان ہند کے دلوں پر مسئلہ مسجد کانپور نے بہت برا اثر کیا ' اور آپکو یہ معلوم کرکے نہایت ہی اطمینان اور تسکین ہوئی ہوگی کہ همارے معزز اور ہر دلعزیز وائسرا ئے اعلی حضرت لارڈ ہارڈنگ بہادر نے دور اندیشانہ سیاسی قابلیت سے اسکا فیصلہ باحسن الوجوہ فرما دیا -

حضور وائسرا ئے نے اپنے جدید پایۂ تخت ہند یعنی دہلی میں داخلۂ سرکاري کے موقع پر جن شریفانہ خیالات کا اظہار کیا تھا - وہ میں آپ کو یاد دلانے کی اجازت چاہتا ہوں - حضور موصوف اس وقت جدید لیجسلیٹو کونسل کے صدر تھے - جسکا اجلاس پہلي مرتبہ دہلی میں ہوا ' اس موقع پر آپ نے اپنی یادگاري تقریر میں بیان فرمایا تھا کہ :

" بہر حال اصل تصور کے بارے میں میرا جو کچھہ خیال ہو - مگر میں صرف آپ کو اور تمام باشندگان ہند کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ واقعہ کسی طور پر بھي میری راے پر کسی قسم کا اثر نہ ڈالیگا ' جس طرز پر میں نے گذشتہ دو سال میں کام کیا ہے ' اسي طرح آیندہ بھي میں اپني طرز حکومت بدلے بغیر عمل کرونگا ' اور اس طریقہ سے میں سر مو تجاوز نہ کرونگا " -

کیا کوئي کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ حضور لارڈ ہارڈنگ نے اس موقع پر اهل ہند سے جو مدبرانہ وعدے کیے تھے ' ان پر وہ صداقت کے ساتھہ قائم نہیں رہے ؟ اس پدرانہ شفقت نے جو انھوں نے همارے هم وطنوں سے ظاهر کي ہے - صحیح طور پر لوگوں کے دلوں پر فتح پالي ہے - یہ واقعہ صرف اس ملک کا تاریخي

واقعہ ہونے کي غرض سے قائل قدر نہیں ہے ' مگر وہ سبق جو اس قسم کي طرز ساطنت سکھاتي ہے - وہ برطانیہ عظمی اور ہندوستان دونوں کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے - حضور لارڈ ہارڈنگ نے اس امر کو ثابت کردیا ہے کہ پدرانہ ہمدردي صرف لفظوں هي سے نہیں (جن کا هم کو پہلے بہت سا تجربہ ہوچکا ہے) مفید ہوسکتي - بلکہ عملي طور پر ہم لینے سے مطالب براري ہوتی ہے -

میرے لیے یہ امر ہمیشہ تعجب انگیز ہے کہ کیوں برطانوي اہل عملہ ہندوستان میں اس امر کي مدبرانہ کوشش نہیں کرتے جس کے ذریعہ وہ عملي طور پر ہمدردي اور غور کرکے اس ملک کے باشندوں کے دلوں پر قابو پالیں - لہذا میں ان سے یہ کہدینے کي جرأت کرسکتا ہوں کہ یہ طریقہ اختیار کرنا ان کے لیے کس قدر آسان ہے ؟ ہندوستانیوں کے نمایاں خصائص سے ایک یہ بھي ہے کہ ان میں احسان شناسي کا مادہ بہت قوي ہوگیا ہے - گذشتہ کشمکش کے زمانہ میں کتني مرتبہ ہندوستاني انگریزوں کے بچاؤ کے لیے میدان میں آگئے ہیں ' اور کتنے موقعوں پر انہوں نے انگریزوں کو بچانے کے لیے اپني جانیں تک ان پر قربان نہیں کردي ہیں -

اگر ہند کے سرکاري اہل عملہ واقعي ایسي کوشش کریں کہ اپنا فرض منصبي سمجھکر ہندوستان کے متعلقہ مسائل پر ہندوستان هي کے نقطۂ خیال سے غور کریں ' اور اگر وہ ہمیشہ یہ امر ملحوظ رکھیں تو وہ ہندوستانیوں کے وجدان کی ایسي تسخیر کرسکتے ہیں کہ جو کسي اور ذریعہ سے ہرگز نہیں ہوسکتي - ہم پھر وہ فریادیں نہ سنینگے ' جو ہمیشہ ہمارے کانوں میں اس ملک کي گورنمنٹ کي روز افزوں شکایتوں کے بارہ میں گونجا کرتي ہیں - یہي وہ طرز عمل ہے جو لارڈ ہارڈنگ نے اپنے پیش نظر رکھا ہے ' اور جسے وہ عمــل میں لانا چاہتے ہیں ' اور جس نے انکو ہندوستانیوں میں اسقدر ہر دلعزیز بنادیا ہے -

کیا ہندوستان کے دیگر اہل عملہ اسپر نہ دل سے عمل پیرا ہونگے ؟ اگر ایسا ہوا تو صرف یہي نہ ہوگا کہ ان کا راستہ صاف ہوجائیگا ' بلکہ ہندوستانیوں کے ان خادمان ملک کا بھي راستہ صاف ہوجائیگا ' جو باوجود سخت رکاوٹوں کے اہل عملہ پر یہ امر ثابت کرنے کي کوشش کررہے ہیں کہ ہمدردي اور غور و خوض کا اثر اسقدر قوي ہے -

عــذر کمزوري

ایک مردہ ہرزہ سرا ایسا ہے جس نے پہلے بھی ایسا کہا ہے - اور پھر بھی ایسا کہیگا کہ جو یہ سب باتیں رعایا کي بالعموم کے لیے تو بہت خوب ہیں - لیکن سلطنت برطانیہ کي شان و اقتدار کا لحاظ کہاں ؟ اگر گورنمنٹ سرکاري انتظامات کے مخالف ہر ایک شورش کے آگے سر جھکانا کرے' تو حکومت کا کام ناممکن ہو جائیگا - اور ایسي حالت میں تو یہ بہتر ہے کہ اہل برطانیہ اس ملک سے اپنا بوریا بدھنا باندھ کر چل دیں - برطانیہ قوم کي طرف منسوب یہ عذر کا زیادہ تر باعث یہي فرقہ غیر ذمہ دار لوگوں کا ہے - اگرچہ اس کے افراد برطانیہ قوم سے هي کیوں نہ ہوں' یہی لوگ ہیں جو ایسا خیال کرتے ہیں کہ بہترین دستور العمل پیچیدہ آئین ہے ' اور جو باعث ہوتے ہیں ان روز افزوں اشکالات کا جو سرکاري عملہ کو درپیش آتي ہیں -

ذرا ہم ٹھنڈے دل سے منصفانہ طور پر ان لوگوں کی پکار پر تو غور کریں کہ وہ اس نتیجہ تک پہونچتی ہے - اس کے معني تو صرف یہ ہوسکتے ہیں کہ اگر کسی سرکاري عملہ نے ایک مرتبہ کوئي فیصلہ کردیا اور جیسا کہ اکثر ہوتا ہے ' بغیر ان ذمہ دار اصحاب سے مشورہ لیے جو ان لوگوں میں رہتے ہیں ' جنکو ان فیصلوں کا اثر بھگتنا پڑتا ہے ' اور اپنے فیصلہ پر یک طــرفہ اظہارات پیش کرکے گورنمنٹ کی منظوري لے لي' تو پھر وہ فیصلہ کبھي رد نہ کیا جائیگا - اگر وہ فیصلہ لوگوں کو منظور نہ ہو تو دوهي باضابطہ طریقے ان کے لیے ہیں - ایک یہ کہ وہ گورنمنٹ کو عرضداشت پیش کریں' اور اس میں یہ بتلائیں کہ وہ فیصلہ کس قدر ضرر رساں ہے ' اور نظر ثاني کي درخواست کریں ' اور دوسرا یہ ہے کہ مجلسیں کرکرکے اجلاس کونسل میں سوالات دائر کرکے اور اخبارات کے ذریعہ سے شورش جاري رکھیں -

اگر یہ آفت زدہ لوگ پہلے علاج کي طرف رجوع کریں ' تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ سرکاري عملہ کا فیصلہ کے ساتھہ تعلق ہے - ان میں کوئي واقعي مخالفت فیصلہ سے نہیں پائي گئي - اور اگر دوسرے طریقے کے مطابق شورش جاري رکھي جائے' تو یہ ادعا کیا جاتا ہے کہ یہ شورش چند غیر قانع لوگوں کي ساخت و پرداخت ہے' اور وہ خواہ مخواہ بیچارے عوام الناس کو پراگندہ کرتے پھرتے ہیں - حالانکہ وہ لوگ گورنمنٹ کے فیصلوں کو بہ طیب خاطر منظور کرنیکو تیار ہیں' اور جب عذر لنگ ثابت ہوگیا' اور سرکاري اہل عملہ مجبور ہوئے کہ اقبال کریں کہ ہاں شورش بے بنیاد نہ تھي' اور داد رسي کرنا ضروري معلوم ہوا تو بھي بڑے زوروں سے یہ بات پیش کي جاتي ہے کہ فیصلہ کي تبدیلی نہ ہونا چاہیے - اس لیے کہ اگر ایسا کیا جائیگا تو گورنمنٹ کي کمزوري سمجھی جائیگی ' اور سرکاري عہدہ داروں کا اقتدار بالکل جاتا رہیگا - لہذا سخت کوشش کي جاتي ہے ' کہ فیصلۂ سابق برقرار رہے ' جس کے لازمي معنے یہ ہوتے ہیں کہ ایسا دستور العمل قائم کیا جائے کہ جب کبھی کوئي سرکاري عہدہ دار کوئي فیصلہ کرے ' تو وہ اٹل ہو - ایسی حالت میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ لوگ جو سرکاري عہدہ داروں کے احکام اور فیصلوں کي نظر ثانی اور ترمیم کرانا چاہتے ہیں ' کیا کریں؟ خوش قسمتی سے یہاں بہت سے اعلی عہدہ دار ہیں ' جو اس قسم کا عذر پیش نہیں کرتے ' بلکہ نازک اور مشکل مسائل کو دانشمندانہ اور مدبرانہ طور پر سلجھاتے رہتے ہیں ' اور اس طرح برطانیہ اور ہندوستان کي نہایت قابل قدر خدمت کرتے ہیں

مجھے یقین ہے کہ آپ میري رائے سے متفق ہونگے کہ ایسے عہدہ داروں میں سب سے ممتاز آجکل ہندوستان میں حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر ہیں ' اور ان کا عمل نہ صرف اعتراض سے بري ہے ' بلکہ نہایت قابل تحسین ہے -

میں سخت حیران ہوں کہ وہ نکتہ چین حضرات جو وقتاً موقتا عذر کمزوري پیش کرتے ہیں ' آیا وہ اس کے مفہوم تک بھي پہونچے ہیں یا نہیں ؟ میري دانست میں تو اسکے صرف یہي معنی ہو سکتے ہیں کہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ ایسي ضعیف بنیاد پر قائم ہے کہ کسي عہدہ دار کے فیصلہ یا حکم کے خلاف لوگ اگر معقول داد خواهی کریں اور حکام بالا سے داد رسي کریں تو یہ فعل اس بنیاد کو ایسا صدمہ پہونچاتا ہے کہ چند ایسے صدمے اسکو ڈھادینے کے لیے کافي ہیں - کیا کوئي حقیقت اور اس سے زیادہ دور از صداقت ہوسکتي ہے ؟ ہند میں سلطنت برطانیہ کي بنیاد ذاتي قوت ' نیک سلوک ' انصاف طبعي اور عدل گستري پر قائم ہے - ایک منصفانہ سلوک خواہ اسکو ترحم سے تعبیر کرلیجیے کسي حالت میں بنائے سلطنت برطانیہ کو مضر نہیں ہوسکتا - بلکہ میري رائے میں مزید پشتي بان کا کام دیتا ہے' اور لوگوں کے

دلوں سے اظہار امتنان اور وفاداری کا باعث ہوتا ہے ' جو سلطنت انگلستان کی بے بہا بضاعت ہے - آیا یہ رائے بلاشبہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچتی ہے کہ تمام ہندوستان کے اسلامی قوم کے جلسوں اور انجمنوں نے جو متعدد رزولیوشن پاس کئے ہیں ' اُن سے صاف ظاہر ہے کہ حضور والسرائے بہادر کا عمل کس قدر عالمگیر تھا - کسی کی یہ خواہش نہیں ہے کہ گورنمنٹ فوراً ایک شورش کے سامنے اپنا سر جھکادے - بلکہ ہمارا منتہاے منشاء یہ ہے کہ ہماری عرضداشت پر منصفانہ توجہ مبذول کی جائے ' اور جب کسی سرکاری عہدہ دار کے حکم کی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت ثابت ہو جائے تو ویسا عمل درآمد کرنے سے کسر شان کے خیالی خوف کی وجہ سے باز نہ رہا جائے ' کیا کوئی شخص یہ کہسکتا ہے کہ ہمارا مطالبہ کسی وجہ سے نا معقول ہے ؟ (باقی آیندہ)

مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ انہ رعایتی ۱ انہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ انہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہاالدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ انہ (۱۷) حضرت امام بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلما آزاد دہلوی ۳ انہ رعایتی ۱ انہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ نہ رعایتی ۱ انہ (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ انہ رعایتی ۱ انہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ انہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علی ۲ انہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی ۵ انہ رعایتی ۲ انہ (۲۶) حضرت شبلی رحمہ اللہ ۲ انہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] کرشن معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ انہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر الیری ۲ انہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابو نجیب سہروردی ۲ انہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ انہ رعایتی ۲ انہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ انہ رعایتی ۲ انہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ انہ رعایتی ۲ انہ [۳۴] حضرت امام عادل ۴ انہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۱۰ انہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام حنیفہ ۲ انہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - رعایتی ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ - آنہ رعایتی ۱ - آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ - آنہ - رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ کی قیمت یکجا خریدنے سے صرف ۲ روپیہ ۸ - انہ - (۴۰) یاد رفتگاں پنجاب کے اولیاء کرام کے حالات ۱۲ - انہ رعایتی ۶ - انہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ انہ - رعایتی ۳ - انہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - انہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - انہ - رعایتی ۳ انہ - اس ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حذب حوادثی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ انہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ ڈیڑھ ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتاب ۲ روپیہ ۷ انہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ انہ [۴۷] رموز الاطبا ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے بالتصویر حالات زندگی معہ انکے سینہ بہ سینہ اور صدری مجربات کے جو انکی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداروں نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکی نام بھی لکھدئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھہ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ انہ [۴۸] الجدول اس کا مراد مرض کی تفصیل تشریح اور علاج ۱۰ انہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ انہ رعایتی ۳ پیسہ -

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

زندہ درگور مریضوں کو خوشخبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں ' زمانۂ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کردیتی ہیں ' جسمانی ضعف شدید کیوں نہو دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہیں ' اور ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنے سے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے - ٹوٹے ہوے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی ' اور چہرے پر رونق لاتی ہے - علاوہ اسکے اشتہا کی کمی کو پورا کرے اور خون صاف کرنے میں بھی عدیم النظیر ہیں ' ہر خریدار کو دوائی کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھی دیجاتی ہیں ' جو بجائے خود ایک رسالۂ صحت ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول بذمہ خریدار چھہ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ -

المشتہر

منیجر کارخانۂ محبوب کا نا پلت پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

اعلان

جناب محمد صفا بلک صاحب جریدۂ العدل نے [دلیل الاستانہ] نام ایک کتاب نہایت محنت و جانفشانی سے لکھی ہے ' جسمیں تمام سلاطین آل عثمان مع امیر المومنین و خلیفہ رسول رب العالمین مولانا سلطان محمد خاں پنجم و شہزادگان موجود الوقت و دیگر مشاہیر خدام ملت کی تصاویر مختصر حالات کے ساتھہ درج ہیں -

اسکے سوا محلات شاہی مشہور مساجد عمارت جنگ حربیہ برنیو رستی اور دنیا میں لاثانی قدرتی مناظر حسن کی پرلوں یعنی استامبول کی پہاڑیوں کے نقشے بھی دکھائے گئے ہیں - تصاویر و نقشجات کا مجموعہ ۳۰۰ سے زیادہ ہیں -

اس کتاب کے مطالعہ سے گویا آپ گھر بیٹھے ہوے مقام خلافت کے لوگوں کی زیارت اور قسطنطنیہ کی دلفریب خوبصورتی کو دیکھکر فتبارک اللہ احسن الخالقین کہینگے - مولف کا دعوی ہے کہ آجتک کسی نے خواہ انشائی ہو یا یورپین فرنگی ' ایسی جامع کتاب نہیں لکھی - باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف تین روپیہ چھہ آنہ مع محصول ڈاک رکھی گئی ہے ' جو ذیل کے پتہ پر مولف موصوف سے مل سکتی ہے -

محمد صفا بلک مالک و اڈیٹر جریدۂ العدل - قسطنطنیہ

عرق پودینه

ھندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بوڑھے تک کو احسان فائدہ کرتا ہے ہر ایک اهل وعیال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے - تازی ولایتی پودینه کی هری پتیوں سے یه عرق بنا ہے - رنگ ابھی پتوں کے ایسا سبز ہے - اور خوشبو بھی تازی پتوں کی سی ہے - مندرجه ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے: نفخ هو جانا ' کھٹا ڈکار آنا - درد شکم - بدهضمی اور متلی - اشتہا کم هونا وبام کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے -

قیمت فی شیشی ۸ - آنه محصول ڈاک ۵ - آنه

پوری حالت فہرست بلا قیمت منگاکر ملاحظه کیجئے -

نوٹ — هر جگه میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں ملتا ہے -

[۱]

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کیوجه سے پتلے دست پیٹ میں درد اور قے اکثر هوجاتے هیں - اور اگر اسکی حفاظت نہیں هوئی تو هیضه هوجاتا ہے - بیماری ہو جانے سے سنبھالنا مشکل هوتا ہے - اس سے بہتر ہے که ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور همیشه اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ برس سے تمام هندوستان میں جاری ہے' اور هیضه کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے - مسافرت اور غیر وطن کا یه ساتھی ہے - قیمت فی شیشی ۴ - آنه ڈاک محصول ایک سے چار شیشی تک ۵ - آنه -

ڈاکٹر ایس - کے - برمن - نمبر ۵و۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

[۱۹]

مسیحا کا موہنی تیل سر کے بالوں کے لیے نہایت مفید اور خوشبودار

مسیحا کا موهنی کسم تیل

تیل کا مصرف اکثر صرف بالوں کو چکنا هی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود هیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکه - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مسالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایاگیا اور ایک عرصه تک لوگ اسی ظاهری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانه میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم ملادی نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں هم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے هر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موهنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نه صرف خوشبو سازی هی سے مدد لی ہے بلکه موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یه تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیاگیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا هونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے هیں - جڑیں مضبوط هوجاتی هیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں هوتے درد سر' نزله ' چکر' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز هوتی ہے نه تو سردی سے جمتا ہے اور نه عرصه تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنه علاوہ محصولڈاک -

مسیحا ...

هندوستان میں نه معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے هیں' اسکا بڑا سبب یه بھی ہے که ان مقامات میں نه تو دواخانے هیں اور نه ڈاکٹر' اور نه کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - همنے خلق الله کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعه اشتہارات عام طورپر هزارها شیشیاں مفت تقسیم کردی هیں تاکه اسکے فوائد کا پورا اندازہ هوجاے - مقام مسرت ہے که خدا کے فضل سے هزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی هیں اور هم دعوے کے ساتھ کہه سکتے هیں که همارے عرق کے استعمال سے هر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی هوگئی هو' یا وہ بخار' جسمیں متلی اور قے بھی آتی هو - سردی سے هو یا گرمی سے - جنگلی بخار هو - یا بخار میں درد سر بھی هو - ... بخار - یا آسامی هو - زرد بخار هو - بخار کے ساتھ کلتھائی

بھی هو گئی هوں - اور اعصا کی کمزوری کی وجه سے بخار آتا هو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا هونے کی وجه سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے' نیز اسکی سابق تندرستی از سرنو آجاتی ہے - اگر بخار نه آتا هو اور هاتھ پیر ٹوٹتے هوں' تن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رهتی هو - کام کرنے کو جی نه چاهتا هو - کھانا دیر سے هضم هوتا هو - تو یه تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع هوجاتی هیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی هوجاتے هیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیه - چار آنه
چھوٹی بوتل بارہ - آنه

پرچه ترکیب استعمال بوتل کے همراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے هاں سے مل سکتی ہے

المشتہر رہبروہرا الڈر

ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
دولو ٹوله اسٹریٹ - کلکته

---

47 گھر بیٹھے روپیه پیدا کرنا !!!!

مرد ' عورتیں ' لڑکے ' فرصت کے اوقات میں روپیه پیدا کر سکتے هیں - تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نه قابل تنخواہ کی ضرورت - ایک سے ۳۰ روپیه تک روزانه - خرچ ' برائے نام - چیزیں دور تک بھیجی جاسکتی هیں - یه سب باتیں همارا رساله نعم الانفس استاد بآسانی سکھا دیتا ہے جو مشین کے ساتھ بھیجا جائیگا - پراسپکٹس ایک آنه کا ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیے -

تھوڑے سے یعنی ۱۲ روپیه بٹل نٹ کٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین پر لگائیے - پھر اس سے ایک روپیه روزانه حاصل کر سکتے هیں - اور اگر کہیں آپ آدھ شه کی خود نات موسے کی مشین ۱۵۵ - کو منگائیں تو ۳ روپے - اور اس سے بھی کچھ زیادہ حاصل کرسکتے هیں - اگر اس سے بھی زیادہ چاهیے تو چھ سو کی ایک مشین منگائیں جس سے موزہ اور گنجی دونو تیار کی جاتی ہے اور ۳۰ روپیه روزانه بلا تکلف حاصل کرلیں یه مشین موزے اور هر طرح کی بنیاین (گنجی) وغیرہ بنتی ہے -
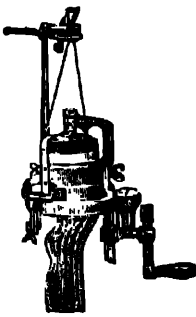
هم آپ کی بنائی هوئی چیزوں کے خرید نے کی ذمه داری لیتے هیں - نیز اس بات کی که قیمت بلا کم و کاست دیدی جائیگی !

هر قسم کے کاتے هوئے اون ' جو ضروری هوں' هم محض تاجرانه نرخ پر مہیا کردیتے هیں - تاکه روزینوں کا آپ کو انتظار هی کرنا نه پڑے - کام ختم هوا ' آپ نے روانه کیا ' اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یه که ساتھ هی بننے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں !

* انڈینه نیٹنگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکته
سب ایجنٹ شاهنشاہ اینڈ کمپنی نمبر ۸۰ نٹیزو بازار - ڈھاکه

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکتنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲۳ صفر ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta: Wednesday, January 21, 1914.

[illegible]

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -
(۲) اگر کسی صاحب کو پتہ کی تبدیلی کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -
(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے وي - پي کی اجازت -
(۴) نام و پتہ صاحب دانشمانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -
(۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل حکم کی شکایت نہ فرماویں
(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

---

آثار ہند

تلک آثارنا تدل علینا
فاسئلوا بعدنا عن الآثار!

ارجمند بانو بیگم (ممتاز محل)
جسکی آرامگاہ " روضۂ تاج " ہے

صاحب قران اعظم (شاہجہان)
جس کی تعمیرات سے ہندوستان میں حسن و استحکام کا ایک نیا دور شروع ہوا

جمال ہند یا حسن " تاج " کا ایک بیرونی منظر !
جو شاہجہان کی تمام تعمیرات میں ایک اول درجے کی یادگار ہے !

بہ تقریب اجتماع آگرہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۳

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor,

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4 - 12

الہلال

مدیر مسئول و خصوصی

ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ — کلکتہ : چہارشنبہ ۲۳ صفر ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta. Wednesday, January 21 1914.

فہرست

آخر الانباء

اس ہفتے جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے متعلق کوئی اہم خبر نہیں آئی - مفاوضت مجہول دستور معروف ہے اور گو بعض ہندوستانیوں کی رائے ہے کہ اس سلسلے کے دوبارہ شروع کرنے کا وقت آگیا ہے ' مگر ... کا بیان ہے کہ رئیس الاحرار مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ وہ اپنے ہموطنوں کے شخصی طور پر یہ درخواست کرینگے کہ ابھی مفاوضت مجہول شروع کر کے یونین گورنمنٹ کے مشکلات میں اضافہ نہ کریں -

اس طرف تو مسٹر گاندھی اس درجہ امن پسندی و صلح جوئی کا اظہار کر رہے ہیں ' دوسری طرف جنرل بوتھا نے اپنی جوہانسبرگ کی اسپیچ میں ہندوستانیوں کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ جنوبی افریقہ میں تمام یورپین اس طرح کے ... اور متحد ہیں کہ نہ تو ہندوستانی مطالبات کے آگے سر تسلیم خم کرینگے اور نہ بیرونی مداخلت ہونے دینگے -

جنوبی افریقہ میں ریلوے ملازمین کا اسٹرائک اس طرح شروع ہوا کہ استعفاؤں کی تحقیق کے متعلق گورنمنٹ نے ملازمین ریلوے کا مطالبہ منظور نہیں کیا ' اس پر انہوں نے اسٹرائک کردی ہے - اسٹرائک کا آغاز پریٹوریا سے ہوا ' مگر بعد کو ٹرانسوال میں بھی پھیل گئی - اسٹرائک والوں نے پریٹوریا اور کیپ ٹاؤن کی درمیانی لائن اور ٹرانسوال میں ڈائنامائٹ سے ٹرینوں کے اڑانے کی کوشش کی - پہلی کوشش ناکام رہی ' البتہ ریزرو ٹرین کے آنے سے قدرے نقصان پہنچ گیا - دوسری کوشش میں البتہ کامیابی ہوئی مگر صرف اسقدر کہ انجن اور لائن کو صدمہ پہونچا - کوئی جان ضائع نہیں ہوئی -

اسٹرائک کو فرو کرنے کے لیے گورنمنٹ نہایت سرگرمی سے کوشش کر رہی ہے - مزدوری پیشہ جماعت کے سات لیڈر گرفتار کرلیے گئے ہیں ' جوہانسبرگ کی فیڈریشن آف ٹریڈ نے ان ماخوذین کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے اور یہ دھمکی دی ہے کہ اگر انکو رہا نہ کیا گیا تو عام اسٹرائک ہوجائیگی - لیکن جب ٹریڈ ہال میں اسکے متعلق لوگوں کی رائے معلوم کی گئی تو عام اسٹرائک کی تائید میں بہت کم ہاتھ اٹھے اگرچہ ماخوذین کی رہائی کی تائید میں اٹھنے والے ہاتھ بہت تھے -

شذرات

زر اعانۂ مسجد کانپور

افسوس کہ کانپور مسجد کے متعلق ابتک بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چونکہ مقدمات ختم ہوگئے ' اسلیے اب روپیہ کی ضرورت نہیں رہی ' اور وہ جمع شدہ روپیہ کے مصارف کے متعلق طرح طرح کے خیالات ظاہر کرتے ہیں - چنانچہ بعض مراسلات اس بارے میں دفتر الہلال تک پہنچی ہیں -

لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ خیال بہت محدود ہے اور تقریبا تمام مسلمان جنہوں نے اس فنڈ کی فراہمی میں حصہ وافر لیا ہے ' مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا کے اس خیال سے بالکل متفق ہیں کہ یہ روپیہ بدستور مسجد کانپور کے نام سے جمع رہے ' اور جس مقصد سے دیا گیا ہے ' اسی میں خرچ ہو - مستحقین حادثۂ ۳ - اگست کیلیے دو سو روپیہ ماہوار اعانت کی ضرورت ہے ' اور بہت سے بچوں کی تعلیم و تربیت کے مصارف اسکے علاوہ ہیں پس یہی مناسب طریق کار ہے کہ اس روپیہ کو بالکل محفوظ رکھا جاے اور صرف اسکی آمدنی سے کانپور کے مصیبت زدگان کی ماہوار اعانت ہو -

اسطرح ایک کافی رقم سے گویا قومی بیت المال کی بھی بنیاد ہوجائیگی ' اور روپیہ ہمیشہ جمع رہیگا -

پس میں تو اس راے پر بالکل مطمئن ہوں اور چاہتا ہوں کہ بعض معتمدین کانپور و لکھنو کی ایک کمیٹی بطور ٹرسٹیوں کے منتخب ہوجاے تاکہ صرف مسٹر مظہر الحق کی شخصی ذمہ داری باقی نہ رہے -

الہلال کی فہرست زر اعانہ کی کل رقم ۲۷۷۸ روپیہ ۳ - آنہ ہے - مولوی شمس الہدی صاحب نے بانکی پور سے پندرہ روپیہ بعد کو بھیجے تھے جو درج نہیں ہوے تھے - اسکے اضافہ کے بعد ۲۷۹۳ - تین آنہ ہوے -

ایک زنجیر طلائی بھی پٹنہ سے ایک بزرگ نے بھیجی تھی ' وہ بھی باقی ہے - اسے فروخت کردیا جائیگا -

اس میزان میں پانسو روپیہ مسجد مسوری کے چندے کے شامل نہیں ہیں جنکے اعلان سے فہرست کھولی گئی تھی - کیونکہ وہاں جسقدر روپیہ جمع ہوا ' میرے آنے کے بعد براہ راست بھیجدیا گیا -

اب ہم یہ تمام روپیہ مسٹر مظہر الحق کو بھیجدیتے ہیں -

انا للہ و انا الیہ راجعون ! !

اللہ اللہ ایہا المسلمون ! ھل بعد ھذ الذل تسکتون ؟

ابلغکم رسالۃ ربي و انا لکم ناصح امین!

اے لوگو ! میں تمہیں اپنے پروردگار کا حکم سناتا هوں اور یقین کرو کہ میں تمہارے لیے ایک دیانت دار ناصح هوں - میں کبھی اعلان حق میں خیانت نہ کرونگا - (۷۰ : ۶۵)

زمیندار پریس لاهور سے دو هزار روپیہ کی ضمانت لی گئی تھی - اسکے بعد دس هزار کی طلب کی گئی - اب وہ دس هزار بھی ضبط کرلیے گئے اور پریس کا تمام سامان اور مشینیں بھی ' جنکی قیمت کا پندرہ هزار تک تخمینہ کیا گیا ہے - بنیاد چند مضامین قرار دیے گئے هیں جو اجودهیا کے واقعۂ عید اضحی پر لکھے گئے ' اور ایک مضمون مسٹر ظفر علی خان کا جو انہوں نے لندن سے لکھکر بھیجا تھا - هندوستان کی فیاض و عادل گورنمنٹوں کی یہ انصاف پروری ہے کہ وہ پریس ایکٹ کے احکام نافذ کرتے هوئے ابھی کبھی جرم کی نوعیت سے بھی مجرموں کو مطلع کردیتی هیں ' ورنہ سچ یہ ہے کہ " حق و آزادی " کے دو قدرتی جرموں کی موجودگی کے بعد اور کسی جرم کے قرار دینے کی ضرورت هی کیا ہے ؟

رجوتک دنب ' لا نفاس به ذنب

پھر آج همالہ کے اس جانب بسنے والوں میں کون ہے جو مجرم نہیں ہے ؟

ملکوں اور قوموں کی تاریخوں میں ایک وقت آتا ہے جبکہ انسانوں کیلیے زندگی کی خواهش معصیت هوجاتی ہے ' اور زندہ رهنے سے بڑهکر اور کوئی جرم نہیں هوتا -

جبکہ اونچی اونچی دیواروں اور آهنی دروازوں کی آبادی بڑهجاتی ہے اور آهن گری کی صنعت کی سب سے زیادہ مانگ هوتی ہے - جبکہ درختوں کی ٹہنیوں میں رسیاں لٹکائی جاتی هیں ' اور جبکہ لکڑی کے تختے بنائے جاتے هیں تا کہ اُن پر فرزندان آدم کھڑے هوں - یہ وقت آتا ہے اور انقلاب امم کے ایک قدرتی قانون کے ماتحت گذر جاتا ہے ' اور پھر بربادی و هلاکت کا هر وہ بیج جو زمین میں ڈالا گیا تھا ' نئے موسم کے شروع هوتے هی زندگی اور حیات قائم و دائم کا پھل پیدا کردیتا ہے !

هندوستان بھی ایک ملک ہے جہاں قومیں بستی هیں اور وہ سب کچھہ اپنے اندر رکھتی هیں ' جو انسانوں کے دلوں کے اندر هوتا ہے - یہاں بھی انسان هیں جنکو زندگی محبوب اور زندگی کی موت مطلوب ہے - یہاں کے بسنے والوں کے پہلو میں بھی دل ہے ' جو عزت کا خواهاں اور ذلت سے نفور ہے - یہاں کے رهنے والے بھی اُس متاع عزیز ' اُس جنس گرامی ' اور اُس شاهد محبوب حق و حریت کے عشق کا حق رکھتے هیں ' جسکو اس آسمان کے نیچے هر آدم کے فرزند نے چاها ہے اور اُسکے جمال مقدس کی هواداری میں اپنی قیمتی سے قیمتی چیزوں کی بھی قربانی کردی ہے - پس کوئی وجہ نہیں کہ جو کچھہ هر جگہ هوا ہے ' اور جسکو انسانوں کی جماعتوں نے هر جگہ جھیلا ہے ' اُس سے هندوستان مستثنی کردیا جائے ؟ کیا سبب ہے کہ سفر حیات ملی و قیام ملکی کی قدرتی منزلوں سے گذرے بغیر وہ وهاں پہنچ جائے جہاں پہنچنے کیلیے همیشہ سے یکساں شرطیں قوموں کے سامنے پیش کی گئی هیں ؟

پھر اگر یہ سب کچھہ سچ ہے تو ابھی تو اُن باتوں کا وقت نہیں آیا - کیا ہے جو ابتک هوا ہے ' اور کونسی منزل ہے جہاں سے کاروان هند کو گذر جانے کا فخر حاصل ہے ؟ اگر نظر بلندی پر ہے تو سامنے کی گری هوئی چیزوں کو کیوں دیکھو ؟ میں نے همیشہ تم سے سچ کہا ہے اور آج بھی میں تم سے سچ سچ کہتا هوں کہ یہ جو کچھہ کہ هوا اور هو رها ہے ' یقین کرو کہ اسکے مقابلے میں بہت هی حقیر و معمولی ہے جو کچھہ کہ هونا چاهیے ' اور جو کہ اپنے وقت پر هوگا - لیکن : و ان ادری اقرب ام بعید ما توعدون !

تاریخ کی زبان کو کوئی بند نہیں کر سکتا ' اور وہ جو سبق دیتی ہے وہ صرف ایک هی قسم کا ہے - دنیا میں بہت سی حقیقتیں ایسی هیں جنکو انسان جانتا ہے اور اُن پر یقین رکھنے کیلیے مجبور هوتا ہے ' تاهم انکی صداؤں کو سننا پسند نہیں کرتا ' اور چاهتا ہے کہ لوگوں کی زبانوں سے نہ نکلیں - لیکن وقت آتا ہے جب وہ سننے پر مجبور هوتا ہے ' اور زبان سے اٹھی هوئی صدائیں نہیں بلکہ واقعات کے اجتماع و هجوم سے پیدا شدہ طاقتیں اسکے کانوں کو کھولکر بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج کی طرح سب کچھہ سنادیتی هیں : فهل ینظرون الا سنة الاولین ؟ فلن تجد لسنت اللہ تبدیلا ' ولن تجد لسنت اللہ تحویلا (۳۵ : ۴۱)

تعجب همیشہ اُس واقعہ پر هوتا ہے جو نادر و غریب هو ' اور شکایت همیشہ اس سے هوتی ہے جس سے توقع هو - مجھکو نہ تو اس واقعہ پر تعجب هوا اور نہ شکایت پیدا هوئی - میرے سامنے تاریخ ہے اور قوموں کی سرگذشتیں هیں - مجھے معلوم ہے کہ طاقت نے همیشہ غرور کیا ہے ' اور حکومتوں نے همیشہ حق و حیات کے سائلوں کو ایسا هی جواب دیا ہے - میں روز اول هی سے جانتا تھا کہ یہ سب کچھہ یکے بعد دیگرے هونے والا ہے ' اور وقت اور موسم کے تغیر کا انتظام کیا جا رها ہے - جنگ طرابلس کے بعد هی بلقان کا ماتم شروع هوا ' اور وہ ابھی جاری هی تھا کہ مسجد کانپور کے واقعہ نے حیات ملی [illegible] غفلت کی نعشش سے تمام قوم کو مالا مال کردیا - پس ضرور تھا کہ تغافل سے کام لیا جائے ' اور ایک شاطرانہ حکمت تھی کہ رفق و مدارا سے وقت کی طاقت کو پہلے ضعیف کردیا جائے - پس اسکے لیے تمام سر و سامان مہیا کیا گیا اور کہا گیا کہ هم نرمی کرتے هیں ' همارے ساتھہ بھی نرمی کی جائے : ودوا لو تدهن فیدهنون ! جبکہ کوششیں کارگر هوگئیں تو بہت سے

ضعفا ؤ مولفة القلوب ' اور بہت سے منافقین و مفسدین بھي شامل کارهوگئے : واذا لقو الذين آمنوا ' قالو آمنا ' واذا خلوا الى شياطينهم ' قالوا انا معكم ' انما نحن مستهزؤن - اور بظاهر ایک ایسي حالت شروع هوگئي جو خاموشي و افسردگي کا یقین دلانے لگي - بس اسي وقت کا انتظار کیا جا رها تها ' چونکه وه آگیا ' اسلیے اب اصلي ارادے اور منصوبے ظاهر هونا شروع هوگئے هیں ' جنکے اولین تجربے کي قسط زمیندار پریس کا خاتمه هے اور آنے والے واقعات ابھي عفلت مزید کے منتظر هیں : وما تخفي صدورهم اكبر' قد بينا لكم الايات ان كنتم تعقلون (۳ : ۱۱۴)

اصول کي محبت فروعات کے مناقشات سے بالا تر هے ' اور حقیقت کے سوال کے سامنے اشخاص و مخصوص حالات کي بحث باقي نهیں رهتي - پس اس وقت همارے سامنے زمیندار نامي اخبار کي محض ضبطي کا سوال نهیں هے جسکا مالک و اڈیٹر ایک شخص خاص هے اور جسمیں بہت سے لوگ مضامین لکھتے تھے ' بلکه یه ایک حق و قانون ' اور عدالة و حریت کا مسئله هے ' اور ان واقعات و حوادث کا جو اسکي تہه میں پوشیده هیں - میرے دوستوں کو معلوم هے که میں شخصاً زمیندار کي بہت سي کمزوریوں سے نه صرف شاکي بلکه ذاتي طور پر متالم و متاذي تھا - میں اسکے طرز تحریر و انشاء مضامین کو پسند نهیں کرتا تھا - مجھے اسمیں بہت زیاده عامیت اور سوقیت نظر آتي تھي - اسمیں عوام کے مذاق کو بہت زیاده دخل تھا اور حقیقت بھي کبھي اسکے استیلاء سے دب بھي جاتي تھي - اشخاص کي بحث کے انہماک کو میں پسند نهیں کرتا ' اور چاهتا هوں که هر شخص نکته چیني و احتساب کي بنیاد صرف اصول کے رعظ پر رکھے ' اور اسکے ضمن میں اگر اشخاص کي بحث ناگزیر هو تو مضائقه نهیں ' لیکن زمیندار میں اشخاص کا مسئله حد اعتدال سے گذر گیا تھا ' اور بسا اوقات جس عامیانه و سوقیانه انداز میں داد ظرافت دي جاتي تھي ' اس سے اخبار بین پبلک کے مذاق کو نقصان پہنچنے کا اندیشه تھا -

معہذا بعض اهم مسائل کے متعلق اسکي غلطیاں بھي شدید تھیں - مسئلهٔ کانپور کے فیصلے پر جس طرح اس نے خوشي ظاهر کي اور جو مضامین لکھے ' انهوں نے معامله کي صورت اصلي کے خلاف ایک دوسري صورت لوگوں کے ذهن میں پیدا کر دي -

اسکے مقامي اور معاصرانه نزاعات بھي همیشه مجھے دکھ پہنچاتے رهے -

تاهم اس سے کوئي شخص انکار نهیں کرسکتا که اسکي نیکیاں اسکي غلطیوں سے زیاده تھیں ' اور اسکا فائده ان بعض نقصانات سے بہت عظیم و اعم تھا ' جو اسکي غلطیوں اور کمزوریوں سے پیدا هوسکتے تھے - اگر اسکي نسبت کہا جاے که : خلطوا عملاً صالحاً و اخر سئيا - تو اسکے پاس اسقدر ذخیرهٔ حسنات بھي موجود هے جو اسکے کفارے کیلیے کافي هوسکتا هے :

ان الحسنات يذهبن السيئات ! اور نیکیاں برائیوں کو محو کر دیتي هیں -

---

روزانه زمیندار کي اشاعت سے پہلے اخبار بیني صرف طبقهٔ خواص میں محدود تھي ' اور عام بیداري و احساس کے پیدا هونے میں یه ایک ایسا مانع عظیم تھا ' جسکي وجه سے کوئي تحریک اور کوئي آواز عام قوت و اثر پیدا نهیں کرسکتي تھي - جنگ طرابلس نے قوم کے تمام طبقات کو خبروں کا شائق بنایا ' اور زمیندار کي عام مقبولیت شروع هوگئي - اسکي اشاعت بیس بیس هزار روزانه تک پہنچي ' اور اسکي ارزاني اور عام فہم هونے نے اسے عام دکانداروں اور بازار کے بیٹھنے والوں تک پہنچادیا - هر شخص جو اردو عبارت پڑھسکتا هے ' علے الصباح اس طرح زمیندار کا خواهشمند هوتا تھا ' گویا یورپ اور امریکه کا ایک تعلیم یافته عادتاً صبح کے وقت مطالعه اخبار کیلیے بیقرار هے - اس نے گو ابتدا میں هندوستان کے معاملات کے متعلق کچھه نه لکھا اور مسلمانوں کي سیاسي حالت پر بھي کوئي توجه نه کي ' تاهم اس نے جن جن معاملات کو لکھا ' آزادي اور جرأت کے ساتھه لکھا ' اور اپنے پڑھنے والوں میں یقیناً زندگي کي ایک روح پیدا کردي -

اسکے بعد حالات میں مزید تغیرات هوے اور زمیندار نے بیرون هند کے اسلامي مسائل کے علاوه هندوستان کے سیاسي مسائل کے متعلق بھي لکھنا شروع کیا - گو اس سے بے اعتدالیاں هوئي هوں لیکن اسمیں شک نهیں که اصولاً اس نے همیشه آزادي کے ساتھه اظہار خیال کي سعي کي -

وه روزانه تھا اور متفرق مرؤخت هوتا تھا - ایک پیسه یا دو پیسه دیکر هر شخص اسے خرید لے سکتا تھا - گذشته دو سال کے تغیرات و حالات نے خود بخود اسے مقبول عام بنا دیا تھا ' قوم کے هر طبقه میں روزانه پڑھا جاتا تھا - ان تمام اسباب کي وجه سے وه ایک بہت بڑي قوت تھي جو حسن اتفاق سے پیدا هوگئي تھي ' اور ایک ایسا وسیلهٔ وحید تھا جسکے ذریعه هر روز هزاروں مسلمانوں کے اندر بیک وقت زندگي پیدا کي جاسکتي تھي - اس قسم کے وسائل هر وقت حاصل نهیں هوسکتے ' اور نه تغیرات و حوادث کا موسم همیشه رها کرتا هے -

پس " زمیندار " کا بند هونا في الحقیقت مسلمانان هند کیلیے ایک عظیم ترین صالعات ملیه میں سے هے ' اور تمام قوم عند الله اس غفلت کیلیے جوابده هے جس نے حریف قوي پنجه کو ایسا کرنے کي فرصت دي ' اور پھر اسکے لیے بالکل خاموش اور مردوں کي سي بے حسي گوارا کرلي -

---

وقت نازک اور موسم مخالف هے - غفلت کے جھونکے چلنے لگے هیں ' اور جھنجھوڑنے والے هاتھه بے حرکت سے هوگئے هیں - حریف قوي و شاطر ' مقابل مرعوب خورده ' دسائس و مطامع دلفریب ' اور ایمان کي آزمایش امتحان طلب هے - سفر صرف ابھي شروع هي هوا هے ' اور تجربے کے زاد راه سے مسافر تہي دست هیں - پھر که قدرت کي بخشي هوئي ایک هی فرصت هشیاري ضائع کردي جاے ' پھر که وه ' جو برسوں کي جگه مہینوں میں حاصل هوا تھا ' پھر غفلت و سرشاري پر قربان کردیا جاے - فالحذر ! الحذر ! الحذر ايها المسلمون الغافلون ! ولا تكونوا كالذين قالوا سمعنا و هم لا يسمعون ! !

همه اندر من بتو ابست
که تو طفلي و خانه رنگین ست !

پھر کوئی هے جو اس غفلت موت آور ' اس سرشاري مسموم ' اس سکون ممات ' اور اس عمل السحر باطل کے پردے کو چاک کردے ؟ ماين شرف الاسلام و اين مجد المسلمين ؟ هل فقد المسلمون كل ذالك ؟ ام على قلوب اقفالها ؟

بال بکشا و صفیر از شجر طوبی زن
حیف باشد چو تو مرغے که اسیر قفسی !

آج ڈیڑھه سال کا زمانه گذر گیا که میں تمہارے سامنے هوں - میں نے همیشه اپني فریادیں بلند کي هیں ' اور همیشه وه سب

کچھه تم کو بتلا دینا چاهتا هے جو میرے دل نے مجھے بتلایا هے - میں تم سے سچ سچ کہتا هوں که میں نے کبھي بھي حق کے کہنے میں تامل نہیں کیا ' اور کبھي بھي میرا نفس اپنے فوائد اور اپني ذاتي تحفظ کے مطامع دکھلا کر مجھے رام نه کرسکا - میرے آگے دنیوي عزت کے حصول اور دولت و جاه کے حاصل هونے کي بہت سي راهیں آئیں ' اور اگر میں صرف تھوڑي سي غیر محسوس تبدیلي بھي اپني روش میں کردیتا ' تو حق پرستي کے دعوؤں کو باقي رکھکر بھي دنیا حاصل کرسکتا تھا - پر خدا نے میرے دل کو همیشه اپني مقدس انگلیوں میں اس طرح رکھا که چند لمحوں کے فاني تزلزل کو مستثنی کردینے کے بعد ' میں اسکے تحت جلال و عظمت کي قسم کھا سکتا هوں که میں نے کبھي اپنے ذاتي فائده کیلیے اپني روش سے ایک رائي برابر بھي اعراض کرنا پسند نہیں کیا - اور میرے دل کے سچے پیار اور جائز فخر کے لیے یه بس کرتا هے که مجھے حق کي راستبازانه پرستش کي توفیق ملي -

میں نے کبھي مصلحت کے مں خیانت نه کي اور آئنده کي مادي عقوبتوں کا تصور میرے لیے کبھي بھي مہیب نہیں هوا - میں نے اکثر وقت سے پہلے غفلت کو دور کرنا چاها ' اور اکثر عین وقت پر بیدار کرنے کي کوشش کي - آج بھي میں حالت کو دیکھه رها هوں ' اور خاموشي کو گناه اور اعراض کو کفر سمجھتا هوں ' کیونکه نتائج قریب اور آنے والا وقت موجوده سے زیاده آزمایش طلب هے - میں آج پھر اپني صدا بلند کرتا هوں ' اور هر شخص کو جو ملت کا درد ' زندگي کي خواهش ' اور حاصل کرده متاع کے ضائع نہونے کا خواهشمند هے ' اپنے دل کے درد اور دکھه کي آواز میں دعوت دیتا هوں که غفلت و سرشاري کا اور زیاده یقین نه دلائیں ' اور اس موقعه پر " زمیندار " کے مسئله کو موجوده تحریک کے قیام کے حقیقي مسائل میں سے سمجھیں - اس زبان و قوت سے جو خدا نے دي هے حیف هے اگر آج کام نه لیا جائے - بعض لوگ جو خاموش هیں اور افسردگي کو گہرا اور پائدار کرنے میں شریک هو رهے هیں ' انکي جانب نه دیکھو که انکا ایمان اتني هي قیمت رکھتا تھا جو انہیں ملگئي ' اور وه اسپر قانع هیں - یه کوئي وفاداري اور غیر وفاداري کا سوال نہیں هے - نه باغیانه ایجي ٹیشن یا شورش مخفي کا مسئله نہیں هے - یه محض ایک قانوني مسئله ' ایک جابرانه قانون کا نفاذ و عمل ' اور بعض گورنمنٹوں کے نا عاقبت اندیشانه اقدامات کے خلاف قوت حق و عدل کے ساتهه احتجاج کرنا هے اور بس -

میں جانتا هوں که وقت اور موسم میں ایک سطحي تبدیلي هوئي هے ' اور مدتهٔ وقت نے بظاهر کامیابي سي حاصل کرلي هے - اخبارات خاموش کیے گئے هیں ' اور بعض مدعیان حریت کو بھي سمجھا دیا گیا هے که انکے لیے خاموشي هي میں امن هے - پس ایسي حالت میں جو شخص عام پبلک کے اصلي خیالات کي ترجماني کریگا ' اور حق و قانون کي عزت کیلیے قلم و زبان سے کام لیگا ' اسکي نسبت کہا جائیگا که یہي ایک تنہا شخص هے جو ایجي ٹیشن کے مرضي عفریت کو دوباره دعوت دے رها هے -

تاهم باوجود اس علم کے میں اپنے اندر باطل اندیشي کي ایسي قوت نہیں پاتا که دیکھوں اور چپ رهوں ' اور جو کچھه که لاکھوں دلوں کے اندر هے ' اسکو اپني زبان و قلم هر جگه نه دوں - وه سکون و امن جو مسئلهٔ کانپور کے بعد شروع هوگیا تھا ' اسي کا یه غلط فائده هے جو اٹھایا جا رها هے ' اور جو لوگ امن کے بعد پھر تشدد کا بیج بوتے هیں ' اسکے پھل کي کڑواهٹ سے انہیں منهه نہیں بنانا چاهیے - آج علی الاعلان میري پکار هے که اگر مسلمان اپني زندگي کے ولولوں سے هاتهه نہیں دهو چکے ' تو انہیں چاهیے که زمیندار کے مسئله کے متعلق پوري قوت ' پورے اتحاد ' سچے جوش ' مگر باقاعده و با امن طریقه سے اپني صدائیں بلند کریں ' اور اس وقت تک دم نه لیں جب تک که اس ضبطي کے حکم پر نظر ثاني نه کي جائے -

ساتهه هي پریس ایکٹ کے بے امان حملوں سے دفاع کیلیے بھي هندو مسلمانوں کو متحده کوشش کرني چاهیے ورنه یاد رهے که ملک کي سیاسي ترقي کا مسئله سالہا سال کیلیے صرف اس ایک ایکٹ کے نتائج قاهره کي بدولت رکھا جائیگا -

---

آخر میں گورنمنٹ کے متعلق صرف اسقدر کہدینا کافي هوگا که مسئلهٔ کانپور کے بعد عام طور پر ایک خاموشي سي شروع هوگئي تھي ' اور بعض الهام سرایان حکومت لوگوں کو نصیحتیں کرتے تھے که وه گورنمنٹ کے ساتهه نرمي کریں ' تاکه وه بھي نرمي کرسکے - لیکن زمیندار پریس کي ضبطي کا واقعه وه پہلا قدم هے جو سکون کے بعد بے چیني پیدا کرنے کیلیے اٹھایا گیا هے : ولا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها - اگر پنجاب گورنمنٹ کو اس تشدد کیلیے چھوڑ دیا گیا اور اس میں مداخلت نه کي گئي ' تو پھر پبلک کي بے چیني کي پوري ذمه داري خود گورنمنٹ هي پر هوگي -

گورنمنٹ دنیا کي تاریخ اور قوموں اور ملکوں کے تغیرات کے قدرتي اصولوں سے کیوں غافل هو رهي هے ؟ کیا وه نہیں جانتي که اس گیند کو جتنے زور سے پٹکا جائیگا ' اتنا هي وه اور قوت سے اچھلیگا ؟ چشمے کا پاني رکاوٹ پاکر اور اُبلتا هے ' اور آگ کے بجھانے کیلیے پاني کي ضرورت هوتي هے نه که تیل کي - دلوں کا طوفان صرف کسي اخبار کے دفتر هي میں نہیں هے جسکے بند کر دینے کے بعد فضا صاف هو جائیگي - اگر حق اور حق کي پیدا کي هوئي زندگي چند پریسوں کے بند کردینے کے بعد مر جا سکتي هے تو بہتر هے که اسکا بھي تجربه هو جائے - میونسپلٹي کے جلسے جانے کے بعد اگلي چپ نہیں هوگئي تھي :

اولم یسیروا في الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلهم و کانوا اشد منهم قوة ' و ما کان الله لیعجزه من شي في السماوات و لا في الارض ' انه کان علیما قدیرا - و لو یواخذ الله الناس بما کسبوا ما ترک علی ظهرها من دابة ' و لکن یوخرهم الی اجل مسمی ' فاذا جاء اجلهم فان الله کان بعباده بصیرا (۳۵ : ۴۵)

پھر کیا یه غافل زمین پر چلتے پھرتے نہیں که گذشته قوموں کے حالات و آثار کا مطالعه کریں اور سونچیں که اُن قوموں اور طاقتوں کو انکي غفلت و زیادتي کا کیسا نتیجه بھگتنا پڑا ' حالانکه وه قوت و تعداد میں ان سے بھي بڑھي هوئي تھیں ؟ یاد رکھو که الله تعالی کو (جو حق کا حامي اور زیادتي کا انصاف کرنے والا هے) دنیا کي کوئي بھي طاقت عاجز نہیں کرسکتي - وه سب کے حال سے واقف اور هر بات کي قدرت رکھنے والا هے - اگر وه لوگوں کو انکے ظلم و زیادتي کے پاداش میں فوراً پکڑتا تو روے زمین پر کسي جاندار هستي کو بھي باقي نه چھوڑتا - لیکن یه اسکا قانون هے که وه اپنے هر کام کو اسباب و علل کي ترتیب و طبیعي تدریج کے ساتهه انجام دیتا هے ' اور اسي لیے وه ایک وقت مقرره تک ظالموں کو مہلت دیتا هے - پھر جب انکا وه وقت آ پہنچیگا تو خود بخود تم انقلاب حالت کو دیکھه لوگے - بیشک الله تعالی اپنے بندوں کے هر عمل نیک و بد کو دیکھه رها هے -

الهلال

۲۳ صفر سنه ۱۳۳۲

فاتحـــة السنـــة الثـــالثـــة

المجلـــد الـرابـــع

(۲)

انسان کي ساري مصیبت اس میں ہے کہ وہ جن چیزوں کو تمام عمر دیکھتا اور جانتا ہے ' کبھي اپر غور و فکر نہیں کرتا ' پر ہمیشہ اُن چیزوں کي تلاش میں رہتا ہے جنہیں وہ نہیں جانتا ' حالانکہ اگر وہ فکر زیادہ اور تلاش کم کرے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ تلاش لا حاصل ہو اور حقیقت سے جہل - و للہ در الشاعر :

هـــرکس نـــه شناسندهٔ راز ست و گـــرنه
اینها همه راز ست نه معلوم عوام است !

قران کریم بھي یہی کہتا ہے :

وکاین من آیة في السماوات و الارض یمرون علیها وهـــم عنها معرضون (۱۳ : ۱۰۵)

" آسمان و زمین میں حکمت الهي کي کتني هي نشانیاں هیں جن پر سے لوگ بے سوچے گزر جاتے هیں پر افسوس کہ غور نہیں کرتے ! "

قران کریم بار بار اسي لیے بارش اور زمین کي حیات نباتاتي پر توجه دلاتا ہے کہ گو یہ سامنے کي باتیں هیں جنہیں هر انسان دیکھتا اور کرتا ہے ' لیکن انکے اندر حکمت الهیہ کے جو عجائب و مواعظ پوشیدہ هیں ' اپر کوئي غور نہیں کرتا -

صرف اسي ایک بات پر غور کرو کہ قدرت الهی کي یہ کیسي نصرت اور فیضان فطرة کي یہ کیسي فیاضي ہے ؟ کس بے چارگي اور بیکسي کے عالم میں تم زمین سے اپنا معاملہ شروع کرتے هو اور کس طرح مجبور و بے بس هوتے هو جب اپني دولت تخم اسکے حوالے کر دیتے هو ؟ کون کہہ سکتا ہے کہ اسکا نتیجه کیا هوگا اور نہ جو محنت کي جا رهي ہے ' کن نتائج سے دو چار هوگي ؟ لیکن جب نصرت الهي موفق هوتي ہے اور دانے بار آور هوکر اُٹھتے هیں ' تو نتائج اعمال کا کیسا عجیب منظر تمہارے سامنے هوتا ہے ؟ کس کي حکمت هوتي ہے جو ایک سیاہ اور خشک دانے سے سرسبز و ثمر دار شاخیں پیدا کر دیتي ہے ؟ اور یہ کس کا کار و بار ہے جو ایک خشک دانہ لیتا ہے پر اسکے معاوضے میں هزاروں تر و تازہ دانے واپس کردیتا ہے ؟ پھر کون ہے جو مضطر دلوں کي پکار کو سنتا ' اور مضطرب هاتھوں سے پھینکے هوے دانوں پر اپني قبولیت کي محبت کي چادر ڈالدیتا ہے ' اور اس طرح ان میں سے هر چھوٹے سے چھوٹے دانے کي پرورش کرتا ہے کہ کل کو وهي بڑے سے بڑا درخت بنکر حیرت افزاے انظار و افکار هوجاتا ہے ؟

امن خلق السماوات و الارض و انـــزل لـکـم من السماء ماء فانبتنا بـــه حدائق ذات بهجـــة ما کان لکـــم ان تنبتوا شجرها ء الـــه مـــع الله ؟ بـــل هـــم قـــوم یـــعدلـــون (۲۷ : ۶۱)

کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے تمہارے لیے پاني برسایا ' پھر اُس کي آبیاري سے (کیسے کیسے) حسین و شاداب باغ و چمن پیدا هوگئے ' حالانکہ تم انسانوں کي قوت سے بالکل باهر تھا کہ اُن کے درختوں کو نشو و نما دیتے ؟ کیا الله کے سوا اور بھي کوئي ہے ؟ هرگز نہیں !

(قوت الهي اور عمل شیطاني کے دو بیج)

یہي تمثیل انسان کي زندگي اور اسکے کار و بار کي ہے کہ :

انما مثل الحیـــاة الدنیا کماء انزلناه من السماء - حیات دنیوي کي مثال بارش کے پاني کي سي ہے جو زمین پر گرتا ہے - پھر بہت سے بیج اس سے زندگي حاصل کرتے هیں اور بہت سے ضائع جاتے هیں - ایک مشہور حدیث نبوي ہے کہ : الدنیا مزرعة الاخرة - دنیا آخـــرة کیلیے مثل ایک کھیتي کے ہے ' جسمیں آج دانے بوے جاتے هیں اور کـــل کو اسکی فصل کاٹي جائیگي - در اصـــل یہ ایک اشـــارۂ لطیف ہے مکافات عمل کے قانون طبیعي کی طرف کہ فطـــرة کے ساتھ جو کچھ کیا جاتا ہے ' ویسا هي جواب اسکی طرف سے ملتا ہے ! وقال فی المثنوي المعنوي :

از مکافات عمـــل غافـــل مشو
گنـــدم از گندم بروبـــد جو ز جو

یاد رکھو کہ انساني کاروبار کے وہ تمام اعلانات جو حق و صداقت سے خالي هوں ' شیطان کے هاتھہ سے ڈالے هوے بیج هیں ' جو اسلیے انسانوں کے انـــدر سے کام کرتا ہے تاکہ ضـــلالت اور گمراهي کا پھل پیدا کرے - لیکن دنیا میں گمراهي کا پھل تو پیدا هوسکتا ہے پر اسکي جڑ کبھی بھي مستحکم نہیں هوسکتي ' اور یہ یقیني ہے کہ شیطاني تخم ' باوجود مواد ابلیسیہ کی عظیم الشان مادي طاقتوں کے بالاخر نشو و نماء الہی سے محروم رہے :

ومـــن یتخـــذ الشیطـــان ولیـــا مـــن دون اللـــه فقـــد خســـر خســـرانا مبینـــا - یعـــد هـــم و یمنیهم وما یعـــدهم الشیطان إلا غـــرورا (۴ : ۱۱۹)

اور جو شخص صداقت الهي کو چھوڑ کر شیطان سے اپنا رشتہ پیدا کریگا تو یاد رکھو کہ وہ صریح نامرادي و ناکامي میں آگیا - شیطان ان سے کامیابی کے وعدے کرتا اور امیدیں دلاتا ہے لیکن شیطان کا وعدہ نرا دھوکا هي دھوکا ہے !

پس دنیا فی الحقیقت ایک زراعت گاہ ہے ' اور انسان کے اعـــمال اور ارادے مثل اُس تخم کے هیں جو بار آور هونے کیلیے اُسمیں ڈالے جاتے هیں - پھر دیکھو کہ ان میں ایک بیج تو عمل باطل و ضلالت کا هوتا ہے جو صـــداقت الهي کي روح القدس سے خالي هوتا ہے - انسان بڑے بڑے ارادوں کے ساتھہ اسے بوتا ہے ' اور تمام انساني تدبیریں عـــمل میں لائی جاتي هیں تاکہ کامیابي و فتح یابي کا پھل لاے - اسباب و وسائل دنیویہ میں سے هر چیز اسکے لیے مہیا هوتی ہے ' اور انسان اور انسانی قوتیں جس قدر بھی انتہائي سعي و کوشش کرسکتی هیں ' اسکے لیے درے میں قصور نہیں کرتیں - تاهم اسکی مثال اس بد نصیب دانے کی سي هوتي ہے جس کو دهقان مغرور نے بڑے بڑے دعووں کے ساتھہ زمین میں ڈالا ' پر نہ تو زمین نے اُسے قبول کیا کہ اپني آغوش میں لے ' اور نہ آسمان کی بخشش اُسپر مہربان هوئي کہ اُسکي آبیاري کرے - هر کوشش جو اُسکے لیے کي گئي مردود هوئي ' اور هر محنت جو اُسکے لیے برداشت کی گئي بے نتیجه نکلی - کیونکہ اُس نے چاها کہ وہ حق و ایمان کا کار و بار کرنے والوں کي طرح کار و بار کرے ' پر نہ تو اُس نے حق کو چاها اور نہ حق هي نے اسکے رشتے کو قبول کیا - پھر وہ ' جو حق کو دوست رکھتا اور باطل کو پیار نہیں کرتا ' کیسے ممکن ہے کہ باطل

پرستي کے دعوؤں کے ساتھہ بھي وھي سب کچھہ کرے ' جو حاملان حق اور حلقہ بگوشان صدق کے ساتھہ کرتا ہے ؟ افنجعل المسلمین کالمجرمین ؟ ما لکم کیف تحکمون ؟

تم میں سے کون ایسا ہے جو روشني اور تاریکي میں تمیز نہ کرے ' اور اور ہے حورات اور دن ' دونوں کو یکساں بتلاے ؟ ہر شخص جو حواس رکھتا اور آنکھوں سے دیکھہ سکتا ہے ' کبھي بھي روشني اور تاریکي کي تفریق میں غلطي نہیں کر سکتا - پھر اگر ایسا ہي ہے تو سمجھہ لو کہ حق و باطل کا فیصلہ بھي ہوگیا - جب تم نہ انسان ہو' روشني اور تاریکي ' دونوں کے لیے ایک ہي راے نہیں رکھتے تو وہ جو خدا ' اور نیکیوں اور خوبیوں کا سرچشمہ ہے ' کیونکر حق اور باطل ' دونوں کے دعووں اور اعلانوں کو ایک ہي طرح پھولتے اور پھلتے دیکھتا ہے ؟ اگر ایسا ہو تو دنیا سے امان اٹھہ جاے ' اور انسان کي شریر روح کبھي بھي سچ کا ساتھہ نہ دے - دنیا جو خداے حق و صداقت کي ہے ' ہمیشہ کے لیے سلطان ضلالت کو نہیں بخشدي جا سکتي !

قل هل یستوي الاعمی والبصیر ؟ ام هل تستوي الظلمات والنور ؟ (۱۳ : ۱۷)

کیا ایک اندھا اور ایک دیکھنے والا ' دونوں یکساں ہیں ؟ اور کیا تاریکی اور روشني ' دونوں ایک ہي طرح ہو سکتے ہیں ؟ کبھي نہیں !

(قانون نصرت حق و خذلان باطل)

قرآن کریم نے اس حقیقت الہي پر جس قدر زور دیا ہے ' وہ اور کسي بیان کو نصیب نہیں ہوا - اُن ارباب نظر و فکر کو جو قرآن کریم کا تدبر و تفکر کے ساتھہ مطالعہ کرتے ہیں ' میں توجہ دلاتا ہوں کہ اس حقیقت کو زیر نگاہ رکھکر اُسپر نظر ڈالیں - وہ دیکھیں گے کہ یہ حقیقت اسکي تمام موعظۃ و تذکیر کیلیے بطور ایک اصل جلیل و اساسي کے ہے ' جس پر اسکي اکثر تمثیلیں اور تقریباً تمام قصص و حکایات متفرع ہوتي ہیں -

سورۂ ابراھیم میں اُن لوگوں کے اعمال باطلہ کي مثال دي جنکے دل نور ایمان و صداقت سے محروم ہیں :

اعمالهم کرماد اشتدت به الریح في یوم عاصف ' لا یقدرون مما کسبوا علی شي ' ذلک هو الضلال البعید ! (۱۴ : ۲۱)

انکے اعمال باطلہ کي مثال راکھہ کے ڈھیر کي سي ہے کہ آندھي کے دن آے ہوا لے اڑي - جو کچھہ محنت و مشقت انھوں نے کي ہے ' اسمیں سے کچھہ بھي انکے ہاتھہ نہیں آئیگا - یہي وہ نامرادي ہے جو انتہا درجہ کي نامرادي ہوتي ہے !

اعمال باطلہ اور ارادہ ہاے سیئۂ و مفسدہ کي ناکامي و نامرادي کي کیسي پر تاثیر مثال ہے جو اس آیہ کریمہ میں دي گئي ہے ؟ فرمایا کہ راکھہ کے ایک ڈھیر کا تصور کرو جو کسي جگہ اکٹھي کي گئي ہو' پھر سوچو کہ آندھیوں کے چلنے کا دن آیا اور زور سے ایک آندھي اٹھي جو اسپر سے گذر گئي - ایسي حالت میں اُسکا کیا حشر ہوگا اور وہ قائم رہسکیگا یا نہیں ؟ ہر شخص جانتا ہے کہ اُسے جواب میں کیا کہنا چاہیے -

سورۂ نور کے پانچویں رکوع میں جہاں ہدایت الہي کي روشني و نورانیت کے ظہور و قیام کي مشہور مثال دي ہے ' اسکے بعد ہي اعمال باطلہ و شیطانیہ کي نسبت فرمایا :

اعمالهم کسراب بقیعة یحسبه الظمآن ماء ' حتی اذا جاءه لم یجده شیئا - (۲۴ : ۳۹)

انکے اعمال باطلہ کي مثال ایسي ہے جیسے کسي چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا دیکھتا ہے تو اُسے پاني سمجھتا ہے لیکن جب اسکے پاس آیا تو کچھہ بھي نہ پایا !

سورۂ رعد کے آغاز میں فرمایا کہ " لہ دعوۃ الحق " صرف اللہ ہي کیلیے حق کي دعوت ہے ' اور جو اسے چھوڑ کر باطل پرستي کے طرف جاتے ہیں ' انکي مثال یہ ہے کہ :

کباسط کفیه الی الماء لیبلغ فاه وما هو ببالغه ' وما دعاء الکافرین الا في ضلال (۱۳ : ۱۵)

" جیسے ایک شخص اپنے دونوں ہاتھہ پاني کے طرف پھیلاے تاکہ پاني آپ سے آپ اُسکے منہ میں اڑ کر آجاے حالانکہ وہ اسطرح کبھي بھي آنے والا نہیں - اور یقین کرو کہ باطل پرستوں کي پکار بھٹکتي رھتي ہے - اسکي قبولیت کیلیے کہیں بھي قرار نہیں "

اسلیے کہ کون ہے جسے وہ پکاریں گے ؟ کون ہے جو انکي سنے گا ' کون ہے جو انکي نصرت و اعانت کیلیے اپنا ہاتھہ بڑھائیگا ؟ جو خداے قدوس کہ فریادوں کو سنتا ' اضطرابوں کو تسکین دیتا ' نیک ارادوں کو شرمندگي سے بچاتا ' اعلان حق کو استیلاے باطل سے محفوظ رکھتا ' اور ہر سچائي کے بیج کو اپنے ہاتھوں سے پاني دے دے کر سرسبز کرتا ہے ' اسکے تعلق اور رشتے سے تو انکے کام خالي ہیں ' اور اسکے دروازے کو چھوڑ کر انھوں نے شیطان ضلالت کا دامن پکڑ لیا ہے - ممکن ہے کہ وہ زبان سے خدا پرستي کا دعوا کرتے ہوں ' لیکن جبکہ انکي دعوت ' حق کي جگہ باطل کي ہے ' اور انکي کوشش سچائي کي جگہ کذب و فساد کیلیے ہے ' تو وہ اس پاک اور قدوس ہستي سے رشتہ رکھنے والے نہیں ہو سکتے ' جو صرف حق ہي کا سرپرست اور صرف صداقت ہي کا مددگار ہے :

اللہ ولی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور ' والذین کفروا اولیاءهم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمات ' اولئک اصحاب النار هم فیها خالدون (۲ : ۲۵۸)

" اللہ ارباب حق و ایمان کا مددگار ہے - وہ اُنھیں تاریکیوں سے نکال کر روشني میں لاتا ہے - مگر جو لوگ کہ حق سے روگرداني کرنے والے ہیں ' اُنکے حمایتي شیاطین ہیں جو انھیں روشني سے نکالکر تاریکي میں دھکیلتے ہیں - یہي لوگ اصحاب النار ہیں جو کبھي اصحاب الجنہ کي سي کامیابي نہیں پا سکتے ' اور وہ ہمیشہ عذاب الہي میں گرفتار رہینگے "

اگر میں ان تمثیلوں کو جمع کروں جن میں حق و باطل کي اس اختلاف حالت کي طرف اشارہ کیا گیا ہے ' اگر میں ان تمام آیتوں کو یکجا کروں جن میں " اصحاب الجنہ " اور " اصحاب النار " کي اصطلاح الہي میں کامیاب و نامراد کاموں کي تقسیم کي گئی ہے ' اگر میں اُن تمام مواعید الہیہ و تصریحات بینۂ قرآنیہ کو نقل کروں جن میں حق کے بیج کو سرسبزي و شادابي کي ' اور ضلالت کے تخم شیطاني کو عاقبت کار ناکامي و نامرادي کي کھلے کھلے لفظوں میں بشارت و نذارت دي گئي ہے ' تو الہلال کي ایک پوري ششماہی جلد صرف اسي بیان سے مرتب ہوجاے - مختصر یہ ہے کہ قرآن کریم نے اس قانون الہي کا بار بار اعلان کردیا ہے کہ :

افمن اسس بنیانه علی تقوی من اللہ و رضوان خیر ' ام من اسس بنیانه علی شفا جرف هار فانهار به في نار جهنم ؟ واللہ لا یهدي القوم الظالمین - (۹ : ۱۱۰)

" بھلا جو شخص خدا کے خوف اور اُس کي رضا جوئي پر اپنے کاموں کي بنیاد رکھے ' وہ بہتر ہے یا وہ ' جو کسي گرنے والي گھاٹي کے کنارے اپنا مکان بنانا شروع کرے اور پھر وہ اُسے آتش جہنم میں لے گرے ؟ یاد رکھو کہ اللہ ان لوگوں پر کامیابي کي راہ نہیں کھولتا جنھوں نے حق و عدل سے روگرداني کي ہے "

زیادہ نہیں تو صرف انھیں چند آیتوں پر غور کرو کہ قلوب صافیہ کیلیے ارشادات ربانیہ کا ایک لفظ بھي بہت ہے - علی الخصوص

آخری آیت جو سورۂ توبہ کے اُس موقعہ کی ہے جہاں " مسجد ضرار " اور بعض رؤساء منافقین کی سعی باطل کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتے تھے ' اور ایک مسجد بنا کر اسکے ذریعہ اپنے کفر مخفی کا کاروبار شروع کرنا چاہتے تھے - خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں تشریف لیجانے سے روکا کہ " لا تقم فیه ابدا " اُن لوگوں کے ساتھ ہرگز شریک نہو جنہوں نے اپنے کاموں کی بنا دعوۂ باطلہ پر رکھی ہے !

پھر اسکے بعد یہ آیت ہے جسمیں ایک سوال کے طور پر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ کامیابی و فتح مندی صرف اسی عمل و دعوۃ کیلیے ہوسکتی ہے جسکی بنا مرضات الہیہ پر رکھی گئی ہو - اسکی بنیاد ایسی محکم ہوئی ' گویا پہاڑ کی کسی چٹان پر رکھی گئی ہے ' اور خدا الہی نصرت کی مدد سے اس بنیاد کے اثار کو تکمیل کی تعمیر و رونق تک پہنچادیگا - لیکن جو کام کہ رضاء الہی اور حق و صدق سے خالی ہے ' اُسکی مثال اُس بنیاد کی سی ہے جو کسی غار کے کنارے پر رکھی گئی ہو اور اسکی زمین بالکل کھوکھلی ہو - خواہ معمار کتنی ہی محنت و جانفشانی اور صرف قوت و رقت کریگا ' لیکن کبھی بھی وہاں بنیاد قائم نہو گی ' اور اگر چند اینٹیں کھڑی ہو بھی گئیں تو معاً غار کے اندر گر پڑینگی اور اپنے ساتھ اپنے بنانے والوں کو بھی لے جائینگی -

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسجد ضرار کا فتنہ ذرا بھی کامیابی حاصل نہ کرسکا : لا یزال بنیانهم الذی بنوا ' ریبة فی قلوبهم ' الا ان تقطع قلوبهم ' و اللہ علیم حکیم (۹ : ۱۱۱)

ذلک بان اللہ مولی الذین آمنوا ' و ان الکافرین لا مولی لهم (۴۷ : ۱۱)

" ایسا ہونا اس قانون الہی کی بنا پر ہے کہ ارباب ایمان و حق کا سرپرست تو خدا تعالی ہے ' اور وہ جو باطل پرستی و ضلالت کے داعی ہیں ' انکا کوئی مددگار نہیں جو انکے کاموں کی مدد کرے "

(کلمۂ خبیثہ و کلمۂ طیبہ)

پس در حقیقت حق و باطل کے دو بیج ہیں جو ہمیشہ اس دنیا میں بوئے جاتے ہیں - ان میں ایک بیج ضلالت عالم و فساد فی الارض کا ہوتا ہے ' اسلیے وہ شیطان کے ہاتھوں سے ڈالا ہوا بیج ہے ' اور اُسیکا قائم کیا ہوا کلمۂ خبیثہ و باطلہ - وہ انسانوں کے اندر سے اپنا کار و بار زراعت شروع کرتا ہے ' اور چاہتا ہے کہ بہت جلد گمراہی کے پھل سے عالم کو معمور کردے - پر اسکی پہچان یہ ہے کہ ہر ایسا تخم ابلیسی ضرور ہے کہ خدا کی مدد اور نصرت سے محروم رہے ' اور اسکی توفیق فرمائی کی وہ غیبی رحمتیں (کہ ملائکۂ نصرت کا نزول الہی سے عبارت ہے) کبھی بھی اُسے میسر نہ آئیں - اسکا حال خدا نے خود ہی بتلا دیا ہے :

و مثل کلمة خبیثة کشجرة خبیثة اجتثت من فوق الارض ' ما لها من قرار (۱۴ : ۲۶)

" کلمۂ خبیثہ کی مثال ایک درخت خبیث کی سی ہے جو جڑ ہی و صداقت کی قوت سے محروم ہے ' اور جسکی بے ثباتی کا یہ حال ہے کہ جب چاہا اُسے اکھاڑ کر پھینک دیا - اسمیں ذرا بھی استحکام و ثبات نہیں "

اسکا بیج بار آور ہوسکتا ہے ' پر پھل نہیں لا سکتا ' اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ زمین کے اندر ہی اندر سڑ کر ضائع ہوجاتا ہے اور اُسے باہر نکلنے کی مہلت ہی نہیں دی جاتی - چنانچہ سورۂ بقر میں اعمال خیر و شر کی مثال دیتے ہوئے فرمایا :

فمثله کمثل صفوان علیه تراب ' فاصابه وابل ' فترکه صلدا ' لا یقدرون علی شیء مما کسبوا ' و اللہ لا یهدی القوم الکافرین ! (۲ : ۲۶۴)

" پس اُسکی مثال ایک سنگی چٹان کی سی ہے جسپر تھوڑی سی مٹی جم گئی ہے - زور سے پانی برسا اور اُسے بہا کر لے گیا - جو کچھ انہوں نے کیا تھا ' اُس میں سے اُنہیں کچھ بھی ہاتھ نہ آیا اور اصل یہ ہے کہ جو لوگ فرمان الہی سے سرتابی کرکے کذب و فساد کا ساتھ دیتے ہیں ' خدا انپر حق کی راہ نہیں کھولتا "

- یعنے وہ ذرا سی مٹی کی تہہ جو کسی چٹان پر بیٹھ گئی ہو ' کیا ہستی اور ثبات رکھتی ہے ؟ پانی کا ایک ہلکا سا چھینٹا بھی اُسکی موت کے لیے کافی ہوتا ہے جو اُسے معاً بہا کر لیجاتا ہے - بعینہ یہی حال دعوۂ شیطانی کے بیج کا بھی ہے جو اول تو زمین میں اپنے لیے کوئی جگہ پا ہی نہیں سکتا ' اور پا بھی جائے تو اسپر جم کر ٹھہر نہیں سکتا -

لیکن ایک اور بیج ہے جو گو اُسی طرح ' اور اُنہی حالتوں میں بویا جاتا ہے جیسا کہ پہلا بیج ' لیکن اسکی زندگی کا ہر دور پہلے بیج سے بالکل مختلف ہوتا ہے - یہ کلمۂ طیبہ کا تخم صالح ہے جسکو خدا کا دست قدوس بوتا ہے ' تا کہ اُس سے حق و ارشاد اور ہدایت و سعادت انسانی کا شجرۂ طیبۂ مبارکہ پیدا ہو ' اور پھر اپنی کامیابی و فتح مندی کے پھل سے اپنی زمین کی گود بھر دے - اس سے مقصود وہ تمام اعمال حسنہ و صادقہ اور اعلانات ربانیہ و الہیہ ہیں جو خدا کی راستبازی اور عدالت کو قائم کرے اور اعمال شیطانیہ کی تاریکی و ضلالت سے بندگان الہی کو نجات دلانے کیلیے ' نیت صالح اور ارادۂ صادق کے ساتھ ظہور میں آتی ہیں - جنکے اندر مرضات الہیہ کا عشق صحیح ' اور لقاء وجہ رب کا شوق مستور ہوتا ہے - جنکو انسانی کوششوں کا اعتماد اور مادی ساز و سامان کا گھمنڈ ظہور میں نہیں لاتا ' بلکہ محض تحریک الہی کا ایک جذبۂ ملکوتی ہوتا ہے جو خود ہی آتا ہے ' اور خود ہی اپنے چہرے سے نقاب اُٹھاتا ہے - پس وہ ایک درخت ہوتا ہے جسکا بیج بھی خدا ہی بوتا ہے ' جسکی آبپاشی بھی اُسی کے ہاتھوں سے ہوتی ہے ' اور آخر میں اُسکا پھل بھی وہی اُتارتا ہے - چونکہ اُسکی زندگی خود اُسکے اندر پوشیدہ ہوتی ہے ' اسلیے وہ بغیر کسی باہر کی اعانت کے خود ہی بڑھتا اور خود ہی پھیلتا ہے - اسکی ابتدا بھی عجیب ہوتی ہے اور انتہا بھی - ابتدا اس لیے کہ وہ اس قوت سے اُٹھتا اور بڑھتا ہے کہ زمین کے اوپر اور آسمانوں سے آنے والی کوئی بھی قوت اُسکے اُٹھان کو روک نہیں سکتی - اور انتہا اسلیے کہ اُسکی جڑ ایسی مضبوط اور محکم ہوتی ہے ' گویا زمین کے آخر تک اسکے ریشے پہنچ گئے ہیں ' اور پہاڑ کی کسی چٹان کی طرح اُسے زمین کی سطح سے جوڑ دیا گیا ہے :

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً ؟ کلمة طیبة کشجرة طیبة ' اصلها ثابت و فرعها فی السماء ' تؤتی اکلها کل حین باذن ربها ' و یضرب اللہ الامثال للناس لعلهم یتذکرون - (۱۴ : ۲۵)

" کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے کلمۂ طیبہ کی کیسی عمدہ مثال دی ہے ؟ اسکی مثال ایسی ہے گویا ایک پاک و مقدس درخت - اُسکی جڑ تو زمین میں قائم و محکم اور ٹہنیاں آسمان میں پھیلی ہوئیں ! اپنے پروردگار کے قانون کے مطابق وہ ہر وقت پھل لاتا رہتا ہے ' اور اللہ یہ مثالیں بیان کرتا ہے تا کہ لوگ سوچیں اور غور کریں "

دیکھو ! اس آیہ کریمہ میں کلمۂ طیبۂ الہیہ کی مثال دیتے ہوے (کہ فی الحقیقت اس سے مقصود دعوۃ الی الحق ہے) ایک درخت کا ذکر کیا ' اور اسکا وصف یہ بیان کیا کہ اسکی جڑ ثابت و محکم اور ٹہنیاں بلندی پر پھیلی ہوئی ہیں - اس سے معلوم

هوا که کلمۂ طیبه کا بیج جب اُگتا ہے اور برگ و بار لاتا ہے' تو ضرور ہے که اسمیں دونوں باتیں پائی جائیں - اُسکی جڑ بھی مضبوط ہو اور اُسکی شاخیں بھی پھیلی ہوئی ہوں - جڑ کی مضبوطی سے مقصود یہ ہے که اُس دعوۃ حق کی بنیاد ایسی محکم و ثابت ہو جسے کوئی طاقت نہ ہلاسکے' اور " فرعها في السماء " سے مقصود یہ ہے که تھوڑے وقت کے اندر اُس دعوت کا اثر اور فیضان نہایت بلندی و وسعت تک پہنچے اور نہایت دور دور تک پھیل جاے - کیونکه ایک بڑے پھلدار درخت کی شاخیں بلند بھی ہوتی ہیں اور دور دور تک بھی پھیل جاتی ہیں -

یه خدا کا بویا ہوا بیج ہے جسے کوئی ضائع نہیں کرسکتا ' پس وہ بڑھتا بھی ہے اور پھیلتا بھی ہے - انسان کی کوششیں سب کچھه کرسکتی ہیں ' لیکن ایک حقیر و خشک دانے کو سرسبز کرنا صرف مدبرات ارضی و سماوی کے مالک ہی کے ہاتھه ہے - پس وہ اُسے سرسبز کرتا ہے تاکہ اسکی شاخوں کا سایہ وسیع ہو ' اور اُسے کامیاب کرتا ہے تاکه اس سے ہدایت کا پھل پیدا ہو - وہ جبکه بویا جاتا ہے تو نہایت حقیر و ذلیل ہوتا ہے' لیکن جب پیدا ہوتا ہے ' تو اسکی شاخیں قیمتی اور شاداب پھلوں کے بوجھه سے جھک جھک جاتی ہیں - خدا اور انسان کے کاموں میں یہی فرق ہے که پہلے کی ابتدا ہمیشه ذلت و حقارت سے' پر وسط و اختتام عظمت و کامیابی پر ہوتا ہے ' لیکن دوسرا شروع تو شوکت و عظمت کے اعلانات سے ہوتا ہے ' لیکن خاتمه ہمیشه ناکامی و نامرادی پر ہوتا ہے -

ایسے ہی کاموں کے بیج ہیں جنکی کشت کاری کا پیمانۂ محصول قرآن کریم نے بتلادیا ہے - حیث قال :

کمثل حبة انبتت سبع سنابل ' في کل سنبلة مائة حبة' و الله یضاعف لمن یشاء ' و اللـه واسـع علیـم - (۲ : ۲۶۱)

اُس کی مثال اُس دانے کی سی ہے جو بویا گیا تو اُس سے ابتدا میں سات بالیں پیدا ہوئیں ' پھر ہر بال میں سے سو دانے پیدا ہوے ' حالانکه وہ جب بویا گیا تھا تو ایک ہی دانہ تھا ! الله جس کو چاہتا ہے برکت دیتا ہے اور اُسکا فضل نہایت وسیع اور اسکا علم کامل ہے -

(دعوۃ الہیۃ الہلال)

پس الہلال ' اور الہلال کی دعوت بھی ایک بیج تھا ' جو اسے ڈیڑھه برس پہلے بویا گیا - دین جلیل حنیف کے داعی اول ' حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا و علیه الصلوۃ والسلام نے جب خانۂ کعبه کی بنیاد رکھی ہے تو دعا مانگی تھی :

ربنـا تقبل منا انک انت السمیع العلیـم !

اے پروردگار ! اس کام کو جو تیرے لیے کر رہا ہوں ' قبول کرلے - بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کا جاننے والا ہے !

وہ ذرہ جو آفتاب کی روشنی میں اڑتا ہوا نظر آتا ہے ' خواہ کتنا ہی حقیر ہو' تاہم آفتاب کی نسبت کا حقدار ضرور ہے - اسی طرح دعوت الہی کی یه تعمیر بھی اُسی آفتاب درخشندہ حقانیت کا ایک ذرہ ' اور اُسی کے قائم کیے ہوے دین حنیف کی خدمت کا ایک عاجز ارادہ تھا :

گرچه خوردیم نسبتے ست بزرگ
ذرۂ آفتــاب تابانیـم !

یہ کاروبار قدرت کا کچھه عجیب کرشمه ہے که خدا نے وہ کلمات دعائیه اس عاجز کی زبان پر جاری کردیے جو الہلال کی پہلی اشاعت کے مقالۂ افتتاحیه میں شائع ہوے ہیں اور جنکو اس مضمون کے آغاز میں بھی نقل کرچکا ہوں - اور یہاں پھر نقل کرونگا :

" اگر خدا مجھه میں سچائی اور خلوص کی کوئی سرگرمی دیکھتا ہے' اگر اُسکی ملت مرحومه اور اُسکے کلمۂ حق کی خدمت کی کوئی سچی تپش میرے دل میں موجود ہے ' اور اگر واقعی اُس کی راہ میں فدویت اور خود فروشی کی ایک آگ ہے' جس میں برسوں سے بغیر دھویں کے جل رہا ہوں' تو اپنے فضل و لطف سے مجھے اتنی مہلت عطا فرماے که اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے دیکھه سکوں - لیکن اگر یہ میرے تمام کام محض ایک تجارتی کاروبار اور ایک دکاندارانه مشغله ہے ' جسمیں قومی خدمت کے نام سے گرم بازاری پیدا کرنا چاہتا ہوں تو قبل اسکے که میں اپنی جگه پر سنبھل سکوں' وہ میری عمر کا خاتمه کردے ' اور میرے تمام کاموں کو ایک دن بلکه ایک لمحے کیلیے بھی کامیابی کی لذت چکھنے نه دے ! " الخ

اگر میرا کوئی اعتقاد آپکے دل میں جگه نہیں پاتا تو کم از کم مجھے تو اسکے اظہار سے نہ روکیے - اس وقت میرے ہاتھه میں قلم اور سامنے کاغذ کے اوراق ہیں - اگر تمام دنیا کی طاقتیں اور تمام نوع انسانی کا ادراک و تعقل ایک جگه جمع ہو کر میرے سامنے آے اور چاہے که میں قلم و کاغذ کی موجودگی کا اعتقاد نه رکھوں - تو کیا میں اس شے کے اعتقاد سے باز آجاؤنگا جو میرے ہاتھه میں محسوس ' اور میری آنکھوں کے آگے مرئی ہے ؟

یقین کیجیے که ٹھیک ٹھیک اسی طرح میں اس دعا اور اسکے عجائب اعمال کو بھی اپنے سامنے دیکھه رہا ہوں - میرے لیے بالکل آسان ہے که میں چاند اور سورج کی ہستی سے انکار کردوں' مگر یه تو کسی طرح بھی ممکن نہیں که اس دعا کی ہستی سے منکر ہو سکوں -

یه میری دعوت کی صداقت و عدم صداقت کا ایک بیدائی فیصلہ تھا ' جو اسنے میری زبان پر اول ہی روز جاری کیا تا که اسکی صداقت کے اعلان کی ایک نشانی ہو' اور پھر اسی کے مطابق فیصله بھی کردیا - باوجود اُن تمام انتہائی بے سروسامانیوں کے جو دنیا کے سامنے ہیں ' باوجود اُن تمام موانع اور مزاحمتوں کے جن سے لوگ بے خبر نہیں ہیں اور جن میں سے ہر مزاحمت کو اگر ایک ایک سطر میں بھی لکھوں ' جب بھی کئی سو سطروں کی ایک کتاب بن جاے' اور پھر باوجود ایک قوی تر تن گروہ مخالفین منکرین و معاندین مفسدین کی موجودگی کے اور ہر دم سرگرم مخالفت و تعاند رہنے کے ' الحمد لله که میں زندہ و سلامت مشغول کار ہوں - میرے کار و بار دعوت کی کوئی سعی ضائع نہ گئی ' میرے جہد عمل کا کوئی قدم رائگاں نه اٹھا - میری دعوت اپنا کام کرچکی ہے - میں نے جو مانگا تھا وہ مجھے حاصل ہوگیا ہے - مجھے مہلت بھی دی گئی اور اسباب بھی مرحمت ہوئے - میں نے اپنے بعض مقاصد کے نتائج کو اپنے سامنے دیکھنا چاہا اور وہ پہلی ششماہی کے گذرنے کے بعد ہی دکھلا دیے گئے - مجھه میں اگر کوئی تپش تھی تو وہ بغیر بھڑکے نه رہی ' اور اگر میرے دل میں کوئی ذرۂ خلوص تھا ' تو میرے خدا نے اُسے ضائع نه کیا - اُس نے بتلادیا که یه اُسی کا بویا ہوا بیج ہے جسکو وہ خود ہی پرورش کرنا چاہتا ہے - اور " کلمۂ طیبۂ " کا ایک " شجرۂ مبارکه " ہے جسے کوئی دنیوی طاقت ضائع نہیں کرسکتی - پس جیسا که اُسکے کاموں کا ہمیشه قاعدہ رہا ہے ' یه بیج برسوں کی جگه مہینوں میں بڑھا ' اور مہینوں کی جگهه دنوں کے اندر پھیلا - اسکی جڑ جس طرح زمین کے اندر پھیلی ' اُسی طرح اسکی ٹہنیاں آسمان میں مرتفع ہوکر پھیل گئیں - اسکی ہر شاخ نے پھل پایا ' اور اُسکا ہر پھل اپنی شیرینی و حلاوت سے دلوں کو مرغوب ہوا - میں بدیوں سے آلودہ ہوں مگر میری پکار بدی کی نه تھی - پس میری دعوت کے ساتھه وہی سلوک کیا گیا جو ہر نیکی کے کام کے ساتھه ہونا چاہیے ! اصلها ثابت و فرعها في السماء ' تؤتي اکلها کل حین باذن ربه ' و یضرب الله الامثال للناس لعلهم یتذکرون -

مدارس اسلامیہ

ندوۃ العلما

اجمال تاریخی - عروج و زوال - انقلابات ماضیہ -
حالت موجودہ - و نظر به مستقبل

(۱)

بہت سی باتیں ایسی ہیں جنھیں انسان سوچتا ہے تو کہتا ہے نہ انہونی اور ناممکن ہیں ، اگر ایسا ہوا ، تو نہیں معلوم کیا کچھہ ہو گذریگا ؟

لیکن جب انکا وقت آتا ہے اور اسباب فراہم ہو جاتے ہیں ، تو اس طرح ظہور میں آجاتے ہیں گویا انکا ظہور دنیا میں کچھہ بھی اثر نہیں رکھتا تھا ، اور مثل تغیرات عادیہ کے ایک قدرتی تغیر تھا ، جو ظہور میں بھی آیا اور گذر بھی گیا ! حجر بن اوس نے ایک دوسرے پیرایہ میں اسی کو لکھا ہے کہ :

واں ما تحذرین ، قد وقع !

دارالعلوم ندوۃ العلما کے متعلق دوستوں نے بعض ایسے مناقشات و مدوسات موجود تھے جنکی وجہ سے کسی نہ کسی تغیر کی توقع ہمیشہ کی جاتی تھی ، تاہم یہ تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ندوہ کے آخری تغیرات وقوع میں آئینگے ، اور تمام ملک اسقدر بے توجہی برتیگا ، گویا آج ندوہ ، ندوے کے مقاصد ، اسکی بست سالہ تاریخ ، اور اس معتد بہ رقم کی کچھہ پروا ہی نہیں ہے ، جو اسکی جیبوں سے نکلکر اسپر صرف ہو چکی ہے ۔

پھر یہ زمانہ وہ پچھلا عہد غفلت نہ تھا جبکہ تمام قومی معاملات اشخاص کے اعتماد و حسن ظن پر چھوڑ دیے جاتے تھے ، اور نکتہ چینی ناجائز ، اور احتساب جرم سمجھا جاتا تھا - بلکہ یہ وہ عہد تغیر و انقلاب تھا جسکو گذشتہ استبداد شخصی کے اختتام اور نئے دور جمہوریہ کا باب افتتاح کہا جاتا ہے ، اور جبکہ ہر چھوٹے سے چھوٹے معاملے پر بھی اخبارات اسقدر ہنگامہ آرائی کرتے ہیں گویا طاقت و حکومت کا سررشتہ بالکل انہی کے قبضۂ تصرف میں ہے -

رواداری اب کسی معاملے میں گوارا نہیں - پرسش و احتساب کی شدت سے لوگ شاکی ہیں ، اور ارباب کار اسکے تواتر و عدم انقطاع سے گھبرا اٹھے ہیں - کالجوں کے سکریٹریوں سے پوچھا جاتا ہے کہ کیوں وہ ایسی راے رکھتے ہیں جو جمہور کی راے نہیں ہے ؟ افسران مدارس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ بتلائیں کہ کیوں انھوں نے فلاں حکم جاری کیا ، اور کیوں فلاں عقیدے کو بغیر کسی دلیل معقول کے وہ رکھتے یا بجاے حکم قرار دیتے ہیں ؟ اخبارات ایک دوسرے کو الزام دیتے ہیں ، اور کہتے ہیں کہ قومی حقوق کے تحفظ کیلیے یہ محض ایک جمہوری فرائض کا کام ہے جو کر رہے ہیں - رازدارانہ مراسلات و مکاتیب کو کسی نہ کسی طرح حاصل کر کے شائع کیا جاتا ہے ، اور کہا جاتا ہے کہ اگر یہ سب کچھہ قوم کے متعلق اور قوم کے مقرر کردہ ارکان کار کے متعلق ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ قوم اس سے بے خبر رہے !

اگر فی الحقیقت یہ سب کچھہ سچ ہے تو پھر ندوۃ العلما کی طرف سے یعنے مسلمانان ہند کے قومی کاموں میں سے ایک عظیم الشان اور مایۂ صد امید و آمال کام کی طرف سے کیوں ایسی غفلت برتی جاے جبکہ اسکی تعلیمی ، مالی ، اور انتظامی حالت علی الاعلان توجہ کی طالب ، بحث و مذاکرہ کیلیے مضطر ، نقد و اختبار کی آرزو مند ، اور اعانت و توجہ کیلیے فریادی و فغاں سنج ہے ؟ نہ کیا ہے کہ ہفتوں پر ہفتے اور مہینوں پر مہینے گذرتے جاتے ہیں اور نہ تو کوئی کان اسکے لیے کھلتا ہے جو اسکی سنے ، اور نہ کوئی آنکھہ اسکی طرف اٹھتی ہے کہ اسکی حالت پر روے ، اور نہ کوئی قلم اسکے لیے حرکت کرتا ہے کہ قوم کو اسپر توجہ دلاے - یہاں تک کہ وقت جو اپنی طبیعی رفتار میں کسی کیلیے رعایت نہیں رکھتا ، بے خبری میں گذرتا جاتا ہے ، اور قریب ہے کہ لوگ اس افسانے کو اس طرح بھلا دیں کہ کانہ لم یکن شیئا مذکورا ! !

عمت نشهر شبخون رسان نه نگه خلق
عسس افتادہ و شہ در حرمسرا خفتست

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ندوۃ العلما ابتداے تاسیس سے تمام قوم میں ایک مشہور ترین موضوع بحث رہا ہے - لوگوں نے موافق و مخالف ، جس درجہ اسپر بحث کی ہے ، شاید علی گڈہ کے کاموں کے سوا اور کسی پر نہیں کی - درمیان میں سر انتونی میکڈانل کی مخالفت اور سیاسی سوء ظن نے آسے بالکل گمنام اور بے اثر کردیا تھا ، لیکن اسکے بعد سعی و کوشش کا ایک نیا دور شروع ہوا ، سب سے پہلے ریاست بھوپال سے پھر بہاولپور سے اعانت ہوئی ، اسکے بعد گورنمنٹ بھی متوجہ ہوئی ، تاآنکہ کہ زمین ملی اور ماہوار گرانٹ کا اعلان ہوا - ان تغیرات کے بعد قوم میں پھر از سر نو ایک عام توجہ پیدا ہوگئی اور دہلی و لکھنؤ کے جلسے بھی بہت شاندار اور پر اثر ہوے - باوجود ان حالات کے یہ کیا ہے کہ جس وجود کی پرورش میں اسقدر کچھہ دلچسپی لی جاتی تھی ، اب اسکے بستر مرگ کی طرف کوئی جھانک کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا ؟ پھر کیا دنیا سوگئی ہے یا ندوہ کی قسمت بیدار نہیں ؟

اسد کے اے ناله امشب بے اثر می بینمت
آنکه هر شب می شنید از من مگر بیدار نیست ؟

اسمیں شک نہیں کہ اس غفلت اور بے توجہی کیلیے کچھہ ایسے اسباب و وسائل یکے بعد دیگرے فراہم ہوگئے جنکی وجہ سے لوگ باوجود حسن حالت کے اپنا وقت صرف نہ کرسکے ، تاہم غفلت کیلیے کبھی بھی معقول عذر کیوں نہیں ، پھر بھی غفلت غفلت ہی ہے اور یقیناً مستحق ملامت و سرزنش -

سب سے پہلا سبب تو عام حوادث و فوائے عمل کی وہ مسلسل مشغولیت ہے ، جو گذشتہ دو سال سے متصل جاری ہے - جنگ طرابلس کے بعد ہی جنگ بلقان شروع ہوگئی ، اور مصائب اسلامی کے ہجوم نے تمام قوم کو یکسر وقف ماتم و عزاداری بنا دیا - پھر عین اس وقت جبکہ قدرت کے معاملات نالہ و نالہ ہو رہے تھے ، مسجد کانپور کا حادثۂ خونین وقوع میں آیا اور وہ ایک ایسا وزع اکبر تھا جس نے تمام آلام و افکار کو ایسا طور پر صرف اپنے ہی نظارۂ الم اور افسانہ سرائی کی ایک ماہ کیلیے دعوت دیدی - اس اثنا میں بعض مضامین لکھے گئے ، اور بعض اخبارات نے بحث و مذاکرہ کا دروازہ بھی کھولنا چاہا (جنمیں معاصر امرتسر سب سے زیادہ مستحق تحسین و تشکر ہے) تاہم ۱۱ - اگست کے حادثۂ مچھلی بازار کانپور کے مقدس مجروحوں کی چیخیں ابھی ایسی رہرہ گداز نہیں ، اور صحن مسجد کی خونچکاں لاشوں کا نظارہ اس درجہ الم ناک تھا ، جس نے نہ تو کسی کان کو مہلت دی کہ ندوہ کی صدا کو سنے ، اور نہ کسی آنکھہ کو اجازت ملی کہ جائے فروشان کانپور کو چھوڑ کر لکھنؤ کے ان حیات نفسانی کے جھگڑوں کا نظارہ کرے -

اسکے بعد هي جنوبي افریقه کے هندوستانیوں کا مسئله شروع هوگیا - پهرلیگ کے جهگڑے رهے - آنریبل سید امیر علي اور آل انڈیا مسلم لیگ کي معرکه آرائیوں کا لوگ انتظار کرنے لگے - غرضکه یکے بعد دیگرے ایک نه ایک ایسي چیز ضرور رهي جس نے لوگوں کي توجه کو اپني جانب مشغول رکها - ان میں بعض واقعي توجه طلب تهیں' مثلاً مسئله اسلامیه کانپور' اور بعض ترک بهي کي جا سکتي تهیں - مثلاً حکایت لیگ لندن و هند ' لیکن بهرحال ندوه سے تغافل و غفلت کیلیے سب نے حجاباً مستورا کا کام دیا !

بیچاره آن اسیرکه امیدوار نیست !

اصل یه هے که اسمیں شک نہیں که قوم کے عام و متوسط طبقه کے اندر ایک اصولي اور حقیقي تغیر خیالات میں یقیني هوا هے اور نسبتاً ایک واقعي بیداري ضرور هے جو پیدا هوگئي هے -

لیکن مصیبت یه هے که اس بیداري سے کام لینے والے مفقود هیں' اور کوئي کارکن جماعت اب تک هم میں پیدا نہیں هوئي هے جو کاموں کو تقسیم کرلے هر وقت اور هر کام کیلیے مستعد رهے - صرف چند اشخاص هیں جو اگر هر کام کو اپنے هاتهوں میں لے لیں اور هر موقعه پر تحریک و دعوت کیلیے مستعد رهیں ' تو پبلک اپني قوت کا اظہار کر سکتي هے' اور اسکا مصرف آسے معلوم هو سکتا هے ' ورنه ایک عام خاموشي اور سناٹا چها جاتا هے - لیکن یه ظاهر هے که ایک ترقي خواه قوم کي صدها ضروریات و احتیاجات کیلیے صرف چند افراد هي کیونکر کافي هوسکتے هیں ' اور یه کس طرح ممکن هے که ایک هي شخص کانپور کے واقعه پر بهي صرف وقت کرے - اصلاح و ترقي کي صداؤں کو بهي جاري رکهے قومي درسگاهوں کي بهي خبر لیتا رهے ' اور جلسوں اور انجمنوں کیلیے بهي ایک دائم نگران و محتسب هو؟ پهر قلم بهي اسکے هاتهه سے نه چهوٹے ' زبان بهي خاموش نهو' دماغ بهي مشغول فکر رهے ' اور قدم بهي تگ و پوسے نه تهکیں ؟

می خواهي رند و ' بزور ' وانگه بسیار !
این باده فروش هست ' ساقي کوثر نیست !

یه یقیني هے که اگر اس طرح حالات پیش نه آتے اور ندوه کا مسئله قوم کے سامنے آتا' اور وقت پر لوگوں کو بحث و مذاکرات کا موقعه دیا جاتا' تو ایک عام هلچل مچ جاتي' اور قطعاً عام راے کي قوت ایسي شکل اختیار کرلیتي که یه معامله صرف اشخاص کے هاتهوں میں نه رهسکتا -

تاهم عذر تغافل کیلیے یه اسباب کیسے هي قوي هوں لیکن یه کوئي اچهي حالت نہیں هے ' اور غالباً موجوده تغیر حالت کے بعد اس وقت تک قدرتي طور پر رهیگي ' جب تک که عام راے میں اس هیجان انقلاب کے بعد نظم و باقاعدگي نه آجائیگي اور ایک مستعد اور وسیع کارکن جماعت هر موقعه و وقت پر کام کرنے کیلیے مستعد نه هوجائیگي - قوم میں اس وقت قوت راے اور استعداد اعلان قوت' دونوں موجود هیں' مگر کارکن آدمیوں کي کمي هے جو ان دونوں چیزوں سے کام لیں ' اور چونکه ملکي و قومي تغیرات حالات میں همیشه ایسا هوا هے' اسلیے امید هے که آنے والا وقت خود اسکا علاج کردیگا -

همارې موجوده حالت ایسي هورهي هے که جماعتي کاروبار اور ترقي و اصلاح کي کوئي شاخ بهي ایسي نہیں جو مکمل هو' اور اب تک تمام کاموں کا سررشتۀ اختیار و تصرف صرف اشخاص هي کے هاتهوں میں رها هے - پس چاهیے که غفلت کیلیے کوئي عذر مقبول نهو' کیونکه غفلت اب همارے لیے موت کے هم معني هے ' اور هجوم اشغال و تعدد امور کي بهي کبهي شکایت نهو' کیونکه ابهي همیں نہیں معلوم کتنے وسیع زمانے تک کیلیے متصل کام کرنا هے' اور حیات قومي کي تعمیر میں ایک لمحه کا توقف بهي حرام هے - هم پر کاموں کا همیشه هجوم رهیگا - همارے کانوں میں همیشه هر طرف سے صداے کار آگهي اور همیشه ایک هي وقت اور ایک هي موسم میں بهت سي زمینوں کو درست کرنا اور مختلف قسم کي تخم ریزیاں کرني پڑینگي - بہت ممکن بلکه ضروري هے که ایک هي وقت میں همیں بہت سي نئي عمارتیں بناني بهي پڑیں' اور بہت سے غلط نقشوں کو مٹانا بهي پڑے - کچهه بعید نہیں که ایک هي وقت کے اندر همیں هندوستان سے باهر کے اسلامي مصائب کیلیے بهي ماتم کرنا پڑے' اور خود هندوستان کے اندر کے بهي کاموں کي صدا هاے توجه و اعانت کو سننا پڑے - ایسا همیشه هوگا که ایک طرف کسي حق دیني و سیاسي کي پامالي کیلیے دوڑنا پڑیگا اور اسي وقت دوسري طرف کسي تعلیمي اور قومي کام کي درستگي و حفاظت کیلیے جانا پڑیگا یه سچ هے که ایک هي وقت میں بہت سے کام نہیں هوسکتے' اور انسانوں کا دماغ اس بارے میں نہایت نازک واقع هوا هے که اکثر گهبرا اٹهتا هے اور تهک کر کچهه دیر سوجانے کیلیے انگڑائیاں لینے لگتا هے - تاهم اگر زنده رهنا هے اور زندگي کي طلب هے' تو ضرور هے که زندوں کي طرح یه سب کچهه کرنا پڑیگا اور موت و حیات کا قانون الهي کبهي بهي همارے عذروں کو نه سنیگا - خواه کتنا هي مشکل هو' کیسي هي متاعب و مصائب سے دوچار هونا پڑے ' کتنا هي عسیر العمل اور ناممکن سا معلوم هو' لیکن اگر هم هر وقت اپنے تمام معاملات کي خبر لینے اور هر کام کي فریاد اعانت کو جواب دینے کي اپنے اندر استعداد و قوت پیدا نه کرینگے' اور ایک هي وقت کے اندر بہت سے کاموں کا هجوم دیکهکر' یا یکے بعد دیگرے پیش آنے والے مسائل کا تسلسل و تواتر دیکهکر گهبرا اٹهیں گے ' تو پهر اُن امیدوں کو اپنے دلوں میں جگه دینے کا همیں کیا حق هے جو ایک پوري گري هوئي عمارت کے هر حصے کو تعمیر کرکے ' خرابۀ موت کے بعد ' عمران و حیات کے قیام کي آرزومند هیں ؟ قومي حیات کا محل اس طرح تعمیر نہیں هوسکتا که پہلے دیواریں کهڑي هوجائیں' پهر اسکي محرابیں اور اطراف و جوانب بهي طیار هوجائیں گے - کشاکش حیات و ممات اور تسابق اقوام کي کشمکش میں فرصت و مهلت کا سکون بغیر خواب ممات کے ممکن نہیں - یہاں تو هر دم اور هر لمحه کام کیے جاییے ' اور ایک هي وقت میں اس عمارت کے هر حصے کي خبر لیجیے - یه نهو که دروازه بن رها هے مگر پشت کي طیار کرده دیواریں گر رهي هیں ! اس عالم میں جو کهوگیا وه پهر نہیں ملتا ' اور جو وقت غفلت میں کٹا ' پهر اسکي تلافي کي مهلت نہیں دي جاتي :

هاں ره عشق ست و کیج گشتن ندارد بازگشت
جرم را این جا عقوبت هست و استغفار نیست !

(الهلال اور مسئلۀ ندوه)

ضرور هے که خود الهلال بهي اس غفلت کیلیے جوابده هو که کیوں ندوة العلما کے متعلق برابر خاموش و غافل رها ؟

جیسا که ابهي کهه چکا هوں ' غفلت هر حال میں مستحق سرزنش هے اور عذر اسکي شدت کو کم کرسکتا هے پر سیاه کو سفید نہیں کرسکتا - تاهم غور کیجیے تو الهلال کس کس کام کو کرے اور صرف وهي ایک کیوں کرے ؟

میں اپنے حس و نظر کے هاتهوں سخت گرفتار الم هوں - هر شے مجهے نظر آتي هے' اور هر ضرورت کو الحمد لله که محسوس کرتا هوں' لیکن نه تو وقت پر تسلط هے اور نه طبیعي قوۃ عمل پر حق

تحکم - جب ندوۃ العلما کے معاملات گذشته قصۂ مضمون جهاد کے بعد آگے بڑھے تو میں مسئلۂ کانپور میں بالکل غرق تها' اور بالکل مهلت نه تهي که کسي دوسري طرف ملتوجه هوں -

الهلال ایک هفته وار رساله هے - اسکي گنجایش محدود اور ابواب و عناوین مختلفه کا التزام ضروري - اسلیے جب کبهي کوئي ایک مسئلۂ اهم سامنے آجاتا هے' تو ساري کي ساري گنجایش اسي میں صرف هوجاتي هے -

دراصل هرطرح کي تحریک کے کاموں کیلیے سب سے زیاده موزوں روزانه اخبارات هیں' جنکے لیے روز صبح کو ایک مبسوط لیڈنگ آرٹیکل کا میدان تازه موجود هوتا هے' اور وه گویا هر هفته چهه بار وه مهلت و گنجایش پاتے هیں جو هفته وار رسائل کو صرف ایک هي بار ملتي هے -

پس ضرور تها که قوم میں جو بعض روزانه اخبارات موجود هیں اور جنکا بڑا حصه محض فضول صفحات پري کي چیزوں بلکه هزلیات و خرافات تک میں ضائع جاتا هے' اس مسئله پر توجه کرتے اور اسکي اهمیت کو محسوس کرتے - لیکن افسوس هے که ایسا نهیں هوا -

تاهم میں معذرت و شرمساري کے ساتهه اقرار کرتا هوں که یه غفلت ضرور تهي اور هوئي - چونکه میں جانتا تها که اس مسئله کیلیے اب صرف چند نوٹوں یا ایک مضمون کا لکهدینا کافي نهیں هے بلکه ایک پورے سلسلے کي ضرورت هے' اسلیے همیشه یه خیال کرکے متوقف هوجاتا تها که بعض تحریکوں سے فراغت هولے تو پهر سلسله شروع کروں' حتی که کئي ماه گذر گئے - چونکه اس مسئله کو میں اپنے عقیدے میں اهم سمجهتا هوں - سوال ندوے کا نهیں بلکه اسکے مقاصد کا هے' اور بحث اصول کي شروع هوگئي هے نه که اشخاص کي' لهذا اب مزید توقف کرنا عند الله خیانت و معصیت هے' اور ضرور هے که بقدر سعی اسکے لیے کوشش کي جاے -

✱ قارئین کرام کو یاد هوگا که جب الهلال شائع هوا هے تو اسکے تمام ابواب مضامین کي سرخیاں عرصے تک لوح کے چوتهے صفحے پر چهپتي رهي هیں - ان میں ایک عنوان " مدارس اسلامیه " کا بهي تها' اور مقصود یه تها که اسکے نیچے چند کالموں کو اسلامي مدارس کے متعلق بحث و مذاکره کیلیے مخصوص کردیا جائیگا' لیکن عدم ترتیب کار و عدم حصول اعانت تحریر و فرصت سے ابتک اسکا سلسله شروع نهو سکا -

لیکن اب " مدارس اسلامیه " کا باب بهي آغاز جلد چهارم سے شروع کیا جاتا هے - سب سے پہلے " دارالعلوم ندوۃ العلما لکهنو " کے متعلق ایک سلسلۂ مضامین شایع هوگا - جعله الله نافعا للمسلمین' وما توفیقي الا بفضله و کرمه !

ترجمـــه اردو تفسیر کبیـــر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مهاجرین عثمانیه میں شامل کي جائیگي - قیمت حصه اول ۲ - روپیه - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے -

تاج انگلستان اور خزینۂ اسلام کا ایک گوهر

داستـــان مسقـــط

(اجمال تاریخي اور طبیعي حدود)

مسقط ایک سرحدي اور ساحلي شهر هے جو دریاے عمان کے ساحل پر عرض میں ۲۳ درجه اور ۳۷ دقیقه جانب شمال' اور طول میں ۵۶ درجه اور ۱۵ دقیقه جانب مشرق واقع هے - اسکي آبادي قریباً ۳۵ هزار هے - اسکي بندرگاه نهایت عمده اور مستحکم هے - اس بندرگاه کي تحصین و قلعه بندي عرصه هوا پرتگالیوں نے کي تهي - اسوقت اسکي تجارت بمبئي اور خلیج فارس سے هے اور نهایت سرسبز و کامیاب هے - اسکے قریب ایک دوسري بندرگاه هے جسکو مطرح کہتے هیں - مطرح بهي اسي کے متعلق سمجها جاتا هے -

سنه ۱۵۰۷ ع میں بوکر نے مسقط کو فتح کیا' تو پرتگالي اس پر قابض هوگئے - سنه ۱۶۴۸ ع تک برابر پرتگالیوں کا قبضه رها - اسکے بعد مسقط انکے هاتهوں سے نکلگیا - پرتگالیوں کے قبضے سے نکلنے کے بعد مسقط پر انقلاب و تغیر کے مختلف دور گذرتے رهے - آخر میں انگریزي نفوذ پهیلنا شروع هوا' اور یہاں تک پهیلا که بالاخر انگریزوں نے اسکے متعلق احتلال (قبضۂ غیر قانوني : Occopation) کا اعلان کردیا' اور اب وه بجاے ایک آزاد و خود مختار اسلامي ریاست هونے کے' برطاني شاهنشاهي کا ایک جزو سمجها جاتا هے !

(عهـــد عـــروج)

سید سعید بن سلطان کے عهد میں مسقط کي حالت یادگار تهي - مسقط اسوقت ایک ایسي ریاست کا صدر مقام تها' جو خلیج فارس پر قرب و جوار کے ساحلي مقامات سے لیکے جزیره بحرین تک پهیلي هوئي تهي - قوت و شوکت کا یه عالم تها که گو اهل بحرین نے بارها اسکے مقابلے میں علم جنگ بلند کیا' مگر کبهي فتحیاب و غالب نه هوے -

اس ریاست کي وسعت کا اندازه اس سے هوسکتا هے که ایک طرف بولنجه اور بندر عباس' وغیره وه ایراني مقامات' جو خلیج فارس پر واقع هیں' اسکي قلمرو میں شامل تهے' دوسري طرف مشرقي افریقه کے ساحلي مقامات مثل لامو' ممباسه' الفزبعه' بندر اسلام' هدروان' جزیرۂ حضراء' زنجبار وغیره وغیره -

اس عهد میں اس ریاست کے دو صدر مقام تهے' ایک مسقط' دوسرا زنجبار - مسقط دریاے عمان و خلیج فارس کے شهروں کا صدر مقام تها' اور زنجبار افریقي شهروں کا مرکز -

سید سعید بن سلطان ایک عاقبت اندیش اور انجام بیں آدمي تها - اس نے اپنے آپ کو متعدد باعظمت و شوکت سلطنتوں میں محصور اور انکے نفوذ و اثر کو اپني قلمرو میں پهیلتے هوے دیکها تو والي بصره' فرانس' اور انگلستان سے اپني خود مختاري کي حفاظت کا معاهده کیا - فرانس نے اس معاهده کا یہاں تک خیال کیا که اسکو " سلطان العرب " کا خطاب دیا !

سید سعید بن سلطان کے ساتھہ ان فرنگی حلیفوں اور همسایوں کے علاوہ ' جنکے یہاں سب سے زیادہ آسان کام نقض عہد ہے' ایک اور حلیف بھی تھا جو کبھی بے وفائی یا بد عہدی نہیں کرتا - یعنی قسوت -

اسوقت ریاست کے پاس ایک قوی و باشوکت بیڑا تھا جو بحر ہند' بحر عمان ' اور خلیج فارس میں گردش کرتا رہتا تھا - وسیع حدود اور جنگی طاقت کے علاوہ ملک کی اندرونی حالت بھی عمدہ تھی - اس عہد میں رعایا کو اسقدر امن و امان اور عیش و آرام حاصل تھا کہ نہ تو کبھی اس سے پہلے انکو نصیب ہوا اور نہ کبھی اسکے بعد -

(سید سعید کی وفات اور تقسیم)

سید سعید در حقیقت ملک کے حق میں ایک وجود سعادت و خوش نصیبی تھا - جب تک وہ زندہ رہا ' ملک میں سرسبزی اور ترقی کا دور دورہ رہا - مگر اس کے مرتے ہی ریاست کا ستارہ گردش میں آگیا - اولین مصیبت تو یہ نازل ہوئی کہ ملک کے دو ٹکڑے ہوگئے - ایک حصہ عربی اور دوسرا حصہ افریقی - افریقی حصہ سید ماجد اور اسکے بعد سید برغش کو ملا عربی حصہ سید ثوینی کو ملا - سید ثوینی کا بیٹا سید سالم تھا - سید سالم نے اپنے باپ کو قتل کرڈالا اور خود تخت حکومت پر بیٹھگیا -

(بد بخت سالم)

تاج و تخت کے لیے سید سالم نے اس جرم کا ارتکاب کیا جو اس دنیا میں قساوت و شقاوت کی انتہائی مثال ہوسکتی ہے ! اس نے حکومت کی قیمت میں اپنی عزیز ترین متاع یعنی انسانیت بھی دیدی ' اور یہ گوارا کیا کہ وہ انسان کے بدلے ایک انسان صورت درندہ ہو -

مگر اس بدبخت نادان کو یہ معلوم نہ تھا کہ جس مرغ زریں بال کو وہ اسقدر گراں قیمت خرید رہا ہے ' وہ اسکے پاس ٹھہرنے والا نہیں - وہ چاہتا تھا کہ اس کے سر پر تاج سلطانی ہو' مگر کاش اسکو معلوم ہوتا کہ کارساز قدرت نے اس سر کے لیے خاک مذلت و مسکنت مقدر فرمائی ہے !

سید سالم ' پدر کش اور بدبخت سید سالم تخت حکومت پر بیٹھا ' مگر اسکے بیٹھتے ہی شومی و نحوست تمام ملک پر چھا گئی - ہر طرف فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی - امن و سکون ' طمانیت و خاطر جمعی ' اور سرسبزی و خوش عیشی ' سب رخصت ہوگئے اور اسکے بدلے نہب و سلب اور جنگ و جدل نے ملک کو یکسر نمونۂ جہنم بنادیا :

وکم اهلکنا من قریة بطرت معیشتها ' فتلك مساکنهم لم تسکن من بعدهم الا قلیلا ' وکنا نحن الوارثین ! (۲۸ :)

سید سالم میں اتنی جرات ضرور تھی کہ وہ ایک شنیع ترین فعل کا مرتکب ہوسکا ' پر افسوس کہ اس کے دماغ میں اسقدر تدبیر اور اسکے بازؤں میں اسقدر قوت نہ تھی کہ اس آگ کو بجھا بھی سکتا جو ملک میں ہر طرف پھیلی ہوئی تھی - بالاخر اسے وہ تخت خالی کرنا پڑا ' جسکے لیے اس نے اپنے آپ کو جامۂ انسانیت سے عاری کیا تھا ! فذاقت وبال امرها ' وکان عاقبة امرها خسرا !

(سید ترکی و عبد الحمید)

سید سالم کا حقیقی بھائی سید ترکی اٹھا اور اس طرح اٹھا کہ تمام مملکت پر چھا گیا -

اس تسلط کے چند ہی روز بعد سید ترکی کو اپنے دوسرے بھائی سید عبد الحمید سے برسر پیکار ہونا پڑا -

یہ جنگ انگریزوں کی شہ سے ہوئی تھی - انگریزوں نے اسمیں سید عبد المجید کو علانیہ مدد دی - اسلیے اب سید عبد المجید اور سید ترکی کا مقابلہ نہ تھا ' بلکہ انگریزوں اور سید ترکی کا مقابلہ تھا - سید ترکی کو شکست ہوئی ' اور وہ انگریزی جہاز میں قید ہوکے بمبئی لایا گیا - یہاں ایک طویل عرصہ تک نظر بند رہا -

سید عبد المجید سے عرب خوش نہ تھے کیونکہ وہ محض گوشت و استخوان کا پیکر تھا جو محض اس ڈور کی جنبش پر حرکت کرتا تھا ' جسکا سرا انگریزوں کے ہاتھہ میں تھا ' اور انگریز اس فرصت کو غنیمت سمجھکے اپنے قدم خوب جما رہے تھے -

اسلیے سر برآوردگان عمان نے مخفی طور پر سید ترکی کو عمان آنے کی دعوت دی ' اور وعدہ کیا کہ وہ ہر ممکن مدد دینگے - اس مخفی دعوت پر سید ترکی بمبئی سے ایک عورت کے بھیس میں پھر عمان پہنچا -

حسن اتفاق کہ جسوقت سید ترکی عمان پہنچا ' اسوقت سید عبد المجید عمان سے باہر شکار میں مشغول تھا - ارکان و عمائد سلطنت نے بالاتفاق اسکو تخت پر بٹھا دیا ' اور شہر کے ناکوں پر فوج متعین کرکے یہ حکم دیدیا کہ اگر سید عبد المجید اندر آنا چاہے تو آنے نہ دیا جائے -

سید عبد المجید جب شکار سے واپس آیا تو شہر کے ناکوں پر فوج دیکھی ' اندر داخل ہونا چاہا تو فوج نے مزاحمت کی ' آخر مجبوراً اندرونی علاقوں میں چلاگیا ' اور جمعیت کے فراہم کرنے میں مصروف ہوگیا -

جمعیت فراہم کرکے نکلا مگر اس نزاع کا فیصلہ تلوار کے بدلے ۶۰ ہزار ڈالر نے کردیا ' جسکو لیکے وہ اپنے دعوی حکومت سے دست بردار ہوگیا -

(انگریزی سیاست)

مگر یہ ۶۰ ہزار ڈالر کہاں سے آئے ؟

اسکا جواب انگریزوں کے دہاء سیاسی کی ایک حیرت انگیز داستان ہے - یاد ہوگا کہ سید عبد المجید کو لڑوانے والے انگریز ہی تھے ' مگر جب انہوں نے یہ دیکھا کہ اہل ملک اس سے ناخوش ہیں' اگر اسکے حکمران رہنے پر اصرار کیا گیا ' اور باشندوں کے خلاف سید عبد المجید کو علانیہ مدد دی گئی ' تو انگریزی نفوذ کے قدم اکھڑ جائینگے' تو وہ فوراً سانپ کی طرح پلٹ گئے ' اور یا تو سید ترکی کو بمبئی میں نظر بند کیا تھا ' یا پھر اسدرجہ اس پر مہربان ہوگئے کہ اسکی طرف سے ۶۰ ہزار ڈالر سید عبد المجید کو دیدیے ! !

سید ترکی کو یہ نوازش اسلیے منظور کرنا پڑی کہ خود اسکے پاس کیا تھا جو دیتا ؟ اور اہل ملک بھی اسقدر کثیر مالی فدیہ دینے کے لیے تیار نہ تھے -

بہرحال سید ترکی کو کسی نہ کسی طرح اپنے حریف سے نجات ملی -

وفات سے چند دن پہلے سید ترکی کو راس الحد کے قریب ایک اور ملکی شورش کا مقابلہ کرنا پڑا جسکے فرو کرنے کے لیے اوس نے اپنے محبوب فرزند امیر فیصل کو روانہ کیا - امیر فیصل نے جو بعد کو سلطان فیصل ہوا ' باغیوں کو شکست دی ' اور ایک انگریزی جہاز کی بدولت شدائد سفر بحری سے نجات پاکے عمان واپس آگیا -

(البقیة تتلی)

انتقاد

تندرستی

دفتر ظل السلطان - بھوپال

مسئلہ حفظان صحت و تربیت منزل و تہذیب معاشرت

یا ایها الذین آمنوا ! قوا انفسکم و اهلیکم نارا !

گذشتہ اشاعت میں ہم ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال کے سلسلہ تصنیفات کا ذکر کرچکے ہیں - اس سلسلے میں سب سے پہلے انکی مفید ترین تصنیف " تندرستی " پر نظر ڈالتے ہیں -

کتاب کی لوح پر لکھا ہے کہ " علیا حضرۃ بیگم صاحبہ بھوپال بالقابہا نے متعدد انگریزی کتب حفظان صحت وغیرہ سے مطالب اخذ کرکے اور اپنی اعلی معلومات و مفید تجارب شامل کرکے تالیف فرمایا "

کتاب عمدہ کاغذ اور عمدہ لکھائی کے ساتھ چھپی ہے - ۱۵۲ صفحے اصل کتاب کے ہیں - عبارت نہایت صاف و سلیس ہے اور طبعی ترتیب مطالب کے مطابق ابواب و فصول میں منقسم -

کتاب کا موضوع یہ ہے کہ اردو زبان میں علم طب کے اصول پر وہ مطالب جمع کیے جائیں ' جنکے مطالعہ سے ہر شخص اپنی اور اپنے خاندان کی زندگی کیلیے صحت و تندرستی اور قوت و توانائی حاصل کرسکے ' اور فی الحقیقت کسی قوم کی حیات دماغی و ارتقاء ذہنی کیلیے پہلی چیز صحت اور قوت جسمانی ہے -

مصنفۂ عالیہ دیباچہ میں لکھتی ہیں :

" میں نے یورپ کے سفر میں وہاں کے لوگوں کو خواہ وہ کسی طبقہ کے ہوں اصول و قواعد حفظان صحت کا پابند پایا ' اور بارہا مجھکو اپنے ہندوستان کی حالت پر افسوس آیا - ہمارے ملک میں عالیشان محلوں میں بھی وہ صفائی نہیں ہوتی ' جو وہاں کے ایک غریب مزدور کے چھوٹے سے مکان میں نظر آتی ہے -

وہاں عورتوں میں جن پر قدرت نے خانہ داری اور اولاد کی تربیت جسمانی و روحانی کا فرض عائد کیا ہے اس فرض کے ادا کرنے کی قابلیت بھی پیدا کرائی جاتی ہے ' اور تمام عورتیں بعبر امتیاز مراتب حفظان صحت ' تیمارداری ' اور خانہ داری کی تعلیم حاصل کرتی ہیں اور اس کے فوائد سے مستفید ہوتی ہیں -

وہاں کے مصنف ' عالم ' ڈاکٹر ' ایسی تصنیفات و تالیفات کو اپنا ضروری و قومی فرض تصور کرتے ہیں ' اور اپنی قابلیت و محنت سے ملک کو فائدہ پہنچاتے ہیں -

ان ہی اغراض کے لیے متعدد رسالے اور اخبارات شائع ہوتے ہیں اور یہ تعلیم یافتہ خواتین ان کو نہایت دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کرتی ہیں - لیکن ہمارے ہاں بالکل برعکس حالت ہے - حالانکہ یہ مسئلہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ نرسری (تیمارداری) مڈ وائفری (دایہ گری) ڈاکٹری اور حفظان صحت کی تعلیم عورتوں کے لیے بدرجۂ اتم ضروری چیز ہے ' اور خواہ کیسے ہی اعلی مرتبہ کی عورت کیوں نہ ہو ' اس کو بھی زندگی میں متعدد مرتبہ ان باتوں کے جاننے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے "

اسکے بعد ایک نہایت ہی اہم مطلب کی طرف توجہ دلائی ہے جو تمام ملک کیلیے مستحق غور و فکر ہے :

" گورنمنٹ آف انڈیا ہر سال ایک معقول رقم حفظان صحت پر خرچ کرتی ہے ' لیکن اس سے کس طرح اصلی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے جبکہ عورتیں حفظان صحت کے اصول سے ناواقف ہوں ' اور کیونکر ممکن ہے کہ جب تک مکان ' لباس ' غذا ' اور اسی طرح کے دوسرے امور میں ان اصول کو نہ اختیار کیا جائے ' کسی گورنمنٹ یا حکومت کی تدابیر مفید ہوسکتی ہیں "

انہوں نے یہ بالکل صحیح لکھا ہے کہ :

" کسی جگہ کا ہیلتھ ڈپارٹمنٹ (محکمۂ حفظان صحت) سڑکوں کوچوں ' اور گلیوں کی صفائی تو کرا سکتا ہے ' کنووں ' چشموں وغیرہ کی نگرانی رکھہ سکتا ہے ' اشیاء و اجناس خوردنی کی اچھائی و برائی کو دیکھہ سکتا ہے ' لیکن مکان کے اندر کی غلاظت ' اور پانی کی حفاظت ' غذا کے پکانے ' اور رکھنے کا انتظام کیونکر کر سکتا ہے ؟ ہر ایک جگہ شفاخانے کھولے جاتے ہیں ' لائق ڈاکٹر مقرر ہوتے ہیں ' میڈیکل ڈپارٹمنٹ (محکمۂ طبی) عمدہ قسم کی ادویہ مہیا کرتا ہے ' لیکن یہ کس طرح ممکن ہے کہ گھروں میں تیمارداری کا بھی انتظام کرے ؟ صدہا مریض شفقت کرنے والی ماؤں ' محبت کرنے والی بیٹیوں ' دلسوز بہنوں ' اور ہمدرد بیویوں کے ہاتھوں محض تیمارداری سے نابلد ہونے کے باعث سخت سے سخت تکالیف اٹھاتے اور لب گور پہنچ جاتے ہیں " الخ

یہ سچ ہے کہ ہندوستان کا بجٹ ہمارے ہاتھہ میں نہیں ہے اور گورنمنٹ سب سے زیادہ کم جس کام پر روپیہ خرچ کرتی ہے وہ تعلیم اور حفظان صحت ہے ' اور یہ بھی سچ ہے کہ ہندوستان کی میونسپلٹیاں یوروپین کوارٹرز کی صفائی کا جسقدر اہتمام کرتی ہیں ' دیسی آبادی کا نہیں کرتیں ' تاہم میں نے اکثر اس بات کو سوچا ہے کہ کیا یہ صرف گورنمنٹ ہی کا قصور ہے یا آبادی کا بھی ؟

اصل یہ ہے کہ جو لوگ صاف اور تندرست رہنا چاہتے ہیں ' انہیں اس سے کوئی شے نہیں روک سکتی - گورنمنٹ قوانین نافذ کریگی اور میونسپلٹی راستوں کو صاف رکھیگی ' لیکن ہمارے دماغ میں صفائی کا حس کون پیدا کریگا ؟ یہ چیزیں وسائل و معاون ہیں لیکن اصل کار نہیں - جب تک ہم خود صفائی کیلیے ویسے ہی مضطرب نہونگے جیسے کہ انگریز ہیں ' اس وقت تک نہ تو ہماری سڑکیں صاف رہسکتی ہیں ' اور نہ ہمارے گھروں میں حفظ صحت و صفائی کے اصول پر عمل ہوسکتا ہے -

حقیقت یہ ہے کہ آج ملک میں اصلاح اور عمل کا جو ہنگامہ بپا ہے ' اسکے شور و غل میں بہت سے حقیقی کاموں کی صدائیں دبی جارہی ہیں -

کسی قوم کے صحیح معنوں میں شایستہ ہونے کے لیے اسکی معاشرتی حالت اور تربیت منزلی کو جس درجہ دخل عظیم ہے ' اسکا ہر شخص اعتراف کرتا ہے ' لیکن کتنے ہیں جو اس راہ کے ابتدائی کاموں کو بھی واقعیت کے ساتھہ انجام دے رہے ہیں ؟ ہماری زندگی کا یہ حال ہے کہ ہم نے یورپ سے وہ لباس تو سیکھہ لیا ہے جو بہت قیمتی ' بہت خوش قطع ' اور بہت شاندار ہے - یقیناً ہم جب کبھی بازار میں سے گذرتے ہیں یا کسی جلسے میں نظر آتے ہیں ' تو ازسرتا پا مجسمۂ تہذیب و مدنیت ہوتے ہیں ' لیکن اگر وہی شخص جو ہمیں کچھہ دیر پہلے اس شان تہذیب آرا میں دیکھہ چکا ہے ' ہمارا تعاقب کرے اور گھر کے اندر کی زندگی کو دیکھے ' تو بدنظمی و بد سلیقگی ' بد تہذیبی و بے ترتیبی ' کوڑے کرکٹ کے ڈھیر اور کثافت و غلاظت کے آثار کے ساتھہ ' منزلی وحشت و حیوانیت کا ایک پورا نمونہ دیکھکر متحیر رہجائیگا -

یہ میں عام لوگوں کی حالت نہیں بیان کر رہا ہوں بلکہ میرے سامنے اُن تعلیم یافتہ، تہذیب و تمدن فرما، اور از فرق تا بقدم فرنگی مآب حضرات کی معیشت منزلی موجود ہے، جو ہمیشہ ملک کے افلاس مدنی پر نوحہ و بکا کرتے رہتے ہیں - بے شک ان میں بہت سے ایسے خواص و رؤسا یا اعلیٰ ملازمتوں پر پہنچے ہوئے اشخاص بھی ہیں، جنہوں نے انگریزی طرز معاشرت اختیار کرلی ہے، اور انکے مکان کا ڈرائنگ روم اور ڈائیننگ ہال نہایت مکمل اور آراستہ ہے - لیکن اس سے کیا حاصل؟ کیونکہ اگر آپ ڈرائنگ روم کے خوش منظر سواد سے نکلکر انکے زنانخانے کی طرف قدم بڑھائیے تو پھر نظر آجائے کہ انکی معیشت منزلی کی اصلی تصویر کیسی ہے؟

میں جو نئے تعلیم یافتہ حضرات کا ہمیشہ شاکی رہتا ہوں تو اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ انکی ہر گذشتہ خوبی تو اُنسے دور پاتا ہوں، اور اُسکی جگہہ کوئی نئی خوبی مجھے نظر نہیں آتی - ہماری گذشتہ مشرقی معاشرت، اوضاع و اطوار، اخلاق و عادات، طریق بود و ماند، یہ سب کے سب انہوں نے ضائع کردیے - اخلاق و تمدن کے بعد مذہب کا نمبر آیا، اور جدید تعلیم و تہذیب کے مندر پہ مذہب کی بھی قربانی چڑھالی گئی - خیر، مضائقہ نہیں - خرید و فروخت کا معاملہ ہے اور متاع بے بہا ہاتھہ آئی ہو تو دل و جاں تک کو اسکی قیمت میں لگا دیتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھہ دیکر وہ کونسی چیز ہے جو ہاتھہ آئی؟

علم؟ نہیں - اخلاق؟ نہیں - تہذیب معاشرت؟ نہیں - ایک پوری انگریزی زندگی؟ نہیں - ایک اچھی مخلوط معاشرت؟ یہ بھی نہیں! پھر یہ کیا بد بختی ہے کہ جیب اور ہاتھہ دونوں خالی ہیں؟

آئندہ و گذشتہ تمنا و حسرت ست
یک "کاشکے" بود کہ بصد جا نوشتہ ایم!

انگریزی تمدن کی تقلید نے ایک معیشتی طوائف الملوکی پیدا کردی ہے لیکن ابتک کوئی زندگی پیدا نہیں ہوئی - انگریزی تہذیب کے معنی صرف کالر کی چمک اور پتلون کا بے شکن ہونا ہی نہیں ہے - انکے گھر کی صفائی اور نظم و باقاعدگی، تقسیم ضروریات حیات و مکان اور ضبط اوقات، تہذیب ذاتی اور حسن معیشت منزلی وغیرہ وغیرہ، یہ چیزیں ہیں، جنہوں نے انکے گھر کو ایک بہشت حیات بنا دیا ہے - اسکے لیے وہ چند ظاہر فریب چیزیں مطلوب نہیں ہیں جو تمہارے جسموں اور زبانوں پر نظر آتی ہیں، کیونکہ یقین کرو کہ اُن میں کچھہ بھی نہیں ہے - اصلی چیز گھر کی با قاعدہ زندگی ہے، اور بغیر اسکے ممکن نہیں کہ ہم میں محض تعلیم عمومی کی جگہ حقیقی تربیت ذاتی اور تہذیب شخصی پیدا ہو، یعنی ہر شخص اپنی ذات سے اپنی حسیات و داعیات میں صفائی کیلیے مضطر، با قاعدگی کا خوگر، نظم و سلیقہ کا عادی، اور اپنے ہر کام میں جمال و حسن کار کا خواہشمند ہوجائے - اس راہ میں سب سے مقدم عورتوں کی تربیت نہ کہ محض تعلیم ہے - عورت ہی گھر کی اقلیم حیات کی ملکہ ہے، اور شہر کی خوشحالی و رونق شہریار کی قابلیت و لیاقت پر موقوف ہے:

ضائع آن کشور کہ سلطانش نہ دست!

میں نے ہمیشہ ہندوستان کی تمام اُن قوموں میں جو نئے تمدن کی راہ سے ترقی کرنا چاہتی ہیں، پارسیوں کی قوم کو سب سے زیادہ مستحق تعریف سمجھا ہے - انہوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ کالجوں کی ڈگریوں کی سند جیب میں، اور ایک عمدہ سوٹ جسم پر ڈال لیا، بلکہ اپنی سوشیل لائف میں بھی یکسر تبدیلی کردی، اور فوراً تمام قوم ایک منظم و با قاعدہ طرز معیشت اختیار کرکے یک رنگ و یک حالت ہوگئی - ہندوستان میں اگر کوئی دوسری جماعت اس وصف کے لحاظ سے پارسیوں کے بعد قابل تذکرہ ہے تو وہ صرف بنگال کے برہمو خاندان ہیں، اور میں اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ انکی معیشت منزلی اور قوموں کیلیے یقیناً موجب رشک ہے -

عورتوں کی تعلیم کیلیے بڑا ہنگامہ مچایا جاتا ہے - کہتے ہیں کہ وقت آگیا کہ انہیں انگریزی زبان و علوم کی بھی تعلیم دی جائے - اسمیں شک نہیں کہ اسلام نے مردوں اور عورتوں، دونوں کیلیے یکساں طور پر تحصیل علوم و السنہ کا دروازہ باز رکھا ہے، اور اصولاً میں کوئی وجہ نہیں پاتا کہ عورتوں کیلیے کسی خاص زبان یا علم کی تحصیل ناجائز بتلائی جائے - لیکن اصول دوسری چیز ہے اور وقت و گرد و پیش کے حالات دوسری چیز ہیں - اگر عورت نے انگریزی زبان سیکھہ لی تو کیا ہوا، اور نہ سیکھی تو کیا ہوا؟ اصلی چیز تربیت اور گھر کی معیشت کے نظم و ادارہ کی قابلیت ہے، اور وہ کسی خاص زبان کے جاننے پر موقوف نہیں - دیکھنا یہ ہے کہ پچاس برس کی نئی ترقی و تعلیم نے جن لوگوں کو تہذیب و شائستگی کا ماتم گسار بنا دیا ہے، انہوں نے اس وقت تک اپنی عورتوں کو گھر کی زندگی درست کرنے، حفظ صحت کے ضروری اصولوں پر عمل کرنے، اور تہذیب و صفائی اور نظم و سلیقہ سے زندگی بسر کرنے کے لائق بنا دیا ہے کہ اب آپکے ساتھہ کتب خانے کے کمرے میں بیٹھکر شکسپیر اور گولڈ اسمتھہ کے متعلق صحبت کرنے کے خواہشمند ہیں؟

میں تو کہتا ہوں کہ چھوڑیے انگریزی زبان کی تعلیم اور علم و ادب کے کسی اعلیٰ نصاب کو - خدا را اپنی عورتوں کو ابھی اتنا ہی سمجھا دیجیے کہ پان کی پیک سے گھر کی دیواروں اور صحن کے گوشوں کو لالہ زار نہ بنائیں، اور ڈرائنگ روم کی کرسیوں سے کتھہ اور چونے کی انگلیاں نہ پونچھیں، اور نیز یہ کہ بچوں کا علاج کرنے دیں تاکہ وہ ضائع ہونے سے بچ جائیں -

جو مہذب اور فرنگی مآب پیکران تہذیب اس عفریت پان کے خونریز حملوں سے اپنے گھر، اپنے لباس، اور اپنے سامان کی حفاظت نہ کرسکیں، انکے لیے یہ بحث چنداں ضروری نہیں ہے کہ عورتوں کو انگریزی پڑھائی جائے یا نہ پڑھائی جائے!

اصل یہ ہے کہ ابتدا سے ہماری تعلیم کی بنیاد ہی ٹیڑھی پڑگئی ہے اور اسی میں اب عورتوں کو بھی گرفتار کرنا چاہتے ہیں - محض یونیورسٹی کی تعلیم تربیت نفس و جسم کیلیے بیکار ہے، اور تہذیب و شائستگی دیکھا دیکھی اور محض تقلید کے ایک بہیمی ولولہ سے حاصل نہیں ہوسکتی - میرا رونا اخلاق اور مذہب کے بلند و اعلیٰ خصائل کیلیے نہیں ہے - میں تو تعلیم یافتہ لوگوں کو تہذیب و شائستگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی عاری پاتا ہوں - اگر انکا مایۂ ناز انگریزوں کی تقلید ہے تو خدا کیلیے پوری اور کامل تقلید کریں - ایک شخص نہایت قیمتی انگریزی لباس سے ملبوس ہے، چھری اور کانٹے سے کھانے کا شائق، لیکن کھانے کے ضروری اداب و تہذیب سے اسدرجہ عاری کہ میز پر کے دوسرے لوگوں کو اسکی وجہ سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے - گھر میں جائیے تو ایک گوشہ بھی صاف بیٹھنے کیلیے میسر نہیں - جب حالت یہ ہے تو پھر انگریزی تقلید کو کیا کہیے اور اس سے حاصل کیا؟

اب اسکا علاج ایک ہی ہے، یعنی ملک کو تہذیب معاشرت اور حفظان صحت کی خاصۃً تعلیم دینا، اور علی الخصوص عورتوں کی تعلیم و مطالعہ کیلیے اس قسم کی کتابوں کا مرتب کرنا -

تمام ملک کو شکر گذار هونا چاهیے سرکار عالیهٔ بهوپال ادامها الله بالعزو الاقبال کا ' جنهوں نے " تندرستي " نامي کتاب اسي مقصد کو پیش نظر رکهکر مرتب فرمائي ' اورگو اس موضوع پر اردو میں پہلے بهي بعض رسائل لکهے گئے هیں ' مگر جن مستند ذرائع ' کامل مطالب ' بہتر ترتیب ' اور عمده زبان و عبارت میں یه کتاب مرتب هوئي هے ' اسکے لحاظ سے بلا شبه اردو میں اولین کتاب هے -

کتاب تین بابوں میں منقسم هے - پہلا باب حفظان صحت کي ضروري هدایات پر مشتمل هے ' اور مختلف سرخیوں کے نیچے ضروریات ستة ' اور مکان ' لباس ' غسل و حمام ' و ورزش ' استراحت وغیره کے متعلق تمام ضروري معلومات جمع کي هیں -

دوسرا باب متعدي امراض اور انکے حفظ و دفع سے متعلق هے - اسمیں طاعون ' هیضه ' چیچک ' پیچش ' وغیره کو علحده علحده بیان کیا گیا هے -

تیسرا باب تیمار داري کے عنوان سے هے اور در اصل کتاب کا اهم حصه یہي هے - اسمیں متعدد عنوانات هیں ' اور هر عنوان کامل غور و فکر کے بعد لکها گیا هے - مریض کا کمره ' دوائیں ' لباس ' صفائي ' غسل ' ٹکور ' پلٹس ' پلستر ' جونکیں لگانا ' فصد ' مسهل ' مالش ' غذا ' بعض انگریزي غذاوں کي ترکیب ' ڈس انفیکٹ کا طریقه ' غرضکه تمام ضروري امور به تفصیل تمام بیان کیے گئے هیں -

اس قسم کي کتابوں کیلیے جنکا مقصد عام مطالعه هو ' سب سے بڑا مسئله زبان اور طرز عبارت کا هوتا هے - طبي مسائل میں بعض مطالب پیچیده هوتے هیں ' اور جب تک انکو اسطرح نه بیان کیا جاے که بغیر کسي مدد کے خود بخود قاري سمجهه لے ' اس وقت تک کتاب کا نفع کامل و عام نہیں هوسکتا -

" تندرستي " اس اعتبار سے ایک عمده نمونه هے - اسکي عبارت نہایت سلیس اور صاف هے - عربي و انگریزي الفاظ سے معرا هے ' اور سهل و زود فهم طریق تفهیم و درس مطالب کیلیے ایک مثال سمجهي جاسکتي هے -

ضرور تها که انگریزي اسماء و اصطلاحات طبیه آئیں - بعض انگریزي غذاؤں اور دواؤں کا ذکر کرنا بهي ناگزیر تها ' مگر اسکے لیے تمام کتاب میں یه التزام کیا گیا هے که هر انگریزي لفظ کا ترجمه متن یا حاشیه میں دیدیا هے ' اور اگر نام و اصطلاحات هیں تو انهیں انگریزي حروف میں بهي لکهدیا هے تاکه صحیح تلفظ کے ساتهه بولی جائیں ' اور بر وقت ان اشیا کے حصول میں غلط تلفظ سے اشتباه نه پیدا هوجاے -

یه کتاب دفتر " ظل السلطان " بهوپال کو دیدي گئي هے تاکه اسکي قیمت سے تعلیم ڈاکٹري کے وظائف دیے جائیں اور یه نفع مزید هے - قیمت مجلد کي ۱۳ - آنه ورنه ۸ - آنه هے - هر اس شخص کا جو اردو زبان میں لکهي هوئي عبارت پڑهه لے سکتا هے ' فرض هے که اس کتاب کو منگوائے ' پڑهے ' اور اپنے گهر میں رکهے - علي الخصوص لڑکیوں کے لیے تو اسکا درس و مطالعه مثل مسائل دینیه و شرعیه کے هے : یا ایها الذین آمنوا ! قوا انفسکم و اهلیکم نارا !

حکومۂ حالیۂ آستانه

(از مراسله نگار السوند در آستانه)

آجکل یہاں کي پبلک اور سیاسي حلقوں میں اس گفتگو کے علاوه اور کوئي تذکره نہیں ' جسکا محور دول یورپ کے دو مجموعوں یعني انگلستان ' روس اور فرانس ' اور جرمني ' اطالیا ' اور آسٹریا کي باهمي منافست و رقابت ' اور چند ایسے امور کے متعلق مباحثه و گفتگو هے جنکا عکس آپکو یورپ اور یہاں کے اخبارات کے آئینه میں نظر آتا هو گا -

جرمني کے اخبارات کي طرف توجه کیجیے تو وه یه کہه رهے هیں که " عثماني بیڑے پر انگریزوں کا اسقدر توجه کرنا ایسي بات نہیں جس پر سکوت مناسب هو - آرمسٹرونگ کے کارخانے کے ساتهه دولت عثمانیه کے معاهدے نے آستانه سے بندرگاه اور اسکي بحري تجارت کو خاص طور پر انگریزوں کے هاتهه میں دیدیا هے ' آستانه میں انگریزوں کي بحري تجارت تمام دوسري قوموں کي بحري تجارت پر فائق و غالب هے - ایسي حالت میں بحري معاملات میں انگریزي اثر ' اور وه تمام معاملات ' جنکا تعلق عثماني بیڑے سے هے ' ایک خروش و هنگامه بپا کیے بغیر نہیں گزر سکتے "

ایک طرف تو جرمن اخبارات یه کہتے هیں ' دوسري طرف مفاهمت ثلاثي کے سفراء وزیر اعظم کے پاس آئے هیں ' اور سرکاري طور پر دریافت کرتے هیں که " یه جرمن جنرل ' جسکو اول عثماني آرمي کور کي کمان دیگئي هے ' اسکا اقتدار کہاں تک هوگا ؟ قوانین استثنائي اور قلعوں پر ' اور بالآخر خود قسطنطنیه کے استقلال پر ' اسکا اختیار کہاں تک هوگا ؟ "

باب عالي ان دونوں فریق کے مصالح میں توفیق و جمع کي کوشش کر رها هے - حق سبحانه و تعالی ارباب حکومت کو اس شے کي توفیق دے ' جسمیں خلافت اسلامیه کي بہبودي هو -

لیکن اس جرمن جنگي مشن کے واسطے سے لوگوں میں یه خبر گرم هے که عثماني فوج میں جرمن افسروں کي تعداد بتدریج ۴ سو تک پہنچ جائیگي - غالباً اس مشن کو یه اطلاع جرمن ذرائع سے ملي هوگي -

(جاوید بک اور مخبر زایت کي گفتگو)

اخبار زایت (برلن) کا اڈیٹر جاوید بک سے برلن میں ملا تها - جاوید بک نے اس سے کہا که " جرمن مشرقي بنک اور فرانسیسي وکلا میں عراق اور ما بین النهرین کي ریلوے لائن کے متعلق گفتگو هو رهي هے - اگر ان مفاوضات کي رفتار عمده رهي ' جب بهي ایک ماه سے پہلے ختم نه هونگے - غالباً فرانسیسوں کو دیار بکر میں ریلوے کے امتیاز (لائسنس) کے علاوه ارکنه میں بهي ریلوے لائن کا امتیاز ملیگا " اسکے بعد جاوید بک نے اپني گفتگو کا رخ عراق کي بابت انگریزي و عثماني اتفاق کي طرف پهیر کے کہا :

" ہاں انگریز نہر دجلہ میں کچھہ جہاز چلائینگے' جسکے سرمایہ میں انکے سرمایہ داروں کا حصہ پچاس فیصدي ہوگا - عثمانیوں کا حصہ تیس فیصدي ہوگا - باقي بیس فیصدي جرمني کا حصہ ہوگا -

یہ صحیح نہیں نہ شام' عراق' اور عرب میں مٹي کے تیل کے تمام چشموں کا امتیاز انگریزوں نے لیلیا ہے' کیونکہ دولت عثمانیہ نے صرف ابھي چشموں کا ٹھیکا دیا ہے' جو بغداد میں جرمن مشرقي بنک کے جوار میں واقع ہیں - دولت عثمانیہ اس امر سے بہت بچتي ہے کہ وہ یکایک کوئي بہت بڑا امتیاز کسي سلطنت کو دیدے" اسکے بعد انہوں نے عام قرضوں کے ریاستہاے بلقان پر تقسیم کرنے کا ذکر کیا اور کہا :

" یہ صحیح نہیں کہ تمام قرضوں کا اندازہ ۵۰ کرور ہوا ہے اسکي صحیح مقدار پیرس کي مالي کانفرنس کے بعد معلوم ہوگي - ریاستہاے بلقان پر تقسیم قرض کے متعلق جو خبریں شائع ہوئي ہیں وہ في الجملہ صحیح ہیں - یونان ان شہروں کے بار میں سے ۹۰ فیصدي لیگا جو اس نے ہم سے لیے ہیں - بلغاریا ۱۸ فیصدي ' سرویا ۱۷ فیصدي ' البانیا ساڑھے چار فیصدي' اور جبل اسود ۱ فیصدي لیگا - "

(جدید قرض)

جنگ طرابلس سے لیکر اسوقت تک دولت عثمانیہ نے جسقدر قرض لیے ہیں ' انکي مجموعي تعداد ۲ کرور ۸۰ لاکھہ ۳۰ ہزار پونڈ ہے - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو عثماني خزانہ سے مالي مصارف کے لیے جسقدر رقم مطلوب تھي ' اسکي تعداد ۲ کرور ۴۹ لاکھہ ۹۰ ہزار پونڈ تھي - کیونکہ جن قرضوں کے وعدے پورے ہوچکے ہیں اور وہ دیے جا چکے ہیں' انکي تعداد کچھہ اوپر تین ملین پونڈ ہے -

فقط ان دو آخري سالوں میں دولت عثمانیہ نے ۳۳ قرض لیے - ان ۳۳ قرضوں میں سے ۹ قرض اس نے محکمہ قرض عام سے لیے ' جنکي مقدار ۳ لاکھہ ۳۰ ہزار پونڈ ہے - اس میں ۳۰ ہزار پونڈ تو دیے جا چکے ہیں اور باقي اس قرض میں سے دیا جائیگا جو سب سے پہلے دولت عثمانیہ کو ملیگا -

۵۸ لاکھہ پونڈ دولت عثمانیہ نے عثماني بنک سے لیے ہیں جنمیں سے ۷ لاکھہ ۳۰ ہزار تو ادا ہوگئے ہیں ' اور باقي ابھي واجب الاداء ہیں - عثماني بنک کے بعض قرض بحساب ۷ فیصدي ہیں اور بعض بحساب نو فیصدي -

محکمہ ادارہ ہاے روشني دولت عثمانیہ سے اپنے قرضوں کي ادائگي چاہتا تھا جنکي مقدار ۴۰۶۹ و ۱۵۳ پونڈ تھي - مگر اپریل میں دولت عثمانیہ نے اس سے تجدید امتیاز کے مقابلہ میں بحساب ۷ فیصدي ۵ لاکھہ پونڈ اور قرض لے لیا -

مارچ سنہ ۱۹۱۳ ع میں دولت عثمانیہ نے مشرقي عثماني بنک سے بحساب ساڑھے چھہ فیصدي ۲۹ لاکھہ ۳۰ ہزار پونڈ قرض لیے' جسمیں سے ۸۰ ہزار ادا ہوے ہیں - باقي ابھي واجب الاداء ہیں -

اواخر سنہ ۱۹۰۱۱ ع میں عثماني اہلي بنک سے دولت عثمانیہ نے ۲۰ لاکھہ ۵۰ ہزار پونڈ جنگي جہازوں کي قیمت دینے کے لیے قرض لیے تھي' جنمیں سے ۹ لاکھہ ۹۹ ہزار دیچکي اور باقي ابھي دینا ہے -

اسکے بعد پھر فروري سنہ ۱۹۰۱۲ ع میں اس بنک اور سلانیک کے بنک سے ایک ساتھہ ۱۹ لاکھہ ۵۰ ہزار پونڈ بحساب ۹ فیصدي

جـــدیـــد سرویا

[ٹائمز ۱۹ دسمبر]

تمام سروي امن و سکون کے لیے چیخ رہے ہیں ' کیونکہ سرویا کي مسلسل فتوحات کے نتائج نے انکي قلمرو کو دو چند کردیا ہے - اب سرویوں کو جس شے کي ضرورت ہے وہ امن و سکون ہے جس کي وجہ سے وہ نو الحاق ممالک کو اپنے اندر جذب کر سکیں -

سرویوں کو یقین ہے کہ اگر مقدونیہ کو ایک قبضہ میں اسطرح رہنے دیا جاے کہ کوئي انکا مزاحم و حریف نہ ہو' تو ۱۰ یا ۱۵ سال میں تمام مقدونیہ والے بخوشي سروي ہو جائیں گے - وہ مقدونیہ کے بلغاري عنصر کو اصلي بلغاري نہیں بلکہ " بلغاري ساختہ' مقدوني " خیال کرتے ہیں - انکا دعوی ہے کہ گذشتہ ۳۰ سال میں بلغاري مبلغین اپنے حریف یعني غیر بلغاري مبلغین سے زیادہ سرگرم اور زیادہ کامیاب رہے ہیں -

گذشتہ زمانے میں مقدونیہ والوں کو اپني قومیت کے انتخاب کا اسیطرح اختیار تھا ' جسطرح کہ انگریزوں کو اسطرف محض میلان طبع کي وجہ سے اپني سیاسي جماعت کے انتخاب کرنے کا اختیار ہوتا ہے - ظاہر ہے کہ انکے لیے مادي طور پر مفید ہوگا کہ وہ سروي قومیت اختیار کرلیں اور انتظامي عہدے تلاش کریں ' لیکن ساتھہ ہي یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حکومت سرویا انکو پراني سلطنت کے اشخاص سے معمور کرنے کے لیے کچھہ زیادہ بے چین نہیں ہے -

ضروري سکون کي راہ میں اصلي یلغور و بلغاري جرگے ہیں ' جنکي یورشیں مقدونیہ میں البانیا اور الست کي راہ سے ہوتي رہتي ہیں ' انکے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ دوسري جنگ کے زمانے میں بکثرت بلغاري بھاگنے والوں نے وہاں پناہ لي ' اور اب بھي بلغاریہ سے روزانہ ڈیلیوب اور ٹریسٹ کي راہ سے آ رہے ہیں - سروي حکومت اپنے اس ارادے کو پوشیدہ نہیں رکھتي کہ وہ ان کے ساتھہ

(بقیہ پہلے کالم کا)

قرض لیے' جسمیں سے صرف ۸۰ ہزار پونڈ ابھي واپس دیے ہیں -

ریجي کي کمپني سے دولت عثمانیہ نے ۱۷ لاکھہ پونڈ قرض لیے ہیں جنمیں سے صرف ۸۰ ہزار ادا کیے ہیں -

فرانسیسي بنک سے ۱۱ لاکھہ ۹۰ ہزار بحساب ۹ فیصدي اور ۴ لاکھہ ۲۸ ہزار بحساب ۷ فیصدي قرض لیے ہیں' اور سب ابھي واجب الاداء ہیں -

سوتیۃ ناسیونال اور انٹر بریچ کمپني کے علاوہ اپنے واجب الاداء قرض کے ۷۵ لاکھہ کے عثماني پرامیسري نوٹ بھي لیے ہیں -

قرضوں کي ان ہولناک فہرست کو پڑھو' اور انکے ساتھہ ان قرضونکو ملاؤ جو جنگ طرابلس کے آغاز سے پہلے لیے گئے تھے' اور پھر سونچو کہ اگر بلاد عثمانیہ میں تمدن و مدني و عمراني ترقي نظر نہیں آتي جو فرانس اور انگلستان میں نظر آتي ہے' تو اسکے لیے دولت عثمانیہ کس درجہ معذور بھي ہے - اور جنگوں کي وجہ سے جو فقر مالي چھا گیا ہے' وہ کس درجہ لاعلاج ہے ؟

ڈاکوؤں کا سا برتاو کریگي ‘ اور اسلیے جہاں کہیں گرفتار کریگي ‘ بغیر تحقیقات کے پھانسي دیدیگي - کیونکہ مقدونیہ کو اب با قاعدہ غارتگروں کی شکارگاہ نہ رہنا چاہیے -

چند نئي سڑکیں ابھي بني ہیں اور ریلوے کا جال ‘ فوجوں کے بے امن و سکون رقبوں کے اندر جلد پہنچنے اور ملک کي تجارتي ترقي میں مدد دیگا - جب نئي یوناني ریلوے تیار ہو جائیگی تو سرویا کو ادریاٹک اور نیز ایجین تک رسائي حاصل ہو جائیگي ‘ اور ڈینوب پر ایک پل جو سرویي اور یوناني ریلوے لائنوں کو ملادیگا ‘ رومانی تجارت کے بہاؤ کو سرویي نہر میں لے آئیگا - اس سے سرسبزي کا ایک ایسا دور شـــروع ہوجائیگا جو " بلغاري ساختہ " یا مسلمان اهــل مقدونیہ کي بلغاري یا ترکی حکومت کي خون شدہ امیدوں کے افسوس کو زائل کردیگا -

اسوقت بلغاریا شکستہ اور قریباً بے بس ہے ‘ اور اگر رہي اکیلی یہ چاہتي ہوتي کہ یہ نصیحت آمیز نہ ہو تو سرویا کے متعلق خیال کیا جاسکتا تھا کہ وہ غیر متعین زمانے تک امن و امان میں رہسکتي ہے ‘ کیونکہ اس باب میں رومانیا اور یونان کے مصالح بعینہ وہي ہیں جو سرویا کے ہیں -

مگر بد قسمتي سے یہاں نہیں کہا جاتا ہے کہ دول عظمي میں ایک طاقت یعني آسٹریا نہیں چاہتی کہ بلقان کي موجودہ حالت استوار و مستحکم ہو - گذشتہ زمانہ میں اسٹریا سرویا کي راہ میں بارہا مشکلات پیدا کرچکی ہے ‘ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس پالیسي کو جاري رکھنا بلکہ اس پر زور دینا چاہتي ہے - یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ زائنا میں امن - پیچش کی سفارت کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ‘ اور اسٹریا قلق ہوئي ہے کہ وہ اپني جنوبي سرحد پر ایک خوش ساخت اور قوي تر سرویا کي بالیدگی کو روکیگی -

بلیک ڈرنگ کے جن مقامات پر سرویا نے قبضہ کرلیا تھا ‘ ان کي واپسي کے متعلق اعلان آخرین (التمیٹم) ابھی تک بلغراد کے ارباب سیاست کے کانوں میں گونج رہا ہے ‘ اور انہیں یقین ہے کہ البانیا کے لیے آسٹریا نے راائفلیں اور روپیہ بہم پہنچایا ہے ‘ اور یہ کہ اسي کے ایجنٹ نے سرویي اور حلیفي قلمروں میں شورش کي تحریک کي ہے -

بلغراد سے سیر پر جانے والے مسافروں کے متعلق ابھي تک یہ فرض کیا جاتا ہے کہ انہیں ہیضہ کي ہوا لگی ہے اور اسلیے وہ روکے جاتے ہیں اور تکلیف دہ تکلفات انکے ساتھہ کیے جاتے ہیں حالانکہ اب عملاً بیماري کا استیصال ہوگیا ہے -

آسٹریا کا یہ دعوی ہے کہ اسے سالونیکا اپنے مال کے لیجانے کے ایک مخصوص ٹیرف (فہرست اشیا مع محصول درآمد یا برآمد) ملنا چاہیے اور غالباً سرویي حکومت اسکو منظور کرلیگي - لیکن اگر آسٹریا نے سرویي قلمرو میں رومن کیتھولک البانیوں کي حفاظت کا دعوی پیش کیا تو غالباً وہ نہایت سختي کے ساتھہ نا منظور کیا جائیگا اور بہت ممکن ہے کہ پیچیدگیاں پیدا ہوجائیں -

(مراسلہ نگار خصوصی)

الہـــلال کي ایجنسي

ہندوستان کے تمام اردو ‘ بنگلہ ‘ گجراتي ‘ اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الہـلال پہلا رسالہ ہے ‘ جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو ایجنسي کي درخواست بھیجیے -

---

رئیس مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کي افتتاحي تقریر

(۲)

(شان و اقتـــدار)

دوسرے پامال شدہ لفظ " شان و اقتدار " کے بارے میں بحث کرنے میں میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لونگا - گذشتہ ایام میں اس لفظ کے خیال پر کام لینے کي وجہ سے عمدہ محسوسات کي کس قدر قربانی ہوئی ہے ؟ حتی کہ مسٹر مانٹیگو بھی اس پامال شدہ لفظ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے - چنانچہ انہوں نے مندرجۂ ذیل پر معنی الفاظ میں اس مضمون پر مجلس عامۂ انگلستان میں بحث فرمائی ہے :

" لاریب ایک وقت ایسا تھا کہ اس امر پر غور کرنا اس مجلس کا نہایت ہي اہم فرض تھا کہ ہندوستان میں اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لحاظ سے گورنمنٹ کی کارروائی حد سے تجاوز نہ کرجائے - شان قائم رکھنے کے خیال سے جو سلطنت کی جاتی ہے اس کی انتہائی درجہ میں یہ حالت ہوتی ہے کہ جو لوگ حکومت کرتے ہیں وہ صرف اپنے بالا افسروں کے روبرو مسئول ہوتے ہیں ‘ اور نہ بطور استحقاق انکی محکوم کو یہ دعوی نہیں رہتا کہ کسي حاکم کے افعال کے خلاف داد خواہ ہو - مثلاً اگر حاکم قوم میں سے کوئي فرد کسی محکوم پر ظلم کرے تو کوئي سوال اس قسم کا پیدا نہ ہوگا کہ اس ظلم کي داد خواهي کے لیے حاکم مستوجب سزا ٹھہرے - قابل غور امر صرف یہی رہیگا کہ آیا ظالم کو سزا دینے اور اس طرح سے حاکم جماعت میں کوئی نقص قبول کرنے سے شان کو زیادہ نقصان پہونچتا ہے - یا اسے سزا نہ دینے سے اور محکوم جس پناہ کا مستحق ہے - اور جو ایک کارگر حکومت کے لیے ضروری ہے اس سے تغافل کرنے سے پہنچتا ہے -

میں یہ نہیں کہتا کہ اسی طرح کي حکومت ہندوستان میں جاري کي گئي - اسلیے کہ برطانیہ کي حلم ‘ برطانیہ کي عمومي راے اور برطانوي پارلیمنٹ نے اس کی مضرت کو دور رکھا - خبر جس قسم کا اطمینان حکومت ہندوستان پر تھا - اس کا قائم مقام وہ اطمینان ہوتا جاتا تھا - جو ہمارے بے لاگ انصاف اور حق شناس حکومتي کارروائی پر ہوتا جاتا ہے - لیکن اب بھي مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شان حکومت کے بارے میں زائد لغویات کہے جاتے ہیں - آپ خواہ اسے ایک مفید ماحصل سے تعبیر کریں ‘ جو سلطنت برطانیہ اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ افراد کے درمیان قائم ہے - کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ میرے مفہوم کے سمجھنے میں غلطي کریں ‘ اور میرا روے سخن خاصکر ان اصحاب کی طرف ہے جو میرے کلام پر اس چار دیواري کے باہر نکتہ چیني کرینگے ‘ اقتدار سے میري مراد گورنمنٹ کا وہ اصول ہے جس کا میں ابھي ذکر کرچکا ہوں - جس سے سلب ذمہ داري اور غرور پیدا ہو ‘ میں اس سے وہ ناموري مراد نہیں لیتا جو مستحکم اور دي شان حکومت کي وجہ سے حاصل ہوتي ہے ‘ اور جسکو کوئي گورنمنٹ نظر انداز نہیں کر سکتي -

یہ تقریر ہاؤس آف کامنس میں سنہ ۱۹۱۱ع میں کی گئي تھي - لیکن اس کے دو سال بعد جب حضور وائسراے بہادر نے اپني سیاسي قابلیت سے مسجد کانپور کا معقول فیصلہ کرکے مسلمانوں کے زخمي محسوسات پر مرہم رکھي تو انہی کے ہموطنوں نے ان پر " مفقود شان " پر ضرب شدید لگانے کا الزام عائد کیا -

حضور وایسراے پر جو نکتہ چینی ہوتی ہے اس پر اس سے بڑھکر تنقید نہیں ہوسکتی کہ اس قسم کی نکتہ چینی کرنے والے "مقتدر شان" کے ایسے آرزومند ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ اسکی عمارت ہندوستان میں "مس ماڈ ایلن" کے مجمع عام میں رقص سے بھی متزلزل ہو جائیگی -

(گولیاں چلانا)

اس دانشمندانہ تجویز کی تعمیل کی گئی جو حضور وایسراے کے حسب ارشاد تشریف فرماے کانپور ہونے سے پیش کی گئی تھی ' اور جس کی وجہ سے اس سوال کا تصفیہ ہوا ہے - اس بارہ میں کچھہ زیادہ عرض کرنا نہیں چاہتا ' بہر حال اس سوال کا ایک ایسا پہلو ہے جسپر کچھہ اور کچھہ بحث کی ضرورت ہے - اگر اس واقعہ کا صرف مسجد کانپور ہی سے تعلق ہوتا تو میں اس کا ذکر بھی نہ کرتا - مگر چونکہ اس کا آیندہ واقعات سے ایک گہرا تعلق ہے اس لیے میں اس کے بارہ میں کچھہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا -

میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف منعطف کراتا ہوں کہ موجودہ قانون نے بعض حالتوں میں سرکاری افسروں کو رعایا پر فیر کرنیکے فیاضانہ اختیارات دے رکھے ہیں ' اور گذشتہ چند سال میں کئی ایسے واقعہ ہوچکے ہیں کہ اس اختیار کے استعمال کا نتیجہ نقصان جان کی صورت میں نمودار ہوا ہے - اس بات کے تسلیم کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہیے کہ امن و امان قائم کرنے کی غرض سے بعض حالتوں میں افسروں کو پرجوش مجمعوں پر فیر کرنے کا اختیار رہنا چاہیے - لیکن اس کے ساتھہ ہی جب نقصان جان کا سوال ہے تو سخت سے سخت احتیاطی تدابیر بھی لازمی ہیں - یقیناً کوئی معمولی حالت عام رعایا کے خلاف یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستانیوں کا خواہ کتنا ہی مجمع ہو وہ غیر مسلح ہوتا ہے ' اور حقیقتہ اس میں پولیس یا دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچانے کی انتہائی محدود قابلیت ہوتی ہے - اب یہ بات فوراً مان لینی پڑیگی کہ یہ اختیار صرف ایسے موقعوں کے لیے مخصوص ہونا چاہیے کہ جہاں مجمع کو منتشر کرنے یا قابو میں لانے کی انتہائی کوشش ناکام ثابت ہوچکی ہوں - اس مسئلہ پر بہت کچھہ اختلاف رائے ہوگا - اس لیے فیر کا حکم دینے والے افسر اور عام رعایا کے فائدہ کے لیے میری رائے میں کسی ایسی شرط کا اضافہ ضروری ہے جس سے باوثوق طور پر صحیح واقعات کی تحقیقات کی جاسکے ' اس لیے میں اس بات پر زور دیتا ہوں کہ گورنمنٹ ہند ایک مستقل حکم جاری کردے کہ فیر ہونے سے مناسب عرصہ کے اندر ایک آزاد تحقیقاتی کمیشن معاملہ کی تفتیش کے لیے مقرر کیا جائیگا جس میں ہندوستانی عنصر بھی کافی طور پر موجود ہوگا - اس کمیشن کو اختیار ہوگا کہ شہادت لے اور ان وجوہ کی بابت رپورٹ کرے جنکی بنا پر فیر کرنے کا حکم دیا گیا - صرف یہی بات کہ ہر ایسے موقع پر جہاں آتشباری سے کام لیا جائے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائیگا ان افسروں پر امتناعی اثر ڈالیگا جن پر قانوناً نقصان جان کی ذمہ داری عاید ہونی ہوگی ' اور عام پبلک میں یہ اعتماد پیدا ہوجائیگا کہ ایسے اختیارات کے استعمال کے بعد آزادانہ تحقیقاتی کمیشن کے ذریعہ تحقیقات ہوگی - اس لیے حکام اور رعایا دونوں کے فایدہ کی غرض سے اس قاعدہ کا جاری ہونا ضروری ہے - ایسی تحقیقات حکام کو سخت مخالفانہ نکتہ چینی سے بچائے گی جس کے ہدف ملامت وہ نقصان جان کی صورت میں ضرور ہونگے - برطانیہ عظمی میں جمہوری اصول کی زیادہ ترقی کے باعث فایر کرنے پر سخت پابندیاں عاید ہیں - پچھلے دنوں ڈبلن میں جو فسادات ہوئے ان میں پولیس کے کئی شخصوں کو ایسا سخت صدمہ پہنچا کہ ہسپتال جانے پر مجبور ہوئے - یہاں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ عام برطانوی ہندسی قانون اسلحہ کی سخت پابندیوں میں جکڑے ہوئے نہیں ہیں ' اور برطانوی مجمعوں میں بہت سے آدمیوں کے پاس ہتھیار ہوا کرتے ہیں - لیکن تاہم فیر اسی وقت کیا جاتا ہے جبکہ دوسری تمام تدابیر بیکار ثابت ہوچکتی ہیں - ریوٹر کے تاروں میں سے حسب ذیل اقتباسات صاف ظاہر کردینگے کہ جب برطانیہ کلاں میں: یہاں سے بھی زیادہ نازک حالت ہوجاتی ہے تو کیا ہوتا ہے ؟

" لندن ۳۱ - اگست - کل شب کو جو فساد ہوا ' اس میں دو سو شہری اور تیس پولیس والے زخمی ہوئے - ایک ہسپتال میں مرچکا ہے -

" لندن یکم ستمبر - کل ڈبلن میں فساد جاری رہا اور دو سو مجروح ہسپتال میں پڑے ہیں - بیان کیا جاتا ہے کہ پولیس کے حملہ کے وقت جو لارکن کی گرفتاری کے موقع پر واقع ہوا بہت سے بوڑھے ' مرد ' عورتیں اور بچے جو گرجا سے واپس آرہے تھے پولیس کے ڈنڈوں سے مضروب ہوئے - لارڈ میر نے اپنے اس ارادہ کا اعلان کیا ہے کہ وہ پولیس کے چال چلن کی تحقیقات کی تحریک کرینگے -

" لندن ۲۲ - ستمبر - کل شام ڈبلن میں ہڑتالیوں کے جلوس کے سلسلہ میں سخت فساد ہوا - مجمع نے حملہ کرکے ٹرام گاڑیوں کو توڑ پھوڑ دیا ' اور پولیس سے خوب جم کر مقابلہ ہونے لگا ' جس میں ڈنڈے ' پتھر اور بوتلوں کا نہایت آزادی سے استعمال کیا گیا ' بہت سے فسادی ہسپتال میں پہنچائے گئے ' اور کئی پولیس والے زخمی ہوئے ہیں - "

یہ سب کچھہ ہوا مگر مجمع پر کوئی فیر نہیں کیا گیا - لیکن ہندوستان میں حالت اس سے بالکل مختلف ہے - ایک پرجوش مجمع کے پاس اینٹوں اور لاٹھیوں کے سوا حملہ آوری کا اور کوئی مہلک اسلحہ نہیں ہوتا ' اور ویسے بھی عام طور پر ہندوستان کے آدمی امن و امان کی ضرورت کو خصوصیت سے سمجھنے والے واقع ہوئے ہیں - ایسے ملک میں مجمع پر فیر کرکے کسی کی جان لینا انگلستان کے مقابلہ میں نہایت ہی سنگین معاملہ ہے - لہذا یہاں اتلاف جان کے معاملات میں آزادانہ تحقیقات کے قاعدہ کا اجراء از بس ضروری ہے - میں اہل برطانیہ اور گورنمنٹ برطانیہ سے اعتماد تاکید کے ساتھہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس مشورہ پر جو میں نے ہر ایک کے بھلے کے لیے دیا ہے عمل کریں ' اور میرے اعتماد کی خاص وجہ یہ ہے کہ برطانوی پالیسی رجحان ہمدردی انسانی کی طرف ہے - گورنمنٹ نے حفاظت جان کی بہترین تدابیر اختیار کرنے میں کبھی تامل نہیں کیا ہے ' خواہ وہ تدابیر کیسی غیر ہر دلعزیز کیوں نہ ہوں - قحط کے زمانہ میں قحط زدوں کی جانیں بچانے کے لیے بڑے بڑے کیمپ قایم کرنے کی سرکاری پالیسی احاطہ ستایش سے بالاتر ہے - گورنمنٹ نے باوجود مخالفت کے ملک کے طول و عرض میں حفظ صحت کی تدابیر نہایت سرگرمی سے جاری کی ہیں ' اور ان کا مقصد بھی تندرستی اور حفاظت جان ہے - بلکہ جان کی حفاظت کے لیے گورنمنٹ نے ہندی رعایا کے مذہب ' حقوق اور آزادی میں مداخلت نہ کرنے کا اصول بھی چھوڑ دیا ہے - میرا مطلب رسم ستی کی موقوفی سے ہے ' حالانکہ ستی کی رسم بہت مقدس ہے - مگر برٹش گورنمنٹ نے لوگوں کی جان بچانے کے لیے اس قسم کی قربانی کے خلاف قانون بنانے سے دریغ نہیں کیا - کیا ایسی گورنمنٹ سے یہ درخواست کرنا کچھہ بہت زیادہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی جان بچانے کے لیے کافی اور مناسب انتظام کرے ' جو کسی جوش انگیز وجہ سے

خواہ وہ کیسی ہی خفیف ہو کہیں جمع ہوگئے ہوں ' اور منتشر ہونے کے حکم کی نافرمانی کے مرتکب ہوئے ہوں ؟ جسکی وجہ بعض اوقات صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ منتشر ہونے پر راضی ہونیکے باوجود بھی تعمیل حکم سے مجبور ہوتے ہیں - کیا یہ درخواست کچھ بہت زیادہ ہے ؟ کہ ہر افسر خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو - اور گورنمنٹ کی ملازمت میں اسکی کتنی ہی وقعت ہو - ہمیشہ اس علم کو اپنی آنکھہ کے سامنے رکھے کہ ایسے معاملات میں اعلی حکام کی اندھا دھند تائید کے بجائے آپ ایک آزاد عدالت کا اطمینان کرنا پڑیگا کہ غیر مسلح آدمیوں کی جان لینے میں وہ نظر بر واقعات حق بجانب تھا - جیسا کہ میں نے پہلے جتا دیا ہے ' برطانوی حکومت کی نیک نامی اور ان افسروں کے فایدہ کے لیے جنپر فیر کا حکم دینے کی ذمہ داری قانوناً عاید ہے ' اور عوام الناس کی نفع رسانی کی غرض سے وہ پابندی جو میں نے بتالی ہے - عاید ہونی لازمی ہے - "

(ہندوستان کے سول عہدہ دار)

کانپور کے واقعہ کے فیصلہ میں جو معیار حکمرانی کا حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہ وزیر ہند لارڈ کریو کی تازہ ایجاد کی طرف ہماری توجہ مبذول کرتا ہے - میرا اشارہ انکی اس تجویز کی طرف ہے کہ تمام وہ نوجوان جو ہندوستان کے سرکاری عہدوں پر ملازمت اختیار کریں آن سے لارڈ ممدوح " وہایٹ ہال " میں ملاقات کرکے چند کلمات پند و نصیحت آن کے گوشگذار کریں - میرا خیال یہ ہے کہ یہ موقع زیادہ فایدہ رساں شکل اختیار کرتا - اگر لارڈ ممدوح سول سروس کے ایوان میں داخل ہونے والوں کو دہلیز ہی میں یہ حقیقت ذہن نشین کر دیا کریں کہ وہ ہندوستان میں حکومت کرنے کے لیے نہیں بلکہ خدمت کرنے کے لیے جاتے ہیں - آئی - سی - ایس کے جو تین حروف ان کے ساتھہ عمر بھر لگے رہیں گے - جسپر وہ جایز طور پر فخر کر سکتے ہیں وہ مخفف ہیں تین الفاظ کے جس کے معنی ہیں " خادمان ہند " اور جس میں کسی قسم کی حکومت کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا - اگر ممبران سول سروس ہر وقت اسکو پیش نظر رکھیں کہ وہ خادمان ہند ہیں اور خواہ عہدہ داری کے زمانہ میں خواہ ملازمت سے سبکدوش ہونیکے بعد ہندوستان کے نمک خوار ہیں ' اور جیسا کہ مانٹیگو نے پارلیمنٹ میں ان دنوں کہا ہے انہیں اس ملک کی بہبودی کے لیے ہندوستان کی رعایا کے ساتھہ شامل ہوکر کوشش کرنی چاہیے - نہ صرف ایسے طریق سے جو آن کو بہتر معلوم ہوتے ہوں بلکہ ایسے طریق سے جو ان کی رعایا کی نظروں میں بھی انسب معلوم ہوں - اس صورت میں اس ملک کی حکمرانی کا کام نہایت آسان ہو جائیگا ' اور ہندوستان کی ترقی سرعت اور سکون سے ہوگی ' اور بے اطمینانی اور بین الاقوام کی بیخکنی ہو جائیگی - سالہا سال کے عرصہ میں میں نے اپنی زندگی کا معتدبہ حصہ علاقہ بمبئی کے رفاہ عام کے کاموں میں صرف کیا ہے ' مجھے متعدد سربلندوں سے ملاقات اور رفاقت کرنے کا موقع ملا ہے ' اور ان میں سے بہت سے میرے دوست ہیں - عام طور پر میں نے ان کی دیانتداری ' صداقت ' اعلی قابلیت اور فرایض کے انہماک کو قابل تسلیم پایا - آیا ان سے یہ امید رکھنا حد سے زیادہ ہوگا کہ وہ ان ہندوستانی خادمان ملک کا زیادہ لحاظ رکھیں ' جو اپنا بہت سا وقت ملک کی خدمت گذاری میں صرف کرتے ہیں ' اور جنکی اس خدمت گذاری سے کوئی شخصی غرض نہیں ہے ' اور ان پر خود غرضی کی تہمت لگانے سے باز رہیں ' اور ان کی آراء کو وقعت کی نظر سے دیکھیں ' اور اس امر کے قبول کرنے پر آمادہ رہیں کہ ممکن ہے کہ مسئلہ زیر بحث کا دوسرا پہلو ایسا ہے کہ جسکی وجہ سے کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت ہو -

میں کہہ چکا ہوں کہ سویلین جیسا کہ آن کے نام سے ظاہر ہے خادمان ہند ہیں - جس طرح کہ ہم اپنے وطن کے خادم ہیں - فرق صرف یہ ہے کہ ان کو ان کی خدمت کا معاوضہ ملتا ہے ' اور ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو ملک کی خدمت کے لیے مامور تو ہیں ' مگر تنخواہ دار نہیں -

مجھے حیرت ہے کہ عالیدماغ اور وہ افراد جو اپنی تجارت ' حرفت اور صنعت میں نہایت کامیابی کے ساتھہ مشغول ہیں - کثیر التعداد میں ایثار نفس کرکے اور سخت حوصلہ شکن موانع کا مقابلہ کرکے ملک کی خدمت گذاری کے لیے آمادہ رہتے ہیں - کیا اس سے بڑھکر کوئی ثبوت ایسے لوگوں کی استوار حب الوطنی کا مل سکتا ہے جو اپنے بے بہا وقت اور زر کو صرف کرکے حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ ہندوستان کی سلطنت باحسن وجوہ قایم رہے - میری رائے میں ایسے آدمیوں کا فرقہ سلطنت کے لیے قابل قدر بضاعت ہے ' اور اس فرقہ نے اپنے ذمہ بذات خود جو خدمت لے لی ہے اس کے لیے وہ ہر طرح سے مستحق حوصلہ افزائی ہے ' اگر ان کی ذات پر کسی قسم کا شبہ یا بے اعتمادی ظاہر کی جائیگی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حالت موجودہ میں مشکلات کا اضافہ ہوجائے گا -

(البقیۃ تتلی)

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک ننھی جان بچے سے بڑے تک کو یکساں فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل و عیال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے - تازی ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے - رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے - اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے - مندرجہ ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے : نفخ ہو جانا ' کھٹا ڈکار آنا - درد شکم - بدہضمی اور متلی - اشتہا کم ہونا ریاح کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے -

قیمت فی شیشی ۸ - آنہ محصول ڈاک ۵ - آنہ

پوری حالت فہرست بلا قیمت منگواکر ملاحظہ کیجئے -

نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں ملتا ہے -

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کیوجہ سے پتلے دست پیٹ میں درد اور قے اکثر ہو جاتے ہیں - اور اگر اسکی حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہو جاتا ہے - بیماری بڑھ جانے سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے - اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے ' اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے - مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے - قیمت فی شیشی ۴ - آنہ ڈاک محصول ایک سے چار شیشی تک ۵ - آنہ -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا موہنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مسالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر ' نزلہ ' چکر ' اور دماغی امراض کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

مسیحا مکسچر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجا یا کرتے ہیں ' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور فروخت کرنے سے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار ' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو ' یا وہ بخار ' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ کلٹھیاں پیدا ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے ' نیز اسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں ' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ

چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے

تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر وہولسیل ایجنٹ

ایم - ایس - عبد العلی ایجنٹ - ۲۲ و ۷۳

کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

اشتہارات کیلیے ایک عجیب فرصت
ایک دن میں پچاس ہزار ! ! !

" ایک دن میں پچاس ہزار " یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے گذر جاے ' جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں ' تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے - یعنی یہ کہ آپ " الہلال کلکتہ " میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے -

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچیس ہزار بھی نہیں ہیں - لیکن ساتھہ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی آجکل کسی باخبر شخص کو انکار نہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے -

اگر اس امر کا بھی کوئی مقابلہ قائم کیا جاے کہ آجکل چھپی ہوئی چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے ؟ تو بلا ادنی مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے ' اور یہ دعوی ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا -

جس اضطراب ' جس بیقراری ' جس شوق و ذوق سے پبلک اسکی اشاعت کا انتظار کرتی ہے اور ہر پرچے کے آتے ہی جس طرح تمام محلہ اور صدہا خریدار کے گھر ٹوٹ پڑتا ہے ' اسکو آپ اپنے ہی شہر کے اندر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں -

اس کی وقعت ' ان اشتہارات کو بھی وقیع بنا دیتی ہے ' جو اسکے اندر شائع ہوتے ہیں -

با تصویر اشتہارات ' یورپ کے جدید فن اشتہار نویسی کے اصول پر صرف اسی میں چھپ سکتے ہیں -

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کردی گئی ہے -

منیجر الہلال ۷/۱ - مکلاوڈ اسٹریٹ - کلکتہ -

حادثۂ "زمیندار پریس" لاهور

شکست طلسم

وهم بدؤكم اول مرة !

الخشونهم ? فالله احق ان تخشوه ان كنتم مؤمنين !

تاثیر آه و ناله مسلم ' ولے مترس
مارا هنوز عربده باخویشتن سے ست !

واقعۂ " زمیندار پریس " لاهور میں فی الحقیقت ارباب بصیرة کیلیے بہت سي عبرتیں پوشیدہ هیں جنہیں یکے بعد دیگرے بیان کرونگا ' گو انکا بیان کرنا بعض لوگوں کیلیے کتنا هی موجب غیظ و غضب هو : قل موتوا بغیظکم ' ان الله علیم بذات الصدور (۳ : ۱۱۵) میں اُن لوگوں کو کبھی بھی اپنے سے خوش نہیں رکھہ سکتا جنکی نسبت مجھے یقین ہے کہ انکی خوشی خدا کي خوشی کے خلاف ہے - پھر یہ مغرور نادان کیوں ایسا چاھتے ھیں ؟ مسیح اپنے پیروؤں سے یقیناً زیادہ حکیم تھا جبکہ اُس نے کہا کہ ایک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہیں کرسکتا - پس ایک راہ کا اختیار کرنا ناگزیر ہے !

ولن ترضی عنك اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم ' قل ان هدى الله هو الهدى ' ولئن اتبعت اهواءهم بعد الذي جاءك من العلم ' مالك من الله من ولي ولا نصير (۲ : ۱۱۴)

اور تم سے یہود اور نصاری کبھي بھي خوش نہونگے جب تک کہ اُنھي کا طریقہ اختیار نہ کرلو - پس اُن لوگوں سے کہدو کہ اللہ کي هدایت تو وهي هدایت ہے جس پر هم چل رہے هیں - اور اگر تم نے بعد اسکے کہ تمھارے پاس علم صحیح موجود ہے ' اُنکي خواهشوں کي پیروي کي تو پھر جان لو کہ تم کو اللہ کے غضب سے بچانے والا نہ تو کوئي دوست هوگا اور نہ کوئي مددگار !

سب سے پہلے تو میں اس واقعہ کے اندر ایک عظیم الشان احسان الهي کي بشارت دیکھتا هوں ' اور سچ یہ ہے کہ اُس حق نواز قدوس کا کوئي کام ارباب حق کیلیے مصلحت و حکمت سے خالي نہیں هوتا - قوموں اور جماعتوں کے حس و غیرت اور جوش حیات کي پرورش کیلیے جبر و تشدد مثل اُس پاني کے ہے جو کسي خشک و افسردہ درخت کي جڑ پر ڈالا جاے - یہ پاني جس مقدار میں اُسے میسر آتا ہے ' ٹھیک ٹھیک اُسي کے مطابق اُسکي نشوونما بھي هوتي ہے -

خدا کي یہي مرضي معلوم هوتي ہے کہ اب هندوستان کے مسلمان جاگیں ' اور اس طرح جاگیں کہ پھر اُنھیں کوئي نہ سلا سکے - خدا کي آواز اسکے کاموں سے نکلتي ہے اور اُسکي مشیت کي زبان تغیرات و حوادث عالم کي زبان ہے - اگر ایسا نہوتا تو اسباب و بواعث مسلسل نہ هوتے ' اور تنبیہ و غفلت شکني کے تازیانے اس طرح یکے بعد دیگرے نہ پڑتے -

جنگ طرابلس نے زمین طیار کي اور تقسیم بنگالہ کي منسوخي نے اسمیں بیج ڈالا - اب پاني کي ضرورت تھي جو برسے ' اور آفتاب کي ضرورت تھي جو گرمي پہنچاے - پس جنگ بلقان نے بارش خونیں سے سیراب کیا ' اور اسکے بعد هي مچھلي بازار کانپور کے افق پر آفتاب مظالم نے سرخ نقاب اوڑھکر اپنا چہرا اللہ کي دکھلادیا - یہ سب کچھہ اس بیج کي پرورش کیلیے کافي تھا ' لیکن کیا کیجیے کہ دهقان کي غفلت بھي شدید تھي اور دیرپان زراعت سے کبھي کامیں بھي خالي نہ تھیں - پس ضرور تھا کہ خود قدرت الهي هي اسکا سامان کرتي ' اور جس پاني کے برسے بغیر یہ بیج بارآور نہیں هوسکتا ' اسکي آبپاشي نہ رکتي -

چنانچہ ایسا هي هوا اور زمیندار پریس کي ضبطي سے اس بارش نشو فرما کي ابتدا هوگئي ہے - جیسا کہ برستا رها ہے ' ویسا هي اب بھي برسیگا ' اور جیسا کہ همیشہ هوا ہے ' اب بھي وہ سب کچھہ هوگا - عقلمند کیلیے دانائي ہے ' پر نادان کیلیے غفلت لکھي جا چکي ہے ' اور روشني دیکھتي ہے ' مگر تاریکي کیلیے کچھہ بھي نہیں :

پس اگر آنکھیں هیں تو دیکھیں ' اگر کان هیں تو سنیں ' اور اگر دل هیں تو سمجھیں : وهو الذي جعل لكم السمع والابصار والافئدة ' قليلا ما تذكرون !

حادثۂ مسجد کانپور کے بعد غفلت کے سرد جھونکے چلنے لگے تھے ' خدا نے چاھا کہ ایسا نہو ' کیونکہ اسکی مرضي یہي معلوم هوتي ہے کہ اب ایسا نہوگا - پس اس نے تمھاري پشت غفلت پر ایک اور تازیانہ لگایا ' اور تمھارے دل غفلت سرشت کو ایک اور مہلت بیداري دیني چاهي - اسکي هر بخشي هوئي فرصت کو تم نے ضائع کیا ہے ' اسکي هر دي هوئي قوۃ عمل کو جو ادھر تین سال کے اندر تمھیں عطا هوئی ' نذر غفلت و ناداني کیا گیا ہے ' اور وقت کي هر صدائے کار جواب عمل سے محروم واپس کردي گئی ہے - لیکن کچھہ ضرور نہیں کہ همیشہ ایسا هي هو - اگر تمھاري غفلت شدید ہے تو خدا کا تازیانۂ بیداري بھي کچھہ کم شدید نہیں - یہ تمھاري غفلت اور وقت کي هشیاري کا مقابلہ ہے - آخر میں تمھیں هارنا هي پڑیگا - کب تک ایسا هوگا کہ اٹھوگے اور پھر لیٹوگے ؟ کھڑے هوگے اور پھر گروگے ؟ اگر اٹھانے والا هاتھہ قوي ہے تو وہ تمھیں بستر پر لوٹنے کي جگہ زمین پر دوڑا هي کر چھوڑیگا !

لیکن افسوس ہے کہ اس حقیقت کے سمجھنے کي هم سے زیادہ ضرورت هماري گورنمنٹ کو تھي ' مگر تاریخ عالم بتلاتي ہے کہ جب هونے والا هوتا ہے ' اور آنے والا وقت آتا ہے تو جاننے والے ناسمجھہ ' اور دیکھنے والے کور هوجاتے هیں - افسوس کہ گورنمنٹ میں صوبوں اور شہروں کے حکام کا عنصر اصلي قوام حکومت ہے ' اور حکومت کي اعلی قوتیں وقت کي اصلي حالت اور ملک کے حقیقي دکھہ سے بے خبر رکھي جاتي هیں -

هندوستان میں آج دو تحریکیں موجود هیں : ایک وطني تحریک ہے جو هندوستان کي سب سے بڑي کثیر التعداد قوم میں پیدا هوئي ' اور اسکا مرکز بنگال ہے - دوسري اسلامي تحریک مسلمانان هند کي بیداري کي ہے ' جو اب اپني غفلت کي ضائع کردہ جگہ جلد جلد چلکر کسي طرح حاصل کرنا چاهتي ہے - کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ پچھلے کیلیے پہلے سے عبرت پکڑ لے ؟

بنگالیوں کي تحریک جب شروع هولي تو بهتر تها که تقسیم بنـگال کا آسے بہانہ نہ دیا جاتا اور غیر مدبر لارڈ کرزن کي جگه مدبر و داناً لارڈ هارڈنگ کي پالیسي اختیار کي جاتي - لیکن ایسا نہیں کیا گیا - سختي اور قوة سے هر آواز کو بند کر دینا چاها ' اور قانون کے جا و بیجا استعمال کي غلط و نا کام قدرت نے یه غلط مشورہ دیا که درخت جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاسکتا ہے - پس اخبارات بند هوے ' پریس ضبط کیے گئے ' جلسوں کو روکا گیا ' شہر کے اندر انعقاد مجالس کا قانون نافذ کیا گیا ' اور هر مجسٹریٹ اور هر حاکم ضلع کو اپنے انتہائي اختیارات کي نمایش کیلیے چھوڑ دیا گیا -

لیکن اسکا کیا نتیجه نکلا ؟ اگر مقصد حاصل هو جاتا تو یه اچها تھا ' مگر کیا مقصد حاصل هوا ؟ کیا پھوڑے کو دبانے کي کوشش سے یه نہیں هوا که جو مادہ باهر نکلکر بہتا وہ اندر هي اندر پکنے لگا ؟ مانا که پیشاني اور ملمه بے داغ هوگیا ' مگر کپڑے کے اندر کي چھپي هولي پیٹھه پھوڑوں سے بھر بهي تو گئي ؟

وہ آگ جو شکوہ و شکایت کا دھواں بنکر دھیمي پڑ جاتي ' جب دبا دي گئي تو گندھک کے آتش فشاں مادے کي طرح اندر هي اندر کھولنے لگي - پھر ایسا هوا که یکایک بھونچال آے ' اور زلزلوں نے دیواروں کو لگرا دیا اور بنیادوں کو هلا کر گرا دیا - آج بس برس سے طاقت اور هشیاري اپني انتہائي قوتوں کو صرف کرچکي هے ' لیکن نه تو اُس اندروني آتش افشاني کا سراغ لگتا هے ' اور نه کولي پاني ایسا میسر آتا هے جس سے پورے طور پر وہ آگ بجھائي جاسکے - ملک کي تمام امن خواہ عقول یکسر مضطرب اور عاجز هیں -

همدرد و غمگسار پادشاہ آیا ' مگر افسوس که مرض کے مہلک هو جانے کے بعد اُسکا علاج کیا گیا - تقسیم بنگال کی منسوخي گویا اُس آگ پر بعد از وقت پاني کا ڈالنا تها - مگر کل تک کے واقعات سے پوچھا جاسکتا هے که وہ بجھه گئي هے یا ابهي باقي هے ؟

کیونکه اگر آگ زمین کے اوپر هوگی تو بجھائي جا سکیگی ' پر اگر تم نے غلطي سے اُسے نیچے جانے دیا تو پھر وہ چلي جائیگی ' اور نه تو تمهارا هاتهه وهاں تک پہنچ سکے گا که خاک ڈال سکو ' اور نه تم اُسے دیکھه سکوگے که اسپر پاني چھڑکو !

برخلاف اسکے موجودہ اسلامي تحریک ایک پر امن اور عافیت خواہ حرکت تھي ' جو ابتدا میں تو عام مصائب اسلامیه کي وجه سے نمایاں هولي ' اور پھر اندرون هند کے بعض حوادث کے متعلق قومي بیداري و اتحاد کي صورت میں ظاهر هونے لگي - چونکه اسکے کاموں کو بند کرنے کي کوشش نہیں کی گئی ' اور اُس طرح کي سختي اور تشدد کا سلوک ابتدا میں نہیں هوا جیسا که اس سے پہلے هوچکا هے - اسکا نتیجه یه نکلا که باوجود انتہاء جوش و خروش اور مذهبي درد و الم کے ' تمام هندوستان میں ایک واقعه بهي اب تک ایسا نہیں هوا ' جسکي نسبت کہا جاسکے که یه امن اور وفاداری حکومت کے منافي هے !

مثلاً هلال احمر کے جلسے هر جگه هوتے تھے ' اور لوگ هندوستان کے باهر کے اسلامي مصائب پر ماتم کرتے تھے - انهوں نے ماتم کیا ' رزولیوشن پاس کیے ' اور رو دھو کے متفرق هوگئے - لیکن اگر حکومت کي طرف سے کھلي رکاوٹیں پیدا کي جاتیں ' جلسے روکے جاتے ' اخبارات کو بند کردیا جاتا ' تو دنیا دیکھه لیتي که کیا نتائج نکلتے ' اور یہي جوش جو صرف اجتماع و انعقاد مجالس کي صورت اختیار کرکے ختم هو جاتا تها ' کیسي خطرناک حالت پیدا کرلیتا ؟

کیونکه جوش خواہ کسي قسم کا جوش هو ' لیکن دبانے سے پرورش پاتا ' اندر هی اندر کھولتا ' اور پھر کبھي نه کبھي پھوٹتا هے -

پس گورنمنٹ کیلیے بہترین حکمت عملي یہي تھی که وہ اسلامي تحریک کے ساتھه بندش اور رکاوٹ کي پالیسي کا نہیں بلکه تسامح اور فیاضي کي دانشمندي کا سلوک کرتي - کیونکه نه تو اسمیں غیر وفاداري کي آمیزش هے اور نه بغاوت کا بیج - وہ صرف اپني اصلاح کرنا چاهتي هے ' اور اپني حکومت کو ایک کانسٹي ٹیوشنل گورنمنٹ یقین کرکے بعض حکام کی بیجا سختیوں کیلیے فریادي هے -

اسي کانپور کے واقعه کو دیکھو ! کیا وہ بهتر تها جو سر جیمس مسٹن نے کیا ' یا وہ ' جو لارڈ هارڈنگ نے ؟ پہلے نے بھڑکایا اور دوسرے کي دانشمندي نے بھڑکتے هوے کو یکایک بجھا دیا -

اب هر طرف سکوت تها اور خاموشي ' لیکن زمیندار پریس کا واقعه وہ نیا قدم هے جو خود گورنمنٹ پنجاب نے بڑھایا هے -

تاهم اس غفلت آباد حکومت میں ایک آنکھه هے جو تدبیر و دانش کي سچي روشني سے منور ' اور حکمت و عاقبت بیني کی بصیرت سے مجلی هے - وہ ' جس نے دهلي میں زخم و خون کا جواب صبر و تحمل سے ' اور دشمني کے پیغام کو محبت کے جواب سے سنا - جو ۱۴ - اگست کو کانپور آیا تاکه زندانیان بے جرمي کو امن کا پیغام سنائے اور اس نے کہا که میں پدرانه محبت کے لہجے میں تم سے کہتا اور تمهارے پاؤں کي بیڑیاں کھولتا هوں -

وہ کون ؟

دانشمند لارڈ هارڈنگ !

وقت هے که وہ اپنے زمانۂ حکومت کي سب سے آخري مگر حکومت کیلیے سب سے بڑي نیکي انجام دے -

لیکن اگر ایسا هوا تو یه گورنمنٹ کیلیے عافیت اور بہتري هوگی ' اور اُسکي خیر خواهي اگر منظور هو تو صرف اسي مشورے میں سچائي هے جو دیا جاتا هے - ورنه جیسا که لکھه چکا هوں ' موجودہ تحریک کي علی الرغم حکومت پرورش کیلیے نو واقعات کا نیا سلسله مہلک هونے کی جگهه یقیناً حیات بخش هے -

مجھے همیشه حیرت هوتي هے که دنیا کے بعض مسلم اور معلوم حقائق کے اعلان و تذکرہ سے باوجود علم و واقفیت کے لوگ کیوں گھبراتے هیں ؟ یه جو کچھه که میں کہه رها هوں یه بهي ایک ایسي هی تلخ مگر غیر متزلزل حقیقت هے - دنیا کي تمام قوموں کي تاریخوں کو پڑھو - یورپ کے متمدن ترین ممالک کي گذشته چار پانچ صدیوں پر نظر ڈالو - اگر ان سب کے لیے وقت و مہلت کا عذر هو تو مشرق کے قریبي حوادث و تغیرات کو دیکھو ' کیا هر جگهه اور هر مرتبه ایسا هي نہیں هوا هے که زندگي کي گرمي کو بربادي کي آگ سمجھه کر جبر و تشدد کا پاني ڈالا گیا هے اور وهي پاني تیل کا سا اثر پیدا کرکے بجھانے کي جگهه اور مشتعل کرتا رها هے ؟ یه سچ هے که هوا چراغ کي لو کو بجھا دیتي هے مگر کیا یه بهی سچ نہیں هے که انگیٹھي کے شعلوں کو بھڑکا بهی دیتي هے ؟

پھر وہ لوگ جو وہ کچھه کرتے هیں جس سے بھڑک پیدا هو ' گورنمنٹ کے خیرخواہ هیں ' یا وہ جو ایسا مشورہ دیتے هیں جس سے شعله افروزي کي جگهه سکون و امن پیدا هو ؟ فاي فریق احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

مساجد اسلامیہ و مجالس سیاسیہ

روزانہ معاصر دہلی سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد میں انعقاد مجالس کا مسئلہ پھر چھڑ گیا ہے -

شاید کوئی کمیٹی قائم ہوئی ہے جسکا مقصد یہ ہے کہ دہلی میں ایک مسلم ہال تعمیر کیا جاے - یہ مقصد بہت اچھا ہے اور ہر جگہ ایسا ہی ہونا چاہیے - لیکن ساتھہ ہی یہ تو کچھہ ضرور نہیں کہ ہر عمل صواب کے ساتھہ ایک غلطی بھی ضرور کی جاے ؟

مسلم ہال کی ضرورت کے اعلان کیلیے جو اشتہار شائع ہوا ہے ' اسمیں لکھا ہے کہ چونکہ مساجد میں ہر طرح کی سیاسی و تعلیمی مجلسیں منعقد نہیں ہوسکتیں ' اور وہاں عبادت کے سوا اور کسی کام کی شرعاً اجازت نہیں ' اسلیے مسلم ہال بنانا چاہیے -

مسلم ہال بنانے کی تجویز ایک صحیح تجویز ہے ' مگر افسوس کہ جو اسکی وجہ بتلائی گئی ہے وہ غلط ہے ' اور بغیر اس غلطی کے بھی مسلم ہال بن سکتا تھا -

دہلی میں مسلم ہال اگر بن جاے تو اسکا نفع اُس نقصان عظیم کے مقابلے میں بہت کم ہوگا جو اس غلط فہمی کے خدا نخواستہ قائم ہوجانے سے مسلمانوں کو متصور ہے -

مسلم ہال اگر نہیں بنتا تو جانے دیجیے ' مگر خدا کیلیے اسلامی تعلیم و احکام کے متعلق غلط فہمیاں تو پیدا نہ کیجیے -

میں اس امر کی علت سمجھنے سے ہمیشہ عاجز رہتا ہوں کہ جو لوگ مذہب اور مذہب کے احکام سے بے خبر ہیں ' انکو ایسی شدید مجبوری پیش آتی ہے کہ مذہبی فتوا دیں ؟

میں نے اس مسئلہ پر الہلال میں چار پانچ مقالات افتتاحیہ مسلسل لکھے تھے ' مگر وہ صرف تصریحات قرآنیہ پر مبنی تھے - آج پھر چند سطریں لکھونگا -

ان لوگوں کا بیان ہے کہ مساجد صرف عبادت الہی کیلیے ہیں - یہ بالکل ٹھیک ہے : ان المساجد للہ - لیکن اس سے یہ نتیجہ کہاں نکلتا ہے کہ مساجد میں اغراض صادقہ و حقہ کیلیے اجتماع مسلمین جائز نہیں ؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب تم نے یہ تسلیم کر لیا کہ مسجد اللہ کی عبادت کیلیے ہے ' تو ضمناً یہ بھی مان لیا کہ مسلمانوں کے حقوق دینی و سیاسی و فوائد تعلیمی و اخلاقی کیلیے سعی و اہتمام بھی وہیں ہوسکتا ہے - کیونکہ اسلام صرف جسم کے رکوع و سجود ہی کو عبادت نہیں کہتا ' بلکہ راستبازی و صداقت ' اور حق پرستی و عدالت کا ہر کام اسکے وسیع مفہوم عبادت میں شامل ہے -

بہتر ہے کہ اس بارے میں آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کا اسوۂ حسنہ تلاش کریں - عصر نبوت میں مسجد نبوی ایک عام اجتماع گاہ اسلام و مسلمین تھی جس میں ہر طرح کے معاملات انجام پاتے تھے - میں شواہد کتب سے اسکے نظائر بکثرت پیش کرسکتا ہوں کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ہی میں تمام سیاسی مجامع منعقد کیے ' مسجد ہی میں جنگ کی طیاریوں کے خطبے دیے ' مسجد ہی ایک عدالت کدہ تھی جہاں مقدمات فیصل ہوتے تھے ' اور اسی کا صحن دار الشوری تھا جسمیں مہاجرین و انصار سے مہمات امور سیاسیہ پر مشورے لیے جاتے تھے - کتب سیر و حدیث ابھی دنیا سے نابود نہیں ہوئی ہیں اور علم ابھی مسلمانوں میں باقی ہے - تعجب ہے کہ لوگ غلط دعووں کے کرنے میں کیوں اس درجہ بے باک ہیں ؟

کم از کم لوگ زاد المعاد اور طبری ہی کو پڑھلیں - نہ صرف یہ کہ انحضرۃ نے مسجد میں سیاسی اجتماعات کیے بلکہ یہ کہ اسلام کے بڑے بڑے مہمات امور مسجد نبوی ہی کی مجالس میں طے پاے - فدیۂ اسیران بدر ' جنگ احد میں مدینہ سے نکلنا ' غزوۂ خندق کی محصوری ' حملہ آوروں سے مدینہ کی ایک ثلث پیداوار پر صلح کرلینے کا مسئلہ ' مسئلۂ حدیبیہ ' یہ اور اسی طرح کے بے شمار مسائل ہیں جو مسجد نبوی ہی میں طے پاے تھے -

خلفاء راشدین کا زمانہ اسلام کی ایک کامل ترین عملی تصویر تھی ' اور اُس زمانہ میں مسجد نبوی ٹھیک ٹھیک مدینہ کا ایک " مسلم ہال " تھی - عام قاعدہ یہ تھا کہ جب کبھی کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو موذن نکلتا اور پکارتا " الصلوۃ جامعہ " یہ سنکر تمام لوگ گھروں سے نکلتے اور مسجد نبوی میں جمع ہوجاتے - پھر خلیفۂ وقت کھڑے ہوکر خطبہ دیتا اور اس معاملہ کو بیان کرتا - ملکوں پر حملہ و دفاع کے مشورے یہیں ہوتے ' فتح کی خوشخبری یہیں سنائی گئی ' ذمیوں کے حقوق پر یہیں بحث ہوئی ' جزیہ کا مسئلہ یہیں طے پایا ' مختلف مسائل دینیہ پر یہیں بحثیں ہوئیں ' احادیث کی تحقیق و تنقید یہیں کی گئی ' والیان ولایت سے باز پرس کی گئی تو مسجد ہی میں ' حقوق و دعاوی کا فیصلہ ہوا تو اسی مسجد میں ' حکومت سے ناراضگی و رضا کے اظہار کی مجلسیں بھی یہیں ہوئیں ' اور حکام و عمال کا تقرر اور انکی رپورٹیں بھی یہیں پیش ہوئیں -

اتنا ہی نہیں بلکہ مسجد نبوی فی الحقیقت ایک دائمی انجمن تھی - علامۂ بلاذری لکھتے ہیں :

کان للمهاجرین مجلس فی المسجد ' فکان عمر یجلس معهم و یحدثهم عما ینتهی الیه من امر الآفاق (فتوح البلدان صفحہ : ۳۱)

مسجد نبوی میں مہاجرین کی ایک مجلس تھی - حضرت عمر انکے پاس بیٹھتے تھے اور ملک کے جو واقعات اُن تک پہنچتے تھے ' انکو بیان کرتے تھے -

مورخ طبری بلکہ جمیع مورخین نے لکھا ہے کہ جب حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا تو ایک خاص چبوترہ اسلیے بنایا تاکہ لوگ وہاں بیٹھکر صحبت کرسکیں -

اگر مسجد کا عبادت کیلیے مخصوص ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ نماز و اعتکاف کے سوا وہاں اور کچھہ نہو ' تو علاوہ ان تمام شواہد معتبرۂ تاریخ و حدیث و سیر و اعمال صحابۂ کرام کے ' صحیح ترمذی کی اُس حدیث کا لوگ کیا جواب دینگے جسمیں حضرۃ عائشہ فرماتی ہیں کہ " کان رسول اللہ ینصب لحسان (بن ثابت) منبراً فی المسجد فیقوم علیه یهجو الکفار " یعنی انحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں منبر نصب کرتے تھے اور اسپر حسان بن ثابت کھڑے ہوکر اپنے وہ قصائد سناتے تھے جنمیں کفار کی ہجو اور برائیاں ہوتی تھیں !

اگر مسجد میں کفار و اعداء اسلام کی ہجو نظم میں جائز تھی تو کیا آج نثر میں حرام ہوگئی ؟ فاین تذہبون ؟

معلوم نہیں لوگوں کا " سیاست " سے کیا مقصود ہے ؟ کیا قتال مرتدین ' مسئلۂ جزیہ ' عمال و حکام کا تقرر ' امراے فوج کا انتخاب ' تقسیم غنیمت ' سنۂ ہجری کا تعین ' ترتیب دیوان و دفاتر ' تجارت غیر قومی کا محصول ' وغیرہ وغیرہ ملکی مسائل نہیں ہیں ؟ اگر ہیں تو میں اسکا ثبوت دینے کیلیے موجود ہوں کہ یہ مسجد کی ہی مجالس میں طے پاتے تھے -

مسجد ہی مسلمانوں کے ہر طرح کے اجتماعات دینیہ و سیاسیہ کی اصلی جگہ ہے اور یہ نا ممکن ہے کہ ہم مسلمان اسکو فراموش کرسکیں - مسلمانوں کیلیے اسوۂ حسنہ آنحضرۃ اور صحابۂ کرام ہیں ' نہ کہ کسی مسجد کی کمیٹی ' یا کسی شہر کے چند بڑے آدمیوں کے ترہات و اباطیل -

الهلال

یکم ربیع الاول ۱۳۳۲ هجری

مدارس اسلامیه

ندوة العلما

(اور مسئلهٔ اصلاح و احیاء ملت)

(۲)

(الهلال اور مسئلهٔ ندوه)

میں ندوه کے مسئله پر آئنده نمبروں میں ایک مفصل تحریر لکهنا چاهتا هوں - میرا مقصود اصلی اسکی موجوده حالت هی نهیں هے اور نه اشخاص کا کوئی سوال - ضرورت اسکی هے که ندوه کی هستی اسکی ضرورت و عدم ضرورت اور اسکے بقا کے طریق و وسائل پر ایک آخری نظر ڈالی جاے -

میں یه بهی ظاهر کر دینا چاهتا هوں که ندوه کے موجوده مسائل نے اگرچه ہر نظر موضوع کو بحث و اختیار کی آخری منزل تک پهنچا دیا هے لیکن فی الحقیقت میرے لیے اُن میں کوئی نئی تحریک نهیں هے - اگر یه گذشته حالات ظاهر نه هوتے جب بهی میں اس موضوع کو اسی طرح بحث و فیصله طلب سمجهتا جیسا که اب سمجهتا هوں - البته یه ضرور هے که بستر مرض کا هر عهد یکساں نهیں هوتا اور اسی لیے علاج کا فرض و عمل بهی همیشه بدلتا رهتا هے - کبهی نبض پر هاتهه رکهنے اور نسخه لکهدینے هی پر معالج کا کام ختم هوجاتا هے لیکن کبهی ضرورت هوتی هے که آلات جراحی کا کیس بهی کهولا جاے کیونکه جو مواد اندر پیدا هوگیا هے وه نه تو اب خشک هو سکتا هے اور نه اپنے عمل مهلک سے باز آ سکتا هے -

پس اگر گذشته تغیرات پیش نه آتے جب بهی میں کسی نه کسی وقت ندوه پر لکهتا اور ٹهیک ٹهیک وهی سب کچهه کهتا جو آج کهونگا - اگر گواهی کی ضرورت هو تو میں متعدد ناموں کو پیش کرسکتا هوں جو اس امر کی شهادت دینگے که ابسے چار پانچ برس پہلے ندوه و دارالعلوم کے متعلق کیا راے رکهتا تها اور کس طرح بار بار چاهتا اور کهتا تها که خاموشی مهلک اور دفع وقت و تسامح مرض پروری هے - چاهیے که ایک مرتبه اوپر کے دبیز کپڑے اُتار کر ندوه کے سینۂ و پشت کی هڈیاں دکهلا دی جائیں - لیکن همیشه مجهے اس سے روکا گیا اور کها گیا که اس سے اصل کار کا نقصان منصور اور اصلاح و فلاح بصورت دیگر متوقع هے - میں نهایت رنج کے ساتهه کهتا هوں که روکنے والے جناب مولانا شبلی نعمانی تهے جو سمجهتے تهے که بغیر کسی مخالفانه رویه کے اختیار کیے مقصد اصلی حاصل کیا جاسکتا هے - حالانکه یه ایک کبهی نه پورا هونے والا حسن ظن تها -

دهلی میں جب ندوة العلما کا جلسه هوا تو میں موجود تها - میں سچ کهتا هوں که آج جس نظر سے ندوه کو دیکهه رها هوں بعینه اسی نظر سے اس وقت بهی دیکهتا تها - مجهکو پورا یقین تها که جب تک ایک مرتبه فیصله کن وقت نه آئیگا اس وقت تک ندوے کی زندگی همیشه خطرے میں رهیگی - مولانا کو یاد هوگا که میں نے مولوی عبدالاحد مالک مجتبائی پریس اور متعدد اشخاص کی موجودگی میں کها تها که تسامح و التوا کی بنا پر کب تک دینی اور اصول کے سوال سے غفلت کی جائیگی ؟ ایک پیمفلٹ لکهنا چاهیے اور اسمیں شرح و بسط کے ساتهه ندوه کی زندگی کے مسئله کو صاف کردینا چاهیے تاکه ایک مرتبه یاس و امید کا فیصله هوجاے -

میری یه راے بغیر کسی زوال کے آگے بعد بهی رهی لیکن کها گیا که نئے انتخابات هونگے ارکان کے تعداد اور قلم مقامی کا سوال چهیڑ جائیگا اور اس طرح خود بخود یه حالت بغیر کسی هنگامے کے درست هوجائیگی -

(" دفع الوقتی " اور " التوا ")

دنیا میں تمام کام کسی حقیقت اور اصول کے ماتحت هوتے هیں لیکن ندوه کی حالت ابتدا سے عجیب رهی هے - مقصد کی رفعت و علو کا تو یه حال که آج تمام عالم اسلامی میں اصلاح و ترقی کی جتنی تحریکیں هیں اُن سب میں کوئی مقصد بهی اس درجه صحیح و حقیقی اور صدق الفلاح نهیں جیسا که ندوه کا - لیکن طریق کار کا یه عالم که نه تو اسے کوئی متفق عقیده حاصل اور نه کوئی متحد اصول موجود - صرف " دفع الوقتی " اور " التوا " کے دو نو ایجاد طریق عمل تهے جن پر اسکے تمام کام چل رهے تهے - یعنی همیشه اسکی زندگی کے اساسی سوال کو آینده کیلیے ملتوی کردیا اور اس التوا سے فرصت حاصل کر کے تهوڑا بهت کام کر لیا !

گویا شاه عالم کے اس بهت مشهور شعر کا مطلب صرف ندوه هی نے سمجها تها :

عمر تو آرام سے گذرتی هے
عاقبت کی خبر خدا جانے

اسکی حالت بالکل اُس غفلت سرشت مریض کی سی تهی جو فرصت حاصل کو فکر آینده پر ترجیح دے اور محض اس لیے که مرض اپنا عمل هلاکت بتدریج انجام دینا چاهتا هے همیشه عمل جراحی کو کل پر ٹالتا رهے - یه ضرور هے که تهوڑا آئے مهلت دیگا کیونکه هڈی کے گلنے کا عمل ایک دن میں انجام نهیں پاتا لیکن ساتهه هی وه وقت بهی ضرور آئیگا جبکه حالت لا علاج اور نشتر کا عمل بهی بے سود هو جائیگا !

چنانچه وه وقت آگیا اور نهیں آیا تو صرف چند دنوں هی کی دیر هے : فانی وجدتها قریباً ان الذی تجدونها بعیدا !

جب الهلال شائع هوا تو میں نے اراده کیا که ندوے کے مسئلے پر بهی ایک سلسلهٔ مضامین شروع کروں حالانکه اس وقت تک موجوده قصے شروع بهی نهیں هوے تهے لیکن کچهه مشیت الهی ایسی هی تهی که لکهنے کی مهلت نه ملی حتی که مدارس اسلامیه کا باب بهی شروع نهو سکا -

پس ایسا سمجهنا بالکل غلط هوگا که موجوده حالات کی بنا پر میں نے ندوه کے متعلق بعض رائیں قائم کی هیں اور انهیں شائع کرنا چاهتا هوں بلکه سچ یه هے که اگر یه تغیرات پیش نه بهی آتے جب بهی میں اپنے پیش نظر کاموں میں سے ایک ضروری کام

مسئلۂ ندوہ کو بھي سمجھتا تھا ' اور کسي نہ کسي وقت ضرور اسکو لکھتا - البتہ جیسا کہ کہہ چکا ھوں ' بستر مرض اور بستر نزع ' دونوں کے ساتھہ علاج کا یکساں سلوک نہیں ھوسکتا -

ندوہ کي تعمیر ھي میں خرابي مضمر تھي ' لیکن وہ وقت گذر گیا اور کئي دور ونکے گذرنے کے بعد مولانا شبلي کي معتمدي سے نیا دور شروع ھوا - اسوقت جو کچھہ کیا جاتا وہ نسخہ نویسي و پرھیز میں داخل تھا - پھر کچھہ زمانہ گذرا اور ایک وقت آیا کہ نشتر کي ضرورت ھوئي - وہ وقت بھي گذر گیا - اب معلوم نہیں کہ کیا کرنا چاھیے ؟ بہر حال مایوسي کیسي ھي اپني آخري منزل میں کیوں نہو ' لیکن پھر بھي سعي غفلت سے بہتر ہے :

چوں دیدم عذایت توفیق ممکن ست
در تنگ نامے نزع نہ کوشد کسے چرا ؟

(مسئلۂ اصلاح اور قرون اخیرۂ اسلامیہ)

ندوۃ العلما کی حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ قرون اخیرہ میں مسلمانوں کے امراض تنزل کے دفع و علاج کیلیے جو بے شمار نسخے لکھے گئے ' منجملہ انکے ایک نسخہ ندوۃ العلما کی تحریک بھي ہے -

اسلیے ضروري تھا کہ سب سے پہلے ایک نظر اُن تمام نسخوں پر ڈالي جاتي ' یعنے قرون اخیرہ میں جس قدر مشہور تحریکیں اصلاح و تغیر کي پیدا ھوئیں ' اُن سب پر بحث کی جاتی ' اور دیکھا جاتا کہ ندوہ کو اُن سب میں کونسا درجہ حاصل ہے ؟ لیکن وہ ایک موضوع مستقل ہے اور اگر بالتفصیل اسے چھیڑا گیا تو اصلی مبحث رہجائیگا - پس صرف ایک تمہیدي اشارہ کرکے ندوہ کي جانب متوجہ ھوجاؤنگا -

گذشتہ نصف صدي تمام مشرقي ممالک میں اصلاح و تغیرات کی تاسیس و تحریک کا ایک دور گذارا ہے ' جو دراصل اسي مشغلہ میں بسر ھوا - نئي عمارت گو کوئي نہیں بنی لیکن نقشے صدھا کھینچے گئے ' اور کام گو بہت کم ھوا لیکن کام کرنے کا شور و غل ھر جگہ رھا -

اس صدي کے آغاز ھي میں یورپ کا سیاسي و تمدني عروج اور مشرق کا تنزل پوري طرح نمایاں ھوگیا تھا - یورپ کي متمدن قومیں اپنی جدید ترقیات کے ذخائر لیکر تقریباً تمام بڑے بڑے مشرقي ممالک میں پہنچ گئی تھیں ' اور اکثر مقامات میں تو انکا سیاسي اقتدار ھی انکے تمدن کي نمائش کر رھا تھا -

قوموں اور ملکوں کے عروج و زوال کے ھر ایسے موسم میں ھمیشہ کچھہ لوگ وقت سے پہلے بیدار ھو جاتے ھیں ' اور جبکہ تمام ملک خواب غفلت میں سرشار ھوتا ہے تو ھشیاري و بیداري کي صدائیں انکے اندر سے اٹھنے لگتي ھیں -

المصلح العظیم ' والمرشد الحکیم ' السید جمال الدین اسد ابادي - طاب اللہ مضجعہ -

(جو دعوت و اصلاح کي قسم سیاسي کا ایک بزرگ ترین داعي تھا)

(مبدء تحریک و نهضت)

اسلامي ممالک کے تمام حصے اگرچہ یکساں غفلت و بے خبري میں آنے والے مہالک و مصائب کا انتظار کررھے تھے ' اور اس انقلاب عظیم کی طاقت سے بے خبر تھے جو یکایک یورپ سے تمدني اقتدار سے نکلکر تمام عالم کو مغلوب کر دینے والا تھا - تاھم چونکہ یورپین اقوام سے اختلاط و تعارف شروع ھوگیا تھا ' اسلیے قدرتي طور پر بعض ذکي الحس اور صاحب فکر طبائع وقت کے اثرات سے متاثر ھوئیں اور اپني حالت کا انکے عروج و اقتدار سے مقابلہ کرنے لگیں - اس طرح تغیر و اصلاح کي تحریکوں کا ایک سلسلہ شروع ھوگیا ' جس کا محرک اصلي تو مغربي تمدن کے اقتدار کا انفعالي اثر تھا لیکن اس اثر نے مایوسي کي جگہ سعي و کوشش کے جذبات پیدا کردیے تھے ' اور ترقي کا مطالعہ ' تنزل کے اسباب و بواعث کے کشف و حس کا ذریعہ بنگیا تھا -

میں سمجھتا ھوں کہ اسکي ابتدا اٹھارھویں صدي عیسوي کے پہلے عشرہ سے ھوئي جبکہ سلطان محمود خاں مصلح نے بعض جدید اصلاحات حکماً جاري کیں ' پھر سنہ ۱۸۰۵ میں نپولین بونا پارٹ نے مصر پر قبضہ کیا اور تین برس تک فرانسیسي فوج مصر میں مقیم رھي - فرانس نے دو علمی مہمیں فوج کے ھمراہ روانہ کي تھیں ' اور ایک جماعت علماء ھیئت و ھندسہ کي بھي اس غرض سے آئي تھي تاکہ دریاے نیل کا منبع دریافت کرے - ابن برلاق میں ایک رصدگاہ بھی طیار ھوئي تھی - مصر پہنچکر فرانسیسیوں نے غلبۂ و تسلط کی جگہ نفاق و مدارا کی ایک عجیب پالسي اختیار کي - مصر میں داخل ھوتے ھی انھوں نے معلوم کرلیا کہ ممالیک و چرکس امرا کے ظلم اور فسق و فجور سے لوگ عاجز آگئے ھیں ' اور ترکی والیوں کي غفلت نے انہیں خودمختار کردیا ہے - پس انھوں نے عربي میں اعلانات شائع کیے ' جنمیں حمد و نعت کے بعد سلطان قسطنطنیہ کي خلافۃ کا اعتراف اور بقاے خلافۃ عثمانیہ کیلیے دعا تھی ' اور اسکے بعد لکھا تھا کہ ھم اسلیے آئے ھیں تاکہ ان غلام امرا کے ظلم سے لوگوں کو نجات دلائیں ' اور سلطان المعظم کي زیر خلافت و حکومت اھل مصر کي خدمت کریں -

نپولین جامع ازھر میں آیا اور مسلمان ھوکر نماز پڑھي - اسکے جانے کے بعد فرانسیسیوں نے ایک عارضي فوجي حکومت قائم کي جسکا نائب السلطنت سلومن جاک تھا - یہ بھي مسلمان ھوگیا اور عبد اللہ جاک کے لقب سے اپنے تئیں مشھور کیا اسنے - ایک مصریہ مسلمہ سے نکاح کر لیا تھا جس سے دو لڑکے بھي پیدا ھوے - انکے نام اسلامي رکھے گئے ' اور شیخ عبد اللہ شرقاوي اور دیگر شیوخ ازھر نے عقیقہ وغیرہ کي تقریب میں شرکت کي ا

شیخ عبد الله الشرقاوي نے اپني تاریخ " تحفة الناظرین " اور شیخ عبد الرحمن جبرتي نے " عجــائب الآثار في التراجم و الاخبار " میں نہایت تفصیل سے یہ حالات بیان کیے ہیں - یہ دونوں شخص ازہر کے شیوخ میں سے تھے - فرانسیسیوں نے مصر کیلیے جو پارلیمنٹ باسم " دیوان " بنائي تھي ' اسکے ممبر بھی تھے " اور ہمیشہ انکے امرا و علماء سے ملتے رہتے تھے - " عجائب الآثار " پہلے تاریخ ابن اثیر کے حاشیہ پر چھپي تھي - اب مصر میں علحدہ بھي چھپ گئي ہے -

(مصــــر میں نئي تحــــریک)

اسي عجائب الآثار سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں کے اس سہ سالہ قیام اور غیر حاکمانہ و غیر متعصبانہ رفق و مدارا سے علماء مصر و شام کو موقعہ ملا کہ وہ یورپ کی تمدني و علمي ترقیات کا اندازہ کریں اور کسي قدر ان میں سے بعض کے اندازہ لیا - شیخ جبرتي بار بار لکھتا ہے کہ فرانسیسي لوگ عجیب و غریب ہیں " انہوں نے نئے علوم ایجاد کیے ہیں اور اسمیں کوئي شک نہیں کہ علوم عقلیہ میں وہ ہم سے بہت بڑھ گئے ہیں - انہوں نے عجیب عجیب آلات ایجاد کیے ہیں جنسے بہت سي کار آمد باتیں لمحوں میں معلوم ہوجاتي ہیں - میں ایک دن انکی رصدگاہ میں گیا ' جہاں علم ہیئت اور رمدن کي گردیت و حرکت کے متعلق انکے بعض علما نے تقریریں کیں اور علم ریاضي کے متعلق بہت سي نئي باتیں بتلائیں " وغیرہ وغیرہ - و من شاء التفصیل فلیرجع الیہ -

شیخ العصر و استاد الامام الشیخ محمد عبدہ المصري

(جو دعوت و اصلاح دیني کے ایک مشہور رکن تھے -)

ڈھائي تین سال کے بعد انگلستان نے ترکی کے ساتھ ملکر ایک جنگي بیڑہ اسکندریہ بھیج دیا - فرانس میں نپولین کا پہلا دور بھي ختم ہوگیا تھا - بالآخر فرانسیسي مصر سے چلے گئے لیکن مصر و شام میں نئے تمدن و انقلاب کي تحریک کی بنیادیں پڑگئیں -

اسکے بعد ترکي میں سلطان عبد المجید نے ایک قدم آگے بڑھایا ' اور گل خانہ کا مشہور اصلاحي " فرمان شریف " نافذ ہوا - مصر میں علي پاشا نے گذشتہ فرانسیسي اثر کو اور زیادہ قوي کیا اور " ارسالیات " کا سلسلہ شروع کیا - ارسالیات کا مقصد یہ تھا کہ مصر سے تعلیم یافتہ اشخاص یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں درس و تعلیم کی غرض سے بھیجے جائیں - رفاعہ بک رافع طہطاوي اور فتح اللہ مراش آسي زمانے میں فرانس اور آسٹریا گئے - یہ دونوں علماء مصر میں سے تھے -

(وسط ایشیا و ترکستان)

ادھر روس کا اقتدار وسط ایشیا میں ساعت بساعت عروج پر تھا ' اور ترکستان کا بڑا حصہ جو چھوٹي چھوٹي اسلامی ریاستوں میں منقسم ہوگیا تھا ' آپس کے نزاع اور خانہ جنگیوں کي وجہ سے خود بخود روسي اپولو میں جذب ہوتا جاتا تھا -

روسیوں کے اختلاط و معاشرت سے وہاں کے لوگوں میں سے بھي بعض ذکي الحس طبیعتوں کے اندر مقابلۃً حالت کي تحریک کي ' اور کچھہ لوگ اصلاح و تعمیر کی دعوت میں مصروف ہوگئے -

(مغـــرب اقصی)

افریقہ میں مصر کے علاوہ ایک اور حصہ بھي تھا جہاں فرانس کي ہمسایگی کام کررہي تھي ' اور اسکے سیاسي نفوذ نے مغربي تمدن کے مطالعۂ و تاثر کے ذرائع پیدا کردیے تھے - یہ اندلس کے جلا وطن مسلمانوں کا گوشۂ پناہ اور عربي حکمراني کا آخري نقشِ قدم ' یعني مراکش تھا - اور اسکے ساتھہ ہی الجزائر اور تیونس کي خود مختار عثماني ولایات بھي تھیں - ان تمام مقامات میں فرانسیسیوں کے سیاسي دسائس پیہم کامیابیاں حاصل کر رہے تھے اور انکا سلسلہ اٹھارھویں صدي کی ابتدا ہي سے قائم تھا - ضرور تھا کہ یہاں بھي کچھہ لوگ نو عروج اقوام کي ترقیات سے متاثر ہوکر اصلاح حالت کا خیال پیدا کرتے ' چنانچہ ایسا ہي ہوا -

(ہندوستان)

ان تمام ممالک میں سب سے زیادہ انقلاب و تغیر کے اسباب (باستثناے مصر) ہندوستان میں فراہم ہوے ' جہاں یورپ کي زیادہ آمد و رفت پندرھویں صدي عیسوي سے شروع ہوگئی تھي ' اور پھر سترھویں کے اختتام سے انگریزي تسلط نے علانیہ کام کرنا شروع کردیا تھا - واقعۂ پلاسي کو اگر انگریزي حکومت کا پہلا دن قرار دیا جاے تو اس صورت میں بھي پوري اٹھارھویں صدي انقلاب حکومت میں گذر جاتي ہے -

اس اعتبار سے ہندوستان کو تمام دیگر اسلامي ممالک میں ایک خاص خصوصیت حاصل تھي - جن جن ملکوں میں یورپ کا تمدن پہنچا ' وہاں اسلامي حکومتیں قائم تھیں ' اور گو آن میں سے بعض براے نام رہگئي تھیں تاہم ملک کا نشۂ حکومت ابھي باقي تھا - اسلیے بہت مشکل تھا کہ اس عالم میں اپنے تنزل اور نئي قوموں کے عروج کا حس پیدا ہوتا - بر خلاف ہندوستان کے کہ یہاں خود یورپ کي ایک عظیم الشان قوم کي حکومت قائم ہوگئي تھي '

اور وہ مجبور ہو رہے تھے کہ ان سے آ ملے جو تھے اُنسے ربط و اختلاط پیدا کریں ' انکی ملازمتوں کو قبول کریں ' انکے ساتھ مہر و محبت کریں ' اور اس طرح حجاً انکی تمام خوبیوں اور تمام برائیوں کو دیکھیں -

اسی کا نتیجہ تھا کہ بہ نسبت دیگر ممالک اسلامیہ و مشرقیہ کے ہندوستان میں اصلاح و تغیر کا حس زیادہ قوی اور زیادہ عام ہوا -

(دعوت تغیر و اصلاح کی اصولی تقسیم)

عرصۂ گذشتہ ایک صدی کے اندر بالعموم اور نصف صدی کے اندر خاصتاً بیک وقت و بیک ہنگام ' تقریباً تمام اسلامی ممالک میں اصلاح و تغیر کی تحریکیں پیدا ہوئیں - ان سب کا سرچشمہ اقوام یورپ کے عروج کا انفعالی اثر ' اور اس کی تحریک سے اپنی روبہ تسفل و تنزل حالت کا احساس تھا ' اور اسی بنا پر یہ تمام تحریکیں اصلاح ملت کی اس دعوت سے بالکل مختلف تھیں ' جو بغیر یورپ کے اثر و تقلید کے ' محض حس حقیقت و جذبۂ صحیحۂ احیاء و تجدید کی تحریک سے قرون اخیرۂ اسلامیہ میں پیدا ہوئیں - میرے اعتقاد میں انقلاب حالت کا حقیقی اور اصلی سرچشمہ صرف وہی تحریکیں تھیں لیکن انکا ذکر میں اس جگہ کرنا نہیں چاہتا -

بنیاد اگرچہ ان سب کی ایک ہی تھی اور مقصد بھی ایک ہی ' یعنے مسلمانوں کے اندر ان تمام وسائل ارتقاء دینی و مادی کو پیدا کرنا جنکی وجہ سے وہ دوبارہ اپنی کھوئی ہوئی عزت حاصل کریں - لیکن چونکہ ہر دعوت بعد اپنے مخصوص حالات و اطراف سے متاثر ہوکر اٹھتی تھی اسلیے ضروری تھا کہ طرق اصلاح و عمل میں اختلاف ہونا -

(طرق ثلاثۂ دعوت و اصلاح)

میں اصولاً انکو تین قسموں میں تقسیم کرتا ہوں :

(۱)

وہ تحریکیں جنکی بنیاد سیاست پر رکھی گئی - یعنے سب سے پہلے مسلمانوں میں ایک سیاسی نفوذ پیدا کیا جاے ' تمام اسلامی حکومتوں کو متحد و باہمدگر مربوط بنایا جاے ' ان تمام نزعات باہمی کو دور کیا جاے جنکی وجہ سے اسلام کسی سیاسی مرکز وحدت سے محروم ہے ' یہ وغیرہ وغیرہ ' اصلاحات سیاسیہ انکے مقصد مہمہ میں داخل ہیں -

مشہور امیر نظام (ایران) کا بھی مسلک تھا - مدحت پاشا ابوالاحرار قسطنطنیہ اور انکے ہم مشرب معاصرین ' مثلاً مصطفی فاضل پاشا ' رشید پاشا ' ضیا پاشا ' علی سعاوی آفندی ' سعید امین عالی پاشا ' فواد پاشا ' اور عمر پاشا وغیرہ کی تحریکیں اسی اصول پر مبنی تھیں - ان سب کے بعد سید جمال الدین اسد آبادی کا ظہور ہوا ' جس نے اس طریق اصلاح کو اپنے پیشروؤں سے بھی زیادہ قوی اور سریع العمل بنادینا چاہا - فی الحقیقت اسکا وجود اس دور آخر میں قوۃ انقلاب و تغیر کی ایک بخشش فوق العادہ اور آیۃ من آیات اللہ تھا ! طاب اللہ مضجعہ وجعل الجنۃ مثواہ -

(۲)

دوسری قسم ان تحریکوں کی ہے جنکی بنیاد تمدن جدیدۂ فرنگ کی تحصیل و اتباع پر ہے - اس اصول اصلاح کا محرک و مبدء اگرچہ محض تقلید ہے لیکن تقلید نے ایک مقلدانہ اجتہاد کی صورت اختیار کرلی ہے - انسان کا قاعدہ ہے کہ جب کسی شخص کو اپنے سے بہتر حالت میں پاتا ہے تو اپنی بہتری کیلیے اسے پہلا خیال یہی ہوتا ہے کہ اسکی سی باتیں اختیار کرکے اپنے تئیں بھی ویسا بنا لے - جذبۂ فطریۂ محاکات کا بھی منشا ہے - پس اصلاح کا یہ اصول بہت سادہ و قدرتی تھا جسے بغیر کسی کاوش فکر و اجتہاد کے ہر شخص اختیار کرلے سکتا تھا - یہ ایک کھلی ہوئی بات تھی کہ اقوام مشرقیہ کی غفلت اور عروج اقوام کی بیداری نے پہلی قوموں کو علوم و فنون اور تمام ارکان ضروریۂ مدنیۃ سے محروم کردیا ' اور اخرالذکر اقوام قوۃ تمدن و علوم ' و کثرت صناعۃ و فنون سے تمام عالم پر مسلط ہوگئیں - پس ان مصلحین کیلیے یہ راہ اصلاح اختیار کرنی بالکل آسان اور سہل الاعتقاد تھی کہ اپنی اصلاح کی بنیاد تمدن یورپ کے اخذ و حصول پر رکھیں اور ان تمام چیزوں کو دور کریں جو اس مقصد کی تکمیل میں حائل ہیں -

اس تحریک کے لیے شیخ محمد عبدہ مصری نے ایک مرتبہ بہت اچھا نام وضع کیا تھا - میں بھی اسی اصطلاح سے اسے تعبیر کرونگا یعنے " الاصلاح الافرنجی "

شیخ محمد بیرم التونسی صاحب الافادۃ و الاعتبار اسی اصول کا داعی تھا مگر یہاں کے لوگ انکے نام سے بہت کم واقف ہیں - اس نے کئی جلدوں میں اپنا سفرنامہ لکھا تھا جو چھپ گیا ہے - اسمیں بہت تفصیل سے ان امور پر بحث کی ہے ' اپنی وزارت تیونس کے زمانے میں عملی طور پر بھی اسی بنیاد پر تعلیم و تاسیس مدارس و مجامع کی کوشش کی - جامع زیتونی جو فی الحقیقت آج ازہر کے بعد عالم اسلامی میں علوم اسلامیہ کی سب سے بڑی یونیورسٹی اور طریق تعلیم و نظم میں اس سے بہتر و انفع ہے ' اسمیں شیخ موصوف نے فرانسیسی زبان اور علوم جدیدہ کی کتابیں داخل کیں ' اور تمام اعلی ملازمتوں کیلیے شرط قرار دی کہ فرانسیسی زبان و علوم سے واقفیت ہو -

سید خیرالدین پاشا صاحب اقوم المسالک جو پہلے تیونس کا وزیر تھا ' اور پھر سلطان عبد الحمید نے بھی کچھہ دنوں کیلیے اسے ٹرکی کا صدر اعظم بنایا تھا ' اسی اصول پر اصلاح کرنا چاہتا تھا - تیونس میں اس نے بڑے بڑے کام اسی اصول پر انجام دیے -

ابراہیم پاشا دوم خدیو مصر کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس صنف کے معتدل و محتاط مصلحین میں شامل تھا " ارسالیات خارجہ " کا (یعنی ممالک یورپ میں اخذ علوم کیلیے لوگوں کو بھیجنے کا) سلسلہ اس نے نہایت فیاضی کے ساتھہ وسیع کیا ' اور مختلف مجالس تراجم و نقل علوم حدیثہ کی قائم کیں - مدارس امیریۂ مصریہ کی بھی اولین بنیاد اسی نے ڈالی تھی جو آج تمام بلاد مصریہ میں تعلیم انگریزی کا وسیلۂ وحید ہیں -

اسی طرح تمام مصلحین مصریہ مثلاً علی پاشا مبارک ' رفاعہ بک رافع طہطاوی ' محمود پاشا فلکی ' فتح اللہ مراش ' وغیرہ اسی اصول کے واعظ تھے - اسماعیل پاشا خدیو مصر کو بھی اسی اصول کا ایک نا سمجھہ اور مسرف واعظ سمجھنا چاہیے -

ہندوستان میں سر سید احمد خاں مرحوم کی تحریک بھی اسی قسم میں داخل ہے اور اس اصول نے تیونس کے بعد سب سے زیادہ کامیاب صورت ہندوستان ہی میں حاصل کی -

(البقیۃ تتلی)

تاج انگلستان اور خزینۂ اسلام کا ایک گوهر

داستان مسقط

(۲)

(سید فیصل)

سید ترکی کے بعد سید فیصل هندوستانی تجار کے انتخاب اور حکومت برطانیه کی رضا سے امیر عمان هوا - اس کے زمانے میں ریاست عمان کی بد قسمتی کا ایک نیا دور شروع هوا -

معاملات عمان میں پہلے تو دول یورپ میں سے صرف دو سلطنتیں فرانس اور انگلستان حصه لیتی تهیں ' مگر سنه ۱۸۸۶ ع میں ایک تیسری سلطنت بهی شریک هوگئی جو پہلی دونوں سلطنتوں کی حریف مقدم ● یعنی عظیم الشان جرمنی -

جرمنی کی شرکت سے (ایک انگریز کاتب سیاسی کی زبان میں) " معامله پیچیده سے پیچیده تر هوگیا " اب عمان ایک هڈی تهی جو انگلستان کے گلے میں پهنسگئی تهی - نه تو اسکا اوگلنا ممکن تها ' کیونکه وه ایک بحری اسٹیشن هے ' اگر حریف لے اڑے تو هندوستان دریا کی طرف سے خطره میں پڑ جائیگا اور جزیره نماے عرب پر قبضه کی اسکیم برهم هوجائیگی ' اور نه نگلنا هی ممکن تها ' کیونکه جرمنی کا پنجۂ فولادی هر وقت گلا دبانے کے لیے مستعد تها -

لیکن یہاں بهی انگریزوں نے دهاء سیاسی سے مدد لی - جرمنی سے گفتگو کرکے یه طے کیا که ریاست کے دو حصے کر دیے جائیں - ایک حصه انگریزی حمایت میں هو ' دوسرا حصه جرمنی کی حمایت میں -

چنانچه انگریزی حمایت میں محمره ' بحرین ' کویت ' مسقط وغیره آئے - اس تصفیه کی پختگی سنه ۱۸۹۰ ع میں ایک معاهده کے ذریعه سے هوگئی -

اس معاهده کے بعد انگریزی سیاست کے لیے میدان صاف تها - اس نے اپنی پوری قوت و سرگرمی کے ساتهه کام شروع کیا ' جسکا نتیجه یه نکلا که آج ۲۴ سال کے بعد ان تمام مقامات کے شیوخ و امراء ایک باجگذار والی ریاست سے زیاده نهیں !

(اباحت و تمدن)

فرنگیوں کا قاعده هے که جہاں جاتے هیں ' وهاں کے باشندوں کے لیے سب سے پہلے آزادی کا تحفه لیکے جاتے هیں - لیکن اس آزادی کے معنی کیا هیں ؟ اخلاق و آداب اور مذهب و هیئت اجتماعی کی بندشوں سے آزادی ' یعنی بالفاظ واضح تر فسق و فجور ' رندی و مستی اور تمسخر و تفریح کی اجازت - جب اس آزادی کی بدولت باشندوں کی اخلاقی اور مذهبی حالت خراب هوجاتی هے تو پهر بتدریج قواے عمل کی اعانت سے اس ملک پر قابض هوجاتے هیں -

لیکن انگریز عمان میں اس آزادی کے بدلے چند بند شوں کا تحفه لیکر گئے -

اگرچه یه فرنگی خود ایشیا والوں کے ساتهه غلاموں سے بهی بدتر سلوک کر رهے هیں ' مگر تاهم وه جہاں جاتے هیں ' انکی کوشش هوتی هے که وهاں انسانیت کو غلامی کے عذاب سے نجات دلالیں - کیونکه یه کوشش ایسی هے که اگر کوئی فرنگی سلطنت کسی ایشیائی سلطنت کو اسکے لیے مجبور کرے تو دوسری فرنگی سلطنت اس سے باز پرس نہیں کرسکتی -

انگریزوں کو یه معلوم هوچکا تها که امیر مسقط کمزور هوگیا هے ' مگر وه یه بهی دیکهنا چاهتے تهے که امتحان میں یه ضعف کہاں تک مفید مطلب ثابت هوتا هے ؟

عرب عمان میں ابهی تک مغربی خیالات کی هوا نہیں چلی تهی - وه برده فروشی کو جائز سمجهتے تهے ' اسکی ممانعت کے معنی یه تهے که انهیں امیر مسلم اس تجارت سے بجبر روکتا هے ' جس سے خود خدا نے نہیں روکا - جو لوگ عربوں کے مزاج سے واقف هیں وه جانتے هیں که انکے لیے اس قسم کا استبداد کسقدر هیجان انگیز هے ؟ پس انسداد برده فروشی کا مطالبه امیر مسقط کے ضعف و انقیاد کی ایک عمده آزمایش تهی -

(انسداد برده فروشی)

انگریزوں نے امیر سے فرمایش کی که آینده اسکی قلمرو میں برده فروشی نه هو - امیر کے لیے سواے تسلیم کے چاره کار کیا تها ؟ کیا وه انگریزوں کا مقابله کرسکتا تها ؟ شاید ' اگر تمام فضائل اسکے ساتهه هوتے ' مگر جنگی دخانی جہازوں کے جواب میں اسکے پاس کیا تها ؟ وهی پرانی وضع کی دانه دانی اور قرابینوں والی کشتیاں ! اسے دهمکایا گیا که اگر اس نے ذرا بهی انکار کیا تو فوراً انگریزی جہاز گوله باری شروع کردینگے جو ساحل سے تهوڑے هی فاصله پر پهریرے اڑا رهے تهے - بہر حال یه فرمایش مجبوراً اسے منظور کرنا پڑی -

اس مطالبه میں کامیابی آینده کے لیے کونا گوں و اشد شدید مطالبات کا باعث هوئی -

(مزید مطالبات)

قوموں کی خود مختاری اور آزادی انکے جنگی قوی کے ساتهه وابسته هے ' اور جنگی قوی کا وجود اسلحه کے وجود تک هے - پس کسی قوم سے هتهیار لے لینے کے معنی یه هیں که اس سے اسکی آزادی اور خود مختاری لیلی گئی هے جسکے بعد صرف غلامانه زندگی هی رهجاتی هے جو فی الحقیقت موت سے بهی بدتر هے -

مگر اس اولین کوشش میں کامیابی سے انگریزوں کا حوصله اتنا بڑهگیا که انهوں نے امیر مسقط سے انسداد اسلحه فروشی کا بهی مطالبه کیا - امیر انگریزوں کی بحری طاقت سے مرعوب هو چکا تها اسلیے اس مطالبه کے آگے بهی که ملک کے استقلال و حریت کے لیے پیغام فنا تها ' اسکی گردن فوراً جهک گئی !

پهر تو انگریزوں نے خوب پیر پهیلالیے ' اور اس خالص عربی و اسلامی ریاست میں اپنی حریت ملی و اخلاقی کا مطالبه کیا ' جو ظاهر هے که نا منظور نہیں هوسکتا تها - اس آزادی کے ملتے هی تمام مسقط جو انگریزی نفوذ کا مرکز هے ' میخانوں ' عفت فروشی کے دلکدوں ' اور مبشرین و مبلغین نصرانیت کی خانقاهوں سے اسطرح معمور هوگیا ' گویا ایک اسلامی سلطنت کے بدلے ایک پوری فرنگی سلطنت کا صدر مقام هے !

(عام شورش)

اس سے قبائل عرب میں ایک عام برهمی پهیل گئی -

شیخ عبد الله سالمی (۱) پہلا شخص هے جس نے اس حالت سے فائده اٹهانا چاها - شیخ عبد الله کا وطن ضبیه هے مگر وه رهتا قابله میں هے - قابله کے شیخ کا نام عیسی بن

---

(۱) شیخ سالم کے متعلق جو کچهه لکها گیا هے وه اس تحریر سے ماخوذ هے جو معاصر قاهره ' المنار نے سلیمان آفندی صاحب الریاض کی روایت سے شائع کی هے -

صالم ہے - اس نے شرقیہ کے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی - اس بیعت کا مقصد یہ تھا کہ سید فیصل امام شرعی ہو بادشاہ نہ ہو' یعنی اگر اسکا کوئی حکم یا معاہدہ خلاف شریعت ہو تو وہ رعایا پر واجب العمل نہ ہوگا بلکہ اسکی پاداش میں وہ خود مسند خلافت سے اتار دیا جائیگا - لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق -

سب سے پہلے قبلہ کے شیخ نے اسنے ہاتھہ پر بیعت کی -

شیخ سالم نے اپنے اس ارادہ کی اطلاع سید فیصل کو دی - سید فیصل نے جواب دیا کہ وہ امام بھی ہے اور بادشاہ بھی ہے - وہ اپنی قلمرو میں بالکل آزاد ہے یعمل ما یشا و یقول ما یرید !

شیخ سالم اور شیخ عیسی کو جب یہ جواب موصول ہوا تو سخت غصہ آیا - ان دونوں شیخوں اور انکے ساتھہ انکے ہمنشینوں نے باہم ملکر تمام میخانوں' عصمت فروشوں' مبلغین وغیرہ وغیرہ کے متعلق چند مطالبات سید فیصل کے سامنے پیش کیے - اسکے جواب میں سید فیصل نے کہا کہ انسان آزاد پیدا کیا گیا ہے' پس میں اسکو مقید نہیں کرسکتا -

(دعـــوت و بیعـــت)

اس خشک و قطعی جـواب کے بعد سمالـم میں شیخ عبد اللہ سالمی' شیخ عیسی بن صالح' اور شیخ عبد اللہ بن سعید کے پوشیدہ طور پر ایک مجلس شوری منعقد کی' اور یہ طے کیا کہ شیخ عبد اللہ بن حمید کو بھیجا جائے - وہ تمام عمان میں گشت کرکے سید فیصل سے جنگ کے لیے بیعت لیں -

حسب قرار داد شیخ بن حمید گئے' اور تمام قبائل میں صلح کرا کے انمیں دوستانہ تعلقات مستحکم کیے اور عہد لیا کہ وہ سید فیصل سے یک جسم و جان ہو کے لڑینگے - اس مہم سے فارغ ہوکے شیخ بن حمید تنوف آئے - تنوف ایک چھوٹا سا شہر ہے جو نزوہ کے قریب واقع ہے - تنوف میں یہاں کے شیخ حمیر اسامی سے ملے - شیخ حمیر امامی کے حکم سے تمام علماء اباضیہ (خوارج) جمع ہوے اور اس باب میں مشورہ ہوا - مشورہ میں طے پایا کہ ایک امام مقرر کر کے اسکے ہاتھوں پر بیعت کیجائے - چنانچہ شیخ سالم بن راشد خروصي کے ہاتھہ پر بیعت کی گئی - بیعت کے بعد یہ لوگ پوشیدہ طور پر نزوہ آئے - اور وہاں کے باشندوںکو امام کے ہاتھہ پر بیعت کی دعوت دی - اسکے دعوت کے جواب میں بہت سے لوگوں نے امام کے ہاتھہ پر بیعت کی - ان بیعت کرنیوالوں میں بدوبام اور بنو کنود پیش پیش تھے -

(مقابلـــہ اور جنـگ)

سید سیف بن احمد کو جو نزوہ کے امیر اور خاندان بن سعید کے ممبر ہیں' یہ خبر پہنچی تو وہ ان لوگوں کو روکنے کے لیے حملہ آور ہوے - سخت جنگ ہوئی - بہت لوگ کام آئے - خاص بنو سعید میں سے ۲۵ سے زیادہ آدمی ضائع ہوے - خود والی زخمی ہوا اور بالاخر نزوہ مسخر ہوگیا - یا یوں کہو کہ اپنے باشندوں کے ضعف اور حملہ آوروں کی موت کی وجہ سے نزوہ نے اپنے آپ کو حملہ آوروںکے حوالہ کردیا - قلعہ حصینہ سے والی کی فوج نکالگئی اور انکی جگہہ امام کی فوج وہاں قیام پذیر ہوئی -

یہ حالت دیکھکے والی ایک مسجد میں پناہ گزیں ہوا - لوگ وہاں پہنچے اور اس سے کہا کہ امام کی اطاعت قبول کرے ورنہ آسے گرفتار کرلینگے اور پھر اسکے ساتھہ ایک اسیر جنگ کا سا برتاؤ کیا جائیگا - والی نے ایک گھنٹے کی مہلت مانگی - مہلت دیگئی اور اس نے خود کشی کرلی -

نزوہ میں امام نے زمام حکومت اپنے ہاتھہ میں لی' اور جب قیدم جنگکے' تو بہت سلیط والوں سے کہلا بھیجا کہ "اطاعت کرو ورنہ جنگ" انھوں نے اطاعت قبول کی - امام اپنی فوج لے

حملے کرتے آگے بڑھا - ایک حصہ نے بڑھکے ابلوز اور دوسرے حصہ نے رستاق کا رخ کیا -

فوج جونہی رستاق پہنچی' فوراً لوگوں نے بلا معارضہ و مقاومت اطاعت قبول کرلی - یہاں سے فوج بلاد حزم کی طرف بڑھی - یہاں والوں نے بھی اطاعت قبول کرلی - بلاد حزم سے واپس عوابی آئی' یہاں بھی کسی نے مقاومت نہ کی -

برکة الموز والی فوج وہاں سے کامیاب ہو کے ولایت ترکی میں آئی اور یہاں کے والی سے کہا کہ " اگر تم ہم سے ملجاوگے تو ہم تمکو امام بنا دینگے " اس سبز باغ کو دیکھکر اس نے قلعہ کی کنجیاں حوالہ کردیں - لوگوں نے فوراً اسکے سر پر ایک عمامہ باندھکے کہا: "لوا مستعد ہو جاؤ! ہمارے امام کے بعد اسکے جانشیں بننا !"

(سیـــد فیصـــل اور امـــام)

سید فیصل کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے ایک ہزار فوج جمع کی اور اپنے بیٹے نادر کو اس پر سپہ سالار بنا کے امام کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا - نادر یہ جمعیت لیکے چلا - جب امام کے جدید مرکز سمائـم کے قریب پہنچا تو فوج کا بیشتر حصہ امام کی فوج سے جا ملا نادر کے ساتھہ بلوص اور بنو سعید میں سے کچھہ لوگ رہگئے جنکی مجموعہ تعداد ۷۰ آدمیوں سے زیادہ نہ [illegible] - یہ حالت دیکھکر وہ مجبوراً سمائم کے قلعہ میں پناہ گزیں ہوگیا اور محصور ہوکے اس قلعہ کی توپوں سے فائدہ اٹھاتا رہا -

یہاں کے قبائل سے نادر کو ذرا بھی مدد نہ ملی کیونکہ قریباً سب کے سب امام سے ملگئے تھے - مگر امام کو اس محاصرہ سے کوئی فائدہ نہ ہوا - نادر قلعہ میں بیٹھا شدید گولہ باری سے امام کی فوج کو پامال کرتا رہا - امام نے جب یہ رنگ دیکھا تو آسکو علی حالہ چھوڑ کے شہر کا نہایت سخت محاصرہ کرلیا تاکہ سید نادر قلعہ سے نکلکے بھاگ نہ جائے -

امام کے ساتھہ جو شیوخ تھے' وہ فوجیں لیکے مختلف اطراف و جوانب ملک میں پھیلگئے - شیخ حمیر فوج لیکے سمائم سفلی کی طرف گئے - شیخ عیسی شہر سرور گئے - سرور والوں نے اطاعت قبول کرلی - خود امام شیخ عبد اللہ کو لیکے سمائم علیا گیا اور نادر کو گھیرے پڑا رہا' مگر جب دیکھا کہ اس محاصرہ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تو قلعہ سے پندرہ میٹر کے فاصلے پر ایک سرنگ کھودی اور اسمیں آگ لگادی - اس سے قلعہ کا ایک حصہ تو اُڑگیا مگر کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا - دوبارہ پھر بارود بھرکے آگ لگائی تو بارود کا اثر خود امام کی جماعت کی طرف پلٹ پڑا اور بہت سی جانیں کام آئیں -

شیخ عیسی اپنی فوج کو لیے اندرون ملک میں بڑھتا گیا - جہاں جہاں سے گزرتا تھا' وہاں کے لوگوں سے بیعت لیتا جاتا تھا - یہاں تک کہ شہر منکا پہنچا - اثنے میں سید فیصل نے اسکے مقابلہ کے لیے ایک لشکر گراں بھیجا - یہ لشکر جب خوشا تک پہنچا' تو شیخ عیسی اسکو دیکھے بغیر صرف اسکی آمد کی خبر سنکے سیب چلا آیا -

رستاق پر جو فوج قابض ہوگئی تھی' وہ بڑھتی ہوئی عوابی آئی - یہاں سید فیصل کے لڑکے سید حمود اور سید حمد اور انکے ساتھہ سید ہلال والی برکہ تھا - جب فوج کو آتے دیکھا تو یہ لوگ بھاگے - امام نے [illegible] کیا' سرکاری فوج کو نکال دیا' اور ذخائر و اسلحہ [illegible] سب قبائل کے ہاتھہ فروخت کردیے -

([illegible] اور موجـــودہ حالت)

[illegible] جنگ جاری رہی - جب سید فیصل نے دیکھا کہ [illegible] مقابلہ نہیں تو اس نے انگریزوں سے مدد مانگی -

مکتـــوب آستـــانۂ علیــــه

هرکه فیکٹري همایوني (قسطنطنیه) کے حضرت شاکر افندي آپ کے اخبار کے مضامین کا ترجمه مجهه سے سنتے رهتے هیں' اور ان کو جسقدر آپ کي ذات سے انس و محبت اور عقیدت هوگئي هے اسکا اظهار نا ممکن هے - آج انهوں نے ایک مضمون آپ کے اخبار میں روانه کرنے کے واسطے بزبان ترکي مجهے دیا تها جسکا ترجمه کرکے روانه کرتا هوں - یه ظاهر کردینا ضروري هے که جو کیفیت اصل مضمون میں هے میں اسکا ویسا ترجمه نهیں کرسکا هوں - سات آٹهه مهینے میں اس سے بہتر ترجمه کرنا مجهه جیسے جاهل آدمي سے ناممکن هے - زیاده نیاز -

خادم عبد القیوم بیگ

الهـــلال !!

اسلام کے عاشق ! حریت کے پرستار ! میں تسلیم کرتا هوں که تو اپني ملت مظلوم کي خدمت کر رها هے - جسم هي سے نهیں بلکه روح و دل سے کر رها هے - اپنے آرام کي فکر نهیں ' مگر اپنے اهل وطن کي راحت کا تو خواهاں هے ! پیروان اسلام کو آن کي ابتدائي حریت و مساوات کي حالت میں دیکهنے کیلیے تیري آنکهوں میں اضطرار کي چمک هے اگرچه شب بیداري کي بدولت تیري آنکهیں بے نور هوگئي هیں ! تو مفلسوں کي همدردي کرتا هے کیونکه تو دولت فقر سے مالامال هے - تو ملت فروش امیروں کي پروا نهیں کرتا ' اسلیے که تجهے استغنا کے خزانے دیدیے گئے هیں -

تو سنیگا ؟ میں تجهسے خواهش کروں ؟ تجهسے تمنا کروں ؟ تجهکو باور کراؤں ؟ تجهسے منت کروں ؟ گو عالم اسلامي کا هر گوشه تجهه جیسے خادمان ملت کیلیے بیقرار و مضطر هے ' مگر سب سے زیاده میرا وطن ' آه میرا وطن عــزیز و محبوب ' تجهه جیسے شیدائي '

(بقیه صفحه ۱۰ کا)

انگریز تو موقع کے منتظر هي تهے - انهوں نے فوراً چهه هولناک جنگي جهاز اور ایک سو سپاه بهیج دي اور آئنده هر قسم کي مدد کا وعده بهي کیا ' دیز هدایت کي نه جنگي میں ایک تهنده کي مسافت سے آگے نه بڑهنا -

انگریزي فوج نے چند قلعوں میں بیٹهکے امام کي فوج کا مقابله کیا اور بالاخر اسکو شکست دیکے خود سیاه و سفید کي مالک بن بیٹهي - جب انگریزوں کے قدم اچهي طرح جمگئے اور معاملات پوري طرح انکے هاتهوں میں آگئے تو انهوں نے دوباره امن و نظام قائم کیا -

اسوقت اگرچه سید فیصل امیر هے مگر درحقیقت تمام معاملات انگریزوں کے هاتهه میں هیں - وهي یهاں کے سیاه و سفید کے مالک هیں - سید فیصل ایک تنخواه دار ملازم هے جسکي مرضي وهي هے جو انگریزوں کي مرضي هے - وه نه اپني راے سے کوئي حکم دیسکتا هے اور نه کسي حکم کو روک سکتا هے -

یه هے وه عمان ' جسکي آزادي حفاظت کا عهد سنه ۱۸۴۳ ع میں اور پهر دوباره سنه ۱۸۸۶ میں کیا گیا تها ! یا ایها الذین آمنوا ان تطیعوا الذین کفروا ' یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین ' بل الله مولاکم و هو خیر الناصرین (۳ : ۹۵)

تجهه جیسے جانفروش کا زیاده حقدار هے - بسملوں کے ساتهه تڑپ اور دل زخم خورده رکهتا هے تو زخمیوں کی بستي ڈهونڈهه ! قبرستان میں تیري آواز کون سنیگا ؟ مردوں کے مرگهٹ سے زندوں کي پکار کب جواب پالیگي ؟ آ ! ادهر آ ! - دریا کي رواني کي طرح به سرعت آ ! - بجلي کی کڑک کي طرح هوش افگن آ ! - برسنے والے بادل کي طرح سرگرم رفتار هو ! زمین خشک اور پیاسي هے ' اور دهقان کیلیے مهلت کا ضائع کرنا معصیت هے -

تو آئیگا - هاں تو آئیگا - تو ایک دن ضرور آئیگا اور شاید خود بخود آئیگا - کیونکه تیرے اهل وطن تجهے نهیں پهچانتے ' اور کیونکه حلقه بگوشان اسلام کا کوئي وطن نهیں - دشمنان حریت ' اعداء حقانیت ' تیري مقدس تعلیمات سے لرزاں هیں - هاں یاد رکهه که تو آئیگا ' اور ایک جلا هوا دل اپنے ساتهه لائیگا - تیري خوں فشاں آنکهیں اشکبار هونگي جب که تو آئیگا !

قلم کي برچهي تیرے هاتهه میں هے - سیف ربانی کے جوهر دکها رها هے اور میدان کارزار عمل گرم هے - کهاں ؟ ترکي میں ' میرے وطن محبوب و مقدس میں - قریب ترین زمانه میں ' میں ایسا دیکهه رها هوں -

درد ملت کي تصویر ابوالکلام ! مرثیه خوان ملت ابوالکلام ! تو آئیگا همارې پراني روایات همکو یاد دلائیگا ' کیونکه یه تیري عین فطرت هے اور تو اسیواسطے پیدا کیا گیا هے - پس چمک اور چمکا ! گرج اور دهلادے ! پهر تو وه سب کچهه دیکهیگا جیسا که تو دیکهنا چاهتا هے ' کیونکه بارش کیلیے موسم اور ارض صالح ' دونوں کي ضرورت هے - تیرے علم صداقت ' تیرے لواے حریت ' تیرے برق اسلام کے سایے میں اناطولیه کے وه جواں هونگے جنکے رنگ گلاب کو شرماتے هیں ' چوڑے چوڑے سینے هیں ' اور ان سینوں میں اسلامیت کا مقدس خون بهرا هوا دل هے -

نه صرف اور لمبے لمبے هاتهوں والے بے خوف اناطولي جنکي مائیں ان کي جسارت و دلیري پر نازاں هیں اور جنکي سب سے بڑي آرزو دنیا میں یه هے که وه راه اسلام میں شهید هوں ' لا تعد و لا تحصی تیرے ساتهه هونگے - یهی هیں جو فطرتاً صرف تجهه ایسے پرستاران ملت هي کے فدائي هوسکتے هیں - نه وه فدائي هونگے جنکے لب مدت سے دریاے طونه کے سرد اور شیریں پانی پینے کے خواهشمند هیں - جو اب بهي روما کا محاصره کرسکتے هیں اگر انکي الهی قوتوں کا کوئي محاصره نه کرے - جو اب بهی فرانس کے سواحل کو پهر سکندر کي آوازوں سے لرزا دینا چاهتے هیں ' بشرطیکه کوئي مقدس صداے ناهوتي انکے دلوں کو بهي ایک لرزش اسلامیت سے لرزا دے -

پهر کیا تو ان کي ایسي حسین ' ایسي جمیل آرزؤں کي قدر نهیں کریگا ؟ یه ایک رهبر کے طالب هیں - ان کو راسته بتادے اور راستے پر لگادے - کیا تو ایسا نهیں کریگا ؟

بلقان کی زمین پر ' طرابلس کے ریگستـــان پر ' شهدا کا خون سوکهنے سے پہلے ' معصوم بچوں کي هڈیاں گلنے سے پہلے ' بیوه عورتوں کے هلاک گریه هوجانے سے پہلے ' آ ' اے اپني دولت سعي کو ضائع کرنے والے آ ! !

میری آنکهیں تیري فرش راه هونگي ! میرے لب قدمبوسی کا شرف حاصل کرنیکے آرزو مند هیں -

شــــاکر

فابریقه هماني - هرکه (قسطنطنیه)

مطبوعات جدیده

افادہ

قیمت سالانہ ۲ - روپیہ مع محصول - سول لائن - آگرہ

یہ اردو کا ایک جدید ماہوار رسالہ ہے جو نہایت نفیس کاغذ اور عمدہ چھپائي کے ساتھہ گذشتہ دسمبر سے نکلنا شروع ہوا ہے - جناب نواب حاجي محمد اسمعیل خان صاحب اسکے مدیر اور ایڈیٹر ہیں - غالباً مقصد اشاعت یہ ہے کہ ملک میں جو تعلیمي اور سیاسي کام ہو رہے ہیں انپر ماہوار بحث کي جاے' اور اوسکے علاوہ " دوسرے قسم کي بھي سوشیل' مارل' اور تاریخي مضامین" شائع کئے جائیں

نواب صاحب اردو کے قدیمي اہل قلم ہیں جبکہ اردو کے لکھنے والے بہت کم تھے اور نہ اسقدر رسائل و اخبار نکلتے تھے - علي گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں عرصے تک انکے مضامین نکلے ہیں اور مشہور رسالہ " معارف " کے بھی وہ نہ صرف مالک تھے بلکہ ایڈیٹري میں بھي شریک تھے - امید ہے کہ انکي ایڈیٹري میں یہ نیا رسالہ ترقي کریگا' اور دیگر اہل قلم بھي انکي اعانت کرینگے -

نومبر کا نمبر بطور نمونے کے شائع کیا گیا ہے اسلیے اسمیں صرف وہ مضامین جمع کردیے ہیں جو بعض اخبارات میں شائع ہوے تھے' مگر دسمبر کے نمبر میں متعدد مستقل مضامین ہیں اور پہلا مضمون جو ایجوکیشنل کانفرنس کے متعلق ہے' نہایت مفید نقد و مشورہ پر مشتمل ہے اور ارباب کار کیلیے قابل توجہ' بشرطیکہ وہ توجہ کرنا چاہیں -

نواب صاحب کے سیاسي افکار و آرا سے آجکل بڑا طبقہ قوم کا مخالف ہے' اور یہ امر بھي آشکارا ہے کہ وہ الہلال کے کاموں سے خوش نہیں ہیں' تاہم میں یہ کہنے سے کسي طرح باز نہیں رہسکتا کہ نواب صاحب جس استقلال اور یک رنگي سے اپنے سیاسي عقائد پر قائم ہیں' اور جس غیر متزلزل لب و لہجہ میں ہمیشہ اپنے خیالات ظاہر کرتے رہتے ہیں' میں اپنے عقیدے میں اسے نہایت قابل تعریف و تحسین سمجھتا ہوں -

زمانے کے خیالات یکسر پلٹ گئے ہیں اور وقت کے طوفان نے بڑے بڑے محکم ستونوں کو بھی اپني جگہ سے ہلا دیا ہے - جو لوگ پچھلي صحبتوں کے مشہور رکن سمجھے جاتے تھے اور کل تک اپنے گذشتہ اصولوں کا وعظ کررہے تھے' انھوں نے بھي زمانے کا رنگ دیکھکر بالاخر اپني جگہ چھوڑ دي' اور زیادہ نہیں تو نئے خیالات و عقائد کي طرف دو چار قدم تو ضرور بڑھہ آئے' مگر تاہم لوگ دیکھہ رہے ہیں کہ نواب صاحب ممدوح اپنے خیالات پر اسي استحکام و استواري سے قائم ہیں جس طرح گذشتہ عہد میں تھے' اور ہر موقعہ پر بلا تامل اور بلا خوف تحقیر و تضحیک اپني قدیمي راے ظاہر کرتے رہتے ہیں -

لوگ ہمیشہ انکے خیالات کي مخالفت کرتے ہیں اور شاید ہي کسي شخص کے سیاسي خیالات کو اسدرجہ عام طور پر مذموم سمجھا گیا ہو' جس قدر نواب صاحب کي تحریرات کو - عموماً انکي تحریرات کو حکام کي خوشامد اور انتہا درجہ کي خوشامد سے تعبیر کیا جاتا ہے' تاہم وہ اسکي کچھہ پروا نہیں کرتے اور اپنے خیالات برابر ظاہر کرتے رہتے ہیں -

میں نے کسي قدر تفصیل سے اس امر کو اسلیے لکھا کہ میں انکے استقلال میں آجکل کے لوگوں کیلیے ایک بڑي عبرت پاتا ہوں - انکو خوشامد اور غلامي کا الزام دیا جاتا ہے - میں چاہتا ہوں کہ کاش آجکل کے مدعیان حریت کي آزادي میں بھي ویسا ہي استقلال غیر متغیر اور استقامت محکم پیدا ہو جاے' جسقدر ثبات و یک رنگي نواب صاحب کي خوشامد اور غلامي میں ہے !

اگر ایسا ہو تو پھر مصیبتوں کا خاتمہ ہے - یاد رکھو کہ کفر ہو یا ایمان' پہلي چیز استقامت ہے' اور ایمان نفاق آلود سے ثبات کفر بہر حال بہتر ہے :

در دل بودن درین رہ سخت تر عیبیست سالک را
خجل ہستم ز کفر خود کہ دارد بوے ایمان ہم !

اس حریت کے ادعا کو لیکر کیا کیجیے جسمیں ایک ادنی سی آزمایش کي بھي تاب نہ ہو ؟ و للہ در الشاعر:

وفاداري بشرط استواري اصل [illegible] ہے
مرے بتخانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو

میں جانتا ہوں کہ جمود فکر اور استقامت راے' دو مختلف چیزیں ہیں' اور جس طرح ثبات راے ایک عمدہ جوہر اخلاقي ہے' اسي طرح طلب حق اور اعتراف گمرہي بھي بنیاد ہدایت و سعادت ہے - لیکن اگر ایک شخص کو اپني غلطي محسوس نہیں ہوتي اور اسلیے اپني غلط راے پر صداقت سے قائم ہے' تو اسکي راے کي تو پوري سختي سے تغلیط کیجیے' مگر ساتھہ ہي اسکي استقامت کي پوري فیاضي سے تعریف بھي کیجیے' اور بن پڑے تو اپنے حق کے قیام کیلیے اسکے باطل کے ثبات سے سبق لیجیے !

اگر افادہ کو تمام اردو اخبار و رسائل اور قومي کاموں پر انتقاد و بحث کیلیے مخصوص کردیا جاے تو یہ بہت بہتر ہوگا' کیونکہ اس قسم کا کوئي اردو رسالہ ملک میں نہیں ہے -

چھپائي لکھائي اور ضخامت کے اعتبار سے قیمت نہایت کم ہے اور امید ہے کہ لوگ اسکي قدردانی میں بخل نہ کرینگے کیونکہ ملک میں متعدد رسائل کي ضرورت شدید ہے' اور گو انکے سیاسي آرا سے ہم لوگوں کو اختلاف ہو تاہم رسالے کے دیگر حصص کے فوائد میں تو کلام نہیں -

ندوہ اور قوم کي سرد مہري

یہ واقعہ بھي عجائبات عالم میں سے ہے کہ جس قوم نے ندوۃ العلما کا خیر مقدم مرحبا اور بارک اللہ کے پرجوش نعروں سے کیا ہو' آج اسیکي جانب سے ایسي سرد مہریوں کا ثبوت مل رہا ہو جسکي کچھ انتہا نہیں - کیا وہ نعرہ ہائے مبارکباد و سادمائي اسلئے تھے کہ قوم نے ندوہ کو ایک نہت ضروري اور امید افزا شے خیال کیا تھا؟ اور کیا یہ افسردگي اور بے اعتنائي اب اسلیے ہے کہ قوم کے نزدیک ندوہ اب وہ ندوہ نہیں رہا' یا قوم کي وہ تمام ضرورتیں جو ندوہ سے وابستہ تھیں پوري ہوچکیں؟ یا یہ کہ اس تبدیل نظامت سے قوم کچھ بد دل سي ہوگئي ہے؟ بہر حال قوم کي سرد مہریوں کے وجوہ چاہے جو کچھ بھي ہوں' میں یہ ضرور عرض کرنے کي جرات کرونگا کہ قوم ندوہ کي جانب سے غافل ہے' اور اگر اسی طرح غفلت شعاری سے کام لیا گیا تو قوم کو اپني جگہہ پر یہ یقین کرلینا چاہیے کہ اب تک جو کچھ بھي اسنے ندوہ کیلیے کیا' اسمیں مطلقاً اسي خلوص و ہمدردي کا شائبہ نہ تھا - قوم نے ندوہ کو صرف ایک طلسمي کھیل سمجھا تھا جسکے تماشہ بینوں کي تعداد میں اضافہ کیا گیا' اس سے زیادہ اور کچھ نہیں - ورنہ یہ غفلت نہیں تو اور کیا ہے کہ آج ندوہ میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا ہے اور قوم ٹس سے مس تک نہیں؟ اگرچہ انجمنوں نے مولانا شبلي صاحب کے قطع تعلق پر اظہار ناراضي کا رزولیوشن پاس کرکے اراکین ندوۃ العلما کے پاس بھیجدیا تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ قومي دلچسپي کیلیے یہ کافي تھا' اور اسکو قومي دلچسپي کہہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں' میں قوم سے پوچھتا ہوں کہ کیا اسیقدر ہمدردي ندوہ کے بقا اور بہبود کیلیے کافي ہے؟ اور پھر ندوہ کے حق میں اسکا کیا اثر مرتب ہوا؟ یہ تو صرف ایک رسمي طریقہ تھا جسکو چند افراد قوم نے ادا کردیا - اس میں کونسي ہمدردي اور کون سا مبارک خلوص پایا گیا؟

قوم کي اصلي ہمدردي اور اسکا سچا خلوص اس وقت ہوتا جبکہ بہي خواہاں ندوہ کسي مقام پر مجتمع ہوتے' اسکی ناکامیوں کے اسباب پر غور فرماتے' اسکے فلاح اور بہبودي کے وسائل کي تلاش کرتے' اور ایک کامیاب اور امید افزا روش اختیار کرکے ندوہ کو اسکے اصلي مقاصد و اغراض میں فایز المرام بنانے کي کوشش کرتے -

یہ ایک حد تک ممکن ہے کہ صحیح ہو کہ اگر بعد علحدگي علامۂ شبلي اراکین ندوۃ العلما نے انکي جگہہ پر ایک ناظم کو منتخب کرلیا ہے تو کیا ضرور ہے کہ قوم اسپر اعتماد نکرے؟ میں کہتا ہوں کہ قوم ضرور اعتماد کرے' لیکن یہ اعتماد یومنون بالغیب تھوڑا کیونکہ وہ ملک مقرب نہیں' کوئي وحي منزل نہیں' کوئي رسول نہیں' بلکہ کچھہ بھي نہیں - کم از کم اتنا تو ضرور ہو کہ قوم اسکے حالات سے واقف ہو - اسکے فضائل علمیہ و دینیہ سے آشنا ہو - یہ کسقدر حیرت انگیز اور افسوسناک امر ہے کہ ایک ایسي مجلس کا جسکے مقاصد عظیم الشان ہوں اور جسکي کامیابي بھي یقیني ہو' اور جسکا عزم وحید یہ ہو کہ قوم کي تمام وہ ضرورتیں جو ایک مدت سے مدفون اور فقط الرجال سے قریب الفنا ہو چکي ہیں' دوبارہ زندہ اور بار آور کیجائیں' اسکا ممبر مجلس ایک ایسا شخص کیا جاتا ہے جس کے نام سے قوم کے کان بھی آشنا نہیں - لیکن ایسا کیوں ہوا؟ صرف اسلیے ہوا کہ قوم کی آنکھیں ندوہ کیطرف سے بند ہیں' اور اسلیے ہوا کہ اب وہ دل نہیں رہے جن میں ہمدردي اور خلوص کے جذبات تھے اور وہ ہاتھہ نہیں رہے جو ہمیشہ بڑھنے کیلیے طیار اور مستعد رہتے تھے' اور وہ دماغ نہیں رہے جن میں قومي ضروریات پوشیدہ رہتي تھیں اور انکے تمام حقوق کي نگہداشت کي جاتي تھي - پس کسقدر تعجب بالائے تعجب ہے کہ ناظم کا انتخاب صرف چند اشخاص کے ہاتھوں سے ہو جاتا ہے' اور قوم سے پوچھا تک نہیں جاتا؟ ناظم کو کیا پڑي ہے کہ قوم کے جمہور آرا کا لحاظ کرے' اسکو ایک مغتنم موقع ملتا ہے اور ایک غیر معمولي قدر و قدرت چند منٹوں میں ہاتھہ آجاتي ہے' وہ خوش خوش مسند نظامت پر جلوہ آرا ہو جاتا ہے' اور پھر اسکا جو کچھہ بھي جي چاہے اختیار کرتا ہے -

میں حیران ہوں کہ کس منہ اور کس زبان سے کہا جاتا ہے کہ ہم میں بیداري اور قومیت کا احساس ہے؟ اگر یہی بیداري اور احساس ہے تو میں سچ عرض کرتا ہوں کہ یہہ ایک نوم الحیات ہے جسکو غلط فہمي سے آپ بیداري تصور کیے بیٹھے ہیں - خدارا سوچیے اور اپني ضروریات پر ایک گہري نظر ڈالکر ندوہ کے فلاح اور بہبودي کے اسباب فراہم کرنے میں سرگرم ہو جائیے' و ما علینا الا البلاغ - والسلام

اسم - احمد - از بارہ بنکي

زندہ در گور مریضوں کو خوشخبري

یہ گولیاں ضعف قوت کیلیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتي ہیں' زمانۂ انحطاط میں جواني کی سی قوت پیدا کردیتي ہیں' کیساهي ضعف شدید کیوں نہ ہو دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتي ہیں' اور ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنیسے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے - ٹوٹے ہوے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتي' اور چہرے پر رونق لاتي ہے - علاوہ اسکے اشتہا کي کمي کو پورا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھی عدیم النظیر ہیں' ہر خریدار کو دوا کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھي بھیجاتي ہیں' جو بجائے خود ایک رسالۂ صحت ہے - قیمت فی شیشي ایک روپیہ محصول بذمہ خریدار چھہ شیشي کے خریدار کے لیے ٥ روپیہ ٨ آنہ

المشتہر

منیجر کارخانۂ حبوب کا یا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

اقتـــزاعیات عثمانیـــه

ایـک عثـماني طیـــاره

شوکت بلقیس خانم

انـگلستان کي نئي ڈاک کے اخـبارات میں مس فـریهوک (Miss Frebauke) کا تـذکره نهـایـت فخـر و مباهات کے ساتهه کیا گیا ہے جس نے ایک هوائي جهازمیں کچهه دور تک سفر کیا -

یورپ میں ایسا هونا کچهه بهي عجیب نهیں' بلکه ایک ایسي معمولي بات ہے جسکا تذکره بهي ضروري نه تها - البته حال میں ایک نو جوان ترک خاتون شوکت بلقیس خانم کا هوائي جهاز میں اڑنا اور ادرنه سے قسطنطنیه تـک آنا' یقینـاً ایسا واقعه تها جسپر فرانس کے تمام اخبارات و رسائل نے بهت طور پر تعجب کیا -

خانم موصوفه ایک نو جوان تـعلیم یافته خاتون اور ملتجي بک کي بیوي هیں - پچهلے دنوں جو مشهور انجمن خواتین عثمانیه کي اعانۃ حکومت کیلیے قائم هوئي تهي' اسکي تاسیس میں سب سے زیاده حصـه انهوں نے لیا تها - انـقلاب دستوري کے بعد باعانـة

احمد رضا بک جو جمعیۃ طلب حقوق نسواں کیلیے قائم هوئي تهي' جسکے دو عـظیم الشان جلسے منعـقد هو کر تمام یورپ میں مشهور هوگئے تهے' اور جسکي اعانت کا سلطان المعظم نے به نفس نفیس وعـده کیا تها' اسکے ارکان مشهوره میں سے ایک رکن رکین یهي بلقیس خانم تهیں -

انکے اس مردانه وار طیـران هوا نے تمام ترکی میں شهرت حاصل کرلي ہے' اور متعدد مقامات سے عورتوں کي انجمنوں نے انکے لیے تحائف بهیجے هیں - اڑنے سے پہلے اور بعد' خواتین عثمانیه کے دو جلسے منعقـد هوے' جسمیں بڑے بڑے اعیـان و مشاهیر کي خواتین شریک تهیں - بلقیس خانم نے ایک فصیح و بلیغ تقریر کي اور کها :

" وقت آگیا ہے که اپني ملت کے زوال و ادبار کے ماتم میں هم عورتیں بهي مساویانه حصه لیں' کیونکه هر بات میں هم اپنا مساویانه حق مردوں سے طلب کرتي هیں "

انهوں نے کها که :

" هوائي جهاز میں بیٹهکر کچهه دور تـک جانا اب متمدن عالم کي ایک نهایت هي معمولي اور عامة الورود بات هوگئي ہے - اسمیں کوئي ندرت نهیں - پس میں نے جو یه اراده کیا تو اسلیے نهیں که یه کوئي عجیب اور نادر واقعه هوگا' بلـکه صرف اس غـرض سے که

بلقیس خانم هوائي جهاز میں

همت اور اقـدام عملي کي ایک نظیر قائم کروں - وه میري ملت محبوب و محترم کیلیے اولوالعـزمانه اعمال کا محرک' اور بلند نظرانه مقاصد کیلیے داعي هو "

خـانم موصوفه کي اس دلیري نے تمام خواتین عثـمانیه میں ایک تازه روح عمل پهونک دي ہے - صرف عورتیں هي نهیں بلکه مردوں پر بهي اسکا همت افزا اثر پڑا ہے - انهوں نے اپنے ساتهه بهت سے چهپے هوئے اوراق رکهه لیے تهے جو هر آبادي پر سے گذرتے هوئے پهینکي جـاتي تهیں - اُن میں سے بعض پر طلب غیرت و حمیت کے جملے تهے' بعض پر دعائیه فقرے' اور اکثر اوراق پر تو یه لکها تهـا که " ملـة نجیبهٔ عثمـانیه کے نام' غیرت' حمیت' صـداقت' اور عمل کا پیام مقدس !! "

یه گویا دارالخلافـة عثمانیـه کا ایک اقتزاعي واقعه ہے - لیکن جو با قاعده اور منظم آزادي بوجه اپني حکومت هونے کے وهاں جدید نسل کي عورتوں کو ملي ہے' امیـد ہے که وه ابهي عرصے تـک اُنهیں بے اعتدالانه آزادي کے نقائـص سے محفوظ و مصئون رکهیگي -

گذشته ڈاک نے تمام عثماني جرائد و رسائل نے اس واقعه کي تشهیر و تعظیم میں حصه لیا ہے' اور مصور رسائل نے اس دلیرانـه سفر هوائي کے مختلف حصونکي تصویریں شائع کي هیں - علی الخصوص معاصر محترم آستانه " شهبال " اور " رسملي " جنکي اشـاعـات کا بـڑا حصه اسي واقعـه کے رسوم و صـور سے بهـر ہے - هم بهي تین مختلف تصـویریں معـاصرین آستـانه سے نقل کرتے هیں -

دو تصویریں تو خود خانم موصوفه اور هوائي جهاز کي هیں' اور ایک تصـویر اس مجلس خـواتین کي جو اس موقعه پر منعقد هوئي تهي -

بلقیس خانم هوائي جهاز کے لباس میں

جزائر فلي پائن

شيخ الاسلام كا تقرر اور دعوة دينيه كي تحريك

الشيخ محمد وجيهه النابلسي

(جزائر ملي پائن كے باغات كا ادني منظر) — (جزيرة سورو (ملي پائن) كا ايك مكان)

الهلال كي كسي گذشتاه اشاعت ميں جزائر فلي پائن كے مسلمانوں كا تذكره به تفصيل هوچكا هے - قارئين كرام كو ياد هوگا كه مسلمانان جزائر مذكوره نے اپنے امريكن گورنر ميجر فنلي كو اپنا وكيل بنا كر قسطنطنيه بهيجا تها ' اور اس نے پيشگاه خلافه عليه ميں انكي جانب سے مندرجۂ ذيل مواد عرض كيے تهے :

" مسلمانان ولي پائن نے مجهے بهيجا هے تاكه ميں ان كي جانب سے سلطان المعظم كے رئيس ديني اور خليفة المسلمين هونے كي حيثيت كا اعتراف كروں ' اور اطمينان دلاؤں كه رياست هاے متحده امريكه ان كے مذهبي امور ميں كسي طرح كي مداخلت كرنا نهيں چاهتي بلكه انكي ديني حالت كي اصلاح و ترقي كي خواهشمند هے -

نيز وه چاهتے هيں كه پيشگاه خلافت سے انكے ليے ايك شيخ الاسلام مقرر كركے بهيجا جاے جو انكے مذهبي اعمال و اعتقاد كي اصلاح كرے ' اور اسكي نگراني ميں وه ايك سچے مسلمان هونے كا درجه حاصل كرسكيں - حكومت امريكه نے انكي اس خواهش كو معقول قرار ديا هے اور وه اپنے صرف و تنخواه سے ايك ايسے رئيس ديني كے تقرر كي بدل خواهشمند هے "

سلطان المعظم نے انكي درخواست كو منظور فرمايا اور جزائر فيلي پائن كيليے " شيخ الاسلام " كا ايك عهده قرار ديا گيا جسكے مصارف حكومة امريكه ديگي ' اور جو اپني رياست ديني ميں تكلي آزاد و خود مختار هوگا -

چنانچه اس عهدۂ جليله پر سب سے پہلے جو بزرگ مامور هوے ' وه حضرة الشيخ ' السيد محمد وجيه افندي النابلسي امين الفتاوى مشيخت اسلاميه هيں -

السيد محمد وجيهه افندي ' شيخ الاسلام جزائر ملي پائن

تمام امور ضروريه كے طے پا جانے كے بعد وه آستانے سے بعزم جزائر روانه هوگئے ۱۴ - دسمبر كو بمبئي پہنچے - وهاں سے دهلي آئے - دهلي سے عليگده ' علي گڈه سے ديوبند گئے - پهر چند دنوں به تقريب اجتماع اسلامي آگره ميں تشريف فرما رهے - وهاں سے كلكته اور رنگون هوتے هوے غالباً ملي پائن روانه هوگئے هيں -

آگره ميں مجهے سيد موصوف سے شرف ديدار حاصل هوا ' اور دو تين مفصل صحبتيں مختلف شئون و مسائل اسلاميه و سياسيه پر هوئيں - وه ايك نوجوان فاضل هيں جنكا اصل وطن نابلس (اطراف شام) هے ' مگر پرورش قسطنطنيه ميں پائي هے ' اور علوم دينيه كي تحصيل و تكميل كے ساتهه فرانسيسي اور (غالباً) جرمن زبان كو بهي حاصل كيا هے - تركي كے توطن كي وجه سے تركي زبان مثل مادري زبان كے بولتے هيں ' اور عربي بطور زبان ثاني كے مگر صحيح و فصيح -

ميں نے انهيں ايك فاضل ' وسيع المعلومات ' اور ايك عالم منور الفكر و روشن خيال پايا - انكے خيالات ميں جمود نهيں هے ' مگر ساتهه هي غير معتدل آزادي بهي نهيں هے - عهد حميدي كا ذكر آيا تو انهوں نے اسكے استبداد و جبر كو مخالف كتاب و سنت بتلايا ' ليكن نئے عهد عثماني كي بے اعتداليان بيان كي گئيں تو انكو بهي انهوں نے تسليم كيا -

دعوة و اصلاح كے مسئله ميں وه بالكل الهلال كے مشرب سے متفق

هيں مجھے پوري اميد ہے کہ انشاء الله العزيز انکا قيام جزائر فلي پائن ميں ايک قوي حرکت ديني پيدا کر ديگا - مسئلۂ تبليغ اسلام کے متعلق ميں نے بہت سے مطالب ضروريہ انکي خدمت ميں عرض کيے هيں -

ايک ايسے دور دراز مقام کے قيام کو منظور کرنا هي انکے ايثار نفس کي دليل بين هے - انهوں نے اس ديني خدمت کيليے تنخواه لينا بهي گوارا نهيں کيا - صرف پچاس پونڈ ماهانه اپنے مصارف کيليے لينگے ' اور قسطنطنيه ميں انکے اهل و عيال کيليے ٣٠ پاؤنڈ ماهانه پہنچتے رهينگے -"

انهوں نے کرنل فنلے سے يه طے کر ليا هے که وه تبليغ اسلام کے بارے ميں بالکل آزاد و خود مختار هونگے عربي تعليم کے نشر و اشاعت ميں حکومت مقاميه انهيں مدد ديگي - خطبه ميں سلطان المعظم کا نام ليا جائيگا ' اور انکے تمام احکام و اوامر دربار خلافه کے احکام تصور کيے جائينگے -

جزائر فيلي پائن ميں مسلمانوں کي آبادي پانچ لاکهه سے زياده هے - انکے علاوه قديمي بت پرستي بهي باقي هے جو بهت تهوڑي سعي سے مبدل به اسلام هو سکتي هے

هندوستان کے مسلمانوں کے ليے يه سمجهنا مشکل هوگا که دوله برطانيه جو کچهه اپنے سات سے دس کروڑ مسلمان رعايا کيليے نهيں کرسکتي ' اس سے کہيں زياده رياست هاے متحدۂ امريکه صرف پانچ لاکهه نفوس اسلاميه کيليے کر رهي هے - وه خود اپني معرفت سے انکے ليے ايک شيخ الاسلام مقرر کراتي هے اور سلطان المعظم کے تحت رياست ديني انهيں سپرد کرديتي هے - انگلستان کيلیے (بقول ٹائمس) ايک وحشي گورے کے خون کے آگے تمام مسلمان رعاياے هند کا اضطراب اور ايک عظيم الشان اسلامي حکومت کي تباهي کوئي شے نهيں ' مگر غنيمت هے کہ امريکه ايسا نهيں سمجهتي !

حال ميں سر وليم ويڈر برن کي ايک چهوٹي اخبار انڈيا ميں شائع هوئي هے جسميں انهي جزائر فلي پائن کا دائره اور امريکه کے طرز حکومت سے گورنمنٹ هند کا مقابله کيا هے - وه لکهتے هيں :

" امريکه کے پريسيڈنٹ ولسن کا رويه اهل برطانيه کيليے قابل غور و عبرت هے - جب هندوستان کي کونسل ميں مسٹر گوکهلے کا بل جبري تعليم کے متعلق نامنظور هوا تو اسي وقت بيان کيا گيا تها که جزائر فلي پائن ميں امريکن گورنمنٹ نے ميونسپلٹيوں کے ذريعه جبري تعليم رائج کردي هے ' اور اسکا نتيجه يه هے که برٹش انڈيا کے مقابله ميں وهاں طلبا کي تعداد دس حصه زياده نظر آتي هے !

پريسيڈنٹ ولسن نے علانيه وعده کيا هے که امريکن گورنمنٹ بهت جلد ان جزائر کو آزادي عطا کر دےگي ' مگر هندوستان کو ابتک کوئي ايسي اميد نهيں دلائي گئي ! ! "

زميندار ريليف فنڈ ڈيپوٹيشن

سرپرستي علامه عبد الله عمادي ايڈيٹر زميندار بغرض فراهمي چنده ٢١ جنوري کو لاهور سے روانه هوگا - همیں اپنے مسلمان بهائيوں سے پوري توقع هے که حتی الامکان اس ڈيپوٹيشن کي حوصله افزائي سے اپنے قومي اخبار (زميندار) کے ساتهه سچي همدردي اور محبت کا عملي ثبوت دينے سے دريغ نهيں فرمائيں گے -

منيجر زميندار

مشاهير اسلام رعايتي قيمت پر

(١) حضرت منصور بن حلاج اصلي قيمت ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٢) حضرت بابا فريد شکر گنج ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٣) حضرت محبوب الهي رحمة الله عليه ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه (٤) حضرت خواجه حافظ شيرازي ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه (٥) حضرت خواجه شاه سليمان تونسوي ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٦) حضرت شيخ بو علي قلندر پاني پتي ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٧) حضرت امير خسرو ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه (٨) حضرت سرمد شهيد ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٩) حضرت غوث الاعظم جيلاني ٣ آنه رعايتي ١ آنه (١٠) حضرت عبد الله بن عمر ٣ آنه رعايتي ١ آنه [١١] حضرت سلمان فارسي ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [١٢] حضرت خواجه حسن بصري ٣ آنه رعايتي ١ آنه [١٣] حضرت امام رباني مجدد الف ثاني ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه (١٤) حضرت شيخ بهاالدين ذکريا ملتاني ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه (١٥) حضرت شيخ سنوسي ٣ آنه رعايتي ١ آنه (١٦) حضرت عمر خيام ٣ آنه رعايتي ١ آنه (١٧) حضرت امام غزالي ٥ آنه رعايتي ٢ آنه (١٨) حضرت شيخ محي الدين ابن عربي ٣ آنه رعايتي ٩ پيسه (١٩) شمس العلما آزاد دهلوي ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٢٠) نواب محسن الملک مرحوم ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٢١) شمس العلما مولوي نذير احمد ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٢٢) آنريبل سرسيد مرحوم ٥ رعايتي ٢ آنه (٢٣) رائٹ آنريبل سيد امير علي ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه (٢٤) حضرت شهباز رحمة الله عليه ٥ آنه رعايتي ٢ آنه (٢٥) حضرت سلطان عبد الحميد خان غازي ٥ آنه رعايتي ٢ آنه (٢٦) حضرت شبلي رحمة الله ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [٢٧] کرشن معظم ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [٢٨] حضرت ابو سعيد ابو الخير ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [٢٩] حضرت مخدوم صابر کليري ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [٣٠] حضرت ابو نجيب سهروردي ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [٣١] حضرت خالد بن وليد ٥ آنه رعايتي ٢ آنه [٣٢] حضرت امام غزالي ٦ آنه رعايتي ٢ آنه ٢ پيسه [٣٣] حضرت سلطان صلاح الدين فاتح بيت المقدس ٥ آنه رعايتي ٢ آنه [٣٤] حضرت امام عادل ٤ آنه رعايتي ٦ پيسه [٣٥] حضرت امام شافعي ٦ آنه رعايتي ١٠ پيسه [٣٦] حضرت امام محمد ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه (٣٧) حضرت عمر بن عبد العزيز ٥ - آنه - رعايتي ٢ - آنه (٣٨) حضرت خواجه قطب الدين بختيار کاکي ٣ - آنه رعايتي ١ - آنه (٣٩) حضرت خواجه معين الدين چشتي ٥ - آنه - رعايتي ٢ آنه - سب مشاهير اسلام قريباً دو هزار صفحه کي قيمت يک جا خريد کريں صرف ٢ روپيه ٨ - آنه - (٤٠) ياد رفتگان پنجاب کے اولياے کرام کے حالات ١٢ - آنه رعايتي ٦ - آنه (٤١) آئينه خود شناسي تصوف کي مشهور اور لاجواب کتاب جدا نيدي کا زمره ٥ آنه - رعايتي ٣ - آنه - [٤٢] حالات حضرت مولانا روم ١٢ - آنه رعايتي ٦ - آنه - [٤٣] حالات حضرت شمس تبريز ٦ - آنه - رعايتي ٣ آنه - الکتب ذيل کي قيمت ميں کوئي رعايت نهيں - [٤٤] حيات جاوداني مکمل حالات حضرت محبوب سبحاني غوث اعظم جيلاني ١ روپيه ٨ آنه [٤٥] مکتوبات حضرت امام رباني مجدد الف ثاني اردو ترجمه ڈيڑهه هزار صفحه کي تصوف کي لا جواب کتاب ٦ روپيه ٧ آنه [٤٦] هشت بهشت اردو خواجگان چشت اهل بهشت کے حالات اور ارشادات ٢ روپيه ٨ آنه [٤٧] زبور الاطبا هندوستان بهر کے تمام مشهور حکيموں کے باتصوير حالات زندگي معه انکي سينه به سينه اور صدري مجربات کے جو کئي سال کي محنت کے بعد جمع کيے گئے هيں - اب دوسرا ايڈيشن طبع هوا هے اور جن خريداران نے جن نسخوں کي تصديق کي هے انکے نام بهي لکهدئے هيں - علم طب کي لاجواب کتاب هے اسکي اصلي قيمت چهه روپيه هے اور رعايتي ٣ روپيه ٨ آنه [٤٨] البحران اس نامراد مرض کي تفصيل تشريح اور علاج ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [٤٩] صابون سازي کا رساله ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه -

ملنے کا پته ـــ منيجر رساله صوفي پنڈي بهاؤ الدين ضلع گجرات پنجاب

آثار عرب

مصر کے موجودہ تعلیم یافتہ اشخاص سے صحیح ہمدشہ کے اعتقادي رہي ہے ' الا دو شخص ' ایک قاسم امین بک مرحوم صاحب تحریر المراۃ ' اور دوسرے احمد زکي بک صاحب السفر الي المؤتمر والدنیا في باریس وغیرہ -

پچھلے دنوں احمد زکي بک نے جامعہ مصریہ میں آثار عرب پر تقریروں کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا ' جسمیں مختلف مواضیع ادب و تاریخ و علوم و علم اللسان پر نہایت وسعت نظر و دقت رائے سے بحث کي تھي - اب ان سب کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے - آج انکي ایک تقریر کا تھوڑا سا حصہ درج کیا جاتا ہے جو زیادہ خشک اور علمي نہیں ہے تاکہ عام طور پر دلچسپي سے پڑھا جائے (ایڈیٹر)

حضرات '

سب سے پہلے میں عربي طریقہ پر سلام کرتا ہوں اور ہر شخص سے فرداً فرداً کہتا ہوں کہ " سلام علیک " اسکے بعد میں اسلامي طریقہ پر سلام کرتا ہوں اور کہتا ہوں " السلام علیکم " -

اس سلام مزدوج کے بعد میں وہ لفظ استعمال کرتا ہوں جو اہل فرنگ نے عربوں سے لیا ہے اور جسے بلحاظ معني اصلی کے میں آپ سے کہتا ہوں ' یعني " Salamlek " -

حضرات ! اہل یورپ تو اس تیسرے لفظ کو تملق و تذلل اور انتہاء خضوع و خشوع کے لیے استعمال کرتے ہیں ' مگر در حقیقت یہ لفظ اس اثر کا ہمیں پتہ دیتا ہے جو اسلامي تمدن نے یورپ کي مغربي قوموں پر ایک زمانے میں ڈالا تھا -

کیا اس عالم کي یہ سنت جاریہ نہیں ' کیا تمدن کا یہ قاعدہ نہیں کہ جب مختلف و متباین قومیں باہم ملتي ہیں اور ایک کو دوسرے سے سابقہ پڑتا ہے ' تو ضرور اس سے ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے ' اور یہ اثر اسقدر قوي ہوتا ہے کہ بالآخر عام اور خاص ' دونوں قسم کے حالات میں ظاہر ہوتا ہے ؟ اس تاثیر کا سرچشمہ تمدن کي قوت ہے - غالب و چیرہ دست قوم معراج تمدن کے جسقدر بلند زینے پر ہوگي ' اور مغلوب قوم پر اسکو جسقدر تسلط و اقتدار حاصل ہوگا ' اسي نسبت سے یہ اثر بھي کمزور و ضعیف اور قوي و استوار ہوگا -

کسي قوم میں جب تمدن پھیلتا ہے ' تو ضرور اسکے افراد بھي اس بسیط زمین پر پھیلتے ہیں اور دوسري قوموں پر غالب ہوجاتے ہیں - وہ قبائل جو اسکے جوار میں یا اسکے ساتھ رہتے ہیں ' اسکا کہنا مانتے ہیں ' ان پر فوراً اس قوم کو یک گونہ حکومت حاصل ہوجاتي ہے گو یہ حکومت ظاہري نہ ہو بلکہ معنوي ہو - جو لوگ تفکر و تامل کو کام فرماتے ہیں انہیں اس حکومت معنوي کے آثار تجارت ' زراعت ' صنعت ' اخلاق و عادات ' علوم و معارف ' بلکہ لہو ولعب ' ظرافت و مزاح ' وقار و رندي ' غرضکہ زندگي و تمدن کے ہر شاخ و مظہر میں اسطرح نظر آجاتے ہیں ' جسطرح صبح کي پیشاني یا دن کي روشني نصف النہار میں !

اجتماع و تمدن کے اس بدیہي قانون کے ثبوت کے لیے میں آپ کو دور نہیں لیجاتا - صرف اتنا کہتا ہوں کہ آپ ذرا اپنے گرد و پیش پر ایک نظر ڈالیں - کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم میں سے ایک شخص جو اپني مادري زبان بھي اچھي طرح بول نہیں سکتا اور (اسکے نزدیک) اسکي بدقسمتي سے خدا نے اسکو کسي عجمي زبان میں استعمال و انہماک کا موقع بھی نہیں دیا ' مگر با ایں ہمہ جب وہ اپنے کسی دوست اور ہم چشم سے ملتا ہے تو فوراً کہتا ہے :

" بونجور مون شیر دون سموار " (یہ ایک فرانسیسي کلمۂ مزاج پرسي و تعارف ہے جو اب فرنگی مآب مصریوں میں بجائے کلف حالک کے جاری ہوگیا ہے ' اور انکی تقلید سے اسکا استعمال اسقدر بڑھگیا ہے کہ عام طور پر ہر شخص بولنے لگا ہے حتی کہ سلام علیک تک متروک ہے ! - الہلال) کیا یہ امر اب قطعی نہیں کہ عنقریب وہ دن آنے والا ہے جبکہ ہمارے لڑکے گھروں میں بھي گوڈ مارننگ گوڈ نائٹ مائي ڈیر ' کہا کرینگے -

نہیں ' وہ دن تو آگیا - اب تو گھروں میں بھي ہمارے لڑکوں کي زبان سے یہي نکلتا ہے -

لعمري (اپني عمر کی قسم) ' یہ نفوس کا ضعف ' مزاج کی کمزوري ' اور اخلاق کی پستی ہے - یہ حرکت علما کے نزدیک تنگ ظرفی ہے اور نیم علما کے نزدیک خود نمائي - رہے جاہل تو انکے لیے اسقدر کہدینا کافي ہے کہ وہ جاہل ہیں !

میرے نزدیک اس تنگ ظرفي اور خود نمائي ' دونوں کے خلاف اخلاقي جنگ کرنا چاہیے تاکہ ہم اپني قومیت اور زبان کو محفوظ رکھہ سکیں ' اور اپنے ملک کے زندہ کرنے کے متعلق ہماري کوششیں کامیاب ہوں -

لیکن آج شب کی صحبت کا میرا موضوع مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں بہت سے مقامات پر عربي الفاظ کے بدلے غیر عربي الفاظ استعمال کروں ' یہ اسلیے تاکہ ان پس ماندہ آثار اور لازوال مآثر کو بیان کرسکوں جو ہمارے آباء و اجداد یورپ کی قوموں میں اپنے بعد چھوڑ آئے ہیں - (اسکے بعد خطیب نے فرانسیسی زبان کا ایک فقرہ لکھا ہے مگر وہ ہم نے اسلیے حذف کردیا کہ قارئین الہلال میں بمشکل کچھہ لوگ ایسے ہونگے جنکے لیے وہ چند اصوات مرتبہ سے زیادہ ہو - الہلال)

آپ نقش حیرت بنجائینگے جب میں آپ سے کہونگا کہ (Ebahi) اور (Ahuri) یہ دونوں فرانسیسي لفظ خالص عربي اصل سے مشتق ہیں - پہلا لفظ (Ebahi) جسکے معنی پریشان و حیران کے ہیں ' اور اسی طرح اطالي زبان کا یہ فعل (baro) جو اسکے ہم معني ہے ' دونوں عرب کے اس قول سے نکلا ہے کہ " فلاں مالہ بالہ " یعني حیران و پریشان ہیں - دوسرا لفظ یعني (Ahuri) جسکے معنی مبہوت و مرعوب ہوجانے کے ہیں ' وہ بھی اس جملے سے نکلا ہے کہ " بہرت فلاناً ماتبہرا " کیا اب بھي کسیکو حیرت و تعجب ہے ؟ حالانکہ جب سبب ظاہر ہو جائے تو تعجب دفع ہونا جاتا ہے ' اور اشتقاق جسقدر واضح ہے وہ تو ظاہر ہي ہے -

اس فرانسیسي فقرہ میں میں نے ایک لفظ (Saucho) استعمال کیا تھا - یہ لفظ بھی عربي نژاد ہے - اگر اطالی لہجہ میں اسکا تلفظ کریں تو " سوکي " ہوگا ' اور اگر ہم اطالي زبان میں اسکے ہم معنی لفظ تلاش کریں تو ہمیں دو لفظ (Zicca) اور (Zocco) ملینگے ' اور اگر اب ہم اسکے بعد یہ آیت تلاوت کریں : ازرع اخرج شطاہ فآزرہ فاستغلظ فاستوي علی (سوقہ) یعجب الزراع تو اسکا مشتق منہ واضح ہو جائیگا (یعني لفظ سوق) -

اصل یه هے که اهل یورپ نے زراعت کے متعلق بهت سي چیزیں عربوں سے سیکهیں جیسا که هم آگے بیان کرینگے - ان امور کے ساتهه انکے اسماء بهي اپني زبان میں داخل کرلیے ' لیکن یه اسماء کبهي بحالت مفرد لیے اور کبهي بحالت جمع - Souche جو اسوقت زیر بحث هے' انهوں نے لفظ (سوق) سے لیا هے جو جمع هے ساق کي - اسکے بعد اسمیں تحریف کي اور اسکو سطح زمین سے زیر زمین لیگئے اور بیخ و بن کے معني میں استعمال کرنے لگے - پهر اس تصرف و تحریف کا دائرہ اور وسیع کیا اور اسکو ان تمام معاني میں استعمال کرنے لگے جن میں که لفظ جرثومه استعمال کیا جاتا هے -

هزارها الفاظ هیں جو همیں یه بتاتے هیں که عربوں نے اهل یورپ پر اپنے اثر کا جو نقش بٹهایا تها وه اسقدر پائدار تها که آج تک باقي هے - هاں یه صحیح هے که قصر تمدن کو زمانے اور حوادث کے هاتهوں نے مسمار کردیا ' مگر اسکے کهنڈر ابتک عالم هیں جو اپني خاموش آواز میں شاعر سے باتیں کرتے هیں ' مسافر کا دامن دل کهینچتے هیں ' اور دلوں میں گزرنے والے خیالات سے سرگوشیاں کرتے هوے عربوں کے ان ماثر و مفاخر کي داستانیں بیان کرتے هیں جو کل تک تهے مگر آج نهیں هیں !

آج میں آپکے سامنے ایسے الفاظ کے متعلق اپني معلومات کا ایک حصه بیان کرونگا ' جو فرانسیسي (اور اسکے مختلف لہجوں یعنے ڈالیکٹ میں جو فرانس کے بعض حصوں میں رایج هیں) اطالي (اور اسکے ان مختلف لہجوں میں جو جزیرہ نماے اطالیه اور اس سے ملحق جزائر میں پیدا هوے) اسپني اور پرتگالي میں (اور ان دونوں کے ان لہجوں میں جو اندلس میں پیدا هوے اور حسب قانون نشو و ارتقاء اب نیست و نابود هوگئے) موجود هیں -

میں نے ابهي آپ سے کہا که ساعترف (خطیب نے اس مضمون کے لیے که " میں اپني معلومات کا تهوڑا سا حصه بیان کرونگا " یه الفاظ استعمال کیے هیں : " ساعترف لکم " ولکن ما اعلم انه ماخوذ من العربیه - الهلال)

مگر اس لفظ سے اسوقت تک آگے نه بڑهونگا جب تک که آپ کو یه نه بتالوں که اهل یورپ نے (Carafe) اسي لفظ سے نکالا هے - (Carafe) تو فرانسیسي هے ' مگر یہي لفظ بتغیر بعض حروف اطالي میں (Caraff) صقلیه میں (Carabba) اور اسپیني میں (Carrafa) هے - گو ان تمام قوموں کے تلفظ میں اختلاف هے مگر یه امر ان سب میں مشترک هے - ان سب نے مصدر کا استعمال اسم کے معني میں کیا هے - چنانچه انکے یہاں اسکے معني هیں ایک شیشے کا برتن جسمیں پاني یا شراب رکهي جاتي هے (یعني واٹر گلاس - - الهلال) -

میں ایک ایسے میدان میں اترنا نهیں چاهتا جسکا میں مرد نهیں - انگریزي کے متعلق میري واقفیت محدود ' جرمني کے متعلق اسکا عدم وجود برابر ' یوناني کے متعلق اس صفر کے برابر جو رقم کے دهني طرف لکها جاتا هے ' علی هذا وه تمام زبانیں جنهوں نے ٹهیک اسیطرح علوم اور روزانه زندگي کے متعلق الفاظ کا ایک کثیر ذخیرہ عربي سے لیا ' جسطرح که آج هم بے سوچے سمجهے انکے هزارها الفاظ استعمال کررهے هیں ' اور همارے اس بے پرواهي کا یه عالم هے که بهت سے ایسے الفاظ کیلیے بهي انکے دست نگر هیں جنکے هم معني الفاظ همارے زبان میں موجود هیں - یہاں ان الفاظ کا ذکر نهیں جنکو ارباب علم و فضل مخصوص اغراض یا ایسي نو ایجاد اشیاء کے لیے وضع کرتے هیں ' جو پہلے غیر معروف و معلوم تهیں - یه الفاظ تو تمام بني نوع انسان کي ملک هیں ' هر شخص انکے استعمال کا حق رکهتا هے - اس عالم میں یہي سنت الهیه هے - البته کبهي انکا سرچشمه هم تهے ' آج دوسرے هیں : و تلک الایام نداولها بین الناس -

مجهے امید هے (استغفر الله میں کیا کهه رها هوں) نهیں ' همارا فرض هے که هم تمام عربي بولنے والے سب ملکے ایک هوجائیں ' اور اسباب ترقي پیدا کرنے کے لیے اپنے علوم کي تجدید اور اپني زبان کے زنده کرنے کي پیهم کوشش کریں - علوم کي تجدید اور احیاء لغت کا صرف وهي طریق وحید هے جس پر چلکر هم اپنے نامور آباء و اجداد کي طرح لوگوں میں بلند مرتبه حاصل کرسکتے هیں -

اے حضرات ! یه عاجز جو اسوقت آپکے سامنے بول رها هے ' یه ایک بار افتتاح جامعۂ مصریه کي تقریب میں اعلی حضرت عباس حلمي (خدیو مصر) کے سامنے تقریر کرچکا هے - اس تقریر میں میں نے بیان کیا تها که مسلمان جو اوج ترقي پر پہنچے تو صرف اسلیے که انهوں نے اس امر الهي کے بموجب بحري اور بري سفر کیے جو ان پر فرض کرتا هے که وه طلب رزق کے لیے کوشش کریں اور اس وسیع کرہ زمین میں سفر کریں - یه معلوم هے که رزق دو قسم کے هیں - ایک مادي اور دوسرا اخلاقي - (غالباً یه اس آیت کریمه کي طرف اشاره هے : فانتشروا في الارض و ابتغوا من فضل الله - الهلال)

اس حکیمانه آیت پر همارے اسلاف نے عمل کیا ' اور وه اس درجه پر پہنچے - هم نے اس آیت کے برعکس کیا ' همارے یه حالت هوگئي !

حضرات ! هم سب نے همیشه دیکها هے که گرمي آئي اور مصریوں نے کہنا شروع کیا : چلو ' گرمي کا موسم بسر کرنے یورپ چلیں - یه گرمي کا سفر ائلاف قریش کے لیے تها ! (یه اشاره هے واقعۂ نزول سورۂ لایلاف کي طرف - الهلال) مگر وه یه بهولگئے که گرمیوں میں قریش کا سفر تجارت سے مال و دولت حاصل کرنے اور سفر کے فوائد و نتائج سے متمتع هونے کے لیے تها - آه ! همارے قوم کا بیشتر حصه جس غرض کے لیے یورپ بهاگتا هے ' اور جو کچهه وهاں کرتا هے ' اسکو تو تم خوب جانتے هو - یه لوگ خفافاً یا ثقالاً (هلکے یا بوجهه سے بهاري) کس عالم میں هیں ؟ افسوس ' همیشه خفافاً جاتے هیں ' مگر جیب میں وه شے هوتي هے جسکا وزن تو هلکا مگر قیمت گراں هوتي هے ' یعني نوٹ ' اور اسطرح اس شاعر کي گویا تکذیب کرتے هیں جس نے اپنے ممدوح سے کہا تها :

اهدیتني ورقاً لم تهدني ورقا
قل لي بلا ورق ما ینفع الورق ؟

(یعني تم نے مجهے کاغذ بهیجا مگر چاندي نه بهیجي - بتاؤ ' بے چاندي کے کاغذ کس کام کا ؟)

اگر یه شاعر اسوقت زنده هوتا تو کبهي اپنے ممدوح کو اسطرح نه لکهتا ' بلکه اس سے کسي هنڈي پر دستخط کرا لیتا یا جس بنک میں اسکے ممدوح کا روپیه هوتا اسکے نام ایک چک لیلیتا -

یادش بخیر - چک (چ کو عربي میں شین سے بدلدیتے هیں اسلیے خطیب نے چک کو شک کہا هے - الهلال) بهي عربي لفظ هے جو فارسي سے عربي میں آیا هے - یه دراصل صک هے اور اسکي جمع هے صکوک - اهل یورپ نے ان هزارها تجارتي اور زراعتي الفاظ کے ساتهه جو انهوں نے عربي زبان سے لیے هیں ' لفظ صک کو بهي لیا - اور Cheque کہنے لگے (غالباً فرنچ میں " س " کو " Ch " لکهتے هیں - انگریزي میں بهي چک کا املاء یہي هے - حالانکه " ص " کے لیے انگریزي میں " Ch " نهیں استعمال کیا جاتا - مگر یه یاد رکهنا چاهیے که انگریزي میں یه لفظ فرنچ کے واسطه سے آیا هے - الهلال -)

بريد فرنگ

سنـــه ۱۳ - اور هـــلال

قديم و جديد مسئله شرقيه

(او كربفك ۲۷ دسمبر)

انيس سو بارہ نے همیں پرانے " مسئلـه شرقيـه " كا خاتمه دكهايا اور انيس سو تيره نے اپني طنز آميز فياضي سے ايك نيا مسئله ' شرقيه " ايجاد كرديا - يهي شے اس سـال كي اصلي مزيت اور ديرپـا خصوصيت هے جسكي وجـه سے يـه سـال يورپ كي تـاريخ ميں هميشه مشهور و معروف رهيگا -

اس لحاظ سے يه سال نه صرف برا تها ' بلكه بلا ادنى مبـالغه كے ايـك مضرت رساں سـال تها - بلقان ميں يورپ كي بزدلي اور شديد بربريت كي كاميابي سے جو نتيجه هوا ' ارباب سياست كے ليے اميد كي برباد شده صـورت هے ' اور اصحاب خـيـال (Idealist) كے ليے اس فـريب كا انـكشاف جسميں وه اب تـك مبتلا تھے - مگر يه اسكي اكيلي برائي نهيں كيونكـه يه اپنے انـدر اور بهي برائياں ركهتا هے -

اس نے آينده كے بے گناه لوگوں كے ليے ايك ايسا بوجهه تركـه ميں چهوڑا هے ' جسكا فيصله وه هميشه كے ليے كـرسكتا تها اور صـرف اسيقدر نهيں بلكه اس بوجهه كے ساتهه مزيد پيچيدگياں بهي - سر ايڈ ورڈ گرے ' همیں حكم ديتے هيں كه هم شكر كريں كه جنگ يورپ سے بچگئے - سر ايڈورڈ گرے كا يه قول تو بالكل غير فاني ڈك كے انداز ميں هے ' بلكه اسكے اس دائمي تسلي كي دوسري شكل كه " جب تك خوش طبعي كي شمع ميں روح كي آگ روشن هے اور دوستي كا بازو پر نهيں جهاڑتا ' اسوقت تك مهر و عنايت ميں تفريق كي كيا پروا ؟ "

بدقسمتي سے اس صورت خاص ميں زندگي كي شمع بڑي حد تك بے حيائي كي شمع هے -

اور رها " بين القومي دوستي كا بازو " تو اسكي اصلي مكر يه هے كه ان غير " زنده دل " جنگي تيـاريوں كي عظيم الشان وسعت كو پوشيده ركها جائے جو هر سلطنت دوسرے كے ليے كررهي هے !

بيشك هم اس سال جنگ سے بچگئے هيں اور شايد آينده سال بهي بچے رهيں ' مگر نو حلقه بگوش قوموں كا آه و زاري كرنا ' دول كي نا جائز خواهشوں كے ليے نئے رقيبوں كا پيدا هونا ' اور اسلحه بندي ميں دول كي منافست كا وسيع اور تيز هونا ' يه چيزيں اس صلح كي داستان سنائيگي جس پر سر ايڈ ورڈ گرے كو اسقدر ناز هے !

آؤ ذرا اور زياده قريب سے ۱۹۱۳ كے تركه كو ديكهيں ! گذشته سال تو معقول اميدواري ميں ختم هوا تها - بلغاري قسطنطنيه كے دروازه پر تھے - ترك اپنے آخري يورپي خندقوں ميں چهپے هوے تھے - سرويا اور بلغاريا كا عهد نامه اتحاد اپنے ان دفعات كے ساتهه ابهي تـك صحيح و سالم تها جو مفتوحه زمينوں كي قوميت كے اصول پر تقسيم كے متعلق نهيں - يورپ كي سياست كا يه شعار تها كه بلقان بلقانيوں كے ليے هے ' اور اس شعار كي پيروي بلكه اسكے معنى كي تصوير كشي كے ليے دول نے البانيه كے آزاد كرنے كا فيصله كرليا تها - ايشيا ميں ايك مستحكم اور دوباره پيدا هونے والي تركي كے مستقبل نے بظاهر وزير اعظموں كي تمام قيمتي اور تاركي بخش فياضي كو مشغول كر ليا تها ' اور انهوں نے تركي كي اس نئی قلمرو كی حفـاظت كے ليے جزائر ايجين كي قسمت كا فيصله اپنے هاتهوں ميں ليليا تها - ان تمام باتوں سے ايك لـلچانے والی اميد پيدا هوئی ' اور اس توقع كي پوري پوري تصـديق هوگئی كه بالاخـر يورپ كے وجـدان (كانشنس) سے مسئـله شـرقيه كا اثر اتر جائيگا -

يه صحيح هے كه اس زرد هلال كا گردش كرتا هوا آسمان ' ابر سے صاف نه تها -

ليكن يه بهي تو معلوم هوتا تها كه صبح طوفان كی علامتيں اگر درحقيقت غفلت و بے پرواهي كے قـابل نهيں ' تو انكا انتظام هوسكتا هے -

افسوس ! يورپ كي فـياضـي اور اسكی همت ' دونوں مرتب ثابت هوئيں - اسكا مصنوعي اتحاد ضروري نصيحه كے بجبر نفـاذ كرنے كے قـابل نـه نكلا ' اور اسليے سـنه ۱۹۱۲ ع كي درخشاں اميديں خون كے سمندر ميں حل هوگئيں ' اور انـكي يه گم گشتگي عهدنامه بخارست كي بے شرم خشك مزاجي كي صورت ميں قلمبند كي گئي !!

غرض سال گذشته كے تمـام نتـائج كي فهرست اسطرح بنـائي جاسكتي هے :

(۱) مسئلهٔ مقدونيه ايك ايسي صورت ميں دوباره زنده هوا هے جو " عثماني مظالم " كے زمانے سے بے انتها زياده خطرناك هے -

(۲) ايك نيا مسئله البانيـا پيدا هوا هے جس نے بلقان كي معمولا پريشان سياست كے ليے بے چيني كے نئے عناصر فراهم كرديے اور يورپ كے توازن دول كے خوشگوار ميدان ميں زلزله ڈالديا -

(۳) ڈينيوب كے جنوب پر ايك بلغاري (Alsace) تخت نشين هوا هے -

(۴) اور آخر ميں يه كه دول عظمى كي جوع الارض نے اپنے كو كمزور باب عالى كے ايشيائي ممالك پر محدود كرليا هے ' جهاں

وہ رقابتیں ' جنکی نے ترتیب تماشگاہ ایک زمانے میں بلقان تھا ' اپنی بازگشت اور افزایش کی عمدہ علامتیں ظاہر کر رہی ہیں -

* * *

اہلی مقدونیہ کی حالت نہ صرف تدبر کے غلط استعمال کی حیثیت سے قابل افسوس ہے بلکہ دراصل وہ ایک مشہور شرمناک واقعہ ہے - معاصر ترکی مدبروں میں ایک قابل ترین شخص یعنی حسین حلمی پاشا نے ' جو یوروپین ترکی میں مصلحین کی امیدگاہ تھے اور اب والنا میں عثمانی سفیر ہیں ' نومبر سنہ ۱۹۱۲ع میں اعلان کیا کہ " جہاں تک مسئلہ مقدونیہ کے حل کا تعلق ہے تراونکا مقدونیہ سے نکلنا اسکو اور پیچیدہ کردیگا "

انکی پیشینگوئی بہت زیادہ پوری ہوئی - چند ہفتے ہوے کہ مقدونی وکلا مجبور ہوئے جو اسوقت یورپ کے دفتر ہاے خارجیہ سے ملنے کے لیے بیکار دورہ کر رہے ہیں - انکی دعاؤں میں ٹیپ کا مصرعہ یہ تھا :

" ہمیں ہمارے نئے عیسائی مالکوں سے نجات دو ! ہمکو خود مختاری دو ! ! لیکن اگر یہ ناممکن ہو تو پھر جسطرح ممکن ہو ' ہمارے پہلے ظالم آقا یعنی ترکوں کو ہمیں واپس دیدو ! ! ! "

یہی صدا نئے سروی اور یونانی مقبوضات کے بلغاریوں ' یہودیوں ' اور البانیوں ' اور نئے سرویا کے یونانیوں ' اور نئے یونان کے سرویوں کی طرف سے بھی آ رہی ہے -

اس واقعہ کی تردید نا ممکن ہے کہ نہ صرف ان لوگوں کے ساتھ ترکوں کے زمانے سے بدتر سلوک کیا جا رہا ہے ' بلکہ یہ عہد نامہ کے شرائط کی ایک سونچی سمجھی ہوئی خلاف ورزی ہے - اپنے اندر جذب کرنے کے متعلق سرویا کی اسکیم یہ ہے کہ پہلے فی کلفرمست گرجوں اور اسکول کو دبایا جاے ' اور سچ یہ ہے کہ اسوقت یونانیوں نے بھی اپنے کو زیادہ روا دار ثابت نہیں کیا -

سر ایڈورڈ گرے نے مداخلت کا وعدہ کیا ہے ! !

لیکن کیا ایک کارگر علاج کے استعمال میں وہ اپنے ساتھ اتحاد یورپ کو بھی شریک رکھہ سکینگے ؟ یہ ابھی مشکوک ہے -

[بقیہ مراسلات]

ال انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس
کی مخالفانہ روش

غالباً جناب میری اس جرات کو معاف فرمائینگے اگر میں کہوں کہ " محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس " تمام مسلمانوں کی کانفرنس نہیں ہے ' کیونکہ اگر یہ مسلمانوں کی کانفرنس ہوتی تو اسکے لیڈر (انما المومنون اخوة) کے خلاف معاندانہ کارروائی کا اظہار نکرتے اور اپنی یعنی مسلمانوں کی قوم میں سے ایک کثیر التعداد فرقہ (قصاب) پر اظہار نفرت نکرتے ' اور اس فرقے کو اپنے سے جدا نہ سمجھتے ' اور عام جلسہ میں اسکے کہنے کی ضرورت محسوس نکرتے کہ " اگر تم قصابوں کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے ہو تو کرو ' لیکن تم انکو چندہ لینے کی غرض سے اپنے جلسے میں شریک کرلو " کیا اسکے لیڈر (انما المومنون اخوة) کے پیرو ہو سکتے ہیں ؟ کیا کانفرنس کا نصب العین مسلمانوں میں فرقہ بندی کرنیکا ہے ؟ کیا اتفاق اسی کا نام ہے اور کیا آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس) کے یہی معنی ہیں ؟

مولانا ! میری حیرت کی انتہا نہیں رہتی ' جبکہ مقرر لیڈر کے مذکورہ بالا فقرہ پر نظر ڈالتا ہوں ' افسوس کہ مقرر کی نظر اس نقطۂ خیال تک نہ پہنچ سکی ' اور اسنے اس بیدلی کے اسباب پر غور نہیں کیا جو قصابوں کے دلوں میں پیدا ہو جانے والی تھی - غالباً اسپیکر کوئی صاحب خیال کرینگے کہ اگر قصاب بد دل ہوں تو ہو جائیں ' کیا انکی وجہ سے کانفرنس کا کام نہیں چلیگا ؟ مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جسم کے تمام اعضا میں سے صرف ایک عضو کاٹ کر پھینک دے تو کیا اسکو آرام مل سکتا ہے ؟

حافظ امام الدین اکبر آبادی

الهـــلال :

معاف کیجیئگا - آپنے بغیر خبر کے مبتدا شروع کردیا - معلوم نہیں یہ حملہ کس نے کیا اور کب کیا ؟ بہتر تھا کہ اسکی تشریح کی جاتی - پھر اگر ایک شخص نے کہا تو کانفرنس اسکی ذمہ دار نہیں ہوسکتی - اسلام میں پیشہ اور خاندان کوئی چیز نہیں - یہ ہماری بنائی ہوئی حدود ہیں جنھیں ہمارا خدا منظور نہیں کرتا - تمام مسلمان باہم بھائی اور یک درجہ ہیں ' الا وہ جسکے اعمال بہتر ہوں : ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم -

---

حضرت مولانا ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

اس ڈویژن میں ایک نہایت شریف ہندو دیسی اگزکیوٹو انجنیر ہیں - اردو انکی مادری زبان ہے ' اور برخلاف ہمارے نو تعلیم یافتوں کے اردو کی قدر بھی کرتے ہیں -

مجھہ سے انہوں نے شکایت کی کہ مسلمان اخبار جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے متعلق لکھتے ہی نہیں یا بہت کم لکھتے ہیں - آپ الہلال کو لکھیں کہ وہ اس بارہ میں قلم اٹھاے - انجنیر صاحب کے جس فقرہ نے مجھے اس تحریر پر آمادہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ " کانپور کے معاملہ میں میں نے الہلال کی تحریریں دیکھی ہیں - بے اختیار دل چاہتا ہے کہ جا کر قلم چوم لوں " - آپ کے قلم کا غیروں پر یہ اثر ہے تو اپنے کیونکر اوسکی مدح سے عہدہ برا ہو سکتے ہیں ؟

جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دل سے مذہب کی گرفت جسقدر ڈھیلی ہوتی جاتی ہے آپ مجھہ سے زیادہ جانتے ہیں - خواہ علی گڈہ کے تعلیم یافتہ ہوں یا کہیں کے - کیا کوئی ایسی تصنیف و تالیف اردو یا انگریزی میں موجود ہے (کیونکہ یہ لوگ عربی سے بالکل نا اشنا ہوتے ہیں) جس سے اصل اسلام کا نقشہ اونکے دلوں میں جم سکے ؟

وہ لوگ مروجہ اسلام کو اسلام سمجھتے ہیں ' اور اسلیے رسماً یہی مانتے بھی ہیں -

ایک ایسے تعلیم یافتہ سے میرا بھی تعلق ہوگیا ہے ' اور میں چاہتا ہوں کہ کسیطرح اسکے دین کے متعلق خیالات میں اصلاح ہوجاے -

امید ہے کہ آپ اس بارہ میں امداد فرمائینگے - انسانوں کی ممنونیت و تشکر سے تو آپ مستغنی ہیں ' آپ نے اپنا وقت ' قلم ' اور زبان اصلاح قوم کے لیے وقف فرما دی ہے - خدا آپ کی مدد کریگا اور اجر دیگا -

گل پھینکے ہے غیروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے ابر کرم بحر سخا کچھہ تو ادھر بھی

سید عبد الوحید ڈپٹی کلکٹر -

الهـــلال :

کرم فرمائی کا شکریہ - یہ تو صحیح نہیں کہ الہلال نے جنوبی افریقہ کے مسئلہ میں حصہ نہیں لیا - آپ الہلال کے گذشتہ پرچے ملاحظہ فرمائیں - علی الخصوص جلد ۳ نمبر ۲۱ - اور نمبر ۲۲ - نمبر ۲۲ کا لیڈنگ آرٹیکل " العذاب الالیم " کی سرخی سے اسی موضوع پر تھا - اسکے پڑھنے سے ان جذبات کا اندازہ ہوسکیگا جو اسکے متعلق میرے اندر ہیں -

جن کتابوں کی نسبت آپنے دریافت کیا ہے ' سچ یہ ہے کہ اسکے متعلق ہمارے پاس کچھہ سامان نہیں - اسبارے میں آپکو خط لکھونگا -

شمس العلما ڈاکٹر سید علي صاحب بلگرامي ایم - اے - ڈي لیٹ بیرسٹر ایٹ لا کی میڈیکل جیورس پروڈنس

یعني طب متعلقہ مقدمات عدالت پر

حکیم سید شمس الله قادري - ایم - آر - اے - ایس - ایف آر - ایچ - ایس - کا ریویو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کي نسبت کچھہ لکھا جاے یہ بتا دینا مناسب معلوم ھوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز ہے - کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معني ان الفاظ میں بیان کیے ھیں :—

" میڈیکل جیورس پروڈنس " علم طب کي اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باھمي تعلقات سے بحث کي جاتي ہے ' اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانوني و طبي ھیں جو عدالتي انصاف سے متعلق ھیں ' اور نیز بعض وہ امور جو انسان کي تمدني حالات سے تعلق رکھتے ھیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانوني ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے -

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کي جاتي ہے جن کي ضرورت فوجداري کاروبار میں لاحق ھوتي ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زھر خوراني وغیرہ کے مقدمات ھیں - ان کے متعلق طبي تحقیقات و شہادت کا ھونا ان تمام آدمیوں کے لئے ضروري ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ھیں - مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسي حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ھو تو اس کا نتیجہ یہ ھوتا ہے کہ کسي بے گناہ کو سزا ھوجاتي ہے اصل مجرم رھا کردیا جاتا ہے - اسي طرح اگر کوئي وکیل یا پیروکار ان امور کا ماھر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ھوتے ھیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ھمیشہ مقدمات کے خراب ھوجانیکا اندیشہ لگا رھتا ہے میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاھي حاصل ھوتي ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کي قابلیت پیدا ھوجاتي ہے جنپر

عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیاٹبرک ھیر ایم - ڈي - ایف - آر - سي - ایس نے ملکر انگریزي میں تصنیف کیا تھا - پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشي زیادہ کردیے ھیں ' جسکي وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کي صورت اختیار کرلي ہے -

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ھیں جو فوجداري مقدمات میں ھمیشہ در پیش رھتے ھیں مثلاً

مقدمات قتل کے متعلق

(۱) زخم - چوٹ (۲) ھلاکت کي جوابدھي (۳) شہادت قرینہ (۴) لاش سڑنے کے مدارج (۵) مختلف اعضاے انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ھونا (۸) پھانسي یا گلا گھونٹنا وغیرہ -

عورتوں کے متعلق

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشي (۳) اسقاط حمل -

(۱) معدني سمیات (۲) فلزي سمیات (۳) نباتي سمیات (۴) حیواني سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاھر ھوتے ھیں ان کا بیان -

امور مختلفہ کے متعلق

(۱) زندگي کا بیمہ (۲) جنون (۳) زھر خوراني وغیرہ -

ان تمام ابواب کے ساتھہ قانوني نظائر بھي مندرج ھیں جن کي وجہ سے ھر مسئلہ کے سمجھنے میں بہت سہولت پیدا ھوگئي ہے ' اور ساتھہ ھي ساتھہ اس کا بھي پتہ چل جاتا ہے کہ ایسي حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ھیں -

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کي اعلی علمي قابلیت ظاھر ھوتي ہے - مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھي اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آساني سے بلا کسي مزید غور و فکر کے ھر انسان کي سمجھہ میں آتا ہے - علمي اور فني اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ھیں کہ بغیر کسي ڈکشنري یا ریفرنس بک کي مدد کے ان کے معاني ربط مضمون سے ذھن نشین ھو جاتے ھیں -

مدت ھوئي کہ اردو میں ایک چھوٹي سي میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ھوئي تھي ' جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھي اور ایک ایسي کتاب کي شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ھر طرح جامع و مکمل ھو -

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمي پوري ھوگئي اور ایسے شخص کے قلم سے پوري ھوئي جو بنظر علمي قابلیت اور ھمہ داني کے اعتبار سے تمام ھندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا -

امید ہے کہ قانون داں اور فوجداري کار و بار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ھدایت اور خضر رھنما سمجھہ کر اس کي ضرور قدر کریں گے - یہ کتاب نہایت اعلی اھتمام کے ساتھہ مطبع مفید عام آگرہ میں چھپي ہے اور (۳۸۰) صفحے ھیں - اس کي قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھي ' مگر اب عام فائدہ کي غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کردي گئي ہے - اور مولوي عبد الله خان صاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر اباد دکن سے مل سکتي ہے

مولوی غلام علي آزاد بلگرامي کي دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلي نعماني)

مولانا غلام علي آزاد ان وسیع النظر محققین میں سے ھیں کہ ان کے ھاتھہ کي دو سطریں ھاتھ آجاتي ھیں تو اھل نظر آنکھوں سے لگاتے ھیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ھوگیا - اھل ملک کي خوش قسمتي ہے کہ مولوي عبد الله خان صاحب (کتب خانہ آصفیہ حیدر اباد) کي کوششوں سے ان کي تصنیفات سے دو نہایت اعلی درجہ کي تصنیفیں آج کل شائع ھوئي ھیں - سرو آزاد اور مآثر الکرام - سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے - یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت بھي رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابي اشعار ھیں ' اعلی درجہ کے ھیں ' ورنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعري صحیح نہیں اور خزانہ عامرہ اور ید بیضا میں انھوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے - اکثر ادنی درجہ کے اشعار ھیں -

مآثر الکرام میں ان حضرات صوفیہ کے حالات ھیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ھندوستان میں پیدا ھوے -

دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ھیں جو ھزاروں اوراق کے الٹنے سے بھي ھاتھ نہیں آسکتیں - میں آزاد کي روح سے شرمندہ ھوں کہ علالت اور ضعف کي وجہ سے ان کي نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کرسکا ' اور صرف چند اشتہاري جملوں پر اکتفا کرتا ھوں - لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین فن ' شوق خریداري کا ثبوت دیکر ان کي روح سے شرمندہ نہ ھونگے - قیمت ھر دو حصہ حسب ذیل رکھي گئي ہے :—

ماثر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصولڈاک

سرو آزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ یہ :—

عبد الله خان صاحب - کتب خانہ آصفیہ حیدر اباد دکن -

تمدن عرب - مولوي سید علي بلگرامي کي مشھور کتاب قیمت سابق ۵۰ روپیہ - قیمت حال ۳۰ روپیہ

فتح الباري - ۱۴ - جلد مجلد قیمت ۵۰ روپیہ

ارشاد الساري - ۱۰ - جلد مطبوعہ مصر مجلد ۳۰ روپیہ

مسند امام احمد ابن حنبل - ۶ - جلد مجلد قیمت ۲۰ روپیہ

المشتھر عبد الله خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

المجلد الثالث

مقصد وحید :

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

وجاهدوا في الله حق جهاده ' هو اجتباكم ' وما جعل عليكم في الدين من حرج ' ملة ابيكم ابراهيم ' هو سماكم المسلمين من قبل وفي هذا ' ليكون الرسول شهيدا عليكم ' وتكونوا شهداء على الناس ' فاقيموا الصلوٰة واتوا الزكوٰة ' واعتصموا بالله ' هو مولاكم ' فنعم المولى ونعم النصير ! (۲۲ : ۷۸)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو ' جو حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کیلیے چن لیا - پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے ' وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جسمیں تمہارے لیے کوئی رکاوٹ نہیں - یہی ملت تمہارے مورث اعلیٰ ابراہیم خلیل کی ہے ' اور اس نے تمہارا نام " مسلمان " رکھا ہے ' گذشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی - تاکہ رسول تمہارے لیے ' اور تم تمام عالم کی ہدایت اور نجات کے لیے شاہد ہو - پس اللہ کی رشتے کو مضبوط پکڑو جان اور مال دونوں کو اسکی عبادت میں نثار ' وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جسکا خدا مالک و حاکم ہو ' اسکا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوی مددگار !

قیمت فی جلد مجلد پانچ روپیہ
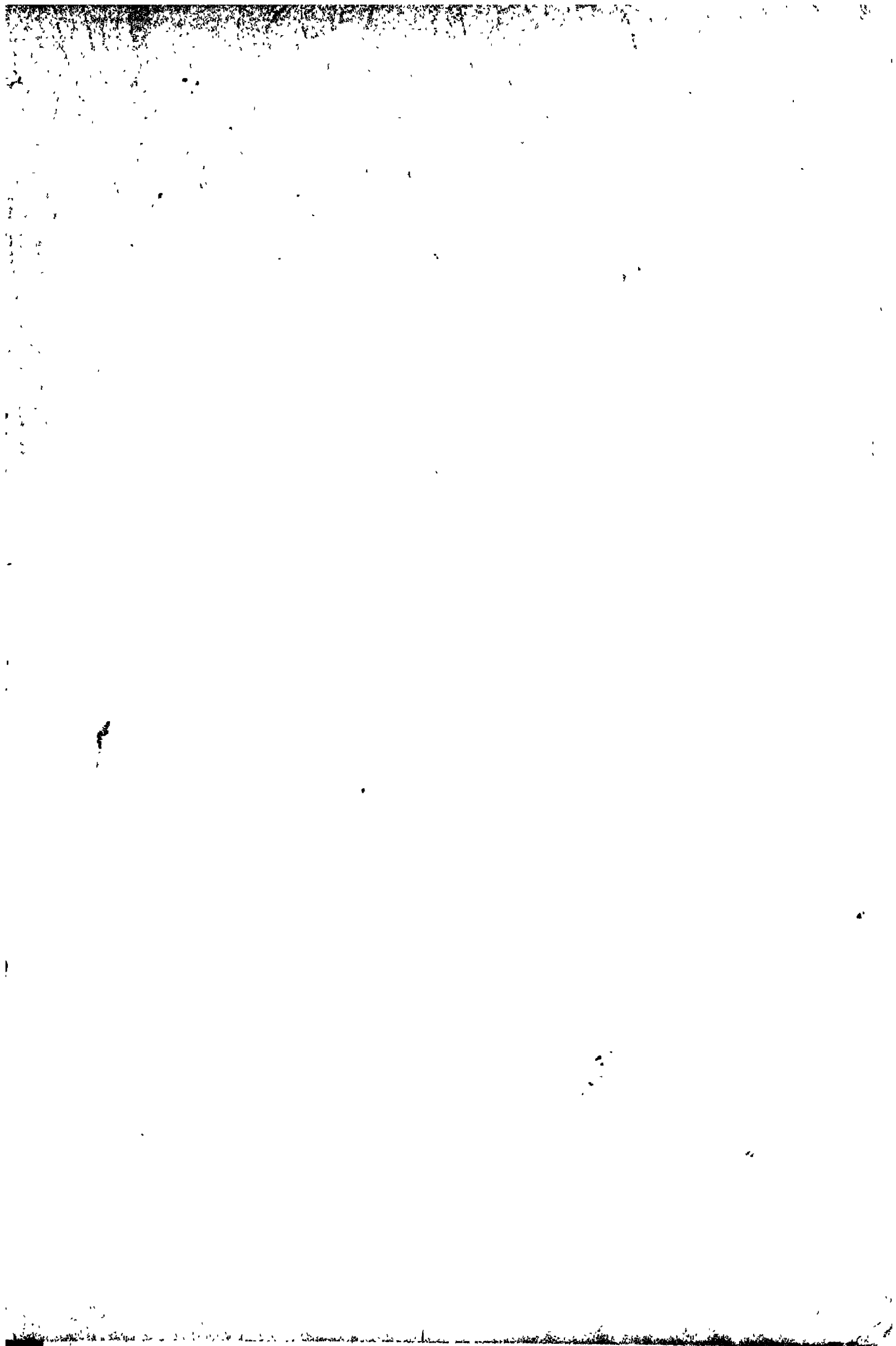
فهرس المجلد الثالث

از

۲۰ جولائي سنه ۱۹۱۳ ع

تا

۲۴ دسمبر سنه ۱۹۱۳ ع

القسم المنثور

القسم المنظوم

الرسوم و الصور

ایک یوروپین کے تازہ خط کا ترجمہ

آپ جو (م - ی - ر - ت) مجھے بھیجی ہے مجموع الوجوہ قابل تشفی ہے مجھے نئی مسرت ہوئی - میں بلا تامل کہتا ہوں کہ مسٹر ایم - ان - احمد اینڈ سنز سوداگران عینک نہایت معتبر اور قابل اعتبار ہیں۔ اس دوکان کی خصوصیت یہ ہے کہ چیز بافراط اور عمدہ ملتی ہے -

ٹی - چرار - سروسے جنرل آف انڈیا آفس کلکتہ -

زندگی کا لطف آنکھوں ہی دم سے ہے - اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیے تاکہ ہمارے تجربہ کار ڈاکٹروں کی صلاح سے قابل اعتماد اصلی پتھر کی عینک بکفایت بذریعہ وی - پی کے ارسال خدمت کیجائے - اسپر بھی اگر آپ کے موافق نہ آئی تو بلا اجرت تبدیل کیجائیگی -

مسٹر ایم - ان - احمد اینڈ سنز

منتخب چشم سوداگران عینک و گھڑی وغیرہ

نمبر ۱۵/۱ رپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی - کلکتہ

15 1 Ripon Street, P O Wellesley, Calcutta.

اہل قلم کو مژدہ

کیا آپ ملک برہما میں اپنی کتاب میرے ذریعہ فروخت کرنا چاہتے ہیں؟ اگر منظور ہو تو شرائط و کمیشن بذریعہ خط و کتابت طے فرمالیے "

مینیجر یونیورسل بک ایجنسی

نمبر ۳۲ - بروکنگ اسٹریٹ - رنگون

The Universal Book Agency,

32 Brooking Street

Rangoon

کانپور موسک (انگریزی ایڈیشن)

مصنفہ مسٹر بی - کے - داس - گپتا - سب ایڈیٹر بنگالی -

مچھلی بازار کانپور کے واقعہ کی نہایت مشرح و مفصل حالت ' میونسپلٹی کی کارروائی ' مسجد کا انہدام ' واقعہ جانکاہ ۳ - اگست ' عدالت کی کارروائی ' اور آخر معاملات کانپور پر حضور وایسرائے کا حکم - یہ تمام حالات نہایت تفصیل و تشریح سے جمع کیے ہیں -

مصنف بہ حیثیت نامہ نگار بنگالی خود کانپور میں موجود تھے اسمیں بہت سے واقعات ایسے بھی ملینگے جن سے پبلک اب تک واقف نہیں - کتاب دو حصے میں شائع ہوئی ہے - اسکے نفع کا ایک حصہ مسلمانوں کے کسی قومی کام میں دیدیا جائیگا - درمیان میں جابجا متعدد موثر موجود ہے - تمام درخواستیں ذیل پر آنی چاہئیں - اور الہلال کا حوالہ دیا جائے - قیمت ایک روپیہ *

المشتہر

بی - کے - داس - گپتا - بنگالی آفس - بہو بازار اسٹریٹ - کلکتہ

مکمل فہرست مفت طلب فرماوین

دی کشمیر کواپریٹو سوسائٹی

سری نگر کشمیر

شال | لوئیان | گلوبند | نوپیان | پشمینہ تھان | پوستین | نمدہ | گبے | نقاشی

مشک نافہ | زعفران | بادام | میرہ | انسلات | زیرہ

۱ - ۱۵ سائز - سلنڈر واچ مثال چاندی - ڈبل و خوبصورت کیس - ر سچا ٹائم - گارنٹی ایک سال معہ محصول پانچ روپیہ -

۲ - ۱۵ سائز - سلنڈر واچ خالص چاندی ڈبل منقش کیس سچا ٹائم - گارنٹی ایکسال معہ محصول نو روپیہ -

۳ - ۱۵ سائز ہنٹنگ کیس سلنڈر واچ جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ خوبصورت سونیکا پالدار ملمع دیکھنے سے پچاس روپیہ سے کمکی نہیں جچتی - پورے پالدار - سچا ٹائم - گارنٹی ایکسال معہ محصول نو روپیہ -

۴ - ۱۷ سائز - انگما سلنڈر واچ - مایٹ (پتلی) - نکل - کیس اوپن فیس (کھلا منہ) کسی حرارت سے بگڑ نہ سکے - گارنٹی ایکسال معہ محصول پانچ روپیہ -

London Watch Syndicate Lever 10 years guarantee Nickel Case size 18 Rs. 6/- only including postage.

۵ - ۱۸ سائز - دس سال گارنٹی لیور لنڈن واچ معہ محصول چھ روپیہ -

۶ - ۱۶ سائز - راسکوف - پیٹنٹ لیور واچ - مضبوط - سچا ٹائم - گارنٹی ایک سال معہ محصول تین روپیہ آٹھ آنہ

۷ - ۱۹ سائز - راسکوف لیور واچ سچا وقت برابر چلنے والی - گارنٹی ایکسال معہ محصول دو روپیہ آٹھ آنہ -

المشتہر :- ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمتلہ کلکتہ

M. A. Shakoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O Dharamtollah, Calcutta.

رجسٹری شدہ

ولا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۲ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۵ | کلکتہ : چہارشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta Wednesday, February 4, 1914.

قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street.

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly „ „ 1 4-2

الہلال

[illegible]

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۹۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۵ — کلکتہ : چہارشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta Wednesday, February 4, 1914.

فہرس

تصاویر

الاسبوع

معلوم ہوتا ہے کہ بدقسمت ایران کی بربادیوں کا اب تک خاتمہ نہیں ہوا ہے - وطن کش محمد علی سابق شاہ کی دوڑ دھوپ کے پھر آثار معلوم ہوے ہیں - سرکاری حلقوں میں سخت اضطراب و پریشانی پھیلی ہوئی ہے -

عنقریب ایک اور امریکی افسر بلایا جانے والا ہے تا کہ وہ گورنر جنرل مارس کی فوج کی تنظیم میں کرنل -برل کی مدد کرے -

ریوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ انگلستان نے جو اب تک قریباً ترکی کی ہر معاملہ کار روائی میں پیش پیش رہا ہے ' ایک مراسلت کا مسودہ تیار کیا ہے جو دول کی طرف سے اتھینس (دار الحکومۃ یونان) اور قسطنطنیہ بھیجا جائیگا -

اس مراسلت میں یہ واضح کردیا گیا ہے کہ دول کے متفقہ فیصلہ کا احترام ناگزیر ہے-

ریوٹر کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تصلیۃ الیونا و ایدرس کے لیے کوئی نئی تاریخ مقرر نہیں کی گئی ہے بلکہ ہدایت کی گئی ہے کہ جلد سے جلد دونوں مقامات خالی کردیے جائیں -

البانیا کے قرض کے متعلق بعض دول نے سب کے اتفاق ' اور مصارف کے متعلق بعض مخصوص شرائط کے ساتھہ ' اپنی اپنی منظوری دیدی ہے -

انقلاب البانیا کے سلسلہ میں جو ترک گرفتار تھے ' انکے متعلق فیصلہ صادر ہوگیا - میجر باقر بے کو سزاے موت دیگئی اور دس افسروں کو سزاے قید جسکی میعاد باختلاف حال ایک سال سے پندرہ سال تک ہے -

جنوبی افریقہ کے کمیشن نے ۲۷ جنوری کو دوبارہ پہلا اجلاس کیا - ہندوستانیوں کی طرف سے کارروائی میں کوئی شریک نہیں ہوا - مسٹر سمتھ شروع سے آخر تک بیٹھے رہے مگر وہ حکومت ہند کی طرف سے صرف ایک سامع تھے -

جج سالومن نے اس حالت کو غیر تشفی بخش بتایا - اس سے اور مسٹر دی ویلر سے ہندوستانیوں کی نیابت پر سوال و جواب ہوے - بالآخر ماونٹ ایجکوب کی شہادت کے بعد اجلاس ملتوی ہوگیا -

بالآخر برٹش افریقہ میں بھی ہماری وہ اصلی بدقسمتی ظاہر ہوگئی جس نے ہمیں ہندوستان میں قدم قدم پر شکست دی ہے !

نٹال انڈین کانگرس نے ایک جلسہ کیا جسمیں کمیشن کے سامنے ہندوستانیوں کی شہادت کی تائید اور مسٹر گاندھی سے اس کی براءت کی - حاضرین کی تعداد سو سے زیادہ نہ تھی اور ان میں بھی باہم سخت اختلاف راے تھا - اکثریت [مجالس] شہادت کے خلاف تھی - مگر باایں ہمہ صدر مجلس نے ووٹ دینے سے انکار کیا اور خود اپنا ووٹ دیکر شہادت کو دینے قرار داد طے کردی !

اسوقت تک صرف تین ہندوستانی شہادت کے لیے عدالت کے سامنے پیش ہوے ہیں - پہلا شخص لندری اسٹیٹ کا ہے - اس نے بیان کیا کہ جو ہندوستانی اسٹرائک کے جلسے سے واپس آرہے تھے ' ان پر دستی سپاہیوں نے حملہ کیا - کرنل کلارک نے کہا : " میرے نزدیک مزدور قابل الزام ہیں - میں نے چاہا تھا کہ ایک کمیشن کے ذریعہ اسیوقت اسکی تحقیقات ہو جاے مگر ہندوستانیوں نے منظور نہیں کیا "

منچسٹر گارجین کے مراسلہ نگار کو معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند نے حکومت جنوبی افریقہ کے غور کرنے کے لیے چند تجویزیں انگلستان بھیجی ہیں - ان تجاویز کا مفاد یہ ہے کہ (۱) مہاجرین کی تعداد محدود ہو جو شاہی حکومت اور حکومت جنوبی افریقہ کے باہمی مشورہ سے طے ہوگی (۲) پیدائش کی وجہ سے جو اضافہ ہو اس پر کوئی اعتراض نہ ہو - (۳) مہاجرین کو وہی حقوق حاصل ہوں جو یورپین آبادی کو حاصل ہیں - (۴) جن انگریزی تعلیم یافتہ ہندوستانیوں نے اس پیمانے کی زندگی اختیار کرلی ہے جو جنوبی افریقہ کی یورپین آبادی کی ہے ' انکو اسوقت تک آزادی قدام کی اجازت دیجاے جب تک کہ مقررہ تعداد پوری نہ ہو - (۵) جنوبی افریقہ کے قانون ازدواج میں اسطرح ترمیم کی جائے کہ ان ہندوستانی اقوام کی شادیاں بھی جائز قرار پائیں جو تعدد ازدواج کے قائل ہیں -

ان حقوق کے معاوضے میں حسب سابق کے معاہدہ کے بعد جنوبی افریقہ کے لیے مزدوروں کے لیجانے کی اجازت دیجائیگی - جب معاہدہ کی مدت پوری ہوجائیگی تو ہر معاہدہ کرنے والے کو واپس آنا پڑیگا -

الہلال کی ششماہی مجلدات

قیمت میں تخفیف

الہلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھہ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو ' اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کردی گئی ہے -

دوسری اور تیسری جلدیں مکمل موجود ہیں - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھہ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں -

(منیجر)

افکار و حوادث

سرگذشت " مصالحة "

ودوا لو تدهن فیدهنون

خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز!

آج میں قرآن حکیم کی بعض آیات اور آغاز اسلام کے ایک واقعه کی نسبت کچھه کہنا چاهتا هوں -

اسلام نے حق پرستی کی جو تعلیم دی ہے' وہ دنیا کے موجودہ اخلاق کی مدعیانہ حق پرستی سے بہت ارفع و اعلی ہے - قرآن حکیم اور اسوۂ حضرۃ رسول کریم علیه الصلوۃ و التسلیم نے همیں حق کا اصول بتلا دیا ہے - ایک طرف تو یہ تعلیم دی: فبما رحمة من الله لنت لهم و لو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولك

یہ الله کی رحمت ہے کہ آس نے تمہیں مخالفوں کے ساتھه نرم دل بنا دیا ہے که باوجود اسکی سختی و قساوت کے تم حسن اخلاق و صبر و تحمل سے پیش آتے ہو - اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی بھی تمہارے پاس نہ آتا -

دوسری جگہ حکم دیا: و اغلظ علیهم ! باطل پرستوں کے ساتھه نہایت سختی کرو که وہ نرمی کے مستحق نہیں !

پہلا موقعہ تو عام طور پر حسن خلق' کشادہ روئی' صدر و تحمل' نرمی طبیعت' تہذیب لسان' و لہجۂ سخن کا تھا' اسلیے داعی اسلام کے ان اوصاف کو رحمت الهی قرار دیا' لیکن دوسرا موقعہ حق و باطل' صدق و کذب' اور ایمان و کفر کے مقابلے کا تھا - فرمایا که جسقدر سختی کرسکتے ہو کرو که عین عدل و اخلاق ہے -

چنانچه سورۂ قلم میں ایسی نرمی کو جو حق و صداقت کے خلاف ہو اور راہ عدالت سے منحرف کردے' " مداهنت " کے لفظ سے تعبیر فرمایا: ودوا لو تدهن فیدهنون -

بعض کفار انحضرۃ (صلعم) کے پاس جمع ہوکر آے اور کہا کہ بہتر ہے کہ هم میں اور آپ میں ایک راضی نامہ ہو جاے - آپ جو کچھه تعلیم دینا چاهتے ہیں دیجیے - لیکن صرف اتنا کیجیے که همارے بتوں کو اور هماری بت پرستی کو برا نہ کہیے - اسکے بدلے میں هم آپکو مال و دولت سے مالا مال کردیتے ہیں بلکه حجاز کا بادشاہ تسلیم کر لینے کیلیے بھی طیار ہیں -

لیکن آس نے جو نہ صرف ریگستان عرب کا بلکه تمام بر و بحر عالم کی هدایت کا شہنشاہ ہونے والا تھا' بے ساختہ جواب دیا:

لو جعلتمونی بالشمس — عرب کی بادشاهت تو کیا شے ہے ؟
حتی تضع فی یدی' — اگر تم سورج کو بھی آسمان سے اتار کر
ماسالتکم غیرها (بخاری) — میری مٹھی میں رکھدو' جب بھی
میں سواے کلمۂ حق کے دوسری بات منظور نہ کرونگا -

خدا تعالی نے اسی مصالحت اور نرمی کی خواهش کی نسبت فرمایا: ودوا لو تدهن فیدهنون - یہ باطل پرست کہتے ہیں که تو انکے ساتھه اعلان حق میں نرمی کر تو وہ بھی تیرے ساتھه نرمی کرینگے' حالانکہ کفر کو راضی رکھکے ایمان کی دعوت کبھی نہیں دی جاسکتی ! فلا تطع المکذبین ! پس ان لوگوں کی خواهشوں کی اطاعت نہ کر جو حق و عدالة کو جھٹلا نے والے ہیں !

رؤساء قریش مکہ کی طرح آج همارے سامنے بھی ایک قوی و طاقتور گروہ موجود ہے جو چاهتا ہے که حق کے اعلان' جبر کی فریاد' اور عدل کی طلب میں هم آسکی نرمی کریں' اور پھر وعدہ کرتا ہے که اگر ایسا کیا گیا تو وہ بھی همارے ساتھه نرمی کریگا -

حضرۃ ابو طالب کے مکان میں رؤساء قریش نے داعی اسلام سے کہا تھا که وہ سب کچھه کہیں مگر انکے بتوں کو برا نہ کہیں - یہی شرط مصالحت ہے - ٹھیک اسی طرح هم سے بھی کہا جاتا ہے که تم سب کچھه کہو مگر ان بتوں کو برا نہ کہو جو خدا پرستوں کو اپنا غلام بنا رہے ہیں - یہی صلح کا طریقه ہے - لیکن اگر یہی طریقه ہے تو سوال یہ ہے که اسکے چھوڑ دینے کے بعد همارے پاس اور کیا باقی رہجاتا ہے جو کہیں گے ؟ حق تو وهی تھا جو تم چاهتے ہو که تم سے صلح کرکے دیدیں - جب وہ دیدیا گیا تو اسکے بعد باطل و کفر کے سوا اور کچھه نہیں ہے: فما ذا بعد الحق الا الضلال ؟

ابو طالب کے دل میں آنحضرۃ (صلی الله علیه وسلم) کی محبت تھی مگر قوۃ ایمانی نہ تھی - صحیح بخاری کی اسی حدیث میں ہے که وہ بول اٹھے: " اسمیں کیا هرج ہے اگر آپ انکے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں " ؟

آجکل بھی میں دیکھتا ہوں که میرے بعض احباب ہیں جنکے دل میں سچائی کا ایک ولولہ تو ضرور ہے' لیکن ایمان کی وہ قوت نہیں ہے جو سچائی کی راہ میں دکھه آٹھانے کی همت بخش سکے - شاید اسکی وجہ یہ ہے که انکے اندر آزادی کا ولولہ خدا پرستی اور تعلیم اسلامی کی راہ سے نہیں آیا ہے بلکه محض دوسروں کی دیکھا دیکھی اور حریت خواہ قوموں کے تقلیدی جذبہ کی بنا پر -

بہر حال " اس مصالحت " کی خواهش نے انہیں ڈگمگا دیا - وہ یا تو کفر کی دلفریبی سے مرعوب ہوگئے' یا مصیبتوں اور آزمائشوں کے تصور سے ڈرا دیے گئے - نفس خادع جو همیشہ ایسے موقعوں کی تاک میں رہتا ہے' اب بولنے لگا ہے' اور ضعف ایمانی دھوکا دیتا ہے که اسمیں هرج هی کیا ہے ؟ آخر وقت و مصلحت بھی تو کوئی چیز ہے ؟ پولیٹیکل کاموں میں نرمی و گرمی' دونوں ہوتی ہے - کام کیلیے پہلی شے فرصت ہے - اگر هم نہ رہے تو هماری تمام باتیں بھی نہ رهینگی - بہتر ہے که سر دست اس " مصالحت " کو مان لیں اور نرمی کریں تاکه همارے ساتھه بھی نرمی کی جاے: ودوا لو تدهن فیدهنون !

لیکن افسوس که میرے نادان دوست نہیں سمجھتے که " مصالحت " بقاے حق کے ساتھه ہوتی ہے نه که فناے حق کے بعد - نرمی کے یہ معنی ہیں که کسی کام کو سختی سے نہ کیجیے' نہ یہ که سرے سے کیجیے هی نہیں ؟ سچائی کے ساتھه اگر کچھه ہے تو دیدیجیے پر سچائی کے اندر جو کچھه ہے وہ کیونکر دیا جاسکتا ہے ؟ کسی شے کا غلاف آپ بدل دے سکتے ہیں' لیکن جب تک اسکی محبت آپکے اندر ہے' خود اسے دوسری شے سے نہیں بدل سکتے - پھر حق کی راہ میں مرعوبیت اور خوف ایسا هی ہے' جیسے دریا میں کپڑوں کے بھیگنے سے گریز - آپ سے کس نے منت کی تھی که آگ سے کھیلیے ؟ انگاروں کو مٹھی میں لینے کا دعوا ہے تو آبلہ پڑنے کی شکایت کیوں کی جاتی ہے ؟ راحت پرستوں کو چاهیے که کانٹوں پر چلکر پاؤں چھلنے کی شکایت نہ کریں' بلکه اس خار زار میں سرے سے قدم هی نہ رکھیں:

عاقل مرو که تا در بیت العرام عشق
صد منزل ست و منزل اول قیامت ست

یہ سمجھنا که " کام کیلیے عافیت و فرصت ضروری ہے " سچ ہے' مگر اس آلۂ راحت پرستی کے استعمال کا یہ موقع نہیں - اگر آپ حق اور عدالت کا کام کر رہے ہیں تو صرف کام کیجیے - اسکی فکر نہ کیجیے که همارے بعد کیا ہوگا ؟ سچائی اور راستبازی کل کی فکر سے بے پروا ہے - اسکا بیج کبھی بھی شرمندۂ دہقان و کاشت کار نہیں ہوا - وہ خود هی پھوٹتا ہے اور اپنی پرورش کیلیے خود اپنے اندر آب حیات رکھتا ہے - بالفرض اگر اسے اپنی نشو و نما

کیلیے پاسبانوں کی ضرورت ہے تو آپ اسکی فکر کو اپنی راحت جولانیوں کیلیے حیلہ نہ بنائیے - اگر آپ نہونگے تو آپکی جگہہ خود بخود ایسے لوگ اٹھہ کھڑے ہونگے جو آپسے کام میں بہتر اور تعداد میں زیادہ ہونگے:

گمان مبر کہ تو چوں بگذری جہاں بگذشت

ہزار شمع بکشتند و انجمن باقیست!

اور غور کیجیے تو جس چیز کو آپ سچائی کی موت سمجھتے ہیں ' وہی تو اسکے لیے زندگی کا آبحیات ہے - اگر حق کا بیج آپکے دامن میں ہے تو زمین کے سپرد کردیجیے اور ہوسکے تو اپنے خون کے دو چار قطرے بھی اسپر چھڑک دیجیے کہ یہی اسکے لیے آب پاشی ہے - اسکے بعد آپکا فرض ختم ہوگیا - اب وہ حق نواز اور صداقت پرور اپنے کھیت کی خود نگرانی کریگا جو اب بھی ویسا ہی نگرانی کرنے والا ہے جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے: قل ہو الرحمن آمنا بہ و علیہ توکلنا ' فستعلمون من ہو فی ضلال مبین ؟ (۶۷ : ۳۰)

یہ " مصالحت " اور " نرمی " کی خواہش نہیں ہے بلکہ ایمان سے ارتداد اور حق سے انحراف کی دعوت ہے - فنعوذ باللہ من شرہا و شر اعداء الحق و ائمۃ الکفر!!

ابھی تیرہ سو بتیس برس پہلے جب اسی " مصالحت " کو ائمۃ کفر و دلیلی شیاطین نے پیش کیا تھا تو اسلام کے داعی اول نے حق اور صداقت پرستی کے ایک شہنشاہانہ استغنا کے ساتھہ یہ کہکر بےباکانہ رد کردیا تھا کہ:

لو جعلتموا الشمس   اگر تم میں ایسی قدرت و طاقت پیدا

حتی تضع فی یدی '   ہوجاے کہ تم آسمان سے سورج اتار کر

ما سالتکم غیرہا!!   میری ہتیلی پر رکھدو ' جب بھی طلب

حق کے سوا تم سے اور کچھہ نہ چاہونگا اور وہی کہونگا جو کہہ رہا ہوں!!

پھر آج بھی اس مقدس داعی حق کا کوئی سچا فرزند ہے جسکو حق کا پیام اور مبارک عشق اسلام کے ورثہ میں ملا ہو' اور جو ویسے ہی ابر صداقت ' ویسے ہی عظمت حقانی ' ویسے ہی شان صمدانی ' اور بالکل اسی طرح شہنشاہوں کے سے استغنا اور تاجداروں کی سی ہیبت و جبروت کے ساتھہ بلا خوف و تزلزل' اس مصالحت کفر خواہ اور اس اتحاد باطل اندیش کو علانیہ ٹھکرا دے اور اپنی صولت الہی اور دبدبۂ ملکوتی سے ارواح و ملائکۂ سماویت اور ملاء علیین صداقت کو غلغلۂ حمد و ثنا سے جنبش میں لے آئے؟

زمین کے حق پرست انسان اور آسمان کے فرشتے ' دونوں اسکے منتظر ہیں!

خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز

پیش از اں کہ شود کاسۂ سر خاک' انداز

عاقبت منزل ما وادی خاموشانست

حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز!

دیکھو! خدا اخبار " زمیندار " کو بہت جلد قوت مزید اور شوکت تازہ کے ساتھہ جاری کراے! اس نے اپنی آخری ضمانت کے بعد بہت کچھہ اپنی روش اور طریق طلب حقوق میں تبدیلی کردی اور مسئلۂ " اسلامیۂ کانپور " کے فیصلے کو اسکی اصلیت سے بہت زیادہ رفعت دیکر ظاہر کیا - نیز اسپر خوشی کا مسرورانہ اظہار کیا اور کہا کہ سب کچھہ ملگیا ہے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ملگیا ہے - یہ اسی خیالی " مصالحۃ " کا نتیجہ تھا - اسنے چاہا کہ اب کچھہ دنوں چپ رہکر اور ملکر کام کیجیے اور فرصت کو ہاتھہ سے نہ دیجیے -

مگر بالآخر کیا نتیجہ نکلا؟ کیا " مصالحۃ " کرنے والوں نے فرصت دیدی؟ کیا " پریس ایکٹ " کے بے امان دیوتا نے قصور معاف کردیا؟ آہ نادانو! تمہیں تو فرصت نہیں ملی ' لیکن اسکی جگہہ دوسروں کو تمہارے لیے فرصت ملگئی!

اسمیں سمجھنے والوں کیلیے بڑی ہی عبرت ہے - یہ واقعہ باواز بلند نصیحت کر رہا ہے کہ جن لوگوں کے پاس تمہارے لیے بہتری نہیں ' تم انکے ساتھہ " مصالحۃ " کرو یا نہ کرو ' جب تک کہ تم حق کے ساتھی رہوگے ' انکا سلوک تمہارے ساتھہ یکساں ہی رہیگا -

رہا " پریس ایکٹ " تو اسکا بھی یہی حال ہے - قرآن حکیم نے کتنی اچھی مثال دی ہے: مثلہ کمثل الکلب - ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث ! (۷ : ۱۵۷)

پھر کیا ہے جسکے بچانے کیلیے حق کے ثبات و استقامت کو بھی ضائع کرتے ہو؟ کم از کم ایک کے تو ہو رہو کیونکہ دونوں ہاتھہ نہیں آسکتے!

وہ اپنی خو نہ چھوڑینگے ' ہم اپنی وضع کیوں بدلیں؟

سبک سر بنکے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو؟

یا ایہا الذین آمنوا ! ان تطیعوا الذین کفروا ' یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین - بل اللہ مولاکم و ہو خیر الناصرین!

الحمد للہ کہ ارباب " مصالحۃ " کی مساعی بیکار گئیں اور حادثۂ زمیندار پریس لاہور کا جو سچا اثر دلوں پر پڑا تھا وہ ہر جگہہ نمایاں ہو رہا ہے - اگر مسلمانوں میں اسقدر قوت موجود ہے کہ انہوں نے دوبارہ زمیندار کو جاری کر دیا تو یہ انکی اس زندگی کا آخری ثبوت ہوگا جسے برابر جھٹلایا جا رہا ہے -

میرا خیال اس بارے میں یہ تھا کہ چندہ جمع کرنے کی جگہہ اگر ایک کمپنی قائم کی جاتی تو دس دس روپیہ کا حصہ ہر شخص لے لیتا اور یہ بہت بہتر تھا -

لیکن چونکہ کار پردازان زمیندار فراہمی اعانت کا کام شروع کرچکے ہیں ' امید ہے کہ اسی طریقہ سے مقصد حاصل ہو جائیگا - قوم کو زمیندار عزیز ہے اور وہ اپنے جوش کو ہر صورت میں ظاہر کرسکتی ہے -

حادثۂ " پیسہ اخبار " لاہور

یہ حادثہ اس ہفتے کا ایک نہایت افسوسناک اور رنجدہ واقعہ ہے -

اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محبوب عالم صاحب مالک پیسہ اخبار کے رہنے کے مکان میں جو کارخانہ سے بالکل متصل تھا ' شب کو یکایک آگ لگ گئی ' اور اس حصۂ مکان تک پہنچ گئی جہاں ہزاروں روپیہ کی تجارتی اور پرائیوٹ کتابوں کا ذخیرہ تھا - بجھانے کا سامان کرتے کرتے تمام کتابیں اور عمارت جل گئی اور جو کتابیں بچیں وہ بھی پانی کے پڑنے کی وجہ سے ضائع ہوگئیں -

آگ کے یکایک لگنے کا سبب غالباً ابتک معلوم نہیں ہوا - ایک اخبار نے یہ عجیب بات لکھی ہے کہ جس وقت یہاں آگ لگی ' اسی وقت بعض نامعلوم الحال آدمیوں نے ایک دوسری آتشزدگی کی فرضی افواہ اڑا دی - نتیجہ یہ ہوا کہ آگ بجھانے کے انجن سب کے سب پہلے وہاں چلے گئے ' اور اتنی دیر میں آگ کے شعلوں نے عمارت کا خاتمہ کردیا!

افسوس ہے کہ یہ جانکاہ حادثہ ایسے وقت میں ہوا' جبکہ شیخ محبوب عالم صاحب اپنے سفر یورپ اور مصر و حجاز سے مع الخیر واپس آرہے ہیں ' اور اپنے وطن اور گھر بار کو خیر و عافیت میں دیکھنے کی قدرتی طور پر توقع کررہے ہونگے - ناگہانی حوادث کا کوئی علاج نہیں' اور مشیت الہی کا جواب صبر و رضا کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ ہمیں دفتر پیسہ اخبار اور شیخ محبوب عالم صاحب اور شیخ عبد العزیز صاحب سے اس حادثے میں دلی ہمدردی ہے اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالی انہیں اس نقصان کے برداشت کی قوت دے اور تلافی مافات کا سامان بہم پہنچا دے!

آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ

اور مسلمانوں کے لیے ایک بہتر و مناسب سیاسی تعلیم

آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ کی صدارت لیگ اور خطبۂ افتتاحی سال جدید کا وہ بہترین اور شاندار واقعہ ہے، جسکے اندر مسلمانوں کیلیے ایک نہایت ہی قیمتی اور پائدار یاد پائی جاتی ہے !

آنریبل موصوف جب لیگ کی صدارت کیلیے منتخب ہوے تو جو لوگ مسلمانوں کے موجودہ حالات کی نزاکتوں کو دیکھ رہے تھے، وہ شمالی ہند یا پنجاب کے کسی مشہور آدمی کی جگہ ایک دور دراز اور تقریباً اسلامی مسائل کے مراکز سے الگ تھلگ صوبے کا نام دیکھکر امید و بیم میں پڑگئے، مگر میں نے اسی وقت اپنے بعض دوستوں سے کہا کہ سر ابراہیم رحمت اللہ انڈین نیشنل کانگرس میں شریک رہچکے ہیں، اور میں سمجھتا ہوں کہ جو صاحب فکر ملک نے اس ایک ہی درسگاہ سیاست میں رہچکا ہے، اس سے کسی آزادانہ مگر پر دانش و حکمت سیاسی خدمت کی توقع کبھی ناکام نہیں ہو سکتی -

میں شخصاً سر ابراہیم رحمت اللہ کے کاموں کو اس وقت سے جانتا ہوں جبکہ اسے چھہ برس پہلے بمبئی میں تھا -

تاہم یہ سوال میرے لیے بھی فیصلہ طلب تھا کہ ایک خاص صوبے کے اندر جو کارکن قابلیت سرمایہ ہے، وہ اسی ایسے پلیٹ فارم پر بھی بہترین توقعات کو پورا کر دکھالیگی، جہاں صوبوں اور شہروں کے فوائد سے بالاتر، تمام ہندوستان کے مسلمانوں کیلیے ایک سیاسی درس و تعلیم کی ضرورت ہے ؟

لیکن لیگ کی اولین نشست کے بعد ہی ہر منصف اور اہل الراے شخص کا فیصلہ یہی تھا کہ توقعات پوری ہوگئیں، اور مسلمانوں کی موجودہ سیاسی زندگی کیلیے سر ابراہیم رحمت اللہ کی تقریر حقیقت اور اعتدال کا ایک بہترین مرکب ہے جو نہایت اچھی صورت میں پیش کیا گیا ہے -

میں سمجھتا ہوں کہ جب سے مسلمانوں نے پولیٹکل مقاصد کے نام سے کام شروع کیا ہے، انکے پولیٹکل لٹریچر میں یہ پہلی تقریر ہے جو اس جامعیت اور عمدہ قوام بحث کے ساتھہ مرتب ہوئی ہے -

حتی کہ کانگرس کے بعض ارکان نے میرے سامنے اسکا اعتراف کیا کہ خود کانگرس کے لٹریچر میں بھی یہ تقریر کامل امتیاز پانے کی مستحق ہے - وکفی بہ فخرا -

پریذیڈنشل اڈریس ہر مجلس کیلیے اسکی حقیقی کارروائی ہے، اور اسکی وقعت و اہمیت کا پیمانہ بھی اسی کے اندر ہوتا ہے، مگر بد قسمتی سے ہمارے اندر ایسے لوگ نا پید ہیں جو دولت و شہرت کے ساتھہ قابلیت بھی رکھتے ہوں اور صرف قابلیت کی عزت کرنا ابھی ہم نے نہیں سیکھا ہے، اسلیے ہمیشہ ہماری بڑی بڑی کانفرنسوں کی افتتاحیہ تقریریں نہایت کم وقعت و بے اثر رہتی ہیں، اور معنی و قابلیت اور اصابت راے و حسن بیان کا اسمیں کوئی بلند و ممتاز حصہ نہیں ہوتا -

برخلاف اسکے انڈین نیشنل کانگرس نے اپنی افتتاحی تقریروں کا ایک ایسا وقیع لٹریچر جمع کردیا ہے جو ادب و انشا پردازی، قوۃ تحریر و بیان، خوبی بحث و استدلال، کثرت مواد و معلومات، حق گوئی و صدق لہجہ، تعلیم و درس سیاست، غرضکہ ہر حیثیت سے ہندوستان کے موجودہ علم ادب کا ایک ممتاز ترین حصہ ہے -

لیکن آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ کے ایڈریس کے بعد کم ازکم ایک تحریر تو لیگ کے پاس بھی ایسی موجود ہوگئی ہے جسے امتیاز کے ساتھہ پیش کیا جاسکتا ہے -

جیسا کہ انھوں نے خود کہا ہے، اس عہدے کیلیے انکا انتخاب ایک ایسے وقت میں ہوا جبکہ مسلمانوں کی سیاسی حالت چند در چند پیچیدگیوں کی وجہ سے نہایت درجہ غیر مطمئن تھی، اور بحث کرنے والے کیلیے صرف ایک سال کے معمولی واقعات ہی نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے ظاہر ہونے والے متعدد اہم اور دشوار بحث مسائل جمع ہوگئے تھے - ان سب پر مستزاد لیگ کا وہ اندرونی مناقشہ تھا جو گو فی الحقیقت کچھہ بھی نہ تھا لیکن بعض مخفی اغراض سے اسے اسقدر اہمیت دیدی گئی تھی گویا جماعتی تفریق کا وقت آگیا -

ایسی حالت میں انھوں نے اپنی مشکلات کے بیان کرنے میں ذرہ بھی مبالغہ نہیں کیا ہے - انکے سامنے مشکلات کا گرد و غبار یقیناً موجود تھا، لیکن بجاے اسکے کہ انکی قوت فیصلہ اسکے اندر گم ہو جاتی، وہ قابل تحسین جرات کے ساتھہ اسکے ہٹانے میں کامیاب ہوے، اور اعتدال و متانت کو واقعیت اور حق بیانی کے ساتھہ آمیزش دینے کا ایک نہایت ہی نازک اور مشکل کام انھوں نے ایسی روشنی میں انجام دیا جو تذبذب اور طرفداری کے غبار سے بالکل صاف تھی !

اعتدال اور حقیقت دو ایسے عنصر ہیں، جنکی باہمی آمیزش کا کام ہمیشہ سے نازک اور مشکل رہا ہے - یا تو پہلے کا غلبہ دوسرے کو بالکل نابود کردیتا ہے، یا دوسرے کی لو اتنی تیز ہو جاتی ہے کہ اپنے ساتھی کے وجود کو بالکل دبا دیتی ہے - لوگوں نے عموماً اس راہ میں افراط و تفریط کی ٹھوکریں کھائی ہیں، اور جس شے کو "اعتدال" سمجھا ہے در اصل اسکا زیادہ صحیح نام حقیقت کا عدم ہے !

لیکن باوجود بے اعتدالی کے اس سوء ظن کے جو میری نسبت بعض لوگوں کو ہے، میں تسلیم کرتا ہوں کہ سر ابراہیم رحمت اللہ کا "اعتدال" اعتدال ہے، نہ کہ اصلیت کا عدم اور فقدان !

الاولٰی

۷ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری

فاتحة السنة الثالثة

(۳)

دعوة الی الحق و داعی الی الحق

موعظة و ذکری

فاتحۂ جلد جدید کی تقریب سے جن خیالات کا اظہار ضروری سمجھا تھا ' افسوس کہ وہ نا تمام رهگئے - کیونکہ پچھلے ہفتے طبیعت اس قسم کی تحریرات کیلیے حاضر نہ ہوئی ' اور مجبوراً مدارس اسلامیہ کا باب مقالۂ افتتاحیہ کے صفحات میں دیدیا گیا - اسلیے چاہتا ہوں کہ آج اس سلسلے کی تکمیل کردوں :

و امری عجیب و قد زاد حملی !

گذشتہ دو نمبروں میں میں نے اپنے اطمینان قلبی اور ایقان روحی کے ساتھہ اس احسان الہی کو پیش کیا ہے کہ الہلال کی اشاعت جس دعوة کے اعلان و قیام کیلیے وجود میں آئی تھی ' توفیق الہی نے روز اول ہی سے اسکے لیے غیبی سامان فتح و نصرت بہم پہنچا دیے ' اور الحمد للہ کہ اسکی کوئی سعی و کوشش ضائع نہ گئی ' اور تھوڑے وقت کے اندر ہی اسکا بیج آبیاری توفیق مقدس حضرة مسبب الاسباب سے سرسبز و بار آور ہوگیا -

اسی سلسلے میں اس عاجز نے اپنی وہ دعا بھی یاد دلائی ہے جو اشاعت الہلال کے وقت دل کے اضطراب و شورش سے بے اختیار زبان پر جاری ہوئی تھی ' اور جسمیں خدا سے چاہا گیا تھا کہ " اگر یہ پکار حق و صداقت سے خالی نہیں تو اس کے بعض نتائج مہمہ مجھے بہت جلد دکھلا دے " چنانچہ باوجود وقت کی نزاکت اور حکومة قاہرہ و مسلطہ کی مخالفت کے جو ہردم اور ہر آن متزاید و متضاعف رہی ' ایسا ہی ہونا تھا اور ایسا ہی ہوا ' اور اسکے نتائج کے ظہور کو کوئی قوت معاندہ روک نہ سکی -

لیکن میں چاہتا ہوں کہ ساتھہ ہی اسکے یہ بھی تشریح کردوں کہ " دعوة الہلال " سے میرا مقصود کس چیز کی طرف اشارہ ہے ؟ نصرة الہی نے کس کا ساتھہ دیا ؟ کون تھا جو اسکی اعانت کا مستحق ہوا اور کونسی چیز تھی جسکے ظہور کو کوئی قوت روک نہ سکی ؟ کیا الہلال جو ایک ہفتہ وار شائع ہونے والا رسالہ ہے ؟ کیا ایک پریس جو بعض آلات و ادوات کو جمع کرکے قائم کیا جاتا ہے ؟ کیا چھپے ہوے اوراق اور لکھی ہوئی سطریں جو شیرازہ بندی کے بعد ڈاک میں ڈالدی جاتی ہیں ؟ یا پھر کسی خاص شخص کی مقبولیت جسکو اچھے لفظوں کا جمع کردینا آتا ہو ' اور ادھر ادھر سے بعض معلومات اس نے حاصل کرلی ہوں ؟

یعنی جب کبھی میری زبان و قلم پر " دعوة الہلال " کا لفظ جاری ہوتا ہے تو اس سے مقصود فی الذہن کیا شے ہوتی ہے ؟ خود میرا وجود ' الہلال کی مقبولیت ' پریس کا قیام و استحکام ' یا پھر ان سب سے مافوق و بالا تر کوئی اصول اور حقیقت ؟ چاہتا ہوں کہ اسے واضح کردوں - فاقول و باللہ التوفیق -

(دعوت الہلال کی حقیقت)

آغاز اشاعت الہلال سے " دعوة " کا لفظ میری زبان پر ہے اور اس کثرت سے بار بار اس لفظ کو دہراتا ہوں کہ شاید بعض لوگ سنتے سنتے اکتا سے گئے ہوں - میں نے کبھی کسی اخبار کا ذکر نہیں کیا جو اچھے سر و سامان کے ساتھہ نکالا گیا ہو ' اور نہ میں نے کبھی تصنیف و تالیف اور انشاء مقالات و رسائل کا تذکرہ کیا جسکے لیے غیر معمولی محنت و مشقت برداشت کی جاتی ہو ' بلکہ میں نے ہمیشہ ایک " دعوت " کا اعلان کیا جو ایک مقصود خاص کو اپنے سامنے رکھتی ہے ' اور ساتھہ ہی چند مقاصد پیش کیے جو ہمیشہ سے انسانوں کی جماعتوں اور آبادیوں کے سامنے پیش ہوتے آے ہیں - ان مقاصد میں ندرت و جدت نہ تھی مگر صداقت ضرور تھی ' اور جس بیان میں صداقت ہو ' ضرور ہے کہ وہ پرانی ہو ' کیونکہ دنیا کی سب سے زیادہ پرانی چیز صداقت ہی ہے -

پس میں آج صاف صاف کہدینا ہوں کہ " الہلال کی دعوت " سے کوئی مادی یا شخصی یا موجود فی الخارج شے مراد نہیں ہے اور نہ کسی دعوت سے ایسا مقصود ہوسکتا ہے - نہ تو وہ میرے وجود سے تعلق رکھتی ہے نہ الہلال نامی ایک موقت الشیوع رسالے سے ' اور نہ ہی ان مضامین و منشآت سے جو اسمیں شائع ہوتے ہیں - ان میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جسکی نسبت کہا جاسکے کہ وہ " دعوت " ہے یا اسے حقیقت دعوة میں کسی طرح کا دخل حاصل ہے - بلکہ اس سے مقصود حقیقی صرف وہ بعض مقاصد اور تعلیمات ہیں ' جنکے اعلان و اظہار اور فتح و نصرت کا سامان حکمت الہی نے مہیا کیا ' اور پھر من جملہ اور بہت سے اسباب و وسائل کے ایک سبب و وسیلہ الہلال کی اشاعت اور اسکی کوششوں کو بھی بنادیا - وہ جو انسانی غذا کے پیدا کرنے کیلیے موسم کو بدلتا ' ہواؤں کو چلاتا ' پانی کو برساتا ' اور دہقان کے ہاتھوں سے تخم ریزی کراتا ہے ' جب چاہتا ہے کہ اپنے بندوں میں سے کسی جماعت کیلیے ارشاد و ہدایت کی روحانی غذا مہیا فرمادے تو بالکل اسی طرح دلوں کی اقلیم اور فکروں کی فضا میں بھی تبدیلی پیدا کردیتا ہے ' اور خود بخود ایک قدرتی تغیر کی طرح تمام اسباب موافق فراہم ہونا شروع ہوجاتے ہیں - اس وقت پانی بھی برستا ہے ' عمدہ ہوائیں بھی چلتی ہیں ' اور کاشت کاروں کی محنتیں بھی اپنے اپنے وقت و ضرورت کے مطابق کام دینے لگتی ہیں - پس جب کھیت سرسبز ہوتا ہے تو گو بہت سے کہنے والے موجود ہوتے ہیں کہ یہ سب کچھہ ہماری ہی سعی کا نتیجہ ہے ' مگر در اصل اسکا حق کسی کو بھی نہیں پہنچتا - کیونکہ بیج کے بار آور ہونے کیلیے جن اسباب و ذرایع کی ضرورت ہے وہ بے شمار ہیں ' اور جب تک وہ سب جمع نہو جائیں ' صرف ایک علت کچھہ بھی مفید نہیں ہوسکتی -

اگر پانی کہے کہ یہ میری کار فرمائی ہے ' تو آفتاب بھی چمک سکتا ہے کہ یہ اسی کی حرارت کا معجزہ ہے - اگر دہقان مدعی ہو کہ اس نے تخم ڈالا تو موسم آکے جھٹلا سکتا ہے کہ بغیر میرے آے ہوے محض تخم ریزی کیا کرسکتی تھی ؟ مزدوروں نے ہل جوتا ' کاشتکار نے بیج ڈالا ' نگہبانوں نے رکھوالی کی ' اور موسم نے آبپاشی ' ان میں سے ہر فریق دعوا کرسکتا ہے کہ میں ہی اس لہلہاتے ہوے کھیت کی وجود پذیری کی علت ہوں ' مگر وہ جو ان سب سے بالا تر قوت ہے ' کہتی ہے کہ تم سب ہیچ ہو - اگر قدرة الہی تمام

اسباب و وسائل مہیا نہ کرتی تو نہ تو ایک بیج بار آور ہوتا اور نہ ایک سبز پتہ زمین پر نظر آتا ! :

امن خلق السماوات والارض و انزل لکم من السماء ماء فانبتنا بہ حدائق ذات بہجۃ ما کان لکم ان تنبتوا شجرہا ءالہ مع اللہ ؟ بل ہم قوم یعدلون - (۲۷ : ۶۱)	"وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ' اور آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا ' پھر اُس کی آبیاری سے کیسے کیسے حسین و شاداب باغ و چمن پیدا ہو گئے ' حالانکہ تم انسانوں کی قوت سے بالکل باہر تھا کہ ان کے درختوں

کو پیدا کرتے ؟ کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی ہے ؟"

(مقصود حقیقی)

اب دیکھو کہ الہلال کی دعوت کا مقصد حقیقی کیا تھا ؟ اس نے روز اول ہی سے اعلان کر دیا کہ احیاء و تجدید ملت کیلیے جس قدر تحریکیں ملک میں موجود ہیں ' وہ اُن میں کسی کو بھی تنزل و انحطاط کے اصلی مرض کا کامل علاج نہیں سمجھتا ' بلکہ ان میں سے اکثر اسطرح کا علاج ہیں جنکے اندر خود نئی بیماریوں کے پیدا کرنے کی ہلاکت موجود ہے - پس وہ اُن تمام راستوں سے بالکل الگ ہو گیا جو کار و بار اصلاح و ترقی کے پیشتر سے موجود تھے ' اور پھر نہ تو اس نے تعلیم کو اپنا کعبۂ مقصد بنایا ' نہ سیاست کو قبلۂ آمال ' نہ علم کی رہنمائی قبول کی ' نہ تہذیب و تمدن سے دستگیری چاہی - صرف یہی ایک صدا بلند کی کہ :

یا ایہا الذین امنوا ! اطیعو اللہ و رسولہ ولا تولوا عنہ و انتم تسمعون ! (۸ : ۳۱)	مسلمانو ! اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کے لاے ہوے حکموں پر عمل کرو - اور اسکی طرف سے گردن

نہ موڑو اور تم اسکی پہنچی ہوئی آئتیں سن رہے ہو !

کیونکہ اسکو یقین ہو گیا کہ جب تک مسلمانوں کے اعتقادات و اعمال مذہبی کی اصلاح و درستگی نہو گی ' اُس وقت تک کوئی سعی اصلاح مفید مقصد نہیں ہو سکتی -

پس اُس نے اپنے مقصد کو ایک ہی مختصر جملے میں بار بار دہرایا یعنے " دعوۃ الی القرآن " یا " امر بالمعروف و النہی عن المنکر " اور پھر اعمال قومی کی ہر شاخ میں اسی اصل الاصول کو پیش نظر رکھکر دعوت شروع کی -

(تشریح مقصد)

یہ تو اسکے مقصد کا اصل الاصول ہے - لیکن اگر اسکی تشریح و تفسیر کی جاے اور آسے موجودہ حالات سے تطبیق دی جاے تو حسب ذیل مواد اسکی نعت میں قرار دیے جا سکتے ہیں :

(۱) مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے تمام کاموں کی بنیاد تعلیم الہی پر رکھیں نہ کہ محض کسی ترقی یافتہ قوم کی تقلید و اتباع اور نقالی پر - یا محض اخذ مستقبل تمدن و سیاست و وطنیت پر -

(۲) اسلام کی اصلی مزیت و فضیلت یہ ہے کہ اس نے ہر طرح کی صداقتوں اور حقیقتوں کو خدا کے رشتہ سے منسلک کر دیا ہے اور ہر عمل صحیح و حق جو اس آسمان کے نیچے کیا جاے ' اسکے نزدیک خدا کا کام اور اُسکی عبادت ہے - پس ہر مسلمان کو صداقت کا عاشق ' حقانیت کیلیے مضطر ' عدالت کا نگراں ' اور حریت کا پرستار ہونا چاہیے - کیونکہ وہ مسلمان ہے ' اور مسلمان وہی ہے جو اللہ کی رضا کیلیے ہر طرح کا دکھہ اٹھاے ' اور اللہ کی رضا اُسکی راستبازی اور حق و عدل کی معیت میں ہے -

(۳) اور اسلیے کہ خدا نے مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ کا منصب رفیع عطا فرمایا - پس جو مسلم اسکی راہ میں مجاہد نہو ' وہ اسکے اس بخشے ہوے لقب کا مستحق بھی نہیں - جہاد فی سبیل اللہ کے معنی یہ ہیں کہ ہر طرح کے ظلم و تشدد ' معاصی و ذنوب ' اور شیطانی ضلالت و افساد کے پیدا کیے ہوے غرور باطل سے انسانیت کو نجات دلانے کیلیے اپنی تمام قوتوں سے کام لینا ' اور اس راہ میں ہر طرح کا جسمانی اور قلبی دکھہ اٹھانا - حتی کہ سولی کے تختے اور جلاد کی تیغ کی برش کو بھی اُسکی خاطر گوارا کر لینا -

(۴) پس اگر ظلم ہو ' اگر معصیت و فساد کی گرم بازاری ہو ' اگر انسانوں کے حقوق الہیہ کو پامال غرور باطل کیا جاے ' اگر روشنی کی جگہہ تاریکی ' اور راست بازی کی جگہہ کذب پرستی کا اعلان ہو ' تو اسلیے نہیں کہ ظلم و فساد کو انسانوں نے برا اور اخلاق عامہ نے قابل نفرت بتلایا ہے ' پس تم بھی برا سمجھو ' بلکہ اسلیے کہ تم مسلمان ہو اور مسلمان دنیا میں صرف حق کی خدمت ہی کیلیے ہے ' اور نیز اسلیے کہ یہ سب کچھہ خدا کی مرضی کے خلاف ہے ' اور مسلمانوں کی مرضی وہی ہونی چاہیے جو انکے خدا کی مرضی ہے : تخلقوا باخلاق اللہ -

(۵) مسلم و مومن وہ ہے جو اللہ کے رشتے کو دنیا کے تمام رشتوں پر ترجیح دے - پس کسی ہستی کیلیے یہ جائز نہیں کہ وہ اسلام کی مدعی ہو ' اور ساتھہ ہی خدا کو چھوڑ کر دوسرے رشتوں کی گرویدہ ہو جاے - خدا کا رشتہ اسکی سچائی اور عدالت کی محبت میں ہے - جو حق کو پیار کرتا ہے ' وہی خدا کو بھی پیار کرنے والا ہے : و الذین آمنوا اشد حبا للہ -

(۶) اسلام نے توحید کا سبق سکھلایا - توحید کی تکمیل کے معنی یہ ہیں کہ انسان تمام انتہائی قوتوں اور اطاعتوں اور فرماں برداریوں کو صرف اللہ کیلیے مخصوص کر دے اور اُن میں کسی کو شریک نہ کرے - پس چند انسانوں کو اپنا لیڈر بناکر انکے ہر حکم کی بلا چون و چرا تعمیل کرنا ' یا گورنمنٹ اور حکام کی ہر خواہش کے آگے (اگرچہ وہ حق و عدالت اور صداقت و حریت کے منافی ہو) سر جھکا دینا ' ایک ایسا شرک جلی ہے جو توحید کے ساتھہ جمع نہیں ہو سکتا -

(۷) اسلام کا عقیدۂ توحید انسانی حریت و آزادی کا سرچشمۂ حقیقی ہے کیونکہ جو سر صرف خدا ہی کے آگے جھکے گا ' ممکن نہیں کہ وہ انسان اور انسانوں کے غرور پادشاہت و حکومت کے آگے ذلت عبودیت سے سر بسجود ہو - ان الحکم الا للہ - پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے اندر عبودیت الہی کی اصلی حقیقت پیدا کریں ' اور کوئی روح خدا کے آگے وفادار نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اُن تمام قوتوں سے یکسر باغی نہو جاے ' جو خدا کی صداقت اور اسکی مقدس مرضات کے خلاف ہیں -

(۸) ملک و انسانیت کی خدمت ' آزادانہ حیات سیاسی و ملکی کا حصول ' جد و جہد حریت ' اور خود مختارانہ حکومت کے حاصل کرنے کیلیے باقاعدہ مساعی ' یہ تمام مقاصد صالحہ اگر دوسری قوموں کو بر بناء جذبۂ قومیت و وطنیۃ عزیز ہیں ' تو ہر قائل کلمۂ توحید کو مذہباً و دیناً محبوب ہونا چاہئیں - پس عزت و مجد اسلامی کا مقتضی یہ ہے کہ ان تمام میدانوں میں مسلمان سب سے آگے ہوں ' نہ کہ سب کے پیچھے اور غیروں کے مقلد و خوشہ چین : و ان العزۃ للہ و لرسولہ و للمومنین -

ہاں ' ایک اصل الاصول ہے جو اس دعوت کو عام ہنگامہ ہاے سیاسی و تمدنی سے الگ کرتا ہے - یعنی ان تمام چیزوں کو صرف اللہ کے رشتے اور اسکی مرضات کی متابعت کے تعلق سے حاصل کیا جاے نہ کہ محض تقلید اقوام و جماعت سے - اور اسلیے سب سے پہلے عمل بالاسلام کے حبل اللہ المتین کو پکڑو تاکہ اسکے تمام نتائج حقیقیہ سے ہم کنار ہو - و العاقبۃ للمتقین -

بس یہ اور اسی کے هم معنی و هم اصول مقاصد تھے ' جنکی طرف الہلال نے ابناء ملت کو دعوت دی ' اور اگر چہ ان میں سے کوئی چیز بھی نئی نہ تھی ' تاهم غفلت و جہالت اور استیلاے ضلالت و فساد نے اس تعلیم کے هر لفظ کو لوگوں کیلیے ایک صداے نا آشنا بنادیا تھا - پس جیساکہ همیشہ هوا ہے ' ضرور تھا کہ اس اعلان و دعوت کا آغاز بھی تعجب و انکار ' تحقیر و تذلیل ' غیظ و غضب ' اور تعاند و تنفر سے هوتا مگر خاتمہ اعتراف و اقرار ' تعظیم و تشہیر ' رجوع و انقیاد ' اور تسلیم و اطاعت پر هوتا ' اور الحمد للہ کہ ایسا هی هوا ' اور جسقدر هونا باقی ہے وہ بھی عنقریب هوکر رهیگا : و تمت کلمة ربک صدقاً و عدلا - لا تبدیل لکلمات اللہ :

(ما قـــال و من قـــال)

پس جب کبھی اس عاجز کی زبان سے " دعوة الہلال " کا لفظ نکلتا ہے ' اور اسکی نصرت و فتح یابی کا دلی اذعان و روحی ایقان کے ساتھہ اعلان کرتا هوں ' تو اس سے مقصود نہ تو رسالۂ الہلال کا وجود هوتا ہے ' اور نہ خود اپنا وجود اور اپنا کاروبار ' بلکہ یہی صداقتیں اور حقیقتیں هوتی هیں جنکے اعلان و دعوت کی حضرۃ الہی نے الہلال کو توفیق دی ' اور اس عظیم الشان اور انقلابی تبدیلی کیلیے جو مسلمانان هند میں هونے والی ہے ' منجملہ اور صدها اسباب و بواعث کے ایک سبب الہلال کو بھی بنا دیا - اس بنا پر جس قدر کامیابیاں هیں وہ اسی کیلیے هیں ' اور جس قدر اعلان قوت ' رفع ذکر ' و اعلاء کلمہ ہے ' وہ سب کا سب اسی کو پہنچتا ہے :

هر جا کنیـــم سجــدہ بداں آستاں رسد !

میں سچ سچ کہتا هوں کہ خود میرا اسمیں کوئی حصہ نہیں - اور نہ والی برابر مجھے حق پہنچتا ہے کہ اسکی کامیابی کی عزت کو اپنی طرف نسبت دوں - سچائی جہاں کہیں سے نکلیگی ' استقلال اور عزت کو اپنا منتظر پائیگی - اور حق جس زبان سے بلند هوگا ' کامیابی و نصرت اسکا قدرتی حصہ ہے جو کبھی اس سے چھن نہیں سکتا - یہ خدا کا محض فضل ہے کہ وہ کسی زبان کو اسکا آلہ ' کسی قلم کو اسکا ذریعہ ' اور کسی سعی کو اسکا وسیلہ بنالے ' اور پھر اس وسیلے کے خاطر نہیں بلکہ صرف اپنی سچائی کی خاطر اسے کامیابی عطا فرماے -

لیکن یہ کامیـــابی نہ تو اس شخص کی هوگی جس نے ایسا کیا ' اور نہ تو حق کی عزت کو وہ اپنی عزت سمجھنے کا حقدار هوگا - اگر وہ ایک لمحہ یا ایک مدت کیلیے بھی اس غرور باطل اور کبر ابلیسی میں گرفتار هوگا تو خدا اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیگا ' اور اسے ذلت و رسوائی کیلیے چھوڑ دیگا - کیونکہ وہ اپنی صداقت کا محافظ اور اپنے کلمۂ حق کے اعلان کیلیے قادر و مقتدر ہے - وہ اگر چاہے تو درخت کی خشک ٹہنیوں کو حق کیلیے گویا کر دے ' اور پہاڑوں کی چوٹیوں کی اندر سے انسانوں کو سچائی کی تعلیم ملنے لگے - وہ نہ تو انسانوں کا محتاج ہے کہ وہ اسکی خاطر بولیں ' اور نہ اسکے کاموں کیلیے درماندہ ہے کہ اسکی راہ میں اٹھیں - اسکے کاروبار حق کا عجیب و غریب حال ہے - وہ جب کبھی چاہتا ہے تو اپنے بندوں کو کسی کار حق کیلیے توفیق دیدیتا ہے ' اور پھر جب وہ مغرور هو جاتے هیں اور سمجھتے هیں کہ یہ هماری شخصی کامیابی ہے تو پتھر کے ٹکڑوں اور سوکھی هوئی لکڑیوں کی طرح انھیں اپنی راہ سے هٹا کر پھینک دیتا ہے !

نـہ زیبد مرد خود بیں پادشا را
انیـس المذنبیں باید خـدا را

(ایک مثـــال)

اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی پتھر کی سل سے کوئی عمدہ کام لیلے ' اور پھر جب چاہے اسے اٹھا کر راستے میں پھینک دے - یہ سچ ہے کہ وہ پتھر ایک عمدہ کام کا ذریعہ بن گیا تھا ' لیکن یہ بھی تو سچ ہے کہ جو ارادہ اس سے کام لیتا تھا ' وہ اسے ٹھوکریں کھانے کیلیے راستے میں پھینک بھی دےسکتا تھا ؟

پھر اگر اس پتھـر کیلیے تمھارے عقیدے میں کوئی فخر نہیں هوسکتا حالانکہ وہ کسی بڑے عمدہ اور مفید کام کا ذریعہ تھا ' تو ٹھیک اسی طرح حق و صداقت کے کاروبار میں خاص اس انسان کے وجود کیلیے بھی کوئی فخر و ناز نہیں جسکو حکمۃ ربانی نے کسی مصلحت مخفی کی بنا پر خدمت دینی کیلیے ایک آلہ اور واسطہ بنا دیا هو - الا یہ کہ اسکو ضائع نہ کیا گیا اور اپنے لطف و کرم سے وسیلہ و ذریعہ هونے کی توفیق بخشی -

(تنبیـــہ ضـــروری)

البتہ یہ یاد رکھنا چاهیے کہ اس بیان سے وہ مقربان الہی اور خواص عالم انسانیت مستثنی هیں جنکا وجود صداقت الہی کے اظہار کا صرف وسیلہ هی نہیں هوتا بلکہ خود ان کے اندر نور حقیقت کی شمع روشن هوجاتی ہے ' اور اسکی نورانیت انکے اعمال مقدسہ اور انفاس زکیہ سے چھن کر عالم انسانیۃ کی در و دیوار پر پرتو افگن هوتی ہے - یعنی اللہ تعالی انکے وجود کو اظہار حق کا واسطہ هی نہیں بلکہ خود حق کا مسکن و مشرق بنا دیتا ہے - وہ حق کے مخاطب نہیں بلکہ حق کا پیکر و مجسمہ هوتے هیں - لیکن :

یہ رتبۂ بلنـد ملا جس کو ملگیا
هر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں ؟

یہ اور لوگ هیں اور انکا عالم دوسرا ہے - میں یہاں اس مقام کا تذکرہ نہیں کرتا جسکی مجھے حسرت ہے ' بلکہ اسکا حال بیان کر رہا هوں جسمیں اپنے نفس کو پاتا هوں اور نہیں پسند کرتا کہ اسکا تذکرہ نہ کروں :

عالم همہ افسانۂ ما دارد و ما هیچ !

میں سچ سچ بلا شائبۂ انکسار کے اعلان کرتا هوں کہ اس بارے میں میرے خواطر و مشاهدات نہایت عجیب و غریب و عبرت انگیز هیں - میں جب کبھی ان نتائج عظیمہ کو دیکھتا هوں جو فضل الہی نے الہلال کی دعوت کو عطا فرماے ' اور اس رفعت ذکر ' تاثیر و نفوذ ' رجوع خلائق ' انقلاب خیالات ' و حس و تنبہ دینی و روحانی کی عام تبدیلی پر نظر ڈالتا هوں جو اس اندس ماہ کی دعوت سے هر طرف پیدا هوگئی ہے ' اور پھر اسکے بعد خود اپنے تئیں دیکھتا هوں اور اپنے اعمال پر نظر ڈالتا هوں ' تو مجھے حکمۃ الہیہ کی ایک عجیب و غریب نیرنگی نظر آتی ہے اور یقین هو جاتا ہے کہ یہ جو کچھہ نتائج حسنہ میرے سامنے هیں ' وہ محض اصل دعوۃ کی صداقت و حقیقت کے برکات و انوار هیں ' ورنہ خود میں اور میری گناهوں میں ڈوبی هوئی زندگی تو اس لائق بھی نہ تھی کہ ان نتائج عظیمہ کو کبھی خواب میں بھی دیکھتی -

یہ اسکا قاعدہ ہے کہ جب وہ اپنی امۃ مرحومہ کیلیے کوئی کام کرنا چاهتا ہے تو مثل اس کامل کاریگر کے جو ٹوٹے هوے اور ناقص اوزاروں سے ایسا عمدہ کام نکال لیتا ہے جو دوسرے کاریگر عمدہ اور قیمتی آلات سے بھی نہیں کرسکتے ' جس بندے کو چاهتا ہے

اچھے کام کا ایک ذریعہ بنا لیتا ہے ' اور پھر وہ خود خواہ کیسا ہی برا ہو' لیکن اسکا کام نیکو کاروں اور صالح انسانوں کا سا ہو جاتا ہے'
و ایں جا کار بہ فضل ست نہ باستحقاق !

نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو
کہ مستحق کرامت گناہ گارانند ! !

(داعیان حق کي تین قسمیں)

البتہ یہ ضرور ہے کہ جب اسکا فضل ذرہ نواز اپنے کسي عاجز و درماندہ بندے پر مبذول ہوتا ہے' اور وہ اسکي راہ کي طرف لوگوں کو بلاتا اور اسکے کلمۂ حق و عدالۃ کی دنیا کو تلقین کرتا ہے تو اسکا حال تین صورتوں سے خالي نہیں ہوتا :

(۱) یا تو خدا تعالی اسکے نفس کا تزکیۂ کامل کردیتا ہے اور اسکے وجود کو حق کا پیکر اور نمونہ بنا دیتا ہے - و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۲) اور یا یہ درجہ عالیہ تو اس محروم نشنہ کام کو حاصل نہیں ہوتا ' لیکن چونکہ اسکے اندر حق و صداقت کا سچا درد اور خدا پرستی کي ایک نہ بجھنے والی پیاس ہوتي ہے ' اسلیے با وجود اپنے طرح طرح کے قصوروں کے وہ وسیلۂ خیر و صداقت بننے کا شرف حاصل کرلیتا ہے' اور اسکے اندر کچھہ اسطرح کي عجز و انابت اور استغفار و اعتراف کي سوز و سوزش پیدا ہوجاتی ہے جو اسے استیلاء شیطانی سے بچاے رکھتي ہے' اور پھر یا تو بالاخر منزل اخري تک پہنچا دیتي ہے یا راہ کي ٹھوکروں ہي سے گر کے رہجاتا ہے -

(۳) اور یا پھر وہ خباثت ابلیسي اور شرارت نفساني کا ایک مظہر لعین ہوتا ہے جو محض اپني اعراض نفساني کیلیے عاریتاً کسي امر حق کا اعلان کرنے لگتا ہے ' اور اس سے مقصود حق نہیں ہوتا بلکہ ایک تاریک باطل جو اسکے پیچھے چھپا دیا جاتا ہے - في الحقیقت نفاق کی یہ ایک سب سے زیادہ مہلک و خبیث قسم ہے -

پس پہلی قسم کي جماعت کیلیے تو کچھہ کہنے کي ضرورت نہیں - لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون - تیسرے گروہ کو بھي نتائج حق کي بحث سے مستثنی کر دینا چاہیے ' کیونکہ گو وہ مدعي حق ہو مگر در اصل اسکا حکم بھي باطل و فساد ھي کا ہے - اور خدا کبھي باطل کے ساتھہ وہ سلوک نہیں کر سکتا جو اس نے حق و ایمان کیلیے مخصوص کردیا ہے : ام نجعل الذین آمنوا و عملو الصالحات کالمفسدین فی الارض ؟ ام نجعل المتقین کالفجار ؟ (۳۸ : ۲۷)

البتہ دوسري قسم کے لوگوں کي نسبت میں کہنا چاھتا ہوں - یہي وہ لوگ ہیں کہ خدا انکي نیتوں کو قبول کرلیتا اور سعی حق اور خدمت صداقت کي برکت سے انکو اپنے لطف و کرم کا مورد بنا دیتا ہے - وہ خود خواہ کیسے ھي گرفتار قصور و مبتلاے ذنوب ہوں ' لیکن چونکہ اسکے کلمۂ حق کے خادم ' اسکي سچائي کے پرستار' اور اسکے دین حق کے عزت و عظمت کے لیے اپنے اندر ایک بیقراري رکھتے ہیں - اسلیے اسکي شان کریمي و رحیمي انھیں اپنوں میں سے سمجھنے لگتي ہے ' انکے کاموں کے نقص و فتور کو اپني توفیق رفیق کي بخشش سے کامل کردیتي ہے ' اور انہیں کبھی غیروں کے آگے ذلیل و رسوا ہونے نہیں دیتي - کیونکہ اگر انکا قصور اسکے کرم کا سزاوار نہیں تو اسکي صداقت کي عزت تو مستحق لطف و نوازش ضرور ہے !

اگر نہ بہر من از بہر خود عزیزم دار
کہ بندہ خوب او خوبي خداوند ست

اسکي مثال بالکل ایسي ہے ' جیسے کوئی پادشاہ اپنے کسي اہم اور معزز کام کے انجام دینے کی عزت اپنے کسي غلام کو دیدے ' تو گو وہ کیسا ھي ادنے اور حقیر ہوگا اور کیسے ھي قصور اس سے اپني خدمتوں اور پرستاریوں میں سرزد ہونگے ' لیکن تاھم پادشاہ کا کرم شاہانہ اسکي سفارش کریگا اور کہیگا کہ مانا کہ یہ ہر طرح نالائق اور سزاوار عتاب ہے لیکن ابتو اسکي عزت میري عزت ہوگئي ہے اور دنیا اسے میري نسبت سے پہچانتي اور میرا خدمت گزار سمجھتي ہے - پھر کہ کل کو دشمن ہنسیں کہ میرے دربار عز و جلال کے نام لیواؤں کیلیے عزت و سرخروئی نہیں ہے - پس شانِ عفو و کرم یہي ہے کہ جسے ایک بار سر بلندي دي ' پھر اسے نگونسار نہ کیا جاے !

و للہ در ما قال:

عوض نہ لے میرے جرم و گناہ بے حد کا
الہی تجھکو غفور الرحیم کہتے ھیں!
کہیں کہیں نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج
یہ انکے بندے ہیں جنکو کریم کہتے ہیں!

(یوسف اور رب یوسف)

آنا نہیں دیکھتے کہ جب برادران یوسف علیہ السلام دوسري بار مصر آے تاکہ دربار مصر کي بخشش و فیاضي سے مالا مال ہوں اور قحط سالی کی مصیبتوں سے نجات پالیں' تو انہوں نے عزیز مصر سے کہ فی الحقیقت حضرۃ یوسف علیہ السلام تھے' عرض کیا :

مسنا و اھلنا الضر و جئنا ببضاعۃ مزجاۃ فاوف لنا الکیل ! (۱۲ : ۸۸)

اے عزیز مصر ! ہم کو اور ہمارے بال بچوں کو قحط کي وجہ سے بڑي تکلیفیں پہنچ رہي ہیں' پس ہم یہ تھوڑي سی پونجي لیکر آئے ہیں تاکہ آپ اسے قبول کریں' اور اسکے معاوضے میں ہمیں پورا پورا غلہ دلوادیں !

لیکر تو آے تھے ناقص اور تھوڑي سي پونجي ' مگر معاوضے میں طالب کرتے تھے کامل اور بھرپور غلہ ! یہ کارو بار اور معاوضۂ بالمثل کے مدني اصول کے تو خلاف تھا ' پر ارباب کرم کے شیوۂ بخشش کے عین مطابق تھا کہ پادشاہوں کا دربار تاجروں کي منڈي نہیں ہوتي - بھائیوں نے کہا : " بدر یوزہ گري آمدہ ایم نہ بہ تجارت " -

مارا تو بہشت اگر بہ طاعت بخشي
آں بیع بود' لطف و عطاے تو کجاست ؟

و تصدق علینا' ان اللہ یجزي المتصدقین !

یہ جو مانگتے ہیں تو کچھہ اپني قیمت کا بدلہ نہیں مانگتے کہ وہ تو کچھہ بھي نہیں ہے - بلکہ اپني فیاضي سے بطور بخشش کے عطا کیجیے' اور اللہ ارباب بخشش و سخا کو اچھا بدلہ دیتا ہے !!

پھر اگر یوسف کنعانی یہ کر سکتا تھا کہ ناقص پونجي لیکر کامل متاع بخشدے' تو کیا خداے یوسف کی کریمي سے یہ بعید ہے کہ اپنے پرستاروں کے ناقص کاموں کو قبول کرکے انکو اپني کامل و اکمل توفیق کي بخشش سے مالا مال فرما دے ؟ لقد کان فی یوسف و اخوتہ آیات للسائلین کا مطلب میں تو یہي سمجھتا ہوں :

من وفاے دوست را در بیوفائی یافتم

قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربي اذاً لامسکتم خشیۃ الانفاق - (۱۷ : ۱۰۱)

" ان لوگوں سے جو خدا کے فضل و کرم کو بھولے ہوے ہیں' کہدو کہ اگر میرے پروردگار کي رحمت کے خزانے تمہارے اختیار میں ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے تم ضرور انہیں بند رکھتے مگر خدا ایسا نہیں کرتا -

البتہ یہ ضرور ہے کہ قصور اور سرکشی میں فرق ہے' اور جرم اور بغاوت' دو الگ چیزیں ہیں - خدا اپنے قصور مندوں کو معاف کردیتا ہے پر اپنے سے باغیوں کو معاف نہیں کرسکتا ' اور یہي معنی ہیں اس آیۂ کریمۂ مشہورہ کے کہ : ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء -

مدارس اسلامیه

نـــدوة العـلـمــــاء

(اور مسئلهٔ اصلاح و احیاء ملت)

(۳)

گذشته نمبر میں اصلاح کی دو قسموں کا مختصر ذکر کیا جاچکا ہے' یعني اصلاح سیاسي اور اصلاح امرتجي' اب تیسري قسم کے طرف توجه کرني چاهیے -

(۳)

تیسري قسم اُن تحریکوں کي ہے جنکي بنیاد اگرچه مثل گذشته دو تحریکوں کے مناسب وقت تمدني و تعلیمي انقلاب کي خواهش پر تھي ' لیکن چونکه اُن مصلحین نے زیاده غور و کاوش اور اجتهاد فکر و تفحص صحیح سے کام لیا اسلیے وہ سمجھه گئے که اصلاح و تغیر کیلیے ظواهر و فروعات سے متاثر هونے کي جگهه اسي اصول حقیقي اور مبدء اصلي کي تلاش میں نکلنا چاهیے' اور اُس ایک هي علت اساسي کو پہچاننا چاهیے جسکے لیے ایک هی اساسي دفعیهٔ و علاج بھي هو-

انهوں نے دیکھا که تعلیم و تحصیل تمدن حالیه کے لیے سعي کرنا قبل اسکے که کوئي اساسی و اصولي اصلاح هو جاے' محض بیکار بلکه مضر ہے -

اول تو یه تمام امور اصل مرض میں داخل نہیں هیں بلکه کسي حقیقي مرض کے نتائج و عوارض هیں - اگر مسلمانوں کي تمدني حالت درست نہیں ہے تو اسکا نتیجه غفلت ہے که انهوں نے دنیا کي تمدني ترقي کا ساتھه نه دیا - لیکن غفلت کیوں ہے ؟ قواء عمل کیوں معطل' اور ذهن و دماغ کیوں بیکار هوگئے؟ پس ضرور ہے که پہلے اس سبب کو دور کیا جاے جسکی وجه سے بیداري کے بعد یه غفلت طاري هوئي اور یه ظاهر ہے که غفلت کي علت غفلت نہیں هوسکتي' کوئی اور هي علت ہے جس سے یه معلول پیدا هوا ہے -

یا مثلاً مسلمانوں میں آجکل کے علوم و فنون نافعه ناپید هیں' اور وہ انکی جانب سے غافل هیں - پس سب سے پہلے اُس شے کو دور کرنا چاهیے جس کی وجه سے اُن میں علم کا فقدان هوا اور اسکے حصول کا ولوله اور اسکے عشق کی تشنگي باقی نه رهی' نیز اُس شے یا اُن اشیا کو حاصل کرنا چاهیے جنکي وجه سے دیگر اقوام میں یه موجود ہے ' نه که سب سے پہلے علم علم پکارنا -

ثانیاً ' اگر ابتدا سے تلاش اصل و حقیقت کي جگه انهی چیزوں کو بنیاد کار قرار دیا گیا تو یاتو پوري کامیابي حاصل نه هوگي کیونکه یه آنکھوں کي جلن' سرکے درد' اور اعصا شکني کا علاج هوگا حالانکه ان سب کا باعث اصلي یعني بخار باقی ہے - اور اگر کامیابی هوئي اور پیشانی پر کوئي ایسي سرد شے لگا دي گئي جسکي برودت سے بخار کي حدت و حرارت کم محسوس هونے لگي' تو پھر اسکا نتیجه یه هوگا که تمدن و تعلیم راس نه آئیگي اور اور طرح طرح کي ایسي خرابیاں پیدا هو جائینگی جنکي وجه سے نه تو مقصد اصلي حاصل هوگا' اور نه کوئي دوسري کامل و احسن حالت هي پیدا هوسکے گی -

تب انهوں نے مسلمانوں کے موجوده اعمال و اطوار حیات کا مطالعه کیا تو انهیں نظر آیا که ان میں سے اکثر ایسے هیں جنکي موجودگي میں محال ہے که حسب سنن طبعیه کوئي قوم زنده وقائم رهسکے - وہ تمام اعمال صحیحه و صالحه جو حیات اجتماعي و ملي کیلیے بمنزلهٔ روح و حرارت غریزي کے هیں' ان میں سے مفقود هوگئے هیں' اور هر عمل یا تو محرف ہے یا مسخ شده -

پھر انهوں نے اُس قوة روحانیهٔ الهیه کو دیکھا جو ابتک مسلمانوں کے دلوں پر حکمراں ہے ' یعنے دیانة مبجلهٔ اسلامیه اور اُسکے تمام احکام و تعلیمات صادقه ' تو اُنهیں بدفعه واحدة نظر آیا که مسلمانوں کے تمام موجوده اعمال و اطوار یکسر اُسکي تعلیمات حقه کے خلاف هیں' اور اسکي تعلیم میں وہ تمام ارکان و اصول باکمل حال' و اجمل صورة موجود هیں جنکا عمل و انقیاد کسي قوم کي حیات اجتماعي و سیاسي اور نظام مدنی و عمرانی کیلیے ضروري ہے : اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الاسلام دينا !

پس انکي حالت مثل اُس طبیب کے هوئي جو اپنے سامنے کسي کثیر العوارض مریض کو دیکھکر گھبرا گیا هو ' لیکن یکایک القاء طبی اصل مرض کي تشخیص اور علة حقیقیه کے کشف تک اُسے نائل کردے' اور وہ پھر اُن تمام ظاهري مظاهر مرض سے یک قلم بے پروا هوکر صرف اندرون بدن کے نقص مخفي کے انسداد پر اپني تمام همت و سعي خرچ کرنے لگے -

انهوں نے سمجھه لیا که عروج و زوال امم في الحقیقت ایک قانون الهي کے عمل و نفاذ کا نتیجه ہے جسے لسان الله الاقدس نے بتلا دیا ہے :

واذا اردنا ان نهلك قرية ' امرنا مترفيها ' ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدميرا - وكم اهلكنا من القرون من بعد نوح ' و كفى بربك بذنوب عباده خبيرا بصيرا ! (۱۷ : ۱۷)

اور جب همکو کسي آبادي کا برباد کرنا منظور هوتا ہے تو هم اس آبادي کے خوشحال لوگوں پر اپنا حکم بھیجتے هیں - پھر وہ نافرمانیاں کرنے لگتے هیں' جب ایسا هوتا ہے تو وہ آبادي مستحق عذاب هو جاتي ہے - پس هم اسے تباه و برباد کر دیتے هیں - اور دیکھو ! طوفان نوح کے بعد اسي قانون کي بنا پر کتني هي قوموں کو هم نے تباه و هلاک کردیا ' ! ! یقین کرو که تمهارا پروردگار اپنے بندوںکے گناهوں کو جانتا اور دیکھتا ہے -

اور سورهٔ طلاق میں فرمایا :

و كاين من قرية عتت عن امر ربها و رسله فحاسبناها حسابا شديدا و عذبناها عذابا نكرا ؟ فذاقت وبال امرها وكان عاقبة امرها خسرا - اعد الله عذابا ' فاتقوا الله يا اولى الالباب الذين آمنوا ! ! (۶۵ : ۸)

اور کتنی هي آبادیاں هیں جنکے رهنے والوں نے اپنے رب اور اسکے رسولوں کے احکام سے سرتابي کي ' اور هم نے بڑي هی سختی سے انکے کاموں کا حساب لیا اور سخت عذابوں میں مبتلا کیا' پس انهوں نے اپنے کیے کا مزه چکھا اور اسکا انجام کار صرف نقصان و هلاکت هی هوا - قیامت کا عذاب الهي انکے لیے باقی ہے -

پس اے عقل و فهم رکھنے والو ! جو الله پر ایمان لاچکے هو ! اُسکے غضب سے ڈرتے رهو ! !

اور پھر یه کیسی صاف تصریح اور کھلي کھلي تعلیم ہے جو اسي آیهٔ کریمه کے بعد فرمایا :

قد انزل الله اليكم ذكرا رسولا يتلوا عليكم آيات الله مبينات ليخرج الذين آمنوا و عملوا الصالحات

اے مسلمانوں خدانے تمهیں آگاه کرنے کیلیے اپنا ایک رسول تمهاري طرف بھیجدیا ہے جو خدا کي آیتیں کھلے کھلے احکام کے ساتھه سناتا ہے تا که جو

من الظلمات الي النور (۶۵ : ۱۱)	لوگ انپر ایمان لائیں اور اعمال صالحہ اختیار کریں انکو نا کامي و ضلالت کي تاریکي سے نکال کر فوز و فلاح کي روشنی میں پہنچا دے !

اس سے واضح ہوا کہ در حقیقت قومي عروج و حیات اسکے افراد کے اُن تمام اعمال و اطوار پر موقوف ہے جنکو قرآن کریم ایمان باللہ کے بعد " عمل صالح " کي جامع و مانع اصطلاح میں تعبیر کرتا ہے ' اور جس کے اندر تمام سیاسي و تمدني ' اخلاقي و معاشرتي ' علمیہ و قلبیہ ' غرضکہ ہر قسم کے اعمال صالحہ بشریہ کے طرف اشارہ موجود ہے - تعلیم الہی اُن اعمال کي طرف انسانوں کو دعوت دیتي ہے اور وہ اُسے قبول کرتے ہیں ' پس دنیا کی زندگي اُسکے لیے ایک جنۃ حیات اور بہشت ارتقا و عروج بن جاتي ہے ' اور اُنکا وجود ارض الہي کیلیے زینت و حسن ہو جاتا ہے :

تلك الجنۃ التي نورث من عبادنا من کان تقیا (۱۹ : ۶۴)	یہ ہے وہ جنت جسکا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو بخشتے ہیں ' جو عمل صالح اور تقوی کی راہ اختیار کرتے ہیں !

لیکن جب تعلیم الہي کے نزول و ارشاد سے بعد ہوجاتا ہے اور غفلت و ضلالت دلوں پر چھا جاتي ہے ' تو اُس قوم کے قوۃ اعتقاد میں ضعف پیدا ہوتا ہے ' اور عملي حالت بگڑنا شروع ہوجاتي ہے - پھر ایک ایک کرکے ہر عمل بگڑتا ہے اور یکے بعد دیگرے اس عمارت کي ایک ایک اینٹ گرنے لگتي ہے - اسي حالت کو اصطلاح قرآني میں " عمل شیطاني " سے تعبیر کیا گیا ہے ' کیونکہ اُسکي زبان میں ہر عمل ضلالت شیطان ہے اور یہ موقعہ اُسکی تشریح کا نہیں :

و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهو له قرین - وانهم لیصدونهم عن السبیل یحسبون انهم مهتدون ! (۴۳ : ۳۵)	اور جو شخص خدا کے رحمان کي یاد سے اعراض کرتا ہے ' ہم اسپر ایک شیطان ضلالت مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اُسکے ساتھہ رہتا ہے - پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ شیاطین تو اِن گمراہوں کو راہ الہي سے روکتے ہیں مگر وہ اپنے زعم باطل میں سمجھتے ہیں کہ ہم راہ راست پر ہیں !

یہاں تک کہ تمام قواء عمل انکلي ضلالت و ظلمت کے ہاتھہ چلے جاتے ہیں اور ایک کامل معصیت و ذنوب کي عملي زندگي ہر فرد کي ہو جاتي ہے - یہی اعمال ضلالۃ وہ جراثیم مہلکہ ہیں جو گھن کي طرح شجر حیات ملت میں لگ جاتے ہیں ' اور پھر ایک وقت آتا ہے جب ہلاکت کي " اجل مقدر " اور " کتاب معلوم " اپنا کام انجام دیتی ہے ' اور کوئي انساني تدبیر اور مادي سعي اس تقدیر الہي کو دور نہیں کر سکتي - یہی معني حقیقي ہیں اس آیہ جلیلہ کے ہ : وما اهلکنا من قریۃ الا ولها کتاب معلوم ' ما تسبق من امۃ اجلها وما یستاخرون ! (۱۵ : ۴)

تمام اقوام عالم کے عروج و زوال اور حیات و ہلاکت کیلیے یہی ایک قانون وحدت ' و مبدء حقیقي ' و تدبر اعمال ہے ' اور خداے حکیم و لطیف کبھي کسی بہتر حالت کو بدتر حالت سے نہیں بدلتا ' جب تک کہ وہ خود بہتري سے اعراض کرکے برائي کو اپنے لیے اختیار نہ کرلے - و ہو سبحانہ و تعالی شانہ یقول فی کتابہ المبین

وما کان ربک لیهلک القری بظلم و اهلها مصلحون (۱۱ : ۱۱۷)	اور تمہارا پروردگار کبھی کسي ایسي آدمي کو ناحق برباد نہیں کرتا جسکے بسنے والے اعمالہ صالحہ و صحیحہ رکھتے ہوں -

پس اس جماعت کے دلوں کو اللہ تعالے نے اس فہم حقیقت کیلیے کھول دیا کہ مسلمانوں کے موجودہ امراض تنزل و تسفل کي اصلي علت اسي قانون عروج و زوال کا نفاذ ہے - انکے اعتقادات ضعیف و مسخ ' اور اعمال منحرف و باطل ہوگئے ہیں اور قانون الہي کی " اجل مقدر " اور " تقدیر الہلاکۃ " اپنا کام کر رہي ہے -

انکو یقین ہوگیا کہ اصلاح و تجدید کا کار و بار شروع کرنے سے پہلے کوئي بنیاد و اساس عمل قرار دینی چاہیے - محض کسي سیاسي اتحاد سے آغاز عمل کرنا یا ترقي یافتہ اقوام کے علوم و تمدن کي تحصیل و نقالي پر اصلاح کي بنیاد رکھنا ' کچھہ بھي مفید نہوگا - یہ تمام امور کسي جڑ کي شاخیں ' کسي بنیاد باطن کے آثار و ظواہر ' یا کسی روح حیات بخش کي پیدا کي ہوئي حرکت ہیں ' مگر خود نہ تو بنیاد ہوسکتے ہیں اور نہ کسي شجر انقلاب کا بیج ' اور نہ ہی کسي جسم کیلیے روح -

مراتب مندرجۂ صدر کے بعد اس جماعۂ دعاۃ و مصلحین کو یقین ہوگیا کہ جب تک مذہبي ارشاد و ہدایت کی کوئي سچي حرکت مسلمانوں میں پیدا نہوگی ' اُس وقت تک تمام مساعی اصلاح بے نتیجہ ہیں -

(اصل اصول دعوۃ دیني)

ہر قوم کي حیات اجتماعی اُسکے اعتقادات اور اعمال کا مجموعہ ہوتی ہے ' اور مدنیہ صالحہ کے معني یہ ہیں کہ وہ اپنے تمام اعتقادات و اعمال میں بہتر و اکمل ہو - مسلمانوں کے اعتقادات کا یہ حال ہے کہ سد باب اجتہاد و منع نظر و استدلال نے تمام راہیں اصلاح کي مسدود کردي ہیں ' رہے اعمال تو وہ بدعات و زوائد ' نسخ و اضافہ ' اور تحریف و تغیرات اکثر صورتوں میں اصلیت کی ایک مسخ شدہ صورت ہے -

---

پس اصلاح کی پہلی ضرب نتائج پر نہیں بلکہ علت پر پڑنی چاہیے - جس دن یہ علت دور ہوگئي ' اُس وقت خود بخود اخذ علوم نافعہ و کسب صنائع مفیدہ و جلب تمدن و عمران کي تمام راہیں کھل جائیں گی - فلا اصلاح الا بدعوۃ ' ولا دعوۃ الا بحجۃ ' ولا حجۃ مع بقاء التقلید ' فاغلاق باب التقلید الاعمي و فتح باب النظر والاستدلال ' هو مبدء کل اصلاح ' و مفتاح النجاح والفلاح !

(ایک فرو گذاشت)

یہ ہے مختصر سر گذشت اصلاح و تعمیر کي اُس تیسري قسم کي جسے " دعوۃ دیني " سے موسوم کرنا چاہیے ' اور جو اپنے بنیاد اصلاح و طریق دعوت میں " اصلاح سیاسی " اور " اصلاح افرنجی " دونوں سے بالکل مختلف ہے -

میں یہ کہنا بھول گیا تھا کہ قرون اخیرہ و حالیہ کی اصلاح و دعوت کے کاموں کو سب سے پہلے دو قسموں میں منقسم کرنا چاہیے - ایک وہ دعاۃ و مصلحین جو سلسلۂ احیاء و تجدید امۃ مرحومہ کي بنا پر گذشتہ دو صدیوں کے اندر پیدا ہوے ' اور اُن میں سے بعض متاخرین مصلحین نے موجودہ اصلاحات کیلیے بھي زمین درست کردي - ان بزرگوں کا شرف الہي و فضل خصوصی یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھہ سمجھا اور کیا ' وہ محض جذبۂ صادقۂ اصلاح ' اور قوۃ مجتہدۂ حقیقی کا نتیجہ تھا ' نہ کہ کسي قوم کے عروج کا مطالعہ اور اُسکي تقلید و اتباع کا ولولہ - فہم المصلحون المجددون ' الذین یصلحون فی الارض ولا یفسدون - " اولائک علی هدی من ربهم و اولائک هم المفلحون "

- دوسري قسم اُن لوگوں کي هے جنهوں نے غفلت و ظلمت کے بعد یکا یک یورپ کو دیکها ' اسکي حالت سے اپني حالت کا مقابله کیا ' اور اس مقابلے کے بعد ایک حرکت اصلاح و تغیر کي انکے اندر پیدا هو گئي - یه تینوں قسمیں جو اوپر بیان کر چکا هوں یعني اصلاح سیاسي و افرنجي و دیني ' یه سب کي سب اسي دوسري قسم میں داخل هیں -

چونکه اصول اصلاح و دعوت پر ایک مستقل مقاله کسی نه کسي وقت لکهنا هے ' اسلیے میں نے اولین قسم پر بحث نه کي - البته یہاں اسقدر اشاره کر دینا ضروري هے که یه تیسري قسم کي دعوت یعني " اصلاح دیني " گو یورپ کے اثر هي کا نتیجه تهی ' لیکن تاهم اپنے اصول و طریق کار میں اُس اولین جماعۃ مصلحین مجددین کي دعوت سے نسبتاً اقرب ' اور بہت سے بنیادي مسائل میں تقریباً هم آهنگ تهي -

(اصلاح دیني کے بعض مصلحین)

مشهور و معروف شیخ محمد عبده مصري کي دعوت اسي قسم اصلاح میں داخل هے - شیخ موصوف کا ابتدائي عهد خالص سیاسي انقلابات کے افکار میں گذرا تها ' کیونکه انکے استاد طریقت و معلم ارشاد ' سید جمال الدین کي دعوت میں سیاسي عنصر غالب تها - اگر مستر بلنت کي روایت تسلیم کر لي جاے ' تو شیخ محمد عبده عرابي پاشا کي تحریک سے پہلے بالکل طیار هو گئے تهے که توفیق پاشا خدیو مصر کو قتل کر ڈالیں ' کیونکه اسنے ولي عهدي میں اصلاح و تغیر کے جو وعدے سید جمال الدین مغفور سے کیے تهے ' تخت نشیني کے بعد پورے نه کیے -

لیکن اسکے بعد هي سنه ۱۸۷۷ میں عرابي پاشا کا واقعه پیش آگیا جسمیں خود شیخ محمد عبده بهي شریک قرار دیے گئے انگریزي مصري کمیشن نے شیخ کو بهی جلا وطني کی سزا دي ' اور یه بیروت میں کچهه عرصه ٹهہر کر سید جمال الدین کے پاس پیرس چلے گئے - وهانسے ۱۳ - مارچ سنه ۱۸۸۴ کو ایک عربي اخبار " العروة الوثقی " نکالا - جسکی اڈیٹري میں سید اور شیخ دونوں شریک تهے - یهي الحقیقت تهی بارهم شیخ کی اصلاح دیني کي اولین بنیاد هے -

عروة الوثقی کے تیسرے نمبر میں انکا ایک مبسوط مضمون " ماضي الامة و حاضرها و علاج عللها " کے عنوان سے نکلا تها - اسمیں مسلمانوں کي گذشته حیات اجتماعي کے اسباب بتلاے هیں ' پهر موجوده تنزل پر بحث کي هے - آخر میں لکها هے که اب عروج بعد از تنزل کا کوئي ذریعه بجز اسکے نہیں هے که مسلمانوں کو مذهب کي صحیح اور حقیقی تعلیم دي جاے -

پانچویں نمبر کے مقالۂ افتتاحیه کا عنوان یه تها : " انحطاط المسلمین و سکونهم و سبب ذالک " اسمیں بتلایا هے که اسکی علة اصلي اسلامي اعتقادات و اعمال کے ضعف و نسخ کے سوا اور کچهه نہیں هے -

گیارهویں اور سترهویں نمبر میں دو مضمون " اسباب حفظ الملک " اور " سنن الله فی الامم " کے عنوان سے نکلے تهے - انکے مطالعه سے پورا اندازه هو سکتا هے که شیخ کي دعوة ایک خالص اصلاح دیني کي دعوت تهي ' جو مسلمانوں کو سب سے پہلے اعتقادات و اعمال دینیه کي درستگي کي طرف بلاتی تهی -

(الکـــواکبـــي)

علماے مصر و شام میں شیخ محمد عبده مصري کے علاوه ایک اور فکر صالح و مصلح بهي تحریک اصلاح دیني میں شریک رہا هے ' جسکو افسوس هے که سلطان عبد الحمید و اشرار یلدز کے استبداد سیاسي نے اعلان و قوت کے ساتهه کام کرنے کا موقعه نه دیا - یعني مرحوم شیخ عبد الرحمن الکواکبي -

الکواکبي کي دو کتابیں "طبائع الاستبداد" اور "جمعیة ام القری" موجود هیں - جمعیة ام القری ایک فرضي کانفرنس کي رپورٹ هے جو گویا ایام حج میں منعقد هوئي اور تمام علماء عالم اسلامي نے اسمیں شریک هو کر مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر بحث کي - نتیجه تمام مباحث کا یه هے که اصلاح دیني کے بغیر امید نجاح و فلاح ملت امید باطل هے : و قال الرسول یا رب ان قومي اتخذوا هذا القرآن مهجورا -

سلطان عبد الحمید نے ان دونوں کتابوں کو مملکۃ عثمانیه میں ممنوع الاشاعة قرار دیدیا تها ! !

(شیخ صدرالدین ترکستانی)

شیخ محمد عبده المصري کا نام هندوستان میں مشهور هو چکا هے ' لیکن بہت کم لوگوں کو یه معلوم هوگا که مسلمانان ترکستان (روس) میں اصلاح و تغیر کی جو حرکت گذشته نصف صدي کے اندر شروع هوئی ' اسکا رجحان بهي زیاده تر " اصلاح دیني " هي کی طرف رها هے ' اور ابتدائی دو قسموں یعنے سیاسی و افرنجي کا عنصر وهاں بہت مغلوب هے -

اگر مصر و عثمانیه نے اصلاح دیني کی دعوت کیلیے ایک محمد عبده کو پیدا کیا تو میں نے همیشه تعجب کیا هے که بلاد روسیۂ ترکستان و وسط ایشیا اب تک کئی محمد عبده پیدا کر چکے هیں '

پروفسر وسبري نے اپني کتاب : Western light and Eastern lands کے دوسرے حصے میں بعض ترکستاني مصنفین کا ذکر کیا هے جنهوں نے تاتاري زبان میں اپنی تصنیف کی هیں اور ان میں اصلاح اعمال دینیه ملت کو حصول ترقي و عروج کا اصلي ذریعه بتلایا هے ' لیکن فی الحقیقت جو مصلحین و مرشدین حقیقي که ترکستان میں داعي اصلاح و انقلاب رهے هیں ' وسبري کو انکی خبر نه تهي - میں یہاں صرف ایک مصلح بزرگ تاتاري کا ذکر کرونگا ' یعنے حضرة الشیخ صدر الدین قاضي القضاة بلاد ترکیۂ روسیه -

اصلاح و دعوت تجدید کے مسئله میں اس عالم جلیل و محترم کا مسلک وهي تها جو شیخ محمد عبده نے اختیار کیا - وه علاوه عالم دیني هونے کے یه حیثیت قاضي القضات کے ایک عهدۂ جلیلۂ شرعیه بهي رکهتے تهے ' اسلیے انکی صداء اصلاح ایک ایسی مزیت و تاثیر خصوصي رکهتی تهي جو افسوس که دیگر بلاد اسلامیه کے مصلحین کو حاصل نه هوئی ورنه نہیں معلوم کتنی مشکلیں اور رکاوٹیں انکی راه سے هٹ جاتیں - سنه ۱۳۰۹ هجري میں انهوں نے ایک نہایت صحیح اور مبسوط کتاب مسئلۂ اصلاح اور اسکے طرق و وسائل پر عربی میں لکهی اور قازان کے ایک روسي مطبع میں چهپوا کر شائع کیا - اس موضوع پر یه بہترین و جامع کتاب هے جو ابتک لکهی گئی هے - کتاب کے تین حصے هیں - پہلے میں اُن تمام اسباب کو بیان کیا هے جنکی وجه سے مسلمانوں میں ضعف اجتماعی و تمدنی کی بنیاد پڑي ' اور پهر ان کو تعلیمات اسلامیه پر منطبق کیا هے - دوسرے حصے میں علوم دینیه کے تنزل و انحطاط اور طریق درس و تعلیم کے نقائص پر بحث کی هے اور صاف لکهدیا هے که موجوده طریق تعلیم کی موجودگی میں کسي طرح امید نہیں کي جاسکتي که مسلمانوں کے اندر کوئي صحیح دیني تحریک نشو و نما پاسکے ' کیونکه یه کام صرف علما کا هے اور علما کو کامل و مفید تعلیم

نہیں ملتی - پھر تیسرے حصے میں خود تعلیم دینی کا ایک پروگرام پیش کیا ہے جو بہت مفصــل ہے' لیکن زیادہ تر اسمیں انہی کتابوں سے بحث کی ہے جو ترکستان و تاتار کے مدارس دینیہ میں پڑھائی جاتی ہیں -

شیخ موصوف نے یہ کتاب قسطنطنیہ میں شیخ الاسلام کے پاس بھیجی ' علماء مصر و شام اور الجزائر و تیونس سے مکاتبات کیے ' شیخ ازہر و جامع زیتونی کو توجہ دلائی مگر:

او خویشتن گم است کرا رہبری کند ؟

انکا مقصد یہ تھا کہ اصلاح کیلیے اول ایک مرکزی تحریک قسطنطنیہ سے شروع ہو' مگر سلطان عبد الحمید کیلیے لفظ " اصلاح " اسقدر خوفناک و مہیب تھا کہ وہ ایک لمحہ کیلیے بھی اسکی سماعت کا متحمل نہیں ہوسکتا تھا - جب اس طرف سے مایوس ہوگئے تو خود عملی کام شروع کیا اور قازان میں ایک دارالعلوم کی بنیاد ڈالی اور اسکے ساتھہ ایک مجلس اصلاح و مراقبت تعلیم دینی بھی قائم کی - مگر افسوس کہ عمر نے زیادہ مہلت نہ دی اور قبل از تکمیل مشروع' سنہ ۱۳۲۱ میں انتقال کرگئے رحمۃ اللہ علیہ و شکر اللہ مساعیہ

(نــدوۃ العـــلـــما)

سلسلۂ اصلاح و دعوت کی اسی تیسری قسم یعنی اصلاح دینی کا سب سے آخری' مگر سب سے زیادہ صحیح العمل مشروع ' ندوۃ العلما کی تاسیس اور اسکے مقاصــد کا پروگرام تھا ' جو سنہ ۱۳۱۱ ہجری میں ظاہر ہوا' اور جسکی موت و حیات کا مسئلہ اس وقت ہمارے سامنے ہے -

(البقیۃ تتلی)

اعـــــلان

جلسہ مذاکرہ علمیۂ آرہ

اس سال جناب حافــظ مــولا بخش صاحب ساکن مظفــر پور محلہ بھگوان پور نے جلسہ مذاکرہ علمیہ آرہ کو مدعو کیا ہے - چنانچہ حسب استدعا انکے اس سال یــہ جلسہ خــاص شہــر مظفر پور میں (جہاں مدرسہ احمدیہ کی ایک شاخ بھی ہے) تاریخ ۱۸ - ۱۹ - ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۴ - ۱۵ - ماہ فروری سنہ ۱۹۱۴ع روز شنبہ و یکشنبہ کو مــذاکــرہ علمیہ آرہ کا چوبیســواں سالانہ اجلاس منعقد ہوگا - تھوڑی تکلیف گوارہ فرما کر دو روز کے لیے مظفر پور میں ضرور تشریف لائیں ' اور شریک جلسہ ہوکر جمعیت علماء اور مدرسہ احمدیہ آرہ کے لائق اور ہونہار طلبہ کی حیرت انگیز تعلیم جسکو وہ سنا کرتے ہیں آنکھوں سے مشاہدہ فرمائیں اور آنکی دلپسند تقریروں سے محظوظ ہوں اور اسلامی محبت اور دینی اخوت کا لطف اٹھائیں -

جو صاحب جلسہ میں شرکت کا قصد فرمائیں آنکی خدمت میں عرض ہے کہ لازم جلسہ سے ایک ہفتہ قبل دفتر مذاکرہ علمیہ آرہ کو اپنے ارادہ کی اطــلاع دیں تاکہ طعام و جاے قیام کا انتظام پہلے سے درست رہے ' اور کسیطرح کی تــکلیف نــہ ہو - موسم سرما ہے جاڑے کا کپڑہ و بستر اپنے ساتھہ لا لیے -

نــوٹ

جلسہ کے متعلق تمام کار روائیوں میں جنتری کی تاریخوں کا اعتبار ہوگا -

المــلتمس

ابو زبیر محمد یوسف حالوی دربھنگوی ناظم مدرسہ احمدیہ و معیــن مہتــمم جلســـہ مــذاکــرہ علمیـــہ آرہ -

بریدِ فرنگ

سنــہ ۱۹۱۵ کي موتمــر الســـلام

(یعنے صلح کانفرنس)

(از ریویو آف ریویوز - لندن)

سنہ ۱۹۱۵ع کی موتمر السلام (پیس کانفرنس) میں چھوٹی سلطنتوں کی حیثیت ایک خاص اہمیت رکھتی ہے -

ہاں بڑی سلطنتوں کی طرح چھوٹی سلطنتیں بھی وہی لڑتی ہیں جسکی وحی انکے مصالح کی طرف سے آتی ہے' مگر اپنے مصالح کی رعایت اور انکی نقصان رسانی سے اجتناب کے لیے دوسری سلطنتوں کو مستعد کرنے کی کامیاب ترین تدبیر یہ ہے کہ وہ اس مقررہ زمانے میں جسمیں موتمر ہیگ (ہیگ کانفرنس) منعقد ہوگی اب یہ ثابت کردیں کہ ' جس شے کا علم بلند ہونا چاہیے وہ حق ہے نہ کہ طاقت -

ہمیں بوثوق معلوم ہوا ہے کہ چھوٹی سلطنتیں سنہ ۱۹۱۵ع میں موتمر ہیگ کا انعقاد چاہتی ہیں' کیونکہ انکی مصلحت یہ ہے کہ موانع ایک ایسی شے کو نہ روکیں جسکی ضرورت دول کو پڑتی رہتی ہے' یعنی دنیا کو یہ بتانا کہ وہ (یعنی دول) ایک ایسی مجموعی طاقت ہیں جسکے عناصر و اجزاء میں باہم ائتلاف و اتحاد ہے -

اسلیے اسے چاہیے کہ اپنے مقررہ اوقات پر اپنے فرائض کو انجام دے' انہیں کسی ایک ' دو' تین' یا اس سے زیادہ سلطنتوں کی وجہ سے نہ چھوڑدے جو لشکر کشی اور کشور کشائی کے عاشق ہیں -

غرض کوئی جماعت جو دنیا میں امن پھیلانے کے لیے ترتیب دیجائے' اسکا اولین مقصد یہ ہونا چاہیے کہ امن و سلام کی تیسری موتمر منعقد ہو -

اس مقصد کی تکمیل کے لیے اگر کمیٹیاں نہیں بنی ہیں تو فوراً بنا چاہئیں - لیکن اس نقطہ پر پہنچکر ہم باصرار کہینگے کہ جو کمیٹی جس قوم کی قائمقام ہو وہ اسکی صحیح قائمقام ہو - مگر بین الدولی سیاست میں وزراء خارجیہ کا ایسی احتیاطی کارروائیوں کی طرف میلان جو انکے ساتھہ مخصوص ہوں ' اس راہ میں ضرور حائل ہوگا - کیونکہ خواہ کوئی تجویز یا گفتگو ہو' اسمیں ان تمام گروہوں کی وکالت ہونی چاہیے جن سے قوم مرکب ہے ' نہ کہ خاص اس گروہ کی جس سے اس وزیر کا تعلق ہے !

مگر انکے نزدیک اس تجویز کے معنی اپنے اختصاص و امتیاز سے محرومی اور اپنے حقوق پر دست درازی ہونگے - چنانچہ انہیں سے ایک بزرگ نے اس رسالے کے نامہ نگار' باتی سے کہا تھا:

" تم قوم کا کیوں ذکر کرتے ہو ؟ سیاست کے باب میں قوم کا کیا اعتبار ہے ؟ "

یہ وہ مقولہ ہے جسکو سیاسی حلقوں کی راے کا ترجمان سمجھنا چاہیے -

اس وقت قوم کو یہ موقعہ حاصل ہے کہ وہ ان ارباب سیاست کو بتادیں کہ سیاست میں قوم بھی قابل ذکر و لحاظ حیثیت

رکهتي هے ' اور آینده اسکي یه حیثیت اس سے بهي زیاده قوي تر هوگي -

اسلیے چاهیے کہ جن ممالک میں جمهوري (ڈیمرا کریٹک) اور اشتراکي (سوشیالسٹ) فرقوں کو حکومت میں کوئي مستقل یا غیر مستقل جگه حاصل هے ' وه اسکے لیے انتهائي کوشش کریں که انکا ایک عضو اپني سلطنت کي مخصوص کمیٹي کا بهي ضرور هي عضو هو اور یه که آئنده خود موتمر هیگ میں بهي اسکو نشست ملے -

انگلستان میں حزب العمال (لیبر پارٹي) جسکے ساتهه عمال کي اور بهت سي انجمنیں هیں ' اتني طاقتور هے که اگر وه چاهے تو اپنا یه مطالبه (یعني انکا بهي ایک عضو کمیٹي اور موتمر هیگ میں هو) حکومت کو منظور کرنے په دے - حکومت کي مخصوص کمیٹي اور آینده موتمر هیگ میں وکالت کا حق همارے ان ما وراء بحر مستعمرات (نو آبادیوں) کو بهي حاصل هے جنکي جنگ کے وقت فوج اور جهازوں سے مدد پر انگلستان کو کامل مسرت کے ساتهه اعتماد هے -

لیکن ڈر یه هے که همارے ارباب سیاست کهڑے هو جائینگے اور عمال و نیز مستعمرات کي خود مختار حکومتوں کو اس مخصوص کمیٹي اور ان وکلاء میں شرکت سے محروم کرنیکي هر ممکن تدبیر اختیار کرینگے ' هاں اگر یه خود مختار سلطنتیں اور عمال کي انجمنیں اپني مشهور و معروف صاف گوئي اور مطالبات میں جوش بیاني کے ساتهه اپني وکالت پر اصرار کرینگی تو حکومت کو لامحاله منظور کرنا پڑیگا -

هم کو امید هے که سر ایڈ ورڈ گرے ان رجعت پسندوں پر غالب آئینگے جنکو اس قسم کي باتیں پسند نهیں آتیں ' اور اس طرح عام راے کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا فخر حاصل کرینگے جسکے فیصلوں کو رد کرنا درحقیقت نا ممکن هے - پس اسلیے سنه ۱۵ ع میں جو موتمر السلام منعقد هو ' اسمیں انگریزي قوم کي حیثیت یادگار هونا چاهیے -

اگر موضوع موتمر سے هٹکر اسکے طرز عمل کي طرف آنا چاهیں ' اور یه اندازه کرنا چاهیں که موتمر کي طرز عمل میں کیا کیا هوسکتا هے ؟ یا غالباً کیا کیا هوگا ؟ تو همیں ایک مرتبه پیچهے لوٹنا پڑیگا اور ان فردهاے عمل کي دفعات کو دیکهنا پڑیگا جن کے مطابق پہلي دونوں موتمروں نے کام کیا هے -

یه فراموش نه هونا چاهیے که پہلي موتمر زار روس کے طلب کرنے پر وجود میں آئي تهي - اس نے یه موتمر صرف اسلیے طلب کي تهي که وه اسپر غور کرے که آیا دول کي یه برباد کن ذخائر اسلحه سازي کس حد پر روکي جاسکتي هے ؟ موتمر نے فیصله کیا که تهوڑے دنوں میں اس آرزو کا پورا هونا نا ممکن هے -

جو سلطنتیں اس موتمر میں شریک تهیں ' انهیں اپنے اندر حسن کام کي قدرت و استطاعت نظر آئي ' وه امن پسندي کي نیت اور ایسے مقصد کا اظهار تها ' جسکي کمان تقوى اور ایمان بالله کے هاتهه میں هو - چنانچه اس اولین موتمر نے بالاتفاق یه پاس کردیا :

" اس موتمر کي خواهش تمام تر ان مصارف جنگ کے محدود کرنے کي طرف متوجه هے ' جو اس دنیا کي پشت پر ایک بار گراں هوگئے هیں ' اور نه که یه تحدید و تعیین صرف نوع انساني کي مادي اور اخلاقي فائدے کے لیے هے "

اسکے بعد دوسري موتمر منعقد هوئي - اس نے اس قرار داد کے مضمون میں کسیقدر توسیع کي اور اسمیں ایک ایسي بات شامل کرلي جو دعوت امن کے بالکل برعکس هے - چنانچه اس نے یه طے کیا :

" هیگ کي یه دوسري موتمر اس قرار داد یعني تحدید مصارف جنگ کي تائید کرتي هے جو اولین موتمر منعقده سنه ۱۸۹۹ ع نے طے کي تهي ' اور چونکه اس سال سے تقریباً تمام سلطنتوں کے مصارف جنگ بہت بڑهگئے هیں ' اسلیے یه موتمر اپني اس شدید خواهش کا اعلان کرتي هے کہ تمام سلطنتیں اس مسئلہ پر نهایت سنجیدگي اور اهتمام کے ساتهه دوباره غور کریں - "

یه وه قرار داد هے جو دوسري موتمر نے مصارف جنگ کے باب میں طے کي تهي -

لیکن یه کوئي ایسا اعجوبه امر نهیں جسکا مضحکه اڑایا جائے -

عالم انساني کي سلطنتوں کا اعتراف جرم اپني لغویت و بیکاري میں کلیسا کے ان نمازیوں کے اقرار گناه سے کم نهیں هے جو کہا کرتے هیں که " اے خداوند ! هم نے غلطي کي اور بهٹکي هوئي بکریوں کي طرح تیري راه سے هٹگئے " ! !

عقل و نقل اور شئون و حالات سے یهي معلوم هوتا هے که یه تیسري موتمر بهي اپني کار روائي کا آغاز اسي اعتراف اور خواهش اصلاح سے کریگي - ماضي پر تحسر و پشیماني کا وقت ابهي تک نهیں گیا هے - تمام سلطنتوں میں مصارف جنگ هولناک حد تک بڑهگئے هیں - انگریزي پارلیمنٹ کي ایک آخري اشاعت میں بیان کیا گیا هے کہ دوسري موتمر کے وقت سے اسوقت تک تمام دول کے بحري مصارف میں خوفناک اضافه هوگیا هے - روس نے اپنے بحري مصارف ساڑهے پندره ملین پونڈ کردیے ' جسکے معني یه هیں که چهه سال قبل اسکے بحري مصارف جتنے تهے ' اس سے چهه گونه زیاده کردیے گئے - اسکے بعد انگلستان کا نمبر هے - انگلستان کے بهي پندره ملین پونڈ هوگئے ' یعني اس نے بهي مصارف میں ۴۸ في صدي کا اضافه کردیا - انگلستان کے بعد جرمني کا نمبر هے اس نے اپنے مصارف میں ۹۱ فیصدي کا اضافه کیا هے -

سنه ۱۹۰۷ ع میں فرانس کے جسقدر بحري مصارف رهے ' اس نے ان سب سے پنج گونه زیاده کام لیا - اطالیا اور آسٹریا و هنگري نے بهي اپنے اپنے بحري مصارف دو چند کردیے - خلاصه یه که آٹهوں بحري سلطنتوں نے اپنے اپنے مصارف بڑها دیے جنکا سالانه اوسط گیاره ملین پونڈ پڑتا هے ! !

بحري مصارف کي طرح بري مصارف کے متعلق اسوقت همارے پاس شمار و اعداد نهیں هیں ' لیکن یہ امر یقیني هے که فرانس ' جرمني ' روس ' اور انکے علاوه چهوٹي چهوٹي سلطنتوں نے اپنے اپنے بري مصارف میں بهي بهت اضافه کیا هے ' اور اسلیے هم غلطي نه کرینگے اگر یه کهیں که گذشته چهه سال کے اندر آٹهوں بڑي سلطنتوں کے مصارف کي میزان قریباً چالیس ملین پونڈ هوگي - اور اگر هم محافظین (کنسرویٹو) کي زبان میں کهیں تو یه زیادتي سو ملین سے بهي زیاده هوگي ! !

ایک دفعه ایک نامه نگار مسٹر اسٹیڈ نے سنه ۱۸۹۹ ع سے لیکے سنه ۱۹۰۷ تک کے اضافه هاے جنگي کا شمار کیا تها - یه اضافه ۱۲۰ ملین هوتا تها - پس اس بنا پر تمام سلطنتوں نے اولین موتمر سے لیکے اسوقت تک دو سو پونڈ اس رقم سے زیاده صرف کیے جو زار روس کے اس اعلان سے پہلے (که مصارف جنگ هولناک حد تک بڑهگئے هیں) وه صرف کیا کرتي تهیں ! !

شاید کوئي یه کهے که تیسري موتمر کے انعقاد سے کیا فائده جبکه دو کے انعقاد اور تیسري کي تیاري کے باوجود چوده سال کے اندر مصارف جنگ اس قدر هولناک هوگئے هیں ؟

هم ان جناب ناصح کو یه جواب دینگے که وه شاید یه بهول گئے که صبح سے پہلے شب کي تاریکي همیشه نهایت شدید هوتي هے -

اور یہ کہ آگسٹس کے عہد سے پہلے روما میں جسقدر بتخانے تھے ' اس سے زیادہ خود آگسٹس کے عہد میں بنالیے گئے تھے جبکہ مسیحیت کا بانی و موسس اس عالم میں آیا تھا !

ہم اسوقت اپنے قارئین کے سامنے وہ تفصیلي اور دقیق اعداد و شمار نہیں پیش کرسکتے جن سے یہ معلوم ہوسکے کہ اس خوف و ہیجان کي وجہ سے مصارف جنگ میں کتنا اضافہ ہوا ' جنھیں اسلحہ کي کمپني والے اپنے حصوں کی مصلحت سے پیدا کیا کرتے ہیں ؟ مگر تاہم ہم نے جو اعداد و شمار ابھي پیش کیے ہیں ان سے بہت سے ارباب سیاست اور اپنے ہاتھوں میں عام حالات کي عنان رکھنے والے یہاں تک متاثر ہوے ہیں کہ انھوں نے اس اضافہ پر کمال اظہار افسوس و نا امیدي کا کیا ہے - اگر یہ اعداد و شمار صحیح ہیں اور اگر یہ زیادتي ثابت ہوگئي تو انھیں نہایت حزن و ملال کے ساتھہ اسوقت کا انتظار کرنا چاہیے جبکہ ان طبقوں کے جذبات کا کوہ آتش فشاں پھٹیگا جنکي ہڈیوں کو فاقے کے کیڑوں نے کھوکھلا کردیا ہے ' اور اب وہ جنون کي حد تک پہنچگئے ہیں !

موتمر ہیگ کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے پیہم جلسوں میں ان ارباب سیاست کے لیے ایسے وقائع مہیا کردے ' جنمیں وہ غم و تحسر کے ان شعلوں کو جو انکي پسلیوں میں بھڑک رہے ہیں ' اور یاس و نا امیدي کے اسباب کي کشاکش کو جو انکے سینوں کے اندر برپا ہے ' ظاہر کرسکیں - اور نیز ایسي فرصتیں بھي پیدا کردے ' جنمیں کرپ کے کارخانے کے شرمناک واقعات ' وہ خطرات جنکو ان شرمناک واقعات کے افشا نے بے نقاب کیا ' اور جنکے ذریعہ جنگي مصارف کي وہ زیادتي نیز تخریب و بربادي کے آلات بنانے والي کمپنیوں کے مبلغ عمل کا اعلان کرسکیں -

اگر ان انگریزي وکلا میں حزب العمال کا بھی کوئي ممبر ہو جو اس موتمر ہیگ میں شرکت کے لیے جائینگے ' تو عمال کي انجمنوں کیلیے حالت کي خطرناکي و نحوست کے اعلان کا ایک اچھا موقع ہے - ہمیں قوي امید ہے کہ حزب العمال کے بعض سرگروہ وکلاء انگلستان میں ہونگے ' اور انکو یہ موقع دیا جائیگا -

نالۂ شبلي

عالي جناب شمس العلماء علامۂ شبلي نعماني مد ظلہ العالی کي ان (۱۵) نظموں کا مجموعہ جن میں حضرۃ علامۂ ممدوح نے بزرگان سلف کے سبق آموز حالات ' تاریخي واقعات اور زمانۂ حال کي اندوھناک مصائب و آلام اسلامي کو اپني مشہور جادو بیاني کے ساتھہ بعایت موثر پیرایہ میں نظم فرمایا ہے اور جو حقیقتاً اس قابل ہے کہ اسلامي اخلاق ' اخوۃ ' مساواۃ اور حریۃ جیسي صفات عالیہ کے اعلی معیار اور مکمل نمونوں اور مثالوں کو پیش نظر رکھہ کے ہر مرد ملت انکو حرز جان بنائے - اور ان پاک جذبات کے پیدا کرنے کے لیے اپنے بچوں اور بچیوں کو بطور گیتوں کے یاد کرائے -

سفید چکنے کاغذ پر نہایت خوشخط طبع ہوا ہے - اور علاوہ علامۂ موصوف کے شبیہ مبارک کے ڈاکٹر انصاري ' ڈاکٹر اسلامي میڈیکل مشن ' مسٹر محمد علي ' ایڈیٹر کامریڈ و ہمدرد ' مسٹر ظفر علي خان ' ایڈیٹر زمیندار کے فوٹو بھي نہایت عمدہ آرٹ پیپر پر دیے گئے ہیں ' قیمت علاوہ محصول ڈاک کے صرف ۸ - آنہ

انوار احمد - کانفرنس آفس ' محمڈن کالج علیگڈھ

اخبار و حوادث

از مراسلہ نگار المؤید

تازہ واقعات - عثماني فوج - عثماني بیڑا

(عثماني طلبا کا جلوس)

اسوقت میں آپکو یہ خط لکھہ رہا ہوں اور اس سے پہلے یہ منظر دیکھہ چکا ہوں کہ ایک خیال جو اس سال اولین مرتبۂ عمل میں ہے ' بیزنطیني قیصروں کے اس دارالسلطنت میں عثماني نوجوانوں کو ایا صوفیا ' میدان سلطان احمد ' دیوان یولي ' نور عثمانیہ ' باب عالی ' اور ان تمام راستوں سے جوق در جوق کھینچے لا رہا ہے جو مدرسۂ دارالفنون کو جاتے ہیں -

خیال یہ ہے کہ عثمانیوں کے استقلال و دستور کي یادگار قائم کیجائے !

آج جتنے پرچے نکلے ہیں سب سلطان عثمان باني دولت عثمانیہ اور انکے مدفن کي تصویروں سے آراستہ اور تاسیس دولت عثمانیہ کے متعلق طول طویل تاریخي مضامین سے لبریز ہیں - ترکوں کی سلطنت کا آغاز سلجوقي ترکوں کے انہدام سے ہوا ' جب کہ علاء الدین ثاني کي وفات سے آل سلجوق کا خاتمہ ہوگیا تھا -

آج صبح جب گھڑي نے ۹ بجاے تو مدرسۂ دارالفنون کي شاخہاے ادبیات ' دینیات ' ریاضیات ' مدرسۂ حقوق (لا کالج) مدرسہ طب ' مدرسہ زراعہ ' مدرسہ تجارت ' مدرسہ ہندسہ (انجینیرنگ) اور انکے علاوہ دوسرے مدارس عالیہ (کالجوں) کے طلبہ دارالفنون کے لیکچر ہال میں جمع ہوے ' اور ایک طالب علم نے استقلال عثماني پر تقریر کي -

جب تقریر ختم ہوچکي تو یہ مجمع دیوان یولي سے میدان بایزید اور وہاں سے دفتر جنگ آیا - دفتر جنگ نے عثماني استقلال و دستور کا علم بلند کیا - ایک طالب علم نے بڑھکے تمام مجمع کي طرف سے عثماني فوج کے لیے " زندہ باد " کے نعرے لگائے - یہاں سے یہ مجمع " امانت مدنیت آستانہ " آیا ' یہاں بھي ایک طالب علم نے اس عید کے آنے پر اہالي آستانہ کي طرف سے مبارکباد دي -

پھر یہ مجمع امانت مدنیت آستانہ سے باب عالي چلا اور یہاں بھي اس موضوع پر تقریریں ہوئیں - پھر مجمع پل کي طرف روانہ ہوا اور وہاں سے ہوتا ہوا بک اوغلی ' تبہ باشي ' تقسیم اور تقسیم سے قصر سلطاني کے سامنے آیا اور سلطان المعظم کے حضور میں واجبات تہنیت و تبریک بجا لایا -

قصر سلطاني سے واپسي میں ٹرام کے راستے سے ہوتے ہوے مجلس المبعوثان (عثماني پارلیمنٹ) کے ایوان تک آئے ' اور قوم کو اس عید دستور و استقلال پر مبارکباد دیکر پھر مدرسہ دارالفنون کو واپس گئے -

(سلطان المعظم کي صحت)

گذشتہ جمعہ کو صبح تحریر نے اطلاع دي تھي کہ نصیب اعدا سلطان المعظم کا مزاج ناساز ہے - سردي لگ گئي ہے اسلیے آپ نماز

جمعہ کے لیے تشریف نہیں لائینگے - گمان یہ تھا کہ اس اعلان کے دوسرے یا تیسرے دن تک جلالتماب کا مزاج درست ہو جائیگا مگر واقعہ اسکے برعکس ہوا اور اس خط کے لکھنے تک جلالتماب بدستور صاحب فراش ہیں - شہر کے عماید و اعیان اور سفراء اپنے بڑے عہدہ داروں کو روزانہ مزاج پرسی کے لیے مابین بھیجتے رہتے ہیں -

(مسئلـۂ جـزائـر)

جزائر ایجین کا مسئلہ منجملہ ان مسائل کے ہے جس نے دول کے دو مجموعوں یعنی اتحاد ثلاثی اور مفاہمت ثلاثی کو مشغول کر رکھا ہے -

قارئین کرام کو انگلستان کی راے تو معلوم ہوچکی ہوگی جو اس نے دول کے پاس بھیجی ہے' اور جس کے متعلق اسکا خیال ہے کہ اس گرہ کے سلجھانے کیلیے کافی ہے - لیکن انگلستان کی اس تجویز نے اطالی اور یونانی مصالح میں بحری توازن کا سوال پیدا کردیا - اسلیے اتحاد ثلاثی کے جواب میں تاخیر ہوئی -

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اتحاد ثلاثی نے طے کرلیا ہے کہ انگلستان کی تجویز کے اس حصہ کے بارے میں خاموش رہے جسکا تعلق جزائر کے مستقبل سے ہے - اسکا نتیجہ ہے کہ دول کی دو جماعتیں ہوگئی ہیں - ایک جماعت میں مفاہمت ثلاثی اور اسکے ساتھہ یونان ہے - یہ جماعت چاہتی ہے کہ جزائر اور حدود البانیہ' دونوں مسئلے باہم وابستہ و متحد ہوں -

دوسری جماعت میں اتحاد ثلاثی ہے جسکا ایک عضو اطالیا ہے - یہ جماعت چاہتی ہے کہ یہ دونوں مسئلے علحدہ رکھے جائیں -

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یونان چاہتا ہے کہ مسئلہ البانیہ ایک مسئلہ عنصریہ کی شکل اختیار کرلے' اور جزائر میں سے جو کچھہ اس کے ہاتھہ سے جاے' وہ اسکا فدیہ ہو جو اسے البانیا میں ملے - یونان اس شش و پنج میں پڑا ہے کہ صرف مفاہمت ثلاثی کے ساتھہ رہے تاکہ اسے اپنے مقاصد کے حصول میں مدد ملے' یا انکے ساتھہ تو محض دوستی قائم رکھے اور اطالیا کے یہاں تقرب حاصل کرکے بہت زیادہ فائدہ اٹھالے ؟

گمان غالب یہ ہے کہ یونان کوئی ایسی تدبیر اختیار کریگا جس سے وہ اپنے قدیمی مرکز نظر یعنی اتحاد یونانی کی توسیع سے قریب تر ہوسکے -

(عثمـانی بیـــڑا)

اعلان دستور کے وقت سے عثمانی قوم نے اپنے بیڑے کی تقویت کی ضرورت کو محسوس کیا - چنانچہ اسکے لیے مختلف اطراف ملک میں کمیٹیاں قائم کیں کہ وہ چندہ جمع کریں اور ہر شخص کو چندہ کی ترغیب دیں - اسطرح سے جو رقم عثمانی بحث میں بیڑے کے لیے مخصوص تھی اور جو رقم یورپ سے بیڑے کی تقویت کے نام سے قرض لی گئی تھی' ان دونوں کے علاوہ ایک اور کثیر رقم بھی فراہم ہوگئی تھی -

اس سے پانچ تارکش اور دو آہن پوش جہاز خریدے گئے جن سے جرمنی کا بیڑا بے نیاز ہوگیا تھا - انہی دونوں کا نام " طورغود رئیس " اور " دار بروس خیر الدین " رکھا گیا -

جس دولی حالت میں ہمارے ساحل اور شہر داخل ہوگئے ہیں' اسکے علی الرغم جنگ بلقان اور اس سے پہلے جنگ طرابلس نے عثمانی بیڑے کی تقویت کی ضرورت پر ذہنوں کو متنبہ کیا ہے -

اسی بیداری کا نتیجہ ہے کہ پہلے رشادیہ کی خریداری کی گئی' اور پھر اسکے بعد آہن پوش برازیل کی خریداری سے اسکی تقویت و تائید ہوئی' اسکے متعلق طلعت بے نے والیوں کے نام جو تار بھیجا ہے اسکا ترجمہ یہ ہے :

" حکومت سنیہ ایک ڈریڈ ناٹ قسم کے آہن پوش جہاز کی خریداری کی فکر میں تھی' کیونکہ ملک کی حفاظت کے لیے اسکی سخت ضرورت تھی - ہم آپکو مژدہ سناتے ہیں کہ بالاخر حکومت کو ایک ڈریڈ ناٹ کی خریداری کا موقع ملگیا جو ایک انگریزی کارخانے میں حکومت برازیل کے نام سے بنا ہے - اسکا وزن ۲۸ - ہزار ٹن ہے - اسکا نام سلطان عثمان اول رکھا ہے - اور نام کا مسئلہ سلطان المعظم کیخدمت میں عرض کردیا ہے - بیشک یہ مژدہ تمام اطراف و حصص ملک میں مسرت و ابتہاج کے ساتھہ سنا جائیگا - چونکہ اسکی قیمت میں ابھی نصف ملین پونڈ باقی ہے' اسلیے ہم چاہتے ہیں کہ آپ چندے کی فراہمی میں ہمت و سعی صرف کریں' اور جو کچھہ جمع ہو اسکو فوراً آستانہ بھیجدیں "

(طلعت)

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بیعنامہ پر ۲۷ دسمبر کو دستخط ہوگئے - لوگ کہتے ہیں کہ رؤف بک اسی لیے لندن گئے ہیں تاکہ ارمسٹرونگ کے کارخانہ سے ملکر اس بارے میں گفتگو کریں -

اس آہن پوش کے اسلحہ یہ ہیں - ۱۴ توپیں ہیں جنکے گولے ساڑھے اکتیس سنٹی میتر کے ہونگے - ۲۰ توپیں وہ ہیں جنکے گولے ۱۵ سنٹی میٹر ہونگے اور انکی رفتار ۲۳ عقدہ فی گھنٹہ ہوگی - اسکی قیمت میں سے حکومت برازیل کو ۲ لاکھہ پونڈ دیے گئے ہیں - یہ رقم حکومت نے بنک بدرنہ اہدذ کو سے لی ہے - حکومت نے اس آہن پوش کے لیے بیس ہزار کا سامان جنگ بھی خریدا ہے -

اس آہن پوش کی خریداری کے اثر کے متعلق جو کچھہ معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ یونان سمجھا ہے کہ اس خریداری سے مقصود اصلی میں ہی ہوں - یونان کی خواہش ہے کہ اسکی اور عثمانی بیڑے کی نسبت وہی رہے جو پہلے تھی -

مگر جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ اس آہن پوش برازیل کی خریداری کےلیے کوشش کی ابتداء یونان ہی نے کی تھی مگر روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے نہ لے سکا' انکو معلوم ہے کہ یونان جب تک جدید قرض سے' مدد نہ لیگا' اسوقت تک اپنے بیڑے کی تقویت کے ارادے میں کامیاب نہیں ہوسکتا -

آثار عرب

(٢)

ميں تو اصل موضوع بيان کرنے لگا ' حالانکه مجهے پہلے يه بتانا چاهيے که هم مسلمان يورپ پہنچے کيسے ؟

حضرات ! اس دريا کو عبور کرکے هم ميں اور يورپ ميں حد فاصل هے -

اس دريا کو اب هم بحر ابيض کہتے هيں - ترکوں کے يہاں يه بحر سفيد کے نام سے مشہور هے جو ايک فارسي لفظ سفيد سے مرکب هے جسکے معنے ابيض کے هيں - اسکو پہلے بحر متوسط کہتے تهے - کيونکه يه افريقه ' ايشياء ' اور يورپ کے درميان واقع هے - همارے اسلاف کے يہاں اسکا نام بحر روم و بحر شام تها - ميرے نزديک اگر وہ اسکو بحيرہ اسلاميه کہتے تو بالکل سچ کہتے اور ايک حقيقي صداقت کو ظاهر کرتے - کيونکه مسلمان اس دريا اور اسکے جزائر جيسے ميورقه اور منورقه کے (جو اب جزائر باليار کہلاتے هيں) پورے مالک تهے -

اهل اندلس ان جزيروں کو انهي دونوں ناموں سے ياد کرتے تهے اور جزائر شرقيه بهي کہتے تهے کبهي حالي الجزائر بهي کهديتے - مگر ياد رکهنا چاهيے که الجزائر جو الجير نا کے نام سے مشہور هے ' اسکا نام اسکے دارالسلطنت الجير سے ماخوذ هے جسميں جزائر بهي مزغنه يامزغونه ' صقليه ' قور سقه ' اور اقريطش (جو اب کريٹ کے نام سے مشہور هے) شامل تهے - ان جزائر ميں اسلامي تمدن پورے عروج کے عالم ميں رهچکا هے - ده بڑے بڑے جزيرے تهے ' رهے چهوٹے چهوٹے جزيرے جيسے قبرص ' مالطه ' رودس ' تو انميں بهي تمدن اسلام کي يهي حالت تهي -

ان مقامات ميں اب بهي اسلام کے آثار باقي هيں -

غالباً آپ يه سنکے خوش هونگے که مالطه ميں عربي علم ادب کا بازار گرم تها - والي مالطه جسکا نام قائد يحيى تها ' اسکے ليے ايک مهندس (انجينير) نے ايک ايسا بت بنايا تها جس سے مجيروں کي مدد سے دن کو وقت معلوم هوجاتا تها - ابو القاسم بن رمضان مالطي نے عبد الله بن سمط مالطي سے کہا که اس پر اچهه کہو ' چنانچه اس نے برجسته کہا .

جـاريه ترمي الصبح	ايک لڑکي هے جو مجيرے بجا رهي هے
بهـا النفوس تبتهـج	جسکي آواز سے دل خوش هوتے هيں
کان مـن احـکمهـا	گويا که اسکے حکم سے
الى السمـاء تـعرج	آسمان کي طرف چڑهگئے
طـالع الافـلاک عن	اور اس نے افلاک کے برجوں اور
سر البـروج و الدرج	درجوں کے اسرار تک کا مطالعه کرليا !

خير يه تو ايک لطيفهٔ ادبي تها - اب ميں پهر اصل مبحث کي طرف لوٹتا هوں - بحر ارخبيل (ايجين) اور اسکے جزائر درحقيقت مسلمانوں کے زير نگيں کبهي بهي نہيں هوے - البته ان پر مسلمانوں کي يورشيں هوتي رهتي تهيں جو روميوں اور مسلمانوں کے تعلقات کي يعني جنگ و صلح هنگامي کے تابع هوتي تهيں جيسے تعلقات هوتے ' ويسي هي ان حملوں کي رفتار بهي هوتي تهي -

مسلمانوں نے اس دريا کو عبور کرکے ان جزائر پر قبضه کيا اور انکو اپني آينده فتوحات کا مرکز قرار ديا جسطرح که تمام دول عظمى آجکل کيا کرتي هيں -

انهي جزائر کي راه سے مسلمان يورپ پہنچے - جس شهر کو ليسکے ليا ' جن ميں موجبن انار سکے آثار ہيں ' اور جن کو تاراج کرنا چاها تاراج کيا -

مسلمان بڑے لکے گئے جو الجواري المنشا في البحر کا لاعلام کے مراتب تهے - يهي وہ بيڑے هيں جنکي تعريف ميں شعراء اندلس نغمه سرا هوے هيں ' مگر يہاں ان نغموں کے ذکر کرنے کي ضرورت نہيں که مبادا بات دوسري طرف نکلجائے اور مقتضاے مقام سے خارج هوجائے -

ميں صرف اس امر کي طرف متوجه کرنا چاهتا هوں که جو سلطنت اپني حفاظت اور سر بلندي چاهتي هے اسکے ليے بحري اقتدار ناگزير هے ' کيونکه قوموں کی شان و شوکت اور ايک کي دوسرے پر بجا يا بيجا حکومت ميں دريا کو بهت بڑا دخل هے - اسکے ليے کسي مزيد دلايل کي ضرورت نہيں بلکه بحر ابيض متوسط ' بحر ارخبيل ' بحر احمر (جو عربي جغرافيه کي کتابوں ميں بحر قلزم کے نام سے مشہور هے اور يه نام شهر قلزم کی مناسبت سے هے جس کي اصلي جگهه اور اسکے پاس کی زمين پر شهر سويس آباد هوا) کے متعلق جو کچهه آپ سنتے اور ديکهتے هيں وہ کافي هے -

عربوں نے کشتيوں يا جهازوں کے ايسے مجموعه کے ليے جو جنگ ميں کام آتا هو ' يونانيوں سے لفظ " اسطول " ليا - اسيطرح جسطرح که هم آج اهل يورپ سے انکي صدها بحري اصطلاحات لے رهے هيں - آپ لوگوں ميں سے کون ايسا شخص هے جس نے دريا کا سفر کيا هو اور دخاني جهاز کے " قمره " ميں لوگوں کے ساتهه نه بيٹها هو ؟

يه قمره اطالي نژاد لفظ (Camera) هے جسکے معني غرفه يا حجره کے هيں - نه صرف معارضه اور مکافات هے - جسطرح که دريا جب ايک طرف کم هو جاتا هے تو سامنے کے ساحل پر بڑهجاتا هے - يا ايک عام قانون هے ' جسکے مظاهر انسان کے تمام اعمال اور تمدن کے تمام حالات ميں جلوہ گر هورهے هيں - (اردو ميں بهي لفظ " کمره " حجرے کے معني ميں اسي اطالی لفظ سے آيا هے - الهـلال)

صديوں سے خود اهل يورپ کی يهي حالت تهي - انکي زبانوں ميں بهت سے عربي نام باقي رهگئے اب ان ناموں کے بدلنے کي انکے پاس کوئي تدبير نہيں - مثلاً ايک نام کا ذکر کرتا هوں که وہ بغداد اور بمنزله سر کے هے -

لفظ " اميرال " عربي الاصل هے - همارے يہاں يه " امير الماء " هے جيسا که آپ نے موسوعات دوريي ميں ديکها هوگا - تخفيف کے ليے ان لوگوں نے ايک حصه حذف کرديا جيسا که هم بهي عجمي الفاظ کي تعريب ميں کيا کرتے هيں - اب جو هم آئے: تو هم بهي اس تعبير کو اسي ترکيب اور انهي حروف کے ساتهه استعمال کرنے لگے جسطرح که وہ کرتے هيں ' اور کہنے لگے اميرال کفتر ' اميرال ديس ' اميرال ملاں -

(اولین مسلم امیرال کون ہے ؟)

صحابی جلیل القدر علاء بن حضرمی رحمۃ اللہ علیہ ! آپ اولین مسلمان ہیں جو بحری غزوے کے لیے نکلے - یہ غزوہ مشرق کی طرف سے خلیج فارس میں براہ عمان و بحرین ہوا تھا -

آور اولین مسلم امیرال جس نے جنگ کے لیے بحر روم کا سفر کیا ' معاویہ بن سفیان ہیں - یہ غزوہ انہوں نے اسوقت کیا تھا جبکہ حضرت عثمان بن عفان (رض) کے عہد میں شام کے عامل تھے -

پھر تو مسلمانوں کو بحری جہاد سے ایک شغف ہوگیا اور اس سلسلے میں بعض جزائر کے بھی وہ مالک ہوگئے -

بحیثیت مصری ہونے کے ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ بحری دار الصناعہ سب سے پہلے سنہ ۵۴ ہجری میں جزیرہ مصر یعنے فسطاط ہی میں قائم ہوا ' نیز یہ کہ اسطول (بیڑا) اپنے حقیقی معنی میں سب سے پہلے مصر ہی میں بزمانۂ عنبسہ بن اسحاق بنا یا گیا جو متوکل باللہ عباسی (جسکا ذکر عنقریب منجنیق کی تقریب سے آئیگا) کے طرف سے مصر کا والی تھا - یہ سنہ ۲۲۸ ع کا واقعہ ہے -

مصر اپنے بیڑوں سے رومیوں اورانکے علاوہ یورپ کی اور قوموں کے حملے روکا کرتا تھا ' اور بجز ان خاص صورتوں کے جبکہ اس پر تعدی اور دست درازی کیجاے ' اسکا کام یہ نہ تھا کہ وہ خود بھی حملہ کرے - یہ اسلیے کہ وسعت مملکت اور استعمار کے لحاظ سے اسکا مطمح نظر رودس اور قبرص کے علاوہ اور کوئی جزیرہ نہ تھا - کیونکہ اس نے باقی جزیروں کو ان اسلامی ممالک کے لیے چھوڑ دیا تھا جو ان جزائر سے قریب تر تھے -

چنانچہ تونس کی بحری ہمت ہمیشہ سسلیہ اور سردانیہ کی طرف متوجہ رہتی تھی ' اور مغرب اقصی جزائر میورقہ ' منورقہ یا (Ibiga) یا (Iviga) یا (Ivica) اور سواحل اندلس و فرانس کا کفیل تھا -

لیکن تونس مصر سے کرے سبقت لیگیا ' چنانچہ سنہ ۷۹ ھ میں ایک اموی تاجدار عبد الملک بن مروان کے حکم سے تونس کے عامل (گورنر) حسان بن نعمان نے بیڑے بنواے -

اسلامی بیڑوں کی عظمت اسدرجہ تک پہنچگئی تھی کہ بقول امام مقریزی " اسمیں کوئی بے پروا یا امور جنگ سے ناواقف داخل نہیں کیاجاتا تھا " انکے ملازموں کی خاص وقعت و عزت تھی - ہر شخص کی یہ کوشش ہوتی کہ اسکا شمار بیڑے کے ملازموں میں ہو اور اسکے لیے برابر کوشش کرتا رہتا تھا ' یہاں تک کہ وہ کامیاب ہو جائے - امام موصوف ہم کو یہ بھی بتاتے ہیں کہ مصر میں بیڑوں کیلیے سعی و توجہ المعز لدین اللہ کے آنے سے قوی تر ہوگئی - امراء و اعیان سلطنت میں سے جو شخص سب سے بڑا اور سب سے زیادہ قوی النفس ہوتا تھا وہی بیڑے کا سردار (امیرال) ہوتا تھا - المعز کے زمانے میں بیڑوں کی تعداد آٹھ سو سے زیادہ تھی مگر پھر گھٹنا شروع ہوگئی ' تاہم سو سے کبھی بھی کم نہ ہوئی - بیڑے کی تیاری اور تنخواہوں کی تقسیم کے وقت خلیفہ خود موجود رہتا تھا - بیڑا جب بر سر روانگی ہوتا تو خلیفۂ وقت اسکے رخصت کرنے کیلیے منظرۃ القدس میں (جہاں اب جامع اولاد عنان ہے) ایک شاندار جلوس کے ساتھ چلتا تھا - وہ ایک جشن کا دن ہوتا جسکی رونق و خوبی کو بیڑے کی وہ نقل و حرکت ' جسکو اب بحری نمایش (Navil Manoer) کہتے ہیں ' اور بھی دو بالا کردیتی تھی - اسطرف اسدرجہ توجہ تھی کہ دار الصناعہ میں خلیفہ کے علاوہ کوئی شخص سوار نہیں جاسکتا تھا ' اور وہ بھی صرف افتتاح نیل کے جلسہ کے دن - یعنی اس خلیج کے بند کرنے کے لیے جو اب پٹ گئی ہے اور اس پر سے ٹریموے نکلتی ہے !

صلاح الدین کے زمانے میں بیڑے کیلیے ایک خاص صیغہ تھا جسکو دیوان الاسطول کہتے تھے - یہ صیغہ اس نے اپنے بھائی شاہ عادل کے متعلق کردیا تھا - یہ صیغہ اس صیغہ سے ملتا ہوا تھا جو محمد علی کے زمانے میں دیوان البحریہ کہلاتا تھا اور آج یورپ میں وزارت بحریہ کے نام سے موسوم ہے - مگر آہ ' اب تو وہ مصر میں صفر ہے - لا عین و لا اثر (نہ اصل ہی باقی ہے اور نہ اسکے نشان !)

مصر میں دمیاط اور اسکندریہ جنگی بندرگاہ تھے ' اور بعد کو انکے ساتھ تیس بھی ملحق کردیا گیا تھا جو اب ویران پڑا ہے - فسطاط (قدیم مصر) اور قوص (جو صعید کا ایک قصبہ ہے) یہ دونوں نیل کے بڑے بندرگاہوں میں سے تھے - یہاں بھی جہاز بنتے تھے جو انہی سرحدوں میں رہتے تھے اور بحری جنگوں پر اسلیے جاتے تھے تا کہ مصر کا بول بالا ہو اور اسکا پرچم ہر طرف لہرائے -

اسلامی سلطنتوں میں بیڑا کتنے قطعوں سے مرکب ہوتا تھا ؟

اعوادیات ' اہربہ ' برکوشات ' حراریق یا حرافات ' تلندیات ' اور مسطحات سے (یہ سب کشتیوں کے نام ہیں - دیکھو مضمون اسلامی بحریات مندرجۂ الہلال) انکے بعد اور کشتیاں ہیں جو اہمیت میں دوسرے درجہ پر ہیں گو انکی بھی سخت ضرورت پڑتی ہے - ان پر ہم عنقریب بحث کرینگے -

" باسم اللہ مجریها و مرساها " پڑھتے ہوے اسلامی بیڑے روانہ ہوئے ' اور جزائر و سواحل یورپ پر جا کر ٹھہرے - انہوں نے اپنے مراسی (جمع مرسی یعنی لنگر) ڈالے جسے انجر بھی کہتے ہیں - انجر ایک یونانی لفظ ہے ' جسکو عربوں نے معرب انجر کیا اور ان سے فرانسیسوں نے لیا تو (Ancre) کردیا اور پھر اس سے (Ancrer) مصدر بنا لیا -

جب یہاں عرب پہنچے تو انہوں نے اپنے جہازوں کو موٹے موٹے رسوں سے باندھا ' جنکو وہ امراس (جمع مرس) اور امرار (جمع مر) کہتے تھے اطالیوں نے ان رسوں کا نام (Amarra) رکھا - فرانسیسوں نے اسمیں کسیقدر اور وسعت پیدا کی اور (Amarrer) یا (Amarrage) دو لفظ مشتق کیے جنکے معنے " ان رسوں سے کشتیوں کو باندھا " ہیں ' بالکل اسطرح جیسے کہ عرب کہتے تھے : امر الشي یعنی کشتی یا کسی شے کو اس موٹے اور مضبوط رسے سے باندھا -

حبل (رسی) کے ذکر پر میں یہ بھی بیان کیے دیتا ہوں کہ وہ عربی میں اور (Cabbe) فرانسیسی میں ' دونوں ایک ہی معنے کے لیے ہیں ' اور دوسرا لفظ اسی پہلے عربی لفظ سے ماخوذ ہے -

---

نوٹس متعلق اولڈ بوائز تانو

امسال حسب معمول تعطیلات ایسٹر میں بتاریخ ۱۰ - لغایت ۱۲ - اپریل سنہ ۱۹۱۴ - از جمعہ تا اتوار جلسہ سالانہ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے اجلاس بمقام علیگڈہ کالج منعقد ہونگے -

جملہ اولڈ بوائز کی خدمت میں درخواست ہے کہ حتی المقدور اجلاس ہاے مذکور میں آکر ضرور شریک ہوں ' اور اپنے پیارے کالج کی زیارت کریں اور اپنے چھوٹے بھائیوں اور اسٹاف سے ملیں اور کالج میں جو اضافہ ہوا ہے اوسکا بھی ملاحظہ کریں -

ہماری درخواست اون بھائیوں سے جو ابھی تک کسی وجہ سے ایسوسی ایشن کے ممبر نہیں ہوسکے خاص طور پر ہے کہ ضرور تشریف لاکر شریک جلسہ ہوں -

خاکسار شوکت علی

آنریری سکریٹری اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

آثار عتیقہ

حفریات بابل

میسوپوٹیمیا یعنی دو آبہ دجلہ و فرات کی وادیوں میں جرمنی کے علماء آثار نے سنہ ۱۸۹۹ سے اعمال حفریہ کا سلسلہ (یعنی پرانے کھنڈروں کا کھودنا) شروع کیا ہے ۔ ان آثار سے وہ قدیم بابل کی ایک تاریخ مرتب کر رہے ہیں -

سلطنت بابل کے چند شہر مثلاً ابوحبہ ' فارا ' بابل ' اور اسیریا کے دار الحکومت اسیر کی نہایت باقاعدہ تنقیب کرکے اصول سائنس کے مطابق معلومات مرتب کیے ہیں -

اس تمام کام کے نگراں ڈاکٹر رابرٹ کولڈ لوئی ہیں - ڈاکٹر موصوف فن عمارت کے ماہر ہیں اور آثار قدیمۂ مشرق کے ایک کامل متبحر عالم ، سمجھے جاتے ہیں - انکے ساتھ اور چند اشخاص بھی کام کر رہے ہیں - ڈاکٹر مارش نے جو آثار قدیمۂ اسیریا کے ماہر ہیں ' اسیریا کے کھنڈروں کو نہایت کامیابی کے ساتھ کھود کر انکے نتائج باقاعدہ مرتب کیے ہیں -

ان تحقیقات کے واسطے جرمنی میں ایک انجمن قائم ہوئی ہے جسکی اعانت شہنشاہ جرمنی نے ایک بہت بڑے عطیے سے کی ہے - وہی انجمن اس جماعت کو روپیہ سے امداد دیتی ہے - حکومت جرمنی کا اس طرف اسقدر متوجہ ہونا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنا اثر دو آبۂ فرات و دجلہ میں بڑھانے کیلیے کیسے کیسے طریقوں سے کام لے رہی ہے ؟ اسکا مقصد یہ ہے کہ جب بغداد ریلوے جاری ہوجائے تو یہ حصۂ ملک جو معدنیات کے لحاظ سے نہایت ہی دولتمند ہے ' اسکے قبضہ میں آسکے -

(پہلی تنقیب کا نتیجہ)

" ابوحبہ " وسط صوبۂ بابل کے آثار میں ایک چھوٹا سا مجموعہ کھنڈروں کا ہے اور " قارا " کے جنوب میں چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے - ان مقامات کی تنقیب سے کچھ زیادہ نتائج مرتب نہیں ہوے - ابوحبہ میں جو مقامات کھودے گئے ' انسے بابل کے عہد وسطی کے چند آثار ہی دریافت ہوسکے اور اسوجہ سے وہانکا کام چھوڑ دیا گیا -

قارا میں ایک تودہ جو نصف میل لمبا اور چوتھائی میل چوڑا تھا ' نو ماہ کی متواتر محنت اور کوشش کے بعد کھودا گیا - اس تودے پر برابر دس فیٹ لمبی اور پانچ فیٹ چوڑی خندقیں کھودی گئیں ' اور جب کوئی دیوار نمودار ہوئی تو اسکو اسوقت تک کھودتے ہی رہے جبتک کہ اصلی تعمیر کا طرز و نمونہ دریافت نہ ہوگیا -

بہت سے مٹی کے برتن ' کچھ سنگ مرمر کی صراحیاں اور اینٹوںکے ڈھیر بھی برآمد ہوے ہیں - آخر میں ایک نہایت قدیم زمانہ کا محل نکلا - اس محل سے خط میخی میں لکھی ہوئی تختیاں نکلیں ' جن پر اس شہر کا نام شوروباک کندہ تھا ' اور بابل کی ان روایات کا بھی تذکرہ تھا ' جو کتاب جلگمیس میں طوفان کے متعلق موجود ہیں -

قلعۂ بابل کے بقیہ آثار

اتفاق سے اسی زمانے میں وہانکے عربوں میں باہم کچھ لڑائی سی ہوگئی جسمیں ایک عرب مارا گیا اور دولۃ عثمانیہ نے اس کام کو بند کردیا -

قارا میں ایک بدرو کا محرابی حصہ نکلا - اگرچہ تاریخ یہی بیان کرتی ہے کہ محراب کی طرز تعمیر اہل روما کی ایجاد ہے ' مگر یہ محرابیں عین اصول ریاضی کے مطابق اور نہایت اعلے درجہ کی بنی ہوئی ہے - تاریخ تعمیر کے لحاظ سے قبل مسیح ساڑھے چار ہزار پیشتر کی معلوم ہوتی ہے - غالباً یہ اسی زمانہ کی ہے جبکہ شامیوں سے قبل کی اقوام یہاں آباد اور حکمراں تھیں - جو اینٹیں اس محراب میں لگائی گئی ہیں ' وہ ایک جانب سے مسطح ہیں اور دوسری جانب سے مقعر ' اور چھوٹے کلچے کے برابر گول ہیں - یہ اینٹیں پختہ اور سرخ ہیں - ان سے پیشتر کے زمانہ کے کوئی پختہ سرخ اینٹ ابتک دریافت نہیں ہوئی -

اگر یہ سلسلہ تحقیقات جاری رہتا تو امید تھی کہ کچھ اور مفید انکشافات بھی ہوتے ' مگر جب یہاں کی تحقیقات بند کردی گئی تو مجبوراً خاص شہر بابل کے آثار کو کھودنا شروع کیا -

(خاص شہر بابل)

یہ کھنڈر دریاے فرات کے بائیں کنارے بغداد سے ستر میل کے فاصلہ پر واقع ہیں - اسکے متعلق تحقیقات کا سلسلہ عرصہ تک

شیر کا مجسمہ جو قصر بابل سے ملا

رہا ' اور ہر ملک اور ہر قوم کے محققان آثار یہاں آکر کچھہ نہ کچھہ انکشافات کرگئے -

سو برس کا زمانہ گزرا کہ ان آثار میں بےشمار اینٹیں خط میخی میں لکھی ہوئی ملی تھیں - ان پر نبوخذنیزر کا نام کندہ تھا - ان اینٹونکی بدولت قبایل عرب نو اکثر تھوڑی بہت رقم یورپین اقوام سے ملتی رہتی تھی -

حلہ جو تقریباً دس ہزار آدمیوں کی آبادی کا ایک قصبہ ہے ' انہی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا - ان اینٹوں سے اُسکے تمام محلوں کی زمین پختہ کی گئی ' اور دریاے فرات کی روک کے واسطے ایک پشتہ بھی باندھا گیا -

بابل کے کھنڈر تین بڑے تودوں اور چند چھوٹے چھوٹے تودونپر مشتمل ہیں - ان تودوں کے گرد مٹی کی ایک دیوار کے آثار پالے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر پناہ تھی -

ہیرودوتس مشہور یونانی مورخ کا بیان ہے کہ یہ شہرپناہ ۳۳۵ - فیٹ بلند اور ۸۵ فیٹ عریض تھی - دیگر مورخین بیان کرتے ہیں کہ یہ دیوار ۴۲ سے ۵۶ میل تک مدور تھی - اس دیوار میں ڈھائی سو دروازے تھے جنپر پیتل کے کیواڑ چڑھے ہوے تھے ! !

ان تودوں میں شمال کے تودے کا نام اسوقت بھی بابل ہے - اسکی شکل مربع ہے اور سو فیٹ بلند ہے - عرب اس تودے کے کھنڈر کو اینٹونکے لیے برابر کھودتے رہے ہیں - ڈاکٹر کولڈوی کا خیال ہے کہ اسی کے نیچے وہ منارہ ہے جسکا نام توریت میں منارۂ بابل آیا ہے - عربوں نے کھود کھود کر ان کے نیچے سے بڑی بڑی محرابیں نکالی ہیں - خیال کیا جاتا ہے کہ بابل کے مشہور عالم معلق باغونکی محرابیں یہی ہیں -

ان تودوں کی وسط میں ایک بڑا تودہ ہے جسکو عرب قصر کہتے ہیں عربونکا خیال ہے کہ بابل کا اصلی قلعہ یہی تھا - اسکی مضبوط دیواریں بھی کہیں کہیں سے ابھری ہوئی نظر آتی ہیں -

قصر سے جو اشیا برآمد ہوئی ہیں' وہ اسقدر زمانۂ قدیم کی نہیں ہیں جسکی امید علماء جرمنی نے کی تھی - یہ قصر نسبتاً زیادہ قریب تر زمانے کا تعمیر شدہ ہے ' کیونکہ اسیریا کا بادشاہ سناشرب جو ۷۰ سے ۶۸۱ قبل مسیح تک حکمراں رہا ' یہ دعوا کرتا ہے کہ اُسنے بابل کو بالکل برباد کردیا تھا - پس ضرور ہے کہ یہ آثار تعمیر مابعد کے ہوں -

یہ درحقیقت صحیح ہے کہ سناشرب سے قبل کی کوئی چیز یہاں دستیاب نہیں ہوئی - بابل جسکے کھنڈر ملتے ہیں نبوخذ نیزر کا شہر ہے - جسقدر محل اور ہیکل علماء جرمنی نے کھود کر نکالے ہیں سب کے سب اسی بادشاہ کے بنواے ہوے ہیں -

قصر کے متعلق جرمنی سے پہلے عربوں نے ایک دلچسپ چیز حاصل کی تھی - یہ ایک شیر کا مجسمہ ہے جو ایک گرے ہوے آدمی پر سوار ہے - یہ مجسمہ اور آدمی کی تصویر سنگ خارا کی ہے مگر ناتمام چھوڑ دی گئی ہے - شیر کے مجسمے میں عربوں نے بہت سے سوراخ کھود دیے کہ شاید کوئی خزانہ اندر سے ہاتھہ آئے -

اس مجسمہ پر کسی قسم کا کتبہ وغیرہ نہیں ہے - ڈاکٹر کولڈوی نے اینٹونکے ایک چبوترہ پر اسے قائم کردیا ہے ' گویا یہ شیر تمام آثار بابل کی حفاظت کر رہا ہے !

پہلی چیز جو تاریخی حیثیت سے نہایت دلچسپ ہے ' جرمنیونکی دریافت میں ایک سیاہ ستون ہے - اس قسم کے ستونوں سے بابل کی ایسے ہی زینت تھی ' جسطرح نیویارک اور یورپ کے دیگر شہرونکی زینت آجکل مصر کے ستونوں سے ہے - اسکے ایک طرف کے چوڑے حصے پر جنگجوؤں کی تصویریں کندہ ہیں جو اپنے حربی آلے ہوا میں بلند کیے ہوے ہیں - دوسری جانب مدور حصہ ہے - اُس پر بعض نقوش لکھے ہوے ہیں جو ابتک پڑھے نہیں گئے -

(نبوخذنیزر کا محل)

ڈاکٹر کولڈوی کے کارہاے نمایاں میں سب سے زیادہ اہم کام نبوخذنیزر کے محل کی دریافت ہے -

یہ محل اندرون قصر میں واقع ہے - اب صرف اُسکی بنیاد ہی بنیاد باقی رہگئی ہے جو مربع اینٹوں کی بنی ہوئی ہے - نیچے کے رخ کی ہر اینٹ پر اس جلیل القدر بادشاہ کا لقب اور نام کندہ ہے -

کئی سو حجرے اور کمرے بھی ہیں - بعض کمرے عرض و طول میں صرف ایک چارپائی کے برابر ہیں - خیال کیا جاتا ہے کہ وہ کمرہ جو سب میں بڑا ہے اور جسمیں ایک مرتفع چبوترہ اینٹونکا موجود ہے ' اس بادشاہ کے دربار کا کمرہ ہوگا - اس محل اور ہیکل کے درمیان ایک گذرگاہ بھی تھی جو نہایت متبرک سمجھی جاتی تھی - اس گذرگاہ میں مقدس دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں - اس دروازہ کا نام جو اس متبرک گذرگاہ کی طرف محل کو جاتا تھا " اِشتر " تھا -

یہ دروازہ اہل بابل کی طرز تعمیر کا پورا پورا پتہ دیتا ہے - اس دروازہ کی اصلی بلندی کا حال تو معلوم نہیں مگر اسوقت بھی راستے کی سطح سے چالیس فیٹ بلند ہے ! اسکی پختہ اینٹوں کی

نبوخذ نیزر کا محل

دیوارروںپر جو بارہ فیٹ طویل و عریض ہیں ' بیل ' شیر ' اژدہے اور عجیب و غریب جانوروںکی شکلیں اُبھری ہوئی بنی ہیں - یہ اُبھری ہوئی تصویریں چینی کی قلعی کی ہوئی اینٹونکی ہیں - انکے مختلف رنگ مثلاً زرد ' نیلے ' اور سفید کیلیے ہر ہر اینٹ علحدہ علحدہ رنگ کی بنی ہوئی ہے ' مگر ہر اینٹ کو دوسری اینٹ سے اس طرح وصل کیا ہے کہ پوری تصویر ایک ہی اینٹ کی معلوم ہوتی ہے !

انکا رنگ اسوقت تک نہایت پاکیزہ اور روشن ہے - معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابھی طیار ہوئی ہیں یہ فن اُس وقت اپنے کمال تک پہنچ گیا تھا مگر اب بالکل معدوم ہے -

(عمران کے آثار)

جرمنوں نے اس سے بھی زیادہ عظیم الشان کام عمران میں کیا ہے - یہ تودہ جنوب کے طرف ہے ' اور سطح اصلی سے چالیس فیٹ نیچے ہے - اس شہر کے کھنڈر پر عربوں ' عبرانیوں ' پارتھیوں ' اور ایرانیوں نے اپنے اپنے زمانے میں شہر تعمیر کیے تھے جو سب غارت ہوگئے - اس تودہ کے نیچے وہ ہیکل جو اساغیل کے نام سے معروف تھا ' معلق ہے - جرمنوں کی محنت اور استقلال کا پتہ اس امر سے چلتا ہے کہ ایک ایکڑ زمین کو چالیس فیٹ کھرا صرف مثلث نما پھاوڑوں سے کھودا گیا ہے - اسی ہیکل کی طرف اسکی بنیاد ملی ہے جس سے تمام حجروں اور راستونکا پتہ لگتا ہے -

بابل میں جرمنوں کو تختیاں بہت کم ملی ہیں - پارتھین زمانہ کے کچھہ سکے ' مٹی کے برتن ' اوران کے بت کھرے ' پتھر کے اوزار ' مجسمے ' زیورات ' کچھہ پرتنہہ ' اور اسی قسم کی بہت سی چیزیں البتہ ہاتھہ لگی ہیں -

(جمجمہ)

جمجمہ ایک چھوٹے سے ڈھیر کا نام ہے - اسمیں سے عربوں کو مٹی کی چند تختیاں ملی ہیں جنمیں زیادہ تر عجیبی خاندان کے متعلق حالات مرقوم ہیں - عجیبی اہل بابل کی زبان میں حضرت یعقوب کا نام تھا - ان تختیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عرصۂ دراز تک بابل میں بنی اسرائیل کام کرتے رہے ہیں -

ایک نلکی سی بھی نکلی ہے جسپر سائرس شاہ فارس کے بابل پر حملہ کرنے کا حال لکھا ہے - یہ چیزیں اکثر چالیس اور پچاس فیٹ زمین کے نیچے پائی جاتی ہیں -

(اسیریا کی تنقیب)

اسیریا کے کھنڈر جنکو اسوقت شرغات کہتے ہیں ' دریاے دجلہ کے ساحل پر نینوا اور بغداد سے نصف مسافت پر واقع ہیں - سنہ ۱۹۰۴ ع میں ان کھنڈرونکی تنقیب شروع ہوئی -

سنہ ۶۰۶ قبل مسیح تک یعنی جبتک کہ نینوا کا سقوط نہیں ہوا تھا ' یہ شہر نہایت متبرک سمجھا جاتا تھا -

ڈاکٹر کولڈوی اور ڈاکٹر مارٹش نے اُس شہر کی دیوار اور کھائی کو بالکل صاف کرلیا ہے - شہر کے اصلی دروازونکا پتہ بھی لگا لیا ہے - بعض جگہہ برج بدستور قائم ہیں اور اُنمیں وہ سوراخ بھی موجود ہیں جنمیں سے تیر انداز تیر لگایا کرتے تھے - شہر کے اندرونی حصے میں اسیریا کے محلات اور ہیکل ہیں - عہدہ دارونکے مکانات سے پانی پہنچنے کے پیچ در پیچ راستے ' نالیاں ' اور بدر روئیں ہیں - بازار کا کچھہ حصہ بھی نکلا ہے جسکی سڑکونپر سنگ مرمر کی سلیں بچھی ہوئی ہیں - امیرونکے مکانات کا سلسلہ اور غریبونکی گنجان آبادی ' امیرونکے مقابر اور وسیع اور بلند دروازے ' جنپر کواڑ اسوقت تک اپنی سنگی چولونپر متحرک ہیں ' اور انکے علاوہ اور بہت سے اوزار ' ہتیار اور سونے چاندی اور پتھرونکی آرایشی چیزیں بھی دستیاب ہوئی ہیں -

اس شہر کے جنوبی حصے میں پتھرونکے مجسمے اور ایک کتبہ ہے - ایک پتھر کا ستون جو چار فیٹ سے آٹھہ فیٹ تک لمبا ہے ' برآمد ہوا ہے - ان یادگاروں اور ستونونکے بالائی حصے پر اُس بادشاہ یا امیر کا نام اسیرین زبان میں کندہ ہے جسکے لیے وہ قائم کیے گئے تھے -

ان میں سے ایک پر شمرامت کا نام کندہ ہے جسکے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ اسکا نام شمیرمیس تھا اور فاختہ کی صورت میں مسخ ہوگیا تھا !

گذشتہ تین ماہ سے علماء آثار جرمنی بابل کے جنوب کی جانب ورقہ نامی کھنڈر کیلیے گئے ہیں - اگر جرمنوں نے اس مقام کو بھی اسیطرح کھودا جسطرح دیگر مقامات کو کھود چکے ہیں ' تو یقیناً تاریخ قدیم میں ایک معقول اضافہ اور ہوجائیگا -

(مقتبس از سائنٹفک امریکن)

رئیس مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کی افتتاحی تقریر

(۳)

(جنگ بلقان)

آپ کے لیے یہ امر موجب انبساط ہے کہ جنگ بلقان کا خاتمہ ہوگیا - ترکی اپنا بوریا بستر سنبھال کر یورپ سے نہ نکالا جا سکا - اگرچہ اس کے یورپین مقبوضات میں کمی ہوگئی ہے تاہم بر اعظم یورپ میں وہ اب تک مضبوطی سے پاؤں جمائے ہوئے ہے -

ایڈریا نوپل پر جو مسلمانان عالم کا مرجع وجدان بن گیا تھا ترکی پھریرا لہرا رہا ہے - ترکوں کے مصائب میں ایک پہلو یہ اچھا نظر آتا ہے کہ انہوں نے اس حقیقت کو ظاہر کردیا ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں خواہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو ' لیکن اسلامی اخوت کا مذہبی جذبہ تمام دنیاے اسلام میں ایک پر اثر قوت ہے - ترکوں کی مصیبت اور آزمایش کے وقت مسلمانان عالم نے ایثار اور محبت کے ساتھہ بڑھکر اپنی مستعدی کا ثبوت دیا - یہ اسلام کا ایک زندہ معجزہ ہے کہ اسلامی اخوت کے خیالات ہمارے نبی کے پیروؤں کے دلوں میں اچھی طرح جاگزیں ہیں ' اور صدہا سال گذر جانے پر بھی اس دبی شان تبلیغ میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا -

(مسلمان ہندوستان اور برطانیہ عظمی کی خارجہ پالیسی)

اس سختی اور آزمایش کے زمانہ میں مسلمانوں کے خلاف یہ الزام عاید کیے گئے کہ وہ برطانیہ کی خارجہ پالیسی کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہتے ہیں اور یہ کہ ان کی یہ خواہش ہے کہ یورپ میں اسلامی سلطنتوں کی حفاظت کی خاطر برطانیہ عظمی جنگ کرنے کو تیار ہوجائے کا اس سے بھی زیادہ اور کوئی بات دور از صداقت ہوسکتی ہے ؟ انگلستان کے جو مفاد تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں انہیں مسلمانان ہند بخوبی محسوس کررہے ہیں ' ان کی رو سے وہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ انگلستان کو یہ تحریک دینا کہ وہ بغیر سوچے سمجھے ایک خونریز جنگ کر بیٹھے کیسا خوفناک ہوگا - یہ کہنا کہ مسلمان انگلستان کو خارجہ پالیسی کے استعمال کا راستہ سکھانے کا ذرا سا بھی ارادہ رکھتے ہیں ' مسلمانوں کے ساتھہ انتہائی بے انصافی سے کام لینا ہے ' اور فی الحقیقت مسلمانوں کو ایسا کرنے کا کبھی خواب میں بھی خیال نہیں آیا ' جس امر پر انہوں نے زور دیا اور میرے خیال سے وہ ایسا کرنے میں بالکل حق بجانب

تو وہ یہی تھا کہ انگلستان اپنی کروڑوں کی تعداد میں مسلمان رعایا کا لحاظ کرے اور ان کے خیالات پر غور کرکے اس امر کی کوشش کرے کہ ترکی سے یورپ کی کونسلوں میں منصفانہ سلوک کیا جائے -

میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص بھی یہ بیان کرنے کی جرات کرسکتا ہے کہ یہ درخواست بلکہ یوں کہیے کہ یہ مطالبہ کہ انگلستان وزارت ہاے یورپ میں ترکی سے حتی الامکان معقول مساویانہ اور منصفانہ سلوک کی کوشش کرے کسی طور پر بھی غیر معقول متصور ہونے کے قابل ہے ' اور چونکہ وزرائے برطانیہ کی تقریروں سے مسلمانوں پر یہ ظاہر ہوا کہ انگلستان کی ہمدردی ترکی کے خلاف ہے ' لہذا مسلمانان ہند کے احساس کو صدمہ پہنچا ' اور وہ کبیدہ خاطر ہوگئے - نظر بریں امور کیا ان کو کسی طرح بھی کوئی خطاوار کہہ سکتا ہے ؟ جس وقت ترکی اور ریاستہاے متحدہ بلقان میں جنگ شروع ہوئی اسوقت سر ایڈورڈ گرے نے دیوان عام میں فرمایا کہ " نقض امن کے انسداد کے لیے دول عظام جد و جہد کررہی ہیں دل متحدہ طور پر بالفاظ صریح وہ تجویز پیش کی گئی کہ دول عظام کی طرف سے ان مشکلات کو دور کرنے کے لیے متحدہ طور پر ریاستہاے بلقان اور ترکی کو یاد داشت روانہ ہو' اور ہم سب نے اس پر اتفاق رائے کیا " سر ایڈورڈ گرے نے جن تدابیر کا ذکر کیا وہ یہ اعلان تھا " اگر باوجود اس کے ترکی اور ریاست ہاے متحدہ میں جنگ جاری ہوئی - تو ہم اس جنگ کے نتیجہ کے طور پر یوروپین ترکی کی حالت موجودہ میں کسی تغیر و تبدل کو منظور نہ کریں گے "

یہ اعلان ابتدائے جنگ میں ہوا تھا - اس اعلان سے ہم معقول طور پر یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ اگر ترکی کو اس جنگ میں فتح میسر ہوتی ' تو اسکو ممالک مفتوحہ کے کسی حصہ کو اپنے قبضہ میں رکھنے کی اجازت نہ ملتی - جس وقت جنگ شروع ہوئی تمام طور پر وزارت ہاے یورپ میں اس امر کا احساس ہوا کہ ترکی سپاہی اپنے اطراف کے ان ممالک پر قبضہ کرلیں گے جو ریاست ہاے متحدہ کے قبضے میں ہیں ' اور اگر یہ توقعات پوری ہوتیں تو تمام یوروپین طاقتیں مع انگلستان اسی امر پر زور دیتیں کہ ترکی اپنی کامیابی کے نتیجہ کے طور پر اپنی سلطنت میں توسیع نہ کرنے پائے -

مگر موج ظفر دوسری طرف رواں ہوئی ' اور جنگ در حقیقت شروع ہوتے ہی ریاست ہاے متحدہ کو کامیابی ہوئی - اس سے وزارت ہاے یورپ کے خیالات سابقہ بالکل بدل گئے ' اور ان کو اس امر کا احساس ہوا کہ یوروپین ترکی کو اپنی حالت سابقہ پر قایم رکھنا ریاست ہاے متحدہ کے لیے ضرر رساں ہوگا - اسوقت وزیر اعظم برطانیہ عظمی نے سب سے پہلے اس اعلان کرنے کا موقع نکالا کہ جنگ کا خواہ کچھ ہی نتیجہ کیوں نہ برآمد ہو ' متحدہ یورپ فاتح کو انکی فتح کے ثمرے محروم نہیں رکھ سکتا - اس صورت میں اگر مسلمانان ہند کو اس امر کا احساس ہو تو ان کو کون مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے کہ اگر ترک جنگ میں منتصر ہوتے تو انگلستان دیگر دول یورپ کے ساتھ اس سابقہ پالیسی کا اعادہ کرتا اور اسے جبراً عمل میں لاتا - اور ریاست ہاے متحدہ کے کسی مقبوضہ حصے پر ترکی کو قابض ہونے کی اجازت نہ دیجاتی - لیکن اب اگر ریاست ہاے متحدہ کو کامیابی ہوئی تو ان کو اجازت دیجاتی ہے کہ وہ یوروپین ترکی کے قیمتی مقبوضات کو اپنے ساتھ ملحق کرلیں - کیا مسلمانان ہندوستان کا یہ احساس دور از عقل ہے کہ ان کے ماوراء البحر برادران دینی کے ساتھ منصفانہ اور عادلانہ سلوک نہیں کیا گیا ؟ اور ایسے سلوک کے وجوہ و علل میں انگلستان کی بہت بڑی شمولیت تھی !

(مسٹر اسکولتھہ اور معاہدہ لندن)

خیر تو جیسا کہ آپ کو معلوم ہے لندن کے معاہدہ صلح پر دستخط ہونے کے بعد بلقانی آپس میں جنگ و جدل کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ممالک مفتوحہ کی پھر تقسیم ہوئی - ترکی نے اس موقع سے فایدہ اٹھا کر جو خوش قسمتی سے آسے حاصل ہوا تھا شہر ادرنہ اور اسکے اطراف کی سر زمین پر جس کے ساتھ مسلمانوں کا وجدانی تعلق تھا ' دوبارہ قبضہ کرلیا - اس حالت میں کیا مسٹر ایسکولتھہ کا یہ اعلان دانشمندانہ اور مدبرانہ تھا کہ جہاں تک ترکی کا تعلق ہے وہ انہیں حدود میں رہے ' جو صلح لندن کے رو سے مقرر ہوئی ہیں ؟ جب والا مرتبت وزراے برطانیہ کی طرف سے ایسے اور اس قسم کے اعلان ہوں تو اگر مسلمانان ہندوستان یہ نتیجہ نکالیں کہ انگلستان ترکی کے لیے بجاے عادل اور منصف بننے کے عمداً خلافت اسلام پر تلا ہوا ' اور ان دول یورپ کے ہمنوا ہے ' جو ترکی کے علانیہ طور پر دشمن ہیں ' تو ان کو کوئی ذرہ سر خطا نہیں کہہ سکتا - ان تمام اشتعالکوں پر بھی کیا مسلمانوں نے کوئی ایسی کارروائی کی جس سے ان پر کوئی الزام وارد ہوسکے ؟ کیا برطانیہ عظمی کی طرف سے ان کے سچے اور وفا دارانہ احساس میں ذرہ برابر بھی فرق آیا ہے ؟ اس وقت صورت واقعہ کیسی ہی الم آمیز کیوں نہ ہو ' مگر انہوں نے نہایت ہی برداشت اور تحمل سے کام لیا ہے ' اور ان کا چال چلن بجاے مورد الزام ہونے کے قابل تحسین ہے -

(مسئلہ جنوبی امریقہ)

میں آپ سے اس امر کی درخواست کررہا ہوں کہ آپ اپنی نکتہ چینیوں میں تحمل اور برداشت سے کام لیں ' مگر اس قسم کی صلاح دیتے وقت اس امر کے احساس سے محروم نہیں ہوں کہ ایسے وقتوں میں ان صفات پر عملدر آمد کرنا کس قدر سخت مشکل ہے - اہل ہند کے ہموطن مردوں اور عورتوں کے ساتھ جنوبی امریقہ میں جو کچھہ سلوک ہوتا ہے - اس نے ہندوستان میں ناراضی اور رنج پھیلادیا ہے ' اور اسی وجہ سے ایسے الفاظ کے استعمال ہونے لگے ہیں - جنپر ایسی حالتوں میں مشکل سے قادر ہوسکتا ہے - مگر اس صورت میں جب ہندوستانیوں میں خوفناک اشتعال پھیلا ہوا ہے ' اور ہندی خیالات مشتعل ہیں اس تقریر کے بارہ میں اپنا نہایت اطمینان ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتے ' جو حضور والیسراے بہادر نے مدراس میں فرمائی تھی - اس کی وجہ سے ان پر بعضوں کی طرف سے نکتہ چینی ہورہی ہے -

یہ عجیب تناقص ہے کہ وہی نکتہ چیں جو ہم ہندوستانیوں کو یہ اصول تلقین کرنے سے کبھی نہیں چوکتے کہ مقامی حاکم کی آراء کو منظور کرنا چاہیے ' اور جو پارلیمنٹ میں اس کے متعلق نکتہ چینی اور سوالات پر خفا ہوے بغیر نہیں رہتے - اور اسکی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ مقامی حاکم وہاں کے حالات خوب سمجھتا ہے ' اور جو ہندوستانی عہدہ داروں کے خلاف اہل انگلستان کی پندوں کو اس لیے قابل حقارت قرار دیتے ہیں کہ واقعات سے نا واقفیت اور لا علمی پر مبنی ہیں ' وہی لوگ اب اس ملک کے اعلی ترین حاکم کی تجویز اور خیالات کی مخالفت کرنے پر آمادہ ہوگئے ہیں -

حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر کی مدراس والی تقریر کہاں تک عمدہ اثر پیدا کرنے کا سبب ہوئی ہے - اس کا اندازہ صرف اہل ہند ہی کو ہوسکتا ہے ' حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس ملک کے لوگوں کے حالات سے شخصی واقفیت رکھنا چاہتے ہیں - اور اس ملک کی رعایا کی خفگی اور نفرت کے وجدان کے متعلق قابل وثوق اطلاعات بہم پہنچاتے ہیں - انہوں نے اس تقریر سے تاج انگلستان کی سب سے بڑی خدمت کی ہے -

شمس العلما ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی ایم - اے - دی لیٹ بیرسٹر ایٹ لا کی میڈیکل جیورس پروڈنس

یعنی طب متعلقہ مقدمات عدالت پر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس - ایف آر - ایچ - ایس - کا ریویو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھہ لکھا جاے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز ہے - کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معنی ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :—

" میڈیکل جیورس پروڈنس " علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی جاتی ہے ' اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں ' اور نیز بعض وہ امور جو انسان کی تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے -

میڈیکل جیورس پروڈنس میں عام طب کے ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کاروبار میں لاحق ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں - ان کے متعلق طبی تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لئے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں - مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا ہوجاتی ہے اصل مجرم رہا کردیا جاتا ہے - اسی طرح اگر کوئی وکیل یا پیروکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہوجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے جنپر

عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیاٹبرک ہیر ایم - ڈی - ایف - آر - سی - ایس نے ملکر انگریزی میں تصنیف کیا تھا - پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشی زیادہ کردیے ہیں ' جنکی وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کرلی ہے -

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداری مقدمات میں ہمیشہ در پیش رہے ہیں مثلاً

مقدمات قتل کے متعلق

(۱) زخم - جرح (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت قرینہ (۴) لاش سڑنے کے مدارج (۵) مختلف اعضاے انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسی یا گلا گھونٹنا وغیرہ -

عورتوں کے متعلق

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل -
(۱) معدنی سمیات (۲) فلزی سمیات (۳) نباتی سمیات
(۴) حیوانی سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان -

امور مختلفہ کے متعلق

(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ -

ان تمام ابواب کے ساتھہ قانونی نظائر بھی مندرج ہیں جن کی وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بیحد سہولت پیدا ہوگئی ہے ' اور ساتھہ ہی ساتھہ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں -

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلی علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے - مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے بلا کسی مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھہ میں آتا ہے علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی ڈکشنری یا ریفرنس بک کی مدد کے ان کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں -

مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ہوئی تھی ' جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو -

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمی پوری ہوگئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوئی جو تبحر علمی قابلیت اور ہمہ دانی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا -

امید ہے کہ قانون داں اور فوجداری کار و بار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھہ کر اس کی ضرور قدر کریں گے - یہ کتاب نہایت اعلی اہتمام کے ساتھہ مطبع مفید عام آگرہ میں چھپی ہے اور (۳۸۰) صفحے ہیں - اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی ' مگر اب عام فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کردی گئی ہے - اور مولوی عبد اللہ خان صاحب کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتی ہے -

مولوی غلام علی آزاد بلگرامی کی دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلی نعمانی)

مولانا غلام علی آزاد ان وسیع النظر مصنفین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھہ کی دو سطریں بھی ہات آجاتی ہیں تو اہل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا - اہل ملک کی خوش قسمتی ہے کہ مولوی عبد اللہ خان صاحب (کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد) کی کوششوں سے ان کی تصنیفات سے دو نہایت اعلی درجہ کی تصنیفیں آج کل شائع ہوئی ہیں - سرو آزاد اور مآثر الکرام - سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے - یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت بھی رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں ' اعلی درجہ کے ہیں ' ورنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعری صحیح نہیں اور خزانہ عامرہ اور ید بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے - اکثر ادنی درجہ کے اشعار ہیں -

مآثر الکرام میں ان حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانۂ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے الٹنے سے بھی ہات نہیں آسکتیں - میں آزاد کی روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کی وجہ سے ان کی نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کرسکا ' اور صرف چند اشتہاری جملوں پر اکتفا کرتا ہوں - لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین فن ' شوق خریداری کا ثبوت دیکر ان کی روح سے شرمندہ نہ ہونگے - قیمت ہر دو حصہ حسب ذیل رکھی گئی ہے :—

مآثر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصولڈاک
سرو آزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ یہ :—

عبد اللہ خان صاحب - کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد دکن -

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبانمیں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلچسپ ایسی فیض بخش کتاب لاکھہ روپے کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کر لئے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھہ لیے - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علومات و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعات - علم ہئیت - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم نسرق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقتی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوںمیں نور پیدا ہو بصارت کی آنکھیں وا ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور انکے عہد بعہد کے حالات سوانحعمری و آرام دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عبادات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' انکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ بھی - کھانہ کے قواعد طرز تحریر اشیا بروے انشاپردازی طب انسانی و جسمی علم طب کی بڑی بڑی کتابونکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ' شتر ' کالے بھینس ' گھوڑا ' گدھا بھیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروںکی تمام بیماریونکا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندونکی دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکمونکے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آپ ہی وہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آجتک نہیں دیکھی نہ سنی ہونگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہرونکے مکمل حالات وہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے اسکے بعد ملک برھما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روبی واقع ملک برھما) کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے ہی دنوں میں لاکھہ پتی بننے کی حکایتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - اسٹریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وہانکی درسگاہیں دخانی کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مکمل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھہ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطائبہ (دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے ہوے طبیعت باغ باغ ہو جاے دماغ کے کواڑ کھلجاویں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک روپیہ - ۸ - آنہ

بغیر مدد استاد انگریزی سکھلانیوالی کتاب

حجم ۲۷۵ صفحے

ٹنڈن صاحب کا انگلش ٹیچر حجم ۲۷۵ صفحے

ویسے تو آجتک بیسیوں انگلش ٹیچر چھپ چکے ہیں - مگر ٹنڈن صاحب کے انگلش ٹیچر کا ایک بھی مقابلہ نہیں کرسکتا - اس میں انگریزی سکھیلنے کے ایسے آسان طریقے اور نادر اصول بتلائے گئے ہیں جنکو پڑھکر ایک معمولی لیاقت کا آدمی بھی بغیر مدد استاد کے انگریزی میں بات چیت کرنے اور خط و کتابت کرنے کی لیاقت حاصل کرسکتا ہے - ہر طرح کی بول چال کے فقرے ہر محکمے کے اصطلاحی الفاظ ہر زبان محاورے جو کسی دوسری کتاب میں نہ ملینگے - انٹرنس پاس کے برابر خاصی لیاقت ہو جاویگی - اور جلدی ہی آسانی سے انگریزی میں گفتگو کرنیکے قابل ہو جاؤ گے - مجلد کتاب کی قیمت مع محصول صرف ایک روپیہ ۳ تین آنہ دو جلد ۲ روپیہ ۴ چار آنہ چار جلد ۴ روپیہ -

ضمیمہ — کتاب انگلش گریمر ہر ایک خریدار کو مفت ملیگی -

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھہ مٹکاتی رہتی ہے ' جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - ڈائل چینی کا پرزے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر دوست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

آٹھہ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھہ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت -

چاندی کی آٹھہ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھہ روزہ واچ - جو کلائی پر باندھ سکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کار آمد ' ابھی ولایت سے بنکر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دیا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لیمپ انکو اپنی جیب میں یا سرہانے رکھلو جس وقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیمپ روشن کرکے خطرے سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوے یکدم کسیوجہ سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت معہ محصول صرف دو روپے -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں ' کلاک اور گھڑیونکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اکٹھا مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیجے -

تمام کتب کے ملنے کا پتہ - منیجر کارخانہ چندر گپت اوشدھالیہ نمبر ۵۱۳ - تھوھانہ

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

مکمل فہرست مفت طلب فرمائیں
دی کشمیر کواپریٹو
سوسائٹی
سری نگر کشمیر
شال
لوئیان
گلوبند
ٹوپیان
نقاشی
مشک نافہ
زعفران
جدوار
شلاجیت
زیرہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Telegraphic Address,
"Al Hilal Calcutta"
Telephone, No. 648.

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ٤ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری | نمبر ٦

Calcutta Wednesday, February 11, 1914.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

اطلاع

خط و کتابت میں خریداری کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل حکم کی شکایت نہ فرماویں

ہندوستان میں ایک نادر ایجنسی

یعنے

الہلال ایجنسی

بہت جلد پبلک کے فائدہ کے واسطے مقرر ہوگی - ناظرین الہلال اسکی تفصیلی حالت کا انتظار کریں ' اور اپنے سب آرڈروں سے ممنون رکھیں -

المشتہر

منیجر الہلال نمبر ۱-۷ مکلاڈ اسٹریٹ - کلکتہ

اندرشہ نیٹنگ کمپنی

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں نٹل کٹنگ (یعنے سپاری تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں جراب موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کیا جا سکے تیس روپیہ روزانہ بلا تردد حاصل کیجئے -

(۴) یہ کمپنی اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے -

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - آپنے روانہ کیا اور آپکے دس روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ہی بننے کے لئے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہے -

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں حال میں اندرشہ نٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں اور مجھے اس کارروائی سے اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

ای - ایچ - راو بہادر (مالابار ؟) میں گنز ویلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -

مس ... (مدراس) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواری آپکے نٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

— *: —

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے لیے پردہ نشینی - ملکی صنعت - دولت - فارغ رہنا - پرورشکش یہ سب مسئلہ کا حل کن ہم ہیں یعنی

اندرشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor,
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8
Half-yearly „ „ 14-2

الہلال

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ٦٣٨

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٦ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta : Wednesday, February 11, 1914.

فہرست

تصاویر

الاسبوع

ریوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ جزائر ایجین کے متعلق دولت علیہ اور حکومت اطالیا میں براہ راست گفتگو شروع ہوگئي ہے - حکومت اطالیا چاھتي ہے کہ تخلیہ جزائر کے معاوضے میں اسے اڈالیا (ایشیاے کوچک) میں مراعات دي جائیں - لیکن خوف یہ ہے کہ کہیں برطاني مصالح سے تعارض نہ ہو ' اور توسیع ریلوے کي تجویز کو صدمہ نہ پہنچے - حکومت اطالیا اس معاملہ کے متعلق برطاني کیبنٹ سے دوستانہ طور پر گفتگو کر رہي ہے -

اطالیا کے اس حصہ میں جو موتمر السفراء (ایمبیسڈرس کانفرنس) نے البانیوں کو واپس دلوایا ہے مگر ابھي تک یونان ہي اس پر قابض ہیں یوناني فوج اور البانی جرگوں میں برابر تصادم ہو رہے ہیں - یہ حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتي جاتي ہے - اتھینس کے تار بموجب ۵ کے معرکے میں ٦٤ البانی کام آے اور ۲۲ یوناني -

اتحاد ثلاثی کے سفراء نے سرحد البانیا ایپرس اور جزائر ایجین کے متعلق سر ایڈورڈ گرے کي یاد داشت کا جواب زباني دیدیا -

یہ معلوم ہوا ہے کہ برطاني تجاویز سے اصولاً سب کو اتفاق ہے - یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ سر ایڈورڈ گرے کا مجوزہ تخلیہ کو یکم مارچ سے لیکے ۳۱ مارچ کے اندر عمل میں آ جانا چاھیے -

دولت علیہ اور یونان کے سفارتي تعلقات یکم فروري سے پھر با قاعدہ شروع ہوگئے - گفتگو کا آغاز جزائر ایجین سے ہوا -

شکر ہے کہ بنگال انڈین کانگرس نے خیالات وطن اور عصیان ضمیر کي جو شرمناک مثال قائم کي تھي اسکي تقویم و تشنیع میں ہندوستانیوں نے تساہل نہیں کیا -

کانگرس کي اس حرکت مذموم سے اپني بیزاري و برات کے اعلان کے باوجود جب وہ وار ویلڈ انکوائیرز کے استقبال کے لیے جمع ہوے ' تو انہوں نے پھر نہایت بلند آھنگي سے یہ طے کیا کہ کانگرس جو مٹھي بھر اشخاص سے عبارت ہے ہرگز یہ حق نہیں رکھتي کہ کمیشن کے سامنے تمام ہندوستانیوں کي طرف سے شہادت دے ' اور مسٹر گاندھي کي تائید کرے -

کمیشن کے سامنے نیٹال کے ایک امیر امتیازات [لائسنسنگ آفیسر] نے یہ بیان کیا کہ " تجارتي امتیازات کے متعلق ہندوستانیوں کو یورپین آبادي کے برابر حقوق حاصل ہیں - اگر ہندوستانیوں کو حصول امتیاز میں کامیابي نہیں ہوتي تو اسکي وجہ یہ ہے کہ قانون کے شرائط پورے نہیں ہوے " ۔

لیکن اس مغالطہ کي پردہ دري اس درویش نے کردي جو بنگال انڈین کانگرس کے وفد شہادت میں شریک تھا -

اس درویش نے کہا کہ جب کوئي یورپین مخالف ہوتا ہے تو ہندوستاني کو امتیاز نہیں ملتا - سنہ ۱۹۰۳ میں ہندوستانیوں کے پاس ۷ سو تجارتي امتیازات تھے مگر اب ۳ سو سے زیادہ نہیں ۔

قانون ازدواج کے متعلق اس درویش نے کہا کہ اگر ہم وحدت ازدواج کو منظور کرلیں تو ہزارہا مسلمان کہینگے کہ ہم نے اپنے حق پیدائش کو فروخت کرڈالا -

جنرل اسمٹس نے جنوبي افریقہ کے ایوان مجلس میں ڈھائي گھنٹے تک تقریر کي - اثناء تقریر میں انہوں نے اس پیچیدگي کي سنگیني ' ضرورت ' اور مخصوص نوعیت کو واضح کیا - انہوں نے جلا وطن اشخاص کي تقریر کے فقرے نقل کیے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ انکا مقصد انقلاب اور خانہ جنگي ہے - انہوں نے بتایا کہ سنہ ۱۹۱۰ع کے قانون حفظ امن بنگال نے خطرناک اشخاص کے جلا وطن کرنے کا اختیار انہیں دیدیا ہے - اگر ان اشخاص کو معمولي عدالت کے حوالہ کیا جاتا تو حکومت کو ایک شخص کے متعلق بھي کامیابي نہ ہوتي -

انگلستان میں حزب المحافظین کے شام کے اخبارات نے اس تقریر کي تعریف کي ہے -

جلاوطن اشخاص میں سے مسٹر کرسوبل ' لوکس ' اور کینڈل نے بھاگنے کي کوشش کي ' در اول الذکر تو کامیاب نہ ہوے ' مگر مسٹر کینڈل عین وقت پر نکلگئے -

افکار و حوادث

زمیندار پریس اور اعضاء پارلمان انگلستان

و اتوا البیوت من ابوابها

موعظۃ و ذکری

اس کار ساز قدیر و حکیم کي ایک بہت بڑي رحمت یہ ہے ' که اس نے ظلوم و جهول انسان کي رهنمائي کے لیے خود اسمیں ایک ایسی قوت ودیعت کی ہے ' جسکو وہ اگر استعمال کرے تو اس کاروبار عالم کا ایک ایک ذرہ اسکے لیے درس دہ حقیقت و سبق آموز معرفت ہے -

انسان حقیقت الٰہی اور راز آشنائي کا تشنه لب ہے ' وہ اسکے لیے کتب و سفار کي ورق گرداني کرتا ہے ' مگر اپني سادہ لوحی سے یہ نہیں جانتا کہ جس شے کو وہ اپنے باہر ڈھونڈھتا ہے ' وہ اسکے اندر ہے - وہ معرفت حقائق و اسرار کا طالب ہے - اس گوہر مقصود کو وہ کاغذ کے نقش و نگار میں ڈھونڈھتا ہے ' مگر نادان یہ نہیں جانتا ' کہ یہ تو ان واقعات میں موجود ہے جو روزمرہ اسکي نظر سے گذرتے ہیں -

اینہا ہمہ راز ست کہ معلوم عوام است

اگر قرآن حکیم کو آپ پڑھتے ہیں تو آپ نے محسوس کیا ہوگا که حق سبحانه تعالی نے گونہ گوں طریقوں سے تفکر و تدبر اور استبصار و اعتبار کي تاکید فرمائي ہے - بعض آیات میں صاف صاف تفکروا و تدبروا فرمایا ہے ' بعض میں بصیغہ ترجي و امید لعلکم تتفکرون ارشاد ہوا ہے - کسی جگہ افلا تتفکرون سے اظہار تعجب و حیرت کیا ہے ' اور کسی مقام پر لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہم و لہم آذان لا یسمعون بہا ' اولئک کالانعام بل ہم اضل سے عدم تفکر کي مذمت و نکوهش کی ہے -

یہ عبارات شتي اور اسالیب متنوعہ صرف اسلیے اختیار کیے گئے ہیں کہ انسان قوت تفکر و اعتبار کي اهمیت کو محسوس کرے - اور اس دلیل راہ و مرشد طریقت کی پیروي کرے جو ہروقت اور ہر حالت میں اسکے ساتھہ رہتا ہے ' اور شب و روز کے ۲۴ گھنٹوں میں ایک منٹ کے لیے بھي اس سے جدا نہیں ہوتا -

لوگ ہمیشہ تفکر و اعتبار کے لیے کسي اہم اور عظیم الشان واقعات کے منتظر رہتے ہیں ' گویا وہ اپنے قوی کو اس سے ارفع و اعلی سمجھتے ہیں کہ وہ معمولی چیزوں میں مشغول ہوں ' یا معمولي واقعات کو اس قابل نہیں سمجھتے که اسمیں عبرت و بصیرت ملے - مگر یہ ایک دوسری نادانی ہے -

جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں اس عالم کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر عبرت و بصیرت کا ایک دفتر رکھتا ہے - اگر تم نہیں دیکھتے تو یہ تمہارا قصور ہے - بقول مرحوم غالب :

محرم نہیں ہے تو ہي نواہاے راز کا
یہاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

اگر ایک واقعہ معمولي ہے تو یہ نہ طے کرلو کہ اسمیں تمہارے لیے عبرت آموزي کا سامان نہیں - کیا نہیں دیکھتے کہ خداے تعالی نے انسانوں کي ہدایت و ارشاد کے لیے جن چیزوں کو تمثیلا ذکر فرمایا ہے ان میں مچھر ' مکھي ' اور اونٹ بھي ہیں ؟ عبرت و بصیرت اگر چاہتے ہو تو یہ علو و ترفع کیوں ؟ روشني طالب ہو تو جہاں تک تم پہنچ سکو [illegible] چراغ شمع [illegible] کے [illegible] ملي کا دیا ؟

پھر جواہر کي جگہ تو زمین کے نیچے ہي ہے - اور بعض لعل شب تاب کو تم نے تاج شاہي میں چمکتے دیکھتے ہو گے لیکن زمین کے نیچے سنگریزوں میں ملا تھا -

زمیندار پریس کے واقعہ کو اگر صرف واقعے کي حیثیت سے دیکھیے تو وہ اس سے زیادہ کا مستحق نہیں کہ چند سطروں میں لکھکے اس کے ساتھہ معاصرانہ تاسف و ہمدردي کا اظہار کردیا جائے - لیکن اگر بصیرت کي آنکھوں سے دیکھیے تو وہ ہمارے ماضي و مستقبل کا آئینہ اور عبر و بصائر کا ایک دفتر ہے - جنمیں سے بعض کي طرف گذشتہ نمبر میں اشارہ کرچکا ہوں اور بعض کي طرف اس نمبر میں توجہ دلانا چاہتا ہوں -

بعض امور ایسے ہیں جنکو میں بارہا کہہ چکا ہوں مگر پھر کہتا ہوں اور اسوقت تک کہتا رہونگا جب تک زبان میں قوت نطق اور قلم میں قوت تحریر ہے - ممکن ہے کہ انکے اعادہ و تکرار میں آپ کو لطف نہ آئے ' لیکن اگر آپ لذت جو اور جدت پسند ہیں تو میں مجبور نہیں کرتا کہ آپ سنیں -

میں افسانہ گو نہیں کہ ہر بار نیا قصہ سناوں ' میں تو حق و صداقت کا داعي ہوں ' جو ہمیشہ یکساں رہتے ہیں - اسکے علاوہ حق و صداقت کي دعوت تو لطف و لذت کے لیے نہیں بلکہ اصلاح و ارشاد کے لیے ہے - پس اگر آپ اصلاح چاہتے ہیں تو آپکے اور اگر دوا تلخ ہے تو منہ نہ بنائیے کہ :

داروے تلخ ست دافع مرض [illegible]

حق و صداقت کا ایک مسکت و قاطع معجزہ یہ ہے کہ وہ جب اپني آواز بلند کرتا ہے تو وہ بے اعوان و انصار اور بے ساز و برگ ہوتا ہے مگر زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ باطل کي جماعت میں سے ایک گروہ نکلکے ان کے ساتھہ ہوجاتا ہے ' اور یہ گروہ بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھجاتا ہے کہ بالآخر حق کو اپني ابتدائي بے نوائي و کس مپرسي کے باوجود فتح اور باطل کو اپني ابتدائي سر و سامان اور کثرت سواد و جماعت کے باوجود شکست ہوتي ہے -

بالفاظ دیگر اگر آپ حق کے داعي ہیں تو آپ کو اپني کوششوں میں مصروف رہنا چاہیے ' اور ظلم و عدوان کي زور آزمائیوں سے مرعوب یا شکستہ دل نہ ہونا چاہیے ' کیونکہ اگر حق آپکے ساتھہ ہے تو نا ممکن ہے کہ دنیا آپ کے اعوان و انصار سے خالي ہو - وہ وقت ضرور آئیگا جب آپکے گرد پرستاران حق کي فوج جمع ہوگي ' اور آپ کو ظلم و عدوان کے پنجے سے نجات دلائینگے - اس خداے توانا و قدیر کا وعدہ ہے کہ والعاقبۃ للمتقین -

ہماري ایک عقل سوز بوالعجبي یہ ہے کہ ہمیں انگلستان کے زیر حکومت آئے ہوئے نصف صدي سے زیادہ عرصہ ہوا مگر آج تک ہم اسکے طرز حکومت سے نا واقف ہیں -

ہماري حق طلبي اور داد خواہي کا سدرۃ المنتہی شملہ ہے - حالانکہ شملہ کو تو آسمان اول سمجھیے ' جہاں نفاذ کے لیے احکام اترتے ہیں ' ورنہ خود احکام کا مصدر تو اس بر اعظم کے پار ہے -

پھر جب آپ شان عبودیت کو ہاتھہ سے دیتے ہیں اور رضا و تسلیم کو چھوڑ کے طلب و سوال کے میدان میں آتے ہیں - تو کیوں نہ آواز کو اسقدر بلند کیجیے کہ خود عرش تک پہنچے اور وسائط کي ترجماني سے بے نیاز ہو جائے ؟ آپ اس سے کیوں سوال کرتے ہیں جو آپ کو دینے کے لیے خود دوسرے کا محتاج ہے ؟ اگر سوال کرنا ہے تو خود اس دوسرے سے کیوں نہ کیجیے -

آپ مظلوم ہیں اور انصاف چاہتے ہیں ' بسم اللہ فریاد کیجیے اگر یہاں آپکي فریاد رسي نہ ہوگي تو اپني کوتہ نظري اور پست

تعجبی سے یہ کیوں سمجھتے تھے کہ اس سرزمین میں بھی ترکی جسے انگلستان کہتے ہیں اور جہاں حق اور مظلوم کے دستگیر معدوم نہیں ۔

آپ جب تک اپنی حکومت کے ماتحت ہیں اسوقت تک آپکو فریاد رسی سے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں - البتہ شرط یہ ہے کہ آپکی صدائے فغان سنج و دادخواہ اگر شملہ کی چوٹیوں سے ٹکرا کر واپس آئے تو سمندر کو عبور کرکے ایوان پارلیمنٹ میں غلغلہ انداز ہو -

---

مسٹر ظفر علیخاں حادثۂ کانپور کے زمانہ میں لندن گئے تھے - ابھی تک وہیں مقیم ہیں - قیام کے جو نتائج زمیندار پریس کے حادثے کے بعد ظاہر ہوے ہیں انمیں ہمارے لیے بہت بڑی بصیرت و عبرت موجود ہے -

زمیندار پریس کی ضبطی کے تار پہنچنے کے بعد انگلستان کے دو مشہور و مقتدر اخبار یعنی " ڈیلی نیوز اینڈ لیڈر " اور منچسٹر گارجین کے نامہ نگار مسٹر ظفر علی خاں سے ملے' اور دونوں اخباروں نے اپنے اپنے کالموں میں اس واقعہ پر نوٹ لکھے -

لیکن اس سے زیادہ اہم یہ واقعہ ہے کہ پارلیمنٹ کے ممبروں سے مسٹر جان ڈیلن' کیر ہارڈی' جوسیا ر یجوڈ' ہربرٹ بروز (ایک مشہور سوشیالسٹ) اور فلپ سنوڈن نے خطوط کے ذریعہ سے اظہار تاسف و همدردی کے علاوہ یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ پارلیمنٹ میں کوئی خدمت انجام دیسکتے ہیں تو وہ اسکے لیے تیار ہیں -

آخر میں میں پھر کہتا ہوں کہ اس واقعہ کو سرسری نظر کے حوالے نہ کیجیے کہ اس میں ہمارے لیے عبرتوں اور بصیرتوں کا ایک دفتر موجود ہے' اور سعی و عمل کی صداے دعوت آرہی ہے -

سنہ ۱۹۱۴ کی موتمر امن

انسانی طبائع بھی کسقدر بو قلموں ہیں !

ایک طرف تو علم و دانش' اور مدنیت و تہذیب' کی اس حیرت انگیز ترقی کے باوجود انسانوں کی ایک کثیر جماعت ان عادات کے ترک کے لیے مستعد نہیں' جو اسکے دور همجیت و سبعیت کی یادگار سمجھی جاتی ہیں - بلکہ علم جسقدر نوامیس فطرت کو بے نقاب کرتا جاتا ہے اور وسائل و حالات جسقدر وسیع ہوتے جاتے ہیں' اسیقدر اسکا ناهب و استعداد' اور ساز و سامان بھی بڑھتا جاتا ہے -

مگر دوسری طرف اسی آسمان کے نیچے ایک اور جماعت ہے' جو جمال امید کے فریب میں گرفتار ہے' اور تجربہ و اختیار کے علی الرغم ان عادات کا استیصال چاہتی ہے' جو انسان کے آب و گل کے ساتھ خمیر ہوے ہیں -

حال میں دول یورپ نے اپنی بری و بحری فوجوں کی ترقی میں جو سرگرمیاں دکھائی ہیں وہ تو آپ تلغرافات کے سلسلہ میں پڑھچکے ہونگے' اور غالبا آپ نے یہ بھی پڑھا ہوگا کہ انگلستان میں چونکہ فوجی زندگی کی طرف لوگونکی رغبت کم ہوتی جاتی ہے' اسلیے قوم کو متحرک تصاویر کے ذریعہ سے فوجی زندگی کے مختلف مناظر دکھاے جائینگے تاکہ اسکا جنگی جوش اور فوجی زندگی قائم رہے -

اب ایک خبر اسکے بالکل متضاد و متناقض سنیے -

ڈاکٹر ولسن رئیس جمہوریت امریکہ نے تیسری موتمر امن کے لیے دعوت نامے بھیجدیے ہیں' جو اس سال حسب معمول ہیگ میں منعقد ہوگی -

لیکن اس اجتماع کا کیا حاصل ہے ؟

ریویو آف ریویوز کے مضمون " سنہ ۱۴ ع کی موتمر السلم " (نمبر ۵ جلد ۳ الهلال) میں آپ نے پڑھا ہوگا' کہ موتمر امن کے ہر اجتماع کے بعد دول کے جنگی مصارف میں حیرت انگیز و امید سوز اضافہ ہوا ہے - کیا یہی موتمر کے اجتماعات کا نتیجہ ہے ؟

پھر صحراء لیبیا اور جزیرہ نماے بلقان میں جو انسانیت سوز واقعات پیش آئے - انمیں اس موتمر نے کیا کیا ؟ کیا یہ موتمر انہی قوموں میں امن قائم کرنا چاہتی ہے جنمیں پہلے سے امن موجود ہے ؟

بہتر ہے کہ اس سلسلہ میں ایک مغالطہ کی حقیقت سے پردہ اٹھا دیا جائے -

یہ صحیح نہیں کہ آج یورپ میں قیام امن کی وجہ اسکی امن پرستی ہے - اگر یورپ درحقیقت امن پرست اور انسانیت دوست ہوتا' تو اسکے گرجوں کے ممبر' جلسوں کے اسٹیج' اور اخبارات کے صفحات پر بلقان کے دشمنان انسانیت کا اس گرمجوشی سے استقبال نہ کیا جاتا' اور وہ خود اپنی آبادی اور خزانے کے ایک کثیر حصہ کو سبعیت و درندگی کی طیاری کے لیے وقف نہ کردیتا -

فی الحقیقت یورپ میں موجودہ قیام امن کا سبب اور ہے - یورپ کی ہر سلطنت مسلم ہے' اور اسطرح مستعد کہ گویا میدان جنگ جانے کے لیے آخری بگل کی منتظر ہے - اسلیے دوسرے کو جرأت دست درازی نہیں ہوتی کہ جواب ترکی بترکی ملیگا -

اسکے ساتھہ مشغلہ کے لیے ایشیاء اور افریقہ موجود ہے اسوجہ سے یہ نہیں ہوتا کہ قوت پیدا ہو' اور تعطل و بیکاری کی وجہ بالاخر اندر ہی اندر کام کرنے لگے -

پس قیام امن کا اصلی راز یہ ہے - جب یہ مشغلہ ختم ہوجائیگا اور تعطل و بیکاری کا دور شروع ہوگا تو وہ وقت ہوگا کہ قلم کی جگہہ تیغ' ڈپلومیسی کی جگہ سپہ سالاری' انسانیت و اخلاق کی جگہ بربریت و درندگی' اور صلح کی جگہ جنگ لیگی' اور یورپ کے تمدن زار میں وہی نظر آئیگا جو ایشیاء کے وحشتکدہ میں نظر آرہا ہے - سنة الله التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلا -

تقریب تخت نشینی و مسلم قربانی

اس کرہ ارض پر ہم اکیلے نہیں جن پر سے مصائب و محن اور شومی و بدبختی کا سیلاب گزر رہا ہے - بلکہ دنیا کی بہت سی قومیں ہماری شریک حال ہیں - لیکن آہ ! یہ ہماری مزیت ہے کہ جب دنیا کو خون کی ضرورت ہوتی ہے تو ہماری ہی رگیں کھولی جاتی ہیں -

سنہ بارہ اور تیرہ انسانیت کی تاریخ میں دو خونیں سال تھے' مگر یہ کسکا خون تھا' جس نے انہیں رنگین کیا ؟ اس کا جواب میں کیا دوں کہ طرابلس کے ریگستان' بلقان کے دشت و جبل' ایران کے میدان لالہ زار' اور کانپور کی سرزمین کا ایک ایک ذرہ جواب دیرہا ہے - ذلک لمن کان لہ قلب او القی السمع وهو شهید -

ان دو سالوں میں مسلمانوں کا جسقدر خون بہا ہے وہ پوری ایک دہائی کے لیے کافی ہے' مگر جو شے بلا معاوضہ ہاتھہ آئے اسکے استعمال میں کیوں دریغ کیا جائے -

گذشتہ نمبر کے " الاسبوع " میں آپ یہ خبر دیکھہ چکے ہیں کہ انقلاب البانیا کے سلسلہ میں کئی عثمانی افسروں کو پھانسی کا حکم دیا گیا ہے - اس ہفتہ کی یہ خبر ہے کہ اس حکم کا نفاذ پرنس والڈ کے آنے تک ملتوی رکھا گیا ہے تا کہ اس خوشی کے شکریہ میں کہ خداوند نے ایک ۹۵ - فیصدی مسلم آبادی والے ملک کے تخت پر ایک مسیحی شہزادہ کو بٹھایا ہے وہ خود ان مسلمانوں کو قربانگاہ مسیحیت پر چڑھا سکیں !

۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری

مدارس اسلامیہ

نــدوة العلـــا

اور مسئلـــۂ احیـــاء اصـــلاح

(۴)

گذشتہ تمہید سے مقصود یہ تھا کہ ندوۃ العلما کے مقاصد کي اصلي حیثیت سب سے پہلے صاف ہو جاے ' اسلیے کہ اعجوبہ زار ندوہ کے عجائب و غرائب میں سے ایک بوالعجبي یہ بھي ہے کہ اُسے نہ صرف باہر کے تماشائیوں هي نے بلکہ خود اندر کے کار فرماؤں نے بھي بہت کم سمجھا ہے ' اور بعض حالتوں میں تو بالکل سمجھاهي نہیں !

ندوہ کي حالت پر فطرۃ نکار ایشا پوري کا یہ مقطع ٹھیک ٹھیک صادق آتا ہے :

تو نظیري ز فلک آمدہ بودي چو مسیح
باز پس رفتي و کس قدر تو نشناخت دریغ !

ندوہ کي بنیاد کچھہ عجیب طرح سے پڑي - ایک عمارت بنائي ' مگر اسطرح کہ معماروں کي نیت اور ارادے کو اسمیں بہت کم دخل تھا ' اور بہت سے تو سمجھتے هي نہ تہے کہ یہ جو کچھہ بن رہا ہے اُس سے کیا کام لیا جائیگا ؟ اسکي سرگذشت اگر تفصیل سے بیان کي جاے تو اس امرکي ایک نہایت موثر اور قریبي مثال ہوگي کہ دنیا میں بہت سی نیکیاں خود بخود ظہور میں آجاتي ہیں ' اور وہ اپنے ظہور میں کام کرنے والوں کے علم و ارادہ کي بالکل محتاج نہیں -

بہر حال گذشتہ بیانات سے مندرجۂ ذیل امور آپ پر واضح ہوگئے :

(۱) قرون اخیرۂ اسلامیہ میں اصلاح و تغیر کي جسقدر تحریکیں پیدا ہوئیں ' انکی تین قسمیں تھیں ' جنھیں میں نے اصلاح سیاسي ' اصلاح افرنجي ' اور اصلاح دیني کے لقب سے یاد کیا ہے -

(۲) ان سب میں صحیح اور متقین العوز راہ " اصلاح دیني " هي کي ہے - کیونکہ دونوں ابتدائي قسمیں نتائج میں انقلاب پیدا کرنا چاهتي ہیں ' اور یہ علل و اسباب کو فراہم کرنا چاهتي ہے - اس کي بنیاد ایک راسخ و محکم اعتقاد بطور وحي الہي کے پیدا کیے ہوے یقین پر ہے ' اور اُن دونوں کي بنیاد محض تقلید پر -

(۳) اسی " اصلاح دیني " کی قسم میں " ندوۃ العلما " کي تحریک بھي شامل ہے -

ندوۃ العلما نے اگرچہ دعوت و ارشاد کا کوئي اہم کام انجام نہیں دیا ' مگر اسکي مزیت و خصوصیت یہ ہے کہ وہ بہت جلد اُس اصلي کام کي طرف متوجہ ہوگیا ' جو اصلاح دیني کي راہ کے تمام موانع و مشکلات کو دور کرنے والي ہے ' یعنے علوم اسلامیہ و عربیہ کے طریق تعلیم کي اصلاح اور ایک نئي درسگاہ کي تاسیس -

یہ واضح رہے کہ میري بحث صرف مقاصد اور اصول تک محدود ہے ' طریق عمل اور جزئیات کار کے متعلق ابھي کچھہ نہیں کہنا - بہت ممکن ہے کہ بہت سي باتوں سے مجھے اختلاف ہو - مثلاً یہ کہ اُس درسگاہ نے جو طریق تعلیم اختیار کیا ' یا اصلاح نصاب کے اہم اور بنیادي مسئلے کو جس طرح طے کیا گیا ' یا تکمیل علوم کي جو جماعتیں قرار دي گئیں ' یا تکمیل کے بعد جو مقصد پیش نظر رکھا گیا - لیکن یہ تمام چیزیں اصول اصلاح میں داخل نہیں ہیں -

میرا ذاتي خیال ان امور کے متعلق جو کچھہ ہے وہ پیش نظر حالات سے مختلف ہے اور اس وقت تک انکا بیان کچھہ مفید نہوگا جب تک خاص مسئلۂ اصلاح پر ایک مستقل مضمون لکھکر بہ تفصیل اپنے خیالات ظاہر نہ کروں -

یہاں صرف اس اصول عمل اور اساس کار سے بحث ہے کہ ندوہ نے اصلاح دیني کا طریق اختیار کیا ' اور اس طریقہ کے سب سے بڑے اہم اور بنیادي مسئلے کو پوري صحت کے ساتھہ سمجھا ' یعنے سب سے پہلے موجودہ طریق تعلیم کي اصلاح کرني چاهیے اور اسکے لیے ایسي درسگاہ قائم کرني چاهیے جس سے علماء مصلحین اور مرشدین مہتدین پیدا ہو سکیں -

پس مندرجۂ ذیل اصول زیر بحث ہیں ' جن میں جزئیات عمل اور اسلوب و طریق عمل کو کوئي دخل نہیں :

(۱) اصلاح دیني کا کام انجام نہیں پا سکتا ' جب تک قوم کو اسلام کی صحیح تعلیم نہ دي جاے ' اور تمام طبقات امت کا جہل دیني دور نہو -

(۲) اسکا ذریعہ صرف علماء کاملین و حق ہیں ' جو روز بروز ہم میں قلیل و مفقود ہوتے جاتے ہیں ' اور جنکي قلت هی کا یہ نتیجہ ہے کہ قوم میں حیات دیني کے نتائج و ثمرات مفقود ہیں -

(۳) انقلاب حالات نے بعض اور ایسي ضرورتیں بھي پیدا کر دي ہیں ' جو کل تک نہ تھیں - مثلاً علوم حدیثہ و السنۂ اقوام متمدنہ ' ضرور ہے کہ علماء حال انسے بھي واقف ہوں -

(۴) اسکا وسیلہ یہ ہے کہ علوم دینیۂ و عربیہ کي تعلیم و طرز تعلیم کي اصلاح و تہذیب و تسہیل کي جاے ' اور ایک نئي درسگاہ قائم ہو -

فی الحقیقت اصلاح دیني کا اصلي اور صحیح راستہ انهي اصولوں میں ہے - اسکے سوا اور کوئي طریقہ نہیں ہوسکتا - ندوہ کو گو وہ اسباب نہ ملے جنکي وجہ سے وہ صحیح و اقرب طریق عمل اختیار کرتا ' اور نیز میرے خیال میں ایک بڑي غلطي یہ بھي ہوئي کہ علماء راسخین و حق کي جگہہ " موجودہ ضروریات کے مطابق علما " پیدا کرنے پر زیادہ زور دیا گیا ' جو در اصل اہمیت کے لحاظ سے دوسرے درجہ کی ضرورت تھي نہ کہ اصل ضرورت تاہم اسنے حقیقت کو سمجھا اور اصولاً جو راہ اختیار کي ' وهي اصلي و حقیقي راہ عمل و وسیلۂ اصلاح دیني ہے -

میں کسي قدر اسکي تشریح کرونگا -

(اصلاح دیني اور اساس عمل)

گذشتہ نمبر میں میں " اصلاح دیني " کي تحریک ' اور اسکے بعد مصلحین کا مختصراً ذکر کرچکا ہوں ' لیکن اصلي سوال وہ ہے جو اسکے بعد سامنے آتا ہے یعنے اصلاح کے عمل و نفاذ کا ذریعہ کیا ہو ' اور کیونکر مسلمانوں کے اندر تعلیم اسلامی کي صحیح و حقیقي زندگي پیدا کي جاے ؟

اس اصلاح کے حماۃ و دعاۃ متبعین فرنگ اور متلاشیان تمدن و علوم سے کہتے ہیں کہ تم جس متاع گم گشتہ کیلیے سرگرداں ہو ' اسکا سراغ بھي اسي راہ سے لگے گا ' پھر وہ وسائل عمل کیا ہیں جنکے ذریعہ سے دین الہي کي صحیح رہنمائي ' اخلاق و تربیت ' علوم و فنون ' صنائع و حرف ' معاشرت و تہذیب ' غرضکہ حیات اجتماعي کے تمام اجزاء صالحہ تک پہنچا دے ؟

درحقیقت اسکا جواب ایک هي ہے - یعنے قوم کو مذہب کي صحیح و حقیقي تعلیم دینا ' اور ایسے علماء راسخین و حق

و مصلحین و مرشدین کو پیدا کرنا چاہیے جنکے ذریعہ سے تمام قوم کی اصلاح ہوسکے -

اصلاح دینی کی ضرورت جن جن مصلحین نے محسوس کی انہوں نے دعوت و ارشاد اور تنبہ افکار کیلیے صدائیں بلند کیں ' درس و وعظ کا سلسلہ شروع کیا ' مقالات و رسائل تحریر کیے ' اخبارات و مجلات شائع کیے ' اور انکی کوششیں بیکار بھی نہ گئیں ' لیکن تاہم کوئی انقلاب خیز نظام عمل ہاتھہ نہ آیا ' جس سے اس قوم کے اندر تبدیلی پیدا ہوسکتی جسکی غفلت صدیوں سے اور جسکی تعداد تیس کروڑ سے متجاوز ہے -

مصلحین ہمیشہ مظلوم و قلیل رہے ہیں کیونکہ اصلاح جب کبھی اٹھتی ہے تو اسکا کوئی ساتھی نہیں ہوتا - البتہ وہ خود ہی اپنی فوج ترتیب دیتی ہے - پس اصلاح کا اولین کام یہ ہونا چاہیے کہ مصلحین کی تعداد بڑھائی جاے اور سب سے پہلے ایسے لوگ پیدا کیے جائیں جو اصلاح کے کاموں کو انجام دیسکیں - ورنہ محض واہ دعوت و مواعظ بیداری تو پیدا کردیگی لیکن قوم کو بدل نہیں سکتی -

اس سے بھی زیادہ یہ کہ اصلاح دینی کی بنیاد مذہبی اعمال کے انقلاب پر ہے ' اور قدرتی طور پر اسکا ذریعہ صرف علما ہی ہوسکتے ہیں - پس جب تک علوم دینیہ کی تعلیم اس نہج پر نہوگی ' جس سے علماء کاملین پیدا ہو سکیں ' اس وقت تک صرف چند مصلحین کا وجود کوئی بڑی تبدیلی پیدا نہیں کرسکتا -

چنانچہ ندوۃ العلما سے پیشتر جن جن مصلحین نے صداء اصلاح بلند کی ' انکا بھی منتہاے فکر یہی تھا کہ علوم دینیہ کی ایک نئی درسگاہ قائم کی جاے ' اور علماء کے اندر اصلاح و تغیر کے افکار پیدا کیے جائیں -

(شیخ محمد عبدہ کی اسکیم)

مرحوم شیخ محمد عبدہ جو اس طریق اصلاح کے ایک بہت بڑے داعی تھے ' اور جنہوں نے تمام عمر اسی کی دعوت میں بسر کر دی ' انکا منتہاء آمال و کعبۂ مقاصد بھی ہمیشہ یہی رہا کہ ایک دارالعلوم اصلاح طریق تعلیم و نصاب کے بعد قائم کیا جاے -

گذشتہ نمبر میں انکے مشہور اخبار " العروۃ الوثقی " کا ذکر کرچکا ہوں - اسکے پانچویں نمبر میں انہوں نے علماء اسلام کو اس طرف توجہ دلائی تھی - چنانچہ اپنے مقالۂ افتتاحیہ کے آخر میں لکھتے ہیں :

" لو تدبرنا آیات القرآن و اعتبرنا بالحوادث التی ألمت بالممالک الاسلامیۃ لعلمنا أن میلنا من حاد عن أوامر اللہ و ضل عن ہدیہ ومنا من مال عن الصراط المستقیم الذي ضربہ اللہ لنا و ارشدنا الیہ و بیعدنا من اتبع أہواء الانفس وخطوات الشیطان (ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ أنعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم و ان اللہ سمیع علیم) فعلی العلماء الراسخین وہم روح الامۃ وقواد الملۃ المحمدیۃ أن یہتموا بتنبیہ الغافلین عن ما أوجب اللہ و انقاظ النائمۃ قلوبہم عما فرض الدین و یعلموا الجاہل ویزعجوا نفس الذاہل ویذکروا الجمیع بما أنعم اللہ بہ علی آبائہم ویستلفتوہم الی ما أعد اللہ لہم لو استقاموا ویحذروہم سوء العاقبۃ لو لم یتدارکوا أمرہم بالرجوع الی ما کان علیہ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) و اصحابہ (رضي اللہ عنہم) ورفض کل بدعۃ والخروج عن کل عادۃ سیئۃ لا تنطبق علی نصوص الکتاب العزیز ویقصوا علیہم أحوال الامم الماضیۃ وما نزل بہا من قضاء اللہ عند ما حادت عن شرائعہ و نبذت أوامرہ فأذاقہم اللہ الخزي في الحیاۃ الدنیا (ولعذاب الاخرۃ أکبر لو کانوا یعلمون) "

یعنی اگر ہم قرآن کریم کا تدبر و تفکر کے ساتھہ مطالعہ کریں اور پھر ان تمام حوادث و انقلاب پر نظر ڈالیں جنکی وجہ سے آج تمام عالم اسلامی مبتلاے مصائب و آلام ہے ' تو ہم پر واضح ہوجائیگا کہ یہ سب کچھہ نتیجہ صرف اس امر کا ہے کہ خدا کے حکموں سے ہم نے روگردانی کی ' ہدایت قرآنی کی راہ سے ہٹ گئے ' اور صراط مستقیم کو چھوڑ کر تابع ہواء نفس و خطوات شیطانیہ ہوگئے - اور قرآن کہتا ہے کہ خدا کسی قوم کو کوئی نعمت دیکر پھر واپس نہیں لیتا جب تک کہ وہ خود اپنی صلاحیت کو ضائع نہ کردے !

پس علماء راسخین پر کہ فی الحقیقت جسم ملت کیلیے روح اور امۃ مرحومہ کے قدرتی پیشوا ہیں ' فرض ہے کہ سب سے پہلے بیدار ہوں اور غافلوں کو بیدار کریں - اللہ نے یہ خدمت ہدایت انکے ذمہ واجب کردی ہے اور اپنا فرض حقیقی ادا کرنا چاہیے -

اگر انہوں نے قوم کو بیدار نہ کیا اور اس گذری ہوئی حالت تک نہ لوٹایا ' جو عصر نبوت و صحابۂ کرام کے وقت تھی ' اور نیز تمام بدعات و زوائد اور اعمال سئیۂ خلاف قرآن و سنت کی ظلمت سے مسلمانوں کو باہر نہ نکالا ' تو یہ تقدیر ہے کہ وہ وقت آخر اس قوم کیلیے بھی آنے والا ہے ' جو امم ماضیہ پر آچکا ہے : فاذاقہم اللہ الخزي في الحیاۃ الدنیا ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون -

اس سے ظاہر ہے کہ شیخ محمد عبدہ کے پیش نظر اصلاح و دعوت کے مسئلے میں یہی دو مقاصد مہمہ و اساسی تھے :

(۱) مسلمانوں کی موجودہ حالت ترک کتاب و سنت کا نتیجہ ہے

(۲) علماء کو کہ روح امۃ اور قواد ملت ہیں ' بیدار ہونا اور قوم کو شریعت کی اصلی و حقیقی تعلیم کی طرف بلانا چاہیے -

عروۃ الوثقی کے صرف ۱۹ - نمبر نکلے اور تمام عالم اسلامی جنبش میں آگیا - مجبوراً انگلستان اور فرانس نے متعدد سازش کرکے اسے بند کرایا اور سلطان عبد الحمید نے بھی اسمیں شرکت کی مگر وہ اپنا کام کرچکا تھا -

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ سنہ ۱۳۰۴ ہجری میں جبکہ شیخ موصوف بیروت میں تھے ' تو انہوں نے احیاء تعلیم علوم دینیۂ اسلامیہ کی ایک مبسوط اور مفصل اسکیم لکھی اور " لائحۃ الاصلاح والتعلیم الدینی " کے نام سے بذریعہ شیخ الاسلام سلطان عبد الحمید کے حضور میں پیش کی - اسمیں نہایت تفصیل سے اس حقیقت کو واضح کیا تھا کہ دولت عثمانیہ آخری اسلامی حکومت ہے اسلیے وہ تمام مسلمانان عالم کی اصلاح حالت کیلیے ذمہ دار ہے اس اصلاح کے حصول کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ مسلمانوں میں اسلام کی صحیح و حقیقی دعوت و اصلاح کے وسائل پیدا کیے جائیں ' اور وہ ممکن نہیں - جب تک تعلیم دینی کی اصلاح و تجدید نہو -

تمہید کے بعد اسمیں تعلیم دینی کے تین درجہ قرار دیے ہیں : الابتدائی ' الاوسط ' العالی -

ابتدائی تعلیم عامۂ مسلمین کیلیے ہونی چاہیے ' اور اسکے لیے ایک جامع و سہل الفہم نصاب عقائد و فقہ اور تاریخ اسلام و سیرۃ نبوت و صحابہ کا ہونا چاہیے ' جو تمامتر تعلیم قرآنی سے ما خوذ اور لا حاصل مباحث خلاف و جدال سے معرا ہو -

تعلیم درجۂ ثانی اس طبقۂ خواص و متوسطین کیلیے ہونی چاہیے جو مختلف السنۂ ملکی و اجنبی اور علوم و فنون جدیدہ کو حاصل کرکے مختلف مشاغل معاش و ملازمت میں مشغول ہوں -

انکے لیے ایک دوسرا نصاب ہونا چاہیے جو پہلے سے وسیع تر ہو مگر تمام تر کتاب و سنت سے ماخوذ ' اور صرف عقائد ' فقہ سادہ و سہل ' اور تاریخ دینی و مدنی اسلام پر مشتمل ہو - البتہ ایک کتاب اسمیں ایسی بھی ہونی چاہیے جو علوم اسلامیہ و مذاہب اسلام کی تاریخ سے پوری واقفیت پیدا کرادے -

آخری درجۂ عالی صرف ان لوگوں کیلیے ہے جو بحکم :

و لتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر ' قوم کیلیے مرشد و معلم اور داعی و رہبر ہوں - انکے لیے ایک نہایت اعلی درجہ کے جامع و اصلاح یافتہ نصاب تعلیم کی ضرورت ہے - جسمیں مندرجہ ذیل علوم داخل ہوں :

(۱) فن تفسیر القران اور اسکے تمام متعلقات - لیکن اس سے مقصود جلالین یا بیضاوی نہیں ہے بلکہ وہ شے ' جو قران حکیم کے معارف و حقائق ' علوم و اخلاق ' و اسرار ربانی و حکمۃ الہامی کے فہم و درس سے طالب کو قریب کرے ' اور اسکی شرح و تفسیر سے اسپر واضح ہو جاے کہ تمام عالم انسانیۃ کے نجاح و فلاح کا تنہا وسیلہ صرف یہی کتاب اور اسکی تعلیمات حقہ ہیں !

(۲) وہ تمام علوم جو فہم و درس قران کیلیے ضروری ہیں -

(۳) فنون متعلق لغۃ عربیہ -

(۴) حدیث وہاں تک کہ قران حکیم کی تفسیر میں اس سے مدد لے اور اخلاق و حکمت اور سیرۃ نبوت کے متعلق معلومات حاصل ہوں مع فنون روایت و درایت -

(۵) فن اخلاق و اداب دینی اس اسلوب پر جو امام غزالی نے احیاء العلوم میں اختیار کیا ہے ' مگر قواعد ادبیۂ شرعیہ سے منطبق کرنے کے بعد -

(۶) اصول فقہ مگر نہ اس معنی میں جس معنی میں اب سمجھا جا تا ہے بلکہ ایسی کتابیں جنکے پڑھنے سے صحت استدلال بالنص اور کلیات احکام ' اور قواعد اساسیۂ حلال و حرام معلوم ہوسکیں -

(۷) تاریخ قدیم و حدیث - سیرۃ حضرۃ خاتم النبیین و صحابۂ کرام اسکا جزو اصلی ہے - اسکے علاوہ اسلام کے تمام انقلابات سیاسی و اجتماعی و مدنی کی تاریخ ' قرون وسطی کے حوادث اور حروب صلیبیہ کے انقلابات ' اور تمام ممالک و اقوام اسلامیہ کے تفصیلی حالات ماضیہ و حالیہ کی کتابیں بھی اسمیں ہونی چاہئیں ' اور ہرموقعہ پر ان علل و اسباب طبیعیہ کو حسب اصول فلسفۂ تاریخ حال واضح کرنا چاہیے ' جو اقوام کے عروج و تنزل و ارتفاع و انقراض کا موجب ہوتے ہیں ' نیز احکام الہیہ سے انکی توفیق و تطبیق دینی چاہیے -

(۸) بقدر ضرورت فن منطق و خطابۃ و اصول مناظرہ -

(۹) فن کلام و عقائد و ملل و نحل و تاریخ عقائد و فرق اسلامیہ ' لیکن اس اسلوب پر جس سے مباحث توحید و عقائد پر حسب ادلۂ عقلیہ و مباحث حکمیہ عبور ہو جاے ' اور اسرار معارف حکمیہ شریعۃ میں بصیرۃ حاصل ہو - نہ کہ فلسفۂ ارسطو کا ایک شکل دیگر میں مطالعہ -

اسکے بعد انہوں نے لکھا تھا کہ سب سے پہلے ان تمام اقسام و مدارج کی تعلیم کیلیے ایک نصاب تعلیم کو مدون کرنا چاہیے کیونکہ جوامع آستانہ اور ازہر قاہرہ اس بارے میں کچھہ مفید نہیں ہے ' اور اسکے لیے بہت سی کتابوں کی تہذیب و تلخیص و تعلیق کرنی پڑیگی ' اور بہت سی کتابیں از سرنو مدون ہونگی -

نیز انہوں نے لکھا تھا کہ مشکلات شدید اور کام اہم و نازک ہے - لیکن ساتھہ ہی نتیجہ فوز و فلاح اور اسکے سوا تمام ابواب عمل مسدود - پس ناگزیر ہے کہ تعلیم دینی کے نظام میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کیا جاے -

طریق تعلیم بھی ہمارا بہت کچھہ محتاج اصلاح ہے - اساتذہ کو املا سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے - ہمارا قدیم املاء جو ٹھیک ٹھیک آج کل کی یونیورسٹیوں کا طریق تدریس ہے ' پھر جاری کیا جاے -

آخر میں انہوں نے تجویز پیش کی تھی کہ سب سے پہلے ایک مرکزی جامعۂ اسلامیہ (یونیورسٹی) قسطنطنیہ میں قائم کی جاے اور شیخ الاسلام کے زیر ادارت ہو - اور اسکے بعد تمام ممالک عثمانیہ و خارجہ بلکہ بلاد بعیدۂ اسلامیہ مثل ہندوستان ' جاوا ' اور چین تک میں اسکی شاخیں قائم کی جائیں ' اور وہ تمام مکاتب و مدارس اور جامعۂ عالیہ اپنے مرکز سے ملحق ہوں -

اگر سلطان عبد الحمید اور اولیاء یلدز نے اس مصلح خبیر و مقدس کی تجویز پر عمل کیا ہوتا اور کوئی ایسی یونیورسٹی قسطنطنیہ میں قائم کی جاتی تو آج عالم اسلامی کا نقشہ بدل گیا ہوتا -

سلطان عبد الحمید کا عقیدہ یہ تھا کہ اصلاح خواہ کسی قسم کی ہو اور خالص دینی ہی کیوں نہو ' لیکن اسکے بعد موجودہ سیاست قائم نہیں رہسکتی - صیغۂ معارف کو حاکم دیدیا گیا تھا کہ جس کتاب میں لفظ " انقلاب " یا " اصلاح " یا " تجدید " ہو ' اس کی اشاعت روک دی جاے !

شیخ جب اسطرف سے مایوس ہوگئے تو انہیں جامع ازہر کا خیال ہوا جو آج سب سے بڑی درسگاہ علوم دینیۂ اسلامیہ کی ہے ' اور جسمیں بہ یک وقت آٹھہ ہزار تک طلبا دنیا کے مختلف حصوں کے موجود رہتے ہیں -

انہوں نے درس قران شروع کیا ' حکومت کو توجہ دلائی ' اصلاح کیلیے کمیٹی قائم کی ' ریاض پاشا کو اسکا صدر بنایا ' دس برس سعی و کوشش کرتے رہے لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا حتی کہ ازہر سے مستعفی ہوگئے -

اسکے بعد " مدرسۂ دار العلوم " کی اسکیم بنائی - اور محکمۂ اوقاف کو اسکے مصارف کیلیے آمادہ کیا - گورنمنٹ خدیوی نے مدرسہ قائم کردیا ' مگر جو مقصود تھا وہ حاصل نہ ہوا - البتہ اتنا ہوا کہ علوم عربیہ کے ساتھہ بعض علوم و السنۂ حدیثہ کی تعلیم کی ایک راہ کھل گئی -

اس تفصیل سے مقصود یہ تھا کہ شیخ محمد عبدہ کی تمام حیات اصلاحی کا اصلی نصب العین یہی تھا کہ تعلیم دینی کی اصلاح و تجدید ہو اور علماء و مرشدین مصلحین پیدا کیے جائیں - وہ مصر کے مفتی ' حکام اعلی میں داخل ' صاحب اثر و رسوخ متعدد محاکم و مجالس رسمیہ کے ممبر ' خدیو مصر اور وزراء کے ہم جلیس و ہم سفر اور بالآخر ایک بہت بڑے مسلمان لیڈر کی حیثیت سے تمام عالم اسلامی میں تسلیم کیے جاتے تھے ' تاہم وہ کسی ایسے مدرسے کی تاسیس میں کامیاب نہوسکے - انتقال کے وقت یہ اشعار انکی آخری صدا تھی :

ولست ابالی ان یقال محمد
ابل او اکتظت الیہ المآتم
ولکن دینا قد اردت صلاحہ
احاذر ان تقضی علیہ العمائم !

(شیخ صدر الدین ترکستانی)

گذشتہ نمبر میں بسلسلۂ مصلحین و دعاۃ اصلاح دینی شیخ صدر الدین قاضی القضاۃ بلاد ترکیۂ روسیہ کا ذکر کرچکا ہوں - میں نے انکی کتاب پڑھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انکا وجود موجودہ عہد کے بزرگ ترین مصلحین امۃ میں سے تھا -

انکی کتاب کا جو صرف موضوع اصلاح پر ہے اور جسکے تین حصے ہیں ' اگر ایک سطر میں خلاصہ پوچھا جاے تو اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ ہم میں علماء مصلحین اور دعاۃ مرشدین پیدا ہونے چاہئیں اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ تعلیم دینی و عربی کی اصلاح نہو ' اور ایک نئی درسگاہ قائم نہ کی جاے -

انہوں نے آخر عمر میں ایک اور مختصر رسالہ اس موضوع پر لکھا تھا اور وہ رسالۂ المنار مصر کی کسی ابتدائی جلد میں شائع ہوا ہے - اسمیں تمام علوم اسلامیہ کے کتب تدریس و طریق تعلیم پر فرداً فرداً بحث کی ہے ' اور آخر میں لکھا ہے کہ یہ کام نہایت اہم اور اساسی ہے - کاش حکومۃ عثمانیہ اسکی طرف متوجہ ہو اور جہاں سب کچھہ کر رہی ہے ' وہاں ایک چھوٹی سی درسگاہ جدید بھی آستانے میں کھولدے -

انکی اور بعض دیگر ارباب علم و فکر کی سعی سے ترکستان میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی تاکہ مسئلہ تعلیم دینی پر غور کرے - چھہ دن تک اسکے اجلاس ہوے تھے اور اسکی مفصل رپورٹ اخبار ترجمان سے المؤید نے نقل کی تھی - تمام مباحث کا خلاصہ یہی تھا کہ ایک نئی درگاہ قائم ہو - اسکے سوا اصلاح کا اور کوئی طریقہ نہیں -

علـــوم القرآن

از جناب مولانا سلیمان صاحب ندوي

مسلمانوں کے حریف اگر انکے تمام ابواب فضائل و مناقب کي صحت روایت سے انکار کردیں تو بھي ایک باب یقیناً ایسا رهجائیگا جسکے انکار کي وہ کبھي جرات نکر سکینگے - همارا اشارہ اس سے مسلمانوں کے اس شدید جد و جہد و سعي و محنت کیطرف ہے' جو انھوں نے " اپني کتاب الهي " کي تشریح و توضیح ' تحقیق و تدقیق' اور فہم و تفہیم میں صرف کي - دنیا میں متعدد قومیں هیں ' جنکے پاس حسب ادعا و زعم کتب الهي محفوظ هیں ' لیکن مسلمانوں نے اپني کتاب الهي کے لئے جو خدمتیں انجام دیں اور اوسکے متعلق جو ذخیرہ علوم و تصنیفات فراهم کردیا ' کیا اسکا ایک حصہ بھي دوسري قومیں پیش کر سکتي هیں ؟ بلاشبہ بحیثیت ترجمہ ' مسیحي قوم کا کوئي قوم مقابلہ نہیں کر سکتي ' لیکن ان تراجم سے کیا فائدہ جنہوں نے خود اصل کو گم کردیا هو ؟

مسلمانوں نے قران مجید کے ساتھ جو اعتنا کي اور اوسکے متعلق جو خدمتیں انجام دیں' انکي هم حسب ذیل جلي تقسیم کرسکتے هیں :-

(۱) تشریح مسائل عامہ متعلقۂ قران ' مثلا کیفیت نزول ' کتابت قران ' قرات و تجوید قران -

(۲) تدوین علوم متعلقۂ قران ' مثلا علم الامثال ' علم الاعراب علم المجاز -

(۳) تفسیر معاني و الفاظ قران ' مثلا کتب تفاسیر عامہ -

ان امور ثلاثہ میں سے هر ایک اس لائق ہے کہ اگر اوسکي تفصیل کي جاے تو خود اوسکے متعدد شعبے نکل سکتے هیں ' لیکن بخوف تطویل هم صرف ضروري اور مایحتاج امور پر اکتفا کرینگے -

(مسائل متعلقۂ قرآن)

ان سے وہ مسائل مراد هیں ' جو اختصار مباحث کي بنا پر مستقل فن نہیں بن سکتے ' اور اسلیے انکے متعلق مستقل کتابیں نہیں لکھي گئیں - اس عنوان کے تحت میں حسب ذیل مسائل علما نے بیان کیے هیں :-

(۱) معرفت کیفیت نزول قرآن و بدء و انتہاے نزول قرآن' (قرآن آنحضرت صلعم پر کسطرح نازل هوتا تھا ' اور سب سے اول اور سب سے آخر کون سي آیت یا سورت نازل هوئي)

(۲) معرفت آیات و سور مکیہ و مدنیہ - (مکہ میں کون کون آیتیں اور سورتیں نازل هوئیں' اور مدینے میں کون ؟)

(۳) معرفت اوقات و ازمنۂ نزول - (یہ آیتیں اور سورتیں کس وقت نازل هوئیں ؟)

(۴) معرفت مقامات و اماکن نزول - (کہاں اور کس مقام پر نازل هوئیں ؟)

(۵) معرفت جمع و ترتیب قرآن - (قرآن کسطرح جمع و مرتب هوا ؟)

(۶) معرفت تعداد سور و آیات و کلمات قرآن - (قرآن میں کتني سورتیں' کتني آیتیں اور کتنے حروف هیں ؟)

(۷) معرفت مجمل' و مبین' و مقید و مطلق' و عام و خاص' و منطوق و مفہوم' و محکم و متشابہ قرآن -

(۸) معرفت اقسام دلائل قرآن -

(۹) معرفت طرق مخاطبات قران -

(۱۰) معرفت حصر و تخصیص و ایجاز و اطناب قرآن - وقس علی ذلک -

(علوم متعلقۂ قران)

علماے اسلام نے قران مجید کے متعلق جو خدمات انجام دیے هیں اوسکي عملي دلیل یہ ہے کہ اونہوں نے قران مجید کے هر شعبہ کے متعلق اتنے علوم مدون اور اسقدر کتابیں تصنیف کردي هیں کہ اونکا حصر بھي مشکل ہے - کشف الظنون اور فہرست ابن ندیم میں سیکڑوں علوم و تصنیفات متعلقۂ قران کا ذکر ہے' جو آج بالکل ناپید هیں ' تاهم تلاش و جستجو سے جن علوم و تصنیفات کا پتہ ملتا ہے' وہ حسب ذیل هیں :-

رسوم القران ' تجوید القران ' اعراب القران ' مصادر القران ' افراد القران و جمعہ ' مفردات القران ' غرائب القران ' معاني القران ' اعجاز القران ' مجاز القران ' تشبیہ القران ' امثال القران ' امثلۃ القران ' بدائع القران ' اسباب النزول ' مبهمات القران ' متشابہ القران ' اقسام القران ' مناسبۃ الآیات و السور ' مطالع القران و مقاطعہ و فواتح السور ' اعلام القران ' ناسخ القران و منسوخہ ' مشکلات القران ' معجم القران ' احکام القران ' جوهر القران ' نجوم القران -

ان تمام علوم کے متعلق دو قسم کي تصنیفات هیں ' ایک وہ جن میں ان تمام علوم و مسائل سے ایک هي کتاب کے مختلف ابواب میں بحث کي گئی ہے ' اور باختصار وہ ان تمام مباحث پر مشتمل هیں - اس صنف تصنیفات کو هم نے " جوامع علوم قران " دوسري قسم ان تصنیفات کی ہے جن میں انکے ایک علم اور ایک ایک مبحث سے مستقلاً بحث ہے اور وہ صرف ایک هي علم یا مبحث کے مختلف انواع مسائل نکات اور فوائد کو جامع هیں -

(جوامع علوم القران)

دنیا میں هر شے اپني بسیط اور سادہ حالت سے شروع هوتي ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک شاندار ترکیبي حالت تک پہنچ جاتي ہے - علوم قران کے متعلق بھي ابتدائي کوششیں انفرادي علوم و مسائل سے شروع هوئیں' اور ایک مدت کے بعد وہ تکمیل کو پہونچیں - یہي سبب ہے کہ علوم قران کے متعلق منفردہ تصانیف دوسري صدي میں موجود هوگئي تھیں' لیکن جوامع تصنیفات کا سراغ همکو سب سے پہلے پانچویں صدي میں ملتا ہے - هم جوامع علوم قران کا پہلا مصنف علي بن ابراهیم الحوفي المتوفی سنہ ۴۳۰ کو جانتے هیں' جنکي تصنیف کا نام علوم القران ہے' اسکے بعد شیخ مکي بن

ابي طالب المتوفى سنه ۴۳۷ كي " الهداية الى بلوغ النهاية " کا نام لینا چاہیے ' مصنف نے یہ کتاب ۷۰ جزو میں معانی و انواع علوم قرآن پر لکھی ہے اس باب میں تیسری تصنیف موسس فن بلاغت امام عبد القاهر جرجاني المتوفي سنه ۴۷۵ کے تلمیذ رشید ابو عامر فضل بن اسماعیل جرجانی کی البيان في علوم القرآن ہے ' اسکے بعد ابو موسی محمد بن ابي بكر اصفهاني المتوفي سنه ۵۸۱ کی مجموع المغيث في علم القرآن و الحديث - یہ پہلا شخص ہے جسنے علوم قرآن و حدیث پر یکجا کتاب لکھی - علامه ابن جوزي المتوفى سنه ۵۹۷ کی " فنون الافنان في علوم القرآن " بھی اس فن کی ایک مبسوط تصنیف ہے - بدیع الدین احمد بن بكر بن عبد الوهاب القزويني الموجود سنه ۶۲۵ کی الجامع العزيز الحاوى لعلوم كتاب الله العزيز اپنی دلالت عنوان کے لحاظ سے ایک قابل قدر کتاب معلوم ہوتی ہے ' اسی موضوع پر جمال القراء و كمال الاقراء علم الدين ابوالحسن علي بن محمد سخاوي المتوفى سنه ۶۴۳ کی بھی تصنیف ہے جو قراءت وقف و ابتداء ناسخ و منسوخ وغیرہ مباحث قرآن پر مشتمل ہے - محمد بن عبد الرحمان بن شامه المقدسى سنه ۷۰۸ کی المرشد الوجيز في علوم متعلق بالقرآن العزيز بھی اس فن میں ایک کتاب ہے ' لیکن ان تمام تصنیفات سے بہتر بدر الدین محمد بن بهادر زركشي المتوفي سنه ۷۹۴ کی " البرهان في علوم القرآن " جس میں ۴۷ مختلف حیثیات سے قرآن مجید کے متعلق مباحث ہیں ' اسکے بعد قاضي جلال الدين بلقيني المتوفي سنه ۸۲۴ کی مواقع العلوم من مواقع النجوم ہے - اس کتاب میں چھ فصول کے تحت میں قرآن مجید کے مختلف پچاس مباحث مذکور ہیں - سنه ۸۵۶ میں محي الدين محمد بن سليمان كافيجي نے " التيسير في علم التفسير " کے نام سے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا جسپر کو کافیجي کو فخر تھا مگر اسلام کو فخر نہ تھا - سب سے آخر لیکن سب سے جامع اور بہتر اس باب میں جلال الدين سيوطي المتوفي سنه ۹۱۰ کی " الاتقان في علوم القرآن ہے " جسمیں ۸۰ ابواب کے تحت میں علوم قرآن کے متعلق ۳۰۰ سے زائد مباحث ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اگر حسب عادت سیوطی نے موضوع و ضعیف احادیث و روایات کو اسمیں جگہہ نہ دی ہوتی تو کتبخانۂ اسلام کی یہ ایک بے نظیر تصنیف ہوتی -

یہ تصانیف مذکورہ جیسا ہم نے پہلے لکھا ہے جوامع علوم قرآن پر مشتمل ہے - آیندہ سطور میں ہم ایک ایک فن کا ذکر کرتے ہیں ' جسمیں بہ ترتیب (۱) کتابت و قراءت قرآن (۲) الفاظ قرآن (۳) معاني قرآن (۴) مقدمات مقاصد قرآن اور (۵) مقاصد قرآن پر گفتگو ہوگی -

(رسوم القرآن)

نزول قرآن کے بعد قرآن کے متعلق سب سے پہلا کام یہ تھا کہ قلم سے اوسکو لکھا جائے ' اور زبان سے ادا کیا جائے - نوع اول کا نام "رسوم القرآن" ہے جسمیں قرآن مجید کے اصول کتابت اور طریقۂ تحریر سے بحث ہوتی ہے - یہ ممکن تھا کہ جسطرح عربی زبان کی تمام کتابیں لکھی جاتی ہیں اوسطرح قرآن بھی لکھا جاتا ' اور عہد بعہد اصول خط عربی میں جو تبدیلیاں ہوئیں اون سے کتابت قرآن میں بھی کام لیا جاتا ' لیکن مسلمانوں نے بسلسلۂ حفظ قرآن ضروری سمجھا کہ ہر لفظ عہد قدیم نبوی میں جسطرح لکھدیا گیا ہے اوسیطرح باقی رکھا جائے ' تا کہ مسلمان نہ صرف یہ دعوی کرسکیں کہ الفاظ قرآن محفوظ ہیں ' بلکہ یہ بھی دعوی کرسکیں کہ خط و رسوم قرآن بھی محفوظ ہیں -

عملاً مسلمانوں نے اس فن کو عہد نبوت سے اسوقت تک باقی رکھا ہے ' کیونکہ قرآن کو باوجود کثرت نسخ ہمیشہ اوسی رسم خط میں لکھا جسمیں صحابہ نے قرآن عام مسلمانوں کو سپرد کیا - تدوین فن کے لحاظ سے اس باب میں سب سے پہلی تصنیف حسب معلومات موجودہ ' ابو عمرو عثمان بن سعيد الداني المتوفي سنه ۴۴۴ کی تصنیف " الاقتصاد في رسم المصحف " اور " المقنع في رسم المصحف " ہے ' المقنع میں باختصار مصاحف بلاد اسلامیہ کے مختلف و متفق خطوط کا اور قرآن میں زیر و زبر اور نقطے لگانیکی کیفیت کا بیان ہے - علمائے اسلام نے اس تصنیف کی بڑی قدر کی - ابو محمد قاسم بن فيره شاطبي المتوفي سنه ۵۹۰ نے بنظر تسہیل حفظ اسکو ایک قصیدۂ رائیہ میں نظم کر دیا - اس رسالہ کا نام " عقيلة اتراب القصائد " ہے - برهان الدين ابراهيم بن عمر جعبري المتوفى سنه ۷۲۳ نے اس قصیدہ کی بنام " جميلة ارباب المراصد " علم الدين علي بن محمد سخاوي المتوفي سنه ۶۴۳ نے بنام " الوسيله الى كشف العقيله " شهاب الدين احمد بن محمد بن جبارة المرداوي المقدسي المتوفي سنه ۷۲۸ محمد بن قفال شاطبي تلميذ سخاوي اور احمد بن محمد بن شيرازي كارزوني نے سنه ۷۹۸ میں اور ابو البقا علي بن العاصم المقري المتوفي سنه ۸۰۱ نے بنام " تلخيص الفوائد " اور نیز نور الدين علي بن سلطان هروي المتوفي سنه ۱۰۱۴ نے بنام " الهبات السنية العليه على ابيات الشاطبية الرائيه في الرسم " مبسوط و مختصر شرحیں لکھیں -

متاخرین میں خطيب الروم سنه ۹۶۹ کی " رسوخ اللسان في حروف القرآن " اور ابو العباس مراكشي کی " عنوان الدليل في مرسوم خط التنزيل " کار آمد رسائل ہیں ' ہندوستان میں مولانا بحر العلوم المتوفى سنه ۱۲۲۶ ہجری کا مختصر فارسی رسالہ " رسم مصحف " اکثر قرآن کے حاشیوں پر چھپا ہے -

(تجويد القرآن)

یعنی قرآن مجید کا صحیح مخارج حروف و تلفظ سے حسن ترتیل کے ساتھہ ادا کرنا - تجویدکو قرآن کے ساتھہ وہی نسبت ہے جو نشید و غنا کو زبور کے ساتھہ ' تاہم یہود و مسیحی اسکو کوئی فن نہ بنا سکے ' اور مسلمانوں نے اسکو بھی ایک فن بنا دیا ہے - سینکڑوں ماہر اور امام اس فن کے ازمنۂ مختلفہ میں ممالک اسلام میں پیدا ہوے ' اور اب تک موجود ہیں ' ممالک عربیہ میں عموماً اور ہندوستان میں کہیں کہیں باقاعدہ اسکی درسگاہیں ہیں ' جہاں بواسطۂ اساتذۂ فن و مدونہ قواعد و اصول تجوید کی اب تک خلفاً عن سلف تعلیم ہوتی چلی آئی ہے -

تدوین فن کی حیثیت سے اس فن کے سب سے پہلے مصنف موسى بن عبيد الله خاقاني بغدادي المتوفي سنه ۳۲۵ ہیں ' اسکے بعد مكي بن ابى طالب قيسي المتوفي سنه ۴۳۷ کی کتاب رعايه لتجويد القراءة تصنیف ہوئی - اس فن کی مقبول ترین تصنیف محمد بن محمد جزري المتوفي سنه ۸۳۳ کی مقدمۂ جزریہ منظومہ ہے -

بڑے بڑے علما نے اسکی شرحیں لکھی ہیں ' مثلاً زين الدين ازهري المتوفي سنه ۸۷۰ خالد بن عبد الله ازهري المتوفي سنه ۹۰۵ ' ابو العباس احمد بن محمد قسطلاني المتوفي سنه ۹۲۳ شيخ الاسلام زكريا انصاري المتوفي سنه ۹۲۶ ' شمس الدين دلجي شارح شفا المتوفى سنه ۹۴۷ ' مولى عصام الدين طاشكبري زاده المتوفي سنه ۹۶۸ ' رضي الدين ابن الحنبلي الحلبي المتوفي سنه ۹۷۱ ' برهان الدين جعبري المتوفي سنه ۷۷۳ کی " عقود الجمان في تجويد القرآن بھی اسی فن کی تصنیف ہے -

(البقية تتلى)

اثار عرب

موجودہ ترقیات بحریہ اور تمدن اسلامی

(۳)

مجھہ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ساحل کو چھوڑ کے عرب کے ساتھہ ہولوں اور پہلے یہ بیان نہ کردوں کہ جب اسکے قدم ان سواحل میں جمگئے تو انہوں نے دارالصناعہ (کارخانہاے جہاز سازی) بناے جیسا کہ میں نے ابھی تونس اور مصر کے متعلق بیان کیا ہے -

اسی دارالصناعہ کے لفظ کو اطالیوں نے Darsena بنایا - اسوقت تو وہ مثل اہل اسپین اور اہل پرتگال کے یہی بولتے تھے مگر بعد کو عجب عجب رنگ بدلے - Darsena کو Tarzana کیا ' پھر Arzana بنایا ' پھر Arsenale بولنے لگے - چنانچہ اسوقت سے آج تک یہ آخری لفظ ہی استعمال کرتے ہیں -

فرانسیسیوں کا لفظ Arsenal اسی اطالی لفظ سے ماخوذ ہے -

جب محمد علی اول خدیو مصر نے مصر کی عنان حکومت اپنے ہاتھوں میں لی ' تو اسے نظر آیا کہ مصر کی سیاسی زندگی ایک عمدہ بیڑے کے بغیر نا ممکن ہے - اس نے اسکندریہ میں ایک کارخانہ قائم کیا اور اسمیں بہت سے ترک ' اطالی ' اور انکے علاوہ دیگر بنی الاصفر ارباب صناعۃ کو ملازم رکھا - یہ گویا یورپ کا ایک مقابلہ تھا جو مثل اسلاف بعید اولوالعزم کے ہمارے یہ قریبی اسلاف کرنا چاہتے تھے' اور اس طرح انہوں نے وہ عربی لفظ جو یورپ کو دیا تھا ' پھر واپس لے لیا - لیکن افسوس کہ یہ واپسی خالص اور اصلی حالت میں نہولی - اسکے اصلی خط وخال ضائع ہوچکے تھے - چنانچہ وہی لفظ اب " ترسانہ " کی صورت میں ترکوں کے ذریعہ آیا ' اور ترسانہ کے بدلے پھر " ترسخانہ " ہوگیا جو درحقیقت ایک قسم کا مبالغہ ہے - مگر سامع کو گمراہ کرنے یا حقیقت کے مٹانے کیلیے !

یہ دونوں لفظ اب عام طور پر عوام و خواص بولنے لگے ہیں ' اور انکی تصحیح بہت مشکل ہوگئی ہے ' حالانکہ اطالی آج تک اور (یقیناً آج کے بعد بھی) Darsena کہتے ہیں - اگرچہ کارخانۂ جہاز سازی کے لیے نہیں بلکہ جوف بندرگاہ کے اس حصے کے لیے جسمیں مرمت طلب جہاز آلات و اسلحہ سے خالی کرنے کے بعد باندھے جاتے ہیں - تاہم لفظ کا تلفظ نسبتاً صحیح ہے -

* * *

دار الصناعۃ کا اصلی مرض کیا ہے ؟

جہازوں کا بنانا اور انمیں جو " عوار " یعنی نقص پیدا ہو' اسکی مرمت کرنا -

یورپ نے اس دوسرے لفظ " عوار " کو بھی لیا ' اور Auarit بنا لیا ' پھر اسکا اطلاق نقصان کی تمام قسموں پر کرنے لگے' خواہ وہ جہاز میں ہو یا سامان تجارت میں یا کسی اور شے میں !

یہ معلوم ہے کہ جہازوں کے بنانے میں ملفا کے لیے اس شے کی کی ضرورت ہوتی ہے جسکو ہم " قلفطہ " کہتے ہیں - اس لفظ کا بھی وہی حال ہوا جو " دار الصناعہ " کا ہوا تھا -

اہل یورپ کے اسلاف نے دار الصناعہ میں مسلمان کاریگروں کو دیکھا کہ " قلاوہ " میں مشغول ہیں، تو کہا : Calfa (جو عربی لفظ قلف سے ماخوذ ہے) -

پھر انھوں اپنے یہاں کی علامت مصدر اور علامت مصدر سے پہلے تاء لگادی تاکہ دونوں ساکنوں میں ایک ذریعۂ نطق پیدا ہو جائے ' جسطرح کہ وہ حالت استفہام میں کہتے ہیں : A-t-il

تاج العروس میں ہے : " قلف السفینۃ قلفا " یعنی اسکے تختوں میں سوراخ کرکے انہیں کھجور کی چھال سے سیا اور انکی درازوں میں روغن زفت بھر دیا - حاصل مصدر " قلافت " بکسر القاف ہے -

اہل عرب کے اسلحۂ ناریہ چھٹی صدی ہجری میں

پیرس کے کتب خانے میں یہ مرقع محفوظ ہے - اس میں دکھلایا ہے - کہ وہ جنگ کیلیے جارہے ہیں

* * *

ہر بیڑے کے لیے ایسی کشتیاں ناگزیر ہیں جو مال و اسباب وغیرہ اٹھالیں - ان میں سے بعض وہ ہیں جنکو ہم " نقالات " (Transports) کہتے ہیں لیکن اسلامی بیڑوں میں یہ خدمت " قراقیرا " انجام دیتی تھیں - " قراقیرا " قرقور کی جمع ہے - اطالیوں نے اس لفظ کو لیا اور کہا : (Carraca) فرانسیسیوں نے اسی کو لیا اور (Carraque) کہا - اصل و فرع میں جو بعد نظر آتا ہے اس پر آپ تعجب نہ کریں کہ ایک لفظ جب ایک زبان سے دوسری زبان میں جاتا ہے تو اکثر نہایت بعید و ابعد اصوات و معانی پیدا ہوجاتے ہیں - و لتعلمن نباہ بعد حین -

آپ جب یہ معلوم کرینگے کہ پرتگالی اسی کشتی کا نام Carcara رکھتے ہیں تو آپکے نزدیک میری صداقت ثابت ہوجائیگی -

ہم نے آجکل یہ لفظ ان سے واپس لیلیا ہے مگر ایک فرنگی ماب شکل میں - ہم " کراکۃ " کہتے ہیں جو اطالیوں کے Carraca

سے ماخوذ ہے مگر ایک دوسري قسم کي کشتیوں کے لیے جو نہر ' تالاب ' خلیج ' اور بندر گاہوں کے اندر سے مٹي اور ریت نکالنے کے لیے استعمال کیجاتی ہیں ' اور جو اس کشتي کي طرح ہیں جنکو فرانسیسی (Pargue) کہتے ہیں -

* * *

ہر بیڑے کے لیے ایسي کشتیاں بھي ضروري ہیں جو گھوڑوں کے لیے مخصوص ہوں - یہي کشتیاں ہیں جنکو " طرائد " (جمع طریدہ) کہتے تھے - یورپ نے یہ نام بھي لے لیا - اطالیوں نے کہا (Tarida) - پھر (Tareta) کردیا - فرانسیسیوں نے اسکو (Tartane) کہا مگر ان مخصوص بادباني کشتیوں کے لیے جو بحر ابیض متوسط میں عرب کے طرف چلتي ہوں -

بیڑے کے متعلقات میں " فلائک " (جمع فلوکہ) بھي ہیں - اسي لفظ کو اطالیوں نے (Feluca) بنایا اور فرانسیسیوں نے (Filauque)

اسیطرح " شباک " بھي بیڑے کے متعلقات میں سے ہے - اطالیوں نے اسکو (Scibecco) کہا اور فرانسیسیوں نے (Chebec) -

بیڑے کي متعلقہ کشتیوں میں " قوارب " بھي ہیں (قوارب جمع ہے قارب کي) اسکو انہوں نے (Corvette) کہا جو انکے واحد قارب کي ایک متغیر شکل ہے -

مجھے ابھی " شلندیات " کے متعلق کہنا باقي ہے جسکا ذکر بیڑے کے جہازوں میں کرچکا ہوں - اسکا واحد " شلندي " ہے - لاطیني زبان میں اسکو (Chalandime) بنایا گیا ' روس نے اسکو (Schelanda) کہا - اطالیوں نے (Scialanco) اور فرانسیسیوں نے (Chaland) -

یہ لفظ بھي ہم نے اب ان سے واپس لے لیا ہے اور از راہ تعریب و تغریب اسکو " صندلی " کہتے ہیں - یہ نام اب مع اپني ان تمام تعریفات کے جو انکے یہاں اور ہمارے یہاں ہوئیں ' ان خاص قسم کي کشتیوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو مال لاتي اور لیجاتي ہیں ' جیسے " مواعین " جو جمع ہے ماعون کي کہ اسکو بھي فرانسیسی (Mahann) اطالي (Maona Mahona) اور (Maganne) کہتے ہیں -

* * *

آئیے ' ذرا پھر دریا کي طرف لوٹیں - کبھي ایسي ہوائیں چلتي ہیں جنھیں بیڑے پسند نہیں کرتے ' اور موجیں اس طرح الٹ دیتي ہیں کہ نوتیہ یا نواتیہ (Nauronniet) (یعنی ملاح) کو سخت مصیبت کا سامنا ہو جاتا ہے -

ان موجوں کے سخت تلاطم کو " ہول " یا " ہولہ " کہتے ہیں - فرانسیسي اسے houle بناکر موج کیلیے کہنے لگے جو پہاڑ کي طرح بلند ہو - کبھي اسکو وہ ہوا الٹ دیتي ہے جو " مشرق " کي طرف سے چلتي ہے - یہ دوسرا نام (یعنی مشرقي) فرنگیوں کے حافظے میں رہگیا - پس اطالیوں نے کہا : Scerocco - پھر بنایا : Sirroco - پھر اسکے بعد Scilocco مشہور ہوا - فرانسیسیوں نے اسے پہلے Siocco کیا پھر Sicco -

یہ تمام نام در حقیقت لفظ " شرق " اور " شروق " ہي سے ماخوذ ہیں -

اب لفظ " موسم " پر غور کرو ! اہل فرانس و انگلستان نے اسے Manson اور اطالیوں نے Mansone بنایا -

اسپر تعجب نہ کیجیے کہ آخر لفظ میں انہوں نے میم کي جگہہ نون رکھا ہے - ایسي تبدیلیاں اختلاف لب و لہجہ کا نتیجہ ہیں - کیا آپکو معلوم نہیں کہ شہر " سواکن " کو وہ Souakim کہتے ہیں حالانکہ سواکن کے آخر میں نون ہے ؟

* * *

اب ہم پھر بیڑے کي طرف عود کرتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ دریا میں بیڑے پر جو کچھہ گزرنا تھی وہ گزرا - اسکے بعد وہ بندرگاہ میں داخل ہوا ' اور بہ سبب کپتان کي ناواقفیت کے ایک شعب سے ٹکرا گیا - اس پر اہل یورپ نے آبے پکي سڑکوں کے ساتھہ تشبیہ دیکر Recif کہا (کیونکہ مولدین عرب پختہ راستوں کو رصیف کہتے ہیں - اسي رصیف سے Recif بنایا گیا ہے - الہلال)

اب بیڑا اس جگہہ پہنچ گیا جہاں وہ ہواؤں کي پریشاني اور موجوں کی طوفان خیزی سے مامون و محفوظ تھا - اس جگہہ کو اہل اسپین و پرتگال نے Cala کہا ' اور فرانسیسیوں نے اسي لفظ کو جوف کشتي کے لیے استعمال کیا - اسکي اصل ایک عربي لفظ " کلا " سے مشتق ہے جسکے معني حفاظت و حراست کے ہیں - و ھذا کما تری -

ابو عبد اللہ محمد بن علي صاحب غرناطہ کي تلوار (۸۹۷ ہجري) جو اندلس کا آخري عرب فرمانروا تھا -
یہ پیرس کے قومي کتب خانے میں اب تک محفوظ ہے -

* * *

بیڑے نے کیا کیا ؟

جنگ کے لیے صف بندی کی اور منجنیق نصب کي - " منجنیق " ایک یوناني لفظ ہے جسکو عربوں نے منتقل کرلیا اور اسمیں نون داخل کردیا تا کہ انکے اوزان کے تحت میں آجاے -

اہل مغرب کي عادت یہ تھي کہ فاء اور قاف کے اوپر اور یاء کے نیچے جبکہ وہ مفرد ہوں یا کسي لفظ کے آخر میں ہوں ' نقطے نہیں دیتے تھے ' کیونکہ ان صورتوں میں التباس و تشابہ کا خوف نہ تھا - پس اگر ہم یہ سونچیں کہ بعض اشخاص نے اس آلے کا نام بغیر نقطوں کے لکھا ہوگا اور فرض کریں کہ آخري حرف کا نچلا حصہ کسیوجہ سے مٹگیا اور وہ " منجنو " ہوگیا تو اسکے بعد صاف واضح ہوجاتا ہے کہ رومن حرفوں میں Mangannoan دراصل منجنیق ہي کي ناتمام صورت ہے اور وہ یوناني سے نہیں بلکہ اندلس کے عربوں کے واسطے سے آیا ہے - کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسکي موجودہ صورت عربي سے زیادہ اصل یوناني سے قریب ہوتي - وہ لوگ " منجنو " یعني نون کو غیر مشدد پڑھتے ہیں اگرچہ لکھتے دو مرتبہ ہیں - یہي وہ نام ہے جو فرانسیسیوں کے یہاں منجنیق کے لیے ہے -

* * *

میں نے دریا اور جنگ کا اسقدر ذکر کیا کہ آپ لوگ تھک گئے ہونگے ' حالانکہ آپکو جنگ سے کیا دلچسپي ؟ آپ تو امن پسند اور اہل امن ہیں اور جنگ و جدال کے میدان تو اب دوسروں کے سپرد کردیے گئے ہیں - اچھا تو کیا یہ بہتر نہیں کہ سر زمین عراق

ارض مقدس

صلیبي امیدوں کا عود !

هراسے وان کرچنهیم Her Von Kirchenheim نے جرمني کے ایک مقتدر رسالے ڈیوش ریویو Deutxhe Revue میں ایک مضمون شائع کیا ہے جسکا عنوان " ارض مقدس " ہے -

اس مضمون میں اس سوال پر بحث کي ہے کہ بیت المقدس کس کے پاس رهنا چاهیے ؟

پهر خود هي اس سوال کا جواب دیا ہے کہ تمام نہاں مشرقي سوال میں سب سے زیادہ اہم سوال ارض مقدس هي کا ہے -

اسکے بعد مقالہ نگار لکھتا ہے :

" قسطنطنیہ ایک ایسا درخشندہ گوہر بے بہا ہے جسکے قبضے سے فوجي ' سیاسي ' اور اقتصادي اهمیت حاصل هوسکتي ہے - لیکن بیت المقدس بهی وہ دوسرا لعل جہاں قیمت ہے جسکے حاصل کرنے کے واسطے جنگہاے صلیبي کے حیرت انگیز کارنامے اور رچرڈ شیر دل اور عدیم المثال صلاح الدین کے معرکے صفحۂ تاریخ پر خوني حروف میں اب تک ماتم سرا هیں' اور گذشتہ ستر سال سے بهي یہي خاک مقدس جنگ و فسادات کا سبب اصلي بني هوئی ہے -

بیت المقدس اور فلسطین کے مستقبل کا سوال اگرچہ بہت طوفان خیز نہ هوگا مگر یہ ضرور هوگا کہ ماهرین سیاست اسکے حل کی طرف بہت جلد متوجہ هونگے -

---

[بقیہ صفحہ ۱۰ کا]

کا رخ کریں ' اور ایک با امن و امان ' شہر امن ' مدینۃ السلام ' شہر ابي جعفر منصور ' یعني بغداد میں داخل هوں ؟

ابو جعفر منصور کا یہ شہر هارون اور مامون خصوصاً متوکل کے زمانے میں ایک دنیاوي جنت تها - یہاں ایک شاعر ابو العبر نامي رهتا تها - اسکے عجیب و غریب حالات هیں - بلکہ وہ تو ان دیوانوں میں سے ہے جنکي مثالیں دنیا میں بہت کم هوتي هیں - تاریخ و ادب کي کتابوں نے اسکے حالات کي تشریح کي تفالس کي ہے -

یہ شاعر هر سال اپنے نام کے ساتهہ ایک حرف بڑها لیتا تها' یہاں تک کہ اسکا نام اتنا بڑا هوگیا : " ابو العبر طرد طیل طلبري بک بک بک " متوکل اسکو حریر کا کرتہ پہناتا تها اور منجنیق میں بٹها کے دجلہ کے اندر پهینکدیتا تها - جب منجنیق اسکو هوا میں پهینکتي تو وہ چلاتا : الطریق الطریق (راستہ دو راستہ دو جیسے اردو میں کہتے هیں هٹو بچو - الهلال) اور اسي طرح چلاتا هوا پاني میں گرپڑتا تها - پهر غواص آتے تهے اور اسکو نکال لیتے تهے -

خلیفۂ متوکل کے محل میں ایک " زلاقہ " تهی (وہ جگہ جہاں سے آدمي پهسل پڑے) یہ " زلاقہ " ٹوبوجان (Tobogan) سے کسی قدر مشابہ تهي جو اسوقت مصر جدید میں موجود ہے خلیفہ کے حکم سے اس پر لوگ چڑهتے تهے ' پهسلتے تهے - اور پهسلتے پهسلتے جب حوض میں گرپڑتے تهے تو خلیفہ جال ڈالکے انهیں نکالتا تها - جیسے مچهلیاں پکڑي جاتي هیں !!

اسي کے متعلق شاعر کہتا ہے :

یامر بي الملک - فیطرحني فی البرک
بادشاہ اپنے حکم سے مجهے حوض میں ڈلوا دیتا ہے
ثم یصطادني - کانني من السمک
پهر مجهے شکار کرتا ہے گویا میں بهي مچهلي هوں !

(البقیۃ تتلي)

سلطان صلاح الدین فاتح حروب صلیبیہ
نور اللہ مرقدہ

یہ تصویر ایک قدیم ترین مرقع کي ہے جو آثار عتیقۂ قسطنطنیہ میں محفوظ ہے -

سنہ ۱۸۴۱ ع میں مولٹکے (۱) نے ایک مفصل تجویز شائع کي تهی - اسمیں بحث کی گئی تهي کہ ارض مقدس کو ایک جرمن ریاست اور بیت المقدس کو ایک جرمن شہر بنا لیا جاوے - اس تجویز کی رو سے ایک قلعہ ' کچهہ فوج ' اور سمندر تک بے دغدغہ جانے کیلیے ایک راستہ قائم کرلینا حصول مقصد کے اهم الامور تهے - اسکے بعد اندروني انتظام سلطنت کا مسئلہ تها جسکو آجکل مغربي یورپ کا ساختہ و پرداختہ سمجها جاتا ہے "

صاحب مضمون کی رائے میں دول یورپ کو اس سے زیادہ بہتر مفید ' اور عمدہ راے نہیں مل سکتی کہ وہ ' جرمني کے حقوق کو ارض مقدس میں تسلیم کر لیں - لیکن پهر یہ سوال هوتا ہے کہ دول بهی اسکو منظور کر لینگي کہ جرمنی کو اس ملک پر قبضہ دلادے ؟ اسوقت ایک نہایت عمدہ موقع ہے خصوصاً انگلستان کے لیے کہ وهاں جرمني کي خواهشونکو پورا کرے "

پهر وہ تجویز پیش کرتے هیں :

" اول اس امر کی کوشش کرلني چاهیے کہ اس حصۂ ملک کو غیر جانب دار مشہور کیا جاے - اسطرح ارض مقدس کے تمام مسائل صرف حل هي نہیں هو جائنگے بلکہ جنگ کے خطرات بهي جاتے رهینگے - هیکل مقدس اور زیارت گاهوں کے متعلق جنگ پیچیدہ ضرور هوگي ' مگر جرمني کے دوسرے اهم ترین سوالات کا انتظام هوجائیگا "

صاحب مضمون بیت المقدس کو ایک ضلع تجویز کرتا ہے جسکے حدود یہ مقرر کیے گئے هیں :

" مشرق میں جرداء تک اور جبل جنی سارت و بحر لوط تک ' مغرب میں ساحل تک ' شمال میں عکہ ' اور جنوب میں بیر شعیب ' اور موجودہ ضلع کے جو حدود هیں -

ایک ایسا ضلع بنادیا جاے جس سے اسکو کوئی تعلق نہو - خواہ اسطرح آزاد کر دیا جاے جسطرح یورپ کا محل اور اسکي ملحقہ جائداد سلطنت اٹلي کے اقتدار سے باهر ہے - ایسے انتظام سے موجودہ انتظام میں کچهہ زیادہ فرق نہیں پڑیگا - لبنان اسکے لیے اسکا ایک نمونہ هوسکتا ہے - یہاں ایک خود مختار سلطنت هو - اسکے آئین بالکل جدا هوں - ایک عیسائی گورنر حکومت کرے جسکو باب عالي منتخب کردے اور جسکي منظوري دول یورپ دے - اس قسم کی سلطنت بہت آسانی سے قائم هوسکتی ہے - یقیناً اسکے مزید ترک بهي هونگے - اس قسم کی تحریک نہایت درجہ مفید هوگی - اس سے صرف ملک کے دماغ هي کا انتظام نہیں هوگا بلکہ انتظام سلطنت کے بدلنے کے بعد اقتصادي حیثیت سے بهي اس ملک میں بہت سی اصلاحیں هوجائینگی کون جانتا ہے

---

(۱) مولٹکے سنہ ۱۸ ع سے سنہ ۱۸۹۱ ع تک زندہ رها - جرمني کی فوج کي تنظیم اسي نے کي تهي وہ فن جنگ کے ماهرین میں سمجها جاتا ہے - [الهلال]

که اس غریب ملک کے سواحل اور بازار دونوں برا عظموںکي دولت سے ایک روز مالا مال هو جائینگے ؟ "

اسي رسالے میں سنیبرٹی گیلمبرٹي (Signor T. Galimbarti) نامی ایک ممبر پارلیمنٹ اٹلي تحریر کرتا ہے :

لکو سنک نے (Lacausade) جو اسوقت ریویو یوروپین کا اڈیٹر تھا ' لکھا تھا که یوروپ کي تمام جائداد بیت المقدس میں شامل کردي جاے - اور خلیفۂ مسیح کي حفاظت پچاس هزار سپاهیوں سے کي جاے ' جو تمام کیتھولک اقوام سے جمع کي جائیگی - ٹرکي بالکل غیر جانب دار رہے - مصر کي آزادي کا اعلان کردیا جاے - پھر نه مسئلۂ روم رهیگا اور نه مسئلۂ مشرق ادنی -

اسلام اور سلطنت

وه کمزور دل کے لوگ جو پان اسلامز (عالمگیر اسلامي اخوت) کے نام سے چونک پڑتے هیں' راونڈ ٹیبل (Round Table) کے ایک مضمون " اسلام اور سلطنت " کو پڑھیں ' جس میں نہایت واضح اور روشن طریقے سے مسلمانوںکی سیاسي بے چیني کا خاکه کھینچا گیا ہے - صاحب مذکور لکھتا ہے :

" ترکونکي شکست سے جو عالمگیر بے چیني اسوقت دنیاے اسلام میں پیدا هوگئي ہے وه مقتضاے فطرت ہے مگر یه امر که همیشه سے باهم جنگ کرنے والے یعني شیعه و سني اپني جنگ کو اسوجه روک لینگے که وه مغرب پر حمله کردیں ' بالکل بعید از قیاس ہے - اگر اٹلي کے سپرد طرابلس کردیا جاوے تو بہت کم امید اور قرائن ایسے هیں که ایک عام جهاد کا اعلان هو جو روس کو ایران سے' اور انگریزونکو هندوستان اور مصر سے نکالکر ترکونکی سلطنت نئے سرے سے قائم کرے -

عالمگیر اخوت اسلامي ایک محض دهوکه ہے ' اس سے انسان کے جذبات اوکسی قسم کي تحریک نہیں هوتي ' اسمیں کوئی ایسی مقناطیسی جاذبیت نہیں که وه تمام منتشر اجزاے اسلام کو جمع کرکے ایک جگه پھر جمع کرسکے "

یه بیان کرکے که " هندوستان میں اب کوئی بغاوت یا غدر اسوقت تک نہیں هوگا جبتک که مسلمان عمده حکومت کے زیر سایه هیں اور مذهبی رواداري قائم رکھي جاتی ہے " صاحب مضمون کہتے هیں :

" مسلمان انگلستان کو سب سے بڑي اسلامی طاقت سمجھتے هیں - اسلام کے متعلق کونسل کے کمروں میں یه گفتگو کرنا که سب سے پیچھے رهنے والي قوم مسلمانوںکی ہے ' خود مسلمانونکے واسطے مفید هوگا - وه اپني پست حالت دیکھکر چونک جائینگے اور اپني نجات کا راسته آخر کار نکال لینگے - مسلمانونکو سخت صدمه اسوقت هوتا ہے جبکه وه یه سنتے هیں که گورنمنٹ اُنکے جائز حقوق کي طلب کو نظر انداز کردیتی ہے ' یا ملک معظم کے وزرا سیاسي معاملات میں گفتگو کرتے هوے اپنے مذهبی خیالات کي جھلک کو نہیں چھپا سکتے هیں - مگر اب مسلمان اس بات کو بخوبی سمجھه سکتے هیں که اُنکو جو کچھه حاصل کرنا ہے ' مناسب اور ایمانداري کے وسائل اختیار کرکے حاصل کریں ' اور کسي قسم کي بے جا رعایت یا مالد نه اُٹھائیں -

یه خیال عام هوتا جاتا ہے که یورپین اقوام ملک گیري کي طمع دولت یا حکومت کے واسطے کرتے هیں' بلکه حقیقت میں انکا منشا یه هوتا ہے که علوم و فنون کي مشعل لیکر تعمیقات علم و صداقت کو از سر نو تازه کریں اور مشرقي اقوام کے مرده جسموں میں تهذیب کی روح پھونک دیں "

افسوس که اس خیال کي اشاعت کے متعلق نیک خیال مضمون نگار کا حسن ظن صحیح نہیں - ایک عرصے تک اقوام یورپ کي نسبت مشرق میں یه خیال تھا ' مگر اب برقعه اُلٹ چکا ہے اور جو صورت نظر آتی ہے وه بہت نفرت انگیز ہے -

المراسلة والمناظرة

اتحاد فیما بین شیعه و سنی

قربانت شوم - امیدوارم که پیوسته آقات در مسند نوع پروري و وطن خواهي و اسلام پرستی متکي و برقرار باشید -

بعد جسارۃ عرض می شود که این بنده ضعیف قریب دو ماه ست که بتوسط دوست عزیزے از قرائت جریده فریده الهلال مشرف میشدم ولی اکنون یک دو نمره است که بعکس باعث غم و اندوه گردیده ' و اینهم بواسطه درج فرمودن معاجه و مناظرات یا اتحاد شیعه و سني است -

چه قدر جاے افسوس است ' زیرا که علما و پیشوایان ملل سائره از نکو ساختن کار زمین تکلي فارغ شده و اکنون به آسمان و سیارات پرداخته و مشغول اند ' لکن از اینطرف ما مسلمانان هم به بینید که از صقلیه و قبرس و قرناطه و اندلس و ..... - و از طرف دیگر مصر و اسکندریه و مراکش بلکه تمام افریقه ' و از طرف دیگر تمام هند و بخارا و خیوه و شیروان و قیدان تا برسد بدیوار چین ' و از طرف دیگر ملغار و سرویا و البانیا ...... باز هم اکتفا نکردیم و در مرتبه مشغول شدیم تا طرابلس و سلانیک !

اکنون پرداخته ایم به بقیۃ السیف یعني دولت عثماني و ایران و افغانستان - باوجودیکه همه چیز می بینیم و میشنوم ' باز دست عرض بر نداشته - اگر در واقع معني اتحاد و برادري همین است که آقایان معلوم فهمیده و میدانند جاے افسوس است :

حاجي برو کعبه و رواں کن ره دین ست
خرش میرود اما و مقصود نه این ست

خوب است ' نه اقایان محترم بفرمائید که این سیل اسلام کن و این مرض مهلک در عرب و عجم برد - باوجود آنها بکلی دست کشیدند ' لکن در هندوستان هنوز تا درجۂ قوت دارد - یا این است که عرب و عجم بهتر فهمیده و دانسته و مصلحت وقت را ملاحظه مینمایند یا آنکه اقایان عظام که تربیت یافته بلکه تربیت کنندگان کالج ها و مدرسۃ العلوم ها هستند اشتباه فرموده اند ؟

خوب است ' حضرت عالي در جواب آقایان بفرمائید که امروزه مثال ما مسلمانان مثل چند برادر است که اموالے به ارث از پدر بچنگال شان افتاده و اکنون بواسطۂ تقسیم آن باهم میجنگند - ناگاه در بین زد و خورد جماعتے هم از دزدان براے بردن اموال حاضر و مصمم گشته - دران حال چه کنند ؟ ایا اول دزدان را از خانه ببرون و مغلوب و متفرق سازند و متفقاً حفظ اموال و ناموس نمایند یا ' انکه همین طور مشغول جنگ و جدال باشند ؟ تا وقتیکه معلوم شود که از یک طرف تمام اموال شان از کف رفته و طرف دیگر خود شانرا تملم و نابود کرده اند - اگر ما اکنون شق ثاني را اختیار نمائیم خیلے زود خواهیم فهمید' و انوقت هم پشیماني سودے ندارد و نخواهد داشت -

بخداے لا یزال قسم است که در حسب این اختلافات نلک آوري که این اوقات دارد روز بروز افزون میشود - مثلاً همین اختلاف شیعه و سني و اختلافات فیما بین قاید و پیشوایان هندوستان و جلسۂ دهلي و اختلافات داخلی و خارجی ایران و عثماني - روزے خواهد آمد که زبانم از گفتنش لال و الکن است ! !

اگر بواسطۂ این طور اختلافات نبود ' چه طوري میتوانستند با تن زنده تشریح و پاره پاره بنمایند ؟ ایا نه بهمین سبب ها ست که منطقه هاے نفوذ همسایگان جنوب و شمال ایران براے خود شان

قرار داده اند ؟ اما تقسیم اقتصادي مملکت اسلامي عثمانی بهمین ملاحظات نیست ؟ ایا کشیدن خط آهن در ایران و عثماني براے همین جهالت و خود پسندي و اختلافات نیست ؟ اگر بخواهیم بهمین عقیده و خیالات باطله بمانیم ' نـما خانقاه و مدارس درین راهاے خطوط ایران و عثماني پیش مي آید ' بلکه مساجد و مقامات متبرکه نیز ' ازینها هم گذشته مکه شریف و مدینه منوره دوچار خواهد شد - هرچند بکنار باشد بمیانش میاورند - اگرچه مسلمانان حس شان زیاد است و این طور امتحانات مذهبي : : : : : : : : : بسیار داده اند و تماماً پس کرده اند - ازانجمله است قصیه نجیبه بمباردمان گنبد مطهر حضرت ثامن الائمه و واقعه ناگوار مسجد کانپور و دعوت مستورات مسلمانان با عترت صحیح الاعتقاد شمله در روز دوازدهم ماه رمضان المبارک و تغییر عادات و سکنات بخصوص لباس و کلاه قومي -

گر نویسم شرح این بیحد شود

چیزے که دیگر علی‌الحقد باقي ست ' همین تجدید اختلاف میان شیعه و سني ست - آن هم بذریعه اخبارات که دوربین گوش زد تمام عالم گردد ' تاهرکس هرکجا که هست ' در پی بیخ عظماء خود شان شریک و سهیم نماند و بواسطه جهالت و تعصب دوچار ننگ و بے شرمي و ذلت و خواری دنیا و عذاب آخرت شود - خسر الدنیا و الاخره ' ذالک هو الخسران المبین !

لکن این مطلب دیگر هم لازم است که جسارتاً عرض شود ' و آن این ست که دیه بر عاقله است ' زیرا که حضرت عالي الحمد لله بهتر از همه واقف بمواقف امروزه و سیاسیات مسلمانان کنونی هستند ' و خود را مرکز توجه عامه و خاصه ' و پیشواے عموم مسلمانان ' و طریق نجات و فلاح قرار داده اید - چرا این جور مطالبات نفاق آور و کدورت انگیز در جریدهٔ مقدسه الهلال درج میفرمائید که باعث خیالات درصی ' و رنجش بعضی ' و خشنودي دشمنان گردد ؟

اوقات عزیز گران بهاے معتبر خود را باید صرف این طور کارها نه نمائید زیاده جسارت است امید عفو و اغماض را دارم -

(العبد سید مرتضی ایراني - سنٹرل انڈیا هارس اگر مالوا)

مدیر روشن ضمیر جریدهٔ مریدهٔ الهلال دامت ایام افاضاته

امشب در کلب نشسته مشغول خواندن صفحهٔ ۱۹ مورخهٔ ۹ و ۱۶ ماه روان الهــلال بودم که چشمم بدین جملهٔ آتش فشان افتاد - (خواجه غلام الثقلین صاحب کا مزید بیان ہے کہ ایران میں زیادہ تر بہائیت اندر هي اندر کام کررهي ہے) و چون این یک الزام ناقابل برداشت بر ملت نجیبهٔ اثنا عشریهٔ خودم است با کمال ادب انرا تردید کرده نمیگویم که خواجه صاحب دیده و دانسته بهتان میگویند بلکه عرض میکنم که ایشان آگاهي ندارند و سزاوار نبود که بگفتهٔ یک و دو تن باور نموده آشکارا یک ملت باین بزرگي را بد نام فرمایند - امید وارم ' بدرج این مختصر رفع اشتباه فرمائید - اگرچه بنده در بعضی از مطــالب این مقالهٔ شما اختلاف کلي دارم ' ولی چون آوردن نام شیعه و سني را درمیان مسلمـــانان گناه کبیره میدانم چیزے

معـــارف قـــرانیـــه

یـک چـراغیـست درینخانـه کـه از پـرتو آں
هـر کجـا مي نـگري انجمنے ساختـه انـد

از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب دربار - خانپور - ریاست بہاولپور

کلوا و اشربوا ولاتسرفوا ان الله لا یحب المسرفین

ہمارا ایمان ہے کہ قران مجید کا لفظ لفظ رب العالمین کا کلام ہے اور صوري و معنوي صلاح و فلاح کے اسباب اسی میں موجود ہیں :

جمیع العلم فی القران لکن * تـقاصر عنه افهام الرجال

قران حکیم کی تعلیم ایسی زبردست و صداقت لئے ہوے ہے کہ جن دوسرں اور مذہبوں نے اسے علی الاعلان نہیں مانا ' انہوں نے بھی اپنی کتابوں میں جو سینکڑوں سال اس سے پہلے کی ہیں یا سیکڑوں سال بعد کی ہیں ' اسی تعلیم کے موجود ہونے کا دعوی کیا ہے ' اور جو علوم عالم وجود میں نہیں آئے اور آگے آئینگے وہ قران حکیم میں موجود ہیں :

رخـش خطے کشیـده دو نکوئي
کـه بـیرون نیست از ما خوبروي

جس آیه شریفه کو میں نے عنوان میں لکھا ہے ' ایک وسیع المعانی اور جامع المعارف ہے - میں اسکي تفسیر صرف تفصیلات طب کے ساتھ کرنا چاهتا هوں -

کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان الله یحب المسرفین - یعنے کھاؤ پیو مگر حد سے مت بڑھو ' کیونکہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا - یعنے اتنی اشتہا باقی ہو کہ غذا سے ہاتھ کھینچ لو - مانا کہ غذا

[بقیہ پہلے کالم کا]

نمي نویسم - گذشت آن زمان که در برادر اسلامی فریب دشمنانرا خورده بآزار یکدیگر کمر مي بستند - اکنون چون شیر و شکر بهم آمیخته نوای دلکش مي سرایند :

من تو شدم تو من شدي من تن شدم تو جان شدي
تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگري

خاکسار حاجي میرزا ابوالقاسم ایراني - پروفیسر فارسی
مدرسة العلوم علیگڈه -

الهـــلال :

حقیقة الامر نه آنچنا نست که حضرة عــالي تصور فرموده‌اند - مسئلهٔ اشاعهٔ بهائیت در ایران را محض نقلاً و روایتاً عرض کردم نه بطور حقیقت الامر - مولانا فدا حسین صاحب در مقالهٔ شیعه و سني احتجاج از سفر نامهٔ خواجه غلام الثقلین صاحب کردند و نوشتند که در قسطنطنیه مذهب شیعه رو به اشاعت و نفوذ ' و جالب قلوب اقوام عثمانیه و اتراک است - عرض کردم که صحیح نیست ' بحالیکه روایت جناب خواجه صاحب بر عکس این معامله است ولو هر دو را اصلاً صحت نه باشد -

بدل ما يتحلل ہے اور قوام معجون بدن اسي سے ہے، اور یہ بھي صحيح ہے کہ انتعاش حرارت غريزي کا موجب بھي ہے جيسا کہ شعلۂ آتش کے ليے هيزم - ليکن واقعه یہ ہے کہ افراط بجائے انتعاش کے بجهانے کا کام ديتي ہے - جيسا کہ آگ کے هلکے شعلے پر لکڑيوں کا انبار اور بجهتے هوے چراغ پر بهت سا تيل -

قانون بوعلي سينا ميں ہے کہ غـذا اگر زيادہ از قدر حاجت وارد بدن هو تو وہ زيادتي موجب فساد هوجاتي ہے - اولاً احداث تخمه کرتي ہے، بعد ازاں احداث سده، سده سے عفونت حادث هوتي ہے، اور اس کميت سے ايک کيفيت غريبه کا پيدا هونا لازمي ہے - جب هضم تک نوبت پهنچتي ہے تو زيادتي رطوبت سے (کہ غذا سے حاصل هوئي) احداث برودت بهي هو جاتا ہے اور يهي برودت جمود و خمود ہے -

چونکہ ارواح و قوى کے روشن رکھنے کا ذريعه حرارت غريزي هي ہے اور وہ ضعيف ہے، تو ارواح و قوى کي تازگي و لطافت قائم نهيں رہ سکتي - يهي تو وجه ہے کہ شکم سيري ميں نزول تجليات حکمت کا نهيں هوتا - صدق ما قال رسول الله روحي فداہ و صلى الله عليه وسلم : من اکل الطعام بشهوة حرم الله تعالى الحکمة على قلبه -

عبادت آخر الليل کي فضيلت اسي حکمت پر مبني ہے کہ معده غذا سے خالي اور ارواح دخان طبخ هاضمه سے پاک - دعاے سحري، مناجات نيم شبي، و فکر صباحي مشهور اصطلاحيں هيں - في الجمله طب فرنگ و يونان و ويدک ميں زائد از اشتها کهانا ممنوع ہے -

حکيم بختيشوع نصراني هارون رشيد کے زمانه ميں دربار کا طبيب نامي تها - علي بن حسين بن واقد سے کہا کہ تمهاري کتاب (قرآن) ميں کوئي چيز طب سے نهيں - حالانکہ علم دو هيں: علم الابدان اور علم الاديان - اسنے کہا کہ حق تعالى نے تمام طب کو اس آدهي آية ميں جمع فرماديا ہے . کلوا واشربوا ولا تسرفوا - اسنے کہا کہ آپ کے رسول سے کوئي چيز طب ميں منقول نهيں - علي بن حسين نے جواب ديا کہ همارے رسول نے طب کو تهوڑے سے الفاظ ميں جمع کرکے فرماديا ہے : المعدة کل داء والحمية راس کل دواء - يعنے معده سب بيمار هونکا کا گهر ہے اور پرهيز هر دوا کا سر ہے -

بختيشوع نے کہا کہ سچ ہے - تمهاري کتاب اور تمهارے پيغمبر نے جالينوس کے ليے کچھ بهي نه چهوڑا - اس تسليم اور اعتراف کو ديکهکر بے ساخته متنبي کا يه مصرع ياد آجاتا ہے :

الفضل ما شهدت به الاعداء

يعني بزرگي وہ ہے جسکي دشمن بهي شهادت ديں !

عارف شيراز نے گلستاں ميں لکھا ہے کہ بعض ملوک نے ايک طبيب کو پيغمبر آخر الزماں کي خدمت ميں ارسال کيا، وہ مدت تک ٹهرا رها مگر کسي نے اسکي طرف رجوع نه کيا اور نه دوا پوچهي تنگ آکر حضرت کي خدمت ميں شکايت کي - ارشاد هوا کہ يه لوگ اسوقت غذا کرتے هيں جب اشتها صادق هوتي ہے، اور چهوڑ ديتے هيں جبکه اشتها باقي رهتي ہے - پس يه مريض نهيں هوتے - يه روايت کتب حديث ميں هماري نظر سے نهيں گذري ليکن اسميں ايک نکته نهايت جيد ہے -

بعض تاريخوں ميں ديکھا ہے کہ نوشيرواں کے پاس چار طبيب عراقي، رومي، هندي اور حبشي جمع هوے - اوسنے پوچها کہ کونسي دوا ہے جسکے استعمال سے مرض نهونے پائے ؟ عراقي نے کہا کہ تين جرعه پاني گرم کا على الصباح پينا - رومي نے کہا کہ هر روز حب الرشاد بقدر کف دست کهانا - هندي نے کہا کہ تين هليله سياہ کا روزانه استعمال -

حبشي نے کہا کہ پاني گرم معده کو ڈهيله کرتا ہے اور گرده کي چربي کو پگهلاتا ہے - حب الرشاد مهيج صفرا اور هليله سياہ مهيج سودا ہے، پس وہ دوا کہ جس سے دوسري دوا کي حاجت نهيں پڑتي يه ہے کہ غـذا بعد بهوک کے کهائي جاے" اور سير هونے کے قبل چهوڑ دي جائے - سب نے کہا سچ ہے :

ثـلاثـة مهلـكات لـلانام * وداعية الصحاح الى السقام
دوام مدامـة و دوام وطى * و ادخال الطعام على الطعام

حاصل کلام يه کہ فيصله وهي هوا جو قرآن مجيد نے کيا ہے کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان الله لا يحب المسرفين - اب ديکهنا يه ہے کہ حد سے تجاوز کرنا اور اندازے آگے بڑهنا مضر کيوں ہے ؟ اور مضرت کيا ہے ؟ هاں حديث شريف ميں آيا ہے کہ حرص و هوس سے طعام کهانے والے کا دل حکمت سے محروم کر ديا جاتا ہے، اسکا سبب يه ہے کہ اشتها سے زيادہ کهانے ميں بدني فساد لازمي ہے، اور بدني فساد سے روحي فساد و خرابي ضروري - پس ماننا پڑيگا که ديني و دنيوي کاموں کے قابـل نرها - اس سے بڑهکر اور مضرت کيا هوگي ؟

کلوا واشربوا ولا تسرفوا سے يه مطلب بهي نکل سکتا ہے کہ کهاو پيو مگر بهت خرچ مت کرو، يعنے سکاف غذا، لطيف طعام، لذيذ شربت ميں خرچ زائد نه کرو - يه نکته بهي بالکل طب کے موافق ہے کيونکه جو غـذا غليظ هو اور جوهر اسکا متين - اوسکے کهانے والے اور عادت کرنے والے کي عمر دراز اور تندرستي قوي هوتي ہے کيونکه قبول آثار و ضد تغير سے بعيد ہے -

مانا کہ طعام و شربت لطيف سے غذا حاصل هوتي ہے ليکن بهت جلد متاثر و متغير هوکر مرض کا موجب بهي تو هو جاتي ہے - تجربه اور مشاهده بهي يهي شهادت ديتا ہے جيسا کہ ملاکت زدگان فـقر اور صحرا نشيناں و غير شهري قوت ميں زيادہ، عمر ميں دراز، جسم ميں تندرست هوتے هيں، اور شربت نوشاں لذيذ و معطر، و طعام خوراں لطيف و خوش منظر، قوت ميں ضعيف، عمر ميں کوتاہ، اور گونا گوں امراض ميں مبتلا ديکھے جاتے هيں -

هاں اس مسئله کي دليل پکڑکر که جو لطيف ہے زود متاثر از غير، اور جو کثيف ہے دير متاثر از غير هوتا ہے، کہا جاے گا کہ کثيف دير و بد هضم ٹهرا -

تو ايک حد تـک يه مسئله صحيح ہے، مگر يه مسئله غير معتاد کي نسبت ہے - جب عادت هوجائے تو وهي شے زود هضم هوجاتي ہے، توليد خلط صالح و مدد صحت لازمي هوجاتي ہے، اور بسبب کثافت کے دير متغير و دير تحليل ثابت هوکر درازي عمر کا باعث هوتا ہے - آية شريفه کا منشا يهي ہے کہ طبيعت ميں عادت نيک ڈالو کيونکه : ان الله لا يحب المسرفين -

بهر حال "ولا تسرفوا" کو هر جگه دخل ہے - سخاوت اور فياضي کے متعلق اکثر لوگ غلطي کرتے هيں يعنے اسراف اور فضول خرچي کي حد تـک پهنچ جاتے هيں - قرآن حکيم نے ايک اصول قايم کرديا ہے - کلوا و اشربوا و لا تسرفوا ان الـله لا يحب المسرفين - اسي کي تفسير ميں حديث شريف ہے : خير الامور اوسطـها - في الجمله صحت، قناعت، تمدن، تهذيب، اور اخـلاق کا سبق اسي ايک آية شريفۂ مندرجۂ عنوان سے ملتا ہے : فاعتبروا يا اولى الابصار-

شـــاخ زرين كا ايك نظـــارہ !

قسطنطنيه كا مشہور پل

اخبـــار و حــوادث

از مراسلــه نــگار المويــد

(۲)

(جرمني جنگي مشن)

جرمني كے جنگي مشن نے همارے فوجي حلقوں كي تفتيش شروع كردي ہے - كمانڈر وان ساندرس ' جنكو همارے اول فيلق (آرمي كور) كي كمان ملي ہے ' آستانه اور اسكے گرد و نواح كي عثماني فوج كي حالت سے واقف هونے كے ليے نهايت سعي و سرگرمي سے كام كر رہے هيں -

پرسوں (يعني ۲۷ دسمبر كو) دو جرمن آفيسر لواء وان و يدرر اور لواء برسلمت اور انكے ساتهه بكباشي اركان حرب عاصم بيك اور ملازم محمد ضياء آفندي مدرسه توپخانه كے ايڈيكانگ ' ادرنه ' قرق كليسا ' ديموتقه اور شتلجا اسليے روانه هوے هيں كه وهاں كے فوجي اور جنگي حالات كي تفتيش كريں - اور عنقريب وان ساندرس بهي وهيں جائينگے -

يهاں تك تو جرمني جنگي مشن كے اندروني كاموں كا تذكره تها ' رها وه بين الدولي مسئله جو اس جرمن كمانڈر كو همارے پہلے فيلق كي كمان پر ملنے پر پيدا هوا ' تو اسكے متعلق سب سے آخري خبر جو مشهور هوئي ہے ' يه ہے كه شاهنشاه جرمني ' شاه انگلستان ' اور زار روس ميں اس سياسي فوقيت كي تلافي كے ليے گفتگو هو رهي ہے ' جو جرمني كو دولت عثمانيه ميں اس عظيم الشان برتري و تفوق كے حاصل هونے سے دول كے مصالح ميں پيدا هوا ہے -

ان معاملات ميں جن لوگوں كي تيز نظري پر اعتماد كيا جاتا ہے ' انكا قول ہے كه دوسري سلطنتوں كو جرمني كے امتياز كے مقابله ميں جو امتيازات ملنے والے هيں ' انكے بعد وه اس معامله ميں خاموش هو جائينگي ' بشرطيكه اس امر كي ذمه داري كيجائے كه عثماني فوج ميں جرمني كے اثر سے دوسري سلطنتوں كو كوئي نقصان نه پهنچيگا - اغلب ہے كه امور ذيل كے ذريعه يه بات حل هوسكتي ہے :

(۱) دولت عثمانيه وعده كرے كه باسفورس اور دردانيال سے تجارتي جہازوں كے گزرنے كے نظام ميں كوئي تغير نه هوگا ' نيز ان دونوں آبناؤں ميں كبهي حتى كه زمانۂ جنگ ميں بهي تارپيڈ و كشتياں نه لگائي جائينگي -

(۲) دولت عثمانيه سركاري طور پر وعده كرے كه اگر اسميں يا اور كسي دول عظمى ميں سے كسي ميں جنگ چهڑيگي ' تو اسوقت اس مشن كے ممبر جرمني واپس چلے آئينگے -

(۳) يه كه اس جرمني كمانڈر كو ان آبناؤں كے قلعوں سے باقاعده يا عملي طور پر كسي قسم كا تعلق نه هو ' اور نه اسكو عثماني پوليس ' دفتر عرفيت ' اور قوانين استثنائيه پر اختيار حاصل هو -

پهر بهي بعض اخبارات كے خود غلط سمجهنے يا غلط سمجهانے كي كوشش كے علي الرغم يه مسئله ابهي غير منفصل ہے ' اور جب اسكا فيصله هوگا تو ايك دانشمندانه فرض هوگا كه وه ان ذرائع و وسائل پر سنجيده بحث كرے ' جن سے يه مسئله ' جسے يہاں مندوس مسئله كہتے هيں ' حل هوا ہے -

(عثماني فوج)

عثماني فوج عرب ' ترك ' البانی ' كرد ' اور چركس كے متعلق قديم زمانے سے يه مشهور ہے كه وه ايك ايسي مشهور ' پامرد اور شجاع فوج ہے كه تقريباً دنيا كي كوئي فوج اسكي همسري نهيں كرسكتي - اور اگر كبهي اسكو شكست هوئي ہے تو يه ناممكن ہے كه اسكا سبب اسكي بزدلي ' يا اسكي شجاعت كي كمي يا اسكي

مشهور و معروف خصوصیات کا نقص هو - بلکه همیشه اصلي نقطه ضعف اسکا نظام هي هوا هے - نظام کو ان معاني میں سے خواه کسي معني کے لیے لیجیے جن پر لفظ نظام دلالت کرتا هے -

جن عثماني اور غیر عثماني واقف کاروں نے عثماني فوج کو جنگ اور صلح دونوں حالتوں میں دیکها هے، قریباً ان سب کا اس پر اتفاق هے که دولت عثمانیه کے فوجي نظام میں سب سے بڑا عیب یه هے که گرم ملکوں کے سپاهیوں سے سرد ملکوں میں کام لیا جاتا هے، اور سرد ملکوں کے سپاهیوں سے گرم ملکوں میں - اور کسي ایسي غلط فهمي کي بنا پر جو حکمت و تدبیر اور انصاف و عدل کے ذریعه سے رفع کیجاسکتي هے، ایک صوبه کے باشندوں کے مقابله کے لیے دوسرے صوبے فوج سے خالي کردیے جاتے هیں - آج سو برس سے عثماني فوج کي اصلي مصیبت یه هے که اسکے عثمانیوں سے برسر پیکار کر کے دونوں کو کمزور کردیا جاتا هے، حتی که جب بیروني دشمن سے جنگ کا وقت آتا هے تو یه حالت هوتي هے که فوج ضعیف القوی هوتی هے، ملک اقتصادي مرض فقر الدم (کمي خون) میں مبتلا هوتا هے، خزانه اس خانه جنگي میں صرف هوچکا هوتا هے، اور اس پر مستزاد یه که فوجي خدمت کي مدت اسقدر طویل هے که اس طول مدت نے اس فن کو صرف اهل فوج هي میں محدود کردیا - اگر مدت خدمت کم هوتي تو چهه سال میں ایک دفعه کے بدلے دو دفعه فوج بدلي جاسکتي - اس سے یه هوتا که فوجي تعلیم عام هوتي، اور جسطرح اب هے اسطرح تهوڑے سے اشخاص تک محدود نه هوتي -

بظاهر معلوم هوتا هے که قائد اعظم عزت پاشا کو تمام امور اور اسکے نتائج اس آخري جنگ میں مجسم هوکے نظر آگئے، اسلیے انهوں نے ایک نئي اسکیم تیار کي هے جسکے اور مهمه حسب ذیل هیں

(۱) اس عیب سے نجات حاصل جو آخري جنگ میں ظاهر هوا یعني میدان جنگ تک فوج کي ضرور مقدار نه پهنچا سکنا -

(۲) فوجي تعلیم کا عام کرنا -

(۳) ناگهاني ساتحات کي طرف سے اطمینان کے لیے هر جگه فوج مرابط یعنی اتني فوج کي کافي تعداد رکهنا جو همیشه رهے -

یه تینوں مقصد جسقدر عمده هیں ناظرین کرام خود اسکا اندازه کرسکتے هیں، اور اسی وقت میں ظاهر کیے گئے هیں جبکه لوگ انکي ضرورت محسوس کر رهے هیں -

مگر افسوس هے که واضع اسکیم نے ایسا راسته اختیار کیا جس سے لوگوں میں اضطراب پیدا هونے لگا هے، حالانکه اس نتیجه تک پہنچنے کے دوسرے ایسے راستے موجود هیں جو ملک اور فوج دونوں کے مصالح کے جامع اور اسکیم کے مقصد کے ضامن و کفیل هیں - جب آخري واقعات میں هماري فوج کا جهل ظاهر هوا، تو عزت پاشا نے یا عزت پاشا کی وزارت میں اصلاح فوج کي اسکیم کے واضع نے یه چاها که فوجي تعلیم عام هو جائے، اور یه فیصله کردیا که فوجي تعلیم لازمي هوگي، اس سے وه لوگ بهی مستثنی نه هونگے جو ایسي عورتوں کے کفیل هیں جنکا اور کوئي کفیل نهیں -

یهاں همیں اسکا ضرور اعتراف کرنا چاهیے که همارے فوجی نظام نے طول مدت اور اسکے علاوه اور بهت سے اسباب سے باشندوں کو فوجي خدمت سے متنفر سا کردیا هے -

پس یه ممکن تها که هماري حکومت بهي تجدید (فوج ساري) کا وهي طریقه اختیار کرتی، جو اهل جرمني نے اسوقت اختیار کیا تها جبکه انهیں نیپولین کے تسلط و اقتدار نے فوج کے بڑهانے سے منع کیا تها - انهوں نے مدت خدمت کم کردي، اور فوج کي تعداد وهي رهنے دي جو نیپولین چاهتا تها - اس سے یه هوا که ایک شخص آتا تها، دو تین برس قواعد جنگ سیکهتا تها، اور پهر اپنے کام پر چلا جاتا تها - اسکي جگه نیا سپاهي آتا اور اسي طرح سیکهکے چلا جاتا - اگر پهلا سپاهي اتنے زمانے تک رهتا جتنے زمانے تک که دونوں رهے، تو یقیناً فوجي تعلیم حاصل کرنے والوں کي تعداد اس تعداد سے کم هوتي جو تخفیف مدت کے زمانے میں تهي -

یه هے تفسیر میرے اس قول کي که تجنید کا جو طریقه اهل جرمني نے نیپولین کے وقت میں اختیار کیا تها، وهي طریقه فوجي تعلیم کي اشاعت کا ضامن هے، اور اسي میں ملک کا اقتصادي فائده هے - اسکا ایک بهت بڑا فائده یه بهي هے که وه جندیت (سپهگري) کو قوم کي نگاهوں میں محبوب و پسندیده بناتا هے -

یه تو فوجي تعلیم کي حیثیت سے بحث تهي، باقي رها مسئلۂ دفاع ملي تو اسکي نئي اسکیم کے متعلق همکو جو کچهه معلوم هوا هے اس سے ظاهر هوتا هے که اسمیں صوبه وار خدمت کا مسئله ملحوظ رکها گیا هے - یعني هر سپاهي اپنے صوبه هي میں رهکے خدمات انجام دیگا اور جو لوگ ایسي عورتوں کے کفیل هیں جنکا کوئي کفیل نهیں، وه اپنے اهل و عیال سے دور نه بهیجے جائینگے -

ایک صحافي (جرنلسٹ) سے عزت پاشا نے یه بهي بیان کیا هے که فوجي خدمت کي مدت کم کرنے کا اراده هے - مگر ابهي تک اسکي مقدار نهیں معلوم - (اسکے بعد وزارت جنگ بدل گئي، اور انور پاشا وزیر جنگ هوے - الهلال)

اضـــافـــۂ قیمت الهـــلال

الهلال کي معنوي اوصاف سے قطع نظر صرف ظاهري حالت بهي اسکی متقاضي هے که قیمت میں کچهه اضافه کیا جائے -

نرخ بالاکن که ارزاني هنوز

مجھے اس بیان میں مبالغه کا شائبه تک نهیں هے که ایک نمبر دیکهه لینے کے بعد دوسرے هفته کے الهلال کا انتظار اوسي دن سے شروع هوجاتا هے - اور اگر سوء اتفاق سے ڈاک میں ایک دن کا بهي توقف معمول سے زیاده هوتا هے تو وه اسقدر شاق گذرتا هے که الامان - اس کے ساتهه هر اخبار بین خواهشمند هے که اسکے حجم میں حتی الامکان زیادتی هوجائے - مجھے یقین هے که جسوقت ایسا ممکن هوگا آپ اس کا حجم بڑهانے میں ایک لمحه کا بهي توقف نکرینگے لیکن جبکه الهلال کے چهپائي کا غیر معمولي اهتمام اور تصاویر کا التزام حالت موجوده میں بهي آپکو زیر بار کررها هے تو یه خواهش کیونکر کیجا سکتي هے - البته اگر اسکي اشاعت میں توسیع هوجائے اور خرچ سے آمد بڑھ جاے تو حجم میں اضافه کرنیکي خواهش بجا هوگي - میري راے میں سردست یه مناسب هوگا که چنده سالانه میں دو روپیه کا اضافه کردیا جائے، اور ساتهه هي ایک پاپولر ایڈیشن جس کا کاغذ اس سے کم قیمت هو مگر باقي تمام باتیں اسی کي موافق هوں جاري کردیا جاے اور اوسکا چنده یهي رکها جائے جو اس وقت هے تو خریداران اخبار کو هرگز گراں نهوگا، اور جو لوگ پہلے سے زیاده نه دیسکیں وه پاپولر اڈیشن لیتے رهیں گے - اسي کے ساتهه دلدادگان الهلال اوسکي توسیع اشاعت کے طرف بهي متوجه هوں، اوسطاً هر خریدار ایک ایک خریدار پیدا کردے که جو مقاصد آپکے پیش نظر هیں اس سے بهت مستفید هونے کا موقع ملے - اگر اضافه چنده کي راے قرار پائے تو میں بلا توقف بقیه کمي کو پورا کرونگا والسلام مع الاکرام -

نیاز مند غلام حسن از امروهه

ارض طرابلس

ختم جنگ کے اسباب

انکشاف حقیقت

شیخ سلیمان الباروني کي تصریح

شیخ سلیمان الباروني ایک سنوسي شیخ طرابلس کے ساتھہ کھڑے ھیں (واقعهٔ نعاریي)

جنگ بلقان کی مشغولیت نے مظلوم و بے نوا مگر مقدس و اولو العزم طرابلس کي طرف سے دنیا کو بالکل بے خبر کردیا حالانکہ اس سر زمین صحرائی کے فقرا اور بادیه نشینوں نے جو کچھه کیا ' اُسکي قدر و قیمت جنگ بلقان کي با ساز و سامان نا کامیوں نے اور بڑھا دي ہے !

جنگ بلقان کي وجہ سے جب دولت عثمانیه مجبور ہوئي اور اٹلي سے صلح کرلي تو اسکا کوئي اثر اندرون طرابلس کے مجاهدین پر نه پڑا - وہ برابر مصروف دفاع و جہاد رہے - چنانچه کئي سخت معرکوں کي خبریں سننے میں آئیں اور اٹلي کے حملے برابر ناکام و شکست یاب رہے -

ترک افسر جو وهاں مقیم تھے ' ان میں سے اکثر بدستور صلح کے بعد بھی ٹھہرے رہے - عازي انور پاشا کو اگرچه اتحاد و ترقي نے بلالیا لیکن اور متعدد رؤساء جنگ وهاں باقي تھے ' اور سنوسیوں اور عثمانیوں میں پوري طرح اتحاد تھا -

منجمله رؤساء قبائل و جنگ کے ' شیخ سلیمان الباروني ' عزیز بک مصري ' عزیز بک سابق والي عراق ' ایوب بک وغیرہ بھی تھے -

پچھلے دنوں یکایک یه خبر مشہور ہوئي که مجاهدین طرابلس نے جنگ ختم کردي ' عزیز بک مصري اور دیگر رؤساء و شیوخ قبائل میں باهم اختلاف ہوگیا ہے ' اور شیخ سلیمان باروني مع ایک بڑي جماعت کے جنگ سے دست بردار ہوکر تیونس چلے گئے !

پھر ایک شدید اختلاف روایت شروع ہوا - رسالهٔ الهدایه قسطنطنیه کے مضمون نگاروں نے جو حالات بیان کیے وہ اُس سے بالکل مختلف تھے جو المؤید مصر میں شائع ہوے -

یه بھي مشہور ہوا که سلیمان باروني (جنھوں نے آغاز جنگ سے نہایت نامورانه حصه تمام مدافعات و مجاهدات طرابلس میں لیا اور جنکی مراسلات بارھا الهلال میں شائع ہوچکی ہیں) اٹلي والوں سے ملگئے اور رشوت لیکر جنگ ختم کردي -

بہر حال حالات نہایت تاریکي میں آ گئے - هم نے بارها اراده کیا که اس مسئلهٔ کو صاف کیا جاے لیکن محققانه ذرائع بحث کا انتظار تھا -

اب چاهتے ہیں که طرابلس کے بعد از صلح اور موجوده حالات کو موثق ذرائع سے حاصل کرکے شائع کیا جاے ' کیونکه مسلمانان هند صلح کے بعد سے بالکل بے خبر ہیں - اس سلسلے میں سب سے پہلے خود شیخ سلیمان الباروني کي ایک چٹھي کا ترجمه شائع کرتے ہیں جو انھوں نے مسٹر دوسے محمد ایڈیٹر افریقن ٹائمز لنڈن کے نام لکھي ہے اور اسکا اصلي عکس اخبار مذکور نے شائع کردیا ہے -

مسٹر دوسے محمد کي بھي مختصر تقریب کر دیں - قارئین کرام نے ایک پر اسرار فرقه کا نام سنا ہوگا جو " دروز " کے لقب سے مشہور ہے اور جس کي ایک بہت بڑي جماعت شام اور اطراف بیروت و جبل لبنان میں موجود ہے - خیال کیا جاتا ہے که غالباً یه لوگ باطنیه و قرامطه کا بقیه ہیں -

مسٹر دوسے محمد اسي فرقے سے ہیں - انکے والد شیخ سلیم ایک نامور عالم تھے - انکي ایک فرانسیسي شخص سے بہت دوستی تھي جسکا نام " دو سے " تھا - اسکي یادگار میں انھوں نے اپنے لڑکے کے نام میں بھی " دوسے " کا لفظ شامل کر دیا -

انھوں نے یورپ میں تعلیم پائي اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے - کچھه عرصے سے ایک انگریزي رساله " افریقن ٹائمز " کے نام سے نکالا ہے جس کا مقصد اقوام مشرقیه کی حمایت اور انکے حالات سے اقوام یورپ کو آگاہ کرنا ہے - مصر کے متعلق بھي انکي ایک دلچسپ کتاب حال میں شائع ہوئي ہے - وہ لندن میں مستقل طور پر مقیم ہیں -

انھوں نے شیخ سلیمان باروني سے حالات دریافت کیے - اسکے جواب میں وہ لکھتے ہیں :

" آپکا خط موصول ہوا ' آپ چاهتے ہیں که میں :

(۱) طرابلس میں نئی حکومت کے قائم کرنے اور پھر اسے چھوڑ دینے کا سبب بیان کروں -

(۲) یه جو همارے متعلق اخبارات نے مشہور کیا ہے که هم نے ایک کثیر رقم رشوت میں لیلي ہے اور اسی لیے جنگ ختم کر دي ' اسکی حقیقت بتاوں

(۳) میرے متعلق کہا جاتا ہے که مجھے بڑے بڑے چندے وصول ہوے مگر میں نے انھیں جنگ میں صرف نہیں کیا بلکه اپنے لیے رکھلیا - اس الزام سے پرده اٹھاوں -

امید ہے هر ایک سوال کا واقعي جواب دیتا ہوں جسمیں کسي طرح شک کي گنجائش نہیں - اس امید پر که پہلے یه عربی میں شائع ہونگے پھر اسکا ترجمه اس رساله کی زبان (انگریزي) میں ہوگا :

(۱)

جب دولۃ عثمانیه اور اطالیا میں صلح هوگئي اور دونوں سلطنتوں کي طرف سے همکو سرکاري طور پر اطلاع دي گئي که سلطان المعظم نے اهل طرابلس کو کامل انتظامي خود مختاري عطا فرمادي هے' تو هم نے بالاتفاق یه طے کیا که اس خود مختاري کي حفاظت کي جاے -

اهل طرابلس نے مجھسے چاها که میں انکي صدارت قبول کروں' اور ایک حکومت قائم کروں - انہوں نے اس مضمون کي درخواستیں اپنے خط میں اور اپنے دستخطوں سے میرے پاس بھیجیں' اسلیے میں نے اسکو منظور کیا' اور دول عظمی اور مشہور اخبارات کو تار کے ذریعه اسکي اطلاع بھي دیدي -

میں نے باقاعده حکومتوں کے پردار پر ایک حکومت کي بنیاد ڈالي جسمیں متصرف (کمشنر) قائم مقام (ڈپٹی کمشنر) مدبر (کلکٹر) قاضي (جج) مفتش (انسپکٹر) اور کاتب (منشي یا کلرک) مقرر کیے - مسلح پولیس' نیز پیاده' اسپ سوار' اور شتر سواروں کي چند پلٹنیں بھي ترتیب دیں اور انہیں یورپ کي خوشنما وردیاں پہنائیں مقام ورخله' عذاس' اور مرزق تک تمام اطراف میں ڈاک کا' اور حدود تونس تک ٹیلیگراف اور ٹیلیفونکے اسٹیشنوں کا انتظام کیا - اطالیوں کے سامنے ایک خط جنگ بنایا جو ورخله سے شروع هوتا تها اور غریان' زعتریه' منطروس' اور بیر الغشت کے آگے سے گذرتا هوا عزیزیه کي طرف چلا جاتا تها -

اس ترتیب سے هم نے چند ماه تک ان مقامات سے اطالي فوجوں کي پیش قدمي کو روکے رکھا جن پر وه اعلان صلح کے بعد قابض هوگئے تهے -

اس اثناء میں هم سے اور اطالیوں سے چھوٹے بڑے معرکے بھي هوے جنمیں انکے بہت سے آدمي کام آے اور سخت مالي نقصان هوا - نصرۃ الهي همارے ساتھه تهي -

لیکن بالآخر همارے پاس روپیه ختم هوگیا - اور اسقدر تہیدست هوگئے که جو اونٹ زخمیوں کو لاتے تهے' انکا کرایه اور نوکروں اور مسلح پولیس کي تنخواهیں' نیز شہداء کے پس ماندوں کے وظائف کیلیے بھي کچھه نه رها' علی الخصوص ان پس ماندگان شہداء کرام کا یه حال تها که انکے پاس ایک دن کے کھانے کا سامان بھي باقي نه رها تها - جو اونٹ روزانه جنگي مرکزوں تک رسد لیجایا کرتے تهے' انکا کرایه بھي هم نہیں دیسکتے تهے اور یه بڑي مصیبت تهي -

اسي اثنا میں چند در چند اسباب کي وجه سے ایک اور مصیبت عظیم پیدا هوئي یعنے تونس کي طرف سے رسد کے لانے میں بھي دقتیں پیش آگئیں - میں نے مجبور هوکر یورپ کے مشہور اخبارات کو تار دیے' اور جن مقامات سے تعلقات تهے وهاں وهاں شکایتیں کیں -

مذکوره بالا حالات جب پیدا هوے تو میں نے محسوس کیا که اب هم نہایت هي سخت خطرے میں هیں - بالآخر ایک وفد یورپ بھیجا تاکه وه دول عظمی کو هماري کارروائیوں سے مطلع کرے -

بعد کو همیں یقین هوگیا که اس سے کوئي فائده نه هوگا' اسلیے هم نے اپنے وفد کي معرفت جو اسوقت مرسلیز میں تها' اطالیا کو اطلاع دي که اب هم اس شرط پر جنگ ختم کرنے کے لیے تیار هیں که وه همکو پوري طرح انتظام خود مختاري دیدے -

اور اپنا یه خط کچھه اس طرح کي عبارت میں رکھا جس سے انکي کو کسي طرح هماري کمزوري کا خیال پیدا نهو اور وه سمجھیں که اگر عرصه تک همیں جواب نه دینگے جب بھي همارا کچھه نقصان نهوگا' اور همیں سامان مدافعت میں سے کسي شے کي ضرورت نہیں هے -

لیکن وه هماري حالت سے ناواقف نه تهے' انکو معلوم تها که دولۃ عثمانیه کے اولیاء امور صلح کے بعد چلے گئے' اور سامان و اسلحه کا آنا بھي بلقان کی جنگ سے رک گیا - نیز باهر سے بھی کوئی شے همارے پاس نہیں آئي' پس انهوں نے جواب میں لیت و لعل شروع کیا - اس سے بھی بڑھکر نقصان یه هوا که بعض وجوه سے همارا وفد عرصه تک تونس اور مارسلیز میں پڑا رها اور همیں اسکي کچھه خبر نه ملي !

طرابلس کي عارضی حکومت کے بعض ارکان

نمبر ۸ مس کولیرا هیں جو موسیو کولیرا ایڈیٹر "النیل" قاهره کي بہن اور اور انکے اخبار کي نامه نگار جنگ هیں -

اب میں نے اپنے یہاں کے اونٹوں اور بکریوں کو رجسٹر کرنے کا حکم دیا تاکه انکي شرعي زکواۃ ارباب نصاب سے لي جاے اور مصارف میں تهوڑي بہت مدد ملے - زکواۃ تخمیناً بیس هزار گني تهي - مزروعه زمینوں کے عشر قلمبند کرنے کے لیے بھي دو شخص مامور کیے - اسکي مقدار بھي بہت اچھي تهي -

تمام لوگوں نے جوش و مسرت کے ساتهه ان احکام کا استقبال کیا مگر افسوس که ان دونوں تجویزوں کو پایۂ تکمیل تک نه پہنچا سکے - کچھه ایسے واقعات پیش آئے اور یکایک حملے هوگئے' جنمیں مجبوراً همیں مصروف هونا پڑا اور ان دونوں تجویزوں کے متعلق کچھه بھي نه کر سکے - انهي حملوں میں همارا آخري قطعهٔ جنگ یعنی کارتوس بھی ختم هوگیا !

اسکے بعد اطالي فوجوں نے بڑے سرو سامان سے به یک روز و به یک وقت جندوبه' عتریه' منطروس' اور قبر زالله پر حمله کردیا - نہایت دهشت انگیز معرکے هوے اور اطالیوں کے بہت سے آدمي کام آئے - میسره میں هم فتحیاب تهے اور میمنه میں وه کامیاب - لیکن وه آگے بڑھے اور بڑھکے اس پہاڑ پر قابض هوگئے جو همارے رابطه کے مرکز علم تک پہنچا هوا تها -

اب هم میں اوز لن میں شب کي تاریکي حائل هوگئي - همارے پاس اتنے کارتوس بهي نه تهے که گهنٹه بهر اور لڑ سکتے - اسیطرح رسد بهي نه تهي که دو چار دن تک بهي کام دیتي - باهر سے بهي رسد ' کارتوسوں ' یا روپیه کے آنے کي امید نه تهي - لاچار هوکر راتوں رات همیں پهرن واپس آنا پڑا ' زخمیوں کو بمشکل کاندهوں پر اُٹها کر لاے ' کیونکه کرایے کیلیے همارے پاس روپیه نه تها ! !

دوسرے دن اطالیوں نے اپني تمام فوج کے ساتهه دوسرا حمله کیا کیونکه انهیں معلوم هوگیا تها که همارے پاس سامان مدافعت میں اب کچهه بهي نہیں رها هے - اس حمله میں هماري فوج کا ایک بڑا حصه منتشر هوگیا -

اسي اثنا میں جو وفد هم نے بهیجا تها اسکا جواب آ گیا که همیں خود مختاري دینا حکومت اطالیا کو منظور هے - میں نے تمام سر برآورده اشخاص کو جمع کیا اور ان سے مشوره کیا - سب نے بالاتفاق طے کیا که همیں بهي منظور کرلینا چاهیے -

اب میں نے لڑنے والوں کو حکم دیا که وه سرحد تونس کی طرف چلیں جو هم سے چار دن کی مسافت پر هے - اسکي اطلاع ساحلي مرکزوں میں دیدي تاکه کهیں ایسا نهو ' که اطالي اچانک حمله کردیں -

ان لوگوں نے کوچ شروع کیا - جب میں اپنے همراه نالوت پهنچا تو مجهے کاؤنٹ سفورزا اور اسکے رفیق مسٹر دوري کا تار ملا که اس قرار داد کي تکمیل کے لیے آؤ جو هم میں اور وفد میں هولي هے -

اس سے مجهے معلوم هوا که وه ابهي هماري واپسي سے بے خبر هیں - میں تونس روانه هوگیا اور ظاهر کیا که کونٹ سفورزا سے گفتگو کرنے کے لیے جا رها هوں - حالانکه میں اسلیے جا رها تها که حکومت تونس سے اسکی قلمرو میں داخل هونے کي اجازت لوں -

حکومت نے اس شرط پر اجازت دي که هم لوگ هتیار دیدیں - میں نے بخوشي اس شرط کو منظور کیا ' اور خیال کیا که یه اجازت هي اسکی بڑي مروت هے جسے میں کبهي نہیں بهولسکتا - کیونکه اگر وه اجازت نه دیتي تو یا تو هم زبردستي داخل هوتے اور اس صورت میں اهل تونس اور انکے ساتهه انکي حکومت سے مقابله هوتا ' یا پهر واپس آتے اور اس صورت میں گرفتار هوتے اور سب کے سب مارے جاتے -

اسکے بعد میں کونٹ سے ملے بغیر سرحد واپس آیا کیونکه حکومت کو اس واقعه کي خبر هوگئي تهی اور قطع گفتگو کي غرض سے انهیں حکومت نے بلا لیا تها -

مگر یه کونٹ پهر تونس واپس آیا اور مجهه سے کہا که انتظامي خود مختاري کو چهوڑ کے میں آور کوئي دوسرا مطالبه پیش کروں کیونکه اب اس مطالبے کے لیے تو کوئي وجه باقي نہیں رهي -

میں نے اسے ایک نقشه لکهکے دیا جسمیں عام اهل طرابلس اور خصوصاً لڑنے والوں کے فوائد کے متعلق چند مخصوص دفعات تهیں -

اس نے بالحاح واصرار کہا که میں کچهه اپنے اور اپنے متعلقین کے لیے بهي طلب کروں - علاوه اسکے که وه خود جو کچهه مناسب سمجهیگا میرے لیے حکومت سے اسکي سفارش کرے هي گا - مگر میں نے اسے منظور نہیں کیا اور کہا که اسکے بدلے یه کوشش کرے که تمام لڑنے والوں کو عام طور پر معافي دیدیجائے - مجهے خاص اپني ذات کیلیے کچهه نہیں چاهیے - چنانچه اس نے حکومت سے سفارش کي - حکومت نے معافي کا حکم صادر کردیا اور اسکي اطلاع سرکاري طور پر تونس کے اطالي کونسل جنرل کے ذریعه ملگئي - میں نے اسي وقت اهل طرابلس کو اسکي خبر کردي -

اسکے بعد اس نے اور حکومت فرانس نے مجهه سے کہا که میں لوگوں کو طرابلس واپس جانے کا مشوره دوں - حکومت فرانس نے اسکی وجه یه بیان کي که تونس کي تنگی کي وجه سے کسي نئي آبادي کي اسمیں گنجایش نہیں - میں نے اهل طرابلس کو لکها - انمیں سے بعض گئے اور بعض وهیں رهگئے - جو لوگ قلمرو تونس میں نہیں آ لے تهے ' وه اپنے هتیار لیکے اندرون طرابلس چلے گئے اور مجهه میں اور کونٹ میں گفتگو ختم هوگئي -

* * *

اس سے آپکو معلوم هوگیا هوگا که حکومت اسلیے قائم کي گئي تهي که اس خود مختاري کی حفاظت کي جائے جو سلطان المعظم نے همیں عطا فرمائي هے ' اور اسکے بعد اپنے آپ کو اطالیوں کے حوالے صرف اسلیے کیا که همارے پاس سامان مدافعت ' روپیه ' اور کارتوس نہیں رهے تهے -

پس نه تو هماري فوج کو الزام دینا چاهیے که اس نے بزدلی کي یا اسلام اور حقوق وطن کي مدافعت سے گهبرا گئی ' اور نه همارے اشخاص میں سے کسي کو یه الزام دینا چاهیے که اس نے خیانت یا طمع سے ایسا کیا - باستثناء بعض افراد کے که انهوں نے جو کچهه کیا وه کیا ' اور اسکي پاداش میں هم نے انهیں آخر جنگ تک قید میں رکها -

(البقیة تتلی)

[بقیه مراسلات]

زمینـــدار کی ضبطـــي

زمیندار پریس کي ضبطي سے غیر معمولي نقصان جو ملک و قوم کو هوا هے وه ناقابل برداشت هوگیا - جسطرح سے زمیندار نے اپني زمانه اشاعت میں قوم کي نیابت کي هے وه اظهر من الشمس هے - زمیندار پریس کی ضبطي سے یه معلوم هوتا هے که گورنمنٹ نے ابتک اس اصول پر کافي توجه نہیں فرمائي که حکومت اصلاً دلوں پر هونا چاهیے اور محض زبان بند کرنے سے اور بجا یا بیجا شکایات اپنے کان تک نه پهونچنے سے حکومت کا استحکام مشکل هے - جو لوگ گورنمنٹ کے سچے خیرخواه هیں اور جو چاهتے هیں که تاج برطانیه سے حقیقي الفت و وفاداري هندوستانیوں میں پیدا هو ' انکا فرض هے که نهایت متانت سے گورنمنٹ کي اس روش پر نکته چیني کریں ' اور پریس ایکٹ کي تنسیخ اور ترمیم پر کافي زور دیویں - زمیندار پریس کي ضبطي پر وایسریگل کونسل میں سوال اور ریزولیوشن پیش هونا چاهیے - انگلستان میں اس آفت سے نجات حاصل کرنے کے لیے هاوس آف کامنز اور هاوس آف لارڈز کا دروازه کهٹکهٹانا چاهیے - اور سب سے ضروري امر جسپر قوم کو فوراً متوجه هونا چاهیے وه یه هے که ایک مشترکه کمپني چنده سے قایم کرکے فوراً اوسکے سرمایه سے ایک روزانه اخبار ایسے هي آب و تاب کا مولوي ظفر علیخانصاحب کي اڈیٹري میں نکالا جاوے - اگر قوم اسوقت غفلت کریگي تو گویا وه دیده و دانسته اپنے حقوق اور مطالبات سے دست بردار هوتي هے -

محمد سلیمان - از بدایون

الهـــلال :

کمپني کي تجویز نهایت عمده تهي - اور ایک نہیں بلکه متعدد مصالح و فوائد پر مشتمل ' لیکن اب چندے کي فراهمي کا سلسله شروع هوگیا هے اور معاونین حق و ناصرین حریت کو اب اسي کي تکمیل کیلیے کوشش کرني چاهیے -

اخوان الصفا

دار المصنفین

دو یار زیرک و از بادۂ کہن دو منی
فراغتی و کتابی و گوشۂ چمنی
من این مقام بدنیا و عاقبت نہ دہم
اگر چہ در پیم افتند خلق انجمنی !
(لسان الغیب)

ذیل میں شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی ایک تحریر درج کی جاتی ہے -

جو تجویز پیش کی گئی ہے وہ برسوں سے پیش نظر ہے - بارہا اس بارے میں مشورے ہوے اور نقش امید کے بہت سے خاکے بنائے گئے :

تک " کاشکے " بود کہ صد جا نوشتہ ایم !!

مولانا کا خیال تھا کہ دار العلوم ندوہ کے ساتھ ایک مخصوص عمارت آن مہاجرین علم کی بھی ہوگی جو علم و پرستاری علم کی خاطر اپنے تئیں عام زندگی سے الگ کر لینگے - اور اسکا انتظام کچھ مشکل نہ تھا - لیکن اب تو خود دار العلوم ندوہ ہی کا قیام مشکل ہوگیا ہے :

او خویشتن گم است کرا رہبری کند ؟

فی الحقیقت یہ ایک نہایت ہی اہم تجویز ہے جو اگر پوری ہوگئی تو موجودہ سنین عمل کا ایک عظیم الشان کام ہوگا - یہ بڑی ہی غم کرنے کی بات ہے کہ ہم میں بہت سے کثیر المصارف کام ہو رہے ہیں اور بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کردی گئی ہیں ' مگر ایک تمام قوم ایک چھوٹا سا جھونپڑا بھی ایسا نہ بنا سکی جو علم اور مشاغل علمیہ کیلیے مخصوص ہو اور جہاں عشاق علم و شیفتگان فن جمع ہوکر شب و روز تحقیق و مطالعہ اور تصنیف و تالیف پر مشغول رہتے ہوں :

مرا غمی و کتابی و گوشۂ چمنی !

بڑی مصیبت یہ ہے کہ جسقدر قابلیتیں موجود ہیں ' فقدان اسباب و صحبت کی وجہ سے ضائع جارہی ہیں ' اور نئی قابلیت پیدا نہیں ہوتی - علم کیلیے پہلی چیز صحبت و اجتماع ہے -

چوتھی صدی ہجری میں متوکل عباسی کی بد مذاقی اور تشدد و تعصب نے علماے بغداد کو ترک وطن پر مجبور کیا - مورخین نے اس عہد کو " ہجرت علم " کے لقب سے یاد کیا ہے کہ مشرق سے تمام اہل علم مغرب (اندلس و افریقہ) کی طرف چلے گئے - اسی زمانے میں بعض علما و حکما کی ایک خفیہ مجلس اس غرض سے قائم ہوئی تھی کہ علوم حکمیہ و الہیہ میں ایسے رسائل مدون کر دیے جائیں ' جنکی وجہ سے وہ علوم محفوظ رہیں - " اخوان الصفا " اس مجلس کا نام تھا ' اور اسکے رسالے موجود ہیں -

آج بھی ضرورت ہے کہ ایک مجلس " اخوان الصفا " قائم ہو - ہماری سر زمین سے علم ہجرت کرچکا ہے - اب دوبارہ اُسے دعوة دیکر بلانا چاہیے :

ہزار بار برو صد ہزار بار بیا !

پچھلے دنوں کسی ایسی صحبت کا خیال ہوا تھا اور اسی لیے " اخوان الصفا " لکھوا کر اسکا بلاک بھی بنا لیا تھا - جناب مولانا کی تجویز اسی کے ذیل میں شائع کر دیتا ہوں - اگر قابل اطمینان صورت اختیار کر لے تو میں اپنا پرائیوٹ کتب خانہ جسمیں تقریباً اکثر علوم اسلامیہ و عربیہ کا ذخیرہ ہے اور جسکی قیمت سات آٹھ ہزار روپیہ سے کسی طرح کم نہوگی ' دار المصنفین کیلیے وقف کر دینے کیلیے طیار ہوں -

تقریباً ہر ماہ اسمیں کتابوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے -

پانچ سو روپیہ کا ایک نیا ذخیرہ مطبوعات یورپ کا عنقریب پہنچنے والا ہے - اس طرح ممکن ہے کہ پیشکش کے وقت اُسکی حیثیت موجودہ حالت سے المضاعف ہو -

افسوس کے نقد اعانة سے مجبور ہوں ورنہ مولانا کا اتباع کرتا -

ایک اہم تجویز

خدا کا شکر ہے کہ ملک میں تصنیف و تالیف کا مذاق پھیلتا جاتا ہے اور قابل قدر ارباب قلم پیدا ہوتے جاتے ہیں ' لیکن با ایں ہمہ اس گروہ میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جنکو مصنف کے بجاے مضمون نگار یا انشا پرداز کہنا زیادہ موزوں ہوگا ' کیونکہ ان کی مستقل تصنیفیں نہیں ہیں ' بلکہ معمولی رسالے یا مضامین ہیں -

اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کو اعلی درجہ کی تصنیف کی قابلیت نہیں ' بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اعلی درجہ کی تصنیف کے لیے جو سامان درکار ہے وہ مہیا نہیں ہے - ان میں سے اکثر کے پاس کتابوں کا ذخیرہ نہیں ' جو انتخاب اور استنباط و اقتباس کے کام آے - اتفاق سے اگر کوئی مقامی کتب خانہ موجود ہے تو دل جمعی کے اسباب نہیں کہ اطمینان سے چند روز وہاں رہکر کتابونکا مطالعہ اور اس سے استفادہ اور نقل و انتخاب کرسکیں - ان باتونکے ساتھ کوئی علمی مجمع بھی نہیں کہ ایک دوسرے سے مشورہ اور مبادلہ خیالات ہوسکے -

ان مشکلات کے حل اور تصنیف و تالیف کی ترقی کے لیے ضرور ہے کہ ایک وسیع دار التصنیف اصول ذیل کے موافق قایم کیا جاے :

(۱) ایک عمدہ عمارت " دار التصنیف " کے نام سے قایم کی جاے جسمیں ایک وسیع ہال کتبخانہ کے لیے ہو اور جسکے حوالی میں ان لوگوں کے قیام کے لیے کمرے ہوں جو یہاں رہ کر کتبخانہ سے فائدہ اٹھانا اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہنا چاہتے ہوں -

(۲) یہ کمرے خوبصورت اور خوش وضع ہوں ' اور اُن مشہور مصنفین کے نام سے موسوم ہوں جو تصنیف کی کسی خاص شاخ کی موجد اور بانی فن ہیں -

(۳) ایک عمدہ کتب خانہ فراہم کیا جاے جس میں کثرت تعداد ہی پر نظر نہو بلکہ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ جس فن کی کتاب ہو ' نادر اور کامیاب ہو -

(۴) تصنیفی وظایف قائم کیے جائیں اور وظیفہ عطا کنندہ کے نام سے موسوم کیا جاے ' یہ وظایف یا ماہوار ہونگے یا کسی تصنیف و تالیف کے صلہ کے طور پر دیے جائینگے -

(۵) جو لوگ کم از کم پانسو روپیہ یکمشت عطا فرمائینگے ان کے نام اس عمارت پر کندہ کیے جائینگے - میں یہ تجویز بالکل ایک سرسری صورت میں پیش کرتا ہوں ' اور چاہتا ہوں کہ سردست محض ایک خاکہ کے طور پر اسکی بنیاد قائم ہو جاے جو رفتہ رفتہ خود بخود وسعت حاصل کرتی جائیگی - اس بات کا مجھکو اطمینان ہے کہ ریاست ہاے اسلامی سے اس کے لیے ماہواریں مقرر ہو سکینگی - سردست ہم کو صرف دس ہزار روپیہ درکار ہے جس سے ایک مختصر تعمیر کی بنیاد ڈال دی جاے - اصلی فنڈ کیلیے پچاس ہزار روپیہ کا تخمینہ کیا گیا ہے -

(۶) دس ہزار کی رقم میں ' میں سردست ایک ہزار روپیہ اپنا پیش کرتا ہوں - اور میں احباب کا بھی مستدعی ہوں کہ جن بزرگوں کو میری تجویز سے دلچسپی ہو مجھہ سے خط و کتابت فرمائیں ' اور مناسب مشورہ سے میری ہمت افزائی کریں - نیز ایڈیٹران ہمدرد ' وطن ' پیسہ اخبار ' مشرق ' البشیر ' وکیل ' وغیرہ سے درخواست ہے کہ اس تجویز کو اپنے اپنے اخباروں میں شائع فرمادیں -

(شبلی نعمانی - لکھنو)

عائشه بیگم صاحبه کا " اعجاز نما چاول " بالکـــل مفت هوگیـا هے

۱۲ مارچ سنه ۱۹۱۳ع تـک درخواست بهیجنے والے اصحاب کو جناب عائشه بیگم صاحبه اهلیه عزیزه الف خاتون سلمها کي صحت کي خوشي میں اپنا ایجاد کرده حیرت انگیز تحفه " اعجاز نما چاول " جسپر پوري قل هو الله شریف مع خریدار کے نام کے نهایت خوشخط تحریر فرماتي هیں بجائے اصلي قیمت گیاره روپے پانچ آنه کے بالکل مفت تقسیم فرما رهي هیں ' اور ساتهه هی اوسکے ایک چاندیکي قیمتي ڈبیه جسمیں چاول نهایت خوبی کے ساتهه رکها هوتا هے - اور ایک خوردبین جس سے ضعیف النظر اصحاب بهي ایک ایک حرف بآساني پڑه لیتے هیں - اور دو عدد ٹین کي منقش ڈبیاں وغیره بهي عنایت فرما رهنگي - صرف ان سب چیزونکي قیمت وه بهي نهایت رعایتي یعني صرف ایک روپیه پانچ آنه علاوه محصول ڈاک بذریعه وي - پي - طلب فرمارهي هیں - همارے خیال میں یه قیمت ان اشیاء کي بهي نهیں هے جو چاول مذکور کے همراه دے رهي هیں ' اسلئے هم ناظرین اخبار الهـــلال کو بهي آگاه کرتے هیں تاکه وه بهي اس عظیم الشان رعایت سے مستفیض هوکر بیگم صاحبه کی اس تحیر خیز کمال کي داد دیں اور اونکي حوصله افزائي فرماویں -

بیگم صاحبه یه بهي وعده فرماتي هیں که اگر اعجاز نما چاول کسي صاحب کي ناپسند آوے اور کوئي حرف سورۂ قل هو الله شریف کا معه خریدار کے نام کے پڑهنے میں نه آوے تو وه بغیر واپسی چاندي کي ڈبیه وغیره کے اپني یه معمولي قیمت ایک روپیه پانچ آنه بهي ایک هفته کے اندر واپس منگا سکتے هیں - اور ایک خاص رعایت یه بهي کیگئي هے که نصف درجن کے خریدار کے لیے محصولڈاک معاف کردیا هے ' اور ایک درجن کے خریدار سے مبلغ ۱۵ روپیه معه محصولڈاک لیے جاوینگے - مزید صداقت کیلئے ایک مشهور اخبار زمیندار کے ریویو کی نقل بهی ذیل میں درج کی جاتي هے -

نقل ریویو روزانه زمیندار لاهور

اول میں گذشته و موجوده صناعان هندوستان کا تذکره کرتے هوے اور اونکے کمالات سے عائشه بیگم صاحبه کے کمال کو ترجیح دیتے هوے رقم طراز هے که عائشه بیگم صاحبه نے حال میں ایک چاول جسپر پوري سورۂ اخلاص نهایت خوشخط حروف میں لکهی هوئي هے همارے پاس ریویو کی غرض سے روانه کیا هے اگر کسي کي قدرتي بینائي علی حاله هو تو وه خالي آنکهه سے ایک ایک حرف پڑهنے پر بخوبی قادر هو سکتا هے - ضعیف النظر اصحاب خورد بین کي مدد سے ایک ایک حرف بلکه ایک ایک لفظ صفائي کے ساتهه دیکهه لیتے هیں - عائشه بیگم صاحبه کا کمال تعریف و قدرداني کا مستحق هے اوسکي اصلي قیمت ۱۱ روپیه ۵ آنه هے -

اخبار وطن کے اڈیٹر صاحب اپنے ریویو میں چاول کي کمال تعریف کرتے هوے فرماتے هیں که اسکی قیمت معه ڈبیه وغیره کے گیاره روپیه ۵ آنه کچهه بهي نهیں هے -

(نوٹ) پته نوٹ کر لیجیے اور ۱۲ تاریخ ماه مارچ تـک طلب فرمالیجیے اوسکے بعد اصلي قیمت ۱۱ روپیه ۵ آنه لیجائیگي -

ملنے کا پته - عائشه بیگم صاحبه قاضي اسٹریٹ امروهه ضلع مرادآباد

شایقین زبان فارسي کو مـــژده

کتاب مسٹر مورگان شوسٹر امریکاے سابق خزانه دار ایران موسم به (آسٹرانگلنگ آف پرشیا) کا عمده با محاوره فارسي جدید ترجمه آقا سید ابوالحسن صاحب طهراني نے کیا اور (اختناق ایران) اوس کا نام رکها یه کتاب اس زمانه کي نهایت صحیح تاریخ هے اور آج کل کے عمده محاوروں سے آراسته جسکي لطافت زبان دیکهنے سے تعلق رکهتي هے ازروے عبارت و انشا یه کتاب (انوار سهیلي اور ابو الفضل) کے هم پایه هے اُن لوگوں کے لیے جو تکمیل زبان فارسي کے طالب اور اس کے رسمي یعنے (انیشل) و معمولی محاورات کے خواهشمند هوں اس سے بهتر ذریعه ملنا دشوار هے ' جو شخص اس کو مطالعه کرے اوس کو حالت ایران سے ایسي واقفیت حاصل هوجاتي هے جیسے ایران کي کل سیاحت کرلي ' اور ایرانیوں کے صبر و استقلال کي تصویر پیش نظر هوجاتي هے - ترجمه دوجلدوں میں مکمل هوگا ان دونوں جلدوں کی قیمت مع ستر صفحه تصویر کے صرف دس روپیه اور بلا تصویر چهه روپیه ۸ - آنه اگر غیر مجلد بلا تصویر مطلوب هو تو پانچ روپیه قیمت پر مل سکتي هے هر صورت میں محصول ڈاک ذمه خریـدار هوگا - یه قیمتیں ان لوگوں کے لیے هیں جو سال حال ربیع الثانی کے آخر تک درخواست خریداري ارسال کریں بعد انقضاے مدت مذکوره حسب مناسب قیمت میں اضافه کیا جائیگا -

(پتــه) آقا سید ابوالحسن طهراني معلـم فارسي نظـام کالج حیدر آباد دکن المشهـر - حاجي فتح الله معـدن یزدي مدرس فارسي گورنمنٹ هائي اسکول چادرگهاٹ سرکار عالی

زنـده دل نوجوانـــان ملـک کا ایک ماهـوار رسالـه ظـــریف

اغراض و مقاصد

(۱) زنده دلی و ظرافت کي روح پهونکنا -
(۲) سنجیده مهذب مذاق فراهم کرنا -
(۳) مشرقی دماغ کو مغربي مذاق سے آشنا کرانا -
(۴) ادبي - مذاق کو نشو و نما دینا -
(۵) اخـلاقي و روحاني سبق سکهانا -

چنده سالانه

روٴسا سے ۵ روپیه امراء سے ۳ روپیه عام شایقین ۱ روپیه ۱۲ آنه

تعلیـــم نسوان کے متعلـــق

هندوستان کے مشهور و معروف عالم دین حضرات مولانا محمد اشرف علي صاحب کا نهایت مدلل و مفصل مضمون جو باره صفحه پر طبع هوا هے صرف دو پیسے کا ٹکٹ بهیجنے پر اُس کے دو نسخے روانه هو سکتے هیں -

الهـــلال کي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتی ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهـــلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کي درخواست بهیجیے -

شمس العلما ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی ایم - اے - ڈی لیٹ بیرسٹر ایٹ لا کی میڈیکل جیورس پروڈنس

یعنی طب متعلقہ مقدمات عدالت پر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس - ایف آر - ایچ - ایس - کا ریویو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھ لکھا جائے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز ہے - کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معنی ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :—

" میڈیکل جیورس پروڈنس " علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی جاتی ہے ' اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں ' اور نیز بعض وہ امور جو انسان کی تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں - غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے -

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کاروبار میں لاحق ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں ان کے متعلق طبی تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لیے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں - مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا ہوجاتی ہے اصل مجرم رہا کردیا جاتا ہے - اسی طرح اگر کوئی وکیل یا پیروکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہوجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے جنپر

عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیاٹبرک ہیر ایم - ڈی - ایف - آر - سی - ایس نے ملکر انگریزی میں تصنیف کیا تھا - پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشی زیادہ کردیے ہیں ' جسکی وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کرلی ہے -

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداری مقدمات میں ہمیشہ در پیش رہتے ہیں مثلاً

مقدمات قتل کے متعلق

(۱) زخم - چوٹ (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت قرینہ (۴) لاش سڑنے کے مدارج (۵) مختلف اعضاے انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسی یا گلا گھونٹنا وغیرہ -

عورتوں کے متعلق

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل -

(۱) معدنی سمیات (۲) فلزی سمیات (۳) نباتی سمیات (۴) حیوانی سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان -

امور مختلفہ کے متعلق

(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ -

ان تمام ابواب کے ساتھہ قانونی نظائر بھی مندرج ہیں جن کی وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بیحد سہولت پیدا ہوگئی ہے ' اور ساتھہ ہی ساتھہ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں -

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلی علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے - مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے بلا کسی مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھہ میں آتا ہے - علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی ڈکشنری یا ریفرنس بک کی مدد کے ان کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں -

مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ہوئی تھی ' جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو -

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمی پوری ہوگئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوئی جو بلحاظ علمی قابلیت اور ہمہ دانی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا -

امید ہے کہ قانون داں اور فوجداری کاروبار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھہ کر اس کی ضرور قدر کریں گے - یہ کتاب نہایت اعلی اہتمام کے ساتھہ مطبع مفید عام آگرہ میں چھپی ہے اور (۳۸۰) صفحے ہیں - اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی ' مگر اب عام فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کردی گئی ہے - اور مولوی عبد اللہ خان صاحب کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتی ہے -

مولوی غلام علی آزاد بلگرامی کی دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلی نعمانی)

مولانا غلام علی آزاد اُن وسیع النظر مصنفین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھہ کی دو سطریں ہات آجاتی ہیں تو اہل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا - اہل ملک کی خوش قسمتی ہے کہ مولوی عبد اللہ خان صاحب (کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد) کی کوششوں سے ان کی تصنیفات سے دو نہایت اعلی درجہ کی تصنیفیں آج کل شائع ہوئی ہیں - سرو آزاد اور مآثر الکرام - سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے - یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت بھی رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں ' اعلی درجہ کے ہیں ' ورنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعری صحیح نہیں اور خزانۂ عامرہ اور ید بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے - اکثر ادنی درجہ کے اشعار ہیں -

مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانۂ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے الٹنے سے بھی ہات نہیں آسکتیں - میں آزاد کی روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کی وجہ سے ان کی نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کرسکا ' اور صرف چند اشتہاری جملوں پر اکتفا کرتا ہوں - لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین من ' شوق خریداری کا ثبوت دیکر اُن کی روح سے شرمندہ نہ ہونگے - قیمت ہر دو حصہ حسب ذیل رکھی گئی ہے :—

مآثر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصولڈاک

سرو آزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ یہ :—

عبد اللہ خان صاحب - کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد دکن -

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

درد وهي جانتا هے - دوسرا كيونكر جانسكتا هے -

يه سخت سردي كے موسم ميں تندرست انسان جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے كيليے سر سو بندوبست كرتے هيں - ليكن بد قسمتي سے دمه كے مرض كي حالت ناگفته به هے - تكليف دمه سے پريشان هوتے هيں - اور رات دن سانس پهولنے كيوجه سے دم نكلتا هے - اور نيند تك حرام هوجاتي هے - ديكهئے ! آج اسكو كسقدر تكليف هے - ليكن افسوس هے كه اس لا علاج مرض كا بازاري ادويه زياده تر نشيلي اجزاء دهتورا - بهنگ - بلاڈونا ' پرتاسراني ' اوڈالڈ ديكر بنتي هے - اسليے فائده هونا تو در كنار مريض بے موت مارا جاتا هے - ڈاكٹر برمن كي كيميائي اوصول سے بني هوئي - دمه كي دوا انمول جوهر هے - يه صرف همارى هي بات نہيں هے - بلكه هزاروں مريض اس مرض سے شفاء پاكر اسكے مداح هيں - آپنے بہت كچهه خرچ كيا هوگا - ايك مرتبه اسكو بهي آزما ليں - اسميں نقصان هي كيا هے ' پوري حالت كي فہرست بلا قيمت بهيجي جاتي هے - قيمت ۳ روپيه ۳ آنه محصول ۵ پانچ آنه -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

خدا كے فضل سے هزاروں كي جانيں اسكي بدولت بچي هيں اور هم دعوے كے ساتهه كهه سكتے هيں كه همارے عرق كے استعمال سے هر قسم كا بخار يعني پرانا بخار - موسمي بخار - باري كا بخار - پهركر آنے والا بخار - اور وه بخار' جسميں ورم جگر اور طحال بهي لاحق هو' يا وه بخار' جسميں متلي اور قے بهي آتي هو - سردي سے هو يا گرمي سے - جنگلي بخار هو - يا بخار ميں درد سر بهي هو - كالا بخار - يا آسامي هو - زرد بخار هو - بخار كے ساتهه گلٹياں بهي هوگئي هوں - اور اعضا كي كمزوري كي وجه سے بخار آتا هو - ان سب كو بحكم خدا دور كرتا هے' اگر شفا پانے كے بعد بهي استعمال كيجاے تو بهوك بڑه جاتي هے' اور تمام اعضا ميں خون صالح پيدا هونے كي وجه سے ايك قسم كا جوش اور بدن ميں چستي و چالاكي آجاتي هے' نيز اسكي سابق تندرستي ازسرنو آجاتي هے - اگر بخار نه آتا هو اور هاتهه پير ٹوٹتے هوں' بدن ميں سستي اور طبيعت ميں كاهلي رهتي هو - كام كرنے كو جي نه چاهتا هو - كهانا دير سے هضم هوتا هو - تو يه تمام شكايتيں بهي اسكے استعمال كرنے سے رفع هو جاتي هيں - اور چند روز كے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي هو جاتے هيں -

قيمت بڑي بوتل - ايك روپيه - چار آنه

" چهوٹي بوتل بارہ - آنه

پرچه تركيب استعمال بوتل كے همراه ملتا هے

تمام دوكانداروں كے هاں سے مل سكتي هے

المشتـــــــهر زهيرولهرا لكر

ايم - ايس - عبد الغني كيمسٹ ۲۲ و ۷۳

كولو ٹوله اسٹريٹ - كلكته

اشتہارات كيليے ايك عجيب فرصت

ايك دن ميں پچاس هزار ! ! !

" ايك دن ميں پچاس هزار " يعني اگر آپ چاهتے هيں كه آپكا اشتہار صرف ايك دن كے اندر پچاس هزار آدميوں كي نظر سے گذر جاے ' جس ميں هر طبقه اور هر درجه كے لوگ هوں ' تو اس كي صرف ايك هي صورت هے - يعني يه كه آپ " الهلال كلكته " ميں اپنا اشتہار چهپوا ديجيے -

يه سچ هے كه الهلال كے خريدار پچاس هزار كيا معني پچيس هزار بهي نہيں هيں - ليكن ساتهه هي اس امر كي واقعيت سے بهي مشكل كسي با خبر شخص كو انكار هوگا كه وه پچاس هزار سے زائد انسانوں كي نظر سے هر هفتے گذرتا هے -

اگر اس امر كيليے كوئي مقابله قائم كيا جاے كه آجكل چهپي هوئي چيزوں ميں سب سے زياده مقبوليت اور سب سے زياده پڑهنے والوں كي جماعت كون ركهتي هے ؟ تو بلا ادنى مبالغه كے الهلال نه صرف هندوستان بلكه تمام مشرق ميں پيش كيا جا سكتا هے' اور يه قطعي هے كه اسكو اس مقابلے ميں دوسرا يا تيسرا نمبر ضرور ملے گا -

منيجر الهلال ۱-۷ مكلاؤڈ اسٹريٹ - كلكته -

تيل كا مصرف اگر صرف بالوں او چكنا هي كرنا هے تو اسكے ليے بہت سے قسم كے تيل اور چكني اشيا موجود هيں اور جب تہذيب و شايستگي ابتدائي حالت ميں تهي تو تيل - چربي - مسكه - گهي اور چكني اشيا كا استعمال ضرورت كے ليے كافي سمجها جاتا تها مگر تہذيب كي ترقي نے جب سب چيزوں كي كانٹ چهانٹ كي تو تيلوں كو پهولوں يا مصالحوں سے بسا كر معطر و خوشبودار بنايا گيا اور ايك عرصه تك لوگ اسي ظاهري تكلف كے دلداده رهے - ليكن سائنس كي ترقي نے آج كل كے زمانه ميں محض نمود اور نمايش كو نكما ثابت كرديا هے اور عالم ملتمس مود كے ساتهه فائدے كا بهي جوياں هے بنابريں هم نے سالها سال كي كوشش اور تجربے سے هر قسم كے ديسي و ولايتي تيلوں جانچكر " مرهني كسم تيل " تيار كيا هے اسميں نه صرف خوشبو سازي هي سے مدد لي هے بلكه موجوده سائنٹيفك تحقيقات سے بهي جسكے بغير آج مهذب دنيا كا كوئي كام چل نہيں سكتا - يه تيل خالص نباتاتي تيل پر تيار كيا گيا هے اور اپني نفاست اور خوشبو كے دير پا هونے ميں لاجواب هے - اسكے استعمال سے بال خوب گهنے اگاتے هيں - جڑيں مضبوط هو جاتي هيں اور قبل از وقت بال سفيد نہيں هوتے درد سر' نزله' چكر' اور دماغي كمزوري كے ليے از بس مفيد هے اسكي خوشبو نہايت خوشگوار و دل آويز هوتي هے نه تو سردي سے جمتا هے اور نه عرصه تك ركهنے سے سڑتا هے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں كے هاں سے مل سكتا هے قيمت في شيشي ۱۰ آنه علاوه محصولڈاك -

هندوستان ميں نه معلوم كتنے آدمي بخار ميں مرجاتے هيں' اسكا بڑا سبب يه بهي هے كه ان مقامات ميں نه تو دوا خانے هيں اور نه ڈاكٹر' اور نه كوئي حكيمي اور مفيد پٹنٹ دوا ارزاں قيمت پر گهر بيٹهے بلا طبي مشوره كے ميسر آسكتي هے - همنے خلق الله كي ضروريات كا خيال كرکے اس عرق كو سالها سال كي كوشش اور صرف كثير كے بعد ايجاد كيا هے' اور فروخت كرنے كے قبل بذريعه اشتہارات عام طور پر هزارها شيشياں مفت تقسيم كردي هيں تاكه اسكے فوائد كا پورا اندازه هوجاے مقام مسرت هے كه

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Telegraphic Address,
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648.

مقام اشاعت
۷-۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۷ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴

Calcutta: Wednesday, February 18, 1914.

اطلاع

خط و کتابت میں خریداری کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل حکم کی شکایت نہ فرماویں

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly „ „ 1 4-2

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مسلم احمد ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۷ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta : Wednesday, February 18, 1914.

فہرس

تصاویر

الاسبوع

جزائر کے متعلق دول کی یادداشت قسطنطنیہ اور اتھینس میں پیش ہوگئی ۔ لینڈوس ، امبروس ، اور کیسٹیلا ریزو کے تمام جزائر یونان کو اس شرط پر دیے گئے ہیں کہ وہ اس امر کی ضمانت کرے کہ ان جزائر میں بحری مرکز نہ بنائے جائینگے اور نیز یہ کہ مسلمانوں کے حقوق کا احترام کیا جائیگا ۔

دولت عثمانیہ اور یونان دونوں کے جواب آ گئے ہیں ۔ یہ دونوں جواب گول ہیں ۔ دولت عثمانیہ کا جواب پرزور ہے ۔ باب عالی نے لکھا ہے کہ اسکو امید تھی کہ جو جزائر کہ ایشیا کے قریب ہیں یا ایشیاء کوچک کا جزو ہیں اسکا فیصلہ دول اس طرح کرینگی کہ جن سلطنتوں کا ان سے تعلق ہے انکے مصالح کے موافق ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ (باب عالی) فرائض امن کو مانتا ہے مگر اس وقت تک جب تک مطالبات جائز حدود سے باہر نہ ہوں ۔

مارکوئس الجیمدی ریلنگ کا بیان ہے کہ مسئلۂ نصب البانیا کا حل روبہ ترقی ہے ۔ آسٹریا اور اطالیا نے البانیا کے واسطے قرض کی ذمہ داری لیلی ہے ۔ دوسری سلطنتیں بھی پچاس ہزار اسٹرلنگ تک کی ذمہ داری کے لیے تیار ہیں ۔

وینس میں اطالیا کے جنگی جہاز "کورنلر" کا انتظار کیا جارہا ہے جو اسلیے آ رہا ہے کہ ثارس کے ہمراہ بغرض حفاظت رہے ۔ شہزادہ وائڈ ثارس ہی میں دو روز رہ جائینگے ۔

ریوٹر نے یہ افواہ مشہور کی تھی کہ اگر بلغاریا اور دولت عثمانیہ کا زیر تجویز اتحاد مکمل ہوگیا تو رومانیا اور سرویا یونان کے ساتھ ہونگے ۔ مگر موسیو وینزلوس وزیر اعظم یونان نے اپنے سفر یورپ سے واپس آنے کے بعد وزراء کو یقین دلایا ہے کہ سرویا ، رومانیا ، اور یونان کی معاہدت کی وجہ سے بلقان کی حالت سابقہ محفوظ ہوگئی ہے ۔ اب یونان اور دولت عثمانیہ میں پیچیدگیوں کا پیدا ہونا نا ممکن ہے ۔

۱۱ ماہ حال دارالعوام میں بہت سے امور میں مباحثہ ہوا ، جس میں بیڑے کی ضروری ترقی بھی شامل ہے ۔

ایشیاء کوچک میں اصلاحات کے متعلق دولت عثمانیہ روس اور جرمنی میں آخری فیصلہ ہوگیا ہے ۔ بطلس اور ارض روم کی ملکی مجالس میں نصف مسلمان اور نصف غیر مسلمان ممبر ہونگے ۔ خرپوت ، سیواس ، اور دیار بکر کی مجالس میں اعضاء کی تعداد آبادی کی نسبت سے ہوگی ۔

پارلیمنٹ کا افتتاح ہونا ۔ دار العوام اور دارالامراء دونوں میں ہوم رول بل کے متعلق نہایت گرم مباحثے ہوے ۔ مسٹر لوئیڈ جارج نے کہا کہ "السٹر کے متعلق تدابیر اور حکومت اپنی ذمہ داری پر پیش کریگی یہ ایک گراں ترین ذمہ داری ہے جو کسی حکومت پر عائد ہوئی ہے ۔ اگر مخالف جماعت اسکی مخالفت کرتی ہے تو وہ اسکے نتائج کی ذمہ دار ہے" ۔ سر ایڈورڈ کارسن نے کہا کہ اگرچہ یہ تجویز کیا گیا کہ السٹر کو علحدہ کر دیا جائے تو میں فوراً السٹر سے ہونگا اور انکے متعلق گفتگو کرونگا لیکن اگر السٹر کو مرور تمام پارلیمنٹ کے ماتحت کیا گیا تو شخصی نتائج کو نظر انداز کرنے میں مقاومت کی پالیسی میں لوگوں کا آخر تک ساتھ دونگا ۔ مسٹر بونر لا نے کہا کہ السٹر کو ان کے حدود سے ضرور نکلنا چاہیے ۔ مسٹر ایسکوتھ خانہ جنگی روکنے میں اسطرح کے تدابیر ایسے ہوں کہ اہل السٹر اسکو منظور کر لیں ۔ یا خود السٹر جاویں ۔

بالآخر یہ طے ہوا کہ ووٹ لیے جائیں ۔ مسٹر والٹر لانگ کی ترمیم کے متعلق ووٹوں کی تعداد کا استعمال مخالف جماعت کی طرف سے استعفادہ کے نعروں میں ہوا ۔

اطلاع

اڈیٹر الہلال بعض ضرورتوں سے سفر میں ہیں مقالۂ افتتاحیہ وقت پر موصول نہیں ہوسکا اسلیے یہ پرچہ اسکے بغیر نکلتا ہے ۔ انشاء اللہ تعالے آئندہ نمبر کی ترتیب بدستور سابق ہوگی ۔

(سب اڈیٹر)

الہلال کی ششماہی مجلدات

قیمت میں تخفیف

الہلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو ، اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کردی گئی ہے ۔

دوسری اور تیسری جلدیں مکمل موجود ہیں ۔ جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی ۔ پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش ۔ پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں ۔ کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے ۔ ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے ۔ بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں ۔

(منیجر)

افکار و حوادث

شکست طلسم

اصبروا و رابطوا !!

الحمد لله که حادثۂ " زمیندار " کے متعلق هر طرف سے صدائیں اٹھه رهي هیں - متعدد مقامات میں جلسے منعقد هوچکے هیں ' اور انکا سلسله برابر جاري هے - کلکته میں " پریس ایسوسي ایشن " کے طرف سے هندو مسلمانوں کا ایک عظیم الشان متحدہ جلسہ ٹون هال میں منعقد هونے والا هے ' جو اب تک منعقد هوچکا هوتا اگر بعض موانع پیش نه آگئے هوتے - علی الخصوص کونسل کی شرکت کی وجه سے مسٹر سریندر ناتهه بنرجي کي پیهم غیر موجودگي جو درمیان کے تمام ایام تعطیل میں پیش آتی رهي -

غالباً اس جلسے کے پریسیڈنٹ هندوستان کے مشهور فاضل ڈاکٹر راش بهاري گهوش هونگے -

اس سے بهي اهم تر اور اصلی کارروائی یعنی دوبارہ اجرا کی سعي بهي برابر جاري هے ' اور کارپردازان زمیندار کا ایک وفد دورہ کررها هے - نواب وقار الملک بهادر قبله نے اس بارے میں جو تحریر شائع فرمائي هے ' اور اپنا قابل احترام چندہ پیش کیا هے وہ خاص طور پر قابل ذکر هے -

لیکن وقت کا اصلي سوال یہیں تک پہنچکر ختم نہیں هو جاتا بلکه وہ بدستور باقي هے :

بادن که کعبه نمایاں شود ز پا منشین
که نیم گام جدائی هزار فرسنگ ست !

بہت سے لوگ هیں جو اپنے ارد گرد طرح طرح کی مجبوریوں کا حصار پاتے هیں ' اور اسلیے صاف صاف زبان میں اصلیت ظاهر نہیں کرتے یا نہیں کرسکتے ' مگر میرے لیے تو اس قسم کی کوئی مجبوري نہیں هے ؟ پهر میں کیوں خاموش رهوں ؟

میرے عقیدے میں ضرورت اور وقت ' حب حق کے ساتهه جمع هو جائیں تو پهر خدا کے اس بندے هونے سے بیل گوں کے نیچے کوئی شے ایسی نہیں جو اعلان کیلیے " مجبوري " هوسکے ' اور اگر هو تو وہ تمهارے حس کا قصور هے - " اعلان حق " کے وجوب کا بطلان نہیں هوسکتا -

میں موجودہ حالات کو کبهی بهی ایسي تعبیرات باطله سے مخفي نہیں کرسکتا ' جس سے اسکي اصلی حقیقت پر پردے پڑ جائیں - اگر تم کسی خون چکاں نعش پر ایک ریشمي لحاف ڈالدوگے تو کیا لوگ مان لینگے که مردہ لاش نہیں هے ' زندگي کی خواب نوشیں هے ؟

هاں ' جیسا که میں نے همیشه کہا هے ' آج بهی کہتا هوں - مسلمانان هند آج اپنی زندگي کي سب سے بڑي مشکل منزل سے گذر رهے هیں ' جہاں خطرے بہت اور کمین گاهیں قدم قدم پر هیں - فرصت مفقود هے اور مہلت نابود - بیداري غیر منقطع اور مستعدي پیهم چاهیے - یه ایک دائمي آزمایش کا مرحله هے جہاں سکون ایک دم کیلیے بهي میسر نہیں - ایک آزمایش ختم نہوگي که دوسري آزمایش شروع هو جائیگي - یه جاں نثاري کي زندگي اور قرباني کي بستي هے - یہاں زندگي اسي کیلیے هے جسکا دل قرباني کے هر سوال کا جواب دے اور جسکا هاتهه بخشش و نثار سے کبهي بهي نه تهکے - حتی که لینے والے لیتے لیتے تهک جائیں پر دینے والوں کو لٹنے اور قربان هونے سے سیري نہو !

سخت جاني تو نه همت هاریو هنگام قتل
دیکهنا هے ' زور کتنا بازوے قاتل میں هے !

جنگ کي اصلي گهڑیاں وهي هوتي هیں جب مقابله شروع هوتا هے ' اور درخت جب تک ابتدائي نشو و نما کے مرحلے میں هے ' اسي وقت تک زیادہ دیکهه بهال کي ضرورت هے - مسلمانوں کي کشاکش حیات کا معرکه شروع هوا هے ' اور بیداري کے بیج نے ابهي صرف چند نازک شاخیں هي پیدا کي هیں ' پس اگر آج اسکي حفاظت نه کي گئي جبکه وہ پیدا هوا هے ' تو کیا کل کو اس زمین کي حفاظت کروگے جہاں ایک پامال شدہ پودے کے آثار هلاکت کے سوا اور کچهه نہوگا ؟ فاتقوا الله یا اولي الالباب !

میں نے ابهي کہا که یه آزمایشوں کی منزل اور قربانیوں کي زندگي هے ' اور ایسا هوگا که ایک آزمایش ختم نہوئي هوگي که دوسري شروع هو جائیگی - اب میں زیادہ کهول کر کہتا هوں که گري هوئي قوموں کے اٹهنے کا اور سونے والوں کے هشیار هونے کا اصلی راز اسي میں هے - وہ جب اٹهتے هیں تو سلانے والے مثل اس خونخوار شکاري کے جو یکایک اپنے صید گرفتار کو آزاد هوتا دیکهے ' پوري قوت اور کامل تیزي سے تعاقب کرتے هیں ' اور پهر نئے بعد دیگرے گرفتاري کی هر تدبیر عمل میں لاتے هیں -

ایسی حالت میں آزادي اسی کو نصیب هوتي هے جو بہت نه هارے اور برابر دوڑتا هی رهے ' کیونکه اگر تهک کر گر پڑیگا تو پهر شکاري کے پنجه سے رها نہوسکے گا - آگے قدم قدم پر دام ملیں گے ' اور اسکي هر جست کے ساتهه ایک کمند نئی پهینکي جائیگي - اگر کہیں بهي اسکا پاؤں الجها اور ایک لمحه کیلیے بهي اس کی رفتار رکي ' تو پهر اسے کبهی بهي آزادي نصیب نہوگي ' کیونکه قاعدہ هے که جو شکار ایک مرتبه چهوٹ کر پهر پهنستا هے ' اسکے هاتهه پاؤں زیادہ مضبوط رسیوں سے باندهے جاتے هیں - اس نے خود بیدار هوکر شکاري کو بهي بیدار کردیا هے : وتلك الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون !

پس اگر آزمایشیں متواتر هیں ' اور مہلت و فرصت مفقود هے تو اس سے گهبرانا عبث هے ' کیونکه جس منزل سے گذر رهے هو ' وهاں ایسا هونا لکهدیا گیا هے - یه بچوں کا کهیل نہیں هے - قومي زندگی اور حیات سیاسی کی تعمیر هے - یہاں کام مسلسل اور محنت لگاتار هونی چاهیے - ایک آزمایش کا جواب ابهي نہیں دیچکوگے که ساتهه هي دوسري صداے جاں طلبي سنائي دیگي - یہاں صرف راحت کے دشمن اور فرصت کے فراموشکار هي قدم رکهه سکتے هیں - جسکي همت دو چار آزمایشوں هي سے تهک جانے والي هو اسکي بزدلي کے دکهه کا صرف ایک هي علاج هے - یعنے راہ سے هٹ جائے تا اوروں کیلیے ٹهوکر کا پتهر نه بنے :

گریزد از صف ما هر که مرد غوغا نیست
کسیکه کشته نشد از قبیلۂ ما نیست

تم سوتے سوتے اٹھے تو دیکھو ! تمہارے لیے بھي پیہم آزمایشیں شروع ھوگئیں - سب سے پہلے طرابلس کا واقعہ آیا - پھر جنگ بلقان شروع ھوگئي - اسکے بعد کانپور کا ورق خونین الٹا اور مسجد مقدس مچھلي بازار کا حادثہ پیش آیا - اسمیں في الحقیقت مدعیان حیات کیلیے بڑي ھي آزمایش تھي - تم ان سب سے کسي نہ کسي طرح گذر گئے - اب تم نے چاھا تھا کہ کچھہ دیر کیلیے سستالیں :

یعني آگے بڑھیں گے دم لیکر

لیکن آزمایش کا ایک نیا سلسلہ شروع ھوگیا - شاید اس موسم میں تیز و تند ھوائیں زیادہ چلیں اور آندھیوں اور طوفانوں کا بھي بہت زیادہ زور ھو - اس سلسلے کي سب سے پہلي صداے ھمت آزما " زمیندار پریس " لاھور کا واقعہ ھے -

فهل من مجیب ؟

" زمیندار پریس " کے واقعہ کو اسکي اصلي روشني میں دیکھنا چاھیے - وہ نہ تو زمیندار نامي ایک اخبار کا مسئلہ ھے اور نہ ھي کسي مرد واحد کا - بلکہ اصولاً قانون کے بیجا استعمال اور جبر و تشدد کے ذریعہ موجودہ تحریک کے مقابلہ کا سوال ھے - فرض کرو کہ یہ سلوک زمیندار کے سوا کسي دوسرے اخبار کے ساتھہ کیا جاتا - جب بھي مسئلہ کي صورت بعینہ یہي ھوتي جو اب ھے - البتہ زمیندار کي مخصوص حالت نے واقعہ کو زیادہ اھم اور موثر بنا دیا ھے -

میں یہ نہیں جانتا کہ کل کیا ھوگا مگر بتلا سکتا ھوں کہ کام کرنے والوں کیلیے ترتیب عمل کیا ھوني چاھیے ؟

(۱) یہ مسئلہ در اصل پریس ایکٹ کا مسئلہ ھے اور جب تک حاتم طائي کے قصہ کا دیو زندہ ھے ' اس وقت تک جنگل کے ھر مسافر کو ھلاکت کیلیے آمادہ رھنا پڑیگا - پس پریس ایکٹ کے متعلق آخري مرتبہ ایک متحدہ جد و جہد کي ضرورت ھے - یہاں بھی اور انگلستان میں بھي جلسے ھونے چاھئیں - قانوني پہلو سے بکثرت بحث کرني چاھیے - یکے بعد دیگرے باوجود ناکامي ' کونسل میں باشکال مختلفہ اسي سوال کو چھیڑتے رھنا چاھیے - ایک مرکزي انجمن ھوني چاھیے - اور آیندہ موسم قابل و کارکن آدمیوں کو انگلستان میں بسر کرنا چاھیے -

(۲) زمیندار کو بہر حال بہت جلد دوبارہ جاري کرنا چاھیے ' خواہ کل کو وہ پھر بند ھي کیوں نہ کردیا جاے - زندہ آدمي ٹھوکر کھاکر گرتا ھے مگر پھر اٹھتا ھے - دس مرتبہ گریگا تو دس مرتبہ اٹھیگا بھي - لیکن کسي لاش کو اٹھا کر کھڑا بھي کردو ' جب بھي کھڑي نہ رھسکیگي -

قومي جد و جہد حیات کي بعینہ یہي مثال ھے -

(۳) بہتر تھا کہ اسکے لیے چندہ نہوتا بلکہ ایک کمپني قائم کی جاتي ' لیکن چندہ ھورھا ھے اور اسکي تکمیل میں تاخیر نہیں کرني چاھیے ' تاکہ جہاں تک جلد ھوسکے ' زمیندار جاري ھو جاے - یہ زمیندار نامي ایک اخبار کا سوال نہیں ھے بلکہ اسکا کہ مسلمان جو چاھتے ھیں اسکے لیے کچھہ نہ کچھہ انتظام کر بھي سکتے ھیں یا نہیں ؟

امر اول کے متعلق کوششیں ھو رھي ھیں مگر اصل کام باقي ھے - میں نے پچھلے دنوں پریس ایسوسي ایشن کي تحریک کي تھي - وہ قائم بھي ھوگئي لیکن اس وقت تک اپني مجوزہ کانفرنس منعقد نہ کرسکي - اب معلوم ھوا ھے کہ پوري قوت اور جمع اسباب کے ساتھہ کام شروع ھونے والا ھے - افسوس کہ میں تعداد امور و اشغال کا مقابلہ کرتے کرتے تھک گیا ھوں اور اب صرف ایک ھي کا ھوکر رھسکتا ھوں -

---

امر دوم یعنے اجراء زمیندار کے لیے بھي کوشش ھو رھي ھے - لاھور میں جو نیا ڈکلیریشن دیا گیا تھا ' اسپر دوھزار روپیہ کي ضمانت طلب ھوئي ھے -

دھلي میں ایک جلسہ ھوا اور پانچ ھزار تک زر اعانہ کی فراھمي کا وعدہ کیا جارھا ھے -

اس وقت دو فریق باھم دگر مقابل ھیں - ایک زمیندار کو بند کرچکي ھے ' دوسري دوبارہ جاري کرنا چاھتي ھے - پہلي کے پاس قوت ھے دوسري کے پاس حق - دیکھنا یہ ھے کہ دونوں میں کون کامیاب ھوتا ھے ؟ واللہ یوید بنصرہ من یشاء - ان في ذلک لآیات لقوم یومنون -

---

طلب اعانت

مسلمانان عالي ھمم سے

مسلمانان صوبۂ بنگال و دیگر حصص ھند کو غالباً اس بات کي خبر بذریعہ اخبارات ملچکی ھوگی کہ مسلمانان موضع برھروا علاقہ سب ڈویزن سیتا مڑھی ضلع مظفر پور میں قریب دس برس کے زمانے سے اپنے یہاں کے ھندوں کے ظلم و تعدي سے سخت جھیل رھے ھیں - فوجداري جرم کے مقدمہ میں سزایابي کے بعد جو ھائیکورٹ سے خلاف مسلمانوں کے فیصل ھوا ' اب دیواني مقدمہ کے مظلمہ میں گرفتار ھیں ' جو بصیغہ اپیل اسوقت ھائیکورٹ کلکتہ میں زیر غور ھے - یہ مقدمہ صرف واسطے استقرار حق قرباني کے مسلمانوں کے منصفي سیتا مڑھي میں دائر کیا تھا ' جہاں سے خلاف انکے فیصل ھوا ' مگر بر طبق اپیل ڈسٹرکٹ جج صاحب مظفرپور نے مسلمانوں کے حقوق قرباني کي بابت ڈگري دیدي ھے - اب ھندوں نے اپیل ھائیکورٹ کلکتہ میں دائر کي ھے - اسمیں صرفہ کثیر کی ضرورت ھے جسکا انجام بغیر امداد اھل اسلام ھونا غیر ممکن ھے ' اسلیے محض اللہ کے واسطے آپلوگوں کي خدمت میں عرض ھے کہ جس سے جو کچھہ ھوسکے حضرات ذیل کے پاس عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ھوں - وما علینا الا البلاغ -

اسماء گرامي ان حضرات جنکے پاس زر چندہ عنایت فرمایا جاے :

جناب مولانا حافظ محمد عبد العزیز صاحب محدث - رحیم آباد ڈاکخانہ تاجپور ضلع دربھنگہ -

جناب مولانا ضیاء الرحمن صاحب امام مسجد نمبر ۹ زیر سرکار لین کولھو ٹولہ کلکتہ -

جناب مولوي عبد اللہ تاجر چرم - راجو پٹي - سیتا مڑھي - ضلع مظفرپور -

المشتھــــــر

شیخ نبی بخش مختار سیتا مڑھی - ضلع مظفر پور

اطـــلاع

چونکہ ۲۴ جنوري کے شب کو بدمعاشوں نے آگ لگادي اسلیے دفتر پنسہ اخبار ان فرمایشوں کي تعمیل سے قدرتاً مجبور ھے جسکے لیے ۲۵ جنوري کا روز مقرر تھا -

منیجر

مذاکرۂ علمیہ

اثار عـــرب

(۴)

الغازي کو انہوں نے Alguosil کہا (بعض لوگوں کا یہ مسلک ہے کہ یہ لفظ الوزیر سے ماخوذ ہے) اس دوسري صورت میں حیم کا اضافہ کوئي تعجب انگیز امر نہیں کہ وہ ان تمام عربي الفاظ کے ساتھہ یہي کرتے ہیں ' جو واو سے شروع ہوتے ہیں - چنانچہ الوضو کو Algand اور وادي الکبیر کو Guadal Kivir -

علی ھذا Alguazil سے فرانسیسوں نے ان مجرموں کي نگراني کے لیے جنہیں قید سخت کي سزا ملي ہو Argausin بنا لیا -

اہل یورپ نے عربوں کو سبطانہ استعمال کرتے دیکھا - یہ ایک آلہ ہے جس سے گولي پھینکے پرندوں کو مارتے ہیں - اسے اہل اسپین نے کہا Cerbatana اور Sebratana اور اہل پرتگال نے Sarabatana اور Saravatana کہا - رہے اطالي تو انہوں نے Cerbottana کہا اور فرانسیسیوں نے Sarbacane پر اکتفاء کیا - عجب نہیں کہ اہل اسپین کا Zarabande اور فرانسیسیوں کا Sarabande یہ دونوں بھي اسي اصل سے مشتق ہوں -

انہوں نے عربوں کو قاطعہ استعمال کرتے دیکھا - قاطعہ ایک قسم کي چھري ہے اسے کہنے لگے Cantean اور کیا عجب ہے کہ یہ Cantena قط ' قطع من قط بفط قطاً سے ماخوذ ہو -

باقي خنجر تو اطالیوں نے اسے Cangiars اور فرانسیسیوں نے Alfange کہا اور زغایہ کو جو ایک قسم کا عربي برچھا ہے Zagaie کہا -

قاعدہ یہ ہے کہ فوج بوق کي آواز پر جمع ہوتي ہے - لیکن جب اہل اسپین نے اس لفظ کو اپني زبان میں لیا تو چرواہے کے زمارہ (بین یا بانسري کي طرح ایک ساز ہے جو منہہ سے بجایا جاتا ہے الہــلال) کو Albogue کہنے لگے -

جب فوج معاینہ (پریڈ) یا مشق (ڈرل) کے لیے جمع ہوتي ہے تو ہر سوار کچھہ تو اپنے گھوڑے پر اترانا ہے اور کبھي گھوڑا خود ہي کلیل کرتا ہے اور گھومنے لگتا ہے - اسی کو عرب کہتے ہیں کر کر الفرس - فرانسیسیوں نے اس لفظ کو لیا اور (Caracoler) بنا دیا -

امرء القیس نے بھی ایک مصرعہ میں گھوڑے کي کیا خوب تعریف کي ہے جسکا ہر لفظ ایک مخصوص حرکت پر دلالت کرتا ہے ' اور سامع کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسکے سامنے کا ایک واقعہ ہے شاعر کہتا ہے -

مکـر ' مفر ' مقبـل ' مدبر معـاً

وہ اسطرح ایک ساتھہ گھومتا بھي ہے ' بھاگتا بھي ہے ' آگے بھي بڑھتا ہے ' اور پیچھے بھي ہٹتا ہے -

کجلمود صخر حطه السیل من علي

جیسے ایک بڑا پتھر ہو جسکو سیلاب نے اوپر سے گرا دیا ہو اور وہ نیچے آ رہا ہو -

اس زمانے میں تیر ھي ایک ہتیار تھا جسے لڑنے والے پھینکتے مارتے تھے ' اور عرب قادر اندازي میں ہمیشہ سے مشہور چلے آئے ہیں - فرانسیسی اس مفہوم کے لیے Cible کہتے ہیں جو قبلہ سے ماخوذ ہے (قبلہ کے معنے کسي کام میں قابل و لائق ہونا ' الہلال) -

اس سے تو آپکي معلومات میں کوئي اضافہ نہ ہوگا کہ تیر کنانہ (ترکش) میں رکھي جاتے تھے ' جسکو جعبہ بھي کہتے ہیں - لیکن اسکے بعد آپکو ایک نئي بات معلوم ہوگی - جب عرب ایرانیوں اور ترکوں سے شیر و شکر ہوے تو انہوں نے اپني زبان کے بدلے غیر زبان کا ایک لفظ اختیار کر لیا - یہ لفظ ترکش ہے جو اسي معني میں آتا ہے ' اسکو اطالیوں نے Lureasso پھر Carcasso کہا جیسا کہ اہل اسپین Carcas اور اہل پرتگال اور فرانسیسیوں نے Carguaio کہا -

یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ابھي تھوڑے دنوں پہلے تک وہ oi کا تلفظ oi کي طرح کرتے تھے ' لیکن اب ایسے مقامات پر انہوں نے oi لکھنا چھوڑ دیا ہے مگر Cargoaiu کا رسم الخط تو انہوں نے پرانا رہنے دیا اور اسکا تلفظ جدید طریقے پر کیا ' اسلیے اب اس نئے تلفظ والے لفظ میں اور اصل عربي لفظ میں بہت فرق ہوگیا ہے -

یہاں پہنچکر جنگ نے اپنے ہتیار رکھدیے ' فاتحوں کے قدم جمگئے تو انہوں نے اپنے لشکر کا معاینہ کیا ' جسکے سر پر رایت علم اور بند لہرا رہے تھے (رایت ' علم اور بند تینوں قریباً متحد المعني الفاظ ہیں - الہلال) اہل یورپ نے اس آخري لفظ کو لے لیا ' اور بند ' جو فارسی سے معرب تھا ' اسے Bande بنا کے ایک ایسي جماعت کے لیے استعمال جو ایک علم کے نیچے جمع ہوں ' پھر اس قید سے بھي آزاد کر دیا - اور صرف جماعت کو Bande کہنے لگے - اسي کو اطالیوں نے Bandiere کہا اور فرانسیسوں نے Banniere اب ہم نے اطالیوں سے اپنا معروف لفظ واپس لیلیا چنانچہ ہم اب بندیرہ کہتے ہیں - انکے جھنڈوں کا رنگ کیا ہوتا تھا ؟

دمشق ' بغداد ' اور قاہرہ کي سلطنتوں کے تابع تھا - بنو امیہ کا شعار پوشاک میں سبز رنگ اور جھنڈوں میں سفید رنگ تھا - یہ رنگ انہوں نے جناب رسالت پناہ کے عمامہ مبارکہ سے اخذ کیے تھے - اور رہے بنو عباسی ' تو انکا شعار سیاہ رنگ تھا پوشاک اور علم دونوں چیزوں میں - یہ رنگ انہوں نے ان رنگوں سے اخذ کیا تھا ' جسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ نے جنگ حنین اور فتح مکہ کے دن انتخاب فرمالیے تھے - چنانچہ آپ اپنے عم محترم کو جو علم دیا تھا اسکا پرچم سیاہ تھا - مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ سیاہ رنگ ابراہیم بن محمد اولین داعی دعوت عباسیہ کے سوگ میں تھا - کیونکہ مروان بن محمد الجعدي نے جسکا لقب حمار تھا (یہ اخرین اموی تاجدار ہے) جب ابراہیم بن محمد کو شہید کرنے کے لیے گلا دبایا ' تو انہوں نے اپنے رفقاء سے کہا " میرے قتل سے تم گھبرا نہ جانا اور جب تمکو موقع ملے تو بنو عباس کو خلیفہ بنانا " - جب مروان نے انکو شہید کردیا تو انکي جماعت نے انکے سوگ و غم میں سیاہ پوشي اختیار کی - جب خلافت بنو عباس کے پاس آئی ' تو انہوں نے ہر شے میں سیاہ رنگ کو اپنا شعار قرار دیا - بنو عباس کی فوج مسودہ (سیاہ پوش) کہلاتی تھي - مسودہ مبیضہ (سفید پوش یعني

اموي موالید) باهم برسرپیکار هوتے تھے - لوگ دونوں طرف تھے' سفید پوش بھي هوتے تھے' اور سیاه پوش بھي - یہاں تک چلے سیاهي سواد عراق پر چھا گئي' اور پھر تمام عالم پر علم بنکے لہرائي - باستثناء اندلس کہ وہ عبد الرحمن داخل کي بدولت پھر اموي هوگیا اور اسکے جھنڈوں کا رنگ سبز هي رها - جیسا کہ ان پس مانده یادگاروں کے دیکھنے سے معلوم هوتا ہے' جو میڈرڈ اور اسپین کے عجائب خانوں میں محفوظ هیں -

اهل اندلس نے اپني سلطنت کے زمانے میں سیاه رنگ سے یہاں تک نفرت کي' کہ اسکو غم و سوگ میں بھي استعمال نہ کیا - وہ سوگ میں صرف سفید کپڑے پہنتے تھے' تاکہ وہ مصائب و نوائب تک نبو عباس کے مشابہ نہ هوں -

آجکل امریکہ کي ایک نوجوان خاتون کے هاتھوں اهل اندلس کے سوگ کي داد تازه هوئي ہے چنانچہ معلوم هوا ہے کہ وہ از راه ندرت سوگ کے زمانے میں سفید کپڑے پہنیگي -

میرا اشاره امریکہ کے کرور پتي مسٹر استوارٹ کي بیوه کي طرف ہے - اسکا شوهر حال میں ٹائیٹنک کے ساتھہ غرق هوگیا ہے وہ خود ابھي عنفوان شباب میں ہے اس کا خیال ہے کہ دنیا کے عام دستور کے بموجب اسے سیاه پوش هوکے اپنے حسن کو بد نما نہ کرنا چاهیے' اسلیے اس نے سفید پوشي اختیار کي ہے -

پس کوئي ہے جو مجھسے کہے کہ وہ مجتہده نہیں بلکہ عرب اندلس کي مقلده ہے ؟

سیاه پوشي اور عورتوں کے متعلق ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ مصر کے خلیفہ فاطمي ظافر کو جب اسکے وزیر نے قتل کیا' تو اسکي عورتوں نے اپنے بالوں کي ایک لٹ صالح طلائع بن اریک کے پاس بھیجدي - صالح اسوقت بندرگاه ابن حصیب میں تھا - (یعني اسکا مدبر و منتظم تھا -) فوراً مدد کے لیے روانہ هوا' اور اس نے یہ خیال کیا کہ خلافت کي مدافعت اور حرم کي فریاد رسي کے لیے کسي نہ کسي تدبیر سے اهل مصر اور مصري فوج کو متوجه کرنا چاهیے - اسکے لیے اس نے یہ کیا کہ نیزوں کے سروں میں یہ بال اور جھنڈوں میں سیاه پرچم باندھے تاکہ خلیفہ مقتول اور خاندان خلافت کے اندوه و غم کا اظہار اور جنگ و انتقام کا اعلان هو - اس هیئت کذائي سے وہ قاهره میں داخل هوا - یہ ایک عجیب و غریب فال تھي - یعني مصر سیاه پوشوں (نبو عباس) کے پاس چلا گیا - لیکن ۱۵ برس کے بعد عاضد آخرین خلیفہ فاطمي کے عہد میں صلاح الدین کے هاتھوں پھر وہ انکے پاس چلا آیا'

امیر المومنین Miramolin کے جھنڈے کي پیروي میں صلاح الدین کے جھنڈوں کا سرکاري رنگ بھي سیاه تھا -

یہي حالت رهي یہاں تک کہ ممالیک کي سلطنت قائم هوئي' اور جھنڈوں کا رنگ زرد هوگیا - انکا ایک بہت بڑا زرد سلطاني جھنڈا تھا جسکا حاشیہ کارچوبي تھا' اور اسپر بادشاه کے القاب لکھے هوے تھے - اسکے بعد ایک اور بہت بڑا زرد جھنڈا هوتا تھا - اسکے سرے پر بالوں کي لٹ هوتي تھي - یہي ہے جسکو " جالیش " کہتے هیں اسکے بعد اور چھوٹے زرد جھنڈے هوتے تھے' جنکو " سنجق " کہتے تھے -

جب دولت عثمانیہ قائم هوئي تو سرکاري رنگ سرخ هوگیا جسکے وسط میں هلال محجوب هوتا ہے' جو هماري نظروں کو اپني طرف کھینچتا ہے' اور دلونکو اپنے چہار طرف جمع کرتا ہے - پس آو ! اسوقت تو اسي کے نیچے ٹھہر جائیں اور باقي داستان کو تقریر یا تقریروں کے لیے چھوڑ دیں جو اگر خدا نے چاها تو اسکے بعد هونگي -

ختم جنگ کے اسباب

انکشاف حقیقت

شیخ سلیمان الباروني کي تصریح

(۲)

اخبارات نے یہ جو لکھا ہے کہ میں نے ترک جنگ کے معاوضہ میں حکومت اطالیا سے کوئي رقم لي ہے' یا اسکي فرمایش کي تھي محض جھوٹ ہے - مجھے افسوس ہے کہ عالم صحافت میں ایسے اشخاص موجود هیں جو ایسے کھلے واقعات سے نا واقف هوتے هیں' اور از راه تساهل اپنے اخبارات کے لیے ایسے کم درجہ کے لوگوں سے خبریں نقل کرتے هیں جو سچائي کي قدر و قیمت سے نا آشنا محض هیں -

جس زمانے میں کہ هماري جنگ عثماني و اطالي جنگ تھي اسي زمانے میں حکومت اطالیا کو یہ معلوم هو گیا تھا کہ میرا دامن اخلاق داغوں سے پاک ہے - اسلیے اسے کبھي یہ جرات نہ هوئي کہ جسطرح اور لوگوں سے اس نے رشوت کا تذکرہ کیا ہے اسیطرح مجھہ سے بھي کرے - شروع شروع میں جب اس نے بعض نہایت مخفي اشارے کیے تو میں نے انکا یہ جواب دیا کہ هم اور همارے تمام آدمي صرف اس خود مختاري پر راضي هوسکتے هیں - جو همیں همارے سلطان المعظم نے عطا فرمائي ہے - ورنہ هم برابر مدافعت کرتے رهینگے' یہاں تک کہ قوت هم پر غالب هو اور همکو همارے وطن عزیز سے نکالدے -

جو جوابات میں اطالوي سپہ سالار کو بھیجے تھے ان میں سے ایک یہ ہے :

(حمد و نعت)

حضرت همام جناب سپہ سالار والي حکومت اطالیہ و طرابلس ارشده اللہ -

السلام علی حضرتکم - آپکو معلوم هونا چاهیے کہ میں نہ متلون المزاج هوں نہ غدار' نہ زر پرست هوں اور نہ اصلاح و تمدن کا دشمن - اگر آپکا جي چاهے تو یہ آپ ان سرداروں' قائم مقاموں' مدبروں' اور مجاهدین سے جو میرے ساتھہ در شفانہ' زاویہ' اور نواحي اربعہ میں تھے اور انکے علاوہ دوسرے لوگوں سے دریافت کر دیکھیں' آپکو خود هي حقیقت معلوم هو جائیگي -

میں تو ایک ایسا شخص هوں جو وطن کي قدر و قیمت' مذهب کي محبت' آزادي کي لذت' اور عزت کي فضیلت سے واقف ہے - اور یہ تو سب سے زیاده میري دلي تمنا ہے کہ میرا وطن عزیز جامہ ترقي سے آراستہ هو' اسمیں ریلوے جاري هو' معدنیات نکالے جائیں' (جو اسوقت تک زمین کے طبقات میں مدفون هیں) - تجارت کي گرمبازاري هو' اور موجوده علوم اور فنون بقدر ضرورت شائع هوں (بشرطیکہ اسکے باشندوں کي عزت محفوظ رهے اور انکي جائز خود مختاري باقي رهے) -

جیسا کہ میں نے اپنے دیوان (الباروني) میں آج سے چند سال پہلے کہا تھا - مجھے یہ ناپسند نہیں کہ ایک یوروپین خصوصاً همارا همسایہ اطالي اور ایک طرابلسي پہلو بہ پہلو چلیں' دونوں دوست هوں اور ان پیدا واروں سے فایده اٹھانے میں ایک دوسرے کے معاون

و مددگار ' جو خدا نے همارے وادیوں اور همارے پہاڑوں کی چوٹیوں میں ودیعت کی هیں -

مجھے یه منظر ناگوار نہیں که ان دونوں میں سے جاهل عالم سے سیکھه رها هے اور عالم اپنے نور علم کی بارش جاهل پر کر رها هے -

البته مجھے یه کسی طرح گوارا نہیں که ابناء وطن مملوک و غلام هوں جنکے هاتھه میں نه انکا مذهب هو نه انکی عزت - کیونکه اس زندگی سے تو موت زیاده آسان اور خوش ذائقه هے -

اذا لم تکن الا الاسنة مرکباً
جب سواری کے لیے صرف نیزے هی هوں
فلا یسع المضطرر الا رکوبها
تو ایک مجبور کے لیے اسپر سوار هونا نا گزیر هے

آزاد انسان کی قیمت اور اسکی خوشگوار زندگی کا لطف مجھے تجربه و سفر نے بتایا - غلامی کی تلخی کا یقین مجھے اسی تجربه و سفر سے هوا ' اور اس سے که میں نے اپنے شہر اور اپنے گھر میں سوڈانی غلاموں کو پلتے دیکھا -

میں نے اپنے والد کے پاس ناز و نعم میں پرورش پائی هے - اور میں اپنے سفروں میں همیشه خوشحال رها هوں - اسلیے میں جانتا هوں که تمدن کیا هے ؟ هاں ! میں محلوں میں رها هوں ' اور شاهی دستر خوان پر بیٹھا هوں ' اور دنیا کی دوسری لذتوں سے واقف هوں ' مگر بایں همه آزادی کی راہ میں هر مشکل امر کو آسان سمجھتا هوں -

اسی آزادی کی بدولت میں نے پہلے بھی (سلطان عبد الحمید کے عہد میں) جلا وطنی قید کے مصائب برداشت کیے ' اور اب بھی نہایت موٹا جھوٹا کھاتا هوں ' اپنے گھوڑے کی زین کا تکیه لگاتا هوں ' کھاری پانی پیتا هوں ' راتوں کو تاریکی اور بارش میں اور دن کو دوپہر کے وقت دھوپ میں پھرتا هوں - لیکن یه تمام تکلیفیں مجھے شہد سے زیاده شیریں معلوم هوتی هیں ' اور ان سے میرے جسم میں ' قوت اور دل میں استقلال و ثبات اور زیاده هوتا هے -

نفس بالطبع لذائذ زندگی کی طرف مائل هے - اسلیے میں بھی اسکا مشتاق هوں ' مگر بشرطیکه عزت و شرف محفوظ رهے - اور یقیناً یہی حالت هر شخص کی هوگی جو میرے هم آهنگ هوگا -

پس اے جناب والی ! همارے اور اپنی عزت کی حفاظت کیجیے ' اور اپنی سلطنت کو مشوره دیجیے که شاهی فرمان کے بموجب همارے خود مختاری کی تصدیق کرے - اور آئیے ! هم اور آپ ملکے اس ملک کی سرسبزی اور اسکے باشندوں کی بہبودی کی کوشش کریں ' کیونکه الله نے یه فیصله کر دیا هے که هم اور آپ بھی اسیطرح همسایه بنکے رهیں ' جسطرح که همارے آپکے آباء و اجداد رهتے تھے -

دیکھیے ! ایسا نه هو که آپ خود غرض ' طماع ' اور کم عقل اشخاص کے کہنے میں آجائیں - اور اپنی سلطنت کو همارے ساتھه ایک نئی جنگ میں مبتلا کر دیں ' جسکے انجام کی آپکو کچھه خبر نہیں - کیونکه مدد و نصرت تو اللہ هی کے هاتھوں میں هے - وہ جسکو چاهتا هے عطا فرماتا هے ' بارها ایسا هوا هے که بہت سی چھوٹی جماعتیں محض اس کارساز مدبر کی نصرت بخشی سے بڑی جماعتوں پر غالب هوئی هیں -

اے جناب والی ! آپکے پاس ایک عرضی بھیجتا هوں جو اور عرضیوں کے ساتھه آج میرے پاس آئی هے - اس سے ان اهل ورقه کا جھوٹ معلوم هوتا هے جنکو آپ سچا سمجھتے هیں - براه عنایت اسکو اپنے کسی لائق مترجم کی زبان سے سنیے -

میں نے آپکے پہلے جواب کے جواب میں اپنے فیصلے اور اعلان سے آپکو مطلع کیا تھا - اور آپ سے اسکا جواب مانگا تھا - مگر آپ نے توجه نه کی اور اس سوال کو بغیر جواب کے واپس کر دیا -

اسلیے میں نے مجبوراً وہ کیا جو میرا فرض تھا یعنی دول عظمی کو تار کے ذریعه سے اپنی خود مختاری کی اطلاع دی - اس کار والی سے پہلے میں نے آپکے جواب کا انتظار کیا ' مگر افسوس نه آپ نے جواب نہیں دیا -

اے جناب والی ! شاید آپکا یه خیال هے که هم صرف ترکوں کے بل پر لڑتے تھے ' اسلیے آپ چاهتے هیں که ایک هی معرکه سہی مگر آپ همیں آزما ضرور لیں - اگر یه هے تو همارے یہاں بھی لوگوں کو یقین هے که آپکی فوج همارے سامنے بڑے بڑے مورچوں اور جہازوں کی مدد سے ٹھیر سکی - ایسی حالت میں کیا آپ کو یقین هے که آپ ان مقامات میں بھی کامیاب هونگے ' جو ساحل سے دور هیں ؟ کیا هم کو اور آپکو محض تجربه کے لیے طرابلس اور اطالیا کے فرزندوں کے خون سے کھیلنا چاهیے ؟ لیکن اگر آپ اسی پر مصر هیں تو بسم الله الذی هم مدافعت کے لیے حاضر هیں و الله معنا '

جو کچھه میں نے لکھا هے یه انسداد خونریزی کے لیے ایک قسم کا مشوره هے اسکا اظہار مجھے اسلیے مناسب معلوم هوا که داخله سے عرضی آئی تھی ' جو آپکے پاس مرسل هے - آپ همیشه سلامت رهیں "

۲۰ محرم الحرام سنه ۱۳۳۱ مرکز جبل } الامیر سلیمان البارونی

میں نہیں سمجھتا که دنیا میں کوئی ایسا عقلمند بھی هوگا جو مجھے رشوت ستانی کا الزام دے ' اور وہ یه جانتا هو که میں نے تونس میں اسوقت پناہ لی جب میرے پاس سامان جنگ میں سے جو کچھه تھا وہ سب ایسی شدید لڑائی میں صرف هو چکا تھا جسکے هول سے بچے بوڑھے هو جاتے هیں ' اور جسمیں اطالیوں کی جان و مال کو میں نے اتنا نقصان پہنچایا که آج تک کبھی نہیں پہنچا تھا - پھر اسکے بعد میں نے اسلیے اپنے اسلحه فرانسیسی افسر کے حوالے کر دیے که وہ مجھے سرزمین تونس میں داخل هونے دے -

آخر یه سوچیے که حکومت اطالیا مجھے اپنا روپیه کیوں دیتی ؟ میں نے تو صلح کی گنجایش هی نہیں رهنے دی - اسکا برابر مقابله کرتا رها ' یہاں تک که اس نے فوج اور توپوں کی کثرت سے بزور و جبر مجھه سے ملک لے لیا -

میں جانتا هوں اخبارات کے مراسله نگاروں نے بعض اطالی اخبار کی تحریر کو باور کر لیا ' یا یه افواہ طرابلس کے ان لوگوں کے منه سے سنی جنکے پیٹ اطالیوں نے رشوت سے بھر دیے هیں اسلیے انکی دل کی آنکھیں اندھی هوگئی هیں ' اور وہ مجھکو بھی اپنی طرح سمجھتے هیں -

اگر اخباروں کے مراسله نگار ' جنمیں ٹائمس کا مراسله نگار بھی شامل هے ' حکومت اطالیا کے اعلی افسروں سے دریافت کرتے تو وہ انہیں اصلی واقعه بتا دیتے - کیونکه یقیناً ان افسروں نے سنا یا خود ان رجسٹروں کو دیکھا هوگا جنمیں رشوت لینے والوں کے نام قلمبند هیں - وہ هر اس شخص کو جانتے هیں جس نے ذلت و خواری کے ساتھه سر جھکا کے شرف و عزت کی قیمت لینے کے لیے اپنا حقیر هاتھه بڑھایا هے -

مجھے یقین هے که انہیں میرا نام انہی رجسٹروں کے سر ورق میں ملا هوگا جن میں وہ مشهور معرکے اور شب خون قلمبند هونگے ' جو

قصرهانی اور استاکلم مسری پر اولین حملے سے لیکے میرے تونس آنے تک ہوے ہیں -

میں نے آخرین عظیم الشان معرکے اور تونس آنے سے چار دن قبل ایک بہت بڑے مقرب بارگاہ اطالیا یعنی ہادی کعبار غرانی کے خط کا جواب لکھا تھا جو یہ ہے :

" ہادی ! جس نے تمہیں یہ خطاب دیا تھا اسے یہ خیال نہ تھا کہ ایک یہ زمانہ آئیگا جسمیں اس کی دلالت اپنے معنے کے نقیض پر ہو رہی - اگر اسکے دل میں ذرا بھی اس کا خیال آتا تو وہ یہ خطاب تمہیں دے چکنے کے بعد بھی تم سے لیلیتا -

تمہیں ہادی کا خطاب اسلیے نہیں دیا گیا تھا کہ تم اپنے وطن عزیز کے دشمنوں کی طرف غیروں کی رہنمائی کرو' اور انہیں اپنے ہم مذہب اور ہم قوموں کے ساتھہ فریب اور مکاری کے راستے بتاؤ - نہیں خدا کی قسم یہ مقصد نہ تھا - بلکہ اس خطاب دینے والے کا مقصد یہ تھا کہ تم اپنی قوم کو غلامی سے نجات کے طریقے بتاؤ - انہیں اپنے وطن' مذہب' اور شرف کے لیے مقابلہ کی راہ دکھاؤ' اور اسلاف کی اس عزت کی راہ مدافعت میں جانیں دینے کے لیے پامرد بناؤ جسے تاریخ نے اسلیے محفوظ رکھا ہے کہ ہم اس سے سبق حاصل کریں' اور یہ جانیں کہ یہ عزت انہیں صرف اسلیے حاصل ہوئی تھی کہ انہوں نے دنیاوی زندگی کو حقیر سمجھا' عیش و آرام کو خیر باد کہا' اپنی ہمتوں کو بلند رکھا اور اپنی آپ عزت کی - ہمارے ان اسلاف امجاد کی پاک روحیں زندہ ہیں اور اپنی کوششوں کے پھل پارہے ہیں -

لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم فرحین الخ - انکے بعض فرزند جو انکی عزت کے قصر بلند کو مسمار اور اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو ویران کررہے ہیں اس سے وہ بیشک بیچین ہونگی اور حسرت و افسوس کرتی ہونگی -

میں نے نہایت افسوس کے ساتھہ رؤساء مجاہدین کے نام تمہارے وہ خطوط پڑھے جس پر تمہارے دستخط ہیں اور جسمیں تم نے انہیں دھمکایا ہے' اور آٹے کے لیے لڑنے والے' چور' وغیرہ وغیرہ بتایا ہے - میں نہیں جانتا تھا کہ تمہارے دستان کی یہ حالت ہو جائیگی - یاد کرو ! تم بھی تو انہی کی طرح آٹا لیتے تھے اور اسکے لیے لڑتے تھے - جب زیادہ ملجاتا تھا تو راضی ہو رہتے تھے - ورنہ بگڑ جاتے تھے - اسیطرح دن بھر میں کئی مرتبہ راضی اور ناراض ہوا کرتے تھے - (یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب کہ ترک بھی جنگ میں شریک تھے) اب تم میں اور ان میں اسکے سوا اور کوئی فرق نہیں کہ وہ جو آٹا لیتے ہیں تو اپنوں ہی سے لیتے ہیں' اور عنقریب وہ اپنی کھیتوں کے عشر سے لینگے' جنکی وہ مدافعت کررہے ہیں' اور تم نہایت ذلت و خشوع کے ساتھہ ان لوگوں سے لیتے ہو جو تم سے بالکل بیگانے ہیں (یعنی اطالی)

ہادی ! کیا تم وہ زمانہ بھولگئے جب تم میرے ساتھہ زوارہ میں تھے اور سوانی ابن آدم آٹا لیتے تھے - اب تو تمہاری یہ حالت ہے کہ ابیسنا الکلان فنسیدنا ما کان (آقاں پہلکے ہم اپنی پچھلی حالت بھولگئے)

جن لوگوں کو تم مخاطب کرتے ہو' انہیں جب سے نیکی اور بدی کی تمیز ہوئی ہے اسوقت سے انہوں نے اپنے آپکو آٹا کہانے کا خوگر صرف اسلیے بنایا ہے کہ خود مختاری کے سکھانے والے' غلامی کی بیڑیاں کاٹنے والے' حریت و آزادی پھیلانے والے' اور تمام انسانوں کے سردار کے فرمان (اخشوشنوا فان الحضرۃ لا تدوم) اور کسی حکیم کے قول :

خلقنا رجالاً للتجلد و الاسی
ہم مرد غم انگیزی اور صبر کرنے کے لیے پیدا ہوے ہیں
و تلک الایامی للبکاء و المآتم
اور یہ بیوائیں گریہ و ماتم کے لیے

پر عمل پیرا ہوں -

ان تمام باتوں سے مجاہدین کا مقصد یہ تھا کہ وہ آجکل کے سے وقت کے لیے تیار ہوں جبکہ اطالیا نے دریا اور فرانس نے خشکی کے راستے بند کردیے ہیں - مگر اس عالم کے مالک نے جس کے ہاتھہ خزانہاے رزق کی کنجیاں ہیں انکے لیے آسمان کے دروازے کھولدیے ہیں (و فی السماء رزقکم و ما توعدون) اور زمین کے پوشیدہ خزانے اس طرح ظاہر کردیے ہیں کہ انہوں نے صدیوں سے نہیں سنا تھا اور جنکے بعد عنقریب وہ تمام مخلوق کی مدد سے بے نیاز ہوجائینگے -

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ *

ان لوگوں نے اپنی پامردی کی بدولت اس پانچ مہینے کے عرصہ میں آزادی و خود مختاری کا ذائقہ چکھہ لیا جسکو تم صرف سنتے ہی رہے - اگر خدانخواستہ اسکے بعد قسمت نے انکے حق میں عجز و درماندگی کا فیصلہ کیا تو ان پر کوئی الزام نہیں - لیکن ہادی ! تم تو ترکوں کی مذہبی سرداری سے نکلکے ایسی قوم کی غلامی میں چلے گئے جس میں بشریت کے علاوہ اور کوئی رشتہ نہیں - اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ تمہارے لیے اس تعلق کا اقرار بھی کرتے ہوں' کیونکہ تم انکی نظروں میں اپنی آزادی کے بیچنے والے ہو اور وہ خریدنے والے - تم غلام ہو اور وہ آقا - ذرا ان دونوں مرتبوں کے فرق کو سوچو تو تمہیں اپنی حیثیت معلوم ہو اور اگر تم چاہو تو آیندہ کے لیے تمہاری آنکھیں کھل جائیں - مگر جو ہونا تھا وہ ہو چکا -

مجاہدین کا ' زندہ جنکو تمہارے دل میں جو کچھہ آیا ہے تم نے بتایا ہے - اسکا خود اطالیا اور تمام عالم کی نظروں میں ان لوگوں سے کہیں زیادہ ہے جنہوں نے صرف طمع کی وجہ سے اپنے آپ کو عدوں کے ہاتھہ میں دیدیا ہے - آزاد خیال اطالیوں سے پوچھو وہ اس حقیقت سے واقف ہیں -

یقیناً ان مجاہدین کے لیے تو تاریخ کے صفحات میں حامیان دین' مردان وطن' نامورانِ جنگ کے خطاب رہینگے' اور ان لوگوں کے لیے عدوں کے خدمتگار' اور اپنی عزت اور اپنی عزیز ترین متاع پر دست درازی کرنے والوں کے مددگار کے علاوہ کوئی دوسرا خطاب نہ ہوگا -

عزیزیہ کے جلسہ میں تم نے ترک جنگ کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ تم میں جنگ کی قدرت نہیں' اور نیز یہ تم باشندوں کی راحت سوزی اور خونریزی سے بچنا چاہتے ہو - یہ اب تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ مجاہدین کو بربادی و ہلاکت اور اہل غریان کے حملہ کی دھمکی دیتے ہو؟ (ہم کو جہاں تک تحقیق ہے اہل غریان تو مسلمان اور ہمارے ہم وطن ہیں) کیوں ؟ اب وہ وجہ کہاں گئی ؟ اچھا چونکہ اب تم لڑسکتے ہو اسلیے اطالیوں سے لڑو اور ملک کو اطالیوں سے نجات دو - اگر در حقیقت تم میں قدرت نہیں اور یہ محض دھمکی ہے تو گھر میں بیٹھو' دنیا میں تم لوگوں کی زبان سے محفوظ رہوگے' اور آخرۃ کے لیے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کردو کہ وہ غفور و رحیم ہے جو توبہ کرتا ہے اسکے گناہ بخش دیتا ہے -

کیوں ہادی ! تم اپنا منہہ دریا کی طرف کرکے اپنے دشمنوں سے لڑو' کیا یہ اس سے بہتر نہیں کہ تم اپنا منہ اپنے مذہبی' نسبی' اور وطنی بھائیوں کی طرف منہ کرکے ان لوگوں کی مدد کے لیے

حفریات کریٹ

جزیرہ کریٹ جسکو عربی میں اقریطش کہتے ہیں کوئی غیر معروف مقام نہیں کہ اسکی تعریف کی ضرورت ہو ' بالخصوص گذشتہ سال جب سے ریوٹر نے یہ خبر سنائی ہے کہ " انگلستان کے ایک جہاز نے اپنے سامنے کریٹ سے عثمانی جھنڈا اترا کے یونانی جھنڈا نصب کرایا " اسوقت سے انگلستان کی " بے تعصبی " کی یادگار میں لفظ کریٹ ہر مسلمان کے لوح دل پر نقش ہے -

ہندوستان ' مصر ' اور میسوپوٹیمیا کی طرح کریٹ بھی قدیم تمدن کا مدفن اور منقرض اقوام کا مسکن ہے اسلیے آثریین (Archeologist) کی ایک جماعت یہاں بھی مصروف کار ہے -

قریباً نصف صدی سے تفتیش کی گرمبازاری ہے - علما کی ایک کثیر جماعت اپنے وطن سے نکلی ہوئی ہے ' اور مختلف مقامات میں کام کر رہی ہے - اس عرصہ میں بعض نہایت بیش قیمت آثار دستیاب ہوے ہیں ' جن سے تمدن قدیم کے متعلق ہمارے معلومات میں بدرجہا اضافہ ہوا ہے ' اور بعض قوموں کی تو پوری تاریخ مرتب ہوگئی ہے -

لیکن کریٹ میں جو آثار دستیاب ہوے ہیں انکے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے خصوصیات کے لحاظ سے اس نصف صدی کے آثار میں عدیم المثال ہیں ' اور طلبۂ تاریخ کو ان سے بہت مدد ملیگی -

جن لوگوں نے یونانی علم الاساطیر (Mythology) کی کوئی کتاب دیکھی ہے وہ (Minotaur) کے نام سے نا آشنا نہ ہونگے - یہ وہی منوس شاہ کریٹ کا عجیب الخلقت بیل ہے جسکا بدن نصف انسان کا سا تھا اور نصف بیل کا سا - یہ محل کی بھول بھلیاں میں رہتا تھا ' اور نوجوان مردوں اور عورتوں کا شکار کیا کرتا تھا -

انہیں نوسوس کی بھول بھلیاں بھی یاد ہوگی ' جہاں وہ نوجوان مرد اور عورتیں ایک غار نما عمیق اور چکنی دیوار والے قید خانے میں بند کی جاتی تھیں ' جنکو ماتحت ریاستیں بطور نذرانہ شاہ کریٹ کے پاس بھیجتی تھیں - یہ بدبخت انسان اسی عمیق اور تاریک قید خانے میں زندگی کے دن کاٹتے تھے - جب تہوار ہوتا تو یہ شوریدہ بخت اس جگہ لائے جاتے جہاں انہیں اس بد تر از مرگ زندگی سے نجات ملتی -

یہ مقام وہ " اہاڑا " ہے جسمیں وہ بیلوں سے زور آزمائی کے لیے لائے جاتے تھے -

یہاں سے یہ داستان غم نہایت دلدوز شکل اختیار کرلیتی ہے - ایک طرف ایک نوجوان مرد یا عورت کو قید کے مصائب و شدائد نے پوست و استخوان کردیا ہے ' عرصہ کی بیکاری سے ہاتھ پیر پوری طرح کام نہیں دیتے - اس پر یہ مستزاد کہ بے ہتھیار ہے اور کٹہرے میں محصور ' - دوسری طرف ایک قوی الجثہ بیل کھڑا ہے - اس بیل کے سینگ لمبے اور انکی نوکیں تیز ہیں - یہ بیل جوش کے عالم میں سینگ ہلاتا ہوا چلتا ہے - یہ بد بخت نہایت بیکسی و بے بسی کی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ بیل کے حملے کو کیونکر روکے - اتنے میں بیل قریب آجاتا ہے اور وہ گھبرا کے اسکے سینگوں سے لپٹجاتا ہے - بیل اپنے سینگ اسکے بدن میں بھونکدیتا ہے پھر نکالتا ہے پھر بھونکتا ہے اسیطرح دو تین دفعہ کے بعد اسے پھڑکتا چھوڑ کے چلا جاتا ہے - یہ نیم بسمل تھوڑی دیر تک خاک و خون میں پھڑکتا ہے اور اسکے بعد ہمیشہ کے لیے ساکن ہوجاتا ہے !

سنگدل بادشاہ اور اسکے درباری اس موت کے تماشے کو دیکھتے ہیں اور خوش ہو ہوکے عید مناتے ہیں !

عام خیال کی بناء پر آپ ان قصوں کو محض افسانہ سمجھتے ہونگے ' مگر آپکو اپنی راے میں ترمیم کرنا چاہیے - کیونکہ تازہ تحقیقات نے تاریخ کا ایک جو نیا دفتر ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہ انکی تصدیق کرتا ہے

یہ ہولناک بھول بھلیاں اب نکل آئی ہے - اسمیں بڑے کمرے چھوٹے کمرے ' کوٹھریاں ' سیڑھیاں ' اور غلام گردشیں اس قدر پر اسرار طریقے سے بنائی گئی ہیں کہ ایک اجنبی اندر جاکے پھر باہر نہیں آ سکتا

دیواروں کے استر پر تصویریں بنی ہوئی ملی ہیں ' انمیں سے بعض میں نوجوان انسانوں اور بیلوں کی اس کشتی کا نقشہ کھینچا گیا ہے ' جو آپ ابھی پڑھ آئے ہیں - ان تصویروں کے علاوہ بہت سے اور نقش و نگار بھی ہیں - اگر ان نقوش و تصاویر کے سمجھنے میں غلطی نہیں ہوئی ہے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ قصے محض افسانے نہیں بلکہ واقعات ہیں ' جنکی تصویر میں شعراء نے مبالغہ و تخیل کا رنگ کسیقدر زیادہ بھر دیا ہے -

(Minson) وہ قوم ہے جو یونانیوں سے پہلے حکمران تھی یہ قوم صاحب شوکت و صولت تھی - اسکو اپنے بیڑے کی قوت پر اسقدر غرور تھا کہ اس نے کبھی اپنے شہروں کے گرد دیوار نہ بنائی ' حالانکہ اس عہد میں شہر پناہیں حفاظت کےلیے ناگزیر سمجھی جاتی تھیں -

[بقیہ ۱۱ صفحہ]

گولیاں چلاؤ ' جو اسلیے آئے ہیں کہ تمہیں اور تمہارے بھائیوں کو تباہ کریں اور تمہارا نام انسانیت کے نقشے سے مٹا دیں ؟

بیشک اہل اطالیا عقلمند اور روشن خیال ہیں - وہ آدمی کی قدر و قیمت اسکے اعمال سے معلوم کرلیتے ہیں - انکے نزدیک روپے کے بدلے اپنا وطن حوالے کرنے سے زیادہ سنگین کوئی جرم نہیں - جو ایسا کرتا ہے وہ اسکے ساتھ بھی ایک نہ ایک دن خائنوں کا سا برتاو ضرور کرینگے - چاہے ایک عرصہ کے بعد کریں -

میری اس نصیحت کو سوچو جس سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تم کو زندگی نصیب ہو ' اور اپنا عقیدہ تو یہ ہے کہ ہر شخص کو ایک دفعہ مرنا ہے - اس سے چارہ نہیں ' خواہ عمر زیادہ ہو یا کم - اسکی مقدار مقرر ہے نہ جنگ میں آگے بڑھنے سے کم ہوگی اور نہ پیچھے ہٹنے سے زیادہ ہوگی - دونوں حالتوں میں فرق یہ ہے کہ ایک میں شرف لازوال ہے اور دوسرے میں ذلت بے پایاں - و السلام علی من اتبع الہدی - "

۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۱ھ (سلیمان الباروني)

اس جواب کو غور سے پڑھیے تا کہ آپ کو معلوم ہو جاے کہ اگر میں روپے کا طالب ہوتا یا میں نے اطالیا سے ایک درہم بھی لیا ہوتا تو اس جواب کی ایک سطر بھی نہ لکھتا ' کیونکہ میں جانتا تھا کہ پہلے حکومت اطالیا کے پاس یہ جواب اور اسکا ترجمہ جائیگا اسکے بعد کہیں ہادی کو ملیگا - اسکے ساتھ یہ یقین تھا کہ ہادی اسے اطالیوں میں اپنے تقرب کا ذریعہ بنائیگا ' اور یہ خوف بھی تھا کہ کہیں اطالی ہماری جماعت کے لوگوں کو روپیہ دیکے ملانے سے مایوس ہوکے دفعةً اپنی پوری قوت کے ساتھ حملہ نہ کردیں -

(البقیة تتلی)

لیکن بالاخر اسکے لیے بھی وہ وقت آگیا جو ہر قوم کے لیے آنے والا ہے - دشمنوں نے حملہ کیا اور وہ شاہی نوسوس جہاں انسانوں کی جان کے ساتھہ کھیل ہوتے تھے خود تاراج و آتشزدگی کا شکار ہوکے خاکستر کے ڈھیروں میں روپوش ہوگیا !

اوپر جو قصے آپنے پڑھے ہیں وہ اسی عہد کے ہیں - تازہ تنقیات میں اس عہد کے بہت سے آثار نکلے ہیں ' جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملونی تمدن بہت سی حیثیات سے اعلی درجہ کا تھا -

اس عہد میں شہروں کے نقشے نہایت عمدہ ہوتے تھے' اور نہ صرف نقشے عمدہ ہوتے تھے بلکہ بنتے بھی خوب تھے - مکان عموماً وسیع اور کشادہ ہوتے تھے' اور سب سے زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ ان مکانوں میں باقاعدہ نالیوں کا انتظام ہوتا تھا - جو اس تمدن کی ایک حیرت انگیز خصوصیت ہے -

فن تعمیر کے علاوہ دوسرے صنائع میں بھی انکی کامیابیاں قابل ذکر ہیں -

اب تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یونانیوں سے پہلے اور خود یونانی ایک عرصہ تک نوشت و خواند سے محروم تھے ' مگر ان دوربا سے آثار سے اس نظریہ کی تکذیب ہوتی ہے - اس قوم کے پاس ایک خط تھا جو اس زمانے کے لحاظ معقول حد تک ترقی یافتہ تھا -

آپ کو معلوم ہوگا کہ مصریوں میں حروف کے لیے مخصوص نقوش نہ تھے - جس مفہوم کو وہ ادا کرنا چاہتے تھے اگر وہ مادی ہوتا تو خود اس کی تصویر بنا دیتے ' اگر غیر مادی ہوتا تو اس مفہوم کے لیے جو لفظ ہوتا اسکے ہر حرف کے لیے ایک ایسی شے کی تصویر بناتے ' جسکے نام میں پہلا حرف وہی ہوتا - اس رسم الخط کو خط تصویری (Hieroglyphic) اسکی اول الذکر شکل کو خط خیالی (Ideography) اور ثانی الذکر شکل کو خط صوتی (Phonotic) کہتے ہیں -

مصریوں کی طرح ملونیوں کے یہاں بھی حروف کے لیے مخصوص نقوش نہ تھے بلکہ تصویروں سے کام لیتے تھے - البتہ ابتداً اس میں وہ تنظیم و تنسیق نہ تھی جو مصریوں کے خط تصویری میں تھی - لیکن بعد کو اس طرز تحریر نے خط تصویری کی شکل اختیار کر لی -

مگر ظاہر ہے کہ خط تصویر ایک دشوار عمل اور دیر طلب خط ہے - اور قدرتاً ایک ذہین اور عملی قوم نہ چاہیگی کہ اپنے روزمرہ کے لیے کوئی آسان اور مختصر رسم الخط ایجاد کرے -

ملونیوں نے اپنے رسم الخط کو آسان اور سادہ بنایا ' اور خط تصویری کے بدلے خط مستقیم (Linear Script) میں لکھنا شروع کیا - نوسوس کی تحریریں زیادہ تر اسی خط میں ہیں - خط مستقیم خط مسماری (Cuneiform) سے کہیں زیادہ آسان اور سادہ ہے جو میسوپوٹیمیا کے حفریات میں نکلا ہے -

اسوقت آپکے سامنے ایک طبق کی تصویر ہے - اگر اسکی ناہموار شکل اور بد نما نقوش کو دیکھیے؟ تو لطف و خوبی تو ایک طرف ' بہت سی نگاہیں اسے نظر بھرکے دیکھنا بھی پسند نہ کرینگی' مگر یہی طبق اپنی قدامت اور تاریخی نتائج کی وجہ سے اسدرجہ عزیز الوجود اور گرانقدر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے اکثر رسالوں نے اسکے فوٹو شائع کیے ہیں -

اس طبق کو (Pheastos Disc) کہتے ہیں - یہ مٹی کی ایک ناہموار گول پلیٹ ہے - اسکا قطر قریباً ۶ ' ۷۶ انچ ہے - اسکے دونوں رخوں پر خط تصویری میں کچھہ لکھا ہوا ہے - اس طبق میں ۲۴۱ علامتیں اور ۶۱ علامتوں کے گروپ ہیں - ان علامتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصویریں گیلے گوندے پر علحدہ علحدہ چھاپی گئی ہیں -

اس طبق کے متعلق سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس عہد کا ہے ؟

تازہ تنقیبات میں اس طبق کے علاوہ نوسوس کے اور بہت سے آثار نکلے ہیں مگر اس طبق کے نقوش کے چار خمس تو ان آثار کے نقوش سے بہت ہی مختلف ہیں صرف ایک خمس ان نقوش سے ملتا ہے مگر یہ مشابہت اس اختلاف سے کم ہے -

ذرا غور سے دیکھیے ! اس میں مردوں کی تصویروں میں سر منڈے ہوے ہیں - عورتوں کی تصویریں چوڑی' بھدی ' اور بدنما ہیں - ان صورتوں کو ان دوشیزہ عورتوں کی تصویروں سے کیا واسطہ' جو دوسری تصویروں میں اپنے نازک پیریشیان (Parisian) لباس دکھائی گئی ہیں اسمیں جہاز کی تصویر بھی اس تصویر سے بالکل علحدہ ہے جو نوسوس کے کھنڈروں میں ملی ہے ' اور عمارت تو مقبرہ لیشین (Lycian) ہے ' جسکے نمونے ابھی تک برطانی عجائب خانہ میں محفوظ ہیں' اسقدر ملتی ہوئی ہے کہ دیکھکے حیرت ہوتی ہے !

طبق فہستاس حرکریت کے غاروں سے نکلا ہے

اس طبق کے متعلق سر ارتھر ایونسکی یہ راے ہے کہ:

(۱) یہ اہل کریت کا کام نہیں -

(۲) یہ کوئی مذہبی تحریر ہے -

اگر یہ طبق اہل کریت کا نہیں تو پھر کس کا ہے ؟

اسکے جواب میں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کسی ایسی تہذیب کی یادگار ہے جو اہل کریت کی تہذیب کے ہمشکل اور اس سے نہایت قریبی طور پر ملحق ہے - اس کے لیے وہ جنوب و مغرب ایشیاء کوچک کی لیشین تہذیب کو تجویز کرتے ہیں -

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ مذہبی تحریر ہے تو پھر بھی یہ سوال باقی رہجاتا ہے کہ یہ کیا ہے ؟

اسکے جواب میں سر ارتھر ایونس کہتے ہیں کہ کسی دیوی کی تعریف ہے - اسمیں ایک یونانی تصویر میں زمانے سنیے کو خاص طور پر نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے - اس کے بغور دیکھنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے معلوم ہوتا کہ اسکا اشارہ کسی دیوی کی طرف ہے' جیسے کیبیبی (Kybebe) یا دیانائے ایفیسس (Diana of Epheaus)

دو اور شخص ہیں جنہوں نے اس تحریر کی تشریح کی کوشش کی ہے' ایک کیلیفورنیا یونیورسٹی کے پروفسر ہیمپل - دوسرے نیوہم کالج کی مس سٹیول - پروفسر ہمپل کہتے ہیں ' کہ یہ درگاہ میں تاراج شدہ مال کی واپسی کی یادداشت ہے - مس سٹیول کی راے ہے کہ یہ کوئی قدیم متروک الاستعمال نظم ہے - مس موصوف سر ارتھر ایونس کے ہمخیال ہیں - لیکن سچ یہ ہے کہ ابھی کوئی امر قطعی نہیں اور اثریین کی کوشش کے لیے یہ میدان خالی ہے -

سلطـــان عثـــمـــان اول

جدیـــد عثمـــالي تریـــڈ ناٹ

مکه معظمة کا ایک اجتماع رسمي جسمیں ارادہ سنیه یعنی فرمان سلطـاني پڑھا جارها ہے

دولت عثمـانیه کے نوخریـد ڈریڈناٹ کا تذکرہ هم گذشته نمبر میں اخبـار و حوادث کے سلسلے میں کرچکے هیں - آجکے نمبر میں هم اسکے حالات کسیقدر تفصیل سے لکھنا چاهتے هیں -

(داستان خریداري)

سنه ۱۹۰۶ع میں حکومت برازیل نے یه طے کیا تھا که اسکے جنگي بیڑے میں تین قوي ترین جہازوں کا اضافـه کیا جاے - چنـانچه حسب اقرار داد حکومت نے جہاز کے کارخانوں سے گفتگو شروع کي - اس ڈریڈناٹ کے متعلق کارخانه ارمسٹرونگ سے معامله طے هوگیـا ' اور جہاز کی تعمیر شروع هوگئي - جہاز ابھی طیـار نہیں هوا تھا که اطالیـا نے طرابلس پر فوجکشي کي - اس جنگ میں ترکوں کو اپني بحري کمزوري کا خمیازہ کھینچنا پڑا - وہ اس مٹھي بھر فوج کو ذرا بھي مدد نه دے سکے ' جو اگرچه اپنے سے کئی گونـه زیـادہ دشمنوں میں گھري هوئي تھي ' مگر با ایں همـه داد شجاعت دیرهي تھی -

یه کہنا تو صحیح نہیں که ترک اس جنگ سے پہلے اپنے بیڑے کی طـرف سے بالـکل غافل تھے ' کیونکه انکا ایک جہاز اینگلڈ یارڈ میں بن رہا تھا جسے اطالیوں نے اعـلان جنگ کے بعد اس بناء پر گرفتار کر لیا که وہ دشمنوں (ترکوں) کي ملـک ہے - البـته اس جنـگ نے اس احساس کو تیز اور اس جہاز کي گرفتـاري نے تیز سے تیز تر کردیا - بیڑے کي تقویت و ترقي کا جوش پبلـک میں پھیل گیا ' اور مخلص و سر بر آوردہ ترکوں کو (جو قریباً سب اتحادي ہیں) ایک نئے جہاز کي خـریداري کي فـکر دامنگیر هوئي -

اس بیان کي تائید کے لیے هـم جمعیة اعانت اسطول عثماني " کي طرف اشـارہ کرینـگے -

سید حسین شریف حـال مکه معظمه جنہوں نے گذشته فتنه یمن میں دولت عثمانیه کي بیش قرار خدمات انجام دے هیں

اس خیال کي تکمیل کے لیے باب عالي نے نومبر ۱۳ ع تـک (نومبر خـارج ہے) جو کچھه کیـا هـم اسے اسلیے قـلم انـداز کرتے هیں که وہ همارے اس سلسله داستـان کا کوئی اهـم حلـقه نہیں - نومبر سنه ۱۳ ع میں اس ڈریڈ ناٹ کي

خریداری کے متعلق سلسلہ جنبانی شروع ہوئی - محمود پاشا وزیر بحریہ نے کارخانہ آرمسٹرونگ کے وکیل سے اس جہاز کی خریداری کے متعلق باب عالی کا ارادہ ظاہر کیا ' اور یہ فرمایش کی کہ یہ معاملہ کارخانہ اپنی معرفت طے کرادے - چنانچہ حکومت برازیل اور باب عالی میں کارخانہ ارمسٹرونگ کی معرفت گفتگو ہونے لگی -

قریباً تمام امور طے ہوگئے - باب عالی حکومت برازیل کی اس شرط کو بھی منظور کرنے کے لیے تیار تھا کہ جہاز کی اصلی قیمت میں سے دو ملین پونڈ اسکو اسوقت پیشگی دیدیے جائیں - مگر با ایں ہمہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ بیع الفاظ کی دنیا سے گذر کے واقعات کے عالم میں آنے والی نہیں - کیونکہ جس سلطنت نے اپنے ملازموں کی تنخواہیں قرض لیکے تقسیم کی ہوں وہ دو ملین پونڈ پیشگی کہاں سے دیسکتی ہے ؟ اور اسکی تو امید کیسے ہوسکتی تھی کہ دولت عثمانیہ کو جہاز کی خریداری کے لیے یورپ سے قرض ملیگا - اسلیے کہ مفاهمت ثلاثہ کے سرمایہ داروں سے قرض ملنے کی امید خواب و خیال تھی البتہ اتحاد ثلاثی کے سرمایہ داروں سے اسکی توقع ہوسکتی ' تھی مگر یہ نظر آتا تھا کہ اگر ایسا ہوا تو فوراً موتمر السفرا منعقد جمع ہوگی - اور ایم سازانوف اور سر ایڈورڈ گرے اپنی انتہائی قوت کے ساتھ اتحاد ثلاثی کے سفرا کو مجبور کرینگے کہ وہ اس قرض کو رکوادیں - لیکن اس خیال کے بالکل برعکس ہوا ' دولت عثمانیہ کو روپیہ ملا اور وہ بھی فرانس سے !

ترک اس جہاز کے لیے بیچین اور روپیہ کے لیے کوشش کر رہے تھے - انکے بعض وکلا پیرس گئے ہوے تھے' اور سرمایہ داروں سے گفتگو کر رہے تھے ' مگر کامیابی نہیں ہوتی تھی - اس ناکامی کے اسباب میں اور امور کے علاوہ انگلستان کی پس پردہ دراندازی کو بھی شریک سمجھنا چاہیے -

اسی اثناء میں عثمانی اوراق تحویلات (بل آف ایکسچینج) کا مسئلہ چھڑ گیا اور پیرس کے ایک پیریہ نامی بنک نے ۲۷ دسمبر سنہ ۱۳ ع کو دو ملین پونڈ کے اوراق تحویلات خرید لیے -

دولت عثمانیہ نے یہ رقم فوراً کارخانہ ارمسٹرونگ کی معرفت حکومت برازیل کو لندن میں دیدی - اب دولت عثمانیہ کو اسے صرف ایک ملین پونڈ اور دینا ہے -

(طول و عرض و اسلحہ وغیرہ)

جہاز کا طول ۱۹۲ میٹر اور ۶ سینٹیمیٹر ہے اور عرض ۲۷ میٹر اور ایک سینٹیمیٹر - ۸ میٹر اور ۲ سینٹیمیٹر پانی میں غرق رهیگا - حجم ۲۸ هزار ٹن ہے - اسکی طاقت ۳۲ هزار گھوڑوں کی ہے - شرح رفتار فی گھنٹہ ۲۲ میل ہے -

دیواروں کے اندرونی حصہ پر جو لوہا چڑھایا جائیگا وہ نہایت اعلی قسم کا فولاد ہوگا ' جس کا حجم ۲۲۹ ملیمیٹر ہوگا - جن کمروں میں وزنی توپیں رهینگی انکا لوہا بعینہ وهی ہوگا ' جو دیواروں کا ہوگا - جن کمروں میں متوسط توپیں رهینگی انکے لوہے کا حجم ۱۵۲ میلیمیٹر ہوگا - قائد جس کمرہ میں رهیگا اسکی اهمیت اور شدید تحفظ کی ضرورت ظاہر ہے - اسلیے اسکے لوہے کا حجم ۳۰۵ میلیمیٹر ہوگا - جہاز کے بیرونی حصہ کے لوہے کا حجم سب سے زیادہ یعنی ۴ سو میلیمیٹر ہوگا -

اس جہاز کے اسلحہ کے متعلق خاص اعتناء و اهتمام ہے - اسمیں ۲۴ توپیں ہونگی ' جنمیں سے ۱۴ توپیں ۳۰ و ۵۰ سینٹیمیٹر ۱۰ توپیں ۱۵ سینٹیمیٹر اور ۱۰ زود کار توپیں ۷۶ میلیمیٹر کے پیمانے کی ہونگی -

(تاریخ تکمیل)

قطعی طور پر تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ جہاز کب تک مکمل ہوکے عثمانی بیڑے میں شامل ہوجائیگا ' کیونکہ حوادث و سوانح اور دول یورپ کی دراندازیوں کی کسکو خبر ہے ؟ مگر بیعنامہ کی رو سے اس جہاز کا تجربہ مارچ میں شروع ہو جائیگا تاکہ اپریل میں جہاز بالکل مکمل ہو جاے ' اور آغاز مئی میں دولت عثمانیہ کے حوالے کر دیا جاے -

(خریداری جہاز کا اثر)

اس دریڈ ناٹ کی خریداری سے یورپ میں عموماً اور یونان میں خصوصاً جو حیرت و استعجاب اور دهشت و اضطراب پیدا ہوا وہ خطرہ کے متعلق ترکوں اور اهل یورپ کے فرق نظر کی ایک واضح و سبق آموز مثال ہے -

ترکوں کی حالت یہ ہے کہ وہ مشکل سے مشکل خطرات کو نہایت حقارت و کم بینی کی نظر سے دیکھتے ہیں' اور اسوقت تک انکی پروا نہیں کرتے جب تک کہ انکا سیلاب سر سے نہ گزرنے لگے - اسکے برخلاف یورپ کی حالت یہ ہے کہ اگر اسکے واهمہ کی خلاقی سے بھی اسے کسی ادنی سے ادنی خطرہ کے آثار نظر آتے ہیں ' تو وہ اس طرح اسکے مقابلہ کے لیے مستعد ہو جاتا ہے کہ گویا وہ ان خطرات میں محصور ہو گیا ہے -

دولت عثمانیہ نے جہاز ابھی صرف خریدا ہے' اور بیعنامہ کی رو سے مئی میں اسکے عثمانی بیڑے میں شامل ہونے کی توقع ہے - کون جانتا ہے کہ فروری سے لیکے مئی تک میں کیا واقعات پیش آئیں ؟ خصوصاً دولت عثمانیہ میں ' جہاں کی سرزمین ہر روز نئے حوادث و سوانح پیدا کرتی رهتی ہے - مگر با ایں ہمہ یورپ کے سیاسی حلقوں میں دهشت و اضطراب اور خوف و هراس چھایا ہوا ہے - انکو یہ نظر آ رہا ہے کہ " سطح آب ایک میدان کارزار ہے جسمیں عثمانی بیڑا گرم جولاں ہے ' اور انسانیت و امن کا خون کر رہا ہے " انکے دل میں یہ هول سمایا ہے کہ دولت عثمانیہ جزائر ایجین کے متعلق یورپ کے فیصلہ کو نا منظور کر دیگی ' اور قوت کی عدالت سے فیصلہ کرانے پر مصر ہوگی - بلکہ اعلاناً اس جہاز پر غرور میں اسقدر بڑھ جائیگی کہ دریا کے علاوہ خشکی میں بھی ہنگامہ قتال و جدال گرم کریگی اور جزیرہ نماے بلقان پھر ایک بار میدان جنگ کی شکل میں بدلجائیگا -

اس دریڈ ناٹ کی خریداری کی خبر نے یونان کی طمانیت و جمعیت خاطر پر ایک برق ہلاکت گرادی ہے - یونانی اخبارات خوف و هراس ' اضطراب و پریشانی ' اور تنبہ و اعتبار کے لہجہ میں نہایت پر زور مضامین لکھ رہے ہیں' اور اس تازہ تغیر کے خطرناک و مہلک نتائج سے قوم کو آگاہ کر کے یونانی بیڑے کی مزید تقویت کی ترغیب دے رہے ہیں - ایمپروس یونان کا ایک مشہور و مقتدر اخبار ہے وہ اس عالم غیظ و غضب اور تنقید و اعتراض میں موسیو وینزلوس وزیر اعظم یونان کو مخاطب کر کے لکھتا ہے کہ " تم کہتے تھے کہ ہماری بحری قوت دولت عثمانیہ کی بحری قوت سے زیادہ ہے اسلیے ابھی مزید اضافے کی ضرورت نہیں ' مگر در حقیقت تم نے ہمیں اور خود اپنے آپ کو دھوکے میں رکھا ' یہاں تک کہ اب یہ طلسم فریب ٹوٹ گیا اور طرفۃ العین میں بحری تفوق ہمارے ہاتھ سے نکلکے ترکوں کے پاس چلا گیا ! ہمارے وزیر اعظم صاحب کو اطمینان ہے کہ انکے چھوٹے چھوٹے جہازوں سے انکا بحری تفوق همیشہ قائم رهیگا - مگر وہ براہ مہربانی یہ تو بتائیں کہ سلطنتوں کے بیڑوں میں بڑے جہازوں کے مقابلہ میں چھوٹے جہازوں کا پلہ کب بھاری رہا ہے ؟

یونان تو یونان یورپ کے معربیت اور انگلستان کے معبود و مسجود روس میں بھي اس خبر نے ایک اضطراب و هیجان پیدا کردیا ہے - روسي اخبار چیخ رہے ہیں که قسطنطنیه کے مشرق میں بحري تفوق کا نشان امتیاز عنقریب ان سے چھنا چاهتا ہے' روسکو سلافو (روسي اخبار) لکھتا ہے که قسطنطنیه کے مغرب میں یونان کو بحري تفوق حاصل تھا' مگر وہ تو اپنا تفوق کھو بیٹھا - قسطنطنیه کے مشرق میں همیں بحري برتري حاصل تھی' مگر کچھه عجب نہیں هم بھي یونان کی طرح اپني برتري ضائع کردیں - خصوصا اگر باب عالي کو اپنے ارادے میں کامیابي هوگئي اور اس نے " ریفادیا " اور " مورینو " بھي خرید لیے جو اسوقت امریکه میں بن رہے هیں - بیشک هم نے یه طے کیا ہے ایمپرس میري کے طرز کے دو ڈریڈ ناٹ بنوالے جالیں' مگر هم اس تجویز کو سنه ۱۹۱۶ سے پہلے پورا نہیں کرینگے"

(قوی بحریه: و موازنه دولت عثمانیه و یونان)

یورپ کے ارباب سیاست کا قاعدہ ہے که وہ اپنے مخالف کي هر بات کو کلي کرنه بڑھا کے دکھاتے هیں تاکه ارباب حکومت اور قوم اسکو حقیر سمجھکے بے اعتنائي نه کرے' اور قبل از وقت اسکے جواب کے لیے تیار هو جاے - اسلیے اگر تم دیکھو که اهل یورپ تمهاري کسي بیداري' یا حرکت کو اهمیت دیتے هیں' تو اس سے مغرور هو کے واقعات کی طرف سے آنکھیں نه بند کرلو -

اگر دولت عثمانیه کی بحري قوت کا اندازہ کرنا ہے تو اسے یورپ کے سیاسي حلقوں کے اضطراب' یوناني اخبارات کے شور و غوغا' اور روسی اخبارات کے انذار و تنبیه میں نہیں بلکه واقعات کے جام حقیقت نما میں دیکھنا چاهیے - اسلیے هم اسوقت واقعات کي روشني میں یه دیکھنا چاهتے هیں که آیا در حقیقت دولت عثمانیه کي بحري قوت یونان سے زیادہ هوگئي ہے' یا حسب عادت یه یورپ کا شور و غوغاے محض ہے -

جنگ بلقان میں یونان کي بحري کارروائیوں کا دار مدار افیروف' اسپیا' هیدرا' ایسارا' ان چار آهن پوش جهازوں پر تھا - ان چاروں جهازوں کا مجموعي حجم همارے سلطان عثمان اول کے حجم سے کم هوگا اور صرف اس ایک جهاز کي قوت یونان کے چاروں جهازوں سے زیادہ هوگی -

جنگ کے زمانے میں همارے جهازوں کا مجموعي حجم ۱۰۱۱۸ ٹن تھا' یه سب ملکے " افیروف " کے مقابله میں نہیں ٹھیر سکتے تھے جسکي طاقت سے " سلطان عثمان اول " کي طاقت دوگونه زیادہ ہے -

یه امر بھي قابل لحاظ ہے که " انیروف " ایک مدت میں ۲۲۷۳۰ کیلوگرام کے دو گولے پھینکتا تھا' اور یه سب سے زیادہ بھاري گولے تھے جنکو وہ اس شرح سرعت سے پھینکتا تھا - اسکے مقابله میں " سلطان عثمان اول" ۳۷۵۴۰ کیلوگرام کے گولے اسي شرح سرعت سے پھینکیگا -

یه تو سلطان عثمان اول کي حالت تھي پھر اسکے ساتھه " رشادیه " اور حمیدیه بھي هونگے اور اگر توفیق الهی شامل حال رهي تو ریفادیا اور مورنیو بھی - پس اگر یوناني بیڑے میں اضافه نه هو اور دولت عثمانیه دونوں موخر الذکر جهاز نه بھي لیسکے تو جب بھي دولت عثمانیه کي بحري طاقت یوناني کي بحري طاقت سے زیادہ هوگي -

(قائد اور فوج)

سلطان عثمان اول جس شان و شکوہ کا جهاز ہے' اسکا قائد بھي اس قابلیت و استعداد کا هونا چاهیے' اور بالآخر وهي هوا جسکو خود قدرت نے اسکے لیے پیدا کیا تھا -

اس جهاز کی قیادت کا مسئله صیغه بحریه کے ایک نہایت نازک اور دشوار حل مسئله تھا - صیغه بحریه کے سامنے تین نام تھے اسماعیل بے' عارف بے' رؤف بے' اسماعیل بے' آهن پوش بار برس خیر الدین کے قائد هیں' عارف بے صیغه بحریه کے ارکان جنگ کے افسر اعلی هیں' اور رؤف بے " حمیدیه " کے قائد هیں - وہ حمیدیه جسکی پر اسرار نقل و حرکت نے دنیا کو محو حیرت کردیا تھا' جو کبھي حریفوں کو ته و بالا کرتا اور کبھي نظروں سے غائب هو جاتا تھا' دم کے دم میں ازمیر پہنچتا تھا اور پھر یکایک بیروت کے ساحل پر نمودار هوتا تھا' دن کو بندرگاہ سویس میں گولے بھرتا تھا' اور شب کو سواحل بلقان پر چھاپے مارتا تھا اور پھر غائب هوکے دمشق اور طرابلس کے ساحل پر دکھائي دیتا تھا -

قہرمان مدافعت بحري رؤف بے جو سلطان عثمان اول کے قائد منتخب ہوے هیں

رؤف بے کے طلسمي کارناموں کے بعد کون ہے جو اسکا سهیم و عدیل هوسکتا ہے؟ ایک هفته تک کامل غور و خوض کے بعد بھی انهی کو اس منصب جلیل کے لیے انتخاب کرنا پڑا -

اس جهاز میں ۱۱۰۰ فوج رهیگی - یه طے هوا ہے که اسکو آبهاے عثماني میں لانے کے لیے ۹ سو سپاهي برطاني بارکش جهاز پر سوار هوکے جائیں -

غالباً دو سو سپاهي اسوقت سے کارخانه آرمسٹرونگ میں بھیجدیے گئے هیں که وہ لوگ وهاں رهکے اس طرز کے جهاز کے پرزوں اور انکي جوڑنے کي ترکیب سے واقف هو جائیں -

ادب نے تمام الفاظ کا احاطہ کیا اور اسکا نام مفردات القرآن رکھا - مثلاً مفردات القرآن امام راغب اصفهاني المرجود سنه ۵۰۰ ' مفردات القران محي الدين محمد بن علي وزان حنفي ' لیکن اکثر علماے ادب نے بجاے احاطۂ الفاظ صرف مشکل لغات پر اکتفا کي ' اور اوسکو غریب القرآن کے نام سے موسوم کیا -

(غریب القران)

فن غریب القران پر بہت کثرت سے علماے نحو و ادب کے تصنیفات ہیں ' اس موضوع پر سب سے پہلي کتاب غرایب القران ابو عبیدہ معمر بن مثنی نحوي المتوفي سنه ۲۰۹ کي ہے ' اسکے بعد اس موضوع پر بہ کثرت کتابیں لکھی گئیں ' غریب القران احمد بن محمد بن یزداد کاتب ... المرجود سنه ۳۰۴ ' غرایب القرآن ابن درید لغوي المتوفي سنه ۳۲۱ ' غریب القران عبد الله بن مسلم بن قتیبه المتوفي ۳۲۲ ' غریب القران ابوبکر محمد بن قاسم ابن الانباري المتوفي سنه ۳۲۸ ' غریب القران ابو عمر محمد عمر الزاهد المعبد ثعلب المتوفي سنه ۳۴۵ ' الاشاره في غریب القران ابوبکر محمد بن حسن نقاش نحوي بغدادي المتوفي سنه ۳۵۰ ' غرایب القران قاضي احمد بن کامل المتوفي سنه ۳۵۰ ' غریب القران ابوبکر محمد بن عزيزي سجستاني شاگرد ابن درید ' غریب القران والحدیث ابو عبید احمد بن محمد هروي المتوفي سنه ۴۰۱ ' مشکل غریب القران مکي بن ابی طالب قیسي المتوفي سنه ۴۳۷ ' کتاب المغیث المستدرک علي الهروي ابو موسی محمد بن ابي بکر اصفهاني المتوفي سنه ۵۸۱ ' تحفة الاریب بما في القران من الغریب ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسي المتوفي سنه ۷۴۵ -

غریب القران کی تدوین میں سب سے زیادہ کاوش و تلاش و صرف وقت ابن درید اور عزیزي نے کیا ' ان دونوں استاد و شاگرد نے تدوین و ترتیب غریب القران میں پورے پندرہ برس صرف کیے -

(مصادر القرآن)

بعض ائمہ لغت نے قران کے اسماے جامدہ کو چھوڑکر صرف مشتقات کیطرف توجہ کی ' اور مصادر قران کی تحقیق و تشریح کی ' اس قسم کی پہلی تصنیف یحی بن زیاد الفراء المتوفي سنه ۲۰۷ کی مصادر القرآن ہے ' اسکے بعد ابراهیم بن الیزیدي المتوفي سنه ۲۲۵ نے مصادر القران لکھی ' ابو جعفر احمد بن علي جعفر المتوفي سنه ۵۴۴ نے تاج المصادر کے نام سے قران و حدیث دونوں کے مصادر لکھا جمع کردیے

(الواحد و التثنیه و الجمع في القران)

هم نے جیسا پہلے بیان کیا ہے کہ جسطرح تمدن اجتماعي میں نئے نئے حالات اور مختلف ضرورتوں کے سامان همیشه پیدا هوتے رہتے هیں ' اور وہ پہیلتے جاتے هیں ' بعینه یہی حال تمدن علمي کا بھي ہے کہ هر شے میں ذرا ذرا سی مناسبت سے نئے نئے شعبے پیدا هوتے رہتے هیں ' هر تثنیه اور جمع کی اصلی صورت واحد ہے ' اور واحد و مفرد اسماء کی تشریح مفردات و غریب قران میں گو هوتی رہتی ہے ' لیکن چونکہ تثنیه اور جمع بنانیکے مختلف قواعد و اصول هیں ' بعض جمعیں بلا قاعدہ هوتی هیں ' بعض جمعوں کے مفرد نہیں هوتے ' ان وجوہ سے علما نے اس موضوع پر بھي بالکل مستقل رسائل لکھے ' جن میں سب سے پہلی تصنیف یحی بن زیاد الفراء المتوفي سنه ۲۰۷ کي کتاب الجمع و التثنیه في القران اور دوسري اخفش اوسط سعید بن سعدہ نحوي المتوفي سنه ۲۱۵ کی الواحد و الجمع و الافراد و الجمع في القران -

(معربات القران)

هر زبان میں دوسري زبانوں سے باهمی اختلاط و تعلقات سیاسی و تجارتي کي بنا پر کچھہ الفاظ آجاتے هیں ' اور تھوڑے تغیر کے بعد وہ اصل زبان کے الفاظ قرار پا جاتے هیں - عربي زبان میں بھي اس قسم کے الفاظ هیں ' اور قران مجید نے اونکو استعمال کیا ہے - مجموعي مباحث میں علماے متقدمین میں سے تو متعدد علما مثلاً ثعالبي ' ابن فارس ' ابن جوزي ' ابن جریر طبري (في اول التفسیر) وغیرہ نے انکا ایک ذات علحدہ قرار دیکر اونکی تحقیق کی ہے - لیکن متاخرین میں جلال الدین سیوطي المتوفي سنه ۹۱۰ نے " المهذب فیما وقع في القران من المعرب " ایک مستقل رساله تالیف کیا ہے - تاج الدین سبکي المتوفي سنه ۷۷۱ اور ابن حجر عسقلاني المتوفي سنه ۸۵۲ نے ان الفاظ معربه کو نظم کردیا ہے

الوجـــوه و النظـــائر في القـــرآن

قرآن میں اکثر ایک لفظ متعدد مقامات میں مختلف معني رکھتا ہے - اهل بلاغت ایسے لفظ کو " مشترک " کہتے هیں ' لیکن علوم قرآن میں اونکو " نظائر " کہتے هیں ' اور بعض الفاظ ایسے هیں جو متعدد مقامات پر بعینه مستعمل هوے هیں ' اور هر جگه اون سے ایک هي معنی مراد هیں - علماے قرآن اونکو وجوہ کہتے هیں ' وجوہ و نظائر کی واقفیت فہم معانی قرآن کیلیے نہایت ضروري ہے تاکہ معنی سمجھنے میں اشتباہ نہو - اسی بنا پر علماے اسلام نے وجوہ نظائر کی مستقل تصنیفات میں توضیح و تحقیق نہیں ضروري سمجھا - اس فن کي بنا اسقدر قدیم ہے کہ حضرت ابن عباس سے اونکے دو شاگرد عکرمه اور علي بن ابي طلحه نے اون سے اس فن کي روایتیں کي هیں - بلحاظ تصنیف سب سے پہلے مقاتل بن سلیمـان مفسر المتوفي سنه ۱۵۰ کي تالیف الوجوہ و النظائر کا نام منقول ہے -

اسکے علاوہ احمد بن فارس لغوي المتوفي سنه ۳۷۵ ابو الفرج بن الجوزي المتوفي سنه ۵۹۷ ' ابو الحسین محمد بن عبد الصمد مصري دامغاني ' ابو القاسم محمود نیشاپوري الموجود سنه ۵۵۳ کی الوجوہ و النظائر في القران کے نام سے تصنیفات هیں - جلال الدین سیوطي کا رساله " معترک الاقران في مشترک القران " بھي اسی فن میں ہے -

الحمید نقلی

کوچک میں ڈھائی سو میل کے فاصلہ پر واقع تھی - خود سلطنت کی مملوکہ تھی' اور وہی اسمیں کام کرتی تھی - سنہ ۱۸۹۲ سے لیکے اسوقت تک سیاہ تانبے کی پیداوار ۲۰ ہزار ٹن سے زیادہ ہوئی ہے - گورنمنٹ کا تخمینہ ہے کہ اس کان میں ابھی ۷ لاکھ ٹن کچا تانبا اور موجود ہے جس میں عمدہ تانبے کا اوسط دس فیصدی ہوگا -

ایک اور اہم ذخیرہ قسطنطنیہ سے ۸۰ میل اور بغداد ریلوے کے اند بازار اسٹیشن سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہندیقہ میں موجود ہے - اسکا تانبا صورۃً اس تانبے کے مشابہ ہے جو جرمنی کی میسفلڈٹ کے ذخیروں سے نکلا تھا - جو تھوڑا سا کام ہوا ہے اور اسکی رپورٹ کی گئی ہے - اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بحیثیت اوسط ہندیقہ کی کانیں میسفلڈٹ کی کانوں سے زیادہ مایہ دار ہیں - بہت دفعہ یہ جانچا گیا کہ انمیں خالص تانبا کتنا ہے - ۵ فیصدی اوسط پڑتا ہے - حال میں ایک مکمل رپورٹ کی گئی ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خالص تانبے کی مقدار ۷ فیصدی تک ہے -

(سیسہ' زنک' اور چاندی)

کچے سیسے (Gatena) کے ذخیرے بہت ہیں اگرچہ تانبے کے ذخیروں سے کم' اور زیادہ تر انہیں مقامات میں جہاں تانبا ہے چاندی اور سیسے کی کانوں کے لیے سب سے زیادہ مشہور زمین کا وہ قطعہ ہے جو قرہ حصار کے نواح میں ہے - ایک مشہور رگ جو دو انچ سے کم موٹی تھی - یہاں نکلتی تھی - یہاں کی ایک ٹن معدنی پیداوار کی قیمت تین سو پونڈ ہوتی ہے' جسمیں سونا اور چاندی بھی شامل ہوتی ہے -

حکومت عثمانیہ بوقار دمی کی ایک کان کی مالک ہے اور اسمیں اسکا کام بھی ہوتا ہے اس سے ۳ ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی ہے -

سیسے کی کانیں زیادہ تر تنگ رگوں میں ملتی ہیں جنکی ضخامت کا اوسط دو انچ ہے - انمیں سیسے کے ساتھ چاندی بھی ایک ٹن میں ۶ سو اونس تک ہوتی ہے - سب سے عمدہ کان جو اسوقت تک معلوم ہے وہ بالی قرا دہن کی ہے - یہ کان خلیج اقرامیت سے شمال کی طرف تیس میل کے فاصلے پر (جزیرہ مٹلین کے بالمقابل) واقع ہے - اسمیں لوڈ (وہ رگ جسمیں خام معدنیات ہوں) بکثرت ہیں اور انکی ضخامت ایک فٹ سے لیکے ۳۵ فٹ تک ہے - ان اصلاحات کی رپورٹ کے بموجب جو حال میں ہوے ہیں ان خام معدنیات میں ساڑھے چودہ فیصدی زنک اور بارہ فیصدی سیسہ ہے -

(سونا)

سمرنا اور درۂ دانیال کے پاس دو ضلعوں کے علاوہ اور کہیں کی سونے کی کانوں میں ابھی تک کام نہیں ہوا ہے - عرب میں سونے کی کانیں ہیں مگر یہ نہیں معلوم کہ کہاں ہیں ؟

در حقیقت قریب حصار کے پاس ایک کان کے علاوہ تمام شمالی صوبوں میں سونا نہیں ہے - سمرنا کے قریب بعض کانوں میں سونا نکلا ہے - کئی سال ہوے چند کانیں کھودی گئی تھیں' جنمیں سے زیادہ نفع بخش معتد رہی وہ آلدین کی کان تھی - اس سے دو آونس فی ٹن سونا نکلتا تھا - درہ دانیال کے کنارے جنوب چنکالی میں ۵ گھنٹے کی مسافت پر سونا کھریا کی نہروں میں نکلا ہے - سونے کے علحدہ کرنے کے لیے جو تجربے کیے گئے انمیں فی ٹن ۳ دینار سے لیکے ۱۵ دینار تک سونا نکلا - مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیانی راستے میں سونے کی کانیں ملینگی مگر اب تک اسکے متعلق یاد داشت نہیں ملی ہے -

(مٹی کا تیل)

ایشیاء کوچک میں مٹی کے تیل کے موجود ہونیکی علامتیں تقریباً تمام جزیرہ نما میں پائی جاتی ہیں - تیل کی کانوں میں سے درحقیقت صرف صوبہاے بغداد و موصل اور ایک حد تک بصرہ کی کانیں کھودی گئی ہیں - تیل کے سوتوں تعداد کی کوئی ۲ سو تھی اور یہ ۲ سو سوتے کوئی ۲۰ متفرق مقامات میں پھیلے ہوے تھے -

یہاں قریباً ۴ خط تھے جو ایک دوسرے کے متوازی چلے گئے تھے - ان میں سے سب سے بڑا وہ خط ہے جو سلسلہ کوہ جبل الحمرین کے کنارے کنارے میندیلی کے شمال و مغرب کی طرف سے شروع ہوتا ہے' اور جہاں تک دجلہ گیا ہے چلا جاتا ہے' اسکے بعد حمان علی سے تقریباً شمال کی طرف مڑجاتا ہے - دوسرا خط ایرانی سرحد پر خانقین کے قریب سے شروع ہوتا ہے اور التین کفرو کے آگے تک چلا جاتا ہے - تیسرا خط درحقیقت کوہ قرہ داغ کے بالکل برابر ہے' مگر پہلے خط سے چھوٹا ہے - چوتھا اور سب سے آخری خط سلیمانیہ سے شروع ہوتا ہے' اور شمال و مغرب کی طرف چلا جاتا ہے -

شمال کی طرف اور آگے بھی تیل کی کانوں کی علامتیں ملسکتی ہیں - جیسے ارض روم کے جانب مغرب ضلع ترجان میں وان' (ایک جھیل ہے) اور پلک بحر اسود پر تیس میل کے اندر - پلک کی علامتیں بہت ہی امید افزا تھیں' مگر دو آبہ دجلہ و فرات کے تیل کے چشموں کے مقابلہ میں اسکا رقبہ چھوٹا تھا - سنوپ کے جنوب میں پچاس میل پر تیل نکلا ہے -

هر فـرمـايش ميں الهـلال کا حوالہ دينـا ضروری هے

پوئن ٹائين

— * —

معجزنما ايجاد اور حيرت انگيز شفا - دماغ کی شکايت کو دفع کرنے کيليے - مرجهاے هوئے دلکو تازه کرديکے ليے - هسٹريه اور کلرو ٹيک کے تکليفونکا دفعيه اور مبی قوت پهونچانا - بڑهاپے کو جواني سے تبديل - ايام شباب کے مرضوں کا خاص علاج - مرد اور عورت دونونکے لئے مفيد قيمت دو روپيه فی بکس جسميں چالس گولياں هوتی هيں -

زينو ٹون

—*—

ضعف باه کا اصلی علاج - قيمت ايک روپيه آٹهه آنه
ڈاليں مايڈک کمپنی - پوسٹ بکس نمبر ۱۴۱ کلکته
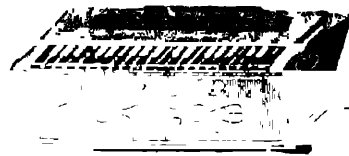
نوفلوٹ سب سے بهتر

— * —

کيونکه تمام هارمونيم سے بڑهکر هے جسکی سر و تان ايک عجيب اثر پيدا کرتی هے - همارے فهرست کے واسطے بهت جلد درخواست آنا چاهيے -

ر ان ايڈ کمپنی نمبر ۱۰/۳ لور چدت پور روڈ کلکته
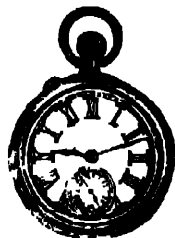
گهڑيونکا خاص خزينه سب سے کم قيمت
آدهے قيمت ميں تهوڑے دن کيليے
قيمت تين روپيه پندره آنه اور چار روپيه پندره آنه رسٹ واچ آدهے قيمت پر -
چار روپيه پندره آنه اور چهه روپيه پندره آنه اور دس روپيه - چهه کے خريدار کو ايک گهڑي مفت فهرست درخواست پر بهيجي جائيگی -

کمپليشن واچ کمپنی نمبر ۲۰ مدن مترلين - کلکته

دافـــع جنـــون

— • —

ڈاکٹر ڈبلو - سی - روی کی مجرب دوا فوراً سے دماغی خرابی جاتی رهتي هے - درخواست پر پوری کيفيت سے اطلاع ديجائيگی - پانچ روپيه فی شيشی -

S C Roy M. A.
167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

سال ويٹي

— * —

يه دوا ايک عجيب اثر پيدا کرتا هے - نوجوان بڑها - مجرد يا شادي شده سب کے لئے يکساں اثر-

اس - سي - راے نمبر ۳۶ دهرمتله اسٹريٹ - کلکته

HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمال سے بغير کسي تکليف کے تمام روئيں اڑجاتے هيں -
آر - پی - گهوس
نمبر ۳۰۶ اپر چيت پور روڈ - کلکته

پچـاس برس کے تجـربة کار

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي داس کا آزمايا هوا -
گولياں — ايک بکس ۲۸ گوليونکی قيمت ايک روپيه -

مستورات کے بيماريونکے لئے نهايت مفيد دوا - خط کے آنے سے پوری کيفيت سے اطلاع کيجائيگي -
سواتهدا سهاے فارمسي - ۳۰/۲ هاريسن روڈ کلکته

کايا پلٹ

اون اسيروں کيلئے کايا پلٹ هے اکسير
جو جوانی ميں هوے رنج کے هاتهوں ميں اسير

حضرات ! انسان چونکه اشرف المخلوقات بنايا گيا هے لهذا انتظام دنيا کيليے الله پاک نے اسکو دل و دماغ بهي خاص قسم کے عطا فرمائے هيں - بهت سے اهم کام اسکے ذمه عائد کئے هيں اور اجراے کار کيليے اسکو بڑي بڑي قوتيں عنايت کي هيں - ليکن تمام کام اور کل قوتيں سلامتی دل و دماغ اور صحت جسم سے تعلق رکهتي هيں - جس انسانکي دل و دماغ صحيح اور جسمانی قوتيں قائم هيں مستعدي اور چستي موجود هے ، تو انسان تمام کاموں کو درست اور کل لوازمات زندگی کو بخوبی طے کر سکتا هے ورنه بيمار اور مايوس شخص کي زندگي ايک بيکار زندگی سمجهي جاتی هے - حضرات براے مهربانی همارے تيار کرده حبوب کايا پلٹ کو ايک مرتبه آزما ديکهيے که يه گولياں آپکی دماغی اور جسمانی قوتوں کو تقويت دينے ميں ممد و معاون هوتی هيں يا نهيں - بڑهاپے ميں جوانی اور کم طاقتي ميں شه زور بناتي هے - اگرچه حبوب کايا پلٹ کی تصديق کو همارے اس تحرير کی شهادت کے ليے همارے پاس کافی سے زياده اعلی اعلی سند يافته ڈاکٹروں و ديگر اصحاب کے سرٹيفکٹ کثرت سے موجود هيں ليکن سب سے بڑا سارٹيفکٹ آپکا تجربه هے هم اميد کرتے هيں که آپ همارے جهوٹ سچ کا تجربه کرنيکے ليے هي کم از کم ايک مرتبه ضرور استعمال فرمائيگے اور هم آپکو يقين دلاتے هيں که آپ همارے احسانمند هونگے - حبوب کايا پلٹ جواهرات وغيره سے مرکب هيں اور قيمت نهايت هی کم رکهی گئی هے ايک روپيه فی شيشي - ۶ - شيشي کے خريدار کو - ۵ - روپيه - ۸ - آنه نمونه کي گولياں - ۴ - آنه کے ٹکٹ آنے پر روانه هونگی پرچه ترکيب استعمال همراه دوا مع چند ايسی هدايات کے ديا جاتا هے جو بجائے خود وسيله صحت هيں -

المشتهـــــر

مينجر " کاياپلٹ " ڈاک بکس نمبر - ۱۷۰ - کلکته
Manager, Huboobe Kaya Palat Pharmacy, Post Box 170.
Calcutta.

الهـــلال کـي ايجنسي

هندوستان کے تمام اردو ، بنگله ، گجراتي ، اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں الهـلال پهلا رساله هے ، جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ايک عمده اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں تو ايجنسی کی درخواست بهيجيے -

حسنِ قبول

وہ پھول چنے ہیں جو گلستاں میں نہیں ہیں

کسی شے کی اہمیت کی معراج یہی ہے کہ اسکو چھوٹے بڑے سب یکساں طور پر پسند کریں ۔ گویا قبول عام ہو۔ اب یہی قبول خاص و قبول عام کی اتحاد کی شناخت ہے کہ اس شے کے معترف مستند طبیب، مشاہیر اعاظم، نیز اخبارات ہوں جس جیسے باہم و بیہب ... ایک شے مخصوص کیلئے رطب اللسان ہوں تو اس سے یقیناً حسن قبول کی حد سے آگے بھی جائیگی۔ مندرجہ بالا عبارت کا جو مفہوم ہے وہ محض کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ مندرجہ ذیل انشا سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔

چند مشاہیر ہند کی قبولیت کو ملاحظہ کیجئے

جناب نواب وقار الملک بہادر فرماتے ہیں "میں مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ بہت بڑے مقصد میں ایک حد تک کامیاب ہوئے۔ خدا کرے کہ آیندہ بھی کامیاب ہوں"

جناب آنریبل سید شرف الدین صاحب بہادر جج ہائیکورٹ کلکتہ "تاج روغن گیسو و راز کو جو مجھے آپ نے شفقت سے پیش کیا گیا تھا استعمال کیا ہے۔ میں نے اسکو خوشبو دار پایا اور دماغ کو سرور اور ساتھ ہی بالوں کو نرم رکھنے والا روغن پایا۔ میں اسکے استعمال کی سفارش کرونگا"

جناب لسان العصر سید اکبر حسین صاحب اکبر الہ آبادی فرماتے ہیں۔

"زیتون (بادام و نبولہ وغیرہ) کے خواص پر کتابیں ہیں ... عمدہ ... خوشبوؤں میں اسکا امتزاج کی محنت کی ہے۔ یہ ترکیب لائق تعریف ہے ... پر ... ہوا ہوگا ۔

دماغ کیسے خوشبو کا کیل ہوا چاہیے ۔ ... قبول اچھا ہے"

چند مشہور اطبا کے خیالات

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب دہلوی فرماتے ہیں "تاج روغن گیسو ... میں نے خود بھی استعمال کیا۔ یہ تیل دماغ کو آرام پہنچانے اور بالوں کو تقویت دینے میں اچھا فائدہ رکھتا ہے۔ اس میں بالوں کے خراب کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ میں نے تاج میڈیکل کے کارخانہ کو بھی دیکھا ہے"

جناب حکیم حافظ محمد عبد الولی صاحب لکھنوی سکریٹری مجلس طبیہ لکھنو فرماتے ہیں۔ "یہ تاج میڈیکل کو میں نے اکثر مریضوں کو استعمال کرایا۔ مفید پایا گیا اور خوشبو میں تو بہت ہی مرغوب ہے۔ یہ ایجاد حقیقتاً قابل قدر ہے"

چند مستند اخبارات ہند کا حسنِ قبول

الہلال کلکتہ۔ جلد ... میں شک نہیں کہ خوشبو بہترین شے ہی کی اپنی حالت پر قائم ہے۔ بہتر ہو کہ لوگ ایسے کارخانہ کی ہمت افزائی کریں۔ شاید اس جامعیت سے تمام ہو ... تیل اور کسی کارخانہ میں نہیں بنتے۔ یورپ کے موجودہ اصول تجارت تنظیم و ترتیب کے ساتھ ملک میں اس طرح کے کارخانوں کا کھلنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے"

روزانہ زمیندار لاہور جلد ۲ نمبر ۹۰ - ۱۰ اپریل ۱۹۱۲ء حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب اور شفاء الملک حکیم رضی الدین احمد خان صاحب دہلوی تاج روغن گیسو کی ساخت کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اسلئے سمجھ لینا چاہیے کہ تاج مینوفیکچری دہلی نے ان لوگوں کیلئے مفید کام کیا ہے جو بالوں کی آراستگی و زیبایش کا خاص شوق رکھتے ہیں"

تاج روغن بادام و بنفشہ - تاج روغن زیتون و یاسمن
فی شیشی عہ فی شیشی عہ
تاج روغن آملہ و نبولہ
فی شیشی ۱۲ ار

(نوٹ) یہ قیمتیں علاوہ محصول ڈاک و پیکنگ اور وی پی کے ہیں جو صرف فی شیشی ہے۔ کارخانہ کو فروخت کیلئے ... مقامی ... میں انکو تلاش کیجئے اسلئے کہ یہ روغن قریب قریب تمام اطراف ... بڑی بڑی دکانوں پر ملتے ہیں۔ ... ابھی تھوڑے مقامات میں جہاں ایجنٹوں کی ضرورت ہے

المشتہر
مینیجر دی تاج مینوفیکچری کمپنی دہلی (صدر دفتر دہلی)

مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بو علی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلما آزاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہدار (؟) رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبد الحمید خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمہ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] کرشن معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابو الخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابو نجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۶ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جنید ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - رعایتی ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ - آنہ رعایتی ۱ - آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ - آنہ - رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ یکجا خریدنے پر صرف ۲ روپیہ ۸ - آنہ - (۳۰) دیا ملکان پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۸ آنہ - رعایتی ۳ - آنہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - آنہ - رعایتی ۳ آنہ - کتب ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ ڈیڑھ ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتاب ۲ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] رموز الاطبا ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے باتصویر حالات زندگی مع انکے سینہ بہ سینہ اور صدری مجربات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران کے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکی دلم بھی لکھدئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھہ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] الجہریان اس نا مراد مرض کی تفصیل تشریح اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۲ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ - (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا گری یہ کتاب سونے کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسہ - جستہ بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

ملنے کا پتہ — مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

سعادت فلاح دارین - قرآن کریم - بیش قدر تفاسیر - اکسیر صفت کتب دینی و تاریخی و اسلامی - اور بیسیوں دیگر مفید و دلچسپ مطبوعات وطن کی قیمتوں میں یکم مارچ ۱۴ - بروز اتوار - کیلئے معقول تخفیف ہوگی - مفصل اشتہار مع تفصیل کتب بواپسی منگا کر ملاحظہ کیجیے - تا کہ آپ تاریخ مقررہ پر فرمایش بھیج سکیں -

المشتہر
مینیجر وطن لاہور

شمس العلما ڈاکٹر سید علي صاحب بلگرامي ایم - اے - ڈي لیٹ بیرسٹــر ایٹ لا کی

میــڈیکل جیــورس پــروڈنس

یعني طب متعلقـہ مقـدمـات عـدالت پـر

حکیم سید شمس الله قادري - ایم - آر - اے - ایس - ایف آر - ایچ - ایس - کا ریویو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھہ لکھا جاے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز ہے - کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معني ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :—

" میڈیکل جیورس پروڈنس " علم طب کي اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باهمي تعلقات سے بحث کي جاتي ہے ' اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانوني و طبي ہیں جو عدالتي انصاف سے متعلق ہیں ' اور نیز بعض وہ امور جو انسان کي تمدني حالات سے تعلق رکھتے ہیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانوني ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے -

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کي جاتي ہے جن کي ضرورت فوجداري کاروبار میں لاحق ہوتي ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زهر خوراني وغیرہ کے مقدمات ہیں - ان کے متعلق طبي تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لیے ضروري ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں - مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسي حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسي بے گناہ کو سزا ہوجاتي ہے اصل مجرم رہا کردیا جاتا ہے - اسي طرح اگر کوئي وکیل یا پیروکار ان امور کا ماهر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے مواقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات پیدا ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہوجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاهي حاصل ہوتي ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کي قابلیت پیدا ہوجاتي ہے جنپر

عـدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پاٹرک هیر ایم - ڈي - ایف - آر - سي - ایس نے ملکر انگریزي میں تصنیف کیا تھا - پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشي زیادہ کردیے ہیں ' جسکي وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کي صورت اختیار کرلي ہے -

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداري مقدمات میں ہمیشہ درپیش رہتے ہیں مثلاً

مقـدمات قـتـل کے متعلق

(۱) زخم - چوٹ (۲) هلاکت کي جوابدهي (۳) شہادت قرینہ (۴) لاش سڑنے کے مدارج (۵) مختلف اعضاے انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسي یا گلا گھونٹنا وغیرہ -

عـورتـوں کے مـتـعـلـق

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشي (۳) اسقاط حمل -
(۱) معدني سمیات (۲) فلزي سمیات (۳) نباتي سمیات (۴) حیواني سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاهر ہوتے ہیں ان کا بیان -

امـــور مختلفـــہ کے متعلـــق

(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زهر خوراني وغیرہ -

ان تمام ابواب کے ساتھہ قانوني نظائر بھي مندرج ہیں جن کي وجہ سے هر مسئلہ کے سمجھنے میں بیحد سہولت پیدا ہوگئي ہے ' اور ساتھہ هي ساتھہ اس کا بھي پتہ چل جاتا ہے کہ ایسي حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں -

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کي اعلی علمي قابلیت ظاهر ہوتي ہے - مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھي اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آساني سے بلا کسي مزید غور و فکر کے هر انسان کي سمجھہ میں آتا ہے - علمي اور قانوني اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسي ڈکشنري یا ریفرنس بک کي مدد کے ان کے معانی ربط مضمون سے ذهن نشین ہو جاتے ہیں -

مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹي سي میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ہوئي تھي ' جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھي اور ایک ایسي کتاب کي شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے هر طرح جامع و مکمل ہو -

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمي پوري ہوگئي اور ایسے شخص کے قلم سے پوري ہوئي جو بلحاظ علمي قابلیت اور همہ داني کے اعتبار سے تمام هندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا -

امید ہے کہ قانون داں اور فوجداري کار و بار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ هدایت اور خضر رهنما سمجھہ کر اس کي ضرور قدر کریں گے - یہ کتاب نہایت اعلی اهتمام کے ساتھہ مطبع مفید عام آگرہ میں چھپي ہے اور (۳۸۰) صفحے ہیں - اس کي قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھي ' مگر اب عام فائدہ کي غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کردي گئي ہے - اور مولوي عبد الله خان صاحب کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتي ہے -

مــولوی غلام علي ازاد بلگرامي کي دو نایاب کتــابیں

(از مــولانا شبلــي نعمــاني)

مولانا غلام علي آزاد آن وسیع النظر مصنفین میں سے ہیں کہ ان کے حاشیہ کي دو سطریں هاتھ آجاتي ہیں تو اهل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا - اهل ملک کي خوش قسمتي ہے کہ مولوي عبد الله خان صاحب (کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد) کي کوششوں سے ان کي تصنیفات سے دو نہایت اعلی درجہ کي تصنیفیں آج کل شائع ہوئي ہیں - سرو آزاد اور مآثر الکرام - سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے - یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت بھي رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابي اشعار ہیں ' اعلی درجہ کے ہیں ' ورنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعري صحیح نہیں اور خزانہ عامرہ اور ید بیضا میں انھوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے - اکثر ادنی درجہ کے اشعار ہیں -

مآثر الکرام میں آن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانۂ مصنف تک هندوستان میں پیدا ہوے -

دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو هزاروں اوراق کے الٹنے سے بھي هاتھ نہیں آسکتیں - میں آزاد کي روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کي وجہ سے ان کي نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کرسکا ' اور صرف چند اشتہاري جملوں پر اکتفا کرتا ہوں - لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین فن ' شوق خریداري کا ثبوت دیکر آن کي روح سے شرمندہ نہ ہونگے - قیمت هر دو حصہ حسب ذیل رکھي گئي ہے :—

مآثر الکرام ۳۳۴ صفحات	قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصولڈاک	
ســرو آزاد ۴۲۲ صفحات	قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصولڈاک	

ملنے کا پتہ یہ :—

عبد الله خان صاحب - کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد دکن -

تمدن عرب - مولوی سید علي بلگرامي کی مشہور کتاب قیمت سابق ۵۰ روپیہ - قیمت حال ۳۰ روپیہ

فتح الباري - ۱۴ - جلد مجلد قیمت	۵۰ روپیہ
ارشاد الساري - ۱۰ - جلد مطبوعہ مصر مجلد	۳۰ روپیہ
مسند امام احمد ابن حنبل - ۶ - جلد مجلد قیمت	۲۰ روپیہ

المشتہر عبد الله خان بک سیلر اینڈ پبلیشر
کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

جام جهـــاں نمـــا

— * —

بالكل نئي تصنيف كبهي ديكهي نهوگي

— * —

اس كتاب كے مصنف كا اعلان هے كه اگر ايسي قيمتي اور مفيد كتاب دنيا بهركي كسي ايك زبانميں دكهلا دو تو

ايک هـــزار روپيـــه نقد انعـــام

ايسي كار آمد ايسي دلفـريـب ايسي فيض بخش كتاب لاكهه روپے كو بهي سستي هے - يـه كتاب خريد كر گويا تمام دنيا كے علوم قبضے ميں كر لئے اس كتاب سے درجنوں زبانيں سيكهه ليے - دنيا كے تمام سر بسته راز حاصل كر ليے صرف اس كتاب كي موجودگي ميں گويا ايک بڑي بهاري لائبريري (كتبخانه) كو مول لے ليا -

— * —

هر مذهب و ملت كے انسان كے ليے علميت و معلومات كا خزانه تمام زمانه كي ضروريات كا ناياب مجموعه

— * —

فهرست مختصر مضامين - علم طبيعات - علم هئيت - علم بيان - علم عـروض - علـم كيميا - علـم بـرق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامه - خواب نامه - گيان سرود - قيافه شناسي اهل اسلام كے حلال و حرام جانور وغيره هر ايک كا حقيقي راز ايسے عجيب اور نرالے ڈهنگ سے لكها هے كه مطالعه كرتے هي دلميں سرور آنكهونميں نور پيدا هو بصارت كي آنكهيں وا هوں دوسرے ضمن ميں تمام دنيا كے مشهور آدمي انكے عهد بعهد كے حالات سوانحعمري و تاريخ دائمي خوشي حاصل كرنے كے طريقے هر موسم كيليے تندرستي كے اصول عجائبات عالم سفر حج مكه معظمه و مدينه منوره كي تمام واقفيت - دنيا بهر كے اخبارات كي فهرست ، انكي قيمتيں ، مقام اشاعت وغيره - بهي كهاته كے قواعد طرز تحرير اشيا بروے اشتهار داري طب انساني جسميں علم طب كي بڑي بڑي كتابونكا عطر اينچكر ركهديا هے - حيوانات كا علاج هاتهي ، شتر ، گائے بهينس ، گهوڑا ، گدها بهيڑ ، بكري ، كتا وغيره جانوروںكي تمام بيماريونكا نهايت آسان علاج درج كيا هے پرندونكي دوا نباتات و جمادات كي بيمارياں دور كرنا تمام محكمونكے قوانين كا جوهر (جن سے هـر شخص كو عموماً كام پـڑتا هے) ضابطه ديواني فوجداري ، قانون مسكرات ، ميعاد سماعت رجسٹـري اسٹامپ وغيره وغيره تجارت كے فوائد -

دوسرے باب ميں تيس ممالک كي بولي هر ايک ملک كي زبان مطلب كي باتيں اُردو كے بالمقابل لكهي هيں آج هي وهاں جاكر روزگار كر لو اور هر ايک ملـک كے آدمي سے بات چيت كرلو سفـر كے متعلق ايسي معلومات آجتـک كهيں ديكهي نـه سني هونگي اول هندوستان كا بيان هے هندوستان كے شهرونكے مكمل حالات وهاں كي تجارت سير گاهيں دلچسـپ حالات هر ايک جگـه كا كرايه ريلوے يكه بگهي جهاز وغيره بالتشريح ملازمت اور خريد و فروخت كے مقامات واضح كئے هيں اسكے بعد ملک برهما كا سفر اور اُس ملک كي معاشرت كا مفصل حال ياقوت كي كان (روبي واقع ملک برهما) كے تحقيق شده حالات وهاں سے جواهـرات حاصل كرنے كي تركيبيں تهوڑے هي دنوں ميں لاكهه پتي بننے كي حكمتيں دلپذير پيرايه ميں قلمبند كي هيں بعد ازاں تمام دنيا كے سفـر كا بالتشريح بيان ملـک انگليند - فرانس - امريكه - روم - مصـر - افـريقه - جاپان - اسٹريليا - هر ايک علاقه كے بالتصوير حالات وهانكي درسگاهيں دخاني كليں اور صنعت و حرفت كي باتيں ريل جهاز كے سفـر كا مفصل احوال كرايه وغيـره سب كچهه بتلايا هے - اخير ميں دلچسپ مطالعه دنيا كا خاتمه) طرز تحرير ايسي دلاويز كه پڑهتے هوے طبيعت باغ باغ هو جاے دماغ كے كواڑ كهلجاليں دل و جگر چٹكياں لينے لگيں ايک كتاب منگاؤ اسي وقت تمام احباب كي خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبيوں كے قيمت صرف ايک روپيه - ٨ - آنه محصولڈاک تين آنے دو جلد كے خريدار كو محصولڈاک معاف

بغير مدد اُستاد انگريزي سكهلانيوالي كتاب حجم ٢٧٥ صفحے

ٹنڈن صاحب كا انگلش ٹيچر حجم ٢٧٥ صفحے

ویسے تو آجتک بيسيوں انگلش ٹيچر چهپ چكے هيں - مگر ٹنڈن صاحب كے انگلش ٹيچر كا ايک بهي مقابله نهيں كرسكتا - اس ميں انگريزي سكهينے كے ايسے آسان طريقے اور نادر اصول بتلائے گئے هيں جنكو پڑهكر ايک معمولي لياقت كا آدمي بهي بغير مدد اُستاد كے انگريزي ميں بات چيت كرنے اور خط و كتابت كرنے كي لياقت حاصل كرسكتا هے - هر طرح كي بول چال كے فقرے هر محكمے كے اصطلاحي الفاظ هزاروں محاورے جو كسي دوسري كتاب ميں نه ملينگے - انٹرنس پاس كے برابر خاصي لياقت هو جاويگي - اور جلدي هي آساني سے انگريزي ميں گفتگو كرنيكے قابل هو جاؤ گے - مجلد كتاب كي قيمت مع محصول صرف ايک روپيه ٣ تين آنه دو جلد ٢ روپيه ٤ چار آنه چار جلد ٣ روپيه -

مفت — كتاب انگلش گريمر هر ايک خريدار كو مفت مليگي -

تصوير دار گهڑي

گارنـٹي ٥ سال قيمت صرف چهه روپے

ولايت والوں نے بهي كمال كر دكهايا هے اس عجائب گهڑي كے ڈائل پر ايک خوبصورت نازنين كي تصوير بني هوئي هے - جو هر وقت آنكهه مٹكاتي رهتي هے ، جسكو ديكهكر طبيعت خوش هو جاتي هے - ڈائل چيني كا پرزے نهايت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنيكا نام نهيں ليتي - وقت بهت ٹهيک ديتي هے ايک خريد كر آزمايش كيجئے اگر دوست احباب زبردستي چهين نه ليں تو همارا ذمه ايک منگواؤ تو درجنوں طلب كرو قيمت صرف چهه روپيه -

آٹهه روزه واچ

گارنـٹي ٨ سال قيمت ٦ چهه روپيه

اس گهڑي كو آٹهه روز ميں صرف ايک مرتبه چابي ديجاتي هے - اسكے پرزے نهايت مضبوط اور پائدار هيں - اور ٹائم ايسا صحيح ديتي هے كه كبهي ايک منٹ كا فرق نهيں پڑتا اسكے ڈائل پر سبز اور سرخ پتياں اور پهول عجيب لطف ديتے هيں - برسوں بگـڑنيكا نام نهيں ليتي - قيمت صرف چهه روپے - زنجير سنهري نهايت خوبصورت اور بكس همراه مفت -

چاندي كي آٹهه روزه واچ - قيمت - ٩ روپے چهوٹے سائز كي آٹهه روزه واچ - جو كلائي پر بندهسكتي هے مع تسمه چرمي قيمت سات روپے

بجلي كے ليمپ

يه نو ايجاد اور هر ايک شخص كيلئے كار آمد ليمپ ، ابهي ولايت سے بنكر همارے يهاں آئي هيں - نه ديا سلائي كي ضرورت اور نه تيل بتي كي - ايک لمپ اسكو اپني جيب ميں يا سرهانے ركهلو جس وقت ضرورت هو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سي سفيد روشني موجود هے - رات كيوقت كسي جگه اندهيرے ميں كسي موذي جانور سانپ وغيره كا ڈر هو فوراً ليمپ روشن كر كے خطرے سے بچ سكتے هو - يا رات كو سوتے هوے ايكدم كسيوجه سے اٹهنا پڑے سيكڑوں ضرورتوں ميں كام دے - بڑا ناياب تحفه هے - منگوا كر ديكهيں تب خوبي معلوم هوگي - قيمت ١ معه محصول صرف دو روپے ٢ جسميں سفيد سرخ اور زرد تين رنگ كي روشني هوتي هے ٨ آنه -

ضروري اطلاع — علاوه انكے همارے يهاں سے هر قسم كي گهڑياں ، كلاک اور گهڑ يونكي زنجيريں وغيره وغيره نهايت عمده و خوشنما مل سكتي هيں - اپنا پته صاف اور خوشخط لكهيں اكٹها مال منگوانے والوں كو خاص رعايت كي جاويگي - جلد منگوا ليجيے -

منيجر گپتـا اينڈ كمپني سوداگران نمبر ٥١٣ - مقـام توهانه - ايس - پي - ريلـوے

TOHANA. S. P. Ry, (Punjab)

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUB.G. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

بارہا وہی جانتا ہے - دوسرا کیونکر جانسکتا ہے -

یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان جاں بلب ہو رہا ہے - سردی مقابلے کیلیے سو سو بندوبست کرتے ہیں - لیکن بد قسمتی سے دمہ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے - تکلیف دمہ سے پریشان ہوتے ہیں - اور رات میں سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلتا ہے - اور فیلد تک حرام ہو جاتی ہے - دیکھیے ! آج اسکو کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نشیلی اجزاء دھتورہ بھنگ - بلادونا - پوٹاسرایں - افیون وغیرہ ملکر بنتی ہے - اسلیے فائدہ ہونا تو در کنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی - دمہ کی دوا انمول جوہر ہے - یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے - بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر اسکے مداح ہیں - آپنے بہت کچھ خرچ کیا ہوگا - ایک مرتبہ اسکو بھی آزما لیں - اسمیں نقصان ہی کیا ہے ؟ پوری حالت کی فہرست بلا قیمت بھیجی جاتی ہے - قیمت ۴ روپیہ ۴ آنہ محصول ۵ پانچ آنہ -

ڈاکٹر ایس کے برمن منیجر تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں مصنعی نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی لطافت اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر ، نزلہ ، چکر ، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچ چکی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار ، جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو ، یا وہ بخار ، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے ، نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں ، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر ویر وہرا لگو
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

اشتہارات کیلیے ایک عجیب فرصت
ایک دن میں پچاس ہزار ! ! !

" ایک دن میں پچاس ہزار " یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے گذر جاے ، جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں ، تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے - یعنی یہ کہ آپ " الہلال کلکتہ " میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے -

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچیس ہزار بھی نہیں ہیں - لیکن ساتھہ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی آجکل کسی با خبر شخص کو انکار نہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے -

اگر اس امر کیلیے کوئی مقابلہ قائم کیا جاے کہ آجکل چھپی ہوئی چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے ؟ تو بلا ادنی مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے ، اور یہ قطعی ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا -

منیجر الہلال ۱-۷ مکلاوڈ اسٹریٹ - کلکتہ -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جایا کرتے ہیں ، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر ، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ

اطلاع

خط و کتابت میں خریداری کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل حکم کی شکایت نہ فرماویں

ہندوستان میں ایک نادر ایجنسی

یعنی

الہلال ایجنسی

بہت جلد پبلک کے فائدہ کے واسطے مقرر ہوگی - ناظرین الہلال اسکی تفصیلی حالت کا انتظار کریں ' اور اپنے سب آرڈرونکو سہ دست ملتوی رکھیں -

الـمـشـتـهـر

مہتمم الہلال نمبر ۱۰۰ مکلاوڈ اسٹریٹ - کلکتہ

اندرشہ نیٹنگ کمپنی

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کے مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں نتال نٹنگ (یعنی سوئیٹر تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی دقت نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں خود کار موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی درجنوں تیار کیا جا سکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی آپکی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے -

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوئے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - آپنے روانہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لئے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہے -

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں حال میں اندرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں اور مجھے انکی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

ای - گورڈن راؤ پلیڈر - (دلاری) میں گنز ریلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -

مس کشم کماری دیوی - (انڈیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواری آپکی نٹینگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

—:*:—

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے نیو پرابلم - سواد یشی - ملکی صنعت و حرفت - ٹارف ریفارم - پروٹکشن یہ سب مسئلہ کا حل کن ہم ہیں یعنی

اندرشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

مدیر مسئول و خصوصی
مسلمان ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکته
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸
قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماہی ۴ روپیه ۱۲ آنه

الہلال

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8
Half-yearly „ „ 4-12

نمبر ۸ — کلکته : چہار شنبه ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤
Calcutta · Wednesday, February 25, 1914.

فہرست

تصاویر

الاسبوع

۱۸ ماہ کو شہزادہ ونڈ نے شاہ و ملکه انگلستان کے ساتھ قصر بکنگھم میں لنچ کھایا سر ایڈ ورڈ اور دیگر امراء سے ملاقات کی -

اثناء قیام لندن میں انہوں نے کامل مالی مدد کا وعدہ لے لیا ہے - اس حال سے شہزادہ کو اتفاق ہے کہ البانیا میں کسی ایک سلطنت کے اثر کا بڑھنا البانیا کے مصالح کے لیے مضر ہے -

قرض کے متعلق ابھی کچھ طے نہیں ہوا - امید ہے کہ اسماعیل کمال نے نیشنل بنک کے لیے جو رعایتیں دی تھیں انکا رخ بنک القومیہ کی طرف پھیر دیا جائیگا - شہزادہ ونڈ ایسے قرض کو پسند کرتے ہیں جسکی ذمہ داری دول یورپ متحدہ طور پر نہ کریں -

۲۲ فروری کو شہزادہ ونڈ نے اسد پاشا کی سرگروہی میں ایک وفد کو بار دیا - وفد نے اہل البانیا کی طرف سے شہزادہ سے درخواست کی کہ وہ آزاد و خود مختار تخت کو قبول کرے - شہزادہ نے جواب میں کہا کہ میں اپنی جان و دل کو البانیا کے لیے وقف کرونگا - مجھے امید ہے کہ البانیا کو ایک درخشاں مستقبل تک لیجانے میں ضرور العالی میری مدد کرینگے -

ایک جرمنی اخبار کا بیان ہے کہ ۲۶ فروری کو شہزادہ ونڈ زار روس سے ملنے جائینگے -

۲۱ فروری کو یونان کی طرف سے دول کی یاد داشت کا جواب پیش ہوگیا - یونان نے دول کے اس " منصفانه " فیصله سے اتفاق اور انکا شکریه ادا کیا ہے - جزائر کے متعلق وہ دونوں شرطوں کو منظور کرتا ہے مگر یه چاہتا ہے که جزائر ناقابل حمله قرار پائیں - ترکی کو بھی ان جزائر کے مقابل ایشیاے کوچک کی سرحدوں پر قلعه بندی کی اجازت نه دیجائے - یوں جداطه اور امبروز میں عیسائیوں کو وہی حقوق دیے جائیں جو مسلمانوں کو اسکے جزائر میں ملنے والے ہیں -

وہ مقابله کی پالیسی کو جاری رکھنا نہیں چاہتا ، مگر وادی ارگرو کیسٹرو میں بعض دیہات کے الحاق پر زور دیتا ہے - ان دیہات کے معاوضه میں وہ تیار ہے که البانیا کو ڈھائی ملین فرنک دے اور اس سرحد میں تعدیل کرے جو ساحل البانیا سے لیکے کیپ پکیبیا تک پھیلی ہوئی ہے -

چونکه لفٹنٹ کمال نے جنینیا میں اپنی جگه چھوڑ دیکھی تھی ، اسلیے ان پر کورٹ مارشل ہوا - ۲۲ فروری کی صبح کو وہ گولی سے ہلاک کیے گئے -

ریورنڈ انڈریوز جنوبی افریقه سے روانه ہوگئے - روانگی کی شام کو انہوں نے کیپ ٹائمز میں ایک خط شائع کیا ہے ، جسمیں اپنے ساتھه حسن مدارات کے شکریه کے بعد مسئله اہل ہند کے بابت یه راے ظاہر کی ہے که سابق کی نسبت اسوقت یہاں کی فضا کی حالت بہتر ہے - انکا بیان ہے که اثناء اسٹرائک میں مسٹر گاندھی کے طرز عمل اور جنرل بوتھا کی دانشمندی نے ایک معقول و آشتی آمیز روح پیدا کردی ہے - انکے نزدیک اصلی نقطے دو ہیں ایک تین پونڈ ٹیکس اور دوسرا مسئله ازدواج - نقطه اول کے متعلق وہ کہتے ہیں که انکے نزدیک اسکے حل میں کوئی دقت نه ہوگی - نقطه دوم کے متعلق انکا یه خیال ہے که اگر حکومت جنوبی افریقه صرف ایک شادی کو جائز تسلیم کرے تو بھی یه مشکل حل ہوسکتی ہے لیکن اگر اس حد سے آگے وہ مسلمانوں کے مذہب پر حمله کریگی تو غیر متناہی مشکلات اور غلط فہمیاں پیدا ہونگی -

برطانی مشرقی افریقه کی سرحدوں میں ہنگاموں کی وجه سے مزید چار ہزار فوج کسموں روانه کی گئی ہے -

سوالنش کہتاں قی میرے اور بلوچی حمله آوروں سے نام میں جو جنگ ہوئی ہے اسمیں کپتان قی میر کے آدمیوں میں سے دو مقتول اور دو زخمی ہوے ہیں - میجر گلمسٹید کپتان قی میر کی مدد کے لیے فرماں روانه ہوے ہیں -

الہلال کی ششماہی مجلدات

قیمت میں تخفیف

الہلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھه روپیه میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے که نفع عام ہو ، اسکی قیمت صرف پانچ روپیه کردی گئی ہے -

دوسری اور تیسری جلدیں مکمل موجود ہیں - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشته پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصله بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیه کچھه اسکی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں -

(منیجر)

شذرات

گذشتہ ہفتہ میں سرحد پنجاب سے دو نہایت اہم حادثوں کی خبریں موصول ہوئی ہیں جنکی اصلی حقیقت سے دنیا بدستور تاریکی میں ہے' اور شاید رہے - اسلیے کہ ان دونوں حادثوں کے متعلق ذریعہ اطلاع یا اینگلو انڈین اخباروں کے مراسلہ نگار خصوصی ہیں یا پھر ایسوشیئیٹڈ پریس - اول الذکر کے متعلق تو کچھ کہنا فضول ہے' کیونکہ ان سے توقع ہی کسکو ہے البتہ موخر الذکر کے متعلق ہم اسقدر کہنا چاہتے ہیں کہ ملک کی بدقسمتی سے وہ اب ایک صاحب گوش و ہوش راوی نہیں بلکہ بے روح و حیات فونوگراف ہے' جس سے وہی نغمہ نکلتا ہے جو اسمیں بھرا جاتا ہے - پس اگر آپ میں اچھہ بھی فراست ہے تو پہچان لیجیے کہ یہ لے کسکی ہے -

پہلا حادثہ ۱۹ فروری کا ہے -

بیان کیا جاتا ہے کہ دوشنبہ کی شب کو گیارہ بجے ایک جماعت نے اٹک کے پل پر حملہ کیا' پولیس نے دونوں جانب آتشباری شروع کی - ۸ آدمی نظر آئے' مگر کسی زخمی کا پتہ نہیں ملا - ۱۲ بجے آتشباری موقوف ہوئی - ٹرین روک لی گئی تھی - مگر بعد کو جب اطمینان ہوگیا تو اسے جانے دیا گیا - بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حملہ کا مقصد پولیس کی رائفلیں لوٹنا تھا -

بعد کی خبر میں بیان کیا گیا ہے کہ اس حملہ میں دُزد شاہ کے جتھے کی ناکامیابی کارفرما ہے - حملہ کرنے والے ماہتاب کے بلند ہونے سے پہلے غائب ہوگئے - انکے حملہ غیر معلوم ہیں تعداد کا تخمینہ ۵۰ ہے -

تیسرے تار میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اٹک کے پل پر دو بار حملہ ہوا - پہلا حملہ جمعہ کی شب کو ہوا تھا - جسمیں حریفین نے اینٹیں پھینکیں' اور اسکے بعد حملہ آور چلے گئے - حریفین میں سے کسی کے آدمی زخمی نہیں ہوے -

دوسرے حادثے کی خبر ۲۳ جنوری کی ہے - دہلی کا تار ہے :

حال میں بنیروال نے برطانی قلمرو میں دو سنگین حملے کیے تھے پہلا حملہ بلند گردھی میں ۴ جنوری کو اور دوسرا جبا میں ۹ جنوری کو ہوا تھا جسمیں برطانی رعایا میں سے تقریبا ۸ آدمی کام آئے تھے - چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ ان حملوں کی پاداش میں آج ملاکنڈ کا کالم درہ ملندری سے ہوتا ہوا بنیر میں داخل ہو اور تمام گانوں میں صرف ان دو کو گھیرلے' جنکو سب سے زیادہ ان حملوں سے تعلق ہے - یعنی نواقلی اور لنگی خان بندا جو سرحد سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہیں - اور دونوں حادثوں کے واجبی تصفیہ کی ضمانت کے طور پر انکی جائداد منقولہ پر قبضہ کر لیا جائے -

آج صبح کو ۸ بجکے ۱۵ منٹ پر تھوڑے سے مقابلہ کے بعد درہ ملندری پر قبضہ ہوگیا - فوج نے شب کو نہایت تیز کوچ کیا جسوقت وہ چوٹی پر پہنچی ہے اسوقت ہر طرف کہرا چھایا ہوا تھا - فوج دونوں گاؤں کی تسخیر اور چند اشخاص کی گرفتاری میں کامیاب ہوئی - ہماری طرف کسی نقصان کی رپورٹ نہیں کی گئی -

اس ہفتہ میں دہلی اور لاہور میں بعض خانہ تلاشیاں اور گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں -

دہلی میں امیر چند اور سلطان سنگھ گرفتار ہوے ہیں - امیر چند ایک تعلیم یافتہ آدمی ہے اور مشن اسکول دہلی میں مدرس اور سنسکرت اسکول دہلی میں ہیڈ ماسٹر رہچکا ہے - سلطان سنگھ ایک ۱۴ سالہ لڑکا ہے جسکو امیر چند نے متبنی بنایا تھا -

امیر چند کی گرفتاری کا تعلق بم کیس سے بیان کیا جاتا ہے - اثناء خانہ تلاشی میں کاغذات کے علاوہ اون اور روئی سے بھرا ہوا ایک بکس نکلا' جو ممتحن کیمیاری کے یہاں بھیجدیا گیا - یہ معلوم ہوا ہے کہ بکس سے اس شبہہ کی تصدیق ہوتی ہے جو امیر چند کے متعلق پیدا ہوا ہے -

امیر چند کے یہاں سے بہت سے خطوط بھی برآمد ہوے ہیں' جن میں زیادہ تر سلطان سنگھ کے نام ہیں -

امیر چند کے ساتھہ ایک تیسرا شخص بھی گرفتار ہوا ہے جسکا نام اودھہ بہاری بی - اے' ہے -

دہلی میں خانہ تلاشیوں کے متعلق حسب ذیل کمیونک شائع ہوا ہے :

دوشنبہ اور اسکے دوسرے دن دہلی میں بہت سی خانہ تلاشیاں ہوئی ہیں - پولیس نے یہ کارروائی کچھہ تو اس وارنٹ کی بناء پر کی ہے' جو علی پور کے جوائنٹ مجسٹریٹ نے راجا بازار بم کیس کے متعلق جاری کیا ہے' اور کچھہ اس وارنٹ کی بناء پر جو دہلی کے ڈپٹی کمشنر نے شر انگیز نوعیت کی ممنوع الاشاعت تحریروں کی گرفتاری کے متعلق شائع کیا ہے - ان تحریروں میں سے بعض راجا بازار بم کیس میں بطور شہادت کے پیش ہوئی ہیں - یہ معلوم ہوا ہے کہ دیگر کاغذات کی ایک تعداد گرفتار ہوئی ہے' جو ہنوز زیر امتحان ہے - شبہ کی بناء پر چند اشخاص بھی گرفتار ہوے ہیں - جنمیں سب سے زیادہ قابل ذکر امیر چند سابق مدرس سنٹ اسٹیفن کالج اور اودھہ بہاری بی - اے ہیں - تحقیقات ہو رہی ہے -

بالآخر امید و یاس کی کشمکش اور سخت انتظار کے بعد زمیندار شائع ہوگیا -

اے آتش فراق کہ دلہا کباب کرد !

زمیندار کی اشاعت و عدم اشاعت کا سوال ایک روزانہ اخبار کی موت و زندگی کا سوال نہ تھا کہ اگر صرف اسقدر ہوتا تو یہ ایک شخصی حیثیت رکھتا - اور ہر ہمدردی و تعزیت یا تبریک و تہنیت جو کی جاتی محض شخصی اور پرائیوٹ تعلقات کی بنا پر ہوتی - بلکہ یہ سوال تھا مسلمانان ہند کی بیداری' حس ملی' اور جوش حق پرستی کا' یعنی یہ کہ آیا درحقیقت مسلمانوں میں فرض شناسی و حق پرستی کا جذبہ پیدا ہوگیا ہے ؟ کیا وہ اس ہستی کے لیے کچھہ کرسکتے ہیں جسکو طاقت کے عفریت نے صرف اسلیے نیم بسمل کر دیا ہے کہ اس نے مسلمانوں کی حسیات و افکار کی ترجمانی کی اور اس کی زبان پر حق جاری ہوا ؟

شکر ہے کہ اس کا جواب نفی میں نہیں ملا -

لیکن کسی جاں بلب مریض کے بچنے کی اسوقت مسرت ہو سکتی ہے جبکہ اسکے جسم میں روح بھی رہے' ورنہ اگر اسکی لاش ادویہ کے ذریعہ سے محفوظ رکھہ لی گئی تو یہ ایک لا حاصل فعل ہوگا -

ہم اپنے ہمعصر کو دوبارہ اشاعت پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے زمانے کے لطمات اسکے ہاتھہ سے صبر و استقامت کا دامن نہ چھڑا سکیں' اور وہ ہمیشہ حق و صداقت کی دعوت میں اسی طرح جری و بیباک رہے جسطرح کہ ایک مسلم ہستی کو ہونا چاہیے -

راہ اکتشاف و علم پرستي میں ایک سر فروشانہ اقدام

(بعدي)

قطب جنوبي کے لیے ایک اور مہم

(سر گرمي)

سر ارنسٹ شیکلٹن

اگر کوئي مجھہ سے پوچھے کہ قوموں کی زندگي کے کیا معنی ہیں تو میں کہونگا کہ حوصلہ کی بلندي اور عزم کی پختگي -

اس وسیع کرۂ ارض پر صدہا قومیں آباد ہیں اور ہر قوم کے افراد وہ تمام کام کرتے ہیں جو حیات ظاہري و معنوي کے مظاہر و لوازم سمجھے جاتے ہیں - اسی آسمان کے نیچے اور اسی زمین کے اوپر ہم بھی ہیں اور اہل یورپ بھی' پھر ہم میں جاپانی' چینی اور ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی - ہم سب اکل و شرب' رفتار و گفتار' مسرت و عیش اور رنج و غم میں شریک ہیں -

جسطرح انکی نبضیں متحرک ہیں اسیطرح ہماري نبضیں بھی چلتي ہیں اور اگر انکی رگوں میں خون رواں ہے تو ہماري رگیں منجمد و ساکن نہیں' مگر با ایں همه پھر وہ کیا شے ہے جسکي وجہ سے بعض زندہ بعض نیم زندہ اور بعض جاں بلب کہلاتے ہیں ؟

کیا یہ علو حوصلہ اور رسوخ عزم کے علاوہ اور کوئي شے ہے ؟ جب زندگی کي حقیقت سفر و کوچ ہو اور مسافر راستہ کي مشکلات سے کمر کھولکے بیٹھہ جائے تو اسے کون زندہ کہیگا ؟ زندہ تو وہي ہے جسکے کانٹے چبھیں' پتھروں کي ٹھوکریں لگیں' گھاٹیاں اور غار حائل ہوں' مگر اس کے پیر کو قرار نہ ہو -

ناکامیوں کا صدمہ' مشکلات کا تصور' خطرات و آفات کا خوف یہ تمام چیزیں انسان کي دشمن ہیں' جو اسکے عزم و حوصلہ پر حملہ کرتي ہیں' مگر اسي جنگ میں فتح کا نام تو زندگي ہے - جو قومیں زندہ ہیں انکے لیے ان میں سے ایک شے بھی مانع کار نہیں ہوتي -

قطب جنوبي کے اکتشاف کے لیے کتني ہي مہمیں گئیں' مگر ایک بھي کامیاب واپس نہ آئي - اگر واپس آئي تو ناکام ورنہ برف کے نا پیدا کنار سمندر میں غرق ہوتي گئي' مگر یہ زندگي کي اعجاز نمائي ہے کہ ناکامی و بربادي کی داد و مہریر خوان ہولناک برفستانوں میں جلتی ہے سینوں کی آتش شوق کو افسردہ کرنے کے بدلے انکے شعلے اور بلند کرتی ہے !

کپتان اسکاٹ کی مہم کا جو حسرتناک انجام ہوا وہ انسانی ہمت اور ارادے کے لیے ایک سخت ابتلا و آزمائش ہے - لیکن ابھي اس حادثہ ہمت شکن و حوصلہ فرسا کو دوسرا سال بھی نہیں ہوا کہ ایک اور جماعت اسی بحر ہلاکت میں سفر کے لیے تیار ہے' جسمیں انسانی ہستی کی صدہا کشتیاں غرق ہوچکی ہیں -

قطب جنوبي کی سفر کی تاریخ میں سر ای - شیکلٹن کا نام نیا نہیں اس سفر میں وہ دو سال تک رہے ہیں' اور قطب جنوبی سے ۱۱۱ میل کے اندر پہنچنے کے بعد وہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۰۹ کو واپس' آئے جسکے متعلق وہ اپني کتاب قلب انٹارٹیک میں لکھتے ہیں :

کہ اب ہم انٹارٹیک کی اس نا قابل تاریکی میں رنگ رلیاں منا رہے ہیں' جو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی ہستي میں سرایت کرتی ہے' اور جسے اسی واپسی کی خواہش کا ذمہ دار ہونا چاہیے جو قطب کے خطہ سے لوٹنے والوں پر حملہ کرتی ہے "

اب وہ پھر قطب جنوبی کي طرف ایک مہم لے جانا چاہتے ہیں -

سر ارنسٹ شیکلٹن

(بعض عام حالات)

اس مہم کا نام شاهي مہم ماوراء انٹارٹک رکھا گیا ہے - اسکا مقصد یہ ہے کہ براعظم انٹارٹک کے اس تمام حصہ میں سفر کیا جائے' جو اٹلانٹک کی جانب واقع ہے - یہ حصہ ابھی تک نا معلوم ہے - اگر سر شیکلٹن کو اپنے ارادے میں کامیابی ہوئی اور انھوں نے بحر ویڈل (Weddell Sea) سے بحر روس (Ross Sea) تک کا دورہ کرلیا تو یہ پہلے شخص ہونگے جو اس ملک میں آیا ہے - یہ سفر سمندر هي سمندر میں ہوگا - مسافت کی مقدار تخمیناً ایک ہزار سات سو میل ہوگی -

یوں تو قطب جنوبي کی طرف کون سا سفر آسان ہے - کپتان کا سفر میں کچھہ کم مشکلات نہ تھے' مگر اس سفر کی دقت ایک خاص نوعیت کی ہے - اب تک قطب جنوبی کی طرف جسقدر سفر ہوے ہیں ان میں راستہ میں ایسے مواقع ملتے تھے جہاں رسد کے گودام قائم کیے جاسکتے تھے - مگر اس سفر میں رسد

کے گوداموں کے سلسلہ کا موقع نہیں ملیگا - یعنی مقامی اور موسمی مشکلات پر رسد کی مصیبت مستزاد ہے -

مگر رسد کا انتظام ناگزیر ہے ' اسلیے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ بر اعظم کے دونوں طرف دو جہاز رہیں جو ان لوگوں کو مدد پہنچاتے رہیں -

البتہ اس مہم کو بعض ایسی علمی مددیں بھی حاصل ہیں جن سے پہلے کی مہمیں محروم تھیں - مثلاً تلغراف لاسلکی ' اور ہوائی جہاز وغیرہ

(راستـــہ)

آغاز اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ ع میں مہم بیونس ایرز (Buenos Aires) سے روانہ ہوگی ' اور اگر ہوسکا تو عرض البلد میں ۷۸ درجہ جانب جنوب یعنی اس مقام تک سیدھی چلی جائیگی جو جرمنی مہم نے دریافت کیا تھا -

اگر برف کے حالات سازگار ہوے ' اور بوجہ تک عرض البلد میں ۷۸ درجہ تک جانا ہوگیا تو پھر ساحل کی جماعت فوراً پار روانہ ہوجائیگی - بحر ویڈل سے اگر قطب تک پہنچنا ہوگیا تو امید ہے کہ پھر قطب سے بحر روس تک آنا مشکل نہ ہوگا -

لیکن اگر بد قسمتی سے حالات موافق نہ ہوے اور مہم آغاز نومبر تک بحر ویڈل میں کسی خشکی تک نہ پہنچ سکی تو پھر مجبوراً موسم سرما سے پہلے مستقل سرمائی مرکز اور رسد کے گودام بنائیگی اور آیندہ موسم میں روانہ ہوگی -

اس صورت میں پہلا جہاز بحر ویڈل میں ساحل گراہم لینڈ (Graham Land) پر کام کرتا رہیگا ' جب سردی بہت بڑھجائیگی تو اسوقت جنوبی امریکہ چلا آئیگا ' اور آیندہ موسم میں بحر ویڈل کی جماعت کو لیکے پھر روانہ ہوگا -

دوسرا جہاز نیوزیلینڈ (Nowzeland) روانہ ہوگا اور ایک جماعت کو ماوراء بر اعظم جماعت سے ملنے کے لیے بحر روس میں اتاریگا - اور ماوراء بر اعظم جماعت کو لیکے نیوزیلینڈ واپس آئیگا -

(سفر ما وراء بر اعظم)

ماوراء بر اعظم کا سفر بحر ویڈل میں اٹلانٹک کی طرف سے شروع ہوگا - لیکن ڈاکٹر بروس (Dr Brouce) ۱۹۰۴ میں اسکوشیا (Scotia) سے اترے تھے اور سنہ ۱۸۲۳ ع میں ویڈل جسکے نام سے بحر ویڈل موسوم ہے جنوب میں ۷۴ درجہ تک چلا گیا تھا -

ممکن ہے کہ علم الحیوانات ' جغرافیہ ' طبقات الارض ' اور طبیعات کے علماء جو پہلے جہاز میں ہونگے جاڑے بھر بحر ویڈل میں رہیں ' اور دوسری تین آدمیوں کی جماعت مشرق کی طرف اس قطعہ کے دریافت کرنے کو روانہ ہو جاے جو ہنوز بالکل غیر معلوم ہے -

ماوراء بر اعظم کے سفر میں سر شیکلٹن کے ہمراہ جو جماعت ہوگی اس میں پانچ آدمی ہونگے - یہ لوگ سیدھے قطب کی طرف روانہ ہونگے اگر حالات سازگار ہوے تو سر شیکلٹن سلسلہ کوہ وکٹوریا کو قطع کرکے نئی زمینیں دریافت کرتے ہوے چلے جائینگے - لیکن اگر حالات سازگار نہ ہوے اور انہیں مجبوراً اپنے اس ارادے کو ترک کرنا پڑا تو پھر مشرقی راستہ پر چل کھڑے ہونگے - اس سفر میں غالباً وہ اسکاٹ ' امنڈسن ' اور خود اپنی ابتدائی مہم کے نقشہاے قدم کی پیروی کرینگے امید ہے کہ اسطرح وہ بحر روس میں پہونچکے اپنے دوسرے جہاز سے مل سکینگے -

(جلد سے جلد خبر کب ملیگی ؟)

مہم اپنے ہمراہ دو سال کا زاد راہ لیکے جائیگی ' مگر یہ ضرور نہیں کہ وہ دو سال تک دنیا کے اس عجیب و غریب خطے میں رہے - اگر حالات موافق ہوے اور مہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی یعنی اس نے ایک ہی سال میں تمام خط کا سفر کرلیا تو انکے متعلق غالباً اپریل سنہ ۱۹۱۵ ع میں معلوم ہو سکیگی ' اور اگر موسم بر سر [illegible] بحر ویڈل میں موسم سرما گذارنا

پڑا تو پھر اس صورت کہیں آغاز سنہ ۱۶ ع میں مہم کے متعلق خبریں ملینگی -

(جہاز اور جہاز راں)

جہاز رانی کے متعلق جنکو ذرا بھی علم ہے وہ جانتے ہیں کہ بحر ویڈل میں جہاز رانی بیحد مشکل اور نہایت خطرناک ہے -

سر شیکلٹن کو امید ہے کہ وہ ایورورا Aurora نامی جہاز کے خدمات حاصل کرسکینگے اور اس دفعہ تک اس جہاز میں سفر ہوگا -

یہ وہی جہاز ہے جو ڈاکٹر ماسن Dr. Mawson کی مہم میں تھا -

ایورورا ایک نہایت عمدہ جہاز ہے اسکے قائد کپتان ڈیوس Captain Davis ہیں - کپتان موصوف سر شیکلٹن کی آخری مہم کے آخری حصہ میں صاحب مہم کے جہاز کے کپتان رہچکے ہیں -

مہم کے ہمراہ جو جہاز ہونگے ان میں سے ایک بھی انٹر اٹیک میں موسم سرما بسر نہ کریگا - بحر ویڈل کا جہاز اپنی جماعت کو اتار دیگا - اور موسم جہاز رانی کے ختم ہونیکے بعد وہ آیندہ سال بحر ویڈل کی جماعت کو لینے جائیگا - یہ جماعت اس عرصہ میں نامعلوم خط ساحل کی سراغرسانی میں مشغول رہیگی -

اس مہم سے پہلے جو مہمیں گئیں تھیں انکے ساتھ کے جہازوں میں اسٹیم کے لیے کوئلا استعمال کیا جاتا تھا - مگر صرف اس ایک کوئلے کی وجہ سے گونہ گوں دقتیں پیش آتی تھیں - مگر اس مہم کے ہمراہ جو جہاز جائینگے وہ اسطرح بنائے گئے ہیں کہ انمیں کوئلے کے بجاے تیل سے اسٹیم پیدا کی جائیگی - تیل کے استعمال سے پہلی سہولت تو یہ ہوگی کہ حفظ توازن کی فکر سے نجات ملجائیگی ' کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ تیل کا وزن کوئلے کے وزن سے کم ہے ' اور اسلیے جسقدر وزن کے کوئلے میں جتنی اسٹیم پیدا ہوتی تھی اب اتنی ہی اسٹیم اس سے کم وزن کے تیل سے پیدا ہوگی -

دوسری سہولت یہ ہوگی کہ حوضوں (ٹینکس) میں پانی پمپ کے ذریعہ سے بھرا جاسکیگا - اور جہاز بسہولت و آسانی چلیگا -

غرض اس دفعہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ جہانتک علم و دانش اور حیلہ و تدبیر کا دسترس ہو وہاں تک جہازوں کے سابق مشکلات میں تخفیف کی جاے -

مہم کے دوسرے قائد مسٹر فرینک وائلڈ ہیں - مسٹر موصوف اول درجہ کے پیمائش کرنے والے ہیں - انکا شمار اس عہد کے ان بہترین اشخاص میں ہے جو قطب جنوبی کی تلاش میں نکلے ہیں - انکے تجربہ و مشق کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہ اسکاٹ کے ساتھ سنہ ۱۹۰۷ سے سنہ ۱۹۰۹ تک رہے ہیں - اسکے چند دن کے بعد انہوں نے آسٹریا کی مہم کے ساتھ ایک بہت بڑا سفر کیا ہے -

مہم کے ہر جہاز میں چند علماء حیوانات ' جغرافیہ ' و طبیعیات ہونگے ' تاکہ جہاں سے گذریں وہاں کے ان عنوانات کے متعلق حالات دیکھتے اور قلمبند کرتے جائیں -

جہاز رانوں کی جماعت بڑی نہ ہوگی - کل اسٹاف میں ۳۰ - اشخاص ہونگے - اسقدر تخفیف کی وجہ یہ ہے کہ یہ جہاز کوئلے کے بدلے تیل سے چلینگے - ان ۳۰ آدمیوں کے علاوہ ساحل کی جماعت میں ۱۲ آدمی ہونگے - اس حساب سے جہاز رانوں کی جماعت میں کل ۴۲ آدمی ہونگے -

سر شیکلٹن کے ہمراہ جانے کے لیے جو لوگ آرہے ہیں ان پر سر شیکلٹن کو کامل اعتماد ہے - یہ در حقیقت مہم کی کامیابی کے لیے ایک فال نیک ہے - کیونکہ انتظامات خواہ کتنے ہی مکمل ہوں ' اور ساز و سامان خواہ کتنا ہی ہو مگر پھر بھی مہم کی کامیابی اسکے اعضاء و ارکان کی قابلیت پر موقوف رہتی ہے - گذشتہ مہم میں جو لوگ سر شیکلٹن کے ہمراہ تھے انہوں نے ایسے ایسے عمدہ مشورے دیے جنکا وہم بھی نہ تھا - ان سابق رفقا میں بھی کچھ ہمراہ جانے کے لیے نہایت شوق سے تیار ہیں -

(البقیة تتلی)

علوم القرآن

از جناب مولانا سلیمان صاحب ندوی

(۳)

(اعراب القرآن)

تمام سامی زبانوں میں سے صرف بابلی اور عربی دو زبانوں میں اجزاے کلام کے باہمی ارتباط و تعلق کے اظہار کیلیے اعراب (یعنی آخر حرف میں زیر' زبر' پیش) کا استعمال ہوتا ہے - انہیں اعراب کے ذریعہ سے عربی زبان میں فاعل' مفعول' مضاف' مضاف الیہ' حال' تمیز' وغیرہ کا امتیاز ہوتا ہے - اسلیے ظاہر ہے کہ فہم معنی کیلیے واقفیت اعراب کی کسقدر ضرورت ہے - علماے اسلام نے یہ بہی ضرورت پوری کردی ہے' قران مجید کے اعراب پر بے شمار کتابیں تصنیف کی ہیں' جن میں عموماً الگ ایک سورہ کو بہ ترتیب لیکر اونکے اعراب کی تحقیق کی گئی ہے -

اعراب القران ابو حاتم سہل بن محمد سجستانی المتوفی سنہ ۲۴۸' اعراب القران ابو مروان عبد الملک بن حبیب قرطبی المتوفی سنہ ۲۳۹' اعراب القرآن ابو العباس مبرد المتوفی سنہ ۲۸۶' اعراب القرآن ثعلب نحوی المتوفی سنہ ۲۹۱' اعراب القران ابو جعفر احمد بن محمد النحاس المتوفی سنہ ۳۲۸' اعراب القران حسین بن احمد خالویہ نحوی المتوفی سنہ ۳۷۰ (اس کتاب میں سورۂ طارق سے آخری تیس سورتوں کے اعراب بیان کیے گئے ہیں) غریب اعراب القران احمد بن فارس زکریا لغوی المتوفی ۳۷۵' اعراب القران علی بن ابراہیم حوفی المتوفی سنہ ۴۳۰ (یہ کتاب دس جلدوں میں ہے) مشکل اعراب القران مکی بن ابی طالب قیسی المتوفی سنہ ۴۳۷ (۳ جزء)' ابو طاہر اسماعیل بن خلف صقلی نحوی المتوفی ۴۵۵ (نو جلدوں میں) اعراب القران ابو زکریا خطیب تبریزی المتوفی سنہ ۵۰۲ (چار جلدوں میں)' اعراب القران قوام السنہ ابو القاسم اسماعیل الطلحی الاصفہانی المتوفی سنہ ۵۳۵' اعراب القران ابو البقاء عبد اللہ العکبری المتوفی سنہ ۶۱۶ اس فن کی مقبول و مشہور کتابیں ہیں' انکے علاوہ اس فن کی یہ کتابیں بہی قابل ذکر ہیں - اعراب القران موفق الدین عبد اللطیف بغدادی المتوفی سنہ ۶۲۹ (صرف اعراب سورۂ فاتحہ)' الکتاب الفرید فی اعراب القران المجید حسین بن ابی العز الہمدانی المتوفی سنہ ۶۴۳' المجید فی اعراب الکتاب المجید برہان الدین ابراہیم بن محمد سفاقسی المتوفی سنہ ۷۴۲ (مخلوط باعراب تفسیر) و اعراب القران احمد بن یوسف السمین المصری المتوفی سنہ ۷۵۶' تحفۃ الاقران فیما قری بالتثلیث من حروف القران احمد بن یوسف بن مالک الرعینی الاندلسی المتوفی سنہ ۷۷۷ (اس کتاب میں ان الفاظ کا بیان ہے جنکو مختلف معانی کے لحاظ سے جو زبر زیر پیش تینوں حرکات کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے)

معانی بیان بدیع قران

معانی القران

الفاظ کے بعد قران مجید کے محاسن معنوی کی بحث ہے کہ قران مجید کن معانی پر مشتمل ہے' وہ معانی کن طرق سے ادا ہوئے ہیں' ان معانی کو کن مختلف صلات و حروف روابط سے ادا کیا گیا ہے' اور یہ مختلف صلات و حروف روابط معانی میں کیا اثر پیدا کرتے ہیں' الفاظ کی تقدیم و تاخیر تعریف و تنکیر' اطلاق و تقیید وغیرہ سے معانی میں کیونکر اثر پیدا ہوتا ہے' ان تمام امور کی واقفیت کے بغیر فہم مطالب قران غیر ممکن ہے - اسی لیے علماے ادب نے جنکو اس موضوع پر قلم اٹھانیکا سب سے زیادہ حق تھا' ان مباحث پر نہایت کثرت سے کتابیں لکھیں' جن میں سے حسب ذیل تصنیفات و مصنفین کے نام ہمکو معلوم ہیں :

معانی القران یونس بن حبیب النحوی المتوفی سنہ ۱۸۲' معانی القران علی بن حمزہ کسائی المتوفی سنہ ۱۸۹' معانی القران محمد بن مستنیر قطرب نحوی المتوفی سنہ ۲۰۶' معانی القران ابو زکریا یحیی بن زیاد الفراء المتوفی سنہ ۲۰۷' معانی القران ابو عبیدہ معمر نحوی المتوفی سنہ ۲۰۹' معانی القران اسماعیل بن اسحاق ازدی المتوفی سنہ ۲۲۰' تفسیر معانی القران سعید بن مسعدہ اخفش المتوفی سنہ ۲۲۱' معانی القران ثعلب نحوی المتوفی سنہ ۲۹۱' معانی القران محمد بن احمد بن کیسان نحوی المتوفی سنہ ۲۹۹' معانی القران ابو محمد سلمہ بن عاصم نحوی المتوفی سنہ ۳۱۰' معانی القران ابو اسحاق ابراہیم الزجاج المتوفی سنہ ۳۱۱' معانی القران ابو عبد اللہ محمد بن احمد نحوی المتوفی سنہ ۳۲۰' معانی القران ابو الحسن عبد اللہ بن محمد نحوی المتوفی سنہ ۳۲۵' معانی القران ابو جعفر نحاس نحوی المتوفی سنہ ۳۲۸' معانی القران ابو عبید قاسم بن سلام المتوفی سنہ ۲۲۸' الموضح فی معانی القران ابو بکر نقاش نحوی المتوفی سنہ ۳۵۰' موجز التاویل عن معجز التنزیل احمد بن کامل بن شجرہ المتوفی سنہ ۳۵۰' ایجاز البیان فی معانی القران نجم الدین ابو القاسم محمود نیساپوری المتوفی سنہ ۵۵۳ -

(اعجاز القران)

انبیا پر خدا کی طرف سے جو کتابیں نازل ہوئیں' وہ اپنے معانی' مقاصد' ارشادات اور ہدایات کی بنا پر ہر زمانے میں معجز رہی ہیں' لیکن یہ قران مجید کی ایک خصوصیت ہے کہ وہ اپنے معانی و ارشادات کے ساتھہ اپنے الفاظ' ترتیب کلام' اداے مقصود' اور تعدد مفہوم میں بہی اعجاز رکھتا ہے - یہی سبب ہے کہ صحف قدیمہ گو اپنے معانی کے لحاظ سے اب تک باقی ہوں' لیکن وہ اپنے الفاظ و ترکیب الہامی کے لحاظ سے مدت ہوئی کہ دنیا سے مفقود ہو چکی ہیں - مگر قران مجید جسطرح اپنے معانی تعلیمات اور ہدایات کے لحاظ سے غیر فانی ہے' اوسیطرح اپنے الفاظ و عبارات الہامیہ کے لحاظ سے بہی غیر فانی ہے' قال اللہ تعالی انا لہ لحافظون -

حقیقت اعجاز بیان، اسباب اعجاز کی تشریح انواع اعجاز کی تقسیم و تعلیل، محاسن عبارات قرآن کی تفصیل، نکات و وجوہ بلاغت و فصاحت قرآن کی توضیح، علماے اسلام نے اس خوبی اور عمدگی سے کی ہے کہ حیرت ہوتی ہے، اور اسکے متعلق اس کثرت سے لٹریچر اونہوں نے فراہم کردیا ہے کہ اسکا احاطہ بھی دشوار ہے - اس فن کی پہلی کتاب جہاں تک ہمیں معلوم ہوسکا امام ابوالحسن علی بن حسین رمانی المتوفی سنہ ۳۰۴ کی "النکت فی الاعجاز" ہے، اور دوسری امام سلیمان احمد بن محمد خطابی المتوفی سنہ ۳۸۸ کی اعجاز القرآن، اور تیسری شریف ابو عبد اللہ محمد بن زید بن علی الواسطی المتوفی سنہ ۳۰۶ کی اعجاز القرآن، چوتھی قاضی ابوبکر باقلانی المتوفی سنہ ۴۰۳ کی اعجاز القرآن ہے - شیخ عبد القاہر جرجانی المتوفی سنہ ۴۷۴ نے "المعتضد" کے نام سے شریف ابو عبد اللہ کی کتاب کی شرح لکھی - شیخ کی اسکے علاوہ اعجاز القرآن پر ایک دوسری تصنیف بھی ہے -

متاخرین میں زین المشائخ محمد بن ابی القاسم البقالی الخوارزمی المتوفی سنہ ۵۶۲ کی المدخل علی اعجاز القرآن ابو اسحاق ابراہیم بن احمد الجزری الخزرجی کی اعجاز البرہان فی اعجاز القرآن، امام فخر الدین رازی المتوفی سنہ ۶۰۶ کی اعجاز القرآن، زکی الدین ابن ابی الاصبع قیروانی المتوفی سنہ ۶۵۶ کی البرہان فی اعجاز القرآن ابو بکر محمد بن محمد بن سراقہ المتوفی سنہ ۶۶۲ کی اعجاز القرآن، کمال الدین محمد بن علی زملکانی شافعی المتوفی سنہ ۷۲۷ کی البرہان فی اعجاز القرآن الکبیر اور المجید فی اعجاز القرآن المجید المعجز، اس فن کی نادر تصنیفات ہیں -

یہ تصنیفات عموماً قرآن مجید کے اون طرق بلاغت و وجوہ فصاحت و انواع محاسن پر مشتمل ہیں جو حد اعجاز تک پہونچ گئے ہیں - ضرورت تھی کہ قرآن مجید کے عام محاسن کلام پر بھی گفتگو کی جاتی چنانچہ مجاز قرآن، تشبیہ قرآن، امثال قرآن، اقسام قرآن اور بدائع قرآن پر انکو مستقل فن قرار دیکر علحدہ علحدہ بیسیوں کتابیں لکھی گئیں -

(مجـــاز القرآن)

فطرت انسانی ہے کہ وہ پامال عامیانہ اور کثیر الاستعمال چیزوں سے نفرت کرتا ہے، اور مخصوص الاستعمال نو ایجاد اور دست نارسیدہ اشیا کو پسند کرتا ہے، اسی بنا پر عام اور مبتذل ترکیب و الفاظ فصحا کی زبان میں متروک ہیں، لیکن یہ ظاہر ہے کہ اگر ہر متکلم معانی کیلیے جدید الفاظ گڑھکر اوسکا استعمال شروع کردے تو ہر شخص کی زبان کیلیے ایک نئی ڈکشنری کی حاجت ہوگی، اور دنیا میں باہمی فہم و تفہیم کا سد باب ہوجائیگا، کیونکہ الفاظ سے معانی تک انتقال ذہن فقط ملک یا قوم کے متفق علیہ وضع عام کا نتیجہ ہے اس بنا پر ایک طرف یہ ضروری ہے کہ وضع عام سے انحراف کشی نکی جاے، اور دوسری طرف یہ ضروری ہے کہ کلام میں جدت ترکیب، خصوصیت استعمال، اور بے ابتذالی پیدا ہو - اس مشکل کا چارہ کار صرف ایک چیز ہے یعنی تعبیر معنی کیلیے اون غیر مبتذل، غیر عامیانہ اور مخصوص الفاظ کا استعمال کیا جاے جنکا گو اون معانی کیلیے وضع عام نہو کہ ابتذال پیدا ہوجاے، لیکن ان الفاظ کے معانی موضوعہ اور اون معانی میں جنکو ہم ادا کرنا چاہتے ہیں ایک خاص قسم کی مناسبت و مشابہت ہو جسکی بنا پر جب ہم اون الفاظ کا استعمال کریں ہمارا مخاطب اونکے عام موضوع لہ معنی سمجھے، اور پھر جب وہ اونکو کلام کے مقصود اور موقع و محل کے موافق نہ پاے فوراً اوسکا ذہن ان عام معانی کو چھوڑ کر اونکے مناسب و مشابہ معنی کیطرف منتقل ہوجاے، اور متکلم کا مقصود اوسکے جدید، غیر مبتذل اور غیر عامی الفاظ و ترکیب کے ذریعہ سے سمجھہ جاے -

اس تفصیل سے حقیقت و مجاز کی ماہیت اور مجاز کے حسن شرف اور رفعت کے اسباب کا اظہار مقصود تھا کہ حقیقت الفاظ کا اپنے وضع عام و معروف میں استعمال کا نام ہے، اور مجاز اس عام و معروف وضع کے ذریعہ سے اوسکے مناسب و غیر معروف معنی کو ادا کرتا ہے، اور اس غیر معروفی، بے ابتذالی، اور جدت ترکیب کی بنا پر مجاز حقیقت سے بہتر اور اشرف قرار دیا گیا ہے -

قرآن مجید میں جسکا حسن عبارت، خوبی کلام، اور جدت ترکیب حد اعجاز تک ہے بے انتہا مجازات ہیں جو اکثر کتب سماویہ کی خصوصیت خاص ہے - فن معانی القرآن میں گو علما نے ایک حد تک اسکے مباحث سے تعرض کیا تھا لیکن اسکی اہمیت ایک مستقل فن کی طالب تھی - اس بنا پر مصنفین اسلام نے مجاز القرآن کے نام مستقل و مفرد تصنیفات کا سلسلہ شروع کیا، اس سلسلہ کی پہلی کتاب ابو عبیدہ معمر بن مثنی نحوی المتوفی سنہ ۲۰۹ کی "مجاز القرآن" ہے - سلطان العلماء عز الدین بن عبد السلام المتوفی سنہ ۶۶۰ کی الاشارہ الی الایجاز فی بعض انواع المجاز" اس فن کی بہترین تصنیف ہے جس میں نہایت استیعاب کے ساتھہ قرآن کی آیات کا استقصا اور اونکے معانی کی تشریح کی گئی، اسکے بعد علامہ ابن قیم بن جوزیہ کی تصنیف "الایجاز فی المجاز" ہے - جلال سیوطی المتوفی سنہ ۹۱۰ نے سلطان العلماء کی "الاشارۃ" کا بنام "مجاز الفرسان الی مجاز القرآن" اختصار کیا ہے،

(تشبیہ القرآن)

سینکڑوں معانی اور مطالب ایسے ہیں جو عام نظروں سے پوشیدہ ہیں اور جنکی تشریح و توضیح کیلیے ایک دفتر درکار ہوتا ہے - لیکن سب سے آسان، مختصر اور بہتر صورت اوسکی یہ ہے کہ اونکو بذریعہ تشبیہ ادا کیا جاے، یعنی اونکو ایسے معانی و مطالب کے مماثل ومشابہ قرار دیا جاے جو عام طور سے معلوم ہیں، اور نظروں کے سامنے، ہیں کہ مخاطب ان ظاہر اور واضح معانی سے بواسطہ مماثلت و مشابہت اون مخفی، پیچیدہ، اور دیر فہم معانی و مطالب تک پہونچ جاے -

مذہب چونکہ ما وراے مادہ سے بحث کرتا ہے اسلیے بیشتر مواقع پر اوسکو تشبیہوں سے کام لینا پڑتا ہے - قرآن مجید کے تشبیہات پر عام کتب بیان اور نیز فن معانی القرآن، فن اعجاز القرآن، اور فن مجاز القرآن میں ان پر کامل بحثیں موجود ہیں - اور الجمان فی تشبیہ القرآن لابی القاسم عبد اللہ بن ناقیا البغدادی المتوفی سنہ ۴۸۵ اس فن پر ایک مستقل کتاب بھی ہے -

(امثال القرآن)

جو اغراض تشبیہ سے متعلق ہے بعینہ وہی امثال سے مقصود ہیں - انبیاے مذاہب اور حکماے اخلاق نے تمام طرق استدلال سے زیادہ ان امثال سے کام لیا ہے کہ یہ استدلالات منطقی سے زیادہ موثر اور عام فہم ہیں، اس لیے قرآن مجید میں بھی نہایت کثرت سے امثال ہیں - تفسیر کے ضمن میں مفسرین نے ان امثال کی جو تشریح کی ہے اسکے علاوہ ابو عبد الرحمان محمد بن حسین سلمی نیساپوری المتوفی سنہ ۴۰۶، ابو الحسن علی بن محمد ماوردی المتوفی سنہ ۴۵۰، اور شمس الدین ابن القیم المتوفی سنہ ۷۵۴ نے امثال القرآن" کے نام سے مستقل کتابیں لکھی ہیں -

کارزار طرابلس

(امثلة القران)

حکما کے چھوٹے چھوٹے مقولے اور بلغا کے بلیغ فقرے لوگوں کی زبانوں پر چڑھجاتے ہیں - اور وہی تقریباً انشا پردازی اور ادب کی جان ہوتے ہیں ' اور پھر وہ لٹریچر میں اسقدر سرایت کر جاتے ہیں کہ ان سے سینکڑوں محاورے اور تلمیحات پیدا ہو جاتے ہیں - قران مجید ایجاز اور اعجاز کا ایک بہترین نمونہ ہے ' اسکی سینکڑوں چھوٹی چھوٹی آیتیں اور حکیمانہ فقرے عربی علم ادب کے جز بنگئے ہیں ' جنکے بغیر عبارت میں بلندی اور کلام میں لطف و شیرینی نہیں پیدا ہوسکتی - علماے ادب عربی نے قران مجید کی اس قسم کی تمام آیتیں الگ کردی ہیں - ثعالبی المتوفی سنه ۴۳۰ ع نے کتاب الایجاز والاعجاز میں قاضی ماوردی المتوفی سنه ۴۵۰ ع نے امثال القران میں - جعفر بن شمس الخلافه نے کتاب الاداب میں ' جلال سیوطی المتوفی سنه ۹۱۰ ع نے الاتقان میں مستقل ابواب قران مجید کی ضرب الامثال کو جمع کر دیا ہے -

(بدائع القران)

کلام کے محاسن معنوی کے بعد اسکے محاسن لفظی کا درجہ ہے جنکو عام طور سے " صنائع و بدائع " کہتے ہیں ' اور بلاغت و فصاحت کے ساتھہ اگر یہ چیز کلام میں پیدا ہوجاے تو عجیب لطف دیجاتی ہے - یہ بھی عجیب بات ہے کہ تمام علوم و فنون اسلامیه کے بانی و واضع اول عموماً ارباب خلوت و محراب اور بوریا نشینان ملیهٔ فقر ہیں لیکن علم بدیع کا مخترع اول ایک عباسی شاهزاده ابن المعتز المتوفی سنه ۲۹۲ هـ ' اوسنے ۱۷ بدائع اپنی تصنیف کتاب البدیع میں جمع کیے - قدامه بن جعفر نے جو ابن المعتز کا معاصر تھا نقد الشعر میں ۳۰ تک پہونچاا ' ابو هلال عسکری المتوفی سنه ۳۹۵ نے کتاب الصناعتین میں ۷ کا اور اضافه کیا ' ابن رشیق قیروانی المتوفی سنه ۴۵۶ نے کتاب العمدہ میں ۶۵ بدائع شمار کراے ' شرف الدین احمد بن یوسف تیفاشی نے ۷۰ کیا ' عبد العظیم بن ابی الاصبع المتوفی سنه ۶۵۶ نے کتاب التحریر کے نام سے خاص قران مجید کے بدائع کی کتاب لکھی ' جس میں بدائع کی تعداد ۱۱۰ تک پہونچادی -

---

همزاد

لفظ همزاد کی حقیقت ' همزاد کے وجود پر مفصل بحث ' عمل همزاد کی تشریح اور اوسکی کا آسان طریقہ اور عمل جوانی پر مفصل گفتگو ' تاثیر عمل نه ہونے کے اسباب ' اور اونکی اصلاح ' ادام سعد و نحس کا بیان ' دست غیب کے معنی ' دست غیب کا صحیح مفہوم ' مشکل کے حل کرنیوالے آسان اور مستند طریقے بزرگان دین نے جن طریقوں کی تعلیم فرمائی اونکا بیان - حب ' تفریق ' هلاکی ' دشمن کے اعمال کی تشریح ' غرضکہ هندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے جس میں عملیات پر نہایت وضاحت کے ساتھہ عقلی و نقلی دلائل سے بحث لکھی ہے ' اور سچے پکے - مستند - آسان عمل لکھے گئے ہیں - تین حصوں میں قیمت ہر سه حصص مع محصول ۱۴ آنه -

عرفان کی تجلی — حضرت خواجه غریب نواز اجمیری رح کے حالات میں تمثیل و مختصر تذکرہ قیمت ۴ آنه -

حیات غوثیه — حضرت غوث پاک کے صحیح اور مستند حالات قیمت ۲ آنه -

دهلی کے شہزادوں کے دردناک حالات مع واقعات غدر وغیرہ صفحات ۲۵۰ قیمت ایک روپیه -

ملنے کا پته کے - ایم - مقبول احمد نظامی سیوهاره ضلع بجنور

ختم جنگ کے اسباب

انکشاف حقیقت

شیخ سلیمان الباروني کی تصریح

(۳)

ذرا انصاف کیجیے ! اگر میں روپیه کا طالب ہوتا تو ایک رقم کثیر کونٹ سفورس اور اسکے همراهیوں کے فدیه میں نه مانگتا ' جنہیں میں نے رہا کر کے مسلم پولیس کے نفس سواروں کی حفاظت میں نشانے کے پاس بھیجدیا ؟ کونٹ سفورس ایک مشہور دولتمند اطالی ہے اگر میں اسکے اور اسکے همراهیوں کے فدیه میں لاکھوں روپیه بھی مانگتا تو خود اسکو اور حکومت کو گراں نہ گزرتا - لیکن میں اس حرکت سے باز رہا ' کیونکہ یہ لوگ برای جنگ کے قیدی تھے هماری لئی جنگ کے اسیر نه تھے -

ان لوگوں کو رخصت کرتے وقت میں نے کہا تھا کہ هم نے جو کچھه طے کیا ہے یعنی مقابله کا اعلان و تجدید اسکی اطلاع تم اپنی حکومت کو دیدینا -

یہ لوگ خود اپنے اور نشاط سے اس یقین کے بعد که همارے هاتهه سے ان لوگوں کے نکلنے کی کوئی صورت نہیں جب صحیح و سالم طرابلس پہنچے اور جو کچھه دیکھا تھا بیان کیا تو والی طرابلس کے وکیل کو سخت تعجب ہوا ' اور اسکے جواب میں یہ خط مجھے لکھا :

" جناب فاضل ادیب سلیمان باروني جاراه الله -

همکو قطعی طور پر معلوم نہیں که ۲۴ - اکتوبر کا خط آپکو ملا ہے بہر حال اطالیه کی بعثت علمیه (علمی مشن) کے اعضاء آج بعافیت پہنچگئے - جن کی رہائی هم نے آپکے الطاف و عنایات کی داستان سنی ' اور اس سے پہلے جو کچھه آپکے متعلق سنا تھا اسکی پوری تائید ہوئی - بیشک هم میں اور آپ میں علانیه عداوت کے موجود ہوتے ہوے آپکا یہ طرز عمل آپکی شرافت اور کشادہ دلی کی ایک روشن دلیل ہے -

مستقبل تو الله کے هاتهه میں ہے ' لیکن مجھے آپکو یہ یقین دلانے کی اجازت دیجئے ہے کہ خواہ واقعات کی رفتار کچھه ہو ' مگر هماری حکومت ایک زمانے سے جانتی ہے که عربوں کے دلوں میں آپکی کتنی وقعت ہے اور کونت مرسب آپکے خلوص و لطف کا لحاظ کریگی -

طرابلس الغرب ۱۳ نومبر سنه ۱۹۱۲ ع	جنرل نوماتزون وکیل والی طرابلس -

چونکه کونت سفادور کے ساتهه همارا برتاؤ یہ رہا تھا اسلیے حکومت اطالیا نے همارے آخری مطالبه یعنی خود مختاری کے متعلق مراسلت میں همارے وفد سے ملکے گفتگو کرنے کے لیے کونت مذکور هی کو بھیجا - پھر جب میں تونس آ گیا تو وہاں بھی کونت سفادور هی مجھه سے گفتگو کرنے کے لیے بھیجے گئے -

جب اطالوی اخبارات نے معتبر یہ بہتان لگانا شروع کیا که میں نے اپنی حکومت سے ایک رقم لیکے جنگ ختم کردی ہے ' اور اس رقم کا اندازہ دو ملین تھا ' تو آنکو نہایت افسوس ہوا اور انہوں نے مجھے ایک خط لکھا جو ان دروغ گویوں کی زبان کاٹنے میں تیغ سے زیادہ تیز ہے - یہ خط انہوں نے اس وقت لکھا تھا جب میں پاریس میں تھا ' اور وہ تونس میں ' گفتگو کے ختم ہوچکی تھی اسلیے عنقریب وہ روما جانے والے تھے -

خط کو عربی میں کونسل جنرل اطالیا کے مترجم نے لکھا تھا - وہ خط یہ ہے :

صدیقی !

اس خط کے ہمراہ آپکے بھائی شیخ احمد کے لیے فرمان پناہ بخشی بھیجتا ہوں ' اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ انکو توفیق خیر دے ' اور وہ بخیر و عافیت وطن واپس آئیں - یہی فرمان ایک چیز ہے جو آپ نے مجھہ سے لی ہے ' کیونکہ آپکو ہمیشہ اپنے وطن کے مصالح کی فکر رہتی ہے -

جسطرح آپکے اسلاف مال کو ہیچ سمجھتے تھے اسی طرح آپ بھی اسکو حقیر سمجھتے ہیں - چنانچہ آپ نے اپنی ذات کے لیے ایک حبہ نہیں لیا ' اور اصل یہ ہے کہ مجھے آپ پر جو اسقدر اعتماد ہے وہ آپکی اسی شان استغنا کی وجہ سے -

لیکن با این همه بد قسمتی سے اخباروں نے آپ پر اعتراضات کیے اور بے اصل بہتان لگائے - مگر میں بخوبی جانتا ہوں کہ شاذ و نادر ہی ایسے لوگ ہونگے جو آپکی طرح یہ دعوی کرسکیں کہ اپنے وطن کے فوائد کے سوا نہ کسی شے کا ارادہ کیا اور نہ کوئی شے چاہی - والسلام -

۱۶ جولائی } کونٹ اسفورس

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ایک درہم بھی اس ہاتھہ نے لیا ہے ' یا اس زبان نے مانگا ہے ' یا اس قلم نے ایک حرف بھی لکھا ہے - تو میں اسکو آگ کی قینچی سے کاٹ دیتا ' بیشک میرے پاس اطالی سکے اور نوٹ تھے - یہ بڑے بڑے معرکوں کی غنیمت تھی ' جو ہمارے مجاہدین کو ان مقتول و مجروح افسروں اور سپاہیوں کی جیبوں میں ملے تھے ' جو میدان جنگ میں پڑے رہجاتے تھے - انکو ہم نے فرانسیسی سکوں سے بدل لیا تھا ' کیونکہ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ جب تک ہم نئے سکے نہ ڈھالیں گے اسوقت تک ہم فرانسیسی سکے استعمال کرینگے -

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دولت عثمانیہ نے ہماری مالی مدد کی ' اسکے علاوہ ہندوستان ' شام ' مصر ' اور تونس میں ایسی جماعتیں ہیں جو برابر ہماری مالی مدد کرتی رہتی ہیں -

اسلیے آغاز جنگ سے لیکے انتہاء جنگ تک مجھے جسقدر روپیہ بمد اعانت موصول ہوا ہے اسکی ایک فہرست دیکے اس وہم کے چہرے سے نقاب اٹھاتا ہوں -

اسم معطی	جسقدر رقم کہ موصول ہوئی بحساب فرانسیسی پونڈ
یورپ سے ایک شخص نے	۱۲۰۰
مشرق سے ایک شخص نے	۸۹۰
مغرب سے ایک شخص نے (مع اپنے رفقاء کے)	۲۰۰
یورپ سے ایک اور شخص نے	۴۲۰
اهل مغرب کی ایک متفرق جماعت نے	۲۷
مغرب سے دو شخصوں نے	۱۲

یہ چندے جن لوگوں نے مجھے لاکے دیے تھے - میں نے انہیں اپنے ہاتھہ سے انکے رسیدیں دیں ' اور اپنی حکومت کے خزانچی کو یہ رقمیں دیدیں ' جو کوہ یفرن کی مجلس انتظامی کی معرفت صرف ہوئیں - میرے تونس آنے کے بعد جو چندے آئے وہ میں نے ان مظلوموں اور سرداروں میں تقسیم کردیے ' جو میرے ہمراہ تونس آئے تھے - ان لوگوں سے میں نے انکی دستخطی رسیدیں لیلیں ہیں جو اسوقت تک میرے پاس محفوظ ہیں -

جو شخص میری اس تحریر کو غور سے پڑھیگا اور جنگ اور حکومت کے معاملات سے واقف ہوگا تو اسے یقین ہوجائیگا کہ مجھے جسقدر روپیہ بطریق اعانت ملا تھا یعنی (۲۷۷۷ لیرہ فرانسیسیہ) وہ ایک مہینہ تک ان بارکش اونٹوں کے کرایہ کے لیے بھی کافی نہ تھا جو مجاہدین کا سامان لاتے لیجاتے تھے ' اور اسلیے میں نے ضرور اپنے پاس سے ایک رقم کثیر صرف کی ہے جسکی مقدار میرے علاوہ اور کسی کو معلوم نہیں -

اگر ضرورت نہ ہوتی تو اپنے خدمات کا ذکر نہ کرتا کیونکہ میں نے جو کچھہ کیا ہے وہ وطن و مذہب کی راہ میں کیا ہے ' اسلیے اس کا کسی پر احسان نہیں - لیکن اب جو ذکر آگیا ہے تو اس تقریب سے میں بلا فخر کہتا ہوں کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے اپنی جان ' مال ' زبان ' اور قلم سے اپنی اور اپنے ہموطنوں کی پیشانیوں سے داغ ننگ کے مٹانے کی آخر وقت تک کوشش کی اور سواے ان لوگوں کے جنکا میں نے ذکر کیا ہے اور جنکے احسان کو میں کبھی نہیں بھول سکتا ' اور کسی غیر کے منت کش نہیں ہوے -

میں نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کے علاوہ مشرق و مغرب میں ایک شخص بھی یہ دعوی کرسکتا ہے کہ اس نے ہمیں ایک درہم بھی دیا یا خود حکومت عثمانیہ یہ کہے کہ اس نے ہماری اعانت کی ' بلکہ حکومت عثمانیہ نے تو ہماری یہ مدد کی کہ جو کچھہ سامان جنگ موجود تھا وہ بھی منگوا لیا - اب میں مع اپنے خاندان کے تونس آگیا ہوں اور مصر و آستانہ جارہا ہوں - اگر کسی شخص کو یہ دعوی ہو کہ اس نے براہ راست یا کسی وساطت سے مجھے روپیہ بھیجا اور وہ مجھے پہنچ بھی گیا تو میں اسے اجازت دیتا ہوں کہ وہ مجھہ سے اس رقم کا مطالبہ کرے -

مجھے یقین ہے کہ میں ان شہروں میں آؤنگا اور انشاء الله کسی سے شرمساری کے بغیر واپس جاؤنگا ' کیونکہ تونس آنے کے بعد میرے پاس جسقدر چندہ آئے تھے وہ سب میں نے یہ کہکے چندہ والوں کو واپس کردیے کہ مجھے اب ایسی جنگ کے دوبارہ جاری ہونے کی امید نہیں جس سے اهل ملک کو ذرا بھی فائدہ ہو - اسلیے ان چندوں کو لے لینا بے وجہ ہے - اس پر بہت سے لوگوں نے مجھے خطوط لکھے جن میں اس دیانت و استقامت کی داد دی -

اگر جنگ سے مقصد اصلی حاصل نہیں ہو اور ہمیں وطن عزیز بالا دست قوت کے حوالہ کرنا پڑا تو میری نزدیک اسمیں کوئی عیب نہیں - اسلیے کہ العرب سجال اور ہم تو ہم ' ہم سے زیادہ بڑے لوگوں نے دشمن کی قوت کے آگے ہتیار ڈالدیتے ہیں - اور غیب کا علم تو الله ہی کو ہے -

---

تعلیم نسوان کے متعلق

ہندوستان کے مشہور و معروف عالم دین حضرات مولانا محمد اشرف علی صاحب کا نہایت مدلل و مفصل مضمون جو بارہ صفحہ پر طبع ہوا ہے - صرف دو پیسے کا ٹکٹ بھیجنے پر اس کے دو نسخے روانہ ہوسکتے ہیں -

فقیر اصغر حسین عفی عنہ

دفتر رسالہ القاسم - مدرسہ اسلامیہ دیوبند

عالم اسلامی

از اوڈیسا تا تفلیس

اثر محمود بک رشاد رئیس محکمہ مصر

سلسلہ سیاحت روس

روسی قلمرو میں اوڈیسا ایک نہایت خوشنما شہر ہے - در اصل یہ ایک چھوٹا سا ترکی گاؤں تھا ' اس میں ایک قلعہ تھا ' جو قلعہ حاجی بک کے نام سے مشہور تھا - دریباس نامی اسپین کا ایک باشندہ سنہ ۱۷۶۹ ع میں روسی بیڑے میں ملازم ہوا ' اور ترقی کرتے کرتے امیر البحر کے درجہ تک پہنچگیا - یہی شخص ہے ' جس نے اس گاؤں پر قبضہ کیا ' اور موجودہ شہر کی داغ بیل ڈالی - یہ واقعہ کیتھرائن دوم کے عہد کا ہے -

اسکے بعد اسکے بعد دیگر دو فرانسیسی حکومت روس کے ملازم ہوے - ایک ڈیوک آف ڈاریشیلدو اور دوسرے کونٹ آف دولا نجروں - ان دونوں شخصوں نے اوڈیسا کے حدود وسیع کیے ' اور اسکی رونق و آبادي کو ترقی دي - یہاں کی تجارت برابر ترقی کرتي رهی ' اور اب تو وہ روس کا مرسیلیز ہے -

یہاں سب سے پہلے رومي ' یہودي ' اور بلغاریوں کی ایک جماعت معاش کي تلاش میں آکے آباد ہوئی تھی اور اب تو یہاں صدہا اقوام کے لوگ رہتے ہیں -

اس شہر کا نام ایک قدیم یونانی شہر کے نام سے ماخوذ ہے ' جو اوڈیسوس کہلاتا تھا ' یہ شہر اسی طرف کہیں قریب تھا - اس کا ذکر جنگ طراودہ کي تاریخ میں آتا ہے - اس شہر کي سڑکوں میں ایک سڑک کا بھي نام دریباس ہے - جیسے ایک هائی اسکول بعدہ اسی نام سے موسوم ہے - اور اس حصہ شہر کا نام لانجرون ہے ' جسمیں دریائی حمام ہیں -

اوڈیسا میں متعدد مجسمے ہیں ' جنمیں ایک کیتھرائن دوم اور ایک ریشیلدو کا ہے - لب دریا ایک نہایت عمدہ سڑک ہے - اس سڑک کا نام بولعار نیقولا ہے -

شہر میں بہت سے ہوٹل ہیں ' جن میں سے لندن ہوٹل ' سینٹ پیٹرسبرگ ہوٹل ' کونٹي نینٹل ہوٹل ' اور بریسٹول ہوٹل قابل ذکر ہیں - انکے علاوہ بہت سے بنک ' تھیٹر ' عجائب خانے ' میوہ خانے ' قبرستان ہیں - اوڈیسا کے سب سے بڑے میوہ خانے رو بینا اور فانکونی ہیں - نواح شہر میں حمام ہیں ' جنکے متعلق مشہور ہے کہ وہ صحت کے لیے مفید ہیں -

سب سے پہلے یہاں سنہ ۱۸۱۲ ع میں طاعون آیا - قریب تھا کہ تمام شہر ویران ہوجاے - چنانچہ اموات کی تعداد ۱۳ هزار تھی -

دول اتحاد ثلاثی کے بیڑوں نے بسلسلہ جنگ کریمیا اس کا محاصرہ کیا ' اور گولہ باری بھی کی - یہاں کي آبادي روسی ' اطالی ' اور یہودیوں کا ایک مخلوط مجموعہ ہے - یہاں بعض اطالي خاندان والی کے برابر دولتمند ہیں ' جنکي آمدني ۴۰ ملین روبل ہے -

قسطنطنیہ کي طرف اوڈیسا سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا کوهستانی جزیرہ ہے ' جسے ویڈ رنیسی یعنی اژدهوں کا جزیرہ کہتے ہیں کفاک اللہ شرها -

اوڈیسا سے میں کریمیا روانہ ہوا جو اعتدال آب و ہوا اور حسن مناظر طبعي میں مشہور و معروف ہے - میرا یہ سفر روسکي بار اخوت کمپني کے اسٹیمر پر تھا ' جسکے اسٹیمر رومیاں بار اخوت کمپني کے اسٹیمروں سے کہیں زیادہ صاف و خوشنما ہوتے ہیں ' خصوصاً جبکہ اعلی درجہ کے ہوں - یہ اسٹیمر اپنے سینے سے پانی کو هٹاتا ہوا ہمیں لیکے چلا ' یہاں تک کہ کریمیا کے پہلے بندرگاہ اوپاتوریا میں لنگر انداز ہوا ' جسے تاتاري گوزلاوہ اور روسي کورسوف کہتے ہیں ' یہ پہلے ایک نخاس تھا ' جسمیں غلام اور کنیزیں فروخت ہوا کرتي تھیں -

کریمیا کو سنہ ۱۴۷۸ ع میں ترکوں نے تسخیر کیا اور سنہ ۱۷۸۴ میں روس نے اسے ترکوں سے لے لیا - یہاں ایک جامع مسجد ہے ' جو سنہ ۱۵۵۲ ع میں قسطنطنیہ کي جامع ایا صوفیا کے طور پر بنائي گئي تھی - اسکي آبادي ۲۵ هزار ہے ' جسمیں روسي ' تاتاري ' اطالي ' یہودي ہیں - یہاں سے ۲ فرسخ (ایک روسي معیار مسافت ہے جسکی مقدار ۱۰۳۵ میٹر ہے) پر بحیرہ موئیناک میں اور ۱۸ فرسخ پر بحیرہ ساک میں صحت بخش حمام ہیں - ان حماموں کا موسم ۲۵ مئی سے شروع ہوتا ہے ' اور آخر اگست تک رہتا ہے - اس اثناء میں هزاروں بیمار نہانے آے ہیں -

اوپاتوریا سے ۶۳ فرسخ پر سمفروپول یعني کریمیا کا جدید دارالسلطنت واقع ہے یہ ایک نہایت عمدہ شہر ہے اسکي آبادي ۶۰ هزار ہے -

اوپاتوریا سے ۵ گھنٹے تک چلنے کے بعد همارا اسٹیمر سواسطاپول پہنچا - یہ ایک بہت بڑا شہر ہے ' جسکي سڑکیں بڑي بڑي اور عمارتیں عظیم الشان ہیں ' روشنی برقي ہے - سڑکوں پر ٹریموے چلتي ہے - بندرگاہ میں بحر اسود کا بیڑا رہتا ہے - یہاں روسی محافظ فوج اسقدر ہے کہ نوارد کو اول وہلہ میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے تمام باشندے افسر اور سپاهي ہیں - گو یہ ایک تجارتي شہر ہے ' مگر با ایں همہ اول درجہ کا جنگی شہر معلوم ہوتا ہے -

ریلوے لائنوں نے تمام روس سے اسے ملادیا ہے - یہاں ان تمام افسروں کے مجسمے نصب ہیں جنہوں نے جنگ میں کارهاے نمایاں انجام دیے ہیں ' خواہ یہ افسر بري ہوں یا بحري - ان مجسموں کے علاوہ جنگ کي یادگاریں بھي ہیں جو بلجیم میں واٹرلو کی یادگاروں کے مشابہ ہیں - یہاں کا سب سے زیادہ لطیف مقام میخوسول باغ ہے ' جو لب دریا واقع ہے - باغ میں روزانہ باجا بجتا ہے - افسر اور سپاهي جوق در جوق آتے ہیں ' مگر سپاهیوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں -

یہاں کی سڑکوں میں سے ایک مہتم بالشان سڑک کا نام دولغا ہے - اس سڑک پر ایک بہت بڑا باغ ہے ' جسمیں ایک عظیم الشان گول عمارت ہے - اس گول عمارت کے اندر ایک دائرے میں جنگ کریمیا کے واقعات اور ان ترکی ' فرانسیسی ' انگریزي وغیرہ فوجوں کی تصویریں کندہ ہیں ' جنہوں نے جنگ کریمیا میں حصہ لیا تھا - انکے علاوہ سامان مدافعت ' اسلحہ ' ذخائر ' سامان استحکامات وغیرہ اس باغ میں بکثرت موجود رہتے ہیں -

بندرگاہ کے دہانہ کے قریب ایک دوسري سڑک پر ایک نہایت هي اہم عجائب خانہ ہے - یہ عجائب خانہ محاصرہ سواسطاپول اور ان تمام توپوں ' دیگر انواع اسلحہ ' نقشوں ' وغیرہ کے ساتھ مخصوص ہے جو اس محاصرہ میں استعمال کیے گئے تھے - سنہ ۵۵ - ۱۸۵۴ کے اس محاصرہ نے سواسطاپول کو تاریخ میں مشہور کردیا - یہ محاصرہ اسقدر شدید تھا کہ سواسطاپول قریباً بالکل برباد ہوگیا تھا - مگر اس ٹھوکر کے بعد وہ فوراً سنبھلا اور بسرعت تمام ترقي کے میدان میں چلنے لگا - اسوقت اسکی آبادي ۵ هزار ہے ' جسمیں نصارے زیادہ اور تاتاري اور یہودي کم ہیں -

یہاں چند هوٹل بهي هیں جنمیں سے مشہور ترین کیسٹ هوٹل جو ساحل پر واقع ہے ' اور جران هوٹل ہے - ۱۰ کیلومٹر کے فاصلہ پر خانقاہ مارجرجس ہے ' جسکو بنے هوے اسوقت ایک هزار سال هوے - اس خانقاہ کا موقع نہایت هي عمدہ و خوشنما ہے -

ریل میں جانے والے کے لیے سواسطابول سے کریمیا کے قدیم دار السلطنت باغچہ سرا ے تک ۳۳ کیلومیٹر هیں - باغچہ سراے ایک چهوٹا سا شہر ہے - یہاں عہد قدیم کی چند جامع مسجدیں اور باغ تو هیں ' مگر جدید تہذیب کے آثار ذرا بهی نہیں - نہ عمدہ سڑکیں هیں نہ ٹریموے ' نہ برقي روشنی ' نہ قابل لحاظ هوٹل -

ابهي تک خانات تاتار کا قصر موجود ہے ' جو سولهویں صدي میں بنایا گیا تها -

یہاں کي جامع مسجد کے دروازہ پر یہ عبارت کندہ ہے :

" سلامت کراے خان ابن الحاج سلیم کراے خان سنہ ۱۱۹۰ "

وسط قصر میں ایک فوارہ ہے ' جس پر یہ عبارت لکهی هوئي ہے :

" قیلان کراے خان ابن الحاج سلیم کراے خان غفر اللہ لهما و لوالدیهما سنہ ۱۱۶۲ ع "

اس عبارت کے بعد یہ آیت ہے . " سقاهم ربهم شرابا طهورا " - ان عبارتوں کے علاوہ گلاب کے دو درختوں اور تین قسم کے میووں کی تصویریں بنی هوئي هیں -

وسط قصر میں ایک اور فوارہ ہے جس پر یہ آیت لکهی هوئي ہے " عینا فیها تسمی سلسبیلا " اوپر کي منزل میں ایک بڑا کمرہ ہے ' جسکی دیواروں پر ایک فارسي قصیدہ لکها هوا ہے - قصیدہ کے علاوہ مختلف قسم کے پهلوں کي پلیٹوں کي تصویریں بني هوئي هیں - یہ هال اس قصر کا سب سے زیادہ خوشنما حصہ ہے -

نیچے کی منزل میں ایک هال ہے جسکی چهت دستکاری کا جمیل ترین نمونہ ہے اسکے دروازہ پر یہ عبارت کندہ ہے -

" دروازہ دیوان سلامت کراے خان ابن الحاج سلیم کراے خان سنہ ۱۱۵۹ " اس قصر میں ایک باب السلسبیل ہے جس پر یہ لکها ہے : ان گهروں کے مالک سلطان اعظم اکرم منکلي کراے خان ... الخ -

قصر کے اندر اور باهر باغ هیں - یہی باهر کا باغ آجکل مدرسہ هال کا باغ ہے ' جہاں لوگ سیر و تفریح کے لیے آتے هیں - یہاں جامع سلطاني بهي ہے - مئی میں جبکہ میں یہاں تها تو عشا کی اذان ۸ بجے دیجاتي تهي -

باغچہ سراے میں اسماعیل غصبر نسکي کا ایک اخبار ترکی زبان میں شائع هوتا ہے ' جسکا نام ترجمان ہے - ایک لڑکیوں کا مدرسہ بهي ہے - جسے انکي بیوي چلاتی هیں - اس مدرسہ میں لڑکیوں کو ترکي ' روسی ' عربي ' (ابتدائی پیمانہ پر) عقائد اسلامي ' حساب ' جغرافیہ ' علم الصحة ' خانہ داري ' دستکاري سکهائي جاتي ہے - بعض لڑکیاں قران شریف حفظ کرتی هیں -

باغچہ سراے کي آبادي ۱۸ هزار ہے جسمیں ۱۴ هزار تاتاری ' ۳ هزار نصارى اور ایک هزار یہودي هیں -

سواسطابول سے یالطہ تک تین راستے هیں - دریا ' موٹرکار ' اور ریل - پہلا راستہ عمدہ ہے - مسافر کو کریمیا کے ساحل پرسے رنگا رنگ پہاڑیوں کے دلفریب منظر دکهلائي دیتے هیں ' مگر دوسرا راستہ اس سے عمدہ ہے ' خصوصاً ابتداء باب بیدارسے کہ یہاں سے نو پاکیزہ منظر پہاڑ اور درخت هي درخت نظر آتے هیں - تیسرے راستہ میں کوئي امر قابل ذکر نہیں -

کریمیا کے حمام والے شہروں میں یالطہ خوشنما ترین شہر ہے - اسکي هوا گرمیوں میں نہایت معتدل اور امراض صدر کے لیے بیحد مفید ہے - اسي لیے اسے " نیس روس " کہتے هیں - تمام عمارتیں اور راستے بالکل نئے طرز کے هیں - ایک میونیسپل باغ ہے - اس باغ میں روزانہ باجا بجتا ہے - یہاں کے مشہور هوٹل رشین ملا ایلن اور میریدو هیں - آبادي ۳۵ هزار ہے ' زیادہ تر نصاری هیں اور کمتر مسلمان اور یہودي - یالطہ کے نواح میں لیفیڈیي ' جہاں زار روس موسم گرما میں بسر کرتے هیں ' الوپکا ' اور یانسدا وغیرہ نہایت خوش سواد مقامات هیں -

یالطہ سے میں باطوم آیا - راستہ میں اسٹیمر بہت سي سرحدوں پر سے گذرا ' جن میں اهم ینو دوشي اور کریمیا کا آخري بندرگاہ کیرش ہے - اسے ابسنائے کیرش میں آکے بحر ازوف اور بحر اسود دونوں ملتے هیں -

غربی ساحل کریمیا بادوریا سے شروع هوتا ہے ' اور کیرش میں آکے ختم هوتا ہے ' اسمیں سے بعض حصہ تو میدان ہے اور بعض حصہ کوهستاني ہے - کوهستاني مناظر بیحد دلفریب هیں -

کوہ قاف کا ساحل اناپا سے شروع هوتا ہے ' اور باطوم میں ختم هوتا ہے - تمام ساحل میں جهاڑیاں ' درخت اور انتہا درجہ کے خوشنما پہاڑ هي پہاڑ هیں - اسکي اهم سرحدیں نوور ' سیسک ' (جو ایک بڑا شہر ہے) اور باجري هیں - یہ تمام مقامات سبزي و شادابي میں حرف اور موسم گرما کي بہترین و جمیل ترین قیامگاهیں هیں -

۱۵ - مرست کے فاصلہ پر کوہ اتوس واقع ہے - یہاں ایک خانقاہ ہے ' جو پرانے کوہ اتوس کے راهبوں نے بنائی تهي -

سوخوم قلعہ و اباظا کا دار السلطنت ہے ' یہ بهی میوں اور پهولوں سے پٹا پڑا ہے - اسکی هوا غایت درجہ عمدہ ہے - یہاں سے مصر میوا کو بهیجا جاتا ہے - اسکے نواح میں پرانے شہروں ' هیکلوں ' معبدوں ' قلعوں ' اور گرجوں کے بکثرت کهنڈر ملتے هیں - آبادي ۲۰ هزار ہے - خود قلعہ و اباظا کي آبادي نصف ملین ہے - تین ربع مسلمان اور باقی ارتهوڈکس عیسائی هیں - یہاں کے اکثر مسلمان باشندے هجرت کرکے ترکي آگئے هیں - اب کوہ قاف میں صرف ۳۰ هزار مسلمان هیں جنمیں سے ۸ هزار سوخوم میں هیں اور باقی بحر اسود کے ساحل پر نوور اور سیسک وغیرہ میں پهیلے هوے هیں - اسکے قبائل " اوبخ " کہلاتے هیں -

جہاز پر ایک سیاح کو جاجبري سے لیکے باطوم تک ساحل قرقار میں سرسبز و شاداب پہاڑ اور انکی ۲۰۰ میٹر بلند اور برف پوش چوٹیاں نظر آتي هیں - یالطہ سے تین دن تک چلتے رهنے کے بعد اسٹیمر باطوم پہنچا ' جو بحر اسود میں روس کا آخرین بندرگاہ ہے - باطوم اور اودیسا میں ۵۶۳ میل کا فاصلہ ہے -

باطوم جسطرح کہ ایک تجارتی شہر ہے اسی طرح ایک جنگي شہر بهي ہے -

روس نے اسکے حدود وسیع کیے هیں - نئي سڑکیں نکالي گئي هیں - تمام شہر میں برقي روشنی هوتي ہے - ساحل پر بالکل نئے طرز کا ایک میونسپل باغ ہے ' جسکی تمام سڑکیں بالکل سیدهی هیں - باغ میں روزانہ باجا بجتا ہے -

باطوم میں اس میونسپل باغ کے علاوہ ترکوں کے زمانے کا ایک اور نہایت لطیف باغ ہے ' جو ایک چهوٹے جزیرے کے ساحل پر واقع ہے - یہ باغ اب الیگزندر پارک کہلاتا ہے -

باطوم کي هوا معتدل هے مگر یہاں کے پاني میں صابون بڑی مشکل سے حل هوتا هے - یہاں سویڈن کا مشہور انعام یاب نوبل کے تیل گیس کے کارخانہ هیں - یہیں جان باکو سے مٹي کا تیل آتا هے - اتني مسافت بہت طویل هے اور ۲۴ گھنٹے میں اکسپریس کے ذریعہ سے طے هوتي هے - باطوم کے گیس کے مشہور کارخانوں میں مشہور روتشیلڈ اور مانتا شیف کے کارخانے هیں - ریل میں باطوم سے امرست پر شکوی کے مشہور چاے کے کھیت هیں - باشندوں کي تعداد ۳۷ هزار هے - یہاں کي آبادي روس ' گرج ' ارمن ' چرکس ' اور ترکوں کا ایک مخلوط مجموعہ هے - یہاں کے بہترین هوٹل مشرق ' خوشنما منظر ' فرانس ' اور امپیریل هیں -

میں باطوم سے اندرون قرقار ' قرطاس ' بورجوم اور دا وزاني آیا - یہ شہر اگرچہ چھوٹے هیں مگر اپنے راستوں کے نظاروں پہاڑوں کے سبزہ زار ' نہرهاے رواں ' اور تالابوں کے لحاظ سے قابل دید هیں - قرطاس میں نہرهاے کے علاوہ اور کوئي نے قابل ذکر نہیں هے - هانوں کے پاني کے گرنے کي آواز دور سے سنائي دیتي هے -

جورجوم معدني چشموں کا ایک سہر هے - اسمیں ایک تیز رو اور شدید الصوت نہر هے ' ایک اور نہر هے ' جو اس سے بڑي هے - حل صابون کے باب میں اسکا معمولي پاني باطوم کے پاني کي طرح هے -

خور یا کوردانی تو اس قابل نہیں کہ کوئي اس میں دن بھر یا چند گھنٹوں کے لیے بھي ٹھیرے - البتہ بورجوم سے اسکا راستہ نہایت خوش سواد مقامات سے گیا هے - بورجوم سے ایک نہایت خوش منظر راستہ اباستومان کو گیا هے - اس راستہ میں سفر موٹرکار پر هوتا هے - یہ ابا ستومان وهي شہر هے جو اپنے اعتدال هوا اور حسن مناظر کے لحاظ سے مشہور هے -

بورجوم سے قرقار کے دارالسلطنت تفلیس ریل پر آیا - تفلیس باطوم اور باکو یا بحر اسود اور بحر خزر کے وسط میں واقع هے - سطح آب سے اسکي بلندي ۳۰۰ متر هے -

---

اشتهـــار

طب جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتي تجربے کي بنا پر دو کتابیں تیار کی هیں - صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق موثر تدابیر سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائي هیں - ڈاکٹر کرنیل ریک احمد صاحب نے بہت تعریف لکھہ کر فرمایا هے کہ یہ دونوں کتابیں هر گھر میں هوني چاهئیں - اور جناب هر هائینس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا نے بہت پسند فرما کر اکثر جلدیں خرید فرمائي هیں بنظر رفاہ عام چھہ ماہ کے لیے رعایت کی جاتي هے طالبان صحت جلد فائدہ اٹھائیں -

صحت النساء اصلي قیمت ۱ روپیہ - ۱۰ آنہ - رعایتي ۱۲ آنہ
محافظ الصبیان ' اصلي قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتي ۱ روپیہ -
اردو میڈیکل جورس پروڈنس معہ تصاویر اس میں بہت سی کارآمد چیزیں هیں اصلي قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتي ۱ روپیہ علاوہ محصولڈاک وغیرہ -

ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر میڈیکل افیسر دوجانہ - ڈاکخانہ بیري ضلع رهتک -

جـــزائـــر ایجیـــن

بالاخر انگلستان نے نصرانیت کے لیے اسلام سوز جذبات کے سلسلہ میں اس حلقہ کا بھی اضافہ کردیا ' جس کا مزاج سناشوں کو معروف تھا -

ڈاوننگ اسٹریٹ کے کارکنان قضاء و قدر نے جزائر ایجین کا فیصلہ صادر کردیا جو آپ گذشتہ نمبر کے الاسبوع میں پڑھچکے هیں -

لیکن کیا اسقدر کافی هے ؟ لیکن ظلم هوگا اگر ان جزائر کے حق میں همارے وقت کے صرف چند ثانیے ' همارے جرائد کي چند سطریں ' اور همارے ماتمگساري و حسرت سنجي کے دفتر بے پایاں میں سے صرف ایک لفظ " افسوس " هو -

یہ صحیح هے کہ هم اس کرہ زمین کے ایسے ٹکڑے کھو چکے هیں جنکے آگے ان جزائر کي کوئي حقیقت نہیں ' اور یہ بھی صحیح هے کہ اسوقت هماري پیشاني پر شکن تک نہیں پڑي تھي ' لیکن اگر اسوقت هماري پیشاني شکن آلود تک نہیں هوئي تھي تو اسوقت همارے گالوں بلکہ دامنوں کو خونین آنسوں سے لالہ گوں هونا چاهیے -

ایک زمانے میں زال کا کیسہ جواهرات سے پر رهتا تھا - اسوقت اگر ایک لعل بدخشاني بھي گر جاتا تھا تو اسے احساس تک نہیں هوتا تھا ' مگر اب کہ اس جواهر سے پر رهنے والے کیسے میں چند پیسے رهگئے هیں ' کیا اب اسکي وهي حالت رهیگي ؟ یقین مانیے کہ اگر اب اس کیسے سے ایک پیسہ گریگا تو اسکي آنکھوں سے آنسوں کي جھڑي لگجائیگي -

اس اشکباري سے آپ اسکے طرف کوالزام نہ دیجیے کہ وہ بیچارہ صرف ایک پیسے کو نہیں روتا بلکہ اسکو روتا هے کہ میں کیا سے کیا هوگیا -

یہي حالت هماري هے ' بلکہ اس سے زیادہ درد ناک - هماري جیب خالي هے ' مگر تا اس همہ جو کچھہ اسمیں هے وہ بھي اسقدر قیمتي ایک عالم اسکو للچائي هوئي نظروں سے دیکھہ رها هے - پس اگر اسوقت هماري جیب سے کچھہ گرتا هے تو کیونکر هوسکتا هے کہ زبانیں خاموش اور آنکھیں خشک رهیں -

انگلستان کی تجویز میں صرف جزائر هي دولت عثمانیہ کے هاتھہ سے نہیں نکلے جاتے بلکہ ولاے عزیز جاتا هي مگر غم درد سے نجات ملتي هے ' بلکہ یا تو اس کو ایسے مصارف برداشت کرنا پڑتے هیں جنکي وہ اسوقت متحمل نہیں هوسکتي یا اسے اپنے پس ماندہ سرمایہ حیات کو بھي وقف غارت و تاراج سمجھنا پڑتا هے ' اور افسوس کہ دونوں صورتیں جانکاہ و روح فرسا هیں !

اس اجمال کي تفصیل یہ هے کہ جنگي حیثیت سے جزائر ایجین کي تین قسمیں هیں :

(۱) جو دهانہ درہ دانیال پر واقع هیں ' جیسے ایمروز Imbros ' برزجہ اطہ Tenedos لمنی Lemnos سمادرر Samothrace

(۲) جو خليج ارمير پر واقع هيں ان ميں مدلي Mytilene اور ساقز Chios سب سے زيادہ اهم هيں -

(۳) جو اناطوليا کے ساحل جنوب و مغرب کے طول ميں واقع هيں - انهي ميں وہ بارہ جزيرے هيں جن پر اطاليا قابض ہے -

اب ذرا آپ جزائر ايجين کے نقشے کو سامنے رکھيے - ديکھيے ! گيلي پولي کے روبرو ايک جزيرہ ہے - يہي سمادرو ہے - آپ ديکھتے هيں کہ يہاں سے گيلي پولي پر اور پهر گيلي پولي سے براہ خشکي قسطنطنيہ پر کسقدر آساني سے حملہ هو سکتا ہے - سمادرو کے بعد امبروز ہے - يہ جزيرہ اس طرح واقع ہے کہ سمادرو اور گيلي پولي کو ملاکے ايک مثلث شکل پيدا هوتي ہے - يہاں سے بهي گيلي پولي اور قسطنطنيہ پر بسہولت حملہ هوسکتا ہے - امبروز کے بعد درہ دانيال ہے - درہ دانيال کے دهانے پر بوزجہ اطہ اور لمني واقع هيں - يہ ظاہر ہے کہ لمني سے براہ راست درہ دانيال پر اور بواسطہ بوزجہ اطہ اور بر پوري طرح حملہ هو سکتا ہے - ان دونوں کے بعد مدلي کا نمبر ہے' جو ايشيائ کوچک کي سرحد سے نہايت هي قريب ہے - اور اسي پر حملہ کا بہترين و قريب ترين راستہ ہے - اسکے بعد ساقز ہے - ساقز خليج ازمير در واقع ہے' اور ازمير ميں آنے کے ليے صرف اس خليج کو عبور کرنا ہے - ازمير کے بعد ساموس ہے - مگر يہ خود مختار ہے - اسکے بعد نکاريا ہے - نکاريا سے براہ راست يا براہ ساموس الدين پر حملہ هوسکتا ہے' و هلم جرا -

اس تفصيل سے آپ کو معلوم هو گيا هوگا کہ دونوں اول الذکر قسم کے جزيروں پر سے قسطنطنيہ يا ايشيائے کوچک پر بے تکلف حملہ هوسکتا ہے -

ان جزائر ميں سے سمادرو' لمني' مدلي' ساقز' نکاريا' وغيرہ يونان کے قبضہ ميں هيں' اور امبروز اور بوزجہ اطہ دولت عثمانيہ کے قبضہ ميں -

اب ديکهنا يہ ہے کہ انگلستان نے کيا کيا ہے ؟

انگلستان کي تجويز کا جو خلاصہ رويٹر ايجنسي نے بهيجا ہے وہ يہ ہے کہ باستثناء امبروز' و بوزجہ اطہ' اور تمام جزائر يونان کو دلوائے گئے هيں - يعني بالفاظ ديگر وہ جزائر جنکو يونان اپنے پر شوکت و قوت بيڑے کے باوجود نہيں ليسکا تها وہ تو دولت عثمانيہ کے پاس رهنے ديے گئے' مگر جن جزائر ميں کہ يونان کي فوج اتر آئي تهي وہ اسي کے پاس رهنے ديے گئے -

کيا اگر يہ فيصلہ خود يونان کے هاتهہ ميں ديا جاتا تو وہ اپنے حق ميں اس سے زيادہ مفيد کوئي فيصلہ کرتا ؟

* * *

هماري قومي خصوصيت تو يہ تهي کہ المومن لا يلدغ من جحر واحد مرتين يعني مسلمان کي شان يہ ہے کہ وہ ايک سوراخ سے دو بار نہيں ڈسا جاتا - مگر بد قسمتي سے آج هماري حالت اسدرجہ متغير هوگئي ہے کہ اب هماري قومي خصوصيت يہ ہے المومن يلدغ من جحر واحد الف مرة يعني مسلمان وہ ہے جو هزار بار ايک هي سوراخ ميں ڈسا جائے ! چنانچہ آغاز جنگ ميں هم جسکے فريب ميں آئے تهے انجام جنگ ميں بهي هم اسي کے فريب ميں آئے اور اسکا خميازہ کهينچا !!

اعلان جنگ سے پہلے رياستہائے بلقان سرحدوں پر فوجيں جمع کر رهي تهيں - دولت عثمانيہ نے بهي مقدونيہ ميں فوج جمع کي اور مشقي جنگ شروع کرالي' مگر سفير انگلستان نے آکے هميں يقين دلايا کہ اس وقت تک تم پر حملہ نہيں کيا جائيگا جب تک تمهاري طرف سے تحريک نہ هوگي - فوج کو فوراً منتشر کردو - ورنہ اسکے معني يہ هونگے کہ تم جنگ کا ارادہ رکهتے هو' اور يہ امر حملہ کے ليے محرک هوسکيگا -

هم نے اپني سادہ لوحي سے اعتماد کيا حالانکہ قرآن حکيم نے هميں بتا ديا تها بعضهم اولياء بعض' پس اس اعتماد کا نتيجہ هم نے بهگتا - هماري فوجوں کے منتشر هوتے هي هر چہار طرف سے حملہ هوا جنهوں نے اطمينان دلايا تها وہ تو تماشائيوں کي طرح خاموشي کے ساتهہ تماشا ديکهتے رهے - اسکے بعد اپني ناطرفداري کا اعلان کيا اور اسکے بعد وہ حرکتيں کيں کہ اگر انکا ذکر چهيڑا جائے تو خدا جانے هم اس موضوع سے کتني دور نکل جائيں -

جسطرح کہ آغاز جنگ ميں انگلستان نے پيشقدمي کي تهي اسي طرح انجام جنگ ميں بهي انگلستان هي نے پيشقدمي کي - اس نے دولت عثمانيہ سے اعتماد کي فرمايش کي' اور جب اس نے فرمايش پوري کي تو اس کے صلہ ميں اس گهر کے دروازہ دشمنوں کے ليے کهولديے -

انگلستان نے اصرار کيا کہ جزائر کا فيصلہ مؤتمر الصلح ميں نہ کيا جائے' بلکہ مؤتمر السفراء کے هاتهہ ميں ديديا جائے - اس نے دولت عثمانيہ کو يقين دلايا کہ وہ اسکے مصالح کا لحاظ رکهيگا' مگر جب وقت آيا تو اسکے مصالح کو اسقدر پامال کيا کہ اس سے زيادہ پامال کرنا اختيار سے باہر تها -

اس نے يونان کو سمادرو دلايا' جو گيلي پولي کے محاذي اور نہايت هي قريب ہے - لمني دلوايا' جو درہ دانيال کے عين دهانہ پر ہے - مدلي دلوايا' جو ادوالي سے بہت هي نزديک ہے' اور ساقز دلوايا' جو خليج ازمير پر واقع ہے - مختصراً يہ کہ اس نے يونان کو وہ تمام جزائر دلوادیے جنکي راہ سے وہ بآساني قسطنطنيہ اور ايشيا کوچک پر حملہ کر سکتا ہے -

يہ صحيح ہے کہ امبروز اور بوزجہ اطہ يونان کو نہيں دلوائے گئے مگر يہ کيوں ؟ اسليے کہ دولت عثمانيہ کے مقبوضات محفوظ رهيں ؟ حاشا وکلا ! انگلستان کي يہ دلي خواهش هوگي کہ ديگر جزائر کي طرح ان جزائر پر بهي نصرانيت کا علم لہراتا' مگر يہ کيونکر ممکن تها ؟ يورپ کي سلطنتيں بلکہ خود انگلستان کي عاقبت انديشي کب گوارا کرتي کہ کليد عالم يعني درہ دانيال کو يونان کے رحم پر چهوڑ ديا جاتا ؟ انگلستان نصرانيت يا نصراني سلطنت کي بہبودي کے ليے اسلام کے مصالح کو قربان کرسکتا ہے' مگر کسي يورپ کي سلطنت يا خود اپني معمولي سي معمولي مصلحت کو بهي صدمہ نہيں پہنچا سکتا -

* * *

اس تجويز ميں يہ جزائر يونان کو اس شرط پر دلوائے گئے هيں کہ :

(۱) يہاں کے مسلمانوں کے حقوق کا لحاظ رکها جائے -

(۲) اور ان جزائر ميں کوئي جنگي مرکز نہ بنايا جائے -

انگلستان سمجهتا ہے کہ اس نے اس ابلہ فريبي اور طفل تسلي سے مسلمانان عالم کے دلوں سے ان وسواس و شکوک کو نکالديا جو انهيں بيچين کر رہے تهے' مگر وہ کاش اب هم کو اسقدر سادہ لوح اور نادان نہ سمجهتا کہ اسکے ليے يہي بہتر تها !

اس موقع پر سب سے پہلے همارے سامنے وعدہ آتا ہے' اور يہ خيال آتے هي کہ يہ يورپ کا وعدہ ہے همارے دلوں ميں بے اطميناني و بے اعتمادي کا محشر بپا هوجاتا ہے' کيونکہ تجربہ نے هميں يہ بتاديا ہے کہ يورپ کو اپنے عہد و پيمان کے توڑنے کي اتني پروا بهي نہيں جتني کہ بوٹ کي ليس کے توڑنے کي هوتي ہے -

هم نے يہ بهي ديکهہ ليا ہے کہ دنيا ميں عدل و انصاف کا وجود دماغ کے خانہ تخيل اور کاغذ کے صفحات کے علاوہ اور کہيں نہيں -

صرف ایک شے یعنی قوت ہے ' جسوقت وہ جلوہ فرما ہوتی ہے تو یورپ اسکے چہرہ پر عدل کا نقاب ڈالکے اسکے سامنے سربسجود ہوجاتا ہے - پس جبکہ اس قوت کی دیوی نے ہم سے اپنا رشتہ توڑ کے یورپ سے باندھا ہے تو پھر کون ہے جو یہ شرائط پورے کرائیگا ؟

" مسلمانوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جاے " یہ کوئی نیا دام فریب نہیں - یہ تو وہی فقرہ ہے جو ہمیشہ یورپ نے کسی ملک کو ھلال کی قلمرو سے نکالکے صلیب کی بادشاہی میں داخل کرتے وقت کہا ہے - پھر کیا اس کرہ ارض کی وسیع آبادی میں اسکی ایک عملی مثال بھی پیش کیجاسکتی ہے ؟ کیا اس وسیع عالم نصرانیت میں ایک شخص بھی اس باب میں مرد عہد ہونے کے ساتھہ مرد ایفاء ہونے کا بھی وعدہ کرسکتا ہے ؟

افریقہ ' یورپ ' اور ایشیا ' جاو وہاں کے اسلام سے چھنے ممالک میں پھرو اور سفر کہ وہاں کا ایک ایک ذرہ کیا کہرھا ہے -

" جنگی مرکز نہ بنائے جائیں " مگر اس کا ذمہ کون لیتا ہے ؟ انگلستان ' جس نے اپنے سامنے کریٹ سے بین القومی علم اتروا کے یونانی علم نصب کرایا ! کیا اگر یونان جنگی مرکز بنائیگا تو انگلستان اسے منع کریگا ؟ اسیطرح جسطرح کہ اس نے فرانسیسیوں کو عربوں پر ظلم کرنے سے منع کیا تھا یعنی اپنے جہاز جبل طارق سے فرانسیسیوں کی مدد کے لیے بھیجے تھے ؟

پھر یہ مانا کہ یونان نے ان جزائر میں مستقل جنگی مرکز نہ بنائے ' لیکن اگر خود اس نے جھیڑ کے اعلان جنگ دیا اور گو بعض حصہ اسنے نہ فتح کیا ہو ' مگر واقعہ ادرنہ کی طرح انگلستان نے کہا کہ نہ یونان کے مطلوبہ ملک اسے دیدیے جائیں ورنہ ان جزائر میں ہنگامی مرکز بنائے جائینگے اور تمام ایشیائی ترکی پر حملہ کردیگا تو ہم کیا کرینگے ؟

اصل یہ ہے کہ انگلستان نے اس طرح دولت عثمانیہ کے سر پر دشمن کو کھڑا کردیا ہے کہ وہ کبھی اسکے خیال سے اختلاف کی جرات نہیں کرسکتی ' ورنہ اسکا لازمی نتیجہ ایشیائی ترکی پر حملہ ہوگا -

یہ ہے دولت عثمانیہ کے مصالح کا لحاظ ' جسکا وعدہ مسئلہ جزائر کو موتمرالسفارۃ کے ہاتھہ میں دینے وقت کیا گیا تھا -

انگلستان نے یہ جزائر یونان کو اسلیے دلوائے ہیں کہ یونانیوں کے قدیم وطن ہیں ' اور بقاعدہ " وطن اهل وطن کے لیے ہے " وہی اسکے مستحق ہیں - پھر یہاں کی آبادی ایک ایسی حکومت چاہتی ہے جو مہربان و عادل ہو ' ان میں تعلیم پھیلائے ' شہروں کو آباد و آراستہ کرے ' تجارت و صنعت کو ترقی دے ' اور ملک میں امن و اطمینان کی زندگی پیدا کرے ' اور ترک یہ نہیں کرسکتے - لیکن غور سے دیکھیے تو ان دونوں دلیلوں میں ایک دلیل بھی صحیح نہیں -

" وطن اهل وطن کے لیے ہے " اس قاعدہ کا صور اسوقت بیشک بہت بلند آہنگی سے پھونکا جاتا ہے ' جب کسی ایسے ملک کا سوال درپیش ہو جسکے باشندے نصرانی ہوں اور وہ کسی اسلامی حکومت کے ماتحت ہوں - لیکن صورت حال یہ نہ ہو تو پھر یہ اصول طاق فراموشی میں رکھدیا جاتا ہے - مثال کے لیے زیادہ تفحص و تلاش کی ضرورت نہیں الغانیا ابھی آج کا واقعہ ہے -

پھر ان جزائر میں صرف یونانی ہی آباد نہیں ' بلکہ یہودی ' مسلمان بلغاری وغیرہ بھی رہتے ہیں - خصوصاً مسلمان کہ ان کی ایک کثیر تعداد صدیوں سے یہیں رہتی ہے - ایسی حالت میں یہ جزائر یونان سے کیوں ملحق کیے گئے حالانکہ اپیرس اور سالونیکا میں یونانیوں نے اپنے مختلف الجنس اخوان مذہب کے ساتھہ جو سلوک کیا ہے وہ اس امر کا ایک قاطع و مسکت ثبوت ہے کہ یونانی سخت متعصب و خونخوار قوم ہے ' اور کسی طرح بھی اس قابل نہیں کہ دوسری قومیں اور خصوصاً وہ جو اس سے مذھباً بھی مختلف ہوں اسکے رحم کے حوالے کی جائیں -

اگر درحقیقت مقصود ان جزائر کی اصلاح و ترقی تھی تو پھر کیوں نہ انکو ساموس کی طرح خود مختار کردیا گیا ' کیونکہ یقیناً بحالت خود مختاری وہ اس سے زیادہ ترقی کر سکتے تھے جتنی کہ اب وہ یونانیوں کے ماتحت رہکے کر سکینگے -

لیکن یہ تمام باتیں تو اسوقت ہوتیں جب کہ یورپ کے طرز عمل کا معیار حق و عدل ہوتا یہاں تو بقول مشہور کاتب سیاسی مسٹر نریسین ولف " یورپ نے بلقانی مدبر کی حیثیت سے اپنے طرز عمل کے لیے جس معیار وحید کو شروع سے آخر تک تسلیم کیا ہے وہ خود غرضی اور سختی ہے "

آخری نقطہ بحث یہ ہے کہ انگلستان نے ایشیائی ترکی کو کیوں خطرہ میں ڈالا ' حالانکہ اسکا تو یہ دعوی ہے کہ ایشیاء میں ایک مستحکم ترکی کا وجود اسکے ایشیائی مصالح کے لیے ناگزیر ہے ؟

اس کا جواب انگلستان کے دھاء سیاسی اور آیندہ مقاصد کی ایک سبق آموز و بصیرت بخش داستان ہے -

جو لوگ دولت عثمانیہ کی موجودہ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کاروان اسلام کا یہ آخری نقش پا محض اسلیے اب تک باقی ہے کہ دول یورپ میں شدید رقابت و منافست ہے - اگر یہ رقابت نہ ہوتی تو وہ مسائل طے ہوگئے ہوتے جو ہنوز نا طے شدہ ہیں ' اور جو واقعات اسوقت پیش آے ہیں یہ بلکہ اس سے سخت تر آج سے پہلے پیش آچکے ہوتے - وہ شخص نصرانیت کا سب سے بڑا فرزند ہوگا ' جو دول کی اس رقابت کو دور یا کم از کم اس حد تک کم کردیگا کہ وہ آخذ و اعطا کے اصول پر اس اسکیم کی تکمیل کے لیے متحد ہوسکیں جس کا آغاز اندلس میں ہوا تھا -

سر ایڈ ورڈ گرے جب سے وزیر خارجہ ہوے ہیں انکی تمامتر کوشش یہ ہے کہ کسیطرح یہ رقابت کم ہو ' اور دول یورپ متحد ہوکے کام کرسکیں - ہم باب عالی کے نام دول کی یادداشت اور بلقان کی جنگ ثانی کے علی الرغم کہتے ہیں کہ سر ایڈورڈ گرے اپنی ان کوششوں میں ناکام نہیں رہے -

جدید یورپ کی تاریخ حیات میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ اس نے ازمنہ متوسطہ کی طرح اسلام کے مقابلہ میں متحد ہوکے کام کیا - پہلی کوشش کے بہمہ وجوہ مکمل ہونے کی توقع ایک غلط توقع ہے ' اسلیے اگر اس اتحاد میں جا بجا اختلاف کے رخنے نظر آتے ہیں ' تو اسکو ناکامی سے تعبیر کرنا صحیح نہیں - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دفعۃ چار ریاستوں کا اعلان جنگ ' دول یورپ کا اعلان نا طرفداری ' اسکے بعد فیصلہ بقاء حالت کے ساتھہ ' اسکی تنسیخ ' عدم سقوط کے باوجود تسلیم ادرنہ پر اصرار ' وغیرہ وغیرہ یہ تمام واقعات اسطرح پیش نہ آتے اگر سر ایڈورڈ گرے کی سرگرم کوششوں نے یورپ کے اتحاد سیاسی کا درس اولین نہ دیدیا ہوتا - سچ یہ ہے کہ انگلستان اس فخر میں منفرد ہے کہ اسکے ایک فرزند نے یورپ کو اسدرجہ مسحور کرلیا کہ اسکے اشارے پر سب نے علانیہ صداقت و انصاف کو ٹھکرادیا -

بیشک انگلستان کے ایشیائی مصالح کے لیے ایشیامیں ایک مضبوط ترکی کا وجود ناگزیر ہے ' مگر صرف اسوقت تک جب تک کہ یورپ سبق آموز اتحاد فی العمل اور انگلستان کا پاے اثر راسخ نہیں ہوا ہے - کیونکہ اسکا مایہ الامتیاز حزم و تحوط ابھی اپنے اثر کے استحکام کو ناکامی اور یورپ کو خام کار سمجھتا ہے - ایشیائی ترکی کے استحکام کے لیے اسکے بحری دروازوں پر یونانی متعین کردیے گئے ہیں - سر ایڈورڈ گرے کے حلقۂ تعلیم میں درس اتحاد جاری ہے ' اور استحکام نفوذ و اثر کے لیے کوششیں ہو رہی ہیں - جب یہ دونوں سلسلے پورے ہوجائینگے تو وقت آئیگا جسکے دیکھنے کے لیے خدا کرے اس سرزمین پر کوئی مسلمان نہ رہے - انہ لقول فصل ' وما ہو بالهزل ' انہم یکیدون کیداً لیطفؤ نوراللہ ' واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون -

آثار عتیقہ

حفریات بابل

حفریات بابل پر الهلال نمبر ۱ جلد ۲ میں ایک مفصل مضمون شائع ہوچکا ہے - آج انکے نو دریافت آثار کا ایک اور مرقع شائع کیا جاتا ہے۔

دیکھیے وسط صفحہ میں ایک شخص کی تصویر ہے - یہی ڈاکٹر رابرٹ کولڈ اوئی ہیں ' جنکی زیر نگرانی دوآبہ میں تمام کام ہو رہا ہے - ڈاکٹر موصوف آثار قدیمہ مشرق کے ایک کامل و متبحر عالم سمجھے جاتے ہیں - اونکے ساتھ اور چند اشخاص بھی کام کررہے ہیں ' جنمیں ایک ڈاکٹر مارش بھی ہیں -

اس تحقیقات کے لیے جرمن میں ایک انجمن قائم ہوئی ہے - جسکی اعانت خود

بابل کی قدیم بنیادیں

شاهنشاہ جرمنی نے ایک بہت بڑے عطیہ سے کی ہے - یہی انجمن اس جماعت کو مالی مدد دے رہی ہے -

انکے داهنے طرف ایک تصویر ہے جو اشوریوں کے گول چھتوں والے مقبرے ہیں -

اس زمانے میں اینٹوں کے آگ میں پکانے کا رواج نہ تھا - کچی اینٹیں ہر قسم کی عمارت میں استعمال کی جاتی تھیں - یہ مقبرے بھی کچی اینٹوں کے ہیں - نہ اندر سے اسقدر وسیع ہیں کہ انمیں کئی تابوت بآسانی آسکتے ہیں - انمیں سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں جن پرسے انسان مقبروں کی بالکل تہ تک جاسکتا ہے -

مقبروں کے کھودنے پر لاشیں تو نہیں نکلیں البتہ هڈیاں نکلی ہیں - انکی لاشوں کو

اسیریا کے شکستہ مقبرے

ڈاکٹر رابرٹ کولڈ اوئی جنکی زیر نگرانی دوآبہ دجلہ و فرات میں حفریات کا سلسلہ جاری ہے -

مقدس بیل نیبو

دفن ہوے ڈھائی ہزار سال ہوے ہیں - اسقدر طویل مدت میں بھی ان هڈیوں کا بوسیدہ ہوکے خاک نہ ہونا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے !

اس تصویر کے محاذی ایک اور تصویر ہے ' جسمیں آپکو ایک بیل نظر آتا ہوگا - یہ تصویر بابل کے اس مشہور مقدس بیل کی ہے جسکا نام نیبو (Nebo) تھا -

نو دریافت آثار میں بابل کی دیوی اسٹھر کے مندر کے کھنڈر نکلے ہیں - نیبو کی یہ تصویر اسی مندر کے دروازہ پر بنی ہوئی ہے -

آجکل کی طرح اهل بابل کی عمارتیں بھی پکی اینٹوں کی ہوتی تھیں اور جوڑائی میں چونا استعمال کیا جاتا تھا -

بابل میں ۴۰ فیٹ عمیق غار

تیسری تصویر نبوچدنیزر کے محل کی نیو کی ہے - جسطرح آجکل اینٹوں کے رخ پر کارخانے کا نام یا سنہ ہوتا ہے ' اسیطرح اس نیو میں ہر اینٹ کے ایک رخ پر بادشاہ کا نام اور اسکا شاهی خطاب خط میخی میں لکھا ہوا ہے اور دوسرے رخ پر اسکی تصویر بنی ہوئی ہے -

چوتھی تصویر ایک غار کی ہے جو بابل میں کھودا گیا ہے - یہ ۴۰ قدم گہرا ہے اور کئی سو قدم تک نبوچدنیزر کے شاهی شہر کی پختہ سڑکوں اور نیو تک چلا گیا ہے - خیال یہ ہے کہ وہ تمام رقبہ کھودا جائے جسمیں شاهی محلات وغیرہ تھے - اس خیال کی تکمیل کی طرف یہ غار پہلا اور کامیاب قدم ہے - اسوقت اس غار میں سو آدمی کام کررہے ہیں -

عـريضـه تشنـگان حجاز مكـهٔ مكـرمه

چشم دارم از مسلمانان هـند
عـاطفت بر حـال ما بيچارگان

حجاز كرام تو بعيداً نهر زبيده كے نام اور اسكي ماهيت سے واقف هي هونگے - مگر برادران اسلام ! جنكو ابتك شرف زيارت بيت الله شريف نهيں حاصل هوا هے وه اس نام اور اسكي اهميت سے نا واقف نه هونگے ' اس نهر كا سر چشمه وادي نعمان هے ' جو مكهٔ مكرمه كي سطح سے ٨٠ ذراع بلند اور دس ميل كے فاصله پر واقع هے (عرفات سے يه نهر ١٢ ميل دور هے ' يه نهر هارون الرشيد كي بيوي زبيده نے بصرف زر كثير (١٧ لاكهه مثقال) حجاج كرام كي راحت و سهولت كے ليے بنوائي تهي -

خلفاء عباسي ' و ايوبي ' و آل عثمان هر ايك اپنے زمانه ميں بوقت ضـرورت اسكي مرمت كراتے رهے - سنه ١٣٠٢ هجري ميں مرحوم سيٹهه واحدنا و عبد الله ميمن نے يه خدمت جليل انجام دي - انهوں نے اسكي مـرمـت كے ليے ايك بهت بـڑا سرمايـه هندوستان ميں جمع كيا اور شريف مكه كي اجازت سے كاردان و ماهر انجنيئروں كي زير نگراني اسكو درست كرايا - اور اسكي بڑه شاخيں تمام شهر ميں پهيلا ديں - ان ١٢ شاخوں كے علاوه بڑے بڑے حوض (ٹنـك) بنوالے كه اسميں پاني جمع رهے اور هنـگامي و موسمي ضرورتوں كے وقت كام آئے - سنه ١٣٢٤ هجري تـك اسكي حالت بهت اچهي رهي مگر بعد ازاں پاني ميں قلت هونے لـگي ' يه حالت ديكهكے حضرت امير مكه شريف حسين پاشا نے اسكي تعمير و تصليح كے ليے مصري ' و تركي ' و هندي وغيره معتبر تاجروںكي كي ايك كميٹي جناب سيد عبد الله زواوي ' كي زير رياست اور نـگراني بنام قوميسيون عين زبيده ' مقرر كي اس كميٹي ميں ٣١ ممبر هيں اسكا مقصد يه تها كه مختلف مقاموں سے چنده جمع كرکے نهر مذكور كي از سر نو تعمير كـرائي جائے - كميٹي مذكور نے اپنا كام شروع كيا اور بهت كچهه اصلاح و درستگي كي ' اور اب بهي كچهه نه كچهه كر رهي هے ' ليكن يه ظاهر هے كه روپے كے بغير كوئي كام نهيں چل سكتا - اور اسي كي يهاں سخت ضرورت هے - لهذا جو صاحب اس كار خير ميں شريك هوكے ايك كے بدلے لاكهه كا ثواب لينا چاهيں اسكو چاهيے كه اپنا چنده حسب ذيل اشخاص كے پاس بهيجديں :

شـهر دهلي چانـدني چوك كوٹهي مرحوم حاجي عليجان صاحب بمبئي نمبر ١٣٦ ناگديوي اسٹريٹ حاجي عبد الله و بهائي عبد الرحيم صـاحبان - كلكته نمبر ١٣٦ ازرا اسٹريٹ جناب حاجي سليم محمود خنجي صاحب جو صاحب ان حضرات كو چنده بهيجيں وه اسكو يه بهي لـكهديں كه يه چنده بمد اصلاح نهر زبيده هے و نيز اپنا نام اور پته صاف تحرير فرماليں تاكه رسيد كے بهيجنے ميں دقت نهو -

(خاكسار محمد اسمعيل عفي عنه)

شهر دهلي ميں زير لال قلعه جو ايك مسجد احمد شاه بادشاه كے وقت سے (تقريباً ١٧٠ سال كي) ايك مسلمان رئيس جاويد خواجه سرا كي بنائي هوئي سنهري مسجد كے نام سے مشهور هے وه بعد ايام بلوه سنه ٥٧ ع كے بسبب قرب و جوار ميں آبادي نه رهنے كے غير آباد هوگئي تهي ' اور گورنمنٹ يا حكام ملٹري نے تقريباً مسجد غير آباد هو جانيكے اسپر اپنا قبضه كر ليا اور اسكے احاطه كي ديواروں اور حجره و حوض وغيره كو منهدم و مسمار كرا ديا ' اور مسجد كو غير محفوظ چهوڑ ديا مسجد چارديواري نهونے كے سبب سے مثل چنـدال ميـدان كے هوگـئي هے - اسميں بسـا اوقات جانـور چلے آتے هيں اور صحن كو اپني نجاست سے آلوده كرتے هيں - اور نمازيوںكو نماز ادا كرنے ميں سخت پريشاني اور دقتيں پيش آتي هيں ' جـانوروں كے عـلاوه انسانوں كي بهي ايك سـرائے يا آرامگاه هوگئي هے - هندو چوراهے مسجد ميں بيٹهنے لگتے ' اور حقه چلم پيتے هيں ' اكثر ديكها گيا هے ' كه پلٹن كے سكهه سپاهي مسجد ميں بيٹهكر شراب پيتے هيں جس سے مسجد كي بے حرمتي كے علاوه مسلمانوں كے دلوں پر چوٹ لگتي تهي - اب تقريباً ايك سال سے مسلمانوں نے وهاں كا مستقل انتظام كرديا هے اور با قاعده پانچوں وقت وهاں نماز هوتي هے -

خيال يه هوا كه اس جگه كسي آدمي كا رات دن حفاظت كے ليے رهنا ضـروري هے ورنه يهاں كا انـتظام نهوگا - انهيں دنوں ميں ايك تنهائي پسند درويش مسمى طـالب صفي نامي كهيں سے مسجد ميں آگـئے ' اور شب و روز رهنے لـگے ' جنكے رهنے سے بدكار لوگوں كا مسجد ميں آنا اور رات كو رهنا بند هوگيا - اور مسجد كي حفاظت اور خدمت مسلمانوںكے حسب خواهش و منشا هونے لـگي ' ليكن نهيں معلوم كه كيا وجه هوئي كه ميجر بيڈن صاحب ڈپٹي كمشنر دهلي نے طالب صفي صـاحب كو ٥ - دسمبر سنه ١٩١٣ ع كو اپني كوٹهي پر بلاكر بيان لكهنے كے بعد حكم ديا كه تم دو دن ميں مسجد سے چلے جاؤ ' اور مسجد خالي كردو - اس سے پيشتر بهي اكثر درويش وغيره وقتاً فوقتاً مسجد ميں مقيم هوتے رهے اور مسجد كي محافظت كرتے رهے -

مگر حكام سول نے كسي قسم كي كبهي اسے مزاحمت يا باز پرس نهيں كي - هم نهيں سمجهتے كه ميجر صاحب بهادر نے يه حكم كس مصلحت اور قانون كي رو سے ديا هے - جسكي وجه سے خانه خدا كي توهين اور مسلمانوں كے جائز حقوق كي ضبطي اور دل آزاري متصور هے - اميد هے كه ميجر صاحب اپنے اس فيصله پر نظر ثاني فرماوينگے اور آئنده مسجد ميں رهنے والے اور نماز پڑهنے والوں سے كسي قسم كي مـزاحمت اور سختي اور مسلمانوں كي مذهبي آزادي اور جائز و مسلم حقوق ميں دست اندازي نه كريں -

ايچ - كے - بيباك از دهلي

البانیا کا دار السلطنت کہاں ہوگا ؟

اثر : چارلس وڈ سپسام حال بلقان

کریٹ ۲۰ جنوری سنه ۱۹۱۴

اب کہ فرمانروائے البانیا اپنا کام شروع کرنے والا ہے' ان خیالات کا سمجھ لینا نہایت ضروری ہے جو اس نو پیدا ریاست کے دار السلطنت کے لیے انتخاب مقام میں خود شہزادہ اور اسکے ارباب شوری پر اثر فرما ہونگے -

یوں تو ہر سلطنت کے لیے مقام دار السلطنت کا مسئلہ سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے' مگر البانیا میں جس قسم کے حالات ہیں ان کی وجہ سے تو یہ ایک ایسا مسئلہ ہوگیا ہے جو ریاست کے بننے اور بگڑنے میں بہت ہی نمایاں حصہ لیسکتا ہے - بیشک لفظ البانیا کا آیندہ اور دائمی مرکز جہاں ہو وہ نہ صرف حتی الامکان ایسی جگہہ ہو جسے باشندگان جنوب و شمال اور ملک کے مسلمان و عیسائی سب پسند کریں' بلکہ ایسی جگہ ہو جس سے یہ توقع ہو کہ وہ اعلاً ان مختلف و متعدد حکومتوں کو منعقد کریگی' جو موجودہ بدنظمی کی ذمہ دار ہیں -

نظر انتخاب یقیناً چھہ شہروں میں سے کسی شہر پر پڑیگی - یہ چھہ شہر یہ ہیں -

(۱) سقوطری جو اس ملک میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اہم ہے -

یہاں عمارتیں اور پبلک دفتر موجود ہیں' جو شہزادہ وڈ اور انکی حکومت کے قیام میں دائمی طور پر کام آسکتے ہیں - مگر سقوطری میں بہت بڑا عیب یہ ہے کہ وہ سرحد پر واقع ہے' اسکی آبادی متعصب اور جاہل ہے' اور سالہا سال سے جو واقعات پیش آئے ہیں ان میں آسٹریا نمایاں حصہ لیتی رہی ہے -

(۲) کروجا - جو ایک خوش منظر اور دیہہ نما شہر ہے' اور سقوطری کے جنوب و مشرق میں ۴۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے - اسکی سفارش کے لیے اسمیں اسکے علاوہ اور کوئی وصف نہیں کہ یہ ایک زمانے میں دار السلطنت تھا -

(۳) تیرانا - جو خاندان تاپٹون کا مرکز ہے - جس خاندان اسد پاشا ہے - اگر یہاں اس قبیلہ کا اثر سب سے بالادست نہ ہوتا جسکی وجہ سے شہزادے کا پوزیشن نازک اور اس شک کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہیگا کہ کہیں شہزادہ اسکے ہاتھہ میں کھلونا نہ بنجائے' تو اس شہر کے انتخاب کے حق میں نہایت مستحکم دلائل قائم کیے جاسکتے تھے -

(۴) دروز - اسکا موقع مرکزی ہے' مگر البانیا میں جو شخص سال میں زیادہ تر کسی ساحلی شہر میں رہتا ہے وہ ان لوگوں کی زندگی اور روح کو نہیں سمجھہ سکتا جو اندرون البانیا میں رہتے ہیں -

(۵) البیسن - اگرچہ موجودہ شہر مقتضی ہے کہ اسکی جگہ بدلے - قریب کی پہاڑیوں پر ایک نیا شہر آباد کیا جائے' مگر تاہم میرا خیال ہے کہ البانیا کے دار السلطنت کے لیے بڑی حد تک یہ شہر سب سے زیادہ مناسب ہوگا - صرف اس جغرافی موقع ہی مرکزی نہیں بلکہ یہ ہمیشہ ایک قسم کا دروازہ یا شمال و جنوب کا نقطہ اتصال خیال کیا گیا ہے - اس شہر کو دورینرز اور ویلونا سے ملانے کے لیے ریلوے لائن بنائی جاسکتی ہے' صرف یہی نہیں کہ البیسن' جو پست پہاڑیوں میں محصور اور زیتون کے کنجوں میں مستور ہے کبھی اعیار کی قوت کا مرکز نہیں تھا' بلکہ اس شہر میں البانی قومیت ہمیشہ ترقی پاتی رہی ہے - اس ملک کے تمام شہروں سے زیادہ یہاں کے مسلمان اور عیسائی (جو اپنے عدم جنون مذہبی کے لیے مشہور ہیں) باہم نہایت گہرے دوست ہیں -

خاندان شہزادہ ویڈ جو اسلام آباد البانیا کا بادشاہ منتخب ہوا ہے

(۶) ویلونا - یہ اس حیثیت سے ہنگامی مرکز کہا جاسکتا ہے کہ جب سے کمیشن گذشتہ اکتوبر کو البانیا پہنچا ہے' اسوقت سے اسکا مرکز یہی ہے - دورینرز کی طرح اسمیں بھی یہ بات ہے کہ یہ بندرگاہ ہے مگر یہ انتہاء جنوب میں ایسا واقع ہے کہ دار السلطنت کے لیے اسکا انتخاب ہر جگہ غیر مرغوب ہوگا - یہ انتظام جو بالفعل تجویز ہوا ہے کہ شہزادہ ویڈ آئے اور دورینرز میں رہے' اسکے غیر مناسب ہونے کا آثار مفقود نہیں - اگر یہ تجویز در حقیقت نافذ ہوئی تو یہ ہز رائل ہائنس (شاہزادہ والا) کو اس اعتراض کا ہدف بنادیگی کہ وہ اسد پاشا کی حکومت کی رعایت کرتے ہیں - کمزور پالیسی کے اختیار کرنے سے فوری مشکلات سے نجات ملجاتی ہے' مگر یہ امر ابھی مشکوک ہے کہ آیا اسد پاشا در حقیقت وفاداری کے ساتھہ شہزادے کی تائید کریگا ؟ خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ ایک راہ سے آرہے ہیں جو موجودہ حالت کے ضروریات کے بہت کم مناسب ہے -

الہــلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرھٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ھیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

ہر فرمایش میں الہلال کا حوالہ دینا ضروری ہے

شمس العلما ڈاکٹر سید علي صاحب بلگرامي ایم - اے - ڈي لیٹ بیرسٹـــر ایٹ لا کی میـــڈیکل جیـــورس پـــروڈنس

یعني طب متعلقـه مقـدمـات عـدالت پـر

حکیم سید شمس الله قادري - ایم - آر - اے - ایس - ایف آر - ایچ - ایس - کا ریویو

قبل اس کے که کتاب مذکور کي نسبت کچهه لکها جاے یه بتا دینا مناسب معلوم هوتا هے که میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز هے - کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجه تالیف بیان کرتے هوے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معني ان الفاظ میں بیان کیے هیں :—

" میڈیکل جیورس پروڈنس " علم طب کي اس شاخ کا نام هے جس میں قانون اور طب کے باهمي تعلقات سے بحث کي جاتي هے ' اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانوني و طبي هیں جو عدالتي انصاف سے متعلق هیں ' اور نیز بعض وہ امور جو انسان کي تمدني حالات سے تعلق رکهتے هیں غرض مختصر طور پر یه کها جاسکتا هے که میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم هے جس کے ذریعه سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانوني ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا هے -

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کي جاتي هے جن کي ضرورت فوجداري کاروبار میں لاحق هوتي هے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زهر خوراني وغیرہ کے مقدمات هیں - ان کے متعلق طبي تحقیقات و شهادت کا هونا ان تمام آدمیوں کے لئے ضروري هے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک هیں - مثلاً :

حکام عدالت - عهده داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسي حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نه هو تو اس کا نتیجه یه هوتا هے که کسي بے گناہ کو سزا هوجاتي هے اصل مجرم رها کردیا جاتا هے - اسي طرح اگر کوئي وکیل یا پیروکار ان امور کا ماهر نهیں هے تو شهادت و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان هوتے هیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نهیں کرسکتا اور اس امر سے همیشه مقدمات کے خراب هوجانیکا اندیشه لگا رهتا هے میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نه صرف واقعات سے آگاهي حاصل هوتي هے بلکه ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پهر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کي قابلیت پیدا هوجاتي هے جنپر

عـدل و انصاف کا انحصار هے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیاٹبرک هیر ام - ڈي - ایف - آر - سي - ایس نے ملک انگریزي میں تصنیف کیا تها - پهر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمه کیا اور اصل کتاب پر بهت کار آمـد اضافے اور مفید حواشي زیادہ کردیے هیں ' جسکي وجه سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کرلی هے -

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے هیں جو فوجداري مقدمات میں همیشه در پیش رهتے هیں مثلاً

مقـدمات قـتـل کے متعلق

(۱) زخم - چوٹ (۲) هلاکت کي جوابـدهي (۳) شهادت قرینه (۴) لاش سڑنے کے مدارج (۵) مختلف اعضاے انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا هونا (۸) پهانسي یا گـلا گهونٹنا وغیرہ -

عـورتـوں کے مـتـعـلـق

(۱) زنا بالجبر (۲) بچه کشي (۳) اسقاط حمل -

(۱) معدني سمیات (۲) ملزبي سمیات (۳) نباتي سمیات (۴) حیواني سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاهر هوتے هیں ان کا بیان -

امـــور مختلفـــه کے متعلـــق

(۱) زندگی کا بیمه (۲) جنون (۳) زهر خوراني وغیرہ -

ان تمام ابواب کے ساتهه قانوني نظائر بهي مندرج هیں جن کي وجه سے هر مسئله کے سمجهنے میں بیحد سهولت پیدا هوگئي هے ' اور ساتهه هي ساتهه اس کا بهي پته چل جاتا هے که ایسي حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے هیں -

اس کتاب کے دیکهنے سے فاضل مصنف و مترجم کي اعلی علمی قابلیت ظاهر هوتي هے - مشکل سے مشکل مسئله کو بهي اس طرح بیان کیا هے که وہ نهایت آساني سے بلا کسي مزید غور و فکر کے هر انسان کي سمجهه میں آتا هے - علمي اور قانوني اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں هیں که بغیر کسي ڈکشنري یا ریفرنس بک کي مدد کے ان کے معاني ربط مضمون سے ذهن نشین هو جاتے هیں -

مدت هوئی که اردو میں ایک چهوٹي سي میڈیکل جیورس پروڈنس شائع هوئي تهي ' جو نهایت نا مکمل اور ناقص تهي اور ایک ایسي کتاب کي شدید ضرورت هے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے هر طرح جامع و مکمل هو -

خدا کا شکر هے که یه کمي پوري هوگئي اور ایسے شخص کے قلم سے پوري هوئي جو نظر علمي قابلیت اور همه داني کے اعتبار سے تمام هندوستان میں اپنا نظیر نهیں رکهتا -

امید هے که قانون داں اور فوجداري کار و بار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ هدایت اور خضر رهنما سمجهه کر اس کي ضرور قدر کریں گے - یه کتاب نهایت اعلی اهتمام کے ساتهه مطبع مفید عام آگرہ میں چهپي هے اور (۳۸۰) صفحے هیں - اس کي قیمت سابق میں ۶ روپیه مقرر تهي ' مگر اب عام فائدہ کي غرض سے تین روپیه علاوہ محصول ڈاک کردي گئي هے - اور مولوي عبدالله خان صاحب کتب خانۂ آصفیه حیدرآباد دکن سے مل سکتي هے -

مـولوی غلام علي ازاد بلگرامي کي دو نایاب کتـابیں

(از مـولانا شبلـي نعمـاني)

مولانا غلام علي آزاد ان وسیع النظر مصنفین میں سے هیں که ان کے هاتهه کي دو سطریں هات آجاتي هیں تو اهل نظر آنکهوں سے لگاتے هیں که ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافه هوگیا - اهل ملک کي خوش قسمتي هے که مولوي عبد الله خان صاحب (کتب خانۂ آصفیه حیدر اباد) کی کوششوں سے ان کي تصنیفات سے دو نهایت اعلی درجه کي تصنیفیں آج کل شائع هوئي هیں - سرو آزاد اور مآثر الکرام - سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ هے - یه تذکرہ جامعیت حالات کے ساتهه یه خصوصیت بهي رکهتا هے که اس میں جو انتخابي اشعار هیں ' اعلی درجه کے هیں ' ورنه آزاد کے متعلق یه عام شکایت هے که ان کا مذاق شاعري صحیح نهیں اور خزانه عامرہ اور ید بیضا میں انهوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا هے - اکثر ادنی درجه کے اشعار هیں -

مآثر الکرام میں ان حضرات صوفیه کے حالات هیں جو ابتداے عهد اسلام سے اخیر زمانۂ مصنف تک هندوستان میں پیدا هوے -

دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات هیں جو هزاروں اوراق کے الٹنے سے بهي هات نهیں آسکتیں - میں آزاد کي روح سے شرمندہ هوں که علالت اور ضعف کي وجه سے ان کي نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نه کرسکا ' اور صرف چند اشتهاري جملوں پر اکتفا کرتا هوں - لیکن مجهے امید هے که شائقین فن ' شوق خریداري کا ثبوت دیکر آن کی روح سے شرمندہ نه هونگے - قیمت هر دو حصه حسب ذیل رکهي گئی هے :—

مآثر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیه علاوہ محصولڈاک

سرو آزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیه علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پته یه :—

عبد الله خان صاحب - کتب خانۂ آصفیه حیدر اباد دکن -

تمدن عرب - مولوي سید علي بلگرامي کی مشهور کتاب قیمت سابق ۵۰ روپیه - قیمت حال ۳۰ روپیه

فتح الباري - ۱۴ - جلد مجلد قیمت ۵۰ روپیه

ارشاد الساري - ۱۰ - جلد مطبوعه مصر مجلد ۳۰ روپیه

مسند امام احمد ابن حنبل - ۶ - جلد مجلد قیمت ۲۰ روپیه

المشتهر عبد الله خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانه آصفیه حیدر آباد دکن

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھرکي کسي ایک زبانمیں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسي کار آمد ایسي دلفریب ایسي فیض بخش کتاب لاکھہ روپے کو بھي سستي ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کر لئے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھہ لیجیے - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیجے صرف اس کتاب کي موجودگي میں گویا ایک بڑي بھاري لائبریري (کتابخانہ) کو مول لے لیا -

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کي ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعات - علم ہئیت - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسي اهل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقي راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہي دلمیں سرور آنکھوں میں نور پیدا ہو بصارت کي آنکھیں وا ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمي انکے عہد بعہد کے حالات سوانحعمري و تاریخ عالمي خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کیلیے تندرستي کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کي تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کي فہرست ' انکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بھي کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا بروے انشاپر داري طب انساني جسمیں علم طب کي بڑي بڑي کتابوںکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھي ' شتر ' گائے بھینس ' گھوڑا ' گدھا بھیڑ ' بکري ' کتا وغیرہ جانوروںکي تمام بیماریوںکا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوںکي دوا نباتات و جمادات کي بیماریاں دور کرنا تمام محکموںکے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیواني فوجداري ' قانون محکمات ' میعاد سماعت رجسٹري اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کي بولي ہر ایک ملک کي زبان مطلب کي باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی وہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمي سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسي معلومات آجتک کہیں دیکھي نہ سني ہونگي اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروںکے مکمل حالات وہاں کي تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کي معاشرت کا مفصل حال یاقوت کي کان (روبي واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کي ترکیبیں تھوڑے ہي دنوں میں لاکھہ پتي بننے کي حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کي ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - اسٹریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفصیل حالات وہانکي درسگاہیں دخاني کلیں اور صنعت و حرفت کي باتیں ریل جہاز کے سفر کا مکمل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھہ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ (دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسي دلاویز کہ پڑھتے ہوے طبیعت باغ باغ ہو جاے دماغ کے کواڑ کہلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسي وقت تمام احباب کي خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف

بغیر مدد اُستاد انگریزي سکھلانیوالي کتاب حجم ۲۷۵ صفحے

ننڈن صاحب کا انگلش ٹیچر حجم ۲۷۵ صفحے

ویسے تو آجتک بیسیوں انگلش ٹیچر چھپ چکے ہیں - مگر ننڈن صاحب کے انگلش ٹیچر کا ایک بھي مقابلہ نہیں کرسکتا - اس میں انگریزي سکھیے کے ایسے آسان طریقے اور نادر اصول بتلائے گئے ہیں جنکو پڑھکر ایک معمولي لیاقت کا آدمي بھي بغیر مدد استاد کے انگریزي میں بات چیت کرنے اور خط و کتابت کرنے کي لیاقت حاصل کرسکتا ہے - ہر طرح کي بول چال کے فقرے ہر محکمے کے اصطلاحي الفاظ ہزاروں محاورے جو کسي دوسري کتاب میں نہ ملینگے - انٹرنس پاس کے برابر حامي لیاقت ہو جاوگي - اور جلدي ہي آساني سے انگریزي میں گفتگو کرنیکے قابل ہو جاؤ گے - مجلد کتاب کي قیمت مع محصول صرف ایک روپیہ ۳ تین آنہ دو جلد ۲ روپیہ ۴ چار آنہ چار جلد ۴ روپیہ -

مفت — کتاب انگلش گریمر ہر ایک خریدار کو مفت ملیگي -

تصویر دار گھڑي

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بھي کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑي کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کي تصویر بني ہوئي ہے - جو ہر وقت آنکھہ مٹکاتي رہتي ہے ، جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتي ہے - ڈائل چیني کا پرزے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتي - وقت بہت ٹھیک دیتي ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر درست احباب و سرپرستي چاہیں نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

آٹھہ روزہ واچ

گارنٹي ۸ سال قیمت ۶ چھہ روپیہ

اس گھڑي کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابي دیجاتي ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتي ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتلیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتي - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر سنہري نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت -

چاندي کي آٹھہ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کي آٹھہ روزہ واچ - جو کلائي پر بندھ سکتي ہے مع تسمہ چرمي قیمت سات روپے

بجلي کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کار آمد لیمپ ، ادھي ولایت سے بنکر ہمارے یہاں آئي ہیں - نہ دیا سلائي کي ضرورت اور نہ تیل بتي کي - ایک لمپ راتکو اپني جیب میں یا سرہانے رکھلو جسوقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سي سفید روشني موجود ہے - رات کیوقت کسي جگہ اندھیرے میں کسي موذي جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطرہ سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوے ایکدم کسیوجہ سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبي معلوم ہوگي - قیمت ، معہ محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کي روشني ہوتي ہے ۸ آنہ -

ضروري اطلاع — علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کي گھڑیاں، کلاک اور گھڑیونکي زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتي ہیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں انکا مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کي جاویگي - جلد منگوا لیجیے -

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام توهانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry, (Punjab)

PRINTED & PUBLISHED BY A K AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

کون وہی جانتا ہے - دوسرا کیونکر جانسکتا ہے -

یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان جاں بلب ہو رہا ہے - سردی ہٹانے کیلیے ہر سو بندوبست کرتے ہیں - لیکن بد قسمتی سے دمہ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے - تکلیف دمہ سے پریشان ہوتے ہیں - اور رات دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلتا ہے - اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے - دیکھئے ! آپ اسکو اسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نشیلی اجزاء دھتورہ - بھنگ - بلاڈونا ' پرتاسرای ' اوڈالک دیکر بنتی ہے - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اوصول سے بنی ہوئی - دمہ کی دوا اکسیر جوہر ہے - یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے - بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر اسکے مداح ہیں - آپکے بہت کچھ خرچ کیا ہوگا - ایک مرتبہ اسکو بھی آزما لیں - اسمیں نقصان ہی کیا ہے ' پوری حالت کی فہرست بلا قیمت بھیجی جاتی ہے - قیمت ۴ روپیہ ۴ آنہ محصول ۵ پانچ آنہ -

خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لحق ہو' یا وہ بخار' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے' نیز اسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
المشتہر پروپرائٹر
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

اشتہارات کیلیے ایک عجیب فرصت
ایک دن میں پچاس ہزار ! ! !

" ایک دن میں پچاس ہزار " یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظرسے گذر جاے ' جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں ' تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے - یعنی یہ کہ آپ " الہلال کلکتہ " میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے -

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچیس ہزار بھی نہیں ہیں - لیکن ساتھہ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی آجکل کسی با خبر شخص کو انکار نہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے -

اگر اس امر کیلیے کوئی مقابلہ قائم کیا جاے کہ آجکل چھپی ہوی چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے ؟ تو بلا ادنی مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے ' اور یہ قطعی ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا -

منیجر الہلال ۱-۷ مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ -

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کیلیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ مرجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر' نزلہ ' چکر' اور دماغی کمزوری کے لیے ازبس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل اویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے "

ڈسٹرکٹ و سیشن جج کے خیالات

[ترجمہ از انگریزی]

مسٹر ...ی ... آئی ... ی ... ایس ... ڈسٹرکٹ

و سیشن جج ہوگلی و ہوڑہ

میرے لڑکے نے مسرز ایم - ان - احمد اینڈ سنز [نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٹریٹ کلکتہ] سے جو عینکیں خریدی ہیں' وہ تشفی بخش ہیں - عین وہی ایک عینک بنوائی ہے جو اصلی درجہ کی تیار ہوتی ہے - یہ کارخانہ موجودہ دور میں ایمانداری و اوراقی کا خود نمونہ ہے - ملک میں اسطرح کے کارخانوں کا کھولنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے "

کون نہیں چاہتا کہ میری بینائی مرتے دم تک صحیح رہے - اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ ہمارے تجربہ کار ڈاکٹروں کی تجویز سے قابل اعتماد اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی - کے ارسال خدمت کیجائے -

نکل کی کمانی مع اصلی پتھر کی عینک ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک اصلی رولڈگولڈ کی کمانی مع پتھر کی عینک ۸ - روپیہ سے ۱۲ روپیہ تک محصول ۶ آنہ -

نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی - کلکتہ

اہل قلم کو مژدہ

کیا آپ ملک برہما میں اپنی کتاب میرے ذریعہ فروخت کرنا چاہتے ہیں؟ اگر منظور ہو تو شرائط و کمیشن بذریعہ خط وکتابت طے فرمائیے "

منیجر یونیورسل بک ایجنسی

نمبر ۳۲ - بروکنگ اسٹریٹ - رنگون

The Universal Book Agency,
32 Brooking Street
Rangoon

ہندوستانی دواخانہ دھلی

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو عظیم الشان دواخانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے اعتبارات کے ساتھ بہت مشہور ہوچکا ہے - صدہا دوائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اس کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار' صفائی' ستھرا پن ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :

ہندوستانی دواخانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -

فہرست ادویہ مفت (خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی دواخانہ دھلی

کیا آپ پان کھاتے ہیں ؟

— :*: —

آزاد کمپنی مراد آباد کا تمباکو خوردنی پشاور سے کلکتہ تک پسند کیا جاتا ہے - ارزاں اور نفیس' قیمت ۱۲ آنہ سیر سے ۶ روپیہ سیر تک - گلابی معدنی دانتوں کا بہترین محافظ قیمت فی ڈبیہ ۵ آنہ -

المشتہر منیجر آزاد کمپنی مراد آباد
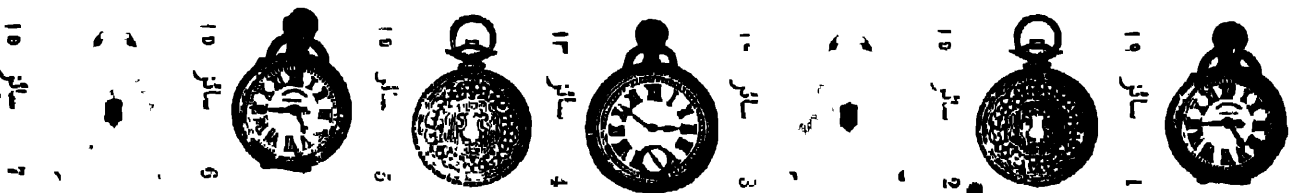
1 — سسٹم راسکوپ لیور واچ خوبصورت مضبوط برابر چلنے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول دو روپیہ آٹھ آنہ
2 — امیر واچ سلنڈر خوبصورت ڈبل مثل کیس ٹھیک ٹائم دینے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول پانچ روپیہ
3 — چاندی ڈبل کیس لیور واچ نہایت مضبوط ہر جوڑ پر یاقوت جڑا ہوا گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول بارہ روپیہ
4 — چاندی کی لڈی واچ یا ہاتھہ کی زیب دینے والی اور خوبصورتی میں یکتا معہ تسمہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول چھہ روپیہ
5 — چاندی ڈبل کیس منقش علاوہ خوبصورتی کے ٹائم میں آزمودہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول سات روپیہ
6 — پٹنٹ راسکوپ سسٹم لیور واچ بہت چھوٹی اور خوبصورت گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول تین روپیہ آٹھ آنہ
7 — کرو والزر سلنڈر واچ چاندی ڈبل کیس اسکی مضبوطی کی شہرت عام ہے گارنٹی ۳ سال قیمت معہ محصول پندرہ روپیہ

نوٹ خدا کا شکر ہے کہ جسقدر ہمارے معزز خریدار اس اشتہار سے گھڑیاں منگاتے ہیں آجتک کسی کے شکایت نہیں کی

المشتہر :— ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمتلہ کلکتہ

M. A. Shakoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O Dharamtollah, Calcutta.

32

لاتهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۹ و ۱۰ | کلکتہ : چہار شنبہ ۶ و ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴

Calcutta Wednesday, March 4 & 11, 1914.

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4-12

مدیر مسئول و خصوصی
احمد الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۹ و ۱۰ — کلکتہ : چہارشنبہ ۶ و ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta. Wednesday, March 4 & 11, 1914.

فہرس

تصاویر

ایک عظیـــم الشـان دیني تحـــریک کي انتهـــائي تخـــریب !

دار العلـــوم نـدوۃ العلـمـــا کا خـــاتمـــہ !

طلبـــاے مـدرسہ کي اسٹــرائـک

اور

مسلمـــانوں کی غفلـــت کا آخـــري نتیجـــہ !

بالاخر پانی سر سے گذر گیا اور ندوۃ العلما کی بربادیوں کی طرف سے قوم نے جس طرح آنکھیں بند کرلی تھیں، اسکے انتہائی نتائج معجزہ کا ظہور شروع ہوگیا - آج ایک تار سے معلوم ہوا ہے کہ دار العلوم ندوۃ العلما کے تمام طلبا نے اپنی شکایتوں سے تنگ آکر آخري علاج اختیار کیا ہے اور اسٹرائک شروع کردي ہے :
انا للہ و انا الیہ راجعون !

* * *

جو غفلت ندوہ کی طرف سے کی گئی تھی، اسکا لازمی نتیجہ یہی تھا، اور پچھلے دو تین ہفتے کے اندر بار بار مجھ اسکا خوف ہوا تھا - مدارس در اصل ایک چھوٹی سی آبادی ہوا کرتے ہیں جنکے لیے اکثر شخصی حکومتوں کی مطلق العنانیاں مضر ہیں، نہ خود مختاری اور بے رعبی کی طوائف الملوکی بھی برداشت ہے۔ اس آبادی کا حقیقی امن یہ ہے کہ اسکے بسنے والے صرف اپنے ایک ہی کام یعنے عشق علم و شیفتگی درس و تدریس میں مشغول رہیں اور اسکے انتظام کو، جسکی درستگی باہر کی اصلاحی قوتوں سے ہوتی ہے، خود اپنے ہاتھوں میں نہ لیں۔

اس بنا پر مدرسوں کی اسٹرائک اصولاً کوئی اچھی چیز نہیں ہے اور امن و نظام کی ایسي غارت ہے جسے کوئی پسند نہیں کریگا -

تاہم ایسا ہوتا ہے اور خرابیوں اور شکایتوں کا جب کوئی علاج نہ کیا جاے تو اسکا اصلي علاج بالمثل خرابي ہی ہے - اسکی ذمہ داري حکام مدرسہ پر ہے اور پھر اس سے بھی زیادہ قوم پر جس نے باوجود بصارت رکھنے کے دیکھنے سے انکار کردیا !

* * *

ابھی ایک ہفتہ بھی پورا نہیں ہوا ہے کہ میں لکھنؤ میں تھا اور طلبا کو نہایت بیقرار و مضطر پاتا تھا - وہ قوم کی طرف سے بالکل مایوس تھے اور کہتے تھے کہ ہماری حالت کا اب کوئی پرساں نہیں - میں نے انھیں اطمینان دلایا کہ کوئی نہ کوئی صورت اصلاح حال کی بہت جلد اختیار کی جائیگی کیونکہ میں اس وقت تک اپنے اس سوداے خام میں مبتلا تھا کہ ندوہ کی مشکل کی چند ارباب اصلاح کی سعي سے حل کیا جاے - معلوم ہوتا ہے کہ بے چینیاں زیادہ بڑھ گئیں جنکے لیے یہ تشفی کافی نہ تھي اور بالاخر اس ناگوار صورت میں شکایتوں نے ظہور کیا -

* * *

بہت زیادہ تفصیلي حالات جو چند دنوں کے اندر پیش آے ہوں مجھے معلوم نہیں لیکن اس اسٹرائک کے بعض قوي اسباب تقریباً ایک ماہ سے پیدا ہوگئے تھے - اُن کی مجھے خبر ہے -

کالجوں اور مدرسوں میں جب کبھی اسٹرائک ہوتی ہے تو عموماً اسکا سبب کوئی غیر تعلیمی شکایت ہوتی ہے یا کسی انتظامي استبداد نے لڑکوں کو مجبور کردیا ہوتا ہے - اس اسٹرائک کیلیے بھي ایسے اسباب موجود ہونگے لیکن سب سے زیادہ قوي سبب اسکا خالص تعلیمي ہے - یعنے طلباء ندوہ اپنے کسي آرام و راحت کیلیے نہیں، کسي انتظامي خود مختاری کیلیے نہیں، کسی زیادہ فرصت اور کم محنت کے حصول کیلیے نہیں، بلکہ صرف اسلیے مرثاسي ہیں کہ جس مقصد عزیز کیلیے انھوں نے اپنے وطن اور گھر کے آرام کو چھوڑا ہے، اور جو خود اس عمارت کے قیام کا اصلي مقصد اور اس اجتماع کی غرض حقیقي ہے، یعنے تعلیم اور حصول تعلیم، خود اسکی راہ میں موانع پیدا کیے جاتے ہیں اور انکو خلاف قانون و قاعدہ روکا جاتا ہے تاکہ وہ اس سے زیادہ علم حاصل نہ کریں جسقدر مدرسین مدرسہ انھیں مدرسہ کے اندر دیسکتے ہیں -

مولانا شبلی جب حیدر آباد سے لکھنؤ آے تو طلباء دارالعلوم نے خواہش کی کہ اوقات مدرسہ سے خارج ایک خاص درس انھیں بھی دیں جیسا کہ ہمیشہ تفسیر وغیرہ کا لیا کرتے تھے چنانچہ مغرب کے بعد صحیح بخاری کا درس شروع ہوا اور طلبا نہایت دلچسپی اور شغف سے شریک ہونے لگے -

چونکہ حکام ندوہ کو نہیں معلوم کیوں، طلبا کا پڑھنا ناگوار گذرا اور انھوں نے علانیہ روکنا شروع کردیا - جب اسپر بھي طلبا نے جانا ترک نہ کیا تو باقاعدہ طور پر حکماً و جبراً روکدیا کہ جو شخص دارالعلوم میں پڑھتا ہے وہ دارالعلوم سے باہر کسي شخص سے کچھہ نہ پڑھے !

حالانکہ یہ ایک ایسا تمسخر انگیز قانون ہے جو آجتک کسي مدرسے میں جو تحصیل علم کیلیے بنا ہو، نافذ نہیں ہوا، اور کوئی پڑھا لکھا آدمی اس جہالت و فساد پر عصہ میں آے بغیر نہیں رہسکتا -

اسکا سبب بجز اسکے کچھہ نہ تھا کہ طلبا مولانا شبلی کے پاس نہ جائیں حالانکہ اگر وہ انکے پاس نہ جائیں تو پھر اور کیا کریں، اور کہاں جاکر اپنی تعلیمی آرزؤں کو خاک میں ملائیں ؟

اسی اثنا میں طلبا نے چاہا کہ ماہ ربیع الاول میں مجلس ذکر مولد نبوی منعقد کریں اور حسب معمول مولانا شبلی تقریر فرمائیں - کسی قاعدہ اور قانون کے رو سے یہ خواہش قابل اعتراض نہ تھی، اور رشک و حسد اور بغض و عداوت کتنی ہی شدید اور پاگل بنا دینے والی کیوں نہ ہو، تاہم اسکے تخیلات غلطہ قانون کی دفعات نہیں بن سکتے - اگر یہ سمجھا جاے کہ جلسوں میں تقریر کرنا بھی منجملہ خواص نظامت و معتمدي کے ہے جسکی متعلقان نظامت کو ملک اور ذاتوں کے ساتھ اور نقل کرنی چاہیے، تو اسکا دروازہ بھی کسی نے بند نہیں کیا ہے اور قابلیت جسکے اندر ہو، اپنے جوہر ہر وقت دکھلا سکتی ہے -

با ایں ہمہ اسکی بھی مخالفت کی گئی - پہلے کہا گیا کہ جلسہ اس شرط سے ہو سکتا ہے کہ مولانا شبلی تقریر نہ کریں - پھر جب دیکھا کہ طلبا سے ایسی خواہش کرنا طلب محال ہے تو کہا گیا کہ تقریر ایسی ہو رسمي ہو - نئے مدعي نظامت اسکے صدر بنائے جائیں - پورا جلسہ انکے زیر صدارت اظہار عجز و اعتراف عبودیت کرے وغیرہ وغیرہ من الخرافات، و الا فلا !

یا سبحان اللہ ! طغیان جہل اور فتنۂ غرور کا یہ کیسا عجیب نمونہ ہے ! مولانا شبلي نعمانی دار العلوم ندوہ کے طلبا کو درس دینے کیلیے اپنا وقت دیتے ہیں - وہ طلباء دار العلوم کے سامنے سیرۃ نبوي پر تقریر کرنے کي درخواست منظور کر لیتے ہیں، لیکن ایک جماعت ہے جسے اسکي منظوري دینے سے انکار ہے اور وہ گویا علم و فضل اور درس و تدریس کے ایک ایسے مرتبۂ بلند تک

۱۵ - مسجدیں اور ۱۲ - قبرستان خطرے میں

مسجد لشکر پور (کلکته) کا حادثه

اولا یرون انهم یفتنون فی کل عام مرة او مرتین ثم لا یتوبون ولا هم یذکرون ! (۹ : ۱۲۷)

کیا یه لوگ نہیں دیکھتے که کوئی برس ایسا نہیں گذرتا جسمیں ایک مرتبه یا دو مرتبه یه لوگ آزمایشوں میں نه ڈالے جاتے ہوں ' مگر باوجود اسکے نه تو وہ اپنی بد اعمالیوں سے توبه کرتے ہیں اور نه اُن تنبیہوں سے عبرت پکڑتے ہیں !

چونکه مسجد کانپور کا حادثۂ خونین اپنے جانفرسا واقعات کے ساتھه ابھی ذہنوں سے فراموش نہیں ہوا ہے - جبکه اس خون کی روانی جو مچھلی بازار میں تھا ' اور اُن لاشوں کی تڑپ جو مسجد کی دیواروں کے نیچے تڑپیں ' ہندوستان کا سب سے آخری واقعه ہے - جبکه ایک قانون کی امید دلائی گئی ہے جو عمارات دینیه کی حفاظت کیلیے کامل انتظام کردیگا ' اور جبکه ہندوستان کی سب سے بڑی حاکم زبان نے گذشته کونسل کی تقریر میں مقدس مقامات کے تحفظ کا پورا اطمینان دلایا ہے ' تو لوگ نہایت تعجب سے سنیں گے که کلکته کے اطراف میں سے ایک آباد مقام یعنی لشکر پور میں علانیه مسجد کو منہدم کردینے کی کوشش کی گئی ہے ' اور اسکے چار برج بالکل اس طرح گرادیے گئے ہیں جیسے کسی پرانے کھنڈر کے آثار سے زمین کو پاک کرنے کیلیے اسکی ٹوٹی ہوئی دیواریں بے خوف گرادی جاتی ہیں !

مسجد لشکر پور جسکے چار برج ۲۳ فروری کو اڑا دے گئے

صرف اتنا ہی نہیں بلکه ۱۵ مسجدوں اور بارہ قبرستانوں کے انہدام کا مسئله پیدا ہوگیا ہے - بیان کیا جاتا ہے که کئی قبرستان کھود ڈالے گئے ہیں جنکے اندر سے مردہ لاشوں کی ہڈیاں اور کھوپڑیاں نکلکر پامال ہو رہی ہیں - ایک دوسری مسجد کو بھی چاروں طرف سے مٹی ڈالکر چھپا دینے کی کوشش کی ہے - اگر عین وقت پر مسلمان ہشیار نه ہو جاتے تو اکثر مسجدوں کا خاتمه اور تمام قبرستانوں کا انہدام درپیش تھا !

اسکی تفصیل یه ہے که کلکته کے قریب لشکر پور ایک گاؤں ہے اور چوبیس پرگنه میں شامل ہے - اسمیں ایک وسیع قطعۂ زمین کے اندر تقریباً ۱۵ - مسجدیں اور ۱۲ - قبرستان قدیم سے موجود ہیں - کلکته پورٹ کمشنری کی جانب سے چھه ہزار بیگھه زمین خریدی گئی تاکه خضر پور ڈک کو وسیع کیا جائے - اسی زمین میں یه تمام مسجدیں اور قبرستان بھی آگئے - مسلمانوں کو جب اسکی خبر ہوئی تو سنه ۱۹۰۹ میں اطراف کے تمام مسلمانوں نے متفق ہوکر ایک عرضداشت لفٹننٹ گورنر بنگال کی خدمت میں بھیجی که اس زمین کے اندر ہماری مسجدیں اور قبرستان ہیں - اور کئی ایسے بزرگوں کی قبریں بھی ہیں جنکی ہم بہت عزت کرتے ہیں - ایسی حالت میں ہمیں معلوم ہونا چاہیے که انکے ساتھه کیا سلوک کیا جائیگا ؟

معلوم نہیں اس عرضداشت کا کیا حشر ہوا لیکن یه نتیجه تو اب ہمارے سامنے ہے که کئی قبرستان بلا تامل کھود ڈالے گئے ' اور ۲۳ فروری کو پورٹ کمشنر کے آدمیوں نے ایک مسجد کو نہایت بے باکی اور بے خوفی کے ساتھه منہدم کرنا شروع کردیا !

اسکے چار برج گرائے گئے - پانچواں خود گرگیا اور اسکے نیچے دبکر ایک مزدور مرگیا - اس اثنا میں مسلمانوں کو خبر ہوگئی اور وہ عین موقعه پر پہنچ گئے - موجودہ حالت یه ہے که انہدام روک دیا گیا ہے اور مقامی حکام و پولیس نے مداخلت کی ہے -

اس مداخلت کیلیے ہم حکام کی تعریف کرتے ہیں ' مگر اصلی سوال یہیں آکر ختم نہیں ہو جاتا - سب سے پہلے پورٹ کمشنر کے حکام کو اس جرم مذہبی توہین و مداخلت کی قانونی جوابدہی بھگتنی چاہیے ' جو انہوں نے اس جرأت اور خود مختاری کے ساتھه کی - پھر تمام مقامی حکام سے پوری باز پرس ہونی چاہیے که کیوں انہوں نے ایسا ہونے دیا ؟ اسکے بعد تمام مساجد کے تحفظ کا ایک قطعی فیصله ہونا چاہیے - ہم ان تمام امور کی جانب صوبے کے اعلی حکام کو توجه دلاتے ہیں اور خطرہ سے پہلے خبردار کردیتے ہیں - اگر بہت جلد ایسا نہوا تو مجبوراً مسلمان اس معاملے کو خود اپنے ہاتھوں میں لے لینگے ' اور پھر عام پبلک کی قوت کے ہاتھوں معاملے کو سپرد کرنا ہی پڑیگا -

---

(بقیه صفحه ۳ کا)

حفاظت اور اسکی موجودہ خرابیوں کے انسداد کیلیے صدائیں بلند کی جائیں - سردست اس کام کے لیے ترتیب عمل یه ہونی چاہیے :

(۱) ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو بذریعه مجالس و جرائد ندوہ کی حفاظت و اصلاح کیلیے متحدہ صدا بلند کرنا -

(۲) فوراً ایک کمیشن کا تقرر جو لکھنو میں جائے اور دارالعلوم کے مفاسد کی تحقیق کرے - حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب ' نواب محمد اسحاق خاں صاحب ' ڈاکٹر محمد دین صاحب ڈائرکٹر تعلیمات بہاولپور ' مسٹر محمد علی کامریڈ - سید وزیر حسن ' مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محل ' بابو نظام الدین صاحب امرتسر ' حکیم عبدالولی صاحب لکھنؤ ' ڈاکٹر ناظر الدین حسن ' مسٹر مظہر الحق بانکی پور ' حضرات دیوبند میں سے کوئی بزرگ جو شریک ہوں ' یه حضرات میرے خیال میں اس کام کیلیے نہایت موزوں ہونگے -

(۳) ایک عظیم الشان جلسے کا انعقاد جو ندوہ کے مسئله کا آخری فیصله کردے -

الہلال

۶ و ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری

مدارس اسلامیہ

نــدوة العلمــاء

[illegible]

(۵)

ناظرین معذرت بعض اسباب کی وجہ سے یہ سلسلہ رک گیا تھا - امید ہے کہ گذشتہ مضمونوں کے تمام مطالب بالترتیب قارئین کرام کے پیش نظر ہونگے -

غرضکہ اصلاح و تجدید کا وہ سر مخفی جسکی جستجو میں تمام مصلحین گذشتہ سرگرداں رہے مگر بہت کم افکار عالیہ تھے جنکی اس تک رسائی ہوئی - احیاء ملت کا وہ مقصد عالی' جسکو گو سمجھنے والوں نے سمجھا پر اسکے انجام دینے کی مہلت کسی نے نہ پائی - تحریک دینی کا وہ مشروع عظیم' جسکو با ایں ہمہ سطوت و وسعت سلطان عبد الحمید نہ کرسکا ' اور خدیو مصر نے سید جمال الدین سے اسکا وعدہ کیا مگر ہمت ہاردی (۱) - اصلاح اسلامی کا وہ مطلوب عزیز' جس سے دار الخلافت اسلامی کے جوامع خالی رہے اور جسکا جمال اصلاح دس برس کی سعی و جستجو کے بعد بھی جامع ازہر کے ستونوںکو نصیب نہ ہوا - وہ یوسف گم گشتہ' جسکی آرزو تیونس کے جامع زیتونی میں کی گئی مگر پوری نہ ہوئی' اور جسکو مراکش کے جامع ابن خلدون میں پکارا گیا مگر جواب نہ ملا - یعنی وہ کہ نامور محمد عبدہ ساری عمر اسکے عشق میں رویا : وابیضت عیناہ من الحزن فہو کظیم' مگر آپ نہ پاسکا ' اور قاضی القضاۃ ترکستان نے چالیس برس اسکی حسرت میں کاٹے کہ وا اسفی علی یوسف ! مگر محروم رہا ' خاک ہند کے چند ہمم عالیہ اور افکار صحیحہ کی کوششوں کی بدولت ندوة العلما کے نام سے وجود میں آیا ' اور باوجود فقدان اشخاص ' و احاطۂ جہل و جمود ' و موانع چند در چند ' و صدمات پے در پے' و مخالفت اناس' و تصادم اعراض و اہواء ' بالاخر فنا و ہلاکت کے عہد سے گذر کر اس حد تک آگیا کہ ایک محکم و قائم زندگی اختیار کرلیتا' اور شاید چند تغیرات و مساعی کے بعد ایک وقت آتا کہ اصلاح ملت کے جن نتائج کو سلاطین عہد اور فرمانروایان عصر حاصل نہ کرسکے اور عالم اسلامی کے بڑے بڑے مصلحین اسکی آرزو اپنے ساتھ لے گئے ' کفر آباد ہند کی ایک درسگاہ فقر و فقرا سے ظاہر ہوتے : وما ذلک علی اللہ بعزیز -

* * *

لیکن جبکہ ایسا ہوا اور مشکلوں اور مصیبتوں کا عہد گذر گیا - جبکہ بیمار کی تیمار داری کے مصائب جھیلنے والے جھیل چکے' اور صحت و تندرستی کی صحبتوں کا وقت آیا - جبکہ دہقان راتوں کی نیند اور دن کا آرام قربان کرچکا اور ہل جوتنے کا نہیں بلکہ فصل کاٹنے کا دور شروع ہوا ' تو نفوس کے عدوان' طبائع کے طغیان ' اعراض کے فساد ' نفس کی شرارت ' اور جہل کے فتنہ نے سر اٹھایا تا خدمت اسلامی کی کوششوں کو اپنے مقاصد ردیہ اور اعراض فاسدہ سے ناپاک کرے ' اور بندگان مقاصد نے جو نتائج حسنہ اوروں کی سالہا سال کی مساعی سے حاصل کیے ہیں ' انہیں پامال خود پرستی و شخص نمائی کرکے با وجود جہل و نا اہلی ندوہ کو ایک وسیلۂ ریاست اعمال و وسیلۂ ولایت امور بنائیں ' استکبارا فی الارض و مکر السئی -

کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان اور غرور باطل کا یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے جو ایک عظیم الشان دینی تحریک کی تخریب کیلیے بصورت اشخاص و اعمال متشکل و متمثل ہوا ہے - ہذا من عمل الشیطان - اور وہ جب کبھی دنیا میں کام کرنا چاہتا ہے تو اسکا قدیمی قاعدہ ہے کہ خود نہیں آتا' پر جہل و باطل کے اندر سے اپنی آواز نکالنے لگتا ہے : انہ لکم عدو مبین !

پھر کیا وہ قوم جس نے اپنی بیداری اور احتساب اعمال کے دعووں سے گذشتہ تین سال کے عہد جدید میں ایک رستخیز ہنگامہ برپا کردیا تھا ' اسکو گوارا کرلیگی کہ اس طرح بلا ادنی جہد باطل و سعی فساد کے' محض اسکے اغماض و غفلت سے فائدہ اٹھاکر جہل علم کو' اور فساد اصلاح کو شکست دیدے ؟ فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

* * *

اصل یہ ہے کہ ندوة العلما میں اجزاء مفسدہ ابتدا سے موجود تھے - جب وہ مریض جاں بلب تھا اور اسکے بستر کے قریب آنا جرم سمجھا جاتا تھا' تو ایک ایک کرکے تمام مدعیان باطل فرار کرگئے ' لیکن جب صحت کی صدائیں بلند ہوئیں اور ندوہ اٹھکر بیٹھا ' تو یہ لوگ حرص و طمع کی آگ سے مضطر ہوکر دوڑے اور ہر طرف سے اسکی رفاقت و معیت کے دعویدار بنکر اکٹھے ہوگئے - انہوں نے حسرت سے باہم ایک دوسرے پر نظر ڈالی کہ کیونکر دوسروں کی کوششوں کے نتائج پر قبضہ کریں حالانکہ کم بختی سے ہم نے ندوہ کو چھوڑ دیا تھا : فاقبل بعضہم علی بعض یتلاومون - قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین (۶۸ : ۲۰)

پس وہ اپنی سازشوں میں مشغول ہوے - کبھی باہم مراسلتیں کیں ' کبھی خفیہ جلسے کیے ' کبھی اخوان فساد کی ایک برادری بنا کر ایک دوسرے کو پیام باطل بھیجا : یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا (۶ : ۱۱۲) ارباب کار کے تغافل تسامح اور ضعف عمل نے انکو بڑی بڑی فرصتیں دے رکھی تھیں تاہم انکی کوششوں کو ہمیشہ وہی جواب ملا جو ہمیشہ ہر سعی باطل کو ملا ہے ' یعنی حسرت نا کامی و ماتم نامرادی : و کان عاقبۃ امرہا خسرا (۹ : ۶۵)

لیکن اسی اثنا میں رسالۂ الندوہ کے مضمون جہاد کا مسئلہ پیش آگیا' اور اس نے ان بندگان اعراض مخفیہ کیلیے ایک سنہری فرصت پیدا کردی - ادھر جنگ بلقان جاری تھی ' مسئلہ کانپور کا آغاز تھا ' ایڈریانوپل کی دوبارہ فتح کا واقعہ پیش آیا تھا

اور تمام قوم اسمیں منہمک تھي - پس انہوں نے اس مہلت سے فائدہ اٹھایا - ایک نے تحریک کی ' دوسرے نے تائید :

یکے بدزدي دل رفت و پردہ دار یکے

خلاف قاعدہ مجالس و مجامع ' خلاف اصول و نظم عمومي ' خلاف قانون ندوہ ' و بعد ھیچ گونہ مناسبت و اھلیت ' ایک شخص ناظم من گئے تھا ' دوسرے کو مددگار بنایا - امیدوں کو بشارت ' اور آرزوؤں کو پیغام دوام دیا گیا - وہ شاہد اغراض جسکی ایک نظر مہر کی آرزو میں سالہا سال بسر ھوگئے تھے ' اب بے نقاب و حجاب راہ دان کہن سال بیے ہم آغوش و ہم آغوش تھا - فیا سبحان اللہ !

بیدار شد مقدر و بوس و کنار ہم
از بخت شکر دارم و از روزگار ہم !

غرور باطل نے دربار حکومت آراستہ کیا اور نام و نمود کی دیرینہ حسرتوں نے ایک ہی بار اودھم مچا دی - غریب ندوہ اب حکام جدید و فرماں روایان دارالعلوم ایجابے ایک خوان یغما تھا ' اور گویا سورۂ انفال کے شان نزول میں داخل : یسئلونک عن الانفال - قل الانفال للہ والرسول (۸ : ۱) مدتوں کے بعد اگر بھوکے پیاسے کو پورا دسترخوان مائدہ آجائے تو اس سے آداب طعام کی امید رکھنا لا حاصل ہے - پس مٹی ہوئی حسرتوں اور برسوں کی دبی ہوئی امیدوں کے ناگہانی ظہور نے ایک عجیب طوفان بے تمیزی برپا کر دیا اور خود مختارانہ حکم رانی کی تمام مصیبتیں ایک ہی وقت میں ندوہ پر ٹوٹ پڑیں -

حقیقت یہ ہے کہ اس گروہ نے افساد سے زیادہ اسکی نادانی قابل گرفت ہے - وہ جو کچھ کر رہا ہے اس سے اسکا پہلا مقصود اپنی غرض پرستي ' اور دوسرا مقصود ندوہ سے اصلاح و تجدید کے عنصر کو خارج کرنا ہے - وہ شہرت کیلیے بہت بیتاب ہے اور ناموری کی ہوس سے پاگل ھوگیا ہے - جہل و نادانی نے اسکے نفس پر یہ بات باطل کر دیا ہے کہ اس مقصود کے حاصل کرنے کیلیے نہ تو علم و فضل کی ضرورت ہے ' نہ تدابر و تدبر افکار کي - نہ خدمت کا سچا ولولہ چاہیے ' اور نہ ایثار نفس کا کوئی نمونہ - صرف اتنا ہی کافي ہے کہ کسی نہ کسی طرح ایک بار انجمنوں کی نظامت اور مدرسوں کی معتمدی حاصل کر لی جائے ' اور پھر اس حیثیت نمایاں سے جلسوں میں چلے جانا ' حکام کی چوکھٹوں کو گاہ گاہ بوسہ دیدینا ' اپنے جبہ و عمامہ کے دار و کرشمے کی پیہم نمائش کرتے رہنا ' بس یہی وہ صحیح ترتیب عمل ہے ' جسکے مدارج طے کرلینے کے بعد پیشوائی و ناموري کا بہتر سے بہتر درجہ حاصل ہو جاسکتا ہے

پس چونکہ اس نے اپنے زعم باطل میں اس اصول کار کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے ' اسلیے صرف انہی اشغال و اعمال میں بے فکر ہو کر پورا مشغول و غرق ہے ' اور سمجھتا ہے کہ جیسے ندوہ مل گیا ' ویسے ہی وہ سب کچھ ہوگیا جسکی مجھے برسوں سے آرزو تھی - یہی ہر دور غلط جماعت ہے جسکی نسبت لسان الہی نے فرمایا :

الذین یفرحون بما آتوا و یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا (۳ : ۱۸۵) — جو لوگ اپنے کیے سے خوش ہوتے ہیں اور دراصل کیا تو انہوں نے کچھ بھی نہیں پر چاہتے ہیں کہ ان کاموں کیلیے انکي تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیے ' تو ایسے لوگ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے -

ان احمقوں کو کون سمجھائے کہ جس چیز کے یہ بھوکے ہیں یعنی رجوع خلق اللہ اور نام و نمود و شہرت ' تو یہ اشخاص کیلیے نہیں ہے بلکہ اعمال کیلیے ہے اور اسکے حاصل کرنے کا اصلي طریقہ کام ہے نہ کہ صرف خواہش - یہ جن لوگوں کي شہرت کو دیکھکر بیقرار ہوتے ہیں اور انکي سي حالت پیدا کرنے کیلیے مضطر ہیں ' شرط کار یہ ہے کہ انکے صرف اقدام عمل ہي کی نہیں بلکہ اصل عمل کی تقلید کریں -

* * *

بہر حال یہ ایک اجمالی ماتم تھا اس درد انگیز بربادي کا ' جو موجودہ سنین عمل کي ایک سب سے بڑي دیني تحریک کے ساتھہ کی جا رہی ہے ' لیکن اب اس کا علاج صرف ماتم نہیں بلکہ سب سے پہلے کشف حال و سرائر ' اور پھر دفع اشرار و مفسدین ' و قلع و قمع اھل طغیان و جاھلین ہے - پس بہتر یہ ہے کہ اسی کی طرف ہم سب متوجہ ہوں -

(آئندہ مباحث)

سب سے پہلے میں ندوۃ العلما کے گذشتہ چند سالوں کے حالات پر ایک اجمالی نظر ڈالونگا کہ اب قوم کو ایک مرتبہ سب کچھہ سمجھکر آخری فیصلہ کرنا چاہیے - اسکے بعد موجودہ تغیرات کی حقیقت ظاہر کرونگا ' اور واضح کیا جائیگا کہ کس تمسخر انگیز اور طفلانہ بد حواسی کے عالم میں تمام قواعد و اصول اور اھلیت و صلاحیت کو بالاے طاق رکھکر نیا ناظم ندوہ منتخب کیا گیا ہے ' اور ایسی سازشی کارروائی اسکے اندر مخفی ہے ؟

اسکے بعد ندوہ کی نئی قابض جماعت کی طرف متوجہ ہونے کی عدم مطبوع زحمت گوارا کرنی پڑیگی کہ وہ کون لوگ ہیں ؟ انکی قابلیت دماغی و علمي کا کیا حال ہے ؟ اس وقت تک قوم کیلیے انہوں نے کیا کیا ہے ' اور آیندہ کیلیے کیا توقعات ہوسکتي ہیں ؟

اگرچہ یہ لوگ کبھی بھی اس اھمیت کے مستحق نہ تھے کہ انکی نسبت اخبارات میں بحثیں کی جائیں ' اور وہ لوگ اپنا وقت صرف کرے جو اور بھی کام اپنے لیے رکھتے ہیں - تاہم اتنا کہدیجیے کہ خود ہماري غفلت اور خاموشي ہي نے ان لوگوں کو ایک وقتي قبض و تسلط کي مہلت دیدي ہے اور اب اس غلطي کا کفارہ یہی ہے کہ اسکے لیے صرف وقت و قلم کیجیے :

" و مرغان حرم در کام زاغان طعمہ اندازد
مدار روزگار سفلہ پرور را تماشا کن !

اسي کے ضمن میں بعض عجیب عجیب واقعات بھي لوگوں کے سامنے آئینگے اور وہ دیکھیں گے کہ ابھی ایک ششماھي بھي ندوہ کي نئي مزعومہ و مفروضہ نظامت پر نہیں گذري ہے کہ حالت کیا سے کیا ہوگئي ہے ؟ دفتر کا کیا حال ہے ؟ مصارف کس بے دردي سے ہو رہے ہیں ؟ سفر خرچ کي کس فیاضي سے بخشش ہو رہي ہے ؟ موٹر کاروں کو کس شاہانہ جود و سخا کے ساتھہ مہمانوں کیلیے مہیا کیا جاتا ہے ؟ اور پھر سب سے زیادہ یہ کہ جن لوگوں نے بالاں جد و جہد ندوے کي مسند نظامت (بزعم باطل و جہل اندیش خود) اور ولادت امور حاصل کي ہے ' خود انہوں نے اب تک ندوے سے کس قدر لیا ہے ' اور کیا چیز ہے جو اس بدبخت کے حصے میں آئی ہے ؟

یہ حالات نہایت عجیب و غریب ہونگے اور ان میں قوم کیلیے بہت سي ایسي بصیرتیں ہونگي کہ اگر اسے سبق عبرت حاصل کیا گیا تو کچھہ عجب نہیں کہ یہ بربادي بھي اسکے لیے موجب فلاح و صلاح ہو جائے !

میں نے " بربادي " کا لفظ کہا لیکن انشاء اللہ عنقریب آشکارا ہو جائیگا کہ ندوہ خواہ کچھہ ہي کیوں نہو ' قوم خواہ کیسي ہي

غفلت کیوں نہ کرے ' حالات و حوادث خواہ کتنی ہی مہلت اور سامان فرصت کیوں نہ فراہم نہ کردیں ' تاہم ندوہ کو برباد کرنا آسان نہیں ہے ' اور نہ اس لقمے کا نگلنا آتنا سہل ہے جسقدر ان احمقوں اور نادانوں نے سمجھہ لیا ہے - یہ جو ایک وقتی کامیابی سی ہوگئی ہے تو اسکے غرور سے اپنے دماغوں کو مختل نہ کرو - کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اغراض باطلہ کو تھوڑی سی مہلت دیدی جاتی ہے تاکہ اُسکا بلند ہوکر پھر گرنا ' اور ریت کی طرح چل پھرکر پھر مرنا دنیا کیلیے وسیلۂ عبرت بنے - لیکن اب وہ وقت گیا - تھوڑی سی مہلت اور باقی ہے - جب تک ارباب کار متوجہ نہ ہوے تھے ' اسی وقت تک کیلیے اسی تار عنکبوت کی عمارت سازی کا دور تھا - لیکن اب احتساب کا طوفان سر پر آ پہنچا ہے : و ان اوهن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون !

* * *

الهلال ابتدا سے حق کی قوت کا واعظ ہے ' اور اللہ علیم ہے کہ مجھے سورج اور چاند کے وجود کا اتنا یقین نہیں جتنا حق کی کامیابی اور باطل کے خسران پر ایمان ہے - یہ میری محسوسات و مرئیات ہیں اور ان میں کسی کو مجھسے لڑنے کی ضرورت نہیں - بس اپنے اسی یقین ایمانی کی بنا پر یہ سب کچھہ کہہ رہا ہوں ' فسیعلمون من هو شر مکانا و اضعف جندا - و تلک الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا و العاقبة للمتقین -

(دار العلـــوم ندوہ)

ندوۃ العلما جب قائم ہوا تو ہر طرح کے علما کا ایک وسیع مجمع اور مدعیان ریاست دینی کا ایک سب سے بڑا عرش جلال نظر آتا تھا - مگر در اصل اسکی حقیقت سمجھنے والے معدودے چند اشخاص تھے ' اور وہی اس تماشہ گاہ کا اصلی گوشۂ عمل تھا - اکثروں نے اسے ایک دار الوعظ سمجھا ' بہتوں نے اپنی اظہـــار مولویت کیلیے اسے نمائش گاہ قرار دیا ' بہتوں نے دیکھا کہ مدتوں کے بعد ارباب عمائم کی مقبولیت و ریاست کا ایک میدان کھلا ہے ' استقبال و مشایعت کے ہجوم ہیں ' اور دعوتوں اور سفر خرچ کے منی آرڈروں کا وسیلہ ' پس وہ اسکی جانب دوڑے - لیکن اس سفر بے مقصد میں دوتین آدمی ایسے بھی تھے جو سمجھتے تھے کہ ہمارا مقصود کیا ہے اور اس مجمع سے کیونکر کام لینا چاہیے ؟

ابتدا میں اجتماع علما ' رفع نزاع باہمی ' اشاعت اسلام ' تاسیس دار الافتا ' وغیرہ وغیرہ بہت سے مقاصد ندوہ کے قرار دیے گئے - لیکن ارباب فکر نے دیکھا کہ یہ سب بے سود ہے - اصلاح و عمل کے تمام ارادے یہاں آکر رک جاتے ہیں کہ وہ آدمی نہیں جو ان کاموں کو انجام دیں - پس اولین کار یہ ہونا چاہیے کہ ایک درس گاہ قائم کی جاے -

یہ ضرور ہے کہ اصلاح نصاب کا مسئلہ ابتدا سے مقاصد میں رکھا گیا تھا ' لیکن صرف سالانہ جلسے ہوے تھے اور لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے - کوئی مقصود عملی سامنے نہ تھا -

چنانچہ مولانا شبلی نعمانی نے " دار العلوم " کا ایک لائحہ (اسکیم) مرتب کیا ' اور مولانا محمد علی صاحب کو جو ندوے کے ابتدا سے ناظم تھے ' دیا کہ اپنی جانب سے چھاپکر شائع کردیں - اسکے بعد میرٹھہ میں ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ ہوا جسمیں تجویز دار العلوم پر تقریریں ہوئیں ' اور بڑے جوش و خروش کے ساتھہ ہر طرف سے صداے اعانت بلند ہوئی -

اسکے دو برس بعد لکھنؤ میں دار العلوم قائم ہوگیا اور تعلیم شروع ہوگئی -

(مقامی گـورنمنٹ کی بـد گمانی)

خدمت انسانی کا کوئی کام آزمائش سے خالی نہیں ہوتا ' اور مجھے یقین ہے کہ جسطـرح دنیا میں ہر شے کیلیے خـدا کا ایک نظام و قانون ہے ' بالکل اسی طـرح ایک قانون ابتلا و امتحان بھی ہے : ولنبلونکم حتی نعلم المجاهدین منکم و الصابرین ' و نبلو اخبارکم (۴۷ : ۳۳)

اب تـک ندوہ شرکاء کار کیلیے ایک بے غل و غش مائدۂ لذائذ اور سفرۂ نعائم تھا ' لیکن اب یکایک اسکی زندگی کی پہلی اور سب سے بڑی آزمایش شروع ہوگئی - بعض اسباب (جنکی یہاں تفصیل موجب طوالت ہوگی) ایسے پیش آے کہ صوبے کی گورنمنٹ کو ندوہ کی طرف سے خواہ مخواہ سیاسی بدگمانیاں پیدا ہوگئیں اور بعض لوگوں نے اس سوء ظن کو اور زیادہ قوی کردیا - اس وقت صوبے کا حاکم اعلی سر انٹونی میکڈانل تھا جسکو مسلمانوں کے وجود ہی سے بدگمانی تھی - اسکو خیال ہوا یہ علما کا جمع ہونا اور ایک مذہبی تحریک کی پکار ضرور کسی نہ کسی پوشیدہ منصوبے پر مبنی ہے - مولانا شبلی بھی اسی لیے ترکی گئے تھے ' اور صرف اسی لیے مذہب مذہب پکارا جاتا ہے - چنانچہ اس نے علامہ مولانا کی نگرانی کا پولیس کو حکم دیدیا اور مشتبہ اشخاص میں انکا نام لکھہ لیا گیا !

بدقسمتی سے ایسا ہی خیال مذہبی دعوت کی نسبت آجکل بھی بعض حکام کا ہے -

وہ اس خیال پر کچھہ اسطرح جم گیا کہ اسکا دفعۃ محال ہوگیا - اسکی نظر بدلتی ہی تھی کہ یکایک ندوہ کا عروج محاق میں آگیا - بربادی و تباہی کے تمام سامان ایک ایک کرکے فراہم ہوگئے - جسقدر امرا و ارباب دول ندوہ کے ساتھہ تھے اور دارالعلوم کیلیے روپیہ دینا چاہتے تھے ' انکے لیے صرف اسقدر علم ہی کافی تھا کہ صوبے کا حاکم اعلی ندوہ کو اچھا نہیں سمجھتا - انہوں نے دفعۃً انکار و تبرا شروع کردیا -

اسکے بعد شرکاء ندوہ اور عہدہ داران جمعیۃ کی باری آئی - فی الحقیقت یہی وقت اصلی آزمایش کا تھا ' مگر بھلا وہ لوگ جنہوں نے ندوہ کو ایک منزل عیش سمجھکر اپنے اپنے خیمے گاڑ دیے تھے ' اسطرح کانٹوں سے بھرا دیکھکر کب جمنے والے تھے ؟ منشی اطہر علی مرحوم نے ندوہ کو خراب کیا تھا ندوہ کے تعلق نے انہیں برباد کیا - وہ حیدرآباد چلے جانے پر مجبور ہوے - مولانا محمد علی حج کیلیے چلے گئے ' اور پھر نظامت سے استعفا دیدیا - اب نہ وہ جلسوں کے واعظ تھے ' نہ مجالس کی صدارت کے خواستگار - وہ علمی جنہوں نے تمام ہندوستان کو یکسر اپنی جانب متوجہ کرلیا تھا ' ایک دوسال کے اندر ہی اندر اسطرح بیٹھہ گئے گویا کبھی انکا وجود ہی نہ تھا - تھوڑے ہی دنوں کے بعد ندوہ ' ندوہ کا وجود ' اسکی مجالس ' اسکا نام ' اسکا مدرسہ ' ایک افسانۂ پارینہ خواب بنکر لوگوں کے ذہنوں سے فراموش ہوگیا !

نازرا بود نہ بازار جہاں جنس وفا
رونقے گشتم و از طالع دکان رفتم !

ندوہ جب تک رجوع خلائق کا مرکز ' جمع مال میں کامیاب ' اور ہنگامہ و نمایش کا وسیلہ تھا ' اس وقت تک اسکا میدان دلفریب ' اور اسکی جنت پر از زر تھی - پس وہ اپنی ایک صدا سے سینکڑوں عالموں ' صوفیوں ' واعظوں ' اور خطیبوں کو اپنے علم

کے ندچے جمع کرلیتا تھا ' اور اسکا دستر خوان جب بچھتا تھا تو بڑي بڑي متبرک صفیں اسکے یمیں و یسار نظر آتي تھیں - پر اب وہ مفلس ہوگیا ' اسکا گھر عبرت کدہ اور اسکی جیب خالي ہوگئي - زمانے نے اسکی طرف سے آنکھیں پھیر لیں اور اُس سے صاحب سلامت رکھنے والوں کیلیے بحکم حکومت ترک ترک ہونے لگی - اسي حالت میں کسے پڑي تھی کہ اسکی طرف جھانک کر بھي دیکھتا ' اور اس بیکس کے لیے اٹھتا جو اب دینے سے عاجز تھا اور خود محسنوں ' ہمدموں ' قربانیوں ' اور صرف وقت و مال کا طالب تھا ؟

(دوســــري نظــــامــت)

مولانا محمد علی کے مستعفی ہوجانے کے بعد ناظم کي تلاش ہولي مگر اُس وقت نہ تو مولوي خلیل الرحمن سہارن پوري کے اپنے احق بالعلاقہ ہونے کا دعوا کیا اور نہ انکے کسی دوسرے ہم مقصد نے - مولوي خلیل الرحمن صاحب ایک تاجر آدمي ہیں - دکاندار آدمی ہي اچھی طرح اس نکتے کو سمجھتا ہے کہ خرید و فروخت میں متاع کو قیمت سے زیادہ بہتر ہونا چاہیے - وہ دیوال کے جنگل میں جس اصول کو برتتے ہیں ' اس کو بازار ندوہ کیلیے بھی استعمال کر سکتے تھے - پھر سب سے زیادہ یہ کہ اس وقت تک ندوہ کي نظامت اتنی کم قیمت بھي نہ ہولی تھي کہ ہر دکاندار بولی دینے کیلیے اٹھ کھڑا ہوتا - غرضکہ مولوي مسیح الزمان صاحب مرحوم شاہجہانپوري ندوہ کے ناظم قرار پائے -

یہ نظامت محض براے نام تھی - مولوي صاحب مرحوم ان کاموں کے آدمی نہ تھے ' اور اصلي پیشہ گورنمنٹ کے تعلق کا پڑا تھا - وہ خود شاہجہاں پور میں رہتے تھے - دفتر بھي وہیں اٹھوالیا اور تھوڑے دن کچھ زمانہ گذر گیا - مگر ندوہ کی حالت روز بروز بد سے بد تر ہوتي گئي - آمدنی کچھ نہ تھي - چندوں کا سلسلہ بالکل موقوف تھا - مدد کا وجود نہیں - اشخاص ناپید تھے -

(حیــات بعــد الممــات)

مولانا شبلي نعماني اُس زمانے میں حیدر آباد میں تھے اور برابر ارادہ کر رہے تھے کہ ندوہ کیلیے اپنا پورا وقت دیدیں - کلکتہ اور مدراس کے جلسوں میں اسکا اعلان بھي ہوا تھا -

بالاخر سنہ ۱۸۹۶ میں مولانا شبلي نے آخري فیصلہ کرلیا اور حیدر آباد سے لکھنؤ چلے آئے تاکہ ندوہ کی ازسرنو تحریک شروع کریں -

اسي زمانے میں مولوي مسیح الزمان مرحوم نے استعفا دیدیا اور وجہ بظاہر یہ بتلائی کہ وہ لکھنؤ میں قیام نہیں کر سکتے - آیندہ کیلیے طریق عمل یہ طے پایا کہ کسی دوسرے شخص کو اب ناظم بنانے کي ضرورت نہیں ' اور نہ یہ مسئلہ اس وقت حل ہو سکتا ہے - کاموں کو تقسیم کر دینا چاہیے - ناظم کی جگہ تین مختلف صیغوں کے علحدہ علحدہ سکریٹري مقرر ہوں جو اپنے اپنے صیغہ کا کام کریں -

اس بنا پر جلسۂ انتظامیہ منعقدۂ ماہ صفر سنہ ۱۳۲۳ - ہجري نے طے کیا کہ مندرجۂ ذیل اصحاب سکریٹري مقرر ہوں :

صیغۂ تعلیم و دارالعلوم کیلیے :	مولانا شبلي نعماني
صیغۂ مراسلات " "	مولانا عبد الحي
" مال " "	منشي احتشام علی

یہاں یہ ظاہر کردینا ضروري ہے کہ مولانا شبلی نعماني اس جلسے سے پہلے بھی دارالعلوم کے معتمد (سکریٹري) تھے :- مولوي مسیح الزمان مرحوم کي نظامت کے زمانے میں (۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۳ کو) شاہجہانپور میں مجلس انتظامیہ کا ایک اجلاس ہوا تھا جسمیں مولانا محمد علي ناظم اول ' مولانا عبد الحي مدد گار ناظم ' اور خود مولوي مسیح الزمان مرحوم بھي شریک تھے -

اسي جلسے میں قرار پایا کہ مولانا شبلي دارالعلوم کے معتمد منتخب ہوں - پس گویا اس جلسے نے سابق کی قرار داد کو بر قرار رکھا اور دوسرے صیغوں کے لیے بھي معتمد منتخب کرلیے -

اسکے بعد مولانا شبلي نے دارالعلوم کیلیے کام شروع کیا - اُس وقت میں لکھنؤ میں موجود تھا - اُس زمانے کے بہت سے حالات میرے ذاتي مشاہدات ہیں نہ کہ سماعیات و روایات -

---

اطـــــلاع

(۱) الہلال کی گذشتہ تین اشاعتیں اس عاجز کی عدم موجودگی میں نکلیں اسلیے مضامین کي ترتیب خاطرخواہ نہ ہوسکی - دو پرچے بغیر مقالۂ افتتاحیہ کے نکلے - اسکے لیے نادم ہوں - مگر مجبور تھا کہ سفر بھی ضروري اور بعض اہم مقاصد پر مبنی تھا - ڈیڑھ سال تک میں نے کوشش کی کہ سفر و حضر' ملال و پریشانی' کسی حالت میں بھي الہلال اپنے درجے سے نہ گرے لیکن اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ میں الہلال کے لیے اسطرح وادہ گیا کہ اور کسي کام کے لیے وقت نہ نکال سکا -

بہرحال اب میں واپس آگیا ہوں اور پھر اپنے محنت کدے میں بدستور مصروف و مشغول - قارئین کرام دیکھینگے کہ اس پرچے کي ترتیب پھر اپنے اصلی رنگ پر بلکہ پہلے سے بھي زیادہ وسیع و بہتر ہے - انشاء اللہ آیندہ حالت ترقي ہي کرتي رہیگي - و ما توفیقی الا باللہ -

(۲) گذشتہ دو پرچوں میں مقالۂ افتتاحیہ کیلیے ابتدا میں صفحہ ۵ سے ۸ تک جگہ رکھی گئی تھي لیکن جب وہ وقت پر نہ پہنچا تو بجنسہ مطبوعہ اوراق شائع کردیے گئے - اس سے بعض حضرات کو خیال ہوا ہے کہ صرف اُنھي کے پاس پرچہ ناقص پہنچا اور چارصفحہ اس سے نکال لیے گئے ہیں - ان حضرات کو اطلاع دیجاتي ہے کہ اُن اشاعتوں میں وہ چوصفحہ چھپا ہي نہیں ہے - خاص طور پر اپنے پرچہ کو ناقص تصور نہ فرمالیں اگرچہ جو کچھ بھي اپنے سے ہوتا ہے فی الحقیقت ناقص ہي ہے - احباب کرام کی لطف و قدرداني کو اپنے لیے ایک متاع یوسفي سمجھتا ہوں جو میري محنت کے چند کھوٹے دراہم معدودہ کے معاوضے میں ہمیشہ مرحمت ہوتی رہتی ہے : و شروہ بثمن بخس دراہم معدودہ ' و کانوا فیہ من الزاہدین !

لیجاے دکھلانے اُسے مصر کا بازار
خواہاں نہیں پر کوئي وہاں جنس گراں کا !

(ایڈیٹـــر)

شہیـــد رســـم

اولوالعـــزم اسنوھیلتـا دیبـــي

جو خود جل گئي تا کہ ملک کو رسم پرستي کي آگ سے نجات دلاے ۔

میں دیکھتا ہوں تو مجھے اسلام کا حکم "جہاد" عالم انسانیۃ کی تمام نیکیوں اور جذبات انساني کے تمام مقدس اقدامات کا ایک ادنا مصور نظر آتا ہے جسکے دائرہ سے کوئی شے باہر نہیں -

جہاد کی حقیقت یہ ہے کہ حق اور صداقت کے کسی مقصود کیلیے اپنے تئیں تکلیف و مشقت اور نقصان و آلام میں مبتلا کرنا پھر دنیا میں کونسا نفع ہے جو بغیر کسی ذاتی مضرت کے عالم انسانیت کو پہونچ سکتا ہے ؟

آنکہ دائم ہوس سوختن ما می کرد
کاش می آمد و از دور تماشا می کرد

تم انسانوں کے فائدے کی طرف ایک قدم بھي نہیں اٹھاسکتے جب تک کہ اپنے نفس کو کچھہ نقصان نہ پہونچاؤ - تم خدا اور اسکے بندوں کے ساتھہ ذرا بھی پیار نہیں رکھتے اگر اپنے نفساني آرام و راحت کے ساتھہ دشمني نہیں کرسکتے -

جو لوگ خدمت و محبت انسانیۃ کے مدعی ہیں انکو سب سے پہلے اپنا معاملہ خود اپنے اندر ہي طے کرلینا چاہیے - کیونکہ آدم کي اولاد ایک چیونٹي کي بھي خدمت نہیں کرسکتي ' جبتک کہ خود اپنی خدمت سے بے پروا نہ ہوجاے - لکڑي کے ٹکروں میں گرمي نہیں ہوتی ' پر جب وہ جل اٹھتي ہیں تو انکي سوزش سے قریب کی ہر چیز تپنے لگتي ہے !

اے متـــاع درد در بازار جاں انداختہ !
گوہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ !

یہ دنیا جو نفع و سود کي ایک زراعت گاہ ہے ' کیا اسکا بیج نقصان و زیان کے سوا اور بھی کچھہ ہے ؟ کتنی پامالیاں ہیں جو شادابیوں کا باعث ہوتی ہیں ؟ کتني ٹھوکریں ہیں ' جو استقامت کا سبق دیتي ہیں ؟ کتني ناکامیاں ہیں جو کامراني کا پیام لاتی ہیں ؟ کتنی مایوسیاں ہیں جنکی تاریکي سے صبح امید طلوع ہوتی ہے ؟ اور پھر کتنے آگ کے جانسوز شعلے ہیں ' جنکي جلائي ہوئی راکھہ سے نشو و نمو کي ارواح حیہ و قائمہ پیدا ہوتي ہیں ' اور اس دنیاے شہادت زار و فنا آباد میں کتنی ہی زخموں کی کروٹیں ' درد کی جنبشیں ' احتضار کی بے چینیاں ' اور موت و ہلاکت کے خون کی روانیاں ہیں ' جو اشخاص پر طاري ہوتي ' مگر اقوام کیلیے زندگی اور سلامتی کا آب حیات بنکر بہتی ہیں ؟ ان اللہ فالق الحب والنوی ' یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی ' ذلکم اللہ فانی تؤفکون ؟ (۶ : ۹۵)

* * *

ایک محب وطن اپنے وطن معبود کیلیے سولی کے تختے پر کھڑا ہوتا ہے - ایک پرستار حق اپنے مقصود کیلیے عیش و آرام کو خیرباد کہتا ہے - ایک عالم و مکتشف راہ کشف و علم میں قربان ہوجاتا ہے - یہ سب کے سب اسی "جہاد فی سبیل اللہ" اور عشق مرضات الہی کے مظاہر ہیں - البتہ اسلام کي یہ خصوصیت ہے کہ اس نے اس راہ کی بے اعتدالیوں اور گمراہیوں کا بھی علاج کردیا اور یہ نہیں کہا کہ تم کسی ایک خیال کیلیے اپنے تئیں قتل کر ڈالو بلکہ کہا کہ نیکي کیلیے اپنی مخالف خواہشوں کو قتل کرو کہ یہی سب سے بڑي شہادت ہے -

* * *

محبت انسانیت اور عشق ملۃ کي پاک قربانیوں کي ایک ان گنت صف تاریخ کے سامنے ہے - سقراط نے زہر کا جام پیا ' قرطاجنہ کے قوم پرستوں نے آگ جلائي اور اسمیں کود پڑے ' میزینی نے اپني ساري عمر کا عیش و آرام تلف کردیا ' لیکن کیا اولو العزم روحوں کی اس محترم صف میں سترہ برس کی کنواری اسنوھیلتا دیبی کو جگہ نہ ملیگی ' جو اپنے شوہر کي وفاداری میں نہیں بلکہ اپنی قوم کے عشق میں ستي ہوگئي ؟

اس ظلم آباد ارضي میں ' جہاں شہروں کی رونق ' بازاروں کی چہل پہل ' موٹروں کي گھرگھراہٹ ' اونچے اونچے مکانوں کی آبادیاں ' اور تلاش سود و عشق اغراض کی کشمکش نے ایک شورش بہیمي بپا کر رکھی ہے ' کیا کوئی سامعۂ عبرت ہے جو رات کے سکون روحاني اور پچھلے پہر کي خاموش فضاء لاہوتی میں ایک شعلۂ محبت قدسي کي صداے سوزاں سنے ' جبکہ حیات انسانی کي حدود سے بالاتر ایک روح ملکوتي ' شعلوں کی چادر کے اندر سے بني نوع انسانی کي غفلت پر ماتم کررہی تھي ؟

سوخت بے وجہم ' تماشا را نگر !
کشت بے جرمم ' مسیحا را ببیں !
زندہ کش جاں نہ باشد دیدہ ؟
گر فدا دیستی ' بیا ' ما را ببیں !

* * *

اسنر هیلتا دیبی کا تذکرہ اخبارات میں هوچکا ہے - وہ جل گئی لیکن اسنے اپنے ترصیلۂ سوزاں سے ملک و قوم کو زندگی کی راہ بتلادی - یہ واقعہ اس بیداری اور وطن پرستی کے نفوذ و رسوخ کا ایک تازہ ترین ثبوت ہے ' جو موجودہ هندوستان کے بہترین فرزند یعنی بنگالیوں کی قوم کی کمسن اور کنواری لڑکیوں تک میں پیدا هوگئی ہے - پس مبارک وہ قوم' جسکی عورتیں ایسی لڑکیوں کو اپنی گود میں دیکھتی هیں' اور هزار حسرت اس قوم پر جسکے مرد بھی ابھی ملت پرستی اور قربانی کی لذت سے نا آشنا هیں ! !

* * *

وہ ایک غریب بنگالی خاندان کی لڑکی تھی اسکے ماں باپ شادی کی فکر میں تھے ' لیکن رسم و رواج کی ملعون زنجیروں سے عاجز آگئے تھے - کیونکہ جہاں اسکی نسبت لگی تھی وہ رسم کے مطابق دس هزار روپیہ طلب کرتے تھے -

بنگالیوں میں (اور شاید اکثر هندو اقوام میں) رسم ہے کہ شادی کے موقعہ پر لڑکی والوں کو ایک بہت بڑی رقم لڑکے والوں کو دینی پڑتی ہے - کیونکہ هندو قانون وراثت میں سے نصف لڑکیوں کو بالکل محروم کردیا گیا ہے - یہ رسم شاید اسی مصلحت سے تھی ' لیکن اب اسکا تسلط اسقدر بڑھگیا ہے کہ هر لڑکی کا باپ اسکی شادی کے موقعہ پر لڑکے والوں کا بد ترین غلام بن جاتا ہے ' اور اسکی زندگی کا فیصلہ انکے هاتھوں میں چلا جاتا ہے - اچھے لڑکے کی جسقدر تلاش هوتی ہے ' اتنی هی اسکی قیمت بھی بڑھتی جاتی ہے - اکثر ایسا هوتا ہے کہ لڑکے والے طرف ثانی کی احتیاج محسوس کرکے قیمت اور بڑھا دیتے هیں -

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ لڑکی کا وجود ایک غریب بنگالی خاندان کیلیے بربادیوں اور هلاکتوں کا ذریعہ بن گیا ہے - کتنے هی خاندان هیں جنھوں نے صرف ایک لڑکی کی شادی کرکے اپنی تمام زمین اور جائداد ضائع کردی' اور مدۃ العمر کیلیے فقر و فاقے کی مصیبتوں میں ایڑیاں رگڑتے رهے !

یہ سرزمین بنگال نے پچھلی ایک صدی میں بہت سے اولوالعزم مصلح پیدا کیے ' مگر کوئی بھی اس زنجیر سے اپنی قوم کو نجات نہ دلاسکا - راجہ رام موهن راے نے بہت سی اصلاحی قدم اٹھائیں ' اور کیشب چندر سین نے صغرسنی کی شادی کے خلاف تمام عمر وعظ کہا ' پر اس دشمن حیات ملت کو کوئی بھی شکست نہ دے سکا -

لیکن جبکہ بڑے بڑے اولوالعزم مصلح اپنے علم و فضل ' قوت و هیبت ' اور جہد و مساعی کی فوجوں کے ساتھہ ناکام رهچکے تو ایک غریب خاندان کی یہ کمسن لڑکی جسپر رسم ایام هند کی صرف سترہ بہاریں گذری نہیں ' دن تنہا اٹھی - اُس کے پاس اس دشمن کے مقابلہ کیلیے کچھہ بھی نہ تھا - تاهم جس کام کو بڑے بڑے مصلح قوم مجبور رہ کر نہ کرسکے ' اُسے اس هفدہ سالہ جمال آتشیں نے اپنے جسم نو شگفتہ کو جلاکر ایک لمحے کے اندر پورا کردیا ! !

هاں وہ دنیا کی گمراهیوں اور بدیوں سے لڑنے والو ! اس میدان کا ایک هی اسلحہ قربانی ہے' اور اسی سے تمهارا هاتهہ خالی ہے - آؤ کہ اس درسگاہ تعالی و خود فروشی کا تمھیں ایک هفدہ سالہ حسن صداقت سبق دے !

* * *

اسکو معلوم هوا کہ میرے ماں باپ کسی اونچی جگہ میری شادی کی فکر میں هیں مگر اسکے لیے ضرور ہے کہ انکے پاس رهنے کیلیے جو کچھہ ہے ' اُسے قربان کردیں - انکے پاس رهنے کا ایک مکان اور کچھہ زمین تھی - کوشش کی کہ اسکو گرو رکھکر روپیہ حاصل کریں ' مگر اسکی بھی اچھی قیمت کسی نے نہ لگائی - یہ حالت دیکھکر اُس نے اپنی نسبت ایک مخفی فیصلہ کرلیا - اُسنے اپنے دل سے پوچھا کہ اگر ماں باپ میری خاطر فقیر و محتاج هو جانے کیلیے طیار هیں' تو کیا میں اپنی تمام قوم کو اس بدترین رسم سے بچانے کیلیے کچھہ نہیں کر سکتی ؟

اسکے سامنے زندگی کی دلفریبی تھی اور شباب و جوانی کی قدرتی آرزؤں کا عزم شکن چہرہ ' مگر اسنے اِن دونوں کے خلاف فیصلہ کیا ' اور عورت ' نازک اور ضعیف عورت ' خاموش اور ایک پتے کے گرجانے سے ڈر جانے والی عورت' غرضکہ عورت کے دل کا فیصلہ ایک ایسی عظیم الشان طاقت ہے ' جسکو سمندروں کی قہار موجیں' پہاڑوں کی عریض و طویل چٹانیں' زمین کے خارا شگاف زلزلے' اور بادشاهوں اور فوجوں کے حملے بھی نہیں توڑ سکتے - اُسکا دل دنیا کا ایک طلسم مخفی ہے جسکے بھید آجتک نا معلوم هیں !

* * *

بالاخر ایک دن صبح کو اسکی خوابگاہ کا دروازہ کھلا تو اسنر هیلتا کی متفکر مسکراهٹ کی جگہ اسکے جسم نو شباب کے جلے هوے اعضا اور جسم سوختہ کا غبار خاکستر اپنے چہرۂ حسرت سے انسان کی خود پرستیوں پر هنس رها تھا - اسکے بستر پر ایک تازہ لکھا هوا خط نظر آیا جسکی سیاهی خشک هوچکی تھی تاکہ اپنے هر لفظ سے سیلاب هاے اشک جاری کراے :

" میرے پیارے باپ ! میں گوارا نہیں کرسکتی کہ آپ مجھے زندگی کا عیش دینے کیلیے خود فقیر اور بیکس هوجائیں - آپنے مجھے کس محبت سے پالا اور پرورش کیا ؟ اب میں کیونکر گوارا کروں کہ آپ مجھہ پر قربان هوجائیں ؟ بہتر ہے کہ میں خود هی جلکر قربان هوجاؤں -

میں اس بدترین رسم پر اپنے تئیں قربان کررهی هوں جس نے هزاروں گھروں اور خاندانوں کو هلاک کردیا ہے - یہ آگ کا شعلہ جو میرے جسم سے اٹھیگا ' اگر خداے چاها تو تمام هندوستان میں بھڑک اٹھیگا ' اور اس رسم کو بالاخر جلاکر چھوڑیگا ' جو غریب لڑکیوں کو اپنے شوهروں سے ملنے نہیں دیتی "

اطـــــلاع

علی گڈہ کالج میں جو افسوس ناک واقعہ بدقسمتی سے شیعہ سنی طلبا کے اختلاف کا پیش آگیا تھا اوسکی بابت صدق دل سے کوشش کیگئی کہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے هوجاے اور جو شکایت شیعہ طلبا کو پیدا هوگئی تھی اوسکی تلافی خوبی سے کردیجاے چنانچہ امید ہے کہ اسی هفتہ میں جو مفصل کیفیت بغرض اطلاع پبلک کالج گزٹ میں شائع کیجائیگی اوس سے انشاء اللہ تعالی پورا اطمینان حاصل هوجائیگا - اور نیز آئندہ کی بابت اس قسم کے امور کے پیش آنیکا انسداد هوجائیگا -

(دستخط) منظور سید حسن بلگرامی (دستخط) محمد اسحاق خاں
چیرمین جلسہ ٹرسٹیان کالج آنریری سکریٹری ٹرسٹیان کالج

ترجمۂ اردو تفسیـــر کبیــــر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مهاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے

بعلبک کے سب سے بڑے اشوری مندر کا بقیہ

یہ پہلے مندر تھا - مسیحی عہد میں گرجا بنا ، پھر عہد اسلامی میں مسجد

بعلبـــک

تاریخ قـدیم اور تمدن اسـلامی کا ایک صفحہ

(۱)

دوآبہ دجلہ و فرات میں جرمنی کے مشن کی کوششوں سے جو آثار قدیمہ روشنی میں آئے ہیں ان میں آثار بعلبک بھی ہیں - ان آثار کے حالات امریکہ کے مشہور معتدد وار علمی رسالے " سائنٹفک " نے شائع کیے ہیں -

بعلبک اسدرجہ معروف و مشہور مقام نہیں کہ بغیر تمہید یہ داستـان شـروع کردی جائے ، اسلیے ہم نہایت اختصار کے ساتھ بعلبک کو قارئین کرام سے پہلے روشناس کرائیں گے -

* * *

دمشق سے ساحل کی طرف ۱۲ فرسخ پر ایک قدیم و پر اسرار خطہ واقع ہے - یہ بعلبک کی رونق رفتـہ کا آخـری نقش قدم ہے اور اس کی عظمت و پر اسراری کا راز اسکی قدامت اور عظیم الشان عمارتوں میں مضمر ہے -

وجہ تسمیہ کے متعلق عربی جغرافیہ نویسوں نے متعدد اقوال نقل کیے ہیں اور اشتقاق و تحلیل اجزاء میں معنی آفرینیوں کی خوب داد دی ہے ، مگر ہم انکے نقل کرنے میں وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے - بہر حال اسقدر یقینی ہے کہ اس نام کا جزو اول یعنی " بعل " ایک بت کا نام تھا جسکی پرستش اہل بابل کیا کرتے تھے ، اور یہ گو یقینی نہیں مگر اغلب ہے کہ اس شہر کا نام اسی بت کے نام پر رکھا گیا ہو -

یہاں اشوری (اسیرین) رہتے تھے ، جو سلسلۂ تمدن عالم کا ایک ممتاز حلقہ اور اپنے خصائص و خصوصیات کے لحاظ سے ایک جدا گانہ تـاریخی حیثیت رکھتے ہیں - اشـوری بت پرست تھے ، اسلیے بعلبک کی وہ عمارتیں جو اسکی عظمت و اعجوبگی کی افسانہ طراز ہیں ، زیادہ تر مندر اور مختلف قسم کی عبادت گاہیں ہیں -

عیسائیت کی مجہوری و مستوری کا دور جب ختم ہوگیا اور ظہور و استیلاء کا عہد شروع ہوا ، تو اس نے دوسرے بت پرست ملکوں کی طرح بعلبک کو بھی اپنے زیر نگیں کرلیا اور بت پرستی کو مٹا کے خود اسکی جگہ لیلی ، اگرچہ وہ خود بھی بت پرستی کا ایک غیر مکمل طریقہ تھا -

بعلبک پر عیسائیت برابر حکمراں رہی ، یہاں تـک کہ چھٹی صدی عیسوی کا انقلاب عالم ظہور میں آیا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اسلامی فتوحات کا سیلاب ہر چہار طرف بڑھ رہا تھا - شام کی طرف جو جماعت گئی تھی ، اسکے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ جراح تھے - حضـرت ابو عبیدہ نے سنہ ۱۴ ھ میں دمشق فتح کیا - اسکے بعد سنہ ۱۵ میں آگے بڑھے اور حمص ، حماۃ ، شیزر وغیرہ سے فراغت کرتے ہوئے بعلبک تـک پہنچے - اہل بعلبک نے صلح کی درخواست کی - آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ انکا مذہب ، مال ، اور جان ، سب محفوظ رہینگے - ربیع الاخر سے جمادی الاولی تـک کی مدت مقرر کی اور حکم دیا کہ جو شخص اس عرصہ میں شہر سے چلا جائیگا اس سے انقضاے مدت کے بعد جزیہ لیا جائیگا -

یہ ہیں مختصر حالات بعلبک کے - تفصیل کے لیے بلا ذری ، ابن جریر ، یاقوت حموی وغیرہ مطولات قوم دیکھنا چاہئیں -

* * *

بعلبک کے کھنڈر منجملہ ان آثـار کے ہیں جو دنیا کی عظیم الشان قوموں کے مٹنے کے بعد انکی گذشتہ عظمت و شوکت کی یادگار میں باقی رہگئے ہیں اور خاموشی کی زبان میں آنے والی نسلوں کو عبرت و بصیرت کا درس دیرہے ہیں ! !

اسمیں کوئی شک نہیں کہ بعلبک ایک عظیم الشان اور نہ صرف عظیم الشان بلکہ پر اسرار و طلسم زار شہر تھا - اسکے کھنڈر کو

اب عہد ماضی کے چند مٹے ہوے نشانوں سے زیادہ نہیں' مگر تاہم انسے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بعلبک جب تھا تو کیا تھا اور کیسا تھا ؟

خصوصاً اس زمانے کا فن سنگ تراشی ایک عجیب صنعت ہے - آج اسکے جو نمونے دستیاب ہوے ہیں وہ اہل نظر میں مشہور ہیں' اور سچ یہ ہے کہ وہ اپنی صفائی اور نزاکت کے لحاظ سے اس شہرت کے پورے مستحق ہیں -

بعلبک کے آثار کا کسیقدر تفصیلی ذکر بیجا نہ ہوگا - نہ محض افسانہ کہن کا اعادہ نہیں ہے بلکہ ان حالات کا تذکرہ ہے جو ڈاکٹر شیبیم اور پروفیسر پشتلین کی کوششوں سے روشنی میں آئے ہیں اور جن سے عہد گذشتہ کے بہت سے اسرار و حوادث آشکارا ہوگئے ہیں -

اگر کام کرنے والوں کی تعریف بیجا نہیں تو ہم کہسکتے ہیں کہ ان علماے آثار نے دنیا کے ایک عظیم الشان اور پر اسرار شہر کی وہ خدمت انجام دی ہے' جو میرٹ نے بابل اور نینوا کی اور تلیمن نے ٹروی کیلیے کی تھی - مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کردینا چاہیے کہ یہ تمام خالص علمی کوششیں غیر علمی اغراض و مصالح کی آمیزش سے پاک نہیں ہیں' اور جہاں برلن کے عجائبخانہ کی گیلریاں قدیم سنگ تراشی کے بہترین نمونوں سے اراستہ ہو رہی ہیں' وہاں مشرق وسطی میں جرمنی کے نفوذ و اثر سیاسی کی بنیاد بھی تیار ہو رہی ہے !

* * *

ارض بابل کے یہ عجیب و غریب آثار جس جگہہ ملے ہیں وہ خود شہر بعلبک نہیں بلکہ ایک وادی ہے جو شہر سے جنوب کی طرف تھوڑے سے فاصلہ پر واقع ہے - یہ وادی سطح آب سے قریباً سو قدم بلند اور نہایت خوشنما مگر تنگ ہے - اسکا نام وادی لنہانا ہے خود شہر بعلبک دمشق و بیروت لائن سے شمال کی طرف دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے - جو لوگ ان آثار کو دیکھنا چاہتے ہیں انکو بیروت سے المعلقہ تک ریل پر اور المعلقہ سے آثار تک گاڑی پر جانا پڑتا ہے - گاڑی میں ایک اور کبھی دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں -

یہاں کے قدیم بت پرست شوری بال (Bal) ' ہیلیاس (Helios) اور جو پیٹر (Jupiter عطارد) کی عبادت کیا کرتے تھے - جب عیسائیوں نے یہ ملک زیرنگیں کیے تو انہوں نے اس سر زمین کے ایک مشہور مندر کو درگاہ بنا کے اسمیں خود بھی خداے جیہوواہ (Jehovah) کی پرستش شروع کردی' مگر بالآخر یہ عیسائی مسلمانوں کے ہاتھہ سے نکالے گئے' اور یہ مندر جو درگاہ بنایا گیا تھا' مسلمانوں نے اسے درگاہ سے ایک قلعہ بنادیا -

یہاں کی غاروں سے جو کتبے نکلے ہیں' گو ان سے بعلبک کی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے' مگر سچ یہ ہے کہ اس قدیم شہر کے متعلق ہماری معلومات نہایت محدود ہیں - اسکی وجہ یہ ہے کہ اولاً تو یہ شہر خود اسقدر قدیم ہے کہ قدرتاً اسکی تاریخ قدامت کی تاریکی میں گم ہے - ثانیاً وہ عرصہ تک غیر معلوم رہا' اسلیے با ایں ہمہ قدامت جسقدر حالات کا علم ممکن تھا وہ بھی معلوم نہ ہوسکے - چنانچہ یونانی اور رومی مصنف جنہوں نے قدیم دنیا کے اکثر حالات لکھے ہیں' انکا بعلبک کے متعلق بالکل خاموش ہیں -

قدیم مصنفوں میں صرف جان آف اینٹیاچ (John of Antioch) ایک شخص ہے جس نے بعلبک کا ذکر کیا ہے - لیکن اس نے جو حالات لکھے ہیں بیشتر حصہ صحیح نہیں -

جان ان کھنڈروں کو انٹونیس انٹونیاس پیاس (Antonius Pius) کی طرف منسوب کرتا ہے' اور کہتا ہے کہ اس نے فینیشیا (Phoenicia) میں لبینس (Libanus) کے قریب' ہیلیوپولس (Helipolis) میں یہ عظیم الشان مندر بنایا تھا اور دوسری صدی عیسوی کے آغاز تک دنیا کے عجائب و غرائب میں شمار کیا جاتا تھا - لیکن بعلبک کے متعلق جو دوسرے ذرائع معلومات ہیں ان سے اسکی تکذیب ہوتی ہے -

کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں نے مسیح کے بعد پہلی صدی میں یہ مندر بنانا شروع کیا تھا - اسکی تائید میچ الوف (Miche Alouf) کی تحریرات سے بھی ہوتی ہے جو خود بعلبک کا رہنے والا تھا' اور جس نے ان تمام تحریروں کے مطالعہ میں بڑا وقت صرف کیا ہے جنکا تعلق اسکے وطن کی تاریخ سے تھا -

بیشک مشرقی مصنفوں نے بعلبک کا ذکر کیا ہے مگر انکی تمامتر تحریروں کا آغاز اسوقت سے ہوتا ہے جب کہ عربوں نے اسپر فوج کشی کی تھی - اسلیے ان تحریروں سے بھی بعلبک کی قدیم تاریخ پر روشنی نہیں پڑتی -

علامۂ بلاذری' طبری' ابو حنیفہ دینوری' یعقوبی' یہ تمام مشہور مورخین عرب بعلبک کا ذکر کرتے ہیں مگر اسکے تفصیلی حالات سے خاموش ہیں - معجم البلدان حموی ایک بہترین اور جامع و مفصل کتاب ہے مگر قدیمی حالات اس نے بھی نہیں لکھے - متاخرین میں قزوینی نے کسی قدر اشارے کیے ہیں مگر وہ ناتمام ہیں - ہم نے اسی غرض سے ان تمام کتابوں پر نظر ڈال لی ہے -

* * *

بعلبک ایک بہت بڑا تجارتی شہر تھا - اسکی تجارتی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ سقوط دمشق کے بعد جب مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کیا' تو انہوں نے ایک قافلے کو گرفتار کیا جسکے پاس ریشم' شکر' اور دیگر سامانوں کی دو سو گٹھریاں تھیں -

شہر کے فدیہ میں دو ہزار اونس سونا' چار ہزار اونس چاندی' دو ہزار حلہ ہاے حریر' اور مدافعین کے پاس جس قدر اسلحہ تھے' انکے علاوہ دو ہزار تلواریں بھی دی گئی تھیں !

اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ شہر کسقدر دولتمند تھا ؟ بہت سے سیاحوں کو شکایت ہے کہ بعلبک کے آثار انہیں کچھہ عجب پریشان کن اور مغالطہ انگیز معلوم ہوے' مگر اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ان کھنڈروں کو صرف دور سے دیکھا - اگر وہ خود ان میں آکے کھڑے ہوتے' اور ضخیم ستونوں' حاشیہ پر عدیم المثل پچکاری والے سنگ مرمر کے دروازوں' کھڑکیوں اور طاقوں وغیرہ کو دیکھتے تو پریشان کن اور مغالطہ انگیز کے بدلے انکی زبان پر حیرت انگیز و انہماک طلب الفاظ ہوتے !

(البقیۃ تتلی)

راہ اکتشاف و علم پرستی میں ایک سر فروشانہ اقدام

(۲)

(ساز و سامان)

خوش قسمتی سے اس مہم کو علم سے بعض ایسی اعانتیں ملینگی جو اس سے پہلے کسی مہم کو نہیں ملی تھیں - فن پرواز میں زیادہ تر ترقی ۱۳-۱۲ سنہ میں ہوئی - اس ترقی کے بعد یہ سب سے پہلی مہم ہے جو روانہ ہو رہی ہے - اسلیے قدرتاً ان ترقیوں سے فائدہ اٹھانیکا موقع انکو حاصل ہے جن سے اسکی پیشرو مہمیں محروم تھیں -

برف پر چلنے والی گاڑیاں اسکاٹ کی مہم کے ساتھہ بھی تھیں مگر انکو ٹٹو کھینچتے تھے - صرف ان ٹٹوؤں کی وجہ سے اسکاٹ کی مہم کو جو دقتیں پیش آئی ہیں انکی مفصل آپ الہلال کی جلد اول میں پڑھچکے ہونگے - اس مہم کے ہمراہ جو برفستانی گاڑیاں ہونگی انمیں ایرو پلین (طیارہ) کا آگے بڑھانے والا آلہ اسکے انجن اور خود ایرو پلین بھی ہوگا اسطرح یہ گاڑیاں برف پر پھسل کر چلیں گی -

اس طرح کی گاڑیاں سر شیکلٹن کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ ایک اور تجربہ کی ترقی یافتہ شکل ہیں - حال میں بارکش کشتیوں کے ایرو پلین سے چلانے کا تجربہ کیا گیا تھا - سر شیکلٹن نے اسی تجربہ کو ترقی دیکے یہ گاڑیاں ایجاد کیں جنکا نام انھوں نے ایرو پلین ٹیکسی (Aeroplane Taxi) رکھا ہے -

سر شیکلٹن کی " ایرو پلین ٹیکسی " گاڑیاں معمولی ہونگی گو انکا قد معمولی برفستانی گاڑیوں سے کسقدر بڑا ہوگا - ان گاڑیوں پر ایک ایرو پلین انجن ہوگا اور ایک ایرو پلین پروپیلر (یعنی وہ آلہ جو آگے بڑھاتا ہے) - انکا خیال ہے کہ یہ گاڑیاں فی گھنٹہ پانچ سے چھہ میل تک کے حساب سے ۲ ہزار پونڈ وزن لیجا سکتی ہیں -

یہ تجویز ہے کہ دو گاڑیاں بنائی جائیں اور امسال سخت سردی کے ایام میں ساندریا یا شمالی وسطی کنیڈا میں انکا اچھی طرح تجربہ کیا جاے -

(تلغراف لاسلکی)

موجودہ علمی ایجادوں نے جو عظیم الشان فوائد ارباب جستجو کو پہنچاے ہیں انکی ایک اور مثال یہ تلغراف لاسلکی یعنی بے تار کی خبر رسانی ہے - اس لاسلکی کے استعمال میں سر شیکلٹن منفرد نہیں ہیں - ڈاکٹر ماوسن ان سے پہلے اپنی مہم میں اسے استعمال کرچکے ہیں - جس لاسلکی کو سر شیکلٹن استعمال کرنا چاہتے ہیں اسکا نصف قطر تقریباً ۵ سو میل کا ہے - یہ جہاز پر استعمال نہیں کیا جائیگا بلکہ جب برفستانی گاڑیوں کی جماعت کو باہم یا اپنے مرکز سے گفتگو کرنے کی ضرورت ہوگی تو اسوقت استعمال کیا جائیگا -

جہاز میں قطب نما کی وہ ترقی یافتہ قسم ہوگی جسکو Gyroscope Campass کہتے ہیں - جرمنی میں اسکے رواج کی یہ حالت ہے کہ اسکے بیڑے کا کوئی جنگی جہاز اس سے خالی نہیں ہوتا - اس ترقی یافتہ قطب نما کی مدد سے تمام چیزوں کی بالکل صحیح قدر و قیمت معمولی مشاہدات سے بے دبار حاصل ہو کے حاصل ہوسکتی ہے - اسکا اصلی جوہر و کمال اس واقعہ میں پوشیدہ ہے کہ یہ قطب نما مقناطیسی کشش سے متاثر نہیں ہوتا - حالانکہ یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ قطب مقناطیس کے جوار میں معمولی قطب نما بہت ہی سست کام دیتے ہیں *

(کتوں کا عمل)

جن لوگوں نے امنڈسن کے لرزہ انداز حالات سفر پڑھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس خطے میں کتے اسقدر کار آمد ثابت ہوے ہیں - چنانچہ امنڈسن اور اسکے ہمراہی برفستانی گھوڑوں پر کھڑے تھے اور یہ کتے انکو کھینچتے تھے - انکی شرح رفتار اسقدر زیادہ بیان کی گئی ہے کہ آپ مشکل سے باور کرینگے - بہر حال جسطرح امنڈسن کی مہم میں کتے کام کرتے تھے ' اسیطرح سر شیکلٹن بھی اس مہم میں بھی انسے پوری طرح کام لینگے - یہ کتے تربیت یافتہ ہیں - انکی تعداد ۱۲۰ ہے - ان کتوں کی کارگزاری کا مفصل پروگرام بنا لیا گیا ہے -

(محکمہ رسد رسانی)

یوں تو بہت سے ابتدائی انتظامات ترتیب دیے جا رہے ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ توجہ رسد کے انتظام کیلیے کی جارہی ہے ' کیونکہ گذشتہ تجربوں نے بتا دیا ہے کہ بہت سے مہموں کی ہلاکت یا ناکامی کا اصلی سبب یہی تھا کہ انھوں نے رسد کا انتظام عمدہ اصول پر نہیں کیا تھا -

علم کیمیاء غذا کا باقاعدہ مطالعہ کیا جا رہا ہے - ڈاکٹر ڈیڈ پرچ دنیا کی ایک بہت بڑی تجربہ گاہ کیمیاوی کے ڈائرکٹر ہیں - غذا کے انتخاب وغیرہ کے کیمیاوی مسائل میں انکا مشورہ حاصل کرلیا گیا ہے - سر شیکلٹن کو اپنے سنہ ۹ و ۱۹۰۷ کے تجارب کی بناء پر یہ امید تھی کہ اس باب میں بہت کچھہ ترقی ہوئی - وہ اس کا بھی انتظام کر رہے ہیں کہ مہم میں جتنے اشخاص ہوں سب پکانا جانتے ہوں -

ساز و سامان کے انتخاب و انتظامات میں سر شیکلٹن کو لندن کے مسٹر ولیم ڈیڈ رچ سے بہت مدد ملی ہے - خود سر شیکلٹن کو انتظام میں بے مثل تجربہ ہے - کیونکہ انھوں نے سنہ ۱۹۰۱ کی قومی مہم انٹارکٹک کے لیے دو جہازوں کو ' سنہ ۱۹۰۴ ع کی مہم ارجنٹائن کو ' اور خود اپنی کو ساز و سامان سے آراستہ کیا - اسکے علاوہ انھوں نے مکملن اور اسنڈمن کی مہموں اور سنہ ۱۲ - ۱۹۱۰ کی آسٹریلین مہم کی تیاری میں بھی ایک مددگار و معین کے اعتبار سے ممتاز شہرت حاصل کی ہے -

(سرمایہ)

ایسے عظیم الشان کاموں کے لیے سب سے بڑا سوال سرمایہ کا ہوتا ہے - پہلی مہم سر شیکلٹن اپنے صرف سے لیگئے تھے جسکی وجہ سے وہ بہت زیادہ قرض دار ہوگئے - کم سے کم تخمینہ ۵۰ ہزار پونڈ کیا گیا ہے ' اور ایک شخص نے اسقدر رقم دینے کا وعدہ بھی کرلیا ہے - یعنی ساڑھے سات لاکھہ روپیہ کا انتظام کیا ہے - لیکن کافی طور پر ساز و سامان کے لیے ۴۰ بلکہ ۴۷ ہزار روپیہ کی اور بھی ضرورت ہوگی - چندہ کے لیے ابھی پبلک سے اپیل نہیں کی گئی ہے لیکن اگر کوئی شخص بھیجدیتا ہے تو شکریہ کے ساتھہ قبول کرلیا جاتا ہے -

تاریخ تکمیل علم الارقام

سلسلۂ مضمون پروفیسر [illegible] شکاگو یونیورسٹی امریکا

انسان پر علم کے جو بے انتہا احسانات ہیں ان میں ایک عظیم الشان احسان یہ بھی ہے کہ موہبت و توفیق الہی نے اوسکو علم الارقام یا علم الاعداد و شمار کا بہم عنایت کیا - دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں جو عدد و شمار سے خالی ہو - کیا دنیا کی آبادیاں' دنیا کی اقلیمیں' دنیا کی دولت' ان میں کوئی چیز بھی ایسی ہے جسکا اظہار بغیر عدد و شمار کیا جاسکے ؟ اس عظیم الشان نعمت انسانی کی اگر حقیقی عظمت و منزلت کا تصور کرنا چاہتے ہو تو ایک لحظہ کے لیے فرض کرلو کہ یہ علم اوراق عالم سے معدوم ہوگیا -

اگر ایسا ہوا تو پھر کیا ہوگا ؟ غریب اپنے مزدوری کے پیسوں کا ' امرا اپنے روپیوں کا ' امیدوار اپنے سامان کا ' بندر اپنے لین دین کا ' جنرل اپنے سپاہیوں کا ' اور حکومتیں اپنی مالیات کا حساب بھول جائینگی - دنیا میں کوئی ہستی ایسی نہوگی جو اشیاے مملوکہ کا صحیح علم محفوظ رکھہ سکیگی !!

اگر دنیا کی تاریخ کا وہ دن عجیب ہوگا جسمیں اظہار ما فی الضمیر کیلیے پہلا موضوع لفظ اوسکی زبان سے نکلا ہوگا ' تو اوسکا دوسرا عجیب دن وہ ہوگا جب اشیاے عالم کی تعداد و مقدار کیلیے وہ کوئی اصطلاح وضع کرسکا -

یہ اصطلاحات و علامات جن سے موجودات عالم کی تعداد و مقدار ظاہر ہو سکتی ہے' کیونکر پیدا ہوے ؟ تدریجاً انمیں کیونکر ترقی ہوئی ؟ یہ موجودہ سہل طریقہ اعداد و ارقام کیونکر مدون ہوا ؟ اس مضمون میں انہی سوالات کو حل کیا گیا ہے -

* * *

بچہ جب آنکھہ کھولکر ایک شے سے دوسری شے کا امتیاز شروع کرتا ہے' اوسیوقت سے وہ در حقیقت اعداد کا بھی استعمال شروع کردیتا ہے' اور سمجھتا ہے کہ ایک شے یہ ہے' ایک یہ ہے' اور ایک یہ ہے - اس بنا پر سب سے پہلی چیز جو سلسلۂ اعداد میں انسان کو ملی' وہ " ایک" ہے - آگے بڑھکر جب اوسے ایک سے زائد اعداد کی ضرورت محسوس کی تو بجز اسکے اور کچھہ نہ کرسکا کہ ایک کو چند اکائیوں کا مجموعہ سمجھے - مثلاً ۱ - ۱۱ - ۱۱۱ ' اسی بنا پر آج تک وحشی اور غیر متمدن اقوام عدد کثیر کو ہمیشہ اعداد صغار میں تحلیل و تقسیم کرکے سمجھتی ہیں - مثلاً وہ پانچ نہیں جانتی ہیں لیکن تین اور دو کا مجموعہ سمجھہ جاتی ہیں -

اس زمانہ میں بھی وحشت کا بقیہ اثر یہ موجود ہے کہ جاہل اشخاص سو کو پانچ بیس یا چار پچیس سے تعبیر کرتے ہیں -

لیکن حاجات انسانی نے جب اس سے بھی زیادہ ترقی کی تو ضرورت محسوس ہوئی کہ اظہار اعداد و شمار کیلیے انہی اصول ابتدائیہ پر اصطلاحات و اشارات وضع کرے ' لیکن اسکے لیے سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ " اعداد و شمار" کسی خاص انسان' حیوان' یا اور اشیاء کیلیے مخصوص نہیں ہیں بلکہ اونکا تعلق دنیا کی ایک ایک شے اور ایک ایک ذرہ سے تھا ' اسلیے وضع حروف و خطوط کا وہ اولین قاعدہ کہ ہر شے کے اظہار کے لیے اوسکی صورت و شکل کی رسم و تصویر بنا دیجاے' کافی نہ تھا ' اسلیے جسطرح اعداد کا تصور اکائیوں کے مجموعہ سے ذہن نشین ہوا تھا ' اسیطرح اونکے لیے وضع علامات و اشارات میں بھی انہی رموز و کنایات کی مطابقت اختیار کی گئی - ایک کے لیے ایک لکیر' دو کے لیے دو لکیریں' تین کیلیے تین لکیریں ' و قس علی ذلک -

لیکن چین اور ہندوستان نے کہ علم الاعداد کا گہوارۂ اولین ہیں' اسکے لیے مختلف طرق اختیار کیے - چین نے خطوط اعداد عرضی اختیار کیے - مثلاً ـــ ' = ' ☰ ' وغیرہ اور ہندوستان نے اور اسکے بعد رومان نے طولی خطوط' جو اب تک یورپ میں مستعمل ہیں' مثلاً I ' II ' III ' وغیرہ - لیکن ظاہر ہے کہ اعداد کثیرہ کے اظہار کے لیے یہ طریقہ کسقدر مشکل اور صعب تھا' مثلاً اگر ہم دس کا اظہار کرنا چاہتے تو دس خطوط اور پچاس کیلیے پچاس خطوط یکے بعد دیگرے لکھنے پڑتے ' اسیطرح ہم جسقدر عدد میں اضافہ کرتے اوسیقدر ہمکو خطوط میں بھی اضافہ کرنا پڑتا ' اسلیے اعداد کثیرہ کیلیے بعد کو خاص علامات کے وضع کرنے کی ضرورت ہوئی - چنانچہ اہل ہند نے چار کیلیے دو متقاطع خطوط کی علامت وضع کی ' جسمیں اسکے چار گوشے چار عددوں کیطرف اشارہ کرتے ہیں اور جو رومن رسم الخط کے حرف اِکس (X) سے مشابہ ہے -

عبرانی اور یونانی قوموں نے اعداد کیلیے بجاے مستقل علامات کے وضع کرنے کے حروف مفردہ سے جو پہلے وضع ہوچکے تھے' کام لیا - حرف اول سے ۱- حرف دوم سے ۲- حرف سوم سے ۳- کی طرف اشارہ کرتے تھے' تا حرف دہم جو ۱۰ پر دلالت کرتا تھا - اسکے بعد یہ ترتیب حرف یازدہم ۲۰ ' حرف دوازدہم ۳۰ - و علی ہذ القیاس ہوجاتی' تا آنکہ انیسواں حرف ۱۰۰ پر ختم ہوجاتا تھا' اور بعد کا حرف سو سو عدد کا اضافہ کرکے اٹھائیسواں حرف ہزار پر ختم کردیتے تھے - حرف کی داہنی طرف ایک چھوٹا سا ضمہ (') بنا دیتے تھے جو یہ ظاہر کرتا تھا کہ یہ حروف ہجی نہیں ہیں -

رومانیوں نے عبرانیوں اور یونانیوں کے بعد اعداد نویسی کا ایک اور طریقہ وضع کیا جو بعض حیثیتوں سے عبرانیوں اور یونانیوں کے طریق اعداد نویسی سے سہل تھا' یعنی خطوط طولی موافق قیمت اعداد قائم رکھتے I, II, III, IIII ' اور پھر اسی طرح نو تک ایک ایک خط کے اضافہ کے ساتھہ اعداد بڑھتے جاتے تھے - نو میں نو خطوط اسی طرح متصل ہوتے - دس میں نو خطوط طولی کھینچکر ایک عرضی خط سے اوسکو کاٹدیتے تھے -

اسکے بعد اونھوں نے ترقی کی - یہ خطوط صرف چار تک باقی رکھے اور پانچ اور دس کیلیے دو جدید علامتیں وضع کیں - پانچ کیلیے جو علامت بنائی وہ عربی کے سات (۷) کے مشابہ ہے' اور جسکی صورت یہ ہے (V) دس کی علامت دو متقاطع خط (X) قرار دیے اور اس طریقہ سے دس تک کے اعداد کامل ہوگئے - بیس کیلیے دس کی دو علامتیں' تیس کیلیے تین' چالیس کیلیے چار' اسکے بعد پچاس کی علامت حرف (L)' سو کی حرف (C)' پانچ سو کی حرف (D)' اور ہزار کی حرف (M) وضع کی - درمیانی اعداد کا انہیں علامات کے اضافہ و حذف سے کام لیا -

* * *

اس عقدۂ علمی کے حل و کشایش کیلیے یہ مغرب کی کوششیں تھیں ' لیکن قدرت نے اسکے حل و کشایش کا حقیقی مجد و شرف مشرق کیلیے مقدر کردیا تھا - اہل بابل اس فن میں مہارت رکھتے تھے' چینیوں نے ایک خاص طریق کتابت عدد وضع کیا جو اونہیں تک محدود رہا اور اب تک اوسکا استعمال اونمیں شائع ہے - اسکے بعد اہل ہند نے اعداد و ارقام کی علامتیں مقرر کیں اور بتدریج اونکو ترقی دیتے رہے - یہاں تک کہ عربوں نے اس فن کو اہل

ہند سے لیکر تمام دنیاے متمدن میں پھیلا دیا - اسی لیے عرب ان علامات اعداد کو " ارقام ہندیہ " اور اہل یورپ " ارقام عربیہ " کہتے ہیں -

ان ارقام عددی اہل ہند کا کوئی خاص شخص موجد نہیں ہے بلکہ صدیوں کی تدریجی ترقی اور سیکڑوں اشخاص کے طویل غور و فکر کے بعد کامیابی ہوئی ہے - اہل ہند دوسری صدی کے قریب ایسے ارقام عددی لکھتے تھے جنکا حال ہمیں اچھی معلوم نہیں لیکن بعد کے ارقام عددی سے وہ مختلف ضرور تھے - علماے آثار کو ہندوستان میں ایک قدیم کتابہ ملا ہے جو تیسری صدی قبل مسیح کا لکھا ہوا ہے - اسمیں جو ارقام عددی منقوش ہیں وہ بھی ہندوستان کے مشہور ارقام عددی سے بالکل مختلف ہیں - پونا کے قریب نانا گھاٹ کے غار میں ایک دوسرا کتابہ پایا گیا ہے جو دوسری صدی قبل مسیح کا ہے - اسمیں جو ارقام منقوش ہیں ' وہ بھی مشہور ارقام کے مطابق نہیں ہیں -

* * *

اب تک جو مختلف ارقام وضع کیے گئے تھے ' اون سب میں سب سے بڑی دقت اور کمی یہ تھی کہ انمیں اعداد کی زیادت و نقص قیمت ' مراتب کتابت پر مبنی نہ تھی ' بلکہ ہر ایک کے لیے ایک خاص علامت وضع کرنی پڑتی تھی ' اسلیے نہایت کثیر علامات کی ضرورت ہوتی تھی - آج ہمارے پاس صرف نو ارقام عددی ہیں جن سے بتقدیم و تاخیر مراتب ہم ہر عدد کو لکھہ سکتے ہیں - اگر انکو مرتبۂ اول (اکائی) میں لکھیں تو ۲ - اگر اسیکو مرتبۂ ثانیہ (دہائی) میں لکھیں تو ۲۰ ' اور اگر مرتبۂ ثالثہ (سیکڑا) میں لکھیں تو ۲۰۰ ' اور اگر مرتبۂ رابعہ (ہزار) میں لکھیں تو ۲۰۰۰ پڑھا جائیگا -

دیکھو ایک ہی رقم بتقدیم و تاخیر مراتب کسطرح قیمت بدل دیتی ہے ؟ لیکن ایام قدیم میں یہہ ممکن نہ تھا ' اسلیے ہر عدد کیلیے نئی علامت کی حاجت تھی - اس منزل کا سب سے پہلا قدم یہہ تھا کہ عہد قدیم میں بابل ' چین ' اور ہندوستان میں جدول عددی کا استعمال شروع ہوا ' اور یہاں سے یونانیوں اور رومانیوں میں اسکی اشاعت ہوئی ' پھر انکے ذریعہ تمام یورپ میں پھیلا اور اواخر قرون وسطی تک باقی رہا - چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ انگلینڈ کے خزانۂ شاہی کا خزانہ دار بارھویں صدی عیسوی میں اسی طریق حساب سے مدد لیتا تھا ' اور اب تک اسکا استعمال روس میں باقی ہے -

* * *

جدول عددی کا قاعدہ یہ ہے کہ دہائی ' سیکڑا ' ہزار ' جس قیمت کے اعداد لکھنے ہوں ' اونہی تعداد کے مطابق ایک جدول بنا لی جاے اور اوسمیں اعداد حسب مرتبہ لکھدیے جائیں - مثلا ہماری جدول میں چار خانے ہیں - اگر خانۂ اول میں ہم نے ۲ لکھے تو وہ ۲ ہوگا - اوسکو اگر ہم دوسرے خانہ میں لکھدیں تو ۲۰ ہوجائیگا ' تیسرے خانہ میں اگر اوسکو جگہ دیجاے تو ۲۰۰ ہوگا ' اور اگر آخری خانہ میں لکھا گیا تو ۲۰۰۰ سمجھا جائیگا - اس طریق کتابت سے یہ مسئلہ پیدا ہوگیا کہ کیونکر چند اعداد کے ذریعہ اختلاف مراتب سے اختلاف قیمت پیدا کیا جاے ؟

ہم نے اس تمثیل میں دس کو معیار ترقی عدد قرار دیا ہے حالانکہ ہر زمانہ میں اور ہر قوم میں موجودہ متعارف طریق حساب کیطرح دس معیار عدد نہ تھا ' اسلیے اس جدول میں مرتبہ کی تبدیلی سے قیمت میں اوسیقدر اضافہ ہوگا ' جسقدر معیار عدد ہوگا - مثلاً اگر پانچ کو ہم معیار قرار دیں تو دوسرے خانہ میں جب ہم کوئی عدد لکھینگے تو پہلے خانہ سے صرف پنج گونہ قیمت بڑھیگی -

تعین معیار عدد کی نسبت اقوام میں مختلف عادتیں جاری رہی ہیں - اہل بابل کے ہاں (۶۰) معیار عدد تھا - بعض افریقی قبائل کے نزدیک (۶) معیار عدد ہے - شاید بعض اہالی جزیرۂ نیوزیلینڈ میں اس غرض کیلیے (۱۱) کا عدد ہے - یورپ میں درجن (Dozen) کا استعمال عجب نہیں جو اسی بات کیطرف اشارہ ہو کہ وہاں پہلے (۱۲) معیار عدد تھا - اس عقیدہ کی تعلیل کہ انسان نے زیادہ تر (۱۰) ہی کو کیوں معیار عدد قرار دیا ؟ اس سے بہتر نہیں ہوسکتی کہ پہلے انگلیوں کے اشارہ سے اعداد کا کام لیا جاتا تھا جسطرح ایک لڑکا کیا جاتا ہے ' اس بنا پر ۱۰ کا عدد جو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی مجموعی تعداد ہے طبعی طور پر معیار عدد قرار پایا - ۵ جو اوسکا نصف ہے وہ صرف ایک ہاتھہ کی انگلیوں کی تعداد ہے ' اور ۲۰ جو ۱۰ کا دونا ہے وہ دونوں ہاتھہ اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا مجموعہ ہے ' اور اسکے شواہد گذشتہ اقوام کی تاریخ میں مذکور ہیں -

عرب کے ملک تدمر میں دس بیس کر کے گنا جاتا تھا - سریانی قوم بھی قبل اسلام اسیطرح گنتی تھی ' امریکا وسطی کے بعض قبائل اب تک ۲۰ کو عدد انتہائی قرار دیتے ہیں - فرنچ زبان میں اب تک اس عہد کا بقیہ اثر موجود ہے - ۸ کیلیے اس زبان میں جو لفظ ہے ' وہ اون الفاظ سے مرکب ہے جنکا مفہوم (چار بیس) ہے -

یونانیوں نے ایک سے دس تک کیلیے اور اسکے بعد ۲۰ - ۳۰ وغیرہ مرکب دہائیوں کیلیے خاص الفاظ وضع کیے تھے - اسکے علاوہ اور اعداد ترکیبی مثلاً ۳۲ ' ۳۳ ' کو دہائیوں پر اعداد مفردہ کے اضافہ سے بذریعہ عطف بناتے تھے ' مثلاً دو اور تیس ' تین اور تیس - رومانیوں کا بھی یہی طریقہ ہے - لیکن اہل ہند نے اسپر قناعت نکی ' اور سلسلۂ اعداد کو اسقدر ترقی دی کہ ہزار ' لاکھہ ' کرور ' اور ارب تک پہونچ گیا -

* * *

گو اب تک " اعداد عشری " یعنی اوس طریق عدد کو جسمیں دس معیار عدد ہو ' اس حد تک ترقی ہوچکی تھی ' لیکن طریق کتابت میں رموز و علامات عدد حد کمال تک نہیں پہونچے تھے - " جدول عددی " کا جو طریقہ رائج تھا ' وہ گو اور طرق قدیمہ سے سہل و آسان تھا ' تاہم انسان کی راحت پسندی اس سے سہل تر طریقہ کی طالب تھی - جدول عددی کے ذریعہ یہ مشکل تو حل ہوچکی تھی کہ صرف چند ارقام اعداد کے ذریعہ بتقدیم و تاخیر مراتب ' قیمت اعداد میں کیونکر کمی و بیشی ممکن ہے ' لیکن بڑی مشکل یہ تھی کہ خالی مرتبہ کیلیے سادہ خانہ چھوڑ دینا پڑتا تھا ' مثلا اگر ہم ۵۰۲ لکھنا چاہتے ' تو خانۂ اول میں ۲ ' خانۂ دوم سادہ ' اور خانۂ سوم میں ۵ لکھنا پڑتا ' لیکن بغرض تسہیل و آسانی اگر ہم جدول سے سبکدوشی حاصل کرنا چاہیں تو یہی عدد یعنی (۵۰۲) بالکل ۵۲ کے ساتھہ ملتبس ہوجاتا تھا - علماے ہند قدیم نے اس دقت کو صرف ایک جنبش قلم سے رفع کردیا ' یعنی صفر کا طریقہ وضع کیا جو نہایت آسانی سے خالی مرتبۂ سادہ کی جگہ بنا دیا جاتا ہے - اس سے پہلا التباس و اشتباہ بالکل مرتفع ہوگیا -

اصل سنسکرت زبان میں صفر کیلیے ' لفظ " سُنّا " ہے جسکے معنی " خالی " کے ہیں - عربوں نے جب اس طریق کتابت عدد کو اہل ہند سے لیا تو " سنا " کی جگہہ اوسکے ہم معنی لفظ " صفر " کا استعمال کیا - عربوں کے ذریعہ جب یہہ طریقہ

یورپ میں رائج ہوا تو " صفر " کو اپنی زبان میں بعینہ سالیفر Cipher بنا دیا جو اب تک مختلف صورتوں میں یورپ کی زبانوں میں مستعمل ہے ' لیکن عرب صفر کو بصورت نقطہ (٠) لکھتے ہیں اور اہل ہند و یورپ بصورت دائرہ (0) لکھتے ہیں - قدیم سے قدیم عہد جسمیں صفر بصورت دائرہ لکھا ہوا ملا ہے ' سنہ ٧٩-٨ ع ہے '

* * *

یہہ ارقام عددی یورپ میں کیونکر اور کب پہونچے ؟ یہہ مسلم ہے کہ عربوں نے اہل ہند سے یہ ارقام اخذ کیے کیونکہ اونکے ہاں ان ارقام کا نام " ارقام ہندیہ " ہے - نویں صدی مسیحی میں بغداد میں علماے ریاضی انہیں ارقام کا استعمال کرتے تھے - اندلس کے عربوں میں ارقام ہندیہ کے جو اشکال رائج تھے ' وہ اشکال بغدادی سے کسقدر مختلف تھے - انکا نام اندلس میں " ارقام الغبار " تھا - مسلمانوں نے ان ارقام کو اپنے تمام حدود اثر میں پھیلایا ' اور جہاں جہاں اونکی حکومت یا تجارت پہونچی یہ ارقام اونکے ساتھہ ساتھہ تھے -

* * *

بعض علماے یورپ کا دعوی ہے کہ عربوں سے پہلے جنوبی یورپ میں ارقام رائج تھے اور اسکی دلیل علم ہندسہ کی ایک کتاب کا ایک قلمی نسخہ ہے جو چھٹی صدی عیسوی میں تصنیف ہوئی تھی - اس کتاب میں انہیں ارقام کا استعمال ہے - اگرچہ وہ تصنیف چھٹی صدی کی ہے لیکن چونکہ یہہ نسخہ گیارھویں صدی کا لکھا ہوا ہے اسلیے تحقیق یہہ ہے کہ ناقل نے قدیم ارقام کی جگہہ ان ارقام کو جو اوسکے زمانہ میں شائع ہو چکے تھے ' لکھدیا ' تاہم اس نسخہ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ عربوں سے اہل یورپ میں گیارھویں صدی سے پہلے ان ارقام کا رواج ہو چکا تھا -

پوپ سلوسٹر ثانی جب اندلس کے عربوں سے تحصیل علوم و فنون کے بعد یورپ واپس آیا تو اسنے اندلس کے ارقام غبار پر ایک مختصر رسالہ لکھا ' مگر اسمیں صفر کا ذکر نہیں ہے - بارھویں صدی میں یہ ارقام باختلاط ارقام یونانی و رومانی ' مختلف ممالک و علاقات یورپ میں بے قاعدہ طور پر پھیل رہے تھے کہ تیرھویں صدی کے اوائل میں اٹلی کے مشہور ریاضی داں لیونارڈو فیبوناشی نے سنہ ١٢٠٢ میں علم حساب میں ایک کتاب لکھی جسمیں ارقام ہندیہ کی تشریح کی - لیونارڈو کے بعد جان سا کرو بوسکو پیدا ہوا ' جسنے ارقام ہندیہ کے طریق استعمال کی لیونارڈو سے زیادہ تشریح و توضیح کی -

دوسرا پہلا شخص ہے جسنے ان ارقام کا نام " ارقام عربیہ " رکھا -

اوجر شاہ سسلی جسکے مسلمانوں سے بہت تعلقات تھے ' اسکے عہد کے چند سکے برآمد ہوئے ہیں جن پر انہیں ارقام میں سنہ ١١٣٨ کی تاریخ کندہ ہے - بعض اور مقامات میں بھی چند اور سکے ملے ہیں جنمیں ایک اٹالین ہے اور اس پر سنہ ١٣٩٠ منقوش ہے - ایک دوسرا فرنچ سکہ ہے جسپر ١٤٨٥ کی تاریخ لکھی ہوئی ہے - جزیرۂ برطانیہ میں بھی دو سکے پائے گئے ہیں ' ایک اسکاٹ لینڈ کا ہے اسکی تاریخ ١٥٣٨ع ہے - دوسرا انگلینڈ کا ہے جسکی تاریخ ضرب ١٥٥١ ہے - ان تمام سکوں کے سنین انہی ارقام ہندیہ یا عربیہ میں منقوش ہیں - فرانس میں ایک قلمی کتاب سنہ ١٢٧٥ع سے محفوظ ہے - اسمیں ان ارقام ہندیہ پر ایک مقالہ موجود ہے - جرمنی میں فیبرونی کی دو لوحیں ملی ہیں ' جن میں اول پر سنہ ١٣٧١ اور دوسرے پر سنہ ١٣٩٨ منقوش ہے -

(ملاحظات)

پروفیسر موصوف کے اس مضمون کے متعلق ہمکو چند باتیں کہنی ہیں :

(١) حساب جمل جسکا پروفیسر موصوف نے تذکرہ کیا ہے ' وہی چیز ہے جو مسلمانوں کے پاس بصورت حروف ابجد موجود ہے ' اور جسکو مسلمان علماے ریاضی نے درجات و دقائق و ثوانی کی تعیین میں ' اور علماے جغرافیہ نے طول و عرض بلاد کے ذکر میں استعمال کیا ہے ' اور پھر شعراے متاخرین اوس سے مادہ ہاے تاریخ نکالتے ہیں -

(٢) مسلمان ان ارقام کو ارقام ہندیہ ضرور کہتے ہیں لیکن تاریخ کی جہانتک شہادت ہے مسلمان اولاً ارقام کو الفاظ کی صورت میں لکھتے تھے - مثلاً ایک ' دو ' چار - ابتداے فتوحات سے تا عہد عبد الملک تمام صوبوں کے حسابات خود ان صوبوں کے طریق ارقام کے موافق لکھے جاتے تھے - مصر کا حساب قبطی میں ' شام کا رومی میں ' عمان و ایران کا فارسی میں - عبد الملک کے عہد حکومت میں دفتر حساب ایک فارسی الاصل مسلمان صالح بن عبد الرحمن نے عربی میں منتقل کیا ' اسلیے قرین قیاس یہ ہے کہ ارقام ہندیہ عربی میں فارسی کی راہ سے آئے ہیں ' کیونکہ ہندوستان سے عربوں کا علمی تعلق عہد منصور عباسی سے شروع ہوا ہے -

(٣) موجودہ مستعمل ارقام عربیہ موجودہ یورپین ارقام سے مختلف ہیں ' اسلیے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ موجودہ ارقام عربیہ مختلف زمانوں میں مختلف طریقوں سے لکھے جاتے تھے - وہ طریق ارقام عربیہ جو اہل یورپ میں پھیلا ' محض ابتدائی نقش ہے - ایک شاعر نے ان علامات و ارقام کو چند شعروں میں جمع کردیا ہے جن سے مناسبت و مشابہت ارقام عرب و ارقام یورپ ظاہر ہوگی :

الف و حاء ثم حج بعدہ * عین و بعد العین عو ترسم

ھاء و بعد الھاء شکل ظاھر * یبدو لہ لمعطاف ان ھو یفہم

صفران ثامنہا وقت ضما معاً * والواو تاسعہا بذلک تختم

اب ان دونوں علامات کا مقابلہ کرو :

(عربی قدیم)	ا	ح	حج	ع	عو	•	٨	8	ر
(موجودہ عربی)	١	٢	٣	۴	۵	٦	٧	٨	٩
(یورپین)	1	2	3	4	5	6	7	8	9

(ملخص و مقتبس از المقتطف)

ایـــام هفتـــــه کی حقیقت

اوقـات کي سب سے بڑي مــدت ســال ہے ' پھر سال کو هــم مهینوں پر ' مهینوں کو دنوں پر ' اور دنوں کو گھنٹوں ' منٹوں ' اور سکنڈوں پر تقسیم کرتے هیں - ان کي تمام اقسام کي حقیقت ' آفتاب و ماهتاب کي حرکت سے اونکا تعلق ' اور حرکت کي مختلف مقداروں کي حیثیت سے اونکی مختلف تقسیمات ' یه تمام باتیں واضح اور ظاهر هیں -

لیکن هم مهینه میں چند غیر مساوي تقسیم هفتوں کی کیوں کردیتے هیں جو هر مهینه میں چند سال اور چند ایــام کی کسر کے ساتھه واقع هوتے هیں ؟

حقیقت یه ہے که جس طرح سال باره حصوں پر منقسم ہے جن میں سے هر حصے کا نام مهینه ہے ' اسی طرح مهینه بھی متعدد حصص متساوي پر منقسم تها -

افریقه کے مختلف قبائل کے نزدیک ایام هفته کی تعداد مختلف ہے - بعض قبائل میں تین تین دن کا هفته هوتا ہے ' بعضوں کے یہاں چار چار دن کا اور بعضوں کے نزدیک پانچ دن کا - اس اختلاف کا اصلی سبب یه ہے که اونکے هاں دیہاتوں میں اور خیموں کی آبادیوں میں مختلف عادات و رسوم قدیمه کی حفاظت سے هر تیسرے یا چوتھے یا پانچویں دن بازار لگتا ہے ' اس بنا پر اونکے نزدیک هفته کا پہلا دن وهی هوتا ہے جو بازار کا دن هوتا ہے - کانگو میں مهینه همیشه ۲۸ دن کا هوتا ہے ' اور ان ۲۸ ایام کو برابر حصوں پر تقسیم کرکے چار چار دن کا ایک هفته فرض کرتے هیں - باشندگان اندر کا بھي اسی پر عمل ہے -

شرقی افریقه کے بعض مقامات میں ایک مهینه کو دس دس دن کے تین هفتوں پر تقسیم کرتے هیں - اهل یونان بھي تیس دن کا ایک مهینه فرض کرکے دس دس دن کے تین هفتے کردیتے تھے - اهل جاوه عربوں کے اختلاط سے پہلے مهینه کو ۲ هفتوں پر تقسیم کرتے تھے ' اور هر هفته کو پانچ پانچ دن پر -

لیکن ایک زمانهٔ بعید سے اکثر دنیاے معلوم و متمدن میں هفته سات روز کا قــرار دیا گیا ہے اور دوامــاً اسي پر عمل ہے ' لیکن غور کرنا چاهیے که هفته کے سات دن کیوں مقرر کیے گئے ؟

توارت کے سفر تکوین سے ظاهر هوتا ہے که حضرت موسی کے عهد میں هفته سات هي دن کا هوتا تها - یهود نے کہاں سے یه سیکھا ؟ کلدانیوں سے جو قدیم اقوام میں سب سے پہلے ستاره بین تھے -

انسان نے سب سے پہلے جب آسمان کی طرف نظر اٹھائي تو اوسنے دیکھا که ایک ستاره جسکو هم چاند کہتے هیں ' ایک وقت معین پر طلوع هوتا ہے - رفته رفته ۱۴ روز میں وه بڑھکر کامــل هوجاتا ہے - اسکے بعد گھٹنا شروع هوتا ہے اور ۲۸ دن کے بعد عموماً بالکل ڈوب جاتا ہے - اس بنا پر اوسنے مهینه کے چوده چوده دن کے دو ٹکڑے کیے ' اور پھر ان دونوں کے بھي دو برابر ٹکڑے کرڈالے اسطرح مهینه کے چار ٹکڑے کرکے ســات ســات دن کے ایک ایک ٹکڑے کا نام " هفته " رکھا -

کلدانیوں میں ان ایام هفته کے جو نام تھے ' وه وهی نام هیں جو سیارات سبعه کے هیں - اس سے ظاهر هوتا ہے که اونہوں نے هفتوں کے سات دنوں کا تعین سیارات سبعه کي مناسبت سے کیا تها -

لیکن اس نظریه کے تسلیم کرنے سے ایک دوسري مشکل پیدا هوتي ہے - اس سے لازم آتا ہے که ایام هفــته کے ناموں کي ترتیب سات ستاروں کي ترتیب پر هوني چاهیے - حالانکه ان دونوں کي ترتیب میں بہت فرق ہے :

(۱) ترتیب سیارات سبعه : یعنے زحل ' مشتري ' مریخ ' شمس ' زهره ' عطارد ' قمر -

(۲) ترتیب ایام سبعه : زحل ' شمس ' قمر ' مریخ ' عطارد ' مشتري ' زهره -

ایک مــدت تــک یــه اعــتراض نا قابل جواب تها ' لیکن اب اکتشاف آثار نے ایک کلداني کتابه کے ذریعه واضح کیا ہے که کلداني دن کے هر گھنٹه کو ایک ایک ستاره کي طرف منسوب کرتے تھے اور هر دن کا وهي نام رکھتے تھے ' جو اوس دن کے پہلے گھنٹه کے سیاره کا هوتا تها - اس نظام کواکبی کی بنا پر دن کے ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - زحــل کے گھنٹے هونگے ' ۲ - ۹ - ۱۶ - مشتري کے ' ۳ - ۱۰ - ۱۷ ۲۴ - مریخ کے ' اور ۴ - ۱۱ - ۱۸ اور دوسرے کا دن کا پہلا گھنٹه شمس کا - اسی طرح علی ترتیب الایام تیسرے دن کا پہلا گھنــٹه عطارد ' چھٹے دن کا پہلا گھنٹه مشتري ' اور ساتویں دن کا پہلا گھنٹه زهره هوگا -

اهل هند جو قدیم ستاره بین اقوام میں داخل هیں ' اونکے هاں بھي ایام هفته کي تقسیم اسی اصول پر ہے -

جن اشخاص کو قــدیم فن جوتش اور نجوم سے واقفیت ہے وه اُن نقشوں اور جدولوں پر نظر ڈالیں جو اب تک احکام سعد و نحس نجوم کے استخراج کیلیے لوگ استعمال کرتے هیں - ان میں هر دن کے چوبیس گھنٹوں کو مختلف تقسیموں سے مختلف ستاروں میں منقسم کردیا ہے - یه تمام چیزیں اسی کلداني علم کواکب سے ماخوذ هیں جو مسیحی اقــوام شام کے ذریعه اسلام میں ترجمه هوکر شائع هوئي تهیں -

ممالک عثمـــانیــه اور نصـــرانیت

یوناني اخبار نیولوگوس کے اڈیٹر نے اس موضوع پر ایک رساله لکھا ہے که سلطنت عثمانیه میں نصراني جماعتوں کو حقوق حاصل هیں - تمهیداً دیگر خلفاے اسلام کے عهود و حقوق کو بیان کیا ہے ' جسمیں حضرت عمر کے اوس عهد کا بھي ذکر ہے جو اونہوں نے فتح بیت المقدس کے وقت نصراني بطریق صفرونیوس سے کیا تها -

رساله میں تاریخي طور سے دکھایا گیا ہے که ترکوں کا طرز عمل نصاری کے ساتھه همیشه کسقدر منصفانه رها ہے ؟ منجمله ان واقعات متعدده کے جنکا صاحب رساله نے تذکره کیا ہے ' عالي پاشا کي اوس رپورٹ کا بھی ایک فقره ہے جو اوسنے سنه ۱۸۵۵ میں دول عظمی کے سامنے پیش کي تهي -

پٹریارک (بطریق) کا عهده ان متعدد حقوق تمدنی و دیني پر اسدرجه مشتمل ہے که یه کہنا ممکن ہے که تمدنی قوت کے علاوه جسکی حکومت اسلامیه مالک ہے ' نصاری کے تمام امور ' اونکے فیصلهٔ مقدمات ' اونکے حالات کی نگراني وغیره اور اونکے هر طرح کے معاملات خود نصاری هی کے هاتھه میں هیں - حکومت اسلامیه کو ان سے کوئي تعرض نہیں -

کاش مسلمانوں کو بھي حکومت نصرانیه کي تاریخ میں اس قسم کے فقروں کے لکھنے کا موقع ملتا !

مادی اور لا ادری

موجوده متعدد فلسفي فرقوں میں مادي اور لا ادري یه دو فرقے بھي هیں جنکا نام اکثر همارے مذهبی لٹریچر میں لیا گیا ہے لیکن ان کی حقیقت سے عام طور پر ناظرین کو واقفیت نہیں ہے -

(۱) مادیین وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ عالم میں صرف دو چیزیں ہیں : وجود مادہ مثلاً لکڑی ' پتھر ' لوہا - اور قوت مادہ ' مثلاً حرارت ' حرکت ' الیکٹریسٹی کہ تمام چیزیں طول و عرض ' بیاض و سواد اسطرح مادہ کو عارض ہیں - لہذا یہ چیزیں بھی خود مادہ کے مظاہر ہیں -

(۲) لا ادریین کہتے ہیں کہ ہم مادہ اور قوت کے وجود کو جانتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ قوت اور مادہ سے اس جسم کا تعلق ہے ؟ جو چیزیں ہمارے ادراک اور احساس میں نہیں آتی ہیں نہ تو ہم اونکو جانتے ہیں ' اور نہ ہم انکا انکار کرتے ہیں - ہم اپنے علم کی نفی کرتے ہیں ' لیکن اونکے وجود کی نفی نہیں کرتے

امریکا کا مکتشف

اب تک بر اعظم امریکا کا مکتشف اول کولمبس سمجھا جاتا تھا ' لیکن اب ولایات متحدہ میں چند پتھر ملے ہیں ' جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کولمبس سے سوا سو برس پہلے یہاں اہل سویڈن و ناروے آئے تھے - اسکے بعد ایک دوسرا پتھر امریکا کے ایک مکان میں جسکا نام کنگسٹن ہے ' اور جو صوبہ منسوٹا میں واقع ہے نکلا ' اس پر حسب ذیل عبارت لکھی ہوئی پائی گئی :

" ہم سویڈنی اور ۲۲ اہل ناروے اپنے ملک سے نئی اسکاٹلینڈ کی تلاش میں نکلے اور مغرب کیطرف چلے ' یہاں تک کہ پانی میں دو چٹانوں کے پاس اترے جو اس پتھر سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے - ہم دن بھر شکار کھیلتے رہے - واپسی میں ہم دس سرخ رنگ انسانوں سے ملے جو خون کی پوشاک پہنے تھے اور وہ مرچکے تھے - کنواری مریم ! مصیبت سے بچانا ! ہمارے ساتھ کے دس آدمی دریا میں ہیں جو کشتیوں کی اس جزیرہ سے ۴۱ دن کے فاصلہ پر حفاظت کر رہے ہیں - سنہ ۱۳۶۲ "

ارتفـــاع سطـــح ارضی

سطح زمین کی بلندی و پستی اور اوسکا دوسری زمین کی پستی و بلندی سے باہمی مقابلہ سمندر کی سطح سے کیا جاتا ہے - دنیا کے تمام بر اعظم بلندی و ارتفاع سطح میں باہم برابر نہیں ہیں ' سمندر کی سطح سے بلند ترین ٹکڑا بر اعظم ایشیا ہے ' اور سب سے پست حصہ بر اعظم یورپ و اسٹریلیا - ترتیب ارتفاع حسب ذیل ہے :

بر اعظم	سطح آب معدل ارتفاع
ایشیا	۹۵۰ میٹر
افریقہ	۶۵۰ میٹر
امریکا جنوبی	۶۳۰ میٹر
امریکا شمالی	۶۰۰ میٹر
اسٹریلیا	۲۸۰ میٹر
یورپ	۲۸۰ میٹر

حقیقـــة الصـــلاة

ان الصلوة تنہی عن الفحشاء و المنکر ' و انہا لکبیرة الا علی الخاشعین

(۱)

ایمان بالغیب کے بعد قرآن کریم کی سب سے پہلی تعلیم اقامت صلاة ہے کہ نماز کو قائم کرو - ہم کو اس سے بحث نہیں کہ صلاة (نماز) کے احکام و اقسام کیا ہیں اور کیوں ہیں ؟ ہمارے پیش نظر صرف نماز کی وہ حقیقت ہے جس کو مسجد نشینوں میں نہ پاکر ایک اہل دل نے میکدہ کے دروازے کھٹکھٹائے تھے کہ :

باشد کہ درین میکدہا دریابم
آن نور کہ در صومعہا گم کردم

اس ذیل میں متعدد امور بحث طلب ہیں :

(لفظ صلاة)

(الف) ادبیات عرب میں صلاة کسے کہتے ہیں ؟

ایام جاہلیت میں یہ لفظ دعا کے لیے استعمال ہوتا تھا - اعشی کا قول ہے :

لہا حارس لا یبرح الدہر بیتہا * وان ذبحت صلی علیہا و زمزما

صلی علیہا ' یعنی بارک دعالہا (اُس کے لیے دعا کی) ایک اور جاہلی شاعر کا شعر ہے .

و قابلہا الریح فی دنہا * و صلی علی دنہا و ارتسم

یہاں بھی دعا ہی کے معنی ہیں - ایک اور قصیدہ میں ہے :

علیک مثل الذي صلیت فاغتمضي
عینا ' فان لجنب المرء مضطجعا -

صلاة کے دوسرے معنی لزوم کے تھے - عہد جاہلیت کی ایک نظم کا یہ شعر مشہور ہے :

لم اکن من جناتہا علم اللہ * و انی بحرہا الیوم صالي

یہاں صالی کے معنی لزوم رکھنے والے کے ہیں -

کسی شخص کے پیرو کو بھی مصلی کہتے تھے ' اور اس پیروی و اتباع کا نام صلاة تھا - اصل میں مصلی کا لفظ گھوڑے کے لیے موضوع تھا جو کسی دوسرے گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلتا ہو - بعد میں تخصیص جاتی رہی ' معنی میں تعمیم آگئی اور ہر قسم کی پیروی کو صلاة اور پیرو کو مصلی کہنے لگے -

یہ تو صلاة کے عام معنی ہوے ' لیکن مشرکین عرب میں صلاة کا ایک خاص طریقہ تھا ' جس کی تشریح قرآن کریم نے کی ہے ' سورۂ انفال میں ہے :

وما کان صلاتہم عند البیت	خانۂ کعبہ کے پاس اُن کی نماز کیا
الا مکاء و تصدیة ' فذوقوا	تھی ؟ تالی بجانی اور سیٹی دینی '
العذاب بما کنتم تکفرون	تم جو کفر کیا کرتے تھے ' اب اُس کے
(۸ : ۳۶)	بدلے عذاب کا مزہ چکھو -

روایت و آثار سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے - ایک روایت میں ہے :

ما كان صلاتهم التي يزعمون انها يدرم (؟) بها عنهم الا مكاء و تصدية (۱)

صلاۃ (نماز) جس کی نسبت مشرکین عرب کا زعم تھا کہ یہی عبادت اُن کے کام آئیگی اور اُن کے لیے اجر و ثواب کا باعث ہوگی' وہ صرف تالی بجانا اور سیٹی دینا تھی (۱)

اسلام نے اس غیر مہذب طریقہ کی اصلاح کی' اس کو منہدم بنایا' نماز کی ایک خاص ہیئت مقرر کردی' اور ایسی مقرر کردی جو انسانی اخلاق ملکوتی کی ترقی کا بہترین ذریعہ ہوسکتی ہے -

یہودیوں اور نصرانیوں میں بھی نماز کا رواج تھا - ایرانیوں میں بھی مغوں' موبدوں' اور پادشاہوں کی تعظیم کو نماز کہتے تھے' مگر یہ خاص طریق خشوع کہیں نہ تھا' اور نہ عبودیۃ الہی کی حقیقت سے کسی کو واقفیت نہ تھی - یہ خصوصیت اسلام کی ہے' وہ خود نماز کے تذکرہ میں اس پر زور دیتا ہے :

فاذكروا الله كما علمكم ما لم تكونوا تعلمون (۲ : ۱۹۷)

خدا کو اُس طریق پر یاد کرو اور اُس خاص شکل سے نماز پڑھو جس کی خدا نے تمہیں تعلیم دی ہے اور جس سے پہلے تم ناواقف تھے -

(سجدہ)

(ب) نماز کا جزو اعظم سجدہ ہے جس کے اصلی معنے اہل لغت نے کمال اطاعت و انقیاد اور خضوع کے لکھے ہیں - کلام عرب میں بھی یہی معنے متداول تھے - ایک مشہور مصرع ہے :

ترى الاكم فيها سجداً للحوافر

یعنی گھوڑے کی سرعت رفتار کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اُس کے سموں کی مطیع نظر آتی تھیں - قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں یہی معنے مراد ہیں' مثلاً : والنجم و الشجر يسجدان اور كل له يسجدون' و نحوهما -

امام رازی سجدہ کے لغوی و اصطلاحی معانی کی نسبت لکھتے ہیں :

ان السجود لا شك انه في عرف الشرع عبارة عن وضع الجبهة على الارض وجب ان يكون في اصل اللغة كذالك لان الاصل عدم التغيير (۲)

کوئی شک نہیں کہ شریعت میں سجدہ کے معنی زمین پر پیشانی رکھنے کے ہیں' اس سے ضروری ہے کہ اصل لغت میں بھی یہی معنے ہوں' کیونکہ اصل الاصول یہی ہے کہ معنی تبدیل نہ کیے جائیں (۲)

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مصطلحات میں لغوی معنے کی کچھہ نہ کچھہ مناسبت ضرور ملحوظ رکھی جاتی ہے مگر سجدہ کی شرعی اصطلاح میں یہ مناسبت مفقود نہیں ہے - نماز میں جس انداز سے سجدہ کرتے ہیں' اُس سے زیادہ فروتنی و تذلل کی اور کیا صورت ہوسکتی ہے ؟ علم اللسان کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اصل لغت کے لحاظ سے اصطلاح میں کیا کچھہ تبدیلیاں نہیں ہو جاتی ہیں ؟ رکوع کے معنی صرف جھکنے کے تھے' اصطلاح نے ایک خاص قسم کے جھکنے کی تخصیص کردی - صلاۃ صرف دعا کو کہتے تھے - اصطلاح نے ایک مخصوص انداز دعا کا نام صلاۃ رکھدیا - جہاد کا لفظ محض سعی و کوشش کے لیے موضوع تھا' اصطلاح نے اس میں ایک مخصوص سعی کی شان پیدا کردی - وقس على هذا القياس - عجیب بات یہ ہے کہ خود امام رازی نے "وادخلوا الباب سجداً" کی تفسیر میں سجدہ کے معنی تواضع ہی کے لیے ہیں اور لفظ اس

(۱) رواہ ابو جعفر محمد بن محمد بن جریر قال حدثنا ابن حمید قال ثنا سلمة عن ابن اسحاق وما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء و تصدية قال ما كان صلاتهم الخ

(۲) رازی - ج ۱ ص ۲۹۸ -

قدر متعدد کافی سمجھی ہے کہ سجدہ کے شرعی معنے یہاں درست نہیں آتے ! [۱]

(اقيموا الصلوة)

قرآن کریم میں صلاۃ کا لفظ جہاں کہیں آیا ہے اقامت کے معنوں کے ساتھہ آیا ہے - [۲] عربی میں اقامت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کام کو اُس کی تمام و کمال شرائط و حدود کے ساتھہ انجام دیا جائے - محاورہ میں کہتے ہیں . اقام القوم سوقهم ' اذا لم يعطلوها عن البيع و الشراء - ایک شاعر اپنے مخصوص قدیم انداز تخاطب میں شکایت کرتا ہے .

اقمنا لاهل العراقين سوق الـ ـضراب فخاموا وولوا جميعا

روایات میں ہے :

اقامة الصلاة تمام الركوع والسجود والتلاوة والخشوع والاقبال عليها فيها [۳]

نماز قائم کرنے کے معنی رکوع و سجود اور تلاوت و خشوع کے حق سے نہایت مکمل طریق پر سبکدوش ہونے اور نماز کی غایت کی جانب اچھی طرح توجہ کرنے کے ہیں - [۳]

یعنی ایک مسلمان کے لیے صرف نماز پڑھنا ہی کافی نہیں ہے' نماز کے اغراض و غایات کی تکمیل بھی ضروری ہے - قرآن کہیں بھی محض نماز ادا کرنے کا حکم نہیں دیتا - وہ تکمیل حدود کا خواستگار ہے اور صاف کہہ رہا ہے کہ بغیر اس تکمیل کے نماز نماز ہی نہیں -

(استعانت بالصبر و الصلاۃ)

قرآن کریم نے استعينوا بالصبر والصلاة کا دو مقام پر حکم دیا ہے (استقلال و شکیبائی اور نماز کے ذریعہ مشکلات میں مدد مانگا کرو' یعنی ان چیزوں سے تم کو اعانت ملیگی' تمہاری مشکلیں آسان ہو جائینگی' مہمات امور میں تم کو انہیں سے رجوع کرنا چاہیے) حدیث میں ہے :

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا حزبه امر فزع الى الصلاة [۴]

جب کوئی مہم پیش آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی جانب رجوع کرتے - [۴]

دوسری روایت میں ہے :

انهما - اى الصبر و الصلاة - معونتان على رحمة الله [۵]

استقلال اور نماز' یا یہ دونوں نزول رحمت الہی میں اعانت کیا کرتے ہیں - [۵]

قرآن تلاوت میں اس تاکیدی حکم پر بارہا تمہاری نظر پڑی ہوگی لیکن شاید ہی کبھی یہ خیال آیا ہو کہ اس کا مدعا کیا ہے ؟ صبر کے معنے یہ نہیں ہیں کہ انسان کے پاس ایک چیز تھی' جاتی رہی اور وہ چپ ہوگیا کہ نہیں ہے تو نہ سہی :

ہو گیا دل کھو گیا' ہونا تو تھا ہونا اسد ؟
جانے دو' اب کے رہا جاتا رہا جاتا رہا

(۱) رازی - ج ۱ ص -

(۲) قرآن کریم - ۵ : ۷۰ ' ۲ . ۲۷۷ ' ۷ : ۱۹۹ ' ۹ . ۵و۱۱ ' ۱۳ : ۲۲ ' ۳۵ . ۱۹و۲۲ ' ۳۲ ' ۳۶ ' ۵ . ۹۰ ' ۲ ' ۲ ' ۹ . ۷۳ ' ۲ : ۴۰و۷۷ ' ۱۰۴ ' ۴ : ۷۹ ' ۷ : ۲۸ ' ۱۰ : ۸۷ ' ۲۴ ' ۵۵ ' ۳۰ . ۳۰ ' ۵۵ ' ۸ ' ۶۵ ' ۲ ' ۸۳ ' ۳۰ ' الی غیر ذلک من آیات کثیرہ دل علی ان لا صلاۃ الا باقامۃ حدودها و شروطها -

(۳) ابو جعفر قال حدثنا عثمان بن سعید عن بشر بن عمارة عن ابي روق عن الضحاك عن ابن عباس و يقيمون الصلاة قال اقامة الصلاة الخ -

(۴) ابو جعفر قال حدثني اسماعيل بن موسى الفزاري قال حدثنا الحسين بن رتاق الهمداني عن ابن جريج عن عكرمة بن عمار عن محمد بن عبد الله بن ابي قدامة عن عبد العزيز بن اليمان عن حذيفة قال الخ -

(۵) ابو جعفر قال حدثنا القاسم قال حدثنا الحسين قال حدثني حجاج قال قال ابن جريج واستعينوا بالصبر والصلاة قال انهما الخ -

صبر کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ مافات پر غم و اندوہ کرنا بے سود ہے - انسان کو ہر ایک مشکل میں مستقل مزاج رہنا چاہیے اور کوشش ہونی چاہیے کہ جو چیز جاتی رہی ' پھر اُس کا نعم البدل مل سکے ' اور جب تک بہترین صورت میں تلافی نہ ہوجائے سلسلۂ سعی و تدبیر میں خلل نہ آنے پائے - اسی طرح نماز سے بھی صرف ایک رسم کا پورا کردینا مقصود نہیں ہے بلکہ خدا سے اپنے تعلقات کا تازہ کرنا اور موثرات دنیاوی سے کنارہ کش ہو کر نفس میں ایک اعلی تصور قدسی پیدا کرنا مد نظر ہے - ظاہر ہے کہ یہی دونوں چیزیں انسانی زندگی کو کامیاب بناسکتی ہیں اور یہی کامیابی اسلام کی نظر میں ہے - (صبر کی مزید تحقیق آگے آئیگی)

(۳)

(الف) نماز کی غرض و غایت کیا ہے ؟ قرآن کریم نے خود اس کی تشریح کی ہے -

اتل ما اوحی الیک من الکتاب و اقم الصلاة ان الصلاة تنهی عن الفحشاء و المنکر ' و لذکر الله اکبر ' و الله یعلم ما تصنعون (۲۹ : ۴۱)

کتاب میں سے تم پر جو وحی آتری ہے اُس کو پڑھو اور نماز کو درست طریق پر ادا کرو ' حقیقت میں نماز تمام بد اخلاقیوں اور برائی سے روکتی ہے ' اور اللہ کی یاد سب سے برتر ہے - اللہ تمہاری کاریگری کو خوب جانتا ہے -

(الفحشــاء او المنکر)

(ب) فحشاء و منکر (بے حیائی اور برائی) سے کیا مراد ہے ' اور ان چیزوں سے روکنے کے کیا معنے ہیں ؟ اس کی یوں تفسیر کی گئی ہے :

الفحشاء ما قبح من العمل کالزنا مثلاً و المنکر مالا یعرف فی الشریعة ' ای تمنعه عن معاصی الله و تبعده منها ' و معنی نهیها عن ذلک ان فعلها یکون سببا للانتهاء عنهما (۱)

جو قبیح کام ہوں جیسے حرام کاری - ان کو فحشاء کہتے ہیں ' اور قانون اسلام نے جس چیز کی اجازت نہ دی ہو وہ منکر ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی نافرمانیوں سے انسان کو نماز روکتی ہے اور گناہوں سے دور کردیتی ہے ' یعنی نماز کا فعل یہ ہے کہ ان چیزوں سے باز رہنے کا وہ سبب ہوا کرتی ہے (۱) -

یہی سبب ہے کہ ہم نے فحشاء کا ترجمہ بد اخلاقی سے کیا ہے کہ لفظ جامع ہے -

(ج) فحشاء و منکر سے روکنے کا طریق کیا ہے ؟ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں :

قال ابو العالیة فی قوله تعالی ان الصلاة تنهی عن الفحشاء و المنکر ' قال : ان الصلاة فیها ثلاث خصال ' فکل صلاة لا یکون فیها شی من هذه الخصال فلیست بصلاة ' (۱) الاخلاص (۲) و الخشیة (۳) و ذکر الله ' فالاخلاص یامره بالمعروف ' و الخشیة تنهاه عن المنکر ' و ذکر الله القرآن یامره و ینهاه (۱)

نماز فحشاء و منکر سے روکتی ہے ' اس کی تفسیر میں ابو العالیہ کا قول ہے کہ نماز میں تین خصلتیں ہیں ' ان میں سے اگر کوئی خصلت بھی کسی نماز میں نہ ہو تو وہ نماز ہی نہیں ہے - وہ خصلتیں یہ ہیں (۱) خلوص (۲) خوف خدا (۳) یاد الہی - خلوص کا فعل یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے والے کو نیک کام کا حکم دیتا ہے ' خوف خدا اُسے بدی سے روکتا ہے ' اور یاد الہی (یعنی قرآن) کا فعل امر و نہی دونوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے (۱) -

(د) فحشاء و منکر سے نہ روکنے والی نماز کس حکم میں ہے ؟ امام رازی نے اس بارے میں نہایت محققانہ جواب دیا ہے :

الصلاة الصحیحة شرعاً تنهی عن الامرین مطلقاً ' وهی التی اتی بها المکلف لله ' حتی لو قصد بها الریاء لا تصح صلاته شرعاً ' و تجب علیه الاعادة (۲)

اصول شریعت کے رُو سے جو نماز صحیح کہی جاسکتی ہے وہ ان دونوں امور فحشاء ومنکر سے روکتی ہے - یہ وہی نماز ہے جو ایک عاقل و بالغ مسلمان خدا کے لیے ادا کرے - اس باب میں یہاں تک تصدیق کردی گئی ہے کہ اداے نماز سے اگر کسی کا مقصود نمایش و نمود ہو تو وہ نماز شرعاً درست نہوگی ' اُس کو دوبارہ ادا کرنا چاہیے (۲) -

(ہ) بعض مفسرین کے ذوق تدقیق نے اس موقع پر ایک بات یہ بھی پیدا کی ہے کہ نماز انسان کو فحشاء و منکر سے باز تو رکھتی ہے تاہم حقیقت میں یہ فعل نماز کا نہیں ہے - آیات قرآنیہ کا ہے جنکی نماز میں تلاوت کی جاتی ہے اور پھر اسکی نسبت طول طویل بحثیں کی ہیں ' لیکن ان سب کا ماحصل نزاع لفظی اور بحث مالا ینفع سے زیادہ نہیں - علامہ طبری نے کہ فن تفسیر بالروایات کے امام ہیں خوب لکھا ہے :

الصواب من القول فی ذلک ان الصلاة تنهی عن الفحشا و المنکر کما قال ابن عباس و ابن مسعود ' فان قال قائل و کیف تنهی الصلاة عن الفحشاء والمنکر ان لم یکن معنیاً بها ما یتلی فیها ؟ قیل تنهی من کان فیها فتحول بینه و بین اتیان الفواحش لان شغله بها یقطعه عن الشغل بالمنکر و لذلک قال ابن مسعود : من لم یطع صلاته لم یزدد من الله الا بعداً ' و ذلک ان طاعته لها اقامته ایاها بحدودها ' و فی طاعته لها مزدجر عن الفحشاء و المنکر ...... من اتی فاحشة او عصی الله بما یفسد صلاته فلا شک انه لا صلاة له (۳)

اس باب میں درست و صحیح قول یہی ہے کہ فحشاء و منکر سے نماز ہی روکتی ہے - ابن عباس و ابن مسعود بھی اسکے قائل ہیں ' لیکن اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر وہ آیتیں مراد نہیں ہیں جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں تو پھر نماز فحشاء و منکر سے کیونکر روک سکتی ہے ؟ جواب میں نہ کہا جائیگا کہ نماز میں جو مشغول ہوگا نماز اُس کو روکیگی ' یعنی اُس کے اور فحشاء کے مابین نہ نماز حائل ہو جائیگی ' اس لیے کہ نماز کا مشغلہ نمازیوں کو شغل منکر سے منقطع کردیگا - ابن مسعود نے اسی بنا پر کہا تھا کہ جس شخص نے اپنی نماز کی اطاعت نہ کی اسے بجز اس کے اور کوئی نفع نہ ہوا کہ جناب الہی سے اُس کی جدائی اور بڑھ گئی ' اور جو کچھ تقرب تھا اُس میں بھی کمی آگئی - سبب یہ ہے کہ نماز کی اطاعت کرنے کے معنی ہی یہ ہیں کہ نماز کو اس طرح پڑھیں کہ جتنے ارکان ' حدود ' شرائط اور لوازم نماز ہیں ' سب کے سب ادا ہوجائیں - جب یہ حالت ہوگی اور اس طرح نماز کی اطاعت کی جائیگی ' تو اُس اطاعت میں لا محالہ فحشاء و منکر سے باز رہنے اور باز رکھنے کی خصوصیت ہوگی ...... اب اگر کسی نے فحشاء کا ارتکاب کیا یا خدا کی کوئی ایسی نافرمانی کی جس سے نماز میں خلل آتا ہو ' تو اس کی نماز بے شبہ نماز نہوگی (۳)

(۱) فتح البیان [طبع مصر] ج ۷ ص ۱۶۱

(۱) ابن کثیر [علی ہامش الفتح] ج ۷ ص ۲۹۹

(۲) تفسیر کبیر - ج ۵ ص ۱۶۳

(۳) ابن جریر - ج ۲۰ - ص ۹۲ و ۹۳ -

(و) نماز کیا ہے ؟ خدا کے ساتھہ تعلقات بندگی کو تازہ کرنا اور اپنے قواء بہیمیہ کے خلاف اپنے قواء ملکوتیہ کو قوی رکھنے کی سعی ہے -

دنیا کی جھوٹی ہستیاں جو اپنی شان و شوکت و جبروت و جلالت سے دلوں پر ایک طرح کی مرعوبیت کا نقش بٹھاتی ہیں ' اُن سے تبری و استعفار کرکے صفحۂ قلب سے نقش باطل کو دھو ڈالنا اور انسانی زندگی کو روحانی و مادی دونوں حیثیتوں سے بہترین دولۂ سعادت بنانے کے لیے حسن توفیق کا طلبگار ہونا - پس نماز بندے کیلیے خدا کی ایک معیت اور صحبت ہے اگر اسکے تعلق کو صحبت و معیت کے لفظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے - وہ صحبت اول سے لیکر آخر تک قائم رہتی ہے - یہی وہ مقام ہے جہاں صرف خدا ہے اور خدا کی یاد ہے ' بندے اور خدا کے مابین کوئی چیز حائل نہیں ہوتی -

ان الصلاة اولها لفظة " الله " و آخرها لفظة " الله " في قوله " اشهد ان لا اله الا الله " ليعلم المصلى انه من اول الصلاة الى آخرها مع الله -

نماز کی ابتدا " اشهد ان لا اله الا الله " پر اور انتہا السلام علیکم و رحمة الله پر ہوتی ہے ' یعنی اول میں بھی الله ہی کا لفظ ہے اور آخر میں بھی - یہ اس لیے ہے کہ نمازی کو معلوم ہوجائے کہ نماز میں اول سے آخر تک وہ الله ہی کے ساتھہ ہے -

فان قال قائل : فقد بقى من الصلاة قوله " و اشهد ان محمدا رسول الله " والصلاة على الرسول والتسليم ' فنقول : هذه الاشياء دخلت لمعنى خارج عن ذات الصلاة ' وذلك لان الصلاة ذكر الله لا غير' لكن العبد اذا وصل بالصلاة الى الله و حصل مع الله لا يقع في قلبه انه استقل و استبد و استغنى عن الرسول (۲)

اگر یہ اعتراض ہو کہ نماز میں اشهد ان محمداً رسول الله ' اور " اللهم صل على محمد و على آل محمد و بارک و سلم " بھی ہے ' تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ چیزیں اصل نماز کے معنی سے خارج ہیں - یہ ایک اوپری بات کے لیے داخل ہوگئی ہیں - سبب یہ ہے کہ نماز صرف خدا کی یاد کا نام ہے - اس کے علاوہ نماز اور کوئی چیز نہیں ہے لیکن نماز کے ذریعہ بندہ جب خدا تک پہونچ جاتا ہے اور خدا کی قربت اُسے حاصل ہوجاتی ہے تو اسکے دل میں یہ خطرہ نہ آنا چاہیے کہ رسول کی ہدایت سے میں آزاد ہوگیا ' مستغنی بن گیا ' اب میں تعلیمات رسالت سے بالکل ہی بے نیاز و مستغنی ہوگیا ہوں - [۲]

(ز) نماز کی مواظبت سے کیا بات حاصل ہوتی ہے ؟ حدیث میں ہے :

جاء رجل الى النبي صلى الله عليه و سلم فقال : ان فلاناً يصلى بالليل فاذا اصبح سرق ؟ فقال : لتمنعنها ما تقول [۳]

ایک شخص نے رسول الله صلى الله عليه و سلم کی خدمت میں گذارش کی کہ فلاں شخص رات کو نمازیں پڑھا کرتا ہے اور جب تڑکا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے ' آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کو تم کہہ رہے ہو یعنی اداے نماز - یہی چیز اُس کو اس حرکت سے روک دیگی " [۳]

(ح) یہ بات کیونکر حاصل ہوتی ہے اور اس کا سبب کیا ہے ؟ احادیث میں اس کی جو حقیقت مذکور ہے اور آثار و اخبار سے اس موضوع پر جو روشنی پڑتی ہے ' اس کا اقتباس یہ ہے :

(۲) تفسیر کبیر - ج ۵ - ص ۱۶۵

(۳) رواه الامام احمد بن حنبل قال حدثنا وكيع ' اخبرنا الاعمش ' قال انبأنا ابا صالح عن ابي هريرة قال جاء رجل الى النبي (صلعم) الخ -

في الصلاة منتهى و مزدجر عن معاصي الله (۱)

نماز میں خدا کی نافرمانیوں سے باز رکھنے اور روکنے کی صفت ہے (۱)

من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر لم يزدد بصلاته من الله الا بعداً (۲)

جس شخص کو اُس کی نماز نے بے حیائی اور برائی سے نہ روکا وہ نماز پڑھکر خدا سے اور بھی دور ہوگیا (۲)

قيل لابن مسعود : ان فلانا كثير الصلاة ؟ قال : فانها لا تنفع الا من اطاعها [۳]

عبد الله بن مسعود سے ایک شخص کا تذکرہ ہوا کہ فلاں شخص بہت نمازیں پڑھا کرتا ہے - ابن مسعود نے کہا : نماز اُس شخص کو نفع دیتی ہے جو نماز کی اطاعت کرے - [۳]

من لم تامره صلاته بالمعروف و تنهه عن المنكر لم يزدد بها من الله الا بعداً [۴]

نیکی کرنے اور برائی سے روکنے کے لیے جس کی نماز حکم نہ دیتی ہو تو اسکی نماز نے خدا سے اور دوری بڑھا دی [۴]

لا صلاة لمن لم يطع الصلاة ' و طاعة الصلاة ان تنهى عن الفحشاء والمنكر ' قال قال السفيان : قالوا يا شعيب اصلاتك تامرك ؟ قال فقال سفيان ؟ اى والله تامره و تنهاه [۵]

جو نماز کی اطاعت نہ کرے اُس کی نماز نماز ہی نہیں - نماز کی اطاعت یہ ہے کہ وہ انسان کو بد اخلاقی اور برائی سے روکے - حضرت سفیان سے سوال ہوا کہ قرآن کریم کی اس آیت سے کیا مراد ہے کہ " کفار نے کہا اے شعیب ! کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے ؟ " سفیان نے جواب دیا - ہاں خدا کی قسم ' نماز حکم دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے [۵]

من صلى صلاة لم تنهه عن الفحشاء والمنكر لم يزدد بها من الله الا بعداً [۶]

جس نے نماز پڑھی مگر اُس نماز نے بد اخلاقی اور برائی سے اُس کو باز نہ رکھا تو جناب الہی سے قرب و تعلق کی جگہ اُسکا اور فاصلہ بڑھگیا [۶]

من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر فانه لا يزداد من الله بذلك الا بعداً [۷]

جس کی نماز اس کو بد اخلاقی اور برائی سے مانع نہ ہوئی تو بجز اس کے کہ اس نماز کی بدولت خدا سے اس کی دوری بڑھجاے ' اور کوئی فائدہ نہیں [۷]

یعنی نماز انسان کی زندگی کو پاک کرنے والی ' شریفانہ کریکٹر بنانے والی ' تہذیب نفس و تربیت ضمیر کی روح بڑھانے والی چیز ہے - یہی سبب ہے کہ اسلام نے اداے نماز پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور ہر جگہ اسکی اہمیت پر دنیا کو توجہ دلائی ہے - کسی قوم یا کسی مرد کی کامیاب زندگی کے لیے ان باتوں کی جیسی کچھہ

(۱) رواه على قال حدثنا قال ثنى معاوية عن علي عن ابن عباس قوله ان الصلاة تنهى عن الفحشاء و المنكر يقول في الصلاة الخ -

(۲) القاسم قال حدثنا الحسين قال ثنا خالد بن عبد الله عن العلاء بن المسيب عمن ذكره - وقد سمى الراوي اسمه - عن ابن عباس في قوله الله تعالى ان الصلاة تنهى عن الفحشاء و المنكر -

(۳) القاسم قال ثنا الحسين قال ثنا خالد قال قال العلاء بن المسيب عن سمرة بن عطيه ' قال قيل لابن مسعود الخ -

(۴) الحسين قال ثناء ابو معاوية عن الاعمش عن مالك بن الحرث عن عبد الرحمن بن يزيد قال الخ -

(۵) الحسين قال ثنا على بن هاشم بن يزيد عن جوهر عن الضحاك عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال الخ -

(۶) علي عن اسماعيل بن مسلم عن الحسن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ ' و برواية اخرى عن يعقوب قال ثنا ابن علية عن يونس عن الحسن قال الخ -

(۷) بشر قال ثنا يزيد قال ثنا سعيد عن قتادة و الحسن قالا الخ -

ضرورت ہے ظاہر ہے - قدرت نے مسلمانوں کو ساری دنیا پر حکومت کرنے اور ہر قسم کے روحانی و مادی ترقیات کا مجموعہ بنانے کے لیے پیدا کیا تھا - ترقی کا سب سے بڑا اور سب سے موثر ذریعہ کریکٹر اور کامل زندگی ہے ' اور اسی کی بہترین معرکہ نماز ہے -

جس نماز کو تم ایک رسمی چیز سمجھ رہے ہو ' جس کو عہد قدیم کا ایک بے کار و بے سود رواج مانتے ہو ' جس کے ادا کرنے میں تمھیں کیا فائدہ نظر نہیں آتے ' جسے پڑھتے بھی ہو تو:

"بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر"

کا حال ہوتا ہے - وہی نماز ایسی چیز تھی کہ اگر اس کی حقیقت پر تمھیں عبور ہوتا تو اس وقت تمھاری حالت بدلی ہوئی نظر آتی ' اور تم یوں مقہور و مغلوب نہ ہوتے - کیونکہ تم میں سے ہر فرد ایک ایسا اعلی اور مکمل اخلاقی کریکٹر رکھتا جو دنیا میں صرف عزت و عظمت ' ہیبت و جبروت ' حکومت و فرمانروائی ' اور طاقت و فرمانروائی ہی کیلیے ہے - اسکی مزید تشریح اور معارف صلاۃ کا انکشاف آگے چلکر ایک مستقل عنوان کے تحت میں آئیگا - یہ محض ایک سرسری اشارہ تھا -

چہ بودے ار بدل این درد ہم پنہاں بودے
کہ کار من نہ چنین بودے ار چناں بودے

غور کرو ! جو نماز تم پڑھتے ہو ' جس عبادت پر تمھیں ناز ہے ' جو انداز پرستش تم نے قائم کر رکھا ہے ' وہ حقیقت سے کس قدر دور ہے ؟ کیا اس نے کبھی تمھیں فواحش و منکرات سے روکا ؟ کیا اس کے ذریعہ تمھارا ایمان پاک و بلند ہوسکا ؟ کیا اس کی مواظبت نے تم میں کوئی روحانیت پیدا کی ؟ کیا تمھاری ابتر و پست حالت اس کے طفیل ایک ذرا بھی بدلی ؟ کیا خدا کا تعلق اور مخلوق کا رشتہ تمھارے ہاتھ آسکا ؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر کیا یہ وہی نماز ہے جسکی نسبت حضرت فاروق اعظم نے ایک بیخودانہ لہجے میں فرمایا تھا - لا حظ فی الصلاۃ ' و ان عجزت عن اقامۃ الصلاۃ (ادائے نماز ہی کی استطاعت نہ رہی تو پھر زندگی میں کیا لطف رہا ؟) (الفقیہ دہلی)

اکسیر شفا دافع طاعون و وبا

ایک کروڑ انسان یہ مرض مار چکی ہے

یہی ایک دوا ہے جس کے استعمال سے ہزاروں مریض تندرست ہوچکے ہیں اگر وبا زدہ مقامات میں بطور حفظ ماتقدم ہر روز ۵ بوند استعمال کی جائے تو بڑے زور حملہ مرض سے محفوظ رہتا ہے - ہدایات جس سے مرض دوسرے پر حملہ نہیں کرتا ' اور مفید معلومات کا رسالہ ایک سو صفحہ کا مفت

آب حیات

کا قصہ مشہور ہے اب تک کسی نے اسکی تحقیقات نہیں فرمائی محققان یورپ حکما سلف خلف کے تحقیق کردہ مسائل وغیرہ و علمی تجربات و مشاہدات اور مختلف عوارض کس طرح دور ہوسکتے ہیں اس کی علمی عملی تجربت -

ایک سو ۳۲ صفحہ کی کتاب

لا علاج کہنہ بیماریوں - مثلاً کمزوری - ہر طرح کے ضعف باہ - عقر - بواسیر - ناسور - ذیابیطس - درد گردہ ' ضعف جگر کا شرطیہ ٹھیکہ پر علاج ہوسکتا ہے فارم تشخیص منگواؤ -

پتہ حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما مصنف رسالہ جوانی دیوانی - ذیابیطس نقرس در دکوہ ضیق النفس وغیرہ لاہور موچی دروازہ لاہور -

---

عالم اسلامی

از تفلیس تا بلاد چرکس

از : محمود رشاد بے

مسلمانوں کے موجودہ تنزل و مصائب کا سبب انکا باہمی تفرقۂ جسمانی و معنوی ہے - اسلام کو اگر ایک خاندان فرض کیا جائے تو نظر آئیگا کہ اسکے تمام ممبر دنیا کے مختلف گوشوں میں اس طرح متفرق ہوگئے ہیں کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں -

ایک نہایت اہم خدمت قلمی یہ ہے کہ تمام موجودہ عالم اسلامی کے تفصیلی حالات اردو میں شائع کیے جائیں اور مسلمانان ہند کے حالات سے دیگر ممالک کو واقف کیا جائے -

یہ سلسلۂ مضامین جو گذشتہ نمبر سے شروع ہوا ہے ' اسی مقصد پر مبنی ہے اور امید ہے کہ قارئین کرام دلچسپی کے ساتھ مطالعہ فرمائینگے -

سب سے زیادہ قابل غور خبر اس میں یہ ہے کہ وسط ایشیا روس کے زیر نگین آکر اس طرح نکانک سی مجبور ناگہاں بن گیا ہے ؟

تفلیس عصر مسیحی کے اوائل میں ایک نا قابل ذکر چھوٹا سا گاؤں تھا - پانچویں صدی عیسوی میں اتفاقاً ایک بادشاہ شکار کھیلتا ہوا ادھر آ نکلا - یہاں اسنے پہاڑ میں گرم پانی کا ایک چشمہ دیکھا - یہ چشمہ کچھ ایسا پسند آیا کہ اپنا دار السلطنت مشتخت سے یہاں لے آیا - مشتخت اب ایک چھوٹا سا شہر ہے جو تفلیس سے ریل میں ایک گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے - تفلیس میں اگر یہ چشمہ نہ ہوتا تو وہ ہمیشہ گمنامی میں پڑا رہتا اور کوئی اسکا نام بھی نہ سنتا - سچ یہ ہے کہ تفلیس کے اقبال کا سرچشمہ یہی چشمہ تھا !

سنہ ۱۳۹۰ ع میں تیمور نے اسے فتح کرکے آگ اور تلوار کی گرم بازاری کی - مردوں کو قتل کیا ' عورتوں کو قید کیا ' اور شہر کی عمارتوں میں آگ لگا دی - تیمور کے بعد ایرانیوں کا تسلط ہوا - وہ عرصہ تک اس پر قبضہ رہے - بالآخر سنہ ۱۸۰۱ میں روس کے زیر نگین آگیا اور اس وقت سے اس میں نئی ترقی شروع ہوئی ' یہاں تک کہ آج وہ ترقی و تمدن کے درجہ پر پہنچ گیا ہے -

تفلیس کے دو حصے ہیں : ایک یوروپین - دوسرا دیسی - یوروپین حصہ کے تمام راستے چوڑے اور سیدھے ہیں - ان راستوں میں سب سے زیادہ اہم حصہ جالہ نکی اور میخائیلو نکی ہیں - ان دونوں سڑکوں میں برقی روشنی ہوتی ہے - قومار کے گورنر کی کوٹھی ' سرکاری دفتر ' بڑا روسی کلیسا ' بڑی بڑی دکانیں ' عجائب خانہ ' باغ اسکندر ' تھیٹر ہال ' اور اوپیرا ہاوس اسی پہلی سڑک میں ہیں - یہ تھیٹر بیحد خوشنما ہے اسکو روسی زبان میں کازدنی تیاتر یعنی سرکاری تھیٹر کہتے ہیں - اسکے بیرونی حصہ میں سب سے زیادہ خوشنما ایک ایرانی انداز کی زر کاری ہے - کازدنی تیاتر سے تھوڑی دور پر ایک اور بڑا تھیٹر بھی ہے -

دوسری سڑک پر زیادہ تر هوٹل ' تماشاگاهیں ' اور آخر میں ایک باغ ہے جہاں لوگ روزانه اور خصوصاً شام کو جوق در جوق سیر و تفریح کے لیے آتے هیں - یہاں ارمنیوں کے تخت (طائفہ یا چوکی) رنگا رنگ کی پوشاکیں پہنے هوے نہایت دلگداز گانے گایا کرتے هیں - انکے پاس خاص قسم کے پیانو' دف ' کمنچهان' اور آرگن هوتا ہے - اسی سڑک پر اس باغ سے قریب ایک بڑا قهوہ خانہ بھی ہے - اسمیں گرجیوں کا ایک تخت ہے جسمیں عورتیں اور مرد دونوں هیں - انکی پوشاکیں رنگا رنگ کی هوتی هیں جنکے حاشیے کارچوبی چھڑیوں سے آراستہ هوتے هیں - انکے پاس پیانو' دف' مندولین اور بہت سے تار والے ساز هوتے هیں' جنمیں سے هر ایک کو وہ لوگ جنداره کہتے هیں (غالباً یہ لفظ در اصل سہ تارہ هوگا) -

دیسی حصہ میں باغ ' جامع مسجدیں ' اور بازار هیں جو یہاں بازار هی کہلاتے هیں - ان میں سب سے بڑے بازار میدان بازار ' ارمنی بازار ' اور شیطان بازار هیں - جیسا کہ مشرقی شہروں کا قاعدہ ہے اس حصہ کی سڑکیں تنگ اور اژدهوں کی طرح پیچیدہ هیں -

تفلیس میں ایک چھوٹی سی نہر ہے جسکو کورا کہتے هیں - ایک اور نہر اس سے بھی چھوٹی ہے اسکو فدرا کہتے هیں - پرانی نہر پر کئی پن چکیاں بنی هیں -

یہاں ایک مکان ہے جسمیں رات کو (بشرط فرمائش) دیسی ناچ هوتا ہے - دیسی ناچ کی دو قسمیں هیں : اهل فرنج کے ناچ کو مزجنیکا کہتے هیں ' اور گرجی ناچ کو کنداداری -

تفلیس میں ایک مجسمہ ہے جو مجسمہ مارانسوف کے نام سے مشہور ہے - مارانسوف قفقاز کا گورنر تھا

اسکے قریب هی دیسی کانوں کی ایک مشہور دکان ہے جس کا نام داد نورادیہ ہے -

تفلیس میں ادان گاهیں بلند نہیں هوتیں بلکہ یورپ کی طرح هوتی هیں - یہاں بہت سے هوٹل بھی هیں جنمیں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ خوشنما اورینٹیل هوٹل ہے جو گورنر کی کوٹھی کے قریب ہے اور یورپ کے اول درجہ کے هوٹلوں سے کسی بات میں کم نہیں - اس هوٹل کا کھانا نہایت عمدہ هوتا ہے - اسکی صفائی' ترتیب ' اور انتظام کی عمدگی کی بابت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ اس کا منیجر ایک فرانسیسی ہے - بخلاف دوسرے هوٹلوں کے کہ انکے منیجر گرجی هیں اور انکی وهی حالت ہے جو مصر میں یونانیوں کے هوٹلوں کی ہے -

اورینٹیل هوٹل کے آگے اور گورنر کی کوٹھی کے پیچھے کوہ قدیس داؤد ہے - ۶ - بجے شام سے اس پہاڑ کی هوا عجیب تازگی بخش و نشاط انگیز هو جاتی ہے - یہاں لوگ جوق در جوق سیر و تفریح کے لیے آتے هیں - خصوصاً شب کو تو بکثرت آتے هیں اور ایک قسم کی برقی سیڑھی میں بیٹھکر چڑھتے هیں - جاتے هوے راستہ کوئی دس منٹ کا ہے' اور آنے میں تو اس سے بھی کم ہے - پہاڑ کے اس بالائی حصہ میں جو شہر کی طرف واقع ہے' قدیس داؤد کی خانقاہ ہے -

یہ پہاڑ تفلیس کی بہترین نزهتگاہ ہے - اسمیں تمام برقی روشنی ہے - کھانے کی دکانیں ' قهوہ خانے ' اور گانے والوں کے تخت هیں جنکے نغمے طرب انگیز اور دلگداز هوتے هیں - سازوں میں سے انکے پاس چنگ ' بانسری' نقریہ ' (ایک قسم کا ساز جو انگلیوں کی ضرب سے بجایا جاتا ہے) هوا کرتے هیں -

اس پہاڑ کی چوٹی پر سے تفلیس کے تمام منظر دکھائی دیتے هیں - لیکن شہر کا منظر رات کو دن سے زیادہ خوشنما هوتا ہے' کیونکہ رات کو نظر خیرہ کن روشنی کی جگمگاهٹ سے ایسا معلوم هونے لگتا ہے گویا تمام شہر میں ایک عجیب باقاعدہ چراغاں هو رها ہے !

تفلیس هر چہار طرف سے پہاڑوں میں محصور ہے - اسلیے مصر میں جس گرمی سے آپ بھاگتے هیں اس سے یہاں زیادہ سابقہ پڑتا ہے - لیکن جب هوا میں اعتدال پیدا هوجاتا ہے تو پھر یہاں کی هوا روح و جسم میں نشاط و تازگی پیدا کرتی ہے ' اور مسافر کا جی چاهتا ہے کہ ضرور ٹھہرے گو چند دن هی سہی -

گورنر کی کوٹھی سے تھوڑی دور پر ایک میدان ہے جو میدان اریفان کہلاتا ہے - اسی میدان میں ٹرموے کی لائنیں منقسم هوتی هیں اور شہر کے مختلف اطراف میں جاتی هیں - تفلیس میں بعض مسلمان جیسے بابا دوف اور حصانوف اوروپنی هیں - تفلیس کی ڈاک برلن ' سینٹ پیٹرسبرگ ' موسکو' خارکوف ' رستوف' اور باکو هوتی هوئی تفلیس میں آٹھویں دن پہنچتی ہے -

تفلیس کی آبادی ۴ لاکھ ہے جسمیں ۳۰ هزار روسی' ایک لاکھ ۸۰ هزار ارمنی ' ایک لاکھ گرجی' ۹۰ هزار مسلمان' اور ۵ هزار یہودی هیں -

تفلیس میں ایک عجائب خانہ ہے جسمیں وہ جھنڈے ایک محفوظ هیں جو قفقاز کے سردار اور رهبر یعنی شیخ شامل نے روس کے ساتھ جنگ میں استعمال کیے تھے - ان جھنڈوں پر " نصر من الله و فتح قریب و بشر المومنین یا محمد " لکھا هوا ہے - ایک تختی ہے جسمیں شیخ شامل کی تصویر بنی هوئی ہے - ان تلواروں کے علاوہ بہت سے ایسے جھنڈے بھی هیں جن پر قرآن پاک کی بعض آیات اور وسط میں شمشیر [illegible] کی تصویر (جو ایرانیوں کا نشان ہے) بنی هوئی ہے - ان جھنڈوں کے سوا اور قسم کے جھنڈے بھی هیں -

بہت سی تصویریں هیں جنمیں زیادہ تر شیخ شامل کی جنگ کے واقعات دکھائے گئے هیں - پرانے اسلحہ اور توپیں بھی هیں - توپوں پر عربی اور ترکی میں بعض عبارتیں کندہ هیں - ایک بہت بڑی تختی ہے جسمیں روس کے داخلے کو دکھایا گیا ہے -

بعض پرانی ترکی تحریریں اور دیگر نفیس آثار بھی موجود هیں - تفلیس کے نواح میں کوہ جور اور مانجلیس هیں - یہ دونوں مقام آب و هوا کے اعتدال میں مشہور هیں - حتی کہ گرمیوں میں بھی قریباً گرمی کا نام و نشان نہیں هوتا - یہاں میدان اریفان سے موٹر کار پر جاتے هیں -

تفلیس میں ایک موٹر کار کمپنی ہے جسکی گاڑیاں تفلیس اور بلاد قفقاز کے مابین نہایت عمدہ راستہ سے سفر کرتی هیں - دس گھنٹہ کا راستہ ہے - ان اطراف میں ریل پر سفر کا راستہ دوسرا ہے جہاں نہ مناظر هیں ' نہ خوبی و جمال ' اور پھر راستہ ۲۴ گھنٹہ سے کم نہیں -

موٹر میں سب سے عمدہ نشست اول درجہ کی ہے جو چلانے والے کے پیچھے هوتی ہے - جانے کا کرایہ بیس ساڑھے بیس روبل ہے (یعنی تقریباً پچاس روپیہ) اور واپسی کا بھی اتنا هی -

میں چند اور سیاحوں کے ساتھ موٹر پر بیٹھا اور قفقاز کے مشہور سلسلہ کوہ سے گزرا - یہ راستہ گورجیہ کا جنگی راستہ کہلاتا ہے - کیونکہ روسی فوج نے جنگ کے زمانے میں یہی راستہ اختیار کیا تھا -

ان پہاڑوں کے رهنے والے اکثر گرجی عیسائی هیں - تاهم ان میں الا نکون اور الامینین بھی رهتے هیں ' مگر یہ یاد رکھنا چاهیے کہ وہ سب مسلمان نہیں هیں -

نامورانِ غزوۂ بلقان

اسکے مناظر اسدرجه خوشنما هیں که انسان ششدر هوجاتا هے - سولیرا کے خوشنما ترین مناظر بهی اسکے مناظر کے مقابله میں هیچ هیں -

راسته میں هوٹل اور اسٹیشن پڑتے هیں - پهلا اسٹیشن قاریق هے (یه عازي بک کی معرب شکل هے) جا بجا راستے میں مسافت کے نشان نصب نظر آتے هیں -

جب هم فلاد یقاقفاز پهنچے تو دیکها که وہ ایک نہایت عمدہ خوشنما شہر هے جو تیرک نامی نہر کے ساحل پر واقع هے - وہ سطح آب سے ۸ سو میٹر بلند هے - جبکه تفلس میں سخت گرمی پڑتی هے تو یہاں سخت سردی هوتي هے -

فلادیقا فقاز صوبه تیرسکی کا دار الحکومت هے - اس میں ایک بڑا میونسپل باغ هے جسکے ایک طرف نہر تیرسکی بہتی هے - حسن و جمال میں یه باغ قوقار بلکه خود تفلیس کے تمام باغوں سے زیادہ هے - تمام باغ میں برقی روشنی هوتی هے - روزانه باجا بجتا هے جسکے سننے کے لیے بکثرت لوگ آتے هیں -

شہر میں نہر کے ساحل پر ایک عظیم الشان جامع مسجد هے جسمیں دو نہایت عمدہ و پر شوکت مینار هیں - ایک بہت بڑي سڑک هے جسکے بیچ میں تو لوگ چلتے هیں مگر دونوں طرف سایه دار درخت هیں - درختوں کے نیچے بنچهیں پڑي هیں - چلنے والے ان پر استراحت کے لیے بیٹھ جاتے هیں -

یہاں کي آبادي ۳۵ هزار هے - اسمیں گرینڈ هوٹل اور امپیریل هوٹل وغیرہ بڑے بڑے اور عمدہ هوٹل هیں - یہاں سے شمال روس اور قوقاز کے معدني حماموں کی طرف ٹرینیں جاتی هیں - یه حمام پیاتیجور سک ' (جو فلا ذیقا فقاز سے چهه گهنٹه کي مسافت پر واقع هے) ایسا نتوک ' کیزلو حودسک (جس سے وہ آب نارزان معدنی نکلتا هے جو روس میں بکثرت پیا جاتا هے) اور جلیزلوخودسک هیں - یه حمام ایک دوسرے کے قریب هي هیں اور هر طرح سے آراسته هیں - صفائی اور آرام کے لیے یورپ کے حماموں میں جو ساز و سامان هوتے هیں ' انمیں سے ایک کی بهی یہاں کمی نہیں -

صوبه تیرسکي میں چرکسوں کا ایک قبیله رهتا هے جسکا نام قابارطاے هے - اسکی قیامگاہ شہر فلاد قافقار سے ریل پر چهه گهنٹے کي مسافت پر واقع هے -

اس صوبه کا نام تیرسکی نہر تیرک کي مناسبت سے رکھا گیا هے - نہر تیرک سلسله کوہ قوقار کے ایک پہاڑ تازتق (عازي بک) نامي سے نکلتی هے اور بحر خزر میں گرتی هے -

الهلال :

تفلیس کو ایران سے علحدہ هوے کچهه بہت زیادہ زمانه نہیں گذرا هے مگر کیسے تغیرات هوگئے ؟ آج بهی ایرانی تاجروں کا یه بڑا مرکز هے - کراسین تیل کے کنووں کے مالک بکثرت هیں اور اکثر لکهه پتی هیں - جن لوگوں نے ریذلق کا ناول الله دین پڑھا هے ' وہ تفلیس کے حسن و جمال کا یوں اندازہ کرلیں که یہیں ریذلق کي جنت تهی !

چند قطرات اشک

شهداء ملت کي یاد میں

لقد کان في قصصهم عبرة لاولی الالباب !

شهداء طرابلس

شدیم خاک و لیکن ببوے تربت ما
توان شناخت کزیں خاک مردمي خیزد !

آج ایک ضرورت سے الهلال کی پہلی جلد کي ورق گرداني کر رہا تها که متعدد صفحات پر " نامورانِ غزوۂ طرابلس " کا عنوان نظر آیا اور اپني گذری هوئی مصیبت ماتم کی خونابه فشانیاں ایک ایک کرکے سامنے آ گئیں :

حلقۂ ماتم زدن شیوں هم داشتن !

الهلال کی پہلی جلد میں یه باب تقریباً هر نمبر میں هوتا تها - اسکے نیچے عموماً ان جانفروشان ملت اور مجاهدین حق کے عزوات مقدسه کی سرگذشتیں ایک مخصوص انداز میں بیان کي جاتي تهیں ' جنهوں نے عزوۂ طرابلس کے دوران میں اپني جان و مال اور محبوبات و مطلوبات کا تحفه اپنے خداے قدوس کے حضور میں پیش کیا - وہ خداے نیرنگ کار و کرشمه ساز ' جسکي بارگاہ محبت میں خون شہادت کي روانی اور جسم خونچکاں کي تڑپ اور بیقراری سے بڑهکر اور کوئي تحفه مقبول نہیں که " انا عند المنکسرۃ قلوبهم "

کو زخم عاشقانه که در جلوہ گاہ حسن
صد چاک دل بتار نگاهے رفو کنند

(غزوۂ طرابلس)

جنگ طرابلس کي ایک بڑي خصوصیت یه تهي که وہ ایسي حالت اور ایسے لوگوں کے ساتهه شروع هوئی جو باقاعدہ فوجوں اور منظم سامان جنگ سے بالکل محروم تهے ' اور معدودے چند ترکوں کے سوا کوئی جماعت وهاں ایسي نه تهی جسپر سلطنت کے عسکر و سپاہ هونے کا اطلاق هوسکے - پهر جنگ کي ابتدا ایک ایسے ظلم صریح اور وحشیانه اقدام سے کي گئي ' جسکي نظیر ملکوں اور پادشاهوں کی پرانی وحشیانه لڑائیوں کے سوا اور کہیں نہیں ملسکتي ' اور گو یورپ کا هر حمله اور قبضه جو مشرق سے تعلق رکهتا هے ' ظلم و وحشت کی مثالوں سے لبریز هوتا هے ' تاهم اٹلي نے جو خوفناک درندگي اور بہمیت اس موقعه پر اختیار کي تهي ' وہ مشرق اور مغرب کے تعلقات کي جدید تاریخ میں بهي همیشه بے نظیر یقین کی جائیگي -

ان اسباب نے اس جنگ کي حالت یکایک منقلب کردي اور اسکو پادشاهتوں اور ملکوں کي اُن لڑائیوں سے بالکل مختلف

شہداء طرابلس کا ایک گروہ شہادت سے پہلے

کردیا جن میں بیش قرار تنخواہیں لینے والے جنرل اور تنخواہوں کے ذریعہ طیار کی ہوئی فوجیں حریف کے مقابلے میں دوڑتی ہیں -

دشمن نے ساحل پر قبضہ کرلیا تھا اور خشکی کا دروازہ گو دشمن کے قبضے میں نہ تھا مگر دشمن نے ایک ایسے حامی کے زیر تسلط تھا، جو پس پردہ رہکر تماشا دیکھنا چاہتا تھا - پس نہ تو فوج باہر سے آسکتی تھی اور نہ ہی سامان جنگ مدد آسکتا تھا - نہ ممکن تھا کہ ایسی حالت میں کوئی نئی فوج بھرتی کی جاتی اور انہی کو تعلیم دیکر جنگ میں بھیجا جاتا، مگر اسکے لیے روپیہ کی ضرورت تھی اور سونے کے سکے ریگستان کے ذرے سے بن نہیں سکتے تھے -

پس اندرون طرابلس میں وہ تمام وسائل و ذرائع نابود تھے جنکے ذریعہ خود غرض اور بندۂ احتیاج انسان کو لڑنے اور جان دینے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے - نشات بے کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہ تھا جسکے ذریعہ وہ اپنی اور اپنے ساتھی ترکوں کی ضروریات کی طرف سے مطمئن ہوتا - وہ چاندی سونے کے خزانے کہاں سے لاتا جن سے تنخواہیں دیکر اور انعامات کی طمع دلاکر کوئی نئی فوج طیار کی جاتی؟

* * *

اس مایوسی اور لاعلاج حالت کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ عالم مادی سے قطع نظر کرکے عالم قلب و جذبات کی طرف متوجہ ہونا پڑا اور جبکہ دنیا کے سامانوں نے جواب دیدیا تو خدا کے دروازے پر بیکسوں کے سر جھک گئے - سب سے پہلے غازی انور بے نے جہاد مقدس اور حفظ وطن و ملت کی دعوت قبائل میں شروع کی، اور انکے بعد یکے بعد دیگرے چند اور داعیان حق بھی مشغول تبلیغ ہوگئے - انہوں نے وقت کی مصیبت سے عرب بادیہ کو خبردار کیا، اور سمجھایا کہ سرزمین اسلام عنقریب پامال کفر و شرک ہونے والا ہے - پس انکے مخفی و مستور جذبات حریت و دینی یکایک اس صداے جہاد سے حرکت میں آگئے اور ایک بہت بڑی جماعت اپنے زنگ آلود اور فرسودہ حربے لیکر دشمنوں کی توپوں اور بندوقوں کے سامنے کھڑی ہوگئی تا کہ اس سرزمین کو غیروں کے تسلط سے ملوث نہ ہونے دے، جسکے ایک ایک چپے کو اسلاف کرام نے اپنی صدہا لاشیں دیکر خریدا ہے -

یہ ایک سچا مجاہد گروہ تھا جسکے جذبات خالص اور جسکی نیتیں مقدس تھیں - وہ کوئی ایسی جنگی جماعت نہ تھی جسے پادشاہتیں اور حکومتیں تنخواہیں دیکر طیار کرتی ہیں اور وہ دشمنوں سے لڑتی ہیں تاکہ حق نمک ادا کریں - بلکہ وہ خدا پرستی کا ایک پاک مجمع، محبت ملی کی ایک خود فروش برادری، وطن پرستی کا ایک حلقۂ فدا کار، ظلم و سعا کے مدافعین، اور اسلام و سرزمین اسلام کے محافظین صادقین کی اولو العزم جماعت تھی، اور اپنے تنخواہ دینے والوں کے لیے نہیں، اپنے پرورش کرنے والوں کے لیے نہیں، اپنے پادشاہ کیلیے نہیں، اپنی شجاعت اور بہادری کی روایات کی خاطر بھی نہیں، بلکہ صرف اس خداے حق و صداقت کی رضاء و محبت کیلیے اپنے تئیں فدا کرنا چاہتی تھی، جسکی نسبت اسکو یقین تھا کہ وہ اپنے دین مبین اور ملہ قوم کی حفاظت کیلیے جان دینے والوں کو دوست رکھتا اور اسے خوش ہوتا ہے -

و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ - و اللہ رؤف بالعباد (۲ : ۲۰۷)	اور اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو صرف اسکی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کیلیے اپنی جانوں کو فدا کردیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بہت ہی شفیق ہے -

فی الحقیقت یہی معنی ہیں "جہاد دینی" کے کہ دشمنان حق و عدالہ کے مقابلے میں کسی دنیوی غرض و حاجت سے نہیں بلکہ صرف حق و صداقت اور ملک و ملت کی حفاظت کیلیے اٹھ کھڑا ہونا، اور اس راہ میں اللہ کے تعلق اور اسکی رضا کو اپنا مقصود سمجھکر وہ سب کچھ کرگذرنا جو باہمی جنگ و قتال میں کوئی ملازم فوج یا جنگی جماعت کیا کرتی ہے -

* * *

گروہ طرابلس میں مجاہد عورتوں کی شرکت

صدیوں سے مسلمانوں پر جو انحطاط مواد و جذبات طاری ہے اس نے ان جذبات مقدسہ سے تقریباً انہیں محروم کردیا ہے - اسلام پرستی و ملت خواہی کے وہ جذبات جنہوں نے بدرو حنین سے لیکر جنگ صلیبی تک مسلمانوں کی قوت و حفاظت کو ہمیشہ برقرار رکھا اور فتنۂ تاتار جیسی مہیب بربادیوں کے بعد بھی ممالک اسلامیہ کے طول و عرض کو سمٹنے نہ دیا، اب صرف تاریخ عالم کی سرگذشتوں کا ایک حصہ بنکر رہگئے ہیں، اور صدیوں سے حفظ ملت و دفاع اعداء اسلام کا فرض افراد و اقوام کی جگہ صرف حکومتوں اور انکی فوجوں کی روپیہ تنزل موت کے اعتماد پر چھوڑ دیا گیا ہے - حالانکہ اسلام کے نظام اجتماع کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے حفظ ملت کے فرض کو ہر فرد ملت پر فرض کردیا تھا اور اسی کو دین قویم کا ایک بہت بڑا فرض باسم "جہاد" قرار دیا تھا - اگر امہ مرحومہ کوئی جسم واحد ہے تو اسکی ریڑھ کی ہڈی یہی اصول دینی تھا، پر افسوس کہ دست تغیر نے سب سے پہلے اسی کو زخمی کیا اور اسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں -
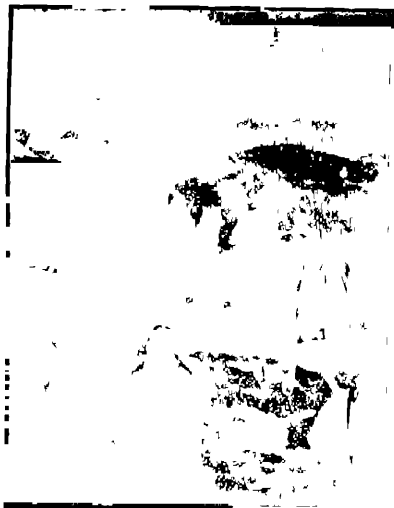
لیکن اسکا سبب یہ نہیں ہے کہ جذبات معدوم ہوگئے ہیں اور طبیعۃ اسلامیۃ اب اپنے خواص فطریہ کو بالکل کھو چکی ہے -

مجاہدین طرابلس کا ایک گروہ - مشہور موسی بک کے زیر قیادت

دین الہی سے پیدا کی ہوئی قوتیں افسردہ ہوسکتی ہیں مگر نابود نہیں ہوسکتیں - اگر اسلام کی قوت تعلیمی ایسی ہی ضعیف و کمزور اثر ہوتی تو وہ اتنی عمر نہ پاتا ' جتنی عمر کے ساتھہ باوجود صدہا صدمات مہلکہ کے آج موجود ہے -

اصل یہ ہے کہ انسان اپنے تمام جذبات و قوی کے ظہور کیلیے خارجی محرکات و موثرات کا محتاج ہے ' اور یہی احتیاج طبیعی ہے جس کو قرآن کریم نے تقدیر اور " اذن الہی " سے تعبیر کیا ہے - اسکے بغیر دنیا کا ایک ذرہ بھی متحرک نہیں ہوسکتا - اسلام پر چھہ سات صدیوں سے عالمگیر تنزل ملکی و دماغی طاری ہے ' اور وہ تمام محرکات و موثرات اور اسباب گرد و پیش مفقود ہوگئے ہیں جو طبیعت اسلامیہ کے اصلی خواص کو نمایاں کرتے ' اور جذبات مسلم و مومن کے الہی و قدسی جوہروں کو چمکا دیتے - ان قوتوں کے ظہور و حرکت کیلیے سنن ازلی نے جو حالات و اسباب پچھلی صدیوں میں بھی اگر بیسر آجاتے ' اور اسلام کا حقیقی نظام اجتماعی و دینی قائم رہتا تو یقین کیجیے کہ آج بھی اسکی سرزمین وہ لعل و جواہر اگل سکتی تھی جنکی درخشندگی سے چشم عالم خیرہ ہے '

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید

دیگراں هم بکنند آنچہ مسیحا میکرد !

* * *

اسلام نے اپنے پیروؤں کو سب سے بڑی چیز جو دی ہے وہ راہ حق و عدالت میں جان فروشی کا سبق ہے - اسلام کا پہلا پیکر قدسی جو خطاب " مسلم " سے متصف ہوا ' وہ تھا ' جس سے کہا گیا کہ " اسلم ! " (مسلمان ہوجاؤ) تو اس نے جواب میں سر جھکا دیا کہ :

اسلمت لرب العالمین (۲ : ۵۶)

میں " مسلم " ہوا تمام جہانوں کے پروردگار کے نام پر !

پس اس نے اپنے ہاتھہ میں چھری لی ' اور ایک بڑے جلاد کی طرح اسے پتھر کی چٹان پر تیز کرنے لگا ' تا اپنی اس محبت ماسوی اللہ کی جو اسکے دل میں فرزند محبوب کی ہے ' اور اس فرزند عزیز کی جسکا عشق حقیقت اسلامیہ کی راہ میں آزمائش بن گیا ہے ' اللہ کے نام پر قربانی کردے :

واذ ابتلی ابراهیم ربہ بکلمات فاتمهن (۲ : ۱۲۲)

اور جبکہ ابراهیم کو انکے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا اور انہوں نے انہیں پورا کر دکھایا [1]

جب ایسا ہوا تو حقیقت اسلامیہ درجۂ تکمیل تک پہنچ گئی اور حضرت ابراهیم و اسماعیل اس منصب رفیع و جلیل تک مرتفع ہوے جو اسلام کا اولین نتیجہ ہے - یعنی دنیا میں خدا کی مادی و معنوی خلافت و نیابت ' اور اسکے بندوں کی پیشوائی و امامت :

قال انی جاعلک للناس اماما - قال و من ذریتی ؟ قال لا ینال عهدی الظالمین !

جب حضرت ابراهیم نے اسلام کی حقیقت کو اپنے اوپر طاری کرلیا تو خدا نے فرمایا کہ اے ابراهیم ! هم تم کو انسانوں کا امام و مقتدا بنانے والے ہیں - اسپر انہوں نے عرض کیا : " اور میری اولاد اور پیروؤں میں سے ؟ " فرمایا کہ " ہاں ' مگر ہمارے اس اقرار میں وہ داخل نہیں جو نافرمان ہوں ' اور اسلام کی قربانی سے انکار کریں "

پھر یہی سبق تھا جو جبل ابوقبیس کی مخفی صحبتوں میں دہرایا گیا ' اور فتح بدر و تسخیر مکہ کے کشورکشایانہ مجمعوں میں جسکے نتائج نظر آئے -

قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموها ' و تجارة تخشون کسادها ' و مساکن ترضونها ' احب الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد فی سبیلہ ' فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ و اللہ لا یہدی القوم الفاسقین (۹ : ۲۴)

اے مسلمانو ! اگر تمہارے باپ ' تمہارے بیٹے ' تمہارے بھائی ' تمہاری بیویاں ' تمہارا خاندان ' تمہاری دولت جو تم نے کمائی ہے ' وہ کاروبار تجارت جسکے نقصان کا تم کو ہر وقت اندیشہ رہتا ہے ' اور وہ مکان و جائداد جو تمہیں مطلوب و محبوب ہیں ' اگر یہ تمام چیزیں تمہیں اللہ ' اسکے رسول ' اور اسکی راہ میں صرف جان و مال کرنے سے زیادہ محبوب و عزیز ہیں ' تو دین الہی کو چھوڑدو - خدا تمہارا محتاج نہیں ہے - یہاں تک کہ اللہ کو جو کچھہ کرنا ہے وہ کرگذرے - اللہ کی ہدایت انکے لیے نہیں ہے جنکے دل میں حقیقت اسلامیہ کی جگہ فسق و نفاق بھرا ہے ! "

یہ سبق مومنین اولین اور مسلمین سابقین کے آگے اسلامی قربانی و الہی تفانی کے ایک اسوۂ حسنہ کے ساتھہ پیش کیا گیا اور راستباز روحوں نے اسے قبول کیا - صدیق اکبر نے اپنا تمام مال لٹا دیا ' امیر مرتضی نے اپنی جان گرامی ہتیلی پر رکھی - مہاجرین نے اپنے وطن محبوب اور تمام عزیز و اقربا سے رشتہ کاٹا تا خدا اور اسکی صداقت سے انکا رشتہ جڑ جاے - انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کو اپنی دولت کے نصف حصے کا مالک سمجھا ' تا اکا خدا انکو اپنی پوری محبت و خوشنودی کا مالک بنادے - مدینہ کی گلیوں سے ایک عورت نکلی جس نے اپنا شوہر اور اپنی اولاد ایک ایک کرکے حفظ اسلام کیلیے کٹوا دی ' اور احد کے دامن میں ایک مومنۂ مخلصہ نے اپنے سینے کو ڈھال بنا کر تیروں کی بارش کو روکا تا کہ خدا کے داعی برحق کے جسم مطہر کو کوئی گزند نہ پہنچے !

ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة ' یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراة والانجیل والقران - و من اوفی بعهدہ من اللہ ' فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ و ذلک هو الفوز العظیم (۹ : ۱۱۲)

بیشک اللہ نے مومنوں کی جانوں کو اور انکے مال و متاع کو خرید لیا ہے تا کہ انہیں بہشت کی دائمی زندگی بخشے - وہ مومن و مخلص جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کبھی مارتے ہیں اور کبھی خود مرتے ہیں - تمام آسمانی کتابوں میں اسکا سچا وعدہ کیا گیا ہے - اسکا پورا کرنا خدا نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے اور خدا سے بڑھکر اپنے وعدے کا سچا اور کون ہوسکتا ہے ؟ پس اے مسلمانو ! اپنے اس خرید فروخت کی جو تم میں اور تمہارے خدا میں ہوئی ہے خوشیاں مناؤ کہ اسمیں تمہارے لیے بڑی ہی کامیابی ہے "

آں بیع را کہ روز ازل با تو کردہ ام

اصلا دراں حدیث اقالہ نمی رود !

یہ تو اسلام کے بازار جاں فروشی کی ابتدائی خرید و فروخت تھی - آگے چلکر یہ حالت قائم نہ رہی ' لیکن تاہم صدیوں تک اسکے شواہد و مناظر ملتے ہیں - حتی کہ اگر صلیبی جنگوں کے زمانے کے حالات

---

[1] حضرات مفسرین نے اسپر بحث کی ہے کہ اس آیت میں جن آزمائش کی باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ کیا تھیں ؟ اور پھر یہ راے قائم کی ہے کہ اس سے مقصود بعض احکام طہارت وغیرہ ہیں ' مثلا ختنہ وغیرہ - لیکن درحقیقت ایسا سمجھنا آزمایش الہی کی صریح تحقیر کرنا ہے - یہاں کلمات سے مراد فی الحقیقت وہ آزمائشیں ہیں جو حقیقت اسلامیہ کے ظہور کیلیے مختلف جسمی و قلبی قربانیوں اور امتحانوں کی صورت میں حضرت خلیل کو پیش آئیں اور جنکا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے -

بیان کیے جائیں ' تو انکے بے شمار واقعات پڑھکر تمہیں تعجب ہوگا که کس طرح اسلام کی تاریخ ہمیشه بدر اور اُحد کی جانفروشیوں کو دہراتی رہی ہے ؟

لیکن رفته رفته تعیم وسائل نے برگ و بار پیدا کیے اور اسلام کا نظام ملی تکلی درہم برہم ہوگیا - اب صرف حکومتوں کے اعتماد پر بلاد اسلامیه کی حفاظت چھوڑ دی گئی - صرف گورنمنٹوں کی فوجیں دشمنوں کے سامنے نکلنے لگیں - جہاد کی جانفروش صدائیں غفلت و بے حسی کی خموشی سے بدل گئیں ' اور مسلمانوں کے خود فروشانه عزائم کے ظہور کیلیے کوئی میدان باقی نه رہا یہاں تک که وہ زمانه آگیا جب ایک ملک کے مسلمانوں کو دوسرے ملک کے مسلمانوں کی تباہی اس سے زیادہ محسوس نه ہوتی جیسی دنیا کے عام حوادث و انقلابات قدرتاً ہر انسان کیلیے ہوا کرتے ہیں -

و لو انا کتبنا علیهم ان اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم ' ما فعلوه الا قلیل منهم ' و لو انهم فعلوا ما یوعظون به ' لکان خیرا لهم و اشد تثبیتا (۴ : ۶۹)

ترجمه : اور اگر ہم ان مدعیان خدا پرستی کو حکم دیتے که تم کیلیے اپنی جانوںکو قربان کرو یا اپنا گھر بار چھوڑ کر نکل جاو تو ان میں چند آدمیوں کے سوا کوئی بھی ایسا نه کرتا - حالانکه جو کچھ انکو سمجھا دیا گیا ہے اگر وہ اسکی تعمیل کرتے تو انکے حق میں بہتر ہوتا ' اور اس جہاد فی سبیل الله کی وجه سے وہ اپنی قوت پر نہایت مضبوطی سے ثابت و مستحکم رہتے !

* * *

جنگ طرابلس اس بیان کی صداقت کیلیے ایک بہترین مثال ہے - عرصے کے بعد یه ایک ایسی جنگ ہوئی جسکی بے سروسامانیوں نے دولة عثمانیه کو بالکل مجبور کردیا که صداے جہاد بلند کرے ' اور اندرون طرابلس کے عرب قبائل کو اپنی جانفروشیوں کے اظہار کا موقع دے - چونکه یه اسلام کی ودیعت و خواص کے ظہور کیلیے ایک محرک و موثر موقعه تھا اسلیے یکایک مخفی جوہر اُبھر نے اور خوابیدہ قوتیں بیدار ہونے لگیں ' اور جہاد فی سبیل الله ' و ابتغاء مرضات الله ' و پرستاری ملت ' و عشق و شیفتگی وطن و حریت کے ایسے ایسے امثال مقدسه دنیا کے سامنے آگئے ' جنکے لیے تاریخ اسلامیه صدیوں سے تشنه و بیقرار ہے !!

واقعۂ طرابلس کی یہی خصوصیت ہے جس نے اُسے قرون اخیره کی تمام جنگوں سے الگ کردیا ہے اور یہی وجه ہے که ابتدائے اشاعت سے " الہلال " نے اس واقعه کو عام لفظ جنگ سے نہیں بلکه " غزوه " کی اصطلاح مخصوص سے تعبیر کیا ' اور ہمیشه اسے حفظ ملک و دیانت کا ایک مقدس جہاد قرار دیا - غالباً تمام عالم مطبوعات میں الہلال ہی ایک رساله ہے جس نے اس حیثیت سے اس واقعه پر نظر ڈالی ہے -

* * *

یه ایسی عجیب بات ہے که قومی دفاع خاک طرابلس کی ہمیشه خصوصیت رہی ہے ! کارتھیج کا دفاع دنیا کا سب سے بڑا دفاع تسلیم کیا گیا ہے ' جسمیں اہل کارتھیج نے بے رحم رومیوں کے مقابلے میں آخر تک ثابت قدمی دکھلائی اور باوجود ہر طرح کی بے سروسامانی اور محصور و مجبور ہوجانے کے غارتگران حریت کے آگے سر عبودیت خم نه کیا -

لیکن شاید آپکو معلوم نہیں که جس کارتھیج کے دفاع کی داستان آپ الہلال کی دوسری جلد میں پڑھ چکے ہیں ' جس کا رتھیج نے دفاع ملی کو تاریخ عالم کے ایک عظمت و جبروت کے اعتراف کے ساتھه یاد رکھا ہے ' جسکی خاک نے ہنی بال جیسے جانفروش و اولوالعزم مدافع پیدا کیے ' جسکی مٹی نے هسدروبال کی تمثال صداقت و حریت نوری کا جسم عطا کیا ' اور جس نے اپنے اور اپنے وطن عزیز کو آگ کے شعلوں کی نذر کردیا پر ظالم حمله آوروں کی اطاعت قبول نه کی ' در اصل وہ اسی خاک زار مقدس پر آباد تھا جسے آج " طرابلس العرب " کہتے ہیں ' اور پچھلے غزوۂ طرابلس میں جو کچھ ہوا ' وہ گویا تاریخ کا ایک نمایاں اعادہ تھا جس نے اپنے گذرے ہوے اوراق پھر ایک بار سامنے کردیے !!

شہر ...سدوس کا ...درنہ میں قلعه

اطـــــلاع

امسال وقف کمیٹی آل انڈیا شیعه کانفرنس لکھنو نے یه اراده کیا ہے که فہرست اوقاف شیعان ہندوستان طبع کراے لہذا ہمدردان اوقاف سے یه خواہش کیجاتی ہے که اپنے اپنے ضلع کے اوقاف کی فہرست مع نقل وقف نامه و دیگر ضروری حالات آنریری سکریٹری وقف کے پاس ارسال فرمائیں تاکه وہ درج فہرست ہوکر ایک تاریخی کتاب کے حیثیت سے طبع ہوجاے ' اور وہ آینده ضروریات قومی کو پورا کرے ' اور حسب موقع صیغه وقف شیعه کانفرنس منشاے واقف کے موافق وقف کے چلانے کی کوشش کرتی رہے -

ابزاد حسین خان

آنریری سکریٹری سنٹرل استنڈنگ کمیٹی

آل انڈیا شیعه کانفرنس لکھنو

جزائر فیلی پائن (امریکا)

اور تبلیغ و دعوۃ اسلام

حضرت شیخ الاسلام کا مراسلہ

مولانا - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - بحمد اللہ تعالی بدار خلافت رسیدم - دوقت رسیدن ستون اشاپ دا لواے حشمت نماے عثمانی مزین بود - والی سابق زامبوانگا کہ در سال گذشتہ باستانبول آمدہ بود در کنار دریا منتظر من بود' و برابر او ہزارہا اہل اسلام ایستادہ بودند - کنار دریا سر تا پا با لواے عثمانی آراستہ بود - وقتیکہ از کشتی بیرون آمدم' نشان دی شان عثمانی بر سینۂ نا چیز آویختہ کرد' با کمال عزت بخانۂ والی مذکور رسیدم' و زیادہ بر مسلمانان را قبول کردیم - آن گیل فیلی کہ والی گذشتہ است' مرا بحضور مجلس بطور شیخ الاسلام و وکیل خلیفۂ اعظم تقدیم کرد' و بعد از رسیدن مراسم استقبال بعنوان' نطقی مناسب حال و مقام ایراد کردم و وظائف اہل اسلام کہ مناسب حال و وقت است با افادۂ سادہ ایضاح کردم - حکومت امریکا این داعی جناب را بطور رئیس مسلمانان و لقب شیخ الاسلام قبول کرد - و وکالت من از جانب خلیفۂ اعظم در امر اقامۂ ستون دین مبین اقرار حرمت کرد و امور مذہبیۂ سکان مورو را بدین بمن حوالہ کرد' تا تاکنون بسیار بلدہ ہاے اسلامی را زیارت کردہ ام - و در نتیجۂ تدقیق فہمیدم کہ مسلمانان این دیار بسیار جاہل و وحشی و فقیرند' و براے تاسیس مساجد و مدارس دینیہ از جانب حکومت مدد ندارند - معیشت ایشان علی الاکثر بصید ماہی منحصر است - از نابودن مساجد بعض اعداے دین مبین این مومنان جاہل را بہ بے دینی گرفتار خواہند کرد' و این امر در اخبار امریکہ ہم نوشتہ اند - بنا برین بسیار مبشرین مسیحیت (مشنری) بجزائر مورو آمدہ اند کہ درمیان ایشان یک راہبۂ ملیوندار ہم ہست - اکنون بر مسلمانان چار اقطار عالم واجب است کہ بامداد این اخوان شتاب کنند' و از جناب مولانا تمنایم آنست کہ از ارباب جود و سخاء اسلام در ہند اعانۂ کافی جمع بفرمایند' و در جناح شتابی بنام این عاجز بفرستند کہ فی الحال بتاسیس مدارس دینیۂ لازمہ آغاز بکنم - و بتخلیص این اخوان از دامان آن مسیحیت تا صرف نقود و تعلیم علوم کوشش بعمل آید - واللہ ولی التوفیق - اعانہ ہاے آیندہ را بر صحائف اخبار عالم اعلان خواہم کرد - و در انجام ہر سال خلاصۂ اعمال ناچیز را بعالم اسلام خواہم تعریف کرد - والسلام علیکم -

شیخ الاسلام در جزائر مورو :
محمد وجیہ الجیلانی

الہلال :

مندرجۂ بالا تحریر حضرۃ الفاضل المحترم' السید محمد وجیہہ الجیلانی شیخ الاسلام جزائر فیلی پائن کی ہے جو انہوں نے ایڈیٹر الہلال کے نام جزیرۂ مورو واقع فیلی پائن سے روانہ کی ہے - سید موصوف کا تذکرہ الہلال میں ہوچکا ہے - آگرہ میں جب آپسے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا تھا کہ جزائر میں پہنچکر محض اپنے سرکاری وظیفہ پر ہی قناعت نہ کرلیں' بلکہ ایک داعی اسلام کی حیثیت سے وہاں کے حالات کا مطالعہ کریں' اور وہاں کے مسلمانوں کی اصلاح دینی و تعلیمی کی اور علی الخصوص وحشی آبادی میں تبلیغ اسلام کی سعی بلیغ کریں -

چنانچہ وہ اس فارسی مراسلہ میں لکھتے ہیں :

"میں جب فیلی پائن پہنچا تو میرے جہاز کے مستولوں پر عثمانی علم لہرا رہے تھے - ساحل پر مسٹر فیلی گورنر جزائر مع ایک جم غفیر کے استقبال کیلیے موجود تھے - راستہ عثمانی بیرقوں اور جھنڈوں سے مزین تھا - میں نے سب سے زیادہ توجہ اپنے شکستہ حال اخوان مسلمین پر کی - ساحل سے گورنر کی کوٹھی پر گئے - وہاں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی اور گورنر نے بہ حیثیت شیخ الاسلام جزائر و نائب حضرۃ خلیفۃ المومنین مجھے پیش کیا - جسکے بعد میں نے مناسب وقت تقریر کی -

حکومت امریکا نے مجھے یہاں کے مذہبی امور بکلی سپرد کردیے ہیں اور میں مشغول تحقیق و تفتیش ہوں - یہاں کے مسلمانوں کی حالت بہت افسوس ناک ہے - جہل اور فقر' دونوں میں مبتلا ہیں - انکی معیشت مچھلی کے شکار پر ہے' اور یہی خزانۂ سمندر انکا راس المال ہے - نتیجہ یہ ہے کہ مسیحی مشنری پہنچ گئے ہیں' جنکے ساتھ ایک کروڑ پتی کیتھولک نن بھی ہے اور لوگوں کو ترک دین کی دعوت دے رہے ہیں - امریکا کے اخبارات میں بھی یہاں کی مشن کی نسبت مذاکرات شائع ہوے ہیں -

مسٹر فیلی سابق گورنر فیلی پائن

ایسی حالت میں ہمیں تبلیغ اسلام اور اصلاح حال مسلمین جزائر میں نہایت جلدی کرنی چاہیے - میں آپسے التجا کرتا ہوں کہ ہندوستان کے اہل خیر کو اس طرف توجہ دلائیے کہ مجھے مالی مدد دیں' تاکہ میں یہاں باقاعدہ تعلیم و تبلیغ کا کام کرسکوں' اور چند دینی مکاتب جاری کردوں - مجھے جسقدر اعانت عالم اسلامی سے ملے گی' آپ اخبارات میں نام بنام شائع کرتا رہونگا "

یقیناً حضرۃ شیخ کی صداء طلب مستحق صد توجہ و اعتنا ہے' اور یہ اللہ کے ہاتھہ میں ہے کہ جس کام کیلیے چاہے لوگوں کے دلوں کو کھول دے - یہ تمام کام در اصل اب اس اسلامی مشن کے ماتحت ہوے جائیں جسکے قائم کرنے کا آخری وقت گذر رہا ہے -

شیخ موصوف کا پتہ یہ ہے - ٹکٹ ۲ - آنے کا لگانا چاہیے :

H. A. Asseyed Mahammad Wajih Sheikh-ul-Eslam in the
Moro Province Zomboonga.
Mindanao
(Philippine)

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو' بنگلہ' گجراتی' اور مرہٹی ہفتہ وار سالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

کیا ... ہے ؟

ہمیں نہیں بلکہ تین ڈاکٹر صاحبان فرماتے ہیں

یہ زمانہ حال کی حیرت انگیز ایجاد از کار رفتہ بوڑھوں کیلئے عطائے جوانی ' کمزوروں و ناتوانوں کیلئے طلسم ہیلپ ' نوجوانوں کیلئے شمشیر اصفہانی عرضکہ ہر طرح سے واسطے رفیقکاری ہیں - معمولی کمزوری کو چندے روز میں پورا پورا فائدہ پہنچاتی اور تکان میں حلق ہے او ترے ہی فوراً ایک اثر دکھاتی ہیں - دل و دماغ کو قوت بخشتی اور اعضائے رئیسہ کو تقویت دیکر لطف زندگانی دکھاتی ہیں - چہرہ کو با رونق ' هاضمہ درست رہاتھ پاؤں کو چست چالاک کرتی ہیں - مرجھائے ہوئے دل کو تازہ کرکے مردہ جسم میں جان ڈالتی ہیں - ایام شباب کی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں کیوجہ سے جو لوگ مایوس و زندہ درگور ہو چکے ہیں انکے لئے اکسیر سے زیادہ مفید ہیں - ڈاکٹر سی - سی - ایم - میڈالسٹ ایل - ایم - اس - فرماتے ہیں کہ کایا پلٹ زمانہ حال کی حیرت انگیز و کامیاب دوا ڈاکٹری یونانی کیدراجی کا نچوڑ ہیں - اور ہر قسم کے امرور مریضوں لیلئے بھی رفیق و کامل بھروسہ کے ساتھ تجویز کرتا ہوں - ڈاکٹر بی - ڈی - ہمارے مشہور طبی شہنشاہی ترقب ' طبیب وغیرہ فرماتے ہیں کہ کایا پلٹ میں کوئی چیز ضرر رسان نہیں بلکہ نہایت قیمتی و مقوی اجزاء سے مرکب ہیں میں پوری اطمینان کیساتھ بیمار و کمزور مریضوں کیلئے تجویز کرتا ہوں -

ڈاکٹر آر - بی - ایل - ایم - اس کلکتہ فرماتے ہیں کہ کایاپلٹ دماغی - جریان و سرعت کے مریضوں کے لیے نہایت مفید گولیاں ہیں اور رمضان ے تو اسکی خوبیوں کو بہت کچھہ بڑھا دیا ہے

ان کے علاوہ ہمارے پاس انگنت و بے مانگے سرٹیفکٹ موجود ہیں ' لیکن آپکا تجربہ سب سے بڑا سرٹیفکٹ ہے آزمائیے و لطف زندگی اٹھائیے ہمارا دعوی ہے اگر آپ چالیس روز حسب ہدایت کایا پلٹ استعمال کرینگے تو آپ تمام امراض سے شفاء کلی حاصل کرینگے - اگر آرام نہ ہو تو حلفیہ لکھدیجیے آپکی قیمت واپس - پرچہ ترکیب همراہ مع چند مفید هدایات دیا جاتا ہے جو بحالی خود وسیلۂ صحت ہیں - ان خوبیوں پر بھی قیمت صرف ایکروپیہ فی شیشی اور ۲ شیشی کے خریدار کو ۵ روپیہ ۸ آنہ نمونہ کی گولیاں ۴ آنہ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہو سکتی ہیں جواب طلب امور کیلئے ٹکٹ انا چاهئے -

ایجنٹوں کی ہر جگہہ ضرورت ہے

المشتہر

مینیجر " کایا پلٹ ڈاک بکس نمبر ۷-۵ کلکتہ

تین لاکھہ روپے

مور دلمب چٹھی رسان کو جس نے ہماری کمپنی سے صرف ایک تہا ما بانڈ خریدا تہا انعام ملگیا پرائم بانڈ یورپین گورنمنٹوں کے جاری کردہ ہیں ' جسطرح کہ تمسکات عثمانیہ اسی کرور ہونے سرمایہ ہے لاکھوں روپے خریداروں میں تقسیم کیے جاتے ہیں - انعام آجاے خریدار مالا مال ورنہ رقم قائم - قیمت ایک نوع کا بانڈ انکسو بیس ۱۲۰ روپے یا سوا گیارہ روپے قسط ایک سال تک پہلی قسط بھیجنے پر ہر دم خریدار انعام میں شامل ہوجاتا ہے - دنیا میں کوئی طریقہ اسقدر مفید روپے لگا نکا نہیں مفصل کتاب و حالات ایک پیسہ کے کارڈ پر ہم مفت روانہ کرتے ہیں - درخواست کرو بنام چیف انڈین ایجنسی پرائم دانڈ سلطنت هائے یورپ انارکلی لاہور -

مشاهیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الفثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہاالدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام غزالی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۴ آنہ رعایتی ۹ پیسہ (۱۹) شمس العلما ازاد دهلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ انریبل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہاب رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] کرشن معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابو الخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابونجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۹ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۹ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جنید ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ آنہ - رعایتی ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ - آنہ رعایتی ۱ - آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاهیر اسلام قریباً ڈیڑ ہزار صفحہ کی قیمت یک جا خرید کریں صرف ۲ روپیہ ۸ - آنہ - (۴۰) دنیا رنگکان پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ آنہ - رعایتی ۳ - آنہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - آنہ - رعایتی ۳ آنہ - کتب ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ ڈیڑہ ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتاب ۲ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] هشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] رموز الاطبا ہندوستان بہر کے مسلم مشہور حکیموں کے باتصویر حالات زندگی مع انکے سینہ بہ سینہ اور صدری مجربات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکے نام بھی لکھدئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھہ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] جریان اس کا مرض کی تفصیل تشریح اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا گری یہ کتاب سونے کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسہ - جستہ بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

ملنے کا پتہ ــــ منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

سعادت فلاح دارین - قران کریم - بیش قدر تفاسیر - اکسیر صفت کتب دین و تاریخی و اسلامی - اور بیسیوں دیگر مفید و دلچسپ مطبوعات وطن کی قیمتوں میں دکم مارچ ۱۴- نرور اتوار - کیلئے معقول تخفیف ہوگی - مفصل اشتہار مع تفصیل کتب بواپسی منگا کر ملاحظہ کیجیے - تا کہ آپ تاریخ مقررہ پر فرمایش بھیج سکیں -

المشتہر

منیجر وطن لاہور

شمس العلما ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی ایم - اے - ڈی لیٹ بیرسٹر ایٹ لا کی

میڈیکل جیورس پروڈنس

یعنی طب متعلقہ مقدمات عدالت پر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس - ایف آر - ایچ - ایس - کا ریویو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھ لکھا جاے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز ہے - کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معنی ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :—

" میڈیکل جیورس پروڈنس " علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی جاتی ہے ' اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں ' اور نیز بعض وہ امور جو انسان کی تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے -

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کاروبار میں لاحق ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں - ان کے متعلق طبی تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لیے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں - مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا ہوجاتی ہے اصل مجرم رہا کردیا جاتا ہے - اسی طرح اگر کوئی وکیل یا پیروکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے مواقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہوجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے جن پر

عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیانبرک ہیر ایم - ڈی - ایف - آر - سی - ایس - نے ملکر انگریزی میں تصنیف کیا تھا - پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشی زیادہ کردیے ہیں ' جسکی وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کرلی ہے -

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداری مقدمات میں ہمیشہ در پیش رہتے ہیں مثلاً

مقدمات قتل کے متعلق

(۱) زخم - چوٹ (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت قرینہ (۴) لاش سڑنے کے مدارج (۵) مختلف اعضاے انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم گھٹا ہونا (۸) پھانسی یا گلا گھونٹنا وغیرہ -

عورتوں کے متعلق

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل -

(۱) معدنی سمیات (۲) ملزبی سمیات (۳) نباتی سمیات (۴) حیوانی سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان -

امور مختلفہ کے متعلق

(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ -

ان تمام ابواب کے ساتھہ قانونی نظائر بھی مندرج ہیں جن کی وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بیحد سہولت پیدا ہوگئی ہے ' اور ساتھہ ہی ساتھہ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں -

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلی علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے - مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے بلا کسی مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھہ میں آتا ہے - علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی ڈکشنری یا ریفرنس بک کی مدد کے ان کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشیں ہو جاتے ہیں -

مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ہوئی تھی ' جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو -

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمی پوری ہوگئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوئی جو بلحاظ علمی قابلیت اور ہمہ دانی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا -

امید ہے کہ قانون داں اور فوجداری کار و بار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھہ کر اس کی ضرور قدر کریں گے - یہ کتاب نہایت اعلی اہتمام کے ساتھہ مطبع مفید عام آگرہ میں چھپی ہے اور (۳۸۰) صفحے ہیں - اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی ' مگر اب علم فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کردی گئی ہے - اور مولوی عبداللہ خان صاحب کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتی ہے -

مولوی غلام علی آزاد بلگرامی کی دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلی نعمانی)

مولانا غلام علی آزاد اُن وسیع النظر مصنفین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھہ کی دو سطریں ہات آجاتی ہیں تو اہل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا - اہل ملک کی خوش قسمتی ہے کہ مولوی عبداللہ خان صاحب (کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد) کی کوششوں سے ان کی تصنیفات سے دو نہایت اعلی درجہ کی تصنیفیں آج کل شائع ہوئی ہیں - سرو آزاد اور مآثر الکرام - سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے - یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت بھی رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں ' اعلی درجہ کے ہیں ' ورنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعری صحیح نہیں اور خزانہ عامرہ اور ید بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے - اکثر ادنی درجہ کے اشعار ہیں -

مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانۂ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے الٹنے سے بھی ہات نہیں آسکتیں - میں آزاد کی روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کی وجہ سے ان کی نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کرسکا ' اور صرف چند اشتہاری جملوں پر اکتفا کرتا ہوں - لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین فن ' شوق خریداری کا ثبوت دیکر اُن کی روح سے شرمندہ نہ ہونگے - قیمت ہر دو حصہ حسب ذیل رکھی گئی ہے :—

مآثر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصولڈاک

سرو آزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ یہ ہے :—

عبد اللہ خاں صاحب - کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد دکن -

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھہ روپیہ کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کو لیے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھہ لیے - دنیا کے تمام سربستہ راز حاصل کر لیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعات - علم ہئیت - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھونمیں نور پیدا ہو بصارت کی آنکھیں وا ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی انکے عہد بعہد کے حالات سوانحعمری و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' انکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بھی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا بروے اشتہار دازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابونکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ' شتر ' کالے بھینس ' گھوڑا ' گدھا بھیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ جانورونکی تمام بیماریونکا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندونکی سوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکمونکے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی وہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آجتک کہیں دیکھی نہ سنی ہونگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہرونکے مکمل حالات وہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روبی واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے ہی دنوں میں لاکھہ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - آسٹریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وہانکی درسگاہیں دخانی کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مجمل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھہ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے ہوے طبیعت باغ باغ ہو جاے دماغ کے کواڑ کھلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھہ مٹکاتی رہتی ہے جسکو دیکھکر طبیعت حیران ہو جاتی ہے - ڈائل چینی کا پرزے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجیے اگر دوست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

آٹھہ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھہ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت -

چاندی کی آٹھہ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی ۸ روزہ واچ - جو کلائی پر بندھسکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کار آمد لیمپ ' ابھی والایت سے نکر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دیا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لمپ واتکو اپنی جیب میں یا سرہانے رکھلو جسوقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطرے سے بچ سکتے ہو - یہ رات کو سوتے ہوے یکدم کسیوجہ سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی -

قیمت ۱ عدد محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں کلاک اور گھڑیونکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - ایڈا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اکٹھا مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیجیے -

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۳۱۱ - مقام توہانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry, (Punjab)

لاتهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Albilal Calcutta"
Telephone, No. 648.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱۱ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta Wednesday, March 18 1914.

سد هندیہ کا افتتاح بغداد میں
قاضی بغداد ' گورنر ' و حکام و اشراف شہر -

[9]

[27]

زندہ دل نوجوانان ملک کا ماہوار رسالہ " ظریف "

اغراض و مقاصد

(۱) زندہ دلی و ظرافت کی روح پھونکنا -
(۲) سنجیدہ مہذب مذاق فراہم کرنا -
(۳) مشرقی دماغ کو مغربی مذاق سے آشنا کرانا
(۴) ادبی - مذاق کو نشو و نما دینا -
(۵) اخلاقی و روحانی سبق سکھانا -

چندہ سالانہ رؤسا سے ۵ روپیہ امراء سے ۳ روپیہ عام شائقین ایک روپیہ ۱۲ آنہ ملنے کا پتہ - دفتر رسالہ ظریف - کینیڈی ہال - لاہور -

---

[30] خیـــالات ازاد

جو اودھ پنچ کے مشہور اور مقبول نامہ نگار عالیجناب نواب سید محمد خان بہادر - آئی - ایس - او - (جنکا فرضی نام ۳۵ برس سے اردو اخبارات میں مولانا آزاد رہا ہے) کے پرزور قلم جادو رقم کا نتیجہ اور اپنی عام شہرت اور خاص دل چسپی سے اردو کے عالم انشا میں اپنا آپ ہی نظیر ہے بار دیگر نہایت آب و تاب سے چھپکر سرمہ کش دیدۂ اولو الابصار ہے - ذیل کے پتے سے ویلو پے ایبل پارسل طلب فرمائیے اور مصنف کی سحر بیانی اور معجز کلامی سے ملاحظہ کیجئے خیالات آزاد ۱ روپیہ ۴ آنہ - سوانحعمری آزاد ۱۲ - آنہ علاوہ محصول -

المشتہر

سید احمد حسن نمبر ۹۲ تالتلا لین - کلکتہ

---

[8] ہندوستانی دواخانہ دہلی

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو مسلم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہوچکا ہے - صدہا دوائیں (جو مثال خانہ ساز ادویہ کے معتدبہ اجزا سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اس کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار صفائی ستھرا پن ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :

ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -

فہرست ادویہ مفت (خط کا پتہ)

مینیجر ہندوستانی دوا خانہ - دہلی

---

[5]

1 ــ سسٹم راسکوپ لیور واچ خوبصورت مضبوط برابر چلنے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول دو روپیہ آٹھ آنہ
2 ــ امیر واچ سلنڈر خوبصورت ڈبل نکل کیس ٹھیک ٹائم دینے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول پانچ روپیہ
3 ــ چاندی ڈبل کیس لیور واچ نہایت مضبوط ہے جوڑ پر یاقوت جڑا ہوا گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول بارہ روپیہ
4 ــ چاندی کی لیڈی واچ یا ہاتھ کو زیب دینے والی اور خوبصورتی میں یکتا معہ تسمہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول چھ روپیہ
5 ــ چاندی ڈبل کیس منقش علاوہ خوبصورتی کے ٹائم میں آزمودہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول سات روپیہ
6 ــ پیٹنٹ راسکوپ سسٹم لیور واچ بہت چھوٹی اور خوبصورت گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول تین روپیہ آٹھ آنہ
7 ــ کرو والزر سلنڈر واچ چاندی ڈبل کیس اسکی مضبوطی کی شہرت عام ہے گارنٹی ۳ سال قیمت معہ محصول پندرہ روپیہ

نوٹ خدا کا شکر ہے کہ جسقدر ہمارے معزز خریدار اس اشتہار سے گھڑیاں منگالے ہیں آجتک کسی نے شکایت نہیں کی

المشتہر :ــ ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمتلہ کلکتہ

M. A. Shakoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O Dharamtollah, Calcutta.

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor,
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs 8
Half yearly " " 4-12

الہلال

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۱ — کلکتہ : چہارشنبہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤
Calcutta : Wednesday, March 18 1914

ایک عظیم الشان دینی تحریک کی انتہائی تخریب

مسئلۂ بقاء ندوۃ العلماء

طلباے دار العلوم کی اسٹرائک

بیس سال ہوے جب ندوۃ العلما نے اپنی پہلی صدا بلند کی - اس نے اپنے مقاصد کا اعلان کیا ' جنمیں سب سے اہم درجہ مقاصد یہ تھے : رفع نزاع باہمی ' حفظ کلمۂ اسلام و خدمت ملت کے لیے تمام علما کا اجتماع و اتحاد ' اشاعت اسلام ' اصلاح نصاب قدیم ' تدوین علم کلام جدید -

لیکن اس نے دیکھا کہ مصائب شدید ' موانع لا علاج ' اور وسائل عمل و نجاح مفقود ہیں - سب سے پہلے ضرورت جس چیز کی ہے وہ یہ ہے کہ ہم میں ایسے علماء حق پیدا ہوں جو وسعت نظر و تبحر علمی کے ساتھہ موجودہ عہد ملائت کی تمام مصیبتوں کا علاج بھی اپنے اندر رکھتے ہوں - سب سے بڑھکر اہم مقصد اشاعت اسلام ہے - اسکے لیے ملک کے اندر صاحبان ایثار و فدا کاران مذہب علما چاہئیں ' اور ممالک متمدنۂ خارجہ کیلیے ایسے روشن ضمیر و کارداں جو علوم حقۂ اسلامیہ کے ساتھہ یورپ کی زبانوں سے بھی ماہر ہوں ' نیز علوم و فنون حدیثہ سے بھی واقفیت رکھتے ہوں

لیکن بدبختی یہ ہے کہ ایسے لوگ ہم میں ناپید ہیں - یہی حال تمام دیگر مقاصد و اعمال کا ہے -

پس سب سے پہلے ایک ایسا مدرسہ قائم کرنا چاہیے جسکی تعلیم سے مقصود و مطلوب اشخاص پیدا ہوسکیں - چنانچہ مدرسہ قائم ہوا -

* * *

بہت سے لوگوں کو ندوہ کے مقاصد سے تشفی نہ ہوئی - خود موجودہ علماء میں سے ایک گروہ کو غلط فہمیاں ہوئیں - باہمی نزاع کا ایک نیا طوفان اٹھا - پھر گورنمنٹ کی سوء ظنی نے رہی سہی امیدیں بھی خاک میں ملادیں - نئے تعلیم یافتہ اشخاص سمجھے کہ یہ انگریزی تعلیم کا رقیب ہے - قدیم گروہ نے کہا کہ نئے خیالات کی ایک دوسری صورت ہے - آپے اپنوں میں بھی سمجھنے والے اور سچا درد رکھنے والے نہ ملے - غرضکہ زمانے نے اپنی ایک قیمتی متاع کو پا کر کھو دینا چاہا ' اور غفلت و حوادث نے اسکا سامان مہیا کیا : و کانوا فیہ من الزاہدین !

اسکے بعد پھر ایک نیا دور شروع ہوا ' اور موانع راہ بظاہر ایک ایک کرکے ہٹنا شروع ہوے - قوم نے بھی توجہ کی ' مالی حالت بھی درست ہو چلی ' تعمیرات کا سلسلہ شروع ہوا ' کچھہ اشخاص دار العلوم سے پیدا ہوے جنکی قابلیت کا ملک نے اعتراف کیا ' اور وہ وقت قریب آیا کہ ملک اسکی جانب پوری توجہ کرتا ' اسکے اندرونی مفاسد کی اصلاح کی جاتی ' اور اسکے باطن کو بھی مثل اسکے ظاہر کے صاف و بہتر بنایا جاتا - لیکن جبکہ امیدیں قوی اور توقعات شاد کام ہولیں ' دفعتًا حوادث و غفلت اور فتنہ و فساد نے واقعات کا دوسرا ورق الٹا ' اور مثل بیت المقدس کے ہیکل کے جسکے دو مرتبہ تباہ ہونے کی روایت میں خبر دی گئی تھی ' ندوہ پر بھی دوسری تباہی کا دور شروع ہوگیا : بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید ' فجاسوا خلال الدیار و کان وعدا مفعولا (۵ : ۱۷)

* * *

بیت المقدس کے لیے دو بربادیوں کی خبر دی گئی تھی جو بنی اسرائیل کی شامت اعمال سے آنے والی تھیں - پہلی بخت نصر کی چڑھائی اور دوسری ٹیٹس شاہ روما کی : و قضینا الی بنی اسرائیل لتفسدن فی الارض مرتین ' و لتعلن علوا کبیرا (۴ : ۱۷)

پہلی بربادی کے بعد عزیر نبی کی آہ و زاری نے سلیمان کے ہیکل اور اسرائیل کے گھرانے کو بچالیا پر دوسرے کے بعد ہمیشہ کیلیے شام کے مقدس مرغزار اجڑ گئے -

کیا ندوۃ العلما پر بھی یہ دوسری تباہی آخری ہے ' اور کیا یہود ہذہ الامۃ کی بد اعمالیوں سے یہ دوبارہ اجڑکر پھر آباد ہوگا ؟

و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم . لتتبعن سنن من کان قبلکم (ای الیہود) باعا بباع ' و ذراعا بذراع ' و شبرا بشبر ' حتی لو دخلوا فی حجر ضب ' لدخلتم فیہ ! !

* * *

خود ندوۃ العلما کے اعتراف سے لوگوں نے انکار کیا ' مگر اسکے مقاصد صحیحہ کے اعتراف سے گریز کرنا زمانے کی طاقت سے باہر تھا - انکی حقیقت خود زمانے اور وقت ہی کے حکم کا نتیجہ تھی اور انسان سمندر کی موجوں سے لڑ سکتا ہے ' پہاڑوں کی صفوں کو چیر سکتا ہے ' طوفان اور بجلی پر فتح یابی حاصل کرسکتا ہے ' پر زمانے سے لڑنے کی آج تلوار نہیں دی گئی ہے - و قال علی علیہ السلام : لا تسبوا الدہر ' فان الدہر ہو اللہ

پھر دیکھو کہ خود ندوہ تو بے حس و حرکت پڑا رہا ' لیکن اسکی صدائیں کس طرح تمام عالم اسلامی میں جنبش پیدا کرتی رہیں ؟ مسلمانان روس نے ٹھیک ٹھیک اسی کے سے مقاصد کو اپنے کاموں کا پروگرام بنایا ' بخارا میں خود رئیس وقت نے اصلاح نصاب قدیم کیلیے کمیٹی بنائی ' مصر میں "مدرسۃ دعوۃ و ارشاد" اسی کی تقلید میں بنایا گیا -

خود ہندوستان کے اندر بھی دیکھو کہ کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے ؟ اور پھر سوچو کہ ندوہ کس طرح اپنا کام چپکے چپکے انجام دیتا رہا ؟

درس قدیم کے سب سے بڑے مرکز مدرسۃ عربیہ دیوبند میں " جمعیۃ الانصار " قائم کی گئی ' اور اس طرح اعتراف کیا گیا کہ مدرسہ میں طلبا کو تعلیم دینے کے علاوہ کچھہ اور کام بھی ضروری ہیں جسکے لیے سالانہ اجتماع ہونے چاہئیں ' اور نیز یہ کہ نئی ضرورتوں کے وجود سے انکار نہیں - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ انگریزی خواں طلبا لیے گئے تاکہ انکو علوم عربیہ کی تعلیم دیکر وقت کی ضرورتوں کا علاج کیا جائے !

اندک اندک عشق در کار آورد بیگانہ را !

جنوری ہند میں مدرسۃ الباقیات الصالحات نے احساس ہوے اور اول سے لیکر آخر تک وہی سب کچھہ کہا گیا جو ندوہ کہتا رہا ہے - خود گورنمنٹ نے شملہ میں مشرقی علوم کے احیاء کیلیے کانفرنس منعقد کی اور کلکتہ یا دہلی میں نئی درسگاہ کی تجویز ہے :

لالہ ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق !

داوری دارم بسی یا رب کرا داور کنم ؟

ندوہ کی حقیقت کا سب سے آخری اعلان دہلی کی ایک نئی انجمن ہے جو " نظارۃ المعارف القرانیہ " کے نام سے مولانا عبید اللہ صاحب سابق ناظم جمعیۃ الانصار دیوبند نے قائم کی ہے - اسکا مقصد یہ ہے کہ انگریزی خواں فارغ التحصیل طلبا کو لیکر قران و حدیث اور بعض کتب اسرار الدین کا درس دیا جائے اور اس طرح اشاعت و خدمت اسلام کیلیے نئے علما پیدا کیے جائیں :

خواهم کہ دگر بتکدہ سازیم حرم را

ندوہ وہی کہتا تھا جو آج کیا جا رہا ہے ' لیکن فرق یہ ہے کہ اگر اسکی فریادوں پر اس وقت کان دھرا ہوتا تو آج اس منزل کا بڑا حصہ طے ہوگیا ہوتا ' اور ہم میں ہر طرح کے کاموں کیلیے وہ قحط الرجال نہ ہوتا جو نظر آ رہا ہے - لیکن اب حالت یہ ہے کہ بیس پچیس برس کی غفلت کے بعد لوگ وہاں پہنچے ہیں ' جہاں سے ندوہ نے ایک قرن پہلے اپنا سفر شروع کرنا چاہا تھا :

آنچہ دانا کند کند ناداں

لیک بعد از خرابی بسیار

* * *

آج ہر طرف اشاعت اسلام کے کاموں کو لوگ محسوس کر رہے ہیں اور لارڈ ہیڈلے کے اسلام لانے کے واقعہ سے لوگوں میں از سر نو اسکا خیال پیدا ہوگیا ہے کہ ممالک یورپ میں اسلام کے داعی بھیجے جائیں تاکہ اسلام کی تبلیغ خارجہ کا کام شروع ہو - لیکن کیا یہ کام بغیر انگریزی داں و نئے تعلیم یافتہ علما کے انجام پاسکتا ہے ' اور کیا اسکے لیے علما ہم میں موجود ہیں ؟

اگر نہیں ہیں تو درسگاہ کی ضرورت ہے - پھر یہ کیسی غفلت شدید ہے کہ دار العلوم ندوۃ العلما صرف انہی مقاصد کیلیے پیشتر سے قائم ہے - وہ اپنی تاسیس و تعمیر کی ابتدائی منزلوں سے گذر چکا ہے - اسکا وجود قوۃ سے فعل میں آچکا ہے اور صرف تکمیل و اصلاح کا محتاج ہے - ہم اسکی تباہی و بربادی کو گوارا کر رہے ہیں اور اپنی ایک بنی بنائی ہوئی متاع عزیز کو اپنے سامنے ضائع ہوتا دیکھہ رہے ہیں ؟

اس سے بڑھکر غفلت و سرشاری کی مثال اور کیا ہوسکتی ہے کہ جن مقاصد کیلیے ہمارے ہاتھوں میں نئے پروگرام اور نئے کاموں کے خاکے ہوں ' عین انہی مقاصد سے خود ہمارا بنایا ہوا ایک کام پیشتر سے موجود ہو - ہم اسے تو ضائع کردیں مگر نئے کاموں کی تلاش میں سرگرداں ہوں ؟ فما لہا اولاء القوم ' لا یکادون یفقہون حدیثا ؟

* * *

البتہ یہ ضرور ہے کہ بحالت موجودہ ندوہ نہ تو قوم کا ہے ' اور نہ اسکے کسی مرض کا علاج ہے - اسکا کوئی نظام صحیح نہیں - اسکے دستور العمل میں قوم کی راے اور قوۃ عمل کو کوئی دخل نہیں - اسکی حکومت کا رشتہ صرف چند آدمیوں کے ہاتھہ میں ہے اور جب تک مشترکہ اور جمہوری کاموں کے اصولوں پر اسکا دستور العمل نہ بنے گا ' ہمیشہ اشخاص ہی کے ہاتھوں میں رہیگا - اسکے انتہائی تعدیات و اعمال کا حق بھی ایک محدود طبقہ کی مجلس خاص کو دیدیا گیا ہے ' اور اسکا نتیجہ ہے کہ وہ محض چند معاصی اور قاصر آدمیوں کا کھلونا بنگیا ہے ' جو جس طرح چاہیں اپنے اغراض کیلیے اس سے کھیل سکتے ہیں -

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اس نے اپنی آخری توقعات بھی کھودیں اور چند آدمیوں نے خانہ ساز سازش کرکے نئے عہدہ دار منتخب کرالیے - ایسا کرنا خود ندوہ ہی کے دستور العمل و قواعد کے صریح برخلاف ہے - پھر نہ تو قوم ان اشخاص سے واقف ہے ' نہ انکے کاموں کی اسے خبر ہے ' اور نہ یہ جانتی ہے کہ جن مقاصد کا ندوۃ العلما نام گذار ہے ' ان سے انہیں کوئی مناسبت و تعلق بھی ہے یا نہیں ؟

دار العلوم ایک ویرانہ و خرابہ ہوگیا ہے - گرد و خاک کے اندر چند مدرسوں اور طالب علموں کی مٹی ہوئی صورتیں نظر آتی ہیں ' اور وہ بھی قریب فنا ہیں - طلبا کی تعداد ایک تہائی سے زیادہ گھٹ گئی ہے ' اور انکے اندر ولولۂ تحصیل اور شوق تدریس کی کوئی روح باقی نہیں رہی - انکے دل افسردہ ہوگئے ہیں اور اپنی حالت پر متاسف ہیں - انکو ارباب فن کی صحبت و تعلیم سے محض بر بناے بعض ذاتی روکا جاتا ہے ' اور قومی مجلسوں میں شرکت کی اجازت نہیں دی جاتی - حتی کہ انہوں نے اسٹرائک کردی ہے ' اور یہ امر مدارس و جوامع کی انتہائی عار ہے !

کسی مدرسے کی معنوی زندگی کیلیے بڑی چیز یہ ہے کہ اسکے طلبا کے اندر اپنی کالج لائف کی محبت اور ولولۂ و نشاط کار ہو - یہی ولولہ اسکو سب کچھہ بنانے والا ہے ' ورنہ محض کتابوں کے صفحوں اور معلموں کی زبانوں میں تو کچھہ بھی نہیں ہوتا -

لیکن دار العلوم ندوہ کے اندر اب کسی طالب علم کو اپنی زندگی محسوس نہیں ہوتی - بہ حیثیت مجموعی انکی اور انکے مدرسہ کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ دیکھنے والے کو زندگی کی جگہ ایک معنوی موت کے آثار نظر آتے ہیں !

یہ حالت دیکھکر تعلیم کا ایک سرکاری انسپکٹر بھی ہمارے ماتم میں شریک ہوگیا ' اور اس نے افسوس کیا کہ گورنمنٹ کا پانچ سو روپیہ ماہوار ضائع جا رہا ہے !

کچھہ شک نہیں کہ ان حالات کے ساتھہ ندوہ کچھہ بھی نہیں ہے - اتنا بھی نہیں جتنا کسی دیہات کا مکتب یا کسی پرانی مسجد کے ملا کا صحن درس ہوتا ہے - بلا شبہ اگر اسکا مرض لا علاج

اور اسکی خرابی نا قابـل دفع ہے تو اسے مٹ ہی جانا چاہیے ' لیکن مٹنا چاہیے - اس طرح سسک سسک کر دم نہیں توڑنا چاہیے کہ اسکے ماتم گدار تماشا دیکھیں ' اور کسی سے اتنا بھی نہو کہ دست علاج کی جگہہ خنجر ہلاکت ہی کو کام میں لاے !

گیـرم کـہ وقت دم تپیـدن گناہ من

دیدن ہلاک و رحم نہ کردن گناہ کیسـت ؟

لیکن ابھی مرض لا علاج نہیں ہوا اور درستگی ممکن ہے - وہ بیس سال کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور ایک ایسا کام ہے جسمیں اصلاح کے سوا اور سب کچھہ موجود ہے - اگر ہم اسکی اصلاح کرسکیں تو زمانۂ حال کی ایک بہترین درسگاہ بن سکتی ہے - وہ ان تمام ضرورتوں کو پورا کرسکتی ہے جنکو اب ہر شخص محسوس کر رہا ہے ' بلکہ اصلاح ملت اور حفظ و تبلیغ اسلام کے تمام کاموں کیلیے وہ ایک بنا بنایا ہوا مرکز ہے -

خـــلاصۂ مطـالب

پس موجودہ وقت کے کاموں میں سب سے زیادہ اہم کام مسلمانوں کیلیے یہ ہے کہ وہ نـدوۃ العلما کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور اسکے تمام مفاسد و نقائص کو سمجھکر ایک منصفانہ اور آخری انتظـام کردیں تاکہ وہ ایک باقاعدہ اور منظـم درسـگاہ کی صورت اختیار کرلے -

طلبا کی موجودہ اسٹرائک بھی در اصل انہی نقائص کا نتیجہ ہے - پس ہم کو نظر محض ایک دو نتیجوں ہی تک محدود نہیں رکھنی چاہیے بلکہ اصلی علتوں اور سببوں کو دور کرنا چاہیے -

اس امر سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ مولانا شبلی نعمانی نے ندوۃ العلما کو دوبارہ زندہ کیا اور اسکے لیے بہت سی خدمتیں انجام دیں ' لیکن افسوس کہ انہوں نے کبھی اسکے اندرونی مفاسد کو دور کرنے کیلیے قوت صرف نہ کی ' اور اسکی بے ضابطگیوں سے قـوم کو خبردار نہ کیا ورنہ یہ وقت نہ کبھی بھی نہ آتا یہ اسکی ایک ایسی کمزوری تھی جسپر انہیں خود بھی اپنے تئیں ملامت کرنا چاہیے - اب صرف مولانا شبلی سے توقعات رکھنا بھی بے سود ہے جیسا کہ بہت سے لوگ کہہ رہے ہیں - کوئی کام جو صرف اشخاص کی امید پر ہو ' زندہ نہیں رہسکتا ' اور اگر ندوۃ العلما صرف مولانا شبلی ہی کے دم سے ہے تو ندوہ کی قسمـت پر رونا چاہیے جو ایک ایسے ستون پر کھڑا ہے جو ہمیشہ قائم نہیں رہیگا -

ندوہ کو قوم کے ہاتھہ میں آنا چاہیے - اب تک وہ ایک ایسی قومی جائداد ہے جسکی سند تو قوم کی جیب میں ہے پر قبضہ اسکا نہیں ہے -

اس بارے میں اصلی اور صحیح ترتیب عمل یہ ہے :

(۱) سب سے پہلے اسکی موجودہ حالت کا سوال ہے - پوری بے قاعدگی کے ساتھہ اسکے لیے نئے عہدہ دار منتخب کیے گئے ہیں جسکی تفصیلی سرگذشت " مدارس اسلامیہ " کے سلسلے میں آیندہ نمبر پیش کرونگا - اسکا نتیجہ یہ ہے کہ ندوہ نے اپنے اصلی مقاصد بالکل کھو دیے ہیں ' اور جمہور کی آواز اسمیں کوئی چیز نہیں اسی طرح دار العلوم کا انتظام بالکل ابتر ہوگیا ہے - شکایتوں کا ایک پورا سلسلـہ ہے - طلبـا سے حیثیت تعلیمی بالکل مفقود ہوگئی ہے - انہوں نے تعلیم چھوڑ کر اسٹرائک کر دی ہے -

(۲) اسکے بعد اصل ندوہ کے نظام و اساس کا سوال ہے - جب تک ایک مرتبہ اسے اول تا آخر نظر ڈالکر درست نہ کیا جائیگا ' کچھہ بھی نہوگا - اسکے قواعد و ضوابط بالکل بدل دیے گئے ہیں - جماعت کو اسمیں کوئی دخـل نہیں - ارکان انتظامی کا دائـرہ چند خاص خیال کے لوگوں ' اپنے دوستوں اور رفیقوں ' یا ایک ہی خانـدان کے بہت سے لوگوں سے بھر دیا گیا ہے - تنگ خیالی اور فریقانہ تعصبات سے پورا پورا کام لیا گیا ہے - ترتیب عمل و تقسیم کار کا وجود نہیں - خود دارالعلوم کیلیے کوئی مکمل نظام و دستور العمل نہیں ہے - ان تمام اساسی امور کی اصلاح ہونی چاہیے -

(۳) سب سے آخر ندوہ کے مقاصد اور اصول عمل کا مسئـلہ ہے - وہ اصلاح دینی کی ایک تحریک ہے جو درس علوم صحیحۂ اسلامیہ اور طریق ارشاد و ہدایت دینی کی راہ سے کام کرنا چاہتی ہے - پس اسکا محور عمل کیا ہونا چاہیے ؟ اس بارے میں میرے بعض خاص خیالات ہیں ' اور میں ندوۃ العلما کے کاموں سے متعدد امور میں اصولی اختلاف کرنے کے وجوہ رکھتا ہوں - پس اس مسئلہ پر بھی ایک نظر ثانی ہونی چاہیے -

* * *

ان امور کے حصول کا طریقہ یہی ہے کہ سب سے پہلے ایک معتمد کمیشن یا مجلس قائم ہو جو موجودہ نقائص کی تحقیقات کرے - اسکے بعد ایک عظیم الشان نیابتی جلسہ منعقد ہو ' اور وہ ندوہ کو اسکی زندگی کا آخری فیصلہ سنادے -

تمام ارباب درد و فکر اسکے لیے اپنی صدائیں بلند کرنی چاہئیں اور حس کار و جوش عمـل کا ثبوت دینـا چاہیے -

و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ - ان اللہ کان علیما حکیما -

اسٹـــرائـــک

الحمد للہ کہ ندوہ کے معاملات کی طرف سے جو عام غفلت چھائی ہوئی تھی ' وہ دور ہونا شروع ہوگئی ہے - وقت اور حقیقت کی کوئی صدا بیکار نہیں جاسکتی - پچھلا الہلال بدھ کے دن ڈاک میں پڑا ہے اور جمعہ یا سنیچر کے دن باہر پڑھا گیا ہے - آج پیر کا دن ہے - اس حساب سے جو خطوط اور مراسلات کل سے آج تک دفتر میں پہنچے ہیں ' وہ غالبا اسی دن لکھکر ڈاک میں ڈالی گئی ہونگی جس دن الہلال پہنچا ہے - تاہم اسطرح کی مراسلات کی تعداد تیس چالیس سے کم نہیں اور یہ بہت بڑا ثبوت بیداری و انعطاف توجہ کا ہے - و للہ عاقبۃ الامور -

* * *

اسٹرائک بدستور قائم ہے - ایک مراسلہ نگار کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ طلبا اپنی شکایتوں کے متعلق ایک تحریر شائع کرنے والے ہیں - جو حالات ہم تک پہنچے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو افسوس کرنا پڑتا ہے کہ اسٹرائک کے بعد سے جو سلوک حکام ندوہ کر رہے ہیں وہ سخت باز پرس کا مستحق ہے - انکو چاہیے تھا کہ وہ نرمی سے پیش آتے کہ اصلاح حال کا سب سے بڑا حربہ یہی ہے ' اور پھر باقاعدگی کے ساتھہ انکی شکایتوں کو سنتے - مگر معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے پہلے جبر و تشدد کے اظہار سے کام لینا چاہا ' اسمیں ناکام رہے تو کھانا بند کردیا - اس سے بھی کچھہ نہوا تو بورڈنگ سے نکل جانے کی اور پولیس سے مدد لینے کی دھمکی دی ' اور صاف انکار کردیا کہ ہم طلبا سے کچھہ سننا نہیں چاہتے - اگر واقعی ایسا ہی کیا جارہا ہے تو ندوہ کی بربادی کی یہ آخری ذمہ داری ہے جو یہ لوگ اپنے سر لے رہے ہیں ' اور وہ یاد رکھیں کہ یہ ذمہ داری انکی تمـام پچھلی ذمہ داریوں سے بھی بڑھکر انکے لیے خطرناک ہے -

انکو چاہیے تھا کہ وہ شکایتوں کو سنتے اور اگر انکے وجود سے انکار ہے تو قبل اسکے کہ باہر سے کمیشن قائم ہو ' خود ہی ایک کمیشن غیر متعلق لوگوں کا قائم کردیتے - یہ کمیشن ایسے لوگوں سے مرکب ہوتا جو طلبا اور حکام ندوہ ' دونوں کے الگ الگ معتمد ہوتے - پھر طلبا کو انکے سامنے پیش کرتے - اظہارات لیتے اور معاملہ صاف ہوجاتا - دنیا بھر میں کام کرنے کا یہی طریقہ ہے -

مساجد و قبور لشکر پور

بیان کیا گیا ہے کہ اب لشکر پور کی مساجد کا مسئلہ صوبے کے اعلی حکام کے ہاتھہ میں ہے اور وہ بہت جلد اس کا فیصلہ کرینگے - لیکن ضرورت اس سے بھی بلند تر حکام کے توجہ کی ہے ' ورنہ یہ معاملہ بھی کانپور کے واقعہ سے کم نہوگا -

کہا جاتا ہے کہ ایسی قبضش نہ کرو - پبلک کے سامنے گورنمنٹ کی اطاعت کے سوا اور کچھہ زبان سے نہ نکالو - اگر ایسا کروگے تو یہ بغاوت ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ خود گورنمنٹ اور عام حکام کے طرز عمل کا کیا حال ہے ؟ کیا وہ بھی سچائی کو وقت سے پہلے اور بغیر عام ہیجان کے قبول کرلیتے ہیں ؟

اسی لشکر پور کے واقعہ سے اس سوال کا جواب مانگنا چاہیے - ابتدا ہی میں حکام کو تمام معاملات سے واقفیت ہوگئی تھی اور گورنمنٹ کے سامنے پورا معاملہ رکھدیا گیا تھا لیکن باوجود اسکے کوشش کی گئی کہ غفلت اور التوا سے فائدہ اٹھا کر مسجدوں کو منہدم کردیا جاے ' مثل ان بہت سی مساجد کے جو اسی طرح منہدم ہوچکی ہیں !

اسطرح خود گورنمنٹ ہی پبلک کو سکھلا رہی ہے کہ ہم سے کام نکالنے کا صحیح طریقہ کیا ہے ؟ مگر ستم یہ ہے کہ جب اس ایک ہی کامیاب طریقہ سے کام لیا جاتا ہے تو پھر حکام آپے سے باہر ہوجاتے ہیں اور چیخ اٹھتے ہیں کہ یہ بغاوت ہے .

دنبال تو بودن گنہ از جانب ما نیست
با غمزہ بگو تا دل مردم نہ رباید

کانپور کے معاملے کے بعد امید بندھی تھی کہ شاید حکام عبرت پکڑیں اور سمجھیں کہ سڑکوں کی اشاعت کی اور بعض اسٹیشنوں کی وسعت بغیر خدا کی عبادت گاہوں کو ڈھاتے ہوے بھی ممکن ہے - خود ہز اکسلنسی لارڈ ہارڈنگ نے بار بار اسکا اعلان کیا ' اور پچھلی کونسل کی اسپیچ کے بعد تو مسجدوں کی طرف سے ہمیں بے فکر ہوکر سوجانا تھا - مگر افسوس کہ لشکر پور کے معاملے نے یقین دلا دیا ہے کہ وہی اعتماد سچ تھا جو اس بارے میں ابتدا سے ہے ' اور جو ان وعدوں کی دلفریبی سے متزلزل سا ہوگیا تھا !

یہ چھوٹے حکام جو ایسا کر رہے ہیں ' در اصل گورنمنٹ کے اعلی اعلانات کی صریح توہین کرتے ہیں - انکے نزدیک ہز اکسلنسی لارڈ ہارڈنگ کے اظہارات گویا بالکل ایک بے اثر چیز ہیں - پس سوال یہ ہے کہ اب تک مسلمان اسطرح اپنی عبادت گاہوں کی طرف سے بیقرار و مضطرب رکھے جائینگے ؟ اور آخری نتیجہ اسکا کیا ہوگا ؟

کیا بہت آسانی کے ساتھہ ممکن نہیں ہے کہ اسی طرح غفلت میں مسجدیں توڑدی جائیں ' اور قبرستانوں سے بوسیدہ ہڈیاں نکالکر بکھیر دی جائیں ؟ ان نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ اب مسجدیں صرف مسلمانوں ہی کی ہر وقت ہشیاری ہی سے بچ سکتی ہیں نہ کہ کسی قانون اور سرکاری وعدے سے - اگر ایسا ہی ہے تو کیا مسلمانوں کو اب ہر وقت ہشیار اور آمادۂ کار رکھنا پڑیگا ؟

ہم لوگوں کو ہشیار کرتے رہے ہیں اور اب بھی ایسا ہوسکتا ہے لیکن گورنمنٹ کیلیے اس وقت کا انتظار کرنا دانشمندی کے خلاف ہوگا -

کاش حکام اس سوال کا جواب اپنے دل سے پوچھیں اور انکے نتائج سے ڈریں !

اس موقعہ پر ہم ان لوگوں کو یاد کیے بغیر نہیں رہسکتے جو گذشتہ جنوری میں قانون تحفظ مساجد کی منظوری کا وعدہ دلاتے تھے ! قانون تو جنوری میں پاس نہوا - البتہ فروری میں ایک اور مسجد بھی گرا دی گئی ! ! فما لہا ؤلاء القوم ' لا یکادون تفقہون حدیثا !

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری

صدا بہ صحرا !

مسئلہ قیام الہلال کا آخری فیصلہ

(۱)

از رسالہ ام مریخ کہ آخر شدست کار
شمع خموشم و ز سرم دود می رود !

الہلال کو نکلے ہوے اکیس ماہ ہوگئے یعنے تین ماہ کے بعد پورے دو سال ہوجائینگے - الہلال مثل دنیا کے تمام کاموں کے ایک کام ہے ' جسکا ہر جزو روپیہ کے خرچ سے طیار ہوتا اور انسان کی دماغی و جسمانی محنتوں سے بنتا ہے - جس طرح کہ دنیا میں ہر شے قیمت سے ملتی ہے ' اسی طرح الہلال کیلیے بھی ہر شے خریدنی پڑی ہے - اسکے لیے پریس قائم کیا گیا ہے ' جسکی ہر چیز روپیہ دیکر لی گئی ہے - وہ کاغذ پر چھپتا ہے ' اسپر سیاہی صرف کی جاتی ہے ' تصویروں کے بلاک بناے جاتے ہیں ' اور یہ تمام اشیا قیمت کے بغیر نہیں ملتیں - مثل دنیا کے تمام کاروباری دفاتر کے اسکا بھی ایک دفتر ہے ' جسکے لیے چاندی اور سونے کے سکے مطلوب ہیں ' اور دنیا میں ابتک معاوضۂ جنس کا قدیمی اصول بغیر کسی انقلابی تغیر کے جاری ہے -

پھر یہ بھی ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے ' اور کوئی کام قائم نہیں رہسکتا جب تک کہ اسکا جمع و خرچ برابر نہو ' یا اسکے لیے کوئی ایسا خزانہ ہاتھہ نہ آجاے ' جسکے گھٹ کر ختم ہوجانے کا خوف دور کردیا گیا ہو -

اگرچہ یہ تمام حقائق ' حقائق اصلیہ ہیں ' جنکی صحت متعارف اور نا قابل انکار ہے ' پر کوئی وجہ نہ تھی کہ الہلال کیلیے روپیہ کا مسئلہ موثر نہ ہوتا اور اسکی مالی حالت کے موضوع کو بالکل نظر انداز کردیا جاتا ' اور وہ کہ سب کیلیے اسکے پاس زبان ہے ' ضرور تھا کہ خود اپنے لیے بھی کبھی نہ کبھی کچھہ بولتا -

تاہم احباب کرام سے پوشیدہ نہیں کہ اس بارے میں آجتک وہ بالکل خاموش رہا ' اور اس لحاظ سے وہ ملک کے تمام زر طلب تجارتی اور غیر تجارتی کاموں میں شاید ایک ہی کام ہے ' جس نے اپنی مالی حالت کے متعلق باوجود مسلسل کام کرنے کے اسدرجہ خاموشی اختیار کی ہے - شش ماہی جلدوں کے اختتام اور فاتحۂ جلد جدید کے لکھتے ہوے کئی بار ارادہ ہوا کہ چند کلمات اس بارے میں بھی عرض کروں - لیکن ہر مرتبہ طبیعت نے نہایت کراہیت کے ساتھہ انکار کردیا کہ خدا کی تلاش کے ساتھہ اسکے بندوں کے آگے ہاتھہ پھیلانا زیبا نہیں - پچھلے دنوں ایک دو سطریں اس بارے میں لکھیں بھی تو وہ اسقدر مجمل اور مبہم اشارہ تھیں کہ شاید بہت سے لوگ سمجھے بھی نہ ہونگے - گذشتہ جلد کے کسی آخری نمبر میں " صدا بہ صحرا " کے عنوان سے الہلال کے روز افزوں مصارف کی

طرف اشارہ کیا تھا - در اصل مقصود اس سے بھی یہی تھا مگر طبیعت کے غیر تجارتی مذاق نے کھل کر صاف صاف کہنے نہ دیا :

دوش کز گردش بختم گلہ بر روے تو بود
چشم سوے فلک و روے سخن سوے تو بود !

ہر کام کیلیے طبیعت کی مناسبت اور عادت ضروری ہے - آپ دیکھیے کہ کاروباری اور تجارتی باتوں میں اور اپنی طبیعت کے مذاق میں اسدرجہ اختلاف و تضاد واقع ہوا ہے کہ مجبوری نے اگر کبھی زور ڈالا بھی اور ارادہ بھی کیا کہ دو چار لفظ زبان سے نکالیے تو ایک اناڑی اور نوآموز تاجر کی طرح عین خرید و فروخت کے وقت زبان لڑکھڑا گئی ۔

طفل نادانم و اول سبق ست !

* * *

یہ خدا ہی خوب جانتا ہے کہ طبیعت کیا چاہتی ہے اور کرنا کیا پڑتا ہے ؟ میں نے بارہا نفرت اور سخت کراہت کے ساتھہ اپنی اس حالت کو دیکھا ہے کہ اصلاح و دعوت کے کاموں کا تو دعوا کرتا ہوں ' لیکن حالت یہ ہے کہ ایک کاروباری دوکان قائم کیا ہے ' جو لوگوں سے قیمت لیتا ہے اور اسکے معاوضہ میں ایک رسالہ چھاپکر تقسیم کرتا ہے - حالانکہ خادمین خلق اللہ کے ولولے کے ساتھہ تاجروں کا سا لین دین کب جمع ہوسکتا ہے ؟ خدا کے کام کو تجارت کا بازار نہیں بنانا چاہیے - یہ ایثار نفوس و صرف جذبات کی ایک قربانگاہ ہے جہاں تاجروں کا گذر نہیں ' کیونکہ نفع ڈھونڈھنے والوں کیلیے وہاں کوئی سامان نہیں ہے - وہاں کا پیام دعوت صرف انہی کے لیے ہے جو سود کی جگہ زیاں کے ' لذت کی جگہ ایذا کے ' جمع کی جگہ خرچ کے ' اور حصول کی جگہ بخشش و پامالی کے متلاشی ہیں !

بدہ بشارت طوبی کہ مرغ ہمت ما
بران درخت نشست کہ بے ثمر باشد !

لیکن پھر سوچتا ہوں تو اسکے سوا چارہ بھی نہ تھا - اخبار موجودہ زمانے میں ایک ہی وسیلہ اصلاح حال و دعوت عموم کا ہے ' اور اسکے جاری کرنے کا ذریعہ یا تو یہ ہے کہ ایک بڑا خزانہ اسکے لیے وقف کردیا جاے ' جو میسر نہیں (والحمد للہ علی ذلک) اور یا پھر یہ کہ بقدر اخراجات لینے والوں سے قیمت لینا گوارا کیا جاے - دوسری صورت کے اختیار کرنے پر مجبور تھا اور اختیار کی ' مگر وہ عالم السرائر خوب جانتا ہے کہ اگر اسکی خدمت کی سعادتیں غالب نہ آتیں تو میں اسطرح کی اخبار نویسی کیلیے کسی طرح بھی راضی نہ تھا - مرحوم غالب نے شعر گوئی کیلیے کہا ہے جبکہ درد اور حسرت میں ڈوب کر کہا ہے ۔

ما نبودیم بدین مرتبہ راضی غالب
شعر خود خواہش آن کرد کہ گردد فن ما !

عام طور پر ان معاملات میں جو حالت ہماری ہو رہی ہے اسکو سامنے لائیے ' اور پھر انصاف کیجیے کہ اب تک الہلال کا کیا رونا رہا ؟

کبھی درد انگیز اپیلیں لکھی گئیں ؟ کبھی خریداروں کو کارخانے کی حالت پر توجہ دلائی گئی ؟ کبھی اپنے پے درپے نقصانات کا افسانہ سنایا گیا ؟ کبھی لوگوں سے درخواست کی گئی کہ وہ ایک ایک خریدار ضرور ہی مہیا کردیں ؟ حالانکہ ان کاموں کی جو حالت عام طور پر ہو رہی ہے ' اسکے لحاظ سے تو الہلال کے ہر نمبر کو حسن طلب کا ایک نیا سوال ہونا تھا - لیکن الحمد للہ کہ ایسا کبھی نہ ہوا - طبیعت گدائی اور دریوزہ گری کی اعلی سے اعلی اور مخفی سے مخفی صورتوں سے بھی بکلی نفور اور تجارتی معاوضہ کی طلب سے بھی بالکل مستغنی رہے پر را تھی - مانگنے کی جگہ ایک ہی ہے نہ کہ ہر دینے والا - اور وہ جو آسمان پر سوال کرنے والے ہیں ' چاہیے کہ زمین پر خود اسکے آگے سوال ہو - دعوت و اعلان حق کا کام کرنے والوں کو اپنے لیے نہیں ' مگر اپنے کام کی عزت کی خاطر پادشاہوں کی سی نظر ' اور کشور ستانوں کا سا دماغ رکھنا چاہیے - جو لوگ خدا کے دروازے کے سائل ہیں ' دنیا میں کس کی ہستی ہے کہ وہ انہیں اپنے سامنے سائل دیکھہ سکے ؟ انکی جیب میں ایک کھوٹا سکہ بھی نہو ' لیکن اسکے دل میں وہ خزانہ مخفی ہے جس سے بڑی بڑی مغرور شہنشاہیوں کو خرید سکتے ہیں - دولت اور ریاست دنیوی اسلیے بنائی گئی ہے تاکہ اپنے آپکو انکے آگے پوری حقارت سے ڈالدیے ' اور وہ اسے ٹھکرا کر عزت بخشیں - اگر وہ ایسا کریں تو دولت کے پرجاریوں کیلیے یہی بڑا شرف ہے - کیونکہ انکے پاس جو کچھہ ہے وہ ختم ہوجائیگا یا چھین لیا جائیگا - پر انکے پاس جو خزانہ ہے وہ نہ تو کبھی ختم ہوگا اور نہ اس آسمان کے نیچے کوئی چھین سکتا ہے !

جب حالت ایسی ہو تو خدمت حق کی دینی طلبی کے ساتھہ انسانوں سے اعانت طلبی کا خیال کیونکر جمع ہوسکتا تھا ؟ جو زبان خدا کی حمد و ثنا کیلیے بنی ہے ' اسے عاجز و درماندہ بندوں کے آگے شکر گذاری اور عجز بیانی سے گندہ کرنا روح کی موت اور دل کی ہلاکت ہے !

لب بستہ رفت و دامن پرہیز تر نہ کرد
زان چشمۂ نہ خضر و سکندر رمو نشد

* * *

اعلان حق اور احتیاج و طلب ' دونوں ایک ساتھہ جمع نہیں ہوسکتے - خدمت حق کی پہلی شرط یہ ہے کہ خداے برتر کے سوا اور کسی ہستی کا علم و زوال پر دباؤ نہو - کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو بہت ممکن ہے کہ انسانی احسانوں کا بوجھہ تمھیں حق کہنے نہ دے ' اور جن مغرور سروں کو حق کی عزت کیلیے چاہیے کہ غرور صداقت اور ذکر الہی سے ٹھکرادو ' خود انہی کے آگے تمھیں اپنی گردنیں جھکانی پڑیں '

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج
احتیاج ست ' احتیاج ست ' احتیاج

تاریخ اسلام میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تنزل کا افسانہ پڑھو - تمھیں نظر آئیگا کہ اسکا اصلی سبب یہی تھا کہ علماء حق روز بروز کم ہوتے گئے ' اور علماء سوء نے امرا ؤ رؤساء کے آگے طلب و احتیاج کا سجدہ کرنا شروع کردیا - نتیجہ یہ نکلا کہ جنکے دست احسان کے ڈالے ہوے طوق گلے میں پڑے تھے ' انکے سامنے اٹھنے کی ان میں طاقت کیونکر ہوسکتی تھی ؟ آج بھی عالم اسلامی کو دیکھو تو تمھیں دعوۃ الی الخیر اور نہی عن المنکر کی صدائیں کہیں سے سنائی نہ دینگی ' کیونکہ جس فاسق و فاجر اور ظالم و مستبد کی جیب میں زر ہے ' وہ کتوں کے آگے روٹی کے چند ٹکڑے ڈالدینے کا جادو خوب اچھی طرح سیکھا ہوا ہے :

دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ !

پس قلم خاموش ہیں ' زبانیں سی دی گئی ہیں ' حق کی جراتیں طمع و حرص کے مندر پر قربان ہو رہی ہیں ' اور وہ خدا کی سچائی جسکی قیمت میں کرۂ ارضی کے تمام خزائن بھی ہیچ ہیں ' اور جو اسکے رسولوں اور نبیوں کی پاک امانت تھی ' چاندی سونے کے چند سکوں پر فروخت کی جا رہی ہے ۔ اولئک الذین اشترو الضلالۃ بالہدی ' فما ربحت تجارتھم و ما کانو مہتدین -

* * *

حالانکہ خداے عزیز و برتر کا کچھہ اس طرح فضل و کرم ہے کہ جس چیز کے پیچھے لوگ چیختے چلاتے ' گرتے پڑتے ' گرد و خاک میں لوٹتے

ہوے دوڑتے ہیں مگر پھر بھی نہیں ملتی، وہ میرے لیے بغیر میری ادنی طلب و خواہش کے موجود ہے، اور اگر میں چاہوں تو ابھی مکہ سے ہلے بغیر اپنے دامن حرص و آز میں اُسے ہر وقت مہیا دیکھ سکتا ہوں - لیکن الحمد للہ کہ سائل کی جگہ معطی بننے کی لذت سے دل اچھی طرح آشنا ہوگیا ہے کہ جو ہاتھ اپنے سامنے پھیلے ہوے ہاتھوں کو دے سکتا ہے، اسے دوسروں کے آگے اپنے کیلیے کبھی پھیلا نہیں سکتا - الہلال جب اول اول شائع ہوا ہے تو ایک فیاض رئیس نے دو ہزار روپیہ کا چک بھیجا اور لکھا کہ اٹھارہ سو روپیہ سالانہ آئندہ بھی ہمیشہ بھیجتا رہونگا، البتہ فلاں فلاں باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیے گا - لیکن میں نے اسکی واپسی میں اتنی دیر بھی گوارا نہ کی جتنی ایک ڈاک کے وقت سے دوسرے وقت تک میں ہوتی ہے - اسی وقت اظہار شکر و امتنان کے بعد واپس کردیا اور الہلال کے تبصرے کا جواب نمبر میں لکھوایا تھا " اس لطف و نوازش کا میں مستحق نہیں - خود مجھکو خریدنا منظور ہو تو اسکے لیے خشک گھاس کی ایک ٹوکری بھی میری قیمت سے زیادہ ہے - لیکن اگر میری رائے کی خریداری منظور ہے تو اسکے لیے دنیا کی تمام شہنشاہیاں بھی قیمت نہیں دیسکتیں - اپنی ریاست اور امارت کا تو نام بھی نہ لیجیے ! "

درون حلقۂ جود ہر گدا شہنشاہ ہست
قدم برون منہ از حد خویش و سلطان باش !

ایک نہیں، اللہ کے فضل بیکراں سے متعدد ارباب ریاست و ثروت ایسے موجود ہیں کہ اگر میں خواہش کروں تو وہ بڑی سے بڑی رقمیں الہلال کے کاموں کیلیے وقف کردیں، اور بعضوں نے مجھے بارہا لکھا بھی مگر میں نے ہمیشہ انکار کردیا - یہ صرف اسلیے لکھتا ہوں، تا لوگ عبرت پکڑیں کہ جس الہلال کو وہ بالکل ایک نئی قسم کی غیر مانوس صدا سمجھتے ہیں، اور علانیہ فیصلہ کرتے ہیں کہ یا تو اپنے تلخ و شدید خیالات کی وجہ سے خود بند ہوجائیگا یا حکومت کا استبداد اسے آگے بڑھنے نہ دیگا، اسے اللہ کے فضل و کرم نے اس عالم تک پہنچا دیا ہے؟ اس سے بھی زیادہ یہ کہ لوگ تمام اخباروں سے اسکی تمنی رکھتے ہیں کہ قیمت گھٹا دیں، لیکن الہلال کیلیے خود بخود ارباب دل لکھتے ہیں کہ قیمت کم ہے - زیادہ کیجیے :

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز !

* * *

یہ حالت تو عام طور پر واردین الہلال کی ہے - اپنے خاندان کی مخصوص جماعت اور اپنے اخوان طریقت و سلسلہ کے جوش فدا کاری اور ہجوم اللطف و محبت کا حال لکھنا چاہوں تو اپنی نا اہلی و عدم کاری کے مقابلے میں اُنکے لطف و کرم کی کرشمہ سازیاں کچھ عجیب و غریب ہیں :

من وفاے دوست را در بے وفائی یافتم !

اس نے اپنے لطف و نوازش سے مجھے ایسے مخلصین صادقین عطا فرماے ہیں کہ سچ مچ انہوں نے اپنی جان و مال، دونوں میرے حوالے کردیے ہیں، کیونکہ انکے دل میں خدا نے ڈالدیا ہے کہ میں انکی جان و مال کو خود اپنی جان و مال کے ساتھ اسی دوسرے کیلیے وقف کردینا چاہتا ہوں - ان میں ایسے ایسے فدا کار مخلص موجود ہیں کہ اگر میں انسے کہوں کہ اس وقت جو کچھ انکے گھر میں موجود ہے، جمع کرکے میرے دروازے پر ڈھیر کردیں تو مجھے پورا یقین ہے کہ وہ مجھسے دو گھڑی مدت کی مہلت بھی نہ مانگینگے اور اپنے گھر میں اپنے لیے ایک تنکہ بھی باقی نہ چھوڑیں گے -

ازانجملہ برادرم میاں معظم الدین و محمد امین ایک قدیمی مخلص و فدا کار ہیں، جنکو کچھ ایک عجیب طرح کی بے چینی ہروقت اس فکر سے رہتی ہے کہ میں انسے کچھ مانگوں اور قبول کرلوں - اس مخلص شخص کی محبت پر مجھے اسقدر یقین دیا گیا ہے کہ اگر رات کے دو بجے میں ایک معمولی نوکر اسکی دکان پر بھیجدوں اور کہوں کہ مجھے پندرہ ہزار روپیہ اسی وقت چاہیے تو وہ بلا تامل اٹھا کر دیدیگا - اسی طرح اخویم شیخ محمد حسین صاحب اورسیر ہیں، جو اس عاجز کے خاندان سے چالیس سال سے رشتۂ اخوت رکھتے ہیں - انہوں نے جب سنا کہ الہلال پریس سے ضمانت لی گئی ہے، تو وہ سمجھے کہ شاید دس ہزار کی آخری ضمانت ہوگی، کیونکہ وہ الہلال کی حق گوئی کو اتنا کم قیمت نہیں سمجھتے تھے جسکے لیے دو ہزار کی حقیر رقم کافی ہو - پس انہوں نے اسی وقت ناگپور سے تار دیا کہ " دس ہزار روپیہ میری طرف سے خدا کیلیے قبول کرو " میں نے واپس کردیا اور لکھا کہ ضمانت ادا کی گئی ہے اسکی ضرورت نہیں - میں الہلال کو بند کردونگا مگر کسی دوسرے کو ضمانت کیلیے زحمت نہ دونگا - اسی طرح برادرم منشی احمد علی رئیس گجرات و شیخ غلام رحیم صاحب، و میاں رشید علی و میاں مولا بخش صاحبان ایسے مخلصین صادقین ہیں، جنکا نام لیے بغیر میں نہیں رہسکتا، اور مال و دولت تو کیا شے ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں کہ خدانے انکے دلوں کو اس عاجز کیلیے جان تک دیدینے کا حکم دیدیا ہے اور مجھے تاسف کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنے صدہا مخلصین و محبین کو بسا اوقات انکے بیجا اظہار جوش سے روکنے کیلیے ایسی سختی کرنی پڑتی ہے، جسپر اپنے تخلیہ کے اوقات میں نہایت ہی سخت نادم ہوتا ہوں - فسبحان الذي بيده ملكوت كل شيء و اليه ترجعون !

* * *

یہ مختصر اشارات محض بطور تحدیث نعمة کے لکھے گئے کہ و اما بنعمة ربك فحدث، ورنہ قارئین کرام سے پوشیدہ نہیں کہ آجتک کبھی بھی انکا ذکر قلم تک نہیں پہنچا - اس سے مقصود یہ تھا کہ لوگ سمجھیں کہ اللہ تعالے نے اپنے لطف و کرم سے اس عاجز کے لیے ایسے سامان پیدا کردیے ہیں کہ میں اگر پسند کروں تو بغیر کسی چیخ پکار کے اپنے کاموں کیلیے دوسروں کا روپیہ حاصل کرسکتا ہوں

مگر جہاں اللہ کے فضل و کرم نے مجھے ظاہر یہ سب کچھ دیا ہے، وہاں ایک دوسری دنیا کے لا زوال اور خزانۂ غیر فانی دل کو بھی سپرد کردیا ہے، اور میں کسی طرح راضی نہیں کہ اس سے دست بردار ہوں - پس میں نے روز اول ہی سے اس بات کا قطعی فیصلہ کرلیا، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اپنے کاموں کیلیے نہ تو کسی انسان کے آگے سوال کرونگا، اور نہ کسی انسان کا احسان اٹھانا پسند کرونگا - یہ سچ ہے کہ کسی نیک کام کیلیے دوسروں سے مدد لینا انکا احسان لینا نہیں ہے بلکہ ان پر احسان کرنا ہے، اور اگر کسی نیکی کیلیے ہم خود اپنے تئیں مستعد کرسکیں تو کوئی حرج نہیں کہ دوسروں کو بھی اسمیں شریک کریں - لیکن با این ہمہ میں نہیں چاہتا کہ کسی اچھی سے اچھی تاویل کے ذریعہ بھی الہلال کو زیر بار منت خلق اللہ بناؤں -

یہی سبب ہے کہ اللہ کے بخشے ہوے اس تمام سامان سے جسکا ذکر اوپر کرچکا ہوں، میں نے کام لینا کبھی گوارا نہیں کیا اور ہمیشہ دل نے یہی فیصلہ کیا کہ جو آرزو دوستوں کے دلوں میں ہے، اسکا قائم رہنا مجھے زیادہ عزیز ہے، بہ نسبت اسکے کہ وہ ایک یا دو بار پوری ہوکر ختم ہوجاے -

مدارس اسلامیہ

ندوۃ العلما

ماضی و حال

(۶)

حیات بعد الممات

(دار العلوم سنہ ۰۶ - میں)

ایک سرسری نظر اُس حالت پر ڈال لینی چاہیے جو سنہ ۱۹۰۶ میں دار العلوم کی تھی جبکہ مولانا شبلی کی معتمدی شروع ہوئی -

دار العلوم کی اُس وقت کی حالت کا اگر اندازہ کرنا چاہیں ہو تو ایک مریض جاں بلب کے بستر کو دیکھو ' یا کسی لٹے ہوے اور برباد قافلے کو اگر وہ کافی نہو تو پھر پرانی دہلی کے اُن کھنڈروں کی سیر کرو جنکی بہت سی دیواریں گر چکی ہیں ' اور جو کچھ باقی ہے وہ بھی عنقریب گرنے والا ہے !

افلاس و فقر ' بے نوائی و شکستہ حالی ' کس مپرسی و محتاجی ' خرابئ کار اور بربادی مقصد کا ایک ویرانہ تھا ' جسکے اندر تباہی و ہلاکت کے آثار ہر طرف نمایاں تھے - اب ظاہری صورت ضرور قائم تھی - مدرسہ تھا ' مدرس تھے ' طالب علم تھے لیکن نہ وہ روپیہ تھا جس سے تمام کام زندہ رہتے ہیں ' اور نہ اوس تعلیمی روح تھی جو بہت سے مادی نقصانوں کی بھی تلافی کردیا کرتی ہے -

(مالی حالت)

ندوہ کے حیات بعد الممات اور عروج بعد از زوال کیلیے پہلا کام یہ تھا کہ اسکی مالی حالت درست کی جاے اس واقعہ کی حقیقت کو کوئی تسلیم نہیں کر سکتا کہ جب مولانا شبلی نے دار العلوم کی معتمدی اپنے ہاتھ میں لی ہے تو منشی محمد علی مصرر دفتر نے کہا کہ تحویل بالکل خالی ہے !

ریاست حیدر آباد سے سو روپیہ ندوہ کو ملتے تھے اور پچیس روپیہ بعض دیگر ذرائع سے آتا تھا - یہی سوا سو روپیہ دار العلوم کا مایۂ حیات تھا اور " لا یزید و لا ینقص " ہوکر رہگیا تھا -

خرچ بالکل دوگنا تھا یعنی ڈھائی سو روپیہ - باقی کمی چندوں سے پوری کی جاتی تھی مگر انکا بھی یہ حال تھا کہ کبھی روزی اور کبھی روزہ !

اعانت کرنے والوں میں امرا گورنمنٹ کے زیر اثر اور گورنمنٹ مخالف - عام و متوسطین ندوہ کی طرف سے افسردہ و نا امید - پس فراہمی زر کا کام نہایت ہی مشکل ہوگیا تھا - تاہم مولانا شبلی نے مختلف اطراف میں سعی شروع کر دی - سب سے پہلے موجودہ اسلامی ہند کے اولین مبدأ فیضان یعنی ریاست بھوپال کا سفر کیا ' اور پچاس روپیہ ماہوار رقم مقرر ہوگئی - اس سے عام پبلک میں ایک نئی توجہ پیدا ہوگئی اور لوگ یکمشت رقمیں بھی بھیجنے لگے - اخبارات میں بھی اب ندوہ کے کاموں کا تذکرہ کیا جانے لگا -

اسکے ساتھہ ہی کوشش کی گئی کہ گورنمنٹ کے سوء ظن کو دور کیا جاے اور اسکے لیے مقامی حکومت سے بھی بالاہر معاملات کو توجہ دلائی گئی - بالآخر یہ مرحلہ بھی طے ہوا - سر جان ہیوٹ نے مولانا شبلی سے پوچھا کہ وہ گورنمنٹ سے کتنی مدد لینا چاہتے ہیں ؟ انہوں نے زمین اور غیر دینی تعلیم کیلیے معقول امداد کی درخواست کی - ڈائرکٹر نے تمام حالات تحقیق کرکے یاد داشت پیش کی بالآخر پانچ سو روپیہ ماہوار ایڈ مع ایک وسیع و بہترین قطعۂ زمین کے دیا گیا -

پھر اُسی ندوہ نے دار العلوم کی تاسیس کا ' جسکو بغاوت کی تحریک سمجھا جاتا تھا ' ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور لفٹننٹ گورنر نے بنیادی پتھر رکھا -

اسی اثنا میں ریاست رامپور سے بھی مولانا خط و کتابت کر رہے تھے ہز ہائنس نواب صاحب نے اعانت کا وعدہ کیا اور شاید چھہ سو روپیہ سالانہ وہاں سے بھی مقرر ہوگیا تا کم و بیش - ٹھیک رقم یاد نہیں

(تعمیرات)

لیکن سب سے بڑا اہم سوال دار العلوم کی تعمیر کا تھا - ایک مدرسہ جس عمارت میں تھا اُسے ابتدا سے عارضی سمجھا گیا تھا اور اسی طرح یہی مدرسہ کیلیے کافی نہ تھا - نئی عمارت کیلیے سب سے پہلے زمین اور پھر اقلا ایک لاکھ روپیہ مطلوب تھا -

مولانا نے تعمیر دار العلوم کیلیے ایک اپیل شائع کی اور مدرسے کی تعمیر کیلیے پچاس ہزار روپیہ کا ابتدائی اندازہ کیا - یہ اپیل ریاست بہاولپور کے خاندان شاہی تک پہنچی اور خدا تعالے کے اچھہ اسطرح کی توفیق عطا فرمائی کہ پچاس ہزار روپیہ کے گرانقدر عطیے کا صرف بہاولپور ہی سے اعلان ہوگیا !

بورڈنگ ہاوس کی تعمیر کیلیے یہ کارروائی کی گئی کہ آٹھہ آٹھہ سو روپیہ کی لاگت کا ایک ایک کمرہ قرار دیا گیا جو اپنے معطی کے نام پر تعمیر ہوگا - اس اعلان نے اکثر ارباب خیر کو توجہ دلائی اور روپیہ جمع ہونے لگا - (اگرچہ وہ تمام روپیہ خلاف نیت عطا کنندگان دوسرے کاموں میں صرف کیا گیا لیکن اسکا ذکر آگے آئیگا) -

اس طرح مالی مشکلات کی منزل سے ندوہ بہ کمال کامیابی و ترقی گذر گیا - مولانا شبلی نے جب اسکو لیا تھا تو سوا سو روپیہ ماہوار آمدنی تھی اور خزانہ بالکل خالی - لیکن اب ایک ہزار روپیہ تک ماہوار آمدنی پہنچ گئی اور دار العلوم اور بورڈنگ کی عمارت کیلیے ستر اسی ہزار روپیہ جمع ہوگیا -

(اعلان حیات و غلغلۂ کار)

ایک شخص جو مر گیا ہے ' لوگ ابھی اُسے زندہ نہیں سمجھینگے اگر وہ بستر پر جلد اُٹھ نہیں بیٹھکر اپنی زندگی کا ثبوت دینا چاہیگا - کیونکہ دنیا اسکی طرف سے مایوسی کا فیصلہ کر چکی ہے ' اور یہ فیصلہ جب ہی ٹوٹ سکتا ہے جبکہ وہ اُٹھکر اس طرح دوڑنے لگے کہ لوگ زندہ مان لینے کے لیے مجبور ہو جائیں -

یہی حال کاموں اور تحریکوں کا ہے - جماعت کی توجہ میں ابھی بھی کوئی مرتب منظم یا عملی با قاعدگی نہیں ہوتی - وہ جب کسی کام کی طرف سے مایوس ہو جاتی ہے تو پھر دوبارہ امید کا پیدا کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے -

مولانا شبلی نے ندوہ کیلیے سب سے بڑی خدمت یہ انجام دی کہ جس چیز کو لوگ بھلا چکے تھے ' اُسے پھر اُنکے سامنے کردیا ' اور

جس کے لیے مایوسی کا فیصلہ ہوگیا تھا ' اسکے لیے امیدیں مــر کر پھر زندہ ہوگئیں !

ایسا ہونے کیلیے صــرف ایک ہی شاخ عمل کافی نہیں ہے بلکہ مسلسل اور غیر منقطع کاموں کا ایک پورا سلسلہ چاہیے - دارالعلوم ندوہ کے متعلق جو کچھہ ہوا ' وہ اس قسم کے کاموں کے لیے ایک عمدہ تجربہ ہے -

ندوۃ العلما کے سالانہ اجلاس ' مدراس کے جلسے کے بعد بالکل موقوف ہو گئے تھے ' کیونکہ نہ تو کام کرنے والے تھے اور نہ لوگوں ہی او اسی قسم کی دلچسپی باقی رہی تھی -

مولانا شبلی نے کوشش کی کہ سالانہ جلسوں کا سلسلہ پھر شروع ہو -

سب سے پہلے بنارس میں اسکی تحریک کی گئی اور برسوں کے بعد ندوۃ العلما کے انعقاد کا غلغلہ ہوا - پھر دوسرا جلسہ لکھنو میں ہوا - تیسرا دھلی میں اور پانچواں دارالعلوم ندوہ کی نئی عمارت میں جسکی صدارت کے لیے سید رشید رضا مصر سے آے ' گو علماء ندوہ نے کہا کہ ہمیں انکی قابلیت معلوم نہیں !

دارالعلوم کے سنگ بنیاد نصب کرنے کا جلسہ بھی اسی سلسلے میں شامل ہے -

ان جلسوں سے ملک میں ندوہ کی صدائیں دوبارہ بلند ہوگئیں اور اسکے متعلق عرصے کی خاموشی سے جو افسردگی پھیل گئی تھی دور ہوگئی -

(تعلیمی حالت)

ندوہ کے متعلق تمام مباحث کا خلاصہ یہی عنوان ہے اسکی عظمت کسی عمارت سے وابستہ نہیں ' اور نہ بہت سا روپیہ ملجھانا اسکو قابل قدر بنا دیسکتا ہے - اصل شے یہ ہے کہ جس قسم کی مخصوص طرز تعلیم کے ذریعہ وہ ایک خاص جماعت پیدا کرنا چاہتا ہے ' اور جس بنا پر میں اُسے " اصلاح دینی " کی سب سے بڑی تحریک سمجھتا ہوں ' اسکے لیے کیا ہوا اور کس قدر کام کیا گیا ؟

اس سلسلہ کے کسی گذشتہ نمبر میں لکھہ چکا ہوں کہ اصلاح تعلیم کے بارے میں بعض خاص رائیں رکھتا ہوں ' اور میں نے ابتدا سے ندوہ پر صرف اس حیثیت سے نظر ڈالنا شروع کی ہے کہ گذشتہ قرون تغیرات و اصلاح میں جسقدر تحریکیں عالم اسلامی میں پیدا ہوئیں اُن سب میں ندوہ کا کیا درجہ ہے ' اور جو راہ اُس نے اختیار کی ہے وہ اصولاً اصلاح کی کس قسم میں داخل ہے ؟ پس یہاں بھی اپنی خاص آراء کی بنا پر بحث نہ چھیڑونگا بلکہ صرف اس بنا پر کہ ندوہ نے جو تعلیمی اصول قائم کیا ' اسکے مطابق اسکے اندر کیا کیا کچھہ ہوا اور وہ کس نے کیا ؟

آخری سوال کا ایک ہی جواب یہ ہے کہ مولانا شبلی نے کیا ' کیونکہ واقعہ کو کیسے جھٹلایا جاے اور حقیقت سے کیونکر انکار کیا جاے ؟

وہ جب دار العلوم میں آے تو اسکی بربادیاں صرف مالی اور مادی حیثیت ہی سے نہ تھیں ' بلکہ سب سے زیادہ مصیبت انگیز حالت یہ تھی کہ وہ اپنی تعلیم و اصول تعلیم کی معنوی روح سے بھی یکسر محروم تھا ' اور باوجود ادعاء اصلاح نصاب و غلغلۂ تجدید تعلیم ' اُسکی حالت اُن مدارس پر کچھہ بھی مزیت نہیں رکھتی تھی جو زیادہ وسیع پیمانے پر ملک میں پیشتر سے موجود ہیں ' اور اُس سے زیادہ وسیع جماعت کو تعلیم دے رہے ہیں -

ندوۃ العلما نے اپنے تعلیمی کاموں کیلیے اصولاً تین نئی اصلاحوں کا دعوا کیا تھا :

(۱) موجودہ طریق مدارس و حسن تقسیم و نظم و ادارہ کے ساتھہ ایک مدرسۂ عربیہ قائم کرنا -

(۲) درس نظامیہ جو آجکل تمام مدارس ہند میں علوم عربیہ کا نصاب تعلیم ہے ' اسکی اصلاح کرنا اور ایک نیا مکمل نصاب داخل کرنا جو مقتضیات عصریہ اور احتیاجات حالیہ کے مطابق ' علوم اسلامیۂ صحیحہ پر حاوی ' غیر ضروری کتابوں اور قدیم طریق حواشی و شروح سے پاک ' اور علوم شرعیہ میں باحسن نہج و باکمل طرق رسوخ و کمال پیدا کرنے والا ہو -

(۳) بعض علوم عصریہ کی شمولیت اور انگریزی زبان کی تعلیم تاکہ انگریزی داں علما پیدا ہوسکیں -

لیکن اُس وقت تک اِن تینوں چیزوں میں سے ایک شے بھی دارالعلوم میں نہ تھی - اول تو نیا نصاب دو تین سال تک داخل مدرسہ ہو ہی نہ سکا - پھر انگریزی زبان کی تعلیم کی مخالفت کی گئی - اسکے بعد بمشکل گوارا کیا بھی تو اس طرح کہ صرف پندرہ روپیہ تنخواہ کا ایک مدرس انگریزی کیلیے رکھا گیا جس نے دو چار لڑکوں نے اے - بی - سی - شروع کردی - فن ادب کی باسلوب جدید تعلیم بالکل نہ تھی - مضمون نگاری اور تقریر و خطابت کا کوئی سامان نہ تھا - طلبا میں بہت سی ذہین طبیعتیں موجود تھیں لیکن برباد جا رہی تھیں - یہ تمام باتیں اشخاص پر موقوف ہیں - دار العلوم میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو ان باتوں کو محسوس کرے - کرنا اور کرنے کی قابلیت تو بڑی چیز ہے -

(ادب و تفسیر)

مولانا شبلی نے سب سے پہلے نصاب تعلیم بدلا اور اس نصاب کی تعلیم شروع کی جو مدراس کے اجلاس میں منظور ہوا تھا - فن ادب ہماری قدیم تعلیم کی حقیقی روح ہے ' اور قران و حدیث کے خزائن و علوم اسی کے اندر مدفون ہیں - لیکن ہندوستان میں ابتدا سے یہ فن مہجور رہا اور درس نظامیہ کو تو گویا اس سے کچھہ واسطہ ہی نہیں - مولانا نے فن ادب کیلیے خاص طور پر کوشش کی اور صحت تعلیم فن ' و حصول مناسبت تام ' و درس کتب قدماء بیان و بلاغت کے ساتھہ صحیح و فصیح عربی میں تقریر و تحریر کا بھی طلبا کیلیے سامان کیا - یہ فی الحقیقت ہندوستان کے تمام مدارس عربیہ کے تعلیم ادب میں سب سے پہلی بدعۃ حسنہ تھی -

چنانچہ چند سالوں کے اندر ہی اسکے نتائج ظاہر ہوے - متعدد متعلمین ندوہ کو عربی میں تقریر و تحریر کی ایسی قابلیت پیدا ہوگئی کہ اُنہوں نے سالانہ مجامع میں فی البدیہہ و برجستہ عربی میں تقریریں کیں !

اس بوالعجبی پر ہمیشہ ماتم کیا جائیگا کہ تمام علوم اسلامیہ کی درس و تدریس کا اصل مقصود قران تھا ' اور سب کے سب اسکے لیے بمنزلۂ آلات و وسائل کے تھے ' مگر اجرام سماویہ کا مطالعہ کرنے والا دوربین کے بنانے میں ایسا غرق ہوگیا کہ اُسے آسمان کے طرف نظر اُٹھانے کی مہلت ہی نہ ملی ! یعنی معقولات اور فلسفۂ کلام اصل مقصود بنگئے ' اور قران اور علوم قران بالکل نظر انداز کردیے گئے - پھر یہ حالت یہاں تک بڑھی کہ یہ سمجھنا مشکل ہوگیا کہ ہمارے مــدارس کا اصل مقصود کیا ہے ؟ ارسطو اور اسکے بہت دور کے کم فہم ترجمانوں کی پرستش ' یا قران حکیم و حدیث نبوی کا فہم و درس ؟

بعض حامیان نصاب قدیم یہ تاویل کرتے ہیں کہ ہمارا مقصود ہر علم و فن میں بذریعۂ مختصرات و مطولات قوم استدرجہ مناسبت

پیدا کرا دینا ہے کہ متعلم آگے چلکر خود اپنے درس و مطالعہ کے لیے راہ پیدا کرلے -

یہ سچ ہے - دنیا کی ہر زبان کا نصاب تعلیم یہی مقصد رکھتا ہے - یہ کچھہ ایک آپ ہی کا مقصود نہیں ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ اگر یہی مقصود تھا تو اسکی کیا علت ہے کہ معقولات قدیم کے لیے تو متون و شروح کے بوجھہ سے دماغوں کو کچل ڈالا جاتا ہے' مگر قران و علوم قران کیلیے صرف جلالین و بیضاوی کے چند اجزا ہی کافی سمجھہ لیے گئے ہیں ؟

اور پھر کیا ان کتابوں کے ذریعہ قران اور علوم و معارف قران سے کوئی حقیقی مناسبت پیدا ہو سکتی ہے ؟

بہر حال دارالعلوم ندوہ میں فن ادب کی اصلاح کے بعد سب سے زیادہ زور فن تفسیر پر دیا گیا - طریق تعلیم میں املا (لیکچرز) کا سلسلہ شروع کیا' قران کریم کے مطالب کے مختلف حصے کر کے ہر ہر حصہ پر مستقل درس دینے کی کوشش کی' اور گو سب سے بڑی لا علاج مصیبت اشخاص و معلمین کے فقدان کی تھی' تاہم بہت سی مشکلوں سے راہ صاف ہوگئی اور تفصیل مفصل صحبتوں کی محتاج ہے -

(درجۂ تکمیل)

علوم اسلامیہ کی موجودہ تعلیم کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ فن تعلیم کے اُن عمدہ اصولوں سے جو آج انسانی دماغ کی مخفی قوتوں کو اُبھار رہے' اور قدرتی قابلیتوں کی نشو و نما کر رہے ہیں' اُسے کوئی مناسبت نہیں - تعلیم کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ سب سے پہلے طلبا کو تمام ضروری علوم سے بقدر ضرورت آشنا کیا جاے' اور گویا اسطرح انکے دماغ کے آگے علم و فن کی تمام جنس و متاع رکھدی جاے - پھر دیکھیے کہ قدرتی طور پر کس طالب علم کو کس چیز سے ذوق خاص ہے ؟ اور کون دماغ کس شاخ علم کیلیے اپنے اندر مناسبت طبیعی رکھتا ہے ؟ جس علم سے جس متعلم کو ذوق خاص ہو' اُسی کی تکمیل کا اسکے لیے سامان کرے - کیونکہ ہر دماغ قدرتاً ایک ہی فن کیلیے مستعد ہوتا ہے' اور ایسے افراد خال خال ہوے ہیں جو متعدد علوم سے یکساں ذوق رکھتے ہوں -

یہ میں کچھہ اسپنسر کی ایجوکیشن سے نقل نہیں کر رہا ہوں' بلکہ پانچویں صدی میں امام غزالی نے بھی یہی لکھا ہے -

لیکن ہمارے یہاں تکمیل فن خاص کا مفہوم مفقود ہے - طالب علم خود اپنی مناسبت سے کسی فن میں رسوخ خاص حاصل کرلے لیکن مدرسہ اس بارے میں اسکے لیے کچھہ نہیں کرسکتا - اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم میں علماے فن یکسر ناپید ہوگئے ہیں -

مولانا شبلی نے اس نقص کو دور کیا اور دارالعلوم میں ایم - اے کا درجہ " درجۂ تکمیل " کے نام سے کھولا گیا' تاکہ فراغت کے بعد طلبا اپنے ذوق و مناسبت کو دیکھیں اور ادب' تفسیر و حدیث' علوم جدیدہ' زبان انگریزی' جس فن کو چاہیں' دو سال تک صرف اسی کو حاصل کریں -

(علوم عصریہ و زبان انگریزی)

ندوہ نے اپنی خصوصیات تعلیم میں ایک بڑی چیز یہ بتلائی کہ وہ علوم عصریہ و السنۂ فرنگ کی تعلیم' علوم اسلامیہ کے ساتھہ شامل کریگا تاکہ اسلام و اہل اسلام کی موجودہ داعیات و ضروریات کیلیے علماء جامع و ذو الیمینین پیدا ہوں :

پنبہ را آشتی اینجا بہ شرار افتاد ست !

لیکن اس راہ کی دقتیں بھی کم نہ تھیں - انگریزی زبان کی تعلیم کا انتظام آسان تھا مگر عربی داں طلبا کیلیے علوم عصریہ کی تعلیم مشکل تھی - اول تو ہماری مشرقی زبانوں میں نئے علوم کی معتمد کتب ناپید' پھر بعض تراجم عربیہ ہیں بھی تو انکے پڑھانے والے کہاں سے لاے جائیں ؟

تاہم اس شاخ میں بھی کوشش بالکل رائگاں نہ گئی - انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب کی ایک کمیٹی بنائی گئی جس نے ادب انگریزی کی تعلیم کیلیے ایسا نصاب تجویز کیا جسکی تدریس کے بعد متعلم کو اتنی قابلیت حاصل ہوجاے' جتنی انٹرنس کے درجے تک یونیورسٹی کے طالب علموں کو ہوجاتی ہے - حساب' جغرافیہ' اقلیدس' اور ریاضی' جنکو ہمارے علما کے دربار علم میں بہت حقارت کے ساتھہ یاد کیا جاتا ہے اور اس لیے بہت کم انہیں وہاں تک باریابی ملتی ہے' داخل تعلیم کیے گئے - دروس الاولیہ وغیرہ بیروت کے بعض تراجم کو باہر کے مخصوص اشخاص کے ذریعہ پڑھایا گیا' اور اس طرح طلباے دارالعلوم ایک گونہ نئے علوم سے بھی آشنا ہوگئے - کم از کم وحشت و بیگانگی نہ رہی -

(تصنیف و تالیف)

ندوہ نے جس اصلاح تعلیم کا دعوا کیا تھا' اسکا ایک بہت بڑا نتیجہ یہ ہونا تھا کہ وہ اپنی درسگاہ میں ایسے وسائل و اسباب مہیا کرتا کہ اسکے تعلیم یافتہ گروہ سے مختلف علوم و فنون میں اہل قلم و مصنف پیدا ہوتے -

تصنیف و تالیف کا میداں بہت سی چیزوں کا طالب ہے - تعلیم و طرز تعلیم کے بعد علمی صحبت و مجامع' مذاکرات و مباحثات علمیہ' مطالعۂ و نظر' مشق و مزاولت' اور سب سے زیادہ کسی مصنف کے زیر نظر کام کرنے سے قدرتی قابلیتوں کو تربیت میسر آتی ہے - قدیم مدارس میں اسکا سامان ناپید ہے - خود مدرسین ہی کو ذوق نہیں تا بدیگراں چہ رسد ؟ وسعت مطالعۂ و نظر کا جب سامان ہی نہو تو دماغ میں استعداد اخذ و ترتیب و بحث کیونکر کام دے ؟ اسی کا نتیجہ ہے کہ صدہا متخرجین مدارس عربیہ میں دو چار صاحب نظر مصنف بھی نظر نہیں آتے -

دار العلوم ندوہ کی ہر چیز محض ابتدا تھی' نیز وہ ایک انقلابی سعی تھی جو نئے ساز و سامان سے نئے نتائج پیدا کرنا چاہتی تھی - اسلیے ابتدائی تجربوں سے نتائج کاملہ کی امید نہیں کی جاسکتی تھی' تاہم بلا خوف تغلیط کہا جا سکتا ہے کہ آٹھہ دس برس کے تعلیمی دور سے جو نتائج اس بارے میں بھی اُسنے پیدا کیے' وہ بہت حد تک تعجب انگیز اور نہایت قیمتی ہیں -

مولانا شبلی کے مذاق علم و تصنیف و تالیف نے قدرتی طور پر اسکا سامان مہیا کردیا - ایک مصنف کا وجود خود مدرسۂ فن تصنیف ہوتا ہے - خاص خاص طلبا جنکے اندر اس کام سے مناسبت موجود تھی مختلف عنوانوں سے تصنیف و تالیف اور انشاء رسائل کے کاموں پر لگاے گئے' اور فکر و مطالعہ کی راہیں انکے سامنے کھل گئیں - چنانچہ متخرجین ندوہ میں سے کئی اہل قلم و مصنف پیدا ہوے جو مختلف حیثیتوں سے آجکل کی اہل قلم جماعت میں امتیاز خاص رکھتے ہیں - بہترین مدارس جدیدہ بھی انکے سے نمونے پیدا نہیں کرسکے ہیں -

(بھاشا اور سنسکرت)

ندوہ کا اولین مقصد اشاعت اسلام تھا - دار العلوم اسی لیے قائم ہوا کہ اسکے لیے کام کرنے والے پیدا ہوں - آجکل آریا سماج کے نئے مذہبی حلقوں نے مسلمانان ہند کے سامنے ایک نیا حریف پیدا کر دیا ہے - اس سے مباحثہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انکے علوم و الہیات سے واقفیت ہو -

مولانا شبلی نے چاہا کہ دار العلوم میں ایک کلاس اسکے لیے بھی کھول دی جائے تا کہ کچھہ طلبا ابھی سے اسکے لیے طیار ہونے لگیں - چنانچہ ایک پنڈت خاص اسی غرض سے ملازم رکھا گیا ' اور چند طلبا نے باقاعدہ پڑھنا شروع کر دیا - عرصے تک یہ سلسلہ قائم تھا - مجھے معلوم نہیں پھر قائم رہا یا نہیں -

(جماعۃ خدام اسلام)

اس سے بھی اہم تر اور نتائج کے لحاظ سے اعظم ترین خیال جو ہوا وہ یہ تھا کہ طلباے دارالعلوم میں سے کمسن بچوں کی ایک جماعت عام طلبا سے الگ کرلی جاے - انکا قیام علحدہ ہو ' انکی تربیت خاص طور پر کی جاے ' انکے طرز معیشت میں فقر و مسکنت کا زیادہ خیال رہے - ایک خاص شخص اسطرح انکی نگرانی کرے کہ ہر وقت انھی کے ساتھہ رہے اور شب و روز کسی وقت بھی اُنسے علحدہ نہو ' تاکہ اس گروہ سے جفاکش ' ابدال دوست ' مذہب پرست ' اور اشاعت اسلام و اصلاح ملت کے کاموں میں اپنے تئیں فدا کردینے والے طلبا طیار ہوسکیں -

یہ خیال جس آسانی سے ذہنوں میں آجاتا ہے ' اسقدر اسکا کرنا آسان نہیں ہے ' اور اسکے لیے جو سامان مطلوب ہیں وہ خاص اور بہت کمیاب ہیں - تاہم مولانا شبلی نے حتی الامکان اسکی ایک ابتدائی بنیاد سی ڈالدینی چاہی اور کمسن طلبا میں سے ایسے لڑکوں کو حزم و احتیاط کے ساتھہ چن لیا جنھوں نے اس راہ کی تکلیفیں سننے کے بعد خود ہی اسکے جھیلنے کی خواہش کی ' اور جنمیں ذہانت و شرافت کے علاوہ اور جوہر بھی اوروں سے زیادہ نظر آے -

انکے قیام کا انتظام مخصوص کیا گیا - مدرسین دارالعلوم میں سے ایک معتمد ترین بزرگ کو انکی نگرانی سپرد کی - تقریر و بحث کی مشق کرائی جانے لگی - چھوٹے چھوٹے بچے جنکی عمریں بارہ تیرہ برس سے اسی طرح زائد نہوگی ' برجستہ اور رواں و مربوط تقریر کرنے لگے - مذہبی اعمال کی پابندی میں بھی انکی سختی بہت زیادہ رکھی گئی - پانچ وقت مسجد میں وہ اولین صف کے نمازی تھے -

میں نے یہ حالات بارہا خود دیکھے اور جب کبھی لکھنو گیا انمیں سے اسی دس کسی لڑکے کی نسبت اچھی راے قائم کرنے کے مواقع ہاتھہ آے -

یہ ایک صحیح اصول پر محض ابتدا تھی ' لیکن اسکے لیے بہت سے دوسرے اجزاء عمل مطلوب ہیں - (القصہ بطولہا) -

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اُردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

دار العلوم ندوہ

طلبا کی اسٹرائک

[از وقائع نگار لکھنو]

طلباء دار العلوم ندوۃ العلماء نے دل بتاریخ ۷ مارچ سنہ ۱۹۱۳ع مختلف شکایات کی بنیاد پر جو کچھہ عرصہ سے پیدا ہو رہی تھیں اسٹرائک کردی - اسوقت بظاہر یہ سبب ہے کہ تقریباً دو ہفتے ہوے کہ ایک درخواست طلباء نے ناظم صاحب کو دی تھی - اسکا جواب لینے کے لیے ناظم صاحب کے پاس گئے - جناب ناظم صاحب نے بجاے اسکے کہ اس درخواست کے متعلق کچھہ فرمائیں ' نہایت سختی سے اپنی دار النظامت سے نکل جانے کا حکم دیا اور بہت بری طرح پیش آے -

اسکے بعد بعض مقامی ارکان مکان پر تشریف لائے ' اور چند طلباء کو بلاکر دیر تک گفتگو کی ' مگر انھوں نے بھی بجاے طلبا کی شکایت دریافت فرمانے ہوے اسی بات پر زور دیا کہ اگر تمنے کل سے تعلیم شروع نہ کردی تو مکرر مدرسہ بجبر فوراً خالی کردینا پڑیگا - طلباء نے اسکا جواب کچھہ نہیں دیا ' اور اسلیے خاموش رہے کہ بغیر ہماری شکایات سنے ہوے جب یکطرفہ فیصلہ کردیا تو ایسی حالت میں کچھہ کہنا بیکار ہے - چونکہ اسکے قبل متعلقین دار العلوم نے موجودہ طلباء کے اخراج کی قرار داد کرلی ہے ' اور بارہا اسکا اظہار بھی بعض ذمہ دار حضرات کی طرف سے ہوا ہے ' اسلیے ہم اسکے فیصلہ کا نہایت بیچینی سے انتظار کر رہے ہیں - چونکہ مقامی ارکان کو دار العلوم کے معاملات سے کسی قسم کی دلچسپی نہیں ہے اسلیے اس موقع پر سر برآوردگان قوم سے عموماً اور غیر مقامی ارکان دار العلوم سے خصوصاً یہ درخواست ہے کہ اس معاملہ کی تحقیقات کیلیے ایک غیر جانبدار کمیشن مقرر کیا جاے ' تاکہ وہ صحیح واقعات کو دریافت کرنے کے بعد کوئی معقول فیصلہ کرسکے - طلباء کی شکایات کا اکثر حصہ تعلیمی معاملات کے متعلق ہے اسلیے اس اسٹرائک میں بورڈر اور غیر بورڈر تمام شریک ہیں - تفصیلی شکایات غالباً طلباء خود قوم کے سامنے پیش کریں ' اسوقت قوم کو انکی مظلومیت و غیر مظلومیت کا پورے طور پر اندازہ ہوجائیگا - (بقیہ واقعات مراسلات کے سلسلے میں ہیں)

[اشتہار]

حقیقـــة الصـــلٰوة

(۲)

ان الصلوة تنهي عن الفحشاء و المنكر ' و انها لكبيرة الا على الخاشعين

(۴)

ایک خاص نماز کی تحقیق بھی اسی ذیل میں ضروری ہے جس کی تعیین و تحدید کا سوال ایک نہایت معرکۃ الآرا مسئلہ بن گیا ہے ' اور جس نے اصل نماز کے متعلق عجیب عجیب مباحث پیدا کردیے ہیں - یعنی " صلاۃ وسطی " جسکے لیے قرآن کریم نے خاص طور پر تاکید کی ہے :

حافظـــوا على الصلـوة والصلوة الوسطى -	محافظت کرو نماز کی اور علی الاخص نماز وسطی کی -

(صـــلاة الوسطـــى)

نماز وسطی کس نماز کا نام ہے ؟ علماے تفسیر و حدیث کے متعدد قول اس باب میں ہیں :

(۱) نماز وسطی عصر کی نماز ہے - اس کی تائید میں ۶۹ حدیثیں مروی ہیں ' جن میں ایک خاص حدیث واقعۂ احزاب کے متعلق ہے اور بقول محدث ابن جریر یہی حدیث تخصیص عصر کی علۃ العلل ہے :

شغل المشركون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلاة العصر حتى اصفرت او احمرت - فقال شغلونا عن الصــلاة الوسطى ملا الله اجوافهــم و قبورهم نــارا (۲) -	مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو جنگ میں اتنا مشغول کرلیا کہ نماز عصر ادا کرنے کی مہلت نہ ملی ' حتی کہ آفتاب کا رنگ زرد یا سرخ ہوگیا - یعنی غروب کا وقت آگیا - اس حالت میں آنحضرت نے فرمایا : " خدا ان کے سینے اور قبریں آگ سے بھر دے ' انھوں نے ہم کو نماز وسطی سے روک رکھا " (۲) -

(۲) نماز وسطی ظہر کی نماز ہے - اس کی تائید میں ۲۶ حدیثیں مروی ہیں ' جن میں تخصیص ظہر کی علۃ العلل دو حدیثیں ہیں (۳) :

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الظهـــر بالهاجرة و لم يكن يصلي صلاة اشد على اصحـــاب النبي صلى اللـــه عليه وسلم منها - قال : فنزلت حافظـــوا على الصلـــوات و الصلاة الوسطى ' و قال ان قبلها صلاتين و بعدها صلاتيـــن (۳) -	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر ڈھلنے ہی پڑھتے تھے - آپ جتنی نمازیں ادا فرماتے تھے ان میں سے اس سے زیادہ اور کوئی نماز صحابہ پر گراں نہ تھی - اسی بناپر یہ آیت اتری کہ " نمازوں کی اور نماز وسطی کی محافظت کرو " راوی حدیث (زید بن ثابت) نے اس کے وسطی ہونے کی یوں بھی توجیہ کی ہے کہ ظہر سے قبل و بعد

دو دو نمازیں ہیں ' پس ظہر وسط میں ہے (۳) -

(۳) نماز وسطی عشاء کی نماز ہے - اس کی تائید میں خصوصیت کے ساتھ اس حدیث سے مدد لی جاتی ہے :

عن عثمان بن عفان قال قال رســول اللــه صلى الله عليــه وسلــم : مـــن صلى العشــاء الاخـــرة فـــي جمـــاعـــة كان كقيـــام نصـــف ليلـــة	حضرت عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اس کی نماز نصف شب تک کی عبادت سمجھی جائیگی -

از روے عقل اسکے وسطی (درمیانی نماز) ہونے کی یہ علت بھی بیان کی جاتی ہے :

انها متوسطة بين صــلاتين تقصران : المغرب و الصبح (۱)	نماز عشا مغرب و فجر کی دونوں چھوٹی چھوٹی نمازوں کے مابین متوسط درجہ کی نماز ہے (۱)

(۵) نماز وسطی فجر کی نماز ہے - اس کی تائید میں ۱۷ حدیثیں مذکور ہیں جن میں سے ایک خاص حدیث یہ ہے :

عن ابن عباس انه صلى صلاة الغداة في مسجد البصرة فقنت قبـــل الـــركـــوع وقـــال : هـــذه الصـــلاة الـــوسطـــى التي ذكـــرها اللــه " حافظوا على الصلـــوات و الصـــلاة الوسطى وقوموا لله قانتين " (۲)	بصرہ کی مسجد میں عبد اللہ بن عباس نے صبح کی نماز ادا کی جس میں رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھی اور فرمایا کہ نماز وسطی یہی ہے جس کی نسبت اللہ تعالے نے تذکرہ کیا ہے کہ نمازوں کی اور نماز وسطی کی محافظت کرو اور اللہ کے لیے قنوت کرتے ہوے کھڑے ہو (۲)

علامہ ابن جریر لکھتے ہیں

و علة من قال هذه المقــالــة ان اللـــه تعـــالى ذكـــره قال : حافظوا على الصلوات و الصـــلاة الوسطى و قوموا لله قانتين ' بمعنى ' و قوموا لله فيها قانتين ' قال فلا صلاة مكتوبة من الصلـــوات الخمس فيها قنوت سوى صلاة الصبح فعلم بذلك انها هي دون غيرها (۳)	جن لوگوں کا قول ہے کہ نماز وسطی فجر کی نماز ہے وہ اس بنا پر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ نمازوں کی اور نماز وسطی کی محافظت کرو ' اور اللہ کے لیے قنوت کرتے ہوے کھڑے ہو - پس وہ کھڑے ہونے کے معنی عبادت کرنے اور قنوت کرنے کا مطلب نماز میں دعاے قنوت پڑھنا سمجھتے ہیں - نماز پنجگانہ میں نماز فجر کے علاوہ کوئی ایسی نماز نہیں جس میں دعاے قنوت پڑھتے ہوں ' لہذا معلوم ہوا کہ نماز وسطی جس کے ساتھ قنوت کی شرط ہے فجر ہی کی نماز ہے - کوئی اور نماز نہیں ہے (۳)

(۶) نماز وسطی کا تو معلوم نہیں کہ کون سی نماز ہے مگر انہیں پانچوں نمازوں میں سے ایک نہ ایک یہ بھی ہے - اس کی تائید میں تین حدیثیں روایت کی گئی ہیں ' جن میں دو یہ ہیں :

---

(۱) غرائب القرآن - ج ۲ ص ۳۶۵ -

(۲) ابن بشار قال ثنا عبد الوهاب قال ثنا عوف عن ابي المنهال عن ابي العالية عن ابن عباس انه صلى الخ -

(۳) ابن جریر ج ۲ ص ۳۵۰ -

كنا عند نافع ومعنا رجاء بن حياة فقال لنا رجاء سلوا نافعاً عن الصلاة الوسطى فسألناه، فقال قد سأل عنها عبد الله بن عمر رجل فقال هي فيهن فحافظوا عليهن كلهن (۱)

ہم لوگ نافع کے پاس بیٹھے تھے - ہمارے ساتھہ رجاء بن حیاۃ بھی تھے - رجاء نے کہا کہ نافع سے پوچھو کہ نماز وسطی کونسی نماز ہے ؟ ہم سے لوگوں نے سوال کیا تو نافع نے جواب دیا کہ عبد اللہ بن عمر سے بھی ایک شخص نے یہی سوال کیا تھا - اُس کے جواب میں ابن عمر نے کہا تھا کہ انہیں پانچ نمازوں میں ایک نماز یہ بھی ہے پس تم سب کی حفاظت کرو (۱)

دوسری حدیث میں ہے :

عن ابي قطيعة قال فسالت الربيع بن خيثم عن الصلاة الوسطى - قال : ارأيت ان علمتها كنت محافظاً عليها و مضيعاً سائرهن؟ قلت لا، فقال : فانك ان حافظت عليهن فقد حافظت عليها (۲)

ابو قطیعہ کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بن خیثم سے نماز وسطی کی نسبت دریافت کیا ، اُنہوں نے کہا " اگر تمہیں وہ معلوم ہو جائے تو کیا صرف اسی ایک نماز کی محافظت کرو گے اور بقیہ نمازیں چھوڑ دو گے ؟ " میں نے کہا " نہیں " اسپر اُنہوں نے کہا کہ " اگر تم نے ان سب نمازوں کی محافظت کی تو اُس کی محافظت بھی کرلی (۲) -

(۷) نماز وسطی ان پانچوں نمازوں کے مجموعہ ہی کا نام ہے - اس کی تائید میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے :

ان الوسطى مجموع الصلوات الخمس وان الايمان بضع و سبعون درجة اعلاها شهادة ان لا اله الا الله و ادناها اماطة الاذي عن الطريق، و الصلوات المكتوبة واسطة بين الطرفين (۳)

حقیقت میں نماز وسطی سے مراد اوقات پنجگانہ کی نمازوں کا مجموعہ ہے ، اس لیے کہ حسب روایت صحیحہ ایمان کے کچھہ اوپر ۷۰ درجے ہیں ، جن میں اعلی درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے سوا اور کسی معبود کے نہ ہونے کی شہادت دی جائے ، اور ادنی درجہ یہ ہے کہ راستے سے اذیت کی چیزیں ہٹا دی جائیں - فرائض خمسہ کا درجہ ان دونوں کے درمیان ہے اور یہ ان دونوں کناروں کے لیے باہم ملنے کی جگہ ہے پس یہی وسط ہے (۳) -

(لفظ " وسطی ")

صلاۃ وسطی میں لفظ " وسطی " کے معنی کیا ہیں ؟ علماے لغت و محققین ادبیات کا بیان ہے :

الوسطى تانيث الاوسط، و اوسط الشي و وسطه خياره، و منه قوله تعالى : و كذلك جعلنا كم امة وسطاً - و وسط فلان القوم يسطهم اى صارفي وسطهم و ليست من الوسط الذي معناه متوسط بين شيئين لان فعلى معناها التفضيل، و لا يبني للتفضيل الا ما يقبل الزيادة و النقص، و الوسط بمعنى العدل و الخيار يقبلهما ، بخلاف التوسط بين الشيئين فانه لا يقبلهما ، فلا يبني منه افعل التفضيل (۱)

" وسطی " لفظ " اوسط " کا صیغۂ مونث ہے - محاورہ میں کہتے ہیں " اوسط الشی " و " اسط الشي " (کسی چیز کا اوسط اور اُس کا وسط) اور اُس سے مراد لیتے ہیں " خیار الشي " (بہترین چیز) " اوسط " " وسط " سے تو مشتق ہے مگر اُس " وسط " سے مشتق نہیں ہے جس کے معنی دو چیزوں کے درمیانی حصہ کے آئے ہیں ، اس لیے کہ " فعلی " جس کے وزن پر " وسطی " کا لفظ ہے ، اُس کے معنی " تفضیل " یعنی زیادتی کے ہیں ، اور " تفضیل " کے لیے وہی لفظ آئینگے جو زیادتی و کمی دونوں حیثیتوں کو قبول کرسکتا ہو - " وسط " جس کے معنی " معتدل " اور " بہتر " کے ہیں ، ان دونوں (یعنی زیادتی و کمی) کی قابلیت رکھتا ہے (یعنی بصورت زیادت اعتدال و بہتری ، اور بحالت نقص بے اعتدالی و بدتری کی گنجایش بھی اس میں نکل سکتی ہے) بخلاف اُس " توسط " کے جس سے دو چیزوں کا درمیانی حصہ مراد ہو ، کیونکہ اس میں دوسرا پہلو آسکتا ہی نہیں ، لہذا صیغۂ " افعل التفضیل " اس سے نہیں بنا سکتے (۱)

یعنی جن روایتوں کی بنا پر نماز وسطی کے لیے اوقات پنجگانہ میں سے کسی ایسی نماز کی تحدید کی جاتی ہے جو تمام نمازوں کے درمیان میں واقع ہو ، یہ تخیل ہی بر خود غلط ہے کیونکہ وسطی کے یہ معنی ہی نہیں ہیں -

(۵)

اس تحقیق کی تائید میں کہا گیا ہے کہ واو العطف تقتضی المغایرۃ (واو عطف کا اقتضا یہ ہے کہ معطوف و معطوف الیہ دونوں دو علحدہ چیزیں ہوں) پس حافظوا علی الصلوات و الصلاۃ الوسطی میں واو عطف موجود ہے ، لہذا صلوات سے جو نمازیں مراد ہیں ، اُن کی ذیل میں صلاۃ وسطی کیوں کر آسکتی ہے ؟ لا محالہ اسے کوئی دوسری نماز فرض کرنا پڑیگا -

یہ شبہ اگر صحیح ہے تو وہ روایتیں جو اوقات پنجگانہ کی نمازوں میں سے کسی ایک نماز کو وسطی بتا رہی ہیں ، یقیناً ماننی پڑینگی - نماز وسطی کو فرائض خمسہ کے علاوہ ایک دوسری نماز ماننا ہوگا ، اور تحقیق کے لیے بحث کی ضرورت ہی نہ رہیگی -

لیکن اسکا جواب دیا گیا ہے کہ ہر واو کو واو عطف مان لینا ہی غلط ہے - واو کی ایک قسم واو زائدہ بھی ہے جس کی متعدد مثالیں خود قرآن کریم میں موجود ہیں ، مثلاً : و کذلک نفصل الآیات -

ولتستبین سبیل المجرمین

و کذلک نری ابراهیم ملکوت السماوات و الارض

ولیکون من الموقنین

خود عطف میں بھی جہاں ایک قسم عطف وصفی کی ہے جس میں معطوف و معطوف الیہ میں مغائرت ضروری ہے ، وہاں ایک دوسری قسم عطف ذاتی کی بھی ہے جسے اس تفریق سے کچھہ سروکار نہیں - آیتوں میں عطف ذاتی کی بکثرت نظیریں وارد ہیں ، مثلاً :

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین

سبح اسم ربک الاعلی ، الذي خلق فسوى ، و الذي قدر فهدى ، والذي اخرج المرعى -

ان مثالوں میں کوئی ایک بھی ایسی نہیں ہے جسے مغائرت کے ثبوت میں پیش کرسکیں - یہ سب عدم مغائرت کے لیے ہیں - اسی طرح بے شمار آیتیں نقل کی جاسکتی ہیں ، مما لا حاجة الی سوقها لما هو معلوم بالبداهة -

عرب کا ایک قدیم شعر ہے :

الی الملک القرم وابن الهمام
و لیث الکتیبة فی المزدحم

(۱) یونس بن عبد الاعلی قال اخبرنا ابن وهب قال لی هشام بن سعد قال یرفعه عنه نافع الخ -

(۲) احمد بن اسحاق قال لنا ابو احمد عن قیس بن الربیع عن سیرین بن طارق عن ابی قطیعة قال الخ -

(۳) غرائب القرآن - ج ۲ ص ۳۶۳ -

(۱) فتح البیان - ج ۱ ص ۳۱۵ -

یہاں کہیں بھی مغائرت نہیں ہے -

ابن ابی دواد ایادی کے مشہور قصیدے میں ہے :

سلط الموت و المنون علیهم
فلهم في صدى المقابر هام

موت اور منون کے درمیان واو عطف سے تفریق کی ہے لیکن معنی دونوں کے ایک ہیں -

ارض حیرہ کا نامور شاعر اور نعمان بن منذر کا سرپرست عدی بن زید عبادی ایک قصیدے میں لکھتا ہے :

فقددت الادیم لراهشیه
فالفى قولها كذباً و مينا

" کذب " اور " مین " دونوں ایک ہی چیز ہیں -

فارسی میں بھی یہی قاعدہ ہے - فردوسی کا شعر ہے :

دو از جوے خلدش بہنگام آب
بہ بیخ انگبیں ریزی و شہد ناب

انگبیں اور شہد دونوں دو چیزیں نہیں ہیں -

سیبویہ کا قول ہے :

یجوز قول القائل " مررت باخیك و صاحبك " ویکون الصاحب هو الاخ نفسه

یہ کہنا جائز و درست ہے کہ " میں تیرے بھائی اور تیرے رفیق کے پاس سے گزرا " خواہ جس کو رفیق کہا گیا ہو وہی بھائی ہو - یعنی دونوں ایک ہوں - دو نہوں -

(قنوت)

قنوت کے کیا معنی ہیں ؟ اس مسئلہ میں بھی حسب معمول متعدد اقوال ہیں :

(۱) قوموا للہ قانتین میں قنوت کے معنی سکوت و خاموشی کے ہیں - اس باب میں ۹ حدیثیں مروی ہیں جن میں ایک یہ ہے :

كنا نقوم في الصلاة فنتكلم و يسأل الرجل صاحبه عن حاجته و يخبره و يردون عليه اذا سلم ، حتى اتيت انا فسلمت فلم يردوا علي السلام فاشتد ذلك علي ، فلما قضي النبي صلى الله عليه وسلم قال : انه لم يمنعني ان ارد عليك السلام الا انا أمرنا ان نقوم قانتين لا نتكلم في الصلاة ، و القنوت السكوت (۱)

ہم لوگ نماز میں باتیں کیا کرتے تھے - لوگ اپنے ساتھی سے اپنی ضرورت کے متعلق سوال کرتے ، وہ انہیں جواب دیتا ، اطلاع دیتا ، باہم سلام کرتے ، جواب دیتے ، یہی کیفیت روز مرہ تھی کہ ایک مرتبہ میں حاضر ہوا - نماز ہو رہی تھی ، میں نے سلام کیا ، جواب نہ ملا ، مجھہ پر یہ واقعہ بہت ہی گراں گذرا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم جب نماز سے فارغ ہولیے تو آپ نے ارشاد فرمایا : " جواب سلام سے مجھے صرف اس بات نے روکا تھا کہ ہم کو حکم ہوا ہے کہ قنوت کے ساتھہ عبادت کریں ، نماز میں نہ بولیں " پس قنوت کے معنی خاموشی کے ہیں (۱)

(۲) قنوت کے معنی خشوع و خضوع کے ہیں - اس باب میں پانچ حدیثیں مروی ہیں جن میں ایک یہ ہے :

ان من القنوت الخشوع و طول الركوع وغض البصر و خفض الجناح من هيبة الله - كان العلماء اذا قام احدهم يصلي يهاب الرحمان ان يلتفت او ان يقلب الحصى او يعبث بشيء او يحدث نفسه بشيء من امر الدنيا الا ناسيا (۲)

قنوت کی ذیل میں خشوع ، طول رکوع ، نظر نیچی رکھنی ، خدا کے خوف سے متواضع رہنا ، یہ سب باتیں داخل ہیں - علماے صحابہ کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی نماز پڑھنے اٹھتا تو خدا کی ان پر اتنی ہیبت چھا جاتی کہ نہ ادھر التفات کرتے ، نہ کنکریاں الٹتے پلٹتے ، نہ کوئی بے کار شغل کرتے ، نہ دنیا کی کسی بات کو جی میں لاتے ، اور اگر لاتے تو بھولے سے لاتے (۲) -

(۳) قنوت سے مراد دعاے قنوت ہے - اس کی تائید میں ابن عباس کی روایت پہلے نقل ہوچکی ہے -

(۴) قنوت کے معنی اطاعت کے ہیں - اس باب میں ۲۴ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے اکثر کے راوی ثقہ ہیں ، اور ادبیات عرب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے - علامہ ابن جریر لکھتے ہیں :

اولى هذه الاقوال بالصواب في تاويل قوله وقوموا لله قانتين قول من قال تاويله مطيعين ، و ذلك ان اصل القنوت الطاعة ، و قد تكون الطاعة لله في الصلاة بالسكوت عما نهي الله من الكلام فيها ، و لذلك وجه من وجه تاويل القنوت في هذا الموضع الى السكوت في الصلاة احد المعاني التي فرضها الله على عباده فيها الا عن قراة قرآن او ذكر له بما هو اهله ...... وقد تكون الطاعة لله فيها بالخشوع و خفض الجناح و اطالة القيام و بالدعاء لان كلا غير خارج من احد معنيين من ان تكون مما امر به المصلي او مما ندب اليه ، والعبد بكل ذلك لله مطيع وهو لربه فيه قانت ، و القنوت اصله الطاعة لله ثم تستعمل في كل ما اطاع الله العبد ...... فما ويل الاية اذاً حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله فيها مطيعين ... غير عاصين لله فيها بتضييع حدودها و التفريط في الواجب عليكم فيها وفي غيرها من فرائض الله [۳]

" اللہ کے لیے قنوت کرتے ہوے عبادت کرو " اس کی تفسیر میں جو اقوال مذکور ہیں ان میں زیادہ درست اور بہتر یہ تاویل ہے کہ قنوت کرنے کے معنی اطاعت کرنے کے ہیں - سبب یہ ہے کہ قنوت اصل لغت میں اطاعت و فرمانبرداری ہی کے لیے موضوع ہے - نماز میں خدا کی اطاعت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ خاموش رہے ، جن باتوں میں خدا نے گفت وگو کرنے کی ممانعت کی ہے ان میں کلام نہ کرے - آیت میں جو لوگ قنوت کے معنی سکوت لیتے ہیں اس تاویل کی ایک شکل وہ بھی ہے - خدا نے بحالت نماز بندوں پر سکوت کو بھی فرض ٹھہرایا ہے - البتہ قراءت قرآن یا وہ اذکار جو خدا کے شایان شان ہیں اس کلیہ سے مستثنے ہیں .... نماز میں اطاعت الہی کی ایک دوسری صورت خشوع و خضوع و طول قیام و دعا بھی ہے - یہ تمام چیزیں دو باتوں سے خالی نہیں - یا تو نماز پڑھنے والے کو اس کا حکم ملا ہے ، یا اس کو مستحب ٹھہرایا گیا ہے - دونوں حالتوں کی اطاعت میں بندہ خدا کی اطاعت اور قنوت کرنے والا سمجھا جائیگا - قنوت کی حقیقت بھی خدا کی اطاعت ہے - بعد میں ان تمام اشکال کو بھی قنوت کہنے لگے جن کے ذریعہ سے خدا کی اطاعت کی جاے ...... اس صورت میں آیت کی تفسیر یہ ہوگی کہ نمازوں کی اور نماز وسطی کی حفاظت کرو - اور ان عبادتوں میں خدا کی اطاعت کیا کرو ...... حدود اطاعت کو تلف کرکے نافرمان نہ بنو - نمازوں میں اور دوسرے فرائض و واجبات میں جو امور خدا نے تم پر لازم ٹھہراے ہیں ان میں کمی نہ ہونے دو [۳]

---

(۱) موسی قال لنا عمرو قال لنا اسباط عن السدي في خبر ذكره عن مرة عن ابن مسعود قال كنا نقوم الخ

[۱] موسی قال لنا عمرو قال لنا اسباط عن السدي في خبر ذكره عن مرة عن ابن مسعود و قال كنا نقوم الخ -

[۲] مسلم ابن جنادة قال لنا ابن ادريس عن ليث عن مجاهد و قوموا لله قانتين قال فمن القنوت طول الركوع الخ -

[۳] ابن جریر - ج ۲ ص ۳۵۴

بـــعلبـــک

تاریخ قـــدیم او ر تمدن اسلامي کا ایک صفحه

(۱)

یه آثار جو اس مضمون کا موضوع هیں' دو بڑے اور ایک چهوٹے مندر کے کهنڈر هیں جبڑے مندروں میں ایک جو پیٹر (مشتري) کا مندر هے اور دوسرا بیکسش (Bacchus) کا - چهوٹا مندر وینس (Venus زهره) کا هے - گو یه آثار چنداں زیادہ نهیں مگر انکي وجه سے خود اس شهرپلـــاه کے متعلق سـو ظن نه کیجیے جسکی آغوش میں یه پس مانده نشانیاں ملي هیں - اسکي عظمت و وسعت کا تو یه عالم هے که قدیم روما کے سے کتني هي کهنڈر اسمیں آجا سکتے هیں !!

یه آثـار جس جگه پر قائم هیں وہ معمولي زمین نهیں بلکه ایـک محدب اور پخته چبوترہ هے جسکے موجد غالبـاً فنیقي هیں - اس کا طول ۳۲۱ گز' عرض ۲۰۰ گز' اور طول ۱۵ سے ۳۰ قدم تـک هے - اس عظیم الشان چبوترے کے دیچے سے مسقف راستے گئے هیں - یهي راستے هیں جن سے هوکر مندر میں آنا پڑتا هے -

بعلبک کے سب سے بڑے مندر کے بعض آثار و سر بعلبک ستون -

جیسا که همنے ابهي بیان کیا هے یه آثار تین مختلف مندروں کے کهنڈر هیں - ان میں سب سے زیادہ اهـم و مقدم وہ کهنڈر هیں جن کا تعلق بڑے مندر (جو پیٹر کے مندر) سے هے -

اس مندر میں آنے کا راسته مشـرق کي طـرف سے هے - پہلے سیڑهیوں کا ایک وسیع سلسله شروع هوتا هے جو ایک پهاٹـک پر جا کر ختم هوتا هے - یه پهاٹـک در اصل ایک پر شوکت و عظمت محراب هے - اسکے آگے ستونوں کی قطار هے - مندر کے اندر جانے کا اصلي راسته یهي هے - اسکے دروازے هر وقت کهلے رهتے تـے' اور پوجاري نهایت خضوع و خشوع اور جوش عقیدت و فرط اعتقاد کے ساتهه ان ستونوں میں سے هو کے انـدر جاتے تهے - ان ستونوں میں سے تین کے زیریں حصے میں چند کتبے بهي هیں - ان کتبوں کے پڑهنے سے معلوم هوتا هے که یه مندر هیلیوپولس کے جلیل القدر دیوتاؤں کے نام پر بنایا گیا تها -

عربوں نے جب بعلبک فتح کیا تو کسي قدر تغیر و ترمیم کے بعد اسکو ایک قلعه بنـالیا - انهوں نے ان ستونوں اور سیڑهیوں کو مسمار کردیا' اور ان کي جگه انکے ملبے سے ایک نهایت مستحکم فصیل بنالي -

تاریخ نے اپنے آپ کو دهرایا هے - جرمني کے مشن نے بهي دیوار ڈها کے اسی جگه سیڑهیاں بنالی هیں جهاں پہلے تهیں - اب پهر ایک شخص اسیطرح سیڑهیوں سے مندر میں آتا هے جسطرح عهد قدیم کے پوجاري آیا کرتے تهے !!

جرمن مشن کي اس کارروائي کے لیے هر سیاح اپنے آپ کو مرهون منت محسوس کرتا هے' کیونکه اس دیوار کے هٹ جانے سے مندر کا قدیمي نقشه بالکل واضح هو گیا هے -

اس محـــراب نما پهاٹـک کے بعـد تین دروازے پهلـو به پهلـو هیں - ان دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ بڑا اور مرکزي دروازہ هے - اس دروازے سے اندر داخل هو جایئے تو ایک چهوٹا سا شش گوشه صحن ملتا هے - کسي زمانه میں یه چهوٹا سا صحن هر طرف سے ستونوں کي قطاروں میں محصور تها - ستونوں کي تعداد قریباً چهه تهي' جنمیں سے چار کے پهلوؤں میں کمرے تهے - عربوں نے اس تیسرے راسته کو بهي بند کردیا اور ان دروازوں کو اپني قلعه بندیوں کے سلسلے میں لیلیا -

ان تین راستوں سے گذرنے کے بعد اب آپ بڑے مندر یا قربانگاہ کے مندر میں پهنچینگے - اس کي وسعت کا کسیقدر اندازہ اس سے هو سکتا هے که وہ ۴۴۰ هزار فیٹ لمبا اور ۳۷۰ هزار فیٹ چوڑا هے !!

درمیاني اور اسکے ایک پهلو کا دروازہ گر پڑا هے' مگر انکے اجزاء پریشان پهر جمع کر کے اسي جگه رکهدیے گئے هیں' جهاں کبهي یه دروازے تهے -

اس صحن کے تین طرف یعني مشرق' شمال' اور جنوب میں نیم مربع کمرے هیں - ان کمروں میں مجسموں کے رکهنے کے لیے طاق بنے هوے هیں - افسوس هے که ان مجسموں کا ایک نمونه بهي اب موجود نهیں ! یه کمرے ان پوجاریوں کے لیے تهے جو یهاں پرستش کي غرض سے آکے رهتے تهے -

کمروں کے آگے مصري ستونوں کا سلسله هے - ان ستونوں کے بالائي سروں پر نهایت نفیس و کمیاب کندہ کاري هے - افسوس هے که ستون گر پڑے هیں اور انکے اجزاء صحن میں پڑے هوے هیں - بڑي قربانگاہ کا جو کچهه حصه باقي رهگیا هے وہ ابهی وسط صحن میں اں

سیڑھیوں کے قریب استادہ ہے جو آگے مندر کی طرف جاتی ہیں - اسکے دونوں جانب وضو کے لیے چھوٹے چھوٹے حوض بھی ہیں -

اب سے پہلے قربانگاہ وغیرہ غیر معلوم تھیں - تازہ حفریات میں جرمنی کے مشن نے یہ قربانگاہ اور وہ سیڑھیاں بھی دریافت کرلی ہیں جن پر سے پوجاری قربانی کے لیے آیا کرتے تھے -

قدیم اشوری مندروں میں ترمیم و تغیر کرنے کے مجرم صرف مسلمان قائم ہی نہیں ہیں - عیسائی کشورکشا بھی اسمیں مسلمانوں کے برابر کے شریک ہیں - البتہ ہر ایک کے مصالح جدا گانہ تھے اور جس نے جو تغیر کیا وہ اپنے مصالح کے لحاظ سے کیا -

عیسائیوں نے جب بعلبک فتح کیا تو اُنکی اولین و آخرین کوشش یہ تھی کہ جسطرح بھی ہوسکے، قدیم اشوری بت پرستی کو مٹایا جائے اور اسکے آثار اس طرح معدوم کردیے جائیں کہ انھی مقامات پر عیسائی مقدس عمارتیں تعمیر ہوں - چنانچہ انھوں نے فتح بعلبک کے بعد قربانگاہ کے ایک حصہ کو کھود کے سطح زمین کے برابر کردیا اور دوسرے حصہ پر اسطرح ایک کلیسا بنا دیا کہ اسکا فرش قربانگاہ کی چوٹی کے برابر تھا - دوسرے بڑے مندر کو بھی اسلیے ڈھا دیا کہ اس کے ملبے سے کلیسا بنالیں -

خیر، اس طویل و عریض صحن سے انسان ایک وسیع زینے پر ہوکے خود مندر کے اندر داخل ہوجاتا ہے - اس مندر کی عمارت میں سے اب صرف ستون باقی رهگئے ہیں - ان ستونوں کے متعلق پروفیسر ٹائیلر (Prof. Taylar) لکھتے ہیں :

"میرے علم میں قدیم صنعت کے پس ماندہ آثار میں ان ستونوں سے خوبصورت کوئی شے نہیں - ہر رخ سے اور چاند اور سورج، دونوں کی روشنی میں انکی حالت بالکل یکساں ہے -

ایک عجیب بات یہ ہے کہ اگر کسیقدر فاصلے سے ان ستونوں کو دیکھیے تو اپنے باہمی مکمل تناسب کی وجہ سے جسقدر انکا طول ہے اس سے کہیں زیادہ معلوم ہوتے ہیں !

یہ عظیم الشان و سر بفلک ستون جس چبوترہ پر قائم ہیں وہ بجاے خود ایک حیرت انگیز چیز ہے - یہ چبوترہ کیا ہے ؟ ایک دیوار ہے جسکی بلندی ۴۰ فیٹ کی ہے - ان ستونوں کا قطر ساڑھے سات فیٹ ہے - طول مع قرطاجنی گنبدوں کے ۷۰ فیٹ -

* * *

یہاں تک تو بعلبک کے مشہور ترین آثار یعنی بڑے مندر کے کھنڈروں کا تذکرہ تھا - اب ہم دوسرے بڑے مندر کے کھنڈروں کے حالات لکھنا چاہتے ہیں -

جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں دوسرا مندر بیکچش کا مندر ہے - یہ مندر بڑے مندر کے جنوب میں واقع ہے - یہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل آزاد و بے تعلق ہیں - اس مندر کی سطح پہلے مندر کی سطح سے کسیقدر پست ہے - اس میں کوئی صحن نہیں - مشرق کی طرف سے ایک زینہ ہے - اسی پر چڑھکے مندر میں جاتے ہیں - اسکے حجرے طول میں زیادہ اور عرض میں کم ہیں - اس کی دیواریں باہر سے بالکل سادی ہیں - البتہ جس پتھر سے بنائی گئی ہیں وہ خوب درست کرلیا گیا ہے، اور جوڑ تو اس قدر خوب ملاے ہیں کہ تعریف نہیں ہوسکتی - دونوں سروں کے اتصال کا یہ عالم ہے کہ چھری کا پھل بھی اندر نہیں جاسکتا - اس حجرے کے دونوں طرف کوئی دس فیٹ کے فاصلے پر چکنے ستونوں کی ایک قطار ہے - یہ ستون مع اپنے بالائی حصہ کے ۵۲ فیٹ بلند ہیں - چھت کی دیواروں کے ساتھ انہیں پتھر کے ٹکڑوں کے ذریعہ ملایا گیا ہے - ان ٹکڑوں کی تعداد بہت ہے اور ان پر بادشاہوں اور دیوتاؤں کی تصویریں کندہ ہیں - ان تصویروں کے بیچ بیچ میں پھولوں وغیرہ کی تصویریں بھی بنی ہوئی ہیں - غرضکہ یہ چھت صنعت و قلمکاری کے لحاظ سے عجیب و غریب ہے -

حجرے کی دیواریں تو ابھی سالم و ثابت ہیں البتہ اکثر ستون گر گئے ہیں - جو حصہ ابھی نہیں گرا ہے اسمیں شمال کی حالت بہت زیادہ بہتر ہے -

اس مندر کے دروازے کو اسکا درۃ التاج سمجھنا چاہیے - کیونکہ اگرچہ اس عمارت کے اور حصوں میں بھی گلکاری کی ہے اور صنعت کے عمدہ عمدہ نمونے دکھلائے گئے ہیں، مگر دروازہ کی صنعت ان سب سے بدرجہا بہتر ہے -

یہ دروازہ ۴۳ فیٹ بلند اور ساڑھے ۱۲ فیٹ عریض ہے - اسمیں جسقدر حصہ پر گلکاری کی ہے اسکی مقدار ۹ فیٹ کے قریب ہے -

یہ تو آپکو پہلے ہی معلوم ہوچکا ہے کہ تیسرا مندر زہرہ کا ہے - یہ مندر دوسرے مندروں کے کھنڈر سے ۲ سو میل پر واقع ہے - یہ ایک قرطاجنی وضع کی عدیم المثل عمارت ہے جسکا اندرونی حصہ خوب ہی آراستہ ہے - اندرونی ستونوں کی وجہ سے یہ عمارت بالکل ہشت گوشہ معلوم ہوتی ہے - یونانی عیسائیوں نے اسکو سینٹ باربرا کا گرجا بنا لیا ہے - گذشتہ صدی میں انھوں نے اسکی تجدید کی کوشش بھی کی تھی جو کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہوئی -

بیکچس کے مندر کے ستون جن پر چھتا قائم ہے

عالم اسلامی

چرکس، گرج، داغستان، قوقاز، و ترکی

اثر محمود رشاد بے

(۳)

قوقاز سے تین گھنٹے کی مسافت پر صوبہ قوبانسکی واقع ہے - یہاں اکثر چرکس قبائل رہتے ہیں جنکے نام ابزاخ، ماتوقاے بجدوغ، کمکو، شاپغ، اور حکوس ہیں - اس صوبہ کا یہ نام نہر قوبان کی مناسبت سے ہے - یہ نہر سلسلہ اوا قوقاز کے کوہ البرز سے نکلی ہے اور بحر اسود سے جاکے ملگئی ہے -

امبز کے شمالی پہاڑوں کے دامن میں قرہ جاے کے چرکسی قبائل رہتے ہیں - چرکسوں کا ایک اور قبیلہ ہے جس کا نام شہشانس ہے - یہ قبیلہ بھی پہاڑ کا رہنے والا ہے -

اس موقع پر ان قبائل کو نہ بھولنا چاہیے جنکا ذکر بلاد ثانی کے تذکرہ میں آچکا ہے -

اگرچہ چرکسوں کی تعداد ۵ لاکھ سے زیادہ نہیں، مگر با ایں ہمہ تمام اہل قوقاز انکے نام سے تھراتے ہیں کیونکہ وہ شجاعت، جرات، تیر اندازی، اور اسپ سواری میں مشہور ہیں - خود حکومت روس خاص انکا بھی خیال کرتی ہے اور دوسروں سے زیادہ عزت کرتی ہے -

تیرسکی سے شہر شیخ شامل تک ۱۶ گھنٹے کا راستہ ہے - ۶ گھنٹے گاڑی میں بیٹھنا پڑتا ہے اور ۱۰ گھنٹے پیدل چلنا پڑتا ہے - یہ نامور شخص داغستان کے قبیلہ لزجین میں سے ہے اسکا اصلی نام شمویل ہے مگر عام طور پر ہر طرف وہ شامل ہی کہلاتا ہے -

سد ہندیہ کا افتتاح بغداد میں

والی بغداد، گورنر، و حکام و اشراف شہر -

شیخ شامل نہ صرف ایک فوجی اور جنگی انسان تھا، بلکہ ایک سخت دیندار اور منتظم شخص تھا - اس نے اپنے زمانے میں جامع قوقاریہ بنوالی اور شرعی عدالتیں قائم کیں، اور جب روس نے اسکے وطن عزیز و محبوب کو لینا چاہا تو اس نے اسکی مدافعت میں مسلسل ۴۵ سال تک جنگ جاری رکھی - ۱۳ سال تک تو ایک دوسرے شخص کے جھنڈے کے نیچے لڑا، اور ۳۲ برس تک خود اپنے علم کے نیچے - اگر حاجی مراد نامی ایک شخص خیانت نہ کرتا تو یقینا روس کبھی بھی اسے قید کرنے میں کامیاب نہ ہوتا -

شیخ شامل جب قید ہوگیا تو روس نے اسے رہنے کے لیے ایک خاص کوٹھی شہر کالوجا میں دیدی جو موسکو سے ۳ سو میل کے فاصلہ پر نہر اوکا کے ساحل میں واقع ہے -

شیخ شامل ایک عرصہ تک یہاں نہایت عزت و احترام کے ساتھ رہا - اسکے بعد حکومت روس نے اسے حجاز جانے کی اجازت دی - شیخ شامل حجاز روانہ ہوا، اور حج بیت للہ اور زیارت روضہ مطہرہ نبوی سے مشرف ہوکے مدینۂ منورہ ہی میں اقامت اختیار کرلی - یہاں تک کہ وہیں انتقال کیا -

شیخ شامل نے تین لڑکے اپنی یادگار میں چھوڑے - ایک محمد شافع جس نے روسی مدارس میں تعلیم پائی اور پھر روسی فوج میں بھرتی ہوا اور ترقی کرتے کرتے جنرل کے عہدے تک پہنچا - تین سال ہوے کہ اس نے انتقال کیا ہے - دوسرا غازی محمد جس نے مدینہ منورہ میں انتقال کیا - تیسرا محمد کمال بے جو آجکل یہیں موجود ہے -

شیخ شامل کی قبر مدینہ منورہ میں ابن حجر مکی کی قبر کے آگے، اور حضرۃ ابن عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پہلو میں ہے -

داغستان کی آبادی ۸ لاکھ ہے - ان لوگوں میں بھی وہ تمام صفات عالیہ اور حالات سامیہ پائے جاتے ہیں جو انکے بھائی چرکسوں میں ہیں - داغستان کی تہذیب و شایستگی، فضائل و کمالات کی روح، اور انکے اصلاح و تقوی کا سہرا ایک بخاری عالم شیخ محمد بن سلیمان کے سر ہے، جس نے فی الحقیقت اسلام کی سب سے بیش قرار خدمات انجام دیں - اسی شیخ جلیل کی صحبت سے ایک بزرگ شیخ منصور نامی اٹھے، جنھوں نے روس کے خلاف جہاد دینی کی دعوت دی، اور جنکے ایک شاگرد شیخ شامل بھی تھے -

چرکس، لزجین، اور اباذا قوقاز کی قدیم ترین قومیں ہیں - تاریخ میں ان سے پہلے ممالک قوقاز میں کسی قوم کے رہنے کا پتہ نہیں چلتا -

یہ قومیں پیدایش مسیح سے تین ہزار سال پہلے وسط ایشیا سے یہاں آئیں اور یہیں رہگئیں - آٹھویں صدی عیسوی میں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں، اور پھر ان سے اسلام کو نہایت تقویت و تائید ہوئی کیونکہ انکی شجاعت و بسالت معمولی نہ تھی -

ان سب کا خاندان قریباً ایک ہی ہے، لیکن جب قوقاز میں یہ قومیں آئیں اور مختلف حصوں میں رہنے لگیں تو زبانوں میں اختلاف پیدا ہوگیا اور قریباً ہر ایک کی ایک نئی زبان بنگئی -

یہ تمام زبانیں صرف بولی جاتی ہیں - لکھی نہیں جاتیں - ان زبانوں کے سب سے زیادہ نمایاں حروف حاء، خاء، سین، شین، قاف، اور عین ہیں - ان قوموں کے تمام معاملات عربی میں ہوتے ہیں - یہاں کے علماء اور امام عربی پڑھنا اور لکھنا دونوں جانتے ہیں، اور داغستان میں تو عربی بولتے بھی ہیں -

یہ تمام قبائل اپنے گونہ گوں اختلافات کے باوجود ایک ہی قسم کا لباس پہنتے ہیں جسکو چرکسکا کہتے ہیں - چرکسکا ایک جبہ سے عبارت ہے جسکو شوخا بھی کہتے ہیں - شوخا کے سینہ پر انگلیاں سی بنی ہوئی ہوتی ہیں جسکو کازیری کہتے ہیں - کازیری درَاصل کارتوس رکھنے کے لیے تھیں، مگر اب محض نمایش اور حفظ وضع قدیم کے لیے رہگئی ہیں - پیٹ پر ایک خنجر لٹکا ہوتا ہے - اسکو کنجال کہتے ہیں - اسکی نیام طلائی مرصع کبھی غیر مرصع اور نقرئی ہوتی ہے - زیادہ تر انکے سروں پر پپاخ ہوتی ہے جو ایران کی

قديمي وضع كي مشهور ٹوپي ہے - (عباسيه ٹوپي قاقسوہ بهي اسي طـرح كي لنبي اور نـكيلي ٹوپي هوتي تهی - يه در اصل ايراني مجوسيوں كي ايجاد ہے - الہلال) جاڑے ميں سياہ پوستين اوڑھتے هيں جو قورقا كہلاتي هيں -

گرج مسلمان هوں يا عيسائي ' اكثر يہی لباس پہنتے هيں - انكے يہاں جبه ارخالوخ كہلاتا ہے - بعض لوگ پياخ نہيں اوڑهتے بلكه ايک كپڑا سر پر باندهليتے هيں - جسكو انكے يہاں باباماتی كہتے هيں - بعض لوگ ايک اور قسم كی بنی هوئی ٹوپي اوڑهتے هيں جو باشلاقي كہلاتي ہے - اسميں گهونگهٹ سی هوتي هيں ' اور اسكے دونوں سرے اتنے لمبے هوتے هيں كه زانوں تک آتے هيں -

گرج تيسري صدي عيسوي كے آخر اور چوتهی صدي عيسوي كے آغاز ميں عيسائی هوے - گرجي زبان جسطرح بولي جاتی ہے اسطرح لكهي بهي جاتي ہے - اسكے حروف بالكل نرالی وضع كے هيں اور اسي ليے كسی زبان كے حروف سے انهيں تشبيه نہيں ديجا سكتي - يه حـروف نهايت قديم هيں - بيان كيا جاتا ہے كه چوتهی صدي قبل مسيح ميں ايجاد هوے -

گرجوں ميں بہت سے شعرا گذرے هيں جنميں سب سے زيادہ مشہور روستا فلاي ہے - روستا فلي تيسري صدي عيسوي ميں تها - اسكي بہترين نظم وہ ہے جو " نيندوے كي كهال " كے نام سے مشہور ہے -

صـفط ميں يورپين تمـدن كی تكميل اور رياست كا خاتمـه !

سلطان حال موٹركار پر سوار جارہے هيں

قوقاز كے دو حصے هيں اور دونوں قوقاز كے سلسله كوه كی وجـه سے ايک دوسرے سے عليحدہ هيں - ايک حـصه يـورپ ميں ہے اور دوسرا ايشيـا ميں - يورپين حصے ميں گرجي ' منجريلي ' ازجيهي ' سواني ' شبخشاي ' اور انكے علاوہ روسي ' ارمني ' تـركي ' ايراني ' عـرضكه كوئي تيس مختلف زبـانيں بولي جاتي هيں -

اسـكا بجٹ ۶۷ ملين روبل (تـقريباً ۷۰ ملين پونـڈ) ہے -

قوقاز ميں تجارت كا بيشتر حصه ارمنيوں كے هاتهه ميں ہے - صنعت ميں بهي وهي پيش پيش هيں اور زرگري كي يه حالت ہے كه خنجروں اور تلواروں كی تمام مرصع اور سادہ نيامیں انهی كے هاتهه كي بنی هوتي هيں -

يہاں دیسي فوجي افسر روسي افسروں كي طرح فوجي كاسكٹ نہيں پہنتے بلكه عجمي قابق پہنتے هيں ' جس پر طلائي يا نقرئی ايران كا نشان حكومت اور اس كے اوپر روسي تاج بنا هوتا ہے -

قوقاز ميں سردي نهايت سخت پڑتي ہے ' حتی كه كبهی كبهی مقياس الحرارت (تهرما ميٹر) صفر كے درجے سے نيچے تـک اتر آتا ہے -

قوقاز اور تمام وسط ايشيا ميں روسي حكومت انيسويں صدي ميں قائم هوئي ' ليكن بخارے كی خود مختاري ابهی تـک روس كے زير سيادت باقی ہے (مختص براے نام - الہلال) -

قوقاز كے گورنر جنرل كا لقب هندوستان كے گورنر جنرل كی طرح نائب الملـک (وائسراے) ہے - اسكي كل آبادي كوئي سات ملين ہے ' جسميں تين ملين مسلمان ' دو ملين گرج ' دو لاكهه منجريلياں هيں - گرج اور منجريليان دونوں قوميں مذهبا آرتهوڈكس اور رومن كيتهولـک هيں - زيادہ تعداد آرتهوڈكس كی ہے - گرجوں ميں مسلمان بهی هيں ' جنـكی مجموعي تعـداد ۹۰ هزار ہے - ارمني تمام دنيا ميں ۴ ملين هيں ' جسميں سے ڈيڑه ملين قوقـاز ميں ' دو ملـين دولت عثـمانيـه ميں ' اور نصف ملـين ايران ميں -

يہاں ايک قوم رهتی ہے جسكا نام " سوانت " ہے مگر اسكی تعداد معلوم نہيں - يه ابهي تـک بالكل ابتدائي طبيعي حالت پر ہے - چنانچه اسوقت بهي وہ بهيڑوں كي كهالیں پہنتے هيں -

قوقاز ميں يہودي بهي هيں ' اور انكي تعداد معقول ہے يعنی ۴ لاكهه -

قوقاز ميں دو فوجی چهاونياں هيں - ايک قارص ميں عثمانی سرحد پر ' دوسري تفليس ميں - ان دونوں چهاونيوں كي هر پلٹن ميں ۷۰ هزار سپاهی هوتے هيں -

ميں قلا دوما قفقاز سے تفليس موٹر كار پر واپس آيا اور تفليس سے ريل ميں سوار هوكر ۱۲ گهنٹے سے زائد ميں باكو پهنچ گيا -

(بـاكـو)

يه شہر بحر خزر پر واقع ہے - پہلے يه ايران كے ماتحت تها مگر اب روس كے زيرنگيں ہے - تمام شہر بالكل نئے طرز كا بنا هوا ہے - سڑكيں بالكل باقاعدہ هيں - روشنی برقی ہے - يہاں كي آب و هوا نهايت خراب ' اور گرمی تفليس سے بهی زيادہ ہے - اسكي وجه يه ہے كه يہاں سے ايک گهنٹے كي مسافت پر كراسن تيل كے چشمے هيں - هر چند كه ان چشموں سے دولت كے چشمے ابلتے هيں اور اهل شہر كہلبے سونے كے سيلاب نكلكر بہتے هيں ' ليكن انـكي وجه سے گرميوں ميں يہاں كا موسم نا قابل برداشت بهی هوجاتا ہے -

باكو كراسن تيل اور پٹرول كی سلطنت سمجها جاتا ہے - چنانچه خود اسميں اور اسكے نواح ميں جسقدر چشمے اس وقت موجود هيں انكي تعداد ايک سو ہے - دنيا ميں جسقدر گيس بكتا ہے اس كا نصف حصه انهيں چشموں كے تيل سے بنتا ہے -

باكو ميں بہت سے مسلمان لكهپتی هيں ' مثلاً موسی ناغی يوف ۶۰ ملين روبل (۶ ملين پونڈ) كے آدمي هيں - حاجي زين العابدين تقی يوف كی حيثيت پچاس ۵۰ ملين كي تهی - مرزا علی دوف شرحه اور شيخ علی دادا دوف كے پاس ۳۰ ' ۳۰ ملين هيں - مختار روف كوئی ۲۵ ملين كے سمجهے جاتے هيں -

(حاجي زين العابدين ايراني الاصل اور ايک نهايت معتبر و وطن پرست شخص تها - سفر نامه حاجي ابراهيم بيگ اسی كی تصنيف ہے - وہ اپنے پاس سے پوري قيمت ديكر حبل المتين كلكته كی آٹهه سو كاپياں علما و مجتهدين ايران و عراق ميں برسوں تقسيم كراتا رها تاكه وہ ضرورت زمانه سے واقف هوں اور ملت و وطن كی بربادی كو سمجهيں - فاضل مراسله نگار كو اسكے حالات معلوم نہيں - نور الله مرقدہ - الہلال) -

تقی دوف پہلے شبالا كے نام سے بہت مشہور تهے ' مگر اب انكا نام هی نام مشہور ہے - انكے اپنے اسٹيمر دريا ميں چلتے هيں - اسكے علاوہ بنـک اور كارخانے هيں - اپني قوم پر بهی انكے بيشمار احسانات هيں - كتنی هي اسپتاليں بنوائيں ' لڑكوں اور لڑكيوں كے ليے مـدرسے قائم كيے ' اور طرح طرح كے نيک كاموں ميں حصه ليا - ان كارهاے خير سے انكے نام كو زندگي جاويد حاصل هوگئی ہے ' اور انكا ذكر تمام مجلسوں ميں لوگوں كی زبانوں پر رهتا ہے - يه بهي خدا كي قدرت ہے كه انكو يه مرتبه ملا - پہلے تو انكی حالت يه تهي كه انكے پاس كچهه بهي نه تها -

دار العلوم ندوہ

طلبا کی اسٹرائک

طلباء دار العلوم کے قیام کی تقسیم بوجہ کسی مستقل مکان نہ ہونیکے دو مکانوں میں ہے - ۷ کی شب کو طلباء اپنے کمرونمیں چلے گئے - صبح منتظمین کے حکم سے تقریباً ۱۵ چھوٹے طالب علم بجبر وہیں روک لیے گئے ' اور باوجود پورے اظہار بے چینی کے اونکو باہر جانیکی اجازت نہیں دیگئی - ۸۰ بڑے طلباء اپنے سابق رویہ پر قائم رہے - دس بجے پرنسپل صاحب کیطرف سے بڑے درجونکے سات طالب علموں کے اخراج نام کا حکم صادر ہوا - طلبا کیطرف سے بدستور جواب خاموشی سے دیاگیا - تعلیم اوسوقت حضرات مدرسین کے ذریعہ تعلیم گاہ کے تخلیہ کا حکم دیا گیا - چونکہ طلباء حضرات مدرسین کے ہر جائز حکم پر گردن اطاعت خم کرنیکے لیے تیار معلوم ہوتے ہیں ' اسلیے انہوں نے اس پر فوراً عملدر آمد کیا اور درسگاہ سے علحدہ ہوگئے - جسوقت منتظمین کو معلوم ہوا کہ طلباء مدرسین کے احکام کو بخوشی منظور کرلیتے ہیں ' اوس وقت یہہ کارروائی شروع کردی - مدرسین کو فہمائش کیلیے بھیجا کہ وہ طلباء کو سمجھائیں کہ اس حرکت سے باز آئیں ' مگر اسمیں ناکامیابی ہوئی ' اور طلباء نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ اگر آپ ہماری شکایات کے ذمہدار ہوجائیے تو البتہ ایسا ممکن ہے - مگر چونکہ حضرات مدرسین براہ راست کوئی اختیار نہیں رکھتے تھے اسلیے اس پر سکوت اختیار کیا - پرنسپل صاحب نے مدرسین سے کوئی رپورٹ اسکے متعلق لکھوائی جسکے مضمون سے ہم بالکل بے خبر ہیں - پرنسپل صاحب نے ایک حکم جاری کیا کہ اگر طلباء اس حرکت سے باز نہ آئے تو ہم بہت جلد کوئی سخت کارروائی شروع کریںگے - چار بجے کے بعد انہیں حضرات ارکان میں سے جو اس کے قبل تشریف لائے تھے' دو صاحب دار العلوم تشریف لائے ' اور طلباء سے ایک ایسی کمیشن کیلیے دریافت فرمایا جس میں مقامی ارکان کے علاوہ دو صاحب اور شریک کرلیے جائیں - چونکہ اکثر طلباء اوسوقت موجود نہ تھے ' اسلیے یہ عذر پیش کیا کہ ہم مشورہ کرنیکے بعد اس کا جواب بہت جلد دینگے ' مگر بجائے اس عذر کی سماعت کے برہمی کا اظہار کیاگیا ' اور یہ فرماکر جناب ناظم صاحب کے مکان پر واپس تشریف لیگئے کہ ہمارے ساتھہ بغیر کسی سخت کارروائی کے کام نہیں چلیگا -

چند طلباء پھر ارکان کے پاس گئے اور دریافت کرنا چاہا کہ اس کا جواب ہم سے لیا جائیگا ' لیکن اس کا جواب بھی سختی سے دیاگیا کہ ہم کوئی جواب نہیں چاہتے - اس کے بعد پھر کوئی کارروائی نہیں ہوئی -

آخر میں ہم یہ عرض کردینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر اس وقت پریس و سربرآوردگان قوم نے فوراً توجہ نہیں فرمائی تو یہ معاملہ بہت ناگوار حد تک پہونچ جائیگا - حضرات مقامی ارکان کا برتاؤ ہمیشہ سے طلباء کے ساتھہ بہت خراب رہا ہے - انمیں اکثر ایسے حضرات بھی ہیں جو عربی خواں طلباء کو بیحد ذلیل اور ناقابل خطاب سمجھتے ہیں جس کا ثبوت اونکا ہمیشہ کا طرز عمل ہے ' و السلام -

ایک نامہ نگار - ۹ - مارچ سنہ ۱۴ ع

ندوۃ العلما

اور

علامہ شبلی نعمانی

ہمدرد قوم و ملت -

کچھہ عرصہ سے قوم کی بیداری کا راگ اعلی سروں میں الاپا جارہا ہے' اور معناً راگ کے ٹیپ و بند کا مفہوم یہ ہے کہ قوم کسی بڑی سے بڑی کایاپلٹ اور بھلائی کی امید کر رہی ہے - ذرایع حصول مدعا ؟ وہ جو اپنے کو لیڈر قوم قرار دیکر قوم کے افراد سے اپنا تعارف کرانے کے لیے مستدعی و متمنی ہیں ! سبحان ربك رب العزة عما تصفون !

مولانا شبلی نعمانی مد ظلہ کی خدمات پر تھوڑی دیر کے لیے بلا رو و رعایت غور فرمائیے - کیا مولانا کی خدمات انہیں نکتہ چینیوں کی سزا وار تھیں جو کی گئیں' اور قوم نے کیا فایدہ اوٹھایا ؟ دو صاحب مولانا کی نظامت ندوہ سے علحدگی کا باعث ہوے اب وہ کہاں ہیں ؟ ندوہ کی ڈگمگاتی کشتی کو کچھہ تو سہارا دیں - کم سے کم کوئی تدبیر ہی تجویز فرماویں -

حضرت ! آپ للہ محض اخبار میں ہفتہ وار لیڈر نکالنے پر قناعت نکریں - اب وقت سر پر آگیا ہے کہ مناسب عملی تجویز پیش ہو' اور اوس پر اکابر قوم عمل کرنے میں حصہ ضروری لیں' ورنہ قوم کا " وہ انسٹیٹیوشن " جس پر نظریں اوٹھنے لگی تھیں ' اور جس کے ساتھہ قوم کی اہم امیدیں وابستہ ہو چلی تھیں' خاک بدہن حاسدین' خلاف رنگ اختیار کرلیگا ' اور متلاشیان حق کے حق میں عبرتکدہ بنجائیگا -

خلاصہ کلام - میری حقیر راے جو غایت ادب کے ساتھہ پیش ہے ' یہہ ہے کہ جس صورت سے بھی ممکن ہو مولانا شبلی نعمانی مدظلہ اس پر آمادہ کیے جاویں کہ گذشتہ را صلواۃ تمام نکتہ چینیاں معاف فرماکر قومی کشتی کی جو گرداب بلا میں اولجھی ہوئی ہے ناخدائی فرماویں - غیر ممکن ہے کہ مولانا اپنے ہمدرد دل کے ساتھہ استدعاء قوم قبول نہ فرماویں ' اور اوسکو ساحل مقصود پر پہونچانے میں ہاتھہ پاوں نہ ماریں' اور اپنے ہی نونہال پودوں کو مرجھایا ہوا چھوڑدیں - اگر ضرورت ہو تو قومی استدعا کے ساتھہ ایک ڈیپوٹیشن اکابر قوم کا مولانا کی خدمت میں حاضر ہوکر استدعاء پیش کرے - جہاں تک میرا خیال ہے مولانا اس کی نوبت خود نہ آنے دینگے - زیادہ والسلام -

ہیڈ ممبر - شیخ احمد حسین - (خان بہادر)

انریری مجسٹریٹ اجورہ - ضلع فتحپور

الهلال :

اب ندوہ کا معاملہ صرف مولانا شبلی کی معتمدی کا مسئلہ نہیں رہا - یہ سوال بعد کا ہے کہ آیندہ کون ہو؟ سب سے پہلے ندوہ کے تمام معاملات کی اصلاح کرنی چاہیے - اور قوم کو مثل تمام کاموں کے اس کام کو بھی اپنے ہاتھوں میں رکھنا چاہیے - جو شخص ناظم ہو' قانون ' قاعدہ ' اہلیت اور قومی فیصلہ سے ہو - سوال صرف مولانا شبلی کا نہیں ہے اور نہ صرف اسکے پیچھے وقت ضائع کرنا چاہیے - قوم کی قسمت صرف مولانا شبلی کے ہاتھہ میں نہیں ہے - سوال اصول کا ہے -

مکتوب لندن

میں نے ایک دو سال ہوے لکھا تھا کہ مسلمانوں پر خراب وقت آیا اور اس سے بھی خراب تر آنے والا ہے - جنگ بلقان نے اوس خراب وقت کو بد قسمتی سے ہم سبکو دکھا دیا - خدا ایسا وقت کسی پر نہ لاے - زمین پر جہنم کا نظارہ دیکھنے کی کسے تاب ؟ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ اگر ہم غافل رہے تو جلد ہی اس سے بھی خراب وقت مسلمانوں پر آنے والا ہے - ہمکو ہماری غفلت کی سزا دینا فطرت کے قانون کے مطابق ہے - اسلیے اوس سزا کا ملنا یقینی ہے اور آثار ظاہر کر رہے ہیں کہ اسکا انتظام ہو رہا ہے -

اچھا پھر وہی سوال ہوتا ہے کہ با وجود خدا کے مکرر وعدوں کے کہ مسلمان و مومن فتحیاب ہونگے' نہ بلائیں' یہ شکستیں ہمکو کیوں نصیب ہوئیں - اور میں آئندہ ان سے بھی بہت سنگین بلاؤں کا کیوں خوف دلا رہا ہوں ؟ نہیں میں پھر کہتا ہوں نہ خدا کا کلام سچا تھا - سچا ہے - اور سچا رہیگا -

ہم نے شکستوں پر شکستیں کھالیں - محض اسوجہہ سے کہ ہم در اصل مسلمان نہ تھے اور اگر ہم مومن نہ ہوے تو اور سنگین شکستیں کھاینگے اور جلد ہی کھاینگے - اگر وہ امانت جو ہمکو رب العالمین نے سپرد کی تھی رہ نہی ہم سے جاتی رہے اور کسی دوسری قوم کو نصیب ہو جاے تو عجب نہیں -

کسقدر صدمہ کی بات ہے کہ ہم لوگ جو اسلام کے نام کو روشن کرنے کے لیے خلق ہوے تھے' آج خود ہمارے ہی ہاتھوں اسلام کے ملک رتبہ نام پر خاک ڈالی جا رہی ہے ! ہم اس اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اپنے اعمال و افعال سے جسکا نام ہمارے اجداد کو جان' مال' اولاد' غرضکہ ہر چیز سے زیادہ عزیز تھا - جسکے نام کی خاطر وہ لوگ فاقہ پر فاقہ کرتے تھے - زخموں پر زخم کھاتے تھے - عورتوں کو بیوہ' بچوں کو یتیم چھوڑتے تھے - جلا وطنیاں اختیار کرتے تھے - زحمتیں اوٹھاتے تھے -

وہ زمانہ خیال کرو جب حضرت معین الدین چشتی اجمیر میں آے تھے - اسوقت وہاں شاہانہ عمارت اور دربار دکھتے ہو مگر بعد انکے آنکو زندگی میں آنہوں نہ نصیب نہ تھا - یہ ریل نہ تھی - یہ ہوٹل نہ تھے - یہ امن وامان بھی نہ تھا - اجمیر ایک زبردست کفرستان تھا - اسوقت تک مسلمانوں سے ہندوستان بہت مانوس بھی نہ ہوا تھا - اور چونکہ وہ وقت ہندوں کے بھی ادبار کا تھا اسلیے جہالت تعصب وغیرہ اسوقت بہت زیادہ تھا - پھر بھی اس خدا کے بندہ نے اجمیر میں آکر اپنا بستر جما ہی دیا - یہ سفر ترکی کے یا ایران کے مالی کا نہ تھا - صرف زمین کے چھوٹے چھوٹے سنگ ریزوں کا - یہ سب تکلیف خواجہ معین الدین چشتی نے محض اسلام کے نام کے لیے اوٹھائی -

میں کشمیر میں بہت رہا ہوں - لیکن وہاں کی اور باتوں کے علاوہ جس بات نے میرے دلپر اثر ڈالا' وہاں کے مزارات ہیں - قریب قریب جہاں جہاں میں گیا' وہاں کوئی نہ کوئی مسلمان درویش زمین کے اندر آرام سے سوتے ہیں - مزار شریف و عشق مقام وغیرہ تو مشہور مقامات ہیں - گل مرگ کے پاس بابا مریشی کا مزار ملا' گل مرگ مقابلتاً کوئی زیادہ دشوار گذار مقام اس زمانے میں بھی نہ رہا ہوگا جب بابا مریشی وہاں پہنچکر کسی پتھر کا تکیہ بناکر تخت زمین پر متمکن ہوے ہونگے' لیکن تعجب تو مجھے جب ہوا جب کئی اونچے اونچے پہاڑوں سے گذر کر' برف پر چل کر' ملو خاں کے برباد دکن آثار کی تاریخ کو دہرا کر' مقام گریز میں ایک مزار دیکھا - با وجود اسکے کہ اسوقت ہر طرح کی کوشش کرکے آمد و رفت کے لیے راستہ صاف کیا گیا ہے' سڑک بھی بنائی گئی ہے - مگر پھر بھی گریز صرف تین ہی چار مہینے دنیا کے دوسرے حصوں سے رسم و راہ رکھتا ہے پھر اس زمانہ میں تو انسان کا وہاں پہونچنا اگر محال نہیں تو دشوار ہے ایک درجہ مشکل تو ضرور رہا ہوگا'

الحمد للہ کہ اس گئی ہوئی حالت میں بھی بعض خدا کے بندے ہندوستان میں ایسے ہیں جو اسلام سے خالص محبت رکھتے ہیں اور طاقت بھر اوسکی خدمت کرتے ہیں -

ایک انمیں کے خواجہ کمال الدین صاحب پنجاب کے ہیں جنہوں نے اچھہ عرصہ سے اپنی وکالت چھوڑ کر' گھر چھوڑ کر' اعزا و احباب کو چھوڑ کر اس جزیرہ میں جو آجکل دنیا کے شور و شر ہو رہا ہے' سکونت اختیار کی ہے - کسی تجارتی کام کے لیے نہیں - اپنے نام کے لیے نہیں - کسی سیاحت و تفریح کے شوق کے لیے نہیں بلکہ محض اسلام کی خدمت کے لیے - صد آفرین ہے اس کی ہمت پر -

نہ نہیں کہ اس جزیرے میں اس سے پہلے اسلام کی روشنی نہیں پھیلی تھی - اسلام کی روشنی تو ہر جگہ تیرہ سو برس سے پھیل گئی ہے - یہاں بھی وہ روشنی دلا شبہہ پہونچی - یہانتک کہ یہاں کے پادریوں کو کوشش کرنی پڑی کہ یہاں کی خلقت اس سے موثر نہ ہو - یہاں کا ایک بادشاہ فوج و سپاہ لیکر جنگ صلیب میں شریک ہوا - اور وہ جنگ عیسائیت کی سب سے بڑی کوشش تھی تا کہ اس کی روشنی کو گل کردے - یہاں کی کتابوں کی سیر کرنے والے کی نظر اکثر رسول عربی' فخر الناس' افضل البشر' رحمت العالمین کے بگاڑے ہوے نام اور توہین سے بھرے ہوے کالموں پر پڑتی ہے - کوئی دقیقہ یہاں کے پادریوں نے اسبات کا اوٹھا نہ رکھا کہ یہاں کے باشندے اسلام کو ایسی خوفناک اور دہشتناک صورت میں دیکھیں کہ اسکا نام آتے ہی لوگوں کو نفرت ہوجاوے - اسلام کے نام کو بھی مصلحت سے بدلدیا اور محمدن یا محمڈن مذہب کہنا شروع کردیا - ہمارے جاہل کچھہ انگریزی جاننے والے ہندی مسلمانوں نے بھی اپنے کو اور اپنے اسکولوں کو محمڈن کے لفظ سے پکارنا شروع کیا ہے - وہ یہ نہ سمجھے کہ خدا نے اور رسول نے جو مسلمانوں کو محمدی نہ کہا دراصل کچھہ مصلحت ہی ہوگی - یہاں کے پادریوں نے محمڈن جس مصلحت سے کہا وہ یہ تھی کہ یہاں کے لوگوں پر اونہوں نے نقش کیا تھا کہ مسلمان کافر اور محمد پرست (Lenthen) ہیں - محمد کے زیارت کو پوجتے ہیں - نماز جب پڑھتے ہیں تو سامنے اونکے بانوت کا نقشہ رکھہ لیتے ہیں -

اونہوں نے پھیلایا کہ قرآن کہتا ہے' عورتوں کی روح نہیں ہوتی - مسلمان مرد کے لیے لازمی ہے کہ بہت سی عورتوں سے عقد کرے - اسلام بہت ہی خونی مذہب ہے - جسقدر مسلمان دنیا میں ہیں سب بزور تیغ مسلمان بناے گئے - حضرت رسول اللہ کی جو واقعی تمام عالموں کے لیے رحمت ہیں ایک خیالی تصویر بھی بنائی تو اوسی سنت پال کی تصویر کی طرح جو روم کے گرجے کے دروازے پر نصب ہوئی ہے - یعنی ایک ہاتھہ میں کتاب اور ایک میں تلوار -

لیکن اسکا وہم بھی یہاں کے پادریوں کو نہ تھا کہ کسی وقت تبلیغ اسلام کا کام بھی یہاں کچھہ نہ کچھہ شروع ہوجاویگا -

یہاں مختلف اوقات پر تبلیغ اسلام کی کوششیں ہوئیں - ایک ایرانی صاحب نے عرصہ ہوا ایک انجمن قائم کرنے کی کوشش

کی تھی اور کچھ رسالے بھی لکھے تھے - نماز وغیرہ کا انتظام شاید مسٹر محمود مرحوم کے زمانہ میں بھی بعض لوگوں نے کیا تھا - لورپول کا مجمع تو هندوستان والوں میں شاید سبھی کو معلوم هوچکا ہے -

پین اسلامک سوسائٹی نے دس بارہ برس هوے ایک خاص تحریک پیدا کردی جسکے سکریٹری ڈاکٹر سہروردی تھے اور کچھ انگریز یہاں کے مسلمان هو بھی گئے - امراء برطانیہ میں لارڈ اسٹینلی اول مسلمان شخص هیں جنکو اسلام سے عزت حاصل هوئی اور جنہوں نے مردانگی سے اپنے کو مسلمان ظاهر کیا

جب سنہ ۱۹۰۴ع میں میں یہاں آیا تو اسوقت تک بھی تعصب کی یہ حالت تھی کہ خود مجھکو لونڈوں نے ڈھیلے مارے' اسلیے کہ میں ترکی ٹوپی دیتا تھا - جہاں میں جاتا تھا' ترک ترک لوگ کہہ اٹھتے تھے - جب کوئی لڑکا یہاں زیادہ شرارت کرتا تھا تو کہتے تھے کہ وہ ترک ہے (He is a Turk) اخبار ٹائمز وغیرہ اسلامک سوسائٹی کی نوٹس لیتے ہوے پس و پیش کرتے تھے -

گو سوسائٹی نے بہت اثر کیا - لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ اس سوسائٹی کو غلطی سے یہاں کے بعض انگریزوں نے اور ایک آدہ مسلمان صاحب نے پولٹیکل سمجھہ کر اسکے بلکہ اسکے نام کے بھی مٹانے کی کوشش کی اور تھوڑے عرصہ کے لیے اوسکا نام بدلا هوا رہا میں اس زمانے میں هندوستان چلا گیا تھا - لوٹ کر پھر میں نے اسی پین اسلامک نام پر سوسائٹی کو لانے کی کامیابی کے ساتھہ کوشش کی - جب سہروردی صاحب یہاں سے گئے اور میں سوسائٹی کا آنریری سکریٹری هوا تو مجھے بہت سی مشکلات سے (اندرونی اور بیرونی) سابقہ پڑا - نہ صرف یہاں کے بعض با اثر

مسلمان هی اوس سوسائٹی کے خلاف کوششیں کرنے لگے' بلکہ هندوستان میں بھی اسکے خلاف کچھہ نہ کچھہ شورش اس مشہور مقام سے نمودار هوئی جس کو اسلام کی ترقی کا بہت بڑا مرکز ظاهر کیا جاتا ہے -

میں الحمد للہ کہ ان لوگوں میں نہیں هوں جنکے اعتقادات پر دھمکی کا اثر هو - میں صفائی اور سچائی کے بیانات و تحریروں هی سے اسباب میں کامیاب هوا کہ لوگوں پر جو پان اسلام کے نام سے دهشت سوار هوتی تھی وہ نکلگئی -

مگر میرے چلے آنے کے بعد هی سوسائٹی ختم هوگئی - اور ایک اسلامک سوسائٹی قائم هوئی جو اب تک قائم ہے -

اب یہاں تبلیغی کام خواجہ کمال الدین هی صاحب کے سر ہے - اور میں سمجھتا هوں کہ وہ نہ صرف موجودہ لوگوں سے بلکہ گذشتہ زمانہ سے بھی زیادہ مستعدی اور مستعدی سے کام کر رہے هیں -

اونکی محنت اور کوشش کے نتائج بہت جلد ظاهر هوئے هیں - کئی عیسائی مرد اور عورت مسلمان هوئے هیں - لارڈ هیڈلے بھی مسلمان هوگئے هیں اور کہتے هیں کہ وہ بیس سال سے مسلمان تھے -

میں اپنے هندوستانی بھائیوں سے دو باتیں خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق ذهن نشین کرنا چاهتا هوں - اول تو یہ کہ اونکے کام کا اندازہ هرگز اس تعداد سے نہ کریں جو نو مسلموں کی یہاں هو - دوسرے یہ کہ خدا کے لیے' اور اس کے رسول کے لیے' قرآن کے لیے اور کعبہ کے لیے' فرقہ بندی یا تفریق کا نام هی نہ آنے دیں - میں پہلے دوسرے امر کی بابت لکھونگا اسلیے کہ وہ اهم ترین امر ہے -

اسلام کا سب سے بڑا جوهر کیا ہے ؟ یہ کہ وہ کل دنیا کے اور کل زمانوں کے لیے ہے - جس خدا کی پرستش کا وہ حکم دیتا ہے وہ

رب العالمین ہے - جس نبی کی پیروی کو وہ کہتا ہے وہ رحمة للعالمین -

وہ کل انسان کو بلا خیال اسکے کہ کالے ہیں یا گورے ' مشرق کے ہیں یا مغرب کے ' ایک خدا کی رسی میں جکڑ دینا چاہتا ہے - پھر ایسے مذہب کو تفرقہ سے کیا واسطہ ؟ تفرقہ بھی وہ جو خود اسمیں انفرادی سمجھے جاتے ہیں - یہاں جو لوگ اسلام کی طرف مخاطب ہوتے ہیں آنمیں سے زیادہ تر اپنے مذہب کی فرقہ بندی سے بیزار ہیں اگر ہماری اس حالت کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اسلام کو بھی پارہ پارہ پایا تو آنکو اسطرف تشویق کیسے ہوگی ؟

میرا خیال یہ ہے اور خواجہ کمال الدین صاحب سے گفتگو کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ انکا خیال بھی یہی ہے کہ در اصل اسلام میں فرقہ بندی مفقود ہی ہے خدا ' رسول ' قرآن ' کعبہ سب ایک ہی ہیں - اور بقول انکے ان سات باتوں پر سبکا اعتقاد ہے جو قرآن میں مومن کے لیے ضروری بتائی گئی ہیں -

جب سے میں آیا ہوں میں ہر جمعہ کی نماز میں شریک ہوا ہوں اور خواجہ کمال الدین صاحب کے وعظوں کو دلچسپی اور غور سے سنا ہے - کبھی کسی وعظ میں سہو سے بھی انہوں نے احمدی ہونے کا خیال ظاہر نہیں کیا - مجھسے انسے گفتگو ہوئی - مجھے معلوم ہوا کہ گو وہ احمدی ضرور ہیں مگر اس کو وہ محض ایک ذاتی معاملہ سمجھتے ہیں -

میں اسبات کی شہادت دیتا ہوں کہ ہم اسلام کی تبلیغ کو خواجہ کمال الدین صاحب پر بلا ذرا سے پس و پیش کے چھوڑ سکتے ہیں جبتک کہ وہ اسی روش پر قائم رہیں - اور جبتک انکے اسی طرح کے اسلامی خیالات رہیں -

وہ خاص احمدیت کی تبلیغ ہرگز نہیں کرتے - حاشا نہیں کرتے - وہ اسلام ' خالص اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں - اس اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں جو قرآن میں ہے - یہاں تو تثلیث کو فنا کرنا ہے - وحدانیت کا اعلان کرنا - اور رسول کی رسالت کا قائل بنانا -

(مشیر حسین قدوائی ساکن گدیہ از لندن)

شمس العلما ڈاکٹر سید علي صاحب بلگرامي ایم - اے - ڈي لیٹ بیرسٹـر ایٹ لا کی

میـڈیکل جیـورس پـروڈنس

یعنی طب متعلقہ مقدمات عدالت پر

حکیم سید شمس اللہ قادري - ایم - آر - اے - ایس - ایف آر - ایچ - ایس - کا ریویو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کي نسبت کچھہ لکھا جاے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز ہے - کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معني ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :—

" میڈیکل جیورس پروڈنس " علم طب کي اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمي تعلقات سے بحث کي جاتي ہے ' اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانوني و طبي ہیں جو عدالتي انصاف سے متعلق ہیں ' اور نیز بعض وہ امور جو انسان کي تمدني حالات سے تعلق رکھتے ہیں ' عام مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانوني ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے -

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کي جاتي ہے جن کي ضرورت فوجداري کاروبار میں لاحق ہوتي ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خوراني وغیرہ کے مقدمات ہیں - ان کے متعلق طبي تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لیے ضروري ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں - مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسي حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے نہ کسي بے گناہ کو سزا ہوجاتي ہے اصل مجرم رہا کردیا جاتا ہے - اسي طرح اگر کوئي وکیل یا پیروکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے مواقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہوجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہي حاصل ہوتي ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کي قابلیت پیدا ہوجاتي ہے جنپر

عـدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیاٹبرک ہیر ایم - ڈي - ایف - آر - سي - ایس نے ملکر انگریزي میں تصنیف کیا تھا - پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشي زیادہ کردیے ہیں ' جسکي وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کي صورت اختیار کرلی ہے -

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداري مقدمات میں ہمیشہ در پیش رہتے ہیں مثلاً

مقـدمات قـتـل کے متعلق

(۱) زخم - چوٹ (۲) ہلاکت کي جوابدہي (۳) شہادت قرینہ (۴) لاش سڑنے کے مدارج (۵) مختلف اعضاے انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم گھٹ ہونا (۸) پھانسی یا گلا گھونٹنا وغیرہ -

عـورتـوں کے مـتـعـلـق

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل -

(۱) معدني سمیات (۲) فلزي سمیات (۳) نباتي سمیات (۴) حیواني سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان -

امـور مختلفـہ کے متعلـق

(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خوراني وغیرہ -

ان تمام ابواب کے ساتھہ قانوني نظائر بھی مندرج ہیں جس کي وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بیحد سہولت پیدا ہوگئي ہے ' اور ساتھہ ہي ساتھہ اس کا بھي پتہ چل جاتا ہے کہ ایسي حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں -

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کي اعلی علمي قابلیت ظاہر ہوتي ہے - مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھي اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آساني سے بلا کسي مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھہ میں آتا ہے - علمي اور قانوني اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسي ڈکشنري یا ریفرنس بک کي مدد کے ان کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں -

مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹي سي میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ہوئي تھي ' جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھي اور ایک ایسی کتاب کي شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو -

خدا کا شکر ہے کہ یہ امي پوري ہوگئي اور ایسے شخص کے قلم سے پوري ہوئي جو بنظر علمي قابلیت اور ہمہ داني کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا -

امید ہے کہ قانون داں اور فوجداري کار و بار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھہ کر اس کي ضرور قدر کریں گے - یہ کتاب نہایت اعلی اہتمام کے ساتھہ مطبع مفید عام آگرہ میں چھپي ہے اور (۳۸۰) صفحے ہیں - اس کي قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھي ' مگر اب علم فائدہ کي غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کردي گئي ہے - اور مولوي عبد اللہ خان صاحب کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتي ہے -

مـولوی غلام علي ازاد بلگرامي کي دو نایاب کتـابیں

(از مـولانا شبلـي نعمـاني)

مولانا غلام علي آزاد اُن وسیع النظر مصنفین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھہ کي دو سطریں ہات آجاتي ہیں تو اہل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا - اہل ملک کي خوش قسمتی ہے کہ مولوي عبد اللہ خان صاحب (کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد) کي کوششوں سے ان کي تصنیفات سے دو نہایت اعلی درجہ کی تصنیفیں آج کل شائع ہوئي ہیں - سرو آزاد اور مآثر الکرام - سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے - یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت بھي رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابي اشعار ہیں ' اعلی درجہ کے ہیں ' ورنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعري صحیح نہیں اور خزانہ عامرہ اور ید بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے - اکثر ادنی درجہ کے اشعار ہیں -

مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانۂ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے الٹنے سے بھي ہات نہیں آسکتیں - میں آزاد کي روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کي وجہ سے ان کی نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کرسکا ' اور صرف چند اشتہاري جملوں پر اکتفا کرتا ہوں - لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین من ' شوق خریداري کا ثبوت دیکر اُن کي روح سے شرمندہ نہ ہونگے - قیمت ہر دو حصہ حسب ذیل رکھي گئي ہے :—

مآثر الکرام ۳۲۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصولڈاک

سرو آزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ یہ ہے :—

عبد اللہ خان صاحب - کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد دکن -

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

[1]

جسکا درد وہی جانتا ہے - دوسرا کیونکر جانسکتا ہے -

یہ سخت سردی کے موسم میں قدرتی انسان جان بلب ہو رہا ہے - سردی ہٹانے کیلئے سر سر بند رہت کرتے ہیں - لیکن بد قسمتی سے دمہ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے - تکلیف دمہ سے پریشان ہوتے ہیں - اور رات دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلتا ہے - اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے - دیکھئے آج اوسکو کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نشیلی اجزاء دھتورہ - بھنگ - بلاڈونا ' پوٹاسیئم ' ایوڈائڈ دیکر بنتی ہے - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اوصول سے بنی ہوئی - دمہ کی دوا امول جوہر ہے - یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے - بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکراسکے مداح ہیں - آپنے بہت کچھہ خرچ کیا ہوگا - ایک مرتبہ اسکو بھی آزما لیں - اسمیں نقصان ہی کیا ہے ' پوری حالت کی فہرست بلا قیمت بھیجی جاتی ہے - قیمت ۴ روپیہ ۴ آنہ محصول ۵ پانچ آنہ -

[3]

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی ' مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی سے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی لطافت اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگلتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر' نزلہ ' چکر ' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں ' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دواخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار ' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو ' یا وہ بخار ' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے ' نیز اسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں ' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
المشتہر رہبر رہبرا ڈاکٹر
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[24]

یونانی فارمیسی کی نایاب دوائیں

حب حیات یہ دوا اکسیر ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ایام شباب میں بدپرہیزی کی وجہ سے کسی مرض میں مبتلا ہوگئے - چاہے وہ مرض پرانا ہو یا نیا - ہر قسم کے مزاج والیکو نہایت مفید ہے نہ عمر اور موسم کی قید ہے عورتوں کے لیے بھی ازحد مفید ہے ۲۱ روز میں صحت کامل ہو جاتی ہے اور فائدہ دائمی ہوتا ہے - قیمت فی شیشی چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

حب بواسیر - اس زمانہ میں نوے فی صدی اس مرض موذی میں مبتلا ہیں - اس خاص مرض میں یہ گولیاں عجیب الاثر ہیں - خونی ہو یا بادی ہو ' نئی ہو یا پرانی سب کو جڑ سے کھو دیتی ہے ' اور خالص نباتی اجزا سے تیار کیگئی ہے - پندرہ دن کے استعمال میں بالکل زائل ہو جاتی ہے -

قیمت فی ڈبہ ۳ روپیہ آٹھہ آنہ علاوہ محصول ڈاک

سفوف مفرح - دل ' دماغ ' معدہ ' جگر ' اور تمام اندرونی اور عام نفاہت جسمانی کیلیے ازحد مفید ہے - خون کے پیدا کرنے میں نہایت موثر - اور تبخیر معدہ کے لیے از حد مفید - تمام اطباء اسکی تصدیق کرچکے ہیں زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے - قیمت فی ڈبہ ۵ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

نوٹ - تمام مذکورہ بالا ادویہ زہریلے اور نشاآور اجزا سے پاک ہیں

پرچہ ترکیب ہمراہ ادویہ - قیمت پیشگی - یا وی - پی بشرطیکہ چوتھائی قیمت پیشگی آے - اخبار کا حوالہ ضرور دیں - فرمایش اس پتہ سے ہوں :

منیجر یونانی فارمیسی گول بنگلہ افضل گنج - حیدر آباد دکن

ادرشہ نیٹنگ کمپنی

—:*:—

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں نٹل نٹنگ (یعنے سپاری تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی درجوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی آپکی بنائی ہوئی چیزوں کے خرید نے کی ذمہ داری لیتی ہے -

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوئے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - اچھے روا نہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

---

لیجئیے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

—:*:—

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

اے - گورنڈ راؤ پلیڈر (بلاری) میں گنز ریلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -

مس کشم کماری دیوی - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہوار آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

---

شمس العلما مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں ؟

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپنی کے موزہ پہنچے اور مجھے اس بات کے کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ اسکی بناوٹ یورپ کی ساخت سے کسی طرح کم نہیں - میں نے مشین کو چلاتے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص باسانی اسے سیکھہ سکتا ہے -

---

چند مستند اخبارات ہند کی راے

— * —

بنگالی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمایش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھی ہے - محنت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزوں سے سر مو فرق نہیں -

انڈین ڈیلی نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

حبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کردیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و مدیر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱۲ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴

Calcutta: Wednesday, March 25 1914

مکتب حربیہ قسطنطنیہ کا ایک داخلی منظر

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs 8

Half yearly „ 4-12

میر مسئول و خصوصی

منشی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۲ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta. Wednesday, March 25 1914.

قوموا یا عباد اللہ!

" ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا و ہم لا یسمعون ! ! "

مسجد مقدس سلطانی بازار کلکتہ

جس کو پورٹ کمشنر کلکتہ نے دیگر مساجد و مقابر کے ساتھہ خرید لیا ہے
اور خطرہ میں ہے !

یہ مسجد ابھی محفوظ ہے لیکن اگر مسلمان کونسلوں میں بل پیش کرنے والوں اور حکام کے اعلانات کو وحی و الہام کی طرح چشم و سر پر جگہ دینے والوں کے اعتماد پر رہے ' تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ اسکے ساتھہ بھی وہ سب کچھہ نہوگا جو لشکر پور کی ایک مسجد کے ساتھہ ہوچکا ہے ؟ ہاں ' مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو بدبختی سے اکثر سوئی رہتی ہے ' لیکن یہ یاد رہے کہ وہ جاگ بھی سکتی ہے - علی الخصوص ایسی حالت میں کہ مچھلی بازار کانپور کی ارواح شہداء کی صدائیں ابھی بالکل چپ نہیں ہوگئی ہیں - گورنمنٹ اور اسکے ہر حاکم کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایک مسلمان اسکو گوارا کرلے سکتا ہے کہ اسکے پہلو کو چیر کر دل نکال لیا جاے ' یا اسکی دونوں آنکھوں کے ڈیلوں کو نشتر کی نوک سے تراش کر اسکی ہتھیلیوں پر رکھدیا جاے ' پر یہ اسے کبھی گوارا نہیں ہوسکتا کہ اسکی عبادت گاہ کی ایک اینٹ بھی اسکے سامنے زخمی ہو - مبارک ہے وہ حکومت جو ٹھوکریں کھا کر سنبھل جاے !!

(نہایت مفصل و تعجب انگیز حالات مع بعض سرکاری مراسلات کے آیندہ)

شذرات

مسئلۂ بقاء و اصلاح ندوۃ العلما

طلباے دارالعلوم کی اسٹرائک

پچھلے ہفتے موجودہ مدعی نظامت (کیونکہ حسب دستورالعمل ندوۃ العلما کا کوئی شخص ناظم نہیں ہوسکتا جب تک کہ جلسۂ عام منظور نہ کرے) کی جانب سے ایک رپورٹ واقعات اسٹرائک کے متعلق چھپاکر شائع کی گئی ہے - اسمیں شک نہیں کہ کسی مدرسہ یا انجمن کے عہدہ داروں کا کوئی بیان اسکے مدرسے اور انجمن کے متعلق سب سے زیادہ معتبر بیان سمجھا جاسکتا ہے' مگر چونکہ موجودہ معاملہ خود حکام ندوہ اور طلباے دارالعلوم کے باہمی مناقشہ کا ہے' اسلیے انکی حیثیت ایک فریق سے زیادہ نہیں' اور جس طرح ایک غیر جانب دار شخص کیلیے خود طلبا کا تنہا بیان ایک فریق کا بیان ہے اسی طرح یہ رپورٹ بھی دوسرے فریق کی ہے' اور قوم کے ایسے حقیقت صرف اسی حالت میں منکشف ہوسکتی ہے جبکہ باہر کے لوگوں کا ایک کمیشن نہ صرف موجودہ اسٹرائک بلکہ تمام مفاسد ندوہ کی تحقیقات کرے -

لیکن یہ تحریر خود اپنی اندرونی شہادتوں سے بھی جانچی جاسکتی ہے اور اس بنا پر اگر اس رپورٹ کو دیکھا جائے تو وہ ان نادانوں کی حماقت کا ایک تازہ ترین ثبوت ہے جو سمجھتے ہیں کہ اس طرح کی تحریریں شائع کرکے قوم کو دھوکا دینگے' اور اصلاح مفاسد کی جو موجیں انکی طرف بڑھنے لگی ہیں' اور جو انکے اعراض مفسدہ و باطلہ کو پیغام موت دے رہی ہیں' انسے اپنی شخصیت کی کشتی بچا لیجائینگے گوخود مسلمانوں کی ایک عظیم الشان دینی تحریک غرق ہلاکت و تباہی ہوجاے !

لقد استکبروا فی انفسہم وعتو عتوا کبیرا

لیکن یہ بالکل تاسف انگیز ہے - اگر ان لوگوں کو ہدایت ملنے والی ہوتی تو یہ اب بھی سنبھلنے کی کوشش کرتے' اور مسلمانوں کی حالت پر رحم کرتے جنکے لیے ندوہ کی بربادی بڑی ہی مصیبت انگیز ہے - مگر معلوم ہوتا ہے کہ دلوں کا مرض اور بڑھگیا ہے : فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا - بجاے انابت و اعتراف اور سعی اصلاح کے یہ اپنے نفس خادع کے دھوکے میں آگئے ہیں' اور اس شریر قوت نے انکو یہ پٹی پڑھا دی ہے کہ اس قسم کی رپورٹیں چھاپکر اور اسٹرائک کو محض ایک خاص لڑکے کا معاملہ بنا کر با اپنے مقامی معبودوں کے آگے سجدہ ہاے مشرکانہ کرکے' اور انہیں پالیٹکس کا فرضی خطرہ دکھلا کر حق کی صداؤں کو شکست دیدینگے : و یحسبون انہم علی شی' الا انہم ہم الخاسرون !

خیر' بہتر ہے - اپنی آخری قوتوں کو بھی آزما لیں - حق کی جو آواز بڑی بڑی عظیم الشان قوتوں کو لمحوں اور منٹوں کے اندر شکست دیسکتی ہے وہ شاید چند بر خود غلط اور نا آزمودہ ہستیوں کا فیصلہ کرنے سے عاجز نہیں' اور اگر ندوہ کی اصلاح چاہنے والے اپنی کسی ذاتی غرض سے نہیں بلکہ صرف حق اور صداقت کیلیے آئے ہیں تو عنقریب نتائج خود فیصلہ کردینگے :

و یحق اللہ الحق بکلماتہ و لو کرہ المجرمون !

(یہاں تک لکھا تھا کہ ایک تحریر طلباے دارالعلوم کی طرف سے پہنچی جو انہوں نے اس رپورٹ کے جواب میں شائع کی ہے - اسکی اشاعت ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ رپورٹ تمام اخبارات میں شائع ہوچکی ہے اور ضروری ہے کہ خود طلباء کا بیان بھی شائع ہوجاے - چونکہ اخبار مرتب ہوچکا ہے اور زیادہ گنجایش ابتدائی صفحات میں نہیں رہی ہے اسلیے خود اپنی تحریر کو ملتوی کردیتا ہوں - آیندہ ہفتے جو کچھ لکھنا ہے لکھونگا -)

معروضات طلباے دارالعلوم

بجواب

واقعات اسٹرائک مرتبۂ ناظم صاحب ندوۃ العلما

اسٹرائک کے جو واقعات اور ہمارے جو بیانات دفتر نظامت کی طرف سے شائع ہوے ہیں' انکے متعلق ہماری معروضات بدفعات ذیل ہیں :

(۱) ہمارا یہ بیان ہماری تمام شکایتوں پر حاوی نہیں ہے' کیونکہ ارکان نے ہمکو انکے بیان کرنیکے لیے کافی وقت نہیں دیا' اسلیے ہماری دوسری شکایات پر اس کا اثر نہیں پڑسکتا -

(۲) جناب مہتمم صاحب نے ناظم صاحب کی خدمت میں جو رپورٹ مولوی محمد حسن کے اخراج نام کی بھیجی ہے وہ نہایت مبالغہ آمیز ہے' اور جن باتوں سے اس کا اثر کم ہوسکتا تھا اسکو بالکل چھوڑ دیا ہے - مولوی محمد حسن کس غرض سے انکی خدمت میں گئے ؟ سلسلۂ کلام کیونکر شروع ہوا ؟ انہوں نے کن باتوں کی طرف توجہ دلائی ؟ جناب مہتمم صاحب نے اس موقع پر طلباء کی نسبت کیا الفاظ استعمال فرماے ؟ مولوی محمد حسن نے وہ کیا الفاظ تھے جنکو درشت کلامی سے تعبیر کیا گیا ہے ؟ فیصلہ اور صحیح راے قائم کرنیکے لیے ان باتوں کو روشنی میں لانے کی ضرورت تھی - مولوی محمد حسن اور تمام طلباء نے جو درخواست اس معاملے کے متعلق دی ہے' اور اس میں واقعہ کی تحقیقات کے متعلق جو زور دیا ہے' اس کا مقصد صرف یہی تھا کہ ان باتوں کی تحقیقات کرکے فیصلہ کیا جاے - لیکن جناب مہتمم صاحب ہر موقع پر اس سے تحاشی کرتے ہیں - اب ہمارے عرضداشت سے یہ باتیں روشنی میں آجائینگی' اسلیے قوم کو ہماری عرضداشت کے شائع ہونے سے پہلے اس کے متعلق کوئی راے نہیں قائم کرنی چاہیے - (یہ شائع ہوگئی ہے اور آج کی اشاعت کے آخر میں درج ہے - الہلال)

(۳) طلباء نے جناب ناظم صاحب کی خدمت میں جو درخواست دی' اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ پہلے جناب مہتمم صاحب کی خدمت میں ایک مفصل درخواست دے چکے تھے - واقعات اسٹرائک میں اوس درخواست کو شائع نہیں کیا گیا' اسلیے اس سے طلباء کی درخواست دینے کے وجوہ اور انکی مجبوریت نہیں معلوم ہوسکتی -

(۴) طلباء کی جو درخواست مع رپورٹ مہتمم' ناظم صاحب نے ارکان کی خدمتمیں بھیجی اوسمیں مولوی نسیم صاحب لکھتے ہیں کہ " اگر طلبا اسٹرائک کریں تو درس گاہ براے چندے بند کردینا چاہیے " مولوی اطہر علی کی راے بھی مولوی نسیم کے مطابق ہے - مولوی ظہور احمد صاحب نے بھی اپنی راے میں اسٹرائک کا ذکر کیا ہے - ان تمام رایوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ارکان کو پہلے ہی سے طلبہ کی طرف سے بدگمان کردیا گیا تھا جس سے انکی راے کی وقعت کم ہوجاتی ہے - حکیم عبد الولی صاحب لکھتے ہیں کہ معاملہ غور طلب ہے - اور یہ ضرور نہیں کہ میری راے اوروں کے موافق ہی ہو - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ارکان نے اس اثر کو قبول نہیں کیا تھا -

(۵) مولوی نسیم صاحب کی راے سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلباء احکام کی مخالفت کرتے رہتے ہیں - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکے پہلے قابل مخالفت احکام جاری کیے گئے' اور طلباء نے انکی مخالفت کی - ہم نے اپنی عرضداشت میں لکھا ہے کہ جن طلباء نے انکی مخالفت کی وہ ناظم صاحب کی نگاہ میں کھٹکنے لگے - اس راے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص خاص ارکان کو بھی اسکی

اطلاع دیجاچکي تھي، جس سے همارے دعوے کي تصدیق هوتي ہے۔

(۶) ان واقعات سے ثابت هوتا ہے کہ ناظم صاحب نے لڑکونکو بیهودہ کہا اور نکل جانیکا حکم دیا - هم نے اپني عرضداشت میں لکھا ہے کہ ناظم صاحب سخت کلامي کرتے هیں اور اون سے اشتعال پیدا هوتا ہے، اس سے اسکی تصدیق هوتي ہے - کہا جا سکتا ہے کہ لڑکونکو ناظم صاحب کے پاس جانیکا کیا حق تھا ؟ یہ اونکو ناگوار هوا هوگا اور اسکو انهوں نے درخواست پر حکم لکھوانیکا جبري طریقہ سمجھا هوگا، لیکن اسکي وجہ یہ تھي کہ مهتمم صاحب نے اپني راے میں لکھدیا تھا کہ میرے نزدیک ناظم صاحب کي خدمت میں اس درخواست کا پیش هونا مناسب نہیں، اسلیے اونکو اب مهتمم کے توسط کا سہارا نہیں رها، اور وہ بذات خود مجبوراً ناظم صاحبکي خدمت میں درخواست لیکر گئے

(۷) مولوي محمد حسن نے ناظم صاحب کي خدمت میں جو درخواست ۵ - مارچ کو بتوسط مهتمم صاحب دی، اوسکو مهتمم صاحب نے ۷ - مارچ کو بھیجا جب کہ اسٹرائک هو چکی تھی - اس سے معلوم هوتا ہے کہ وہ درخواست کو دبانا چاهتے تھے، لیکن بعد اسٹرائک اسلیے بھیجدي کہ اون پر یہ الزام نہ آنے پاے - طلباء نے اسي بنا پر زور دیا کہ یہ درخواست دبائی نہ جاے

(۸) مهتمم صاحب نے اپني رپورٹ کا یہ فقرہ نقل کیا ہے : " اوس کا (محمد حسن کا) طرز عمل جمیع اساتذہ کیلیے باعث توهین و هتک ہے " لیکن اگر مولوي محمد حسن کا طرز عمل جمیع اساتذہ کو ناگوار هوتا تو وہ اپنے داخل کرنیکی سفارش کیوں کرتے ؟ حالانکہ متعدد مدرسین نے اوسکی سفارش کي تھي اگر جمیع اساتذہ سے صرف انگریزي اسٹاف مراد ہے تو کیا اسکے پہلے بھی مولوي محمد حسن کے طرز عمل کی کسی ماسٹر نے شکایت کی تھی ؟

(۹) هم نے بیان کیا ہے کہ هم نے مسجد کانپور کے فیصلہ سننے کیلیے وهاں جانیکی یا مسٹر محمد علي کے استقبال کی کوئي خواهش نہیں کی، اسلیے اسکے ممانعت کا اثر بلا وجہ تھا، لیکن با این همہ اخبار آلبي، ٹي کو یہ اطلاع دیگئی کہ هم نے یہ اسٹرائک اس بنا پر کي ہے کہ همکو پولیٹکل شرکت سے روکا گیا تھا ! اس سے صرف یہ مقصود ہے کہ همارے مطالبات کی بے وقعتی ثابت کی جاے اور هماري نسبت سرکاري حکام کے خیالات سیاسی سوء ظن کی بنا پر خراب هوجائیں -

(۱۰) مدرسین کي رپورٹ سے معلوم هوتا ہے کہ وہ جب اسٹرائک کے بعد سمجھانے آئے تو طلباء نے اونکے ساتھ گستاخی کي، مگر اسکے متعلق امور ذیل کا لحاظ رکھنا چاهیے :

(۱) مدرسین نے عین حالت هیجان میں طلباء کو بغیر کسي همدردي کے سمجھانا شروع کیا تھا، ایسی حالت میں اگر کسي طالب العلم نے اونکے ادب کا خاص لحاظ نہ کیا هو تو اوسکو معذور رکھا جا سکتا ہے -

(۲) مدرسین نے ظاهر کیا تھا کہ هم بطور خود سمجھانیکے لیے آئے هیں، حالانکہ اونکو پرنسپل نے بھیجا تھا - اس بیان کي وجہ سے طلبا پر انکا اثر اچھا نہیں پڑ سکتا تھا -

(۳) مدرسین نے کہا تھا کہ تعلیم جاري کردو تمام شکایتیں رفع کردیجا ئینگي، لیکن وہ اسکے ذمہ دار نہ تھے، اسلیے طلباء نے اسکو قابل التفات نہ سمجھا -

(۴) مهتمم صاحب نے مدرسین سے بجبر ایسی سخت رپورٹ لکھوائی ہے اور دستخط دینے کیلیے مجبور کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر تم ایسا نہ کروگے تو اسکے یہ معني هیں کہ تم بھي طلباء کے ساتھ شریک هو -

(۵) مهتمم صاحب نے بعض مدرسین پر بھي شرکت اسٹرائک کا الزام لگایا تھا، اسلیے انھوں نے اپني برات کیلیے اس رپورٹ پر دستخط کردیا - یہ رپورٹ مولوي عبد الکریم صاحب نے مرتب کی تھی - وہ سرحدي ملک کے رهنے والے هیں، اونکي تحریر و تقریر عموماً سخت هوتي ہے، جس مدرس کی نسبت اس رپورٹ میں لکھا ہے کہ نہایت شستہ تقریر کی، وہ مولوي عبد الکریم صاحب هي تھے - طلبہ کے فقروںکے نقل کرنے میں اُن باتونکو حذف کردیا ہے، جنکے جواب میں وہ کہے گئے تھے، مثلاً عبد الجلیل کا یہ فقرہ کہ جو شخص جس طریقہ سے همارا مقابلہ کریگا، هم اوس کا اسي طور سے مقابلہ کرینگے، اسوقت کہا گیا جب مولوي عبد الکریم صاحب نے یہ کہا کہ اگر هم پولیس یا فوج کو بلالیں، تو کیا تملوگ همارا مقابلہ کرسکتے هو ؟

(۱۲) ان تمام واقعات سے ثابت هوتا ہے کہ اسٹرائک صرف مولوي محمد حسن کے اخراج کی بنا پر کی گئی ہے، اور یہ ایک شخصي بحث ہے جسمیں طلباء کو مداخلہ کرنا مناسب نہیں، لیکن یہ بالکل غلط ہے، اسٹرائک ان تمام شکایتوں کی بنا پر کي گئي ہے جنکي نسبت مولوي مسیح صاحب فرماتے هیں کہ طلباء احکام کی مخالفت کرتے هیں - مولوي محمد حسن کا واقعہ جیسا کہ همارے عرضداشت سے ثابت هوگا، ان مسلسل شکایات کي آخري کڑي تھا، اسلیے یہ اسٹرائک شخصی نہیں، بلکہ اس کا اثر تمام طلباء پر پڑسکتا تھا، مولوي محمد حسن کا نام جس بنا پر خارج کیا گیا تھا، اوس کا تعلق بھی عام طلباء سے تھا -

اس تحریر سے همارا مقصد یہ ہے کہ بزرگان قوم ان واقعات پر همارے عرضداشت اور همارے اس تحریر کو پیش نظر رکھکر کوئي راے قائم کریں، ورنہ انکا فیصلہ بالکل عاجلانہ هوگا جو همارے موت کا باعث هوسکتا ہے (طلباء دار العلوم ندوہ لکھنو)

جمـــاعـة احمـديـــه

گذشتہ اشاعت میں هم مولوي حکیم نور الدین صاحب رئیس جماعہ احمدیہ کے انتقال کی خبر درج کرچکے هیں جو رسالے کے مرتب هونے کے بعد پہنچی تھی، اب جو واقعات شائع هوے هیں اُن سے معلوم هوتا ہے کہ اس جماعت میں مسئلۂ خلافت اور تکفیر و عدم تکفیر مسلمین کی بنا پر باهم اختلاف و نزاع پیدا هوگیا ہے -

ایک عرصے سے اس جماعت میں مسئلہ تکفیر کی بنا پر دو جماعتیں پیدا هوگئی تھیں - ایک گروہ کا یہ اعتقاد تھا کہ غیر احمدي مسلمان بھی مسلمان هیں گو وہ مرزا صاحب کے دعوؤں پر ایمان نہ لاے هوں - لیکن دوسرا گروہ صاف صاف کہتا تھا کہ جو لوگ مرزا صاحب پر ایمان نہ لائیں وہ قطعي کافر هیں - انا للہ و انا الیہ راجعون - آخري جماعت کے رئیس صاحبزادہ بشیر الدین محمود هیں - اس گروہ نے انهی کو اب خلیفہ قرار دیا ہے، مگر پہلا گروہ تسلیم نہیں کرتا -

مولوي محمد علی صاحب ایم - اے نے اس بارے میں جو تحریر شائع کی ہے، اور جس عجیب و غریب جرأت اور دلاوري کے ساتھ قادیان میں رهکر اظهار راے کیا ہے جهاں زیادہ تر پہلے گروہ کے رؤسا هیں، وہ فی الحقیقت ایک ایسا واقعہ ہے جو همیشہ اس سال کا ایک یادگار واقعہ سمجھا جائیگا !

اس جماعت کا بیان ہے کہ انکی تعداد کم از کم تین لاکھ ہے، لیکن مسلمانان عالم کي تعداد آج چالیس کروڑ تک اندازہ کي گئی ہے -

پس اگر غیر احمدیوں کو کافر سمجھہ لیا جاے تو اس نئي مردم شماري کي بنا پر چالیس کروڑ میں سے انتالیس کروڑ ستانوے لاکھہ کي تعداد نکال دیني پڑیگي - پھر افسوس اُس دین الهي پر جس کا درخت خدا نے لگایا، پر آج اُسکي شاخوں میں صرف تین هي لاکھہ پھل باقي رهگئے هیں !!

۲۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری

صدا به صحرا !!

مسئلۂ قیام الہلال کا آخری فیصلہ

(۲)

پہلو نشگافید و نه بیفید دلم را
تا چند نگویم که جدانست جدا نیست !

گذشتہ اشاعت کے مقالۂ افتتاحیہ میں مختصراً اپنے حالات و افکار کی سرگذشت لکھہ چکا ہوں اور بعض اُن اسباب کی تفصیل کی ہے جنکی وجہ سے ابتک الہلال کے مالی مسئلہ کی طرف سے بالکل خاموشی اختیار کی گئی - حتی کہ کبھی اسکے نقصانات کا بھی تفصیل کے ساتھہ تذکرہ نہیں کیا گیا ' اور دنیا میں جسقدر متعارف وسائل و ذرائع اس طرح کے کاموں کو فروغ دینے کے ہیں ' اُن میں سے کسی ایک ذریعہ کو بھی اختیار نہیں کیا -

لیکن فی الحقیقت اس خاموشی اور استغناء کا سبب صرف یہی نہیں ہوسکتا - یہ سچ ہے کہ ایک انسان بہتر سے بہتر اور اولو العزم سے اولو العزم ارادے کرسکتا ہے ' لیکن وہ اپنے ارادوں کی کشتی کو کنارے تک لے جانے پر قادر نہیں ' اور اس بارے میں وہ عالم خلقت کا سب سے زیادہ کمزور جانور ہے - وہ موجیں جو باہر کی مشکلات سے اٹھتی ہیں اور پھر ہمارے اندر کے اٹھنے والے طوفانوں میں ملجاتی ہیں ' انکے آگے صبر اور ارادوں کے بڑے بڑے پہاڑ بھی قائم نہیں رہسکتے ' اور جلب نفع اور دفع ضرر کی طبیعی خواہش کا بھونچال دماغ کی بنائی ہوئی عمارتوں کیلیے بڑا ہی خوفناک ہوتا ہے -

پھر یہ بھی ہے کہ انسانوں کی اعانت سے بے پروا ہو جانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آزادانہ وسائل ترقی و فلاح کے اختیار کرنے سے بھی آدمی دست بردار ہوجاے - ایک شخص سب سے بے پروا و مستغنی رہکر بھی اپنے کاموں کو اعلی قسم کے تجارتی وسائل سے فروغ دیسکتا ہے - لیکن غور فرمالیجیے کہ الہلال نے ایسا بھی تو نہیں کیا ؟ نہ تو کبھی بڑے بڑے اشتہارات دیے گئے ' نہ دورہ کرنے کیلیے ایجنٹ بھیجے گئے ' نہ تمام شہروں میں ایجنسیاں قائم کرنے کیلیے خاص طور پر کوششیں کیں ' نہ اشتہارات حاصل کرنے کیلیے بکثرت خط و کتابت کی گئی ' نہ پرائیوٹ خطوں کے ذریعہ خریداروں کو توسیع اشاعت پر توجہ دلائی ' حتی کہ شاید ہی کسی مقبول عام کام میں اسدرجہ اغماض اور پہلو تہی کی گئی ہوگی ' جیسی کہ الہلال کیلیے برابر ہوتی رہی ہے - مثلاً ذرا سی بیجا شکایت پر خریداروں کو قیمت واپس بھیج دی گئی - بسا اوقات دفتر کے کسی شخص کی غفلت سے ایسا ہوا کہ تین تین چار چار بار کسی نے خریداری کی درخواست دی' اور اس سے قیمت وصول نہیں کی گئی - یہاں تک کہ اس نے رجسٹرڈ خطوط بھیجے اور ارجنٹ تار کے ذریعہ توجہ دلائی !

لوگ چونکہ میری طبیعت سے واقف نہیں ہیں اور عام حالت کے خوگر ہیں' اسلیے سفر میں اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ہر روز دو چار شخص مجھسے فرمایش کردیتے ہیں کہ ہمارے نام اخبار جاری کردیجیے گا' اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے مجھپر احسان کیا ' حالانکہ مجھے اس سے اسقدر تکلیف ہوتی ہے کہ بیان نہیں کرسکتا - میں کچھہ الہلال کا ایجنٹ نہیں ہوں کہ اسکی خریداری کی درخواست مجھے دیکر خوش کیا جاے - یہ امور دفتر کے منتظمین سے متعلق ہیں اور جسکو خواہش ہو وہ ایک پیسے کا کارڈ بھیجکر اخبار منگوا سکتا ہے - بہر حال کئی سو اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے مجھسے زبانی کہا ' اور میں نے اس غلطی کا یوں کفارہ دیا کہ کبھی انکے نام اخبار جاری نہ کرایا :

ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر !

اسی طرح بے شمار واقعات ہیں جنکو بیان کیا جاے تو لوگوں کو نہایت تعجب و تحیر ہو - پس ان تمام حالات کا سبب اصلی صرف ایک ارادہ ہی نہیں ہو سکتا جو کسی کمزور انسانی دماغ کے اندر پیدا ہوا ہو -

* * *

اصل یہ ہے کہ اسکا سبب نہ تو محض کوئی اولوالعزمی کا ارادہ ہے اور نہ کوئی نا دانستہ غفلت ' نہ تو اسکے اندر انسانی ارادہ کا کوئی شرف ہے اور نہ محض ارادے کے استقلال کا کوئی جوہر' وہ نہایت ہی ادنی قسم کا انسانی عمل ہے جو ایک عاجز و درماندہ بندہ کر سکتا ہے ' اور ایک بہت ہی معمولی درجے کا اعتماد ہے جو ہر ایسی روح کو ہونا چاہیے جو اپنے تئیں ایمان اور یقین کے دروازے پر گرا دے -

میرا اشارہ اُس یقین قلبی اور ایمان روحی کی طرف ہے ' جو ہر صداے حق اور دعوۃ صداقت کی کامیابی اور فتح و نصرۃ کیلیے ابتداے کار سے اس عاجز کو دیا گیا ہے' اور جس کے ذکر کو آغاز اشاعت الہلال سے اس وقت تک اتنی مرتبہ دہرا چکا ہوں کہ بہت سے لوگ شاید سنتے سنتے اُکتا گئے ہونگے ' مگر کچھہ ایسا ہر آن اُبلنے والا جوش اور ہر دم بھڑکنے والی آگ اپنے دل میں پاتا ہوں کہ کسی طرح بھی اسکے بار بار کہنے سے مجھے سیری نہیں ہوتی - حتی کہ جی چاہتا ہے کہ اگر بن پڑے تو تمام باتوں اور تذکروں کو یک قلم چھوڑ دوں ' دیوانوں اور پاگلوں کی طرح شہروں کی گلیوں اور بازاروں میں نکل جاوں' اور اپنے خداے قدوس کی اس شان صدق نواز کا گیت گاؤں کہ وہ کیسا سچائیوں کا مالک اور راست بازوں کا پروردگار ہے ' اور اسکے سوا کون ہر طرح کی عاجزیوں اور ہر طرح کی چاہتوں اور محبتوں کا مستحق ہوسکتا ہے ' جو سچائی کی صداؤں کو اپنے پیاروں کی طرح ہمیشہ پالتا ' اور اپنی صداقت کی طرف بلانے والوں کے ساتھہ دوستوں اور یاروں کی طرح ہمیشہ وفاداری کرتا ہے !! سبوح قدوس ' ربنا و رب الملائكة والروح !!!

* * *

سورج ہر روز مشرق کی جانب سے نکلتا دکھائی دیتا ہے' اور رات جب آتی ہے تو وہ پچھم کی طرف ڈوب جاتا ہے - پانی کی خاصیت ہے کہ ہر بوجھل شے اُسمیں ڈوب جاتی ہے' اور آگ کا کام یہی ہے کہ وہ گرم کرتی اور جلادیتی ہے - ہر شخص دنیا میں ان مشاہدات طبیعۃ اور قوانین فطرۃ کو دیکھتا ہے ' اور ایک بچہ بھی اسپر اسی طرح عملاً اعتقاد رکھتا ہے ' جیسا کہ ایک حکیم علماً اور حکماً -

یقین کرو کہ ٹھیک اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ محکم اور غیر متغیر یقین کے ساتھہ میں بھی دیکھتا اور جانتا ہوں کہ سچائی نکلتی ہے' اور اپنے کاموں کو ایک یکساں قانون فطرۃ کی طرح ہمیشہ انجام دیتی ہے - جسطرح آگ کا خاصہ ہے کہ وہ جب تک آگ ہے

اُسی وقت تک ضرور ھی جلا ئیگی - بالکل اِسی طرح میں سچائی کے اس خاصہ کو بھی دیکھتا ھوں کہ وہ جب تک سچائی ہے' اُس وقت تک ضرور ھی کامیاب ھوگی - اگر دنیا کے تمام شہنشاہ جمع ھوکر کوشش کریں' اگر دنیا کی تمام فوجیں لڑنے کیلیے اکٹھی ھوجائیں' اگر خزانے راستوں میں بچھا دیے جائیں' اور دنیا کے ھر بسنے والے کے ھاتھہ میں تلوار دیدی جاے' اور پھر یہ سب کچھہ کرکے تم چاھو کہ ایک دن' ایک گھنٹے' ایک لمحہ کیلیے بھی آگ اپنا خاصہ چھوڑ دے' تو کیا ایسا ھوسکے گا؟ اگر نہیں ھوسکیگا تو یقین کرو کہ ایسا ھی مجھے بھی یقین دیا گیا ہے کہ اگر دنیا کی تمام دماغی اور مادی قوتیں اکٹھی ھوکر سچائی کے کاموں کو نا کام کرنا چاھیں' جب بھی ایک ساعت' ایک لمحے' بلکہ ایک لمحے کے دسویں حصے کیلیے بھی اسکا الہی خاصہ اُس سے الگ نہیں ھوسکتا - یہ بھی اُسی خدا کا ایک قانون ہے جسنے آگ کو گرمی اور پانی کو برودت بخشی ہے - ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا !

* * *

پس چونکہ الہلال کوئی تجارتی دفتر نہ تھا جو عام کاروباری اصولوں پر قائم کیا گیا ھو' بلکہ ایمان باللہ اور عمل بالاسلام کی ایک دعوۃ دینی تھی جو خاص مقاصد کو اپنے سامنے رکھتی تھی' اور خدا کے حکموں اور حکمتوں کے پیغام بروں کے طریقے کے مطابق قوم کو انکی طرف بلاتی تھی' اسلیے مجھے اسکی طرف سے ایک بے پروا دل اور ایک بے خوف روح دی گئی' اور مجھے پورا اطمینان ھوگیا کہ اگر یہ بیج کھوٹ اور نقص سے خالی ہے' تو بغیر پھل پیدا کیے اور سرسبز و تناور ھوے نہیں رھیگا -

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ' والذی خبث لا یخرج الا نکدا - کذالک نصرف الایات لقوم یشکرون (۷ : ۵۵)

جو جگہ ایسی ہے کہ زمین اُسکی عمدہ ہے تو اسکے پروردگار کے حکم سے اسکی پیداوار بھی عمدہ ھی نکلتی ہے - اور جو زمین ناقص اور خراب ہے اُسکی پیداوار بھی ناقص ھوتی ہے - یہ دراصل ایک مثال ہے اور اسی طرح ھم اپنی حکمت کی نشانیاں اُن لوگوں کیلیے مثالوں میں بیان کرتے ھیں جو فضل الہی کا شکر ادا کرنے والے ھیں -

* * *

اگر تجارت کی دکان ھوتی تو میں تاجروں کی طرح کام کرتا' اگر کاروباری معاملات ھوتے تو میں اپنے کام کے عروج و ترقی کیلیے ھر خریدار کے آگے منت کرتا' اگر میری معاش ھوتی تو مجھے اسکے بڑھنے سے خوشی اور گھٹنے سے دکھہ پہنچتا' اور اگر میری محنت اسکے لیے سبب اور میری دوڑ دھوپ اسکے لیے وسیلہ ھوتی تو میں خدا کا نا فرمان ھوتا اگر ایسا نہ کرتا' لیکن جبکہ میں چیخ چیخ کر کہتا تھا کہ اسکی سچائی کی دعوت اور اسکے دین مبین کی پکار ہے' اور جبکہ مجھے یقین تھا کہ ایسا کہنے میں میں غلطی پر نہیں ھوں اور جو کچھہ کہہ رہا ھوں صرف اسی میں سچ ہے' تو پھر میں دیوانہ نہ تھا کہ ھشیاروں کی طرح اعتماد نہ کرتا' اور بے ھوش نہ تھا کہ ھوش والوں کی طرح اُسکے وعدے کو نہ سمجھتا - دنیا میں ایک شخص چند روپیوں کی تنخواہ دیکر کسی انسان کو اپنا کام سپرد کر دیتا ہے' اور پھر بے پروا ھو جاتا ہے کہ خود مجھے فکر کرنے اور فکر میں گھلنے کی ضرورت نہیں - پس اگر انسانوں کے اعتماد پر ایک انسان بے فکر ھونا جانتا ہے تو کیا مجھے خدا پر اعتماد کرکے بے فکر و بے پروا ھونا نہیں آتا تھا؟ جبکہ کام اُسی کا تھا' اور جبکہ اسکے وعدوں کا اُس وقت سے اعلان ھو رہا ہے' جس وقت سے کہ وہ بندوں سے کلام کرتا اور اپنی مقدس شریعتوں کو بھیج رہا ہے تو میں کیا کرتا اگر ایسا نہ کرتا؟ اور اگر میں نے ایسا کیا تو یہ ایک ایسا کام تھا جو ایک بچہ بھی کرتا' اور ایک نادان سے نادان انسان بھی اسکے لیے شہادت دیتا -

ھاں' کام اسی کا تھا' وہ سچ تھا' اسکا وعدہ بھی سچ ہے' اور اعتماد کیلیے اس سے بڑھکر کوئی نہیں' پس مجھے کیا پڑی تھی کہ اپنے تئیں تاجروں کی طرح کرمدار غم رکھتا' اور مزدوروں کی طرح محنت و مشقت اٹھاتا جبکہ کام کرنے والا خود ھی اپنے کاموں کو انجام دے دیگا؟

* * *

الحمد للہ کہ میرے اعتماد نے مجھے دھوکا نہیں دیا' اور اگر اعتماد کا یہ ایک ھی دروازہ بند ھو جاے تو پھر آسمانوں اور زمینوں میں انسان کیلیے کوئی جگہہ اعتماد کی نہ رھے - مشیت ایزدی اسی کی مقتضی ھوئی کہ الہلال نکلے اور جو کچھہ اُسے کرنا ہے وہ کرے - پس وہ نکلا اور ایک بے پروا اور بے فکر روح کی طرح اپنے کاموں کو انجام دیتا رہا - نہ تو اُس نے کسی سے مدد چاھی اور نہ کسی کی مدد قبول کی - نہ تو کاروبار کی طرح کبھی اپنے لیے فکر و جستجو کی' اور نہ کبھی انسانوں کے آگے عاجزی کا سوال کیا' اور نہ ھی کبھی اُسکے شکر کا ترانہ گایا - یہاں تک کہ اس قلیل مدت کے اندر جو اسطرح کے کاموں کیلیے ایک نہایت نا قابل ذکر مہلت ہے' اسکا بیج پھوٹا اور اسکی شاخیں اسقدر دور پھیل گئیں کہ انکے خیال سے تعجب اور انکے ذکر سے حیرانی پیدا ھوتی ہے - اس نے دنیا میں قدم رکھنے کے وقت ایک دعا مانگی تھی' اور نہ تو وہ اپنے حریفوں سے ھراساں تھا اور نہ اپنے نقصانوں اور مشکلوں سے متفکر تھا' بلکہ صرف اپنی اُس دعا کے نتائج کا منتظر رہا - اُس نے خدا سے مہلت مانگی تھی کہ اپنے بعض مقاصد کو اپنے سامنے دیکھہ لے' اور اگر وہ سچی باتوں کی طرف دعوۃ دینے والا ہے تو کامیابی سے پہلے ھلاک نہو - پس دعا قبول ھوئی اور اسے ھلاکت کی جگہ زندگی کا پھل ملا: ذالک بان اللہ ھو الحق' وان ما یدعون من دونہ الباطل' وان اللہ ھو العلی الکبیر ! (۳۱ : ۳۰)

* * *

بس اب دیکھتا ھوں تو الہلال اپنا کام پورا کرچکا ہے اور اپنے " بعض مقاصد " کو اپنے سامنے دیکھہ رہا ہے - میں اسکی تفصیل نہیں کرونگا' مگر صرف اتنا اشارہ کرونگا کہ وہ اصلی کام نہ تھا بلکہ کام کی پکار تھی' تا لوگ متوجہ ھوں اور راستہ صاف ھو - وہ لوگوں کی غفلت کو دور کرنا چاھتا تھا' اور انکے دلوں میں اُن پرانی امیدوں کو زندہ کرنا چاھتا تھا جو افسوس ہے کہ بھلا دی گئی تھیں - وہ صرف " دعوۃ " تھی' جو لوگوں کے اندر ایک نئی آرزو پیدا کرنا چاھتی تھی' اور اپنی ملت کی حسیات اور جذبات میں خدا پرستی کی لگن اور دین الہی کی محبت اور اطاعت کا شوق دیکھنا چاھتی تھی - وہ عمارت نہ تھی بلکہ اسکے لیے داغ بیل تھی' اور آفتاب مقصود نہ تھا بلکہ صبح صادق کی روشنی تھی جسکے بعد روشنی کو بڑھتے بڑھتے بالکل اُجالا ھو جانا چاھیے: یقلب اللہ اللیل والنہار' ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار - (۲۴ : ۳۵)

* * *

الحمد للہ کہ تائید الہی سے یہ سب کچھہ ھوچکا ہے' اور الہلال کا کام اپنی " پہلی منزل دعوۃ " سے گذر چکا ہے - اب اسکے بعد " دوسری منزلیں " ھیں اور اُنکی راہ پہلی منزل کی راہ سے مختلف ہے - اگر اسکے بعد بھی الہلال قائم رھے' اور بیداری کو محکم اور طلب

و جستجو کو پالدار بنانے کا وسیلہ ثابت ہو تو یہ اُس کریم و حکیم کا مزید لطف و احسان ہے' اور اسکا قاعدہ یہی ہے کہ شکر نعمت سے اسکا لطف ہمیشہ بڑھتا' اور عاجزوں اور التجاؤں سے دوگنا ہوتا ہے۔

ولئـــن شکرتم لازیـدنـکم ' و لئـــن کفـــرتم ' ان عـــذابي لشدیـــد !

یہی سبب ہے کہ گذشتہ فاتحۂ جلد جدید میں اس عاجز نے اس دعا کو دہرایا اور یاد دلایا اور پھر بہت سے بیانات کاروبار دعوۃ کے ظہور و تکمیل کے متعلق حوالۂ قلم ہوے کہ اُن سے مقصود در اصل پہلی منزل تک پہنچنے کا اعلان تھا: فسبح بحمد ربک و استغفرہ ' انہ کان توابا

* * *

پس اب چونکہ الهلال اپنے مقصد کو پورا کر چکا ہے اور ابھی "پہلی منزل" سے گذر چکا ہے' اور خود اُس نے اپنے کاروبار کی جو مدت قرار دی تھی' وہ الحمد للہ نہ صرف اسکی انتہا اور حضرۃ ایزد برحق کی قدوسیت سے نہ صرف میرے پوری ہوچکی ہے۔ اسلیے وقت آگیا ہے کہ احباب و مخلصین اور مومنین ہند کے آگے الهلال کے آیندہ قائم رکھنے کے مسئلہ کو چند لفظوں میں صرف ایک بار پیش کردیا جاے' تاکہ جو لوگ اسکی محبت اپنے اندر رکھتے ہیں اور اسکے کاموں کو ملک و ملت کیلیے ضروری اور مفید یقین کرتے ہیں' صرف وہی لوگ اسپر غور کریں' اور ایک قطعی فیصلہ کرنے میں میرے ساتھہ شریک ہو جائیں - خواہ اسے تکبر سمجھا جاے یا غرور بیجا ' لیکن میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب بھی نہ تو کسی سے التجا ہے اور نہ کسی کے آگے سوال ' نہ کسی پر بار ڈالنا مقصود ہے اور نہ کسی کیلیے بار خاطر بننا گوارا - میں تن تنہا بغیر دولت و ثروت ' بغیر حصول اعانت ' بغیر استمداد و استعانت اشخاص و جماعت ' تمام مشکلوں کو برداشت کرکے اور تمام موانع و مصائب سے بے پروا رہکے' محض نصرۃ الهی سے اپنا "پہلا کام" پورا کر چکا ہوں ' اور اب میرے آگے "دوسری منزلیں" موجود ہیں اور انکے لیے "الهلال" کی اشاعت کا محتاج نہیں ہوں -

الهلال کے مالی نقصانات اگرچہ انتہائی حد تک پہنچ گئے ہیں اور مجھے تن تنہا رہنے کی وجہ سے اتنی محنت کرنی پڑی ہے کہ میری صحت نے جواب دیدیا ہے اور میری آنکھوں کی بصارت یکا یک ضعیف سے ضعیف تر ہوگئی ہے - اس سے بھی زیادہ یہ کہ میں اب متصل چند گھنٹے کام کرتا ہوں تو سر میں درد شروع ہوجاتا ہے اور رات کو جاگ کر کام کرنے کی میری محبوب و لذیذ عادت مجھسے مفارقت چاہ رہی ہے - تاہم مجھپر میرے خدا کا کچھہ ایسا فضل و کرم ہے کہ اگر الهلال کا کام نا تمام رہا ہوتا اور مجھے میری "پہلی منزل" دکھائی نہ دیتی' تو اب بھی پوری خاموشی کے ساتھہ برسوں کام کرتا رہتا اور کبھی بھی ان سرگذشتوں کے پڑھنے کی تمہیں تکلیف نہ دیتا - کیونکہ خدا حکیم و قدیر ہے اور اسکا فضل اور اُسکی ربوبیت ہمارے تمہارے اندازے سے بہت زیادہ ہے: و انّ تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا !

* * *

لیکن چونکہ "پہلا کام" ہوچکا ہے اسلیے میں مجبور نہیں کہ الهلال کو موجودہ حالت میں جاری رکھوں - یہی وجہ ہے کہ اپنے اسی فیصلے سے پہلے اپنے دوستوں کو فیصلہ کرنے کی صرف ایک بار دعوت دیتا ہوں :

فـــان کنت لا تـــدري فتلـــك مصیـــبۃ
و ان کنت تـــدري فـــالمصیـــبۃ اعظـــم !

(خـــلاصـــۂ مطالـــب)

الهلال اپنے اہتمام و انتظام کے لحاظ سے اردو پریس میں بالکل ایک نئی چیز ہے' اور بڑی مشکل یہ ہے کہ آپ اسکے مصارف کا اندازہ کر ہی نہیں سکتے۔ اسلیے یہ لا حاصل ہوگا اگر میں کہوں کہ اُسکی قیمت بارہ روپیہ سالانہ ہوتی جب بھی وہ اسقدر ارزاں تھا کہ اس سے زیادہ ارزانی ممکن نہیں -

اسکے مالی مسئلہ کی درستگی کی پہلی صورت یہ ہے کہ آیندہ سے اسکی قیمت بڑھا دی جاے - چنانچہ اس کیلیے معاونین الهلال کا بڑا حصہ بالکل طیار ہے' اور بغیر اس عاجز کی تحریک اور خواہش کے صدہا بزرگوں نے خود بخود لکھا ہے کہ قیمت پندرہ روپیہ یا اقلاً بارہ روپیہ کردی جاے -

لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرے لیے الهلال کی قیمت کی زیادتی کا خیال نہایت تکلیف دہ ہے اور جو چیز لوگوں کو مفت دینی تھی' اسکی قیمت کو دوسرے ملکوں کی نظیر میں زیادہ کرنا کسی طرح گوارا نہیں ہوسکتا - میری کوشش ہمیشہ یہی رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح قیمت کم کی جاے' زیادہ تو کسی حالت میں نہ ہونی چاہیے۔

پس یہ صورت تو سر دست بھلا ہی دی جاے - اسکے بعد الهـــلال کی توسیع اشاعت کا سوال آتا ہے - اگر الهـــلال کو آینـــدہ بحالت موجودہ قائم رکھنا ہے تو بس اسی صورت کو حل کرنا چاہیے - میں نے مصارف کیلیے ایک نیا بجٹ قرار دیا ہے اور حتی الامکان پوری سعی کی ہے کہ کم سے کم خرچ سے آیندہ الهلال نکل سکے - **پس اگر ہم کوشش کرکے الهـــلال کیلیے دو ہزار نئے خریدار پیدا کرسکیـــں جو آٹھہ روپیـــہ سالانہ قیمـــت ادا کریں تو اسکے بعد یقینا الهلال کا مالی مسئلہ بغیر قیمـــت کے بڑھاے حـــل ہوجائیگا ' اور صرف یہی نہیـــں کہ وہ قائم رہیگا بلکہ اسکے ہر صیغـــے میں کافی وسعـــت اور ترقـــی ہـــوجائیگـــی -**

سر دست یہی حل الهلال کے مالی مسئلہ کے عقدۂ مشکل کا ہے اور چونکہ اسکی قیمت بہت کم اور مصارف نہایت زیادہ ہیں اسلیے موجودہ تعداد اشاعت میں اسکے نقصانات اللہ کسی طرح برداشت نہیں ہوسکتے - میں اُن تمام بزرگوں اور دوستوں کے سامنے جو الهلال کو ایندہ بھی اسی حالت میں بلکہ اس سے بہتر حالت میں دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں ' آخری مرتبہ اس حل کو پیش کردیتا ہوں - اگر خدا کی مرضی ہوئی اور نئے خریداروں کی فراہمی کیلیے کوشش کی گئی تو میں الهلال کو موجودہ حالت سے بہتر حالت میں جاری رکھونگا ' اور اگر ایسا نہوا تو نہ تو کسی کی شکایت ہے اور نہ کسی کیلیے گلہ - نہ تو انسانوں پر اعتماد ہے اور نہ انکی توجہ کی آرزو - میں اپنا "پہلا کام" کرچکا ہوں اور اب میرے لیے زیادہ تر خاموش کاموں کی "دوسری منزلیں" آنے والی ہیں - پس میں صرف اُنہی کاموں میں مشغول ہوجاونگا - میرے پاس ایک ہی زندگی ہے اور میں نے بہت چاہا لیکن ایک زندگی بہت سے کاموں کیلیے طیار نہوسکی اور اب تک جو کچھہ ہوا یہ محض اللہ کا ایک مخصوص فضل تھا :

خوش ست افسانۂ درد جدائی مختصر غالب
بمحشر می تواں گفت انچہ در دل ماندہ است امشب !

مدارس اسلامیہ

ندوۃ العلما

ماضی و حال

(۷)

حیات بعد الممات

(کتب خانہ)

اس سلسلے میں ایک قابل ذکر شے اور رھگئی ہے - دارالعلوم ندوۃ العلما کی علمی حیثیت کچھہ بھی نہوتی اگر علوم اسلامیہ و عربیہ کا ایک عمدہ ذخیرہ اسکی ملکیت میں نہوتا - بعض ارباب خیر نے شاہجہانپور اور پٹنہ وغیرہ کے اجلاس میں کتابیں وقف کیں لیکن اُن میں زیادہ تر عام مطبوعات اور متداول کتب کا ذخیرہ تھا - غالباً سنہ ۱۹۰۶ میں مولانا شبلی نے ندوہ کے متعلق ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کرنے کی تحریک کی اور سب سے پہلے اپنا پورا کتب خانہ جو ایک عمدہ منتخب ذخیرہ علوم اسلامیہ و مشرقیہ کا تھا ' ندوہ کو دیدیا -

اسکے بعد انھوں نے نواب سید علی حسن خاں صاحب کو آمادہ کیا کہ وہ اپنا کتب خانہ بھی ندوہ کیلیے وقف کردیں - انکے پاس انکے والد مرحوم نواب صدیق حسن خاں صاحب کے کتب خانہ کا بڑا حصہ محفوظ تھا اور مطبوعات کے علاوہ بہت سی نادر قلمی کتابیں بھی تھیں ' مثلاً متاخرین ائمۂ حدیث یمن کی تصنیفات جو نواب صاحب مرحوم نے خاص کوشش سے حاصل کی تھیں - از انجملہ امام شوکانی اور امیر اسماعیل یمانی رحمہ اللہ علیہما کی اکثر غیر مطبوعہ کتابیں ہیں کہ انکا حاصل کرنا اب بہت دشوار ہے ' امام شوکانی کی تفسیر فتح القدیر تفسیر بالحدیث کا ایک بہترین مجموعہ ہے - اور اسکا مکمل نسخہ اسمیں موجود ہے -

چنانچہ نواب صاحب نے اپنا کتب خانہ بھی بعض شرائط کے ساتھہ اسمیں شامل کردیا - اسی طرح مولوی سید حسین بلگرامی نے بھی اپنی تمام کتابیں بھجوادیں - اور بہ حیثیت مجموعی ایک عمدہ ذخیرہ علوم و فنون اسلامیہ و عربیہ کا ہوگیا -

(خلاصۂ مطالب)

یہ ایک اجمالی نظر تھی اُن واقعات پر جو سنہ ۱۹۰۶ سے کہ ندوہ کی نئی حیات عمل کا آغاز ہے ' گذشتہ سال تک ظہور میں آئے اور یہی اُس کی حیات بعد الممات اور عروج بعد از زوال کی سرگذشت ہے - اس سے مقصود یہ تھا کہ ندوہ کے گذشتہ کاموں کی نسبت لوگوں کو ایک مکمل و مرتب معلومات حاصل ہوجاے اور وہ اندازہ کرسکیں کہ کس قدر کام ہوچکا ہے ؟ یہی سبب ہے کہ موجودہ حالات کے نقائص کا تفصیلی بیان میں نے ملتوی کردیا تھا اور چاہتا تھا کہ سب سے پہلے ندوہ کی غرض تاسیس اور گذشتہ کاموں کی مقدار بیان کردی جاے -

ایک صحیح اور مکمل واقفیت کے بعد جو راے قائم ہوتی ہے وہی صحیح راے ہوتی ہے - ندوہ اب ایسی ہی راؤں کا محتاج ہے -

دنیا عالم اسباب ہے اور کوئی فعل وجود میں آ نہیں سکتا جب تک کہ اُسکے تمام اسباب جمع نہ ہوجائیں - پس مولانا شبلی نے دار العلوم کیلیے یہ جو کچھہ کیا ' اسکی اصلی علت صرف انھی کی کوششیں نہیں ہوسکتیں - یقیناً بہت سے اسباب و علل اسکے لیے فراہم ہوے - لیکن اگر اس تعلیل کا مطلب یہ ہو کہ پیش نظر نتائج کو انکی طرف منسوب نہونا چاہیے تو یہ ایک ایسی سوفسطائیت ہوگی جسکے بعد دنیا میں کوئی نسبت فعل و کار جائز نہوسکے گی !

دنیا جانتی ہے کہ میں مداح نہیں بلکہ معترض ہوں - الحمد للہ کہ میرے اعتراف و اقرار کی گردن میرے خداے قدوس نے بہت ہی متکبر بنائی ہے ' اور مجھے انسانوں کے آگے جھکنے کا سبق نہیں ملا ہے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے لیے انسانوں کی تعریف سے بڑھکر کوئی بھی مکروہ و غیر مطبوع کام نہیں ہوتا - اگر میں ایسا کرنا چاہوں بھی تو خود میرا دل مجھے ملامت کرنے لگتا ہے ' اور میرا ضمیر کچھہ اسطرح خود بخود محجوب ہوجاتا ہے گویا اُس سے کوئی بڑا ہی شرمناک جرم سرزد ہو رہا ہے ! و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم - عرفی و اولوالعزم عرفی نے مجھی ربانی کہا ہے :

قصیدہ کار ہوس پیشگاں بود عرفی
تو از قبیلۂ عشقی وظیفہ ات غزل ست !

لیکن با ایں ہمہ میں پورے اطمینان اور کامل راحت ضمیر کے ساتھہ مولانا شبلی کی ان خدمات کا اعتراف کرتا ہوں جو انھوں نے ندوۃ العلما کیلیے انجام دیں اور تسلیم کرتا ہوں کہ ان کاموں میں ایک بڑا ہی قیمتی جوہر ایثار نفس کا تھا جو آجکل بہت کم یاب ہے -

مجھے مولانا شبلی کی کمزوریاں بھی معلوم ہیں - میں جانتا ہوں کہ انمیں کیا خوبیاں ہیں اور اسکے ساتھہ ہی کیا اوصاف نہیں ہیں جنکے لیے انہیں ملامت ہونا چاہیے - میں ندوہ کے متعلق آخری مباحث میں بتلاؤنگا کہ دار العلوم کیلیے انکا وجود کن کن امور میں رحمت الہی تھا ' کن کن امور میں بے سود ' اور وہ کونسی باتیں ہیں جنکی انمیں کمی تھی ؟ میں اپنے اظہارات میں بے خوف ہوں ' اور اللہ کے فضل سے میری حق گوئی کی چٹان اتنی بلند ہے جہاں سے اشخاص کی تمدیح و تعظیم کی باتیں چیونٹی کے وجود سے بھی زیادہ حقیر و صغیر نظر آتی ہیں - جو خدا کی صداقت کے آگے جھکنا اور حکومتوں اور گورنمنٹوں کے دبدبۂ و سطوت کو ٹھکرا دینے کی توفیق کا طالب ہو ' اسکے آگے چند انسانوں کی ہستیوں کے مباحث کیا چیز ہیں ؟

مشتی حقیر گدایان عشق را کین قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند !

لیکن کمزوریوں سے کوئی انسان خالی نہیں - دیکھنا یہ ہے کہ ندوہ جس غرض سے قائم ہوا ' جس مقصد کا اُس نے اعلان کیا ' جو مقصد وہ کھو رہا تھا ' جس کھوے ہوے کو اُٹھا نے والا ' اور گمنامی و فنا سے زندگی و شہرت میں لانے والا کوئی نہ تھا ' اسکے لیے کس کا وجود موجب نجاح ہوا ' اور کس نے اپنا وقت ' اپنی قابلیت ' اپنا دماغ ' صرف کر کے پورے ایثار کے ساتھہ دار العلوم ندوہ کو موت کے منہ سے نکالا ' اور موجودہ حالت تک پہنچایا ؟

صداقت کا اعتراف ' اسکا قدرتی حق ہے ' اور دماغ و عقل مجبور ہے کہ سفید کی سفیدی کا اقرار کرے - پس یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب کچھہ مولانا شبلی نے کیا ' اور انکے وجود سے ندوہ کی گذشتہ ہستی کو الگ کر کے دیکھیے تو صرف گولا گنج لکھنو کا ایک ویرانہ باقی رہجاتا ہے ' جسکے اندر تباہی و بربادی کی خاک اڑ رہی ہے !

مفاســــد و فتـــن

یه تصویر کا روشن رخ تها - اب اسکے تاریک رخ پر نظر ڈالیے -

یہاں تک تو ان کاموں کی تفصیل بیان کی گئی جو ندوہ کی تکمیل کیلیے انجام پاے ' مگر اب ان مفاسد کی طرف متوجه هونا چاهیے جو ندوہ کی تحریک و ہلاکت کیلیے مختلف اسباب سے پیدا هوے اور جنکی اصلاح کیلیے مولانا شبلی نے اپنی پوری قوت صرف نه کی - وہ خود بهی دبتے رهے اور باهر کے ان لوگوں کو بهی دباتے رهے جنکو اصلاح کا خیال پیدا هوتا تها - انکے سامنے فساد و فتن کا شجرهٔ خبیثه نشو و نما پا رها تها اور آنے والے وقت کی پیشین گوئی کررها تها - انکا فرض تها که یا تو اسکا پورا استیصال کرتے اور اگر اشتعال فتنه و طغیان کے خوف اور اپنے کاموں میں تنہا هونے کی وجه سے ایسا نہیں کر سکتے تهے ' تو کم ازکم قوم کو اس سے مطلع کردیتے تاکه انکی ذمه داری باقی نه رهتی - مگر انهوں نے ایسا نہیں کیا - وہ همیشه اس کام کیلیے قوم کا نہایت قیمتی ایمان چندا فراهم کرتے رهے ' جسکی نسبت انهیں علم تها که اسکی بنیاد هی کهوکهلی هے !

علاوہ ان اصولی مفاسد کے جو ندوہ کو اسکی حقیقی روح هی سے خالی کردینے والے هیں ' اور بهی متفرق واقعات ایسے پیش آتے رهے جو دیانت و صداقت اور اصول و قواعد کے بالکل خلاف تهے جلسهٔ انتظامیه کی مجالس انکو پسند کرتی اور مولانا شبلی مخالفت کرکے پهر اپنی کمزوری سے خاموش رهجاتے مثلاً کرنیل عبد المجید صاحب پٹیالوی کا مولوی غلام محمد شملوی سے اپنے اغراض شخصیه کیلیے گورنمنٹ کی پرستش و بندگی کا سالہا سال وعظ کرانا اور اسکی تنخواہ ندوہ کے خزانے سے دلانا جسکی پوری تفصیل آگے آئیگی ' اور جو اس داستان کی ایک بڑی هی دلچسپ فصل هے - یا دار العلوم کی عمارت پر دار الاقامه کا روپیه صرف کردینا اور کوئی صحیح جواب اسکے متعلق نه دینا - یه سچ هے که مولانا شبلی نے ندوہ کو بالکل بربادی کے عالم میں پایا اور وہ آهسته آهسته درست کرنا چاهتے تهے - نیز اصلاح کا عنصر قلیل اور مادهٔ افساد و شرارت کثیر و وسیع تها - تاهم یه مفاسد ایسے تهے جنپر کسی طرح بهی چشم پوشی جائز نہیں هوسکتی اور جبکه خود اسی کام کے اندر یه سب کچهه هو رها تها ' جسکے وہ خود بهی ایک رکن رکین تهے ' اور جسپر صرف انهیں کی وجه سے قوم کو اعتماد تها تو ایسی حالت میں انکی ذمه داری بہت بڑهجاتی هے اور وہ معاف فرمالیں اگر میں کہوں که ان پر باطل کی اعانت اور فساد پر سکوت کا الزام عائد هوتا هے - هاں ' یه سچ هے که وہ صرف دار العلوم کے سکریٹری تهے - ان کاموں میں شریک نه تهے اور انکو اندر هی اندر روکنا بهی چاهتے تهے ' مگر صحیح مسلم کی حدیث " من رای منکم منکراً الخ " کے آخری درجے " وان لم تستطع فبقلبه " کا یه موقع نه تها ' اور وہ بهی " اضعف الایمان " میں داخل هے !

(نـــدوہ کا قانـــون اساسی)

افساد و فتن کی پہلی تخم ریزی ندوہ کی بنیادی چٹان ' یعنے دستور العمل سے شروع هوئی - جس کا نتیجه یه نکلا که سرے سے ندوے نے اپنا مقصد هی کهودیا -

ندوة العلما کا مقصد تاسیس اس سلسلے کی ابتدائی صحبتوں میں آپ معلوم کرچکے هیں - وہ اصلاح دینی کی ایک تحریک تهی جو علوم اسلامیه کے درس صحیح کے ذریعه قوم میں مرشدین و مصلحین کا ایک ایسا گروہ پیدا کرنا چاهتی تهی جسکی تعلیم و مساعی سے ارشاد و دعوت دینی کا سلسلهٔ حقه قائم هو که تمام امراض ملت کا یه ایک هی علاج هے -

لیکن بدبختی یه تهی که یه خیال معدودے چند اشخاص کا تها جو ندوہ کے بانی اور روح رواں تهے - باقی زیادہ تر هجوم ان لوگوں کا تها جو یا تو سرے سے " اصلاح " کے مخالف و منکر شدید تهے - یا ایک بهیڑ اکٹهی هوتی دیکهکر خود بهی شامل هوگئے تهے مگر کچهه نہیں جانتے تهے که اسکا اصلی مقصد کیا هے ؟ کوئی سمجها که شہرت و نمایش کا وسیله هے - کسی نے خیال کیا که ارباب دستار کی مقبولیت اور مرجع خلائق بننے کا اچها آله هے - کوئی آیا که اپنی وعظ طرازی اور ترانه سنجی کا اشتہار دے ' اور کسی نے اسکے سفرهٔ ضیافت کے طول و عرض کو ناپا اور بے اختیار هوگیا !

پس کچهه تو وہ لوگ جو آتے بالکل نه سمجهے ' اور کچهه وہ جو آتے سمجهے هوں یا نه سمجهے هوں مگر اعتقاداً " مسئلهٔ اصلاح " کے سخت مخالف و منکر تهے ' مثل اس گهن کے جو درخت کی جڑ میں لگ گیا هو ' ابتدا سے اسکے اندر رهے ' اور جماعه مصلحین کی قلت و کمزوری اور زیادہ تر اسکے مرکز میں نه رهنے کی وجه سے متصل نشو و نما پاتے رهے - انکا مقصد همیشه یه رها که ندوہ سے " اصلاح " کا عنصر نکالدیا جاے ' اور جہاں تک ممکن هو ' اپنی تنگ خیالی اور تقشف و جمود کے رنگ میں اسے رنگ دیا جاے - چنانچه اسکو عمدہ فرصتیں ملیں اور سب سے پہلے ندوہ کے قانون اساسی (کانسٹی ٹیوشن) میں متعدد اصولی تبدیلیاں کردی گئیں جسکی وجه سے قوم کی نیابت اور جمہور کا اشتراک مفقود هوگیا اور صرف چند آدمیوں کے هاتهه میں سیاہ و سفید کا اختیار آگیا -

اسکی پہلی بربادی کے بعد جب مولانا شبلی لکهنو میں آے تو اسکے متعلق صرف دارالعلوم کی معتمدی کی گئی - ندوہ کی مجلس انتظامیه نے کبهی کوئی سکریٹری هاتهه نه آیا جو اسکی اصلی مشین کے پرزوں کا زنگ دور کرتا - وہ تمام تر دار العلوم کی اصلاح و تکمیل میں مشغول رهے اور یه عنصر فساد مجلس انتظامی میں اپنے اعمال مفسدہ برابر انجام دیتا رها - وہ اگر چاهتے تو اصلاح کی قوة سے فساد کو شکست کامل دیسکتے تهے مگر انهوں نے ایسا نہیں کیا اور همیشه اپنے کاموں میں موانع و افساد دیکهکر خاموش هوتے رهے -

وہ سمجهے که کسی کام کے اندر رهکر آهسته آهسته اصلاح کرنے کا اصول اختیار کرنا چاهیے حالانکه اسکا موقع نه تها -

(تفصیل اجمال)

اس اجمال کی تفصیل یه هے :

ندوة العلما مسلمانان هند کی ایک عظیم الشان دینی تحریک تهی ' اور وہ ایک ایسا مرکز بننا چاهتی تهی جو انکی تمام ضروریات و معاملات مذهبی کی کفیل هو - وہ جماعتی کاموں کے اصول پر ایک قومی مجلس تهی اور قوم هی کے سرمایه سے اپنے تمام کاموں کو انجام دینا چاهتی تهی - اس بنا پر ضرور تها که اسکا نظام عمل بالکل اسی طرح جمہوری اور اشتراکی اصول پر هوتا ' جیسا که هر قومی انجمن کا هونا چاهیے ' اور شخصی اقتدار اور معدود جماعتوں کے قبض و تسلط سے وہ همیشه آزاد رهتی -

اسکی شاخیں تمام ضلعوں میں قائم کی جاتیں اور هر صوبے سے اسکے لیے ممبر منتخب هوتے اور جو کچهه هوتا ' جلسهٔ عام میں هوتا -

صرف یہی نہیں که آجکل تمام جماعتی کاموں کا یہی اصول هے ' بلکه در اصل شریعة حقهٔ اسلامیه کا اصل الاصول " شوری "

یہی تعلیم دیتا ہے، اور ہماری نظر غیروں کی تقلید پر نہیں بلکہ اپنے الہامی اصولوں پر ہونی چاہیے -

چنانچہ ندوہ جب قائم ہوا تو یہ امور اسکے پیش نظر تھے اور جو قانون اساسی بنایا گیا اسمیں جماعتی کاموں کے نظام صحیح کے مطابق پوری وسعت اور جمہوریت رکھی گئی - اس قسم کے کاموں میں سب سے بڑا اہم مسئلہ عہدہ داروں کے تقرر اور ممبران خاص کے انتخاب کا ہوتا ہے کہ اصلی کارکن قوت وہی ہوتے ہیں - ندوہ کے اصلی قانون اساسی کی دفعات اس بارے میں یہ تھیں :

(دفعہ ۲۷) ارکان جلسۂ انتظامیہ کا انتخاب ہر سال جلسۂ عام میں اس طرح ہوا کریگا کہ موجودہ مجلس انتظامیہ ایک فہرست بہ پابندی قواعد دستور العمل ہذا مرتب کرکے پیش کیا کریگی جس میں کمی بیشی اور تغیر و تبدل کا اختیار جلسۂ عام کو ہوگا

(دفعہ ۳۶) ندوۃ العلما میں ایک ناظم اعزازی (آنریری سکریٹری) جلسۂ عام سے منتخب ہوگا

(دفعہ ۳۸) عموماً صرف ناظم ندوۃ العلما کی معزولی جلسۂ عام سے ہوسکے گی اور دیگر عہدہ داران ندوۃ العلما کی معزولی جلسۂ انتظامیہ سے ہوگی - "

ندوہ کا نظام (کانسٹی ٹیوشن) اس اصول پر تھا کہ تمام حق نظم و ادارہ اور قوۃ نافذہ و آمرہ ایک منتخب مجلس کو دی گئی تھی جس کا نام " مجلس انتظامیہ " رکھا گیا تھا (" مجلس انتظامیہ " ایک لغو اور مہمل ترکیب ہے - نہیں معلوم کس نے وضع کی) - یہی مجلس سب کچھ تھی اور اب تک ہے -

پس دفعات کے اُن الفاظ پر غور کیجیے جن پر خط کھینچدیا گیا ہے - اِن دفعات سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ ندوہ نے اپنی مجلس انتظامیہ اور اپنے سکرٹری کا حق انتخاب جلسۂ عام کو دیدیا تھا جسمیں ہر حصے اور ہر طبقہ کے افراد ملت جمع ہوں اور تعادی اصول پر ممبر اور سکریٹری منتخب کیا جائے - پھر سکریٹری کی معزولی کا حق بھی جلسۂ عام کو دیا تھا کہ جو قوت کسی عہدہ دار کو نصب کرسکتی ہے، اسی کو حق عزل بھی ملنا چاہیے -

یہی اسلام کا صحیح اصول شوری اور نظام اجتماعی ہے اور کوئی حکومت، کوئی ریاست، کوئی انجمن، کوئی جماعت، کبھی اسلامی نہیں کہی جاسکتی، جب تک کہ وہ اس اصل شرعی و دینی اور حکم مقدس الہی کی پیرو نہو - الہلال اس اصل دینی کا اسقدر اعلان کر چکا ہے کہ مزید تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں -

لیکن بدبختانہ سب سے پہلے خنجر فساد و ضلالت نے ندوہ کی اسی شہ رگ کو زخمی کیا اور " ملک عضوض " کی بعض ارواح مفسدہ ایسی پیدا ہوگئیں جنہوں نے ندوہ کے نظام جمہوری و شرعی کو یکایک حکومۃ مطلقۃ و شخصیہ کے نظام باطل و بدعۃ سے بدل دیا، اور اس طرح ندوہ کی وہ بنیادی چٹان ہی شق ہوگئی جس پر کبھی اسکی سر بفلک عمارتیں کھڑی کی جاتیں !

انہوں نے دیکھا کہ ندوہ کی اصلی قوۃ حاکمہ مجلس انتظامیہ ہے - اسکے ممبر اگر جلسۂ عام میں منتخب کیے گئے تو قوم کا ایک بڑا حصہ اسمیں شامل ہوگا اور ہر حصے اور طبقے سے اشخاص لیے جائیں گے - پس ندوہ کی حکومت قوم کے ہاتھوں میں چلی جائیگی - جس کو وہ چاہیگی سکریٹری بنائیگی اور جس کو چاہیگی معزول کر دیگی - اس طرح کی حکومۃ راشدہ سے شخصی اقتدار و مطلق العنانہ حکمرانیوں کا دروازہ بند ہو جائیگا اور ندوہ کو اپنی جائداد بنا کر کوئی نہیں رکھ سکے گا - پس سب سے پہلے مجلس انتظامی کے انتخاب کا حق جلسۂ عام سے غصب کر لینا چاہیے - چنانچہ نئے دستور العمل میں جلسۂ عام کی قدر ارزاں دی گئی -

اسی طرح سکرٹری کی معزولی کا جو حق شرعی و دینی جلسۂ عام کو حاصل تھا، وہ بھی اس سے چھین لیا گیا - یعنی جن مسلمانوں کو حضرۃ ابو بکر اور حضرۃ عمر (رضی اللہ عنہما) کی معزولی کا حق حاصل تھا اور انکے اس حق کو خود یہ جانشین پیغمبر تسلیم کرتے تھے، انہیں ندوۃ العلما نامی ایک انجمن کے سکریٹری کو معزول کرنے کا حق نہیں ہو سکتا !

درحقیقت اس کارروائی کے بعد ندوہ ایک اسلامی انجمن ہی نہ رہا - دنیا میں ایسی جماعت اور جو اپنے اندر اسلام کے اصل الاصول شوری اور اشتراک جمہور کے قاعدے کو نہ رکھتی ہو، ابداً اسلامی جماعت تسلیم نہیں کرسکتا - وہ شاید اس ملت کی پیرو ہوگی جسمیں کسری اور قیصر گذرے ہیں، مگر وہ اسلام جسکے پیرو ابوبکر و عمر تھے (رضی اللہ عنہما) اور جسکے قرآن میں سورۂ شوری موجود ہے، اس سے انہیں کچھ تعلق نہیں -

(مجلس خاص)

اسکے بعد اپنے تمام استبدادی اغراض مفسدہ کی تکمیل اور خود مختارانہ اعمال سئیہ کی تحصیل کیلیے ایک قدم ضلالت اور آگے بڑھایا اور دستور العمل میں " مجلس خاص " کے نام سے ایک مجلس کا اضافہ کیا جو فی الحقیقت اپنے خواص و اوصاف کے لحاظ سے عجائب خانۂ ندوہ کا سب سے زیادہ عجیب الخلقت جانور ہے - شاید ہی دنیا کی کسی مجلس میں جو ایک قومی مجلس کے نام سے مشہور ہو، ایسی صریح خود مختاری اور شخصی استبداد و حکومۃ مطلقہ سے کام لیا گیا ہوگا جیسا کہ اس خانہ ساز مجلس کے وضع کرنے میں لیا گیا - وہ قطعاً عجیب الخواص ہے - کیونکہ جہل و فساد، دونوں کا مجموعہ ہے - ایک طرف تو اسکو دیکھکر اُن احمقوں کی بے وقوفی پر ہنسی آتی ہے جو ایک عظیم الشان مجلس کو چلانے اور قائم رکھنے کے وہم میں گرفتار تھے مگر انہیں اتنی بھی خبر نہ تھی کہ دنیا بھر میں مجلسوں اور جماعتی کاموں کے عام اصول کیا ہیں ؟ دوسری طرف انکے اس افساد و شر عظیم پر متاسف ہونا پڑتا ہے کہ کس طرح قوم کی غفلت سے فائدہ اُٹھا کر انہوں نے ندوہ کے جسم سے یکسر روح حیات و عمل کھینچ لی اور پھر اسکی بیجان لاش پر گدوں کی طرح گر کر پنجے مارنے لگے !

اس " جلسۂ خاص " کو ایک طرف تو اسقدر وسیع اختیارات دیدیے گئے کہ ندوہ کی ہستی یکسر اسکے قبضہ میں چلی گئی - یعنی قانون اساسی اور تمام قواعد و ضوابط متعلق ندوہ کی تبدیل و ترمیم بلکہ یکقلم منسوخ کر دینے کا اختیار بھی اسی کو دیدیا گیا (دیکھو دفعہ ۳۵ دستور العمل حال) دوسری طرف اسکے انعقاد کو تمام مجلسی قواعد و شرائط کی پابندی سے بالکل آزاد کردیا تاکہ اسکے مطلق العنانہ کاموں میں کسی طرح کی رکاوٹ پیدا نہوسکے !

چنانچہ دستور العمل حال کی دفعہ ۲۹ میں ہے :

" جلسۂ خاص کیلیے کوئی وقت اور کوئی زمانہ معین نہیں ہے - حسب تحریک ارکان مجلس انتظامی، یا ناظم، یا نائب ناظم، جب ضرورت پیش آے، منعقد ہوسکتا ہے "

اصول اور حق جماعت کو شاید ہی دنیا میں اسطرح کسی نے غارت کیا ہوگا ! ایک عظیم الشان قومی انجمن کے انتظام کیلیے ایک مجلس مقرر کی جاتی ہے جسکے اختیارات کا یہ عالم

ہے کہ وہ اسکے کانسٹی ٹیوشن تک کو بدل ڈال سکتی ہے - لیکن نہ تو اسمیں عام انتخاب کو دخل ہے ' نہ اسکے ممبروں کی تعداد میں وسعت ہے ' نہ اسکے لیے قابل اطمینان ضوابط و قواعد ہیں - کوئی شرط ' کوئی مہلت ' کوئی زمانہ اسکے لیے معین نہیں - جب کبھی دو چار انتظامی ممبروں کے نام سے ایک درخواست حاصل کرلی جاسکے تو سکریٹری اپنی کسی خاص غرض سے ایسا کرنا چاہے ' فوراً چند اشخاص کی ایک مجلس منعقد کر کے ایک حکمران و فعال ما یرید کی طرح ندوہ کے تمام قوانین و ضوابط کو منسوخ کردے سکتا ہے !

پھر صرف سکریٹری ہی تک آکر معاملہ ختم نہیں ہو جاتا - نائب سکریٹری بھی اگر چاہے تو دستور العمل نے اسے پورا حق دیدیا ہے !

(شجرۂ فساد کا دوسرا تخم)

یہ ظاہر ہے کہ ندوۃ العلما کا مقصد صرف ایک عربی مدرسہ قائم کرنا نہ تھا - وہ ایک عظیم الشان دینی تحریک تھی جو حفظ کلمۂ اسلام کیلیے تمام علماء ملت کو متفقہ و متحدہ جد و جہد کرنے کی دعوت دیتی تھی ' اور ایک ایسا عام مذہبی مرکز بنانا چاہتی تھی جو کسی خاص گروہ کے لیے مخصوص نہو ' بلکہ وہ تمام عظیم الشان تحریکیں جو کل مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہوں اسکے اندر انجام پا سکیں - یہی سبب تھا کہ اس نے ابتدا ہی سے اپنے اہم مقاصد یہ قرار دیے کہ حفظ کلمۂ توحید و خدمت اسلام کیلئے تمام علما کا اجتماع ' اور اصلاح نصاب و تعلیم قدیم -

پہلے مقصد کی بعض حلقوں سے سخت مخالفت ہوئی اور بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں - بعض علما نے رفع نزاع باہمی اور اتحاد علما کا یہ مطلب سمجھا کہ ندوہ اسلام کے مختلف فرقوں کے عقائد کو باہم ملاکر ایک نیا معجون مرکب بنانا چاہتا ہے اور اسکا مقصود یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے ان مخصوص عقائد کو ترک کردے جنھیں وہ حق سمجھتا ہے ' لیکن ندوہ نے اپنے مقصد کو زیادہ واضح کیا کہ اسکا مقصود اختلافات باہمی سے دست بردار ہونا نہیں ہے اور نہ اس طرح کا اتحاد حق پرستی اور امر بالمعروف کے ساتھہ کبھی ہوسکتا ہے - وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ جو امور تمام مختلف گروہوں اور جماعتوں کے مشترک معتقدات ہیں مثلاً حفظ بیضۂ شریعت و دفع ہجوم منکرین اسلام ' و اصلاح عموم مسلمین ' و تبلیغ کلمۂ توحید و رسالت ' ان مقاصد کیلیے تمام پیروان کلمۂ شہادت متفق ہوکر اپنی قوتوں کا ایک مشترک مرکز بنالیں - جدید علوم مادیہ نے ' آریا سماج کے مشنریوں نے ' عالم مسیحی کے عالمگیر دینی حملوں اور متواتر کوششوں نے ' جو نقصان اسلام کی قوت دینی و تبلیغی کو پہنچایا ہے ' اسکا اثر اسلام کے ہر فرقے پر یکساں پڑتا ہے - اگر کلمۂ اسلام سب کو محبوب ہے ' تو اسکے لیے سب کو اپنی قوت صرف کرنی چاہیے -

اسی طرح بہت سے مذہبی معاملات ایسے ہیں جنکا تعلق گورنمنٹ سے ہے اور انکے لیے کسی ایک فرقے کی نہیں بلکہ عموم اہل اسلام کی طرف سے صدا بلند ہونی چاہیے - ندوہ صرف اسلیے قائم ہوا ہے کہ ان مشترک مقاصد کو انجام دے - باقی رہے ہر گروہ کے مخصوص کام ' تو انکے لیے پہلے سے مختلف انجمنیں قائم ہیں اور ہر فرقہ اپنے مخصوص اعتقادات پر پوری طرح قائم رہکر ہر طرح کے کام انجام دیسکتا ہے -

ندوہ کیلیے یہ اصول ابتدا سے بمنزلۂ ایک بنیاد اور اساس کے تھا اور اسکے قدیمی دستور العمل میں کوئی قید کسی خاص گروہ کیلیے نہ تھی لیکن بعد کو یہ عمومیت بالکل نکالدی گئی اور ایک دفعہ یہ بڑھا دی گئی کہ ندوہ کے ارکان انتظامی صرف ایک ہی گروہ سے لیے جائیں گے اور اسطرح اسکا دائرہ سمٹ کر بالکل محدود ہوگیا -

چھوٹی چھوٹی انجمنیں جو آج ملک میں قائم ہیں ' انکے دستور العملوں میں اس سے زیادہ وسعت و عمومیت ہوگی جتنی کہ موجودہ حالت میں عظیم الشان ندوہ میں ہے !

طلباء دارالعلوم کی اسٹرائک

ان تاریخوں میں برابر اسٹرائک جاری رہی - ١٢ کی شام کو جناب خان بہادر نہال الدین صاحب و جناب مسٹر مختار حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا و جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب وکیل تشریف لائے -

مگر طلبا سے چند سوالات کرنے کے بعد یہ فرما کر واپس تشریف لیگئے کہ کل بعد نماز جمعہ ہم مفصل شکایات سنینگے طلبا نے شکریہ ادا کیا ' اور بخوشی اسکو منظور کیا - حسب قرار داد دوسرے دن اصحاب مذکورۂ بالا میں سے دو صاحب اور ڈاکٹر ناظر الدین حسن صاحب بیرسٹر تشریف لائے - خان بہادر کسی وجہ سے نہ آسکے -

طلباء نے شکریہ کے بعد اپنی شکایات زبانی ہی کہیں جنکو ان حضرات نے نہایت توجہ کے ساتھہ سنا ' اور ضروری نوٹ بھی کیے - بعد کو بطور مشورہ یہ فرمایا کہ آپ لوگ اپنی تعلیم کا سلسلہ بطور خود جاری رکھیں - بڑے درجہ کے طلبا ابتدائی درجوںکو تعلیم دیں یا کوئی اور دوسری صورت اختیار کیجیے ' بہرحال مشغلہ علمی جاری رہنا چاہیے - اسکے بعد واپس تشریف لیگیے ' ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان حضرات نے کیا راے قائم کی -

١٤ کی شام کو منشی اعجاز علی صاحب رئیس کاکوری جو ندوہ کے ممبر ہیں تشریف لائے ' اور چند طلباء سے گفتگو کرنے کے بعد واپس گئے - ہمکو معلوم ہوا ہے کہ گفتگو کا طرز جانبین سے بہت کچھہ مناظرانہ رہا - اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ مسلم گزٹ کی کسی اشاعت میں انہوں نے کل طلباے دارالعلوم پر دہریت کا الزام لگایا تھا ' جسکے متعلق ایڈیٹر مسلم گزٹ نے ایک نوٹ بھی لکھا کہ اس الزام سے طلباے دارالعلوم میں نہایت برہمی پھیلی ہے -

ہمکو جہانتک معلوم ہوا ہے اب تک منتظمین کیطرف سے کوئی ایسا طریقہ نہیں اختیار کیا گیا جس سے یہ جوش فرو ہو - منتظمین کا یہ طرز عمل دیکھکر سخت افسوس ہوتا ہے کہ بجاے اسکے کہ وہ اسکی اصلاح کی کوشش کریں اسکو اور زیادہ اہم بنا رہے ہیں ' اب تمام کوشش اس بات پر صرف کیجا رہی ہے کہ اس اسٹرائک کو پولیٹکل ثابت کیا جائے جیسا کہ انڈین ڈیلی ٹیلیگراف سے ثابت ہوتا ہے -

اکابرین قوم کو بہت جلد اس طرف متوجہ ہونا چاہئے ورنہ بیچارے غریب الوطن طالبعلموں کو اس ناعاقبت اندیش گروہ سے بہت کچھہ نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے ' اسوقت طلبا کی حالت بہت نازک ہے ' وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہیں -

ایک نامہ نگار از لکھنؤ

حقیقة الصلاة

(۳)

ان الصلاة تنهي عن الفحشاء و المنكر ، و انها لكبيرة الا على الخاشعين

(۸)

حقیقت یہ ہے کہ نماز میں سب سے بڑی چیز اطمینان قلب ، و حضور نفس ، و خشوع طبیعت ، و خضوع جوارح ہے کہ انسان اپنے تمام اعضا اور تمام قوی و جذبات سے خدا کی جانب متوجہ ہو جائے ، اور جن اغراض کے لیے نماز کی تاکید کی گئی ہے اُن کو نہایت مکمل طریق پر بجا لائے - حدیث میں ہے :

خمس صلوات افترضهن الله تعالى : من احسن وضوءهن و صلاهن لوقتهن و اتم ركوعهن و خشوعهن كان له على الله عهد ان يغفر له ، و من لم يفعل فليس له على الله عهد - ان شاء غفر له ، و ان شاء عذبه (۱)

خدا نے پانچ نمازیں فرض ٹھہرائی ہیں - جس نے اچھی طرح وضو کیا ، وقت پر نماز پڑھی اور کامل طریق پر رکوع و خشوع کے حقوق سے ادا ہوا تو اللہ کا وعدہ ہے کہ ضرور اُس کی مغفرت ہوگی ، لیکن جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی وعدہ نہیں ، چاہے تو اللہ اُس کو بخشدے اور چاہے عذاب میں ڈالے (۱)

یہی وہ نماز ہے جسے کامل طریق پر ادا نہ ہوتے دیکھکر ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ وسلم ٹوکتے رہے - اُس نے تین چار مرتبہ نماز پڑھی مگر ہر مرتبہ آنحضرت (ص) نے یہی ارشاد فرمایا : قم فصل فانك لم تصل (اٹھو اور پھر نماز پڑھو ، اس لیے کہ جو نماز تم نے پڑھی ہے وہ نماز ہی نہ تھی (۲)) -

وہ نماز جو انسان میں ایک ذرہ برابر اشراق و نورانیت نہ پیدا کرسکے ، وہ خواہ کسی وقت کی نماز ہو ، مگر اُس میں صلاۃ وسطی کا درجہ کیونکر آسکتا ہے ؟ روز مرہ جو نمازیں فرض ہیں یہی صلاۃ وسطی بھی ہیں - شرط یہ ہے کہ ہر ایک شرط کی تکمیل پر نظر ہو ، نماز کے اغراض و مقاصد ان سے حاصل ہوسکیں ، قلب میں طہارت پیدا ہو ، بطون میں نورانیت کا ظہور ہو ، روحانیت ترقی کرے ، نفس میں تہذیب خصائل بلند ہو ، اور انسان اس قابل ہوسکے کہ جب نماز پڑھے تو ملکوت السماوات والارض کے اسرار اُس پر افشا ہوجائیں : لو کشف الغطاء لما ازددت یقینا (قدرت کے تمام پردے اگر کھل جائیں جب بھی میرا یقین اس درجہ بلند ہے کہ اُس میں کوئی اضافہ نہ ہوسکیگا) علماے حقیقت لکھتے ہیں :

القلب هو الذي في وسط الانسان بين الروح و الجسد فكانه قيل : حافظوا على صورة الصلوات بشر ائطها ، حافظوا على معاني الصلوات بحقائقها بدوام شهود القلب للرب في الصلاة و بعدها " (۱)

" قلب وہ چیز ہے جو شرف مرتبت و شرف محل ہر حیثیت سے انسان کے وسط جسم میں واقع ہے - یہ روح اور جسم میں ٹھیک درمیان کی حالت رکھتا ہے - گویا نماز وسطی کی محافظت کا حکم دیتے ہوے یہ کہا گیا کہ صورت نماز کی محافظت کرو ، شرائط نماز کی محافظت کرو ، معانی و اغراض نماز کی محافظت کرو ، حقیقت و حکمت نماز کی محافظت کرو ، اور یہ محافظت اس طرح کرو کہ نماز میں اور نماز کے بعد ہر حالت میں قلب کو بطریق دوام و استمرار پروردگار عالم کا شہود حاصل رہے (۱)

وسطی وہی نماز ہوگی جو فضل و شرف میں سب پر فائق ہو - ایسی نماز جو دینی و دنیوی ہر قسم کی ترقیوں کی بہترین تحریک اپنے اندر رکھتی ہو ، اس کی فضیلت میں کیا کلام ہوسکتا ہے ؟ یہی نمازیں ہیں جن کو قرآن کریم کی اصطلاح میں وسطی کا لقب دیا گیا اور انکی محافظت کی تاکید کی گئی تا کہ انسان اس طریق پر زمانے بھر کی نعمتوں اور برکتوں کا احاطہ کرسکے ، اُس کے تفوق کی سارے عالم پر حکومت ہو -

(۹)

اس تمام مذکور کا ما حصل یہ ہے :

(۱) نماز اور اجزاے نماز سے مقصد خشوع و خضوع و طہارت نفس مقصود ہے - یہ چیز ہی حاصل نہ ہو تو وہ نماز بھی مشرکین قریش کی نماز جیسی ہوگی جو انسان کو دوزخ میں لے جانیوالی چیز ہے -

(۲) نماز وہی ہے جو حقیقی معنوں میں ادا کی جاے ، ایسی نماز سے انسانکی ہر مشکل آسان ہوسکتی ہے -

(۳) نماز کی حقیقت یہ ہے کہ فواحش و منکرات سے روکے اور انسان کی زندگی کو پاک اور ستھرا بناسکے ، جس نماز سے یہ خصوصیت حاصل نہ ہو وہ نماز ، نماز ہی نہیں ہے -

(۴) نماز کی مواظبت سے انسان درست ہوتا ہے ، خدا کی بارگاہ میں تقرب بڑھتا ہے اور اس درجہ بڑھتا ہے کہ دنیا کی تمام جھوٹی ہستیاں ہیچ نظر آنے لگتی ہیں !

(۵) وہ نماز جو ان اوصاف کی جامع ہو ، شریعت کی اصطلاح میں وہی نماز وسطی ہے - حدیثوں پر تدبر کرو - جب کسی نماز کا وقت نہ رہا تو یہی شکایت ہوئی کہ نماز وسطی جاتی رہی ، یعنی اب اتنی گنجایش باقی نہیں کہ تمام حدود و شرائط کے ساتھہ یہ نماز ادا کی جاتی - جس نماز میں کوئی شان فضیلت دیکھی اُسی کو وسطی سمجھہ لیا کہ بغیر صلاۃ معین تخصیص ، فضیلت صلاۃ وسطی ہی کے لیے ہے -

(۶) نماز وسطی کی ایک صفت یہ ہے کہ معتدل ہو ، اسی لیے مغرب و ظہر و عشاء وغیرہ نمازوں کو وسطی کہنے لگے تھے -

(۷) نماز وسطی کے لیے دعاے قنوت مشروط نہیں ہے ، قنوت البتہ مشروط ہے جس کے معنے خضوع کے ہیں -

---

(۱) رواہ احمد و ابو داؤد عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس صلوات الخ -

(۲) رواہ البخاري و مسلم عن ابوهريرة و قال ان رجلا دخل المسجد و رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس الخ -

(۱) نیسابوری - ج ۲ ص ۳۶۵ -

(۸) نماز وسطی کے لیے تمام نمازوں کے وسط میں ہونا ضروری نہیں' اور نہ یہ ضروری ہے کہ اوقات خمسہ کے علاوہ یہ کوئی مستقل و جدا گانہ نماز ہو -

(۹) نماز وسطی کی محافظت لازم ہے' نہ اسلیے کہ ایک رسم پوری ہو' بلکہ اس لیے کہ ان میں نماز کی مواظبت سے وہ خصوصیت پیدا ہو کہ سارے جہان کو چھالے اور ہر جگہہ اسیکی حکومت ہو :

و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثین' و نمکن لهم فی الارض و نری فرعون و هامان و جنودهما منهم ما کانوا یحذرون (۲۸ : ۵)

جو لوگ ملک میں کمزور ہو گئے ہم چاہتے ہیں کہ انپر احسان کریں' ان کو سردار بنالیں' انہیں سلطنت کا وارث ٹھرالیں' ملک میں انکا قدم جمالیں' اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو دکھا دیں کہ جس بات کا انہیں خطرہ تھا وہ انہیں کمزوروں کے ہاتھہ سے انکے آگے آگئی -

(الجنبہ نفلی)

تسٹرکٹ و سیشن جج کے خیالات

[ترجمہ از انگریزی]

مسٹر بی - سی - منر - آئی - سی - ایس تسٹرکٹ و سیشن جج ہوگلی و ہوڑہ

میرے لڑکے مسرز ایم - ان - احمد اینڈ سنز [نمبر ۱ / ۱۵ وین اسٹریٹ کلکتہ] سے جو عینکیں خریدی ہیں' وہ اچھی ثابت ہوئی ہیں - مجھے بھی ایک عینک بنوانی ہے جو اعلی درجے کی تیار ہوتی ہے - یہ کارخانہ موجودہ دور میں ایمانداری و ارزانی کا خود نمونہ ہے - ملک میں اسطرح کے کارخانوں کا کھولنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے "

کون نہیں چاہتا کہ میری بینائی مرتے دم تک صحیح رہے اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمالیں مالہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹروں کی تجویز سے قابل اعتماد اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی - کے ارسال خدمت کیجائے - اسپر بھی اگر آپکے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدلدیجائیگی -

نکل کی کمانی مع اصلی پتھر کی عینک ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک - اصلی رولڈگولڈ کی کمانی یعنی سونے کا پترا چڑھا ہوا مع پتھر کی عینک کے ۶ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک محصول وغیرہ ۶ آنہ -

مینیجر

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو' بنگلہ' گجراتی' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

حیات و موت کی تعریف

از جناب مولانا عطا محمد صاحب رئیس امرتسر -

عناصر کی ترکیب کیمیاوی سے کسی جسم میں جو استعداد نشو و نما کی اندر سے باہر کی طرف بذریعہ اخذ یا انجذاب بیرونی عناصر کے پیدا ہوتی ہے' وہ اس جسم کے لیے حیات ہے' اور جب وہ استعداد کسی اندرونی یا خارجی اثر سے معدوم یا فنا ہوجاتی ہے تو وہ اس جسم کے لیے موت ہے -

میرے خیال میں حیات و موت کی یہ تعریف جامع و مانع ہے -

(روح کی تعریف)

حیات حیوانی میں جو قوت صاحب تعقل و ارادہ ہے' اور ارکان و اعضاء جسم حیوانی و حواس کے استعمال پر بموجب انکی ساخت کے قادر ہے' وہ روح ہے -

روح' عناصر کی ترکیب کیمیاوی کا اثر نہیں ہے - یہ ذیل کی چند منطقی شکلوں سے ثابت ہے :

(شکل اول)

(۱) جو اثر عناصر کی ترکیب کیمیاوی سے پیدا ہوتا ہے وہ اس وجود کے لیے امر طبعی ہوتا ہے -

(۲) جب تک وہ ترکیب عناصر اس وجود میں باقی رہتی ہے وہی اثر پیدا ہوتا رہتا ہے' اور اسکا نہ پیدا ہوتے رہنا محال ہے -

(۳) اسلیے اس وجود کے اختیار میں یہ امر نہیں ہے کہ جب تک وہ ترکیب کیمیاوی اس وجود میں باقی رہے' کبھی اس اثر کو ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر نہ ہونے دے -

(مثال شکل اول)

(۱) مقناطیس میں ترکیب کیمیاوی عناصر سے جذب آہن کا اثر پیدا ہوا ہے - یہ اثر مقناطیس کا طبعی امر ہے -

(۲) جب تک مقناطیس میں یہ ترکیب کیمیاوی عناصر کی باقی رہیگی' یہ اثر جذب آہن کا پیدا ہوتا رہیگا' اور اس اثر کا نہ پیدا ہوتے رہنا محال ہے -

(۳) اسلیے مقناطیس کے وجود کے اختیار میں یہ امر نہیں ہے کہ جب تک عناصر کی ترکیب کیمیاوی اس میں باقی رہے' وہ اس اثر جذب آہن کو کبھی ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر نہ ہونے دے -

(شکل دوم)

(۱) حیوان میں ارادہ و اختیار ہے کہ جس کام کو چاہے کرے چاہے نہ کرے -

(۲) کیمیاوی ترکیب عناصر سے جو اثر پیدا ہوتا ہے' اس کے اختیار میں نہیں ہوتا کہ کبھی اس اثر کو ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر ہونے نہ دے (دیکھو شکل اول کا نتیجہ) -

(۳) اسلیے حیوان میں جو ارادہ اور اختیار ہے وہ کسی کیمیاوی ترکیب عناصر کا نتیجہ نہیں ہو سکتا ' کیونکہ اگر اسکا نتیجہ ہوتا تو لازم آتا کہ کیمیاوی ترکیب عناصر کا یہ اختیار ہے کہ کبھی اس نتیجہ کو ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر ہونے نہ دے جو محال ہے (دیکھو شکل اول کا نتیجہ) -

(مثال شکل دوم)

(۱) زید عمرو کے مارنیکو لکڑی اوٹھاتا ہے ' اور پھر اسیوقت بلا کسی خارجی اثر کے اس کو رکھدیتا ہے اور عمرو کا مارنا ترک کردیتا ہے -

(۲) زید کا لکڑی اوٹھانا عمرو کے مارنے کے لیے اور پھر اسیوقت اس کا رکھدینا ترک ارادہ ہے ' یہ دو متضاد افعال زید کے اختیار سے ہیں -

(۳) اسلیے زید کے ہر دو متضاد افعال عناصر کی کسی ترکیب کیمیاوی کا اثر نہیں ہیں ' کیونکہ اگر اس ترکیب کا یہ اثر ہوتے تو لازم آتا کہ اس ترکیب کو اس امر کا اختیار ہے کہ کبھی اپنے اثر کو ظاہر ہونے دے ' اور کبھی ظاہر ہونے نہ دے (دیکھو شکل دوم کا نتیجہ) -

(شکل سوم)

(۱) حیوان میں بعض افعال جیسے دوست دشمن کو تمیز اور اشیاء کی شناخت ' خیال وغیرہ یعنی تعقل موجود ہے -

(۲) عناصر کی کسی ترکیب کیمیاوی کا اصول ادراک اصوات پر قائم نہیں ہوا کہ یہ تعقل عناصر کی کسی ترکیب کیمیاوی کا اثر ہے -

(۳) اسلیے لازمی طور پر حیوان میں کوئی ایسی شے موجود ہے جو ان نتائج یعنی تعقل کا باعث ہے ' اور جو کچھ وہ شے ہو وہی روح ہے -

(مثال شکل سوم)

(۱) حیوان کی آنکھ کے سامنے شعاع میں جو چیزیں ہوں ان کے عکس کا طبقات چشم پر منقش ہونا عناصر کی کیمیاوی ترکیب اور ترتیب طبقات کا اثر ہے -

(۲) لیکن ان اشیاء کی شناخت ' دوست دشمن میں تمیز ' ان اشیاء کا بھلا یا برا لگنا ' وغیرہ وغیرہ ' عناصر کی ترکیب کیمیاوی کا کوئی اصول اسپر دال نہیں ہے -

(۳) اسلیے لازمی طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ حیوان میں کوئی اور شے بھی موجود ہے جو ان نتائج کا باعث ہے ' اور جو کچھ وہ شے ہو وہی روح ہے -

(شکل چہارم)

(۱) فطرت انسانی کسی چیز کی موجودگی ثابت کرسکتی ہے -

(۲) لیکن کسی شے کی ماہیت کا جاننا خواہ وہ چیز کوئی سی ہی علم ہو ' انسانی فطرت سے خارج ہے -

(۳) اسلیے فطرت انسانی حیوان میں روح کی موجودگی ثابت کرسکتی ہے لیکن روح کی ماہیت کا جاننا فطرت انسانی کے اختیار سے خارج ہے -

(شکل پنجم)

(۱) حیوان میں ہمکو روح کا وجود ثابت ہوا ہے (دیکھو شکل سوم کا نتیجہ) -

(۲) لیکن کسی اور وجود کا ثبوت نہیں ہوا جسکے ساتھہ روح اسطرح وابستہ ہو کہ اگر وہ نہو تو روح بھی نہو -

(۳) اسلیے روح جوہر قائم بالذات ہے -

(شکل ششم)

(۱) ہمارا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ کوئی جوہر قائم بالذات کبھی فنا نہیں ہوتا -

(۲) روح جوہر قائم بالذات ہے (دیکھو شکل پنجم کا نتیجہ)

(۳) روح فنا نہیں ہوگی -

جسقدر اقسام مادہ کے ہمکو معلوم ہیں ' روح ان اقسام مادہ سے نہیں ہے ' لیکن اگر روح کسی ایسے قسم مادہ سے ہو جو ہمکو معلوم نہیں ہے تو اسکا مادی ہونا اسلام کے کسی مسئلہ کی صداقت پر حرف نہیں لا سکتا -

حدوث مادہ کے ثبوت میں

(شکل اول)

(۱) مادے کے لیے صورت کا ہونا لازمی امر ہے - یعنی مادے کا بدون صورت پا یا جا نا محال ہے -

(۲) مادے کی تغیر حالت سے پہلی صورت معدوم ہو جاتی ہے ' اور دوسری صورت پیدا ہوجاتی ہے -

(۳) اسلیے صورت حادث ہے یعنی نو پیدا شدہ ہے -

(شکل دوم)

(۱) صورت حادث ہے (دیکھو شکل اول کا نتیجہ)

(۲) مادے کے لیے صورت کا ہونا لازمی امر ہے -

(۳) اسلیے وہ بھی حادث ہے -

(شکل سوم)

(۱) فرض کرو کہ مادہ قدیم ہے -

(۲) مادے کا بدون صورت کسی حالت میں پا یاجانا محال ہے -

(۳) اسلیے صورت بھی قدیم ہے - لیکن یہ محال ہے کیونکہ صورت کا حادث ہونا بہ تغیر حالت مادہ کے بداہۃً ظاہر ہے - اسلیے صورت ایک ہی حال میں حادث بھی ہے اور قدیم بھی ہے پس یہ فرض کہ مادہ قدیم ہے ' غلط ہے -

صانع عالم کا ثبوت

شکل اول

(۱) مادے میں حرکت اور قوت طبیعی امور ہیں لیکن ارادہ نہیں ہے -

(۲) مادے میں غیر محدود تغیرات مرتب اور منتظم اشکال میں ظاہر ہوتے ہیں - اتفاقیہ نہیں ہیں کیونکہ وہ تغیرات پر خاص معلولوں کے لیے بطور علت کے ہوتے ہیں - وھلم جرا -

(۳) اسلیے ان مرتب اور منتظم تغیرات کی علت مادہ کی حرکت اور قوت نہیں ہوسکتی بلکہ کوئی اور موثر صاحب ارادہ ہے جو ان مرتب اور منتظم تغیرات کا باعث یا علت ہے اور وہی صانع عالم ہے -

(شکل دوم)

(۱) جو چیز مرتب اور مستقر النظام ہے ' اور اس ترتیب اور نظام سے ارادہ کیے ہوے نتائج پیدا ہوتے ہیں ' وہ کسی صاحب ارادہ کی پیدا کی ہوئی چیز ہے -

(۲) عالم مرتب اور مستقر النظام ہے ' اور اس ترتیب اور نظام سے جو اس میں ہے ' ارادہ کیے ہوے نتائج پیدا ہوتے ہیں -

(۳) اسلیے عالم کسی صاحب ارادہ کا پیدا کیا ہوا ہے -

(شکل سوم)

(۱) ارادہ صفت ذی حیات ہے -

(۲) عالم کسی صاحب ارادہ کا پیدا کیا ہوا ہے (دیکھو شکل دوم کا نتیجہ)

(۳) اسلیے عالم کا پیدا کرنے والا ذی حیات ہے - مردہ نہیں ہے -

(شکل چہارم)

(۱) عالم کا پیدا کرنیوالا ذی حیات اور صاحب ارادہ ہے - (دیکھو شکل دوم و سوم کے نتائج)

(۲) مادہ ذی حیات نہیں ہے اور نہ صاحب ارادہ -

(۳) اسلیے مادہ عالم کا پیدا کرنے والا نہیں ہے -

کارزار طرابلس

غزوۂ طرابلس اور اسکا مستقبل

افریقہ کا "سر مخفي"

براعظم افریقہ میں اسلام کی بقیہ امیدیں

شیخ سنوسي اور طریقۂ سنوسیہ

گذشتہ اشاعت سے ما قبل اشاعت میں " چند قطرات اشک " کے عنوان سے غزوۂ طرابلس کی ختم شدہ داستان پھر از سرنو چھیڑي گئی تھی کہ ایک ختم شدہ اقبال کے ماتم گساروں کے لیے گذري ہوئی داستانوں کي یاد' اور آیندہ کي حسرت کے سوا اب اور کام ہی کیا باقی رہگیا ہے ؟

اے جنوں باز بتاراج گریبان بر خیز !

اس مضمون میں جنگ طرابلس کی بعض خصوصیات پر توجہ دلائی تھی جو عرصے سے اعداء اسلام اور فرزندان اسلام کے باهمي جنگ و قتال میں ناپید ہوگئی ہیں اور لکھا تھا کہ اسلام نے اپنا نظام اجتماعی و ملکي اس اصول پر رکھا ہے کہ حفظ ملت و وطن کی امانت مقدس حکومتوں کي تنخواہ دار فوجوں کی جگہ تمام

اندرون طرابلس کا ایک نخلستان جسکي زمین خون شہادت سے اب تک تر ہے !

افراد ملت کے سپرد کي ہے اور اسی کا نام جہاد دیني ہے - جنگ طرابلس کیلیے کچھہ ایسے اسباب جمع ہوگئے کہ دولۂ علیہ کی جگہ بادیہ نشین عربوں کو میدان کارزار میں آنا پڑا اور اس طرح جنگ طرابلس ایک غزوۂ دیني بنکر آن تمام گرانقدر اور مقدس جذبات و حسیات کے ظہور کا باعث ہوگئی جنسے سرزمین اسلام عرصے سے محروم تھی -

* * *

لیکن بالاخر اس کا نتیجہ کیا نکلا ؟ وہ فرزندان اسلام جنھوں نے باوجود بیچارگی و بے سامانی کے اس طرح حفظ اسلام کیلیے اپنی جانوں کو وقف کیا کہ اٹلی کی نوایجاد اور انسان پاش توپوں کے آگے اپنے سینوں کو ڈھال بنایا' اور اسکی ڈھائی لاکھہ سے زیادہ متمدن اور باسامان فوجوں کو اپنی زنگ آلود تلواریں اور پرانی قسم کي فرسودہ بندوقیں لیکر اس طرح روک دیا کہ اٹلی کیلیے آگ میں کودنا اور سمندر کی موجوں میں غرق ہوجانا آسان تھا' پر ان بادیہ نشین فقرا کي سرزمین میں ایک قدم بڑھنا محال ہوگیا تھا' کیا بالاخر اپنے مقدس فرض کے پورا کرنے سے اکتا گئے اور انھوں نے دشمنان ملت اور اعداء الہی کے آگے سر جھکا دیا ؟

کیا مقدس جذبات ملي اور خصائص عجیبۂ اسلامیۃ کے ایسے روشن و منور جذبات جنکي نظیر پچھلي کئي صدیوں میں نہیں ملسکتی' بالاخر ناکامي و نامرادي' اور اطاعت و تذلل کي تاریکي میں ہمیشہ کیلیے گم ہوگئے اور اب انکا سراغ کبھی نہیں ملے گا ؟

* * *

جنگ بلقان کي مشغولیت نے ہمیں ان سوالات پر غور نہیں کرنے دیا مگر اب غور کرنا چاہیے - اسی لیے کارزار طرابلس کا عنوان اب مکرر شروع کیا گیا ہے - سب سے پہلے ہم نے شیخ سلیمان الباروني کي مراسلات کا ترجمہ شائع کیا جو انھوں نے مسٹر ورے معتمد کے نام بھیجي تھیں - وہ ایک سب سے زیادہ مفصل بیان تھا جو آخري حالات کے متعلق شائع ہوا لیکن عزیز بک مصري کے بیانات اسکے مخالف ہیں' اور فرہاد بک نے جو تحریریں بعض عثمانی جرائد میں روانہ کی ہیں اور جن میں شیخ سنوسي اور انکی جماعت کے تمام حالات بالتفصیل درج کیے ہیں' اسے کچھہ دوسرے ہي قسم کے حالات معلوم ہوتے ہیں -

ہم نے ان بیانات پر اکتفا نہ کر کے خود دولہ کے بعض ذرائع موثقہ سے صحیح حالات کا علم حاصل کرنا چاہا ہے اور ہمیں امید ہے کہ ایک دو ہفتہ کے اندر ہم ان حالات کے متعلق بعض مستند مراسلات شائع کرسکیں گے -

* * *

لیکن آج چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں پہلے شیخ سنوسي اور انکي جماعت کے حالات شائع کریں جنکے علم کے بغیر اندرون طرابلس کي موجودہ حالت اور غزوۂ طرابلس کي اصلي حیثیت منکشف نہیں ہو سکتي - شیخ اور انکي جماعت کے حالات بھي ہمیشہ مثل ایک سر مخفی کے رہے ہیں اور طرح طرح کی غلط روایتیں انکے متعلق شائع ہوگئي ہیں - یورپ کے نامہ نگاروں نے انھیں " افریقہ کے سر مخفي " کے لقب سے یاد کیا ہے اور ہندوستان میں بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ کوئي پر اسرار طلسم ہیں جنھیں آگ اور پانی سے کوئي نقصان نہیں پہنچ سکتا - حالانکہ نہ تو وہ کوئي سر مخفي ہے اور نہ زمانۂ قدیم کي روایات کا کوئی طلسم - بلکہ اسلام کے سچے پیروں کا ایک محفوظ گروہ جس نے بہت سی بدعات و زوائد سے اپنے تئیں الگ رکھا ہے اور زمانے کے تغیرات انکي طبیعۂ عربیہ و اسلامیہ کے خواص میں وہ تبدیلیاں پیدا نہیں کرسکے ہیں جنکي وجہ سے اسلام کي قوۃ کا عظیم الشان طلسم ٹوٹ کر اپنے عجائب و خوارق سے محروم ہوگیا ہے !

(آغاز دعوۂ سنوسي)

" سنوسیہ " في الحقیقت اصلاح اسلامي اور ارشاد و ہدایت دیني کي ایک افریقي تحریک ہے جو صوفیانہ طریق بیعت کے

سالهه تیرهویں صدي هجري کے اوائل میں شروع هولي اور وهستهٔ
اهسته افریقه کے تمام اسلامي حصص میں پهیلتي رهي - یه تحریک
ایک ایسے ملک میں شروع هولي تهي جو دنیا کے متمدن و معروف
حصوں سے بالکل الگ تهلگ هے اور نئے تمدن کے اثرات وهاں
تک پهنچانے میں همیشه ناکام رهے هیں -

اسلیے قدرتي طور پر آسے خاموشي و سکون کی قیمتي مهلت
متصل ملتی رهی' اور اعلان و هنگامه سے جو مقابلے هر تحریک کو
پیش آجاتے هیں' اور جنکی وجه سے آنکي قوتیں جماعت کے پیدا
کرنے کی جگه اسکے حفظ و دفاع میں صرف هونے لگتی هیں ' آن
سے وہ بالکل محفوظ رهی -

نه تو وهاں اخبارات تھے جو اسکا تذکرہ کرتے ' نه اس قسم کا
ملک تها جو خارجی سیاحوں کا جولانگاه هوتا - دولت عثمانیه کے
انحطاط اور اسکے مرکزوں کے اختلال کا دور تها - مصر میں خدیوي
خاندان کی بنا پڑچکي تهی مکۂ معظمه میں ترکوں کے خلاف
مشہور اصلاح کی بنا پر بغاوت هو چکی تهی - ایران و ترکی کا سرحدي
مسئله جنگ تک پهنچ گیا تها - سلطان محمود مصلح کی اصلاح اور
ینگچریوں کے فتنه نے قسطنطنیه کو بالکل اپنے اندر مشغول کر رکها
تها اور روس کی
پیش قدمی
روز بروز جنگ
کا پیام دے رهی
تهی - ان تمام
اسباب کی وجه
سے سنوسی
تحریک کو پهیلنے
اور ترقی کرنے
کی پوري مهلت
ملگئی ' اور اسکے
لیے خاموشی اور
سکون کے ایسے
اسباب مہیا هوگئے
که بغیر بیرونی
دنیا کے خبردار
هوے وہ پوري قوة کے ساتهه اپنا کام کرتی رهی -
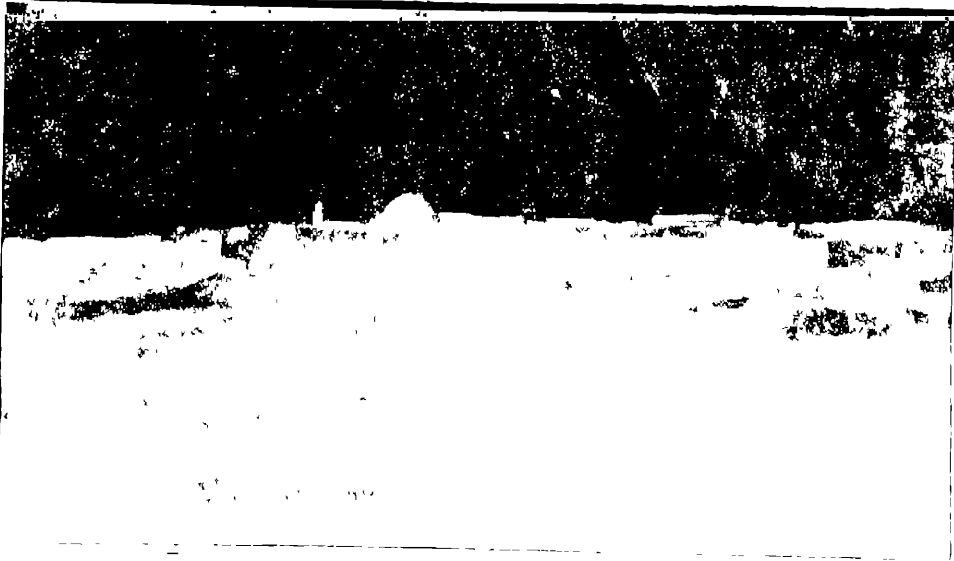
دولة عثمانیه کا وجود جہاں گذشته چهه صدیوں میں اسلام کي
پولیٹکل قوت کا محافظ رها هے' وهاں بهت سی ایسي
تحریکوں ایلیے مهلک و قاتل بهی هوا هے جنکے اندر مسلمانوں
کے اصلاح حال اور عروج بعد از زوال ایلیے بهت سي مدفنی
قوتیں مخفی تهیں ' اور جنهیں اگر دولة عثمانیه اپنے سیاسی
خطروں سے گهبرا کر هلاک نه کرڈالتي تو وہ اصلاح دینی و تجدید
سیاست اسلامي کي عظیم الشان جماعتیں پیدا کردیتیں -

لیکن سنوسی دعوة خوش قسمتي سے افریقه کے غیر معروف
حصص میں قائم هولی اور ایسے زمانے میں پهیلی جو دولة علیه کے
مرکزي اختلال و اغتشاش کا وقت تها - اسلیے اولیاء حکومت کو
اسپر متوجه هونے کی مهلت نه ملي اور سرزمین افریقه کے قدرتی
خصائص نے اسکے مرکز کو همیشه دنیا کي مهلک نظروں سے
چهپائے رکها - یهاں تک که اسکا اثر افریقه اور صحرا کے مخفی
ریگزاروں سے نکلکر مصر و حجاز اور شام تک پهنچ گیا !

(سنوسی اول)

الجزائر کے اطراف میں ایک چهوٹا سا صحرائي قریه " بادیه
مستغانم " هے جس میں عرب و اندلس کے مهاجرین اولین کے
چند خاندان کئی صدیوں سے آباد هیں - اسي قریه کے ایک
فاطمی النسب خاندان میں ایک لڑکا پیدا هوا ' جس کا باپ اپنے
شدید مذهبی اعمال کی وجه سے مشهور اور حسنی النسل سید تها -
یه واقعه سنه ۱۲۰۴ هجري کا هے -

بچپن هی سے اس لڑکے کے عادات و اطوار غیر معمولی تھے ' اور
وہ اپنے خاندان اور قوم کي موجودہ حالت پر غیر قانع نظر آتا تها -
وہ جب سن تمیز کو پهنچا تو تحصیل علوم دینیه کے شوق میں
ترک وطن پر آماده هوا اور سب سے پہلے مراکش کے دار الحکومت
شهر " فاس " میں آیا جو اب بهی افریقه میں علوم عربیه کا ایک
بهت بڑا مرکز اور اپنی قدیمي یونیورسٹی " جامع ابن خلدون "
کی وجه سے مشهور و ممتاز هے -

یهاں وہ عرصے تک مقیم رها اور تحصیل علوم کے ساتهه علوم فقر
و سلوک و مجاهدات صوفیه کی طرف بهی متوجه هوکر طریقۂ
" درقاویه " میں داخل هوگیا جو مثل دیگر طرق تصوف مشهورہ
کے ایک غیر معروف طریقه هے اور زیادہ تر بلاد مغرب و مراکش
میں رائج هے -

شاذلی طریقه کے ایک صاحب طریقت بزرگ شیخ درقاوي گذرے
هیں جو گیارهویں
صدي کے اوائل
میں افریقه گئے
اور اپنے طریقه
کے ارشاد و دعوة
میں مشغول
هوگئے - جس طرح
هندوستان میں
حضرة شیخ احمد
سرهندي (رح)
نے طریق سلوک
و تصوف کو ظواهر
شرع کے تحفظ کے
ساتهه رائج کیا اور
متصوفین
مبتدعین کی تمام
بدعات و خرافات کي اصلاح کی' چنانچه طریقۂ نقشبندیۂ مجددیه
تمام طرق معروفه میں محفوظ و مصئون ترین طریقه هے ' اسي
طرح معلوم هوتا هے که شیخ درقاوي نے بهی اصلاح و تجدید کے
بهت سے مراحل طے کیے تھے اور اپنے طریقه کي بڑي خصوصیت
اعمال شرعیه و سنت نبوي و آثار سلف صالح کی پیروي قرار
دي تهي -

یه نوجوان حسني سید مراکش میں اخذ علوم کے ساتهه اس
طریقه کے ذکر و فکر سے بهی مستفید هوتا رها ' اور اسکے بعد مکۂ
معظمه کا قصد کیا تا که علماے حجاز کي خدمت میں علوم دینیه
کي تکمیل کرے -

مکۂ معظمه میں وہ ایک نهایت متقي اور صاحب ورع و صلاح
صوفی سے ملا جنکا نام شیخ احمد بن ادریس الفاسی تها اور جو
اس وقت اپنے کمالات باطنی اور طریق سلوک کی فضیلت کے
لحاظ سے تمام حجاز و یمن میں یکساں شهرت رکهتے تھے - وہ اس
نوجوان مغربی کو دیکهتے هی گرویدہ هوگئے اور اسکے شوق علم
و ورع و زهد کا ان پر کچهه ایسا اثر پڑا که بڑے بڑے مجمعوں
میں اسکی فضیلت کا ایک معمولي شخص کي طرح اعتراف
کرنے لگے !

جغبوب میں جماعة سنوسیه کي مرکزي خانقاه اور قلعه
جہاں حضرة شیخ سنوسی کا بهي قیام رهتا هے

مکتب حربیہ

ٹرکی کے گذشتہ عہد استبداد میں ترقی و تنزل ' علم و جہل ' نور و ظلمت ' دونوں ایک ہی وقت کے اندر موجود تھے !

ایک سیاح جب قسطنطنیہ پہنچتا تھا ' سرائے یلدز کی طلسم سرائیوں کو دیکھتا تھا ' سلاملق کے جلوس میں سلطانی باڈی گارڈ کے طلا پوش سوار اور حمیدیہ رجمنٹ کے انا دولی سپاہی اپنی پر شوکت وردیوں میں نظر آتے تھے ' یا " خستہ خانۂ ہمایونی " اور " مکتب حربیہ " کی عظیم الشان ' اور ترقی یافتہ اسباب و ادوات سے لبریز عمارتوں کے سامنے سے گذرتا تھا ' تو وہ متعجب ہوکر اپنے دل سے پوچھتا تھا کہ جو حکومت نئی ترقیات کی تحصیل میں اس درجہ سریع السیر ہے ' کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ اسکے تنزل کا ماتم کیا جائے ؟

(۱) مکتب حربیہ کا ایک بورڈنگ ہاؤس
(۲) مکتب حربیہ کا اصطبل

لیکن اسکے بعد ہی جب وہ اپنے اُسی رہنما سے جو حکم سلطانی سے اسکے لیے مامور کیا گیا تھا' پوچھتا کہ دار الخلافۂ عثمانیہ کی یونیورسٹی کہاں ہے ؟ علم تعلیم کیلیے کتنے کالج قائم ہوے ہیں ؟ صنعت و حرفت کی درسگاہیں کہاں ہیں ؟ بڑے بڑے اخبارات کے دفاتر کا مجھے پتہ بتلاؤ - میں تخت گاہ بازنطینی کی بڑی بڑی انجمنوں اور کلبوں کو دیکھنا چاہتا ہوں - تو ان تمام سوالوں کے جواب میں غریب رہنما حسرت کے ساتھ ایک نگہ خاموش اٹھاتا ' اور پھر ایک پر اسرار اشارے کے بعد بغیر کسی جواب کے اس صحبت کو ختم کر دیتا !

اصل یہ ہے کہ نادان عبد الحمید ایک عجیب طرح مصیبت میں مبتلا ہوگیا تھا - ایک طرف تو یہ حالت تھی کہ وہ بیسویں صدی کے یورپ کے قلب میں تھا' اور چوبیس گھنٹے کی مسافت کے بعد علم و مدنیۃ کی وہ لہریں اٹھ رہی تھیں جنکی روکو زمانہ کی قاہر و مقتدر ہوا بڑھنے اور پھیلنے کا حکم دے رہی تھی - پس وہ مجبور تھا کہ ترقی کا اپنے تئیں دشمن ثابت نہ ہونے دے اور کچھ نہ کچھ اسکے ایسے مناظر اپنے یہاں طیار کردے جن کے مظاہرے سے اسکی ترقی خواہی کیلیے استدلال کا کام لیا جاسکے -

دوسری طرف وہ دیکھ رہا تھا کہ علم و تمدن اور استبداد و شخصیت ایک لمحہ کیلیے بھی باہم جمع نہیں ہوسکتے - اور اگر ٹرکی میں نئی ترقیات و اصلاحات کا دروازہ کھول دیا گیا ' آزادانہ تعلیم کی درسگاہیں قائم ہوگئیں ' اجتماع و اتحاد کے وسائل رائج ہوگئے ' کتب خانے قائم ہوے ' انجمنیں منعقد ہونے لگیں' پریس کے بڑے بڑے دفتر کھل گئے ' تو ان سب کا اولین نتیجہ یہ ہوگا کہ تخت قسطنطنیہ تو بیشک سنور جائیگا مگر تخت حمیدی قائم نہ رہیگا اور میری شخصیت اور مطلق العنانی کیلیے پیام اجل آ پہنچے گا -

پس وہ ایک ناقابل حل کشمکش میں مبتلا ہوگیا - مجبوراً یہ طریقہ اختیار کیا کہ ملکی تعلیم و تربیت کے علاوہ جو میدان اظہار ترقی و تمدن کے تھے ' انکو تو یورپ کی بہتر سے بہتر ترقی یافتہ حالت تک پہنچا دیا تاکہ دیکھنے والا بہ یک نظر نئی ترقیات کے مناظر سے مرعوب ہوجائے - لیکن وہ تمام چیزیں جو ملک میں اعلی تعلیم و تربیت پھیلا نے والی تھیں اور آزادانہ اشغال و اعمال کا جنسے دروازہ کھلتا تھا' اُن سب کو اسطرح بھلا دیا اور لوگوں کو بھول جانے پر مجبور کیا ' گویا ٹرکی کے آسمان کے نیچے عالم انسانیت کو اُن چیزوں کی ضرورت ہی نہیں ہے !

اس قسم کے اظہار ترقیات کے جو مناظر مدھشہ طیار کیے گئے ' ان سب میں دو چیزیں سب سے زیادہ قابل تذکرہ ہیں : شفا خانہ اور حربی درسگاہ -

---

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۵ کا]

یہاں تک کہ وہ با قاعدہ انکے سلسلے میں داخل ہوگیا - شیخ نے بھی اپنی خلافت اُسکے سپرد کردی اور اپنے تمام پیروؤں کو حکم دیا کہ اینده سے اُسکے تمام احکام کو مثل شیخ کے احکام کے تصور کریں -

اسکے بعد اُس نے آبادی کا قیام ترک کردیا اور جبل ابوقبیس کی مقدس اور الہام سرا گھاٹیوں میں ایک خانقاہ بنا کر رہنے لگا !

* * *

اس نوجوان جزائری کا نام محمد بن علی تھا جو آگے چلکر " الاستاذ محمد بن علی السنوسي الکبیر " مشہور ہوا ' اور یہی جماعۃ سنوسیہ کا بانی اول ہے -

(البقیـۃ تتلی)

- ان چیزوں کو یورپ کی موجودہ ترقیات کے اصول پر خواہ کتنی ہی ترقی دی جاتی مگر یہ براہ راست سیاست حمیدیہ کے لیے مضر نہ تھیں -

" خستہ خانہ " ترکی میں شفا خانے کو کہتے ہیں - یہ گویا قدیم ترکیب " بیمارستان " کا لفظی ترجمہ ہے جسے عربوں نے " مارستان " کہنا شروع کردیا تھا - سلطان عبد الحمید نے ایک شاہی خستہ خانہ قائم کیا ' اور ایسے وسیع پیمانے پر کہ آج یورپ کی بڑے بڑے دار الحکومتوں میں بھی شاید اس درجہ کا کوئی ہاسپٹل تازہ ترین ترقیات طبی و تیمار داری کے ساتھ ہوگا - اسکی سالانہ رپورٹیں با ضرور نکلتی تھیں - میرے پاس کئی رپورٹیں ہیں اور ترقیات عصریہ کا ایک عجائب خانہ نظر آتی ہیں !

یہی حال " مکتب حربیہ " یعنی فوجی تعلیم کے کالج کا ہے - اس کو سب سے پہلے سلطان عبد المجید نے قائم کیا تھا ' مگر سلطان عبد الحمید کے زمانے میں وہ انتہائی ترقی تک پہنچ گیا -

یہ موجودہ زمانے میں عسکری تعلیم کی ایک بہترین درسگاہ ہے جسمیں آجکل کا تعلیم یافتہ ترک سپاہی نشو نما پاتا ہے اور اول سے لیکر انتہائی مدارج تک کی تعلیم حاصل کرتا ہے - وہ ایک وسیع قطعۂ زمین پر قائم ہے جس کے اندر متعدد بورڈنگ ہاؤس مختلف درجوں اور قسموں کے بنائے گئے ہیں اور انکا ہر کمرہ صفائی و نفاست اور نظم و باقاعدگی کا بہترین نمونہ ہے - ایک ایک بورڈنگ میں بہ یک وقت آٹھ آٹھ سو طالب علم رہسکتے ہیں اور ہر بورڈنگ کی ضروریات و نگرانی کیلیے الگ الگ انتظامی دفاتر قائم ہیں - تمام عمارتوں میں موجودہ زمانے کی آخری علمی ایجادات کو استعمال کیا گیا ہے اور ہر عمارت اپنی وسعت اور خوبصورتی کے لحاظ سے شاہی محلات کا مقابلہ کرتی ہے - گھوڑوں کے لیے بڑے بڑے اصطبل ہیں اور انکی صفائی کا ایسا عمدہ انتظام ہے کہ دنیا کے مشہور صحافی مسٹر اسٹیڈ نے انہیں دیکھکر کہا تھا کہ انگلستان کے قصر بکنگھم کا اصطبل بھی اسدرجہ صاف و نظیف نہیں ہے !

درس و تعلیم کی متعدد عمارتیں ہیں اور نصاب تعلیم اور طریق تعلیم میں زیادہ تر جرمنی کا اسکول موثر ہے - موجودہ ترکی کے بہترین تعلیم یافتہ فوجی اسی کے تربیت یافتہ ہیں - تعلیم ابتدا سے ہوتی ہے اور تمام مصارف کالج کے ذمے ہوتے ہیں - اسکے تمام پروفیسر ترک ہیں -

انقلاب دستور کے بعد اسکی حالت میں اور ترقیات بھی ہوئی ہیں - گذشتہ عثمانی ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی شاخیں تمام بلاد عثمانیہ میں کھل رہی ہیں - داخلہ کی شرطیں پہلے کسی قدر سخت تھیں مگر اب عام کردی گئی ہیں - جسقدر وظائف طلبا کو یہ درسگاہ دیتی ہے ' شاید ہی کسی دوسرے کالج میں ملتے ہوں - یہاں کے طلبا کا تمام ملک میں احترام کیا جاتا ہے -

کالج کی وردی نہایت خوشنما اور قیمتی ہوتی ہے - کوٹ کے کالر پر کالج کا نام سنہری کلابتوں سے لکھا ہوتا ہے - جب لڑکے شہر کی کسی سڑک سے گزرتے ہیں تو تمام راہگیر محبت و احترام سے انکے لیے راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور دکاندار سلام کرتے ہیں !

یورپ کے بڑے بڑے سیاحوں نے اسے دیکھا اور اسکی عظمت کا اعتراف کیا - حال میں اسکی ایک سہ سالہ رپورٹ شائع ہوئی ہے - اسمیں ناموران عالم کی رائیں ترجمہ کرکے درج کی ہیں جو سو صفحہ سے زیادہ میں آئی ہیں !

اس وقت ہندوستان کے بھی دو طالب علم اس درسگاہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں !

[١] مکتب حربیہ کا ڈائننگ ہال

[٢] مرحوم بابان زادہ حقی بک

مرحوم حقی بک

مشہور عثمانی اہل قلم ' حقی بک ' جنکے انتقال کی خبر تار برقیوں میں آئی تھی ' گذشتہ عثمانی ڈاک میں انکے تفصیلی حالات آگئے ہیں - تمام معاصرین آستانہ نے اس حادثہ کو " حادثۂ ماتم " اور " فاجعۂ ملی " سے تعبیر کیا ہے :

انا للہ و انا الیہ راجعون !

" بابان زادہ حقی بک " جدید سیاست نگاران عثمانیہ اور نخبۂ جدیدۂ آستانہ کے اعلی ترین مجمع صحافت کا ایک ممتاز رکن تھا - انقلاب دستوری کے بعد مشہور روزانہ اخبار " اقدام " میں اسکی تحریرات سیاسیہ نے ہلچل مچا دی تھی - بڑے بڑے ارکان انقلاب معترف ہیں کہ اگر حقی بک کا حقائق نگار قلم مساعد نہوتا ' تو عثمانی دستور کو عام افکار ملت میں اس درجہ مقبولیت حاصل نہوتی !

اسکے بعد " طنین " کی ریاست تحریر اسے حاصل ہوئی اور تمام اولیاء حکومت اسکے قلم کی جنبش سے ہراساں رہنے لگے - اسکے مقالات کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ انشاء و حقائق ' دونوں کا مجموعہ ہوتے تھے -

وہ ایک خالص علمی اور تدریسی زندگی رکھتا تھا - ایک طرف تو اسکی پبلک زندگی جرائد و مجلات کے دفاتر میں نظر آتی تھی ' دوسرے طرف " دار الفنون " قسطنطنیہ کا وہ ایک محترم معلم تھا ' اور اسکے علمی درس کی سماعت کیلیے باہر سے لوگ آ آ کر شریک جماعت ہوتے تھے !

اسکی قابلیت سیاسی اور جبروت قلمی کا یہ حال تھا کہ ایک مقالہ نگار کی زندگی سے چند مہینوں کے اندر وزارت تک پہنچا اور محض اُن مقالات کے اثر سے جو " طنین " میں شائع ہوتے تھے !

صوبجات متحدہ اور اردو پریس

براہ کرم مجھے اجازت دیجیے کہ آپکے معلوم رسالے کے ذریعہ اپنے صوبے کی حالت زار پر قوم کو توجہ دلاؤں - میرا مقصود صوبہ متحدہ آگرہ و اودہ سے ہے - باوجودیکہ یہی صوبہ مسلمانوں کا سب سے بڑا تعلیمی مرکز رکھتا ہے ' اپنی کلی عظیم الشان انجمنیں اسی میں ہیں ' تعلیمی کانفرنس ' ندوۃ العلما ' مسلم لیگ ' اور اسی طرح کے متعدد اہم کام یہیں ہو رہے ہیں' مگر کیسے افسوس کی بات ہے کہ پریس جو قومی بیداری کی اصلی قوت ہے ' اسکے لحاظ سے تمام صوبے کی حالت افسوس ناک ہو رہی ہے - مسلمانوں کے ہاتھ میں کوئی اردو کا ایسا عمدہ آرگن نہیں ہے جیسے کہ متعدد صوبۂ پنجاب میں موجود ہیں - انگریزی میں آلی - ڈی - ٹی نکلتا ہے مگر وہ محض بیکار ہے - مسلم گزٹ ایک اچھا اخبار نکلا تھا لیکن اسکا بھی خاتمہ ہوگیا - علی گڈہ گزٹ جو سرسید مرحوم کا قائم کیا ہوا ہے اور تعلیمی مرکز سے نکلتا ہے ' اسکی ایسی ردی حالت ہے کہ دیکھکر نفرت ہوتی ہے - میں صوبے کے ارباب درد کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ لکھنو یا الہ آباد سے عمدہ پیمانے پر ایک روزانہ اخبار یا اقلاً ہفتہ وار نکالنے کا انتظام کریں اور اسکے لیے ایک کافی سرمایہ کی کمپنی قائم ہو - اگر ایسا کیا جائے تو میں پانچ سو روپیہ کا حصہ خرید نے کیلیے طیار ہوں -

(خریدار الہلال نمبر ۳۰۱)

الهـــلال :

جناب کا جوش قابل تعریف ہے اور وسیع پیمانے پر اخبارات کو نکلنا چاہیے مگر میں آپکے اس خیال سے متفق نہیں ہوں کہ صوبۂ متحدہ سے کوئی اچھا اخبار نہیں نکلتا -

لکھنؤ سے " ہندوستانی " ایک سنجیدہ اور پر مواد اخبار نکلتا ہے اور ہمیشہ اسکی تعریف کرتا ہوں - گورکھپور سے " مشرق " حکیم برہم صاحب نکالتے ہیں جو متمسب کے لحاظ سے اوراں ' چھپائی لکھائی کے لحاظ سے نہایت عمدہ ' اور ہر طرح کے مواد اور معاملات و اخبار کا بہت اچھا مجموعہ ہوتا ہے - ضخامت اور کثرت اخبار کے لحاظ سے اس صوبے میں کوئی اخبار اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا - اسکے علاوہ اور بھی بہت سے اخبار نکلتے ہیں اور اپنی مقدور بھر کام کررہے ہیں - البشیر اس صوبے کا قدیمی اخبار ہے اور اسوقت سے کام کررہا ہے جبکہ اردو پریس ابتدائی حالت میں تھا - اردو اخباروں میں شاید وہی ایک اخبار ہے جس نے اپنی کوششوں سے ایک عمدہ ہائی اسکول بورڈنگ سسٹم پر قائم کردیا جسے حال میں ہز انر سر جیمس مسٹن نے ۲۵ ہزار روپیہ اور زمین دینے کا کانپور کے نیام میں حکم دیا ہے -

الہ آباد سے ایک نیا اخبار مساوات نامی بھی نکلا ہے -

بہر حال اخبارات تو نکل رہے ہیں البتہ روزانہ اخبار کوئی نہیں - اگر کوئی کمپنی قائم ہو تو وہ روزانہ نکالے - یا موجودہ اخبارات ہی میں سے کوئی دفتر اس کام کو اپنے ذمے لے لے - دفتر مشرق گورکھپور جس نے پریس کے کاموں میں بہت ترقی کی ہے مشرق کو روزانہ کرنے کیلیے کوشش کرے تو بہتر ہے - آپ دفتر مشرق سے خط و کتابت کیجیے -

عرضداشت

جو طلباے دار العلوم ندوہ نے تمام ارکان ندوہ و عموم بزرگان ملت کی خدمت میں بھیجی

بخدمت جناب بزرگان قوم و ارکان ندوۃ العلما مد ظلہم العالی - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جنابعالی ! ہم طلباے دار العلوم جناب کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ جسقدر جلد ممکن ہو جناب اپنی توجہ ندوۃ العلما کے معاملات کیطرف مبذول فرمائیں کیونکہ ندوہ کی تعلیمی و انتظامی خرابیاں روز بروز ترقی پر ہیں - جن معاملات کا تعلق ندوہ کے نظام سے ہے اُنسے ہمیں یہاں بحث نہیں - اسکا تعلق عام مسلمانوں سے ہے - البتہ تعلیمی نقائص اور اندرونی معاملات کا تعلق خاص ہماری ذات سے ہے - اسلیے ہم مدت تک ان نقصانات کو برداشت کرتے رہے' اور دائرۂ قانون مدارس کے اندر رہکر کوشش کی لیکن اصلاح کی کوئی صورت نہ نکلی -

اب معمولی معمولی معاملات میں روک ٹوک ہونے لگی' اور ہماری جائز آزادی بالکل سلب کرلی گئی - ہمارے تمام حقوق پامال کر دیے گئے ' اور ہمکو گستاخ اور سرکش قرار دیا گیا - ہمنے اسپر بھی صبر کیا اور باقاعدہ درخواست دیکر اپنے خیالات کو ظاہر کیا - اسکے جواب میں ہمسے نہایت سخت کلامی کی گئی اور ہمکو دھمکی دی گئی کہ تمہارا نام خارج کردیا جائیگا -

جب ہمنے دیکھا کہ مرض لا علاج ہے اور اصلاح کی توقع مفقود' تو تنگ آکر تعلیم بند کردی - اسکے جواب میں دار الاقامۃ بند کر دیا گیا - اب ہم غریب الوطن طلبا کو یہ دھمکی دیجاتی ہے کہ بورڈنگ چھوڑ دو ' ہمکو یہ بھی پیام دیا گیا ہے کہ پولیس کے ذریعہ نکالدیے جاؤ گے - خدا کے لیے جلد ہماری مدد کیجیے ورنہ ہم تمام طلبہ دار العلوم کو خالی کرکے اپنے اپنے گھرونکو چلے جائیں گے -

طلباے دار العلوم ندوۃ العلما لکھنؤ

مسئلہ بقاء و اصلاح ندوہ

پیلی بھیت

ہم حسب ذیل اصحاب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ بہت جلد اپنی توجہ اسطرف منعطف فرما کر قوم کو مشکور فرماویں : سر راجہ صاحب محمود اباد ' صاحبزادہ افتاب احمد خانصاحب ' حاجی شمس الدین صاحب سکریٹری انجمن حمایت اسلام لاہور ' مسٹر محمد علی خاں صاحب ایڈیٹر ہمدرد ' انریبل مسٹر مظہر الحق صاحب بیرسٹر ایٹ لا بانکی پور ' ایڈیٹر صاحب الہلال کلکتہ ' جناب وزیر صاحب بہاول پور ' حاجی حافظ حکیم اجمل خاں صاحب ' حاجی نواب محمد اسحاق خاں صاحب سیکریٹری علی گڈہ کالج ' ناظم صاحب مدرسہ عالیہ دیوبند -

راقم محمد عزیز اللہ خاں ر دیگر اصحاب جلسہ

پیلی بھیت صوبہ ممالک متحدہ اودہ

بمبئی

ذیل میں اس ریزولیوشن کی نقل درج کرتا ہوں جو انجمن ضیاء الاسلام میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کے متعلق منظور ہوا ہے ' براہ کرم اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں :

" انجمن ضیاء الاسلام کا یہ جلسہ طلباء ندوۃ العلماء لکھنؤ کی اسٹرائک پر دلی رنج ظاہر کرتا ہے ' اور اس امر کو بڑے زور کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ اکابرین قوم کا ایک قائم مقام کمیشن ندوۃ العلماء کی خرابیوں کی تحقیقات کیلیے مقرر کیا جاے ' اور پوری سرگرمی کے ساتھ اس امر کی سعی کیجاے کہ مذکورۂ بالا ادارہ گاہ محفوظ و مامون رہے " راقم نیاز مند - عبد الرؤف خاں

آنریری سکریٹری انجمن ضیاء الاسلام بمبئی

دہلی

ٹیلی گرام :

مسلمانان دہلی کا ایک عام جلسہ آج کالی مسجد میں منعقد ہوا اور یہ ریزولیوشن باتفاق راے پاس ہوا :

" یہ جلسہ ندوۃ العلما کے موجودہ حالات سے ناراضی ظاہر کرتا ہے اور یہ تجویز کرتا ہے کہ ایک کمیشن مقرر کیا جاے جسکے ارکان سارے ہندوستان کے چیدہ اصحاب سے لیے جائیں ' اور وہ اسکی موجودہ بدنظمی کی تحقیقات اور اسکے دفعیہ کی کوشش کرے "

قصور

قصور کے معزز مسلمانوں کا ایک جلسہ ندوۃ العلما کی موجودہ نازک حالت کو اخبارات کے ذریعہ معلوم کر کے مولوی عبد القادر صاحب وکیل چیف کورٹ کے مکان پر ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۱۳ ع کو بعد نماز مغرب منعقد ہوا ' جسمیں بالاتفاق حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوے -

اول - مسلمانان قصور کا یہ جلسہ دار العلوم ندوہ کے موجودہ نازک حالت اور اسکی نسبت موجودہ بے اطمینانی کو نہایت رنج اور تشویش سے دیکھتے ہوے اراکین ندوہ سے استدعا کرتا ہے کہ ایک غیر جانبدار قائمقام کمیشن کے ذریعہ ان تمام حالات کی تحقیقات کرائی جاوے ' اور کمیشن مذکور کی رپورٹ کو آگاہی اور فیصلہ کیلیے مشتہر کیا جاوے -

محرک مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل - موید مولوی محمد داؤد صاحب - حاجی عبد الرحیم صاحب رئیس -

دوم - یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ یہ ریزولیوشن اراکین ندوہ کی خدمت میں بذریعہ ناظم صاحب ' نیز اشاعت کیلیے اخبارات میں بھیجدیا جاے -

(عبد القادر وکیل)

---

[10]

دیکھیے ؟

ایک نہیں بلکہ تین ڈاکٹر صاحبان فرماتے ہیں

یہ زمانہ حال کی حیرت انگیز ایجاد اور کار زندہ درگوروں کیلیے عصاے جوانی ' کمزوروں و ناتوانوں کیلیے طلسم سلیمانی ' نوجوانوں کیلیے شمشیر اصفہانی ' غرضکہ ہر طرح محافظ زندگانی ہیں - معمولی کمزوری کو چند روز میں پورا پورا فائدہ پہنچاتی اور نگلنے میں حلق سے اترتے ہی فوراً اپنا اثر دکھاتی ہیں - دل و دماغ کو قوت بخشتی اور اعضاے رئیسہ کو تقویت دیکر لطف زندگانی دلاتی ہیں - چہرہ کو با رونق ' ہاضمہ درست ' ہاتھ پاؤں کو چست چالاک کرتی ہیں - مرجھاتے ہوئے دل کو تازہ کرکے مردہ جسم میں جان ڈالتی ہیں - ایام شباب کی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں کیوجہ سے جو لوگ مایوس و زندہ درگور ہو چکے ہیں انکے لیے اکسیر سے زیادہ مفید ہیں - ڈاکٹر سی - سی - ایم - میکالسٹ ایل - ایم - اس - فرماتے ہیں کہ کایا پلٹ زمانہ حال کی حیرت انگیز و کامیاب دوا ڈاکٹری یونانی کبیراجی کا نچوڑ ہیں - اور ہر قسم کے کمزور مریضوں کیلیے میں وثوق و کامل بھروسہ کے ساتھ تجویز کرتا ہوں - ڈاکٹر بی - ڈی - معاون مشیر طبی شہنشاہی ٹرف کلب وغیرہ فرماتے ہیں کہ کایا پلٹ میں کوئی چیز ضرر رساں نہیں بلکہ نہایت قیمتی و مقوی اجزاء سے مرکب ہیں میں پوری اطمینان کیساتھ بیکار و کمزور مریضوں کیلیے تجویز کرتا ہوں -

ڈاکٹر آر - بی - ایل - ایم - اس کلکتہ فرماتے ہیں کہ کایاپلٹ نامردی - جریان و سرعت کے مریضوں کے لیے نہایت مفید گولیاں ہیں اور زمرد نے تو اسکی خوبیوں کو بہت کچھ بڑھا دیا ہے

ان کے علاوہ ہمارے پاس انگنت و بے مانگے سرٹیفکٹ موجود ہیں ' لیکن آپکا تجربہ سب سے بڑا سرٹیفکٹ ہے آزمائیے و لطف زندگی اٹھائیے ہمارا دعوی ہے اگر آپ چالیس روز حسب ہدایت کایا پلٹ استعمال کرینگے تو آپ تمام امراض سے شفاء کلی حاصل کرینگے - اگر آرام نہ ہو تو حلفیہ لکھدیجیے آپکی قیمت واپس - پرچہ ترکیب همراہ مع چند مفید ہدایات دیا جاتا ہے جو بجائے خود وسیلۂ صحت ہیں - ان خوبیوں پر بھی قیمت صرف ایکروپیہ فی شیشی اور ۶ شیشی کے خریدار کو ۵ روپیہ ۸ آنہ نمونہ کی گولیاں ۴ آنہ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہو سکتی ہیں جواب طلب امور کیلیے ٹکٹ آنا چاہئے -

ایجنٹوں کی ہر جگہہ ضرورت ہے

المشتہر

منیجر " کایا پلٹ ڈاک بکس نمبر ۱۷۰ کلکتہ

[25]

تین لاکھ روپے

مور نامی چٹھی رساں کو جس نے ہماری کمپنی سے صرف ایک نیا بانڈ خریدا تھا ' انعام ملگیا - پریمیم بانڈ یورپین گورنمنٹوں کے جاری کردہ ہیں ' جسطرح کہ تمسکات عثمانیہ کا اسی کرور پونڈ سرمایہ ہے - لاکھوں روپے خریداروں میں تقسیم کیے جاتے ہیں - انعام آجاے ' خریدار مالا مال ' ورنہ رقم قائم - قیمت ایک نیا بانڈ ایکسو بیس ۱۲۰ روپے یا سوا گیارہ روپے - قسط ایک سال تک - پہلی قسط بھیجنے پر نام خریدار انعام میں شامل ہوجاتا ہے - دنیا میں کوئی طریقہ اسقدر مفید روپے لگانے کا نہیں - مفصل کتاب و حالات ایک پیسہ کے کارڈ پر ہم مفت روانہ کرتے ہیں - درخواست کرو بنام چیف انڈین ایجنٹ پریمیم بانڈ سلطنت ہاے یورپ انار کلی لاہور -

لکھنؤ

انجمن اصلاح ندوہ

١٦ مارچ کو لکھنؤ اور باہر کے مسلمانوں کا ایک جلسہ نواب سید علی حسن خاں بہادر کی کوٹھی پر منعقد ہوا - مولوی نظام الدین حسن صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - صدر منتخب ہوے اور ندوۃ العلما کے مفاسد اور خرابیوں کے انسداد کی تدابیر پر غور کیا گیا - مولوی محمد نسیم صاحب وکیل و رکن ندوہ نے یہ تجویز کی کہ " اصلاح ندوہ " کی جگہ " معین الندوہ " کے نام سے ایک کمیٹی بنائی جاے ' لیکن مجارٹی نے اسے منظور نہیں کیا کیونکہ اس سے مقصود ندوہ کی قابل اصلاح حالت کو تاریکی میں ڈالنا تھا - بالاخر کثرت آرا سے طے پایا کہ " چونکہ ندوۃ العلما کی بد انتظامی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ جب تک تمام قوم اسکی طرف متوجہ نہوگی اسکا درست ہونا دشوار ہے - اسلیے ایک انجمن " اصلاح ندوہ " قائم کی جاتی ہے جو جملہ حالات کی تحقیق کرے اور تمام مسلمانان ہند کے لائق ممبروں کو مدعو کرکے ایک جلسۂ عام منعقد کرے " اس انجمن کے ممبر وہ تمام اصحاب قرار دیے گئے جنکی فہرست موجود تھی - (مراسلہ نگار)

چھاونی ملتان

ندوۃ العلما کی جدید نظامت کے متعلق جو خیالات قوم میں پیدا ہوے تھے ' اور جو بدگمانیاں پیدا ہورہی تھیں ' طلباے ندوہ کے اسٹرائک سے درجہ یقین کو پہنچ گئیں - عام مسلمان بے حد مشوش تھے - آخر ١٥ - مارچ سنہ ١٣ع کو انجمن نصرۃ الاسلام چھاونی ملتان کا غیر معمولی جلسہ ہوا جس میں مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس ہوئے :

(١) یہ انجمن مسلمانان ملتان کی طرف سے استدعا کرتی ہے کہ ندوہ کے ہر صیغہ میں جس قدر جلد ممکن ہو اصلاح کی جاے ' اور جدید ناظم صاحب یعنی مولوی خلیل الرحمن پر قوم کو مطلق اعتماد نہیں ہے - اس لیے عدم اعتماد کا ووٹ پاس کرتی ہے -

(٢) یہ انجمن مناسب سمجھتی ہے کہ طلبا کے اسٹرائک کے متعلق اور جدید اصلاحات پر غور کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اصحاب کی کمیٹی منتخب کی جاے جو بعد تحقیقات اپنی رپورٹ پبلک کے سامنے پیش کریں ' نیز مجوزہ اصلاحات کو عمل میں لانے کیلیے سعی بلیغ فرمائیں -

(صوبہ پنجاب کی طرف سے)

ڈاکٹر محمد الدین صاحب ڈائرکٹر تعلیمات بہاولپور - کرنل عبد المجید خاں پٹیالہ - حاجی شمس الدین صاحب انجمن حمایت الاسلام لاہور -

(دہلی)

حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب - مسٹر محمد علی ایڈیٹر " کامریڈ " -

(صوبجات متحدہ)

آنریبل خواجہ غلام الثقلین وکیل میرٹھ - آنریبل سید رضا علی وکیل مراد آباد - صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بیرسٹرایٹ لا علیگڈہ - مسٹر وزیر حسن سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ لکھنؤ - راجہ صاحب محمود آباد مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محل لکھنؤ - نواب وقار الملک صاحب امروہہ -

(بہار)

مسٹر مظہر الحق بیرسٹرایٹ لا بانکی پور -

(بنگال)

مولانا ابو الکلام آزاد - کلکتہ -

(دیوبند)

مولانا سید احمد صاحب -

مسئلۂ بقاء و اصلاح ندوۃ العلما

طلباء دارالعلوم ندوہ نے اپنی شکایتوں اور اسٹرائک کے اسباب کے متعلق مندرجۂ ذیل تحریر شائع کی -

حامدا و مصلیا

جناب والا !

ہم طلباء دار العلوم کے اسٹرائک کا جو معاملہ آپ کے سامنے پیش ہے ' جبتک آپکو اسکی ترتیب و تاریخ و علل و اسباب دریافت کرنیکا کوئی قابل وثوق ذریعہ ھاتھہ نہ آئے ' آپ اوسکا منصفانہ فیصلہ جیسا کہ آپ کی ذات سے توقع ہے نہیں کرسکتے - اس بنا پر ہم طلبا آپکی خدمت میں یہ تفصیلی عرضداشت پیش کرنیکی اجازت چاہتے ہیں

ندوہ میں واقعات پر مختلف حیثیتوں سے نگاہ ڈالنے سے جو مختلف نتائج مستنبط ہوتے ہیں ' ہمارا معاملہ اوسکی بہترین مثال ہے - اس معاملہ کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ اسٹرائک ہماری سرکشی کا نتیجہ ہے ' لیکن واقعہ پر جب اس حیثیت سے نگاہ ڈالی جاتی ہے کہ کیا ایک ضعیف و کمزور گروہ ایک صاحب اقتدار مہتمم یا ناظم کے ساتھہ بغیر سبب ناگوار برتاؤ کے سرکشی کرنیکی جرأت کرسکتا ہے ؟ تو واقعہ کی حیثیت بدلجاتی ہے ' اور خود بخود سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا شکایات ہیں جنہوں نے اس ضعیف گروہ کو اس خود کشی پر آمادہ کیا ؟ ہم جناب کی خدمت میں اس معاملہ کو اسی حیثیت سے پیش کرتے ہیں -

لیکن آپ کو ہماری شکایتوں سے پہلے یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ندوہ کیساتھہ قوم کو کسقدر دلچسپی ہے ؟ دار العلوم کن اصولوں پر چل رہا تھا ؟ دار العلوم کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں ؟

یہ عام طور پر مسلم ہے کہ ندوہ کیساتھہ قوم کو کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے - سالانہ جلسے عموماً بند ہوگئے ہیں ' چندوں کی مقدار کم ہوگئی ہے ' لوکل ارکان کا خود یہ حال ہے کہ بمشکل انتظامی جلسوں میں کورم پورا ہوتا ہے -

یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ اب دار العلوم کی تعلیمی حالت بہت ترقی کر گئی تھی ' درجۂ تکمیل کھلگیا تھا ' نصاب تعلیم میں بہت کچھہ تغیر کردیا گیا تھا ' طریق تعلیم بہت کچھہ بدل دیا تھا طلباء میں مجتہدانہ تعلیم حاصل کرنیکا ذوق پیدا ہوگیا تھا ' علمی مسائل پر برجستہ تقریر کرنیکی خاص طور پر کوشش کیجاتی تھی -

مسودۂ دار العلوم ' قواعد ندوۃ العلماء ' روئداد جلسہاے انتظامیہ نے تمام طلباء کو عزت نفس ' مساوات ' بلند ہمتی کا عام سبق دیا ہے ' اور یہی دارالعلوم کی امتیازی خصوصیات ہیں - چنانچہ جلسہ دہلی میں دار العلوم کی جو رپورٹ پیش کی گئی تھی اوسمیں اسپر خاص طور پر فخر کیا گیا تھا - انہیں خصوصیات نے ہماری حالت کو عام مدارس عربیہ کے طلباء سے مختلف کردیا ہے ' اور ہماری معروضات کے سننے میں جناب کو خاص طور پر اس کا لحاظ کرنا چاہیے -

ان مقدمات کے عرض کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ کو نتائج ذیل کیطرف توجہ دلائیں :

(۱) جبکہ ندوہ کے ساتھہ قوم کو کوئی دلچسپی نہیں ہے تو ایسی حالت میں ہم کو قوم کی توجہ و حمایت کی توقع بہت کم تھی اسلیے یہ اسٹرائک سخت مایوسی اور مجبوری کی حالت میں کیگئی ہے ' بلکہ درحقیقت یہ ایک قسم کی خود کشی ہے -

(۲) تعلیمی حالت جن اصول پر قائم ہوگئی تھی طلباء کو اوسکے قائم رکھنے یا ترقی دینے کا جائز حق حاصل تھا اسلیے اگر اسمیں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کیجاتی ہے تو اوس سے قدرتی طور پر مایوسی پیدا ہوتی ہے -

(۳) اگر طلباء کیساتھہ ناظم یا مہتمم یا مدرسین ایسا برتاؤ کرتے جو عزت نفس کے منافی ہوتا ' یا اونمیں ذلت آمیز تفریق و امتیاز پیدا کرتا ' تو یقیناً یہ طرز عمل مایوسی بخش ہوتا -

ان نتائج کے بعد اب ہم ان شکایات کو بہ تفصیل آپکی خدمت میں پیش کرتے ہیں - ہمکو مذہبی ' تعلیمی ' انتظامی ' اخلاقی ہر قسم کی شکایتوں کے پیش کرنیکا افسوسناک موقع پیش آگیا ہے ' اسلیے ہم ہر ایک کا ذکر جدا جدا عنوانات کے تحت میں کرتے ہیں - جناب سے توقع ہے کہ آپ ان تمام پہلوؤں کا لحاظ فرما کر ہماری زندگی کو اور دار العلوم کی انتظامی حالت کو ایک ایسے معیار پر لانیکی کوشش کرینگے ' جو دار العلوم کے شایان شان ہوگا -

(تعلیمی شکایات)

تعلیمی حیثیت سے مستطیع و غیر مستطیع طلبا میں سخت تفرقہ قائم کیا گیا ' چنانچہ یہ حکم جاری کیا گیا کہ طلباء غیر مستطیع کو یہ معاہدہ کرنا پڑیگا کہ وہ بعد تمام پانچ سال تک با قلیل معاوضہ (یعنی ۲۰ روپیہ ماہوار) ندوہ کی خدمت پر اپنی زندگی وقف کردینگے ' پھر اگر بغیر تکمیل پاس کیے یہاں سے چلے جاوینگے تو اونپر جو کچھہ خرچ کیا گیا ہے وہ واپس کرنا پڑیگا ' طلباء غیر مستطیع نے اس ناگوار تفریق کو محسوس کرکے ایک درخواست دی ' جسکا خلاصہ یہ تھا کہ قواعد دارالعلوم میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے ' اور نہ یہ تجویز کسی جلسہ میں منظور ہوئی ہے ' اور نہ کبھی اس پر عمل کیا گیا -

مہتمم صاحب سے ناظم صاحب کی خدمت میں طلباء کے عذرات پیش کیے - اونہوں نے جواب دیا کہ یہ تجویز منظور ہوچکی ہے ' میں وہ تجویز بھجوادونگا - مہتمم صاحب نے جب دوبارہ ناظم صاحب سے اسکی تعمیل پر اصرار کیا تو اونہوں نے حسب وعدہ تجویز بھیجدی ' لیکن اونہوں نے تجویز نہیں بھیجی ' اور فرمایا کہ آپ کو میرے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی - اب مہتمم صاحب نے طلباے غیر مستطیع کو بلاکر فرمایا کہ میں اسکی تعمیل پر مجبور ہوں ورنہ آپ لوگوں کو اخراج نام کی تکلیف گوارا کرنی ہوگی - طلبا نے اب مجبوراً ناظم صاحب کی خدمت میں درخواست دی جسکا جواب ابتک نہیں دیا گیا - اس حکم کی ناگواری کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ دارالعلوم میں مصارف طعام کے علاوہ اور تمام مصارف تعلیم سے مستطیع اور غیر مستطیع برابر فائدہ اٹھاتے ہیں ' اسلیے اسکی کوئی وجہ نہیں کہ طلباء مستطیع بالکل آزاد کردیے جائیں اور غیر مستطیع طلباء کو ایسی سخت پابندی پر مجبور کیا جائے - بعض انتظامات سے طلبا کو یقین ہوگیا کہ اب دارالعلوم کے نظام تعلیمی میں عظیم الشان انقلاب پیدا ہوجائیگا چنانچہ درجۂ تکمیل کی اصلی خصوصیت فنا ہوگئی - علم تفسیر پر تقریر کرنے کیلیے جو جلسہ ہوا کرتا تھا ' بند ہوگیا - طلباء کے کانوں میں یہ صدائیں آنے لگیں کہ اب ملا فاضل اور انٹرنس کے امتحان کی تیاری کا سامان کیا جائیگا ' اور اسکے لیے لڑکے تیار کیے جائینگے - عملاً جو انقلاب ہوا وہ یہ تھا کہ صرف ایک طالب علم کیلیے درجۂ انٹرنس کھولا گیا -

درجۂ اعلی کے متعلق قواعد داخلہ میں صاف تصریح ہے کہ " درجۂ اعلی کے دونوں سالوں میں انگریزی بھی پڑھائی جائیگی "

لیکن جب درجہ انٹرنس کھلا تو ایک مدرس کے اضافہ کی ضرورت پیش آئی - بجاے اسکے کہ یہ اضافہ کیا جاتا - درجہ اعلی کی تعلیم کے گھنٹے اس درجہ کو دیدیے گئے ' اور اس درجہ کو انگریزی تعلیم سے محروم کردیا گیا - اکثر مدرسین نے ان طلباء کے

جائز حقوق کے دلانیکی کوشش کی ' مگر اونکو ناکامیابی ہوئی - اسپکٹر صاحب نے بھی درجۂ انٹرنس کے کھلنے پر اعتراض کیا ' اور کہا کہ درجۂ انٹرنس کیلیے موجودہ اسٹاف ناکافی ہے اور اب یونیورسٹی الہ آباد نے پرائیوٹ طریقہ امتحان قائم نہیں رکھا ' لیکن با ایں ہمہ وہ درجہ ابتک قائم ہے ' اور طلباے درجۂ اعلی انگریزی سے محروم ہیں -

انگریزی اسٹاف کی بے ترجہی اور نامناسب برتاؤ کی ہمیشہ سے طلباء کو شکایت رہی ' جسکی وجہ یہ ہے کہ یہ اسٹاف ہمیشہ اپنے آپ کو پرنسپل کے اثر سے خارج سمجھتا رہا - چنانچہ بعض ماسٹرونکے متعلق جب عام شکایت پیدا ہوئی کہ وہ وقت پر نہیں آتے ' اور پورے گھنٹے میں تعلیم نہیں دیتے ' تو مہتمم صاحب نے اسکا انتظام سختی سے کرنا چاہا ' اسپر بجائے اطاعت کے وہ مہتمم صاحب کے ساتھہ نامناسب طریقہ سے پیش آئے - اس خیال کا یہ اثر تھا کہ انگریزی اسٹاف نے طلبا پر اس قسم کی ناجائز سختیاں کیں کہ اونکی زبان بند ہوجائے ' تاکہ مہتمم صاحب کو مداخلت کی ضرورت ہی پیش نہ آئے - اس غرض سے مہتمم صاحب و ناظم صاحب کی خدمت میں طلباء کی سرکشی کی شکایتیں شروع کیں ' جنکا مقصد یہ تھا کہ اونکی آواز بے اثر ہوجائے عملا اونکی سختی کی نوبت یہانتک پہونچی کہ ہیڈ ماسٹر نے ایک لڑکے کو بوٹ سے ٹھوکر لگائی ' حالانکہ وہ اوسوقت دوسرے کلاس میں حساب سیکھہ رہا تھا - سکنڈ ماسٹر نے ایک طالب علم کو دوڑا کر مارا ' اور پھر ہیڈ ماسٹر سے شکایت کی کہ یہ لڑکا بدتہذیب ہے - اس کا نام خارج کردیا جائے -

مولانا شبلی نے اپنے استعفا کے بعد ہمکو یقین دلایا تھا کہ وہ اب بھی ہماری خدمت کیلیے تیار ہیں ' چنانچہ انکی یہ تحریر اخبار وکیل میں شائع ہوچکی ہے - اس توقع کی بناپر جب وہ تشریف لائے تو ہم نے اونسے بخاری پڑھنے کی درخواست کی ' اور وہ بمجبوری تمام آمادہ ہوے - مہتمم صاحب اسپر بالکل راضی تھے - چنانچہ جن طلبا نے کتب خانہ سے بخاری شریف لینے کی عرضی دی ' اوسکی اجازت اونہوں نے تحریری دی - لیکن چند ہی روز کے بعد معلوم ہوا کہ ناظم صاحب اسکو پسند نہیں کرتے - مہتمم صاحب کا بیان ہے کہ اس سبق کے نہ روکنے کیلیے انہوں نے ایک مدت تک اونسے اصرار کیا - طلباء کے ساتھہ بعض مدرسین بھی شریک درس ہوتے تھے ' اونکی نسبت مہتمم صاحب سے ناظم صاحب نے فرمایا کہ میں اون مدرسین کو نکال دونگا - آپ طلباء کو روکیے - جب یہ دھمکیاں کارگر نہ ہوئیں ' اوسوقت یہ حکم جاری کیا گیا کہ طلباء بجز درسی کتابوں کے کوئی غیر درسی کتاب کسی غیر مدرس سے نہیں پڑھسکتے - جب ہمنے اسپر عذر کیا تو مہتمم صاحب کے ذریعہ سے دھمکی دیگئی کہ جو طلباء شرکت درس سے باز نہ آوینگے ' اونکا نام خارج کردیا جائیگا ' ہمنے باوجود اس اشتعال انگیز طرز عمل کے صرف یہ کیا کہ اسکے خلاف ایک عرضی دیدی ' اور تا انتظار جواب درس بند رکھا - جب جواب میں دیر ہوئی تو ہمنے مہتمم صاحب سے اسکی درخواست کی ' انھوں نے فرمایا کہ ناظم صاحب نے نہایت مجمل جواب دیا ہے ' جسکی توضیح کی ضرورت ہے ' وہ اسوقت نہیں ہیں - اونکے آنے بعد اسکی توضیح ہوسکیگی - میں اس درمیان میں سبق جاری کرنے کی زبانی اجازت دیتا ہوں -

اب آپکو اس واقعہ پر مختلف حیثیتوں سے غور کرنا چاہیے - پہلا سوال یہ ہے کہ بخاری کے درس سے چند طلباء روکے گئے تھے - اس سے عام ناراضی کیوں پیدا ہوئی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم عام تھا اسلیے اس کا اثر عام طلبا پر پڑتا تھا - دارالعلوم میں بلکہ تمام مدارس میں یہ طریقہ جاری ہے کہ جو طلباء کسی خاص کتاب یا فن میں کمزور ہوتے ہیں ' یا اونکے اسباق چھوٹ جاتے ہیں ' یا تیاری امتحان کا زمانہ ہوتا ہے ' یا کسی مشہور یا صاحب فن عالم کی ذات سے فائدہ اوٹھانیکا موقع ملتا ہے ' ایسی حالت میں اون طلبا کو مدرسین کے علاوہ دوسرے لوگوں سے درس حاصل کرلینکی ضرورت ہوتی ہے - اسلیے اس قسم کا حکم طلباء کیلیے ایک ایسی بندش تھی جس کا اثر اونکی عام علمی زندگی پر پڑسکتا تھا - چنانچہ اس حکم کے بعد ہی تمام طلبا کے خارجی اسباق بند ہوگئے - یہی وجہ ہے کہ تمام طلباء نے اس حکم پر متفقہ طور سے عام ناراضی ظاہر کی - بعض اساتذہ میں پارٹی فیلنگ کا ایسا شدید احساس پیدا ہوگیا ہے کہ وہ اپنا تمام وقت اسی مشغلہ میں صرف کرتے ہیں ' جس کا نتیجہ یہہ ہے کہ پہلے سے کتابوں کا مطالعہ کرکے نہیں آتے ' درجہ میں آکر اکثر اسی قسم کی گفتگو کرتے ہیں ' جس کا مقصد یہہ ہوتا ہے کہ ہمکو اپنا ہم آواز بنالیں ' اسلیے ہمارا سخت تعلیمی نقصان ہوتا ہے ' اور ہمارے جذبات میں ہیجان پیدا ہوتا ہے -

سکنڈ ماسٹر صاحب عموما اپنے وقت مقررہ پر تشریف نہیں لاتے ' جس سے روزانہ تعلیم کا حرج ہوتا ہے ' اور انکے زیر تعلیم درجونکو مسلسل تعلیمی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے -

عام ادب کا ذوق جو خصوصیات دارالعلوم میں ہے ' کلیۃً مفقود ہوگیا ہے - عربی تحریر کی مشق کی طرف سے بالکل بے پروائی کیجاتی ہے ' خطابت کی طرف مطلق توجہ نہیں ' درجۂ اعلی کیلیے خاص ادب کا کورس مقرر ہے ' یہہ درجہ صرف اسی فن کی تعلیم حاصل کرتا ہے ' لیکن اوسکی حالت بھی عام درجوں سے کچھہ بہتر نہیں - اس سے ابتدائی اور متوسط درجوں کی تعلیم کا اندازہ کرلینا چاہیے -

علوم دینیہ کی تعلیم نہایت معمولی پیمانے پر دیجاتی ہے ' اساتذہ بجاے اہم اور نتیجہ خیز باتوں کے رکیک اور دور از کار قصوں سے طلباء کے دلونکو مرعوب کرتے ہیں ' اصولی مباحث کو چھوڑ کر طلباء میں جزئیات فقہ کے متعلق لغو پیدا کرایا جاتا ہے ' جو مقاصد دارالعلوم کے بالکل خلاف ہے -

تحریر و تقریر کا کمال خصوصیات دارالعلوم میں ہے ' لیکن اب اس کا کوئی سامان نہیں - مدت تک ہمکو عربی اخبارات و رسائل کے ذریعہ سے اسکے تکمیل کا موقع ملتا تھا ' لیکن اب یہ سامان بالکل مفقود ہے - مجلس مکالمہ چند دنوں سے کرائی جاتی ہے ' لیکن اوسمیں نہ تو ہمکو طرز تقریر بتایا جاتا ہے ' اور نہ ہماری معلومات میں کسی قسم کے اضافہ کی کوشش کیجاتی ہے - جو اساتذہ اسمیں شریک ہوتے ہیں ' وہ عام سامعین کے طرح ہمارا بیان سنکر چلے جاتے ہیں -

ادبی ذوق بڑھانیکے لیے ہم نے بار بار خواہش ظاہر کی کہ ہمارا درس عربی زبان میں ہو ' درجۂ تکمیل کے معلم اگرچہ ایک زباندان عرب ہیں ' تاہم ہماری اس درخواست کی طرف توجہ نہیں کیجاتی ' تعلیم بالکل کتابوں تک محدود ہوگئی ہے ' مجتہدانہ تعلیم کی طرف کسیکو توجہ نہیں - اس کا ایک طریقہ یہ تھا کہ مدرسین کسی خاص موضوع پر پہلے سے تیار ہوکر آتے ' اور کم از کم ہر مہینے میں اوس پر ایک لکچر دیتے ' پہلے ہی سے اس طریق تعلم کی داغ بیل پڑ چکی تھی ' مگر اب یہہ طریقہ بالکل مفقود ہوگیا ہے -

معتمد سابق کا یہہ دستور تھا کہ وہ ہر مہینے میں کسی نہ علمی مسئلہ پر مجتہدانہ لکچر دیتے تھے ' جو طلباء کے علاوہ مدرسین کی رہنمائی کا بھی کام دیتا تھا - ہمارے مستقبل اور طرز تعلیم کے متعلق مفید ہدایات کرتے تھے جو ہمیشہ مدرسین و طلباء کے پیش نظر رہتی تھیں - اب یہ طریقہ بالکل ناپید ہوگیا ہے -

(مـذهبي شـكايات)

مذهبي زنـدگی اور اشاعـت اسلام کا ابتدائي حاکه قائم کرنیکے لیے چند طلباء کو خاص پابندي کے ساتھہ تمام طلـباء سے الگ کرلیا گیا تھا - وہ ایک مدرس کي نـگراني میں علحده مـکان میں رکھے جاتے تھے - ان طلباء نے اپني زنـدگی اس مقدس کام کیلیے وقف کردي تھي ' اور انکے والدین بھي اس پر راضي تھے - اونمیں تقریر کرنیـکا مادہ بھی پیدا ھوگیا تھا ' عین اوس حالتمیں جبکه یه طلباء اس زندگي کے خوگر ھوچکے تھے ' یه انتظام درھم برھم کردیا گیا ' اور اُن طلباء کو عام طلباء کے ساتھہ مخلوط کردیا گیا ' جس سے اونکی مذھبي خصوصیت فنا ھوگئی ' اور دار العـلوم کا بہت بڑا مقصد جسکی ابتدا ھوچکي تھی دفعۃ برباد ھوگیا -

عموماً ربیع الاول میں طالبوں کي طرف سے ایک مجلس ذکر مولد مرتب کی جاتي ھے ' امسال بھي ھم نے حسب معمول قدیم مجلس مولد مرتب کرني چاھي ' اور خیال تھا که اس مجلس میں تقریر کرنیکي مولانا شبلی کو تکلیف دیجاے - چونکه اسمیں کبھی کسي قسم کي رکاوٹ نہیں پیدا کي گئي تھی ' کارڈ پلے ھی سے چھپوا لیے تھے ' اور چندہ بھی جمع کرلیا تھا ' لیکن جب ھـم نے مہتمم صاحب سے اسکي اجـازت طلب کي تو انھوں نے لیت و لعـل کیا - اسی اثناء میں وہ لاھور تشریف لےگئے ' اور مولوي عبد الـکریم صـاحب قائـم مقام کے طور پر عارضي مہتـمم قرار پاے -

چونـکه وقت گذرا جاتا تھا ھم نے قائـم مقام مہتمم صاحب سے اجـازت مانـگي - انھوں نے جواب دیا که مہتـمم صاحب نے مجکو اجازت مولود نه دینے کی خاص طور پر ھدایت کردي ھے ' اسلیے میں اجازت دینے سے مجبور ھوں -

ھم نے مہتمم صاحب کي خدمت میں بـذریعه ڈاک بعرض حصول اجازت خط بھیجا - جب وہ لاھور سے تشریف لاے ' تو ھم نے پھر اسکي درخواست کي - انھوں نے چند شرائط پر اجازت دي ' جو انھیں کے الفاظ میں حسب ذیل ھیں -

(۱) " اجـازت مجلس میـلاد کی دي جاتی ھے بشرطیکه شمس العـلما مولوي محمد شبلي صاحب نعماني کی تشریف آوري اور تشریف لیجانیکي وھي صورت ھو ' جیسے سادگی میں انکے زمانے میں ھوتی تھي -

(۲) نه نه بجز مولانا موصوف کے اور کوئی تقریر نہ کرسکیگا ' کوئي نظم پڑھني ھو تو وہ پلے سے صاف مہتمم صاحب کو دکھلا کر اجازت لیلیني چاھیے ' اور کارروائي مجلس میلاد کا نگراں مہتمم ھوگا -

ھم نے یه تمام شرطیں منظور کیں ' جس سے ثابت ھوتا ھے که اس سے ھمارا ارادہ کسی قسم کا ناجائز فائدہ اٹھانیکا نه تھا ' لیکن آخر اس رکاوٹ کا کیا سبب تھا ؟ کیا نه مولود کي رسم کوئی جدید رسم تھي ؟ کیا مولانا شبلي نے کبھی اس مجلس میں اس سے پلے تقریر نہیں کي تھي ؟ کیا اسکے لیے اون سے زیادہ کوئي اور شخص موزوں ھو سکتا تھا ؟ کیا جلسه کانفرنس آگرہ میں مولانا شبلی سے سیرۃ نبوي پر تقریر کرنیکي درخواست نہیں کي گئی تھي ؟ اگر کانفرنس نے اونکو اس کام کیلیے موزوں سمجھا تھا ' تو ھمارا انتخاب کوئي جرم تھا ؟ جسکو اس قدر اھم اور پیچیدہ بنا کر ھمارے مذھبي جذبات میں اشتعال پیدا کیا گیا ؟

نظـام مذھبي ' اور مـذھبی جـذبات کی پائمـالي کي نہایت درد انگیز مثال یه ھے که جنـگ بلقان کے زمانے میں ھم طلباء نے ایک مہینے تـک گوشت بند کر کے جو رقم جمع کي تھي ' اور جسکي مقدار تخمیناً (۲۵۰ روپیه) تـک پہونچي تھي وہ باوجود ھمارے تقاضے کے بلقان فنڈ میں شامل نہیں کي گئي ' بلکه مصارف بورڈنـگ میں صرف کردیگئی - کیا ھماري فاقہ کشی کا یہي صله ھوسکتا تھا ؟ کیا بد دیانتی کی اس سے بڑھکر کوئي نظیر ملسکتي ھے ؟

(انتظـامي شـكايات)

طلبه کے اشتعال کا سب سے بڑا سبب وہ انتظامي طریقه تھا جو ان رکاوٹوں کے پیدا کرنے میں عمل میں لایاجاتا تھا - طلباء کے اخراج نام کي دھمکي ناظم صاحب کا تکیه کلام تھي - سخت کلامي سے کوئي بات خالي نہیں ھوتي تھی ' بخاري کے درس کے روکنے پر صاف الفاظ میں ناظم صاحب نے فرمایا که میں اُن مدرسین اور طلباء کو نکالدونگا جو شریک درس ھوے ھیں -

طلباء عدم استطیع نے جو درخواست دي اوسکے آخري جواب میں مہتمم صاحب نے فرمایا : اب میں مجبور ھوں ورنه آپ لوگوں کو اخراج نام کی تکلیف گوارا کرنی ھوگی -

مولانا شبلي کے استقبال پر تدارک کي دھمکي دیگئی ' اور اسکو شورش پسندي سے تعبیر کیا گیا ' کیا یه طرز عمل اوس مدرسه کیلیے موزوں تھا ' جسمیں عزت نفس کي تعلیم دیجاتي ھے ؟

(۲) اشتعال کا ایک بڑا سبب ناظم صاحب کی وہ بیجا و غاصبانه مداخلت ھے ' جو انھوں نے پرنسپل کے اختیارات میں ھر موقعه پر کی ' اور جس کا اثر طلباء کي حالت پر پڑا ' اور جس نے مہتمم و طلباء میں سوء ظن پیدا کیا -

ھم اوپر بیان کرچکے ھیں که بخاری کا درس ناظم صاحب کے اصرار سے روکا گیا ' ورنه جناب مہتمم صاحب کو اس پر کوئی اصرار نه تھا - مولود میں بھي جناب ناظم صاحب کے اشارہ سے اس قسم کی رکاوٹیں پیدا کی گئی تھیں ' چنانچه جب اسکی اجازت کي درخواست پیش ھوئي تو ناظم صاحب موجود نه تھے ' مہتمم صاحب نے اسکی اجازت جناب ناظم صاحب کے آنے پر بشرط اجازت دیدي -

ناظم صاحب کے صاحبزادہ نے واپسي چندہ کیلیے طلباء کو جو خطوط لکھے اوس سے ثابت ھوتا ھے که ناظم صاحب کو یہه مولود اس قدر ناگوار تھا اس مداخلت کي نوبت یہانتک پہونچي که ایک طالب علم درجه سکنڈ ہائی نے کتاب لینے کیلیے مہتمم صاحب کی خدمت میں عـرضی دي ' اوس وقت جناب ناظـم صاحب موجود تھے ' اونھوں نے عرضی اٹھا کر پھینکدي ' اور غصه آمیز لہجہ میں فرمایا که اس وقت نہیں دیکھي جاسکتی - خود جناب پرنسپل صاحب کو یه حرکت ناگوار ھوئي ' اور انھوں نے طالب علم مذکور کو سمجھایا که ناظم صاحب کي موجودگی میں آپلوگ عرضیاں نه لایا کریں - مجھے آپلوگوں کی توھین سے تکلیف ھوتي ھے -

ڈاک ھمیشه پرنسپل کے یہاں آتي تھی ' ناظـم صاحب نے اپنے یہاں منتقل کرالی اور اب ڈاک کي بـد عنوانی کي طلبـاء و مدرسین کو عام شکایت پیدا ھوگئی -

یہه مداخلت خود جناب مہتمم صاحب کو ناگوار ھوئي ' اور انھوں نے ڈاک خانه کو اطلاع دي که ڈاک پرنسپل کے پاس آني چاھیے - ڈاکخانه سے اسکے تصدیق کے لیے ایک شخص آیا ' تصدیق ھونے پر اس نے وعدہ کیا که اب ڈاک پرنسپل کے پاس آئیگي ' لیکن جب ناظم صاحب کو یه معلوم ھوا تو انھوں نے اس پر ناراضی ظاھر کی ' اور مہتمم صاحب سے ڈاکخانه میں دوسري اطلاع دلوائی که ڈاک ناظم کے پاس آنی چاھیے -

(اخـلا قي شکایات)

(۱) ان مذھبي ' علمي ' قومي ' جذبات کے پائمالي کے ساتھه ' ھمارے اُن جـذبات کو صدمه پہونچایا گیا ' جو مقتضاے انسانیت و شرافت تھے - مولانا شبلي نے دارالعلوم پر جو احسانات

کیے ہیں ' ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ قوم اور ارکان اوس کا اعتراف ہے یا نہیں ' لیکن انہوں نے ہماری جو علمی خدمت کی ہے ہم اوس احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے ' لیکن اوس کے اظہار کیلیے انکی تشریف آوری پر ہم نے انکا جو استقبال کیا ' اور انکے احترام میں جو پارٹی دی ' اوسکو جناب ناظم صاحب نے نہایت ناگواری کے ساتھہ دیکھا - بلکہ یہ پہلا موقع ہے جس نے ناظم صاحب کے دلمیں ہماری طرف سے مخالفانہ خیالات پیدا کیے ' اور اسی دن سے ناظم صاحب کی سخت کلامی اور دامن آمیز برتاؤ کی ابتداء ہوئی - لیکن جناب ان سب سے پہلے اس مسئلہ پر غور کرلینا چاہیے کہ کیا یہ استقبال ہمارے طرز عمل کے خلاف تھا ؟ انتظامی ' قانونی تمدنی ' کسی حیثیت سے نا موزوں تھا ' کیا یہ دار العلوم کے عام طرز عمل کے خلاف تھا ؟

پہلے سوال کا جواب خود ہمارے طرز عمل سے ملسکتا ہے ' دار العلوم میں جب مولانا شبلی کے استعفاء کی خبر مشہور ہوئی ' اوس وقت ہم نے جلسہ کرکے بذریعہ تار درخواست کی کہ وہ استعفاء واپس لیں ' بالاخر جب استعفاء منظور ہوا ' تو ہم نے اظہار افسوس کا جلسہ کیا ' اور اخبارات میں اسکی رپورٹ شائع کی ' مولانا شبلی کے منصب میں اضافہ ہوا ' تو ہم نے اظہار خوشی میں ایک جلسہ کیا ' اکثر ان جلسوں کے پریسیڈنٹ جناب مہتمم صاحب تھے -

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ طلباء کو ابتدا ہی سے مولانا شبلی کے ساتھہ عقیدتمندی ہے ' اور اونکے اس استقبال میں بھی اسی قدیم عقیدتمندی کا اظہار کیا گیا - مولانا شبلی کے آنے میں جو پارٹی دیگئی ' اسمیں مہتمم صاحب تمام مدرسین اور اکثر ارکان مثلاً (مولوی عبد الحی صاحب ' مولوی اظہر علی صاحب ' مسٹر نسیم صاحب اور خود مسٹر نسیم صاحب نے اسکی صدارت فرمائی) شریک تھے ' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طلباء کی یہ روش انتظامی اور قانونی حیثیت سے قابل اعتراض نہ تھی -

دوسرے سوال کا جواب بھی صاف ہے ' جس شخص نے اپنی عمر کا بہترین حصہ ہماری علمی خدمت اور دار العلوم کی ترقی میں صرف کردیا ہو ' جس شخص نے بعد استعفاء بھی ہماری خدمت کرنیکا وعدہ کیا ہو ' کیا وہ ہماری اس اظہار عقیدتمندی کا مستحق نہ تھا ؟

(مسلسل شکایات کا آخری نتیجہ)

ہمنے ان تمام مظالم کو اگرچہ نہایت صبر و تحمل کے ساتھہ برداشت کیا ' تاہم ہر موقع پر نہایت آزادی کے ساتھہ ان احکام کی نامورزونیت ثابت کی ' ان رکاوٹوں پر ناراضی ظاہر کی ' ان کو نظام دار العلوم کے مخالف ثابت کرنیکی کوشش کی ' جسکا مخالف نتیجہ یہ ہوا کہ جن طلبا نے ان موقعوں پر عام طلبا کی وکالت کا فرض ادا کیا تھا ' وہ جناب ناظم صاحب کی نگاہ میں کھٹکنے لگے ' اور واقعات کی پیچیدگی نے ہمکو خود یہ یقین دلا دیا کہ معاملات کو اسی غرض سے اسقدر طول دیا جاتا ہے کہ نمایاں اور پر جوش اور سریع الانفعال طلباء کا پیمانۂ صبر لبریز ہوجائے ' اور اونکی کوششوں کو اسطرح قانون کے تحت میں لاکر اونکا نام خارج کردیا جائے - مولوی محمد حسن طالبعلم درجۂ تکمیل اس قسم کے طلبا میں امتیاز خاص رکھتے تھے - طلباء غیر مستطیع سے معاہدہ لینے کا جو حکم صادر ہوا تھا اوسکی مخالفت میں اونہوں نے نمایاں حصہ لیا تھا - بخاری کے درس میں اونہوں نے شرکت کی تھی ' اور اوسکی رکاوٹ پر خاص طور سے ناراضی ظاہر کی تھی ' مولود کے معاملے میں بھی اونہوں نے نہایت کوشش کی تھی ' درجۂ انٹرنس کے کھلنے سے خود اونکی انگریزی تعلیم کے گھنٹے لے لیے گئے تھے ' جنکے واپس دلانے کیلیے وہ مدت سے کوشاں تھے - اب چونکہ سالانہ امتحان کا زمانہ قریب آتا جاتا تھا ' انہوں نے مہتمم صاحب کی خدمت میں ایک عرضی دی جسکا مقصد یہ تھا کہ اگر امتحان انگریزی میں طلباے درجہ اعلی کی شرکت ضروری ہو تو اونکو اسکی تیاری کا موقع ملنا چاہیے ' ورنہ اسکا قطعی فیصلہ ہونا چاہیے - مہتمم صاحب نے آٹھہ روز تک اسکا کوئی جواب نہیں دیا ' آخری مرتبہ اونہوں نے اسکا جواب مانگا ' اور اس افسوسناک طرز عمل کیطرف توجہ دلائی کہ طلبا کی درخواستوں کے جواب میں غیر معمولی تعویق و تساہل سے کام لیا جاتا ہے ' اونہوں نے مثال کے طور پر بخاری کے درس ' اور مولود کے معاملہ کو پیش کیا جنکا ابتک کوئی فیصلہ نہیں ہوا - انہوں نے یہ بھی کہا کہ مرنگی محل کے مولود و دعوت کی شرکت کیلیے مدرسہ چار گھنٹے کیلیے بند کردیا گیا ' اور خود ہمکو مولود کی اجازت دینے میں اسقدر لیت و لعل کیا جاتا ہے - اونکے اس اصرار اور آزادی پر مہتمم صاحب کو غصہ آگیا ' اور اونہوں نے اونکو ناقابل برداشت گالیاں دیں - طالب علم مذکور نے بھی اس طرز خطاب کا کسی قدر غصہ آمیز لہجے میں جواب دیا - مہتمم صاحب نے ناظم صاحب کی خدمت میں رپورٹ کی اور اونکا نام خارج کردیا گیا - ہم طلبا کو متعدد وجوہ کی بنا پر یہ سزا سخت معلوم ہوئی : مولوی محمد حسن متعدد حیثیتوں سے طلباے دار العلوم میں ممتاز خیال کیے جاتے ہیں - تقریر کرنیکا اونمیں خاص طور پر ملکہ پیدا ہوگیا تھا ' اونکی تعلیم ختم کرنیکا زمانہ قریب تھا ' اونکی سزا کا یہ طریقہ بھی ہوسکتا تھا کہ اونکا وظیفہ بند کردیا جاتا ' اسکے ساتھہ بدگمانی بھی ہوئی کہ نمایاں طلبا کے اخراج کی جو فکریں ہو رہی تھیں اس واقعہ میں اسکا کامل اثر موجود ہے - تاہم ہمنے ابتک اسکے متعلق خود کوئی کارروائی نہیں کی - سب سے پہلے طالب علم مذکور نے خود مہتمم صاحب کی خدمتمیں اپنے اخراج نام کے بعد درخواست دی جو نا منظور ہوئی - اونہوں نے ناظم صاحب کی خدمت میں اسکا اپیل کیا جسکو اونہوں نے قبول نہیں کیا - متعدد مدرسین نے بھی ناظم صاحب اور پرنسپل صاحب کی خدمت میں اونکے نام داخل کرنیکی سفارشیں کیں ' وہ بھی بے اثر رہیں - اب ہم تمام طلبا نے وجوہ بالا کی بنا پر مہتمم صاحب کی خدمت میں متفقہ درخواست دی ' جسکا جواب اونہوں نے یہ دیا کہ " میں اپنے فیصلہ پر نظر ثانی نہیں کرسکتا " ہمنے ناظم صاحب کی خدمت میں اسکا اپیل کیا - لیکن دو تین روز تک اسکا جواب نہیں دیا ' یہ انتظار شاق گذر رہا تھا ' اسلیے چند طلبا نے ناظم صاحب کے دفتر میں جاکر اسکا جواب طلب کیا ' اونہوں نے طلبا کے ساتھہ نہایت سخت کلامی کی ' اور اونکو اپنے کمرے سے نکلوا دیا ' جسکے بعد ہم سب طلبا نے اسٹرائک کردی -

اسٹرائک کے بعد جو واقعات پیش آے وہ بھی کچھہ کم اشتعال انگیز نہ تھے - اسٹرائک کے روکنے کیلیے سب سے پہلا جبری طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ کھانا بند کردیا گیا ' اور باورچی خانہ ابتک بند ہے - شام کے وقت چند ارکان جمع ہوے ' جنہوں نے سرسری طور پر ہمارے عذرات سنے اور حکم دیا کہ اگر تمنے کل تک درس کی شرکت نہ کی تو تمہارا نام خارج کردیا جائیگا ' دوسرے روز ایک تحقیقاتی کمیشن بٹھانے کیلیے چند ارکان کا نام پیش کیا گیا - طلباء چونکہ غیر جانبدار کمیشن چاہتے تھے انہوں نے اسکو نامنظور کیا ' اسپر اونکو دھمکی دیگئی کہ پولیس کے ذریعہ سے اونکو نکلوا دیا جائیگا -

غیر مستطیع طلباء کے والدین کے نام خطوط جاری کیے گئے کہ اگر اونہوں نے ان طلبا کو نہ روکا تو انکے وظائف بند کردیے جائینگے -

عام طور پر یہ خیال پھیلایا گیا کہ اسٹرائک پولیٹکل آزادی اور اوسکی روک تھام کا نتیجہ ہے -

مولوي چراغ علي صاحب مرحوم المخاطب به نواب اعظم یار جنگ بهادر کي

لاجواب کتاب

" کریٹکل اکسپوزیشن آف دي پاپولر جہاد "

کے اردو ترجمه

تحقیق الجہاد

مترجمه مولوي غلام الحسنین صاحب - پاني پتي مترجم " فلسفه تعلیم " هربرٹ اسپنسر پر حکیم سید شمس الله قادري - ایم - ار - اے - اس - ایف - آر - ایچ - ایس - عالم آثار قدیمه کا

ریویو

عیسائي مصنفین اسلام پر همیشه سے یه اعتراض کرتے چلے آئے هیں که " مذهب اسلام دنیا میں به زور شمشیر پهیلایا گیا هے " اسلامي تاریخ میں جو واقعات - غزوات - سرایا اور بعوث کے نام سے مشہور هیں اِن کو یه لوگ کچھه ایسي رنگ آمیزي و حاشیه آرائي سے بیان کرتے هیں ' جس سے دنیا پر یه مشہور هوگیا هے که بانئ اسلام اور اِن کے اتباع نے " ایک هاتهه میں تلوار اور دوسرے میں قرآن لیکر مذهب اسلام کی اشاعت کي " - مسئله جہاد کے ساتهه غلامي و تسري وغیره پر بهی عیسائی دنیا کي طرف سے اعتراضات هوا کرتے هیں ' جن کی تردید همیشه مسلمانوں کی طرف سے هوتي رهي هے - هندوستان کی مسلمه مشترکه زبان اردو میں بهی اس موضوع پر متعدد اصحاب تصنیف و تالیف کرچکے هیں - مثلاً مولوي رحمت الله مرحوم - مولوي آل حسن مرحوم - مولوي عنایت رسول مرحوم هندوستان میں مشہور مناظر گذرے هیں - فخر قوم سر سید احمد خان مرحوم نے بهي عیسائیوں کے اعتراضات کے نہایت عالمانه و محققانه جوابات دیے هیں - اعظم یار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم نے بهي مذهب اسلام کی حمایت میں همیشه بے مثل کتب و رسائل تالیف کئے هیں - اِن سب مصنفین کي کتابیں بجائے خود نہایت عمده اور بہت قدر کے قابل هیں - مگر " هر گلے را رنگ و بوے دیگر است " مولوي چراغ علي صاحب مرحوم کی تحریر میں ایک تو یه خصوصیت هے که طرز ادا نہایت ساده اور طریقه استدلال نہایت مستحکم هوتا هے - دوسرے ان سے پہلے به ظاهر اسي مصنف نے مسئله جہاد پر کوئی مستقل کتاب نہیں لکهی - سر سید مرحوم کي تفسیر القرآن جلد چهارم میں اگرچه غزوات کا ذکر بہت کچهه هے ' مگر وه محض نوٹ هیں جو تفسیر کی جلدوں میں محسوب اور شامل هیں - سنه ۱۸۸۵ع میں مولوي چراغ علي صاحب نے خاص اسي موضوع پر مندرجه عنوان مستقل کتاب تصنیف کي - اسکے تین حصه هیں :

(۱) حصه اول میں مقدمه مصنف هے جس میں وه تمام وجوه و اسباب درج هیں جنهوں نے جناب رسالت مآب اور آن کے اصحاب کو لڑائیوں پر مجبور کیا - اس کے ضمن میں مسلمانوں کي ابتدائي تاریخ اور مشرکین عرب کے مظالم کو مفصل بیان کیا هے ' جن کی مدافعت کے لئے مسلمان تلوار اٹهانے پر مجبور هوے - اس کے بعد اشاعت اسلام کے واقعات بیان کئے هیں - اسلام کی تعلیم اور تمدن پر گہري نظر ڈالي هے - اوامر و نواهي خصوصاً مسئله جہاد کے فلسفه کو سمجهایا هے اور یه نتیجه نکالا هے که مذهب اسلام اصول انصاف اور قوانین فطرت کے مطابق هے ' اسلئے آساني کے ساتهه لوگوں کے دلنشیں اور دنیا میں مروج هوا - یه مقدمه (۱۲۸) صفحات کا هے -

(۲) حصه دوم - مقدمه کے بعد اصل کتاب شروع هوتي هے - جس میں تمام غزوات کے حالات درج هیں - قرآن ' حدیث ' فقه اور تاریخ کے نا قابل تردید حوالوں سے ثابت کردیا هے که بانئ اسلام کي تمام لڑائیاں دفاعي تهیں - اشاعت اسلام میں آپنے کبهي جبر و اکراه سے کام نہیں لیا - اسیران جنگ کے متعلق یوروپین مورخوں کي افترا پردازیوں کي قلعي کهولدي هے اور پورے طور پر ثابت کردیا هے که آنحضرت نے اسیران جنگ کے ساتهه نہایت رحیمانه و منصفانه برتاؤ کیا -

(۳) - حصه سوم میں تین ضمیمه هیں - پہلے ضمیمه میں جهد - جہاد کی صرفي - نحوي اور فقهي قواعد سے تحقیق کرکے یه ثابت کیا هے که قرآن مجید میں یه الفاظ بمعني جنگ و جدل استعمال نہیں هوئے - دوسرے ضمیمه میں لونڈي غلام اور حرم بنانے کي تردید کي هے - تیسرے ضمیمه میں ان آیات کلام مجید کے حوالے درج هیں جن میں دفاعي لڑائیوں کا ذکر وارد هوا هے - ان مباحث کے ذیل میں علامه مصنف نے تاریخ ' تفسیر ' اور فقه کے اکثر مسائل حل کئے هیں - مثلاً قبائل عرب کے انساب و مواطن کي تحقیق رجم و رجوم کي لغوي تشریح ' بنو نضیر ' بنو قریظ اور دوسرے یہودیوں کے قتل کي فرضي داستانیں ' غزوه خندق کے متعلق نعیم بن مسعود کي تقریر پر بحث ' جنگ بدر کے اسباب ' تعدد زوجات ' غلامي تسري کے مباحث خاص طور پر پڑهنے کے قابل هیں - ریحانه - ماریه قبطیه اور بی بی زینب کے حالات پر روشني ڈالي هے - غرض که یه کتاب مسئله جہاد اور اسکے متعلقات پر اس خوبي سے لکهی گئی هے جس کي مثال نہیں مل سکتي -

اس کتاب کے پبلیشر مولوي عبد الله خان صاحب کے نام سے علم دوست اصحاب بخوبی واقف هیں جنهوں نے گلشن هند اور مآثر الکرام جیسی عمده تذکري کتابیں اور اعظم الکلام في ارتقاء الاسلام " - اور " تحقیق الجہاد " جیسي عالمانه اور مذهبي کتابیں شائع کرکے ملک و قوم کی عظیم الشان علمی خدمت انجام دي هے - خان صاحب موصوف نے اس کتاب " تحقیق الجہاد " کو تصرف زر کثیر شائع کرکے اسلامی لٹریچر میں ایک قابل قدر اضافه کیا هے

مولوی غلام الحسنین صاحب پاني پتي کا نام نامی ترجمه کي خوبی و عمدگي کے لیے ایک قابل اطمینان ضمانت هے - فاضل مترجم نے جا بجا نہایت عمده اور قیمتی نوٹ بهی لکهے هیں ' اور اس کے بے مثل هونیکا مزید استحکام اور وثوق یه هے که یه ترجمه عالي جناب شمس العلما مولانا الطاف حسین صاحب پانی پتي کی نظر سے گذرا اور ان کی اصلاح سے مزین هوا هے -

خود پبلشر یعنی مولوي عبد الله خان صاحب نے بهي خاص طور پر نہایت توجه و اهتمام کے ساتهه اس کی تہذیب و ترتیب کي هے - مصنف مرحوم نے انگریزي میں جو حوالے دیے تهے خان صاحب موصوف نے آن کے صفحات بهي بتائے هیں تاکه تلاش کرنیوالے کو آساني هو ' اور خود دوسرے حوالے تلاش کرکے بکثرت اضافه کر دیے تاکه مصنف کے بیان کو مزید تقویت و تائید هو - انگریزي میں آیات قرآن کا فقط ترجمه تها ' خان صاحب نے ترجمه میں اصل و متن کو جمع کردیا ' اور نصف کالم میں اصل آیت لکهه کر مقابل میں اس کا صحیح و فصیح اردو ترجمه لکها هے - انگریزي سے عربي اسماء و اعلام کے نقل هونے میں جس قدر دشواریاں هیں اس کو صرف عامی مذاق رکهنے والے سمجهه سکتے هیں - خان صاحب نے نہایت قابلیت و محنت کے ساتهه سیکڑوں عربي کتابوں کي مدد سے ان مشکلات کو بهی حل کیا - غرضکه آپنے اس کتاب کی تصحیح و تحشي میں نہایت جانکاهی اور عرق ریزي اور کمال تحقیق و تدقیق سے کام لیا هے ' اور حیرت انگیز بات یه هے که یوروپ میں جو کام بڑي بڑي جماعتوں کے هاتهه سے هوتا هے وه انهوں نے تن تنها انجام دیا ' جسکے لئے وه مبارک باد اور شکریه کے مستحق هیں ' اور حقیقت یه هے که کتب خانۂ آصفیه کا ایسا عظیم الشان بے مثل اور نادر خزانه کتب اگر موجود نه هوتا تو یه مرحله کسي طرح طے هونا ممکن نه تها -

اب پبلک کو اس لاجواب کتاب کي خریداري کر کے قدر داني و امداد کرني چاهیے تاکه خانصاحب موصوف اور دوسري مفید کتابوں کے شائع کرنے کا آینده حوصله هو سکے - صرف مولوي چراغ علي صاحب مرحوم کي بے مثل اور قابل قدر (۴۵) چهوٹي اور بڑي مذهبي کتب و رسائل قابل اشاعت موجود هیں -

اس کتاب کے شروع میں مولانا عبد الحق صاحب بی - اے علیگ کا مختصر مگر دلچسپ و مفید مقدمه شامل هے ' اور اس کے علاوه اصل کتاب کے (۴۱۲) صفحات هیں ' اور نہایت عمدگي سے مطبع رفاه عام لاهور میں چهپی - اس کے قابل قدر خوبیوں کے مقابله میں نہایت کم یعني فقط (۳) روپیه علاوه محصول ڈاک مقرر هے - اور کتب خانۂ آصفیه حیدر آباد دکن سے مولوي عبد الله خان صاحب کے پته سے مل سکتي هے *

المشتهر عبد الله خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانه آصفیه حیدر آباد دکن

خریداران الہـــلال کے لئے

خـــاص رعایت

یہ گھـڑیاں سویس واچ کمپنی کے یہاں اسي قیمت میں ملتی ہیں جو یہاں اصلي قیمت لکھي گئي ہے - مگر رعایتي قیمت صرف اسوجہہ سے ہے کہ میں نے کمیشن سے زیادہ حصہ خریداران الہلال کو دیدیا - اسکي قدر اسي طرح ہوسکتي ہے کہ ہر خریدار کم سے کم ایک گھڑي خرید لے -

سسٹم راسکوپ - سایز ۱۸ - بغیر ڈھکنے کے - انامل ڈایل - مع قبضہ - نکل کیس - بلا کنجي گارنٹي تین سال - اسکے ساتھہ ایک اسپرنـگ اور گلاس مفت -

قیمت اصلي ۲ - روپیہ ۱۴ - آنہ رعایتي ۲ - روپیہ -

آربانـہ اکسٹـرا فـلاٹ ڈرس واچ - سنہري سولین - سایز ۱۸ - اسکرو بالنس - لیور اسکیپمنٹ - پن سٹ - ہانڈ اکشن - متل سلور ڈایل - سکنڈ اسٹیل ہانڈ - پلین کیس - گارنٹي ۲ سال - مخمل کے بکس میں مع اکسٹرا اسپرنـگ اور گلاس -

اصلي قیمت ۲ - روپیہ ۲ - آنـہ رعایتي قیمت ۳ - روپیہ ۲ - آنہ

دمبلي میل - سائز ۱۹ - نکل اوپن فیس - بلا کنجي - وائنڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیپمنٹ - انامـل ڈایل - گـلاس ڈوم - ہنج باک - پن ہانڈس سٹ اکشن - اسٹامپ ریگیو لیٹر - مع ریلوے انجن کي تصویر کے -

اصلي قیمت ۳ - روپیہ ۱۴ - آنہ رعایتي قیمت ۲ - روپیہ ۲ - آنہ -

بمبئي میل - سائز ۱۹ - نکل اوپن فیس - بلا کنجي - وایدڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیپمنٹ انامـل ڈایل - گـلاس ڈوم - ہنج باک - پن ہانڈس سٹ اکشن - اسٹامپ ریگیو لیٹر - مع ریلوے انجن کي تصویر کے -

بالکل نمبر ۳ کي طرح فرق اتنا ہے کہ سکنڈ کي سوئیدن رہتي -

اصلي قیمت ۳ - روپیـہ ۲ - آنہ رعایتي قیمت ۲ - روپیہ ۲ - آنہ -

جن فرمایشوں میں الہلال کا حوالہ نہیں ہوگا - اُس سے پوري قیمت لیجاویگی - اور آیندہ کسي قسم کي سماعت نہیں ہوگي -

یہ گھڑي نہایت عمـدہ اور مضبوط - لیور اسکیپمنٹ - اوپن فیس -

اصلي قیمت ۸ - روپیہ ۱۲ - آنہ رعایتي قیمت ۲ - روپیہ ۲ - آنہ -

متل گولڈ گلٹ اسپانڈنگ واچ - برسلٹ - اوپـن فیس - تین چوتھائي پلیٹ مرو منٹ سیلنڈر اسکیپمنٹ - پن ہانـڈسٹ مکانیزم - کیلس وائنڈنگ اکشن - خوبصورت انامل ڈایل اسٹـیل ہانـڈس - بـزل سٹ اور مصنوعي جواہـرات - اسپانـڈنـگ برسلٹ بغیر ڈوم - اسنپ باک -

اصلي قیمـت ۷ - روپیہ ۸ - آنـہ رعایتي قیمت ۵ - روپیہ -

متل گولڈ گلٹ اسپانڈنگ واچ - برسلٹ - اوپـن فیس - تین چوتھائي پلیٹ مرو منٹ سلینڈر اسکیپمنٹ - پن ہانـڈسٹ مکانیزم - کیلس وائنڈنگ اکشن - خوبصورت انامل ڈایل اسٹـیـل ہانـڈس - بـزل سٹ اور مصنوعي جواہـرات - اسپانـڈنـگ برسلٹ بغیر ڈوم اسنپ باک -

بالکل نمبر ۲ کي طرح بغیر جواہرات -

اصلي قیمت ۲ - روپیـہ رعایتي قیمت ۴ - روپیہ ۸ - آنہ -

المشتہـر کے - بی محمد سعیـد اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۱۷۰ کلـکتـہ

15

جام جہـــاں نمـــا

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھرکی کسی ایک زبانمیں دکھلا دو تو

ایک هـــزار روپیـــه نقد انعـــام

ایسی کار آمد ایسی دلفـریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھہ روپے کو بھی سستی ہے - یـہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کر لئے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھہ لیے - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

— * —

هر مذهب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعات - علم هئیت - علم بیان - علم عـروض - علـم کیمیا - علـم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اهل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ هر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے هی دلمیں سرور آنکھوںمیں نور پیدا هو بصارت کی آنکھیں وا هوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی انکے عهد بعهد کے حالات سوانحعمری و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے هر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' انکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بہی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا بروے انشاپردازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوںکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج هاتھی ' شتر ' گائے بھینس ' گھوڑا ' گدھا بھیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروںکی تمام بیماریوںکا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوںکی دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکموںکے قوانین کا جوهر (جن سے هـر شخص کو عموماً کام پـڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالـک کی بولی هر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی هیں آپ هی وهاں جاکر روزگار کر لو اور هر ایک ملـک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفـر کے متعلق ایسی معلومات آجتـک کہیں دیکھی نـہ سنی هونگی اول هندوستان کا بیان ہے هندوستان کے شہروںکے مکمل حالات وهاں کی تجارت سیر گاهیں دلچسپ حالات هر ایک جگـہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے هیں اسکے بعد ملک برهما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روبی واقع ملک برهما) کے تحقیق شدہ حالات وهاں سے جواهـرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے هی دنوں میں لاکھہ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی هیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفـر کا بالتشریح بیان ملـک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصـر - افـریقہ - جاپان - اسٹریلیا - هر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وهانکی درسگاهیں مخالی

قانون، صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفـر کا مکمل حوال کرایہ وغیـرہ سب کچھہ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے هوے طبیعت باغ باغ هو جاے دماغ کے کواڑ کھلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو هر وقت آنکھہ مٹکاتی رهتی ہے ، جسکو دیکھکر طبیعت خوش هو جاتی ہے - ڈائل چینی کا پرزے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر دوست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو همارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

آٹھہ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ٦ چھہ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار هیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے هیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس همراہ مفت -

چاندی کی آٹھہ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھہ روزہ واچ - جو کلائی پر بندھ سکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور هر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ، ابھی ولایت سے تیار همارے یہاں آئی هیں - نہ دیا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لمپ اپنی جیب میں یا سرهانے رکھلو جسوقت ضرورت هو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر هو فوراً لیمپ روشن کرکے خطرہ سے بچ سکتے هو - یا رات کو سوتے هوے ایکدم کسیوجہ سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم هوگی - قیمت ۱ معہ محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید

سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی هوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے همارے یہاں سے هر قسم کی گھڑیاں ، کلاک اور گھڑیونکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی هیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اکٹھا مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیجیے -

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۳ ۵۱۳ - مقـام توهانہ - ایس - پی - ریلـوے

TOHANA. S. P. Ry, (Punjab)

20

هر فرمـایش میں الهــلال کا حوالہ دینا ضروری هے

رینلڈ ﺲ مسٹریز اف دي کورٹ آف لندن

یہ مشهور ناول جو ۸ سولہ جلدوںمیں ہے ابھي چھپ کے نکلي ہے اور تھوڑي سي رهگئي ہے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں دیجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑے کي جلد ہے جسمیں سنهري حروف کي کتابت ہے اور ۲۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیہ وي - پي - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سری گوپال ملک لین - بو بازار - کلکتہ

Imperial Book Dopot, 60 Srigopal Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

پـوٹــن ٹانــک

— * —

مشهور اسما ایجــاد اور حیــرت انگیز شفـــا - دماغ کي شـکایت اور دفع ارنے کیلیے - مرجھائے هوئے دلکو تازہ کرنیکے لیے - مسٹریہ اور نارو لیک کے تکلیفوںکا دفعیہ درد میں ترت پہونچانا - بڑهاپے کو جواني سے تبدیل - ایام شباب کے مرضوں کا خــاص علاج - مرد اور عورت دونوںکے لیے مفید - قیمت دو روپیہ في بکس جسمیں چالیس گولیاں هوتي هیں -

زیلوٹن - ضعف باہ کا اصلي علاج - اور نہایت تیر بہدف دوا اسکے استعمـــال کرتے هي آپ فائدہ محسوس کرینگے -

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

هایڈرولین — هایڈ روسیل کا نہایت مجرب دوا دس دنکے لیے چار روپیہ اور ایک مہینہ کے لئے دس

ڈاٹین اینڈ کمپني - پوسٹ بکس ۱۴۱ کلکتہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

دماغی قوت کا مجــرب دوا

— * —

ڈاکٹر ڈبلیو - سي - راي کي مجرب دوا سے فوراً دماغي خرابي جاتي رهتي ہے - درخواست پر پوري کیفیت سے اطلاع دیجاویگي - پانچ روپیہ في شیشي -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street, Calcutta.

نصف قیمت پسند نہونے سے واپس

مہرے نئے چالان کي جیب گھڑیاں ٹھیک وقت دینے والي اور دیکھنے میں بهي عمدہ فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دي جارهي هیں جسکي گارنٹي تیس سال تک کے لیے دي جاتي ہے -

اصلي قیمت سادہ ۷ روپیہ چودہ آنہ اور نو روپیہ چودہ آنہ نصف قیمت تین روپیہ پندرہ انہ اور چار روپیہ پندرہ آنہ هر ایک گھڑي کے همراہ سنهرا چین اور ایک فونٹین پین اور ایک چاقو مفت دیے جاینگے -

کلائي واچ اصلي قیمت نو روپیہ چودہ آنہ اور تیرہ روپیہ چودہ آنہ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ انہ اور چھ روپیہ پندرہ آنہ باندهنے کا فیتہ مفت ملیگا -

کمپٹیشن واچ کمپنی نمبر ۲۰ مدن متر لین کلکتہ -

Competition Watch Company
No, 20 Madun Mitter Lane. Calcutta.

پسند نہونے سے واپس

همارا مشهور ملکي هارمونیم سریلا فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دي جاویگي یہ ساگون کي لکڑي کي بني ہے جس سے آواز بہت هي عمدہ اور بہت دور تک قائم رهنے والي ہے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف قیمت ۱۵ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیہ ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ و ۷۰ و ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیہ ہے آرڈر کے همراہ ۵ - روپیہ پیشگي روانہ کرنا چاهیئے -

کمرشیل هارمونیم فیکٹري نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory
No 10/3 Lover Chitpur Road
Calcutta

عجیب و غریب مالش جسکے

استعمال سے مردہ لوگوں میں تازگی اجاتي ہے - اور کھوئي قوتیں پھر پیدا هوجاتي ہے اسکے خارجي استعمال سے کسي طرحکی تکلیف نہیں هوتی ہے - قیمت دو روپیہ في شیشي - محصول ڈاک علاوہ -

HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمــال سے بغیرکسی تکلیف کے تمام روئیں اڑجاتے هیں -

آر - پی - گھوس

تین بکس آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک

نمبر ۳۰۶ اپر چیت پور روڈ - کلکتہ

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road. Calcutta.

بادشاہ و بیگموں کے دائمي شباب کا اصلي باعث - یونانی میڈیکل سائنس کي ایک نمایاں کامیابي یعني - مسک سیلیکا — جسکے خواص بہت سے هیں جس میں خاص خاص باتیں عمر کي زیادتي - جواني دائمي - اور جسم کي راحت - ایک هفتہ کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبہ کي آزمایش کي ضرورت ہے -

راما لکچس تیلہ اور برهمیر الجس تیلا - اس دوا کو میں نے اپنا واجداد سے پایا جو شہنشاہ مغلیہ کے حکیم تھے - یہ دوا فقط همکو معلوم ہے اورکسیکو نہیں ! اور درخواست پر ترکیب استعمال دیجیجاویگي -

۱۰ ولٹر مل کالپھور" کو بھي ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیہ بارہ آنہ -

مسک بلس اور الکٹریک ریگر پوسٹ پانچ روپیہ بارہ آنہ محصول ڈاک ۶ آنہ -

یوناني لوسن بازار کا سامیل یعنی سر کے درد کي دوا لکھنے پر مفت بھیجي جاتي ہے - فوراً لکھیے -

حکیم مسیح الرحمن - یوناني میڈیکل هال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ مچھوا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

تار کا پتہ " حکیم بهار "

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall No. 114/115
Machuabazar Street Calcutta.

پچــاس برس کے تجـربہ کار

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی داس کا

آ ر ا لا ساهاے - جو مستورات کے خاص بیماري کے لیے عجیب دوا مبتلاے ایام کے زمانہ میں وغیرہ -

گولیـاں — ایـک بکس ۲۸ گولیونکی قیمت ایک روپیہ -

مستورات کے بیماریونکے لیے نہایت مفید دوا - خط کے آنے سے پوری کیفیت سے اطلاع دیجائیگي -

سواتیسهـــاے گولیـاں

مردونکے نروس بیماري کے لیے نہایت مفید اور مجرب ہے اپ ایک مرتبہ استعمال کریں اگر فائدہ نہو تو میرا ذمہ -

Swasthasahaya Pharmacey,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

سال وینٹي یہ دو ایک عجیب اثر پیدا کرتا ہے

نوجوان بوڑها - مجرد هو یا شادي شدہ سب کے لیے یکساں اثر -

S. C. Roy M. A.
N.o. 36 Dhurrumtala
Street, Calcutta.

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

[1]

جسکا درد وهی جانتا هے - دوسرا کیونکر جانسکتا هے -

یہ سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے کیلیے سو سو بندوبست کرتے هیں - لیکن بد قسمتي سے دمہ کے مرض کي حالت ناگفتہ بہ هے - تکلیف دمہ سے پریشان هوتے هیں - اور رات دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلتا هے - اور نیند تک حرام هو جاتي هے - دیکھئے آج اسکو کسقدر تکلیف هے - لیکن افسوس هے کہ اس لا علاج مرض کا بازاري ادویہ زیادہ تر نشیلي اجزاء دھتورا - بھنگ - دلادونا - پوٹاسرایپ - اوقات دیکر بنتي هے - ایسے مالدہ هونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا هے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائي اصول سے بني هوئي - دمہ کي دوا اصول جوهر هے - نہ صرف هماري هي بات نہیں هے - بلکہ هزاروں مریض اس مرض سے شفا پاکر اسکے مداح هیں - آپنے بہت کچھ خرچ کیا هوگا - ایک مرتبہ اسکو بھي آزما لیں - اسمیں نقصان هي کیا هے - پوري حالت کي فہرست بلا قیمت بھیجي جاتي هے - قیمت ۳ روپیہ ۴ آنہ محصول ۵ پانچ آنہ -

[3]

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا هي کرنا هے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکني اشیا موجود هیں اور جب تہذیب و شایستگي ابتدائي حالت میں تھي تو تیل - چربي - مسکہ - گھي اور چکني اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافي سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کي ترقي کے سبب سب چیزوں کي کاٹ چھانٹ کي گئي تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسي ظاهري تکلف کے دلدادہ رهے - لیکن سائینس کي ترقي نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا هے اور عالم ملتمدن خوبي کے ساتھ فائدے کا بھي جویاں هے بنابرین هم نے سالہا سال کي کوشش اور تجربے سے هر قسم کے دیسي و ولایتي نسخوں کو جانچکر " مرهمي کسم تیل " تیار کیا هے اسمیں نہ صرف خوشبو سازي هي سے مدد لي هے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھي جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئي کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتي تیل پر تیار کیا گیا هے اور اپني نفاست اور خوشبو کے دیرپا هونے میں لاجواب هے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے هیں - جڑیں مضبوط هو جاتي هیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں هوتے درد سر نزلہ چکر اور دماغي کمزوریوں کے لیے از بس مفید هے اسکي خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز هوتي هے نہ تو سردي سے جمتا هے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا هے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا هے قیمت في شیشي ۱۰ آنہ علاوہ محصول ڈاک -

هندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمي بخار میں مر جایا کرتے هیں اسکا بڑا سبب یہ بھي هے کہ ان مقامات میں نہ تو دواخانے هیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئي حکیمي اور مفید پٹنٹ دوا اروں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبي مشورہ کے میسر آسکتي هے - همنے خلق اللہ کي ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کي کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا هے اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر هزارها شیشیاں مفت تقسیم کردي هیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ هوجاے - مقام مسرت هے کہ خدا کے فضل سے هزاروں کي جانیں اسکي بدولت بچي هیں اور هم

دعوے کے ساتھ کہہ سکتے هیں کہ همارے عرق کے استعمال سے هر قسم کا بخار یعني پرانا بخار - موسمي بخار - باري کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار جسمیں ورم جگر اور طحال بھي لاحق هو یا وہ بخار جسمیں متلي اور قے بھي آتي هو - سردي سے هو یا گرمي سے - جنگلي بخار هو - یا بخار میں درد سر بھي هو - کالا بخار - یا آسامي هو - زرد بخار هو - بخار کے ساتھ کھانسیاں بھي هو گئي هوں - اور اعضا کي کمزوري کي وجہ سے بخار آتا هو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا هے اگر شفا پالے کے بعد بھي استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتي هے اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا هونے کي وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستي و چالاکي آجاتي هے نیز اسکي سابق تندرستي از سرنو آجاتي هے - اگر بخار نہ آتا هو اور هاتھ پیر ٹوٹتے هوں بدن میں سستي اور طبیعت میں کاهلي رهتي هو - کام کرنے کو جي نہ چاهتا هو - کھانا دیر سے هضم هوتا هو - تو یہ تمام شکایتیں بھي اسکے استعمال کرنے سے رفع هو جاتي هیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي هو جاتے هیں -

قیمت بڑي بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹي بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے همراہ ملتا هے
تمام دوکانداروں کے هاں سے مل سکتي هے

المشتہر رهبر دواکثر
ایم - ایس - عبد الغني کمپني - ۲۲ و ۷۳
اولڈ تواہ اسٹریٹ - کلکتہ

[24]

یوناني فارمیسي کي نایاب دوائیں

حب حیات یہ دوا اکسیر هے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ایام شباب میں بدپرهیزي کی وجہ سے کسي مرض میں مبتلا هوگئے - چاهے وہ مرض پرانا هو یا نیا - هر قسم کے مزاج والیکو نہایت مفید هے نہ عمر اور موسم کي قید هے عورتوں کے لیے بھي از حد مفید هے ۲۱ روز میں صحت کامل هو جاتي هے اور فائدہ دائمي هوتا هے - قیمت في شیشي چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

حب دواسیر - اس زمانہ میں سو سے فی صدي اس مرض مردي میں مبتلا هیں - اس خاص مرض میں یہ گولیاں عجیب الاثر هیں - خوني هو یا بادي هو نئي هو یا پراني سب کو جڑ سے اکھیڑ دیتي هے اور خالص نباتي اجزا سے تیار کیگئي هے - پندرہ دن کے استعمال میں بالکل زائل هو جاتي هے -

قیمت في ڈبہ ۳ روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک

سفوف مفرح - دل - دماغ - معدہ - جگر اور تمام اندروني اور عام اعضاے جسماني کیلئے از حد مفید هے - خون کے پیدا کرنے میں نہایت موثر - اور تکدر معدہ کے لیے از حد مفید - تمام اطباء اسکي تصدیق کرچکے هیں زیادہ تفصیل کي ضرورت نہیں هے - قیمت في ڈبہ ۵ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

نوٹ - تمام مذکورہ بالا ادویہ زهریلے اور نشائي اجزا سے پاک هیں پرچہ ترکیب همراہ ادویہ - قیمت پیشگي - یا وي - پي بشرطیکہ چوتھائي قیمت پیشگي آئے - اخبار کا حوالہ ضرور دیں - فرمائش اس پتہ سے هوں :

مینیجر یوناني فارمیسي گول دکان افضل گنج - حیدر آباد دکن

SEWING
MACHINES
BALLERS
WINDERS
AUTO KNITTING
THE ADARSHA KNITTING Co
Importers Manufacturers
Commission Agent
CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین
القرآن الحکیم

الہلال

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۴ | کلکتہ : چہارشنبہ ٤ جمادی الاول ۱۳۳۲ ہجری | نمبر ۱۴

Calcutta: Wednesday, Apral 1 1914.

ساڑھے تین آنہ

قیمت فی پرچہ

ادرشہ نیٹنگ کمپنی

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ مفصلہ امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے ۔—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹن امسک (یعنے سپاری تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں جرابیں بنانے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جا سکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی آپکی بنائی ہوئی چیزوں کے خرید نے کی ذمہ داری لیتی ہے -

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوئے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - اچھے روا نہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بدلے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

---

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

— :*: —

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

اي - گوونڈ راؤ پلیڈر - (بلاری) میں کنز ریلا کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -

مس کشم کماری دیوی - (ادیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواری آپکی نٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

---

شمس العلما مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں ؟

—(*)—

ادرشہ نٹنگ کمپنی کے موزہ پہنچے اور مجھے اس بارے کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ اسکی بناوٹ یورپ کی ساخت سے کسی طرح کم نہیں - میں نے مشین کو چلاتے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص باسانی اسے سیکھ سکتا ہے -

---

چند مستند اخبارات ہند کی راے

— * —

بنگالی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمایش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھی ہے - محنت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزوں سے سر مو فرق نہیں -

انڈین ڈیلی نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

حبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کردیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8
Half yearly ,, 4-1 2

الہلال

مدیر مسئول و خصوصی
مسلاکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ - ۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۳۸
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۳ — کلکتہ : چہارشنبہ ۴ جمادی الاولی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴
Calcutta : Wednesday, April 1st 1914.

دہلی ڈیپوٹیشن

نازم فریب صلح کہ غالب رکوشہ نوشت
تا کام رفت و خاطر امیدوار برد!

بالآخر وہ ڈیپوٹیشن جسکا تذکرہ بعض اخبارات میں شروع ہوگیا تھا، ۲۵ مارچ کی سہ پہر کو ہز اکسلنسی لارڈ ہارڈنگ کے سامنے پیش ہوا:

بتوں کی دید کو جاتا ہوں دیر میں قائم
مجھے کچھ اور ارادہ نہیں خدا نہ کرے!

ایک مفصل ایڈریس کے ذریعہ مسلمانوں کی امن پسندی اور وفاداری کے میثاق قدیم کی زبان معترف اور سر اطاعت کے ساتھ تجدید کی گئی:

یقین عشق کن و از سر گماں برخیز!

ایڈریس میں اسکے سوا اور کچھ نہ تھا اور ہونا بھی نہیں چاہیے تھا:

جز سجدہ متاعے دگر از کس نہ پذیرفت
خاکے کہ ز نقش قدم او اثرے داشت!

ایک واقعی بات کے دہرا دینے میں چنداں حرج نہیں اور ارباب محبت جانتے ہیں کہ کسی کے لب جاں نخش سے اگر ایک بار بھی جواب مہر ملنے کی امید ہو تو سودائیان عشق کو ہزار مرتبہ پکارنے سے بھی انکار نہیں ہوتا:

گو وہ سنتے نہیں پر ہم تو کسی حیلے سے
ایک دو بات محبت کی سنا آتے ہیں!

سوال عجز کے جواب میں جتنی مرتبہ نگاہ مہر کا نظارہ حاصل ہوجائے، عشق کا اندوختہ اور امیدوں کا خزانہ ہے:

یاں عجز بے ریا ہے نہ واں نار دلفریب
شکر بجا رہا گلۂ بے سبب تلک!

تاہم موقعہ پر کوئی دل پسند شعر یاد آجائے تو صیافت ذوق سے باز نہیں رہسکتا - مولانا فیض الحسن مرحوم عربی کے ادیب تھے - اردو کے شاعر نہ تھے - تاہم کبھی کبھی اچھے شعر بھی کہہ جاتے تھے - ایک انکا پر معاملہ شعر مجھے نہیں بھولتا:

چلے ہی اپنی کونسی تھی قدر و منزلت
پر شب کی منتوں نے ڈبودی رہی سہی!

ڈیپوٹیشن کی طویل فہرست ہم نے کسی دوسری جگہ انگریزی معاصر دہلی سے نقل کردی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت وسیع مجمع تھا، اور تقریباً ہر صوبے اور ہر طبقہ کے اشخاص شامل تھے - اگرچہ:

سررشتہ در کف ازلی کوے طور بود!

خاص اعتبار کی بات یہ ہے کہ اس عطر مجموعہ میں ہر طرح کی خوشبوئیں شامل تھیں - پیران کہن سال بھی تھے، اور جوانان عہد بھی - خرقۂ زہد بھی تھا، اور قبائے رندی بھی - سرہائے سجود پیشہ بھی تھے اور نگہ ہائے عشوہ طراز بھی - پتے کیلیے عذر کی ضرورت نہیں - دوسرے سے اگر سوال و جواب کی ضرورت ہو تو مفتی آزردہ مرحوم کی زبانی جواب پہلے سے سن لیجیے:

مفتی اور بزم بادہ کشی؟ لیگئیں مجھے
یہ کم نگاہیاں تری بزم شراب میں

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ممبران وفد میں سے اگرچہ صرف ۸۴ حضرات موقعہ پر جمع ہوسکے، لیکن اصلی فہرست دو سو ممبروں پر مشتمل تھی - یہ تمام لوگ ڈیپوٹیشن میں شرکت کیلیے آمادہ تھے مگر کسی وجہ سے شریک نہو سکے - البتہ صرف دو آدمیوں کی نسبت جانتا ہوں جنھوں نے شرکت سے باوجود عزم شکن اصرار کے قطعی انکار کردیا:

بندہ را کہ بفرماں خدا راہ رود انگزارند کہ در بند زلیخا ماند

ایڈریس میں تعداد کار نہ قرار دی گئی تھی کہ مسلمان اپنے کاموں میں مصروف تھے - بکایک ٹرکی کے مصائب پیش آگئے - اس سے انکے حواس معتل اور دل کے داو ہوگئے - یہ بڑا نازک وقت تھا اور:

ہست این قصۂ مشہور و تو ہم می دانی!

لیکن با این ہمہ اختلال حواس، و پراگندگی طبع، و تعطل دماغ، و ہجوم آلام و مصائب، وفاداری و اطاعت کیشی کی "حبل المتین" انکے ہاتھوں سے نہ چھوٹی، اور جادۂ رضا و تفویض پر پورے ثبات و استقامت سے قائم رہے - گویا و اعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا - انکے نامۂ اعمال کا عنوان جلی اور دفتر عقیدت کا سرخط الہامی ہے:

شنیدہ ام کہ سگاں را قلادہ می بندی
چرا بہ گردن حافظ نمی نہی رسنے؟

جواب میں ارشاد ہوا کہ ہاں سچ ہے - اپنی نظر ہوشمند و کارداں سے یہ امر مخفی نہیں - آپ نہ کہیں جب بھی معلوم ہے:

در حضرت کریم تقاضا چہ حاجتست؟

البتہ یہ جو کہیں کہیں "سخت الفاظ" بھی استعمال کیے گئے تو اس عرض نیاز اور قبولیت حضوری سے آپ مستثنی کر دیجیے - ایسا نہوتا تو بہتر تھا کہ آبگینۂ عبودیت کیلیے یہ حرف گراں بھی

سکتے تھے :

نسیم صبح جو چھو جائے ' رنگ ہو میلا ! !

یہ ایک واقعی بات تھی جو ایڈریس میں کہی گئی ' لیکن اگر آپ چاہتے تو دوسری سچائیوں کو صدمہ پہنچائے بغیر بھی اسے پیش کرسکتے تھے - یہ کہنا کہ مسلمانوں کی پچھلی بے چینی کا سبب اصلی صرف باہر کے اسلامی مصائب تھے ' محض غلط ہے ' اور اتنا غلط کہ دروغ مصلحت آمیز بھی نہیں ہے - مسلمان اسقدر احمق اور عقل باختہ نہ تھے کہ اٹلی اور ریاستہاے بلقان کا غصہ انگلستان پر نکالتے - ایسا کہنا خود اپنی زبان سے اپنے پاگل ہونے کا اقرار کرنا ہے - انکی بے چینی باہر کے مصائب سے بھی تھی ' اور اندرونی مصیبتوں سے بھی - وہ سر ایڈورڈ گرے کو اٹلی اور بلقان کے دعوے میں شریک پاتے تھے' اور مسٹر اسکوائتھ ایک صلیبی مجاہد کی طرح اس جنگ کو اسلام اور مسیحیت کے رنگ میں ظاہر کرکے خوشیاں مناتے تھے - پہلے خود کہا کہ یہ جنگ جغرافیۂ سیاسی نہیں بدل سکتی - پھر خود ہی " ثمرات فتح " چن چن کر بلغاریا کے صلیبی دامن میں پھینکنے لگے - یہ سچ ہے کہ مسیح خود اپنی جان کی طرح انکی بھی مدد نہ کرسکا ' اور بد بخت بلغاریا کے دامن میں فتح کا ایک دانہ بھی نہ آیا - تاہم انہوں نے تو اس چیز کے لیے کوشش کی جسے وہ نہ پاسکے ' اور حق کے مقابلے میں کفر کی یہی علامت ہے - نهموا بما لم ینالو - و کان عاقبة امرها خسرا !

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ کانپور کا واقعۂ خونین پیش آیا - ایک ایسی ظالمانہ خونریزی کی گئی جس کا سرخ دھبہ کبھی بھی دامن حکومت سے محو نہیں ہوسکتا - پھر کیا کانپور کی مسجد اور پیروان اسلام کی خونچکاں لاشوں کا نظارہ بھی صرف " باہر ہی کے مصائب اسلامی " میں داخل ہے ؟ اور اسکے لیے جسقدر بے چینی مسلمانوں میں پیدا ہوئی ' کیا وہ بھی ترکوں ہی کی ہمدردی کی وجہ سے تھی ؟ فویل لہم مما کتبت ایدیہم و ویل لہم مما یکسبون !

ولا تلبسو الحق بالباطل	حق کو باطل کے ساتھہ مشتبہ نہ کرو
و تکتمو الحق و انتم	اور حق کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم سب
تعلمــــون (۲ : ۴۰)	اسے جانتے ہو !

ایڈریس کے جواب میں ہز اکسلنسی نے مرحوم سر سید احمد کی پالیسی کا بھی ذکر کیا ہے ' اور ہم خوش ہیں کہ ہندوستان کے ایک بہت بڑے آدمی کا انہوں نے عمدہ الفاظ کے ساتھہ ذکر کیا - لیکن اگر اس سے انکا مقصود مرحوم کی پولیٹکل پالیسی ہے تو افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا نیک دل ریسراے ایک ایسی بات کی امید رکھتا ہے جسکے رکھنے کا وقت گذر گیا - مسلمانوں کی اس سے پہلے کوئی بھی پولیٹکل پالیسی نہ تھی ' اور اگر تھی بھی تو الحمد للہ کہ مرچکی ہے ' اور وہ جنت نصیب اب دوبارہ دنیا میں نہ آئیگی :

نکل گئی ہے وہ کوسوں دیار حرماں سے !

جواب کا خاتمہ ان لفظوں پر ہوا :

" مجھے پوری امید ہے کہ خدا کی وحدانیت اور حکمراں کی وفاداری کی بابت آپکے پاک اور خالص مذہب کا جو عقیدہ ہے وہ ہمیشہ ایک شعلے کے مانند روشن رہیگا "

ہم مسلمان ہوں اور تیرہ سو برس سے صرف اسلیے ہیں کہ خدا کی وحدانیت کا وعظ کریں اور ہر طرح کی باطل پرستیوں کو جو اس راہ میں مانع ہوں ' اپنی خدا پرستانہ طاقت سے مٹادیں ' پس ہمیشہ نیک دل اور انصاف دوست حاکم کی زبانی عقیدۂ توحید کے ایسے سچے اعتراف کو سنکر ہمیں جسقدر بھی فتح مندانہ خوشی ہو وہ کم ہے - ہم ان قیمتی جملوں کی اپنے دل میں پوری محبت و وقعت محسوس کرتے ہیں -

تاہم ایک غلط فہمی جو اسکے ساتھہ ملگئی ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہز ایکسلنسی کو اسلام کے بنیادی عقائد کی صحیح خبر نہیں دی گئی - انہوں نے عقیدۂ توحید کے ساتھہ " حکمراں کی وفاداری " کابھی اس طرح ذکر کیا ہے' گویا یہ بھی مثل عقیدۂ توحید کے اسلام کا کوئی اساسی اعتقاد ہے - حالانکہ یہ صحیح نہیں اور بہت جلد اسکی غلطی انہیں محسوس فرما لینی چاہیے - اسلام کا اصل اصول صرف عقیدۂ توحید ہے - اسکے بعد اعتقاد رسالت و قران ' اور بعض ضروری اعمال و عبادات - " حکمراں کی وفاداری " اس میں داخل نہیں ہے اور نہ تو قران میں بتلائی گئی ہے اور نہ احادیث میں اسے مسلمانوں کا بنیادی اعتقاد قرار دیا ہے - البتہ بعض جاہل اور خبیث روحیں کبھی کبھی کسی کو خوش کرنے کیلیے کہدیا کرتی ہیں کہ اسلام کا بنیادی اصول " وفاداری " ہے ' مگر : کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا -

بیشک " وفاداری " ہی وہ چٹان ہے جسپر اسلام کی عمارت قائم کی گئی ہے ' مگر خداے واحد کی وفاداری ' نہ کہ کسی اور کی - البتہ مسلمانوں کو امن پرستی ' اور حق کے تحفظ کے ساتھہ اطاعت کیشی کا حکم مثل اور صدہا جزئی اور عام اخلاقی احکام کے دیا گیا ہے ' مگر نہ تو یہ کوئی اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور نہ عقیدۂ توحید کی حرمت اسکو گوارا کرسکتی ہے کہ خدا کی وفاداری کے ساتھہ اسکے بندوں کی وفاداری کا ذکر کیا جاے :

صنمے در دل ما بافتہ راہ * نحن لا نعبد الا ایاہ

بہر حال اب ان باتوں کا کون موقع ہے ؟ سوال و جواب ' شکوہ و شکایت ' اور عرض و قبول تو ہوچکا - اب بہت سے لوگ منتظر ہیں کہ دست شوق کیلیے اسکے بعد بھی کوئی مرحلہ باقی ہے یا نہیں ؟ کیا پوری رات صرف اسی میں بسر ہوجائیگی ؟

بوسہ لب پر دیا ' کیا کہنا
کہیے ' کچھہ بڑھکے بھی ہمت ہوگی ؟

بیچارے غالب کی بھی ایک رات اسی طرح سوال و جواب میں ضائع جارہی تھی - بالاخر غریب سے صبر نہوسکا اور چیخ اٹھا :

گذشتم از گلہ ' در وصل مرحمتم بسادا
زبان کوتہ و دست دراز می خواہم !

اچھا - گاہ گاہ یہ بھی ہوتا رہے - جو جانا چاہتے ہیں' آپ انہیں کیوں روکیں ؟ اعتراف وفاداری میں حرج ہی کیا ہے' اور مقصود اپنے اعتراف سے کہیں زیادہ انکا اقرار دادہ تھا - یہ بھی ہوگیا - چلیے فرصت ہوئی - ہر گروہ کو اپنا اپنا کام کرتے رہنا چاہیے :

در خور عشق حقیقی ہیں یہ اہل تقوی
ہم سے لڑکوں کیلیے عشق بتاں اچھا ہے

البتہ ڈیپوٹیشن گیا اور واپس آیا - اب خدا را اسکی تبریک و تہنیت کو بھی اسی طرح جلد ختم کردیجیے - بے فائدہ اس سے طبیعت کو خلجان ہوتا ہے - نہیں معلوم کیوں ' مگر آج جی چاہتا ہے کہ صرف شعر ہی پڑھتا رہوں :

بالتفات نگارم چہ جاے تہنیت ست ؟
دعا کنید کہ نوعے ز امتحاں نبود

و تلک الدار الآخرة نجعلها للذین لا یریدون فی الارض علوا و لا فسادا - و العاقبة للمتقین !

مسئلۂ اسلامیۂ " لشکر پور "

صوبے کی گورنمنٹ کیلیے آخری فرصت

هز اکسلنسی لارڈ کارمائیکل

بالاخر مساجد و قبور کلکتہ کا مسئلہ خطرناک حد تک پہنچ گیا - درخواستوں سے اغماض کیا گیا ' عرضداشتیں شنوائی سے محروم رهیں ' مہلتیں ضائع کی گئیں اور فرصت کی قدر نہ کی - گذشتہ تجارب سامنے هیں اور عبرتوں کی صدائیں عقلت شکن ' مگر نادان انسان کی خمیر میں ٹھوکریں کھانے کے سوا کچھ نہیں ہے ' اور شاید عبرت کی ایک نئی عمارت اسی گرد و خاک اور ٹوٹی هوئی اینٹوں سے بنائی جائیگی ' جو ۲۳ فروری کو مسجد لشکرپور کی محترم برجیاں گرا کر جمع کی گئی هے : و ذلک یوم الخروج !

پھر کیا وقت آگیا ہے کہ هم مایوس هوجائیں اور قانون اور سرکاری وعدوں کی بے اثری کا آخری فیصلہ کرلیں ؟

اسمیں شک نہیں کہ اس سوال کے آخری جواب کا وقت آگیا ہے - انتظار تا کے اور التوا تا چند ؟ حادثہ سر پر ہے اور خدا کی مقدس عبادت گاهیں انہدام و بربادی کو اپنے سامنے دیکھہ رهی هیں ' پس ضرور ہے کہ جو کچھہ کرنا ہے ' کیا جائے - اب یہ معاملہ کلکتہ سے گذر کر تمام اسلامی هند تک پہنچ گیا ہے - اور همارے لیے مشکل هوگیا ہے کہ پبلک کو صرف خاموش بیٹھے رهنے هی کی تلقین کرتے رهیں - تاهم قبل اسکے کہ خطرہ کا سررشتہ بالکل هاتھہ سے نکل جائے ' بہتر ہے کہ گورنمنٹ کو دانشمندی و فرزانگی کے بہترین اور محبت اثر اظہار کا ایک موقعہ اور دیا جائے ' اور اسی لیے تمام کاموں کو اس ڈیپوٹیشن کے جواب پر ملتوی کردیا گیا ہے جو " انجمن دفاع مساجد و عمارات دینیہ " هز اکسلنسی لارڈ کارمائیکل کی خدمت میں بھیجنا چاهتی ہے ' اور جسکے متعلق ایک ریزولیوشن ۲۹ مارچ کے عام جلسۂ انجمن میں منظور هوا ہے -

یہ آخری موقعہ ہے کہ گورنمنٹ هماری خیرخواهی اور دوستی پر یقین کرے ' اور سمجھہ لیے کہ جو مشورہ دیا جا رہا ہے ' وهی عاقبت اندیشی اور امن پرستی کا تنہا مشورہ ہے ' اور غریب مسلمانوں کو اسقدر جلد جلد اپنے مذهبی جذبات کی حفاظت پر مجبور کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے -

اس موقعہ پر ایک نہایت اهم سوال یہ ہے کہ کیا جو کچھہ هوا یہ صرف پورٹ کمشنروں هی کی کارروائی ہے ' اور صوبے کی گورنمنٹ اس امر سے بالکل بے خبر تھی کہ مسجدیں منہدم اور قبریں اکھاڑی جائینگی ؟

اگرچہ گورنمنٹ کسی ایک شخص کا نام نہیں ہے بلکہ حکومت کے اس تمام کار فرما مجمع سے عبارت ہے جو نیچے سے لیکر اوپر تک چلا گیا ہے ' اور اگر قانون کی خلاف ورزی کسی خاص صیغہ کے حکام کے سر تھوپ کر گورنمنٹ بری هو جا سکتی ہے تو اسکے یہ معنی هیں کہ پینل کوڈ کوئی شے نہیں ' اور برٹش گورنمنٹ میں رهنے والوں کو اپنی جان و مال کی طرف سے کبھی مطمئن نہونا چاهیے - کیونکہ بہت ممکن ہے کہ باوجود چوری کے جرم هونے کے کسی خاص صیغہ کی کارروائی سے چوری هو جائے ' اور اسکے بعد کہدیا جائے کہ گورنمنٹ اسکے لیے کچھہ نہیں کرسکتی ' یا صبر کرو اور چپ رهو - آئندہ غور کیا جائیگا !!

تاهم واقعات کے دیکھنے سے معلوم هوتا ہے کہ یہاں یہ صورت بھی نہیں ہے - هم پہلے لکھہ چکے هیں کہ اس زمین کے متعلق صوبے کی گورنمنٹ سے سنہ ۱۹۰۹ اور سنہ ۱۹۱۰ میں مراسلات هوئی تھیں جبکہ یہ زمین مع مسجدوں کے خرید کی گئی تھی - اب ان سرکاری مراسلات کا خلاصہ دینا چاهتے هیں جو هم نے حاصل کیے هیں ' اور جن سے پبلک اندازہ کرسکے گی کہ گورنمنٹ خطرہ سے پہلے کس طرح خطرہ کی اطلاعات کو بے پروائی سے ٹالدینا چاهتی ہے ' اور پھر جب اسکے افسوسناک نتائج ظاهر هوتے هیں تو کہا جاتا ہے کہ یہ بد امنی ہے ' یہ شورش ہے ' اور اس الزام کے مٹانے کیلیے ایک بہت بڑے وفاداری کے پیامبر ڈیپوٹیشن کی ضرورت ہے جو دهلی میں آکر سر اطاعت خم کرے !

مگر اندراں دیارے کہ توئی رہ نباشد !

(سنہ ۱۹۱۰ کی مراسلات)

اپریل سنہ ۱۹۱۰ میں جب لشکرپور ' اندری ' مرچی کھولا ' کرسٹوپور ' اور سنکی بازار وغیرہ کی زمینیں مع مساجد و قبور کے پورٹ کمشنر نے خرید کیں ' اور خدا نا ترس زر پرست و ایمان فروش متولیوں نے (قبحهم اللہ) حکام پورٹ کمشنر کا ساتھہ دیا ' تو ان آبادیوں کے مسلمانوں نے ایک میموریل هز آنر سر ایڈورڈ بیکر لفٹننٹ گورنر بنگال کی خدمت میں روانہ کیا جسکا خلاصہ یہ تھا :

" پورٹ کمشنر الکتہ نے چھہ هزار بیگہ زمین مندرجہ صدر موضعوں کی حصر پورٹ کی وسعت کیلیے لی ہے جسمیں متعدد مسجدیں اور مسلمانوں کے قبرستان واقع هیں -

میموریل بھیجنے والوں نے معتبر علماء اسلام سے فتوی طلب کیا اور قانون اسلامی کی کتابیں بھی دیکھیں - وہ پوری قوت اور اطمینان سے ظاهر کرتے هیں کہ شریعت اسلامی کے مطابق مسجدوں اور قبروں کی زمین پر اور کوئی دوسری عمارت نہیں بن سکتی - بعض قبریں ان بزرگان دین کی بھی هیں ' جنکی مسلمان بہت عزت کرتے هیں ' اور انکا منہدم کردینا انکے جذبات کیلیے بہت درد انگیز هوگا -

هم چند قریبی مثالیں اسی شہر کی پیش کرتے هیں - کلکتہ میڈیکل کالج کے احاطے کے اندر ایک مسجد آگئی تھی لیکن اسے بجنسہ چھوڑ دیا گیا ' اور وہ باوجود احاطہ کے اندر هونے کے آباد و قائم موجود ہے - اسی طرح سیالدہ میں بھی اسکی نظیر دیکھی جاسکتی ہے -

هم نہایت عاجزی اور ادب سے درخواست کرتے هیں کہ حضور اس درخواست پر توجہ فرمائیں اور مسجدوں اور قبرستانوں کو محفوظ کردیں "

(جـــواب)

۲۶ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ کو گورنمنٹ بنگال کے سکریٹری نے اسکا جو جواب دیا وہ نہایت غور و فکر کے ساتھہ مطالعہ کرنے کی چیز ہے -

درخواست یہ تھی کہ شریعت اسلامیہ کا لحاظ رکھا جاے جیسا کہ متعدد مقامات پر کیا گیا ہے - اسکے جواب میں ارشاد ہوتا ہے :

" آپکے میموریل کے جواب میں یہ کہنے کی مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ اُن افسروں نے جو زمین کے متعلق کام کر رہے ہیں' پورٹ کمشنر کی راے سے اس بارے میں پوری طرح تشفی کرلی ہے' اور وہ اُن آدمیوں سے بھی گفتگو کرچکے ہیں جو اُن مسجدوں کے متولی ہیں - گورنمنٹ یقین کرتی ہے کہ آئندہ کچھہ مشکلات نہیں ہیں اور اگر اسپر بھی کوئی بات ہوئی تو مقامی افسر درست کرلے گا "

(گورنمنٹ کی پالیسی)

اس خط کے پڑھنے کے بعد بھی کیا کسی کو اس بات کے باور کرنے میں شک باقی رہیگا کہ وقت سے پہلے خطرہ اور مشکلات کی اطلاع اعلی حاکموں کیلیے محض بے سود ہوتی ہے' تاوقتیکہ وہ خطرہ' کانپور کے سے حالات کے ساتھہ سر پر نہ آجاے ؟

جو بے پروائی اور غفلت اس جواب سے مترشح ہوتی ہے' وہی بنیاد ہے ان مسائل کی ساری مصیبتوں کی' اور اگر ایسی ہی غفلتیں اور لاپروائیاں قائم رہیں تو ہمیں ہر مہینے کانپور کے سے واقعات کا منتظر رہنا چاہیے -

(حادثہ کی سرکاری رپورٹ)

گذشتہ ۲۳ فروری کو جب رات کی جرائم پوش تاریکی میں چھپ کر پورٹ کمشنر کے آدمی پہنچے اور مسجد کو منہدم کرنا شروع کیا' تو اسکے بعد مسلمانوں نے ایک باقاعدہ درخواست حادثے کے متعلق مقامی مجسٹریٹ مسٹر ڈنلاپ کو دی' جو ایک نہایت دانشمند اور انصاف دوست حاکم ہیں' اور جنکی بر وقت مداخلت اور ہمدردانہ رویہ نے تمام مسلمانوں کے دلوں میں انہیں محبوب بنا دیا ہے -

انہوں نے اس حادثہ کے متعلق فوراً ایک سرکاری رپورٹ گورنمنٹ میں بھیج دی - رپورٹ کی مستند نقل ہم نے حاصل کرلی ہے اور وہ حسب ذیل ہے :

" ۲۴ ماہ گذشتہ کو ایک درخواست مجھے ملی' جس پر مسلمانان مواضع لشکرپور وغیرہ کے دستخط تھے - اسمیں لکھا تھا کہ پورٹ کمشنر کے قلی مسجدوں کو منہدم کر رہے تھے اور قبروں کو اکھاڑ رہے تھے جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات نہایت درجہ زخمی ہیں' اور وہ باقاعدہ داد خواہی چاہتے ہیں -

میں نے صدر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو موقع واردات پر متعین کیا - وہ فوراً وہاں گیا اور چند انسان کی کھوپریاں اور ہڈیوں کے ٹکڑے جو ایک قبر کو کھود کر نکالے گئے تھے' اُس نے منتشر پاے' اور قلیوں کو دیکھا کہ زمین کھود رہے ہیں - اُسکا یہ بھی بیان ہے کہ چند مسلمان جو اُس وقت موجود تھے' اُن میں کچھہ ایسا جوش نہ تھا' تاہم بہت زیادہ ممکن ہے کہ اطراف کے مسلمان کسی وقت جوش میں آجائیں' اور ایسا ہوا تو امن میں سخت خلل پڑیگا -

آپ اس واقعہ کو پورٹ کمشنر کے سامنے پیش کریں تاکہ وہ مسجدوں اور قبروں کو ہاتھہ نہ لگائیں اور بجنسہ چھوڑ دیں -

میں ممنون ہونگا اگر آپ جلد جواب دیں اور بتلائیں کہ پورٹ کمشنر نے اس بارے میں کیا راے قائم کی ہے ؟ "

(دستخط) جے - سی - ڈنلوپ - مجسٹریٹ

مسئلۂ بقاؤ اصلاح ندوہ

کلکتہ میں جلسہ

نہایت مختصر لفظوں میں تین باتیں کہنی ہیں کیونکہ ڈیپوٹیشن کے افسانے نے جگہ لیلی ہے اور اشاعۃ آئیہ میں " مدارس اسلامیہ " کے علاوہ بھی ایک مفصل تحریر نکلنے والی ہے -

(۱) ۲۶ کو ارکان دارالعلوم نے اسٹرائک کا فیصلہ کرنے کیلیے انتظامی ارکان کو بلایا تھا - اسکی تفصیلی روئداد ابتک معلوم نہیں ہوئی - البتہ اسقدر معلوم ہوا نہ وہی فیصلہ ہوا جسکی توقع تھی - یعنے چند آدمی اکھٹے ہوے اور کہدیا کہ شکایات کوئی نہیں سننا - طلبا چپ چاپ داخل ہوجائیں ورنہ سب کے نام کاٹ دیے جائیں -

جلسۂ انتظامیہ کی حقیقت آپ " مدارس اسلامیہ " کے سلسلہ میں پڑھ‌دے - میں بحالت موجودہ اُسے کوئی چیز نہیں سمجھتا - تاہم عقل کو ہر مغز میں ہونا چاہیے' اور جہل و ناعاقبت اندیشی کی بھی ایک حد ہوتی ہے - بہتر تھا کہ یہ لوگ سمجھہ سے کام لیتے ایسا فیصلہ کرکے انہوں نے سچ مچ دارالعلوم کو غارت کردیا - اس سے کیا فائدہ کہ تمام طالب علم اپنے گھروں کو چلے جائیں اور مدرسے میں خاک اڑنے لگے ؟

(۲) میں ابھی ندوہ کے متعلق صرف اصول و قواعد کی بحث کررہا ہوں' لیکن اب بہت جلد ایک ایک شخص کے متعلق لکھنا پڑیگا - خدا جانتا ہے کہ یہ میرے لیے بہت ہی مکروہ کام ہے اور اپنے وقت کی ایک بہت ہی ادنی قسم کی بربادی - تاہم کیا کیجیے کہ ایسا ہونا ناگزیر ہے -

(۳) کلکتہ میں ندوۃ العلماء کے معاملات کے متعلق کل شام کو ایک جلسہ زیر صدارت جناب آنریبل چودھری نواب علی صاحب منعقد ہوا - سب سے پہلے صدر صاحب نے نواب بہادر سر سلیم خاں بالقابہ (ڈھاکہ) کا تار پڑھکر سنایا' جسمیں انہوں نے جلسے کے اغراض سے پوری ہمدردی اور اتفاق ظاہر کیا تھا - اسکے بعد حسب ذیل دو تجویزیں منظور کی گئیں :

(الف) یہ جلسہ انجمن " اصلاح ندوہ " لکھنؤ کی بروقت کوششوں کا شکریہ ادا کرتا ہے' اور اُس سے درخواست کرتا ہے کہ بہت جلد تمام صوبوں کی باقاعدہ اسلامی انجمنوں سے نیابتی اصول پر ناموں کو طلب کرکے ایک ہئیۃ تفتیش (کمیشن) مقرر کرے - تا کہ وہ تمام معاملات ندوہ کی باقاعدہ تحقیقات کرے -

محرک — جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر و آنریری مجسٹریٹ کلکتہ -

موید — اے - احمد اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا -

(ب) یہ جلسہ منتظمین و ارکان دارالعلوم سے درخواست کرتا ہے کہ وہ خدا را مسلمانوں کے ایک عظیم الشان دینی مدرسہ کو موجودہ مشکلات سے نکالنے کیلیے دانشمندی اور عاقبت بینی سے کام لیں اور اپنی بزرگانہ حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوے محمد حسین طالب العلم کی درخواست معافی کو (جو وہ بارہا پیش کرچکا ہے) منظور کرلیں - ساتھہ ہی یہ جلسہ طلباے دارالعلوم سے بھی امید رکھتا ہے کہ اس صورت میں وہ ایثار اور بے نفسی سے کام لیں گے' اور مجوزہ کمیشن پر اعتماد کرکے اسٹرائک ختم کردینگے -

محرک — ڈاکٹر عبد اللہ سہروردی ایم - اے - بیرسٹر اٹ لا -

موید — مولانا ہدایت حسین صاحب پروفیسر عربی پریسیڈنسی کالج کلکتہ -

آخر میں قرار پایا کہ صدر مجلس اس بارے میں ارکان دارالعلوم اور طلبا سے مراسلات کریں -

۴ جمادی الاول ۱۳۳۲ هجری

مدارس اسلامیه

ندوة العلما

ماضی و حال

(۸)

" ان ارید الا الاصلاح ما استطعت "

(استبداد و افساد کار کا نتیجه)

ان تغیرات مفسده و بدعات منکرۂ سئیه کا نتیجه یه نکلا که ندوة العلما سے روح عمل و اصلاح بالکل مفقود هوگئی' اور جیسا که یه مفسدین مضلین چاهتے تھے' وه محض چند آدمیوں کا ایک خانه ساز کھلونا بنکر رهگیا - پبلک اسکے نام کو عزت کے کانوں سے سنتی تھی ' لوگ اسکے مقاصد کو یاد کر کے اس سے حسن ظن رکھتے تھے' ارباب فکر و صلاح سمجھتے تھے که وه اصلاح دینی کا تمام عالم اسلامی میں ایک هی عملی کام هے - حتی که قسطنطنیه کی صحیفت اسلامیه اسکے حالات تحقیق کرتی تھی' اور سید رشید رضا اپنے تمام مقاصد اصلاح کیلیے اسکو ایک اسوۂ حسنه بتلا تا تھا' لیکن جبکه یه سب کچھه سمجھا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا ' تو عین اسی وقت خود ندوه کے ارباب حل و عقد کا یه حال تھا که اصلاح کے نام پر تبرا بھیجتے تھے' اور انکے نفوس مفسده سے بڑھکر دنیا میں کوئی گروه اصلاح و دعوة کے عمل صالح اور اقدام صحیح کا الدالخصام دشمن نه تھا ! فسبحان الذی هو اسعد و اشقی !

قبله گم شد ' محتسب میخانه را آباد کن !

متضاد صورتوں اور متخالف حقیقتوں کا شاید هی کوئی ایسا تمسخر انگیز اجتماع هوگا جیسا که بدبخت ندوة العلما تھا ! تھوڑی دیر کیلیے اس منظر کا تصور کرو ! ایک طرف تو ندوه کی ظاهری مصلحانه صورت تھی ' جسکی زبان پر هر دم اصلاح اور عمل کا ورد جاری تھا - اسکی صدائیں قسطنطنیه تک پہنچتی تھیں' اور قاهره کے اندر اسکی تقلید میں ایک نئی بنیاد ڈالی جا رهی تھی - اسکے جلسے هوتے تھے اور اسکے سب سے بڑے کام یعنے دار العلوم کا سکریٹری مسئلۂ اصلاح تعلیم اور اجتماع نتائج قدیم و جدید پر تقریر کرتا تھا - لوگ سنتے تھے اور آمال اصلاح و قرب حصول نتائج کے تصور سے خوش هوتے تھے - اسکے بعد بعض ان فارغ التحصیل طلبا کی صورتیں تھیں جو دار العلوم کے اولین دور کے نتائج قائمه هیں' اور جو اپنی ممتاز خصوصیات کے اندر لوگوں کے لیے ایک دعوت جالب اور پیغام جاذب تھے -

لیکن دوسری طرف جب ظواهر و صور کا پرده اٹھتا تھا اور خود ندوه کا باطن سامنے آتا تھا ' تو اسکی جماعت حل و عقد اپنے تمام آلات مفسده اور اسلحۂ باطله کے ساتھه جلوه فروش هوتی تھی - اور ان نبرد آزمایان فضیلت و تقدس میں کا هر مجاهد فخر کرتا تھا که اسکی سیف غزاء جهل نے " اصلاح و عمل " کی کسی نه کسی ایک هستی کو عین اسکی پیدایش کے وقت ضرور هی خاک و خون میں تڑپایا هے !!

آنتے بوده ایں شکار افگن کزیں صحرا گذشت !

ایسا هونا ناگزیر تھا کیونکه جماعۃ مفسدین نے انهی مقاصد کیلیے ندوه میں جماعت اور جمهور کی شرکت کا موقعه نکالدیا ' اور اسکی مجلس انتظامیه کو اس خود مختارانه اسلوب پر ڈالدیا ' جسکے بعد سوا چند خاص مذاق اور عقیدے کے لوگوں کے اور کوئی گروه اسمیں شریک هی نہیں هوسکتا تھا - اب جو کچھه تھا ' وه انهی لوگوں کے هاتھه میں تھا - ارباب فکر و اصلاح ابتدا هی سے قلیل و مغلوب تھے' اور نئی شرکت کی راهیں بالکل بند کردی گئی تھیں -

یه جب هی هوتا جب جلسۂ عام میں انتخاب هوتا اور مسلمانوں کی راے عام کو اسمیں دخل دیا جاتا ' لیکن اسکی قید اڑا دی گئی تھی ' اور " جلسۂ خاص " کے نام سے ایک اموی تخت گاه دمشق بنا لیا گیا تھا ' جو جو کچھه چاهتا تھا چشم زدن میں کر لے سکتا تھا -

پس ضرور تھا که صرف چند آدمیوں کی اکثریت قابض هوجاے ' اور وه جو کچھه چاهے پاس کرا لے ' یا اصلاح اور عمل کے جس کام کو روکنا چاهے روکدے - جب " قواعد " اور " قانون " کو اسطرح چند لوگوں نے شکست دیدی تھی ' تو اب قانون خود انکا دماغ تھا ' اور قاعده کے معنی ایک جتھے کے تھے جو ایسے موقعوں کیلیے بنا لیا جاتا تھا -

سب سے بڑی نا جائز طاقت جو اس " حزب الافساد " کے هاتھه آگئی ' وه یه تھی که " جلسه انتظامیه " کے ممبروں کے انتخاب اور شرکت کے مسئله پر قابض هوگئے ' اور اس طرح کارداں ' روشن خیال ' اور اصلاح طلب لوگوں کی شرکت کا دروازه بند کردیا گیا -

(ارکان مجلس انتظامیه)

مجلس انتظامیه کے ارکان میں بلا شبه متعدد اشخاص اصلاح کو پسند کرنے والے اور استبداد و مطلق العنانی کے مخالف تھے اور هیں - میں سمجھتا هوں که پنجاب کے اکثر ممبروں کا یهی حال هے - خود مقامی ممبروں میں بھی بعض اشخاص مستبدین و مفسدین کی کار روائیوں کے همیشه مخالف رهے' اور اس طرح ممکن تھا که آهسته آهسته خود اندر هی سے اصلاح کا سامان پیدا هوجاتا - لیکن چند اسباب ایسے پیدا هوگئے جنکی وجه سے " حزب الافساد " همیشه نشو و نما پاتا رها -

سب سے اول تو میں افسوس کے ساتھه اسکا سبب مولانا شبلی کی کمزوری خیال کرونگا ' کیونکه وهی ایک شخص تھے جو سب سے زیاده ان کاموں کا درد رکھتے تھے' اور ضرور تھا که وهی سب سے زیاده کمزوری اور عدم استعمال وسائل کار کے جوابده بھی هوں - انهوں نے نه تو کبھی اپنی پوری قوت کا استعمال کیا ' اور نه وه وسائل اختیار کیے جنسے ندوه کی مجلس انتظامی کے اندر هی ایک قوی حزب الاصلاح پیدا هوجاتی - جو لوگ عمده خیالات رکھتے تھے نه تو انسے

کبھی انہوں نے مراسلات کیں، نہ خاص مشورہ و صحبت کا سلسلہ قائم کیا، اور نہ کبھی باہر سے لوگوں کو اپنے ساتھ لینے کی کوشش کی - بر خلاف اسکے وہ لوگ پوری سازشیں کرتے رہتے تھے، اور سعی و کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تھے -

دوسرے نمبر پر اسکا سبب یہ بھی تھا کہ لوگوں کو کاموں کا ذوق کم، اور ایثار کی عادت ناپید ہے - عموماً جلسۂ انتظامیہ میں باہر کے لوگ کم شریک ہوتے تھے، اور زیادہ تر ایک ہی خیال کے آدمی بلا لیے جاتے تھے - صحیح الخیال ممبروں میں کوئی شخص باہمت اور کارداں نہ تھا جو اس طرح کے کاموں سے بھی واقف ہو - ایک جماعت ضعیف القلب و مذبذب مشرب لوگوں کی تھی: لا الی ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء - وہ عین موقعہ پر مفسدین کا ساتھ دیدیتی تھی، اور اسطرح کوئی اصلاح نہیں ہوسکتی تھی -

تیسرا سبب یہ بھی تھا کہ مفسدین کے کاموں کو دیکھکر بہت سے لوگ افسردہ ہوگئے اور انہوں نے دلچسپی لینا چھوڑ دیا - پس اس طرح اس تخم فساد کی بار آوری کی راہ میں کوئی بھی قوی روک پیدا نہوئی -

(حزب الافساد کا دوسرا دور)

کاش " حزب الافساد " کی باطل پرستانہ امنگیں اتنے ہی تک پہنچکر ختم ہوجاتیں، مگر جس تخم کیلیے پانی اور دھوپ کے ملنے میں روک نہوگی وہ یقیناً بڑھتا ہی رہیگا - اس جماعت نے دیکھا کہ باایں ہمہ ابتک انکی حالت ایک مفسد اور سنگ راہ ہستی سے زیادہ نہیں ہے - وہ کاموں میں دقتیں اور الجھاؤ پیدا کردینے میں تو کامیاب ہوجاتے ہیں، پر انکو کامیابی کے ساتھ نابود نہیں کردیسکتے - کیونکہ مجلس انتظامیہ میں اصلاح طلب اور عمل خواہ عنصر بھی موجود ہے، اور اسکی موجودگی ہر موقعہ پر سامنے آجاتی ہے -

پس اس شریر قوت نے جو انسانوں کو اپنا مرکب بناکر ہمیشہ دنیا میں حق و صداقت کا مقابلہ کرتی ہے، اسکے نفس پر یہ القا کیا کہ اب کوئی نہ کوئی ایسی چال چلنی چاہیے جس سے مجلس انتظامیہ میں نہایت کامل اور قطعی الثبوت حدتک " حزب الافساد " کی اکثریت (مجارٹی) پیدا ہوجاے، اور پھر بے فکر و مطمئن ہوکر اپنے ارادوں کو پورا کریں -

حسب دستور العمل ندوۃ العلما، مجلس انتظامیہ کے ممبروں کی تعداد ۳۵ رکھی گئی تھی، اور ہمیشہ یہی تعداد قائم رہی تھی - لیکن لکھنؤ میں یکایک ایک جلسہ منعقد کراکے اپنی سازش کی تکمیل کے بعد یہ ترمیم پیش کردی، اور خود ہی منظور بھی کرلی " کہ آیندہ سے ممبرونکی تعداد بجاے ۳۵ کے ۵۱ ہو"

حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنا بالکل قانون کے خلاف تھا - نہ تو ممبروں کو ایک لمحے پہلے اسکی خبر دیگئی تھی، اور نہ اسطرح کرنے کا کسی کو حق تھا - اس جلسے میں مولانا شبلی نہ تھے - اور لوگونکی مخالفت کی شنوائی نہ ہوئی، اور ضعفاء و مذبذبین نے خاموشی اختیار کی -

پھر اس پر بھی اکتفا نہ کیا - اسی وقت اپنے ڈھب کے پندرہ نام بھی منتخب کرلیے، اور کسی کو قانون اور قواعد کی اس شرمناک توہین پر شرم نہ آئی - اس طرح انکا جتھا کامل درجے پر قوی اور غالب ہوگیا، اور وہ اس طرح مضبوط ہوگئے کہ جب تک مجلس انتظامیہ کی از سر نو اصلاح نہو، اسکے اندر رہکر انہیں کوئی مغلوب نہیں کرسکتا -

افسوس کہ اسکے بعد بھی مولانا شبلی ہشیار نہوے، اور صاف صاف قوم کو حالت بتلاکر غل نہ مچایا - حالانکہ اس آخری کارروائی کے بعد اندرونی اصلاح کی امیدیں بالکل خواب و خیال ہوگئی تھیں، اور مجلس انتظامیہ بالکل مفسدین کے ہاتھ چلی گئی تھی -

انکو سمجھنا تھا کہ اب اسکے بعد رہا ہی کیا جسکی بنا پر کوئی امید قائم کی جاے؟ مجلس انتظامیہ میں باہر کے ممبر ہمیشہ آ نہیں سکتے - صرف ندوہ ہی نہیں بلکہ تمام کاموں کا یہی حال ہے کہ زیادہ تر مقامی اور قریب تر مقامات کے لوگ عموماً جلسوں کا کورم ہوتے ہیں - اس بنا پر " حزب الافساد " پہلتر ہی سے پورا قوی تھا، مگر اب تو یہ کیا گیا کہ پندرہ ممبر خاص اس طرح کے چھانٹ کر منتخب کیے گیے جو زیادہ تر مقامی اور ایک ہی حلقہ کی متنوع الاشکال کڑیاں تھیں - باہر کے بھی وہی لوگ تھے جو بالکل انکے ہم خیال اور انکی ایک صدا پر لبیک کہاں دوڑنے والے تھے - پس اسطرح انہوں نے اپنا جتھا اس درجے قوی و غالب بنا دیا کہ اگر مجلس انتظامیہ کا پورا جلسہ ہو، جب بھی انہیں اپنے مقاصد کے ہاتھ سے جانے کا کچھ خوف نہیں: یمکرون و یمکر اللہ، واللہ خیر الماکرین -

" حزب الافساد " کی ان کارروائیوں نے ندوہ کو جس طرح قوم کی عین توجہ اور عہد عروج میں تباہ و برباد کیا، اسکا افسانہ بہت طویل ہے، اور اگر اسکے مختلف مالی، انتظامی، تعلیمی صیغوں کی تمام ابتریاں ایک ایک کرکے بیان کی جائیں تو ان میں سے ہر واقعہ کے لیے پوری ایک صحبت چاہیے - میں ان سب کو انشاء اللہ بیان کرونگا کیونکہ عمارت اندر سے کھوکھلی ہے اور باہر کی دیواروں کے بچانے سے اب کوئی فائدہ نہیں - لیکن چونکہ موجودہ سلسلۂ بحث ندوہ کے اصول و قوانین اور کانسٹی ٹیوشن کی ایک اصولی مبحث ہے، اسلیے پہلے اس سلسلے کو آخر تک پہنچا دینا ضروری ہے - اس بربادی کا انتہائی اور آخری منظر نئے عہدہ داروں کے تقرر کا عجیب و غریب تاریخی افسانہ ہے -

---

مولود فساد کا کامل بلوغ

نئے عہدہ داروں کا انتخاب

مزعومہ و مفروضہ نظامت ندوۃ العلماء

ناجواں مرداں فراہم کردہ بودند انجمن
زود در ہنگامۂ نظاں مقرر اندا ختیم

بالآخر وہ تخم فساد جسکو انسان کے سب سے سب سے قدیمی دشمن نے ندوہ کی بنیاد کی سطح پر بویا تھا ' بڑھتے بڑھتے برگ و بار لایا اور اسکی سب سے بڑی ارتھی تھی کا پہلا پھل ' نئے عہدہ داروں کا خود مختارانہ تقرر تھا : انا للہ و انا الیہ راجعون

اب ابلیس افساد کی امیدیں پوری ہوگئیں جس نے پہلے ہی دن حلف اٹھا رکھا تھا : فبعزتک لاغوینہم اجمعین - الا عبادک المخلصین

(مسئلۂ نظامت ندوہ)

ندوۃ العلما جب قائم ہوا تو مولوی محمد علی صاحب اسکے ناظم تھے - وہ مستعفی ہوگئے اور ندوہ کا دور ملالت و معذوری شروع ہوا - وقت کسی نہ کسی طرح کٹنے کیلیے مولوی مسیح الزمان مرحوم کے سر نظامت ڈالی گئی کہ حیثیت ڈنیوری ہی رکھتے تھے - اسکے بعد جب وہ بھی مستعفی ہوگئے تو ماہ صفر سنہ ۱۳۲۳ ہجری کے جلسۂ انتظامیہ نے یہ طے کیا کہ آیندہ کیلیے بجاے ناظم کی تلاش کے تین مختلف صیغوں کے علحدہ علحدہ سکرٹری مقرر ہوجائیں اور اپنے کاموں کو جاری کریں -

فی الحقیقت یہ ایک نہایت عمدہ تقسیم عمل تھی' اور مسئلۂ نظامت کی تمام مشکلات کا اس سے خاتمہ ہوجاتا تھا -

میں نے یہاں " مشکلات " کا لفظ لکھا - شاید بہت سے لوگ اسے نہ سمجھیں اور معترض ہوں کہ اسمیں مشکلات کیا تھیں ؟ علی گڈہ کالج کو سکریٹری ملجاتا ہے - حمایت اسلام لاہور کیلیے سکریٹری شپ کوئی مصیبت نہیں - مسلم لیگ کیلیے سکریٹری مل ہی گئے - اسی طرح ندوۃ العلما کیلیے بھی ایک سکریٹری منتخب کرلیا جاتا -

لیکن افسوس ہے کہ ایسے اصحاب اپنی بد بختیوں کو نظر انداز کردینگے اگر ایسا سمجھیں گے - ندوۃ العلما کیلیے فی الحقیقت سکریٹری شپ کا مسئلہ لا ینحل نہ تھا گو بہت ہی اہم اور عظیم النتائج تھا ' لیکن جن افسوس ناک حالات سے ہم گھرے ہوے ہیں ' انھوں نے اسے مشکل سے مشکل تر بنا دیا - غریب ندوہ بد قسمتی سے ندوۃ العلما ہے ' یعنی علما کی مجلس ہے - پس اسکے سکریٹری کو مرقۂ علما میں سے ہونا چاہیے -

حضرات علماء میں سے جو لوگ ندوہ کے ساتھہ موجود تھے ان میں کوئی بھی نہ تھا جو علم و فضل اور وقعت و عزت کے ساتھہ ندوہ کے مقاصد کا بھی اندازہ داں ہوتا ' اور ساتھہ ہی قوۃ نظم و ادارہ بھی رکھتا ہوتا - پھر جو لوگ موجود تھے' ان میں سے متعدد اشخاص با وجود کمال نا اہلی و ہیچ کاری ' اس " سقیفۂ بنی ساعدہ " کے مدعی خلافت تھے ' اور صرف اتنا ہی نہیں کہ " منا امیر و منکم امیر " پر اکتفا کرلیں ' بلکہ ان میں کا ہر فرد بیعت لینے کیلیے اپنا ہاتھہ ہر دم بڑھاے ہوے تھا - ایسی حالت میں محال تھا کہ ندوہ کی زندگی کے تحفظ کے ساتھہ اسکی نظامت کا مسئلہ بھی طے ہوجاتا - اسمیں شک نہیں کہ یہ بڑی ہی رنج کی بات ہے' مگر حقیقت ہے اور اسکا اظہار ناگزیر - اگر ایسا نہوتا تو یہ حالت بھی نہوتی جسکے ماتم کیلیے ہم سب جمع ہوے ہیں - حیران ہوں کہ

مرحوم طالب آملی نے ندوۃ العلما کے متعلق کیونکر سو برس پہلے پیشین گوئی کردی حالانکہ وہ کہتا ہے :

خانۂ شرع خرابست کہ ارباب صلاح
در عمارت گری گنبد دستار خورند !

اس بنا پر اس مشکل کا بہترین حل یہی تھا جو کیا گیا کہ سرے سے اسکی ضرورت ہی باقی نہ رہی - تین کام جلنے ندوہ عبارت ہے ' الگ الگ اپنی اپنی معتمدوں میں چلنے لگے -

چنانچہ جب کبھی جلسۂ انتظامیہ کے اجلاس ہوے اور یہ مسئلہ چھیڑا گیا تو باوجود بعض مفسدین و اشرار کی مخالفانہ جاں توڑ کوششوں کے ' بالآخر یہی فیصلہ ہوا کہ یہی انتظام قائم رہے -

نومبر ۱۹۰۸ میں جلسۂ انتظامیہ کا ایک کامل جلسہ ہوا جسمیں تمام ممبر شریک تھے - اس جلسے نے رزولوشن پاس کیا کہ " تینوں معتمد ابتک جو کام کرتے آے ہیں ہمیں انپر پورا اعتماد ہے "

پھر ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۰ کو جلسۂ انتظامیہ نے یہ تجویز پاس کی کہ " اسوقت کوئی شخص موجود نہیں جو ناظم مقرر کیا جا سکے ' پس جب تک کوئی ایسا شخص نہ ملے' اس وقت تک اس مسئلے کو ملتوی کر دینا چاہیے اور جس طرح کام چل رہا ہے اسی طرح چلتا رہے "

ان حوالوں کو جلسہ ہاے انتظامیہ کی رودادوں میں دیکھہ لیا جاسکتا ہے -

اسقدر معلوم کر لینے کے بعد اب بعد کی سرگذشت غور سے سنیے :

(گذشتہ انتظام میں انقلاب)

۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کو ایک جلسۂ خاص منعقد کیا گیا ' جس میں ۵۱ ممبران ندوہ میں سے صرف گیارہ ممبر موجود تھے -

اس جلسے میں مولوی سید عبد الحی صاحب نے ایک تحریری تجویز پیش کی کہ :

(۱) تینوں معتمدیاں توڑ دی جائیں

(۲) ایک پیڈ مددگار ناظم قرار دیا جاے

(۳) صیغۂ تعلیم کے سکریٹری کے فرائض پرنسپل دار العلوم کو تفویض ہوں ' اور صیغۂ مال اور مراسلات براہ راست ناظم کے متعلق ہو جائیں -

(۴) البتہ منشی احتشام علی بدستور صیغۂ تعمیرات کے انچارج رہیں -

چنانچہ فوراً اسکو منظور کیا گیا - اسکے بعد ہی " حسب تجویز بالا طے پایا کہ مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری ندوۃ العلما کے ناظم قرار پائیں " اور وہ قرار پا گئے :

عیشم بکام ست با یار دلخواہ
الحمد للہ ' الحمد للہ !!

اسکے بعد ہی مددگار ناظم کا بھی تقرر کیا گیا ' اور مولوی عبد الرحیم نامی کوئی بزرگ چالیس روپیہ ماہوار تنخواہ پر بحال کردیے گئے :

بردند و برادرانہ قسمت کردند !

چنانچہ اس وقت سے مولوی خلیل الرحمن صاحب کا خیال ہے کہ وہ ندوہ کے ناظم ہیں -

(اصولی بحث)

نہایت ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے کہ اگر ایک باہر کا خالی الذہن شخص بالکل بے طرفانہ اور محض ایک تیسرے شخص

کي حيثيت سے اس واقعہ پر يا مثل اسکے کسي دوسرے واقعہ پر نظر ڈالے' تو آپکے ليے قدرتي طور پر طريق نظر و بحث کيا ہوگا ؟

فرض کرو کہ يہ کار روائي ندوہ ميں نہيں ہوئي بلکہ کسي دوسري باقاعدہ انجمن ميں ہوي - ايسي حالت ميں اگر ہم اسکے جواز و عدم جواز پر بحث کرنا چاہينگے تو صحيح اسلوب بحث کيا ہے ؟

ميں سمجھتا ہوں کہ ہر صاحب فہم اس بارہ ميں ميرے ساتھہ ہوگا کہ اس کار روائي پر مندرجۂ ذيل طريقوں سے بحث کي جاسکتي ہے - اسکے سوا جانچنے کا اور کوئي محتاط و بے خطر طريقہ ہو نہيں سکتا :

(۱) سب سے پہلے محض بر بناے حقيقت و اصليت غير اضافي و مطلق حيثيت سے نظر ڈالني چاہيے' نہ کہ بر بناے قواعد و قوانين رسميہ - يعني اس لحاظ سے کہ جو کار روائي کي گئي وہ قطع نظر عام قواعد مجالس و اصول طرز کے في نفسہ کيسي ہے اور از روے عقل و نقد حکمت جائز و انسب تھي يا نہيں ؟

اس حيثيت بحث ميں مقدم سوال يہ ہوگا کہ ندوۃ العلما ايک عظيم الشان مجلس ہے' جسکے خاص خاص اساسي و اصولي مقاصد ہيں' اور ندوہ اسي وقت تک باقي ہے جب تک کہ ان مقاصد کو قائم رکھا جاے - علمي' تعليمي' اصلاحي' انتظامي' اور اخلاقي حيثيتوں سے بھي وہ ايک خاص حيثيت رکھتي ہے اور وہي حيثيت اسکي اصلي روح ہے - پھر مختلف شاخوں ميں اسکے مختلف کام ہيں جنميں ايک سب سے بڑا کام دار العلوم اور اسکي خاص طرز کي تعليم ہے -

پس جو شخص اسکا سکريٹري منتخب کيا گيا - آيا اس عہدہ کيليے واقعي صلاحيت و اہليت بھي رکھتا ہے يا نہيں' اور جن جن اوصاف و امور کي قدرتي اور لازمي طور پر اسکے ليے ضرورت ہے' وہ بھي اسميں ہيں يا نہيں ؟

(۲) اسکے بعد عام قوانين و قواعد کا سوال سامنے آتا ہے - ندوۃ العلما محض چند آدميوں کي ايک نا جائز بوہير يا چند ياران صحبت کا صحن مکان نہيں ہے جسکے کاموں کيليے "قاعدہ" اور "قانون" کا لفظ غير ضروري ہو' بلکہ مثل تمام باقاعدہ مجالس و مجامع کے وہ بھي ايک مجلس ہے' اور اس طرح کي مجلسوں کيليے عام طور پر قوانين و قواعد موجود ہيں - پس مان ليجيے کہ اہليت و استحقاق کوئي شے نہيں' اور قابليت و اوصاف يا مقاصد ندوہ کے تحفظ و بقاء کے خيال کي بھي يہاں کوئي سماعت نہيں ہوني چاہيے' ليکن تاہم يہ تو ضروري ہے کہ جو شخص بھي سکريٹري منتخب کيا جاے' قاعدے اور قانون کے مطابق کيا جاے اور استحقاق و اہليت کي بنا پر نہو تو اقلاً قانون کي بنا پر تو ہو؟ شخصي حکومتوں ميں اپني اغراض شخصيہ سے بسا اوقات لوگ بادشاہوں کو معزول کرکے چھوٹے بچوں کو تخت پر بٹھا ديتے تھے' اور دنيا جانتي تھي کہ يہ بچہ تخت پر کھيلنے کے سوا اور کسي کام کا نہيں - تاہم اسکي تخت نشيني اسي طرح کرائي جاتي تھي جيسے کسي عاقل و بالغ اور مستحق تاجگزار بادشاہ کي ہوا کرتي ہے - يہ ايک کھيل ہوتا تھا مگر باقاعدہ کھيل تھا اسليے لوگ گردن جھکا ديتے تھے -

ندوۃ العلما کے تخت نظامت کيليے بھي ہم نہ صرف استحقاق و صلاحيت سے' بلکہ درجۂ انسانيت سے بھي قطع نظر کيے ليتے ہيں - آپ ايک بيل کے سر پر نظامت کي پگڑي باندھديجيے' اور اسکے گلے ميں ايک گھنٹي ڈالديجيے - وہ سر ہلائيگا اور گھنٹي کي آواز سنکر ہم سب وجد کرينگے کہ ناظم صاحب ندوہ کي ضرورت پرکيا دلکش وعظ فرما رہے ہيں - يہ نہيں تو ايک کاٹھہ کا پتلا بناکر اسي کو رب الندوہ يقين کيجيے - ہميں کوئي عذر نہيں - اسي کو مسند نظامت پر بيٹھا ديکھکر روز صبح سلام کر آئيں گے - ليکن خدارا قاعدہ اور قانون کو تو ہاتھہ سے نديجيے اور جو کچھہ کيجيے اصول اور ضابطۂ عمومي کے ماتحت کيجيے - گذشتہ عہد کے ايک حکيم صاحب اپنے مريضوں کو ہلاک بھي کرتے تھے تو قاعدے کے ساتھہ' آپ غريب ندوہ کا بھي قواعد کے ساتھہ چلکر خاتمہ کيجيے :

آدمي چاہيے کرے کچھہ تو ؟'

(۳) خير ان دونوں دفعات بحث کو بھي جانے ديجيے - استحقاق و اہليت ايک مہمل لفظ ہے - ندوہ کے مقاصد اور اسکے تعليمي اور ديني کاموں کا بقا کوئي شے نہيں - عام مجالس و مجامع کے قواعد و قوانين کو کوئي نہيں پوچھتا - خود ندوہ کا قديمي دستور العمل بھي تقويم پارينہ ہے' اور اسکي دفعات کو ياد کرنا نري حماقت :

رسمے کہنے بود بعہدے تو برافتاد !

تاہم خود ندوۃ العلما کا جو دستور العمل اس وقت بھي ہم سب ماتم گذاران ندوہ کے ہاتھہ ميں موجود ہے' اور جسپر آجکل ندوہ کے تمام کام چل رہے ہيں' آخر وہ بھي کوئي شے ہے يا نہيں ؟ جانے ديجيے دنيا کي تمام مجلسوں کے قواعد کو - ليکن خود آپکے جو قواعد اپنے ہاتھہ ميں رکھے ہيں اس کار روائي کو کم از کم اسکے تو مطابق ہونا چاہيے؟ آپ ايک اونٹ کو کہديجيے کہ يہي ندوہ کا مالک ہے - ہم مان ليتے ہيں - ليکن آخر کوئي مہار تو اسکے ليے ہو؟ اور نہيں تو صرف ندوہ کے موجودہ اور آپکے قرار دادہ دستور العمل ہي کے مطابق اس کار روائي کو جائز معلوم کرکے فتوائے جواز ديں -

* * *

ميں نہيں سمجھتا کہ اس کے علاوہ اور بحث و نظر کا کيا پہلو ہوتا ہے' اس طريقۂ بحث کے اختيار کرنے ميں خانۂ سخن کي انتہائي سے انتہائي سرحد تک پہنچ گئے' اور اگر اس سے بھي اور نيچے اترنے کي فرمايش کي جاے' تو پھر کسي بحث و نظر کي ضرورت ہي کيا ہے ؟ جلسوں کے قائم کرنے اور انتظامي ممبروں کے اجلاس منعقد کرنے کي زحمت کيوں گوارا کي جاے ؟ سب سے بہتر اور آسان بات يہ ہے کہ قديم روايتوں کے وارث تاج و تخت کي طرح باہم ملکر قرار ديديجيے کہ آج صبح طلوع آفتاب کے بعد سب سے پہلے جو حيوان گولہ گنج لکھنو سے گذريگا' ندوہ کي نظامت کا تاج اسي کے سر پر رکھديا جايگا - پھر آگے ندوہ کي قسمت' جو متحرک صورت آپکو سب سے پہلے بڑھتي ہوئي نظر آے' اسي کا ہاتھہ پکڑيے اور ندوہ کي نظامت کي پگڑي حوالے کيجيے :

سپردم بتو مايۂ خويش را !

اگر آپ کہيں نہ اصول کي بحث ہے - تمسخر کا کون موقع ہے ؟ تو ميں کہونگا نہ تمسخر نہيں بلکہ حقيقت ہے - اگر آپ ايسا نہيں کرتے اور باقاعدہ کاموں کي طرح کارروائي کرتے ہيں تو پھر کسي نہ کسي اصول اور قاعدے کے ماتحت تو ضرور ہي رہنا پڑيگا - کوئي نہ کوئي اصول ضرور آپکے ساتھہ ہونا چاہيے - آخر براے خدا جواز و عدم جواز کا کوئي معيار بھي ہے يا نہيں ؟ سب سے پہلے استحقاق اور صلاحيت ہے اور في الحقيقت يہي اصل شے ہے اور يہي اصول انتخاب حقيقي کا ہے - ليکن اسکو بھي چھوڑ ديے - عام قواعد اور خود ندوہ کا اصلي دستور العمل ليجيے - يہ بھي نسہي تو موجودہ دستور العمل ہي سہي - اگر يہ آخري طريق بحث بھي آپکے ليے موثر نہيں تو پھر خدا کيليے باقاعدہ کاموں کا نام ليکر دنيا کو مبتلاے مصيبت نہ کيجيے - يا تو صبح پہلي آنے والي چيز کيليے وصيت کرديجيے - يا کسي جسيم و فربہ خرگوش کو مسند نظامت پر لاکر بٹھا ديجيے - اسميں اور آپکي نام نہاد باقاعدہ کار روائيوں ميں کوئي فرق نہ ہوگا - سرکاري انسپکٹر دار العلوم کو " خرگوش خانہ " قرار دے ہي چکا ہے -

جربوب میں قبائل سنوسیہ کا اجتماع

غــزوہ طــرابلــس اور اسکا مستقبــل

شمالي افریقة کا ,, سرمخفي "

بر اعظم افریقة میں اسلام کي بقیة امیدیں

شیخ سنوسي اور طریقۂ سنوسیه

(۲)

محمد بن علي السنوسي عرصے تک جبل بو قبیس کي خانقاہ میں مقیم رہا - اسکی طبیعت ابتدا سے زاهدانہ و راز دارانہ واقع هوئی تھي ' اور اب اسکی نشو و نما کا اصلی موقعہ آگیا تھا - وہ اکثر تنہا رهتا - صرف هفتے میں ایک بار باهر نکلتا تاکہ ارادت مندوں کو اصلاح و ترکیۂ نفس کیلیے اپني صحبت میں شریک کرے -

اسي اثنا میں اوسکا دماغ بہت سے مہتم بالشان امور پر غور و خوض کرتا رہا - اسنے بعض مقاصد کے ظہور و تکمیل کا ارادہ کیا ' اور یکا یک مکہ معظمہ سے مصر روانہ هوگیا - اسکندریہ پہنچ کر ایک خانقاہ بنالي اور اسمیں مقیم هوکر دعوت و ارشاد کا سلسلہ شروع کرنا چاہا -

(شیخ الاسلام کي مخالفت)

مکۂ معظمہ کے قیام کے زمانے میں گو وہ محض ایک گوشہ نشیں اور خالص دیني زندگي رکھتا تھا ' مگر اسکا اثر اسدرجہ بڑھگیا تھا کہ حج کے ایام میں هزاروں آدمي اسکي زیارت کیلیے جمع هوتے اور ایک نظر دیکھ لینے کی تمنا رکھتے - استبدادي حکومتوں میں کسي شخص کا مرجع خلائق هونا سب سے بڑا جرم هوتا ہے - گورنر مکہ کو یہ بات خوش نہ آئي اور اس نے حکام قسطنطنیہ کو بہت سي خلاف اطلاعات دیکر شیخ کا مخالف بنادیا - مکۂ معظمہ میں تو اسکا ظہور نہیں هوا مگر اسکندریہ پہنچکر شیخ کو خبر ملي کہ شیخ الاسلام قسطنطنیہ سخت مخالف هوگیا ہے - تھوڑے هي دنوں کے بعد قسطنطنیہ سے شیخ الاسلام کا حکم پہنچا کہ محمد بن علی السنوسي کی خانقاہ میں شریک هونا کسی شخص کیلیے جائز نہیں -

اس فتوے نے عوام و خواص سب کو بھڑکا دیا ' اور شیخ مجبور ہوا کہ فوراً مصر چھوڑ دے - چنانچہ وہ اسکندریہ سے پوشیدہ قاهرہ آیا ' اور قاهرہ سے براہ سلوم و درنہ شمالي افریقہ کي سرزمین میں پہنچا جو همیشہ اولو العزم ارادوں کا مامن و ملجا رهي ہے -

(شمالي افریقہ میں آغاز دعوۃ)

طرابلس الغرب کا ایک بڑا حصہ جبل الاخضر کے کنارے واقع ہے اور اسکے بعد هی بنغازي کا ساحلی حصہ ہے - دولۂ عثمانیہ نے اسے برقہ کے ضلع میں شامل کردیا ہے اور طرابلس کا اطلاق اسکے علاوہ دیگر حصص ملک پر کیا جاتا ہے - سنہ ۱۲۵۵ هجري میں شیخ محمد بن علی جبل الاخضر پہنچا ' اور اس سرزمین کی گمنامي ' علحدگی ' اور قدرتی حفاظت اسے بہت هی پسند آئی - اس نے سب سے پہلے اس حصے میں اپنے افریقي اعمال کی ابتدائی بنیاد ڈالی اور متعدد خانقاهیں بنا کر مقیم هوگیا - وہ اطراف کے تمام بادیہ نشین قبائل کو جمع کرتا اور اوقات نماز کے علاوہ تمام وقت انکی تلقین و هدایت میں صرف کردیتا - یہیں اسنے ایک سید زادي سے نکاح بھی کرلیا ' اور سنہ ۱۲۶۱ - اور سنہ ۱۲۶۳ میں بالترتیب دو لڑکے پیدا هوے ' جنمیں سے پہلے کا نام " محمد المهدي " رکھا اور دوسرے کا " محمد الشریف "

(حجاز کا دوسرا سفر)

سات برس تک وہ مسلسل یہاں مقیم رہا - اسکے بعد جب تحریک پوري طرح قائم هوگئي تو پھر نکلا ' اور حجاز کا دوسرا سفر

کیا - مکۂ معظمه میں پہنچتے هي " جبل بو قبیس کے گوشه نشین " کی آمد کی خبر تمام حجاز و یمن میں پھیل گئي اور نجد تک سے لوگ اسکي زیارت کیلیے آنے لگے - اس مرتبه بھي وہ اپني اُسي خانقاہ میں رهتا تھا جو جبل ابوقبیس میں پہلي مرتبه بنا چکا تھا ' اور رجوع خلائق و هجوم مسترشدین و مریدین پہلي مرتبه سے بھی دو چند هوگیا تھا - اس مرتبه سلوک و تصوف کے ساتھه فقه و حدیث کا درس بھي شروع کردیا - اسکا انداز درس عام طریقوں سے بالکل مختلف تھا ' اور اپني جاذبیت و تاثر اور حسن بیان و جمع لطائف کے لحاظ سے حجاز کے تمام بڑے بڑے حلقه هاے درس پر فوقیت رکھتا تھا -

اسکي شہرت اس سرعت کے ساتھه تمام عرب میں پھیل گئي که اب اسکا روکنا حکومت کی طاقت سے بھي باهر هوگیا تھا - لوگ یمن کے اندروني حصوں اور نجد و حساہ کے دور دراز خطوں سے کشاں کشاں شوق و ارادت میں کھیںچتے تھے' اور جبل بوقبیس کي خانقاہ کو اپنا محبوب و مطلوب سمجھتے تھے !!

(یمن میں تاسیس دعوت)

لیکن اسي اثنا میں شیخ کے مرشد احمد بن ادریس نے دیار یمن کا سفر کیا اور شیخ کو بھي اپنے همراہ چلنے کیلیے کہا - ایک بہت بڑي جماعت کے ساتھه یه دونوں بزرگ مکۂ معظمه سے روانه هوگئے ' اور کچھه عرصے تک صرف شیخ احمد بن ادریس اور محمد السنوسی تنہا یمن کے مختلف شہروں میں پھرتے رهے - اس سفر کا خاتمه شیخ احمد کي وفات پر هوا - شیخ محمد سنوسي نے وهاں خانقاہ بنالي - اسي کے ایک حصے میں اپنے مرشد کو دفن کیا اور پھر مکۂ معظمه کی طرف روانه هوگیا -

حرنوب میں طریقۂ سنوسیه کا پہلا زاویه

شیخ احمد کا مقبرہ اور خانقاہ اب تک یمن میں موجود ہے' اور هزارها اشخاص دور دور سے اسکي زیارت کیلیے آتے هیں - یمن میں سنوسي طریقه کی اشاعت کا مرکز یہي خانقاہ هولي -

(ثور حجـــاز سنه ۵۷ - ع)

کیسي عجیب بات ہے که جس سال هندوستان کا مشہور غدر هوا ہے یعنے سنه ۱۸۵۷ - ٹھیک اُسي زمانے میں مکۂ معظمه کے اندر بھي ایک بہت بڑا هنگامۂ قتل و خون هوا' جو " ثور حجاز " کے نام سے مشہور ہے - میں نے اسکے عجیب و غریب حالات حضرت والد مرحوم کی زباني سنے هیں: جو اسکے آٹھه سال بعد پہلی بار مکۂ معظمه گئے تھے -

اس غدر کے اسباب مختلف قسم کے تھے' اور انکا سرچشمه بھی ایک هی نه تھا - یه غدر ترکوں کے خلاف اعراب حجاز نے کیا اور شریف عبد المطلب اسکے سرغنه سمجھے گئے گو اس سید عظیم و جلیل (نور الله مرقدہ) نے همیشه اس سے انکار کیا -

یه زمانه سلطان محمود مصلح کا تھا جس نے عثماني ممالک میں متعدد نئی اصلاحات سب سے پہلے رائج کیں - ازانجمله یوروپین لباس کا اختیار کرنا ' نئے طریق پر عدالتوں اور دفاتر کا کھولنا ' اور فرانسیسي اصول پر سب سے پہلے فوج نظام مرتب کرني - وغیرہ وغیرہ -

اِن اصلاحات کا آخري درجه وہ " منشور اصلاح " تھا جو سلطان محمود کے دستخط سے تمام ممالک عثمانیه میں شائع کیا گیا ' اور جسمیں لکھا تھا که ممالک حربیه سے زمانۂ امن میں لونڈي غلاموں کو لانا اور فروخت کرنا شریعۃ اسلامیه کے خلاف ہے -

یه فرمان جب مکۂ معظمه پہنچا اور حرم شریف میں پڑھکر سنایا گیا تو تمام عربوں میں سخت ناراضي اور مخالفانه جوش پھیل گیا - ساتھه هي بجلي کي سرعت سے یه خبر تمام اطراف و قبائل حجاز میں پہنچ گئي اور بدوؤں کے گروہ مکه میں پہنچکر چلانے لگے که " سلطان نصراني هوگیا اور نصرانیوں کے حکموں کے آگے جھک گیا "

یه تو ایک سبب ظاهري تھا جو اعراب حجاز کي سرکشي کا موجب سمجھا جاتا ہے - مگر اسکے علاوہ اور بھي بہت سے اسباب تھے جو مدت سے اندر هي اندر جمع هو رہے تھے اور کسي قوي محرک کے منتظر تھے - دولۃ عثمانیه کا بیان ہے که اِن اسباب مخفیه میں ایک سبب اُس وقت کے شریف " عبد المطلب " کا ارادۂ خروج تھا ' اور دوسرا جبل بوقبیس کی پر " اسرار خانقاہ " کا سر مخفي -

لیکن شریف عبد المطلب نے آخر تک اس سے انکار کیا - وہ اس تحریک کے وقت مکه میں موجود بھي نه تھا - طائف میں تھا - اسکے بے طرفانه حالات جس قدر معلوم هوے هیں اُنسے معلوم هوتا ہے که ایک مصلح خیال ' اولو العزم ' اور شجاع و جانباز سید تھا ' اور جس قدر اثر اور نفوذ اسکی ذات کو تمام قبائل حجاز اور اعراب بادیه میں حاصل تھا ' آجتک کسی شریف کو حاصل نہیں هوا ' اور نه هي کوئي شریف اس درجه صاحب علم و فضل اور جامع قابلیت صوري و معنوي مکه میں آیا ہے -

بهر حال اس واقعه کي زیادہ تفصیل یہاں غیر ضروري ہے - تمام قبائل اعراب مکه و اطراف مکه میں بہت جلد برهمي پھیل گئي اور بعض ترک افسروں کے بے موقعه سلوک نے اسے اور تیز کردیا - یہاں تک که موسم حج کے قریب هی قتل و غارت کي آگ بھڑکي' اور بدوؤں نے ترکوں کو قتل کرنا شروع کردیا - ترک گورنر بھاگ گیا ' فوج برباد هوگئی اور تمام مکه پر بدوؤں کا قبضه هوگیا -

بعض اسباب کي وجه سے دولت عثمانیه شریف عبد المطلب سے پہلے هي بر انگیخته تھي مگر اسکے اثر و نفوذ کی وجه سے معزول نہیں کرسکتي تھی - شریف اُس وقت طائف میں تھا - غدر کے بعد اس نے بالا هي بالا نکل جانے کي کوشش کي' مگر بدوؤں نے جاکر گھیر لیا اور مجبور کیا که آپ همارے امیر و شریف هیں - هم کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے - مجبوراً اُسے مکه معظمه آنا پڑا -

حج کا موسم شروع هوا تو تمام حجاز میں ترکي حکومت کا نام و نشان نه تھا - بدوؤں نے ترک حاجیوں کو اس شرط سے آنے کي اجازت دي که حاکمانه اقتدار کو خیر باد کہکے آئیں ' اور سلطان کا نائب جبل عرفات پر خطبه نه پڑھے جیسا که همیشه پڑھا کرتا ہے - ایک رقم بطور ٹیکس کے بھي ترکوں کیلیے لگا دي تھي جو تمام ترک حاجیوں کو دیني پڑي -

---

عثماني طياره چي : فتحي بے

طیارہ چي صادق بے

شهــداء راہ کشف وسیاحت

نور اللــه مرقـد همــا

جبکہ یورپ کی سرزمین جانفروشان ملت و فدا کاران کشف و علم کي یکسر شہادتگاہ ہے ' اور جبکہ پیروان اسلام اپني جانفروشي کے اولین سبق کو بھلا چکے ہیں ' تو ان جانفروشان سیاحت ' ان شہدائے علم ' ان فدا کاران ملت و وطن ' یعني الوالعزم فتحي بے و صادق بے کي روحیں سامنے آکر ماتم گذاران ملت کو مایوسي سے روکتي ہیں !

اخبارات میں انکی سیاحت اور درد انگیـز شہادت کا حال چھپ چکا ہے ' اور الهلال میں مرحوم فتحي بے کي تصویر بلقیس شوکت خانم کے ہوائي جہاز کو چلاتے ہوے آپ دیکھہ چکے ہیں - یہ دونوں جانباز قسطنطنیہ سے روانہ ہوے تاکہ افریقہ تک کا سفر ہوائي جہاز میں سب سے پہلے طے کریں -

بلاد اسلامیہ کي آس ساکن اور افسردہ فضا میں جو فتح یاب جھنڈوں ' اور بلند قامت نیزوں کو دیکھنے کي جگہ اب عرصے سے صرف نا کامي کي آہوں اور مظلوموں کی چیخوں ہی کو سن رہی ہے ' یکایک ہولے عزم و الوالعزمی کے دو آسمان پیما عقاب طیران علم و اکتشاف کے پروں سے بلند ہوتے ہوے اور اوڑتے ہوے نظر آے :

ویصعد حتی یظن الوری

بان لہ حاجۃ فی السماء !

یہ سیاح فضائي مختلف شہروں میں قیام کرتے ہوے بیروت پہنچے اور ہر جگہ انکے استقبال کا عظیم الشان اہتمام کیا گیا - مصر میں خبر پہنچي که عنقریب تخت گاہ فراعنہ کي پر اسرار فضا میں بھي نمودار ہونے والے ہیں - اس خبر نے تمام ادني و اعلی حلقوں میں ایک ہنگامۂ انتظار پیدا کر دیا - پرنس عمر طوسون پاشا کي زیر ریاست ایک کمیٹي قائم ہوئي تاکہ ان اولو العزم مہمانوں کا استقبال کرے -

لیکن عین شوق و انتظار کے اس ہجوم میں تار برقیوں نے خبر سنائي که بیت المقدس کي طرف اوڑتے ہوے مقام سمرا کے قریب ایک خاتمہ کن حادثہ ہوگیا ' اور ۱۵۸ کیلیومیٹر کی بلندي سے دونوں سیاح گر کر شہید ہوگئے ! انا للہ و انا الیہ راجعون !

اس خبر نے تمام بلاد عثمانیہ میں تہلکہ مچا دیا - قسطنطنیہ میں چار ستون انکی یادگار میں نصب ہونگے - مصر کي کمیٹی چندہ جمع کر رہي ہے تاکہ دو ہوائي جہاز دولت عثمانیہ کو نذر کرے - انمیں سے ایک کا نام " فتحي " اور ایک کا " صادق " ہوگا -

یہ ہوائي سیاحت تاریخ طیران انساني میں ہمیشہ یادگار رہیگی - جرمني اور فرانس کے بڑے بڑے ماہرین فن طیران کي رائیں شائع ہوئي ہیں جنمیں اس سیاحت کي اولو العزمي کا اعتراف کیا ہے - ایک جرمن اخبار لکھتا ہے کہ " جسقدر مسافت فتحي بے نے ایک ہي سفر میں طے کي ' آجتک ہم بھي نہ کرسکے - اس نے ۹۸ - کیلو میٹر صرف ۵۳ منٹ میں طے کیا ! "

ایک امریکن نامہ نگار لکھتا ہے :

" میں نے ایسی خوفناک پہاڑیوں کے اندر سے اسے نکلتے ہوے دیکھا ' جنکے تصور سے انسان کانپ اٹھتا ہے - وہ جس حیرت انگیز مشاقي سے نیچے اترتا تھا ' اسکي نظیر یورپ میں بھي اب تک نہیں دیکھي گئي "

فہرست ممبــران مسلم وفــد

جو ۲۵ مارچ کو دہلي میں پیش ہوا

(۱) نواب ذو الفقار علي خان سي' إس' آئي - مالیر کوٹلہ - (۲) ڈاکٹر ناظر الدین حسن بیرسٹر ایٹ لا - لکھنو (۳) آنریبل راجہ سر محمد علی محمد خان بہادر کے - سی - آئی - اے - محمود آباد (۴) حاجی محمد موسى خان صاحب دتاولي - (۵) منشي محمد احتشام علي صاحب لکھنو - (۶) پرنس غلام محمد صاحب سابق شریف کلکتہ خاندان میسور - (۷) آغا سید حسین صاحب شوستري کلکتہ - (۸) پرنس افسر الملک اکرم حسین صاحب کلکتہ - (۹) پرنس احمد حلیم الزمان خاندان میسور - (۱۰) حاجي بخش الہي خانصاحب سي - آئي - اي - دہلي - (۱۱) شفاء الملک حکیم رضي الدین احمد خان صاحب دہلی - (۱۲) آنریبل کپتان ملک عمر حیات خان ٹوانہ - سی - آئی - اي - دہلي - (۱۳) مفتي فدا محمد خان بیرسٹر ایٹ لا - پشاور (۱۴) مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا بانکی پور - (۱۵) محمد علي اسکولر ایڈیٹر کامرید و ہمدرد دہلي (۱۶) شوکت علي اسکولر معتمد خدام کعبہ دہلي (۱۷) چودھري غلام حیدر ایڈیٹر " زمیندار " لاہور (۱۸) ایم - غلام حسین سب ایڈیٹر کامرید (۱۹) مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محل (۲۰) سید وزیر حسن بی - اے انریري سکریٹري آل انڈیا مسلم لیگ لکھنو (۲۱) میجر سید حسن بلگرامي علی گڈہ (۲۲) آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ بمبئي - (۲۳) منشي محمد اظہر علیصاحب بي - اے جائنٹ سکرٹري آل انڈیا مسلم لیگ - (۲۴) ڈاکٹر مختار احمد انصاري - دہلي - (۲۵) خان بہادر اللہ بخش خانصاحب لاہور سابق پولیٹکل اسسٹنٹ - (۲۶) کپتان نواب احمد نواز خان سدوزاي ڈیرہ اسمعیل خان - (۲۷) نواب عبد المجید صاحب سي - آئي - اي بیرسٹر ایٹ لا الہ آباد - (۲۸) آنریبل خان بہادر خواجہ یوسف شاہ امرتسر - (۲۹) خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب امرتسر - (۳۰) سید عبد الرشید بی - اے - ایل - ایل - بي اجمیر (۳۱) آنریبل مسٹر غلام حسن - بی - اے - ایل - ایل - بي - حیدر آباد سندہ صدر انجمن انجمن اسلامیہ - (۳۲) حاجي یوسف حاجي اسمعیل ثعبانی صدر انجمن ' انجمن اسلامیہ بمبئي - (۳۳) مولوي سید ابو العاص صاحب آنریری مجسٹریٹ پٹنہ - (۳۴) خان بہادر نواب سرمراز حسین صاحب پٹنہ - (۳۵) محمد علي طیب جي قادر بہائي بیرسٹر ایٹ لا صدر انجمن ضیاء الاسلام بمبئي (۳۶) شیخ محمد فایق صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - فیض آباد (۳۷) حافظ محمد عبد العلیم صاحب کانپور - (۳۸) سید فضل الرحمن صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - کانپور - (۳۹) آنریبل خان بہادر میر اسد علی مدراس - (۴۰) آنریبل سید قمر الہدی بیرسٹر ایٹ لا بختیار پور - پٹنہ - (۴۱) محمد علي جناح اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا بمبئي (۴۲) مولوي حبیب الرحمن خان صاحب شرواني علیگڈہ - (۴۳) صاحبزادہ آفتاب احمد خان اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا علي گڈہ (۴۴) شیخ عبد اللہ اسکوائر بی - اے - ایل - ایل - بی علی گڈہ (۴۵) خان بہادر مولوي مقبول عالم صاحب وکیل بنارس - (۴۶) تصدق احمد خان اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا علیگڈہ - (۴۷) آنریبل مسٹر جي - ایم بہرگری بیرسٹر ایٹ لا سندہ - (۴۸) محمد عبد العزیز اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا پشاور - (۴۹) شمس العلما مولوي شبلي نعماني - (۵۰) نواب محمد جعفر علي خانصاحب شیش محل لکھنو - (۵۱) نواب زادہ محمد سید علي خان بي - اے شیش محل لکھنو - (۵۲) مولوي غلام محي الدین خان صاحب وکیل قصور پنجاب (۵۳) خان بہادر مولانا ابو الخیر صاحب شمس العلما غازي پور (۵۴) مسعود الحسن اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا مراد آباد - (۵۵) آنریبل مولوي سید محمد طاہر صاحب وکیل مونگیر - (۵۶) چودھري محمد امیر الحق صاحب بختیار پور مونگیر - (۵۷) مولوي شیخ کمال الدین احمد صاحب امین دار مشکي پور مونگیر - (۵۸) شیخ ظہور احمد اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا مراد آباد (۵۹) خان صاحب مولوي بشیر علی خانصاحب آنریری سکرٹری انجمن اسلامیہ لاہور (۶۰) نواب محمد علي خانصاحب قزلباش لاہور (۶۱) عبد المجید خواجہ اسکوائر کینٹب بیرسٹر ایٹ لا علیگڈہ - (۶۲) سید علي عباس بخاري اسکوائر (آکسن) سکرٹري پراونشل مسلم لیگ پشاور (۶۳) آنریبل نواب محمد ابراہیم علیخان کنجپورہ پنجاب - (۶۴) سیـد ظہـور احمد اسکوائر بی - اے - ایل - ایل - بی - جائنٹ سکرٹري پراونشل مسلم لیگ لکھنو (۶۵) سیـد عبـد العزیـز اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا بانکي پور (۶۶) سید علی حسن خان صاحب خان بہادر سابق ممبر کونسل اندور اسٹیٹ و سابق مدار المہام ریاست جاورہ (۶۷) احسان الحق اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا جالندھر (۶۸) مولوي محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار لاہور (۶۹) مولوي محمد یعقوب صاحب وایل مراد آباد (۷۰) خان بہادر مولانا ایچ - ایم ملک ناگپور پریسیڈنٹ سي - پی - مسلم لیگ (۷۱) آنریبل عبد الحسین آدم جي پیر بہائي جی بمبئي (۷۲) حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلي (۷۳) خواجہ کل محمد خان صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب - (۷۴) آنریبل سر فاضل بہائي کریم بہائي ابراہیم کے - سي - آئي - اي - بمبئي (۷۵) آنریبل راجہ سید ابو جعفر صاحب پیرپور فیض آباد (۷۶) آنریبل خان بہادر نواب سید نواب علي چودھري بنگال - (۷۷) خان بہادر شیخ وحید الدین صاحب میرٹھہ (۷۸) سید آل محمد اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا سابق ڈپٹي کمشنر صوبجات متوسطہ - (۷۹) مولانا سید کرامت حسین صاحب سابق جج الہ باد ہائي کورٹ - لکھنو (۸۰) آنریبل شیخ شاہد حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا لکھنو تعلقدار گدیا (۸۱) نواب محمد اسحاق خانصاحب سکریٹري ایم - اے - او - کالج - علي گڈہ (۸۲) شمس العلماء مولوي سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی (۸۳) قاضي نجم الدین احمد صاحب میـرٹھہ (۸۴) خواجہ حسن نظامي دہلي -

مقالات

هوائي جنگ

ابهي کل کي بات ہے جب هم کہتے تھے کہ " فلاں شخص هوا میں لڑتا ہے " اسکے معنی هر شخص یہ سمجهتا تها کہ وہ اپنی قوت کو ایک ایسی جد و جهد میں ضائع کرتا ہے جو رهمي ' خیالی اور بے بنیاد روا حاصل ہے -

لیکن کیا آج بهي هوا میں لڑنے کے یهي معني هیں ؟

* * *

اسرار و نوامیس فطرت کے انکشاف نے نوع انسان کی تاریخ میں کسقدر حیرت انگیز انقلاب پیدا کردیا ہے ! انسان کے هزار ها خیالات جنکي وہ کل تک نہایت شغف و شیفتگی کے ساتهہ تمنا کرتا تها ' اور انکو اپنے دسترس سے باهر پا کر اپنے تخیل سے مدد لیتا تها ' وهي خیالات واقعیت کے لباس میں آج اسکي روزانہ زندگی کے اندر موجود هیں ' اور اسدرجہ معمولی اور پیش پا افتادہ معلوم هوتے هیں ' گویا ان میں کوئي اعجوبگی و حیرت افزائي نہیں یا وہ همیشہ سے اسی طرح هوتے آئے هیں !

تبارک الذي بیدہ الملک وهو علی کل شی قدیرا

مثال کے لیے کهربا یا بخار کي طرف اشارہ کافی ہے - کیا آج سے چند صدي قبل کسی بڑے سے بڑے حکیم کے تخیل میں بهي یہ آسکتا تها کہ ایک شخص جس پر نہ ملائکۂ آسماني نازل هوتے هوں ' نہ جن و عفریت اسکے تابع هوں ' اور نہ نجوم و رمل کے حساب و نقوش سے واقف هو' ایسا شخص صرف پانچ منٹ میں ۸ هزار میل کا قطر رکهنے والے کرہ کے هر گوشے کی خبر معلوم کرسکتا ہے ؟

یا یہ کہ باد رفتار گهوڑے جس راہ کو هفتوں میں طے کرتے هوں انکو ایک بے روح و رواں آهني جسم بغیر کسي طاقت معجزہ نما کے چند گهنٹوں میں قطع کرسکتا ہے ؟

هاں اسوقت کے ایک بڑے سے بڑے حکیم کے تخیل میں بهي یہ نہیں آسکتا تها ' لیکن اب ٹیلیگراف آفس کے ایک کلرک اور ٹرین کے ایک ڈرایور کی کم قیمت زندگي کا ایک معمولي مشغلہ ہے !

* * *

بیشک ابهی چند سال قبل تک " هوائي جنگ " محض ایک خیالی استعارہ تها مگر اب ایک حقیقت ہے جو اگر آج واقع نہیں هوئي تو کل ضرور هي هوکر رهیگی -

جسطرح کہ بخار (اسٹیم) کے اکتشاف اور فن جہاز سازي کي تازہ اختراعات نے انساني هستی کے لیے موت کا نیا دروازہ کهولدیا تها ' اسطرح هوائی جہازوں کي اختراع نے بهي کشت و خون اور قتل و سفاکي کا ایک نیا دروازہ کهولدیا ہے جو گذشتہ تمام دروازوں سے کہیں زیادہ هولناک اور فظیع و مہیب ہے - یہ ایک عالمگیر خیال ہے کہ اگر هوائی جنگ هوئي (اور ایک نہ ایک دن یقیناً هوگی) تو اسوقت اتنی شدید خونریزي هوگي جسکی نظیر انسان کے اس دور زندگی میں بهی نہیں ملسکتی جسکي تاریخ کا هر صفحہ میدان جنگ کے خون سے رنگین ہے !

سلطنتوں میں عام طور پر دهشت و خوف اور سرگرمي و مستعدي کي هوا چل رهي ہے - هر سلطنت اپنے انسان پاش اور جهنمی سامان جنگ کے لیے هوائی جہاز اور هوائی جہازرانوں کے انتظام میں مصروف و منہمک ہے -

* * *

هوائي جہاز میں معتدل اور ممزوج هوا کے حاصل کرنے کا آلہ جو نیارچي ناک سے لگا لیتا ہے

اس استعداد و تیاري میں فرانس کا قدم سب سے آگے ہے - اس نے سنہ ۱۱ ع میں ۲۴۸۰۰۰ پونڈ ' اور سنہ ۱۲ میں ۱۸۰۰۰۰۰ پونڈ آلات پرواز پر صرف کیے - اس سال ۱۷۰۰۰۰۰ صرف کریگی -

فرانس کے بعد جرمنی کا نمبر ہے - جرمني اس سال اپنے آلات پرواز پر ۱۸۰۰۰۰۰ پونڈ صرف اپنے خزانے سے اور اسکے علاوہ ۳۵۰۰۰۰ - اس چندہ سے صرف کریگی جو قوم نے هوائی بیڑے کے لیے کیا ہے !

جرمنی کے بعد برطانیہ کا نمبر ہے - اس نے بهي اپنے سالانہ بجٹ میں ایک کثیر رقم آلات پرواز کے لیے رکهی ہے -

ان حالات کو دیکهتے هوے معلوم هوتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب هوائی جہازوں کا بهی ایک خاص جنگي صیغہ هوگا ' اور اس پر کم و بیش اسیقدر صرف هوگا جسقدر کہ اسوقت جہازوں پر صرف هو رها ہے -

* * *

اسوقت تک جسقدر هوائی جہازوں کا تجربہ هوچکا ہے وہ پانچ قسمونکے اندر بیان کیے جاسکتے هیں :

(۱) وہ جنکے دونوں پہلوؤں کي کمانیاں (جنکو ضلع یا پسلي کہتے هیں) سخت هوتي هیں -

(۲) جنکے پہلو میں یہ پسلیاں یا کمانیاں نہیں هوتیں -

(۳) ایک درجہ والے " ایرو پلین "

(۴) دوسرے درجے والے " ایرو پلین "

(۵) وہ " ایرو پلین " جو مسطح آب پر گھومتے هیں اور اسکے بعد هوا میں بلند هوتے هیں -

ان پانچ قسموں میں سے دو اول الذکر قسم کے جہاز خود نہیں اڑتے بلکه ایک ایک غبارہ ان میں اڑتا هے -

ان غباروں سے اڑنے والے جہازوں میں ایک قسم زمین کے جہازوں کی هے - زمین کے جہازوں کی حقیقت یه هے که پہلے ایک غبارہ گیس سے بھرا جاتا هے - اس غبارہ میں ایک هوائي جہاز بندھا هوتا هے - اس میں ایک پنکھا هوتا هے جو نہایت تیز چلتا هے - غبارہ جب چھوڑا جاتا هے تو وہ هوا میں بلند هوتا هے' اور اپنے ساتھه اس جہاز کو بھی بلند کردیتا هے - جب جہاز سطح زمین سے کسیقدر اونچا هوجاتا هے تو یه پنکھا چلنے لگتا هے - اس پنکھے کے چلنے سے جہاز آگے بڑھتا هے - اس طرز کے هوائي جہاز کی شرح رفتار پچاس میل فی گھنٹه هے -

پہلے حکومت جرمنی نے تمامتر توجه اسي طرز کے جہاز پر کی' مگر اب وہ ایک اور قسم کا جہاز تیار کرا رهي هے جسکی رفتار امید هے که ۵۵ میل فی گھنٹه هوگی - یعني ریل کی تیز ترین میل کے برابر اور دریائی جہازوں سے دو چند تیز !

جرمنی نے اس سے پہلے ایک اور آهن پوش هوائي جہاز بنایا تھا - اسکی شرح رفتار ۵۰ میل فی گھنٹه تھی - ابھی اسمیں ترقی کی کوشش هو رهی هے اور امید هے که ۶۰ میل تک اسکی شرح رفتار هو جائیگی -

اسوقت هوائي جہازوں کے لیے آندھی ایک شدید ترین خطرہ هے لیکن اگر ترقی رفتار کی کوشش میں کامیابی هوئی اور حسب امید هوائي جہاز ۶۰ میل فی گھنٹه چلنے لگے تو پھر غالباً یه خطرہ باقی نه رهیگا' اور مصاف جو کچھ حالت خواہ کتنی هي ناسازگار کیوں نه هو' مگر هوائي جہاز بے خوف و هراس سفر کرسکینگے -

دولت عثمانیه کا نیا زیپلن قسم کا هوائي جہاز

* * *

جسطرح که دریائی جہازوں میں توپیں رهتي هیں' اسیطرح هوائي جہازوں میں بھي توپیں رکھی جاتي هیں - انکے گولے فضا میں پھٹتے هیں اور ان سے لوہے کے ٹکڑے نکلکے پھیلتے هیں - ان گولوں میں گیس هوتا هے' اور ان کے پھٹنے کے بعد ایک دھواں سا پھیل جاتا هے اور سامنے کی چیزیں نظر نہیں آتیں - نیز وہ گولے بھي پھینکے جا سکتے هیں جنمیں ڈاینا میٹ هوتا هے - غرضکه هر قسم کے گولے ان توپوں سے پھینکے جاسکتے هیں -

یہاں قدرتاً سوال پیدا هوتا هے که اسقدر بلندي اور بعد مسافت کے با وجود کیا توپوں کی شست صحیح بندھ سکتی هے ؟ بیشک بظاهر یه مشکل معلوم هوتا هے - صحراء لیبیا میں هوائي جہازوں کو اسی لیے کامیابي نه هوئي مگر اب کوشش نے اس مشکل کو بھي آسان کر دیا هے - اب شست نہایت آسانی سے باندھي جاسکتي هے' اور اگر پہلي دفعه نشانه خطا کریگا تو دوسري مرتبه یا تیسري مرتبه ضرور هی لگیگا -

هوائي جہاز رانوں کے پاس ایک آله هوتا هے جسکو ارتفاع نما (اسٹیٹوسکوپ) کہتے هیں - اس آله سے نہایت صحیح طور پر معلوم هو جاتا هے که اب جہاز سطح آب سے کسقدر بلندي پر هے - اس آله سے جہاز کو حسب ضرورت پست و بلند کرنے میں بھي بہت مدد ملتي هے -

جیسا که هم نے ابھي بیان کیا هے پہلے جرمني نے هوائي جہازوں کی تمام قسموں سے صرف زیپلن طرز کے ان جہازوں کی طرف توجه کی تھی جو غبارہ کے ساتھه اڑتے هیں' اور فرانس نے اسکے جواب میں ایرو پلین کو اپني کوششوں کا مرکز قرار دیا تھا' مگر چونکه دونوں سلطنتوں میں عداوت شدید اور مقابله و همسري کا سخت جوش هے' اسلیے اب ان میں سے هر ایک اسي قسم کے جہازوں کے انتظام میں سرگرم هے جو دوسرے نے بنوالیے هیں تا که اگر مبادا جنگ کے وقت ایک قسم کے جہاز نا کامیاب ثابت هوں تو حریف بازي نه لیجا سکے' اور فوراً دوسرے قسم کے جہازوں سے اسکا مقابله کیا جاسکے -

برطانیه ایک بحري سلطنت هے اسلیے قدرتاً وہ ان هوائي جہازوں کی طرف مائل هے جو مسطح آب پر گردش کرکے هوا میں بلند هوتے هیں - امید هے که اس سال کے ختم هوتے هوتے اسکے پاس اس قسم کے ۷۵ جہاز هوجائینگے -

برطانیه اپنے آپ کو ایرو پلن اور زیپلن' دونوں سے بے نیاز سمجھتي هے - اسکا خیال هے که اگر اسکے بیڑے کے پاس ان گردش کن جہازوں کی کافي تعداد هو جائے تو پھر اسے دشمن کا خطرہ نہیں' چنانچه اسکا ارادہ هے که اپني مقبوضات میں اس ترتیب سے هوائي جہازونکے اسٹیشن بنائیگی که اسکے تمام مقبوضات کے گرد ایک حلقه یا دائرہ سا بندھ جائیگا اور جسطرح که قلعوں میں دشمن کی نقل و حرکت کي نگراني هوتی رهتي هے' اسیطرح ان اسٹیشنوں سے دشمن کے هوائي جہازوں کی نقل و حرکت کی نگراني هوتی رهیگي -

برطانیه اپنے حریف جرمني اور اپنے حلیف فرانس' دونوں سے هوائي جہازوں میں پیچھے هے' حالانکه دونوں اسکے گھر کے دروازے پر هیں اور هر وقت حمله کر سکتے هیں - اسلیے انگریزي اخبارات مضامین اور تصاویر کے ذریعه اپني قوم کو اس اهم نقص کي طرف متوجه کر رهے هیں - کوئي هفته ایسا نہیں آتا که انگریزي ڈاک میں هوائي جہازونکے متعلق مضامین یا طرح طرح کي تصاویر نه هوں -

انگریزي اخبارات کا خیال هے که غباروں سے اڑنے والے هوائي جہازوں کی نسبت ایرو پلین زیادہ قابل اعتماد هیں - کیونکه ایک غبارے والا جہاز جتنے صرف سے تیار هوتا هے' اتنی رقم میں ۳۵ ایرو پلین بنتے هیں - اسکے علاوہ ایرو پلین کا چلانا آسان هے اور ایک وقت میں بہت سے بن جا سکتے هیں' لیکن غبارے والے جہازوں میں یه دونوں امر مفقود هیں -

ایک اور بہت بڑا فرق یه بھی هے که غبارے والے جہاز میں جہاں گولي لگي اور سارا جہاز برباد هوگیا - لیکن اگر ایرو پلین کے دونوں

جازو گولیوں سے چھلني بهي هوجائیں' جب بهي اس کے باقی حصے پر کولي اثر نہیں پڑتا -

پهر یه کچهه ضروري نہیں که هوالي جهاز دن هي کو اڑیں - کبهی شب کو بهي تو ضرورت هوگي ؟ مگر روشني صرف ایروپلین هی میں هوسکتي هے - ایروپلانوں میں نہایت آسانی سے برقی روشنی کا سامان رکها جاتا هے اور اس سے آپ زمین کو پوري طرح دیکھکر جہاں مناسب موقع محل هو وهاں اتر سکتے هیں - مگر غبارے والے جهازوں میں دونوں باتیں ممکن نہیں - خصوصاً اُترنا اسوقت تک ممکن هي نہیں جب تک که زمین پر چند آدمي موجود نه هوں اور اسکی مہار کو نه کهینچیں - اگر اتفاق سے کسي ایسي جگــه اترنا هے جہاں کوئی مہار کهینچنے والا نہیں هے تو اترنا محال هوگا -

البته غبارے والے جهاز میں یه فائده بہت بڑا هے که جنگ میں پانچ ڈاینامیٹ تک اپنے ساتهه رکهسکتا هے' حالانکه اتنے ڈاینامیٹ کے لیے کم ازکم ۳۵ ایروپلینوں کی ضرورت هوگی -

لیکن ایروپلین مسلسل ۲ سو میل کا سفر بهی کرسکتا هے - یعنی یه بالکل آسانی سے ممکن هے که وہ دشمن کي قلمرو میں دور تک چلا جاے' گوله باري کرے' اور پهر بغیر اترے واپس چلا آے - یه صحیح هے که کبهي کبهي دشمن کو اسکا علم هوجاتا هے اور اپنی توپوں کے دهانے اسکي طــرف پهیر دیتا هے' مگر یه نقصان غبارے والے جهازوں کے متعدد نقصانات کے مقابلے میں بالکل هیچ هے - فرض کرو که دس ایروپلین دشمن پر حمله کرنے گئے جنمیں سے پانچ کو اس نے ضــائع کردیا' تو اس صورت سے تو یه بهر حال بہتر هے که ایک هي غبارے والا جهاز گیا اور ضــائع هوگیا - کیونکه هم پہلے بیان کرچکے هیں که ایک غبارے والے جهاز اور ۳۵ ایروپلینوں کے مصارف یکساں هوتے هیں -

* * *

آجکل فرانس اور جرمني کی تمامتر توجه کا مصرف و مرکز هوالی جهاز هیں اور دونوں سلطنتوں میں نہایت زور و شور اور سرگرمي و انہماک سے تیاریاں هو رهی هیں - فرانس نے مقام تول' وردین' شالون' سیبرین' بالو دبک' اور ایبنال میں ایروپلین کے اسٹیشن بنواے هیں - انکے علاوہ جا بجا کثرت سے غبارے والے جهازوں کے بهي اسٹیشن' گیس کے سفري کارخانے' نیز ان جهازوں کے رکهنے کے لیے سفري گهر طیار کرالے هیں -

با ایں همه جرمني اس میدان میں فرانس سے آگے هي هے - اسکے پاس اسوقت زمین کے طور کے چار بڑے آهن پوش غبارے والے جهاز هیں' جو اسطرح هر وقت اڑتے رهتے هیں گویا دشمن دروازوں تک آگیا هے !

ان چار جهازوں میں سے دو فرانسیسي سرحد پر رهتے هیں اور دو روسي سرحد پر - ان میں سے هر جهاز هر وقت اسطرح تیار رهتا هے که دشمن پر حملے کے لیے ایک معمولي اشاره کافی هے - جرمنی اس سال ۹ غبارے والے جهاز اور بنانا چاهتي هے اور غالباً آینده سال اس سے دو چند بنالیگي -

علم آثار مصر

اجپٹیا لوجیا

دوآبۂ دجله و فرات کی طرح مصر بهي تمدن کا دیرینه گهوارہ اور عجائب و غرایب تعمیر کا ایک شهر آباد هے - البته آثار دوابه کے برخلاف مصر کے تمام آثار زیر خاک مدفون نہیں هیں بلکه اُس کے سب سے بڑے آثار سطح زمین پر سر بفلک استادہ صلاے نظارگي دے رهے هیں جسکے جواب میں هزارها سیاح اکناف و اقطار عالم سے هر سال مصر آتے رهتے هیں -

تمام قدیمي سرزمینوں میں مصر کو متعدد وجوہ سے خاص خصوصیات حاصل هیں جو نه یونان کو حاصل هوئیں' نه هندوستان کو' اور نه رومة الکبری کے پر عظمت تمدن کو:

(۱) جسقدر کثرت کے ساتهه مختلف قدیمي تمدنوں کے آثار یہاں هیں اسدرجه کہیں نہیں - یه پوري سرزمین ایک شهر آثار هے -

(۲) اسکے زیاده تر آثار فن تعمیر سے تعلق رکهتے هیں جو عرصے سے حوادث کے حملوں سے اپنے تئیں بچاے هوے هیں - برخلاف دیگر مقامات کے که غیر تعمیري آثار زائل تهے اور اسلیے ضائع هوگئے -

(۳) فن تعمیر کے جو نمونے مصر پیش کرتا هے' استحکام اور عظمت کے لحاظ سے دنیا کا کوئي تمدن اسکا مقابله نہیں کرسکتا -

(۴) اسکي تعمیرات اسدرجه بلند و محکم' یا زمین کي بلند ترین حصوں پر' یا سر بفلک میناروں کی صورتوں میں هیں جنکو ارضي تغیرات اپنے اندر چهپا نه سکے - اسلیے وہ اب تک انسان کي بنائي تعمیرات کي طرح زمین کے اوپر قائم هیں - حفریات (یعني زمین کهودنے اور نقب لگانے) کي مصیبتوں کي اسکے لیے ضرورت نہیں -

(۵) ممي کرکے انهوں نے لاشوں کو محفوظ رکها جو اب عصر قدیم کا سب سے زیاده قیمتي خزانه هے - ایسا قیمتي اثر کوئی ملک نہیں رکهتا -

(۶) اسکي اکثر تعمیرات منقش هیں جنسے تمدن قدیم کے معمے حل هوتے هیں - باستثناے ایران' کوئي ملک اسقدر منقوش و مکتوب عمارتیں نہیں پیش کرسکتا - اسي بنا پر علماے آثار نے "آثار مصر" کي خاص طور پر تحقیقات کي اور اسکو ایک خاص فن بنا دیا جو اجپٹیا لوجي کے نام سے مشہور هے -

لیکن ابتک اردو کا خزینۂ علم آثار مصر کے نوادر و غرائب سے خالي هے' اور گو بعض اثار کے حالات شائع هوے هیں مگر اسکا ماخذ تمامتر قدیم تصانیف هیں - اسلیے هم آج آثار مصریه کا ایک سلسله شروع کرتے هیں' جنمیں زیاده تر ان حالات کا ذکر کرینگے جو تازہ حفریات کے نتائج هیں' اور یورپ کے رقیع و مقتدر مصور و غیر مصور رسائل میں شائع هوے هیں -

(ابو الهول)

اس سلسلے کی ابتداء هم ابوالهول سے کرتے هیں - سلسلۂ کوہ لوبیا کے امتداد سے فیوم اور نیل کے مثلث جزیرے (Delta) کے مابین ' اور رود نیل کی محاذات میں ' ایک وسیع میدان نوسے میل تک پھیلتا هوا چلا گیا ہے ' اور دریا کی طرف سے ایک عظیم الشان مجسمے تک پہنچ کر ختم هوتا ہے - یہی وہ مجسمہ ہے جسے عربی میں ابو الهول اور انگریزی میں (Sphinx) کہتے هیں - قدیم مصری اسے هور مخس کہتے تھے -

ابو الهول مصری بت تراشی کا ایک بہترین نمونہ ہے - یہ ایک عظیم الشان چٹان کو تراش کے بنایا گیا ہے جو دامن کوہ میں واقع تھی - یہ بت گردن تک انسان کا سا ہے اور اسکے پیچھے سے اسکی شکل شیر کی ہے - اسکی بلندی چوٹی سے ایکے رمین تک ۷۰ فیٹ اور لمبائی تک ۳۰ فیٹ ہے - اسکا مجموعی قطر ۱۵۰ فیٹ ہے ' اور چاروں ٹانگیں اور پنجے ۵۰ فیٹ کی هیں - عرض ۳۳ فیٹ ہے - چہرہ ۱۳ فیٹ ' منہہ ۷ فیٹ ' ناک ۵ فیٹ ۶ - انچ ' اور کان ۴ فیٹ ۶ - انچ کے هیں !!

ابو الهول کے دیکھنے والے کو سب سے پہلی شے جو اپنی طرف متوجہ کریگی وہ اسکی عظمت اور اسکا لازمی نتیجہ هیبت اور هولناکی ہے ' لیکن اسکے بعد وہ ایک اور شے بھی محسوس کریگا جو اسے حیرت و اعجاب میں ڈالدیگی -

ابو الهول جسقدر عظیم الشان ہے ' اسکا اندازہ آپنے اس تفصیل سے کرلیا هوگا جو ابھی اسکے ابعاد ثلاثہ کے ذکر میں گذر چکی ہے ' مگر با ایں همہ اسکے تمام اعضاء میں ایک عجیب و غریب تناسب ہے جو بالکل ویسا هی ہے جیسا کہ خود قدرت شیر کے جسم اور انسان کے چہرہ میں رکھتی ہے !

ابوالهول موجودہ حالت میں

حیوان کے چہرہ میں آنکھہ ' ناک ' کان ' منہہ وغیرہ ' ان تمام اعضاء میں نہایت دقیق و نازک تناسب هوتا ہے ' اور در حقیقت اسی تناسب کا دوسرا نام حسن ہے - ابو الهول کے چہرہ میں یہ تناسب بتمامہ محفوظ ہے ' اور اسی لیے دور سے دیکھنے والے کو معلوم هوتا ہے کہ یہ چہرہ اپنی اصلی حالت میں هوگا تو نہایت جمیل و خوش منظر هوگا - چنانچہ جب ایک بہت بڑے اثری (ارکیالوجسٹ) سے یہ دریافت کیا گیا کہ اس نے مصر میں سب سے عجیب شے کون سی دیکھی ؟ تو اس نے ابو الهول کا نام لیا ' اور جب ابو الهول کی ترجیح کی وجہ دریافت کی گئی تو اس نے کہا کہ با ایں همہ عظمت جثہ و کبر حجم ' اسکے اعضاء میں ایسا عجیب و غریب تناسب ہے کہ آج تک میری نظر سے نہیں گذرا - اس نے کہا کہ مجھے سخت حیرت ہے کہ اسکا بنانے والا اس دقیق و نازک تناسب کو اتنے بڑے بت میں کیونکر محفوظ رکھہ سکا ' جسکو قدرت انسان اور شیر کے مختصر اور چھوٹے سے جسم میں محفوظ رکھتی ہے ؟

معلوم هوتا ہے کہ بناتے وقت مرد کا چہرہ پیش نظر رکھا گیا تھا کیونکہ تمام مراعات حسن و جمال کے ساتھہ ٹھڈی کے نیچے ڈاڑھی بھی تھی جسکو انگریزوں کی وطن پرستی مصر سے انگلستان لیگئی ہے ' اور جبکہ خود مصر کا عجائب خانہ خالی ہے تو برطانی عجائب خانہ کی گیلریاں اس سے آراستہ هیں !

دنیا میں کتنی چیزیں هیں جو زمانے کے دست برد سے محفوظ رهسکی هیں ؟ ابو الهول کے چہرہ کو کچھہ تو طول عہد اور امتداد زمانہ نے بگاڑا اور کچھہ بعض لوگوں کے جاهلانہ اقدامات نے جنہوں نے اس اثر قدیم کی قدر و قیمت نہ سمجھی -

سنہ ۷۸۰ میں محمد نامی ایک شخص تھا جسکا تعلق خانقاہ صلاحیہ سے تھا - اس شخص کو خیال هوا کہ ابو الهول کی اهل مصر پرستش کرتے هونگے - بہتر ہے کہ اس بت کو توڑ دیا جاے - توڑنا تو آسان نہ تھا مگر اس نے اسکا چہرہ بگاڑ دیا -

بد قسمتی سے اس اثر علمی کا مٹانے والا صرف یہی نہ تھا بلکہ اس عہد کے بعض پادشاہ بھی اس اثم علمی میں شریک تھے - یہ زمانہ امراے ممالیک کا تھا - یہ جاهل اسکے سر کو نشانہ بنا کے تیر اندازی کی مشق کیا کرتے تھے !

جیسا کہ آپنے اس تصویر میں دیکھا هوگا جو آج شائع کی جاتی ہے ' اب ابو الهول کا چہرہ بالکل بگڑ گیا ہے - ناک اور کان ٹوٹ گئے هیں - آنکھیں بالکل بگڑ گئی هیں اور ٹھڈی ' گال ' اور گردن میں خطوط پڑگئے هیں - جب کہ خود چہرہ هی درست نہیں تو اس روغن کا کیا ذکر جو اسکے گالوں پر لگا هوا تھا اور جسکی وجہ سے قیدوں نے (جو سنہ ۱۷۴۷ اور سنہ ۱۸۲۵ کے درمیان میں تھا) ابو الهول کا حلیہ بیان کرتے هوے لکھا کہ وہ " گوشت اور زندگی ہے " -

(ابوالهول اور حوادث ارضیہ)

آپ جانتے هیں کہ مصر افریقہ میں ہے اور سرزمین افریقہ کے میدانوں میں بحر اطلانطیق کی طرح ریگ کے طوفان اٹھتے رهتے هیں - اسلیے قدرتاً ابو الهول کے اکثر حصوںکو بارہا تودہ هاے ریگ نے چھپادیا اور هر بار کسی نہ کسی شخص کی همت نے تودوں کو صاف کیا -

ابو الهول کی یہ خدمت جس شخص نے سب سے پہلے انجام دی وہ مصر کا قدیم پادشاہ تحوتمس (Thotmes) رابع ہے - وہ تحوتمس (Smenhetop II) کا بیٹا تھا مگر اسکی ماں شاهی خاندان سے نہ تھی ' اسلیے اسکو امید نہ تھی کہ باپ کا تخت لے سکے گا - ایک دن تحوتمس شکار کھیلتا هوا نکلا اور کھیلتے کھیلتے ادھر آنکلا - وہ ماندگی سے چور چور هو رها تھا اسلیے استراحت کے واسطے لیٹ گیا - اتنے میں اسکی آنکھہ لگ گئی - خواب میں دیکھا کہ واسفنکس اسکی ماں آئی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ اگر تو اسکو صاف کر دیگا تو اس خدمت کے صلے میں تجھے باپ کا تخت حکومت ملیگا - تحوتمس کی آنکھہ کھلگئی اور اسکے بعد هی اس نے اسکی صفائی شروع کرالی - جب بالو بالکل هٹا دیا گیا اور ابو الهول کا هر حصہ نظر آنے لگا ' تو اس نے ایک ۱۴ فیٹ کی آهنی تختی میں یہ تمام واقعہ خط تصویری (هیروگیلیفی) میں کندہ کراکے اسے ابو الهول کی چاروں اگلی ٹانگوں کے درمیان نصب کرا دیا جو اس وقت تک موجود ہے - اسکے بعد یہ وعدہ پورا هوا اور

مسئلۂ بقاء و اصلاح ندوۃ

پٹنہ

مسلمانان پٹنہ کا ایک جلسہ بمکان جناب آنریبل مولوی فخر الدین صاحب وکیل بتاریخ ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۱۴ع منعقد ہوا اور اسمیں مندرجہ ذیل تحریکیں بہ اتفاق راے پاس ہوئیں :

(۱) چونکہ مسلمانان پٹنہ نے طلباء دار العلوم ندوۃ العلماء کی اسٹرائک کی خبر نہایت رنج و افسوس کیساتھ سنی ہے جس سے احتمال ہے کہ اس بڑے اسلامی درسگاہ میں نقصان عظیم واقع ہو، اسلیے اس جلسہ کی راے ہے کہ ایک کمیشن ایسے اشخاص کا جنکو ندوۃ العلماء کے انتظامات سے کوئی سروکار نہ رہا ہو، اس غرض سے مقرر کیا جاے کہ تمام امور متعلق ندوۃ العلماء کی تحقیقات کرے اور ایک اسکیم بغرض اصلاح اسکے تیار کرکے نہایت جلد قوم کے سامنے پیش کرے -

محرک — جناب مسٹر مظہر الحق صاحب بیرسٹر -

مؤیدین — جناب خان بہادر آنریبل مولوی فخر الدین صاحب و جناب مولوی محمد حسین صاحب وکیل -

ایک عام جلسہ معاملات ندوہ کے تصفیہ کیلیے طلب کیا جاے -

محرک — جناب مولوی مبارک کریم صاحب -

مؤیدین — جناب مسٹر مظہر الحق صاحب بیرسٹر، سید نور الحسن صاحب وکیل -

انجمن خادم الاسلام گودھرا

انجمن خادم الاسلام گودھرا کا ایک جلسہ بتاریخ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۴ کو منعقد ہوا جسمیں مندرجۂ ذیل رزولیوشن پیش ہوکر باتفاق راے پاس ہوے :

(۱) یہ جلسہ طلباء ندوۃ العلماء لکھنؤ کی اسٹرائک پر اپنا دلی رنج و افسوس ظاہر کرتا ہے -

(۲) یہ جلسہ اکابرین قوم سے بادب مگر پر زور درخواست کرتا ہے کہ ہمدردان قوم کا ایک عالمقام کمیشن ندوۃ العلماء کی موجودہ خرابیوں کی تحقیقات کیلیے مقرر کیا جاے اور پوری سعی و کوشش کیجاے کہ قوم کی یہ مفید درسگاہ آفات سے محفوظ رہے -

(۳) یہ جلسہ مولوی خلیل الرحمن صاحب مدعی ناظم جدید ندوہ کے طریقۂ جبر واستبداد کو نہایت افسوس و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے -

(۴) یہ جلسہ علامہ شبلی نعمانی کی اسلامی اور قومی خدمات کا دل سے معترف ہے، اور اونپر اپنا دلی اعتماد ظاہر کرتا ہے -

خاکسار یحیی آنریری سیکریٹری انجمن

دسٹرکٹ مسلم لیگ بریلی

دسٹرکٹ مسلم لیگ بریلی کا ایک جلسہ بتاریخ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۱۴ع زیر صدارت جناب مولوی ظہور الدین صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - وکیل ہائی کورٹ منعقد ہوا، اور بالاتفاق مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس کیے گئے -

(۱) یہ جلسہ انجمن اصلاح ندوہ کے اغراض و مقاصد سے دلی ہمدردی ظاہر کرتا ہے جو حال میں اصلاح ندوۃ العلما کے لیے لکھنؤ میں قائم کی گئی ہے، اور اس امر کی سخت ضرورت محسوس کرتا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو مسلمانان ہند کا ایک قائم مقام جلسہ طلب کیا جاے جو ندوہ کی موجودہ خرابیوں اور بد انتظامیوں کے رفع کرانکی تجاویز پر غور کرے -

(۲) دسٹرکٹ مسلم لیگ بریلی نے لشکر پور کلکتہ کی مسجد اور قبرستان کی توہین کے حادثہ کو سخت افسوس کے ساتھ سنا - یہ لیگ نہایت زور کیساتھ اپنے اس احساس کو معرض تحریر میں لانا چاہتی ہے کہ یہ سخت بدنصیبی کی بات ہے کہ کانپور کا المناک حادثہ بے احتیاط حکام کے لیے سبق آموز نہ ہوسکا -

دسٹرکٹ مسلم لیگ بریلی ان مسلمان لیڈروں کی غفلت شعاری پر نہایت افسوس ظاہر کرتی ہے، جنہوں نے مصالحۂ کانپور کے وقت اور اس کے بعد مسلمانان ہندوستان کو یہ یقین دلایا تھا کہ عنقریب امپیریل کونسل میں مسودۂ قانون تحفظ معابد پیش کیا جائیگا، اور انسے یہ دریافت کرنا چاہتی ہے "کہ ان کے ان خوش آیند وعدوں کے پورا ہونیکا وقت کب تک آنیوالا ہے ؟ "

ردولی

مسلمانان ردولی ضلع بارہ بنکی کا ایک جلسہ بصدارت مولوی فرید الدین صاحب نعمانی بتاریخ ۲۲ مارچ سنہ ۱۴ع منعقد ہوا، جس میں بکثرت ہر طبقہ کے حضرات شریک تھے - بالاتفاق تجویز ہوا کہ یہ جلسہ ندوۃ العلما کی حالت کو سخت نازک و پرخطر دیکھکر بیحد متاسف ہے، اور اراکین ندوۃ العلما سے مستدعی ہے کہ براہ خدا قوم پر رحم فرماکر اور فوراً ایک غیر جانبدار کمیشن کے ذریعہ سے بے لاگ تحقیقات فرماکر اس کے نتیجہ سے قوم کو آگاہ فرمائیں، اور بعد اس کے ارکان ندوہ ایک جلسہ عام منعقد فرمائیں جس میں تمام دلچسپی لینے والے حضرات شریک ہوکر ایک قطعی فیصلہ ندوہ کے متعلق فرمائیں کہ قوم کو آے دن کے روح فرسا واقعات سے نجات ملے کیونکہ مایوسی بھی ایک سکون ہے - بیدار اقوام کو مسرت و انبساط کے جلسے مبارک - ہم کو جلسۂ عزا داری ہی سہی -

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نالہ غم ہی سہی نغمہ شادی نہ سہی

اکبر پور

ضلع فیض آباد کے مسلمانوں نے ۲۰ - مارچ سنہ ۱۴۱۹ ع کو ایک جلسہ عام منعقد کرکے حسب ذیل رزولیوشن پاس کیے :

(۱) ہم مسلمانان اکبر پور ' لشکر پور کی مسجد کے انہدام پر سخت رنج و اندوہ کا اظہار کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ حضور وائسرائے ہند اس پر توجہ مبذول فرماوینگے -

(۲) طلباء دارالعلوم ندوہ کی اسٹرائک اور اراکین کی باہمی مخالفت اور قومی ایوان کو نقصان پہونچنے پر اظہار غم و الم کرتے ہیں -

(۳) ہم قوم کے بہی خواہ اور سچے درد مندوں سے بالتجا ملتمس ہیں کہ دارالعلوم میں جاکر غیر جانبدارانہ طریق سے طلبہ کی شکایت کو سنیں اور رفع کرنے میں کوشش فرمائیں اور پردۂ حجاب کو جو متعلمین اور اراکین کے درمیان حائل ہوگیا ہے اٹھادیں - نیز اس امر میں سعی بلیغ فرمائیں کہ دارالعلوم کا حال قابل اطمینان اور اسکا مستقبل شاندار نظر آئے -

دسنہ

ندوہ کی موجودہ حالت زار سے متاثر ہوکر سکریٹری انجمن الاصلاح دسنہ نے ۲۰ مارچ کو ایک جلسہ منعقد کیا اور مندرجۂ ذیل رزولیوشن پاس ہوے :

(۱) یہ جلسہ طلباے دارالعلوم کی اسٹرائک کو دارالعلوم کے حق میں فال بد تصور کرتا ہے - اس اسٹرائک کے اسباب میں معلمین اور منتظمین کے ناجائز دباؤ اور عدم اخلاقی برتاؤ کو داخل سمجھتا ہے -

(۲) یہ جلسہ ان لوگوں کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جن کی توجہ سے ایک انجمن بنام " اصلاح ندوہ " قائم ہوئی ہے - اور امید کرتا ہے کہ جلسہ عام میں جو ہوگا اکثرت سے لوگ شریک ہوکر ندوہ کی اصلاح و فلاح کی بہترین صورت قائم کرینگے -

(راقم عبد الحکیم)

پٹنہ

ندوہ کے موجودہ خطر ناک حالات اخبارات سے معلوم کرکے معززین شہر کیا کا ایک عام جلسہ خاص طور پر انجمن ترجمة القرآن معروف گنج کے زیر اہتمام کیا کے مشہور وکیل جناب مولوی نورالدین صاحب بلخی کے مکان پر ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۴ م کو منعقد ہوا - جسمیں علاوہ دیگر حضرات کے شاہ عبد العزیز صاحب کلرک ڈسٹرکٹ بورڈ - جناب مولوی اکرم صاحب پیشکار - جناب مولانا مولوی ابو المحاسن محمد سجاد صاحب سکریٹری مدرسہ انوار العلوم - جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب - جناب مولوی انجم صاحب شریک تھے - جلسہ مذکور میں جو رزولیوشن باتفاق راے پاس ہوے یہ ہیں :

" یہ جلسہ طلباے ندوہ کے افسوسناک واقعہ اسٹرائک پر اظہار رنج و افسوس کرتا ہوا یہ تجویز کرتا ہے کہ ایک غیر جانبدار تحقیقاتی کمیشن تحقیق معاملات کے لیے جلد از جلد مرتب ہو -

محرک - جناب مولانا مولوی ابو المحاسن محمد سجاد صاحب -

موید — جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب -

(۲) یہ جلسہ مولانا ابو الکلام و دیگر اصحاب کے اس طرز عمل سے اختلاف راے ظاہر کرتا ہے کہ کمیشن کے ارکان مشخص کرتے ہوے کسی عالم کا نام نہیں لیا ' یا لیا بھی تو دیوبند کے صرف ایک عالم کا - (یہ صحیح نہیں - مولانا عبد الباری کا بھی نام لیا گیا تھا - الہلال)

محرک — جناب سید شاہ عبد العزیز صاحب کلرک -

موید — جناب مولوی انجم صاحب -

(۳) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ کمیشن میں فدایان قوم و علما کی تعداد مساوی ہو - اس کے خلاف صورت میں قوم کو کمیشن کی کار روائیوں پر ہرگز پورا اعتماد نہ ہوگا -

محرک — جناب سید مولوی نور الدین صاحب بلخی وکیل -

موید — مولوی اکرم صاحب پیشکار -

(۴) یہ جلسہ طلباء کے ان نقصانات کے متعلق جو ان کو اسٹرائک کے باعث حرج اسباق کی صورت میں اٹھانا پڑا ہے

ڈسٹرکٹ اور سشن جج کے خیالات

[ترجمہ از انگریزی]

مسٹر بی - سی - متر - آئی - سی - ایس ڈسٹرکٹ و سیشن جج ہوگلی و ہوڑہ

میرے لڑکے مسرز ایم - ان - احمد اینڈ سنز [نمبر ۱ / ۱۵ ربن اسٹریٹ کلکتہ] سے جو عینکیں خریدی ہیں ' وہ تشفی بخش ہیں - ہمنے بھی ایک عینک بنوائی ہے جو اعلی درجہ کی تیار ہوئی ہے - یہ کارخانہ موجودہ دور میں ایمانداری و ارزانی کا خود نمونہ ہے - ملک میں اسطرح کے کارخانوں کا کھولنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے "

کون نہیں چاہتا کہ میری بینائی مرتے دم تک صحیح رہے - اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹروں کی تجویز سے قابل اعتماد اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی - کے ارسال خدمت کیجاے - اسپر بھی اگر آپکے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدلدیجا ئیگی -

نکل کی کمانی مع اصلی پتھر کی عینک ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک - اصلی رولڈگولڈ کی کمانی یعنی سونے کا پترا چڑھا ہوا مع پتھر کی عینک کے - ۶ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک محصول وغیرہ ۶ آنہ -

مینجر

ہمزاد

لفظ ہمزاد کی حقیقت ' ہمزاد کے وجود پر مفصل بحث ' عمل ہمزاد کی تشریح اور اوس کا آسان طریقہ فن عمل خوانی پر تفصیلی گفتگو ' تاثیر عمل نہ ہونے کے اسباب ' اور اونکی اصلاح ایام سعد و نحس کا بیان ' دست غیب کے معنی ' دست غیب کا صحیح مفہوم ' مشکل کے حل کرنیوالے آسان اور مستند طریقے بزرگان دین نے جن طریقوں کی تعلیم فرمائی اونکا بیان - حب ' تفریق ' ہلاکی ' دشمن کے اعمال کی تشریح ' غرضکہ ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے جس میں عملیات پر نہایت وضاحت کے ساتھ عقلی و نقلی دلائل سے بحث کیگئی ہے ' اور سچے پکے - مستند - آسان عمل بیان کیے گئے ہیں - تین حصوں میں قیمت ہر سہ حصص مع محصول ۱۴ آنہ -

عرفان کی تجلی — حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رح کے حالات میں مکمل و مختصر تذکرہ قیمت ۴ آنہ -

حیات غوثیہ — حضرت غوث پاک کے صحیح اور مستند حالات قیمت ۴ آنہ -

دہلی کے شہزادوں کے دردناک حالات مع واقعات غدر وغیرہ صفحات ۲۵۰ قیمت ایک روپیہ -

ملنے کا پتہ ہے - ایم - مقبول احمد نظامی سیوہارہ ضلع بجنور

اظہار ہمدردی کرتا ہے - اور ساتھہ ہی ان کی اس حرکت کو جو کالجوں اور سکولوں کی کورانہ تقلید میں عمل میں آئی ہے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے - کیونکہ وہ اپنی تمام شکایات قوم کے سامنے بلا اسٹرائک کے بھی پیش کر کے اصلاح کے لیے اپیل کرسکتے تھے -

محرک — جناب منشی نظام الدین صاحب پنجابی -

موید — جناب حکیم سعید الحسن صاحب -

سکریٹری انجمن ترجمۃ القران معروف گنج - گیا

ملتان

انجمن اسلامیہ ملتان نے جلسۂ منعقدہ ۲۲ مارچ میں حسب ذیل رزولیوشن پاس کیا گیا :

" معزز مسلمانوں کا ایک کمیشن اس امر کے لیے مقرر کیا جائے کہ منتظمین ندوۃ العلما کے اسٹرائک کے متعلق پوری تحقیقات کرکے تجاویز اصلاح قوم کے سامنے پیش کرے -

سید میر حسن وایس پریسیڈنٹ انجمن اسلامیہ ملتان -

پیغام سفارۃ علیۂ سابقہ

بنام مسلمانان ہند

جمیع برادران اسلام ! قسمت اسکے خلاف ہے کہ میں آئندہ آپ لوگوں میں رہکے کام کروں - جب سے بمبئی آیا ہوں مجھے کبھی صحبت نصیب نہ ہوئی - اسلیے عثمانی سفارت عامہ سے مستعفی ہونے پر مجبور ہوں - مجھے سخت افسوس ہے کہ میں ہندوستان سے جاتا ہوں ' مگر آپ یقین کریں کہ میں ہمیشہ مسلمانان ہندوستان کے معاملات میں ہمدردانہ دلچسپی لیتا رہونگا ' اور جہاں جاونگا وہاں اسلام کے نشات ثانیہ کے لیے وقف خدمت رہونگا - میں اب معاملات سفارت کا ذمہ دار نہیں ہوں آپ سب کو میرے سلامہاے محبت آگیں -

یکا برادر ملی - خلیل خالد بے

ایک ضروری جلسہ

روز یکشنبہ ۲۲ - ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۴ع کو ایک اہم جلسہ احمدیہ بلڈنگز لاہور میں منعقد ہوا ' جسمیں سلسلۂ احمدیہ کے بہت سے اعیان و اکابر و وکلا و بعض عہدہ داران انجمن ہاے پنجاب و سرحد شامل ہوے - علاوہ دیگر حضرات کے سات ٹرسٹیان صدر انجمن احمدیہ قادیان بھی شامل تھے - یہ جلسہ بہت کامیابی سے ہوا - بہت سے حضرات نے تقریریں فرمائیں اور اصحاب مضافات کے خطوط اور تاریں جو موصول ہوئیں تھیں پڑھکر سنائی گئیں اور ذیل کے رزولیوشن متفقہ طور پر منظور ہوے - مجلس نے صاحبزادہ صاحب کے انتخاب میں جو یک طرفہ کارروائی ہوئی اسکو ناپسند کیا - (رزولیوشن حسب ذیل ہیں)

(۱) الوصیت کی رو سے چالیس مومنوں کے اتفاق راے سے بیعت لینے والے بزرگوں کا انتخاب ہو سکتا ہے - اور جماعت کی راے میں یہ ضروری ہے کہ بڑی بڑی جماعتوں میں ایسے بزرگ بیعت لینے کے لیے منتخب کیے جائیں -

(۲) صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کو اس حد تک جایز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں یعنی سلسلہ احمدیہ میں انکو داخل کریں ' لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے - اس حیثیت سے ہم تسلیم کرنے کے لیے طیار ہیں - لیکن اسکے لیے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی ' اور نہ یہ امیر اس بات کا مختار ہوگا کہ جو حقوق واختیارات صدر انجمن احمدیہ کو ابتدا سے حاصل ہیں ' اسمیں کسی قسم کی دست اندازی کرسکیں -

مندرجہ بالا رزولیوشنوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مفصلہ ذیل دیگر رزولیوشن بھی اتفاق راے سے پاس ہوے :

(۳) ایک وفد منتخب احباب کا صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر مذکورہ بالا رزولیوشن پیش کرے اور انکو ان رزولیوشنوں سے اتفاق کرنے کی درخواست کرے - ممبران ڈپوٹیشن کو تعداد بڑھانے کا بھی اختیار دیا گیا ہے -

اکسیر شفا دافع طاعون و وبا

ایک کروڑ انسان یہ مرض مار چکی ہے

یہی ایک دوا ہے جس کے استعمال سے ہزاروں مریض تندرست ہوچکے ہیں اگر وبا زدہ مقامات میں بطور حفظ ماتقدم ہر روز ۵ بوند استعمال کی جائے تو پینے والا حملہ مرض سے محفوظ رہتا ہے - ہدایات جس سے مرض دوسرے پر حملہ نہیں کرتا ' اور مفید معلومات کا رسالہ ایک سو صفحہ کا مفت

آب حیات

کا قصہ مشہور ہے اب تک کسی نے اسکی تحقیقات نہیں فرمائی محققان یورپ حکما سلف خلف کے تحقیق کردہ مسایل وغیرہ و علمی تجربات و مشاہدات اور مختلف عوارض کس طرح دور ہو سکتے ہیں اس کی علمی عملی ثبوت -

ایک سو ۳۲ صفحہ کی کتاب

لا علاج کہنہ بیماریوں - مثلاً کمزوری - ہر طرح کے ضعف باہ - عقر - بواسیر - نواسیر - ذیابیطس - درد گردہ ' ضعف جگر کا شرطیہ ٹھیکہ پر علاج ہوسکتا ہے فارم تشخیص منگواؤ -

پتہ حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما مصنف رسالہ جوانی دیوانی - ذیابیطس نقرس درد گردہ ضیق النفس وغیرہ لاہور - موچی دروازہ لاہور -

ایک سنیاسی مہاتما کے دو نادر عطیئہ

حبوب مقوی — جن اشخاص کی قوی زائل ہوگئے ہوں وہ اس دوائی کا استعمال کریں اس سے ضعف خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا کسی اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہو جاتا ہے - دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتی ہے - تمام دلی دماغی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کر کے انسانی ڈھانچہ میں معجز نما تغیر پیدا کرتی ہے - قیمت ۵۰ گولی صرف پانچ روپیہ -

منجن دندان — دانتوں کو موتیوں کیطرح آبدار بناتا ہے - امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے - ہلتے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے - دانت نکلتے وقت بچے کے مسوڑھوں پر ملا جاے تو بچہ دانت نہایت آسانی سے نکالتا ہے - منھہ کو معطر کرتا ہے - قیمت ایک ڈبیہ صرف ۸ آنہ -

تریاق طحال — تپ تلی کیلیے اس سے بہتر شاید ہی کوئی دوائی ہوگی - تپ تلی کو بیخ و بن سے نابود کر کے بتدریج جگر اور قوی کی اصلاح کرتا ہے - قیمت فی شیشی ۲ روپیہ ۴ آنہ -

ملنے کا پتہ - جی - ایم - نادری اینڈ کو - شفاخانہ حمیدیہ منڈیالہ ضلع گجرات پنجاب

(۴) بموجب الـــوصیت جناب خان صاحب غلام حسین خان صاحب کو جوکه همارے سلسله کے ایک پاک نفس رکن هیں - بیعت لینے کے لیے منتخب کیا گیا جو اتفاق راے سے پاس هوا -

(۵) سید حامد شاه صاحب کو جو سلسله کے ایک مهم پارسا اور متقي بزرگ هیں وه بهی کثیر اتفاق راے سے اسکے معار قرار دیئے گئے -

(۶) ایسے هی خواجه کمال الدین صاحب بهی بیعت لینے کے منصب کے لیے معین کیے گئے -

(۷) چونکه بعض احباب نے بیان فرمایا هے که صاحبزاده صاحب نے احباب سلسله کو کہا هے که توسل رر انکے نام هونی چاهیے ' اور جس بات کی میر قاسم علي صاحب اڈیٹر الحق نے تصدیق فرمائی اسلیے اتفاق راے سے یه فیصله قرار پایا که جبتک نتیجه ڈپوٹیشن سے اطلاع نه هو - ارکان انجمن مضامات سے روپیه ارسال نه کریں -

(۸) یه بهي اتفاق راے سے پاس هوا که در صورت انکار جناب صاحبزاده صاحب ممبران ڈپوٹیشن حضرات ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب مولوي محمد علي صاحب ایم اے - شیخ رحمت الله صاحب و ڈاکٹر سید محمد حسن شاه صاحب سے ملکر جو فیصله سلسله کے انتظام کے متعلق قرار دیں وه قوم کیلیے - واجب العمل سمجھا جاوے -

راقـــــــــــــــم

سکریٹري مجلس شوری لاهور

علمی ذخیرہ

(۱) - مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا وعلما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرو آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراے متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلی درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں ان حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراے اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۴۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کریٹکل اکسپوزیشن آف دی پاپولر جہاد " کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یوروپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے - قرآن ' حدیث ' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم ۳۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زرتشت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور ریفارمر کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کرکے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی لا ثانی تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے ملکی ' مالی ' فوجی انتظامات اور ذاتی فضل وکمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) لمعات عظمی - امام عبد الوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار کا ترجمہ جس میں ابتداے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے اواسط ایام تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زرین اقوال مذکور ہیں - مترجمہ مولوی عبد الغنی صاحب وارثی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) - آثار الصنادید - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی پریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) - قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھہ عربی و فارسی میں بھی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے اخیر میں ہندی عروض و قافیہ کے اصول وضوابط بھی مذکور ہیں ' اور اس کو شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ

(۱۰) - میڈیکل جیورس پروڈنس - یعنے طب متعلقہ مقدمات فوجداری ہے - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن ہند - موسیو گستاؤلیبان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جسقدر اقوام گذرے ہیں ان کی تاریخ ' تہذیب و تمدن اور علوم وفنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھہ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکتازان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلی کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے - حجم (۲۰۵۶) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۶ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب وفیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہا و محدثین و مورخین وسلاطین و حکما و امرا و شعرا وضاع وغیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم موسیو دی سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کردیا ہے - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلی - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارڈ کپلنگ کی کتاب دی جنگل بک " کا ترجمہ - مترجمہ مولوی ظفر علی خان بی - اے جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) وکرم اروسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراما لین کا ترجمہ - مترجمہ مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھہ ساتھہ قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) انسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں ' اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلی نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اکبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھہ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شایق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملۃ والدین امیر عبد الرحمن خاں غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلی - حجم (۵۶۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) مغان ایران - مسٹر شوسٹر کی مشہور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشیا " کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ -

المشتہر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

خریداران الهـــلال کے لئے

خـــاص رعایت

یه گهـڑیاں سـویس واچ کمپنی کے یہاں اسي قیمت میں ملتي هیں جو یہاں اصلي قیمت لکھي گئي ہے - صرف رعایتي قیمت صرف اسوجـه سے ہے که ۱۰۰ مبں کے دیفش ــے زیاده حصه خریداران الهلال کو دیدیا - اسکي قدر اسي طرح هوسکتي ہے که هر خریدار کم سے کم ایک گهڑي خرید لے -

سستم راسکوپ - سایز ۱۸ - بغیر ڈهکنے کے - انامل ڈایل - مع قبضه - نکل کیس - بلا کنجي گارنٹي تین سال - اسکے ساتهه ایک اسپرنـگ اور گلاس مفـت -

قیمت اصلي ۲ - روپیه ۱۴ - آنه رعایتي ۲ - روپیه -

آربانـه اکسٹـرا فـلاٹ ڈرس واچ - سٹریي سولین - سائز ۱۸ - اسکرو بالدس - لیور اسکیپمنٹ - پن سٹ - هانڈ اکشن - مثل سلور ڈایل - سکنڈ اسٹیل هانڈ - پلین کیس - گارنٹي ۲ سال - مخمل کے بکس میں مع اکسٹرا اسپرنـگ اور گلاس -

اصلی قیمـت ۲ - روپیه ۹ - آنـه رعایتی قیمت ۳ - روپیه ۶ - آنه

دمبئي میل - سائز ۱۹ - نکل اوپن فیس - بلا کنجي - وایندنگ اکشن - راسکوپ اسکیپمنٹ - انامـل ڈایل - گـلاس ڈرم - هنج باک - پن هانڈس سٹ اکشن - اسٹامپ ریگیو لیٹر - مع ریلوے انجن کي تصویر کے -

اصلی قیمت ۲ - روپیه ۱۴ - آنه رعایتي قیمت ۲ - روپیه ۲ - آنه -

بمبئی میل - سائز ۱۹ - نکل اوپن فیس - بلا کنجی - وایندنگ اکشن - راسکوپ اسکیپمنٹ انامـل ڈایل - گـلاس ڈرم - هنج باک - پن هانڈس سٹ اکشن - اسٹامپ ریگیو لیٹر - مع ریلوے انجن کی تصویر کے -

بالکل نمبر ۳ کی طرح فرق اتنا ہے که سکنڈ کی سوئیں رائد -

اصلی قیمت ۳ - روپیـه ۲ - آنه رعایتی قیمت ۲ - روپیه ۹ - آنه -

جن فرمایشوں میں الهـلال کا حواله نہیں هوگا - اُس سے پوري قیمت لیجاویگی - اور آینده کسي قسم کي سماعت نہیں هوگي -

یه گهڑي نہایت عمـده اور مضبوط - لیور اسکیپمنٹ - اوپن فیس -

اصلي قیمت ۸ - روپیه ۱۲ - آنه رعایتي قیمت ۲ - روپیه ۹ - آنه -

مثل گولڈ گلٹ اسپانڈنگ واچ - برسلٹ - اوپـن فیس - تین چوتهائي پلیٹ مرو منٹ سلنڈر اسکیپمنٹ - پن هانـڈسٹ مکانیزم - کیس وایندنگ اکشن - خوبصورت انامل ڈایل اسٹـیل هانـڈس - بـزل سٹ اور مصنوعی جواهـرات - اسپانـڈنـگ برسلٹ بغیر ڈرم - اسنپ باک -

اصلي قیمت ۷ - روپیه ۸ - آنـه رعایتي قیمت ۵ - روپیه -

مثل گولڈ گلٹ اسپانڈنگ واچ - برسلٹ - اوپـن فیس - تین چوتهائي پلیٹ مرو منٹ سلنڈر اسکیپمنٹ - پن هانـڈسٹ مکانیزم - کیلس وایندنگ اکشن - خوبصورت انامل ڈایل اسٹـیـل هانـڈس' بـزل سٹ اور مصنوعي جواهـرات - اکسپانـڈنـگ برسلٹ بغیر ڈرم اسنپ باک -

بالکل نمبر ۹ کي طرح بغیر جواهرات -

اصلي قیمت ۲ - روپیـه رعایتي قیمت ۴ - روپیه ۸ - آنه -

المشتهـر کے - بی محمد سعیـد اینـڈ کمپنی پوسٹ بکس ۱۷۰ کـلـکتـه

15

جام جہـــاں نمـــا

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھرکی کسی ایک زبانمیں دکھلا دو تو

ایک هــزار روپیـــہ نقد انعـــام

ایسی کارآمد ایسی دلفـریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھہ روپے کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم گھر بیٹھے میں کر لئے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھہ لیے - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

— * —

هر مذهب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعات - علم هئیت - علم بیان - علم عـروض - علـم کیمیا - علـم بـرق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اهل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ هر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے هی دلمیں سرور آنکھونمیں نور پیدا هو بصارت کی آنکھیں وا هوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کےمشہور آدمی انکے عہد بعہد کے حالات سوانحعمری و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے هر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' انکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بہی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا بروے اشتہار دازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابونکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ' شتر ' گائے بھینس ' گھوڑا ' گدھا بھیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروںکی تمام بیماریوںکا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندونکی دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکمونکے قوانین کا جوهر (جن سے هـر شخص کو عموماً کام پـڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹـری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں ایسی ممالک کی بولی هر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی هیں آج هی وهاں جاکر روزگار کر لو اور هر ایک ملـک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفـر کے متعلق ایسی معلومات آجتـک کہیں دیکھی نہ سنی هونگی اول هندوستان کا بیان ہے هندوستان کے شہرونکے مکمل حالات وهاں کی تجارت سیر گاهیں دلچسپ حالات هر ایک جگـہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے هیں اسکے بعد ملک برهما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روبی واقع ملک برهما) کے تحقیق شدہ حالات وهاں سے جواهـرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے هی دنوں میں لاکھہ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی هیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفـر کا بالتشریح بیان ملـک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصـر - امـریقہ - جاپان - اسٹریلیا - هر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وهانکی درسگاهیں دکھائی

الیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفـر کا مجمل احوال کرایہ وغیـرہ سب کچھہ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے هوے طبیعت باغ باغ هو جاے دماغ نے کواڑ کھلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی هوئی ہے - جو هر وقت آنکھہ مٹکاتی رهتی ہے، ' جسکو دیکھکر طبیعت خوش هو جاتی ہے - ڈائل چینی کا ' پرزے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر دوست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو همارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

آٹھہ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھہ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار هیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے نہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے هیں - برسوں بگـڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر سنہـری نہایت خوبصورت اور بکس همراہ مفت -

چاندی کی آٹھہ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھہ روزہ واچ - جو کلائی پر بندھسکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور هر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ' ابھی ولایت سے بنکر همارے یہاں آئی هیں - نہ دیا سلائی کیضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لمپ انکو اپنی جیب میں یا سرهانے رکھلو جسوقت ضرورت هو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر هو فوراً لیمپ روشن کر کے خطرے سے بچ سکتے هو - یا رات کو سوتے هوے ایکدم کسیوجہ سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منـگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم هوگی - قیمت ۱ مع محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی هوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع ـــ علاوہ انکے همارے یہاں سے هر قسم کی گھڑیاں' کلاک اور گھڑیونکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنـما مل سکتی هیں - اپنا پتـہ صاف اور خوشخط لکھیں انکا مال منـگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منـگوا لیجے -

منیجر گپتـا اینـڈ کمپنی سوداگران نمبر ۳ ۵۱۳ - مقـام توهانہ - ایس - پی - ریلـوے

TOHANA. S. P. Ry. (Punjab)

هر فرمـایش میں الهــلال کا حوالۂ دینا ضروری هے

ریلٹ کي مسٹر یز اف دي کورٹ آف لندن

یه مشهور ناول جو که سولـه جلدونمیں ہے ابهي چهپ کے نکلي ہے اور تهوڑي سي رهگئي ہے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - کپڑیکي جلد ہے جسمیں سلهري حروف کي کتابت ہے اور ۲۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه وي - پي - اور ایک روپیه ۱۴ آنـه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بهو بازار - کلکته

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

پـوٹـــن ٹانـــک

معجز نمــا ایجــاد اور حیــرت انگیز شفــا - دماغ کي شــکایت کو دفع کرنے کیلیے - مردمانه هرکس ملکو تازه کرنیکے لیے - هسٹریه اور نکرو لیک کے تکلیفونکا دفعیه کرو میں قوت بیداکرنا - بوڑهاپے کو جواني سے تبدیل - ایام شبــاب کے مرضوں کا خــاص علاج - مــرد اور عورت دونوں کے لیے مفید - قیمت دو روپیه في بکس جسمیں چالیس گولیاں هوتي هیں -

زیلوٹن - ضعف باه کا اصلي علاج - اور نهایت تیز بهدف دوا اسکے استعمــــال کرتے هي آپ فائده محسوس کرینگے -

قیمت ایک روپیه آٹهه آنه -

هائیکرولین ـــ هائیڈ روسیل کا نهایت مجرب دوا - دس دنکے لیے چار روپیه اور ایک مهینه کے لئے دس

ڈاٹن اینڈ کمپني - پوسٹ بکس ۱۴۱ کلکته -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

دماغي قوت کا مجـــرب دوا

ڈاکٹر ڈبلو - سی - رو ي کي مجرب دوا سے فوراً دماغي خرابي جاتي رهتي ہے - درخواست پر پوري کیفیت سے اطلاع دیجاویگي - پانچ روپیه في شیشي -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street, Calcutta.

نصف قیمت پسند نهونے سے واپس

صورت لگے چالان کي جیب گهڑیاں ٹهیک وقت دینے

والي اور دیکهنے میں بهي عمده فائده عام کے واسطے تین ماه تک نصف قیمت میں دي جارهي هیں جسکي گارنٹي تین سال تک کے لیے کي جاتي ہے -

اصلي قیمت سات روپیه چوده آنه اور نو روپیه چوده آنه نصف قیمت تین روپیه پندره آنه اور چار روپیه پندره آنه هر ایک گهڑي کے همراه سنهرا چین اور ایک فونٹین پین اور ایک چاقو مفت دیے جاوینگے -

کلائي واچ اصلي قیمت نو روپیه چوده آنه اور تیره روپیه چوده آنه نصف قیمت - چار روپیه پندره آنه اور چهه روپیه پندره آنه باندهنے کا فیته مفت ملیگا -

کمپٹیشن واچ کمپني نمبر ۲۰ مدن متر لین کلکته -

Competition Watch Company
No, 20 Madun Mitter Lane. Calcutta.

پسند نهونے سے واپس

همارا من موهني مارکه هارمونیم سرِبڈ فائده عام کے واسطے تین ماه تک نصف قیمت میں دي جاوینگي یه ساگوان کي لکڑي کي بني ہے جس سے آواز بهت هي عمده اور بهت روز تک قائم رهنے والي ہے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیه اور نصف قیمت ۱۰ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیه ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ و ۷۰ و ۸۰ روپیه نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیه ہے آرڈر کے همراه ۵ - روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیئے -

کمرشیل هارمونیم فیکٹــري نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکته -

Commercial Harmonium Factory
N.o 10/ 3 Lover Chitpur Roud
Calcutta

عجیب و غریب مالش جسکے

استعمال سے مرده لوگوں میں تازگی اجاتي ہے - اور کهوئي قوتیں پهر پیدا هوجاتي ہے اسکے خارجي استعمال سے کسي طرحکي تکلیف نہیں هوتی ہے - قیمت دو روپیه في شیشي - محصول ڈاک علاوه -

HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمـــال سے بغیرکسی تکلیف کے تمام رواں ازجاتے هیں -

آر - پی - گهوس

تین بکس آٹهه آنه علاوه محصول ڈاک

نمبر ۳۰۶ اپر چیت پور روڈ - کلکته

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road. Calcutta.

بادشاه و بیگموں کے بڑهتي شباب کا اصلي باعث - یونانی میڈیکل سائنس کي ایک نمایاں کامیابي یعني - ممسک سیلیکا ـــ جسکی خواص بهت سے هیں جس میں خاص خاص باتیں عمر کي زیادتي - جواني دائمي - اور جسم کي راحت - ایک گهنٹه کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبه کی آزمایش کي ضرورت ہے -

واما نرلجس تیله اور برلمیر الجس تیلا - اس دوا کو میں نے ابا واجداد سے پایا جو شهنشاه مغلیه کے حکیم تهے - یه دوا فقط همکو معلوم ہے اور کسي کو نهیں ' اور درخواست پر ترکیب استعمال بهیجي جائیگي -

۱۰ ولکر فل کالیجو " کو بهي ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیه بارہ آنه -

ممسک پلس اور الکٹریک ریگر ورسٹ پانچ روپیه باره آنه محصول ڈاک ۹ آنه -

یونانی لوٹ باؤلر کا سامپل یعني سرے هر کي دوا لکهنے پر مفت بهیجي جاتي ہے - فوراً لکهیں -

حکیم مسیح الرحمن - یونانی میڈیکل هال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ مچهوا بازار اسٹریٹ - کلکته

تار کا پته " بیگم بهار "

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall No. 114/115 -
Machuabazar Street Calcutta.

پچاس برس کے تجـربه کار

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی - داس کا آرلا ساهاے - جو مستورات کے خاص بیماري کے لیے عجیب دوا مبتلاے ایام کے زمانه میں وغیره -

گولیــاں ـــ ایــک بکس ۲۸ گولیونکی قیمت ایک روپیه -

مستورات کے بیماریونکے لیے نهایت مفید دوا - خط کے آنے سے پوري کیفیت سے اطلاع دیجائیگي -

سواتیسهــــاے گولیــاں

مردونکے نروس بیماري کے لیے نهایت مفید اور مجرب ہے اپ ایک مرتبه استعمال کریں اگر فائده نهو تو میرا ذمه -

Swasthasahaya Pharmacey,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

سال ویلي یه دو ایک عجیب اثر پیدا کرتا ہے - نوجوان بوڑها - مجرد هو یا شادي شده سب کے لیے یکساں اثر -

S. C. Roy M. A.
N.o. 36 Dhurrumtala Street, Calcutta.

Printed & Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Ptg. & Publg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

[۲]

جسکا درد وهي جانتا هے - دوسرا کیونکر جانسکتا هے -

یہ سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان جان بلب ہو رہا ہے - سردي هٹانے کیلیے سر سر بدوهت کرتے هیں - لیکن بد قسمتی سے دمہ کے مرض کي حالت ناگفتہ بہ ہے - تکلیف دمہ سے پریشان ہوتے هیں - اور رات دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلتا ہے - اور نیند تک حرام ہو جاتي ہے - دیکھئے آج اسکو کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کا بازاري ادویہ زیادہ تر دهیلي اجزاء دهتورہ - بھنگ - بلادونا ' پوٹاسرایڈ ' اوقات دیکر بیچتے هیں - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائی اصول سے بنی ہوئی - دمہ کي دوا اصول جوهر ہے - یہ صرف همارے هی بات نہیں ہے - بلکہ هزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکراسکے مداح هیں - آپنے بہت کچھ خرچ کیا ہوگا - ایک مرتبہ اسکو بھی آزما لیں - اسمیں نقصان هي کیا ہے ' پوري حالت کي درستی کا قیمتی نسخہ بھیجی جاتی ہے - قیمت ۲ روپیہ ۴ آنہ محصول ۵ پانچ آنہ -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے هیں کہ همارے عرق کے استعمال سے هر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باري کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار ' جسمیں ورم جگر اور طحال بھي لاحق هو ' یا وہ بخار ' جسمیں متلي اور قے بھي آتي هو - سردي سے هو یا گرمي سے - جنگلی بخار هو - یا بخار میں درد سر بھي هو - کالا بخار - یا آسامي هو - زرد بخار هو - بخار کے ساتھہ کلٹھیاں بھي هو گئي هوں - اور اعضا کي کمزوري کي وجہ سے بخار آتا هو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھي استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتي ہے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستي و چالاکي آ جاتي ہے ' نیز اسکي سابق تندرستي از سر نو آجاتي ہے - اگر بخار نہ آتا هو اور هاتھہ پیر ٹوٹتے هوں ' بدن میں سستي اور طبیعت میں کاهلي رهتي هو - کام کرنے کو جي نہ چاهتا هو کھانا دیر سے هضم هوتا هو - تو یہ تمام شکایتیں بھي اسکے استعمال کرنے سے رفع هو جاتي هیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي هو جاتے هیں -

قیمت بڑي بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹي بوتل بارہ آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے همراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے هاں سے مل سکتي ہے

المشتہر ------ ایم - ایس - عبد الغني اینڈ سنز - ۲۲ و ۷۳ کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[3]

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں پر چکنا هي کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکني اشیا موجود هیں اور جب تہذیب و شایستگي ابتدائی حالت میں تھي تو تیل - چربي - مسکہ - گھي اور چکني اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کي کاٹ چھانٹ کي تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسي ظاهري تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کي ترقي نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھي جویاں ہے بنابریں هم نے سالہا سال کي کوشش اور تجربے سے هر قسم کے دیسي و ولایتي تیلوں جانچکر " مسیحا کا تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازي هي سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھي جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتي تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے هیں - جڑیں مضبوط هو جاتي هیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر ' نزلہ ' چکر ' اور دماغي کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکي خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردي سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

هندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمي بخار میں مرجایا کرتے هیں ' اسکا بڑا سبب یہ بھي ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے هیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیمي اور مفید ہندسی دوا ارزاں قیمت پر کم پہنچنے کا طبی مشورہ کے میسر آسکتي ہے - همنے خلق اللہ کي بہبودی کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کي تحقیق اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور مروج کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر هزارها شیشیاں مفت تقسیم کردي هیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ هوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے هزاروں کي جانیں اسکي بدولت بچي هیں اور هم

24

یوناني فارمیسي کي نایاب دوائیں

حب حیات یہ دوا اکسیر ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ایام شباب میں بدپرهیزي کے وجہ سے کسی مرض میں مبتلا هوگئے - چاهے وہ مرض پرانا هو یا نیا - هر قسم کے مزاج والوں کو نہایت مفید ہے نہ عمر اور موسم کی قید ہے عورتوں کے لیے بھی از حد مفید ہے ۲۱ روز میں صحت کامل هو جاتی ہے اور فائدہ دائمی هوتا ہے - قیمت فی شیشی چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

حب بواسیر - اس زمانہ میں سوے فی صدي اس مرض موذي میں مبتلا هیں - اس خاص مرض میں یہ گولیاں عجیب الاثر هیں - خوني هو یا بادي هو ' نئی هو یا پراني سب کو جڑ سے کھو دیتي ہے ' اور خالص نباتی اجزا سے تیار کیگئی ہے - پندرہ دن کے استعمال میں بالکل زائل هو جاتي ہے -

قیمت فی ڈبہ ۳ روپیہ آٹھہ آنہ علاوہ محصول ڈاک

شربت مفرح - دل ' دماغ ' معدہ ' جگر ' اور تمام اندروني اور عام ضعف جسمانی کیلیے ازحد مفید ہے - خون کے پیدا کرنے میں نہایت موثر - اور بدهضمي معدہ کے لیے از حد مفید - تمام اطباء اسکی تصدیق کرچکے هیں زیادہ تفصیل کي ضرورت نہیں ہے - قیمت فی ڈبہ ۵ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

نوٹ - تمام مذکورۂ بالا ادویہ زهریلے اور نشہ آور اجزا سے پاک هیں

پرچہ ترکیب همراہ ادویہ - قیمت پیشگی - یا وي - پي بشرطیکہ چوتھائی قیمت پیشگی آے - اخبار کا حوالہ ضرور دیں - فرمایش اس پتہ سے هوں :

منیجر یوناني فارمیسي گول بنگلہ افضل گنج - حیدر آباد دکن

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۱۳ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, April 8, 1914.

مملکت چین اور پیروان اسلام

پیکن دارالحکومت میں " مکتب رشادیہ " کی تاسیس
جسمیں چینی زبان کے علاوہ زبان عربی اور علوم اسلامیہ کی بھی تعلیم دی جاتی ہے

اتدرشہ نیٹنگ کمپنی

— :*: —

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے . —

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنے سپاری تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں جند ناف موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۹۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی آپکی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے -

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - اچھا روا نہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

---

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

— :*: —

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

ای - گورنڈ راؤ پلیڈر - (بلاری) میں کمزویلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -

مس کشم کماری دیوی - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواری آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

---

شمس العلما مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں ؟

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپنی کے موزہ پہنچے اور مجھے اس بات کے کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ اسکی بناوٹ یورپ کی ساخت سے کسی طرح کم نہیں - میں نے مشین کو چلاتے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص باسانی اسے سیکھہ سکتا ہے -

---

چند مستند اخبارات ہند کی راے

— * —

بنگالی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمایش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں, اور بناوٹ بھی اچھی ہے - مضبوط بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزوں سے سر مو فرق نہیں -

انڈین ڈیلی نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

حبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کردیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly „ 4-1 2

الہلال

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۴ کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ جمادی الاولی ۱۳۳۲ ہجری جلد ۴

Calcutta : Wednesday, April 8 1914.

فہرست

تصاویر

اطلاع

اگر معاونین الہلال کوشش کرکے الہلال کیلیے دو ہزار نئے خریدار پیدا کرسکیں جو آٹھ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الہلال کا مالی مسئلہ بغیر قیمت کے بڑھاے حل ہوجائیگا ، اور صرف یہی نہیں کہ وہ قائم رہیگا بلکہ اسکے ہر صیغے میں کافی وسعت اورترقی ہو جائیگی - منیجر

افکار و حوادث

مسئلہ بقا و اصلاح ندوہ

" شریعت " اور علماے ندوہ

تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم !

۲۶ کو موجودہ حکام ندوہ نے جلسۂ انتظامیہ کے ممبروں کو جمع کیا تھا تاکہ طلبا کے اسٹرائک کے قضیہ کا فیصلہ کریں - یہ جلسہ بھی عجیب تھا جسمیں خود مدعا علیہ جج بنکر آئے تھے - یہ سارا فساد اسی عجیب و غریب جلسۂ انتظامیہ کا نہیں ہے تو اور کس کا ہے ؟ اگر ایک باقاعدہ مجلس آمرہ و نافذہ موجود ہوتی تو یہ بعض ندوہ کا یہ حال ہی کیوں ہوتا ؟

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ !

یہی سبب ہے کہ سب سے پہلے میں نے " جلسۂ انتظامیہ " کی حالت پر توجہ کی اور اُسکی حقیقت سے ارباب کار کو واقف کردیا - میں عدالت ' قانون ' قواعد ' اور جماعت کے نام سے یہ عقیدہ رکھنے کا حق رکھتا ہوں کہ ندوۃ العلما کی موجودہ مجلس انتظامی ایک بے قاعدہ بھیڑ سے زیادہ نہیں ہے ' جو چند شخصوں نے قانون و جماعت کی تدبیریں بوجھکر ایک جاذبہ سازِ مجلس بادۂ و طرب کی طرح بنا لی ہے - اور کسی کو کسی تقریب پر مجلے والوں کو بلوتہ بھیجکر نہ بلایا ' ندوہ کے " عظیم الشان انتظامی ممبروں " کو کرایہ بھیجکر جمع کرلیا - فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ وہاں دلفریب مشاغل اور دلپسند مناظر کا بھی دار العلوم کے سابق مکان کی صحبتوں کی طرح کچھہ سامان ہوجاتا ہے - اس بے قاعدہ بھیڑ کی بے لطف عرض پرستیوں اور بے مزہ تعصبات کے ہنگامۂ باطل میں یہ بھی نہیں !

ایک نواب صاحب کے ہاں مجلس طرب منعقد تھی ' اور شہر کی ایک نستعلیق اور بذلہ سنج طوائف مجرا کر رہی تھی - جلسے میں ایک مقدس صورت مولوی صاحب بھی کہیں سے آ نکلے تھے - کبھی کبھی ایسے اتفاقات حسنہ بھی پیش آجایا کرتے ہیں - ابھی کل کی بات ہے کہ دار العلوم ندوہ کے سابق مکان میں ایسا ہی گراں بازاری کا اجتماع ہوا تھا ' اور مقدس ناظم صاحب ندوہ مع حلقۂ

مصاحبین و طلباے مدرسہ کے رونق افروز تھے شاید اسلیے کہ دو چار سبق اس مدرسے کے بھی گاہ گاہ ہو جایا کریں تو خشکی دماغ اور یبوست طبع کیلیے اچھا نسخہ ہے :

یارب نہ زاہدان چہ دهی خلد رائگاں ؟
دین بتــان نہ دیدہ - دل خوں نکردہ کس !

بہر حال مجلس طرب گرم تھی - طوائف گانے گانے ایک پر معاملہ شعر پہنچی اور اسکے بنانے کیلیے کسی قدر بے پردہ اور زهد شکن اشارات سے کام لینا پڑا - بھلا مولانا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض مقدس سے کیونکر غفلت کرتے ؟ واعظانہ و معتمانہ فتوا دیا کہ یہ حرکت بالکل شرع کے خلاف ہے - طوائف نے ہاتھ باندھے عرض کیا کہ " قبلہ و کعبہ ! اگر یہ شرع کے خلاف ہے تو اور جو کچھ ہو رہا ہے یہی کون مستحب اور سنت ہے ؟ "

یہی حال اس جلسۂ انتظامیہ کا بھی تھا جو ۲۶ کو لکھنو میں ندوہ کے ممبروں سے بھری کئی تھی - سنا گیا ہے کہ سب سے پہلے ممبران کرام نے یہ بحث کی کہ اسٹرائک شرع کے مطابق ہے یا نہیں ؟ پھر خود ہی فتوا دیا کہ بالکل شرع کے خلاف ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ سرے سے خود جلسۂ انتظامیہ جو کچھ کر رہا ہے ' وہی کونسا شریعت کا اسوۂ حسنہ ہے ؟

جو جلسۂ انتظامیہ سرے سے شریعت اسلامیہ کے اصل اصول " شوری " کا تباہ کن ہو ' جس نے " و شاورهم فی الامر " اور " امرهم شوری بینهم " کے مقدس احکام کی ایسی منکرانہ توهین کی ہو جس سے بڑھکر اور کوئی توهین نہیں ہوسکتی ' جس نے ندوہ کی ریاست و نظامت کے حق شرعی کو جماعت اور اجماع امت سے غصب کر کے چند مفسدین و اشرار کے سپرد کردیا ہو ' جسنے مجلس انتظامی کے ممبروں کے انتخاب میں عام مسلمانوں کی آواز کو کوئی حق نہ دیا گیا ہو جو انکا حق دینی ہے ' جو شریعت کے اعداء کے دشمن اور امۂ مرحومہ کی اصلاح و ارشاد صحیح کے اعدی عدو ہوں ' جسکے صیغۂ مال کو بغیر مشورہ و حصول آرا محض ایک شخص اپنی ذاتی جائداد کی طرح بے دریغ خرچ کرڈالے ' حالانکہ بیت المال سے ایک بالشت کپڑا لینے کا بھی عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالی عنہ) کو حق نہو ' جسکی تعمیرات کا حساب مانگتے مانگتے لوگ تھک جائیں مگر انہیں نہ دکھلایا جاے اور آجتک شائع نہوا ہو ' جسکا ناظم نوجوان طالب علموں کو لیکر رنڈیوں کے جمگھٹے میں دیکھنے سے نہ شرماے اور اپنی اس منحعل طراری سے طالب علموں کے پر آرزو دلوں کو جرأت دلاے ' جسکے ممبر ٹرین کی رقمیں لیکر اور ندوے سے وصول کرکے جلسوں میں آئیں اور اس طرح ندوہ کا تمام اندوختہ اسی میں اڑ جاے ' جس کے ارکان کے اخلاق دینی کا یہ حال ہو کہ ندوہ سے تو یہ کہکر روپیہ وصول کریں کہ تمہاری طرف سے لکھنؤ کانفرنس میں وکیل بنکر جا تے ہیں ' اور نواب محسن الملک سے بھی کرایہ منگوالیں کہ کانفرنس کیلیے آتے ہیں ! جو برسوں تک کرنل عبد المجید کے ذاتی فوائد کیلیے اپنے ایک پسند منبر کو وقف کردیں چھاپتدوں میں وہ گورنمنٹ کی پرستش اور پوجا کا وعظ کرے اور پچاس سے ۷۰ روپیہ تک تنخواہ بد بعت ندوہ دے ! جسکا ناظم اپنے رہنے کا مکان بھی ندوہ کے روپیہ سے لے ' اور لکھنو سے آگرہ تک کا سفر کرے تو ۴۶ روپیہ کی لعنت ندوہ کے سر ڈالے ' غرضکہ جس جماعت کی شریعت پرستی اور تدین و تقدس کے اعمال حسنہ کا یہ حال ہو ' آج اسے یہ کہتے ہوے شرم نہیں آتی کہ اسٹرائک شرع کے خلاف ہے '

اور ہم بہ حیثیت علماے دین اور مفتیان شرع متین ہونے کے اس کے خلاف فتوی دیتے ہیں ؟ سبحان اللہ ! ندوہ کے ممبروں اور حکام کو آج برسوں کے بعد شریعت یاد آگئی ' اور صرف اسی کے تحفظ کیلیے طلبا کے خلاف فیصلہ کرنے پر مجبور ہوے ! وہ ندوہ کہ سر سے لیکر پیر تک اسکا وجود شریعت کی توهین اور دین مقدس کے احکام الہیہ کی تذلیل ہے ' طلبا کی اسٹرائک کو خلاف شرع قرار دینے کا اپنے تئیں اهل سمجھتا ہے ! اگر آج شریعۂ اسلامی کا سررشتۂ امتثال ایسے ہی ہاتھوں میں ہے ' تو اس شریعت پر ہزار افسوس اور اس دین کیلیے صد ہزار حیف جسکے حامل و مفتی احبار و رهبان یہود کے ایسے بروز ہوں ! اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم ' و انتم تتلون الکتاب افلا تعقلون ؟

قرآن کریم نے جا بجا علماے یہود و نصاری کے اخلاق و عادات بتلاے ہیں ' اور مسیح نے اپنے زمانے کے صدوقیوں اور فریسیوں کی تصویر کھینچی ہے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ ان لوگوں سے کچھ بھی برے نہ تھے ' جو آجکل باوجود ادعاے علم و ریاست دینی ' خود تو شریعت کے مقدس احکام کو ٹھکرا رہے ہیں مگر دوسروں کو شریعت کی خلاف ورزی کا مجرم بتلاتے ہیں - غرور باطل اور نفس خادع نے انہیں یہ دلیل پڑھا دی ہے کہ چونکہ ہمارے سروں پر پگڑیاں اور ہمارے کاندھوں پر جبے ہیں ' اور زمانۂ مسیح کے فریسیوں کی طرح ہم عوام ملت کے سامنے مقدس و محترم سمجھے جاتے ہیں ' اسلیے ہم جو چاہیں کرسکتے ہیں -

مسیح نے کتنی سچی بات کہی تھی : " شریعت اسلیے ہے تاکہ اسکے ذریعہ یہ دوسروں کو سزا دیں ' پر اسلیے نہیں ہے کہ اسکے حکموں کی بدا پر خود انہیں بھی سزا دی جاے " قرآن حکیم نے بھی انکا قول نقل کیا ہے کہ " یقولون سیغفر لنا " وہ شریعت کو توڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لیے گناہ کوئی شے نہیں - وہ تو معاف ہی ہو جائیگا : اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبهم و سمعهم و ابصارهم ' و اولئک هم الغافلون ! (۱۶ : ۱۰۹)

آہ ' اے گرفتاران نفس و مدعیان شریعت ! یہ تم نے کیا کہا کہ شریعت کے خلاف ہے ؟ کیا واقعی تمہارے دل میں شریعت کا درد ہے ؟ اور کیا سچ مچ تم اس شریعت پر ایمان رکھتے ہو جو محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوۃ و السلام پر نازل ہوئی ہے ؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر یہ کیا ہے جو ہو رہا ہے ؟ ندوہ کی ساری مصیبتیں کس کے ماتم میں ہیں ؟ آہ ' اگر ایک لمحہ اور ایک عشر لمحہ کیلیے بھی تمہیں خدا کی شریعت اور خدا کی قائم کی ہوئی امت کا پاس ہوتا تو ندوۃ العلما کو یہ روز بد کیوں دیکھنا پڑتا ؟ تم اپنے پانوں سے تو شریعت کو کچل رہے ہو ' پر زبان سے کہتے ہو کہ ہم شریعت کا حکم چاہتے ہیں - تمہارے تمام کام یکسر شریعت کی توهین ہیں ' مگر طلبا سے کہتے ہو کہ اپنی اسٹرائک کو شریعت سے ثابت کریں - یاد رکھو کہ جس شریعت کا مقدس نام لیکر تم نے میرے دل کو زخمی کیا ہے ' میں بھی صرف اسی شریعت کیلیے تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ خدا را فساد سے باز آجاو - یہ ممکن ہے کہ مولانا شبلی کو دار العلوم کی تعلیم کا غم ہو - ممکن ہے کہ بابو نظام الدین صاحب کو حساب و کتاب کا رونا ہو - بہت ممکن ہے کہ ساری دنیا مجلسی قواعد و اجتماعی اصولوں کی خاطر تم سے لڑے ' مگر یقین کرو کہ مجھے ان تمام باتوں میں سے کسی بات کا غم نہیں ہے - تم دو سال سے دیکھ رہے ہو کہ میں کسی

کام کو بھی عام انسانی قواعد و اصولوں کی بنا پر نہیں کرنا چاہتا ' اور میرے تمام کاموں اور صداؤں کا محور صرف شریعت ہی کا حکم ہے ' اور کچھ نہیں - بہت سی ایسی باتیں ہیں جنکے کہنے میں نئے دور کے بعض ارباب اصلاح بھی میرے شریک ہیں' مگر مجھہ میں اور انمیں بڑا فرق یہی ہے کہ وہ قانون ' سیاست ' حریت ' اجتماعیت ' اور آداب و تمدن کی بنا پر کہتے ہیں' پر میں صرف شریعت کی بنا پر - میں سچ سچ کہتا ہوں (و اللہ علی ما اقول شہید و ہو یعلم سری و علانیتی) کہ جب کبھی کوئی معاملہ ملک میں چھڑتا ہے تو میں عرصے تک خاموش رہتا ہوں ' اور اپنے دل سے فتوا طلب کرتا ہوں کہ ایمان اور شریعت کیا کہتی ہے ؟ پھر جب پوری طرح مطمئن ہو جاتا ہوں تو اپنی آواز بلند کرتا ہوں - وہ آواز میری نہیں ہوتی بلکہ حق اور شریعت کی آواز ہوتی ہے' اور دنیا میں کوئی نہیں جو صداے شریعت کو شکست دیسکے : بل نقذف بالحق علی الباطل ' فیدمغہ فاذا ہو زاہق ' و لکم الویل مما تصفون ! (۲۱ : ۱۹)

ندوۃ العلما کے متعلق بھی تم جانتے ہوکہ میں عرصے تک خاموش رہا اور اپنے ضمیر سے سوال کرتا رہا - جبتک مجھے حالات شخصی جھگڑوں اور فریقانہ تنازعات کی شکل میں نظر آے میں کچھہ نہ بولا اور ایک حرف بھی نہیں لکھا ' کیونکہ خدا تعالی کے فضل سے مجھے جو قوت کارعطا فرمائی ہے' یقین کرو کہ میں اسے چند حقیر اور فانی ہستیوں کے مدافع کیلیے ضائع نہیں کرسکتا ' اور اگر ایسا کروں تو خدا مجھسے اپنا رشتہ کاٹ لے ' اور مجھے جنگل کی ایک سوکھی لکڑی کی طرح آگ میں ڈالدے - میں حق کی خاطر دشمنوں میں گھرا ہوا ہوں ' اور ایسی ایسی قوتیں میری دشمن ہیں جنکے ہاتھہ میں قانون کا آلہ ' جیلخانے کی کوٹھریاں' اور سولی کے تختے ہیں - پر باوجود اسکے کہ اس نصف صدی کے اندر کسی انسان کو بھی ایسی بے پردہ صاف بیانی کی توفیق نہیں ملی جیسی کہ اس عاجز کو بارگاہ الہی سے مرحمت ہوئی ہے' وہ مجھپر قابو نہ پا سکے اور خدا نے مجھے چھوڑ دیا تا نہ میں اپنے کاموں کو پورا کرلوں - انہوں نے اُن لوگوںکو پکڑا جنہوں نے کوئی ادنی سا اشارہ کر دیا تھا ' پر وہ اس سے متعرض نہوے جسنے صاف صاف انا الحق کے نعرے لگاے ہیں - بہت ممکن ہے کہ اب ایسا ہو' مگر بیچ بوے کی فرصت تو مجھے مل ہی گئی - وعلی اللہ فلیتوکل المومنون !

پھر کیا تمہاری عقل اسے قبول کرتی ہے کہ جس شخص کا یہ حال ہو' وہ چند انسانوں کی خاطر اپنے کاموں کو بالکل بھلا دیگا ' اور لوگوں کو اُس شے کی طرف بلائیگا ' جسکی تصدیق اسکے اندر سے نہیں ہوتی ؟ فہل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ؟

ہاں' تم شریعت کے حامل اور مدعی ہو تو میں بھی صرف شریعت ہی کیلیے رو رہا ہوں - اسکے سوا میرا کوئی مطالبہ نہیں - میں دیکھہ رہا ہوں کہ ندوۃ العلما کے کاموں میں شریعت کو مٹایا جا رہا ہے ' اور وہ سر سے لیکر پیر تک اپنے کسی کام میں بھی شریعت کے مطابق نہیں - جب مجھے اسکا اطمینان ہوگیا تو میں نے زبان کھولی اور قلم کو دل سے اٹھے ہوے افکار کا تابع کردیا - اب میرا اور تمہارا معاملہ صرف شریعت ہی کیلیے ہے - جب تک شریعت کے احترام کا ندوہ یقین نہ دلادیگا ' میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا - تم کسی طرح بھی مجھسے بھاگ نہیں سکتے - مجھسے بچنے کیلیے تمہارے پاس کوئی گوشہ نہیں - میں جو کچھہ سمجھہ رہا ہوں اگر یہ غلط ہے تو خدا را شریعت ہی کے نام پر آؤ اور مجھے بتلا دو - میں خداے شریعت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اپنے تئیں شریعت کے مطابق ثابت کر دکھایا تو سب سے پہلے جو شخص تمہارے ہاتھوں پر جوش احترام سے بوسہ دیگا وہ میں ہوں - چھوڑ دو مولانا شبلی کی معتمدی کے قصے کو اور اُسکی سرگذشتوں کو - جماعت کا سوال اس سے بہت زیادہ مقدم ہے کہ ایک فرد مفسدوں کا نام لیا جاے ' اور میرے عقیدہ میں تو وہ بھی تمہارے ساتھہ ان تمام مفاسد کے جوابدہ ہیں - آؤ' صرف اُسی شریعت کے نام پر ہم تم فیصلہ کرلیں جسکی بنا پر تم نے اسٹرائک کیلیے فتوا دیا ہے - ہم میں اور تم میں شریعت کے سوا کوئی حکم نہو : تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ! آؤ اور اٹھو ' تاکہ اس دور رسوم میں حق اور راست بازی کے سچے فیصلوں کی ایک نئی نظیر قائم کردیں اور دنیا کو دکھلا دیں کہ مدعیان علم و پیشوائی میں اب بھی خوف الہی اور راست بازی باقی ہے ' اور انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کا حکم اب بھی انکے دلوں کو نرم کرسکتا ہے - ساری تجویزوں اور تمام اخبارات کے مضامین کو یک قلم ملتوی کرکے ہم تم ایک مقام پر جمع ہو جائیں ' اور شریعت کی کتاب کو سامنے رکھکر اسپر قسم کھالیں کہ " اللہ کو حاضر و ناظر سمجھکر اور ہر طرح کی نفسانیت اور ذاتی غرضوں کی نجاست سے ضمیر کو پاک کرکے ' شریعت اور اُمت کی بھلائی کو اپنے سامنے رکھیں گے ' اور سچی روحوں اور راست باز انسانوں کی طرح جو کچھہ کھلا کھلا شریعت کا حکم ہوگا' اُسے فوراً مان لینگے - اگر ایسا نہ کریں تو : لعنۃ اللہ علی الکاذبین ! "

اگر تم نے ایسا کیا تو سارے جھگڑے لمحوں میں ختم ہو جائینگے - پھر اے وہ لوگو کہ اپنی شریعت پرستی پر مغرور ہو' کیا تمہیں یہ فیصلہ منظور ہے ؟

آخر میں اُن علماء سے جنہوں نے ۲۶ کے جلسے میں اسٹرائک کو خلاف شریعت قرار دیا ہے ' درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنا فتوا شائع کردیں تا کہ معلوم ہو کہ قرآن و حدیث کے کن دلائل کی بنا پر یہ فتوا دیا گیا ہے ؟

سات نئے طلبا کے اخراج کا حکم

جلسۂ انتظامیہ کے فیصلے کا بقیہ حصہ اب معلوم ہوا ہے کہ علاوہ مولوی محمد حسین صاحب کے سات دیگر طلبا کیلیے بھی اخراج کا فیصلہ کیا گیا ہے - انا للہ و انا الیہ راجعون - خیر ' یہ جو کچھہ کرنا چاہتے ہیں کرلیں - چند روزہ حکومت اور باقی ہے - عنقریب کھل رہیگا کہ اپنی قوۃ کی نسبت یہ کیسے دھوکے میں گرفتار ہیں ؟ طلبا نے اسٹرائک کرنے کے بعد ابتک نہایت امن پسندی اور عمدہ رویہ کا ثبوت دیا ہے - اُنہیں قوم پر اعتماد کرنا چاہیے اور یقین کرنا چاہیے کہ انکے فیصلے کی اپیل کیلیے ابھی بہت سی عدالتیں باقی ہیں' اور یہ جو کچھہ ہوا قانون نہیں بلکہ قانون کا مضحکہ تھا - کلکتہ کی مجلس نے اسٹرائک کے ختم کردینے اور محمد حسین کے داخل کرلینے کا مشورہ دیا تھا' اور بہ حالت موجودہ اس سے زیادہ باہر کے لوگ حکام دار العلوم کا ساتھہ نہیں دیسکتے - بہتر تھا کہ وہ اس مشورہ پر عمل کرتے - انتہائی ذلت و خسران کے بعد گزرے ہوے وقت کو یاد کرنا کچھہ مفید نہ ہوگا : فسیعلمون من ہو شر مکاناً و اضعف جنداً ؟

مسئلۂ قیــام الهــلال

الهــلال میں " مسئلۂ قیام الهــلال کا آخری فیصلہ " پڑھکر اس نیازمند کو اور نیز تمام احباب شہر کو جس قدر صدمہ ہوا اسکا بیان کرنا الفاظ کی قدرت سے باہر ہے - حضرت خود اندازہ فرمالیں کہ جن گم گشتگان ضلالت کو عرصے کی تاریکی کے بعد ایک ہدایت کا ستارہ نظر آیا ہو ' اسکے بھی غروب ہو جانے کی خبر سنکر انکے دلوں کا کیا حال ہوگا ؟

یہ بالکل سچ ہے کہ الهــلال اپنی دعوۃ مقدسہ کا فرض اولین ایک معجزانہ قوۃ الہی کے ساتھہ تھوڑے ہی عرصے میں ادا کرچکا ' اور یہ بھی بالکل درست ہے کہ ایک عام بیداری اور ولولۂ عمل بالاسلام اس نے قوم کے ہر طبقہ میں پیدا کردیا ہے ' اور کوئی نہیں جسکے سامعہ تک ایک مرتبہ بھی اسکی صداء حق پہونچی ہو اور اسکے دلوں نے اسکا استقبال نہ کیا ہو - تاہم الهــلال کا صرف اتنا ہی کام نہ تھا ' اور جہاں اس تحریک کی عملی تکمیل کیلیے بعد کی خاموش منزلوں کی ضرورت ہے ' وہاں اسکی بھی تو ضرورت ہے کہ صداء غفلت شکن جاری رہے ' اور جو آگ سلگ اٹھی ہے اسے برابر ہوا ملتی رہی ؟ پھر اس سے بھی قطع نظر الهلال صرف ایک دعوۃ دینی ہی کی حیثیت نہیں رکھتا ' بلکہ وہ تمام قوم میں ایک ہی ادبی رسالہ ' ایک ہی علمی رسالہ ' ایک ہی آزاد سیاسی آرگن ' اور ایک ہی یورپ کے اعلے نمونے کا جرنل ہے - اس وقت تک جس جس شاخ پر اس نے توجہ کی ہے ' اس سے بڑھکر مضامین کسی دوسرے قلم سے نہیں نکلے ہیں - پھر اگر جناب کا اولین فرض دعوۃ پورا ہوچکا ' تو کیا قوم کیلیے ایک بہترین علمی ' ادبی ' اخلاقی اور سیاسی جرنل کی ضرورت بھی ختم ہوگئی - حالانکہ الهــلال کو الگ کردینے کے بعد تمام ملک میں ایک رسالہ بھی اس درجہ کا نہیں نظر آتا -

میری معلومات ممالک اسلامیہ کی نسبت زیادہ نہیں ہے ' مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے ٹرکی اور مصر سے بھی کوئی ماہوار رسالہ اسقدر مختلف مذاقوں اور مختلف حیثیتوں کا جامع نہیں نکلتا

پس فی الحقیقت الهلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم اسلامی میں ایک ہی ہفتہ وار رسالہ ہے - خدا کیلیے ' اسکے رسول مقدس کیلیے اس دین برحق کیلیے جس سے بڑھکر آپکو دنیا میں کوئی شے محبوب نہیں ' اس قران کریم کیلیے جسکے عشق میں آپ کا ایک ایک حرف ڈوبا ہوا ہے ' ہم عاجزوں کی اس درخواست کو منظور کیجیے کہ الهلال برابر اسی آب و تاب سے جاری رکھا جاے ' اور حضرت کی زندگی تک (جسکی طوالت و برکت کیلیے نہیں معلوم کتنے دلوں سے روز دعائیں نکلتی ہیں) وہ جاری رہے -

رہا اسکا مالی مسئلہ تو خدارا اسقدر بے پروائی نہ کیجیے - اور ایک سچے قومی کام میں اگر قوم مدد کرنا چاہے تو اسے قبول کرلیجیے - بڑی مصیبت یہ ہے کہ آپ کسی کو خدمت کا موقع دیتے ہی نہیں - میں تو قسم خدا کی الهلال کیلیے اپنا سب کچھہ لٹانے کیلیے ہر وقت طیار ہوں ' اور یقین فرمالیے کہ جو کچھہ جناب نے اپنے سلسلے کے خاص خدام کا حال لکھا ہے ' اس سے بڑھکر ہم مہجور طیار و آمادہ ہیں - میں جس مکان میں رہتا ہوں وہ تقریباً دس ہزار روپے میں بنکر طیار ہوا تھا - میں بخوشی اسے الهلال کی خدمت کیلیے نذر کرتا ہوں آپ مجھے اجازت دیجیے میں اسے فروخت کرکے روپیہ بھیج دیتا ہوں ' اور خود کرایہ دیکر مکان میں رہتا ہوں -

آہ مولانا ! آپکو ابھی اپنا اثر اور اپنی قوت معلوم نہیں - اگر خدا نے کوئی امتحان کا موقعہ دیا تو آپکو معلوم ہوگا کہ جو لوگ آپسے صدہا کوس کے فاصلے پر ہیں ' وہ شب و روز آپکا تصور اور آپکی یاد اپنے لیے کس طرح عبادت سمجھتے ہیں ؟

مضمون کے آخر میں آپنے دو ہزار نئے خریداروں کیلیے لکھا ہے - میں نہیں سمجھتا کہ صرف اس سے کیا ہوگا ' اور کب تک آپ اسکا انتظار کریںگے - جی ڈر رہا ہے کہ کہیں جلد آپ کوئی فیصلہ نہ کر بیٹھیں - ہم تو اپنی جان و مال لٹانا چاہتے ہیں ' اور آپ صرف خریداروں کا ذکر کرتے ہیں - خیر دس خریداروں کی فہرستیں منسلک عریضہ ہذا ہے ' انکے نام وی - پی - بھیجدیجیے - گرمیوں کی پوری تعطیل میں دورہ کرونگا اور گاوں گاوں پھرونگا - لیکن ان باتوں سے میرے خیال میں تو کچھہ ہوتا نہیں - الهلال کے مصارف بے شمار ہیں ' اور ضرورت ہے کہ ایک دو کئی لاکھہ روپیہ صرف کرکے آپ اسکو اسدرجہ وسیع و قوی کر دیں کہ ہمیشہ کیلیے وہ مستحکم ہو جاے - آخر میں پھر بہ ہزار منت و عجز سائل ہوں کہ میری درخواست بالا کو قبولیت عطا ہو -

محمد حسین ہڈ کلرک صاحب انجنیر بمبئی -

الهــلال :

پچھلے ہفتہ سے جو تحریرات آ رہی ہیں ان میں سے صرف اس تحریر گرامی کو درج کیا گیا - جزا کم اللہ خیر الجزاء - آپکی محبت دینی اور جوش فدا کاری کا صلہ صرف خدا ہی سے ملسکتا ہے - لفظوں میں میں کیا لکھوں ؟ باقی جو عطیۂ محبت آپنے پیش کیا ہے ' اسکی سر دست کوئی ضرورت نہیں ہے - جس حال میں ہوں مجھے اسی میں رہنے دیجیے - صرف خریدار بہم پہنچا کر آپ اس مسئلہ کو بہتر طریقہ سے حل کر دینگے - اس سے زیادہ کا طالب نہیں اور نہ ضرورت ہے - اپنے اصول سے مجبور ہوں ' ورنہ آپکی محبت فرمائی تو بہت ہی کشش رکھتی ہے - اللہ ایسے قیمتی جذبات سے بہت جلد کام لے کہ ملۂ قویمہ کا اصلی خزانہ یہی ہے -

---

الهــلال کــی ایجنســی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الهــلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

الهلال

۱۱ جمادی الاول ۱۳۳۲ هجری

مدارس اسلامیه

به سلسلهٔ " ندوة العلما "

مولود فساد کا کامل بلوغ

نئے عهده داروں کا سازشي تقرر

مزعومه و مفروضه نظامت ندوة العلماء

(۲)

اے معتکف زاویهٔ ندوه کجائي ؟
از پردهٔ دروں آے که ما محرم رازیم !

گذشته اشاعت میں بحث و نظر کیلیے بالترتیب تین طریق پیش کرچکا هوں جنکے علاوه دنیا میں جواز و عدم جواز کے معلوم کرنیکا اور کوئی طریقه نہیں هوسکتا - آج چاهیے که بالکل اصول اور بحث حقیقت پر نظر رکھکر اس کار روائی کو الگ الگ ان هر طریقه سے جانچیں -

ابھی بحث و انکشاف کا بهت بڑا میدان باقی هے - علی الخصوص صیغهٔ مال اور تعمیرات کی داستان ' اسلیے بحث مختصر هوگی اور بالکل دفعه وار ' تاکه نتیجه بهت جلد سامنے آجاے -

۲۰ جولائی کے جلسهٔ انتظامیه میں نئے عهده داروں کو مقرر کیا گیا هے - اس کار روائی کی صحت و عدم صحت اور جواز و عدم جواز کو تین حیثیتوں سے جانچنا چاهیے جو در اصل دو اصولوں سے عبارت هیں - یعنی :

(۱) استحقاق و اهلیت کے لحاظ سے -
(۲) قوانین و قواعد کي بنا پر : ایک قواعد عمومی هیں - ایک خود ندوه کے قواعد -

(۱)

اهلیت کے معنی یه هیں که جس کام کیلیے جس شخص کو مقرر کیا جاے ' اسکے انجام دینےکی اقلاً ضروري قابلیتیں اسمیں موجود هوں -

یه ایک ایسي بات هے جسکے ماننے سے کسی صاحب عقل کو انکار نهوگا -

قابلیتوں پر نظر ڈالنے کی بھی دو صورتیں هیں - ایک یه که اس قسم کے کاموں کیلیے عام اوصاف و صفات جو هونے چاهئیں ' انکی جستجو میں نکلیں -

دوسري یه که هر کام اپنے اندر بعض خصوصیتیں رکھتا هے ' اور وهي خصوصیات اس کام کو دوسرے کاموں سے الگ کرتی هیں اور اسکي هستي کی اصلی روح هوتی هیں - منطق کی اصطلاح میں انهیں " فصل " کهیے -

انجمن ' مدرسه ' کلب ' مسجد ' تماشا گهر ' سب کے سب انسانوں کے جمع هونے کے مقامات هیں - لیکن انجمن کا اجتماع اور هے ' مدرسه کا اور ' مسجد کا اور ' اور فٹ بال کے میدان کا اور -

پھر ان میں بھی هر قسم کا اجتماع باهم یکدگر خصوصیات رکھتا هے - انجمن حمایت اسلام ' ندوة العلما ' ایجوکیشنل کانفرنس ' مسلم لیگ ' سب انجمنیں هی هیں - لیکن ان میں سے هر انجمن کی الگ الگ خصوصیات بھی هیں ' اور وهي انکی زندگي کی بنا اور انکی هستي کی ضرورت هیں -

پس اهلیت اور قابلیت کے جانچنے کیلیے همیشه یهی دو طریقے هونگے که عام حیثیت سے ایسے کاموں کیلیے جس قسم کي قابلیتوں کي ضرورت هو ' پہلے انکو تلاش کیا جاے - اسکے بعد اُس کام کي خصوصیات اور مخاص امور کو پیش نظر لاکر اسکے انجام دینے کی قابلیت جانچی جاے -

میں شرمنده هوں که ایسی بے حقیقت کار روائیوں کیلیے ایسی اصولی اور عظیم الشان تمهیدوں کے بیان کرنے میں وقت ضائع کر رها هوں اور اسطرح نا اهلوں کو انکی حیثیت سے زیاده اهمیت دے رها هوں ' مگر کیا کروں که قوم کي غفلت سے یه معامله یهاں تک پهنچ گیا هے اور اب اسکو صاف کرنے کے لیے قیمتی وقت اور دماغ کو ضائع کرنا هی پڑتا هے -

بهر حال اهلیت جانچنے کے یهي دو قدرتی وسائل هیں - البته همیں یاد رکھنا چاهیے که قوم میں قحط الرجال هے ' اور هماری موجوده قابلیتیں ایسی نہیں هیں که هم ایسی انجمن کا عهده دار تلاش کرنے کیلیے بهت هی بلند معیار اپنے سامنے رکھیں - ایسا کرینگے تو همیں آدمیوں کا ملنا مشکل هو جائیگا - پس ندوة العلما کے ناظم کیلیے بھي گو بحث اصول کی بنا پر هو ' لیکن قابلیت کا معیار بهت بلند نه رکھا جاے ' اور ادنی سے ادنی درجه کا مستحق ناظم بھی اگر همیں ملجاے تو بلا تامل قبول کر لینا چاهیے -

آخر علی گڈه کالج کو هر سکریٹري سر سید احمد کا سا تو نہیں ملا ؟ حقیقت اور قابلیت کا یهاں تک پاس کیجیگا ؟ جی تو چاهتا هے که آج قوم کا هر فرد غزالی و رازی هو ' اور اپنی هر انجمن کا ناظم ایسی کو بنائیں جو سر سے لیکر پیر تک علم و اهلیت کا پیکر و مجسمه هو ' لیکن ایسا چاهنے سے کیا هوتا هے ؟ جب قابلیتوں کا قحط هے اور هر جانے والا اپنی خوبیوں کو اپنے ساتھ لے جاتا هے تو اسکے سوا چاره نہیں که اپنی نظر بلند نه کیجیے اور خود هی معیار انتخاب آسان بنا دیجیے - کم سے کم بھی جو اچھا ملجاے ' اُسے اس طرح پسند کرلیجیے ' گویا آپکے لیے بهتر سے بهتر یهی هے -

(نظامت عام نظر سے)

یه سب کچھ سمجھ لینے کے بعد اب غور کیجیے که ندوة العلما کیلیے ناظم قرار دیا جاتا هے - ندوه عام حیثیت سے ایک انجمن هے ' اور اپنی خصوصیات کے لحاظ سے احیاء ملت و دعوة دینی کی ایک تحریک جو علوم عربیهٔ و دینیه کی اصلاح کرده نظام کے ذریعه موجوده زمانے کیلیے جامع حیثیات علما پیدا کرنا چاهتی هے - اس بنا پر اُس نے ایک مدرسه قائم کیا هے - جسمیں :

(۱) نصاب قدیم کی اصلاح کی هے -
(۲) علوم ادبیه و دینیه کی تعلیم کا خاص اهتمام کیا هے -
(۳) نئی ضرورتوں کی بنا پر نئے علوم اور زبانوں کو شامل کیا هے -

وہ باقاعدہ انجمن ہے - مسلمانوں کا ایک عظیم الشان کام ہے - قوم کی خدمت کرنے والوں کا میدان عمل ہے - مختلف شاخوں کے عملہ اور کارکنوں کا مجموعہ ہے - مدرسہ ہے - تعلیم و تربیت کی جگہ ہے - اور اپنی خاص و ممتاز خصوصیات بھی رکھتا ہے -

پس ضرور ہے کہ اسکا ناظم ایسا شخص منتخب کیا جائے جو صاحب علم و فضل ' منتظم و مدبر ' کاردان و باخبر ' اور قوۃ عملی و اداری رکھتا ہو - نیز قوم کی نظروں میں اپنے ان اوصاف کے لحاظ سے معروف ہو تاکہ وہ اسپر اعتماد کر سکے -

سب سے زیادہ یہ کہ قوم کی خدمت کا سچا ولولہ اسکے اندر ہو - ایثار اور قربانی کیلیے طیار ہو - قوم اور اسکے کاموں کیلیے کچھہ نہ کچھہ اپنا کھو سکے - کیونکہ نہ ہوں تو پھر باوجود ہر طرح کی قابلیتوں کے ایک جسد بے روح ہوگا -

ساتھہ ہی اسکی بھی ضرورت ہے کہ وہ ایک انجمن کا افسر اعلی ہوکر ایسا بے دست و زبان نہو کہ محض ایک ملبوس پتلے کی طرح جلسوں میں بٹھا دیاجائے - وہ ایک قومی انجمن کا سکرتری ہوگا جسکے تمام کام قوم کی توجہ اور تعلقات ہی سے چل سکتے ہیں - پس ضرور ہے کہ صاحب قلم و صاحب زبان ہو اعلی درجہ پر نہیں تو سادہ طریقہ ہی سے لکھہ سکے اور بول سکے - علی الخصوص ایسی حالت میں کہ وہ ملک کی ایک عظیم الشان کانفرنس کا سکریٹری اور ایک تعلیمی مجلس کا افسر کل ہوگا -

یہ اوصاف عام حیثیت کے لحاظ سے ہیں کہ تعلیمی و دینی انجمنوں کے ناظم میں ان اوصاف کا ہونا ضروری ہے -

(خصوصیات ندوہ)

اسکے بعد ندوہ کی خصوصیات سامنے آتی ہیں - ندوہ محض انجمن ہی نہیں ہے بلکہ ایک خاص طرح کی انجمن ہے - پس اسکے سکریٹری میں بھی اوصاف مذکورۂ صدر ایک خاص صورت میں ہونا چاہئیں - معیار ادنی سے ادنی درجے کا قائم کیجیے جب بھی اقلاً ندوہ کے ناظم کیلیے ضروری ہوگا کہ وہ " مسئلۂ تعلیم علوم اسلامیہ " اور " مسئلۂ اصلاح " کا اندازہ داں ہو جو ندوہ کے سب سے بڑے کام کا جوہر اصلی ہے - دار العلوم ندوہ دعوا کرتا ہے کہ وہ اپنے اصلاح یافتہ طریق تعلیم اور نصاب کتب سے ایسے علما پیدا کریگا جو قدیم مدارس عربیہ سے پیدا نہیں ہوسکتے - فن ادب اور فن تفسیر کے قدیم طریق تعلیم پر وہ معترض ہے اور اپنا ایک خاص طریقہ پیش کرتا ہے - پس یہ بھی ضروری ہے کہ اقلاً و تنزلاً وہ ایسا شخص ہو جو دار العلوم کی تعلیم و طرز تعلیم کی نگرانی کرسکے -

(موجودہ مدعی نظامت)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مولوی خلیل الرحمن صاحب نامی ایک بزرگ کو ندوہ کا ناظم قرار دیا جاتا ہے - یہ کون صاحب ہیں ؟ کوئی مشہور صاحب علم و فضل ہیں ؟ نہیں - کسی درسگاہ کے معلم ہیں ؟ نہیں - کسی انجمن کے مشہور عہدہ دار ہیں ؟ نہیں - عربی کے ماہر ہیں ؟ نہیں - انگریزی کے گریجویٹ ہیں ؟ نہیں - مسئلہ تعلیم و مسئلہ اصلاح سے خاص دلچسپی رکھنے والے ہیں ؟ نہیں - خیر کم از کم اصلاح اور تجدید کے معتقد ہیں ؟ نہیں - اچھا قوم انکو ان کاموں کی حیثیت سے جانتی ہے ؟ یہ بھی نہیں - آخر وہ کیا ہیں ؟ یہ بھی معلوم نہیں - پھر کہاں جائیں ؟ اسکا بھی جواب یہی ہے کہ نہیں !

خیر - اگر قوم انہیں اب تک نہیں جانتی تھی تو اب جان سکتی ہے ' اور یہ کچھہ ضروری نہیں کہ صرف صاحب شہرت اشخاص ہی صاحب حقیقت بھی ہوں - کتنی شہرتوں کے غلاف ہیں جنکے اندر کچھہ نہیں ہے ' اور کتنی ہی علم و اہلیت کے خزانے ہیں جو خاک گمنامی کے اندر چھپے ہوے ہیں ؟ ہمیں فیصلہ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے - جتنے حالات معلوم ہو سکے ہیں انکو سامنے لانا چاہیے ' اور مزید حالات اُن لوگوں سے پوچھنا چاہیے جنہوں نے انکی آرزوے نظامت کو شرف قبولیت عطا فرمایا ہے -

پس جسقدر معلوم ہے پہلے آپ سن لیجیے - اسکے بعد غیر معلوم فضائل کیلیے معترف و مویدین کی خدمت میں چلیے گا -

(مولوی خلیل الرحمن صاحب)

(۱) مولوی خلیل الرحمن صاحب کے متعلق جسقدر حالات عام طور پر معلوم ہیں وہ یہ ہیں کہ انکے والد ایک مشہور عالم مولانا احمد علی مرحوم سہارنپوری تھے جنہوں نے صحیح بخاری کو ایڈٹ کرکے شائع کیا ' اور پھر صحیح مسلم مع شرح نووی کے اپنے مطبع میں صحت و خوبی کے ساتھہ طبع کی - لیکن میں جہاں تک سمجھتا ہوں اس وصف سے ندوہ کی نظامت کے مسئلہ میں کچھہ مدد نہیں ملسکتی -

اسکے بعد وہ تاجر ہیں - " خلیل الرحمن منظور النبی " نامی فرم کے مالک ہیں اور لکڑی کا کاروبار کرتے ہیں - بہت دولت مند ہیں ' مگر دولت کی صحیح مقدار کے تعین میں اختلاف ہے - منشی محمد علی محرر مال ندوہ کی روایت سات لاکھہ کی ہے - لیکن مولوی صاحب کے ایک دوست جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں ' اس روایت کو موقوف قرار دیکر جرح کرتے ہیں ' اور خود انکی مرفوع متصل روایت یہ ہے کہ چار لاکھہ روپیہ سے زیادہ بینک میں نہیں ہے - اللہم زد فزد -

میں یقین کرتا ہوں کہ اس وصف سے بھی مسئلۂ نظامت کے حل کرنے میں کوئی مدد نہیں ملسکتی ' اور اگر مدد لیجاے تو کلکتہ کا ایک معمولی مارواری جو لفظ " ندوہ " کا تلفظ بھی ٹھیک نہیں کرسکتا ' مولوی صاحب سے زیادہ نظامت ندوہ کا مستحق ہے -

قوت انتظامی کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں کیونکہ وہ اب تک کسی جماعتی کام کے رکن کار فرما رہے ہی نہیں - قوم میں انکا وقار نہیں ' کیونکہ قوم انہیں کسی پبلک کام کی حیثیت سے جانتی ہی نہیں ہے - لکھہ وہ نہیں سکتے ' بول وہ نہیں سکتے ' چار آدمیوں کے سامنے اگر اپنی مجلس ہی کو پیش کرنا پڑے تو سواے ایک تنحنح مسلسل اور صوت منحنی منقطع کے اور کچھہ سنائی نہ دیگا :

اے ہم نفس ! نزاکت آواز دیکھنا !

رہی علمی قابلیت تو جہاں تک مجھے معلوم ہے میں بہت شک کے ساتھہ لکھتا ہوں کہ وہ کسی لڑکے کو کافیہ بھی اچھی طرح پڑھا سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور اگر وہ اپنے حدود سے باہر قدم نہ نکالیں تو یہ انکے لیے کوئی عیب کی بات نہیں ہے - جو شخص جس کام میں نہیں رہتا اُس سے بے خبر ہی رہتا ہے - وہ اگر مولانا عبد اللہ ٹونکی سے لکڑی کی قسمیں دریافت کریں تو شاید چار نام بھی نہیں بتلا سکیں گے - فی نفسہ انکے لیے یہ تعریف کی بات ہے کہ انہوں نے باوجود علما کے خاندان سے ہونے کے اپنا بار علماے ندوہ کی طرح قوم کے اندوختہ پر نہ ڈالا ' اور ایک شریف شہری کی طرح کاروبار تجارت میں مشغول رہے -

جب حالت یہ ہو تو علوم عربیہ و دینیہ کا تو اس مبحث میں نام لینا بھی علم کی ایک ایسی بے حرمتی ہے جس سے زیادہ تصور میں آ نہیں سکتی - عمر بھر وہ اپنے کاروبار میں رہے - نیپال کے جنگلوں میں درخت چرواے اور سہارنپور میں لاکر انہیں فروخت کیا - علمی زندگی کا کبھی اُن پر سایہ بھی نہیں پڑا - نہ تو کسی فن کو حاصل کیا ہے اور نہ کتابوں کو دیکھا ہے - نہ وہ جانتے ہیں کہ درس و تدریس کیا شے ہے ' اور تعلیم و نصاب تعلیم کس قسم کی لکڑی کا نام ہے اور اُسکا نرخ کیا ہے ؟

(۲) جب ایک شخص کی عام قابلیت کا یہ حال ہو تو پھر ندوہ کی خصوصیات کے لحاظ سے بحث کرنا محض فضول ہے -

میں پورے اطمینان کے ساتھہ کہتا ہوں کہ یہ لکھہ پڑھے تاجر اتنا بھی نہیں جانتا کہ ندوہ کے مقاصد و اغراض کیا کیا ہیں ' اور اصلاح دینی و تعلیمی سے مقصود کیا ہے ؟ انکو سمجھنا اور انکے مطابق ندوہ کو چلانا تو ایک بہت ہی بڑی بات ہے - البتہ یہ ضرور جانتا ہے کہ ندوہ میں اصلاح کے نام سے کچھہ باتیں ہیں ' اور جہاں تک ممکن ہو مجھے انکی مخالفت کرنی چاہیے ' اور انھیں مٹانا چاہیے - چنانچہ اصلاح کی ہر تحریک و تجویز کا وہ ہمیشہ اشد شدید منکر و عدو رہا ' اور اسکی ایک بڑی فہرست عند الضرورت پیش کی جاسکتی ہے -

اسکے معلوم کرنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ اہلِ علم کی ایک مجلس منعقد کی جاے اور اس دولت مند آدمی سے کہا جاے کہ ندوہ کے اغراض و مقاصد بیان کرے - ساتھہ ہی ایک دن پیشتر سے اُسے خبر بھی دیدی جاے ' اور کہدیا جاے کہ جس کسی سے پوچھہ سکتا ہے پوچھہ لے ' اور جسقدر ندوہ کی رپورٹیں اور تقریریں چھپی ہیں ' اُن سب کو چاٹ لے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ باوجود اسکے بھی وہ اس شے سے اسقدر ابعد و اجہل ہے کہ کسی طرح بھی بیان نہ کرسکے گا - اور گو چیختے چیختے تھک جاے ' اور اُسکی گردن کی رگیں زخمی ہوجائیں ' مگر پھر بھی ندوہ کی حقیقت اسکے گلے سے نہ نکل سکے گی !

(سو روپیہ کا انعام)

مجھے اس پر اسقدر وثوق ہے کہ اگر مولوی خلیل الرحمن صاحب اِسے منظور کرلیں تو میں سو روپیے کے انعام کا اعلان کرتا ہوں - جلسے سے پہلے منشی احتشام علی صاحب یا مولوی محمد نسیم صاحب کے پاس (کہ موجودہ نظامت کی گاڑی اسی جوڑی سے چل رہی ہے) امانت رکھوا دونگا - انعام کا ذکر اسلیے کیا کہ مولوی صاحب کو نقد شے ندوہ کی نظامت سے بھی زیادہ محبوب ہے ' اور جب کبھی حضرت کے دونوں معشوقوں کے حسن میں مقابلہ آپڑتا ہے ' تو اول الذکر ہی کی محبوبیت انکے عشق کہن سال پر فتح یاب ہوتی ہے !

هست ایں قصۂ مشہور و تو هم می دانی !

یا سبحان اللہ ! انقلاب دہر کا اس سے بڑھکر اور عبرت انگیز منظر کیا ہوگا کہ ندوۃ العلما کی نظامت کا دعوا ایک ایسے شخص کو ہو جو تمام اوصاف و فضائل ضروریہ ایک طرف رہے ' بدبخت ندوہ کی حقیقت ہی سے بے خبر ہو ' اور جسقدر جانتا بھی ہو اسکا اشد شدید منکر و مخالف ہو ' پھر مولوی عبد الحی صاحب تحریک کریں اور دس آدمی بیٹھکر (جنکو غریب قوم کا جمع کردہ روپیہ کرایے کیلیے دیکر بلایا گیا ہو) منظوری کا پروانہ لکھدیں ؟

مدار روزگار سفلہ پرور را تماشا کن !

(اخـــلاق و ایثـــار)

(۲) خیر - اسکو بھی جانے دیجیے - اگر علم و قابلیت نہیں ہے تو نہ سہی - ایک دوسرا عالم اقلیم اخلاق و جذبات کا بھی ہے جس کا ایک ذرہ حاصل بھی حاصل ہوجاے تو دماغی قابلیتوں کے بڑے بڑے خزانے اُسپر نثار کر دینے چاہئیں - ہر شخص عالم نہیں ہوتا مگر ہر شخص کے پہلو میں دل ضرور ہوتا ہے - ایک جاہل شخص بھی اپنے اندر ایسے اخلاقی جوہر رکھہ سکتا ہے جسکے آگے بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کے دعوے ہیچ ہوں - مان لیجیے کہ وہ اُن دماغی قابلیتوں سے محروم ہیں جو ندوہ کی سکرٹری شپ کیلیے ضروری ہیں ' لیکن اگر اُن میں قومی خدمت کا سچا ولولہ ہے ' اگر قوم کی شیفتگی و محبت نے انکے دل پر قبضہ کرلیا ہے ' اگر وہ اُسکی راہ میں قربانیوں کیلیے طیار ہیں ' اگر اُسکے لیے اپنے مال و متاع کا ایک تھوڑا سا حصہ بھی لٹا سکتے ہیں ' یعنی اگر اُن میں ایثار و فدویت کا جذبہ موجود ہے ' تو پھر اُنسے بڑھکر اس میدان کا مرد اور کون ہوسکتا ہے ؟ قابلیت کہیں نہ کہیں مل ہی جائیگی - لیکن یہ متاع عزیز تو بڑی ہی نایاب ہے - اسے کھو دینگے تو پھر کہاں سے ہاتھہ آئیگی ؟ ایک شخص قابل آدمیوں کو اپنے ماتحت رکھکر کام نکال لے سکتا ہے - مصر کے تخت پر کافور حکومت کرتا ہی رہا جو ایک حبشی خواجہ سرا تھا ' اور متنبی جیسے مغرور عرب بادیہ نے اُسکی مدح میں قصیدے لکھے - یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کا اسدرجہ خیال کیا جاے - اصل شے سچے جذبات اور جوش ایثار و جاں نثاری ہے - یہ اگر ملجاے تو پھر تمام باتوں سے آنکھیں بند کر لیجیے -

اچھی بات ہے - آئیے - اب اسی راہ چلکر دیکھیں کہ ہمارے " ناظم صاحب " کہاں تشریف رکھتے ہیں ؟ اگر ایک جلوۂ حقیقت بھی نظر آگیا تو کم از کم میں تو وعدہ کرتا ہوں کہ ندوہ کی نظامت بلا غل و غش و بلا شرکت غیرے اُنکے حوالے کر دینے کا مشورہ دونگا - اور اتنا ہی نہیں بلکہ انکے سپرد کرکے اندر سے کنڈی بھی لگا دونگا تاکہ اور کوئی دوسرا قبضہ نہ کرلے - پھر سکندر اعظم اگر ارسطاطالس کو بھی بھیجیگا تو دروازہ کھولدو ' جب بھی دروازہ نہیں کھلنے کا :

متفق گردند راے بوعلی با راے من !

مولوی صاحب کا اولین وصف امتیازی جو تمام جنس علما میں انکے لیے بمنزلۂ فصل کے ہے ' یہ ہے کہ وہ دولت مند ہیں ' اور باختلاف روایت چار سے سات لاکھہ روپیہ تک انکا بینک میں موجود ہے - ندوہ کی نظامت کے وہ ایسے عاشق زار ہیں کہ برسوں سے اسکے فراق میں مضطر و بیقرار ہو رہے ہیں ' اور بارہا حاشیہ نشینان بارگاہ کے آگے آہ و زاری کرچکے ہیں کہ خدا را ' اور نہیں تو صرف ایک ہی رات کیلیے اس شاہد بے پروا کو میرے حوالے کردو کہ برسوں کی دبی ہوئی حسرتوں کیلیے ایک شب خلوت بھی بہت ہے !

ایک بوسے پہ یہ تکرار ؟ حیف !

دس نہیں ' سو نہیں ' ہزار نہیں !

پس اس راہ میں ایثار جان سے پہلے ایثار مال کی جستجو کرنی چاہیے کہ آجتک اسقدر انفاق ندوہ کیلیے کیا جاچکا ہے ؟

افسوس کہ ہمارے مولانا گو عشق پیشہ ہیں لیکن عمل اس پر ہے :

گر جاں طلبد مضائقہ نیست

زر می طلبد ' سخن درینست !

دنیا نہایت تعجب اور حیرت سے سنے گی کہ جس ندوہ کی شیفتگی میں حضرت کا یہ حال ہے ' اُس نو نخت کے دامن محبوبیت کو اُنکی جیب عشق سے آجتک ایک پھوٹی کوڑی بھی نصیب نہیں ہوئی ہے ' اور اب مفروضہ نظامت کے حصول کے بعد دوست شوق کی جگہ دست سوال بے عمل و غش بڑھ رہا ہے !

ان هذا من اعاجیب الزمن !

اصل یہ ہے کہ دولت سے کہیں زیادہ اس جان نثار ندوہ و خدمت ملت کے بخل کا ہے ' اسکی دولت بنک میں رہتی ہے مگر بخل کا آشیانہ اسکے دل میں ہے ' اور زر پرستی جب ایسی تو دولت طبائع میں بڑھتی ہے تو لازمی نتیجہ بخل ہی ہوتا ہے :

زر پرستی می کند دل را سیاہ

آخر ایں صفرا نہ سودا می شد !

یہ سچ ہے کہ ندوہ کی نظامت کے چشم و ابرو بڑے ہی دلربا ہیں ' مگر محبوبۂ لکشمی کی تیکھی چتونوں کے مقابلے میں تو ہمارے ادا شناس و نقاد حسن مولانا اس حسن سادہ و بے نمک کے گھائل نہیں ہوسکتے !

تم سے جہاں میں لاکھہ سہی ' تم مگر کہاں !

اس شخص کے بخل کے جو حالات میں نے سنے ہیں ' اگر بیان کروں تو کئی صفحے اسی میں صرف ہوجائیں - اسکا صحیح اندازہ صرف اس ایک ہی بات سے کرلیجیے کہ ندوہ کی نظامت

کا شوق اسے جنوں کی حد تک پہنچ گیا ہے - کئی بار مجھے خیال ہوا کہ لاکھہ بخیل سہی ' مگر اس شوق کے ہیجان میں آکر کچھہ نہ کچھہ خرچ کر ہی بیٹھے گا - لیکن کئی سال ہوگئے - بارہا سخت سے سخت مواقع ندوہ کی مالی ضرورتوں کے پیش آے - مفلس اور بے زر ارکان نے اپنی گرہ سے رقمیں پیش کیں - لیکن اس شیخ البخلاء نے جسکے اٹھی لاکھہ بینک میں جمع ہیں ' کبھی بھولے سے اتنا بھی نہ کہا کہ ایک ہزار روپیہ کا چندہ کہڑی کیلیے اعلان ہی کردیتا جیسا کہ بنارس کے اجلاس ندوہ میں بعض مولویوں نے جہوٹے اعلان کیے تھے -

" ایک ہزار روپیہ !! " اللہ اکبر ! ! ہزار کا لفظ سنکر تو میں نہیں سمجھہ سکتا کہ اس شخص کے ہوش و حواس بھی قائم رہینگے یا نہیں ؟ اسکے بخل کا تو یہ حال ہے کہ دس بیس روپیے بھی ندوہ کیلیے خرچ کرنا پڑیں تو آسی دن سے اُن تمام حرفوں کا بولنا چھوڑ دے جو " ندوہ " کے جان طلب نام میں آتے ہیں ! نعوذ باللہ من عذاب البخل ! یہی وہ دولت کے پجاری ہیں جنکے لیے خدا نے سورۂ نساء میں فرمایا ہے : الذین یبخلون و یامرون الناس بالبخل (۴ : ۴۱) مگر انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جس دولت کو وہ اسقدر چھپا چھپا کر اور اپنی ساری عمر تکلیف و مشقت میں بسر کرکے جمع کرتے ہیں ' اور جسمیں خدا کیلیے اور اسکے کاموں کیلیے کوئی حصہ نہیں ' وہ انکے لیے دولت و نعمت نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے اور قریب ہے کہ اُس سے بجبر جدا کیے جائیں :

ولا تحسبن الذین یبخلون	جن لوگوں کو خدا نے اپنے فضل و کرم
بما اتاہم اللہ من فضلہ	سے مقدور دیا ہے ' اور باوجود اسکے
ہو خیرا لہم ' بل ہو	راہ خدا میں خرچ کرنے سے بخل
شر لہم ' سیطوقون	کرتے ہیں ' تو وہ اس کو اپنے حق
ما بخلوا بہ یوم القیامۃ	میں بہتر سمجھکر خوش نہوں - بہتر
و للہ میراث السماوات	نہیں بلکہ انکے حق میں نہایت ہی
والارض - و اللہ بما تعملون	برا ہے - کیونکہ جس مال کیلیے بخل
خبیر - (۳ : ۱۷۵)	کرتے ہیں ' عنقریب قیامت کے دن

اُسکا طوق بنا کر انکے گلے میں پہنایا جائیگا - اور آسمان اور زمین ' سب کا وارث خدا ہی ہے اور جو تم کچھہ کررہے ہو ' اُس سے وہ بے خبر نہیں ہے !

(دو واقعے)

چنانچہ حضرت کے ایثار نفس اور انفاق مال کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ جب تک نظامت پر قبضہ نہیں ہوا تھا ' اُس وقت تک صرف اسی کا رونا تھا کہ ندوہ کو کچھہ ملتا نہیں ' لیکن ناظم ہونے کے بعد بڑی مصیبت یہ آگئی کہ جو کچھہ بھی بچا کچی پونجی غریب کے پاس رہگئی ہے ' وہ بھی اب اس لکھہ پتی ناظم کی راہ قدم بابی میں قربان ہورہی ہے !

ندوہ کے ناظم یا معتمد کے قیام کا اب تک کوئی بار ندوہ کے سر نہ تھا - مولوی سید عبد الحی صاحب اپنے مکان کا کرایہ نہیں لیتے تھے - منشی احتشام علی صاحب کو اسکی ضرورت ہی کیا تھی - مولانا شبلی لکھنؤ میں ندوہ کیلیے رہنے لگے تو اپنے مکان کا کرایہ ہمیشہ خود دیا - اور سب نے یہی سمجھا کہ بیس پچیس روپیہ کی ادنی اور ذلیل رقم کیلیے ندوہ کے سر پر آفت ڈالنا کوئی شرافت کی بات نہیں ہے - البتہ مجبوری ہو تو یہ دوسری بات ہے -

مولانا عبد الحی اگر لیتے تو ایک بات تھی - اُنکا مطب ابتدا سے اسقدر کامیاب نہ تھا - انکی زندگی محض درویشانہ تھی - مولانا شبلی کو صرف سو روپیہ حیدر آباد سے ملتے تھے - پندرہ بیس روپیے ہر ماہ وہ کیوں خرچ کرتے ؟ تاہم ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا - لیکن جس دن سے مولوی خلیل الرحمن صاحب ناظم سمجھے گئے ہیں ' اسی دن سے پندرہ بیس روپیہ ماہوار کرایہ کا ایک مکان دفتر نظامت کے نام سے لیا گیا ہے - اسمیں وہ خود بھی رہتے ہیں اور انکا لڑکا بھی رہتا ہے اور اُسکا کرایہ غریب ندوہ سے وصول کیا جاتا ہے ' جسکی آمدنی بند ہوگئی ہے اور جسکی عمارت نا تمام پڑی ہے ! اور پھر یہ وہ حیا فروش شخص ہے جسکے کئی لاکھہ روپیے بینک میں محفوظ ہیں !

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو !

آگے سنیے - حضرت کے سفر کے تمام مصارف بھی غریب ندوہ ہی کے سر ڈالے گئے ہیں - اس دور نظامت میں جو مصیبت آئی ہے وہ سب سے پہلے بد بخت انوری ہی کا گھر تلاش کرتی ہے :

بر زمیں نا رسیدہ می پرسد :
خانۂ انوری کجا باشد ؟

ڈسمبر میں لیگ اور کانفرنس کا آگرہ میں اجلاس تھا - مولوی صاحب کو خوف ہوا کہ کہیں میری نظامت کے خلاف وہاں کوئی تجویز پاس نہ ہوجاے - لکھنؤ سے چلکر آگرہ آے ' اور اسکا کرایہ ۴۶ روپیہ ندوہ کے سر ڈالا گیا - پھر صرف اپنا ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھہ اپنے ایک مصاحب کا بھی !

اب ذرا اس ایثار کی تشریح بھی سن لیجیے - حضرت کے بخل کا یہ حال ہے کہ اسقدر مدارج قارونیت طے کرنے کے بعد بھی جب کبھی اپنی گرہ سے سفر کرتے ہیں تو تھرڈ کلاس میں کرتے ہیں ' یا بہت جوش فیاضی و امارت نے بے قابو کردیا تو انٹر کلاس میں - لیکن ناظم ہونے کے بعد جب غریب ندوہ کے سر بار ڈالکر سفر کیا جاتا ہے تو سکینڈ کلاس میں ' اور اس دولت مند بخیل کو ذرا شرم نہیں آتی کہ اگر میں نے تیس چالیس روپیے جیسی حقیر و نا قابل ذکر رقم قوم کے مال سے نہ لی تو میرا کونسا دیوالہ نکل جائیگا ؟

یا للعجب ! دل کا تو یہ حال کہ چالیس روپیے بھی ندوہ کیلیے گرہ سے نہیں نکلتے ' اور اُسپر ولولوں کا یہ ہجوم کہ ندوہ کے ناظم بنکر ناز و کرشمہ دکھلائینگے ! نادان اور زر پرست انسان ! اس چیز کیلیے کیوں اپنے تئیں رسوا کرتا ہے جسکے لیے تیرا دل نہیں بنایا گیا ہے ؟ یہ ایک قومی انجمن ہے - یہاں اپنے تاجرانہ حساب و کتاب کو پہلے خیر باد کہہ لے ' پھر قدم رکھہ - ایک ایک ٹکے اور ایک ایک پائی کا جمع و خرچ یہاں نہیں چل سکتا :

در دولت حسنی ! زر و این کار نیاید !

ندوہ کی نظامت کا آغاز مولوی محمد علی صاحب سے ہوتا ہے - اُنکا یہ حال تھا کہ نواب وقار الامرا نے سو روپیے انکے لیے مقرر کیے - انہوں نے اپنے نام کی جگہ ندوہ کے نام مقرر کرا دیے - حالانکہ بینک میں چار لاکھہ کی جگہ شاید چار ہزار بھی اُنکے نہ تھے - آج ندوہ کے ناظم مولوی خلیل الرحمن ہیں جو با وجود لکھہ پتی ہونے کے ۴۶ روپیہ دیکر اُسکے لیے سفر بھی نہیں کرسکتے ' اور لطف یہ کہ اسکے لیے سفر تھا بھی نہیں !

افسوس کہ ندوہ کا تمام اندوختہ ابتدا سے اسی میں برباد ہوا - نہ تو کوئی کام بنا ' اور نہ کوئی آرزو اُسکی پوری ہوئی - جو کچھہ ملا وہ یا تو علما نے اپنے کرایوں میں لٹایا یا واعظوں کے نام ایسے منی آرڈر بھیجے گئے ' جنکی رسید تو آگئی مگر خود واعظ صاحب نہ آسکے : ان کثیرا من الاحبار و الرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ' و یصدون عن سبیل اللہ - فبشرھم بعذاب الیم !

یہ تو استحقاق و اہلیت کا حال تھا - اب آیندہ نمبر میں قواعد و قوانین اور علی الخصوص خود ندوہ کے موجودہ دستور العمل کی بنا پر نظر ڈالی جائیگی - مجھے مولوی صاحب سے کوئی خصومت نہیں ہے مگر ایک عظیم الشان کام کی محبت ضرور ہے - میں ایک شخص کی خاطر کروروں مسلمانوں کے کام کو غارت نہیں کرسکتا - انہوں نے خود ہی اپنے تئیں پبلک حیثیت میں رو نما کیا ہے - پس اب انکا سوال شخص کا نہیں ہے بلکہ جماعت کا ہے -

مذاکرۂ علمیه

ابتدائی تعلیم

میری مونتسوری

(مقتبس از سائنٹفک امریکا)

اگر مشرق و مغرب کی تعلیم اور اسکے نتائج کا موازنه کیا جاے یعنی یه دیکها جاے که دونوں جگه تعلیم کتنی هے اور نتائج کا کیا اوسط هے تو غالباً مشرق کے نام صفر نکلیگا -

اسکا ایک بہت بڑا سبب یه هے که مشرق میں ابتدائی تعلیم کو کوئی اهمیت نهیں دیجاتی ' اسلیے قدرتاً یه کام ایسے لوگوں کے هاتهه میں رهتا هے جو نااهل اور نا اهل هوتے هیں ' یا ذي علم و صاحب کمال مگر پریشان روزگار اور آشفته حال هوتے هیں - وہ اس میدان میں آتے هیں مگر اسلیے نهیں که یه میدان عمل و شعبۂ استعمال مواهب طبیعی هے ' بلکه اسلیے که یه کسب معاش و حصول ما یحتاج کا آخری و سہل ترین ذریعه هے -

مگر مغرب کی حالت بالکل اسکے برعکس هے - وہ ابتدائی تعلیم کی اهمیت کو سمجهتا هے اور نه صرف سمجهتا هے بلکه اسکی اس حیثیت کو همیشه ملحوظ رکهتا هے - اسکے بازار قدردانی میں اس شعبۂ عمل کی بهی وهي قیمت هے جو دوسرے شعبه هاے کارکي هے - اسلیے وهاں جو لوگ اس میدان میں اترتے هیں وہ صرف اسلیے نهیں اترتے که یهاں انکے لیے اپنے نفس اور اپنے خاندان کے تکفل کا سامان هوگا - بلکه اسلیے که نه یهی سعی و عمل اور استعمال قوی کا ایک نهایت اهم و ضروري میدان هے ' اس میدان میں طبع آزمائي کرتے هیں - قوم اور ملک بلکه عالم انسانی کو فائده پهنچاتے هیں ' اور اسکے صلے میں خلود ذکر اور بقاے دوام حاصل کرتے هیں -

قوم کو ایک بازار سمجهیے - بازار میں جب عمده جنس کی مانگ هوگی تو بهتر سے بهتر مال ضرور آئیگا - لیکن اگر متاع کی عمدگی کے بدلے قیمت کی ارزانی کا سوال هوگا ' تو پهر یقیناً وہ آنے والی جنس بدتر سے بدتر هوگی - قوم جب کسی شعبۂ عمل کو کم پایه هیچمیرز سمجهتی هے - تو اس میں در آنے والے وهي لوگ هوتے هیں جنکے لیے کام کی اور راهیں مسدود هوتي هیں ' اور گو انمیں سے بعض افراد با این همه عسرو تنگي و سوء حال و واژوں طالعی بهت کچهه کرسکتے هیں ' مگر نهیں کرتے که اپنی محنت و سعی کو نذر ناقدري و بے اعتنائي سمجهتے هیں -

لیکن اگر قوم میں اس شعبه کے متعلق کم بینی و بے اعتنائی کے بدلے قدر شناسي اور حوصله افزائي هے ' تو پهر بهت سے صاحب فضل و کمال دل و دماغ اس شعبه میں قدم زن هوتے هیں -

اسلیے قدرتاً یورپ میں بهت سے اشخاص پیدا هوے جنکا میدان عمل ابتدائی تعلیم تها - انهوں نے اس میدان میں کارهاے جلیل انجام دیے اور تاریخ نے اس راہ قدردانی انهیں دوام ذکر اور بقاء نام کا صله دیا -

تعلیم و تربیت اطفال کا طبعی طریقه

میڈم میریا مونٹسوري کا مدرسه جس میں نه بچوں کے سامنے کتاب هے اور نه کنڈر گارٹن کے تعلیمی کهلونے - بلکه پوري آزادي اور خود مختاري کے ساتهه انهیں چهوڑ دیا گیا هے اور صرف کهیل رهے هیں لیکن اس کهیل کے اندر هي انکو ایسي پائدار تعلیم دي جا رهی هے جو چهوٹے چهوٹے انکے ساده و معصوم دماغ میں گهر بنا رهي هے ۔

* * *

اسي گروہ میں سے وہ اطالي خاتون هے جسکا طریق تعلیم اس مضمون کا عنوان بحث هے -

اس اطالی خاتون کا نام میریا مونٹسوري (Maria Montessori) هے - وہ سنه ۱۸۷۰ میں روما میں پیدا هوئی اور وهیں کی یونیورسٹی میں پڑهنا شروع کیا - سنه ۱۸۹۴ع میں اس نے ڈاکٹري کا تمغه (ڈپلوما) حاصل کیا - اور اسی یونیورسٹی میں اس ڈاکٹر کی مددگار مقرر هوئي جو امراض عقلی کا علاج کرتا تها -

ایک عرصه تک وہ اسی شاخ علاج میں رهی - اسی اثناء میں امراض عقلی کے هزارها بیمار اسکی نظر سے گزرے ' مگر ان گونه گوں امراض میں سے اسے سب سے زیاده دلچسپي بلاهت یعنی ساده لوحی اور بیوقوفی کے مریضوں سے هوتی تهی چنانچه وہ اسے بیمار کو نهایت اعتناء و اهتمام سے دیکها کرتی تهی -

سنه ۱۸۹۸ع میں تعلیم و تربیت کے متعلق تورین میں ایک عظیم الشان موتمر (کانفرنس) منعقد هوئی - اس موقع میں میریا مونٹسوری نے بهی تقریر کی - اس زمانے سنیور تشلے وزیر تعلیم تها - اسے یه تقریر اسقدر پسند آئی که اس نے اس خاتون سے روما میں مدرسوں پر تقریر کی فرمائش کی - اس تقریر کا یه نتیجه نکلا که خاص بیوقوف اور کند ذهن لڑکوں کے لیے ایک مدرسه قائم کیا گیا ' اور وهی اسکی پرنسپل مقرر هوئي -

میریا مونٹسوري کی کوششیں بارآور هوئیں ' اور اس مدرسه میں بیوقوف اور کند ذهن بچوں کی تعلیم نهایت کامیابی کے ساتهه

ہونے لگی حالت یہ تھی کہ لڑکے اسپتال سے لائے جاتے تھے اس مدرسہ میں پڑھتے تھے اور جب امتحان میں شریک ہوتے تھے تو ذہین اور عقلمند لڑکوں کے دوش بدوش ہوتے تھے -

اس کامیابی سے اسکا خیال عقلمند بچوں کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوا - وہ ایک مقام پر لکھتی ہے :

" میں اپنی کوششوں کی بارآوری اور بیوقوف بچوں کی تعلیمی کامیابی پر غور کر رہی تھی کہ دفعتاً میرے دل میں خیال آیا کہ آخر عقلمند اور ذہین لڑکے بیوقوف اور کند ذہن لڑکوں سے کیوں نہیں بڑھسکتے ؟ حالانکہ انہیں نقیناً آگے ہونا چاہیے کیونکہ فطرت نے انہیں ذہن رسا اور عقل سلیم بخشی ہے "

غور کرنے کے بعد اسے خیال آیا کہ کند ذہن بچوں کو یہاں مدرسے میں اسطرح تعلیم دیجاتی ہے کہ اس سے انکے عقلی قوی کو نشو و نما میں مدد ملتی ہے ' مگر غالباً عام مدارس کا طریق تعلیم اپنے نقص کی وجہ سے دماغی قوی کو مدد دینے کے بدلے انکی بالیدگی کو روکتا ہے ' اور اسلیے وہ اپنی طبیعی حد تک بھی نہیں پہنچ سکتے - پس اگر عام طریق تعلیم کی اصلاح کی جائے اور اسمیں بھی وہ اصول روشناس کیے جائیں جن کے مطابق اسوقت کند ذہن بچوں کی تعلیم ہو رہی ہے تو یقیناً نتائج اس سے بہتر ہونگے -

* * *

اسکے دل میں یہ خیال کچھہ ایسا جاگزیں ہو گیا کہ اس نے صحیح العقل اور ذہین لڑکوں کی تعلیم کے باقاعدہ مطالعہ کا عزم کرلیا - چنانچہ اس نے مدرسہ کو خیر باد کہکے روما کی یونیورسٹی میں فلسفہ پڑھنا شروع کیا ' اور علم النفس کے عملی مباحث پر خاص طور سے توجہ کی - اسی اثناء میں وہ ابتدائی مدارس میں تعلیم کا تجربہ بھی حاصل کرتی جاتی تھی -

چند سال تک تعلیم کے تجربہ اور بچوں کی طبیعت کے مطالعہ کے بعد اسے معلوم ہوا کہ بچوں کو اس طرح تعلیم دینا چاہیے کہ خود ان میں حقائق کے سمجھنے اور دریافت کرنے کی استعداد قابلیت پیدا ہو' نہ یہ کہ وہ استاد کے کورانہ پیرو ہوں' اور اونٹ کی طرح جدھر ساربان لیجائے ادھر چلے جائیں !

اب وہ شب و روز ایک ایسے طریق تعلیم کی بحث و پژ میں رہنے لگی جو بچے کے دماغ کے لیے صرف معین و مددگار ہو نہ کہ ایک زبردستی کھینچنے والی رسی - یعنی اس تعلیم کا مقصد صرف یہ ہو کہ دماغ کو اپنے نشو و نما میں مدد ملے رہی یہ بات کہ اس نمو کی رفتار کا رخ کیا ہو ؟ اسمیں وہ اپنے میلان طبیعی کا پیرو ہو' نظام تعلیم یا معلم کو اس سے کوئی سروکار نہ ہو - جسطرف وہ جائے نظام تعلیم اور معلم دونوں اسی طرف ھی کو لیجائیں -

* * *

حسن اتفاق سے سنہ ۱۹۰۷ ع میں اپنے اس خیال کی تکمیل کا ایک عجیب و غریب موقعہ ہاتھہ آگیا - مکان والوں نے شہر کے محلے میں نہایت عالیشان اور پر تکلف عمارتیں بنوانا شروع کیں - اس امید پر کہ یہاں امراء اور روساء رہا کرینگے ' انمیں مقابلہ شروع ہوگیا ' اور عمارتوں کی وسعت و تکلف میں ایک دوسرے سے مسابقت کی کوشش ہونے لگی ' لیکن جب عمارتیں بنکے تیار ہولیں تو یہ خیال غلط ثابت ہوا اور بالاخر انہیں مجبوراً تمام عمارتیں مزدوروں اور غریبوں کو کرایہ پر دینا پڑیں -

تھوڑے ھی عرصے میں یہ محلہ جسکے متعلق امید تھی کہ کامیابی کے ساز و سامان زندگی اور حلقہاے عیش و طرب سے

جنت کا نمونہ بنیگا ' فقر و فاقہ ' گندگی و ناپاکی ' اور بدبختی و بد اخلاقی سے جہنم کا ٹکڑا بنگیا - یہ حالت دیکھکے روما کے اہل درد نے ایک انجمن اس محلہ والوں کی اصلاح و فلاح کے لیے قائم کی - اس انجمن نے اپنے یہاں ایک صیغہ خاص ان بچوں کی تعلیم کے لیے بھی رکھا جنکی عمر تین اور نو سال کے درمیان تھی - اسکے لیے چند مدرسے قائم کیے - ان مدارس کا انتظام اسی اطالی خاتون کے ہاتھہ میں دیا گیا - اب اسے اپنے مجوزہ طریق تعلیم کے تجربہ کا پورا موقعہ تھا - چنانچہ ان مدارس میں اس نے وہی طریقہ رائج کیا ' اور ہر معلم کے لیے لازمی قرار دیا کہ جس خاندان کے لڑکوں کو پڑھائے اسی کے قریب رہے بھی -

عام مدارس کا قاعدہ یہ ہے کہ درس کے چند مقررہ گھنٹے ہوتے ہیں - ان گھنٹوں میں چند مخصوص عنوانوں کے متعلق استاد درس دیتا ہے - جو بچے محنتی اور شوقین ہوتے ہیں انکی تحسین و تعریف ہوتی ہے ' اور جو بدشوق اور سست یا کند ذہن ہوتے ہیں انکی سرزنش بید ' رول ' یا گوش مالی سے ہوتی ہے -

یعنی بچہ جو کچھہ پڑھتا ہے وہ اسلیے پڑھتا ہے کہ استاد بھی پڑھا رہا ہے - استاد جو کچھہ پڑھاتا ہے وہ اسلیے پڑھاتا ہے کہ حسب قاعدہ آج کا یہی سبق ہے - سبق کے یاد کرنے کے لیے جو شے محرک ہے وہ زیادہ تر سرزنش کا خوف اور کمتر تحسین و تعریف کا شوق ہوتا ہے - غرضکہ عام طریقہ میں جو روح کار فرما ہوتی ہے وہ جبر و اکراہ اور مجبورانہ پابندی نظام و آئین ہے -

لیکن دماغ کا اقتضاء اسکے بالکل برعکس ہے - اس کی حالت بالکل معدہ کی سی ہے - جسطرح معدہ صرف اسی غذا کو قبول کرتا ہے جو انسان کو مرغوب ہوتی ہے ' اور اسیوقت غذا کو پوری طرح ہضم کرسکتا ہے جبکہ بھوک کے وقت اور بقدر خواہش دیجاتی ہے اسی طرح دماغ بھی صرف انہی معلومات کو لیتا ہے جو میلان طبع کے موافق ہوتی ہیں ' اور ذہن کی بھوک اور مدرکہ کی پیاس کے وقت سامنے آتی ہیں -

عام طریقہ تعلیم میں ایک طرف تو بہت سے پوشیدہ قوی اسلیے ظاہر نہیں ہونے کہ انکو اظہار کا موقع ھی نہیں ملتا - دوسری طرف بعض قوی جو ظاہر بھی ہوتے ہیں ' انپر اتنا بار پڑ جاتا ہے کہ اپنے طبیعی حد نمو و ترقی تک نہیں پہنچ سکتے ' اور سادہ و عام زبان میں ٹھٹھر کے رہجاتے ہیں !

ایسی حالت میں خلاف طبیعت و استعداد فطری بچہ جو کچھہ سیکھہ لیتا ہے ' اسے ریگ رواں پر ایک سبکرو مسافر کا نقش پا سمجھیے ' جسے مرور ایام ' ہوا کے جھونکے ' اور دوسرے راہرو کے نقش قدم بآسانی مٹا دیسکتے ہیں -

اور یہ نتیجہ ناگزیر ہے کیونکہ عام طریقہ تعلیم اس قدرتی طریقہ تعلیم کے بالکل خلاف ہے جسکے مطابق انسان ماں کی آغوش سے لیکے قبر کی خوابگاہ تک تعلیم حاصل کرتا رہتا ہے -

انسان پیدائش سے لیکے موت تک برابر درس لیتا رہتا ہے مگر یہ درس آموزی و تعلیم تحدید وقت ' تعین موضوع ' اعانت کتاب ' اور خوف تعذیب یا امید تحسین سے آزاد ہوتی ہے - اس سلسلۂ درس کا ما حصل یہ ہے کہ جو چیزیں انسان کے حواس خمسہ کے سامنے آتی ہیں ' وہ اپنا اپنا عمل کرکے اسکے نتائج سے دماغ کو اطلاع دیدیتی ہیں - دماغ اگر ان نتائج کو سمجھہ جاتا ہے تو فوراً ان اطلاعات کو اپنے خزانے یعنی حافظہ میں بھیجدیتا ہے ' اور اگر شک پیدا ہوے تو پھر کاوش و تلاش شروع ہوجاتی ہے -

اس قدرتی طریق تعلیم میں قابل لحاظ امر یہ ہے کہ یہ طبیعت پر بار نہیں ہوتا - اس سے نہ تو کوئی قوت پامال ہوتی ہے اور نہ افسردہ - بلکہ جو قوی پوشیدہ ہیں وہ آشکارا ' اور جو آشکارا ہیں وہ نمو پذیر ہوجاتے ہیں -

اس اطالی خاتون کی حقیقت شناس طبیعت نے اس اصلی رخنے کو پا لیا جو عام طریق تعلیم میں ہے - یعنی قدرتی طریق تعلیم کی مخالفت ہوتی ہے - اسلیے اس نے اپنے طریق تعلیم کا سنگ بنیاد یہ قرار دیا کہ " بچہ جو کچھ سیکھے وہ از خود سیکھے " -

" بچہ جو کچھ سیکھے وہ از خود سیکھے " اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اعانت استاد کا منت کش بھی نہ ہو - بلکہ اس سے مقصد یہ ہے کہ نہ تو وقت کی تحدید ہو نہ عنوان کا تعین - نہ کتابوں کی قرات ہو نہ استاد کی تلقین - نہ سرزنش کی تخویف ہو اور نہ تحسین و آفرین کی تشویق ' بلکہ صرف ایسے مواقع پیدا کیے جائیں جہاں بچہ آئے اور اپنے پسند کی چیزوں میں مصروف ہو جائے - استاد نگرانی کے لیے موجود ہوں - بچہ جو کچھ از خود سمجھلے اسمیں مداخلت نہ کریں ' جو نہ سمجھ سکے اسے سمجھا دیں - جن امور کی طرف اسکی توجہ نہ ہو انکی طرف اسے متوجہ کریں - اس مشغول کا محرک امید و بیم نہ ہو ' بلکہ وہ تجسس جو انسانی خاصہ ہے ' اور وہ مسرت جو مساعی علمیہ کا بہترین اور حقیقی صلہ ہے !

چنانچہ میریا مونٹسوری کے طریق تعلیم کے مطابق جو مدارس قائم ہوے ' انکی یہ حالت تھی کہ اسمیں ہر لڑکے کو اختیار تھا کہ جو چاہے کرے -

اب ایک لڑکا آیا - اس نے دیکھا کہ لڑکوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں ادھر ادھر پھیلی ہوئی کھیل رہی ہیں - پس کھیل سے اسے زیادہ رغبت ہوئی - اور وہ اسی طرف چلا گیا اور انہیں کے ساتھ کھیلنے لگا - اس کھیل سے بھی گھبرایا تو وہ دوسرے کھیل میں شریک ہوگیا - ہر طرف استانیاں موجود ہیں - جو بات دیکھی کہ لڑکوں کے سمجھ میں نہیں آتی ' وہ انہیں سمجھا رہی ہیں - بچے ہیں کہ کھیل میں لگے ہوے ہیں - نہ اکتاتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں - گویا بہشت کی حقیقی زندگی کا ایک نمونہ ہے ' جسکے اندر یہ روحانی اجسام معصومہ دایۂ فطرہ کی گود میں کھیل رہے ہیں !

یہ مدارس عبارت تھے چند کمروں سے جنمیں چھوٹی چھوٹی اور ہلکی پھلکی کرسیاں پڑی رہتی تھیں - کرسیوں کے علاوہ زمین کا فرش بھی تھا کہ لڑکے چاہے بیٹھیں ' چاہے لیٹیں ' چاہے ٹیک لگاے کھڑے رہیں - کرسیوں کے علاوہ چھوٹی چھوٹی میزیں بھی ہوتی تھیں - چند کمروں میں سامان تعلیم ہوتا اور چند کمرے خالی پڑے رہتے تاکہ اگر زیادہ کشادہ جگہ میں اور لڑکوں سے علحدہ بیٹھکر کھیلنا چاہیں تو کھیل سکیں -

میریا مونٹسوری نے ان علمی کھیلوں کی طرح ہزارہا کھلونے بنائے ہیں ' مگر انکی تفصیل اس مختصر مضمون میں ناممکن ہے - اسلیے ہم اسے قلم انداز کرتے ہیں اور نفس طریق تعلیم کا بیان شروع کرتے ہیں - (باقی آیندہ)

انجمـــن اصـــلاح نـــدوہ

" ان ارید الا الاصلاح ما استطعت "

[از جناب صفی الدولہ حسام الملک ' سید علی حسن خانصاحب خلف الصدق نواب صدیق حسن خاں مرحوم رکن انتظامی ندوۃ العلما و سابق صدر مجلس تعمیرات دار العلوم سکریٹری " انجمن اصلاح ندوہ]

حـــامـــداً و مصلیـــا

ندوۃ العلما میں اگرچہ مدت سے متعدد خرابیاں پیدا ہوگئیں تھیں جنکی اصلاح ضروری تھی ' لیکن چونکہ عام طور پر انکا کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا تھا اسلیے کسی نے انکی طرف توجہ نہیں کی - اس بے توجہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ دفعتاً ان کے مخفی اثر نے ندوۃ العلما کے نظام کو درہم برہم کردیا - اب یہ کوئی مخفی راز نہیں رہا ہے - اسلیے پبلک نے اسکی طرف توجہ کی ہے - اخبارات نے اس انقلاب کے متعلق مضامین لکھے ہیں - کلکتہ ' امرتسر ' پونا ' قصور ' دہلی ' بانکی پور ' بمبئی ' بریلی ' ملتان ' اور دوسرے مقامات میں پبلک جلسوں کے ذریعہ ندوہ کی موجودہ حالت پر بے اطمینانی ظاہر کی گئی ہے - انسپکٹر تعلیمات نے دار العلوم ندوۃ العلماء کا معائنہ کیا ' اور اس معائنہ کی نہایت افسوس ناک رپورٹ لکھی ' جسکا اندازہ صرف اس فقرے سے ہو سکتا ہے :

" اگر یہی ردی حالت قائم رہی تو گورنمنٹ اسکا ایڈ زیادہ عرصے تک نہیں دیسکتی "

اب ندوۃ العلماء کی اصلاح کا مسئلہ خاص طور پر قوم کی توجہ کا مستحق تھا - اسلیے خیال پیدا ہوا کہ کہ اسکے لیے ایک خاص کمیٹی قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے ' چنانچہ میں نے اور جناب حکیم حافظ عبد الولی صاحب ممبر ندوہ نے گذشتہ تجارب و معلومات کی بنا پر خاص طور پر اسکی ضرورت محسوس کی ' اور اسکے متعلق بتدریج عملی کام کرنا شروع کیا - پہلے متعدد ارکان ندوۃ العلماء سے اسکی ضرورت و مقاصد کے متعلق ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۱۳ع کو بذریعہ خط کے استصواب کیا جسکی نقل حسب ذیل ہے :

" جناب من ـــ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - اسوقت میں آپ کی توجہ ایک نہایت ضروری قومی معاملہ کی طرف منعطف کرنا چاہتا ہوں - آپ کو معلوم ہے کہ ندوۃ العلماء پر قوم کا لاکھوں روپیہ صرف ہوچکا ہے ' اور موجودہ حالت میں اسکی ہزار روپیہ ماہوار مستقل آمدنی اور ایک لاکھ کی لاگت کی عمارت موجود ہے - ندوہ سے بہت کچھ توقعات تھیں ' لیکن پچھلے ایک دو سالوں سے جو ابتریاں پیدا ہوئیں ' اور اب اسکی جو موجودہ حالت ہے ' اس نے تمام قوم میں بے اعتباری پھیلا دی ہے - میں ایک زمانۂ دراز سے ندوۃ العلماء کا ممبر ہوں اور مقامی ممبر ہونیکی وجہ سے ندوہ کے تمام حالات سے مطلع ہونے کا مجھکو موقع ملتا رہا ہے - اس بنا پر میں چاہتا ہوں کہ ایک اصلاحی کمیٹی قائم کیجاے جسکے حسب ذیل کام ہوں :

(۱) معاملات ندوہ کی تحقیقات کرے -

(۲) ارکان اور غیر ارکان دونوں قسم کے لوگ کمیٹی میں انتخاب کیے جائیں ' اور ایک مشترکہ کمیٹی تحقیقات کامل کے بعد ایک رپورٹ مرتب کرے کہ بد نظمی اور ابتری کے کیا وجوہ ہیں ' اور ان کی کیونکر اصلاح ہوسکتی ہے ؟

(۳) یہ کمیٹی فریقین کی جنبہ داری سے بالکل آزاد رهکر کام کرے -

(۴) یہ رپورٹ تمام اخبارات میں شائع کیجاے ' اور قوم کو متوجہ کیا جاے تا کہ وہ اپنی قومی عظیم الشان درسگاہ کو خطرہ میں نہ آنے دیں -

والسلام

راقم — محمد علی حسن خاں - حکیم محمد عبد الولی "

(ضرورت اصلاح کا اعتراف)

اس خط کے جواب میں ارکان ندوہ کی جو رائیں موصول ہوئیں ان میں سے بعض یہ هیں :

(جناب مولوی محمد الدین صاحب جج چیف کورٹ بهاولپور)

مجهے اس امر میں آپ کے ساتهہ پورا اتفاق ہے کہ ندوۃ العلماء کی حالت قابل اصلاح ہے ' اور تجویز اصلاح صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ایک کمیٹی بلا رو رعایت تحقیقات کرے اور اسکے نتائج بغرض آگاهی عام شائع کیے جائیں -

(جناب نواب اسحاق خاں صاحب انریری سکریٹری علیگذہ کالج)

مجهے آپ کی اس راے سے اتفاق ہے - البتہ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس اصلاح کی نیت سے جو کمیٹی مرتب ہو ' اسکے مفید ہی واقعی کامیابی کا مدار اسپر ہوگا کہ منتظمین ندوۃ العلماء کی همدردی یا کم سے کم انکا مشورہ بهی شامل حال ہو - میرا دوسرا مشورہ یہ ہے کہ درمیانی اصلاحی کارروائیوں کو قبل از وقت اخبارات میں شائع نہ کیا جاے ' ورنہ بحث کا طولانی سلسلہ شروع ہو جائیگا -

(جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد)

جس کمیٹی کے متعلق جناب نے لکها ہے امید ہے کہ نہایت مفید ہوگی اور بہر حال اسکی ضرورت ظاہر ہے - مگر میں اسکا رکن بننا اپنے خاص حالات کے لحاظ سے مناسب نہیں سمجهتا -

(جناب حاذق الملک حکیم اجمل خاں صاحب دهلی)

آپنے ندوہ کے متعلق ایک کمیٹی قائم کرنیکی راے ظاہر فرمائی ہے - میں اس تجویز کے ساتهہ بالکل متفق ہوں -

(جناب شمس العلماء مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دهلی)

سواے اس تجویز کے کہ ایک کمیٹی بغرض اصلاح مقرر ہو اور وہ نہایت آزادی اور ایمانداری سے تمام معاملات ندوہ کی تحقیقات کرے اور اسکی اطلاع برابر پبلک کو دے اور پوری قوت سے تمام خرابیاں عملی طور سے دور کرنیکی کوشش کرے ' اور کوئی صورت اب ندوہ کے بقا کی خیال میں نہیں آتی -

میں ایسی کمیٹی کے مقرر ہونے سے دل سے متفق ہوں اور ہر طرح آپ کی اس تجویز کا شریک ہوں -

(جناب بابو نظام الدین صاحب تاجر چرم امرتسر)

تجویز جناب کی نہایت معقول ہے ' اسے ضرور عملی جامہ پہنایا جاے ' ندوہ میں پیش کر کے کمیٹی قائم کرا دیجیے - ندوہ کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے -

(جناب مولانا عبد السبحان صاحب تاجر مدراس)

میں آپ بزرگواروں کے ساتهہ پورے طور سے اتفاق کرتا ہوں کہ ندوہ کی موجودہ مشکلات میں اسکی اصلاح کرنا نہ صرف اپنا منصبی فرض ہے بلکہ بہت بڑا قومی فریضہ ہے - آپنے جو واقعات اسکی اصلاح کے متعلق قلم بند کیے هیں اور جس پیرایہ میں " اصلاحی کمیٹی " قائم کرنے کا خیال ظاہر فرمایا ہے ' اوس سے مجهے سر مو اختلاف نہیں -

(جناب مولوی حافظ فضل حق صاحب پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور)

بیشک آپ کی اس بارہ میں جو راے ہے وہ نہایت مناسب ہے ' پورے طور پر مجهے ان امور سے اتفاق ہے -

(جناب مولوی سید محمد صاحب اوجین)

جو اسکیم اصلاح و ترقی کے متعلق آپ نے قائم کی ہے خاکسار اس سے متفق ہے -

(جناب خان بہادر سید جعفر حسین صاحب انجنیر ریاست بهوپال)

بذریعہ تار مینے اپنے اتفاق راے سے اطلاع دی ہے ' اور امید ہے کہ خداوند کریم اس جلسہ کو کامیاب کریگا -

(انجمن اصلاح ندوہ)

جب یہ ابتدائی مراتب طے ہوچکے اور حالات زیادہ ابتر ہوتے گئے ' تو زیادہ التوا مناسب نظر نہ آیا ' اور ۱۵- مارچ کو غور و مشورہ کیلیے ایک جلسہ منعقد کیا گیا - اس جلسے کی روداد اخبارات میں چهپ چکی ہے - یہاں وہ تحریر درج کرتا ہوں جو میں نے اس جلسے میں حضرات شرکاء مجلس کے سامنے پیش کی تهی :

(تقریر جلسۂ ۱۵ مارچ)

ناله را هرچند می خواهم که پنهان برکشم
سینه می گوید که من تنگ آمدم فریاد کن !!

جناب صدر انجمن !

قبل اسکے کہ جو مدعا آج کے جلسہ کا ہے وہ بیان کیا جاے ' میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ شکستہ دلوں کی ایک ناچیز کمزور صدا کو جس دلی توجہ کے ساتهہ آپ بزرگوں نے اپنے گوشۂ دل میں جگہ دی ' اسکا شکریہ کسیطرح زبان و قلم سے ادا نہیں ہوسکتا - یہ محض ایک رسمی شکریہ نہیں ہے بلکہ صحیح واقعہ کا اظہار ہے - فجزا کم اللہ خیر الجزاء -

(گذشتہ پر ایک نظر)

حضرات ! آپ کو یاد ہوگا کہ ندوہ کو قائم ہوے ابهی صرف بیس اکیس سال ہوے هیں - وہ مبارک زمانہ ابهی تک هماری آنکهوں میں پهر رہا ہے جبکہ چند روشن ضمیر علماء نے سنہ ۱۸۹۴ع میں باضابطہ مجلس ندوہ کے قائم ہونے کا اعلان کیا ' اور جناب مولانا محمد علی صاحب اسکی مسند نظامت پر متمکن ہوے - ندوہ کے وہ رفیع الشان مقاصد جو بمنزلہ بنیادی اصول کے هیں ' ابهی تک هم سب کے دلوں پر نقش هیں ' ان مقاصد کو تین مختصر جملوں میں ادا کیا جا سکتا ہے :

(۱) اصلاح نصاب تعلیم (۲) دارالافتا کا قائم ہونا (۳) رفع نزاع باہمی -

یہ تین جملے جسقدر مختصر ہیں ' اسیقدر اپنے مفہوم اور معنی کے اعتبار سے نہایت وسیع اور عظیم و اہم ہیں - جسوقت ان مقاصد کا ندوہ نے اظہار کیا ' اسوقت ملک میں مختلف وسائل ترقی پھیلے ہوے تھے - بعض لوگ مغربی زبان و علوم کی تحصیل میں سرگرم و مشغول تھے ' بعض تحصیل صنعت و حرفت پر زور دے رہے تھے ' بعض لوگ سیاسی معلومات کو معیار ترقی قرار دیتے تھے ' بعض مذہبی تعلیم کے طریقۂ قدیم ہی کو مایۂ ناز سمجھ رہے تھے - یہ سب چیزیں ایک حد تک بجاے خود بلا شبہہ مخصوص لوازم ترقی سے ہیں ' مگر وہ اصل چیز جسمیں حقیقی ترقی کا راز مضمر ہے اور یہ سب لوازم اسکے فروعات میں سے ہیں ' خود انکے پاس موجود تھی ' مگر خود انکو اسکی مطلق خبر نہ تھی - یعنی مذہب اسلام کی حقیقی اور صحیح دعوۃ و ارشاد جو صرف اصلاح نصاب تعلیم ہی سے حاصل ہو سکتا ہے -

سالہا دل طلب جام جم از ما می کرد
انچہ خود داشت ز بیگانہ تمنا می کرد

اسکی عملی تدبیر وہی تھی جو ندوہ نے سوچی ' یعنی غیر ضروری رسمی علوم کے بجاے ضروری اور حقیقی علوم رائج کیے جائیں ' اور ایک عظیم الشان دارالعلوم اس غرض سے قائم کیا جائے تا کہ علوم دینیہ میں تازہ جان پیدا ہو ' اور اس دارالعلوم سے ایسے طلباء نکلیں جو ایک نہ ایک فن میں مجتہدانہ کمال رکھتے ہوں - نیز وسیع الخیال ہوں ' جدید علوم سے بھی آشنا ہوں ' اپنے ملک اور بیرونی ملکوں میں اسلام کی خدمت انجام دیسکیں -

دوسرا مقصد رفع نزاع باہمی تھا - اسکا طریقہ ندوہ نے یہ ٹھہرایا کہ بذریعۂ جلسہاے عام علماء میں ربط و اتحاد کا سلسلہ قائم کیا جاے ' اور طلباء میں تہذیب نفس اور شائستگی اخلاق پیدا کیجاے تا کہ اظہار عقائد و مسائل کے وقت اور مناظروں میں لعن و طعن ' سب و شتم ' اور تکفیر سے زبان و قلم کو پاک رکھیں -

سنہ ۱۸۹۸ع ۱۳۱۶ھ ' میں دارالعلوم کی ابتدائی سال کا لکھنؤ میں افتتاح ہوا - سنہ ۱۹۰۰ع مطابق سنہ ۱۳۱۸ھ ' میں تجویز ہوئی کہ انگریزی زبان بطور زبان ثانی داخل درس کیجاے - بعض معزز ارکان ندوہ نے اسکی سخت مخالفت کی دارالعلوم کے توڑ دینے کی دھمکی دی ' با ایں ہمہ روشن ضمیرانہ استقلال سلطنی مخالفت پر غالب آیا ' اور سنہ ۱۹۰۱ع مطابق سنہ ۱۳۱۹ھ ' میں انگریزی زبان کی تعلیم بھی جاری ہوگئی ' اور کچھ دنوں کے بعد لازمی کردیگئی -

(ابتـــلاء عظیـم)

یہاں یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ بعض اسباب سے جنکی تفصیل کا یہ موقع نہیں ' صوبہ کی گورنمنٹ اور ندوہ کی جانب سے سیاسی بدگمانیاں پیدا ہوگئیں ' جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایک کرکے مدعیان حمایت ندوہ جدا ہونے لگے ' خطباء اور واعظین نے اپنا عصا سنبھالا ' اور صدارت مجالس کے دعوے داروں نے ندوہ سے کنارہ کھینچا - جناب مولانا محمد علی صاحب بعد فراغ حج واپس آکر نظامت سے مستعفی ہوگئے ' اور جناب مسیح الزماں خانصاحب مرحوم ناظم قرار پاے - اسوقت سے ندوہ کی حالت ابتر سے بدتر ہونا شروع ہوئی - آمدنی پہلے سے بھی اچھی نہ تھی - اب عام چندوں کا سلسلہ بھی ٹوٹنا شروع ہوگیا - محض اتفاقی چندوں پر اجراے کار موقوف رہا -

(عروج بعد از زوال)

یہانتک کہ ندوہ کی خوش قسمتی سے وہ زمانہ آیا جبکہ مولوی مسیح الزماں خانصاحب نے لکھنؤ میں قیام نہ کرسکنے کی وجہ سے عہدہ نظامت سے استعفا دیدیا اور حسب اقتضاے وقت بجاے مستقل ناظم مقرر ہونے کے تقسیم عمل کی بنا پر تین معتمدیاں قائم کیگئیں :

(۱) معتمد دارالعلوم جناب علامہ شبلی نعمانی (۲) معتمد مراسلات جناب مولوی عبد الحی صاحب (۳) معتمد مال جناب منشی احتشام علی صاحب -

اس زمانے کو ندوہ کے سنبھالا لینے کا زمانہ سمجھنا چاہیے - اس زمانے میں اور اسکے مابعد کے زمانے میں بھوپال اور بہاولپور سے بیش قرار عطیات و وظائف مقرر ہوے - پچاس ہزار روپیہ کی رقم جناب بیگم صاحبہ بھوپال نے بغرض تعمیر دار العلوم مرحمت فرمائی - صوبے کی گورنمنٹ نے بھی ازراہ مہربانی ندوہ کی جانب اپنی توجہ مبذول کی ' اور ایک قطعۂ اراضی جو لکھنؤ میں گومتی پل کے دھنی جانب واقع ہے ' دار العلوم کے لیے عطا کرنے کا حکم دیا ' اور ہز آنر سر جان ہیوٹ صاحب بہادر نے اپنے دست خاص سے دارالعلوم کا سنگ بنیاد نصب فرمایا - سنہ ۱۹۰۸ع میں بمزید عنایت گورنمنٹ نے اس فیاضانہ اصول پر کہ ندوہ کی طرز تعلیم اور نصاب تعلیم میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کی گورنمنٹ کی جانب سے خواہش نہ کیجائیگی ' پانسو روپیہ ماہوار کا عطیہ دینا منظور فرمایا - سنہ ۱۹۰۹ع میں درجۂ تکمیل کھولا گیا اور علم کلام اور علم ادب کا نصاب مقرر ہوا ' اور بہت سے ہمدرد اور معزز حضرات نے مثل جناب علامۂ شبلی اور جناب نواب عماد الملک بہادر نے اپنے قابل قدر کتب خانے مرحمت فرماے (خود جناب معزز نے بھی اپنا گرانقدر کتب خانہ مرحمت فرمایا - الہلال)

غرض بیکس مریض ندوہ نے بظاہر تندرست ہوکر اپنے آثار حیات نمایاں کرنا شروع کیے اور پھر وہی اگلی سی چہل پہل نظر آنے لگی ' بلکہ اوس سے بھی کہیں زیادہ عشاق علم و قوم کے ساتھ بوالہوسان شہرت و نمود کی جماعت نے بھی ملکر دوبالا گرمی بازار پیدا کردی ' مگر افسوس اور کمال افسوس کے ساتھ مجھکو کہنا پڑتا ہے کہ :

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا ' جو سنا افسانہ تھا !

ندوہ کی اس ترقی کے جسم میں بھی ہلاکت کی جراثیم پوشیدہ تھے - اس زمانے کو اسکی خرابی اور نکبت کا پیش خیمہ سمجھنا چاہیے - قطع نظر ان خرابیوں کے جو دستور العمل ندوہ اور اسکی انتظامی کارروائیوں سے علاقہ رکھتی ہیں ' بد ترین خرابی یہ تھی کہ خود کارکنوں اور ندوہ کے ذمہ دار افسروں میں مقاصد ندوہ کے متعلق کوئی متفق عقیدہ موجود نہ تھا ' اور نہ کوئی متحدہ اصول اسکی کارروائیوں کی تہہ میں پایا جاتا تھا ' بلکہ ان نابینا لوگوں کی طرح جو ہاتھی کو اپنے ہاتھ سے ٹٹول ٹٹول کر ہر ایک اپنی الگ نئی تشخیص کا طالب داد ہوتا تھا ' ان لوگوں میں بھی خود مقاصد ندوہ کے بارے میں سرتا سر اختلاف خیالات موجود تھا - اس امر کا اندازہ کارکنان ندوہ اور ارکان سے ملکر اور گفتگو کرنے کے بعد اب بھی غالبا بخوبی ہوسکتا ہے - اسقدر مضحکہ انگیز اور تعجب خیز بات ہے کہ وہ جماعت جو اصلاح نصاب تعلیم اور نشر علوم ربانی کی علم بردار بنکر اٹھی تھی ' وہ خود اپنی تصحیح خیالات نہ کرسکی ' اور وہ جماعت جسنے رفع نزاع باہمی اپنا اہم مقصد قرار دیا تھا ' خود ہی آپس میں نزاع و فساد کی تخم ریزی کی بانی ہوئی !

(البقیة تتلی)

مشـرق اقصـی اور دعوۃ اســـلام

مسلمانان چین کي تعلیمي ترقیات

جاپان میں تبلیغ اسلامي کي تحریک

آجکي اشاعت میں تین تصویریں علی الترتیب شائع کي جاتي هیں - پہلا گـروپ دار الحکومت چین یعنی پیکن کے ایک اسلامي مـدرسـہ کا ہے ' جسمیں مسلمان لڑکے علوم دینیہ کي تعلیم حاصـل کرتے هیں - پہلي صف اساتذہ کي ہے جو چیني هیں اور سب کے سب مسلمان هیں - اسکے بعد کی دو تصویریں جاپان کے متعلق هیں جو انگریزي رسالے " اسلامک یونیٹي " یعنی " الوحدۃ الاسلامیہ " سے نقل کیے جاتے هیں - اس رسالے کے ایدیٹر مسٹر حسن ہوھٹانو ایک جاپاني نو مسلم هیں - سالانہ قیمت صـرف دو روپیہ ہے اور اس پتہ سے خط و کتابت کی جاسکتي ہے :

Hosan U. Hatano No 41, Daimachi Akasaka, Tokyo
JAPAN

ان دو تصویروں میں پہلا مرقع جاپان کی مجلس اسلامی کے ایک ڈنـر کا ہے ' جسمیں بڑے بڑے مشاهیر وقت شریک هوے تھے جن میں سے بعض کے نام یہ هیں :

مسٹر تویاما (ایک مشہور جاپاني عالم اور لیڈر) ڈاکٹر ٹورایو - (هاؤس آف پیرس کے ممبر) کاونٹ ٹیراشیمر (ایک ملکي افسر) بارن - اں کندا ' ایڈمرل سوگیورہ ' ڈاکٹر کوکو ' جنرل جے - دیکی - مسٹر اوٹیک (ممبر پارلیمنٹ) مسٹر انڈو (ممبر پارلیمنٹ) اسکے علاوہ بہت سے ترک ' مصري ' اور هندو معززین شریک تھے -

سب سے زیادہ نمایاں حیثیت اس مجمع میں ڈاکٹر سدق ولدنت کي تھي ' جو امریکہ سے صلح ویگانگت کا پیغام لیکر تمام عالم کا سفر کر رہے هیں ' اور جو اس مجلس اسلامي سے یہ معلوم کرکے نہایت متاثر هوے کہ یہ پیغام وحدت و صلح اب سے تیرہ سو برس پہلے

ریگستان حجاز میں اولین مرتبہ سنایا جا چکا ہے : ان هذہ امتکم امۃ واحدۃ و انا ربکم فاعبدون !

ڈاکٹر موصوف ٹوکیو سے پکینگ هوکر هندوستان آئینگے اور یہاں سے مصر جائینگے -

دوسرا مرقع ایک نہایت محترم اور مقدس مجمع کا عکس گرامی ہے جو مجمع الجزائر جاپان میں فرزندان توحید کي پہلی جماعت کو هم سے روشناس کرتا ہے - کثر اللہ امثالهم : ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال انني من المسلمین ؟ (۴۱ : ۳۴)

یہ جاپاني مومنین اولین کا مجمع اس تقریب سے منعقد هوا تھا کہ ایک نئے طالب حق ڈاکٹر ڈالبرٹ ولسهارپ کے قبول اسلام کے موقعہ پر موجود رہے - ڈاکٹر موصوف کا اسلامي نام " عبد الصمد " رکھا گیا - وہ بائیں جانب کي آخري کرسي پر رونق افروز هیں -

یہ تمام نتائج حسنہ در اصل ڈاکٹر برکت اللہ کي کوششوں کے ابتدائی ثمرات هیں جنکو خدا تعالی نے جاپان میں اولین تخم توحید کے ڈالنے کیلیے چن لیا تھا -

جاپان ' انگلستان ' امریکہ ' جزائر فیلي پائن ' اور سب سے پہلے خود هندوستان دعوۃ و تبلیغ اسلام کیلیے تشنہ هو رہا ہے ' اور فضل الہي نے خود بخود ان ممالک کے دروازے کھول دیے هیں - پھر کیا اب بھي ایک عظیم الشان مرکزي مشن کے قائم کرنے کا وقت نہیں آیا ؟ اور کیا مسلمانوں کو باهمی تکفیر و تفسیق سے مہلت نہ ملیگي ؟

کوش اگر گوش تو ' نالہ اگر نالۂ من '
انچہ البتہ بجائے نہ رسد فریادست !

فہل من مجیب ؟

تـرجمـہ اردو تفسیر کبیـر

اطرابلس

غزوۂ طرابلس اور اُسکا مستقبل

شمالي افریقہ کا " سر مخفي "

شیخ سنوسي اور طریقۂ سنوسیہ

(۳)

شریف عبد المطلب کی گرفتاري

حج ختم ہوا - مکہ معظمہ شریف عبد المطلب کے ہاتھہ میں تھا ' اور دولۃ علیہ اس خوف سے کہ کہیں تمام بدو بھڑک نہ اُٹھیں ' کوئي کارروائي نہیں کرسکتی تھی - آخر جنگ و حرب کی جگہ مکر و خدع سے کام نکالنا چاہا ' اور اسکے سوا چارۂ کار بھی نہ تھا - عثمان پاشا ایک جنگی جہاز معہ فوج اور سامان جنگ کے لیکر جدہ آیا ' اور مشہور کیا کہ محض رسد لینے اور زیارت کرنے کی غرض سے لنگر انداز ہوا ہے - اُس وقت جنگی جہاز اہل عرب کیلیے ایک عجیب و غریب تماشا تھا - عثمان پاشا نے جدے سے شریف کے پاس ایک خط بھیجا ' جسمیں بطور ایک عالیشان پادشاہ کے اسکو مخاطب کیا تھا ' اور بڑي لجاجت اور عاجزي سے مکے آنے اور حرم کی زیارت کی اجازت طلب کي تھي - شریف نے اجازت دي ' اور وہ مکے پہنچا - وہاں برابر شریف کي صحبت میں شریک ہوتا اور بحري لڑائیوں کے تعجب انگیز واقعات بیان کرتا - ایک دن کہا کہ جس جہاز میں آیا ہوں ' وہ اتنا بڑا ہے کہ ایک پورا شہر معلوم ہوتا ہے ' اور اسمیں عجیب عجیب طرح کے سامان راحت مہیا کیے گئے ہیں - شریف کو تعجب ہوا اور وہ تعجب بڑھاتا رہا - یہاں تک کہ ایک دن شریف نے جہاز دیکھنے کی خواہش کي اور اپنے ساتھہ صرف بارہ خاص غلام لیکر جدہ آیا - عثمان پاشا نے دعوت و ضیافت کا بڑے تکلف سے اہتمام کیا تھا ' جوں ہی وہ جہاز کے اندروني حصے میں پہنچکر کھانے پینے میں مشغول ہوا ' کپتان نے لنگر کھولکر قسطنطنیہ کا رخ کردیا !

جہاز بہت بڑا تھا - عرصے تک شریف کو حرکت محسوس نہ ہوئی - اسکے بعد چلنے کا قصد کیا تو عثمان پاشا نے رات بھر قیام کی درخواست کي - صبح کو سادہ دل شریف اٹھا تو سمندر کی موجوں میں جہاز تیزي سے جا رہا تھا !

قسطنطنیہ پہنچکر شریف عبد المطلب نظر بند کردیا گیا ' اور ایک محل اسے رہنے کیلیے دیدیا -

(عود الی المقصود)

شیخ محمد بن علی السنوسي عین اُسی زمانے میں مشغول دعوۃ تھے ' اور انکی خانقاہ مرجع خلائق تھی - دولۃ عثمانیہ کو کسی وجہ سے یقین ہوگیا کہ شیخ کا ہاتھہ بھی اس غدر میں ہے اور اس نے شریف عبد المطلب کی پوشیدہ اعانت کی ہے -

جب شریف قسطنطنیہ میں نظر بند ہوگیا اور دوبارہ ترکی حکومت نئے شریف کے تقرر کے بعد مکہ میں قائم ہوئی ' تو قسطنطنیہ سے تحریک کی گئی کہ شیخ کی خانقاہ کے اثر کو کسي طرح کم کیا جاے ' اور کسی نہ کسی بہانے خود شیخ کو بھی گرفتار کرلیا جاے - لیکن قبل اسکے کہ ایسا ہو ' خود شیخ کو اسکا علم ہوگیا ' اور وہ دوبارہ مکہ معظمہ سے دیار مصر کی طرف روانہ ہوگیا -

جغبوب کي جامع مسجد جو شیخ سنوسي اول نے تعمیر کي

(مصر میں دوسرا قیام)

اس زمانے میں مصر کی عنان حکومت عباس پاشا الاول کے ہاتھہ میں تھی - وہ سید محمد بن علی کے فضائل کا غلغلہ سن چکا تھا - مصر پہنچتے ہی خدیو مصر کی جانب سے نہایت شاندار استقبال عمل میں آیا ' اور " قریۂ شیخ قللی " کے قریب اس نے ایک زاویہ بنا دیا کہ یہاں مقیم رہیے ' اور اپنے اعمال و اشغال کو شروع کیجیے -

مگر شیخ نے حکومت کا احسان لینا گوارا نہیں کیا ' اور قاہرہ کے قریب ایک گانوں میں جس کا نام " کرداسہ " ہے خود اپنے لیے خانقاہ بنالی - ابھی چند ماہ ہی گذرے تھے کہ اسکی شہرت سے تمام وادی نیل گونج اٹھا ' اور ہزاروں آدمی اطراف اور قاہرہ و اسکندریہ سے آکر اسکے درس اور حلقۂ مجاہدات میں شریک ہونے لگے - اسکی صحبت عجیب و غریب تھی ' اور اسکی تقریر کی فعالیت کا بڑے بڑے زبان آور مقابلہ نہیں کر سکتے تھے - جو شخص ایک مرتبہ بھی اسکی آواز سن لیتا تھا ' پھر اسکے اختیار سے باہر تھا کہ دوبارہ اسکی طرف نہ کھنچے !

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا قیام اسے اپنے مقاصد کے حصول کیلیے بے سود نظر آیا ' اور وہ بہت جلد برداشتہ خاطر ہوکر دوبارہ طرابلس کی طرف روانہ ہوگیا -

(العزبات کی آبادی)

اس مرتبہ اس نے اپنی قدیمی خانقاہ کو تو بدستور رہنے دیا لیکن اسکے علاوہ جبل اخضر کے قریب ایک دوسری وسیع اور محفوظ جگہ تلاش کی ' جہاں کوئی وسیع آبادی بس سکے -

طرابلس کا اندرونی حصہ ایک تاریخی سر زمین ہے ' جہاں اب تک گذشتہ قرون مدنیۃ کے بہت سے آثار باقی ہیں - قرتھیم یہیں آباد تھا ' سارانیکا یونانیوں کی ایک بہت بڑی مملکت اسی سرزمین میں تھی ' اور قدیم عہد رومیوں کے بڑی بڑی عمارتیں اسی کے ریگ زار پر کھڑی کی تھیں - جبل اخضر کے قریب اب تک سارانیکا کے بڑے بڑے کھنڈر باقی ہیں - ازانجملہ ایک بہت بڑا قلعہ ہے جو کسی وقت دنیا کے بڑے بڑے قلعوں میں سے ہوگا - سید محمد بن علی السنوسی نے اسی قلعہ کے کھنڈروں کو اپنی خاص آبادی کیلیے پسند کیا ' اور چند نئی عمارتیں بنا کر اسکا نام " عزبات " رکھا -

عزبات کی آبادی روز بروز بڑھنے لگی ' اور " شیخ سنوسی اول " کی صحبت اور حصول قرب کی کشش نے تمام افریقہ و عرب اور یمن و حجاز سے ہزارہا ارادتمندوں کو وہاں جمع کردیا - یہاں تک کہ وہ اندرون طرابلس اور صحرا کی ایک بہت بڑی آبادی ہوگئی جو اب تک موجود ہے ' اور گذشتہ غزوہ طرابلس کے دوران میں بارہا اسکا نام لیا گیا ہے -

(جغبوب)

عزبات ایک آباد مقام ہوگیا ' مگر در اصل آبادی سے بڑھکر شیخ کے مقاصد کیلیے اور کوئی شے مضر نہ تھی -

تین چار سال کے عرصے میں تمام شمالی افریقہ پر شیخ کی روحانی حکومت قائم ہوگئی ' صحراے لیبیا کے تمام قبائل اسکے مرید ہوگئے ' اور اسکے خلفاء اور داعی دور دور تک پھیل گئے ' جو شیخ کی جانب سے عمل بالکتاب و السنۃ کیلیے ہر طالب سعادت مسلم سے بیعت لیتے تھے - یہاں تک کہ جاوی اور سنگاپور میں اسکے داعی پہنچے ' اور جزیرۂ سیلون اور کولمبو میں اسکے نام پر بیعت لی گئی -

یہ حالت دیکھکر حکومت عثمانیہ کو از سر نو توجہ ہوئی ' اور طرابلس اور مصر سے بڑی بڑی رپورٹیں قسطنطنیہ روانہ کی گئیں - شیخ کے معتقدین مصر اور قسطنطنیہ ہر جگہ موجود تھے - انہوں نے خبر دی کہ حکومت کسی مخالفانہ کارروائی کا عزم کر رہی ہے -

یہ حالت دیکھکر شیخ نے ارادہ کرلیا کہ آبادی اور شہروں سے اپنے مرکز کو بالکل الگ کرلے ' اور عزبات ایک صدر مقام کی حیثیت سے رہے ' مگر خود اسکی قیامگاہ اس سے بھی زیادہ دور اور محفوظ تر گوشے میں ہو - پس اس نے صحراء لیبیا کے مہلک اور بحر ریگ کے حصے کی طرف توجہ کی -

" صحراء لیبیا " کرۂ ارضی کے ان عجیب و غریب مقامات میں سے ہے جسکی مہلک خصوصیات پر آجتک انسان کی قوتیں فتح نہ پاسکیں - یہ سب سے بڑا صحراء ہے جو شمالی افریقہ کے خوفناک ترین قطعہ سے عبارت ہے ' اور ریگ محض کا ایک ایسا سمندر ہے ' جسکے طوفان ریگ و غبار کے آگے اقیانوس اور اٹلانٹیک کے بحری طوفان کچھہ حقیقت نہیں رکھتے - وہ یک سر ریگستان ہے - نباتات اور آثار حیات کا اسکے کسی گوشے میں پتہ نہیں - مہینوں سفر کرتے جائیے مگر پانی کا ایک قطرہ میسر نہ آئیگا - شمالی افریقہ میں بڑی بڑی اولو العزم قومیں آباد ہوئیں - رومن امپائر اور یونانیوں نے عظیم الشان شہر بسائے ' لیکن صحرا کے اندر قدم رکھنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی ' اور نہ کوئی آبادی آجتک وہاں قائم ہوسکی -

اگر نقشہ آپکے پاس ہو تو اپنے سامنے رکھہ لیجیے - آپ بنغازی کے قریب " جبل مشرق " کی چوٹیوں کو دیکھیں گے اور اسکے قریب ہی برقہ کی سرحدی آبادی " اولاد حرابی " نظر آئیگی - پس اسکے بعد ہی صحراے لیبیا کا حصہ شروع ہو جاتا ہے ' اور کچھہ دور تک چھوٹی چھوٹی آبادیاں بادیہ نشیں قبائل کی ملتی ہیں جو " واحہ " کے نام سے مشہور ہیں ' اور انہی کے مجموعہ کو " الواحات صحرا " کہتے ہیں جو لیبیا کی اصلی آبادی ہے -

اسی سلسلے میں ایک مقام " جغبوب " یا " جربوب " ہے جو " العزبات " سے دس دن کے مسافت پر اور صحرا کی اولین آبادی " الواحہ سیوا " سے تین دن کے فاصلے پر واقع ہے - صحراء میں ہونے کی وجہ سے قدرتی طور پر یہ ایک محفوظ مقام تھا -

" سنوسی اول " نے عزبات کا قیام ترک کردیا ' اور آیندہ کیلیے اپنی قیام گاہ اسی مقام پر قرار دی - یہ واقعہ سنہ ۱۲۷۳ ہجری کا ہے -

سب سے پہلے اس نے ایک نہایت عالیشان اور وسیع مسجد بنائی ' جسکے صحن کے اندر ایک لاکھہ سے زیادہ آدمی بہ یک وقت سما سکتے ہیں ' اور جسکی چار دیواری مثل قلعہ کے نہایت بلند اور مستحکم ہے - اسکے صحن کی تینوں جانب محراب دار برآمدہ ہے ' اور ہر محراب کے اندر ایک وسیع حجرہ جسمیں کئی شخص بآرام و راحت رہسکتے ہیں ' اسی طرح صرف مسجد ہی کے اندر کئی ہزار آدمیوں کے رہنے کا سامان ہوگیا -

مسجد کے ساتھہ ہی اس نے ایک بہت بڑی خانقاہ بھی بنائی ' جسکے اندر نئی نئی عمارتوں اور زاویوں کا سلسلہ [illegible] رہا - اب وہ بالکل مطمئن ہوکر یہیں مقیم ہوگیا تھا ' اور [illegible] کار میں غرق تھا - لوگ ہر طرف سے کھنچتے ہوے جربوب [illegible] یہ اپنے طریقہ کے وعظ و ہدایت اور ارشاد و سلوک میں [illegible] رہتا - تمام قبائل پیشتر ہی سے مرید ہو چکے تھے - باہر [illegible] صدہا داعی اور خلفاء بھیجتے جاتے تھے ' اور نو وارد مسافروں کیلیے مختلف اقطاع افریقہ میں رہنما متعین تھے ' جو انہیں بآرام و راحت

جرپرب تسک پہنچا دیتے - نہ تو اُسے کسی دنیاوي حکومت سے اب خوف تھا اور نہ جاسوسوں کي مراقب نظروں سے -

(وفــات اور تصنیفـــات)

اُس نے اپنی زندگي هی میں اپني دعوت کو کمال عروج و رفعت ذکر کے عالم میں دیکھہ لیا' اور سنہ ۱۲۸۹ هجري میں جب پیام اجل پہنچا تو وہ نہایت طمانیة اور دل جمعی کے ساتھہ اسکے استقبال کیلیے طیار تھا -

شیخ سنوسي اول کے علم و فضل اور دعوۃ و طریق ارشاد کا اندازہ اُسکي تصنیفات سے هوسکتا ہے جن میں سے بعض حسب ذیل هیں:

(۱) ایقاظ الوسنان في العمل بالسنة و القرآن - مصر میں چھپ گئي ہے' مگر اب مطبوعہ نسخہ نہیں ملتا میرے کتب خانے میں موجود ہے- والد مرحوم نے قسطنطنیہ میں ایک سنوسی داعي سے لي تھي - اس کتاب سے شیخ کی دعوۃ کا پورا پورا اندازہ هوتا ہے' اور یہي کتاب ہے جس نے سب سے پہلے میرے دل میں انکی نسبت حسن ظن پیدا کیا - موضوع یہ ہے کہ صدر اول کے بعد سے مسلمانوں میں عملي تنزل شروع هوا' تا آنکہ بدعات و زوائد اور خرافات و سئیات نے اعمال صحیحۃ شرعیہ کي جگہ لیلي - اب پوري سعی اسمیں صرف هوني چاهیے کہ قرآن و سنت کی تعلیم کا احیاء کیا جاے - اس کتاب پر آگے چلکر بحث کرونگا -

(۲) الشموس الشارقة فی سماء مشائخ المغاربة و المشارقة - بمبئي میں ایک سنوسی کے پاس اسکا قلمي نسخہ دیکھا تھا' مگر اُسکا بیان ہے کہ تیونس میں چھپ گئي ہے- یہ تصوف اور سلاسل سلوک کي ایک نہایت هي جامع کتاب ہے - تمام طریقوں کا مختلف ابواب و فصول میں تذکرہ کیا ہے' اور علی الخصوص اُن طریقوں کا جو بلاد مغرب و افریقہ میں رائج هوے -

(۳) العقیدہ - عقائد محدثین و سلف صالح میں ایک چھوٹی سي کتاب ہے - عبارت نہایت صاف ہے - کہیں کہیں متکلمین کا رد بھي کرتے گئے هیں - مصر میں چھپ گئی ہے اور ملتي ہے -

(۴) المعین فی الطریق الاربعین - میں نے نہیں دیکھی - نام سے جو کچھہ معلوم هو سمجھہ لیجیے -

(۵) المنهل الرائق في الاسانید و الطرائق - اس کتاب میں وہ تمام اسانید جمع کیے هیں' جنسے شیخ نے سلوک و تصوف اور مختلف علوم دینیہ حاصل کیے - اساتذہ کے حالات بھی دیے هیں - انداز تصنیف وهی ہے جو حضرۃ شاہ ولي اللہ قدس اللہ سرہ کے اُستاد شیخ ابراهیم کردي المدني نے اپنی اسانید میں اختیار کیا ہے - تیونس میں چھپ گئي ہے' اور میرے پاس موجود ہے -

اسکے علاوہ اور بہت سي تصنیفات هیں جو تیونس اور الجزائر کے پریسوں میں چھپوائي گئیں' مگر انکا حال معلوم نہیں - فرانس میں بھي ایک مختصر رسالہ چھپا ہے جسمیں نئے مریدوں کیلیے ضروري تعلیمات هیں - مدت هوئي اُسکا خلاصہ ایک شخص نے اخبار المؤید مصر میں چھپوایا تھا' اور میں نے اُسکا خلاصہ اخبار وکیل کے کسي نمبر میں دیا تھا -

مسئلۂ بقــاء و اصــلاح نــدوہ

میـــرٹھــہ

مسلمانان میرٹھہ و بیرونجات کا ایک عام جلسہ زیر صدارت مولوي محمد علی صاحب اڈیٹر کامریڈ و همدرد هجوم نوچندي میں منعقد هوکر ندوۃ العلما لکھنؤ کے متعلق حسب ذیل رزولیوشن پاس هوا :

" مسلمانان میرٹھہ ندوۃ العلما لکھنؤ کی موجودہ شورش اور بد نظمي پر دلی تاسف کا اظہار کرتے هیں' اور اُنکی خواهش ہے کہ ندوہ کے معاملات کی جانچ و پڑتال و نیز درستی کیلیے - مسلمانوں کا قائمقام مگر آزاد کمیشن مقرر کیا جاے' جسمیں حسب ذیل اصحاب شامل هوں :

سر راجہ صاحب محمود آباد' نواب وقارالملک بہادر امروهہ' مسٹر محمد علی اڈیٹر کامریڈ' حکیم محمد اجمل خانصاحب دهلی' مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا بانکی پور' حاجی رحیم بخش صاحب بہاولپور' خواجہ حسن نظامی صاحب دهلی' آنریبل سر ابراهیم رحمت اللہ بیرونٹ بمبئی' مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کلکتہ' مولانا عبد الباري صاحب فرنگی محل لکھنؤ'

نــدوہ کا جلســۂ انتظـــامیــہ

اور

طلبـــاء کے قسمـــت کا آخـــري فیصلـــہ

۲۶ - مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع گو کسي خاص تقریب سے هندوستان میں ممتاز نہو' لیکن وہ اس حیثیت سے ایک قابل یادگار تاریخ ہے کہ اوس دن همارے قسمت کا اخري فیصلہ هونیوالا تھا - اخر کار بہزار انتظار و هزار کشمکش امید و یاس یہہ یوم الفصل آگیا' اور اوس نے همارے تقدیر کا یکطرفہ فیصلہ سنا دیا -

اس یادگار تاریخ کے شام کو جلسہ انتظامیہ هونیوالا تھا' لیکن ۲۵ مارچ کے شام هي سے اراکین کے تشریف آوري کا سلسلہ شروع هوا' اور ۲۶ مارچ کی صبح تک همارے نگاهیں مولوي عبد الرحیم ریوا ڑوي' مولوي نظام الدین جھنجھري' مولوي ناظر حسین جھنڈوري' مولوي احمد علی محدث میرٹھی' مولوي ظہور الاسلام فتحپوري' مولانا سیف الرحمن پشاوري' قاري عبد السلام پانی پتی' مولانا فضل حق صاحب رامپوری' کے عقیدتمندانہ زیارت سے نور افروز هو چکیں - یہہ وہ بزرگ تھے جنکي ذات سے همکو منصفانہ فیصلہ کے ساتھہ رفق و ملاطفت اور ذاتی دلجوئی کي بھی توقع تھي - اسکے علاوہ نواب اسحاق خان' کرنل عبد المجید خان' مولوي حبیب الرحمن خان شیروانی' شریک جلسہ هوئے - خاندان کاکوري کے تمام ممبر منشی احتشام علی صاحب کے کوٹھي میں پہلے هي سے موجود تھے - قانون داں ممبروں کا سلسلہ جنمیں مولوي نسیم صاحب' مولوي

ظہور احمد صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں ' انسے الگ تھا - اس مختلف الاوصاف اجتماع سے ہمکو ایک ایسے فیصلے کی توقع تھی ' جو قانون ' انتظام ' شریعت ' رفق و ملاطفت کا بہترین مجموعہ ہو سکتا تھا ' لیکن مولانا فضل حق صاحب رامپوری کی ہمدردی ' مولانا حبیب الرحمن خان شیروانی کے محبت آمیز نصیحت کے الگ کر دینے کے بعد ہماری دامن امید میں کیا آیا واقعات کی ترتیب اسکا فیصلہ کر سکتی ہے -

ترتیب نزول کے لحاظ سے ۲۶ - کی صبح تک علماء کا اجتماع ہو چکا تھا - یہ تمام بزرگ دار العلوم کے متصل فروکش تھے - صبح سے شام تک طلبا سے ملنے جلنے اونکے خیالات کے دریافت کرنیکا کافی موقع مل سکتا تھا ' لیکن ایک بزرگ بھی ایسے نہ تھے ' جو دار العلوم میں آتے ' اور طلبا کی اخلاقی دلجوئی کرتے - اس بنا پر طلباء انکے اخلاقی کشش سے متمتع نہوسکے ' جو قانونی فیصلہ سے بہت زیادہ موثر ہوسکتی تھی - دوسرے ممبروں کو انسے بھی بالاتر سمجھنا چاہیے - چار بجے شام کو ان بزرگوں کا اجتماع ہوا ' اور سب سے پہلے اسٹرائک کا معاملہ پیش کیا گیا - اس معاملہ کے فیصلہ کیلیے یہ بحث چھڑی گئی کہ شرعی حیثیت سے اسٹرائک جائز ہے یا نہیں - تمام لوگوں نے متفقہ فتوی دیا کہ اسٹرائک ناجائز ہے - اس فتوی کے حاصل کرنیکے بعد یہہ یکطرفہ فیصلہ کر دیا گیا کہ طلباء کو بلا شرط اطاعت قبول کر لینی چاہیے ' ورنہ انکا نام خارج کر دیا جائیگا - یہہ اس معاملے کا آخری فیصلہ تھا ' لیکن با ایں ہمہ دار العلوم کی قومی خصوصیت کا اس قدر لحاظ رکھا گیا کہ اخلاق آمیز تمہید کے ساتھہ طلباء کو سنایا گیا - اس غرض سے کرنل عبد المجید خان صاحب ' حکیم عبد الولی صاحب ' مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شیروانی ' مولوی فضل حق صاحب رامپوری ' مولوی احمد علی صاحب محدث مدرلتھی ' دار العلوم میں تشریف لاے - طلباء اس فیصلہ ناطق کے سننے کیلیے پہلے سے موجود تھے - کرنل صاحب نے سب سے پہلے تقریر شروع کی ' اور تمہید میں اپنی عظیم الشان شخصیت کو نمایاں کیا ' دار العلوم پر اپنے احسانات گناے ' گورنمنٹ کے تعلقات بتاے ' اسٹرائک کو شرعی حیثیت سے ناجائز قرار دیکر یہہ فیصلہ سنایا - اسکے بعد حکیم عبد الولی صاحب نے تقریر کی - حکیم صاحب نے اگرچہ انتظامی حیثیت سے اسٹرائک کو ایک مضر چیز ثابت کیا ' تاہم انہوں نے موجودہ دور کی خصوصیت کو نظر انداز نہیں کیا ' جس نے جذبات و خیالات میں آزادی پیدا کردی ہے ' اسلیے انہوں نے اسٹرائک کو اس قدر قابل نفرت اور حقیر چیز ثابت کرنیکی کوشش نہیں کی ' جس کا اثر کرنل صاحب کے تقریر کے ہر لفظ سے ظاہر ہوتا تھا - حکیم صاحب کے بعد مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شیروانی نے ایک موثر تقریر کی ' اور کرنل صاحب کی تقریر پر سنجیدہ نکتہ چینی کے بعد وہ طریقہ اختیار کیا ' جو طلباء پر اثر ڈال سکتا تھا - انہوں نے بہت سے تاریخی واقعات سے ثابت کیا کہ علماء کا کام صرف طلب علم تھا ' اور طلباء دار العلوم کو اس غرض کیلیے موجودہ ناگوار حالت چھوڑ کر اپنے بہترین سلسلہ تعلیم کو شروع کر دینا چاہیے - ارکان کے تقریر کا سلسلہ ختم ہوا ' تو طلباء کی طرف سے مولوی حسن اٹھے اور تقریباً دو گھنٹے تک ایک پر اثر تقریر کی - اس تقریر کا بعض ارکان پر یہہ اثر ہوا کہ مولوی فضل حق صاحب نے اسی وقت اعتراف کیا کہ طلباء کا بیان بھی قابل لحاظ ہے ' اور اکثر ارکان نے مختلف طریقوں سے ظاہر کیا کہ طلباء کے شکایات نظر انداز کرنیکے قابل نہیں ' بلکہ قابل تحقیقات ہیں - بہر حال چونکہ جلسہ میں طلباء کے عذرات نہیں سنے گئے ' اور نہ کمیشن تحقیقات کے بٹھانیکا وعدہ کیا گیا ' بلکہ کرنل صاحب نے صاف طور پر ظاہر کیا کہ یہہ قطعی فیصلہ ہے ' اسلیے طلباء نے اس یکطرفہ فیصلہ کے قبول کرنے سے انکار کیا ' لیکن مولوی فضل حق صاحب نے اپنی ذاتی ہمدردی کی بنا پر طلباء کو امید دلائی کہ وہ جلسہ میں انکے شکایات سنے کی تحریک کرینگے ' چنانچہ صبح کو جب جلسہ شروع ہوا ' تو دو طالب العلم کو بحیثیت قائم مقام طلبہ بلایا گیا - ان طلبہ نے جلسہ میں شکایات بیان کیں ' لیکن جلسہ میں خاندان کا نوری ' اور طبقہ علماء کے بعض ممبروں کی حالت بالکل فریقانہ حیثیت رکھتی تھی - یہہ لوگ انکے بیانات پر جرح و گرفت کرنیکی لیے مسابقت کرتے تھے - جلسہ میں اسقدر بدنظمی پیدا کردی کہ مولانا حبیب الرحمن خان صاحب کو صاف صاف کہنا پڑا کہ " ہمکو طلباء نے اپنے جلسہ میں جس تربیت و حسن نظام کو قائم رکھا تھا ' افسوس ہے کہ اب اس قدر ترتیب بھی قائم نہیں رکھہ سکتے - اخری نتیجہ یہہ

نکلا کہ طلبہ کو نواب اسحاق خانصاحب پریسیڈنٹ جلسہ نے یہہ فیصلہ سنادیا کہ اگر آپ لوگوں نے بلا شرط اسٹرائک نہ ختم کردی ' تو اپلوگوں کے نام خارج کردیے جائینگے ' طلباء نے اس حکم کو نہایت ضبط و تحمل کے ساتھہ سنا ' اور در حقیقت یہہ انکے استقامت کا آخری امتحان تھا - اب صرف اخلاقی قوت کا اثر ڈالا جاسکتا تھا - اسلیے صرف ان ارکان نے اس موثر قوت سے کام لینا چاہا جنکو طلباء کے ساتھہ ہمدردی تھی - چنانچہ اس غرض سے مولوی حبیب الرحمن خانصاحب شیروانی اور مولوی فضل حق صاحب رامپوری بعد نماز جمعہ دارالعلوم میں تشریف لاے - مولوی عبد الرحیم صاحب بھی ساتھہ آے تھے - ان بزرگوں نے چند طلباء کو ایک کمرہ میں جمع کرکے پرائوٹ طریقہ سے گفتگو کی ' اور امید دلائی کہ اگر وہ فیصلہ قبول کرلیں تو وہ لوگ شکایات کی تحقیقات پر جلسہ کو توجہ دلائینگے ' لیکن چونکہ انہوں نے ذاتی ہمدردی سے یہ طریقہ اختیار کیا تھا ' اسلیے طلباء کو ان بزرگوں کی ہمدردی کے اعتراف کے ساتھہ اس پر تسکین نہیں ہوئی - اب بھی فیصلہ قائم رکھا گیا ہے اور طلباء کو ارکان و جلسہ انتظامیہ کے یکطرفہ فیصلہ سے بالکل مایوسی ہوگئی ہے ' انکو اب صرف قوم کا بھروسہ ہے - یہ ارکان کا آخری فیصلہ تھا ' جسمیں ڈیسپلن ' قانون ' انتظام ' جلسہ و ارکان کی پوزیشن ' غرض مختلف خارجی اسباب کا لحاظ رکھا گیا ' لیکن طلباء کے مطالبات یا وجوہ اسٹرائک کا ' مہتمم اور ناظم کی حیثیت کا ' ارکان کے انفرادی حالت کا اثر اس سے بالکل مختلف ہے - اکثر ارکان نے ذاتی حیثیت سے احساس کیا ' اور بعض دلیر طبع لوگوں نے اس کو ظاہر بھی کردیا کہ طلبہ کے مطالبات قابل لحاظ ہیں ' اور مہتمم و ناظم میں طلباء پر اثر ڈالنے اور انتظام قائم رکھنے کی قابلیت نہیں -

(طلباء دارالعلوم ندوۃ العلما - لکھنؤ)

ایک تعلیمگاہ علوم معاش کی تجویز

خادم الاسلام خاکسار محبوب الرحمن جملہ اهل اسلام کیخدمت میں عرض پرداز ہے کہ ضروریات زمانہ کے لحاظ سے کچھہ عرصہ سے همارا یہ خیال ہے کہ دیوبند جیسے متبرک مقام پر جو کہ بفضلہ تعالی شہرۂ آفاق ہے' ایک ایسی تعلیمگاہ قایم کی جاوے جس کے ذریعہ علوم معاش کی عملی تعلیم مسلمانوں کو دیجاوے - اس تعلیمگاہ میں حسب ضرورت زمانہ و وسعت سرمایہ مختلف شعبے صنعت و حرفت زراعت وتجارت ودستکاری وغیرہ کے قرار دیے جاویں و بلا لحاظ ذات و پیشہ وغیرہ مسلمانوں کو عملی طور پر اس تعلیمگاہ میں کام سکھایا جاوے - یہ تعلیمگاہ اپنے فوائد اور داخلہ طلبہ کے لحاظ سے عام ہوگی - یعنی ہر مسلمان خواہ کسی صوبہ کا ہو بلا لحاظ عمر و سکونت وغیرہ اس میں داخل ہوسکے گا' اور جس صیغہ کام کے قابل سمجھا جاویگا آسمان تعلیم پا سکے گا - اس معروضہ بالا مفید تجویز کو ہمنے حتی الامکان عملی طور پر پورا کرنیکا عزم کرلیا ہے' مگر چونکہ اس کام میں سرمایہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے لہذا جمیع اهل اسلام کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھہ استدعا ہے کہ حتی الوسع امداد سے دریغ نہ فرماویں

یہ مجوزہ تعلیم گاہ علوم معاش مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند کی طرف سے نہیں ہے بلکہ علاحدہ مستقل کام ہے

خاکسار محبوب الرحمن قادری و چشتی دیوبندی
دیوبند ضلع سہارنپور

اطلاع

برادران تحیت و سلام !

برادران دور افتادہ کے اجتماع و ارتباط کی جو تحریک میں نے کی تھی اور آپ نے جسکا خیر مقدم کیا تھا' اسکے استحکام کیلیے ۱۳-۱۴-۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع کو ایک عظیم الشان جلسہ کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ہے' جسمیں آپکی شرکت کی ضرورت صرف اسلیے نہیں کہ آپ اس سلسلہ ربط و اتحاد کی ایک کڑی هیں بلکہ اسکے لیے بھی کہ اس جلسہ میں نہایت ضروری مسائل طے کیے جائینگے جنکا اثر هماری ذات سے متعدی ہوکر ندوہ پر بھی پڑیگا' اور وہ مسائل حسب ذیل هیں :

(۱) انجمن کے لئے قواعد کی ترتیب سکرٹری اور عہدہ داروں کا باضابطہ انتخاب -

(۲) معاملات اشتراک پر غور و فکر کرنا اور معاملات کے اصلاح کی کوشش کرنا -

(۳) اپنے حقوق کو متعین کر کے ارکان ندوۃ العلماء کی خدمت میں پیش کرنا -

امید کہ آپ اس جلسہ میں تشریف لا کر مجھے ممنون اور اپنے مقاصد کو کامیاب بنانیکی کوشش کرینگے تشریف آوری کی اطلاع تاریخ جلسہ سے ایک هفتہ پیشتر ہونی چاهئے اور جو تجاویز آپ پیش کرنا چاهیں اُسکو بھیجدیجیے *

مسعود علی ندوی عارضی سکرٹری
انجمن طلباء قدیم دارالعلوم
احاطہ خان فقیر محمد خان - لکھنو

علمی ذخیرہ

(۱) - مآثر الکرام - حسان الهند مولانا میر غلام علي آزاد بلگرامي کي تصنیف ہے - جس میں هندوستان کے مشاهیر فقرا وعلما کے حالات هیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرو آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراے متاخرین کے تذکرے هیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاهور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلي نعماني تحریر فرماتے هیں کہ سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابي اشعار هیں اعلی درجہ کے هیں - مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات هیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک هندوستان میں پیدا هوے -

(۳) گلشن هند - مشہور شعراے اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علي لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلما مولانا شبلي نعماني نے اس کي تصحیح کي ہے اور مولوي عبد الحق صاحب بي - اے - نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائي تاریخ اور تذکرہ هذا کے خصوصیات مذکور هیں - صفحات ۲۳۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم کی کتاب " کریٹکل اکسپوزیشن آف دي پاپولر جہاد " کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوي غلام الحسنین صاحب پانی پتي - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذهب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے قرآن ' حدیث ' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات وسرایا وبعوث محض دفاعي تھے اور ان کا یہ مقصد هرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ

(۵) زرتشت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور ریفارمر کي سوانح عمري جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کي کتاب سے اقتباس کر کے مولوي خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلي نعمانی کي لا ثاني تصنیف جس میں حضرت عمر رضي الله عنہ کي مفصل سوانح عمري اور اُن کے ملکي ' مالي ' فوجي انتظامات اور ذاتي فضل وکمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمی - امام عبد الوهاب بن احمد الشعراني المتوفی سنہ ۹۷۳ ھجری کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار کا ترجمہ جس میں ابتداے ظہور اسلام سے دسویں صدي کے اواسط ایام تک جس قدر مشاهیر صوفیا گذرے هیں ان کے حالات اور زرین اقوال مذکور هیں - مترجمہ مولوي عبد الغني صاحب وارثی قیمت هر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) - آثار الصنادید - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دهلی کي تاریخ اور وهاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامي پریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) - قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامي - علم عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھہ عربي و فارسی میں بھي کوئی کتاب لکھي نہیں گئي ہے - اس کے آخیر میں هندي عروض و قافیہ کے اصول وضوابط بھی مذکور هیں ' اور اس کو شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامي نے اپنے اهتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ

(۱۰) - میڈیکل جیورس پروڈنس - یعنے طب متعلقہ مقدمات فوجداري ہے - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علي بلگرامي - اس کا مفصل ریویو الہلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن هند - موسیو گستاولیبان کي فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علي بلگرامي یہ کتاب تمدن عرب کي طرز پر هندوستان کے متعلق لکھي گئی ہے - اور اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک هندوستان میں جسقدر اقوام گذرے هیں اُن کي تاریخ ' تہذیب و تمدن اور علوم وفنون کے حالات لکھے هیں خصوصاً مسلمانان هند کا حال تفصیل کے ساتھہ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکتازان هند جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائي حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین هند کے مفصل حالات منضبط هیں - اعلی کاغذ پر نہایت خوش خط چھپي ہے - حجم (۲۶۵۹) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۶ روپیہ -

(۱۴) مشاهیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کي مشہور عالم کتاب وفیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدي سے ساتویں صدي تک کے مشاهیر علما و فقہا و محدثین و مورخین وسلاطین و حکما و شعرا و سفرا وصلحا وغیرہ کے حالات هیں - اس کتاب کے انگریزي مترجم موسیو ڈي سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشي لکھے هیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کردیا ہے - قیمت هر دو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالي - مصنفہ مولانا شبلي نعماني - امام همام ابو حامد محمد بن محمد الغزالي کی سوانح عمري اور ان کے علمي کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلی - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈورڈ کپلنگ کي کتاب دي جنگل بک " کا ترجمہ مترجمہ مولوي ظفر علي خان بي - اے جس میں انوار سہیلي کي طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھي گئی هیں - حجم ۳۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) وکرم اروسي - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراما کا ترجمہ - مترجمہ مولوي عزیز مرزا صاحب بي - اے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کي تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحي حالات مذکور هیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملي - مصنفہ مولوي سجاد مرزا بیگ صاحب دهلوي - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحاني اوصاف کی تدابیر کے ساتھہ ساتھہ قومي ترقي اور عزت حاصل کرنے کي اصول و ضوابط بیان کیے هیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) اسہل اللغات عربی فارسي کی متداول الفاظ کي کارآمد ڈکشنري حجم (۱۲۲۶) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قِران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے هیں ' اور کئی هزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائي گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلی نمونے موجود هیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبري - مولانا آزاد دهلوي کي مشہور کتاب جس میں اکبر اور اس کے اهل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربي فارسي و اردو کي کئي هزار کتابوں کی فہرست جس میں هر کتاب کے ساتھہ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم هوتا ہے کہ بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شائق هیں اُنھیں اس کا مطالعہ ضروری لازمی ہے - حجم ۸۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیري - ضیاء الملة والدین امیر عبد الرحمن خان غازي حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمري - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامي - نہایت خوشخط کاغذ اعلی - حجم (۵۶۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسي - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) فغان ایران - مسٹر شوسٹر کي مشہور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشیا " کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ -

15

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھرکی کسی ایک زبانمیں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپیہ کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کر لئیے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیجیے - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیجیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعات - علم حکمت - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوںمیں نور پیدا ہو بصارت کی آنکھیں وا ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی انکے عہد بعہد کے حالات سوانعمری: و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' انکی قیمتیں' مقام اشاعت وغیرہ - بہی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا بروے اشتہار دازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوںکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ' شتر' کالے بھینس' گھوڑا ' گدھا بھیڑ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروںکی تمام بیماریونکا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندونکی دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکمونکے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آپ ہی وہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آجتک کہیں دیکھی نہ سنی ہونگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہرونکے مکمل حالات وہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برھما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (وہی واقع ملک برھما) کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے ہی دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - اسٹریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وہانکی درسگاہیں دخانی کانیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مفصل حوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے ہوے طبیعت باغ باغ ہو جاے دماغ کے کواڑ کھلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھ مٹکاتی رہتی ہے، جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - ڈائل چینی کا' پرزے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت درست ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر دوست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

آٹھہ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ٦ چھہ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت -

چاندی کی آٹھہ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھہ روزہ واچ - جو کلائی پر بندھسکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ' ابھی ولایت سے بنکر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دیا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لیمپ اپنی اپنی جیب میں یا سرھانے رکھلو جسوقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطرے سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوے ایکدم کسیوجہ سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ معہ محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں' کلاک اور گھڑیونکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اکٹھا مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیں -

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام توھانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry, (Punjab)

هر فرمـایش میں الهـلال کا حوالہ دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹر یز اف دي کورٹ اُف لنڈن

یہ مشہور ناول جو ۱۸ سرلہ جلدوںمیں هے ابهي چهپ کے نکلي هے اور تہوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - یوروپي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۲۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیہ وی - پي - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بو بازار - کلکتہ

Imporial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

پـوٹــن ٹانـک

مصور اسا اپوساہ اور حیرت انگیز شفا - دماغ کي شکایت اور دمع کرنے کیلیے - مرجہائے هوئے دل کو تازہ کرنیکے لیے - هسٹریہ اور ہارٹ فیل کے تکلیفوںکا دفعیہ فوراً میں قوت پہونچانا - بڑھاپے کو جواني سے تبدیل - ایام شباب کے مرضوں کا خاص علاج - مرد اور عورت دونوںکے لیے مفید - قیمت دو روپیہ في باکس جسمیں چالیس گولیاں هوتي هیں -

زینولن - ضعف باہ کا اصلي علاج - اور نہایت تیر بہدف دوا اسکے استعمـــال کرتے هي آپ فائدہ محسوس کرینگے -

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

هایڈرولین — هائڈ روسیل کا نہایت مجرب دوا - دس دنکے لیے چار روپیہ اور ایک مہینہ کے لئے دس ۱۰ ٹین اینڈ کمپني - پوسٹ بکس ۱۴۱ کلکتہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

اِنسانَتي

یعنی جنون کي مجرب دوا

ڈاکٹر ڈبلو سی رائے کی پچاس برس کی آزمودہ دوا یہ دوا هر قسم کے مجنونیت کیلئے مخصوص هے بے عقل والےکو عقلمند بناتي هے کم خرابی کو دور کرکے ایدل لاتی هے - اور هر طرح کے رعشہ کو چند خوراک میں دور کرتا هے بہت مفید هے جلد طلب کرو قیمت في شیشی پانچ روپیہ -

S. C. Roy M. A. 167/8 Cornwallis Street, Calcutta.

نصف قیمت پسند نہونے سے واپس

سہرے نئے چالن کي جیب گھڑیاں ٹھیک وقت دینے والي اور دیکھنے میں بھي عمدہ فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دي جارهي هیں جسکي گارنٹي تین سال تک کے لیے دي جاتي هے -

اصلي قیمت سات روپیہ چودہ آنہ اور نو روپیہ چودہ آنہ نصف قیمت تین روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ پندرہ آنہ هر ایک گھڑی کے همراہ سنہرا چین اور ایک فرنٹین پن اور ایک چاقو مفت دیے جاوینگے -

کلائي واچ اصلي قیمت نو روپیہ چودہ آنہ اور تیرہ روپیہ چودہ آنہ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آنہ اور چھ روپیہ پندرہ آنہ باندھنے کا فیتہ مفت ملیگا -

کمپٹیشن واچ کمپني نمبر ۲۰ مدن متر لین کلکتہ -

Competition Watch Company No, 20 Madun Mitter Lane. Calcutta.

پسند نہونے سے واپس

همارا من موهنی مارک هارمونیم صرف فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دي جاویگی یہ ساگن کي لکڑي کي بني هے جس سے آواز بہت هي عمدہ اور بہت روز تک قائم رهنے والي هے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیہ ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ - ۷۰ و ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیہ هے آرڈر کے همراہ ۵ - روپیہ پیشگي روانہ کرنا چاهیئے -

کمرشیل هارمونیم فکٹري نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory N.o 10/ 3 Lover Chitpur Road Calcutta

عجیب و غریب مالش

جسکے استعمال سے مردہ لوگوں میں تازگی آجاتي هے - اور کهوئي قوتیں پهر پیدا هوجاتي هے اسکے جاري استعمال سے کسي طرحکي تکلیف نہیں هوتی هے - قیمت دو روپیہ ۴ آنہ فی شیشي - محصول ڈاک علاوہ -

HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمـــال سے بغیر کسی تکلیف کے تمام رونگیں اڑجاتے هیں -

آر - پی - گھوس

تین بکس آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک

نمبر ۳۰۶ اپر چیت پور روڈ - کلکتہ

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road. Calcutta.

سنکاری فلوٹ

بہترین اور سریلي آواز کي هارمونیم

سنگل ریڈ C سے تک C یا F سے F تک

قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ

ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ

اسکے ماسوا هر قسم اور هر صفت کا هرمونیم همارے یہاں موجود هے -

هر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگي آنا چاهیے -

R. L. Day. 34/1 Harkata Lane, Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ کار

رائے صاحب ڈاکٹر کے - سی داس کا آرالا ساهاے - جو مستورات کے خاص بیماري کے لیے عجیب دوا مبتلاے ایام کے زمانہ میں وغیرہ -

گولیاں — ایک بکس ۲۸ گولیونکی قیمت ایک روپیہ -

مستورات کے بیماریونکے لیے نہایت مفید دوا - خط کے آنے سے پوری کیفیت سے اطلاع دیجائیگی -

سواتیسهـــاے گولیاں

مردونکے نروس بیماري کے لیے نہایت مفید اور مجرب هے اپ ایک مرتبہ استعمال کریں اگر فائدہ نہو تو میرا ذمہ -

Swasthasahaya Pharmacey, 30/2 Harrison Road, Calcutta.

سلوائٹ

بہت قوت دار هے اور ضعف کیلئے بہت مفید ثابت هوا هے جسم کو قوت بخشتا هے جوان اور سن رسیدہ اور لڑکوں کیلئے غرض کے هر عمر والوں کو نہایت فائدہ مند ثابت هوا هے هر ایک شخص کو فائدہ کریگا کسیکو نقصان نہیں کرتا هے قیمت فی شیشی ایک روپیہ

S. C. Ray, M. A. 36 Dharamtallah Street, Calcutta.

Printed & Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. & Publg. House, 14 Molsod Street, CALCUTTA.

[1]

جسکا درد وهی جانتا هے - دوسرا کیونکر جانسکتا هے -

یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان جان دلب هو رہا ہے - سردی مٹانے کیلیے سو سو بندوبست کرتے هیں - لیکن بد قسمتی سے دمہ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے - تکلیف دمہ سے پریشان هوتے هیں - اور رات دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلتا ہے - اور نیند تک حرام هوجاتی ہے - دیکھئے ! آج ارسکو اسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نشیلی اجزاء دھتورہ - بھنگ - تمباکو - پوٹاسیم ' ایوالق دیگر بدنی ہے - اسامیے فائدہ هوتا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے نئی هوئی - دمہ کی دوا انمول جوهر ہے - یہ صرف هماری هی بات نہیں ہے - بلکہ هزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر اسکے مداح هیں - آپنے بہت کچھہ خرچ کیا هوگا - ایک مرتبہ اسکو بھی آزما لیں اسمیں نقصان هی کیا ہے ' پوری حالت کی فہرست بلا قیمت بھیجی جاتی ہے - قیمت ۳ روپیہ ۴ آنہ محصول ۵ پانچ آنہ -

[3]

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا هی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا' موجود هیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاهری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدہ کا بھی جویاں ہے بنابریں هم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے هر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں جانچکر " موهنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی هی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا هونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے هیں - جڑیں مضبوط هوجاتی هیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں هوتے درد سر' نزلہ ' چکر' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز هوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے هیں کہ همارے عرق کے استعمال سے هر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق هو' یا وہ بخار' جسمیں متلی اور قے بھی آتی هو - سردی سے هو یا گرمی سے - جنگلی بخار هو - یا بخار میں درد سر بھی هو - کالا بخار - یا آسامی هو - لرزہ بخار هو - بخار کے ساتھہ کھانسی بھی هو گئی هوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا هو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا هونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے ' نیز اسکی سابق تندرستی از سرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا هو اور هاتھہ پیر ٹوٹتے هوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی هو - کام کرنے کو جی نہ چاهتا هو کھانا دیر سے هضم هوتا هو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع هو جاتی هیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی هو جاتے هیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے همراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے هاں سے مل سکتی ہے

المشتهر
ایم - ایس - عبد الغنی ٹیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[۵]

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار هر قسم

هندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجاتے هیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے هیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئی حکیم اور مفید پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - همنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور مروجہ کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر هزارها شیشیاں مفت تقسیم کردی هیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ هوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے هزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی هیں اور هم

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA
Telephone, No. 648

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۱۵ - ۱۶ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۸ - ۲۵ جمادی الاولی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta Wednesday, April, 15 - 22 1914.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

نوٹ — ڈبل نمبر ہونے کی وجہ سے قیمت ۵ - آنہ

آدرشہ نیٹنگ کمپنی

—:*:—

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں نٹل کٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۹۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جا سکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی آپکی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے -

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوئے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - اچھے روانہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لئے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

---

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

—:*:—

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں آدرشہ نٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

ای - گورند راؤ پلیڈر - (دللاری) میں گنز ویلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -

مس کھم کماری داری - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواری آپکی نٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

---

شمس العلما مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں ؟

—(*)—

آدرشہ نیٹنگ کمپنی کے موزہ پہنچے اور مجھے اس بات کے کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ اسکی بناوٹ یورپ کی ساخت سے کسی طرح کم نہیں - میں نے مشین کو چلاتے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص باسانی اسے سیکھہ سکتا ہے -

---

چند مستند اخبارات ہند کی راے

— * —

بنگالی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمایش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھی ہے - قیمت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزوں سے سر مو فرق نہیں -

انڈین ڈیلی نیوز — آدرشہ نٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

حبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کردیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے -

آدرشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street.
CALCUTTA
Yearly Subscription, Rs. 8
Half yearly „ 4-1 2

الہلال

مدیر مسئول و خصوصی
احمد الکلام ابو الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۵ - ۱٦ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۸ - ۲۵ جمادی الاول ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤
Calcutta: Wednesday, Aprail, 15 - 22. 1914

ندوۃ العلما کی قسمت کا فیصلہ

۱۰ مئی کو معاملات ندوہ کیلیے دھلی میں عظیم الشان اجتماع

احساس دینی و درد ملی کے اظہار کا اصلی موقعہ !!

ندوہ کے معاملات پر غور کرنے اور اسکی اصلاح کی تجاویز سونچنے کیلیے مسلمانوں کا ایک عام جلسہ (جسمیں مختلف اسلامی انجمنوں کے قائم مقام اور صوبوں کے سر برآوردہ اہل الراے جمع ہونگے) ۱۰ مئی سنہ ۱۹۱۴ کو صبح ۷ بجے دھلی میں منعقد ہوگا - جن حضرات کو ندوہ سے ہمدردی ہے ' امید ہے کہ وہ اپنی شرکت اور اظہار راے سے فائدہ پہنچائینگے ' اور ہمیں ممنون فرمائینگے -

الداعیان

خان صاحب دشیر علیخان سکریٹری انجمن اسلامیہ لاہور - حاجی شمس الدین سکریٹری انجمن حمایت اسلام لاہور - میجر سید حسن بلگرامی (علی گڈہ) - قادر بھائی پریسیڈنٹ انجمن ضیاء الاسلام بمبئی حاجی یوسف سوبانی ' پریسیڈنٹ انجمن اسلام بمبئی - آنریبل چودھری نواب علی ممبر کونسل بنگال - نواب سید علی حسن خان - (لکھنو) - حکیم عبد الولی (لکھنو) - حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان (دھلی)

اطلاع

(۱) آجکی اشاعت دو نمبروں کی یکی اشاعت ہے -

(۲) ٹائیٹل پیج پر جو تصویر چھپ گئی ہے وہ اس ھفتہ کے مضامین سے تعلق نہیں رکھتی - غلطی سے دیدی گئی - آئندہ اشاعت میں اسکا تذکرہ ہوگا -

(۳) اس ھفتہ ضروری مضامین کی کثرت کی وجہ سے تمام تصویریں نہیں دی جا سکیں اور با تصویر مضامین کی گنجایش بھی نہیں نکلی - ورنہ آجکی اشاعت کیلیے دس سے زیادہ تصویریں الگ کردی گئی تھیں - انشاء اللہ آیندہ اشاعت میں اسکی تلافی ہوجائیگی -

(٤) مجھے یہ بات پسند نہیں کہ الہلال کے زیادہ صفحات ایک ہی موضوع میں صرف ہوجائیں - کچھہ دنوں سے ندوۃ العلما کے معاملات بہت بڑا حصہ رسالے کا لے لیتے ہیں - کئی ھفتہ سے مدارس اسلامیہ کے علاوہ مقالۂ افتتاحیہ لکھنے کی بھی مہلت نہ ملی - بہت ممکن ہے کہ بعض احباب کرام اسے محسوس فرماتے ہوں - لیکن انہیں الہلال کی معذوریوں پر بھی نظر رکھنی چاہیے - جب تک کسی معاملے کے متعلق پوری طرح مراد بہم نہ پہنچایا جاے ' اس وقت تک اسکی تحریک سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوسکتا - ندوۃ العلما کو میں اپنے عقیدے میں ایک اہم کام سمجھتا ہوں - نیز مجھے یقین ہوگیا ہے کہ وہ برباد کیا جا رہا ہے - عرصے تک کی خاموشی کے بعد اس معاملے کو چھیڑنا پڑا ' اور جب شروع ہو چکا اب درمیان میں نہیں چھوڑ دیا جاسکتا تاوقتیکہ تحریک اصلاح ایک عملی صورت اختیار نہ کرلے - جب تک اپنی دلچسپیوں کا کچھہ ایثار نہ کرینگے ' کوئی اہم کام انجام نہیں پاسکتا - امید ہے کہ ۱۰ - مئی کا جلسہ کسی عملی تجویز تک پہنچنے میں کامیاب ہو ' اور اس بحث کا حصول مقصود کے ساتھہ جلد خاتمہ ہوجاے - (ایڈیٹر)

اعلان

رپورٹ انجمن ھلال احمر قسطنطنیہ

انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ نے اپنی تمام کارگزاریوں کی ایک جامع رپورٹ ترکی زبان میں شائع کی ہے جسمیں حضور سلطان المعظم ' ولی عہد عثمانیہ ' اور بانیان انجمن کی تصویریں بھی دی گئی ہیں ' اور ابتدا میں ہلال احمر اور صلیب احمر کی تاریخ بھی درج کی ہے -

گو یہ کتاب ترکی میں ہے تاہم مسلمانان ہند اس خیال سے خرید سکتے ہیں کہ اسکی فروخت سے جسقدر روپیہ حاصل ہوگا وہ کار خیر ہی میں صرف ہوگا - انجمن ہلال احمر نے ہمیں اس اعلان کی اشاعت کیلیے لکھا ہے - کتاب کی قیمت دو روپیہ ہے - سکریٹری انجمن سے ملسکتی ہے ' غالباً اسکے کچھہ نسخے فروخت کیلیے دفتر الہلال میں بھی کسی آیندہ ڈاک سے پہنچ جائینگے - (منیجر)

مسئـلـۂ بقـا و اصـلاح نـدوہ

فریب سکوت اور فساد تجـاهل !

سب سے بڑی مصیبت ارباب رائے کی بے خبری و غلط فہمی ہے اور وہ معذور ہیں -

۱۰ مئی کو دھلی میں عام جلسہ

ندوۃ العلما کے موجودہ معاملات کے متعلق چند امور غور طلب ہیں ' بغرض اختصار و عدم گنجایش صفحات دفعہ وار عرض کرونگا :

(۱) پوری چالاکی اور مفسدانہ ہوشیاری سے کوشش کی جا رہی ہے کہ کسی طرح ندوہ کی اصلاح اور اسکے اصلی مفاسد کے مسئلہ کو قوم کی نظروں سے ہٹا لیا جائے اور اسکی جگہ محض طلبا کی اسٹرایک کے معاملے کو یا بعض دوسرے حالات کو پیش کر دیا جائے - اس سے مقصود یہ ہے کہ تمام لوگ ان معاملات میں الجھہ جائینگے اور حزب الافساد کے اصلی مفاسد کی طرف کسی کی توجہ نہوگی -

صیغۂ تعمیرات اور مال کے متعلق بار بار کہا جاتا ہے مگر اسکا کچھہ جواب نہیں دیا جاتا - معتمدیوں کے ڈسٹرکٹ دینے کی ناجائز کارروائی پر اعتراض کیا جاتا ہے مگر اسکا کوئی تذکرہ نہیں کرتا - نئے عہدہ داروں کے تقرر کو دستور العمل کے خلاف اور ناسکل سازشی بتلایا جاتا ہے ' مگر گویا انہوں نے سنا ہی نہیں - جلسۂ انتظامیہ منعقد بھی ہوتا ہے تو صرف اسٹرائک پر بحث کی جاتی ہے ' اور خطوط پڑھے جاتے ہیں کہ اسٹرائک مولانا شبلی کی ایما سے ہوئی یا مولوی عبد السلام نے خط لکھا -

مولانا شبلی نے اخبارات میں ایک تحریر شائع کرائی ہے اور خط کے اس ٹکڑے سے انکار کیا ہے جسمیں مولوی عبد السلام نے انکی طرف اپنے مطالب کو نسبت دی ہے ' اور ساتھہ ہی لکھا ہے کہ لعنة الله علی الکاذبین -

پھر یہ خطوط بہت پیشتر کے ہیں - اسٹرائک اب ہوئی ہے اور طلبا نے اپنی شکایتیں بیان کردی ہیں جنکا جواب ملنا چاہیے - تاہم ہم تسلیم کیے لیتے ہیں کہ واقعی اسٹرائک انہیں کارروائیوں کا نتیجہ ہے ' اور بعض لوگوں نے طلبا کو ابھار ابھار کر اسٹرائک کیلیے آمادہ کیا ' لیکن اس واقعہ سے دوسرے واقعات تو مٹائے نہیں جا سکتے ؟ کیا صیغۂ تعمیرات و مال کے مسائل اسی وقت تک قابل اعتراض تھے ' جب تک کہ اسٹرائک بغیر کسی کی تحریک کے ثابت ہو؟ اور کیا دستور العمل ندوہ کے بموجب مولوی خلیل الرحمن کا ناظم ہونا ' اور محض چند آدمیوں کا سازش کرکے ندوہ کے اصلی مقاصد کو مٹانے کیلیے انہیں ناظم بنا دینا بھی اسی وقت تک قابل لحاظ ہے ' جس وقت تک اسٹرائک بغیر مولوی عبد السلام کے خط لکھنے کے سمجھی جاتی ؟

کیا دستور العمل ندوہ کی تنسیخ ' حق انتخاب و عزل کی تحریف ' ایک نا جائز اور خلاف اصول کمیٹی کی باسم " مجلس خاص " تاسیس ' اور بابو نظام الدین صاحب کے صیغۂ مال کے متعلق تمام اعتراضات بھی اس وجہ سے محو جاسکتے ہیں کہ مولوی عبد السلام صاحب نے اسٹرائک کرا دی ؟

(۲) یہ بالکل ویسی ہی بات ہے جیسے مچھلی بازار کانپور کی مسجد کی دیوار کو مسٹر ٹائیلر نے گرا دیا اور ہز آنر سر جیمس مسٹن نے کہا کہ کانپور کے مسلمانوں میں کوئی جوش نہیں - صرف باہر کے چند مفسدین ہیں جو کانپور کے مسلمانوں کو بھڑکا رہے ہیں - حالانکہ اگر مسجد کی زمین کا مطالبہ شرعی و قانونی مطالبہ تھا تو وہ اس الزام کے مان لینے کے بعد بھی ویسا ہی قابل جواب تھا جیسا کہ دوسری صورت میں -

مولوی عبد السلام صاحب کے خط میں جو باتیں واقعی قابل اعتراض ہیں - ایک تو انکا غلط طور پر اپنے بیانات کو مولانا شبلی کی طرف نسبت دینا جسکا وہ خود اقرار کرتے ہیں - یقیناً ایسی غلط بیانی بڑے ہی افسوس بلکہ شرم کی بات ہے - دوسرا خط کا طرز بیان کہ جتنے لفظ لکھے ہیں ' انمیں سے کوئی لفظ بھی کسی عقلمند آدمی کا لکھا ہوا معلوم نہیں ہوتا - رہی یہ بات کہ انہوں نے طلبا کو اپنے حقوق کے مانگنے پر ابھارا ' تو دنیا میں فرضی اخلاق ' رعب و نظام ' اور ادب و نگونساری کا وعظ کرنے والے تو بہت ہیں اور یہ واعظ خوشنما بھی معلوم ہوتا ہے ' لیکن اصلیت یہ ہے کہ ایسی حالت خود ان واعظوں یا انکے دائرۂ کار کی عمارتوں کو پیش آجائے تو اس وقت حقیقت کھلے کہ خود انکا مشورہ بھی ایسا ہی ہوتا ہے یا نہیں ؟

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اور ان میں حروف و اصوات کے علاوہ مفہوم عملی کچھہ بھی نہیں ہے -

جس دن طلبانے اسٹرائک کی ' اسی دن میں نے الہلال میں لکھا کہ یہ اچھا نہیں کیا - " مدرسہ مثل ایک مملکت کے ہے - جس طرح شخصی حکومت کا جبر و استبداد ملک کو خراب کرتا ہے اسی طرح طوائف الملوکی اور بے حکومتی بھی اسکے لیے مہلک ہے " - نیز یہ لکھا کہ " اسٹرائک امن و نظام کی ایک ایسی غارت ہے جسکو کسی حالت میں بھی اچھا نہیں کہا جاسکتا "

تاہم جو واقعات دنیا میں ہوتے ہیں ' انہیں صرف اخلاق کی کتابوں کے اندر ہی نہیں ڈھونڈھنا چاہیے ' اور کسی شخص کو اسکا حق حاصل نہیں ہے کہ حق و باطل ' انصاف اور بے انصافی ' عدل و ظلم ' اور طلب و داد کو کسی خاص گروہ کیلیے مخصوص کردے -

ندوہ کے طالب علموں نے اخبارات میں مضامین لکھے - اخبار وکیل امرتسر نے قابل صد تعریف مستعدی سے اپنے صدہا صفحات اس بحث کیلیے وقف کر دیے ' اندرونی طور پر ہر شکایت کیلیے حکام ندوہ کو عرضیاں دی گئیں اور بار بار جواب طلب کیا گیا - لیکن ان تمام باتوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور وہ ہر طرف سے مایوس ہوگئے - سب سے بڑھکر یہ کہ ایک پوری پارٹی ندوہ پر قابض تھی ' اور دوسرے خیال کے لوگ اصلاح کی طرف سے مایوس ہوکر تھک گئے تھے ' اور اسلیے کچھہ دلچسپی نہیں لیتے تھے - ایسی حالت میں اگر طلبانے آخری علاج سے کام لیا ' اور خرابی و بد نظمی کا علاج بالمثل خرابی ہی سے کرنا چاہا ' تو گو ہماری اخلاقی مصطلحات کتنی ہی ہمیں گرویدہ رکھیں تاہم ہمیں انکی نسبت فیصلہ کرنے میں زیادہ سختی نہیں کرنی چاہیے ' اور انکی مجبوری و بے بسی پر بھی نظر رکھنی چاہیے -

اگر اسٹرائک اچھی چیز نہیں تو اسکا سب سے پہلے الزام قوم کے سر ' اور علی الخصوص قوم کے ان نمایاں اشخاص کے سر ہے جو ہمیشہ ان معاملات میں پہلی صف ہوتے ہیں - کیوں انہوں نے اخبارات کے مضامین نہیں پڑھے ؟ کیوں اخبار وکیل کے بے شمار کالموں پر کبھی نظر نہیں ڈالی ؟ کیوں ان انصاف طلب صداؤں سے کان بند کرلیے جو ہر ہفتے مصائب ندوہ کیلیے بلند ہوتے تھے ؟ جب ایک شے پبلک میں آگئی اور اخبارات میں مسلسل مضامین لکھے جاتے ہیں تو پھر بے خبری کا عذر مسموع نہیں ہوسکتا - جب کسی نے خبر نہ لی تو انہوں نے اپنی قسمت کو خود اپنے ہاتھوں میں لیا ' اور وہ آخری علاج کرنا چاہا ' جو گو کیسا ہی برا ہو لیکن اسکی علت خود ہماری ہی غفلت تھی - یہ علاج کارگر ہوا اور اب سرگشتگان غفلت نے دو چار کروٹیں لیں - پس جن لوگوں نے یہ آخری علاج کرکے تمہیں ہوشیار کیا ہے ' انکی بعض بھولی ہوشیاری سے بیدار ہوکر سب سے پہلے انہی کو الزام دینا انصاف سے بعید ہے !

خود مولانا شبلي نے ندوہ کے معاملات سے قوم کو بے خبر رکھا ' اور اسکا سب سے بڑا الزام انہي کے سر ہے - اسکے بعد اخبارات ہیں - زمیندار ' ہمدرد ' پیسہ اخبار ' وطن ' الهـــلال ' ان میں سے کسي نے بھي وقت سے پہلے خبر نہ لی - اب یہ کوئی انصاف کی بات نہیں ہے کہ اپنی غفلت کي ندامت صرف طلبا کو الزام دیکر مٹالي جاے -

جلسۂ انتظامیہ ۲٦ مارچ

(۴) کذب بیاني ' باطل اندیشي ' مکر و حیل ' فریب و دسائس کا ایک پورا مجموعہ وہ رپورٹ ہے جو ۲٦ مارچ سنہ ۱۴ کے جلسۂ انتظامیہ کی فرضي ناظم ندوہ نے شائع کي ہے - اب میں کہاں تک اپنے وقت اور الهلال کے صفحات کو ان لوگوں کے پیچھے خراب کروں ؟ مختصراً چند کلمے لکھونگا :

اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو باہر کے لوگوں کو اصلی حالات کے معلوم کرنے کا موقعہ دیا گیا اور نہ اصلی مسائل انکے سامنے پیش ہوے - نہایت چالاکي سے صرف اسٹرائک ہی کے معاملہ کو پیش کیا گیا ' اور کہدیا کہ اسکے سوا قوم میں اور کوئی بے چینی نہیں -

اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ جلسے میں مندرجۂ ذیل امور بیان کیے گئے :

(۱) مولوي عبد السلام اور مولانا شبلي کے درخط جسکا حال اوپر لکھا جا چکا ہے -

(۲) ایک نیا عہدہ " حامي ندوہ " کا وضع کیا گیا ' اور اسپر کرنیل عبد المجید پٹیالہ کا تقرر ہوا - اس خدمت عظیم کے صلے میں تین چار سال سے وہ مولوي غلام محمد شملوي سے چھاؤنیوں میں گورنمنٹ کی غلامي کا وعظ کراتے ہیں' اور ۸۰ - روپیہ انکي تنخواہ بدبخت ندوہ دیتا ہے !

(۳) ایک کاکوروي ممبر نے کہا کہ ندوہ سے " ایک معزز حضرات کو ویسي ہي ہمدردي ہے' جیسي پہلے تھی " تعجب ہے کہ اسقدر صریح غلط بیانی کیونکر ایک تعلیم یافتہ شخص نے جائز رکھي - معزز حضرات سے اگر مقصود کاکوري کا خاندان اور مولوي خلیل الرحمن اور انکے حواري ہیں' تو اسمیں شک نہیں کہ نہ صرف پیشتر جیسی ہي ہمدردي ہے بلکہ ہزار درجہ المضاعف ہو گئي ہے' مگر اسکے لیے " معزز حضرات " کي تعمیم ضروري نہ تھي -

لیکن اگر معزز حضرات سے مقصود وہ لوگ ہوں جوکسي نہ کسي حیثیت سے قوم میں "معزز" تسلیم کیے جاتے ہیں تو ان میں جن لوگوں کو صحیح حالات کے معلوم کرنے کا موقعہ ملا ہے ' وہ سب کے سب موجودہ حالات پر متاسف ' اور اصلاح کی ضرورت سے مضطرب ہیں - اگر میں انکي فہرست یہاں دوں تو کئی کالم صرف ہو جائیں - انجمن اصلاح ندوہ کي رپورٹ اٹھا کر دیکھیے - خود ندوہ کے ارکان انتظامي کا کیا خیال ہے ؟ یقیناً ہر ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا بھي اس شخص کے خیال میں " معزز " ہونگی' جنھوں نے اپنا ماہوار عطیہ تا اصلاح ندوہ ملتوي کر دیا ہے !

(۴) یہ بھي اسي ممبر نے کہا کہ " ناظم اور پرنسپل پر کوئي اعتراض صحیح نہیں کیا گیا " لیکن " ناظم پر بہ حیثیت ناظم تو بعد کو اعتراض ہوگا ' پہلے انکي نظامت کو تو جائز ثابت کردیا جاے -

(۵) ایک اور ممبر نے کہا کہ میرٹھ میں قاضي نجم الدین صاحب ایک خط لاے جسمیں جلسہ کرنے کي تحریک تھي - لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے ندوہ کے مسائل پر کیا اثر پڑتا ہے ؟ اگر کچھ لوگ ایک مسئلہ کو از روے ایمان و بصیرت ضروري سمجھتے ہیں' تو انکا فرض ہے کہ اسکي طرف قوم کو توجہ دلائیں' اور جلسے کرائیں - میں نے بلقان و طرابلس ' کانپور و معاملۂ زمیندار ' اور خود ندوہ کے متعلق علانیہ الهلال میں بار بار لکھا کہ ہر شہر کے مسلمان جلسے کریں اور اپني زندگي اور احساس کا ثبوت دیں -

(٦) ایک تیسرے ممبر نے کہا کہ " جو جلسے ہوے ہیں وہ ضلع بارہ بنکی کے چھوٹے چھوٹے مواضعات میں کیے گئے ہیں " کیا کوئي وقت ایسا بھی آنے والا ہے جب ان لوگوں کو اپني کذب بیانیوں کی جرأت پر ندامت ہوگي ؟ ندوہ کي اصلاح کیلیے اس وقت تک پچاس کے قریب جلسے تمام ہندوستان میں ہوچکے ہیں - بمبئي ' کلکتہ ' دہلی ' ملتان ' بانکی پور ' مدراس ' قصور ' بریلي ' گیا ' میرٹھ ' گوجرانوالہ ' پدلی بھیت ' لکھنو ' یہ تمام مقامات شاید ندوہ کے جغرافیۂ ہند میں بارہ بنکي ہي کے مواضع ہیں !

(۷) ایک سب سے زیادہ دلچسپ لطیفہ یہ ہے کہ جو لوگ طلبا کو سمجھانے گئے تھے ' انسے طلبا نے خواہش کي کہ ایک غیر جانب دار کمیشن قائم کیا جاے - اسکے جواب میں سفراء ندوہ نے کہا : " ارکان انتظامیہ ملک کے منتخب اصحاب ہیں اور تمام ذمہ داري کا ملک نے ارکان انتظامیہ پر بھروسہ کیا ہے "

مگر افسوس ہے کہ ایسي شاندار اور مسکت دلیل کو بھی " طلبہ نے نہیں مانا "

یا للعجب ! ندوۃ العلما کي سرزمین میں بھي " ملک کے انتخاب کردہ اصحاب " کا لفظ بولا جاتا ہے' اور ایسے ارکان ندوہ دل کے جري اور ہمت کے مضبوط موجود ہیں جو ندوہ کے ارکان انتظامیہ کو " ملک کي انتخاب کردہ " جماعت کہنے کي جرأت رکھتے ہیں ! پھر طلبا کے جواب میں متعجب ہیں کہ انھوں نے ایسی صریح اور سچي بات کو بھی منظور نہیں کیا ؟

یا سبحان اللہ ! جس جلسۂ انتظامي کے ممبروں کے انتخاب کرنے میں نہ تو قوم کی آواز کو دخل ہو اور نہ قوم کو کسی طرح کا حق دیا گیا ہو ' حتی کہ برسوں سے قوم کو یہ بھي نہ معلوم ہو کہ کب انکے نائب منتخب ہوے ہیں' اور کون انہیں منتخب کرتا ہے ؟ جنکے انتخاب کا یہ حال ہو کہ ہر تیس سال کے بعد انہی میں کے چند آدمي بیٹھکر پچھلے آدمیوں کو اپني مرضي کے مطابق دہرا لیتے ہوں' اور جب چاہتے ہوں " مجلس خاص " کا تخت بچھا کر اپنے پندرہ پندرہ آدمیوں کو صرف ایک شخص کي تحریک پر ممبر بنا لیتے ہوں' جنکے لیے نہ تو کوئی قاعدہ ہے اور نہ قانون' نہ کوئی اصول ہے اور نہ کوئی راے' آج اس مجلس انتظامی کے ممبر بے دھڑک طلبا کے سامنے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قوم کے انتخاب کردہ نائب ہم سے بڑھکر اور کون ہونگے' اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ غریب قوم کی جانب سے " بھروسہ " کا پروانہ بھي اپنے جیب میں ٹٹولنے لگے ہیں ! ان ھذا لشيء عجاب !

غفلـــت و بے خـــبری

(۸) اصلي مصیبت یہ ہے کہ لوگوں کو اصلي حالات معلوم نہیں - ندوہ سے دلچسپی لینے والے ہمیشہ خاص خاص لوگ تھے - نہ تو لوگوں نے اسکي رپورٹیں پڑھی ہیں نہ دستور العمل دیکھا ہے' اور نہ کبھي ان مضامین کو پڑھا ہے جو ندوہ کے معاملات کے متعلق اخبارات میں نکلتے رہے ہیں - اب ندوہ کا معاملہ انکے سامنے آیا ہے اور وہ راے دیتے ہیں تو ادھر ادھر کي سنی ہوئي باتوں پر مجبوراً اعتماد کرلیتے ہیں' اور بالکل سمجھ نہیں سکتے کہ اصلي ماتم کیا ہے ؟

دہلي میں جو جلسہ ابھي ۱۳ - اپریل کو منعقد ہوا تھا اسمیں مولانا عبید اللہ صاحب سابق ناظم جمعیۃ الانصار دیوبند نے اپنی تقریر میں کہا : " میں ایک مرتبہ ندوہ کے انتظامي جلسے میں بلایا گیا تھا تا کہ بعض حضرات کے موافق راے دوں' لیکن جب

پہنچا تو اصلی حالت دوسری ہی نظر آئی، اور میں بغیر کارروائی میں حصہ لیے واپس آیا "

اسی جلسے میں اصول و قواعد کی بنا پر ندوہ کے مفاسد بیان کیے گئے تو میرے عزیز دوست مسٹر محمد علی نے کہا کہ میرے لیے یہ تمام معلومات بالکل نئی ہیں - اب تک یہ باتیں بالکل معلوم نہ تھیں -

مجھکو یقین ہے کہ خود ندوہ کے غیر مقامی ارکان انتظامیہ بھی جو گاہ گاہ جلسوں میں آکر شریک ہوجاتے ہیں، ندوہ کے مفاسد سے بالکل بے خبر رہ گئے ہیں، اور بالکل یہی وجہ ہے کہ وہ انکا ساتھ دیدینے میں یا خاموش ہورہتے ہیں - مولانا سیف الرحمن صاحب جو پچھلے جلسۂ انتظامیہ کے صدر بنائے گئے تھے، مولانا فضل حق صاحب مدرس اعلی مدرسہ عالیہ رامپور جو ایک بہت ہی معاملہ فہم اور صاحب فکر و رائے بزرگ ہیں، نواب محمد اسحاق خاں صاحب سکریٹری کالج، مولوی احمد علی صاحب میرٹھی، اور اسی طرح بعض دیگر ارکان انتظامی کو میں شخصاً جانتا ہوں، اور یقین کرتا ہوں کہ ندوہ میں جو کچھ ہو رہا ہے، اگر اسکے معلوم کرنے کا انہیں موقعہ دیا جائے یا ندوہ کے مفاسد کے مضامین اول سے آخر تک وہ دیکھہ ڈالیں، تو ایک لمحہ کیلیے بھی مفسدین ندوہ کا ساتھہ نہیں دینگے -

لیکن اصلی مصیبت یہ ہے کہ واقعی حالات معلوم نہیں - ندوہ کے موجودہ حکام کے ہاتھہ میں ایک بڑا حربہ مذہبی الزام کا ہے - جب کبھی علما سے ملتے ہیں تو فوراً کہدیتے ہیں کہ ہم صرف طلبا کو الحاد و بیچریت سے بچانے کیلیے ایسا کر رہے ہیں اور ہمیں خواہ مخواہ الزام دیا جاتا ہے - یہ سنکر وہ لوگ متاثر ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ واقعی آپ لوگ بڑے ہی اچھے آدمی ہیں !

اردو اخبارات کا بھی یہی حال ہے - ان میں سے بعض خاموش رہجاتے ہیں - ایک دو نے ضرورت اصلاح سے انکار کردیا ہے - مجھکو یقین ہے کہ ان لوگوں کو بھی اصلی حالات معلوم نہیں اور اس دھوکے میں ڈالدیے گئے ہیں کہ محض شخصی معاملہ ہے - اگر ندوہ کے مفاسد سے یہ لوگ واقف ہو جائیں تو پھر مجھہ سے بھی بڑھکر اصلاح کیلیے سعی کریں -

الہلال کے سلسلۂ مضامین کو اگر یہ اصحاب مطالعہ فرمالیں تو انہیں واقعات معلوم کرنے میں مدد ملیگی -

درحقیقت ان تمام دقتوں کا علاج بحالت موجودہ ایک ہی تھا، اور الحمد للہ کہ بزرگان دہلی نے قابل صد تعریف مستعدی کے ساتھہ اسے پورا کردیا یعنی جلسۂ عام کا انعقاد - جب تک عام لوگوں کا تک جا اجتماع نہو اور اپنا وقت صرف اسی مسئلے کیلیے صرف نہ کریں، اس وقت تک محض اخبارات میں لکھنے سے کچھہ نہیں ہوسکتا -

ریاست بھــــوپال اور نــــدوہ

(۵) لیکن پچھلے دو ہفتوں کا سب سے زیادہ قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ ڈھائی سو روپیہ ماہوار کی جو رقم ندوۃ العلما کو ریاست بھوپال سے ملتی تھی، وہ ہر ہائنس سرکار عالیہ دام اقبالہا نے (تا اصلاح ندوہ) ملتوی کردی -

جو سرکاری خط پریسیڈنٹ انجمن اصلاح ندوہ لکھنؤ کے نام آیا ہے، اسمیں لکھا ہے کہ چند ماہ سے ندوہ کے حالات نہایت افسوس ناک ہو رہے ہیں، اور ایسے تغیرات ہوے ہیں جنکی وجہ سے اسکی حالت قابل اصلاح ہے، اسلیے ریاست کی ماہوار رقم ملتوی کردی جاتی ہے تا آنکہ ندوہ کی اصلاح ہوجاے -

یہ واقعہ سرکار عالیہ کی روشن ضمیری اور تدبر و عالی دماغی کا سب سے آخری مگر سب سے زیادہ موثر ثبوت ہے، اور ایک ایسا احسان عظیم ہے جسکا تمام مسلمانوں کو صدق دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیے - انہوں نے ندوہ کی اس وقت مدد کی جب کوئی اسکا پرسان حال نہ تھا - پھر انہوں نے اپنے عطیہ میں اضافہ کیا اور ۵۰ کی جگہ ڈھائی سو تک مقرر ہوگئے - بلا شبہ یہ ایک ایسی شاہانہ فیاضی تھی جو صرف ریاست بھوپال ہی سے ہو سکتی ہے - لیکن تاہم میں پورے یقین کے ساتھہ انکی خدمت میں عرض کرونگا کہ ندوہ کی حقیقی زندگی اور مسلمانوں کی دینی تحریک کی اصلی ہستی، اس ڈھائی سو میں اسدرجہ نہ تھی جو وہ برسوں سے عطا فرما رہی ہیں، جسقدر اس ڈھائی سو کے بند کردینے میں ہے جو انہوں نے آج سے شروع کیا ہے -

اخلاق کا ہر جوہر اعراض و اثرات سے وابستہ ہے - فیاضی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ روپیہ دیا جائے - فی نفسہ روپیہ دینا کوئی تعریف کی بات نہیں ہے - ڈاکوؤنکا سردار اپنے ماتحت چوروں کو روپیہ دیتا ہے - کتنی قمار باز دولت مندوں نے بڑے بڑے چندے دیکر کارلو کا قمار خانہ قائم کر رکھا ہے - ایک ظالم حکمراں جب مظلوموں کو برباد کرنا چاہتا ہے تو قتل و خونریزی کیلیے خزانے کا منہ کھولدیتا ہے -

پس محض روپیہ دینا کوئی تعریف کی بات نہیں - اصلی شے اسکا طریق صرف و بخشش ہے کہ کار خیر و عمل صحیح کیلیے دیا جائے - اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بخیل جو مسجد بنانے کیلیے روپیہ نہیں دیتا، یقیناً اس فیاض سے ہزار درجہ بہتر ہے جسکے روپیہ سے قمار خانہ چل رہا ہو - پہلے نے کار خیر کو روکا پر دوسرے نے ہزاروں انسانوں کو ٹھوکر کھلائی -

آج ہندوستان کی مصیبت یہ نہیں ہے کہ فیاضی نہیں کی جاتی - مصیبت یہ ہے کہ فیاضی کا صحیح مصرف و موقعہ لوگوں کو معلوم نہیں - اگر یہ مصیبت دور ہوجاے تو یقین کیجیے کہ ہماری ضرورتوں سے زیادہ قومی روپیہ اس وقت خرچ ہو رہا ہے -

سرکار عالیہ کا جود و سخا جس طرح تمام رؤساء و ارباب ہمم کیلیے ایک اسوۂ حسنہ تھا، ٹھیک اسی طرح انکا اس عطیہ کو روک دینا بھی ہمارے لیے ایک بہترین درس حقیقت ہے، اور انہوں نے جس قدر احسانات اس وقت تک عطا فرما کر قوم پر کیے ہیں، ان سے کہیں زیادہ اس بخشش و التوا کے ذریعہ احسان فرمایا ہے - جو مسلم جتنی نایاب ہو اتنی ہی قیمتی بھی ہوتی ہے - دینے والے اور بھی ہیں، لیکن دینے کا صحیح محل و طریقہ بتلانے والا کوئی نہیں -

حقیقت یہ ہے کہ سرکار عالیہ موجودہ اسلامی نسل کی ایک غیر معمولی فرد ہیں اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ روز بروز میرے دل میں انکی عزت بڑھتی جاتی ہے - میں رؤسا اور ارباب دول سے (الحمد للہ) ایک مستغنی اور بے پروا زندگی رکھتا ہوں اور میری مذمت کے اسراف کے بعض لوگ شاکی ہیں، مگر میں تعریف میں کبھی بھی اسراف نہیں کر سکتا -

اگر اسی طرح ہندوستان کی ریاستیں قومی درسگاہوں کے حالات پر نظر رکھیں اور انہیں اصلاح کیلیے مجبور کریں تو ہزار جلسوں کے ریزولیوشن اور اخباروں کے صفحات ایک طرف اور ایک بخشش گاہ کا عارضی کا سد باب ایک طرف ! ندوہ کی زندگی کا سہارا گورنمنٹ کی اعانت کے بعد ریاست بھوپال کی اعانت تھی - اسکے بعد ریاست رامپور کی ماہوار مدد ہے، اور حیدر اباد سے بھی سو روپیے ملتے ہیں - کاش یہ دونوں ریاستیں بھی اس طرف متوجہ ہوں، علی الخصوص ریاست رامپور جسے کارداں و دانشمند مجمع اعیان و حکام میسر ہے -

مفسدین ندوہ کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ندوہ کو کسی طرح نہیں مٹا سکتے مگر خود یقیناً مٹ جائیں گے -

قوم دوسرا ندوہ بنا سکتی ہے لیکن وہ اس قوم کی آواز کو ذلیل کرکے دوسری قوم اپنے لیے نہیں لا سکتے -

۱۸ - ۲۵ جمادی الاولی ۱۳۳۲ ھجری

مدارس اسلامیہ

مولــود فساد کا کامل بلوغ

عہدہ داروں کا سازشی تقرر

مزعومہ و مفروضہ نظامت ندوۃ العلماء

(۳)

ایک ایسا شخص فرض کیجیے جو نئے عہدہ داروں کا نہ صرف دوست و رفیق بلکہ شیفتہ و مدا کار ہو' اور اُنکی نظامت و نیابت کو اپنے ایمان و ضمیر سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہو - نیز اُس نے قسم کھا لی ہو کہ جب تک بحث و ثبوت کا ذرا سا سہارا بھی باقی رہیگا' مولوی خلیل الرحمن صاحب کی نظامت کو ہاتھہ سے نہ دونگا :

یا تن رسد بجاناں' یا جاں ز تن بر آید !

اچھا' تو اب فرض کیجیے کہ وہ ایسے موقعہ پر کیا کریگا جبکہ اُسکے سامنے اہلیت اور استحقاق علمی و اخلاقی کی وہ تمام بحث پیش کی جائیگی جو پچھلی اشاعت میں نکل چکی ہے ؟

یقیناً وہ جوش حمایت میں کہے گا کہ خیر' مان لیجیے کہ مولوی خلیل الرحمن صاحب نہ تو علمی قابلیت کے لحاظ سے اس عہدے کیلیے کوئی چیز ہیں' اور نہ ہی کسی اخلاقی خوبی کے اعتبار سے مستحق ہیں - لیکن آخر مجلسوں اور انجمنوں کے قوانین و قواعد بھی کوئی شے ہیں یا نہیں ؟ اگر وہ قانون و قواعد کے مطابق ناظم بنادیے گئے ہیں' اور ایک انجمن کی ایگزیکٹیو کمیٹی نے اُنھیں قانوناً عہدہ دار تسلیم کرلیا ہے' تو پھر خواہ وہ کیسے ہی نا اہل کیوں نہوں' لیکن قاعدہ چاہتا ہے کہ اُنھیں تسلیم کرہی لینا چاہیے - نہ کیجیے گا تو دنیا میں قانون اور قواعد کی توہین کی ایک بہت ہی بری مثال قائم ہوجائیگی - استحقاق نہیں' نسہی' کم از کم قانون تو ہے ؟ اُنھوں نے استحقاق و صلاحیت کا پاس نہیں کیا - آپ قانون کی عزت پر نظر رکھیے - کسی کی علمی و اخلاقی حالت پر بحث کرنیکا آپکو کس نے حق دیدیا ہے ؟ یہ تو " ذاتیات " ہے - جو کچھہ کہنا ہے قاعدہ اور قانون کی بنا پر کہیے -

غرضکہ استحقاق و اہلیت کے بعد گو اصلاً بحث کا خاتمہ ہوجاتا ہے لیکن ایک ایسے شخص کیلیے جو اصول کی بنا پر نہیں' بلکہ اپنے کسی ذاتی فیصلے کی بنا پر اُنکی نظامت کا خواہشمند ہو' کہنے کیلیے قانون اور قواعد کا سہارا ابھی باقی ہے -

اچھی بات ہے - آئیے اپنے تئیں ایک ایسا ہی ارادت کیش شخص فرض کرلیں اور پوری کوشش کریں کہ کسی نہ کسی طرح مولوی صاحب کو ندوہ کا ناظم بنا نا ہی چاہیے - استحقاق و اہلیت کی بنا پر نا کامی ہوگی تو قانون اور قواعد کا گوشہ ڈھونڈھیں گے - یہاں سے بھی نکالے گئے تو خود ندوہ کے دستور العمل کی دہائی دینگے - یہاں بھی شنوائی نہ ہوئی تو اسکے معروف و موجودہ دستور العمل کا دروازہ کھٹکھٹائینگے - اگر یہ بھی نہ کھلا تو پھر یا قسمت یا نصیب !

کیا شکوہ تم سے' روییے اپنے نصیب کو !

بہر حال میں تسلیم کیے لیتا ہوں کہ پچھلی اشاعت میں جو کچھہ لکھا گیا' یکسر لغو اور بے معنی تھا - استحقاق اور اہلیت کیا شے ہے اور ایثار و اخلاق کو کون پوچھتا ہے ؟ اصل شے قانون اور قاعدہ ہے - فاستغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ !

کردیم ہــزار بار توبــہ !

صرف مجالس و مجامع کے قوانین عمومی اور خود ندوہ کے دستور العمل ہی کے مطابق اب نظر ڈالتا ہوں :

گر تو دامن بکشی' دست کسے کوتــہ نیست !

(نظامت جدید اور قواعد مجالس)

قواعد کا یہ حال ہے کہ ایک تو عام طور پر با قاعدہ انجمنوں کے قوانین ہیں اور تمام مجلسوں کیلیے بطور ایک مشترک اصول کے تسلیم کیے جاتے ہیں - ایک خود ندوہ کا دستور العمل ہے - عام قوانین کا اگر ذکر کیا گیا تو یہ کہکر بآسانی ٹالدیا جائیگا کہ ندوہ عام قوانین مجالس کی پیروی پر مجبور نہیں - اگر تمام دنیا میں ایسا ہوتا ہے تو کیا ضرور ہے کہ ندوہ بھی ایسا ہی کرے ؟

پس بہتر ہے کہ صرف ندوہ ہی کے دستور العمل کے مطابق نظر ڈالی جاے -

لیکن ندوہ کا دستور العمل بھی دو مختلف صورتوں میں موجود ہے - ایک تو اُسکا اصلی اور قدیمی دستور العمل ہے دوسرا معروف موجودہ دستور العمل جس پر آجکل ادعائی عمل کیا جاتا ہے -

کسی گذشتہ صحبت میں تفصیل کے ساتھہ لکھہ چکا ہوں کہ اصلی دستور العمل کی دفعات مبہم کیا تھیں' اور پھر کس طرح اُن میں نئی نئی ترمیمیں اور اضافے کیے گئے ؟ پس موجودہ حالت میں در اصل ندوہ کا دستور العمل کوئی چیز نہیں' اور مسئلۂ اصلاح ندوہ میں اصلی ما بہ النزاع وہی دستور العمل ہے - تاہم جو کچھہ بھی ہے' چاہیے کہ صرف اُسی کو پیش نظر رکھا جاے - کیونکہ اگر اصلی دستور العمل کی بنا پر بحث کیجیگا تو کہدیا جائیگا کہ اس منسوخ شدہ دستور العمل کو اب تسلیم ہی کون کرتا ہے ؟

دفتر نو منسوخ درد عشق اول !

(رعایت کی انتہــا)

غور کیجیے کہ نقد و مطالعہ میں اس سے زیادہ رعایت اور نرمی کیا ہوسکتی ہے ؟ عام قوانین اصل بحث ہیں - اگر اُنسے کام لیا جاے تو ایک منٹ کے اندر پوری کارروائی کو ناجائز قرار دیسکتے ہیں - لیکن اُن سے بالکل قطع نظر کرلی جاتی ہے - اُسکے بعد ندوہ کا اصلی دستور العمل ہے اور اسمیں جسقدر تبدیلیاں کی گئی ہیں' یکسر نا قابل تسلیم و خلاف قانون ہیں' لیکن آپکی خاطر سے اُسے بھی چھوڑ دیا گیا - صرف وہی معروف و معدل دستور العمل اپنے سامنے رکھتے ہیں جو ندوۃ العلما کا موجودہ مسلمہ نظام ہے اور ندوہ کی طرف سے چھاپکر تقسیم کیا جاتا ہے !

(انتخاب نظامت حسب دستور العمــل)

۱۸ سے ۲۰ - جولائی تک ایک جلسۂ انتظامیہ لکھنو میں منعقد ہوا' اور اسی میں گذشتہ نظام عمل کو توڑکر نیا ناظم منتخب کیا گیا - یہ کارروائی جو قانون اور قاعدہ کے نام سے کی گئی' قاعدہ اور قانون کی بدترین توہین تھی - ایسی توہین جس سے زیادہ کوئی ناجائز مجمع اور بے قاعدہ جتھا نہیں کرسکتا -

اسلیے نہیں کہ حقیقت و قوانین عمومی کے خلاف تھی' بلکہ صرف اسلیے کہ اس طرح کی کارروائی کرکے جلسۂ انتظامیہ نے خود ندوہ کے دستور العمل کو پرزے پرزے کردیا -

(دفعہ ۲۲ دستور العمل)

(۱) دستور العمل حال کی دفعہ ۲۲ میں ہے :

" مجلس ہاے انتظامیہ کی تاریخ کا تعین ناظم ندوۃ العلما کرکے فہرست امور تصفیہ طلب کی دو ہفتہ پہلے ارکان انتظامیہ کے پاس بھیج دیگا "

عام طور پر تمام انجمنوں کی منیجنگ کمیٹیوں کا قاعدہ ہے کہ فیصلہ طلب امور کو ایک دو ہفتے پہلے ممبروں کے پاس بھیج دیتے ہیں جسکو اجنڈا کہتے ہیں' تاکہ وہ اُن پر غور و فکر کرکے بحث و راے کیلیے مستعد ہوجائیں ندوہ کے دستور العمل نے اسکے لیے دو ہفتے کی مدت قرار دی ہے -

اب تحقیق طلب یہ ہے کہ ۲۰ جولائی کے انتظامی جلسے میں ایک ایسا اہم اور عظیم الشان مسئلہ پیش ہونے والا تھا جو ندوۃ العلما کے ہشت سالہ طریق انتظام کو منسوخ کرکے اور تینوں معتمدیوں کو توڑ کے ایک شخص کو ناظم قرار دینا چاہتا تھا' اور یہ وہ کارروائی تھی جس پر ندوہ کی انتظامی و تعلیمی ہستی کا دار و مدار تھا - پس ضرور تھا کہ حسب دفعہ ۲۲ دستور العمل ندوہ دو ہفتہ پہلے اسکی اطلاع تمام ممبروں کو دیدی جاتی' اور لکھدیا جاتا کہ معتمدیوں کے توڑنے اور فلاں شخص کے ناظم مقرر ہونے کی نسبت اُنہیں اپنی راے دینی پڑیگی' لیکن اس قسم کی کوئی اطلاع ممبروں کو نہیں دی گئی' اور نہ اجنڈا میں ناظم کا ذکر کیا گیا - دفعتاً ایک ممبر نے تجویز کی کہ معتمدیاں توڑ دی جائیں اور ۱۵ ممبروں میں سے دس یا گیارہ حاضر الوقت ممبروں نے اسپر فوراً منظوری بھی دیدی! اسکے بعد معاً ایک شخص کو نظامت کے لیے پیش کیا گیا' اور وہ ناظم بھی قرار پا گیا!!

کیا حسب قاعدہ دستور العمل دفعہ ۲۲ کسی جلسۂ انتظامیہ کی ایسی ناگہانی کارروائی جائز قرار دی جاسکتی ہے؟ کوئی شخص بھی جسے مجلسوں کے قواعد و قوانین کا علم ہو' کیا اس درجہ شرم و حیا کو خیرباد کہہ سکتا ہے کہ اس کھلی سازش کو باقاعدہ قرار دیسکے؟

اگر باقاعدہ طور پر سچائی اور حقیقت کے ساتھ کام کرنا تھا تو کیا وجہ ہے کہ دو ہفتہ پہلے ممبروں کو اطلاع نہیں دی گئی' اور اجنڈے میں اس تجویز کی تصریح نہیں کی؟ کونسی ضرورت اخفا اور پردہ داری کی پیش آگئی تھی؟ اور وہ کونسا عذر ہے جسکی بنا پر ایک ایسے اہم اور عظیم الشان انقلابی مسئلہ کو یکایک پیش کرکے منظور کرا لیا گیا؟

اصل یہ ہے کہ یہ لوگ فساد و ضلالت میں کتنے ہی پختہ مغز ہوں' مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کاموں میں ابھی نا تجربہ کار ہیں - اگر ایسا نہوتا تو ایسی صریح اور کھلی بے ضابطگی کرکے اپنی ہلاکت کا سامان خود فراہم نہ کرتے' اور صبر و احتیاط کے ساتھ ایک کامل درجہ کی باقاعدہ نما بے قاعدگی کرتے جیسا کہ اور بہت سے مقامات میں کیا جاتا ہے -

(حادثۂ غریب)

(۲) پھر یہ بھی واضح رہے کہ معتمدیوں کی تقسیم اور نظامت ندوہ کا متعلقہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے - خود جلسۂ انتظامیہ میں بارہا پیش ہوچکا ہے - اور ایسے جلسوں میں جو جلسۂ عام کے موقع پر منعقد ہوے اور اسلیے صرف کورم ہی کے جلسے نہ تھے بلکہ تقریباً تمام ممبروں کا کامل اجلاس تھا -

نومبر سنہ ۱۹۰۸ میں مجلس انتظامیہ کا ایک وسیع اجلاس ہوا جسمیں مولوی خلیل الرحمن اور مولوی سید عبد الحی صاحب بھی موجود تھے - جلسے نے بالاتفاق یہ تجویز پاس کی کہ تینوں معتمدیاں قائم رہیں' اور جلسۂ انتظامیہ اس انتظام پر پورا اعتماد کرتا ہے -

پھر ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۰ کے جلسے میں بھی یہی مسئلہ پیش ہوا اور بالاتفاق طے پایا کہ :

" اس وقت کوئی شخص ایسا موجود نہیں ہے جسکا تقرر خدمت نظامت کیلیے ہوسکے - پس جس طور پر کام چل رہا ہے' یعنی تین معتمدیوں کی تقسیم میں' اسی طرح چلتا رہے "

جلسۂ انتظامیہ کا یہ رزولیوشن قابل غور ہے - یہ جس جلسے نے بالاتفاق منظور کیا اسمیں مولوی خلیل الرحمن' مولوی سید عبد الحی' مولوی شاہ سلیمان پھلواروی' اور مولوی مسیح الزماں مرحوم شاہجہانپوری موجود تھے - اسلیے اس سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان اشخاص میں سے کوئی شخص جلسۂ انتظامیہ کے نزدیک ناظم بننے کے لائق نہ تھا' کیونکہ اگر لائق ہوتا تو وہ ان اشخاص کی موجودگی میں یہ رزولیوشن کیوں منظور کرتا کہ " کوئی شخص خدمت نظامت کیلیے نظر نہیں آتا "؟

پس معتمدیوں کی تقسیم ایک ایسا انتظام تھا جو برسوں سے چلا آتا تھا اور اسکو جلسہ ہاے انتظامیہ نے بارہا قابل اعتماد و عمل تسلیم کرلیا تھا - جن جلسوں نے اسپر اعتماد و قیام کے ووٹ پاس کیے' وہ کامل اور عظیم الشان اجلاس تھے' یعنی انمیں تقریباً تمام ممبران انتظامی شریک تھے - ایک ایسے مسلم و معتمد انتظام کو یکایک توڑ دینے کا ایک ایسے جلسے کو کیا حق ہوسکتا ہے جو محض کورم کا ایک رسمی مجمع تھا' اور سب سے زیادہ یہ کہ اسکی کوئی اطلاع حسب قاعدۂ دستور العمل ممبروں کو نہیں دی گئی تھی؟

اگر اسی طرح ایک شخص دس بارہ ممبروں کو اکٹھا کرکے انجمنوں کا کانسٹی ٹیوشن الٹ دیا کرے تو پھر قاعدہ اور قانون ایک ایسا لفظ ہے جسکے کوئی معنی سمجھہ میں نہیں آسکتے!

اول تو یکایک معتمدیوں کو توڑ دینے کی تجویز پیش کی گئی اور منظور کرلی گئی - حالانکہ یہ جلسۂ انتظامیہ کا ایک مسلمہ و معتمدہ انتظام تھا' اور اسکے توڑ دینے کیلیے ایک کامل اجلاس کی ضرورت تھی نہ کہ چھہ سات آدمیوں کی سازش کی -

پھر اسپر بھی اکتفا نہ کرکے ایک شخص کو نظامت کیلیے تجویز بھی کردیا گیا -

یہ کون شخص ہے؟ علم و صلاحیت کا کوئی نو مولود مخلوق ہے جو یکایک مولوی سید عبد الحی صاحب کو اپنے مطب میں کھیلتا ہوا ملگیا ہے' اور وہ جلسۂ انتظامیہ کے سامنے اٹھا کے لے آے ہیں؟ یا دار العلوم ندوہ میں کوئی نئی تربیت گاہ کھل گئی ہے جو کہن سال ممبران ندوہ کو بھی چند سالوں کے اندر اپنے نفوذ علمی و اخلاقی سے بالکل بدل دیا کرتی ہے' اور اس تربیت گاہ میں ایک شخص علم و صلاحیت کا چولا بدلکر جلسۂ انتظامیہ کے سامنے آگیا ہے؟

نہیں' یہ مولوی خلیل الرحمن صاحب سہارنپوری ہیں جو ابتدا سے ندوۃ العلما کی مجلس انتظامیہ کے ممبر' اور برسوں سے نظامت ندوہ کے غزال رعنا کے پیچھے کوہ و بیابان مساعی و مناصب کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں :

کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادۂ مارا!

لیکن یہ بزرگ تو اس وقت بھی جلسۂ انتظامیہ میں موجود تھے' جب وہ یہ رزولیوشن پاس کر رہا تھا کہ " کوئی شخص عہدۂ نظامت کیلیے موزوں موجود نہیں ہے' اسلیے تین معتمدیوں کی تقسیم کے ساتھہ ہی کام جاری رکھا جاے "؟

کیوں اُس جلسۂ انتظامیہ نے جسمیں خود مولوی خلیل الرحمن

اور انکے اعوان و انصار قدیمہ وجدیدہ شریک تھے، علی رغم انف خلیل الرحمن و اخوانہ ' ایسا رزولیوشن پاس کیا ' اور کیوں خود مولوی خلیل الرحمن نے اپنے ادعاے "انا احق بالخلافۃ" سے کنارہ کشی کرلی ؟ اگر ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۰ تک جلسۂ انتظامیہ میں کوئی شخص ناظم بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا ' حالانکہ مولوی خلیل الرحمن ' مولوی شاہ سلیمان ' مولوی مسیح الزمان ' مولوی سید عبدالحی صاحب ' وغیرہ وغیرہ حضرات اسمیں موجود تھے ' تو ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کو وہ کونسا انقلاب انسانی ذہن و جذبات کے اندر ہوگیا کہ یکایک انہیں میں سے ایک شخص تمام آلات و اسلحۂ نظامت سے لیس ہوکر سامنے آ گیا ؟ اور پھر اسطرح سامنے آیا کہ جلسۂ انتظامیہ کے تمام منکر ومتمرد ارکان اپنے انکار و تمرد گذشتہ کو بھول کر یہ کہتے ہوے سجدے میں اوندھے ہوگئے کہ " تاللہ لقد آثرک اللہ علینا ' و ان کنا لخاطئین " اور گویا مولوی خلیل الرحمن صاحب نے مولوی سید عبد الحی صاحب سے مخاطب ہوکر کہا : " یا ابت ! ہذا تاویل رؤیای من قبل ' قد جعلها ربی حقا " ؟

(التحول الفجائی)

جن حضرات کو " قانون ارتقا " کے مباحث سے دلچسپی ہے انہیں معلوم ہوگا کہ اس نظریہ کے بنیادی مسائل مہمہ میں سے ایک مسئلہ انقلاب طبیعی اور تحول نوعی : Metamor Phasis کا بھی ہے ۔

اس سے مقصود وہ تغیرات و انقلابات ہیں جو حسب سنن طبیعۂ موجودات عالم کے آثار و خواص ' اور اشکال و اجسام میں ہوتے رہتے ہیں ' اور پھر رفتہ رفتہ انکا مجموعی نتیجہ ایک نوعی تغیر تک پہنچ جاتا ہے ۔

ان تحولات میں سے ایک انقلاب " تحول فجائی " کا ہے - یعنی ایسے مستثنیات تحول جو یکایک اور ناگہانی ظہور میں آجاتے ہیں - اخیر دور کے علماء ارتقا نے اس تحول کا وجود اکثر حالتوں میں تسلیم کیا ہے ' اور پچھلے دنوں ڈاکٹر شیفر نے اسپر لیکچر دیتے ہوے اسکے نظائر و مشاہدات گنوائے ہیں -

میں سمجھتا ہوں کہ تحول فجائی کی ایک عمدہ نظیر ۲۰ مارچ کے جلسۂ انتظامیہ ندوۃ العلما کی یہ کارروائی بھی ہے جس سے لندن کی امپیریل اکاڈیمی کا بے خبر رہنا (جسمیں ڈاکٹر شیفر نے لیکچر دیا تھا) اسکی بہت بڑی بد قسمتی ہوگی - ایسی کھلی اور انسانی تحول فجائی کی شہادت اور کہیں نہیں ملسکتی !

واقعہ یہ ہے کہ سنہ ۱۹۱۳ سے پیشتر تک جسقدر ارکان ندوہ بشمولیت مولوی خلیل الرحمن صاحب موجود تھے ' جلسۂ انتظامیہ نے بشمولیت مولوی خلیل الرحمن و مولوی سید عبد الحی و منشی احتشام علی و مولوی شاہ سلیمان صاحب وغیرہ وغیرہ ان ضروری شرطوں سے انہیں کلاً یا جزاً خالی پایا جو ندوہ کی نظامت کیلیے مطلوب ہیں ' اور بار بار بھی فیصلہ کیا کہ معتمدیاں قائم رہیں کیونکہ انپر اعتماد ہے اور کوئی شخص ایسا موجود نہیں جو ندوہ کا ناظم ہوسکے -

لیکن : این قصۂ عجب شنو از دور انقلاب :

کہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کی صبح کو تحول فجائی کا ایک عجیب و غریب نمونہ نظر آیا کہ وہی مولوی خلیل الرحمن صاحب جنکی موجودگی میں جلسۂ انتظامیہ عہدۂ نظامت کیلیے ناظم کی تلاش میں ناکام رہچکا تھا ' اور اسطرح بار بار تسلیم کرچکا تھا کہ وہ باوجود خواہش و طلب شدید ' اس عہدے کیلیے اہل نہیں ہیں ' یکایک کسی قوۃ انقلاب مخفی ' اور قانون تحول فجائی کے ماتحت آکر اس طرح منقلب اور متغیر و متحول ہوگئے ' گویا وہ کل تک کے مولوی خلیل الرحمن ہی نہیں ہیں ' اور مذہب ارتقا نے انہیں یکسر پیکر انقلاب و تغیر کردیا ہے !! فسبحان الذی اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن ! فیکون !!

(معتمدیوں کی شکست)

یہ کارروائی بے قاعدگی اور بے نظمی کا ایک ایسا کامل درجہ کا نمونہ ہے ' جسکی نظیر پیدا کرنے کیلیے بڑی جد و جہد کرنی پڑیگی - معتمدیوں کے توڑنے کا جلسۂ انتظامیہ کو اس طرح قانوناً کوئی حق ہی نہ تھا - اگر معتمدین نے اپنے اپنے استعفے بھیج دیے تھے تو جلسۂ انتظامیہ صرف اس ایک ہی فیصلہ کیلیے مجبور تھا کہ جلسۂ عام تک انکی منظوری و عدم منظوری کو ملتوی کردیتا ' اور جلسۂ عام کا انتظام کرتا - اس عرصے میں سابق انتظام برقرار رکھا جاتا - دنیا جہان کی انجمنوں کا یہی قاعدہ ہے ' اور خود ندوہ کا دستور العمل بھی یہی ہے - لیگ کی صدارت سے ہز ہائنس سر آغا خان نے بارہا استعفا دیدیا ' لیکن لیگ کی کونسل اسکے سوا اور کچھ نہ کرسکی کہ جلسۂ عام میں پیش کردے - جلسۂ عام کے انتہائی اختیارات تمام انجمنوں میں صرف اسی لیے رکھے گئے ہیں تاکہ اشخاص و محدودہ جماعت کو کسی طرح کی سازش کا موقع نہ ملے جیسا کہ بد بخت ندوہ سازش کا شکار ہوا -

پس اول تو جلسۂ انتظامیہ اسکے سوا اور کوئی کارروائی کرہی نہیں سکتا تھا ' لیکن چونکہ ہماری بحث ابتدا سے اس روش پر ہے کہ ہر موقعہ پر آخری سے آخری صورت جواز کو بھی تسلیم کرکے مسئلہ کے عدم جواز کو ثابت کر دیتے ہیں ' اور ابتدا ہی میں لکھہ آئے ہیں کہ آجکی صحبت میں ہمارا پوزیشن ایک ایسے شخص کا ہوگا جو تغیر نظامت کا نہایت خواہشمند ہے ' اور ایک ذرا سا سہارا بھی ناخن اٹکانے کا ملجاے تو اسپر اپنے مقصود و مطلوب کے جواز و ثبوت کا ایک پہاڑ کھڑا کردینا چاہتا ہے ' اسلیے علی سبیل الفرض تسلیم کیے لیتے ہیں کہ جلسۂ انتظامیہ معتمدین کی علحدگی کے مسئلہ کا فیصلہ کرسکتا تھا ' اور ایسا کرنے کیلیے صحیح وجوہ اپنے سامنے رکھتا تھا ' لیکن پھر بھی انتخاب نظامت کا عقدہ حل نہیں ہوتا ' کیونکہ اسکے سامنے ایک صاف اور باقاعدہ کارروائی کا راستہ کھلا تھا - وہ ان معتمدوں کی جگہہ عارضی طور پر دوسرے معتمد مقرر کردیتا اور آیندہ کیلیے معتمدیوں کے قیام و عدم قیام یا تقرر نظامت کے مسئلہ کو حسب قاعدہ جلسۂ عام میں پیش کرتا -

اسکی مجبوری کونسی آپڑی تھی کہ چپ چپاتے یکا یک ایک ایسے شخص کو ناظم مقرر کردیا جاے ' جو برسوں سے اپنے تئیں ناظم بنانے کی آرزو رکھتا ہے مگر ہر مرتبہ جلسۂ انتظامیہ اسے ناظم تسلیم کرنے سے انکار کردیتا ہے ' او راسی جلسۂ عام میں اسکی نظامت کا مسئلہ پیش نہیں کیا جاسکتا ؟ اور پھر جسکی موجودگی اور خواہش جنون نماے نظامت کے باوجود ' جلسۂ انتظامیہ یہ فیصلہ کردیتا ہے کہ " عہدۂ نظامت کیلیے سر دست کوئی شخص موجود نہیں " ؟

اس شخص نے ناظم بننے کیلیے کیا کیا کوششیں نہیں کیں ' اور کیسی کیسی سازشیں نہیں ہوئیں ؟ ناجائز طور پر لوگوں کو جمع کیا گیا ' راز دارانہ خطوط لکھہ لکھہ کر اور دورے کر کرکے آدمی بلاے گئے ' اور ایک مرتبہ تو وہ قیامت برپا کی جس کی ناکامی کا ایک لمحہ کیلیے بھی " حزب الاتحاد " کو خوف نہ تھا - تاہم قانون ' قاعدہ ' اہلیت ' استحقاق ' اور حق کی بمقابلہ باطل قدرتی طاقت نے ہمیشہ تمام کوششوں کو ناکام رکھا ' اور خود جلسہ ہاے انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ ناظم بننے کیلیے کوئی شخص اہل موجود نہیں ہے - موجودہ انتظام جس طرح چل رہا ہے اسی طرح چلنا چاہیے -

(۲۰ مارچ کا عجیب و غریب جلسہ)

جس جلسۂ انتظامیہ میں کارروائی کی گئی ' اسکی چھپی ہوئی رپورٹ میرے سامنے ہے - اسمیں شرکاء مجلس کی جو فہرست دی گئی ہے ' اسکو نہ کوئی گھٹا سکتا ہے اور نہ بڑھا سکتا ہے - اسمیں

۱۵ ممبران انتظامیہ میں سے صرف حسب ذیل ۱۲ - اشخاص شریک ہوئے تھے :

(۱) منشی احتشام علی صاحب کاکوروی (۲) منشی اعجاز علی صاحب کاکوروی (۳) منشی اطہر علی صاحب کاکوروی (۴) مولوی محمد نسیم صاحب (۵) مولوی خلیل الرحمن صاحب (۶) مولوی سید عبد الحی صاحب (۷) حکیم عبد الرشید صاحب (۸) مولوی سید ظہورالاسلام صاحب (۹) مولوی عبد الحی صاحب وکیل چندوسی (۱۰) مولوی عبد الرحیم صاحب ریوازی (۱۱) قاری عبد السلام صاحب (۱۲) سید ظہور احمد صاحب وکیل -

ان بارہ میں سے دو شخص نکالدیجیے جو عہدۂ نظامت و نیابت پر فائز ہوئے ' یعنی مولوی خلیل الرحمن اور مولوی عبد الرحیم - اب باقی اشخاص جنہوں نے انکی نسبت فیصلہ کیا ' صرف ۹ رهگئے - ان نو میں بھی انکے تہائی تو صرف ایک ہی خاندان کاکوری کی مختلف الاشکال صورتیں ہیں:

هر لحظه بطرز دگر آن یار بر آمد !

اس اقانیم ثلاثہ کو مسیحی علم ریاضی کے اصول پر ایک ہی سمجھیے :

ما سه جائے آمده در یک بدن !

اب باقی جسقدر حضرات تشریف فرما ہیں انہیں شمار کیجیے - کلہم چھہ باقی رهگئے - ان چھہ میں ایک تو مولوی سید عبد الحی صاحب ہیں جنہوں نے تجویز پیش کی :

در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند

باقی پانچ میں سے تین مقامی ممبروں اور دو بیرونی ممبروں نے ' اور کاکوری کے اقانیم ثلاثہ کے تعداداً تین مگر حکماً ایک نے تجویز سنی ' اور ندوۃ العلما کی سکریٹری شپ کا ' اس ندوہ کی سکریٹری شپ کا جو تمام عالم اسلامی میں اصلاح دینی اور احیاء علوم اسلامیہ کی ایک ہی تحریک ہے ' ایک آن واحد میں فیصلہ کردیا !

پھر لطف یہ ہے کہ یہ چھہ حضرات بھی در اصل ایک صداے واحد سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے ' کیونکہ فی الحقیقت یہ سب کے سب معاملات ندوہ میں ایک ہی اصول اور اعتقاد کے اخلاف اور ایک ہی شجر طریقت کے برگ و بار ہیں - اسی لیے نہ تو کسی نے مخالفت کی اور نہ کسی کو ندوۃ العلما کے مسلمہ دستور العمل کی اس کھلی توہین پر کچھہ شرم و حیا آئی - ادھر تجویز پیش ہوئی اور ادھر سب لبیک کہتے ہوے دوڑے :

بیار باده که ما هم غنیمتیم بسے !

خدا را لوگ انصاف کریں کہ یہ کون لوگ ہیں جو اسطرح علانیہ قانون اور قواعد کو پاؤں تلے روند رہے ہیں اور پھر یہ کہتے ہوے نہیں شرماتے کہ جلسۂ انتظامیہ نے ایسا کیا ؟ کیا اس سے بھی بڑھکر قوم کو احمق بنانے کی کوئی مثال ملسکتی ہے ؟ اگر جلسۂ انتظامیہ ایسے ہی جلسوں کا نام ہے اور باقاعدہ کارروائیوں کا یہی مطلب ہے تو اس جلسۂ انتظامیہ سے دهقانیوں کی وہ بھیر ہزار درجہ افضل و ارحم ہے جہاں شام کو ایک حقہ لیکر کاشتکار جمع ہوجاتے ہیں اور مل جلکر بغیر کسی سازش اور ایمان فروشی کے اپنے جھگڑوں کو مٹا دیتے ہیں -

(آخری اور فیصلہ کن سوال)

(۴) اچھا ! ان تمام باتوں کو بھی جانے دیجیے - صرف ناظم کے انتخاب کے مسئلہ کو لیجیے - عام قوانین مجالس میں نہیں ' ندوہ کے پرانے دستور العمل میں نہیں ' خود موجودہ دستور العمل میں دفعہ ۱۱ - موجود ہے جو اوپر گذر چکی ہے :

" ناظم کا انتخاب کامل جلسۂ انتظامیہ کی تجویز اور جلسۂ عام کی منظوری سے تین سال کیلیے ہوا کریگا -

ندوۃ العلما کا کانسٹی ٹیوشن مثل عام مجالس کے یوں ہے کہ اسکے دو طرح کے ممبر ہوتے ہیں - ایک وہ جو دو روپیہ سالانہ دیتے ہیں اور عام جلسے میں شریک ہوتے ہیں - دوسرے وہ ارکان انتظامی جو اسکی مینیجنگ کمیٹی یا ایگزیکٹو کونسل کے ممبر ہیں - ندوہ کے اصلی دستور العمل میں تھا کہ جلسۂ عام ناظم کو منتخب کریگا نیز اسے معزول کردینے کا بھی حق اسی کو ہے - نئے دستور العمل میں معزولی کے حق کو تو سلب کرلیا ہے لیکن اتنا ٹکرہ بجنسہ موجود ہے کہ " مینیجنگ کمیٹی کہ کامل اجلاس تجویز کرے اور جلسۂ عام منظور کرے "

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ سرے سے ناظم کی منظوری کا اختیار جلسۂ انتظامیہ کو ہے ہی نہیں - اسکا کامل اجلاس کسی شخص کو تجویز کر سکتا ہے - لیکن نصب اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ سالانہ جلسۂ عام میں کثرت راے اسکا ساتھہ دے -

اگر فی الحقیقت یہ دفعہ دستور العمل میں موجود ہے ' اور میں غلط حوالہ نہیں دے رہا تو وہ تمام ارکان انتظامی جنہوں نے ۲۹ مارچ کو یہ سازشی ایمان فروشی کی ہے ' باہر نکلیں اور مجھے بتلائیں کہ کیونکر انہوں نے بغیر کامل جلسۂ انتظامی کی تجویز اور بغیر جلسۂ عام کی منظوری کے ایک شخص کو ناظم قرار دیدیا ؟ اور کیوں نہ انکی اس تمام کارروائی کو قوم ایک بد ترین قسم کی شرمناک بے قاعدگی قرار دے ؟

کیا انہیں اس دفعہ کی خبر نہ تھی ؟ اگر خبر نہ تھی تو هزار شرم ان ارکان مجلس کیلیے جو صاحبان حل و عقد بنکر ندوہ کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں ' مگر اتنا بھی نہیں جانتے کہ خود ندوہ کا دستور العمل کیا کہتا ہے ؟

نہ تو مجلس انتظامی کا کامل اجلاس ہوا ' اور نہ جلسۂ عام نے نئے ناظم کو منظور کیا - پھر کس قانون کی بنا پر مولوی خلیل الرحمن اپنے تئیں ناظم سمجھتے ہیں اور اپنی مرضی نظامت کے مصارف کی لعنت ندوہ کے سر ڈالتے ہیں ؟ اور کیوں اس نام نہاد جلسۂ انتظامیہ کی پوری کارروائی کو حق ' قانون ' اور دستور العمل ندوہ کے نام سے ہم کالعدم نہ سمجھیں ؟

یقیناً کالعدم ہے - اس جلسے کو جو اسدرجہ قوانین مسلمۂ مجلس کی علانیہ خلاف ورزی کرے ' جلسۂ انتظامیہ کہنا انتظام کے لفظ کی صریح توہین ہے - یہی سبب ہے کہ میں ابتدا سے ندوہ کے جلسہ انتظامیہ کو ایک جتھا اور چند یاران سازش کا مجمع نا جائز کہتا آیا ہوں ' اور عام اعلان کرتا ہوں کہ اگر میرے بیانات صحیح نہیں ہیں اور نئے ناظم کے تقرر کی کارروائی کسی طرح بھی دستور العمل ندوہ کے مطابق ثابت ہو سکتی ہے تو خدا را کوئی شخص بھی سامنے آجاے ' اور صرف اتنا ہی کرے کہ خود ندوہ کے دستور العمل سے ثابت کردے - ذاتی خصوصیت کا کوئی معاملہ نہیں ہے - قاعدے اور قانون کی بحث ہے - میں اسی وقت مولوی خلیل الرحمن کی نظامت کا اعتراف کرلونگا ' اور پھر اگر استحقاق و اہلیت اور لیاقت و صلاحیت کا نام بھی لوں تو مجھسے بڑھکر کوئی مجرم نہیں -

رهی یہ بات کہ خواہ اہلیت و لیاقت ہو یا نہو ' قواعد اور قانون کے مطابق تقرر کیا جاے یا نہ کیا جاے ' مگر تاہم مولوی خلیل الرحمن ندوہ کے ناظم ہیں ' کیونکہ وہ برسوں سے اپنی نسبت ایسا سوء ظن رکھنے کے مرض میں گرفتار ہیں اور بعض ستم ظریفوں نے بھی انہیں ناظم صاحب ' ناظم صاحب ' کہہ کہہ کے ہمیشہ بنایا ہے اور اس طرح انکا مرض مزمن ہوگیا ہے ' تو اسکا جواب واقعی کوئی نہیں - " النبی نبی و لو کان فی بطن امه " سنا ہے ' لیکن یہ اب تک نہیں سنا کہ کسی مجلس کا ناظم بھی بنا بنایا ' ترشا ترشایا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوسکتا ہے - ویسے عجائب آباد ندوہ میں بھی خرق عادت ہوا ہو تو معلوم نہیں -

انجمن اصلاح ندوہ

" ان ارید الا الاصلاح ما استطعت "

[از جناب صفی الدولہ حسام الملک ، سید علی حسن خانصاحب خلف الصدق نواب صدیق حسن خاں مرحوم رکن انتظامی ندوۃ العلما و سابق معتمد مجلس تعمیرات دار العلوم - سیکرٹری " انجمن اصلاح ندوہ "]

(۲)

(تکمیل تحریک)

چونکہ ہر شے کی ایک انتہا ہوا کرتی ہے ، ان معاملوں کا بھی آخری نتیجہ ایک جدید انقلاب کی صورت میں نمودار ہوا ، جسکو ابھی چند مہینے ہی ہوے ہیں اور جسنے ملک کے مختلف حصوں میں ہیجلی پیدا کردی ہے - مطالعۂ اخبارات اور موجودہ حالات سے واضح ہے کہ اکثر مقامات میں اس جدید انقلاب پر بے اطمینانی کا اظہار کیا گیا ہے ، اور متعدد انجمنوں نے اس جدید انقلاب پر اظہار ناراضی کے رزولیوشن پاس کیے ہیں - انہیں وجوہ کی بنا پر ہم خادمان قوم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ندوہ کی تحقیق حال اور اسکی صلاح و فلاح کی جلد تر کوشش کیجاے - چنانچہ آپ حضرات تک ہم لوگوں نے اپنی ناچیز صدا پہونچانا اپنا فرض سمجھا - خدا کا شکر ہے کہ ہماری صدا رائگاں نہ گئی ، اور مصلحان و ہمدردان قوم و اسلام نے اپنی قومی اور اسلامی تعلیم گاہ ندوہ کے ساتھہ دلی سرگرمی کا اظہار کیا - جو خواہش در بارۂ اصلاح ندوہ پیش کیگئی تھی ، اسکی تائید میں بکثرت جلسے ہو چکے ہیں ، اور بہ تعداد کثیر خطوط موصول ہوے ہیں -

(آیندہ کی مہمات اصلاح)

اس موقع پر بغرض مزید آگاہی سرسری طور پر اُن مشہور اور زبان زد خرابیوں کا بھی بیان کردینا ضروری ہے جنھوں نے ملک میں بے اطمینانی اور بددلی پھیلا رکھی ہے - یہ خرابیاں جو عرصے سے قائم ہیں اور بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں ، ندوہ کے نشو و نما اور اسکی ترقی کی راہ میں ایک دیوار آہنی کا حکم رکھتی ہیں :

(۱) ندوہ کا کانسٹیٹیوشن ناقص ہے اور خود جلسۂ انتظامیہ نے اسکو ناقص تسلیم کیا ہے اور اسکی اصلاح کے متعلق تقریباً دو سال سے زاید ہوا کہ تجویزیں بھی پاس کی گئیں ، مگر افسوس کہ ہنوز روز اول ہے ، اور معلوم نہیں کہ کن وجوہ کی بنا پر اسقدر صریح بے اعتنائی روا رکھی گئی ہے -

(۲) معتمدیوں کی شکست کا جو واقعہ ظہور میں آیا وہ نہایت عجیب و غریب ہے - عجیب تر یہ کہ اس معاملہ میں ایک ایسی فوری تجویز اور ساتھہ ہی اسکی منظوری عمل میں لائی گئی جو بلاشبہ کمیٹی اصلاح کی سب سے زیادہ توجہ اور تحقیق کے قابل ہے -

(۳) اگر آپ آغاز قیام ندوہ سے اسوقت تک ندوہ کے دستور العمل اور اسکے نظام و اصول کار پر غور کرینگے تو آپ کو نمایاں طور پر معلوم ہوجائیگا کہ کہاں تک اسپر ایک پبلک انسٹیٹیوشن ہونیکا اطلاق ہوسکتا ہے ؟ سچ یہ ہے کہ اپنی نوعیت اور بناے اعتبار سے تو وہ پبلک انسٹیٹیوشن کہا جا سکتا ہے لیکن عمل درآمد کے اعتبار سے وہ محض چند اشخاص کی ملکیت نزاعی اور مجلس خانہ ساز ہے -

(۴) مجلس تعمیرات کے رکن ہونے کی تو مجھکو بھی عزت حاصل رہی ہے ، مگر میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر عرض کرسکتا ہوں کہ جب تک میں ممبر رہا ، باوجود متواتر تحریری یاددہانیوں کے کبھی ایک جلسہ بھی کمیٹی تعمیرات کا منعقد نہیں ہوا ، اور نہ اسکے مصارف کے تفصیلی حالات کا علم پورے طور پر ہوسکا - آخر کار میں مستعفی ہونے پر مجبور ہوا - میں اپنی حد تحقیق اور معلومات کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ شاید اسوقت تک کوئی حساب بھی شائع نہیں ہوا ہے ، اور نہ غالباً اسوقت تک کوئی اسکا جلسہ منعقد ہوا ہے - غور کیا جاے کہ دنیا میں اس سے بڑھکر بھی کسی پبلک انجمن کیلیے بد نظمی اور خود مختاری ہوسکتی ہے کہ نہ تو اسکا حساب کبھی شائع کیا جاے اور نہ کبھی براے نام ممبروں کو جمع کیا جاے ؟

(۵) مختلف معطیوں نے جو روپیہ بغرض تعمیر بورڈنگ وغیرہ وقتاً فوقتاً دیا ہے ، اسکے متعلق یہ امر تحقیق طلب ہے کہ آیا وہ روپیہ انہیں کاموں کے لیے محفوظ ہے یا خلاف مرضی معطیوں کے اور خلاف قاعدہ جلسۂ انتظامیہ کے صرف کیا گیا ہے ؟ ایسا باور کرنے کے وجوہ موجود ہیں کہ جواب نفی میں ہے -

(۶) سنا جاتا ہے کہ دار العلوم کی تعمیر کا کام (جسکو ۴ سال گزر چکے ہیں اور ہنوز ناتمام ہے) اب بہت آہستگی کے ساتھہ جاری ہے ، مگر عملے کی تنخواہوں میں بلا ضرورت کثیر روپیہ بدستور صرف ہورہا ہے ، اور چونکہ محض شخصی اقتدار ہے اسلیے کوئی پرسان حال نہیں -

(۷) مالی ضبط کی اندرونی اخبارات میں شائع ہوچکی ہے ، اور بابو نظام الدین صاحب جو ایک سرگرم رکن ندوہ ہیں ، انکی رپورٹ قابل ملاحظہ ہے -

(۸) بورڈنگ اور دار العلوم کی موجودہ حالت اسقدر خراب ہے کہ انسپکٹر صاحب مدارس جو حال میں معائنۂ دار العلوم کیلیے تشریف لاے تھے ، اونھوں نے اسکو " خرگوش خانہ " سے تعبیر کیا ہے ، اور اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ اگر ایسی ہی خراب حالت رہی تو سرکاری اعانت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی - ظاہر ہے کہ اسکا اثر ندوہ کے حق میں کسقدر مضر اور پبلک میں کسقدر باعث بے وقعتی اور بدنامی ہوگا ؟

(خاتمہ)

حضرات ! یہ وہ سرسری خرابیاں ہیں کہ اگر انمیں سے دو چار بھی تسلیم کرلیجاویں تو وہ فوری تدارک و اصلاح کے قابل ہیں ، اور اگر انکا بڑا حصہ یا کلیۃً سب خرابیاں صحیح ہوں تو اس سے زیادہ داغ رسوائی قوم کے لیے کیا ہوسکتا ہے ؟ مجھکو امید ہے کہ آپ حضرات بست سالہ روایات ندوہ اور اسکے معتد بہ سرمایہ کو حالت خطرہ میں رکھنا اور اسکا غارت ہوجانا کبھی گوارا نہ فرماوینگے ، اور اپنی اسلامی اور تعلیمی درسگاہ کو تباہی و بربادی سے بچانے میں پوری کوشش سے کام لینگے : و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین - و العاقبۃ للمتقین -

باب التفسیر

اســاطیــر الاولیـــن

[از جناب مولانا السید سلیمان الندوی پروفیسر دونا کالج]

یورپ جسطرح علم کا مخزن ہے وہ جہل کا بھی مرکز ہے، جس درہ سے اوسکو اپنے ادعا میں کچھہ بھی مالدہ کی توقع ہوتی ہے اوسکو وہ پتھر کی چٹان نظر آتا ہے، اور جس پتھر کے چٹان سے اوسکے شیشۂ ادعا کو ذرا بھی ٹھیس لگنے کا خطرہ ہوتا ہے وہ اوسکو ذرہ سے بھی کم نظر آتا ہے - اوسکے نزدیک صحت واقعہ کا معیار دلائل کا ضعف و قوت نہیں ہے، بلکہ یہ ہے کہ اس واقعہ کی تسلیم و انکار سے اوسپر یا اوسکے حریف پر کیا فوائد و نقصانات مرتب ہوسکتے ؟

سر ولیم میور کو ینابیع القران (Sources of Alkoran) کا انگریزی میں ترجمہ کرتے ہوے اس ثبوت سے ایک خوشی محسوس ہوتی ہے کہ "قران مختلف ادیان و مذاہب کے خیالات و اعتقادات کا مجموعہ ہے" لیکن اس واقعہ کو اگر ہم یوں دہراتے ہیں کہ اوقات مختلفہ میں دنیا کے ہر گوشہ میں خدا کا ایک منادی اور داعی آیا، و ان من امة الا خلا فیها نذیر (۳۵ - ۲۴) اور قران ان تمام منادیوں اور دعوتوں کا مجموعہ ہے، و انہ لفی زبر الاولین (۲۶ - ۱۹۶) تو دفعۃً ہم دیکھتے ہیں کہ یورپین نصرانی کا سرخ و سفید چہرہ زرد پڑجاتا ہے کہ کہیں اس چٹان سے اوسکے نازک شیشۂ اعتقاد کو ٹھیس نہ لگ جاے -

مشہور مورخ گبن نے ایک موقع پر لکھا تھا :

" محمد کا مذہب شک و شبہہ سے پاک ہے، اور قران خدا کی وحدانیت پر ایک شاندار شہادت ہے - پیغمبر مکہ نے، بتوں کی، آدمیوں کی، ستاروں کی اور سیاروں کی پرستش اس دلیل سے رد کردی کہ جو طلوع ہوگا وہ غروب ہوگا، جو پیدا ہوگا وہ مریگا، اور جو حادث ہوگا وہ فانی ہوگا ... عقل کے اصول اول یعنی توحید کی تائید میں محمد کی آواز بلند ہوئی، اور اوسکے پیرو مراکش سے ہندوستان تک " موحدین " کے لقب سے ممتاز ہیں، اور بت پرستی کا خوف اب محمد کے پیرووں سے بالکل دور ہے(۱) - (خلاصہ) "

ہمارے ایک نصرانی دوست اولیفنٹ سمیٹن - ایم - اے - (Oliphant Smeaton, M. A) جنہوں نے تاریخ زوال روم کی تصحیح و تحشیہ کی تکلیف اٹھائی ہے، حقیقت و صداقت کے اس چٹان کو دیکھکر کانپ اٹھے، اور چاہا کہ اس اساس محکم اور بنیاد غیر متزلزل کو آلات جہل و افترا سے منہدم کردیں، و انی لہم التناوش من مکان بعید

ہمارا یورپین نصرانی محقق، گبن کے ان منصفانہ الفاظ سے بیتاب ہوکر اس موقع پر حسب ذیل حاشیہ لکھتا ہے :

" گبن کا بیان محمد (صلعم) کے نظام مذہب اور اسکی جدت کی نسبت نہایت مبالغانہ ہے، حالانکہ محمد (صلعم) نے تو سادگی سے ایک نظام میں ان امور کو جمع کر دیا جو اوسکے چاروں طرف دماغوں میں پھیلے ہوے تھے - قریش خود محمد (صلعم) کو الزام دیتے تھے کہ اوسکی تمام تعلیمات ایک کتاب سے ماخوذ ہیں جسکا نام " اساطیر الاولین " ہے، جسکا چند مقامات میں قران میں ذکر آیا ہے، اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حشر و معاد کے واقعات پر مشتمل ہے "

اس غریب نصرانی کو کیا معلوم کہ اوسکے قلم سے جو حرف نکل رہا ہے وہ جہل و نامعلومی کا ایک دفتر ہے !

قران میں بیشک لفظ " اساطیر الاولین " متعدد مقامات پر آیا ہے، لیکن تمکو کسنے بتایا کہ یہ ایک کتاب کا نام ہے ؟ اگر یہ استدلال صحیح ہے کہ قران میں کسی لفظ کا متعدد بار استعمال اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کسی قدیم کتاب کا نام ہے تو خود لفظ اسلام، رسول اللہ، اور صلوۃ کو کسی قدیم کتاب کا نام کیوں نہیں قرار دیتے کہ لفظ اساطیر سے زیادہ تو یہ الفاظ قران میں بار بار آے ہیں ؟

(اساطیر الاولین کی لفظی تشریح)

" اساطیر الاولین " " دو لفظوں سے مرکب ہے " " اساطیر " اور " اولین "

اساطیر، اسطورہ کی جمع ہے جسکے معنی داستان اور قصہ کے ہیں " اولین " " اول " کی جمع ہے جسکے معنی گذشتہ، پہلے، اور اگلے کے ہیں - دونوں لفظوں کے مرکب معنی ہیں، اگلوں کے قصے، پہلوں کی کہانیاں، گذشتہ اقوام و اشخاص کی داستانیں !

قال الراغب ما سطر الاولون فی الکتاب من القصص و الاحادیث قال الجوهری الاساطیر الاباطیل الترهات قال السدی اساجیع الاولین قال ابن عباس احادیث الاولین و قال قتادہ کذب الاولین و باطلهم -

امام راغب اصفہانی اساطیر کے معنی لکھے ہیں، پہلوں نے کتابوں میں جو قصے کہانیاں لکھیں، امام لغت جوہری کہتا ہے، اساطیر کے معنی " بیہودہ اور خرافات باتیں " سدی کہتا ہے کہ اسکے معنی " اگلوں کے توافی " ہیں، ابن عباس فرماتے ہیں " اگلوں کی باتیں " اور قتادہ کہتے ہیں کہ " اگلوں کے جھوٹ اور کذب " اسکے معنی ہیں -

اور تعجب ہے کہ اسطور جو اساطیر کا واحد ہے کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے ایک یورپین محقق نا آشنا ہو - کیا اوسنے اسی لفظ کو انہی معانی کے ساتھہ لاطینی اور جرمنی میں ہسٹوریا (Historia) اور انگریزی میں ہسٹری (History) اور اسٹوری (Story) کی صورت میں نہیں پڑھا ہے اور گر پڑھا ہے اور یقیناً پڑھا ہے تو یہ کیا تعصب و عداوت ہے کہ قران کے اس لفظ کو اس معنی میں نہیں لیتے -

(اساطیر الاولین کی معنوی تشریح)

انسان کی فطرت یہ ہے کہ واقعات ماضیہ کی تاریخ، اقوام ماتیہ کی سرگذشت، اور اشخاص گذشتہ کی داستان زندگی سے نہایت دلچسپی لیتا ہے، اور اوس سے عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے - یہی سبب ہے کہ دنیا میں جس کثرت سے تاریخ اقوام اور سرگذشت اشخاص کی کتابیں پڑھی جاتی ہیں کسی دوسرے علم و فن کی کتابیں نہیں پڑھی جاتی ہیں - اسی بنا پر قران مجید میں بغرض اعتبار و استبصار نہایت کثرت سے اقوام ماضیہ کے اخبار تاریخی، اشخاص گذشتہ کے واقعات زندگی، اور ممالک قدیمہ کے حالات بقاؤ فنا بیان ہوے ہیں - کفار و ملحدین جو چشم بصیرت اور گوش اعتبار سے محروم تھے، کہتے تھے کہ قران میں قصص پارینہ اور افسانہ ہاے کہنہ کے سوا اور کیا دھرا ہے ؟ قیامت، معاد، اور حالات ماوراے مادہ کو بعید از عقل سمجھکر اونکو " داستان کہن " کے نام سے تعبیر کرتے تھے - چنانچہ بہ ترتیب قران سب سے پہلی آیت جسمیں " اساطیر الاولین " کا لفظ ہے، سورۃ انعام کی آیت ہے - جسکی شان نزول میں مذکور ہے :

(۱) تاریخ زوال روم ج ۵ ص ۲۳۶ ،

قال ابن عبــاس خضر عنــد رسول الله صلعــم ابو سفيــان والوليــد بن المغيرة والنضر بن الحارث و عقبة و عتــبة و شيبه ابنا ربيعة و امية وابی ابنــا خلف والحــارث بــن عــامــر واستمعوا الى حديث الرسول صلعم فقــالوا لــلنضر ما يقول محمد - فقال لا ادري ما يقول لكني اراه يحرک شفتيه و يتكلم باساطير الاولين كالــذي كنت احدثــكم بــه عن اخبار القرون الاولی - قال ابوسفيان اني لاری بعض مايقــول حقــاً فــقــال ابوجهل كلا ' فانزل الله تعالی تلك الايه -

ابن عباس فرماتے هیں (شدید ترین کفار مکه) ابوسفیان ' ولید ' نضر ' عقبه ' عتبه ' شیبه ' امیه ' ابی اور حارث آنحضرت کے پاس آئے اور آپکا کلام سنا ' لوگوں نے نضر سے پوچھا که محمد کیا کہتا ہے ؟ اوسنے جواب دیا که یه تو میں نہیں جانتا که وہ کیا کہتا ہے لیکن میں سمجھتا هوں کــه وہ لب هلاتا ہے ' اور اگلوں کے قصے کہتا ہے ' جسطرح میں تمکو گذشتوں کے قصے بیان کیا کرتا تھا - ابو سفیان نے کہا که محمد جو کہتــا ہے اسمیں سے بعض باتیں تو سچی معلوم هوتی هیں - ابو جہل نے کہا هرگز نہیں اس واقعــه پر یه آیت نازل هوئي -

خود اون آیات پر غور کرنا چاهیے جن میں یه الفاظ آــے هیں -

(اساطیر الاولین کے مواقع)

قرآن مجید میں یه لفظ نو جگهه آیا ہے ' لیکن هر جگهه اون معانی کے سوا جو هم نے بیان کیے هیں کوئی اور معنی نہیں بن سکتے ' چه جائیکه کسي کتاب کے نام کی طرف اشارہ هو - هم ان تمام آیتوں کو نقل کرتے هیں :

(۱) یقول الذین کفروا ان هذا الا اساطیر الاولین-

(۱) کافر کہتے هیں که یه (قرآن) تو صرف اگلوں کی کہانی ہے-

(۲) و اذا تــتــلــی علیهم آیاتنــا قالوا قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل هذا ان هذا الا اساطیر الاولیــن (۸ - ۳۲)

(۲) جب اونکو هماري آیتیں پڑھکر سنائی جاتی هیں تو کہتے هیں هم سن چکے ' اگر هم چاهیں تو هم بھی ایسا کہه سکتے ' یه تو صرف اگلوں کی کہانی ہے -

(۳) و اذا قیل لهم ماذا انزل ربکم ' قالوا اساطیر الاولین - (۱۶ - ۲۶)

(۳) ان منافقین سے جب پوچھا جاتا ہے که تمہارے خدا نے کیا نازل کیا تو کہتے هیں وهی اگلوں کی کہانیاں -

(۴) قالوا اذا متنا و کنا ترابا و عظاما ء انا لمبعوثون لقد وعــدنا نحــن و آباؤنا ' هــذا من قبل ' ان هذا الا اساطیـــر الاولیـــن - (۱۳ - ۸۵)

(۴) (حسرت سے) کہتے هیں که کیا جب هم مرجائینگے اور مرکر صرف مٹی اور هڈي رهجائینگے ' تو کیا هم پھر اٹھائے جائینگے ' یه تو هم سے اور اس سے پہلے همارے بزرگوں سے بھی کہا گیا تھا - یه کچھه نہیں یه خیالات تو صرف پرانے لوگوں کی قصه کہانی کی باتیں هیں-

(۵) قال الذین کفروا ان هذا الا افك افترا به و اعانه علیه قوم آخرون ' وقالــوا اساطیر الاولین اکتتبها ' فهی ' تملی علیـــه بکرة و اصیــلا (۲۵ - ۶)

(۵) کافر کہتے هیں که یهه قران اختراع ہے ' خدا کی طرفسے نہیں ' محمد نے خود گڑھا ہے ' اور کچھه دوسرے لوگوں نے اسکو مدد دی ہے ' اور وہ یهه بھی کہتے هیں که یه تو پہلوں کی کہانی ہے جسکو محمد نے لکھا لیا ہے اور صبح و شام اوسکو پڑھکر سنایا جاتا ہے -

(۶) وقال الذین کفروا ء اذا کنا ترابا و آباؤنا ائنا لمخرجون ' لقــد وعــدنا هــذا نحــن و آباؤنا من قبل ' ان هذا الا اساطیر الاولین - (۲۷ - ۷۰)

(۶) کافر کہتے هیں که کیا جب هم اور همــارے اسلاف مٹی هو جائینگے ' هم پھر قبر سے نکالے جائینگے ؟ یه تو هم سے اور هم سے پہلوں سے بھي وعدہ کیے گئے تھے ' کچھه نہیں ' یه تو صرف اگلوں کی کہانی ہے -

(۷) والذي قال لوالدیه اُف لکمــا ' اتعدانني ان اُخرج ' وقد خلت القرون من قبلي و هما یستغیثان الله ویلك آمن ' ان وعدالله حق ' فیقول ما هذا اساطیر الاولین ' اولئک الذین حق علیهم القول (۴۶ - ۱۶)

(۷) جس کافر بیٹے نے اپنے مسلمان ماں باپ کو جھڑک کر کہا ' کیا تم دونوں اسکا مجھسے وعــدہ کرتے هو که قبــر سے اٹھایا جاؤنگا ' مجھسے پہلے کتني قومیں گذر گئیں ' (اور اونکا نشان بھــی نہیں) اوسکے ماں باپ اوسکــو خدا کا واسطه دیکر کہا که اے بد بخت ایمان لا ! خدا کا وعدہ سچا ہے ' بیٹا کہتا ہے ' که یه صرف پرانے لوگوں کي کہانی ہے ' یہی وہ لوگ هیں جنپر خدا کا عذاب واجب هوچکا -

(۸) ولا تطع کل حلاف مهین - هماز مشاء بنمیم ' مناع للخیر معتد اثیم ' عتل بعد ذلك زنیم ' ان کان ذا مال و بنیــن ' اذا تتلــی علیــه آیاتنــا قال اساطیـــر الاولین (۶۸ - ۱۵)

(۸) تو انکي اطاعت نکر جو ذلیل هیں اور قسمیں بہت کھایا کرتے هیں ' جو عیب جو اور غمار هیں جو اسلیے که صاحب فرزند و مال هیں ' نیکی سے لوگوں کو روکتے هیں ' جو حد سے متجاوز هیں ' جو گنہگار هیں ' اور جو بد نہاد و بد اصل هیں ' اونکو جب هماري آیتیں پڑھکر سنائي جاتی هیں تو (بے پروائي سے) کہتے هیں که یهه اگلوں کي کہانیاں هیں -

(۹) وما یکذب به الا کل معتد اثیم ' اذا تتلی علیه آیاتنا قال اساطیر الاولین (۸۳ - ۱۳)

(۹) قران کي تکذیب وهي کرتے هیں جو ظالم اور گنہگار هیں ' اونکو جب هماري آیتیں پڑھکر سنائی جاتي هیں تو کہتے هیں که اگلوں کی کہانیاں هیں -

(خــلاصــه)

قران مجید کی ان آیات کریمه سے صاف ظاهر هوتا ہے که اساطیر کسی کتاب دینی کا نام نہیں ہے ' جس سے قران ماخوذ هو ' بلکه کفار کا اس سے مقصود کہیں تو یه ہے که اسمیں قصے اور کہانیوں کے سوا اور کچھه نہیں ' اور کہیں یه مقصود ہے که قیامت معاد اور حیات بعد الموت ' کچھه معقول بات نہیں - صرف اگلوں کی بیہودہ کہانی ہے - جس پر پرانے لوگ اپنی بیوقوفی سے یقین رکھتے تھے -

بد قسمتي دیکھو که یه بعینه وهی اعتقاد فاسد ہے جو کبھي کفار کا تھا ' اور آج ان مسلمان متفرنجین کا ہے جو قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتے ' جو خدا کے ظہور جلال کے منکر هیں ' جو اعمال کے مواخذہ سے بے پروا هیں ' مرنے والو ! کیا موت تمہیں کبھی نه آئیگی ؟ هاں ایک بار آئیگی ' جسکے بعد تمکو زندہ چھوڑ کر پھر کبھی نه آئیگی :

قد خسر الذین کذبوا بلقاء الله حتی اذا جاءتهم الساعة بغتة ' قالوا یاحسرتنا علی مافرطنا فیه ' یحملون اوزارهم علی ظهـورهم ' الا ساء ما یزرون ' وما الحیوة الدنیا الا لعب و لهــو ' و للدار الاخرة خیر للذین یتقون ' افلا تعقلون (انعام رکوع ۳)

جو قیامت کے منکر هیں وہ یقیناً نقصان اٹھائینگے - جب ناگہاں وہ گھڑي آجائیگی تو حسرت سے کہینگے ' اس گھڑي کی نسبت هماري ســخت بے اعتنائی پر افسوس (خاموش ! که اب افسوس و حسرت کا وقت نہیں) آج اونکی پشت گناہ کے بوجھه سے گراں ہے - کیا برا بوجھه ہے - مغرورو ! تم جس دنیا کی زندگی پر مغرور هو اوسمیں لہو و لعب کے سوا اور کیا دھرا ہے - دار آخرت نیــک لوگوں کیلیے بہترین محل اقامت ہے ' نادانو ! کیا نہیں سمجھتے ؟

وثائق و حقائق

نفس انسانی کا ناقابل پیمایش عمق

[ماخوذ از مضمون خواجہ ابو العلا ندوی]

(مترجم از نوا لیمپ)

(۱)

غالباً همیشه سے ارباب تفکر کو یہ شک ہے کہ ہم (نوع انسانی) جسقدر بڑے معلوم ہوتے ہیں' اس سے زیادہ بڑے ہیں - یہ خیال اولاً تو ہمارے قدرتی غرور' اور اگر اسکی تعدد شرم و عنایت آمیز الفاظ میں کی جاے تو ہماری امیدوں' خواهشوں' اور حوصلوں کی خوشامد کرتا ہے - اسکے علاوہ یہ انکی مہمان نواز پناہ گاہ ہے - جہاں مصائب و شدائد کے وقت' جو ہماری پابندیوں کا نتیجہ ہیں' ہمدی بکثرت ہوا اور وسیع گنجایش ملتی ہے -

اس خیال کا اظہار گونہ گونہ شکلوں میں بہت سے مواقع پر ہوا ہے - انجیل میں انسانوں کا ذکر خداوند کی حیثیت سے کیا گیا ہے - مسیحی متکلمین نے خدا اور انسانوں کو ملا دیا ہے' اور پھر نہ صرف اسی فقید المثال موقع پر بلکہ ہر جگہ - افلاطون کی " جمہوریت " میں روح انسانی اسمانی سلطنتوں سے آتی ہے' اور دریاے لیتھی Lethe یونانی میتھولوجی میں ایک دریا ہے' جو شخص اس دریا کا پانی پیتا ہے اسکے حافظے سے تمام باتیں محو ہو جاتی ہیں) اُسکا پانی پیکر اپنے تمام گذشتہ تجربات کو بھول جاتا ہے -

یہ نظریہ ہندوں کے یہاں بعض تعلیمات سے بہت مشابہ ہے -

اس خیال کی موجودہ بلند پایہ تعبیر وہ ہے جو ورڈس ورتھ Words worth اپنے قصیدے اوڈ " ode " میں کی ہے - چنانچہ وہ کہتا ہے :

ہم خدا کے پاس سے آئے ہیں جو ہمارا گھر ہے' نہ بالکل فراموشی کے عالم میں اور نہ ہمہ تن عریانی کی حالت میں بلکہ عظمت و شان کے بادل اپنے پیچھے کھینچتے ہوے -

یہی شاعر ایک اور سانٹ کو (انگریزی نظم کی ایک قسم ہے) اس کثیر الاستشہاد فقرہ پر ختم کرتا ہے " ہم محسوس کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو ہم جسقدر بڑا سمجھتے ہیں اس سے زیادہ بڑے ہیں "

اب تک یہ خیالات فلاسفہ' شعرا' اور انبیا کی قلمرو میں داخل سمجھے جاتے تھے' مگر گذشتہ ربع صدی یا اس سے کم و بیش عرصہ میں انہوں نے ارباب علم (سائنس) کی توجہ پر استحقاق کے دعوے پر دعوے کیے ہیں' اور اس باب میں انہیں ایسے واقعات سے مدد پر مدد ملی ہے جو اصلی ہیں اور علمی سائنٹفک طور پر مشاہدہ میں آئے ہیں -

(۲)

اگر درحقیقت ہمارے اندر کوئی ایسی جسمانی یا دماغی شے ہے جو ہمارے روح یا نفس سے خارج ہے جیسا کہ ہمیں خود آگہی (Self consciousness) کی حالت میں محسوس ہوتا ہے تو اسے ہم کیونکر دریافت کرسکتے ہیں ؟

یہ ایک سوال ہے جس کا جواب گونہ گوں واقعات کا ذکر اور پھر ان سے نتائج مستنبط کریگا -

(احساس مخفی)

اگر ایک چھوٹی سی مکھی ہمارے ہاتھ کی پشت پر چلتی ہے تو اسکی رفتار ہمارے احساس میں کسی قسم کا ہیجان پیدا نہیں کرتی' بلکہ اسکی رفتار محسوس تک نہیں ہوتی - لیکن اگر ایک کے بجاے چھ ہوں تو وہ ہمیں ضرور محسوس ہونگی - تو گویا " لاشے " جب چھ گونہ ہو تو اس سے " شے " پیدا ہو جاتی ہے یا یوں کہیے کہ احساس کی ایک مقررہ مقدار ایک محرک سے پیدا ہوتی ہے' لیکن جب اس محرک میں سے پانچ سدس (چھٹا حصہ) کم کرلیجے جالیں تو احساس کے ایک سدس باقی رہنے کے بجاے کچھ بھی نہیں رہتا -

بالفاظ دیگر ایک دہلیز ہے بظاہر اس دہلیز کے نیچے ایک محرک کوئی احساس پیدا نہیں کرتا' لیکن ہمارا قیاس ہے کہ یہ محرک گو " محسوس " احساس پیدا نہ کرسکے' مگر ایک غیر محسوس اور مخفی احساس (Sublimnal Sensation) ضرور پیدا کرتا ہے -

ہم میں کوئی ایسی شے ضرور ہے جو ایک مکھی کو بھی محسوس کرتی ہے گو معمولی نفس اسے محسوس نہیں کرتا - نہ شے جواب مقناطیسی کے مختلف تجربات سے ظاہر ہوتی ہے جسمیں بقول پروفیسر جیمس (Prof. James) اشیاء سطح عام پر آجاتی ہیں - (پروفیسر موصوف کے خاص الفاظ "on tap" میں) " آگہی " (Consciousness) ایک اسپکٹرم بینڈ ہے Spectrum-band ایک آلہ ہے جسمیں نور کے وہ الوان منتشر بھی آجاتے ہیں' جنکو یوں بطریں نہیں دیکھ سکتیں) جسطرح روشنی کی بہت سی ایسی شعاعیں ہیں جنکو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں' اسیطرح بہت سے احساسات ہیں جن سے معمولی طور پر ہم آگاہ نہیں ہوتے' مگر روشنی کی ان غیر مرئی شعاعوں کی طرح وہ بھی اس احساسات کے اس اسپیکٹرم بینڈ (احساس مخفی) میں اتر آئے ہیں -

(ادراک مخفی)

ادراک مخفی (Sublimnal Intellection) کے لیے بکثرت شہادت موجود ہے - اس میں تو شک ہی نہیں کہ ہم میں ایک ایسی قوت موجود ہے " معمولی آگہی " کی محض لا علمی میں سونچتی ہے' دلائل قائم کرتی ہے' اور پھر انکے نتائج نکالتی ہے - اس نقطہ بحث کے متعلق ڈاکٹر برمیویل (پورا نام Dr. J. Milne Bramwel ہے) کے تجربات سب سے زیادہ حیرت انگیز ہیں - ڈاکٹر موصوف نے اپنے معمولوں کو حکم دیا کہ وہ فلاں کام اپنے خواب سے بیدار ہونے کے اتنی دیر کے بعد کریں - مثلاً یہ کہ کاغذ کے ایک پرزے پر چیلک بنائیں - بیداری کی معمولی حالت میں تو معمول کو حکم کا ذرا بھی علم نہ تھا مگر ایک مخفی طبقہ دماغ (Mental stratum) اس سے باخبر تھا' اور وقت مقررہ کا انتظار کررہا تھا - جب اسے محسوس ہوا کہ وقت مقررہ آگیا ہے تو اس نے معمول سے وہ حکم پورا کرالیا - وقت مقررہ کی مقدار منٹوں سے لیکر مہینوں تک تھی - مثلاً ایک دفعہ ڈاکٹر موصوف نے اپنے ایک معمول سے کہا کہ تمہیں فلاں وقت یہ معلوم ہوگا کہ جیسے کاغذ کے پرزے پر چیلک بنانے کے لیے کوئی مجبور کررہا ہے اور تم بناوگے - اسکے ساتھ انہوں نے وقت بھی بتادیا - چنانچہ انہوں نے

کہا کہ یہ واقعہ ۴۴-گھنٹے اور ۲۸۸۰ منٹ پر ہوگا - یہ وقت کا تعین بھی منجملہ اسباب اصلیہ کے ہے - یہ حکم اٹھارویں دسمبر یوم شنبہ کو ۳ بجکے ۴۵ منٹ پر دیا گیا تھا ' اور اکیسویں دسمبر کو ٹھیک ۳ بجکے ۴۵ منٹ پر اسکی تعمیل ہوئی - دوسرے تجربوں میں ۴۴۱۷ ' ۸۹۵۰ ' ۸۷۰۰ ' ۱۱۴۷۰ ' ۱۰۰۷۰ منٹ کی مدت مقرر کی گئی تھی - ان تمام احکام کی تعمیل عین وقت پر ہوئی -

ہم میں سے اکثر اشخاص کی طرح معمول بھی بیداری کے عالم میں اس قابل نہ تھا کہ وہ دماغی طور پر حساب لگا کے معلوم کرسکتا کہ یہ مدت کب ختم ہوگی ؟ مگر طبقہ خواب مقناطیسی (Hypnotic stratum) اس قابل ضرور تھا ' اور وہ اس امر کی ضمانت کرسکتا تھا جونہی وقت مقررہ آلیگا ' فوراً حکم کی تعمیل ہوجائیگی - ایک تجربہ میں یہ وقت رات کو آیا ' معمولہ نے (اس تجربہ میں معمول ایک عورت تھی) ٹھیک اسی وقت چیلک کا نشان کاغذ کے ایک پرزے پر بنایا جو اسکے پلنگ کے پاس پڑا تھا بظاہر وہ اسوقت بیدار نہیں ہوئی کیونکہ جب وہ اٹھی ہے تو اسے چیلک بنانا یاد نہ تھا (۱)

اس بنا پر ہم کہسکتے ہیں کہ صرف یہی نہیں نہ نفس کا ایک ایسا مخفی حصہ ہے جو حساب لگا سکتا ہے ' بلکہ یہ حصہ عالم بیداری کی " معمولی آگہی " سے بہتر حساب لگا سکتا ہے -

یہی نتیجہ حساب کے عجیب و غریب سوالات کے حل پر غور کرنے سے نکلتا ہے - بارہا دیکھا گیا ہے کہ ان عجیب المواہب اشخاص نے (یعنی وہ لوگ جنہیں قدرت نے عجیب و غریب دماغی قوی عطا کیے ہیں) چند سکنڈ کے اندر ایسے سوالات حل کردیے ہیں جن کے آگے معمولی تعلیم یافتہ اشخاص کی عقلیں خیرہ رہجائیں اور متوسط درجہ کے حساب داں کو بھی انکے حل میں کاغذ ' پنسل ' اور جلد جلد حساب لگانے کے باوجود نصف گھنٹہ لگے - تاہم یہ عجائب المخلوقات لوگ (جنکا وجود خلقت انسانی کی عادت میں بطور جملۂ معترضہ کے ہے) جیسے بکسٹن (Buxton) داس (Dase) مانیڈیو (Mandeux) ذرا نہیں بتا سکتے کہ وہ کیونکر اسقدر جلد حساب لگا لیتے ہیں ؟ کیونکہ وہ جو کچھہ کرتے ہیں دانستہ نہیں کرتے بلکہ سوالات کو اپنے نفس کے اندر اتر دیتے ہیں اور اسکے بعد اندر سے جواب کے آنے کے منتظر رہتے ہیں - یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ پلم پڈینگ کو (ایک قسم کا انگریزی کھانا ہے) کسی چشمہ میں جوش دینے کے لیے رکھدیے ' یا بکری کے بچے کو چکا کو مشین میں ڈالیے کہ اندر جاتا ہوا تو بکری ہے مگر نکلتا سنبوسا ہے ! درمیان کی تمام کار روائی ہم سے پوشیدہ رہتی ہے - علی ہذا حساب بھی " معمولی آگہی " کی دہلیز کے نیچے ہی اگتا ہے !

(حافظۂ مخفی)

تجارب خواب مقناطیسی کے نتائج ' اور شکستہ شخصیتوں کے تشخیصی حالات کا مطالعہ اس امر کے اثبات کے لیے کافی ہے کہ معمولی حافظے سے حافظۂ مخفی (Sublimnal memory) کا وسیع تر ہونا سوال کی سرحد سے باہر ہے -

بہت سی باتیں جو ہم " بھول جاتے ہیں " معلوم ہوتا ہے کہ سرک کے " دہلیز " کے نیچے آ رہتی ہیں ' اور اسطرح کو ہماری " معمولی آگہی " کے لیے وہ " گم شدہ " ہوجاتی ہیں مگر خواب مقناطیسی کی ان تک رسائی ممکن ہوتی ہے - یا یوں کہیے کہ عالم خواب میں جب خود " آگہی " غالب اور دوسرے طبقات نفس برسر کار ہوتے ہیں تو یہ " گم شدہ " چیزیں پھر واپس آجاتی ہیں - یا پھر وہ لوح صغیر (Planchette) (۱) کی ایک غیرارادی Automaic (۲) تحریر کی صورت میں منتقل ہوجاتی ہیں - چنانچہ حال کے ایک واقعہ میں جسکی اطلاع سوسائٹی فور فزیکل ریسرچ کو دی گئی ہے ' ایک کاتب غیر ارادی (Automist) اور ایک " روح " سے سلسلہ محادثات تھا جو اپنے آپ کو (Blanche Pnoyings) کہتی تھی ' اور بہت سے ایسے تاریخی واقعات کی تفصیل بیان کرتی تھی جس سے یہ شخص خود واقف نہ تھا - بعد کو معلوم ہوا کہ یہ روح ایک ناول کا کیریکٹر ہے جسے عرصہ ہوا اس لکھنے والے نے پڑھا تھا ' اور یہ تمام تفصیل اسمیں موجود تھی - یہ شخص اس کو بھول گیا تھا مگر وہ سرک کے " دہلیز " کے نیچے آگئی تھی - مخفی طبقات نے انہیں محفوظ رکھا تھا اور جب ایسا سوراخ کیا گیا جو آگہی کی بالائی سطح سے پار ہوگیا (یعنی " آگہی " کا پردہ بیچ سے ہٹ گیا) تو پھر ان طبقات نے اسے غیر ارادی تحریر کے ذریعہ حاضر کردیا !

(جذبات کا ہیجان مخفی)

جذبات کا مخفی ہیجان (Sublimnal Emotion) بھی ایک حقیقت ہے اگرچہ شاید بہت کم قابل ثبوت ہے - ضروری شہادت کی ایک دلچسپ مثال وہ واقعہ ہے جو چند دن ہوے مسز ویرل کو غیر ارادی تحریر کے ایک تجربہ میں پیش آیا تھا - (مسز ویرل کیمبرج میں السنہ قدیمہ کی خطیبہ یعنی کلاسکل لیکچرر ہیں اور (Pausanias) کی مترجمہ ہیں - آنکے متوفی شوہر انگریزی پروفیسر تھے موسومہ باسم بادشاہ ایڈورڈ ہفتم پر مامور تھے) مسز موصوفہ جب اپنی نیم آگہی (Semi-consciousness) کے عالم سے لکھتی تھیں کہ وہ بلا ارادہ (Automacically) لکھہ رہی تھیں تو باوجودیکہ انکے جذبات میں خبردارانہ ہیجان (Conscious emotion) نہیں ہوا تھا ' مگر پھر بھی انکے رخسارے سرشک آلود تھے - امتحان

---

[۱] دیکھو روداد سوسائٹی فور فزیکل ریسرچ صفحہ ۱۸۵

[۱] جاندار اور بیجان چیزوں میں ایک وجہ امتیاز یہ ہے کہ جاندار چیزوں کے کام ارادہ اور علم کی حالت میں ہوتے ہیں - لیکن بیجان چیزوں کے کسی ایک کام میں بھی ارادہ یا علم کو دخل نہیں ہوتا - فونو گراف اور انسان ' دونوں بولتے اور دونوں کی آواز بعض دفعہ اور بالکل یکساں ہوتی ہے ' اور بعض بہتر قسم کے فونو گرافوں کی تو یہ حالت ہے کہ اگر سننے والے کو معلوم نہ ہو کہ فونو گراف بول رہا ہے تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ کوئی انسان بول رہا ہے - مگر انسان کے بولنے میں علم و ارادہ کو دخل ہوتا ہے اور فونو گراف کے بولنے میں نہ ارادہ ہوتا ہے اور نہ علم - اسی لیے ایک آدمی کویا اور دوسرا صرف آلۂ ساز ہے -

لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنی اس خصوصیت سے علحدہ ہوجاتا ہے - وہ سب کچھہ وہی کرتا ہے جو پہلے کرتا تھا ' مگر اسکی اس حالت کے تمام حرکات و سکنات کا شمار ایک جاندار کے حرکات و سکنات میں نہیں ہوتا - وہ اسوقت بالکل ایک مشین کی طرح ہوتا ہے جو گو ایک جاندار کی طرح کام کرتی ہے مگر زندگی کی اصلی مزیت یعنی علم و ارادہ سے محروم ہوتی ہے -

کچھہ انسان ہی کی خصوصیت نہیں - یہ حالت دوسرے جانداروں کی بھی ہوتی ہے - کوئی جاندار شے جب اس حالت میں ہو تو اسکو (Automaton) کہتے ہیں اور اس حالت کے حرکات و اعمال کو (Automatic) - آٹو میٹک کا لفظی ترجمہ خود رو ہے لیکن ہماری زبان میں خود رو دوسرے معنی میں مستعمل ہے - عربی میں آٹو میٹک کا ترجمہ متحرک بلا ارادہ ہوا ہے - ایسی حالت میں آٹو میٹک کا ترجمہ غیر ارادی کیا جاسکتا ہے -

[۲] یہ ایک فرانسیسی نژاد لفظ ہے جسکے لغوی معنی چھوٹا سا تختہ ہیں مگر اصطلاح میں ایک خاص قسم کی تختی کو کہتے ہیں - یہ ایک قلب نما یا مثلث لکڑی کا تختہ ہوتا ہے - اسکے نیچے تین پائے ہوتے ہیں - ان پایوں میں دو پہیے لگے ہوتے ہیں اور ایک نوکدار پنسل - جب پنسل کے بالائی سرے پر ہاتھہ رکھا جاتا ہے تو وہ اس طرح چلنے لگتی ہے گویا از خود چل رہی ہے - پنسل کی رفتار سے نیچے کے کاغذ میں نقوش بنتے جاتے ہیں - خواب مقناطیسی کے معمول کو یہی تختی دی جاتی ہے - عربی میں اسکا ترجمہ " لوح صغیر " ہوا ہے جو اصل لفظ کا بعینہ ترجمہ ہے -

اسرار اسلام

الحـــريـــة في الاســـلام

حريت اور حيات اسـلامی

قـران حكـيـم كي تصريحات

يا ايها الذين آمنوا كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولو علي انفسكم او الوالدين والاقربين (نساء)

مسلمانو ! تم انصاف پر قائم اور (زمين ميں) خدا كے گواه رهو ' گو يه گواهي خود تمهارے اپنے نفس يا والدين يا عزيز و اقارب كے خلاف هي كيوں نهو -

اگر يه سچ هے كه قومي زندگي كي جان اخـلاق هے تو يه بهي سچ هے كه اخـلاق كي جان حريت راے ' استقلال فكر ' اور آزادي قول هے - ليكن اخلاق ملي كي يه روح مهالك و خطرات كي موت سے گهري هوئي هے : حفت الجنة بالمكاره - اس آب حيات كے حصول كيليے زهر كا پياله بهي پينا پڑتا هے : الموت جسر الي الحياة !

قوم كے نظـام اخـلاق و نظام عمـل كيليے اس سے زياده كوئي خطرناك امر نهيں كه موت كا خوف ' شدائد كا ڈر ' عزت كا پاس ' تعلقات كے قيود ' اور سب سے آخر قوت كا جلال و جبروت ' افراد كے افكار و آرا كو مقيد كردے - اونكا آئينۂ ظاهر ' باطن كا عكس نهو ' اونكا قول اونكے اعتقاد قلب كا عنوان نهو ' اونكي زبان اونكے دل كي معبر نهو - يه وهي چيز هے جسكو اسلام كي اصطلاح ميں " نفاق " اور " كتمان حق " كهتے هيں اور جس سے زياده مكروه اور مبغوض شے خداے اسلام كي نظر ميں كوئي نهيں - اسلام كي بے شمار خصوصيات ميں سے ايك خصوصيۃ كبرى يه هے كه اسكي هر تعليم موضوع بحث كے تمام كناروں كو محيط هوتي هے - هم نے توراة كے اسفار ديكهے هيں ' زبور كي دعائيں پڑهي هيں ' سليمان (عم) كے امثال نظر سے گذرے هيں ' يسوع كي تعليمات اخلاقيه كے وعظ سنے هيں - هم نے ان ميں هر جگهه خاكساري ' انكساري ' تحمل ظلم ' درگذر ' تسامح ' اور عفو و كـرم كے ظاهر فريب اور سراب صفت مناظر كا تماشا ديكها هے ' ليكن كيا ان ميں ان اصول اخلاق كا بهي پته لگتا هے جو قوموں ميں خود داري ' سر بلندي ' اور حق گوئي كا جوهر پيدا كرتے هيں ؟

جنكي نظر ميں بمقابلۂ حق ' آقا و غلام ' بادشاه و گدا ' عالم و جاهل ' قريب و بعيد ' اور سب سے بڑهكر يه كه خود اپنا نفس اور غير ' سب برابـر نظر آتا هے ؟ جنكي راستگوئي ' حريت پسنـدي ' اور حق پرستي كي عروة الوثقى كو نه تو تلوار كاٹ سكتي هے ' نه آگ جـلا سكتي هے ' اور نه محبت و خوف كا ديو توڑ سكتا هے ؟

فقد استمسك بالعروة الوثقى التي لا انفصام لها (بقره)

كيونكه اوسنے وه مضبوط قبضه پكڑا هے جسكے ليے كبهي ٹوٹنا هے هي نهيں -

اسلام ايك طرف مسلمانوں كي تعريف يه بتاتا هے كه :

المسلم من سلم المسلم من لسانه و يده (بخـاري)

مسلمان وه هے جسكے هاتهه اور زبان سے مسلمانوں كو تكليف نه پهونچے -

دوسري طرف مسلمانوں كي حقيقت يه ظاهر كرتا هے كه اگر خدا و شيطان ' حق و باطل ' معروف و منكر ' اور خير و شر كا مقابله هو تو وه رضاے خدا ' نصرت حق ' امر معروف ' اور دعوت خير كيليے :

لا يخـافـون لومة لائم (مـائـده)

آسمـان كے نيچے كي كسي هستي كي پروا نهيں كرتے !

حريت سراے دهر ميں حق كا ٹهكانا صرف ايك مسلمان هي كا سينه هونا چاهيے ' ليكن كيا بد بختي هے كه آج همارے سينے باطل كا نشيمن ' همارے دل نفاق كا مامن ' اور همارا باطن اخفاے حق كا ملجا بنگيا هے ' حالانكه هم وهي هيں جنهيں حكم ديا گيا تها كه :

كونوا قوامين بالقسط شهداء الله (نساء)

دنيا ميں خدا كے گواه رهيں -

لـم تقولـون ما لا تفعلــون ؟

اونكا قول و عمل هميشه برابر هو -

تخشى الناس و الله احق ان تخشاه

اونكا دل اور زبان هميشه ايك هو ' جنكو خدا كے سوا كوئي هستي مرعوب نهيں كرسكتي -

(تسـامـح اور قــول حـــق)

عفو و درگذر ' عيب كو ڈهانـكنا ' خطاؤں سے چشم پوشي كرنا ' بلا شبــه ايك بهترين وصف هے ' ليكن اگر كسي شهر كي پوليس ان مسامحانه اخلاق پر عمل شروع كردے يا بڑے بڑے مجرموں كي طاقت سے مرعوب هوكر اپنے فرائض ميں كوتاهي كرے تو اسكا نتيجه يه هوگا كه تهوڑے هي دنوں ميں نظام و امن درهم و برهم هوجائيگا ' اور معمورۂ شهر مٹي كا ڈهير بن جائيـگا - هر آزاد راے اور حر الفكر انسان خدا كي آبادي كا كوتوال هے - اوسكا فرض هے كه هر غلط رو كو روكدے ' هر خطا كار كو ٹوكدے ' اور حمايت حق و نصرت خير كيليے همه تن آماده رهے تاكه حق و باطل كے جور و ستم سے اور نور ظلمت كے حمله سے محفوظ رهے ' اور سوسائٹي كا شيرازۂ نظام منتشر نهو جاے -

شريعت اسلاميه نے اسي خاص فرض كا نام امر بالمعروف اور نهي عن المنكر قرار ديا هے ' اور ملت اسلاميه كا خاص وصف يه بيان كيا هے كه :

كنتم خير امـة اخرجت للناس تامرون بالمعروف

تم بهترين قوم هو جو دنيا ميں لوگوں كيليے نمونه بنائي گئي - اچهي باتوں

[بقيه مضمون صفحه ۱۳ كا]

كرنے پر معلوم هوا كه تحرير ميں دو دوشيزوں كا تـذكره هے جنهيں نهايت دهشتناك حالات ميں موت آئي تهي - ليكن خود مسز ويرل نے جب تـك اپني تحرير نهيں پڑهي ' اسوقت تـك وه اسكے مضمون سے واقف نه هوئيں - اس سے ظاهر هے كه نفس كا كوئي حصه صرف يهي نهيں كرتا كه خبردارانه هدايت Camacious direction كے بغير سوئچتا ' ياد كرتا ' اور انگليوں كو لكهواتا هے ' بلكه بغير اسكے كه نفس آگاه Canscious mindy كو سبب معلوم هو ' وه آنكهوں سے آنسو كے دريا بهي بها ديتا هے ! (ديكهو رولداد سوسائٹي فور فزيكل ريسرچ ۲۰ صفحه ۱۵)

(باقي آينده)

وتنهون عن المنكر

کي هدايت کرتے هو اور بري باتوں سے منع کرتے هو -

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير و يامرون بالمعروف و ينهون عن المنكر و اولئك هم المفلحون (آل عمران)

تم میں ایک گروہ ایسا هونا چاهیے جو لوگوں کو نیکی کي دعوت دے' اچھی باتوں کي هدايت کرے ' بري باتوں سے روکے ' اور یہی گروہ کامیاب ہے -

(ایک شبہہ کا ازالہ)

غلط ہے جو یہ سمجھتے هیں کہ صداقت اور حقگوئی ' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر' دعوت الی الخیر اور منع عن الشر کے سلسلہ میں اگر دوسروں کے حرکات و افعال کا نقد کیا جاے تو وہ اوس تجسس احوال غیر کا ملزم هوگا جسکو قرآن نے منع کیا ہے :

یا ایها الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم - ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا - ايحب احدكم ان يا كل لحم اخيه ميتا فكرهتموه ؟ واتقوا الله - ان الله تواب رحيم (حجرات)

مسلمانوں ! بہت بدگمانیاں کرنے سے اجتناب کیا کرو ! دوسروں کے حالات کي جاسوسي نکیا کرو ' ایک دوسرے کی پیچھے میں بدگوئی نہ کرو ! کیا تم پسند کرتے ہو کہ کسی بھائي کي لاش پڑي هو اور تم اوسکا گوشت نوچ نوچ کھاؤ ؟ کیا تمکو گھن نہ آئیگي ؟ خدا کا خوف کرو کہ خدا توبہ قبول کرنے والا اور رحمت والا ہے -

لیکن اس سے مراد وہ شخصی حالات هیں جو امور دین اور مصالح ملت میں موثر نہوں' ورنہ فریضۂ امر معروف اور نہی منکر کیلیے کیا چیز باقی رهجائیگي ؟ اور معاشرت کي اصلاح' معائب کے ازالہ' اور منکرات کے ابطال کیلیے کونسا هتیار همارے پاس هوگا ؟ اگر همارے علماے محدثین حدیث میں رواۃ کے معائب و اخلاق کي تنقید نکرتے اور حق کے مقابلہ میں بڑے بڑے ارباب عمائم اور جبابرۂ حکومت کے زور و قوت سے مرعوب هوجاتے تو کیا آج همارے پاس اقوال صحیحہ کے بجاے صرف روایات کا دبہ کا ایک ڈھیر نہوتا ؟

اس سلسلہ میں همکو یہہ بھی بالاعلان کہنا چاهیے کہ سب سے پہلی هستي' جس سے سب سے پہلے محاسبہ کرنا چاهیے ' جسکے افعال کي سب سے پہلے تنقید کرنی چاهیے ' جسکے معائب کي سب سے پہلے مذمت کرنی چاهیے' وہ خود اپنی هستي ہے - بہادر وہ نہیں ہے جو میدان قتال میں دشمن سے انتقام لے - جب تم کسي دوسرے کي اخلاقي صورت کي هجو کر رہے هو تو ذرا اپنے دل کے آئینہ میں بھی دیکھہ لو کہ خود تمہاري صورت تو ویسي نظر نہیں آتي ؟ جب حق کے اظہار کیلیے تمہاري زبان دلائل کا انبار لگا رهي هو تو جھانککر دیکھہ لو کہ کہیں تمہارے خرمن دل میں تو یہہ جنس موجود نہیں ہے ؟ کیونکہ :

لم تقولون ما لا تفعلون (الصف) -

کیوں کہتے هو جو تم خود کرتے نہیں ؟

كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون (الصف)

خدا کو یہہ بات نہایت ناپسند ہے کہ جو تمہارا قول هو وہ فعل نہو -

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم (بقره)

تم دوسروں کو تو نیکی کي بات بتاتے هو لیکن خود اپنے کو بھول جاتے هو ؟

اسلیے مسلمان کا ظاهر و باطن ایک هو - وہ زبان سے جسکا اقرار کرتا هو دل سے اوسکا اعتقاد بھي رکھتا هو' ورنہ وہ منافق ہے جو :

يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم (آل عمران)

منہ سے وہ بات کہتا ہے جو اوسکے دل میں نہیں ہے -

(حریت راے اور قول حق کي تعریف)

حریت راے اور قول حق کیا شے ہے ؟ اسکا جواب آیات سابقہ نے بتایا ہے - یعنی جو بات حقیقتاً صحیح هو - دل سے اوسکا اعتقاد' زبان سے اوسکا اقرار' اور هاتھہ سے اوسپر عمل - اگر غلطی سے حق کي ماهیت اوس سے مخفی هو تو جب اوسکا علم هو اپني غلطیوں کا اعتراف کرلے - غیر اگر اس حق کا معارض اور اس صداقت کا دشمن هو تو اوسکي عظمت و جبروت سے اوسکے هاتھہ میں رعشہ ' اوسکے پاؤں میں لغزش ' اوسکي زبان میں لکنت ' اور اوسکے قلب میں خوف نہو - سوسائٹي کي شرم اور اقارب و احباب کی محبت اوسکی زبان حق کو اور اوسکے دست صداقت شعار کو بیکار نکردے - دولت و مال کي حرص اور عزت و جاہ کی طلب اوسکی جادۂ حریت پرستي اور راہ صداقت پسندي میں سنگ گراں بکر حائل نہو - اغراض ذاتي اور هواے نفساني کے سحر سے مسحور نہو - رضاے خدا اور طلب حق کے سوا اوسکا کوئی مطلوب نہو کہ مذهب حق پرستی میں یہی شرک ہے : وان الشرك لظلم عظيم -

(هر مسلمان کو فطرتاً آزاد گو اور حق پرست هونا چاهیے)

هر مسلم موحد ہے اور هر موحد آستانۂ احدیت کے سوا تمام آستانوں سے بے نیاز اور واحد قہار کے سوا هر هستي سے بے خوف ہے' اسلیے وہ فطرتاً اپنے کسی قول و فعل میں آزادي و حقگوئي سے نہیں ڈرتا - صحابۂ کرام کو دیکھو کہ بہ خاک نشیں قیصر و کسری کے دربار میں بے دھڑک جاتے هیں ' اور قاقم و حریر کی مسندوں کو الٹ کر زمین پر بیٹھہ جاتے هیں - وہ فرش دربار جو روم و ایران کا سجدہ گاہ تھا ' برچھی کی انی اور گھوڑوں کے سموں سے اونکے جبروت و استبداد کے پرزے اڑا دیے گئے - جن درباروں میں زبان کی حرکت بھی سوء ادب تھی ' وهاں حمایت حق کیلیے ٹوٹے هوے قبضے اور چیتھڑوں سے بندھي هوئی تلوار جنبش میں آجاتی ہے ! اور پھر کیوں ایسا نہ هو جبکہ ایک موحد کا اعتقاد یہ ہے کہ " لا نافع ولا ضار الا الله " خدا کے سوا نفع و ضرر کسی کے هاتھہ میں نہیں -

(هر مسلم خدا کا گواہ صادق ہے)

هر مسلم خدا کی طرفسے دنیا میں ایک گواہ صادق اور شاهد حال ہے کہ :

وكذلك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس (بقره)

خدا نے تمکو ایک شریف قوم بنایا ہے تا کہ لوگوں پر گواہ رهو -

کیا اوس سے زیادہ کوئی بدبخت هوسکتا ہے ' جسکو خدا نے محکمۂ عالم میں اپني طرفسے گواہ بنا کر بھیجا هو اور وہ اس حق کی گواهی سے خاموش رہے یا اوسکے اخفا کی کوشش کرے ؟

ومن اظلم ممن كتم شهادة عنده من الله (بقره)

اور اوس سے بڑھکر کون ظالم هوگا ' جسکے پاس خدا کی کوئی گواهي هو اور وہ اوسکو چھپاے ؟

کیونکہ مسلم کے خدا کا حکم ہے کہ :

ولا تكتموا الشهادة (بقره)

شہادت ربانی کا اخفا نکرو !

(اداے شہادت رباني اور حریت راے ایک شے ہے)

پس جو شخص شہادت رباني کا اخفا نہیں کرتا ' اور خدا کي طرف سے جو علم اوسکے قلب میں القا کیا گیا ہے وہ علی الاعلان اور بلا خوف لومۃ لائم اوسکا اظہار کرتا ہے ' وهي ہے جسکو دنیا صادق

اللهجه ' مستقل الفکر ' حر الضمیر ' اور آزاد گو کہلاتي ہے - پھر کیا جو شخص حر الضمیر اور آزاد گو نہیں ' وہ ' وہ نہیں جو شہادت کو چھپاتا ہے اور حق کي گواهي سے اعراض کرتا ہے ؟ حالانکہ وہ وجود اقدس جو عالم الغیب و الشهادۃ ہے' بتصریح فرماتا ہے :

یا ایها الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شهداء للـه ولو علـی انفسکم او الوالدین والاقـربین ان یکن غنیاً او فقیراً فاللـه اولی بهمـا ' فـلا تتبعو الهوی ان تعدلوا و ان تـلوا او تعـرضـوا فان اللـه کان بمـا تعملون خبیراً (نساء)

مسلمانو ! انصاف پر مضبوطي سے قائم رهو اور خدا کیطرفسے حق کے شاهد رهو ' گو یہہ شہادت خود تمہاري ذات کے یا تمہارے اعزا و اقارب کے خلاف هي کیوں نہو ' اور وہ خواہ دولتمند هوں یا مفلس ' اداے شہادت میں اونکی پروا نکرو کہ خدا دونونکو بس کرتا ہے ' اور نہ متبع هوی هوکر حق سے انحراف کرو - اگر تم بالکل انحراف کروگے یا دبي زبان سے شہادت دوگے تو جان لو کہ خدا سے کوئي امر مخفي نہیں - وہ تمہارے هر عمل سے واقف ہے "

اللہ اکبر ! آج مسلمان خدا کے آگے سے مرض کو بھولے هوے هیں ! وہ مسلمان جنکو صرف ایک سے ڈرنا تھا ' اب هر ایک سے ڈرنے لگے هیں - وہ اظہار حق میں دولتمند سے ڈرتے هیں کہ شاید اوسکی جیب کرم بارکی چند چھینٹیں همارے دامن مقصود میں ابھی پڑ جائیں ! اے دولت کے دیوتاؤں سے ڈرنے والو ! کیا تم تک وراء عالم کا یہ فرمان نہیں پہونچا کہ " نحن نرزقهم و ایاکم (الانعام) " هم هیں جو اونکو اور تمکو ' دونوں کو روزی پہونچاتے هیں " ؟ وہ حمایت حق کیلیے کمزوروں کا ساتھہ نہیں دیتے - لیکن اے کمزوروں کی مدد نکرنے والو ! جانتے ہو کہ کمزوروں کا سب سے بڑا مددگار کیا کہتا ہے ؟

ونرید ان نمن علی الذین استضعفـوا فی الارض و نجعلهم ائمۃ و نجعلهم الوارثین - (القصص)

هم ان لوگوں پـر احسان کرنا چاهتے هیں جو دنیا میں کمزور سمجھے گئے اور انہیں کو اب دنیا کا پیشرو اور زمین کا وارث بنالینگے -

وہ حکومت کی تلوار سے ڈرتے هیں - مگر اے حکومت کي تلوار سے ڈرنے والو ! کیا تم نے نہیں سنا کہ حق پرستان مصر نے فرعون کو کیا کہا تھا ؟

فاقض ما انت قـاض - انما تقضی هذه الحیوۃ الدنیا - (طه)

تو جو کر سکتا ہے وہ کر گذر ' اور تو بجز اسکے کہ هماري اس دلدل دنیوي زندگی کو ختم کردے اور کرهی کیا کرسکتا ہے ؟

همارا دل کیوں آزاد نہیں ؟ هم حق کے کیوں حامی نہیں ؟ هم استقلال فکر کے کیوں طالب نہیں ؟ تقلید اشخاص کی زنجیروں کو کیوں هم اپنے پاؤں کا زیور سمجھتے هیں ؟ هم طوق غلامي کو تمغاے شرف کیوں جان رہے هیں ؟ اسلیے کہ حسن اعتقاد کو هم نے معصومیت کی سدرۃ المنتهی تک پہونچا دیا ہے ' حالانکہ ایک هی ہے (یعنی خدا) جسکی ذات هر نقص سے پاک اور هر خطا سے مبرا ہے ' اور ایک هی جماعت ہے (یعني انبیا) جو گناهوں سے معصوم بنائي گئی ہے - اور پھر اسلیے کہ غیر کی محبت نے همارے احساس حق کو مسلوب کر لیا ہے ' حالانکہ وہ جو سراپا محبت ہے ' اوسکی رضا جوئي میں هر محبت غیر همرتبۂ عداوت ہے - اور اسلیے کہ هم دنیا کے ذرہ ذرہ سے خوف کرتے هیں حالانکہ ایک هی ہے جسکا آسمان و زمین میں خوف ہے - یعنی وہ ' جو دنیا کے ذرہ ذرہ پر قابض ہے - اور اسلیے کہ انسانوں سے همکو طمع خیر ہے ' حالانکہ خیر کي کنجیاں صرف ایک هي کے هاتھہ میں هیں -

همکو اکثر عداوت اور ضد بھي حق بیني سے محروم کر دیتي ہے - حالانکہ مسلم کا دل حق پرست اپنے نفس سے بھي انتقام لیتا ہے اور حق کیلیے دشمن کا بھي ساتھہ دیتا ہے -

(مـوانع حـق گـوئي)

هم نے بتا یا کہ وہ کیا چیزیں هیں جو هماري زبان کو حقگوئي سے ' همارے پاؤں کو حق طلبی سے باز رکھتی هیں ؟ نا جائز حسن اعتقاد ' محبت باطل ' خوف ' طمع ' اور عـداوت - قرآن مجید نے مختلف مقامات میں نہایت شدت کے ساتھہ ان موانع حریت اور عوائق حق کو بیان کیا ہے اور تنبیہ کی ہے کہ کیونکر هم ان سے محفوظ رہ سکتے هیں -

(نـا جـائـز حسن اعـتـقـاد)

حسن اعتقاد کوئي بري شے نہیں ' لیکن انبیا علیهم السلام کے سوا جو مبعوث اوامر رباني هیں ' کسی انسان کو اتنا رتبہ دینا کہ اوسکا هر قول و فعل آلہ تسلیم اور معیار صحت هو ' در حقیقت شرک في النبوت ہے - اعیان کرام کی عزت انسان کا ایک جوهر ہے ' لیکن یہہ حق کسیکو نہیں پہونچتا کہ وہ همارے قلوب پر اس حیثیت سے حکمرانی کریں کہ وہ انسان کی ایک ایسي نوع هیں جنکے احکام دائرۂ انتقاد سے خارج اور ضعف بشري سے مبرا هیں - اور اگر یہہ سچ ہے تو پھر اوس احکم الحاکمین کیلیے کیا رہ گیا ' جسکا اعلان ہے کہ ان الحکم الا للہ (الانعام) حکومت صرف خدا هی کی ہے ؟ کیا خدا نے اُن نصاری کو جو پوپ اور قسیسین کے احکام کو بلا حجت تسلیم کرتے تھے اور اونکے اقوال و اعمال کو بری عن الخطا اور خارج از نقد سمجھتے تھے ' نہ نہیں کہا :

اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون اللـه (توبه)

نصاری نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راهبوں کو خدا بنا لیا ہے -

اور کیا قرآن نے اونکو دعوت توحید اسطرح نہیں دي ؟

قـل یا اهـل الکتـاب تعـالوا الی کلمـۃ سواء بیننـا و بینکم الا نعبـد الا اللہ ولانشرک به شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضـاً ارباباً مـن دون اللـه (آل عمران)

اے آسماني کتاب والو ! آؤ ایک امر جو هم میں تم میں اصولاً متفق علیہ ہے ' اسپر عمل کریں کہ هم صرف خدا هي کو پوجیں ' اور کسیکو اوسکا شریک نہ بنائیں ' اور نہ خدا کو چھوڑ کر هم ایک دوسرے کو خدا بنالیں -

ایک دوسرے کو خدا بنانا کیا ہے ؟ یہ ہے کہ هم اپنے قواے فکر کو معطل کر دیں ' اور حق و باطل کا معیار صرف اشخاص معتقد فیہ کے غیر رباني و غیر معصوم حکموں کو قرار دیدیں - هماري پچھلي چند صدیوں کا زمانہ ایک بہترین مثال ہے ' جب هم پر رعب ناموں سے مرعوب هو جاتے تھے ' اور جب هم حق و باطل کا معیار افراد کی شخصیت قرار دیتے تھے - تمام امور سے قطع نظر کرکے دیکھو کہ همارے علوم و فنون کو اس سے کتنا نقصان پہونچا ؟ هر علم و فن میں همارا وجود ' وجود معطل رہ گیا ' زبانیں تھیں لیکن بولتے نہ تھے ' دل تھے مگر سمجھتے نہ تھے - قید تحریر میں جو چیز آگئی وہ تنسیخ کے لائق نہ تھي - هر کتابي معلوق جو کسي خالق ممکن کي طرف منسوب تھي ' صداقت و معصومیت کا پیکر تھي - هر سابق العهد وجـود انساني ' بعد کے آنے والوں کي عقـول و آرا پر حکومت کرتا تھا ' الغرض هر سابق هستي کا حکم اوس قدیم هستي کے حکم کیطرح تسلیم کیا جاتا تھا جسکی شان یہ ہے کہ :

لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا مـن خلفـه -

باطل نہ اسکے آگے آسکتا ہے اور نہ اسکے پیچھے آسکتا ہے -

اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا ہر علم و فن دست شل ہوکر رہگیا - پہلوں نے جو کچھہ لکھا ' بعد والے اوسپر ایک حرف نہ بڑھا سکے - پھر کیا اگر ایک فقیہہ تاتارخانیہ کو ' ایک طبیب سدیدی و قانون کو ' ایک نحوی کافیہ و مفصل کو ' ایک متکلم مواقف و مقاصد کو ' ایسی کتاب فرض کرتا ہے کہ باطل جسکے نہ آگے ہے نہ پیچھے - نہ داہنے ہے نہ بائیں ' تو کیا نہ شرک فی القران نہیں ' اور ہم نے اونکے مصنفین کو ایسی ہستی نہیں تسلیم کرلیا ' جنکو قرآن پاک نے اربابا من دون اللہ کہا ہے ؟

ہماری گذشتہ چہل سالہ عمر جو ہماری قومیت کا دور طفولیت تھی ' بدترین زمانہ استعداد اور بدترین مثال حسن اعتقاد تھی - ہم ہر تیز زبان کو مصلح ملت اور ہر تیز رو کو رہبر سمجھتے تھے ' اور اوسکے ہر حکم و فرمان کو اسی خشوع و خضوع کے ساتھہ تسلیم کرتے تھے ' جس خشوع و خضوع کے ساتھہ قرآن مجید نے بتایا ہے کہ یہود و نصاری اپنے احبار اور رہبان کے احکام کی تعمیل کرتے تھے - پس اب وقت آگیا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو یہ دعوت الہی دیں :

تعالوا الی کلمة سواء	اے کتاب والو ! آؤ ایک امر جو ہم
بیننا و بینکم الا نعبد	میں متفق علیہ ہے ' اوسپر عمل کریں -
الا اللہ ولانشرک بہ شیئاً	اور وہ یہ ہے کہ غیر خدا کی پرستش
ولا یتخذ بعضنا بعضاً	نکریں ' اور نہ اسکے حکم میں کسیکو
اربابا من دون	شریک بنالیں ' اور نہ خداے حقیقی
اللہ ' (آل عمران)	کو چھوڑکر ایک دوسرے کو خدا بنالیں -

دار العلوم ندوہ

مولوی محمد حسین طالب العلم کا قصور جو کچھہ بھی ہو اسکی تحقیق و تفتیش ضرور ہونی چاہیے کہ آیندہ پھر ویسی حرکات کا طلبا میں سے کوئی مرتکب نہ ہو - مگر سوال یہ ہے کہ مولوی محمد حسین کے اخیر امتحان کا زمانہ ایسا محدود ہے کہ اگر کمیشن کی نشست کے انتظار و قوم کے فیصلہ پر یہ معاملہ رکھا گیا تو مدت گذر جائیگی ' اور غریب محمد حسین کی تمام عمر کی محنت رائگاں جائیگی - اسواسطے میری ناچیز راے یہ ہے کہ تفتیش و تحقیق کے انتظار میں اس معاملہ کو چھوڑا جاے - محمد حسین بدستور دارالاقامہ و دارالعلوم میں داخل کرلیا جاے - اور امتحان میں شریک کیا جاے - فیصلہ جو کچھہ بھی ہو اسکی تعمیل لازمی ہوگی - اگر ایسا نہ ہوا اور فرض کیا کہ محمد حسین بعد تحقیق و تفتیش بیقصور ثابت ہوا ' تو اس کے انتظار میں جو کچھہ خرابی اور تباہی بد نصیب طالب علم کی ہوجائیگی اوسکی تلافی غیر ممکن و محال ہوگی - مجھے امید ہے کہ ناظم صاحب و پرنسپل صاحب دارالعلوم اپنے شاگرد پر نظر رحم و محبت کی ڈالکر اسکی ادخال دارالعلوم و دار الاقامہ و شرکت امتحان کا حکم دینگے - بلا انتظار فیصلہ اخیر جس کی پابندی متخاصمین پر لازمی ہوگی -

آخر میں التجا کرتا ہوں کہ آپ میری ناچیز راے کی تائید فرماوینگے اور غریب محمد حسین کے داخلہ و امتحان کا انتظام شروط فیصلہ اخیر فرماوینگے اور امید کرتا ہوں کہ پرنسپل صاحب مدرسہ ندوہ بحق طالب علم مولوی محمد حسین طرز رحم و درگذر سے دریغ نہ فرماوینگے -

[illegible]

ہوائی جنگ

(۲)

جنگ میں ہوائی جہازوں کا ایک بہت بڑا استعمال یہ ہے کہ دشمن پر اوپر سے گولہ باری کی جاے - آپ نے جنگ طرابلس کے حالات میں پڑھا ہوگا کہ بارہا اطالیوں نے عثمانی مجاہدین پر اوپر سے گولے برسائے - ان اطالی تجارب کا نتیجہ تو ناکامی رہا ' کیونکہ قریب ہر نشانے نے خطا کی اور ہر وار خالی گیا - البتہ جرمنی کے تجارب اس باب میں کامیاب ثابت ہوے ' گو ابتدا میں اسے بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا - بحیرۂ جلیوا میں ایک کشتی کھڑی کی گئی اور جنگی جہاز نے تین ہزار فیٹ بلندی پر سے گولے اتارنا شروع کیے - پہلا اور دوسرا گولا تو نشانہ پر نہیں پڑا مگر اسکے بعد جتنے گولے پھینکے گئے ' سب ٹھیک نشانے پر لگے - اس تجربہ سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آندھی شست کے صحیح باندھنے یا گولے کے نشانے پر پڑنے سے مانع نہیں ہوتی -

اس سلسلے میں ایک اور واقعہ قابل ذکر ہے - زپلن کے تیسرے جہاز نے ۶ ہزار فٹ کے بلند نشانے پر گولے پھینکنا شروع کیے - یہ نشانہ ایک بڑے گاؤں کا نقشہ تھا - ۱۷ منٹ میں اسکے پرزے پرزے اڑ گئے !

تجربے سے یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ اوپر سے جو گولیاں پھینکی جاتی ہیں ' وہ اس فولاد کو توڑ کے نکل جاتی ہیں جو آہن پوش اور معروف ہوتے ہیں :-

* * *

ایروپلین اور غبارے والے جہازوں سے ڈائنامیٹ کے گولے پھینکنا اب ایک عام بات ہے - اسمیں بڑی سہولت یہ ہے کہ پھینکنے والا شست نہایت صحیح باندھ سکتا ہے ' اور اگر ماہر انداز ہو تو دعوے کے ساتھہ کہہ سکتا ہے کہ اسکا گولا ضرور ہی نشانے پر بیٹھیگا - اسلیے کارخانۂ اسلحہ سازی کی توجہ اس طرف ہوئی اور بالآخر کارخانہ کرپ نے ایک خاص قسم کا گولہ ایجاد کیا - یہ گولہ جب زمین پر گرتا ہے تو گرتے روشن ہو جاتا ہے ' اور یہ روشنی اسقدر تیز ہوتی ہے کہ اسکے گرد و پیش جتنی چیزیں ہوتی ہیں وہ سب غبارے والوں کو نظر آجاتی ہیں - اس گولے کی ایجاد سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ سخت سے سخت تاریکی میں بھی اب گولے اتارے جا سکتے ہیں - کیونکہ جب گولہ انداز کو یہ معلوم ہوگیا کہ اسکے نشانے کا مقصود فلاں جگہہ ہے تو وہ پھر کامیابی کے ساتھہ اس پر گولے پھینک سکتا ہے -

اسکے علاوہ روشنی کا ایک اور انتظام بھی کیا گیا ہے - جہازوں میں ایک بڑی لمپ آویزاں کیا جاتا ہے - یہ چراغ اس قسم کا ہوتا ہے جسکی روشنی نیچے کی طرف منعکس ہوتی ہے - لیمپ جہاز سے سو فیٹ کے فاصلے پر رہتا ہے -

آپ سوچتے ہونگے کہ چراغ کو جہاز سے ۵ سو فیٹ دور رکھنے سے کیا حاصل ؟ مگر اس لیمپ کا کمال اس دوری ہی میں منحصر ہے - ہم ابھی لکھہ آئے ہیں کہ لیمپ کی ساخت اسطرح کی ہوتی ہے کہ اسکی روشنی نیچے کی طرف منعکس ہوتی ہے ' اسلیے اوپر والے تو نیچے کی ہر چیز دیکھہ لیتے ہیں مگر نیچے والوں کو اوپر کی کوئی شے نظر نہیں آتی - اسلیے اس لیمپ کی بدولت اہل جہاز کے لیے تو رات دن ہوجاتی ہے مگر زمین

[illegible]

جاسکتے ہیں اور جس پر گولے پھینکنا چاہیں پھینک سکتے ہیں ' مگر زمین والے کچھہ نہیں کرسکتے ' کیونکہ اولاً تو انہیں یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ جہاں یہ لیمپ ہے وہیں جہاز بھی ہوگا ' اور اگر کسی طرح یہ معلوم بھی ہوگیا کہ یہ روشنی اس خاص لیمپ کی ہے تو پھر بھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس سے جہاز کتنے فاصلے پر ہے ؟ اسلیے کہ جہاز کا ۵ سو فیٹ پر ہونا کچھہ ضرور نہیں - ممکن ہے کہ اس سے کم فاصلہ پر ہو -

پھر اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ نہیں ' جہاز ۵ سو فیٹ ھی پر ہے ' جب بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ ہے کہاں ؟ اور جب تک یہ معلوم نہو اسوقت تک کچھہ بھی نہیں ہو سکتا - توپ خواہ کتنی ہی ہو عمدہ ہو اور توپچی خواہ کتنا ہی قادر انداز ' مگر جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اسکا نشانہ فلاں جگہ ہے ' اسوقت تک شست نہیں باندہ سکتا ' اور بغیر شست باندھے گولے پھینکنا اچھے سامان کو ضائع کرنا ہے -

* * *

اب تک تو ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ اگر تاریکی ہو تو اسمیں روشنی کا انتظام کیا گیا ہے - مگر یہ بھی تو ہے کہ ہمیشہ روشنی ہی کی ضرورت نہیں ہوتی - بسا اوقات تاریکی بھی درکار ہوتی ہے - مثلاً فرض کرو کہ ایک ہوائی جہاز اوڑتا ہوا آرہا ہے اور نیچے دشمن کی فوج توپیں لیے مستعدی سے کھڑی ہے کہ جہاز زد پر آجائے اور وہ فائر کریں - وہ دیکھتا ہے کہ ان پر سے ہوکے گذرنا ناگزیر ہے - جب ان پر سے گزریگا تو لامحالہ زد پر ہوگا ' اور ادھر وہ زد پر آیا نہیں کہ توپیں ایک دم سے سر ہوگئیں - پھر کیا اتنے گولوں میں سے ایک بھی نہ لگیگا ؟ اگر ایک بھی لگ گیا تو اسکے تباہ ہونے کے لیے کافی ہے - ایسی حالت میں قدرتاً وہ چاہیگا کہ کسی طرح میں اپنے دشمنوں کی نظر سے چھپ سکتا -

مگر رات نہیں ہے جسکی قدرتی تاریکی پردہ پوشی کرے - پھر کیا وہ یہ نہ چاہیگا کہ کسی طرح تھوڑی دیر کے لیے اس دن کو رات بنا سکتا ؟

ایجاد جو ہر موقع پر انسان کی دستگیری کرتی ہے ' اس نے اس محال کو بھی واقع کر دیا - اہل جرمنی نے جو ہوائی جنگ میں غیر معمولی سرگرمی و شغف دکھا رہے ہیں ' آخر ایک قسم کا گولہ بنا لیا جو ایسے نازک مواقع پر پردہ پوشی کرسکے - یہ گولہ جب پھینکا جاتا ہے تو ہوا ہی میں پھٹتا ہے اور اسمیں نہایت کثیف دھواں نکل کے تمام فضاء میں پھیل جاتا ہے - فضاء بالکل تیرہ و تار ہو جاتی ہے اور اسمیں خواہ کتنی بڑی شے کیوں نہ ہو ' مگر زمین والوں کو نظر نہیں آتی - جہاز ... کہ ظلمت میں انکے

سروں پر سے گذرتا ہوا چلا جاتا ہے ' اور وہ بھری ہوئی توپیں لیے کے لیے رہجاتے ہیں - دھوین کا ابر غلیظ جب تک چھٹے ' اسوقت تک جہاز انکی زد سے بہت دور نکلجاتا ہے !

* * *

لیکن یہ تمام ایجادیں اس ایجاد کے مقابلہ میں محض ہیچ ہیں ' جسکے متعلق یورپ کے پیش بین و انجام اندیش فسانہ نگار فرض کیا کرتے تھے مگر اب وہ عالم خیال سے عالم وجود میں آگئی ہے - یہ ایجاد کیا ہے ؟ گولے ہیں جنمیں نہایت سمی گیس بھرے ہوئے ہیں - جب یہ پھینکے جاتے ہیں تو پھٹتے ہیں اور ان سے زہریلا گیس نکلکے چاروں طرف پھیل جاتا ہے - اسکا دائرۂ انتشار سو میٹر بلکہ اس سے بھی زیادہ وسیع ہوتا ہے - اس دائرہ کے اندر جتنے ذی حیات وجود ہوتے ہیں ' وہ جب سانس لیتے ہیں تو یہ گیس ہوا کے ساتھہ ملکے انکے اندر چلا جاتا ہے ' اور جاتے ہی انہیں ہلاک کر دیتا ہے !

نعوذ باللہ من شر الانسان و من شر العلم !

* * *

اس ذیل میں ٹرکیو کا ایک واقعہ کا نذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا - ٹرکیو میں ایک کتا ایک ٹوکری میں رکھا گیا ' اور ٹوکری جہاز میں اس طرح لٹکائی گئی کہ وہ جہاز سے ۳ سو فیٹ پر رہتی تھی - اسکے بعد جہاز اڑا - جب جہاز اسقدر بلند ہوگیا تو نیچے سے گولہ پھینکا گیا - گولا حسب قاعدہ پھٹا اور اسکا زہریلا گیس پھیلا - گیس کے پھیلتے ہی کتا تباہ ہوگیا - کتے کا جسم جب چیرا گیا تو اسکے دونوں پھیپڑے اس گیس سے پر تھے -

غبارہ والا طیارہ جو ابھی قسم کا سب سے زیادہ کامیاب جہاز ہے

مگر اس ایجاد میں ابھی ایک بڑا نقص باقی ہے - جو توپیں ان گولوں کو پھینکتی ہیں ' انکی طاقت زیادہ نہیں ہے - یہ گولے صرف ۲ ہزار فیٹ تک جا سکتے ہیں - لیکن ایجاد ' جس نے ہزار ہا اعجاز نما کرشمے دکھائے ہیں ' اس سے کچھہ بعید نہیں کہ جلد یا بدیر اس نقص کی بھی تلافی کر دے -

* * *

ہوائی جہازوں کے متعلق ایک اہم سوال یہ ہے کہ آیا بلندی کی زیادتی اور کمی کا اثر نشانے کی صحت و خطا پر پڑتا ہے یا نہیں ؟ اہل جرمنی کے تجارب نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اگر جہاز ۵ ہزار فیٹ تک بلند ہو تو اس کا اثر نشانے کی صحت یا غلطی پر نہیں پڑتا - چنانچہ زیپلین قسم کا ایک بہت بڑا جہاز فضا میں ٹھہرا - اسکی بلندی ۴ اور ۵ ہزار فیٹ کے درمیان تھی - اس نے ایک لشکر گاہ پر گولہ باری شروع کی - گولے بالکل تیار تھے اور سپاہی نشانوں کے پاس کھڑے تھے - ہر گولہ ٹھیک نشانے پر آکے لگتا تھا - مگر باوجود کوشش کے ان سپاہیوں کو جہاز نظر نہیں آیا -

وکٹوریا لوئس نامی جهاز جو فضا میں پوری حکومت رکھتا ہے !

کرنا - بلکه موم کی طرح پگھل کے اس پر پھیلجاتا ہے - اسکے علاوہ اس سے گولے مارے بھی نہیں جا سکتے ' کیونکه اگرچه اسکا طول دو سو فیٹ تک ہوتا ہے مگر جب وہ بہت اونچا ہو جاتا ہے تو زمین سے ایک معمولی پنسل سا معلوم ہوتا ہے ' اور ایک لحظه بھی ایک جگه نہیں ٹھہرتا -

* * *

هوائی جهاز کی ضرر رسانی گوله باری تک محدود نہیں ' بلکه وہ اس سے بھی کہیں زیادہ خطرناک طور پر نقصان پہنچا سکتا ہے - مثلاً یه که اوسمیں مشعلیں باندھدیجائیں ' اور وہ کھیت ' گاوں ' اور شہروں کو جلاتا ہوا چلا جائے - باشندے بجھانا چاہیں تو اپنی انسان پاش توپوں کے دہانے کھولدے ' یا یه که اسمیں تار اور تاروں میں آنکڑے بندھے ہوں ' اور وہ لکڑی کے مکانات اور ریل کی پٹریوں کو اکھیڑتا ہوا چلا جائے یا یه که ان آنکڑوں کے ساتھه مشعلیں بھی ہوں که ایک طرف تو ان پٹریوں کو گرما کے از کار رفته کردے - دوسری طرف الٹ پلٹ کر برباد کردے - اسٹیشنوں کے چوبی مکانات ' بارود خانوں ' اور گیس کے کارخانوں میں آگ لگاتے ہوے نکل جانا اسکے لیے ایک ادنی قسم کا مشغله ہوگا ! !

غرضکه ہوائی جہاز کی ایجاد اپنے جلو میں انسان کے لیے تباہی و بربادی کی موج در موج لائی ہے ' اور جو کچھه اسوقت تک ہوا ہے ' وہ اسکے مقابله میں کچھه بھی نہیں جو آئندہ ہوتا نظر آتا ہے - فتربصوا انی معکم من المتربصین -

ایرو پلین قسم کا ایک جنگی طیارہ جو اس وقت تک چار کامیاب سفر کرچکا ہے اور جسکی شرح رفتار ۳۸۰ میل فی یوم ہے -

* * *

مگر اس واقعه سے آپ یه نتیجه نه نکالیں که ہوائی جہاز کی انتہاء پرواز ۵ ہزار فیٹ ہی ہے ' کیونکه وکٹوریا لوئس نامی جہاز ۷ ہزار فیٹ تک اتر چکا ہے - اترتے وقت وکٹوریا لوئس نے عجیب کمال دکھایا - پہلے تو وہ زاویہ حادہ (Saal) پر نہایت تیزی کے ساتھه اتر رہا تھا - مگر آگے آگے جب زمین کے قریب پہنچا تو بجائے زمین پر اترنے کے وہ ہلگلر امپوکا نامی جرمنی جہاز پر جا پہنچا - اسے یه دیکھنا منظور تھا که اگر وسط دریا میں کسی قسم کے سامان کی ضرورت ہو تو یه ضروری نہیں که وہ زمین ہی پر آئے ' بلکه اگر کوئی سامان کا جہاز دریا میں کھڑا ہو تو وہ اسی جہاز سے سامان لیسکتا ہے - بغیر اسکے که زمین تک پہنچے ! !

* * *

جرمنی کے ہوائی بیڑے میں ہنسا نامی جہاز بھی قابل ذکر ہے - جب یه تیار ہوگیا تو کونٹ زیپلن اس میں اڑا اور بحر شمال کو عبور کرتا ہوا کوپنہاگن ' لمو ' اور اسوچ تک پہنچگیا - اسکی شرح رفتار ۳۷۵ میل فی یوم تھی - اس سفر کے جاتے پر تمام جرمنی سے شادمانی و کامرانی کے غلغلے بلند ہوے - اور اخبارات نے لکھا که یه جہاز جب چاہے ' لندن یا کسی اور انگریزی شہر پر بلا مزاحمت گزر جا سکتا ہے !

* * *

یه صحیح ہے که جرمنی غبارے والے جہازوں کو پایه تکمیل تک پہنچانے میں سرگرم ہے - مگر با ایں همه ایروپلین سے غافل بھی نہیں - کونٹ زیپلن اب یه انتظام کر رہا ہے که اسکے ہر غبارے والے جہاز کے ساتھه ایروپلین بھی ہو - یه ایروپلین اسے چھوڑ کے جہاں چاہیں چلے جائیں ' اور پھر اسکے پاس واپس آجا سکیں - گویا جسطرح که بڑے بڑے جہازوں کے ساتھه چھوٹی چھوٹی دخانی کشتیاں ہوتی ہیں ' اسیطرح غبارے والے ہوائی جہازوں کے ساتھه ایروپلین بھی ہوا کریں ' اور ان میں دور انداز توپیں ہوں که اگر دشمن کے ہوائی جہاز غبارے والے جہاز پر حمله کرنا چاہیں ' تو قبل اسکے که وہ اپنے اس ارادے میں کامیاب ہوں ' یه انھیں برباد کردیں -

* * *

زیپلن کے جہاز میں تین توپیں ہوتی ہیں - ان توپوں میں ایک عجیب و غریب خصوصیت یه ہے که جس زاویہ پر چاہیں اسکی شست باندھسکتے ہیں - ان توپوں ' انکی برجوں ' اور غبارے کی جہاز پر ایک خاص قسم کا فولاد ملکھا ہوتا ہے - یه فولاد نہایت ہی باریک ہے ' مگر با ایں همه ... میں یه معمولی گوله اثر نہیں

جزروب میں ممالک سنوسیه کا سالانه اجتماع جو پہلی شوال کو منعقد هوتا هے

شمالـــی افریقـه کا ســر مــخــفی

شیــخ سنوســی اور طریقۂ سنوسیه

(۴)

(شیخ محمد المهدي السنوسي)

شیخ سنوسی اول کے انتقال کے بعد اُسکا بڑا لڑکا " محمد المهدي " سلسلۂ سنوسیه کا جانشین هوا - جانشینی کے وقت اُسکی عمر صرف سوله برس کی تهی !

شیخ اول نے اپنے دونوں لڑکوں کی تعلیم و تربیت خود کی تهی - اُس نے اپنی تصنیفات میں جا بجا تصریح کی تهی که میری درست صالح نه هوگی اور اس سے خدا تعالی بڑے بڑے کام لیگا - اسکی حسن تعلیم و تربیت کا اس سے اندازه کیا جا سکتا هے که بڑے لڑکے کی عمر سوله برس کی اور چهوٹے " محمد الشریف " کی صرف تیره برس کی تهي ' مگر تاهم شیخ کے انتقال کے بعد انهوں نے پورے سلسله کو سنبهالے رکها ' اور درس و تدریس ' ارشاد و هدایت ' بیعت و مبالغه ' دعوت و تبلیغ ' اور ترقی و استحکام جماعۃ کا کارو بار پہلے سے بهی زیاده وسیع و قوی هوگیا !

پندره برس کی عمر میں وه تمام علوم دینیه کی تعلیم حاصل کر چکا تها ' اور سولهویں برس جب شیخ اول نے انتقال کیا ' تو وه انکی زندگی هی میں درس و ارشاد شروع کرچکا تها -

جانشینی کے بعد پانچ برس تک مجاهدات و ریاضات میں مشغول رها - وه همیشه جامع سنوسی کے ایک حجرے میں تنها رهتا اور صرف نماز کے اوقات میں باهر نکلتا - صبح کی نماز کے بعد درس دیتا ' ظهر کے بعد وعظ کرتا ' عصر کے بعد جماعت کے مختلف کاموں کی نسبت احکام دیتا ' اور مختلف اطراف کے داعیوں اور خلفاء کی معروضات سنتا - مغرب کے بعد نئے طالبین کو مرید کرتا ' اور عشاء کے بعد حلقۂ ذکر و فکر قائم هوتا -

ان اشغال کے معین اوقات کے بعد اسکی صورت باهر نظر نه آتی اور نه کوئی شخص اُس سے مل سکتا -

پانچ سال کے بعد (جبکه اسکی عمر اکیس بائیس برس کی تهی) اس نے خلوت گزینی کو کسی قدر کم کیا اور جماعت کی توسیع اور سلسلے کے رفع ذکر کیلیے زیاده وقت صرف کرنے لگا - پہلی شوال سنه ۱۲۹۲ کو ایک عظیم الشان جلسه جامع سنوسی میں منعقد هوا جسمیں تمام داعیان طریقۃ اور مبشرین سلسلۂ سنوسی جمع هوے تهے ' اور اطراف و جوانب کے شیوخ قبائل اور صنادید جماعۃ کو بهی مدعو کیا گیا تها - شیخ نے اس مجلس میں شیخ اول کے حالات زندگی بیان کیے ' اور انکی دعوۃ کے مقاصد کی تشریح کی - پهر ارکان جماعۃ سے درخواست کی که اُن مقاصد کے حصول و تکمیل کو اپنا نصب العین بنالیں ' اور ایک نئی مستعدی اور جوش کار سے سنوسی دعوۃ کا اعلان شروع کردیں - اسی صحبت میں طے پایا که داعیوں کی جماعت کو زیاده وسیع کرنا چاهیے ' اور عرب و افریقه سے باهر بهی کام اُسی مستعدی سے هونا چاهیے ' جیسا که خود شمالی افریقه کے اندر هو رها هے - پهر ایسے لوگوں کا انتخاب هوا جو بیعت لینے اور ارشاد و هدایت کرنے کی اهلیت رکهتے هیں ' اور اس طرح جماعۃ سنوسیه میں جوش کار کی ایک نئی تحریک پیدا هوگئی -

چند برسوں کے اندر هی نئی تحریک کے نتائج عظیمه ظاهر هونا شروع هوگئے - شیخ اول کے عهد میں سلسله بہت وسیع هوچکا

تھا اور دور دور تک معتقد موجود تھے ' مگر اب اسکی تعداد حد شمار و قیاس سے بھی افزوں ہوگئی ' اور داعیان سنوسیہ کی خاموش کوششوں نے ان مقامات تک اپنا اثر پہنچا دیا ' جو صحراء جربوب سے کئی کئی ماہ کے فاصلے پر واقع تھے ' اور جنکو جغرافیۂ ارضی کی تقسیمات نے نا پیدا کنار سمندروں ' بڑے بڑے صحراؤں ' اور سر بفلک پہاڑوں کے سلسلوں کے ساتھہ افریقہ و عرب سے بالکل جدا کردیا تھا !!

خود افریقہ کا یہ حال ہوا کہ جنوب کی طرف کی تمام آبادیاں اور قبائل اسکے زیر اثر آگئیں - صحراے کبری اور ما وراے صحراء میں اسکے مریدین ودای ' کانم ' باجرمی ' اور دار فور تک پھیل گئے - طرابلس الغرب ' تیونس ' الجزائر ' مراکش ' اور سوڈان میں تو یہ بتلانا مشکل ہوگیا کہ کون شخص اور قبیلہ ایسا ہے جو اپنے اندر مذہبی جوش اور عملی زندگی رکھتا ہو اور باوجود اسکے سنوسی نہیں ہے ' اور ایک مخفی رشتۂ ارادت جربوب کی خانقاہ اعظم سے نہیں رکھتا ؟

(افریقی زوایا کی تاسیس)

اسکے بعد شیخ سنوسی دوم اپنے سلسلے کے بقا اور استحکام کی طرف متوجہ ہوا ' اور حکم دیا کہ تمام شمالی افریقہ اور اندرون صحراء میں سنوسی طریقہ کی خانقاہیں بنائی جائیں جنکو عربی میں " زاویہ " کہتے ہیں -

" زاویہ " ایک وسیع عمارت - مثل مسجد یا مدرسہ کے ہوتی ہے جسمیں رہنے کیلیے کم و بیش بہت سے حجرے بناے جاتے ہیں ' اور وسط میں شیخ زاویہ کیلیے ایک مخصوص حجرہ ہوتا ہے - باہر سے ایک اونچی چار دیواری اسکی حفاظت کرتی ہے ' اور دیکھنے والا قیاس کرتا ہے کہ شاید یہ کوئی صحرائی گڑھی اور چھوٹا سا ایک قلعہ ہے -

چنانچہ تمام قبائل اور شیوخ مریدین نے اسکا اہتمام شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ سیکڑوں چھوٹے چھوٹے قلعے زاویہ کے نام سے تعمیر ہوگئے - بڑے بڑے شہروں میں جیسے تیونس ' فاس ' اور الجزائر ' یا اسکندریہ و قاہرہ میں جو زاویے بناے گئے ' وہ مثل مدرسے اور مساجد کے تھے - انکی وسعت و استحکام میں قلعہ نما صورت ملحوظ نہیں رکھی گئی کیونکہ وہ مصالح کے خلاف تھا ' مگر اندرون افریقۂ و صحراء کے تمام زاویے قلعہ نما تعمیر ہوے اور انکی تعداد برابر بڑھتی گئی ' حتی کہ اب صحیح تعداد کا بتلانا مشکل ہوگیا ہے !

ان زاویوں کی صورت یہ ہے کہ اطراف کی تمام آبادی کیلیے ایک مرکزی عمارت کی حیثیت رکھتے ہیں ' اور اپنے اپنے حلقوں کی جماعت کی تعلیم و ارشاد اور نظم و ادارہ کی تمام قوت و حکومت اسی کے اندر ہوتی ہے - ہر زاویہ میں سلسلے کا ایک شیخ ہوتا ہے جسے شیخ اعظم سے ریاست و خلافت کی اجازت ملتی ہے ' اور وہ اپنے حلقہ کے تمام معاملات کا مدبر و افسر کل ہوتا ہے - لوگ اسے " خلیفہ " کے لفظ سے پکارتے ہیں اور وہ نئے آدمیوں سے شیخ اعظم کی نیابت میں بیعت بھی لے سکتا ہے -

عمارت کی تقسیم یہ ہے کہ سب سے پہلے مسجد بنائی جاتی ہے تاکہ پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھہ ادا کی جاسکے - اسکے ساتھہ ایک مدرسہ ہوتا ہے جسمیں علوم دینیہ کی آسان اور سادہ تعلیم دی جاتی ہے - یہ تعلیم اکثر حالتوں میں ابتدائی ہوتی ہے اور تمام سنوسی جماعت اور اسکی اولاد کیلیے جبری ہے - قران کریم آسان و سادہ تشریح کے ساتھہ ' ضروری مبادی صرف و نحو و ادب ' اخلاق و تزکیۂ نفس کے بعض رسائل جو اس سلسلے کیلیے تصنیف کیے گئے ہیں ' بس یہی کورس ہے جسکو بہت جلد ہر صحرائی و شہری سنوسی ختم کر لیتا ہے - اس سے زیادہ کی اگر اسے خواہش ہو تو مرکزی درسگاہ یعنی جامع جربوب کا قصد کرے -

ہر زاویہ کے ساتھہ ایک بہت بڑا ٹکڑا زرعی زمین کا ہوتا ہے جسمیں ملکی پیداوار کی کاشت کی جاتی ہے - اسکا حق تصرف صرف شیخ کو ہوتا ہے جو حسب حالت و ضرورت تقسیم کرتا ہے - اسکے شاگرد و مریدین اور طلباء مدرسہ اسمیں کاشتکاری کرتے ہیں اور تمام خدمات زراعت انجام دیتے ہیں - جب زراعت کا موسم آتا ہے تو تعلیم و ارشاد کے اوقات کے بعد طلبا اور مرید نکل جاتے ہیں اور دن بھر کام کرتے رہتے ہیں - یہی سب سے بڑی انکی ریاضت ہے -

اس زمین کی پیداوار سے جو کچھہ حاصل ہوتا ہے ' اسکو شیخ زاویہ دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے ایک حصہ خود اپنے اور اپنے زاویہ کے متعلقین کیلیے رکھتا ہے - دوسرا حصہ مرکز یعنی جربوب میں بھیج دیتا ہے تاکہ سنوسی بیت المال میں جمع کیا جاے - اس طرح ہر سال شیخ اعظم کے پاس ایک مرکزی خزانہ قائم رہتا ' اور روز بروز بڑھتا جاتا ہے - اسکے ایجنٹ شہروں میں آتے ہیں اور جنس و اشیاء کو چاندی سونے کے سکوں میں بدل لیتے ہیں -

(بعض مشہور افریقی زاویا السنوسیہ)

ان زاویوں کی پوری تعداد کا پتہ لگانا دشوار ہے - افریقۂ و عرب اور یمن و سواحل کے تمام بڑے بڑے شہروں ' قصبوں ' قریوں میں سنوسی زاویے موجود ہیں اور نہایت خاموشی اور سکون سے ایک دینی و صوفیانہ زندگی کے کاروبار میں مشغول نظر آتے ہیں - مگر خاص برقۂ و طرابلس اور بنغازی اور حدود مصر کے درمیانی حصے میں جو مشہور زاویے ہیں ' اور جو غزوۂ طرابلس کے دوران میں عظیم الشان خدمات انجام دیچکے ہیں ' ان میں سے بعض کے نام یہاں درج کیے جاتے ہیں :

نام زاویہ	خلیفۂ زاویہ	قبیلہ
بنغازی	صالح العواسی	
درفنہ	محمد الغمری	عفیفہ
سقہ	علی الغمری	عبادلہ
الهریس	تواتی الخلیلی	عائلۃ داغر
ام شخلد	محمد ابن علی	موارس
توقرہ	عبد اللہ الفضل	برغثۃ
طولمیثۃ	الامین الخبلی	عائلہ الشلمانی
سدوت	ابو زید	دورسۃ
هانیۃ	احمد العیساوی	دورسہ
حمامہ	السنوسی الغروی	"
سوسہ	حاج محمد کور	حسا
مرج	عمران الشکوری	عرفۃ
کسردن	محمد العریبی	دورسۃ
کوسور	عمر المنفی	عبید
بیت عمار	حبیب	عبیدات
ارغوب	جاد اللہ بن عمور	دورسۃ
مار	احمد بن ادریس	عبیدات
بشری	ابن عمور	عبیدات
تارت	محمد العزالی	"
شاهات	محمد الدردفی	حسا
الفدفا	صالح بن اسماعیل	براسۃ
البیضاء	رفاعہ العلمی الغمری	"

نام زاویــہ	خلیفۂ زاویہ	قبیلــہ
غفلتــہ	حبدة ابن عمور	"
درنــة	محمد الدواجه	ابي منصور
مرتوبا	عبد الله فرقاس	نزیرات
دفنــہ	حسن الغریانی	عبیدات
المخیلي	الامین العمري	"
الاربات	الحسین	"
ام رجل	موسي	"
حماج آغانا	صالح الحروي	قطعان
المتفان	محمد علي	"
امکابا	رماعــة	"
نخیله	صالح الدواجه	حواطه
اغما	موسى	اولاد علي
رمیمه	عبد الله مصري	" دستور
طورفانا	عبد الله ابو عامر	عقیبات
العوش	محمد المحسن	اولاد علي
تلمون	مصطفي محجوب	عواجر
أم سوس	سدوسی	"
كتفية	عبد الله نعاس	اعاربه
سرت	محمد بن الشفیع	"
ارجیلة	صالح بو شوشه	—
جالو	عبد الله طوادی	—
بهر	محمد علی	—
جفارة	عبد الكريم بن احمد	زاویه
الكفرة	احمد الشریف المهدي "	مغدرا
ار جدیقا	العربیة عبد ربه	عبید
"	الشرقده عبد الرزاق	"
قارو	محمد سقفه	"
عوان	عبد الحفیظ	"
مراضة	القادر محمد ر عبید	"
الفلعة	البرای	"
كافی ورسی صالح		"
حرسي	الاشعث	"
المسالبط	محمد المنفي	"
وادي	محمد المصبل	"

الهـــلال كـــي ايجنســـي

هندوستان کے تمام اُردو ' بنگاله ' گجراتی ' اور مرهٹی هفته وار رسالوں میں الهـلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسی کی درخواست بهیجیے -

مسئلـــه قیام الهـــلال

سب سے پہلے دو چـار ماه قبـل " صدا به صحـرا " کے عنوان سے جو مضمون الهلال میں شایع هوا تها نہایت معنی خیز تها - میں نے ایک خط کے ذریعه گذارش کي تهي که مي الحال خریداران " الهلال " دو روپیه چنده میں اضافه کریں ' اور اسکی تعمیل خود اس خادم نے بهي کردي " الهلال " کی مہتمم بالشان خدمات کا تمام ملک صدق دل سے اعتراف کر رها هے - اسلیے توقع تهي که قوم خود بخود اِضافه چنده میں پیش قدمي کریگي ' اور اوس مضمون سے زیاده واضح مطالب کے لکهنے کي نوبت نه آئیگي ' مگر اب دو سلسلوں سے جو مضامین نکل رهے هیں ' ان سے ثابت هوتا هے که قوم نے ابهي تک اس جانب پورا التفات نہیں کیا ' حالانکه اوسکي حیات اسي تحریک میں پنهاں تهي که زندگی بڑهانے کا پر تاثیر علاج " الهلال " هي سے هوسکتا هے - اگر قوم " الهلال " کو کهو دیگي تو پهر ترقي رفتار میں هزاروں میل پیچهے پڑجائیگي - کیا غضب کي بات هے که ایک ایسے شخص کي خالص بے ریا پکار پر ابتک کان نه لگائے گئے ' جو اونکي فلاح و صلاح کے لیے خود کو هزاروں مصائب و آلام کے لیے وقف کر دیتا هے ؟

حضرت من ! بلا شبه آپ حق پرست هیں اور حق کي وه صحیح تعلیم دے رهے هیں جس سے مسلمان بدبختانه محروم هیں - آپکا ولوله دینی هے ' آپ کے جذبات پاک هیں ' آپکا دل وه تڑپ رکهتا هے جسکی لذت دردمند هي جانتا هے - بے شک صداقت کبهی بے اثر نہیں رہ سکتي - دو هزار خریداروں کا پیدا هونا کیا بڑي بات هے ؟ اگر هر خریدار " الهلال " تهوڑي سي سعی کرے تو هر شخص دو دو خریدار بهم پہونچا سکتا هے - اسطرح دو هزار بلکه اس سے بهي زیاده تعداد ایک ماه کے اندر فراهم هوسکتي هے -

هم کو نه بهي یاد رکهنا چاهیے که الهـلال نے پہلی مرتبه اپني مالي حالت کے مسئله کو همارے سامنے پیش کیا هے اور سخت افسوس کی بات هو اگر هم اسکا استقبال نه کریں -

میں تمام خریداران " الهـــلال " و نیز تمام مسلمانوں کي خدمت میں عاجزانه التماس کرتا هوں که وه خدارا اس عظیم الشان مقصد کے طرف فوراً متوجه هو جائیں - اپنے دوست و احباب اور شناساؤنکی خدمت میں خطوط لکهکر اور هر موثر ذریعه سے اس امر کی کوشش کریں که بہت جلد یہاں تک که دو تین هفته کے اندر تین چار هزار خریداروں کو پیدا کر کے اپنے خدا و رسول کي سچي محبت اور نیز اپني قومیت کا ثبوت پیش کریں - اگر هم اس بزرگ

ترین خدمت کی انجام دهی سے بے فکر هو جائیں' تو سمجهه جاؤ که همارا خدا هی حافظ ہے -

میں نے اپنی کوشش شروع کردی ہے' اور به تائید کردگار امید ہے که نه صرف دو خریدار بلکه جسقدر هو سکیں فراهم کرلونگا والله الموفق و نعم الوکیل -

ایک خادم الهـلال از حیدرآباد دکن

توسیع اشاعت کے متعلق جو تحریک کیگئی ہے اسکو دیکهکر نہیں کہه سکتا که کسقدر اضطراب و الم هوا ؟ فی الحال ایک صاحب آماده هوے هیں انکے نام الهـلال جاری فرما دیجیے -

الراقم عارف - فتح پور -

سردست دو خریدار حاضر هیں -

محمد انور علی فاروقی دکن خریدار نمبر ۳۱۴۶

مجهکو افسوس ہے که ایسے رساله کے واسطے بهی جد و جہد کی ضرورت ہے - حالانکه اسکی خوبیوں کے اعتبار سے چاهیے تها که اسکی اشاعت اسقدر هوتی که اسکی آمدنی سے بہت سے مفید مذهبی کاموں میں آپ اعانت کرسکتے - بهرحال یه رساله همیشه کے لیے جاری رهنا چاهیے اور اسکے بند کرنیکا خیال تک بهی کسی دماغ میں آنا نه چاهیے - سردست جو دو هزار کی اشاعت کا اعلان منیجر صاحب نے کیا ہے امید ہے که جلد پورا هو رهیگا - چار صاحبوں کے نام الهـلال جاری فرماویں اور هر ایک صاحب کے نام تمام رسائل الهـلال جلد چہارم کے وی - پی - بهیجکر مشکور فرمائیں - میں امرتسر میں کوشش کرونگا که اور خریدار بهم پہنچا سکوں -

خاکسار عطا محمد عفی عنه گورنمنٹ پنشنر - امرتسر

میں چاهتا هوں که الهـلال قائم رہے' اور آپ کے دو هزار مطلوبه خریداروں کے فراهم کے سعی میں اپنا نام پیش کرتا هوں -

راقم نیاز شیخ احمد حسین وکیل هائیکورٹ حیدرآباد

الهـلال کا فیصله اضافهٔ قیمت یا مزید خریدار پیدا کرنے پر رکها گیا ہے - اضافهٔ قیمت بهی منظور ہے اور توسیع اشاعت کیلیے بهی حاضر هوں - سردست ایک خریدار حاضر ہے -

خاکسار علی شاه نائب تحصیلدار - پاک پٹن

مضمون درباره توسیع اشاعت اخبار الهلال پڑها - آه ! مضمون تها یا ایک پیام اضطراب ! مطالعه سے دل کو ایسی چوٹ لگی که آنکهوں سے بے اختیار آنسو نکل آے - دو خریدار سردست حاضر هیں - اب سے اس نیازمند نے قطعی اراده کرلیا ہے که آپ کے اخبار کی توسیع میں لگاتار کوشش جاری رکهونگا - مجهے قرآن حکیم کا عشق ہے' میں نے الهلال میں اسکے ایسے ایسے عجیب نکات دیکهے هیں که نه کبهی پڑهے اور نه کبهی سنے - سبحان الله ! احقر دعوی سے کہتا ہے که اگر تمام هندوستان میں ایسے اخبار دو چار اور هوں تو مسلمانوں کی قسمت حقیقةً بیدار هوجاے - کوئی شک نہیں که آپ اپنا کام پوری طرح انجام دے رہے هیں - محبت کرنے سے آپ محبوبیت کے درجه پر پہونچ جاوینگے - مندرجه ذیل چار اصحاب کے نام اخبار جاری فرماویں -

غلام حسین کلرک محکمه نہر مالاکنڈ خریدار نمبر ۲۸۴۰

السلام علیکم - بجواب " صدا بصحرا " یعنی قیام الهلال ' پانچ اصحاب کے نام ارسال خدمت کیے جاتے هیں - انکے نام ایک سال کیلیے الهلال وی - پی - جاری فرماکر ممنون فرماویں ' نیز خاکسار کو مطلع فرماویں - که کس کس تاریخ کو وی - پی - بهجواے گئے هیں - میں انشاء الله مزید کوشش کرنے بعد میں بهی اطلاع دونگا - ایک بات ضروری قابل التماس یهه ہے که الهلال کی ترقی رفتار خریداران یا عام حالت کی بابت اگر کم از کم ماهواری رپورٹ شائع هوا کرے تو میرے خیال میں بہت مناسب ہے - اس سے شائقین الهلال کو اپنے عزیز پرچه کی حالت کا صحیح اندازه تازه تازه معلوم هوتا رهیگا ' اور یه انکے لیے مزید تحریک و کوشش کا باعث هوگا - زیاده طول طویل امور کی ضرورت نہیں ہے - صرف اسقدر کافی هوگا که ماه گذشته میں تعداد خریداران یه تهی - ماه زیر رپورٹ میں اسقدر جدید خریدار هوے ' اور اسقدر خارج هوے - باقی تعداد یه ہے - اسقدر گنجائش تو هر ماه کے آخری پرچه یا دوسرے ماه کے شروع کے پرچه میں ضرور نکال هی جاے - والسلام -

خریدار نمبر ۳۸۹۱

السلام علیکم - مسئله قیام الهـلال کے اشارات سے معلوم هوا که اسکا قیام خطرے میں ہے - خدا ایسا نه کرے -

لیاقت کی حد پر ذمه داری کی حد منحصر ہے - اگر اسوقت تک صرف آپ هی بهترین خدمت (مسلمانوں کی موجوده ضرورت کے لحاظ سے) ادا کرسکتے هیں تو اسکے معنے یه هیں که آپ هی میں اسوقت تک اسکی بهترین لیاقت ثابت هوئی ہے ' اور میں اسکا گواه هوں که هاں ایسا هی ہے - پس معاف فرمائیے اگر میں یه عرض کروں که آپ خدا کے سخت گنهگار هونگے اگر خدا کی عطا کی هوئی امانت یعنے خدا داد لیاقت سے بنی آدم کی اسی نسبت سے خدمت کرنا چهوڑ دیں - مسئله مالی ایک نہایت ذلیل اور آسان کام ہے بمقابله اس قابل قدر قدرت ایزدی کے جسکی جهلک آپکے قلم سے وقتاً فوقتاً نظر آتی رهتی ہے -

چنده آپ لینا چاهتے نہیں - صرف خریدار هی آپ چاهتے هیں - اگر آپ چندوں کو (جو قیام الهـلال یعنے اهم ترین اغراض قوم کے خیال سے جمع کیا جاسکتا ہے) قبول فرمالیں تو مجهے یقین ہے که نہایت کم میعاد میں اتنا روپیه جمع هو جسکی سالانه آمدنی سوله هزار روپے کے قریب قریب هو جاے - مگر آپ صرف خریدار هی چاهتے هیں ' اور وه دو هزار کم از کم - خیر ' اسکو آپ پهر سوچیے -

کاغذ کی ' تصویر کی ' ٹائپ کی ' وغیره وغیره کی خوبیوں کے لیے اسمیں شک نہیں که زیاده مالی آمدنی کی ضرورت ہے - لیکن قوم کو جسکی ضرورت ہے اور آپکی جو فضیلت ہے ' وه مضامین هی کی ہے ' اور خصوصاً آپ کے قلم سے آشکارا هوتی رهتی ہے -

لهذا ملتمس هوں که جب تک آپ میں اس خاص مذکوره قوت کو تندرستی حاصل ہے آپکا فرض ہے که آپ الهـلال کو جاری رکهیں - خواه وه بلا تصویر هو' یا ارزاں کاغذ پر چهپے' یا لیتهو گراف سے چهپے -

مجهے امید ہے که اس عریضه کو آپ اپنے اخبار میں شائع فرماوینگے - میں یه خصوصاً اسلیے چاهتا هوں که شائع هوچکنے کے بعد آپ کو اپنا احساس فرض اور بهی زیاده محسوس هوتا رهیگا -

خاکسار آپکا خیر اندیش -

غلام مصطفی خطیب از تهانه - بمبئی

مسئلۂ بقــاء و اصلاح ندوۃ

عظیــم الشــان جلسے کا انعقــاد

۱۰ مئي کو دهلــي میں عام جلســه

جنــاب من تسلیم - ۱۳ اپریل کي شام کو معززین دهلی کا ایک جلسه عالیجناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب کے دولت خانه پر منعقد هوا تا که ندوۃ العلماء کی اصلاح کے مسئله پر غور و مشورہ کرے - شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب امام مسجد جامع صدر منتخب هوے -

سب سے پہلے جناب حاذق الملک نے جلسه کے اعراض و مقاصد پر تقریر فرمائی - اوسکے بعد مندرجه ذیل رزولیوشن پیش کیا گیا :

" یه جلسه دار العلوم ندوہ کی اسٹرائک سے نهایت افسردہ هے' اور امید کرتا هے که طلباء پوري کوشش کے ساتھه اسٹرائک ختم کردینگے - نیز یه جلسه منتظمین ندوہ سے درخواست کرتا هے که وہ مهرباني فرماکر طلبا کیلیے سہولتیں بہم پہونچائیں "

مولانا عبد الاحد صاحب مالک مجتبائی پریس نے تائید کی اور منظور کیا گیا - اسکے بعد جنــاب مولانا مولوي عبد الله صاحب ناظم نظارۃ المعارف القرآنیه دهلي نے دوسرا رزولیوشن پیش کیا :

" یه جلسه تجویز کرتا هے که ۱۰ مئی کو ایک عام جلسه دهلی میں منعقد کیا جاے اور اوسمیں تمام صوبوں کے اهل الراے اصحاب جمع هوں تاکه ندوۃ العلما کی اصلاح کیلیے ایک اختتامي تجویز عمل میں لائي جاے - "

جناب مولوي محمد میاں صاحب نے اسکي تائید کی - مسٹر محمد علی صاحب ایڈیٹر کامریڈ نے ترمیم پیش کی که بجاے کسي ایسے جلسه کے خود ندوہ کے عام جلسه کیلیے درخواست و سعي کیجاے که وہ لکھنؤ کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر منعقد هو - مگر کثرت راے اصل تجویز کي تائید میں تھی اسلیے منظور کی گئي -

اسکے بعد مجوزہ جلسه کیلیے ایک سب کمیٹي مندرجۂ ذیل حضرات کي قرار پائی اور اونهیں اختیار دیا گیا که اور حضرات کو بھي شریک کرسکتے هیں :

حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب ' مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامریڈ ' شمس العلما مولوي سید احمد صاحب ' ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری ' مولوي عبد الاحد صاحب مالک مجتبائی پریس ' مولانا عبد السلام صاحب ' مولانا عبد الله صاحب ناظم نظارۃ المعارف ' پیر زادہ مولوي محمد حسن صاحب ایم - اے ' حاجي عبد الغنی صاحب میونسپل کمشنر' حکیم احمد علی صاحب' نواب سراج الدین احمد صاحب سائل ' مرزا محمد علی صاحب ' مولوي محمد میاں صاحب ' ماسٹر فضل الدین صاحب ' شیخ عطا الرحمن صاحب وکیل ' مولوي قطب الدین صاحب ' پیر جي مظفر علي صاحب ' شیخ عزیز الدین صاحب -

انجمــن ضیــا الاســلام بمبئـی

نے حسب ذیل تجویز منظور کي :

انجمن ضیاء الاسلام بمبئي کا یه جلسه اصلاح ندوہ کی کمیٹي سے نهایت خلوص سے یه درخواست کرتا هے که وہ تحقیقات حالات ندوۃ العلماء میں اپنا فرض منصبي نهایت ایمانداري و دیانت وجرأت اسلامي سے ادا کرے تا که ندوۃ العلماء جیسا دارالعلوم ذاتي اثرات سے محفوظ رهکر قوم و مذهب کیلیے مفید ثابت هو - نیز دیگر انجمنهاے اسلامیه سے بهي درخواست کرتا هے که وہ بهي اس قسم کا رزولیوشن جلد پاس کرکے اس ریزولیوشن کو مناسب وقت تقویت بخشیں - راقم نیاز مند عبد الرؤف آنریري سکریٹري

دسنه

جناب من ! کل شام کو انجمن الاصلاح دسنه کا ایک غیر معمولی جلسه زیر صدارت مولوي شمس الحق صاحب (علیگ) معاملات ندوہ پر غور کرنے کے لیے منعقد هوا - سب سے پہلے طلبا کي اسٹرائک پر نظر ڈالی گئي - مولوي سعید رضا صاحب نے اپني ذاتي واقفیت کی بنا پر اسٹرائک کے وجوہ حقیقي کو بیان کیا - کل حاضرین نے متفقه طور پر طلبا کو اسٹرائک کرنے میں حق بجانب ٹھرایا - مولوي عبد العظیم صاحب هیڈ مولوي مدرسۃ الاصلاح دسنه کی تحریک اور جمله حاضرین کي تائید سے مندرجه ذیل رزولیوشن پاس هوا :

" یه جلسه اس امر کے باور کرنے میں که طلباے دارالعلوم کی موجودہ اسٹرائک ناظم و مهتمم کي مستبدانه روش اور ناجایز دباؤ کا نتیجه هے ' ذرہ برابر شک و شبه کي گنجایش نهیں پاتا ' اس لیے ۲۶ مارچ کے جلسه انتظامیه کے فیصله کو منصفانه تصور نهیں کرتا ' اور امید کرتا هے که انجمن اصلاح ندوہ اسٹرائک کے معامله کو اپنے هاتھه میں لیگی اور طلبا کے اخراج کو تا انعقاد جلسه عام اپنے اُن اختیارات سے کام لیکر جو تمام صوبوں کي باقاعدہ اسلامي انجمنوں نے نیابتی اصول پر اسکو بذریعه رزولیوشن تفویض کیے هیں ' رکوا دیگي "

مولوي محمد یونس صاحب کي تحریک اور جمیع حاضرین کی تائید سے دوسرا رزولیوشن یه پاس هوا :

" یه جلسه طلبا کے اخراج جبریه کے لیے پولیس بلانے والے کي حرکت کو نهایت حقارت اور رنج و غصه کي نظر سے دیکھتا هے' اور جمیع هوا خواهان ندوہ کي خدمت میں یه تحریک پیش کرتا هے که قبل اس کے که ندوہ کا خرگوش خانه " حزب الافساد " کی ناجایز طاقت اور خود غرضانه پالیسي کے هاتھوں ایکدم ویرانه هو جاے ' اسکو قبضه نا جایز سے جلد از جلد آزادي دلانے کے لیے زبردست سے زبردست متفقه آواز سے کام لینا چاهیے ' اور علم راے کي جو بے وقعتي کیجارهي هے' اسکي حفاظت جلد کرني چاهیے"

(سید عبد الحکیم سکرٹري انجمن الاصلاح دسنه)

مسلمانان ریاست میلا وائگنج

آج ۲ - اپریل سنه ۱۹۱۳ع کو بصدارت حکیم مظهر حسین صاحب انجمن اخوان الصفا کا جلسه منعقد هوا جسمیں حسب ذیل رزولیوشن پاس هوے :

(۱) یه جلسه طلباء ندوہ کے ساتھه اظهار همدردي کرتا هے اور خواهش کرتا هے که مندرجۂ ذیل اشخاص کا ایک غیر جانب دار کمیشن طلباء کی شکایات سننے کیلیے بہت جلد مرتب کیا جاے :

نواب وقار الملک بهادر ' مولانا ابوالکلام صاحب ازاد ' مولوي حبیب الرحمن خاں صاحب شرواني ' مولانا عبد الباري صاحب فرنگی محلی ' راجه صاحب محمود آباد ' حکیم اجمل خاں صاحب - مسٹر مظهر الحق صاحب بانکي پور' حکیم عبد الولي صاحب ' نواب علي حسن خاں صاحب ' محمد علي صاحب ایڈیٹر همدرد -

(۲) یه جلسه ان اصحاب کا شکریه ادا کرتا هے جنهوں نے ندوہ کي اس ناگفته به حالت پر تاسف کرکے براہ فلاح و همدردي " انجمن اصلاح ندوہ " کي بنا ڈالي هے' اور امید کرتا هے که اصلاح کي هر بهترین صورت کو عمل میں لائینگے -

(۳) یه جلسه موجودہ نظامت پر بے اعتمادي ظاهر کرتا هے -

" حامي حسن "

اسلام لندن میں

میں گذشتہ جمعہ کو آخری ڈاک سے ایک لمبا مضمون حسب عادت الہلال کو بھیج چکا ہوں - میں نے اوسی دن عجلت میں گھسیٹ دیا تھا اور جو کچھہ کہنا چاہا تھا اوسے ختم نہ کر سکا تھا - اب مجھے اس ہفتہ الہلال کا وہ مضمون ملا جس میں مسئلہ تبلیغ اسلام کے ذیل میں مختار احمد خاں صاحب لکھنوی کے جواب میں خود مولانا ابو الکلام نے اس مسئلہ کو لکھا ہے - مولانا نے جس صفائی اور مضبوطی سے اصولی بحث کی ہے ' یقین ہے کہ مختار احمد خاں صاحب اور دیگر حضرات کو تسکین ہو گئی ہوگی۔

میں نے گذشتہ خط میں لکھا تھا :

(۱) اس کام کا اندازہ محض اوس تعداد سے نہ کرنا چاہئے جو یہاں مسلمانوں کی اس کے ذریعہ پیدا ہوئی ۔

(۲) فرقہ بندی کے مسئلہ کو بالکل الگ رکھنا چاہیے - اس فرقہ بندی کی اصولی بحث کو میں اپنے سے زیادہ قابل لوگوں پر چھوڑتا ہوں - البتہ خود میرا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم اور نبی (صلعم) کی تعلیم نے اسلام اور اصول اسلام کو ایسا بین اور واضح کر دیا ہے کہ کوئی گنجائش اصولاً فرقہ بندی کی اسلام میں نہیں ہے ' اور یورپ میں اگر کسی اسلام کو پیش کرنے کی ضرورت ہے تو اوسی اسلام کی -

چنانچہ جب ڈاکٹر سہروردی اور میرے یہاں چند سال ہوے صدائے اسلام بلند کی تو ہمارے ساتھہ کئی شیعہ مسلمان بھی تھے - سید امیر علی تو اپنے اپ کو معتزلی کہتے ہیں مگر وہ شیعی اعتقاد کے مسلمان ہیں - ہم سب اون دنوں میں ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے ' اور یہاں آکر اپنی قدیمی اور کہنا چاہیے کہ خاندانی پشتینی فرقہ بندی کو بالکل بھول گئے تھے - آج کل یہ صورت ہے کہ ہم لوگ سب خواجہ کمال الدین صاحب کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ' اور خود اونہوں نے نماز عید گذشتہ ایک حنفی امام کے پیچھے مع اپنے رفقا کے پڑھی - پچھلے جمعہ کو (خواجہ صاحب) بوجہ علالت نہ آسکے تو عثمانی امام خیر الدین افندی نے نماز پڑھائی ' اور خواجہ صاحب کے ایک ساتھی چودھری فتح محمد احمدی ایم - اے اور ایک احمدی طالب علم چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بی - اے نے بھی اوسی امام کے پیچھے نماز پڑھی - یہاں عملی صورت میں بھی فرقہ بندی کا نام نہیں ہے ' اور مساوات کا اصول اسلامی ہی نمایاں رہتا ہے -

گو سید امیر علی صاحب یا توفیق پاشا یا مشیر الملک اپنا مذہبی فرض ادا کرنے نہیں آتے ' مگر مسلمانان ہند یہ سنکر خوش ہونگے کہ مرزا عباس علی بیگ صاحب جو انڈیا کونسل میں مسلمانوں کے نائب ہیں ' اکثر شریک جمعہ ہوتے ہیں - خواجہ کمال الدین صاحب جب ہوتے ہیں تو وہ خود ' ورنہ کوئی اور قرآن کریم کی کوئی آیت یا کوئی جزو عربی میں تلاوت کر کے اوسکا انگریزی میں ترجمہ کرتا ہے جس سے یہاں کے باشندوں پر اچھا اثر پڑتا ہے - عموماً عیسائی اور اسلام کے اصولوں کا مقابلہ اور اسلام کے محاسن اور اون باتوں کی تردید ہوتی ہے جو پادریوں نے یہاں اسلام کے خلاف شائع کر رکھی ہیں - حسب طریق ماثورہ تھوڑا سا قیام ہوتا ہے - پھر خطیب قرآنی دعاؤں اور درود شریف پر خطبہ کو ختم کرتا ہے - بعد میں نماز ادا ہوتی ہے - نماز کے بعد خیر الدین افندی عثمانی امام عربی میں اسلام اور خلیفۃ اسلام کے لیے دعا مانگتے ہیں - خاتمہ پر لارڈ ہیڈلے بالقابہ انگریزی میں دعا مانگتے ہیں جو مسلم انڈیا کے جنوری سنہ ۱۳ نمبر میں چھپی ہے - میرے سامنے خواجہ صاحب نے ایک عیسائی خاتون کو مسلمان کیا ' اور ذیل کے الفاظ اونہوں نے نو مسلمہ سے بطور اقرار دہرائے :

" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میں شہادت دیتی ہوں کہ میں سواے اللہ کے اور کسی کو پرستش اور عبادت کے قابل نہیں مانتی - میں شہادت دیتی ہوں کہ محمد (صلعم) اللہ کے رسول ہیں - میں مسیح کی الوہیت پر ایمان نہیں رکھتی بلکہ میں مسیح کو حضرات ابراہیم ' نوح ' داؤد ' و سلیمان وغیرہ کی طرح خدا کا ایک نبی مانتی ہوں ' اور اون خدا کے مرسلوں میں جن میں مسیح بھی شامل ہے میں کوئی تمیز اور فرق نہیں کرتی - میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ میں ایک مسلمہ زندگی اختیار کرونگی اور اون تمام احکام پر چلونگی جو قرآن کریم میں ہیں - خدا میری مدد کرے - آمین "

اب رہا یہ سوال کہ آیا جو لوگ خواجہ کمال الدین صاحب کی کوشش سے مسلمان ہوے ہیں یا ہوتے ہیں وہ قادیانی ہیں یا کیا ؟ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ صرف مسلمان اور مومن ہوتے ہیں - اگر خواجہ صاحب اون سے فرقہ بندی اسلام کا نام بھی لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اسلام اختیار کریں ہی نہیں - وہ تو اسلام کو نہایت سادہ ' نہایت مضبوط ' اور بلا تفریق کا مذہب سمجھکر اعتقاد لاتے ہیں - ہندوستان کے مسلمان شاید اس فرقہ بندی کی بحث سے اونہیں بد راہ کرکے خواجہ صاحب کے راستے میں روڑے اٹکا دیں تو اٹکا دیں - وہ تو یہ دیکھکر مسلمان ہوتے ہیں کہ اسلام زوائدہ اعتقادات سے پاک ہے - " خدا انسان میں اور انسان خدا میں " کے معمہ سے بری ہے - ایک شخص کی مصلوبیت سے دوسروں کی نجات کا عقیدہ اوس میں نہیں ہے - اسلام میں خدا کو خداے کامل دکھلایا ہے جسکے سامنے انسان خواہ کتنا ہی عقلمند اور فرزانہ ہو اور کتنا ہی معظم اور مقدس ' مگر بے اختیار جھک سکتا ہے - وہ تو اسلام کے اصول مساوات اور اسلام کے جہانگیر اوصاف سے مسلمان ہوتے ہیں - اون پر تو رسول اللہ صلعم کے اخلاق کا اثر پڑتا ہے - وہ تو " انما انا بشر مثلکم " کے اعلان پر جان دیتے ہیں - " لا نفرق بین احد من رسلہ " کے گرویدہ ہوتے ہیں !

جب موجودہ زمانہ کی مادی ہوا اونہیں پریشان کر دیتی ہے - جب وہ ہوا اون سے عیسائیت کے اعتقادات تک کو اوڑا لیجاتی ہے ' جب اون میں سے بعض حضرت عیسیٰ کے وجود کو تاریخی طور پر پانے سے رہ جاتے ہیں - جب وہ انسان کے مقصود و مسعود حال پر غور کرکے گھبرا اوٹھتے ہیں ' تب اونکو اسلام کی صدا پر کان لگانے کا خیال ہوتا ہے - تب اسلام کا نور ' اسلام کی صلح جوئی ' اور اوسکے تسکین قلب اور طمانیت روح بخشنے والے اصول کام کرتے ہیں - الغرض یہاں یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ حضرت ابوبکر ' عمر ' عثمان ' علی ' رضی اللہ عنہم کو خلیفہ مانتے ہو یا نہیں ؟ سوڈان کے مہدی یا مرزا غلام احمد کی مہدویت و مسیحیت کے قائل ہو یا نہیں ؟ اگر یہاں سوال ہوتا ہے تو یہ کہ ہیوم ' مل ' یا ہکسلے نے جو تلواریں مذہب پر ماری ہیں ' اونکا جواب مذہب دے سکتا ہے یا نہیں ؟

عیسائیت پر دہریت غالب آگئی ہے ' کیونکہ یہاں کے عقلا عیسائیت کے سوا دوسرے مذاہب سے ناواقف ہیں - اسلیے اون کے نزدیک دہریت اور مادیت مذہب پر غالب ہے - اوس شخص کو جو یہاں تبلیغ اسلام کرنا چاہے ' ان معاملات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے - یہ ظاہر ہے کہ فرقہ بندی کا سوال لیکر یہاں کوئی بھی تبلیغ اسلام نہیں کر سکتا -

میں کہتا ہوں کہ اگر خواجہ کمال الدین صاحب کبھی آیندہ ایسا چاہیں بھی تو وہ اپنی کامیابی کو جواب دے بیٹھینگے -

مشیر حسن قدوائی

---

12 مشاهیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام غزالی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلما آزاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سر سید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] کرشن معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابو نجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۳ آنہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۶ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جنید ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - رعایتی ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ - آنہ رعایتی ۱ - آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ - آنہ - رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاهیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ کی قیمتاً یکجا خرید کرنیسے صرف ۲ روپیہ ۸ - آنہ - (۴۰) رملکاں پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ آنہ - رعایتی ۳ - آنہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - آنہ - رعایتی ۳ آنہ - کلب دل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ قریباً ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتاب ۶ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] رموز الاطبا ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے باتصویر حالات زندگی معہ انکی سینہ بہ سینہ اور صدری مجربات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکے نام بھی لکھدئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اصلی اصلی قیمت چھہ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] البحران اس نا مراد مرض کی تفصیل تعریف اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا گری یہ کتاب سونے کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسہ - جستہ بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

عصر جدید

جامعۂ اسلامیہ کی ہیئت فعال کا آرگن

ہفتہ وار اخبار کی صورت میں دوبارہ جاری ہوتا ہے

زمانہ میں سیکڑوں نئے نئے خیالات اور نئی نئی تحریکیں پیدا ہو رہی ہیں - ملک اور قوم میں مخالف اور ایک دوسرے سے مخالف آوازوں نے پبلک کے کانوں کو بہرا کردیا ہے - اخباروں اور رسالوں' لکچروں اور تحریروں - خوالندہ آدمیوں کے خیالات اور ناخواندہ لوگوں کے توہمات سے ایک عجیب ہنگامہ برپا ہے - کسی کو خبر نہیں کہ ہم کیا ہیں' کدھر جا رہے ہیں' کیا کرتے ہیں' اور در اصل کس راستہ پر چلنا ہمارا فرض ہے ؟

مگر امید جو ایمان کا ایک جزو اور زندگی کا سکون ہے' ہم کو اطمینان دلاتی ہے کہ اگر ایک ندا کن پروگرام قوم کے سامنے آئے اور پبلک کو قومی مقاصد و اغراض بخوبی سمجھائے' اور اپنے خلوص کا یقین دلانے کے بعد ایک زبردست قومی آرگن کے ذریعہ سے عملی کام شروع کردے تو قوم نہ صرف غفلت کی موت سے بچ جائیگی بلکہ اوسکا جوش صحیح اور فعال طریقوں پر چلکر باقی اسلامی دنیا کیلیے رہبری کا کام کریگا -

اس خیال سے ہمنے خداے تعالی کی توفیق اور پبلک کی تائید پر بھروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ پانچ برس کی خاموشی کے بعد رسالہ عصر جدید کو ہفتہ وار اخبار کی صورت میں دوبارہ جاری کیا جائے - خواہش یہ ہے کہ عصر جدید ہر ایسے پڑھے لکھے مسلمان کے ہاتھہ میں پہنچے جو قوم کا درد رکھتا اور اسکے لیے کچھہ کرنا چاہتا ہے - یہ ظاہر کرنیکی ضرورت نہیں کہ ہم کسی دوسرے اخبار یا رسالے کی رقابت میں داخل نہیں ہوتے - وہ سب اپنا اپنا فرض اب سے بہتر ادا کرسکینگے' اور ہم بھی اپنے مقدور کے موافق اظہار حق میں دریغ نہ کرینگے - عصر جدید کے سابق ایڈیٹر آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی دیگر مصروفیتوں کی وجہ سے اگرچہ ایڈیٹری کیلیے کافی وقت نہیں دیسکینگے' مگر اخبار کی عام پالیسی کی باگ بدستور سابق انہیں کے تجربہ کار ہاتھہ میں رہیگی - لائق اور گریجوایٹ ایڈیٹر اور صائب الرائے اہل قلم آنکی ماتحتی میں اور آنکے مشورہ سے کام کرینگے -

ہمارا یقین یہ ہے کہ سعی تن آسانی سے ضرور بہتر ہے' خواہ اس سعی میں کتنی ہی ناکامیابی کیوں نہ ہو - مقصد میں کامیاب ہونا انعام نہیں ہے' بلکہ کامیاب ہونے کی کوشش میں جو جفا کشی اور تہذیب نفس ہوتی ہے وہ خود ایک اجر ہے - پھر یہ بھی ممکن ہے کہ آج جو چیز قوم و ملک کو بے فائدہ معلوم ہوتی ہے کل وہی آسکو مفید ثابت ہو' اور ہمارا بویا ہوا تخم ایک زمانہ کے بعد پھل لائے' جبکہ شاید ہمارا نام بھی صفحۂ ہستی پر نہ رہے -

عصر جدید کا پہلا نمبر انشاء اللہ یکم مئی کو شائع ہو جائیگا فی الحال ۱۸ - ۲۲ کے ۲۴ صفحے رہینگے - کاغذ لکھائی چھپائی ولایتی رسالوں کی طرح اعلی درجہ کی ہوگی - قیمت پیشگی معہ محصول سالانہ ۴ روپیہ ۸ آنہ - ششماہی ۲ روپیہ ۱۰ - سہ ماہی ۱ روپیہ ۸ آنہ - رکھی گئی ہے -

درخواستیں بنام محمد انوار ہاشمی منیجر عصر جدید - سعیدہ منزل میرٹھہ - آنی چاہئیں -

آفتاب صداقت کلکتہ کی اُفق سے

عنقریب طلوع ہوگا - جو اخباری صورت میں اولاً ہفتہ میں ایکبار' پھر دوبار' اور بالآخر روزانہ حریت اور صداقت کی خالص روشنی سے ہند کے تمام تیرہ و تاریک ظلمت کدوں کو روشن کریگا - وہ راستی و صداقت کا حامی ہوگا حریت و آزادی کا علم بردار ہوگا - ملک و ملت کی مخلصانہ خدمات اپنا نصب العین بنائیگا - وہ ملک و قوم کا سچا خادم ہوگا - اور آنمیں زندگی اور بیداری کی مخلصانہ روح پھونکیگا - وہ تاج اور حکومت کا وفای خیر خواہ ہوگا اور مرد گذاشتوں پر جرات اور دلیری سے متنبہ کریگا وہ ہمیشہ قوم کا ہوگا - آسکی حیات و ممات محض قوم کیلیے ہوگی - وہ اپنے معاصرین کا قوت بازو بننے کا اور حریت و صداقت میں ہمیشہ انکی ہمنوائی کریگا - وہ ابتداً اسی ناچیز کے ایڈیٹری سے نکلیگا - اور پھر آسمیں ملک کے مایۂ ناز احرار اور قابل ترین نوجوانوں کی متفقہ طاقت کام کریگی - اسکی سالانہ قیمت ۳ روپیہ ہوگی - اسکے اجرا اور پریس کیلیے درخواست دیدی گئی ہے جو انشا اللہ منظور ہوکر رہیگی -

اب دیکھنا ہے کہ ملک کے کتنے حریت اور صداقت پسند اصحاب اس جاں فروشانہ سعی و کوشش کو بار آور بنانے میں عملی حصہ لیتے ہیں ؟ جو صرف یہی ہے کہ پیشتر سے درخواست خریداری ارسال فرمائیں (تمام درخواستیں اور جملہ خط و کتابت ذیل کے پتہ پر کرنا چاہیے) -

حکیم رکن الدین دانا نمبر ۱۶۹ لور سرکلر روڈ کلکتہ

۱۵

جام جهـــاں نمـــا

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھرکی کسی ایک زبانمیں دکھلا دو تو

ایک هـــزار روپیـــه نقد انعـــام

ایسی کار آمد ایسی دلچسپ ایسی فیض بخش کتاب لاکهہ روپے کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کر لئے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھہ لیجیے - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیجیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتابخانہ) مول لے لیا -

— * —

هر مذهب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعات - علم هئیت - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اهل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ هر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے هی دلمیں سرور آنکھوںمیں نور پیدا هو' بصارت کی آنکھیں وا هوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشهور آدمی اُنکے عهد بعهد کے حالات سوانحعمری: و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے هر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' اُنکی قیمتیں' مقام اشاعت وغیرہ - نیز کھانے کے قواعد طرز تحریر اشیا بروے انشاپردازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوںکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے حیوانات کا علاج هاتھی ' شتر ' گائے بھینس' گھوڑا ' گدھا بھیڑ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروںکی تمام بیماریوںکا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوںکی سوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکموںکے قوانین کا جوهر (جن سے هر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی هر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی هیں آج هی وهاں جاکر روزگار کر لو اور هر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آجتک کہیں دیکھی نہ سنی هونگی اول هندوستان کا بیان ہے هندوستان کے شهروںکے مکمل حالات وهاں کی تجارت سیر گاهیں دلچسپ حالات هر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے هیں اسکے بعد ملک برهما کا سفر اور اُس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روبی واقع ملک برهما) کے تحقیق شدہ حالات وهاں سے جواهرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے هی دنوں میں لاکهہ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی هیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - امریقہ - جاپان - اسٹریلیا - هر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وهاں کی درسگاهیں صنعتی کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جهاز کے سفر کا مفصل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھہ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے هوے طبیعت باغ باغ هو جاے دماغ کے کواڑ کھلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

---

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کردکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی هوئی ہے - جو هر وقت آنکھہ مٹکاتی رهتی ہے ' جسکو دیکھکر طبیعت خوش هو جاتی ہے - ڈائل چینی کا پرزے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر درست اعتبار درستی چھین نہ لیں تو همارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

---

آ ٹھہ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ٦ چھہ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار هیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے هیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس همراہ مفت -

چاندی کی آٹھہ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھہ روزہ واچ - جو کلائی پر بندھسکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور هر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ' ابھی ولایت سے بنکر همارے یہاں آئے هیں - نہ دیا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لیمپ اسکو اپنی جیب میں یا سرھانے رکھلو جسوقت ضرورت هو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندهیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر هو فوراً لیمپ روشن کرکے خطرہ سے بچ سکتے هو - یا رات کو سوتے هوے ایکدم کسیوجہ سے آٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم هوگی - قیمت ۱ معہ محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی هوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے همارے یہاں سے هر قسم کی گھڑیاں' کلاک اور گھڑیونکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی هیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اکٹھا مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیجیے -

منیجـــر گپتـــا اینــڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقـــام توهانه - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry, (Punjab)

زبان خلق

قول و فعل کی مطابقت کی جستجو بھی انسان کا فطرتی حق ہے جس میں بہو سہو و خیال کا آدمی تو بھا ہے۔ جب آپ کسی سے کوئی بات اور وعدہ کئے ہیں تو وہ اندازہ کرنا چاہتا ہے کہ آپکا فعل قول کے مطابق ہے یا نہیں اور اسی نتیجہ پر آپ کی وقعت کا فیصلہ ہوجاتا ہے قبل اس کے کہ امر واقعہ بیان کریں۔ ہم پہلے چند نام پیش کرتے ہیں۔

جناب نواب وقار الملک بہادر

جناب نواب حاجی محمد اسحق خانصاحب۔

جناب آنریبل سید شرف الدین صاحب جسٹس ہائی کورٹ کلکتہ۔

جناب لسان العصر سید اکبر حسین صاحب۔ اکبر الہ آبادی

جناب مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلوی۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب۔ اقبال۔ ایم۔ اے۔ لاہور۔

جناب مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی۔

جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب دہلوی

جناب شفاء الملک حکیم رضی الدین احمد خانصاحب دہلوی

جناب لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر زیڈ۔ اے۔ احمد صاحب ایم۔ ڈی آئی ایم۔ ایس

جناب حکیم حافظ محمد عبد الولی صاحب لکھنوی

جناب پنڈت مان سنگھ صاحب وید سکریٹری آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس دہلی۔

ایڈیٹر صاحبان اخبارات۔ الہلال۔ زمیندار۔ وطن۔ پیسہ اودھ۔ توحید۔ یونین۔ افغان۔ دلگداز۔ اردو۔ معلی

ان ناموں کی عظمت اور رایوں کی اہمیت مفصل بیان کرنا ہمارے موضوع سے علیحدہ ہے اسلئے کہ وہ بذات خود ایک اہم ترین جزو تاریخ ہے تاہم اتنا کہدینا بھی از بس ضروری ہے کہ عام مجلس کے کاموں میں آپ ان اصحاب کی امامت کو تسلیم کرتے ہیں پھر آپکو یہ بھی اچھی طرح معلوم ہوکہ آج ان امین المشرقین میں شاید ہی کوئی صدر گھرانہ ایسا ہو جہاں سر پر ڈالنے کے تیل کا رواج نہ ہو یا بہت ہو کہ وہ بالوں کو محض چکنا کرنے کیلئے عادتی خوشبو کے تیل ہیں یا تاج روغن گیسو دراز سے آپ کو یہ بھی بخوبی معلوم ہوکہ آج نہ صرف ہندوستان کی عام آبادی کی زیادہ تعداد اوسکی۔ ہم یہاں سے مختصر مگر منتخب ترین حصہ ملک کی رائے اکثر اخبارات میں پیش کیا گیا ہو اور حسن الطلب میں ہم پہلے ہی روانہ کیا سکتی ہے جو تاج روغن گیسو دراز کی معجز نمائی کی بہترین تصدیق ہے۔

ظاہر ہو کہ فرنگی کا تو کچھ علاج ہی نہیں۔ اسکی کثرت سے دوائیں موجود ہیں کہ جہاں کوئی پاے نہ ہو چڑھے۔ لیکن اگر آپ کو حسن قبول اور شہرت عام کا کچھ پاس ہے اور پھر ہندوستان سیلون برہما اور دیگر مشرقی ممالک کے اہل نظر اور دیندار اصحاب کی پیروی کرنا مقصود ہے تو یاد رکھئے کہ جسطرح انسان کے کمانے ہوں یا ایک سکھا ہونا۔ اور سر پر دماغ اور دماغ میں جودت کا ہونا لازمی ہے اسیطرح بقاء دماغ اور اسکی کیفیات و جذبات کیلئے تاج روغن گیسو دراز کا استعمال بھی ضروری ہے۔

البتہ بعض اصحاب کی یہ شکایت مدت سے چلی آتی تھی کہ تاج ہیر آئل نسبتاً قیمت میں قدرے زیادہ ہے اور ہم بھی اس رفع شکایت کے عدیم المثال موقع کے منتظر تھے مثلاً اور شاہ سلامت کا بہ نفس نفیس قدم رنجہ فرمانا۔ جو سلاطین مغرب کیلئے سکندر اعظم کے بعد دوسرا تاریخی واقعہ ہے پھر ہندوستان کے ہولناک وائسرائے یعنی لارڈ ہارڈنگ بہادر بالقابہ کا ایک حادثہ عظیم کے بعد غسل صحت فرمانا اور کیا۔ کیا ہوگیا!۔

یہ تمام موقع اگرچہ انتہا مسرت کے مواقع تھے لیکن تاج روغن گیسو دراز کی قیمتوں میں کچھ کمی نہ ہوئی اور نہ ہوئی کیونکہ تاج محل آگرہ جس سے کہ وہ ترتیب منسوب ہے کی قیمت تو کم ہونیسے رہی اور اگر کمپنی خدانخواستہ کرتا ہے۔ تو پھر پریشان ہوکر تالوں پر بیجاتے اور سکا اثر اتنا معلوم ہو فیکہ ان وجوہ سے چشم بصیرت کا تو یہی اشارہ تھا ست

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

لیکن ہمارے بعض دلسوز مزاج اور عزیز احباب موجود میدان مقابلہ سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ مت

پکھو نہ ہیو بچے ترے گیسو جو کمر تک پہونچے

حسن اتفاق سے اس مرتبہ کچھ نیت ہی بندہ گئی۔ اور صاحب دفتر نے بھی ایک حد معتبرہ کی اجازت دیدی۔ کہ برائے چندے پہلی قیمتوں میں اور کمیشن کی شرائط میں کچھ تخفیف کردیا اور ساتھ ہی خوشبوؤں میں بھی کچھ اضافہ کردیا جائے۔

جن مرکبات پر دوا کی قدرتی بو اور نحرتی اثر چھایا ہوا ہو۔ ان پر ایک دلفریب انتظام کے ساتھ خوشبوؤں کا جمانا ایک کمال حکمت ہی نہیں ہے جو صرف اہل فن کی مخصوص داد کی باعث ہوئی ہو بلکہ بعابلہ ایک صرف کثیر کا باعث بھی۔

احباب نے یہ تو اندازہ کیا ہی ہوگا۔ اور اگر نہیں کیا تو اب کرینگے کہ تاج روغن گیسو دراز کی خوشبو کسی پھول کی بجائے ایک کل کی خوشبو سے بہت زیادہ مشابہ ہے جو تھوڑے ہی وقفہ میں کچھ سے کچھ ہوجایا کرتی ہے اور دوا اصل میں تاج میں آمیز کی ہوئی ادویہ کی بو کا ایک قدرتی تغیر ہے جو اس کی مہک کو ایک خاص وقفہ تک کلی کی طرح اپنے دامن میں چھپائے رکھتا ہے لیکن بعض دوستوں کا شدید تقاضا تھا کہ اس مرتبہ موجودہ خوشبوؤں میں بھی کچھ اضافہ کردیا جائے۔ اور شکر ہے کہ اس حکم کی تعمیل بھی بوجہ حسن کرینگی ساتھ شیشی کی مقدار گنجائش سے موجودہ شیشی کی مقدار گنجائش $\frac{1}{5}$ حصہ پہلے ہی سے بڑھا دی جانیکی تجویز مکمل ہوچکی تھی۔ تاہم۔

قیمتوں میں موجودہ تخفیف

محض برائے چندے اور صرف اس امید پر کیجاتی ہے کہ پھر کوئی شریف اور مہذب گھرانہ تاجدار ہونے سے خالی نہ رہجائے۔

یہاں یہ عرض کردینا بھی شاید بے موقع نہ ہوگا کہ جیسے عارضی طور پر مستعمل دواؤں کے فوائد سے معجزہ کی سی امید رکھنا قرین عقل نہیں ہے بعینہ اسی طرح سے تاج کے فوائد کا عدیم المثال اندازہ جواب محتاج تفصیل نہیں رہا ہے۔ صرف ایک دو یا تین ہی شیشیوں کے بعد لگانا ملک کی ایک درد انگیز فروگذاشت ہوگی جسکا خمیازہ منسلاً اس تاجر کارخانہ کو زیادہ برداشت کرنا پڑیگا۔

تاج روغن گیسو دراز بیش بہا مختلف الفوائد اور صاف مختلف خوشبو اور مختلف تخفیف شدہ قیمتوں کے حسب ذیل روغن ہیں۔

قیمت بوتل بڑی سیر ۴ ۔ نصف بوتل ۔ تاج روغن زیتون یاسمین فی شیشی ۱۲ ۔ تاج روغن آملہ و بنولہ فی شیشی (۱۰/۱)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

(نوٹ) کارخانہ کو قیمت طلب پارسل کی فرمائش وصول ہونے پر خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک دو ایک شیشی پر ۵ دو شیشیوں پر ۸ اور تین شیشیوں پر ۱۲ بذمہ خریدار مقرر ہے ان اخراجات کی کفایت کی غرض سے یہ بہتر ہو کہ کارخانہ کو فرمائش لکھنے سے پیشتر مقامی سوداگروں سے تاج ہیر آئل یا تاج روغن گیسو دراز کے نام سے ان تیلوں کو تلاش کریئے اس لئے کہ بمستثنائے چند مقامات کے قریب قریب تمام اطراف ہند کی مشہور دوکانوں پر یہ مال کارخانہ کی قیمت پر باسانی دستیاب ہوسکتا ہے۔

(نوٹ) جن مقامات پر باقاعدہ ایجنٹ موجود نہیں وہاں سے دو درجن شیشیوں کی فرمائش پر خرچہ پیکنگ و محصول ریل اور ایک درجن شیشیوں پر صرف خرچہ پیکنگ معاف اور فرمائش کی یک ثلث قیمت پیشگی آنے پر ہر دو حالتوں میں یعنی دو درجن کی فرمائش خواہ ایک درجن کی فرمائش پر ایک شیشی بلا قیمت پیش کیجاتی ہے۔

تجارت پیشہ اصحاب مزید تخفیف شدہ شرائط جلد منگائیں اس لئے کہ تھوڑے مقامات ہیں جہاں مال خریدنے والے ایجنٹوں کی ضرورت ہے

(اخبارات کا حوالہ دیکر فرمائش مفصل اور خوشخط نہ ہونیکی حالت میں تعمیل حکم یقینی نہیں ہے)

المشتہر

مینیجر دی تاج مینوفیکچری بمبئی و دہلی صدر دفتر دہلی

تار کا پتہ "تاج" دہلی

اکسیر شفا دافع طاعون و وبا

ایک کروڑ انسان کو یہ مرض مار چکی ہے

یہی ایک دوا ہے جس کے استعمال سے ہزاروں مریض تندرست ہوچکے ہیں اگر وبا زدہ مقامات میں بطور حفظ ماتقدم ہر روز ۵ بوند استعمال کی جائے تو پینے والا حملہ مرض سے محفوظ رہتا ہے - ہدایات جس سے مرض دوسرے پر حملہ نہیں کرتا ' اور مفید معلومات کا رسالہ ایک سو صفحہ کا مفت

آب حیات

کا قصہ مشہور ہے اب تک کسی نے اسکی تحقیقات نہیں فرمائی محققان یورپ حکما سلف خلف کے تحقیق کردہ مسایل وغیرہ و علمی تجربات و مشاہدات اور مختلف عوارض کس طرح دور ہوسکتے ہیں اس کی علمی عملی ثبوت -

ایک سو ۳۲ صفحہ کی کتاب

لا علاج کہنہ بیماریوں - مثلاً کمزوری - ہر طرح کے ضعف باہ - عقر - بواسیر - نواسیر - ذیابیطس - درد گردہ ' ضعف جگر کا شرطیہ ٹھیکہ پر علاج ہوسکتا ہے فارم تشخیص منگواؤ -

پتہ حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما مصنف رسالہ جوانی دیوانی - ذیابیطس نقرس درد گردہ ضیق النفس وغیرہ لاہور موچی دروازہ لاہور۔

ایک سنیاسی مہاتما کے دو نادر عطیئے

حبوب مقوی ــــ جن اشخاص کی قوی زائل ہوگئے ہوں وہ اس دوائی کا استعمال کریں - اس سے ضعف خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا کسی اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہوجاتا ہے - دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتی ہے - تمام دلی دماغی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کرکے انسانی ڈھانچہ میں معجز نما تغیر پیدا کرتی ہے - قیمت ۵۰ گولی صرف پانچ روپیہ -

منجن دندان ــــ دانتوں کو موتیوں کیطرح آبدار بناتا ہے - امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے - ہلتے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے - دانت نکلتے وقت بچے کے مسوڑھوں پر ملا جاوے تو بچہ دانت نہایت آسانی سے نکالتا ہے - منھ کو معطر کرتا ہے - قیمت ایک ڈبیہ صرف ۸ آنہ -

تریاق طحال ــــ تپ تلی کیلیے اس سے بہتر شاید ہی کوئی دوائی ہوگی - تپ تلی کو بیخ و بن سے نابود کرکے بتدریج جگر اور قوی کی اصلاح کرتا ہے - قیمت فی شیشی ۱ روپیہ ۴ آنہ -

ملنے کا پتہ - جی - ایم - قادری اینڈ کو - شفاخانہ حمیدیہ منڈیالہ ضلع گجرات پنجاب

علمی ذخیرہ

(۱) - مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا وعلما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرو آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراے متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلی درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراے اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۳۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کریٹکل اکسپوزیشن آف دی پاپولر جہاد " کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے - قرآن ' حدیث ' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا بعوث محض دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زرتشت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور ریفارمر کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی جلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی لا ثانی تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور آن کے ملکی ' مالی ' فوجی انتظامات اور ذاتی فضل وکمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمی - امام عبدالوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار کا ترجمہ جس میں ابتداے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے اواسط ایام تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زرین اقوال مذکور ہیں - مترجمہ مولوی عبد الغنی صاحب وارثی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) - آثار الصنادید - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی پریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) - قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھہ عربی و فارسی میں بھی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے آخیر میں ہندی عروض و قافیہ کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں ' اور اس کو شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ

(۱۰) - میڈیکل جیورس پروڈنس - یعنی طب متعلقہ مقدمات فوجداری ہے - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۹ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن ہند - موسیو گستاو لیبان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جسقدر اقوام گذرے ہیں اُن کی تاریخ ' تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصا مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھہ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکتازان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلی کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے - حجم (۲۶۵۶) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۶ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب وفیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہا و محدثین و مورخین و سلاطین و حکما و فقرا و شعرا و امام وغیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم موسیو ڈی سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کردیا ہے - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلی - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارڈ کپلنگ کی کتاب دی جنگل بک " کا ترجمہ - مترجمہ مولوی ظفر علی خان بی - اے جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) وکرم اروسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراما لین کا ترجمہ - مترجمہ مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکریت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھہ ساتھہ قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) اصفر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں ' اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلی نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اکبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھہ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شایق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملة والدین امیر عبد الرحمن خان غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلی - حجم (۵۶۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) فغان ایران - مسٹر شوسٹر کی مشہور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشیا " کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ -

المشتہر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

خریداران الہلال کے لئے خاص رعایت

یه گھڑیاں سویس واچ کمپنی کے یہاں اسي قیمت میں ملتي هیں جو یہاں اصلي قیمت لکھي گئي ہے - میري رعایتي قیمت صرف اسوجه سے ہے که میں نے کمیشن سے زیاده حصه خریداران الہلال کو دیدیا - اسکي قدر اسي طرح هوسکتي ہے که هر خریدارکم سے کم ایک گھڑي خرید لے -

سستم راسکوپ - سایز ۱۸ - بغیر ڈھکنے کے اناامل ڈایل - مع قبضه - نکل کیس - بلا کنجي گارنٹي تین سال - اسکے ساتھه ایک اسپرنگ اور گلاس مفت -

قیمت اصلي ۲ - روپیه ۱۴ - آنه رعایتي ۲ - روپیه -

آربانه اکسٹرا فلاٹ ڈرس واچ - سنهري سولین - سایز ۱۸ - اسکرو بالنس - لیور اسکیپمنٹ - پن سٹ - هانڈ اکشن - مثل سلور ڈایل - سکنڈ اسٹیل هانڈ - پلین کیس - گارنٹي ۲ سال - مخمل کے بکس میں مع اکسٹرا اسپرنگ اور گلاس -

اصلي قیمت ۲ - روپیه ۲ - آنه رعایتي قیمت ۴ - روپیه ۲ - آنه

بمبئي میل - سائز ۱۹ - نکل اوپن فیس - بلا کنجي - وائنڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیپمنٹ - اناامل ڈایل - گلاس ڈرم - هنج باک - پن هانڈس سٹ اکشن - اسٹامپ ریگیو لیٹر - مع ریلوے انجن کي تصویر کے -

اصلي قیمت ۲ - روپیه ۱۴ - آنه رعایتي قیمت ۲ - روپیه ۲ - آنه -

بمبئي میل - سائز ۱۹ - نکل اوپن فیس - بلا کنجي - وائنڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیپمنٹ اناامل ڈایل - گلاس ڈرم - هنج باک - پن هانڈس سٹ اکشن:- اسٹامپ ریگیو لیٹر - مع ریلوے انجن کی تصویر کے -

بالکل نمبر ۳ کی طرح فرق اتنا ہے که سکنڈ کی سولین زاید -

اصلی قیمت ۳ - روپیه ۲ - آنه رعایتی قیمت ۲ - روپیه ۲ - آنه -

یه گھڑي نہایت عمده اور مضبوط - لیور اسکیپمنٹ - اوپن فیس -

اصلي قیمت ۸ - روپیه ۱۲ - آنه رعایتي قیمت ۲ - روپیه ۲ - آنه -

مثل گولڈ گلٹ اسپانڈنگ واچ - برسلٹ - اوپن فیس - دین چوتھائي پلیٹ مرو منٹ سیلنڈر اسکیپمنٹ پن هانڈسٹ مکانیزم - کلس وائنڈنگ اکشن - خوبصورت اناامل ڈایل اسٹیل هانڈس - بزل سٹ اور مصنوعی جواهرات - اسپانڈنگ برسلٹ بغیر ڈرم - اسنپ باک -

اصلي قیمت ۷ - روپیه ۸ - آنه رعایتي قیمت ۵ - روپیه -

بالکل نمبر ۲ کي طرح بعدد جواهرات -

اصلي قیمت ۲ - روپیه رعایتي قیمت ۴ - روپیه ۸ - آنه -

جن فرمایشوں میں الہلال کا حواله نہیں هوگا - اس سے پوري قیمت لیجاویگي - اور آینده کسی قسم کی سماعت نہیں هوگي -

المشتهر کے - بی محمد سعید اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکته

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 14 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

[1]

جسکا درد وهی جانتا هے - دوسرا کیونکر جانسکتا هے -

یه سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے کیلیے سو سو بندوبست کرتے هیں - لیکن بد قسمتي سے دمه کے مرض کي حالت ناگفته به هے - تکلیف دمه سے پریشان هوتے هیں - اور رات دن سانس پھولنے کیوجه سے دم نکلتا هے - اور نیند تک حرام هوجاتي هے - دیکھیے ! آپ ارسکو کسقدر تکلیف هے - لیکن افسوس هے که اس لا علاج مرض کا بازاري ادویه زیاده تر نشیلي اجزاء دھتورا - بھنگ - بلاڈونا ' پوٹاسیاي ' آیوڈائڈ دیگر بدلتي هے - اسلیے فائده هونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا هے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائي اصول سے بني هوئي - دمه کي دوا اصول جوهر هے - یه صرف همارے هي بات نهیں هے - بلکه هزاروں مرتض اس مرض سے شفاء پاکر اسکے مداح هیں - آپنے بهت کچھه خرچ کیا هوگا - ایک مرتبه اسکو بھي آزما لیں - اسمیں نقصان هي کیا هے ' پوري حالت کی فهرست بلا قیمت بھیجي جاتي هے - قیمت ۳ روپیه ۴ آنه محصول ۵ پانچ آنه -

[3]

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا هي کرنا هے تو اسکے لیے بهت سے قسم کے تیل اور چکني اشیا موجود هیں اور جب تهذیب و شایستگي ابتدائي حالت میں تھي تو تیل - چربي - مسکه - گھي اور چکني اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافي سمجھا جاتا تھا مگر تهذیب کی ترقي نے جب سب چیزوں کي کاٹ چھانٹ کي تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصه تک لوگ اسي ظاهري تکلف کے دلداده رهے - لیکن سائینس کي ترقي نے آج کل کے زمانه میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا هے اور عالم ملمدن نمود کے ساتھه فائدے کا بھي جویاں هے بنابریں هم نے سالها سال کی کوشش اور تجربے سے هر قسم کے دیسي و ولایتي تیلوں جانچکر " سوهني اسم تیل " تیار کیا هے اسمیں نه صرف خوشبو سازي هي سے مدد لی هے بلکه موجوده سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مهذب دنیا کا کوئي کام چل نهیں سکتا - یه تیل خالص نباتاتي تیل پر تیار کیا گیا هے اور اپني لطافت اور خوشبو کے دیر پا هونے میں لا جواب هے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے هیں - جڑیں مضبوط هوجاتي هیں اور قبل از وقت بال سفید نهیں هوتے درد سر ' نزله ' چکر ' اور دماغي کمزوریوں کے لیے از بس مفید هے اسکي خوشبو نهایت خوشگوار و دل اویز هوتي هے نه تو سردي سے جمتا هے اور نه عرصه تک رکھنے سے سوتا هے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا هے قیمت في شیشي ۱۰ آنه علاوه محصولڈاک -

دعوے کے ساتھه کهه سکتے هیں که همارے عرق کے استعمال سے هر قسم کا بخار یعني پرانا بخار - موسمي بخار - باري کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وه بخار ' جسمیں ورم جگر اور طحال بھي لحق هو ' یا وه بخار ' جسمیں متلي اور قے بھي آتي هو - سردي سے هو یا گرمي سے - جنگلی بخار هو - یا بخار میں درد سر بھي هو - کالا بخار - یا آسامي هو - زرد بخار هو - بخار کے ساتھه گلٹیاں بھي هو گئی هوں - اور اعضا کي کمزوري کي وجه سے بخار آتا هو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا هے ' اگر شفا پانے کے بعد بھي استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی هے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا هونے کی وجه سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستي و چالاکی آجاتی هے ' نیز اسکي سابق تندرستي از سر نو آجاتي هے - اگر بخار نه آتا هو اور هاتھه پیر ٹوٹتے هوں ' بدن میں سستي اور طبیعت میں کاهلي رهتي هو - کام کرنے کو جي نه چاهتا هو - کھانا دیر سے هضم هوتا هو - تو یه تمام شکایتیں بھي اسکے استعمال کرنے سے رفع هو جاتي هیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي هو جاتے هیں -

قیمت بڑي بوتل - ایک روپیه - چار آنه
چھوٹی بوتل باره - آنه

پرچه ترکیب استعمال بوتل کے همراه ملتا هے
تمام دوکانداروں کے هاں سے مل سکتي هے
المشتهر زبیر ڈاکٹر
ایم - ایس - عبد الغني نمبر ۲۲۰ و ۷۳
دولو ٹوله اسٹریٹ - کلکته

[6]

S. C. MITRA & Co.

بهترین طریقه اور عمده تیاری

هندوستان این فرو

کارخانه

ہاف ٹون - لائن اور رنگین بلاک کیواسطے

کارخانے کی خصوصیات

المشتهر اس سي مترا اینڈ کو ۱۲ نارکیل بگان لین کلکته

12, NARIKEL-BAGAN LANE.

CALCUTTA.

هندوستان میں نه معلوم کتنے آدمي بخار میں مر جاتے اور مرتے هیں ' اسکا بڑا سبب یه بھي هے که ان مقامات میں نه تو دواخانے هیں اور نه ڈاکٹر ' اور نه کوئی حکیمي اور مفید پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشوره کے میسر آسکتي هے - همنے خلق الله کي ضرورت کا خیال کرکے اس عرق کو سالها سال کي کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا هے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعه اشتهارات عام طور پر هزارها شیشیاں مفت تقسیم کردي هیں تاکه اسکے فوائد کا پورا اندازه هوجاے - مقام مسرت هے که خدا کے فضل سے هزاروں کي جانیں اسکي بدولت بچي هیں اور هم

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ — ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱۷ — کلکتہ : چہارشنبہ ۳ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta Wednesday, April, 29. 1914

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor,

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly „ 4-12

مدیر مسئول و خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۷ | کلکتہ : چہارشنبہ ۳ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta · Wednesday, April, 29. 1914

" مسئلۂ ندوہ " کے متعلق ۱۰ مئی کو دہلی میں عام اجتماع !!

بالآخر قوم کی صدائیں بیکار نہ گئیں ' ارباب اصلاح کی سعی ضائع نہوئی ' ندوہ کا دم واپسین نے اثر کبھی نہ رہا ' مسلمانوں کی سب سے بڑی اصلاح دینی کی تحریک مٹنے اور برباد ہونے کیلیے نہیں چھوڑ دی گئی ' اور وقت آگیا کہ اسکی داستان الم سننے کیلیے ہمدردان ملت یکجا جمع ہوں ' اور دہلی مرحوم کی اس خاک مقدس پر جہاں علوم اسلامیہ کے خزائن پوشیدہ مدفون ہیں ' اپنی ان امیدوں کو ایک بار اور دہرا لیں جو بیس سال سے احیاء علوم اسلامیہ اور دعوۃ اصلاح دینی کیلیے " ندوۃ العلما " کے نام سے غلغلہ انداز عالم اسلامی ہیں !

تمام ارباب درد کیلیے پیام کار اور مدعیان خدمت ملت کیلیے دعوۃ عمل ہے - یہ آخری فرصت ہے جو ندوہ کے بقا کیلیے ہمیں دی گئی ہے ' اور اگر اس موقعہ پر بھی قوم نے خبر نہ لی تو پھر رشتۂ کار ہمیشہ کیلیے ہاتھہ سے نکل جائیگا - ندوہ کے معاملات محض اخباروں کے مضامین اور انجمنوں کی تجویزوں سے حل نہیں ہو سکتے تھے - اسکی صرف ایک یہی تدبیر تھی کہ تمام ارباب فکر و رائے ایک مقام پر جمع ہوں ' اور ایک اختتامی تجویز اصلاح کیلیے عمل میں لائیں - خدا جزاء خیر دے تمام بزرگان دہلی کو ' اور علی الخصوص جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب کو ' جنہوں نے ایک ایسے عام جلسے کا دہلی میں انتظام کیا ہے اور تمام بزرگان ملت کو دعوت دی ہے - اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان دہلی کے علاوہ دیگر صوبوں کے بھی بعض سربرآوردہ اشخاص شریک دعوت ہیں ' اور اگر اللہ کا فضل معین و موفق ہوا تو امید ہے کہ یہ اجتماع نتیجہ خیز اور موصل الی المقصود ہو -

فی الحقیقت ان بزرگوں نے اپنا فرض ادا کردیا - اب ہمدردان ملت کا فرض ہے کہ وہ ایک عظیم الشان اسلامی کام کیلیے اپنے وقت ' اپنے آرام ' اور اپنے مال کا تھوڑا سا ایثار گوارا فرمالیں اور اس جلسے میں شریک ہوکر حصول مقصد کیلیے سعی کریں - ہم نے گذشتہ دو تین سالوں کے اندر پولیٹکل کاموں سے اپنی سچی دلچسپی کے متعدد ثبوت دیے ہیں - ہم آگرہ میں بکثرت جمع ہوے ہیں تاکہ لیگ کی پالیسی کو آزادانہ اقدام سے ہٹنے نہ دیں اور اگست کی گرمیوں میں علی گڈھ پہنچے ہیں تاکہ مسلم یونیورسٹی کے آخری فیصلہ کیلیے کسی ایک جماعت کو تنہا نہ چھوڑ دیا جاے -

لیکن آج وقت ہے کہ ایسی ہی دلچسپی کا ثبوت ایک سچے دینی کام کیلیے بھی دیا جاے جو فی الحقیقت مسلمانوں کی احیاء و ترقی کیلیے اصلی اور حقیقی کام ہے اور ہماری غفلتوں سے سنبھل کر پھر گرجانے والا ہے -

یہ پہلے سے معلوم ہے کہ جلسے کیلیے وقت موزوں نہیں - کوئی سرکاری تعطیل نہیں ہے اور گرمی بھی شدت سے شروع ہوگئی ہے - تاہم کام کرنے والوں کیلیے ایسی رکاوٹیں دامنگیر نہیں ہو سکتیں اور درد مند دلوں کے اندر محبت ملت کی جو حرارت ہوتی ہے ' اسکے آگے موسم کی گرمی کی کوئی حقیقت نہیں - ہم ایک ایسے عہد میں ہیں جبکہ ہم نے کام کرنے کا نیا نیا دعوا کیا ہے - پس کچھہ عرصے تک ضرور ہے کہ اسکی آزمایشوں سے بھی کامیاب گذریں - اگر ایسے عذر ہماری راہ میں مانع ہوسکتے ہیں تو ہمارے لیے اپنے شاندار دعوونکے واپس لے لینے کا دروازہ کھلا ہے - کوئی ہمیں سولی پر نہیں چڑھا دیگا اگر ہم کہدیں گے کہ قوم و مذہب سے اپنے آرام و راحت کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں !

ندوہ کے موجودہ ارکان و منتظمین اگر اب بھی اصلاح و تلافی مافات کیلیے آمادہ ہو جائیں تو انکے لیے وقت باقی ہے - انہیں چاہیے کہ اس جلسے میں سب سے پہلی صف اپنے تئیں ثابت کریں ' اور اس طرح صداقت و حسن نیت کے ساتھہ طریق اصلاح و دفع مفاسد کیلیے متحدہ و متفقہ کوشش کی جاسکے - اسی میں ہم سب کیلیے بہتری ہے : ہذہ تذکرۃ ' فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا !

اطلاع

۱۰ مئی کے جلسے کے انتظام کیلیے معززین دہلی کی ایک استقبالی کمیٹی قائم ہوگئی ہے -

جو حضرات شریک جلسہ ہونا چاہیں وہ اپنے ارادے کی نسبت فوراً " سکریٹری استقبالی کمیٹی - دولت خانہ جناب حاذق الملک - دہلی " کو تار دیں تاکہ انکے قیام کا بندوبست کیا جاے -

شذرات

مسئلۂ بقا و اصلاح ندوہ

فریب سکوت و افسانۂ تجاہل

مغالطہ بیانیوں کی انتہا - ادعاے باطل - اتہامات بیہودہ - ارباب راے کی بیخبری و غلط فہمی -

(اتمام حجت)

شاید ہی آجتک کسی قومی مجلس کے متعلق اسقدر مفصل، اسقدر مدلل، اسقدر واشگاف، اسدرجہ مسکت و ملزم، اور سب سے زیادہ یہ کہ اسدرجہ علانیہ حقیقت طلب اور جواب خواہ بحث کی گئی ہوگی، جیسی کہ ندوۃ العلما کے متعلق کی جا چکی ہے، اور شاید ہی کسی جماعت نے ابتک اسدرجہ بے پردہ سکوت الزامات صریحہ کے مقابلے میں کیا ہوگا، جیسا کہ حکام ندوہ (ہداہم اللہ تعالی) کر رہے ہیں - سکوت بہت سی بلاؤں کو ٹالنے والا ہے، اور داناؤں نے ضرور نصیحت کی ہے کہ مصیبتوں سے چپ رہکر محفوظ رہو، تاہم ندوہ کا معاملہ تو اب اس حد سے گذر چکا ہے - یہ نسخہ ہمارے نادان دوستوں کو کچھہ فائدہ نہیں پہنچا سکتا - چپ رہکر آپ سب کچھہ کرسکتے ہیں پر واقعات کو نہیں بدل سکتے - اور حق جب ظاہر ہوجاے، تو باطل کو اپنا دہن فساد بند ہی کرنا پڑتا ہے - تم اگرچہ چپ رہکر صرف اپنی زبان کو بند دکھلانا چاہتے ہو، مگر مدت سے میں تمہارے دلوں کو بھی مقفل اور تمہارے کانوں کو بھی بہرا یقین کرچکا ہوں : صم بکم عمی فہم لا یبصرون ! اگر ایسا نہ ہوتا تو اپنے جہل و اصلاح دشمنی، اور ولولۂ اغراض شخصیہ پر اس جرات باطل، اس جسارت افساد، اور اس بے پردہ دلیری کے ساتھہ مسلمانوں کے ایک بہت ہی قومی کام کو قربان نہ کرتے : و ہو الذی جعل لکم السمع و الابصار و الافئدہ، قلیل ما تشکرون !

پس مجھے بے اختیار ہنسکر کہنا پڑتا ہے کہ یہ فریب سکوت اور افسانہ تجاہل بالکل بے فائدہ ہے، اور صداے حق و اصلاح کی اٹل قوتوں کا کبھی بھی ان بچوں کی سی بے جہت ضد اور شوخ عورتوں کی سی بلا دلیل " نہیں " کے حربے سے مقابلہ نہیں ہوسکا ہے - جب کہ وقت آجاے اور حق کھل جاے، جبکہ سچی نیتوں اور صادقانہ اغراض کے ساتھہ اصلاح کی سعی ہو، جبکہ واقعات اور حقیقت اصلاح طلبوں کا ساتھہ دے، تو پھر وہ سمندروں کی موجوں اور پہاڑوں کی چٹانوں کی سی قوت ہے، جسے بڑی بڑی انسانی دانائیاں اور شہنشاہیاں بھی نہیں روک سکتیں - چہ جائیکہ غرور باطل اور فساد جہل کا ایک شرذمۂ قلیل جسکو خود ہماری ہی غفلت اور زمانے کی جہل پروری نے اسکا موقعہ دے دیا اور بد بختانہ اسکو مغالطے کرکے اپنا وقت صرف کرنا پڑا، ورنہ وہ اتنے کا بھی اہل نہ تھا !

پس معاملے کا فیصلہ آسان، اور حکم دینے کا وقت قریب ہے - میں ندوہ کے متعلق جو کچھہ لکھہ رہا ہوں، اگر اسمیں شخصی اغراض کی خباثت کا کوئی جزء بھی شامل ہے، اور اگر اسکی بنیاد علم صحیح، بصیرۃ قلبی، حق و صداقت، واقعیت و خلوص کی جگہ کوئی دوسری شے ہے، تو بہت جلد دنیا کو فیصلے کا موقعہ مل جائیگا، اور خدا کی عطا کردہ کامیابی و ناکامی خود ہی آکر بتلا دیگی کہ حق کس کے ساتھہ ہے ؟ یہ میرا ایمان ہے، اور یہی عقیدہ میری زندگی کی اصلی روح ہے جو اگر اپنے لیے نہ پاؤں تو میں اسی وقت ہلاک ہوجاؤں - ہر چھوٹے سے چھوٹے معاملے کو بھی میں اسی عقیدۂ ایمانی کی روشنی میں دیکھتا ہوں - گذشتہ دو تین سال کے اندر الہلال کی اس دعوا کے بہت سے تجربے اہل بصیرت دیکھہ چکے ہیں - اگر آنکھیں ہوں تو اب کسی مزید روشنی کی ضرورت ہی نہیں ہے -

(ایک جواب)

ہاں اس تمام مدت کی پوری خاموشی کے بعد ایک جواب مجھے ضرور ملا ہے، اور یہ جھوٹ ہوگا اگر کلیتاً نفی کردوں کہ مجھے مضامین اصلاح کا کوئی جواب نہیں ملا -

یہ ایک گمنام خط ہے اور لکھنؤ سے آیا ہے - اسمیں اول سے لیکر آخر تک مجھے مخاطب کرکے نہایت فحش اور ادنی درجہ کی بازاری گالیاں دی ہیں، اور اسکا لکھنے والا اس فن میں اس شخص سے بھی بازی لیگیا ہے جس نے مدت ہوئی لکھنؤ سے ایک گمنام خط لکھا تھا - گالیوں سے اگر کچھہ جگہ بچی ہے تو وہ صرف چند مقامات ہیں جہاں مولوی خلیل الرحمن صاحب کا نام مجبوراً آگیا ہے، اور مجھے جرم کی نوعیت بتلانے کیلیے ضرور تھا کہ ایسا کیا جاتا -

اسمیں لکھا ہے کہ تم مولوی خلیل الرحمن پر اعتراض کرتے ہو، اور لکھتے ہو کہ وہ بڑے دولت مند ہیں مگر ندوہ کو آجتک ایک ٹکہ بھی نہیں دیا بلکہ خود اسکی کمائی کھا رہے ہیں - تم ایسا کہنے والے کون ہو ؟

اسکے بعد یکسر ماں بہن کی گالیاں ہیں -

یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ابکے لکھنو آے تو ہماری ایک جماعت تمہیں خوب پیٹیگی - وغیرہ وغیرہ -

بہر حال غنیمت ہے کہ خاموشی ختم ہوئی اور کچھہ تو جواب ملا - رہی جواب کی نوعیت، تو یہ اپنا اپنا اصول ہے اور اپنا اپنا طریقہ - جن لوگوں کے پاس اسکے سوا اور کچھہ جواب نہو وہ دوسرا جواب کہاں سے لائیں ؟ اسکی نسبت تو کچھہ کہنے کی ضرورت نہیں - البتہ اس اخبار کے ذریعہ لکھنؤ کی اس جماعت کو خبر دیدیتا ہوں کہ میں عنقریب یعنی مئی کے پہلے ہفتے میں لکھنو آنے والا ہوں - ۵ مئی کے بعد سے وہ انتظار کریں -

اس ڈھائی سال کے اندر کتنے ہی لوگوں اور جماعتوں نے اس طرح کی اطلاعیں دیں، پر افسوس کہ شرافت و انسانیت ایک طرف، رذالت کی شرم رکھنے والا بھی کوئی نہ نکلا !

میں ایسے لوگوں کو جو گمنام خطوط یا مضامین لکھیں، بالکل ہی ناکارہ سمجھتا ہوں - علم و قابلیت اور شرافت و اخلاق کے کام تو یہ کیا کرینگے ؟ بدمعاشی اور پاجی پنے کے کاموں میں بھی مجھے انسے کسی بلند اور بڑے کام کی توقع نہیں - اسکے لیے بھی ہمت چاہیے - قول کا پاس چاہیے - نڈر اور بے خوف دل کی ضرورت ہے - یہ جوہر ان میں ہوتے تو پھر آدمی ہی نہ بن جاتے ؟

ندوہ کے متعلق بعض اشخاص اخباروں میں ادہر اودہر کی باتیں الٹی کرکے کچھہ بھیجتے بھی ہیں تو وہ بھی گمنام، اسی سے اندازہ کرلیجیے کہ اصلیت کیا ہے ؟ جن لوگوں کو اتنی ہمت بھی نہو کہ اپنا نام ظاہر کریں، انکے ضمیر کے اطمینان کا کیا حال ہوگا ؟

اصلاح ندوہ کے مسائل میں مسئلۂ نظامت ختم ہوگیا - اب آیندہ نمبر سے دیگر مسائل کی طرف متوجہ ہونگے : فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ، اولئک الذین ہداہم اللہ و اولئک ہم اولو الالباب !!

ریاست بھوپال اور مسئلہ ندوہ

ندوہ کی بد انتظامیاں اور مفسدانہ تغیرات اس درجہ آشکارا ہوگئے کہ ریاست بھوپال نے اپنا ماہوار عطیہ تا اصلاح حالات ملتوی کردیا -

چاہیے تھا کہ موجودہ حکام ندوہ اب بھی اپنے مفسدانہ اعمال سے باز آ جاتے ' اور ندوہ پر رحم کرتے جسکی بربادی کے بعد انہیں کچھہ دین و دنیا کے خزانے نہیں ملجائینگے بلکہ دائمی ذلت و خسران ہی میں گرفتار ہونگے ' لیکن نفس خادع جسکی شرارت بے پناہ اور جسکے مکر ان گنت ہیں ' اس موقعہ پر بھی سامنے آیا اور اس نے بجاے شرمساری و خجالت کے اور خیرہ سری کی تعلیم دی :

فویل لہم ثم ویل لہم !

انھوں نے دیکھا کہ ندوہ کی سب سے بڑی غیر سرکاری اعانت کا بند ہو جانا ' مفاسد ندوہ کا ایک کھلا ثبوت ہے جسکے بعد فریب دینے کیلیے کوئی شرارت کارگر نہیں ہوسکتی - پس ضرور ہے کہ بہت جلد کوئی ایسا جھوٹا قصہ گھڑ کے مشہور کر دیا جاے جس سے اپنی رو سیاہی دوسروں کے حصے میں آجاے - چنانچہ ایک گمنام مراسلت ایک اخبار میں شائع کی گئی ہے جسمیں لکھا ہے کہ ایڈیٹر الہلال نے مخفی کوششیں کرکے یہ رقم بند کرائی ' اور ثبوت یہ دیا ہے کہ اسکی اطلاع صرف (فرضی) ناظم ندوہ کے پاس آئی تھی - ایڈیٹر الہلال نے بعینہ اسکے الفاظ کیونکر معلوم کر لیے اور اخبارات کو تار دیدیے اگر وہ خود اس کام میں نہ تھا ؟ سبحانک ھذا بہتان عظیم ! میں نہیں سمجھتا کہ یہ لوگ کیوں شر و فساد کے بت کے آگے اس طرح اندھے بہرے ہوکر ارندے ہوگئے ہیں ؟

ان نادانوں کو معلوم نہیں کہ اگر میں اپنی علانیہ اور بے پردہ کارروائیوں کے علاوہ کسی مقصد کیلیے مخفی کوشش کرنا بھی جائز رکھوں ' تو الحمد للہ فضل الہی سے اتنا اثر ضرور رکھتا ہوں کہ بہت سے معاملات زیادہ عرصے تک طول ہی نہ پکڑیں -

مگر اس طرح کرنے کی مجھے ضرورت ہی کیا ہے جب میں علانیہ سب کچھہ کہنے کی قوت رکھتا ہوں ؟ میں ندوہ کی موجودہ حالت کو علانیہ پر از مفاسد بتلا رہا ہوں - میں اسکے کانسٹی ٹیوشن کو قاعدے اور اصول کی رو سے لغو و نامعقول کہتا ہوں ' اور نام نہاد مجالس انتظامی کی کارروائیوں کو خود ندوہ کے دستور العمل کی بنا پر باطل ثابت کرتا ہوں - علانیہ خود بھی کوشش کرتا ہوں اور لوگوں سے بھی کہتا ہوں کہ ہر جگہ جلسے کریں ' مضامین لکھیں ' اور پوری طرح ساعی ہوں کہ انکی ایک قیمتی متاع چند مفسد و ہوا پرست اور اعداء اصلاح و تجدید لوگوں کے ہاتھوں برباد نہو -

میں اپنی بصیرت اور اپنے ایمان کی بنا پر ندوہ کو وہ ندوہ ہی نہیں سمجھتا جو ایک اچھی چیز ہے ' اسلیے علانیہ میرا مشورہ گورنمنٹ کو ' والیان ریاست کو ' اور تمام قوم کو یہی ہے کہ جب تک ندوہ درست نہو ' اسوقت تک ایک کوڑی اسے نہ دیں اور اپنی تمام اعانتیں بند کردیں - اگر موجودہ دار العلوم درست نہو تو انہیں اعانتوں سے (بقول مسٹر محمد علی) دوسرا ندوہ بنالیں ' اور اسطرح روپیہ کو ایک بیکار و لغو شے کے پیچھے ضائع نہ کیا جاے -

جبکہ میں یہ سب کچھہ علانیہ لکھتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں اور مجھے کرنے ' گمنام مراسلات کے لکھنے ' منھہ پر ستر و اخفا کا برقع ڈالنے ' اور شرمیلی عورتوں کی طرح پیچھے رہکر اشارے کرنے کی ضرورت نہیں ہے ' تو پھر کونسی وجہ ہے کہ میں ریاست بھوپال کی اعانت کو ملتوی کرانے کیلیے چوروں کی طرح مخفی کوششیں کرتا ؟

نادانو ! یہ کچھہ ضرور نہیں ہے کہ تمہاری طرح ہر شخص بزدل ہو ' اور جہل و باطل جس طرح قدرتاً لرزاں و ترساں رہتا ہے ' اسی طرح سدا فرمایان حق و حقیقت بھی ڈرتے ہوے اور مجرموں کی طرح کام کریں - تم اپنی حالت پر دوسروں کو قیاس نہ کرو اور مان لو کہ دنیا میں قوت ' اطمینان ' اور روشنی کے ساتھہ کام کرنے والے انسان بھی بستے ہیں - انسانیت کا پیمانۂ اخلاق صرف تمہارے ہی دل کو ناپ کر نہیں بنایا گیا ہے !

واقعہ یہ ہے کہ ندوہ کے تغیرات باطلہ عرصے سے آشکارا ہیں - اخبارات میں برابر تذکرہ ہو رہا ہے ' اور علی الخصوص وکیل امرتسر میں مہینوں تک مضامین نکلتے رہے ہیں - مسئلہ کانپور کی مشغولیت اور بعض اور وجوہ سے دیگر اخبارات نے اسپر توجہ نہ کی تھی ' اور میں نے خود بھی متوجہ ہونے میں بہت دیر کر دی -

بالآخر توجہ ہوئی اور لکھنو میں نواب علی حسن خان اور حکیم عبد الولی صاحب جو کوشش پیشتر سے کر رہے تھے ' وہ بھی اس منزل تک پہنچ گئی کہ باقاعدہ انجمن اصلاح ندوہ کا اعلان ہوگیا -

یہ حالات دیکھکر ہر ہائنس سرکار عالیہ بھوپال دام اقبالہا ' جو ایک نہایت ہوشمند و مدبر اور اصلاح پسند و حقیقت شناس فرماں روا ہیں اور ہمیشہ ملک کے حالات پر نظر رکھتی ہیں ' اور زیادہ مفاسد ندوہ پر خاموش نہ رہسکیں ' اور انھوں نے بلا کسی مخفی تحریک کے خود بخود ایک راے قایم فرما کے ماہوار اعانت بند کردی - فی الحقیقت یہ انکی عاقلیت و روشن ضمیری کا سب سے بڑا ثبوت تھا ' اور اس کے ذریعہ انھوں نے ایک نہایت اعلی اسوۂ حسنہ تمام والیان ملک کیلیے قائم کر دیا ہے - انکی نظر ہوشمند اس سے ارفع و اعلی ہے کہ وہ کسی کی مخفی تحریکوں کی محتاج ہو -

التوا کی اطلاع ریاست نے دفتر ندوہ کو دی ' اور بجنسہ اسکی ایک نقل صدر انجمن اصلاح ندوہ لکھنو کو بھی بھیجدی - میں جب لکھنو پہنچا تو واقعہ معلوم ہوا اور اسکی اطلاع اسی وقت اخبارات کو دیدی - کیونکہ میں جانتا تھا کہ حکام ندوہ اس واقعہ کو بالکل چھپا دینے کی کوشش کرینگے -

یہ سچ ہے کہ سرکار عالیہ اس عاجز کی نسبت حسن ظن رکھتی ہیں جیسا کہ ارباب فضل و کرم کا شیوہ ہے اور آج برسوں سے میرے بعض اعزا انکی ملازمت میں ہیں ' تاہم بھوپال کے تمام احباب جانتے ہیں کہ باوجود ان تعلقات کے میں آجتک کبھی بھوپال گیا بھی نہیں ' اور کبھی سرکار عالیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی کوشش بھی نہیں کی -

اصلاح ندوہ مجھے عزیز ہے مگر اس سے بھی بالاتر اپنی زندگی کے چند اصول رکھتا ہوں - انہیں اسکے لیے نہیں توڑ سکتا - میں ہمیشہ ایسے مقامات سے بھاگتا ہوں جہاں میری موجودگی کو مخاطب کسی ذاتی غرض یا طلب و سوال پر محمول کرسکے اور مجھے اسکی تغلیط کرنی پڑے - میں ندوہ کیلیے ریاستوں میں مارا مارا نہیں پھر سکتا -

البتہ یہ مقام دوسرا ہے جسے میرے مخاطب ابھی برسوں تک نہیں سمجھہ سکتے -

مولانا شبلی اور مسئلۂ ندوہ

سچ یہ ہے کہ حق کے کاموں میں ذاتی محبت و عداوت سے بڑھکر کوئی سنگ راہ نہیں -

ندوہ کی اصلاح اور دفع مفاسد و مفسدین کا مسئلہ چھڑا - اسکا جواب مفسدین کے پاس کچھہ نہ تھا - پس مجبور ہوکر انھوں نے دوسروں کے سہارے اٹھنا چاہا - انھوں نے دیکھا کہ بعض لوگ مولانا شبلی کے مخالف ہیں - سوچا کہ اللہ انہی لوگوں کی ہمدردی حاصل کرلو - پس مشہور کرنا شروع کیا کہ یہ تو صرف مولانا شبلی کی معتمدی کا سوال ہے : و اللہ یعلم انہم لکاذبون '

ان لوگوں کی حماقت و نادانی پر رونا چاہیے - کیونکہ وہ حق اور حقیقت کی طاقت کے متعلق بالکل دھوکے میں ہیں - وہ نہیں جانتے کہ اس طرح کی کذب بیانیوں سے واقعہ اور حق چھپ نہیں سکتا -

ممکن ہے کہ ندوہ کے متعلق مولانا شبلی کی معتمدی کا کوئی سوال ہو لیکن کیا الہلال جو کچھہ لکھہ رہا ہے ' وہ بھی اس سوال سے متاثر ہوسکتا ہے ؟ کیا کانسٹی ٹیوشن کی بحث کا کوئی جواب ہے ؟ کیا ندوہ کے دستور العمل کے دبادینے کی کوئی تاویل ہوسکتی ہے ؟ کیا مجلس خاص کی غیر شرعی و قانونی کار روائی صرف قانون اور حقیقت کا سوال نہیں ؟ کیا ناظم کے انتخاب کی کار روائی بد ترین قسم کی شرمناک قانون شکنی نہ تھی ؟ کیا فرضی نظامت کیلیے مکان کا کرایہ لینا کوئی غلط واقعہ ہے جسکی تغلیط کی جائیگی ؟ کیا صیغۂ مال کے وہ تمام مباحث مٹ سکتے ہیں جو نادر نظام الدین کرچکے ہیں اور آور کرنے کیلیے طیار ہیں ؟

پھر آج سے چھہ سات ماہ پیشتر سرکاری انسپکٹر کا آنا اور دار العلوم کو خرگوش جانہ سے تشبیہ دینی اور رپورٹ کرنی کہ مدرسہ سرکاری اعانت کے لائق نہیں ہے ' اور اسکی اطلاع خود مولوی خلیل الرحمن صاحب کا ارکان کو دینا ' کیا یہ واقعہ بھی مولانا شبلی کی شخصیت ہی کا سوال ہے ؟

اصل یہ ہے کہ میری پوری بحث اصول اور حقیقت کی بنا پر ہے اور میں نے پہلے ہی دن کہدیا ہے کہ یہ تمام خرابیاں خود مولانا شبلی کی کمزوری اور باطل پر سکوت کا نتیجہ ہیں اور سب سے پہلے قوم کے آگے وہی اسکے لیے جواب دہ ہیں کیونکہ انھوں نے ان مفاسد سے قوم کو مطلع نہیں کیا - اگر دل کی طرح آنکھوں پر بھی پردہ نہیں پڑگیا ہے تو الہلال کے پرچے اٹھا کر دیکھہ لو -

دھلی کے جلسے میں مولانا نے اسکا یہ جواب دیا کہ میں ناظم نہ تھا - صرف دار العلوم کا معتمد تھا - لیکن افسوس ہے کہ یہ جواب قابل تسلیم نہیں - مانا کہ وہ ناظم نہ تھے لیکن اسی مجلس کے ایک رکن عامل تو ضرور تھے جو شریعت اسلامی اور قانون مجالس اور حق و جماعت کے سچے اصولوں کو ٹھکرا رہی تھی ؟ پھر کیا عند اللہ و عند الناس انکا فرض نہ تھا کہ قوم کو با خبر کرکے بری الذمہ ہو جاتے ؟

یہ سچ ہے کہ انھوں نے دار العلوم کو زندہ کیا اور اسکو لڑ جھگڑ کے ہمیشہ نام نہاد مجلس انتظامی اور حزب الافساد کے حملوں سے بچایا ' لیکن ساتھہ ہی انہیں سونچنا تھا کہ قوم صرف میرے ہی اعتماد پر ندوہ کی مدد کر رہی ہے اور جب اسکی اصلی کل ہی بگڑی ہوئی ہے تو اس طرح لیپا پوتی کرکے کب تک کام چلے گا ؟

بہر حال میں تو ندوہ کو وہ ندوہ دیکھنا چاہتا ہوں جسکا اسنے اعلان کیا - اور اس کام میں جن جن لوگوں سے قصور ہوے ' میرے نزدیک سب یکساں جوابدہ ہیں - اگر کوئی کہے کہ یہ سب کچھہ مولانا شبلی کا کیا دھرا ہے تو جب بھی چشم ما روشن اور دل ما شاد - لیکن سوال یہ ہے کہ اب اصلاح کیوں نہ کی جاے ؟

اسی اخری سوال پر آکر مفسدوں کے دل ہل جاتے ہیں اور رنگ فق ہوجاتا ہے - حالانکہ ابتو یہ سوال چھڑ ہی گیا ہے اور آج جس خوف سے انکا رنگ فق ہے ' کل اسکا پنجہ انکی گردنوں تک پہنچکر رہیگا - فانتظروا ' انی معکم من المنتظرین ! !

معاصر اٹاوہ

اس عاجز کا ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے کہ جب تک کوئی قابل توجہ بات معاصرین کے صفحوں میں نہیں آتی ' اپنا وقت عمل انکے قال اقوال میں ضائع نہیں کرتا - مسئلۂ ندوہ کے متعلق ابتک کسی نے بھی اصل امور کا جواب نہیں دیا ' اسلیے میرا عمل بھی : و اذا مروا باللغو مروا کراما - پر رہا - لیکن پچھلے ہفتہ جناب مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر نے چند نوٹ لکھے ہیں جنمیں مولانا شبلی کے بعض خطوط کا ذکر کیا ہے جو انکے ہاتھہ آگئے ہیں اور ابھی صرف دھمکی ہی دی ہے کہ اگر مسئلہ اصلاح ندوہ سے ہاتھہ نہ اٹھا یا تو انھیں شائع کردیا جائیگا -

معلوم نہیں وہ کونسے خطوط ہیں اور انسے مسئلۂ اصلاح پر کیا اثر پڑتا ہے ؟ تاہم چونکہ بحث چھڑ گئی ہے ' اسلیے سب کچھہ پبلک کے سامنے آہی جاے تو بہتر ہے - پس میں اپنے معزز دوست کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خدا کیلیے ان خطوں کی اشاعت میں جلدی کریں اور صرف انذار و تخویف ہی میں معاملے کو نہ ٹالیں - اب قوم کو ندوہ کے متعلق سب کچھہ معلوم ہوجانا چاہیے - یہ بہت بڑا احسان ہوگا اگر الندہ اشاعت کے البشیر میں وہ تمام خطوط شائع کردے جائینگے -

اگر مولانا شبلی نے بھی ندوہ کے کاموں میں ایسے ہی خلاف قانون کام کیے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انسے بھی باز پرس نہ کی جاے - لیکن پہلے اُن خطوط کی اشاعت سے واقعات تو سامنے آجائیں -

ان خطوں کے ذکر میں بعض بعض اشارے ایسے موجود ہیں جنسے میں سمجھہ گیا ہوں کہ کن واقعات کا انسے تعلق ہے ؟ میں یہ سمجھکر اپنے جی میں خوب ہنسا اور افسوس ہوا کہ مولوی بشیر الدین صاحب کو اصلی حالات معلوم نہیں ہیں ' اور بعض ارکان فساد نے انھیں غلط سلط باتیں کہکر دھوکے میں ڈالدیا ہے - وہ خطوط شائع ہو جائیں - پھر خود ہمارے تجربہ کار دوست پر اصلیت منکشف ہو جائیگی -

ندوہ کی اصلی مصیبت یہ ہے کہ باہر کے لوگوں کو حالات معلوم نہیں - اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ مفسدین کے دھوکے میں آجاتے ہیں - مولوی بشیر الدین صاحب ایک با اصول آدمی ہیں مگر نا واقفیت کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ندوہ کی موجودہ حالت بڑی اچھی ہے اور یہ سب کچھہ مولانا شبلی کا سوال ہے - مجھے یقین ہے کہ ابھی اصلیت ظاہر ہوگی تو وہ قطعاً راے بدلنے پر مجبور ہو جائینگے -

اُذكر

۳ - جمـــادي الاخـــر ۱۳۳۲ هم

عـالم اسـلامي

آثـار قـــونيـه

تــاریخ آل سلجوق کا ایـک صـفحه

آثار ملوکانه و علمیه - خانقاه مولویه - جامع علاء الدین -

دولة علمانیه کو یورپ ' ایشیا ' افریقه ' تینوں براعظموں کے سب سے زیاده عظیم الشان ' متمدن ' اور پر از آثار و نوادر حصۂ زمین زیرنگیں رکھنے کي عظمت حاصل هوئي - وه ایک هي وقت میں یورپ ' ایشیا ' اور افریقه کي بهترین زمینوں کو اپنے قبضۂ حکومت میں دیکھتي تھي -

یورپ میں رومن امپائر اور یونان تمدن و علوم کا منبع و مولد تھے -

ایشیا میں سرزمین دو آبه عراق ' بابل و نینوا کي پر عظمت داستانوں کي راوي ہے - شام کي مقدس سرزمین بني اسرائیل کي تاریخ کا دفتر مکمل اور سریاني اقوام کا موطن ہے جو قرون متوسطه میں یورپ اور ایشیا کے تمدني تعلقات کا ایک ضروري حلقه رهي ہے - اسي طرح یمن کا پر اسرار خطه جو روز بروز اپنے اسرار علمیه پرده اخفا الٹ رہا ہے ' اور مملکت معینیه اور تمدن حمیرا بي کے آثار نے تاریخ قدیم کے مسلمات کو منقلب کر دیا ھے - پھر عرب کا ریگ زار حجاز جو چھٹی صدي کے سب سے بڑے انقلاب عالم کا سر چشمه ہے ' اور جسکے اندر بوقبیس اور ثور کي وه پہاڑیاں موجود هیں ' جنکي غاروں کے اندر کی روشني نے ایک طرف الپس کے چوٹیوں تک اپنی شعاعیں پہنچائیں اور دوسري طرف همالہ کے سب سے بڑے کوهی طول و عرض کی تاریکی کو روز روشن کی طرح منور کردیا !

افریقه میں شمالی افریقه عهد قدیم کے تمدنوں کا سب سے بڑا گہواره رہا ہے - کارتھیج کی حکومت اسی سرزمین پر عرصے تک قائم رهی - یوناني دولة سارانیکا نے اپنی عظیم الشان عمارتیں یہیں کھڑي کیں - رومیوں کے فتح باب غول اسی پر سے گذرے اور اپنی ایسی پائدار اور مستحکم یادگاریں چھوڑ گئے که آج بھی اسکے ریتلے تودوں کے اندر سے عظیم الشان ستونوں کے ٹکڑے ' اور منقش و مخطط محرابوں کے حلقے برآمد هو رہے هیں !

اس سے بھی بڑھکر مصر کی پر هیبت و عجائب سرزمین جس کی تاریخی اور تمدنی حیثیت کے لیے کچھه کہنا فضول ہے -

کرۂ ارض کے تینوں براعظموں کے یه پر عظمت ٹکڑے دولة عثمانیه کے حصۂ فتح و اقبال میں آئے ' اور اس جامعیت کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو دنیا کی کوئی موجوده حکومت اسکی اس خصوصیت میں شریک و مقابل نہیں هو سکتی -

لیکن افسوس که غفلت و تنزل نے گذشته ایک صدي کے اندر یورپ کا سب سے بڑا حصه اس سے چھین لیا ' اور افریقه کي تقریباً تمام عثماني مقبوضات دول یورپ کے قبضے میں چلی گئیں - مصر کے بعد سب سے بڑا افریقي علاقه طرابلس کا تھا ' لیکن پچھلي جنگ نے اسکا بھی تمام ساحلي حصه اٹلي کے سپرد کردیا !

تاهم اب بھي یورپ کا سب سے بڑا تاریخي شہر اسکا دار الحکومت ہے ' اور ایشیا میں بڑے بڑے آثار و نوادر کی سرزمینیں اسیکے زیر حکومت باقی هیں - یورپ کے سیاح اور محققین آثار آتے هیں اور ان خزائن تاریخ و علم کو کوڑیوں کے مول لیجاتے هیں - اگر دولت عثمانیه نے اپنے عهد عروج میں علم و تمدن کي طرف توجه کی هوتی ' تو آج اس سے بڑھکر دنیا کے آثار علم و تمدن کے خزائن کا مالک اور کوئي نہوتا ' اور لندن ' پیرس ' وائنا ' برلن ' اور

قونیه کا منارۂ ساھی (اللاک نـاور)
بنا کردۂ سنه ۶۵۳ هجري

سلطان علاء الدین کا کوشک اور شکسته برج
بنا کرده سنه ۶۵۳ - هم

برلن کے عجائب خانوں کی گیلریوں کا سب سے بڑا حصہ قسطنطنیہ کے " عتیق خانہ " میں نظر آیا -

(آثار و تمدن اسلامی)

تمدن قدیم سے قطع نظر' خود عہد اسلامی کے جو آثار قدیمہ جابجا مملکت عثمانیہ میں موجود ہیں ' علی الخصوص اواخر عہد عباسیہ سے لیکر دور اخیرۂ اسلامیہ تک کے آثار و نوادار' اگر صرف انہی کے جمع و تحقیق کی کوشش کی گئی ہوتی' تو آج تاریخ اسلام کے بہت سے غیر معلوم سلسلے مکمل ہوجاتے - لیکن وہ صرف تلوار ہی کی دوست رہی' کیونکہ اسنے اپنے دشمنوں کو کبھی بھی تلوار کے بغیر نہ دیکھا - افسوس کہ اس ایک ہی رفیق نے بھی اسکے ساتھہ حق رفاقت ادا نہ کیا !

(عثمانی دار الآثار)

انقلاب دستوری کے بعد جو مختلف علمی صیغے نئے کھولے گئے تھے' ان میں ایک خاص صیغہ اس غرض سے بھی قائم ہوا تھا
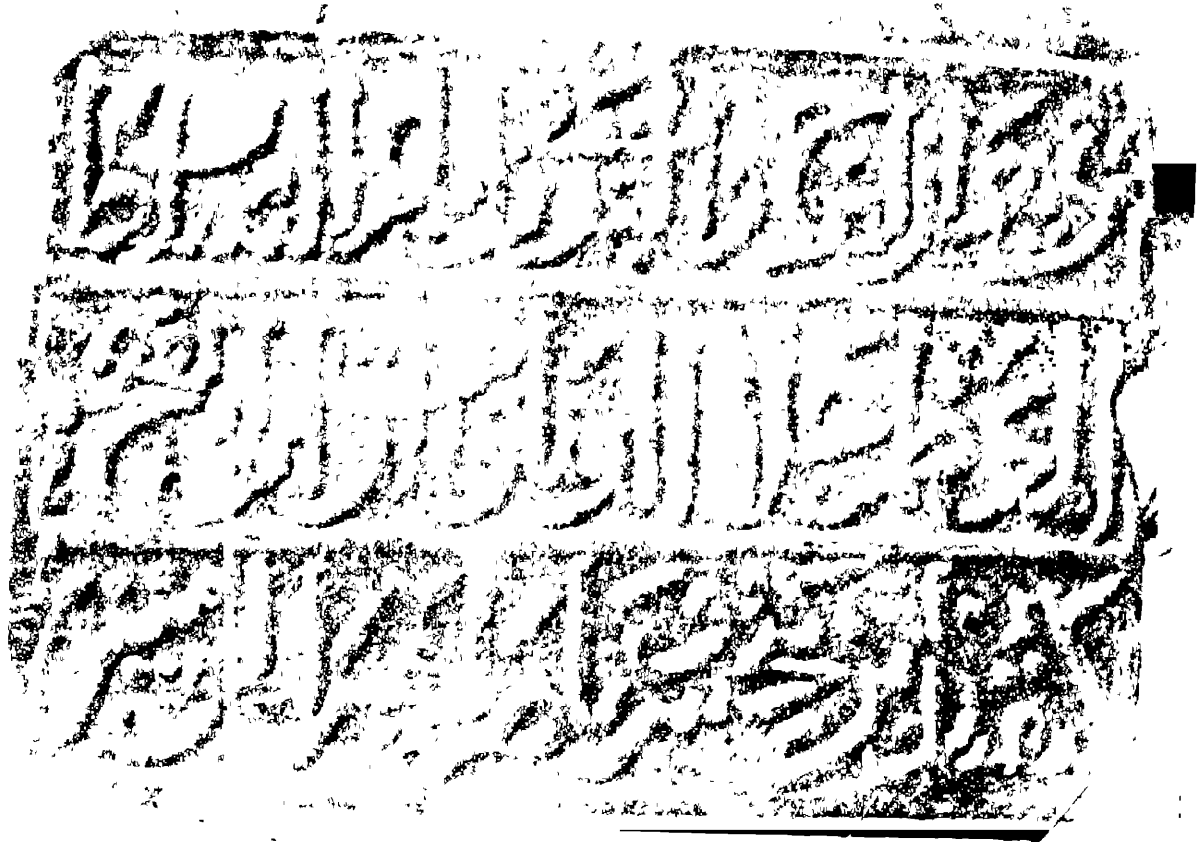
جامع مسجد سلطان علاء الدین کیقباد کے ایک برج کا کتبہ

کہ عثمانی ممالک کے بقیہ آثار و نوادر کی تفتیش کرے' اور انکے متعلق سالانہ رپورٹیں مرتب کرتا رہے - لیکن بدقسمتی سے اسکے بعد ہی یورپ کے حملوں کا سلسلہ شروع ہوگیا' اور دولت و ملک کی تمام قوت جنگ طرابلس اور بلقان کی ناکامیوں کی نذر ہوگئی -

بربادیوں اور تباہیوں کے بعد اب امن و فرصت کا ایک نیا دور شروع ہوا ہے جو نہیں معلوم کتنی عمر لیکر آیا ہے - تاہم کام کرنے والے اپنی ہوشیاری اور مستعدی کا ثبوت برابر دے رہے ہیں - صرف یہی نہیں ہے کہ " رشادیہ " اور " عثمان اول " تعجب انگیز آمادگی سے خریدا گیا ہے' بلکہ علمی صیغے بھی نہایت تعجب انگیز سرعت سے ترقی کر رہے ہیں !

حال میں عثمانی تفتیش آثار عتیقہ کے صیغے نے ایشیائے کوچک کی بہت سی تاریخی اشیا کا پتہ لگایا ہے اور انکے حالات و نتائج مرتب ہو رہے ہیں - اسی سلسلے میں مشہور تاریخی مقام " قونیہ " کے آثار اسلامیہ ہیں - علی الخصوص حضرت مولانا

جلال الدین رومی صاحب مثنوی معنوی کی خانقاہ اور اسکے آثار-

(اجمال تاریخی)

قونیہ ایشیائے کوچک کا ایک مشہور صدر مقام اور تاریخی حیثیت سے کئی اسلامی حکومتوں کا دار الحکومت ہے - تمدن اسلامی کے عہد متوسط کے متعدد صاحبان علم و کمال اسکی خاک سے اٹھے' اور تقریباً ہر علم میں اپنی بیش بہا خدمات یاد گار چھوڑیں -

مگر ان سب میں جو شہرت حضرت مولانا روم کو انکی مثنوی کی وجہ سے ہوئی' وہ کسی کو نہوئی - " روم " کی نسبت سے وہ اسی لیے مشہور ہیں کہ قونیہ میں چلے آے اور مقیم ہوگئے - ایشیاء کوچک کا یہ حصہ بلاد اسلامیہ میں روم کے لقب سے پکارا جاتا تھا -

(دولۃ سلجوقیہ)

چوتھی صدی ہجری میں جبکہ بغداد کا سیاسی مرکز ضعیف ہوگیا' تو جیسا کہ عام قاعدہ ہے' تمام بلاد اسلامیہ میں نئی نئی حکومتیں قائم ہونے لگیں' اور بعینہ وہی حال ہوگیا جو سترہویں صدی عیسوی میں دہلی کے ضعف سے ہندوستان کا ہوگیا تھا - ہر شخص جو تلوار کے قبضے کو مضبوطی سے پکڑ سکتا تھا' حکومت کے ولولے اور فرمانروائی کی امنگیں لیکر اٹھتا' اور خلافۃ بغداد کا ایک رسمی تعلق و اعتراف قائم رکھکر اپنی نئی حکومت جمالیتا -

ان حکومتوں میں سب سے زیادہ قوی اور متمدن حکومت خاندان آل سلجوق کا سلسلہ تھا -

ایک تاتاری خاندان اپنی حکومت سے ناراض ہوکر بخارہ چلا آیا اور مسلمان ہوگیا - اسکے مورث اعلی کے مرنے کے بعد اسکا لڑکا اپنی جماعت کا سردار ہوا - یہ وقت تاتاریوں کے ظہور اور آہستہ آہستہ عروج کا تھا - تمام سرحدی ممالک انکی تاخت و تاراج کا جولانگاہ تھے - یہ تاتاری نو مسلم خاندان انکے حملوں کا جواب دینے لگا' اور اس طرح ایک جنگی جماعت طیار ہوگئی۔

جو روز بروز بڑھنے لگی - پھر وہ مرگیا اور بیگو' طغرل' داؤد' اسکے جانشیں ہوے - وہ تاتار گئے - مسعود بن سلطان محمود غزنوی سے مقابلے ہوے - اور متعدد تغیرات و حوادث کے بعد ایک مستقل حکومت قائم ہوگئی - مشہور الپ ارسلاں اور اسکا وزیر نظام الملک سلجوقی اسی خاندان کا ایک حکمراں اور وزیر تھا جسکے بعد ملک شاہ سلجوقی تخت نشیں ہوا -

یہ خاندان سلجوقیۂ ایران کی نسبت سے تاریخ میں مشہور ہے - لیکن ایک دوسرا سلجوقی سلسلہ ایشیاء کوچک کا بھی ہے - یہ خاندان پہلے خاندان کی شاخ ہے' اور اس طرح قائم ہوا کہ ایک سلجوقی ترک قتلمش نامی ایشیاے کوچک میں چلا آیا اور قونیہ پر قابض ہوگیا - یہی وجہ ہے کہ اس خاندان کو " بنو قتلمش " بھی کہتے ہیں -

یہ سلجوقی خاندان سنہ ۴۲۶ ھجری سے سنہ ۷۱۸ ھجری تک قائم رہا - البتہ اسکا اخری زمانہ محض براے نام تھا' کیونکہ

(عــلاء الــدین سلجــوقی)

اس سلسلہ کا ایک فرمانروا علاء الدین ابوالعدم کیقباد بن کیخسرو ثانی بھی تھا - ثانی اسلیے کہ ایک کیقباد اس سے پہلے بھی اسی خاندان میں گذر چکا ہے' اور اسی کا زمانہ اس خاندان کا پورا عہد عروج تھا -

علاء الدین اپنے والد کیخسرو کے انتقال کے بعد سنہ ٦٤٣ میں تخت نشین ہوا - یہ زمانہ تاتاری فتنہ کے انتہاے عروج کا تھا - منکو خان قراقرم میں تخت نشین ہوچکا تھا اور اسکا بھائی ہلاکو خان خون اور ہلاکت کا پیغام لیکر بلاد اسلامیہ کی طرف دوڑ رہا تھا - اسی اثنا میں عراق عرب و عجم کی تسخیر کی خبر مشہور ہوئی' اور اسکے بعد ہی تاریخ اسلام کا وہ حادثہ کبری ظہور میں آیا' جسمیں شش صد سالہ مرکز اسلامی یعنی دار الخلافہ بغداد کا تمام خشک و تر حصہ انسانی لاشوں اور خون کے سیلابوں سے معمور ہوگیا تھا :

ز ملا نسالی عماجری یوم حصرهم و ذالك مما لیس یدخل فی حصرا

قونیہ کی خانقاہ مولویہ میں حضرۃ مولانا روم کا مخطوط و منقوش سجادہ

تاتاری کفار تمام عالم اسلامی پر قابض ہوگئے تھے - آخری فرما نروا مسعود بن کیکاوس تھا جسکی براے نام حکومت کے بعد پوری طرح تاتاری مسلط ہوگئے -

لیکن پھر اسکے بعد ہی انقلاب ہوگیا اور موجودہ دولت عثمانیہ ایشیاے کوچک میں شروع ہوکر رفتہ رفتہ تمام اطراف و ماحصات پر قابض ہوگئی -

اس سلجوقی خاندان کا دار الحکومۃ ہمیشہ قونیہ رہا اور اکثر پادشاہ علم پرور اور علما دوست ہوے - وہ گو تاتاری النسل تھے جنکا کام وحشت و جہل کے سوا کچھہ نہ تھا' مگر اسلام نے انکے خواص قومی کو بدل دیا تھا - اور قوموں اور جماعتوں کی قلب ماہیت کردینا اسکی تعلیمات کا اصلی جوہر ہے - موجودہ دولت عثمانیہ کی بنیاد بھی وہیں پڑی' اور گویا وہ اسی خاندان کی بلا فصل جانشین ہوئی - اسلیے قونیہ اور اسکے آثار دولت عثمانیہ میں ایک خاص تاریخی اثر رکھتے ہیں -

اسی زمانے میں خان تاتار منکو خان نے اپنا ایک امیر ایشیاے کوچک میں بھیجا اور وہ اکثر شہروں پر قابض ہوگیا - یہ حالت دیکھکر علاء الدین کیقباد مضطرب الحال ہوا' اور ہر طرف سے مجبور ہوکر قصد کیا کہ تاتاری دار الحکومۃ میں پہنچے' اور خاص تاتار کو اپنی اطاعت کا یقین دلاکر اپنی حکومت کی حفاظت کا پروانہ لے آے -

چنانچہ وہ تحفہ تحائف لیکر روانہ ہوا - لیکن قبل اسکے کہ قراقرم تک پہنچے' راہ ہی میں پیام اجل آ پہنچا اور اسکے ساتھی قونیہ واپس آگئے -

(مــولانا روم)

حضرۃ مولانا روم کا سال وفات ٦٧٠ ہے - وہ علاء الدین کیقباد کے عہد سے پہلے قونیہ آے' اور غیاث الدین کیخسرو بن رکن الدین قلیج ارسلاں کے عہد تک زندہ رہے - علاء الدین کے بعد اسکا بھائی عزالدین تخت نشین ہوا - عزالدین کے بعد رکن الدین قلیج

ارسلان' اور اسکے بعد غیاث الدین - گویا انھوں نے تخت قونیه کے پانچ حکمرانوں کا زمانہ پایا -

(خـانقـاه مولویه)

مثل دیگر سلاسل تصوف کے ایک سلسلہ "مولویه" بھی ہے جو مولانا روم کی طرف منسوب ہے اور ابتک اسکا مرکز ارشاد خانقاہ مولویه ہے - بلاد روم و ایشیاء کوچک میں اس طریقه کے ارادتمند هزارها مسلمان هیں - خود قسطنطنیه میں مولویه درویشوں کا رقص کنان ذکر تکیۂ مولویه میں هوا کرتا ہے اور یورپین سیاحوں نے همیشه تعجب و شوق سے اسکا ذکر کیا ہے :

خانقاه مولویه قونیه کی بہت بڑی تاریخی عمارت ہے جسمیں حضرت مولانا روم کا خاندان اب تک سجاده نشین چلا آتا ہے - مولانا کے مزار کے علاوہ اسمیں ایک بہت بڑی مسجد بھی ہے جو علاء الدین کیقباد نے بنائی تھی ' اور اپنی وسعت اور طرز عمارت کے لحاظ سے ایک مخصوص شکل کا اثر تاریخی هے -

(آثـار قونیـه)

حال میں قونیه کے جن آثار پر توجه کی گئی ہے ' انمیں سب سے زیادہ قیمتی شے ایک طلائی شمعدان هے جسے سلطان علاء الدین کیقباد نے بنایا تھا اور جامع علاء الدین میں ابتک موجود ہے -

اسکی شکل اسکی تصویر سے معلوم هو جائیگی - وہ بالکل مرصع اور منقش هے اور اسقدر نازک اور باریک نقش و نگار کیا گیا هے کہ موجودہ زمانے کی بہتر سے بہتر صناعی بھی اسکے آگے هیچ نظر آتی هے - اسکے چاروں طرف مجوف حرفوں میں سلطان کا نام اور دعائیه فقرے کندہ هیں' اور اُنسے جسقدر جگه بچی هے' اسمیں طرح طرح کے بیل بوٹے کھود کر بنائے گئے هیں -

اسی طرح اوپر کے درجه پر جو خاص شمع کی نشست کی جگه هے ' ابھرے هوے نقش و نگار هیں' اور درمیانی گردن پر دونوں طرف خط کوفی میں مقدس اسماء کے دو دائرے منقش هیں -

(مولانا کا سجادہ)

دوسرا تاریخی اثر' مولانا روم کا وہ سجادہ ہے جو اُنکی درگاہ میں ابتک موجود ہے ' اور جو یکسر آیات و سور کلام الله اور اسماء متبرکه سے منقش و مخطوط ہے -

سلطان علاء الدین کا طلائی شمعدان جو جامع قونیه کے آثار عتیقه میں ابتک محفوظ ہے - (سنه ۶۵۴ هجری)

اسکا عکس بھی شائع کیا جاتا ہے - فی الحقیقت یه فن پارچه بافی کی اعلی ترین صنعت کا ایسا نمونه ہے جسکی نظیر شاید دوسری نہیں ملیگی -

یه خطوط و حروف جو اسمیں نظر آتے هیں' در اصل اسکی بناوٹ میں مختلف رنگ کے ابریشم اور اون کی آمیزش سے بنے گئے هیں - اسطرح کی بناوٹ تو ایک عام بات ہے لیکن جیسا اعلی ترین خط نسخ و ثلث مع حرفوں کے دوائر اور انکے نازک نوک و پلک کے قائم رکھا گیا ہے ' وہ اس فن کی نہایت تعجب خیز صنعت ہے ' اور جس عہد میں یه کام هوتا تھا یقیناً اس صناعی کا سب سے زیادہ ترقی یافته عہد تھا -

غور سے دیکھیے - اسکے چاروں طرف سورۂ فتح کی ابتدائی آیات هیں - درمیان میں اسماء متبرکه کے دوائر هیں - اسی بنی هوئی جدولوں کے اندر پوری سورۂ فاتحه لکھی هوئی ہے - کاغذ اور وصلی پر بھی ایسا اعلی ترین خط نسخ و ثلث هر خوشنویس نہیں لکھه سکتا - چه جائیکه کپڑے کے اندر بنا جاے ؟

(جامع سلطان علاء الدین)

سلطان علاء الدین تخت نشین هوتے هی فتنه تاتار میں مبتلا هوگیا - تعجب ہے که ایک بہت بڑی عظیم الشان مسجد کے بنانے کا اسے کب وقت ملا ؟ بہر حال یه مسجد اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھه ابتک موجود ہے ' اور عربی و ایرانی طرز عمارت کی ممزوج خصوصیات کا ایک عجیب و غریب نمونه ہے !

اسکے گنبد نصف دائرہ کے بالکل ایرانی طرز کے هیں ' لیکن محرابیں اور منارے عربی طرز کے بنائے گئے هیں - ایک سب سے بڑا برج جو صدر دروازے پر ہے' اسپر منارۂ قطب دهلی کی طرح ابھرے هوے حرفوں میں کتبے کندہ هیں - انسے معلوم هوتا ہے که سنه ۶۵۴ هجری میں (که یہی اسکا سال جانشینی ہے) سلطان علاء الدین کیقباد کے حکم سے تعمیر هوا -

چنانچه ایک جانب کے کتبے کا عکس لیا گیا ہے جسکی نقل هم بھی شائع کرتے هیں - ایک لفظ نہیں پڑھا جاتا - باقی عبارت حسب ذیل ہے :

" بنى هذا البرج و...... بامر السلطان العظيم علاء الدين الدنيا والدين ابوالفتح كيقباد بن كيخسرو ناصر امير المومنين "

[البقية تتلى]

الحــريــة فــي الاســلام

حريت اور حيـات اسلامي

قرآن حكيــم كي تصــريحات

(۲)

(محبت بــاطــل)

دنیا میں محبت باطل سے بڑھکر پاے حق کوش کیلیے کوئی سخت زنجیر نہیں کہ "حبك الشي يعمي و يصم" (حدیث صحیح) محبت باطل قبول حق سے آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا کردیتی ہے - ہم اپنے نفس کو محبوب رکھتے ہیں اسلیے ہم اپنے نفس کے مقابلہ میں شہادت حق سے عاجز ہیں - ہم عزیز و اقارب سے محبت باطــل رکھتے ہیں اسلیے ہم اونکے خلاف حق کیلیے گواہي دینے پر آمادہ نہیں ہوتے حالانکہ اُس شاہد حقیقی کا فرمان ہے :

و اذا قلتم فاعــدلوا ولو كان ذا قــربى (انعام) — جب بولو انصاف کی بات بولو اگرچہ تمہارے کسی عزیز کے مخالف هي کیوں نہو -

يا ايها الــذين آمنــوا كونوا قوامين بالقســط شهداء للــه ولــو على انفسكم او الــوالــدين والاقــربين (نساء) — مسلمانو! اپنے نفس کے مقابلہ میں، اپنے ماں باپ کے مقابلہ میں، اور اپنے اعزا و اقارب کے مقابلہ میں بھي انصاف پر مضبوطي سے قائم رہو اور خدا کے گواہ بنے رہو -

اسلیے سرگروہ احرار اور سرخیل قائلین حق وہ ہے جو اس راہ میں اثر محبت سے مسحور نہیں، جو ان علائق ظاهري سے آزاد ہے، جو اپنے نفس سے بھی حق کیلیے اوسیطرح انتقام لیتا ہے جسطرح اپنے دشمن سے - جو اپنا سر حق کے سامنے اوسیطرح جھکا دیتا ہے، جسطرح وہ غیر کا سر جھکا ہوا دیکھنا چاهتا ہے - کتنے انسان هیں جو جادۂ حق گوئي میں خطرات و شدائد سے نہیں ڈرتے ؟ اور کتنے هیں جو آزادي حق کیلیے اپني جان فدیہ میں دینے کیلیے طیار هیں ؟ لیکن اس آیت پاک نے صدق پسندي اور حریت پرستی کی جو راہ قرار دیدي ہے اوسپر چلتے ہوے اکثر پاؤں کانپ گئے هیں اور اکثر دل بیٹھہ گئے هیں، فان ذلك هو البلاء المبين، کیونکہ یہ سب سے بڑي آزمایش ہے - اس آزمائش میں جو پورے اُترے اور اس امتحان میں کامیاب هو، وهي میدان حریت کا شہسوار اور معرکۂ حق و صداقت کا فاتح ہے :

رجال صــدقوا ما عاهدوا الله عليــه (احــزاب) — یہی وہ لوگ هیں جنہوں نے خدا سے جو عہد کیا تھا اوسپر پورے اُترے -

(خــوف)

ہم غیر سے ڈرتے هیں اور ڈرکر حق کی گواهي سے باز آجاتے هیں، حالانکہ ایک هي ہے جس سے ڈرنا چاهیے - کیا همارا یہ اعتقاد نہیں کہ دنیا کی ہر چیز جس سے ہم ڈرتے هیں خدا کي مخلوق ہے ؟ دلوں کی عنان حکومت صرف ایک کے هاتھہ میں ہے هو القاهر فوق عباده اور وہ جدھر چاهتا ہے اوسکو پھیر دیتا ہے يقلب كيف يشاء ؟ پھر کیوں همارے دل اپنے هي جیسي بے بس اور بے اختیار مخلوقوں سے ڈرجاتے هیں ؟ هم مصائب سے ڈرتے هیں لیکن کیا همارا یہ اعتقاد نہیں کہ ما اصاب من مصيبة الا باذن الله (تغابن) ہر مصیبت خدا هی کے حکم سے آتي ہے ؟ هم موت سے ڈرتے هیں پھر کیا همارا یہ ایمان نہیں کہ :

اذا جــاء اجلــهم لا يستقدمون ولا يستاخرون — جب موت آتی ہے تو نہ آگے بڑھ سکتے هیں نہ پیچھے ؟

اور جو راہ صداقت پرستي میں مرجاتے هیں، وہ مرے کب هیں ؟ وہ تو مادی زندگی چھوڑ کر دائمی زندگي حاصل کرلیتے هیں - کیا تم اسکو مرنا کہتے هو ؟ نہیں :

لا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل هــم احيــاء (بقرہ) — شہداے راہ خدا کو مردہ نہ کہو - وہ تو زندہ هیں !

وہ دنیا میں بھی زندہ هیں - قوم اونکے نام کا ادب کرتی ہے، دنیا زبان احترام سے اونکا نام لیتی ہے، تاریخ اونکے نام کو بقاے دوام بخشتی ہے - وہ نہ صرف خود هی زندہ هیں بلکہ اونکا مسیحانہ کارنامہ دوسروں کو بھی زندہ کرتا ہے (باذن الله) قوم اونکے مرنے سے جیتی ہے - ملک اونکی موت سے زندگی حاصل کرتا ہے کیونکہ :

يخرج الحي من الميت ويخرج الميت من الحي (انعــام) — خدا مردہ شے سے زندہ شے اور زندہ شے سے مــردہ شے کو پیــدا کرتا ہے -

اتخشون النــاس والله احق ان تخشاه (احزاب) — (پھر) کیا انسانوں سے ڈرتے هو ؟ حالانکہ سب سے زیادہ خدا کو اسکا حق حاصل ہے کہ اُس سے تم ڈرو !

ومن يعمل من الصالحات وهو مومن فلا يخاف ظلما ولا هضما (طہ) — اور جو نکوکار اور با ایمان ہے اوسکو کسی ظــلم و نا انصافی سے ڈرنا نہ چاهیے -

(طمــع)

سالــک راہ حریت و صداقت کے پاؤں میں اُسکے دشمن لوہے کی زنجیریں ڈالدیتے هیں تاکہ وہ آیندہ کے منازل طے نکرسکے، لیکن اکثر ایسا یہ زنجیر لوہے کي جگہ سونے کي بھي هوتي ہے - وہ اس طلسمی زنجیر کو دیکھکر راہ و رسم منزل صداقت پرستی سے بیخبر هو جاتا ہے، اسکے لیے دوڑتا ہے اور مسکراتا ہوا خود دشمن کے هاتھہ سے لیکر اپنے پاؤں میں ڈال لیتا ہے - یہ طلسمی زنجیر کیا ہے ؟ امید زر اور طمع جاہ !

لیکن آہ ! کس قدر دنی الوجود اور کم ظرف ہے وہ انسان، جو صرف حب مال اور الفت زر کیلیے خدا کی محبت کو ٹھکرادیتا ہے، اور ایک فاني شے کیلیے حق و صداقت کی باقي اور لازوال دولت کو همیشہ کیلیے کھو دیتا ہے ! وہ چاندي سونے کے سکوں

کو اگر خدا کیلیے اور اسکی سچائی کیلیے کھو دے تو خدا آے سچائی کے ساتھہ واپس دلا سکتا ہے ' پر جس خدا کی محبت کو دولت کیلیے کھوتا ہے ' وہ تو اسے دولت نہیں دلا سکتی ؟ پھر انسانیت کیلیے کیسی درد انگیز موت ہے کہ انسان آسمان کی سب سے بڑی عزت کو زمین کی سب سے زیادہ حقیر شے کیلیے کھودے ؟

وہ دولت اور دولت کے کرشمے جس سے طمع کی لعنت اور لالچ کی پھٹکار نکلتی ہے ' کیا ہے ؟ کیا انسان کی عمر کو بڑھا دینے والی اور عیش حیات کو موت کے ڈر سے بے پروا کر دینے والی ہے ؟ کیا وہ زندگی کی تمام مصیبتوں کا علاج اور انسان کی تمام راحت جوئیوں کا وسیلہ ہے ؟ نہیں ! ان میں سے کوئی بات بھی اسمیں نہیں ہے - چاندی اور سونے کے محل سراؤں میں رہنے والے بھی اسی طرح موت کے پنجہ میں گرفتار ' مصائب حیات کے ہجوم سے محصور ' تکلیف اور دکھہ کے حملوں سے زخمی ' اور تڑپ اور بے چینی کی چیخوں سے الم ناک دیکھے جاتے ہیں ' جیسا کہ ایک فقیر و مفلس خاک مست ' یا ایک پتوں کے جھونپڑے میں بیماری کے دن کاٹنے والا محتاج و بیکس مسکین !

پھر کیا ہے جسکے لیے حق کی عزت کو برباد ' اور خدا کی صداقت کو ذلیل کیا جاتا ہے ؟ وہ کونسی ایسی طاقت ہے جو خدا کو چھوڑ کر ہم حاصل کرلینگے ؟ روپیہ نہ تو ہمیں زمین کی رسوائی سے بچا سکتا ہے اور نہ آسمان کی لعنت سے ' مگر حب زر سے فرض صداقت کی خیانت ہمیں دونوں جہانوں میں عذاب دیسکتی ہے -

کتنے بڑے بڑے تاجدار ' پر عظمت فاتح ' عظیم الشان سپہ سالار ' نامور محب وطن ' اور محبوب القلوب و ملت پرست انسان ہیں ' جنکے حق پرستانہ عزائم کی استقامت کو اسی لعنت طمع نے ڈگمگا دیا - انہوں نے اپنے ملک ' اپنی قوم ' اپنی فوج ' اور در اصل اپنے خدا اور اسکی صداقت سے غداری کی ' اور دشمنوں کیلیے دوستوں کو ' غیروں کیلیے اپنوں کو ' ظالموں کیلیے مظلوموں کو ' بے رحم فاتحوں کیلیے بیکس مفتوحوں کو ' اور شیطان کے تخت کی زیب و زینت کیلیے خداے رحمان کے دربار اجلال کی عزت و عظمت کو چھوڑ دیا ! تاریخ کے صفحات ہمیشہ سے اسی درد کے ماتمی ہیں - قوموں اور ملکوں کی داستانیں ہمیشہ اسی ناپاک سرگذشت پر خون کے آنسو بہاتی ہیں ' اور دولت پرستی کی ملعون نسل آغاز عالم سے ناصیۂ انسانیت کیلیے سب سے بڑا بے عزتی کا داغ رہی ہے !

فی الحقیقت راہ حق پرستی کی سب سے بڑی آزمایش چاندی کی چمک اور سونے کی سرخی ہی میں ہے ' اور اگر اس منزل پر خطر سے تم گزر گئے تو پھر تمہاری ہمت بے پروا اور تمہارا عزم ہمیشہ کیلیے بے خوف ہے - یہی طمع کا خبیث دیو ہے جسکا پنجہ بڑا ہی زبردست اور جسکی پکڑ قلب انسانی کیلیے بڑی ہی مضبوط ہوتی ہے - اسی نے فرزندان ملت سے غیروں کے آگے مخبری کرائی ہے - یہی پکڑ پکڑ کے ابناے وطن کو لے گیا ہے ' اور غیروں کے قدموں پر اخلاق کی ناپاکی اور جذبات کی کثافت کے کیچڑ میں گرا دیا ہے ' تاکہ اپنے وطن ' اپنی سرزمین ' اپنے مذہب ' اپنی قوم ' اور اپنے بھائیوں کے خلاف جاسوسی کریں ! اسی نے بڑے بڑے مدعیان خدمت ملک و ملت کی برسوں کی کمائی ایک آن کے اندر ضائع کردی ہے ' اور انہیں چار پایونکی طرح گرا دیا ہے تاکہ برسوں کی سچائی کو ایک لمحہ کی طمع پر قربان کردیں - آہ ! یہی انسانیت کیلیے وہ روح خبیث ہے جو بڑے بڑے پاک جسموں ' بڑی بڑی مقدس صورتوں ' بڑے بڑے پر از علم و عمل دلوں کے اندر حلول کرگئی ہے ' اور فرشتہ سیرتوں نے شیطانوں کے ' اور ملکوتی صفات ہستیوں نے خونخوار عفریتوں کے سے کام کیے ہیں !

وہ مقدس عالم جو کتب فقہ کو حیلہ تراشیوں کیلیے الٹتا ہے ' وہ مفتی شریعت جو جرائم و معاصی کو جائز بنا دینے کیلیے ابلیسانہ فکر و غور کے ساتھہ نئی نئی پرفریب تاویلیں سونچتا ہے ' وہ واعظ جو سامعین کے آگے ان تعلیمات کے پیش کرنے سے گریز کرتا ہے جو انکے اعمال سیئہ کی مخالف ہیں ' وہ صاحب قلم جو اپنی حق پرستانہ سختی کو نفاق آمیز نرمی سے ' اور حریت خواہانہ جہاد حق کو زمزمۂ صلح باطل سے بدلدیتا ہے ' آخر کس سحر و افسوں سے مسحور اور کس دام سخت کا شکار ہے ؟ کونسا جادو ہے جو اسپر چل گیا ہے ' اور خدا سے روٹھہ کر شیطان کے تخت کے آگے سجدہ کرنا چاہتا ہے ؟ کونسی قوت ہے جسکے آگے شریعت کے احکام ' ضمیر کا فتوا ' اور روح حق کا الہام بیکار ہوگیا ہے ؟

آہ ! کوئی نہیں مگر طمع کا افسون باطل ' اور کچھہ نہیں مگر زر پرستی ' حب مال ' جاہ طلبی ' کا عمل السحر : اولئک الذین یلعنہم اللہ و یلعنہم اللاعنون !

من کان یرید العاجلة	جو دنیا کے خیر عاجل کا طالب ہو تو
عجلنا لہ فیہا ما نشاء لمن	ہم جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے
نرید ' ثم جعلنا لہ جہنم	ہیں اسی دنیا میں دیدیتے ہیں '
یصلہا مذموماً	مگر آخر کار اوسکے لیے جہنم ہی ہے
مدحوراً (اسرائیل)	جسمیں وہ حقیر و ذلیل ہوکر رہیگا !

(عداوت)

لیکن یاد رہے کہ جسطرح محبت آنکھوں کو بصارت حق سے اندھا اور کانوں کو صداقت سے بہرا کردیتی ہے ' بالکل اوسیطرح عداوت بھی آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا بنا دیتی ہے - صداقت کی روشنی نظر آتی ہے لیکن وہ نہیں دیکھتا ' حق کی آوازیں بلند ہوتی ہیں لیکن وہ نہیں سنتا ' کیونکہ عداوت نہیں چاہتی کہ انسان غیر کی صداقت و حقیقت کا اعتراف کرے - سفر حریت کی ایک پرخطر اور دشوار گذار منزل یہ بھی ہے جسکو صرف وہی قطع کرسکتا ہے جو اس میدان کا مرد اور اس معرکہ کا بہادر ہے - اگر انسان کیلیے یہ دشوار ہے کہ اپنی غلطی اور انحراف عن الحق کا اعتراف کرے ' تو یہ دشوار تر ہے کہ اپنے دشمن کی سچی راے اور سچے عمل کا اپنے دست و زبان سے اقرار کرے -

لیکن مسلم و مومن زندگی کے فرائض حریت کی ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ اگر انصاف و عدل اور حق و صداقت اوسکے سب سے بڑے دشمن کے پاس بھی ہو ' جب بھی اوس روح ایمان کیلیے جو اوسکے ساتھہ ہے ' اپنا سر نیاز اوسکے آگے جھکا دے کہ " در مع الحق کیفما دار " :

یا ایہا الذین آمنوا کونوا	مسلمانو ! خدا کیلیے آمادہ اور حق
قوامین للہ شہداء بالقسط	کیلیے گواہ رہو ! دیکھو کسی قوم کی
ولا یجرمنکم شنآن قوم	عداوت و دشمنی تمکو حق و عدل سے
علی الا تعدلوا - اعدلوا	کہیں باز نہ رکھے - حق و عدل سے کام لو
ہو اقرب للتقوی - ان اللہ	کہ وہ تقوی سے قریب تر ہے اور خدا
خبیر بما تعملون (المائدہ)	تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے -

کیا اسکے بعد بھی کسی مسلمان کو عداوت و کینہ پروری اعتراف حق سے باز رکھہ سکتی ہے ؟ اگر رکھہ سکتی ہے تو وہ خصائص و امتیازات اسلام سے محروم ہے -

(خلاصۂ مطالب)

ان تمام مباحث کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر حقیقی مسلم کا وجود دنیا میں حق کی شہادت اور حریت کا نمونہ ہے - نہ تو ناجائز حسن اعتقاد اوسکی عقـل صـداقت شعار کو سلب کرسکتا ہے نہ محبت اوسکو حق کوشی سے اندھا اور بہرا بنا سکتی ہے - نہ خوف جان و مال اوسکو حق سے باز رکھہ سکتا ہے ' اور نہ حرص و طمع اور حب زر و جاہ کے سحر سے مسحور ہوکر منکر صداقت ہوسکتا ہے - نہ ہی کسیکی عداوت و دشمنی سلوک راہ حق میں اوسکے لیے زنجیر پا ہوسکتی ہے - وہ حق کا شیدا ہے اور حق کا طالب - وہ حریت کا دلدادہ اور حریت کا جویاں ہے - وہ ہر جگہ' جہاں اوسکو پاسکتا ہے اوسکے لیے جاتا ہے - اور جس طرح وہ مطلوب حقیقی اوسکو ملسکتا ہے اوسکے لیے کوشاں ہوتا ہے - ایک مسلم کی شان یہ ہے کہ اوسکو ہمیشہ باطل سے نفرت اور حق کی جستجو رہتی ہے - دنیا میں اسکی متاع مطلوب اور معشوق اصلی سچائی اور حق کے سوا اور کوئی نہیں ہے !

اگر آج ہم حقیقی طور سے مسلم ہوں' حق کے طالب ہوں ' حریت کے دلدادہ ہوں - حق کیلیے اور اداے شہادت کیلیے جو ہر مسلم کے وجود کا مقصد ہے ' نہ تو ہم دوستوں کی محبت کی پروا کریں اور نہ جابرانہ حکومت کے جبروت و جلال سے مرعوب ہوں - نفاق کا ہم میں وجود نہ ہو - طمع و خوف ہماری استقامت کو متزلزل نہ کرسکے تو حسب وعدۂ الہی اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے تمام اعمال صالح اور ہمارے تمام گناہ مغفور ہونگے -

یا ایہاالذین آمنوا اتقوا اللہ مسلمانو ! خدا سے ڈرو اور سچی بات وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم کہو' تا کہ خدا تمہارے اعمال کو صالح اعمالکم و یغفرلکم ذنوبکم کردے اور تمہارے گناہ بخشدے ! (۳۳ - ۷)

پــــریـــس نـــــوت

بجاے چھاپہ سنگی (لیتھوگراف) ٹائپ استعمال کرنیکا مسئلہ ایک عرصہ سے سرکار عالی (ہزہائنس) نظام گورنمنٹ کے زیر غور ہے ' مگر چونکہ نستعلیق ٹائپ کے اعلی درجہ کے نمونے دستیاب نہیں ہوے ' لہذا اس خصوص میں کوئی کارروائی نہوسکی - حال میں چند اولو العزم کمپنیوں نے عمدہ نستعلیق ٹائپ ایجاد کیے ہیں ' اور خاص وضع کے ٹائپ ڈھالنے پر بھی آمادہ ہیں - اسلیے سرکار عالی نے ایک کمیٹی زیر صدارت معتمد صاحب عدالت و کوتوالی و امور عامہ (ایجوکیشنل سیکرٹری) قائم کی ہے جو موجودہ نستعلیق ٹائپ کے نمونوں کے حسن و قبح و دیگر ضمنی مسائل کے متعلق تفصیلی تحقیقات کرکے رپورٹ پیش کریگی -

چونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسمیں زبان اردو کے تمام بہی خواہوں کو دلچسپی ہے ' اس لیے کمیٹی نہایت خوشی سے ان اصحاب کی آراء پر غور کریگی جنہیں اس مسئلہ پر غور کرنیکا اتفاق ہوا ہے - ٹائپ کے فروخت کرنے اور بنانے والے اور ٹائپ ڈھالنے کی مشین بنانے والے بھی اپنے ٹائپ کے نمونے وغیرہ بھیجسکتے ہیں -

بشیر احمد مددگار معتمد

الہـــلال کـــي ایجنســـي

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

وَثَائِقُ وَحَقَائِقُ

نفـس انسانی کا ناقابـل پیـمایش عمـق

(مترجـم از نـوالیم)

(۲)

(تخلیق مخفی)

تخلیق مخفی Sublimnal creation سب سے زیادہ ثابت ہے کیونکہ ہم میں ہر شخص ہر شب کو اس کا ثبوت دیتا ہے - وہ عالم خواب میں ایک ناول یا ڈراما درپیش دیکھاتا ہے اور ایسے ایسے حالات تراشتا ہے جو بیداری کی حالت میں نفس کو بالکل لغو معلوم ہوتے ہیں اور ہمارے تجربہ کے لحاظ سے بالکل انوکھے ہوتے ہیں !

اسکی تصدیق اسکاٹ بھی کریگا جس نے برائڈ آف لمیر مور (Bride of Lammermoor) اپنے مرض اور دماغ کی غیر معمولی حالت میں لکھوائی ' اور جب یہ قصہ کتاب میں پڑھا تو اس کا بڑا حصہ اسے بالکل نیا معلوم ہوا !

اگر دعوے کی اس سے بلند تر سطح پر قدم رکھا ہو تو بلا خوف یہ کہا جا سکتا ہے کہ ذہن کے تمام اعمال اور تخلیقات انہی مخفی چشموں سے جوش زن ہوے ہیں - یہ چیزیں خیالات کے اخذ سے پیدا نہیں ہوئیں - معلوم ہوتا ہے کہ اسکا طریقہ اس قوا کے طریقہ سے بالکل مختلف ہے جو دانستہ سوچتی اور دلائل قائم کرتی ہے - یہاں عمل سے زیادہ انتظار ہوتا ہے - گیٹے (Goethe) کہتا ہے کہ " گویا سب کچھہ دیا ہی گیا ہے (Alles ist als wie ge schenkt) اور الہام " دہلیز " کے نیچے سے آتا ہے - بہت سے اجلۂ اہل قلم گیٹے کے مقولے کی تائید کرتے ہیں -

چنانچہ اسبن (Isbeen) نے سخت بخار کی حالت میں تین ہفتہ کے اندر برینڈ (Brand) لکھی - وہ نیم خوابی کے عالم میں اپنے بستر مرض سے ان سطروں کے لکھنے کے لیے ہاتھہ بڑھایا کرتا تھا جو ہنگامہ محشر بپا کرنی ہوئی اسکے نفس کی سطح تک آجاتی تھیں - شیرلٹ برونٹے (Charlotte Bronte) کی یہ حالت تھی کہ وہ پہلے تو چند دنوں تک نہایت آرامی سے لکھتی تھی' مگر اسکے بعد تحریر ملتوی ہو جاتی تھی اور ہفتوں تک دوبارہ جاری ہونے کا نام نہیں لیتی تھی -

مگر اسکے بعد پھرکوہ آتش فشاں پھٹتا تھا اور وہ نہایت جوش و خروش کے ساتھہ لکھنا شروع کرتی تھی - یہاں تک کہ وہ کثرت محنت کی وجہ سے آخر بیمار پڑ جاتی تھی - اس نے " ایملیز ویدرنگ ہائٹس " (Emilys wuthiring Hhieghts) میں جہاں یہ بحث کی ہے کہ ہیتھکلف (Heathcliff) کے سے کریکٹر کا پیدا کرنا بجا ہے' وہاں وہ اپنی بہترین زبان میں اس واقعہ کو یوں بیان کرتی ہے :

" مگر اسکو میں جانتی ہوں جو انشا پرداز کہ قوت تخلیق رکھتا ہے - اسکے پاس ایک ایسی شے ہوتی ہے جس کا وہ ہمیشہ مالک نہیں ہوتا - جو بسا اوقات نہایت عجیب و غریب طور پر چاہتی ہے اور اپنے لیے کام کرتی ہے - وہ قواعد بنا سکتا ہے ' اصول وضع کرسکتا ہے ' شاید سالہا سال تک انکی محکومی میں پڑا بھی رہے ' لیکن پھر ایک وقت آتا ہے جب یہ قوت بغاوت کی اطلاع کے بغیر وادیوں کی جتی ہوئی زمین میں ہیٹکا یا سراون پھیرنے یا ہل میں جتنے کو قبول نہیں کرتی - جبکہ یہ شہر کے مجمع پر خندہ

زیں ہوتی ہے اور ہنکانے والے کی آواز کے ساتھ بے پروائی کرتی ہے - جبکہ وہ سمندر کی ریت کی رسیاں (ریت کی رسی یعنی کمزور اور غیر استوار رشتہ یا رابطہ) بنانے سے انکار کرتی ہے اور بت تراشی شروع کردیتی ہے - چنانچہ تمہیں " قسمت " یا " الہامی ہادی " کی حیثیت سے ایک (Pluto) یا ایک (Jove) یا ایک (Tisiphone) یا ایک (Psyche) یا ایک (Mermaid) یا ایک (Madonna) ملیکا - یہ نام خواہ ہیبت ناک ہو یا شاندار ' ابلیسی ہو ' یا قدوسی ' تمہیں انتخاب کا اختیار نہیں - تمہارے لیے صرف یہی رکھا ہے کہ اسے خاموشی کے ساتھہ اختیار کرلو - رہے تم ' تو ایک برائے نام صناع کی حیثیت سے تمہارا حصہ صرف اتنا ہی ہے کہ خاموشی کے ساتھہ ان ہدایات کے اندر کام کرو جو نہ تو تم نے دیکھے ہیں اور نہ جنکے متعلق تم درخواست کرسکتے ہو - جو نہ تو تمہاری نماز جنازہ میں بیان کیے جاوینگے اور نہ تمہارے خیال کے وقت چھپائے یا بدلے جاوینگے - نتیجہ دلچسپ ہوا تو دنیا تمہاری تعریف کریگی - تم نہ تعریف کے مستحق نہیں ہو دنیا تمہاری تعریف کریگی ' اور اگر نا پسند ہوا تو تم تعریف کی طرح الزام کے بھی سزا وار نہیں - دنیا الزام دیگی ! "

اسکاٹ کی طرح اسٹیونسن (Stevenson) بھی اسکی تائید کریگا ' جسکا بیان ہے کہ اس نے " ٹریژر آئیلینڈ " (Treasure Island) کے پندرہ باب پندرہ دن میں لکھہ ڈالے - مگر اسکے بعد یہ کار روائی رک گئی ' اور خاص اسکے الفاظ میں " میرا منہہ بالکل خالی تھا اور میرے سینے میں ٹریژر آئیلینڈ کا ایک حرف بھی نہ تھا " مگر اس جزر کے بعد پھر مد ہوا ' اور " دیکھو ! وہ میرے اندر سے چھوٹی چھوٹی نالیوں کی طرح جاری ہوئی " چنانچہ اس نے ہر روز ایک باب کے حساب سے کتاب پوری کر دی !

اس سلسلے میں یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے افسانوں کے خاکے (پلاٹ) خواب میں دیکھا کرتا تھا ' جیسا کہ اس نے ایکروس دی پلینس (Across the Plains) میں بیان کیا ہے -

اس قسم کے تجربے دوسرے فنون کے میدانوں سے بھی حاصل کیے جاسکتے ہیں جہاں قوت تخلیق کام کرتی ہے - غالباً یہ فن ادب سے زیادہ موسیقی میں نظر آئیگا - مثلاً (Mozart) کے ذہن میں الہام کی آمدنی (کیونکہ الہام " نفس آگاہ " کے لیے آمدنی ہی ہے) نوعیت کا ایک روشن تخیل تھا - مصوروں میں سے Watteau ایک عجیب انداز کے ساتھہ کہتا ہے کہ وہ اپنی نادرہ روزگار صناعی پر خود ششدر ہے ! یہ ظاہر ہے کہ وہ ذرا بھی نہیں جانتا کہ وہ کیونکر کرتا ہے ؟

فی الواقع کوئی ذہن نہیں جانتا کہ " وہ کیونکر کرتا ہے ؟ " اگر وہ جانتا تو دوسروں کو بھی بتاسکتا - مگر یہ شے نہ تو نفس کا جاننے والا حصہ ہے ' اور نہ کوئی دوسرا حصہ جسے " آگہی " سمجھہ سکے - یہ تو ایک قوت ہے جو مخفی طبقات میں بہت نیچے مدفون ہے ' اور یہ جو ہمیں نظر آتا ہے صرف اسکے نتائج و آثار ہیں -

غرض اب یہ ثابت ہوگیا ہے کہ احساس ' ادراک ' حافظہ ' ہیجان ' جذبات ' تخلیق ' وغیرہ وغیرہ کے متعلق ایسے اعمال جسمانی و دماغی ہوسکتے ہیں جو ان تمام چیزوں سے بالا تر ہوں جن سے نفس آگاہ واقف ہے - سائنس نے یہ ثابت کردیا ہے کہ ہم اپنے آپ کو جسقدر جانتے ہیں ' اس سے زیادہ بڑے ہیں - نفس کے اشار مرما ابر کے ٹکڑے چومک گئے ہیں ' اور ما بعد الطبیعی میں نئے مناظر کا دروازہ کھلا ہے - ہماری روح بے پایاں اور ناقابل پیمایش نکلی ہے ' اور دفعتاً ہمیں تہ خانوں سے نکالکر ناپیدا کنار مرغزاروں میں لیا گیا ہے - ہم صرف یہی نہیں جانتے کہ ہم آیندہ چلکے کیا ہونگے ؟ بلکہ ہم کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ہم کیا ہیں ؟

اسلیے ہم (Malvolio) کی طرح روح کا تصور عزت کے ساتھہ کرتے ہیں - صاحب اناالحق ' جس سے مسیح نے اتفاق کیا ہے اور اسکا قول نقل کیا ہے ' کہتا ہے کہ " ہم خدا ہیں " یعنی ایک نظر خیرہ کن ہستی ' اور ایک نقش حیرت خیال !

لیکن خواہ ہم اسقدر بلند جائیں یا نہ جائیں ' لیکن بہر حال یہ کوئی ایسی بہت بڑی بات نہیں کہی گئی ہے - کیونکہ ہم یونان اور لاروے کے بہت سے معبودوں سے کہیں زیادہ تعجب انگیز مخلوق ہیں - ہم کم از کم ذیل کے دانشمندانہ مثلث (Triplet) میں ایمرسن (Emerson) کے ہم نوا ہوسکتے ہیں جو ان امور کے متعلق انبیاء کا سا احساس رکھتا ہے - وہ کہتا ہے :

" اگر تجھسے ہوسکے تو تو وہ پر اسرار خط کھینچ جو صحیح طور پر " تجھ " " اس " سے جدا کردے اور یہ بتادے کہ کون انسان ہے اور کون خدا ؟ "

(۳)

متوفی پرو فیسر ولیم جیمس کہا کرتا تھا کہ فلسفہ کا سب سے اہم مسئلہ وحدت و کثرت کا ہے - یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جو " کل " یا " ایک " ہو ' وہی ایک " عالم " بھی ہو جسمیں مادی اور غیر مادی ہر قسم کی چیزیں شامل ہیں ؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی شے ایک ہی وقت میں ایک بھی ہو اور کئی بھی ؟ اگر اسکے بر عکس ہم کثرت کی طرف سے شروع کرتے ہیں - مثلاً یہ اور وہ ' درخت اور مکان ' پہاڑ اور ملک ' خورد بینی کیڑے اور گھانس کی پتیاں یا تتلی ' تو یہ چیزیں جو بلا اختلاف ایک دوسرے سے علحدہ ہیں ' انہیں ہم کیونکر " ایک " دیکھہ سکتے ہیں ؟ اسوقت یہ مسئلہ نا قابل حل ہے - ہم دونوں سروں میں کسی ایک سے شروع کرسکتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ درمیان میں کوئی ملتقی (Mitting place) نہیں ہے - " ایک " ہمیشہ ایک رہیگا اور " کئی " ہمیشہ کئی رہینگے -

لیکن اس مسئلہ کے حل کی طرف کم از کم اشارہ تو ضرور روح ' نفس ' یا ذات مخفی (Subliminal self) کے جدید اصول میں موجود ہے جسے ۲۵ برس ہوے ' سب سے پہلے میرس (Myers) نے پیش کیا تھا ' جسکا استقبال جیمس نے علم النفس میں " سب سے بڑی جدید ترقی " کے نام سے کیا ' اور جسکی تائید تازہ ترین واقعات سے ہو رہی ہے -

یہ صحیح ہے کہ نفوس انسانیہ بہت ہیں ' مگر انمیں بہت ہی مشابہت ہے اور ان تمام علوم میں جنکا تعلق علم الحیات سے ہے ' یہ دیکھا گیا ہے کہ مشابہت کا اشارہ ایک عام سرچشمہ کی طرف ہوتا ہے - اسلیے ایک طرح سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ تمام نفوس انسانیہ کا سرچشمہ صرف ایک ہی ہے -

مگر تحقیقات طبیعی کے مشاہدات جیسے (Telepathy) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام نفوس انسانیہ جو یہاں ہیں اور اسوقت موجود ہیں ' ان میں باہم کچھہ اسطرح کا تعلق کامل ہے کہ وہ ان تمام طریقوں سے خارج اور بالا تر ہے جنکو حواس معلومہ سمجھتے ہیں - اس یقین کے لیے وجوہ موجود ہیں کہ وہ اور اسکے ہمرشتہ مشاہدات میں اصلی کار فرما وہی نفس کا حصۂ مخفی ہے - یہ دلائل اسقدر پیچیدہ ہیں کہ انکی تفصیل یہاں نہیں ہوسکتی -

یہ اور اسی قسم کے غور و فکر کا اشارہ اس طرف ہے کہ گو ہماری معمولی طبیعی آگہی ایک دوسرے سے جدا اور بظاہر ممتاز نظر آتی ہے ' اور اسلیے مخابرات میں نطق اور تحریر کے ذرائع سے بے حد کام لینا پڑتا ہے ' تاہم مخفی سطحوں میں ہم باہم یکدگر وابستہ ہیں -

بتعبیر استعارہ ' ہم میں سے ہر شخص پانی کی ایک دھار ہے جو ایک شہر کی ہزارہا نلوں میں سے کسی ایک نل سے جاری ہے ' مگر پانی وہی ہے اور اسی ایک خزانۂ آب (Reservoir) سے آرہا ہے - اسی طرح وہی ایک روح ہے جو ہم سب کو پہنچی

ہے - " ایک " " کلی " ہے اور " کلی " " ایک " - ممکن ہے کہ کہا جاے ' یہ ایک ایسا نتیجہ ہے جسکا مبنی خیال اور جسکا وجود صرف ذہن میں ہے ' مگر اسکے برعکس حالت یہ ہے کہ یہ بالکل عملی شے ہے ' کیونکہ اسے اعمال انسانیہ سے بہت بڑا تعلق ہے -

دیکھو ! ہم اپنے بھائی اور بہنوں کا کیسا درد رکھتے ہیں ؟ کیا اسکے دوش بدوش یہیں کہتے رہتے کہ خاندان کا فائدہ ایک عام فائدہ ہے ' اور اسکے لیے کیا ہم میں سے ہر شخص کو اس کار زار ہستی میں جنگ نہیں کرنا چاہیے ؟ دیکھو ' کسقدر توسع کے ساتھہ کہا جاسکتا ہے کہ افراد کی بہبودی خاندان کی بہبودی کے ساتھہ وابستہ ہے ' اور جو ایک جزو کے لیے بہتر ہے وہی دوسرے اجزاء کے لیے بھی بہتر ہے ؟ پس اب غور کرو کہ اب سے کیا ہو جاے اگر سب لوگ یا کم از کم متمدن اور تعلیم یافتہ آدمی سمجھنے لگیں کہ انسانیت ایک بڑا خاندان ہے اور فوائد کے لحاظ سے نیز اصلیت و حقیقت کے لحاظ سے " ایک " ہی ہے - جو فرق ہمیں نظر آتا ہے وہ افرادی نفس آگاہ کا فریب ہے - اسکا سبب صرف ہماری اصلی فطرت کا جہل ہے اگر واقعی ایسا ہوجاے تو کیا اس سے ایک انقلاب برپا نہ ہوجائیگا ؟ مجھے تو یقین ہے کہ جلد یا بدیر ایسا ضرور ہوگا -

مذہب کی تعلیم اخوت ایک شریفانہ اخلاقی ترغیب تھی مگر اسکی اپیل محبت کے جذبات سے تھی - اسلیے وہ سرد مہر دماغ کے مقابلے میں بے اثر ثابت ہوئی - لیکن اب اسے علم (سائنس) سے مدد مل رہی ہے - اب علم عقیدہ اور محبت کے ہاتھہ میں ہاتھہ ڈالکر چل رہا ہے اور مشرق میں آسانی شعاعیں پہنچنے کے لیے ایک نئی پو پھٹ رہی ہے - اب نیکی کا دور قریب ہی ہے - .... اب ہمیں یہ نظر آنے لگا ہے کہ ہم " معرکہ آرا اجزاء دیمقراطی " کا ایک انبار ہی نہیں ہیں بلکہ اجزاء وسیع کا ایک مجموعہ ہیں جو آپس میں لڑتے اور ایک جسم تیار کرتے ہیں - پس جو اس جسم کے لیے اچھا یا برا ہے ' وہ اجزاء کے لیے بھی اچھا یا برا ہے - ہمارا شعار ہم جنسی اور یکجہتی ہونا چاہیے - شخصیت حد سے زیادہ تیز ہوگئی ہے - ہمیں انسانیت کو استقلال کے ساتھہ پیش نظر رکھنا چاہیے اور اسکے ایک ایک مجموعہ کو تمام کائنات کے وسیع تر مجموعہ کے لحاظ سے مجموعہ در مجموعہ سمجھنا چاہیے -

الـــهلال :

یہ تحریر اُس عظیم الشان روحانی لٹریچر کے علمی مباحث کا نمونہ ہے جو یورپ اور امریکہ کی موجودہ روحانیات (اسپرچولزم) کے معتقدین نے مرتب کیا ہے اور اسی لیے بجنسہ ترجمہ کردیا گیا ہے ' لیکن قارئین کرام اسکے دعاوی اور اظہارات کی نسبت راے قائم کرنے میں جلدی نہ کریں اور اُس مضمون کا انتظار کریں جو اس موضوع پر الہلال میں نکلنے والا ہے - اُسکی تصویریں مدت سے بنی پڑی ہیں اور بکثرت مواد سامنے ہے لیکن ابتک لکھنے کی مہلت نہیں ملی - یہ گویا اُس مضمون کا تتمہ ہوگا جو پچھلے دنوں ڈاکٹر رسل ویلس ایک طبیعی روحانی کے متعلق شائع ہوا تھا -

ابتـــدائی تعلـــیم

میری مونسٹوری

(۲)

سلسلہ کیلیے جلد حال ملاحظہ ہو الہلال نمبر (۱۴)

اس طریق تعلیم میں سب سے پہلے جس شے پر توجہ کی جاتی ہے ' وہ اولاً قوت لامسہ ' اور اسکے بعد قوت باصرہ و سامعہ کی ترقی ہے - اسکے لیے پہلے مختلف قسم کے کھیل بچوں کو کھلاے جاتے ہیں - اسکے بعد جو اشیاء کہ ان کھیلوں میں استعمال ہوتی ہیں ' انکی اور انکے ناموں اور شکلی صورتوں کے باہمی ربط و تعلق کی طرف بچونکی قوت ادراک کو متوجہ کیا جاتا ہے - مثلاً ایک استانی نے چند بچونکو بلایا کہ آؤ پانی سے کھیلیں ' اور ایک جگ میں ٹھنڈا یا گرم پانی لیکے انکے ہاتھہ پر ڈالنا شروع کردیا - اب بچے خوش ہو ہوکے نیچے طشت میں ہاتھہ دھو رہے ہیں - جب وہ پانی ختم ہوگیا تو اور منگوایا - مگر ابکی دفعہ پہلی مرتبہ کے برعکس گرم کے بدلے ٹھنڈا یا ٹھنڈے کے بدلے گرم منگوایا - ظاہر ہے کہ جب جلد پر دو متضاد کیفیتیں یکے بعد دیگرے طاری ہونگی تو قوت لامسہ میں ایک قسم کا ہیجان یا انتہا شدید پیدا ہوگا - چنانچہ بچوں میں ایک خفیف سی حرکت پیدا ہوئی اور بعض کی زبان سے چند غیر موزوں آوازیں نکل گئیں - معلمہ نے فوراً پوچھا کہ کیا ہے ؟ وہ بچے کیا بتا سکتے ہیں جنہوں نے ابھی اپنی عمر کا تیسرا سال بھی پورا نہیں کیا ہے ؟ (کیونکہ اس طریقہ تعلیم میں داخلہ کی عمر صرف ڈھائی سال ہے) اسلیے استانی نے استفہام تقریری کی صورت میں دریافت کیا کہ کیا پانی گرم ہے ؟ بچوں نے سر ہلا دیا کہ ہاں ! پھر پوچھا کہ پہلے بھی ایسا ہی تھا ؟ انہوں نے سر کے اشارے سے کہا " نہیں " یا کہا : ہاں وہ ٹھنڈا تھا -

یا مثلاً اس نے مختلف قسم کی دفتیاں (پیسٹبورڈ) لیں - بعض نرم اور لچکنے والی ' بعض سخت جیسے لکڑی کا تختہ - اور یہ بچوں کو دیں کہ انہیں لچکاؤ - نرم تو لچک گئی مگر سخت نہیں لچکی - اس نے پھر کہا اور بچوں نے بار بار کوشش کی ' مگر انکی سختی انکے نرم و نازک ہاتھوں کی طاقت سے زیادہ تھی - وہ اس استانی کا منہہ دیکھنے لگے - استانی نے سمجھایا کہ پہلی دفتی نرم تھی اسلیے لچک گئی - دوسری سخت ہے - وہ ہم سے نہیں لچکے گی -

(قوت باصرہ کی تربیت)

اب فرض کرو کہ قوت باصرہ کو ترقی دینا منظور ہے ' اور اسمیں بھی خصوصاً مختلف شکلوں کا باہمی امتیاز اور انکے اسماء تعلیم ' تو اسکے لیے وہ مختلف شکلوں کے لکڑی کے ٹکڑے اور انکے خانے لائیگی - یہ خانے اسطرح بنے ہوتے ہیں کہ انمیں سے ہر ایک میں وہی ٹکڑا جا سکتا ہے جسکے لیے وہ خانہ بنایا گیا ہے - وہ بچوں سے کہیگی کہ ان ٹکڑوں کو ان خانوں میں ڈالو - اسکے بعد ایک کیس میں لپٹ گئے اور اسکے خانوں میں لکڑی کے ٹکڑے ڈالنا شروع کیا - جس نے اپنا ٹکڑا ٹھیک اسکے خانے میں ڈالدیا وہ تو پڑگیا ' اور جس نے دوسرے خانے میں ڈالنا چاہا اس سے نہیں پڑا -

مس مونٹسوری کی ابتدائی تعلیم

اس طریقہ کے سب سے بڑے کامیاب اسکول کے چھہ کلاس جسکی معلمہ مس جارج ہیں

یہ پانچ تصویریں مس مونٹسوری کی ایجاد کردہ ابتدائی نظام کے متعلق ہیں -

(۱) مس جارج معلمہ دکھا رہی ہیں بچوں کے سامنے کاغذ کے کٹے ہوے حروف رکھدیے ہیں جنسے الفاظ ترتیب پاتے ہیں - بچوں کو بتا رہی ہیں کہ الفاظ کے ٹکڑے کر کے کیسے انہیں جمالیں ؟

دو خانے اسکے ایسے بنائے جاتے ہیں جنکے اندر تمام حروف کاغذ کے کٹے ہوے آجاتے ہیں ' اور تعلیم حروف میں ابجد کے پانچ ست استعمال کیے جاتے ہیں -

(۲) معلمہ بچوں کو بتا رہی ہے کہ ضخامت ' قد ' اور طول و عرض کی بنا پر کیونکر اشیا کو شناخت کیا جا سکتا ہے ؟ موضوع تعلیم یہ ہے کہ قوت لامسہ کے ذریعہ مختلف اشیا کی شکلیں معلوم کی جائیں - طریقہ تعلیم یہ ہے کہ بچے کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتے ہیں اور اسکو کوئی تعلیمی چیز دیکر پوچھتے ہیں کہ کیسی ہے ؟ اسکے بعد پٹی کھول دی جاتی ہے ' اور بچہ دیکھکر معلوم کرلیتا ہے کہ اسکا اندازہ صحیح تھا یا نہیں -

(۳) بہت سے چھوٹے چھوٹے لکڑی کے ٹکڑے ہیں جنکی لمبائی اور عرض باہم مختلف ہے - معلمہ بچوں سے کہتی ہے کہ انہیں تلے اوپر رکھتے چلے جاؤ - اسطرح انکو طول و عرض اور حجم و ضخامت اشیا کے علم کی مشق کرائی جاتی ہے -

(۴) رنگوں کے بکس ہیں جنکے عکس سے مختلف قسم کے ملے جلے رنگوں کے تماشے اور کھیل بنے ہیں اور بچہ نہایت دلچسپی سے ان میں مشغول ہو جاتا ہے - رنگوں کی تعداد ۸ ہے - اور انکے عکس اپنی اصلی ترتیب میں اسطرح نظر آتے ہیں کہ یکے بعد دیگرے انکا باہمی تدریجی فرق نمایاں ہو جاتا ہے - موضوع تعلیم رنگوں کی شناخت اور انکی ترکیبی حالتوں کا علم ہے - رنگوں کا فطری حسن خود بخود بچے کو اپنی طرف متوجہ کرلیتا ہے !

(۵) اس مرقع میں بائیں جانب کا بچہ واٹرکلر سے رنگ بھر رہا ہے - درمیان میں جو لڑکی بیٹھی ہے وہ لیس بن رہی ہے - دوسری لڑکی بٹن لگا رہی ہے - اس کھیل کا موضوع درس یہ ہے کہ انگلیوں کی مشترکہ حرکت کو صحیحاً ترقی دی جائے - اس طریق تعلیم میں ریاضی ورزش کی ابتدا انگلیوں سے کرائی جاتی ہے کیونکہ تمام اعمال ید میں انگلیاں ہی اصلی قوت کار ہیں -

(۶) لکڑی کے نو ٹکڑے ہیں جنپر مختلف رنگوں میں ایک سے لیکر نو تک کے عدد منقوش ہیں - معلمہ پہلے ان ٹکڑوں کو باہم ملا کر رکھدیتی ہے اور بچے کو انکے خوشنما و مختلف رنگوں کی ترتیب دکھلا دیتی ہے - بچہ جب اچھی طرح دیکھ لیتا ہے تو پھر اس سلسلے کو منتشر کردیتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ اب اسی طرح تم بھی ملا کر دکھلاؤ - رنگوں کا اختلاف ' انکی باہمی آمیزش کی طبیعی خوشنمائی ' انکی ترتیبی حالت کا سلسلۂ الوان ' اسقدر دلفریب ہوتا ہے کہ بچہ پوری دلچسپی سے از خود انہیں جوڑ کے رکھنے کا شائق ہو جاتا ہے - موضوع تعلیم علم حساب کا ابتدائی درس ہے - اس رنگین کھیل سے پھرنکر خود بخود تعداد اور ابتدائی عشرۂ حساب کا علم حاصل ہو جاتا ہے -

کامیاب خوش و خرم اور ناکام کھسیانے ہوگئے - استانی نے ان ناکام بچوں کو تسلی دی' اور چمکار کے ایک لڑکے سے کہا کہ تمہارا ٹکڑا اس طرح کا مثلاً گول ہے - جب گول خانے میں ڈالوگے جب ہی پڑیگا' - پھر کہا کہ دیکھو اس کیس میں گول خانہ کہاں ہے ؟ اس نے تھوڑی دیر تک تلاش کیا' اور اسکے بعد ڈھونڈھ نکالا - اس بچے کو کہا کہ اسمیں ڈالدو - بچے نے جب ٹکڑا ڈالا تو اندر چلا گیا - وہ باغ باغ ہوگیا - اسی طرح اور بچوں کو بھی بتایا' یہاں تک کہ سبکی شرمساری و ناکامی کامرانی کی مسرت سے بدلگئی' اور اسطرح بغیر کسی باقاعدہ تعلیم کے انہیں ریاضی و اقلیدس کے بڑے بڑے مسائل معلوم ہوگئے !

یا مثلاً شکل کے بدلے رنگوں کے باہمی فرق اور انکے نام بتانا مقصود ہیں - وہ لکڑی کی رنگیں تختیاں بچوں کے آگے رکھدیگی اور رنگ برنگ کی ریشمی پٹیاں انکو دیگی کہ ان تختیوں پر باندھیں - پٹیوں کے باندھنے میں ایسی ترتیب ملحوظ رکھدگی کہ باندھنے کے بعد ایک عجیب دلفریب منظر پیدا ہوجائے - بچے اسے دیکھکے خوش ہونگے' اور اسی سلسلہ میں انہیں ایک ایک رنگ کا نام یاد کرا دیگی !

(لامسہ و سامعہ)

اس طریق تعلیم میں بعض کھیل ایسے ہیں جن سے قوت لامسہ اور قوت سامعہ' دونوں کی ایک ساتھہ پرداخت و بالیدگی ہوتی ہے - یہ کھیل اندھیرے میں ہوتا ہے - اسکے تمام کھلونے پتھر یا کسی اور وزن دار شے کے ہوتے ہیں -

فرض کرو کہ استانی یہ کھیل کھلانا چاہتی ہے تو وہ ایک بچے کو بلالیگی' اور اسے ایک ایسی میز کے پاس کھڑا کرائیگی کہ اس لڑکے کا ہاتھہ ایک طرف سے دوسری طرف جاسکے - اسکے بعد اسکی آنکھوں پر پٹی باندھدیگی' اور اس میز پر پتھر کے چند ٹکڑے جو ایک دوسرے سے وزن اور قد و قامت میں مختلف ہوتے ہیں' لڑھکا کر بچے سے کہیگی کہ انہیں چنکے اس طرح رکھدو کہ جو پتھر جس پتھر سے وزن میں کم ہو وہ اسکے بعد ہی رکھا جائے - بچے کی آنکھیں بند' وہ نہیں جانتا کہ کون ٹکڑا کدھر گیا ہے ؟ پھر وہ کیونکر معلوم کریگا کہ سب سے زیادہ وزندار ٹکڑا کون ہے اور کدھر گیا ہے ؟

استانی بچے کو ہدایت کریگی کہ وہ ان ٹکڑوں کی آواز غور سے سنے - ظاہر ہے کہ جو شے بھاری ہوگی اسکے گرنے کی آواز بھی بھاری ہوگی' اور جو چیز ہلکی ہوگی' اسکے گرنے کی آواز بھی ہلکی ہوگی - اسی آواز سے بچہ نہ صرف ٹکڑوں کی جگہ کو بلکہ انکا وزن بھی معلوم کرلیگا' اور اگر وہ اسمیں کامیاب نہ ہوا تو پھر وہ ٹٹولکے جمع کریگا اور دونوں ہاتھوں میں تولکے انکے وزن کو معلوم کرلیگا -

غرض اس کھیل میں قوت لامسہ اور قوت سامعہ' دونوں کی تربیت و ترقی ہوتی ہے -

(جسمانی ورزش)

اس طریق تعلیم میں صرف حواس ہی کی پرداخت و بالیدگی پر توجہ نہیں کی جاتی' بلکہ حواس کے ساتھہ ساتھہ اعضا و جوارح یعنی ہاتھہ پیر وغیرہ کے نشو و نما کا بھی پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے -

ہر بچے کے کھلونے اور دوسری ضرورت کی چیزیں ایک جگہ قرینے سے رکھی ہوتی ہیں -

انکے لانے کے لیے نوکر نہیں ہوتا - بچہ اپنے کھلونے خود ہی اٹھا کر لاتا ہے - جب کھیل سے فارغ ہوجاتے ہیں تو جہاں سے لاتے ہیں وہیں رکھہ آتے ہیں - کام کی عادت ڈالنے اور ہاتھہ پیروں کی باقاعدہ ورزش کے لیے یہاں تک کیا جاتا ہے کہ کپڑے پہننا' جوتوں کی لیس باندھنا' ہاتھہ منہہ دھونا' نہانا وغیرہ وغیرہ تمام کام استانیاں اپنی موجودگی میں ان بچوں سے لیتی ہیں - جو کام ایسے ہیں جنہیں ہر بچہ خود کرلے سکتا ہے' وہ تو خود کرتا ہے اور جو کام وہ تنہا نہیں کرسکتا' اسمیں دوسرے بچے اسکی مدد کرتے ہیں -

(طریق کتابت)

یہ اس طریق تعلیم کی اولین منزل ہے - عام طور پر ابتدا پڑھانے سے کی جاتی ہے' مگر اس تعلیم میں کتابت قرات پر مقدم ہے - اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہندوستان کی طرح بچوں کو حروف کی شکلیں بتا کے دیدی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ اسکے نام' شکل' اور پھر لکھنا' یہ تینوں کام ایک ساتھہ ہی کرو -

نہیں' اس تعلیم کی تمام چیزوں کی طرح کتابت کی تعلیم بھی کھلونے ہی کے ذریعہ دیجاتی ہے - دفتی کے ٹکڑوں پر ورق سنگدانہ (emery paper) کے حروف کٹے ہوئے چسپاں ہوتے ہیں - یہ حروف بچوں کو دیدیے جاتے ہیں - وہ ان سے کھیلتے ہیں - کھیل اس انداز سے مرتب کیے گئے ہیں کہ بچوں کو ان حروف پر لازمی طور پر انگلی پھیرنا پڑتی ہے - اسطرح قبل اسکے کہ بچہ قلم اور روشنائی لیکر لکھنے بیٹھے' اسکی انگلیاں ان تمام گردشوں کی عادی ہو جاتی ہیں' جنکی ضرورت حروف کے لکھنے میں پڑتی ہے !

پھر صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا جاتا' بلکہ جسطرح ہمارے یہاں قدیم طرز تعلیم میں مبالغہ بچوں کو کتکھے بنا کے دیتے ہیں کہ بچے اس پر ہاتھہ پھیریں' اسطرح ان لڑکوں کو بھی بنے بنائے حروف دیے جاتے ہیں جنکا جوف خالی ہوتا ہے - وہ انمیں رنگ بھرتے ہیں - جب بچے اچھی طرح حرفوں کی شکلیں پہچاننے لگتے ہیں تو پھر مرکبات بتائے جاتے ہیں -

(تعلیم کتابت کی مدت)

مسٹر ہولمز مفتش (انسپکٹر) تعلیمات انگلستان لکھتے ہیں :

" لکھنے کے لیے اسطرح سے تیار ہونے میں ان بچوں کا ڈیڑھ مہینے سے زیادہ صرف نہیں ہوتا جنکی عمر ابھی صرف چار ہی سال کی ہے - جب یہ مدت گذر جاتی ہے تو وہ روشنائی سے سادہ اور بسیط مرکبات لکھنا شروع کرتے ہیں - اگر مشق جاری رہے تو تین مہینے نہیں گذرنے پاتے کہ بچے کا خط نہایت خوشنما ہوجاتا ہے !

جب بچے کو لکھنا آجاتا ہے تو اسے پڑھنے پر لگایا جاتا ہے - پڑھنے میں وہ صرف انہی الفاظ کو نہیں پڑھتا جنکو وہ خود لکھتا ہے' بلکہ اسے ہر قسم کی تحریر پڑھائی جاتی ہے' خواہ وہ مطبوعہ ہو یا قلمی' اور خود اسکی لکھی ہوئی ہو یا غیر کی -

بچے کو جس زبان کی تعلیم دی جاتی ہے' وہ اگر ایسی زبان ہے جسمیں تمام حروف پڑھے جاتے ہیں - یعنی کوئی حرف بھی سائلینٹ یا غیر ملفوظ نہیں ہوتا' تو اسکے سیکھنے میں بچے کو بہت سہولت ہوتی ہے - چنانچہ تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ بچوں کو اطالی زبان انگریزی' فرانچ' اور جرمن وغیرہ کی نسبت جلد آجاتی ہے - کیونکہ اطالی میں سائلینٹ (حروف غیر ملفوظ) کا جھگڑا نہیں ہے "

پڑھنے کی ابتدا مفرد اسماء سے کرائی جاتی ہے - اسکے بعد مفرد صفات اور صفات کے بعد جملے بتائے جاتے ہیں - تمام الفاظ

کارڈوں پر لکھے ہوئے ہیں - کارڈ کی وہی شکل ہوتی ہے جو اس پر لکھے ہوئے لفظ کے مطلب کی ہوتی ہے - مثلاً ایک کارڈ پر کتا لکھا ہوا ہے' تو وہ کارڈ خود بھی کتے ہی کی شکل کا ہوگا - و قس علی ہذا -

جب تک مفردات کی تعلیم ہوتی رہتی ہے' اسوقت تک ان بچوں کی مدد یہی کارڈ ہوتے ہیں - لیکن جب یہ دور ختم ہوجاتا ہے اور جملوں کا وقت آتا ہے تو ان کارڈوں کے بدلے سیاہ تختے استعمال کیے جاتے ہیں - جملے زیادہ تر کھیل کے سوالات یا احکام ہوتے ہیں - استانی اس قسم کے جملے تختے پر لکھکے بچوں سے پڑھواتی ہے' اور پھر اسکی تعمیل کراتی ہے -

اس طریق تعلیم میں غیر معمولی کامیابی ہوئی ہے - چنانچہ وہ بچے جنکی عمر ابھی ساڑھے تین برس کی تھی' بغیر اسکے کہ وہ ایک منٹ کے لیے بھی یہ سمجھکر دل گرفتہ ہوں کہ وہ پڑھ رہے ہیں' انہوں نے انگریزی لکھنا اور پڑھنا سیکھہ لیا !!

یہ کوئی مستثنی واقعہ نہیں بلکہ اس تعلیم کا ایک مسلم نتیجہ ہے - چنانچہ مسٹر ہولمز' جنہوں نے اس طریق تعلیم کو نہایت دقت نظر سے دیکھا ہے' کہتے ہیں کہ اس تعلیم کے بعد یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں کہ بچہ اسقدر جلد نوشت و خواند سیکھہ لیتا ہے - یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ چلتا پھرتا اور بولتا چالتا ہے !

(حساب)

پڑھنے کے بعد حساب کی باری آتی ہے - حساب بھی بالکل کھیل ہی کھیل میں سکھایا جاتا ہے - میڈم مونٹسوری کے بعض ایسے کھیل ایجاد کیے ہیں جنمیں گنتی کا ہونا ناگزیر ہے - اس قسم کے کھیلوں کے لیے اس خاتون نے بعض خاص قسم کے کھلونے بھی بنالے ہیں جن پر گنتی لکھی ہوتی ہے - یہ کھلونے بچوں کو دیدیے جاتے ہیں اور وہ ان سے کھیلنا شروع کرتے ہیں - یہی کھیل انہیں حساب سکھا دیتا ہے !

اس طریق تعلیم کا تجربہ اسوقت صرف ان لڑکوں پر کیا گیا ہے جو ابھی طفولیت کے دور میں تھے' لیکن امید ہے کہ ان لڑکوں کی تعلیم میں بھی کامیاب ہوگا جو اس منزل عمر سے گزر چکے ہیں -

(معلمات)

یہاں تک در فن تعلیم کے متعلق بحث تھی - اب ہم چند کلمات استادوں اور استانیوں کے متعلق کہنا چاہتے ہیں -

عام طور پڑھانے والوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ بچے کو کوئی نئی چیز شروع کراتے ہیں تو پہلے اسے بتادیتے ہیں' پھر اس سے کہتے ہیں کہ اسکی نقل کرے - یا اگر دیکھتے ہیں کہ بچہ ایک کام کر رہا ہے مگر اس سے نہیں ہوتا' تو فوراً اسکی مدد کرنے لگتے ہیں - یا اگر اس نے کر تو لیا مگر اسمیں کسی قسم کی غلطی رہگئی ہے' تو خود ہی آسے درست کردیتے ہیں -

لیکن اس طریقہ تعلیم کی استانی جب کوئی نئی شے شروع کرانا چاہتی ہے تو ایسے مواقع پیدا کرتی ہے کہ بچے کو خود بخود کام کی طرف توجہ ہو - جب انکو متوجہ دیکھتی ہے تو منتظر رہتی ہے کہ وہ خود بخود اسکو کرنا چاہے - البتہ جسوقت اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ بچہ خود نہیں کرسکتا کیونکہ اپنی کوشش ختم کرچکا ہے' تو پھر اسوقت بتادیتی ہے -

اسی طرح اگر وہ غلطی کرتا ہے تو کوشش کرتی ہے کہ خود اپنی غلطی پر متنبہ ہو جائے - اگر نہیں ہوتا تو پھر ٹوکتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ وہ خود ہی اسے درست کردے - جب اسمیں بھی کامیابی نہیں ہوتی تو پھر مجبوراً خود ہی بتا دیتی ہے -

اسلیے قدرتاً اس طریق تعلیم کی کامیابی کا دار و مدار پڑھانے والوں کی لیاقت و قابلیت پر ہوتا ہے' اور اس کے لیے جس قسم کی نوعیت اور جس مقدار کی قابلیت کی ضرورت ہے وہ اس سے بالکل مختلف اور بہت زیادہ ہے' جو عام مدارس کے لیے درکار ہوتی ہے -

چنانچہ جس مدرسہ کو بدقسمتی سے قابل استانیوں یا استادوں کی کافی تعداد نہیں ملتی' اسے مجبوراً بند کردیا جاتا ہے - مسٹر ہولمز کہتے ہیں :

" میں نے پانچ مدرسے جو اس طریق تعلیم کے لیے قائم کیے گئے' دیکھے - مگر ان میں سے چار کو کامیاب اور ایک کو ناکام پایا - اسکی وجہ مہتممہ کا اس طریقہ کے تفصیلی حالات سے جہل تھا - میں نے اسکی اصلاح کی بہت کوشش کی مگر بالاخر مدرسہ بند ہی کر دینا پڑا "

(موانع رواج تعلیم جدید)

قابل استانیوں کے قحط کے علاوہ اس طریق تعلیم کی راہ میں ایک دوسرا سنگ گراں اسکی گرانی بھی ہے - سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اسمیں عام طریق تعلیم کی نسبت جگہ زیادہ درکار ہوتی ہے - عام تعلیم میں فی بچہ ۹ فیٹ جگہ کافی ہوتی ہے مگر اسکے لیے کم از کم ۱۵ فیٹ چاہیے - کیونکہ اول تو یہاں بچے آزاد اور خود مختار ہوتے ہیں - چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے کے متعلق کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوتی - دوسرے اس کے لیے ساز و سامان بھی بہت ہوتا ہے جسکے لیے وسیع جگہ کی ضرورت ہے - پھر اسمیں استانیاں بھی بہت چاہییں کیونکہ ایک استانی مشکل سے بیس لڑکوں کو پڑھا سکتی ہے -

با ایں ہمہ امید ہے کہ بہت جلد یہ طریقہ تمام یورپ اور امریکہ میں رائج ہو جائیگا - کیونکہ وہ اب تجربہ کی حد سے گزر چکا ہے اور اسکے فوائد منظر عام پر آچکے ہیں -

(گورنمنٹ ہند اور مسئلہ تعلیم)

لیکن کیا گورنمنٹ ہند بھی اس طریق تعلیم کے فوائد معلوم کرکے بدبخت ہندوستانیوں تک آسے پہنچانے کی کوشش کریگی ؟ کیا جو گورنمنٹ اپنے تئیں ہندوستان کا تربیت فرما بیان کرتی ہے' وہ چند امتحان لینے والی یونیورسٹیوں کو قائم کرکے تمام فرائض تربیت سے سبکدوش ہوگئی ہے ؟ افسوس کہ اسکے جواب میں بحالت موجودہ مایوسی کے سوا اور کچھہ نہیں ہے !

مسئلۂ اصلاح ندوہ

بتاریخ ۳ - اپریل جامع مسجد کہل گاؤں میں بعد نماز جمعہ ایک عام جلسہ مسلمانان کہل گاؤں کا زیر صدارت جناب ابو نعیم صاحب بی - اے بدیں غرض منعقد ہوا کہ ندوہ کی موجودہ حالت کے متعلق قوم کو توجہہ دلائے -

لائق صدر انجمن نیز جناب حافظ مولوی منظر علی صاحب نے بہت ہی اچھے پیرایہ میں ندوۃ العلما کی سرگذشت اور اغراض و مقاصد بیان کیے - اسکے بعد حسب ذیل تجویزیں باتفاق رائے منظور ہوئیں جو بغرض آگاہی قوم روانہ کیجاتی ہیں :

(۱) یہ جلسہ طلبا کے دار العلوم ندوۃ العلما کی اسٹرائک کو نہایت افسوس کی نظر سے دیکھتا ہے' اور اس نازک وقت میں بہت ہی غور طلب معاملہ سمجھتا ہے -

(۲) یہ جلسہ بہی خواہان قوم سے درخواست کرتا ہے کہ وہ بعد کامل اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کے اپنی توجہہ اصلاح و استقلال ندوہ کی طرف منعطف فرما کر قوم کو مشکور فرمائیں -

(۳) یہ جلسہ موجودہ ناظم ندوۃ العلما سے غیر مطمئن ہے اور انہیں اس عہدہ کیلیے موزوں نہیں سمجھتا -

ناچیز شرف الدین

اردو پریس کی تنظیم

ایک اهم تجویز

صوبۂ پنجاب و اگرا و اودهه کے اسلامي اخبارات

جناب نے از راه نوازش نیازمند کي تحریر الهلال جلد حال نمبر ۱۲ میں درج فرماکر جو جواب مرحمت فرمایا ہے ' اسکا شکریه ادا کرتا هوں - میں نے لکها تها که صوبۂ متحده مسلمانوں کے بڑے بڑے کاموں کا مرکز ہے مگر یہاں سے کوئي با وقعت اخبار نہیں نکلتا - جناب نے اس پر تعجب کیا ہے اور لکها ہے که اخبارات تو نکل رہے هیں - پهر خود هي یه راے دي ہے که روزانه کیلیے کوشش کرنی چاهیے اور بہتر ہے که اخبار مشرق یا کوئي اور اخبار روزانه هوجاے -

لیکن گذارش ہے که میں اسقدر دنیا سے بے خبر نہیں هوں که مجهے ایک صوبے کے مشہور اخباروں کا حال معلوم نهو اور سمجهتا هوں که وهاں سے کوئي اخبار نہیں نکلتا - مجهے معلوم ہے که علی گڈه گزٹ اردو کا سب سے پہلا رفیع الخبار وهیں سے نکلتا ہے - البشیر اور مشرق بهي وهیں سے نکلتے هیں - جناب نے انکي تعریف کي ہے - ممکن ہے که ایسا هی هو مگر میرا مقصد تو یه تها که گو بہت سے اخبار نکل رہے هیں ' لیکن همارے لیے انکا وجود و عدم برابر ہے - کوئی آزاد مسلمان اخبار نہیں نکلتا - ان سب کي پالیسی کا حال دنیا کو معلوم ہے -

میں چاهتا هوں که اس صوبے میں ایک کمپنی قائم کی جاے لیکن اسے نیا اخبار نکالنا چاهیے - ایک هفته وار ایک روزانه - ملک میں اب آزاد اخبارات کا کافي ذوق پیدا هوگیا ہے ' اور ارزاں قیمت هو تو کمپنی کو نقصان کا خوف بهي کسي طرح نہیں هو سکتا - آپ جن اخبارات کو بتلاتے هیں' انسے مسلمانوں کي موجوده سیاسي حالت کو نفع نہیں پہنچ سکتا - وه انہیں آگے لیجانے سے قاصر هیں اور اپني اغراض کي بنا پر سعی کرتے هیں که هوسکے توپهر پیچهے لیجالیں - مجهے آپکا ایسا خیال پڑهکر سخت تعجب هوا ......

میرا تو یه خیال ہے که اب حالت بدل گئي ہے ' اور اسلامي پریس کا صرف اشخاص کي قوت پر چهوڑ دینا ٹهیک نہیں - چاهیے که هر صوبے میں کمپنیاں کهل جائیں - هر کمپني ایک روزانه اور ایک هفته وار اخبار ایک هي اصول اور پالیسي کے ماتحت جاري کردے - اسطرح تمام مسلمانان هند ایک هي طرح کي صدائیں سننے لگینگے - ایسا هونا کچهه مشکل نہیں ہے - جو لوگ زمیندار فنڈ میں بار بار چنده دیکر اپني بیداري کا ثبوت دیچکے هیں ' کیا وه ایک مرتبه سو پچاس روپیه دیکر کمپني میں شریک نہیں هوسکتے ؟

میں پہلے لکهه چکا هوں اور اب پهر اعاده کرتا هوں که اگر کمپني قائم هو تو صوبجات متحده کی کمپني میں ایک معقول حصه سب سے پہلے میں خریدونگا - جناب اس تجویز پر غور فرمالیں اور اهل الراے بزرگوں سے مشوره کریں - اگر آپکا قلم ساتهه دے تو ایسے صدها کام هوسکتے هیں -

نیاز مند - ن - ح -

الهـــلال :

اس عاجز کا بهي یه مقصد نه تها که آپ کو ان اخبارات کي خبر نہیں' لیکن چونکه آپنے مطلق نفی سے کام لیا تها ' اسلیے میں نے بهي صرف اثبات هي کو کافی سمجها -

آپکا یه خیال که " صوبجات متحده سے جو مسلمان اخبارات نکل رہے هیں انکا وجود و عدم برابر ہے " میرے عقیدے میں اسدرجه افسوس ناک خیال ہے که اگر اسکي تغلیط کردینے کا اراده نهوتا تو میں اسے شائع بهي نه کرتا جیسا که آگے چلکر دس باره سطریں مجبوراً کاٹ دي هیں - اختلاف راے دوسري چیز ہے - همکو اپني بصیرت کے مطابق اپنی راے کو ترجیح دینے یا حق سمجهنے کا پورا حق حاصل ہے - مگر دوسروں کي نسبت یه سمجهه لینے کا که انکا وجود محض بیکار و لا حاصل ہے' کسي کو حق نہیں پہنچتا - صوبجات متحده سے جسقدر اخبارات نکل رہے هیں' وه بهي مثل تمام اخبارات کے بقدر اپني طاقت او و سمجهه کے ملک و قوم کي خدمت کر رہے هیں" اور جب تک صریح واقعات سامنے نه هوں اس وقت تک نیتوں کے لیے عدالت کهولنا اور فیصله کرنا بہت نازیبا انسانی جسارت هے -

بیشک میں نے البشیر اور مشرق وغیره کي تعریف کی تهي لیکن اسکے وجوه بهی لکهدیے تهے' اور ان اعتبارات سے اب بهي ان اخبارات کو اچها سمجهتا هوں اور یقین کرتا هوں که انکا وجود مفید ہے اور وه اپني قوت کے مطابق خدمت کر رہے هیں -

اسی طرح مسارات ' قیصر هند ' مسلم گزٹ بارذوم ' یه تمام اخبارات بهي اسي صوبے سے نکل رہے هیں ' اور میں نہیں سمجهتا که آپکے پاس اسکے لیے کیا وجوه هیں که انہیں کلیتاً نظر انداز کردیں ؟ میں ان سب میں کچهه نه کچهه خوبیاں پاتا هوں ' اور ان میں هر شخص اسي طرح خدمت قوم کي سعی کررها ہے جس طرح آپکے پیش نظر اشخاص -

رهی پالیسي اور اصول نگارش و آراء ' تو یه اپنی اپنی سمجهه ہے اور اپنی اپنی بصیرت - جس طرح اور جس قوت سے ایک شے آپکو مفید نظر آرهی هے ' بہت ممکن هے که بالکل اسی طرح دوسرے کو مضر نظر آتی هو - آپکو چاهیے که آپ جس عقیده کو حق سمجهتے هیں اسکا اعلان کیجیے ' اسکے مخالف خیالات کا پوري قوت سے رد کیجیے ' معروف کی دعوة دیجیے اور منکر سے لوگوں کو بچائیے اور اسمیں کسی کی پروا نه کیجیے - لیکن یه اسکے لیے مستلزم نہیں که آپ انکی دوسري خوبیوں سے انکار کردیجیے یا انکے وجود هی کو کالعدم سمجهیے -

البته اگر آپکے پاس ایسے وجوه موجود هیں جنکی بنا پر آپ نیتوں کو اغراض سے آلوده پاتے هیں' تو ایسی راے رکهه سکتے هیں' مگر میرے سامنے تو ابهي وه وجوه نہیں هیں -

رها اردو پریس کی تنظیم و وحدت کا خیال تو بلا شبهه یه بہترین خیال هے - متعدد واقعات نے بتلا دیا هے که اخبارات کو اشخاص کے هاتهه میں چهوڑ دینا بہتر نہیں - پریس ایکٹ ایک شخص کے پریس کو ضبط کرنے کی جگه بہتر هے که صدها اشخاص کے مشترکه مال کو ضبط کرے ' اور اس طرح جو کچهه نقصان هو وه هر شخص

بانٹ کر برداشت کرے - پہر خیالات کی طوائف الملوکی سے بہتر ہے کہ کم از کم کسی ایک اصول میں تو لوگ متحد ہو جائیں -

(تجـویز)

میں سمجھتا ہوں نہ پنجاب اور صوبجات متحدہ سے اس کام کو شروع کیا جاے ' اور اس طرح کیا جاے کہ جو عمدہ اخبارات اس وقت نکل رہے ہیں" وہ سب' یا ان میں سے جو منظور کریں ' ایک خاص قرار دادہ شرط کے ماتحت یک جا ہو جائیں' اور اعلان کر دیا جاے نہ یہ سب ایک ہي سلسلہ کے اخبارات ہیں - ہر اخبار کوئی خاص خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے - جس شخص کو وہ خصوصیت مطلوب ہو وہ اسي اخبار کو خریدے - کچھہ ضرور نہیں کہ وہ ہر معاملہ میں متحد الراے بھي ہوں - ایسا ہونا ممکن نہیں اور حق پرستي کے ساتھہ جائز بھی نہیں - البتہ قرارداد کے مطابق ایک اصول مشترک ان میں ضرور ہونا چاہیے -

مثلاً لاہور میں عمدہ حلقۂ اشاعت رکھنے والے اخبارات دوست سے ہیں - اخبار وطن لاہور اسلامي ممالک کے عام حالات' عربي اخبارات کے اقتباسات ' اور انگریزي جرائد کے علمائي و مشرقي مراسلہ نگاروں کے تراجم جس کثرت کے ساتھہ دیتا ہے کوئي نہیں دیتا ' اور اس شاخ میں وہ سب سے زیادہ دلچسپ ہے - روزانہ پیسہ اخبار ایک عام روزانہ اخبار کی حیثیت سے ہر طرح کا مواد بہم پہنچاتا ہے' اور تمام روزانہ معاملات پر چھوٹے چھوٹے نوٹ دیتا ہے - زمیندار اپني خصوصیات معلومہ و شہیرہ کے لحاظ سے پوري شہرت رکھتا ہے اور لوگ اسکے بہت گرویدہ ہیں - یہ تینوں اخبار تین مختلف مذاق کی جماعتوں کیلیے ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ باہم رقیب ہوں - جس شخص کو جس طرح کے اخبار کی ضرورت ہو خریدے - یہ سب ایک ایسوسي ایشن کے ماتحت ہو سکتے ہیں -

وطن اور پیسہ اخبار ملک کو تعلیم دیں - زمیندار ملک کي شکایتیں گورنمنٹ کے آگے پیش کرے -

اگر ہم چاہیں تو سب کچھہ کر سکتے ہیں اور بہت تھوڑے سے ایثار کي ضرورت ہے - قوم کی خدمت کا سب کو درد ہے - نہ تو وہ صرف زمیندار کے دفتر میں مقفل ہے' نہ کارخانہ وطن اور پیسہ اخبار میں ' یہ تمام لوگ اپنے اپنے دائرۂ خدمت کو مشخص کرکے بغیر تصادم کے خدمت کر سکتے ہیں -

اسي طرح صوبجات متحدہ کے کچھہ اخبار باہم متحد ہو جائیں - پھر اور صوبوں کے - لیکن بمبئي ' بنگال ' مدراس ' اور بہار سے اخبارات نہیں نکلتے - وہاں نئے بھي جاري کرنے چاہئیں -

میں سمجھہ نہیں سکتا کہ آپ ایسا تعلیم یافتہ اور صاحب اثر بزرگ کیوں علانیہ سعي نہیں کرتا ؟ آپ اپنے صوبے میں کام شروع کر دیں - سب سے پہلے موجودہ اخبارات کے مالکوں سے ملیں اور مشورہ کریں - اگر آپکا مقصد حاصل نہو تو پھر دوسري راہ اختیار کریں - پتھر کی چھپائي بہت ارزاں ہے' اور ایک عمدہ ہفتہ وار اخبار پانچ چھہ ہزار روپیے کے ابتدائي سرمایہ سے نکل سکتا ہے -

---

مسئلۂ بقــاء و اصلاح ندوہ

مولوی عبدالسلام صاحب کا خط

از جناب مولانا سید فضل الحسن صاحب حسرت موہاني

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الهــلال - تسلیم !

معاملات ندوہ کے متعلق آجکل تقریباً کل اسلامي اخباروں میں جو بحث جاري ہے باوجود دیگر مشاغل' راقم حروف نے بڑي دلچسپي نے ساتھہ مطالعہ کیا - میں اس موقعہ پر علامہ شبلي یا انکے مخالف گروہ کي تائید یا تردید کرنا نہیں چاہتا ' لیکن سلسلۂ بحث میں دو ایک باتیں ایسي پیش آگئی ہیں جنکي نسبت چند کلمے عرض کرنا ضروري معلوم ہوتے ہیں - کیونکہ انکے متعلق میرے خیال میں اسوقت تک کسی نے بے لاگ راے قائم نہیں کي ہے -

مثلاً مولوي عبد السلام صاحب ندوي نے اپنے ایک خط میں طلباے ندوہ کو اسٹرائک کرنے کي جو تحریک کي ہے آسے تمام لوگوں نے ' عام اس سے کہ وہ مولوي شبلي صاحب کے موافق ہوں یا مخالف' حد درجہ مذموم اور قابل ملامت فعل قرار دیا ہے - اور الہلال نے بھي سخت ملامت کي ہے -

مجھکو چونکہ بفضلہ تعالے کسی گروہ سے تعلق نہیں ہے اسلیے بلا خوف تردید و لومۂ لائم اس راے کا ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ تحریک اسٹرائک کو علامۂ شبلي کے ایما سے منسوب کرنے کے سوا باقي اور کوئی بات مولوي عبد السلام صاحب کے خط میں قابل اعتراض نہیں ہے -

جو لوگ آسکي تحریر کو جنون' شکایت ' یا فتنہ پردازي قرار دیتے ہیں' آنہیں پہلے یہ بات ثابت کرنا چاہیے کہ بحالت مجبوري اسٹرائک کرنا یا اسکي تحریک کرنا کوئي نا معقول فعل ہے - ہم کہتے ہیں کہ زبردست کے مقابلے میں کمزوروں کا اسٹرائک کرنا انکا ایک قدرتي حق ہے جسکو بلا دلیل نا جائز قرار دینے کا کسي شخص کو کوئی منصب حاصل نہیں - اگر کسي کو اس بات کا دعوی ہو تو وہ آسے پیش کراے - آسکا مسکت جواب دیا جائیگا - انشاء اللہ تعالے -

مولوي عبد السلام صاحب نے اسٹرائک کی جو تحریک کي تھی وہ بالکل صحیح تھي ' اور اگر وہ پختہ کار یا صاحب استقلال ہوتے تو اپني تحریر پر اطمینان اور صداقت کے ساتھہ قائم رہ سکتے تھے - لیکن افسوس نہ اعتراض کی کثرت سے گھبرا کر انھوں نے خود ہی اپنے ایک بالکل جائز فعل کو ناروا تسلیم کرلیا - تحریک اسٹرائک کو مولوي شبلی صاحب کے قلم سے منسوب کرنے کو ہم اچھا نہیں کہتے ' لیکن وہ بھی کوئي اسدرجہ مذموم فعل نہیں ہے کہ اسکي بنا پر مولوي عبد السلام صاحب پر گالیوں کي بوچھاڑ کردي جاے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تحریک اسٹرائک کے متعلق مولوي شبلي صاحب نے کوئي علانیہ ایما نہ کیا ہوگا ' لیکن فحواے کلام سے ایسا ضرور دریافت ہوسکتا ہوگا کہ مولانا اس تحریک کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے ' جیسا کہ اب بھي انکي تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بحالت مجبوري اسٹرائک کو جائز قرار دیتے ہیں - پس ایسي حالت میں اپني تحریک کو پرزور بنانے کے لیے علامۂ شبلي کے قلم کا حوالہ دے دینا گناہ کبیرہ یا کفر کي حد تک نہیں پہنچتا -

---

حرم مدینہ منورۂ کا سطحي خاکہ

بلکہ میرا گمان تو یہ ہے کہ جو لوگ مولوی عبد السلام صاحب کو محض اس بنا پر گالیاں دے رہے ہیں وہ خود اس قسم کے گناہوں کا ارتکاب بارہا کرچکے ہونگے ' اور میرا دعوی ہے کہ غالباً آیندہ بھی ضرور کرینگے - مثال کے لیے دھلی مسلم ڈیپوٹیشن کا واقعہ کافی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ مختلف الخیال لوگوں کو شمول ڈیپوٹیشن کی ترغیب و تحریص میں جو پرائیوٹ خطوط لکھے گئے ہونگے یا زبانی گفتگو کی گئی ہوگی ' اسمیں اس سے زیادہ دروغ مصلحت آمیز حرف پیش آیا ہوگا - اور یقیناً یہ ظاہر کیا گیا ہوگا کہ خود وایسرائے کا منشا ہے کہ ایک ایسا ڈیپوٹیشن آئے ' یا سر علی امام کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ وایسرائے کی یہ خواہش ہے - وقس علی ہذا -

اصل یہ ہے کہ ہم لوگ دوسروں کی اخلاقی کمزوریوں پر طعن کرنے میں بہت بے باک ہیں لیکن خود اسی قسم کی کمزوریوں میں مبتلا ہوجانے کیلیے بادنی تحریک آمادہ رہتے ہیں - مثلاً کیا یہ واقعہ حیرت انگیز نہیں ہے کہ نواب صاحب رامپور کے ڈیپوٹیشن کے متعلق جن جن باتوں پر سنگین سے سنگین اعتراض کیے جاتے تھے ' بعینہ اسی قسم کی باتوں کی تائید میں اب جدید دھلی ڈیپوٹیشن کے ضمن میں قوی سے قوی دلائل پیش کیے جا رہے ہیں ؟

اللہ تعالے مسلمانوں کو حق کی اعانت اور اسپر استقلال کی توفیق اور تلون سے احتراز کا حوصلہ عطا فرمائے -

دھلی میں جلسہ

ندوہ کے متعلق ۱۰ مئی کا اجتماع

(از حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب)

۱۰ - مئی کو دھلی میں جو جلسہ ہونے والا ہے ' اوسکے متعلق مختلف قومی جرائد میں موافق اور مخالف بحثیں ہو رہی ہیں جنہیں میں قومی بیداری کی ایک علامت سمجھتا ہوں - میرا خیال ہے کہ کسی مسئلہ میں جب اختلاف ہوتا ہے تو عام طور سے یہ اختلاف کبھی تو واقعات پر کم غور کرنیکی وجہ سے ہوتا ہے ' اور کبھی اسلیے ہوتا ہے کہ دو گروہ جو مختلف خیالات کے ہوتے ہیں ' اپنے اپنے نصب العین کی روشنی میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو دیکھتے ہیں -

میں ان سطور میں یہ کہنا نہیں چاہتا کہ ندوۃ العلما کے اصلاحی جلسہ کے متعلق جو اختلاف ہے ' وہ ان دونوں قسموں میں سے کس قسم کا ہے ؟ کیونکہ اسے میں آپ کے اخبار کے پڑھنے والوں کیلیے چھوڑتا ہوں ' اور سمجھتا ہوں کہ یہی طریقہ زیادہ بہتر اور زیادہ مناسب ہے -

ندوۃ العلما اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ اسکے طلبہ ایک اعلی نصاب تعلیم اور اعلی تربیت سے مستفید ہوسکیں ' اور اسکے بعد وہ خدمت اسلام کو مختلف ضرورتوں کے لحاظ سے انجام دیسکیں - یہ شریف اور اعلی مقصد اس وقت پورا ہو رہا ہے یا نہیں ؟ اور اسکے پورا ہونیکی ہندوستان کے اہل اسلام توقع کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ اس کا فیصلہ صرف مسلمانوں کے ہاتھہ میں ہے -

گو ندوۃ العلما کا انتظام پست حالت میں ہو ' گو قواعد کی خلاف ورزی بھی اسمیں ہوتی ہو ' اور گو اسکا مالی انتظام بھی قابل اطمینان نہو ' لیکن سب سے زیادہ اس بات کا فکر ہے کہ وہ اپنے اساس سے روز بروز دور ہوتا جاتا ہے ' اور اس بات کے خوف کرنیکے وجوہ پائے جاتے ہیں کہ وہ ایک معمولی مدرسہ کی صورت نہ اختیار کرلے - اگر اس خیال سے چند اہل الراے ایک جگہ جمع ہوں اور ندوہ کی بہتری کے ذرائع پر غور کریں ' تو میرے خیال میں ایسے جلسے کو بے ضرورت یا مضر بتانے سے یہ بہتر ہوگا کہ اس میں شرکت کیجائے ' اور صرف انصاف اور اعتدال کے ساتھہ مخالف اور موافق بیانات کو سن کر اُن پر صحیح راے قائم کیجائے -

میں یہ بھی ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے دوستانہ تبادلۂ خیالات کی کوشش کیجائیگی - اگر اسمیں بدقسمتی سے کامیابی نہوی تو انصاف کیساتھہ راے قائم کرکے (خدا ہمیں اسمیں توفیق عطا فرمائے) اصلاح کا مطالبہ کیا جائے گا (بشرطیکہ اسکی ضرورت ہوئی) - اور مطالبہ اصلاح کا طریقہ بھی امید ہے کہ معتدل ہی ہوگا -

میں نہایت افسوس کے ساتھہ اُن معزز دوستوں سے جن کا یہ خیال ہے کہ قوم کو ندوہ سے مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ' اختلاف کرتا ہوں - مطالبہ قوم کو کرنیکا پورا حق حاصل ہے جسطرح کہ اس مطالبہ کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا ارکان ندوہ کو حق حاصل ہے - اگر اسکے عوض یہ کہا جاتا کہ قوم کو ارکان ندوہ کے مجبور کرنیکا حق حاصل نہیں ہے تو بے شک میں بھی اسکے ساتھہ اتفاق کرتا -

اس وقت جن بزرگوں کے ہاتھہ میں ندوہ کے انتظام کی باگ ہے ' وہ سب خدا کے فضل سے مسلمان اور ہمارے اخوان دین ہیں ' اور ندوہ کے ساتھہ دل چسپی بھی رکھنے والے ہیں - اسلیے ہمیں پوری امید ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اصل مسئلہ پر غور کریں گے - اور حق پسندی کی راہ کو ہر حال میں ترجیح دینگے -

مجھے اس کے ساتھہ ہی اُن بزرگوں سے جو ۱۰ مئی سنہ ۱۴ کو دھلی میں تشریف لائینگے ' امید ہے کہ وہ بھی فرقہ بندی کے خیالات سے پاک ہونگے اور صرف انصاف اور راستی کی پیروی کرینگے -

علی گڈہ کالج ہر لحاظ سے باقی اسلامی درسگاہوں میں ایک بہتر کالج ہے جو بہتر انتظام اور بہتر سرمایہ کیساتھہ بہتر منتظمین کے زیر سایہ چل رہا ہے - لیکن میں نہیں سمجھہ سکتا ہوں اگر اسمیں کوئی بات بنیادی اصول کے خلاف ہو تو کیوں قوم کو اصلاحی مطالبہ سے محروم رکھا جائے جب کہ اوس کا تمام سرمایہ قومی سرمایہ ہے ؟

حال ہی میں اہل اسلام کے ایک چھوٹے گروہ نے اپنے حقوق کے متعلق مطالبات پیش کرتے ہوے (یہاں اس بات کا موقع نہیں ہے کہ مطالبات سے بحث کیجائے) ایسی خواہشیں بھی کی ہیں جو کالج کے اندرونی انتظام سے تعلق رکھتی ہیں - لیکن میرے معزز دوست نواب محمد اسحاق خان صاحب آنریری سکرٹری نے ان مطالبات کے جواب میں یہ نہیں کہا ' اور نہ ابھی تک کسی اہل الراے نے ایسا ظاہر کیا ہے کہ اہل تشیع کو کوئی حق ان مطالبات کا نہیں ہے - بلکہ برخلاف اسکے ان کے مطالبات پر غور ہو رہا ہے ' اور کوشش کیجا رہی ہے کہ صحیح مطالبات کو منظور کیا جائے - ایسی حالت میں ندوہ کے مطالبات کے متعلق یہ کہنا کہ اُنکا حق قوم کو حاصل نہیں ہے کم سے کم میرے خیال میں کسی صحیح دلیل پر مبنی نہیں ہے -

میری راے میں ۱۰ - مئی کے جلسہ کے متعلق اس وقت کوئی موافق یا مخالف راے دینے سے یہ بہتر ہوگا کہ اسکی روئداد پڑھنے یا اسمیں شریک ہونے کے بعد کوئی خیال ظاہر کیا جائے ممکن ہے کہ یہ جلسہ جو اسوقت غیر ضروری سمجھا جاتا ہے ۱۰ مئی کو مفید ثابت ہو -

اسکے علاوہ مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ دھلی کی انتظامی کمیٹی ارکان ندوہ میں سے بھی ایک جماعت کو دعوت بھیج رہی ہے ' اور یہ تجویز اگرچہ ہمارے بعض معزز اسلامی پرچے بھی پیش کر رہے ہیں لیکن خود کمیٹی کا اس سے پہلے بھی یہی خیال تھا - امید ہے کہ اس جلسہ میں ہر گروہ کے اصحاب موجود ہونگے ' اور ہر ایک گروہ کے بیانات روشنی میں آنے کے بعد جلسہ کوئی مناسب راے قائم کرے گا -

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصلیف کبھی دیکھی نہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھرکی کسی ایک زبانمیں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپئہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھہ روپئہ کو بھی سستی ہے - یہہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کر لئے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھہ لیے - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعات - علم ہئیت - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوںمیں نور پیدا ہو بصارت کی آنکھیں وا ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی آنکے عہد بعہد کے حالات سوانعمری: و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقعیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' آنکی قیمتیں' مقام اشاعت وغیرہ - بہی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا بروے انشاپر دازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوںکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ' شتر ' کالے بھینس' گھوڑا ' گدھا بھیڑ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروںکی تمام بیماریونکا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندونکی مرا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکمونکے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی وہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آجتک کہیں دیکھی نہ سنی ہونگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہرونکے مکمل حالات وہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برھما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روبی واقع ملک برھما) کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں نیورے ہی دنوں میں لاکھہ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - آسٹریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وہانکی درسگاہیں دستکاری کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مفصل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھہ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے ہوے طبیعت باغ باغ ہو جاے دماغ کے کواڑ کھلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت داربین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھہ منکاتی رہتی ہے ' جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - ڈائل چینی کا پرزے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر دوست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

آٹھہ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھہ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت -

چاندی کی آٹھہ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھہ روزہ واچ - جو کلائی پر بندھسکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ' ابھی ولایت سے بنکر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دیا سلائی کیضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لیمپ دانکو اپنی جیب میں یا سرہانے رکھلو جسوقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطرہسے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوے ایکدم کسیوجہ سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ معہ محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں' کلاک اور گھڑیونکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اکٹھا مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیجے -

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۳۱۳ - مقام توھانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry. (Punjab)

علمی ذخیرہ

(۱) - مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا وعلما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرو آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعرائے متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرو آزاد خاص شعرائے متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلی درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں ان حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتدائے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعرائے اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سر پرست مسٹر جان گلکرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۳۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کریٹکل اکسپوزیشن آف دی پاپولر جہاد " کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یوروپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے - قرآن ' حدیث ' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زرتشت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور ریفارمر کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی لا ثانی تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے ملکی ' مالی ' فوجی انتظامات اور ذاتی فضل وکمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمی - امام عبد الوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار کا ترجمہ جس میں ابتدائے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے اواسط ایام تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زرین اقوال مذکور ہیں - مترجمہ مولوی عبد الغنی صاحب وارثی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) - آثار الصنادید - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی پریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) - قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھ عربی و فارسی میں بھی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے اخیر میں ہندی عروض و قافیہ کے اصول وضوابط بھی مذکور ہیں ' اور اس کو شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ

(۱۰) - میڈیکل جیورس پروڈنس - یعنی طب متعلقہ مقدمات فوجداری ہے - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن ہند - موسیو گستاولیبان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جسقدر اقوام گذرے ہیں ان کی تاریخ ' تہذیب وتمدن اور علوم وفنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکتازان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلی کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے - حجم (۲۹۵۶) صفحہ قیمت سابق ۲۴ روپیہ - قیمت حال ۷ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب وفیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہا و محدثین و مورخین وسلاطین و حکما و فقرا و شعرا وضاع وغیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم موسیو ڈی سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کردیا ہے - قیمت ہر نو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلی - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارڈ کپلنگ کی کتاب دی جنگل بک " کا ترجمہ - مترجمہ مولوی ظفر علی خان بی - اے جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) وکرم اروسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراماالیں کا ترجمہ - مترجمہ مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکریت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھ ساتھ قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) افسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۹) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں ' اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلی نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اکبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شایق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملة والدین امیر عبد الرحمن خان غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلی - حجم (۵۹۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) نفاں ایران - مسٹر شوسٹر کی مشہور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشیا " کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ -

خـريـداران الـهــــلال كے لئـــے خـــاص رعـــايت

يه گهـڑياں سويس واچ كمپني كے يهاں اُسي قيمت ميں ملتي هيں جو يهــاں اصلي قيمت لكهي گئي هے - ميري رعايتي قيمت صرف اسوجه سے هے كه ميں نے كميشن سے زياده حصه خريـداران الهـلال كو ديديا - اسكي قدر اسي طرح هوسكتي هے كه هر خريدار كم سے كم ايـك گهڑي خريد لے -

سسٹم راسكوپ - سايز ١٨ - بغير ڈهكنے كے - انامل ڈايل - مع قبضه - نكل كيس - بلا كنجي گارنٹي تين سال - اسكے ساته ايك اسپرنگ اور گلاس مفت -

قيمت اصلي ٢ - روپيه ١٤ - آنه رعايتي ٢ - روپيه -

بمبئي ميل - سائز ١٩ - نكل اوپن فيس - بلا كنجي - وايڈنگ اكشن - راسكوپ اسكيپمنٹ - انامــل ڈايل - گــلاس كرم - هنج باك - پن هانڈس سٹ اكشن - اسٹامپ ريگيو ليٹر - مع ريلوے انجن كي تصوير كے -

اصلى قيمت ٢ - روپيه ١٤ - آنه رعايتي قيمت ٢ - روپيه ٢ - آنه -

يه گهڑي نهايت عمـده اور مضبوط - ليور اسكيپمنٹ - اوپن فيس -

اصلي قيمت ٨ - روپيه ١٢ - آنه رعايتي قيمت ٦ - روپيه ٩ - آنه -

مٹل گولڈ گلٹ اسپارڈنگ واچ - برسلٹ - اوپـن فيس - تين چوتهائي پليٹ مرر منٹ سيلنڈر اسكيپمنٹ - پن هانـڈسٹ مكانيزم - كيس وايڈنگ اكشن - خوبصورت انامل ڈايل اسٹيل هانـڈس - بـزل سٹ اور مصنوعي جواهـرات - اكسپانـڈنـگ برسلٹ بغير كرم اسپ باك -

اصلي قيمت ٧ - روپيه ٨ - آنـه رعايتي قيمت ٥ - روپيه -

اربانـه اكسٹـرا ســلاٹ كرس واچ - سنهري سولين - سايز ١٨ - اسكرو بالنس - ليور اسكيپمنٹ - پن سٹ - هانڈ اكشن - مٹل سلور ڈايل - سكنڈ اسٹيل هانڈ - پلين كيس - گارنٹي ٦ سال - مخمل كے بكس ميں مع اكسٹرا اسپرنـگ اور گلاس -

اصلي قيمت ٦ - روپيه ٦ - آنـه رعايتي قيمت ٣ - روپيه ٦ - آنه

بمبئى ميل - سائز ١٩ - نكل اوپن فيس - بلا كنجي - وايڈنگ اكشن - راسكوپ اسكيپمنٹ - انامـل ڈايل - گـلاس كرم - هنج باك - پن هانڈس سٹ اكشن - اسٹامپ ريگيو ليٹر - مع ريلوے انجن كي تصوير كے -

بالكل نمبر ٣ كي طرح فرق اتنا هے كه سكنڈ كي سوئين زايد -

اصلى قيمت ٣ - روپيـه ٢ - آنه رعايتى قيمت ٢ - روپيه ٦ - آنه -

بالكل نمبر ٦ كي طرح بغير جواهرات -

اصلي قيمت ٦ - روپيـه رعايتي قيمت ٣ - روپيه ٨ - آنه -

جن فرمايشوں ميں الهـلال كا حواله نهيں هوگا - اُس سے پوري قيمت ليجاويگي - اور آينده كسي قسم كي سماعت نهيں هوگي -

المشتهـر كے - بي محمد سعيـد اينـڈ كمپني پوسٹ بكس ١٧٠ كـلكتـه

هر فرمـايش ميں الهــلال كا حوالہ دينا ضروري هے

رينلڈ كي مسٹريز اف دي كورٹ آف لنڈن

يہ مشہور ناول جو ۱۸ سوانہ جلدوں ميں هے ادهي چهپ كے نكلي هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قيمت كي چوتهائي قيمت ميں ديجاتي هے - اصلي قيمت چاليس ۴۰ روپيہ اور اب دس ۱۰ روپيہ - كپڑے كي جلد هے جسميں سنهري حروف كي كتابت هے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاوير هيں تمام جلديں دس روپيہ وي - پي - اور ايك روپيہ ۱۲ آنہ محصول ڈاك -

امپيريل بك ڈپو - نمبر ۶۰ سري گوپال ملك لين - بو بازار - كلكتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

يونن ٹائين

ايك عجيب و غريب ايجاد اور حيرت انگيز شفا ، يہ دوا كل دماغي شكايتوں كو دفع كرتي هے - پژمردہ دلوں كو تازہ كرتي هے - يہ ايك نہايت موثر ٹانك هے جسكو يكساں مرد اور عورت استعمال كر سكتے هيں - اسكے استعمال سے اعضاء رئيسہ كو قوت پہونچتي هے - هسٹريہ وغيرہ كو بهي مفيد هے چاليس گوليوں كي بكس كي قيمت دو روپيہ -

زينو ٹون

اس دوا كے بيروني استعمال سے ضعف باہ ايك بار هي دفع هو جاتي هے - اس كے استعمال كرتے هي آپ فائدہ محسوس كرينگے قيمت ايك روپيہ آٹهہ آنہ -

هائي ڈرولن

اب نشتر كرانے كا خوف جاتا رها -

يہ دوا آب نزول - فيل پا وغيرہ كے واسطے نہايت مفيد ثابت هوا هے - صرف اندروني و بيروني استعمال سے شفا حاصل هوتي هے -

ايك ماہ كے استعمال سے يہ امراض بالكل دفع هو جاتي هے قيمت دس روپيہ اور دس دن كے دوا كي قيمت چار روپيہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

هر قسم كے جنون كا مجرب دوا

اسكے استعمال سے هر قسم كا جنون خواہ نوبتي جنون ، مرگي والا جنون ، غمگين رهنے كا جنون ، عقل ميں فتور ، بے خوابي و مزمن جنون ، وغيرہ وغيرہ دفع هوتي - هے اور وہ ايسا صحيح و سالم هوجاتا هے كہ كبهي ايسا گمان تك بهي نہيں هوتا كہ وہ كبهي ايسے مرض ميں مبتلا تها -

قيمت في شيشي پانچ روپيہ علاوہ محصول ڈاك -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street, Calcutta.

نصف قيمت پسند نہونے سے واپس

ميرے نئے چالان كي جيب گهڑياں ٹهيك وقت دينے والي اور ديكهنے ميں بهي عمدہ فائدہ عام كے واسطے تين ماہ تك نصف قيمت ميں دي جارهي هيں جسكي گارنٹي تين سال تك كے ليے دي جاتي هے -

اصلي قيمت سات روپيہ چودہ آنہ اور نو روپيہ چودہ آنہ نصف قيمت تين روپيہ پندرہ آنہ اور چار روپيہ پندرہ آنہ هر ايك گهڑي كے همراہ سنہرا چين اور ايك فونٹين پين اور ايك چاقو مفت دے جاينگے -

الارم واچ اصلي قيمت نو روپيہ چودہ آنہ اور تيرہ روپيہ چودہ آنہ نصف قيمت - چار روپيہ پندرہ آنہ اور چهہ روپيہ پندرہ آنہ باندهنے كا فيتہ مفت ملےگا -

كمپٹيشن واچ كمپني نمبر ۲۰ مدن متر لين كلكتہ -

Competition Watch Company
No, 20 Madan Mitter Lane. Calcutta.

پسند نہونے سے واپس

همارا من موهني فلوٹ هارمونيم سريلا فائدہ عام كے واسطے تين ماہ تك نصف قيمت ميں دي جاويگي يہ ساگوں كي لكڑي كي بني هے جس سے آواز بہت هي عمدہ اور بہت روز تك قائم رهنے والي هے -

سينگل ريڈ قيمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپيہ اور نصف قيمت ۱۹ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپيہ ڈبل ريڈ قيمت ۶۰ - ۷۰ و ۸۰ روپيہ نصف قيمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپيہ هے آرڈر كے همراہ ۵ - روپيہ پيشگي روانہ كرنا چاهيئے -

كمرشيل هارمونيم فيكٹري نمبر ۱۰/۳ لوئر چيت پور روڈ كلكتہ -

Commercial Harmonium Factory
N.o 10/3 Lover Chitpur Roud
Calcutta

عجيب و غريب مالش

اس كے استعمال سے كهوئي هوئي قوت پهر دوبارہ پيدا هوجاتي هے - اسكے استعمال ميں كسي قسم كي تكليف نہيں هوتي - مايوسي مبدل بخوشي كر ديتي هے قيمت في شيشي دو روپيہ چار آنہ علاوہ محصول ڈاك -

HAIR DEPILATORY SOAP

اسكے استعمال سے بغير كسي تكليف اور بغير كسي قسم كي جلن پر داغ آنے كے تمام روئيں اڑ جاتي هيں -
قيمت تين بكس آٹهہ آنہ علاوہ محصول ڈاك -
آر - پي - گهوش

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road. Calcutta.

سنگازي فلوٹ

تين سال كي گارنٹي

بہترين اور سريلي آواز كي هارمونيم سنگل ريڈ C سے تك C يا F سے F تك
قيمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپيہ
ڈبل ريڈ قيمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپيہ
اسكے ماسوا هر قسم اور هر صفت كا هارمونيم همارے يہاں موجود هے -
هر فرمايش كے ساتهہ ۵ روپيہ بطور پيشگي آنا چاهيے -

R. L. Day.
34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

پچاس برس كے تجربہ كار

ڈاكٹر رائے - صاحب كے - سي - داس كا ايجاد كردہ - آزلا سہائے - جو مستورات كے كل امراض كے ليے تير بہدف هے ، اسكے استعمال سے كل امراض متعلقہ مستورات دفع هوجاتي هے ، اور نہايت هي مفيد هے - مثلاً ماهوار نہ جاري هونا - دفعتاً بند هوجانا - كم هونا - بے قاعدہ آنا - تكليف كے ساتهہ جاري هونا - متواتر يا زيادہ مدت تك نہايت زيادہ جاري هونا - اس كے استعمال سے بانجهہ عورتيں بهي باردار هوتي هيں -

ايك بكس ۲۸ گوليوں كي قيمت ايك روپيہ -

سوا تسہائے گوليان

يہ دوا ضعف قوت كے واسطے تير بہدف كا حكم ركهتي هے - كيسا هي ضعف كيوں نہ هو اسكے استعمال سے اسقدر قوت معلوم هوگي جو كہ بيان سے باهر هے - شكستہ جسموں كو از سرنو طاقت ديكر مضبوط بناتي هے ، اور طبيعت كو بشاش كرتي هے -

ايك بكس ۲۸ گوليوں كي قيمت ايك روپيہ

Swasthasahaya Pharmacey,
80/2 Harrison Road, Calcutta.

سلوائٹ

اس دوا كے استعمال سے هر قسم كا ضعف خواہ اعصابي هو يا دماغي يا اور كسي وجہ سے هوا هو دفع كرديتي هے ، اور كمزور قوى كو نہايت طاقتور بنا ديتي هے - كل دماغي اور اعصابي اور دلي كمزوريوں كو دفع كركے انسان ميں ايك نہايت هي حيرت انگيز تغير پيدا كرديتي هے - يہ دوا هر عمر والے كے واسطے نہايت هي مفيد ثابت هوئي هے - اسكے استعمال سے كسي قسم كا نقصان نہيں هوتا هے سوائے فائدہ كے

قيمت في شيشي ايك روپيہ

S. C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street, Calcutta.

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 14 MCLEOD STREET, CALCUTTA

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا ' اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے -

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ
دو دوائیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب ابھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو پانی کردیگی -

قیمت دس ٹکیونکی ایک شیشی ۲ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۲۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

[8]

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو ندما ثابت کردیا ہے اور عالم ملامتی نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے تدابیریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں جانچکر " مسیحا " اسم تیل تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر' نزلہ' چکر' اور دماغی امراض کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جایا کرتے ہیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر کہ بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضرورتوں کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم

دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو' یا وہ بخار' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ کھانسی بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو مستحکم دفع کرتا ہے' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے' اور آسکی سابق تندرستی از سرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوافروشوں کے ہاں سے مل سکتی ہے
المشتہر و ہیڈ آفس
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[6]

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

تار کا پتہ
" الہـلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر - ٦٤٨

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱۸ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta - Wednesday, May, 6 1914

قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

ادرشہ نیٹنگ کمپنی

— :*: —

یہ کمپنی یہاں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل اور آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں تل کٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں موزہ بننے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی آپکی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے -

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوئے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - اُجرت روانہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لئے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

— - :*: —

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے اُن چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

ای - گوپال راؤ پلنکر - (دلواری) میں گنز ویلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -

مس اشم ادا بی دلوی - (اندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواری اپنی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

شمس العلما مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں ؟

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپنی کے موزہ پہنچے ، اور مجھے اس بات کے کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ اسکی بناوٹ یورپ کی ساخت سے کسی طرح کم نہیں - میں نے مشین کو چلاتے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص آسانی سے سیکھ سکتا ہے -

چند مستند اخبارات ہند کی راے

— * —

بنگالی - موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمایش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھی ہے - قیمت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزوں سے سر مو فرق نہیں -

انڈین ڈیلی نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

حبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کردیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۹ گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

الہلال

ہفتہ وار مصور رسالہ
مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۱۳۸
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street,
CALCUTTA.
Yearly Subscription Rs. 8
Half yearly „ 4-12

نمبر ۱۸ کلکتہ : چہار شنبہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری جلد ٤
Calcutta : Wednesday, May, 6. 1914

اطلاع

الہلال کا آیندہ نمبر نہیں نکلیگا

(۱) گو احباب کرام اسے محسوس نہ فرماتے ہوں اور گو الہلال کی مالی حالت کیسی ہی کیوں نہو' تاہم مجھسے دیکھا نہیں جاتا کہ الہلال نکلے' اور اسکی صوری و معنوی خصوصیات میں تھوڑا سا نقص بھی پیدا ہو جائے - یہی وجہ ہے کہ گذشتہ ڈھائی سال کے اندر متعدد گراں قیمت تعدادیں اسکے اندر کیے گئے اور اکثر ایسا ہوا کہ لوگوں کو انکی خبر بھی نہیں دی گئی -

(۲) ٹائپ کی چھپائی میں سب سے بڑا اہم اور گراں مسئلہ حروف کی جدتی اور خوش سوادی کا ہے - جس قسم کی خوبی میں چاہتا ہوں وہ چھہ مہینے کے بعد باقی نہیں رہتی - اسی لیے الہلال کا ٹائپ ہر شش ماہی کے بعد بدل دیا جاتا ہے' اور اب تک تین مرتبہ بدلا جاچکا ہے - جس ٹائپ میں آجکل الہلال چھپتا ہے یہ گذشتہ نومبر کے آغاز میں لیا گیا تھا - اب پورے چھہ مہینے اسپر گذر گئے -

(۳) گو اب تک ٹائپ صاف ہے اور غیر دقیق نظر سے کچھہ ایسا زیادہ بدنما نہیں ہوا ہے' تاہم پچھلا نمبر دیکھکر میں نے فیصلہ کرلیا کہ اب الہلال کو بالکل نئے ٹائپ میں چھپنا چاہیے - پچھلی اشاعت کی بد نمائی و بد خطی کا مجھے سخت رنج ہے -

(٤) نیا ٹائپ ایک ہی مرتبہ نہیں مرتب ہوجاتا بلکہ رفتہ رفتہ اسے حسب ضرورت مرتب کیا جاتا ہے - اقلاً ایک ہفتہ اسمیں ضرور لگے گا - علاوہ اسکے پریس کا ایک مکان بھی بعض وجوہ سے بدلا گیا ہے' اور تمام سامان دوسری جگہ رکھا جا رہا ہے اسکی وجہ سے بھی انتظامات اندر اندر سے ختم ہورہے ہیں

ان مجبوریوں کی وجہ سے دفتر ایک ہفتہ کی مہلت کا طالب ہے' تا کہ نیا ٹائپ مرتب ہوجائے' اور پریس کے انتظامات بھی درست ہو لیں - پس آیندہ ہفتہ کی اشاعت کا قارئین کرام انتظار نہ کریں - اسکے بعد دو پرچوں کی یکجا ضخامت میں نئے ٹائپ اور نئے انتظامات صوری و معنوی کے ساتھہ انشاء اللہ حاضر ہوگا -

(۵) یہ سچ ہے کہ احباب کرام کو یہ غیر حاضری بہت شاق گذریگی - مجھے اسے سچے دوستوں اور مخلصوں کے دل کا حال معلوم ہے' جنھیں الہلال کے آنے میں ایک دن کی دیر بھی بہت دکھہ پہنچاتی ہے - مگر کیا کروں مجبور ہوں - بری حالت اور مسخ حرفوں میں میں الہلال کے صفحات دیکھکر سخت صدمہ پہنچتا ہے - اور ایسی حالت میں اسکا نکلنا مجھے برداشت نہیں ہوسکتا - امید ہے کہ ان امور کو پیش نظر رکھکر جو معذرت کی گئی ہے وہ قبول کی جائیگی - احباب کرام نے ہمیشہ میری کمزوریوں اور معذوریوں کو سہا ہے اور اپنے لطف و کرم سے معاف فرمایا ہے -

(ایڈیٹر)

بریلی میں عام جلسہ

مسئلۂ ندوہ

۳۰ - اپریل سنہ ۱۹۱۴ ع کو مسلمانان راے بریلی کا ایک عام جلسہ ندوۃ العلماء کے موجودہ معاملات پر غور کرنے کیلیے بمقام مسجد دائرہ منعقد ہوا - جسمیں ہر طبقہ کے لوگ شریک تھے - بہ تحریک جناب حافظ سید محمد صاحب و بتائید جناب منشی حبیب احمد صاحب جناب ایدان علی محمد خانصاحب سردار بہادر - آنریری مجسٹریٹ و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ و رئیس راے بریلی بالاتفاق صدر جلسہ قرار پائے' اور حسب ذیل رزولیوشنز پیش ہوکر بالاتفاق پاس ہوے :

(۱) اس جلسہ کو اس بات کا نہایت صدمہ ہے کہ ایک مذہبی درسگاہ میں ایسا ناگوار واقعہ پیش آیا - یہ جلسہ ان ذمہ دار حضرات سے جنکی کارروائی کا یہ نتیجہ ہے' نہایت منت و التجا کے ساتھہ درخواست کرتا ہے کہ حسبۃً للہ اپنی ذاتی خواہشات کو چھوڑ دیں اور معاملہ کو خوش اسلوبی سے طے کر دیں -

محرک — جناب صدر جلسہ

(۲) یہ جلسہ طالب علموں کو مشورہ دیتا ہے کہ اسٹرائک ختم کر دیں' اور منتظمین دار العلوم ندوۃ العلماء سے درخواست کرتا ہے کہ وہ قوم کی موجودہ حالت اور اس بات کا خیال کرکے کہ کسی طالب علم کا نکالنا سخت نقصان کا باعث ہوگا ' کل طالب علموں کو بلا استثناء داخل کرلیں ' اور طلباء کی شکایات و اسباب اسٹرائک کی تحقیقات کے لیے ایک بے تعلق کمیشن مقرر کردیں -

محرک - جناب شیخ شہاب الدین احمد صاحب وکیل -
مؤید - جناب شیخ سجاد حسن صاحب ہیڈ کلرک عدالت سیشن جج -

(۳) یہ جلسہ ندوۃ العلماء کی اصلاح کے لیے ضروری سمجھتا ہے کہ ندوۃ العلماء کے معاملات کی تحقیقات کے لیے ایک پبلک آزاد کمیشن بٹھلائی جاے -

محرک — جناب شیخ محمد شفیع - بی - اے - ایل - ایل - بی -
مؤید — جناب حکیم مولوی سید اسرار حسن صاحب چشتی -

(٤) یہ جلسہ اُن تمام کارروائیوں پر جو خلاف قاعدہ دستور العمل کی گئی ہیں' اظہار افسوس کرتا ہے اور موجودہ نظامت پر جو خلاف قاعدہ دستور العمل وجود میں آئی ہے' بے اعتمادی ظاہر کرتا ہے -

محرک — جناب منشی سجاد حسین صاحب -
مؤید — جناب منشی حبیب احمد صاحب محافظ دفتر عدالت سشن جج بہادر -

(۵) یہ جلسہ ان تمام بزرگان قوم و اخبارات کا جنھوں نے نیک نیتی سے معاملات ندوۃ العلماء پر بحث کی ہے اور اصلاح ندوۃ العلماء کے خواہشمند ہیں ' دلی شکریہ ادا کرتا ہے -

محرک — جناب منشی نعمت خانصاحب
مؤید — جناب منشی حبیب احمد صاحب

مسئلۂ بقا و اصلاح ندوہ

مسئلۂ اصلاح کے مہمات امور

فاعتبروا یا اولي الالباب ! !

قبل اسکے کہ میں ندوہ کے متعلق بقیہ مسائل و مباحث کو شروع کروں ' چاہتا ہوں کہ جو کچھہ لکھا جا چکا ہے ' اسکا خلاصہ ایک جامع کردوں ' تاکہ بیک نظر ارباب فکر و راے کو معلوم ہو سکے کہ ندوہ کے متعلق کیا کیا امور توجہ طلب ہیں ؟

میں ایک حرف نہیں لکھتا جب تک کہ اسکے تمام پہلو میرے سامنے نہیں ہوتے ' اور وہ عالم السرائر خوب جانتا ہے کہ اپنی غلطی کے اعتراف اور حق کے آگے جھک جانے کیلیے ہمیشہ طیار رہتا ہوں بشرطیکہ کوئی اپنے دلیل مجھے دکھلا دے -

الهلال میں ندوہ کے متعلق سلسلۂ مضامین گذشتہ جنوري سے شروع ہوا ہے - انکو پورے چار مہینے ہوگئے - سب سے پہلا مضمون ۱۶ - جنوري کی اشاعت میں نکلا تھا -

میں نے اس میں ندوہ کے متعلق ابتدا سے جامع بحث کی - سب سے پہلے اسکے مقاصد پر نظر ڈالی پھر اسکے تغیرات ماضیہ کی سرگذشت لکھی - اسکے بعد اسکے کاموں کی تنقیح پیش کیا ' اور ان نقائص کو دکھلایا جنکی وجہ سے وہ جماعت کی جگہ محض چند اشخاص کے ہاتھوں میں پڑگیا ہے اور اپنے مقاصد کے حصول سے بالکل محروم ہے -

پھر اس جماعت کے کاموں پر نظر ڈالی جو مجلس انتظامیہ کی فرضی مسند سے اپنے مذہبی و شخصی مقاصد انجام دیتی ہے ' اور علی الخصوص نئے عہدہ داروں کے تقرر کے مسئلہ کو استحقاق و اہلیت اور قوانین و قواعد ' دونوں پہلوؤں سے علی الاعلان باطل قرار دیا -

جن لوگوں کو مسئلۂ ندوہ کے متعلق الهلال کی معروضات سے اختلاف ہے ' انکا فرض تھا کہ اس تمام سلسلۂ مضامین پر ایک نظر ڈال لیتے جو ندوہ کے مقاصد ' اصلاح ندوہ کی تاریخ ' اور خود ندوہ کے گذشتہ حالات کے متعلق نکل چکے ہیں ' اور پھر اپنے بیانات میں انہیں ملحوظ رکھتے - صدق نیتوں سے اگر بحث کی جاے اور مقصود محض انکار و جحود نہو ' تو ایسا ہی ہونا چاہیے - سچائی اور انصاف کی طلب ہر انسان کا قدرتی حق ہے -

مگر افسوس کہ بعض لوگ ایسی باتیں کہہ اٹھتے ہیں جنکے متعلق نہایت تفصیل سے الهلال لکھہ چکا ہے اور پھر اسکے دہرانے کی کوئی حاجت نہیں ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو انہوں نے ان مضامین کو نہیں دیکھا ہے - یا دانستہ ایسا کر رہے ہیں -

مثلاً ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اگر یہ مفاسد ندوہ میں موجود تھے ' تو مولانا شبلی پر سب سے پہلے الزام آتا ہے کہ کیوں انہوں نے دور نہیں کیا ؟

گویا انکے خیال میں اس بارے میں الهلال نے کچھہ نہیں لکھا ہے اور اسکے لیے یہ بالکل ایک نئی دلیلِ قاطع ہے !

ایک دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ اگر ندوہ میں خرابیاں تھیں تو یہ کیا بات ہے کہ آج ہی انکا افسانہ سنایا جاتا ہے ؟

گویا اس شخص کے خیال میں الهـــلال نے اسکے وجوہ و اسباب کی نسبت ابتک ایک حرف نہیں لکھا ہے ' اور اب ضرورت ہے کہ اسکا جواب دیا جاے !

پھر کہا جاتا ہے کہ جب مولوي عبد السلام کا خط نکل آیا تو اب اسکا جواب کیا ہے ؟

گویا الهلال ندوہ کے جو مفاسد بیان کر رہا ہے ' وہ یہ ثابت ہونے کے بعد بالکل معدوم ہوگئے کہ مولوي عبد السلام نے ایسے چھہ سات مہینے پہلے استرائک کرنے کیلیے خط لکھا تھا !

حقیقت میں یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے ' اور اس سے یہ درد انگیز نتیجہ نکلتا ہے کہ ان لوگوں میں سچائی کی طرف کوئی جنبش نہیں پائی جاتی - اگر انہوں نے الهـــلال کے تمام مضامین نہیں پڑھے ہیں تو انکی غفلت پر افسوس ' اور اگر باوجود علم و مطالعہ کے ایسا کر رہے ہیں تو اللہ انکے دلوں کو صداقت کی قبولیت کیلیے کھولدے !

(۲)

پھر ان مباحث کے ضمن میں مفاسد ندوہ کی تاریخ ' مولانا شبلی کی معاندین دارالعلوم ' اصلاح کی کوششیں ' انکی ناکامیاں ' قوم کو بے خبر رکھنا ' مستبدانہ قانون کی وجہ سے مجلس انتظامیہ کا نا قابل مقابلہ ہونا ' اندرونی اصلاح کی تمام کوششوں کا ناکام رہنا ' تاہم مولانا شبلی کی کمزوري اور باطل پر سکوت ' اور اسکے افسوس ناک نتائج کا ظہور ' یہ اور اسی طرح تقریباً تمام وہ مطالب جو اب بعض لوگوں کو یاد آے ہیں ' پوري تفصیل و توضیح سے پہلے ہي بیان کردیے گئے ہیں -

اب ایک طالب حق کا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ انہیں پڑھے ' اور جن جن مطالب کو جن جن دلائل کے ساتھہ پیش کیا گیا ہے ' ویسے ہی دلائل سے انکا جواب بھی دے - اگر ندوہ کے مقاصد اور مسلمانوں کی اصلاح و تجدید کی بحث ہے ' تو وہ بتلاے کہ کیوں وہ صحیح نہیں ؟ اگر ندوہ کے مختلف عہدوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے تو وہ ثابت کرے کہ بیان کردہ واقعات غلط ہیں اسی لیے انکے نتائج بھی قابل تسلیم نہیں ! اگر ندوہ کے نظام و اساس (کانسٹی ٹیوشن) پر بحث کی ہے ' تو وہ سچائی اور دلیلوں کی روشنی میں آے اور دکھلا دے کہ حق و جماعت اور شریعت و قوانین کے نام سے جو کچھہ پیش کیا گیا ہے ' وہ انہیں صداقتوں کی بنا پر بالکل رد کر دینے اور جھٹلا دینے کا مستحق ہے !

پھر اسی سلسلے میں چند آدمیوں کي ایک جماعت سے قوم کا تعارف کرایا گیا ہے ' اور علانیہ اسے اصلاح دینی کے مقاصد صالحہ و اغراض صحیحہ کا منکر و مخالف بتلایا ہے - پس اگر یہ سچ نہیں ہے تو وہ ویسے ہی دلائل و استشہادات کے ساتھہ جیسے کہ اس بیان میں موجود ہیں ' آئے اور انکی غلط بیانی آشکارا کردے !

اسکے بعد ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کي کارروائي پر بحث کي ہے جبکہ چند آدمیوں نے جمع ہوکر ندوہ کا انتظام درہم برہم کر دیا اور ایک شخص کو آیندہ کیلیے ناظم مقرر کیا - اس بحث کے طے کرنے کیلیے صرف دو هي طریقے ہو سکتے تھے : استحقاق و اہلیت اور قواعد و قوانین - پس سب سے پہلے استحقاق و اہلیت کی بنا پر بحث کی گئی ' اور ندوہ کی نظامت کیلیے ادنی سے ادنی معیار قرار دیکر دیکھا گیا کہ مقرر کردہ ناظم کسی طرح بھی اس خدمت کیلیے موزوں ہوسکتا ہے یا نہیں ؟ اس حصہ میں اول سے لیکر اخر تک جسقدر لکھا گیا ہے ' صرف اصول اور واقعات کی بنا پر لکھا گیا ہے - اسکے بعد قوانین و قواعد کی طرف توجہ کی ' اور خود ندوہ ہی کے دستورالعمل کو ہاتھہ میں لیکر اس کار روائي پر نظر ڈالی ' نیز جن جن واقعات کی بنا پر بحث کی ' انکا برابر حوالہ دیا -

پھر ان تمام مباحث کے بعد علانیہ یہ نتیجہ نکالا گیا کہ کسي معیار ' کسی اصول ' کسی قانون ' اور جواز و عدم جواز کے کسي طریق بحث سے بھي جو دنیا میں انسانوں کیلیے ذریعۂ حصول صحت اور وسیلۂ علم و اطلاع صداقت ہو ' یہ کاروائي درست ثابت نہیں ہوسکتی ' اور ان تمام واقعات و شہادات اور دلائل صریحہ و براہین واضحہ کي بنا پر جو ان بیانات میں پیش کیے گئے ہیں ' از سرتاپا باطل اور یکسر ناجائز و کالعدم ہے - استحقاق و اہلیت کي بحث میں علم ہے ' فضیلت ہے ' واقفیت ہے ' تجربہ ہے ' اور ان سب سے بڑھکر ایثار نفس و جذبۂ خدمت ملک و ملت ہے - اسي طرح

قانون کی صحت میں مسلمہ قواعد مجالس ہیں اور خود ندوۃ العلما کا دستور العمل ہے - لیکن فلاں فلاں دلائل اور فلاں فلاں واقعات کی بنا پر بغیر کسی تاویل و بحث کے ثابت ہوتا ہے کہ کسی حیثیت سے بھی یہ کارروائی جائز نہیں سمجھی جاسکتی -

پس اگر اُس طالب حق کو راستبازی کے ساتھہ کشف حقیقت اور حصول حق و صداقت کی تلاش ہے' تو چاہیے کہ جن جن دلائل اور واقعات کو پیش کیا گیا ہے اور جن جن اصولوں کے ماتحت نتائج نکالے ہیں' اُن سب کو اپنے سامنے لاے اور انکی غلطی کو اُسی طرح ثابت کردے -

(۳)

کوئی چیز ہو' ضرور ہے کہ کسی نہ کسی معیار اور اصول کے ماتحت ہوگی - ندوۃ العلما کے کاموں کیلیے بھی کوئی نہ کوئی اصول قرار دینا پڑیگا - اِن مضامین میں اصول پیش کیے گئے ہیں' اور کارروائی کے جواز و عدم جواز کیلیے معیار سامنے رکھا ہے - پس چاہیے کہ ان اصولوں کو غلط ثابت کیا جاے' اور ان معیاروں کے مقابلے میں دوسرے معیار پیش کیے جائیں - دنیا میں یہی ایک طریقہ اختلاف اور نزاع کے فیصلہ کرنے کا ہے -

پھر واقعات کی قوت سب سے بالا تر ہے' اور جب وہ سامنے آجائیں' تو جب تک انکے وجود کا بطلان نہو جاے' انکے حکم سے انکار نہیں کیا جا سکتا - ندوہ کے مباحث میں جابجا واقعات پیش کیے گئے ہیں' اور اسکے تمام صیغوں کے متعلق ابتری و بے قاعدگی کا دعوا مطبوعہ کاغذوں اور پبلک تحریرات میں کیاگیا ہے - پس ہر اُس شخص پر جو اصلاحت و حقیقت کا جویاں ہو' فرض ہے کہ یا تو اُن واقعات کے واقع ہونے سے علانیہ انکار کرے' یا انکی واقعیت کے آگے نیک روحوں اور سچے مومنوں کی طرح سر جھکا دے -

(۴)

رہی یہ بات کہ جو کچھہ لکھا گیا' اسکا طرز تحریر و الزام سخت تھا یا نرم ؟ تو اسکے متعلق مجھسے شکایت کرنا لاحاصل ہے' اور میری نسبت یہ رونا نیا نہیں ہے بلکہ آغاز اشاعت الہلال سے ہے - اس مسئلہ کو بھی میں الہلال میں کئی مرتبہ اور کافی تفصیل سے لکھہ چکا ہوں کہ اب زیادہ لکھنا تکلیف دہ اعادہ ہے' اور تعجب ہے کہ لوگ بہت کہنے سے پہلے تھوڑا سا پڑھہ کیوں نہیں لیتے ؟ خواہ اسے کچھہ ہی سمجھا جاے لیکن میں ایک یقین بخش بصیرۃ کے ماتحت اپنے اصولوں کو قرار دیچکا ہوں' اور جن لوگوں کو حق اور صداقت کا مخالف یقین کرلیتا ہوں' انکے بارے میں جو کچھہ میرے خیالات ہوتے ہیں' خواہ وہ اندرائن کے پھل سے زیادہ کڑوے اور تلوار کے زخم سے زیادہ تکلیف دہ کیوں نہ ہوں' لیکن بغیر کسی نفاق اور ظاہر آرائی کے سچ سچ اور صاف صاف کہدیتا ہوں -

میں نے اپنی بصیرۃ کے مطابق اطمینان کرلیا ہے کہ اسلام کا یہی حکم ہے' اور شریعت کے پاک حاملوں اور سچائی کے برگزیدہ نمونوں کی یہی تعلیم رہی ہے - جبتک کہ میرے اس عقیدے کی غلطی مجھپر واضح نہ کردی جاے' میں اسکے مطابق کام کرنے پر مجبور ہوں' اور کسی اعتراض اور کسی مخالفت سے متزلزل نہیں ہوسکتا : فالحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ !

اب ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ اگر یہ تمام بیانات صحیح نہ تھے' تو جب غیر صحیح باتوں کو اس دعوے اور علانیہ طریقہ سے بیان کیا جا سکتا ہے' تو صحیح باتوں کا ظاہر کرنا تو بالکل ہی آسان تھا ؟ اور جب حق پر چلنے والوں کو اسطرح باطل پرست جھٹلا دیسکتے ہیں' تو حق والوں کیلیے تو اپنی حقانیت کا دکھلا دینا کچھہ بھی مشکل نہ تھا - علی الخصوص ایسی حالت میں جبکہ اسکا علانیہ مطالبہ کیا جاے' اور غلطی پر ٹوکنے والے کیلیے بڑی آرزؤں اور التجاؤں سے پکار ہو !

اگر یہ سب کچھہ سچ نہیں ہے تو کیوں زبانیں مفقود ہوگئی ہیں' صورتیں مستور ہیں' اور زبانیں خاموش ؟

(۵)

البتہ کچھہ اور لوگ ہیں جو ندوہ کے معاملات کے متعلق لکھتے ہیں - میں نے ان کو بھی دیکھا اور خدا جانتا ہے کہ طلب حق اور تلاش جواب کی نظر سے دیکھا' لیکن افسوس کہ انکے پاس بھی ان امور کا کوئی جواب نہیں پایا - یہ تمام لوگ زیادہ تر غلط بیانیوں کا شکار ہوے ہیں' اور اصلیت انسے چھپا دی گئی ہے - وہ عموماً انہی باتوں کو لکھنا شروع کردیتے ہیں جنکو میں پہلے ہی بار بار لکھہ چکا ہوں' یا پھر انسی افسوس ناک غلط بیانیوں کو صحیح سمجھکر درج کردیتے ہیں جنکو پڑھکر سوا اسکے کہ افسوس کیا جاے اور کچھہ نہیں کہا جاسکتا -

(۶)

سچ یہ ہے کہ حقیقت اور واقعات کا کوئی جواب نہیں - اگر ایسا نہوتا تو دنیا میں کبھی بھی نفس انسانی کو اپنی شرارتوں کی سزا نہیں ملتی - مجھے گمنام خطوط کا لکھنا اور گالیاں دینا بالکل بے فائدہ ہے - اگر اس سے لکھنے والوں کو کچھہ دیر کیلیے خوشی اور راحت مل جاتی ہو تو میں انکی خوشی میں خلل ڈالنا پسند نہیں کرونگا - دوسروں کی اُس خوشی پر مجھے کیوں اعتراض ہو جو میری خوشی کو کچھہ نقصان نہیں پہنچا سکتی ؟ تاہم اگر وہ اپنی خوشی کے اس عمدہ طریقہ کو جاری رکھکر' ساتھہ ہی میری غلطیوں کو ظاہر کرنے اور میری غلط بیانیوں کو واضح کرنے کیلیے بھی ایک سطر لکھدیتے تو میں انکا سچے دل سے شکر گذار ہوتا -

میرے اطمینان کیلیے یہ کافی ہے کہ میں جو کچھہ کررہا ہوں اسمیں الحمد للہ میرے ضمیر کیلیے کوئی شرمندگی نہیں - میں خدا کے وجود پر ایمان رکھتا ہوں' اور اُسے انسان کے چھپے ہوے رازوں اور دل کے اندر کے بھیدوں کا جاننے والا یقین کرتا ہوں - میرے دل میں کاموں کی محبت ڈالی گئی ہے' اور مجھے مضبوط ارادہ اور راسخ اعتقاد بخشا گیا ہے - مجھکو یقین ہے کہ ندوہ ایک مفید کام تھا مگر اسے برباد کیا جارہا ہے' اور اسکی بربادی مسلمانوں کیلیے درد انگیز ہے - پس میں جن لوگوں کو ایسا کرنے والا دیکھتا ہوں' انکی مخالفت کرتا ہوں' اور انسے مسلمانوں کے فوائد کو بچانا چاہتا ہوں - اگر اس جذبہ و اعتقاد کے سوا اس کام میں اور بھی کوئی خیال شامل ہے' اور اشخاص کے مولد کی خباثت اور ہٹ دھرمی اور فساد طبعی کی لعنت کو میں نے حق جوئی کی چادر ڈالکر چھپادیا ہے' تو بہت جلد دنیا اسے دیکھہ لیگی - کیونکہ پاپ اور علانیہ کو کیسے ہی خوبصورت دوشالے سے چھپا دیا جاے' پر وہ زیادہ عرصے تک نہیں چھپ سکتی - یا تو ہوا کا جھونکا اسے الٹ دیگا یا خود ہی اسکی بدبو لوگوں سے مخبری کردیگی !

(۷)

ہاں' میں اپنے نفس سے دھوکا کھا سکتا ہوں' اور میری نظر فیصلہ مجھے فریب دیسکتی ہے - میں ایک عاجز انسان ہوں اور انسان ہی ہمیشہ ٹھوکر کھاتا ہے - لیکن اگر ایسا ہی ہے تو کیوں میری غلطی مجھپر نہیں کھول دی جاتی ؟ اور کیوں مجھے میرے غلط بیانات سے واقف نہیں کردیا جاتا ؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مجھے غلطی کے مان لینے میں کوئی شرم نہیں - اگر مجھے بتلا دیا جاے کہ میرا یقین غلط اور میرا اعتقاد باطل ہے' تو آج میں نے جن لوگوں کو مفسد اور مخرب سمجھکر برا کہا ہے' یقین کرو کہ کل انہیں مصلح سمجھکر معافی مانگونگا' اور انکے ہاتھوں کو بوسہ دونگا -

پھر ایسا کیوں نہیں کیا جاتا ؟

و انما وعد للمتقین !

الہـلال

۱۰ - جمــادی الاخــر ۱۳۳۲ ھج

اسئلۃ واجوبتھا

بعـض احـادیث مشـــہورہ

موضـوعـات کـي اشاعت

احادیث مندرجۂ احیاء العلوم

حضرت مولانا السلام علیکم - چند احادیث کی صحت و عدم صحت کے متعلق بعض علما سے دریافت کیا لیکن حسب مطلب اور مقصود باتیں نہیں کہی گئیں - بعض کو اکثر نے موضوع کہا اور بعض نے ضعیف - یہ حدیثیں حضرۃ امام غزالی رحمہ اللہ علیہ کی احیاء العلوم میں میں نے پڑھی ہیں' اور اکثر واعظان دین نے بھی بیان کیا ہے - اب جناب سے ملتمس ہوں کہ انکی نسبت محققانہ جواب مرحمت ہو - کیونکہ بعض علما فرماتے ہیں کہ بڑی بڑی مشہور کتابوں میں یہ حدیثیں موجود ہیں جو تمہاری نظر سے نہیں گذریں - آپ جو کچھہ فرمائینگے اس پر سب سے زیادہ مجھے اعتماد ہے - (اسکے بعد وہ احادیث نقل کی ہیں اور بعض کا صرف مطلب لکھدیا ہے - چونکہ جواب میں وہ سب آجائینگی اسلیے یہاں مکرر نقل نہیں کی گئیں - الہـلال)

خاکسار محمد علی پیش امام و خطیب - از بہاؤ نگر -

الہــلال :

احادیث کی صحت و عدم صحت کا معاملہ بہت نازک اور محتاج علم و نظر ہے - جب تک اس فن عظیم و مقدس سے واقفیت نہو' اور تمام علوم متعلقۂ حدیث پر نظر نہو' نیز تمام کتب معتبرۂ قوم و طبقات محدثین و رواۃ پیش نظر' و تصریحات ائمۂ فن و طرق تخریج و نقد و درایت کی پوری پوری من الباب الی المحراب خبر نہو' اس وقت تک کچھہ پتہ نہیں چلتا! - محض چند کتب حدیث کا سامنے رکھہ لینا اس بارے مفید نہیں -

آجکل بڑی مصیبت یہ ہے کہ عالم و جاہل میں کچھہ تمیز نہیں رہی - ہر واعظ محدث اور ہر خواندہ زبان محقق ہے - نتیجہ یہ ہے کہ عوام میں اس کثرت سے موضوع و بے اصل حدیثیں مشہور ہوگئی ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جاے تو ایک نئی کتاب الموضوعات لکھنی پڑے - یہ ایک بڑی آفت ہے اور قوم کی ضلالت دینی کا بہت بڑا سبب قوی - پھر اس سے بھی بڑھکر آفت یہ ہے کہ ہر عربی کا جملہ جو کسی واعظ کی زبان سے نکل جاے اور اس نے کتب مواعظ و قصص میں پڑھہ لیا ہو' اسدرجہ اصح الحدیث اور کالوحی و القرآن سمجھا جاتا ہے کہ اگر انکو بے اصل کہیے تو لوگ جنگ و جدل کیلیے آستینیں چڑھا لیتے ہیں !

(قصــاص و واعظیــن)

یہ قصاص و وعاظ کئی صدیوں سے مسلمانوں کیلیے سب سے بڑی مصیبت ہیں اور موجودہ عصر جہل نے اس مصیبت کو اور زیادہ عام و شدید کر دیا ہے - نہ تو انہیں قران کی خبر ہے نہ حدیث و آثار کی - نہ کتابیں پڑھی ہیں اور نہ علم و فن کی صورت دیکھی ہے - صرف چند قصے اور اشعار یاد کرلیے ہیں جو یا تو اپنے بزرگوں سے سنتے آے ہیں یا کسی وعظ کی کتاب میں دیکھہ لیے ہیں !

وعظ کی اصلی قوت دماغ کی جگہ انکے گلے میں ہوتی ہے - ایک مطرب و مغنی کی طرح گانا شروع کر دیتے ہیں' اور پھر عربی کا ہر غلط سلط جملہ جو انکی زبان سے نکل سکتا ہے' بے تکلف اور بے خوف "حدیث" کے لقب سے بیان کردیا جاتا ہے - غریب سننے والے جو موسیقی کے قدرتی تاثر سے پہلے ہی مرعوب ہوچکے ہیں' شوق اور عقیدت سے سنتے ہیں' اور انکی تمام خرافات کو حدیث رسول یقین کر لیتے ہیں ! فنعوذ باللہ من شر الجہل و الفساد !

آج اصلی مصیبت یہی ہے کہ قران و حدیث ہی اسلامی تعلیم کا اصلی سر چشمہ ہیں مگر انکی صحیح و حقیقی تعلیمات حاصل کرنے کا عوام بیچاروں کے پاس کوئی وسیلہ نہیں - واعظین جاہلین اور قصاص دجالین نے ہر طرف سے انکا محاصرہ کر لیا ہے - علماء حق اول تو قلیل ہیں' پھر جتنے بھی ہیں' اصلاح عوام کی اصلی تدابیر سے پرے :

کار از دوا گذشتہ و افسوں نکردہ اس !

(احــادیث احیــاء)

آپنے حضرۃ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ علیہ کی احیاء علوم الدین کا ذکر کیا ہے' اور ان احادیث کی نسبت خاص طور پر پوچھا ہے جو بکثرت اسمیں درج کی گئی ہیں - احیاء العلوم ایک ایسی کتاب جلیل و عظیم ہے کہ اگر تاریخ اسلام کی تمام تصنیفات سے صرف اعلی ترین کتابوں کی ایک بہت ہی منتخب فہرست نکالی جاے' تو بلا شبہہ احیاء العلوم ان سب میں ایک خاص ممتاز کتاب ہوگی -

تاہم یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر عالم و مصنف کی حیثیت علمی کا ایک خاص دائرہ ہوتا ہے اور اس سے باہر اسکی وہ حیثیت باقی نہیں رہتی - امام مالک محدث تھے اور فقیہ' لیکن مورخ نہ تھے - پس تاریخ میں انکا قول بمقابلہ مورخ کے ارجح نہوگا - اسی طرح ابن خلدون بہت بڑا مورخ ہے' لیکن اگر حدیث و فقہ میں اسکی سند دی جاے تو اسے کوئی بھی تسلیم نہیں کریگا - ابن خلدون نے مقدمہ میں لکھدیا ہے کہ حضرۃ امام ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں معلوم تھیں مگر آپ اسے تسلیم نہیں کرسکتے - ہر فن اپنی بحث و نظر کیلیے ایک خاص جماعت رکھتا ہے اور اسکے خاص خاص اصول ہیں - فن تاریخ کی بحث ہو تو مورخین کی سند لائیے - ادب کے مسائل ہوں تو ائمۂ ادب کی طرف رجوع کیجیے - یہ نہ کیجیے کہ بحث تو فقہ کی ہو' لیکن معتبر سمجھیں آپ کسائی اور سیبویہ کو کیونکہ وہ فن نحو میں امام تھے ! اکثر لوگ اس نکتے کو بھول جاتے ہیں اور سخت ٹھوکر کھاتے ہیں -

حضرۃ امام غزالی فلسفۂ و کلام کے ماہر' منقول و معقول میں تطبیق دینے والے' تصوف و سلوک کے سب سے بڑے اور سب سے بہتر معبر و ترجمان' اور علم اسرار الدین کے بہترین ذخیرہ کے جامع ہیں' مگر محدث نہیں ہیں - محدثین و ارباب نقد نے صاف صاف

کہدیا ہے کہ احیاء العلوم میں اکثر حدیثیں ضعیف ' اور بہت زیادہ بے اصل و سند ھیں - اسی لیے شارحین احیاء نے آن احادیث کی تخریج میں بڑی محنت اُٹھائی' اور صحیح کو ضعیف سے اور حدیث کو غیر حدیث سے الگ کرنا چاہا - علامۂ ابن تیمیۃ کا یہ قول احیاء کی نسبت مشہور ہے :

کلامہ فی الاحیاء غالبہ جید لیکن فیہ اربع مواد فاسدۃ : مادۃ فلسفیہ و مادۃ کلامیـــہ و ترہات الصوفیہ و الاحادیث الموضوعہ -	امام غزالی کا اکثر بیان احیاء العلوم میں عمدہ اور معتبر ہے الا چار باتیں جو بطور مواد فاسد کے اسمیں شامل ہوگئی ھیں : فلسفیانہ مطالب ' کلامیہ انداز '

ترہات صوفیہ ' اور موضوع حدیثیں -

علامۂ موصوف کو مسلمان فلسفیوں اور متکلموں کے گروہ سے سخت نفرت تھی ' اور انکی غیرت شریعت بعض متصوفین کے ترہات و شطحیات کی سماعت کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی ' اسلیے انہوں نے ابتدائی تین چیزوں کو بھی احیاء کا مواد فاسد قرار دیا ' مگر در حقیقت یہ رائے زیادتی سے خالی نہیں - البتہ آخری چیز یقیناً قابل ذکر ہے' یعنی نقل احادیث میں بے احتیاطی -

حضرت امام ھی پر موقوف نہیں عموماً صوفیاء کرام نے نقل احادیث میں بڑی بد احتیاطیاں کی ھیں' اور یہی سبب ہے کہ انکے مخالفین کو تشدد و تعصب کا زیادہ موقع ملگیا ہے' اور حق یہ ہے کہ محدثین کرام اپنے اس تشدد میں حق بجانب ھیں -

(کتب موضوعات)

پس آپ احیاء العلوم وغیرہ پر اس بارے میں اعتماد نہ کریں' اور اوقاتاً بعض کتب موضوعات ضرور پیش نظر رکھہ لیں - حضرۃ شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں طبقات حدیث و محدثین پر جو کچھہ لکھا ہے بہت نافع ہے - محدث ابن جوزي' حافظ سیوطی ' ملا علی قاري ' اور امام شوکانی کی کتب موضوعات چھپ گئی ھیں' اور ان میں عام زبانوں پر چڑھی ہوئی حدیثوں کا تذکرہ آگیا ہے - صاحب سفر السعادۃ کے تشدد کی اس بارے میں شکایت کی جاتی ہے مگر حقیقت اسکے خلاف ہے - شیخ عبد الحق محدث دھلوي کی شرح سفر السعادۃ منگوا لیجیے - مع رد کے اسکا خاتمہ نظر سے گذر جائیگا اور فائدہ بخشے گا - شیخ عبد الرحمن بن علی شیبانی کی " التمیز فی ما یدور علی السنۃ الناس من الحدیث " بھی چھپ گئی ہے' اور اسمیں تمام مشہور حدیثوں کی کامل طریقہ پر تخریج کی گئی ہے - علامۂ ابن تیمیہ اور ابن قیم کي تصنیفات میں بھی اسکا مواد بہت ہے - علي الخصوص مجمع الفتاوی اور مجموعۂ رسائل جلد اول ودوم میں جو حال میں مصر میں چھپ گئے ھیں -

امام شوکانی کی موضوعات میں قدما کی تمام کتابوں کو ضبط و اعتدال کے ساتھہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے - اگر اسے آپ دیکھہ لیں تو عام و مشہور احادیث کے متعلق اچھی بصیرت حاصل ہوجائیگی -

(احادیث مسئولہ عنہا)

اب میں فرداً فرداً آپکی تحقیق کردہ احادیث کی نسبت عرض کرتا ہوں

(۱) حب الدنیا راس کل خطیۃ - یعني دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے -

بیہقی نے شعب الایمان میں حسن بصري سے روایت کی ہے - ابو نعیم حلیۃ الاولیا میں اسے حضرت عیسی کا قول کہتے ھیں (دیکھو حلیہ ترجمۂ ابو سفیان) مالک ابن دینار کی طرف بھی منسوب ہے - علامۂ ابن تیمیہ نے اسے جندب البجلی کا قول کہا ہے -

بہر حال یہ جملہ معناً تو بالکل صحیح ہے' مگر لفظاً حدیث نہیں ہے -

(۲) ما وسعني ارضی و لا سمائی و لکن وسعنی قلب عبدی المومن - یعنی خدا کہتا ہے کہ نہ تو مجھے زمین اُٹھا سکی نہ آسمان' مگر میرے مومن بندے کے دل میں سماگیا :

در دل مومن بگنجم اے عجب
گر مرا جوئی دران دلہا طلب

معناً یہ جملہ بہت صحیح اور قران کریم کی اس آیت کا بیان ہے : انا عرضنا الامانۃ علی السموات و الارض و الجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان - لیکن حدیث نہیں ہے - کسی کا قول ہے - محدثین نے تو اسے اسرائیلیات میں سے شمار کیا ہے -

(۳) " گوشت کو چھري سے کاٹ کر کھانے کی ممانعت "

غالباً آپ کا مقصود اس حدیث سے ہوگا : لا تقطعوا اللحم با لسکین فان ذالک من صنیع الاعاجم - یعنی گوشت کو چھري سے کاٹ کر نہ کھاو کیونکہ یہ عجمیوں کی ایجاد ہے -

بیہقی نے شعب الایمان میں اسے روایت کیا ہے - نیز ابو داود نے سنن میں' لیکن امام شوکانی لکھدے ھیں :

قال احمـــد : لیـــس بصحیح وقد کان النبی یحتز من لحـم الشاۃ	امام احمد کہتے ھیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ آنحضرۃ کا بکری کے گوشت کاٹنا ثابت ہے -

پھر اس کی روایت میں ابو معشر ہے اور امام احمد کہتے ھیں کہ " لیس بشي " وہ کوئی چیز نہیں -

(۴) العلم علمان علم الابدان و علم الادیان - علم دو ھیں : ایک وہ علم جسے بدن انسانی کا تعلق ہے یعنے فن طب' اور ایک وہ جو شریعتوں اور دینوں کا علم ہے -

اسکی بھی کوئی اصلیت نہیں - ضعیف سے ضعیف سند سے بھی کسی نے روایت نہیں کیا - تعجب ہے کہ کیونکر یہ جملہ حدیث مشہور ہوگیا ؟

(۵) " رجب خدا کا مہینہ ہے اور شعبان پیغمبر کا اور رمضان میری امت کا "

فضائل ایام و شہور میں موضوعات کا بڑا دفترہ ہے - غالباً آپکا مقصد اس حدیث سے ہوگا : رجب شہر اللہ و شعبان شہري و رمضان شہر امتی' فمن صام فی رجب یومین فلہ من الاجر ضعفان الخ -

لیکن محققین و ثقات فن نے اسے موضوع قرار دیا ہے - اسکے اسناد میں ابوبکر بن الحسن النقاس ہے جو متہم ہے - اور کسائی نامی بھی ایک راوی ہے جو مجہول ہے -

(صلـــواۃ التسبیـــح)

(۶) " صلوۃ التسبیح اور اسکے فضائل "

" صلوۃ التسبیح " سے مقصود ایک خاص نماز نفل ہے جو چار رکعتوں میں ختم ہوتی ہے - ہر رکعت میں فاتحہ اور سورۃ کے بعد " سبحان اللہ ' و الحمد للہ' و لا الہ الا اللہ ' و اللہ اکبر " پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھتے ھیں - پھر رکوع اور قومہ اور دونوں سجدوں میں بھی دس دس مرتبہ یہی کلمات پڑھے جاتے ھیں - اس طرح ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ کلمۂ تسبیح پڑھا جاتا ہے -

اس نماز کے متعلق متعدد طرق سے حدیث مروي ہے - سب سے زیادہ مشہور دو طریقے ھیں : ایک حضرت ابن عباس کي روایت سے' دوسرا ابی رافع کی روایت سے - پہلی روایت کو

ابو داؤد، ابن ماجہ، اور حاکم نے درج کیا ہے - دوسری ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے - دار قطنی نے بھی حضرۃ عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے -

لیکن اس حدیث کے متعلق محققین فن میں اختلاف ہے - محدث ابن جوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے - حافظ ابن حجر اسکا رد کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ابن عباس والی روایت مضبوط اور شرط حسن پر ہے - نیز ابن داؤد نے ایسے اسناد " لا باس " سے روایت کیا ہے، اور فضل بن عباس، ابن عمر، علی ابن ابی طالب، جعفر ابن ابی طالب، ام سلمہ، ان سب سے روایتیں موجود ہیں - ایسی حالت میں ابن جوزی کا موضوع کہنا کس قدر زیادتی کی بات ہے ؟ چنانچہ لکھا ہے کہ " و قد اساء ابن الجوزي بذكره في الموضوعات "

علاوہ حافظ ابن حجر کے ابن مندہ، خطیب، ابن الصلاح، اور نووی نے بھی اسے صحیح یا حسن قرار دیا ہے اور اسکی تصریح کی ہے - تاہم ایک بڑی جماعت محدثین کی اسے ضعیف بھی کہتی ہے، اور موضوع کہنے والوں میں ابن جوزی کے علاوہ عقیلی بھی ہیں :

و قال العقيلي : ليس في صلواة التسبيح حديث يثبت - و قال ابن العربي : ليس فيها حديث صحيح و لا حسن (الفوائد المجموعة للشوكاني)	اور عقیلی نے کہا کہ صلواۃ تسبیح کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں - نیز ابن عربی کہتے ہیں کہ اس بارے میں نہ تو کوئی حدیث صحیح مروی ہے اور نہ حسن -

حتی کہ حافظ سیوطی اللآلی میں لکھتے ہیں :

و الحق ان طرقه كلها ضعيفة و ان حديث ابن عباس يقرب من شرط الحسن الا انه شاذ لشدة الفردية فيه و عدم المتابع و الشاهد من وجه معتبر، و مخالفة هيئتها لهيئة باقي الصلوة -	" اور حق یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام طریقے ضعیف ہیں - ابن عباس والی حدیث البتہ شرط حسن کے قریب پہنچتی ہے مگر اسمیں بھی یہ کمی ہے کہ شاذ ہے، کیونکہ کمال درجہ اپنے بیان میں فرد ہے، اور اسکا تابع اور شاہد کوئی نہیں جو کوئی وجہ معتبر رکھتا ہو - نیز یہ بات بھی ہے کہ جس نماز کی اسمیں ترکیب بتلائی گئی ہے اسکی صورت باقی نمازوں کے مخالف ہے "

حافظ موصوف کا قول اس حدیث کیلیے سب سے بہتر اور معتدل قول فیصل ہے - اسی سے آپ رائے قائم کرلیں - رہا صلوۃ تسبیح کا حکم اور فضائل، تو وہ بہر حال ایک نفل نماز ہے اور اس طریق تسبیح سے عبادت کرنا کسی دوسرے نص کا معارض بھی نہیں - مختصر یہ کہ اسپر عمل کرنا قابل اعتراض نہیں ہوسکتا ! و هذا هو الحق عندي -

(بعض دیگر موضوعات مشہورہ)

(۷) " حب الوطن من الايمان " محبت وطن کی ایمان میں سے ہے -

یہ ایک اچھا اور صحیح جملہ ہے، مگر اسے حدیث کہنا بالکل کذب و افترا ہے - کسی غیر معروف سند سے بھی مروی نہیں -

(۸) " علماء امتي كانبياء بني اسرائيل " میری امت کے علماء ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے نبی -

بالکل بے اصل ہے - حافظ ابن حجر نے صاف لکھ دیا ہے کہ " لا اصل له " البتہ " العلماء ورثة الانبياء " کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے -

حکم نماز قصر بحالت امن و راحت

فقہ و حدیث کی ایک بحث

ریل کے سفر میں نماز کا قصر کرنا

ایک مستند اور بزرگ عالم نے نماز قصر کے متعلق فرمایا کہ ریل کے سفر میں قصر کرنا جائز نہیں، کیونکہ قصر کا حکم اُس وقت ہوا تھا جبکہ خوف و جنگ اور شدائد و تکالیف کے ساتھ سفر ہوتا تھا - اب ریل کے سفر میں وہ حالت کہاں باقی رہی ہے ؟ اسکی نسبت احقر نے جناب سے استفسار کیا تھا - جناب نے ارقام فرمایا کہ احادیث صحیحہ سے قصر کرنا ہر حال میں ثابت ہے - چنانچہ میں نے اسے بیان کیا - لیکن اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ احادیث میں تو اختلاف ہے - حضرۃ عثمان اور حضرت عائشہ کی نسبت ثابت ہے کہ وہ قصر نہیں کرتے تھے - اتنے بڑے جلیل القدر اصحاب نے جب قصر نہیں کیا تو پھر کیونکر سنت ہوسکتا ہے ؟ میں نے آپکا حوالہ دیا تو انہوں نے کہا کہ انہیں حدیث کی کچھ خبر نہیں - وہ اس بحث سے واقف ہی نہیں ہیں - انکے مقابلے میں ایک اور عالم مصر ہیں کہ قصر کرنا واجب ہے اور ثابت ہے - اب احقر نیز یہاں کے مسلمان حیران ہیں کہ کیا کریں ؟ امید ہے کہ جناب میری تشفی فرمائینگے اور خط کی جگہ الہلال میں مفصل بحث کرینگے -

احقر العباد احمد علی

الہلال :

جواب کو چند دفعات میں بالترتیب عرض کرونگا :

(القرآن الحکیم)

(۱) قرآن کریم میں سفر اور خوف کے وقت نماز کے قصر کرنے کا حکم سورۃ نساء میں بہ تصریح موجود ہے :

و اذا ضربتم في الارض فليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة ان خفتم ان يفتنكم الذين كفروا - ان الكافرين كانوا لكم عدوا مبينا -	اور مسلمانو ! جب تم جہاد کیلیے سفر کرو اور تم کو خوف ہو کہ نماز پڑھنے میں کافر حملہ کر بیٹھیں گے تو تم پر کچھ گناہ نہیں اگر نماز میں سے کچھ گھٹا دیا کرو - بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں -

پھر اسکے بعد جنگ اور خوف کی حالت کے متعلق بہ تفصیل فرمایا :

و اذا كنت فيهم فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معك و لياخذوا اسلحتهم، فاذا سجدوا فليكونوا من ورائكم، ولتات طائفة اخرى لم يصلوا فليصلوا معك و لياخذوا حذرهم و اسلحتهم -	" اور اے پیغمبر ! جب تم فوج کے ساتھ ہو اور نماز پڑھانے لگو تو اس ترتیب سے نماز پڑھی جائے : پہلے ایک جماعت تمہارے ساتھ کھڑی ہو اور اپنے ہتھیار لیے رہے - جب وہ سجدہ کر چکیں تو پیچھے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت جو اب تک شریک نماز نہیں ہوئی تھی، آگے بڑھکر تمہارے ساتھ نماز میں شریک ہوجائے اور ہوشیار رہے - نیز اپنے اسلحہ بھی لیے رہے "

اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر اور خوف، دونوں حالتوں میں نماز کو گھٹا کر یعنی قصر کر کے پڑھنا چاہیے -

سفر کی تصریح " و اذا ضربتم فی الارض " میں موجود ہے -

لیکن چونکہ اسکے بعد حالت خوف و جنگ کا ذکر کیا گیا ہے اسلیے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں سفر سے مقصود خاص وہی سفر ہوگا جو جہاد و قتال کفار کی غرض سے کیا جاے -

اس آیت سے ضمناً یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قصر کی حالت میں دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں' کیونکہ فرمایا کہ ایک جماعت جب سجدہ کرچکے تو ہٹ جاے اور دوسری جماعت آکر پڑھے - ایک سجدہ سے مقصود ایک رکعت ہی ہوگا -

نماز کا جب حکم ہوا تو صرف دو رکعتیں ہی فرض ہوئی تھیں - احادیث سے ثابت ہے کہ ہجرۃ تک آنحضرت نماز مغرب کے سوا اور تمام نمازیں دو دو رکعت پڑھتے تھے - ہجرۃ کے بعد چار رکعت قرار دی گئی - پس چونکہ اصل نماز کی دو رکعت تھی' اور اصل کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوسکتی' اسلیے جنگ اور خوف کے وقت میں بھی وہ قائم رہی -

چنانچہ عروۃ ابن زبیر کی روایت سے حضرۃ عائشہ کا قول مشہور ہے :

فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین فی الحضر و السفر' فاقرت صلاۃ السفر و زید فی صلاۃ الحضر (صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین صفحہ ۲۵۷)

نماز در اصل دو دو رکعتیں ہی فرض ہوئی تھی - لیکن اسکے بعد وہ سفر کی حالت میں قرار پائی' اور قیام کی حالت میں زیادہ ہوگئی -

معلوم ہوتا ہے کہ جن بزرگ نے ایسے نماز قصر کی نسبت کہا ہے' انکی نظر صرف اس آیت ہی کی طرف ہے' اور بلا شبہہ یہ درست ہے کہ قصر کا حکم جنگ اور خوف ہی کی وجہ سے ہوا' کیونکہ لڑائی کے عالم میں زیادہ عرصے تک نماز میں مصروف رہنا ہوشیاری اور حفاظت کے خلاف تھا -

لیکن جو نتیجہ انھوں نے اس سے نکالا ہے' وہ کسیطرح صحیح نہیں -

(سنۃ ثابتہ اور آثار صحیحہ)

(۲) بلا شبہ اس آیت میں جنگ اور خوف کی حالت کا ذکر اور حکم ہے' لیکن یہ بھی بالکل قطعی اور یقینی طور پر احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ و سلم نے ہمیشہ سفر کی حالت میں نماز قصر پڑھی' گو وہ سفر امن اور بغیر جنگ ہی کے ہو - کبھی بھی چار رکعت پڑھنا آپسے ثابت نہیں - اسی طرح خلفاء اربعہ کی نسبت بھی ثابت ہے کہ انھوں نے ہمیشہ اور ہر طرح کے سفر میں قصر کیا' اور یہ امر اس درجہ حد تواتر و شہرت تک پہنچا ہوا ہے' اور صدر اول و عہد صحابہ کا تعامل اسدرجہ متیقن ہے کہ اس سے انکار کرنا کسی طرح ممکن نہیں - اور جس شخص نے ایک نظر بھی کتب حدیث پر ڈالی ہے وہ اسکی کبھی جرات نہیں کرسکتا -

یہ صحاح ستہ کے ابواب صلاۃ میرے سامنے ہیں اور اسکے شواہد کثیرہ سے لبریز ہیں - پھر قول جمہور بھی اسی کا مؤید ہے' اور تمام ائمۃ و فقہا کا بھی یہی مذہب ہے - میں کتنی حدیثیں نقل کرونگا' اور ایک صریح اور مسلم بات کیلیے دلائل تلاش کرنے سے کیا فائدہ؟ حضرت انس ہی کی روایت اس بارے میں کافی ہے اگر وہ حدیث کے طالب ہیں :

خرجنا مع النبی (صلعم) من المدینۃ الی مکۃ' فکان یصلی رکعتین رکعتین حتی رجعنا الی المدینۃ - قلت اقمتم بمکۃ شیئا؟ قال اقمنا بہا عشراً (بخاری جزء ثانی باب ماجاء فی القصر)

ہم آنحضرۃ (صلعم) کے ساتھہ مدینہ سے مکہ روانہ ہوے - وہ برابر دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے - یہاں تک کہ مکہ میں قیام کرکے پھر مدینہ واپس پہنچ گئے (یعنے مدینہ آنے تک یہی حالت رہی - یحیی بن ابی اسحاق راوی نے پوچھا کہ مکہ میں کچھہ قیام بھی کیا تھا؟ کہا کہ ہاں ایک عشرہ -

صرف صحیحین ہی کو اٹھا کر دیکھہ لیجیے - خلفاء اربعہ اور تمام اجلۂ صحابہ کا ہمیشہ ایک عمل اسی پر رہا -

مسلم میں بروایت مجاہد حضرۃ ابن عباس کا قول صاف صاف موجود ہے : فرض اللہ الصلوۃ علی لسان نبیکم فی الحضر اربعا و فی السفر رکعتین' و فی الخوف رکعۃ - (کتاب صلوۃ المسافر و قصرها)

(حکمت بقاء حکم قصر مع فوت علت)

(۳) البتہ یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جب قصر کا حکم ایک خاص علت کی وجہ یعنے جنگ و خوف کے سبب سے ہوا تھا' تو پھر دفع علت کے بعد کیوں قائم رہا؟ - آپکے سوال میں اسی پر زور دیا گیا ہے - لیکن قبل اسکے کہ آج اس کی نسبت شبہہ پیدا ہو' خود اسی عہد مقدس میں یہ شبہہ پیدا ہوا اور اسکا جواب بھی دیا گیا - یعلی بن امیہ نے یہی سوال حضرۃ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کیا تھا :

عن یعلی بن امیہ قال : قلت لعمر ابن الخطاب. " لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا " فقد امن الناس - فقال : عجبت مما عجبت منہ فسالت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم عن ذالک' فقال : صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ

" یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرۃ عمر سے پوچھا : قرآن میں تو یہ ہے کہ اگر تمھیں کافروں کی طرف سے خوف ہو تو کچھہ مضائقہ نہیں اگر تم نماز کو قصر کرلو - اس سے معلوم ہوا کہ حکم صرف بے امنی اور خوف کی وجہ سے ہے' لیکن اب تو امن ہوگیا ہے اور وہ حالت باقی نہیں رہی - اب کیوں قصر کیا جاتا ہے؟ حضرۃ عمر نے فرمایا کہ جسطرح تمھیں اس آیت کی بنا پر تعجب ہوا ہے' مجھے بھی ہوا تھا - چنانچہ میں نے آنحضرۃ سے دریافت کیا - انھوں نے جواب دیا کہ یہ خدا کا تم پر صدقہ ہے - اسکے بخشے ہوے صدقے کو قبول کرلو "

یہ حدیث میں نے صحیح مسلم سے نقل کی ہے - لیکن نسائی نے بھی اسے یعلی بن امیہ کی روایت سے باختلاف رواۃ مابعد لیا ہے -

اصل یہ ہے کہ شریعت کے تمام احکام میں آسانی اور سہولت ملحوظ رکھی گئی ہے - " الدین یسر " شریعۃ حنفیہ کی بڑی پہچان ہے - خدا تعالی اپنے بندوں کی کمزوری پر جب رحم فرماتا ہے تو پھر اسے واپس نہیں لیتا - اس حدیث کا مطلب یہی ہے - گو حکم جنگ اور خوف کی بنا پر ہوا تھا' لیکن جب خدا نے آسانی عطا فرما دی تو یہ اسکی بخشش ہے' اور خدا کی بخشش کو کون ہے جو رد کرنے کی جرات کرسکتا ہے؟ یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر' و قال ایضاً سبحانہ و تعالی : وما جعل علیکم فی الدین من حرج - انسان کیلیے سچا قانون وہی ہوسکتا ہے جو اسکے ضعف' اسکی مجبوریوں' اور اسکی طبیعی احتیاجات و داعیات کا پورا پورا لحاظ کرے -

(حضرۃ عثمان اور حضرۃ عائشہ)

(۴) نماز قصر کے متعلق صحابۂ کرام کے اس عام اجماع سے صرف حضرۃ عثمان اور حضرۃ عائشہ مختلف پاے جاتے ہیں اور بوجہ نا واقفیت و عدم نظر کے بزرگ موصوف نے اس سے احتجاج کیا ہے لیکن اس اختلاف کی حقیقت انھیں معلوم نہیں - اس اختلاف میں بھی پہلا اختلاف محض جزئی ہے -

حضرۃ عثمان کو حالت سفر میں قصر سے اختلاف نہ تھا - مثل حضرات شیخین و اجلۂ صحابہ کے وہ بھی قصر کیا کرتے تھے - صحیح مسلم میں عاصم بن عمر کا قول ہے کہ میں نے آنحضرۃ کے ساتھہ نماز پڑھی' حضرۃ ابوبکر کے ساتھہ پڑھی' حضرۃ عمر کے ساتھہ

پڑھی' لیکن یہ سب قصر کیا کرتے تھے' اور آخری وقت تک انکا عمل اسی پر رہا - روایت میں حضرۃ عثمان کی نسبت بھی اسی جزم و یقین کے ساتھہ بیان کیا ہے کہ " فلم یزد علی رکعتین حتی قبضہ اللہ " یعنی میں نے حضرۃ عثمان کی بھی صحبت پائی' لیکن انھوں نے بھی سفر کی دو رکعتوں کو کبھی زیادہ نہیں کیا' یہاں تک کہ وفات پا گئے !

پس دیکھو' اس روایت سے کس طرح صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ عام طور پر نماز قصر کے متعلق انھیں کوئی اختلاف نہ تھا - وہ اسی طرح قصر کرتے تھے جسطرح کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کرتے رہے' اور نیز یہ کہ وہ آخر تک اسی پر قائم رہے -

البتہ اپنی خلافت کے دوسرے سال انھیں ایک جزئی اختلاف اس مسئلے میں پیدا ہوا' اور وہ بھی قصر کے ایک خاص موقعہ اور سفر کی ایک مخصوص صورت کی نسبت - انحضرۃ کا طرز عمل دیگر اجلۂ صحابہ کے سامنے یہ تھا کہ وہ منی میں بھی مثل دیگر مواقع سفر کے قصر پڑھا کرتے تھے - حضرۃ عثمان بھی اپنی خلافت کے ابتدائی عہد میں ایسا ہی کرتے رہے - مگر دوسرے سال انھوں نے اختلاف کیا اور منی میں پوری نماز پڑھی - صحیحین میں عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمان بن یزید وغیرہ سے مروی ہے :

صلیت مع النبي بمنی رکعتین وابی بکر و عمر' ومع عثمان صدراً من امارتہ ثم اتمہا (بخاری - ما جاء فی التقصیر)

میں نے انحضرۃ کے ساتھہ منی میں دو رکعت پڑھی' ابوبکر کے ساتھہ اور عمر کے ساتھہ - اسی طرح عثمان کے ساتھہ بھی انکی خلافت کے ابتدائی عہد میں - اسکے بعد انکی رائے بدل گئی اور پوری پڑھنے لگے -

پس حضرۃ عثمان کا جو اختلاف ہے' وہ عام مسئلۂ قصر پر کچھہ موثر نہیں - صرف قصر الصلاۃ بمنی کی نسبت انھوں نے رائے بدل دی تھی اور اسکی ایک تاویل کرلی تھی جسکی تفصیل کتب شہیرۂ فقہ و حدیث میں موجود ہے -

ہمارے لیے اسقدر کافی ہے کہ منی میں بھی انحضرۃ اور شیخین کا قصر ثابت ہے - نیز اجلۂ صحابہ مثل ابن مسعود و ابن عمر بھی اسی پر عامل تھے - صرف ایک حضرۃ عثمان کا اجتہاد اس بارے میں کیا موثر ہو سکتا ہے ؟

(حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا)

(۵) البتہ حضرۃ عائشہ کا اختلاف اس معاملے میں بہت مضطرب اور عجیب ہے - ایک طرف تو خود انکا قول اوپر گذر چکا ہے کہ : فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین فی الحضر و السفر' فاقرت صلوۃ السفر و زید فی صلاۃ الحضر - (نماز اصل میں دو دو رکعت فرض ہوئی تھی - پھر وہ سفر میں قرار پا گئی اور حضر میں زیادہ یعنی چار رکعت ہوگئی) دوسری طرف یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ قصر کی قائل نہ تھیں !

حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا جنکا اجتہاد اور بصیرۃ و علم تمام صحابہ میں امتیاز خاص رکھتا تھا' سخت تعجب ہے کہ اس صاف اور صریح مسئلہ میں بغیر کسی سبب قوی کے ایسا مضطرب عمل رکھیں ! میں سمجھتا ہوں کہ حضرۃ عائشہ کو بھی مثل حضرۃ عثمان کے صرف منی ہی کے قصر میں اختلاف ہوگا - عام طور پر نفس قصر سے اختلاف نہ فرماتی ہونگی - اس کی تائید مسلم کی ایک مشہور حدیث سے بھی ہوتی ہے - زہری سے حضرۃ عروہ بن زبیر نے حضرۃ عائشہ کا یہ مشہور قول جب نقل کیا کہ " سفر میں دو رکعت نماز قرار پائی " تو زہری نے سوال کیا :

فقلت ما بال عائشۃ تتم فی السفر ؟ قال انہا تاولت کما تاول عثمان (کتاب صلوۃ المسافرین)

زہری کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنکر عروہ سے کہا کہ پھر عائشہ کو کیا ہوگیا تھا کہ وہ سفر میں پوری پڑھتی تھیں ؟ انھوں نے کہا کہ عائشہ نے بھی اسکی تاویل کرلی تھی جیسی کہ عثمان نے کی تھی -

عروہ کے قول میں حضرۃ عائشہ کی تاویل کو حضرۃ عثمان کی تاویل سے تشبیہ دی ہے - یہ تشبیہ نفس تاویل میں بھی ہوسکتی ہے کہ جسطرح حضرۃ عثمان نے قصر الصلوۃ بمنی میں تاویل کی تھی' ویسی ہی حضرۃ عائشہ نے نفس مسئلۂ قصر میں بھی کی - اور اسی طرح مسئلہ قصر میں بھی ہوسکتی ہے' کہ جسطرح حضرۃ عثمان نے تاویل کرکے منی میں قصر ترک کردیا تھا' اسی طرح حضرۃ عائشہ نے بھی منی کے قصر کی تاویل کرلی -

(۶) اگر اس حدیث میں عروہ کے قول کا آخری مطلب سمجھا جائے تو نفس قصر کے متعلق حضرت عائشہ کا اختلاف باقی نہیں رہتا - اس صورت میں ایک اور حدیث سامنے آجائیگی جو امام شافعی نے روایت کی ہے : " کل ذلک قد فعل النبی قصر الصلوۃ و اتم " لیکن اس حدیث کی صحت بالکل مشتبہ ہے - اسکی روایت یوں ہے : " شافعی عن ابراهیم بن محمد عن طلحہ بن عمرو عن عطاء " لیکن ابراهیم بن محمد اور طلحہ بن عمر باتفاق محدثین ضعیف الروایۃ ہیں' اور ان دونوں کا ایک روایت میں جمع ہوجانا اسکی تضعیف کیلیے کافی سے بھی زیادہ ہے' جیسا کہ ارباب فن پر مخفی نہیں -

بہرحال حضرۃ عائشہ کا اختلاف اگر صریح و عمومی صورت میں متحقق بھی ہو جائے' جب بھی تمام اجلۂ صحابہ اور احادیث معروفہ و مشہورۂ نبویہ کے مقابلے میں صرف انکا اختلاف کیونکر مقبول ہو سکتا ہے ؟ علی الخصوص جبکہ خود انکا قول موجود ہے کہ سفر کی حالت میں دو رکعت قرار دی گئی' اور خود انکے بھانجے (یعنی عروہ) نے جو اس بارے میں اعلم الناس ہیں' صاف صاف لکھدیا کہ وہ کسی تاویل کی بنا پر ایسا کرتی تھیں' نہ کہ کسی سنت کی بنا پر ؟ اگر حضرۃ عائشہ کے پاس کوئی دلیل سنت موجود ہوتی' تو عروہ اس سے کیونکر بے خبر رہتے ؟ فتامل و تدبر -

(حکم نماز قصر)

(۷) اس بارے میں اختلاف ہے کہ حالت سفر میں قصر کرنا کس حکم میں داخل کیا جائے ؟ اور اگر پوری چار رکعت کوئی پڑھلے تو اسکا حکم کیا ہے ؟ آیا وہ حرام ہوگا' مکروہ ہوگا' یا یہ کہ اسکا ترک اولی ہے ؟ امام شافعی کا مذہب انکے ایک قول کے بموجب یہ ہے کہ قصر جائز ہے مگر اتمام افضل - لیکن اس سے زیادہ معتبر و مسلم قول انکا وہ ہے جسمیں قصر کو افضل بتلایا گیا ہے -

امام مالک سے بھی دو مختلف قول منقول ہیں - ایک میں قصر و اتمام دونوں کو یکساں بتلایا ہے - ایک میں قصر کے وجوب کے قائل ہیں - امام سحنون کی روایت وجوب ہی کی تائید کرتی ہے - امام احمد بھی ایک قول میں قصر کو افضل اور دوسرے میں اتمام کو مکروہ بتلاتے ہیں - امام ابوحنیفہ قصر کے وجوب کے قائل ہیں - یعلی بن امیہ کی حدیث میں انحضرۃ نے مثل امر کے فرمایا ہے کہ قبول کرلو - اسلیے احناف کہتے ہیں کہ وجوب ثابت ہوگیا -

لیکن " فاقبلوا " کو اس طرح کا امر نصی قرار دینا جسکو وجوب کیلیے مستلزم قرار دیا گیا ہے' ضروری اور قطعی نہیں - سب سے زیادہ اصح اور اوسط مسلک یہی ہے کہ قصر سنت ہے اور اتمام مکروہ - ائمۂ مذاہب کے مختلف اقوال میں سے ایک ایک قول سب کا بالاتفاق اسی کی تائید کرتا ہے - حضرۃ امام ابوحنیفہ باوجود وجوب کے فرماتے ہیں کہ قصر کی نیت واجب نہیں - اگر نیت واجب نہیں تو وجوب قطعی تو نہ ہوا -

(ریل میں نماز)

(۸) الحاصل آجکل کے سفر میں بھی قطعاً نماز قصر کا حکم باقی و قائم ہے' اور حالت خوف اور شدائد کا نہونا اسپر کچھہ موثر نہیں ہوسکتا - انحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کی پیٹھہ پر جب نماز ثابت ہے تو ریل کے اندر کیوں جائز نہو گی

الحريۃ في الاسلام

احاديث و اثار

قال النبي (صلعم) من راى منكم منكرا فليغيره بيده و من لم يستطع فبلسانه و من لم يستطع فبقلبه و ذالك اضعف الايمان (الترمذي و المسلم)	رسول الله فرماتے هيں : جو مسلمان کسي برائي کو ديکھے ' چاهيے که اپنے هاتهه کے زور سے اوسے مٹادے - اگر يه نهوسکے تو زبان سے برا کهے - يه بهي نهوسکے تو دل سے برا سمجهے - اور يه ضعيف ترين درجۂ ايمان هے -

گذشتۂ نمبر ميں تصريحات قرانيه کی بنا پر هم نے ايک اجمالی نظر حريت و مراتب حريت پر ڈالی تهي - آج احاديث و اثار کي بعض اهم تصريحات پيش کرنا چاهتے هيں -

(سوسائٹي اور امر بالمعروف)

ايک حقگو اور راستباز انسان ' هيئت اجتماعی اور مجتمع انساني (يعنی سوسائٹی) کا محافظ اور نگران کار هے - اگر ملک و حکومۃ کو حفظ امن اور تهديد اشرار کيليے پوليس کي ضرورت هے ' تو يقيناً مجتمع انساني اور هيئت اجتماعي کے بد کار اور شرير هستيوں کي تهديد و تخويف کيليے حقگو اور راستباز انسانوں کي بهي سخت ضرورت هے - وہ راست باز انسان جنکي آواز حق گو دلوں کو تهرا دے ' جنکي راستبازي شريروں کو مرعوب کردے ' جنکي صدق شعاري مبتلايان اعمال سيئه کيليے ايک صداے تنبه هو ' جو عملاً اس عقيدے کی تصوير هوں که هر تنهائي اور تاريکي ميں ايک ايسا حاضر اونکے پاس موجود هے جو کبهي غائب نهيں هوتا ' اور هر پردے اور ديوار کي اوٹ ميں ايک ايسا ناظر اونهيں ديکهه رها هے جسکی نظرے کبهي اوجهل نهيں هوسکتے - ان ربک لبالمرصاد !

افسوس هے اوس هيئت اجتماعي پر ' اور هزار حيف هے اوس مجتمع انساني پر ' جسميں کسی حقگو اور راستباز روح کا وجود نهو ' جس کي آواز سوسائٹي کيليے باعث حفظ امن اور موجب قلع وقمع مفاسد و ضلالت نه هو - اوسکي هلاکت نزديک آ لگي اور اوسکي بربادي کے دن قريب آگئے :

عن ابی بکر رض : اني سمعت رسول الله يقول ان الناس اذ راوالظالم فلم ياخذوا علي يديه ' اوشک ان يعمهم الله بعقاب منه (رواه الترمذي)	ابوبکر صديق فرماتے هيں : ميں نے رسول الله صلی الله عليه وسلم کو کهتے سنا هے که " لوگ جب ظالم و بدکار کو ديکهيں اور اوسکا هاتهه نه پکڑيں ' تو عنقريب خدا اپنا عذاب اون سب پر نازل کريگا "

(راست باري کي هيبت اور خدا کا ڈر)

قوموں کي حيات و ممات سوسائٹي کي زندگي اور بربادي پر موقوف هے ' اور سوسائٹيوں کی زندگي و بربادي افراد کے صلاح و فساد اور معاشرت و اخلاق پر مبني هے - اخلاق و آداب معاشرت کی نگران و محافظ صرف دو هی چيزيں هيں : خشيت الهی اور خوف انساني - مبارک هيں وہ جنکے قلوب خشيت الهي کے نشيمن هيں ' اور هر حال ميں اون آنکهوں کو ديکهتے هيں جو تاريکي و روشنی دونوں حالتوں ميں يکساں ديکهنے والي هيں ' اور جو خلوت

ليکن وہ جو خشيت الهي سے محروم هيں ' اونکا نگران اعمال کون هوگا ؟ اگر اونميں کوئي راستباز نهيں ' اگر اونميں وہ نهيں جو امر بالمعروف اور نهی عن المنکر کی خدمت انجام ديتا هے ' تو پهر ان شرير روحوں کو هدايت پر مجبور کرنے والي قوت آور کون هوسکتی هے ؟ پس ضرور هے که هر جماعت ميں نوع انساني کے ايسے سچے خدمت گذار موجود هوں جو هر باطل و ضلالت کو هاتهه سے مٹا دينے پر آماده هوں - يه نهوں تو وہ هوں جو انکو زبان سے برا کهکر هدايت کرتے هوں - اگر ايسے بهي نهوں تو پهر غضب الهي کی روک ' انسانيت کے بقا ' اور فطرة کے غصه سے بچنے کيليے کم از کم ايسے تو هوں جو طاقت اور اختيار نه پاکر دل هي دل ميں برائي کو برا سمجهيں ' اور اسطرح بروں ميں هيں ' پر نيکی کے ليے بروں سے اپنے تئيں الگ کرليں ؟ يهی معني هيں مسلم اور ترمذي کي اس مشهور حديث مقدس کے که :

من راي منکم منکرا فليغيره بيده و من لم يستطع فبلسانه و من لم يستطع فبقلبه و ذلک اضعف الايمان (رواه الترمذي)	جو مسلمان کسي برائي کو ديکهے وہ اسے اپنے هاتهه کے زور سے مٹادے - اگر يه نهوسکے تو زبان سے برا کهے - اگر يه بهي نهوسکے تو دل سے برا سمجهے ' مگر يه پست ترين درجۂ ايمان هوگا -

(فرد کی محبت اور قوم سے عداوت)

جو لوگ حق گوئی سے نفرت کرتے هيں کيونکه اس سے بدکار انسانوں کے دل دکهتے هيں ' اور خالفين ملت کو برا کهنا برا جانتے هيں که اس سے بعض گنهگاران ملت کے دلوں ميں ٹهيس اٹهتي هے - کيا انهيں يه نهيں معلوم که چند بدکاروں اور گنهگاروں کے ساتهه محبت کرنا پوري قوم و ملک کے ساتهه عداوت کرنا هے ؟ کيا تم چپ رهکر مالک مکان کے ساتهه دشمني نهيں کر رهے هو ' جبکه تم ديکهه رهے هو که چور قفل توڑ چکا هے اور اندر داخل هونا چاهتا هے ؟ تم اوس چور پر رحم کرتے هو اور مالک مکان کو نهيں جگاتے ' مگر اس طرح صرف ايک مالک مکان کے ساتهه هي عداوت نهيں کرتے هو ' بلکه اس شهر کے تمام انسانوں کے ساتهه عداوت کر رهے هو ! چور کی همت کو تم نے بڑها ديا - خوف انساني جو پہلے ڈرا ديتی تهی اب نهيں ڈرائيگی !

(کشتی کي تمثيل)

کشتی جب ايک معصوم اور نيک کردار انسانوں کي جماعت کو ليے هوے ساحل کي طرف آهسته آهسته آ رهي هے تو تم ايک خائن و گنهگار انسان کو ديکهتے هو که اپنی نا جائز عداوت کی بنا پر کشتي کے ايک تختے ميں سوراخ کر رها هے - ليکن تم ترس کهاتے هو اور اوسکا هاتهه نهيں پکڑتے - کيا اسکا نتيجه يه نهيں که ايک گنهگار انسان کے ساتهه محبت کرکے تم سيکڑوں قابل رحم اور نيک انسانوں کے ساتهه عداوت کررهے هو ؟ کيا تم يه سمجهتے هو که کشتي ڈوب جائيگي پر تم محفوظ رهوگے ؟ ديکهو ' تمهارا رهنماے سعادۂ نجات اپنی مبارک تمثيل ميں کيا بتاتا هے ؟

قال النبي صلي الله عليه و سلم مثل القائم علي حدود الله و المداهن فيها کمثل قوم استهموا علي سفينة في البحر فاصاب بعضهم اعلاها	اون لوگوں کی تمثيل جو حدود خداوندي ميں مداهنت کرتے هيں اور بيجا رعايت ' ايسي هے جيسے ايک جماعت جس نے ايک کشتي ميں حصه لگايا - بعضوں کے

الذين في البحر اسفلها يصعدون فيستقون الماء فيصبون على الذين اعلاها - فقال الذين في اعلاها لا ندعكم تصعدون فتؤذونا ' فقال الذين في اسفلها فانا ننقبها في اسفلها ' فان اخذوا على ايديهم فمنعوهم نجوا جميعاً ' و ان تركوهم غرقوا جميعا ! (رواه البخاري و الترمذي و احمد)

بعضوں کے حصے میں نیچے کا طبقہ - نیچے والے پانی وغیرہ کی ضرورت سے اوپر کے طبقہ میں جاتے تھے اور ان پر چھینٹیں ڈالتے تھے - اسپر اوپر والوں نے کہا کہ اب ہم تمکو اوپر نہ آنے دینگے - تم ہمکو تکلیف پہنچاتے ہو - نیچے والوں نے کہا اگر تم اوپر نہ آنے دوگے تو نیچے کے تختے میں ہم سوراخ کردیتے ہیں - اب اگر لوگوں نے انکا ہاتھہ پکڑ لیا اور انکو اس سے روک دیا تو سب محفوظ رہینگے - اور اگر چھوڑ دیا تو سب ہی ڈوب جائینگے "

(امم گذشتہ اور عذاب الہی)

تم سے پہلے بھی دنیا میں قومیں پیدا ہوئیں اور اپنے اعمال سیئہ کی پاداش میں آخر کار تباہ و برباد ہوگئیں - انکے حالات و واقعات ہمارے لیے تازیانۂ تنبیہ و عبرت ہیں ' لیکن کیا تم نے کبھی جاننے کی کوشش کی کہ انکی بربادی اور ہلاکت کا سبب کیا تھا ؟ ایک قوم کے چند افراد پہلے عصیان الہی ' خیانت ملی ' اور منافقت قومی کے مرتکب ہوتے ہیں - قوم کے اہل دانش و فہم اور ارباب ایمان و اخلاص اگر اسی وقت متنبہ ہوجائیں ' اور فرض الہی جو انکے ذمہ عائد ہے اوسکے ادا کرنیکی کوشش کریں ' تو یقیناً یہ سیل بلا چند لمحوں میں تھم جائیگا ' اور سفینۂ نجات قومی غرق ہونے سے محفوظ رہیگا ' لیکن اگر سوء اعمالی نے بد بختی اور سیہ کاری نے سیہ نصیبی کی صورت اختیار کرلی ہے ' تو اداے فرض کی جگہ مسامحت و مداہنت لے لیگی ' جو گنہگاروں کو بے باک اور بدکاروں کو دلیر بنا دیگی ' اور اسطرح یہی تاریکی کا باریک پردہ جس نے پہلے صرف چند قلوب ہی کو فرض شناسی ' اطاعت ربانی ' اور ایثار ملی سے محروم کیا تھا ' اب اور زیادہ غلیظ و کثیف ہو جائیگا - تا آنکہ آنکھیں دیکھنے سے ' ہاتھہ ٹٹولنے سے ' پاؤں چلنے سے مجبور ہو جائینگے ' اور پھر اسی پردۂ ظلمت میں صاعقۂ عذاب چمک چمک کر اور کڑک کڑک کر ہلاکت کی خبر دیگا اور تمام قوم پر گرکے موت اور بربادی پھیلا دیگا - بنی اسرائیل کی ہلاکت و بربادی کا افسانہ تم نے سنا ہے ؟

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان اول ما دخل النقص على بني اسرائيل ' كان الرجل يلقى الرجل ' فيقول يا هذا اتق الله و دع ما تصنع فانه لا يحل لك ' ثم يلقاه من الغد و لا يمنعه ذلك ان يكون اكيله و شريبه و قعيده ' فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم على بعض - ثم قال " لعن الذين كفروا من بني اسرائيل على لسان داؤد و عيسى بن مريم " الى قوله " فاسقون " ثم قال : كلا و الله لتامرن بالمعروف و تنهون عن المنكر ' و لتاخذن على يدي الظالم و لتاطرنه على الحق اطرا ' و تقصرنه على الحق قصرا ! (رواه ابو داؤد)

آنحضرت صلعم نے فرمایا : سب سے پہلے بنی اسرائیل میں جو نقص پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا جو مبتلاے گناہ تھا اور کہتا کہ اے شخص خدا سے ڈر ' اور اس کام سے باز آجا کہ تجھے جائز نہیں - پھر جب اس گنہگار سے ملاقات ہوتی تو اسے گناہ سے روکنا ترک کردیتا کیونکہ وہ اسکا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو جاتا - جب بنی اسرائیل ایسا کرنے لگے تو خدا نے (اثر صحبت سے) انکے دل یکساں کر دیے - پھر آنحضرت نے قران کی یہ آیۃ پڑھی " داؤد اور عیسی ابن مریم کی زبان سے وہ ملعون کہے گئے جنھوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر کیا " پھر فرمایا : خدا کی قسم تم اے مسلمانو ! امر بالمعروف اور نہی المنکر کا فرض ادا کرو ' اور ظالموں کا ہاتھہ پکڑو اور انکو حق و انصاف پر چلنے کیلیے مجبور کرو !

پھر کوئی ہے جو اس صداے حق کو جو قلب نبوۃ سے اٹھی ' اور اس زبان سے نکلی جو " ماینطق عن الھوی " کی شہادت ربانی سے مقدس اور " ان ھو الا وحی یوحی " کی توثیق سے پاک کی گئی تھی ' سنے ' اور اس اطاعت معصیت اور وفاداری ظلم و عدوان کے پردۂ مہیب کو چاک کردے ' جسنے آج کروڑوں پیروان اسلام کی نظروں سے خدا اور اسکی عدالت کی صورت چھپا دی ہے ؟

کیا تم نہیں سنتے کہ اسلام کا داعی مقدس تم سے کیا کہہ رہا ہے ' اور تم کو قائم کرنے والا تم سے کیا چاہتا ہے ؟ کیا صاف صاف وہ نہیں کہتا کہ ظالموں کا ہاتھہ پکڑو ' اور انہیں حق اور عدالت پر چلنے کیلیے مجبور کرو ؟ پھر کیا تم نے کبھی انکا وہ ہاتھہ پکڑا جو خدا کے بندوں پر ظلم و جبر کیلیے اٹھتا ہے ؟ اور کیا کبھی اپنے جہاد صداقت و حریت سے انکا مقابلہ کیا کہ وہ حق کی پامالی سے باز آجائیں اور خدا کی پاک عدالت کیلیے مجبور ہوں ؟ اگر تم مومن و مسلم ہو ' تو تم کو وہ ہونا چاہیے جنہیں اس حکم الہی کے مخاطب سے پاک بنایا گیا - نہ کہ وہ ' جو معصیت کی اطاعت اور ظلم و عدوان کی وفاداری کی لعنت سے ناپاک کیے گئے ؟ تم حق کیلیے بناے گئے ہو - پس حق ہی کے ہو کر رہو ! تم کو ظلم و ضلالت پر چیخنے ' چلانے ' ہاتھہ کو حرکت دینے ' اور زبان کو وقف جہاد لسانی کر دینے کا حکم دیا گیا ہے - پس خدا کی مغضوب و مردود قوموں کی طرح شیطانی وسوسوں کے ماتحت نہ آؤ اور اپنے کاموں کو انجام دو ! سچا مسلم وہی ہے جو اس حکم پر عامل ہو ' اور وہ ظلم پرست روح کبھی مومن نہیں ہوسکتی - جو فاطر السماوات و الارض کے حکم اور ختم المرسلین کی دعوۃ کو بھلا دے -

تم سے پہلے جتنے برباد ہوے انکی بربادی صرف اسی کا نتیجہ تھی کہ انھوں نے اس حکم الہی کو بھلا دیا ' اور ظلم کے دوست اور غاصب و جابر قوتوں کے غلام بنگئے - بنی اسرائیل کی رحمت لعنت سے بدل گئی ' اور سلیمان کا تخت اور داؤد کا ہیکل خونخوار ظالموں سے بھر گیا - یہ سب کیوں ہوا ؟ صرف اسلیے کہ انھوں نے ٹھیک ٹھیک اسی طرح خدا اور اسکے مقدس رسولوں کا حکم حق پرستی و حق پژوہی بھلا دیا جسطرح کہ اے روے زمین کے سب سے بہتر انسانو تم بھلا رہے ہو !!

اور اے علماے امت محمدیہ ! و اے رؤسا ملت اسلامیہ !! اٹھو کہ وقت آگیا ' ہاتھہ بڑھاؤ کہ صداقت طالب اعانت اور اسلام اپنے فرض کیلیے پکار رہا ہے ! سنو ' صداے حق کیا کہتی ہے ؟ کیا علماؤ رؤساے بنی اسرائیل کی طرح تمہارا بھی ارادہ اس عہد شرور و شر میں خاموشی وسکوت کا ہے تاکہ تمام قوم کی ہلاکت و بربادی کا سامان ہو ؟ کیا تم سب سے پہلے اس بات کیلیے جوابدہ نہیں ہو جسکے لیے تمام امت جوابدہ ہے ؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کا پہلا گناہ اسکے عالموں اور پیشواؤں ہی سے نکلا تھا ؟ آہ سنو کہ مخبر صادق کی آواز بے ایف کیا کہہ رہی ہے ؟

والذي نفس محمد بيده لتامرن بالمعروف و تنهون عن المنكر او ليوشكن الله ان يبعث عليكم عقاباً من عنده ثم لتدعونه فلا يستجاب لكم (رواه احمد و الترمذي)

اوس ذات اقدس کی قسم جسکے ہاتھہ میں محمد کی جان ہے ' تم فرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ادا کرو ' ورنہ خدا تم پر اپنا عذاب بھیجیگا پھر تم پکاروگے ' لیکن قبول نہ کیا جائیگا !

یورپ اور قدیم تصاویر

چند مہینوں کي بات ہے - ریوٹر نے سفرجیٹ عورتوں کے جنگي اقدامات کے سلسلے میں یہ خبر سنائي تھي کہ لنڈن کے شاهي عجائب خانے کي گیلري پر حملہ کیا گیا اور ایک نہایت قیمتي قدیم تصویر خراب کردي گئي جسکي قیمت ایک لاکھہ پاونڈ کے قریب تھي -

اس تار برقي کو پڑھکر بہت سے لوگوں کو تعجب ہوا تھا کہ کیا ایک پراني تصویر اتني قیمت کي بھي ہوسکتي ہے ؟

اسي زمانے میں ہمنے چاہا تھا کہ قدیم تصاویر کے متعلق ایک مضمون شائع کیا جاے اور اسکے اہم واقعات جمع کریں تاکہ قارئین الہلال کو موجودہ یورپ کي اس سب سے بڑي قیمتي جنس اور تجارت کا حال معلوم ہوجاے - آج اس مضمون کو شایع کرتے ہیں -

* * *

ابھي چند دنوں کي بات ہے کہ یورپ پر فلاکت و افلاس چھایا ہوا تھا ' اور ہزارہا انسان ایک گلاس بیر یا ایک انگیٹھي کوئلے کے نہ ملنے سے بیکسانہ دم توڑکر راهي ملک عدم ہوتے تھے !

مگر اب موسم بدل گیا ہے ' اور وہ نسیم مراد جو کل تک ایشیا میں چلتي تھي ' آج مغرب میں چلرهي ہے - دولت کے چشمے جو ایشیاء میں کبھي ابلا کرتے تھے ' اب بھي جوشزن ہوتے ہیں ' مگر ان سے جو سیلاب جاري ہوتا ہے اسکا رخ صرف یورپ هي کي طرف ہے - صنعت و تجارت اپني مقناطیسي کشش سے ایک ایک حبہ کو ایشیا کے گوشے گوشے سے کھینچکر مغرب پہنچا رهي ہے ' اور آج مغرب میں بے شمار انسان ایسے موجود ہیں جنکي آمدني کا حساب ایک ایک گھنٹے کي آمدني سے لگایا جاتا ہے !

اس غیر معمولي دولتمندي کا قدرتي نتیجہ ہے کہ ضروریات اور کمالیات تمدن سے گزر کے اب امتیازات میں مسابقت و مباهات شروع ہوگئي ہے - ایک شے گو کتني هي بیکار ہو لیکن اگر اپنے اندر کوئي ندرت یا اعجوبگي رکھتي ہے تو اسکي قیمت میں اتني بڑي بڑي رقمیں دیجاتي ہیں کہ اگر وہ بدبخت انسانوں کے اطعام و فاقہ شکني میں صرف ہوتیں تو ایشیاء کي وہ ہزارہا هستیاں راتوں کو آرام سے سو سکتیں ' جنکي شب هاے حرماں کروٹیں بدلتے یا ستارے گنتے بسر ہوا کرتي ہیں !!

* * *

اس قسم کي چیزیں زیادہ تر عام نیلاموں میں فروخت ہوتي ہیں - گذشتہ ربع صدي میں اس قسم کے جو بڑے بڑے نیلام ہوے ہیں ' انمیں سے بعض یہ ہیں :

نیلام	تاریخ	مقدار اشیا	ایام	قیمت بحساب پونڈ
جاک درسے	١٩١٢	٣٦٧	٣	٥٥٥٣٠٠
قصر هملٹن	١٨٨٢	٢٢١٣	١٧	٣٩٧٥٦٢
میکم پولم	١٩٠٢٣	٢٨٢٠	٣٠	٣٠٩٣١٢
الیکٹرک اسٹیزر	١٨٩٣	٣٣٦٩	٣٧	٣٦٣٣١
جونی ٹیلر	١٩١٢	١٥٣٥	١٢	٣٥٨٢٩٩
پارکس	١٩١٠	١٩٨	٣	٣٠٥٣٣٥
ایڈگر ٹوپر	١٩١٢	٣٦٣	٣	٢١٩٥٢٥

مشہور و مقبول مصور کي بنائي ہوئي اس تصویر جو ایک لاکھہ ۳۰ ہزار پونڈ کو فروخت ہوئي !

نیلام	تاریخ	مقدار اشیا	ایام	قیمت بحساب پونڈ
میکم رسل	١٩١٢	٣١٣	٣	٢١٨٨٢٦
سرکیز کارنفیو	١٩١٢	٢٧٢	٣	١٥٧٧٦١
الگزینڈر یونگ	١٩١٠	٦٨٣	٣	١٥٣٨٩١
جان ڈلعس	١٢--	٥٩٣	٦	١٣١٠٠٣
اسٹیفن	١٨٩٥	١٢٣٩	٩	١٣١٠٠٣
هولنڈ	١٩٠٨	٣٣٢	٣	١٣٨١١٨
بیرن شروڈر	١٩١٠	٣٢٣	٣	١٣٠٠٥٨
رڈتھیمر	١٩١٢	١٧٦	٢	١٣٢٠٢١
لارڈ ڈڈلي	١٨٩٢	١٩	١	١٠١٣٢٠

یہ صرف چند تاریخي نیلاموں کي فہرست ہے ورنہ اس قسم کے عام نیلام تو ہمیشہ ہوا کرتے ہیں -

(قدیم تصاویر)

اس قسم کے نیلاموں میں جو چیزیں زیادہ تر فروخت ہوتي ہیں ' وہ قدیم تصویریں اور پراني قلمي کتابیں ہیں - اسوقت هم صرف تصاویر کو لیتے ہیں اور کتابوں کو آیندہ فرصت کے لیے ملتوي رکھتے ہیں -

نام تصویر	نام مصور	نیلام	قیمت
مریم اور مسیح (علیهما السلام)	انڈریا منٹانیا	ویر	٢٩٥٩٠
ایک بڑھیا	فرینس هوس برکس		٦٧٣٦٠
بیر اور انوار نیلگوں	ٹرنر	"	٢٥٨٩٠
دي رزل لابنیوي	دي لاٹور	درسے	٢٣٣٠٠
مسز ولیمس	ریبرن	•	٢٣٣١٥
مسز هاے	"	•	٢٢٢٦٠
ایک بڑھیا جو پرند کے پر نوچ رهي ہے	رمبرنٹ	لیرتھا	١٩٨٠٠
سالومي	رنیهلبٹ	کارکانو	١٩٢٠٠
امیرہ ٹیلیهرنگ	میکم واکابرون	درسے	١٦٠٠٠

لیڈي ڈریل	رینرن	•	۱۷۰۰
همشیر رمبرنٹ (مشہور مصور رمبرنٹ)		کار کانو	۱۳۶۰۰
ایک لڑکی مع بلم	•	هرکر	۱۳۱۰۰
خلوت	ڈوارڈ	کارکانو	۱۳۰۰۰
پیٹا	مغانیا	ریکمي	۱۲۹۱۵
بارار جادا	ڈردن	پارکس	۱۲۱۰۰
سیلٹ ریدو بیس کی زندگی	بروچلے	ایڈمي	۱۱۳۳۰
ایک یہودي ربي	رمبرنٹ	پارکس	۱۰۲۸۰
تعلیم سب کچھ کرتی ہے	ڈرره	روسل	۱۰۰۰۰

اس فہرست میں آپنے دیکھا ہوگا کہ بعض بعض تصویروں کي قیمت ... ۲۹ پونڈ سے زاید دي گئی - آپ شاید اسی قیمت کو انتہا کي خیال کریںگے ؟ مگر ذرا انتظار کیجیے - عنقریب ایک اور تصویر کا تذکرہ آپکي نظر سے گزریگا جسکے متعلق خود یورپ نے تسلیم کرلیا ہے کہ یہ گراں ترین تصویر ہے جو آج تک فروخت ہوئی ہے -

(قدیم تصاویر کي تجارت)

قاعدہ ہے کہ جب کوئي کام چلنے لگتا ہے تو پھر لوگ اسے بطور پیشے کے اختیار کرلیتے ہیں - چنانچہ جب بعض لوگوں نے دیکھا کہ نوادر و تحف کا مذاق بڑھ رہا ہے اور لوگ عام طور پر اسکے مثلا شی و جویا ہوتے ہیں ' تو انہوں نے پیشہ کے طور پر یہ کام شروع کردیا - اسوقت یورپ اور امریکہ میں بہت سي کمپنیاں نہایت وسیع پیمانے پر قائم ہیں - جہاں صرف نوادر و عجایب فروخت ہوتے ہیں - انکے وکلا (ایجنٹ) تمام اقطار عالم میں پھیلے ہوے ہیں - جہاں کوئي عجیب یا نادرہ روزگار شے انہیں نظر آجاتی ہے ' اپنی کمپنی کو اطلاع دیدیتے ہیں -

نوادر و عجائب کي تجارت کسقدر نفع بخش ہے ؟ اسکا اندازہ ذیل کي فہرست سے ہوسکتا ہے جسمیں صرف چند تصاویر کا ذکر ہے جو ان نوادر فروشوں نے لي تھیں اور اسکے بعد پھر فروخت کیں :

نام تصویر	نام مصور	خرید بحساب پونڈ	فروخت بحساب پونڈ
مریم (علیہا السلام)	انڈریا مغانیا	۴۰۰۰	۲۹۵۰۰
صدنشی	انجیلو بر نزینو	۷۰۰۰	۱۱۳۴۰
ایک جوان	" "	۲۰۰۰	۶۰۹۰
حسین	پولی ویرولیز	۱۲۰۸	۷۲۲۰
زمین اور انسان -	تھبان	۲۱	۱۱۲۵
مریم (علیہا السلام)	کار لوکریولي	۹۰	۲۸۰۰
" "	ڈي بلٹو منفارڈي	۱۹۹	۲۵۰۰
وینس کے قریب ایک جزیرہ -	مرسلو کارڈي	۱۷	۲۱۰۰

اس فہرست میں ۹۰ پونڈ کو جو تصویر خریدي گئي تھي وہ اٹھائیس سو پاؤنڈ کو فروخت کی گئی !

غرضکہ یورپ کي تمام تجارتوں میں نوادر فروشي کي تجارت سب سے زیادہ نفع بخش ہے - اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ بعض نوادر نہایت کم قیمت ملجاتے ہیں - کیونکہ انکے بے خبر مالک انکی قیمت سے واقف نہیں ہوتے - تھوڑے عرصہ کے بعد جب وہ بکنے لگتے ہیں تو اصلی قیمت سے اتنے زیادہ داموں پر فروخت ہوجاتے ہیں کہ دوسري تجارتوں میں اتنے نفع کا تصور بھی نہیں ہوسکتا - بعض تصویرونکی تو یہ حالت ہے کہ انکي قیمت ایک ایک لاکھ پونڈ ملي ہے - چنانچہ آپ ابھي پڑھ آئے ہیں کہ "ارض و اشخاص" تصویر ۲۱ پونڈ کو لي گئي تھی اور ۱۱۲۵ کو فروخت ہوئي !

ایک اور تصویر جو لیرپہ کے نیلام میں ۵۶۰ پونڈ کو بکی تھی' ۱۹۸۰۰ پونڈ کو فروخت ہوئي - کار کالو کے نیلام میں جو تصویر ۱۳۶۰۰ پونڈ کو فروخت ہوئي' وہ دراصل ۸۸۴ پونڈ کو خریدي گئي تھي - ویر کے نیلام میں جس تصویر کے ۲ ہزار پونڈ آئے ' وہ صرف ۲۳۱ پونڈ کو خریدي گئي تھی !!

(تصاویر کي انتہائي قیمت)

میدان عمل میں ہزاروں آدمي اترتے ہیں اور ان میں بہت سے ایک حد تک کمال بھي پیدا کرلیتے ہیں - مگر ایسے لوگ جنہیں انتہاء کمال اور قبول عام کی سند ملے صرف چند هي ہوتے ہیں - لیکن جنہیں یہ مرتبۂ بلند ملتا ہے انکي قدرداني کا یہ عالم ہوتا ہے کہ کسي شے کا انکي طرف منسوب ہو جانا ہی اس شے کے بیش بہا ہونے کے لیے کافی ہوتا ہے - چنانچہ ہولینڈ ' امریکا ' ڈینمارک ' جرمنی ' اطالیا وغیرہ کے جن مصوروں نے شہرت کمال حاصل کي ہے ' انکی تصویرونکي قیمتوں میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے - مثلاً یورپ میں رمبرنٹ مصور بہت مقبول ہے - اسکي تصویروں کي جو قیمت چند روز پہلے تھی وہ آج نہیں ' اور جو آج ہے وہ یقیناً کل نہ ہوگی - مارکولس آف لینڈون کے یہاں رمبرنٹ کی تصویر تھی جو اس نے نہایت تھوڑی قیمت پر لی تھی - اسکے بعد جب فروخت کي گئی تو ایک لاکھ پونڈ کو فروخت ہوئی ! یہ تصویر فیور شام کے پاس پہنچی اور جب اس نے فروخت کي تو اسکی قیمت ۵ لاکھ پونڈ ملی !

جان اسٹین بھی ایک مشہور مصور ہے - اسکی ایک تصویر سنہ ۱۸۷۷ ع میں ۸۷۰ پونڈ کو فروخت ہوئي تھي' مگر سنہ ۱۹۱۳ ع کے موسم گرما میں ۲۱۵۲ پونڈ کو بکي ! گیرارڈ ڈیوڈ کي ایک تصویر سنہ ۱۸۹ ع میں ۱۲۰ پونڈ کو فروخت ہوئي تھی لیکن گذشتہ سال ڈیورس کے نیلام میں اسکي قیمت ۱۴۶۰ پونڈ ملي !

ان تمام واقعات سے بھي زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ مریا ٹریزا جو البین کے ایک مشہور مصور ویلا سکوزا کی لڑکي تھي' اسکی تصویر بیسویں صدي کے آغاز میں ۲۰ پونڈ کو خریدي گئی تھی - اب وهي ویر کے نیلام میں ۲۲۵۰ کو فروخت ہوئی ہے !

ذیل میں ایک فہرست دي جاتی ہے جس سے معلوم ہوسکیگا کہ کن کن مصوروں کی تصویرونکی کیا کیا قیمت ملي ہے ؟

نام تصویر	نام مصور	خرید	فروخت
ڈي وال ڈي بونی	دي لاٹور	۲۰۸	۲۴۰۰۰
امیرہ ٹلیرنگ	میڈم دی برون	۹۴۰	۱۶۰۰۰
قربانی	مرا گونار	۲۱۲	۱۴۴۰۰
تعلیم	"		۱۰۰۰۰
تعظیم	"	۸۰۰	۲۸۴۰
شاگرد	ڈروه	۴۸	۸۲۰۰
نائي قصور	شارڈن	۴	۷۲۰۰

(مصورین انگلستان)

هم نے ابھي تک انگریزوں کي تصاویر کا ذکر نہیں کیا ہے - اس سے آپ یہ نتیجہ نہ نکالیں کہ انگریز اس میدان میں بالکل نہیں اترے یا اترے مگر کوئي کمال پیدا نہ کرسکے - صرف ایک گذشتہ سال کے اندر انگریز مصوروں کي کھینچي ہوئي تصویریں جو فروخت هوي هیں' انکی فہرست یہ ہے :

کارزار طرابلس

نام تصویر	نام مصور	خرید بحساب پونڈ	فروخت بحساب پونڈ
خروج	پرنگلن		۳۴۰۰
مصور کی لڑکیاں	گانڈدرد	۵/۸۰	۸۴۰۰
مسز پول بیچلی	"		۴۶۲۰
جان الک	"		۴۲۰۰
مسز گرانفل	جان هدر		۳۵۷۰
کریشه و منتهن	سر طامس لارنس		۱۷۴۰۰
سر چارلس لاذر	"		۴۶۴۰
مسز هاے	سر ایچ ریبرن		۲۲۲۶
بدرل هاے	"		۵۲۵۰
مسز لونی ڈدوق سن	"		۲۲۶۰
مسر طامسن	"		۴۶۷۲
لارڈ ندوڈن	"		۷۱۲۰
مس مانتلو	"		۵۰۴۰
مسز آگینس لو	"		۴۹۰۵
ایک لڑکي کی تصویر	"		۳۹۹۰
مسز میکرتنی	"		۳۳۶۶
مسز ڈنکن	"		۳۳۲۰
حده لیڈي اسٹکهاپ	سر بریگلڈز		۶۳۰۵
لیڈي سارا ریبنبري	"		۸۶۱۰
لیڈي بلیک	"		۵۲۵۰
تابین و تهریس کي لڑکیاں	"		۹۰۳۰
برنس میں ایک بڑا تالاب	ٹرنر	۳۱۰	۳۲۸۰

اس فہرست سے جو صرف سال گذشته کي فروخت شده تصاویر کی هے' آپکو اندازه هوگیا هوگا که انگریزي قوم باکمال اور مقبول عام مصوروں سے خالي نہیں هے - گذشته صفحات میں آپنے پڑها هوگا که بعض بعض تصاویر کی قیمت ایک ایک لاکهه پونڈ هے مگر جیسا که هم لکهچکے هیں' اسکو گراں بہائی کی انتہائی سرحد تصور کرنا درست نہوگا - ابهی حال میں ایک تصویر (جو آپکو اس مضمون کے صفحه اول کی ابتدا میں نظر آتی هے) ایک لاکهه ۴۰ هزار پونڈ کو فروخت هوئي هے - یه تصویر پیغمبر مدونا کی هے اور اسکے بنانے کا فخر ریفیل کے قلم کو حاصل هے - یه تصویر لیڈي کوپر کے پاس تهي - لیڈي کوپر کے پاس سے لیڈي ڈیونشائر کے پاس پہنچي جو لیڈي کوپر کي رشته دار هیں - اور لیڈي ڈیونشائر سے ڈیوین کی معرفت امریکه کے مشہور اور بہت بڑے دولتمند تاجر مسٹر پي - اے - بی - وندر نے خریدي هے -

---

الهـــلال کـــي ایجنســـي

هندوستان کے تمام اردو' بنگله' گجراتی' اور مرهٹی هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله هے' جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسی کی درخواست بهیجیے -

افریقــه کا سر مخــفی

شیخ سنوســی اور طریقــۂ سنوسیــه

(۴)

(شیخ سنوسی دوم اور متمهدي سوڈانی)

شیخ سنوسی دوم کے عہد کے سب سے بڑے واقعات دو هیں :

(۱) محمد احمد سوڈانی کا ادعاے مہدویت اور سوڈانی تحریک -

(۲) فرانسیسی سرحد تک سنوسی حکومت کا پہنچنا اور باهمی جنگ و پیکار -

مہدي سوڈانی اور شیخ کے تعلقات کا واقعه اس لحاظ سے بہت اهم هے که شیخ اول و دوم کی نسبت بهی ادعاء مہدویت کا گمان کیا جاتا تها - نیز اس لیے بهی که اس سے شیخ کے طریقه اور مقصد دعوة پر روشنی پڑتی هے -

محمد احمد سوڈانی نے جب مہدویت کا دعوا کیا' اور تمام سوڈان اور اطراف افریقۂ شمالی میں اسکے خلفا پهیلنے لگے تو شیخ نے ایک ناطرفدارانه اور خاموش حالت اختیار کرلی - نه تو انہوں نے اسکو روکنا چاها' اور نه اپنے عظیم الشان حلقه اثر کو اسکی اعانت کا حکم دیا - وہ دیکهه رهے تهے که نه ابتدا هی سے ایک جنگی تحریک هے' اور اسکا اجتماع دفع کفار و اعداء اسلام کیلیے بہر حال مفید هے - پس اسکو روکنا اور اسکي عملاً مخالفت کرنی مصلحت ملی کے خلاف هے - البته اسکی اعانت بهی نہیں کي جاسکتي کیونکه اسکی بنیاد دعوے پر رکهي گئي هے اور وہ دعوا صحیح نہیں هے -

لیکن سوڈانی کیلیے ضروري تها که وہ شمالی افریقۂ و مصر' بلکه تمام عالم اسلامی اور تمام براعظم افریقه و جزیرۂ عرب کے اس عظیم الشان حلقۂ دعوة کي طرف جلد سے جلد متوجه هوتا اور اس سے فائده اٹهانے کی کوشش کرتا - خود شیخ سنوسی اول کی نسبت ادعاء مہدویت کا تذکرہ کیا جاتا تها' اور بہت سے لوگ آینده ظہور مہدی آنے والے واقعات کی نسبت اسکی پیشین گوئیاں بیان کیا کرتے تهے - نه یهی مشہور تها که وہ خود اپنے تئیں موعود و منتظر قرار نہیں دیتا' لیکن علم الهی کی بنا پر کہتا هے که اسي کے نسل سے کوئی ظہور هوگا - ان حالات میں محمد سوڈانی نے سمجها که اگر یه سلسله اسکا ساتهه دے' تو وہ اپنے کاموں کیلیے تمام دنیا سے مستغنی هو جائیگا' اور ایسا هونا ممکن بهی هے - چنانچه اسی قسم کے خیالات اسکی نسبت بهی بیان کیے جاتے هیں -

چنانچه سنه ۱۸۸۳ میں جبکه سوڈانی کی تحریک ابتدائی منزلوں سے گذر چکي تهی' اسنے ایک لمبا چوڑا خط شیخ سنوسی کے نام لکها' اور اسمیں انہیں دعوت دي که اگر وہ ساتهه دینگے تو سوڈانی انکے اپنے مخصوص ترین حلقا میں جگه دینے کیلیے طیار هے - یه مراسله شیخ عبد الله نامي ایک سوڈانی عالم کے ذریعه روانه کیا گیا تها

(سوڈانی کا خط شیخ کے نام)

یہ خط اُن مختلف کتابوں میں نقل کیا گیا ہے جو فتح سوڈان کے بعد مصر میں شائع کی گئیں - نعوم بک نے تاریخ سوڈان گورنمنٹ مصر کے سرکاری کاغذات سے مرتب کی ہے' اور اس خط کی نسبت لکھا ہے کہ اسکی نقل خرطوم میں سنوسی کے خزانن سے ملی - ہمیں اُس دینی و سیاسی تعصب کا حال بھی معلوم ہے جو گورنمنٹ مصر اور مصر کے انگریزی اثر کے حلقوں میں سوڈانی تحریک کی نسبت قدرتاً موجود ہے' اور اسلیے پورے وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ ان نیم سرکاری کتابوں کے پیش کردہ کاغذات کہاں تک صحیح اور درست ہیں ؟ تاہم اس واقعہ کی صحت میں بھی شک نہیں۔ کیونکہ خود سنوسی اعیان و اکابر نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے' اور ظن غالب یہی ہے کہ اِس خط کی نقل بھی صحیح ہوگی -

اس خط میں حمد و نعت کے بعد پہلے اپنے اُن حالات کو لکھا ہے جو ادعاء مہدیت سے پہلے پیش آے اور جو آنے والے ظہور کی خبر دیتے تھے - اسکے بعد حکم الہی سے دعوا کرنے کا حال لکھا ہے

یہ پہلی اور ایک ہی تصویر ہے جو موجودہ حضرۃ شیخ سنوسی اور انکے خلفاء خاص کی لی گئی ہے -
موجودہ شیخ بالکل درمیان میں کھڑے ہیں

اور وہ تمام دلائل لکھے ہیں' جو اُسکے خیال میں اثبات مہدیت کیلیے قاطع ہیں - مثلاً یہ کہ میرا نام محمد ہے - میری ماں کا نام آمنہ تھا اور باپ کا عبد اللہ - حدیثوں میں آیا ہے کہ آنے والے مہدی کا نام اور اسکے والدین کا نام وہی ہوگا جو انحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم اور انکے والدین کا ہے - وغیرہ وغیرہ

اسکے بعد شیخ سنوسی کو مخاطب کرکے کہتا ہے :

" و اعلم یا حبیبی قد کنا و من معنا من الاعوان' ننتظرک لاقامة الدین قبل حصول المهدیة المعبد الدلیل' وقد کاتبناک لما سمعنا باستقامتک و دعایتک الی الله علی السنة النبویة و تأهبلك لحیاء الدین المتوجع معك - ولیکن لم ترد لنا المکاتبة و اظن ذالك من عدم وصولها الیکم - حتی انی ذاکرت جمیع من احتمعت معه من اهل الدین و الشیوخ و الامراء المشهورین فابوا ذلك لهوان الدین عند هم و تمکن حب الوطن و الحیاة فی قلوبهم وقلة توحیدهم حتی با یعني الضعفاء علی الفرار بالدین ' و اقامته علی ما یطلب رب العلمین' و قلعت نفوس من بایعناه من الحیاة الدنیا لما یرون للدین من الممات -

ولا زال المساكين الذين لم يبالوا بالله بما فاتهم من المحبوب يزدادون ' وفيما عند الله يرغبون -

حتى حصلت المهدية الكبرى من الله و رسوله على العبد الحقير- فاخبرني سيد الوجود (صلعم) باني المهدي المنتظر و خلفني عليه الصلاة والسلام على كرسيه مراراً بحضرة الخلفاء الاربعة والاقطاب و الخضر عليه السلام -

ولازال التاييد يزداد من الله و رسوله و انس منا علي بالله حتى جاءنا الخبار فيك من النبي (صلعم) انك من الوزراء لي - ثم ما زلنا ننتظرك حتى اعلمنا النبي الخضر عليه السلام باحوالكم وبما انتم عليه - ثم حصلت حضرة عظيمة من النبي (صلعم) فما خلفه من اصحابه و من اصحابى فاذ اجلس احد اصحابي على كرسي ابى بكر الصديق واحدهم على كرسي عمر' واوقف كرسي عثمان فقال هذا الكرسي لابن السنوسي الى ان ياتيكم بقرب او طول - واجلس احد اصحابي على كرسي علي رضوان الله عليهم ' ولازالت روحانيتك تحضر معنا في بعض الحضرات مع اصحابي الذين هم خلفاء رسول الله صلى الله عليه وسلم -

فاذا بلغك جوابي هذا ،

اما ان تجاهد في جهاتك الى مصر و نواحيها ان لم يسلموا ، و اما ان تهاجر الينا - ولكن الهجرة احب الينا لما علمت من فضل الهجرة من زيادة الثواب و المقابلة ان تيسرت - و على كل حال نرد الينا منك الافادة بما سيصير اليه عزمك من جهاد او هجرة و مثلك تكفيه الاشارة "

خط کا خلاصہ یہ ہے کہ " قبل اظہار مہدیت کے میں اور میرے اعوان و احباب آپکا انتظار کرتے تھے اور اسی لیے ایک خط بھی آپکی طرف بھیجا گیا تھا - اسکا سبب یہ تھا کہ ہمنے آپکی استقامت اور خدمت دین و ملت کا حال سنا ہے' اور ہم جانتے ہیں کہ آپ دین اسلام کو زندہ کرنے اور سنت نبوی کی تازگی کیلیے نہایت استقامت اور قوت سے کوشش کر رہے ہیں' اور اس لیے ہمارا اور آپکا اس مقصد کیلیے جمع ہو جانا بہت مبارک اور بہتر تھا - ہم اُس خط کے جواب کے منتظر تھے لیکن غالباً وہ آپ تک نہیں پہنچا اور اسی لیے کوئی جواب حاصل نہیں ہوا -

اسکے بعد میں نے اس مقصد کیلیے بڑے بڑے لوگوں سے ذکر کیا - لیکن حب دنیا دین پر غالب آئی اور سوا غریب اور مسکین لوگوں کے کسی نے میرا ساتھہ نہ دیا - یہاں تک کہ مہدیۃ کبری کا ظہور ہوا - اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے یہ درجہ مجھے عطا کیا گیا' اور حضرۃ سید الوجود صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ میں ہی مہدی منتظر ہوں۔ چنانچہ بار بار مجھے آنحضرۃ نے خلفاء اربعہ ' اقطاب و اولیا ' اور خضر علیہ السلام کے حضور میں کرسی مہدیۃ پر بٹھایا' اور روز بروز میری قوت بڑھتی جاتی ہے -

اسی اثنا میں مجھے آپکی نسبت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ تیرا وزیر ہوگا - میں برابر ظہور خبر کا انتظار کر رہا تھا کہ پھر خضر علیہ السلام نے آپکے تمام حالات مجھے

بلالے، اور اسکے بعد خود آنحضرة صلی الله علیه وسلم کے دربار میں مجھے حضوري نصیب هولي اور میں نے دیکھا کہ انکے اصحاب کے ساتھہ ساتھہ میرے اصحاب کے مقامات بھی قرار دیے گئے هیں - چنانچہ مجھے نظر آیا کہ حضرة ابوبکر صدیق کی کرسي پر میرے ایک اصحابي کو جگہ دي گئی ہے، اور اسی طرح حضرة عمر کی کرسي پر میرے دوسرے صاحب کو - حضرة عثمان کی کرسی کي نسبت مجھسے کہا گیا کہ وہ ابن السنوسي کیلیے ہے - (یعنے آپکے لیے)

پھر میں نے حضرة علي کي جگہ دیکھي اور اسپر اپنے ایک دوسرے رفیق کو متمکن پایا -

میں نے همیشه آپکي روحانیه کو اپنے بعض اصحاب کے ساتھہ اپنے همراہ پایا ہے "

آخر میں لکھا تھا :

" جب میرا یہ خط آپکو ملے تو چاهیے کہ دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کریں - یا تو آپ مصر اور اسکے نواحي کي طرف متوجہ هوں - یا هماري طرف هجرت کریں - یہ دونوں صورتیں آپکے سامنے هیں -

البتہ مجھے هجرت زیادہ محبوب ہے اور آپکو معلوم ہے کہ هجرت کا ثواب سب سے زیادہ ہے "

(شیخ سنوسي کا جواب)

شیخ سنوسي نے اس خط کو پڑھکر کیا جواب دیا ؟

یہ ظاهر ہے کہ یہ موقعہ شیخ کی صداقت اور راست باري کے لیے ایک کامل درجہ کي آزمایش تھی - اگر اسکے دل میں جھوٹے دعوؤں اور غلط اعلانات کا کچھہ بھي کھوٹ هوتا تو وہ اس موقعہ پر یا تو سوڈاني کا ساتھہ دیتا یا اسکے سامنے ایسے هي روحاني دعوے پیش کرتا -

سوڈانی اسکي نسبت شہادت دے رہا تھا کہ اُسکا مرتبہ غیر معمولي اور عام انساني کمالات سے ارفع ہے، اور اُسکي جگہ آنحضرة صلی الله علیه وسلم کے اصحاب اور خلفاؤ جانشین میں اُسے نظر آئی ہے - پس اگر اسکے دل میں سچائی نہوتی تو ضرور تھا کہ اس بڑي شہادت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا -

لیکن جونہی اُسنے خط کو پڑھا اور اُس حصے تک پہنچا جہاں سوڈانی نے لکھا تھا کہ " میرے ساتھیوں کو آنحضرة کے خلفاء و اصحاب کي جگہ دي گئی " تو وہ غصہ سے بھر گیا، اور اسکے بعد جب یہ پڑھا کہ " حضرة عثمان کي کرسي تمھارے لیے مخصوص کی گئی ہے " تو اسکے غیظ و غضب کي کوئی انتہا نہیں رهي - اُس نے خط پھینک دیا اور چلاکر کہا :

" استغفر الله ! جس خاک پر سے اصحاب رسول اور حضرة عثمان گذرے هیں، هم تو اسکا درجہ بھی حاصل نہیں کر سکتے - کچھہ نہیں - یہ هفوات و خرافات هیں ہے، دین کی تحقیر، اور شارع مقدس کا مقابلہ ! ! "

اُس نے سوڈانی ایلچي کو ناکام واپس کردیا اور کہا کہ میرے پاس تمھارے متمهدي کیلیے کچھہ نہیں ہے - اگر وہ کفار سے مقابلہ کي طیاري نہ کرتا اور سر زمین اسلام کو دشمنان ملت سے پاک کرنے کي تحریک نہوتی تو میں اسکی پوری پوري مخالفت کرتا -

تاریخ حیات اسلامیہ

مسئلۂ قیــام الهــلال

الهلال کي گذشتہ اشاعتوں میں " مسئلہ قیام الهلال کا آخری فیصلہ " دیکھکر بے حد رنج هوا -

قوم کي اس تیرہ و تاریک گھٹا میں الهلال اور صرف الهلال هي کي روشني ایسي ہے جو گم گشتگان بادیہ گمراهي کي صحیح رهنمائي کرسکتي ہے - الهلال اور صرف الهلال هي ایک سچا هادي اور ایک ایسا رهبر و رهنما ہے جو کشتي قوم کو گرداب ضلالت سے نکالکر سچي راہ پر لگا سکتا ہے، اور جسکے سچے اور بے لاگ صلاح پر قوم کي دیني و دنیاوي فلاح منحصر ہے - اگر اسکي ضرورت ہے کہ مسلمان زندہ رهیں، اگر یہ ضروري ہے کہ اسلام صرف نام هی کو باقي نہ رہے بلکہ هر مسلم هستي کو سچا مسلمان هونا چاهیے، تو یقین فرمائیے کہ میرا یہ ایمان ہے کہ الهلال کو زندہ رهنا اور قوم کی رهنمائي کرنا چاهیے !

مانا کہ الهلال اپني " پہلی منزل دعوة " سے گذر چکا ہے، لیکن قوم ابھي پوري طرح سے بیدار نہیں هولی اور میں اُس تباہ کن غفلت کے خیال سے لرز رہا هوں جو نیم دار آنکھونپر چھا جایا کرتي ہے - پس قطعی ضروري ہے کہ یہ صداے غفلت شکن برابر جاري رہے -

آنجناب نے جو صورت الهلال کے مالی مسئلہ کي درستگی کی تجویز فرمائی ہے، وہ اس خیال سے کہ مسلم پبلک شاید زیادتي قیمت کی متحمل نہ هوسکي، نہایت مناسب ہے، لیکن میں چونکہ اپنے زمانۂ قیام کلکتہ میں (جب ذاکٹري و علم حیوانات پڑھتا تھا) الهلال پریس کے وسیع انتظامات دیکھہ چکا هوں، اسلیے میري راے یہ ہے کہ زیادتی قیمت هي بہتر تھي اور الهلال آٹھہ روپیہ میں بالکل مفت ہے - بہر حال میں کوشش میں هوں کہ خریدار پیدا کروں اور میرا ارادہ ہے کہ ان اطراف میں دورہ کروں اور لوگونکو خریداري پر آمادہ کروں - بہتر تھا کہ جناب قواعد ایجنسي بھي روانہ کرنیکي هدایت فرما دیتے تاکہ شہروں میں ایجنسیاں قائم کرانے کی کوشش کرتا - مجھے امید ہے کہ انشاء الله دو هزار خریدار بہت جلد پیدا هوجائینگے اور خدا آپکے مشن کو هر طرح سے کامیاب کریگا -

نثار محمد رحیم حسین قدوالي - بارا بنکی -

گذشتہ الهلال میں (صدا بہ صحرا) کے عنوان سے جو مضمون شایع هوا ہے اُسنے همدردان ملت اور علی الخصوص ناظرین الهلال کے دل دهلادیے، اور ابتک بھي اسکا انتشار باقي ہے - لیکن خداے قادر و توانا سے همیں امید کامل ہے کہ مولانا کے خیالات کے موافق دو هزار خریدار دو هفتہ میں ملجائینگے، بشرطیکہ هر ناظر الهلال اس رسالہ کی سچي خدمت پر کمر بستہ هو (جو میرے خیال ناقص میں اُسکا فرض اولین اسلامی ہے) کیونکہ یہي ایک وہ اخبار ہے جو احیاء شریعت کا موید اور صداے حق سے معمور ہے -

همارے مردہ دل اس کي آواز سے زندہ هیں - اگر یہ نہوگا (خدا نخواستہ) تو دیکھہ لیجیے هم پھر مردہ هوجاینگے - هم اس کی ترسیع کے لیے هزار جان سے کوشاں هونگے - اگر سو مرتبہ بھي هوسکے تو اسکے خریدار کا شرف غلامي حاصل کرنے کے لیے تیار هوں !

بہر حال میرے ایک عزیز اسوقت ایک پرچہ کے خریدار هوچکے هیں ایک اور اخبار ذیل کے پتہ پر ارسال فرما دیجیے -

سید امیر الدین وکیل مدهول علاقہ نظام دکن

ایــڈیٹــر الهــلال کی راے

میں همیشہ کلکتہ کي یوروپین فرم جیمس مرے کے یہاں سے عینک لیتا هوں - اس مرتبہ مجھے ضرورت هولي تو مسرز ایم - اِن - احمد اینڈ سنز (نمبر ١٥/١ - ریپن اِسٹریٹ کلکتہ) سے فرمائش کي - چنانچہ دو مختلف قسم کی عینکیں بنا کر انھوں نے دي هیں اور میں اعتراف کرتا هوں کہ وہ هر طرح بہتر اور عمدہ هیں، اور یوروپین کارخانوں سے مستغني کر دیتي هیں - مزید براں مقابلتاً قیمت میں بھی ارزاں هیں - کام بھی جلد اور وعدے کے مطابق هوتا ہے -

هـــوائي جنـگ

(۳)

هوائي جنگ کے عنوان سے جو دو نمبر الهلال میں نکلے هیں ' یه دو تصویریں انکا تتمه هیں - پہلي تصویر سب سے زیادہ طاقتور ایروپلین کوالیرجین سن نامی کی ہے جو حال میں فرانس نے طیار کیا ہے - اسکی شکل کشتی کی سی ہے ' اور تصویر اس طرح لی گئي ہے که اسکي اندرونی حالت نظر آجاے - اسمیں برخلاف عام هوائي جهازوں کے دو انجن هیں ' اور انکي مجموعی طاقت چار سو گهوڑونکي ہے - هوائي جهازوں میں سب سے زیادہ اهم آله پراپلر (Propellor) نامي هوتا ہے جو جهاز کو آگے بڑھاتا ہے - اسمیں پراپلر کے آگے ایک اور آله بهی لگایا گیا ہے جس سے مستقیم شعاعیں نکلتي هیں - اسلیے تاریکی میں وہ هوائي جنگ کو جاري رکهه سکتا ہے اور اپنی شعاعوں کے اندر کي هرچیز دیکهه سکتا ہے -

دوسري تصویر سے یه دکهلانا مقصود ہے که هوائي جهازوں میں کس طرح توپوں سے کام لیا جاتا ہے ؟ یه ایک ایروپلین ہے اور اسکی بالائي سطح پر پروں کے آگے ایک مشین گن رکھي گئی ہے - توپچی کهڑا ہے تاکه اپنا کام شروع کرے - وہ هوائی سفر کا لباس پہنا هوا ہے - طیارہ چي (ڈرائیور) اسکے پیچھے سر نکالے ' اور هوائی سفر کی عینک چڑھاے غور سے دیکهه رها ہے -

یه تجربه گذشته فروري کو کپتان ڈارشے (Destawches) نے ویلا کوربلا واقع جرمنی میں کیا تها ' اور فائر کرنے اور گولوں کے ٹهیک اتارنے میں پوری کامیابي هوئي تهی -

یه سب سے آخري خدمت ہے جو بنی نوع انسانی کی هلاکت کیلیے علم و تمدن نے انجام دي ہے ! !

آثار عتیقہ

آثار قونیہ

(۲)

آثار ملوکانہ و علمیہ

(منارۂ ساعت)

ایک عجیب عمارت منارۂ ساعت ہے جو اسی علاؤ الدین نے تعمیر کیا تھا - اور جسکی تصویر گذشتہ نمبر کے مضمون میں پہلے صفحہ پر نکل چکی ہے -

نیچے ایک بہت بڑی کرسی قلعہ کے دروازوں اور حصار کے برجوں کی طرح تعمیر کی ہے - اسکے اوپر دو درجے محرابوں کے بنائے ہیں - تیسرا درجہ اس سے چھوٹا ایک مربع نمرہ کی شکل کا ہے - اسیکے اوپر گھڑی کا برج ہے -

کلاک ٹاور آجکل کی ایجاد ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے، دمشق اور بغداد کی دو عجیب و غریب گھڑیوں کے سوا عام طور پر قدیم عمارتوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی -

زیادہ تر برج بنائے جاتے تھے جنپر ہر ایک پہر کے بعد یا ایک ایک گھنٹے کے بعد نوبت بجائی تھی، لیکن اسمیں گھڑی کا لگانا اسی وقت سے قائم ہوا ہے، جس وقت سے کہ موجودہ گھڑیاں ایجاد ہوئی ہیں -

علامہ ابن جبیر نے دمشق کی جامع اموی کی ایک طلسمی گھڑی کا حال لکھا ہے، اور خطیب نے بغداد کے ایک برج کی نسبت بھی روایت کی ہے جسمیں ایک عجیب الخلقۃ گھڑی لگائی گئی تھی - جامع اموی کی گھڑی فن آلات و حیل (مشینری اور میکانک) کا عجیب و غریب نمونہ تھی - اسکے اندر چند پتلے بنائے گئے تھے جو گھنٹہ بجا کر پھر اپنے خانے کے اندر واپس چلے جاتے تھے -

لیکن اس منارے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گھڑی کا وجود اس زمانے میں اسقدر محدود و خاص نہ تھا جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے - اس منارہ میں چاروں طرف مختلف اللون شیشے لگے تھے - اسکے اندر شب کو روشنی کی جاتی تھی اور بالکل آجکل کی بڑی بڑی گھڑیوں کی طرح اس قسم کے آلات لگائے گئے تھے کہ ہر گھنٹے کے بعد نہایت بلند اور دور دور تک پہنچنے والی آواز میں خود بخود گھنٹا بجتا تھا !

حوادث و تغیرات نے اس گھڑی کو اب نا پید کر دیا ہے لیکن سرکاری کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب سے دو سو برس پہلے تک موجود تھی - متعدد مورخین عثمانیہ نے اپنی اپنی تاریخوں میں اسکا حال لکھا ہے - قدیم شعرائے ترک نے آواز کی بلندی، عالمی ہوشیاری، تغیر الوان، اور شب بیداری کیلیے اس گھڑی کے وجود سے ایک مخصوص تمثیل کا کام لیا ہے - سلطان سلیم کے عہد کے مشہور مصنف شیخ زادہ دوسہ لی نے خاص اسکے حالات میں ایک مختصر رسالہ بھی لکھا تھا جسکا احمد مدحت نے اپنی تاریخ آل عثمان میں تذکرہ کیا ہے -

(کوشک سلطانی)

اس عہد کی اولو العزمیوں کا تصور کرو کہ امن و فرصت کے ایام راحت و عیش ہی میں نہیں، بلکہ جنگ و خوف اور بے امنی و سراسیمگی کی پر آشوبیوں میں بھی عظیم الشان محل سراؤں کی تعمیر، مدارس و مساجد کی بنا، اور بڑے بڑے تمدنی و علمی کاموں کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا !

وہ لوگ حوادث و مصائب سے کس درجہ نڈر تھے، اور مصیبتیں اور پریشانیاں کس طرح انکے ارادوں کو معطل کردینے میں ناکام رہتی تھیں ؟ انکی ہمتوں کو دیکھو جو بالکل نڈر تھی، اور انکے عزموں کو یاد کرو جو کسی وقت بھی بیکار نہیں ہوتے تھے !

ایک نوجوان پادشاہ جسے تخت پر بیٹھتے ہی پیام جنگ سننا پڑا، اور بربادی و ہلاکت کا وہ سیلاب عظیم اسکی طرف امنڈ آیا جو تمام عالم اسلامی کی بڑی بڑی شہنشاہیوں کو تنکوں اور خشک پتوں کی طرح بہا لے گیا تھا، پھر اس عالم میں بھی چند مہینوں سے زیادہ مہلت اسے نہ ملی اور وہ اپنا تخت چھوڑ کر دور دراز سفر پر نکل گیا - تاہم ایسی پر آشوب، ہمت فراموش، عزائم شکن، ہوش و حواس افگن، اور پر از آلام و مصائب زمانے میں وہ ایک طرف جنگ و مقابلہ کی طیاریاں بھی کرتا ہے، اور دوسری طرف بڑی بڑی عظیم الشان عمارتوں کو مکمل بھی کردیتا ہے !!

یہ وہ اولو العزمی تھی جسکے نظائر و شواہد سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے، اور جسکا آج کل کے عالم اسلامی کی معطل و مختل حالت سے مقابلہ کرنا چاہیے - مثلاً صاحب الدوم و لامس !

سلطان علاء الدین کے اقل قلیل اور پر آشوب زمانے کی یادگار ہی کیا ہوسکتی تھی ؟ مگر ان دو چار مہینوں کے اندر ہی اس نے عظیم الشان جامع مسجد بنائی، منارۂ ساعت تعمیر کیا، اور اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز یہ کہ ایک وسیع و عظیم قصر سلطانی بنایا جو اب تک "علاء الدین کوشک" کے نام سے قونیہ میں موجود ہے اور جسکی تصویر گذشتہ نمبر میں پانچویں صفحہ پر نکل چکی ہے -

یہ کوشک در اصل ایک ناتمام قلعہ ہے - معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنے رہنے کا محل بنایا اسکے بعد رفتہ رفتہ پورا قلعہ تعمیر کرنے کا ارادہ تھا - عمارت کے اندر داخل ہوکر سب سے پہلے ایک شکستہ برج ملتا ہے جسکے پہلے درجہ کی صرف ایک محراب ہی باقی رہگئی ہے - اسکے بعد دروازۂ قلعہ کی طرح نشیب میں اترکر صدر دروازہ ملتا ہے اور اندر کا حصہ مختلف عمارتوں اور محل سراؤں میں منقسم ہے - عمارت میں ایرانی طرز غالب ہے جسکی بنیاد اس وقت پڑ چکی تھی البتہ ایک چیز بالکل نئی قسم کی ہے - یعنی مخروطی شکل کا ایک مدور گنبد جو مثل ہندوستان کے مندروں کے معلوم ہوتا ہے - تمام بلاد اسلامیہ کے آثار قدیمہ میں کہیں بھی اس طرز کا گنبد نہیں پایا جاتا -

اسلامی طرز تعمیر میں گنبد کی دو ہی شکلیں تھیں - ایرانی اور عربی - ایرانی طرز کا گنبد کرہ کا نصف اول یا اس سے بھی کچھ کم ہوتا تھا، جیسا کہ جامع اصفہان، مساجد قسطنطنیہ، اور آثار شاہان مشرقیۂ جونپور میں پایا جاتا ہے - عربی طرز میں کرہ کا دو تہائی حصہ یا نصف سے زائد لیا جاتا تھا اور بہت خوشنما ہوتا تھا - تاج آگرہ، جامع مسجد دہلی، مقبرۂ منصور، اور الحمراء اندلس وغیرہ کے گنبد اسی طرز کے ہیں -

لیکن مخروطی مدور گنبد کہیں بھی نہیں بنائے گئے -

حکومۃ عثمانیہ نے حکم دیا ہے کہ ان تمام آثار کی حفاظت ایک مستقل محکمے کے سپرد کی جائے، اور ہمیشہ انہیں اصلی حالت میں برقرار رکھا جائے -

بقیہ "مسئلۂ قیام الہلال"

میں نے دو آدمیوں سے ذکر کیا - انہوں نے خواہش کی کہ میں انکے لیے اپکی خدمت میں تحریر کردوں -

محمد اکبر خاں - ارشد منزل - کیمبل پور -

سردست میں خریدار حاضر ہیں -

احمد محمد اوورسیر اسسٹنٹ ہوشیار پور

۳ جمادی الاولی کا پرچہ پڑھنے سے کمال پریشانی ہوئی کہ موجودہ نقصان مالی کے باعث ایسا نہو کہ الہلال بند ہی ہو جاے' پھر آگے جب خریداروں کی بابت پڑھا تو اس سے بھی زیادہ گھبراہٹ ہوئی - میں بہ حیثیت ایک مسکین ہونے کے اپنے مال سے امداد کرنے پر طیار ہوں - اگر اجازت ہو تو حاضر خدمت کیا جاے -

نیز یہ بھی عرض ہے کہ آپ نے جو حضور وائسرائے کے جواب ایڈرس میں اشارہ اسطرف کیا ہے کہ حاکم کی وفاداری کوئی جزؤ اسلام کا احکام قرآن میں داخل نہیں' اور نہ قرآن میں اسکا ذکر آیا ہے' دریافت طلب یہ ہے کہ میں کچھ زیادہ علم نہیں رکھتا صرف ترجمہ لفظی پڑھا ہے - مگر جو ہمارے مولوی صاحبان ہیں' وہ آیت کریمہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی تفسیر میں یہی تعلیم دیتے ہیں کہ حاکم کی اطاعت محکوم پر فرض ہے' بلکہ جس طرح خدا و رسول کی اطاعت فرض ہے اوسی طرح یہ بھی فرض ہے - اب میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ آپکا اشارہ غیر اسلام حاکم کیطرف ہے یا کہ عام طور پر - تفسیر آیت کریمہ کی کس طرح ہوگی ؟ آپ علام کو جواب باصواب سے بذریعہ اخبار مشکور فرمائیں -

حافظ چراغ الدین قریشی از تراب تحصیل تلہ ضلع اٹک

الہلال:

جواب تفصیل کا طالب ہے - اس آیت کو اس موقعہ سے کوئی تعلق نہیں - اسکی ایسی تفسیر کرنا بڑی ہی سخت باطل پرستی نہ جسارت ہے - میں آیندہ کسی اشاعت میں فرصت پاتے ہی مفصل جواب دونگا - ایک مرتبہ اس مسئلہ کو بالکل صاف کردینا چاہیے -

مسیحاے ملت - روحی فداک - الہلال اسلام اور فرزندان اسلام کی جو کچھ گرانقدر خدمت انجام دے رہا ہے' وہ اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں - کوئی مسلم قلب یہ سننے کی تاب نہیں لاسکتا کہ خدا نخواستہ الہلال کی اشاعت بند ہو جائیگی

میرے خیال میں جن دلوں میں درد ہے وہ کب کے صدا بصحرا کے گوش زد ہوتے ہی بیچین ہوگئے ہونگے' بلکہ عملی طور سے مصروف ہونگے کہ مسئلہ قیام الہلال کے متعلق جو کچھ جناب نے تجویز فرمائی ہے' اوسکی تکمیل ہوجاے - اس قصبہ میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت نہایت ابتر ہے - اور قومی احساس کیسے ہوسکتا ہے جبتک کہ انکو علم نہو' تاہم میں شبانہ روز اسی فکر میں ہوں کہ جہاں تک ہوسکے اس مفید تجویز کی تکمیل میں کچھ خدمت کروں - مجھے اس کا خیال بہت دنوں سے ہے کہ الہلال ہر مسلم هاتھہ میں رہنا چاہیے اور ہم ان میں جنکو کچھہ بھی علمی مذاق ہے یا اخباری ذوق اور مذہبی احساس' اونکے هاتھہ تو کبھی بھی الہلال سے خالی نرهیں - بحمدہ کہ جناب کی اس مفید تجویز نے اور آمادہ اور طیار کردیا' انشاء اللہ میں برابر کوشش کرونگا - لیکن خدا کیلیے آپ کوئی فیصلہ ایسا نہ کیجیےگا کہ مسلمانوں کی آرزؤں کی خلاف ہو - سردست سات خریدار حاضر ہیں -

انور علی فاروقی از پرنیہ' بہار -

ہندوستانی دواخانہ دہلی

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو مہتم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھہ بہت مشہور ہوچکا ہے - صدہا دوائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسی کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار' صفائی' ستھرا پن' ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :

ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -

فہرست ادویہ مفت (خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی

رسالت

اس نام کا ایک ماہوار اردو رسالہ قابل ترین ایڈیٹروں کی ایڈیٹری میں کلکتہ سے شائع ہونے والا ہے - مضامین - مذہبی - اخلاقی تمدنی - تاریخی - ادبی - طبی وغیرہ ہر قسم کے ہوا کریں گے - مقصد اعلی توحید و رسالت کی تبلیغ ہے - خط عمدہ کاغذ و چھپائی اعلی حجم ۴۸ صفحہ - نہایت لا جواب وقابلدید رسالہ ہوگا - قیمت باوجود بیشمار خوبیوں کے عام خریداروں سے مع محصولڈاک دو روپے آٹھہ آنے سالانہ لیجائیگی - پہلا نمبر نمونے کے طور پر بلا قیمت روانہ ہوگا - مابعد چار آنے کے ٹکٹ آنے پر -

ترسیل زر و جملہ خط و کتابت اس پتہ پر ہونی چاہیے -

منیجر رسالت نمبر ۱۰۵ سندریہ پٹی بازار - کلکتہ

زندہ در گور مریضوں کو خوشخبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں' زمانۂ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کردیتی ہیں' کیسا ہی ضعف شدید کیوں نہو دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہیں' اور ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کردیے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے - ٹوٹے ہوے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی' اور چہرے پر رونق لاتی ہے - علاوہ اسکے اشتہا کی کمی کو پورا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھی عدیم النظیر ہیں' ہر خریدار کو دوائی کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھی دیجاتی ہیں' جو بجاے خود ایک رسیلۂ صحت ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول بذمہ خریدار چھہ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ - ۳ آنہ کا ٹکٹ بھیجدیں آپکو نمونہ کی گولیوں کے ساتھہ راز بھی تحریر کیا جائیگا -

المشتہر

منیجر کارخانۂ حبوب کابل پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

ترجمۂ اردو تفسیر کبیر

قیمت حصہ اول ۲ روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

اطلاع

انجمن اصلاح المسلمین قصبہ گنیشپور ضلع بستی کا پہلا جلسہ بتاریخ ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ مئی سنہ ۱۹۱۴ع یوم جمعہ و شنبہ و یکشنبہ قرار پایا ہے - علماء کرام و ملک کے قابل حضرات کی خدمت میں استدعا ہے کہ شریک جلسہ ہوکر کارکنان انجمن کو مشکور فرمائیں -

جو صاحب کوئی مضمون نثر یا نظم انجمن میں پڑھنا چاہیں - وہ دو ہفتہ قبل سکریٹری انجمن کو عنوان مضمون سے اطلاع دیدیں -

شریک ہونیوالے حضرات کے قیام و طعام کا انتظام منجانب انجمن ہوگا بشرطیکہ ایک ہفتہ قبل اطلاع دیدے

قصبہ گنیشپور اسٹیشن بستی سے قریب ہے -

المعلن

ابو الاعجاز عرشی - سکریٹری انجمن اصلاح المسلمین قصبہ گنیشپور ضلع بستی پوسٹ صدر - یو - پی -

ایک اہم خوشخبری

حضرت مولانا ، مقتدانا - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ !

غالباً آپ اس خبر مسرت اثر سے بہت ہی خوش ہونگے کہ ۲۴ - اپریل جمعہ گذشتہ کو مسجد گیلان والی میں ایک اعلی تعلیم یافتہ یوروپین شخص اور بدارس اسٹیٹ کا چیف انجنیر مسٹر سی - ایف - لفٹن صاحب بہادر بعد نماز جمعہ ایک بہت بڑے عظیم الشان مجمع کے سامنے مشرف بہ اسلام ہوے ' اور انہوں نے خود اپنا اسلامی نام محمد اسمعیل پسند فرمایا - اس سارے واقعہ کی کامیابی کا سہرا جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب متوطن ککھڑ ضلع گوجرانوالہ (پنجاب) کے سر ہے - جن کی فیض صحبت سے متاثر ہوکر صاحب موصوف نے اسلام قبول فرمایا - صاحب موصوف ایک معزز انگریز خاندان سے ہیں - اور خاص علمی مذاق رکھنے کے علاوہ بہت بڑے محقق ہیں - چنانچہ آجکل بدارس اسٹیٹ ریلوے کی تعمیر کا کام آپ کے سپرد ہے - جسمیں انہیں بارہ سو روپے ماہوار تنخواہ علاوہ الاؤنس کے ملتی ہے - قبول اسلام سے پہلے تلاش حق میں مصروف تھے اتفاقاً مولوی صاحب سے سابقہ پڑگیا - اور یہ سعادت خداوند کریم کے فضل سے انہیں نصیب ہوئی -

نیاز مند نذیر علی - نمبر ۴۳ - چھاؤنی بدارس -

صحت النساء و محافظ الصبیان

طب جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بناپر دو کتابیں تیار کی ہیں - صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق موثر تدابیر سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائی ہیں - ڈاکٹر کرنیل ریڈ احمد صاحب نے بہت تعریف لکھہ کر فرمایا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہیں - اور جناب ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمالی ہیں - بنظر رفاہ عام چھہ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے - طالبان صحت جلد فائدہ اٹھالیں -

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ

محافظ الصبیان ' اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ -

ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر میڈیکل افیسر دوجانہ - ڈاکخانہ بیری ضلع رہتک -

روغن بیگم بہار

حضرات اہلکار امراض دماغی کے مبتلا وکلاء' ، طلباء' مدرسین ' معلمین ' مولفین ' مصنفین ' کیلئے مژدہ ہے کہ یہ روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت میں دیکھا اور پڑھا ہے ' ایک عرصے کی فکر اور سوچ کے بعد بہترین مفید دوا اور ادویہ مقوی روغنوں سے مرکب کرکے تیار کیا گیا ہے ' جسکا اصلی ماخذ اطباے یونانی کا قدیم مجرب نسخہ ہے ' اسکے مفید اصلی اوصاف بھی قبل از امتحان و پیش از تجربہ مطالعہ سمجھی جاسکتی ہے صرف ایک شیشی ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹری انگریزی تیل نکلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں آیا یہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے مفید تمام مروج تیلونکے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسووںکو نرم اور نازک لمبے اور گھنے اور خوشبو دار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - اکثر دماغی امراض بھی غلبۂ برودت کیوجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور بھی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا ہوجاتے ہیں' اسلیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہو مرطوب و مقوی دماغ ہونیکے علاوہ اسکے دلفریب تازہ پھولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا ' اسکی بو غسل کے بعد بھی زائل نہیں ہوگی - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ -

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall
No 114-115 Machuabazar Street
Calcutta

الہلال کی ششماہی مجلدات

— * —

قیمت میں تخفیف

الہلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھہ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو ' اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کردی گئی ہے -

الہلال کی تیسری جلد مکمل موجود ہے - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھہ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں -

(منیجر)

دہلی کے خاندانی اطبا اور دواخانہ نو رتن دہلی

یہ دوا خانہ عرب - عدن - افریقہ - امریکہ - سیلون - آسٹریلیا - وغیرہ وغیرہ ملکوں میں اپنا سکہ جما چکا ہے اسکے مجربات معتمد الملک احترام الدولہ قبلہ حکیم محمد احسن اللہ خان مرحوم طبیب خاص بہادر شاہ دہلی کے خاص مجربات ہیں -

دوائی ضیق - ہر قسم کی کھانسی و دمہ کا مجرب علاج فی بکس ایک تولہ ۲ دو روپیہ -

حب قتل دیدان - یہ گولیاں پیٹ کے کیڑے مار کر نکال دیتی ہیں فی بکس ایک روپیہ -

المشتہر حکیم محمد یعقوب خان مالک دواخانہ نورتن دہلی مراشعانہ

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھرکی کسی ایک زبانمیں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھہ روپے کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کر لئے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھہ لیے - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبعیات - علم ہئیت - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوںمیں نور پیدا ہو بصارت کی آنکھیں وا ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی انکے عہد بعہد کے حالات سوانحعمری و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' انکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بہی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا بروے انشاپردازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوںکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ' شتر ' گائے بھینس ' گھوڑا ' گدھا بھیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروںکی تمام بیماریوںکا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوںکی ہوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکموںکے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی وہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آجتک کہیں دیکھی نہ سنی ہونگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروںکے مکمل حالات وہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ تکمی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روبی واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے ہی دنوں میں لاکھہ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - اسٹریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وہانکی درسگاہیں دخانی کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مفصل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھہ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے ہوے طبیعت باغ باغ ہو جاے دماغ کے کواڑ کھلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھہ مٹکاتی رہتی ہے ' جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - ڈائل چینی کا پرزے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر دوست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

آٹھہ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھہ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر سنہری نہایت ہی خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت -

چاندی کی آٹھہ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھہ روزہ واچ - جو کلائی پر بندھ سکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کار آمد لیمپ ' ابھی ولایت سے بنکر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دیا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لیمپ انکو اپنی جیب میں یا سرہانے رکھلو جسوقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطرے سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوے ایکدم کسیوجہ سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ مع محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں ' کلاک اور گھڑیونکی زنجیراں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اکٹھا مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیجے -

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام توھانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry. (Punjab)

علمی ذخیــرہ

(۱) - مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا و علما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرو آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراے متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلی درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراے اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۴۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کریٹکل اکسپوزیشن آف دی پاپولر جہاد " کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یوروپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے - قرآن ' حدیث ' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زرتشت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور ریفارمر کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی لا ثانی تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور اُن کے ملکی ' مالی ' فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمی - امام عبدالوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار کا ترجمہ جس میں ابتداے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے اواسط ایام تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زریں اقوال مذکور ہیں - مترجمہ مولوی عبد الغنی صاحب وارثی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) - آثار الصنادید - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی پریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) - قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھہ عربی و فارسی میں بھی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے آخیر میں ہندی عروض و قاعدہ کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں ' اور اس کو شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۲ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ

(۱۰) - میڈیکل جیورس پروڈنس - یعنی طب متعلقہ مقدمات فوجداری ہے - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن ہند - موسیو گستاو لیبان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جسقدر اقوام گذرے ہیں اُن کی تاریخ ' تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصا مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھہ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکتازان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلی کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے - حجم (۲۶۵۹) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۶ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب وفیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہا و محدثین و مورخین و سلاطین و حکما و فقرا و شعرا وضاع وغیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم موسیوڈی سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کردیا ہے - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلی - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارڈ کپلنگ کی کتاب " دی جنگل بک " کا ترجمہ - مترجمہ مولوی ظفر علی خان بی - اے جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) وکرم اروسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراماالین کا ترجمہ - مترجمہ مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکریت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھہ ساتھہ قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) اسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں ' اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلی نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اکبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھہ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شایق ہیں انھیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملۃ والدین امیر عبد الرحمن خان غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلی - حجم (۵۶۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) فغان ایران - مسٹر شوسٹر کی مشہور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشیا " کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ -

المشتہر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

خریداران الہلال کے لئے خاص رعایت

یہ گھڑیاں سوئس واچ کمپنی کے یہاں اسی قیمت میں ملتی ہیں جو یہاں اصلی قیمت لکھی گئی ہے - میری رعایتی قیمت صرف اسوجہ سے ہے کہ میں نے کمیشن سے زیادہ حصہ خریداران الہلال کو دیدیا - اسکی قدر اسی طرح ہوسکتی ہے کہ ہر خریدار کم سے کم ایک گھڑی خرید لے -

سستم راسکوپ - سائز ۱۸ - بغیر ڈھکنے کے - اناملل ڈایل - مع قبضہ - نکل کیس - بلا کنجی گارنٹی تین سال - اسکے ساتھہ ایک اسپرنگ اور گلاس مفت -

قیمت اصلی ۲ - روپیہ ۱۴ - آنہ رعایتی ۲ - روپیہ -

بمبئی میل - سائز ۱۹ - نکل اوپن فیس - بلا کنجی - وایڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیپمنٹ - اناملل ڈایل - ۲ گلاس ڈرم - ہنج باک - پن ہانکس سٹ اکشن - اسٹامپ ریگیو لیٹر - مع ریلوے انجن کی تصویر کے -

اصلی قیمت ۲ - روپیہ ۱۴ - آنہ رعایتی قیمت ۲ - روپیہ ۴ - آنہ -
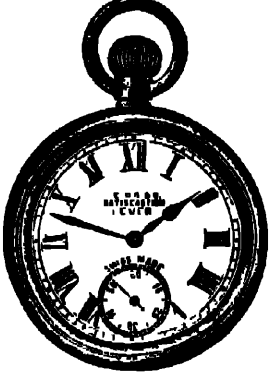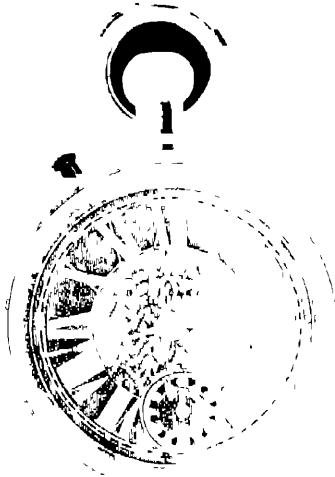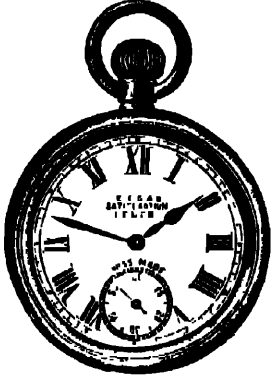
یہ گھڑی نہایت عمدہ اور مضبوط - لیور اسکیپمنٹ - اوپن فیس -

اصلی قیمت ۸ - روپیہ ۱۲ - آنہ رعایتی قیمت ۶ - روپیہ ۹ - آنہ -
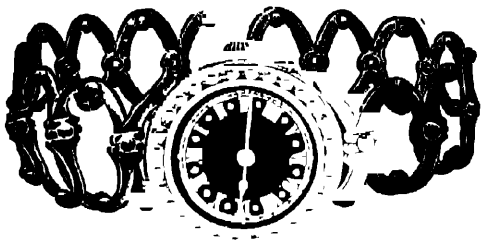
مثل گولڈ گلٹ اسپانڈنگ واچ - برسلٹ - اوپن فیس - تین چوتھائی پلیٹ مرو مفت سیلنڈر اسکیپمنٹ - پن ہانکسٹ مکانیزم - نیس وایلڈنگ اکشن - خوبصورت اناملل ڈایل اسٹیل ہانڈس - بزل سٹ اور مصنوعی جواہرات - اکسپانڈنگ برسلٹ بغیر ڈرم - اسنپ باک -

اصلی قیمت ۷ - روپیہ ۸ - آنہ رعایتی قیمت ۵ - روپیہ -
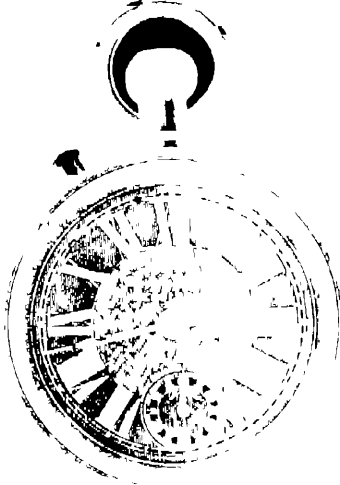
اربانہ اکسٹرا فلاٹ ڈرس واچ - سنہری سرلین - سایز ۱۸ - اسکرو بالنس - لیور اسکیپمنٹ - پن سٹ - ہانڈ اکشن - مثل سلور ڈایل - سکنڈ اسٹیل ہانڈ - پلین کیس - گارنٹی ۲ سال - مخمل کے بکس میں مع اکسٹرا اسپرنگ اور گلاس -

اصلی قیمت ۹ - روپیہ ۹ - آنہ رعایتی قیمت ۴ - روپیہ ۹ - آنہ

بمبئی میل - سائز ۱۹ - نکل اوپن فیس - بلا کنجی - وایلڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیپمنٹ - اناملل ڈایل - گلاس ڈرم - ہنج باک - پن ہانکس سٹ اکشن - اسٹامپ ریگیو لیٹر - مع ریلوے انجن کی تصویر کے -

بالکل نمبر ۳ کی طرح فرق اتنا ہے کہ سکنڈ کی سوئین زاید -

اصلی قیمت ۳ - روپیہ ۲ - آنہ رعایتی قیمت ۲ - روپیہ ۹ - آنہ -
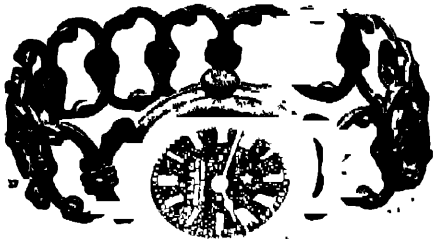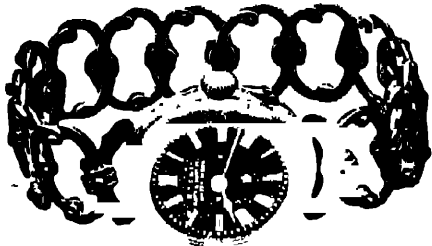
بالکل نمبر ۶ کی طرح بغیر جواہرات -

اصلی قیمت ۶ - روپیہ رعایتی قیمت ۴ - روپیہ ۸ - آنہ -

جن فرمایشوں میں الہلال کا حوالہ نہیں ہوگا - اس سے پوری قیمت لیجاویگی - اور آیندہ کسی قسم کی سماعت نہیں ہوگی -

المشتہر کے - بی محمد سعید اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

ہر فرمـایش میں الہـلال کا حوالہ دینا ضروری ھے

رینلڈ کی مسٹر یز اف دی کورٹ أف لندن

یہ مشہور ناول جو نہ سوانے جلدوںمیں ہے ابھی چھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی رہگئی ہے - اصلی قیمت کی چوتھائی قیمت میں دیجاتی ہے - اصلی قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اوراب دس ۱۰ روپیہ - کپڑےکی جلد ہے جسمیں سنہری حروف کی کتابت ہے اور ۱۹۰ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں دس روپیہ وی - پی - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بہو بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane, Bowbasar Calcutta.

یوتن تائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا ؛ یہ دوا کل دماغی شکایتوں کو دفع کرتی ہے - پژمردہ دلکو تازہ کرتی ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ ایکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتی ہے - ہسٹریا وغیرہ کو بھی مفید ہے چالیس گولیوں کی بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو تون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف داد ایک بار ہی دفع ہو جاتی ہے - اس کے استعمال کر کے ہی آپ والدہ مخصوص فروعکی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

ھائی تدرولن

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رہا -

یہ دوا آب نزول - فیل پا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید ثابت ہوا ہے - صرف اندرونی و بیرونی استعمال سے شفا حاصل ہوتی ہے -

ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع ہو جاتی ہے قیمت دس روپیہ اور دس دنکی دوا کی قیمت چار روپیہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہرقسم کا جنون خواہ نوبتی جنون ؛ مرگی والہ جنون ؛ عمگین رہنے کا جنون ؛ عقل میں فتور ؛ بے خوابی ؛ مزمن جنون ؛ وغیرہ وغیرہ دفع ہوتی ہے اور وہ ایسا صحیح و سالم ہوجاتا ہے کہ کبھی ایسا گمان تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street, Calcutta.

نصف قیمت پسند نہونے سے واپس

مہرے نئے چالان کی جیب گھڑیاں ٹھیک وقت دینے والی اور دیکھنے میں بھی عمدہ فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جارہی ہیں جسکی گارنٹی تین سال تک کے لیے کی جاتی ہے -
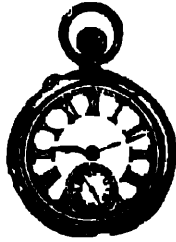
اصلی قیمت سات روپیہ چودہ آنہ اور نو روپیہ چودہ آنہ نصف قیمت تین روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ پندرہ آنہ ہر ایک گھڑی کے ہمراہ سنہرا چین اور ایک فونٹین پین اور ایک چاقو مفت دیے جائینگے -

کلائی واچ اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آنہ اور تیرہ روپیہ چودہ آنہ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آنہ اور چھ روپیہ پندرہ آنہ باندھنے کا فیتہ مفت ملیگا -

کمپٹیشن واچ کمپنی نمبر ۲۰ مدن متر لین کلکتہ -

Competition Watch Company No, 20 Madun Mitter Lane. Calcutta.

پسند نہونے سے واپس

ہمارا من موہنی فلوٹ ہارمونیم سرکا فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جاویگی یہ ساگی کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی عمدہ اور بہت روز تک قائم رہنے والی ہے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیہ ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ - ۷۰ و ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیہ ہے آرڈر کے ہمراہ ۵ روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیئے -

کمرشیل ہارمونیم ایکٹری نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory No.10/3 Lover Chitpur Road Calcutta

عجیب و غریب مالش

اس کے استعمال سے کھوئی ہوئی قوت پھر دو بارہ پیدا ہوجاتی ہے - اسکے استعمال میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی - مایوسی مبدل بخوشی کر دیتی ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آنہ علاوہ محصول ڈاک -

HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمال سے بغیر کسی تکلیف اور بغیر کسی قسم کی جلد پر داغ آئے کے تمام روئیں اڑجاتی ہیں - قیمت تین بکس آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک -

آر - پی - گوش

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road. Calcutta.

سنکاری فلوٹ

تین سال کی گارنٹی

بہترین اور سریلی آواز کی ہارمونیم سنگل ریڈ C سے تک C یا F سے F تک

قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ

ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ

اسکے ماسوا ہر قسم اور ہر صفت کا ہرمونیم ہمارے یہاں موجود ہے -

ہر فرمایش کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگی آنا چاہیے -

B. L. Day. 34/1 Harkata Lane, Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ کار

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سی - داس کا ایجاد کردہ - آراٹا سہائے - جو مستورات کے کل امراض کے لیے تیر بہدف ہے ؛ اسکے استعمال سے کل امراض متعلقہ مستورات دفع ہوجاتی ہے ؛ اور نہایت ہی مفید ہے - مثلاً ماہوار نہ جاری ہونا - دفعتاً بند ہوجانا - کم ہونا - بے قاعدہ آنا - تکلیف کے ساتھہ جاری ہونا - متواتر یا زیادہ مدت تک نہایت زیادہ جاری ہونا - اس کے استعمال سے بانجھ عورتیں بھی باردار ہوتی ہیں -

ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ -

سوا تسہائے گولیاں

یہ دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بہدف کا حکم رکھتی ہے - کیسا ہی ضعف کیوں نہ ہو اسکے استعمال سے اسقدر قوت معلوم ہوگی جوکہ بیان سے باہر ہے - شکستہ جسموں کو از سرنو طاقت دیکر مضبوط بناتی ہے ؛ اور طبیعت کو بشاش کرتی ہے -

ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ

Swasthasahaya Pharmacey, 30/2 Harrison Road, Calcutta.

سلوائٹ

اس دوا کے استعمال سے ہرقسم کا ضعف خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا اور کسی وجہ سے ہوا ہو دفع کردیتی ہے ؛ اور کمزور قوی کو نہایت طاقتور بنا دیتی ہے - کل دماغی اور اعصابی اور دلی کمزوریونکو دفع کرکے انسان میں ایک نہایت ہی حیرت انگیز تغیر پیدا کردیتی ہے - یہ دوا ہر عمر والے کے واسطے نہایت ہی مفید ثابت ہوئی ہے - اسکے استعمال سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا ہے سوائے فائدہ کے

قیمت فی شیشی ایک روپیہ

S. C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street, Calcutta.

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 14 MCLEOD STREET, CALCUTTA

اطــــلاع

اگر معاونین الہلال کوشش کرکے الہلال کیلیے دو ہزار نئے خریدار پیدا کرسکیں جو آٹھہ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الہلال کا مالی مسئلہ بغیر قیمت کے بڑھاے حل ہو جائیگا -

منیجر

ایک سنیاسی مہاتما کے دو نادر عطیئہ

حبوب مقوی ـــ جن اشخاص کی قوی زائل ہوگئی ہوں وہ اس دوائی کا استعمال کریں - اس سے ضعف خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا کسی اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہو جاتا ہے - دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتی ہے - تمام دلی دماغی اور اعصابی امور دلوں کو زائل کر کے انسانی ڈھانچہ میں معجز نما تغیر پیدا کرتی ہے - قیمت ۵۰ گولی صرف پانچ روپیہ

منجن دندان ـــ دانتوں کو موتیوں کیطرح آبدار بناتا ہے - امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے - ہلتے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے - دانت نکلتے وقت بچے کے مسوڑھوں پر ملا جاوے تو بچہ دانت نہایت آسانی سے نکالتا ہے - منہ کو معطر کرتا ہے - قیمت ایک ڈبیہ صرف ۸ آنہ -

تریاق طحال ـــ تپ تلی کیلیے اس سے بہتر شاید ہی کوئی دوائی ہوگی - تپ تلی کو بیخ و بن سے نابود کر کے بتدریج جگر اور قوی کی اصلاح کرتا ہے - قیمت فی شیشی ۱ روپیہ ۴ آنہ -

ملنے کا پتہ - جی - ایم - قادری اینڈ کو - شفاخانہ حمیدیہ منڈیالہ ضلع گجرات پنجاب

ڈسٹرکٹ اور سشن جج کے خیالات

[ترجمہ از انگریزی]

مسٹر ڈی - سی - مالر - آئی - سی - ایس ڈسٹرکٹ و سیشن جج ہوگلی و ہوڑہ

میرے لڑکے نے مسرز ایم - این - احمد اینڈ سنز [نمبر ۱ / ۱۰ رپن اسٹریٹ کلکتہ] سے جو عینکیں خریدی ہیں وہ نشفی بخش ہیں - میں نے بھی ایک عینک بنوائی ہے جو اعلی درجے کی تیار ہوئی ہے یہ کارخانہ موجودہ دور میں ایمانداری و ارزانی کا خود نمونہ ہے - ملک میں اسطرح کے کارخانوں کا کھولنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے "

کون نہیں چاہتا کہ میری بینائی مرتے دم تک صحیح رہے - اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹروں کی تجویز سے قابل اعتماد اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی - کے ارسال خدمت کیجاے - اسپر بھی اگر آپکے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدلدیجا لیگی -

نکل کی کمانی مع اصلی پتھر کی عینک ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک - اصلی رولڈگولڈ کی کمانی یعنے سونے کا پترا چڑھا ہوا مع پتھر کی عینک کے ۶ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک محصول وغیرہ ۶ آنہ -

مـژدہ وصـــل

یعنی عمل حب وبغض یہ ہر دو عمل ایک بزرگ کامل سے مجھکو عطا ہوئے ہیں لہذا بغرض رفاہ عام نوٹس دیا جاتا ہے اور خاکسار دعوی کے ساتھہ عرض کرتا ہے کہ جو صاحب بموجب ترکیب کے عمل کرینگے ضرور بالضرور کامیاب ہونگے - ہدیہ ہر ایک عمل بعرض فاتحہ آں بزرگ ۱ روپیہ - ۴ آنہ معہ محصول ڈاک -

اسم اعظم ـــ یا بدوح یعنی نقش کا نقش اس عمل کی زیادہ تعریف کرنا فضول ہے کیونکہ یہ خود اسم ذاتی ہے - مدرا آزمودہ ہے جو صاحب ترکیب کے موافق کرینگے کبھی خطا نکریگا اور یہ نقش ہر کام کیواسطے کام آتا ہے ہدیہ بعرض فاتحہ آں بزرگ ۱ روپیہ ۴ آنہ معہ محصول ڈاک -

(نوٹ) فرمایش میں اخبار کا حوالہ ضرور دینا چاہیے -

خادم الفقرا فیض احمد محلہ تلیسا جہانسی

(1) راسکوپ ملیور واچ گارنٹی ۲ سال معہ محصول دو روپیہ آٹھہ آنہ
(2) منلکبلکیس سلنڈر واچ گارنٹی ۳ سال معہ محصول پانچ روپیہ
(3) چاندیکیکبلکیس سلنڈر واچ گارنٹی ۳ سال معہ محصول دس روپیہ
(4) نکلکس انگما سلنڈر واچ گارنٹی ۳ سال معہ محصول پانچ روپیہ

نوٹ حضرات اپکو خوبصورت مضبوط سچا وقت برابر چلنیوالی گھڑیوں کی ضرورت ہے تو جلد منگا لیں اور نصف یا رعایتی قیمت اور دس بارہ سالکی گارنٹی کے لالچ میں نہ پڑیں -

ایم - اے شکور اینڈ کو نمبر ۵/۱ ولسلی اسٹریٹ دھرم تلا کلکتہ -

M. A. Shakoor & Co, 5 1 Wellesly Street P. O Dhurmtalla Calcutta.

ادرشه نیٹنگ کمپنی

— :*: —

یه کمپنی نهیں چاهتی هے که هندوستان کی مستورات بیکار بیٹهی رهیں اور ملک کی ترقی میں حصه نه لیں لهذا یه کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی هے :—

(۱) یه کمپنی آپکو ۱۲ روپیه میں نئل کٹنگ (یعنے سپاری تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیه روزانه حاصل کرنا کوئی بات نهیں -

(۲) یه کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیه میں خود باف موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیه حاصل کرنا کهیل هے -

(۳) یه کمپنی ۶۰۰ روپیه میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزه اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیه روزانه بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یه کمپنی آپکی بنائی هوئی چیزوں کے خرید لے کی ذمه داری لیتی هے -

(۵) یه کمپنی هر قسم کے کاتے هوے اون جو ضروری هوں محض تاجرانه نرخ پر مهیا کردیتی هے - کام ختم هوا - آپکے روا نه کیا اور اسی دن روپے بهی مل گئے ! پهر لطف یه که ساتهه هی بننے کے لیے چیزیں بهی بهیج دی گئیں -

---

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت هیں -

— :*: —

آنریبل نواب سید نواب علی چودهری (کلکته) :— میں نے حال میں ادرشه نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجهے اُن چیزونکی قیمت اور اوصاف سے بهت تشفی هے -

ای - گورند راؤ پلیڈر - (دلاری) میں کنز ریلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا هوں -

مس کشم کماری دیوی - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی هوں که میں ۶۰ روپیه سے ۸۰ روپیه تک ماهوار آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی هوں -

---

شمس العلما مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے هیں ؟

—(*)—

ادرشه نیٹنگ کمپنی کے موزه پهنچے اور مجهے اس باتکے کهنے میں کوئی تامل نهیں که اسکی بناوٹ یورپ کی ساخت سے کسی طرح کم نهیں - میں نے مشین کو چلاتے دیکها هے اور میرا خیال هے که هر شخص باسانی اسے سیکهه سکتا هے -

---

چند مستند اخبارات هند کی راے

— * —

بنگالی — موزه جو که نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی سے بنائے هیں اور جو سودیشی میله میں نمائش کے واسطے بهیجے گئے تهے نهایت عمده هیں اور بناوٹ بهی اچهی هے - مضبوطی بهی بهت کم هے اور ولایتی چیزوں سے سر مو فرق نهیں -

انڈین ڈیلی نیوز — ادرشه نیٹنگ کمپنی کا موزه نهایت عمده هے -

حبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کردیا که ایک شخص اس مشین کے ذریعه سے تین روپیه روزانه پیدا کرسکتا هے -

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود هے اگر آپ ایسا موقعه چهوڑ دیں تو اس سے بڑهکر افسوس اور کیا هوسکتا هے -

ادرشه نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۶ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکته

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription Rs. 8

Half yearly „ 4-12

مقام اشاعت

۷/۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۰-۱۹ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲۴ - ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta: Wednesday, May, 13 & 20. 1914

تصاویر

شذرات

مسئلۂ قیام الهلال

" صدا به صحرا " کے عنوان سے الهلال کے مالي مسئلہ پر نظر ڈالي گئي تهي - احباب کرام اور مخلصین ملت نے جس درد اور محبت کے ساتهہ اسکا جواب دیا ' وہ اس امر کا ایک تازہ ترین ثبوت ہے کہ احیاء ملت اور دعوۃ دیني کے اعلان و اشاعت کا احساس اب اپني ابتدائي منزلوں سے گذر چکا ہے ' اور میري امیدیں کچهہ بیجا نہیں اگر میں سمجهتا ہوں کہ موسم میں تبدیلي ہوگئي ہے اور الهلال کي دعوۃ نے اپنے پہلا کام پورا کر دیا ہے - و للہ در ما قال:

کسیکہ محرم باد صباست ' مي داند
کہ با وجود خزاں بوے یاسمن باقیست !

جو خطوط اور مفصل مکاتیب اس بارے میں بکثرت دفتر میں پہنچے ' افسوس ہے کہ انکي اشاعت کیلیے کافي جگہہ نہ نکل سکي ' اور صرف گذشتہ دو تین اشاعتوں میں بعض مکاتیب کے مقتبس ٹکرے شائع کر دیے گئے - اُن سے ایک سرسري اندازہ احباب و معاونین کرام کے جوش و محبت کا کیا جا سکتا ہے - فالحمد للہ علی ذلک -

اُن مضامین میں ظاہر کیا گیا تها کہ الهلال کي اشاعت سے مقصود جس تیقظ و بیداري کا پیدا کرنا اور جس فراموش کردہ سنت مقدس حرکت و دعوۃ اسلامیہ کي طرف توجہ دلانا مقصود تها ' الحمد للہ کہ وہ اس اقل قلیل مدت هي میں فضل الهي سے حاصل ہوگئي ہے ' اور اس طرح دعوۃ دیني اپني پہلي منزل سے گذر چکي ہے - اسکے بعد زیادہ تر خاموش اور مستغرق کاموں کي منزلیں ہیں ' اور میں مضطرب ہوں کہ کسي طرح جلد یکسوئي حاصل کرکے صرف آنے والي منزلوں هي کي طرف متوجہ ہو جاؤں -

پس جبکہ میري محسوسات کا اس بارے میں یہ حال ہے ' تو میں اپنے مقصد حقیقي کي بنا پر مجبور نہیں کہ آئندہ بهي الهلال کو جاري هي رکهوں - رها اعلان و دعوۃ کا تسلسل ' اور ایک اعلی مذاق اور پیمانے کے علمي و مذهبي رسالے کي ضرورت ' نیز اُن تمام صوري و معنوي خصوصیات کے بقا بلکہ ترقی کا سوال جو الحمد للہ الهلال کو حاصل ہیں ' تو یہ سب باتیں دنیا میں تقسیم عمل کے قدرتي اصول هي پر ہوسکتي ہیں - ایک فرد واحد کئي سال تک مختلف کاموں کو ایک هي وقت میں انجام دینے کیلیے هاتهہ پانوں مارتا رها ' اور جو کچهہ اُس سے ہوسکا

خریداران الهلال

جن حضرات کي قیمت آئندہ جون میں ختم ہوجائیگي ' انکي خدمت میں اطلاعي کارڈ حسب معمول روانہ کیے جا رہے ہیں تاکہ جون کا پہلا پرچہ وي - پي روانہ کرنے کي اجازت دیدیں - جن صاحبوں کو کسي وجہ سے آئندہ الهلال کي خریداري منظور نہو ' اگر وہ ایک کارڈ لکهکر دفتر کو اطلاع دیدینگے تو باعث تشکر و ممنونیت ہوگا -

ایسے مواقع پر دفتر نے کبهي بهي احباب کرام سے اصرار نہیں کیا کہ وہ آئندہ بهي الهلال کو ضرور هي خریدیں - یہ امر صرف دلي خواهش اور طبیعت کے پسند پر موقوف ہے اور اسمیں کسي دوسرے کو مداخلت نہیں کرني چاهیے - تاهم چونکہ آجکل قیام الهلال کا مسئلہ درپیش ہے اور اکثر ارباب درد توسیع اشاعت کیلیے سعي فرما رہے ہیں ' اسلیے بیجا نہوگا اگر اُن دوستوں کو بهي اس طرف توجہ دلائي جاے جنکي سابقہ قیمت ختم ہوگئي ہے - الهلال مقررہ قیمت کے سوا اور کسي اعانت کا طالب نہیں ہے - اگر اسمیں بهي تساهل و انکار ہو تو کچهہ نہ کچهہ افسوس ضرور ہونا چاهیے -

(منیجر)

اس نے کیا - لیکن اب کہاں تک ضمنی فوائد کے آگے اپنے سب سے بڑے مقصد کو فراموش کردے ' اور کب تک اصلی اور حقیقی کاموں کی عدم تکمیل کے تصور سے بیقراری و بیتابی کے انگاروں پر لوٹے ؟ اس شب فراق و اضطراب کی سحر کب ہوگی ؟ اور اس انتظار و جستجو کی تاریکی میں کب تک طلیعۂ مقصود و صبح مطلوب کیلیے چشم و دل وقف امتحان رہیں گے ؟ ولنعم ما قیل :

فراق دوست اگر اندک ست اندک نیست
درون دیدہ اگر نیم موست ' بسیار ست !

مالی مسئلہ اصلاً کوئی شی نہیں ہے ' اور زمانہ جانتا ہے کہ اس بارے میں توفیق الہی سے الہلال نے ہمیشہ غیورانہ خاموشی کے نقصانات کو گدایانہ طلب و سوال کے انعامات پر ترجیح دی ہے ' لیکن اب کہ اپنے اولین کام کو مکمل پا تا ہوں جسکے بعد اس اصل مقصد کے لحاظ سے الہلال کی اشاعت ناگزیر نہیں رہی ہے - نیز نقصانات بھی حد برداشت و تحمل سے افزوں ہوتے ہیں ' اسلیے میں نے ضروری سمجھا ہے کہ اسکے دوام و عدم قیام کا مسئلہ ایک بار احباب کرام کے سامنے پیش کردوں ' اور صاف صاف عرض کردوں کہ آیندہ قیام بغیر مالی مسئلہ کی درستگی کے ممکن نہیں -

اسکی مختلف صورتیں تھیں - از انجملہ یہ کہ قیمت میں اضافہ کیا جاے ' لیکن میں نے اسے پسند نہیں کیا ' اور صرف اسیکی خواہش کی کہ دو ہزار نئے خریدار الہلال کے فراہم ہو جائیں - کیونکہ اگر ایسا ہوا تو دفتر کی بعض جدید تخفیفات کے ساتھ ملکر الہلال کا جمع خرچ برابر ہو جائیگا -

بلا شبہ احباب کرام کے لطف و محبت کا اعتراف کرنا چاہیے ' جنھوں نے اس تحریر کو پڑھتے ہی توسیع اشاعت کی سعی شروع کردی اور اسکا سلسلہ برابر جاری ہے - حتی کہ بعض بعض ارباب درد نے پہلے ہی خط میں سات سات اور دس دس خریداروں کے نام روانہ کیے ' اور بعض حضرات نے تو خریداروں کی جگہ اپنی جانب سے اعانت مالی یا اضافۂ قیمت کی نسبت بھی مزید اصرار کیا - اسکے لیے میں تہہ دل سے انکا شکر گذار ہوں اور ایسے دوستوں کی موجودگی کو اپنے لیے اللہ تعالی کا سب سے بڑا احسان یقین کرتا ہوں ' اگرچہ اسکی تعمیل نہیں کرسکتا -

تاہم جو رفتار توسیع اشاعت کی اس تمام عرصے میں رہی ہے ' اسکی نسبت اتنا عرض کردینا ضروری و ناگزیر ہے کہ وہ اس درجہ تک نہیں پہنچی جو اس مسئلہ کے کسی انقطاعی فیصلہ کیلیے معین ہوتی - بہر حال مشیت الہی کو جو کچھہ منظور ہوگا وہ ہر حال میں ہو رہے گا - سر دست میں نے آخری راے قائم کرلی ہے کہ آیندہ جولائی سے نئی ششماہی جلد شروع ہونے والی ہے ' اور درمیان میں ایک مہینہ اور دو ہفتے فرصت کے موجود ہیں - اگر اس عرصے میں مطلوبہ تعداد کا ایک بڑا حصہ پورا ہو گیا تو بہا - نہیں تو ایک بار اور علم مشورہ کرکے اپنی راہ اختیار کرونگا :

آن نیست کہ من ہم نفسان را نہ شناسیم
با آبلۂ پایاں چہ کنم ' قافلہ تیز ست !

روزانہ معاصر دہلی

"ہمدرد" کو بالآخر ٹائپ سے کنارہ کش ہوکر پھر وہی قدیم راہ اختیار کرنی پڑی ' جسمیں انقلاب پیدا کرنے کی عزیزانہ آرزوئیں لیکر ہم اور وہ نکلے تھے : -

ناروا بود بہ بازار جہاں جنس وفا
رونقے گشتم و از طالع دکاں رفتم !

چنانچہ اس نے اعلان کر دیا ہے کہ بہت جلد پتھر کی چھپائی میں نکلنا شروع ہو جائیگا - اسکے لیے نئی لیتھو مشینیں خریدی گئی ہیں اور نئے انتظامات ہو رہے ہیں -

اصل یہ ہے کہ کوئی انقلاب بھی ہو لیکن انقلاب کی بے مہر دیبی بغیر قربانیوں کے راضی نہیں ہوتی - انسان کیلیے رسم و رواج کی زنجیریں سب سے زیادہ بوجھل ہیں ' اور رسم کہن کی محبت اسدرجہ اسکے اندر رکھی گئی ہے کہ مذہب کی بھی اسکے آگے بسا اوقات نہیں چلتی - انا وجدنا اباءنا علی امۃ و انا علی آثارہم مہتدون کی صدائیں گو مذہبی انقلابات کے سلسلے میں سنی گئی ہیں مگر صرف اسی عالم تک محدود نہیں - انسان اپنی ہر عادت اور ہر خواہش میں رسم پرستی کا بندہ ہے :

خلاف رسم دریں عہد خرق عادت داں
کہ کارہاے چنیں از شمار بوالعجبی ست !

دفتر ہمدرد غیر معمولی ارادوں اور انتظامات کے ساتھہ وجود میں آیا ' اور اسنے اردو طباعۃ کے انقلاب کی راہ میں اپنے تئیں مالی قربانی کیلیے پیش کردیا - یقیناً ہر شخص اس قابل تعریف ہمت کا اعتراف کریگا جسکا نمونہ مسٹر محمد علی نے اس راہ میں پیش کیا ہے ' اور واقعی بات یہ ہے کہ محض ایک خاص طرح کی چھپائی کو رواج دینے کیلیے شدید ترین مالی نقصانات کو مردانہ وار برداشت کرنا ایک ایسا شاندار اور موثر واقعہ ہے ' جسکو معمولی باتوں کی طرح نہیں دیکھنا چاہیے -

مگر معلوم ہوتا ہے کہ ٹائپ کے مسئلہ کیلیے یہ ابتدائی قربانیاں کافی نہیں ' اور اس شاہد امتحان طلب کے رام کرنے کیلیے ابھی اور بہت کچھہ لٹانا پڑیگا :

عالمے کشتہ شد و چشم تو در ناز ہماں !

اس سوال نے ہمدرد میں ٹائپ اور لیتھو کے موازنہ کی بحث چھیڑ دی :

فاذا ہم فریقان یختصمون (۲۷ : ۴۶) | پس معاً دو فریق ہوگئے اور آپسمیں بحث کرنے لگے -

ان میں سے جو لوگ ٹائپ کی چھپائی کے مخالف تھے ' وہ ان دقتوں کو پیش کرتے تھے جو ہمدرد کے مطالعہ میں انہیں پیش آتی ہیں ' اور جو موافق تھے وہ اصولاً ٹائپ کی وہ خوبیاں پیش کرتے تھے جو پتھر کے مقابلہ میں انکی سمجھہ میں آتی تھیں - یہ بحث ضرور دلچسپ تھی ' مگر دفتر ہمدرد جو ہزارہا روپیہ کے نقصانات برداشت کرتے کرتے عاجز آ گیا تھا ' اتنی فرصت اور انتظار کہاں سے لاتا کہ اس دلچسپ اور طولانی مناظرہ کے آخری نتیجہ کا انتظار کرتا ؟

اس بحث ناصواب میں کیونکر نہ جاے دل
میں دل کو آزماؤں ' مجھے آزماے دل !

در حقیقت اس بحث میں بڑی غلطی یہ تھی کہ ہمدرد کی موجودہ حالت کو ٹائپ کا نمونہ قرار دیا جاتا تھا ' حالانکہ اول تو

وہ ایک خاص قسم کا ٹائپ ہے ' پھر بہت گھس جانے کی وجہ سے بالکل نا قابل قرات ہوگیا ہے - اگر ٹائپ کی چھپائی آیندہ جاری رکھی جاتی تو یقینا ٹائپ بدلا جاتا - ایسی حالت میں جو اصحاب ہمدرد کی تبدیلی سے آزردہ تھے ' انکا فرض صرف یہی نہ تھا کہ اس کاغذی مناظرہ میں سرگرم حصہ لیں ' بلکہ ہمدرد کے مالی مسئلہ کے حل کرنے کیلیے بھی کچھہ نہ کچھہ کرنا ضروری تھا جو اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی کرچکا -

اصل یہ ہے کہ اس بارے میں ابتدا ہی سے ہمارے دوست سے غلطی ہوئی اور ٹائپ کا سر رشتہ اپنے حد رسائی کے اندر رکھنے کی جگہ سمندر پار کی سرد مہر مخلوق کے رحم پر چھوڑ دیا - ٹائپ جس قسم کا بھی ہو ' اسکی اصلی مصیبت یہ ہے کہ جلد جلد بدلنا چاہیے اور اسکا حقیقی طریقہ ذاتی فونڈری کا قیام ہے یا اقلاً ایسے ٹائپ کو اختیار کرنا جو ہمیشہ بآسانی ملسکے - جو لوگ ہمدرد کے ٹائپ سے گھبرا گئے تھے ' انکے حق بجانب ہونے میں کچھہ شک نہیں - واقعی اسکا ٹائپ بہت ہی خراب ہوگیا تھا ' اور حرفوں کے دوائر و اشکال اسدرجہ مندرس ہوگئے تھے کہ انکا پڑھنا مشکل ہوگیا تھا - مگر ہمدرد بھی اس مشکل میں گرفتار تھا کہ پرانے ٹائپ کو بدلے تو کیونکر بدلے ؟ نیا ٹائپ اگر بیروت سے منگوایا جاے تو اسکے لیے علاوہ مصارف کثیرہ کے صبر و انتظار کی ایک نئی عمر کہاں سے لاے ؟ خود فونڈری قائم کرے تو اسکے لیے بھی کئی ماہ مطلوب اور پھر بھی نمونے کے مطابق ٹائپ کا ڈھلنا مشکوک !

غرض دوگونہ عذا بست جان مجنوں را !

بہر حال ٹائپ کتنا ہی ضروری ہو' مگر تین سال کے اولین تجربے کے بعد خود ہماری بھی راے یہی ہے کہ پتھر کے مقابلے میں اسکا صرف نہایت کثیر اور مشکلات طباعة و تفریق کار و تعدد مطلوبات کی دقتیں بہت زیادہ ہیں ' پس بحالت موجودہ وہی فیصلہ بہتر تھا جو دفتر ہمدرد نے کیا ' اور آئندہ کیلیے پتھر کی چھپائی منظور کرلی -

ہمدرد کی اشاعت کی تجویز جن بلند ارادوں پر مشتمل تھی ' اور جیسا وسیع پیمانہ اسکے بلند نظر محرر کے پیش نظر تھا ' اگر اسکی تکمیل کے سامان میسر آجاے تو فی الحقیقت اردو پریس کی سب سے بڑی ضرورت پوری ہوتی - روزانہ اخبارات پریس کی پہلی منزل ہیں ' اور ہمارا پریس ابتک اسی اولین راہ میں درماندہ ہے -

لیکن افسوس کہ جسقدر اسباب و وسائل اس مقصد کی تکمیل کیلیے ضروری تھے ' اُن میں سے ایک بھی وقت پر میسر نہ آیا - سب سے پہلے ٹائپ کے مصائب شروع ہوے - پھر ٹائپ وغیرہ سے بھی اہم تر بلکہ جان مقصد ایڈیٹوریل اسٹاف کا مسئلہ تھا - اخبار صرف عمدہ چھپے ہوے اوراق ہی کا نام نہیں ہے بلکہ اصلی شے وہ معنوی روح ہے جو اسکے جسم صورت میں زندگی پیدا کرتی ہے - لیکن یہ وہ مسئلہ ہے جو شاید ابھی برسوں تک حل نہوگا - اس کی دقتیں کوئی ہم سے پوچھے :

کہ من بخویش نمودم صد اهتمام و نشد !

ایک تنہا مسٹر محمد علی کی اولوالعزمی کیا کرسکتی تھی ؟ انکی مشغولیت کیلیے کامریڈ پہلے ہی سے زنجیر پا ہے - نتیجہ یہ نکلا کہ پبلک نے ہمدرد کو توقع سے کم پایا ' اور دنیا میں صناع کی مصیبتونکو محسوس کرنے والے کم مگر رد و قبول کا فیصلہ کرنے والے بہت ہوتے ہیں :

نوا گران نخوردہ گزند را چہ خبر ؟

اسمیں شک نہیں کہ پبلک کی شکایت درست ہے مگر ہم میں سے ہر شخص صرف سعی و کوشش ہی کرسکتا ہے - ضرورتوں کے پورا کرنے کیلیے اپنی مطلوبات کا خالق نہیں بن سکتا - بڑے ارادے پہلے ہی دن پورے نہیں ہوتے ' اور تنہا کام کرنے والوں کے قصوروں کیلیے چاہیے کہ صبر اور برداشت کے ساتھہ فیصلہ کیا جاے :

نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھینچ '

اگر شراب نہیں انتظار ساغر کھینچ ! !

اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ادارۂ ہمدرد صرف ٹائپ ہی کی تبدیلی کا نہیں بلکہ اخبار کے مضامین اور انکی کمیت و حیثیت میں بھی بہت بڑی تبدیلی کرنے کا انتظام کر رہا ہے - ہماری دلی التجا ہے کہ وہ اپنے ارادوں میں احسن و اکمل طریقہ سے جلد کامیاب ہو ' اور ہم تمام ہمدردان ملت کا ایک اہم فرض یہ سمجھتے ہیں کہ اس موقع پر اسکی توسیع اشاعت اور اعانت مالی کیلیے بڑی سی بڑی کوشش عمل میں لائیں تاکہ اردو پریس کی ترقی کا ایک بہت بڑا عزم خدا نخواستہ ناکام رہکر قوم کیلیے داغ خجالت ثابت نہو -

مکتوب لندن

مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لا اس مرتبہ جب سے لندن گئے ہیں اکثر مراسلات لکھتے رہتے ہیں - اشاعت اسلام کے کاموں کے متعلق انکی بعض دلچسپ تحریریں الہلال میں نکل چکی ہیں - پچھلی ڈاک میں مسلم ڈیپوٹیشن دہلی کے متعلق انکا ایک سخت مخالفانہ مضمون پہنچا ہے جسے ہم بلا تامل حسب عادت شائع کردیتے ہیں - مگر ہمیں تعجب ہے کہ ہمارے دوست کو اس مضمون کی اشاعت کے متعلق کیوں شبہ ہوا اور خط میں کیوں اصرار کیا گیا ؟ حالانکہ ہم نے مختلف مسائل کے متعلق اس سے بھی زیادہ سخت تحریریں شائع کردی ہیں -

ڈیپوٹیشن کا واقعہ گذر چکا اور اخبارات میں اسکی بحثیں ہوچکیں ' البتہ مسٹر قدوائی مسٹر شوکت علی معتمد خدام کعبہ کے متعلق شخصاً معترض ہیں کہ وہ اس حیثیت سے کیوں شریک وفد ہوے ؟

مسٹر موصوف ہی اسکو بہتر سمجھہ سکتے ہیں ' تاہم جہاں تک ہمیں علم ہے ' ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکی شرکت غالباً ایک تعلیم یافتہ مسلمان اور عام طور پر قومی کاموں میں سرگرم حصہ لینے والے شخص کی حیثیت سے تھی ' نہ کہ معتمد خدام کعبہ ہونے کی حیثیت سے ' اور جبکہ جناب مولانا عبد الباري صاحب کی نسبت تعدد حیثیات کو اس بارے میں خود ہمارے دوست قابل اعتراف تسلیم کرتے ہیں تو پھر مسٹر شوکت علی اگر اپنی عام حیثیت سے ڈیپوٹیشن میں شریک ہوے ہوں تو یہ کیوں قابل اعتراض سمجھا جاے ؟

بہر حال مسٹر قدوائی خود بھی خدام کعبہ کے نائبوں اور عہدہ داروں میں سے ہیں اور انھیں ذمہ دارانہ حیثیت سے لکھنے کا حق حاصل ہے ہمارا خیال جو کچھہ تھا وہ ہم نے ظاہر کردیا -

مسلم گزٹ

عین اُس وقت جبکہ پریس ایکٹ کی سختیوں سے ہندوستان کی عدالت ہاے عالیہ ' کونسل کے ہال ' اور پارلیمنٹ کے ایوان یکساں طور پر گونج چکے ہیں ' یہ خبر تعجب اور عبرت کے کانوں سے سنی جائیگی کہ ابھی اسکے مذبح پر اور نئی قربانیوں کی ضرورت

باقي هے' اور جب تک یه ایکٹ قائم هے اس وقت تک پالیسي کي تبدیلیوں کے سر گرشانه مواعید اور صلح و صفائي کے بڑے بڑے کام کچهه بهي مفید نہیں هوسکتے !

مسلم گزٹ لکهنو کے نذر استبداد غیر قانوني هونے کے بعد کئي صاحبوں نے اسکے دوبارہ اجرا کي کوشش کي تهي - بالاخر بعض حضرات کی سعي سے دو بارہ جاري هوا - هم نے اسکا پہلا نمبر دیکها تها مگر اسکے بعد اخبارات دیکهنے کي مہلت نه ملي -

اب ایک تار سے معلوم هوتا هے که اسکي پچهلي اشاعت کے کسی مضمون کی بنا پر دو هزار روپیه کی ضمانت طلب کی گئی هے - جب تک وہ مضمون هم دیکهه نه لیں کوئی قطعی راے نہیں دیسکتے - تاهم پریس ایکٹ کے گذشته تجارب سامنے هیں اور پنجاب اور یو پی کی گورنمنٹوں کا اصول حکومت همیں معلوم هے - یه ظاهر هے که اس مضمون میں بغاوت اور قتل و غارت کا اعلان نہیں کیا هوگا' اور نه غریب مسلم گزٹ نے بم بنانے کا حکم دیا هوگا - زیادہ سے زیادہ کسي معامله پر غیر عاجزانه نکته چیني کي هوگي - مگر جس ایکٹ نے هر مقامي حاکم کو مالک رقاب امم بنا دیا هے' اسکے لیے یقیناً هر آواز جرم اور هر راے بغاوت هوسکتی هے !

هم آینده تفصیلی بحث کرینگے - سردست اسکے سوا اور کیا کہیں که هم دفتر مسلم گزٹ کی خدمت کیلیے هر طرح طیار هیں اگر وہ ضمانت کی رقم کا بندوبست کرنا چاهے -

مسئلۂ مساجد و قبور لشکر پور

ڈیپوٹیشن کی ملاقات سے انکار !

اتمام حجت

اس مسئله پر بظاهر خاموشي کے چند هفتے گذر گئے' مگر دراصل هم اس کارروائي کے نتائج کا انتظار کررهے تهے جو " انجمن دفاع مساجد و عمارات دینیه کلکته " اس بارے میں کررهي تهي' اور جو دراصل امن و سکون اور صلح جویانه کوششوں میں سب سے زیادہ قیمتي اور شاید آخري کوشش تهي -

قارئین کرام کو یاد هوگا که انجمن مذکور کے ایک عام جلسه کے متعلق الهلال میں اطلاع دي گئي تهی' جسمیں باتفاق عام یه تجویز منظور هوئي تهي که اس مسئله کے متعلق منتخب مسلمانوں کا ایک وفد هز اکسلنسي لارڈ کارمائکل بهادر کي خدمت میں حاضر هو' اور اس فیصله کے حاصل کرنے کي کوشش کرے جو اس مسئله کا ایک هی فیصله هے' اور خواہ وقت سے پہلے غور و فکر اور دانشمندي و عاقبت بینی کے ساتهه کیا جاے' یا گذشته تجربوں کي طرح وقت کے گذر جانے کے بعد' جو گورنمنٹ اور رعایا' دونوں کیلیے سخت افسوس ناک واقعه هوگا -

چنانچه اڈیٹر الهلال نے به حیثیت صدر انجمن مذکور اس بارے میں گورنمنٹ سے مراسلت کي' اور اس تجویز کي نقل بهیجکر درخواست کی که ایک ڈیپوٹیشن کو حاضر هونے کي اجازت دي جاے -

۹ - مئي کو دارجلنگ سے حسب ذیل جواب چیف سکریٹري گورنمنٹ بنگال کي جانب سے اس مراسلت کا موصول هوا :

" ار - جي - کمنگ سی - آئی - اي آئی سي - ایس - چیف سکریٹري گورنمنٹ اوف بنگال -

بنام پریسیڈنٹ دي موسک ڈیفنس ایسوسی ایشن کلکته -

دارجلنگ ۴ - مئي سنه ۱۹۱۴ع :

جنابمن !

آپ کے خط مورخه ۲۸ - اپریل بنام پرائیوٹ سکریٹري هز اکسلنسي گورنر کا جواب دینے کیلیے مجهے هدایت کي گئي هے' جسمیں آپ نے تحریر کیا هے که هز اکسلنسي کیخدمت میں ایک وفد قائم مقام مسلمانوں کا قانون اسلامي متعلق مساجد کیلیے حاضر هونا چاهتا هے - هز اکسلنسي اس مجوزہ وفد کا کوئي فائده مند نتیجه نہیں خیال کرتے' کیونکه هز اکسلنسي کے پاس کل واقعات موجود هیں' اور قانون اسلامي متعلق مسئله هذا کے متعلق انهوں نے کافي اطلاعات حاصل کرلي هیں -

اس پر بهي هز اکسلنسي قانون اسلامي متعلق مساجد کے متعلق هر قسم کي تحریرات کو دیکهکر بهت خوش هونگے جو آپکي ایسو سي ایشن انکے پاس روانه کریگي "

همارے لیے اس خبر سے بڑهکر اور کوئي مسرت انگیز خبر نہیں هوسکتي که گورنمنٹ بنگال کے سامنے لشکر پور کي مساجد کے تمام واقعات موجود هیں' اور اسلامي قانون کي آسے پوري اطلاع حاصل هے جسکا اس چٹهي میں اعتراف کیا گیا هے - یقیناً اسکے معني وهي هونگے جو اس بارے میں ایک اور صرف ایک هي هوسکتے هیں - کیونکه قانون اسلامي کے احکام واضح اور غیر مشتبه هیں' اور انکے متعلق کبهي بهي مختلف قسم کي صحیح اطلاعات نہیں هوسکتیں - اسکا صاف منشا جیسا که اس قانون کے تمام پیرو یقین کرتے هیں' یهي هے که جو زمین مسجد کے نام سے وقف کردي گئي اور خدا کي عبادت کیلیے پکار دي گئي' وہ نه تو فروخت کي جاسکتي هے اور نه کسي دوسرے کام میں لائي جا سکتي هے - پس همیں یه معلوم کرکے نہایت خوشي هوئي که هز اکسلنسي کي گورنمنٹ کو اس قانون اسلامی کا پوري طرح علم حاصل هے -

لیکن اسکے ساتهه هی هم نہیں سمجهه سکتے که اس علم صحیح کا کوئی فیصله کن نتیجه کیوں نہیں ظاهر هوتا' اور کیوں تمام مسلمانوں کو اضطراب و پریشانی کے عالم میں مبتلا چهوڑ دیا گیا هے ؟ وہ اطلاع جو هز ایکسلنسي نے حاصل فرمائی هے' بلاشبه نہایت قیمتی وسائل سے ملی هوگي اور اسکی صحت و واقعیت کا بهی هم بلا تامل اعتراف کرتے هیں - تاهم صرف اطلاع کامل اور معلومات موثقه کے وجود کا علم اس زخم کا اصلی مرهم نہیں هے جو مسجد لشکر پور کے مناروں کے انهدام سے تمام مسلمانوں کے دلوں پر لگا هے' اور جسے پوري بے پروائي کے ساتهه چهوڑ دیا گیا هے تاکه اچهي طرح گہرا هوکر نا قابل اندمال ناسور بن جاے !

مجوزہ ڈیپوٹیشن اسلیے نہیں جاتا تها که اس نے فرض کرلیا تها که هز ایکسلنسي کو واقعات کا علم نہیں هے' اور نه اسکا حاضر هونا اس امر کیلیے مستلزم تها که گورنمنٹ کے پاس قانون اسلامي کے متعلق اطلاعات حاصل کرنے کے ذاتي ذرائع نہیں هیں' بلکه مقصود اس مسئله کو پیش کرنا تها جو باوجود ان اطلاعات و معلومات کے خطروں اور بے چینیوں کیلیے چهوڑ دیا گیا هے' اور جسکے آخري فیصلے کے انتظار میں عام پبلک کے جوش کو ذمه دار لوگوں نے اس وقت تک بمشکل روکا هے -

بہتر تها که گورنمنٹ انجمن دفاع مساجد کي اس سعي کو اسکي اصلي جگه دیتی' اور اُن امن دوست اور خیر طلب مسلمانوں کے وفد کی ملاقات سے انکار نه کرتی جو اس بارے میں نہایت قیمتی مشورے اپنے ساتهه رکهتے هیں - اس کارروائی کے بعد معامله کی صورت دوسري هوگئی هے' اور اصلاح و درستگی کی نہایت قیمتی فرصت افسوس ناک نا عاقبت اندیشی سے ساتهه ضائع کی جارهی هے - هم آینده نمبر میں اسکے متعلق مفصل طور پر لکهینگے -

۱۷ - ۲۴ جمادي الآخر ۱۳۳۲ هجري

اسئلة واجوبتها

اصول رد و دفاع مطاعن منکرین

واقعہ ایلاء و تخییر

روایات ضعیفہ و موضوعہ

انکار حدیث و مصلحین متفرنجین

حضرت مولانا - السلام علیکم - میرے ایک نوجوان دوست (جنکا نام لکھنا ابھي مناسب نہیں سمجھتا اور غالباً انکے خاندان سے جناب بھي ضرور واقف هیں) آجکل عیسائي مشنریوں کے دام میں پھنس گئے هیں' اور رفتہ رفتہ انھیں اسلام کی جانب سے بدظن کیا جارها هے - وہ روز اپنے نئے عیسائي رفیقوں کے یہاں سے کوئي نہ کوئي اعتراض سیکھہ کر آتے هیں' اور هم لوگوں سے جواب طلب کرتے هیں - ایک کتاب اردو کی ٹائپ میں لندن کی چھپی هوئي بھي انھیں دي گئي هے جسکو وہ بطور حرز جاں کے هر وقت اپنے ساتھہ رکھتے هیں اور اسمیں بھي اسیطرح کے اعتراضات جمع کیے گئے هیں - الحمد للہ کہ آجتک انکے هر اعتراض کا میں نے مسکت جواب دیا اور اسکا جواب وہاں سے وہ کوئي نہ لا سکے - البتہ ایک واقعہ انھوں نے ایسا بیان کیا جسکے متعلق بوجہ عدم علم و واقفیت میں پوري طرح تشفي نہ کرسکا لیکن چونکہ اسکا حوالہ احادیث کی بنا پر دیا گیا تھا اسلیے میں نے صاف کہدیا کہ هم صرف انھی اعتراضات کے جوابدہ هیں جو قرآن کریم کی بنا پر کیے جائیں - صرف وهي حنیفي اور ایک هی مجموعہ همارے تمام اعتقادات و عبادات کا هے - حدیثوں کو کوئي یقیني درجہ حاصل نہیں اور اسلیے آس - کے هم ذمہ دار نہیں هیں - یہي زریں اصول سر سید احمد خاں مرحوم نے خطبات احمدیہ اور مضامین تہذیب الاخلاق میں قائم کیا هے - اسپر انکے عیسائي دوست نے جواب میں کہلایا کہ قرآن میں بھي اسکا ذکر کیا گیا هے -

انھوں نے حضرة سرور کائنات (صلی اللہ علیہ و سلم) کے متعلق بیان کیا هے کہ ایک مصري عورت حضور کے پاس آئي تھي' اور آپ نے بطور لونڈي کے اپنے رکھہ لیا تھا - ایک دن آپ اسکے ساتھہ خلوت میں تھے کہ یکایک آپکي بیویوں میں سے ایک بیوي چلي آئیں اور دیکھکر سخت ملامت کي' اسپر اپنے معذرت کي اور کہا کہ اس واقعہ کا ذکر دوسري بیویوں سے نہ کرنا ورنہ مشکل هوگي - مگر انھوں نے ذکر کردیا اور آپ ایک مہینے تک اپني تمام بیویوں سے ناراض هوکر بالکل الگ رهے' اور اسقدر اسکا صدمہ هوا کہ مہینے بھر تک اپني کوٹھري سے بالکل نہ نکلے -

وہ کہتا هے کہ یہ واقعہ معتبر کتب میں موجود هے' اور اس بنا پر اعتراض کرتا هے کہ کیا ایسا اخلاق انبیا کا هو سکتا هے؟ میں نے اپنے یہاں کے بعض علما سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ هاں بیشک یہ واقعہ کتب معتبرہ میں آتا هے - پھر حدیث .... کو لکھا انھوں نے بھي اسکی تصدیق کي - آپ جناب سے مستدعي هوں کہ خدارا اپنا تھوڑا سا وقت صرف کرکے مجھے واقعہ کی حقیقت سے مطلع فرمائیں بلکہ الهـلال میں درج کریں تاکہ تمام مسلمانوں کیلیے ذریعۂ علم هو اور عیسائیوں کے دام تزویر سے بچیں - نیز اسکي نسبت بھي تحریر فرمائیں کہ کیا احادیث کے متعلق اس اصول کو آپ تسلیم کرتے هیں جو میں نے مخالف کے سامنے پیش کیا؟

خاکسار غلام سرور شاہ عفی اللہ عنہ

الهـلال :

(۱) آپنے جس کتاب کو اپنے قابل رحم دوست کے هاتھہ میں دیکھا هے وہ غالباً پادري عماد الدین کي میزان الحق وغیرہ هوگي جو لندن میں چھپي تھی - ازالہ الاوهام' استفسار' لسان الصدق' اظہار الحق وغیرہ انھی کتابوںکا جواب هے لیکن جس واقعہ کا آپنے ذکر کیا هے اسے ان کتابوں سے کوئي تعلق نہیں -

(۲) جن لفظوں اور جس صورت میں آپکے دوست نے یہ واقعہ بیان کیا هے' وہ قطعاً بے اصل اور جزماً کذب و افترا هے - آپ پورے وثوق اور تحدي کے ساتھہ انکار کردیں اور ثبوت طلب کریں - جن حضرات علما سے آپنے تحقیق فرمایا اور انھوں نے اس واقعہ کي تصدیق کي' انکي نسبت بجز اسکے کیا کہوں کہ اللہ انپر رحم کرے - ایسے اپنوں کا وجود دشمنوں سے زیادہ مہلک هے - نعوذ باللہ من شر الجهل و الجاهلین -

(۳) البتہ بیان کردہ صورت واقعہ سے اگر قطع نظر کرلي جاے' تو یہ در اصل واقعۂ ایلا و تخییر کي بعض روایات کی ایک مسخ شدہ صورت هے' اور جس مصري لونڈي کي طرف اشارہ کیا هے اس سے مقصود ماریہ قبطیہ هیں - بلاشبہ کتب سیر و تفاسیر میں بعض روایات ایسي موجود هیں جنسے معلوم هوتا هے کہ آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ازواج کی خاطر ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا' اور حضرت حفصہ یا حضرت زینب سے کہا تھا کہ اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرنا - انھوں نے حضرت عائشہ سے ذکر کردیا اور اسپر سورۂ تحریم کي آیات نازل هوئیں -

لیکن اول تو آپکے دوست کے مسیحي معلم کا یہ کہنا کہ یہ واقعہ قرآن کریم میں بھی موجود هے' بالکل غلط هے - قرآن کریم میں کوئي واقعہ بیان نہیں کیا گیا' بلکہ صرف ایک راز کا ذکر کیا گیا هے جو آنحضرت نے بعض ازواج پر ظاهر کیا تھا اور اسکا ذکر دوسروں سے کردیا گیا' پھر جو روایتیں اس بارے میں موجود هیں انکا کتب معتبرۂ حدیث میں کہیں ذکر نہیں - صحاح کے تمام ابواب نکاح و طلاق و ایلا و تفسیر انسے خالي هیں' اور طبري وغیرہ میں انکا هونا کوئي دلیل صحت نہیں جب تک کہ اصول مقررۂ حدیث کے مطابق ثابت نہو جاے - علاوہ بریں متعدد وجوہ ایسے موجود هیں جنسے یہ تمام روایات موضوع اور پایۂ اعتبار سے ساقط ثابت هوتي هیں اور محققین فن کي بھي یہي راے هے - کما سیاتي انشاء اللہ -

لیکن آپنے ساتھہ هي ایک نہایت اهم اور اصولی موضوع بھي چھیڑ دیا هے یعنے احادیث کے انکار و تسلیم کا سوال - بغیر ایک مستقل مبسوط مضمون کے اسکا تشفي بخش جواب تو ممکن

نہیں - البتہ اصل سوال کے جواب سے پہلے سرسری طور پر کچھہ اسکی نسبت بھی عرض کردیتا ہوں -

(معترضین اسلام کی ایک اصولی تقسیم)

مخالفین و اعداء اسلام جسقدر اعتراضات اسلام اور حضرۃ داعی اسلام کے متعلق کرتے ہیں' خواہ وہ آج پادری عماد الدین' پادری فنڈر' سر ولیم میور' اور مارگولیتھہ وغیرہ نے کیے ہوں' یا اب سے صدہا سال پہلے اُن معترضین نے جنکے جوابات ابن حزم نے ملل و النحل میں' غزالی نے حقد الاریب میں' ابن تیمیہ اور ابن قیم نے ارشاد الحیاری وغیرہ میں دیے ہیں (رحمہم اللہ) مگر اصولاً انکی دو ہی قسمیں ہیں :

(الف) وہ اعتراضات جو محض سوء فہم یا دانستہ تلبیس و اعراض عن الحق کا نتیجہ ہیں - مثلاً قرآن کریم کے احکام جہاد ونکاح و طلاق وتعدد کے متعلق جسقدر اعتراضات کیے جاتے ہیں' یا اختلاف بیانات قرآن و کتب مقدسہ کی بنا پر جو کچھہ کہا جاتا ہے انکی بنیاد ایک صحیح اور واقعی تعلیم پر ہے' اور یقیناً وہ احکام قرآن کریم میں موجود ہیں' لیکن یا تو انکی نسبت تعصب و جہل سے غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں - یا دانستہ انکے رد و بطلان کی کوشش کی گئی ہے - یا سرے سے اس اصل ہی کو قابل اعتراض قرار دیدیا ہے جسپر وہ تمام تعلیمات و احکام متفرع ہیں - مثلاً اسلام کو اُن باتوں کیلیے الزام دیا ہے جنکے وجود سے تو وہ منکر نہیں' لیکن جن وجوہ و دلائل کی بنا پر الزام دیا گیا ہے انکا منکر و مبطل ہے -

(ب) یا پھر وہ اعتراضات ہیں جنکی بنا نہ تو کسی اسلامی تعلیم پر ہے' اور نہ کسی اسلام کے مسلمہ واقعہ پر - نہ تو خود قرآن کریم میں انکا وجود ہے' اور نہ احادیث صحیحہ و معتبرہ میں - انکا دار و مدار صرف اُن بیانات اور روایات پر ہے جو بعض مسلمان مصنفوں نے اپنی کتابوں میں کسی نہ کسی حیثیت سے درج کردیے ہیں یا عام طور پر مسلمانوں میں بیان کی جاتی ہیں' اور افواہ عوام پر چڑھگئی ہیں - مثلاً قصۂ غرانیق اور واقعۂ حضرۃ زینب وغیرہ' یا مثلاً یہی واقعۂ ماریہ قبطیہ جو آپکے دوست کو ایک نہایت مکروہ و محرف صورت میں دکھلایا گیا ہے -

اِن دو قسموں کے علاوہ بے شمار اعتراضات ایسے بھی ہیں جو محض افترا و بہتان ہیں' جیسے صلیبی لڑائیوں کے زمانے میں مشرقی پادریوں نے مسلمانوں کی بت پرستی کے افسانے مشہور کردیے تھے' اور جنکو موسیو کاستری نے " اسلام اور بانی اسلام " میں مفصل بیان کیا ہے - تا آج بھی ایسی صدہا باتیں اسلام کی طرف منسوب کردی جاتی ہیں جنکی کوئی ادنی اور ضعیف اصلیت بھی روایات اسلامیہ میں نہیں ہے - لیکن یہ تمام اعتراضات یکسر عداوت و تعصب اور جہل و فساد کا نتیجہ ہیں جنکو خود صاحب نظر معترضین بھی تسلیم نہیں کرتے' اور یہاں مقصود صرف قابل توجہ اعتراضات ہیں نہ کہ افتراء محض و بہتان صرف -

(سب سے زیادہ خطرناک قسم)

جن لوگوں نے مخالفین و معترضین کے اسفار و کتب سے واقفیت حاصل کی ہے' وہ تسلیم کرینگے کہ اعتراضات کا سب سے زیادہ حصہ در اصل دوسرے ہی قسم پر مشتمل ہے' اور پہلی قسم کے اعتراضات گو اصلاً زیادہ اہم ہیں' لیکن انکی تعداد بہت کم ہے اور اعداء اسلام کو اسلام کی تضحیک و تحقیر میں بھی انسے نسبتاً بہت کم مدد ملتی ہے - یہ صدہا کتابیں جو اسلام کی مخالفت میں لکھی گئی ہیں یا لکھی جا رہی ہیں' انہیں اٹھا کر دیکھیے' اور اُن تمام اعتراضات پر نظر ڈالیے جو ان میں پیش کیے گئے ہیں - ان میں بہت تھوڑا حصہ ان اعتراضات کا ہوگا جو براہ راست قرآن کریم کی تعلیمات یا احادیث معتبرۃ و مسلمہ کی بنا پر کیے گئے ہیں' اور تمام مجلدات یکسر انہی مطاعن و معائب سے لبریز ہونگی' جو عام روایات مفسرین و کتب سیرۃ و مغازی کی بنا پر کیے گئے ہیں' اور جنمیں ضمناً یہ مقدمہ تسلیم کرلیا گیا ہے کہ اسلام و پیروان اسلام کیلیے ہر مسلمان مصنف کا بیان حجۃ اور برہان ہے !

سب سے بڑا ابلیسی دسیسہ اعداء اسلام کے پاس یہ ہے کہ حضرۃ داعی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات طیبہ و مقدسہ کو دنیا کے سامنے ایسی مکروہ و معیوب شکل میں پیش کیا جاے جسکے دیکھتے ہی طبائع میں نفرت و کراہیت پیدا ہو جاے' اور اسلام کے متعلق کسی حسن ظن کے پیدا کرنے کا موقعہ ہی نہ ملے !

یہ مقصد پہلی قسم کے اعتراضات سے حاصل نہیں ہوسکتا - قرآن کریم میں جہاد کا حکم ہے - تعدد ازدواج کی اجازت ہے - طلاق کو جائز بتلایا ہے - قوم عاد و ثمود کے تاریخی مقامات کا ذکر ہے - حضرۃ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کا خانۂ کعبہ بنانا بیان کیا گیا ہے - حضرۃ مریم علیہا السلام کو ملامت کرنے والوں نے " یا اخت ہارون " کہا ہے - معترضین انپر نکتہ چینی کرتے ہیں - احکام جہاد کو ظالمانہ بتلاتے ہیں - تعدد ازدواج اور طلاق کو اخلاقاً معیوب کہتے ہیں - قوم عاد و ثمود کے متعلق تاریخی ثبوت طلب کرتے ہیں - حضرۃ ابراہیم کے بناے کعبہ کا ثبوت توراۃ سے مانگتے ہیں - حضرۃ مریم کا " اخت ہارون " ہونا انکی سمجھہ میں نہیں آتا - تاہم ان تمام اعتراضات سے اسلام کے محاسن و فضائل پر بالکل پردہ نہیں پڑ جا سکتا' اور سننے والے کیلیے یہ باقی رہجاتا ہے کہ وہ اسکے دیگر احکام و تعلیمات کے متعلق حسن ظن قائم کرے' یا بعض دیگر شرائع سے مقابلہ کر کے تسلی حاصل کرلے - حضرۃ موسی نے تلوار سے کام لیا - حضرۃ داؤد و سلیمان نے صدہا بیویاں رکھیں - اگر مخاطب ان الزامات کو صحیح مان بھی لے جب بھی زیادہ سے زیادہ یہی نتیجہ حاصل کرسکتا ہے کہ قرآن کریم اور کتب مقدسۂ عتیقہ کو ایک درجہ میں رکھنا چاہیے -

لیکن برخلاف اسکے دوسری قسم کے اعتراضات و مطاعن اپنی معاندانہ تاثیر و نفوذ میں ان اعتراضات سے بالکل مختلف ہیں - ان میں اُس زندگی کی تصویر دکھلائی جاتی ہے جو تعلیمات اسلامیہ کا حامل ہے' اور جسکی رسالت و نبوت کی صداقت پر قرآن و اسلام کی حقانیت موقوف ہے - یہ تصویر نہایت مکروہ ہوتی ہے' اور شیطان کفر و ضلالت اعداء اسلام کے اندر حلول کرکے اسکے خال و خط درست کرتا ہے - نعوذ باللہ انسانی معاصی و رذائل کے تمام اعمال سئیہ اسمیں جمع کیے جاتے ہیں' اور ایسے ایسے قبائح و فضائح کو اسکی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو انسانی بد اخلاقی کی انتہا ہیں' اور درجۂ نبوت و رسالت تو بہت ارفع و اعلی ہے' ایک شریف و نیک اعمال شخص کی زندگی بھی اسسے ملوث نہیں ہوسکتی -

کذالک یوفک الذین کانوا بآیات اللہ یجحدون (۴۰ : ۶۵)

آج یورپ اور امریکہ میں عام طور پر جو توحش و تنفر اسلام کی طرف سے پھیلا ہوا ہے' وہ زیادہ تر اسی تلبیس و شیطنت کا نتیجہ ہے - اِن مفتریات کو سنکر ایک سادہ ذہن مخاطب اسدرجہ اسلام سے متوحش ہوجاتا ہے کہ اُسکے کسی حسن و فضیلت کا اسے تصور بھی نہیں ہوسکتا - اور ہمیشہ کیلیے حسن ظن و تلاش حقیقت کا سد باب ہوجاتا ہے -

پس فی الحقیقت قسم اول کے اعتراضات اسدرجہ اسلام کیلیے مضر نہیں ہیں جسقدر دوسری قسم کے' اور آج اعداء اسلام کے ہاتھہ میں سب سے زیادہ خطرناک حربہ یہی مفتریات ہیں - کسی

مذهب کے متعلق یه کہنا که وہ بزور شمشیر پھیلا' سننے والے کو اسدرجه متاثر نہیں کرسکتا جسقدر اس افترا کا پیش کرنا که (نعوذ بالله) اسکا بانی اپنے متبنی کی بیوی کو برهنه غسل کرتے دیکھکر فریفته هوگیا' اور بالاخر اس سے طلاق دلاکر خود اپنے نکاح میں لے آیا -

یه ایک نہایت دقیق نکته ہے جو میں کہه رها هوں اور اس وقت تک بہت کم اسپر توجه کی گئی ہے -

(ان مطاعن کا سر چشمه)

اس قسم کے تمام مطاعن و معائب میں جو واقعات بیان کیے جاتے هیں' انکا ایک بڑا حصه تو خود معترضین کے القاء کفر و ضلالت کا نتیجه هوتا ہے جسکی کوئی اصلیت نہیں' البته معاندانه حذف و اضافه اور تحریف و تلبیس کو الگ کردینے کے بعد دیکھا جاے تو اسکی بنیاد میں کوئی بات ایسی ضرور نکل آتی ہے' جو یا تو کسی مسلمان مصنف کا بیان ہے' یا کوئی روایت اور اثر ہے' یا پھر کوئی قصه ہے جو عام مسلمانوں کی زبانوں پر چڑھگیا ہے

معترضین عموماً یه کرتے هیں که اسلامی تصنیفات کے متعلق ایک سطحی اور سرسری واقفیت حاصل کرکے چند کتابیں تفسیر اور سیرة یا قصص و فضائل کی اپنے سامنے رکھه لیتے هیں' اور اسمیں جسقدر روایتیں اس قسم کی پاتے هیں جنکی بنا پر اسلام کی صداقت اور بانی اسلام کی زندگی پر طعن و قدح کیا جاسکتا ہے' انھیں کامل ابلیسانه هوشیاری اور یورپی مفتریانه چالاکی کے ساتھه یک جا کرلیتے هیں - پھر اپنے اکاذیب و مفتریات کا انپر اضافه کرتے هیں' اور مفید مطلب توجیهه و تعلیل کے ساتھه ترتیب دیکے اس طرح پیش کردیتے هیں که ناواقف انکے استدلال اور استشہاد سے مرعوب هوجاتا ہے -

وہ عموماً کتابوں کا حواله دیتے هیں اور بعض اوقات اُن روایات کو نقل بھی کردیتے هیں جنسے انکا استدلال هوتا ہے - امریکن مشن نے عربی زبان میں جو کتاب بلاد مصر و شام کیلیے شائع کی تھی' جو چار ضخیم جلدوں میں ختم هوئی ہے اور جسکا نام الهدایه ہے' اسمیں اول سے لیکر آخر تک هر اعتراض کے ساتھه کوئی نه کوئی روایت بھی پیش کی ہے - غیروں کے علاوہ خود ناواقف مسلمانوں پر بھی ان حوالوں کا بہت اثر پڑتا ہے' اور وہ کہتے هیں که جب خود اسلامی روایات میں یه واقعات موجود هیں تو انسے کیونکر انکار کیا جاسکتا ہے ؟

اس قسم کی روایات زیادہ تر تفاسیر اور عام کتب سیر و تاریخ میں هیں' یا حضرة شاہ ولی الله کی تقسیم مدارج کتب حدیث کے مطابق' تیسرے اور چوتھے درجے کی کتابوں سے لی جاتی هیں -

(فلاسفۂ اصلاح و اجتهاد جدید)

یه ایک نہایت اهم اور اصولی بحث ہے که اس قسم کے اعتراضات اور مطاعن کیلیے صحیح اور حقیقی طریقه جواب و رد کا کیا ہے ؟

همارے زمانے میں ایک نیا گروہ مصلحین و متکلمین کا پیدا هوا ہے جس نے اپنی قابل تعریف بیداری و باخبری سے پہلے پہل ان اعتراضات سے واقفیت حاصل کی' اور چاها که ان مطاعن کی آلودگی سے اسلام کے دامن کی تنزیهه و تقدیس ثابت کرے - اسکی مستعدی مستحق اعتراف ہے' اور اسکی نیت سعی قابل تحسین' لیکن افسوس ہے که جس کام کو وہ کرنا چاهتا تھا' اسکے لیے مستعدی اور آمادگی تو اسکے پاس ضرور تھی' پر اسباب و وسائل یکسر مفقود تھے - اسکا دماغ کا رکن اور اسکا فہم طالب اجتهاد تھا' لیکن نه تو اسکے پاس نظر علم پیما تھی جو معین مقصد هوتی' اور نه هی فکر واقف کار تھا جو سامان مہیا کرتا - نه تو اُسے علوم اسلامیه کی خبر تھی نه فن حدیث و اثر پر نظر تھی - نه اصول فن سے اسنے واقفیت حاصل کی اور نه اسفار و مصنفات محققین و ائمۂ فن پر نظر ڈالی - جس طرح اسلام کے حریفوں نے اسپر طعن کرتے هوے اپنے جہل پر اعتماد کیا' اسی طرح اسلام کے ان حامیوں نے انکا جواب دیتے هوے صرف اپنے بے خبرانه اجتهاد هی کو کافی سمجھا - چونکه انھیں اپنی موت کی خبر نه تھی اور صرف اپنی فکر و راے هی پر اعتماد تھا' اسلیے وہ حریفوں کی سطوت سے مرعوب هوگئے' اور قابل اعتراض روایات و بیانات کا انبار دیکھکر اس طرح گھبرا گئے که ان میں رد و تحقیق کیلیے کوئی قوة فعال باقی نه رهی - اور انکا رشتۂ کار حریفوں کی قوت اور استیلاء اثر کے هاتھوں میں چلا گیا -

اس گھبراهٹ میں انھوں نے اپنے تئیں بالکل مجبور پایا' اور اسکے سوا کوئی چارہ نه دیکھا که اپنے کسی جدید خود ساخته اصول کی بنا پر احادیث و روایات کی صحت هی سے قطعی انکار کردیں' اور اسطرح انکے جواب کی ذمه داری سے باسانی سبکدوش هوجائیں - پس بجاے اسکے که وہ ان روایات کی حقیقت و اصلیت کو واضح کرتے' انھوں نے اس قسم کے مجتهدانه اصول وضع کرنا شروع کردیے جنکو اگر صحیح تسلیم کرلیا جاے تو معترضین کے فتنه سے بھی بڑھکر ایک داخلی فتنۂ عظیم اسلام میں پیدا هوجاے - اعاذنا الله من شرها و من شر الجهل و الفساد !

مثلاً انھوں نے اُن اعتراضات سے بچنے کیلیے جو احادیث کی بنا پر کیے جاتے هیں' سرے سے فن حدیث هی کی تضعیف و تحقیر شروع کردی' حتی که صاف فیصله کردیا که چونکه حدیثیں اکثر خبر احاد هیں اور خبر احاد مفید یقین نہیں - اسلیے حدیث میں تعقیقت کوئی شے نہیں ہے - اسکے جواب کے هم ذمه دار نہیں !

انا لله و انا الیه راجعون -

اسطرح انھوں نے ایک فتنه سے بچنے کیلیے اپنے وجود کو دوسرا فتنه بنا دیا' اور دشمن نے چونکه مکان کے ایک گوشه پر قبضه کرلیا تھا' اسلیے اسکے هلاک کرنے کیلیے پوری عمارت میں آگ لگادی ! عزیز من ! یه اسلام کی حمایت نہیں ہے : بل هی فتنه' ولکن اکثر الناس لا یعلمون -

وقت تفصیل کا متحمل نہیں اسلیے میں نہایت سرسری اشارات کرونگا - اگر فن و ارباب فن پر ان بے خبروں کی نظر هوتی تو وہ سمجھتے که مخالفین کے حملوں سے بچنے کیلیے اس مہلک اجتهاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے - ایک محفوظ و مصئون طریق کار پیشتر سے موجود ہے' اور بغیر اسکے که کسی جدید مصلح و مجدد کو اپنے عزاء اجتهاد کے اعلان کی ضرورت هو' خود محققین فن نے اس بارے میں جو اصول و قواعد وضع کردیے هیں اُنھی کے مطابق چلکر هم بہتر سے بہتر حق تحقیق و دفاع ادا کر سکتے هیں -

(اصول بحث و مسلک صحیح و مستقیم)

اصل یه ہے که یه تمام نتائج جہل و بے خبری کے هیں' اور وہ بے خبری همارے مخالفین اور همارے نئے حماة و مصلحین' دونوں کے حصے میں آئی ہے همارا اولین فرض یه ہے که هم معترضین کو بتا دیں که قران کریم کے بعد همارے لیے حجة و دلیل کون کون سے مصادر علم و اعتماد هو سکتے هیں ؟ نیز یه که کیا کسی روایت کا کسی کتاب میں درج هونا اسکے لیے کافی ہے که وہ مسلمانوں کیلیے حجة هو سکے اور اس بارے میں ائمۂ سلف نے کچھه اصول مقرر کیے هیں یا نہیں ؟

درحقیقت انھی دو سوالوں کا جواب آجکل کے صدها داخلی و خارجی مباحث و اختلافات کیلیے بمنزله اصل و اساس کے ہے

اور جسقدر مشکلات ہمیں نظر آتی ہیں اور جسقدر ٹھوکریں نئے مصلحین نے کھائی ہیں ' وہ تمام تر اسی اصولی بحث کے افراط و تفریط کا نتیجہ ہے -

ان دو سوالوں کا مختصر جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کے بعد یقیناً اور حتماً احادیث صحیحہ کا درجہ ہے ' اور بغیر کسی خوف اور تأمل کے اسکا اعتراف کرلینا چاہیے کہ حدیث صحیح ایک ایسا مصدر علم ضرور ہے جو ہمارے لیے دلیل اور حجة ہوسکتا ہے اور جس طرح ہم اپنے داخلی اعمال میں احادیث کے معترف و معتقد ہیں ' بالکل اسی طرح خارج کے اعتراضات میں بھی انکی حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں -

اصل حدیث ایک مدون و منضبط فن ہے جسکے اصول و قواعد ہیں ' اور اسکی جمع و ترتیب کا کام صدیوں تک جاری رہا ہے - اس لیے صحت و اعتبار کے لحاظ سے مختلف طبقات و مدارج میں منقسم ہوگیا ہے - اسکی بنیاد انسانوں کی روایت پر بھی اسلیے اصول شہادت و روایت کی بنا پر ضرور تھا کہ نقد و درایت کے اصول وضع کیے جائے اور وضع کیے گئے - اس پورے کرۂ ارضی کے اندر جسقدر انسان نے ہزار ہا برس کے تجارب و محن کے بعد صدہا علوم و فنون تک رسائی حاصل کی ہے ' اور ہر قوم نے علم کی تحقیق و تدوین میں حصہ لیا ہے ' بے خوف دعوے کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ کسی علم و فن کو بھی انسانی دماغ نے اسدرجہ منضبط ' اور سعی انسانی کی انتہائی حد تک مرتب و مہذب نہیں کیا جیسا کہ علماے سلف نے فن حدیث کو ' اور یہ ایک مخصوص شرف و مزیت علمی ہے امۃ مرحومہ کی جسمیں دنیا کی کوئی قوم شریک و سہیم نہیں - والقصہ بطولہا -

پس ضرور ہے کہ جس حدیث سے ہمارے سامنے استدلال کیا جائے ' اسکی صحت اصول و قواعد مقررۂ فن اور علوم متعلقۂ حدیث سے ثابت بھی کردی جائے - اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہمارے لیے کسی طرح بھی دلیل و حجة نہیں ہوسکتی -

(ایک عام غلط فہمی)

ایک بہت بڑی غلط فہمی یہ پھیل گئی ہے کہ فن حدیث کے طبقات و مدارج اور محدثین کے طریق جمع و اخذ پر لوگوں کی نظر نہیں - عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ تفسیر و سیر اور مغازی و ملاحم کی کسی کتاب میں سلسلۂ اسناد کسی روایت کا درج ہونا اسکے لیے کافی ہے کہ آسے تسلیم کرلیا جائے - حالانکہ یہ صریح غلطی ہے ' اور خود محدثین نے اس غلطی کو کبھی جائز نہیں رکھا - حضرۃ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ میں جو تصریحات اس بارے میں کردی ہیں ' وہ قدما کی تصنیفات سے مستغنی کردیتی ہیں - انھوں نے باعتبار صحت و شہرت و قبول کتب احادیث کو چار درجوں میں تقسیم کیا ہے - اول درجے میں وہ موطاء امام مالک اور صحیحین کو قرار دیتے ہیں ' اور بقیہ کتب صحاح ستہ کو دوسرے درجے میں رکھتے ہیں - اسکے بعد دارمی ' ابو یعلی ابن حمید ' طیالسی ' کے مسانید اور عبد الرزاق ' ابن ابی شیبہ ' حاکم ' بیہقی ' اور طبرانی وغیرہ کے مجموعے ہیں - انہیں تیسرے درجے میں قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اسمیں رطب و یابس ہر طرح کا ذخیرہ ہے ' یہاں تک کہ موضوع حدیثیں بھی شامل ہیں - شاہ صاحب نے سنن ابن ماجہ کو بھی اسی درجہ میں قرار دیا ہے - مگر اسکے خلاف رائیں زیادہ ملتی ہیں -

چوتھے درجے میں کتب حدیث کا تمام بقیہ حصہ داخل ہے - علی الخصوص تصانیف حاکم ابن عدی ' ابن مردویہ ' خطیب ' تفسیر ابن جریر طبری ' فردوس دیلمی ' ابو نعیم صاحب حلیہ ' ابن عساکر وغیرہ وغیرہ - علم کتب تفاسیر و دلائل و خصائص و قصص کا سر چشمہ یہی کتابیں ہیں -

ان بزرگوں نے اپنا مقصد کتب صحاح کے جامعین سے بالکل مختلف قرار دیا تھا - اس مقصد کی بے خبری ہی سے تمام مشکلات پیدا ہوتی ہیں - انھوں نے کبھی بھی یہ دعوا نہیں کیا کہ جسقدر حدیثیں وہ پیش کرتے ہیں ' سب کی سب قابل اعتماد ہیں - اسکا مقصد صرف احادیث کو کسی خاص سلسلے سے جمع کر دینا تھا ' اور اسکے نقد و بحث کو انھوں نے دوسرونکے لیے چھوڑ دیا تھا -

چنانچہ اسکا سب سے بڑا واضح ثبوت یہ ہے کہ محققین فن حدیث نے ہمیشہ اپنی تصنیفات میں انکی جمع کردہ حدیثوں کو اسی وقت قبول کیا جبکہ وہ اصول مقررۂ حدیث کے مطابق جانچ لی گئیں ' اور ہمیشہ ان پر اپنے اپنے اصولوں کے مطابق رد و قدح اور نقد و جرح کرتے رہے - سب سے بڑا ذخیرۂ حدیث اس قسم کا امام ابن جریر طبری کی تفسیر ہے جنھوں نے قرآن کریم کی ہر آیت کے نیچے روایات کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے ' اور واقعۂ ماریۂ قبطیہ کے متعلق جو روایت آپکے دوست نے نسخ و اضافہ کے بعد پیش کی ہے ' وہ بھی امام موصوف ہی نے سورۂ تحریم کی تفسیر میں درج کی ہے - یا پھر طبرانی کے معاجم ہیں ' اور حاکم کی مستدرک ' ابن حمید و دارمی کی مسانید ' اور ابو نعیم و دیلمی کی تصنیفات ہیں - لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ ذہبی جیسے مسلم محدثین اپنی تصنیفات میں جا بجا انکی مرویات پر جرح و نقد کرتے ہیں ' اور کسی روایت کو بحث و نظر کے بعد قبول اور کسی کو مردود قرار دیتے ہیں - صرف فتح الباری اور عینی ہی اٹھاکر دیکھہ لیجیے کہ اس رد و قبول کا کیا حال ہے ؟

امام ابن تیمیہ سے بڑھکر فن حدیث کا اور کون حامی اور غواص ہوگا ' جنھوں نے اس راہ میں بے شمار مصائب و شدائد بھی فقہاء متعصبین کے ہاتھوں برداشت کیے ' مگر جن خوش نصیبوں کو امام موصوف کی تصنیفات کے مطالعہ کرنے کی توفیق ملی ہے ' وہ اندازہ کرسکیں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں ؟ منہاج السنہ وغیرہ میں صحاح کی متعدد احادیث کو انھوں نے صاف صاف رد کردیا ہے !

یہ ہمارے پاس علامۂ ابن قیم کی زاد المعاد اور اعلام الموقعین وغیرہ مصنفات شہیرہ موجود ہیں - ایک نہیں متعدد مقامات پر علامۂ موصوف ان کتابوں کی بیان کردہ احادیث کو بلا تکلف رد کردیتے ہیں - صرف اتنا ہی نہیں بلکہ کتب صحاح کی مرویات پر بھی روایت و درایت کے مقررہ اصول کے بموجب نظر انتقاد ڈالتے ہیں ' اور کسی سے استدلال کرتے ہیں اور کسی کو اعتماد کیلیے غیر مفید بتلاتے ہیں - پھر فقہاء حنفیہ کا طرز عمل تو اس بارے میں ایک صاف شہادت ہے جو احادیث صحیحین تک کو بلا تکلف اپنے قیاس و درایت کے مقابلہ میں تسلیم نہیں کرتے -

پس یہ ایک صریح اور مسلم بات ہے کہ احادیث کے تسلیم کرنے کیلیے طریق نقد و نظر سے کام لینا ضروری اور ناگزیر ہے اور اس بارے میں ہمیشہ ائمہ فن کا یکساں طرز عمل رہا ہے - اس امر کیلیے کسی شہادت کے پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی - میں نے اسلیے زور دیا تا کہ مخالفین اسلام یہ نہ سمجھیں کہ انکے اعتراضات سے بچنے کیلیے یہ کوئی نیا اصول قرار دیا جا رہا ہے - یہ اصول ہمیشہ سے موجود ہے ' اور جس طرح ہم اب سے آٹھہ سو برس پہلے صرف انہی احادیث کو تسلیم کرتے تھے جو قواعد مقررۂ فن سے ثابت ہو جائیں ' اسی طرح آج بھی صرف انہی روایتوں کو تسلیم کرینگے جو خود ان روایات کے جمع کرنے والوں کے مقررہ اصول کے مطابق ثابت کر دی جائیں -

یہ بالکل ایک کھلی ہوئی بات ہے - علی الخصوص کتب تفسیر و سیرۃ و مغازي اور قصص انبیاء سابقین و اسرائیلیات کے متعلق ابتدا سے ائمۂ فن نے یہی راے دي ہے' اور حضرۃ امام احمد کے زمانے سے جبکہ انہوں نے "ثلاثۃ کتب لیس لہا اصل: المغازي و الملاحم و التفسیر" کہا تھا' حفاظ حدیث کے آخري عہد تک جیسکہ ابن حجر' ابن تیمیہ' ابن قیم' اور حافظ ذہبی رحمہم اللہ نے تصانیف کبیر' تمام محققین فن کا طرز عمل اسی کا موید رہا ہے -

(خلاصۂ مطالب)

پس ضرور ہے کہ اس امر کو اچھی طرح معترضین اسلام پر واضح کردیا جاے اور اسکے اصول و قواعد انکے سامنے پیش کردیے جائیں اسکے بعد آگے بحث کی جاے - اگر ایسا کیا جاے تو باوجود اس واقفیت کے جو سچے معترضین کے ذخیرۂ کثیرۂ مطاعن و معائب سے ہے' اور باوجود اُن مشکلات کا کامل اندازہ کرنے کے جو ہمارے نئے مصلحین و مجتہدین اور متکلمین فن جدید کو رد مطاعن اور دفع اعتراضات و شکوک میں پیش آتی ہیں' میں پورے اطمینان قلب اور وثوق کامل کے ساتھ کہتا ہوں کہ اجتہادات جدیدہ کی بنا پر کوئی دقت ہمیں اس راہ میں پیش نہیں آئیگی' اور نئے اجتہادات و تجددات کا طوفان مہلک و ہادم اٹھانے کی بالکل ضرورت نہ ہوگی

یہی وہ مقام ہے جہاں آکر باوجود اتحاد مقصد و علم ضرورت' مجھے نئے مصلحین متفرنجین سے علحدہ ہوجانا پڑتا ہے' اور باوجود انکے کاموں سے غیر جانبدارانہ و غیر متعصبانہ واقفیت کے' میرے دل میں انکے لیے کوئی حسن اعتقاد و اعتماد پیدا نہیں ہوتا - بلاشبہ ضرورتیں شدید اور نظر و تحقیق کی دعوتیں ناگزیر ہیں' یقیناً ہمارا مقابلہ سخت اور بہت سے عوارض و جزئیات میں بالکل نئے قسم کا ہے' اور یہ بھی بالکل سچ ہے کہ جو لوگ سب سے پہلے حریف کے وجود سے خبردار ہوے اور میدان کارزار میں نکلے' انکی مستعدي و ہوشیاری اور سعی و محنت کا پوری طرح اعتراف کرنا چاہیے' لیکن تاہم ان میں سے کوئی بات بھی اسکے لیے مستلزم نہیں ہے کہ نا واقفیت کو مجتہد العصر اور لا علمي و بے خبری کو صاحب الامر تسلیم کرلیا جاے' اور بلا ضرورت دشمنوں کے مقابلے میں ایسا اسلحہ اٹھایا جاے جسکا پہلا وار خود اپنے ہی گردن پر پڑے ؟

جبکہ ہم اصول و قواعد فن کے مطابق چلکر بعینہ وہی مقصد حاصل کرسکتے ہیں جو ان لوگوں کے پیش نظر ہے تو پھر اسکی کیا ضرورت ہے کہ محض اپنے وہم و قیاس شخصی کا نام "درایت و احتجاج عقلی" رکھکر اُن علوم مسلمۂ اسلامیہ کی تضعیف و تحقیر بل انکار و انہدام کے درپے ہوجائیں' جو خزائن امۃ کا راس المال' و اشرف ترین مصادر علوم دینیہ' و سرچشمۂ معارف و حقائق اسلامیہ' و تاریخ صدر اول و سیرۃ حضرۃ ختم المرسلین ہے' اور جسکے لیے خود صحابۂ و تابعین' ائمۂ مہدیین' اور تمام سلف صالح' بل اجماع جمیع امۃ مرحومہ' من بدایۃ عہدہا الی زماننا ہذا' قولاً و فعلاً ہمارے سامنے موجود ہے ؟ درحقیقت ایسا کرنا اصول متفقہ امۃ اور مصادر شریعۃ و علوم شرعیہ میں ایک سخت اختلال و اغتشاش پیدا کرنا ہے جسکا نتیجہ مہلک اور جسکے عواقب فساد آلود ہیں -

مکتوب استانۂ علیہ

یا حالت شاگرد

یہ امر اب عام طور پر مسلم ہے کہ یورپ (یا نصرانیت) اپنی تمام اقسام کی ترقیات میں مسلمانوں کا ممنون احسان ہے - جسقدر علوم اسوقت رائج الوقت ہیں' یا جو کچھ اکتشافات زمانہ حال میں ہو رہے ہیں' انکی ابتدا اسلام ہی نے کسی قابل فرد کی کوشش کا نتیجہ ہے - یہ ضرور ماننا پڑیگا کہ بعض اکتشافات میں مسلمانوں نے بالکل نقش اول چھوڑے' اور دوسری اقوام نے انہیں اپنی ترقیات سے نقش ثانی بنا دیا - لیکن "الفضل للمتقدم" ابتداء کا فخر مسلمانوں ہی کو ہے' اور موجودہ زمانے کی نصرانیت بھی طور پر مسلمانوں کی شاگرد ہے

مسلمانوں نے اپنے زمانۂ عروج میں غیر مذاہب کے ساتھ جو نیک سلوک کیا' اسکی مثال غیر مسلمانوں میں' آجکل کے مہذب ترین زمانہ میں بھی نہیں پائی جاتی - یہ وہ تعلیم تھی جو اسلام نے اپنے پیرؤں کو دی تھی' اور یہی وہ تعلیم تھی جس پر عمل پیرا ہونے سے مسلمان دنیا کے تخت و تاج کے مالک بنے تھے - اب چونکہ مسلمانوں نے اس تعلیم کی پیروی چھوڑ دی' ہر جگہ قعر مذلت میں گر رہے ہیں -

برخلاف اسکے غیر مسلموں علی الخصوص یورپین عیسائیوں نے جو سلوک اپنے استادوں (مسلمانوں) کے ساتھ کیا' اسپر نظر ڈالنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - صرف چند تاریخی واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہوں -

ان دنوں آپ جا کر اسپین (اندلس) کی سیر کیجیے - آپ کو تمام شہر میں کوئی چیز بھی ایسی دکھائی نہ دیگی' جس سے اسکا پتہ چلے کہ اس علاقے میں کبھی بھی مسلمانوں کا قدم آیا تھا - قرطبہ میں جو واقعات آپکے ملاحظہ میں ہونگے' اس سے آپ ضرور نتیجہ نکالینگے کہ یورپین نے مساجد سے کام لیا - لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان تاریخی واقعات میں ذرا بھی مبالغہ نہیں - غرناطہ جو اندلس میں مسلمانوں کا دار الخلافہ سات سو بیاسي سال تک رہا' اور سنہ ۸۹۷ھ میں ایک عرصہ دراز کے محاصرہ کے بعد انکے ہاتھ سے نکلا' اب اسمیں سواے قصر الحمراء کے کوئی علامت مسلمانوں کی باقی نہیں ہے - وہاں کی نہایت عظیم جامع مسجد کو گرجا بنادیا گیا' جسمیں اب تک توحید کی جگہ تثلیث کی تعلیم دی جاتی ہے !

اسی طرح "اشبیلیہ" کی جامع مسجد کو گرجا بنادیا گیا جو اسوقت کلیساے اعظم روم کے بعد دوسرے درجہ پر دنیا میں شمار ہوتا ہے - بلکہ بقول بعض دنیا میں سب سے بڑا گرجا ہے !

عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام نے (جسنے اندلس میں پچاس سال کے قریب حکومت کی) اپنے دار الخلافہ قرطبہ میں ایک عالي شان مسجد کی بنا ڈالي - جسے اسکے بیٹے نے سنہ ۱۸۳ میں پورا کیا - اسکے بعد تمام مسلمان سلاطین اسپر اچھہ نہ کچھہ

ایسکریا نوپسل کي ایک یادگار مسجد

جسے بلغاریا کے صلیبیوں نے اپنے قیام کے زمانے میں گرجا بنا دیا تھا اور فتح ادرنہ کے بعد دوبارہ صداے توحید سے مقدس کي گئي !

اضافہ کرتے رہے - آج رہی مسجد گرجا کا کام دے رہي ہے ! اس مسجد کي وسعت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اسکا طول تین سو تیس گز اور عرض دو سو پچاس گز ہے - اور چودہ سو ستون سنگ مرمر وغیرہ کے منقش و مشجر اسمیں استعمال کیے گئے ہیں !

غرناطہ اندلس میں آخري شہر تھا جو مسلمانوں کے ہاتھہ سے گیا - چونکہ محاصرہ نے بہت طول پکڑا ' اسلیے مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتھہ ۶۷ شرایط منظور کرکے اپنے آپکو ان کے حوالہ کردیا - ان میں سے بعض شرایط یہ ہیں :

(۱) تمام مسلمان امان میں رہیں - ان کي جان و مال کی حفاظت کي جاے -

(۲) مسلمان اپنے مذہب میں آزاد رہیں ' اور انپر اسلامي شرع کے مطابق حکومت کي جاے -

(۳) مساجد اور دیگر اوقاف بدستور قایم رہیں -

(۴) اسلامي احکام کي نگہداشت کي خاطر انپر کوئي یہودي یا عیسائی حاکم مقرر نہ کیا جاے -

(۵) ان کے کل سیاسي قیدي آزاد کیے جائیں -

(۶) انکو اجازت ہو کہ اگر چاہیں تو یہاں سے ہجرت کرجائیں -

(۷) ایام جنگ میں اگر کوئی عیسائي کسي مسلمان کے ہاتھوں مارا گیا ہو تو اس سے مواخذہ نہ کیا جاے - وغیرہ وغیرہ -

اب غور کرو کہ صلح کے بعد تا ملک ان شرایط پر عمل کیا گیا ؟ افسوس کہ بجاے ان شرایط پر عمل کرنے کے مسلمانوں کو جبراً عیسائي بنایا گیا اور یہاں تک سختي کي گئي کہ بحکم شاہي جو مسلمان عیسائي ہونا منظور نہ کرتا ' بے دریغ قتل کیا جاتا - اس ظالمانہ حکم سے جو مسلمان پہاڑي علاقہ میں پناہگزین ہوگئے تھے' ان کو بھي بالاخر اس علاقہ سے بھاگنا پڑا - پھر اس پر بھي اکتفا نہ کي گئي ' بلکہ نئے عیسائی شدہ مسلمانوں کی نسبت فتوا دیا گیا کہ وہ دل سے مسلمان ہیں اور اسلیے انہیں طرح طرح کے عذاب دیے گئے - یہاں تک کہ بعضوں کو زندہ جلا دیا گیا !!

سنہ ۱۰۱۰ ہجري سے اب وہاں ایک فرد متنفس بھی مسلمان نظر نہیں آتا جہاں آٹھہ سو برس تک توحید کي حکومت رہی !!

لطف یہہ ہے کہ مسلمانوں پر یہہ لوگ اسلام کو بزور شمشیر پھیلانے کا ناپاک الزام لگانے سے نہیں چوکتے - حالانکہ یوروپین ترکي پر آٹھہ سو سال سے مسلمان قابض ہیں ' لیکن ابھي تک رعایا کي تعداد میں کثرت عیسائیوں هي کي ہے - ہندوستان پر اتنے هي سال مسلمانوں نے حکومت کي ' لیکن کثرت ہندوؤں هی کي رهي - حالانکہ اسپین پر جب عیسائي قابض ہوئے تو نصف صدي کے اندر هي اندر مسلمانوں کے نام سے بھي ملک خالي کردیا گیا -

دوسرا علاقہ جو عیسائیوں کي مہرباني سے اسوقت اسلام کے پیروؤں سے خالي ہے ' جزیرہ سسلي (صقلیہ) ہے جو ازروے مساحت گیارہ ہزار دو سو اکیانوے مربع میل ہے ' اور مامون الرشید کے زمانہ میں فتح ہوا ہے - آہستہ آہستہ وہاں کے باشندوں نے خوشي سے اسلام قبول کیا ' اور اس جزیرہ میں بہت سی عالیشان مساجد بنائي گئیں - تقریباً دو سو سال یعنے سنہ ۲۰۶ ہجري سے سنہ ۴۹۳ ھ تک مسلمانوں نے اس جزیرہ پر حکومت کي - لیکن رفتہ رفتہ ان سے چھینا گیا ' اور سنہ ۴۸۴ ہجري میں باضابطہ مسلمان اس سے بے دخل ہوگئے - یہہ جزیرہ اجکل اٹلي کے زیر حکومت ہے - اب اگر کوئي سیاح اس جزیرہ میں جاکر تلاش کرے تو اسے اسلام کي کوئي علامت نظر نہ آئیگي ' وہ گمان بھي نہ کرسکیگا کہ اس زمین پر کبھي مسلمان بھي حکومت کرچکے ہیں !

اسیطرح الجزایر کو لیجیے جسکي آبادي چھہ کروڑ کي کہي جاتي ہے - سنہ ۱۲۴۷ ہجري میں اسپر فرانس نے قبضہ کیا اور بے انتہا مظالم کرنا شروع کیے - مسلمانوں کي طاقت کم کرنے کے لیے انکو شہروں سے نکالکر خود فرانسیسي قابض ہوگئے -

اسیطرح ٹیونس پر جب فرانس نے سنہ ۱۲۹۹ ہجري میں قبضہ کیا ' اور اصلاح و تہذیب کے مشہور بہانے سے دست ظلم دراز کیا تو ان سے بھي وهي سلوک کیا گیا جو الجزایر میں ہوا تھا - فرانس جو جمہوریت کے لباس میں ہے ' جب اسکا یہ حال ہے تو روس جو اس سے کم ہے - چنانچہ روس کے قرم اور قازان کے علاقہ میں مسلمانوں کو عربي ترکی یا فارسي میں گفتگو کي اجازت نہیں - اسلامي نام وہ نہیں رکھہ سکتے - اگر رکھیں تو اسکا تلفظ روسي طرز سے ہونا چاہیے - کوئي نئی مسجد مسلمان نہیں بنا سکتے - بلکہ اس علاقہ میں مرمت طلب مساجد کي مرمت کي بھي اجازت نہیں - اکیس برس کي عمر سے پہلے اولاد کو ختنہ کرنے کی بھي اجازت نہیں ہے - اکیس سال کي عمر کے بعد لڑکے کو عدالت میں حاضر کیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ عیسائیت اور اسلام میں سے جس مذہب کو چاہے اختیار کرے - اسکو طرح طرح سے عیسائي ہونے کي ترغیب دي جاتي ہے - یہانتک کہ

مسیحي وحشت کا ایک نیا منظر !

یعني سالونیک کي ایک قدیمي اور تاریخي مسجد جو اب گرجا بنا دي گئي ہے !

اسلام

اس سے کہا جاتا ہے کہ اگر عیسائی ہوگا تو حکومت کی طرف سے اسپر مہربانی کی جائیگی - اور اگر مسلمان رہیگا ' تو سب سے اول جو سلوک اس سے کیا جائیگا وہ یہہ ہوگا کہ بیدردی کے ساتھہ اسکا ختنہ کیا جایگا -

الغرض ان ناخلف شاگردوں نے جو سلوک اپنے استادوں کی اولاد کے ساتھہ یورپ ' ایشیا ' اور افریقہ میں کیا یا کر رہے ہیں ' وہ انسانیت اور تہذیب کیلیے باعث ہزار شرم ہے -

مرا کو میں اب کیا ہوگا ؟ اٹلی ٹریپولی میں کیا سلوک کریگی ؟ جن اصلاحات کی بنیاد طرابلس میں ابراہیم پاشا نے قایم کی تھی ' انکا کیا حشر ہوگا ؟ ریاستہاے بلقان ان مفتوحہ علاقوں پر کسطرح حکومت کرینگی ؟ البانیہ کا مستقبل کیسا ہوگا ؟ ان سوالوں کے جوابات واقعات سے ظاہر ہیں - اور جو کچھہ کھٹکا چھپا رہگیا ہے وہ عنقریب معلوم ہو جائیگا :

عروس ملک کسے تنگ در کنار زند
که بوسه بر لب شمشیر آبدار زند

(مراسلہ نگار خصوصی - آستانہ علیہ)

انجمن ترقی اردو

جناب من تسلیم — گذشتہ اجلاس انجمن ترقی اردو میں جو ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو بمقام آگرہ زیر صدارت جناب انریبل خواجہ غلام الثقلین بی - اے - ال - ال - بی - وکیل میرٹھہ منعقد ہوا تھا حسب ذیل رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا تھا -

رزولیوشن نمبر (۸) " یہ انجمن تمام مالکان اخبار و مطابع و دیگر مصنفین اور اہل قلم سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنے اخبارات و رسایل اور تالیفات ' انجمن کے دفتر میں ارسال فرمایا کریں تاکہ جدید ادبی تحریک کے متعلق جامع اور مکمل معلومات جمع کرنے میں مدد ملے "

آپ کی خدمت میں اس رزولیوشن کی بناء پر التماس ہے کہ آپ جو کچھہ شایع فرمائیں اوسکا ایک نسخہ دفتر انجمن میں ارسال فرماتے رہیں تاکہ جو مفید مقصد انجمن کے پیش نظر ہے اوسمیں آپ کی توجہ و امداد سے کامیابی ہوسکے ' اور خود آپ کی مطبوعات انجمن کی رپورٹوں کی ذریعہ سے ملک میں عام طور پر مشتہر ہو سکیں - انجمن کی رپورٹ میں جہاں اوسکی سال بھر کی کارگذاری کا بیان ہوگا وہاں ارادہ یہ ہے کہ رپورٹ کو خاص طور پر دلچسپ بنانے کیلئے اردو زبان کے متعلق ہر قسم کا ذخیرہ معلومات بھی جمع کیا جاے ' تاکہ رپورٹ کے ناظرین کو اوسکے مطالعہ سے اپنی مادری زبان کے متعلق کافی واقفیت ہوجاے ' اور جن لوگوں کو اپنی ملکی علم ادب کی ترقی اور نشو و نما سے دلچسپی ہو اون کے لیے یہ رپورٹ بمنزلہ تاریخی سرمایہ کے بن جائے -

لیکن کوئی کام ایک شخص کی کوششوں سے سرانجام نہیں پا سکتا ' اسلیے ناممکن ہے کہ آپ کی توجہ اور عنایت کے بغیر یہ مقصد پورا ہوسکے - پس امید ایندہ از راہ نوازش و کرم و ہمدردی زبان اردو آپ اس قسم کی امداد دینے سے دریغ نہ فرمائینگے ' جس کی اس رزولیوشن میں آپ سے درخواست کیگئی ہے - انجمن آپ کی اس عنایت کی دل سے قدر کریگی اور آیندہ اجلاس میں جو رپورٹ پیش ہوگی اوس میں اوس امداد و اعانت کا بتفصیل ذکر کیا جائیگا ' جو اس معاملہ میں آپ سے ملیگی فقط -

آنریری سکریٹری -

الحریة فی الاسلام

احادیث و اثار

(۲)

(امر بالمعروف اور رشتۂ الہی)

کیا تم اظہار حق ' اعانت حریت ' اور اعلان صداقت میں اونسے ڈرتے ہو جو اس دنیا میں بڑے ہیں ؟ آہ ' نڈرو کہ وہ آخرت میں چھوٹے ہونگے - کیا تم اسلیے ڈرتے ہو کہ تم چھوٹے ہو ؟ مگر یقین کرو کہ مستقبل میں تم ہی بڑے ہوگے - پھر کیا تم اسلیے حق سے باز رہتے ہو کہ انسانوں سے ڈرتے ہو ' لیکن کیا تم انسانوں کے مالک سے نہیں ڈرتے جسکا مقدس پیغامبر فرماتا ہے ؟

لایحقرن احدکم نفسہ ان یری امر اللہ تعالی علیہ فیہ مقال فلا یقول فیہ فتلقی اللہ وقد اضاع ذلک فیقول اللہ ما منعک ان تقول فیہ ؟ فیقول یا رب خشیة الناس - فیقول فایای کنت احق ان تخشی (رواہ احمد و ابن ماجة)

تم میں سے کوئی اپنے آپکو اس امر میں حقیر نہ سمجھے کہ وہ کسی بات کو دیکھے جسکے متعلق اسکا فرض ہو کہ امر حق کو ظاہر کرے مگر اپنی کمزوری کے خیال سے چپ رہے - قیامت میں خدا کے روبرو جب حاضر ہوگا اور وہ اس موقع کو بھول چکا ہوگا ' تو خدا اوس سے پوچھیگا کہ تونے کیوں راستی اور صداقت کی بات نہ کہی ؟ وہ کہیگا : " پروردگارا لوگوں کے خوف سے " خدا فرمائیگا کہ " کیا خدا تیرے سامنے نہ تھا جس سے تو ڈرتا ؟ "

اسوقت کون ہوگا جو اوس عرش جلال و قدوسیت کے آگے جھوٹ بول سکیگا ؟ اے واے اوس اعتراف پر ' جب خجالت و شرمندگی کے ساتھہ ہم اقرار کرینگے کہ ہاں اے قادر علی الاطلاق ! ہاں اے داناے اسرار قلوب !! ہم انسانوں سے ڈرے پر تجھسے نڈرے ' ہمنے مخلوق کے سامنے سر جھکایا پر تجھسے سربلندی کی ' ہم نے حق کو چھوڑ کر باطل کو سجدہ کیا - ہم غیروں سے آشنا ہوکر تجھسے بیگانہ ہوگئے - اوسوقت کہا جائیگا کہ کیا تم نے میرے منادی صادق اور داعی حق کی اوس آواز کو نہیں سنا تھا جبکہ کہا گیا تھا کہ :

ایہا الناس ! ان اللہ تعالی یقول : امروا بالمعروف وانہوا عن المنکر قبل ان تدعونی فلا اجیبکم ' وتسألونی فلا اعطیکم ' وتستغفرونی فلا اغفر لکم - (رواہ الدیلمی)

لوگو ! خدا فرماتا ہے : اچھی باتوں کا حکم کرو ' اور بری باتوں سے منع کرو ' قبل اسکے کہ تم پکارو اور میں نہ بولوں ' تم مانگو اور میں نہ دوں ' تم مغفرت چاہو اور میں مغفرت نکروں ! (یعنی اگر تم نے امر بالمعروف کا فرض ادا نہ کیا تو میں اپنا رشتہ تم سے کاٹ لونگا)

اسلیے ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ حق کا طالب ' باطل کا دشمن ' عدل و حریت کا عاشق ' اور جور و ظلم سے متنفر ہو - اوسکا فرض ہے کہ طلب صداقت میں اپنے عزیز ترین سامان حیات کو بھی نثار کرنے کیلیے طیار رہے - حق پژوہی اور عدل دوستی اسکا جوہر ایمان اور اسکے لیے روح اخلاص ہو - وہ راہ حق میں موت سے نہ ڈرے کہ یہی اوسکی زندگی ہے ' اور سچائی کے عشق میں وہ سب کچھہ

سکتا ہے جو آدم کی اولاد اس زمین پر لا سکتی ہے - یہی تعلیم ہے جو ہمارے معلم ربانی نے ہمیں دی ہے :

تحروا الصدق وان رايتم فيه الهلكة فان فيه النجاة (رواه ابن ابي الدنيا مرسلاً)

راستی و صدق کو تلاش کرو ' گو اسمیں تمہارے لیے ہلاکت ہی کیوں نہو کہ اسی ہلاکت میں تمہارے لیے نجات ہے -

کون ہے جو اوس ہلاکت کا طالب نہیں جو موجب نجات ہے ؟ کون ہے جو اس زہر آلود پیالہ سے نفرت کرتا ہے جو اسکی زندگی کیلیے آب حیات ہے ؟ شہید راہ حق پرستی نہ صرف تنہا زندہ ہے بلکہ وہ تمام قوم کو بھی زندہ کردیتا ہے - اسکے مردہ قالبوں میں روح حرکت کرنے لگتی ہے ' اور اسکی بند رگوں میں خون حیات اپنی آمد و رفت شروع کردیتا ہے - پھر کیوں لوگ اس موت سے ڈرتے ہیں ؟ کیا وہ قوم کی زندگی کے آرزو مند نہیں ؟ کیا وہ حیات جاودانی کے طالب نہیں ؟

وہ خدا کی راہ میں ان انسانی بتوں سے ڈرتے ہیں ' جو سونے چاندی کی کرسیوں پر خدا بنکر بیٹھے ہیں ' جو اپنی درج کی چند صفوں سے قہر الہی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں ' جو معصوم جانوں کی ظلم و قہر کی دیوی پر قربانی چڑھاتے ہیں ' جو کمزوروں کو ستاتے ہیں کیونکہ انکے نالہ و فریاد کی لے انہیں پسند ہے ' جو بے گناہوں کو قتل کرتے ہیں کیونکہ انکے ذہن تشنہ کیلیے خون کے چند قطروں کی ضرورت ہے ' جو مصیبت زدوں کی فریاد نا پسند کرتے ہیں تا کہ انکی محفل عیش و امن منغض نہو - جو مظلوموں پر ظلم کرتے ہیں تا کہ انکی مجلس عدالت داد رسی کیلیے زحمت کش نہو

(مقدس پیشین گوئی)

لیکن ہر مسلمان کو آج یقین کرلینا چاہیے کہ اسکے پیغمبر مقدس نے اپنی امت کے پاس اس موعظہ کیلیے ایک پیغام بھیج دیا ہے اور ٹھیک اسی وقت کیلیے اسکی زبان وحی پیشین گوئی کرچکی ہے :

انه سيكون عليكم ائمة تعرفون وتنكرون ' فمن انكر فهو برى ومن كره فقد سلم ' ولكن من رضى وتابع هلك (رواه احمد والترمذي)

عنقریب تم میں بعض امیر ہونگے جنکی بعض باتیں اچھی ہونگی اور بعض بری ' جسنے انکو برا مانا وہ بری ہوا ' اور جسنے نا پسند کیا وہ محفوظ رہا ' لیکن جسنے رضامندی ظاہر کی اور متابعت کی وہ ہلاک ہوا -

سيكون امراء تعرفون وتنكرون ' فمن كره برئ ومن انكر سلم ' ولكن من رضى وتابع هلك (رواه مسلم و ابو داؤد)

عنقریب تم میں بعض ایسے حکام ہونگے ' جن کی بعض باتیں اچھی اور بعض بری ہونگی ' جو ان باتوں کو مکروہ سمجھیگا وہ بری ہوگا ' اور جو انکو مانیگا وہ محفوظ رہیگا ' لیکن جو ان باتوں کو پسند کریگا اور انکی متابعت کریگا وہ ہلاک ہوگا -

(الى الجهاد فى سبيل الله !)

پس کیا جور و ظلم کی رضا کا اور باطل و منکر کی اطاعت کا ارادہ ہے ؟ نہیں تم مسلم ہو ' اور مسلم دنیا میں صرف اسلیے آیا ہے تا کہ عالم کو ہر طرح کے ظلم و فساد اور عدوان و طغیان سے نجات دلاے ' پس جسطرح کافروں و مشرکوں نے اپنے اعمال سئیہ اور معاصی شنیعہ سے دنیا کو جور و ظلم سے بھردیا ہے ' اسی طرح تم بھی اسے عدل و صداقت سے بھر دو - ہاں اے فرزندان ابراہیم ! اٹھو اور ان ہیکلوں کو جن میں سنگ مرمر کے انسانی بت سجتے ہیں توڑ ڈالو ' اور اس صنم آباد کے " صنم کبیر " کو جسکو تمہارے باپ ابراہیم نے اسلیے چھوڑ دیا کہ وہ اپنے بندوں کو معبودان صغار کی تباہی کا افسانہ سناسکے ' سب سے پہلے توڑو تاکہ وہ انکی تباہی کا فسانہ بھی نہ سنا سکے - قوت و ضعف کا سوال نکرو کہ تم نہ توپخانہ

تقربوا الى الله ببغض اهل المعاصى ' والقوهم بوجوه مكفهرة ' والتمسوا رضاء الله بسخطهم ' وتقربوا الى الله تعالى بالتباعد منهم (رواه ابن شاهين)

ظالموں سے عداوت رکھو تا کہ خدا کی محبت تمہیں نصیب ہو ' اون کے ساتھہ تلخ روئی سے پیش آؤ ' تا کہ خدا کی رضا تمہیں حاصل ہو ' اون سے دور رہو تا کہ خدا سے نزدیکی اور اسکی درگاہ میں تقرب پاؤ ! !

میں بغض و نفرت اہل جور و ظلم کے مناظر میدانوں میں دیکھنا نہیں چاہتا بلکہ دلوں کے گوشوں میں ' آبادیوں میں دیکھنے کا طالب نہیں ہوں بلکہ قلوب کے خلوتکدوں میں : وذلك اضعف الايمان :

(اقسام جہاد)

میں تم سے سیف کا طالب نہیں کیونکہ فتنہ خداے اسلام کو محبوب نہیں ہے - میں تم سے صرف قول حق کی درخواست کرتا ہوں کہ یہی اعلی ترین میدان شجاعت ہے - میں تم سے صرف کلمۂ حق کا طالب ہوں کہ وہی افضل ترین جہاد ہے :

قال النبى صلعم : احب الجهاد الى الله كلمة حق تقال لامام جائر (رواه احمد والطبرانى)

آنحضرت صلعم فرماتے ہیں : خدا کے نزدیک سب سے محبوب جہاد وہ " کلمۂ حق " ہے جو کسی ظالم حاکم کے سامنے کہا جاے -

افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر (احمد و ابن ماجه والطبرانى والبيهقى)

بہترین جہاد وہ " کلمۂ حق " ہے جو کسی ظالم سلطان کے روبرو کہا جاے -

ان من اعظم الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر (رواه الترمذى)

جہاد اکبر ' کسی ظالم حکمران کے آگے انصاف و عدل کی بات کہنا ہے !

یہ کیسی عالمگیر غلطی ہے کہ اسلام کے جہاد کو صرف جنگ و قتال ہی میں محدود سمجھا جاتا ہے ؟ افسوس کہ غیروں کے ساتھہ تم بھی اسی غلطی میں مبتلا ہو ' حالانکہ صحیح ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی یہ تین حدیثیں جو اوپر گذر چکی ہیں ' اس خیال کو یکسر مکر باطل ثابت کرتی ہیں - وہ صاف صاف شہادت دیتی ہیں کہ جہاد مقدس صرف اس سعی اور جہد صالح کا نام ہے جو ایثار و جاں نثاری کے ساتھہ راہ حق و صداقت میں ظاہر ہو ' اور اسکا سب سے بڑا میدان امر بالمعروف اور دعوۂ حق و عدل ہے - فرمایا کہ " افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر " سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ ایک ظالم و انصاف دشمن پادشاہ اور حکومت کے سامنے حق اور عدل کا بے خوف اظہار کیا جاے - اس سے ثابت ہوگیا کہ سچا مجاہد وہی راست باز انسان ہے جو انسانی قوتوں کی ہیبت اور سطوت کے مقابلے میں کھڑا ہوجاے ' اور خدا کی عدالت اور صداقت کی محبت اسپر اسدرجہ چھا جاے کہ وہ اسکے بندوں کی ہیبت کی کچھہ پروا نہ کرے !

یہی جذبۂ صداقت و حق پرستی ہے جسکو آج دنیا کی قومیں مختلف ناموں سے پکارتی ہیں مگر اسلام نے اسکا نام جہاد رکھا اور ایک مومن و مسلم زندگی کا اسے اصلی شعار بتلایا - افسوس کہ خود مسلمانوں ہی نے اس شعار کی توہین کی ' اور خود اپنوں ہی نے غیروں کی خاطر خدا و رسول کے اس پاک حکم کو مٹانا چاہا - لیکن وقت آگیا ہے کہ آج پھر اسلام اپنے ہر فرزند سے اس حکم کی تعمیل کا مطالبہ کرے ' اور الحمد لله کہ الہلال کو آغاز اشاعت سے اس اصل اساس ملت اور اولین حکم اسلامی کے اعلان و ذکر کی توفیق دی گئی ' اور اسکی دعوۃ کی تمام شاخوں کی بنیاد و اساس

کیا ہمارے لیڈر اس جہاد کیلیے طیار ہیں؟ کیا کونسلوں کے مسلمان ممبر اس شجاعت کا نمونہ دکھانے کو آمادہ ہیں؟ کیا صحافۂ اسلامیہ کے محرر و مدیر اس میدان میں اترینگے؟ مطمئن رہنا چاہیے کہ اس " افضل الجہاد " کیلیے ہاتھہ کي ضرورت نہیں دل کي ضرورت ہے - اس بہترین مظہر شجاعت کا آلۂ عمل تلوار نہیں بلکہ قلم ہے اس جنگ کیلیے ابھي اسلحۂ آہنین نہیں چاہئیں ' صرف چند پارہ ہاے گوشت درکار ہیں جن میں حرکت صحیح اور جنبش صادق ہو !

تم مواقع جہاد کو میدانوں اور معرکوں میں ڈھونڈھتے ہو؟ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم انکو اپنے دل کے گوشوں میں ڈھونڈھو - ضعف ارادہ و باطل پرستي کي اصلي کمینگاہ یہیں ہے - و قال رسول اللہ صلعم :

الجہاد اربع : الامر بالمعروف والنہي عن المنکر والصدق في مواطن الصبر ' و شنآن الفاسق (رواہ ابو نعیم)	جہاد چار چیزیں ہیں : اچھي باتوں کا حکم کرنا ' بري باتوں سے منع کرنا ' صبر و آزمایش کے موقع پر سچ بولنا ' اور بدکار سے عداوت رکھنا -

انواع جہاد میں سے کون سی نوع ہے جسکا مظہر دل نہیں؟ ہاں دل درست کرو کہ تمہارے ارادوں میں قوت ' افکار میں صداقت ' حوصلوں میں استقلال ' اور پاے عمل میں ثبات پیدا ہو - دل ' اور یہي دل جسکا مضغۂ گوشت تمہارے پہلو میں ہے ' یقین کرو کہ تم سے باہر تمام عالم کی اصلاح و فساد کي اصلی کنجي بھي ہے :

قال النبي صلعم : ان في الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ ' الا وھي القلب ! (صحاح) -	انسانکے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے ' جب وہ صالح ہوتا ہے ' تو تمام جسم صالح ہوتا ہے ' اور جب وہ فاسد ہوجاتا ہے تو تمام جسم فاسد ہوجاتا ہے ' ہاں جانتے ہو وہ گوشت کا ٹکڑا کیا ہے؟ " دل " -

دیوان وحشت

(یعنی مجموعۂ کلام اردو و فارسی جناب مولوي رضا علی صاحب - وحشت)

یہ دیوان فصاحت و بلاغت کي جان ہے ' جسمیں قدیم و جدید شاعري کي بہترین مثالیں موجود ہیں ' جسکی زبان کي نسبت مشاہیر عصر متفق ہیں کہ دہلي اور لکھنؤ کي زبان کا عمدہ نمونہ ہے ' اور جو قریب قریب کل اصناف سخن پر محتوي ہے - اسکا شائع ہونا شعر و شاعري بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اردو لٹریچر کي دنیا میں ایک اہم واقعہ خیال کیا گیا ہے - حسن معاني کے ساتھہ ساتھہ سلاست بیان ' چستي بندش اور پسندیدگی الفاظ نے ایک طلسم شگرف باندھا ہے کہ جسکو دیکھکر نکتہ سنجان سخن نے بے اختیار تحسین و آفرین کي صدا بلند کي ہے -

مولانا حالي فرماتے ہیں ...... " آیندہ کیا اردو کیا فارسي دونوں زبانوں میں ایسے نکے دیوان کے شائع ہونے کي بہت ہي کم امید ہے ...... آپ قدیم اہل کمال کي یادگار اور انکا نام زندہ کرنے والے ہیں - " قیمت ایک روپیہ -

مدارس اسلامیہ

مسئلۂ اصلاح و بقاء ندوہ

موعظة و ذکری لقوم یذکرون !

قل رب احکم بالحق ' و ربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون !

بالاخر مسئلۂ اصلاح ندوہ کا مجوزہ جلسہ ۱۰ - مئي کو دہلي میں منعقد ہوا ' اور گو اسکے انعقاد سے پہلے اور خود اسکے اندر وہ سب کچھہ کیا گیا جو اعمال انسانیہ کي اصلاحي کوششوں کی تاریخ میں ہمیشہ ہوا ہے ' اور گو غلط فہمیوں اور دروغ سرائیوں کے وہ تمام حربے اسکي مخالفت میں استعمال کیے گیے ' جو انسانوں کی کوئی جماعت اپني انتہائی جد و جہد کو صرف کرکے ایسے مواقع میں کرسکتی ہے ' تاہم اسکو منعقد ہونا تھا اور وہ منعقد ہوا ' اور ایک خاص نتیجہ تک پہنچنا تھا اور بے خوف و خطر پہنچا - جسقدر کوششیں اسکي مخالفت میں کي گئیں ' اتنا ہی اور زیادہ رفع ذکر ہوا ' اور جسقدر اسکی ناکامي و نامرادي کی آرزوئیں کي گئیں ' اتني ہي زیادہ اسکي کامیابي نمایاں ہوئي - سچائي کے شعلے مخالفت کے طوفان سے اور زیادہ بھڑکتے ہیں ' اور یہ معجزہ صرف صداقت ہي کے درخت میں ہے کہ جسقدر اسے چھانٹا جاے اتنا ہی اور زیادہ نشو و نما پاتا ہے - پس خدا کی مرضي یہی تھي کہ اس کام کی کامیابي اور عظمت کا کام مخالفوں کے ہاتھوں لیا جاے ' اور جن خدمات کے انعام دینے کي مہلت اس کام کے دوستوں کو میسر نہ تھی ' وہ اسکے مخالفوں کي جانکاہ محنتوں اور ناقابل تحمل مشقتوں کے ذریعہ انعام پا جائیں - جس خداے عالم ساز کي نیرنگیاں ظلمت سے روشني کو اور موت سے حیات کو پیدا کرتی ہیں ' اسکے لیے کچھہ مشکل نہ تھا کہ وہ دشمنی سے محبت کو اور نامرادي کی کوششوں سے مقصد و مراد کے نتائج حسنہ پیدا کردے : یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحي ' و یحيي الارض بعد موتہا ' و کذلک تخرجون (۳۰ : ۳۵)

غور کیجیے کہ جلسے کا اعلان کیسے قلیل اور نامرافق موقعہ پر ہوا تھا؟ وقت کس قدر کم تھا ' اور موسم کس درجہ مخالف تھا ! پھر ندوہ کے مسئلہ سے چنداں دلچسپی بھي قوم کو نہیں رہي تھي ' اور کوئی تعطیل بھي ایسی نہ تھي جسکی وجہ سے کاروباري اشخاص کو آنے میں سہولت ہوتي - یہ تمام حالات ایسے تھے جلسے میں اجتماع کثیر کا ہونا ' اور ایک نمایاں اور ناقابل انکار حیثیت اکثریة و نیابتي کا پیدا ہونا بالکل غیر متوقع تھا - پھر اسکي کامیابي کیلیے ایسے لوگوں کی ضرورت تھي جو یکسر وقف کار ہو جاتے ' اور اپنا پورا وقت سرگرمي و استغراق سے اسکے لیے وقف کر دیتے - وقت کي قلت سے ایسے محنتوں اور مشقتوں کا حصول بھي مشکل ہوگیا تھا ' اور جسقدر کوشش استقبالی کمیٹي کے سرگرم ممبر کر رہے تھے ' انکے نتائج بھي ضیق وقت کی وجہ سے کچھہ زیادہ امید افزا نہ تھے نیز زیادہ سے زیادہ انکي انتہائي سرحد اخبارات کے اعلانات یا دعوة و طلب کی مراسلات تھیں ' اور ظاہر ہے کہ صرف اسقدر تحریک ایسے اجتماع عظیم کیلیے کسی طرح بھي کافي نہ تھي -

پس اگر اس کام میں سچائی تھی تو ضرور تھا کہ توفیق الہی اسکے تمام کاموں کو خود اپنے ہاتھوں میں لے لیتی اور ایسے مستعد خادموں اور ہمہ تن وقف مزدوروں کا کوئی گروہ باہر سے بھیج دیتی ' جو کام کرنے والوں کے تمام بوجھہ کو خود بخود اپنے سر اٹھا لیتا ' اور جلسہ کو اسدرجہ عظیم و وقیع بنا دیتا ' گویا مہینوں کی کوششوں کا نتیجہ ' اور بڑی بڑی جماعتوں کی سرگرمیوں کا حاصل ہے !

چنانچہ اس صداقت نواز قدوس نے جسکا دست نصرت صرف حق و راست بازی ہی کے لیے اٹھتا ہے' خود بخود اسکا تمام سامان مہیا کردیا ' اور ان لوگوں کو جو اپنی نیتوں میں مخالف لیکن اپنے کاموں میں سب سے بڑے جلسہ کے معین و مددگار تھے' یکایک اسطرح آمادۂ کار کردیا کہ وہ اس جلسے کیلیے راتوں کو فکر و اضطراب میں جاگے ' اپنے دن کے کار و بار سعی و تدابیر میں معطل کردیے' اخباروں میں اعلانات شائع کرائے ' لوگوں کو شرکت کی مسلسل دعوتیں دیں اور دورہ کرنے کیلیے خوش بیان واعظوں کو بھیج دیا جو کو اپنے خیال میں اس جلسہ کی مخالفت پھیلا رہے تھے مگر فی الحقیقت خدا تعالی انسے اس جلسے کی بہترین خدمت لے رہا تھا - قصہ مختصر اسکی رونق و اظہار قوت کیلیے تمام وسائل مخالفت ایک ایک کر کے عمل میں لاے گئے' تا ظلمت کی شدت سے روشنی کی قدر' اور سیاہی کے تقابل سے سپیدی کی چمک زیادہ کھل کر نمایاں ہو ' اور اس طرح جلسہ میں امید سے زیادہ اجتماع' توقع سے زیادہ فروغ' اور اندازے سے زیادہ کامیابی کا خود بخود ظہور ہوجاے : فسبحان الذي بيده ملكوت كل شي و اليه ترجعون !

(بصـــائـر و عبـــر !)

دنیا کا کوئی واقعہ ہو' لیکن چاہیے کہ تمہارے سامنے ایک اعتقاد ہو' جسکی صداقت و راستی کو اس کارگاہ عمل کے ہر حادثے میں تلاش کرو اور اسکی کوئی حرکت ایسی نہو جسکے اندر اس اعتقاد کی روشنی تمہیں نظر نہ آے - اگر ایسا نہیں ہے تو دنیا کا تماشا گاہ تمہارے لیے کچھہ مفید نہیں ' حالانکہ سیر و نظارہ کے علاوہ اسکے اندر اور بھی کچھہ ہونا چاہیے - نظر غفلت اور دیدۂ اعتبار میں یہی فرق ہے : وكاين من آية في السماوات والارض يمرون عليها و هم عنها معرضون !

۱۰ - مئی کے جلسہ کی موافق مخالف روئدادیں روزانہ اخبارات میں چھپ گئی ہیں' اور جبکہ پیش نظر مقصد حاصل ہوچکا ہے تو اب صرف سرگذشت مجلس کی جزئیات و روایات کی تنقیح اور جرح و تعدیل میں وقت ضائع کرنا بے سود ہے' میں محض روئداد جلسہ کے لکھنے میں اپنا وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا - البتہ اپنی عادت اور اصول کے مطابق جو بصائر و عبر اس واقعہ میں دیکھہ رہا ہوں ' چاہتا ہوں کہ ان میں سے بعض حوالۂ قلم کروں : وذكر فان الذكر تنفع المومنين -

(الحـــق يعـــلو ولا يعـــلى !)

الحمد لله ' میں مثل ہر مومن و مسلم قلب کے اپنے تمام کاموں کیلیے ایک اعتقاد اپنے سامنے رکھتا ہوں - خواہ وہ جنگ و خونریزی کے آلام ہوں اور خواہ امن و عافیت کے اشغال' خواہ ہندوستان کے باہر کے مصائب ہوں یا خود ہندوستان کے اندر کے حوادث و تغیرات ' خواہ وہ مسلمانوں کے تنزل کا ماتم ہو یا تدابیر عروج کے سقم و فساد کا نالہ و افغاں ' خواہ وہ سیاسی حقوق و آزدی کا پیچیدہ اعلان ہو یا ندوہ کے تعلیمی مسئلہ کی اصلاح کی مشتبہ اور شکوک آلود بحث '

غرضکہ ان تمام مسائل و حوادث میں سے جو ملکی و جماعتی مقاصد سے تعلق رکھتے ہیں اور جو چھپے ہوے اوراق میں لکھے جاتے یا مجلسوں اور صحبتوں میں بیان کیے جاتے ہیں' کوئی بھی واقعہ ہو' میرے پاس انکے دیکھنے کیلیے صرف ایک ہی روشنی ہے - اور میری نظریں صرف اسی میں سے ہوکے ان تک پہنچ سکتی ہیں - یہی اعتقاد میری زندگی اور فہم کی وہ مستحکم چٹان ہے جسپر میں بیخوف کھڑا ہوں حالانکہ میرے ہر طرف موت اور ہلاکت کی خوفناک غاریں کھودی جاتی ہیں - اگر ایک لمحہ اور ایک دقیقہ کیلیے بھی اس اعتقاد کی روح مجھسے لیلی جاے تو میں ہلاک ہو جاوں کیونکہ کوئی جسم بغیر روح کے زندہ نہیں رہسکتا !

یہ اعتقاد کیا ہے ؟ یہ صداقت اور سچائی کی فتح مندی اور انجام کار کی کامیابی کا وہ قانون الہی ہے جسکی حکومت قوانین مادیہ سے زیادہ محکم اور جسکی طاقت آگ اور پانی کے خواص طبیعیہ سے بھی زیادہ غیر متزلزل ہے - جسکے وجود کو گو غفلت سرشت انسان بھول جاے' مگر اسکی قوۃ نافذہ اپنے کاموں کو نہیں بھول سکتی' اور جو کو ہر خدا پرست قلب کے سامنے موجود ہے کیونکہ اس راہ کی پہلی منزل یہی ہے' مگر افسوس کہ خدا پرستی کے بہت کم گھر ایسے ہیں جنھوں نے اس روشنی کو صرف دیکھہ لینا ہی کافی نہ سمجھا ہو بلکہ اپنے اندر جگہ بھی دی ہو' اور یہی وہ قانون ہے جسکا قرآن کریم نے بار بار " العاقبة للمتقين " کے جامع ترین جملے میں اعلان کیا ہے : وتلك الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا ' و العاقبة للمتقين !

میں نے ابتدا سے ہر واقعہ اور ہر حادثہ کو اسی اعتقاد کے ساتھہ دیکھا ہے' اور اس وقت بھی میں دیکھتا ہوں تو ۱۰ - مئی کے جلسۂ دہلی کے اندر (اس اعتقاد کے ہزارہا تجارب گذشتۂ عالم کی طرح) ایک نیا تجربہ مجھے نظر آرہا ہے -

(ہجوم مخالفت و حصار مخالفین)

ندوۃ العلما کی اصلاح کی تحریک کے شروع ہوتے ہی اسکی مخالفت مختلف جہتوں اور مختلف رشتوں سے شروع ہوگئی - سب سے پہلے تو موجودہ قابض گروہ نے مخالفت کی اور ایسا ہونا ناگزیر تھا - پھر بعض وہ لوگ ایک دوسری سمت سے نمایاں ہوے جنھیں ندوہ کی حیات و ممات سے تو چنداں دلچسپی نہ تھی لیکن اصلاح طلبی کی آواز کا اصولاً ان پر بھی اثر پڑتا تھا ' اور پچھلے مخالف گروہ کیلیے یہ اعانت ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگئی - ان دو گروہوں کے علاوہ ایک گروہ ان حضرات کا بھی اٹھہ کھڑا ہوا جس نے اس تحریک کو غلط فہمیوں اور بد گمانیوں کی نظر سے دیکھا' اور یہ یقین کرکے کہ اسکے اندر انکی کسی مخالف ہستی کا فروغ پوشیدہ ہے ' اپنی پوری قوتیں وقف مخالفت و انکار کردیں - عام پبلک کو نہ تو ندوہ کے متعلق معلومات تھیں اور نہ تعلیم یافتہ طبقہ کو اس قسم کے مذہبی کاموں سے زیادہ دلچسپی رہی ہے ' اسلیے وہ اس مسئلہ کی اصلیت و حقیقت کے اندازہ داں نہ تھے اور بہت جلد غلط بیانیوں اور مخالف اظہارات سے متاثر ہوجاتے تھے - ان سب سے زیادہ یہ کہ مخالفین اصلاح نے غلط فہمیوں کی اشاعت میں بھی اپنی انتہائی قوت صرف کردی' اور ایسی ایسی شدید غلط فہمیاں پھیلائی گئیں جنکا انسداد کسی ایسے با قاعدہ محکمہ سے بھی ممکن نہ تھا ' جو صرف ان روز روز کی غلط بیانیوں کی تغلیط کیلیے قائم کیا جاتا ' اور شب و روز صرف یہی ایک کام کرتا -

- حضرات علماء کرام کا بڑا گروہ ابتدا سے ندوہ سے الگ رہا ہے ' اور اب ان میں سے بہت سے بزرگوں کو اس سوء ظن میں مبتلا کیا گیا تھا کہ ندوہ کو الحاد اور بد دینی کا گھر بنانے کیلیے یہ سب کچھہ کیا جا رہا ہے اور وہ مختلف اسباب سے اسے جلد تسلیم کرلیتے تھے اور اونکی اعانت کیلیے طیار ہوجاتے تھے - ان اسباب سے اصلاحی تحریک ایک عجیب کشمکش میں تھی کہ اصل کام کی طرف متوجہ رہے یا غلط فہمیوں کے انسداد کیلیے ایک دفتر کھولے !

(الہلال اور تحریک اصلاح)

میں اوروںکے دلوں کی خبر نہیں' لیکن با ایں همه خود میرے دل کو تو کامل طمانیۃ تھی ' اور الحمد للہ کہ بغیر کسی تزلزل کے ابتک وہ طمانیۃ قائم ہے - میں اس تحریک میں جو کچھہ حصہ لے رہا تھا ' اسکو کسی شخص یا جماعت کی طرفداری سے تعلق نہ تھا بلکہ صرف اپنے یقین اور بصیرت کے ماتحت جو کچھہ سچ دیکھتا تھا لکھتا تھا - غلط فہمیاں آج پھیلائی جا سکتی ہیں' اور نیتوں کو شک اور بدگمانی کی نظر سے دیکھا جا سکتا ہے' مگر کل تک انہیں قائم رکھنے پر کوئی قادر نہیں اور خدا کا ہاتھہ سب سے زیادہ زبردست ہے - وہ جس طرح نیتوں کے کھوٹ کو ملمع نہیں دیتا ' اسی طرح غلط فہمیوں اور بیجا شکوک کو بھی زندگی اور طاقت نہیں بخش سکتا - میرے لیے یہ یقین اور اعتقاد کافی ہے کہ اگر میں ندوہ کی اصلاح کی خواہش کسی فرد واحد کی حمایت یا کسی جماعت کی ذاتی عداوت کیلیے کر رہا ہوں تو میری ہلاکت خود میرے کام کے اندر ہی سے پھوٹ نکلے گی ' اور میری آواز کو کبھی سچی آوازوں کی سی عمر نصیب نہوگی - حضرۃ یوسف علیہ السلام نے امراۃ العزیز سے جو کچھہ کہا تھا ' وہ ہمیشہ کیلیے دنیا کو بس کرتا ہے : انه لا یفلح الظالمون !

(عام جلسہ کا اعلان)

لیکن ان تمام کوششوں میں جو مسئلۂ اصلاح ندوہ کی تحریک میں ظاہر ہوئیں' سب سے زیادہ قابل ذکر انجمن اصلاح ندوہ لکھنؤ ہے جسکا قیام خود بعض ارکان انتظامیۂ ندوہ کے مساعی حسنہ سے وجود میں آیا ' اور جو گذشتہ دسمبر سے اسکے متعلق ارکان ندوہ و عام اہل الراے اشخاص سے خط و کتابت کر رہی تھی - اس انجمن نے اپنے اولین جلسہ ہی میں یہ تجویز منظور کی کہ معاملات ندوہ پر غور و فکر کرنے کیلیے کسی شہر میں ایک عام جلسہ طلب کیا جاے ' اور ملک کے ہر حصے سے جو صدائیں غیر جانبدارانہ تحقیقات کیلیے اٹھہ رہی تھیں' وہ بھی بغیر اسکے ممکن نہ تھی کہ کسی ایسی جماعت کا کسی عام جلسہ میں عام راے سے انتخاب کیا جاے - پس ضرور تھا کہ کسی مرکزی اور غیر جانب دار مقام پر عام جلسہ طلب کیا جاتا -

(بزرگان دہلی)

موجودہ حالت میں مشکل ہے کہ اس خدمت عظیم و جلیل کا صحیح اندازہ کیا جاے جو بزرگان دہلی نے ۱۰ مئی کے جلسے کو منعقد کر کے مخلصانہ و بے غرضانہ دین و ملت کی انجام دی ہے' تاہم مجھے یقین ہے کہ اس کام کی عزت اور اصلی قدر و قیمت کے کامل اعتراف کیلیے ہمیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑیگا ' اور وہ زمانہ کچھہ زیادہ دور نہیں ہے جب اس کام کی غیر مشتبہ صداقت اور ناقابل انکار عزت ہر زندہ چشم و قلب کے سامنے ہوگی - انی لا اضیع عمل عامل منکم خدا کا وعدہ ہے : وکان وعدا مفعولا !

(مخالفت کا دوسرا طوفان)

اس جلسہ کے اعلان کے ساتھہ ہی غلط فہمیوں کی اشاعات کا ایک نیا طوفان اٹھا اور وہ تمام باتیں مجوزین جلسہ کے سر تھوپی گئیں جو انکے خواب و خیال میں بھی نہ تھیں - ظن و گمان کا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ اُن لوگوں کا اظہار لیا جاے جنکی نسبت ظنون پیدا ہوے ہیں ' مگر مخالفین جلسہ کیلیے یہ طریقہ بالکل بے سود تھا اور باوجود بار بار مقاصد انعقاد کے اعلان کے وہ ہر طرح کی غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں سے کام لے رہے تھے - کبھی مشہور کیا گیا کہ یہ جلسہ طلباے دار العلوم کی اسٹرائک کی حمایت میں منعقد ہونے والا ہے - کبھی کہا گیا کہ اسکا مقصد صرف یہ ہے کہ مولانا شبلی کو ندوہ کا ناظم مقرر کیا جاے - پھر اس پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک ایسے کام کے متعلق جو علانیہ کھلے بندوں ہو رہا تھا اور جو عام دعوۃ تمام پبلک کو دے رہا تھا ' کہا گیا کہ ایک راز دارانہ سازش ہے اور اس طرح پوری کوشش کی گئی کہ جلسہ کے متعلق انعقاد سے پہلے ہی پبلک اچھی طرح مخالفانہ راے قائم کرلے -

یہ تو عام مخالفانہ کوششوں کا حال تھا - لیکن خاص خاص کوششیں جو جلسہ کو ناکام رکھنے ' تمام لوگوں میں طرح طرح کی اشاعات مہمجہ کے ذریعہ جوش پیدا کرنے ' خود دہلی میں اسکی مخالفت کرانے' اور مقامی پارٹی فیلینگ سے فائدہ اٹھانے کیلیے کی گئیں' اگر انکو اجمال و اختصار سے قلمبند کیا جاے تو بھی کئی صفحے صرف اسی سرگذشت میں صرف ہو جائیں - مثلاً ندوۃ العلما کے اُن تنخواہدار سفیروں کے ذریعہ جنکو اسی روپیہ تنخواہ صرف اسلیے دی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کا کام یا مقاصد ندوہ کی اشاعت کریں ' ایک ماہ پیشتر سے بھیجدیا گیا کہ اس جلسہ کی مخالفت و شکست کیلیے کوششیں کریں' اور اسطرح اشاعت اسلام کی خدمت انسے لی گئی !

یہ اور اسی طرح کی بہت سی باتیں ہیں جو علاوہ مخالفانہ تدابیر کے تذکرہ کے خود ندوہ کے متعلق بھی نہایت ضروری سوالات ہیں - لیکن چونکہ اصلاحی کمیٹی کے قائم ہونے کے بعد میں بالکل غیر ضروری سمجھتا ہوں کہ مزید بحث اخبارات میں کی جاے ' اسلیے انہیں نظر انداز ہی کردینا بہتر ہے -

(انعقاد کے بعد)

پھر جب جلسہ منعقد ہوا تو خود اسکے اندر بھی جنگ جویانہ طیاریوں اور معرکہ آرایانہ سامانوں کے ساتھہ حضرات مخالفین شریک ہوے' اور سفراے ندوہ کی کوششوں' باقاعدہ مطبوعہ اعلان ' اور مسلسل مراسلات و مکاتیب کے ذریعہ ایک بڑی جماعت مختلف اطراف سے مخالفت کیلیے جمع کی گئی اور وہ بھی جلسہ میں مستعدانہ شریک ہوی - ابتدا میں خبر دی گئی تھی کہ صرف ایک لکھنؤ ہی سے تین سو حضرات مخالفت کیلیے تشریف لا رہے ہیں مگر بعد کو معلوم ہوا کہ ساٹھہ ستر اشخاص وہاں سے تشریف لاے تھے ' اور انکے علاوہ ایک جماعت خود شہر کی ' اور ایک بڑی جماعت دیگر مقامات کی بھی (جنکی نسبت مجھے یقین ہے کہ محض غلط فہمیوں سے متاثر ہوکر اس غرض میں انکی شریک ہوگئی تھی اور سمجھتی تھی کہ مولانا شبلی کو ناظم بنانے کی مخالفت کا مسئلہ درپیش ہے) شریک کار و معین مقصد ہوی -

کارروائی کے شروع ہونے سے طیاریوں کا ظہور ہوا اور جلسے کو درہم برہم کرنے کیلیے ایک ہی مرتبہ پوری فوج نے حملہ کردیا :

دیدیم زور بازوے نا آزمودہ را !

جس طریقہ سے جلسہ کو درہم برہم کرنے کی اس پانچ گھنٹے کے اندر متصل اور غیر منقطع کوشش کی گئی' اب میں کیونکر اسکا نقشہ لفظوں کے ذریعہ دکھاؤں ' کیونکہ ایسی کوئی نظیر اور مثال میرے سامنے نہیں ہے جسکی طرف حوالہ دیکر مجھہ برا ہوسکوں - حقیقت یہ ہے کہ اسکا اندازہ صرف وہی لوگ کرسکتے ہیں جو شریک مجلس تھے اور اب اسکے صحیح تذکرہ کیلیے کوئی قادر سے قادر قلم بھی کام نہیں دیسکتا - کسی مجلس اور صحبت میں اجتک شاید ہی کسی جماعت نے اپنے مخالفین کی ایسی ناگفتہ بہ مخالفانہ کوششوں کے ساتھہ اسدرجہ صبر و تحمل کیا ہوگا' جسکی حیرت انگیز اور یادگار نظیر عام طالبین نے عموماً اور بزرگان دہلی نے خصوصاً اس جلسے میں ۱۰ - مئی کی صبح کو پیش کی !

قاعدہ اور قانون ان بزرگوں کے نزدیک کوئی شے نہ تھی' مجالس و محافل کے آداب و قواعد نے گویا ۱۰ مئی کی دوپہر تک ان حضرات کو اپنی تعمیل سے یکسر مستثنے کردیا تھا - کرسی صدارت کے حقوق اور مسامحہ اقتدار کا ان میں سے کسی بزرگ کو اعتراف نہ تھا - مجالس کے عام قواعد تقریر' تحریک و تجویز اور ترمیم و مخالفت کی قانونی ترتیب' موضوع تحریک و مبحث جاری کا سوال' بلکہ وہ تمام آداب و قواعد جو دنیا بھر میں مجلسوں اور انجمنوں میں عام طور پر تسلیم کیے جاتے ہیں' اسطرح حرف مہمل ہوگئے تھے کہ انکے یاد دلانے کی کوشش کرنا جنون اور حماقت کا مرادف تھا - صرف ایک ہی خواہش اور ایک ہی ارادہ تھا جسکے لیے پوری جماعت آمادۂ پیکار تھی - یعنی یا تو جلسے کو خود ہی بغیر کسی نتیجہ کے حاصل کیے ملتوی کردو' یا تم نہیں کرتے تو ہم درہم برہم کر دینگے !

غرضکہ انسانوں کا کوئی گروہ حریفانہ ضد اور جوش مخالفت و تعاند میں آکر جو کچھہ کر سکتا ہے' وہ سب کچھہ پوری ہوشیاری اور کامل سرگرمی سے کیا گیا' اور اس طرح جلسہ کو نامراد رکھنے اور کسی نتیجہ تک پہنچنے میں ناکام بنانے کیلیے تمام انفرادی و جماعتی حربے ایک ایک کرکے استعمال کیے گئے !

(العاقبة للمتقين !)

لیکن تاہم جو حضرات ایسا کر رہے تھے' وہ اپنی ہوشیاری اور دانائی کے زعم میں یہ بھول گئے تھے - کہ انسانی تدابیر و مساعی کی دنیا سے بھی بالا تر ایک عالم ہے' جسکے فیصلے اٹل اور جسکے حکم کا کوئی مراجعہ نہیں - وہ خدا جو نیتوں کا عالم اور دلوں کے اندر کے اسرار و خفایا کو دیکھنے والا ہے' یقیناً اسکی بھی قدرت رکھتا ہے کہ ناحق کی کوششوں کو باوجود ہر طرح کے اسباب و وسائل کے شکست دے' اور صادق نیتوں اور مخلص ارادوں کو باوجود ہجوم مخالفت و حصار مخالفین' ناکامی کی رسوائی سے بچا لے -

مخالفین کی تمام کوششوں کا ماحصل یہ تھا کہ یا تو یہ جلسہ منعقد ہی نہو' اور ہو تو قبل اسکے کہ کسی نتیجہ تک پہونچے درہم برہم کردیا جاے' لیکن برخلاف اسکے جلسہ عظیم الشان غیر متوقع اجتماع' اور ایک کہلی اور ناقابل انکار اجماعی و نیابتی حیثیت سے منعقد ہوا' اور جس مقصد کو حاصل کرنا چاہتا تھا' اسے علم انفاق کے ساتھہ حاصل کیا !

پس درحقیقت یہ واقعہ سچی کوششوں اور صادق نیتوں کی کامیابی کا ایک تازہ ترین تجربہ ہے' اور کام کرنے والوں کیلیے اسمیں بڑی ہی قیمتی بصیرت و عبرت پوشیدہ ہے - یہ جلسہ ہمارے لیے ایک یادگار سبق ہے اس امر کا کہ کامیابی کا اصلی میدان انسان سے باہر نہیں بلکہ خود اسکے اندر ہے' اور نیت کی صداقت ہی وہ اصلی قوت ہے جسکی طاقت تمام مادی اسباب و وسائل سے بالا تر ہے - اگر تمہارے دل کے عزائم کے اندر سچائی کا ایک ذرہ بھی موجود ہے' تو یقین کرو کہ باہر کی کوئی انسانی قوت اسے شکست نہیں دیسکتی -

(کامیابی کا اصلی راز)

میں نے کہا کہ یہ واقعہ سچی کوششوں اور صادق نیتوں کی کامیابی کا ایک تازہ ترین تجربہ ہے' مگر یہاں " سچی کوششوں اور صادق نیتوں " سے میرا مقصود اصلی کن لوگوں کی کوششیں ہیں ؟ ضروری ہے کہ میں اسے صاف کر دوں - درحقیقت اس سے مقصود نہ تو مصنف الہلال کی تحریریں ہیں اور نہ دیگر اصلاح طلب حلقوں کی صدائیں' بلکہ خاص طور پر وہ بزرگان دہلی اور ارکان انجمن اصلاح ندوہ لکھنؤ مقصود ہیں جنکی کوششوں سے یہ جلسہ منعقد ہوا -

دہلی کے بزرگوں نے اور علی الخصوص جناب حاذق الملک نے اس کام میں جن نیتوں کے ساتھہ حصہ لیا' فی الحقیقت وہ ہر طرح کی آلودگیوں اور بدگمانیوں سے پاک تھیں - ندوہ کے مناقشات میں کسی ذاتی تعلق یا شخصی اغراض کا انکی نسبت گمان بھی نہیں کیا جا سکتا' اور انہیں آجتک سواے براے نام رکن انتظامی ہونے یا ندوۃ العلما کے ایک جلسۂ عام کے صدر ہونے کے اور کوئی تعلق ندوہ کی پارٹیوں سے نہیں رہا ہے -

بلا شبہ بہت سے لوگ ہیں جو بہت سے ہنگامہ آرا کام اسلیے بھی کرتے ہیں تاکہ انکی شہرت و ناموری ہو' لیکن اول تو حاذق الملک اس جنس کے چنداں شائق نہیں ہوسکتے جو پہلے سے بھی انکے پاس بکثرت موجود ہے - ثانیاً یہ جلسہ ان کاموں میں سے بھی نہ تھا جو آجکل میدان شہرت و وسیلۂ نام آوری سمجھے جاتے ہیں - پھر سب سے زیادہ یہ کہ حصول شہرت کیلیے قبول عام اور ہر دل عزیزی اولین شے ہے' مگر اس معاملہ میں پڑکر ایک گروہ کو بیٹھے بٹھاے اپنا مخالف بنانا اور اسکے طرح طرح کے حملوں کا آماجگاہ بننا تھا -

پس درحقیقت قوم و ملت کا سچا درد اور ایک مفید دینی و تعلیمی کام کی بربادی کا غم ہی وہ چیز تھی' جسنے انکو اور دیگر بزرگوں کو ان تمام مشکلات و محن کے برداشت کرنے پر آمادہ کیا' اور (بعض حضرات کی زبان میں) الہلال کی تحریک خواہ کتنی ہی ناپاک اور مفسدانہ ہو' لیکن خدا ایسے بے غرض لوگوں کی مخلصانہ سعی کو تو کبھی بھی ناکام و خجل نہیں کرسکتا تھا !!

جلسے کے انعقاد نے نصف سے زیادہ غلط فہمیوں کو ملیا میٹ کردیا' اور جو کچھہ باقی ہیں انکی عمر بھی زیادہ نہیں - نہ تو جلسہ نے اسٹرالک کی مدح میں گیت گاے' نہ مولانا شبلی کو ندوہ کا ناظم مقرر کیا' اور نہ ارکان ندوہ کو گالیاں دیں - اس نے صرف اصلاح کی وہ خواہش کی' جسکا خود حکام ندوہ کو اعتراف ہے - پس ہم کو یقین کرنا چاہیے کہ جن بزرگوں نے دہلی میں یہ عظیم الشان خدمت انجام دیکے اس کام کو ایک عملی سرحد تک پہنچا یا ہے' انکے کام کی پوری عظمت عنقریب دنیا دیکھہ لیگی -

طرابلس اور بلقان کے بعد

مسئلۂ شام

حالة علیه اور مستقبل قریب

یورپ کی مقراض سیاست دولۃ عثمانیه کی تقسیم میں همیشه متحرک رهتی هے گو همیں اپنی کوتاه نظری اور ظاهر بینی کی وجه سے بظاهر اس پر سکون و امهال کا پرده پڑا نظر آئے - طرابلس اور بلقان کے واقعات اس قدر قریب العهد هیں که ایک کمزور سے کمزور حافظه بهی انهیں نهیں بهولسکتا - خصوصاً جبکه مجاهدین صحراے لیبیا اور قریب خوردگان البانیا کے حملے اس وقت تک گذشته خونین واقعات کو یاد دلاتے رهتے هیں -

یه دونوں زخم ابهی غیر مندمل هیں - زخموں سے جسقدر خون بهه چکا هے' اس قدر پانی بهی ابتک ایک دهوے میں نهیں بهایا گیا - مگر تاهم مسلمانوں کو نه یکسر وقف زخم و جراحت هیں' نئے زخموں کے لیے مستعد رهنا چاهیے جو علی الترتیب یکے بعد دیگرے دولۃ عثمانیه کے جسم نزار اور تمام عالم اسلامی کے داماے صد چاک پر لگنے والے هیں (لا قدر الله)

یعنی مسئلۂ شام و عراق -

اخفاء مطامع اور اخذ تدابیر سریه انگلستان کی ایک مشهور مزیت هے - یعنی اپنی حریص آرزوؤں کو حیرت انگیز ضبط و تحمل سے چهپائے رکهنا اور پوشیده تدابیر میں جادوگروں کی سی قوت سے کام لینا - یه پیش نظر رکهنے کے بعد اب ذرا ایشیا کا نقشه سامنے رکهیے - اگر آپ میں کچهه بهی فراست و توسم هے تو خلیج فارس کے نئے استحکامات کو دیکهه کر پهچان لیجیگا که ان کا مقصد کیا هے ؟ البته یه یقینی هے که انگریزی مطامع کا اعلان اسوقت تک نهیں هوگا جب تک که (لا قدر الله) شام کا بهی وهی حشر نه هو جاے جو اسکے همسایه طرابلس کا هوچکا هے - اور جو صرف اسی لیے هوا تا که انگلستان کے لیے مسئلۂ مصر کو خصوصاً اور دیگر عثمانی مسائل کو عموماً صاف اور بے خطر کر دیا جاے -

مگر شام کی قسمت نے تو اپنے نقاب کے بند ابهی سے کهولدیے هیں - گو نقاب ابهی بالکل نهیں الٹی گئی تاهم پیشانی سے تو ضرور سرک گئی هے - شام میں احتلال فرانس (یعنی قبضۂ غیر قانونی) کے مقدمات سامنے آ رهے هیں -

گذشته صدی کے وسط کا زمانه تها که بعض نالائق عثمانی عهده داروں کی وجه سے فرانسیسی سیاست میں ایک حرکت پیدا هوئی جسکے نتایج اس وقت بالکل غیر معلوم تهے - کتنی هی بربادیاں هیں جو اسی طرح کی لا علمی کے پرده میں آتی هیں ؟ لیکن فواد پاشا نے اپنی مشهور و معروف پالیسی یعنی دول یورپ کی باهمی رقابت و منافست سے فائده اٹها کے اس حرکت کو رکدینا چاها اور گو رکی نهیں لیکن سست ضرور هوگئی -

اسکے بعد هی شام کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع هوا - وه نصرانی مبشرین (مشنریز) کا جولانگاه بنگیا جو همیشه یورپ کے احتلال و تاخت و تاراج کا پیش خیمه هوے هیں - مختلف سلطنتوں کے مبشرین فوج در فوج شام میں پهیلگئے اور ایک قیامت خیز هنگامۂ فساد بپا کردیا - گو اسکا نام اشاعت تعلیم اور تبلیغ مذهب رکها جاتا هے مگر در حقیقت وه موجوده عهد کی سب سے بڑی حمله آور فوج کا ایک بے امان کوچ هوتا هے - یورپ جو که ایک سچے موحد کی طرح صرف سیاست هی کا پرستار هے' ان مذهبی کوششوں پر تحسین و آفرین کا غلغله بلند کرنے میں معاً ایک دوسرے سے مسابقت کی' اور هر سلطنت کی طرف سے اپنے اپنے مشن کے لیے مدد و اعانت کا هاتهه بڑهگیا !

دمشق اور بیروت کے والیوں نے اپنی آنکهوں سے ان مبشرین کو حشرات الارض یا وبائی امراض کے جراثیم کی طرح پهیلتے دیکها مگر پروا نه کی - وه سمجهے که جس هڈی پر بهت سے کتے لڑنے لگتے هیں' وه انمیں سے کسی کو بهی نهیں ملتی - مگر نه سمجهے که اتحاد مقصد کبهی نه کبهی تمام باهمی اختلافات کو رفع کرهی دیگا - کسی نے سچ کها هے که دنیا میں اس شخص سے زیاده احمق کوئی نهیں جو اپنی قوت کے بدلے دشمن کے ضعف پر بهروسه کرے -

سال پر سال گزرنے لگے - اس عرصے میں دول یورپ کی نظر طمع کی همت آور بڑهگئی اور اب دولت عثمانیه کے دوسرے حصوں کے لینے کا بهی خیال پیدا هوگیا - اسوقت محسوس هوا که اگر یهی باهمی رقابت و منافست رهی تو کبهی بهی کامیابی نه هوگی' اسلیے بهتر یهی هے که هر سلطنت اپنا اپنا دائره مقرر کرلے اور اسمیں کوئی دوسرا رخنه انداز نه هو -

اب فرانس کے لیے میدان خالی تها -

فرانسیسی سرگرمی اندر هی اندر اپنا اثر پهیلاتی رهی اور گو دریا کی سطح پر سکون معلوم هوتا تها مگر اسکے قعر میں ایک شدید حرکت جاری تهی - اسی اثنا میں فرانس نے دعوا پیش کردیا که مذهبی سیادت کی وجه سے اسے مشرقی کیتهولک عیسائیوں کی حمایت کا حق حاصل هے جو شام میں آباد هیں - اگرچه یه فقره کبهی بهی اسکی زبان سے آئرلینڈ کے متعلق نه نکلا جسکی زیاده تر آبادی سے اسے یهی رشته حاصل هے' اور جو تیس سال سے انتظامی و اعلانی خود مختاری کے لیے اپنا لهو اور پانی ایک کر رهی هے !

عرصے تک فرانس بظاهر اپنے اسی دعوے پر قائم رها' لیکن اب وه اس منزل سے گذر چکا هے اور علانیه کهتا هے که اسکے غصب و احتلال کا وقت آ گیا - فرانس کے وزیر اعظم اور وزیر خارجیه مسیو دومرج فرانس کی مجلس النواب (چیمبر آف ڈپیوٹیز) میں فرماتے هیں :

" شام میں فرانس اپنے اثر کے پھیلانے ' اس اثر سے پیدا ہونے والے حقوق ' ان حقوق کی پیدا کی ہوئی قوت ' اور اشاعت تعلیم و تمدن کے ذریعہ اپنے اثر کی تائید و تقویت میں برابر سرگرم سعی کر رہا ہے - وہ ان تمام مخالف مساعی میں فرق نہیں کریگا جو مشرق میں فرانسیسی تہذیب کی اشاعت کے لیے جاری ہیں - ان کی حفاظت و حمایت ہمیشہ اپنے مال اور اثر سے کریگا " -

اس سے پہلے لبنان کے فرانسیسی قونصل موسیو اورجہ نے جو کچھہ کہا ہے ' وہ بھی سن لیجیے - گذشتہ ماہ فروری میں لبنان کا بطریق مارونی مغرب اقصی جا رہا تھا کیونکہ اسوقت فرانس کو شام سے زیادہ مغرب اقصی میں اسکی ضرورت تھی - اسکے وداعی جلسہ میں فرانسیسی قونصل نے بھی تقریر کی - اثناء تقریر میں اصلاح لبنان کے لیے بطریق مذکور کی خدمات جلیلہ و مساعی مشکورہ کا ذکر کرتے ہوے کہا :

" فرانس کا ممثل (وکیل) شام سے مغرب اقصی جا رہا ہے ' مگر وہ ایک آدمی ہے جو جاتا ہے - اسکی جگہ کوئی دوسرا آدمی

کی تدبیرونکی شکست میں بھی صرف کیا ہوتا ' اور آج باشندے بجاے اسکے کہ اپنے درمان و چارہ گری کے لیے اجانب و اغیار کے پاس جانے کا بہانہ نکالیں ' خود ہمارے ہی پاس آتے - لیکن افسوس کہ ان کوتاہ نظر و ناعاقبت اندیشوں نے اس سیاسی رقابت پر اسقدر اعتماد کیا کہ وہ اس اصل تدبیر سے بالکل غافل ہو رہے جس کے بعد اغیار کو اس سرسبز و شاداب حصہ ملک کی طرف نظر اٹھاکے دیکھنے کی بھی جرأت نہ ہوتی !

یہ سپر جس پر ہم نے ہمیشہ اعتماد کیا اور جسکو اپنے بقاء و حیات کا دار و مدار قرار دیا ' اس کا وجود اب کہاں تک ہے ؟ اور وہ آئندہ کس حد تک ہمارے لیے مفید ہوسکتی ہے ؟ اس کا اندازہ ان فقروں سے ہوگا جو موجودہ یورپ کا سب سے بڑا ساحر سیاست ' یعنی سر ایڈورڈ گرے مارچ کے اول ہفتہ کے اجتماع پارلیمنٹ میں کہہ چکا ہے :

" فرانسیسی اخبارات یہ افواہ اڑا رہے ہیں کہ شام میں انگریزی دائرۂ اثر کے پیدا کرنے میں بعض انگریزی افسروں کا ہاتھہ ہے - لیکن

دولۂ علیہ کا تیسرا آہن پوش جہاز " سلطان عثمان " جو موجودہ عہد کا بہترین آہن پوش ہے -

آجائیگا - فرانس کی پالیسی نہ بدلی ہے اور نہ بدلیگی - قونصل آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں مگر ان کے جانے سے قونصل خانے میں تغیر نہیں ہوتا - وہ حسب دستور باقی رہتا ہے - میں جو کچھہ کہہ رہا ہوں اس کو یاد رکھیے اور کوشش کیجیے کہ یہ جدائی ہمارے لیے زیادہ شاق نہ ہو "

یہ چند اقوال جو بطور نمونے کے آپنے پڑھے کسی اخبار کے ایڈیٹر ' یا اسکے مقامی مراسلہ نگار ' یا کسی چند روزہ قیام کے خیالات نہیں ہیں ' بلکہ ان لوگوں کے خیالات ہیں جو اپنے ساتھہ مسئولیت و ذمہ داری کا وزن اور حکومت کی تمثیل و ترجمانی کی اہمیت رکھتے ہیں - کیا اسکے بعد بھی کسی کو شک ہے کہ فرانس شام کے مسئلہ کو اب زیادہ توقف میں نہیں رکھنا چاہتا ؟

جیسا کہ ہم پہلے کہچکے ہیں ' اب تک دولۂ علیہ کے ارباب سیاست کا اسلحۂ وحید دول کی سیاسی رقابت اور اختلاف مصالح تھا - یہی وہ سپر تھی جس پر انہوں نے یورپ کے حملوں کو روکا - اس بات پر ہم انہیں ملامت نہ کرتے اگر انہوں نے اس فرصت مغتنم کو ملک کی اصلاح و ترقی ' باشندوں کے جلب قلوب ' اور اغیار

اصل واقعہ وہی ہے جس کا اعلان میں اس سے پہلے کرچکا ہوں - میں نے نہایت سختی کے ساتھہ اس قسم کی ان تمام افواہوں کی تغلیط کی تھی جو ہماری طرف منسوب کیجاتی ہیں -
ہم جانتے ہیں کہ شام میں فرانس کے اقتصادی مصالح کیا ہیں ؟ خصوصاً اسلیے کہ اسکی ریل وہاں موجود ہے - اسی لیے ہم ہر ایسی کوشش کو جسکا مقصد شام میں انگریزی دائرۂ اثر کا پیدا کرنا ہو ' ان تعلقات دوستانہ کے خلاف سمجھتے ہیں جو ہم میں اور فرانس میں قائم ہیں " -

اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ مسئلۂ شام میں انگلستان فرانس کا ساتھہ دیچکا ہے اور اسکی حمایت کا فیصلہ کرچکا ہے -

ہماری راے میں آج شام کی جو حالت ہے (جس پر ہر فرزند توحید کی آنکھیں اشک فشاں اور زبان حسرت سنج ہوگی) وہ یقیناً دولۃ عثمانیہ کی داخلی اور خارجی سیاست کی متعدد و مشترکہ غفلتوں کا نتیجہ ہے - حکومت نے فلسطین میں جرمنی کی مستعمرانہ (۱) سرگرمیوں کے ساتھہ غفلت کی اور حکام نے دیکھا - جرمنی کے یہودی فلسطین کے عثمانی عیسائیوں اور مسلمانوں کو

[۱] نو آبادی کو عربی میں مستعمر کہتے ہیں -

تاخت و تاراج کر رہے ہیں مگر انہوں نے اپنی آنکھیں اسطرح بند کرلیں گویا ان خونریزیوں کا وجود ہی نہیں ہے یا جو کچھ ہو رہا ہے وہ عثمانی غیر عثمانیوں کے ساتھہ کر رہے ہیں !

قدرتاً اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانس کی رگ سیاست میں جنبش ہوئی - قبل اسکے کہ وہ مراکش کا لقمۂ گلوگیر نگل چکے' شام میں مستعمرانہ کوششوں کے از سر نو شروع کرنے کا پھر شوق پیدا ہوگیا - اس کے دوسرے حلیف یعنی اطالیا کا بعیرہ انجین کے تازہ خزانوں پر قبضہ اور اپنی سلطنت کی توسیع میں شبانہ روز سرگرم کوششیں سمند شوق کیلیے تازیانہ ہوگئیں' اور بالاخر فرانس کی سرگرمی میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا - پس اگر ہم نے اس چشمۂ فساد کا دہانہ پہلے ہی بند کردیا ہوتا یعنی جرمنی کی مستعمرانہ کارروائیوں' اور جرمن یہودیوں کے تاخت و تاراج کے ساتھہ تسامح و چشم پوشی نہ کی ہوتی' تو اغلباً اسقدر جلد یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا !

یہ تو ہماری سیاست خارجی کی ایک فاحش و شدید غلطی تھی' مگر ہم نے اس سے بھی شدید تر غلطی کی جو اگر نہ کی ہوتی تو اس غلطی کا تدارک ممکن ہوتا -

یہ ہماری سیاست داخلی کی غلطی ہے - عثمانی حکام نے اپنے فرائض کے انجام دینے میں ہمیشہ تغافل کیا - انہوں نے کبھی کوشش نہ کی کہ ملک میں بتدریج اصلاح ہو اور باشندے خود بھی فائدہ اٹھالیں اور حکومت کو بھی پہنچالیں' نیز دوسری طرف انکا تعلق دولت عثمانیہ سے بھی استوار و مستحکم ہو - یہی وہ اصلی کوتاہ عملی ہے جس کے سہارے پر فرانس کے وزیر اعظم کو یہ کہنے کا موقع ملا :

" فرانس شام میں اشاعت تعلیم کے لیے اٹھہ کھڑا ہو - خصوصاً اسلیے کہ وہ نہ چاہتا تھا کہ شام سے ان ہجرت کرنے والوں کے سیلاب کو روکے جو وہاں کے باشندے ہیں اور جو ہمیشہ فرانس کے زیر حمایت رہینگے "

سچ یہ ہے کہ فرانس کو کیوں نہ ادعاء حمایت ہو جب کہ حالت یہ ہو کہ برازیل (جنوبی امریکا) میں ۵ سو شامیوں کو مدت مدت پر حملے کا خطرہ ہو - وہ اپنی سلطنت سے خواستگار ہوں کہ انکی حمایت و اعانت کیلیے قسطنطنیہ میں معتمد برازیل سے گفتگو کرکے انکی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کرایا جائے مگر انکی یہ درخواست حمایت و اعانت ناکام ہو - اسکے بعد وہ بعالم یاس و قنوط پیرس میں عثمانی ایوان تجارت کو لکھیں کہ حکومت فرانس سے کہو کہ مذہبی رشتہ کے نام پر ہماری دستگیری کرے' اور ہمیں اس مصیبت سے نجات دے - اس پر فرانسیسی حکومت فوراً مستعد ہو جائے' اور موسیو دومرج اپنے سفیر ریو ڈی جانیرو کو لکھکر انکی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کرادیں !!

اسکے ساتھہ ان ادبی اور سیاسی اشارات کو بھی ملا لیجیے جو شام میں فرانس کے بحری اور ہوائی جہازوں کی آمد اور انکے ایسے عظیم الشان تزک و احتشام اور جوش و خروش کے ساتھہ جلسوں کی زبان حال بیان کر رہی ہے -

تبار آفندی ممبر مجلس اعیان عثمانی نے اخبار جون ترک کو لکھا ہے کہ ہماری غفلت اور فرانس کی فرصت شناسی کی یہ حالت ہے کہ جب کبھی ہماری طرف سے شامیوں کی حمایت میں ذرا بھی کوتاہی ہوتی ہے تو وہ فوراً انکی مدد کے لیے مستعد ہوجاتا ہے' اور وہ سب کچھہ کردیتا ہے جو در اصل ہمارا فرض ہوتا ہے - اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اہل شام کے تعلقات فرانس کے ساتھہ قوی اور ہمارے ساتھہ کمزور ہو رہے ہیں -

مسئلۂ شام کا حقیقی راز اس واقعہ میں ہے کہ شام کی اصلی آبادی عیسائی اقوام کی ہے اور وہ پچاس برس سے برابر خفیہ سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں مشغول ہے - وہ گو اپنے تئیں عثمانی کہتے ہیں اور دولۂ عثمانیہ کے تعلق کو ہمیشہ بڑی بڑی قسموں اور حلفوں کے ذریعہ ظاہر کرتے رہتے ہیں' لیکن عثمانی حکومت میں مسیحیت کا وہ زہریلا سانپ اسدرجہ خطرناک ہے کہ اسے دودھ پلانا ابھی بھی مفید نہیں ہوسکتا' اور وہ گو آستین کے اندر رہتا ہے لیکن اسکے ڈسنے کی جگہ دل کے اوپر ہے - فرانس کو ابتدا ہی سے موقعہ ملگیا کہ شامی عیسائیوں کی غدارانہ امنگوں کو اپنی جانب مائل کرلے - عیسائیوں اور فرقۂ دروز کی باہمی خونریزیوں نے بہت جلد اسکے مواقع بہم پہنچا دیے' اور شام میں فرانس کا سیاسی اقتدار قائم ہوگیا - اب وہاں کی تمام مسیحی آبادی اس وقت کا نہایت بیقراری سے انتظار کر رہی ہے جب وہ اسلامی خلافت کی اطاعت سے آزاد ہو جائیگی' اور فرانس نے اسے یہ فریب دیدیا ہے کہ اندرونی خود مختاری کے نام سے تحریک شروع کرکے فرانس کی اعانت سے فائدہ اٹھاسکتی ہے -

البتہ اگر دولت عثمانیہ کو اندرونی اعمال کی فرصت ملتی اور سب سے زیادہ یہ کہ کاردان اور صادق النیۃ اشخاص ہاتھہ آتے تو وہ نہایت آسانی سے اُن مواقع کو نابود کر دیتے جو مسیحی رعایا کو شور و شر کے بہانے بہم پہنچا دیتے ہیں - لیکن شکایتیں ہمیشہ پیدا ہوئیں اور انکے لیے بظاہر مسکین شامی کو فرانسیسی قنصل کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا - نتیجہ یہ نکلا کہ فرانس کا سیاسی اثر علانیہ کام کرنے لگا اور اب وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کیلیے زیادہ صبر کرتا نظر نہیں آتا !

آہ وہ فرصت زریں اور مہلت عظیم' جو سلطان عبد الحمید نے محض اپنی شخصیت کی حفاظت و بقا میں ضائع کردی ! ورنہ ایک قرن کامل کا زمانہ اِن تمام مفاسد کی اصلاح کیلیے کافی سے بھی زیادہ فرصت تھی !

قسطنطنیہ کا جدید دار الصنائع

دولت علیہ کے جدید علمی اعمال میں سے مدرسہ نفیسہ کے دار الصنائع (فائن آرٹس گیلری) کی یہ خوبصورت عمارت ہے جس کے دو مختلف جہتوں کے عکس آجکی اشاعت میں شائع کیے جاتے ہیں - اس میں وہ تمام بیش بہا صنائع جمع کی گئی ہیں جو دولت علیہ کے ممالک گذشتہ و حال سے تعلق رکھتی ہیں -

فلسطين

فلسطين میں دول یورپ کی مستعمرانہ کوششوں کی باهمي کشا کش ایک نعصیلی طلب داستان ہے جسکو آئندہ نمبروں میں هم پورے شرح بسط سے لکھینگے -

سلانیک سے " الاستقلال العثمانی " نامی یہودیوں کا ایک پرچه نکلتا ہے - اس نے " رسن " نامی اخبار کے مراسله نگار بیت المقدس کا خط نقل کیا ہے جسمیں نہایت تفصیل کے ساتھه فلسطین میں روسي اثر پر بحث کی گئی ہے - اس خط کے آخر میں لکھا ہے کہ روسی قونصل کے ترجمان موسیو سلومیاك نے اس مراسله نگار سے کہا :

" حکومت روس کو چاهیے کہ استعمار فلسطین میں روسی یہودیوں کی هر طرح معاونت و حوصله افزائی دے ' کیونکہ اسکے ذریعه هم جرمنی کے سیلاب اثر کو روک سکیں گے "

همارے دل مسمتی اور درماندگی کا اصلی منظر یہ ہے کہ اپنے گھر میں بھی ذلیل و رسوا هیں - وہ جو همارے مخدوم هیں اور خدا کے همیشہ کے لیے انکی پیشانی پر ذلت و مسکنت کا داغ لگا دیا ہے ' آج همیں خود همارے گھر کے اندر ذلیل و رسوا کر رہے هیں !

یافہ کے ایک نوجوان تعلیم یافتہ نے ایک مفصل تار باب عالی کو بھیجا ہے ' جسمیں وہ لکھتا ہے :

" صیہونی یہودیوں نے جنکی دولت عثمانیہ کے اندر ایک چھوٹی سی ریاست ہے ' تل ابیب کي نو آبادي کے اندر ایک قید خانہ بنایا ہے - اسمیں وہ هر اس مسلمان کو قید کر دیتے هیں جس سے کسی یہودی سے لڑائی هو ' اور خواہ وہ حق هی پر کیوں نہ هو - سابق معاون نیابت نے ایک بدبخت مسلمان کو ان یہودیوں کے قید فرعونی سے نجات دلائی تھی ' ' مگر کوئی دائمی انتظام نہیں کیا "

اس تار میں اسي قسم کے جابرانہ و مغرورانہ واقعات کو بتفصیل بیان کرنے کے بعد تار دینے والوں نے نہایت ادب کے ساتھه مگر پر زور لفظوں میں لکھا ہے کہ اگر دولت عثمانیہ صیہونیوں کي تادیب و سرزنش سے عاجز ہے تو همیں کوئی جگہ بتائے کہ هم هجرت کرکے وهاں چلے جائیں ' ورنہ جسقدر جلد سے جلد ممکن هو فوراً انکی تادیب کی جائے تاکہ یہ حد سے نہ بڑھیں - کیونکہ اگر حکومت نے فکر نہ کي اور یہ یونہیں بڑھتے رہے تو ملک کي آرامي اور دولت عثمانیہ کي عزت ' دونوں شدید ترین خطرہ میں پڑجائیگي -

عــــراق

معاصر الحجاز لکھتا ہے :

لنچ نامی ایک انگریزی کمپنی نے دریاے فرات میں ایک چھوٹے اسٹیمر کے چلانے کے لیے سلطان عبد الحمید سے اس شرط پر حکم حاصل کیا تھا کہ اسٹیمر پر عثمانی علم نصب رهیگا - تھوڑے عرصه کے بعد اس نے کسیقدر وسعت اختیار کي اور ایک چھوٹے اسٹیمر کي جگه دو بڑے اسٹیمر بنوائے گئے جو دجله و فرات میں چلنے لگے - اسکے بعد اس نے عثمانی علم کو بھي خیر باد کہا اور اپنا قومی علم یعنی یونین جھک بلند کیا لیکن سلطان نے کچھه خبر نہ لي - اسکے بعد اس نے ایک اسٹیمر اور بڑھا دیا - اس تیسرے اسٹیمر کے بعد پھر ایک اور اسٹیمر کا بھی اضافه کیا گیا - جب پورے چار بڑے اسٹیمر هوگئے تو اس نے چاها کہ دجله و فرات میں جسقدر عثمانی اسٹیمر هیں وہ سب کے سب خود خریدلے - اگر جرمني کے مخالفت نہ کي هوتي تو اس انگریزي کمپني نے تمام عثمانی اسٹیمر لیلیے هوتے کیونکہ سلطان عبد الحمید انکے فروخت کرنے پر راضي هو گیا تھا -

حال کي خبروں سے معلوم هوتا ہے کہ بالاخر اس کمپنی نے تمام عثمانی اسٹیمر خرید لیے هیں - اب اگر دولت عثمانیہ ان اطراف میں اپني فوج لیجانا چاہے تو اسکے پاس کوئی ذریعه بجز انگریزي اسٹیمروں کے نہیں هوگا ' اور اگر کبھي انگریزوں کا اقتصادي یا سیاسی مقصد گوارا نہ کرے کہ عثماني فوج ان اطراف میں آئے تو دولت عثمانیہ کو بجز اسکے اور کوئی چارہ نہ هوگا کہ فوج نہ بھیجے -

عراق کے ارباب قلم اس واقعه سے بیحد بیچین هیں اور حکومت کو ان عظیم الشان خطرات کی طرف متوجه کر رہے هیں جو اس کمپنی کے تنہا اختیارات سے پیدا هوتے نظر آتے هیں - وہ لکھتے هیں کہ اس لنچ کمپنی کي حالت بالکل ایسٹ انڈیا کمپنی سے ملتي هوئی ہے جو ایک تجارتي کمپنی کی طرح کام کرتے کرتے ایک دن تمام هندوستان کي مالک هوگئي - پس حکومت کو چاهیے کہ اسیوقت بیدار هو ' ورنہ عراق کا بھی وهی حشر هوگا جو هندوستان کا هوا !

اواخر اپریل میں بغداد ریلوے جاري هو جائیگي - پلے هفتے میں ساحل فرات سے دو سو کیلو میٹر تک سامان لے جائیگی ' اور آئندہ مئي میں بغداد اور سامرا کے درمیان بھی چلنے لگیگي -

نو آبادي کی تمام سڑکوںکي کی گھٹ لگائی گئی تھی -

[مقتبس از معاصر الحجاز]

[بقیه مضمون کے لیے صفحه ۲۱ دیکھیے]

عثمانی صنائع نفیسه کا دار الصنائع

یہ اسکے ایک دوسرے حصے کي عمارت کا مرقع ہے - اولیاء حکومت میں پرنس یوسف عزیز الدین ولي عہد دولة علیه کو اس کام سے نہایت دلچسپي ہے ' اور امید ہے کہ صنعت و حرفت کي ترقي کیلیے اس میدہ کا افتتاح ایک موي ترین محرک ثابت هوگا -

آثار عتیقہ

آثـــار مصـــر

ایجپٹا لـــوجی

" ابوالهول " کی تمہید میں ہم نے لکھا تھا کہ چند سلسلہ وار نمبروں میں ہم مصر کے ان عجیب و نادرہ روزگار آثار پر ایک نظر عام ڈالنا چاہتے ہیں ' جنکی دلکش شائقین آثار اور اکناف و اطراف عالم سے کھینچ کر قاہرہ لاتی ہے - ابوالهول اس سلسلہ کی پہلی کڑی تھی -

آجکے نمبر میں پانچ مجسموں کی تصویریں شائع کی جاتی ہیں - یہ تمام تصاویر مصر کے عجائب خانہ میں موجود ہیں جسکو یورپ متفقہ طور پر علم آثار مصر کی بہترین تعلیمگاہ تسلیم کرتا ہے -

ان میں پہلی تصویر ایک ننگے مداری کی ہے جسکی چوٹی حال میں نکلی ہے - دوسری شاہ امنہوتس ثالث کی ہے - اسکے باپ کا نام توتموتس رابع ہے - امنہوتس کے حالات ایک محل کی شکستہ دیواروں پر کندہ ملے ہیں - ان حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امنہوتس فراعنہ مصر کے اٹھارویں خاندان کا ایک جلیل القدر ' اولوالعزم ' اور نامور تاجدار تھا -

الهدس کتبوں میں لکھا ہے کہ امنہوتس کے پیدا ہونے سے پہلے مصر کے سب سے بڑے کاہن نے اسکی ماں کو بشارت دی تھی کہ تیرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا - اور جب امنہوتس پیدا ہوا تو اس نے مکرر پیشینگوئی کی کہ یہ اقبالمند و فرخندہ انجام ہوگا - اسکی قلمرو اتنی وسیع ہوگی کہ آج تک کسی کی نہیں ہوئی - وہ سارے عالم کا مالک ہوگا -

سنہ ۱۳۰۹ قبل مسیح میں امنہوتس نے عنان حکومت ہاتھ میں لی اور درحقیقت وہ ایک جلیل القدر ' اولو العزم ' اور وسیع الممالک بادشاہ ہوا - اس نے بہت سے مقامات خصوصا نوبہ اور سودان پر فوجکشی کی اور فتحیاب و فیروزمند واپس آیا - ساز و سامان دنیوی اور قوت و شوکت مادی کے گھمنڈ میں ہمیشہ انسان نے یہ بھلا دیا ہے کہ اسکی حقیقت کیا ہے اور جب کبھی اسے عظمت و بزرگی نصیب ہوئی ہے تو اس نے عبد سے معبود بننے کی کوشش کی ہے -

امنیوفس اپنی عظمت و شوکت کے غرور میں اسدرجہ بد دماغ ہوگیا کہ اپنےتئیں انسانیت سے ایک ارفع و اعلی ہستی سمجھنے لگا اور اپنا لقب روس (آفتاب ربیع) اور شاہ چار دانگ عالم رکھا -

[بقیہ مضمون صفحہ ۲۰ کا]

الهـــلال :

اگر معاصر موصوف کی روایت صحیح ہے تو اس خطرناک بے خبری پر جسقدر افسوس کیا جاے کم ہے - لیکن پچھلے دنوں بعض عثمانی جرائد میں صرف انگریزی کمپنی کی اس خواہش کا ذکر کیا گیا تھا نیز بوثوق لکھا تھا کہ دولت عثمانیہ نے بالکل نا منظور کردیا - خدا نہ کرے کہ اسکے بعد یہ واقعہ ظہور میں آیا ہو -

شاہ ایمی نم ثالث فرعون مصر کے مداری کی چوٹی جو عجائب خانہ مصر میں موجود ہے

امیدوس کی جلالت و عظمت فتوحات ملکی تک محدود نہ تھی بلکہ اسکی زندگی کے بعض اور غیر المعقول اعمال کا اثر بھی اسمیں شریک تھا - چنانچہ اس نے ایک بت ایسا بنوایا تھا جس سے طلوع آفتاب کے وقت آواز نکلتی تھی -

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ امیدوس نے رود نیل کے مغربی جانب ایک عبادت خانہ بنوایا جسمیں بہت سے بت تھے اور ایک خود اسکا بھی تھا - یہ بت ایسے پتھر سے تراش کے بنایا گیا تھا جسکی طبیعی خاصیت یہ تھی کہ شبنم کے بعد جب اس پر آفتاب کی شعاعیں پڑتی تھیں تو اس میں آواز پیدا ہوجاتی تھی -

عرصہ ہوا کہ یہ مندر برباد ہوگیا - صرف دو بت باقی رہگئے تھے - ان میں سے ایک تو سنہ ۵۹۵ ھ کے زلزلہ نے ضائع کردیا - اور دوسرا خود بخود گرکے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا -

اسوقت جو تصویر آپکے پیش نظر ہے ' وہ انہیں دو بتوں میں سے ایک کی ہے - اسمیں داہنے طرف امیدوس کی بیوی بیٹھی ہے اور بائیں طرف خود امینوفس بیٹھا ہے - جن چبوتروں پر دونوں بیٹھے ہیں انکے دونوں کناروں اور وسط میں اسکی بیٹیوں لڑکیوں کی بھی تصویر تھی - سنہ ۱۹۰۶ اور ۸ - کے درمیان میں یہ گروپ بالکل ٹکڑے ٹکڑے ملا تھا جسکو ماہرین آثار نے جمع کرکے پھر اصلی شکل میں کھڑا کردیا اور جو حصے ضائع ہوگئے تھے وہ از سرنو تراش کے لگادیے -

دوسری تصویر رعمسیس ثانی کی ہے جسکے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل کا ابتدائی عہد اسی کے عہد ظلم و استبداد میں بسر ہوا تھا - چونکہ اس کے مفصل حالات جلد سوم نمبر ۱۰ - ۱۱ میں نکلچکے ہیں اسلیے تفصیل کی ضرورت نہیں -

دیر البحاری (مصر) میں دو مجسمے ملے تھے ' ان میں سے ایک امنہوتپ کا ہے جو ہیپو کا لڑکا تھا اور دوسرا منقع در مقدس بیلوں کے سر کا ہے جو فراعنۂ مصر کی پرستشگاہوں میں قربان کیے جاتے تھے -

اس مرقع کی آخری تصویر ایک گاے ہے - یہ بھی دیر البحاری میں ملی تھی - در اصل یہ مصر کی ایک دیوی ہے جو گاے کی شکل میں ہے - اس دیوی کا نام ہتہور تھا -

یہ مجسمہ جو اپنی کمال صناعی و رنگ سازی کی وجہ سے ایک زندہ وجود معلوم ہوتا ہے ' ایک بتہ نما گنبد میں نصب ہے - اس گاے کے تمام جسم پر ہلکا ہلکا زرد رنگ اور دونوں پہلوؤں پر سرخ رنگ لگایا گیا ہے - اسکے علاوہ جسم پر گل بنے ہیں جنکی شکل لونگ کی سی ہے - سر کے نیچے بادشاہ کی تصویر ہے - اسے پر امینیت ثانی لکھا ہے -

(ملاحظات)

ان آثار کے شائع کرنے سے ہمارا مقصود صرف مصر کے بعض آثار عتیقہ کی نسبت سرسری معلومات فراہم کرنا ہی نہیں ہے بلکہ بعض اہم مقاصد بھی پیش نظر ہیں:

(۱) قران کریم کا طرز تعلیم و ارشاد ہمارے عقیدے میں یہ ہے کہ وہ ہر مقصود کیلیے پہلے ایک اصول پیش کرتا ہے اور پھر اسکے

رعمسيس ثاني فرعون مصر کا بت

عملي نتائج کے متعلق يقين و بصيرت پيدا کرنے کيليے کسي ايک قوم يا ايک فرد کي زندگي کے واقعات بطور نمونے کے بيان کرتا ہے - گويا اسکي ہر تعليم اصول اور تجربہ ' دو چيزوں پر مبني ہوتي ہے - جسقدر قصص قرآن کريم ميں موجود ہيں ' سب کے سب کسي نہ کسي ايک اصولي تعليم کو تجربہ گاہ عالم کے نتائج کي صورت ميں متمثل و متشکل کرتے ہيں - الہلال ميں باب تفسير شروع ہوگيا تو يہ مطالب بتفصيل ثابت ہونگے -

قرآن کريم نے ايک خاص اصولي تعليم کيليے فراعنۂ مصر اور بني اسرائيل کي تاريخ کو ليا ہے اور جا بجا انکے واقعات و حالات اور نتائج و عبر پر زور ديا ہے -

اس تعليم ميں اصولي طور پر " قانون عذاب و ہلاکت اقوام و امم " کو واضح کيا گيا

ابي نوفس ثالث فرعون مصر

ہے اور بتلايا ہے کہ مخصوص علم و تمدن اور عظمت ملکي کسي قوم کيليے ربانۂ عذاب نہيں ہوسکتي جب تک کہ وہ مفاسد اجتماعي و اخلاقي سے محفوظ نہو - قوائے مادية اور وسائل دنيوية کا افراط اور اسکا گھمنڈ جب قوموں کو عبوديۃ الہي سے بے پروا کرديتا ہے تو اسکا لازمي نتيجہ شرو طغيان اور عدوان و معصيت کا ظہور ہوتا ہے جو بہت جلد انہيں ہلاکت تک پہنچا ديتا ہے - ظلم و استبداد اور شخصي حکمراني کا غرور خدا کي مقدس طاقتوں کا مقابلہ کرنا ہے اور اسکا نتيجہ خسران ہے - ايک ظالم قوم مظلوم قوموں کو محکوم بنا کر اس طرح ذليل و خوار کرتي ہے اور پھر خدا اسي محکوم قوم کے ہاتھوں اس طرح ظالموں سے انتقام ليتا ہے ؟ قومي محکومي اور غلامي ايک ايسا عذاب ہے جس سے بڑھکر خدا کے نزديک انسان کيليے کوئي شقاوت نہيں - غلامي تمام انساني صفات حسنہ سے قوموں کو محروم کرديتي ہے اور ہمت و سربلندي ' اولو العزمي و علو پسندي ' صبر و ثبات ' اور استقلال و جفا کشي ' غرض اسي طرح - وہ تمام اخلاق حسنہ جو انسانيت کا مرتبۂ اعلی ہيں ' اُن قوموں کے اندر فنا ہو جاتے ہيں جو عرصے تک دائم اقوام کي غلامي ميں رہتے ہيں -

ان تمام تعليمات کيليے قرآن کريم نے فراعنۂ مصر کي تمدني ترقيات اور استبداد و ظلم کو نمونہ قرار ديا اور جابجا انکے حالات بيان کيے - قصص القرآن ميں ايک سوال يہ سامنے آتا ہے کہ صرف فراعنہ ہي کو اس غرض کيليے کيوں منتخب کيا گيا ؟ اسکے متعدد وجوہ و حکم ہيں - از انجملہ يہ کہ ان تمام امور کي تمثيل کامل کيليے کوئي ملک اس درجہ موزوں نہ تھا جيسا کہ مصر ' اور مصر کا سلسلۂ حکومت فراعنہ -

علم آثار مصر اسکي تصديق کرتا ہے - کئي ہزار سال دنيا آگے بڑھگئي ہے - صدہا ارضي و بحري انقلابات ہوچکے ہيں جنہوں نے زمين کے گذشتہ خزائن کو نابود اور اسکي سطح کو نئے آثار کيليے صفحۂ سادہ بنا ديا - بڑي بڑي عظيم الشان قوموں کے خزائن عظمت ان انقلابات ميں بہہ گئے ' اور اب ان سرزمينوں ميں انکے وجود کا کوئي نشان نہيں جہاں کبھي سر بفلک عمارتوں کے اندر اپنے تئيں زمين کا سب سے بڑا مالک يقين کرتے تھے - تاہم تورات اور قرآن کي تصديق کرنے کيليے مصر کي حيرت انگيز سرزمين ابتک اپنے نشان ہائے عظمت و جبروت کے ساتھہ موجود ہے ' اور دنيا ميں سب سے بڑا دار الآثار يقين کي جاتي ہے !

اسکے سر بفلک مناروں کو کوئي فنا نہ کرسکا جو ان لوگوں کي عظمت کي حي و قائم شہادت ہيں جنہوں نے بني اسرائيل کو محکومي و غلامي کي زنجيروں سے مقيد کيا تھا پر خود کو تباہي و ہلاکت سے آزاد نہ کرسکے - انکي ممي کي ہوئي نعشين ' انکے زمين دوز مندر ' اور انکے نا قابل تسخير ميناروں کے اندر کے کتبے اب تک صحيح و سالم موجود ہيں جو بتلاتے ہيں کہ وہ کيسي عظمت و جبروت ملکي و قومي تھي جو ان فراعنہ کو حاصل تھي مگر قانون الہي کي خلاف ورزي و سرکشي نے بالآخر اسطرح نابود و فنا کرديا کہ آج انکے جمع کيے ہوے پتھر اور تراشے ہوے بت موجود ہيں ' ليکن نہ تو انکي عظمت ہے جسکے غرور باطل نے انہيں خدائے قدوس سے سرکش کرديا تھا ' اور نہ وہ قوت و حکومت ہي ہے جو خدا کے مظلوم بندوں کو اپنا غلام بناتي تھي اور انکے آگے خدا کي سي کبريائي کے ساتھہ تخت غرور و طغيان بچھا کر بيٹھتي تھي !

فاستكبر هو و جنوده في الارض بغير الحق و ظنوا انهم الينا لا يرجعون - فاخذناه و جنوده فنبذناهم في اليم ' فانظر كيف كان عاقبة الظالمين ! (۲۸ : ۳۱)

ترجمہ — فرعون اور اسکي فوج نے ملک ميں بغير حق و قانون کے بہت سرکشي کي اور سمجھے کہ مرنے کے بعد انہيں جوابدہي کيليے ہمارے سامنے نہيں آنا ہے - پس ہم نے فرعون اور اسکے گروہ کو اپنے عذاب ميں گرفتار کرليا اور دريا ميں غرق کرديا - نظر عبرت سے ديکھو کہ ظلم کرنے والونکا انجام کار کيسا ہوتا ہے ؟

قرباني کے مقدس بچھڑوں کے سر جنکے بت ديرالبحاري [مصر قديم] سے حال ميں ملے ہيں

پس فراعنہ کی عظمت و شوکت کے جسقدر آثار نکل رہے ہیں ' اسکے اندر ایک بہت بڑی عبرت و بصیرت پوشیدہ ہے ' اور انکا مطالعہ ان لوگوں کیلیے خاص اہمیت رکھتا ہے جو قرآن حکیم کے تمثیلی بیانات کے حقائق کے متلاشی ہیں - اسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایسی عجیب و غریب انسانی عظمتیں تھیں جنکے آگے شریعت الہیہ پیش کی گئی اور اسکی نافرمانی کے نتائج الیمہ سے ڈرایا گیا - پر انہوں نے سرکشی کی اور انکار کیا - پس فرزندی آئی اور دائمی ہلاکت کے قانون الہی کے وعید کو پیش کردیا - آج یورپ کی قوموں اور حکومتوں کو بھی مشرق کے مقابلے میں وہی حیثیت حاصل ہے جو فراعنہ کو بنی اسرائیل کے ساتھہ تھی -

(۲) یہ ایک تاریخی مبہم ہے کہ حضرت یوسف کے زمانے میں کون فرعون تخت مصر پر تھا جبکہ بنی اسرائیل مصر میں آباد ہوے ' اور پھر حضرت موسی کی پیدائش اس کے عہد میں ہوئی ' اور وہ کون تھا جسکا مقابلہ انسے ہوا اور بالآخر بحر احمر میں غرق ہوا ؟

اکثر علماء آثار مصریہ یقین کرتے ہیں کہ رمسیس ثانی ہی وہ فرعون تھا جسکے عہد میں بنی اسرائیل پر سب سے زیادہ مظالم ہوے : یسومونکم سوء العذاب : یذبحون ابناءکم و یستحیون نساءکم و فی ذلکم بلاء من ربکم عظیم -

اسکے حالات ہم مع ایک بڑے مرقع کے پہلے بھی شائع کرچکے ہیں ۔

لیکن وہ فرعون جسکے عہد میں حضرة موسی نے پرورش پائی ' بظن غالب امینوفس تھا - کیونکہ حال میں جو کتبے اسکے متعلق نکلے ہیں ' انسے اُن تمام بیانات کی تصدیق ہوتی ہے جو تورات میں بیان کیے گئے ہیں - ہم اس بارے میں تفصیلی بحث قصص بنی اسرائیل کے سلسلے میں کرینگے - صرف اسکے مجسمہ کا عکس آجکی اشاعت میں شائع کردیے ہیں - اسکے حالات میں آپ پڑھچکے ہیں کہ دریاے نیل کے کنارے یک مندر بنایا تھا اور اسکے بت کے اندر سے خود بخود آواز نکلتی تھی - تورات کے بیان سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے -

فراعنہ کی مقدس قربانی کے بچھڑوں کے دو سر جنکے مجسمے حال میں دریافت ہوے ہیں

(۳) گاے کی عظمت آرین اقوام کیلیے مخصوص سمجھی جاتی ہے - ہندوستان کے سوا ایران کے آثار سے بھی اسکا پتہ چلتا ہے لیکن علماء آثار کے سامنے اب مصر بھی آگیا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ یہاں بھی گاے کے وجود کو ایک خاص ناسوتی عظمت حاصل تھی -

(۴) تورات میں لکھا ہے کہ مصری اپنے مندروں میں بچھڑوں کی قربانی کرتے تھے - ان آثار میں قربانی کے دو بچھڑوں کی شکلیں موجود ہیں -

مسئلۂ قیام الہلال

مسئلۂ قیام الہلال جو کئی نمبروں میں شائع ہوا اور ہو رہا ہے ' ہر ناظر الہلال کیلیے اور خصوصاً خریداروں کیلیے نہایت رنجدہ ہے - کوئی خریدار ایسا نہوگا جو اسکے متعلق اپنی ایک ہی راے ظاہر کرنے کیلیے بیقرار نہو - میں اس قابل ہی نہیں ہوں کہ اس اہم مسئلہ کی نسبت کوئی راے ظاہر کروں -

لیکن جناب ان سب کو دیکھکر اور حالات قوم کو ملحوظ خاطر رکھکر اس سوال کا جواب عنایت فرمالیں کہ قیام الہلال کیواسطے حضرت کو مالی امداد کا لینا منظور نہیں - صرف اسقدر خواہش ہے کہ نئے خریدار جس سے جتنے ہو سکیں بہم پہونچاکر تعداد مقررہ پوری کردیجاے -

میں ہمیشہ اس نیک کام اور مقدس فرض کا ارادہ کرتا رہا ہوں - مگر ایک خیال میرے ارادہ اور ہمت کو بالکل پست کردیتا ہے - یعنی یہ نئے خریدار جو ہماری کوششوں کے نتائج ہونگے - دائمی ہونگے یا عارضی ؟

قوم کے حالات سے مجھکو دائمی ہونیکا یقین آتا ہی نہیں -

بلحاظ حالات کیا اسکا یقین ہو سکتا ہے کہ قوم ایسے مقدس و محترم رسالہ کی خریداری کو ترجیح دیگی - " مسٹریز آف لنڈن " اور " حسن کے ڈاکو " کو -

واللہ باللہ ایک صحیح اور سچے واقعہ کا شرمندگی کیساتھہ اظہار کرتا ہوں - ایک عنایت فرما کے روبرو قوم کا تمام دکھڑا رویا - الہلال کے حالات بیان کیے - اپنے قول کی تصدیق کیلیے اپنے پاس سے الہلال دو ایک روز رکھنے کیلیے جدا بھی کیا اور اوسکی مفارقت بامید انشاء اللہ گوارا کرکے اون حضرت کو دے بھی دیا کہ دیکھیے آپ مسلمان ہیں اور اس رسالہ کی مقدس و پاک تعلیم سے بے بہرہ - آجکل کونسا مسلمان روزانہ یا ہفتہ وار تلاوت اور مطالعہ تصنیفات کرتا ہے - اس رسالہ میں یہ سب چیزیں اس خوبی سے آپکے روبرو پیش کی جاتی ہیں کہ آپ گھنٹوں اور دنوں ان مضامین کو پڑھیے - مگر نہ تو دل رکتا ہے اور نہ ہی طبیعت کو سیری ہوتی ہے -

تین روز امید و بیم کی حالت میں کامیابی و ناکامیابی کے تصور میں کٹے - اسکے بعد ان حضرت سے جا کر دریافت کیا تو انہوں نے جوابدیا کہ " ابھی تو مجھے سٹرٹیز آف دي کورٹ آف لندن کی ضرورت ہے جسکا استہار الہلال میں شائع ہونا ہے پہلے وہ منگوا دیجیے " مجھکو سکته ہو گیا -

اب بتلایئے که جس قوم کی یه حالت ہو ' اس قوم کی نسبت کیونکر یقین ہو سکتا ہے که دائمی خریداری قبول ہوگی - پہلے مجھے اسکا خیال ہی خیال تھا ' اب واقعه مذکورہ بالا سے یقین ہو گیا -

آپ الهـــلال کی قیمت میں ایک پائی کا اضافه منظور نه فرمائیے - مگر جو صاحبان اولوالعزم خود اضافـه کرنا چاہیں ' آپ کیوں انہیں روکتے ہیں ؟ کیا یه ممنوع ہے ؟ قاعدہ کی بات ہے که جو شخص جس سے خوش ہوگا یا بدله اوتھا ایگا اسکے قیام و بقا کا بھی خواہشمند ہوگا ' اگر اضافۂ قیمت الهـــلال کا منظور ہے تو وہ طریقـه بتـلایے جس سے دائمی اور قابل اعتماد خریدار الهـــلال کیواسطے با ایںهمه اوصاف اس قوم کے مجھکو دستیاب ہو سکیں ' اور ان پر پورا بھروسه بھی ہو سکے - فقط

راقم طالب جواب - نمبر ۲۸۳ - حیدر آباد دکن

دو ہزار نئے خریدار پیدا کرنیکی کوشش کے متعلق آپکا اطلاع نامه دیکھکر بہت جی چاہا که میں بھی اسمیں حصه لوں ' مگر خوبی قسمت سے ہمارا خاندان لوگونکی نظروں میں ایسا مبغوض ہے که کسی پر کچھه اثر نہیں ہوسکتا - دوگنی قیمت پر ایک پرچه خریدنا آپ کے منشا کے خلاف ہے - لہذا یه صورت ہو سکتی ہے که ایک اور پرچه اپنے ہی نام پر جاری کراؤں اور اوسکی قیمت کے آٹھه روپیه ادا کردوں - لہذا اس خط کے دیکھتے ہی ایک اور پرچه میرے نام بذریعه ویلو روانه فرما کر آٹھه روپیه وصول فرمالیں ' اور دونوں پرچے ایک ہی پیکٹ میں یا علحدہ علحدہ جیسا مناسب ہو ارسال فرماتے رہیں - عین نوازش ہوگی -

ابراہیم ولد شیخ صاحب مدعو ار نونڈي بمبئی

الهـــلال :

جزاکم الله - آپکی محبت دینی اور جوش ملي کا شکر گذار ہوں - لیکن اسے کیونکر گوارا کروں که آپ نقصان اٹھا کر بیکار دوسرا پرچه خریدیں ؟ افسوس ہے که آپکی فرمائش کی تعمیل نه کی جا سکی -

سردست پانچ خریدار حاضر ہیں - انشاء الله ۲۵ خریداروں تک عنقریب اپنی سعی کو پہنچاؤنگا - سخت نادم ہوں که بعض کاروباری جھگڑوں کی وجه سے دیر ہو گئی -

سید طہور حسن - ضلع محبوب نگر - دکن -

اطـــلاع ثـانيّ

چند غیر معمولی وجہوں سے انجمن اصـلاح المسلمین - قصـبه گنیشپور - ضلع بستی نے اپنی جلسه کے تاریخ میں بجائے ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - مئی سـنـه ۱۹۱۴ ع کے ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - مئی سنه ۱۹۱۴ ع قرار دیا ہے - استدعا ہے که برادران اسلام شریک ہوکر اراکین انجمن کو موقعه شکر گذاری عطا فرمالیں -

ابو محمد - ابوالاعجاز - عرشي - سکریٹری -
انجمن اصلاح المسلمین قصبه گنیشپور -
ضلع - بستی - پوسٹ صدر - یو - پی

قابل توجه عمـــوم مسلمـــانان هنـــد

ملک میں مدت سے ترقي کا غلغله بلند تھا - اخبار بھي جاري تھے اور اپنے اپنے حوصله کے موافق قوم کي خدمت کیلیے جد و جہد میں مصروف تھے - مذہبی ' علمي ' اور پولیٹیکل مجلسوں کو ناز تھا که قومی فلاح و بہبودي کا حل صرف انهي کي کوششوں پر منحصر ہے - یه سب کچھه تھا مگر قوم پر بیہوشي کي ایک کیفیت طاري تھي - آسکا مستقبل نہایت تیرہ و تار ہو رہا تھا - ہر طرف سے مشکلات احاطه کیے ہوے تھے - نه لیڈران قوم هي اپنے فرائض سے آگاہ تھے اور نه قوم هي یه جانتي تھي که لیڈروں سے کسطرح کام لیا جاتا ہے - افراد قوم کے دلوںمیں تخم عمل کي کاشت تو کیگئي تھی مگر بر وقت آبیاري کے نہونیکی وجهه سے شجر عمل نمودار ہوکر خشک ہوچکا تھا -

یکایک رفتـار زمانه نے کروٹ بدلی - پولیٹکل حقوق کے حصول میں پوري قوت صرف کیجانی لگی - قوم کو اپنی قوت کا اندازہ ہوگیا - شجر عمل جو خشک ہوچلا تھا اب ترو تازہ ہو چلا - بظاہر اس فوري انقلاب کي کوئی صریح وجهه معلوم نہیں ہوتي - قوم کے طرز عمل میں ایک کوئی عظیم الشان تبدیلي واقع نہیں ہوئی ہے ' اور لیڈروں نے اپنے پروگرام میں بھی کچھه تغیر نہیں کیا ہے - اب بھي ہمارے خیالات اسي آب و ہوا میں نشو و نما پا رہے ہیں جسمیں که اس سے پہلے نشو و نما پاتے تھے - ہاں اتنی تبدیلي ضرور ہوئی ہے که سنه ۱۹۱۲ ع سے دعوت صداقت الہلال کی شکل میں نمودار ہوئي جسنے قوم کے دلونسے وہ زنگ دور کردیا جو برسونکی جمود اور غفلت نے پیدا کر رکھا تھا ' اور جسکی پر تاثیر تحریرات نے اہل ملک کے دلوں کو مسخر کر ڈالا - ہر دل نے نہایت خلوص کیساتھه اسکا خیر مقدم کیا اسکے ایک ہاتھه میں مذہب اور دوسرے میں سیاست تھی - اسنے ان دونوں میں ایسی تطبیق کي که ارباب دانش و علم و فضل کو بھي سوائے تسلیم کے چارہ نرہا - استبداد اور غلامي کی نوجهل بیڑیوں سے قوم کے پاؤں آزاد ہوگئے ' اور حریت اور مساوات کا سبق ہر متنفس کي زبان پر جاري ہوگیا - اگر یه سچ ہے تو اے برادران ملت ! کیا تم نہیں چاہتے که اس دعوت الہي کا سلسله اسیطرح جاري رہے ؟ اور کیا تمہیں اب اسکي ضرورت نہیں رہي ؟

گو یه بالکل سچ ہے که الہلال نے اپني پہلی منزل طے کرلي ہے مگر ابھی اسکو اور کئي منزلیں طے کرنا ہے ' اور ایسے صدہا معاملات ہیں جنکي رہنمائي کیلیے صرف الہلال هی کي ضرورت ہے - اگر ہمدے مثل دیگر امور کے الہلال کے معامله کو بھي طاق نسیان کے سپرد کردیا تو اپنے ہاتھوں ایک ایسے قابل قدر شی کو کھو دینگے جسکی تلافي شاید آئندہ کبھی نه ہوسکے -

خاکسار محمد عبد الله - سکریٹري انجمن اصلاح تمدن - ناندیر دکن

مسئله قیام الہـلال کے آخري فیصله سے موثر ہوکر اور اہل جزاء الاحسان إلا الاحسان کے حکم کي تعمیل کرتے ہوئے ملتمس ہوں که بالفعـل مفصل ذیل چار اصحاب کے نام پرچـه موصوف بذریعه وي - پي روانه فرما دیں -

ایسے بے ریا اور حق پرست رساله کي جو سر بسر قرآن پاک کے احکام کي تعمیل کی دعوت دیتا ہے جان و دل اور ایمان و ارواح سے خدمت کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں -

حکیم محمد اشفاق - ہاسپٹل اسسٹنٹ - ہاتھي دروازہ - امرتسر

افسوس اور سخت افسوس ! الہلال کا پرچہ ہمیشہ باعث دلجمعی خاطر ناشاد و مونس و ہمدم تنہائی ثابت ہوا ، وہ ایک قومی و مذہبی اخبار اور دینی واقفیت کا مجموعہ ، معلم انشا پردازی و مضمون نگاری ، کلام الہی کا ترجمان ، مذہب اسلام کو از سر نو زندہ کرنیوالا ، مسلم آبادی کا پاسبان ، اور نور بخش چشم مومنین و مسلمین ہے لیکن اس ہفتہ کے نمبر نے وہ جانکاہ خبر سنائی جس نے دل ہلا دیا اور دماغ کو پریشان کر دیا ۔

یقین فرمائیں کہ اس آخری نمبر کے دیکھنے سے وہ بے چینی ہوئی ہے کہ بغیر اپنا فرض ادا کیے ہوئے کسی طرح نہیں رہونگا اور ہفتہ عشرہ میں ضرور دو چار خریدار پیدا کر کے حاضر کرونگا - ساتھہ ہی نہ بہتر ہوگا کہ الہلال کی سالانہ قیمت میں بھی کچھہ اضافہ کر دیا جائے - انشاء اللہ اعلان کے ہوتے ہی بندہ سب سے اول زر بکف نظر آئیگا -

الراقم حافظ عبد الغفار عفی عنہ
سوداگر چرم دہلی دروازہ - اجمیر

آج کا پرچہ دیکھکر از حد رنج و غمگینی و پژمردگی پیدا ہوئی - جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ جبتک دو ہزار خریدار نئے پیدا نہوں الہلال کا جاری رہنا مشکل ہے - جو کچھہ آپنے فرمایا ہے بجا ہے - کیونکہ بنسبت اوروں کے جناب پر اسکا بوجھہ بڑی بہت بھاری ہے - مہینے پہلے ہی خدمت اقدس میں عرض کیا تھا کہ حسب حیثیت خاکسار کی پیشکش کو منظور فرماویں - میری طرف سے آپ آیندہ پرچہ میں درج کر دیں کہ نئے خریدار جہاں تک ہو سکے پیدا کیے جائیں ، مگر جن جن صاحبوں کی خدمت میں پرچہ پہونچتا ہے وہ فی الحال بجائے آٹھہ روپیہ سالانہ کے ۱۶ روپیہ ادا کریں ، بواپسی ڈاک جناب ایک پیسے کا کارڈ تحریر فرماویں تو بندہ نہ سال جو شروع ہوا ہے اسکے باقی ۸ روپیہ جناب کی خدمت میں روانہ کر دے -

حکیم ملک امام الدین کئے رای شفاخانہ مقیم - قصور

الہلال کی ششماہی مجلدات

قیمت میں تخفیف

الہلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھہ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو ، اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کر دی گئی ہے -

الہلال کی دوسری اور تیسری جلد مکمل موجود ہے - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھہ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں -

(منیجر)

نظارۃ المعارف دہلی کی مجوزہ تحریک

اسوقت اسلام اور مسیحیت میں جو زبردست اور خطرناک معنوی معرکہ آرائیاں ہو رہی ہیں انہیں دیکھکر بلا شبہہ یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ چند دنوں کے بعد ان دونوں مذہبوں میں سے کسی ایک کا مطلع دنیا ضرور مکدر ہونے والا ہے - خصوصاً فرزندان اسلام کی باہمی جنگ و جدال اور نا اتفاقی - پھر اسلام اور اوسکی اشاعت سے بے توجہی اور اصلاحی قوت کو بے موقع و محل صرف کرنے اور غیر ضروری مواقع پر حمیت و غیرت کے جوش دکھلانے اور اسلام پر زر و مال کے نثار کرنے میں بخل اور تنگ نظری سے کام لینے کے مشاہدات و واقعات - ان سبکو مد نظر رکھنے سے معاملہ کی صورت اور زیادہ خطرناک ہو جاتی ہے -

ایسے عہد پر آشوب میں اگر فرزندان اسلام کی مذہبی رگوں میں غیرت و حمیت کا خون جوش مارے اور اونکو جان و مال سے اپنے مذہب و ملت کی حمایت اور اشاعت پر آمادہ کر دے ، تو ایسے پر جوش اور غیور مسلمانوں کا تہہ دل سے خیر مقدم ادا کرنا ضروری ہے - مدینہ بجنور مورخہ ۲۶ ربیع الاول میں " بلاد عربیہ میں اشاعت اسلام " کا عنوان دیکھکر مجھے نہایت خوشی ہوئی - خصوصاً جب اس اہم تحریک کو ایک عالم مذہب کے دماغ کا نتیجہ کہا جاتا ہے ، اور پھر قوم کے اون افراد کو جنکے قبضہ میں موجودہ مسلمانان ہند نے ایک مقتدر طبقہ کی باگ سمجھی جاتی ہے ، اس تحریک کا نہ صرف موید بلکہ سر پرست بتایا جاتا ہے -

لیکن اسوقت ہم نہایت بے تعصبی اور نیک نیتی سے مولانا عبید اللہ صاحب اور قوم کے ان برگزیدہ افراد کو جنکا نام نامی ہم اس تحریک کے مویدین اور سر پرستوں میں لکھا ہوا دیکھتے ہیں ، مخاطب کرکے چند سوالات کرنا چاہتے ہیں ، اور اس تحریک کے بعض پہلوں پر آزادی مگر حق پرستی سے نظر ڈالتے ہوئے یہ دریافت کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ کیا اشاعت اسلام کے تمام پہلوؤں پر غور کر لینے کے بعد یہ تحریک قوم کے سامنے پیش کی گئی ہے ؟

اس وقت جو تحریک مسلمانوں سے ایکئی ہے وہ انگلستان میں خواجہ کمال الدین کی تحریک اشاعت اسلام کو تقویت پہونچانے کیلیے مسٹر انیس احمد و ڈاکٹر محمد علی شاہ کا بھیجا جانا ہے جنکے دو سالہ صرفہ کی مقدار بیس ہزار روپیہ بتائی گئی ہے - اس تحریک میں مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں :

(۱) یہ تحریک بذاتہ کیسی ہے ؟ یعنی مسٹر انیس احمد و ڈاکٹر محمد علی شاہ کو لنڈن میں خواجہ کمال الدین کے ساتھہ ملکر کام کرنے کیلیے بھیجنا چاہیے یا نہیں ؟

(۲) مسٹر انیس احمد و ڈاکٹر محمد علی شاہ اپنی مفوضہ خدمت کو پورے طور پر انجام دیسکنے کے قابل ہیں یا نہیں ؟

ان سوالات پر غور کرنے کیلیے پہلے ایک اور سوال کا جواب دے لینا چاہیے یعنی اس وقت لنڈن یا دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام

کرنی چاهیے یا نہیں ؟ اسپر مختلف حیثیتوں سے نظر کیجا سکتی ہے - ایک مسلمان سب سے پہلے اس مسئلہ کو مذہبی نقطۂ نگاہ سے دیکھیگا ' اور دامین الہیہ و اسوۂ حسنۂ محمدیہ (صلی اللہ علیہ و سلم) کا بنظر امعان مطالعہ کریگا کہ اُن سے ہم کو اسباب میں کیا سبق ملتا ہے ؟ قرآن مجید اس بارہ میں ہمکو جو تعلیم دیتا ہے ' وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے انسان اپنے نفس کا تزکیہ کرے - خصائل ستودہ سے اپنے قلب کو پاک کرے - اخلاق حسنہ کے زیور سے آراستہ ہو ' عقائد کو الحاد ' زندقہ ' اعتزال و دیگر مہلکات ایمانیہ سے منزہ کرے ' اعمال کو خدا و رسول کی طاعت گذاری کے سانچے میں ڈھالکر اسلام کا نمونہ بنجائے " یا ایها الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم " (مسلمانوں تم اپنی خبر رکھو - دوسروں کا گمراہ ہونا تم کو نقصان نہیں پہونچا سکتا اگر تم ہدایت پر ہو -)

اپنے نفس کی اصلاح کے بعد اپنے اہل و عیال اور خویش و اقارب کی اصلاح اور دعوت کا درجہ ہے - " قوا انفسکم و اهلیکم نارا " اسکے بعد قبیلہ اور برادری کی اصلاح کیطرف متوجہ ہونیکی ضرورت ہے " و انذر عشیرتک الاقربین " اور جب اُن کے انذار اور تبلیغ سے فرصت ملے تو خاص اپنے ملکی بھائیوں اور ہمسایہ اقوام کا حق ہے کہ اُن کو راہ راست پر لانیکی کوشش کیجائے - اُن سب کے بعد یہ مرتبہ ہے کہ " و ما ارسلناک الا کافة للناس " (اور آپ کو ہمنے تمام لوگوں کے واسطے رسول بنا کر بھیجا ہے)

پس آج جو مسلمان اپنے رسول کے اس منصب عظمی کی خلافت کا دعوی دار ہو ' اوسپر فرض ہے کہ سنت نبویہ و طریقہ محمدیہ کی حبل المتین کو ہاتھہ سے نہ چھوڑے - ہندوستان کا مبلغ سب سے پہلے اپنے اور اپنے والدین اور عزیز و اقارب کے مسلمان بنانے کیطرف متوجہ ہو اور پھر ہندوستان میں اپنی قوت جد و جہد کو صرف کرے - جو حضرات اسوقت تبلیغ اسلام کے لیے کمربستہ ہوے ہیں (خدا اونکی ہمت میں برکت اور نیت میں خلوص عطا فرماوے) وہ ہمیں یہ تو بتائیں کہ کیا ہندوستان میں آنکو اپنے مذہبی فرائض سے فراغت ہوگئی ' جو وہ لندن یا جرمنی کی زمین ناپنے کو آگے بڑھے ہیں ؟

اس تصریح سے ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ تبلیغ اسلام کا دائرہ وسیع نکیا جاوے ' اور کبھی ہندوستان سے باہر قدم نہ نکالا جائے - بلکہ ہندوستان میں جن انجمنوں ' جن تعلیم گاہوں ' اور جن افراد کے ذریعہ یہ مبارک کام انجام پارہا ہے ' پہلے اونمیں اتنی قوت کا مجتمع کر دینا ضروری ہے کہ پورے پیمانہ پر وہ اپنا کام کر سکیں ' اور اونکے تمام سامان و وسائل مہیا ہو جائیں ' پھر اُسکے بعد جو حضرات واقعی اس کام کے قابل ہوں وہ شوق سے دیگر ممالک میں جا کر اپنی خدمت انجام دیں ورنہ :

تو کار زمیں را نکو ساختی * کہ با آسماں نیز پرداختی

کے مصداق ہونگے -

تیسرا امر کہ خواجہ کمال الدین کے ساتھہ ملکر کام کرنا چاہیے یا نہیں ؟ تو اگر لندن میں تبلیغ اسلام کی ضرورت تسلیم کر بھی لی جاوے جب بھی خواجہ کمال الدین کی ماتحتی میں کام کرنا اسلامی تحریک کے پردہ میں قوم کو کسی دوسری مذہبی قوت کی حمایت پر آمادہ کرنا ہے - خواجہ کمال الدین قادیانی ہیں - اور علماے اسلام کے نزدیک قادیانی طبقہ کا جو درجہ ہے وہ سب کے آگے روشن ہے -

اسلام کا دائرہ بہت وسیع ہے مگر اسکے یہ معنے نہیں کہ اوسمیں الحاد ' زندقہ ' کفر ' ارتداد ' بد دینی ' تمام امور داخل ہوسکتے ہیں - اسلام نے آزادی اور یسر کی تعلیم دی ہے ' مگر جس آزادی اور یسر کی تعلیم دی ہے ' وہ یہ ہے کہ انسان بندوں سے آزاد ہوجائے - نفس کے شکنجے سے چھوٹ جائے ' اور صرف خداے واحد کا نیازمند رہکر جائز طرق سے ضروریات زندگی حاصل کرے اور صرف اوسی کی عبادت و اطاعت میں مصروف رہے - آزادی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس مذہب و ملت کی کوئی بات اپنی خواہش کے موافق پسند آجائے ' اوسکو اسلام میں داخل کرکے ہم بیفکری سے اُسکے عامل بنجاویں -

ناظرین اب آپ اپنی توجہ کو اسطرف مبذول فرماویں کہ مسٹر انیس احمد و محمد علی شاہ جو اس کام کے لیے منتخب کیے گئے ہیں ' وہ اس خدمت کو کہاں تک انجام دینے کے قابل ہیں ؟ ۷ - جنوری سنہ ۱۹۱۳ع کے انسٹیٹیوٹ گزٹ علیگڈہ میں " تبلیغ اسلام کانفرنس " کے عنوان سے جس جلسہ کا حال شائع کیا گیا ہے ' اوس میں مسٹر انیس احمد ' ڈاکٹر محمد علی شاہ ' و خواجہ عبد الحی (اُونکی موجودہ جماعت کے ایک رکن ہیں) کے علمی حالات کو بیان کرتے ہوئے بعض حاضرین جلسہ کے ریمارک پر خود اپنا حال اسطرح بیان کرتے ہیں کہ " میں بھی مذہبی تعلیم پا چکا ہوں - علیگڈہ کالج کا گریجوئیٹ ہوں اور کانفرنس اور کالج دونوں جگہ سے تقریر و تحریر میں اول درجہ کے دو طلائی تمغے حاصل کر چکا ہوں "

چونکہ یہ حالات مسٹر انیس احمد صاحب نے خود اپنی زبان سے بیان فرماے ہیں اسواسطے اسی کو نقل کرنا میں نے مناسب سمجھا - میں بھی مسٹر انیس احمد صاحب سے اچھی طرح واقف ہوں - اُونکی علمیت اور قابلیت کی مجھے بخوبی اطلاع ہے - مسٹر موصوف فرماتے ہیں کہ میں مذہبی تعلیم پا چکا ہوں - مگر دیا وہ بتلائیں کہ کہاں تعلیم پاچکے ہیں ؟ کیا چند دنوں تک مدرسہ عالیہ دیوبند میں قیام کرنے اور صرف میزو پنج گنج تک عربی پڑھ لینے اور پھر مولانا عبید اللہ صاحب کے ساتھ چند روز رہکر کوئی شخص مذہبی تعلیم یافتہ بن سکتا ہے ؟ وہ قرآن کی ایک آیت کا بھی صحیح ترجمہ نہیں کر سکتے مگر اوسیقدر کہ اُردو داں مترجم قرآن کو دیکھکر کرسکتا ہے - اسی حدیث سے وہ واقف نہیں - کوئی معمولی سے معمولی مسئلہ وہ نہیں بتا سکتے ' اور پھر بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مذہبی تعلیم پا چکے ہیں - مسٹر انیس احمد گریجوئیٹ تو واقعی ہیں مگر جس چیز کی بڑی ضرورت ہے اُس میں ابھی ناقص ہیں -

کانفرنس و علی گڈہ کالج سے تحریر و تقریر میں اونکو طلائی تمغے ملے ہونگے - مگر قوم کو اس سے کیا فائدہ پہونچا ' اور اس تبلیغ و اشاعت کے کام میں اس سے کیا اہمیت پیدا ہوگی ؟

خاکسار محمد نور الہدی قدس - دربھنگوی

ہندوستانی دوا خانہ دہلی

مکتوب لندن

مسلمانوں کا ڈیپوٹیشن

از مشیر حسین قدوائی اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا - بزیل لندن

کون کہتا ہے کہ مسلمانوں میں اختراعی قابلیت باقی نہیں رہی؟ اُس سے کہو کہ مسلمانوں کی اس جدت طرازی کو دیکھے کہ محض اظہار وفاداری و عقیدت کیشی کے لیے ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے نکلے اور جوانوں کا ایک ڈیپوٹیشن مرتب ہوا - کیسا اختراع اور کیسا حسن انتظام؟ پھر کس صنعت سے مرصع کاری کی؟

ایڈریس کے لکھنے والوں کو اس طباعی و صورت آفرینی کا خود بھی غرور ہے اور فخر کے ساتھ اسکا ذکر کیا ہے کہ یہ ہم نے ایک غیر معمولی بات کی ہے ' اور محض اسلیے کی ہے کہ کوئی چیز ہمکو اس سے زیادہ عزیز نہیں کہ ہماری وفاداری تسلیم کی جائے

عام خیال تھا کہ خدا کی تمام خلقت میں صرف ایک ہی قسم کے جانور کو یہ بے غیرتی بخشی گئی ہے کہ اسکا مالک اسے چاہے جوتیوں سے مارے' تب بھی وہ قدموں ہی پر لوٹتا رہیگا - یہ خیال اس حد تک ایشیائیوں پر غالب ہوا کہ عرب کتے کو اس خصلت کے باعث بد ترین مخلوق سمجھنے لگے - انکے نزدیک دوسرے جانور بھی اس انتہائی وفاداری کے جوش سے معرا ہیں -

لیکن کچھ زمانہ ہوا کہ ایک ایسے وجود نے جسکے عقیدت کیش اسے اشرف المخلوقات میں بھی اشرف تر شمار کرتے تھے' ہندوستان میں ایسی ہی وفاداری کو رواج دیا ' اور بہت سے انسان نماؤں نے اسکو اختیار کیا - بلکہ اُس طبقہ اشرف المخلوقات کی یہ پالیسی ہی قرار پاگئی' جسکو سب سے زیادہ واقعی اشرف و ممتاز ہونا چاہیے تھا اگر وہ اپنے مذہب کا واقعی پابند ہوتا -

اب تھوڑے عرصہ سے یہ خیال ہو چلا تھا کہ وہ طبقہ اپنی حالت سے کچھ نہ کچھ باخبر ہو گیا ہے' اور اپنے شعار حقیقی پر چلنے کا ولولہ کچھ نہ کچھ اسمیں آچلا ہے - لیکن اس نئی اپچ نے ثابت کردیا کہ وہ خیال غلط تھا -

جو شخص ایڈریس پر دستخط کرنے والوں کی فہرست پڑھیگا اُسے کم حیرت نہ ہوگی - اسلیے کہ اُسمیں بعض بعض ایسے نام بھی ملینگے جو اپنے کو سگان وفا پیشہ کی جگہ شیران سربلند کا ہم نیستان سمجھتے تھے - مگر بقول غالب :

> میرے تغییر رنگ پر مت جا
> انقلابات ہیں زمانے کے

میں نے ایڈریس کو غور سے پڑھا ' مگر مجھے اُسمیں ایک جملہ ' ایک لفظ بھی ایسا معلوم نہ ہوا جس سے میں یہ قیاس کرسکتا کہ یہ مسلمانوں کا ایڈریس ہے - بہت سے لوگ تو اُسمیں ایسے تھے جنھوں نے یہ سن لیا ہوگا کہ رسول اللہ صلعم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اگر حبشی غلام بھی مسلمانوں پر حکمران مقرر ہو تو اسکی بھی اطاعت اُنھیں کرنا چاہیے(۱) - یہ حدیث انکے نزدیک انکی ہر طرح کی وفاداری کو جائز کردیتی ہے' بلکہ بحیثیت مسلمان ان پر فرض کردیتی ہے - ایسے خوش عقیدہ مگر جہالت مآب شرکاء وفد معذور تھے ' اور ان سے باز پرس کی کوئی وجہ نہیں - دعا ہے کہ خدا اُنکی جہالت کو دفع کرے - لیکن میں اُن شخصوں میں شمس العلماء اور فرنگی محلیوں کو بھی پاتا ہوں' اور ان سے پوچھتا ہوں کہ انھوں نے ایڈریس کا ترجمہ سن لیا تھا کہ نہیں؟ انکو اگر بھول گیا ہو تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ یاد دلاتا ہوں - جب آپنے لوگوں سے کہا کہ اگر میں کجروی کروں تو تم میرے ساتھ کیا برتاؤ کروگے؟ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہم تمکو تکلے کی طرح سیدھا کردینگے - یہ اسلامی وفاداری تھی!

کیا میرے مخدوم مولانا عبد الباری صاحب اور شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی صاحب کو بھی اُس وفاداری کا حال معلوم نہ تھا جسکی خدا قرآن میں تعلیم دیتا ہے' اور جسکی رسول خدا نے اور اصحاب رسول نے اپنے اقوال و اعمال سے تعلیم دی تھی؟

کیا وہ وہی وفاداری تھی جسکا ذکر ایڈریس میں تھا' اور جسپر ان حضرات نے دستخط کیے تھے؟

مولانا ابو الکلام نے الہلال میں اسپر تعجب کیا ہے کہ لارڈ ہارڈنگ نے اسلام کے ارکان میں سے خداے واحد کی پرستش کے ساتھ بادشاہ کی وفاداری کیوں قرار دی؟

میں اُنسے کہتا ہوں کہ وہ اسکا جواب اپنے سے مانگیں - اور نہیں تو مولانا شبلی نعمانی وغیرہ تو ضرور دیں - انھیں لوگوں کے دستخطوں نے دھوکا دیا - اللہ ان پر رحم کرے - میں کہتا ہوں کہ ایڈریس کے ایک لفظ سے بھی یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ یہ واقعی مسلمانوں کا ایڈریس ہے - لارڈ ہارڈنگ کو صد آفریں کہ انکے جواب سے اس بات کی کچھ بو آتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ایڈریس کا جواب دے رہے ہیں - کم سے کم انکے آخری جملہ کے اُس حصہ سے تو ضرور' جہاں اُنھوں نے مسلمانوں کے خاص شعار خدا کی وحدانیت کا اشارہ کیا ہے - مگر ایڈریس میں تو کہیں اسکا بھی اشارہ نہیں ہے -

لارڈ ہارڈنگ نے خود ہی مقدس مقامات اسلامی کی حرمت و عزت کا بھی ذکر کیا ہے - مسلمانوں کا ایڈریس کسی ایسے ذکر سے بھی خالی ہے!

مجھے ایڈریس کے دستخط کرنے والوں میں جہاں بہت سے ناموں کے نہ ہونے پر تعجب ہوا وہاں کم سے کم دو ناموں کے ہونے پر تو بڑا ہی تعجب ہوا - وہ دو نام یہ ہیں :

(۱) مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محل -

(۲) شوکت علی صاحب معتمد خادم الخدام انجمن خدام کعبہ -

مجھے اِن دو ناموں پر تعجب خاصکر اسلیے ہوا کہ یہ انجمن خدام کعبہ کے عہدہ دار ہیں -

مولانا عبد الباری صاحب کے نام کے آگے انکا عہدہ نہیں لکھا گیا ہے - اسلیے میں اسپر زیادہ چیں نہیں کرتا - بحیثیت فرنگی محل کے ایک عالم ہونے کے اگر اُنھوں نے اسکا ارادہ کرلیا ہے کہ وہ اس قابل عزت جگہ کی بے عزتی کریں تو اُن لوگوں کو افسوس ضرور ہوگا جو فرنگی محل کو ہمیشہ عزت کی نظر سے دیکھتے رہنا چاہتے ہیں - کاش وہ مولانا ناصر حسین صاحب اور دیگر شیعہ مجتہدین و علماء ہی سے سبق لیتے' جنمیں سے ایک کا نام بھی دستخط کرنے والوں میں نہیں ہے - مجھے مولانا عبد الباری صاحب پر بہت افسوس ہے - مگر میں شوکت علی صاحب پر اس سے بھی سخت اعتراض کیے بغیر نہیں رہ سکتا ' اسلیے کہ انھوں نے اپنے نام کے آگے معتمد خدام الکعبہ لکھنے کی دلیری فرمائی ہے -

جسوقت انھوں نے انجمن خدام الکعبہ کی خدمت کا حلف اُٹھایا تھا اور عہدے دار مقرر ہوے تھے ' اُسوقت میں یہ سمجھتا تھا کہ وہ اُسوقت تک تو انسان کی رضا جوئی سے مستغنی ہو جائینگے جب تک کہ وہ اِس انجمن کے عہدے دار ہیں -

[۱] قطع نظر اس حدیث کی حقیقت و اصلیت کے' اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ حبشی غیر مسلم بھی ہو؟ کیا ایک حبشی مسلمان حکمراں نہیں ہوسکتا؟ [الہلال]

افسوس که اونهوں نے نه صرف میرے خیال کا بطلان کیا بلکه انجمن خدام الکعبه کی عزت کو بهی اپنے اس فعل سے گزند پهنچانا چاها -

انجمن خدام الکعبه کے ممبر کو اور سب سے زیاده اسکے عہدے داروں کو بحیثیت اسکے ممبر هونے کے سوا خالق مطلق کی رضا جوئی کے اور کسی دنیاوی حاکم کی رضا جوئی سے واسطه نہیں هے - وه دنیاوی حاکم خارج بحث هی نہیں - چاهے رشاد خامس هی کیوں نه هوں

ارکان انجمن خدام الکعبه کو اس سے بحث هی نہیں هونا چاهیے که اس کام کے انجام دینے میں جسکا اونهوں نے حلف اوٹهایا هے اور عہد کیا هے، کسی حاکم دنیوی کی وفاداری هوتی هے یا غیر وفاداری اور وه کسی ایسے کاغذ پر تو دستخط کر هی نہیں سکتے جسمیں غیر مشروط وفاداری کسی حاکم دنیوی کی هو، اسلیے که ممکن هے، اونکا حلف اور عہد خدمت حرمین اوس کے خلاف کبهی مجبور کرے - بحیثیت ممبر انجمن خدام الکعبه اونکو سیاست سے واسطه هی نہیں هے - بلکه اونکی حیثیت صرف مذهبی هے جسمیں انسان کی وفاداری و غیر وفاداری کا کوئی سوال هی نہیں - سوال هے تو صرف خدا کی وفاداری کا، اور خانه خدا کی وفاداری کا -

بحیثیت اونکے علی گڈه کے متعلم هونے کے یا اولڈ بوائز اسوسیشن کے سکرٹری هونے کے - یا مسٹر محمد علی صاحب کے بهائی هونے کے، یا کسی دوسری صورت کے، مجهے شوکت علی صاحب کے دستخط کرنے پر مطلق کوئی اعتراض نہیں هے - میں صرف خدام کعبه کو رونا هوں -

میں هرگز انجمن خدام الکعبه کے مبارک نام کو اسطرح ذلیل هوتے نہیں دیکهه سکتا، اور اپنی آواز ضرور بلند کرتا هوں - اونکو چاهیے که اسکا اعلان کردیں که وه انجمن خدام الکعبه کے معتمد کی حیثیت سے نہیں شریک هوئے، بلکه کسی دوسری حیثیت سے - انجمن خدام الکعبه کے ممبر یا عہدے دار کی حیثیت خدا کی رضا جوئی کو سب سے مقدم گردانتی هے، اور کسی کی پروا نہیں کرتی -

میں اونسے به ادب یه بهی عرض کرونگا که جہاں انهوں نے اس ایثار نفس اور محنت سے اس انجمن کی خدمت کی هے جو اونهوں نے عالم کی، وهاں اب وه اس تذبذب اور خدشه سے بهی اپنے کو پاک کرلیں جو ابهی کبهی اونسے ظاهر هوجاتا هے -

اونهوں نے اور اور ممبروں نے ایسے مسئلے بهی اپنے پیش نظر کرلیے هیں که آیا گورنمنٹ کی رعایا دوسری گورنمنٹ کو مالی مدد قانوناً دیسکتی هے یا نہیں : وه ایسے معاملات کو گورنمنٹ سے رجوع کرنا چاهتے هیں، اور شاید اسی لالچ میں وه بحیثیت معتمد کے والسرائے کے سامنے گئے بهی، اور کامریڈ سے معلوم هوتا هے که اس معامله میں انجمن خدام الکعبه کے بعض ممبر والسرائے کے جواب سے بہت خوش هوئے -

میں اونسے اور اپنے سب بهائیوں سے عرض کرتا هوں که اگر اونکو کامیابی حاصل کرنا هے تو وه پہلا کام یه کریں که اپنے کو اس قسم کے تمام خرخشوں سے بری کرلیں - بلکه انکا خیال بهی نه لاویں -

همارے سامنے ایک هی مقصد هے جو همارا مذهبی مقصد هے - اس مقصد سے همکو کوئی قوت الگ نہیں کرسکتی -

اب همکو اسکی فکریں کیوں هوں که هماری گورنمنٹ کیا کہیگی یا عثمانی دولة کیا کہیگی ؟ یا کوئی قوم کیا کہیگی ؟ راستی، صفائی، مضبوطی سے همکو اپنے مقصد کے پیچهے رهنا چاهیے - اور اپنے خدا پر بهروسه رکهنا چاهیے - میں جانتا هوں که انگریزی قانون یا قانون بین الاقوام کعبه کی خدمت و حفاظت کے لیے ترکوں کو روپیه دینے سے باز نہیں رکهسکتا - لیکن بفرض محال اگر یه قوانین همکو باز رکهنا بهی چاهیں پهر بهی کیا هم باز رهجاوینگے ؟ کیا همارا حلف اور همارا عہد فضول هی تها ؟

میں اوروںکی بابت نہیں جانتا - لیکن ایک شخص کا نام جانتا هوں جسکو دنیا کا کوئی قانون اس مذهبی خدمت سے باز نہیں رکهه سکتا جسکا اسنے حلف اوٹهایا هے، اور اس شخص کا نام جسکے نزدیک کسی دنیاوی حاکم کی وفاداری هیچ و بدتر از هیچ هے اگر اس سے احکم الحاکمین کی وفاداری میں فرق آوے -

مشیر حسین قدوائی

۱۰ مئی کا ج... دهلی

۱۳ - مئی سنه ۱۹۱۳ع کو ایکورڈ میموریل هال میں مسلمان چهاؤنی ملتان کا ایک غیر معمولی جلسه منعقد هوکر مندرجه ذیل رزولیوشن باتفاق آراء پاس هوے :

(۱) انجمن نصرت الاسلام ملتان چهاؤنی کا یه جلسه دهلی کے ۱۰ - مئی والے جلسه کو بنظر اعتماد دیکهتا هے - اور جو کمیٹی بغرض اصلاح ندوه بنائیگئی هے اسپر پورا اعتماد رکهتا هے - اور استدعا کرتا هے که اصلاحی کمیٹی جلد سے جلد اصلاحی رپورٹ تیار کرکے قوم کی آگاهی کیلیے شائع کرے -

محرک مولوی عبد الکریم صاحب امام جامع مسجد -

موید حاجی حکیم الله بخش صاحب -

(۲) جلسه ارکان ندوه سے ملتجی هے که اصلاحی کمیٹی کو هر قسم کی امداد درباره اصلاح کے دینے سے دریغ نه فرمائیں، اور ذاتیات کو نظرانداز فرما کر قومی مفاد کو ملحوظ رکهیں -

(۳) رزولیوشن مندرجه بالا کی نقول اخبار همدرد - زمیندار - پیسه اخبار - الهلال - مسلم گزٹ - وکیل - اور سکرٹری صاحب کمیٹی اصلاح ندوه کے پاس بهیجی جاویں -

محرک - بابو حفیظ الله صاحب -

موید - سید عبدالکریم صاحب -

ریاست بھوپال اور مسئلۂ ندوہ

جناب من تسلیم -

یہ امر بالکل غلط ہے کہ مولانا شبلی کی تحریک پر بھوپال کی امداد بند ہوئی - میں پورے وثوق اور کامل معلومات کی بنا پر یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں - اسی طرح یہ امر بھی غلط ہے اور قطعی غلط ہے کہ مولانا نے ہز ہائنس حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا کو ندوہ کے معاملات پر توجہ دلائی، یا یہاں کے قیام میں اس کے متعلق کچھ چغلیاں یا برائیاں کیں - مولانا اپنے اثناے قیام میں غالباً دو تین دفعہ باریاب ہوے اور سوا تذکرۂ سیرۃ اور علمی مباحث و مسائل کے کوئی امر معترض بحث میں نہیں آیا - ان مواقع پر اول سے آخر تک میں خود بھی ساتھ رہا ہوں - میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ جب مولانا کو اس بات کا علم ہوا کہ ہز ہائنس لکھنؤ تشریف لانے والی ہیں، تو انہوں نے اس امر کی پوری کوشش کی کہ حضور ممدوحہ ندوۃ العلما کا معائنہ فرمائیں اور طلبا و اساتذہ اور جماعت منتظمہ کو استقبال کا موقع عطا کریں۔

واقعہ یہ ہے کہ ہز ہائنس تمام ملکی اور بالخصوص قومی معاملات سے واقف رہتی ہیں - وہ خود اخبارات ملاحظہ فرماتی ہیں اور ان کو جزئی سے جزئی اطلاعات کا بھی حال معلوم رہتا ہے جس کا اندازہ پبلک نے اسٹریچی ہال کی مشہور اسپیچ سے کرلیا ہوگا، اور ان خاص اصحاب کو جن کے ہاتھوں میں کالج کا نظم و نسق ہے پرائیویٹ گفتگوؤں سے جو مختلف اوقات میں اور مختلف اصحاب سے برابر ہوتی رہی ہیں، خود اندازہ ہوگیا ہوگا -

حضور ممدوحہ کا یہ خیال ضرور ہے کہ جن مدارس اور قومی انسٹیٹیوشنوں کو وہ امداد عطا فرماتی ہیں ان کے متعلق حالات بھی معلوم کریں، اور اس بات کا اندازہ فرمالیں کہ جو روپیہ عطا کیا جاتا ہے اسکا مصرف کس طور پر ہے، اور آیا اس سے وہ فائدہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں جس فائدہ کیلیے روپیہ دیا جاتا ہے ؟

ندوہ کے متعلق جسقدر مضامین اخبارات میں شائع ہوے وہ ضرور ایسے تھے کہ ان سے بے اطمینانی پیدا ہو، اور پھر جبکہ مطالبۂ اصلاح کیلیے زیر صدارت مولوی نظام الدین حسن صاحب ایک انجمن بھی قائم ہوئی تو میں نہیں سمجھتا کہ کونسی وجہ ہو سکتی ہے کہ ندوہ کی بد نظمیوں کے متعلق شبہ نہ کیا جاتا -

میں یہ بھی پورے زور اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مولانا ابوالکلام آزاد بھی اس الزام سے اسی قدر اور اسی طرح بری ہیں جسقدر اور جسطرح کہ خود مولانا خلیل الرحمان صاحب ہوسکتے ہیں -

مجھے امید ہے کہ آپ مندرجہ بالا سطور کو جو میں اپنی ذاتی حیثیت سے لکھ رہا ہوں، اپنے معزز اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرمائینگے -

خادم محمد امین مہتمم تاریخ - ریاست بھوپال

کھلی چٹھی کا جواب

از ناظم نظارۃ المعارف

میری جمعیۃ الانصار سے علحدگی اور نظارۃ المعارف کے قائم ہونے پر جس قدر سوالات بعض اراکین جمعیۃ الانصار یا دیگر حضرات کی طرف سے اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں ان کے جوابات میری طرف سے صرف اسلیے نہیں دیے گئے کہ میں اس قسم کے مناقشات کا عظیم اور مفید حل یہی تصور کرتا ہوں کہ بذریعہ تحکیم فیصلہ کرا لیا جاے - دفتر جمعیۃ الانصار نے جلسۂ انتظامیہ کا فیصلہ میرے پاس القاسم کے نمبر مخصوص سے کیا نہیں پہنچا - القاسم دیکھ کر میں دیوبند گیا، اور مولانا حبیب الرحمن صاحب امیر جمعیۃ الانصار کی خدمت میں دار العلوم کی مجلس اعلی (الجامعۃ القاسمیہ) تک مرافعہ کی درخواست پیش کی - اسکا جواب نہ ملنے پر المشیر مراد آباد میں اسکی نقل شائع کرائی - اسکے سکوت دیکھ کر فقط ایک درجہ کوشش کا باقی نظر آتا ہے یعنی الجامعۃ القاسمیہ کے معظم اراکین خصوصاً مولانا اشرف علی صاحب اور مولانا عبد الرحیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ معاملہ پیش کروں - اگر خدا نخواستہ میرا یہ مرافعہ قابل سماعت نہ سمجھا گیا، تو ممکن ہے کہ واقعات کا ایک حصہ اخبارات میں بھیجدوں -

عبید اللہ - سابق ناظم " جمعیۃ الانصار "

زبان خلق

قول و فعل کی مطابقت کی جستجو بھی انسان کا فطری حق ہے۔ ہمارے ہم وطن و خیال کا تقاضا ہوتا ہے کہ جب آپ کسی سے کوئی بات سنا کرتے ہیں تو وہ اندازہ کرنا چاہتا ہے کہ یہ فعل قول کے مطابق ہے یا نہیں۔ اور اسی تحقیق پر قائل کی وقعت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ اصل واقعہ بیان کریں ہم پہلے چند نام پیش کرتے ہیں۔

جناب نواب وقار الملک بہادر

جناب نواب حاجی محمد اسحق خان صاحب

جناب آنریبل سید شرف الدین صاحب جسٹس ہائی کورٹ کلکتہ۔

جناب لسان العصر سید اکبر حسین صاحب۔ اکبر الہ آبادی

جناب مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب مصنف تفسیر حقانی دہلوی۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اقبال۔ ایم اے۔ لاہور

جناب مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی۔

جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی

جناب شفاء الملک حکیم رضی الدین احمد خان صاحب دہلوی

جناب بعنت رنس ڈاکٹر زیٹ۔ اے۔ احمد صاحب ایم۔ ڈی۔ ڈی۔ پی۔ ایچ۔ ایس

جناب حکیم حافظ محمد عبد الولی صاحب لکھنوی

جناب پنڈت مان سنگھ صاحب وید سکریٹری آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس دہلوی۔

ایڈیٹر صاحبان اخبارات۔ الہلال۔ زمیندار۔ وطن۔ پیسہ

اودھ۔ توحید۔ یونین افغان۔ دلگداز اردوئے معلی

ان ناموں کی عظمت اور راؤں کی اہمیت مفصل بیان کرنا ہمارے موضوع سے علیحدہ ہے اسلئے کہ وہ بات جو ایک اہم ترین ہندو تاریخ ہو تاہم اتنا کہنا بھی از حد ضروری ہے کہ عام ملکی کے کاموں میں آپ ان اصحاب کی امامت کو تسلیم کرتے ہیں۔ پھر آپکو یہ بھی طرح معلوم ہو کہ آج اس بین المشرقین میں شاید ہی کوئی صاحب گھرانہ ایسا ہو جہاں سر میں ڈالنے کے تیلوں کا رواج تو لا بدی ہو کہ وہ بالوں کو نرم چکنا کرنے کیلئے عارضی خوشبو کے تیل میں۔ تاج روغن گیسو دراز ہے۔ آپ کو یہ بھی بخوبی معلوم ہو کہ آج نہ صرف ہندوستان کی عام آبادی کی زیادہ تعداد بلکہ اس میں سے یہ مختصر مگر منتخب ترین حصہ ملک کی رائے اکثر اخبارات میں پیش کیا ہوا، اور حسن الطلب پر شاہد ہے پیش کیا جا سکتی ہے جو تاج روغن گیسو دراز کی معجز نمائی کی بہترین تصدیق ہے۔

ظاہر ہو کہ زینت کا لوکھ علاج ہی نہیں اس کثرت سے دوائیں موجود ہیں کہ جہاں کوئی چاہے سرو چلے۔ لیکن اگر آپ کو حسن قبول اور شہرت عام کا کچھ پاس ہو تو ہندوستان، سیلون، برما، عراق وغیرہ وغیرہ ممالک کے اہل نظر اور ماہرین اصحاب کی پیروی کرنا مقصود ہو تو یاد رکھئے کہ جس طرح انسان کے لازمی ہوں یہ ایک مسلم امر ہے۔ اور سر و دماغ اور دماغ میں جودت کا ہونا لازمی ہے اسیطرح بقاء دماغ اور اسکی کیفیات و جذبات کیلئے تاج روغن گیسو دراز کا استعمال بھی ضروری ہے۔

البتہ بعض اصحاب کی یہ شکایت عرصہ سے چلی آتی تھی کہ تاج ہیر آئل باعتبار قیمت بیش قیمت زیادہ ہو رہے ہیں۔ بھی رفع شکایت کے عدیم المثال ہو قیمت تھے۔ مثلاً بادشاہ سلامت کا بہ نفس نفیس قدم رنجہ فرمانا۔ جو سلاطین مغرب کیلئے سکندر اعظم کے بعد دو ہزار سالہ تاریخی واقعہ ہے۔ ہم ہندوستان کے ہولناک زلزلوں نے بھی جو دو اڑھائی ہزار بہار القائیہ کا ایک حادثہ ہونا کے بعد غسل صحت فرمانا اور کیا کیا ہو گیا۔

یہ تمام موانع اگرچہ ہمارے مسرت کے مواقع تھے لیکن تاج روغن گیسو دراز کی قیمتوں میں کچھ کمی نہ ہوئی اور ہو بھی کیونکر تاج محل آگرہ جس سے کہ یہ ترتیب منسوب ہے اس کی قیمت کم ہو نیکے معنی ہی اگر گیسو دراز خدانخواستہ کوتاہ ہوئے۔ تو پھر پریشان ہو کر شانوں پر بکھر جاتے اور کمر کا اٹھو آتا معلوم، غرضیکہ ان وجوہ سے چشم بصیرت کا تو یہی اشارہ تھا کہ

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

لیکن ہمارے بعض دلسوز مربیانہ اور خیر اندیش احباب جو وہ میدان مقابلہ سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ

کچھ تو چھوٹے تیرے گیسو جو کمر تک پہونچے

حسن اتفاق سے اس مرتبہ کچھ نیت سی بندھ گئی۔ اور ہمارے صاحب دفتر نے بھی ایک حد تجربہ کی اجازت دیدی کہ برائے چند سے پچھلی قیمتوں میں اور کمپنی کی شرائط میں کچھ تخفیف کر دیجائے اور ساتھ ہی خوشبو وغیرہ میں بھی کچھ اضافہ کر دیا جائے۔

جن مرکبات پر ادویہ کی قدرتی یا فطرتی اثر چھایا ہوا ہو۔ ان پر ایک دلفریب انجام کے ساتھ خوشبوؤں کا چڑھانا ایک عمل حکمت ہی نہیں ہے جو صرف اہل فن کی مخصوص دماغی کاوش ہوئی ہو بلکہ مقابلۃً ایک صرف کثیر کا باعث بھی۔

احباب نے یہ تو اندازہ کیا ہی ہوگا۔ اور اگر نہیں کیا تو اب کر لینگے کہ تاج روغن گیسو دراز کی خوشبو کسی پھول کی بجائے ایک کلی کی خوشبو سے بہت زیادہ مشابہ ہے جو تھوڑے ہی وقفہ میں کچھ سے کچھ ہو جایا کرتی ہے اور در اصل یہ تاج میں آمیزش ہوئی ادویہ کی بو کا ایک قدرتی تغیر ہے جو اس کی مہک کو ایک خاص وقفہ تک کلی کی طرح اپنے دامن میں چھپائے رکھتا ہے لیکن بعض دوستوں کا شدید تقاضا تھا کہ اس مرتبہ موجودہ خوشبو میں بھی کچھ اضافہ کر دیا جائے۔ اور شکر ہے کہ اس حکم کی تعمیل بھی بوجہ احسن کر دیگئی ساتھ ہی شیشی کی مقدار گنجائش سے موجودہ شیشی کی مقدار گنجائش $\frac{1}{5}$ حصہ پہلے ہی بڑھا دی جانیکی تجویز مکمل ہو چکی تھی۔ تاہم

قیمتوں میں موجودہ تخفیف

محض وابستگان سلسلہ اور صرف اس امید پر کیجاتی ہے کہ پھر کوئی شریف اور مہذب گھرانہ تاجدار ہونے سے خالی نہ رہجائے۔

یہاں یہ عرض کر دینا بھی شاید بیموقع نہ ہوگا کہ جیسے عارضی اور مستقل ہوا کے فوائد سے معجزہ کی سی امید رکھنا قرین عقل نہیں ہے بعینہ اسی طرح سے تاج کے فوائد کا عدیم المثال اندازہ جواب محتاج تفصیل نہیں رہا ہے صرف ایک دو یا تین ہی شیشیوں کے بعد لا تعلق کی ایک درد انگیز فروگذاشت ہوگی جس کا خمیازہ نسبتاً اس تاجیر کا سالانہ کو زیادہ برداشت کرنا پڑیگا۔

تاج روغن گیسو دراز بین مختلف الفوائد و اوصاف مختلف خوشبو اور مختلف تخفیف شدہ قیمتوں کے حسب ذیل روغن ہیں۔

[illegible] تاج روغن زیتون [illegible] تاج روغن آملہ و بنولہ [illegible] فی شیشی (۱۰/ر)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

(نوٹ) کارخانہ کو قیمت طلب پارسل کی فرمائش وصول ہونے پر خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک ہر ایک شیشی پر ۵ ہر دو شیشہ نمبر ۸ اور تین شیشہ پر ۱۰ اور بذمہ خریدار مقرر ہیں ان اخراجات کی کفایت کی نظر سے بہتر ہو کہ کارخانہ کو فرمائش لکھنے سے پیشتر مقامی سوداگروں کے تاج ہیر آئل یا تاج روغن گیسو دراز کے نام سے ان تیلوں کو تلاش کریجیے اس لئے کہ باستثنائے چند مقامات کے قریب قریب تمام اطراف ہند کی مشہور دوکانوں پر یہ مال کارخانہ کی قیمت پر باسانی دستیاب ہو سکتا ہے۔

(نوٹ) جن مقامات پر باقاعدہ ایجنٹ موجود نہیں وہاں سے دو درجن شیشیوں کی فرمائش پر خرچہ پیکنگ و محصول ریل اور ایک درجن شیشیوں پر صرف خرچہ پیکنگ معاف اور فرمائش کی یک ثلث قیمت پیشگی آنے پر ہر دو حالتوں میں یعنی دو درجن کی فرمائش خواہ ایک درجن کی فرمائش پر ایک شیشی بلا قیمت پیش کیجاتی ہے۔

تجارت پیشہ اصحاب مزید تخفیف شدہ شرائط جلد منگائیں اس لئے کہ چھوٹے مقامات میں جہاں مال خریدنے والے ایجنٹوں کی ضرورت ہے

(اخبارات کا حوالہ دیکر فرمائش منصل اور خوشخط نہ ہونیکی حالت میں تعمیل حکم یقینی نہیں ہے)

المشتہر

مینیجر دی تاج مینوفیکچرنگ بمبئی و دہلی صدر دفتر دہلی

تار کا پتہ "تاج" دہلی

ناظرین الهلال غور سے پڑھیں

اگر آپ ڈاکٹر اقبال - مولانا شبلی - سید امجد حسین صاحب ' طالب بنارسی - سید ناصر نذیر صاحب فراق - سید دلگیر - مولانا عرش گیاوی - مرزا سلطان احمد صاحب سیماب ' اکبر آبادی اور دیگر باکمال شعرا اور مضمون نگاروں کا زور قلم ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں ' تو اردو علم ادب کے زبردست آرگن -

قیمت تین روپیہ **رسالہ فانوس خیال** خریداران الهلال سے دو روپیہ

کے خریدار بن جائیے - چندہ معاونین سے ۱۰ روپیہ - تاجران و حکام سے ۵ روپیہ - عوام سے ۳ روپیہ - طلبا سے ۲ روپیہ لکم جون سے بیشتر خریداران الهلال سے ۲ روپیہ اگر منی آرڈر بھیجنا چاہیں - تو صرف ۱ روپیہ ۱۲ آنہ - کاغذ لکھائی چھپائی نفیس -

منیجر فانوس خیال پٹھان کوٹ - پنجاب

جوهر سر ماهي

دماغ جو کل اعضائے رئیسہ پر حکمراں ہے - کمزور ہوجانیسے تمام اعصاب و دیگر اعضاء بھی کمزور ہو جاتے ہیں - اور مقوی دماغ کے جتنے نسخے ہیں تمام قیمتی سے قیمتی ہیں - اس ملک میں اکثر اطبا غریب مریضوں کے علاج کرنے سے معذور پائے جاتے ہیں - لہذا یہ ایک نو ایجاد دوا جو روہو مچھلی کے مغز سے امریکہ میں تیار کیا گیا ہے - دماغی امراض میں تیر بہدف ثابت ہوئی ہے - مریضان امراض دماغی کو عموماً اور اطباء ہندوستان سے خصوصاً گذارش ہے کہ یہ کثیر المنفعت دوا روز تین قطرے تیس روز تک استعمال کرنے سے نسیان' سستی' اداسی' دماغ کا چکرانا ' درد سر' اسہال' ضعف بصارت ' دوران سر' کمی حافظہ وغیرہ وغیرہ امراض میں فوراً فائدہ شروع ہوجاتا ہے' اور چند روز کے مداومت سے شفاء حاصل ہوجاتی ہے - ایک شیشی میں ہزار قطرے ہیں قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ آٹھ آنے -

Dr T. Hosain, 6 Convent Lane,
Post Entally, Calcutta.

دهلي کے خانداني اطبا اور دوا خانه

نورتن دهلي

یه دوا خانه عرب - عدن - افریقه - امریکه - سیلون - آسٹریلیا - وغیره وغیره ملکوں میں اپنا سکه جما چکا ہے اسکے مجربات معتمدالملک احترام الدوله قبله حکیم محمد احسن الله خان مرحوم طبیب خاص بهادر شاه دهلی کے خاص مجربات هیں -

دوالی ضیق - هر قسم کي کهانسي و دمه کا مجرب علاج هے بکس ایک توله ۲ دو روپیه -

حب قتل دیدان - یه گولیاں پیٹ کے کیڑے مار کر نکال دیتي هیں فی بکس ایک روپیه -

المشتهر حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانه نورتن دهلي فراشخانه

روغن بیگم بهار

حضرات اهکار امراض دماغي کے مبتلا وگرفتار ' وکلا ' طلبه ' مدرسین ' معلمین ' مولفین ' مصنفین ' کیخدمت میں التماس ہے که یه روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابهي دیکها اور پڑها ہے ' ایک عرصے کي فکر اور سرپچ کے بعد بهترے مفید ادویه اور اعلی درجه کے مقوي روغنوں سے مرتب کرکے تیار کیا گیا ہے ' جسکا اصلي ماخذ اطباے یوناني کا قدیم مجرب نسخه ہے ' اسکے متعلق اصلی تعریف بهي قبل از امتحان و پیش از تجربه مبالغه سمجهي جا سکتی ہے صرف ایک شیشي ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یه امر ظاهر هو سکتا ہے که آجکل جو بهت طرحکے ڈاکٹر کدیراجي تیل نکلے هیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بهي کرتے هیں آیا که یوناني روغن بیگم بهار امراض دماغی کے لیے بمقابله تمام مروج تیلوں کے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسوؤنکو نرم اور دراز بنانے اور دراز و خوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکهتا ہے - اکثر دماغي امراض کبهی غلبۂ برودت کیوجه سے اور کبهي شدت حرارت کے باعث اور کبهی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا هو جاتے هیں ' اسلیے اس روغن بیگم بهار میں زیاده تر اعتدال کي رعایت رکهي گئی ہے تاکه هر ایک مزاج کے موافق هو مرطوب و مقوي دماغ هونیکے علاوه اسکے دلفریب تازه پهولوں کی خوشبو سے هر وقت دماغ معطر رهیگا ' اسکي بو غسل کے بعد بهي ضائع نهیں هوگي - قیمت فی شیشی ایک روپیه محصول ڈاک ۵ آنه درجن ۱۰ روپیه ۸ آنه -

بٹیکا

بادشاه و بیگمں کے دائمي شباب کا اصلي باعث - یوناني میڈیکل سائنس کي ایک نمایاں کامیابي یعنی -

بٹیکا کے خواص بهت سے هیں ' جن میں خاص خاص باتیں عمر کي زیادتي ' جواني دائمي ' اور جسم کي راحت ہے ' ایک گهنٹه کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبه کي آزمایش کي ضرورت ہے -

راما لرنجن تیله اور برهمبر انجن تیلا - اس دوا کو میں نے اپنے آبا و اجداد سے پایا جو شهنشاه مغلیه کے حکیم تهے - یه دوا فقط همکو معلوم ہے اور کسي کو نهیں درخواست پر ترکیب استعمال بهیجي جائیگي -

" ولڈرفل کالیهو " کو بهي ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیه بارہ آنه مسک پاس اور الکٹریک ویگر برسٹ پانچ روپیه باره آنه محصول ڈاک ۹ آنه یوناني گوٹ بازار کا ساميل یعني سر کے درد کي دوا لکهنے پر مفت بهیجي جاتي ہے - فوراً لکهیے -

حکیم مسیح الرحمن - یوناني میڈیکل هال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ مچهوا بازار اسٹریٹ - کلکته

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall
No 114/115 Machuabazar Street
Calcutta

اطلاع

مدرسه ارشاد العلوم تکاري ضلع گیا کا سالانه جلسه بوجه مرض طاعون هونے قصبه هذا میں اپنی تاریخ معینه پر منعقد نهو سکا جسکا هم خدام مدرسه کو سخت افسوس ہے - لهذا شائقین انتظار کي تکلیف نه اٹهائیں ' اور دعا فرمائیں که الله تعالی جلد اپنے بندوں پر رحم اور فضل فرمائے والسلام فقط -

عبد الغني ناظم مدرسه -

سمن بنابر انفصال مقدمه

(آرڈر ۵ قاعده ۱ , ۵)

نمبر مقدمه ۹۱۹ سنه ۱۹۱۳ ع

بعدالت منصفي سرلی ضلع بدایوں باجلاس بابو مدمومن سدپال صاحب بهادر منصف -

برج کشور پسر نابالغ و حادثیں لچهو مل ذاتین متوفی بوساطت مساة جهمدیوی مادر خود قوم مهاجن ساکن حال قصبه اونله محله اثره بجدید مدعي -

بنام عبد القادر ولد حافظ نرام بخش قوم شیخ ساکن قصبه اونله محله کٹره پخته متعلقه منصفی اونله فرید پور مقام بریلی مدعاعلیه -

هر گاه مدعی نے تمهارے نام ایک نالش بابت ۶۹۷ روپیه آٹهه آنه کے دائر کي ہے لهذا تمکو حکم هوتا ہے که تم بتاریخ ۲۶ ماه مئي سنه ۱۹۱۳ ع وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمه کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا هو ' اور جو کل امور اهم متعلقه مقدمه کا جواب دے سکے یا جس کے ساتهه کوئي اور شخص هو که جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر هو ' اور جوابدهي دعوی کی کرو - اور هرگاه وهی تاریخ جو تمهارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمه کے تجویز هوئی ہے تمکو لازم ہے که اسی روز اپنے جمله گواهوں کو جن کي شهادت پر نیز تمام دستاویزات جن پر تم اپني جوابدهی کے تائید میں استدلال کرنا چاهتے هو اسی روز پیش کرو - تمکو اطلاع دیجاتی ہے که اگر بروز مذکور تم حاضر نه هوگے تو مقدمه بعدم حاضري تمهارے مسموع اور منفصل هوگا - به ثبت میرے دستخط اور مهر عدالت کے آج بتاریخ ۱۷ ماه اپریل سنه ۱۹۱۳ع جاری کیا گیا -

(دستخط جج)

اطلاع

(۱) اگر تمکو یه اندیشه هو که تمهارے گواه اپنی مرضی سے حاضر نه هونگے ' تو تم عدالت هذا سے سمن به این مراد جاری کرا سکتے هو که جو گواه نه حاضر هوگا وه جبراً حاضر کرایا جائے اور جس دستاویز کو کسي گواه سے پیش کرانے کا تم استحقاق رکهتے هو وه اس سے پیش کرائی جائے بشرطیکه تم خرچه ضروري عدالت میں داخل کرکے اس امر کی درخواست کرو -

(۲) اگر تم مطالبه مدعی کو تسلیم کرتے هو تو تمکو لازم ہے که روپیه مع خرچه نالش عدالت میں داخل کرو تاکه کارروائي اجراے ڈگري جو تمهاري ذات یا مال یا دونوں پر هو کرنا نه پڑے -

(مهر عدالت)

صحت النساء و محافظ الصبیان

طب جدید اور اپنے چالیس ساله ذاتی تجربے کي بنا پر دو کتابیں تیار کی هیں - صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کي صحت کے متعلق موثر تدابیر سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائي هیں - ڈاکٹر کرنیل رفیق احمد صاحب نے بهت تعریف لکهه کر فرمایا ہے که یه دونوں کتابیں هر گهر میں هوني چاهیں ' اور جناب هر هائینس بیگم صاحبه بهوپال دام اقبالها نے بهت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمائي هیں - بنظر رفاه عام چهه ماه کے لیے رعایت کی جاتي ہے - طالبان صحت جلد فائده اٹهائیں -

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیه - ۱۰ آنه - رعایتی ۱۲ آنه
محافظ الصبیان ' اصلی قیمت ۲ روپیه ۸ آنه - رعایتی ۱ روپیه -

ملنے کا پته :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر و میڈیکل امیدوار دو جانه - ڈاکخانه بهری ضلع رهتک -

12

مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بو علی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلماء آزاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلماء مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] قرش معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابو الخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابو نجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۹ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۳ آنہ رعایتی ۹ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۹ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جنید ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - رعایتی ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ - آنہ رعایتی ۱ - آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ - آنہ - رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلونا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ کی قیمت یکجا خرید کرنیسے صرف ۲ روپیہ ۸ - آنہ - (۴۰) ملکان پنجاب کے اولیائے کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ آنہ - رعایتی ۳ - آنہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ آنہ رعایتی ۹ - آنہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۹ - آنہ - رعایتی ۳ آنہ - کتاب ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ قریبڑھ ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتاب ۶ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] رموز الاطبا ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے باتصویر حالات زندگی معہ انکے سینہ بہ سینہ اور صدری مجربات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران کے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکے نام بھی لکھ دئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] الجبریان اس کا مراد عرض کی تفصیل بشریم اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ - (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا گری یہ کتاب سونے کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسہ - جستہ بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) ہے جو ایک مسلمان انجنیر نے موقعہ کی پیمایش سے بنایا ہے - نہایت دلفریب متبرک اور زر عین معہ رول رکپڑا پانچ رنگوں سے طبع شدہ قیمت ایک روپیہ - علاوہ محصول ڈاک -

ملنے کا پتہ ـــ مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

سوانح احمدی یا تواریخ عجیبہ

یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید کے حالات میں ہے - آپ اُمی تھے باطنی تعلیم شغل برزخ - اور بیعت کا ذکر دیباچہ کے بعد دیا گیا ہے - پھر حضرت رسول کریم صلعم کی زیارت جسمی - اور توجہ بزرگان ہر چہار سلسلہ مروجہ ہند کا بیان ہے - صدہا عجیب و غریب مضامین ہیں جسمیں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے - آپکے گھوڑیکی چوری کی گھاس نہ کھانا - انگریزی جنرل کا عین موقعہ جنگ پر آپکا لشکر میں لے آنا - حضوری قلب کی نماز کی تعلیم - صوفیکی خیال معکوسکا امت میں مبتلا ہونا - سکھوں سے جہاد اور آپکی لڑائیاں - ایک رسالدار کا قتل کے ارادے سے آنا اور بیعت ہو جانا - سکھوں کی شکست - ایک ہندو سنتھ کا خواب ہولناک دیکھکر اپنے بیعت ہونا - ایک انگریز کی دعوت - ایک شیعہ کا حضرت سرور کائنات کے حکم سے آپکے ہاتھ پر بیعت کرنا - حج کی تیاری - اور غیبی آذوقہ کا عدن پہنچانا باوجود آمد ہونیکے ایک پادری کو اقلیدس کی مسائل دقیقہ کا حل کردینا - سمندر کے کھاری پانی کا شیریں ہو جانا سلوک اور تصوف کے نکات عجیبہ وغیرہ حجم ۲۲۴ صفحہ قیمت دو روپیہ علاوہ محصول -

در حبیب (صلعم) کے فوٹو

گذشتہ سفر حج میں میں اپنے ہمراہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے بعض نہایت عمدہ اور دلفریب فوٹو لایا ہوں - جن میں بعض تیار ہوگئے ہیں اور بعض تیار ہو رہے ہیں - مکانوں کو سجانے کے لئے بیہودہ اور مخرب اخلاق تصاویر کی بجائے یہ فوٹو چوکھٹوں میں جڑوا کر دیواروں سے لگائیں تو علاوہ خوبصورتی اور زینت کے خیر و برکت کا باعث ہونگے - قیمت فی فوٹو صرف نو آنہ - سارے یعنی دس عدد فوٹو جو تیار ہیں انکے منگانے کی صورت میں ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ خرچ ڈاک - یہ فوٹو نہایت اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر ولایتی طور پر بنوائے گئے ہیں - بمبئی وغیرہ کے بازاروں میں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے جو فوٹو بکتے ہیں - وہ ہاتھ کے بنے ہوئے ہوتے ہیں - اب تک فوٹو کی تصاویر ان مقدس مقامات کی کوئی شخص تیار نہیں کر سکا - کیونکہ ترکی قانون اور خدام حرمین شریفین فوٹو لینے والوں کو مرتکب سمجھکر انکا خاتمہ کردیتے ہیں - ایک ترک فوٹو گرافر نے وہاں بہت رسوخ حاصل کر کے یہ فوٹو لئے - (۱) کعبۃ اللہ - بیت اللہ شریف کا فوٹو سیاہ ریشمی غلاف اور اسپر سنہری حروف جو فوٹو میں بڑی اچھی طرح پڑھے جاسکتے ہیں (۲) مدینہ منورہ کا نظارہ (۳) مکہ معظمہ میں نماز جمعہ کا دلچسپ نظارہ اور ہجوم خلائق (۴) میدان منا میں حاجیوں کے کیمپ اور مسجد خیف کا سین (۵) شیطان کو کنکر مارنے کا نظارہ (۶) میدان عرفات میں لوگوں کے خیمے اور قاضی صاحب کا جبل رحمت پر خطبہ پڑھنا (۷) جنت المعلیٰ واقعہ مکہ معظمہ جسمیں حضرت خدیجہ حرم رسول کریم صلعم اور حضرت آمنہ والدہ حضور سرور کائنات کے مزارات بھی ہیں (۸) جنت البقیع جسمیں اہل بیت و امہات المومنین و بنات النبی صلعم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہدائے بقیع کے مزارات ہیں (۹) کعبۃ اللہ کے گرد حاجیوں کا طواف کرنا (۱۰) کوہ صفا و مروہ اور وہاں جو کلام ربانی کی آیت منقش ہے فوٹو میں حرف بحرف پڑھی جاتی ہے -

دیگـــر کتـــابیں

(۱) مذاق العارفین ترجمہ اردو احیاء العلوم مولفہ حضرت امام غزالی قیمت ۹ روپیہ - تصوف کی نہایت نایاب اور بے نظیر کتاب [۲] ہشت بہشت مجموعہ حالات و ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت اردو قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - [۳] رموز الاطبا علم طب کی بے نظیر کتاب موجودہ حکمائے ہند کے باتصویر حالات و مجربات ایک ہزار صفحہ مجلد قیمت ۳ روپیہ - [۴] نفحات الانس اردو حالات اولیائے کرام مولفہ حضرت مولانا جامی رح قیمت ۳ روپیہ -

(۵) مشاہیر اسلام چالیس صوفیائے کرام کے حالات زندگی دو ہزار صفحہ کی کتابیں اصل قیمت معہ رعایتی ۲ روپیہ ۸ آنہ ہے - (۷) مکتوبات و حالات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پندرہ سو صفحے ڈیمی کاغذ بڑا سائز ترجمہ اردو قیمت ۶ روپیہ ۱۲ آنہ

منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھرکی کسی ایک زبانمیں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھہ روپے کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کرگویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کر لئے اس کتاب سے مرجدوں ربانیں سیکھہ لیے - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں رہا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعات - علم هئیت - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اهل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ هر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے هی دلمیں سرور آنکھوںمیں نور پیدا هو' بصارت کی آنکھیں وا هوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی انکے عہد بعہد کے حالات سوانعمری: و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے هر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' انکی قیمتیں' مقام اشاعت وغیرہ - نہی اماتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا برے انشاپردازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی اکتابونکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج هاتھی ' شتر' گائے بھینس' گھوڑا' گدھا بھیڑ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروںکی تمام بیماریونکا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندونکی سوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکمونکے قوانین کا جوهر (جن سے هر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی هر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی هیں آج هی وهاں جاکر روزگار کر لو اور هر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو - سفر کے متعلق ایسی معلومات آجتک کہیں دیکھی نہ سنی هونگی اول هندوستان کا بیان ہے هندوستان کے شہرونکے مکمل حالات وهاں کی تجارت سیر گاهیں دلچسپ حالات هر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے هیں اسکے بعد ملک برهما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (جو کہ واقع ملک برهما) کے تحقیق شدہ حالات وهاں سے جواهرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے هی دنوں میں لاکھہ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی هیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - آسٹریلیا - هر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وهانکی درسگاهیں دکھائی

کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مفصل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھہ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے هوے طبیعت باغ باغ هو جاے دماغ کے کواڑ کھلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی هوئی ہے - جو هر وقت آنکھہ مٹکاتی رهتی ہے ' جسکو دیکھکر طبیعت خوش هو جاتی ہے - ڈائل چینی کا پرزہ نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر دوست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو همارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

آٹھہ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھہ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار هیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے هیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس همراہ مفت -

چاندی کی آٹھہ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھہ روزہ واچ - جو کلائی پر بندھ سکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور هر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ' ابھی ولایت سے بنکر همارے یہاں آئی هیں - نہ دیا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لیمپ واکو اپنی جیب میں یا سرهانے رکھلو جسوقت ضرورت هو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر هو فوراً لیمپ روشن کرکے خطرے سے بچ سکتے هو - یا رات کو سوتے هوے ایکدم اسطرح سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم هوگی - قیمت ۱ معہ محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی هوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع ـــ علاوہ انکے همارے یہاں سے هر قسم کی گھڑیاں' کلاک اور گھڑیونکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی هیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اکٹھا مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیجیے -

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام توهانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry, (Punjab)

علمی ذخیره

(۱) - مآثر الکرام - حسان الهند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاهیر فقرا و علما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحه قیمت ۲ روپیه -

(۲) - سرو آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصه ہے - اس میں شعرائے متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیه -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں که سرو آزاد خاص شعرائے متاخرین کا تذکرہ ہے یه تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھه یه خصوصیت رکھتا ہے که اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلی درجه کے ہیں - مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیه کے حالات ہیں جو ابتدائے عہد اسلام سے اخیر زمانه مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعرائے اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ نے سنه ۱۸۰۱ ع میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے نے ایک عالمانه مقدمه لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ هذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۳۲ قیمت ایک روپیه -

(۴) تحقیق الجهاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کریٹکل اکسپوزیشن آف دی پاپولر جہاد " کا اردو ترجمه - مترجمه مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامه مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے که مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے قرآن ' حدیث ' فقه اور تاریخ سے عالمانه اور محققانه طور پر ثابت کیا ہے که جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا بعوث محض دفاعی تھے اور ان کا یه مقصد ہرگز نه تھا که غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جائے - حجم ۴۱۲ صفحه قیمت ۳ روپیه -

(۵) زرتشت نامه - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور رہنما کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیه -

(۶) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی لا ثانی تصنیف جس میں حضرت عمر رضی الله عنه کی مفصل سوانح عمری اور اُن کے ملکی ' مالی ' فوجی انتظامات اور ذاتی فضل وکمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیه -

(۷) نعمت عظمی - امام عبد الوهاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنه ۹۷۳ هجری کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار کا ترجمه جس میں ابتدائے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے اواسط ایام تک جس قدر مشاهیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زریں اقوال مذکور ہیں - مترجمه مولوی عبد الغنی صاحب وارثی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیه -

(۸) - آثار الصنادید - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی پریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیه -

(۹) - قواعد العروض - مصنفه مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھه عربی و فارسی میں بھی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے آخیر میں ہندی عروض و قافیه کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں ' اور اس کو شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اهتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحه - قیمت سابق ۴ روپیه - قیمت حال ۲ روپیه

(۱۰) - میڈیکل جیورس پروڈنس - یعنی طب متعلقه مقدمات فوجداری ہے - مترجمه شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الهلال میں عرصه تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۶ روپیه قیمت حال ۳ روپیه -

(۱۱) - تمدن ہند - موسیو گستاولیبان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمه - مترجمه شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - یه کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور اس میں نہایت قدیم زمانه سے لیکر زمانه حال تک ہندوستان میں جسقدر اقوام گذرے ہیں اُن کی تاریخ ' تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھه مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیه -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیه - قیمت حال (۳۰) روپیه -

(۱۳) - داستان ترکتازی ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیه کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلی کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے - حجم (۲۰۵۶) صفحه قیمت سابق ۲۰ روپیه - قیمت حال ۶ روپیه -

(۱۴) مشاهیر اسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب وفیات الاعیان کا ترجمه جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاهیر علما و فقہا و محدثین و مورخین و سلاطین و حکما و فقرا و شعرا وضاع وغیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم موسیو ڈی سیلان نے ابتدا میں چار عالمانه مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمه اس کتاب میں شامل کردیا ہے - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیه -

(۱۵) الغزالی - مصنفه مولانا شبلی نعمانی - امام همام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحه طبع اعلی - قیمت ۲ روپیه -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارڈ کپلنگ کی کتاب دی جنگل بک " کا ترجمه - مترجمه مولوی ظفر علی خاں بی - اے جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۶۲ صفحه قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیه -

(۱۷) وکرم اروسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراما لین کا ترجمه - مترجمه مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانه مقدمه لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیه ۸ آنه -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفه مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفه عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھه ساتھه قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحه قیمت ۳ روپیه -

(۱۹) اسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحه - قیمت سابق ۶ روپیه قیمت حال ۲ روپیه -

(۲۰) قران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں ' اور الفی هزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیه ۸ آنه -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلی نمونے موجود ہیں مطبوعه مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحه قیمت ۳ روپیه -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اکبر اور اس کے اهل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیه -

(۲۳) فہرست کتب خانه آصفیه - عربی فارسی و اردو کی کئی هزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھه مصنف کا نام سنه وفات - کتابت کا سنه - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے که بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شایق ہیں انہیں اس کا مطالعه کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحه - قیمت ۲ روپیه -

(۲۴) دبدبه امیری - ضیاء الملة والدین امیر عبد الرحمن خاں غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمه مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلی - حجم (۵۶۲) صفحه (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیه -

(۲۵) مغان ایران - مسٹر شوسٹر کی مشہور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشیا " کا ترجمه - حجم (۵۰۰) صفحه (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیه -

المشتهر عبد الله خان بک سیلر اینڈ پبلشر کتب خانه آصفیه حیدر آباد دکن

خریداران الہلال کے لئے خاص رعایت

یہ گھڑیاں سویس واچ کمپنی کے یہاں اُسي قیمت میں ملتي ھیں جو یہاں اصلي قیمت لکھی گئی ہے - میري رعایتی قیمت صرف اسوجہ سے ہے کہ میں نے کمیشن سے زیادہ حصہ خریداران الہلال کو دیدیا - اسکي قدر اسي طرح ھوسکتي ھے کہ ھر خریدار کم سے کم ایک گھڑي خرید لے -

سسٹم راسکوپ سایز ۱۸ - بغیر ڈھکنے کے - اناسل ڈایل - مع قبضہ - نکل کیس - بلا کنجی - گارنٹي تین سال - اسکے ساتھہ ایک اسپرنگ اور گلاس مفت -

قیمت اصلي ۲ - روپیہ ۱۴ - آنہ رعایتي ۲ - روپیہ -

بمبئي میل - سائز ۱۹ - نکل اوپن فیس - بلا کنجی - وائنڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیپمنٹ - اناسل ڈایل - گلاس ڈرم - ھنج باک - پن ھانڈس سٹ اکشن - اسٹامپ رگڈر لیٹر - مع ریلوے انجن کی تصویر کے -

اصلی قیمت ۳ - روپیہ ۱۴ - آنہ رعایتي قیمت ۲ - روپیہ ۲ - آنہ -

یہ گھڑي نہایت عمدہ اور مضبوط - لیور اسکیپمنٹ - اوپن فیس -

اصلی قیمت ۸ - روپیہ ۱۲ - آنہ رعایتي قیمت ۶ - روپیہ ۹ - آنہ -

مٹل گولڈ گلٹ اسوائنڈنگ واچ - برسلٹ - اوپن فیس - تین چوتھائی پلیٹ مرر مدھٹ سلنڈر اسکیپمنٹ - پن ھانڈسٹ مکانیزم - لیس وائنڈنگ اکشن - خوبصورت اناسل ڈایل اسٹیل ھانڈس - بزل سٹ اور مصنوعی جواھرات - اسوائنڈنگ برسلٹ بغیر ڈرم - اسپ باک -

اصلی قیمت ۷ - روپیہ ۸ - آنہ رعایتی قیمت ۵ - روپیہ -

اُربانہ اکسٹرا فلاٹ ڈرس واچ - سنہري سولین - سایز ۱۸ - اسکرو بالنس - لیور اسکیپمنٹ - پن سٹ - ھالف اکشن - مٹل سلور ڈایل - سکنڈ اسٹیل ھانڈ - پلین کیس - گارنٹی ۲ سال - مخمل کے بکس میں مع اکسٹرا اسپرنگ اور گلاس -

اصلي قیمت ۶ - روپیہ ۶ - آنہ رعایتي قیمت ۳ - روپیہ ۹ - آنہ

بمبئي میل - سائز ۱۹ - نکل اوپن فیس - بلا کنجی - وائنڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیپمنٹ اناسل ڈایل - گلاس ڈرم - ھنج باک - پن ھانڈس سٹ اکشن - اسٹامپ ریگیدر لٹر - مع ریلوے انجن کی تصویر کے -

بالکل نمبر ۳ کی طرح فرق اتنا ہے کہ سکنڈ کی سولین زاید -

اصلی قیمت ۳ - روپیہ ۲ - آنہ رعایتي قیمت ۲ - روپیہ ۶ - آنہ -

بالکل نمبر ۶ کی طرح تعدد جواھرات -

اصلی قیمت ۶ - روپیہ رعایتی قیمت ۴ - روپیہ ۸ - آنہ -

جن فرمایشوں میں الہلال کا حوالہ نہیں ھوگا - اُس سے پوري قیمت لیجاویگی - اور آیندہ کسی قسم کی سماعت نہیں ھوگی -

المشتھر کے - بی محمد سعید اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

Printed & Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. & Publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا ' اور کام کاج نہانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کہانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے -

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ دو دوائیں ہمیشہ اپنے پاس رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد سے چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک آدھ نگلنے ہی سے پل میں آپکے پہار ایسے درد کو پانی کردیگی -

قیمت دارہ ٹکیونکی ایک شیشی ۶ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں بھی تو تیل - چربی ' مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے حسب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش دو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم مندی نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی لطافت اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب کہلے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر' نزلہ ' چکر' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں ' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دواخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیم اور مفید پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور مروجہ کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار ' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو ' یا وہ بخار ' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے ' نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں ' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے

تمام دوافروشوں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر و ہرو ہرا لنر

ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳ کولوٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[6]

اطلاع

اگر معاونین الہلال کوشش کرکے الہلال کیلیے دو ہزار نئے خریدار پیدا کرسکیں جو آٹھ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الہلال کا مالی مسئلہ بغیر قیمت کے بڑھائے حل ہو جائیگا - منیجر

ایک سنیاسی مہاتما کے دو نادر عطیہ

حبوب مقوی ـــ جن اشخاص کی قوی زائل ہوگئے ہوں وہ اس دوائی کا استعمال کریں - اس سے ضعف خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا کسی اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہو جاتا ہے - دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتی ہے - تمام دلی دماغی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کرکے انسانی ڈھانچہ میں معجز نما تغیر پیدا کرتی ہے - قیمت ۵۰ گولی صرف پانچ روپیہ -

منجن دندان ـــ دانتوں کو موتیوں کیطرح آبدار بناتا ہے - امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے - ہلتے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے - دانت نکلتے وقت بچے کے مسوڑھوں پر ملا جاوے تو بچہ دانت نہایت آسانی سے نکالتا ہے - منھہ کو معطر کرتا ہے - قیمت ایک ڈبیہ صرف ۸ آنہ -

تریاق طحال ـــ تپ تلی کیلیے اس سے بہتر شاید ہی کوئی دوائی ہوگی - تپ تلی کو بیخ و بن سے نابود کرکے بتدریج جگر اور قوی کی اصلاح کرتا ہے - قیمت فی شیشی ۱ روپیہ ۴ آنہ -

ملنے کا پتہ - جی - ایم - قادری اینڈ کو - شفاخانہ حمیدیہ منڈیالہ ضلع گجرات پنجاب

(1) راسکوپ مایور واچ گارنٹی ۲ سال معہ محصول دو روپیہ آٹھہ آنہ
(2) منلکبلکیس سلنڈر واچ گارنٹی ۳ سال معہ محصول پانچ روپیہ
(3) چاندیکیکبلکیس سلنڈر واچ گارنٹی ۳ سال معہ محصول دس روپیہ
(4) نکلکیس انگما سلنڈر واچ گارنٹی ۳ سال معہ محصول پانچ روپیہ.

نوٹ حضرات اپکو خوبصورت مضبوط سچا وقت برابر چلنیوالی گھڑیوں کی ضرورت ہے تو جلد منگا لیں اور نصف یا رعایتی قیمت اور دس بارہ سالکی گارنٹی کے لالچ میں نہ پڑیں -

ایم - اے شکور اینڈ کو نمبر ۵/۱ ویلسلی اسٹریٹ دھرم تلا کلکتہ -

M. A. Shakoor & Co 5/1 Wellesly Street P. O. Dhrumtalla Calcutta.

ڈسٹرکٹ اور سشن جج کے خیالات

[ترجمہ از انگریزی]

مسٹر بی - سی - مِتر - آئی - سی - ایس ڈسٹرکٹ و سیشن جج ہوگلی و ہوڑہ

میرے لڑکے نے مسٹر ایم - ان - احمد اینڈ سنز [نمبر ۱ / ۱۵ زین اسٹریٹ کلکتہ] سے جو عینکیں خریدی ہیں وہ اچھی بعض ہیں - ہمنے بھی ایک عینک بنوائی ہے جو اعلی درجے کی تیار ہوئی ہے - یہ کارخانہ موجودہ دور میں ایمانداری و ارزانی کا خود نمونہ ہے - ملک میں اسطرح کے کارخانوں کا کھولنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے "

کون نہیں چاہتا کہ میری بینائی مرنے دم تک صحیح رہے - اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹروں کی تجویز سے قابل اعتماد اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی - کے ارسال خدمت کیجائے - اسپر بھی اگر آپکے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدلدیجائیگی -

نکل کی کمانی مع اصلی پتھر کی عینک ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک - اصلی رولڈگولڈ کی کمانی یعنے سونے کا پترا چڑھا ہوا مع پتھر کی عینک کے - ۶ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک محصول وغیرہ ۶ آنہ -

مژدہ وصل

یعنی عمل حب ربغض بہ ہر دو عمل ایک بزرگ کامل سے مجھکو عطا ہوئے ہیں لہذا بغرض رفاہ عام نوٹس دیا جاتا ہے اور خاکسار دعوی کے ساتھہ عرض کرتا ہے کہ جو صاحب بموجب ترکیب کے عمل کرینگے ضرور بالضرور کامیاب ہونگے - ہدیہ ہر ایک عمل بعرض فاتحہ آں بزرگ ۱ روپیہ - ۴ آنہ معہ محصول ڈاک -

اسم اعظم ـــ یا بدوح یعنی بیس کا نقش اس عمل کی زیادہ تعریف کرنا فضول ہے کیونکہ یہ خود اسم باثر ہے - میرا آزمودہ ہے جو صاحب ترکیب کے موافق کرینگے کبھی خطا نکریگا اور یہ نقش ہر کام کیواسطے کام آتا ہے ہدیہ بغرض فاتحہ آں بزرگ ۱ روپیہ ۴ آنہ معہ محصول ڈاک -

(نوٹ) فرمایش میں اخبار کا حوالہ ضرور دینا چاہیے -
خادم الفقرا فیض احمد محلہ تلیسا جہانسی

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

تار کا پتہ
''الہلال کلکتہ''
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی
احمد المکلف بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷۔۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۱ | کلکتہ: چہارشنبہ یکم رجب ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta: Wednesday, May, 27. 1914

لکھنو میں عثمانی مہمانان محترم کے اعزاز میں یادگار ڈنر

جو ڈاکٹر عدنان بے اور عمر کمال بے صدر و ممثل ہلال احمر قسطنطنیہ کی ساعتی ہند

کے عزت میں سر راجہ صاحب محمود آباد کی طرف سے دیا گیا تھا۔

SEWING
MACHINES
BALLERS
WINDERS
AUTO KNITTING
THE ADARSHA KNITTING Co
Importers Manufacturers
General Merchant & Commission Agent

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
" Alhilal Calcutta "
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

میر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۱ | کلکتہ: چہارشنبہ یکم رجب ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta: Wednesday, May, 27 1914

مسئلۂ قیام الہلال

ممکن ہے کہ بعض بزرگوں کا یہ خیال ہو کہ اگر کسی وجہ سے الہلال کی اشاعت آیندہ ملتوی کردیگئی ' تو اُن نئے خریداروں کی قیمت کا کیا حشر ہوگا جو اس دو ہزار کی تعداد پوری کرنے کی سعی میں مہیا کیے جارہے ہیں ؟

ہمیں امید ہے کہ خدا نے الہلال کو جیسے احباب و مخلصین عطا فرمائے ہیں ' انکا اعتماد اس سے بہت ارفع و اعلی ہے کہ اس طرح کی بدگمانیاں انکے دلوں میں گذریں - تاہم ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اسکے متعلق تبلیغ کا اطمینان کردیں -

اگر کسی وجہ سے الہلال کی حالت میں تغیر کیا گیا یا بالفرض بند ہی کردیا گیا ' تو صرف ان نئے خریداروں ہی کی قیمت کا سوال سامنے نہیں آتا بلکہ بقیہ خریداروں کی بقیہ قیمتیں بھی اُنھیں بغیر کسی نقصان کے واپس ملنی چاہئیں

اگر ایسا ہوا تو ہم دوستوں کو اطمینان دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ اس بارے میں بھی الہلال حسن معاملہ کی ایک ایسی نظیر چھوڑ جائیگا ' جو اردو پریس کی تاریخ میں بغیر کسی شرمندگی کے بیان کی جاسکے گی ' اور ایک لمحہ کیلئے بھی پسند نہیں کریگا کہ کسی شخص کا مالی حق دفتر کے ذمے باقی رہے - جو شخص حق کے ساتھ سوال کرنا پسند نہیں کرتا ' اسکے لئے یہ سوچنا بالکل غیر ضروری ہے کہ ناحق کا بار اپنے اوپر لینا گوارا کریگا - ۹

فہرست

تصاویر

شذرات

باز از نجد و از یاران نجد !

الہلال کی مخالفت میں جو مضامین اخبارات میں لکھے جاتے ہیں ' انکی نسبت ابتدا سے ایک خاص اصول کار پیش نظر ہے ' اور بلا استثناء ابتک اسی پر عمل رہا ہے -

کام کرنے والوں کیلیے پہلی چیز کام کا استغراق ہے - اگر انسان اپنا تمام وقت مخالفین کے رد و جواب میں صرف کرے تو ایک دوسری زندگی کام کرنے کیلیے کہاں سے لاے ؟

پھر جو طریقہ رد و مناظرے کا جاری ہے ' اسکا حال پیشتر ہی سے معلوم ہے - اصول پر کبھی بھی نظر نہیں ہوتی - زیادہ تر اعراض و مقاصد مخفیہ انکے اندر کام کرتے ہیں - پس کام کرنے والوں کیلیے یہی بہتر ہے کہ وہ کام کریں - دیکھنے والے مقابلہ و موازانہ کرنے کی فرصت نکال لینگے -

الہلال ابتدا سے اسی اصول پر عامل ہے - وہ جب کسی معاملہ پر قلم اٹھاتا ہے تو پہلے بقدر اپنے فہم و بصیرت کے اسپر غور کرلیتا ہے ' اور قلب و ضمیر کا فتوی حاصل کرلیتا ہے - اسکے بعد اپنے خیالات ظاہر کرتا ہے اور صرف اسی کام میں مستغرق ہو جاتا ہے نہ تو سامنے کے حریفوں پر اسکی نظر ہوتی ہے ' اور نہ یمین و یسار کی صداؤں پر - نہ مخالفین کی معاندانہ سرگرمیاں اسکی رفتار میں حارج ہوسکتی ہیں اور نہ معاصرین کرام کی بیصبرانہ مداخلت - اسکا اعتماد صداقت پر ہوتا ہے ' اور وہ دلائل و واقعات کی قوت کو اسقدر کمزور نہیں سمجھتا جسقدر افسوس ہے کہ اسکے بہت سے مخاطبین سمجھتے ہیں -

حق سبحانہ نے اپنے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و سلم) کو شوری کا حکم دینے کے بعد طریق کار کی یوں تعلیم دی تھی کہ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ - اور جب کام کا عزم کرلیا تو پھر صرف اللہ پر بھروسہ کر اور اسمیں بے خوف و توقف مشغول ہوجا - یہی اسوۂ حسنہ تمام مومنوں کیلیے اصلی طریق عمل و اصول کار فرمائی ہے -

چنانچہ قارئین کرام بحمد اللہ اسکی تصدیق فرمائینگے کہ جب سے الہلال شائع ہوا ہے ' آجتک کبھی بھی اس نے اس اصول کو فراموش نہ کیا - علی الخصوص معاصرین کرام کے متعلق ہمیشہ اسکی روش خاموشی اور اعراض کی رہی - اس تین سال کے اندر کیسی کیسی مخالفتیں ظہور میں نہ آئیں ' اور کیا کچھہ اسکی نسبت نہیں لکھا گیا ؟ با ایں ہمہ کبھی بھی رد مطاعن و مقابلۂ بالمثل کی کوشش نہ کی گئی ' اور بالاخر اس بحر رواں کی ہر موج اٹھکر خود ہی بیٹھہ بھی گئی -

البتہ اس اعراض سے ایک حالت ہر حال میں مستثنی ہے - انسان کو اپنے نفس کی کمزوریوں سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہنا چاہیے ' اور جس طرح کام کرنے والوں کا فرض ہے کہ بے نتیجہ و غرضانہ مجادلوں کی سطح سے اپنے ہمت عمل کو ارفع و اعلی رکھیں ' اسی طرح یہ بھی فرض ہے کہ اصلاح و نصیحت کی ہر سچی آواز کا پوری کشادہ دلی اور معترفانہ آمادگی سے خیر مقدم بجا لائیں - دین کی حقیقت ہمیں یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ " نصیحت " ہے : الدین النصیحة - اور اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ : وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر - پس جب توصیۂ حق و صداقت اور نقد صحیح و واقعی سامنے آجاے ' تو خواہ اسکا پیش کرنے والا مخالف ہو یا موافق ' دشمن ہو یا عدو ' مومن باللہ ہو یا مومن بالکفر ' لیکن معاً سر تسلیم و اعتراف خم کردینا چاہیے ' اور اسکا ایک بخشش کرنے والے کریم اور مالا مال کر دینے والے بادشاہ کی طرح استقبال کرنا چاہیے ' تا کہ وہ مقام رفیع ایمانی اور مرتبہ اشرف و اکرم ایمانی حاصل ہو ' جسکے حاصل کرنے والوں کیلیے کلام الہی نے بشارت دی ہے : و بشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه ' اولئک الذین ھداھم اللہ و اولئک ھم اولو الالباب ! !

البتہ یہ مقام بہت بلند ہے اور اسکا حاصل کرنا آسان نہیں - نفس کی شرارتیں اس راہ میں حائل ہوتی ہیں ' اور اسکا ابلیسانہ گھمنڈ اور غرور اعتراف قصور و تسلیم نصائح سے بچنے کیلیے طرح طرح کے دھوکوں میں ڈالتا ہے - ہم اس بارے میں کچھہ اس طرح مجبور ہیں کہ بڑے بڑے ارادے اور عزائم بھی کام نہیں دیتے - صرف توفیق الہی اور اسکے فضل و کرم ہی سے یہ مقام حاصل ہوسکتا ہے - اسکا دعوا کوئی نہیں کرسکتا - البتہ اپنی پوری طاقت اسکے لیے وقف کردینی چاہیے ' اور ہر وقت اسکے لیے خدا سے مدد مانگنی چاہیے -

مسئلۂ ندوہ کے متعلق جو تحریریں الہلال کی مخالفت میں شائع ہوتی رہی ہیں ' ان میں سے اکثر میری نظر سے گذریں اور میں نے بہت چاہا کہ ان سے اپنے لیے کوئی نہ کوئی واقعی جواب اور سچی نکتہ چینی حاصل کروں - لیکن افسوس ہے کہ مجھے کوئی بات ایسی نہیں ملی - عموماً ان میں وہی باتیں دہرائی گئی تھیں جنکے متعلق پہلے ہی الہلال میں لکھا جا چکا ہے - یا صرف ظن اور تخمین کی بنا پر الزامات دیے گئے تھے - یا بہت زیادہ پھیلا کر صرف اسی ایک مسئلہ پر بار بار زور دیا گیا تھا کہ میں اچھا آدمی نہیں ہوں ' اور مجھے بہت برا سمجھنا چاہیے - شخصاً مجھے اس حقیقت کا ان سے بھی زیادہ علم و اعتراف ہے - مگر مسئلہ ندوہ پر تو اس حقیقت کے انکشاف سے چنداں اثر نہیں پڑتا -

لیکن حال میں ایک دو تحریریں میری نظر سے گذری ہیں جو مسئلۂ ندوہ اور الہلال کے متعلق بعض بزرگوں نے لکھی ہیں - اور مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ وہ اس عام انداز بحث سے مستثنی ہیں جو مخالفین الہلال کی تحریرات میں نظر آتا ہے - میں نے انہیں اول سے آخر تک پڑھا اور میں انکا ذکر کرونگا -

ان میں ایک تحریر تو جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کی ہے جسکا پہلا ٹکڑہ ہمدرد میں نکلا تھا اور اب دوسرا ٹکڑہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں نکلا ہے - دوسری تحریر ایک دوست نے مجھے دکھلائی ہے جو مساوات الہ باد میں نکلی ہے اور لکھنو کے کسی بزرگ نے لکھی ہے - تیسرا مضمون حافظ محب الحق صاحب عظیم آبادی کا ہے جو البشیر اٹاوہ میں نکلا ہے -

ان تحریروں میں الہلال کی نہایت سختی کے ساتھہ مخالفت کی گئی ہے - تاہم میں انکا معترف اور مداح ہوں ' کیونکہ مجھے نظر آتا ہے کہ اصول کے ماتحت لکھی گئی ہیں ' اور سچائی کے ساتھہ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے -

حافظ محب الحق صاحب سے میں واقف ہوں - وہ ایک مخلص اور ملت خواہ بزرگ ہیں ' اور انہیں جیسی اور جس قسم کی معلومات اس بارے میں حاصل ہوئی ہیں بغیر کسی تعاند و فریقانہ انکار کے ظاہر کی ہیں - اگرچہ اسمیں غلط فہمی کی آمیزش بہت زیادہ ہے مگر یہ بالکل دوسری بات ہے -

جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب نے بھی الہلال کے تمام مضامین ملاحظہ فرماے ہیں ' وقت صرف کیا ہے ' اور اپنے کسی اصول اور عقیدے کے ماتحت لکھا ہے - پس انکا کام بھی ہر طرح قابل وقعت ہے ' اور مجھے اسکا اعتراف ہے -

میں اس وقت ایک سفر کیلیے پا بہ رکاب ہوں اسلیے زیادہ نہیں لکھہ سکتا - واپس آکر ان تحریرات کے متعلق لکھونگا - میں نے انہیں علحدہ رکھہ لیا ہے -

اسد پاشا کی گرفتاری

اسد پاشا کا ذکر معاملات البانیا کے ضمن میں اتنی مرتبہ آچکا ہے کہ بغیر کسی تمہید کے اسکا ذکر کرنا چاہیے -

یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے تئیں البانیا کا پادشاہ تسلیم کرانا چاہا تھا ' اور اسکے بعد دول یورپ کے اغراض کا رفیق و معاون ہوگیا تھا - اسکی حیثیت ابتدا سے عجیب رہی ہے اور اسکے کاموں کا اندار بسا اوقات مبہم اور پیچیدہ رہا ہے - اسکے تمام ظاہری

اسد پاشا

حالات بتلاتے ہیں کہ وہ ایک دشمن اسلام ' عدوے خلافۃ علیہ ' ملت فروش ' اور اغراض پرست شخص ہے - وہ محض اپنی ذاتی غرض کیلیے خلافۃ علیہ کے دشمنوں کے قدموں پر گرا ' اور جیسا کہ ایسے خائنین ملت کا ایک ہی نتیجہ ہوا ہے ' پوری ذلت اور نامرادی کے ساتھہ اب ٹھکرا یا گیا ہے -

لیکن اسکے ساتھہ ہی اسکی زندگی کے متعلق بعض ایسی معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے نہ وہ گو ابتدا میں اسماعیل بے کی سی اغراض مفسدہ رکھتا ہو ' لیکن بعد میں ترکی کے ساتھہ پوشیدہ تعلقات رکھتا تھا ' اور انقلاب وزارت کے بعد اسکا پوزیشن یہ نظر آتا تھا نہ بظاہر تو دول کے اغراض کی حمایت کرے ' لیکن باطن میں اسکی سعی یہ ہو کہ اگر ترکی کیلئے البانیا میں کوئی مفید پہلو باقی نہیں رہتا تو اقلاً ایک مسلمان اور عثمانی رئیس کی پادشاہت تو قائم ہوجاے -

لیکن اسکے بعد اسکے اعمال میں نیا اضطراب شروع ہوا - وہ اس وفد تبریک و خیر مقدم کا رئیس بنکر اٹھا جو نئے مسیحی فرمانروا کو لینے کیلیے البانیا سے روانہ ہوا تھا -

اب تازہ انقلابات یہ ہیں کہ اسٹریا کا ایک جہاز نکالک پہنچا اور اسد پاشا کو مع اسکی بیوی کے گرفتار کرکے نیپلز پہنچا دیا - وہاں اسے حلف اٹھانا پڑا ہے کہ البانیا کے معاملات میں دخل نہ دیگا -

مظالم البانیا

لیکن اس واقعہ سے بھی زیادہ دلخراش اور ہوش افگن خبر ان وحشیانہ مظالم کی ہے جو البانی مسلمانوں پر عیسائیوں نے شروع کر دیے ہیں -

قاعدہ ہے کہ جب انسان بہت رو لیتا ہے تو اسکے آنسو خشک ہو جاتے ہیں - یہی حال اب مسلمانان عالم کا بھی ہوگیا ہے - طرابلس اور بلقان کے مظالم پر اسقدر آنسو بہہ چکے ہیں کہ اب ان وحشت انگیز اور ہوش پاش مظالم کو سنکر سمجھہ میں نہیں آتا کہ کس طرح ماتم کریں ' اور کن لفظوں کے ساتھہ فرزندان توحید کے اس قتل عام پر آنسو بہائیں ؟

یہ خبریں ریوٹر ایجنسی کی ہیں اور یہ کہنا ضروری نہیں کہ اصلیت سے کس قدر کم ہونگی ؟ صدہا مسلمانوں کو ایپرس میں قتل کیا گیا ہے - صلیب پر چڑھا یا گیا ہے - مکانونکو جلایا گیا ہے ' اور وہ سب کچھہ ہوا ہے جو اس نئی مسیحی کروسیڈ کی سرلذگی اور سبعیت کی مشہور و مسلمہ خصوصیات ہیں -

کل کی خبر ایک نئے انقلاب حالت کا غیر متوقع طور پر یقین دلاتی ہے - کچھہ عجب نہیں کہ البانیہ کے مسئلے میں ایک عظیم الشان اور حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہو جاے - معلوم ہوتا ہے کہ کئی ہزار مسلمانوں نے عاجز آکر اعلان جنگ کردیا ہے ' اور کہدیا ہے کہ یا تو انہیں ترکی کی حکومت دی جاے - یا ایک مسلمان پادشاہ - پرنس لوید ایک جہاز میں پناہگزیں ہے -

آہ ' جبکہ خون کے سیلاب بہہ چکے ' جبکہ یورپ سے اسلام کا قافلہ نکل چکا ' جبکہ دولۃ عثمانیہ کے آخری نقش قدم مٹ چکے ' تو اب البانیا کے نا عاقبت اندیش اور فریب خوردہ مسلمانوں کو ترکی ' مظلوم اور بیکس ترکی یاد آئی ! !

مسئلۂ مساجد و قبور لشکر پور

آج کی اشاعت میں ہم تمام مساجد لشکر پور کا ایک مرقع شائع کرتے ہیں جو خاص طور پر عکس لیکر ہم نے طیار کیا ہے - تا کہ انکی ہیئت مقدسہ نظروں میں محفوظ اور دلوں پر منقش ہو جاے ' اور آیندہ انکی ہستی کے متعلق کوئی فریب اور غلط بیانی کام نہ دیسکے -

ان میں پہلی تصویر اس قطعۂ زمین کو پیش کرتی ہے جسمیں یہ تمام مسجدیں واقع ہیں - بقیہ تصویریں ان مساجد کی ہیں جو اس قطعہ اور اسکے حوالی میں واقع ہیں - جس مسجد کی برجیاں گرائی گئی ہیں ' وہ بھی ان میں موجود ہے - ناظرین اسے نہ یک نظر پہچان لینگے -

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ہز ایکسلنسی لارڈ کارمائیکل عنقریب کلکتہ تشریف لانے والے ہیں - اب بھی وقت ہاتھہ سے نہیں گیا ہے اور فرصت باقی ہے - اگر انہوں نے کسی وجہ سے انجمن کے ڈیپوٹیشن کی ملاقات ضروری نہ سمجھی ' تو کم از کم اس موقعہ ہی پر وہ لشکر پور کو ملاحظہ فرما کر مسلمانوں کی خواہشوں کو معلوم کرسکتے ہیں ' اور اس آنے والی مصیبت کو تدبر و دانشمندی سے دور کرسکتے ہیں جو مسلمانوں اور حکومت ' دونوں کیلیے یکساں طور پر درد انگیز ہے - الہلال ابتدا سے اتمام حجت کے تمام مراحل طے کر رہا ہے - اور اب بھی آخری علاج کا گورنمنٹ کو مشورہ دینا ہے !

صحت النساء و محافظ الصبیان

طب جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بنا پر دو کتابیں تیار کی ہیں - صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق موثر تدابیر سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرالی ہیں - ڈاکٹر کرنیل زید احمد صاحب نے بہت تعریف لکھہ کر فرمایا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہئیں ' اور جنابہ ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمالی ہیں - بنظر رفاہ عام چھہ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے - طالبان صحت جلد فائدہ اٹھائیں -

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ - ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ

محافظ الصبیان ' اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ -

ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر میڈیکل افیسر دو جانہ - ڈاکخانہ بہری: ضلع رہتک -

مساجد مقدس لشکر پور

الهلال

یکم رجب ۱۳۳۲ هجری

اسـئلة واجوبتها

واقعۂ ایـلاء و تخییــر

حـدیث ، تفسیــر ، اور سیـرۃ کــي ایـک مشتـرک بحث

گذشتہ اشاعت کے مقالۂ افتتاحیہ کے بعد

(اصل مسئلـۂ مسئـولہ عنهـا)

یہاں تک تو صرف اس ٹکڑے کا جواب تھا جو جناب نے احادیث کے اعتماد و عدم اعتماد کی نسبت دریافت فرمایا تھا ' اور جو ضمناً اصول رد و دفاع منکرین اسلام کے متعلق ایک نہایت اہم اور وقت کی بحث تھی - اب آپکے اصل سوال کی طرف متوجہ ہوتا ہوں -

آپکے نوجوان دوست کے مسیحی معلم نے جس واقعہ کو اپنی معاندانہ و ابلیسانہ تحریف و اضافہ کے ساتھہ پیش کیا ہے ' وہ در اصل آنحضرۃ صلے اللہ علیہ و سلم کی حیات مبارک کے اُس واقعہ سے تعلق رکھتا ہے جو کتب تفسیر و سیرۃ میں " واقعۂ ایلاء و تخییر " کے نام سے مشہور ہے -

(۱) " ایلاء " اصطلاح فقہ و حدیث میں شوہر اور بیوی کی اُس علحدگی کو کہتے ہیں جو بغیر طلاق کے عمل میں آئے اور جسکی صورت یہ ہے کہ شوہر غصہ کی حالت میں کوئی قسم کھا بیٹھے کہ میں اپنی بیوی کے پاس نہ جاؤنگا - اسکا ماخذ قران کریم کی یہ آیۃ کریمہ ہے :

للـذین یولـون مـن نسائهـم تـربص اربعـة اشهـر ' فان فاءو ' فان اللہ غفـور رحیم - و ان عزموا الطـلاق فان اللہ سمیع علیم (بقرۃ ع - ۲۸)	جو لوگ اپنی بی بیوں کے پاس جانے کی قسم کھا بیٹھیں ' اُن کیلیے چار مہینے کی مہلت ہے - اگر اس عرصے میں رجوع کر لیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ' اور اگر طلاق کا ارادہ کر لیں تو بھی اللہ سننے والا اور سب کچھہ جاننے والا ہے !

اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایلاء کریں یعنے اپنی بیوی سے علحدگی کی قسم کھا بیٹھیں ' انھیں چار مہینے کے اندر ملاپ کر لینا چاہیے - اگر انھوں نے ایسا کیا تو ایلاء ساقط ہوجائیگا - البتہ قسم کا کفارہ دینا پڑیگا - اس امر میں اختلاف ہے کہ اگر شوہر نے چار ماہ کے اندر رجوع نہ کیا تو محض ایلاء کی مدت کے اختتام سے طلاق پڑجائیگی یا نہیں ؟ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اس صورت میں بھی طلاق نہیں پڑتی اور عورت مرد سے نہیں چھوٹتی - اگر مرد عورت کو بالکل معلق چھوڑ دینا چاہیگا ' تو اُسے قید رکھا جائیگا - یہاں تک کہ وہ عورت کی طرف رجوع کرے یا طلاق دیکر فیصلہ کرے - مگر فقہاے حنفیہ کے نزدیک محض انقضاے مدت ہی عورت کے حق میں طلاق بائنہ ہے -

(۲) آنحضرۃ صلی اللہ علیہ و سلم کی زندگی میں بھی ایک مرتبہ ایلا کی صورت پیش آئی - آپنے عہد فرمایا تھا کہ ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے کوئی تعلق نہ رکھیں گے - واقعۂ ایلاء سے یہی واقعہ مقصود ہے اور یہی شان نزول ہے آیات سورۂ تحریم کا -

(۳) یہ واقعہ بہ تفصیل صحاح ستہ میں موجود ہے ' اور علی الخصوص صحیحین کے مختلف ابواب و کتب میں متعدد رواۃ و اسانید سے بیان کیا گیا ہے - چونکہ اس واقعہ کی مختلف حیثیتیں تھیں اور مختلف قسم کے احکام انسے نکلتے تھے ' اسلیے حضرۃ امام بخاری (رضی اللہ عنہ) نے اپنی عادت کے مطابق مختلف ابواب میں اسے درج کیا ہے ' اور مختلف احکام نکالے ہیں - ابواب نکاح و طلاق اور ایلاء میں تو اصلی حیثیت سے آیا ہے ' مگر کتاب التفسیر میں بہ ضمن سورۂ تحریم کیونکہ اُسکا شان نزول یہی واقعہ ہے -

میں نے ان تمام ابواب کی احادیث پیش نظر رکھی ہیں - نیز صحیح مسلم ' بقیہ کتب صحاح ' تفسیر امام طبری ' ابن کثیر ' اور در منثور ' بھی سامنے ہیں - صحیحین کی شروح میں سے فتح الباری ' عینی ' اور نووی شرح مسلم بھی پیش نظر ہیں - ان سب سے جو مشترک اور صحیح واقعہ ثابت ہوتا ہے پہلے اُسے بیان کرتا ہوں - اُسکے بعد آپکے پیش کردہ واقعہ کی نسبت مع بعض اہم متعلقہ مباحث کے عرض کرونگا -

(ازواج مطہـرات کا مطـالبہ)

(۴) اگر کسی مدعی انسان کی زندگی کے حالات و واقعات اُسکی صداقت و تقدس کیلیے معیار ہوسکتے ہیں ' تو اس آسمان کے نیچے فی الحقیقت ایک ہی انسانی زندگی ہے جسکے سوانح و حالات میں سے ہر شے اُسکی صداقت و ربانیت کیلیے معجزات قاہرہ و براہین قاطعہ ہیں - یعنی : محمد رسول اللہ ' و الذین معہ !

جس وجود اقدس کے ظہور نے دنیا کی بڑی بڑی شہنشاہیوں کو نابود کر دیا ' جسکی ہیبت الہی اور سطوت ربانی کے آگے تاجداران عالم کے تخت اُلٹ گئے ' جسکے غلاموں کے سامنے کسری کا خزانہ آنے والا ' اور قیصر کا خراج پہنچنے والا تھا ' جو اپنی حیاۃ طیبہ ہی کے اندر عرب و یمن کی شہنشاہی کو اپنے قدموں پر دیکھتا تھا ' اور فی الحقیقت جسکے لیے دنیا کے تمام خزانے اور طاقتیں وقف ' اور جسکی مرضی کیلیے رب السماوات و الارض کی تمام پیدا کردہ قوتیں سر بسجود تھیں ' با ایں ہمہ اُس نے خود اپنے لیے جو دنیوی زندگی اختیار کی تھی ' اسکا حال یہ تھا کہ تمام عمر کبھی بھی دونوں وقت شکم سیر ہو کر غذا تناول نہ فرمائی ' اور دو دو دن تک آپکے حجرۂ فقر میں غذا کی طیاری کے نشانات یکسر معدوم و مفقود رہے ! صلی اللہ علیہ و علی الہ و اصحابہ و سلم !

اس بارے میں تصریحات سیرۃ و احادیث اسدرجہ مشہور ہیں کہ یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں - بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ مہمان آجاتے تھے اور آپکا مطبخ کئی کئی وقتوں سے بالکل سرد ہوتا تھا - حضرۃ عائشہ فرماتی ہیں : مجھے یاد نہیں کہ کوئی دن آنحضرۃ پر ایسا گذرا ہو کہ صبح و شام ' دونوں وقت شکم سیر ہوکر غذا میسر آئی ہو !

اس روح الہی اور پیکر صفات ربانی کی غذا اس خاکدان ارضی پر نہ تھی جسکی اُسے آرزو اور جستجو ہوتی - اسکا سفرۂ لذائذ و نعائم وہاں بچھتا تھا جہاںکے لیے جسم کی تشنگی آب زلال ' اور معدہ کی بھوکھہ غذاے حیات ہے کہ :

ابیت عند ربی ' یطعمنی و یسقینی (رواہ البخاری)	میں اپنے پروردگار کے ہاں شب باش ہوتا ہوں ' جو مجھے کھلاتا ہے اور سیراب کرتا ہے !

ابتدائی فتوحات اسلامیہ کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا تھا ' اور مال غنیمت اس کثرت اور افراط سے آتا تھا کہ اسکا صرف ایک

حصه پاکر عام مسلمان خوشحال و صاحب مال بن جاتے تھے ' مگر خود اس سلطان کونین اور محبوب رب المشرقین کو ایک نقیر الحال زندگی کی بھی ضروریات وما یحتاج حاصل نہ تھیں !

(٥) ان حالات کو صحابۂ کرام دیکھتے تھے ' اور جوش محبت وجاں نثاری سے بیقرار ہو ہو جاتے تھے - سب سے زیادہ اسکا اثر آپکی ازواج مطہرات پر پڑتا تھا ' جنھوں نے گو دنیوی جاہ و جلال پر اس محبوب رب العالمین کے حجرۂ فقر و فاقہ کو ترجیح دی تھی ' تاہم وہ انسان تھیں ' انسانی خواہشیں اور ضرورتیں رکھتی تھیں - عیش و آرام کے ساز و سامان نہ سہی ' لیکن ایک فقیر سے فقیر زندگی کیلیے بھی کچھہ نہ کچھہ سامان حیات و منزل کی ضرورت ہوتی ہے ؟ اسکا خیال تو انہیں ضرور ہوتا تھا - اُن میں سے اکثر بی بیاں ایسی تھیں جو امارت و ریاست کے گھروں میں پرورش پا چکی تھیں ' اور انکے ماں باپ امرا و رؤساء وقت میں محسوب تھے حضرت صفیه خیبر کے امیر اعظم کی صاحب زادی تھیں جو ایک طرح کا شاہی اقتدار رکھتا تھا - حضرت ام حبیبه ابو سفیان کی صاحبزادی تھیں جو اپنے عہد میں جمہوریت حجاز کا پریسیڈنٹ تھا اور قریش کی پوری ریاست رکھتا تھا - اسی طرح حضرت جویریه ایک بڑے قبیلہ کے رئیس وقت کی بیٹی تھیں جس کا نام غالباً (اس وقت ٹھیک یاد نہیں) بنو المصطلق تھا ' حضرت عائشه اور حضرت حفصه بھی ایسے گھروں میں پرورش پائی ہوئی تھیں جنھوں نے گو اپنے مال و متاع کو راہ محبت الہی میں لٹا دیا ہو ' مگر صاحب مال و جاہ اور دارائے شوکت و احتشام ضرور تھے - یعنی حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما -

یہ تمام خواتین محترمہ آنحضرت کے گھر میں آئیں اور اپنے قدیمی شان و شکوہ دنیوی کو انکی عظمت و سطوت روحانی کے آگے بھول گئیں ' تاہم وہ بشر تھیں اور ضرور نفس رکھتی تھیں ' ہر بیوی کو دوسری بیوی کے مقابلہ میں اقتضاے طبیعۂ نسائیہ سے اپنی حالت کی بہتری و وسعت کا بھی خیال ہوتا تھا - عام مسلمانوں اور صحابہ کو مال و متاع غنیمت سے آسودہ حال دیکھتی تھیں اور مال غنیمت میں اپنے لیے کچھہ نہ پاتی تھیں - ان تمام حالات کا قدرتی نتیجه یہ تھا کہ انہیں اپنی تنگ دستی اور عسرت و فقر کا احساس ہوتا ' اور جو شہنشاہ تمام دنیا کو سب کچھہ دے رہا تھا ' اس سے کچھہ نہ کچھہ اپنے لیے بھی مانگتیں - علی الخصوص جبکہ اسکی محبت و عشق کا ان میں سے ہر ایک کو ناز تھا ' اور جو کچھہ اپنے لیے مانگنے والی تھیں ' وہ بھی در اصل اسی کے لیے طلب کرتی تھی -

(٦) چنانچه ازواج مطہرات کی طرف سے آپ پر توسیع نفقہ کیلیے تقاضے شروع ہوے ' اور ایک مرتبہ تمام بی بیوں نے ملکر زور ڈالا کہ ہماری حالت اس فقر و عسرت میں کیسے بسر ہوسکتی ہے ؟ آپکو سب کا خیال ہے مگر خود اپنے گھر کا خیال نہیں - ہماری ضرورتوں کے پورا کرنے کا بھی کچھہ سامان کیجیے -

(۷) یہ مطالبه اگرچه تمام بی بیوں کی طرف سے تھا مگر دو بی بیوں نے خاص طور پر باہم ایکا کرکے زور ڈالا تھا کہ ہماری معروضات پوری کی جائیں - چنانچه انھی کی نسبت سورۂ تحریم کی یہ آیۃ نازل ہوئی :

ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما ' و ان تظاهرا علیه فان اللہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المومنین والملائکۃ بعد ذالک ظھیر -

اگر تم دونوں خدا کی طرف رجوع کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ تمہارے دل مائل ہوچکے ہیں ' اور اگر رسول اللہ کے مقابلہ میں ایکا کروگے تو جان لوکہ خدا انکا مدد گار ہے - جبریل اور نیک مسلمان بھی انھی کے ساتھہ ہیں ' اور سب کے بعد ملائکۂ الہی بھی انھی کے مددگار ہیں !

اس آیۃ میں تثنیه کا صیغه " ان تتوبا " اور " قلوبکما " میں آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایکا کرنے والیاں دو ہی بیاں تھیں ' لیکن نام کی تصریح نہیں ہے - اس بارے میں اختلافات حدیث کا ذکر آگے آئیگا ' لیکن ارجح خبر یہی ہے کہ وہ دو بی بیاں حضرت عائشه اور حضرت حفصه تھیں ' جیسا کہ خود حضرت عمر نے حضرت ابن عباس سے فرمایا -

(۸) غرضکہ ازواج مطہرات کا یہ مطالبه غیر معمولی طور پر سخت ہوا اور آنحضرت کے سکون خاطر اور حیات فقر و استغنا پر بہت بار گذرا - انکی زندگی روحانی استغراق اور اصلاح عالم و انسانیة کے مہمات مقاصد سے اس طرح لبریز تھی کہ اسمیں اس فکر مال و اسباب دنیوی کو گنجایش نہیں ملسکتی تھی -

(شان نزول لم تحرم ما احل اللہ)

(۹) ابھی اتنا میں ایک اور علحدہ واقعه بھی پیش آیا جو گو ایک بالکل علحدہ اور مستقل واقعه ہے ' مگر اسکے امتزاج و خلط نے واقعہ ایلا میں پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں - یعنی سورۂ تحریم کی ان ابتدائی آیات کا شان نزول -

یا ایها النبی لم تحرم ما احل اللہ لک ' تبتغی مرضات ازواجک ؟ و اللہ غفور رحیم - قد فرض اللہ لکم تحلة ایمانکم ' و اللہ مولاکم ' و ھو العلیم الحکیم (٦٦ : ١)

اے پیغمبر ! تم اپنی بیویوں کی خوشی کیلیے اس چیز کو اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کر دی ہے ؟ اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے - بیشک اللہ نے تمہارے لیے یہ فرض کردیا ہے کہ اپنی قسموں کو کھولدو - وہ تمہارا دوست ہے اور سب باتوں کو جاننے والا اور انکی حکمتوں پر نظر رکھنے والا !

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیه و سلم نے کوئی ایسی بات اپنے اوپر حرام کرلی تھی جو اللہ کی طرف سے حلال تھی ' اور اسکے لیے کوئی قسم بھی کھا لی تھی - نیز یہ کہ صرف اپنی ازواج کی خوشی کیلیے ایسا کیا تھا -

(۱۰) وہ کیا بات تھی ؟ کس بات کیلیے قسم کھائی تھی ؟ ازواج کی خوشی کو اُس سے کیا تعلق تھا ؟ ان سوالات کے جوابات احادیث سے ملتے ہیں ' اور اسی کے متعلق وہ بعض روایات کتب تفسیر و سیر میں درج ہوگئی ہیں جنکو ایک مسخ و بدنما شکل میں اعداء اسلام نے بیان کیا ہے اور جسکی نسبت آپنے دریافت فرمایا ہے -

تفصیلی بحث اُن روایات مختلفه پر آگے آئیگی - یہاں صرف اصلی اور محقق واقعه کو بیان کر دینا ہوں -

بخاری و مسلم کے ابواب نکاح و طلاق و تفسیر میں یہ واقعه بالکل صاف اور غیر پیچیدہ موجود ہے -

ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت کا قاعدہ تھا - عصر کے بعد ازواج مطہرات کے ہاں تھوڑی تھوڑی دیر کیلیے تشریف لایا کرتے تھے - ایک بار آپ کئی دن تک حضرت زینب کے ہاں معمول سے زیادہ بیٹھے - حضرت عائشه نے اسکا سبب دریافت کیا - معلوم ہوا کہ آپکو شہد اور شیرینی بہت پسند ہے - حضرت زینب کے پاس کہیں سے شہد آگیا ہے - وہ آپکی خدمت میں پیش کرتی ہیں - اسکے تناول فرمانے میں معمول سے زیادہ دیر ہو جاتی ہے -

رشک اور غیرت محبت جنس آناث کا وہ فطری جذبہ ہے جس کے آگے کسی جذبے کی نہیں چلتی - حضرت عائشه کو یہ معلوم کرکے باقتضاء ضعف بشریت رشک ہوا - وہ سمجھہ گئیں کہ حضرت زینب نے یہ تدبیر آنحضرت کو زیادہ عرصے تک ٹھہرانے کی نکالی ہے - پس کوئی ایسی تدبیر اسکے توڑ کی بھی کرنی چاہیے - انھوں نے ایک تدبیر سوچی اور حضرت حفصه بھی اسمیں شریک

هوگئیں - قرار پایا که آنحضرة جب وهاں سے آٹھکر همارے یہاں آئیں تو کہنا چاهیے که آپکے منهه سے مغافیر کی بو آتی هے - مغافیر ایک قسم کا درخت هوتا هے جسکے پھولوں سے عرب کی مکھیاں رس چوس کر شهد جمع کرتی هیں - اسکا پھل لوگ کھاتے بھی هیں مگر اسکی بو اچھی نہیں هوتی -

اسکے بعد اس تدبیر کی اور بی بیوں کو بھی خبر دیدی گئی اور وہ بھی اسمیں شریک هوگئیں -

چنانچه آنحضرة حسب معمول جب حضرة حفصه کے هاں تشریف لاے تو انهوں نے کہا : کیا آپنے مغافیر کھایا هے ؟ آپنے فرمایا نہیں - اسپر انهوں نے کہا که آپکے منهه سے تو مغافیر کی بو آ رهی هے -

اور بی بیوں نے بھی مغافیر کی بو کا آنا ظاهر کیا - یه دیکهه کر آپنے قسم کھالی که آئنده شهد نه کھاؤنگا - شهد ایک حلال غذا تھی اور اسکے نه کھانے کی قسم کھانا ایک حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلینا تھا - پس سورۂ تحریم کی یه آیت نازل هوئی که " لم تحرم ما احل الله لك ؟ " آپ اس شے کو کیوں اپنے اوپر حرام کرتے هیں جو خدا نے آپکے لیے حلال کردی هے ؟

یه واقعه خود حضرة عائشه کی روایت سے امام بخاری نے کتاب الطلاق اور کتاب التفسیر سورۂ تحریم میں درج کیا هے :

قالت (عائشه) . کان رسول الله صلی الله علیه و سلم یشرب عسلا عند زینب ابنة جحش و یمکث عندها ' فواطیت انا و حفصه عن ایتنا دخل علیها فلتقل له اکلت مغافیر؟ انی اجد ریح مغافیر - قال لا و لکنی کنت اشرب عسلاً عند زینب فلن اعود له و قد حلفت - لا تخبری بذالك - (بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ - صفحه ۱۵۶ مطبوعه مصر)

حضرة عائشه کہتی هیں : آنحضرة صلی الله علیه و سلم زینب بنت جحش کے یہاں شهد نوش فرماتے اور دیر تک ٹھیرتے - اسپر میں نے اور حفصه نے یه قرار داد کی که جب آنحضرة هم میں سے کسی کے یہاں آٹھکر آئیں تو کہیں که کیا آپنے مغافیر کھایا هے ؟ اسکی بو آپکے منهه سے آ رهی هے - چنانچه ایسا هی کیا گیا - آنحضرة نے یه سنکر فرمایا که مغافیر تو میں نے نہیں کھایا' البته زینب کے هاں شهد کھایا هے - اب میں قسم کھاتا هوں که آئنده کبھی نه کھاؤنگا - مگر تم اسکا ذکر کسی سے نه کرنا -

لیکن بخاری کے باب الطلاق میں " هشام بن عروه عن ابیه عن عائشه " کی روایت سے ایک دوسری حدیث بھی موجود هے' جو اس سے زیاده مفصل اور بعض جزئیات میں مختلف هے - مثلاً حضرة زینب کی جگه شهد کا کھانا خود حضرة حفصه کے هاں بیان کیا هے' اور حضرت سوده کی نسبت کہا هے که سب سے پہلے انهوں نے مغافیر کی بو کی نسبت کہا تھا - روایت بالا میں صرف حضرة عائشه اور حفصه کا ذکر هے - لیکن اسمیں بیان کیا گیا هے که اور بی بیوں کو بھی اسکی خبر دیدی گئی تھی' اور آنحضرة اس دن جسکے هاں تشریف لیگئے' اس نے یہی بات کہی که مغافیر کی بو آتی هے - ایسا هونا درایتاً بھی ضروری معلوم هوتا هے - اکثر بی بیوں نے ملکر فرداً فرداً کہا هوگا' جبھی تو آپنے قسم کھا لی - ورنه صرف ایک بی بی کے کہنے سے قسم کھا لینا مستبعد معلوم هوتا هے - هم نے بعض ضروری جزئیات اس روایت سے بھی لدلی هیں اور سب کا مشترک ماحصل بیان کردیا هے - حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس اختلاف پر نہایت عمده بحث کی هے اور وجوه تطبیق بیان کردیے هیں - خوف طوالت سے هم نقل نہیں کرسکتے (دیکھو فتح الباری جلد ۹ - صفحه ۳۲۹ مطبوعه مصر)

(واقعه " واذا اسر النبی ")

(۱۱) اسی اثنا میں ایک اور واقعه پیش آیا - آنحضرة صلی الله علیه و سلم نے اپنی بعض ازواج سے کوئی راز کی بات فرمائی اور تاکید کردی که اسکا ذکر اور کسی سے نه کرنا - لیکن اُن سے ضبط نہوسکا اور ایک دوسری بیوی سے ذکر کردیا اسی کے متعلق سورۂ تحریم کی یه آیت نازل هوئی :

و اذا اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثاً ' فلما نبات به واظهره الله علیه عرف بعضه و اعرض عن بعض ' فلما نباها به قالت من انباک هذا؟ قال نبانی العلیم الخبیر !

اور جبکه پیغمبر نے اپنی بعض بیویوں سے ایک راز کی بات کہی اور اُس نے فاش کردی' اور خدا نے پیغمبر کو اس کی خبر دیدی تو انهوں نے اسمیں سے کچھه حصه بیان کیا اور کچھه چھوڑ دیا - یه سنکر اس بیوی نے پوچھا که آپکو کس نے اسکی خبر دی ؟ فرمایا که اُس خدا نے جسکے علم اور خبر سے کوئی بات پوشیده نہیں !

بخاری و مسلم کی تمام روایات کے جمع کرنے سے واضح هوتا هے که " بعض ازواجه " سے یہاں مقصود حضرة حفصه هیں - انهوں نے هی حضرة عائشه سے راز کہدیا تھا - اسمیں بعض جزئی وہ اختلافات بھی هیں جن پر حافظ ابن حجر نے مفصل بحث کی هے - لیکن محقق و ارجح یہی هے که حضرة حفصه اور حضرت عائشه هی سے اسکا تعلق هے - جن حضرات کو یه بحث تفصیل سے دیکھنا هو وہ فتح الباری جلد (۹) شرح کتاب الطلاق - صفحه (۳۲۹) کو ملاحظه فرمالیں - هم اختصار کیلیے مجبور هیں - البته اس واقعه کے بعض اهم متعلقات و مباحث آگے آئینگے -

(عهد ایلاء اور یک ماهه علحدگی)

(۱۲) عرضه توسیع نفقه کیلیے تمام ازواج نے متفق هوکر اصرار کرنا شروع کیا - آنحضرة (صلعم) کے استغراق روحانی پر یه دنیا طلبی اسقدر شاق گذری که آپنے عهد کرلیا که ایک ماہ تک تمام بیویوں سے کوئی تعلق نه رکھونگا -

جب کچھه زمانه اس علحدگی پر گذر گیا تو صحابۂ کرام کو سخت تشویش هوئی - اُن میں سے اکثر کو خیال هوا که عجب نہیں آپنے تمام ازواج کو طلاق دیدی هو - مگر هیبت نبوت و سطوۃ رسالت اجازت نہیں دیتی تھی که اس بارے میں آپسے سوال کیا جائے' حتی که خواص صحابه و مقربین بارگاہ رسالت بھی دم بخود اور خاموش تھے -

(۱۳) سوء اتفاق یه که اسی زمانے میں آپ گھوڑے سے گر پڑے اور ساق مبارک پر زخم آگیا - اسکی تکلیف چلنے پھرنے سے مانع تھی' اسلیے کئی روز تک آپ بالا خانے سے اتر کر مسجد میں بھی تشریف نه لاسکے - صحابه دریافت حال کو آے تو وهیں بیٹھکر نماز پڑھائی -

جب ایک مہینے کے قریب مدت اسی حالت میں گذر گئی تو صحابه کی تشویش اور زیاده بڑھگئی' اور ان حالات کو دیکھکر اکثروں کو یقین هوگیا که آپنے طلاق دیدی هے' اور اب ازواج مطہرات سے نہیں ملیں گے -

(حدیث عمر فاروق رض)

(۱۴) یه حالت کیونکر ختم هوئی ؟ کس کی جرات مجسس و نبازے اس تشویش کا خاتمه کیا ؟ اور کیونکر آیۂ تخییر نازل هوئی ؟ ان تمام سوالوں کا مفصل جواب اُس مشرح و مطول روایت میں هے جو حضرة عمر فاروق رضی الله عنه سے صحیحین میں منقول هے - هم مناسب سمجھتے هیں که وہ پوری حدیث یہاں نقل کردیں' اور خود حضرة فاروق کی زبانی اس تمام واقعه کو معلوم کیا جاے - یه روایت صحیح بخاری میں مختلف طریقوں سے مروی هے ' اور مختلف ابواب میں اس سے استخراج نتائج و معارف کیا گیا هے - امام مسلم نے بھی چار مختلف طریقوں سے کتاب الطلاق میں درج کی هے - بالاتفاق اسکے راوی اول حضرة عبد الله ابن عباس هیں ' اور انسے عبید بن حنین ' سماک ابی زمیل ' اور عبید الله

[illegible]

متفق علیه روایت عبید الله بن حنین کي هے جو حضرة عباس کے غلام تھے - هم اسی روایت کو یہاں پہلے نقل کر دیتے هیں :

" عن عبید بن حنین انه سمع ابن عباس رضی الله عنهما یحدث - انه قال : مکثت سنة ارید ان اسال عمر بن الخطاب عن آیة فما استطیع ان اساله هیبة له ' حتی خرج حاجا فخرجت معه ' فلما رجعت و کنا ببعض الطریق ' عدل الی الاراک لحاجة له - قال : فوقفت له حتی فرغ ثم سرت معه ' فقلت یا امیر المومنین ! من اللتان تظاهرتا علی النبی صلی الله علیه وسلم من ازواجه ؟ فقال تلک حفصة و عائشة - قال : فقلت و الله ان کنت لارید ان اسالک عن هذا منذ سنة ' فما استطیع هیبة لک - قال : فلا تفعل ما ظننت ان عندی من علم فاسالنی ' فان کان لی علم خبرتک به - قال ثم قال عمر : والله ان کنا فی الجاهلیة ما نعد للنساء امراً حتی انزل الله فیهن ما انزل ' و قسم لهن ما قسم ' قال : فبینا انا فی امر اتامره اذ قالت امرأتی لو صنعت کذا و کذا قال : فقلت لها ما لک و لما ههنا فیما تکلفک فی امر اریده ' فقالت لی عجباً لک یا ابن الخطاب ! ما ترید ان تراجع انت و ان ابنتک لتراجع رسول الله صلی الله علیه و سلم حتی یظل یومه غضبان ! فقام عمر فاخذ رداءه مکانه حتی دخل علی حفصة ' فقال لها یا بنیة ! انک لتراجعین رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی یظل یومه غضبان ؟ فقالت حفصة : والله انا لنراجعه ' فقلت تعلمین انی احذرک عقوبة الله و غضب رسوله صلی الله علیه وسلم - یا بنیة لا یغرنک هذه التی اعجبها حسنها حب رسول الله صلی الله علیه وسلم ایاها (یرید عائشة -) قال : ثم خرجت حتی دخلت علی ام سلمة لقرابتی منها فکلمتها ' فقالت ام سلمة : عجباً لک یا ابن الخطاب ! دخلت فی کل شی حتی تبتغی ان تدخل بین رسول الله صلی الله علیه وسلم و ازواجه ؟ فاخذتنی والله اخذا کسرتنی عن بعض ما کنت اجد - فخرجت من عندها و کان لی صاحب من الانصار اذا غبت ' اتانی بالخبر ' و اذا غاب کنت انا آتیه بالخبر ' و نحن نتخوف ملکا من ملوک غسان ذکرلنا انه یرید ان یسیر الینا فقد امتلأت صدورنا منه - فاذا صاحبی الانصاری یدق الباب - فقال افتح افتح فقلت جاء الغسانی ؟ فقال بل اشد من ذلک - اعتزل رسول الله صلی الله علیه وسلم ازواجه - فقلت رغم انف حفصة و عائشة - فاخذت ثوبی فاخرج حتی جئت فاذا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مشربة له یرقی علیها بعجلة و غلام لرسول الله صلی الله علیه وسلم اسود علی راس الدرجة - فقلت له قل هذا عمر بن الخطاب فاذن لی - قال عمر : فقصصت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا الحدیث ' فلما بلغت حدیث ام سلمة ' تبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم - و انه لعلی حصیر ما بینه و بینه شی ' و تحت راسه و سادة من ادم حشوها لیف و ان عند رجلیه قرظاً مصبوباً و عند راسه اهب معلقة ' فرأیت اثر الحصیر فی جنبه فبکیت فقال ما یبکیک ؟ فقلت یا رسول الله ! ان کسری و قیصر فیما هما فیه و انت رسول الله ! فقال اما ترضی ان تکون لهم الدنیا و لنا الآخرة ؟ "

(خلاصۂ بیان)

لیکن اسی واقعه کو امام بخاري نے کتاب العلم میں عبید الله بن ابی ثور کی روایت سے بھی درج کیا هے - وہ جزئیات بیان میں زیادہ مشرح و مفصل - هے علی الخصوص حضرت عمر اور آنحضرۃ کا مکالمه زیادہ تفصیل سے اسمیں بیان کیا گیا هے - امام مسلم کی روایات میں بھی بعض زیادہ تفصیلات هیں - هم بخوف طوالت کتاب العلم والی روایة کو نہیں نقل کرسکتے ' مگر ان تمام روایات کو سامنے رکھکر انکا مشترک اور مربوط و مرتب خلاصه باحتیاط درج کردیتے هیں - به نسبت ایک هی روایت کے ترجمه کردینے کے یه زیاده مفید هوگا - علاوہ اصل واقعه کے جو ضمنی روشنی اس روایت سے آنحضرۃ کی سیرۃ طیبه ' فقر و استغنا ' عورتوں کے حقوق ' اسلام کی حمایت حقوق نسواں ' زنان عرب کی حالت میں انقلاب ' صحابه کا عشق رسول ' حضرۃ عمر کے مدارج علیه اور راہ محبت رسول میں بیخودانه سرشاري ' اور اسی طرح کے بے شمار امور و مسائل پر پڑتی هے ' اسکے لحاظ سے بھی اس کا مفصل و جامع خلاصه درج کرنا بہت ضروري تها :

" حضرت عبد الله ابن عباس (رض) کہتے هیں که میں سال بھر تک اراده کرتا رها که حضرۃ عمر (رض) سے قرآن کریم کی ایک آیت کی نسبت پوچھوں ' لیکن انکی هیبت و رعب سے میري همت پست هوجاتی تھي اور پوچھنے کي نوبت نہیں آتي تھي - ایک مرتبه ایسا هوا که حضرۃ عمر حج کیلیے نکلے اور میں بھي انکے همراہ روانه هوا - جب حج سے فارغ هوکر هم لوگ واپس آ رهے تھے تو راستے میں ایک اچھا موقعه گفتگو کا هاتھه آگیا اور میں نے اس مہلت کو غنیمت سمجھکر اپنے قدیمي ارادے کو پورا کرنا چاها - میں نے عرض کیا که امیر المومنین ! آنحضرۃ کي وہ کون دو بیویاں تھیں جنھوں نے اپنے مطالبات کیلیے اتفاق کرکے آنحضرۃ پر زور ڈالا تھا ' اور جس کا ذکر خدا تعالی نے " و ان تظاهرا علیه " میں کیا هے ؟ حضرۃ عمر نے فرمایا " عائشه اور حفصه " اسپر میں نے کہا که و الله - میں ایک سال سے اراده کر رها تھا که اس بارے میں آپ سے پوچھوں مگر آپکے رعب سے میري زبان نہیں کھلتي تھي -

حضرۃ عمر نے کہا : " اسکا کچھه خیال نه کرو - جو بات مجھے معلوم هے میں بیان کرنے کیلیے موجود هوں "

اسکے بعد حضرۃ عمر نے اس واقعه پر ایک مفصل و مشرح تقریر کی - انھوں نے کہا که " ایام جاهلیة میں هم لوگوں کا عورتوں کے ساتھه یه سلوک تھا که کسي طرح کے حقوق انھیں حاصل نه تھے - هم سمجھتے تھے که عورتیں کوئي چیز نہیں هیں - لیکن جب اسلام آیا اور الله تعالی نے انکے حقوق کے متعلق آیات نازل کیں اور انکا حق هم پر قرار پا یا ' تو هماري عورتوں کي حالت بالکل بدل گئي اور اپنا حق مانگنے میں وہ نہایت جري هوگئیں -

ایک مرتبه کا واقعه هے که کسی بات پر حسب عادت قدیمي میں نے اپنی بیوي کو ڈانٹا اور باهم تکرار سي هوگئي - اس نے الٹ کر ویسا هي جواب دیا اور سختي سے بات کی - میں نے کہا : تمھیں کیا هوگیا هے ؟ میری بات کا اسطرح جواب دیتے ؟ وہ بولی که سبحان الله ! تم کیا هو که میں تمھیں جواب نه دوں - تمھاری بیٹی (حفصه) تو خود رسول الله صلعم کو برابر کا جواب دیتی هے - حتی که دن دن بھر انسے روٹھی رهتی هے !

یه سنکر میں نے اپنے دل میں کہا ' یه تو عجیب بات هوئی - فوراً اٹھکر حفصه (حضرۃ عمر کی صاحبزادی اور آنحضرت کی زوجۂ مطهرہ) کے پاس پہنچا اور پوچھا که بیٹی ! کیا یه سچ هے که تم آنحضرۃ سے سوال جواب کرتی هو اور دن دن بھر روٹھی رهتي هو ؟ اور کیا اور بیویاں بھي ایسا هي کرتي هیں ؟ حفصه نے کہا که هاں بیشک هم ایسا کرتے هیں - مجھے سخت غصه آیا اور میں نے که تجھے الله کي سزا اور اسکے رسول کے غضب سے ڈرنا چاهیے - رسول الله کی ناراضي عین خدا کي ناراضي هے - یه کیا هے جو تم اسطرح انھیں ناراض کرتي هو ؟ تجھے حضرۃ عائشه کی کوئی تطیر دیکھکر بھول نه جانا چاهیے جس سے آنحضرۃ بہت محبت فرماتے هیں - والله اگر آنھیں میرا خیال نہوتا تو وہ تجھے طلاق دیچکے هوتے - تجھکو جو کچھه مانگنا هو مجھسے مانگ - آنحضرت کو کیوں تکلیف دیتی هے ؟

اسکے بعد میں ام سلمه (آنحضرۃ کی دوسري زوجۂ مطهرہ) کے هاں آیا کیونکه قرابت کی وجه سے مجھے زیاده موقعه دریافت حال اور ملاقات کا حاصل تھا - میں نے انسے بھی وہ تمام باتیں کہیں جو اپنی بیٹی سے کہی تھیں - لیکن انھوں نے سنتے هی جواب دیا که اے ابن خطاب ! تمھاري حالت تو بڑي هی عجیب هے ! تم هر معاملے میں دخیل هوگئے - اور اب یه نوبت آگئی که رسول الله اور انکی بیویوں کے معاملے میں بھی دخل دینے لگے هو ؟

انہوں نے یہ بات اس زور سے کہی کہ مجھسے کوئی جواب نہ دیا گیا اور میں خاموش اٹھکر چلا آیا -

اسی زمانے کا واقعہ ہے کہ میرے ہمسایے میں ایک انصاری رہتا تھا - ہم اور وہ دونوں باری باری ایک دن درمیان دیکر آنحضرة کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے - اور ایک دوسرے کو اپنی حاضریوں کے حالات سنا دیا کرتے تھے - یہ وہ وقت تھا کہ مدینہ میں دشمنوں کے حملوں کی ہر وقت توقع کی جاتی تھی اور خود ہمیں ملوک غسان میں سے ایک بادشاہ کی طرف سے کھٹکا تھا کہ وہ حملہ کرنے والا ہے -

ایک دن رات کو میرے انصاری ہمسایے نے بالکل نا وقت دروازے پر دستک دی اور پکارا کہ دروازہ کھولو دروازہ کھولو ! میں گھبرایا ہوا گیا اور پوچھا خیر ہے ' کیا غسانی مدینہ پر چڑھ آے ؟ اس نے کہا کہ نہیں ' مگر اس سے بھی بڑھکر حادثہ ہوا ' یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی !

میں نے کہا کہ یہ سب کچھہ حفصہ و عائشہ ہی کی ان باتوں سے ہوا ہوگا جو وہ آنحضرة کے ساتھہ کیا کرتی تھیں - میں نے کپڑے پہنے اور سیدھا مدینہ پہنچا - آنحضرة نماز صبح کے بعد بالاخانے پر تشریف لیگئے - مسجد میں لوگ بیٹھے تھے اور غمگین تھے - مجھسے صبر نہوا - بالا خانے کے نیچے آیا اور آنحضرة کے حبشی غلام سے کہا کہ میری اطلاع دو - مگر باریابی کی اجازت نہ آئی - کچھہ وقفہ کے بعد پھر دوبارہ آیا اور غلام سے کہا کہ میری حاضری کیلیے اجازت طلب کر - جب کچھہ جواب نہ آیا تو مجھسے صبر نہوسکا - بے اختیارانہ پکار اٹھا کہ شاید رسول اللہ خیال فرماتے ہیں کہ میں اپنی لڑکی حفصہ کی سفارش کرنے آیا ہوں - خدا کی قسم ! میں تو صرف رسول اللہ کی رضا کا بندہ ہوں - اگر وہ حکم دیں تو خود اپنے ہاتھہ سے حفصہ کی گردن اڑادوں !

غرض اس بار اذن ملگیا اور میں بالاخانے کے اوپر پہنچا - کیا دیکھتا ہوں کہ سرور کائنات ایک کھری چارپائی پر لیٹے ہیں اور آپکے جسم اقدس پر بانوں کے نشان پڑگئے ہیں - گھر کے سارے سامان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف مٹھی بھر جو کے دانے پڑے ہیں - ایک کونے میں کسی جانور کی کھال رکھی ہے - دوسری کھال ایک طرف لٹک رہی ہے !

یہ حالت دیکھکر میرا دل بے قابو ہوگیا اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے - آنحضرة نے فرمایا کہ عمر ! تم روتے کیوں ہو ؟ عرض کی کہ رونے کی اس سے زیادہ بات کیا ہوگی ؟ آج قیصر اور کسری عیش و راحت کے مزے لوٹ رہے ہیں حالانکہ خدا کی بندگی سے غافل ہیں ' مگر آپ سرور دو جہاں ہوکر اس حالت میں ہیں کہ گھر میں ایک چیز بھی آرام کی میسر نہیں اور کھری چارپائی کے نشان جسم مبارک پر نمایاں ہیں ! !

حضور نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے - لیکن کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسری دنیا لیں اور ہمیں آخرت نصیب ہو ؟

میں نے پوچھا کہ کیا حضور نے ازواج کو طلاق دیدی ؟ فرمایا نہیں - یہ سنتے ہی میں اسقدر خوش ہوا کہ میری زبان سے اللہ اکبر کا نعرہ نکل گیا - پھر میں نے آپکی تفریح خاطر کیلیے عرض کیا کہ ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب تھے لیکن یہاں آکر دیکھا کہ رنگ دوسرا ہے - اسپر آپ متبسم ہوے - پھر میں نے اپنی وہ سرگذشت عرض کی جو حفصہ اور ام سلمہ کے ساتھہ پیش آئی تھی - اسپر آپ دوبارہ متبسم ہوے - آخر میں عرض کی کہ مسجد میں لوگ مغموم بیٹھے ہیں - اجازت ملے کہ انہیں بھی جا کر خبر دیدوں کہ طلاق کا خیال غلط ہے -

اسکے بعد آپ حضرة عائشہ کے ہاں تشریف لیگئے - انہوں نے عرض کیا کہ آپنے ایک مہینے تک ایلاء کرنے کا عہد کیا تھا - ابھی اسمیں ایک دن باقی ہے - آپنے کہا کہ انتیس دن کا بھی تو مہینا ہوتا ہے ؟ ...."

(بعض نتائج و بصائر)

اس حدیث طویل کے نقل کرنے سے مقصود اصلی واقعہ ایلاء وتخییر کے متعلق معلومات صحیحہ کا حصول تھا ' لیکن ضمناً جن امور ومسائل پر اس سے روشنی پڑتی ہے ' نہایت مختصر لفظوں میں انکی طرف اشارہ کرونگا -

شارحین بخاری نے اس حدیث سے بے شمار باتیں پیدا کی ہیں - خود امام بخاری نے تحصیل علم ' تحقیق و سوال ' احکام نکاح ' احکام طلاق ' نصیحت والدین وغیرہ وغیرہ متعدد مسائل میں اسی ایک روایت سے حسب عادت تبویب کی ہے -

(۱) اسلام سے قبل عورتوں کی کیا حالت تھی اور اسلام نے کس طرح اسمیں انقلاب پیدا کردیا ؟ حضرت عمر کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے ہم عورتوں کا کوئی حق اپنے اوپر نہیں سمجھتے تھے - اسلام نے جب انکے حقوق گنواے تو ہمکو تسلیم کرنا پڑا -

(۲) حضرت ابن عباس کے اس شوق تحقیق و تلاش علو اسناد کو دیکھیے کہ صرف ایک آیت کے متعلق تحقیق کرنے کیلیے کامل سال بھر تک کوشش کرتے رہے - اس سے فن تفسیر کے متعلق بھی انکے جد و جہد کا حال معلوم ہوتا ہے - جب ایک آیہ کے شان نزول کیلیے یہ حال تھا تو پورے قرآن کریم کے معارف کو کس سعی و جہد سے حاصل کیا ہوگا ؟

(۳) اللہ اکبر ! وہ کیا چیز تھی کہ خلفاء راشدین رہتے تو تھے اس مساوات اور تقرب و زہد کے ساتھہ کہ کوئی تمیز اعلی و ادنی کی نہ تھی ' مگر پھر بھی ہیبت و صولت ربانی کا یہ حال تھا کہ عمر فاروق کے آگے جری صحابہ کی زبانیں نہیں کھلتی تھیں ! و للعم ما قیل :

ہیبت حق ست ' ایں از خلق نیست !
ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست !

(۴) حضرة سرور کائنات کی اس حیاة مقدسہ کا نقشہ سامنے آجاتا ہے جو ایک طرف تو دو جہاں کی بادشاہت اپنے سامنے دیکھتی تھی ' دوسری طرف چارپائی پر بچھانے کیلیے ایک کمل بھی پاس نہ تھا :

مقام اس برزخ کبری میں تھا حرف مشدد کا !

(۵) صحابہ کی محبت اور جاں نثاری کہ شمع رسالت پر پروانہ صفت نثار تھے - حضرة عمر نے کہا کہ اپنے ہاتھہ سے اپنی بیٹیکا سر قلم کردونگا - ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہیے کہ کیا حال ہے ؟

(۶) حضرة عمر (رض) کی جلالہ مرتبة اس سے واضح ہوتی ہے - نیز وہ تقرب جو دربار رسالت میں انہیں حاصل تھا - حضرة ام سلمہ نے جھنجھلا کر کہا کہ تم سب باتوں میں دخیل ہوگئے - اب آنحضرة کے گھر کے معاملے میں بھی دخل دینے لگے ہو ؟ جب آپنے یہ واقعہ بیان کیا تو آنحضرة متبسم ہوے !

(۷) اس سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ باپ کا اپنی بیٹی کے مکان میں بلا اجازت شوہر جانا درست ہے - حضرة عمر حضرة حفصہ کے ہاں بلا اذن آنحضرة کے تشریف لیگئے -

(۸) ایک بڑا اہم نکتہ یہ حل ہوتا ہے کہ اس وقت مدینہ کس طرح دشمنوں کے نرغے میں تھا ' اور ہر وقت حملوں کا خوف تھا ؟ حتی کہ جب انصاری ہمسایے نے کہا کہ دروازہ کھولو تو حضرة عمر بول اٹھے کہ کیا دشمن مدینے پر چڑھ آئے ہیں ؟ پھر جو لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرة نے قیام مدینہ کے زمانے میں خود حملے کیے ' انکا یہ کہنا کس قدر غلط اور خلاف واقعہ ہے ؟

(۹) آنحضرة کی منزلی زندگی کی شفقت و نرمی ' تحمل و درگذر ' رفق و لینت ' اور بیبیوں کے ساتھہ صبر و برداشت کا سلوک - اس سے جہاں اس خلق عظیم کی زندگی سامنے آتی ہے ' وہاں انکا اسوہ حسنہ ہم سے مطالبہ بھی کرتا ہے کہ اپنی بیویوں سے محبت و نرمی کریں ' اور ہمیشہ شفقت و سلوک اور درگذر و رفق سے پیش آئیں کہ یہ آبگینہ بہت ہی نازک ہے !

مدارس اسلامیہ

مسئلـــۂ بقا و اصـــلاح ندوہ

۱۰ مئی سے پہلـــے اور اسکـــے بعد

ربنا احکم بالحق و ربنا
الرحمن المستعان علی ما تصفون !

گذشتہ اشاعت میں جو کچھہ لکھا جاچکا ہے' وہ جلسے کے حالات و نتائج پر ایک عام نظر تھی - آج بعض خاص حیثیتوں سے ایک دوسری نظر ڈالنا چاہتا ہوں - یہ جلسہ ہمارے لیے عبرۃ و تذکیر کا ایک عظیم الاثر واقعہ ہے اور ہمارے عام مجامع اور مجلسی کاموں کیلیے اسمیں بڑی بڑی عبرتیں پوشیدہ ہیں - ایسے واقعات کا نہایت غور و فکر سے مطالعہ کرنا چاہیے - انسان کی سب سے بڑی عقلمندی عبرت پذیری' مگر سب سے بڑی غلطی غفلت و اعراض ہے : ان فی ذلک لذکری' لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید -

(طریق انعقاد و دعوۃ کار)

ہم آج نصف صدی سے بڑے بڑے مجلسی کاموں میں منہمک ہیں - بیس برس سے کانفرنسیں منعقد ہورہی ہیں' اور بڑی بڑی انجمنوں کے علاوہ وقتی مصالح و ضروریات کیلیے عظیم الشان مجلسوں کا اعلان ہوتا ہے - لیکن افسوس ہے کہ ابتک ہمارے پاس طریق انعقاد مجالس و دعوت کار کیلیے نہ تو کوئی متفقہ اصول ہے اور نہ کوئی معیار - جس جلسے کو لوگ چاہتے ہیں باقاعدہ کہدیتے ہیں' جسکو چاہتے ہیں خلاف قاعدہ کہدیتے ہیں - ایک ہی جماعت کو کچھہ لوگ تسلیم کرلیتے ہیں' کچھہ لوگ انکار کردیتے ہیں - نہ تو تسلیم کرنے والوں کے پاس کوئی اصول ہے اور نہ انکار کرنے والوں کے پاس کوئی معیار -

کبھی اسپر بہت زور دیا جاتا ہے کہ " رازداری " کوئی شے نہیں اور جمہوری کاموں کے یہ معنی ہیں کہ بالکل علانیہ ہوں اور اسمیں کوئی راز نہو - لیکن پھر بعض عقلمند لوگوں کو اصرار ہوتا ہے کہ اس عام کلیہ میں استثنا ضرور ہونا چاہیے - حقیقی عمومیت و جمہوریت ایک مفہوم ذہنی یا ادعاء خیالی ہے' اور کبھی بھی اسکا وجود خارج میں نظر نہ آتا - اس عموم میں کچھہ نہ کچھہ خصوص کی گنجایش رکھنی ہی پڑیگی اور ذمہ داری کے کاموں میں رازداری کے بغیر چارہ نہیں -

پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر جماعت کے فوائد کا پاس کرنے والے رازداری سے کام کریں تو وہ عین جمہوری کام ہے' لیکن جن لوگوں کو جماعت کے فوائد عزیز نہیں' اسکے لیے رازداری جائز نہیں ہوسکتی -

مگر اسپر سوال ہوتا ہے کہ اشخاص کی اس حیثیت کا کیونکر فیصلہ ہو کیونکہ محض ادعا تو اسکے لیے کافی نہیں -

غرضکہ کوئی متفق اصول اس بارے میں قوم کے سامنے نہیں ہے' اور ایک افسوسناک طوائف الملوکی اس بارے میں پھیلی ہوئی ہے -

لیکن ۱۰ - مئی کا جلسہ فی الحقیقت اس بحث و مناقشہ کا ایک عملی فیصلہ ہے' اور ایسا فیصلہ ہے جسکو اگر تسلیم نہ کیا جاے تو اس بحث کا کوئی فیصلہ بھی عملاً ممکن نہوگا - باوجود قلت وقت و فقدان فرصت' جس طرح اسکی تجویز ہوئی' اور جس طرح اسکے انعقاد کا سامان کیا گیا' وہ اسکے لیے ایک بہتر نمونہ ہے کہ عام قومی مجالس کو کس طرح منعقد ہونا چاہیے - اور یہ ایک بہت بڑی بصیرت ہے جو اس جلسے سے ہم ہمیشہ کیلیے حاصل کرسکتے ہیں -

(ایک خطرناک اور مہلک سعی)

سب سے پہلے ہمارے سامنے وہ کثیر التعداد جلسے آتے ہیں جو ہندوستان کے مختلف حصوں میں مسئلۂ ندوہ کے متعلق منعقد ہوے' اور جنکی نسبت پورے اعتماد کے ساتھہ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت تک کسی بڑے سے بڑے مسئلہ کے لیے بھی اس سے زیادہ عام آواز نہیں اٹھی ہے' جسقدر کہ اصلاح ندوہ کیلیے اور ایک آزاد کمیٹی یا کمیشن کیلیے ہندوستان کے ہر گوشے سے متفقاً اٹھی' اور ایک ہی وقت میں اٹھی -

لیکن کچھہ لوگ ہیں جو ان جلسوں کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ کوئی چیز نہیں' اور انہیں کسی طرح بھی عام راے کا خطاب نہیں دیا جا سکتا - انکی بڑی دلیل یہ ہے کہ خود انکی وحی آسمانی یا الہام قلبی کی بنا پر انکا انعقاد نہیں ہوا بلکہ بعض لوگوں کی کوشش اور سعی سے ہوا - ایسے جلسے جب چاہیں ہر جگہ کرادیسکتے ہیں - انکی کوئی وقعت نہیں ہوسکتی -

لیکن قطع نظر اس منطق کے جو ان کی تصنیف و تعبیر میں اختیار کی گئی ہے' سب سے پہلا سوال ان بزرگوں سے یہ ہونا چاہیے کہ انکے ایسا کہنے میں اور اُس منطق میں جو مسئلہ مسجد کانپور کے متعلق حکام کام میں لائے تھے' کیا فرق ہے ؟ سر جیمس مسٹن کی گورنمنٹ بھی بعینہ یہی کہتی تھی کہ خود عام پبلک کو کوئی خیال نہیں ہے - صرف چند آدمی ہیں جو ہر جگہ جلسے کراتے ہیں اور جو یہ مختلف صدائیں اٹھہ رہی ہیں وہ در اصل ایک ہی صدا کی سازشی بازگشت ہے !

پھر کونسی وجہ ہے کہ یہ منطق اس وقت تو تسلیم نہیں کی گئی اور اسکو قوم کی تحقیر اور اسلامی اتحاد کی توہین سمجھا گیا' مگر آج ندوہ کے مسئلے میں بلا تکلف اسی حربے سے کام لیا جا رہا ہے ؟

مجھے افسوس ہے کہ اس استدلال سے کام لینے میں میں نے اُن بزرگوں کو بھی پیش زبان پایا ہے جنہوں نے مسئلۂ مسجد کانپور میں عام راے کی وکالت میں خاص حصہ لیا تھا - پھر کیا مناسب نہوگا کہ وہ اس سوال پر غور کریں ؟

اصل یہ ہے کہ لوگ جو کچھہ کہتے ہیں' اسے خود اتنا نہیں سمجھتے جتنا دوسرا سمجھہ سکتا ہے اور سمجھتا ہے - اگر مسئلۂ ندوہ کے متعلق وہ پچاس سے زائد اسلامی جلسے کوئی چیز نہیں' جو ہندوستان کے تمام شہروں بلکہ قصبوں اور دیہاتوں تک میں منعقد ہوے' تو اسکے یہ معنی ہیں کہ آپ گورنمنٹ کو' حکام کو' اسکے پرستاروں کو' اور قومی و ملکی خواہشوں اور حقوق کے ہر مخالف کو وہ خطرناک اور مہلک حربہ دے رہے ہیں' جسکا قاتل وار آپکی تمام سیاسی و ملکی زندگی کو نیست و نابود کر دیگا' اور آپ اُس سب سے زیادہ کارگر اور حقیقی و اصلی دلیل کو خود ہی رد کردینگے' جسکا رد ہوجانا آپکے مخالفوں کا بہترین مقصد ہے' اور جسکے بھروسے پر آپنے اپنے مقاصد کی ہستی قائم کی ہے !!

اگر وہ جلسے کوئی چیز نہیں جو مسئلہ ندوہ کے متعلق ہندوستان میں منعقد ہوے تو پھر مجھے بتلایا جاے کہ " قومی راے " اور

" عام خواهش " کس شے کا نام ہے ' جسکا اسقدر شور مچایا جاتا ہے اور جسکے برتے پر گورنمنٹ سے اپنے مقاصد حاصل کرنے کی آرزو ہے ؟ اگر " عام راے " کے معلوم کرنے کا وسیلہ یہ جلسے نہیں ہیں تو مسلمانوں کے اندر عام راے کا وجود هی نہیں ہے ' حالانکہ گذشتہ چند سالوں کے اندر سب سے زیادہ دعوا عام راے کا قولاً و عملاً مسلمانوں هی نے کیا ہے - میں پوچھتا ہوں کہ جسقدر جلسے طرابلس اور بلقان کیلیے ہوے ' جسقدر تجویزیں صلیبی مظالم اور مسلمانان مقدونیا و البانیا کی مظلومی کے متعلق پاس کی گئیں نیز جسقدر صدائیں ایڈریا نوپل کے عود کے بعد اسلامی ہند سے بلند کیں ' وہ کن جلسوں سے اٹھی تھیں ؟ اور کن لوگوں نے انہیں منعقد کیا تھا ؟ اگر کسی مسئلہ کی تحریک کرنے کا یہ مطلب ہے کہ خود ملک میں کوئی خیال نہیں تو اس دلیل سے تو طرابلس و بلقان کے جلسے تک بالکل ملیا میٹ ہو جاتے ہیں ' کیونکہ نہ صرف انکے لیے اخباروں نے تحریک هی کی بلکہ واقعہ یہ ہے کہ خاص خاص لوگوں هی نے جوش اور هیجان پیدا کرادیا - شاید یہ کہنا کسی کے نزدیک بھی مبالغہ نہوگا کہ طرابلس و بلقان کے مسئلہ میں الہلال نے تحریک و دعوۃ کا کام خاص طور پر کیا ہے پھر اگر اس وقت الہلال کا لکھنا اور ہر طرح ظاہر و باطن کوشش کرنے " عام راے " کی صحت کو نقصان نہ پہنچا سکا تو العجب ثم العجب کہ آج ندوہ کے متعلق اسکا سعی کرنا یہ مطلب رکھے کہ جو کچھہ ہوا صرف اسی کی تحریک سے ہوا ' اور خود کسی جلسے کے انعقاد کیلیے فرشتے آسمان سے نازل نہ ہوے ؟

میرے عزیز نادانوں ! فرشتے تو اب کسی جلسے کا بھی پیام لیکر نہیں آتے ' اور وحی الہی سے کوئی بھی جلسہ منعقد نہیں کرتا - انسانوں هی کی تحریک هر جگہہ کام کرتی ہے - ہندوستان هی نہیں بلکہ تمام آزاد جمہوری اصول پر چلنے والے ممالک کا بھی یہی حال ہے - عام راے اسی کو کہتے ہیں کہ کسی مسئلہ کی اہمیت کو محسوس کرکے چند اشخاص سب سے پہلے لوگوں کو توجہ دلاتے ہیں ' اور جس شے کو اپنے عقیدے میں ضروری اور اہم سمجھتے ہیں ' اسکی اہمیت کا عام اعتراف کرانے کی سعی کرتے ہیں - پھر لوگ انکی سنتے ہیں اور انکے بیانات پر کان دھرتے ہیں - یہاں تک کہ تحریک کی قوت اپنا کام کرتی ہے ' اور ایک هیجان و جوش عام پیدا ہوجاتا ہے - پھر وهی صدا جو پہلے محدود تھی عام ہوجاتی ہے ' اور وهی خیالات جو پہلے ایک یا چند شخصوں کے قلم سے نکلتے تھے ' ہر مجمع اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے لگتے ہیں - اسی کا نام عام راے ہے اور دنیا کی تمام قوتیں مجبور ہیں کہ اسی کو عام راے سمجھیں اور اسکے آگے سر جھکادیں !

یہ کانپور کی مسجد کا معاملہ ہمارے سامنے ہے - یقیناً الہلال نے اسکے لیے اپنے تئیں وقف کردیا ' اور علاوہ اخبار کے شخصاً بھی هر طرح کوشش کی ' مختلف مقامات میں لیکچر دیے ' چندے کی تحریکیں کیں ' انجمنوں کو خواب غفلت سے چونکایا ' اور بالکل اسی طرح بعض اور ارباب غیرت و قوت نے بھی اپنی تمام کوششوں کو اس راہ میں وقف کردیا - لیکن ایسا ہونا نہ تو عام راے کے وجود سے انکار کی وجہ ہو سکتا تھا ' اور نہ ان جلسہ اور جماعتوں نے محض چند اشخاص کے کہدینے سے ایسا کیا تھا - مسئلہ اہم ' واقعی ' اور سچا تھا ' خانۂ خدا کی محبت هر مومن دل میں تھی ' اور شہداے راہ الہی کے درد سے ہر دل بیقرار تھا - پس چونکہ بات سچی اور حقیقی تھی ' اسلیے سب نے کہی ' اور درد بناوٹی نہ تھا ' اسلیے کوئی نہ تھا جسکے منہ سے چیخ نہ نکلی - سر جیمس مسٹن کی گورنمنٹ نے کہا کہ یہ " چند مفسدوں کی کارستانی ہے " مگر خدا نے ' اسکے قانون صداقت نے ' زمانے کی طاقت نے ' اور پیش آنے والے واقعات و نتائج نے اس الزام کو جھٹلایا اور " عام راے " کے آگے بڑے بڑے سرکشوں کو بالاخر عاجزانہ گردن جھکا دینی پڑی -

هم عمل اور حرکت کے عہد میں ہیں ' ہمارے اصلی کام ندوہ کے مسئلہ سے زیادہ اہم ہیں - هم کو آیندہ چپ ہوکر بیٹھہ نہیں جانا ہے بلکہ کام کرنا ہے ' اور ہمارے مقاصد کے مخالف و منکر بڑے هی ہوشیار اور چالاکیوں اور شرارتوں کے پیکر ہیں - پس خدا کیلیے اصلاح ندوہ کی ضد میں آکر ایسے ہفوات منہہ سے نہ نکالو جو نہ صرف یہ کہ واقعیت کے خلاف ہیں - بلکہ کل کو مخالفوں کے ہاتھہ میں ہمارا سر کچلنے اور ہماری آوازوں کو جھٹلانے اور رد کردینے کیلیے ایک بڑا بھاری پتھر دیدینے والے ہیں - ندوہ کا مسئلہ دس مئی کو تھا ' لیکن ملک اور قوم کا مسئلہ روز ہمارے سامنے آتا ہے - هم اپنی خواہشوں کو گورنمنٹ سے منوانا چاہتے ہیں ' اور اپنی عام راے کو اسکے ہاتھوں ذلیل کرانا پسند نہیں کرتے - ہمیں بہت کچھہ لینا ہے اور بہت سے کام ہیں جنکے لیے عام صدائیں بلند کرنی ہیں - اگر آج تمنے یہ کہدیا کہ پچاس سے زائد جلسوں کا ہونا " عام راے " نہیں تو بتلاؤ کہ کل کو کسی بڑے سے بڑے مسئلہ کیلیے بھی جسے تم بڑا سمجھتے ہو ' کس طرح عام راے کا ثبوت دوگے ' اور ان جلسوں کی تحقیر کرکے اور کونسے جلسے لاؤگے جنکی تجویزوں کے ذریعہ گورنمنٹ کے سامنے کھڑے ہوگے ؟

جبکہ وہ کہیگی کہ جلسوں کا ہونا عام راے کا ثبوت نہیں ' تو اسکا جواب ہمارے پاس کیا ہوگا کیونکہ تمام ملک کے پچاس سے زائد باقاعدہ مجالس کوئی شے نہیں ہیں ؟

اصل یہ ہے کہ جو لوگ ان جلسوں کی تحقیر کرتے ہیں ' انہیں شاید اسکی چنداں پروا بھی نہیں ہے کہ اسکا اثر عام اسلامی و ملکی فوائد پر کیا پڑیگا ' نیز وہ گورنمنٹ اور حکام کے مقابلے میں قوم کی کامیابی کے کچھہ ایسے شائق بھی نہیں - اگر ایسا هی ہے تو پھر ایسے لوگوں کو اسپر توجہ دلانا بیکار ہے - البتہ اصحاب فکر و راے کو سوچنا چاہیے کہ عام مجالس کی تحقیر کا خیال کس درجہ مہلک اور خطرناک غلطی ہے !

اگر میں ان جلسوں کے متعلق فرداً فرداً بحث کروں تو انکی اہمیت کا مسئلہ پوری طرح روشنی میں آجاے ' مگر اصولاً اس طریق بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا - یہ جلسے کیسے بھی ہوں ' باقاعدہ ہوں یا بے ضابطہ ' الہام آسمانی سے منعقد ہوے ہوں ' یا اشارہ انسانی سے - انکے لیے الہلال نے زور دیا ہو یا خاموش رہے - لیکن ہمارے جلسے یہی ہیں - ہماری صدائیں انہی میں سے اٹھتی ہیں - ہماری موجودہ عام راے انہی سے عبارت ہے اور انکو الگ کر دینے کے بعد ہمارے پاس اور کچھہ نہیں رہتا - بلقان و طرابلس کے تمام مسائل کے متعلق انہی کے ذریعہ هم نے کام کیا - مسجد کانپور کا مسئلہ انہی کی صداؤں سے عبارت ہے - ہمارے کاموں کی بنیاد اور ہمارے احتجاج کی قوت صرف انہی میں پوشیدہ ہے - پس جسکا جی چاہے انہیں تسلیم کرے ' جسکا جی چاہے تسلیم نہ کرے ' مگر جب کام کا وقت آئیگا تو تمام قوم اور گورنمنٹ مجبور ہوگی کہ انہی کو تسلیم کرے ' اور انہی کو سب کچھہ قرار دے - انکار کرنے والے آفتاب کے وجود سے عین دوپہر کو بھی انکار کردے سکتے ہیں لیکن روشنی کا سلسلہ تاریکی کا سوال نہیں بن جا سکتا : فتفکروا وتدبروا یا اولی الالباب -

(عام جلسه کي ضرورت کا اعتراف)

پس ٹھیک ٹھیک اسی اصول کار کی بموجب جو اب تک متفق و متعدد طور پر هم لکھتے آئے هیں' هندوستان کے هر حصه سے اصلاح ندوہ کے لیے ایک عام جلسه کی صدائیں اٹھیں ' اور نفس اصلاح کا تقریباً هر حلقه اور هر گروہ نے اعتراف کیا - شاید هی دو چار ماہ کے اندر کسی تعلیمی مسئله کے متعلق اسقدر عام انکار کی نوبت میسر آئی هے ' جیسی که بحمد الله اس مسئله میں حاصل هوئی - اسقدر سرعت سے مطالبۂ اصلاح نے قوم سے حمایت لی که اسکو کسی بڑی سازش سے تعبیر کرنے کے سوا منکرین اصلاح کوئی توجیهه نه کر سکے -

عام جلسے کی ضرورت کے عام اعتراف کے بعد یه سوال سامنے آتا تھا که وہ عام جلسه کہاں منعقد هو ؟

مخالفین اصلاح کہتے هیں که اسے لکھنو هی میں منعقد هونا تھا ' اور دلیل یه پیش کرتے هیں که جہاں کا معامله هو ' وهیں سعی اصلاح زیادہ موزوں اور نتیجه خیز هو سکتی هے - جو لوگ یه خیال اپنے مفیدانه مقاصد کی بنا پر ظاهر کرتے هیں ' انسے تخاطب تو مفید نہوگا ' البته غیر جانب دار لوگوں کو ذرا سوچنا چاهیے که ایسا کہنے وہ ایک اصلی اور روشن بات سے کس طرح تجاهل و اغماض کر رهے هیں ؟ ندوۃ العلما کا سارا ماتم اسی میں هے که چند حضرات نے اسے اپنے شخصی اقتدار کا گھر بنا لیا هے ' اور ملک کے قابل اور کارکن اشخاص کیلیے اس میں کوئی جگه نہیں رهی هے ' اور صرف یہی بات مبدء اصلی هے ان تمام خرابیوں کا جسکے ذریعه کوئی کوشش اندرونی اصلاح کی کامیاب نہیں هو سکتی -

پس ایسی حالت میں اصلاح کے مسئله پر غور کرنے کے لیے خود لکھنو میں جلسه کرنا جو مدعا علیه فریق کا مرکز هے ' کیونکر اس خواهش کو پورا کرسکتا تھا ' جو عام طور پر غیر جانب دار کمیٹی کے قیام پر زور دے رهی تھی ؟ اسکے تو صاف معنی یه تھے که جن لوگوں کے خلاف یه سارا شور و غل هے ' پھر خود انہی کے قدموں پر مسئله اصلاح ندوہ کو گرا دیا جائے ' اور چھوڑ دیا جائے که جس طرح چاهیں وہ اسکا سر کچل ڈالیں -

اصل یه هے که لکھنو کا نام صرف اسی لیے بار بار لیا جاتا هے که وهاں حضرات ندوہ اپنی مخالفتی پیدا کرنے کے عمدہ وسائل اپنے هاتھه میں رکھتے هیں ' جسکا ایک چھوٹا سا نمونه ایک مرتبه عہدہ داروں کے انتخاب جدید میں نظر آ چکا هے - اگر لکھنو میں جلسه هوتا ' تو بآسانی ممکن تھا که هزار پانچ سو آدمی شہر اور اطراف سے بلا لیے جاتے ' اور وہ شور مچاتے که اصلاح کوئی چیز نہیں - هم کو کارکنان ندوہ پر پورا اعتماد هے - چونکه اسکا موقعه لکھنو سے باهر حاصل نہیں هے اسلیے اسکا همارے دوستوں کو بڑا هی رنج هے -

پس لکھنو میں تو اس جلسے کا هونا کسی طرح بھی ممکن نه تھا ' اور اسے هر صاحب بصیرت حتی که خود ارکان ندوہ بھی تسلیم کرینگے ' اگر وہ انصاف اور عدالة سے کام لیں ' اور وقتی مخالفت اور هٹ کو چھوڑ دیں - رهی یه بات که لکھنو کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں هو تو کہاں هو ؟ تو اس کا جواب صاف یه هے که جس شہر کے لوگ اپنا وقت ' اپنا روپیه ' اپنا دماغ ' اور اپنی همدردی ایثار کرکے جلسه طلب کریں اور فریق مخالف کے علاوہ عام پبلک اسپر کوئی معقول اعتراض نه کرے ' نیز بہت اچھا هو اگر کوئی مرکزی مقام اور هر طرف کے آدمیوں کی شرکت کیلیے سہولت رکھتا هو -

جبکه جلسے کی ضرورت اور کمیشن کے انتخاب کی صدائیں هر جانب سے اٹھه رهی تھیں تو کسی شہر سے بھی ایسے جلسے کیلیے آمادگی و مستعدی ظاهر نه هوے ' اور غریب ندوہ کیلیے بڑی بدی کسے تھی که اس گرمی میں اپنا کار و بار معطل کرکے کسی عظیم الشان جلسے کا انتظام کرتا ؟

لیکن خدا کی مرضی یہی تھی که با وجود ان تمام باتوں کے کام هو ' اور مسئله ندوہ غفلت و بے توجہی کی نذر نه هو جائے - پس اس نے بزرگان دهلی کے دلوں میں اس خدمت جلیل و عظیم کا خیال پیدا کر دیا ' اور وہ هر طرح کی تکالیف اور صرف مال و وقت کرنے کیلیے مستعد هوگئے - انہوں نے ایک جلسه اپنے اهل الراے اور کارکن حضرات کا منعقد کرکے جلسے کی تجویز منظور کی اور اسکا عام اعلان اسی وقت تمام اردو انگریزی اخبارات میں کردیا - صوبجات متحدہ ' بنگال ' بمبئی ' اور پنجاب کے بعض مشاهیر و عہدہ داران مجالس بھی انکی تجویز سے متفق هوے ' اور انہوں نے اجازت دی که اعلان میں انکے دستخط بھی بڑھا دیے جائیں - بمبئی میں انجمن اسلامیه مسلمانوں کی سب سے بڑی انجمن هے - پنجاب میں انجمن حمایت اسلام اور انجمن اسلامیه کی حیثیت تسلیم کرنے سے کسی کو انکار نه هوگا - اله آباد کی پراونشیل مسلم لیگ اپنے صوبے کی با قاعدہ جماعت هے - ان تمام مجالس کے عہدہ داروں نے اپنے دستخط سے اعلان کی اشاعت منظور کرکے شرکت فرمائی -

کسی ایسے جلسه کیلیے اس شہر کی خواهش اور مسابقت کے بعد صرف یه دیکھنا ضروری تھا که وهاں کے لوگوں کی مثل لکھنو کے کوئی فریقانه حیثیت تو نہیں هے ؟

چونکه واقعات نے با وجود هزار سعی و جهاد مخالفت ' مخالفین اصلاح کے مقاصد کا ساتھه نہیں دیا ' اسلیے ظاهر هے که اب وہ اسکے سوا کرهی کیا سکتے هیں که جلسے کی غیر جانب دارانه حیثیت سے انکار کریں ' اور کہیں که دهلی کی تمام مخلوق ' نیز وہ تمام انسانوں کا گروہ عظیم جو انکے مدعو کردہ جلسے میں شریک هوا ' پیشتر هی سے مخالف تھا -

یه عام قاعدہ هے که جب عدالت میں کوئی ضدی فریق هار جاتا هے تو یه کہکر اپنے دل کو تسکین دیتا هے که جج کو کچھه دے دلاکر میرے مخالف نے اپنے ساتھه ملا لیا هوگا - پس یه کہنے کا تو همیں چنداں خیال نہیں کرنا چاهیے - البته یه بات قابل غور هے که اگر اتنی بڑی جماعت واقعی مخالفین اصلاح کی مخالف هے اور ابتداهی سے مخالفانه راے رکھتی هے ' تو پھر ارکان ندوہ اس بیان کے تسلیم کرنے سے کیوں انکار کرتے هیں که عام راے انکے ساتھه نہیں هے ؟

حقیقت یه هے که اگر اس مسئله کے حل کیلیے کسی غیر جانب دار مقام کی جلسه کیلیے ضرورت تھی تو دهلی کی موزونیت میں کسی صاحب انصاف کو عذر نہونا چاهیے - دهلی کے بزرگوں نے کبھی بھی ابتک ندوہ کے مناقشات میں کوئی حصه نہیں لیا ' اور نه کبھی انہوں نے کوئی ایسی کار روائی کی جو فریقانه حیثیت پر دلالت کرتی هو - وہ نه تو مخالفین اصلاح کے معہود فی الذهن دشمنوں کی قوت اور اثر کی کوئی جگه هے ' اور نه دیگر مقامات کے مقابلے میں وهاں داعیان اصلاح کو کوئی خاص بات حاصل هے - بلکه جو لوگ اصلاح کے مخالف اور منکر تھے ' انہی میں سے بعض بزرگوں کا وهاں اثر هونا چاهیے کیونکه وهیں کے رهنے والے هیں اور قدرتی طور پر اپنی کوئی جماعت اور حلقه اثر رکھتے هونگے - چنانچه اس جماعت سے کام لینے کی پوری کوشش کی گئی اور ١٠ کی صبح تک جاری رهی -

صفحـــة مـــن تاریـــخ الکیـــمیـــا

(تقسیم علوم)

اگر علوم جدیدہ کی کوئی تاریخ ترتیب اصلی کے ساتھہ لکھی جاے تو اسمیں سب سے پہلا باب تقسیم علوم کا ہوگا -

قدما کی ایک بنیادی غلطی یہ تھی کہ وہ علوم کی کوئی صحیح تقسیم اور تعیین حدود نہ کرسکے اور طبیعیات کو جسے فی الحقیقت تجربہ اور مشاہدات کا نتیجہ ہونا تھا ' اُن چیزوں سے ملا دیا جو محض زمانۂ قدیم کے ظنون مقررہ اور قیاسات ابتدائیہ کا نتیجہ تھیں - متاخرین کو نئی راہ کا سراغ ملگیا اور انھوں نے سب سے پہلے علوم کی تقسیم صحیح اور تعیین حدود میں کامیابی حاصل کی - در اصل یہی اولین کام حکماے جـــدیـــدہ کی اصلی مزیت اور شرف ہے -

اب علوم کے اقسام کا نقشہ بالکل بدل دیا گیا ہے اور گو بہ نسبت اعصار قدیمہ کے بے شمار نئی نئی شاخیں پیدا ہوگئی ہیں ' تاہم اصولاً انکی تقسیم وحدود ایک صحیح بنیاد پر قائم اور اپنی مختصر تعداد میں بالکل غیر متاثر ہے -

چنانچہ موجودہ زمانے میں دس بارہ غیر اصولی قسموں کی جگہ صرف اِن تین حصوں میں تمام علوم تقسیم کردیے گئے ہیں :

(۱) علوم حیاتیہ -
(۲) علوم نفسیہ -
(۳) علوم طبیعیہ -

ان تینوں قسموں میں سے ہمارا موضوع بحث اٰخر الذکر علم ' اور سب سے پہلے صرف اسکی ایک ہی شاخ ' یعنی علم کیمیا ہے -

امم قدیمہ میں سے جن جن قوموں کی تاریخ میں ہمیں علم کیمیا کا تذکرہ ملتا ہے ' وہ مصری ' فنیقی ' یہودی ' یونانی ' رومی ' اور عرب ہیں - اِن قوموں میں سے مصری سب سے پہلے گذرے ہیں ' اسلیے غالباً فن کیمیا کا اولین سر چشمہ مصر ہی ہے -

(لفظ کیـــمیـــا)

" کیمیا " کس زبان کا لفظ ہے اور اسکے کیا معنی ہیں ؟ اسمیں علماء کا اختلاف ہے - بعض کا بیان ہے کہ کیمیا " کمی " سے مشتق ہے جسکے معنی سیاہ زمین کے ہیں - قدیم زمانے میں مصر کا بھی نام تھا اور چونکہ اس فن کا گہوارہ مصر تھا ' اسلیے اسکا بھی یہی نام پڑگیا - اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کیمیا کو " فن مصری " بھی کہتے ہیں -

مگر بعض کا خیال ہے کہ یہ ایک عبرانی نژاد لفظ سے مشتق ہے جسکے معنی راز یا اخفاء کے ہیں - اصل میں یہ لفظ غالباً شامان ہے - اہل یونان مصر کو سام ابن نوح کی نسبت سے شامیا کہتے تھے -

ایک تیسری جماعت کو ان دونوں رایوں سے اختلاف ہے - اسکے نزدیک یہ در اصل " سیمیا " تھا - سیمیا کے معنی بھی اخفاء و پوشیدگی کے ہیں -

بہر نوع لفظ کیمیا کا مشتق منہ خواہ کچھہ ہی ہو اور اسکے معنی خواہ سیاہ زمین کے ہوں یا اخفاء کے ' اسقدر یقینی ہے کہ یہ ایک پوشیدہ فن تھا جسے صرف رؤساء مذہبی ہی جانتے تھے ' اور اسکی بڑی دلیل یہ ہے کہ خود ہیکلوں اور عبادتخانوں کے اندر یا انکے قرب و جوار میں کیمیاوی دار العمل (لیبوریٹری) نکلے ہیں -

(کیمیـــا کی ابتـــدا)

جس طرح دنیا میں تمام علوم کی ابتدا افراد انسانیہ کی غیر منضبط اور توہمات آمیز معلومات سے ہوئی ہے اور رفتہ رفتہ تمدن و عمران کی ترقی نے اُن میں ترتیب اور انضباط پیدا کیا ہے ' اُسی طرح فن کیمیا کی بھی ابتدا ہوئی -

البتہ اسکی ابتدا اس لحاظ سے ایک خاص اور غیر معمولی حالت بھی رکھتی ہے - شاید ہی اسی علم کی ابتدا اسدرجہ توہمات اور خلاف مقصد کوششوں سے آلودہ رہی ہوگی ' جیسی کہ اس نہایت قیمتی اور ضروری فن شریف کی ہوئی ہے !

آگے چلکر فن کیمیا کے مختلف دوروں کی سرگذشت آئیگی - یہاں ہم صرف اسقدر اشارہ کردینا چاہتے ہیں کہ اسکی ابتدا نہ صرف غلط فہمیوں اور غلط مقاصد کے اعتماد کے ساتھہ ہوئی جیسا کہ انقلاب ماہیت معدنیات کی کوشش سے ظاہر ہوتا ہے ' بلکہ بہت کچھہ انسانی جرائم و معاصی کی اُن افسوسناک سرگذشتوں سے بھی اسکا تعلق رہا ہے جو دنیا کے گذشتہ تاریخی زمانوں کی وحشت انگیز یادگاریں ہیں ' اور جنسے اس افسوسناک صداقت کی تصدیق ہوتی ہے کہ بہتر سے بہتر اور اشرف سے اشرف آلہ و وسیلہ بھی انسان کے بہیمی جذبات کے قبضہ میں آکر بدترین لعنت و عذاب بن جا سکتا ہے !

فن کیمیا کے جس قدر ابتدائی تجارب ہیں ' وہ دنیا نے صرف دو طریقوں سے حاصل کیے ہیں :

(۱) بہت سے لوگوں کو خیال پیدا ہوا کہ ادنی درجہ کی دھاتوں کو کسی خارجی ذریعہ سے اعلی درجہ کی دھاتوں میں منقلب کردیا جاے - مثلاً تانبے کو سونا بنا دیا جاے یا قلعی اور پارہ کو چاندی کی صورت اور خواص میں بدلدیا جاے - اس مقصد کے حـــاصـــل کرنے کیلیے بڑی بڑی علمی اور تجـــاربی کوششیں شروع ہوئیں اور صدیوں تـــک بڑے بڑے حکمـــا اور علمی حلقے اس مقصد کے تجربوں میں مشغول رہے - وہ اپنے مقصد میں تو کامیاب نہوے لیکن انکے تجربوں سے ضمناً بہت سے قیمتی مسائل معلوم ہوگئے جو ایک عمدہ ابتدائی سرمایہ اصلی فن کیمیا کا ثابت ہوا ! -

(۲) پہلا ذریعہ تو یہ غلط فہمی اور غلط تلاش تھی - دوسرا ذریعہ انسانی وحشت و جرائم کے مقتدر اور مخفی حلقوں کا علمی وسائل سے مقصد برآری کی کوشش کرنا ہے جو عصر قدیم سے لیکر ازمنہ مظلمہ (مڈل ایجز) کے بعد تـــک برا بر جاری رہی - تاریخ کے مطالعہ سے اُن شریر اور جرائم پیشہ اشخاص اور جماعتوں کا پتہ چلتا ہے جو اپنے علم و حکمت کو اس راہ میں صرف کرکے اپنے بڑے بڑے ذاتی فوائد حاصل کرنا چاہتی تھیں - یہ وہ لوگ تھے

جو اپنے بعض ذاتي مقاصد کے طاقتور دشمن رکھتے تھے' اور انکو مخفي اور ناقابل گرفت ذرائع سے ہلاک کرنے کیلیے نئے نئے زہروں اور قاتل ادویہ کے متلاشی تھے -

بڑي بڑي اقتدار طلب اور حکومت خواہ جماعتیں تھیں جو ایسي ادویات اور مرکبات طیار کرتي تھیں جنکے ذریعہ اُن تمام طاقتور اشخاص کو پوشیدہ ہلاک کرسکیں جنکا وجود انکے مقاصد میں حارج ہے - متعدد بت پرست اقوام کی مذہبي جماعتیں اور انکے بعد قرون متوسطہ کے متعصب اور جرائم پیشہ مسیحي خانقاہیں بھي اس سلسلے کي ایک مشہور کڑي ہیں' جنھوں نے اپنے گرجوں اور قلعہ نما خانقاہوں کے تہہ خانوں میں انساني ہلاکت و وحشیانہ جرائم کو صدیوں تک قائم رکھا' اور جنکے مظالم کي لعنت سے صرف حال صدي پیشتر ہي دنیا کو نجات ملي ہے !

زمانۂ گذشتہ کی پراسرار کہانت اور مذہبي پیشواؤں کي خوفناک قوتیں بھي بہت کچھہ اسي فن کے پوشیدہ تجربوں کا نتیجہ تھیں - یہ لوگ پہاڑوں کي غاروں کے اندر اور قلعوں اور گرجوں کے تہہ خانوں میں اپنے علم و تلاش کو ان چیزوں کیلیے صرف کرتے تھے' اور ایسے ایسے مرکبات اور ادویات دریافت کرلیتے تھے جنکے خواص اُس زمانے میں عام طور پر معلوم نہ تھے' اور پھر انکے ذریعہ اپنے تئیں غیر معمولي اور پراسرار قوتوں کا مالک ظاہر کرتے تھے - روم اور جرمني کے قدیم پادریوں اور رومن کیتھولک راہبوں کي خوفناک قوتوں کا تفصیلي تذکرہ تاریخ میں موجود ہے - انکے پاس عجیب عجیب قسم کے قاتل زہر ہوتے تھے جو مختلف غیر محسوس طریقوں اور معین زمانوں کے اندر مقدس جماعت کے دشمنوں کو ہلاک کردیتے تھے -

روم میں کارڈنیل پادریوں کا گروہ (جن میں سے نیا پوپ منتخب کیا جاتا ہے) عجیب الخواص ادویات مہلکہ کے لحاظ سے پوشیدہ اور علمي جرائم کي ایک پوري تاریخ ہے - ان میں سے جو لوگ اپنے تئیں پوپ اور روم کا تاجدار قرار دینا چاہتے تھے' انکے بڑے بڑے پوشیدہ حلقے موجود تھے' اور انھوں نے اُس عہد کے پوشیدہ علوم و حکمت کے جاننے والوں کي مدد حاصل کرکے ایسي مرکبات حاصل کرلي تھیں جنکے استعمال کے نتائج اُس عہد میں بالکل غیر معلوم تھے - مسلمانوں کے بعد اسپین میں مسیحي حکومت قائم ہوئي' اور اس نے مشہور و معروف عدالت روحاني (انکویزیشن) کے ذریعہ انسانوں کیلیے سب سے بڑي مسیحي لعنت کا وحشت ناک سلسلہ شروع ہوا - اس عدالت کے خوفناک کارندے اور ممبر تمام مسیحي یورپ میں پھیل گئے تھے' اور انکے خوفناک اقتدار کا ذریعہ منجملہ دیگر مخفي اسباب و طاقت کے ایک فن کیمیا کے غیر معلوم تجارب بھی تھے -

اسی طرح چودھویں صدي مسیحي سے لیکر سولھویں صدي کے اواخر تک روم اور جرمني میں پادریوں کي ایک مخفی اور خوفناک عدالت کي شاخیں پھیلي ہوئي تھیں' اور اُسکے ممبر اور کارندے پوشیدہ تمام یورپ میں منتشر اور بادشاہوں سے لیکر عام باشندوں تک پر اقتدار رکھتے تھے' انکي نسبت بے شمار شہادتیں موجود ہیں' جنسے معلوم ہوتا ہے کہ انساني ہلاکت کیلیے بہت سے کیمیائي عرقیات کا انھیں علم تھا' اور اُسکي تجربہ گاہیں اُس عہد کے ویران قلعوں اور بڑے بڑے گرجوں اور خانقاہوں کے اندر موجود تھیں - وہ طرح طرح کے خوفناک طریقوں سے مفردات و عناصر کي ترکیب و تجزیہ کا تجربہ کرتے تھے' اور انھوں نے ایسے ایسے آلات بھي ایجاد کرلیے تھے جو آجکل کیمیائي تجارب میں استعمال کیے جاتے ہیں - وہ زہریلے جانوروں کے اعضا سے زہر نکالتے' اور پرندوں کو زندہ لٹکا کر اور انکے پیٹ چاک کرکے طرح طرح کے حیواني مادے اور آنتڑیوں کے عرق کھینچتے !

یہ ایک وحشیانہ اور خونخوارانہ تجربہ تھا' لیکن اسکي وجہ سے فن کیمیا کے بہت سے تجربے معلوم ہوگئے' اور گو پوشیدہ علوم اور پراسرار معلومات ہونے کی وجہ سے انکا بڑا حصہ غیر معلوم ہی رہا' تاہم جسقدر بھی معلوم ہوسکا' وہ اس فن کی ابتدائي معلومات کا قیمتي ذخیرہ ہے -

(کیمیا کے مختلف دور)

دنیا میں جب تک کوئي شے زندہ رہتي ہے' اُسوقت تک برابر اسمیں تغیر و انقلاب کا سلسلہ جاري رہتا ہے' لیکن جب وہ مرجاتي ہے تو یہ سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے - یہي حالت علوم کي بھي ہے - علوم جب تک زندہ رہتے ہیں اسوقت تک ہمیشہ انمیں حذف و اضافہ اور ترمیم و اصلاح ہوتي رہتی ہے -

یہ مضمون کیمیا کی مکمل تاریخ نہیں بلکہ صرف اس کا ایک صفحۂ مطالعہ ہے' اسلیے ہم مجبور ہیں کہ فن کیمیا کے صرف اہم دوروں کو لے لیں اور انپر نہایت اختصار و اجمال کے ساتھہ بحث کریں - کیمیا کے اہم دور چار ہیں :

(۱)

اس دور میں لوگوں نے علمي یا کم ازکم باقاعدہ تجارب کے ذریعہ کیمیاوي ظواہر و آثار کا مطالعہ نہیں کیا - اور اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ انھوں نے سب کے سب غلط نتائج نکالے - اس دور میں لوگوں کا تمامتر مقصد یہ تھا کہ جسطرح ہوسکے' کم قیمت دھاتوں کو قیمتي دھاتوں مثلاً چاندي یا سونے کي صورت میں منتقل کردیا جائے - یہ کوشش اہل مصر میں پہلي صدي عیسوي تک جاري رہی - یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ کیمیا اُسي علم کا نام ہے جسکے مطابق چاندي اور سونا بنایا جاسکے !

اسکے بعد ہی مسلمانوں کا عہد علمی شروع ہوا اور ان میں بھي گو ابتدا میں اس غلط خیال کو اشاعت ہوئي اور اسکا سلسلہ برابر قائم رہا' لیکن اُنھي کے حکماء محققین نے سب سے پہلے اسکی تغلیط بھي کی اور فن کیمیا کو اصلي مقاصد اور علمي شکل کے ساتھہ مدون کرنا چاہا -

مگر یورپ میں یہ دور سولھویں صدي عیسوی کے وسط تک برابر قائم رہا چاندي سونا بنانے کے مدعي شعبدہ ہزارہا انسانوں کو دھوکا اور فریب دیکر لوٹتے رہے -

(۲)

اسکو ہم دور طبي بھي کہسکتے ہیں کیونکہ اسمیں حالات بدل گئے' اور بجاے اسکے کہ ارباب فن کا مقصد عملاً چاندي اور سونے کے ساتھہ مخصوص ہوتا' اب انکے پیش نظر صرف ادویہ کي تیاري آگئي - اس دور میں طب اور کیمیا پہلو بہ پہلو تھے - عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ صحت و مرض' تغیرات کیمیاوي ہي کا کام ہے - اسلیے جب کوئي شخص بیمار پڑجاے تو اسکي صحت یابی کے لیے ضروري ہے کہ اسکے بدن میں کوئي اثر کیمیاوي پیدا کیا جاے -

سیرا سلسس (Saracelsus) سب سے پہلا شخص ہے جس نے اس اصول کا صور پھونکا - اس زمانے کے لوگوں میں سے وین ہیل منٹ (Van Helmant) جیسے زبردست عالم تک نے اس مذہب کو قبول کرلیا تھا - اس انقلاب کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے مرکبات کیمیائیہ خصوصاً فلزي مرکبات ایجاد ہوے - یہ دور سترھویں صدي کے وسط میں ختم ہوجاتا ہے ! اسمیں سب سے زیادہ کامیاب اور علمي حصہ مسلمانوں کے عہد طبي و کیمیائي کا ہے -

(۳)

اس کو ہم دور احتراق (Phlogiston Period) (عربی میں اس کا ترجمہ عصر السعیر کیا گیا ہے) کہہ سکتے ہیں - یہ سترھویں صدی کے وسط سے شروع ہوتا اور اٹھارویں صدی کے آخر میں ختم ہوجاتا ہے - اس عرصے میں بہت سے علماء کیمیا نے ایک مستقل فن بنانے کی کوشش کی - اس معنی کے لحاظ سے کیمیا کی تاریخ رز برٹ بول (Robert Boyle) کے وقت سے شروع ہوتی ہے - روبرٹ بول کا یہ اصول تھا کہ اس فن کا مقصد ترکیب اجسام کا علم ہے اور بس -

اس دور میں ارباب بحث و تحقیق کے خیالات پر چند خاص مسائل چھاگئے تھے جنمیں سب سے زیادہ اہم مسئلۂ احتراق کا ہے اور اسی لیے ہم نے اس دور کا نام " دور احتراق " رکھا ہے - اس دور کے علماء کیمیا کا یہ اعتقاد تھا کہ جب کوئی شے جلتی ہے تو اس سے ایک عنصر نکلتا ہے جسے فلو جسٹن (Phlogiston) کہتے ہیں - فلو جسٹن ایک فرضی عنصر ہے جسکے متعلق فرض کیا گیا تھا کہ وہ خالص آگ ہے اور آتشگیر مادوں میں ملا ہوا رہتا ہے - یہ اعتقاد عرصہ تک قائم رہا - یہاں تک کہ ایک مشہور عالم کیمیاوی (Lavoisier) نے اس خیال کو باطل ثابت کیا ' اور اسوقت سے چوتھا یا موجودہ دور شروع ہوا -

یہ دور لوزاییر کے عظیم الشان و دقیق کارناموں سے شروع ہوتا ہے - اس کیمیاوی جلیل نے اپنے تجارب سے ثابت کردیا کہ اشیاء کے جلنے میں ہوا کو بہت بڑا دخل ہے ' نیز یہ کہ احتراق اور فلو جسٹن کے متعلق قدماء کے جو اعتقادات تھے ' وہ وہم محض سے زیادہ نہیں ہیں - اسی ایک اصول کے دریافت ہو جانے سے دفعتاً نظریۂ احتراق کی بنیادیں اسطرح ہلگئیں کہ پھر قائم نہ رہسکیں -

جیسا کہ بعد کے مباحث سے آپکو معلوم ہوگا ' در حقیقت لوزاییر نے وہ عظیم الشان خدمت اس فن کی انجام دی ہے جسکی وجہ سے اسکا نام ہمیشہ تاریخ کیمیا کے صفحات میں محفوظ رہیگا - اس کے اس کار نامہ کی عظمت کا اندازہ صرف اسی سے ہوسکتا ہے کہ اہل فن نے اسے " موجودہ فن کیمیا کے باپ " کا لقب دیا ہے !

مگر افسوس کہ قسمت نے اسکا ساتھ نہ دیا - انقلاب فرانس کے عہد کشت و خون میں حکومت فرانس نے اسے قتل کرا دیا !

اس عہد کے ارباب فضل میں ڈالٹن (Dalton) اور برزیلیوس (Berzelius) بھی ہیں - اول الذکر ایک انگریز حکیم ہے جس نے ذرات کا وہ عظیم الشان نظریہ وضع کیا جو آج علوم کیمیاویہ کا سب سے بڑا محور ہے - ثانی الذکر سویڈن کا باشندہ تھا - اس کا سب سے بڑا کار نامہ مختلف عناصر کے اوزان ذریہ کا (یعنی اُس وزن کا جو ذرات سے پیدا ہوتا ہے) اندازہ کرنا ہے -

اسکے بعد عہد آخر کے ارباب کمال کی جماعت ہے جنمیں سویڈن کا ارہی نس (Arrhenius) ہالینڈ کا وانت ہف (Vant Haff) جرمنی کا برٹولٹ Bertolet اور استوالڈ Ostwald ' انگلستان کا فرینکلینڈ Frankland اور سیر ولیم رامزے Sir W. Ramsay مشہور صنادید فن ہیں ہے - ان میں سے چار اول الذکر علماء نے کیمیا کی ایک نئی شاخ کی بنیاد رکھی جسکو کیمیاے طبیعی کہتے ہیں - کیمیاے طبیعی میں مرکبات کے خواص طبیعی اور ترکیب کیمیاوی کے باہمی تعلق سے بحث ہوتی ہے -

برید فرنگ

کارزار السٹر

نتائج و عبر

غالباً یاد ہوگا - الہلال جلد ۳ نمبر ۲۵ میں السٹر کی فوجی تیاریوں کے متعلق ایک مضمون مع چند اہم تصاویر کے شائع کیا گیا تھا - اس مضمون میں جن قومی اور جنگی تیاریوں کی اطلاع دی گئی تھی ' وہ اب بڑی حد تک مکمل ہوگئی ہیں - ٹائمز کا ایک جنگی مراسلہ نگار لکھتا ہے :

" اسوقت تک جتنے فدا کار السٹر کی قومی فوج میں داخل ہوچکے ہیں ' انکی تعداد قریباً ایک لاکھ دس ہزار ہے ' اور روزانہ نئے نئے امیدوار جوق جوق تمام اطراف و اکناف ملک سے چلے آ رہے ہیں !

چونکہ اس فوج میں ہر شخص داخل ہوسکتا ہے اسلیے قدرتاً بہت سے داخل ہونے والے بچے ' بوڑھے ' اور مریض و کمزور اشخاص بھی ہونگے - اس بنا پر یہ خیال چنداں صحیح نہ ہوگا کہ سوا لاکھ کی تعداد سے جسقدر خوف و عظمت کا اندازہ ہوتا ہے ' فی الواقع اسکی فوجی قوت بھی اتنی ہی ہوگی -

مگر اس خیال کو زیادہ وسعت دینا اور اس فوج کو جس کا ہر فرد نہ بر بناء ملازمت و قانون ' بلکہ محض جوش قلبی و عزت و محبت وطنی کیلیے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادینے کیلیے تیار ہے ' بھیڑوں کا ایک گلہ سمجھہ لینا بھی صحیح نہ ہوگا - کیونکہ جس شخص کو خوش قسمتی سے اس فوج کی پلٹنوں کے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے ' وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ہر پلٹن کا بیشتر حصہ وہی لوگ ہیں ' جنکی رگوں میں ابھی عنفوان شباب کا خون دوڑ رہا ہے ' اور جو اس سے زیادہ تلومند اور چاق و چوبند ہیں ' جسکی توقع انکو دیکھنے سے پہلے ہوسکتی ہے -

رہا جوش اقدام و سر فروشی ' تو اسکے متعلق صرف یہ کہدینا کافی ہوگا کہ ظفر و فیروز مندی کی روح تو انمیں خود بادشاہ کی فوج سے بھی کہیں زیادہ ہے - بادشاہ کی فوج کی معین تنخواہ کی ترغیب اور قانون کی قوت سے چلتی ہے ' مگر یہاں اسکی جگہہ جوش وطنیت اور حمیت و غیرت قومی انکے اندر کام کر رہا ہے ! و شتان بینہما "

(حکومۃ کی بیچارگی)

جو لوگ اس ملکی فوج کے نظام سے واقف نہیں ' وہ سمجھتے ہیں کہ اگر حکومت اس وقت سختی اور جبر سے کام لے تو اس حرکت کو فوراً روکسکتی ہے - وہ اسکے مرکز اعلی (ہیڈ کوارٹر) کا محاصرہ کرلے ' اور اسکے جتنے زعماء و رؤساء تحریک ہیں ' سب کو گرفتار کرلے - مگر وہ نہیں غور کرتے کہ اگر اس فتنہ کا انسداد صرف اسی جرات اور قانونی قوت پر موقوف ہوتا ' تو حکومت اپنے تئیں کبھی بھی ان گونہ گوں اور تہدید آمیز پریشانیوں میں نہ الجھنے دیتی ' اور آج سے بہت قبل وہ سب کچھہ کرچکی ہوتی ' جو آج ہمارے دماغ میں گردش کر رہا ہے -

اولاً تو وہ ملکی پارٹیوں کے اختلافات کی وجہ سے ایسی جرأت (جسمیں اگر کسی السٹر والے کا ایک قطرہ خون بھی گر گیا تو اسکو داخلی خونریزی اور خانہ جنگی کے پر ہیبت ناموں سے موسوم کیا جائیگا) کر نہیں سکتی ' اور اگر وہ اسقدر بد اندیش ہو بھی جاے ' جب بھی وہاں کی حالت اسدرجہ قوی ہے کہ اس تحریک کی سرکوبی و پامالی میں کبھی کامیاب نہ ہوگی - اس تحریک کے بانیوں نے فوج کا نظام ایسے اصول پر رکھا ہے ' جسمیں ان خطرات و آفات کے لیے پورا حفظ ما تقدم کا سامان موجود ہے ' اور پھر یہ ایک عظیم الشان داخلی جنگ ہوگی ' جو قرون گذشتہ کی باہمی خونریزیوں کے واقعات انگلستان میں تازہ کردیگی -

(عدم تمرکز)

السٹر کی ملکی فوج کا نظام اصول لا مرکزیت پر مبنی ہے - یعنی اسکا کوئی مرکز عمومی نہیں جسکے ساتھ پوری فوج کا وجود یا عدم وابستہ ہو ' اسلیے اگر اس تحریک کا بڑے سے بڑا سرغنہ بھی گرفتار کرلیا جاے جب بھی اس کو کوئی ایسا صدمہ نہ پہنچیگا جو اسکی ہستی کے لیے فیصلہ کن ہو -

اس قسم کی تمام قومی تحریکوں کو محض مرکزیت ہی کی وجہ سے نقصان پہونچتا ہے - اسکی قوت صرف چند لیڈروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جنکو گورنمنٹ گرفتار کرلیتی ہے ' اور پھر انکی تحریک ضعیف ہوجاتی ہے - پس ان تمام تحریکوں کیلیے جو قانون وقت کے حملوں سے محفوظ رہنا چاہیں ' ضروری ہے کہ اپنا ایک مرکز کبھی بھی نہ رکھیں - انکی قوت سمندروں کی طرح پھیلی ہوئی ہو جسکی سطح کا ہر حصہ مرکز اور جسکی موجوں کی ہر چھوٹی طاقتور ہوتی ہے !

السٹر کا موجودہ نظام یہ ہے کہ تمام فوج متعدد مرکزوں میں منقسم ہے - ہر مرکز میں متعدد کمپنیاں اور ہر کمپنی میں متعدد ریجمنٹ ہیں - ریجمنٹوں میں سپاہیوں کی تعداد مختلف ہے - جس مقام پر جسقدر مدد گار جمع ہوے ' اتنے ہی آدمیوں کا وہاں ریجمنٹ بنا دیا گیا -

(قومی فوج کی تقسیم)

تمام السٹر میں کل ۹ فوجی مرکز ہیں - ان ۹ مرکزوں میں ٦٥ ریجمنٹیں ہیں - بلفاسٹ میں جو اس تحریک کا صدر مقام ہے ' ۸ - ریجمنٹ ہر وقت موجود رہتے ہیں ' - ان ریجمنٹوں کے علاوہ بقیہ فوج تمام صوبہ میں پھیلی ہوئی ہے ' بعض میں ٤ ریجمنٹ ہیں ' بعض میں تین بعض میں دو ' اور بعض میں صرف ایک ہی سواروں کی پلٹن ہے ' مگر اس سے ضعف یا کمزوری کا نتیجہ نہ نکالنا چاہیے - کیونکہ جو مرکز جس وقت چاہے گھوڑوں اور سائیکل سواروں کی پلٹن فوراً تیار کرلے سکتا ہے -

اصولاً ہر ریجمنٹ میں ٣ سو سے لیکے ٢ ہزار ٢ سپاہی تک ہونے چاہئیں ' مگر چونکہ انکی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں مختلف مقامات پر بھیجدی گئی ہیں تاکہ اہل آئرلینڈ کے حملوں کا تدارک کرسکیں (جو چاہتے ہیں کہ السٹر بھی قبول پارلیمنٹ میں ضرور ہی شامل ہو) اسلیے اب کسی ریجمنٹ میں بھی ایک ہزار سپاہی سے زیادہ نہیں ہیں -

ان کمپنیوں اور ریجمنٹوں کو مرکز سے ہر قسم کے سامان جنگ و خور و نوش کی برابر مدد ملتی رہتی ہے - اسکے علاوہ طبی امداد کا سامان بھی وسیع اور عمدہ پیمانہ پر ہے - تیمارداری کے لیے السٹر کی پر جوش خاتونیں ہیں - علاج کے لیے اعلی قابلیت کے

لارڈ کارسن السٹر کے صدرگاہ میں کھڑا ہے اور رضاکاروں کیلیے احکام دے رہا ہے !

ڈاکٹر اور مریضوں کے لیجانے کے لیے کافی مقدار میں گاڑیاں موجود رکھی گئی ہیں !

السٹر کی ملکی فوج کے نظام میں لا مرکزیت کے ساتھ جمہوریت بھی شامل ہے - چنانچہ تمام ذمہ دار عہدوں کا تقرر بذریعہ انتخاب ہوتا ہے - چھوٹی چھوٹی ٹولیاں یا رسالے اپنے اپنے کمانڈروں کو خود منتخب کرلیتی ہیں - پھر یہ انتخاب شدہ کمانڈر ریجمنٹ کے قائد کا انتخاب کرتے ہیں - وہ اپنے افسروں کو منتخب کرلیتے ہیں - بڑے کمانڈر کے بعد جو کمانڈر ہوتا ہے ' اسکے انتخاب کا اختیار کبھی تو بڑے کمانڈر کو دیدیا جاتا ہے - کبھی فوج خود اپنے ہی ہاتھ میں رکھتی ہے -

السٹر کے بڑے بڑے رؤساء اور عمائد کے متعلق فوج کی نگرانی کردی گئی ہے - اگر انمیں سے کسی کی غفلت و بے پروائی

ثابت ہوتی ہے تو وہ فوراً معزول کردیا جاتا ہے' اور اسکی جگہ دوسرا شخص مقرر کیا جاتا ہے -

انگریزی فوج کے بہت سے افسروں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس ملکی فوج کی ہرطرح مدد کرینگے - چنانچہ ان میں سے بعض تو گورنمنٹ کی فوج سے مستعفی ہوکے آ بھی گئے ہیں اور بعض نے اگرچہ ابھی استعفاء نہیں دیا ہے مگر تاہم جب ضرورت پڑیگی فوراً داخل کردینگے -

مسٹر اسکویتھہ خواہ کتنا ہی چھپانے کی ناکام کوشش کریں' مگر یہ واقعہ اب سبکے پیش نظر ہے کہ پچھلے دنوں انگلستان کی فوج نے اپنے السٹر کے بھائیوں پر تلوار اٹھانے میں ایک سپاہی کی طرح آمادگی ظاہر نہ کی تھی اور بہتوں نے تو اسی وقت اپنا اپنا استعفا پیش کر دیا تھا - اس وقت پوری گورنمنٹ اس واقعہ سے بد حواس ہوگئی تھی سپہ سالار کو بالآخر خود بھی مستعفی ہوجانا پڑا ! !

ان فدا کاروں کے ساتھہ پادری بھی شریک ہیں جنمیں سے بعض تو محض قوم کو تحریض و ترغیب دینے کے فرائض انجام دیتے ہیں' اور بعض سپاہیانہ حیثیت سے بھی حصہ لے رہے ہیں -

ایک کمپنی خبر رسانی کے لیے بھی مخصوص ہے - چونکہ اسکا تعلق تمام مرکزوں سے ہے اسلیے اسمیں ہر مرکز کے چیدہ چیدہ اشخاص شامل ہیں - اس کا سرخیل بلفاسٹ کا ایک مشہور رئیس ہے -

اس کمپنی کے پاس ۴ سو موٹر کار اور ۲ سو موٹر بائیسکل ہیں - انکے علاوہ جھنڈیاں' لیمپ' وہ آلات جنکے ذریعہ محض دھوپ کی وساطت سے خبر بھیجی جا سکتی ہے ، وغیرہ وغیرہ تمام سامان معتبرا کافی مقدار میں موجود ہے - تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ۴ گھنٹہ کے اندر صوبہ کے اس گوشے سے اس گوشے تک خبر بھیجی جا سکتی ہے !

تحقیقات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس کمپنی میں انگریزی فوج کے افسروں کی طرح ڈاکخانہ کے بھی بہت سے اعلی ملازم شریک ہیں !

(عورتوں کی شرکت)

عورت جو انسان کی ہر خدمت اعلی اور فضیلت وطنی و ملکی میں ہمیشہ شریک رہی ہے' السٹر کی اس قومی تحریک کے اندر بھی ہر طرح مشغول نظر آتی ہے !

ملکی فدا کاری کی لہروں نے مردوں اور عورتوں' دونوں کو یکساں طور پر ہلا دیا - السٹر کی عورتوں نے بھی اس دفاع کی ویسی ہی طیاریاں کی ہیں جیسی کہ مردوں نے - انکی فدا کار فوج کی بھی خاص خاص پلٹنیں مرتب ہوئی ہیں' اور میدانوں میں انکے غول کے غول صف آرائیوں اور قواعد جنگ کے سیکھنے میں مشغول نظر آتے ہیں !

فوج کے ان تمام کاموں کیلیے جو عام نقل و حرکت' تیمارداری' باربرداری' پیغام رسانی' اور جاسوسی و مخبری سے تعلق رکھتے ہیں' عورتوں ہی سے مدد لی جا رہی ہے - نوجوان اور سالخوردہ' ہر طرح کی عورتیں اسمیں شریک ہیں - انہوں نے اپنے لیے خاص طرح کی جھنڈیاں بنائی ہیں اور فوجی وضع کا چست و آسان لباس اختیار کیا ہے - پال مال گزٹ کے نامہ نگاروں نے جب انسے گفتگو کی تو انکی قومی جاں نثاری کے ولولوں کو سنکر حیرت زدہ اور مبہوت ہوگئے - ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ السٹر کی اٹھارہ برس کی لڑکی وہاں کے چہل سالہ با ہمت جوان سے کسی طرح جوش و اولوالعزمی میں کم نہیں ہے !

(مسٹر ایڈورڈ کارسن)

اس سلسلے میں سب سے زیادہ عبرت انگیز منظر جو ہندوستانیوں کیلیے ہو سکتا ہے' اس تحریک کے مشہور لیڈروں کی عجیب و غریب حالت ہے -

مثلاً ایڈورڈ کارسن ہی کو دیکھیے - یہ شخص فوجی تحریک کا مشہور سرغنہ ہے - ابتدا سے گورنمنٹ کا مقابلہ کررہا ہے' صاف صاف طور پر کہتا ہے کہ تلوار اور بندوق سے مقابلہ کیا جائیگا - پھر کہنے کا عہد بھی گذر گیا اور کرنے کا دور شروع ہوا - تمام السٹر نے فوجی طیاریاں شروع کردیں' اور اسکی روک کیلیے جتنی کوششیں کی گئیں' سب کی سب بالکل بے اثر رہیں - اب السٹر پوری طرح آمادۂ جنگ و پیکار ہے !

با ایں ہمہ ایڈورڈ کارسن کے ساتھہ گورنمنٹ کچھہ بھی نہیں کرسکتی - گرفتار کرنا یا گرفتاری کا وارنٹ جاری کرنا تو بڑی بات ہے' اتنی قوت بھی نہیں رکھتی کہ اسکی نگرانی کیلیے پولیس کے جاسوسوں کو متعین کرے - وہ بلا تکلف لندن کی گلیوں سے گذرتا ہے' اور اسکے بڑے بڑے ہوٹلوں میں آرام کی نیند سوتا ہے - صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ہائیڈ پارک میں
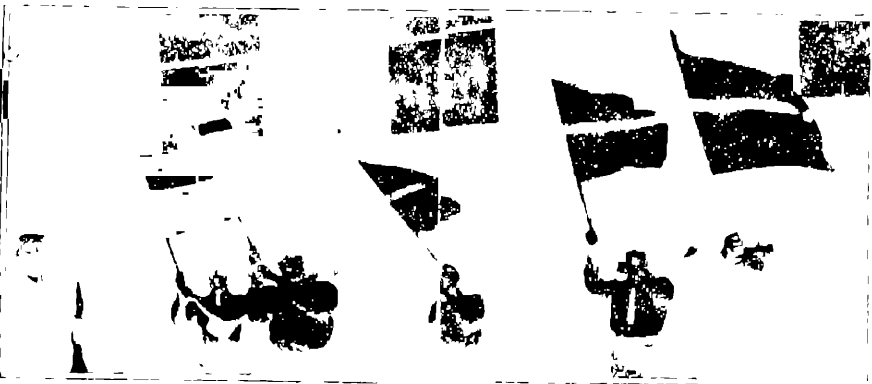
السٹر کی فدا کار عورتوں کی رجمنٹ جو قومی جھنڈیاں ہاتھہ میں لیے ہوے آ رہی ہیں !

ہزاروں انسانوں کے سامنے شرربار اور شعلہ خیز تقریریں کرتا ہے' گورنمنٹ کو اعلان جنگ دیتا ہے' اور اسکی مخالفانہ تدبیروں اور مصنوعی اظہار استقامت پر ٹھٹھا مار مار کر ہنستا ہے - مسٹر ایسکویتھہ اور وزراے حکومت کچھہ فاصلے پر کھڑے رہکر سب کچھہ سنتے ہیں' اور خاموش و بے حرکت چلے جاتے ہیں !

یہ حالت ہے اس ملک کی جو حقیقت میں آزادی کا گھر اور حریت کی مملکت ہے !

اسکے مقابلے میں ہندوستان کی حالت پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے تاکہ انتہا کے دونوں سرے سامنے آجائیں - گورنمنٹ کے مقابلے یا تحقیر کا خیال تو خواب میں بھی آنا مشکل ہے - البتہ کچھہ لوگ ہیں جو ملک کی تباہی پر روتے ہیں اور جابرانہ قوانین کے نفاذ پر ماتم کرتے ہیں - انکے ہاتھہ میں نہ تو تلوار ہے' اور نہ ہی انکی زبان پر جنگ کا لفظ - بغاوت کا ایک بہت دور کا اشارہ بھی کبھی انکی زبان سے نہیں نکلتا' اور وفاداری پکارتے پکارتے انکی زبانیں سوکھہ گئی ہیں - تاہم پولیس کی ایک رپورٹ یا کسی جاسوس کا ایک حرف مخفی بھی انکی زندگی اور زندگی کی قدرتی آزادی کے سلب کرلینے کیلیے کافی ہے - پھر یا تو جیل خانوں کی دیواروں کے اندر نظر آتے ہیں' یا عدالتوں کے سامنے مجرمانہ سر جھکاے ہوے !

مسلمان اب بھی ھوشیار ھوں!

مظالم البانیا

حضرت ہمدرد قوم مرحوم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - کل کے انگریزی روزانہ اخبارات میں یہ خبر مجمل درج تھی کہ ایپیرونس یعنی ایپیرس کے عیسائی باشندوں نے مقام کوپہ پر دو سو مسلمانوں کو نہایت بے رحمی سے انواع و اقسام کی عقوبتوں کے ساتھ مار ڈالا اور گرجا کو آگ لگا دی - آج جو خبر کسیقدر تفصیل کے ساتھ لندن سے شائع ہوئی ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ اس خبر کی مختلف ذرائع و وسائل سے تصدیق ہوئی ہے کہ کوپرہ میں نہایت بے رحمی اور ایذا رسانی کی گئی ہے - مظلوموں کی چھاتیوں' ہاتھہ' پاؤں میں کیلیں یعنی میخہائے آہنی ٹھونکی گئیں - ہارمسودا میں بھی ملے جنکے ساتھ سخت بے رحمی کی گئی تھی - بہتوں کی انگلیاں کاٹ ڈالی گئی تھیں - یہ ظاہر ہوا ہے کہ تبلوچ کے قریب درسکو اور دیگر مقامات میں البانی مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا ہے اور اونکو اونکے گھروں میں ایپیرونس کے لوگوں نے آگ لگا کر جلا دیا -

یہ لفظی ترجمہ ۷ - مئی کی خبر کا ہے جو رائٹر کے ذریعہ ہمکو آج ۹ مئی کو وصول ہوئی ہے - آپ کو معلوم ہے کہ ایسی خبریں اس احتیاط کے ساتھہ یورپ کے اخباروں میں نکلتی ہیں' اور کسقدر ان میں کاٹ چھانٹ کی جاتی ہے؟ ہندوستان میں تو اور بھی زیادہ ہوشیاری و احتیاط سے کام لیا جاتا ہے با ایں ہمہ اس خبر کا آنا اسکی صحت کیلیے دلیل قاطع ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھہ بیان کیا گیا ہے وہ اصلیت سے بدرجہا کم ہے -

اب ہندوستان کے مسلمانوں سے پوچھتا ہوں کہ سکوت کبتک؟ کیا وقت نہیں آگیا ہے کہ مدعیان اسلام کے جگر شق ہوجائیں' اور سکون و صبر انہیں جواب دیدے؟ اگر ایسا نہیں تو پھر ایمان کا دعوا کیوں؟ اگر حکومت ترکی کے زمانہ میں مسلمان عیسائیوں کے ساتھہ ایسا کرتے تو عیسائی حکومتوں کے جہاز اسوقت قسطنطنیہ پر گولہ باری کر رہے ہوتے - جو لوگ ایک خدا کو پوجتے ہیں اور خداے مصلوب و متعدد پر ایمان نہیں رکھتے' وہ اس قابل کہاں کہ انکی قابل نفرت وجود کے تلف ہونے پر مطالبہ کیا جاے؟ یورپ کا ان مظالم کے نسبت یہ خیال ہے کہ اگر یہ نہ ہوتا تو البانیا میں ایک عیسائی بادشاہ کیوں مقرر کیا جاتا؟ حالانکہ تعداد مسلمانوں کی رعیت میں بہ نسبت نصارے کے بہت زیادہ ہے - پس اصل مدعا یہ ہے کہ ان بد ترین کفار یعنی مسلمانوں کا کسی طرح مقدس زمین یورپ میں خاتمہ کیا جاے - اگر کوئی مسلمان البانیا کا فرمانروا ہوتا تو عیسائیوں کی جان و مال اور حقوق کی حفاظت کے لیے کل نصرانی یورپ کے سلطنتیں اپنی مجموعی قوت کے ساتھہ موجود تھیں - کسی مسلمان کی کیا مجال تھی کہ آنکھہ اوٹھا کر بھی اونکی طرف دیکھہ سکتا' لیکن اس صورت میں مسلمانوں کا قلع قمع کیونکر ہوسکتا تھا - اسلیے جو اصلی مقصود تھا اوسکا پہلا باب یہ خوں ریز حالات ہیں - اصلی کتاب آیندہ شروع ہوگی -

مگر سوال مقدم یہ ہے کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کو اسلام کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ اسلام کی اصلی بنا فتح مکہ سے پڑی' اور جبتک مسلمانوں نے جہاد کو نہ چھوڑا وہ ذلیل نہ ہوے - جب سے اونہوں نے تلوار ڈالدی وہ پامال ہوگئے ہیں - ترکی اور کابل کو دیکھہ لو کہ کیا کرتی ہے - یہاں ہم مسلمانوں کے لیے جہاد شمشیری کا موقعہ نہیں ہے تو نہیں ہم ہندوستان کے مسلمان جہاد مالی کرکے ایک بقیۃ السیف سلطنت کو بچانے کی کوششیں کرسکتے ہیں' پس براے خدا اٹھو اور مسلمانوں کو جگاؤ کہ وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اگرچہ وہ کیسا ہی خفیف ہو ترکی کی بحری اور بری طاقت کے لیے وقف کر دیں -

اگر ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان ایک روپیہ بلکہ ایک پیسہ بھی ماہوار اس غرض کے لیے وقف کردیں تو کیا کچھہ ہوسکتا ہے - یہ موقع ہے کہ کلکتہ' بمبئی' لکھنو' دہلی' لاہور وغیرہ شہروں میں جلسہ ہاے عامہ منعقد کیے جائیں اور قوم سے فوجی اور بحری امداد سلطنت اسلامی کے لیے اعانت طلب ہو اور علم تحریک پیدا کیجاے - پھر جب یہ تحریک شروع ہو تو یہ ضروری ہوگا کہ راجہ صاحب محمود آباد اور سر کریم بھائی وغیرہ معتمدین ملک اسکے امین و محافظ بنیں اور قوم کو اپنی اعانت کی نسبت پورا اعتماد رہے -

میں ایک ملازمت پیشہ شخص ہوں' میں اس کام میں کوئی بڑا حصہ لینے کی طاقت اپنے میں نہیں پاتا - اسلیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ذرا ہمت باندھیں اور اگر آپ مناسب خیال کریں تو خدام کعبہ کے کام کو اپنے ذمہ لے لیں - اسلام و مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے بشرطیکہ ایمانداری سے کام کیا جاے -

(خاکسار - م - ا -)

دهلي کے خانداني اطبـا اور دوا خـانه نورتن دهلی

یه دوا خانه عرب - عدن - امریقه - امریکه - سیلون - آسٹریلیا - وغیره وغیره ملکوں میں اپنا سکه جما چکا هے اسکے مجربات معتمدالملک احترام الدوله قبله حکیم محمد احسن الله خاں مرحوم طبیب خاص بہادر شاه دهلی کے خاص مجربات هیں -

دوالی ضیق - هر قسم کی کهانسی و دمه کا مجرب علاج فی بکس ایک توله ۲ دو روپیه -

حب قتل دیدان - یه گولیاں پیٹ کے کیڑے مار کر نکال دیتي هیں في بکس ایک روپیه -

المشتهر حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانه نورتن دهلی فراشخانه

روغن بیگـم بهـار

حضرات اهلکار امراض دماغي کے مبتلا و گرفتار' وکلا' طلبه' مدرسین' معلمین' مولفین' مصنفین' کیخدمت میں التماس هے که یه روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابهي دیکها اور پڑها هے' ایک عرصے کی فکر اور سوزش کے بعد بهترے مفید ادویه اور اعلی درجه کے مقوي روغنوں سے مرکب کرکے تیار کیا گیا هے' جسکا اصلي ماخذ اطبائے یوناني کا قدیم مجرب نسخه هے' اسکے متعلق اصلی تعریف بهي قبل از امتحان و پیش از تجربه مبالغه سمجهي جا سکتي هے صرف ایک شیشي ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یه امر ظاهر هو سکتا هے که آجکل جو بهت طرحکے ڈاکٹر کمپراجي تیل نکلے هیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بهي کرتے هیں آیا یه یوناني روغن بیگم بهار امراض دماغي کے لیے بمقابله تمام مروج تیلونکے کهانتک مفید هے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسوونکو نرم اور نازک بنانے اور دراز وخوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کهانتک قدرت اور تاثیر خاص رکهتا هے - اکثر دماغي امراض کبهي غلبۂ برودت کیوجه سے اور کبهي شدت حرارت کے باعث اور کبهي کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا هو جاتے هیں' اسلیے اس روغن بیگم بهار میں زیاده تر اعتدال کي رعایت رکهي گئي هے تاکه هر ایک مزاج کے موافق هو مرطوب و مقوي دماغ هونیکے علاوه اسکے دلفریب تازه پهولوں کي خوشبو سے هر وقت دماغ معطر رهیگا' اسکي بو غسل کے بعد بهي ضائع نهیں هوگي - قیمت فی شیشی ایک روپیه محصول ڈاک ۵ آنه درجن ۱۰ روپیه ۸ آنه -

بنٹیـکا

بادشاه و بیگموں کے دائمي شباب کا اصلي باعث - یوناني میڈیکل سائنس کی ایک نمایاں کامیابي یعنی -

بنٹیکا ـــ کے خواص بہت هیں' جن میں خاص خاص باتیں عمر کي زیادتي' جواني دائمي' اور جسم کي راحت هے' ایک هفته کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبه بغرض آزمایش کي ضرورت هے -

واسا لرلجیں تیله اور برنسیر المحس تیلا - اس دوا کو میں نے اپنا و اجداد سے پایا جو شہنشاه مغلیه کے حکیم تھے - یه دوا فقط همکو معلوم هے اور کسي کو نهیں درخواست پر ترکیب استعمال بهیجي جاویگي -

" ملٹر فل کاپچر " کو بهي ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیه باره آنه مسک پاس اور الکٹریک دیگر پرسنٹ پانچ روپیه باره آنه محصول ڈاک ۹ آنه یوناني ٹریٹ پاؤڈر کا سامپل بهي سر کے درد کي دوا لکهنے پر مفت بهیجي جاتي هے - فوراً لکهیے -

حکیم مسیح الرحمن - یوناني میڈیکل هال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ مچهوا بازار اسٹریٹ - کلکته

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta

سوانح احمدي یا تواریخ عجیبه

یه کتاب حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوي اور حضرت مولانا مولوي محمد اسمعیل صاحب شهید کے حالات میں هے - آپ اُمي تهے باطني تعلیم شغل برزخ - اور بیعت کا ذکر دیباچه کے بعد دیا گیا هے - پهر حضرت رسول کریم صلعم کي زیارت جسمي - اور ترجمه بزرگاں هر چهار سلسله مروجه هند کا بیان هے - صدها عجیب و غریب مضامین هیں جسمیں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا هے - ایکے گهوڑیکي چوري کي گهاس نه اٹهانا - انگریزي جنرل کا عین موقعه جنگ پر اپکا لشکر میں لے آنا - حضوري قلب کي نماز کي تعلیم - صوفي کي خیال معالفونکا انس میں مبتلا هونا - سکهونسے جهاد اور انکي لڑائیاں - ایک رسالدار کا قتل کے ارادے سے آنا اور بیعت هو جانا - شیعونکي شکست - ایک هندو سیٹهه کا خواب هولناک دیکهکر اپسے بیعت هونا - ایک انگریز کي دعوت - ایک شیعه کا حضرت سرورکا ئنات کے حکم سے اپکے هاتهه پر بیعت کرنا - حج کي تیاري - اور غیبي آوازکا عدن پهونچانا باوجود اُمي هونیکے ایک پادري کواقلیدس کي مسایل دقیقه کا حل کردینا - سمندر کے کهاري پاني کا شیریں هوجانا سلوک اور تصوف کے نکات عجیبه وغیره حجم ۲۲۴ صفحه قیمت دو روپیه علاوه محصول -

دیار حبیب (صلعــم) کے فوٹـــو

گذشته سفر حج میں میں اپنے همراه مدینه منوره اور مکه معظمه کے بعض نهایت عمده اور دلفریب فوٹو لایا هوں - جن میں بعض تیار هوگئے هیں اور بعض تیار هو رهے هیں - مکانوں کو سجانے کے لئے بیهوده اور مخرب اخلاق تصاویر کي بجائے یه فوٹو چوکهٹوں میں جڑوا کر دیواروں سے لگائیں تو علاوه خوبصورتي اور زینت کے خیر و برکت کا باعث هونگے - قیمت فی فوٹو صرف تین آنه - سارے یعنے دس عدد فوٹو جو تیار هیں انکے منگانے کي صورت میں ایک روپیه آٹهه آنه علاوه خرچ ڈاک - یه فوٹو نهایت اعلی درجه کے آرٹ پیپر پر ولایتي طرز پر بنوالے گئے هیں - بمبئي وغیره کے بازاروں میں مدینه منوره اور مکه معظمه کے جو فوٹو بکتے هیں - وه هاتهه کے بنے هوئے هوتے هیں - اب تک فوٹو کي تصاویر ان مقدس مقامات کي کوئي شخص تیار نهیں کرسکا - کیونکه بدوي قبائل اور خدام حرمین شریفین فوٹو لینے والوں کو مرتکب سمجهکر انکا خاتمه کردیتے هیں - ایک ترک فوٹوگرافر نے وهاں بهت رسوخ حاصل کرکے یه فوٹو لئے - (۱) کعبة الله - بیت الله شریف کا فوٹو سیاه ریشمي غلاف اور اسپر سنهري حروف جو فوٹو میں بڑي اچهي طرح پڑهے جاسکتے هیں (۲) مدینه منوره کا نظاره (۳) مکه معظمه میں نماز جمعه کا دلچسپ نظاره اور هجوم خلایق (۴) میدان منا میں حاجیوں کے کیمپ اور مسجد خیف کا سین (۵) شیطان کو کنکر مارنے کا نظاره (۶) میدان عرفات میں لوگوں کے خیمے اور قاضي صاحب کا جبل رحمت پر خطبه پڑهنا (۷) جنت المعلی واقعه مکه معظمه جسمیں حضرت خدیجه حرم رسول کریم صلعم اور حضرت آمنه والده حضور سرور کائنات کے مزارات بهي هیں (۸) جنت البقیع جسمیں اهل بیت و امهات المومنین و بنات النبي صلعم حضرت عثمان غني رضي الله عنه شهدائے بقیع کے مزارات هیں (۹) کعبة الله کے گرد حاجیوں کا طواف کرنا (۱۰) کوه صفا ومروه اور وهاں جو کلام رباني کي آیت منقش هے فوٹو میں حرف بحرف پڑهي جاتي هے -

دیگـــر کتـــابیں

(۱) مذاق العارفین ترجمه اردو احیا العلوم مولفه حضرت امام غزالي قیمت ۹ روپیه - تصوف کي نهایت نایاب اور بے نظیر کتاب [۲] هشت بهشت مجموعه حالات و ملفوظات خواجگان چشت اهل بهشت اردو قیمت ۲ روپیه ۸ آنه - [۳] رموز الاطبا علم طب کے بے نظیر کتاب موجوده حکماے هند کے باتصویر حالات و مجربات ایک هزار صفحه مجلد قیمت ۴ روپیه - [۴] نفحات الانس اردو حالات اولیاے کرام مولفه حضرت مولانا جامي رح قیمت ۳ روپیه -

(۵) مشاهیر اسلام چالیس صوفیاے کرام کے حالات زندگي دو هزار صفحه کي کتابیں اصل قیمت معه رعایتي ۲ - روپیه ۸ آنه هے - (۷) مکتوبات و حالات حضرت امام ربانی مجدد الف ثاني پندره سو صفحے قلمي کاغذ بڑا سایز ترجمه اردو قیمت ۹ روپیه ۱۲ آنه

منیجر رساله صوفی پنڈي بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

زبان خلق

قول و فعل کی مطابقت کی جستجو بھی انسان کا فطری حق ہے جس پر بسا اوقات خیال کا تعلق ہوتا ہے جب آپ کسی سے کوئی بات ادا ہوتے سنتے ہیں تو وہ اندازہ کرنا چاہتا ہے کہ آیا فعل قول کے مطابق ہے یا نہیں۔ اور اسی نتیجہ پر قول کی وقعت کا فیصلہ ہو جاتا ہے قبل اس کے کہ اس واقعہ بیان کریں ہم پہلے چند نام پیش کرتے ہیں

جناب نواب وقار الملک بہادر۔

جناب نواب حاجی محمد اسحق خانصاحب۔

جناب آنریبل سید شرف الدین صاحب جسٹس ہائیکورٹ کلکتہ۔

جناب لسان العصر سید اکبر حسین صاحب۔ اکبر الہ آبادی

جناب مولانا مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب مفسر کرسچن حقانی دہلوی۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب۔ اقبال۔ ایم۔ اے۔ لاہور۔

جناب مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی۔

جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب دہلوی

جناب شفاء الملک حکیم رضی الدین احمد خانصاحب دہلوی

جناب لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر رشید۔ اے۔ احمد صاحب ایم۔ ڈی آئی ایم ایس

جناب حکیم حافظ محمد عبدالولی صاحب لکھنوی

جناب پنڈت مان سنگھ صاحب ویدسکریٹری آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس دہلوی۔

ایڈیٹر صاحبان اخبارات۔ الہلال۔ زمیندار۔ وطن۔ پیسہ اودھ۔ توحید۔ یونین۔ افغان۔ دلگداز۔ اردو۔ مشعلے

ان ناموں کی عظمت اور رایوں کی اہمیت مفصل بیان کرنا ہمارے موضوع سے علیحدہ ہے اسلئے کہ وہ بذات خود ایک اہم ترین حصہ تاریخ ہے تاہم اتنا کہدینا بھی ضروری ہے کہ عام طور پر ملک کے کاموں میں آپ ان اصحاب کی امامت کو تسلیم کرتے ہیں اور اس بات کو بھی طرح معلوم ہے کہ آج اس بین المشرق میں شاید ہی کوئی ایسا گھرانا ایسا ہو جہاں سر میں ڈالنے کے تیلوں کا رواج نہ ہو اور یہ بات ہے کہ وہ بالوں کو صرف چکنا کرنے کیلئے عارضی خوشبو کے تیل ہیں تاج روغن گیسو دراز جو آپ کو بھی خوب معلوم ہے کہ آج نہ صرف ہندوستان کی عام آبادی کی زیادہ تعداد بلکہ ہم میں سے یہ مختصر مگر منتخب ترین حصہ ملک کی رائے اکثر اخبارات میں پیش ہوچکی ہو اور حسن طلب میں یہ رائیں بھی پیش کیا سکتی ہے جو تاج روغن گیسو دراز کی معجز نمائی کی بہترین تصدیق ہے۔

ظاہر ہو کہ فرنگی کا تو کچھ علاج ہی نہیں۔ ہر کثرت سے دیار میں موجود ہیں کہ جہاں کوئی پاے ہو ہوپڑے۔ لیکن اگر آپ کو حسن قبول اور شہرت عام کا کچھ پاس ہو اور ہندوستان سیلون بلاد عرب و مصر وغیرہ ممالک کے اہل نظر اور مدبرین اصحاب کی پیروی کرنا مقصود ہو تو یاد رکھیے کہ جسطرح سر کی حفاظت ہر ایک کو ہے۔ اور سر میں دماغ اور دماغ میں جودت کا ہونا لازمی ہے اسیطرح بقاء دماغ اور اسکی کیفیات و جذبات کیلئے تاج روغن گیسو دراز کا استعمال بھی ضروری ہے۔

البتہ بعض اصحاب کی یہ شکایت عرصہ سے چلی آتی تھی کہ تاج ہیر آئل نسبتاً قیمت میں قدرے زیادہ ہے۔ اور یہی رفع شکایت کے عدیم المثال مواقع ملے تھے مثلاً بادشاہ سلامت کا بہ نفس نفیس قدم رنجہ فرمانا۔ جو سلاطین مغلیہ کیلئے سکندر اعظم کے بعد دوسرا تاریخی واقعہ ہے پھر ہندوستان کے ہولعزیز وائسرائے یعنی لارڈ ہارڈنگ بہادر بالقابہ کا ایک حادثہ جانکاہ کے بعد غسل صحت فرمانا اور کیا کیا نہ ہوگیا۔

یہ تمام مواقع اگرچہ انتہا درجہ مسرت کے مواقع تھے لیکن تاج روغن گیسو دراز کی قیمتوں میں کچھ کمی نہ ہوئی اور ہوتی کیونکر۔ تاج محل اگر اسمیں ہے کہ یہ ترتیب منسوب ہے اس کی قیمت تو کم ہونیسے رہی اور اگر گیسو دراز خدانخواستہ کرتا ہوا ہے تو پھر پریشان ہوکر شانوں پر بکھرا رہنا ہے کیونکر سکتا اتنا معلوم ہے کہ ان وجوہ سے چشم بصیرت کا تو یہی اشارہ تھا

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

لیکن ہمارے بعض دلسوز مربی اور بعض احباب جو میدان مقابلہ سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ

کچھ نہ پہونچے تو سے گیسو جو کمر تک پہونچے

حسن اتفاق سے اس مرتبہ کچھ نیت بھی بندہ گئی۔ اور صاحب دفتر نے بھی ایک حد تک تجربہ کی اجازت دیدی کہ بلا کم تر چند سبک باقیمتوں میں اور کمپنی کی شرائط میں کچھ تخفیف کر دیجیئے اور ساتھ ہی خوشبوؤں میں بھی کچھ اضافہ کر دیا جائے۔

جن حرکات پر ادویہ کی قدرتی اور فطرتی اثر چھایا ہوا ہو۔ ان پر ایک دلفریب انتظام کے ساتھ خوشبوؤں کا جانا ایک کمال حکمت ہی نہیں ہے جو صرف اہل فن کی خصوصی دلکی باعث ہوتی ہو بلکہ مقابلۃً ایک صرف کثیر کا باعث بھی۔

اسباب سے یہ تو اندازہ کیا ہی ہوگا۔ اور اگر نہیں کیا تو اب کر لیجیئے کہ تاج روغن گیسو دراز کی خوشبو کسی پھول کی بجائے ایک کلی کی خوشبو سے بہت زیادہ مشابہ ہے جو تھوڑے ہی وقفہ میں کچھ سے کچھ ہو جایا کرتی ہے اور دراصل یہ تاج میں آمیز کی ہوئی ادویہ کی بوکا ایک قدرتی تغیر ہے جو اس کی مہک کو ایک خاص وقفہ تک کلی کی طرح اپنے دامن میں چھپائے رکھتا ہے لیکن بعض دوستوں کا شدید تقاضا تھا کہ اس مرتبہ موجودہ خوشبو میں بھی کچھ اضافہ کر دیا جائے۔ الحمد اللہ شکر ہے کہ اس حکم کی تعمیل بھی بوجہ احسن کر دیگئی سابقہ شیشی کی مقدار گنجائش سے موجودہ شیشی کی مقدار گنجائش $\frac{1}{5}$ حصہ پہلے ہی بڑھا دی جانیکی تجویز مکمل ہوچکی تھی۔ تاہم

قیمتوں میں موجودہ تخفیف

محض بالستعجب اور صرف اس امید پر کیجاتی ہے کہ پھر کوئی شریف اور مہذب گھرانہ تمیز لطف ہونے سے خالی نہ رہجائے۔

یہاں یہ عرض کردینا بھی شاید بے موقع نہ ہوگا کہ جیسے عارضی طور پر مستعمل دواؤں کے نوادر سے معجزہ کی سی امید رکھنا قرین عقل نہیں ہے بعینہ اسی طرح سے تاج کے فوائد کا عدیم المثال اندازہ جواب تمام تفصیل نہیں رہا ہے۔ صرف ایک دو یا تین ہی شیشیوں سے کیا اللہ ملک کی ایک درد انگیز فرو گذاشت ہوگی۔ جسکا خمیازہ نسبتاً اس ناچیز کارخانہ کو زیادہ برداشت کرنا پڑیگا۔

تاج روغن گیسو دراز تین مختلف الفوائد اوصاف مختلف خوشبو اور مختلف تخفیف شدہ قیمتوں کے حسب ذیل روغن ہیں

قیمت بالعموم فی شیشی ۲ روغن زیتون و یاسمین تاج روغن آملہ و بنولہ ۲ فی شیشی (۱۰ ار)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

(نوٹ) کارخانہ کو قیمت طلب پارسل کی فرمائش وصول ہونے پر خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک ایک شیشی پر ۵ روپے شیشی تیرہ راور تین شیشیوں پر مزید خرچ معاف ہے مگر ان اخراجات کی کفایت کی غرض سے بہتر ہو کہ کارخانہ کو فرمائش لکھنے سے پیشتر مقامی عطار گر تاج ہیر آئل یا تاج روغن گیسو دراز کے نام سے ان تیلوں کو تلاش کیجیے اس لئے کہ باستثنائے چند مقامات کے قریب قریب تمام اطراف ہند کی مشہور دوکانوں پر یہ مال کارخانہ کی قیمت پر باسانی دستیاب ہوسکتا ہے۔

(نوٹ) جن مقامات پر باقاعدہ ایجنٹ موجود نہیں وہاں سے دو درجن شیشیوں کی فرمائش پر خرچہ پیکنگ۔ محصول ریل اور ایک درجن شیشیوں پر صرف خرچہ پیکنگ معاف اور فرمائش کی یک ثلث قیمت پیشگی آنے پر ہر دو حالتوں میں یعنی دو درجن کی فرمائش خواہ ایک درجن کی فرمائش پر ایک شیشی بلاقیمت پیش کیجاتی ہے۔

تجارت پیشہ اصحاب مزید تخفیف شدہ شرائط جلد منگائیں اس لئے کہ تھوڑے مقامات میں جہاں مال خریدنے والے ایجنٹوں کی ضرورت ہے

(اخبارات کا حوالہ دیکر فرمائش مفصل اور خوشخط نہ ہونیکی حالت میں تعمیل حکم یقینی نہیں ہے)

المشتہر

مینیجر دی تاج مینوفیکچری بمبئی و دہلی صدر دفتر دہلی

تار کا پتہ "تاج" دہلی

ناظرین الہلال غور سے پڑھیں

اگر آپ ڈاکٹر اقبال - مولانا شبلي - سید اکبر حسین صاحب ' طالب بنارسي - سید ناصر نذیر صاحب فراق - سید دلگیر - مولانا عرش گیاوي - مرزا سلطان احمد صاحب سیماب ' اکبر آبادي اور دیگر باکمال شعرا اور مضمون نگاروں کا زور قلم ملاحظه فرمانا چاهتے هیں ' تو اردو علم ادب کے زبردست آرگن -

اصلي قیمت تین روپیه **رسالہ فانوس خیال** خریداران الهلال سے دو روپیه

کے خریدار بن جالیے - چندہ معاونین سے ۱۰ روپیه - تاجران و حکام سے ۵ روپیه - عوام سے ۳ روپیه - طلبا سے ۲ روپیه یکم جون سے پیشتر خریداران الهلال سے ۲ روپیه اگر مني آرڈر بھیجنا چاهیں - تو صرف ۱ روپیه ۱۲ آنه - کاغذ لکھائي چھپائي نفیس -

مینیجر فانوس خیال پٹھان کوٹ - پنجاب

جوهر سر ماهي

دماغ جو کل اعصاب رئیسه پر حکمراں هے - کمزور هوجانیسے تمام عصاب و دیگر اعضاء بھي کمزور هو جاتے هیں - اور مقوي دماغ کے جتنے نسخے هیں تمام قیمتي سے قیمتي هیں - اس ملک میں اکثر اطبا غریب مریضوں کے علاج کرنے سے معذور پائے جاتے هیں - لهذا یه ایک نو ایجاد دوا جو رولي مچھلي کے مغز سے امریکه میں تیار کیا گیا هے - دماغي کمزوریوں میں تیر هدف ثابت هوئي هے - مریضان امراض دماغي کو عموماً اور اطباء هندوستان سے خصوصا گذارش هے که یه کثیر المنفعت دوا روز تین قطرے تین روز تک استعمال کرنے سے نسیان ' سستي ' اداسی ' دماغ کا چکرانا ' درد سر ' اسهال ' ضعف بصارت ' دوران سر ' کمي حافظه وغیره وغیره امراض میں فورا فائده شروع هوجاتا هے ' اور چند روز کے مداومت سے شفاء حاصل هوجاتي هے - ایک شیشي میں هزار قطرے هیں قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیه آٹھ آنے -

Dr. T. Hosain, 6 Convent Lane,
Post Entally, Calcutta.

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کارآمد ایسی دلفریب ایسی محض نقش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کر لئے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھہ لیجیے - دنیا کے تمام سربستہ راز حاصل کر لیجیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم ضرورت - علم ہئیت علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - کیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوں میں نور پیدا ہو بصارت کی آنکھیں وا ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی اپنے عہد بعہد کے حالات سوانحعمری و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ، انکی قیمتیں ، مقام اشاعت وغیرہ - بہی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا بروے انشاپردازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ، شتر ، کالے بھینس ، گھوڑا ، گدھا بھیڑ ، بکری ، کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی مرا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکموں کے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ، قانون مسکرات ، میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی وہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کر لو سفر کے متعلق ایسی معلومات آجتک کہیں دیکھی نہ سنی ہونگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات وہاں کی تجارت سیرگاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح لکے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (جو واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے ہی دنوں میں لاکھہ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان - ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - آسٹریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وہانکی درسگاہیں دخالی

کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مفصل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھہ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ باغ ہو جائے دماغ کے اوراق کھلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک بذمہ خریدار دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھہ مٹکاتی رہتی ہے ، جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے ڈائل چینی کا پرزے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں تک بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر دوست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

آٹھہ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھہ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سفید اور سرخ پلیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر طلائی نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت -

چاندی کی آٹھہ روزہ واچ قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھہ روزہ واچ - جو کلائی پر بندھسکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نئی ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ، ابھی ولایت سے بنکر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دیا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لیمپ راتکو اپنی جیب میں یا سرہانے رکھلو جس وقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات اندھیری کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطرے سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوئے اچانک کسی وجہ سے آٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - ہوا یا پانی کا خطرہ نہیں ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ معہ محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید

سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں ، کلاک اور گھڑیونکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اکثر مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیجیے -

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام توہانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry. (Punjab)

علمی ذخیــرہ

(۱) - مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا و علما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرو آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراے متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلی درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراے اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - حالت طبع شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ھذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۴۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کریٹکل اکسپوزیشن آف دی پاپیولر جہاد " کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے - قرآن ' حدیث ' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم ۳۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ

(۵) زر تشت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور ریفارمر کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی لا ثانی تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور اُن کے ملکی ' مالی ' فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمی - امام عبدالوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ھجری کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار کا ترجمہ جس میں ابتداے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے اواسط ایام تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زریں اقوال مذکور ہیں - مترجمہ مولوی عبد الغنی صاحب وارثی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) - آثار الصنادید - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی پریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) - قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسنین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھہ عربی و فارسی میں بھی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے آخیر میں ہندی عروض و قافیہ کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں ' اور اس کو شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ

(۱۰) - میڈیکل جیورس پروڈنس - یعنی طب متعلقہ مقدمات فوجداری ہے - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن ہند - موسیو گستاولیبان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جسقدر اقوام گذرے ہیں اُن کی تاریخ ' تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھہ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکتازان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلی کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے - حجم (۲۶۵۶) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۹ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب وفیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہا و محدثین و مورخین و سلاطین و حکما و فقرا و شعرا و ضاع وغیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم موسیو ڈی سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کردیا ہے - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلی - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارڈ کپلنگ کی کتاب دی جنگل بک " کا ترجمہ - مترجمہ مولوی ظفر علی خان بی - اے جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) زکرم اروسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراما لین کا ترجمہ - مترجمہ مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھہ ساتھہ قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) امسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قـران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں ' اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلی نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اکبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھہ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شایق ہیں اُنہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۹۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملة والدین امیر عبد الرحمن خان غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلی - حجم (۵۶۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) خفاں ایراں - مسٹر شوسٹر کی مشہور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشیا " کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ -

المشتہر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیــدر آباد دکن

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 14 MCLEOD STREET, CALCUTTA

اطـــلاع

اگر معاونین الهلال کوشش کرکے الهلال کیلیے دو هزار نئے خریدار پیدا کرسکیں جو آٹھ روپیه سالانه قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الهلال کا مالی مسئله بغیر قیمت کے بڑھاے حل هو جائیگا - منیجر

الهـلال كي ششماهی مجلـدات قیمت میں تخفیف

الهلال کی ششماهي مجلدیں مرتب و مجلد هونے کے بعد آٹھه روپیه میں فروخت هوتي تهیں لیکن اب اس خیال سے که نفع عام هو' اسکي قیمت صرف پانچ روپیه کردي گئی هے -

الهلال کي دوسري اور تیسري جلد مکمل موجود هے- جلد نهایت خوبصورت ولایتي کپڑے کي - پشته پر سنهري حرفوں میں الهلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیاده کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیاده هاف ٹون تصویریں بھي هیں - کاغذ اور چهپائي کی خوبي محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصله بس کرتا هے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیه کچهه ایسي زیاده قیمت نہیں هے - بہت کم جلدیں باقي رهگئی هیں - (منیجر)

روزانـه الهـلال

چونکه ابهی شائع نہیں هوا هے' اسلیے بذریعه هفته وار مشتهر کیاجاتا هے که امپرائڈري یعنی سوزنی کام کے گل دار پلنگ پوش' میز پوش' دوان پوش' پردے' کامدار چوغے' کرتے والی پارچات' شال' الوان' چادریں' لوئیاں' نقاشی مینا کاري کا سامان' مشک' زعفران' سلاجیت' ممیره - جدوار' زیره' گل بنفشه وغیره وغیره هم سے طلب کریں - فہرست مفت ارسال کی جاتی هے -

دی کشمیر کواپریٹو سوسائٹی - سری نگر کشمیر

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
" Alhilal Calcutta "
Telephone, No 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ — ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۲

کلکتہ: چہارشنبہ ۸ رجب ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta: Wednesday, June, 3. 1914

جلد ٤

قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

SEWING MACHINES DEALERS HOSIERS

THE ADARSHA KNITTING Co

CALCUTTA

تار کا پتہ - ادرشہ

ادرشہ نیٹنگ کمپنی

— :*: —

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں نٹل نٹنگ (یعنے سپاری تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جا سکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسی مشین دیگی جسمیں گنجی تیار ہوگی جس سے روزانہ ۲۵روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(٥) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوئے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - اچھے روانہ کیا اور اسی دن روپیہ بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

---

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

— :*: —

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

اے - گووند راؤ پلیڈر - (بلاری) میں کنز یلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -

مس کھم کماری دیوی - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ٦۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواری آپکی نٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

---

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپنی کو میں جانتا ہوں - یہ کمپنی اس وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں - یہ کمپنی نہایت اچھی کام کر رہی ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتی ہے - اسکے ماسواے کم قیمتی مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکی مدد کریں -

---

چند مستند اخبارات ہند کی راے

— * —

بنگالی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمایش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھی ہے - محنت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزوں سے سر مو فرق نہیں -

انڈین ڈیلی نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

حبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کردیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے -

برانچ سول کورٹ روڈ منگالیل -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲٦ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

14 McLeod street.

CALCUTTA

Yearly Subscription Rs 8

Half yearly „ 4-12

الہلال

مدیر مسئول و خصوصی

ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت

نمبر ۱۴ میکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۲ — کلکتہ: چہارشنبہ ۸ رجب ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta: Wednesday, June, 3. 1914

مسلمانان ہند اور دولۃ عثمانیہ کی جنگی اعانت

ایک غلط اور افسوس ناک الزام!

مسلمانوں کے فرض دینی و اسلامی کی تشریح

پچھلے ہفتے مقامی انگریزی معاصر ہندو پیٹریٹ نے دولۃ عثمانیہ کی خارجی اعانات کے متعلق ایک مختصر نوٹ لکھا ہے، اور ہمیں افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ بالکل غلط فہمیوں پر مبنی ہے -

معاصر موصوف لکھتا ہے کہ جنگ طرابلس و بلقان کے زمانے میں بڑے بڑے اعانتی فنڈ اسلامی اخبارات کے دفاتر میں کھولے گئے تھے - انکی نسبت اب بعض پنجابی اخبارات کو معلوم ہوا ہے کہ گو ہلال احمر کے نام سے تھے اور اعلان کیا گیا تھا کہ صرف لڑائی کے مجروحین اور انکے پس ماندوں کو اس سے مدد دی جائیگی، مگر انکا بڑا حصہ ہلال احمر فنڈ کی جگہہ خود حکومۃ عثمانیہ کو جنگی امداد میں دیدیا گیا - اس طرح یہ اہم سوال پیدا ہوگیا ہے کہ باوجود اعلان ناطرفداری کے، مسلمانان ہند کی مالی اعانات کا جنگ میں لگایا جانا قانونا قابل اعتراض تھا یا نہیں؟ پھر آخر میں لکھا ہے کہ جو رپورٹ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ سے آئی ہے، اسمیں ان رقوم کا ذکر نہیں ہے - اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ وہ روپیہ حکومت کو بلقانی ریاستوں کے خلاف لڑنے کیلیے دیا گیا ہے، جسکے متعلق برٹش گورنمنٹ ناطرفداری کا اعلان کر چکی تھی -

ہم نہیں سمجھتے کہ معاصر موصوف کو یہ معلومات کہاں سے حاصل ہوئی ہیں اور " بعض پنجابی اخبارات " سے مقصود کون اخبارات ہیں؟ اگر اس سے مقصود پنجاب کے وہ معاصرین ہیں جنہوں نے ہلال احمر کی رپورٹ کے متعلق مضامین لکھے ہیں، تو جہاں تک ہمیں معلوم ہے، ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان حضرات کا مقصود تحریر صرف تحقیقات اور ایک بظاہر اعتراض انگیز مسئلہ کے متعلق اطمینان حاصل کرنا تھا، نہ کہ اس نتیجہ کو پیدا کرنا جو غالبا ہندوستان میں سب سے پہلے ہندو پیٹریٹ نے پیدا کرنا چاہا ہے، اور گورنمنٹ کے سامنے ایک نئے مسئلہ کے پیش کرنے کی لاحاصل سعی کی ہے -

ہندوستان کے مسلمانوں نے جنگ طرابلس و بلقان کے زمانے میں جسقدر روپیہ جمع کیا، وہ صرف ہلال احمر فنڈ کیلیے کیا - اور جن لوگوں نے روپیہ ترکی بھیجا، بلا استثنا صرف مجروحین جنگ اور انکے پس ماندوں کی اعانت ہی کیلیے بھیجا - ہم پورے وثوق کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام ہندوستان میں اس عظیم الشان جنگ بلقان کیلیے جسکے روزانہ مصارف کروروں روپیے سے کسی طرح کم نہ تھے، کسی نے بھی دس بیس ہزار یا زیادہ سے زیادہ چار پانچ لاکھہ روپیہ بھیجنے کی بے نتیجہ سعی نہیں کی ہے -

البتہ یہ ضرور ہے کہ قسطنطنیہ کی انجمن ہلال احمر ایک غیر سرکاری انجمن تھی - اسکے متعلق پورا وثوق اور اعتماد مسلمانان ہند کو حاصل نہ تھا - بہت سے لوگوں نے قرین احتیاط سمجھا کہ اپنا تمام روپیہ براہ راست حکومت اور اسکے وزرا کے نام روانہ کریں جو ہر طرح کے شکوک اور بدگمانیوں سے بالا تر ہیں -

چنانچہ اکثر لوگوں نے صدر اعظم کے نام اپنی اقساط روانہ کیں -

لیکن اس سے انکا مقصد صرف یہ تھا کہ یہ روپیہ ہلال احمر کے کاموں میں حکومت کے ذریعہ صرف ہو، یا اگر حکومت قابل اعتماد سمجھے تو انجمن کے حوالے کر دے - یہ مقصود ہرگز نہ تھا کہ یہ روپیہ جنگ کے کاموں میں خرچ کیا جائے - یہ ایک ایسی معلوم اور کھلی بات ہے جو کبھی بطور راز کے چھپائی نہیں گئی، اور گورنمنٹ اور پبلک دونوں کو معلوم ہے -

الہلال نے اخر ایام جنگ میں جب فہرست اعانت کھولی تو ہمیشہ اسکی سرخی جلی ٹائپ میں یہ لکھی جاتی تھی: " زر اعانۃ دولۃ علیہ عثمانیہ " اقلاً بیس چالیس مرتبہ یہ عنوان عام طور پر گورنمنٹ اور پبلک کی نظروں سے گذرا ہے - اس سے مقصود یہی تھا کہ وہ ہلال احمر کے کاموں کیلیے دولۃ عثمانیہ کی اعانت کی دعوۃ دیتا تھا -

رہا انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کی رپورٹ میں ان رقوم کا درج نہونا، تو اس سے یہ استدلال کرنا کہ وہ روپیہ لڑائی کی اعانت میں حکومت کو دیا گیا، ایک ایسا صریح غلط استدلال ہے جس کو صرف ان دماغوں ہی میں جگہہ ملسکتی ہے جو بعض مسلمانوں کے سر پولیٹکل الزامات قائم کرنے کے خاص طور پر شائق اور آرزومند ہیں - اس رپورٹ میں صرف وہی رقوم درج کی گئی ہیں جو براہ راست انجمن ہلال احمر کے دفتر میں بھیجی گئیں - جو روپیہ ہلال احمر فنڈ کا بواسطۂ حکومت گیا، یا اعانت مہاجرین وغیرہ میں بھیجا گیا، کوئی وجہ نہ تھی کہ اسے بھی انجمن اپنی رپورٹ میں جگہہ دیتی - ڈاکٹر عدنان نے پریسیڈنٹ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ نے خود مجھسے متعدد بار فہرست رقوم کا ذکر کرتے ہوے یہ کہا تھا، اور ایک بار میں تو انہوں نے صاف صاف لکھہ بھی دیا ہے جو رپورٹ کی اشاعت کے بہت بعد میرے نام آیا ہے -

کئی ماہ ہوے، میں نے اسکے متعلق ایک خط بعض معاصرین

کے پاس اشاعت کیلیے بھیج دیا تھا اور نہایت تفصیل سے یہ تمام امور اُس میں بیان کردیے تھے - افسوس ہے کہ کسی وجہ سے وہ خط ابتک شائع نہیں کیا گیا -

بہرحال ہمارے مقامی معاصر کو اس بارے میں غالباً غلط فہمی ہوئی ہے ' اور اس نے ایک ایسا پولیٹکل الزام اپنے مسلمان ہم وطنوں کو بے خبرانہ دیا ہے جسکی ذمہ داری بڑی ہی شدید ہے' اور جسکے متعلق اگر ثبوت کا مطالعہ کیا گیا تو اُسے اپنی مشکلات پر افسوس کرنا پڑیگا

ہم مسلمان ہیں - ہم اپنے کاموں کیلیے سرکاری قوانین سے بھی بالا تر اپنا مذہبی قانون رکھتے ہیں' اور وہ ہمیں اس درجہ عزیز ہے کہ اسکی تعمیل سے کوئی دنیوی قانون ہمیں نہیں روک سکتا - اس قانون نے یقیناً ہم پر فرض کردیا ہے کہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی جب دشمنان توحید و عدالہ مسلمانوں پر حملہ کریں' تو انکی ہر طرح کی اعانت کیلیے ہم سب اُٹھ کھڑے ہوں' اور جو کچھ ہم سے ہوسکتا ہے اس سے دریغ نہ کریں - ہم کو ہندو پیٹریٹ کے ایڈیٹروں نے مسجدوں میں نماز پڑھتے بارہا دیکھا ہوگا - ہم بلا تامل انہ اطلاع دیتے ہیں کہ جس طرح ہم پر نماز فرض کی گئی ہے' بالکل اُسی طرح بلکہ اس سے بڑھکر ہمارے لیے مسلمانوں کی ہر طرحکی اعانت بھی فرض کردی گئی ہے - علی الخصوص جب کہ وہ دشمنوں کے نرغے میں پھنس جائیں' اور اسلام کی آبادیاں اور بستیاں چھین کر شرک و ضلالت اور ظلم و مفسدت کی معمور بنائی جائیں !

ہمارے انگریزی ہم قلم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسی کا نام "حکم جہاد" ہے جو اسلام کے اولین اور بنیادی احکام میں سے ہے - دو اس مقدس حکم کو غلط فہمیوں اور بد گمانیوں سے آلودہ دیکھکر بد قسمتی سے بعض مسلمان اپنی زبانوں پر جگہ نہ دیتے ہوں' مگر الحمد للہ' ہم اپنے اندر اتنی قوت پاتے ہیں کہ پورے فخر و افتخار کے ساتھہ اسکا علانیہ اعتراف کریں اور اب ایسے مسلمان بھی ہندوستان کے آسمان کے نیچے بستے لگے ہیں جو اس حکم کی پیہم اور متصل دعوت دینے رہنا اپنے تمام کاموں کا سب سے پہلا مقصد بیان کرتے ہیں !

پس یہ پھر ہمیں قرارے کی کوشش کچھہ بھی سودمند نہیں ہو سکتی کہ ہم پر اسلام کی آخری حکومت کو جنگی امداد دینے کا الزام لگایا جائے - جنگ کیلیے چند لاکھہ روپیوں کا بھیجنا کیا شے ہے ؟ زیادہ سے زیادہ اس الزام کا مطلب اتنا ہی ہوسکتا ہے کہ ہندوستان میں خود چین و آرام سے بیٹھکر ہم نے دولۂ عثمانیہ کو روپیہ بھیجدیا تا کہ اس کی قیمت سے خرید کر کسی دن اپنے دشمنوں پر دو چار گولے پھینکدے - اور یہ جائز نہ تھا جبکہ ہم ایک اعلان ناطرفداری کرنے والی گورنمنٹ کی رعایا ہیں -

اگر اس الزام سے صرف اتنا ہی نتیجہ نکلتا ہے تو افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے حریفوں نے اپنی قوت کچھہ زیادہ شدید طریقہ سے استعمال نہیں کی - کیونکہ روپیہ بھیجنا کونسی ایسی بڑی بات ہے ؟ ہم تو علانیہ یہ تک کہنے کیلیے موجود ہیں' کہ اگر قسمت یاوری کرے اور ہمت دلت پسند بلند ہو تو اپنی جانوں اور گردنوں سے بھی خلیفۂ اسلام کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کیلیے طیار ہیں' اور ہمارے جسم کا گوشت اور خون ہمارے لیے خدا کی لعنت اور پھٹکار ہے' اگر وہ اسلام کی مصیبت کے وقت اسکی حفاظت کی راہ میں کام نہ آیا !

یہ بالکل غلط اور صریح تہمت ہے کہ مسلمانوں نے روپیہ جنگ کیلیے بھیجا - مگر ہم بغیر کسی تامل کے اعلان کرتے ہیں کہ اگر پھر کبھی وقت آگیا اور ضرورت پڑی تو ہم جنگ کے لیے بھی روپیہ بھیجینگے' اور اس سے زیادہ ضرورت ہوئی تو اپنی جانوں کو بھی ہتھیلیوں پر لیکر نکلینگے - ہم اس بارے میں صرف اپنے خدا کے حکموں کو جانتے ہیں اور دنیا کی کوئی گورنمنٹ اور اسکا بنایا ہوا کوئی قانون ہمیں اپنے مذہبی اعمال سے نہیں روک سکتا -

مجھے اوروں کے دلوں کی خبر نہیں - نہ میں جانتا ہوں کہ انکی ہمت کا پیمانہ اتنا وسیع ہے یا نہیں کہ اس بارے میں انکا دل اور زبان ایک ہو - تاہم اپنی نسبت تو صاف صاف کہتا ہوں کہ جنگ بلقان میں جنگ کے لیے روپیہ نہ بھیجنا کچھہ اس سبب سے نہ تھا کہ اعلان ناطرفداری نامی کسی قانون کو ہم نے اس خدائی قانون پر ترجیح دیدی تھی جو کہتا ہے کہ : جاهدوا في سبيل الله باموالكم و انفسكم ! کیونکہ اگر ہم ایسا کرتے تو اسکے صاف معنی یہ ہوتے کہ انسانوں کے لیے ہم نے اپنے خدا کو چھوڑ دیا جس نے ہمیں ہر ایسے حکم اور قانون کی تعمیل سے روک دیا ہے جو اُسکے حکم اور قانون کے خلاف ہو :

الم تر الى الذين يزعمون انهم امنوا بما انزل اليك و ما انزل من قبلك ' يريدون ان يتحاكموا الى الطاغوت ' وقد أمروا ان يكفروا به ' و يريد الشيطان ان يضلهم ضلالاً بعيدا - (۴ : ۶۴)	" اے پیغمبر! کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکا زعم باطل یہ ہے کہ وہ قرآن پر اور خدا کی اُن تمام کتابوں پر ایمان لا چکے ہیں جو قرآن سے پہلے نازل ہوئیں - مگر ساتھہ ہی اُنکے عمل کا یہ حال ہے کہ اپنے معاملات کا فیصلہ الہی احکام و قوانین کی جگہ خدا کی مخالف قوتوں اور شریر و سرکش انسان کے حکم اور قانون سے کرانا چاہتے ہیں "

حالانکہ انکو حکم دیا جاچکا ہے کہ وہ اسکے حکموں سے انکار کردیں ؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھہ شیطان کی گمراہیاں ہیں جو چاہتا ہے کہ انہیں انتہا درجہ کی ضلالت میں مبتلا کردے "

قرآن کریم کی اصطلاح میں ہر وہ شے اور ہر وہ قوت جو خدا اور خدا کی صداقتوں کی مخالف ہو " طاغوت " ہے - خواہ وہ کوئی بت ہو جو مکہ کے قریش نے خانۂ کعبہ میں رکھدیا ہو' یا کوئی انسان ہو جو شریر قوتوں اور نفسانی طاقتوں کے گھمنڈ میں آکر حق سے سرکش ہوگیا ہو' یا پھر کوئی گورنمنٹ اور پادشاہت ہو جو خدا کے بندوں کو اپنے جبر و استیلاء کے آگے سربسجود دیکھنا چاہتی ہو - " من شغلك عن الله فهو صنمك " و " من الهاك فهو مولاك "

جن بزدل اور کفرپرست روحوں کو باوجود ادعاء اسلام و توحید' اس حقیقت سے انکار ہو' انکے نفاق و کفر معنوی کے متعلق اسی آیۃ کے بعد ہمیں بتلا دیا گیا ہے :

و اذا قيل لهم : تعالوا الى ما انزل الله و الى الرسول رايت المنافقين يصدون عنك صدودا (۴ : ۶۵)	اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تمام حکموں اور طاقتوں سے انکار کردو' اور خدا کے اتارے ہوے قانون اور اسکے رسول کی تعلیم پر عمل کرو' تو تم ان منافقوں کو دیکھتے ہو کہ کس طرح تم سے اپنا دامن بچا کر الگ ہوجاتے ہیں اور پیچھے ہٹنے لگتے ہیں ؟

پس ایک مومن کیلیے جو اپنے تمام کاموں میں صرف اپنے خدا ہی کے حکموں کا فرمانبردار ہے' کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ وہ ایک سخت مصیبت انگیز جنگ کے موقعہ پر جبکہ بلاد اسلامیہ اور مرکز خلافت علیہ خطرات شدیدہ سے دوچار ہو' صرف اس خوف سے مجاہدین مقدسین اسلام کی اعانت نہ کرے کہ کسی انسانی قانون نے اُسے روک دیا ہے' اور اس طرح خدا پرستی کا دعوا کرکے پھر طواغیت باطلہ کو بھی اپنا حکم اور سلطان بنائے -

البتہ چونکہ یہ ظاہر تھا کہ اس جنگ عظیم کیلیے وہ اعانتیں کچھہ مفید نہیں ہوسکتی نہیں جو مسلمانان ہند بہ ہزار مصیبت اس موقعہ پر جمع کرسکتے تھے' اور موجودہ عہد کی لڑائیوں میں (جبکہ برقی توپوں کی گولہ باری کیلیے فی ساعت کئی لاکھہ روپیے مطلوب ہوتے ہیں) بیس تیس لاکھہ روپیہ ایک دن کا بھی پورا جنگی خرچ نہیں تھا - اسلیے اس غرض سے روپیہ بھیجنا کچھہ زیادہ مفید نظر نہ آیا' اور یہی بہتر سمجھا گیا کہ مجروحین

جنگ کے علاج اور شہداء اسلام کے پس ماندوں کی اعانت میں یہ روپیہ صرف ہو اور کوشش کی گئی کہ اگر اس روپیہ کے ذریعہ دشمنان اسلام کے سینوں پر مہلک زخم نہیں لگائے جاسکتے' تو کم از کم جاں نثاران توحید کے زخموں پر مرہم ہی لگا دیا جاے -

اگر سوال کیا جاے (جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ بعض اپنے ہی حلقوں میں چھیڑا جا رہا ہے) کہ خود دولت علیہ نے بھی اس روپیہ کو ہلال احمر کے کاموں میں خرچ کیا یا نہیں؟ تو اسکے جواب میں اور کسی کو یہ کہتے ہوے تو معلوم ہو تو ہو' مگر مجھے تو کوئی تامل نہیں کہ ہم نے یہ روپیہ ہلال احمر کے کاموں کیلیے بھیجا تھا - اس کے سوا بھیجنے والوں کا کوئی مقصد نہ تھا - لیکن اگر حکومت اور وزراے حکومت نے اس قلیل و حقیر رقم کو ہلال احمر کی جگہ کسی ایسے کام میں صرف کیا ہو جو ہلال احمر سے بھی زیادہ اس زمانے میں اہم ہو' تو تمام مسلمانان ہند کیلیے جنکے دل اپنی نارسائی کے غم سے اندوہگین اور اپنی محرومی کے ماتم سے زخمی ہیں' اس سے بڑھکر فخر و مسرت کی اور کیا بات ہوسکتی ہے؟ زہے قسمت ہم محرومان دور افتادہ کی' اور صد عزو افتخار ہم بد بختان بے دست و پا کیلیے' اگر ہمیں یقین ہوجاے کہ ہماری حقیر و لا شے اعانتیں اس حادثۂ کبری اور مصیبۃ عظمی کے موقعہ پر مجاہدین مقدسین اسلام اور وافلین اہل صلیب و عبدۃ الاوثان کی راہ میں ٹھکانے لگیں' اور ہلال احمر کی مرہم پٹی کی جگہ اصلی میدان غزا میں کام آئیں !!

ہریں مژدہ گر جاں فشانم رواست !

البتہ افسوس ہے کہ اسکا کوئی ثبوت وہ لوگ نہیں پیش کرتے' جنکے نزدیک الزام بھی فی الحقیقت ہمارے لیے بہترین بشارتیں ہیں - کاش ہندو پیٹریٹ اور اسکے ہم مشرب ہمیں اسکا یقین دلا سکتے کہ ہماری کم ہمت نیت کے خلاف ہمارا روپیہ ہلال احمر کی جگہہ اصلی جہاد مقدس میں صرف کیا گیا ہے !

آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا معزز مقامی معاصر اپنے کالموں میں اس غلطی کی بہت جلد اصلاح کردیگا - ہم خود تو ایسے الزاموں سے کچھہ متاثر نہیں ہونے - بجز اسکے کہ مثل صدہا غلط باتوں کے اسے بھی غلط سمجھہ لیں - لیکن اسکا اثر عام طور پر تمام مسلمانوں پر پڑتا ہے' اور ایک سخت غلط فہمی پیدا ہوتی ہے -

ہمارا ابتدا سے جو اصول ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے مسئلہ کی نسبت رہا ہے' وہ زمانے سے پوشیدہ نہیں - حتی کہ ہم نے ہمیشہ نہایت شدت اور سختی کے ساتھہ اُن مسلمان لیڈروں کو الزام دیا ہے جو ہندؤں کو ملکی اشغال کی وجہ سے گورنمنٹ کے سامنے ملزم بنانا چاہتے تھے' اور انکے مقابلے میں اپنی خوشامد اور غلامی پر ناز کرتے تھے - بہت سے مسلمان ہم سے نا خوش ہیں کہ ہم کیوں انکی طرح ہندؤں سے علحدگی اور مخالفت کی دعوت نہیں دیتے

ایسی حالت میں ہمارے لیے یہ بڑی ہی دکھہ کی بات ہوگی اگر مسلمانوں کو ایک نئے مگر بے اصل سیاسی الزام کا مورد بنانے کیلیے ہندو پریس کے کسی موقع رکن کی طرف سے کوشش ہو' اور با وجود کشف حقیقت کے وہ تصحیح و اعتذار سے انکار کردے -

ہم اُسے یقین دلاتے ہیں کہ جو لوگ ہلال احمر کی رپورٹ کی بنا پر بحث کرتے تھے اور جنکا اس نے حوالہ دیا ہے' وہ خود بھی یہ کبھی پسند نہ کرینگے کہ انکے مضامین کا وہ نتیجہ نکالا جاے جو ہندو پیٹریٹ نے نکالا ہے - انکا مقصد صرف تحقیقات تھا - یا اور جو کچھہ بھی ہو - لیکن یہ تو کبھی بھی نہ تھا کہ انکے مضامین کو ایک نئے پولیٹکل الزام کا آلہ بنایا جاے' اور کہا جاے کہ لوگوں نے ہلال احمر کے نام سے جنگی اغراض کیلیے روپیہ جمع کیا اور ترکی کو پوشیدہ پوشیدہ روانہ کردیا ! روپیہ بھیجنے والوں نے ہمیشہ اعلان کیا ہے کہ وہ خود حکومت کے نام بھیجتے رہے ہیں - یہ کوئی ایسا راز نہ تھا جو اب رپورٹ کی اشاعت سے یکایک آشکارا ہوگیا ہو !

مسئلۂ مساجد و قبور لشکر پور

ہز ایکسلنسی کا ورود اور نئی درخواست

پراونشل لیگ اور انجمن دوام مساجد کی متحدہ اور آخری سعی !

کانپور کی مسجد کا معاملہ جب اُن تمام حوادث و مصائب کے ساتھہ شروع ہوا جو ایک ایک کر کے اب لشکر پور کے مسئلہ کی وجہ سے یاد آ رہے ہیں' تو ہمارے سامنے ناصحوں اور مشورہ فرماؤں کی ایک بڑی جماعت رونما ہوئی' اور مسلمانوں کی اُن غلطیوں اور بے اعتدالانہ و سرکشانہ گمراہیوں کو واضح کیا گیا جو اگر نہ ہوتیں' تو نہ تو مسٹر ٹائلر کو فائر کرنے کا حکم دیکر گورنمنٹ کے قیمتی سامان جنگ کو ضائع کرنا پڑتا' اور نہ ہز آنر سر جیمس کو آگرہ تشریف لیجا کر اس جنگی اسراف مگر منصفانہ عمل سیاست کے مناقب و فضائل بیان کرنے پڑتے !

ان نصیحت فرماؤں میں پہلا گروہ حکام کا تھا - انکو افسوس تھا کہ " باہر کے چند سرکش اور مفسد " مسلمانوں نے عام پبلک کو خطرناک مذہبی جوش میں مبتلا کرکے یہ تمام درد انگیز مصائب پیدا کیے - ہز آنر سر جیمس مسٹن کے یادگار الفاظ میں' ان مفسدوں نے بدامنی پیدا کرکے اور بہت سا ناحق خون بہاکر " خدا اور اسکے بندوں' دونوں کے سامنے اپنے تئیں جوابدہ قرار دیا "

لیکن دوسرا گروہ ناصحین اور مجمع واعظین خود ہمارے ہی قوم کے اُن سنجیدہ و متین' عاقبت اندیش' معاملہ فہم' سرد و گرم چشیدہ' امن دوست' وفا پیشہ' اطاعت فرما' اور بر عظمت " اولو الامر منکم " کے محرمان راز بزرگوں کا تھا' جو ابتدا میں تو اپنی پر وقار علحدگی اور مصلحت اندیش خاموشی کی زبان پنہاں سے ہی نصیحت و وعظ ادا فرماتے رہے' لیکن جب مسجد کی منہدمہ دیوار کی شکستہ اینٹیں گرد و غبار بنکر اڑ گئیں' جب شہداء جنون مذہب اور دیوانگان جہل مسجد پرستی کے خون کی چھینٹوں سے مسجد کی در و دیوار رنگین ہوچکیں' جب کانپور کا جیل خانہ ایک سر ساف گرفتاران بغاوت کے ہجوم سے بالکل رک گیا' اور جبکہ " چند باہر کے " مفسدوں کی شرارتیں اور " مذہبی جہل و جنون " کے فسادات یہاں تک طاقتور اور قدم مند ہوگئے کہ اسکے لیے شملہ کی چوٹیوں سے اتر کر ہندوستان کے سب سے بڑے حکمراں کو کانپور آنا پڑا' تو پھر صداے سکوت اور نصائح خاموش کا عہد غیبت و پنہانی ختم ہوا' اور اس تحریک مسرت میں سب سے پہلے شریک ہونے کے بعد جسکی تعزیت غم میں احکام مصالح اور اسرار اطاعت نے شرکت کی اجازت نہیں دی تھی' بعض نصائح حکیمانہ اور مواعظ بزرگانہ زبان و قلم پر بھی جاری ہوے' اور نا قدر شناس و کج راے قوم کو پر امن و با اعتدال کاموں کا طریقہ بتلایا گیا !

ان نصیحتوں کی اہم دفعات یہ تھیں کہ جوش اور ہیجان سے کام لینا عقل اور دانشمندی کے خلاف ہے - ادب اور عاجزی کے ساتھہ مثل گداؤں اور محکوموں کے التجائیں کرنی چاہئیں - ہمیشہ چاہیے کہ نمود دار جماعتیں اندر ہی اندر کام کریں' اور عوام کو انکے بیجا جوش اور خطرناک ہیجان سے کام لینے کا موقعہ نہ دیں - وغیرہ وغیرہ -

یہ نصیحتیں کتنی ہی قیمتی ہوں مگر مسجد کانپور کے مسئلے کیلیے تو بالکل غیر ضروری تھیں - کیونکہ اگر یہ کوئی صحیح طریق کار تھا تو اس نہایت قیمتی اور صحیح ترین دستور العمل کو کامل طریقہ سے پہلے ہی مسلمانان کانپور اختیار کرچکے تھے' اور جسقدر طریقے طلب و سوال' عجز و نیاز' منت و زاری' نالۂ و فغاں' اور ادب و رعایت کے ساتھہ کام کرنے کے ہوسکتے ہیں' اُن سب کا ایک ایک

کرکے تجربہ کیا جاچکا تھا - جب یہ تمام باتیں بے سود نکلیں اور ۲ - جولائی کی صبح کو مسجد کی دیوار تیشوں کے ضرب سے گرائی جا چکی، تو اسکے بعد مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں، اور انھیں اس سنجیدہ و پرامن دستور العمل کی جگہ قانون منع و ظفر کی وہ ایک ہی ہنگامہ خیز دفعہ یاد آگئی، جسکی بے حسن صداقت ان نتائج کی طاقت مربی سے زیادہ محکم ہے، اور جو ہمیشہ سے مسلسل طور پر مصدق کرتی آئی ہے کہ " اعتراف صرف قوت ہی کا کیا جاتا ہے، اور عجز مزید کا جواب ہمیشہ تشدد مزید سے ملتا ہے، یہ تسدد کا معتقد جوش اور عاجزی ہوتا ہے "!

تاہم کانپور میں دو ایک ہوں تھا سو ہو گیا - اب لشکر پور کی مساجد کا معاملہ عرصے سے ہمارے سامنے ہے، پھر ہے کہ خواہ کچھ ہی ہو، لیکن ان مسالم و مواعظ پر امام حسب اطلاع پورا پورا عمل کیا جائے -

ہم نے ابتدا سے اس معاملے میں صبر و تحمل کا طریقہ اختیار کیا ہے، اور جسقدر وسائل امن و سکون کے ہوسکتے ہیں، وہ سب ایک ایک کرکے عمل میں لائے ہیں - اس مسئلہ کی ابتدا سنہ ۱۸۹۹ سے ہوتی ہے - اسی وقت مسلمانوں نے کمال عجز و نیاز اور ادب و تذلل کے ساتھہ گورنمنٹ کو توجہ دلائی، اور ایک میموریل سر بیلی کی خدمت میں روانہ کیا جو اس وقت صوبے کے لفٹننٹ گورنر تھے، مگر اسکے جواب میں کہا گیا کہ یہ کوئی ایسی قابل توجہ بات نہیں ہے - متولیوں نے حکام کو اطمینان دلا دیا ہے، اور گورنمنٹ اچھی طرح معاملہ کو سمجھہ چکی ہے!

اسکے بعد گذشتہ فروری میں جب مساجد کی انہدام کا کام شروع ہوا تو مسلمانوں کے دل بے قابو ہوگئے - اسی وقت متعدد واقف حال مسلمان مقامی حکام سے ملے، مودبانہ اور عاجزانہ تحریروں اور عرضداشتوں کا دوسرا سلسلہ شروع ہوا، یکے بعد دیگرے جلسے بھی منعقد ہوے، جن میں گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی اور رزولیوشنوں کی نقلیں بھیجی گئیں -

پھر انجمن دفاع مساجد کے ایک خاص جلسہ اس غرض سے منعقد کیا کہ ہز اکسلنسی گورنر بنگال کیخدمت میں ایک قائم مقام وفد لیجائے اور معاملہ کی اہمیت پر توجہ دلائے - اسکے متعلق خط و کتابت کی گئی، مگر جواب آیا کہ وفد کا آنا کچھہ مفید نہوگا اور گورنمنٹ کی نظر سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے!

اب سوال یہ ہے کہ جو نصیحت فرما مسلمانوں کو صبر و اعتدال کی نصیحت کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ عام ایجی ٹیشن غیر ضروری ہے، وہ خدا را بتلائیں کہ جب کہ تمام وسائل بے سود ثابت ہوجائیں تو پھر مسلمان کیا کریں، اور کیونکر اپنی عبادت گاہوں کو گرد و خاک بنکر نابود ہونے سے بچائیں؟ جو لوگ مسجد کانپور کے حادثہ کے زمانے میں، عام مسلمانوں کو الزام دیتے تھے، کیا وہ اس موقعہ پر باہر نکلنے کی زحمت گوارا فرمائینگے، اور ہمیں بتلائینگے کہ اب مسلمان کیا کریں اور کہاں جائیں؟

یہ بالکل سچ ہے کہ کام خاموشی اور سکون کے ساتھہ ہونا چاہیے، مگر لا علاج مصیبت یہ ہے کہ گورنمنٹ اس قسم کے کاموں سے کچھہ متاثر نہیں ہوتی، اور جب تک ایجی ٹیشن نہو، اس وقت تک اپنی جگہ سے حرکت کرنا نہیں چاہتی - یہی خطرناک طریق عمل ہے جو عام طور پر ملک کو ایجی ٹیشن بلکہ اس سے بھی زیادہ افسوسناک باتوں کی دعوت دے رہا ہے، اور امن و سکون کے ساتھہ کوئی سچا سے سچا اور اہم سے اہم مطالبہ بھی پورا نہیں ہوتا!

تمام وسائل عمل میں لائے جا چکے - وقت سے پہلے خطرات کی اطلاع دینے والوں نے اپنا فرض ادا کردیا - عام پبلک صرف ذمہ دار اشخاص کے روکنے سے بمشکل سکون میں ہے اور انھیں سمجھایا جا رہا ہے کہ جوش و ہیجان کو کام میں نہ لائیں - اب صرف ایک آخری موقعہ اور باقی رہگیا ہے جسکے نتائج کا ہمیں انتظار ہے - ہماری دلی خواہش ہے کہ پچھلے انتظاروں کی طرح یہ آخری انتظار بھی ناکام ثابت نہو!

یہ معلوم ہوا ہے کہ عنقریب ہز اکسلنسی گورنر بنگال کلکتہ تشریف لانے والے ہیں - پراونشیل مسلم لیگ کا ایک خاص جلسہ پچھلے ہفتے منعقد ہوا جسمیں انجمن دفاع مساجد کلکتہ کے ارکان بھی شریک تھے - اس جلسے میں بالاتفاق اس مضمون کی تجویز منظور ہوئی کہ از سر نو پھر اس معاملہ کے متعلق ایک دوسری درخواست پیش کی جائے اور خواہش کیجائے کہ ہز اکسلنسی کلکتہ تشریف لا رہے ہیں - اس موقعہ پر اجازت دیں کہ مسلم لیگ اور انجمن دفاع مساجد کے چند منتخب قائم مقام حاضر ہوں، اور مساجد لشکر پور کے متعلق عرض مقاصد کریں -

گذشتہ واقعات کتنے ہی تاریک ہوں - تاہم آخری مایوسی ابھی نہیں آئی ہے، اور امید کی روشنی بالکل غروب نہیں ہوئی - ہز اکسلنسی کی گورنمنٹ اپنی دانشمندی و تدبر اور رعایا کی جائز خواہشوں کی مستعدانہ سماعت کے لحاظ سے جو شہرت حاصل کر چکی ہے، وہ مسلمانوں کیلیے کامیابی کا بہت بڑا سہارا ہے - ہمیں امید ہے کہ اس درخواست کو منظور فرما کر تمام مسلمانان ہند کی سچی شکر گذاری حاصل کرنے میں تامل نہ فرمائینگے - اور یہ معاملہ خیر و عافیت کے ساتھہ ختم ہو جائیگا -

---

اعتذار

کئی ہفتے سے الہلال کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہو رہی ہے - اس ہفتے امید تھی کہ ٹھیک بدھہ کے دن حسب معمول نکل جائیگا - پھر بھی ایک دن کی تاخیر ہو ہی گئی - امید ہے کہ آیندہ ہفتہ تک یہ ایک دن کا بل بھی نکل جائیگا -

پچھلے دنوں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ناگزیر سفر پیش آتے رہے - دھلی سے واپس آیا تو بزرگان بہار اپنے دو سال کے مسلسل اصرار اور مواعید کا مطالبہ کر رہے تھے - خیال تھا کہ دھلی سے واپسی میں ایک دن کیلیے اتر جاؤنگا، لیکن اسٹیشن چھوٹ گیا اور مجبوراً کلکتہ آکر پھر نکلنا پڑا - پورے تین دن اسمیں صرف ہوگئے - وہاں سے واپس آیا اور ابھی دو دن بھی کام نہیں کیا تھا کہ عین اخبار کی اشاعت کے دن کلکتہ سے تیس میل کے فاصلے پر ایک دیہات میں جانا پڑا - وہاں جانا بھی ناگزیر تھا - واپسی میں گاڑی نہیں ملی - مجبوراً پچیس میل خام سڑک کا سفر رات بھر کے اندر پالکی کے ذریعہ طے کرکے کلکتہ آیا - بارش کی وجہ سے بخار میں مبتلا ہوگیا تھا لیکن اسی حالت میں معاً اخبار کی فکر کرنی پڑی!

غرضکہ ایسے حالات پیش آجاتے ہیں اور معیت و رفاقت سے محروم ہوں - ان مجبوریوں کی وجہ سے اگر سال بھر میں ایک دو ہفتے اشاعت میں تاخیر ہوجائے تو گو ایک اخبار کے مدیر کیلیے کتنا ہی بڑا جرم ہو، لیکن میری کمزوری اور معذوریوں کو دیکھتے ہوے قابل معافی ضرور ہے -

یہی سبب ہے کہ پچھلی اور آج کی اشاعت میں تمام ضروری ابواب و مضامین نہ آسکے اور با تصویر مضامین کی بھی گنجائش نہ نکل سکی - صرف پرچے کو کسی طرح نکالدینا اور اس تاخیر کو آیندہ کیلیے متعدی نہ ہونے دینا پیش نظر تھا - میں چاہتا ہوں کہ الہلال کے مضامین مختصر ہوں اور تقریباً تمام ضروری ابواب اپنی اپنی جگہ قائم رہیں - اس ہفتہ چونکہ کئی دن کی تاخیر نکل گئی ہے اور امید ہے کہ آیندہ وقت پر کام ہو، اسلیے انشاء اللہ العزیز آیندہ اشاعتوں میں مضامین و تصاویر بکثرت ہونگے اور ہر باب و عنوان کے متعلق درج ہونگے: و افوض امری الی اللہ - ان اللہ بصیرا بالعباد -

۸ رجب ۱۳۳۲ هجری

اسئلة واجوبتها

واقعۂ ایلاء و تخییر

تفسیر، حدیث، اور سیرۃ کی ایک مشترک بحث

(۲)

(آیۃ تخییر)

غرضکہ اس کے بعد ہی سورۂ احزاب کی آیۂ تخییر نازل ہوئی:

یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیاۃ الدنیا وزینتہا، فتعالین امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلا - وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ، فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما - (۳۳ : ۳۰)

اے پیغمبر! اپنی بیبیوں سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اسکی زینت چاہتی ہو تو صاف صاف کہدو! میں تمھیں اچھے طریقہ سے رخصت کردوں - اور اگر تم اللہ، اسکے رسول، اور آخرت کی طالب ہو تو پھر اسی کی ہو رہو، اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والی عورتوں کیلیے بہت ہی بڑا اجر طیار کیا رکھا ہے -

ازواج مطہرات کے متعلق یہ آخری اور الہی فیصلہ تھا - چونکہ توسیع نفقہ اور طلب اسباب آرام و راحت کیلیے انھوں نے انحضرۃ (صلعم) پر زور ڈالا تھا، اور اس مطالبہ میں تمام بی بیاں متفق ہوگئی تھیں، حتی کہ انحضرۃ نے ایلاء کرکے ایک ماہ کیلیے انسے کنارہ کشی کرلی تھی، اسلیے اللہ تعالی نے چاہا کہ ایک مرتبہ ہمیشہ کیلیے اسکا فیصلہ ہو جاے، اور دونوں راستے انکے آگے پیش کردیے جائیں - یا تو اللہ اور اسکے رسول کی راہ میں آرام و راحت دنیوی کو بالکل خیرباد کہیں، یا دنیا کے تنعم و لذائذ کیلیے اللہ کے رسول کی رفاقت ترک کردیں!

چنانچہ اس آیۃ میں فرمایا کہ دنیا اور آخرت، دونوں تمھارے سامنے ہیں - اگر دنیا کی طلب ہے تو صاف صاف کہدو - تمھیں رخصت کے عمدہ عمدہ جوڑے پہنا کر اپنے گھر سے بعزت و احترام رخصت کردوں - لیکن اگر خدا اور اسکے رسول کی محبت چاہتی ہو تو ان زخارف دنیوی کی خواہشوں کو یک قلم جواب دیدو کیونکہ ایسا کرنے والوں کیلیے خدا کے ہاں بڑا ہی اجر اور ثواب ہے -

(مصالح و حکم تخییر)

اس حکم کے نزول میں فی الحقیقت بہت سی عظیم الشان مصلحتیں پوشیدہ تھیں - یہ ازواج مطہرات کیلیے بہت بڑی آزمایش تھی - دنیا کو دکھلانا تھا کہ جن لوگوں کو خدا کے رسول نے اپنے زندگی میں شریک کیا ہے، انکے تزکیۂ باطنی اور خدا پرستی کا کیا حال ہے؟ اگر اس طرح کے واقعات پیش نہ آتے تو ازواج مطہرہ کا تزکیۂ نفس اور انکے دلوں کی محبت الہی کیونکر دنیا کے سامنے واضح ہوتی؟

چونکہ توسیع نفقہ کی خواہش میں حضرۃ عائشہ اور حضرۃ حفصہ نے سب سے زیادہ حصہ لیا تھا اسلیے انحضرۃ (صلعم) سب سے پہلے حضرۃ عائشہ کے ہاں تشریف لاے اور اس آیت کے حکم سے مطلع کیا - ساتھہ ہی فرمایا کہ اس معاملہ میں جلدی نکرو - بہتر ہوگا کہ اپنے والدین سے بھی مشورہ کرلو - حضرت عائشہ نے اختیار نول اٹھیں کہ بھلا اسمیں مشورہ کرنے کی کیا بات ہے؟ جب خدانے دو راہیں میرے سامنے کردی ہیں تو اسکا جواب ہر حال میں صرف ایک ہی ہے - دنیا اور دنیا کی نعمتیں آپکی رفاقت کے سامنے کیا شے ہیں؟ میں سب کچھہ چھوڑ کر اللہ اور اسکے رسول کی معیت اختیار کرتی ہوں - اسکے بعد اور تمام بی بیوں سے آپنے پوچھا اور سب نے یہی جواب دیا -

خود حضرۃ عائشہ کی روایت سے صحیحین میں مروی ہے:

مسلم عن مسروق عن عائشہ - قالت: خیرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخترنا اللہ ورسولہ فلم یعد ذلک علینا شیئاً (بخاری - کتاب الطلاق باب من خیر ازواجہ)

صحاح کی دوسری روایتوں میں حضرۃ عائشہ کا بیان زیادہ تفصیل سے منقول ہے - ہم نے واقعہ بیان کرتے ہوے انھیں بھی پیش نظر رکھہ لیا ہے - مثلاً امام مسلم و نسائی نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے جو روایت اس بارے میں نقل کی ہے، اسمیں حضرۃ عائشہ فرماتی ہیں:

بدا بی رسول اللہ (صلعم) فقال انی ذاکر لک امراً فلا علیک ان لا تعجلی حتی تستامری ابویک - قالت وقد علم ان ابوی لا یامرانی بفراقہ - ثم قال رسول اللہ (صلعم) " یا ایہا النبی قل لازواجک الخ " فقلت فی ہذا استامر ابوی؟ فانی ارید اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ - (صحیح نسائی کتاب النکاح - صفحہ ۱۵ - مطبوعۂ دہلی)

پس انحضرۃ نے مجھسے گفتگو کی اور فرمایا کہ میں تجھسے ایک امر اہم کا ذکر کرتا ہوں لیکن کوئی مضائقہ نہیں اگر اسکا جواب دینے میں جلدی نہ کریں اور اپنے والدین سے بھی انکی راے پوچھہ لیں - انحضرۃ کو علم تھا کہ میرے والدین کبھی انسے علحدگی کی راے نہ دینگے - بہر حال اسکے بعد آیۂ تخییر آپنے پڑھی اور دنیا اور آخرت کی دونوں راہیں پیش کردیں - میں نے عرض کیا: کیا یہی بات تھی جسکے لیے حضور فرماتے تھے کہ اپنے والد سے بھی پوچھہ لوں؟ بھلا اسمیں پوچھنے کی کونسی بات ہے؟ اسکا جواب تو صرف یہی ہے کہ میں اللہ اور اسکے رسول کا ساتھہ دیتی ہوں اور دنیا کی جگہہ آخرۃ کو لیتی ہوں

یہ حکم اگرچہ صرف ازواج مطہرات کے متعلق تھا مگر در اصل اسمیں اس راہ کیلیے ایک عام بصیرۃ بھی پوشیدہ ہے - اس واقعہ کے ضمن میں خدا تعالی نے ظاہر کیا ہے کہ دو چیزیں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں - جو دل خدا اور اسکے رسول کی محبت اور مرضات کے طالب ہوں، انھیں چاہیے کہ پہلے ہی نظر میں دنیا اور اہل دنیا کی طرف سے دست بردار ہو جائیں - نہ نہیں ہوسکتا کہ ایک طرف تو خدا کی محبت کا بھی دعوا ہو، دوسری طرف زخارف دنیوی کے پیچھے بھی سرگرداں رہیں! وللہ در ما قال:

سرمد گلــه اختصــار مي بايد کــرد
يــک کار ازيـن دو کار مــي بايــد کــرد
يا تن برضـاـے دوسـت مـي بايــد داد
يا قطع نظـر ز يار مي بايــد کــرد !

حق و صداقت کي محبت هي ميں خدا اور اسکے رسول کي محبت پوشیدہ هے - اس راہ میں جتني کشمکشیں پیدا هوتي هیں اور جسقدر ٹهوکریں لگتي هیں ' وہ صرف اسي بات کا نتیجه هیں که راهرؤں کے دوراهوں میں سے ایک راہ اختیار کرنے کا کوئی قطعي فیصله نہیں کیا هے ' اور بغیر اسکے که ایک کے هورهنے کا فیصلہ کرکے قدم اٹھالیں ' ویسے هي جوش میں آکر اٹھه کھڑے هوے هیں !

(قصۂ ماریۂ قبطیه اور روایات موضوعه)

یہاں تک تو هم نے ایلاء و تخییر کا اصلي واقعه بیان کردیا جو احادیث صحیحه سے ثابت هے - اب هم اُن روایات کي جانب متوجه هوتے هیں جنکي آمیزش سے اس صاف واقعه کو مکدر و مشتبه کرنے کي کوشش کي گئي هے ' اور جسنے ایک محرف و مسخ صورت ایکے مسیحي معلم سے پیش کي هے -

ان تمام روایات سے صحاح ستہ خالی هیں - البته ابن سعد ' ابن مردویه ' واقدي ' ابن جریر طبري ' طبراني ' بزار ' اور هیثم بن کلیب وغیرہ نے درج کیا هے ' اور اُن سے عامۂ مفسرین و ارباب سیرۃ نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کر دیا هے -

ان روایات کا تعلق واقعۂ تحریم سے هے - اگر انهیں تسلیم بھي کرلیا جاے ' جب بھي واقعۂ ایلا پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا - البته یه معلوم هوتا هے که " لم تحرم ما احل الله " کا شان نزول یه واقعه نه تھا که آنحضرۃ نے شهد کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا ' بلکه ماریه قبطیه سے اسکا تعلق هے جو آپکي لونڈي تھي اور آپنے ازواج کي خاطر اسے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا

هم اِن روایات کیلیے امام طبري کي تفسیر کو سامنے رکھه لینا کافي سمجھتے هیں کیونکه انھوں نے سورۂ تحریم کي تفسیر میں حسب عادت تمام روایتوں کو جمع کردیا هے - چنانچه لکھتے هیں :

اختلف اهل العلم في الحلال الذی کان الله احله لرسوله فحرمه علی نفسه ابتغاء مرضاۃ ازواجه ' فقال بعضهم : کان ذلک ماریة مملوکته القبطیة حرمها علی نفسه بیمین انه لا یقربها طلبا بذالک رضا حفصه زوجته - (تفسیر طبري - جلد ۲۸ - صفحه ۱۰۰)	اهل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا هے که وہ کونسي بات تھي جو خدا نے اپنے رسول کیلیے حلال کی تھي اور اُنھوں نے اپني بیویوں کي خوشي کیلیے اپنے اوپر حرام کرلي ؟ ان میں سے بعض کا یه بیان هے که وہ ماریه قبطیه لونڈي تھي - آپنے اپنے لیے حرام کرلیا تھا - ایک قسم کھاکر که کبھي اسکے پاس نه جاؤنگا - اور ایسا حفصه بنت عمر کي خوشي کیلیے کیا تھا جو آپکي زوج مطہرہ تھیں -

لیکن امام موصوف نے جن " بعض اهل علم " کي یه راے نقل کي هے ' اکثر ائمۂ حدیث ' مثل امام بخاري و مسلم بل جمیع مصنفین کتب صحاح کے مقابلے میں انکي کیا وقعت هوسکتي هے جنهوں نے سرے سے اس واقعه کو نقل هي نہیں کیا هے ؟

بهرحال اسکے بعد امام موصوف نے وہ تمام روایتیں جمع کردي هیں جو اس بارے میں اُن تک پہنچي هیں - ان سب کا خلاصه یه هے که ماریۂ قبطیه آنحضرۃ (صلعم) کي لونڈي تھیں - ایک دن حضرۃ حفصه آئیں تو اُنھوں نے دیکھا که اُنهي کے مکان میں آنحضرۃ (صلعم) ماریه کے ساتھه خلوت میں هیں - آپ اسپر آزردہ خاطر هوئیں - اور کہا که میرے هي مکان میں اور میري هي باري کے دن آپ نے ایسا کیا ؟ آنحضرۃ نے فرمایا که آئندہ کیلیے قسم کھاتا هوں که ماریه سے کوئي تعلق نه رکھونگا لیکن اس قسم کھانے کا ذکر کسي دوسري بیوي سے نه کرنا - حضرۃ حفصه اور حضرۃ عائشه تمام ازواج مطہرہ میں باهم رازدار اور دوست تھیں - انسے صبر نهوسکا - اُنھوں نے حضرۃ عائشه سے کہدیا - اسپر یه دونوں آیتیں نازل هوئیں که لم تحرم ما احل الله لک ؟ اور و اذ اسر النبي الی بعض ازواجه - پس جو چیز آپنے اپنے اوپر حرام کرلي تھي وہ یہي ماریۂ قبطیه تھي جسے خدا نے آپ کیلیے حلال کیا تھا ' اور جو راز بعض ازواج نے ظاهر کردیا تھا وہ بھي یہی آپکا قسم کھانا تھا - بعض روایتوں میں اتنا اور زیادہ هے که علاوہ قسم کھانے کے آپنے حضرۃ حفصه سے یه بھي کہا تھا که میرے بعد حضرۃ ابوبکر اور تمھارے والد میرے جانشین هونگے ! !

امام طبري نے اس واقعه کے متعلق متعدد روایتیں درج کي هیں - یہي روایتیں هیں جو محمد ابن سعد ' هیثم ' ابن مردویه ' اور طبراني نے عشرۃ النساء اور مسند وغیرہ میں درج کي هیں - ان میں باهم سخت اختلاف هے اور ایک هی واقعه کو مختلف صورتوں میں بیان کیا هے لیکن جب سرے سے انکي اسناد هي قابل قبول نہیں تو اضطراب و اختلاف متون پر کیا بحث کي جاے ؟

(تحقیق و نقد روایات)

لیکن هم پورے وثوق اور زور کے ساتھه ان روایات کی صحت سے قطعاً اِنکار کرتے هیں - اور اسکے لیے کافی وجوہ موجود هیں که انهیں یک قلم نا قابل قبول و اعتبار قرار دیا جاے -

بالاختصار اسکے وجوہ حسب ذیل هیں :

(۱) سب سے پہلے اُس بیان کو پیش نظر رکھیے جو اس مضمون کے پہلے نمبر میں احادیث و کتب حدیث کے متعلق لکھه چکا هوں - محققین و ائمۂ فن نے طبقات و مراتب محدثین کے متعلق کافي تصریحات کردي هیں اور اس بارے میں حضرۃ شاہ ولي الله (رح) کي تقسیم قدماء محققین کي آراء کي بهترین ترجمان هے - اُنکا بیان پہلے گذر چکا هے که کتب حدیث چار درجوں میں منقسم هیں - پہلا درجه صحیحین کا هے - دوسرا بقیه کتب صحاح کا ' تیسرا تصانیف دارمي ' عبد الرزاق ' بیهقی ' طبراني وغیرہ کا - چوتھا ابن مردویه ' ابن جریر طبري ' ابونعیم ' ابن عساکر ' ابن عدي وغیرہ کا - تیسرے اور چوتھے درجه کي کتابوں میں صحت کا التزام نہیں کیا گیا هے اور هرطرح کا رطب و یابس ذخیرہ جمع کردیا هے -

یه محققانه تقسیم باعتبار صحت ' شہرت ' اور قبول کے کي گئي هے -

" صحت " کے معني یه هیں که اس کتاب کے مصنف نے صحیح حدیثوں کے جمع کرنے کا اسمیں التزام کیا هو اور اگر کوئي حدیث اس درجه کي نهو تو اسکے نقص کي بھي تصریح کردي هو -

" شہرت " سے یه مقصود هے که هر زمانے میں ارباب فن نے اُسے درس و تدریس میں رکھا هو اور اسکے تمام مطالب کي شرح و تفسیر اور چھان بین هوگئي هو -

" قبول " سے مراد یه هے که علماء فن نے اس کتاب کو معتبر اور مستند تسلیم کیا هو اور کسي نے اس سے انکار نه کیا هو -

اب غور کرو که قصۂ ماریه قبطیه کي جتني روایتیں هیں ' وہ نه تو پہلے درجه کي کتابوں میں هیں ' نه دوسرے درجه کي - بلکه تمام تر تیسرے اور چوتھے درجه کي کتابوں میں روایت کي گئي

سمجھایا جا رہا ہے - ۔رب

هیں - پھر صرف اتنا هي نهیں بلکه اول درجه کي صحیح کتب حدیث یعني کتب صحاح اور علی الخصوص صحیحین کي روایات انکے صریح مخالف بھي هیں - اور جو سبب نزول آیۂ تحریم کا ان سب میں بیان کیا گیا ہے ' اس سے ان روایات کے بیان کردہ قصه کو کوئي تعلق نهیں -

(۲) یه تمام روایتیں طبراني ' ابن سعد ' ابن جریر طبري وغیرہ کي هیں - ان مصنفوں کے متعلق لکھ چکا هوں که انکا مقصود صرف روایات کو جمع کر دینا اور هر طرح کے ذخیرۂ احادیث و آثار کو ضائع هونے سے محفوظ کر دینا تھا - نه تو انھوں نے کبھي یه دعوا کیا که انکی تمام مرویات صحیح هیں اور نه محققین نے انھیں یه درجه دیا - پس طبراني اور طبري وغیرہ کي روایات صرف اسی وقت قبول کی جاسکتی هیں جبکه انکي صحت کي دیگر وسائل سے بھی تصدیق هو جاے - اور حسب اصول مقررۂ حدیث انکي صحت پایۂ ثبوت تک پہنچا دي جاے -

علي الخصوص جبکه کتب معتبرۂ حدیث مثل بخاري و مسلم انکے مخالف هوں ' اور تمام صحاح سته خاموش -

(۳) ان روایتوں میں لم تحرم ما احل الله لک - اور اذ اسر النبي الی بعض ازواجه کا شان نزول بیان کیا گیا ہے ' لیکن امام بخاري و مسلم انھیں آیات کا شان نزول دوسرا واقعه بیان کرتے هیں یعني جس حلال شے کو آپ نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا اسکي نسبت خود حضرت عائشه کا قول متعدد روایات و اسناد صحیحه سے موجود ہے که وہ شہد تھي نه که ماریۂ قبطیه - امام بخاري نے پانچ چھه بابوں میں اس واقعه کو لیا ہے لیکن کہیں بھي ماریۂ قبطیه کو اپنے اوپر حرام کرلینے کا واقعه نظر نهیں آتا - پھر هم اس بارے میں امام بخاري و مسلم اور مصنفین صحاح کي روایت کو تسلیم کریں یا واقدي ' ابن سعد ' طبراني ' اور طبري کي ؟

(۴) قطع نظر اسکے اصول فن کے لحاظ سے بھي یه روایات پایۂ اعتبار سے ساقط هیں - طبراني ' ابن مردویه ' اور ابن جریر وغیرہ نے مختلف طریقوں سے انھیں روایت کیا ہے - لیکن ان میں سے کسي روایت کي بھي اسناد صحیح نهیں - آگے چلکر محققین فن کي تصریحات اس بارے میں درج هونگی -

(۵) البته صرف ایک مبهم و مجمل روایت ہے جس سے ان روایات کي تقویت کا کام لیا جاتا ہے - اسکے دو مختلف طریقوں کي بعض محدثین نے توثیق کرني چاهي ہے ' اور صرف یهي روایت ہے جو قصه ماریۂ قبطیه میں نسبتاً بہترین اسناد سے سمجھي جاتي ہے - هم صرف اسي پر نظر ڈالینگے اور اس سے ظاهر هوجائیگا که جب بہترین اور اقوي روایت کا یه حال ہے تو پھر ان روایتوں اور انکے اسناد کا کیا حال هوگا جنکو خود انکے جامعوں نے بھي پیش کرنے کے قابل نه سمجھا ؟

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا !

(روایۂ مسروق و رقاشي)

حافظ ابن حجر عسقلاني نے کتاب التفسیر کي شرح میں ان تمام روایتوں پر بحث کي ہے اور جتنے مختلف اسناد سے مروي هیں سب کو پیش نظر رکھا ہے :

و اختلف في المراد بتحریمه ففي حدیث عائشه ثاني حدیثي الباب ان ذالك بسبب شربه (صلعم) العسل عند زینب بنت جحش ....و وقع عند سعید بن منصور باسناد صحیح الی مسروق قال : حلف رسول الله لحفصة لا تقرب امته وقال هي علی حرام - (جلد ۸ - صفحه ۵۰۳ مطبوعۂ مصر)

جس شے کو انحضرت نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا اسکے تعین میں اختلاف ہے - عائشه کي حدیث میں جو اس باب کي دوسري حدیث ہے ' یه ہے که اسکا سبب انحضرت کا شہد تناول فرمانا تھا جو زینب بنت جحش کے یہاں آپنے کھایا تھا ...... لیکن سعید بن منصور نے سند صحیح سے جو مسروق تک پہنچتي ہے ' روایت کیا ہے که اسکا سبب وہ قسم تھی جو انحضرت نے حفصه کیلیے کھالي تھي که اپنی لونڈي کے پاس نه جاونگا اور وہ مجھه پر حرام ہے -

حافظ موصوف نے ان تمام روایات میں سے صرف اس ایک روایت هي کي توثیق کي ہے اور اسے سند صحیح سے قرار دیا ہے - باقي روایتیں جو طبراني ' ابن مردویه ' اور مسند هیثم وغیرہ سے مروي هیں اور عموماً قرطبي اور واحدي وغیرہ نے اپني اپني تفسیروں میں درج کردي هیں ' اسکو صرف اس خیال سے نقل کیا ہے که جب مسروق والي حدیث معتبر قرار دیلي گئی تو ان روایتوں سے اسکی تقویت کا کام لیا جا سکتا ہے گو فی نفسه ان میں سے کسي کي سند بھي قابل اعتنا نهو - چنانچه آخر میں لکھتے هیں :

وهذا طرق کلها تقوی بعضها بعضاً فیحتمل ان تکون الاٰیة نزلت في السببین معاً (جلد ۸ صفحه ۵۰۳)

اور یه تمام مختلف طریق باهم ایک دوسرے کو قوت پہنچاتے هیں - پس یه احتمال پیدا هوتا ہے که ممکن ہے سورۂ تحریم کي پہلی آیه دونوں واقعوں کے متعلق ایک ساتھه نازل هوئي هو -

اس قول میں حافظ موصوف نے دونوں واقعات کے باهم تطبیق کي کوشش ہے ' اسکي بحث هم آگے چلکر لکھیں گے - یہاں صرف اسقدر دکھلانا مقصود ہے که تمام روایات ماریۂ قبطیه میں صرف مسروق والي روایت هي سے حافظ موصوف متاثر هیں اور دیگر اسناد و طرق کو اسلیے پیش کرتے هیں که روایۂ مسروق کي ان سے تقویت مزید هو جاتي ہے - پس اس بارے میں عروۃ الوثقی صرف مسروق هي کي روایت هوي -

اس روایت کے ایک دوسرے طریق کي حافظ ابن کثیر نے بھي اپنی تفسیر میں توثیق کي ہے ' اگرچه وہ خود بھی اس واقعه کا شان نزول سورۂ تحریم هونا تسلیم نهیں کرتے جیسا که آگے نقل دیا جائیگا -

چنانچه حافظ موصوف نے سورۂ تحریم کي تفسیر میں حسب عادت وہ تمام روایات نقل کردي هیں جو امام طبري وغیرہ نے اس بارے میں درج کی هیں ' لیکن چونکه انکی اسناد کا حال ان پر واضح تھا اسلیے کسی طریق و سند کي بھي توثیق نهیں کي - البته جو روایت هیثم بن کلیب نے اپني مسند میں درج کي ہے ' اسکو نقل کر کے لکھا ہے که اسکي سند صحیح ہے :

قال الهیثم في مسنده ثنا ابو قلابه عبد الملك بن محمد الرقاشي ثنا مسلم بن ابراهیم - (الی) عن عمر قال قال النبي صلعم لحفصه لا تخبري احدا وان ام ابراهیم علی حرام فقالت اتحرم ما احل الله لك ؟ قال فوالله لا اقربها ... هذا اسناد صحیح - ولم یخرجه احد من اصحاب الکتب الستة - واختاره الحافظ الضیاء المقدسي (برحاشیۂ فتح البیان جلد ۱۰ صفحه ۱۸)

هیثم نے اپني مسند میں حضرت عمر سے بواسطۂ ابن رقاشي وغیرہ روایت کي ہے که انحضرت صلعم نے حفصه سے کہا که کسي کو اس بات کي خبر نه دینا ابراهیم کي ماں مجھپر حرام ہے - حفصه نے کہا : کیا آپ اس چیز کو حرام کرتے هیں جسکو آپکے لیے خدا نے حلال کیا ہے ؟ فرمایا که قسم خدا کي ' میں کبھي اس کے پاس نه جاونگا - اس روایت کي اسناد صحیح ہے - لیکن صحاح سته کے جامعین میں سے کسي نے بھي اسے روایت نهیں کیا - البته حافظ ضیاء مقدسي نے اپني مستخرج میں اسے لیا ہے -

در اصل یہ روایت بھی وہی مسروق والی روایت ہے مگر دوسرے طریق سے مروي ہے - پس ان تمام روایتوں میں جن میں ماریۂ قبطیہ کا حضرۃ حفصہ کے مکان میں آنحضرۃ کے ساتھہ ہونا ' انکا عتاب کرنا اور آزردہ ہونا ' پھر آنحضرت کا قسم کھانا وغیرہ وغیرہ بیان کیا گیا ہے' صرف یہی ایک روایت ہے جسکے ایک طریق کی حافظ ابن حجر نے اور دوسرے طریق کی حافظ ابن کثیر نے توثیق کی ہے اور کہا ہے کہ اسناد صحیح سے مروي ہے' لہذا الکے علاوہ اور جسقدر طریق ہیں' انکا ذکر کرنا فضول ہوگا کیونکہ انکی صحت کے متعلق کوئی تصدیق ہمارے سامنے نہیں ہے -

(روایۂ مسروق و رقاشي کی حقیقت)

اب آئیے ' اس روایت پر نظر ڈالیں کہ اصول فن کے لحاظ سے یہ کہاں تک قابل اعتبار و تسلیم ہے ؟ اور اسکا اثر اصل واقعہ پر کہاں تک پڑسکتا ہے ؟

سب سے پہلے اسپر غور کرنا چاہیے کہ اس روایت میں نہ تو ماریۂ قبطیہ کا ذکر ہے اور نہ واقعہ کے وہ تمام اہم حصے منقول ہیں جو امام طبري وغیرہ نے اپنی روایات میں درج کیے ہیں - صرف اسقدر بیان کیا ہے کہ آنحضرۃ (صلعم) نے حضرۃ حفصہ سے فرمایا کہ میں اپنی لونڈي کے پاس نہ جاؤنگا - اسکے لیے قسم کھاتا ہوں - پس اگر یہ روایت تسلیم بھي کرلي جاے ' جب بھي اُن تفصیلات کی تصدیق کیلیے قیاس محض کے سوا اور کچھہ ہاتھہ نہیں آتا -

ثانیا - اس روایت کا پہلا سلسلہ مسروق تک منتہی ہوتا ہے - مسروق صحابي نہ تھے - تابعي تھے - (یعني انھوں نے آنحضرۃ کو دیکھا نہیں تھا) لیکن وہ کچھہ نہیں بتلاتے کہ انھوں نے یہ واقعہ کس صحابي سے سنا ؟ اور جس سے سنا وہ کس حیثیت سے بیان کرتا ہے ؟ صرف انکا بیان ہے جو بعد کے راویوں نے روایت کردیا ہے- اسکو اصطلاح حدیث میں " منقطع " کہتے ہیں- یعنے اسکا سلسلہ آنحضرۃ تک نہیں پہنچتا - ایک ایسی منقطع روایت کو بخاري و مسلم اور کتب صحاح کي متصل اور کثیر الطرق روایات صحیحہ کے مقابلہ میں کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے ؟

یہ کہنا کہ دونوں میں تطبیق محتمل ہے ' کسی طرح صحیح نہیں - آگے چلکر ہم اسے واضح کرینگے -

رہا اس روایت کا دوسرا طریقہ جسکي حافظ ابن کثیر نے توثیق کی ہے ' تو وہ بھي اپنے اندر کوئي ایسي قوت نہیں رکھتا جو آسے اس حالت میں قائم کرسکے جبکہ امام بخاري و مسلم کي صحیح روایتیں سورۂ تحریم کا شان نزول دوسرے واقعہ کو بیان کررھي ہیں اور تمام کتب صحاح اسکي مؤید ہیں-

اسکے اسناد میں سب سے پہلے جو راوي ہمارے سامنے آتے ہیں ' وہ ابو قلابہ عبد الملک بن محمد الرقاشی ہیں - حافظ ابن حجر نے تہذیب میں انکا ترجمہ لکھا ہے - اسمیں شک نہیں کہ متعدد ثقات نے انکی توثیق کی ہے' اور ابن حبان نے ثقات میں انکا ذکر کیا ہے - نیز ابن جریر وغیرہ انکے حفظ کا اعتراف کرتے ہیں- با ایں ہمہ دار قطني جیسے شخص کي انکي اسناد کی متعلق یہ راے تھی :

کثیر الخطاء فی الاسانید والمتون - کان یحدث من حفظه فکثرت الاوهام فـــي روايتــــه (۱)	وہ روایت کي سندوں میں اور حدیث کے اصل الفاظ میں کثرت سے غلطیاں کرجاتے ہیں - انکا قاعدہ تھا کہ محض اپنے حفظ کي بنا پر حدیث بیان کرتے تھے - اسلیے انکي روایت میں بہت اوہام پیدا ہوگئے -

پھر اسی تہذیب میں دار قطني کا دوسرا قول نقل کیا ہے کہ " لا یحتج بما ینفرد به "

آخر میں خود حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

" بلغني عن شيخنا ابي القاسم انه قال : عندي عن ابي قلابه عشرة اجزاء ما منها حديث مسلم اما في الاسناد و اما في المتن - كان يحدث من حفظه فكثرت الاوهام فيه " فتامل !

چنانچہ اسي بنا پر بعض محدثین نے اس حدیث سے انکار کردیا ہے ' جو ابو قلابہ رقاشی نے ابو ہریرہ سے روایت کي ہے کہ " ان النبي صلعم صلي حتي تورمت قدماه " جیسا کہ حافظ موصوف نے تہذیب میں تصریح کي ہے -

پس اِن تمام تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ ابوقلابہ کي اسناد میں کثرت خطا و اوہام روایت و اغلاط متون کي ارباب جرح و تعدیل نے صاف صاف شکایت کي ہے ' اور ظاہر ہے کہ راوي کي شخصي ثقاہت اور موصوف بالخیر و الصلاح ہونا (کما قال الخطیب) کچھہ مفید نہیں ہوسکتا جبکہ اسکے حفظ و اتقان اور صحت اسناد و متون کے متعلق مخالف تصریحات موجود ہوں - اور علي الخصوص ایسے موقعہ پر کہ صرف اسناد کي قوت ہي مطلوب ہے اور دیگر اسناد معتبرہ و مرفوعۃ و متصلہ اسکے مخالف ہیں -

(قصۂ ماریہ اور محققین فن)

(۲) حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں کوئي روایت بھي صحیح موجود نہیں ہے - جو شان نزول حضرۃ عائشہ نے بیان کردیا ہے اور جسکو بالاتفاق ائمۂ حدیث و اساطین فن نے درج اسفار معتبرہ و صحیحہ کیا ہے ' وہي اصلي اور صحیح واقعہ ہے اور صرف وہی قابل قبول ہے -

چنانچہ خود حافظ ابن کثیر باوجود رقاشي کي روایت کي توثیق کرنے کے ' آگے چلکر اسکا اعتراف کرنے پر مجبور ہوے :

والصحيح ان ذالك كان في تحريمه العسل كما قال البخاري عند هذه الايـــة (ابـــن كثيـــر جلد ۱۰ - صفحہ ۱۹)	اور صحیح یہ ہے کہ سورۂ تحریم کي پہلي آیۃ اس بارے میں نازل ہوئي کہ آنحضرۃ نے شہد کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا جیسا کہ امام بخاري نے اس آیۃ کي تفسیر میں لکھا ہے -

صرف حافظ موصوف هي پر موقوف نہیں ' دیگر ارباب نظر و تحقیق نے بھي صاف صاف لکھدیا ہے کہ ماریۂ قبطیہ کے اِس واقعہ کے متعلق کوئي صحیح روایت ثابت نہیں ہے - علامہ عیني شرح بخاري میں ان تمام روایات کا ذکر کرکے لکھتے ہیں :

و الصحيح في سبب نزول الايـــة انه في قصة العسل لا في قصه ماريـــة المروي في غير الصحيحه (عيني جلـد ۹ صفحـــه ۵۴۸)	اور اس آیت کے شان نزول کي نسبت صحیح روایت یہي ہے کہ وہ شہد کے متعلق ہے - ماریۂ قبطیہ کے قصہ کے متعلق نہیں ہے جو کتب صحاح کے علاوہ دیگر کتب میں مروي ہے -

یہی راے قاضي عیاض کي بھي ہے - بلکہ جو الفاظ علامۂ عیني نے لکھے ہیں در اصل قاضي موصوف هي کے ہیں - امام نووي نے شرح صحیح مسلم میں انکي راے انھي الفاظ میں نقل کي ہے - خود امام موصوف کي بھي راے یہي ہے :

و لـــم تات قصـــة ماريـــة مـــن طـــريـــق صحيـــح -	اور ماریۂ قبطیہ کا قصہ کسی صحیح طریق سے مروي نہیں ہے

(نووي جلد ۱- مطبوعہ مولانا احمد علی مرحوم - صفحہ ۴۷۹)

ایسي صریح اور صاف تصریحات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ ماریۂ قبطیہ کا قصہ صحیح ہے ؟ اور کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ اُسکي بنا پر معترضین اسلام اپني معاندانہ تلبیس اور ابلیسانہ فریب کاري کے ساتھہ اس واقعہ کو ہمارے سامنے بطور حجت اور دلیل کے پیش کریں ؟

(۱) حافظ ابن حجر کي تہذیب التہذیب حال میں دائرۃ المعارف حیدر آباد نے چھاپی ہے - میں نے اسي سے یہ عبارت نقل کي ہے - (دیکھو جلد ٦ - صفحہ ۴۲۰)

مذاکرۂ علمیہ

صفحة من تاریخ الکیمیا

(۲)

فن کیمیا کے ان مختلف دوروں کی یہ ایک سرسری تقسیم تھی - اب هم کسی قدر تفصیل کے ساتھہ اسپر نظر ڈالتے هیں تاکہ هر دور کی ترقیات و انقلابات سامنے آجائیں -

دور اول

[قسم نظری]

اس عہد کے لوگوں نے اپنے اعمال کیمیائیہ میں همیشہ نہایت سطحی اور نظری امور کے مطالعہ پر اکتفا کی - وہ کبھی بھی کسی صحیح اور علمی تجربہ میں مشغول نہ هوے - انکا قاعدہ یہ تھا کہ وہ کلیات سے جزئیات مستنبط کرتے تھے - حالانکہ استنباط و اخذ نتائج کا صحیح طریقہ یہ هے کہ تجربہ و مشاهدے سے جو جزئی واقعات نظر آئیں' ان سے کلیات اور عام قوانین بنائے جائیں - اسی لیے انکی کوششوں کا ماحصل بجز ناکامی اور ضیاع عمر و محنت کے اور کچھہ نہ هوا -

(مسئلۂ تحلیل و عناصر)

اس عہد کے علما کے پیش نظر سب سے زیادہ اهم مسئلہ یہ تھا کہ عالم اور ما فی العالم (یعنے دنیا میں جو کچھہ هے) اسکے عناصر اصلیہ کیا هیں ؟

انکو یقین تھا کہ عمل کیمیاوی کے ذریعہ بعض کم قیمت دھاتوں سے دوسری بیش بہا دھاتیں بنائی جا سکتی هیں - چنانچہ انہوں نے چاندی اور سونے کے بنانے کی بارها کوشش کی -

عناصر اصلیہ کیا هیں ؟ اسکے متعلق چھٹی صدی قبل مسیح کے علماء میں اختلاف تھا - بعض کا مذهب یہ تھا کہ هر شے کی اصل پانی هے (فلاسفۂ اسلام میں سے ابن رشد کا مذهب بھی یہی تھا - وہ اپنی تائید میں قرآن حکیم کی یہ آیت : و جعلنا من الماء کل شي حي - پیش کرتا تھا) اس جماعت کا سرگروہ طالیس تھا -

ایک دوسرے جماعت کہتی تھی کہ عناصر اصل میں صرف دو هیں : آگ اور هوا -

تیسرا گروہ ان دونوں پر خاک کا بھی اضافہ کرتا تھا -

دیمقراطیس جو پانچویں صدی قبل پیدایش مسیح میں تھا' کہتا تھا کہ عنصر اصلی صرف ایک مادۂ خاکی هی هے - یہ مادۂ خاکی نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات میں منقسم هے - یہ ذرات اگرچہ حجم میں باهم مختلف هیں مگر انکا مایۂ خمیر اور شکل ایک هی هے - یہ ذرات همیشہ گردش کرتے رهتے هیں - جسم میں جسقدر تغیرات هوتے هیں' وہ انہی ذرات کے اجتماع و افتراق کا (یعنے ملنے اور الگ هونے کا) نتیجہ هیں -

دیمقراطیس کی یہ راے ذرات کے موجودہ نظریہ سے فی الجملہ مشابہ هے -

اسکے بعد سنہ ۴۴۰ ق - م - میں امبیدکلیس آیا - اس نے یہ خیال ظاهر کیا کہ عناصر اصلی چار هیں : آب و آتش اور خاک و باد - انہی سے تمام اجسام مرکب هوتے هیں - یہ خیال ارسطو کی طرف بھی منسوب کیا جاتا هے - بہرحال یہ مذهب خواہ ارسطو کا هو یا کسی دوسرے حکیم کا' لیکن دونوں میں سے کسی نے بھی ان عناصر اربعہ کے مایۂ خمیر میں فرق نہیں کیا - یعنی دونوں اپنی اپنی جگہ پر یہ تسلیم کرتے هیں کہ ان چاروں کا قوام ایک هی مادے سے هے اور تعداد و اختلاف محض خاصیت کے اختلاف کا نتیجہ هے -

ان مختلف خواص میں سے جن اهم خاصیتوں تک قوت لامسہ کا دسترس هے وہ چار هیں : رطوبت' یبوست' حرارت' برودت - هر عنصر اصلی میں دو دو خاصیتیں هیں - مثلاً آگ گرم و خشک هے - هوا گرم تر هے' پانی سرد و تر هے' خاک خشک و سرد هے - اس تفصیل میں آپ نے محسوس کیا هوگا کہ هر خاصیت گویا دو عنصروں میں مشترک هے -

هم نے ابھی بیان کیا هے کہ هر عنصر میں دو خاصیتیں هیں' لیکن یہ یاد رکھنا چاهیے کہ دونوں مساوی نہیں هیں - کسی عنصر میں ایک خاصیت زیادہ هے کسی میں دوسری خاصیت - چنانچہ هوا میں رطوبت اور حرارت دونوں هیں' مگر حرارت کی مقدار رطوبت سے زیادہ هے - پانی میں برودت اور رطوبت دونوں هیں' لیکن برودت رطوبت پر غالب هے - خاک یبوست و برودت کی جامع هے' مگر یبوست غالب هے - آگ یبوست اور حرارت دونوں اپنے اندر رکھتی هے لیکن غلبہ حرارت کو حاصل هے -

انہی خواص کی قلت و کثرت کے ساتھہ عناصر کی نوعیت بدلتی رهتی هے - مثلاً اگر پانی کی رطوبت پر آگ کی یبوست غالب آگئی تو اس سے هوا پیدا هوجائیگی - یا اگر خاک کی برودت پر هوا کی حرارت غالب آگئی تو اس سے پانی پیدا هوجائیگا - یا اگر آگ کی یبوست پانی کی رطوبت پر غالب هوگئی تو اس سے خاک پیدا هوگی - اسی طرح اگر پانی کی رطوبت آگ کی حرارت پر غالب هوگئی تو اس سے هوا پیدا هوگی - غرض جسم کے هر قسم کے تغیرات انہی خواص کے تغیر کے ساتھہ وابستہ هیں -

چونکہ بظاهر ان عناصر میں سے بعض عناصر کا بعض کی شکل میں منتقل هوجانا ممکن تھا' اسلیے اگر قدماء اس کے قائل تھے کہ بعض مادے دوسرے مادوں کی شکل میں منتقل هوسکتے هیں تو یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں هے -

مثلاً پانی اور هوا رطوبت میں مشترک هیں اسلیے یہ ممکن هے کہ حرارت کے ذریعہ اسے هوا بنا دیا جاے -

مگر ظاهر هے کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں هے - هم جانتے هیں کہ پانی اور خاک رطوبت میں مشترک هیں مگر نہ تو خاک کو هم کسی طرح پانی بنا سکتے هیں اور نہ پانی کو خاک - صرف اس ایک هی مثال سے اندازہ کیا جاسکتا هے کہ قدماء جزئیات سے کیونکر کلیات بنایا کرتے تھے اور کس طرح غلطیوں میں مبتلا هوجاتے تھے ؟

مگر ارسطو نے یہ محسوس کیا کہ عناصر اربعہ تمام عالم کے کیمیاوی و طبیعی ظواهر کی تفسیر کے لیے کافی نہیں هیں - اسلیے

اس نے ایک اور عنصر کا اضافہ کیا - ارسطو نے یہ پانچواں عنصر اثیر غالباً ہندؤں سے اخذ کیا تھا -

ارسطو کے بعد جو لوگ آئے انہوں نے اس پانچویں عنصر کو مادہ سے علحدہ کر کے دیکھنا چاہا مگر ان کوششوں میں کامیابی نہ ہوئی اور کیونکر ہوتی جبکہ اثیر (ایتھر) کوئی واقعی شے نہیں ہے بلکہ ایک وہمی وجود ہے جو علماء طبیعۃ فرض کر لیتے ہیں - محض اسلیے کہ اس کے فرض کرنے کے بعد ان بہت سے ظواہر و عملیات کی تفسیر آسان ہو جاتی ہے جو مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں -

مثلاً تلغراف لاسلکی میں کہربائیت ایک جسم سے دوسرے جسم میں جاتی ہے ' مگر ان دونوں جسموں کے درمیان کوئی مادی واسطہ نظر نہیں آتا ' اور یہ مسلم ہے کہ کوئی مادی طاقت ایک جسم سے دوسرے جسم تک بغیر واسطہ کے نہیں جاسکتی - لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قوت کہربائی کو الگ کر کے بطور ایک عنصر کے دیکھا جا سکے -

دوسرے دور میں بھی ایک جماعت کا ایسا ہی خیال تھا کہ اصلی عنصر پانی ہے - اس خیال کی بنیاد وان ملبنٹ کے تجارب تھے جن میں سے ایک تجربے کا تذکرہ ہم یہاں کرینگے -

ملبنٹ کا بیان ہے کہ اس نے ایک پودہ جسکا وزن پندرہ پونڈ تھا ' تھوڑی سی مٹی میں بودیا - اس مٹی کو پہلے ایک تنور میں اس خیال سے خشک کرلیا گیا تھا کہ جب اسمیں کوئی شے بوئی جاے تو خالص مٹی کا وزن معلوم ہوسکے - کیونکہ اگر مٹی گیلی ہوگی تو ظاہر ہے کہ اسمیں مٹی کے ساتھہ پانی کا وزن بھی شامل ہوگا - خشک کرنے کے بعد مٹی کا وزن ۲ سو پونڈ تھا پانچ سال تک وہ اس پودے کو پانی دیتا رہا - اسکے بعد جب تولا گیا تو اسکا وزن ۱۶۹ پونڈ اور ۳۰ اونس ہوگیا تھا - پھر جب مٹی کو خشک کرکے تولا تو اس کا وزن دو اونس کم تھا !

اس تجربے سے بظاہر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس درخت میں جسقدر ترقی ہوئی ' تمام تر پانی ہی سے ہوئی - اسلیے عرصہ تک ایک جماعت اس کی قائل رہی کہ عنصر اصلی پانی ہے - لیکن جب انجنہوز (Ingenhousz) اور لاوازیہ پیدا ہوئے تو انہوں نے اپنے قاطع و مسکت تجارب سے اس خیال کو بالکل باطل کردیا -

اہل یونان میں بعض لوگ صرف آگ کو بھی عنصر اصلی مانتے تھے - مگر یہ خیال غالباً کلدانی ' ایرانی ' اور قدیم ہندؤں کی آفتاب پرستی کی راہ سے آیا ہوگا - ایک گروہ صرف خاک کو عنصر اصلی کہتا تھا اور اپنے اس خیال کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتا تھا کہ تمام اشیاء جب مٹ جاتی ہیں تو خاک ہوجاتی ہیں - ایک اور جماعت صرف ہوا کو عنصر اصلی مانتی تھی - اسکے مذہب کی بنیاد (۱) انکسیمنس کے اس قول پر تھی کہ پانی ابر کے تکاثف سے پیدا ہوتا ہے اور ابر ہوا کے تکاثف سے ' نیز یہ کہ پانی کو چونکہ ہوا بنایا جاسکتا ہے اسلیے ہر شے کی اصل ہوا ہی ہے -

ان قرنوں میں ہر ایک کسی ایک عنصر کو عنصر اصل سمجھتا رہا - یہاں تک کہ ارسطو آیا اور اس نے عناصر اربعہ کا اصول روشناس کیا -

---

فلسفہ

مبادیات کا ایک سرسری مطالعہ

(۱)

(فلسفہ کی حقیقت)

عام خیال ہے کہ فلسفہ نہایت دقیق اور مشکل مضمون ہے جو صرف بعض خاص دماغوں ہی کیلیے موزوں ہے ' یا ایک ایسا غیر مفید اور بے نتیجہ علم ہے جس سے صرف انہی لوگونکو سروکار ہونا چاہیے جو کاروباری دنیا کے لائق نہ ہوں ' اور جو ہر وقت اپنے خیالات میں محو اور اپنے توہمات میں غرق رہتے ہوں - مگر ایسا خیال کرنا سخت غلطی ہے -

انسان اشرف المخلوقات ہے - کیوں ؟ اسلیے کہ عقل یا قوت ممیزہ اسمیں ودیعت کیگئی ہے جسکا وجود اور جانداروںمیں نہیں پایا جاتا - بیشک دیگر حیوان سنتے ' دیکھتے ' اور یاد بھی رکھتے ہیں ' مگر اونکی قوتیں صرف عین ضرورت کیوقت ہی استعمال میں آتی ہیں - برخلاف اسکے انسان مشاہدات عالم کا مطالعہ کرتا ہے ' اونکی نسبت اپنے خیالات قایم کرتا ہے ' پھر اون خیالات کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرکے اونمیں ایک باہمی ربط اور نسبت دریافت کرتا ہے - تاکہ اونپر من حیث الکل نظر ڈالے اور حقایق اشیا سے روشناس ہو -

یہی فلسفیانہ عمل ہے -

ہم جب کسی چیز کی نسبت خیال قایم کرتے ہیں ' عام اس سے کہ وہ چیز مادی ہو یا غیر مادی ' تو ذیل کے سوال ہمارے ذہن میں ضرور پیدا ہوتے ہیں :

اول یہ کہ وہ چیز جو ہمارے ذہن میں ہے کیا ہے ؟ دوسرے یہ کہ اوسکی ابتدا کب سے ہے ؟ تیسرے یہ کہ اوسکا تعلق دیگر اشیا یا خیالات کیساتھہ کس قسم کا ہے ؟ یعنی ہم اشیا یا خیالات کی کیفیت اور اونکی ابتدا اور اونکا باہمی اتحاد و تناسب دریافت کرنا چاہتے ہیں -

(فلسفی)

ہر شخص کو اپنی عمر میں اس قسم کے تفکر کا کبھی نہ کبھی ضرور موقع ملا ہوگا - لہذا کہا جاسکتا ہے کہ ہر شخص کم و بیش ایک فلسفی فکر ضرور رکھتا ہے -

لیکن ساتھ ہی اسکے ہر نبی عقل جو صرف کبھی کبھی غور و فکر اور تجسس و تلاش کا عادی ہو اور اپنی راے بھی قایم کرے ' صحیح معنوں میں فلسفی نہیں بھی کہا جاسکتا ' جسطرح کہ اوس شخص کو جو لوہے کے اوزار کو درست کرنا جانتا ہو ایک باقاعدہ لوہار نہیں کہسکتے ' یا اوس شخص کو جو شیشونکی عارضی مرمت کرسکتا ہو ' شیشہ گر نہیں کہا جاسکتا - پیشہ ور شیشہ گر یا لوہار وہی ہے جسنے اپنے کام کو اپنا پیشہ ٹہرا لیا ہو ' جسنے باقاعدہ تربیت کے علاوہ اپنی دایمی جد و جہد اور مزاولت سے اوس کام میں کمال حاصل کیا ہو ' اور جو بہ نسبت ایک نو کار آدمی کے اپنا کام کم وقت میں مگر زیادہ خوبی کیساتھ انجام دیسکتا ہو -

یہی مثال ایک باقاعدہ فلسفہ دان کی ہے جسنے حقایق اشیا کا مطالعہ کرنا اور اونکی تلاش و تفتیش کرنا اور اونکے اسباب و علل دریافت کرنا اپنا منشاء زندگی قرار دے لیا ہو - جسطرح ایک لوہار کو آلات کی ضرورت ہوتی ہے ' اوسیطرح فلسفی کو بھی ہوتی ہے - اسکے آلات اسکے خیالات ہیں - محض مشق اور عمل کے ذریعہ

اسکو تفحص اشیا میں بہت جلد دستگاہ حاصل ہوجاتی ہے - جسطرح مختلف پیشہ وروں اور دستکاروںکو اسکی ضرورت ہوتی ہے کہ اپنے کام کی جزئیات سے کماحقہ واقف ہوں ' نیز انکے پیشہ کے متعلق جدید انکشافات و ایجادات اونکے پیش نظر رہیں ' سیطرح ایک باقاعدہ فلسفی کیواسطے بھی اشد ضروری ہے کہ ان چیزوںکے متعلق جو اوسکے ذہن میں گذرتی ہیں ' دریافت کرے کہ اوسکے پیشروں نے انکے متعلق کیا خیالات قایم کیے ہیں ؟

(فلسفہ کی غرض)

فلسفہ کی غرض کیا ہے ؟ اور اس سے ہمکو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے ؟

ارسطو کے نزدیک فلسفہ کی ابتدا صرف تعجب و تحیر سے ہوئی - جب انسان اس عالم میں آتا ہے تو تغیرات سے دو چار ہوتا ہے - زندگی کی نیرنگیاں اور کائنات کے عجائبات اوسکو محو حیرت کردیتے ہیں - پس یہ تقاضاے فطرة ہے کہ وہ ہر چیزکو دیکھے اور اپنے دل سے سوال کرے کہ یہ کیوں ہے ؟ کب سے ہے ؟ اورکب تک ہے ؟ یہ عالم مع اپنے تمام کائنات کے انسانکے واسطے ایک معما ہے - اسکے حل کرنیکی کوشش ہی کا نام فلسفہ ہے -

پہلی چیز جو انسان کو دریافت حقایق کی طرف مائل کرتی ہے ' مفاد اور نفع ہے - کہا جاتا ہے کہ علم ہیئت کی ابتدا قدیم مصریوں میں اسوجہ سے ہوئی کہ ارنکو دریاے نیل کی طغیانی کے بعد اپنی زمینیں ناپنا پڑتیں - بابان نورد کلدانیوں نے ستارہ شناسی اسیواسطے سیکھی کہ اپنے ملکوں میں رہنمائی کرسکیں -

انسان زندگی کے معمے کو حل کرنیکی کوشش بھی اسوجہ سے کرتا ہے تاکہ اپنے مادی اور حقوق کی حفاظت کرسکے - عام اس سے کہ وہ مادی ہوں یا غیر مادی - مگر ان پیچیدہ مسائل کی بھی کوئی حد نہیں ہے - زمین سے آسمان تک سب انہی سے مملو ہے - انسان ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے کہ وہ فطری راز جو مدت سے سر بستہ چلے آے ہیں ' ارنہیں یکے بعد دیگرے دریافت کرتا جاے ' اور یہ عجیب بات ہے کہ گو وہ دریاے علم سے سیراب ہوتا جاتا ہے ' پھر بھی اسکی پیاس نہیں بجھتی بلکہ اور زیادہ بڑھتی جاتی ہے !

یہ تلاش و تفتیش کی عادت انسان میں فطری ہے - یہ کسیطرح اوس سے الگ نہیں ہوسکتی اور نہ ہی مٹ سکتی ہے - اسکی ترقی عقل کی ترقی کے ساتھ وابستہ ہے - جوں جوں عقل ترقی کرتی جاتی ہے ' اوسیقدر حقایق اشیا کی تلاش بھی بڑھتی جاتی ہے - اسکو اپنی لا علمی کا علم ہوتا ہے ' اپنی نارواقفیت سے واقف ہوتا ہے ' اور حقائق کو صرف جاننا ہی نہیں چاہتا بلکہ اوسپر عمل بھی کرنا چاہتا ہے -

پس فلسفہ کی مختصر تعریف اسطرح کیجا سکتی ہے کہ " وہ اشیا کے اسباب مخفیہ کے تجسس کا علم ہے جس سے غرض یہ ہے کہ ہمارے افکار اور اعمال میں ایک کامل ربط و اتحاد پیدا ہو ' اور جسطرح ہمارے خیالات ہوں ' اوسی طرح کے ہمارے افعال بھی ہوجائیں - جہل سے گریز کرنا ' حقائق دریافت کرنا ' اور غلطیوں سے مطلع ہونا ' وہ غلطیاں جو شاہد حقیقت کے چہرہ پر نقاب بنی ہوئی ہیں ' یہی اصلی غرض زندگی کی ہے - اور یہی غرض فلسفہ کی ہوسکتی ہے "

(لفظی تشریح)

خود لفظ " فلسفہ " کی ابتدا اور تاریخ ہمارے اس دعوے کی دلیل ہے - یونانی مورخ ہدرو ڈوٹس رقمطراز ہے کہ کرلیس نے سولن سے کہا تھا :

" میں نے سنا ہے کہ تو ملکوں ملکوں فیلسوف کیطرح (یعنی تلاش علم میں) پھرا ہے "

پریکلز فلسفہ کے یہ معنی بتلاتا ہے :

" تہذیب نفس کیواسطے کوشش کرنا " -

بہر صورت اس لفظ کے ابتدائی معنی اعتراف جہل اور تحصیل علم کے ہیں - حکیم فیثا غورث کا (بعض کا خیال ہے کہ سقراط کا) مقولہ ہے :

" عقل صرف خداوند حل و علی کے واسطے ہے - انسان صرف جاننے کی کوشش کرتا ہے - البتہ وہ عقل کا عاشق اور علم و حق کا جویا ہے "

یہی لفظی معنی " فلاسفی " اور " فلاسفر " کے بھی ہیں جو یونانی لفظ " فیلوس " (عاشق) اور " سوفیا " (عقل) سے مرکب ہے - یہ عجیب بات ہے کہ ابتدا میں " سوفاس " (عاقل) اوس شخص کو کہتے تھے جو کسی ہنر یا دستکاری کا ماہر ہو - مثلاً ایک گویا یا بڑھی یا ملاح یا بڑھئی ' مگر رفتہ رفتہ یہ لفظ علوم عقلیہ کے ماہروں کے واسطے استعمال ہونے لگا - اسی کا دوسرا مشتق " سوفسٹ " (سوفسطائی) ہے جو ان لوگوںکے واسطے استعمال ہوتا تھا جو محض بازاری سودا بیچنے والوںکے مختلف علوم و فنون کو بھی بامعاوضہ بیچتے تھے - چنانچہ سقراط نے اپنے تئیں فلسفی کہا ہے نہ کہ سوفسطائی !

(تقسیم)

یوں تو فلسفہ تمام عالم کے مسائل پر حاوی ہے مگر آسانی ترتیب کے خیال سے یہ تمام مسایل بلحاظ اپنے موضوع کے تین اقسام پر تقسیم کیے جا سکتے ہیں :

(۱) مسئلۂ وحدت - یعنی اصل اصول - وہ قادر اور مبدع قوت جو تمام عالم کی روح ہے - اسکے مباحث کو مسایل ما بعد الطبیعہ کہتے ہیں -

(۲) مسئلۂ کثرت یا تنوع مشاہدات عالم ' اسکو فلسفۂ طبیعی کہتے ہیں -

(۳) فلسفۂ انسانی (انتھرا پا لوجی) جسکے ذیل میں مزیا لوجی (علم الابدان) اور سائکا لوجی (علم النفس) ہیں - پھر سائکا لوجی کے ذیل میں منطق ہے ' جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان استنباط کیونکر کرے ' اور صحیح نتائج تک کیونکر پہنچے ؟ پھر فلسفۂ جمال اور فلسفۂ اخلاق ہے -

پروفیسر سیلی کا قول ہے :

" ہمارے مدرکات پر بنا ہے علم منطق کی ' جو اون قواعد کے متعلق ہے جن سے ہم یہ جانچ سکتے ہیں کہ ہمارا خیال یا ہماری بحث صحیح ہے - اسی طرح ہمارے جذبات پر بنیاد ہے فلسفۂ جمال کی جس سے ہم اوس چیز کیلیے ایک معیار قائم کرسکتے ہیں جو ہمارے ذہن میں حسن اور قابل قدردانی ہے " -

اعمال انسانیہ کیواسطے " تاکہ وہ زندگی تک پہنچ سکے " یہ ضروری ہے کہ کچھ فرائض منضبط کیے جائیں - فرایض کیواسطے قانون لازمی ہے اور قانون یا تو فطری ہے یا انسانی - اسکے علاوہ کچھ ایسے مسائل بھی ہیں جو افراد کے رشتۂ باہمی سے متعلق ہیں - انکو سوشیا لوجی (علم الاجتماع) کہتے ہیں - اسمیں فلسفۂ تاریخ بھی داخل ہے -

پس اس بنا پر فلسفہ کی آٹھ قسمیں حسب ذیل ہوئیں :

(۱) ما بعد الطبیعہ -
(۲) فلسفۂ طبیعی -
(۳) فلسفۂ نفس -
(۴) منطق -
(۵) فلسفۂ جمال -
(۶) فلسفۂ اخلاق -
(۷) فلسفۂ قانون -
(۸) علم الاجتماع اور فلسفۂ تاریخ

عالم اسلامی

ترکی اور تعلیم و حریۃ نسواں

مسئلۂ حریۂ نسواں پر ایک ضمنی نظر

یورپ میں حیاۃ اجتماعیہ یا مقتم اور قران حام

دفتر الہلال میں جو مصور و غیر مصور اخبارات و رسائل یورپ سے منگواے جاتے ہیں' ان میں پیرس کا مشہور " السٹریشن " (L'illustation) فرانسیسی زبان کا بہترین مصور رسالہ ہے - اور مضامین کی کثرت ' مواد کے تنوع ' تصاویر کی صناعۃ و طباعۃ کے لحاظ سے گرینک ' السٹریٹڈ لندن نیوز' اسفیر وغیرہ تمام انگریزی رسالوں پر ہر طرح فوقیت رکھتا ہے -

بلاد مشرقیہ اسکا ایک خاص مصور موضوع ہے - چنانچہ ۲۸ اپریل کی اشاعت میں ایک پورے صفحہ کا مرقع دیتے ہوے لکھتا ہے :

" ترکی کی تمدنی حالت میں روز بروز انقلابات ہو رہے ہیں - ایک سیاح کو انکی سست رفتاری سے اگرچہ نا امیدی ہوتی ہے ' تاہم وہ اسکی رفتار سے انکار نہیں کرسکتا اور ایک ہی موسم میں چند بار سفر کرکے اس حرکت کے نتائج اپنے سامنے نمایاں دیکھ سکتا ہے -

ایک ماہ سے زیادہ عرصہ ہوا کہ قسطنطنیہ میں عام طور پر استعمال کرنے کیلیے ٹیلی فون لگایا گیا ہے - آپ نہایت تعجب سے سنیں گے کہ بہت سی ترک لڑکیاں ٹیلی فون کے مرکزی دفتر میں کام کر رہی ہیں ' اور بہت سی لڑکیاں کام سیکھ رہی ہیں !

ترکی میں ٹیلی فون اور ٹیلی گرام کے دفتر انگلستان اور فرانس کی طرح نہیں ہوسکتے جہاں صرف مقامی زبان کا جاننے والا اچھی طرح کام کرسکتا ہے - یہ مغربی اسلامی پایہ تخت ایک عجیب و غریب مخلوط آبادی سے عبارت ہے ' جہاں یورپ اور ایشیا کی متعدد زبانیں بولنے والی مخلوق بستی ہے - وہ جس طرح ایک ترک کا گھر ہے جو اپنے کاروبار میں بلا ضرورت دوسری زبان اختیار کرنا پسند نہیں کرتا ' اسی طرح ایک یونانی کا بھی وطن ہے جو یونانی زبان کو ہر طرح عثمانی زبان پر ترجیح دیتا ہے - پھر اسکا یوروپین حصہ جو ان تمدنی وسائل سے زیادہ تر کام لینے والا ہے ' مختلف یوروپین اقوام پر مشتمل ہے - انگریز ' فرنچ ' جرمن ' تقریباً اکثر اقوام یورپ یہاں آباد ہیں ' اور وہ اس ٹیلی فون سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے جسکے مرکز میں احکام کی تعمیل کرنے والے صرف ترکی زبان ہی کا مطالبہ کریں !

اس دقت کے دور کرنے کیلیے کمپنی نے (جو در اصل خود حکومت ہی ہے) یہ شرط قرار دیدی ہے کہ ٹیلی فون کے مرکزی اسٹیشنوں کے تمام کارکن اقلاً تین زبانوں سے ضرور واقف ہوں -

با ایں ہمہ اس صیغہ میں عثمانی لڑکیوں کا ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ یہ لڑکیاں عام ترک مردوں سے بھی زیادہ زباں داں ہیں - کیونکہ اُن میں سے ہر لڑکی اقلاً تین زبانیں علاوہ اپنی مادری زبان کے ضرور ہی جانتی ہے !

یہ صیغہ ایک انگریز لیڈی کے ماتحت کھولا گیا ہے - اس وقت تک پندرہ لڑکیاں سیکھ کر نکل چکی ہیں اور کافی تعداد زیر تعلیم ہے ' انگریزی معلمہ کہتی ہے کہ ان سے زیادہ جفا کش ' محنتی اور ذہین طلبا میں نے یورپ میں بھی نہیں دیکھے - انکے ارادے بلند اور انکا نسوانی کیریکٹر نہایت اعلیٰ ہے "

* * *

اس فرانسیسی رسالے نے ایک مرقع بھی دیا ہے جسمیں ٹیلی فون کے مدرسے کی بعض متعلمات کھلے چہروں کے ساتھ موجود ہیں - ہم اس کی نقل شائع کرتے ہیں - یہ اُن چھ لڑکیوں کی تصویر ہے جو عنقریب فارغ ہوکر نکلینگی - درمیاں میں انگریز لیڈی بیٹھی ہے جو اس اسکول کی معلمہ اور منتظمہ ہے - اسکے بائیں جانب تپائی کے سامنے وہ ترک خاتون ہے جو اسی اسکول کی تعلیم یافتہ ہے مگر اب اسکی تعلیم میں مدد دیتی ہے - دونوں جانب دو متعلمہ بیٹھی ہیں اور انکی پشت پر چار لڑکیاں کھڑی ہیں -

قسطنطنیہ میں ٹیلی فون کا اسکول - اسکی منتظمہ اور ترک متعلمات

* * *

اس رسالے کے مراسلہ نگار کا بیان ہے کہ یہ تمام مسلمان لڑکیاں ہیں - وہ تعجب کے ساتھ اس تبدیلی کا ذکر کرتا ہے جو عورتوں کی حالت میں ہوئی ہے -

ان تصویروں میں عورتوں کے چہرے اگرچہ بالکل بے نقاب ہیں لیکن جسم پر ترکی برقعہ کا وہ تمام حصہ موجود ہے جو نقاب سے الگ کردینے کے بعد بھی بطور ایک بالائی فرغل کے استعمال کیا جاتا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو نقاب اتار کر ابھی رکھدی ہے ' یا اسکول کے اندر اسکی چنداں ضرورت نہیں سمجھی گئی -

بہر حال خواہ ان جفاکش اور حیران معاش چہروں پر نقاب

رهتي هو يا نه رهتي هو ' تاهم همیں افسوس کرنا پڑیگا اگر ترکي میں بھي عورتوں نے اپني معاش کے مسئلہ کو عام طور پر اپنے هاتھوں میں لے لیا - اور یورپ اور امریکہ کے اُن عورتوں کی درد انگیز مثالیں پیدا هوگئیں جو آج متمدن دنیا کي معیشت منزلي کا سب سے زیادہ گہرا مرض هیں ' اور جسکے درد سے وهاں کے بڑے بڑے حکماء اجتماعی چیخ اٹھے هیں !

* * *

عورت کو قدرت نے جن فرائض کے انجام دینے کیلیے پیدا کیا ہے ' انکو وہ کبھی بھي نہیں چھوڑ سکتي - انکي حقیقت اب بھی ویسي هي مسلم ہے جیسي کہ کسي ابتدائي عہد وحشت میں رهي هوگي - وہ انسان کي ماں بننے کیلیے پیدا کی گئی ہے - اسکي نازک اور منفعل خلقت کبھي بھي اُن کاموں کیلیے موزوں نہیں جو گھر کي زندگي کے باهر انجام دیے جاتے هیں - موجودہ تمدن نے اس قدرتي حد بندي کو توڑ دیا اور عورت کو گھر کي شہنشاهي سے نکلکر اپني غذا حاصل کرنے کے لیے آوارہ گردي کرني پڑي ' تاهم اسکا نتیجہ وهی نکلا جو احکام قدرت کي خلاف ورزي کا هونا چاهیے - آج یورپ اور امریکہ میں عورتیں (بقول ایڈیٹر سائینس پروگرس) ایک معتدبہ تعداد تک کسي ورزشي کھیل کے میدان میں اول درجے کا چاندي کا کپ لینے والي ضرور هیں ' مگر نہ تو وہ ایک اچھي ماں هیں جو بچوں کي پرورش کرتي ہے ' اور نہ اپنے نسواني فرائض ادا کرنے والی بیوي هیں ' جسکے کاموں کا میدان گھر کے اندر بنایا گیا ہے !

موجودہ عہد کا ایک بہت بڑا سوشیالسٹ حکیم (مسٹر پروڈن) ابسے بارہ سال پہلے ان عورتوں کی حالت پر ماتم کرتا هوا لکھتا ہے :

" خلقت انساني کا وہ جمیل و لطیف نصف حصہ جسکا شگفتہ چہرہ کائنات کا اصلی حسن اور جسکي مسکراهٹ عالم آدمي کي حقیقي مسرت تھي ' افسوس کہ آج دنیا سے چھپتا جا رہا ہے ' اور گویا ارادہ کر لیا گیا ہے کہ اب دنیا میں مرد بغیر عورت کے رهینگے اور فطرۃ نے مرد اور عورت کو دو جنس قرار دیکر اور اس تفریق کی ضرورت سمجھنے میں ایک سخت غلطي کي تھي جسکي تصحیح سے اب زیادہ غفلت نہیں هوني چاهیے !

وہ وقت بہت قریب ہے جب " عورت " کا وجود صرف گذشتہ زمانے کے شعرا کے تخیلات اور عہد قدیم کے صحائف و اوراق سے باهر نہیں ملیگا - لوگ آہ سرد بھر کر کہینگے کہ ملٹن نے اپني نظم میں " عورت " کے محسوسات بتلاے هیں ' یا ڈکنس نے اپنے قصہ میں ایک دو شیزہ لڑکي کي تصویر کھینچي ہے - وہ بڑي هی دلفریب اور دلربا چیز ہے مگر افسوس کہ اب زمین پر عورتوں کا پیدا هونا موقوف هوگیا !

یہ جو کچھ میں کہہ رہا هوں محض ایک شاعرانہ تخیل نہیں ہے - یہ واقعات و حقائق هیں جن پر متمدن دنیا کا هر باشندہ میري هي طرح رو سکتا ہے بشرطیکہ وہ دنیا کو دیکھنے میں میرے برابر آ کھڑا هو - اُس آنے والے زمانے کو چھوڑ دو جسکو همارے موجودہ تمدن کی غلط کاریاں اور ضلالت پیدا کریگي - موجودہ عہد هی میں تلاش کرو کہ متمدن دنیا کے بڑے بڑے دار الحکومتوں میں " عورتیں " کتني هیں اور کہاں بستي هیں ؟ کیا تم اُس جدید مخلوق کو بھي " عورت " کہنے کي جرات کر سکتے هو جو لندن اور نیو یارک کے کارخانوں میں پھرکي کي طرح حرکت کر رهی هیں ؟ نہ تو وہ ماں هیں نہ بیوي - نہ تو انکا سر کسی قدرتي رفیق کے سینے پر ہے اور نہ انکي گود میں کوئي محبت اور نسواني جذبات کا مرکز ہے - وہ محنت و مشقت کي ایک تھکي هوئي روح ہے یا کارخانوں کي ایک مضطرب الحال مزدور ' یا پھر ایک ایسي مخلوق جو مثل مردوں کے روٹي اور کپڑے کیلیے محنت سراے عالم کي تکلیفوں اور مصیبتوں میں کود پڑي ہے - البتہ مرد محنت و مشقت اپني بیوي اور اسکے بچوں کیلیے کرتا ہے - یہ صرف اپنے نفس کیلیے کر رهی ہے !

بهر حال وہ کوئي هو ' لیکن قطعاً عورت تو نہیں ہے - مرد بھی نہیں هوسکتي - پس وہ ایک تیسري جنس ہے جسے خدا کی جگہہ شریر اور گستاخ انسان نے پیدا کیا ہے !

عورت اور مرد کے فرائض بالکل الگ الگ تھے - انکی نسبت جو کچھہ ابتدا سے هو رہا تھا ' وهي خدا کا قانون تھا مگر آسے توڑ ڈالا گیا - عورت نوع انساني کي تکثیر اور اسکی پرورش و تربیت کیلیے تھي - کارخانوں میں مزدوري تلاش کرنے کیلیے نہ تھی - نہ اسلیے تھی کہ مدۃ العمر مجرد رهکر - سوسائٹي کا ایک کم قیمت کھلونا یا سڑکوں اور تھیٹر گاهوں کے اندر ایک آلۂ رونق کی طرح متحرک رہے !

جبکہ یہ حدود توڑ دیے گئے اور عورت پر وہ فرائض ڈالدیے گئے جو صرف مردوں کیلیے مخصوص تھے ' تو اسکا لازمي نتیجہ یہ نکلا کہ عورت اپنے جسم سے وہ کام لینے لگي جو اسکا اصلي کام نہ تھا - اس حالت نے اسکے محسوسات بدل دیے ' اسکے جذبات میں تغیر عظیم هوگیا ' اسکا نازک جسم محنتوں اور مشقتوں سے کمھلا گیا ' بلکہ اسکے اندر ایک عضوي انقلاب کے آثار نمایاں هونے لگے اب نہ اُسکا عورت کا سا چہرہ ہے اور نہ عورت کا سا دل (یعنے جذبات) وہ تمام اپنے جذبات لطیفہ و رقیقہ سے محروم هوگئي ہے - وہ مرد بھی نہ بني جسکے بننے کے شوق میں اس نے اپنا سب کچھہ کھو یا تھا - پس بقیناً اسے ایک تیسري جنس هی کہنا چاهیے جو خلقت انساني کا ایک بد نمونہ ہے ' اور جسکا وجود سوسائٹي اور خاندان کیلیے هلاکتوں اور بربادیوں کا پیام ہے "

* * *

صرف اسي ایک راے پر موقوف نہیں بلکہ تمام عالم ہے اور یورپ کے تمام اجتماعي حلقے ان مصائب انگیز نتائج کو محسوس کر رہے هیں -

مگر یہ احساس و علم جو دنیا نے اس ترقي یافتہ عصر کو اب هوا ہے ' اُن لوگوں کو ایک هزار تین سو برس پہلے سے معلوم تھا جنھوں نے قرآن حکیم کي هدایات و تعلیمات کو اپنی زندگي کا دستور العمل قرار دیا تھا -

قرآن حکیم نے اسی شے کو "حدود الله" سے تعبیر کیا ہے جسکو آج حکماء اجتماعي هر مخلوق اور هر انساني گروہ و جنس کے "قدرتي فرائض" کے نام سے تعبیر کرتے هیں اور انکي نافرماني کو انسانیت کیلیے هلاکت بتلاتے هیں - ایک جگہ کہا کہ : تلک حدود الله فلا تقربوها (۱ : ۱۸۷۰) یہ خدا کی قرار دي هوئی حدیں هیں - انکي نافرماني کے قریب بھي نہ جاؤ - پھر کہا : " تلک حدود الله فلا تعتدوها (۱۰ : ۲۲۹) یہ خدا کي حدود هیں - ان حدود کو نہ توڑو - اسي طرح سورۂ طلاق میں فرمایا : و تلک حدود الله و من یتعد حدود الله فقد ظلم نفسہ (۶۵ . ۱) یہ الله کي قرار دي هوئي حدیں هیں - جو شخص اسے باهر قدم نکالیگا وہ اپنے هي اوپر ظلم کریگا -

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ مومنوں کي سب سے بڑي تعریف سورۂ توبہ میں یہ بتلائي : الحافظون لحدود الله (۹ : ۱۱۳) وہ خدا کی قرار دي هوئي حدود کی حفاظت کرتے هیں -

يهي " حدود الله " نظام انسانية كي اصلي بنياد هيں ' اور انساني ضلالت جب كبهي انكو توڑتي هے تو اسكا لازمي نتيجه خسران و هلاكت هوتا هے -

درحقيقت " اسلام " بهي عبارت انهي " حدود الله " كے قيام سے هے " مسلم " وهي هے جسكي زندگي ان حدود كي ايك عملي اور كامل تصوير هو - مستقل مضمون اس موضوع پر لكهوں تو يه حقيقت واضح هو

پس مرد اور عورت كے فرائض كے متعلق بهي خدا نے حدود قرار دیے ' اور اُن تمام حكمتوں اور دانائيوں كے جاننے والوں سے زياده كامل اور زياده بهتر طريقه سے انكي تصريح كردي ' جو آج تمدن و علم كے مختلف حلقوں ميں ان كي حقيقت تلاش كر رهے هيں -

ديكهو ' سوره روم ميں جهاں خدا كے احسانات و نعائم گناے هيں ' وهاں ايك سب سے بڑي نعمت خدا كي يه بتلائي

ومن آياته ان خلق	اور خدا كي حكمت و قدرت كي نشانيوں
لكم من انفسكم	ميں سے ايك بڑي نشاني يه هے كه اُس
ازواجا لتسكنوا اليها	نے تمهارے ليے تمهاري هي جنس كي
و جعل بينكم مودة	ساتهي عورتيں پيدا كيں تاكه تمهيں اپني
و رحمة (٣٠ : ٢١)	زندگي ميں سكون اور امن و راحت ملے '

اور پهر شوهر اور بيوي كے رشتے كو باهمي محبت و رحمت سے مسرت بخش بهي بنا ديا ' تاكه تم خوشي اور راحت كے ساتهه زندگي بسر كرو -

يه آية كريمه في الحقيقت اس بحث كا آخري فيصله هے - عورتوں كے پيدا كرنے اور حبالة ازدواجي كي غرض و غايت يه بتلائي كه " لتسكنوا اليها " تاكه تم سكون اور چين پاؤ - يعني عورت مرد كي رفيق زندگي ' اور اسكي كامل زندگي كا وه بقيه نصف ٹكڑا هے جسكے ملے بغير اسكي زندگي پوري نهيں هوسكتي - پهر كها كه " جعل بينكم مودة و رحمة " اس رشتے كي بنياد " محبت اور رحمت " پر ركهي

اس سے معلوم هوا كه اس زندگي كي اصلي شے مودت اور رحمت هے - ليكن وه پيدا هو نهيں سكتي جب تك اسطرح كا باهمي اشتراك جذبات و قوى ميں پيدا نه هو جاے كه مرد عورت كيليے هو ' اور عورت مرد كيليے - يعني بالفاظ كامل تر :

هن لباس لكم و انتم	تم عورتوں كي زينت هو اور عورتيں
لباس لهن (٢ : ١٨٧)	تمهارے ليے زينت هيں !

الله اكبر ! كون هے جو كلام الهي كے ان حقائق كيليے اپنے فكر و دماغ كو وقف كرے ' اور غور كرے كه اسكے ايك ايك لفظ كے اندر حياة انسانيه اور اسرار زندگي كے كيسے بڑے بڑے معارف و دفاتر موجود هيں ؟ انسان كي زندگي اور حياة مدني كي جس غرض و غايت كو آج بڑے بڑے مدون علوم هميں نهيں بتلا سكتے ' قران حكيم نے اس ايك جملے ميں بتلا ديا كه " جعل بينكم مودة و رحمة " نيز كها كه " لتسكنوا اليها " صرف ان دو جملوں كي پوري تشريح كي جاے اور اسكے هم مطلب ديگر آيات كريمه بهي جمع كي جائيں تو مسئلۂ حياة اجتماعي و عائلي پر ايك پوري كتاب مرتب هوجاے ! -

غرضكه يهي اشتراك جنسي اور باهمي مودة و رحمت هے جس سے يورپ و امريكه كي سرزمين خالي كي جا رهي هے - كيونكه عورت اپنے فرائض كے حدود سے باهر نكل گئي هے اور مرد و عورت كے اشغال و وظائف كي قديمي اور قدرتي حد بندي يكسر توڑ ڈالي گئي

بريد فرنگ

ايك ايڈيٹر اور وزير فرانس !

يورپ ميں پريس كي قوت

عشق كي پهلي غلطي !

قارئين كرام كو ياد هوگا كه پچهلے دنوں رائٹر ايجنسي كي تاربرقيوں ميں پيرس كے ايك سخت حادثه كي خبر دي گئي تهي جو وهاں كے مشهور روزانه اخبار " فگارو " كے دفتر ميں واقع هوا تها ' اور جسميں فرانس كے وزير مال كي بيوي نے ايڈيٹر " فگارو " كو خاص اُسكے دفتر ميں جاكر ريوالور سے قتل كرديا تها -

شايد عام نظروں نے اس واقعه كو زياده اهميت نه دي هو مگر في الحقيقت مختلف نتائج و اطراف كے لحاظ سے يه ايك نهايت اهم اور قابل غور و تفكر واقعه تها -

پچهلي ڈاك ميں فرانس كے جو اخبارات و رسائل آئے هيں ' اُن ميں اس حادثے كي پوري تفصيل درج هے - پيرس كے مصور رساله " السٹريشن " نے ايڈيٹر فگارو ' اُسكے خاندان ' اسكي بيباك قاتله ' اور قاتله كے شوهر كي تصويريں بهي دي هيں اور پوري تفصيل سے قتل كے اسباب پر بحث كي هے -

* * *

مېدم كائيو جس نے ايڈيٹر فگارو كو قتل كيا ' پيرس كي موجوده اعلى سوسائٹي كي ايك حسين ' دلكش ' ايبل ' اور طرحدار ليڈي هے - اُس كا حسن و جمال گو اس درجه كا نهيں هے كه اسكي مثاليں كم ياب هوں ' تاهم به حيثيت ايك شيوه طراز اور مجلس آرا ليڈي هونے كے اعلى سوسائٹي نے هميشه اسكي دلربائيوں اور سحر ادائيوں كا اعتراف كيا هے ' اور ابتدا سے اسكے قدردانوں اور امیدواروں كا حلقه وسيع هے :

خوبي همين كرشمه و ناز و خرام نيست '
بسيار شيوه هاست بتاں را كه نام نيست !

[بقيه مضمون پهلے كالم كا]

هے - ضرور هے كه اسكے نتائج ظاهر هوں ' اور واقعات كهتے هيں كه ظاهر هوگئے -

پس يه ايك سخت خطرناك غلطي هے كه مشرق يورپ كي نقالي كے شوق ميں اُن چيزوں كي طرف بهي بڑهرها هے جنسے خود يورپ اُكتا گيا هے اور چاهتا هے كه كسي طرح پيچهے هٹے - مسلمانوں كے پاس اس بارے ميں ايك سچي اور حقيقي تعليم موجود هے - عورتوں كو تعليم دينے اور عام حقوق و مقاصد حيات ميں برابر سمجهنے كيليے تمهيں يورپ كي شاگردي و نقالي كي ضرورت نهيں - تمهارے پاس وه سب كچهه موجود هے جو بهتر اور اصلي هے اور اُن مضرتوں سے پاك هے جنكو يورپ الگ كركے عورتوں كے مسئله كو حل نه كرسكا - پهر اس سے بڑهكر اور كيا مصيبت هوگي كه تم اپني هستي كو بهول جاؤ اور يورپ كے سامنے اسكے ليے هاتهه بڑهاؤ ؟ حالانكه خود يورپ اپني اس حالت پر رضامند نهيں هے -

موسیو کایو وزیـــر مال فرانس

باہم حسن و عشق کی ہر زندگی کیلیے " محبت کی پہلی غلطی" ہمیشہ درد ناک رہی ہے اور اس راہ میں جب کبھی ٹھوکر لگتی ہے تو پہلے ہی قدم کو لگتی ہے :

طفلی ، نادانم و اول سبق است !

میڈم کایو کے دل عشق خواہ کتنے بھی آسکی " پہلی غلطی" کی یاد زخم حسرت تھی - اسکے لیے تلافی کا مرہم بنایا گیا مگر اس راہ کی پہلی غلطی ہمیشہ لاعلاج ثابت ہوتی ہے - اسکا زخم جب گہرا ہوجاے تو پھر اسکا کوئی علاج نہیں :

حرم را ایں جا عقوبت هست و استغفار نیست !

یہی پہلی غلطی تھی جس نے بالاخر اسے عدالت کے سامنے مجرموں کی طرح پہنچا یا ' حالانکہ کتنے ہی مجرمان عشق اور گنہ گاران محبت ہونگے جنہوں نے اس قہر مان دارو عشوہ کے سامنے اپنی زندگی کا آخری فیصلہ سنے کیلیے سر جھکا یا ہوگا !

* * *

جون سنہ ۱۹۰۰ میں اسکی پہلی شادی ہوئی - یہی اسکی " پہلی غلطی" تھی - بسا اوقات محبت چہرے پر نقاب ڈالکر آتی ہے جو بہت دلفریب ہوتا ہے ' مگر اسکی دلفریبی کو چھپے ہوے چہرے کی دلفریبی سمجھہ لینے میں ہم غلطی کرجاتے ہیں میڈم کایو پر بہت جلد ہی ظاہر ہوگیا کہ اس تعلق میں اسکے لیے خوشی نہیں ہے اور انتخاب کرنے میں اسکے دل پرستش طلب نے جلدی کی - وہ اپنے شوہر کیلیے امید واروں کی ایک بہت بڑی صف کو جواب دیچکی تھی - اب ایک ایک کرکے تمام دلدادگان عشق یاد آنے لگے - نظروں کا جب اصلی ٹھکانا تاراج نا کامی ہوجاتا ہے تو وہ عشق کے دوسرے آشیانوں کی جستجو شروع کردیتی ہیں -

محبت کا خاتمہ ہوا اور تاجرانہ معاہدے شروع ہوے - بالاخر دونوں نے باہم راضی نامہ کرلیا کہ ایک دوسرے کے معاملہ میں دخل نہ دینگے اور اپنی اپنی دلچسپیوں کی راہیں الگ الگ نکال لینگے :

بس لعجبے سلام ' اپنا بھی وعدہ ہے کسی سے !

آج کل یورپ اور امریکہ کے اعلی طبقوں کی ازدواجی زندگی ایسے ہی باہمی راضی ناموں پر بسر ہو رہی ہے !

* * *

لیکن یہ طرز زندگی بھی زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہسکی اور بہت سے معاملات طشت از بام ہوگئے - آخر عدالت کے قانون سے مدد لینی پڑی ' اور تین سال کے بعد اُس مقدس معاہدہ محبت کا جو قربانگاہ کے سامنے ہاتھہ میں ہاتھہ دیکے دائمی زندگی کیلیے کیا گیا تھا ' یہ نتیجہ نکلا کہ قانون طلاق کے ذریعہ دونوں علحدہ ہوکر آزاد ہوگئے !

اس طرح " پہلی غلطی " کا علاج کیا گیا - مگر عشق کی غلطی کا کون علاج کرسکتا ہے ؟ یہ زخم دوا پذیر نہیں :

کے گفتہ بود کہ دردش دوا پذیر مباد !

* * *

اب پھر امید واروں کا ہجوم ' طلب گاروں کا انبوہ ' عشق کی فریادیں ' حسن کی خود داریاں ' سوسائٹی کیلیے روز بازار رد و قبول کا ہنگامہ گرم ' اور مسابقت و رقابت کی کشمکش کی صلاے عام تھی :

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی !!

بالاخر اس معرکہ عظیم میں موسیو کایو وزیر مال فرانس اپنی قسمت مندی سے مسعودانہ بازی لیگئے اور طلاق کے ایک سال بعد ہی دونوں کا باقاعدہ عقد ہوگیا -

* * *

حال میں بعض پولٹکل مسائل کے متعلق مخالف جماعتوں میں جوش و ہیجان پیدا ہوا اور اسکا اثر اُن اشخاص و افراد تک پہنچا جنکا اُن مسائل سے خاص تعلق تھا - اسی سلسلے میں اخبار " فگارو " موسیو کایو کا سخت مخالف ہوگیا اور اپنے حریف کو شکست دینے کیلیے ہر طرح کے حربے کام میں لانے لگا -

اُسنے مخالفانہ مضامین کا ایک پورا سلسلہ شروع کردیا جسکے ہر نمبر میں کوئی نہ کوئی سخت اعتراض اور طعن ہوتا اور پبلک طور پر اسکا جواب طلب کیا جاتا - یہاں تک کہ ایک بار صاف صاف لکھدیا : " ہمارے پاس اس قسم کی تحریری شہادتیں موجود ہیں جن سے اس مغرور وزیر کی زندگی کے بڑے بڑے راز آشکارا ہوتے ہیں - میں انہیں عنقریب شائع کرونگا اگر وہ اپنے کاموں سے باز نہ آیا "

* * *

اس دھمکی کے شائع ہوتے ہی تمام پبلک میں اُن رازوں کا تذکرہ شروع ہوگیا - یورپ میں پریس کی قوت سب کچھہ کرسکتی ہے -

میڈم کایو ایڈیٹر فگارو کی قاتلہ

اور مطبوعات کي آزادي کی آڑ سے خود حکومت اور اعلی ترین حکام و وزرا حتی کہ خود پریسیڈنٹ جمہوریت کی بهي کچهه نہیں چلتي - اگر وهاں پریس کسی شخص کا مخالف هوجاے تو اسکا مرض لا علاج هوتا ہے -

" فگارو " کے مضامین نے زہر فرانس کی زندگی تلخ کردي اور اسکي رفعت و عزت کا یکایک خاتمہ هوگیا !

* * *

دهمکي کے اعلان کے پانچ دن بعد دن کا وقت تها بارہ بج چکے تهے - دفتر فگارو میں جبکہ ایڈیٹر اپنی میز کے سامنے بیٹها تها - یکایک ایک کارڈ ملا جس پر " میڈم کایو " کا نام لکها تها - وہ حیران هوا کہ اسکے سب سے بڑے مخالف کی بیوي کا اُس سے کیا کام هوسکتا ہے ؟ بہرحال اُس نے اجازت دي کہ اس معزز خاتون کو ملاقات کی اجازت دو -

میڈم کایو نہایت سنجیدگی اور ایک معمولي ملاقاتی کی طرح بڑهی' اور ایڈیٹر کی میز کے سامنے ایک کرسي پر بیٹھ گئی - وہ مصافحہ کرنے کیلیے اٹها اور اپنے خوبصورت ملاقاتی کے رک جانے پر کچهه کہنا چاها - یکایک میڈم کی حسین آنکهیں خوفناک روشنی سے چمک اٹهیں اس نے اپنا دهنا هاتهه کوٹ کی جیب سے نکالا جسمیں بهرا هوا پستول تها - قبل اسکے کہ اس حیرت انگیز واقعہ کو سمجھنے کی اسکے مخاطب کو مہلت ملے' پستول کے چهوٹنے کی آواز سنائي دي' اور بے خبر ایڈیٹر میز کے پیچهے فرش پر لوٹنے لگا ...

* * *

پولیس نے فوراً قاتلہ کو گرفتار کرلیا - اُس نے ذرا بهي مزاحمت نہ کي - اس حادثہ کے بعد یہ راز کهلا کہ جو دهمکي فگارو نے تحریري شہادتوں کی نسبت دي تهي' وہ دراصل قاتلہ کے اس کا جالر حسن و عشق کے تعلقات کے متعلق تهیں جو اس کے پہلے شوهر کے زمانے میں موسیو کایو اور اسکے باهم جاري رہے تهے یہ عاشقانہ خطوط کا ایک بہت بڑا بنڈل تها جو کسي طرح ایڈیٹر فگارو یا اُسکے ساتهیوں نے حاصل کرلیا تها

ان خطوط سے معلوم هوتا ہے کہ شادي سے پہلے بهي یہ دونوں باهم هر طرح کے تعلقات رکهتے تهے' اور حالت یہاں تک بڑهگئي تهي کہ بالآخر پہلا بد نصیب شوهر مجبور هوگیا کہ عدالت تک معاملہ پہنچا کر باقاعدہ طور پر علحدہ هوجاے اور اپنی بیوي کو نئے دوستوں کیلیے خود مختار چهوڑ دے !

ان میں وہ خطوط بهي هیں جن سے ثابت هوتا ہے کہ اُس زمانے کے تعلقات صرف موسیو کایو هي تک محدود نہ تهے' بلکہ عشاق اور طلبگاروں کا پورا حلقہ کامیاب لطف و کرم تها' اور اس مہاجر حسن کی بخشش کی عمومیت امتیاز و خصوصیت کے بخل سے پاک تهي !

جب " فگارو " نے تحریري شہادات کی دهمکی دي تو میڈم کایو کو یقین هوگیا کہ اب تمام معاملات طشت ازبام هوجائنگے - اسکا علاج کچهه نہ تها جبکہ ایک اخبار حریف و مقابل هوگیا تها - مجبور هوکر اُس نے ارادہ کرلیا کہ قبل اسکے کہ اسکے دشمن کا قلم کام کرے' خود اسکی زندگی هي کا خاتمہ کردیا جاے -

معاملہ باقاعدہ عدالت کے سامنے ہے - میڈم کایو جیل خانے میں ہے - اسکے وکلا ثابت کرنا چاهتے هیں کہ یہ اقدام جنون اور ایک طرح کي دیوانگي کا نتیجہ ہے جسمیں قاتلہ عرصے سے مبتلا تهی - مگر ساتهہ هي ایڈیٹر فگارو کا جو مقصد تها وہ حاصل هوگیا گو اسکی زندگي جاتي رهي - یعنے وزیر مال نے استعفا دیدیا !

* * *

اس واقعہ سے متعدد اهم نتائج حاصل هوے هیں :

(۱) یورپ کے اعلی طبقہ کی موجودہ زندگي سامنے آجاتي ہے جسکي حیاۃ ازدواجی عشق محبت سے یکسر محروم هوگئي ہے اور گو اسکا ظاهر کتنا هي روشن هو لیکن اسکے اندر خوفناک رازوں اور اخلاقي جرائم کي تاریکي پوشیدہ ہے '

(۲) دنیا کي قدیمي اخلاقي صداقتیں اب بالکل بے اثر هوگئي هیں - یورپ کي زندگی روز بروز جس طرف جا رهي ہے' اسکا لازمي نتیجہ یہ ہے کہ بڑي بڑي معزز زندگیاں بهي اس قسم کے واقعات کو چنداں اهم نہیں سمجهتیں - محض سوسائٹي کے اعتبار' مجلسي قواعد کے وقار' اور رسمي ضوابط کے اعتراف پر هر شے منحصر ہے - فی نفسہ نہ تو اخلاقي اصول کوئي شے هیں اور نہ عصمت و عفت کوئي چیز ہے -

(۳) یورپ کے پریس کی قوت جسکے آگے کسي قوت کي نہیں چلتي - جب وہ کسي شخص کا مخالف هوجاے تو خواہ وہ کتنا هي بڑا آدمي هو' لیکن اسکے سوا کوئي علاج اپنے پاس نہیں رکهتا کہ یا تو خود اپني زندگي سے هاتهہ اٹهالے یا اپنے مخالف کو قتل کرڈالے - اس واقعہ میں دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا لیکن بے شمار واقعات اس قسم کے بهي هوچکے هیں جنمیں بڑے بڑے آدمیوں نے پریس کی مخالفت سے عاجز آکر خود کشي کرلی ہے -

مسئلۂ قیام الهلال

الهلال میں دیکها گیا کہ الهلال کے بقاء کا مسئلہ درپیش ہے اور دو هزار خریدار بہم پہنچانے کي خواهش کی گئی ہے - اسکي تعمیل میں آپ کے خادم مصروف هیں - میں بهی في الحال دو خریدار حاضر کرتا هوں انشاء اللہ عنقریب اور بهیجونگا -

خدا آپکے اخبار کو کامیاب کرے اور آپ کي عمر و اقبال میں ترقي دے - آپ کے اخبار کا مجهکو بے حد انتظار رهتا ہے - ڈاک خانہ میرے سکونتی مکان کے سامنے ہے - ڈاک ۲ بجے رات کو آتي ہے - میں اخبار کے انتظار میں هر هفتے کئي راتیں دو دو بجے تک انتظار میں کاٹ دیتا هوں !

اپنے بچوں کی خیریت کے خط کا مجهے اسقدر انتظار نہیں هوتا جسقدر آپ کے اخبار کا -

آپکا خادم محمد عبد الرزاق - تعلقہ کهیم ضلع مدگل (علاقۂ نظام)

چهہ خریدار سردست حاضر هیں - تین کی قیمت بذریعہ منی آرڈر بهیجتا هوں اور تین کے نام وي پي روانہ هو -

عقیدت مند

محمد خلیل اللہ شریف - محاسب ضلع ورنگل دکن

سردست پانچ خریدار ان اطراف کے حاضر هیں - مزید کوشش جاري ہے -

سید ظهور حسن کنٹراکٹر و کمیشن ایجنٹ جالم پٹہ - ضلع محبوب نگر (دکن)

کتاب مفتـــوح بنـــام

ایــڈیٹــر الهــلال از عبد السلام نــدوی

جناب مولانائے محترم زاد الله بسطتہ شدة و قوة - تحیت و سلام - میرا خط جس کو طلبائے دارالعلوم ندوة العلماء کے اعتصاب کا محرک قرار دیا گیا ہے اور جس کا ذکر جناب نے بھی اپنے جریدہ میں ضمنی طور پر کیا ہے ' میں اوسکے متعلق اخبارات میں مختلف حیثیتوں سے نہایت تفصیلی بحث کرنا چاہتا تھا ' لیکن احباب نے مشورہ دیا کہ اب تمام مباحث کو چھوڑ کر جلسۂ دهلی کے نتائج کا انتظار کرنا چاہیے - میں اگرچہ حقائق شریعت کے اظہار میں مصلحت وقت کا لحاظ خدع نفس کی بدترین شکل خیال کرتا ہوں ' تاہم جب یہ مشورہ اصرار اور اصرارت جبر و اکراہ کی صورت میں بدل گیا ' تو مجھے مجبوراً خاموش ہونا پڑا ' لیکن اب جب کہ قوم کے اس جوش ملی کے اظہار کا زمانہ ختم ہوگیا ' میں آپ کے اخبار کے ذریعہ ان مباحث کو چھیڑنا چاہتا ہوں - میں اس خط کے متعلق صرف شرعی اور اخلاقی حیثیت سے بحث کرنا چاہتا ہوں - اسلیے میں نے الہلال کو منتخب کیا ہے کہ اس جریدہ عزا کا عروة الوثقی صرف شریعت ہی ہے -

سب سے پہلے آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ میں نے بمبئی سے ایک خط بھیجا اور وہ مکتوب الیہ تک نہیں پہونچا ' آپکو یہ بھی معلوم ہوا کہ مولوی اعجاز علی صاحب نے اخبار مساوات مورخہ ۲۰ نومبر میں یہ خط شائع کیا ' وہ براہ راست اونکو کبھی میں نہیں مل سکتا تھا ' اس بنا پر بظن غالب (جس پر تمام دنیا کے کاروبار کا دار و مدار ہے) یہ خط ارنکو متعلقین دفتر نظامت یا دفتر اهتمام کے ذریعہ ملا ہوگا جن کے هاتھہ میں ڈاک کا انتظام تھا - بہر حال یقینی طور پر کوئی ذریعہ متعین نہیں کیا جاسکتا - تاہم یہ یقینی ہے کہ اس معاملہ میں تودوالا مانات الی اهلها کے محکم اصول کی خلاف ورزی کیگئی - تو پھر آپ نے بحیثیت مدعی امر بالمعروف و النہی عن المنکر ہونے کے کشف حقیقت کا (اس معاملہ میں) فرض کیوں نہیں ادا کیا ؟ اور شریعت کے اس اصل مہم کی توہین کیوں گوارا کی ؟ یہانتک تو امر بالمعروف و احتساب دینی کا فرض صرف اشخاص کی ذات تک محدود تھا ' لیکن یہ خط جلسہ انتظامیہ میں پیش کیا گیا - اور اوسکے ذریعہ اسٹرائک کا قطعی فیصلہ کیا گیا ' مجھے اگرچہ قانون سے واقفیت نہیں ہے تاہم عقل سلیم بتاتی ہے کہ اس خط کے متعلق تمام مباحث کا فیصلہ اوسی جلسے کو کرکے ملک و قوم کے سامنے ایک موثق صورت میں پیش کرنا تھا - لیکن جلسہ انتظامیہ کی روئداد سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ خط کیونکر ناظم صاحب کے هاتھہ آیا ؟ اور مولوی اعجاز علی تک کیونکر پہونچا ؟ جلسہ نیز میں اصل خط پیش کیا گیا یا اوسکی نقل سے کام لیا گیا ؟ بہر حال جب ایک جلسہ نے ان تدلیسات باطلہ کو جائز رکھا تو اس نے قومی حیثیت سے ایک امر منکر کا ارتکاب کیا ' اس حالت میں آپنے بحیثیت ایک ناهی منکر ہونے کے اس شر مستطر کی طرف کیوں نہیں توجہ کی ؟ معلوم ہوتا ہے کہ اوس قانون کے اتباع سے جس نے کسی مدرسہ کے ناظر یا مدبر کو خطوط کھولنے کا اختیار دیا ہے ' آپ نے شریعت کے اس اخلاقی اصول کو نظر انداز کردیا ہوگا ' لیکن آپکو یقین دلاتا ہوں کہ مولوی خلیل الرحمان صاحب نے اخبارات میں ایک تحریر شائع کی ہے جس میں اس خط کے کھولنے سے انکار کیا ہے ' اور غالباً مہتمم صاحب بھی انکار کرینگے اور اوس قانون کی رو سے صرف انہی دو بزرگوں کو یہ حق حاصل تھا - ان کے علاوہ جس شخص نے یہ جرأت کی ہوگی ' وہ یقیناً اخلاقی ' شرعی ' بلکہ قانونی مجرم ہوگا -

اگرچہ اس قسم کی عام مرتب تحریروں سے حقیقت نہیں چھپ سکتی - ناظم صاحب نے جب اوس خط کو جلسہ میں پیش کیا تو انکو کھولنے والے کے نام سے ضرور واقفیت ہوگی ' اسلیے وہ شرعی حیثیت سے کتمان شہادت کے مجرم ہیں ' اور اس نے آپ کے احتساب دینی کے فرائض میں ایک دوسرے فرض کا اور اضافہ کردیا ہے جو هر حیثیت سے آپ کی توجہ کا محتاج ہے ' لیکن میرے نزدیک تو اس بے توجہی اور اغماض کا حقیقی سبب آپ کی بلند خود داری ' اور مفرط بلند خیالی ہے - آپ فخر و غرور کے لہجہ میں اکثر کہا کرتے ہیں کہ " میں مقاصد مہمہ پہ نظر رکھتا ہوں تو یہ جزئی بات ہے - "

" میں کلیات پہ بحث کرتا ہوں ' اصول کو پیش نظر رکھنا چاہیے - جزئی فروعات پہ کیا بحث - فلاں شخص قابل خطاب نہیں " غالباً اسی بنا پر آپ نے اس خط کے متعلق بھی تمام جزئی مباحث کو نظر انداز کردیا ہوگا - میں آپ کی همت بلند کا معترف ہوں ' لیکن جب خود خدا کہتا ہے : ان الله لا یستحیي ان یضرب مثلاً ما بعوضة فما فوقها " " فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره و من یعمل مثقال ذرة شرا یره " " تبت یدا ابی لهب " تو پھر ایک مصلح دینی و محتسب عمومی کا یہ عذر بارد کہاں تک بجا ہوسکتا ہے ؟ اگر ایک مصلح دینی بت پرستی و شرک سے دنیا کو نجات دلانا چاہتا ہے ' تو جسطرح اوسکا یہ فرض ہے کہ بت خانوں کے کنگرہ ہائے مرتفع کو منہدم کرے ' اوسی طرح اوسکا یہ فرض بھی ہے کہ اوس حجر المس کو بھی ٹھکرادے ' جو باعتبار طول و عرض کے سطح ارض سے ملصق و متصل ہے مگر ایک بندۂ خدا کی جبین عبودیت کو داغدار بناتا ہے - میں اب آپکی خاطر اصول شریعت کو چھوڑ کر صرف عقلی حیثیت سے بحث کرتا ہوں - کیونکہ کوئی طریقہ عقل و نقل سے باہر نہیں - آپ بتائیں کہ کلیات و اصول کا دنیا میں کہاں وجود ہے ؟ قابل خطاب اشخاص تو هر زمانے میں چند ہی ہوتے ہیں ' باقی عام لوگ ہیں جن کو جمہور و امت کہا جاتا ہے ' اور شریعت انہی لوگوں کیلیے نازل ہوئی ہے ' پھر خدا تو ان کو قابل خطاب سمجھتا ہے ' اور آپ ان سے اس بنا پر قطع نظر کرتے ہیں کہ اس خط کو کسی عظیم الشان آدمی نے غائب نہیں کیا ' بلکہ منشی محمد علی یا عبد الغفور یا کسی اور شخص نے غائب کیا ہوگا ' اور یہ لوگ قابل التفات نہیں - پھر وہ خط بھی مولانا شبلی کا نہیں تھا ' بیچارے عبد السلام کا تھا جو قابل توجہ نہیں ہے -

مقصد اس تطویل کا یہ ہے کہ اس معاملہ میں آپکے فرائض احتساب عمومی پر جائز نکتہ چینی کی جاے ' ورنہ اگر آپ اپنے احتساب و مخاطبین کا دائرہ محدود کردیں تو مجھکو کوئی اعتراض نہیں : ولکل قوم ھاد - آپ صرف طبقۂ امرا و افاضل و اجلاء کے ھادی بنے جائینگے ' اور اس تحدید سے آپکی خود داری اور فخر و غرور میں بھی اضافہ ہو جائیگا -

آپ اکثر یہ بھی لکھتے ہیں کہ " فلاں مسئلہ کے چھیڑنے کا وقت نہیں تھا - یہ چیز مصالح وقت کے خلاف ہے " غالباً اس خط کے متعلق تمام مباحث بھی اسی مصلحت آمیز اصول کے تحت میں آگئے ہونگے - لیکن میں نہیں سمجھہ سکتا کہ فرض احتساب دینی وقت کا کیوں پابند ہے ؟ آنحضرت کی ہدایات و ارشادات تو سفر ' حضر ' جنگ ' امن ' جلوت ' خلوت ' غرض تمام اوقات میں جاری تھے - پھر آپ وقت کی تحدید کس اصول کی بنا پر کرتے ہیں ؟ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عبادات شریعت کا وہ جزو ہے جو اخلاق سے الگ ہے ' اور اخلاقی فرائض میں رخص و عزیمت کا مسائل نہیں - مقصد یہ ہے کہ اوس خط کی نسبت بحث کا اصلی وقت وہی تھا جب وہ روداد میں شائع ہوا - آپ نے وہ فرصت کھودی ' لیکن اب بھی وقت ہے کتمان شہادت ' اور خیانت اخلاقی جرم ہیں ' اور احتساب کیلیے ہر شخص اور ہر زمانہ برابر ہے !

بہر حال اس ضروری و مخلصانہ نکتہ چینی کے بعد میں اپنے خط کے متعلق چند بحث طلب امور کی طرف اشارہ کرتا ہوں :

(۱) میرا خط مکتوب الیہ کو نہیں ملا ' ناظم صاحب مجاریہ و رجسٹر کی رو سے اخبارات میں تحریر شائع کرتے ہیں کہ میں نے ڈاک کا انتظام ۷ - اگست کو اپنے ہاتھہ میں لیا ' اور وہ خط ۲۵ جون کا چلا ہوا تھا جو اس سے پہلے پہونچا ہوگا ' اسلیے میں اس خط کو اپنکر کھول سکتا تھا - اب صرف مہتمم صاحب کی شہادت درکار ہے کہ ڈاک اب تک اونکے پاس آتی تھی ' اگر وہ بھی انکار کردیں ' تو ہمیں منشی محمد علی کو شہادت میں طلب کرنا ہوگا جسکے مختلف وجوہ ہیں - وہ اپنی ڈاک براہ راست منگواتے ہیں ' ڈاکیہ سب سے پہلے اونکے پاس جاتا ہے ' وہاں سے ہوکر مہتمم صاحب کی باری آتی ہے - مولانا شبلی کی کتابیں وہی فروخت کرتے ہیں ' الندوہ کی خط و کتابت بھی اونہی کے متعلق ہے ' اسلیے تمام فرمائشی خطوط اونکے پاس جاتے ہیں - اس بنا پر اونکی شہادت شرعی نہایت ضروری ہے -

مولوی عبد الغفور محرر دفتر نظامت کی شہادت بھی مفید ہوگی کہ دفتر کے تعلق سے اونکو اس خط کے متعلق علم ہوگا ' بہر حال میرا مقصد یہ نہیں کہ کسیکو اس فعل شنیع کے ساتھہ متہم کروں - تاہم ناظم صاحب کے انکار کے بعد نفس واقعہ کے انکشاف کیلیے ان تینوں صاحبوں کی شہادت ضروری ہے - خود ناظم صاحب تو اس خط سے بری ہیں ' لیکن مولانا شبلی نے ۱۹ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ کو جو خط مجھے حیدر آباد سے بھیجا تھا اور جو مجھے نہیں ملا مگر جلسہ میں پیش کرکے درج روداد کیا گیا ' اوسکی نسبت اونکا یہ عذر کافی نہیں کہ " میں نے ۷ اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو ڈاک کا انتظام اپنے ہاتھہ میں لیا " وہ اس خط کے غائب کرنے والے کا نام بتلائیں - بظاہر تو وہی اسکے مجرم معلوم ہوتے ہیں ' کیونکہ اسوقت ڈاک اونہی کے ہاتھہ میں آگئی تھی -

(۲) میرے خط کی نقل جلسہ انتظامیہ میں پیش کیگئی ' حالانکہ اصل خط کے ہوتے ہوے اسکی ضرورت نہ تھی - اب قانونی و اخلاقی دونوں حیثیتوں سے سوال ہوتا ہے کہ نقل میں کچھہ اضافہ یا تغیر و تبدیل تو نہیں کیا گیا ؟ جب تک اصل خط چند معتبر اشخاص کے سامنے نہ پیش کیا جاے یہ شبہ قائم رہے گا - مجھے خط کا مضمون یاد ہے ' مگر اوسکے الفاظ محفوظ نہیں - جان سکن یہ فقرہ ہے " مولانا کا حکم ہے " مگر مجھے اسمیں شبہہ ہے - اگر یہ ثابت ہو جاے کہ میرے ان الفاظ کو بدل دیا گیا ہے تو جعلسازی و بد دیانتی ناظم صاحب کی ثابت ہو جائیگی ' کیونکہ الجعل کے معرف ہونے کیلیے یہ ضروری نہیں کہ ہر لفظ میں تحریف کی گئی ہو - کسی کے نام سے جعلی خط بنا کے عدالت میں پیش کرنا ' یا کسی کے خط میں تغیر کرکے عدالت کو دکھلانا ' میرے نزدیک اخلاقی حیثیت سے دونوں برابر ہیں - قانون کو میں نہیں جانتا -

(۳) اس خط کی عجیب و غریب خصوصیت یہ ہے کہ اگر وہ مکتوب الیہ کے پاس پہونچتا تو اسٹرائک نہ ہوتی ' لیکن نہیں پہونچا اسلیے اسٹرائک ہوگئی ' مولانا خلیل الرحمان کے ہاتھہ میں مولانا شبلی کی بدنامی کی دستاویز ہاتھہ آگئی ' اوسکے بھروسے پر انہوں نے طلباء پر سختیاں کیں کہ اگر دب گئے تو میرا رعب قائم ہو جائیگا ' اور اسٹرائک کی بنا پر اس خط کے ذریعہ سے مولانا شبلی کو بھی بدنام کرونگا ' طلباء کی اسٹرائک کو بھی سازشی ثابت کرکے بے اثر کردونگا - پس فی الحقیقت اسٹرائک کا بانی صرف وہی شخص ہے جس نے مولانا خلیل الرحمان کو یہ خط دیا -

(۴) یہ خط مولانا خلیل الرحمان کو نیک نیتی سے نہیں دیا گیا بلکہ اسکا مقصد نہایت وسیع تھا - جس شخص نے اونکو یہ خط دیا ہوگا وہ اونکے دل میں رسوخ و محبت پیدا کرسکتا تھا - اس خط کے ذریعہ مولانا شبلی کو بد نام کرسکتا تھا ' اور مجھے موقوف کرا سکتا تھا ' غرض کہ اس قسم کے مختلف اغراض شخصیہ کو پورا کر سکتا تھا -

میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ ندوہ کی اوسوقت تک اصلاح نہیں ہوسکتی جب تک کہ اوس شخص کا پتہ نہ لگایا جاے جس نے میرا خط اڑایا - اسی فتنہ انگیز نے اس قسم کے نا جائز و مخفی ذرائع سے ندوہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہوگی - پس آپ کا فرض ہے کہ فرض اصلاح کے اتمام کیلیے اوسکا پتہ لگالیں - ارکان ندوہ کو اسکی طرف متوجہ کریں ' جو کمیٹی تمام معاملات جزئیہ ندوہ کی تحقیقات کرے ' وہ تمام ملازمین مدرسہ کی اخلاقی خصوصیات کو بھی پیش نظر رکھے - ہر قومی مدرسہ میں اپنے اغراض شخصیہ کی تکمیل کیلیے اس قسم کے مفسد پیدا ہو جاتے ہیں ' اور ندوہ میں بھی اس قسم کے مفسد ہیں ' اور اونکے جال میں پھنسکر اور لوگ بھی نا دانستہ فتنہ گری کرتے ہیں - مجھے توقع ہے کہ آپ اس خط کو شائع کرکے تمام مراتب کی تحقیقات کرینگے -

---

پٹنہ یونیورسٹی اور مسلمان

پٹنہ یونیورسٹی کے متعلق تمام امور پر غور کرنے کے لیے جو کمیٹی قائم کیگئی تھی ' اسکی رپورٹ شائع ہوگئی - اسکے دیکھنے سے ابتدائی نظر میں اسکا فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ یہ یونیورسٹی گورنمنٹ یونیورسٹی ہوگی یا ہندو ' یا عیسائی یونیورسٹی ؟ کیونکہ جہاں ایک طرف کینگ کالج کی عمارت کی بنیاد پڑتی ہے ' وہاں اسکے مقابل میں ایک سنسکرت کالج کی عالیشان عمارت بھی جو ایک لاکھہ چونسٹھہ

هزار کي لاگت سے تیار هوئي هے' ساڑھے نو هزار کے فرنیچر اور پچیس هزار کی کتب سنسکرت سے بھي آراسته نظر آتي هے - اس میں دو سو طالب علموں کو مفت تعلیم دینے کي تجویز منظور کي گئي هے جنمیں سے سو طالب علمونکو بلا کسي معاوضه کے هوسٹل میں جگه بھي دي جایگی اور اونکے لیے خود یونیورسٹي قوم سے سائل هوکر انکي خورد و نوش کا سامان کریگي - نیز بعد فراغت اچار جیا کو ۲۰ روپیه ماهوار کا تین سال تک وظیفه ملے گا -

لیکن کمیٹي کے راز سربسته سے ایک نا واقف شخص جب یه دریافت کرتا هے که گورنمنٹ نے اپني مسلمان رعایا کے ساتھه جنکو اڑیسه کي هندو آبادي کے ساتھه ضم هوجانے سے بہت سے حقوق میں محروم هوجانا پڑا هے' تعلیم میں کیا مراعات کیں ؟ تو اسکو نهایت مایوسانه جواب ملتا هے' اور مسلمانان بہار کو یکسر گویا اخراج کا حکم دیدیا جاتا هے !!

کمیٹي کے هندو اور یوروپین ممبر برابر حصه تقسیم کرلیتے هیں' کیونکه جہاں هندوؤں کیلیے ایک کالج قائم کیا گیا هے اور ۲۷۰۰۰ هزار سالانه کي رقم دیگئي هے' وهاں هندو ممبروں نے اپني فیاضي سے اضافه کے ساتھه یوروپین ممبرونکو پرنسپل اور پروفیسر کے عهده کي طمع دیتے هوے تیس هزار سالانه کا ایک عهده (وائس چانسلر) کا نذر کیا هے جو کسي یونیورسٹي میں نہیں هے' اسپر یوروپین منصف مزاج ممبروں نے بھی اپنے حصه میں سے اس کالج کے کل عهدے هندوؤں کو دیکر برابر کا سہم بنا لیا هے !

پھر ایسي صورت میں هم کیونکر باور کرسکتے هیں که یه یونیورسٹی اسي گورنمنٹ کي هے جسکي سلطنت کا قیام ان دونوں ستونوں (هندو مسلمانوں) پر هے ؟ عربي تعلیم گاه کے قائم کرنیکي تجویز نا کام رهي تو اسکا ذمه دار کون هوگا ؟ آنریبل مولوی فخر الدین صاحب اور مسٹر نور الهدی صاحب مسلمانونکو اس بارے میں واقفیت بخشیں ورنه قوم کي جانب سے پوري ذمه داري آپهی پر عائد هوگی -

سید ابو الحسن از محله گدري - پٹنه

اڈیٹر الهلال کی راے

(نقل از الهلال نمبر ۱۸ جلد ۴ صفحه ۱۵ [۳۶۱]

میں همیشه کلکته کے یوروپین فرم جدمس مرے کے یہاں سے عینک لیتا هوں - اس مرتبه مجھے ضرورت هوئی تو میسرز - ایم ان احمد - اینڈ سنز [نمبر ۱۵/۱ رپن اسٹریٹ کلکته] سے فرمایش کی - چنانچه دو مختلف قسم کی عینکیں بنا کر انہوں نے دی هیں ' اور میں اعتراف کرتا هوں که وه هر طرح بہتر اور عمده هیں اور یورپین کارخانوں سے مستغنی کر دیتی هے - مزید بر آں مقابلة قیمت میں بھی ارزاں هیں ' کام بھی جلد اور وعدہ کے مطابق هوتا هے -

[ابو الکلام آزاد ۳ مئی سنه ۱۹۱۴]

صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرماکے پر همارے لائق و تجربه کار ڈاکٹر (نکی تجویز سے اصلی پتھر کی عینک بذریعه وی - پی ارسال خدمت کی جاتی هے - اسپر بھی اگر آپکے موافق نه آئے تو بلا اجرت بدل دی جائیگی -

عینک نکل کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۳ روپیه ۸ آنه سے ۵ روپیه تک - عینک رولڈ گولڈ کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۶ روپیه سے ۱۲ روپیه تک عینک اسپشل رولڈ گولڈ کمانی مثل اصلی سونے کے ' ناک چوڑی خوبصورت حلقه اور شاخیں نہایت عمده اور دیدار مع اصلی پتھر کے قیمت ۱۵ روپیه محصول وغیره ۹ آنه -

ایم - ان - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گھڑی - نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ولسلی - کلکته

هندوستانی دوا خانه دهلی

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویه کا جو مهتم بالشان دوا خانه هے وه عمدگی ادویه اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور هوچکا هے - صدها دوائیں (جو مثل خانه ساز ادویه کے معتبر اجزاء سے بنی هوئی هیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسی کارخانه سے مل سکتے هیں) عالی شان کار و بار ' صفائی ' ستھرا پن ' ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظه کریں تو آپ کو اعتراف هوگا که :
هندوستانی دوا خانه تمام هندوستان میں ایک هی کارخانه هے -

فہرست ادویه مفت (خط کا پته)

مینیجر هندوستانی دوا خانه دهلی

دیـــوان وحشـــت

(یعنی مجموعهٔ کلام اردو و فارسی جناب مولوی رضا علی صاحب - وحشت)

یه دیوان فصاحت و بلاغت کی جان هے ' جسمیں قدیم و جدید شاعری کی بہترین مثالیں موجود هیں ' جسکی زبان کی نسبت مشاهیر عصر متفق هیں که دهلی اور لکھنؤ کی زبان کا عمده نمونه هے ' اور جو قریب قریب کل اصناف سخن پر محتوی هے - اسکا شائع هونا شعر و شاعری بلکه یوں کہنا چاهیے که اردو لٹریچر کی دنیا میں ایک اهم واقعه خیال کیا گیا هے - حسن معانی کے ساتھ ساتھ سلاست زبان ' چستی بندش اور پسندیدگی الفاظ نے ایک طلسم شگرف باندها هے که جسکو دیکھکر سکته سنجان سخن نے بے اختیار تحسین و آفرین کی صدا بلند کی هے -

مولانا حالی فرماتے هیں ......" آئنده کیا اردو کیا فارسی دونوں زبانوں میں ایسے دیوان کے شائع هونے کی بہت هی کم امید هے ...... آپ قدیم اهل کمال کی یادگار اور انکا نام زنده کرنے والے هیں -" قیمت ایک روپیه -

المشتهر
عبد الرحمن ' اثر - نمبر ۱۶ - کرایه روڈ - ڈاکخانه بالیگنج - کلکته

سوانح احمدی یا تواریخ عجیبه

یه کتاب حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب شهید کے حالات میں هے - آپ اُمی تھے باطنی تعلیم شغل برزخ - اور بیعت کا ذکر دیباچه کے بعد دیا گیا هے - پھر حضرت رسول کریم صلعم کی زیارت جسمی - اور ترجمه بزرگاں هر چهار سلسله مروجه هند کا بیان هے - صدها عجیب و غریب مضامین هیں جسمیں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا هے - ایکے گھوڑیکی چوری کی گھاس نه کھانا - انگریزی جنرل کا عین موقعه جنگ پر انکا لشکر میں لے آنا - حضوری قلب کی سارکی تعلیم - مرمی کی خیال معالفونکا امت میں مبتلا هونا - سکھوں سے جہاد اور کئی لڑائیاں - ایک رسالدار کا قتل کے ارادے سے آنا اور بیعت هو جانا - شیعونکی شکست - ایک هندو سیٹھ کا خواب هولناک دیکھکر ایسے بیعت هونا - ایک انگریز کی دعوت - ایک شیعه کا حضرت سرورکائنات کے حکم سے آپکے هاتھ پر بیعت کرنا - حج کی تیاری - اور میدانِ عرفات میں پہونچنا باوجود اُمی هونیکے ایک پادری کو اقلیدس کے مسایل دقیقه کا حل کردینا - سمندر کے کھاری پانی کا شیریں هوجانا سلوک اور تصوف کے نکات عجیبه وغیره حجم ۲۲۴ صفحه قیمت دو روپیه علاوه محصول -

دیار حبیب (صلعـــم) کے فوٹـــو

گذشته سفر حج میں میں اپنے همراه مدینه منوره اور مکه معظمه کے بعض نہایت عمده اور دلفریب فوٹو لایا هوں - جن میں بعض تیار هوگئے هیں اور بعض تیار هو رهے هیں - مکانوں کو سجانے کے لیے بیهوده اور مخرب اخلاق تصاویر کی بجاے یه فوٹو چوکھٹوں میں جڑوا کر دیواروں سے لگانے کے علاوه خوشنودی اور زینت کے خیر و برکت کا باعث هونگے - قیمت فی فوٹو صرف تین آنه - سارے یعنی دس عدد فوٹو جو تیار هیں اکٹھے منگانے کی صورت میں ایک روپیه آٹھ آنه علاوه خرچ ڈاک - یه فوٹو نہایت اعلی درجه کے آرٹ پیپر پر ولایتی طور پر بنوائے گئے هیں - بمبئی وغیره کے بازاروں میں مدینه منوره اور مکه معظمه کے جو فوٹو بکتے هیں - وه هاتھه کے بنے هوئے هیں - اب تک فوٹو کی تصاویر اُن مقدس مقامات کی کوئی شخص تیار نہیں کرسکا - کیونکه بدوی قبائل اور خدام حرمین شریفین فوٹو لینے والوں کو فرنگی سمجھکر انکا خاتمه کردیتے هیں - ایک ترک فوٹو گرافر نے وهاں بہت رسوخ حاصل کرکے یه فوٹو لیے - (۱) کعبة الله - بیت الله شریف کا فوٹو سیاه ریشمی غلاف اور اسپر سنہری حروف جو فوٹو میں بڑی اچھی طرح پڑھے جاسکتے هیں (۲) مدینه منوره کا نظاره (۳) مکه معظمه میں نماز جمعه کا دلچسپ نظاره اور هجوم خلایق (۴) میدان منا میں حاجیوں کے کیمپ اور مسجد خیف کا سین (۵) شیطان کو کنکر مارنے کا نظاره (۶) میدان عرفات میں لوگوں کے خیمے اور قاضی صاحب کا جبل رحمت پر خطبه پڑھنا (۷) جنت المعلی واقعه مکه معظمه جسمیں حضرت خدیجه حرم رسول کریم صلعم اور حضرت آمنه والده حضور سرور کائنات کے مزارات بھی هیں (۸) جنت البقیع جسمیں اهل بیت و امهات المومنین و بنات النبی صلعم حضرت عثمان غنی رضی الله عنه شهداے بقیع کے مزارات هیں (۹) کعبة الله کے گرد حاجیوں کا طواف کرنا (۱۰) کوه صفا و مروه اور وهاں جو کلام ربانی کی آیت منقش هے فوٹو میں حرف بحرف پڑھی جاتی هے -

دیگـــر کتـــابیں

(۱) مذاق العارفین ترجمه اردو احیا العلوم مولفه حضرت امام غزالی قیمت ۹ روپیه - تصوف کی نہایت نایاب اور بے نظیر کتاب [۲] هشت بهشت مجموعه حالات و ملفوظات خواجگان چشت اهل بهشت اردو قیمت ۲ روپیه ۸ آنه - [۳] رموز الاطبا علم طب کی بے نظیر کتاب موجوده حکماے هند کے تصویر حالات و مجربات ایک هزار صفحه مجلد قیمت ۴ روپیه - [۴] نفحات الانس اردو حالات اولیاے کرام مولفه حضرت مولانا جامی رح قیمت ۳ روپیه -

(۵) مشاهیر اسلام چالیس صوفیاے کرام کے حالات زندگی دو هزار صفحه کی کتابیں اصل قیمت معه رعایتی ۲ - روپیه ۸ آنه هے - (۷) مکتوبات و حالات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پندره سو صفحے قلمی کاغذ بڑا سایز ترجمه اردو قیمت ۶ روپیه ۱۲ آنه

مینیجر رساله صوفی پنڈی بهاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

زبان خلق

قول و فعل کی مطابقت کی جستجو بھی انسان کا فطرتی حق ہے جس میں ہر شخص و خیال کا اتفاق ہے۔ جب آپ کسی سے کوئی بات ادعا کرتے ہیں تو وہ اندازہ کرنا چاہتے ہیں کہ آپکا فعل قول کے مطابق ہے یا نہیں۔ اور اسی نتیجہ پر قول کی وقعت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم واقعہ بیان کریں۔ ہم پہلے چند نام پیش کرتے ہیں۔

جناب نواب **وقار الملک** بہادر

جناب نواب حاجی **محمد اسحق** خاں صاحب

جناب آنریبل سید **شرف الدین** صاحب جسٹس ہائی کورٹ کلکتہ۔

جناب لسان العصر سید **اکبر حسین** صاحب۔ اکبر الہ آبادی

جناب مولانا مولوی **ابو محمد عبد الحق** صاحب مصنف تفسیر حقانی دہلوی۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر **محمد اقبال** صاحب۔ اقبال۔ ایم۔ اے۔ لاہور۔

جناب مولانا مولوی **محمد عبد الحلیم** صاحب **شرر** لکھنوی۔

جناب حاذق الملک حکیم حافظ **محمد اجمل** خاں صاحب دہلوی۔

جناب شفاء الملک حکیم **رضی الدین** احمد خاں صاحب دہلوی

جناب نفٹنٹ کرنل ڈاکٹر رنیڈ۔ اے۔ احمد صاحب ایم ڈی آئی ایم ایس

جناب حکیم حافظ **محمد عبد الولی** صاحب لکھنوی

جناب پنڈت مان سنگھ صاحب سیکرٹری آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس دہلوی۔

ایڈیٹر صاحبان اخبارات۔ الہلال۔ زمیندار۔ وطن۔ پیسہ

اودھ۔ توحید۔ یونین۔ افغان۔ دلگداز۔ اردوئے معلی

ان اصحاب کی عظمت اور رایوں کی اہمیت مفصل بیان کرنا ہمارے موضوع سے علیحدہ ہے اسلئے کہ وہ بذات خود ایک اہم ترین چند تاریخ ہو تا ہم اتنا کہہ دینا بھی از حد ضروری ہے کہ عام دلچسپی کے کاموں میں آپ ان اصحاب کی امامت کو تسلیم کرتے ہیں پھر آپکو یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ آج ان ہی الشرقوں میں شاید ہی کوئی ایسا گھرانا ایسا ہو جہاں سر پر ڈالنے کے تیلوں کا رواج نہ ہو۔ نیز یہ بات ہے کہ وہ بالوں کو محض چکنا کرنے کیلئے عارضی خوشبو کے تیل میں یا تاج روغن گیسو دراز بہتر ہے کہ یہی بخوبی معلوم ہے کہ آج نہ صرف ہندوستان کی ہر قابل کی زیادہ تعداد بلکہ اس ہی سے منتخب ترین چند ملک کی نئے لکھ اخبارات ہیں پیش کیا جا سکتا ہے جو تاج روغن گیسو دراز کی معجز نمائی کی بہترین تصدیق ہے۔

ظاہر ہے کہ تر فیشل کا تو کچھ علاج ہی نہیں۔ اس کثرت سے ایسا موجود ہیں کہ جہاں کوئی پا سر پر ڈالے۔ لیکن اگر آپ کو حسن قبول اور شہرت عام کا کچھ پاس ہے پھر ہندوستان سیلون برما عرب وغیرہ وغیرہ ممالک کے اہل نظر و معدہ بین اصحاب کی پیروی کرنا مقصود ہے تو یاد رکھئے کہ جسطرح انسان کے کلاہ سروں پہ یک سر کا ہونا اور سر پر دماغ اور دماغ میں جودت کا ہونا لازمی ہے اسیطرح بیکار دماغ اور اسکی کیفیات و جذبات کیلئے تاج روغن گیسو دراز کا استعمال بھی ضروری ہے۔

البتہ بعض اصحاب کی یہ شکایت عرصہ سے چلی آتی تھی کہ تاج ہیر آئل بہ نسبتاً قیمت میں قدرے زیادہ ہے۔ نو تین رہی رفع شکایت کے عدیم المثال موقع ملے تھے مثلاً بادشاہ سلامت کا بہ نفس نفیس قدم رنجہ فرمانا۔ جو سلاطین سلف کیلئے سکندر اعظم کے بعد دوسرا تاریخی واقعہ ہے پھر ہندوستان کے ہر دلعزیز وائسرائے یعنی لارڈ ہارڈنگ بہادر بالقابہ کا ایک حادثہ جانکاہ کے بعد غسل صحت فرمانا اور کیا۔ اور کیا!

یہ تمام مواقع اگرچہ انتہا مسرت کے مواقع تھے لیکن تاج روغن گیسو دراز کی قیمتوں میں کچھ کمی نہ ہوئی اور ہوتی کیونکر۔ تاج محل آگرہ میں۔ ہے کہ یہ ترتیب منسوب ہے کی قیمت کم ہونے میں ہی اور اگر کبھی خدانخواستہ کم ہوتا ہے۔ تو پھر پریشان ہوکر شانوں پر بکھرے مگر کا اثر تو آتا معلوم ہو ٹھیک ان وجوہ سے چشم بصیرت کا ترچھی اشارہ تھا سو

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

لیکن ہمارے بعض دلسوز مہربان اور طبی احباب جو میدان مقابلہ سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ

پہونچے ترے گیسو جو کمر تک پہونچے

حسن اتفاق سے اس مرتبہ کچھ نیت ہی بندہ گئی۔ اور صاحب دفتر نے بھی ایک حد تک تجربہ کی اجازت دیدی۔ کہ برائے چندے پچھلی قیمتوں میں اور کمپنی کی شرائط میں کچھ تخفیف کی جائے اور ساتھ ہی خوشبوؤں میں بھی کچھ اضافہ کر دیا جائے۔

جن مرکبات پر ادویہ کی قدرتی پر او فطرتی اثر چھایا ہوا ہو۔ ان پر ایک دلفریب التزام کے ساتھ خوشبوؤں کا چھا جانا ایک محال حکمت ہی نہیں ہے جو صرف اہل فن کی مخصوص داد کی باعث ہوتی ہو بلکہ یقیناً ایک صرف کثیر کا باعث بھی۔

احباب نے یہ تو اندازہ کیا ہی ہوگا۔ اور اگر نہیں کیا تو اب کر لیجئے کہ **تاج روغن گیسو دراز کی خوشبو** کسی پھول کی بجائے ایک کلی کی خوشبو سے بہت زیادہ مشابہ ہے جو تھوڑے ہی وقفہ میں کچھ سے کچھ ہو جایا کرتی ہے اور در اصل یہ تاج میں آمیزش کی ہوئی ادویہ کی بو کا ایک قدرتی تغیر ہے جو اس کی مہک کو ایک خاص وقفہ تک کلی کی طرح اپنے دامن میں چھپائے رکھتا ہے لیکن بعض دوستوں کا شدید تقاضا تھا کہ اس مرتبہ موجودہ خوشبو میں بھی کچھ اضافہ کر دیا جائے۔ اور شکر ہے کہ اس حکم کی تعمیل بھی بوجہ حسن کر لی گئی ساتھ ہی شیشی کی مقدار گنجائش سے موجودہ شیشی کی مقدار گنجائش $\frac{1}{5}$ حصہ پہلے ہی بڑھا دی جانیکی تجویز مکمل ہو چکی تھی تاہم

قیمتوں میں موجودہ تخفیف

محض بلا تخصیص اور صرف اس امید پر کیجاتی ہے کہ پھر کوئی شریف اور مہذب گھرانا تجربہ ہونے سے خالی نہ رہجائے۔

یہاں یہ عرض کر دینا بھی شاید بے موقع نہ ہوگا کہ جیسے عارضی طور پر مستقل فوائد کے زیادہ سے معجزہ کی سی امید رکھنا قرین عقل نہیں ہے بعینہ اسی طرح سے تاج کے فوائد کا عدیم المثال اندازہ جواب محتاج تفصیل نہیں رہا ہے۔ صرف ایک دو یا تین ہی شیشیوں سے بھلا تا ملک کی ایک درد انگیز فرو گذاشت ہوگی۔ جسکا خمیازہ نسبتاً اس ناچیز کارخانہ کو زیادہ برداشت کرنا پڑیگا۔

تاج روغن گیسو دراز تین مختلف الفوائد اوصاف بمختلف خوشبو اور مختلف تخفیف شدہ قیمتوں کے حسب ذیل روغن ہیں۔

تاج روغن زیتون و یاسمن قیمت بادو سر و بنفشہ فی شیشی ۱۲

تاج روغن آملہ و بنولہ فی شیشی (۱۰)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

(نوٹ) کارخانہ کو قیمت طلب پارسل کی فرمائش وصول ہونے پر خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک و ایک شیشی پر ۸ روپے فی شیشی بمعہ تین شیشیوں پر ۱۰ خریدار مقرر کرے ان اخراجات کی کفایت کی نظر سے یہ بہتر ہے کہ کارخانہ کو فرمائش لکھنے سے پیشتر مقامی سوداگر سے تاج ہیر آئل یا تاج روغن گیسو دراز کے نام سے ان تیلوں کو تلاش کر لیجئے اس لئے کہ بجز مستثنائے چند مقامات کے قریب قریب تمام اطراف ہند کی مشہور دوکانوں پر مال کارخانہ کی قیمت پر باسانی دستیاب ہو سکتا ہے۔

(نوٹ) جن مقامات پر باقاعدہ ایجنٹ موجود نہیں وہاں سے دو درجن شیشیوں کی فرمائش پر خرچہ پیکنگ و محصول ریل اور ایک درجن شیشیوں پر صرف خرچہ پیکنگ معاف اور فرمائش کی یک ثلث قیمت پیشگی آنے پر ہر دو حالتوں میں (یعنی دو درجن کی فرمائش خواہ ایک درجن کی فرمائش پر) ایک شیشی بلا قیمت پیش کیجاتی ہے۔

تجارت پیشہ اصحاب مزید تخفیف شدہ شرائط جلد منگائیں اس لئے کہ تھوڑے مقامات میں جہاں مال خریدنے والے **ایجنٹوں کی ضرورت ہے**

(اخبارات کا حوالہ دیکر فرمائش مفصل اور خوشخط نہ ہونیکی حالت میں تعمیل حکم یقینی نہیں ہے)

المشتہر

مینیجر دی تاج مینوفیکچری بمبئی و دہلی صدر دفتر دہلی

تار کا پتہ "تاج" دہلی

ناظرین الهـــلال غور سے پڑھیں

اگر آپ ڈاکٹر اقبال - مولانا شبلي - سید اکبر حسین صاحب ' طالب بنارسي - سید ناصر نذیر صاحب فراق - سید دلگیر - مولانا عرش گیاوی - مرزا سلطان احمد صاحب سیماب ' اکبر آبادي اور دیگر باکمال شعرا اور مضمون نگاروں کا زور قلم ملاحظه فرمانا چاهتے هیں ' تو اردو علم ادب کے زبردست آرگن -

رساله فانوس خیال

سلانه قیمت تین روپیه - خریداران الہلال سے دو روپیه

کے خریدار بن جالیے - چندہ معاونین سے ۱۰ روپیه - تاجران و حکام سے ۵ روپیه - عوام سے ۳ روپیه - طلبا سے ۲ روپیه یکم جون سے پیشتر خریداران الہلال سے ۲ روپیه اگر مني آرڈر بهیجنا چاهیں - تو صرف ۱ روپیه ۱۲ آنه - کاغذ لکهائی چهپائي نفیس -

منیجر فانوس خیال پٹهان کوٹ - پنجاب

جوهر سر ماهي

دماغ جو کل اعضائے رئیسه پر حکمراں هے - کمزور هوجانیسے تمام عصاب و دیگر اعضاء بهي کمزور هو جاتے هیں - اور مقوي دماغ کے جتنے نسخے هیں تمام قیمتي سے قیمتي هیں - اس ملک میں اکثر اطبا غریب مریضوں کے علاج کرنے سے معذور پائے جاتے هیں - لهذا یه ایک نو ایجاد دوا جو روئي مچهلي کے مغز سے امریکه میں تیار کیا گیا هے - دماغي کمزوریوں میں تیر هدف ثابت هوئي هے - مریضان امراض دماغي کو عموماً اور اطباء هندوستان سے خصوصاً گذارش هے که یه کثیر المنفعت دوا روز تین قطرے تین روز تک استعمال کرنے سے نسیان' سستي' اداسي' دماغ کا چکرانا ' درد سر' اسهال' ضعف بصارت ' دوران سر' کمي حافظه وغیرہ وغیرہ امراض میں فوراً فائدہ شروع هوجاتا هے' اور چند روز کے مداومت سے شفاء حاصل هوجاتي هے - ایک شیشي میں هزار قطرے هیں قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیه آٹهه آنے -

Dr. T. Hosain, 6 Convent Lane,
Post Entally, Calcutta.

هر فرمایش میں الهلال کا حواله دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹر یز اف دي کورٹ اُف لندن

یه مشهور ناول جو اله سرلسه جلدونمیں هے ابهي چهپ کے نکلي هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - هرایکي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کلاہت هے اور ۲۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه وي - پي - اور ایک روپیه ۱۴ آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بهو بازار - کلکته

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

پوٹن ٹاتین

ایک مجرب و عجیب ایجاد اور حیرت انگیز شفا ٭ یه دوا کل دماغي شکایتونکو دفع کرتي هے - پژمرده دلونکو تازه کرتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جوکه ایکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پهنچتي هے - هسٹریه وغیره کو بهي مفید هے ۲۰ ایس گولیونکي بکس کي قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باه ایک بار ہي دفع هو جاتي هے - اس کے استعمال کرتے هي آپ فائده محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه -

هائي ڈرولن

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رها -

یه دوا آب نزول - فیل پا وغیره کے واسطے نهایت مفید ثابت هوا هے - صرف اندروني و بیروني استعمال سے شفا حاصل هوتي هے -

ایک ماه کے استعمال سے یه امراض بالکل دفع هو جاتي هے قیمت دس روپیه اور دس ملکے دوا کي قیمت چار روپیه -

Dattn & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هرقسم کا جنون خواه نوبتي جنون ٭ مرگي والا جنون ٭ غمگین رهنے کا جنون ٭ عقل میں فتور ٭ بے خوابي و موسمي جنون ٭ وغیره وغیره دفع هوتي هے اور وه ایسا صحیح و سالم هوجاتا هے که کبهي اپنا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy M. A 167/8 Cornwallis Street, Calcutta.

نصف قیمت - پسند نهونے سے واپس

عمده نئے چالکي جیب گهڑیاں ٹهیک وقت دینے والي اور دیکهنے میں بهي عمده فائده عام کے واسطے تین ماه تک نصف قیمت میں دي جارهي هیں جسکي گارنٹي تین سال تک کے لیے دي جاتي هے -

اصلي قیمت سات روپیه ، چوده آنه اور نو روپیه چوده آنه نصف قیمت تین روپیه پندره آنه اور چار روپیه پندره آنه هر ایک گهڑي کے همراه سنهرا چین اور ایک عمده مین اور ایک چاقو مفت دے جائینگے -

کلائي واچ اصلي قیمت نو روپیه چوده آنه اور تیره روپیه چوده آنه نصف قیمت - چار روپیه پندره آنه اور چهه روپیه پندره آنه بالاندمیں کا فیته مفت ملیگا -

کمپٹیشن واچ کمپني نمبر ۲۰ مدن متر لین کلکته -

Competition Watch Company No, 20 Madun Mitter Lane. Calcutta.

پسند نهونے سے واپس

همارا مں موهني ماڑک هارمونیم سرپلا فائده عام کے واسطے تین ماه تک نصف قیمت میں دي جاریگي یه سالکي اب انکوي اپ بدي هے جس سے آواز بهت هي عمده اور بهت روز تک قائم رهنے والي هے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیه اور نصف قیمت ۱۵ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیه ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ - ۷۰ و ۸۰ روپیه نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیه هے آرڈر کے همراه ۵ - روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیئے -

کمرشیل هارمونیم فیکٹري نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکته -

Commercial Harmonium Factory N.o 10/ 3 Lover Chitpur Roud Calcutta

---

عجیب و غریب مالش

اس کے استعمال سے کهوئي هوئي قوت پهر دوباره پیدا هوجاتي هے - اسکے استعمال میں کسي قسم کي تکلیف نہیں هوتي - مایوسي مبدل دهوکی کر دیتي هے قیمت في شیشي دو روپیه چار آنه علاوه محصول ڈاک -

HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمال سے بغیر کسي تکلیف اور بغیر کسي قسم کي جلد پر داغ آنے کے تمام روئیں اڑجاتي هیں -
قیمت تین بکس آٹهه آنه علاوه محصول ڈاک -
آر - پي - گوش

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road. Calcutta.

سنکاری فلوٹ

تین سال کي گارنٹي

بهترین اور سریلی آواز کی هارمونیم
سنگل ریڈC سے تک C یا F سے F تک
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیه
ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیه
اسکے ماسوا هرقسم اور هر صفت کا هرمونیم همارے یہاں موجود هے -
هر فرمایش کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

R. L. Day.
34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

پچاس برس کے تجربه کار

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سي - داس کا ایجاد کرده - آزالا سهیلے جو مستورات کے کل امراض کے لیے تیر بهدف هے ٭ اسکے استعمال سے کل امراض متعلقه مستورات دفع هوجاتي هے ٭ اور نهایت هي مفید هے - مثلاً ماهوار نه جاري هونا - دفعتاً بند هوجانا - کم هونا - بے قاعده آنا - تکلیف کے ساتهه جاري هونا - متواتر یا زیاده مدت تک نهایت زیاده جاري هونا - اس کے استعمال سے بانجه عورتیں بهي باردار هوتي هیں -

ایک بکس ۲۸ گولیوں کي قیمت ایک روپیه -

سوا تسهائے گولیاں

یه دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بهدف کا حکم رکهتي هے - کیسا هي ضعف کیوں نه هو اسکے استعمال سے اسقدر قوت معلوم هوگي جو که بیان سے باهر هے - شکسته جسموں کو از سرنو طاقت دیکر مضبوط بناتي هے ٭ اور طبیعت کو بشاش کرتي هے -

ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیه

Swasthasahaya Pharmacey,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

سلوائٹ

اس دوا کے استعمال سے هرقسم کا ضعف خواه اعصابي هو یا دماغي یا اور کسي وجه سے هوا هو دفع کردیتي هے ٭ اور کمزور قوی کو نهایت طاقتور بنا دیتي هے - کل دماغي اور اعصابي اور دلي کمزوریونکو دفع کرکے انسان میں ایک نهایت هی حیرت انگیز تغیر پیدا کردیتي هے - یه دوا هر عمر والے کے واسطے نهایت هي مفید ثابت هوئي هے - اسکے استعمال سے کسی قسم کا نقصان نہیں هوتا هے سواے فائده کے

قیمت فی شیشي ایک روپیه

S. C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street, Calcutta.

جام جہاں نما

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہوگی

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھرکی کسی ایک زبانمیں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کارآمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپیہ کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کرگویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کرلئے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھہ لیجے - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیجے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

هر مذهب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

فہرست مختصر مضامین - علم طبعیات - علم ھئیت علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر - فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اهل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ هر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوںمیں نور پیدا ہو' بصارت کی آنکھیں وا ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کےمشہور آدمی اگلے عہد بعہد کے حالات سوانحعمری' و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' اُنکی قیمتیں' مقام اشاعت وغیرہ - بہی کہاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا برسے انشاپر داری طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوںکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ' شتر ' کالے بھینس' گھوڑا ' گدھا بھیڑ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروںکی تمام بیماریوںکا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندونکی مرا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام مسعمولئے قوانین کا جوہر (جن سے هر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی وہاں جاکر روزگار کر لو اور هر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آجتک کہیں دیکھی نہ سنی ہونگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہرونکے مکمل حالات وہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات هر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ تکھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اُس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روبی واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے ہی دنوں میں لاکھہ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - آسٹریلیا - هر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وہاں کی درسگاہیں دستکاری

کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مفصل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھہ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ باغ ہو جاے دماغ کے کواڑ کھلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اُسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کردکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہروقت آنکھہ مٹکاتی رہتی ہے ' جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - ڈائل چینی کا' پرزے نہایت مضبوط اور پائدار- مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر دوست احباب ودرستی چاہیں نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

آٹھہ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھہ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس همراہ مفت -

چاندی کی آٹھہ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھہ روزہ واچ - جو کلائی پر بندھسکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور هر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ' ابھی ولایت سے بنکر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دیا سلائی کیضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لیمپ راتکو اپنی جیب میں یا سرہانے رکھلو جسوقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطرےسے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوے ایکدم کسیوجہ سے آٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ معہ محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید

سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں' کلاک اور گھڑیونکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اکٹھا مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیجے -

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام توہانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry. (Punjab)

علمی ذخیرہ

(۱) - مآثر الکرام - حسان الهند مولانا میر غلام علي آزاد بلگرامي کي تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا و علما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرو آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراے متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلي نعماني تحریر فرماتے ہیں کہ سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابي اشعار ہیں اعلی درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں ان حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراے اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علي لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلما مولانا شبلي نعماني نے اس کي تصحیح کي ہے اور مولوي عبد الحق صاحب بي - اے - نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کي ابتدائي تاریخ اور تذکرہ هذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۴۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم کی کتاب " کریٹکل اکسپوزیشن آف دي پاپیولر جہاد " کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوي غلام الحسنین صاحب پانی پتي - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یوروپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے - قرآن ' حدیث ' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعي تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زرتشت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور ریفارمر کي سوانح عمري جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کي کتاب سے اقتباس کر کے مولوي خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلي نعمانی کي لا ثاني تصنیف جس میں حضرت عمر رضي اللہ عنہ کي مفصل سوانح عمري اور ان کے ملکي ' مالي ' فوجي انتظامات اور ذاتي فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمی - امام عبد الوہاب بن احمد الشعراني المتوفي سنہ ۹۷۳ ہجري کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار کا ترجمہ جس میں ابتداے ظہور اسلام سے دسویں صدي کے اواسط ایام تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زرین اقوال مذکور ہیں - مترجمہ مولوي عبد الغني صاحب وارثی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) - آثار الصنادید - مرحوم سر سید کي مشہور تصنیف جس میں دہلی کي تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامي پریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) - قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامي - علم عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھہ عربي و فارسي میں بھي کوئی کتاب لکھي نہیں گئي ہے - اس کے آخیر میں ہندي عروض و قافیہ کے اصول و ضوابط بھي مذکور ہیں ' اور اس کو شمس العلما ڈاکٹر سید علي بلگرامي نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ

(۱۰) - میڈیکل جیورس پروڈنس - یعنی طب متعلقہ مقدمات فوجداري ہے - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علي بلگرامي - اس کا مفصل ریویو الہلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۹ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن ہند - موسیو گستاولیبان کي فرانسیسي کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علي بلگرامي - یہ کتاب تمدن عرب کي طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھي گئي ہے - اور اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جسقدر اقوام گذرے ہیں ان کي تاریخ ' تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھہ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکتازان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائي حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلی کاغذ پر نہایت خوش خط چھپي ہے - حجم (۲۹۵۶) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۹ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضي احمد ابن خلکان کي مشہور عالم کتاب وفیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدي سے ساتویں صدي تک کے مشاہیر علما و فقہا و محدثین و مورخین و سلاطین و حکما و فقرا و شعرا وضاع وغیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزي مترجم موسیو ڈي سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشي لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کردیا ہے - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالي - مصنفہ مولانا شبلي نعماني - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالي کي سوانح عمري اور ان کے علمي کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلی - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارڈ کپلنگ کي کتاب دي جنگل بک " کا ترجمہ - مترجمہ مولوي ظفر علي خان بي - اے جس میں انوار سہیلي کی طرز پر حیوانات کي دلچسپ حکایات لکھي گئي ہیں - حجم ۳۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) وکرم اروسي - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراما لین کا ترجمہ - مترجمہ مولوي عزیز میرزا صاحب بي - اے مرحوم - ابتدا مین مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکریت ڈراما کي تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحي حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملي - مصنفہ مولوي سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوي - فلسفہ عملي پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انساني کي روحاني ارتقا کی تدابیر کے ساتھہ ساتھہ قومي ترقي اور عزت حاصل کرنے کي اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) امیر اللغات - عربي فارسي کي متداول الفاظ کي کارآمد ڈکشنري حجم (۱۲۲۹) صفحہ - قیمت سابق ۹ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں ' اور کئي ہزار الفاظ کي تذکیر و تانیث بتلائی گئي ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلی نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبري - مولانا آزاد دہلوي کي مشہور کتاب جس میں اکبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربي فارسي و اردو کي کئي ہزار کتابوں کي فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھہ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شایق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمي ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیري - ضیاء الملۃ والدین امیر عبد الرحمن خان غازي حکمران دولت خدا داد افغانستان کي سوانح عمري - مترجمہ مولوي سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلی - حجم (۵۹۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسي - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) فغان ایران - مسٹر شوسٹر کي مشہور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشیا " کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ -

المشتہر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

Printed & Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. & Publg. House, 14 Mcleod Street, Calcutta

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا، اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں حرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے -

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ دو دوائیں ہمیشہ اپنے پاس رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں آپکے پھاڑ ایسے درد کو رہائی کردیگی -

قیمت بڑا ٹکیونکی ایک شیشی ۲ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی سے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدہ کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربہ سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں جانچکر "مسیحا کسم تیل" تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اعلی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجاتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دواخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور معتبر پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم

دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ کلٹھیاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے، نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

الـمشتہـــــــــر ہیڈ آفس

ایم - ایس - عبد الغنی پیٹنٹ ۲۲۰ و ۷۳
لوئر چت پور روڈ - کلکتہ

[6]

تار کا پتہ ادرشہ

ادرشہ نیٹنگ کمپنی

— :•: —

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں نٹل انٹنگ (اعلے ساخت کی تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود کار موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسی مشین دیگی جسمیں گنجی تیار ہوگی جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوئے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - آپکا روا نہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! یہ لطف نہ کہ ساتھہ ہی بدلے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

---

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

— :•: —

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

لی - گرونڈ راؤ پلیڈر - (دللاری) میں کانز ولیر کے مشین سے اسکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -

مس کشم اماری دیوی - (ادنا) میں خوشی سے اسکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۹۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواری اسکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

---

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(•)—

ادرشہ نیٹنگ کمپنی کو میں جانتا ہوں یہ کمپنی اس وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ لوگ صنعت و حرفت کریں - یہ کمپنی نہایت اچھی کام کر رہی ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتی ہے - اسکے علاوہ کم قیمتی مشین مہیا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکی مدد کریں

چند مستند اخبارات ہند کی رائے

— * —

بنگالی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے نکالے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمایش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھی ہے - قیمت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزوں سے سر مو فرق نہیں -

انڈین ڈیلی نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

حبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کردیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے -

برانچ سول کورٹ روڈ سنگاپور -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۶ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

14 McLeod street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription Rs. 8

Half yearly ,, 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
نمبر ۱۴ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کلکته
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸
قیمت
سالانہ ۸ روپیه
ششماہی ۴ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ۲۳ | کلکته: چہارشنبه ۱۵ رجب ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta: Wednesday, June, 10. 1914.

فہرس

تصاویر

الاسبوع

پچھلے دنوں ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ یہ خبر آئی تھی کہ کیمبرج یونیورسٹی میں ڈاکٹر منگانا نے ایک قدیم مسودہ کی بنا پر قرآن کریم کے کسی ابتدائی ایڈیشن کا پتہ لگایا ہے اور وہ موجودہ نسخہ سے مختلف ہے - اسکے متعلق اخبارات میں بحث چھڑ گئی ہے اور اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک میں بعض مزید معلومات آئی ہیں -

جب تک ڈاکٹر منگانا اپنی کتاب شائع نہ کرے ' اسکے متعلق کچھ لکھنا فضول ہے - البتہ تاریخی حیثیت سے ہم چاہتے ہیں کہ الہلال میں " تاریخ جمع و تنزیل قرآن " کا سلسلہ شروع کردیں جسکے لکھنے کا عرصہ سے خیال کر رہے تھے' اور جسکے لیے اس واقعہ سے ایک تحریک مزید پیدا ہوگئی - انشاء اللہ تعالی -

ہندوستان میں کچھہ عرصہ سے " شیعہ کانفرنس " قائم ہے - افسوس ہے کہ شخصی مسائل کی بنا پر اختلافات و نزاعات سے وہ بھی محفوظ نہ رہسکی - ایک عرصہ تک نفس صدارت کا جھگڑا جاری رہا - اس سال یہ بحث چھڑ گئی ہے کہ آیندہ اجلاس کیلیے جو صدر منتخب ہوا ہے' اسکی جگہ کوئی دوسرا شخص ہو - انکا اجتہاد مسلم نہیں ہے - اب ہر جگہ موافق و مخالف جلسے ہو رہے ہیں - اگر ہمارے راے دینے کو مداخلت بیجا نہ سمجھا جاے (اور امید ہے کہ ایسا نہ سمجھا جائیگا) تو ہم کہینگے کہ خدا کیلیے اس بحث کو ختم کردیا جاے - یہ بڑی ہی افسوس ناک اور لا حاصل بحث ہے - ایک شخص کو ہندوستان میں منتخب کر کے پھر الگ کر دینا کسی طرح بہتر نہ ہوگا - اور صدر کھینچیگا تو انکے مخالفین کانفرنس کے مخالف ہو جاینگے - پس بہتر ہے کہ اس سال شیعہ کانفرنس عراق اور عتبات عالیات سے کسی مجتہد مسلم کو دعوۃ دیکر طلب کرے - اور اسی کو جلسہ کا صدر بناے - اگر ایسا کیا گیا تو موزوں اشخاص کے متعلق بھی ہم مشورہ دیسکتے ہیں جنکی نسبت ہمیں ذاتی واقفیت حاصل ہے -

سفرجیٹ عورتوں کی جد و جہد زور بزور بڑھ رہی ہے اور ہندوستان کے مردوں کیلیے انکا ہر اقدام یادگار عبرت ہے - پرسوں کی تاروں میں ایک عجیب واقعہ کی خبر دیگئی ہے - لندن میں پادشاہ کے ہاں ڈرائنگ روم کا دربار تھا (یعنے صرف عورتوں کی لیوی) ایک مشہور کرنیل کی لڑکیاں بھی پیش ہوئیں جنکے سفرجیٹ ہو جانے کے متعلق انکی ماں کا بیان ہے کہ اسے کوئی خبر نہ تھی - جونہی وہ پیش ہوئیں - ان میں سے ایک گھٹنے ٹیک کر کھڑی ہوگئی اور پکار کے کہا : " حضور ہم پر ظلم نہ کریں اور اپنی فوج کو ہماری مخالفت میں کام نہ لائیں ! " پادشاہ اور ملکہ متحیر رہگئیں اور کچھہ جواب نہ دیا - بالاخر ربنس تشریفات (چمبرلین) نے انہیں باہر کردیا -

حال میں انہوں نے کئی عمارتیں بھی جلا دی ہیں - دربار کی نسبت پہلے سے افواہیں اڑ رہی تہیں کہ کچھہ نہ کچھہ کیا جائیگا - مسز پنکھرسٹ کی نسبت تو یہاں تک سنہ کہا گیا ہے کہ وہ خود پادشاہ کے متعلق کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہے - اس نے قصر شاہی کے سامنے ایک مکان لیا ہے جسکی خفیہ پولیس نگرانی کررہی ہے - پادشاہ نے صبح کی چہل قدمی بھی اسی خیال سے ترک کردی !

ہاوس اف لارڈ میں ایک بل کا مسودہ بھی عورتوں کے حقوق کے متعلق پیش کیا گیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نازکبدن عشوہ گروں نے اپنی جد و جہد سے بالاخر مغرور مردوں کو تھکا ہی دیا - ایک ہم ہیں کہ اپنی غفلت و سرشاری ہی کا مقابلہ کرتے کرتے تھک گئے ہیں !

بالآخر انڈیا کونسل کي اصلاح کا بل هاوس آف لارڈز میں پیش کردیا گیا - اس بل سے سکریٹري آف اسٹیٹ اور پارلیمنٹ کے تعلقات پر کوئی اثر نہیں پڑیگا - صرف انڈیا کونسل کي حالت میں چند بے اثر تبدیلیاں هوجاینگي - مثلاً ممبروں کی تعداد چودہ سے دس کردي جائیگي ' تین ممبروں کو زیادہ تنخواہ دي جائیگي ' کمیٹیوں کی جگہہ مختلف صیغوں کا کام خاص خاص ممبر انجام دینگے ' دو ممبر هندوستانی هونگے ' وغیرہ وغیرہ

تفصیلي حالات ابھی معلوم نہیں ' لیکن اینگلو انڈین پریس ابھي سے یہ حواس هورها ہے کہ نہیں ان تبدیلیوں سے هندوستان کو کوئی بڑا فائدہ نہ پہنچ جائے - کانگرس کے وفد نے اسکے متعلق اپني خواهشیں پیش کي هیں جن میں وہ تمام دفعات شامل هیں جو اسکے متعلق مسٹر جناح نے کراچي کانگریس میں پیش کي تھیں - بہر حال هندوستان کا اصلی فائدہ ان نمائشی اشک شوئیوں سے دور نہیں هوسکتا -

هر اس شخص کیلیے جو ملک کے امن کا طالب ہے ' یہ بڑے هي رنج کی بات ہے کہ مقدس عمارات کے تحفظ کیلیے بڑے بڑے اعلانات اور مواعید تو کیے جاتے هیں لیکن گورنمنٹ کي جانب سے عملی کام کچھہ نہیں هوتا - اسي کا نتیجہ ہے کہ اب مسلمانوں کے علاوہ سکھوں کے جذبات کی بھي پامالی شروع هوگئي ہے !

گردوارہ رکاب گنج دهلي میں سکھوں کي ایک تاریخي اور مقدس عمارت ہے اسکا کچھہ حصہ گورنمنٹ نے لیلیا تھا اور امرتسر کے چیف خالصہ دیوان کے ذریعہ کارروائي کي گئي تھي اس نے ۳ مئي کو ایک جلسہ منعقد کرکے بالکل اسي طرح گورنمنٹ کو اسکي اجازت دیدي ' جس طرح ایک دو مسلمان کانپور کی مسجد کا ایک حصہ دیدینے کیلیے طیار تھے اگر خدا انکو مہلت دیدیتا ' مگر خدا کا هاتھہ همیشہ جماعت هی کی پشت پر رهتا ہے اور اسي میں سے هوکے کام کرتا ہے . ید اللہ علی الجماعۃ !

لیکن یہ سکھہ پبلک کی آواز نہ تھي - عام پبلک نے پچھلے هفتہ لاهور میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور اسکے خلاف آواز بلند کي - هم کو پوري امید ہے کہ گورنمنٹ اس معاملہ میں ایک ایسي جماعت کي دلآزاري کبھی روا نہ رکھیگي جسکي تلوار کا زور اپنے تئیں بہت بڑا قدردان ظاهر کرتي ہے -

لیکن سوال یہ ہے کہ عمارات دینیہ کا مسئلہ کب تک اسي عالم میں چھوڑدیا جائیگا ؟ کاش لارڈ هارڈنگ کی دانشمند گورنمنٹ هندوستان چھوڑنے سے پہلے ملک اور حکومت ' دونوں کی اس سب سے بڑي اهم خدمت کو انجام دیدے !

حال میں برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹي کا جلسہ زیر صدارت هزاکسلنسي سرجیمس مسٹن منعقد هوا - سکریٹري نے بتلایا کہ سنہ ۱۹۱۳ میں ۳۳ ' ۲ ' ۵۸ ' ۸۹ لاکھہ انجیل کي جلدیں مفت تقسیم کي گئیں - یعنی قریباً ایک کرور کے - اور اب تک ۴۵۲ زبانوں میں اسکا ترجمہ هوچکا ہے !

قرآن کریم کا ابتک ایک انگریزي صحیح ترجمہ بھي شائع نہوسکا اور تفسیر تو شاید سو برس تک بھي نہ هوسکے هوںگے - تعلیم یافتہ اصحاب کو مسئلۂ تعلیم سے اور علما کو مسئلۂ تکفیر سے فرصت نہیں ملتی - قرآن کو شائع کرے تو کون کرے ؟ : وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا !

شذرات

مسئلہ مساجد و قبور لشکر پور

ٹون هال کا مجوزہ جلسہ

مسلم لیگ کلکتہ مقامي معاملات و جماعات کے متعلق الهلال کبھي صرف وقت و قلم نہیں کرتا - عام مسائل کے انہماک سے اسے فرصت نہیں :

مرا کہ شیشۂ دل در زیارت سنگ ست
کرا دماغ مئے ناب و نغمہ و چنگ ست ؟

لیکن اس هفتہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے جو مسئلۂ مساجد لشکر پور سے تعلق رکھنے کي وجہ سے نہایت اهم ہے ' اور هم مجبور هوگئے هیں کہ چند کلمات اسکي نسبت لکھیں :

مساجد لشکر پور کا مسئلہ گذشتہ فروري سے ملک کے سامنے ہے - اس وقت سے مسلسل اور پیهم اسکے لیے کوشش کي جا رهي ہے -

مسئلۂ مسجد کانپور کے زمانہ میں " انجمن دفاع مسجد کانپور " کلکتہ میں قائم هوئي تھي - مصالحۂ کانپور کے بعد جب اسکا جلسہ ٹون هال کلکتہ میں منعقد هوا تو ایک تجویز اس مضمون کي بالاتفاق منظور کی گئی کہ " کانپور کا مسئلہ گو بظاهر ختم هوگیا ہے لیکن اس انجمن کو آئندہ بھی بدستور باقي و قائم رهنے دیا جائے ' اور " کانپور " کا لفظ نکالکر اسکا نام صرف " موسک ڈیفنس ایسوسی ایشن " یا " دفاع مساجد و عمارات دینیہ " رکھا جائے "

چنانچہ انجمن قائم تھی - اس نے مساجد لشکر پور کے متعلق بھي کارروائي شروع کي - پہلے مختلف جلسے منعقد هوے - پھر ایک ڈیپوٹیشن لیجانے کي تجویز هوئي - جب اسکے متعلق ایک طرح سے انکار کا جواب آگیا تو اس نے خیال کیا کہ اب اتمام حجت هوچکی ہے اور وقت آگیا ہے کہ ٹون هال میں عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جائے -

ٹون هال میں جلسہ کرنے کي یہاں دو صورتیں هیں - ایک آسان طریقہ تو یہ ہے کہ کوئي ذمہ دار شخص کلکتہ کارپوریشن کے چیرمین کو خط لکھکر هال طلب کرے اور معمولي کرایہ دیکر جلسہ کردے - اسمیں وقت کم خرچ هوتا ہے - هم نے جسقدر جلسے پچھلے دنوں ٹون هال میں کیے - عموماً اسي طرح کیے - ایک موقعہ پر تو چیرمین نے از راہ لطف پولیس اور روشني کي معمولي رقوم هي پر هال دیدیا ' اور کرایہ بھي طلب نہ کیا -

دوسرا زیادہ با قاعدہ طریقہ یہ ہے کہ پبلک کي طرف سے شریف آف کلکتہ سے درخواست کي جائے کہ وہ جلسہ طلب کرے ' اور پھر شریف جلسہ کا اعلان کرے - اسکے لیے ضروري ہے کہ جو درخواست بھیجي جائے اسپر پبلک کي جانب سے ایک اچھی تعداد میں دستخط هوں -

چنانچہ انجمن نے حسب معمول ٹون هال کیلیے چیرمین کو خط لکھا ' اور دریافت کیا کہ فلاں فلاں تاریخ کے اتواروں میں هال خالي هوگا یا نہیں ؟

جواب آیا کہ لشکرپور کي مساجد کا معاملہ کوئي ایسا معاملہ نہیں ہے جسکے لیے ٹون هال میں جلسہ کیا جائے اور پورٹ کمشنر کي مخالفت هو - نہایت افسوس ہے کہ هم اس غرض سے هال نہیں دیسکتے !

یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس بے معنی اور بے اصول طریقہ سے ایک پبلک ہال اور میونسپلٹی کی ملکیت کے دینے سے انکار کیا گیا' اور "ٹون ہال کلکتہ" کا مسئلہ مستقل طور پر چھیڑا گیا -

اب ہمارے لیے پبلک کے حقوق اور ٹون ہال کو ایک یورپین چیرمین کی ملکیت نہ بننے دینے کیلیے ضروری ہوا کہ "ٹون ہال" کے مسئلہ پر متوجہ ہوں' لیکن چونکہ اصل معاملہ سامنے تھا اور ابھی بذریعہ شریف کلکتہ کے جلسہ ہوسکتا تھا' اسلیے یہی بہتر معلوم ہوا کہ اس انکار کی تلخی کو چند روزوں کیلیے برداشت کرلیں' اور اصل معاملہ سے فارغ ہوکر اسکی طرف متوجہ ہوں -

پرنس غلام محمد کے بعد مسٹر اسٹوارٹ کلکتہ کے شریف ہوے ہیں مساجد لشکر پور کا مسئلہ اگر چند شخصوں کا بنایا ہوا نہیں ہے اور انجمن صرف عام پبلک کے جذبات کی ترجمان ہے' تو ضرور ہے کہ اسکا احساس ہر شخص کو ہو - چنانچہ دوسرے ہی دن شریف کے دفتر میں جلسے کی درخواست پہنچ گئی جس پر مسلمانان کلکتہ کے ہر طبقہ کے لوگوں کے دستخط تھے' اور تمام معززین و متوسطین و عوام شہر جلسہ کے انعقاد کا مطالبہ کرتے تھے'

اب صورت معاملہ بالکل دوسری ہوگئی - شریف کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ عام پبلک کی ایک ایسی قوی درخواست کی وقعت سے انکار کردے - اسکا کام کلکتہ ٹون کی پبلک کی نیابت ہے -

بہر حال انہوں نے کہا کہ "جواب کیلیے چند دنوں کی مہلت چاہیے - اس قسم کا جلسہ شریف کی شرکت بغیر نہیں ہوسکتا - پچھلے شریف مسلمان تھا - اتوار کے دن شریک ہوسکتا تھا - میں مسیحی ہوں - اتوار کے دن نہیں آسکونگا - پھر مسئلہ بھی اہم ہے" اسپر ہم نے کہلا دیا کہ جس دن فرصت ہو اسی دن جلسہ کیجیے -

اس مہلت طلبی کو ہم خوب سمجھ گئے تھے - مسٹر اسٹوارٹ کو قطعی جواب دینے کیلیے اتنے دن کی مہلت ضرور ملنی چاہیے تھی' جسمیں کلکتہ سے اسی قریبی فرمائی مقام تک مسٹر بنعمس فرنکلین کی قیمتی ایجاد ڈاک کا تھیلا لیجا سکے اور پھر ویسا ہی ایک تھیلا واپس لاکر پہنچا بھی دے !

سر این رشتہ رجائیست کہ من می دانم !

بہر حال ہم نے بھی اصرار نہیں کیا اور بخوشی مہلت دیدی کہ ذرا ان بلند نشینان غفلت و بے خبری کو بھی حقیقت حال معلوم ہوجائے جو زمین کی سطح سے آٹھ ہزار فٹ بلندی پر رہتے ہیں' اور نہیں جانتے کہ زمین پر بسنے والوں کے دلوں کا کیا حال ہے ؟

ردائے نہ کشادیم ما نہی دستاں
تو میوۂ سر شاخ بلند را چہ خبر ؟

کم از کم اتنا تو معلوم ہوجائیگا کہ خدا کی عبادت گاہوں کے انہدام کا مسئلہ صرف " انجمن " کے بعض عہدہ داروں ہی کا طبع زاد نہیں ہے - بلکہ انکے پیچھے ایک دوسری طاقت بھی موجود ہے - اس طاقت سے وہ عرب بھی اسی طرح مجبور ہیں جس طرح خود گورنمنٹ کو مجبور ہوجانا پڑتا ہے - گو ابتدا میں وہ کتنا ہی ناک بھوں چڑھاے -

ہاں ! یہ تو آسان ہے کہ انجمن کے وفد کو " غیر مفید " بتلا دیا جاے' اور اسکے لیے ایک چٹھی بھی ضرورت سے زیادہ ہے' لیکن شاید " مسلمانوں کا سوال " اس آسانی کے ساتھ " غیر مفید " نہیں سمجھا جا سکتا' اور اسکے لیے یہ بیصبرانہ و ناعاقبت اندیشانہ اغماض بالکل ویسا ہی " غیر مفید " ہے' جسطرح قانون اسلامی کی " صحیح واقفیت و معلومات " کی موجودگی میں کسی قائم مقام ڈیپوٹیشن سے گفتگو کرنا " غیر مفید " ہے !

بہر حال اب حالات میں یکا یک تغیر شروع ہوا اور لشکر پور کی مساجد کا مسئلہ اسدرجہ غیر اہم نہیں رہا جیسا کہ اس سے پہلے تھا - ادھر مسٹر اسٹوارٹ جواب کیلیے مہلت لےچکے تھے' ادھر آمد و رفت اور فہم و تفہیم کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا - مقامی مسلم لیگ کے چند عہدہ دار اور ممبر ایک دن شب کو جمع ہوے' اور ایک صاحب نے یہ تحریک پیش کرکے پاس کرانی چاہی کہ " مجوزہ ٹون ہال کا جلسہ ملتوی کردیا جاے' اور ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں" !

یہ تحریک جسقدر بے معنی اور تمسخر انگیز تھی' اسکا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنے کیلیے مقامی لیگ کی پوری تاریخ سامنے لانی پڑتی ہے مگر اسقدر تضیع وقت کی ہمیں فرصت نہیں - صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ کسی ایسی تجویز کے منظور کرنے کا لیگ کو کوئی حق حاصل نہ تھا - جلسہ عام پبلک طلب کر رہی تھی جو مقامی لیگ کے وجود ہی سے یکسر غیر متاثر ہے - جلسہ لیگ کے اہتمام سے نہیں ہو رہا تھا جس نے ایک مسئلۂ مساجد کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی - پھر اسکے التوا کی تجویز پاس کرکے گورنمنٹ میں بھیجنے کا اسے کیا حق تھا ؟ اور کسی پوشیدہ حکم کی تعمیل کے سوا عام پبلک پر اسکا کیا اثر پڑ سکتا تھا !

اس صحبت میں انجمن دفاع مساجد کے سکریٹری (آنریبل مولوی فضل الحق) اور پریسیڈنٹ (اڈیٹر الہلال) ' نیز بعض دیگر ممبر بھی موجود تھے -

لیکن خود بنگال لیگ کے جوائنٹ سکریٹری مولانا نجم الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر نے نہایت زور کے ساتھ اس تجویز کی مخالفت کی' (جو انجمن کے بھی ایک سرگرم ممبر ہیں) اور مجارٹی نے انکا ساتھ دیا - بعض وجوہ معاوضہ کی بنا پر محرک کو اس کی منظوری پر بہت اصرار تھا - لیکن جب اڈیٹر الہلال نے صاف صاف کہدیا کہ اگر ایسا کیا گیا تو اسکا نتیجہ صرف یہی نکلے گا کہ بجاے ایک دو ہفتہ بعد کرنے کے (جیسا کہ خیال ہے) آئندہ ہفتے ہی ٹون ہال میں جلسہ منعقد کیا جائیگا' تو مجبور ہوکر انہیں اپنی تجویز واپس لے لینی پڑی' اور ویسے بھی مجارٹی کی رخ سے نا منظور ہی ہوتی -

اسکے بعد باہمی اتفاق اور یکسوئی کے ساتھ قرار پایا کہ اس بے معنی تجویز کو بالکل بھلا دیا جاے' اور صرف دو رزولیوشن اتفاق عام سے منظور کرکے گورنمنٹ میں بھیجدیے جائیں - ان کا مضمون یہ ہو کہ ہز ایکسلنسی کلکتہ آ رہے ہیں - اس موقعہ پر وہ مسلمانوں کے چند وکلا کو اس مسئلہ کے متعلق گفتگو کرنے کا موقعہ دیں' اور وہ وکلا لیگ اور انجمن دفاع مساجد کے منتخب کردہ اشخاص ہوں -

صرف یہی کارروائی تھی جو اس صحبت میں ہوئی اور چونکہ فی الحقیقت خود لیگ کیلیے بھی یہ بات نہایت نامورزوں تھی کہ اسمیں ایک عام پبلک اور اسلامی جلسے کے خلاف اسقدر مہمل' اسقدر تمسخر انگیز' اسقدر بے موقعہ' اسقدر خلاف وقت' اور اسدرجہ پبلک میں جائز بدگمانیاں پیدا کرنے والی تجویز شائع کی جاے' اسلیے یہی بات مناسب نظر آئی کہ جو تجاویز آخر میں عام اتفاق سے قرار پا گئی ہیں' صرف انھی کو شائع کیا جاے اور اس تجویز کا کچھ تذکرہ نہو - البتہ آخر میں تجویز کے محرک نے خواہش کی تھی کہ انکا نا کام رزولیوشن کم از کم لیگ کے دفتر میں ضرور درج کردیا جاے تاکہ انکے لیے کسی سے یہ کہنے کا موقعہ باقی رہے کہ

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ' ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا ؟

چنانچہ اسی بنا پر گذشتہ اشاعت میں ہم نے ان تمام واقعات کا کچھہ بھی تذکرہ نہیں کیا - صرف وہی کار روائی درج کی جو بالاتفاق قرار پائی تھی' اور پسند نہ کیا کہ ایک اہم اور اسلامی مسئلہ کے متعلق ناگوار اور اعتبار پرستانہ کوششوں کا ذکر کریں -

لیکن افسوس ہے کہ اسکے بعد ہی ہم نے وہ تار دیکھا جو لیگ نے اس جلسے کے متعلق اخبارات میں بھیجا گیا ہے اور نیز گورنمنٹ میں بھی اسی کی نقل گئی ہے -

اس تار کا مضمون یہ ہے کہ جلسہ میں یہ مسئلہ پیش ہوا کہ مجوزہ جلسۂ ٹون ہال میں لیگ حصہ لے یا نہ لے ؟ بالآخر قرار پایا کہ سر دست جلسے کو ہونا چاہیے - اسکا انعقاد بالکل خلاف مصلحت ہے -

مگر یہ تار صریح غلط اور سر تا سر خلاف واقع ہے - اول تو ٹون ہال کے جلسے کی تحریک کے مناقشہ کے متعلق بالاتفاق طے پایا تھا کہ اسے سامنے نہ لایا جائیگا اور اسی بنا پر بہت سے اہم امور قرار پائے اور منظور کیے گئے - پھر یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ اسکے متعلق لیگ میں کوئی تجویز قرار پائی - اس لئے اسکو غلط بیانی کی ایک ایسی نظیر قائم کی گئی ہے جس سے زیادہ شدید غلط بیانی سمجھہ میں نہیں آتی اور جسپر یقیناً اس صحبت کا ہر شریک انگشت بدندان ہوگا !

اگر لوگوں کو اس امر کا افسوس تھا کہ جس بات کا عہد لیکر ہم آئے ہیں اسکے ٹوٹنے سے ہمیں شرمندگی و خجالت کا سامنا ہوگا ' تو بہتر نہ تھا کہ خود جلسے ہی میں اخیر تک قائم رہتے - نہ کیا کہ جلسے کے اندر تو صرف ایک گرم لہجہ میں یہ جملہ کہدیتے ہے کہ " جلسہ ہوگا اور آئندہ اتوار ہی کو ہوگا " سارے عزائم اور مواعید ختم ہوگئے اور تجویز واپس لیلی ' لیکن پھر اسکے بعد خلاف وعدہ ' خلاف واقعہ ' خلاف صداقت ' بالکل ایک فرضی کار روائی اخباروں میں بھیجدی گئی ؟

افسوس کہ یہ تار دیکھکر ہمیں مجبور ہوجانا پڑا کہ اصلی واقعات پبلک تک پہنچا دیے جائیں - اس بارے میں ہم پر کوئی الزام نہیں - ہم نے گذشتہ اشاعت کے الہلال میں ایک حرف نہیں لکھا تھا - یہ اس امر کا صریح ثبوت ہے کہ ہم نے واقعہ تحقیق کو طول دینا نہیں چاہتے تھے - لیکن " البادي اظلم " - جب خود بعض حضرات نے عہد شکنی کی - نیز خلاف واقعہ اور فرضی کار روائی شائع کرکے پبلک فوائد و قوت کیلیے اس نہایت مضر کارروائی کو ناکامی کے بعد کامیاب کرنا چاہا جسکے لیے یہ صحبت منعقد کی گئی تھی' تو بالکل مجبور ہوکر ہمیں قلم اٹھانا اور وقت صرف کرنا پڑا -

ہم جناب مولوی نجم الدین احمد صاحب جوائنٹ سکریٹری لیگ کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے اخبارات کو دوسرا تار بھیجدیا ہے جسمیں اصلی حقیقت بے کم و کاست بیان کردی ہے -

خدا کی مسجدوں کا معاملہ نہ تو ایڈیٹر الہلال کا ذاتی معاملہ ہے اور نہ کسی دوسرے شخص کا - یہ ایک دینی و اسلامی اور تمام مسلمانوں سے یکساں تعلق رکھنے والا مسئلہ ہے - پس ہمارے لیے اس سے زیادہ کوئی نا زیبا بات نہیں ہوسکتی کہ ہم چند صاحب حکومت انسانوں کی خاطر خدا کی عبادتگاہوں اور تمام مسلمانوں کے حق دینی کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کرلیں : والعاقبة للمتقین !!

یا لاسف و یا للعار

صلیبی لڑائیوں کے زمانے میں عیسائیوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کی نسبت ایسی ایسی مفتریات و مکذوبات شائع کی تھیں کہ انکے تذکرے سے آج خود مورخین یورپ کو شرم آتی ہے - موسیو کاستری کی ایک کتاب کا مصر کے زغلول پاشا نے ترجمہ کیا ہے - وہ لکھتا ہے کہ یورپ کو یقین تھا کہ مسلمان ایک سنہری بت کو پوجتے ہیں جو مکہ میں ہے !

غالباً سب سے پہلے گبن نے ان مفتریات کی جگہ اسلام کو نسبتاً صحیح صورت میں دیکھنا چاہا اور اب کہا جاتا ہے کہ مشرق اور مغرب باہم مل رہے ہیں - لیکن افسوس کہ واقعات تو اب تک ایسے ہی پیش آتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی یورپ تعلیے تیرھویں صدی ہی کا زمانہ وحشیانہ تعصب و جنون کا نہ تھا ' بلکہ اسکا دماغ ایک دائمی کروسیڈ میں مبتلا ہے !

کل کے اسٹیٹسمین میں اسکے نامہ نگار کراچی نے اس قسم کے ایک وحشیانہ مسیحی افتراء کی خبر دی ہے جسکا اگر فوراً انسداد نہوا اور آئندہ کیلیے بھی اطمینان نہ دلایا گیا ' تو وہ صرف کراچی ہی کا نہیں بلکہ سات کروڑ مسلمانوں کے ایک عظیم الشان اور نا قابل تسخیر ایجی ٹیشن کا معاملہ ہوجایگا ' اور وہ مجبور ہونگے کہ ایک بار اپنی ہستی کا سب سے زیادہ عظیم ثبوت پیش کریں !

وہ لکھتا ہے کہ " کراچی میں سیدی میتو گراف (صور متحرکہ) کی ایک یوروپین کمپنی ہے - حال میں اس نے ولایت سے ایک نئی فلم منگوائی ہے جسمیں " عظیم " نامی ایک قصہ کے مختلف حصے دکھلائے گئے ہیں - قصہ (حضرت) پیغمبر اسلام (صلعم) کے ایک خیالی واقعہ کے متعلق ہے - فرض کیا گیا ہے کہ وہ ایک عورت " سالکہ " نامی پر (نعوذ باللہ) عاشق تھے جو آپکے ایک سپہ سالار کی بیوی تھی - اسی زمانے میں ایک جنگ پیش آگئی - اپنے سپہ سالار کو میدان جنگ میں بھیجدیا اور کچھہ عرصے کے بعد مشہور کردیا کہ وہ مارا گیا - اسکے بعد اب اسکی بیوی کے طرف متوجہ ہوے مگر اسنے انکار کردیا - قصہ کا خاتمہ یہ ہے کہ سپہ سالار زندہ و سلامت واپس آتا ہے اور اپنی بیوی کو بچاتا ہے " (سبحانک ھذا بہتان عظیم !)

کمپنی نے بے دھڑک اس فلم کا تماشا دکھلانا شروع کردیا اور کراچی کے غیر مسلم لوگوں نے اسمیں بڑی ہی دلچسپی لی - مسلمانوں کو معلوم ہوا تو وہ بر افروختہ ہوے اور کمپنی کے مالک سے شکایت کی مگر اس نے کچھہ خیال نہیں کیا اور کہدیا کہ جسے برا معلوم ہو وہ تماشہ نہ دیکھے - بالآخر مجبور ہوکر سیٹھہ محمد ہاشم صاحب نے باقاعدہ عدالت میں توہین مذہب و اشتعال انگیزی کی نالش کردی اور تا انفصال مقدمہ تماشے کو رکوادینا چاہا - مجسٹریٹ نے درخواست منظور کرلی ہے اور کمپنی کے نام سمن نکالا ہے - عام مسلمانوں میں سخت جوش پھیل گیا ہے - سننے میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ سو آدمی جمع ہوکر چلے تھے کہ تماشہ گاہ کو منہدم کردیں "

اسکے بعد نامہ نگار لکھتا ہے : " اگر تماشہ بند نہوا تو بہت ممکن ہے کہ مسلمانان کراچی کسی دن ایسا ہی کر بیٹھیں "

مگر ہم نامہ نگار مذکور سے کہنا چاہتے ہیں کہ ایسا ہونے کی نسبت بے فائدہ شک و شبہہ نہ کرے - اگر یہ تماشہ بند نہوا اور اس علانیہ توہین مذہبی اور ابلیسانہ تہمت و افترا کیلیے کمپنی کو سزا نہ دی گئی تو صرف کراچی کے مسلمانوں ہی پر اس معاملہ کو نہیں چھوڑ دیا جایگا ' بلکہ انسانوں کا ایک ایسا گروہ عظیم آگے بڑھیگا جسکے سات کروڑ متحد ہاتھہ حرکت کرینگے - اور جسکی اتنی ہی صدائیں اٹھکر پورے بر اعظم ہند کو ہلا دینگی ' !

مسلمانوں کا مذہب کوئی راز نہیں ہے - انکے پیغمبر کی حیاۃ مقدسہ انا جیل اربعہ کے پیش کردہ مسیح کی سی نہیں ہے جو (بروایت متی و لوقا) جب کبھی یروشلیم میں آتا تو کسبہ کار عورتوں ہی کے یہاں مہمان رہتا تھا اور زانیہ عورتوں کی بڑی حمایت کرتا تھا - پس ہم بالکل نہیں چاہتے کہ ہمارے مخالفین ہماری مخالفت نہ کریں - صرف یہ چاہتے ہیں کہ اسدرجہ اپنے تئیں شیطان کی غلامی میں نہ دیدیں کہ جھوٹ اور افترا پردازی کو واقعات کے نام سے پیش کریں ' اور دنیا میں انسانی خباثت اور ابلیسی رذالت کے شجرۂ ملعونہ کو ہمیشہ تر و تازہ رکھنے کا کام ترقی کرتا رہے !

یقیناً یہ قصہ اور اسکی فلم کسی مشنری حلقہ کی تصنیف ہے ' اور چونکہ وہ بائبل میں پڑھچکا ہے کہ حضرت داؤد (ع) نے ایک فوجی افسر کو اسکی بیوی کیلیے مروا دیا تھا (نعوذ باللہ) ' اسلیے اس شیطان لعین نے ' جس نے اسکے مصلوب خدا کو بھی تین دنک آزمایا اور حریفانہ مقابلہ کیا تھا ' اپنی اختراع و افتراء کے ابلیسی الہام کو نہایت آسانی سے حاصل کرسکا ہے ' اور یہ قصہ گھڑنے کی کوشش کی ہے کہ تفریح و تماشے کے ضمن میں بھی اس صلیبی خدمت کو انجام دے ' جو اسکے بھائی بند بازار کے مجمعوں ' سڑکوں اور باغوں کے لیکچروں ' اور پھر کبھی کبھی البانیا اور مقدونیا کے خونریز میدانہاے جنگ میں انجام دیا کرتے ہیں !

ہمیں انتظار کرنا چاہیے کہ کراچی کا مجسٹریٹ اس بارے میں کیا کرتا ہے - اور پھر اسکے بعد بالکل طیار رہنا چاہیے کہ صرف تماشہ کو بند ہی کرکے نہ چھوڑ دیا جاے بلکہ اس صریح قانونی جرم کی پاداش میں اس شریر شخص کو پوری پوری سزا بھی دی جاے جس نے کئی دن تک ایک تماشہ گاہ کے اندر اس جرم عظیم کو انجام دیا ہے -

مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن کے متعلق مسلمان جس غفلت سے کام لے رہے ہیں ' عجب نہیں کہ بہت جلد اسپر انہیں متاسف ہونا پڑے !

علی گڈہ کے یونیورسٹی فاونڈیشن کے جلسہ میں قرار پایا تھا کہ ایک نئی جماعت " مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن " کے نام سے قائم ہو اور تمام معاملات اپنے ہاتھہ میں لیلے - نیز اسکے لیے دو سو ممبر مختلف انتخاب کنندہ جماعتوں میں سے منتخب کیے جائیں - غالبا چھہ یا سات جماعتیں اسکے لیے منظور ہوئی تھیں -

پچھلے دنوں صدر دفتر یونیورسٹی نے جو اعلانات شائع کیے ہیں ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ کانفرنس ' ٹرسٹیز ' اولڈ بوائز ' اور اسلامیہ کالج کمیٹی وغیرہ کے ۱۲۵ قائم مقام منتخب ہو چکے ہیں اور اب صرف ۷۵ ممبروں کا انتخاب مسلمان گریجوائٹس کلڈ ' زمیندار و جاگیردار ' ٹیکس ادا کنندگان ' پراونشیل مجالس ' مسلمان اخبارات ' اور علماء کرام کی جماعت سے باقی ہے -

ان جماعتوں میں مسلمان گریجویٹس ' زمیندار ' جاگیر دار ' اور ٹیکس پیرر کیلیے سب سے پہلے الکٹوریٹ یعنے انتخاب کرنے والوں کی کوئی جماعت ہونی چاہیے - جب تک ایسا نہوگا ' انکے قائم مقام کیونکر منتخب ہونگے اور کون منتخب کریگا ؟

اسکے لیے یہ اصول قرار پایا تھا کہ ان تمام جماعتوں میں سے جو لوگ دس روپیہ فیس داخلہ اور پانچ روپیہ سالانہ دینا منظور کریں گے ' نیز اپنا نام انتخاب کنندہ جماعت کے رجسٹر میں درج کرادیں گے ' صرف انہی کو حق حاصل ہوگا کہ مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن کیلیے اپنی اپنی جماعتوں میں سے قائم مقام منتخب کریں -

گریجویٹ سے مقصود وہ لوگ ہیں جنھوں نے کسی یونیورسٹی سے بی - اے ' یا منشی فاضل اور مولوی فاضل کی سند حاصل کی ہو ' اور حصول سند پر پانچ سال گذر چکے ہوں -

زمیندار ' جاگیردار ' اور ٹیکس پیرر سے ہر طرح کی جائداد و ملکیت رکھنے والے اور انکم ٹیکس دینے والے مسلمان مقصود ہیں -

یہ بات طے پاچکی ہے کہ ایک ہی شخص کو اگر مختلف حیثیتیں حاصل ہوں تو وہ اپنی ہر حیثیت کے لحاظ سے الگ الگ فیس ادا کرکے بہ یک وقت مختلف جماعتوں کیلیے مختلف ووٹ دینے کا حق حاصل کرلے - مثلاً آپ صاحب جائداد ہیں ' گریجویٹ ہیں ' زمیندار ہیں ' ٹیکس پیر ہیں ' بس آپکو حق حاصل ہے کہ یونیورسٹی فنڈ کی اعانت کیجیے ' اور چار ووٹروں کی فیس بیس روپیہ سالانہ ادا کرکے ان چار مختلف حقوق کے لحاظ سے چار ووٹ حاصل کرلیجیے -

ہمیں اسکے متعلق چند امور عرض کرنا ہیں :

(۱) یہ ایسوسی ایشن جو بن رہی ہے ' مسلم یونیورسٹی کیلیے اصلی کارکن جماعت ہوگی ' اور گو فاونڈیشن کمیٹی اب تک باقی ہے اور آخری حق منظوری و عدم منظوری صرف اسی کو حاصل ہے ' تاہم قوم کے بیس لاکھہ روپیہ کا نفع کالج پر بھی جماعت لگائیگی اور یونیورسٹی بنی تو اسکے لیے بھی اتنک باقاعدہ جماعت پیشتر سے صرف یہی موجود ہوگی - پس چاہیے کہ مسلمان غفلت نہ کریں اور اسکی شرکت کیلیے پوری سعی و جہد کے ساتھہ اٹھہ کھڑے ہوں

جس یونیورسٹی کیلیے انھوں نے اس فراخدلی سے روپیہ دیا ' اور پھر جسکی ارادانہ تاسیس کیلیے اپنی عام راے کی منع کی ایک ایسی تاریخی نظیر قائم کی جسکا ثبوت ہندوستان کے زیادہ آزاد حلقے بھی ابتک نہیں دیسکے ہیں ' اسکے عین اصلی کام کے موقعہ پر اسطرح غفلت و بے خبری کا چھا جانا بڑے ہی افسوس اور رنج کی بات ہوگی

تمام مسلمان پنج سالہ گریجویٹ اصحاب ' زمیندار ' جاگیردار ' اور عموم ٹیکس ادا کنندگان فورا تیار ہوں اور سب سے پہلے اپنے تئیں الکٹوریٹ رجسٹر میں درج کرائیں - صرف ۱۰ - روپیہ داخلہ اور پانچ روپیہ فیس سال اول ' کل پندرہ روپیہ درخواست کے ساتھہ " صدر دفتر مسلم یونیورسٹی علی گڈہ " کے نام جانا چاہیے - اگر ایسا نہ کیا گیا اور ایک خاص خیال کے لوگوں ہی کی اکثریت ہوگئی تو کل ان انہیں شکایت کا کوئی حق نہوگا -

(۲) اسی طرح مسلمان اخبارات کو بھی اپنا نام بھیجکر بہت جلد رجسٹر میں درج کرانا چاہیے -

(۳) صدر دفتر یونیورسٹی سے ہم درخواست کرینگے کہ وہ معاملہ کی اہمیت پر نظر رکھکر دفتر رجسٹر کو ابھی کچھہ دنوں اور کھلا رہنے دے اور ۱۵ - جون تک ناموں کے پہنچنے کی جو قید لگائی گئی ہے ' اسے چند ہفتے اور بڑھا دیا جاے - جہاں کئی ماہ نکل گئے ہیں وہاں چند دن اور سہی - لوگوں کو ابتک توجہ نہوئی تھی - بہتر ہے کہ کچھہ دنوں اور مہلت دیدی جاے اور ممبروں کا اولین انتخاب زیادہ سے زیادہ وسیع رایوں سے ہوسکے - امید ہے کہ ہماری اس درخواست پر توجہ کی جائیگی -

(۴) حضرات علماء کرام کے ۱۰ - قائم مقاموں کے انتخاب کا کام کمیٹی نے اپنے ہاتھہ میں رکھا ہے - ہم سمجھتے ہیں کہ اسکے لیے بھی پہلے الکٹوریٹ علماء کی فہرست مرتب کی جاتی اور انہی کی رایوں سے قائم مقام علماء منتخب ہوتے تو یہ زیادہ بہتر تھا -

البانيا

البانيا کي حالت بدستور ہے - ايک طرف وحشيانہ مظالم کي خبر خود يورپ کے ذريعہ پہنچتي ہے - دوسري طرف اب گورنمنٹ يونان کا پيام بھي سنايا جا رہا ہے کہ وہ صحيح نہ تھيں !

مسلمان پوري قوت کے ساتھہ کام کر رہے ھيں - انھوں نے اپنے مطالبات دول کے پاس بھيجدے ھيں جنکا خلاصہ يہ ہے کہ يا تو ايک مسلمان پادشاہ بنايا جاے يا دولۂ عثمانيہ کي محکومي !

کرچہ نامي ايک قصبہ پر بھي انھوں نے قبضہ کرليا اور فوجي پوليس کو شکست دیکر چلے جانے پر مجبور کرديا ہے - ۶ جون کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جو يونين الملي کميشن گفتگو کرنے کيليے گيا تھا وہ نا کام رہا اور واپس آ گيا - وہ ابھي اس خواهش سے کسي طرح هٹنا نہيں چاهتے کہ کسي مسلمان کو البانيا کا پرنس بنايا جاے

البانيا کي سب سے بڑي جماعت ماليسوروں کي ہے جنھوں نے پچھلے دنوں اپني مفسدانہ اور باغيانہ شرارتوں سے جنگ بلقان کي بنياد رکھي تھي - گورنمنٹ نے انھيں حکم ديا کہ انقلابي گروہ کا مقابلہ کريں ليکن انھوں نے صاف انکار کرديا اور مجبور ھو کر حکم واپس لينا پڑا

دول کا رويہ ايک مضطرب ہے - کوئي قطعي کارروائي نہيں کي گئي - کل کے تار میں ظاھر کيا گيا ہے کہ حالات کے اخبارے دي کو جہاز بھيجے جائينگے : ولعل اللہ يحدث بعد ذلک امرا !

کينيڈا اور هندوستان

جنوبي افريقہ کي داستان مصيبت ختم نہيں ہوئي تھي کہ اب کينيڈا کي گورنمنٹ کے تشدد و مظالم کا مسئلہ سامنے آگيا ہے !

کيسي عجيب بات ہے ! غلامي و محکومي اور ذلت و نکبت کے نتائج کا کيسا موثر منظر ہے ! هندوستان ميں دنيا کے ھر حصے کے باشندے آسکتے ھيں' اسکي زرخيز زمين کي دولت سے اسکے بدبخت فرزندوں کو محروم کرکے اپنے اپنے ملکوں کي دولت بڑھا سکتے ھيں - انکے افراد شہري کي طرح رھتے ھيں' اور انکے آرام و آسائش کے آگے خود اس ملک کي آبادي بھي کوئي چيز نہيں سمجھي جاتي - ليکن اگر هندوستان کے باشندے جنوبي افريقہ ميں جاتے ہيں تو انکے ليے دروازہ بند ہے - اگر کينيڈا ميں جاتے ہيں تو تارک الوطني کا قانون ساحل ھي پر روک ديتا ہے - لُٹنے' برباد ھونے' اور غلام بننے کيليے صرف هندوستان ھي ہے مگر اپني سرزمين کے فوائد کو صرف اپنے ھي ليے مخصوص کرنے کيليے تمام دنيا ! جو انگلستان اسکے سب کچھہ کا مالک ہے' وہ صرف اس سے مانگ ھي سکتا ہے - دينے کيليے اسکے پاس بھي کچھہ نہيں !

گورنمنٹ کينيڈا کي اس ظالمانہ بندش کا عملي مقابلہ کرنے کيليے پچھلے دنوں ايک مرد غيور و معظم سردار گوردت سنگھہ ايک خاص جہاز چھہ سو هندوستاني نو آباد کاروں کا ليکر کينيڈا روانہ ھوے تھے - جب جہاز ساحل وينکو پر پہنچا تو گورنمنٹ نے روک ديا اور کسي شخص کو اُترنے نہيں ديا - حتی کہ وھاں کے هندوستانيوں کو بھي انسے جاکر ملنے کي اجازت نہ ملي !

اسپر سردار گوردت نے گورنمنٹ کينيڈا سے درخواست کي کہ تارک الوطن هندوستانيوں کے حقوق پر غور کرنے کيليے ايک کميشن بٹھايا جاے - ليکن اس سے بھي صاف انکار کرديا گيا اور جواب ملا کہ قانون کي سخت پابندي کے ساتھہ سلوک کيا جائيگا !

بعد کي خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ باقاعدہ تحقيقات کيليے ايک جماعت مقرر ہوئي ہے جس ميں ايک هندوستاني قائم مقام بھي شامل ہے - ليکن جب تک تحقيقات کا نتيجہ نہيں نکلے گا' مصيبت زدہ مسافروں کو ساحل پر قدم رکھنے کي اجازت بھي نہيں ملیگي !

کيا گورنمنٹ هند ان هندوستانيوں کيليے کچھہ بھي نہيں کريگي اور بالکل خاموش رهيگي ؟

اصلاح ندوہ

بعض اخبارات ميں غلطي سے شائع ہوگيا ہے کہ ۱۰ - مئي کے جلسۂ دھلي ميں جو کميٹي مسئلۂ اصلاح ندوہ کي تکميل کيليے منتخب ہوئي' اسکے ممبروں ميں ايڈيٹر الهلال کا بھي نام ہے - حالانکہ اسکي کوئي اصليت نہيں - غالباً يہ غلطي سب سے پہلے روزانہ معاصر لاهور پيسہ اخبار کے نامہ نگار سے ہوئي ہے - اسي سے اور لوگوں نے نقل کرليا -

واقعہ يہ ہے کہ جلسہ ميں جب ممبروں کے نام پيش ھوے تو پہلے صرف مولانا ثناء اللہ' نواب سيد علي حسن' حکيم عبد الولي' مولوي نظام الدين حسن' بابو نظام الدين' پيرزادہ محمد حسين' اور مولانا عبيد اللہ کے نام ليے گئے تھے - اسکے بعد ھي تمام جلسے کي طرف سے متفقاً اصرار ہوا کہ کچھہ نام اور بھي بڑھاے جائيں - جن ناموں کا جلسہ اضافہ کرنا چاھتا تھا' خود اُن لوگوں کو شرکت سے انکار تھا - وہ کہتے تھے کہ ھماري عديم الفرصتي اور کثرت اشغال کو پيش نظر رکھکر اس خدمت سے ھميں معاف رکھا جاے - ليکن جلسے کا اصرار نہايت شديد تھا - بالآخر مجبور ہوکر ان ميں سے اکثر بزرگوں کو قبول ھي کرنا پڑا' اور اسطرح حاذق الملک' مسٹر محمد علي' آنريبل خواجہ غلام الثقلين کے ناموں کا اضافہ ہوا -

چنانچہ اس موقعہ پر ايڈيٹر الهـــلال کي شرکت کيليے بھي اصرار کيا گيا تھا - علي الخصوص بزرگان دھلي اسپر بہت مصر تھے - حتی کہ ايک بزرگ نے (جنکا نام افسوس ہے کہ مجھے معلوم نہيں) جلسہ ميں تقرير بھي کي' اور کہا کہ ھميں سخت شکايت ہے کہ ھماري خواهش کو پورا نہ کيا گيا' ليکن ميں اس اظہار کرم و لطف کو بوجوہ نا منظور کرنے پر مجبور تھا' اسليے برابر انکار کرتا رہا - بالآخر صرف مندرجۂ صدر حضرات ھي کي تعداد کافي قرار دي گئي -

ممکن ہے کہ اس وقت ايڈيٹر الهلال کا نام سنکر بعض اشخاص کو غلط فہمي ہوئي ہو اور انھوں نے سمجھا ھو کہ ميرا نام بھي بعد کو بڑھا ديا گيا ہے' ليکن اگر وہ اسے تحقيق کرليتے تو بہتر تھا -

ادارۂ الهـلال

الحمد للہ' اس ھفتہ سے الهلال کي اشاعت بالکل باقاعدہ ہوگئي ہے - ٹھيک بدھ کے دن تمام اخبار ڈاک ميں ڈالے گئے - حسب معمول جمعرات' جمعہ' اور بہت دور کے احباب کو سنيچر کے دن اخبار ملجائيگا - اگر ايسا نہو تو وہ يقين کريں کہ ڈاکخانے ميں کوئي بدنظمي ہوئي ہے اور مقامي پوسٹ آفس سے تحقيق کرنا چاھيے -

متصل شب و روز کام کرکے چار دن کي تاخير دور کي گئي !

ٹائپ بھي بالکل بدلديا گيا ہے - پورا پرچہ نئے ٹائپ ميں کمپوز ہوا ہے - مضامين کے اختصار' تنوع' اور ترتيب ميں بھي جو نماياں تبديلي ہوئي ہے' يقين ہے کہ محسوس ہوگئي ہوگي - تين سال سے گرميوں کا موسم ميرے ليے ايک پيام آزمايش ہے - اختلاج' دائمي دوران و وجع سر' نقص الدم' ضعف بصارت' جتني بھي شکايتيں ھيں' سب کا موسم بہار يہي زمانہ ہوتا ہے - اس پر کلکتہ کي آب و ہوا کے مسئلہ کا بھي اضافہ کر ديجيے کہ جسقدر ميرے کاموں کيليے بہتر و موزوں ہے' اتني ھي ميري صحت و طبيعت کيليے مہلک و قاتل ہے' بلکہ يوں کہيے کہ شمالي هند اور پنجاب کے ھر باشندے کيليے :

کمند کوتہ و بازوے سست و بام بلند
بمن حوالہ' و تو ميديم گنہ گيرند !!

ربنا لا تحمل علينا ما لا طاقة لنا به' واعف عنا واغفر لنا' وارحمنا' انت مولانا' فانصرنا على القوم الكافرين !!

الهلال

۱۵ رجب ۱۳۳۲ هجری

ایک یورپین کونٹیس اور جنوبي عرب کی سیاحت !

Oauntess Molitor Explorer.

سیر في الارض اور السائحون العابدون !

رسالۂ " گریفک " لندن سے ایک دولت مند انگریز لیڈي کونٹیس مولیٹر (Molitor) کی تصویر شائع کي ہے ' جو حال میں جنوب عرب کے اندروني اور پرخوف و خطر مقامات کي سیاحت کیلیے لندن سے روانہ ہوئي ہے ' اور عرب کے اُن دور دراز گوشوں تک جانا چاہتي ہے جہاں سے بڑے بڑے یورپین سیاح ناکام واپس آچکے ہیں !

اسکے اس اولو العزمانہ سفر کی کئی خصوصیات ایسي ہیں جن کي وجہ سے یورپ کے تمام علمي حلقوں میں اس سیاحت کا خاص طور پر چرچا ہو رہا ہے - اول تو ایک امیر زادي ہے جس نے یورپ کے بہترین دار الحکومت میں پرورش پائي ہے ' غیر معلوم اور پر خطر ریگستان عرب کے سفر کا قصد کیا ہے - پھر وہ تمام سفر میں بالکل تنہا رہیگي - اپنے ہمراہ کسي شخص کو نہیں لیجاتی - اس قسم کے سفر موجودہ عہد کي باقاعدہ اور با سر و سامان سیاحتوں میں بالکل مفقود ہوچکے تھے -

سب سے زیادہ یہ کہ وہ عربي لباس اور برقعہ پہنکر سفر کریگی ' تاکہ غیر متمدن قبیلوں اور بادیہ نشین عربوں میں سے بلا تکلف گذر سکے ' اور انکے تعصب اور مخالفت سے ناکامیوں اور مصیبتوں میں گرفتار نہو !

چنانچہ سفر سے پہلے اس نے عربي برقعہ پہنکر جو تصویر کھنچوائی تھي ' وہ ہم گریفک سے نقل کرتے ہیں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح مغرب کا ایک مسیحي چہرہ عرب کے اسلامي لباس سے چھپا دیا گیا ہے ' اور عجب نہیں کہ اس سیاحانہ اور محققانہ مکر و فریب سے صحرا کے دادان عرب اور قبائل کي خیمہ نشین عورتیں دھوکا کھا جائیں !

* * *

عربي کے مشہور راوي ابو نواس نے ایک بوڑھے باغباں کا ذکر کیا ہے جسکا شگفتہ باغ اُجڑ چکا تھا ' اور جسکے ماتم حسرت کا یہ حال تھا کہ گلیوں اور کوچوں میں آوارہ گردي کرتا ' اور جب کبھي کوئي سبز پتہ یا سرخ پھول نظر آجاتا تو بے اختیار چیخ اٹھتا کہ ہاے میرا شگفتہ اور سرسبز و شاداب باغ !!

کونٹیس مولیٹر عربي برقعہ میں !

یہي حال ہمارا ہے - ہمارے اقبال و عروج کا باغ اجڑ چکا ہے - اسکے بڑے بڑے شاداب تختے تاراج خزان غفلت و طوفان انقلاب ہوچکے ہیں - تاہم ابھی اسکی یاد باقی ہے اور ہم اسکي دلفریب بہاروں کو کسي طرح نہیں بھلا سکتے - اب بھی جب کبھی دوسری قوموں کے باغ و بہار کی سیر کرتے ہوے کوئی شگفتہ پھول نظر آ جاتا ہے تو ابو نواس کے ماتم زدہ باغبان کی طرح اپنے اجڑے ہوے باغ کو یاد کرلیتے ہیں کہ :

گذر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی !!

* * *

قومی و شخصی اولوالعزمیوں کا کوئی واقعہ ہو ' مگر اسکے نظارے میں کوئي ویسي ہی اپنی گذري ہوئی داستان ضرور یاد آتی ہے - آج یورپ کے سیر فی الارض اور سیاحت و سفر کا دور ہے ' کرۂ ارضي کے گوشے گوشے کو عالی شان علم و حقائق نے چھان ڈالا ہے ' امریقہ کے لق و دق صحراؤں کی پیمائش ہوچکی ہے ' نائجریا اور سوڈان کے وحشی حصوں میں سیاحان مغرب کے قدم دوڑ کر گذر چکے ہیں ' قطب شمالي و جنوبي کی مہموں کی سرگذشتیں سب کے سامنے ہیں - پہاڑوں کی چوٹیاں ' قہار و متلاطم سمندروں کی ناپیدا کنار موجیں ' صحراؤں اور میدانوں کی مہلک اور خوفناک ویرانیاں ' زندگی کا فطري عشق اور نفس کی مسحورانہ دامنگیریاں ' کوئی چیز بھي انکے شوق سفر اور ہواے تحقیق کیلیے مانع نہیں ہوسکتی - یہاں تک کہ قافلے کے قافلے لٹتے ہیں - جہازوں کے جہاز ڈوبتے ہیں - صدہا سیاح مفقود الخبري یا موت اور تباہی سے دوچار ہوے ہیں - تاہم ہر بربادي خوف کی جگہ ایک نئي عزیمت ' اور ہر ناکامی بے ہمتی کی جگہ اور زیادہ تحریک و ولولہ کا کام دیتي ہے ' حتی کہ وہ مقامات تک ان سیاحوں کے حملوں سے محفوظ نہ رہے جہاں اجنبیوں اور غیروں کیلیے موت اور تباہی کا اعلان صدیوں سے چلا آرہا ہے !

ایک وقت تھا کہ ہمارے سیاحان ارض اور جہاں نوردان علم کا بھي یہی حال تھا - انکے ولولۂ سیاحت کیلیے بھی کوئي روک مانع کار نہ تھی ' انکے عشق جہاں پیمائی کا مرکب بھی بحر و بر کے چپے چپے پر سے گذر چکا تھا - چونکہ انکے تمام کاموں کا مرکز تعلیم اسلام ' اور انکے ہر جذبے کے اندر حکم الہي کی اطاعت و فرمان برداري کام کرتی تھی - اسلیے جس طرح وہ اپنے گھروں کے اندر بیٹھکر خدا کی عبادت کرتے تھے ' بالکل اسي طرح خدا کی زمین میں بھي پھر کے اور اُسکے پیدا کردہ سمندروں اور پہاڑوں پر سے گذر کے ' اسکے حکموں کي تعمیل کرتے تھے ' اور جسم و اعضا کي عبادت کے ساتھہ فکر و ذہن کي بھي عبادت انجام دیتے تھے :

الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبہم ' و یتفکرون فی خلق السماوات والارض : ربنا ما خلقت ہذا باطلاً !	وہ سچے مومن جو خدا کی یاد اور ذکر سے کبھی غافل نہیں ہوتے - کھڑے ہوں ' بیٹھے ہوں ' لیٹے ہوں ' کسی عالم میں بھی ہوں ' مگر اسکے ذکر سے ہمیشہ شاد کام ہوتے ہیں - اور اسی طرح آسمان اور زمین کی خلقت و اشیاء کا بھی فکر

و غور کے ساتھہ مطالعہ کرتے ہیں ' اور انکے اسرار و مصالح کو تلاش کرکے ہوے زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ا تونے یہ عجائب و غرائب مخلوقات بعبثاً بیکار ولا حاصل نہیں بنائے ہیں ! !

اس آیہ کریمہ میں جہاں اُس عبادت کا ذکر کیا ہے جو جسم و اعضا سے کھڑے رہکر اور بیٹھکر کی جاتی ہے یعنی نماز ' وہاں اُس عبادت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جو " خلق السماوات والارض " میں تفکر کرنا اور عالم اور عجائب العالم کی اشیا کی حقیقت و مصالح کو معلوم کرنا ہے ' اور ظاہر ہے کہ اسکے لیے سیر و سیاحت ناگزیر ہے

دنیا میں کون مذہب ہے جس کے عام روحانی احکام کے ساتھہ سفر و سیاحت کو بھی اس طرح جا بجا زور دیا ہو ؟ حالانکہ قرآن حکیم ہر جگہ کہتا ہے کہ " سیروا فی الارض " زمین میں پھرو اور سفر کرو تاکہ تمہیں بصیرۃ و حکمت حاصل ہو !

سیر و سیاحت کے ذکر میں یہ آیتیں اکثر پیش کی گئی ہیں - مگر سخت تعجب ہوتا ہے کہ ان سب سے بھی بڑھکر سیر و سیاحت کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے - اسپر آجکل بہت کم نظریں پڑتی ہیں - سورۂ توبہ میں خدا نے سچے مومنوں کی فضیلتیں بیان کی ہیں اور بتلایا ہے کہ ایمان و ہدایت کے یکے بعد دیگرے مدارج کیا ہیں ؟ :

التائبون العابدون	توبہ کرنے والے ' اللہ کے عبادت گذار '
الحامدون السائحون	اسکی حمد وثنا میں رطب اللسان '
الراکعون الساجدون	اسکی راہ میں سیر و سفر کرنے والے '
الآمرون بالمعروف	اسکے آگے جھکنے والے اور سجدے
والناہون عن المنکر '	میں گر پڑنے والے ' نیکی کا حکم اور
و الحافظون لحدود	بدیوں سے روکنے والے ' نیز اُن تمام
اللہ - و بشر المومنین	الٰہی حدود کی دنیا میں حفاظت
(۹ : ۱۱۳)	کرنے والے جو اللہ نے مقرر کردی ہیں !

اس آیۂ کریمہ میں سب سے پہلے توبہ کرنے والوں کا ذکر ہے - پھر عبادت گذاروں کا ' پھر حمد الٰہی میں رطب اللسان رہنے والونکا ' پھر تیسرے درجہ پر ان لوگوں کا جو " السائحون " میں سے ہیں - یعنی سیر و سیاحت کرنے والے ہیں ' اور جنکے ولولۂ سیاحت و سیر فی الارض میں اپنے وطن کی دامنگیری ' عزیز و اقربا کی محبت ' گھر کا آرام و راحت ' سفر کے شدائد و مصائب ' کوئی چیز بھی مانع نہیں ہوتی - علم و انسانیہ کی خدمت اور تبلیغ حق و صداقت کی راہ میں انکے قدم ہمیشہ دشت پیما ' اور رضاء الٰہی کی خاطر انکی زندگی ہمیشہ دو چار خطرات و مہالک رہتی ہے !

اس سے بڑھکر سیر و سیاحت اور سیر فی الارض کیلیے اور کیا حکم ہو سکتا تھا ؟ اسی حکم ربانی کا نتیجہ تھا کہ مسلمانان سلف چند صدیوں کے اندر ہی اندر تمام دنیا کے گوشوں گوشوں میں پھیل گئے ' اور کبھی " طارق فاتح " نے اپنا گھوڑا مغرب و مشرق کے درمیانی سمندر میں ڈالکر جبل الطارق پر علم توحید نصب کیا ' اور کبھی " بیرونی " نے شوق علم و تحقیق میں عرب و عجم کے دشت و جبل طے کرکے ملتان اور پنجاب کی متعصب اور پر خطر سرزمین کو برسوں تک اپنا موطن و ملجا بنائے رکھا !

* * *

مسلمانوں کی سیر و سیاحت کے واقعات اگر قلمبند کیے جائیں تو ایک بہت بڑی ضخیم مجلد صرف اسی موضوع پر مرتب ہو جائے - دنیا کا چپہ چپہ انکی سیر و سیاحت کا شاہد ہے - مغرب و مشرق کے ہر حصے میں اسلام کے آثار خالدہ انکی جہاں نوردیوں کا افسانہ سنا رہے ہیں - ابن حوقل ' البیرونی ' ابن جبیر ' ابن بطوطہ ' علامۂ مقدسی ' اور قزوینی صاحب آثار البلاد کے سفرنامے اور تصنیفات اب تک دنیا کے علمی ذخیرہ کا سرمایۂ ناز ہیں - ابو العباس نباتی کا تذکرہ تاریخوں میں پڑھا جا سکتا ہے ' جس نے فن طب کی تکمیل اور مفردات و عقاقیر کی تدوین کیلیے آٹھہ مرتبہ مشرق و مغرب کا سفر کیا - پھر اُن رہ نوردان راہ تبلیغ حق اور مبشران صداقت و ہدایت کا شمار تو ممکن ہی نہیں ' جو پیغام توحید لیکر اپنی اپنی سر زمینوں سے اٹھے ' اور دنیا کے بڑے بڑے حصوں کو مسخر کر لیا !

کونتیس مولینٹر ایک عورت ہے اور یورپ کی علمی و سیاسی اغراض کی تکمیل کیلیے بڑی اولو العزمی کا کام کر رہی ہے ' لیکن ہم کو بھی اُن مسلمان سیاح عورتوں کا حال معلوم ہے جو عہد گذشتہ میں محض علم و تحقیق کیلیے دنیا کے بڑے بڑے سفروں میں نکلی تھیں ' اور یہ متاع بھی ایسی نہیں جو ہم نے اپنے بازار علم و تمدن میں نہ رکھی ہو !

علامۂ مقری نے نفح الطیب میں اُن سیاحوں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے ممالک مشرقیہ سے اندلس (اسپین) تک کا سفر کیا تھا ' اور انکی تعداد تقریباً تین سو بتلائی ہے - وہ لکھتے ہیں کہ ان میں سات سے زیادہ مسلمان عورتیں بھی تھیں جنھوں نے محض تحصیل علم و حصول معلومات کیلیے سفر کیا تھا ! (۱)

جب صرف ایک عہد اور ایک حصے کے سیاحین و سیاحات کا یہ حال تھا ' تو ظاہر ہے کہ تمام عہد اسلامی میں سیر و سیاحت کی کیا حالت رہی ہوگی ؟

* * *

لیکن افسوس کہ اب یہ ذکر ہمارے چہروں پر نہیں کھلتا - ہماری موجودہ حالت تمام خصوصیات ملی و اسلامی سے محروم ہے - ہم میں قرآنی خصائص اور ربانی اعمال بالکل مفقود ہوگئے ہیں ' اب ہم میں نہ " وہ راکعون الساجدون " ہیں جو " آمرون بالمعروف " اور " ناہون عن المنکر " تھے - اور نہ وہ " سائحون العابدون " ہیں جو خدمت انسانیہ و کشف حقائق و سرائر کی راہ میں ارض الٰہی کی سیر و سیاحت کرتے تھے - ہم غیروں میں ان ولولوں کو دیکھکر متعجب ہوتے ہیں ' حالانکہ دنیا کیلیے تعجب و تحیر کا تماشہ کبھی ہماری ہی اولوالعزمیوں اور سرگرمیوں کے اندر تھا - غلامی و محکومی ' ذلت و نکبت ' ہلاکت و عسرت ' ادبار و تسفل کی مصیبتیں اٹھائینگے لیکن اپنی اُس سرزمین کو کبھی نہ چھوڑینگے جو ہمارا بار اٹھانے سے اب عاجز آگئی ہے - ہمارے خدا نے اپنی تمام زمین کو ہمارا وطن اور اپنی تمام مخلوق کو ہمارا کنبہ بنایا تھا - عزت و کامیابی ہی ہمارا اصلی گھر تھا - جہاں یہ نصیب ہوتی ' وہی ہماری زندگی کی اصلی بستی ہوتی :

یا عبادی الذین آمنوا !	اے وہ لوگو کہ اللہ پر ایمان لاے ہو !
ان ارضی واسعۃ !	جان رکھو کہ خدا کی زمین بڑی

[۱] دیکھو نفح الطیب جلد ۲ - صفحہ ۳۲۱ -

فایاي فاعبدون ! !
کل نفس ذائقة الموت '
ثم الینا ترجعون !
(۲۹ : ۵۶)

هي وسیع ہے - اوسکے کسي ایک گوشے اور کونے هي کے هو کر نه رهجاؤ - اگر سیرو سیاحت میں موت سے ڈرتے هو تو موت کا مزہ تو هر نفس کیلیے چکھنا ضروري ہے ' اور ایک مرتبہ تم سب کو همارے سامنے واپس آنا ہے !

* * *

کونٹیس مولینٹر کے سفر میں تین باتیں قابل غور هیں :

(۱) یورپ کا شوق سیاحت اور راہ تحقیق و کشف میں اولوالعزمي کہ عورتوں تک میں یہ ولولہ سرایت کرگیا ہے - همارے مرد گھر سے ایک دن کے فاصلہ پر بھي نہیں جانے کیلیے قدم نکالتے هیں تو دس دس مرتبہ رک رک کر پیچھے دیکھتے هیں ' اور ایک ایک عزیز سے گلے مل ملکر رخصت هوتے هیں کہ دیکھیے اب کیا هو ؟ کونٹیس مولینٹر ایک نوجوان عورت ہے - آرام و راحت کا رقص اور عیش حیات کي عمر رکھتي ہے ' لیکن تن تنہا ایک پر خطر سفر کیلیے طیار هوگئي ہے !

(۲) عرب کي سرزمین یورپ کي سیاسي طماعیوں کا عرصے سے نشانہ بني هوئي ہے - کچھہ تو قدرتي اور سرزمیني موانع تھے - کچھہ مذهبي بندشیں تھیں ' زیادہ تر عربوں کي اجنبیوں سے نفرت تھي جس نے مدت تک اسکا دروازہ یورپ پر بند رکھا - اسی کا نتیجہ ہے کہ یورپ کي غلامي کي لعنت سے اسکا اندروني حصہ ابتک پاک ہے -

لیکن بیس پچیس برس سے اب یہ سرزمین بھی اجنبیوں کا جولانگاہ بنگئي ہے - طرح طرح سے بھیس بدلکے اور مکر و فریب کے طریقوں سے کام لیکر یورپین سیاح پہنچتے هیں اور آهستہ آهستہ اپني راہ نکال رہے هیں - اب ایک عورت مسلمان خاتون کے لباس میں نکلي ہے - آمد و رفت اور تحقیق و تفتیش میں عورتوں کیلیے جو آسانیاں هیں ' وہ مردوں کے لیے نہیں هو سکتیں - وہ هر مقام پر جاسکتي هیں - شہروں اور گھروں میں رهسکتي هیں - عورتوں سے ملسکتي هیں - اس قسم کي سیاحتیں صرف اسلیے هیں تا کہ عرب کے بقیہ محفوظ حصے کا طلسم کسی طرح توڑیں .

یمکرون و یمکر اللہ ' و اللہ خیر الما کرین !

(۳) یورپ کا کوئي کام سیاست سے خالي نہیں هوتا - اسکي علمي خدمتیں ' مذهبي جماعتیں ' اشاعت علم و تمدن ' تحقیق و سیاحت ' مجالس و مجامع ' مالیات و اقتصادیات ' جسقدر بھي عملي شاخیں هیں ' اُن میں سے کوئی شے بھي ایسي نہیں جس سے کوئي خاص سیاسي مقصد حاصل نہ کیا جاتا هو - اس قسم کي سیاحتیں بھی گو بظاهر محض علمي و جغرافیائي تحقیق نظر آتي هیں لیکن در اصل سیاسی اغراض و فوائد اُن میں پوشیدہ هوتے هیں - کونٹیس مولینٹر اگر کامیاب هوئي تو انگلستان کے عربي مطامع کیلیے (لا قدر للہ) یقیناً کوئي بڑا کام انجام دیگی -

(۴) اس کار گاہ عمل کي امیر زادیاں اور محلات عیش کی پرورش یافتہ نازک عورتیں بھی کام کر رهي هیں مگر همارے عمال اور مزدور سو رہے هیں ! انکي مجلس طرب و عیش جسقدر مستعد ہے ' کاش همارے سپاهي اسقدر سرگرم هوں !

اسئلۃ واجوبتہا

واقعۂ ایلاء و تخییر

تفسیر ' حدیث ' اور سیرۃ کی ایک مشترک بحث

(٤)

(تطبیق و توجیہ)

(۷) رهي یہ بات کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ آیت تحریم کے شان نزول میں یہ دونوں واقعات جمع کیے جاسکیں ' اور کوئي وجہ تطبیق پیدا کي جاے ؟

حافظ ابن حجر نے اسکی خفیف سی کوشش کي ہے ' لیکن سوال یہ ہے کہ ایسا کرنے کی ضرورت هي کیا ہے ؟ ایک واقعہ کے متعلق صاف صاف اور صحیح و مستند روایتیں اُن کتابوں میں موجود هیں جن سے زیادہ صحیح اس آسمان کے نیچے حدیث کي کوئی کتاب نہیں - انکے خلاف جو روایتیں پیش کي جاتي هیں وہ نہ تو صحاح ستہ میں مروي هیں نہ اصول فن کے اعتبار سے انہیں کوئي وقعت حاصل ہے - صرف ایک روایت ہے جسکي اسناد کو صحیح کہا جاتا ہے لیکن اول تو اسمیں ماریہ قبطیہ کا قصہ بیان نہیں کیا گیا ہے ' پھر اسکی سند بھي منقطع ہے ' اور روایت منقطع احادیث صحیحۂ مقبولہ کے مقابلے میں حجت نہیں هوسکتي - (کما صرح بہ ابن الصلاح فی المقدمہ و النووي في شرح الصحیح) دوسرے طریق کا بھی یہي حال ہے - اسکا راوي کثیر الخطا في الاسانید و المتون ہے -

پس ایسي حالت میں همارے لیے کونسی مجبوري ہے کہ هم ان روایات کے تحفظ کیلیے تطبیق و توجیہ باردہ و رکیکہ کی زحمتیں اُٹھائیں ' اور بے فائدہ احتمالات پیدا کریں ؟ صاف بات یہ ہے کہ حسب اصول و قواعد فن ان روایات کا کوئی اعتبار نہیں - جب صحیح و غیر صحیح میں تعارض ہے تو غیر صحیح کو بلا تامل ساقط کیجیے - اسمیں تکلف کیوں ہے ؟

یہ تو بڑي هي عجیب بات هوگی کہ جو تخالف و تعارض ان روایات کے نا قابل قبول هونے کي سب سے بڑي دلیل ہے ' اسی کو انکے تحفظ کیلیے محرک تطبیق و توجیہ بنایا جاے ؟

پھر اسپر بھي غور کرو کہ تطبیق کیلیے جو احتمال پیدا کیا جاتا ہے وہ کہاں تک موزوں اور قرین اعتدال ہے ؟ حافظ ابن حجر لکھتے هیں : " فیحتمل ان تکون الایہ نزلت في السببین معاً " یعني اِن دونوں روایتوں کو یوں ملایا جاسکتا ہے کہ شہد کو حرام کرنے کا واقعہ بھی هوا هوگا ' اور ماریۂ قبطیہ کا قصہ بھي پیش آیا هوگا - سورۂ تحریم کی آیات ایک هی وقت میں دونوں کیلیے اُتریں -

لیکن یہ توجیہ کسي طرح بھی تسلیم نہیں کي جاسکتی - صحیح بخاري و مسلم وغیرہ کي روایات میں صاف صاف تصریح ہے کہ آیت تحریم شہد کے واقعہ کے متعلق اُتري - خود حضرت عائشہ جنکا اس واقعہ سے حقیقي تعلق ہے اور جو اسکے لیے اعلم الناس هو سکتي هیں ' صاف صاف فرماتی هیں کہ آیت کا شان

نزول نہیں ہے - کہیں اسکا اشارہ تک نہیں ہے کہ اسکا سبب ماریۂ قبطیہ کا واقعہ بھی تھا - اگر ایسے بھی اس آیت سے کوئی تعلق ہوتا تو ظاہر ہے کہ حضرۃ عائشہ ایک ایسے اہم سبب نزول آیت کو بالکل چھوڑ کر محض شہد کے واقعہ کو کیوں بلا وجہ مقدم رکھتیں اور بیان کرتیں؟ پھر امام بخاری و مسلم اور جامعین صحاح اربعہ نے اس آیت کے شان نزول کیلیے خاص ابواب قرار دیے اور ان میں صرف اسی سبب کو درج کیا - اوسکی وجہ بیان کی جاسکتی ہے کہ ان تمام اساطین فن و ائمۂ عظماء حدیث نے یکسر اس دوسرے سبب کو چھوڑ دیا؟

اگر کہا جاے کہ کسی وجہ سے یہ واقعہ امام بخاری و مسلم تک نہیں پہنچا' اور جو روایتیں انہیں ملیں وہ انکی شروط پر نہ اتریں - اسلیے ترک کردیں' تو اول تو ایسا ہونا ہی خود انکی تضعیف کا کافی ثبوت ہے - ثانیاً صرف شروط بخاری و مسلم ہی کا تہاں سوال نہیں ہے - تمام کتب صحاح میں نہونے سے تو ثابت ہوتا ہے کہ کسی کے نزدیک بھی لائق قبول ثابت نہ ہوئیں - ثالثاً - یہ واقعہ کوئی معمولی بات نہ تھی - ایک بہت اہم واقعہ تھا - کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ایک ایسے اہم واقعہ کو جسکا قران حکیم کی ایک آیت سے تعلق ہو' امام بخاری و مسلم و مولفین صحاح نے چھوڑ دیا ہو؟

گذشتہ ازاں' ایک ہی آیت کا دو مختلف واقعات کے متعلق اترنا ایک ایسا دعوا ہے جو محض احتمالات کی بنا پر تسلیم نہیں کیا جاسکتا - علی الخصوص جبکہ قران کریم کی آیت سے دو مختلف واقعات ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا -

چنانچہ حافظ ابن کثیر کو بھی اسکا اعتراف کرنا پڑا - دونوں روایتوں کو جمع کرنے کا ذکر کرکے لکھتے ہیں: " و فیہ نظر - واللہ اعلم " (ابن کثیر جلد ۱۰ - صفحہ ۲۱)

(خلط مبحث)

اصل یہ ہے کہ اس واقعہ میں ساری پیچیدگی ایک طرح کے خلط مبحث سے پیدا ہوگئی ہے' اور مختلف واقعات کو جو بالکل الگ الگ واقع ہوے' ایک ہی واقعہ کے سلسلے میں ملا دیا ہے -

سورۂ تحریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرۃ سرور کائنات کو کئی واقعات پیش آے تھے:

(۱) ازواج مطہرات اور علی الخصوص دو بیویوں کا طلب نفقہ کیلیے مظاہرہ کرنا: وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاہ - الخ -

(۲) افشاء راز: و اذ اسر النبی الی بعض ازواجک - الخ -

(۳) کسی حلال چیز کا اپنے اوپر حرام کرلینا: لم تحرم ما احل اللہ لک؟

یہ تین الگ الگ واقعات ہیں' اور آنحضرت کا ایلاء کرنا اور بیویوں سے کنارہ کش ہونا صرف پہلے ہی واقعہ کا نتیجہ ہے - افشاء راز کے واقعہ سے اور کسی حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلینے سے ایلاء کو کوئی تعلق نہیں -

اسکے صریحی ثبوت گذشتہ نمبروں میں گذر چکے ہیں - سب سے بڑا ثبوت خود سورۂ تحریم ہے - احادیث سے بالاتفاق ثابت ہے کہ جب ایلاء کی مدت ختم ہوئی تو آیۂ تخییر نازل ہوئی - پس اب چاہیے کہ اسی آیت میں ایلاء کے سبب کو ڈھونڈیں کہ وہ کیا تھا؟ کیونکہ ایلاء کے سبب اصلی کا جواب اس آیت میں دیا گیا تھا اور آیندہ کیلیے اسکا سد باب کیا گیا تھا - جو سبب اس سے معلوم ہوگا' وہ ایلاء کے متعلق قران کی ایک ایسی داخلی و محکم شہادت ہوگی جسکے بعد کوئی گنجایش اِن و آں کی باقی نہ رہیگی -

پس دیکھو کہ اس آیہ میں حق سبحانہ نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ تمہارے سامنے دنیا و آخرت دونوں موجود ہیں - ان میں سے ایک چیز کے ہورہو - اس سے معلوم ہوا کہ ایلاء کا سبب قطعاً دنیا طلبی ہی تھی - اگر ایسا نہ ہوتا تو ازواج مطہرات کے سامنے آخرت کو کیوں پیش کیا جاتا؟

(تشریح مـــزیـد)

حقیقت یہ ہے کہ ایلاء کا سبب اصلی بجز توسیع نفقہ کی خواہش کے اور کچھ نہ تھا - ازواج مطہرات آرام و راحت کی گودوں سے اٹھکر حجرۂ نبوت و رسالت کے عالم زہد و فقر میں آئی تہیں - انہیں اپنی تنگی و عسرت بار بار محسوس ہوتی تہی' اور زبانوں سے حرف شکایت بیکر نکلتی تہی - آنحضرۃ (صلی اللہ علیہ و علی ازواجہ و آلہ و اصحابہ و سلم) اپنی حسن عشیرۃ اور فطری شفقت و رحمت کی وجہ سے شکایات سنتے' اور خاموش رہجاتے - اگر مضمون بہت دراز نہ کیا ہوتا تو میں صحیح مسلم کی ایک اور روایت اس بارے میں نقل کرتا - اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن حضرۃ ابو بکر اور حضرت عمر (رض) آنحضرۃ (صلعم) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوے - بعض ازواج مطہرات بھی بیٹھی تہیں - پوری مجلس پر سکوت طاری تھا اور خود حضور کی خاموشی سے انکے طبع مبارک کی افسردگی اور تکدر کا پتہ چلتا تھا - حضرۃ عمر نے چاہا کہ کسی طرح حضور کی افسردگی دور ہو - عرض کی: یا رسول اللہ! اس وقت ایک ایسا معاملہ پیش آیا جو بڑا ہی پر لطف تھا - میری بیوی نے مجھسے نفقہ طلب کیا' اور لگی اصرار کرنے - میں بے ساختہ اٹھا اور جھٹ اسکی گردن پکڑکے دبا دی!

آنحضرۃ یہ سنکر بے ساختہ ہنس پڑے - پھر فرمایا کہ یہ جو میرے پاس بیٹھی ہیں (ازواج مطہرات) یہ بھی وہی چیز (نفقہ) طلب کرتی ہیں -

حضرۃ ابو بکر اور حضرۃ عمر (رض) دونوں غصے میں آگئے - بے اختیار اٹھے نہ اپنی اپنی صاحب زادیوں (یعنی حضرۃ عائشہ اور حضرۃ حفصہ رض)) کو مارنے - انہوں نے کہا کہ " تم اللہ کے رسول سے وہ چیز مانگتی ہو جو آسکے پاس نہیں ہے؟" آنحضرۃ نے اسقدر سختی کرنے سے انہیں روکا اور بات آئی گئی ہوگئی -

اس روایت سے نیز اسکے دیگر ہم مطلب روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ طلب نفقہ کا ازواج مطہرات کو بہت خیال تھا اور وہ بار بار توسیع کے لیے اصرار کرتی تہیں - اس روایت میں صحبت کی خاموشی اور آنحضرۃ کا تکدر طبع اس امر کا ثبوت ہے کہ انکے آنے سے پہلے ازواج مطہرات نے توسیع نفقہ کیلیے اصرار کیا تھا' اور آنحضرۃ اسکی وجہ سے افسردہ طبع تھے -

یہ اصرار بڑھتے بڑھتے جب اس حد تک پہنچ گیا کہ تمام بی بیوں اور علی الخصوص حضرۃ عائشہ اور حضرۃ حفصہ نے اسکے لیے ایکا اور مظاہرہ کیا' تو آنحضرۃ کے طبع مبارک پر بہت شاق گذرا اور آپنے ایلاء کی قسم کھا لی عقلاً اور درایتاً بھی (حالانکہ ہم نے تمام مبحث میں صرف روایتاً نظر ڈالنا ہی کافی سمجھا ہے) ایک ایسی کنارہ کشی اور علیحدگی کیلیے یہی سبب اصلی اور حقیقی ہوسکتا ہے -

مخالفین منکرین اور معاندین شیاطین نے اس خلط مبحث سے یہ فائدہ اٹھایا کہ ایلاء کا سبب ماریۂ قبطیہ کا قصہ قرار دیدیا' اور پھر اس سے یہ استدلال کیا کہ آپکی زندگی میں (نعوذ باللہ) ایسے ناگفتہ بہ واقعات پیش آئے تھے' جنکی وجہ سے تمام بی بیاں ناراض ہوجاتی تہیں' اور آپ ایک ایک مہینے تک انسے روٹھکر خانہ نشین رہتے تھے - آپکے دوست کے مسیحی معلم نے بھی اسی فریب سے کام لیا ہے: واللہ یعلم انہم لکاذبون!

تاریخ قدیم کا ایک فراموش شدہ صفحہ !

نامہ بر کبوتر !

عہد قدیم کی تار برقي اور طیارات !

مشاطۂ عالم نے همیں کچهه اسطرح اپنی نئي نئي سحر ادائیوں اور دلفریبیوں میں محو کرلیا هے که اسکے عهد گذشته کے بہت سے دلچسپ افسانے بالکل خراب و خیال هوگئے هیں ' حتی که نئي دلچسپیوں کي مشغولیت میں کبهي انکا خیال بهي همارے دماغوں میں نہیں گذرتا !

هم میں سے کتنے هیں جو ٹائیٹنک اور امپریس کي غرقابي کے حادثه سننے کے بعد آن چهوٹي چهوٹي کشتیوں کو بهي یاد کرلیتے هونگے' جنهیں کبهي بحر خزر اور قلزم کي موجوں میں انکے باهمت اسلاف کي بحري اولوالعزمیاں نے خوف و خطر ڈالدیتي تهیں ؟ یا آن بادباني جہازوں کي پراني تصویروں پر ایک نظر ڈال لیتے هونگے جو عهد قدیم کي تمدني ترقیات کے انتہائي سر و سامان تھے ' اور جنکے ذریعه بالکل اسی طرح آرام جو اور حیات پسند انسان بڑے بڑے قہار سمندروں کو طے کرتا تها ' جس طرح آج یورپ اور امریکه کے عیش دوست سیاح اٹلانٹک کے طوفانوں پر سے تاش کهیلتے هوے اور آسکے ایوان رقص میں سرور و نشاط کي سرگرمیوں کے مزے لوٹتے هوئے گذرا کرتے هیں ؟

جبکه هم میکسم توپوں کے عظیم الشان کارخانوں کا حال پڑهتے هیں تو همیں بہت کم یاد آتا هے که رومیوں نے بیت المقدس کي دیواروں پر منجنیقوں سے پتهر برساے تهے - اور شاید هم میں صرف تاریخ قدیم کي ورق گرداني کرنے والے اور آثار قدیمه کے عجائب خانوں کے علماء و مصنفین هي کو یه یاد رها هوگا که کسي زمانے میں انسانوں نے آن فوائد کو حاصل کرنے کیلیے جو آج پریس کي مشینوں سے حاصل کیے جاتے هیں ' لکڑي کے حروف بناے تهے اور انکے ذریعه ایک تحریر کي متعدد نقلیں بغیر دو باره لکهنے کے حاصل کرلیتے تهے !

اصل یه هے که انسان ماضي کو کسي مقدس دیوتے کي طرح پوجتا تو ضرور هے مگر اسکے افسانوں کو یاد رکهنے کي بہت کم پروا کرتا هے - اسکي اصلي مشغولیت زمانۂ حال میں هوتي هے - وہ صرف موجود اور حاصل هي کا متلاشي رهتا هے - البته مستقبل بهي اسکے لیے دلکش هے - کیونکه انسانکي دلفریب امیدیں اور سرمست آرزوئیں مستقبل کے هاتهه میں هیں ' اور اس معشوق غفلت و فراموشي کیلیے امیدوں کا وجود اسقدر دلچسپ هوتا هے که بسا اوقات زمانۂ حال کي موجود و حاصل مشغولیتوں کو بهی بهلاکر صرف مستقبل هي کي حسرتوں میں اپني پوري عمریں بسر کردیتا هے !

لیکن انسان کي سب سے بڑي غلطي یہي هے - مستقبل پر آسے اختیار نہیں ' اور حال هي ماضي کا جانشیں اور آسکے ترکے کا وارث هے - پس اسکے لیے جو کچهه سرمایۂ فلاح و مراد هے ' وہ صرف ماضي هي کي یاد اور اسیکے نتائج و عبرت کے درس و بصیرت میں رکها گیا هے - اسي لیے نوع انساني کي سب سے بڑي کتاب هدایت نے بار بار واقعات گذشته ' تاریخ حوادث ' اور سوانح ماضیه کے یاد رکهنے اور سوچنے اور سمجهنے کي وصیت کي :

قل سیروا في الارض ' ثم انظروا کیف کان عاقبة الذین من قبل ؟ (۳۰ : ۴۱) -	خدا کي زمین پر پهرو اور سیر کرو ' اور دیکهو که جو آبادیاں اور اقوام تم سے پہلے تهیں ' انکا نتیجه کیا هوا ؟
اولم یسیروا في الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلهم ' و کانوا اشد منهم قوة ؟ (۳۵ : ۴۳)	کیا لوگ زمین کي سیاحت نہیں کرتے اور نہیں دیکهتے که جو قومیں اس سے پہلے تهیں انکا کیا نتیجه هوا ؟ حالانکه وہ اسے قوة و عظمت میں کہیں بڑهي هوئي تهیں '

پهر جا بجا واقعات ماضیه کي طرف اشاره کرکے تاریخ گذشتگان پر توجه دلائي ' اور کہا که فاقصص القصص ' لعلهم یتفکرون (۷ : ۱۷۵) لقد کان في قصصهم عبرة لاولي الالباب (۱۲ : ۱۱۱) ان في ذالک لآیات لقوم یسمعون ! (۱۰ : ۶۷)

* * *

دنیا نے همیشه اپنے کاموں اور ضرورتوں کو پورا کیا هے - جبکه یه عجیب و غریب آلات و وسائل کار نه تهے جو آج هم اپنے چاروں طرف دیکهه رهے هیں ' جب بهي دنیا اسي طرح آباد تهي جیسي که اب آباد هے ' اور جب بهي بالکل اسي طرح اسکي تمام ضرورتیں پوري هوتي تهیں جس طرح که اب پوري هو رهي هیں !

موجوده عهد میں جبکه سفر کیلیے تیز رفتار ریل اور اسٹیمر ' خبر رساني کیلیے تار برقي اور لا سلکي ' اشاعت علوم و فنون کیلیے پریس اور مطبوعات ' اور اسي طرح هر انساني احتیاج کیلیے انتہائي وسائل و ذرائع موجود هیں ' اور جبکه هم ان تمام نئے وسائل و اسباب کے اپني زندگي میں کچهه اسطرح عادي هوگئے هیں که اگر ایک دن کیلیے بهي یه هم سے واپس لیلیے جائیں تو هم نقل و حرکت اور کاروبار زندگي سے بالکل معذور هو جائیں ' تو بسا اوقات یه خیال کرکے همیں تعجب هوتا هے که جس زمانے میں یه چیزیں دنیا والوں کے پاس نه تهیں ' اس وقت کیونکر انکي زندگي بسر هوتي تهي ؟ کیونکر وہ سفر کرتے تهے ؟ کیونکر ضروري خبروں کو حاصل کرتے تهے ؟ یه کیسے ممکن تها که بغیر پریس کے اور بغیر چهپي هوئي کتابوں کي بڑي بڑي دکانوں کے وہ علم حاصل کرتے تهے اور اپنے عهد سے پہلوں کي اور اپنے معاصروں کي تصنیفات مطالعه کیلیے مہیا هو جاتي تهیں ؟

لیکن حقیقت یه هے که جس وقت دنیا میں اسباب و وسائل میں سے کچهه بهي نه تها ' اس وقت بهي دنیا اور دنیا والوں کي ضرورتیں پوري هوتي تهیں - جبکه چند ابتدائي وسائل پیدا هوے ' جب بهي اسي طرح دنیا نے امن اور چین سے زندگی کاٹی ' اور پهر جبکه یه سب کچهه موجود نه تها جسکي هماري زندگي اسقدر عادي هوگئي هے ' تو اس وقت بهي دنیا اپنے کاموں کو اسي طرح بغیر

بھاپ اور بجلی نے انجام دے لیدی تھی' جس طرح آج قدم قدم پر ان عظیم الشان طاقتوں سے ہم مدد لیتے ہیں اور اُن پر مغرور ہیں !

* * *

یہ کیسی عجیب مگر دلچسپ بات ہے کہ جو کام آج انسان بجلی اور بھاپ کی حیرت انگیز قوتوں سے لیتے پر نازاں ہے' وہ کسی زمانے میں ایک نہایت معمولی اور حقیر جانور سے لیا جاتا تھا' اور جبکہ ریل کی تیز رفتار ڈاک کے تھیلے لیکر نہیں جاتی تھیں اور تار کے سلسلوں نے دور دراز ملکوں میں باہم خبر رسانی کو اسطرح آسان نہیں کردیا تھا' تو نامہ بر کبوتروں نے عول کے عول جو اپنی نازک نازک گردنوں میں خطوط کی امانت لیکر اور بڑے بڑے میدانوں اور دریاؤں پر سے گذر کے مکتوب الیہ تک پہنچتے تھے' اور جس طرح آج تاربرقی کے ہر جگہ اسٹیشن ہیں' بالکل اسطرح اِن بے زبان پیام بروں کے اڑنے اور آنرے کیلیے بلندیوں پر اسٹیشن بنائے جاتے تھے !

نامہ بر کبوتروں کا وجود عہد قدیم کی ایک نہایت مشہور اور بڑی ہی دلچسپ کہانی ہے - اسکا سلسلہ نصف صدی پیشتر تک بڑی بڑی آبادیوں میں جاری تھا - اب بھی دنیا سے بالکل مفقود نہیں ہوا ہے بڑی بڑی لڑائیوں اور جنگی محاصروں کے

ایک مستقل فن بنگیا تھا جسمیں متعدد کتابیں بھی تصنیف کی گئیں - انکا ذکر تاریخوں میں موجود ہے -

حال میں رسالہ " سائنٹفک امریکن " کے ایک مضمون نگار نے نامہ بر کبوتروں کے متعلق ایک نہایت دلچسپ مضمون لکھا ہے اور بہت سی تصویریں بھی دی ہیں - اسے دیکھکر مسلمانوں کے عہد گذشتہ کی وہ ترقیات یاد آگئیں جنکا تفصیلی تذکرہ سیوطی اور مقریزی وغیرہ نے مصر کی تاریخوں میں کیا ہے - ہم سب سے پہلے اس مضمون کا ترجمہ ہدیۂ قارئین کرام کرتے ہیں - اسکے بعد دوسرے نمبر میں مسلمانوں کے عہد کی ترقیات تفصیلی طور پر درج کرینگے' اور اُن واقعات کا بھی حال لکھینگے جن میں مسلمانوں نے نامہ بر کبوتروں سے بڑے بڑے کام لیے تھے اور اُنکی پرورش و تربیت کو ایک باقاعدہ فن بنا دیا تھا -

* * *

(فرانس میں نامہ بر کبوتروں کی درسگاہ)

سائنٹفک امریکن کا مقالہ نگار لکھتا ہے :

" یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ موجودہ عہد علمی میں جبکہ تار برقی اور ہوائی طیارات کی ایجادات نے دنیا کے تمام گوشوں کو ایک کردیا ہے' ان تیز رو اور وفادار پیغامبروں کی کچھہ ضرورت نہ رہی'

اعلی نسل اور قسم کے نامہ بر کبوتر جو فرانس میں باقاعدہ طور پر نامہ بری کیلیے طیار کیا جاتا ہے !

مانے میں ایسے کام لینا ہی پڑتا ہے جب نئی دنیا کی بڑی بڑی قیمتی اور مغرورانہ ایجادیں کام دینے سے بالکل عاجز ہو جاتی ہیں - حکومت فرانس نے تو اب تک انکے باقاعدہ اہتمام اور پرورش کے کام کو باقی و جاری رکھا ہے !

اِن امانت دار پیامبروں نے دنیا میں خبر رسانی کی عجیب عجیب خدمتیں انجام دی ہیں اور احسان فراموش انسان کو بڑی بڑی ہلاکتوں سے بچایا ہے - جہاں انسان کی قوتیں کام نہ دےسکیں' وہاں انکی جذبر ہمدردی کام آگئی !

* * *

ہمارے عالم حسن و عشق کے رازدارانہ پیغاموں کیلیے اکثر انہیں سفیروں سے کام لیا گیا ہے - عشاق بے صبر کو انکا انتظار قاصد کے صبر آزما انتظار سے کچھہ کم شاق نہیں ہوتا - شعرا کی کائنات خیال میں بھی خبر رسانی و پیامبری صرف انہی کے سپرد کردی گئی ہے' اور فارسی شاعری میں تو " عظیم الشان " بلبل کے بعد اگر کسی دوسرے وجود کو جگہ ملی ہے تو وہ یہی مسکین کبوتر ہے !

* * *

مسلمانوں نے بھی اپنے عہد تمدن میں اِن پیامبروں سے بڑے بڑے کام لیے تھے - حتی کہ نامہ بر کبوتروں کے اقسام و تربیت کا کام

جنہوں نے جنگ جرمنی و فرانس میں بڑی بڑی گرانقدر خدمات انجام دی تھیں (۱) - حقیقت یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کا یہی خیال ہے - وہ کہتے ہیں کہ نئی ایجادات نے حالت بدلدی ہے اور اب نامہ بر کبوتر صرف چند بوڑھے شکاریوں ہی کے کام کے رہگئے ہیں !

مگر ایسا خیال کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی - جو توجہ کہ اسوقت یورپ کی حکومتیں خصوصاً حکومت فرانس ان پرندوں پر کر رہی ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک وہ خدمت فراموش نہیں ہوئی ہے جو ان مسکین پرندوں نے حملۂ جرمنی کے زمانے میں محصورین پیرس کی انجام دی تھی !

اسوقت فرانس کے یہاں ۲۸ فوجی کبوتر خانے ہیں جو اسکے تمام قلعوں میں علی الخصوص اُن قلعوں میں جو مشرقی سرحد میں واقع ہیں' پھیلے ہوئے ہیں - یہ کبوتر خانے جو انجینیرنگ کور کے زیر انتظام ہیں' افزایش نسل اور تربیت کے لیے وقف کردیے گئے ہیں -

مجھے ان فوجی کبوتر خانوں میں جانے کے لیے اور خاص اجازت حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی جو پیرس کے قلعوں کے قریب مقام (vagirard) میں واقع ہیں - یہاں کے حکمران افسر نے مجھے اس عجیب جانور کی افزایش اور تربیت کا نظام سمجھا دیا - قارئین کرام

کو یہ سنکے تعجب ہوگا کہ ان پرندوں پر اسقدر روپیہ صرف کیا جا رہا ہے - سپاہی ان ننہے ننہے جانوروں کو بہت چاہتے ہیں اور انکی تعلیمی ترقی کو سرگرم دلچسپی کے ساتھہ دیکھتے رہتے ہیں -

مقام ریچبرڈ اور اسیطرح دوسرے مقامات میں کبوتروں کی ڈھابلیاں مکان کی چھت پر ہوتی ہیں - ہر ایک ڈھابلی ایک فرش کے ذریعہ دو حصوں میں منقسم ہوتی ہے - فرش پر پلاستر اور اس پر خشک اور متوسط درجہ کی خوشنما چٹائیوں کی ایک تہہ ہوتی ہے تاکہ انکے پنجے نجاست میں آلودہ نہ ہوں - پانی کے برتن چھوٹے بنائے گئے ہیں تاکہ کبوتر نہانے میں زیادہ پانی نہ پھینک سکیں - لیکن جب کبھی ان ڈھابلیوں کی چھت پر بہتے ہوے پانی کا سامان ہوجاتا ہے تو دوسرے برتن رکھدیے جاتے ہیں تاکہ وہ اسمیں آزادی سے نہا دھو سکیں ' اور اسطرح مہلک جراثیم سے محفوظ ہو جائیں -

ہر خانے میں ہوا کی آمد و رفت کا عمدہ انتظام کیا گیا ہے - ہر کبوتر کے جوان جوڑے کو ۳۵ فیٹ مکعب ' اور ہر بچہ کو ۹ فیٹ مکعب جگہ دیگئی ہے - اس خیال سے کہ ہوا کی گردش میں سہولت ہو ' پہاڑی یا سرد ملکوں کے علاوہ اور کہیں ڈھابلیوں کی چھتوں پر استرکاری نہیں کی جاتی -

ان ڈھابلیوں کا مشرق رو ہونا بھی نہایت ضروری ہے - فرانسیسی ڈھابلیوں کا رخ شمال اور شمال و مشرق ہے جو طوفان آب کے تمام رخوں کے بالکل مخالف ہوتا ہے - اس کا خیال رکھا جاتا ہے کہ یہ ڈھابلیاں ٹیلیگراف یا ٹیلیفون کے دفتر کے پاس نہ بنائی جائیں جنکے تار اڑنے میں ٹکرا کے انہیں زخمی کرسکتے ہیں -

بڑے بڑے درخت اور اونچی اونچی عمارتیں بھی قابل اعتراض سمجھی جاتی ہیں - کیونکہ انکی وجہ سے ان کبوتروں کو باسانی بیٹھنے کے مواقع ملجاتے ہیں اور اڑنے سے جی چرانے لگتے ہیں - کترنے والے جانوروں مثلاً (ordents) کی روک کے لیے شیشہ دار پنجرے چوکھٹوں میں رکھے جاتے ہیں - پاس کی زمین پر لوہے کا جال تنا رہتا ہے تاکہ زمین میں نیچے نہ گھس سکیں - تمام کبوتر خانوں اور انجینئرنگ کور کے دفتروں میں ٹیلیفون لگا ہوا ہے -

یہ قاعدہ ہے کہ ہر کبوتر خانے میں ۱۰۰ کبوتر ایسے ہوتے ہیں جو فراہمی فوج میں شرکت کے لیے تیار کیے جاتے ہیں - اس تعداد طاقت کے قائم رکھنے کے لیے دو کمرے ایک سو بیس جوان کبوتروں کے ' ایک کمرہ دو سو بچوں کا جو اسی سال پیدا ہوے ہوں ' ایک جنوب رو شفا خانہ (Infirmary) ' اور ایک دار التجربہ (Laboratory) درکار ہوتا ہے -

ان خانوں میں رکھنے کے لیے کبوتر ان بچوں میں سے انتخاب کیے جاتے ہیں جنکی عمر ابھی ۴ ہفتہ ہی کی ہوتی ہے ' اور جو ابھی تک اپنے ان پیدائشی خانوں سے نہیں نکلے ہوتے جنمیں وہ پیدا ہوے ہیں -

صحت اور غذا کی نگرانی کے خیال سے پہلے ۴ یا ۵ دن تک انکی دیکھہ بھال رہتی ہے - اسکے بعد خانے سے نکلنے اور ادھر ادھر اڑنے پھرنے میں اسطرح حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ بعد تراشے ہوے (تاکہ وہ اپنے داخلے کا دروازہ پہچان سکیں) نکل بھاگنے کا انہیں موقع دیا جاتا ہے - یہ تربیت روز ۳ بجے دن کو کی جاتی ہے -

جب اس نو آبادی میں جوان کبوتر ملا دیے جاتے ہیں تو یہ مشق بہت دور تک جاری رہتی ہے - نو وارد کبوتر پہلے تو ایک معتدبہ زمانے تک علحدہ بند رہتے ہیں - اسکے بعد پرانے رہنے والوں کے ساتھہ ملا دیے جاتے ہیں - آخر میں انکی اگلی پانچ پانچ یا چار چار تیلیاں دو دو انچ کے فرق سے کتر دی جاتی ہیں تاکہ موسم بھر اڑ نہ سکیں - جب پر جھاڑنے کا زمانہ آتا ہے تو ان کتری ہوئی تیلیوں کی جگہ پوری پوری نئی تیلیاں نکل آتی ہیں -

قابل خدمت ٹکڑیوں میں (ٹکڑیاں فوجی اصطلاح میں کور Corps کہلاتی ہیں) ماہ مئی کے قریب ۲ برس سے لیکے ۸ برس تک کے ۱۰۰ کبوتر ہوتے ہیں - انمیں ۱ کبوتر تک ۶ محفوظ کبوتر اور ۱۸ مہینے کے ایسے ۲۳ پٹھے نوجوان بڑھا دیے جاتے ہیں جو تعلیمی معرکوں میں حصہ لیچکے ہیں -

کھانے کے لیے سیم ' مٹر ' اور مسور کا ادرا دانا جاتا ہے جو برابر سال بھر تک جمع ہوتا رہتا ہے - اس کی مقدار فی کبوتر قریباً ڈیڑھ اونس ہوتی ہے جو تین وقتوں میں یعنی صبح ' دوپہر ' اور ۳ بجے دن کو دی جاتی ہے - اسکے علاوہ مٹی ' چونا ' دریا کی عمدہ بالو ' انڈے کے چھلکے ' اور کھونگے بھی ہم وزن پسے ہوے ملتے ہیں - یہ مرکب جسے نمک آمیز زمین (Solted Earth) کہتے ہیں ' ہمیشہ انکے پنجروں میں پڑا رہتا ہے -

نامہ بر کبوتروں کی بارک اور انکی بالائی درسگاہ ! !

بہار کے زمانے میں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ دو ہلکے یا دو بہت ہلکے رنگ کے کبوتروں میں ' یا بہادت ہی قریبی رشتہ دار کبوتروں میں ' یا ایک دوسرے سے بعید ملنے ہوے کبوتروں میں جوڑا نہ لگنے پاے - جوڑا صرف ایسے کبوتروں میں قائم کرنا چاہیے جنکی آنکھوں اور پروں کے رنگ مختلف ہوں - چھوٹے بڑے ' جوان بوڑھے ' باہم مانوس اور غیر مانوس کبوتروں میں الٹ ضرور بنا دینی چاہیے -

جب چند دنوں تک ایک ساتھہ علحدہ بند رہنے سے جوڑا لگ جاے تو پھر انہیں کمرہ میں آزادی سے پھرنے دینا چاہیے - جوڑا لگنے کے بعد سے ۴۰ دن کے اندر مادہ انڈے دیتی ہے ' اور اسکے بعد ۱۷ دن تک سینکتی ہے - جب بچے ۴ یا ۵ ہفتے کے ہوجاتے ہیں اور دانہ چگنے لگتے ہیں تو ماں باپ سے علحدہ کرکے ایک ایسے جنوب رو کمرہ میں رکھدیے جاتے ہیں جسمیں زیادہ سے زیادہ دھوپ آتی ہو - کسی دوسری جھولی کے یا موسم خزاں کے انڈے نہیں رکھے جاتے - کیونکہ انکے بچے مرتے ہوتے ہیں اور بیقاعدہ پر جھاڑنے لگتے ہیں -

(لہا بقیۃ صالحۃ)

اسلام کی بیکسی اپنے گھر میں

فلسطین میں صہیونی یہودي اور مسلمان

هم رونے هیں که اسلام ان ممالک میں ذلیل و پامال هو رها ہے جو هماري بد اعمالیوں کی بدولت مسیحي استعمار (یعني نو آبادیوں) کی بد بختي میں گرفتار هیں' لیکن اگر هم موجوده شئون و حالات کا ایک غلط انداز نظر سے بهی مطالعه کریں تو صاف نظر آجاے که اب همارے ضعف و انحطاط کا یه عالم هوگیا ہے که فرزندان اسلام خود اپنے گهر میں اور اپنے زیر دستوں کے هاتهوں بهی مقهور و مظلوم هو رہے هیں !

فلسطین وه مقام ہے جس پر ایام مظلمه میں مسیحیت کي خوفناک خونیں کوششوں' اور موجوده عهد تمدن میں یورپ کے پر فریب سیاسي دسائس کے باوجود' آج تک اسلام کا پرچم توحید لہرا رها ہے -

با ایں همه وهاں کي موجوده حالت نهایت درد ناک اور ماتم انگیز ہے -

فلسطین اس سلسلۂ مضامین کي ایک مستقل کڑي ہے جو هم بقیه " عالم اسلامي " کے عنوان سے شائع کرنا چاهتے هیں مختلف دول یورپ کا نفوذ' انکے مصالح و اغراض کا تعارض و تصادم' یہودیوں کا هجوم و استیلاء' مسلمانوں کي حسرتناک مغلوبیت و کس مپرسي' اسکے ضروري مگر دل فگار و کربه انگیز نقطه هاے بحث هیں جنهیں سر دست نہیں چهیڑینگے - صرف دو ایک واقعات کے بیان پر اکتفا کرینگے جو تازه عربي ڈاک میں موصول هوے هیں:

ملکوںکے انقلابات اور قوموں کي بیداري کي تاریخ کا یه ایک متواتر و مسلم واقعه ہے که ظلم و مظالم کي زیادتي' هجوم و استیلاء کي شدت' جبر و عدوان کي کثرت' اور چیره دست و غالب قوم کي سبعیت و درندگي' یعني تاخت و تاراج' خونریزي سفاکي' اور اسي طرح کے تمام مظالم کسي خاموش و افسرده ملک میں عالمگیر حرکت و بیداري اور ایک غافل و خوابیده قوم کے اندر عام احساس و تنبه پیدا کردیتے هیں بشرطیکه اسکے بهلے دن آنے والے هوں -

گذشته نصف صدي سے عالم اسلامي پر ایک عام جمود و افسردگي طاري تهي - گو اسکے مختلف حصوں میں احساس و شعور کے آثار نمایاں هوے مگر در حقیقت وه ابتدائي لہریں تهیں جنکا وجود صرف سطح سمندر هی پر هوتا ہے - اسکے نیچے یعني وسط و قعر حسب سابق خاموش و ساکن رهتے هیں !

لیکن گذشته دو خونیں سالوں نے عالم اسلامي کي حالت یکسر بدلدي - اب عربوں نے بهي جمود و تعطل' اور محض تردوں کے ساتهه معرکه آرائی کرنے کي سطح سے کسیقدر بلند هوکے نظریں ڈالي هیں' اور انهیں اپنے وطن عزیز اور گہوارۂ اسلام میں اجنبي قوتوںکے اثر کا غلبه' پرانے دشمنوں کا تسلط' اور زمین کے بهوکے فرنگیوں کا چاروں طرف ازدحام نظر آرها ہے - یه منظر قدرتاً انکي ایک نئي حرکت کا ذریعه هوا - انهوں نے اس عرصے میں وقتاً فوقتاً اپني موجوده حالات پر ماتم اور اس سے نجات کے لیے استغاثۂ و فریاد کي چیخیں بلند کیں - مگر یورپ کي مصري دریات یعني المؤید' المقطم' اور لسان العال وغیره ان علائم و آثار کو ایسے خوفناک عنوانوں کے ساتهه شائع کرتے هیں جن سے عربوں اور ترکوں کے تعلقات کي پراني دشمني کو همیشه غذا ملتي رہے' اور اختلاف کي وه خلیج وسیع سے وسیع تر هوجاے جسکے پاني سے یورپ کي امیدوں کا شجرۂ ملعونه رخبیثه سیراب هوتا رهتا ہے !

چنانچه گذشته حرکت عربیه اور اسکے طرفداروںکے نزدیک لنچ کمپني کے دائرۂ اقتدار کي توسیع پر اهل عراق کي بے چیني' مسلمانان فلسطین کي داخلي تدابیر مقاومت' اور ملک و حکومت کي اطلاع کے لیے شور و فغاں کرنا اسي کا نتیجه ہے -

صہیوني یہودیوں کے روز افزوں تسلط اور اقتدار و مظالم کا تذکره اس جلد کے کسي گذشته نمبر میں آچکا ہے - آج ایک اور واقعه نقل کیا جاتا ہے جسکو اس ظلم و ستم اور توهین و تذلیل کے صدها واقعات کا نمونه سمجهنا چاهیے جو یہاں برابر پیش آتے رهتے هیں -

" محمد عون آفندي ایک پر جوش و غیور شخص مقام زواره کا دولتمند تها - وه دیکهرها تها که یہودي رفته رفته تمام شهر پر قبضه کرتے جاتے هیں - اسلیے جب یہودیوں نے زواره کا ٹهیکه لینا چاها تو اس نے سخت مخالفت کي - مگر افسوس که اسکي کچهه نه چلي - یہودیوں کو اپني کوشش میں کامیابی هوگئي -

حال میں اس پر بعض ایسے ناگهاني مصائب آپڑے که اسے اپني جائداد رهن رکهنا پڑي - فلسطین میں مسلمان اسقدر دولتمند کہاں هیں که وه رهن رکهسکتے ؟ مجبوراً یہودیوں هي کے هاتهه گرو رکهنا پڑي - ان ظالموں نے پہلے تو روپیه نهایت خنده پیشاني سے دیا' مگر تهوڑے هي دنوں کے بعد نهایت سختي سے تقاضا شروع کیا - جب وه روپیه نه دیسکا تو اسکو گرفتار کرکے مارنے پیٹنے لگے اور جب اچهي طرح زد و کوب کرچکے تو ایک قلعه میں نظر بند کر دیا اور اسکی جائداد نیلام کرکے خود هي خریدلي - وه بیچاره اب قیدي ہے - اسکے اهل و عیال دانے دانے کو محتاج هیں - اهل شهر نے والي بیروت کے پاس فریاد کي - گو والي نے هنوز قطعی طور پر یاس انگیز جواب نہیں دیا ہے مگر تاهم وه برابر ٹال رها ہے - اسکي وجه بظاهر یهي معلوم هوتي ہے که مجرم یہودي جرمني اور روس کي رعایا هیں - والي کو خوف ہے که اگر اس نے کسي قسم کی عملي کارروائي کي تو دونوں سلطنتیں حفظ حقوق کے نام سے مداخلت کرینگی - یہاں یه بهي افواه ہے که انهوں نے اپني اپني سلطنتوں کو اس واقعه کي اطلاع دیدي ہے اور وهاں سے انکو اطمینان دلایا گیا ہے " یه حالت ہے اس ملک کے مسلمانوںکي جهاں خود هماري حکومت ہے !

روزانـه الهـــلال

عرب کي بقيه آزاد حکومتوں کا خاتمه

مسقط ' عمان ' یمن ' حضر موت

تاریخ و تبصرا

سنه ۱۷۹۸ ع میں ایسٹ انڈیا کمپني نے سلطان مسقط سے عهد کیا که وه فرانسیسیوں کو عمان سے خارج کردیگا -

سلطان سعید سنه ۱۸۰۴ سے سنه ۱۸۵۶ ع تک حکمراں رہا - اسنے انگریزوں کے ساتهه ملکر عربي قزاقوں سے جنگ کي' اور غلامی کے انسداد کے لیے تین عهدنامے تحریر کیے - سعید کي وفات پر عمان سے اسکے ماورا البحر مقبوضات جدا هوگئے - سید سیواني مسقط میں اور اسکا چهوٹا بهائي زنجبار میں حکمراں تها - سیواني سنه ۱۸۶۶ ع میں بمقام سیار قتل هوا - اسکا بیٹا سلیم جانشین هوا - اسکے بعد سنه ۱۸۷۱ع میں سید ترکي سعید کا ایک بیٹا تخت نشین هوا - اسکے وقت میں اکثر بغاوتیں هوتي رهیں - انگریزوں کے کہنے سے اسنے افریقه اور زنجبار میں غلاموں کي تجارت مسدود کردي - اسکے معاوضه میں انگریز آسے چهه هزار پونڈ سالانه دیتے رہے -

سنه ۱۸۸۸ میں اسنے وفات پائي اور اسکا بیٹا فیصل بن ترکی جانشین هوا - اسکے زمانے میں بهي بغاوتیں بند نه هوئیں - فروري سنه ۱۸۹۵ میں بدویوں نے بغاوت کرکے شهر مسقط لوٹ لیا - سلطان خوف سے قلعه بند هوگیا - بناے فساد یه تهی نه سلطان نے ایک شیخ صالح محمد دامي سے خراج طلب کیا - وه مطلوبه رقم سے کم دیتا تها -

نومبر سنه ۱۸۹۴ ع سے ۱۲ فروري سنه ۱۸۹۵ ع تک باغي اسلحه اور فوج جمع کرتے رہے - ۱۲ فروري کو عبد الله بن شیخ صالح ۲۰۰ مسلح بدوي لیکر سلطان مسقط سے ملاقات کرنے گیا - اوسکي سلامي هوئي اور سلطان نے چار سو پونڈ نقد تحفه دیا -

مسلح بدویوں کو شهر میں جانے کي اجازت دیدي گئي تهي - آدهي رات گذرے پر باهر سے آکر انهوں نے حمله کر دیا - شهر کے دروازے کهولدیے اور بهت سے بدوي گهس آے - بازار کا دروازه اور بڑا مغربي دروازه دونوں بدویوں نے مسخر کرلیے - پهر سلطان کے محل پر حمله کیا - سلطان نے جاگتے هي دو حمله آوروں کو گولي سے مار دیا ' اور خود ایک پوشیده دروازے سے قلعه میں چلا گیا جهاں سے شهر اور بندرگاه پر گوله باري هوسکتی تهي - اوسکا بهائي بهي ایک دوسرے قلعه میں چلاگیا - دونوں قلعوں میں پچاس پچاس آدمي اور باره پونڈ کي چند توپیں تهیں -

محل پر گوله باري شروع هوگئی جسپر بدوي قابض تھے - مگر ۱۳ فروري کو بدویوں نے شهر کے دروازے بند کرکے اوسپر قبضه کرلیا - محل سلطاني بالکل لوٹ لیا - سلطان نے قلعوں کي توپوں اور بندوقوں سے آتش افشاني شروع کي - تین روز تک اپنے هي محل پر گولے برساتا رها - باغیوں نے قلعه پر حمله نه کیا ' اور شهر میں بهي نه پهیلے - انگریزي حصه بالکل محفوظ رها -

حتی که ساحلي شهروں سے ایک هزار فوج مدد کے لیے آگئي جس نے دشمن پر حمله کردیا - حمله کے اثنا میں برٹش ریزیڈنٹ هندی انگریزي رعایا کو مقابله میں لے گیا - شام تک اور کمک بهی آگئي - آخر باغي بهاگ گئے اور غریب سلطان کو انگریزي رعایا کے نقصان کا خساره دینا پڑا !

سنه ۱۸۹۲ میں مسقط میں فرانسیسي قنصل خانه قائم هوا جسکا مدعا صرف سیاسی تها - آنهوں نے بهت سي سازشیں کیں - لیکن انگریزي رقابت سے کوئي اثر هونے نه پایا - انگریزوں نے البته فرانس کے مقابلے میں بہت سي مراعات حاصل کرلیں - چنانچه سلطان مسقط نے بحر قلزم کا سلسله تار قائم کرنے کے لیے پانچ جزیرے دیدیے - یه جزیرے بهت زرخیز هیں -

سنه ۱۸۶۱ میں انگریزي کمشنري نے مسقط اور زنجبار کي حکومت کے دو دعویداروں کے درمیان ثالثي کي ' اور سلطاني علاقه کو دو قسموں میں منقسم کردیا - لیکن تهوڑے هي عرصه کے بعد آخر الذکر حکومت برٹش ایسٹ افریقه میں جذب هوگئي ! پهر سنه ۱۸۷۳ ع میں عمان پر بهی دست آر دراز هوا ' اور اپنی عالمگیر انگریزي پالیسی کے مطابق بالآخر سلطان کو وظیفه خوار بنا کے چهوڑا !!

عمان کی موجوده پولیٹکل حالت یه هے که جنگ بلقان کے آخر سے عمان میں پهر بغاوت کي حرکت شروع هوئي - ابهي بغاوت فرو نه هوئي تهی که سلطان فیصل بن ترکي کا انتقال هوگیا - اس کشمکش میں انگریزي طماعي بهلا کب اس بات کی متقاضي تهی که خاموش رہے ؟ سلطان کے طرف سے کچهه هندوستانی فوج مسقط میں اتار دي گئي اور انگریزي بیڑه کو بهی اشاره هوا که بزقه اور ساحل سهار پر گوله باري کرے ا

بغاوت ابهی تک فرو نهیں هوئی هے - انگریزوں کا اقبال بر سر اوج هے' اور عمان کو شکنجه میں کسنے کے لیے ایک نیا پیچ گهمایا گیا هے - ترکش گورنمنٹ سے جو معاهده خلیج فارس کے لیے هوا تها' مجهے خیال هوتا هے که اسمیں ایک دفعه یه بهي تهي که ترکي عمان کے قانوني دعوے سے دست بردار هوگئي -

مجهکو خوف هے که اسی طرح کل کو یمن ' پهر حجاز' پهر شام و عراق سے بهي دست بردار هونا نه پڑے - هاں اس معاهده سے اتنا پته ضرور چلا که عمان بهي کسي وقت ترکي کے زیر سیادت هونے کا فخر رکهتا تها -

عمان اور مصر کي حالت ایک سي هے - عمان کے قریب هي جزیره نماے القوس و بحرین' اور اسکے متصل ایک مشهور موتیوں کا جزیره هے - ساتهه هي خلیج فارس نے قبرس کي طرح سے بهی اسے انگریزوں کے حواله کردیا هے - بحرین جسکا نام هم شروع اسلام سے سنتے آے هیں اور تاریخ میں اسکی اهمیت اکثر مطالعه کرچکے هیں ' آج یونین جیک کے زیر سایه هے ا زرخیزي میں یه جزیره تمام عرب میں بے مثل هے' اور اپني قدامت میں نو دانل کا همسر سمجها جاتا هے - یهاں اُن قبور کا پته چلتا هے جو قحطان کے بلوں کی هیں' اور یهي پهلا مستقر اقوام عرب یا قبیلۂ عدنان کا هے -

کویت اور القطار بهي انگریزوں کے زیر اثر هے - عدن کو بهی اس بات کا فخر حاصل هے که اس نے پہلے پہل سعید جنس کي

قدم بوسي کي - لیکن حضر موت کو بهي اس بات سے لم فخر نہیں ہے کہ اسکے سلاطین نصارا کے ید بیضا کا معجزہ دیکھہ رہے ہیں ! ابهي دهلي میں ہز هائنس سلطان مقاله کو هم نے دیکھا ہے کہ شہنشاہ جارج خامس کے آگے اپنی عزت کو نثار کر رہا تها !

حضر موت وہ خطہ ہے جسکے باشندوں کی بدولت آج چالیس ملین انسان جزائر سوماترا اور جاوا میں مسلمان نظر آتے ہیں ! یہیں کے عرب وہ مهذري اور تاجر ہیں جو ایسٹ انڈیا میں پہنچے تہے - اور اب بهي وهاں ایسے سلاطین ہیں جنکا رشتہ حضر موت سے ہے - مارب کے عظیم الشان کهنڈر اسي حضر موت میں ہیں - یہ خطہ انکي سلاطین میں منقسم ہے - معاله سنگ سرخ کے پہاڑوں کے اندروني جانب واقع ہے - یہاں کا حاکم القاسمي خاندان کا ایک سلطان ہے - اس خاندان کا سات منزله قلعه ایک ایکڑ رقبه پر اب تک موجود ہے ' جسکے مورچے اور دیواریں بہت هي مضبوط ہیں -

شبام وادي حضر موت کا سب سے بڑا شہر اور تیل کا رنگ بنانے کے لیے مشہور ہے - اسي کا ایک شہر شہیر قدیم زمانے میں تجارت کا مرکز تها - یہاں خاندان القاسمي کا ایک وارث نواب ہے جسکا باپ نظام حیدر آباد کی عربی فوج کا سپہ سالار ہے -

حضر موت یمن کا ایک حصہ ہے - ترکي فوج ایک بار یمن سے گذر کر یہاں پہونچ بهي گئي تهی مگر کمزور و بزدل باب عالي نے انگریزي اعتراض کے آگے سر تسلیم خم کردیا ' اور اس خطہ کو جو اسکي عربي مقبوضات کے لیے ایک لعل بے بہا تها ' غیروں کے هاتهہ چهوڑ دیا !

اندرون عرب میں ایک خطہ وادي دار سیر اور دهدران کے نام سے مشہور ہے - یہاں عبد الله بن سبا کے فرقے کے لوگ ہیں - وادي دار سیر ۳۰۰ میل لمبی اور ایک سو میل چوڑي ہے - یمن کا سب سے بڑا زر خیز خطہ یہی ہے - دار سیر میں تین منزل تک کهجور هی کے باغ ہیں - ان ملکوں میں گو ابهي تک کسي یورپین طاقت کا گذر نہیں ہوا لیکن ترکي بهی اس پر متوجه نہیں ' اور شاید کبهي بهي نہ ہو - (رفیقي)

جوهر عشبه مغربی و چوب چینی

یورپ کے بنے ہوے همارے مزاجوں کے ساتهہ اس لیے موافق نہیں ہیں کہ وہ روح شراب میں بنائے جاتے ہیں ' جو سخت محرک خون و رم ہے جو گرم مزاج اور گرم ملک کے باشندوں کو بجائے اس کے کہ گرم خون کو ٹهنڈا کریں خون کو اور تیز کردیتے ہیں - هم نے اس جوهر میں برگ حنا ' چوب چینی وغیرہ مبتدل و مصفی خون دوائیں شامل کردي ہیں - جن کي شمولیت سے عشبه کي طاقت دو چند هوگئي ہے - چند خوراک تجربه کرکے دیکهہ لیجیے - سیاہ چہرے کو سرخ کردیتا ہے - بد نما داغ ' پهوڑے پهنسي ' بیقاعدگي ایام ' درد نسل ' هڈیوں کا درد ' درد اعضا وغیرہ میں جو لوگ مبتلا رهتے ہوں آکر آزمالیں -

یاد رکهیگا کہ دوا سازي میں یہ نکتہ دل میں جگہ دینے کے قابل ہے کہ ایک دوائي جو نا تجربہ کار بنانے سے مضر و بے عمل هوجاتي ہے - اور وهي دوا مناسب اجزاء و ترکیب سے واقف کار بنانے تو مختلف حکمي عمل و عجیب و غریب خواص و فوائد ظاهر کرتي ہے - دوا سازي میں قاعدہ ہے کہ جب تک دوا ساز ان اجزاء کے اعمال و خواص سے با خبر نہو ' کبهي اسکا ترکیب دیا ہوا نسخہ سریع الاثر حکمي فائدہ نہ کریگا - یہي وجہ ہے کہ جاهل دوکانداروں کے نسخے جو دوا سازي کے اصول سے محض نا آشنا ہوتے ہیں بجائے فائدہ دینے کے نقصان کرتے ہیں ' لہذا ان سے بچنا چاهیے - قیمت شیشي کلاں ۳ روپیہ - شیشي خورد ایک روپیہ ۸ - آنہ - استعمال سے پہلے جسم کا وزن کرو اور ایکماہ کے بعد خود دیکهہ لو -

المشتهر

حکیم ' ڈاکٹر ' حاجي غلام نبي زبدۃ الحکما شاهي سند یافتہ موچي دروازہ لاهور مصنف کتب طبي ۲۵ عدد

عالم اسلامی

مجمع الجزائر مالدیپ

عربي هند میں عربوں کا ابتدائی ورود

محیط هند میں ایک عرب سلطان !

مالدیپ (جسکو عربي جغرافیہ نویس ملادیف یا ملدیف کہتے ہیں) بحر هند کے بے شمار چهوٹے چهوٹے جزیروں کا ایک مشہور مجمع الجزائر ہے جو اپنی بحري پیداوار کي وجہ سے همیشہ دور دور کے تاجروں اور متلاشیان دولت کیلیے ایک پرکشش خطہ رہا ہے - اسکے جزیرے کو بہت چهوٹے چهوٹے ہیں حتی کہ هر جزیرہ کا طول و عرض ایک میل سے زیادہ نہیں ' لیکن چونکہ انکي تعداد بے شمار ہے - اسلیے مجموعي حیثیت سے ایک بڑي وسیع آبادي پیدا هوگئي ہے ' اور بیس سے تیس هزار تک بیان کي جاتي ہے -

یہاں کی مشہور پیداوار عنبر ' مروارید ' اور زیادہ تر موتی ہیں جنکی وجہ سے اسکے بندرگاہ همیشہ تاجران عالم کا جولانگاہ رہے ہیں -

* * *

یہاں کي تمام آبادي تقریباً مسلمان ہے اور ایک خاص مقامي زبان بولتی ہے - تاریخ و آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب کے سب عربي النسل ہیں ' اور اُن عرب تاجروں اور داعیان اسلام کي اولاد میں سے ہیں جو تاریخ اسلام کي ابتدائی صدیوں میں هندوستان کے جزائر عربي کي طرف پہنچے ' اور بحکم :

یا عبادي الذین امنوا ! ان ارضي واسعة ' فایای فاعبدون ! یہیں آباد هوگئے !

یہاں کي حکومت ابتدا میں دیسي آبادي کے هاتهہ میں تهی جو چکلي قوم کے نام سے مشہور ہے ' لیکن اسلام ایک قوت ہے جو اگر ضائع نہ کردي گئی ہو تو صرف حکومت اور فرمانروائي هي کیلیے بهیجي گئي ہے ' اور وہ کبهی بهي محکوم و غلام ہوکر نہیں رہسکتي - تهوڑے عرصہ کے بعد هي ایک عربي سلطنت قائم هوگئي جسنے مختلف زمانوں میں قرب و اطراف کے بت پرستوں ' قرون متوسطۂ هند کے بربالي ڈاکوؤں ' یورپ کے ولندیزیوں ' اور ڈچ تاجروں کے فوجي حملوں سے اپني سرزمین کي مدافعت کي ' اور مرکز اسلامي سے هزارها فرسخ کے فاصلے پر ' عام بحري گذرگاهوں سے الگ رهکر ' اور محیط هندي کي هلاکت خیز موجوں اور طوفانوں کے اندر ' دعوۃ توحید اور صداے مقدس لا اله الا الله کو عظمت و حکمراني کے ساتهہ قائم رکها !

* * *

یہاں تک کہ هندوستان میں ایسٹ انڈین کمپني پہنچي اور آهستہ آهستہ تمام اطراف و جوانب بحر پر بهي قبضہ کرنا شروع کردیا - اپني بحري پیداوار کي وجہ سے یہ مجمع الجزائر هر اجنبي قوم کی طمع و آز کو قدرتي طور پر دعوت دیتا تها - رفتہ رفتہ انگریزي تجارت کے جہازوں نے آمد و رفت شروع کي اور قبل اسکے کہ هندوستان کے اندر میدان پلاسي اسکے مستقبل کا فیصلہ کرے ' انگریزي نفوذ نے حسب عادۃ مالدیپ پر قبضہ کرلیا !

* * *

گیارهویں اور بارهویں صدي هجري میں یہاں کا مسلمان حکمراں بالکل خود مختار تها - میر غلام علي آزاد بلگرامي نے تاریخ " سبحة

المرجان فی آثار هندستان " میں اُس زمانے کے حالات نہایت دلچسپ لکھے ہیں - شیخ اسماعیل شافعی السورتی نامی ایک سیاح نے یہاں کے حالات انسے بیان کیے تھے - اور سنه ۱۱۷۵ میں سید قمرالدین اورنگ آبادی نے بھی ان جزیروں کو اپنی سیاحت بحار کے اثنا میں دیکھا تھا - وہ لکھتے ہیں کہ نہایت خوبصورت اور آباد جزائر ہیں - آبادی مسلمانوں کی ہے جو حد درجہ صوم و صلوۃ اور جمیع احکام اسلامیہ کے پابند ہیں - ہیں جمعوں کی نماز بھی میں نے یہاں کی جامع مسجد میں پڑھی - خطبہ میں سلطان عثمانی اور شاهنشاه دهلی کیلیے دعا مانگی جاتی ہے - سلطان عثمانی کا ذکر اسلیے کیا جاتا ہے کہ لکونه خادما للحرمین الشریفین زاد هما لله جاها - یعنی اسلیے کہ وہ خادم الحرمین الشریفین ہیں !

اس سے اندازہ کرو کہ اسے قریب سو برس پہلے ان سمندروں کے متعلق جزیروں کے اندر بھی سلطان عثمانی کا نام خطبوں میں لیا جاتا تھا ' اور ٹھیک اسی بنا پر لیا جاتا تھا جس حیثیت سے آج ہم لینا چاہتے ہیں ' اور جسکے تسلیم کرنے پر بعض هندوستانی پیشواؤں کو اسلیے اعتراض ہے کہ انگریز اس سے خوش نہیں ہوے !

سنه ۱۱۷۵ میں مالدیپ کے جزیروں کے اندر خلافۃ عثمانیہ کیلیے دعا مانگی جاتی تھی ' مگر سنه ۱۳۳۱ میں جامع مسجد دهلی کے اندر یا علی گڈھ کی سب سے بڑی اسلامی تعلیم گاہ کی مسجد میں اسکے لیے دعا مانگنے کی جنداں پروا نہیں کی جاتی !

اسی سلسلے میں سید قمرالدین اورنگ آبادی نے ایک بات نہایت عجیب لکھی ہے - وہ جب جزیرۂ سیلون کے بندرگاہ گالی میں گئے تو اُس زمانے میں وہاں ولندیزیوں کا قبضہ پایا مگر مسلمان آباد تھے اور ایک شاندار جامع مسجد موجود تھی -

جمعہ کے دن مسجد میں گئے تو دیکھا کہ ایک ولندیزی افسر دروازہ پر بیٹھا ہے ' اور ایک بہت بڑا رجسٹر اسکے ہاتھ میں ہے - ہر مسلمان جو نماز پڑھنے کیلیے آتا ہے ' اسکا نام پوچھتا ہے اور رجسٹر میں درج کرتا ہے - تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہانکے ولندیزی حاکم کے پاس تمام مسلمانان جزیرہ کے نام دفتر میں لکھے ہوے ہیں - جمعہ کے دن ایک افسر انکے ناموں کے رجسٹر کو ساتھ لیکر آتا ہے اور تمام آنے والوں کے نام رجسٹر میں دیکھتا ہے ' تاکہ اگر کوئی مسلمان بلا عذر جمعہ کی نماز کیلیے مسجد نہ آے تو معلوم ہو جاے ' اور اسے سزا دی جا سکے : ان رئیس ولندیز یعین شخصا من النصاری یوم الجمعة ' یجلس علی باب المسجد و یکتب اسماء الذین یحضرون الصلواۃ ' فان لم یحضر احدا من المسلمین ' یواخذہ - و اسما المسکین الساکنین بها کلهم مکتوبة عند رئیس النصاری ! !
(دیکھو سبحۃ المرجان - مطبوعۂ بمبئی - صفحه ۲۳)

گویا ولندیزی اور مسیحی حاکم مسلمانوں کی مذہبی زندگی کا احتساب کرتا تھا - آج هندوستان میں خود مسلمان اپنے احتساب دینی سے غافل ہیں !

انکے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی سلطان عثمانی اور شہنشاہ دهلی ' دونوں کیلیے خطبہ میں دعا مانگی جاتی تھی !

* * *

لیکن اب اسلام کے تمام بحرین خزانوں کی طرح یہ موتیوں کے جزائر بھی انگریزوں کے قبضے میں ہیں - اپنی مشہور مستعمرانہ پالیسی کے مطابق حکمراں خاندان کو برائے نام باقی رکھا ہے جو " سلطان مالدیپ " کے لقب سے مشہور ہے - موجودہ سلطان ہزہائنس محمد شمس الدین اسکندر ہے جو چند سال ہوے ' اپنے باپ سلطان نذیق کے ساتھ حج کیلیے مکہ معظمہ گیا تھا - وہاں سے واپسی میں اسکا باپ مصر آیا اور اسکندریہ میں انتقال کرگیا - اسی وقت سے مالدیپ کا سلطان بھی قرار دیا گیا ہے -

ان لوگوں کی رنگتیں بدل گئی ہیں - زبان دوسری ہوگئی ہے - عادات و خصائل میں بھی بہت سے تغیرات ہوگئے - تاہم عربی خصائص ابتک مٹے نہیں ' اور اس قافلے کے نقش قدم باقی ہیں جو خشکی اور تری ' دونوں میں اپنی نہ مٹنے والی یادگاریں چھوڑ گیا ! عربی حکومتیں مٹ گئیں اور جو برائے نام باقی ہیں وہ بھی بظاہر چراغ سحری نظر آ رہی ہیں ' تاہم اُن عربوں کا نام تو دنیا کبھی نہیں مٹا سکتی جو چند صدیوں پیشتر تک دنیا کے سب سے بڑے تمدن ' سب سے بڑے علم و حکمت ' سب سے زیادہ حصۂ ممالک ' اور سب سے زیادہ تمدن اور اسکے تعلقات کے مالک تھے !

تلک الجنة التي نورث من عبادنا من کان تقیا ! (۱۹ : ٦٤)

ایچ - احمد دیدی صاحب مالدیوی مقیم الکهمر نے ہمیں دو تصویریں اشاعت کیلیے دی ہیں - جنمیں سے ایک سلطان مالدیپ کے محل شاہی کی تصویر ہے ' دوسری وہاں کی ایک مشہور سڑک کو پیش نظر کرتی ہے - یہ سڑک دار الحکومت کی سب سے بڑی سڑک ہے - سلطان کا محل ' جامع مسجد ' شمس الدین کا مزار ' مشہور تاریخی مینارہ ' تمام بڑی بڑی عمارتیں اسی سڑک میں واقع ہیں -

ان تصویروں کو ہم نے اس لیے شائع کردیا کہ مالدیپ کے ذکر میں مسلمانوں کی گذشتہ اولو العزمیاں اور عربی حکومت کی عالمگیر قوت کی یاد پوشیدہ ہے ' اور یہ جو چند مٹے ہوے اور مٹنے کے قریب نشانات دنیا کے مختلف حصوں میں نظر آ رہے ہیں ' فی الحقیقت عبرت و بصیرت کے صحائف ہیں ' اور ایک ایسی قوم کے لیے جو اپنا اقبال و تمدن تاراج غفلت کرچکی ہے ' انکے مطالعۂ و نظر سے بڑھکر اور کوئی وسیلۂ بیداری و اعتبار نہیں ہو سکتا : لمن کان له قلب او القی السمع و هو شهید ! !

ہم احمد دیدی صاحب کا ان تصویروں کیلیے شکریہ ادا کرتے ہیں -

مکتوب لندن

از مشیر حسین قدوائی اسکوائر لزنل لندن

محترم مولانا - افسوس که هم میں غلامی کی عادت اسقدر سرایت کرگئی هے که همارا اس سے آزاد هونا بہت مشکل هوگیا هے - همارے سرغنه اور تعلیم یافته لوگ بهی اوس سے علحدہ نہیں هو سکتے -

میں نے همیشه یه خیال کیا که اگر مسلمان موجودہ تمدن سے الگ نه رکھے جائیں تو اونکو هندو بهائی نیچے رکھنا کیا معنی ' مجبور هونگے که اپنا سرغنا بنالیں - میرا یه خیال محض اسلیے تها که مجھے اسلام کی قوت پر اعتماد ہے - موجودہ تمدن میں جو کچھه خوبیاں هیں ' وہ سب کی سب اسلام میں موجود هیں - ایک مسلمان کو نئے سبق کی کچھه ضرورت نہیں کسی طرح نئی عادات پیدا کرنا نہیں - اوسکے لیے نئی راهوں میں ذرا بهی زناوٹیں نہیں هیں -

اگر اسکی عملی مثال کی ضرورت هو تو اڈیٹر الهلال کی مثال موجود ہے - ایڈیٹر الهلال انگریزی زبان اور تمدن یورپ سے ایسے واقف نہیں جیسے اور نئے تعلیم یافته بزرگ اور مشهور لیڈر - تاهم ایک زمیندار کی ضبطی هی کے معامله کو دیکھیے - اسمیں صائب ترین راے صرف اڈیٹر الهلال هی کی رهی هے - کیوں ؟ اسلیے که وہ سچے اسلام سے واقف هیں - انکے کاموں کی بنیاد تعلیم اسلام پر هے - زمیندار کی ضبطی کے متعلق میں نے الهلال دیکھا - اور دیگر اخبارات بهی دیکھے - شروع هی سے یه فرق نظر آیا که جس اصول پر الهلال نے اس معاملے کو اوٹھایا هے وہ پورا مدبرانه هے - او رجس نظر سے دیگر مشهور و آزاد اخبارات نے اس معاملے کو دیکھا وہ بالکل حقیر و ذلیل هے اور پست همتی پر مبنی هے - بلکه بعض لوگوں نے تو یه کمال کیا که صاف صاف لکھدیا که عدالت میں مقدمه لیجانے کی جگهه (یعنی بحالی حق پر لڑنے کے) صرف لفٹننٹ گورنر صاحب سے غلامانه عرض معروض کی جائے تو بہتر هے - مجھے اس اختلاف راے کا نہایت هی صدمه هوا - اور چونکه میرا مسلک :

> فاش میگویم و از گفتهٔ خود دلشادم
> بندهٔ عشقم و از جملــه جهاں آزادم

هے' اسلیے میں آپ سے کہے بغیر نہیں رهسکتا - خدا نے آپکو اسلامی دل دیا هے - اور یهی راز هے که آپ بالطبع غلامی اور غلامی کے طریقوں سے گهبراتے هیں - مانا که هندوستان کی عدالتیں بالکل آزاد نہیں هیں - پهر بهی عدالت میں لیجانا اصولاً ضروری تها - یہاں کے حالات بهی اسی کے مقتضی تهے -

میں نہیں سمجهتا که لفٹننٹ گورنر صاحب کے هاں دوڑنے سے اگر کامیابی بهی هو - اگر استبداد اور پرسٹیج کو دهکا لگنے کا بہانه جواب کے لیے نه بهی ڈهونڈها جاے - اگر ضبط شدہ چهاپه خانه نہیں بلکه اوسی کے ساتهه زمیندار کے مالک کو اور پچیس هزار کا انعام بهی دیدیا جاے جسطرح که اودہ کے بادشاہ نے پانچ سو کے فدیه سے شاهی فیاضی کا نمونه دکهایا تها - تب بهی کیا حاصل هوگا ؟

میں زمیندار کی خدمت کا قائل هوں - حیات بخش الهلال کی طرح اوسنے بهی قومی خدمات کیں - میں ظفر علی خاں سے ذاتی ملاقات بهی رکهتا هوں اور یہاں دیکهه رها هوں که گو اونکے ساتهه بعض همارے سرغناؤں نے یہاں کے قیام کے دوران میں اچها برتاؤ نہیں کیا اور انکے کام میں اور مشکلات ڈالدیں' پهر بهی وہ بیچارے پریس ایکٹ کا بہت سا کام کرچکے هیں - ترکوں کے معامله میں بهی اونهوں نے شاید سب سے زیادہ عملی کام هندوستان میں کیا - الغرض ذاتی طور پر میں اونکی وقعت کرتا هوں - اور کم نہیں کرتا - لیکن اگر زمیندار کا معامله ذاتی رکها جاے تو میں اس اخبار کو ایک کاغذ کے ردی پرزے کے مثل سمجهونگا جسکا پارہ پارہ کردینا هی ٹهیک اور مقابلتاً بہتر هے - اگر اونکو صرف اپنی منفعت هی کا خیال اور اپنے پریس هی کی واپسی مقصود هے تو میں سچ کہتا هوں که میرے دل میں اونکی کچھه بهی وقعت نه هوگی !

آپ کی راے بہت صائب تهی - آپنے بالکل درست لکها که یه بهی غلطی کی گئی که اسے دوبارہ جاری کرنے کیلیے چندہ کیا گیا - مشترکه سرمایه سے جاری کرنا تها - اسمیں بهی ذاتی منفعت کی جهلک نظر آتی هے - حالانکه اوسکا قومی بنا دینا بہتر اور مضبوط ترین جبلنج هوتا -

خدا را آپ اپنی آتشیں زبان سے میری قوم کو اور اپنی قوم کو یه سمجها دیں که وہ لوگوں کے سامنے هاتهه پهیلانا اور انسانوں کو سجدہ کرنا چهوڑ دے - وہ اپنے پیروں پر آپ کهڑا هونا سیکھے - وہ اپنے حقوق پر مضبوطی ' استقلال ' اور پامردی کے ساتهه جم جاے - وہ ذاتی غرض کو قومی اور مذهبی غرض میں فدا کردے - پهر دیکھیے که دنیا کی کونسی قوت هے جو اوسکی کامیابی میں حائل هوسکتی هے ؟ زمین اور آسمان ملکر بهی سچے مسلمان کے حصول مقصد میں حائل نہیں هوسکتے !!

مجھے آپ کو اتنا اسوقت اور لکهدینا هے که انجمن خدام الکعبه کے متعلق بهی مجھے اسی کا اندیشه هورها هے - کہیں اوسمیں بهی وهی هاتهه جوڑنے کی پالسی نه اختیار کیجاے -

مجھے آپ پر بهی اسمیں معلومانه دلچسپی نه لینے کا بڑا اعتراض هے جو میں کسی دوسرے وقت لکهونگا - خدا کے لیے اوسمیں در آئیے - اور پوری طرح در آئیے -

میں مستقل خط پهر لکهونگا - مسلمان ابهی بہت بڑے خطروں میں هیں - آثار بہت خراب هیں - بلائیں اُمنڈ رهی هیں - وہ ابتک غافل هیں گو مهر انگیز و آتش فشاں بجلی کی گرج اور تڑپ کانوں کے پردے اُڑاے دیتی هے - نه صرف هندوستان کے مسلمان بلکه ترک بهی غافل هیں - بالکل سوے هوے - آپ کی خدمت میں میری گذارش هے که خدام کعبه کو اسوقت کا اهم ترین کام سمجھیے اور خدا کیلیے اوسمیں در آئیے -

کیا اچها هو اگر آپ الهلال کو کسی دوسرے اهل پر چهوڑکر یہاں آجائیں اور میں اور آپ حجاز اور ترکی کے قریه قریه میں دورہ کریں - اگر یہاں آپ نه آئیں تو میں کہیں آپ سے مل لوں - میرے نزدیک کئی مصلحتوں سے آپ کا ایک نظر اس ملک کو بهی دیکهه لینا بہتر هوگا -

آئیے - وقت تنگ هے اور تنگ تر هورها هے - بلکه معدوم هونے میں کچھه بهی کسر باقی نہیں رهی - آئیے - اور جلد آئیے - میں تو دل بیمار بهی رکهتا هوں - فرصت جب تک هے - هے - آئیے اور بہت هی بہت جلد آئیے - والسلام -

نظارة المعارف دہلی

اور تبلیغ اسلام کی موجودہ تحریک

(۱) عنوان مندرجہ بالا سے ایک مضمون الہلال مورخہ ۱۳ - ۲۰ مئی سنہ ۱۹۱۴ع میں مولوی نور الہدی صاحب نرسنگھپوری کے نام سے شائع ہوا ہے - اس مضمون کے تین جزو ہیں - اول تو صاحب مضمون نے اپنی اس راے کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں کے لیے ہندوستان ہی میں بے شمار مواقع کام کرنے کے ہیں لہذا اشاعت اسلام کے لیے انگلستان کا سفر بالکل فضول ہے - دوسری راے صاحب مضمون کی یہ ہے کہ جو مسلمان مبلغ انگلستان جا رہے ہیں' انکو خواجہ کمال الدین کی ماتحتی میں کام کرنا مناسب نہیں - تیسرا جزو مضمون کا مولوی انیس احمد صاحب کی ذات پر حملہ ہے - مولوی نور الہدی فرماتے ہیں کہ " مولوی انیس احمد صاحب قرآن کی ایک آیت کا بھی صحیح ترجمہ نہیں کرسکتے - کسی حدیث سے واقف نہیں' کوئی معمولی سے معمولی مسئلہ وہ نہیں بتلا سکتے ... کانفرنس اور علیگڈہ کالج سے تحریر و تقریر میں انہیں طلائی تمغے ملے ہونگے مگر قوم کو اس سے کیا فائدہ پہنچا ؟ اور اس تبلیغ و اشاعت کے کام میں اس سے کیا اعانت پیدا ہوئی "

(۲) مضمون کے پہلے دو جزو ایسے مسائل سے وابستہ ہیں جنکے متعلق میں اس موقعہ پر بحث کرنا ضروری نہیں سمجھتا - لیکن تیسرے جزو میں چونکہ مولوی انیس احمد صاحب کی ذات پر حملہ ہوا ہے' اسلیے میں بلحاظ تعلق نظارة المعارف اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مولوی نور الہدی صاحب کو انکی غلطی سے آگاہ کروں -

(۳) انیس احمد صاحب کی کالج لائف کے متعلق جو کچھ صاحب مضمون نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے - علیگڈہ کالج کے اعلی پروفیسر نے انکی کالج لائف کے متعلق جو سند انکو دی ہے' وہ حسب ذیل ہے :

" انیس احمد صاحب نے کالج میں چار سال تک طالب علم رہے - اپنے پہلے سال میں انہوں نے انگریزی میں اول انعام حاصل کیا' اور اپنے درجہ سے جمعیۃ آرٹس میں اول رہے - بعدہ انہوں نے یونین کی تقریر کے مقابلہ میں اول درجہ کا ڈیوٹی پرائز حاصل کیا - دوسرے سال یونین کلب میں چند درجہ کے طلباء کے ساتھ تقریری مقابلہ میں اول انعام حاصل کیا - تیسرے سال مسلم یونیورسٹی کے مضمون کے مقابلہ میں انکو اول درجہ کا طلائی تمغہ ملا' اور اسی سال انگریزی مضمون نویسی کے مقابلہ میں انکو اول درجہ کا انعام اور طلائی تمغہ عطا ہوا ہے - انکا علمی مذاق بہت اچھا ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر انکا مطالعہ جاری رہا تو وہ فاضل بن جائیں گے "

مولوی انیس احمد صاحب کو انعام اور تمغے ملنے سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ تحریر و تقریر میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں - مذہبی مبلغ کی کامیابی میں تحریر و تقریر کی مہارت کو بہت دخل ہے -

(۴) اب رہا یہ دعوی کہ مولوی انیس احمد کو قرآن کی ایک آیت کا ترجمہ کرنے کی بھی قابلیت نہیں - اس کے متعلق میں اپنی یا مولانا عبید اللہ صاحب ناظم نظارة المعارف کی راے نقل کرنے کی بجاے صرف شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی مد ظلہم العالی کے الفاظ نقل کردینا کافی سمجھتا ہوں :

" مولوی انیس احمد صاحب بی - اے (مسلم علیگڈہ) سراپا خوش خلق' پابند صوم و صلوة' تقریر و تحریر میں خوب' امور اسلامیہ میں پختہ اور درست ہیں (علاوہ قیام دیوبند کے) مولانا عبید اللہ صاحب کی خدمت میں رہکر انہوں نے کلام مجید اور کتب حدیث بتوجہ و شوق اور محنت کے ساتھ پڑھے ہیں - مولوی صاحب موصوف بندہ کے نزدیک تبلیغ اسلام کی خدمت کے لیے جس کی ضرورت ممالک غیر اسلامیہ میں درپیش ہے نہایت مناسب اور لائق ہیں - امید ہے کہ مولوی صاحب موصوف امور اسلامیہ کو پورا ملحوظ رکھتے ہوے اس تبلیغی خدمت کو وجہ اللہ انجام دیکر دارین کی سرخروئی حاصل کرنے میں پوری جانفشانی فرماوینگے' اور اسکو انعام خداوندی سمجھکر ہر طرح اسکی سپاس گزاری کرنے میں کوتاہی نہ کرینگے -

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

اللہ تعالی انکو کامیابی عطا کرے - حسبنا اللہ و نعم الوکیل -
۲۱ صفر سنہ ۱۳۳۲ ع "

(۵) مجھے یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا کے ارشاد کی نقل کے بعد نواب وقار الملک سابق آنریری سکرٹری علیگڈہ کالج کی وہ تحریر بھی نقل کردوں' جو آج سے تین سال پیشتر اخباروں میں شائع ہوچکی ہے :

" مولوی انیس احمد صاحب چار سال سے کالج میں تعلیم پا رہے ہیں - مذہبی تعلیم کا ان پر اسقدر اثر ہوا ہے کہ بی - اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ... سب ختم ہوسکنے کے بعد انہوں نے اشاعت اسلام کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے' اور آج کل وہ علی گڈہ کالج میں اپنے آپ کو اس دینی خدمت کے لیے تیار کر رہے ہیں ... سالہا سال کے تجربہ سے اور رات دن کے ایک جگہ رہنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ جو شخص اس قسم کے وعدے اور ارادے کرتا ہے' وہ خدمت کے متعلق کہاں تک صادق ہے ؟ اور یہ میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے انیس احمد میں سواے صداقت اور سچے جوش اسلامی کے اور کچھ نہیں پایا "

مولوی انیس احمد صاحب کی مذہبی تعلیم شروع ہونے کے وقت نواب وقار الملک کی راے اور تعلیم ختم کرنے کے قریب زمانہ میں حضرت مولانا کی راے ملاحظہ کی جاے' تو اس اشاعت اسلام کی تحریک سے مولوی انیس احمد صاحب کی مناسبت ایسی واضح ہوجاتی ہے کہ کسی صاحب فہم کو اعتراض کی گنجائش مطلقاً نہیں رہتی -

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مولوي انیس احمد صاحب جیسا تقریر و تحریر میں ممتاز، نواب وقار الملک کا معتمد، حضرت مولانا محمود حسن صاحب کا پسندیدہ، دوسرا گریجوائٹ نظر نہیں آتا - پھر کسقدر حیرت کا مقام ہے کہ ایک شخص دیني خدمات کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے، بجاے اسکے کہ اوسکی همت افزائی کی جاے، بعض حضرات اپني تمام توجہ اوسکی بے بنیاد عیب چیني میں صرف کردیتے هیں؟ کیا یہی طریقہ ہے جس سے نوجوان تعلیم یافتہ حضرات دیني خدمت کیلیے راضی کیے جائینگے؟

خاکسار ضیاء الدین - ایم - اے - پروفیسر نظارۃ المعارف دهلي -

الهـــلال:

مولوي انیس صاحب در بھنگوی کا یہ مضمون عرصہ ہوا بغرض اشاعت پہنچا تھا لیکن چونکہ بہت طول طویل تھا اسلیے شائع نہ کیا جاسکا اور انهیں اطلاع دیدي گئي کہ صرف اسکا خلاصہ شائع هوسکتا ہے - انهوں نے اصرار مزید کیا اور اختصار کي اجازت دي - چنانچہ بعد اختصار شائع کردیا گیا کہ هر طرح کي رائیں بغیر کسي فریق کا ساتھ دیے شائع کردیني چاهئیں - بهر حال هم سمجھتے هیں کہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب قبلہ کي تحریر مبارک کي اشاعت کے بعد یہ امر واضح هوگیا ہے کہ جس معنی کے ساتھ مخالفانہ رائیں بعض حضرات نے دي هیں، واقعیت اسکے خلاف ہے - موجودہ عہد مانیئیوں کے فقدان و قحط الرجال کا بتلایا جاتا ہے اور اس قسم کے کاموں کیلیے تو واقعي جامع حیثیات مبلغین کا بہت هي قحط ہے - ایسي حالت میں چاهیے کہ هم کسی نہ کسي طرح شروع کیا جاے، اور اپنا معیار اتنا بلند نہ کیا جاے کہ کام کے آغاز کي نوبت هي نہ آے - همارا خیال تو یہ ہے کہ خلوص و صداقت هي سب سے بڑي چیز ہے اور اگر یہ هو تو بہت سي علمي کوتاهیوں کي بھی تلافي کردیتی ہے -

مسلمان مستورات کي دیني، اخلاقی، مذهبی حالت سنوارنیکا بهترین ذریعہ

نہایت عمدہ خوبصورت ایکہزار صفحہ سے زیادہ کی کتاب بہشتي زیور قیمت ۲ روپیہ ساڑھے ۱۰ آنہ محصول ۷ آنہ

جسکو هندوستان کے مشهور و معروف مقدس عالم دین حکیم الامۃ حضرت مولانا محمد اشرفعلی صاحب تھانوي نے خاص مستورات کی تعلیم کے لیے تصنیف فرماکر عورتوں کي دیني و دنیاوي تعلیم کا ایک معتبر نصاب مہیا فرما دیا ہے - یہ اخذ قرآن مجید و صحاح ستہ (احادیث نبوي صلی اللہ علیہ وسلم) و فقہ حنفی کا اردو میں لب لباب ہے - اور تمام اهل اسلام خصوصاً حنفیوں کیلیے بے حد مفید و نافع کتاب ہے - اسکے مطالعہ سے معمولی استعداد کے مرد و عورت اردو کے عالم دین بن سکتے هیں - اور هر قسم کے مسائل شرعیہ اور دنیوي امور سے واقف هو سکتے هیں - اس نصاب کي تکمیل کیلیے زیادہ عمر اور زیادہ وقت کي ضرورت نہیں - اردو پڑھی هوئي عورتیں اور تعلیم یافتہ مرد بلا مدد استاد اسکو بہت اچھی طرح پڑھ سکتے هیں - اور جو لڑکیاں یا بچے اردو خواں نہیں وہ تھوڑے عرصہ میں اسکے حصہ اول سے ابجد پڑھکر اردو خواں بن سکتے هیں - اور باقي حصوں کے پڑھنے پر قادر هو سکتے هیں - لڑکیوں اور بچوں کے لیے قرآن مجید کے ساتھ اسکي بھي تعلیم جاري کر دي جاتی ہے، اور قرآن مجید کے ساتھ ساتھ یہ کتاب ختم هو جاتی ہے (چنانچہ اکثر مکاتب و مدارس اسلامیہ میں یہی طرز جاري ہے) - اس کتاب کو اسقدر قبولیت حاصل هوئی ہے کہ اسوقت تک بار بار چھپکر ساٹھ ستر هزار سے زیادہ شائع هو چکی ہے - دهلی، لکھنؤ، کانپور، سہارنپور مراد آباد وغیرہ میں گھر گھر یہ کتاب موجود ہے - اسکے علاوہ هندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں صدها جلدیں اس کتاب کی پہنچ چکي هیں، اور بعض جگہہ مسجد کے اماموں کے پاس رکھی گئي ہے کہ نماز کے بعد اهل محلہ کو سنا دیا کریں - اس کتاب کے دس حصے هیں اور هر حصے کے ۹۶ صفحات هیں اور ساڑھے ۳ آنہ قیمت -

حصہ اول الف با تا - خط لکھنے کا طریقہ - عقائد ضروریہ - مسائل وضو غسل وغیرہ -

حصہ دوم حیض و نفاس کے احکام نماز کے مفصل مسائل وترکیب

حصہ سویم روزہ، زکوۃ، قرباني، حج، منت، وغیرہ کے احکام -

حصہ چہارم طلاق، نکاح، مہر، ولي عدت وغیرہ -

حصہ پنجم معاملات، حقوق معاشرت زوجین، قواعد تجوید و قرات -

حصہ ششم اصلاح و تردید رسوم مروجہ شادي غمی میلاد عرس چہلم دسواں وغیرہ -

حصہ هفتم اصلاح باطن تهذیب اخلاق ذکر قیامت جنت و نار

حصہ هشتم نیک بي بیوں کي حکایتیں وسیرت واخلاق نبوی -

حصہ نہم ضروري اور مفید علاج معالجہ تمام امراض عورتوں اور بچوں کا -

حصہ دهم دنیاوي هدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ و قواعد ڈاک -

گیارهواں حصہ بہشتی گوهر ہے جسمیں خاص مردوں کے مسائل معالجات اور مجرب نسخے مذکور هیں - اسکی قیمت ساڑھے ۷ آنہ - اور صفحات ۱۷۴ هیں - پورے گیارہ حصوں کی قیمت ۲ روپیہ ساڑھے ۱۰ آنہ اور محصول ۷ آنہ ہے - لیکن پوري کتاب کے خریداروں کو صرف ۳ روپیہ کا ویلو روانہ هوگا، اور تقویم شرعی و بهترین جهیز مفت نذر هوگا -

بهترین جهیز - رخصت کے وقت بیٹي کو نصیحت حضرت مولانا کا پسند فرمایا هوا رسالہ قیمت دو پیسہ -

تقویم شرعی - یعني بطرز جدید اسلامي جنتری سنہ ۱۳۳۲ھ جسکو حضرت مولانا اشرف علي صاحب کے مضامین نے عزت بخشی ہے - دیندار حضرات کا خیال ہے کہ آجتک ایسی جنتري مرتب نہیں هوئي قیمت ڈیڑہ آنہ -

راقـــــم

فقیر اصغر حسین هاشمي - دارالعلوم مدرسہ اسلامیہ دیوبند ضلع سہارنپور

19

مشاهیر اسلام رعایتی قیمت پر

—○●○—

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکرگنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہاالدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام غزالی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۳ آنہ رعایتی ۲ پیسہ (۱۹) شمس العلما آزاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ انریبل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالصمد خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] اورنگ معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابونجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۶ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جنید ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - رعایتی ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ - آنہ رعایتی ۱ - آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ - آنہ - رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاهیر اسلام تقریباً دو ہزار صفحہ کی قیمت یک جا خرید کریسے صرف ۲ روپیہ ۸ - آنہ - (۴۰) زندگان پنجاب کے اولیائے کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ آنہ - رعایتی ۳ - آنہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - آنہ - رعایتی ۳ آنہ - کتب ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ قریبہ ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتاب ۹ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] رموز الاطبا ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے باتصویر حالات زندگی معہ انکی سینہ بہ سینہ اور صدری مجربات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداروں نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکے نام بھی لکھ دئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] الجبریان اس کا مرض اس کی تفصیل تشریح اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ - (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا گری یہ کتاب سونے کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسہ - جستہ بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) ہے جو ایک مسلمان انجنیئر نے موقعہ کی پیمایش سے بنایا ہے - نہایت دلفریب متبرک اور روغنی معہ رول وکپڑا پانچ رنگوں سے طبع شدہ قیمت ایک روپیہ - علاوہ محصول ڈاک -

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

ہز مجسٹی امیر صاحب افغانستان کے ڈاکٹر نبی بخش خان کی مجرب ادویات

جواہر نور العین بیس روپیہ ماشہ والا خالص ممیرہ بھی جواہر نور العین کا مقابلہ نہیں کرسکتا - اور دیگر سرمہ جات تو اسکے سامنے کچھہ بھی حقیقت نہیں رکھتے - اس کی ایک ہی سلائی سے ۵ منٹ میں نظر دوگنی ' دھند اور شبکوری دور ' اور ککرے چند روز میں ' اور پھولہ ' ناخونہ ' پڑبال ' موتیابند ' ضعف بصارت عینک کی عادت اور ہر قسم کا اندھا پن بشرطیکہ آنکھہ پھوٹی نہ ہو ایک ماہ میں رفع ہوکر نظر بحال ہوجاتی ہے - اور آنکھہ بنوانے اور عینک لگانے کی ضرورت نہیں رہتی ' قیمت فی ماشہ درجہ خاص ۱۰ روپیہ - درجہ اعلی ۴ روپیہ - درجہ اول ۲ روپیہ -

حبوب شباب آور دنیا بھر کی طاقتور دواؤں سے اعلی اور افضل ' مولد خون اور محرک اور مقوی اعصاب ہیں - ناطاقتی اور پیر و جوان کی ہر قسم کی کمزوری بہت جلد رفع کرکے اعلی درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں - قیمت ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ

طلسم شفا ہر قسم کا اندرونی اور بیرونی درد اور سانپ اور بچھو اور دیوانہ کتے کے کاٹے سے زخم کا درد چند لمحہ میں دور ' اور بدھضمی ' قئے ' اسہال ' منہہ اور ' زبان ' حلق اور مسوڑوں کی ورم اور زخم اور جلدی اور امراض مثلاً چنبل ' داد ' خارش ' پتی اچھلنا ' خناق ' سرطان ' دانت کی درد ' گنٹھیا اور نقرس وغیرہ کیلئے ازحد مفید ہے - قیمت ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

حسن افروز ایک منٹ میں سیاہ فام کو گلفام بناکر اور چہرہ کی چھائیاں اور سیاہ داغ دور کرکے چاند سا مکھڑا بنا دیتا ہے - قیمت فی شیشی ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

تریاق سگ دیوانہ اس کے استعمال سے دیوانہ کتے کے کاٹے ہوئے مریض کے پیشاب کے راستہ مچھر کے برابر دیوانہ کتے کے بچے خارج ہوکر زہر کا اثر زائل ' اور مریض تندرست ہوجاتا ہے - قیمت فی شیشی ۱۰ روپیہ نمونہ ۳ روپیہ -

طلائے مہانسہ چہرہ کے کیلوں کی ورم ' درد اور سرخی رفع ' اور پکنا اور پھوٹنا مسدود کرکے انہیں تحلیل کرتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ - حبوب مہانسہ ان کے استعمال سے چہرہ پر کیلوں کا نکلنا موقوف ہوجاتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ -

اکسیر ہیضہ ہیضہ ایک ایسی ادنے مرض نہیں ہے کہ ہر ایک حکیم اور ڈاکٹر کامیابی کے ساتھہ اسکا علاج کرسکے - لہذا ایک واحد دوا اس کے علاج کیلئے کافی نہیں ہوا کرتی - اسکے ۳ درجہ ہوتے ہیں - ہر درجہ کی علامات اور علاج مختلف ہے - پس جس کے پاس اکسیر ہیضہ نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ موجود نہ ہوں وہ خواہ کیسا ہی قابل اور مستند ڈاکٹر کیوں نہ ہو اس مرض کا علاج درستی سے نہیں کرسکیگا - لہذا وبا کے دنوں میں ہر سہ قسم کی اکسیر ہیضہ تیار رکھنی چاہئے - قیمت ہر سہ شیشی ۳ روپیہ -

پتہ : — منیجر شفاخانہ نسیم صحت دہلی دروازہ لاہور

اپنا فاضل وقت روپیــه حاصل کرنے مین صرف کیجیــے

اپنے عقال بر فرصت کے وقت کام کرکے روپیہ زیادہ حاصل کیجیے - نا تجربہ کاري کا خیال نہ کیجئے - اگر آپ اپنی آمدني میں ترقي کرنا چاهیں تو هملوگ آپکو مدد دیسکتے هیں - اتنا جاننا نہ بھولیں روپیہ روزانہ چست و چالاک کاریگروںسے کیا جاسکتا ہے - هر جگہہ - هر مذهب - هر فرقہ اور هر قوم کے هزاروں آدمی اپنا فاضل وقت روپیہ حاصل کرنے میں صرف کر رہے هیں - پھر آپ کیوں نہیں کرتے ؟

پوری حالت کیــواسطے لکھیــں - اسکو چھوڑ نہ دیں - آج هی لکھیں - اطمینــان شدہ کاریگران هر جگهــه کیــا کهتــے هیں ؟ پڑھیــے :

جہجر ضلع رہتک
۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع

مهربان دل خط آپکا پاکر بہت ممنون هوں - دو درجن جوڑہ مردانہ جرابیں حسب هدایت آپکے ٹهیک بناکر روانہ کرتا هوں - یقین ہے کہ یہ سب منظور هونگی - میں آپنے اس حسن سلوک کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا هوں - میں دوسری مشین ساتهہ دریافت کرنے کو سفارش کرونگا اور اگر آپ اپنے نئے خریدار کو همارا حوالہ دیں تو آنکو بھي سفارش کرونگا - هم ان لوگونکو جو آپکے خواستگار هیں سکھلا سکتے هیں میں آپکا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا هوں -

دستخط ی - اس اصغر حسن (علیگ)

گــنیــر و هیلبر ایــنــڈ کمپنی ڈپارٹمنٹ نمبــر ۱۰۵۵ ۱۱-۲
لــنــڈ سی اسٹریٹ - کــلــکتــه

Dept. No. 3.

جام جهـــاں نمـــا

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھرکی کسی ایک زبانمیں دکھلا دو تو

ایک هــزار روپیـــہ نقد انعـــام

ایسی کار آمد ایسی دلفـریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھہ روپے کو بھی سستی ہے - بـہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم ہاتھے میں کر لئے اس کتاب سے درجنوں ربائیں سیکھہ لیے - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں رہا ایک بڑی بھاری للبریری (کتبخانه) کو مول لے لیا -

— * —

هر مذهب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانه تمام زمانه کی ضروریات کا نایاب مجموعه

— * —

فهرست مختصر مضامین - علم طبیعات - علم هئیت - علم بیان - علم عـروض - علـم کیمیا - علـم بـرق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامه - خواب نامه - گیان سرود - قیافه شناسی اهل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ هر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعه کرتے هي دلمیں سرور آنکھونمیں نور پیدا ہو بصارت کی آنکھیں وا ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی انکے عہد بعہد کے حالات سوانحعمری و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے هر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکه معظمه و مدینه منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' انکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بهي کھاته کے قواعد طرز تحریر اشیا بروے انشاپردازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوںکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج هاتهی ' شتر ' کالے بهینس ' گهوڑا ' گدها بھیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروںکی تمام بیماریونکا نهایت آسان علاج درج کیا ہے پرندونکے سوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکمونکے قوانین کا جوہر (جن سے هـر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطه دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی هر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی هیں آج هی وهاں جاکر روزگار کر لو اور هر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آجتک کہیں دیکھی نه سنی هونگی اول هندوستان کا بیان ہے هندوستان کے شہرونکے مکمل حالات وهاں کی تجارت سیرگاهیں دلچسپ حالات هر ایک جگه کا کرایه ریلوے یکه بگهی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے هیں اسکے بعد ملک برهما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روبی واقع ملک برهما) کے تحقیق شدہ حالات وهاں سے جواهرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تهوڑے هی دنوں میں لاکهه پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایه میں قلمبند کی هیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکه - روم - مصر - افریقه - جاپان - آسٹریلیا - هر ایک علاقه کے بالتفسیر حالات وهانکی درسگاهیں دکانیں کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مفصل احوال کرایه وغیرہ سب کچهه بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعه دنیا کا خاتمه) طرز تحریر ایسی دلاویز که پڑهتے هوے طبیعت باغ باغ هو جاے دماغ کے کواڑ کهلجالیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیه - ۸ - آنه محصولڈاک تین آنے در جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

تصویر دار گهڑي

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چهه روپے

ولایت والوں نے بهی کمال کردکهایا ہے اس عجائب گهڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی هوئی ہے - جو هر وقت آنکهه مٹکاتی رهتی ہے ' جسکو دیکهکر طبیعت خوش هو جاتی ہے - ڈائل چینی کا پرزے نهایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹهیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر دوست احباب زبردستی چهین نه لیں تو همارا ذمه ایک منگاؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چهه روپیه -

آٹهه روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ٦ چهه روپیه

اس گهڑی کو آٹهه روز میں صرف ایک مرتبه چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نهایت مضبوط اور پائدار هیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے که کبهی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پهول عجیب لطف دیتے هیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چهه روپے - زنجیر سنہری نہایت هی خوبصورت اور بکس همراہ مفت -

چاندی کی آٹهه روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چهوٹے سائز کی آٹهه روزہ واچ - جو کلائی پر بندهسکتی ہے مع تسمه چرمی قیمت سات روپے

بجلي کے لیمپ

یه نو ایجاد اور هر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ' ابهی ولایت سے بنکر همارے یہاں آئی هیں - نه دیا سلائی کی ضرورت اور نه تیل بتی کی - ایک لیمپ اسکو اپنی جیب میں یا سرهانے رکهلو جسوقت ضرورت هو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگه اندهیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر هو فوراً لیمپ روشن کر کے خطرہ سے بچ سکتے هو - یا رات کو سوتے هوے ایکدم کسیوجه سے آٹهنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفه ہے - منگوا کر دیکهیں تب خوبی معلوم هوگی - قیمت ۱ معه محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی هوتی ہے ۳ روپیه ۸ آنه -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے همارے یہاں سے هر قسم کی گهڑیاں کلاک اور گهڑیونکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نهایت عمدہ و خوشنما مل سکتی هیں - اپنا پته صاف اور خوشخط لکهیں اکٹها مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیجے -

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا، اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے -

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ
دو دوائیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو پانی کردیگی -

قیمت بارہ ٹکیونکی ایک شیشی ۶ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل، اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمائش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم ملحقہ نمود کے ساتھہ فائدہ کا بھی جویاں ہے لہذا ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی امراض کے لیے ازبس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جایا کرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیم اور مفید پیٹنٹ دوا اوران ایسے پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے مہیا ہو سکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی سرور کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور مشتہر کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاوے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم

معہ کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ کلٹیاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے، نیز اسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر ۔۔۔۔۔۔ پروپرائٹر

ایم - ایس - عبد الغنی مہسنگ - ۲۲ و ۷۳
اولڈ ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[۵]

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا ' اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے -

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ دو دوائیں ہمیشہ اپنے پاس رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو رہائی کردیگی -

قیمت بارہ ٹکیونکی ایک شیشی ۲ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن منیجر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم سلف نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربہ سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ مروجہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص ناریل کے تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اُگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر' نزلہ' چکر' اور دماغی کمزوری کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جایا کرتے ہیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئی حکیم اور مفید پندھ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی دریافت اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور مروجہ طریقے کے تیل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم

معدے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو' یا وہ بخار' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بتمام خدا دور کرتا ہے' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے' نیز اسکی سابق تندرستی از سرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر ایم - ایس - عبد الغنی مہتمم ۲۲ و ۲۳ کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[6]

اطــلاع

اگر معاونین الہلال کوشش کرکے الہلال کیلیے دو ہزار نئے خریدار پیدا کرسکیں جو آٹھ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الہلال کا مالی مسئلہ بغیر قیمت کے بڑھاے حل ہو جائیگا - منیجر

الہــــلال کی ششمــاہی مجلــدات
قیمــت میں تــخفیف

الہلال کی شش ماہی مجلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھہ روپیہ میں فروخت ہوتی تہیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو ‘ اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کردی گئی ہے -

الہلال کی دوسری اور تیسری جلد مکمل موجود ہے - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بہی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھہ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں - (منیجــر)

ولا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
" Alhilal Calcutta "
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ٤	کلکتہ: چہارشنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۲ ہجری	نمبر ۲۴

Calcutta - Wednesday, June, 17 1914.

قیمت فی پرچہ ساڑے تین آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

14 McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription Rs. 8

Half yearly „ 4-12

مدیر مسؤل و رئیس التحریر

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۲۴   کلکتہ : چہارشنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۲ ہجری   جلد ٤

Calcutta : Wednesday, June, 17. 1914

الاجوع

" مسئلۂ ندوہ " کے متعلق بعض بزرگوں نے ہمیں لکھا ہے کہ الہلال کیوں خاموش ہے ؟ کیا مقصود اصلی حاصل ہوگیا ؟

جواباً گذارش ہے کہ مقصود اصلی تو حاصل نہیں ہوا لیکن حصول مقصد کا جو عملی وسیلہ ہو سکتا تھا اور جو اس درجہ ضروری تھا کہ اسکی تلاش بھی کم از تلاش مقصد حقیقی نہ تھی ' الحمد للہ کہ وہ حاصل ہوگیا ہے - ۱۰ مئی کو مسلمانوں کی ایک ایسی عظیم الشان جماعت نے جو ہندوستان میں کسی اہم مسئلہ کیلیے یک جا ہو سکتی ہے ' ۹ - آدمیوں کی ایک کمیٹی منتخب کرلی ہے -

الہلال کا مقصد حصول نتائج ہے نہ کہ محض سلسل مباحث و ہنگامۂ تحریر و نگارش - ایک با قاعدہ اور معتمد کمیٹی کے قائم ہوجانے کے بعد ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ اب اسکے نتائج کا انتظار کریں ' اور دیکھیں کہ کیا صورت حال پیش آتی ہے ؟

دو ہی صورتیں ہیں جو ہمارے سامنے ہیں:

یا تو حضرات ندوہ اصلاحی کمیٹی کا ساتھ دیدینے کیلیے طیار ہوجائینگے اور اسکے کاموں میں حارج نہونگے - یا (خدا نخواستہ) بعض نا سمجھ اور نادان لوگوں کے طفلانہ خیالات سے متاثر ہوکر کوشش کرینگے کہ اپنے استبداد اور شخصیت کے آگے جماعت کی خواہشوں کو کوئی چیز نہ سمجھیں -

پہلی صورت میں انشاء اللہ مقصود اصلاح حاصل ہے اور کچھ ضرورت نہیں کہ جو کام ایک کمیٹی کے ہاتھ میں دیدیا گیا ہے وہ اخبار کے صفحوں پر لایا جاے -

لیکن اگر خدا نخواستہ دوسری صورت پیش آئی تو پھر مجبوراً ہم سب کا فرض ہوگا کہ " مسئلۂ اصلاح ندوہ " کی طرف پہلے سے بھی زیادہ متوجہ ہوں ' اور جو لوگ نادانی سے سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی عظیم الشان جماعت کی منتخب کردہ کمیٹی کی قوت سے بآسانی انکار کردیا جاسکتا ہے ' انہیں بتلا دیں کہ مثل اور بہت سی پچھلی رایوں کے انکی یہ راے بھی صحیح نہیں ہے ' اور ایک ایسی امید کو اپنے دماغ میں جگہ دینا ہے جس کا نتیجہ نامرادی کے سوا اور کچھ نہ ہوگا -

ایسا کرنا نہ صرف اصلاح ندوہ ہی کیلیے ناگزیر ہوگا بلکہ اسلیے بھی کہ بہتر سے بہتر قومی اجتماع اور بڑا سے بڑا جلسہ جو کسی قومی مسئلہ کیلیے منعقد ہوسکتا ہے ' وہ یہی تھا جو ۱۰ مئی کو دہلی میں منعقد ہوا - پس ہر اس شخص کا جو ہندوستان میں کام کرنا چاہتا ہے اور اپنے صدہا سیاسی و غیر سیاسی مقاصد کو محبوب رکھتا ہے ' فرض ہے کہ جماعت کی قوت کے تحفظ اور عام راے کے احترام کے بقا کیلیے اس جلسہ کی واقعی ہستی و وقعت کو ہر حال میں قائم رکھے ' اور ایک لمحہ کیلیے بھی ان لوگوں کی مہلک کوششوں کو کامیاب ہونے نہ دے جو محض اپنے وقتی اور شخصی منافع کیلیے آمادہ ہوگئے ہیں کہ کسی طرح اس جلسہ کی قوت سے انکار کردیں ' اور اس طرح مسلمانوں کو انکے اعمال حیات کے سب سے بڑے آلہ سے محروم کردیں

پس ہم انتظار کر رہے ہیں کہ اصلاحی کمیٹی کو حضرات ندوہ کی جانب سے قطعی جواب کیا ملتا ہے ؟ اسکے بعد اپنی راہ اختیار کرینگے -

ہم نے سنا ہے کہ طرح طرح کی کوششیں کی جا رہی ہیں کہ کسی طرح سعی اصلاح و اصلاح سے پہلے ریاست بھوپال اور ریاست رامپور کے ملتوی شدہ وظائف کھل جائیں - سنا ہے کہ اس غرض سے بعض لوگ بھوپال جائینگے -

لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ جن لوگوں نے ۱۰ - مئی کے عام قومی فیصلہ کا ساتھ دینے اور اسکی مخالفت کے خیال خام سے باز آجانے کا ابتک اعلان نہیں کیا ' انہیں کیا حق ہے کہ وہ اُن اعانات کے لیے دست طلب بڑھائیں جو " تا وقت اصلاح " کی شرط کے ساتھ ملتوی کر دی گئی ہیں !

بالآخر ۱۲ - جون کو " زمیندار لاہور " کی اپیل چیف کورٹ لاہور میں پیش ہوئی - گورنمنٹ کی جانب سے مسٹر پٹ مین اور اپیلانٹ کی جانب سے مسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لا پیرو کار تھے -

اس مقدمہ کیلیے انتظام کیا گیا تھا کہ مشہور مسٹر نارٹن کی خدمات حاصل کی جائیں - خود مسٹر موصوف کو بھی اس مقدمہ سے اسقدر دلچسپی تھی کہ وہ نہایت شوق سے لاہور جانے کیلیے مستعد تھے -

لیکن افسوس ہے کہ وقت پر اطلاع نہیں دیگئی ' اور ۱۵ - جون تک کیلیے وہ ایک دوسرے بڑے مقدمے کے واسطے روک لیے گئے -

کار روائی دو دن تک جاری رہی - اُن تمام مضامین کے قابل اعتراض حصوں پر بحث ہوئی جو دوسری ضمانت اور آخری ضبطی کا موجب قرار دیے گئے ہیں - ضمناً یہ مسئلہ بھی چھڑ گیا کہ " گورنمنٹ " کا مفہوم حقیقی کیا ہے ؟ وہ حکام و اشخاص جو ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں ' یا کوئی اور شے جو ایک بالا تر نظامی قوت ہے ؟

مسٹر فضل حسین نے بمبئی لا رپورٹ سے ایک مقدمہ کا فیصلہ سنایا جسمیں لکھا ہے کہ " گورنمنٹ کے خاص خاص افراد کے متعلق نفرت پھیلانا خود گورنمنٹ کے خلاف نفرت پھیلانا نہیں ہے ' کیونکہ افراد آتے جاتے رہتے ہیں ' مگر گورنمنٹ ہمیشہ مستقل رہتی ہے "

فیصلہ ابھی محفوظ ہے - ہم آیندہ اشاعت میں تفصیلی طور پر لکھینگے -

شذرات

دولۃ علیہ اور یونان

جنگ کے آثار و علائم

صدیوں کی اسلامی آبادیاں لٹ گئیں' ظلم و غارت اور وحشت و سفاکی کا تماشہ تھیں' لاکھوں مسلمان بے سر و سامانی کے ساتھہ ترک وطن پر مجبور ہوے' ریاست ہاے بلقان و یونان کی فوجی و غیر فوجی جماعتوں نے انکے ساتھہ جو کچھہ سلوک کیا' وہ تمام عالم کو معلوم ہے' اور اسکو ایک بار آور یاد دلانے کیلیے سینٹ پیٹرز برگ کے نیم سرکاری اخبار "نوووی ریمیا" کے نامہ نگار موسیو مشناوف کا یہ بیان کافی ہوگا:

" آجتک اسی وحشی سے وحشی ملک و قوم نے بھی اپنے بے بس اور مظلوم محکوموں کو اس تباہی و بربادی اور وحشت و سفاکی کے ساتھہ ترک وطن پر مجبور نہ کیا ہوگا' جسطرح ہزاروں فاقہ مست مسلمان عورتیں اپنے شیر خوار بچوں کو گود میں لی ہوئیں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی انگلیاں پکڑی ہوئیں' ناقابل فرار پر مجبور کی گئیں' اور جنکا وجود فی الحقیقت انسان کی متمدن حیات کا ایک درد انگیز ترین نمونہ ہے - وہ ان مصائب میں گرفتار ہو چکی ہیں جن سے زیادہ تلخی موت میں بھی نہوگی' تاہم موت سے بچنے کے لیے نئی زمینوں کی تلاش کر رہی ہیں ! "

یہ سب کچھہ ہوا اور ہو رہا ہے' مگر یہ تو "انسانی تمدن" کے مفہوم کا اس تمام عرصۂ وحشت و سفاکی میں خود یونان کو احساس ہوا' اور نہ یورپ کی دارالحکومتوں ہی میں اسے چنداں اہمیت دی گئی -

لیکن اب جبکہ اس قومی ہجرت اور ترک وطن کا ایک خفیف سا سبق یونان کو دیا گیا اور تھریس و ایشیاے کوچک سے یونانی نکلنے پر مجبور ہوے' تو یکایک دنیا کا گم گشتہ "اخلاق" پھر نمودار ہوگیا "انسانیۃ" اور "انصاف و عدالۃ" کے فراموش شدہ الفاظ جنکے معانی کے سمجھنے کی ابتک نہ لندن و پیرس میں کبھی کوشش نہیں کی گئی تھی' یکایک یونان کو یاد آگئے' اور "ظلم و سفاکی" کا مرثیہ جسکے غم آلود ترانوں کیلیے سر زمین مغرب میں کل تک ایک کا تمام آہ بھی نہ تھی' اب اس درد و حسرت کے ساتھہ شروع ہوگیا کہ عجب نہیں' یورپ کی وزارت خارجیہ کی تمام مجلسیں صف ماتم بچھا دیں' اور ہر طرف سے آہ و بکا کے نعرے بلند ہوجائیں !

شاید آجتک دنیا کی طرفداری کیلیے اس سے زیادہ دلچسپ نقشہ کوئی نہ ہوا ہوگا کہ یونان' یعنی گذشتہ دو سالوں کے سوانح مظلمہ و حوادث الفتنہ کا یونان' اپنے ایک وزیر کی زبانی ۱۳ - جون کو یونانی مجلس میں اعلان کرتا ہے - "ترک جس تشدد اور جبر کے ساتھہ یونانیوں کو انکے گھروں سے نکال رہے ہیں اسکی نظیر تاریخ میں نہیں ملیگی' انکا ارادہ ہے کہ وہ زمانۂ دراز سے وہاں بستی آئی ہے' یکایک نکال باہر کی جاے" !

اللہ اللہ' یونان کی زبان بھی اب "تشدد اور جبر" کے لفظ سے آشنا ہوگئی' اور آج اسے بھی ایسے مظالم کی شکایت ہے جسکی "نظیر تاریخ میں نہیں ملیگی" ؟

ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالوہم او وزنوہم یخسرون ! الا یظن اولائک انہم مبعوثون لیوم عظیم ؟ (۸۳ : ۱)

کیا ہی تباہی و بربادی ہے ان لوگوں کیلیے جو لوگوں سے اپنے لیے لیتے ہیں تو پورا پورا ناپ کر لیتے ہیں' لیکن دینے کا وقت آتا ہے تو چاہتے ہیں کہ کم کرکے دیں ! افسوس ! کیا انہیں اس بات کا کچھہ خیال نہیں کہ ایک بڑا ہی سخت دن آنے والا ہے' اور اسمیں جواب دہی کیلیے کھڑا ہونا پڑیگا ؟

مسیحی دنیا نے اگر صداقت اور راست بازی میں تمدن و علوم کی طرح ابتک ترقی نہیں کی ہے کہ مسلمان و مومن بن جاے' تو کاش وہ مسیح ہی کی سچی پیرو ہوجاتی جسکا مقدس قول مدت سے ہمیں سناتا ہے : "تو اپنے بھائی کے ساتھہ وہی کر جو تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے ساتھہ کرے" !

۱۲ سے ۱۴ - تک کی تار برقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت یونان یونانیوں کی جلا وطنی کے واقعہ کو نہایت رنگ آمیزی کے ساتھہ شائع کر رہی ہے - چھہ ہزار یونانی جلا وطنوں کو جزائر ایجین میں پہنچا رہے ہیں - تیس ہزار سے زیادہ ایشیاے کوچک سے ایران چلے آئے ہیں - پچاس ہزار کے قریب وسط ایشیا کے سواحل پر آمادۂ سفر ہیں -

لیکن جو تار ۱۲ کو قسطنطنیہ سے آیا ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی اظہارات کو باب عالی کے اندر چنداں اہمیت نہیں دی گئی - طلعت بے نے اعلان کیا ہے کہ بلا شبہہ ابتدائی میں بعض ترک افسروں سے کچھہ زیادتی ہوئی تھی لیکن انہیں موقوف کردیا گیا - باقی تشدد اور سختی کے جو اظہارات ایتھنس سے کیے جا رہے ہیں' وہ مبالغہ آمیز ہیں !

۱۴ - کا تار ہے کہ یونان کے سفیر نے باب عالی میں ایک نوٹ پیش کیا ہے جسمیں لکھا ہے کہ اگر تشدد کا انسداد نہوا تو اسکے نتایج کے ہم ذمہ دار نہیں !

یونانی وزیر اعظم نے تقریر کرتے ہوے کہا کہ اگر حالات میں تبدیلی نہ ہوئی تو یونان فقط زبانی ہی پر اکتفا نہیں کریگا !

بہر حال ٹرکی اور یونان کے ایک قریبی جنگ کا جو ظن غالب تمام یورپ میں کیا جا رہا تھا' یقین کیا جاتا ہے کہ اسکے سریع النتائج آثار شروع ہوگئے ہیں' اور جونہی دولت عثمانیہ کے آخری جنگی جہاز باسفورس میں پہنچ جائیں گے' اعلان جنگ ہو جائیگا

اصل یہ ہے کہ جس دن سے پرنس سعید حلیم کی وزارت نے اپنے تعجب انگیز اور محیر العقول عسکری انتظامات اور حربی اصلاحات شروع کیں' اور پھر جس دن سے انور پاشا کی وزارت جنگ کا اعلان ہوا' اسی وقت سے یہ امر قطعی سمجھہ لیا گیا تھا کہ ان طیاریوں کا مقصود یقیناً کوئی قریبی جنگ ہے اور ٹرکی نے فیصلہ کرلیا ہے کہ حکومت کی بقیہ ہستی کو برقرار رکھنے کیلیے ایک مرتبہ اور میدان جنگ میں نکلے اور اپنے نئے بحری ہمسایہ سے ایک فیصلہ کن مقابلہ کرلے : وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ - ان اللہ کان علیماً حکیما -

مسئلہ مساجد و قبور لشکر پور

بنگال مسلم لیگ

پرسوں شب کو مسلم لیگ بنگال کا ایک جلسہ منعقد ہوا ' اور اسمیں یہ مسئلہ باقاعدہ پیش ہوا کہ ۵ - جون کے جلسے کی جو فرضی اور مصنوعی کارروائی اخبارات میں بذریعۂ تار بھیجی گئی ہے وہ کیوں بھیجی گئی اور کس نے بھیجی ؟

سکریٹری صاحب نے بیان کیا کہ انہیں اس تار کی کوئی خبر نہیں اور نہ کسی دوسرے ذمہ دار شخص نے لیگ کے دفتر سے بھیجا ہے !

بہر حال ایک با قاعدہ تحریر اسکے متعلق منظور ہوگئی ' اور قرار پایا کہ سکریٹری اسکی تغلیط اخبارات میں بھیجدیں -

جب اس تار کے مضمون کی مصنوعیت و کذب بیانی تسلیم کرلی گئی ' تو اب ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں کہ وہ تار اس نے بھیجا اور کیوں بھیجا ؟

مسئلۂ مساجد کی موجودہ حالت یہ ہے کہ ابتک کوئی با قاعدہ جواب ہز اکسلنسی کی جانب سے نہیں آیا ہے - غالباً جولائی کے پہلے ہفتہ میں کلکتہ تشریف لائینگے - یہ بالکل اخری فرصت ہے جو انکے سامنے ہے - امید ہے کہ وہ اپنی مشہور دانشمندی کا اس موقع پر بھی ایک یادگار نمونہ پیش کرینگے اور لیگ اور انجمن دفاع کے قائم مقاموں سے ملکر مسلمانوں کو انکی سب سے بڑی بیچینی کی طرف سے اطمینان دلا دینگے -

مسلم یونیورسٹی

ایسو سی ایشن کے متعلق گذشتہ اشاعت میں ہم نے خواہش کی تھی کہ صدر دفتر ۱۵ - جون کی جگہ کوئی دوسری تاریخ مقرر کردے تاکہ کافی لوگوں کو شریک کار ہونے کا موقعہ ملے ہم نہایت خوش ہیں کہ اس سے قبل ہی مسٹر محمد علی کی درخواست پر ایک ماہ کی مہلت اور بڑھا دی گئی ہے ' اور اب آخری تاریخ الکورنٹ کے درج رجسٹر ہونے کی ۱۵ - جون کی جگہ ۱۵ - جولائی قرار پائی ہے - ہم سکرٹری کمیٹی کی اس فراخ دلی اور قابل تعریف مستعدی کے شکرگذار ہیں ' اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنا انتہائی فرض ادا کر دیا - اب عام تعلیم یافتہ حضرات اور زمینداران و تجکس ادا کنندگان کا فرض ہے کہ اس مہلت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور فیس داخلہ و سال اول بھیجکر بکثرت شریک کار ہوں -

ممکن ہے کہ بعض اصحاب کو خیال ہو کہ فیس کی بھی قید لگا دی گئی ہے - لیکن ایسا خیال کرنا بڑی ہی چھوٹے درجہ کی بات ہوگی - ان طبقوں کے حضرات کو اپنے منسوبات سے بھی اپنے تئیں محفوظ رکھنا چاہئے - دس روپیہ سالانہ کوئی ایسی بڑی رقم نہیں جو تجکس پیرز اور زمینداروں کیلئے قابل ذکر ہو

ادنی قسم کا ہوانا سگار بھی دس روپیہ سیکڑہ سے کم میں نہیں آتا - کتنے ہی ارباب استطاعت ہیں جو ہر ماہ دو چار دبے ضرور ہی سگار کے پھونک ڈالتے ہونگے - یہی سمجھہ لیں کہ سال میں ایک سو سگار کم پئے !

کرانیچی بائسکوپ کمپنی

بعد کی خبروں سے معلوم ہوا کہ کرانیچی کی جس سیدی مٹوگراف کمپنی نے " عظیم " نامی قصے کی فلم دکھلا کر اسلام و پیروان اسلام کی دلازاری کی ایک نہایت شرمناک کوشش کی ہے ' اسکے مینیجنگ ڈائرکٹر کا نام مسٹر گربن معلوم ہے -

بعض واقعات جو مقامی اینگلو انڈین معاصر میں شائع ہوے ہیں ' اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت سرکش اور مغرور آدمی ہے ' اور نہایت بے پرواہی سے کہتا ہے کہ جن لوگوں کو میرے تماشے سے دکھہ پہنچتا ہو ' وہ تماشہ گاہ سے نکل جائیں - ہم نے یہ پڑھکر کہا کہ سچ ہے - جس قوم کو اسکی قسمت نے اپنے عزت اقبال و عزت کے چھوڑنے پر مجبور کیا ہو ' اسکے لیے اس شریر منیجر کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ میرے تماشہ گاہ کو چھوڑ دو - اصل میں یہ سب باتیں قومی ذلت و ادبار کا نتیجہ ہیں - جو قوم ذلیل سمجھہ لی جاتی ہے ' اُس مسلط قوم کا ہر ادنی سے ادنی فرد بھی ذلیل و حقیر سمجھتا ہے - اسکی کوئی ہستی ہی تسلیم نہیں کی جاتی - جذبات و معتقدات کا پاس کرنا تو بڑی بات ہے :

> حرم مجلس پیش تو کرمدر من کم بست
> خود کردہ اند پسند خریدار خویش را

یہ واقعہ کوئی تازہ واقعہ نہیں ہے - غالباً سنہ ۱۸۸۰ میں ایک تھیٹریکل کمپنی نے کسی مشنری شخص سے ایک ڈراما لکھوایا تھا ' اور اسمیں واقعۂ افک کی بنا پر ایک تلبیسانہ تہمت تراشی کی گئی تھی - اسی طرح گذشتہ سال دہلی میں بھی ایک کمپنی نے حضرت اسماعیل (ع) کے متعلق ایک فرضی قصہ کی فلم منگوائی اور پبلک میں اس سے سخت جوش پھیل گیا - قانون موجود ہے جو کہتا ہے کہ ہر مذہب کے جذبات کا پاس و لحاظ رہے - پینل کوڈ بھی ہے جسکی دفعہ ۱۵۱ ' ۱۵۲ ' اور ۲۹۸ کہتی ہے کہ کوئی فرد کسی دوسرے فرقے کی مذہبی توہین نہ کرے اور فرقوں کو باہم اشتعال نہ دلایا جائے - بے طرفدار حکومت بھی اپنے دبدبۂ و سطوت کے ساتھہ قائم ہے اور اسکے اصول حکومت کی پہلی سطر یہ ہے کہ کسی مذہب کی تحقیر و تذلیل نہو - یہ سب کچھہ ہے ' تاہم اسکو کیا کیجیے کہ ان میں سے ہر شے بیکار ہے جب تک اس سے کام لینے والے بھی اپنے اندر قوت نہ رکھتے ہوں - قومی ذلت و ادبار ایک ایسا زخم ہے جسکے لیے کوئی مرہم مفید نہیں ہوسکتا - قوت ہو تو پھر قانون کی بھی ضرورت نہیں - یہ روح حیات نہیں تو تمام چیزیں بیکار ہیں - مردہ لاش سامنے پڑی ہو تو مغرور اور سرشار نخوت قدموں کو ٹھکرانے سے کون روک سکتا ہے ؟ قانون بہت کریگا تو بعد کو سزا دیدیگا ' لیکن جو شیشہ ٹوٹ چکا اسکے جوڑنے کیلیے مرہم بھی بیکار ہے !

آہ ! ہم نے قرآن کو بالکل بھلا دیا ' جسنے ملکۂ سبا کی زبانی ان تمام مصائب کی اصلی علت پہلے ہی بتلا دی تھی : ان الملوک اذا دخلــوا قریـــة افســدوها ' و جعلــوا اعــزة اهلهــا اذلــة و کذالک یفعلـــون ! (۲۷ . ۳۲)

مسٹر گربن فیلڈ

تاہم مسٹر گربن فیلڈ کو معلوم ہونا چاہیے کہ زخمی شیر کو رحمی سمجھہ لینے میں تو کوئی غلطی نہیں ہے ' لیکن زخمی شیر کو رحمی بھیڑیا سمجھہ لینا صحیح نہوگا - مسلمان اپنی غفلت و ترک عمل کے ہاتھوں خواہ کتنے ہی ذلیل و حقیر ہوگئے ہوں ' تاہم ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی نے داغ زندگی کے متعلق ایسی ناپاک جسارتیں دیکھیں اور اپنے تئیں طاقت سے محروم پاکر خاموش ہو رہیں - دنیا میں گو سب سے بڑی طاقت حکومت و فرمان روائی سمجھی جاتی ہے ' لیکن حکومت کے بغیر بھی دنیا میں بہت کچھہ ہوسکتا ہے اور ہوا ہے

وہ اس قسم کی معذرات پر محض اس وجہ سے عقیدتاً نہیں ہوئے کہ انکا مذہبی اعتقاد اس سے زخمی ہوا ہے ' بلکہ صرف اسلیے کہ سچائی کے عالمگیر اصول پر حملہ کیا جاتا ہے ' اور محض افتراء اور بہتان کے ذریعہ اپنے مذہبی عداوت و بغض کا مقصد حاصل کرنے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے - وہ اپنے مخالفوں سے رعایت کے طالب نہیں ہیں بلکہ صرف سچ بولنے کے !

الحمد لله که پیغمبر اسلام کی زندگی بائبل کے یسوع کی طرح ایک مجہول و مخفی زندگی نہیں ہے جسکی زندگی کے تیس سالوں میں سے صرف آخری دو سالوں کے متفرق حالات دنیا کو معلوم ہوے ہیں' اور وہ بھی اسقدر بے اصل' باہم متضاد' باہمدگر معارض' مختلف الروایۃ' اور توہم آمیز ہیں کہ انکی تصحیح و تطبیق سے عاجز آکر امریکہ کے بعض آزاد حلقوں نے سرے سے یسوع کے وجود ہی سے انکار کردیا ہے' اس کرۂ ارضی پر صرف پیغمبر اسلام ہی کی زندگی ایک تنہا زندگی ہے' جو ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح تیرہ سو برس سے دنیا کے سامنے ہے' اور اسکی حیاۃ مقدسہ و مطہرہ کا ایک چھوٹا سا واقعہ بھی مخفی و مستور نہیں ہے!

وہ نہ تو یسوع کی طرح اپنے ملک سے آغاز عمر ہی میں مفقود الخبر ہوگیا' نہ اس نے مصر کی متمدن و عیش پرست آبادیوں میں ایک طویل و مجہول زندگی بسر کی' اور نہ ہی اس نے یسوع کی طرح اپنی زندگی کا حصۂ شباب اور امتحان و آزمایش کا سب سے بڑا دور دنیا کی نظروں سے اوجھل رہکر صرف کیا۔ جس طرح اسکی واضح اور سادہ تعلیمات میں تثلیث و کفارہ کے سے عقل دشمن رموز ہیں نہیں' بالکل اسی طرح خود اسکی زندگی میں بھی یسوع کے سی سالہ اسرار حیات کی طرح کوئی راز نہیں۔ وہ انسانوں میں رہا اور ایک کامل ترین انسان کی بے داغ اور معصوم زندگی بسر کی۔ جس طرح اسکی زندگی اُس وقت سب کے سامنے تھی' اسی طرح آج بھی سب کے سامنے موجود ہے!

پس ایک ایسی عالم آشکارا زندگی کیلیے جو دوپہر کے سورج کی طرح سب کے سامنے ہو اور جسکی زندگی کی کوئی بات بھی غیر معلوم نہ رہی ہو' جھوٹے قصے گڑھنا اور انہیں علانیہ تماشہ گاہوں میں دکھلانا' نہ صرف کسی خاص قوم ہی کے جذبات کی تذلیل ہے' بلکہ فی الحقیقت بیسویں صدی کی ادعائی روشنی کے اندر اخلاق کو ذبح کرنا اور راستی و حقیقت کو علانیہ شیطان کے مذبح پر قربان کرنا ہے - یہ انسان کے اخلاقی موت کا ایک ناپاک منظر ہے جسپر کوئی راستی پسند انسان ماتم کیے بغیر نہیں رہسکتا!

اگر ان لوگوں کو قدیم زمانے کے مشہور اور عظیم المرتبہ انسانوں کے متعلق شرمناک حکایتوں کے دیکھنے کا شوق ہے' تو اس ابلیسی مکر و اغواء کی جگہہ کیوں نہیں اُن واقعی قصوں اور مستند حکایتوں کے عظیم الشان ذخیرہ کی طرف بڑھتے' جو خیر سے خود بائیبل کی کی مجلدات کے اندر موجود ہے' اور جو اُس پر مستزاد تاریخ مسیحیت کے علاوہ ہے جسکی اخلاقی قدیم صدیاں پہلی صدی عیسوی سے لیکر پندرھویں صدی تک برابر جاری رہیں' اور جو در اصل انسانی نفس پرستی و بہیمیت کی ایک ایسی مکروہ سرگذشت ہے' جسکی نظیر دنیا کی وحشی سے وحشی قوموں میں بھی نہیں ملسکتی -

جس زندگی کے تیس سال مجہول و غیر معلوم ہیں' وہی پر اسرار زندگی ایسی حکایتوں کیلیے زیادہ موزوں ہوسکتی ہے - اگر کسی وجہ سے اسے مستثنی کر دیا جاے' جب بھی اُن ہزارہا مسیحی ولیوں اور مقدس پیشواؤں کی خانقاہوں کے اخلاقی اسرار رخفا نا بے حد و شمار ہیں' جو گذشتہ ایک ہزار سال تک تمام مسیحی یورپ میں خدا کے الموکے شئے کی اخلاقی وراثت کے مالک رہے ہیں' اور روم اور ہسپانیہ کے چرچوں کی تاریخ تو ابھی دنیا سے محو نہیں ہوئی ہے!

ہم آیندہ کسی قدر تفصیل سے اس موضوع پر لکھینگے' اور مسٹر گرین فیلڈ کے تماشہ گاہ کیلیے بعض دلچسپ قصص و حکایات کا ذخیرہ پیش کرنے کی کوشش کرینگے تاکہ وہ انمیں سے چند دلچسپ روایات چھانٹ کر فلم بنانے کیلیے ولایت روانہ کر سکیں - وہ "عظیم" کے فرضی قصے کی طرح محض افتراء و کذب پر مبنی نہونگی' بلکہ مقدس نوشتوں اور تاریخ کلیسا کے مسلم واقعات سے اخذ کی جائیں گی جنکی تصدیق خود مسٹر گرین فیلڈ کے روحانی آباء و اجداد کرچکے ہیں -

آخر میں ہم کہدینا چاہتے ہیں کہ اسلام حضرۃ مسیح علی نبینا و علیہ الصلواۃ والسلام کا احترام کرنے میں تنگ دل نہیں ہے - یہ جو کچھہ لکھا جاتا ہے اس سے مقصود صرف بائبل کے پیش کردہ یسوع کی زندگی ہے - جو لوگ کانچ کے گھر میں رہکر لوہے کے ستونوں پر پتھر پھینکتے ہوں انہیں اپنی ہستی کی قوت بھی معلوم ہوجانی چاہیے -

پریس ایکٹ

کانگریس کا ڈیپوٹیشن انگلستان میں مجوزہ اصلاحات انڈیا کونسل کے متعلق سعی و جہد کرنے کے علاوہ پریس ایکٹ کے متعلق بھی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے - حال میں مسٹر مظہر الحق نے پریس کانفرس کے سامنے اس ایکٹ کے متعلق ایک مفصل تقریر کی تھی جسکا خلاصہ ہم درج کرتے ہیں:

"میں قانون مطابع سنہ ۱۹۱۰ کے عملی نتائج پریس کانفرنس کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں - سنہ ۱۹۱۰ ع میں ہندوستان میں ایسے جرائم کی کثرت ہو رہی تھی جن میں جبر و اشتداد سے کام لیا گیا تھا - اس وقت مناسب خیال کیا گیا کہ اخبارات کی تحریروں پر سرکاری نگرانی قائم کی جاے - لارڈ منٹو کی اصلاح یافتہ کونسل کا سب سے پہلا کام یہی تھا - مگر جو قانون نافذ کیا گیا وہ اس قدر سخت تھا کہ سر لارنس جنکنس کا (جن کا ممتاز ترین ججوں میں شمار کیا جاتا ہے) قول ہے کہ بائیبل جیسی مقدس کتاب بھی اس قانون کی گرفت میں لائی جا سکتی ہے - اس زمانہ میں جو لوگ وائسراے کی کونسل میں اہل ہند کی طرف سے قائم مقام تھے وہ بھی سخت شش و پنج میں تھے - انہیں اس امر کا علم تھا کہ اخبارات کی شورش انگیز تحریروں پر نگرانی رکھنے کی ضرورت ہے - مگر وہ اس کے ساتھہ اس بات کے بھی خواہشمند تھے کہ ہماری جائز آزادی میں کسی طرح کا فرق نہ آنے پائے اگرچہ اس بارہ میں حکام کو مطلوبہ اختیارات عطا کر دیے گئے' مگر اس امر کی بھی کوشش کی گئی کہ جن لوگوں پر اس قانون کا اثر پڑتا تھا انہیں اس امر کا اختیار دیا جائے کہ عمال کی کارروائی کے جائز یا حق بجانب ہونے کی آزمائش کر سکیں - مسٹر سنہا نے جو اس زمانہ میں قانونی ممبر تھے' اس بات کی دھمکی بھی دی تھی کہ اگر اس ایکٹ میں اس مضمون کی شرط داخل نہ کی گئی اور اہل ہند کو ہائی کورٹوں میں اپیل کرنے کا اختیار نہ دیا گیا تو میں استعفا دیدونگا -

بدقسمتی سے وہ خطرے بعد میں صحیح ثابت ہوے - اس ایکٹ کی تحت میں اس قسم کی کارروائی عمل میں لائی گئی جسکا قانون وضع کرتے وقت کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا - مثال کے طور پر اخبار کامریڈ دہلی کا معاملہ پیش کیا جاسکتا ہے جسنے بدقسمتی سے ایک پمفلٹ کو جو یورپ میں شائع کیا گیا تھا دوبارہ چھاپ دیا - گورنمنٹ ہند نے ظاہر کیا کہ اس پمفلٹ کی اشاعت سے ہز مجسٹی کی مسیحی رعایا کی توہین و تذلیل مقصود ہے - اس بنا پر اس نے اخبار کامریڈ کے وہ تمام پرچے جن میں پمفلٹ شائع کیا گیا تھا' سرکاری طور پر ضبط کرلیے - حکام کی اس کار روائی کا ہائیکورٹ کلکتہ میں مرافعہ کیا گیا - ہائیکورٹ کے تین ممتاز ججوں نے جنمیں سر لارنس جنکنس بھی شامل تھے' اپیل کی سماعت کی اور یہ فیصلہ کیا کہ ہماری راے میں ایڈیٹر کامریڈ نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے' بلکہ اس پمفلٹ کو دوبارہ چھاپنے میں ایک قابل تعریف مقصد اسکے پیش نظر تھا -

کیا انگریزی قوم کا کوئی فرد ایک دن کے لیے بھی اس قسم کے قانون کو قلمروے برطانیہ کی سرحد میں رکھنا گوارا کرسکتا ہے؟

الہلال

۲۲ رجب ۱۳۳۲ ہجری

ادبیات

آثار غالب

مرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

مصائب غدر، قلعۂ معلیٰ کی تباہی، وضعداری و تعاون کی ایک قدیمی حکایت!

مرزا غالب مرحوم کا سال وفات "آہ غالب بمرد" ہے - یعنی سنہ ۱۲۸۵ ہجری -

اس لحاظ سے فی الحقیقت انکا شمار موجودہ عصر جدید کے عہد میں ہونا چاہیے - ہندوستان میں پریس سترھویں صدی عیسوی کے اواخر میں رائج ہوچکا تھا اور غدر سے پہلے خود دہلی میں حاجی قطب الدین وغیرہ تجار کتب نے بعض پریس قائم کردیے تھے - پس انکو اپنی تصنیف و تالیف کیلیے ابتدا ہی سے پریس موجود ملا، اور اپنے حاصل عمر کو اشاعت و طباعت کیلیے غیروں پر چھوڑ کر دنیا سے جانے کی مصیبت سے دو چار ہونا نہ پڑا جو فی الحقیقت کسی صاحب کمال کیلیے زمانۂ گذشتہ کی سب سے بڑی مصیبت اور سب سے بڑا جانکاہ صدمہ رہا ہے -

انکی کلیات نظم و نثر اور مکاتیب و رسائل اردو و فارسی کی تمام کتابیں باستثناء اردوے معلیٰ (جو انکے انتقال کے بعد مرتب ہوئی) انکی زندگی میں خود انھی کی زیر نگرانی شائع ہوچکی تھیں - دیوان فارسی غالباً سب سے پہلے مطبع اودھ اخبار لکھنو (نولکشوری پریس) میں خود چھپوایا - اسی طرح پہلے مہر نیمروز، پھر مع دستنبو و مکاتیب فارسیہ باسم پنج آہنگ شائع کی - قاطع برہان، درفش کاویانی، نامۂ غالب، تیغ تیز وغیرہ دہلی میں چھپوائیں - دیوان اردو بھی غالباً پہلے مطبع اودھ اخبار میں اور پھر مکرر سہ کرر دہلی و لکھنو میں چھپوا کر شائع کیا -

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں جسقدر اردو کلام کہا گیا، وہ نئے ایڈیشنوں میں داخل نہیں ہوا - جو پہلا ایڈیشن غدر سے پہلے دہلی میں چھپا تھا، اسی کی نقلیں چھپتی رہیں - بخلاف کلیات نظم فارسی کے جسکا پہلا ایڈیشن اور موجودہ ایڈیشن، دونوں میرے پاس موجود ہیں، مگر دونوں کے قصائد و غزلیات و قطعات وغیرہ کی تعداد میں بہت بڑا فرق ہے - پہلے ایڈیشن میں ملکۂ وکٹوریا کی مدح کا قصیدہ:

دور روزگارہا نتواند شمار یافت
خود روزگار اینچہ درین روزگار یافت

اور ۳۳ - واں قصیدہ سر اکلینڈ کالون والا:

بہر کس شیوۂ خاصی در ابشارست ارزانی
زمن مدح و ز لارڈ الن بر اکسیہ افشانی

اور لارڈ کیننگ کے دربار آگرہ اور عطاے خطابات کی تبریک:

ز سال نو دگر اے بزم دار آمد

وغیرہ قصائد ہیں - اسی طرح سر سالار جنگ اعظم کی مدح کا مشہور قصیدہ:

شرطست کہ داستان نہ گویم

بھی نہیں ہے کہ وہ غدر کے بعد لکھا گیا -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فارسی کلیات نظم کے ہر ایڈیشن میں نیا کلام شامل کردیا جاتا تھا -

مگر افسوس کہ اردو دیوان کی قسمت اس بارے میں نارسا رہی اور نیا کلام اسمیں شامل ہوتا نہ رہا - اسکا ثبوت وہ متعدد غزلیں، قطعات، رباعیاں، اور بعض اردو قصائد ہیں جو بعض حضرات کے پاس قلمی موجود ہیں اور مطبوعہ دیوان میں انکا پتہ نہیں -

اس قسم کے غیر مطبوعہ کلام میں سے دو اردو رباعیاں میں نے اس مطبوعہ نسخہ کے حاشیہ پر خود میرزا صاحب کے ہاتھ سے لکھی ہوئی دیکھی ہیں، جو انہوں نے خواجہ فخر الدین حسین دہلوی مصنف سروش سخن کو دیا تھا - اور دو قصیدے، دو قطعے ایک قطعۂ تاریخ، تین غزلیں دیوان اردو کے اس قلمی نسخہ میں ہیں جو نواب سعید الدین احمد خانصاحب طالب رئیس دہلی کے پاس موجود ہے - اس مرتبہ دہلی میں وہ نسخہ چند دنوں تک میرے پاس رہا اور میں نے تمام غیر مطبوعہ کلام کی نقل لیلی - اسکے لیے میں نواب صاحب موصوف کا شکر گذار ہوں -

ان نظموں میں اردو کا ایک مختصر قصیدہ ہے جسے آج سلسلۂ ادبیات شائع کیا جاتا ہے - یہ بالکل نئی چیز ہے اور علاوہ غیر مطبوعہ ہونے کے اس سے مرزا مرحوم کے حالات و سوانح پر بھی مزید روشنی پڑتی ہے -

(قصیدہ)

اس قصیدے کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں کوئی سرکاری دربار ۱۳ - جنوری کو منعقد ہوا تھا جسمیں حسب معمول مرزا صاحب کو بھی مدعو کیا گیا - لیکن جب وہاں پہنچے تو انکی عزت و منزلت کے مطابق نشست و ترتیب کا کوئی انتظام نہ تھا - حتی کہ انھیں نہایت ہی ادنی صف میں کرسی ملی یہ دیکھکر سخت متاسف ہوے کہ قدیمی باتیں خواب و خیال ہوگئی ہیں:

اس بزم پر فروغ میں اس تیرہ بخت کو
نمبر ملا نشست میں از روے اہتمام

" از روے اہتمام " یعنی از روے قاعدہ و ترتیب دربار جسمیں یہ بہت پیچھے اور عام صفوں میں بٹھاے گئے ہونگے -

اس حالت کو دوسروں نے بھی محسوس کیا اور اشارے ہونے لگے:

دربار میں جو مجھپہ چلی چشمک عوام!

دربار کے بعد انھوں نے چاہا کہ لفٹننٹ گورنر پنجاب سے ملیں اور عرض حال کریں لیکن ریل کا وقت کم رهگیا تھا اور درباریوں کا هجوم بھي بہت تھا - ملاقات کا موقعه نه ملا :

آیا تھا وقت ریــل کے کھلنے کا بھي قریب
تھا بارگاہ خاص میں خلقت کا ازدحام
اس کشمکش میں " آپکا " مداح نامور
" آقاے نامور " سے نه کچھه کرسکا کلام

اس سے معلوم هوتا هے که وہ دربار' دهلي کے علاوہ کسي دوسري جگه هوا هوگا کیونکه ریل کے وقت کا ذکر کرتے هیں - " آپکا مداح نامور" میں پنجاب کے لفٹننٹ گورنر سے خطاب هے - معلوم نہیں " آقاے نامور" سے بھي خود وهی مراد هیں یا کوئي اور؟ تخاطب کے بعد اسطرح کے ضمیر ندا وصف سے تو یه معلوم هوتا هے که وہ کوئي دوسرا شخص هوگا -

اس زمانے میں لدھیانه سے کوئي اخبار نکلتا تھا - اس نے دربار کي روداد چھاپتے هوے یه تمام باتیں لکھدیں - اسپر مزید ستم یه کیا که انکا نام اور لقب لکھنے میں کچھه ایسي غلطیاں کردیں جسے دیکھکر انکا رنج اور دوگنا هوگیا :

اخبار لودھیانه میں میري نظـــر پڑي
تحریر ایک ' جس سے هوا بنده تلخ کام
ٹکـــرے هوا هے دیکھکے تحریر او جگر
کاتب کي آستیں هے مگر تیغ بے نیام
وہ فرد جسمیں نام هے میرا غلط لکھــا
جب یاد آگئي هے کلیجا لیا هے تھام !

معلوم هوتا هے که دربار میں انہیں معمولي خلعت بھی نہیں دیا گیا اور نه ندر دینے والوں میں شمار کیے گیے :

سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یک قلـم
نمبر رها ' نه ندر ' نه خلعت کا انتظام '

لیکن قصیدے سے ٹھیک معلوم نہیں هوتا که کس زمانے کا یه واقعه هے اور کس دربار کا ذکر کر رهے هیں؟ صرف اسقدر معلوم هوتا هے که غدر کے بعد کا دربار هے - کیونکه لفٹننٹ گورنر پنجاب کي مدح کی هے - نیز اس وقت انکي عمر ستر برس کي تھي -

میں نے اس وقت مولانا حالي کي یادگار غالب دیکھنا چاهي مگر کتابوں میں ملي نہیں - غالباً اس واقعه کے متعلق اسمیں کوئي ذکر نہیں هے - میرا خیال یه هے که شاید یه قصیده غدر کے بعد کے اس سه ساله عهد سے تعلق رکھتا هے ' جبکه قیام دهلي ' تعلق قلعه ' اور فتح کے بعد عدم حاضري کي وجه سے انکا سرکاري وظیفه بند هوگیا تھا - انکي وفاداري مشتبه سمجھي گئي تھي اور بڑي هي تکلیف و شدائد کي زندگي بسر کرتے تھے -

(مصائب غدر اور مرزا غالب)

غدر میں مرزا گھر سے باهر نہیں نکلے اور آخر تک بند رهے - مهاراجه پٹیاله کی سرکار سے سپاهي متعین هوگئے تھے جو غفراں مآب حکیم محمود خاں مرحوم اور مرزا غالب' دونوں کے مکانوں کي حفاظت کرتے تھے (۱)

غدر کي تمام بربادیاں اور اس قلعهٔ دهلي کي تمام خونریزیاں ایک ایک کرکے انکے آنکھوں کے سامنے گذریں ' جو هندوستان میں شش صد ساله حکومت اسلامي کا آخري نقش قدم تھا ' اورگو بهادر شاہ (رحمة الله علیه) خود کچھه نه تھا لیکن اسکے بقا سے عظمت و جبروت اسلامي کي ایک بہت بڑي روح زنده تھي - اسکے مٹنے سے اکبر و شاهجهاں کا گھر بے چراغ هوگیا ! اسکا مٹنا درحقیقت سلالهٔ تیمور و آل بابر کا مٹنا تھا - معتصم عباسي خود کچھه نه تھا لیکن جب فتنهٔ تاتار میں بغداد کے محل لوٹے گئے تو معتصم کي جگهه هارون و مامون کي عظمت لٹ رهي تھي !

و ما کان قیسا هلکه هلك واحدا
و لکنه بنیـان قومــاً تهدما !

مرزا غالب نے عمر بھر بهادر شاہ کی لاحاصل مداحي کي تھي' اور وہ قصیدے جو عرفي اور نظیري کے قصائد سے مقابله کا دم رکھتے تھے' انکے ایسے مخاطب کے سامنے ضائع کیے تھے جسکے سر پر جهانگیر و شاهجهاں کا تاج تو ضرور تھا ' پر نه تو عرفي و نظیري کي قدر شناسي کا هاتھه تھا اور نه کلیم کو زر خالص سے تلوا کر بخشش کرنے والا خزانه - تاهم وہ جو کچھه لکھتا تھا ' اسکا مخاطب خود بهادر شاہ نہوتا تھا - بلکه اس تخت اعظم کي روح صولت و عظمت اسکے سامنے هوتي' تھي جسپر کبھي بیٹھکر اکبر نے فیضي سے ' جهانگیر نے عرفی و طالب سے ' اور شاهجهاں نے کلیم سے مدحیه قصائد سنے تھے ' اور جو اب بھي جشن نوروز و عید کے دن اس زرد زرد دھوپ کی طرح جو غروب آفتاب سے کچھه پہلے اونچي دیواروں اور محرابوں پر دکھائي دیتي هے' دیوان عام و خاص کے طلائي ستونوں کے پیچھے چند لمحوں کیلیے نظر آجاتي تھي !

که با وجود خزاں بوے یاسمن باقیست !

چنانچه انکے اکثر قصائد مدحیه کي تشبیبوں میں اور علي الخصوص اس مدحیه نثر میں جو مهر نیم روز کے دیباچه میں حضرة بهادر شاہ رحمه الله علیه کو مخاطب کرکے لکھي هے ' اس سوز دروني اور اس آتش پنهاني کي گرمي صاف محسوس هوتي هے ' جسکا شعله کا زوال عظمت کے اس آخري مسافر کو دیکھکر بے اختیار انکے دل میں بھڑک اٹھتا تھا ' اور جسکو وقت کي نزاکت اور انگریزي حکومت کے ذریعه وظیفه حاصل کرنے کے تعلق ' نیز ایک حد تک طبیعت کي شاعرانه طماعي و وارستگي نے غالب آکر بظاهر پوشیده و افسرده کر دیا تھا !

فتح دهلي کے بعد جو عالمگیر اور عدیم النظیر مصیبت اشراف و اعیان شهر پر نازل هوئي ' اور جسطرح شاهجهاں آباد کي ان سڑکوں پر جهاں کبھي صاحبقران اعظم کی سواري کیلیے جمنا کے پاني کا چھڑکاؤ کیا جاتا تھا ' مسلمانوں کے خون کے فوارے بہے ' مرزا غالب نے دهلي میں رهکر اسکے تمام مناظر خونین اپنی آنکھوں نے دیکھے ' اور ان چیخوں کو اپنے کانوں سے سنا جو عرصے تک دارالخلافه کي گلیوں اور کوچوں سے بلند هوتی رهي تھیں :

فلا تسئلن عمــا جرى یوم حصرهــم
و ذالك ممـــا لیس یدخل في حصر !

على الخصوص قلعهٔ معلى کي بربادیاں جن کے لیے اگر تمام حیوانات ارضي کي آنکھیں اشکبار هو جاتیں ' اور جنکے غم میں اگر آسمان سے پاني کي جگه خون برستا ' جب بھي انکے ماتم کا حق ادا نه هوتا - وہ اجساد محترمهٔ و رفیعه' جو تیمور و بابر کي یادگار اور اکبر اعظم و صاحبقران ثاني کي خون عظمت و جبروت کے حامل تھے ' جنهوں نے چھه صدیوں سے متصل شهنشاهي اور فرمانروائي کي گود میں پرورش پائي تھي ' جنهیں حکم و سلطنت کے عیش

(۱) بلی ماروں میں حکیم صاحب کے مکان کے سامنے مسجد هے - بالکل اس سے متصل مرزا مرحوم کا کوٹھا تھا جهاں غدر سے پیشتر آ رهے تھے - آجکل هندوستاني دواخانه جس مکان میں هے - ٹھیک اسکے مقابل مرزا صاحب رهتے تھے - میں جب کبھي وهاں سے گذرتا هوں تو شوق و عقیدت کی ایک نظر ڈال لیتا هوں - اسي مسجد کے قرب کي نسبت کہا تھا :

مسجد کے زیر سایے اک گھر بنالیا هے
یه بنـدهٔ کمینــه همسایهٔ خدا هے !

و اجلال کے سوا کسی منقبت کا کبھی تصور بھی نہیں ہوا تھا ' اور جو ہمیشہ اُن کروروں انسانوں کو جنکی آبادیاں کابل کے کوہستان سے لیکر آسام کے جنگلوں تک پھیلی ہوئی تھیں ' اپنے سامنے سربسجود پاتے تھے ' کون تھا جو سنگ و آہن کا دل و جگر پیدا کرکے بھی یہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح گلیوں میں مارے جائیں ' اور انکی لاشیں اُس عظمت رفتہ کا افسانۂ ماتم سنائیں ' جو چند روز پیشتر تک دنیـا میں صرف اُنہی کیلیے تھی ؟

عدا سمراً بین الانام حدیثهـــم
وذا سمر یدمي المسامع کالسمـــر !
تحیـــة مشتاق و الف تـرحـــم
علی الشهداء الطاهرین من الوزر !

ان الملوك اذا دخلوا قریة ' افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة وكذلك یفعلون (۲۷ : ۳۴)

لیکن یہ سب کچھ دیکھنے اور سننے کیلیـے مرزا غالب دہلی میں زندہ تھے اور دیکھتے رہے تھے - نہ وہ حوادث ہیں جن پر غیروں کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل آتے ہیں - ممکن نہ تھا کہ مرزا غالب جیسے غم دوست شاعر نے یہ سب کچھ دیکھا ہو اور اسکے دل و جگر کے ٹکڑے ٹکڑے نہو گئے ہوں !

گو ضرورت و احتیاج نے اُنہیں انگریز حکام اور گورنروںکی چوکھٹوں پر گرادیا تھا اور مدحیہ قصائد لکھواے تھے ' تاہم " مرزا صاحب مشفق و مہربان " کے خطابات اور ساتھہ سو روپیہ کا خلعت اُس زخم کاری کا مرہم تو نہیں ہوسکتا تھا جو حوادث غدر سے انکے دل پر لگا ہوگا ؟ ایک ضعیف الارادہ انسان وقت و احتیاج سے مجبور ہوکر صدہا باتیں اوپرے دل سے کر بیٹھتا ہے مگر کچھہ اس سے دل کے اصلی محسوسات و جذبات مٹ نہیں سکتے - علی الخصوص ایسے حادثۂ کبری اور مصیبۂ عظمی کے موقعہ پر جسکو دیکھکر بڑے بڑے غدار و ملت فروش دلوںسے بھی آہیں نکل گئی ہونگی !

(الزام بغاوت !)

چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سب باتوں کا جو اثر ایک مسلمان ہندوستانی کے قلب پر پڑتا تھا ' مرزا مرحوم پر بھی پڑا ' اور اُنکی غیرت و حمیت نے گوارا نہ کیا کہ فتح دہلی کے بعد فاتح حکام کے سامنے جاکر خوشامد و عاجزی کریں ' اور اُس عیش و نشاط تازہ کا تماشہ دیکھیں جو دہلی مرحوم کی بربادی و تباہی کے غم و ماتم سے حاصل کی گئی ہے - وہ خود ہی کہہ چکے تھے :

ہر جادہ کہ از نقش پئے نست بہ گلشن
جاکیست بجیب ہوس انداختۂ ما !

انکے تعلقات حکام انگریزی کے ساتھہ ابتدا سے خوشامدانہ رہے تھے - انکا وظیفہ اُنہی کے ہاتھہ میں تھا - اس کمبخت وظیفہ کے واگذار کرنے کیلیے اُنہیں بیسیوں قصیدے انگریزوںکی مدح و ثنا میں اس جوش سے لکھنے پڑے گویا اکبر و جہانگیر کی مداحی ہو رہی ہے ! پھر وقت بھی ایسا پرآشوب تھا کہ مارشل لا جاری تھا ' اور سولی کے تختوں اور درختوں کی ٹہنیاں ہمیشہ لاشوں سے بھری رہتی تھیں - ان حالات کی وجہ سے وہ بڑی ہی مجبوریوں میں پھنس گئے تھے - تاہم انکی طبیعت کچھہ اسطرح بیزار ہوئی کہ فتح کے بعد قلعہ میں وفاداران سرکاری جمع ہوے - انعامات و سندات ملیں - اُن تمام لوگوں نے بڑی بڑی کوششیں کرکے اپنے تئیں نمایاں کیا جنہوں نے غدر میں حصہ نہیں لیا تھا اور اسکے صلۂ و اکرام سے مالا مال ہوے ' مگر مرزا غالب اپنے بیت الحزن سے نہ نکلے ' اور کسی حاکم کے آگے جاکر اسکا منتقم و قاہر چہرہ نہ دیکھا !

بعد کو اپنی بریت کیلیے اُنہوں نے اس عدم حاضری کے بہت سے وجوہ بیان کیے تھے ' مگر اصل حقیقت یہی تھی کہ دل دردمند کے ہاتھوں پانوں بندھگئے اور مصلحت و ضرورت کی عاقبت اندیشیونکی بھی کچھہ نہ چلی ' بعد کو ہوش آیا تو عذر بنا کر پیش کرنے پڑے -

نتیجہ یہ نکلا کہ سرکاری حلقوں میں عام طور پر اس ہندوستـان کے سب سے بڑے شاعر کی نسبت ٹھیک اسی طرح " غیر وفاداری " کا یقین ہوگیا ' جس طرح آجکل بہت سے نثر نویسوں کی نسبت یقین کیا جاتا ہے جو اپنے دلی جذبات و حسیات کے ہاتھوں مجبور ہیں - اُنکی وہ پنشن بھی بند ہوگئی جو اُنکی زندگی کا اصلی آذوقہ تھی اور چند جام ہاے " مرنج " (۱) کا وسیلہ تھی - انگریزی درباروں میں پرسش و طلب اور عام عنایات لطف و نوازش بھی یک قلم موقوف ہوگئے اور پوری طرح وہ باغیوں میں شمار ہونے لگا !

مرزا مرحوم کیلیـے یہ حالت بڑی ہی سخت مصیبت تھی - ایک شاعر ان کڑی منزلوں کا مرد نہیں ہوسکتا - انوری نے صاف کہدیا ہے :

حکیم و شاعر و ملا چگونہ جنگ کنند ؟

قلعـہ کے برباد ہونے سے وہ چنـد روپیـے بھی جاتے رہے جو بہ تعلق تاریخ نویسی و شاعری ملا کرتے تھے - اسپر سرکاری وظیفہ کا بند ہو جانا قیامت تھا - شام کی سرشاری اور صبوحی کی خمار شکنی دونوں سے محروم ہوگئے - ساری زندگی آزادانہ داد و ستد اور یک گونہ فارغ البالی میں بسر ہوئی تھی - اب فاقہ مستی تک نوبت پہنچ گئی ' اور صرف دوستوں اور شاگردوں کی خدمت گذاری پر دن کٹنے لگے - اس زمانے کے خطوط اردوے معلی میں موجود ہیں - انسے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی سے تنگ آ گئے تھے اور سرکاری وظیفہ کی واگذاری اور الزام بغاوت سے بریت کیلیے بڑی بڑی کوششیں کرتے تھے -

(غیر مطبوعہ قصیدہ)

یہ زمانہ تین سال تک رہا اور معافی کی کوئی کوشش سود مند نہ ہوئی - معلوم ہوتا ہے کہ اردو کا یہ غیر مطبوعہ قصیدہ بھی اسی زمانے سے تعلق رکھتا ہے - دربار و خلعت کا نہ ملنا ' نذر وغیرہ کا سلسلہ بند ہو جانا ' قدیمی عزت و احترام کی یاد ' اپنی بے آبروئی و بے عزتی پر حسرت و افسوس ' یہ تمام باتیں جو اسمیں پائی جاتی ہیں ' صرف اسی زمانے کی شکایتیں ہوسکتی ہیں - غالباً لارڈ کیننگ نے جنوری سنہ ۱۸۶۰ میں جو دربار آگرہ میں لب دریاے جمنا کیا تھا ' اسی کی طرف اسمیں اشارہ کیا گیا ہے - دہلی سے اسمیں شریک ہونے کیلیے شاید آگرہ گئے ہونگے - " لب دریا " خیموں کے لگنے اور ریل کا وقت کم ہونے کے ذکر سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے -

چنانچہ اسکی تصدیق اُنکے بعض فارسی قصائد و قطعات سے بھی ہوتی ہے جو اسی زمانے میں لکھے گئے تھے ' اور جو بالکل اس اُردو قصیدے کے ہم معنی و ہم مطلب ہیں -

(۱) مرزا مرحوم اپنے فارسی خطوں میں ولایتی شراب کو " مرنج " لکھا کرتے ہیں - فرانس اور اسپین شراب سازی کا مرکز ہیں - کوئی فرانسیسی شراب لی ہوگی جسکو ساختۂ فرانس ہونے کی وجہ سے " مرنج " کہدیا ہوگا - انہوں نے اپنے عالم وارستگی میں یہی نام رکھہ لیا - قاعدہ تھا کہ اسکی تیزی کم کرنے کیلیے گاہ گاہ عرق گلاب ملا لیا کرتے تھے - چنانچہ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں :

آسودہ باد خاطر غالب کہ خوے اوست
آمیختـــن بـــہ بادۂ صافی گلاب را !

مثلاً غدر کے بعد جو فارسی قطعہ مسٹر اڈمسٹن بہادر لفٹننٹ گورنر صوبۂ شمال و مغربی کو مخاطب کرکے لکھا ہے ' اور جسکا پہلا شعر :

سرورا ‌ؤ یگانہ ' اڈمسٹن بہادر
کا موہبت دانش اور ے آئین کاردانی

ہے - اسمیں اپنی مصیبتوں کا افسانہ سنا کر الزام شرکت بغاوت سے اپنی برئت کی ہے ' اور کہا ہے کہ حکام کے دل میری جانب سے پھر گئے ہیں - اب مدد کیجیے اور میری صفائی کرا دیجیے !

چنانچہ لکھتے ہیں کہ میرے تعلقات انگریزی حکومت سے نہایت قدیمی ہیں - میں ہمیشہ حکام کی مدح میں قصائد لکھتا رہا اور صلۂ و انعام سے شاد کام ہوا :

از حضرۂ شہنشہ خاطر نشان من بود
در مزد مدح سنجی صد گونہ کامرانی

یہی حالت تھی کہ :

ناگہ تند بادی کاں خاست در قلمرو
برہم زد آں ہما را نیرنگ آسمانی !

یعنی غدر کا ظہور ہوا -

در وقت فتنہ بودم غمگین و بود با من
زاری و بے نوائی ' پیری و نا توانی
حاشا کہ بودہ باشم " باغی " باشکارا
حاشا کہ کردہ باشم ترک وفا نہانی !
از تہمتی کہ بر من بستند بد سگالاں
حکام راست با من تک گونہ سر گرانی

یعنی غدر کے زمانے میں پیری و ناتوانی کی وجہ سے کہیں آجا نہ سکا اور اظہار وفاداری نہ کرسکا - باغیوں سے مجھے کوئی تعلق ظاہر و باطن نہ تھا - محض تہمت تراشی سے مقامی حکام مجھسے بدظن ہوگئے ہیں -

اسی طرح سنہ ۱۸۶۰ میں جب لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے دربار کیا ہے ' نو دو مطلعوں کا ایک پر زور قصیدہ لکھکر پیش کیا .

رسال نو دگر آئے بروئے کار آمد
ہزار وحشت صد وشت درسمار آمد

اس قصیدہ کے آخر میں وہ سب شکایتیں ایک ایک کرکے لکھی ہیں جنکے لیے اس غیر مطبوعہ اردو قصیدے میں لفٹننٹ گورنر پنجاب سے فریادی ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ ٹھیک ایک ہی وقت کی لکھی ہوئی دونوں چیزیں ہیں فارسی قصیدہ ویسرائے کے پاس بھیجا ہوگا ' اور یہ اردو کا غیر مطبوعہ قصیدہ لفٹننٹ گورنر پنجاب کے پاس - اردو قصیدے میں نمبر کرسی ' خلعت و نذر ' وظیفہ و انعام ' تین چیزوں کے بند ہوجانے پر افسوس کیا ہے

نمبر رہا نہ نذر ' نہ خلعت کا انتظام '

یہی دکھڑا اس فارسی قصیدہ میں بھی رونا ہے - اپنی قدیمی مداحی و وظیفہ خواری کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں :

نہ نا گرفت چناں صرصرے ورید بدہر
کزاں بر آئینۂ آسماں غبار آمد
شرارہ بار غبارے و مغز خاک انگیخت
سیاہ رو سپہرے کاندریں دیار آمد
درین جگر گسل آشوب کز معوبت آں
سپاہدار سپہرے بہ زینہار آمد
گواہ دعوی غالب بعرض بے کمی
ہمیں بس ست کہ ہرگونہ رستگار آمد

یعنی غدر کی باد صرصر سے مصائب کا غبار چھا گیا - اس زمانے میں میری بے گناہی کا بڑا ثبوت یہی ہے کہ میرے خلاف کوئی ثبوت نہ ملا ' اور اسلیے کوئی مخالفانہ کارروائی میرے مخالف حکام نہ کرسکے -

اسکے بعد کہتے ہیں کہ اب آپسے طالب لطف و کرم و تلافی مافات ہوں :

کنوں کہ شد زتو زینت فزائے روے زمیں
سواد ہند کہ چوں زلف تار و مار آمد
خطاب و خلعت و پنشن ز شاہ می خواہم
ہم از نخست بدیں وادہ ام قرار آمد
پس از سہ سال کہ در رنج و پیچ و تاب گذشت
سر گذارش اندوہ انتظار آمد

یہاں بھی انھی چیزوں کو طلب کیا ہے اور لکھا ہے کہ تین سال اس حالت پر گذر چکے ہیں -

غالباً اس قصیدے کے گذرانے کے بعد شملہ سے تحقیقات کی گئی اور جب انکی بے گناہی ثابت ہوگئی تو بدستور پنشن جاری کر دی گئی تین سال کی پچھلی مجموعی رقم بھی دیدی گئی تھی - اس سے مرزا صاحب بہت خوش ہوئے تھے - چنانچہ اردوے معلی میں اسکا ذکر موجود ہے -

جن لوگوں نے مرزا مرحوم کی صفائی کیلیے خاص طور پر کوشش کی تھی ' مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اُن میں سر سید مرحوم بھی تھے - اس واقعہ سے سید صاحب اور مرزا مرحوم میں صفائی بھی ہوگئی جنکے باہمی تعلقات قدیمانہ آئین اکبری کی تقریظ کے قصہ سے کچھہ مکدر ہوگئے تھے -

بہرحال اس غیر مطبوعہ قصیدے کے متعلق میرا خیال ہے کہ یہ سنہ ۱۸۶۰ میں لکھا گیا ہے ' اور ۳ جنوری کے دربار سے مقصود دربار آگرہ ہے - امید ہے کہ مرزا مرحوم کے اُن عقیدتمندان کمال کیلیے جنکی تعداد اب ملک میں روز افزوں ہورہی ہے ' یہ غیر مطبوعہ قصیدہ بہت دلچسپ ہوگا گو شاعری کے اعتبار سے چنداں اہم نہو - رحمہ اللہ علیہ و غفر اللہ ذنوبہ !

الانســـان

مولوی سجاد مرزا بیگ صاحب دہلوی مصنف حکمت عملی کے نام سے ناظرین نا واقف نہیں ہیں - حال میں انہوں نے ایک کتاب علم " الانسان " پر شایع کی ہے - جس کا نام الانسان ہے - کتاب بڑی جامعیت سے لکھی گئی ہے جس کے مطالعہ سے انسان کے تمام قوٰی نفسانی اور جسمانی اور خصوصیات طبعی کی کیفیت اچھی طرح منکشف ہوجاتی ہے - علم الانسان اور مشاہدہ ذات کی تعریف اور کیفیت بیان کرنے کے بعد انسان کی جسمانی ساخت ' ارتقا ' قدامت ' انواع و اقسام وغیرہ کے متعلق زمانۂ حال کی تحقیقات کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے ' اور پھر احساسات اور نطق کی حقیقت بیان کرکے حیات نفسیہ کی کیفیت اور نفس کی تمام قوتوں کا حال مشرح بیان ہوا ہے - مذہب ' اختلاف معاشرت و تمدن کا فلسفہ بھی نہایت خوبی سے بیان کیا ہے - اردو زبان میں کوئی کتاب اس فن پر اس سے بہتر نہیں لکھی گئی - طرز بیان نہایت دلچسپ اور زبان با محاورہ اور شستہ ہے - علوم جدیدہ کی اصطلاحات محنت و تلاش سے قائم کی گئی ہیں ' اور دقیق مضامین کو اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ سمجھنے میں ذرا دشواری نہیں ہوتی - غرض اس کتاب کے مطالعہ سے نئی اور مفید معلومات حاصل ہوتی اور خیالات میں بیش بہا ترقی ہوتی ہے - عنقریب اس کتاب پر الہلال میں ریویو نکلے گا - کتاب عمدہ کاغذ پر صاف اور خوشنما چھپی ہے تصاویر اور نقشے موقع بموقعہ دیے گئے ہیں - مصنف سے دو روپیہ قیمت پر ذیل کے پتہ سے مل سکتی ہے :

سجاد مرزا بیگ دہلوی - بازار عیسی میاں - حیدر آباد دکن

ادبیات

آثار علمیہ

مرزا غالب مرحوم کا ایک غیر مطبوعہ قصیدہ

کرتا ہے چرخ روز بصد گونہ احترام * فرماں رواے کشور پنجاب کو سلام

حق گو و حق پرست و حق اندیش و حق شناس * نواب مستطاب امیر شہ احتشام

جم رتبہ میکلوڈ بہادر کہ وقت رزم * ترک فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام !

جس بزم میں کہ ہو انہیں آئین میکشی * واں آسمان شیشہ بنے' آفتاب جام !

قطعہ

چاہا تھا میں نے تم کو مہ چاردہ کہوں * دل نے کہا کہ یہ بھی ہے تیرا خیال خام

دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا * حضرت کا عز و جاہ رہیگا علی الدوام

سچ ہے تم آفتاب ہو' جس کے فروغ سے * دریاے نور ہے فلک آبگینہ فام

میری سنو کہ آج تم اس سرزمین پر * حق کے تفضلات سے ہو مرجع انام

اخبار لودھیانہ میں میری نظر پڑی * تحریر ایک' جس سے ہوا بندہ تلخ کام

ٹکڑے ہوا ہے دیکھ کے تحریر کو جگر * کاتب کی آستیں ہے' مگر تیغ بے نیام

وہ فرد جس میں نام ہے میرا غلط لکھا * جب یاد آگئی ہے' کلیجہ لیا ہے تھام !

سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یک قلم ' * نمبر رہا' نہ نذر' نہ خلعت کا انتظام !

ستر برس کی عمر میں یہ داغ جانگداز * جس نے جلا کے راکھ مجھے کر دیا تمام

تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں * استادہ ہوگئے لب دریا پہ جب خیام

اس بزم پر فروغ میں اس تیرہ بخت کو * نمبر ملا نشست میں از روے اہتمام

سمجھا اسے گراں ہوا پاش پاش دل * دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمک عوام

عزت پہ اہل نام کے ہستی کی ہے بنا * عزت جہاں گئی تو نہ ہستی رہی نہ نام

تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر * اس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام

آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب * تھا بارگاہ خاص میں خلقت کا ازدحام

اس کشمکش میں آپکا مداح دردمند * آقاے نامور سے نہ کچھ کر سکا کلام

جو واں نہ کرسکا وہ لکھا حضور کو * دیں آپ میری داد کہ ہوں فائز المرام

ملک و سپہ نہ ہو نہ ہو' کچھ ضرر نہیں * سلطان بر و بحر کے در کا ہوں میں غلام

وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خواں ہو * شاہان عصر چاہیے لیں عزت اس سے وام

خود ہے تدارک اسکا گورنمنٹ کو ضرور * بے وجہ کیوں ذلیل ہو' غالب ہے جسکا نام

امر جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال * بارے قدیم قاعدے کا چاہیے قیام

ہے بندہ کو اعادۂ عزت کی آرزو * چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام

دستور فن شعر یہی ہے قدیم سے * یعنے دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام

ہے یہ دعا کہ زیر نگیں آپکے رہے * اقلیم ہند و سندھ سے تا ملک روم و شام

اسئلة واجوبتها

اعتراف و تحقیق مزید

تتمۂ "واقعۂ ایلاء"

(یکے از افاضل و ارباب علم - از دهلی)

حضرة مولانا مد فیوضه -

سچ سچ عرض کرتا هوں که واقعۂ ایلاء پر آپکا محققانه مضمون دیکهه جو فی الحقیقت فن حدیث و سیرة میں ایک بہترین رساله هے ' آپکی جانب سے میرے خیالات بالکل هی بدل گئے ' اور یقین هو گیا که الله تعالی نے آپکے دل کو علم و خدمت علم کیلیے پیدا کیا هے :

این سعادت بزور بازو نیست
تا نه بخشد خدای بخشنده

البته اس بحث میں ابهی چند سوالات کی اور گنجایش باقی رهگئی هے - اگر ان پر بهی بحث هو جاے تو مسئله بالکل صاف هو جاے ' اور پورا مضمون الگ ایک رساله کی صورت میں شائع کردیا جاے - وہ سوالات یه هیں :

(۱) یه بات تعجب انگیز معلوم هوتی هے که آنحضرت نے صرف حضرت حفصه کے کہنے سے شہد اپنے اوپر حرام کرلیا هو - اسکی مزید توضیح کرنی چاهیے -

(۲) حضرة عائشه پر الزام سازش کا اور آنحضرة کو اذیت دینے کا عائد هوتا هے ' جس سے ازواج مطہرات کو پاک هونا چاهیے -

(۳) سائل نے مسیحی معترض کا قول نقل کیا تها که آنحضرة اس واقعه کی وجه سے اسقدر آزردہ هوے که ایک ماہ تک گهر سے نه نکلے - جناب نے اسکا کوئی مدلل جواب نہیں دیا -

الهلال :

اظہار لطف کیلیے شکر گذار اور مستدعی دعا هوں - جناب نے غالباً خیال کیا که یه بحث ختم کر دی گئی حالانکه ابهی باقی هے - عدم گنجایش کی وجہ سے پچھلی اشاعت میں بقیه ٹکڑہ نه نکل سکا - جن سوالات کو جناب نے لکھا هے ' اس عاجز نے خود هی انکو ضروری سمجها تها اور انپر مستقل عنوانات سے نظر ڈالی تهی - چنانچه بقیه ٹکڑہ آج درج کیا جاتا هے ' اسے ملاحظه فرمائیں :

(واقعۂ تحریم شہد کی اهمیت)

ایک معترض یه شبه پیدا کرسکتا هے که تم قصۂ ماریه سے انکار کرتے هو اور جو چیز آنحضرت صلعم نے اپنے اوپر حرام کرلی تهی ' اسے موطوءہ لونڈی کی جگه شہد بتلاتے هو ' لیکن اول تو محض بڑے تفاخر کی شکایت کرنے سے شہد نه کهانے کی قسم کها لینا ایک ایسی بات هے جو قرین عقل نہیں معلوم هوتی - پهر اگر ایسا هوا بهی هو تو ایک معمولی کهانے پینے کی چیز کے نه کهانے کی قسم کها لینا کونسی ایسی بڑی بات تهی جسکی وجه سے خدا نے تنبیه ضروری سمجهی اور ایک خاص آیت نازل کی ؟

اس سے معلوم هوتا هے که ضرور وہ کوئی بڑی هی اهم بات هوگی اور وہ یہی ماریۂ قبطیه کو اپنے اوپر حرام کرلینا هے -

لیکن یه شبہات بهی صرف اسی دماغ میں جگه پا سکتے هیں جو سیرة حضرة سید المرسلین ' و خصائص نبوت عظیمه ' و مصالح و اسرار شریعت ' و وجوہ تنزیل کلام الہی و احکام دینیه سے واقف نه هو - ورنه فی الحقیقت یه امر بالکل واضح و عین قرین عقل و درایت هے -

آنحضرة (صلعم) کا شہد کیلیے قسم کها لینا کچهه بهی خلاف عقل نہیں هے جبکه روایات صحیحه سے معلوم هوگیا هے که اس بارے میں تمام بیویوں نے ایکا کرلیا تها ' اور ایک هی چیز کے متعلق ' ایک هی زمانے میں ' ایک هی انداز سے ' سب نے شکایت کی تهی - امام بخاری کی تمام روایات کو جمع کرنے سے ثابت هوتا هے که اس تدبیر میں تمام بیویاں شریک کرلی گئی تهیں - کتاب الطلاق والی روایت میں هے که حضرة عائشه نے سب کو اطلاع دیدی اور سب سے پہلے حضرت سودہ نے اظہار کیا -

پس ظاهر هے که آنحضرة (صلعم) کے بعد دیگرے تمام بیویوں سے ملے هونگے - ان میں سے سب نے شکایت کی هوگی که [illegible] کی بو آتی هے - آپ حضرة زینب کے هاں معمول سے زیادہ تشریف فرما رهے تهے اور وهیں شہد تناول فرمایا تها - آپ توسم نبوت سے سمجهه گئے هونگے که اس شکایت کی تہه میں رقابت کا جذبه محبت مخفی هے - ازواج مطہرات سے آپ کمال محبت و شفقت فرماتے تهے اور عورتوں کے ساتهه عموماً آپکا سلوک نہایت رفق و حلم اور سلوک و تسامح کا تها - یه حالت دیکهکر انکی خوشی کیلیے آپ نے قسم کها لی هوگی که اگر ایسا هی هے تو لو میں اب شہد کبهی نه کهاؤنگا -

اس میں تعجب و انکار کی کونسی بات هے ؟

رهی یه بات که محض کهانے پینے کی ایک چیز میں کونسی ایسی اهمیت تهی که خدا کو آیت نازل کرنی پڑی اور " لم تحرم ما احل الله لک ؟ " کے الفاظ میں آپکو متنبه فرمایا ؟ سو یه شبه احکام شریعت کے اصول و مصالح جاننے والوں کی زبان سے تو کبهی نہیں نکل سکتا - شریعت الہی ایک قانون هے جو بہت سے کاموں کا حکم دیتا اور بہت سی چیزوں سے روکتا هے - قانون کا تمام تر دارومدار اصول (پرنسپل) پر هے ' اور اسکی هر فرعی اور هر جزئی سے جزئی بات کا بهی اثر اسکے اصل اصول پر پڑتا هے - مانا که شہد فی نفسه کوئی اهم چیز نه تهی ' لیکن کیا قانون الہی کی حلال کردہ شے کو کسی انسان کی خوشی کیلیے اپنے اوپر حرام کرلینے کی نظیر بهی اهم و ردم نه تهی ؟ الله سبحانه نے دیکها که آپنے ایک حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلیا هے - اس نظیر کا اثر شریعت کے عام قانون حلت و حرمت پر پڑیگا - آپکا وجود شریعت کا عملی پیکر اور اسوہ حسنه هے - اس نظیر کی وجه سے احکام الہی کی قطعیت مشتبه هوجائیگی - اور لوگ حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا کرینگے - پس نہایت ضروری تها که فوراً امت پر واضح کردیا جاتا که کوئی انسان خدا کی حلال کردہ شے کو اپنے اوپر حرام نہیں کر سکتا - اور جو کهانے پینے کی چیزیں اس نے اپنے بندوں کیلیے حلال کردی هیں ' وہ هر حال میں حلال هیں - اس نظیر کو نظر انداز کردیا جاے اور قانون پر اسکا اثر نه پڑے -

پهر اس واقعه سے یه سوال بهی پیدا هوگیا تها که اگر کوئی شخص ایسا کر بیٹهے تو اسکے لیے شریعت کا حکم کیا هوگا ؟ کیا واقعی اسکے حرام کرلینے سے وہ حلال کردہ شے اس پر حرام هو جائیگی ؟ اسکو بهی صاف کردینا قانون کی تکمیل و حفظ کیلیے ضروری تها - پس خدا نے صاف کردیا که هر معاهدہ ' هر قسم ' اور هر وعدہ جو قانون شریعت کے خلاف هو ' شریعت کے نزدیک کوئی چیز نہیں هے - تم هزار کسی حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرو لیکن چونکه قانون الہی نے تم پر حرام نہیں کیا هے اسلیے وہ کبهی حرام نهوگی !

اسمیں ضمناً یه پہلو بهی ملحوظ تها که اسلام نے انسان کیلیے جائز اور غیر مضر لذتوں اور راحتوں کا دروازہ بالکل کهول دیا هے -

اس نے دیگر قوموں اور مذہبوں کی اس غلطی کو جائز نہ رکھا جو خدا کی پیدا کردہ جائز لذتوں کو انسانوں پر حرام کردیتے تھے اور اسے اسکی جناب میں وسیلۂ تقرب و عبادت سمجھتے تھے : قل من حرم زينة الله التى اخرج لعباده و الطيبات من الرزق ؟ (٧ : ٣١) اے پیغمبر کہدے کہ یہ جو جوگیوں اور راہبوں نے خدا کی پیدا کردہ نعمتوں اور لذتوں اور عمدہ غذاؤں کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے ' تو کون ہے جو ان لذتوں اور نعمتوں کو حرام کرسکتا ہے جنھیں خدا نے اپنے بندوں ہی کے برتنے اور تمتع اٹھانے کیلیے پیدا کیا ہے ؟

یہ اسلام کا ایک بڑا اصولی کارنامہ ہے - پس چونکہ اس واقعہ میں بھی ایک ایسی جائز و حلال اور مفید و نافع غذا کو اپنے اوپر حرام کرلیا گیا تھا جو خدا نے انسانوں کیلیے حلال کردی ہے ' اسلیے اسکا اثر ضمناً اسلام کے اس رہبانیۃ شکن قانون پر بھی پڑتا تھا ' اور ضروری تھا کہ اسکی تصحیح کردی جاے -

(حضرت عائشہ اور حفصہ - رض -)

خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ حضرۃ عائشہ و حضرت حفصہ نیز دیگر ازواج مطہرات کیلیے کیا یہ جائز تھا کہ وہ آنحضرت (صلعم) کو حضرت زینب کے ہاں زیادہ بیٹھنے سے باز رکھنے کیلیے اس طرح کی سازشیں کرتیں اور جھوٹ موٹ مغافیر کی بو کا قصہ گڑھ لیتیں ؟

اسکا جواب یہ ہے کہ جذبۂ رقابت و غبطۂ و رشک عورتوں کی طبیعت میں داخل ہے ' اور جہاں محبت ہوتی ہے وہاں رشک کا قدم ضرور ہی آتا ہے :

با سایہ ترا نمی پسندم !

عورتوں کو اس بارے میں خود شریعت نے معذور رکھا ہے کہ وہ اپنی طبیعت کے بدلنے پر قادر نہیں - ازواج مطہرات صحابۂ کرام کے خاندان میں رہنے اور صحبت و رفاقت نبوت کی وجہ سے یقیناً اچھے تمام اعمال و جذبات میں مزکی و مطہر تھیں ' تاہم عورت تھیں ' محبت کرنے والی تھیں ' ان میں سے ہر ایک کو آنحضرۃ کے عشق و فریفتگی پر ناز تھا ' اور ضرور تھا کہ رشک و رقابت کے قدرتی جذبے کی بھڑک سے مجبور ہو جایا کرتیں -

انکے باہمی رشک کے دیگر واقعات بھی مروی ہیں اور صحیحین میں موجود ہیں - خود حضرۃ عائشہ پر نظر خاص رکھنے کا تمام ازواج کو گلہ رہتا تھا - ایک مرتبہ حضرۃ سیدۃ النسا اور حضرۃ زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہما) ازواج کی طرف سے بھیجی گئی تھیں کہ آنحضرۃ سے بمقابلۂ عائشہ یکساں محبت و نظر کا مطالبہ کریں - چنانچہ صحیح مسلم کے باب " فضل عائشہ " میں خود حضرۃ عائشہ سے متعدد روایات اس بارے میں مروی ہیں اور لکھا ہے کہ حضرۃ زینب نے تمام ازواج کی طرف سے ان لفظوں میں پیام پہنچایا تھا کہ ان ازواجک ارسلننی الیک ' یسئلنک العدل فی ابنۃ ابی قحافہ !

بہر حال اسی رشک و رقابت کے جذبے نے حضرۃ عائشہ کو بیتاب کردیا جب انھوں نے دیکھا کہ انحضرۃ (صلعم) زینب بنت جحش کے یہاں معمول سے زیادہ تشریف رکھتے ہیں ' اور اسی جوش میں آکر انھوں نے یہ تدبیر گھڑی اور دیگر بی بیوں کو بھی شریک کرلیا - پس اس واقعہ کو محض اخلاقی صدق و کذب اور قانونی اصول شہادت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے ' بلکہ خاص حالات اور اسکے اطراف پر بھی نظر رکھنی چاہیے -

علامۂ عینی کی نظر بھی اس خدشہ پر پڑی تھی - چنانچہ شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں :

فان قلت كيف جاز لعائشة الكذب و المواطاة اللتي فيها ايذاء رسول الله صلعم ؟ قلت كانت عائشة صغيرة مع انها وقعت منها من غير قصد الايذاء بل على ما هو من جبلة النساء في الغيرة على الضرائر - (عینی جلد ٩ - صفحہ ٥٤٩)

اگر کوئی کہے کہ حضرۃ عائشہ کیلیے یہ کیونکر جائز تھا کہ وہ جھوٹ بولیں اور انحضرۃ کے خلاف ایک اس طرح کی سازش کریں جس میں آپکو تکلیف پہنچے ؟ تو اسکے جواب میں کہونگا کہ اول تو حضرۃ عائشہ کم سن تھیں - کم سنی میں انسان بہت سی باتیں ایسی کر بیٹھتا ہے - پھر انکا مقصود اس سے کچھہ آنحضرۃ کو اذیت پہنچانا نہ تھا - صرف دوسری بی بیوں کے مقابلہ میں ایک تدبیر تھی جیسا کہ عورتیں اپنی سوکنوں کے ساتھہ رشک و غیرت میں آکر کیا کرتی ہیں -

(آنحضرت کی عزلت گزینی)

آپکے دوست کے مسیحی معلم نے کیسی سخت شیطنت کی ہے جبکہ کہا ہے کہ " بیویوں کی ناراضگی کا آپکو اسقدر صدمہ ہوا کہ ایک مہینہ تک اپنی کوٹھری سے باہر نہ نکلے " !

اول تو ایک ماہ تک آپکا بیویوں سے علحدہ رہنا محض طلب نفقہ کی وجہ سے تھا نہ کہ واقعۂ تحریم کی وجہ سے - پھر یہ کہنا کہ " آپ اپنی کوٹھری سے ایک ماہ تک بالکل باہر نہ نکلے " اور اس عزلت گزینی کا سبب ازواج سے ناراضگی کو قرار دینا تو سر تا سر افتراء محض اور بہتان عظیم ہے -

اصل واقعہ یہ ہے کہ نہ تو آپنے اس طرح کی خلوت گزینی اختیار کی ' اور نہ ایلاء کیلیے اسکی ضرورت تھی - علی الخصوص نماز کی جماعت اور اسکے قیام سے آپکو کون شے روک سکتی تھی ؟ چونکہ اسی زمانے میں آپ گھوڑے سے گر گئے تھے اور ساق مبارک پر چوٹ لگ گئی تھی اسلیے کچھہ عرصے تک اپنے کوٹھے ہی میں تشریف فرما رہے

امام بخاری نے " باب الصلاة في السطوح و المنبر و الخشب " میں حضرۃ انس بن مالک کی روایت درج کی ہے : عن انس بن مالک . ان رسول اللہ صلعم سقط عن فرسہ - فجحشت ساقه او كتفه و آلى من نسائه شهرا ' فجلس في مشربة له درجتها من جذوع النخل فاتاه اصحابه يعودونه فصلى بهم جالساً وهم قيام - الخ (صحیح بخاری کتاب الصلاة - صفحہ ٨١ -)

اسکا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرۃ (صلعم) نے اپنی ازواج سے ایک ماہ کیلیے ایلاء کیا تھا - اسی زمانے میں آپکے ساق مبارک پر چوٹ لگ گئی اور آپ اٹھنے بیٹھنے میں معذور ہو گئے - صحابہ عیادت کیلیے آے تو وہیں نماز جماعت بیٹھکر پڑھائی -

اب آپ غور کیجیے کہ واقعہ کی اصلیت کیا ہے ' اور اسے معاندین سلاطین اس صورت میں پیش کرتے ہیں ؟

(فائدہ مزید)

یہاں تک لکھہ چکا تھا کہ ایک نئی کتاب کا پارسل پہنچا - قاضی ابوبکر ابن العربی الاندلسی کی احکام القرآن اپنے موضوع میں ایک بہترین کتاب ہے اور بعد کی تصنیفات کا ماخذ مشہور - حال میں مولانی حفیظ سابق سلطان مراکش نے اپنے صرف سے اسے مصر میں چھپوادیا ہے ' اور صدیث دنیں آئی ہے - شکرا للہ مساعیہ - مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ قاضی موصوف کی بھی روایات قصہ ماریہ کی نسبت وہی رائے ہے جو علامہ عینی اور نووی وغیرہ کی ہے - چنانچہ تمام روایات کے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

وانما الصحيح انه كان في العسل وانه شربه عند زينب و تظاهرت عليه عائشة و حفصة فيه و جرى ما جرى - (جلد ٢ - صفحہ ٢٧٢)

اور دراصل صحیح یہی ہے کہ آیۃ تحریم کا شان نزول شہد کا واقعہ ہے ' جو حضرۃ زینب کے ہاں آپنے پیا تھا ' اسپر حضرۃ عائشہ و حفصہ نے مظاہرہ کیا اور وہ سب کچھہ پیش آیا جو معلوم ہے -

تاریخ قدیم کا ایک فراموش شدہ صفحہ !

نامہ بر کبوتر !

عهد قدیم کی تار برقی اور طیارات !

نامه بر کبوتروں کی فوجي تربیت کا آغاز اس طرح هوتا هے که پہلے انہیں کبوتر خانوں کے گرد و پیش کا رستہ دیے جاتے هیں - هر کبوتر سے یہ چاها جاتا هے که وہ هر روز ۵ گھنٹے دن بهر میں دو بار آڑیں -

ان آزمایشی لڑائیوں کی نگرانی نہایت توجه سے کی جاتي هے - پنجروں کی کھڑکیاں جب کھولي جاتي هیں تو سپاهي مستعد رهتے هیں اور ان کبوتروں کو ڈھابلیوں کی چھت پر بیٹھنے نہیں دیتے - جو چند کبوتر پاس کي چھتوں پر بیٹھکے اپنے رفقاء کے سامنے نافرماني کي بري مثال پیش کرتے هیں ' انہیں بلا تکلف فوراً گولي سے مار دیا جاتا هے -

اعلی درجه کے تربیت یافته کبوتر غول باندهکے آڑتے هیں ' جسکی وجه سے وہ کبھي نظروں سے اوجھل نہیں هونے پاتے -

کورے پٹھے پہلے چند مدت آڑتے هیں ' پھر بتدریج بڑھتے جاتے هیں - یہاں تک که تین مہینه کي عمر میں گھنٹے گھنٹے بھر تک اڑنے لگتے هیں -

ایک طرح کی نقل و حرکت کے لیے همیشه ایک هي قسم کے اشارے کیے جاتے هیں تا که کبوتر سمجھ سکیں که ان سے کیا کہا جا رها هے ؟ کبوتروں کو پنجروں سے نکالنے کے لیے چیخیں ' تالیاں ' اور کمروں کی درمیاني اونچي کھڑکھڑالي جاتي هیں واپس بلانے کے لیے کونڈوں میں پاني بھرنے اور زمین پر دانه ڈالنے کے بعد سیٹی بجائي جاتی هے -

(نامه بري کي مشق)

پرواز کے ساتھه ساتھه نامه بري کی مشق بھي شروع کرائي جاتي هے - مسافت کي مقدار بتدریج بڑھتي رهتي هے - فراهمي افواج کي حالت میں کبوتر کسي ایسے مقام پر رکھے جاتے هیں جسمیں اور فوج میں حملے کے وقت سلسلۂ نامۂ و پیام ضرور رهنا چاهیے -

جو مقامات ایسے هیں که بعض ذرائع مراسلت کي بربادي کے بعد کبوتروں کو وهاں رکھا جا سکتا هے ' انکے متعلق سلسلۂ تعلیم کا جاري رکھنا ایک منطقي نتیجه هے ' مگر اسکي قسمت میں پابندي نہیں - کیونکه قاعده یه هے که کبوتر ڈھابلیوں کے هر طرف آڑائے جاتے هیں - بارش ' کہر ' اور برف کے زمانے میں آڑانے کي کوشش نہیں کي جاتي - جاڑے کے زمانے کو بالکل غیر مناسب سمجھا جاتا هے - فروري ' مارچ ' اور اپریل کے مہینے پٹھوں کي نگراني و پرداخت کے لیے وقف هوتے هیں -

عمر کے لحاظ سے کبوتروں کے دو درجے هوتے هیں - پہلے درجے کے کبوتر یا تمام افواج کي کور جسکي عمر ۱۸ مہینے سے لیکے ۸ برس تک هوتي هے ' روزانه اپني ڈھابلي سے آڑکے وهاں تک جاتے هیں ' جہاں وہ جنگ کے زمانه میں رکھے جائینگے - یه یا تو چھوٹي چھوٹي ٹکڑیوں میں آڑتے هیں یا کبھي ایک دم سے چھوڑ دیے جاتے هیں ' مگر بہر صورت اسمیں سے هر ایک کے کاوں کا خیال رکھا جاتا هے تا که هر کبوتر کي مشق اچھي طرح هوجائے - بعض کبوتر عرصه تک فوجوں کي اجتماع گاهوں میں بند رهتے هیں - نیز ایک زمانے تک کسي خاص راہ پر باقاعده هر روز آڑائے جاتے هیں -

مسافت کي مقدار پہلے دن ۲۰ کیلومیٹر (ساڑھے ۱۲ میل) هوتي هے - تیسرے دن ۳۰ کیلومیٹر - چھٹے دن ۵۰ کیلومیٹر - چودھویں دن ۸۰ کیلومیٹر - بیسویں دن ۱۳۰ کیلومیٹر - ستائیسویں دن ۲۱۰ کیلومیٹر - اور چونتیسویں دن ۳۰۰ کیلومیٹر کردي جاتي هے -

نامه بر کبوتروں کے سفري اشیاے

ایک سال کي عمر کے پٹھوں کو بھي چھه هفتے میں قریباً یہي مشق کرائي جاتي هے - ڈھابلي کے آس پاس چند ابتدائي کاوں کے بعد اولاً ۱۰ - کیلومیٹر تک جاتے هیں ' اسکے بعد مسافت بتدریج بڑھتي جاتی هے - یہاں تک که چھٹے هفته کے آخر میں ۲۰۰ کیلومیٹر پورے هوجاتے هیں -

پرواز کي مشق خشکي یا دریا میں ' جس پر کبوتر خانوں کي مقامی حالت اجازت دے ' کرائي جاتی هے - دھوپ کي گرمی کے خیال سے کبوتر بہت هی تڑکے چھوڑے جاتے هیں - موسم سرما میں شرح پرواز ۸۰ سے لیکے ۹۰ میٹر (ڈیڑھ میل) في مدت هوتی هے - ان مشقوں کے نتائج ' گم شده کبوتر ' دیگر سانحات ' یه سب چیزیں قلمبند هوتي هیں -

چونکه ان مشقوں کا مقصد کبوتروں کو باقاعده نامه بري کي تعلیم دینا هے ' اسلیے انکے ساتھه ایسے خطوط بھي کردیے جاتے هیں جو خاص طور پر اسي غرض سے هلکے اور محفوظ بنائے جاتے هیں تا که بحفاظت و سہولت جا سکیں -

(مراسلات)

مراسلات یا تو تحریري هوتي هیں یا عکسي - اول الذکر نهایت باریک کاغذ پر هوتے هیں جو ۳ - سے ساڑھے ۴ - انچ تک هوتا ہے - کاغذ کو بیچ سے موڑ کے پٹي کي طرح لپیٹ دیتے هیں - لپٹنے کے بعد اسکي ضخامت کولي ڈیڑه انچ کي هوتي ہے ' اور ایک سرے کي طرف گاؤ دم هوتي چلي جاتي ہے -

عکسی مراسلات ۱۰ × ۱۴ انچ کي قلمي تحریروں سے ۱½ × ۲ کي جهلي پر لیلي جاتي هیں - عکسي مراسلات جب پهنچتي هیں تو اس جهلي کو ایک شیشه کي پلیٹ پر منڈهکے خوردبین (Glass magnifying) سے یا طلسمي لالٹین کے ذریعه اسکا پرتو ڈالکے پڑهتے هیں - منقي مراسلات میں یه فرمایش هوتي ہے که اس کبوتر کے پکڑنے کي اطلاع فوجي حکام کو دیدي جائے - اسکے علاوه اس کبوتر کي منزل مقصود' جبکے کبوتر چهوڑے گئے هیں انکي تعداد' انکے سلسله وار نمبر' نیز علم الجو کے متعلق چند عملي نوٹ درج کیے جاتے هیں

مراسلات دو قسم کے چونگوں میں بهیجے جاتے هیں - ایک قسم کا چونگا قاز کے پروں کا هوتا ہے جسکا طول ڈیڑه انچ اور قطر اده انچ هوتا ہے

[۱] کبوترونکا سفري آشیانه - ایک بالکل بند حالت میں دکھلایا گیا ہے اور ایک جالي دار ہے -

[۲] نامه بر کبوترونکے اُترنے کا معاره سا اسٹیشن -

مراسلات روانه کرنے والا اپنے بائیں هاتهه سے کبوتر کو پکڑ کے اسکے سینے کو اپنے سینے سے لگا دیتا ہے اور اسکی دم کے درمیاني پروں میں سے ایک کو علحده کرکے اسمیں تار کا سر ڈالدیتا ہے ' اور بقیه پر کے دونوں طرف کے ریشوں کو اسطرح دبا دیتا ہے که جب مراسله نکال لي جاتي ہے تو پهر اپني اصلي حالت میں آجاتے هیں - اسکے بعد اس پر کي ڈنڈي کے اندر جو جوف هوتا ہے اسمیں مراسلت ڈالکے دیا سلائي کے تکڑے سے بند کردي جاتي ہے -

دوسري صورت یه ہے که الیومینیم کا ایک چونگا کبوتر کی ٹانگ میں باندهدیتے هیں ' اور مراسلت ایک دوسرے چهوٹے چونگے میں رکهکے اس بڑے چونگے کے اندر ڈالدیتے هیں -

هر فوجي نامه بر کبوتر پر بعض خاص نشانات هوتے هیں جن سے وه فوراً پهچان لیا جاتا ہے - بائیں پیر میں الیومینیم کا ایک حلقه هوتا ہے' جس پر تاریخ 'کبوترخانے کا پته' اور نمبر شمار منقش هوتا ہے - یهي نقوش مع حرف "ن" یا "م" کے بغرض اظهار جنس اسکے بازو پر بهي چهپے هوتے هیں - اسکے علاوه اجتماع گاه افواج اور کبوتر کي جنس کا علم اس رنگین مصنوعي هاتهي دانت (Celluloid) کے حلقه سے بهي هو جاتا ہے' جو کبوتر کے دهنے پیر میں هوتا ہے - یه حلقے بٹي هوئي رسي کي طرح بنائے جاتے هیں اور کئي تاروں کے ان میں بل دیے جاتے هیں - ڈهائي بل نر کي اور ڈیڑه بل ماده کي علامت قرار دیگي ہے - اسکے علاوه سیاه ' سفید ' نیلا ' سرخ ' زرد ' سبز' بنفشي کے سات طرح کے رنگ لگے هوتے هیں ' جن سے مختلف اطراف کي علامتوں کا کام لیا جاتا ہے -

(اسباب و وسایل)

طریق تربیت کے اس مختصر خاکے کي تکمیل کے لیے یه ضروري معلوم هوتا ہے که ان مادي سامانوں کو بهی بیان کردیا جائے ' جو فرانس کے فوجي کبوتروں کي تربیت میں استعمال کیے جاتے هیں - اسمیں نامه بري کا سامان مع کابکوں کے سامان کے شامل ہے -

چونکه کبوتروں کو صرف چند مقرره گهنٹوں هي میں خانوں سے نکالا جاتا ہے ' اسلیے هر حصه (کمپا ٹمنٹ) کے دروازے پر خاص داخله کے پنجرے رکے رهتے هیں - یه پنجرے اس طرح کے بنے هوے هیں که کبوتر اندر جا تو آساني سے سکتا ہے مگر نکل نهیں سکتا -

پنجرے عموماً ۲ انچ اونچے' ۲۳ انچ لمبے' ۲۸ انچ گهرے هوے هیں - انکے پهلو آهني تیلیوں کے هوتے هیں جن میں ڈیڑه ڈیڑه انچ باهم فصل هوتا ہے - اوپر آهني جال هوتا ہے جسکا هر حلقه ۵ - ۴ انچ کا هوتا ہے - یه گنجائش ایسی ہے که اندر جانے کے لیے تو کافي ہے مگر باهر نکلنے کے لیے بالکل نا کافي ہے - سامنے کا بالائی حصه بالکل دونوں پهلوؤں کي طرح هوتا ہے مگر زیریں حصه بدنما تاروں کے ایک متحرک چوکهٹے سے بند کردیا جاتا ہے - یه چوکهٹا ایک قلابه میں جهولتا رهتا ہے جو اس چوکهٹے کی بالائی سلاخ میں جڑا هوتا ہے ' اور زیریں سلاخ اسطرح بنی هوتي ہے که اس بدنما تاروں کے چوکهٹے کو اندر جانے دیتی ہے مگر باهر آنے نهیں دیتی - جب کبوتر واپس آتے هیں تو پنجرے کے سامنے والے تختے پر بیٹهکے اس چوکهٹے کو دهکیلتے هوے اندر چلے جاتے هیں جب نکلنا هوتا ہے تو دور سے کهڑکی اٹها دیتے هیں -

وه تخته جس پر کبوتر آکے بیٹهتے هیں ' اسلیے لمبا بنایا گیا ہے تاکه کبوتروں کو اپنے خانے کا راسته ملنے میں سهولت هو -

وه آشیانے جنمیں بیٹهکے ماده انڈے سیتي ہے' بالائي خانوں میں بنائے جاتے هیں - هر خانے میں دو آشیانے هوتے هیں کبوتر کے پهلي جهول کے بچوں کے نکلنے کے بعد سے تین هفتے کے اندر (یعنے قبل اسکے که بچے خود دانا چگنے کے قابل هو جائیں) جوڑے دوسري جهول کے انڈے دیدیتے هیں - ان خانوں کا بالائي حصه اسطرح بنایا جاتا ہے که کبوتروں کے لیے ایک روش سی نکل آتي ہے - سامنے کا حصه لکڑي کي هلکي جالي سے بند هوتا ہے جو آشیانے کی صفائی کے وقت بآساني هٹا لي جاتي ہے -

کبوتروں کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر موتي موتي شاخوں کے پنجروں میں لیجاتے هیں - جب اڑنے کے لیے چهوڑنا هوتا ہے تو اس چور دروازے کو کهولدیتے هیں جو پنجرے کے اوپر هوتا ہے - یه پنجرے تین مختلف پیمانوں کے هوتے هیں ' جنمیں علی الترتیب ۲۵ سے ۳۰ ' ۱۲ سے ۱۵ ' اور ۴ سے ۶ کبوتر تک آسکتے هیں - پنجرے یا تو ریل کی گاڑیوں میں جاتے هیں یا خچر پر رکهکر لیجاتے هیں -

فوجي حکام جهاں تک هوسکتا ہے نامه بر کبوتروں کي پرورش کي حوصله افزائي کرتے رهتے هیں - فرانس کے ملکي (سول)

امیروں میں بہت سے لوگوں کے پاس کبوتر خانے ہیں جنمیں بہت سے تربیت یافتہ نامہ بر کبوتر ہیں ' اور جو براہ راست صیغۂ جنگ کی نگرانی میں داخل ہیں -

فرانس نے نامہ بر کبوتروں کو سرکاری طور پر تعلیم دینے کی تاریخ سنہ ۱۸۷۰ کی جنگ جرمنی و فرانس سے شروع ہوتی ہے - گو اسوقت ان مسکین پرندوں کی تربیت بہت ہی معمولی ہوئی تھی' مگر انھوں نے ایسے عجیب و غریب کام انجام دیے کہ اب آئندہ جنگ میں انکی اعانت پر پورا پورا اعتماد کیا جاتا ہے -

(نامہ بر کبوتر اور طیارات)

غالباً عنقریب کبوتر ایروپلین یعنی ہوائی جہازوں پر بھی حملہ کرینگے ' اگر چہ طیارچیوں کو ان سے طبیعی نفرت ہے کیونکہ وہ کبوتروں کو اپنا ایک خطرناک دشمن سمجھتے ہیں - انکا خیال ہے کہ ایک تیز رو ایروپلین کی رسی کو پھڑ پھڑانے والے کبوتروں سے سخت صدمہ پہنچتا ہے اور پرندے کا پروپلر (Propoller) (ہوائی جہاز کے سامنے کا ایک آلہ) نجس اڑتا ہو اور بھی خطرناک ہوگا -

ان امور کے انسداد کے لیے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ کبوتروں کو چھوڑتے وقت انکا سر نیچے کی طرف کرکے کسی ایسی لمبی نالی میں سے چھوڑا جاے کہ جب تک یہ حیرت زدہ پرند سنبھلکر اڑنا شروع کرے ' اسوقت تک طیارہ ان سے بہت دور ہوجاے - اس تجویز کا آیندہ موسم سرما میں تجربہ کیا جائیگا "

یہاں تک سائنٹفک امریکن کے مقالہ نگار کے مضمون کا ترجمہ تھا - بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگی کہ اس وقت تک یورپ کی ایک بڑی حکومت نامہ بر کبوتروں کی تعلیم و تربیت کا ایک ایسا باقاعدہ جنگی صیغہ رکھتی ہے ' اور جو فرانس اس عہد دخان و برق میں اپنے ہوائی طیارات سے شہرت حاصل کرچکا ہے، وہ ان قدرتی اڑنے والے نامہ بروں کی طرف سے بھی غافل نہیں ہے' اور بہتر سے بہتر ہوائی جہاز بھی اپنے کبوتروں سے بے نیاز نہ کرسکے ہیں !

اسکے بعد ہم نامہ بر کبوتروں کی تاریخ گذشتہ کی طرف متوجہ ہونگے ' اور علی الخصوص اسلامی عہد کی ترقیات و انتظامات کا تذکرہ کرینگے - کیونکہ یہ فن بھی مسلمانوں کے عہد عروج کا کچھہ کم ممنون نہیں ہے -

عالم اسلامی

یورپ و امریکہ اور مذہب بہائیہ

موجودہ رئیس البہائیہ کا سفر ہند !

جبکہ انگلستان اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی تحریک از سر نو شروع ہوگئی ہے اور توفیق الہی نے اسکے لیے غیر متوقع وسائل بہم پہنچا دیے ہیں' تو یہ ذکر یقیناً قابل توجہ سمجھا جائیگا کہ موجودہ صدی کا ایک نیا ایرانی نژاد مذہب جو برسوں سے اپنی خاموش اور بے صدا دعوۃ کو مشرق و مغرب میں پھیلانے کیلیے غیر معمولی جد و جہد کر رہا ہے اور جسکے تفصیلی حالات سے ایران کے باہر بہت کم دلچسپی لی گئی ہے ' امریکہ کی جدت پسندی اور تلاش مذہب سے فائدہ اٹھانے میں بہت کامیاب ہوا ہے ' اور اب انگلستان میں بھی اپنی دعوۃ کی تحریک کا سامان کر رہا ہے -

یعنی محمد علی باب کی موسسہ اور شیخ بہاء اللہ کی ترقی دادہ بہائی تحریک جسکی ابتدا گو ادعاء مہدویت سے ہوئی ہو لیکن اب وہ ایک بالکل مستقل اور مدعی تجدید شریعت و کتاب مذہب ہے ' اور ایران کے علاوہ بھی اسکے پیرؤں کی اچھی تعداد ہندوستان ' برما ' مصر ' کردستان ' امریکہ ' بغداد ' اور عراق عجم میں موجود ہے !

ابھی چند ہفتوں کی بات ہے کہ ایک امریکن بہائی لیڈی نے ہندوستان کا سفر کیا تھا تاکہ بہائی مذہب کی تبلیغ کو دعوت پہنچاے اور عرصے تک کلکتہ میں مقیم رہی تھی - ولایت کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عباس افندی یعنی موجودہ رئیس بہائیہ عنقریب ہندوستان آنے والا ہے -

مسز اسٹے نود : ایک امریکن بہائی داعیہ

حال میں ہم سے ایک صاحب علم بزرگ نے مذہب بہائی کی تاریخ و عقائد کے متعلق استفسار کیا ہے - اسکا تفصیلی جواب " اسئلۃ و اجوبتہا " کے سلسلے میں لکھنا چاہتے تھے لیکن واقعۂ البلاد نے کئی ہفتہ سے تمام گنجائش روک لی ہے ' اسلیے دیگر سوالات کے طرف متوجہ ہونے کا موقعہ نہیں ملا - ہمارے پاس اس مذہب کی صحیح تاریخ اور تمام عقائد و مخصوصات و تغیرات کا بہترین مواد عرصے سے موجود ہے ' اور متعدد مشاہیر علماء بہائیہ سے بمبئی کے قیام میں نہایت مفصل صحبتیں رہچکی ہیں - بہائی عقائد و اصول کی کتابیں عرصہ تک بالکل قلمی تھیں اور اجنبیوں کیلیے انکا دیکھنا تقریباً محال تھا - پھر بغداد و عکہ اور مصر و امریکہ میں بعض بعض طبع ہوگئیں ' لیکن انکو بھی اجنبیوں میں تقسیم نہیں کیا گیا اور سواے " مقالۂ سیاح " وغیرہ کتب دعوۃ و تبلیغ کے اصل

شیخ عبد البہا عباس آفندي

مرجودہ رئیس البہائیہ جو عنقریب ہندوستان آنے والے ہیں -

اصول و عقائد اور تاریخ و سوانح کی کتابیں صرف بہائی حلقہ ہي میں محدود رہیں - علی الخصوص کتاب " البیان" جو محمد علی باب نے بطور ایک الہامی کتاب کے پیش کی تھی ' اور جسے اب بہائیہ منسوخ قرار دیتے ہیں ' اور کتاب " اقدس " جو شیخ بہاء اللہ نے پیش کي تھی اور جو اب مذہب بہائي کا اصل الاصول اور کتاب وحي آسماني ہے ' نیز عبادات و اعمال کے رسائل ' باہمي مشاجرات و مخاصمات کی مصنفات ' بہاء اللہ اور صبح ازل کے مناظرات ' وغیرہ وغیرہ صرف مشاہیر علماء بہائیہ ہی کے پاس رہتي تھیں ' اور عوام بہائیہ کو بھی سوائے کتب احکام و عقائد کے اصلي ذخیرہ بہت کم دیا جاتا تھا -

لیکن ہمارے پاس یہ تمام ذخیرہ موجود ہے - کتاب " البیان " اور " اقدس " اور کتاب الصلواۃ وغیرہ قلمي ہیں جنکی نقل بمشکل حاصل کي تھي - انکے علاوہ بیس چالیس چھوٹے بڑے مطبوعہ رسالے بھی ہیں جنسے تمام اصلي اور اندروني حالات پر روشني پڑتي ہے -

پچھلے دنوں غالباً حمد کرد و ایرانی بہائیوں نے قاہرہ میں ایک عمدہ پریس جاري کیا ہے جسکا نام مطبع " کردستان العلمیہ " ہے - اس پریس میں بھي متعدد کتابیں نئي طبع ہوئی ہیں - ازانجملہ موجودہ رئیس بہائیہ شیخ عباس آفندي کے عربی و فارسي رسائل و خطوط ہیں جو مختلف سوالات کے جواب میں لکھے گئے تھے - اسکا قلمي نسخہ بعض بہائي دعاۃ کے پاس پہلے دیکھ چکا ہوں اب چھپنے کی وجہ سے بآسانی ہاتھ آگئی ہے -

اسی طرح " گب سیریز " میں مسٹر اڈورڈ براؤن نے " تاریخ بہائیہ " شائع کرنے جو در اصل " مقالۂ سیاح " کا اصلي نسخہ ہے اسکي ابتدائي تحریک و ظہور کي پوشیدہ تاریخ بھی شائع کردي ہے -

پس ایک نہایت مفصل اور دلچسپ مضمون مذہب بہائي کي تاریخ پر لکھا جا سکتا ہے - بشرطیکہ لکھنے کي مہلت ملے -

* * *

سلطان عبد الحمید نے مرزا یحیی کا شاہی ملقب بہ " صبح ازل " کو ایکڑریا (؟) دہیں میں اور بہاء اللہ کو عکہ میں رکھا تھا - یہی عکہ بہائی مذہب کا موجودہ مرکز ہے - شیخ بہاء اللہ کے بعد اسکا بڑا لڑکا " عباس افندی " جانشین ہوا - وہ ایک صاحب علم ' وسیع المعلومات ' اور نہایت مصمم و بلیغ شخص ہے -

دستوری حکومت کے اعلان تک رئیس بہائیہ کو عکہ سے باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی - اعلان مشروطہ کے بعد آزادی دیدی گئی - اس وقت سے ابتک شیخ عباس نے متعدد سفر کیے ہیں ' پہلے مصر گیا - پھر امریکہ کا سفر کیا جہاں کئی ہزار امریکن بہائی موجود ہیں اور متعدد شہروں میں انہوں نے اپنی مذہبی سوسائٹی (بیت العدل) قائم کر رکھی ہے -

پچھلے دنوں وہ انگلستان آیا اور متعدد صحبتیں تحریک و دعوۃ کی منعقد کی گئیں - مگر اس بارے میں انگلستان اور امریکہ بالکل مختلف آبادیاں ہیں - یہاں مذہبی تحریکیں اس قسم کی سیاحتوں سے قائم نہیں ہوسکتیں - تاہم بعض اخبارات میں ایک نئے ایرانی مذہب کا ذکر کیا گیا ' بعض رسائل نے اپنے نامہ نگاروں کو تحقیق حالات کیلیے بھیجا ' بعض نے انکی اور انکے امریکن اور ایرانی ساتھیوں کی تصویریں شائع کیں - غرضکہ کچھہ نہ کچھہ چرچا ہوگیا -

متعدد امریکن عورتیں انکے ہمراہ تھیں جو بہائی ہوگئی ہیں - انہی میں سے ایک نوجوان داعیہ حال میں کلکتہ آئی تھی -

خیال کیا جاتا ہے کہ شیخ عباس آفندی اب ہندوستان کے سفر کا ارادہ کر رہے ہیں جو تمام دنیا میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مرکز ہے اور جہاں گذشتہ بیس پچیس سال سے بہائی داعی متصل مگر بالکل خاموش کام کر رہے ہیں - غالباً وہ عنقریب سیلون و برما ہوکر ہندوستان پہنچیں -

مقامی معاصر " ہندو پیٹریٹ " نے شیخ عباس اور انکے ساتھیوں کی تصویریں بضمن سفر انگلستان و تذکرۂ داعیۂ امریکہ شائع کی ہیں - ہم نے انکے بلاک اشاعت کیلیے منگوا لیے تھے جو آجکی اشاعت میں درج " الہلال " کرتے ہیں -

ان میں پہلی تصویر ایک امریکن بہائیہ کی ہے - اسکا نام مسز لسیے ترق (؟) ہے - وہ شیکاگو (امریکہ) میں بہائی ہوئی اور پھر تکمیل و تربیت کی غرض سے پانچ سال تک عکہ میں مقیم رہی - پچھلے سال بہائی مذہب پر لکچر دینے کیلیے اس نے مصر کا سفر کیا اور وہاں سے گذشتہ دسمبر میں بمبئی پہنچی - بمبئی میں کچھہ دنوں رہکر کراچی آئی اور کانگریس کے اجلاس میں شریک ہوئی - وہاں سے مدراس گئی اور مدراس سے کلکتہ آئی -

بہائی مذہب کے داعی جس سرگرمی اور سکوت و سکون کے ساتھہ کام کرتے ہیں ' اسمیں ہمارے لیے بڑی ہی عبرت و بصیرت ہے - رنگون ' بمبئی ' کلکتہ ' اور مدراس میں ایک بڑی تعداد ہندوستانی بہائیوں کی موجود ہیں جنھیں میں شخصاً جانتا ہوں ' لیکن آجتک نہ تو اخبارات میں انکا کبھی تذکرہ ہوا اور نہ عام طور پر لوگوں کو حالت معلوم ہے !

دولت عثمانیه کی موجودہ مالی حالت

قرض اور آمدنی

کسی سلطنت کے عام حالات پر اسکی مالی حالت کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے - خصوصاً دولۃ عثمانیہ کہ یورپ کے ضعف و انتشار اور اسکی عجز و درماندگی کی اصلی وجہ اسکی مالی حالت ہی ہے - اسلیے ضروری ہے کہ جب آپ دولۃ عثمانیہ پر نظر عام ڈالتے ہوے اسکی مشکلات پر غور کریں ' تو اسکی مقروضیت کی وسعت اور اسکی آمدنی کی قلت کو بھی پوری تفصیل کے ساتھہ پیش نظر رکھلیں -

دولۃ عثمانیہ پر یورپ کے جسقدر قرض ہیں ' انکی دو قسمیں کی گئی ہیں :

(۱) وہ جو کسی نظام و آئین کے ماتحت ہیں -

(۲) جو اس قید و بند سے آزاد ہیں -

پھر منتظم اور باقاعدہ قرضوں کی بھی ۳ - محرم کے اتفاق (اگریمنٹ) کی رو سے دو قسمیں ہیں -

(۱) وہ جو صیغہ قرضہ ہاے عام یعنی (صندوق الدین) کے ذریعہ سے ادا ہونگے -

(۲) وہ جو دولۃ عثمانیہ نے کسی اجنبی بنک سے اس شرط پر لیے ہیں کہ وہ خود براہ راست ادا کردیگی -

وزیر مال نے اپنے صیغہ کی جو رپورٹ سب سے آخر میں شائع کی ہے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر فروری سنہ ۱۹۱۱ع تک دونوں طرح کے باقاعدہ قرض حسب ذیل تھے :

" دولۃ عثمانیہ نے یورپ سے جو قرض اس شرط پر لیے تھے کہ وہ صیغہ قرضہاے عام یا صندوق الدین کے ذریعہ سے ادا ہونگے ' انکی مجموعی تعداد ۹,۱۳,۵۶,۳۲۸ عثمانی پونڈ ہے - یہ صیغہ جسوقت سے قائم ہوا ہے اسوقت سے لیکر سنہ ۱۹۱۱ع تک اس رقم میں سے کچھہ اوپر نو ملین ادا ہوچکے ہیں - اب عثمانی خزانہ کے ذمہ ۸۲ ملین ۱۰ ہزار ۳ سو ۵۰ ملین پونڈ باقی ہیں - (ایک ترکی پونڈ ۱۲ - روپیہ کا ہوتا ہے)

اصلی قرض میں ۵,۷۹,۰۸,۳۲۰ پونڈ کی وہ رقم بھی ہے ' جسکا شمار ان قرضوں میں ہے جو ریلوے کی آمدنی سے ادا ہونگے - اسکا سود ۴ فیصدی ہے ' اور بہ ۳ محرم کے اتفاق میں منظور بھی ہوچکا ہے - اسکے علاوہ باقی ۲,۳۴,۴۸,۰۰۸ پونڈ میں مندرجۂ ذیل رقمیں شامل ہیں : سنہ ۱۸۹۰ ' ۱۹۰۳ ' ۱۹۰۴ ' اور ۱۹۰۵ کے قرض جنکا سود ۴ فیصدی ہے وہ رقمیں جو دوبارہ سنہ ۱۹۰۵ع اور سنہ ۱۹۰۸ع میں بغداد ریلوے کی ضمانت پر لی گئی ہیں - انکا سود بھی ۴ فیصدی ہے - سنہ ۱۸۹۶ع کا قرض جسکا سود ۵ فیصدی ہے -

دولۃ عثمانیہ نے یورپ کے بنکوں سے جو قرض اس شرط پر لیے تھے کہ وہ خود براہ راست ادا کردیگی ' اسکی مجموعی تعداد ۴,۸۵,۹۴,۵۲۴ عثمانی پونڈ ہے - جسمیں سے آخر فروری سنہ ۱۹۱۱ع تک قریباً ۴ ملین پونڈ ادا ہوچکے ہیں ' اور ۴,۴۶,۰۸,۸۷۲ پونڈ ابھی عثمانی خزانہ کے ذمہ واجب الاداء ہے -

اس رقم میں مختلف قسم کے قرض شامل هیں - ۲۱,۴۸,۲۱,۸۹۶ پونڈ کي رقم ۱,۸۵۵ اور ۱۸۹۱ کے قرضوں کي هے جسکا سود ۴ فیصدي هے - ایک رقم سنه ۱۸۹۴ کے قرض کي هے جسکا سود ساڑھے تین فیصدي هے - ان قرضوں کي ادایگي مصر کے خراج سے هوتی هے -

یه ایک قسم کے قرض تھے - دوسري قسم کے قرضوں کي تعداد ۴۴,۷۲,۴۱۳ پونڈ هے - اسمیں مندرجۂ ذیل قرض شامل هیں :

اجارہ تمباکو کي کمپنی کا قرض جو سنه ۱۸۹۳ع میں ۴ فیصدي پر لیا گیا هے - ریلوے کمپنی کا قرض جو سنه ۱۹۹۳ع میں ۵ فیصدي پر لیا گیا هے - صومه بندرمه ریلوے کمپنی کا قرض جو سنه ۱۹۱۱ع میں ۴ فیصدي پر لیا گیا هے - ان قرضوں کي ادایگي بعض مقررہ مالي معاهدوں سے هوتي هے -

قرض کي تیسري قسم جنگي کے قرض هیں - انکی مقدار ۲,۲۶,۴۰,۰۲۴ پونڈ هے - اسمیں سنه ۱۹۰۲ اور ۱۹۰۹ کے قرض اور سنه ۱۹۱۱ع کے قرض کي پہلي قسط بھي شامل هے - ان تینوں کی شرح سود ۴ فیصدي هے - انکی ادائگي خود حکومت کو براہ راست کرنا پڑتي هے -

اس تفصیل سے معلوم هوگیا هوگا که آخر فروري سنه ۱۹۱۱ع تک دولت عثمانیه کے عام قرضوں کی کل مقدار ۲,۹۱,۲۲,۴۲,۹۰۱ فرانک تھی (ایک فرانک دس آنه کا هوتا هے) جسمیں سے اسوقت تک ۳۰۱,۹۲,۲۶,۶۸۵ فرانک ادا هوچکے هیں ' اور ۲,۶۰,۵۶,۱۶,۲۲۶ فرانک دولت عثمانیه کے ذمه باقی هیں -

لیکن اسکے بعد هی دولة عثمانیه دو شدید هولناک جنگوں میں گرفتار هوگئي ' - علی الخصوص جنگ بلقان میں اسے سخت زیرباري هوئي اور قرض بجاے کم هونے کے اور بڑھگیا - چنانچه جنگ بلقان اور ادرنه کے واپس لینے سے قبل (آخر جون سنه ۱۹۱۳ع میں) وزیرمال نے اعلان کیا تھا که اسوقت دولة عثمانیه کے ذمه قرضهاے عام کی مقدار ۱۳,۰۲,۵۴,۴۵۷ عثمانی پونڈ یعنی ۲,۹۹,۵۸,۵۲,۵۱۱ فرانک هوگئی هے -

اسوقت قسطنطنیه اور یورپ میں عثمانی رعایا کی تعداد ۱۸۰۰۰۰۰ لاکھ هے - ایشیا میں جن ممالک پر دولة عثمانیه عثمانی افسروں کے ذریعے حکومت کررهی هے ' انکی آبادي ۱۹۱۰۰۰۰۰ هے - اگر یه قرض تمام عثمانی رعایا پر تقسیم کیے جائیں تو هر شخص کے ذمه ۱۴۳ فرانک پڑینگے -

لیکن پیرس میں جو کمیشن مال منعقد هونے والی هے ' اسمیں ان قرضوں کا ایک حصه دول ریاستهاے بلقان سے لیا جائیگا اگر یورپ نے انتہائی تعصب سے کام نه لیا تو امید هے که اس بار کا جسقدر حصه ریاستهاے بلقان کے ذمه کیا جائیگا ' اسکی مقدار تقریباً ۴۶۹۰۰۰۰۰۰ فرانک هوگی - اسکے بعد دولة عثمانیه کے ذمه ۵۰۰۰۰۰۰۰۰ فرانک اور کچھه کسور رهجائینگے ' جسمیں غیر منتظم قرضوں کے شامل کرنے کے بعد (آخر جون سنه ۱۹۱۳ ع تک) دولة عثمانیه کي کل رقم ۳,۶۸,۱۶,۴۱۷ عثمانی پونڈ هوگی - اس میں وہ قرض بھی شامل هیں جو مختلف بنکوں سے لیے گئے اور اب اس آخري فرانسیسی قرض سے ادا کیے جائینگے -

---

آپ کے الهلال کا میں کیا زمانه شیفته و مفتوں هے - خدا کرے اس مقدس پرچه کي اشاعت هر شهر و قصبه میں کافي و وافي هو جائے :

ناوک نے تیرے صید نه چھوڑا زمانے میں
تڑپے هے مرغ قبله نما آشیانے میں

براہ کرم مندرجه ذیل تین خریداروں کے نام وی پی بھیجکر ممنون فرمائیں -

نقیر حقیر شاہ محمد چندا حسیني چشتي نامي کوہ پور شاہ پور - حیدر آباد -

تلخیص و اقتباس

اسد پاشا کی گرفتاري کے متعلق تارہ انگریزي ڈاک میں تفصیلات آگئي هیں مگر بیانات باهم مختلف هیں - معلوم نہیں هوتا که دونوں وزارتوں سے اسد پاشا کا استعفا شهزادہ وِڈ کی ملاقات کا نتیجه هے یا محافظ فوج میں اضافه هونے کا ؟ بهر حال هوا یه که ڈچ جنڈرمه (جنگي پولیس) کے افسر اعلی نے اسد پاشا کو حکم دیا که اپني فوج کو منتشر کرکے هتیار حوالے کردے - اس نے انکار کیا - بیان کیا جاتا هے که اسکے بعد اسد پاشا کي فوج نے آتشباري شروع کردي تھي جسکا جواب اس فوجي توپخانه نے دیا جو پہلے سے بنظر احتیاط موقع (پوزیشن) پر رکھدیا گیا تھا - مگر اسکے بعد اسد پاشا نے صلح کا سفید جھنڈا بلند کردیا

ایک مشترکه فوج اسد پاشا کے گھر کی طرف بڑھی اور گرفتار کرکے آسٹریا هنگري کے ایک ڈرونر پر لے آئي - یہاں سے وہ ایک اطالي دخاني جہاز پر سوار کرکے برنڈزي بھیجدیا گیا -

اسد پاشا نے ایک اعلان پر دستخط کردیے هیں ' جسکا مطلب یه هے که وہ البانیا کے معاملات میں شهزادہ وڈ کے بغیر اجازت دخل نه دیگا ۔

ایپرس میں دول کی مداخلت کامیاب ثابت هوئي - البانیا پر قبضه کے متعلق بین الملی کمیشن اور ایپرس کی عارضي حکومت کے درمیان کارفو میں ایک اتفاق هوا هے - اسکا خلاصه یه هے که ملک دو انتظامی ضلعوں (کوارٹر) میں تقسیم کردیا جاے جو والیوں (Prefect) کے ماتحت هوں جسقدر یوناني مذهبی و غیر مذهبی عمارات هیں ' وہ سب بدستور قائم رهیں - عام مدارس کے ابتدائي تین درجوں میں تعلیمي زبان البانی اور یوناني ' دونوں هوں - اسیطرح مقامي ' انتظامی ' اور قانوني کارروائیوں میں بھی یوناني زبان البانی زبان کے پہلو به پہلو رکھي جائے - اهل ایپرس سے هتیار نه لیے جائیں - جنڈرمه (جنگی پولیس) کے لیے اشخاص وهیں سے فراهم کیے جائیں - اس جنڈرمه کی خدمات کسی دوسري جگه کے لیے صرف اسی وقت لی جا سکیں گي جبکه کسی تیزي طاقت سے مقابله کي صورت پیش آجاے اور اسکا فیصله بین الملی کمیشن کریگا - یہی کمیشن تنظیم و ادارۂ داخلی اور نئی حکومت کے قیام کا بھی ذمه دار هوگا آخر میں یه هے که اهل ایپرس کو عام معافی دیجائیگی -

گذشته مئي کے دوسرے هفته میں بلغاري ایوان شوری کے اندر نہایت گرم صحبتیں رهیں - موضوع بحث یه تھا که بلغاریا کے آخرین مصائب اور نامرادیوں کے لیے گوشف اور دینف کی وزارتیں کہاں تک ذمه دار هیں ؟ اعضاء (ممبرس) نے اپني اپني جماعتوں کے خیالات بیان کیے - بالاخر هنگامۂ مباحثه و مناقشه کا خاتمه اس پر هوا که تمام مختلف جماعتوں نے بلغاریا کي تقویت اور اسکے لیے متحدہ سعي و کوشش کو اپنا نصب العین قرار دیا ' اور باهمی مناقشات کو مخالفت تک پہنچانے سے باز آگئے -

اس سلسلے میں اس حقیقت کا بھي انکشاف هوگیا جو الهلال آج سے بہت پہلے لکھه چکا هے ' جبکه جنگ بلقان جاري تھي ' اور بلغاري فتح مندیوں کي خبروں نے دنیا کو حیران بنا دیا تھا - هم نے لکھا تھا که جنگ لولي برغاس کے بعد هي بلغاري قوت کا خاتمه

ہو گئی ہے اور صرف اسی لیے بلغاریا اور اسکے حامی بیقرار ہیں کہ ادرنہ بغیر مزید جنگ کے خط اینوس میڈیا ہی پر صلح طے ہو جائے اور اسی مقصد کیلیے کامل پاشا نے دول یورپ کے طیار کیا تھا -

---

فیلی پولی کے ایک دولتمند مہاجن اور کماندنا کے معروف (ڈپوٹی) قسطنطین ہاجی کیلشوف نامی نے بلغاری پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ بلغاری فوج کے مرکز اعلی (ہیڈ کوارٹر) نے خود اسکو خط اینوس و میڈیا کی منظوری کے لیے قسطنطنیہ بھیجنا چاہا تھا ' اور اس سے پہلے کامل پاشا بالکل تیار تھا - اپنے بیان کی توضیح و توثیق کے لیے اس نے چند تار پڑھکر سنائے - پہلا تار گیشف کا تھا ' جسمیں گوشف نے کہا تھا کہ خط اینوس میڈیا کی بابت کامل پاشا سے گفتگو کرنے کے لیے یہ شخص جاتا ہے - اسکے لیے مجلس کی منظوری حاصل کرو - اسکے جواب میں گوشف نے لکھا کہ مجلس کسی خاص وفد کے قسطنطنیہ بھیجنے کی ضرورت نہیں سمجھتی - اسکے بعد ۲۹ نومبر کو شاہ فرڈیننڈ نے تار دیا کہ قسطنطین کیلشوف کے متعلق صدر مجلس کی تجویز سے بالکل اتفاق کرتا ہوں - فوری کارروائی کی ہدایت کرتا ہوں - اسکے جواب میں گوشف نے لکھا کہ " مجلس اس معاملہ کی وقت پر اپنی سنگین ذمہ داری سے با خبر ہے " گوشف نے اس تار میں یہ بھی لکھا تھا " آپ مجوزہ مقصد کے متعلق وزیر مال کو تار دیں - قسطنطنیہ میں بلغاریوں کو آنے کی اجازت نہیں - کیلشوف کا شخصی طور پر جانا نا ممکن ہے - انہیں وکیل خاص بنانا ہوگا "

مگر قدرت الہی نے عین وقت پر اپنی نیرنگی دکھلائی - کامل پاشا کی وزارت کا خاتمہ ہوا ' اور انور بے نے باب عالی کا مقفل ہال فتح کرلیا - نتیجہ یہ نکلا کہ بلغاریا کو بالاخر روز بد دیکھنا پڑا اور مع اپنے اعوان و انصار یورپ کے اپنی تمام امیدوں میں ناکام و خاسر رہی !

روس نے تبریز سے ۱۸ - ویں پیادہ پلٹن اور دو توپخانوں کے بریگیڈوں کو قفقاز سے واپس بلا لیا ہے - روسی اخبارات اس واقعہ کو بہت اچھال رہے ہیں - ایک مقتدر اخبار لکھتا ہے کہ غالباً اب اس بے چینی میں سکون پیدا ہوجائیگا ' جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ شمال ایران پر روس کے مسلسل فوجی قبضہ کی وجہ سے انگلستان میں محسوس کی جا رہی ہے - اس سے پہلے بھی کئی بار روسی فوج واپس جا چکی ہے مگر پھر اسکی جگہ تازہ دم فوج آگئی - سوال یہ ہے کہ کیونکر یقین کیا جاسکتا ہے کہ اب اس فوج کی جگہ نئی فوج نہ آلیگی ؟

بقول نواس کے ایک اہم سرکاری جرنل کے ' اسوقت شمالی ایران میں ۱۲۴۰۰ روسی محافظ فوج موجود ہے !

لندن میں علوم و السنۂ شرقیہ کے مطالعہ و اشاعت کیلیے جو مدرسہ قائم ہونے والا ہے ' اسکے متعلق ٹیمز اسٹ میں ایک اپیل شائع ہوئی ہے جسپر چند مشاہیر انگلستان کے دستخط ہیں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لندن انسٹی ٹیوشن کی عمارت (جسکی قیمت ایک لاکھ پونڈ ہے) قواعد پارلیمنٹ کی رو سے اسکے لیے حاصل کرلی گئی ہے - ضروری ترمیم و تعمیر کے لیے حکومت نے ۲۰ ہزار سے ۲۵ ہزار پونڈ تک دینے کا وعدہ بھی کیا ہے - یہ مدرسہ لندن یونیورسیٹی کے متعلق ہوگا - مشرق اور افریقہ کی اہم زبانیں (جنھیں ۸۰ کروڑ انسان بولتے ہیں) انکی تعلیم پر ۱۴ ہزار پونڈ سالانہ صرف کیا جائیگا - اسکے مقابلہ میں اسوقت برلن میں ۱۰ ہزار پونڈ اور پیرس میں ۸ ہزار پونڈ سالانہ صرف ہو رہا ہے - حکومت انگلستان ۴ ہزار پونڈ سالانہ اور حکومت ہند ۱۲۵۰ پونڈ سالانہ دیگی - بقیہ روپیے کے لیے قوم سے اپیل کی گئی ہے -

مسئلۂ قیام الهلال

قاعدہ ہے کہ جس چیز کی ابتدا ہوتی ہے اسکی انتہا بھی لازمی ہے ' پس اگر الهلال اپنی دعوۃ اسلامی کی ابتدائی منزل طے کرچکا ہے تو انتہا کا ابھی سوال باقی ہے -

صداقت الہی کی راہ میں سخت سے سخت مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے ' مگر مستقل طور سے اُن مشکلوں کا سامنا وہی شخص کرسکتا ہے جو حق و صداقت کی مظلومیت اور دین الہی کی بیکسی و غربت پر از سرتا پا پیکر اضطراب اور تصویر التہاب بن جائے ' اور جو اپنے دل میں کچھ اسطرح کا درد اور ٹیس رکھتا ہو جسطرح کہ سانپ کا کاٹا اور اژدہے کا ڈسا ہوا مریض تڑپ سے لوٹتا اور کراہتا ہے -

الحمد للہ کہ یہ سب کچھ الهلال میں پایا جاتا ہے اور صرف الهلال ہی میں - مگر مولانا ! جناب کیلیے خاکسار کا مشورہ ایسا ہی ہوگا جیسے آفتاب اور ذرہ کی مثال - وہ اسلامی نسل کے سچے اور شیدائی اور غیر معمولی افراد ' جو الهلال پر اپنی جان و مال تصدق کرنے کیلیے آمادہ ہیں ' کیوں نہیں اونکی مخلصانہ خدمات قبول کی جاتی ہیں ؟ اگر سب نہیں تو اسقدر سہی جس سے الهلال کا مالی مسئلہ حل ہوجائے - جناب نے متعدد مخلصین کے منی آرڈر واپس کیے ' رجسٹریاں لوٹا دیں ' اور درخواستیں نا منظور کیں ' جنکا حال مجھے معلوم ہے ' حتی کہ وہ لوگ جنھوں نے ریل کی مسافرت میں جناب سے درخواستیں کیں کہ ہمارے نام بھی الهلال جاری کردیجیے ' عمداً انکے نام جاری نہیں کیا گیا - آخر کیوں اسکا سبب ؟

کیا وہ عطیات جناب اپنے لیے ' یا اپنے اخراجات کیلیے تصور فرماتے ہیں ؟ یا انکے قبول کرنے میں کسی قسم کی بد نامی اور کسر شان ہے ؟ میرے خیال میں ہر اعانت پیش کرنیوالا نہ تو جناب کی مدد کرنا چاہتا ہے اور نہ الهلال کی ' بلکہ اپنی محبت دینی و جوش ملی اور ایثار قلبی کا اظہار کرکے اسلام کی مدد کرنا چاہتا ہے جسکو آپ ایسا نہیں کرنے دیتے - غالباً جناب میری اس جرات کو لطف و کرم کی نظر سے دیکھینگے ' اگر میں بالفاظ دیگر یہ کہوں کہ آپ اُن ہمدردان ملت کو اس ثواب عظیم سے محروم رکھکر اور انکے نہ رکنے والے جوش قلبی کو روک کر ' خدمت اسلام و مسلمین میں حائل ہوے ہیں -

الهلال کے دو ہزار نئے خریدار پیدا ہوجائے پر بھی اسکے مالی مسئلہ سے تسلی نہیں ہوتی کیونکہ بہت ممکن ہے کہ یہ خریدار دائمی نہو سکیں بلکہ عارضی ہوں - اسواسطے استدعا ہے کہ جناب علاوہ دو ہزار نئے خریدار پیدا ہو جانیکے اگر ناظرین و معاونین الهلال کی دوسرے طریقہ سے توسیع الهلال کی خدمات قبول فرما لیں تو یہ تمام مسلمانوں پر احسان ہوگا !

بلاشک ' الهلال اول دن ہی سے غیورانہ خاموشی کے نقصانات برداشت کرتا رہا ہے ' اور گدایانہ طلب و سوال کے انعامات پر اُن نقصانات کو ترجیح دیتا رہا ہے ' لیکن تابکے ؟ آخر اسکی کوئی حد بھی ہے ؟ جبکہ نقصانات بھی حد برداشت و تحمل سے افزوں ہوگئے ہوں ؟ ناظرین و معاونین الهلال سے بھی التجا ہے کہ آیندہ جولائی سے پیشتر ہی الهلال کے قیام کیلیے کوئی ایسی شکل اختیار کریں جس سے الهلال کا مالی مسئلہ ایک عرصہ دراز تک کیلیے حل ہوجائے - ورنہ ہدایت الہی کی یہ روشنی

جو هم گم گشتگان بادیه گمراهي کي صحیح رهنمائي کر رهي هے مبادا کہیں هماري نظروں سے گم هو جاے ' اور پھر هم اس ظلمت کده میں روشني کیلیے اسطرح محتاجونکي طرح بهٹکتے هوے پھریں ' جسکے تصور هي سے دل خائف هیں -

عنقریب چند خریدارونکے پتے ارسال خدمت کرونگا ' مگر میرے خیال میں یه کوئي ایسي امداد نهوگي - جس امداد کي منظوري کیلیے جناب سے هم امید وار هیں - اسپر توجه هو !

نیاز کیش

(حافظ) امام الدین اکبر آبادي - خریدار نمبر ۳۸۵۷

(۲)

حضرة الاعز المحترم -

آپ کیوں هم لوگوں سے اسقدر بیزار هوگئے هیں که همارے رنج و الم کا آپکو احساس تک نہیں رها ؟ یه خبر که الهلال ' محبوب و محترم الهلال ' اپني مالي مجبوریوں کی وجه سے (جو اگر ایک میعاد معینه کے اندر پوري نهوئیں تو خدا نخواسته بند کردیا جائیگا) کیا همارے دلوں کو زخمي کرنیکے لیے نا کافي تهیں ' جو آپنے اون باتوں کا اظهار شروع کردیا جو اوس حادثه جانکاه کے وقوع کے بعد پیش آنے والي هیں ؟ یعني یه که " خریداران اخبار کے چندوں کا کیا حشر هوگا ؟ " خدا کے لیے یه باتیں لکهه لکهه کر فدائیان الهلال کے مجروح دلوں پر نمک پاشي نه فرمائیے اور اونپر رحم کیجیے - آپنے خدا جانے کیونکر سمجهه لیا هے که الهلال کو جو کام کرنا تها وہ کرچکا اور اب اسکی ضرورت باقی نہیں هے ؟ اسکو تو اون سے پوچهنا چاهیے جو اسکي ضرورت کو محسوس کرتے هیں - کیا آپکو اس سے انکار هے که ضروریات زمانه کیطرف متوجه کرنے والا اور مختلف الخیال اشخاص کو ایک مرکز پر لاکر اونسے ضروریات دیني و دنیوي کا انصرام کرانے والا یهي ایک رساله هے - اگر آپکے نزدیک مسلمانوں کي دیني و دنیوي ' سوشیل و پولیٹکل ضرورتیں درجهٔ تکمیل کو پہونچ چکیں اور کوئي مزید احتیاج باقي نہیں رهي تو بسم الله ' کل کے بدلے الهلال کو آج هي بند کر دیجیے - چشم ما روشن - اور اگر ایسا نہیں هے تو خدا کے لیے اس اراده سے باز رهیے اور مسلمانوں پر رحم فرمایے - میں کہتا هوں که آپ جس مدت تک اوسکی ضرورت سمجهتے تهے اب اوسکے بعد هم اوسکی ضرورت پہلے سے زیاده محسوس کرتے هیں - سب سے اهم سوال جو اس زبعده خیال کا باعث هوا هے ' وہ اسکی مالي حالت هے - بے شک توسیع اشاعت کي ضرورت هے ' اور آپ کہانتک نقصان برداشت کر سکتے هیں - لیکن میں نہیں سمجهتا که آپ کیوں ضد پر قائم هوں که قیمت میں اضافه نه کیا جاے - نئے خریدار پیدا کرنے سے یه زیاده آسان هے که قیمت میں قدرے اضافه کردیا جاے - جو لوگ الهلال کے خریدار اور شایق هیں وہ معمولي اخبارون کے خریدار جیسے نہیں هیں - افسوس هے که آپ کو اس کا علم نہیں ' اگر علم هے تو عمداً اغماض کرتے هیں - میں تو یقین کے ساتهه سمجهتا هوں که خریداروں میں سے هر هر فرد دو روپیه سالانه الهلال پر نثار کرنے کو اپنا فرض نہیں بلکه سعادت سمجهے گا اگر آپ اس کا چنده بجاے ۸ - روپیه کے ۱۰ روپیه سالانه کردینگے - اس سے قبل بهي میں لکهه چکا هوں اور دیگر حضرات نے بهي یهي استدعا کي تهي که ایسا کیا جاے لیکن معلوم نہیں اسپر توسیع اشاعت کو کیوں ترجیح دیجاتي هے ؟ اسمیں آپکي ذاتي منفعت کو دخل نہیں هے جسکي وجه سے آپ متامل هیں ' بلکه میں تو یہانتک عرض کرنیکي جرات کرتا هوں که خدا نخواسته کیا آپ کا کانشنس آپکو اجازت دیتا هے که آپ همارے منافع کو صرف اس وجه سے پا مال کردیں که اونسے ایک شائبه آپکي نسبت سوء ظن کا نکلتا هے ؟ یه مسئله الهلال کے بقا وقیام کا هے جسمیں سب مسلمان شریک هیں - زیاده سے زیاده آپ یه کیجیے که ایک قسم ۸ - روپیه کي بهي رهنے دیجیے اور جو صاحب ۸ - روپیه سے زیاده کا بار نه اوٹها سکیں وہ اس درجه میں رهیں اور کاغذ کي قسم میں تخفیف کرکے اوسکي کمي پوري کر دیجیے مگر لله بند کرنے کا خیال بهي دل میں نه لائیے - میں آپسے باادب درخواست کرتا هوں که میرے اس معروضه کو الهلال میں چهاپ دیجیے جس سے میري یه غرض هے که دیگر خریداران اخبار بهي اسپر توجه فرمائیں اور اس باره میں جو انکی راے هو اوس سے بذریعه اخبار مطلع کریں ' نیز اپني بات پر اڑ جانے والے اور اپني ضد سے نه هٹنے والے مولانا سے استدعا کیجاے که وہ توسیع خریداري پر زور دینے کي جگهه قیمت کی بیشی کو منظور فرمالیں -

والسلام - آپکا ادنی خـــادم

غلام حسن از امروهه

تین بزرگوں کے نام الهلال بذریعه وي پي کے ارسال فرمایں مزید کوشش جاري هے - تابعدار بنده محمد امین خریدار نمبر ۹۱۴ -

---

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہــلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے

روغن بیگم بہــــار

حضرات اہلکار امراض دماغی کے مبتلا و گرفتار، وکلا، طلبہ، مدرسین، معلمین، مولفین، مصنفین، کیخدمت میں التماس ہے کہ یہ روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے، ایک عرصے کی فکر اور سوچ کے بعد بہترے مفید ادویہ اور اعلی درجہ کے مقوی روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے، جسکا اصلی ماخذ اطباے یونانی کا قدیم مجرب نسخہ ہے، اسکے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان و پیش از تجربہ مبالغہ سمجھی جا سکتی ہے صرف ایک شیشی ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹری تیل نکلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں آیا یہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تمام مروج تیلونکے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسوونکو نرم اور باریک بنانے اور دراز و خوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - اکثر دماغی امراض کبھی غلبۂ برودت کیوجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں، اسلیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہو مرطوب و مقوی دماغ ہونیکے علاوہ اسکے دلفریب تازہ پہولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا، اسکی بو غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ -

بٹیکا

بادشاہ و بیگموں کے دائمی شباب کا اصلی باعث - یونانی میڈیکل سایئنس کی ایک نمایاں کامیابی بعد -

بٹیکا کے خواص بہت ہیں، جن میں خاص خاص باتیں عمر کی زیادتی، جوانی دائمی، اور جسم کی راحت ہے، ایک کہنٹہ کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبہ کی آزمایش کی ضرورت ہے -

واسا کراجس تیلہ اور مرسدور الجس تیلا - اس دوا کو ہم نے ابا و اجداد سے پایا جو شہنشاہ مغلیہ کے حکیم تھے - یہ دوا فقط ہمکو معلوم ہے اور کسی کو نہیں درخواست پر ترکیب استعمال بھیجی جائیگی -

" ولکر فل کالبھو " کو بھی ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیہ بارہ آنہ مسک پاس اور الکٹریک ریکر پرسٹ پانچ روپیہ بارہ آنہ محصول ڈاک ۹ آنہ یونانی لیوٹ بازار کا ساٹیفکیٹ سر کے درد کی دوا لکھنے پر مفت بھیجی جاتی ہے - فوراً لکھیے -

حکیم مسیح الرحمن - یونانی میڈیکل ہال - نمبر ۱۱۵/۱۱۴ مچھوا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta

رسالہ کانفرنس نمبر ۱۴

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے ستائیسویں اجلاس منعقدہ بمقام آگرہ میں جو دلچسپ اور معنی خیز مضمون " میکینکل تعلیم اور مسلمان " کے عنوان پر پڑھا گیا تھا اوسکو بغرض رفاہ قوم علحدہ رسالہ کی صورت میں طبع کیا گیا ہے، جو درخواست کرنے پر دفتر کانفرنس سے مفت مل سکتا ہے -

خاکســــــــار

آفتاب احمد آنریری جوائنٹ سکریٹری کانفرنس - دفتر کانفرنس علی گڈہ

تمام مسلمانوں کو ان کتابوں کا پڑھنا نہایت ضــروری ھے

الاســــلام سب سے پہلی بات جو مسلمانوں کے لیے ضروری ہے یہ ہے کہ وہ مذہب اسلام کے عقاید ضروریہ سے واقف ہوں، اور ان کو خدا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق درست رکہیں - کیونکہ اگر عقائد درست نہیں تو اعمال برباد ہیں - آجتک بچوں اور عورتوں کو ایمان و اعتقاد کی باتیں سکھانے کے لیے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی - مولانا نذیر محمد خان صاحب مترجم قرآن مجید نے الاسلام لکھکر اس ضرورت کو پورا کردیا ہے - خدا کی توحید کا جس کو آمیزش شرک سے پاک رکھنا نہایت ضروری ہے، بچوں کی سمجھ کے مطابق جیسا عمدہ بیان اس کتاب میں ہے - یقیناً کسی کتاب میں نہیں - علماے کرام نے اس کتاب کو بہت پسند فرمایا، اور نہایت مفید بیان کیا ہے - مولوی نذیر احمد صاحب نے تو انداز بیان سے خوش ہوکر جابجا الفاظ تحسین سے داد سخن شناسی بھی دی ہے - بعض اسلامی ریاستوں اور انجمنوں نے اسکو اپنے مدارس میں داخل نصاب دینی کردیا ہے - پس اگر آپ اپنے اہل و عیال کو صحیح الاعتقاد اور خالص مومن بنانا چاہتے ہوں تو یہ کتاب انکو ضرور پڑھوا لیجیے - قیمت آٹھ آنے -

نفائس القصص و الحکایات پہلا حصہ

اس کتاب میں وہ قصے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اردو میں لکھے گئے ہیں - اول تو قصے جو انسان کو بالطبع مرغوب ہیں، پھر خلاق فصاحت کے بیان فرمائے ہوئے، ناممکن تھا کہ جو شخص کلام خدا سے ذرا بھی محبت رکھتا ہو، اور اس کے دل میں قرآن مجید کی کچھ بھی عزت و عظمت ہو وہ ان کے پڑھنے یا سننے کی سعادت حاصل نہ کرتا - یہی سبب ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں یہ کتاب اب چوتھی بار چھپی ہے - پڑھنے والا انکو پڑھکر پاکیزہ خیال اور صالح الاعمال بنتا ہے - مسلمانوں کے لیے یہ کتاب نعمت عظمی ہے قیمت چھہ آنے -

نفائس القصص و الحکایات دوسرا حصہ

اس کتاب میں وہ قصے اور حکایتیں جو کتب حدیث میں مرقوم ہیں، انتخاب کرکے اردو میں جمع کی گئی ہیں - اور ان سے بھی وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے، جو قرآن مجید کے قصوں سے ہوتا ہے - نہایت پرلطف اور بیش بہا چیز ہے - قیمت پانچ آنے

یہ تینوں کتابیں بہ نشان ذیل دستیاب ہوتی ہیں :

نذیــر محمد خان کمپنی - لاھـور

سوانح احمدی یا تواریخ عجیبہ

یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید کے حالات میں ہے - اپ آمی نے باطنی تعلیم شغل برزخ - اور بیعت کا ذکر دیباچہ کے بعد دیا گیا ہے - پھر حضرت رسول کریم صلعم کی زیارت جسمی - اور توجہ بزرگان ہر چہار سلسلہ مروجہ ہند کا بیان ہے - صدہا عجیب وغریب مضامین ہیں جسمیں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے - ایک گھوڑیکی چوری کی گواس نہ اٹھانا - انگریزی جنرل کا مین موقعہ جنگ پر اپکا لشکر میں لے انا - حضوری قلب کی نماز کی تعلیم - صوفی کی خیال مخالفت کی آفت میں مبتلا ہونا - سکھوں سے جہاد اور انکی لڑائیاں - ایک رسالدار کا قتل کے ارادے سے انا اور بیعت ہو جانا - شیرسنگھ کی شکست - ایک ہندو سیٹھ کا خواب ہولناک دیکھکر ایسے بیعت ہونا - ایک انگریز کی دعوت - ایک شیعہ کا حضرت سرورکائنات کے حکم سے اپکے ہاتھ پر بیعت کرنا - حج کی تیاری - اور میں اُنکا عدن پہونچنا باوجود آمی ہونیکے ایک پادری کو اقلیدس کی مسایل دقیقہ کا حل کردینا - سمندر کے کہاری پانی کا شیرین ہوجانا سلوک اور تصوف کے نکات عجیبہ وغیرہ حجم ۲۲۴ صفحہ قیمت دو روپیہ علاوہ محصول -

دیار حبیب (صلعم) کے فوٹو

گذشتہ سفر حج میں میں اپنے همراہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے بعض نہایت عمدہ اور دلفریب فوٹو لایا ہوں - جن میں بعض تیار ہوگئے ہیں اور بعض تیار ہو رہے ہیں - مکانوں کو سجانے کے لئے بیہودہ اور مخرب اخلاق تصاویر کی بجائے یہ فوٹو چوکھٹوں میں جڑوا کر دیواروں سے لگانے کے علاوہ خوبصورتی اور زینت کے خیر و برکت کا باعث ہونگے - قیمت فی فوٹو صرف نو آنہ - سارے یعنی دس عدد فوٹو جو تیار ہیں اکٹھے منگانے کی صورت میں ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ خرچ ڈاک - یہ فوٹو نہایت اعلی درجہ کے آرٹ پیپر پر ولایتی طور پر بنوائے گئے ہیں - بمبئی وغیرہ کے بازاروں میں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے جو فوٹو بکتے ہیں - وہ ہاتھ کے بنے ہوئے ہیں - ان مکی فوٹو کی تصاویر ان مقدس مقامات کی کوئی شخص تیار نہیں کرسکتا - کیونکہ بدوی قبائل اور خدام حرمین شریفین فوٹو لینے والوں کو فرنگی سمجھکر انکا خاتمہ کردیتے ہیں - ایک ترک فوٹو گرافر نے وہاں بہت رسوخ حاصل کرکے یہ فوٹو لئے - (۱) کعبۃ اللہ - بیت اللہ شریف کا فوٹو سیاہ ریشمی غلاف اور اسپر سنہری حروف جو فوٹو میں بڑی اچھی طرح پڑھے جاسکتے ہیں (۲) مدینہ منورہ کا نظارہ (۳) مکہ معظمہ میں نماز جمعہ کا دلچسپ نظارہ اور مجمع خلایق (۴) میدان منا میں حضور کا خیمہ اور مسجد خیف کا سین (۵) میدان عرفات کا نظارہ (۶) میدان عرفات میں لوگوں کے خیمے اور قاضی صاحب کا جبل رحمت پر خطبہ پڑھنا (۷) جنت المعلی واقعہ مکہ معظمہ جسمیں حضرت خدیجۃ الکبری حرم رسول کریم صلعم اور حضرت آمنہ والدہ حضور سرور کائنات کے مزارات بھی ہیں (۸) جنت البقیع جسمیں اهل بیت و ازواج المطہرات و بنات اطہر صلعم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہدائے بقیع کے مزارات ہیں (۹) کعبۃ اللہ کے گرد حاجیوں کا طواف کرنا (۱۰) روضہ منورہ اور وہاں جو کلام ربانی کی آیت منقش ہے فوٹو میں صاف پڑھی جاتی ہے -

دیگر کتابیں

(۱) مذاق العارفین ترجمہ اردو احیا العلوم مولفہ حضرت امام غزالی قیمت ۹ روپیہ - تصوف کی نہایت نایاب اور بے نظیر کتاب [۲] هشت بہشت مجموعہ حالات و ملفوظات خواجگان چشت اهل بہشت اردو قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - [۳] زبدۃ الصفا علم طب کی بے نظیر کتاب مجموعہ حکمت هند کے باتصویر حالات و مجربات ایک هزار صفحہ مجلد قیمت ۴ روپیہ [۴] نفحات الانس اردو حالات اولیاے کرام مولفہ حضرت مولانا جامی رح قیمت ۳ روپیہ -

(۵) مقامات اولیا چالیس صوفیاے کرام کے حالات زندگی ۱۰ مهر صفحہ کی کتابیں اصل قیمت معہ رعایتی ۲ روپیہ ۸ آنہ ہے - (۷) مکتوبات و حالات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پندرہ سو صفحے قلمی کاغذ دراصل ترجمہ اردو قیمت ۶ روپیہ ۱۲ آنہ

منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین

ضلع گجرات پنجاب

هز مجسٹی امیر صاحب افغانستان کے ڈاکٹر

نبی بخش خان کی مجرب ادویات

جواھر نور العین بیس روپیہ ماشہ والا خالص ممیرا بھی جواهر نورالعین کا مقابلہ نہیں کرسکتا - اور دیگر سرمہ جات تو اسکے سامنے کچھہ بھی حقیقت نہیں رکھتے - اس کی ایک ھی سلائی سے ۵ منٹ میں نظر درگدی ' دھند اور شبکوری دور ' اور اکثرے چند روز میں ' اور پھولہ ' ناخونہ ' پڑبال ' موتیابند ' ضعف بصارت عینک کی عادت اور هر قسم کا اندھا پن بشرطیکہ آنکھہ پھوٹی نہ ہو ایک ماہ میں رفع ہوکر نظر بحال ہوجاتی ہے اور آنکھہ بنوانے اور عینک لگانے کی ضرورت نہیں رہتی ' قیمت فی ماشہ درجہ خاص ۱۰ روپیہ - درجہ اعلی ۴ روپیہ - درجہ اول ۲ روپیہ -

حبوب شباب آور دنیا بھر کی طاقتور دواؤں سے اعلی اور افضل ' مولد خون اور محرک اور مقوی اعصاب ہیں - ناطاقتی اور پیر و جوان کی هر قسم کی کمزوری بہت جلد رفع کرکے اعلی درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں - قیمت ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

طلسم شفا هر قسم کا اندرونی اور بیرونی درد اور سانپ اور بچھو اور دیوانہ کتے کے کاٹے کا زہر کا درد چند لمحہ میں دور ' اور بدهضمی ' قے ' اسہال ' منہہ اور زبان ' حلق اور مسوڑوں کی ورم اور زخم اور جلدی امراض مثلاً چنبل ' داد ' خارش ' پتی اچھلنا ' خناق ' سرکان ' دانت کی درد ' گنٹھیا اور نقرس وغیرہ کیلیے از حد مفید ہے - قیمت ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

حسن افروز ایک منٹ میں سیاہ فام کو گلفام بناکر اور چہرہ کی چھائیاں اور سیاہ داغ دور کرکے چاند سا مکھڑا بناتا ہے - قیمت فی شیشی ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

تریاق سگ دیوانہ اس کے استعمال سے دیوانہ کتے کے کاٹے ہوئے مریض کے پیشاب کے راستہ مچھر کے برابر دیوانہ کتے کے بچے خارج ہوکر زہر کا اثر زائل ' اور مریض تندرست ہوجاتا ہے - قیمت فی شیشی ۱۰ روپیہ نمونہ ۳ روپیہ -

طلائے مہاسہ چہرہ کے کیلوں کی ورم ' درد اور سرخی رفع ' اور پکنا اور پھوٹنا مسدود کرکے انہیں تحلیل کرتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ - حبوب مہاسہ ان کے استعمال سے چہرہ پر کیلوں کا نکلنا موقوف ہوجاتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ -

اکسیر ھیضہ هیضہ ایک ایسی ادنے مرض نہیں ہے کہ هر ایک حکیم اور ڈاکٹر کامیابی کے ساتھہ اسکا علاج کرسکے - لہذا ایک واحد دوا اس کے علاج کیلئے کافی نہیں ہوا کرتی - اسکے ۳ درجہ ہوتے ہیں - هر درجہ کی علامات اور علاج مختلف ہے - پس جس کے پاس اکسیر هیضہ نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ موجود نہ ہوں وہ خواہ کیسا ہی قابل اور مستند ڈاکٹر کیوں نہ ہو اس مرض کا علاج درستی سے نہیں کرسکیگا - لہذا وبا کے دنوں میں هر سہ قسم کی اکسیر هیضہ تیار رکھنی چاہئے - قیمت هر سہ شیشی ۳ روپیہ -

پتہ : — منیجر شفاخانہ نسیم صحت

دھلی دروازہ لاهور

۲۰

ہر فرمایش میں الہلال کا حوالہ دینا ضروری ھے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ اف لندن

یہ مشہور ناول جو ۸ سولہ جلدونمیں ہے ابھي چھپ کے نکلي ہے اور تھوڑي سي رھگئي ہے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں دیجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - یوروپي جلد ہے جسمیں سنھري حروف کي کتابت ہے اور ۳۱۶ ھاف ٹون تصاویر ھیں تمام جلدیں مع روپیہ وي - پي - اور ایک روپیہ ۱۳ آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سريگوپال ملک لین - بہو بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

پوٹن ٹانک

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز ھوا ، یہ دوا دل دماغي کمزوریونکو دفع کرتي ہے - پژمردہ دلونکو تازہ کرتي ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ یکسان مرد اور عورت استعمال کر سکتے ھیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتي ہے - ھسٹیریا وغیرہ کو بھي مفید ہے چالیس گولیوں کی بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے صرف ماہ ایک بار کي دفع ھو جاتي ہے - اس کے استعمال کرتے ہی آپ فائدہ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

ھائي ڈرولن

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رھا -

یہ دوا آب نزول - فیل پا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید ثابت ہوا ہے - صرف اندروني و بیروني استعمال سے شفا حاصل ہوتي ہے -

ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع ہو جاتي ہے قیمت دس روپیہ اور دس دنکي دوا کی قیمت چار روپیہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہرقسم کا جنون خواہ نوبتي جنون ، مرگی والا جنون ، غمگین رہنے کا جنون ، عقل میں فتور ، بے خوابی ، اور مرض جنون وغیرہ دفع ہوتي ہے اور وہ ایسا صحیح و سالم ہوجاتا ہے کہ کبھی ایسا گمان تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت في شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street, Calcutta.

نصف قیمت - پسند نہونے سے واپس

مہرے نئے چالان کي جیب گھڑیاں ٹھیک وقت دینے والي اور دیکھنے میں بھي عمدہ فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دي جارھي ھیں جسکي گارنٹي تین سال تک کے لیے دي جاتي ہے -

اصلي قیمت سات روپیہ ، چودہ آنہ اور نو روپیہ چودہ آنہ نصف قیمت تین روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ پندرہ آنہ ہر ایک گھڑي کے ہمراہ سنہرا چین اور ایک فونٹین پین اور ایک چاقو مفت دیے جائینگے -

الارم واچ اصلي قیمت نو روپیہ چودہ آنہ اور تیرہ روپیہ چودہ آنہ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آنہ اور چھ روپیہ پندرہ آنہ باندھنے کا فیتہ مفت ملیگا -

کمپٹیشن واچ کمپنی نمبر ۲۰ مدن متر لین کلکتہ -

Competition Watch Company No. 20 Madun Mitter Lane. Calcutta.

پسند نہونے سے واپس

ھمارا نئی ایجاد کا فلوٹ ہارمونیم عام فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دي جاویگي یہ سا گوان کي بني ہے جس سے آواز بہت ہي عمدہ اور بہت روز تک قائم رھنے والي ہے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیہ ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ - ۷۰ و ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیہ ہے آرڈر کے ہمراہ ۵ - روپیہ پیشگي روانہ کرنا چاھیئے -

کمرشیل ہارمونیم فیکٹري نمبر ۱۰/۳ لوور چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory N.o 10/3 Lover Chitpur Road Calcutta

عجیب و غریب مالش

اس کے استعمال سے کھوئي ہوئي قوت پھر دو بارہ پیدا ہوجاتي ہے - اسکے استعمال میں کسی قسم کي تکلیف نہیں ہوتي - مایوسي مبدل بخوشي کر دیتي ہے قیمت فی شیشي دو روپیہ چار آنہ علاوہ محصول ڈاک -

HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمال سے بغیر کسي تکلیف اور بغیر کسي قسم کي جلد پر داغ آنے کے تمام روئیں اڑ جاتي ھیں - قیمت تین بکس آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک -

آر - پي - گھوش

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road, Calcutta.

سنکاري فلوٹ

تین سال کي گارنٹي

بہترین اور سریلي آواز کي ہارمونیم سنگل ریڈ C سے تک C یا F سے F تک

قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ

ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ

اسکے ماسوا ہر قسم اور ہر صفت کا ہرمونیم ہمارے یہاں موجود ہے -

ہر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگي آنا چاھیئے -

R. L. Day.
34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ کار

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سي - داس کا ایجاد کردہ - آرام سہائے جو مستورات کے کل امراض کے لیے تیر بہدف ہے ، اسکے استعمال سے کل امراض متعلقہ مستورات دفع ہوجاتي ہے ، اور نہایت ہي مفید ہے - مثلاً ماہوار نہ جاري ہونا - دفعتاً بند ہو جانا - کم ہونا - بے قاعدہ آنا - تکلیف کے ساتھ جاري ہونا - متواتر یا زیادہ مدت تک نہایت زیادہ جاري ہونا - اس کے استعمال سے بانجھ عورتیں بھي باردار ہوتي ھیں -

ایک بکس ۲۸ گولیوں کي قیمت ایک روپیہ -

سوا تسہائے گولیاں

یہ دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بہدف کا حکم رکھتي ہے - کیسا ہي ضعف کیوں نہ ہو اسکے استعمال سے اسقدر قوت معلوم ہوگي جوکہ بیان سے باہر ہے - شکستہ جسموں کو از سرنو طاقت دیکر مضبوط بناتي ہے ، اور طبیعت کو بشاش کرتي ہے -

ایک بکس ۲۸ گولیوں کي قیمت ایک روپیہ

Swasthasahaya Pharmacey,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

سلوائٹ

اس دوا کے استعمال سے ہرقسم کا ضعف خواہ اعصابي ہو یا دماغي یا اور کسي وجہ سے ہوا ہو دفع کردیتي ہے ، اور کمزور قوی کو نہایت طاقتور بنا دیتي ہے - کل دماغي اور اعصابي اور دلي کمزوریونکو دفع کرکے انسان میں ایک نہایت ہي حیرت انگیز تغیر پیدا کردیتي ہے - یہ دوا ہر عمر والے کے واسطے نہایت ہی مفید ثابت ہوئي ہے - اسکے استعمال سے کسي قسم کا نقصان نہیں ہوتا ہے سوائے فائدہ کے

قیمت في شیشي ایک روپیہ

S. C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street, Calcutta.

جام جہــاں نمــا

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھرکی کسی ایک زبانمیں دکھلا دو تو

ایک هــزار روپیــه نقد انعــام

ایسی کارآمد ایسی دلفــریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے - یــہ کتاب خرید کرگویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کر لیے اس کتاب سے موجودہ زبانیں سیکھہ لیجے - دنیا کے تمام ہر مسئلہ راز حاصل کر لیجے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتابخانہ) کو مول لے لیا - ۔

— * —

هر مذهب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعه

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعات - علم هئیت - علم بیان - علم عــروض - علــم کیمیا - علــم بــرق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - کیان سروہ قیافہ شناسی اهل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ هر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے هی دلمیں سرور آنکھونمیں نور پیدا هو بصارت کی آنکھیں وا هوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشهور ادمی انکے عهد بعهد کے حالات سوانحعمری: و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے هر موسم کیلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فهرست ' انکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بهی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا بروــے انشاپردازی طب انسانی جسمیں فن طب کی بڑی بڑی کتابونکا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج هاتهی ' شتر ' گائے بهینس ' گھوڑا ' گدھا بھیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ جانورونکی تمام بیماریونکا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندونکی دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکمونکے قوانین کا جوهر (جن سے هــر شخص کو عموماً کام پــڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹــری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالــک کی بولی هر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی هیں آج هی وهاں جاکر روزگار کر لو اور هر ایک ملــک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفــر کے متعلق ایسی معلومات آجتــک کہیں دیکھی نــہ سنی هونگی اول هندوستان کا بیان ہے هندوستان کے شہرونکے مکمل حالات وهاں کی تجارت سیر گاهیں دلچسپ حالات هر ایک جگــہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے هیں اسکے بعد ملک برهما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روبی واقع ملک برهما) کے تحقیق شدہ حالات وهاں سے جواهــرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تهوڑے هی دنوں میں لاکھہ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی هیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفــر کا بالتشریح بیان ملــک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصــر - افــریقہ - جاپان - آسٹریلیا - هر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وهانکی درسگاهیں صنعتی کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفــر کا مفصل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھہ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے هوــے طبیعت باغ باغ هو جاــے دماغ کے کواڑ کھلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

تصویر دار گھڑی

گارنــٹی ۵ سال قیمت صرف چھہ روپے

ولایت والوں نے بهی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی هوئی ہے - جو هر وقت آنکھہ مٹکاتی رهتی ہے ' جسکو دیکھکر طبیعت خوش هو جاتی ہے - ڈائل چینی کا ' پرزے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت درست ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر درست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو همارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھہ روپیہ -

آٹھہ روزہ واچ

گارنــٹی ۸ سال قیمت ٦ چھہ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھہ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار هیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے هیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھہ روپے - زنجیر سنہــری نہایت هی خوبصورت اور بکس همراہ مفت -

چاندی کی آٹھہ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھہ روزہ واچ - جو کلائی پر بندھ سکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور هر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ' ابهی ولایت سے بنکر همارے یہاں آئی هیں - نہ دیا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لیمپ رات کو اپنی جیب میں یا سرهانے رکھلو جسوقت ضرورت هو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندهیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر هو فوراً لیمپ روشن کر کے خطرہ سے بچ سکتے هو - یا رات کو سوتے هوئے ایکدم کسیوجہ سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم هوگی قیمت ا معہ محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی هوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے همارے یہاں سے هر قسم کی گھڑیاں ' کلاک اور گھڑیونکی زنجیراں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی هیں ' اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اکٹھا مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیجے -

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقــام توهانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA S. P. Ry. (Punjab)

علمی ذخیـــرہ

(۱) - مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا و علما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرو آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراے متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلی درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراے اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۳۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کریٹکل اکسپوزیشن آف دی پاپولر جہاد " کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یوروپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے - قرآن ' حدیث ' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم ۲۱۴ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زرتشت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور ریفارمر کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی لا ثانی تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور اُن کے ملکی ' مالی ' فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمی - امام عبدالوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار کا ترجمہ جس میں ابتداے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے اواسط ایام تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زرین اقوال مذکور ہیں - مترجمہ مولوی عبد الغنی صاحب وارثی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) - آثار الصنادید - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی عمارات اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی ریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) - قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسنین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھہ عربی و فارسی میں بھی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی ہے - اس کے آخیر میں ہندی عروض و قافیہ کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں ' اور اس کو شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ

(۱۰) میڈیکل جیورس پروڈنس - یعنی طب متعلقہ مقدمات فوجداری ہے - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۹ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن ہند - موسیو گستاولیبان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جسقدر اقوام گذرے ہیں اُن کی تاریخ ' تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھہ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ

(۱۳) - داستان ترکتازان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلی کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے - حجم (۲۰۵۹) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۹ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب وفیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہا و محدثین و مورخین و سلاطین و حکما و وزرا و شعرا و اطبا وغیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم موسیو ڈی سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کردیا ہے - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلی - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارڈ کپلنگ کی کتاب دی جنگل بک " کا ترجمہ - مترجمہ مولوی ظفر علی خان بی - اے جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) وکرم اروسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراما لیل کا ترجمہ - مترجمہ مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھہ ساتھہ قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) اسمر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحہ - قیمت سابق ۹ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں ' اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) الہیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلی نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اکبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھہ مصنف کا نام سنہ وفات - کیفیت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شایق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملة والدین امیر عبد الرحمن خان غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلی - حجم (۵۹۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) معان ایران - مسٹر شوسٹر کی مشہور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشیا " کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ -

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 14 MCLEOD STREET, CALCUTTA

[6]

اطلاع

اگر معاونین الہلال کوشش کرکے الہلال کیلیے دو ہزار نئے خریدار پیدا کرسکیں جو آٹھ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الہلال کا مالی مسئلہ بغیر قیمت کے بڑھاے حل ہو جائیگا - منیجر

شہبال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ - جو خاص دار السلطنت سے ترکی زبان میں نکلتا ہے - ادبی - سیاسی - علمی اور سائنٹفک مضامین سے پر ہے - گرافک کے مقابلہ کا ہے - ہر صفحہ میں تین چار تصاویر ہوتے ہیں - عمدہ آرٹ کاغذ نفیس چھپائی اور بہترین تالیف کا نمونہ - اگر ترکونئے انقلاب کا زندہ تصویر دیکھنا منظور ہو تو شہبال ضرور منگائیے - ملنے کا پتہ :

پوسٹ آفس حرم تک نمبر ۹ نمبر ۱۰ نمبر ۱۲

Constantinople - استانبول

ایک سنیاسی مہاتما کے دو نادر عطیئے

حبوب مقوی — جن اشخاص کی قوی زائل ہوگئے ہوں وہ اس گولی کا استعمال کریں - اس سے ضعف خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا کسی اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہوجاتا ہے - دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتی ہے - تمام دلی دماغی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کرکے انسانی ڈھانچہ میں معجزنما تغیر پیدا کرتی ہے - قیمت ۵۰ گولی صرف پانچ روپیہ -

منجن دندان — دانتوں کو موتیوں کیطرح آبدار بناتا ہے - امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے - ہلتے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے - دانت نکلتے وقت بچے کے مسوڑھوں پر ملا جاوے تو بچہ دانت نہایت آسانی سے نکالتا ہے - منہہ کو معطر کرتا ہے - قیمت ایک ڈبیہ صرف ۸ آنہ -

تریاق طحال — تپ تلی کیلیے اس سے بہتر شاید ہی کوئی دوائی ہوگی - تپ تلی کو بیخ و بن سے نابود کرکے بتدریج جگر اور قوی کی اصلاح کرتا ہے - قیمت فی شیشی ۱ روپیہ ۴ آنہ -

ملنے کا پتہ - جی - ایم - قادری اینڈ کو - شفاخانہ حمیدیہ منڈیالہ ضلع گجرات پنجاب

ہندوستانی دوا خانہ دہلی

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو مہتم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھہ بہت مشہور ہوچکا ہے - صدہا دوائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسی کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار' صفائی' ستھرا پن' ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :

ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -

فہرست ادویہ مفت، (خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی دوا خانہ دہلی

الہلال کی ششماہی مجلدات قیمت میں تخفیف

الہلال کی شش ماہی مجلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو' اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کردی گئی ہے -

الہلال کی دوسری اور تیسری جلد مکمل موجود ہے - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا فہم فیصلہ کر چکا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھہ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں -

(منیجر)

جہان اسلام

یہ ایک ہفتہ وار رسالہ عربی ترکی اور اردو - تین زبانوں میں استنبول سے شایع ہوتا ہے - مذہبی سیاسی اور ادبی معاملات پر بحث کرتا ہے - چندہ سالانہ ۸ روپیہ - ہندوستانی اور ترکوں سے رشتۂ اتحاد پیدا کرنیکے لیے ایک ایسے اخبار کی سخت ضرورت ہے اور اگر اسکے توسیع اشاعت میں کوشش کی گئی تو ممکن ہے کہ یہ اخبار اس کمی کو پورا کرے

ملنے کا پتہ ادارۃ الجریدہ فی المطبعۃ العثمانیہ چنبرلی طاش نمبرہ صندوق البوستہ ۱۷۳ - استانبول

Constantinople

اڈیٹر الہلال کی رائے

(نقل از الہلال نمبر ۱۸ جلد ۴ صفحہ ۱۵ [۳۶۱]

میں ہمیشہ کلکتہ کے یورپین فرم جیمس مرے کے یہاں سے عینک بناتا ہوں - اس مرتبہ مجھے ضرورت ہوئی تو مجبوراً - ایم ان - احمد - اینڈ سنز [نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ کلکتہ] سے فرمایش کی - چنانچہ دو مختلف قسم کی عینکیں بنا کر انہوں نے دی ہیں' اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح بہتر اور عمدہ ہیں اور یورپین کارخانوں سے مستغنی کردیتی ہے - مزید برآں مقابلۃً قیمت میں بھی ارزاں ہیں' کام بھی جلد اور وعدہ کے مطابق ہوتا ہے -

[ابو الکلام آزاد ۲ مئی سنہ ۱۹۱۴]

صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمانے پر ہمارے لائق و تجربہ کار ڈاکٹروں کی تجربہ سے اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی ارسال خدمت کی جائیگی - اسپر بھی اگر اپکے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دی جائیگی -

عینک نکل کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک - عینک رولڈ گولڈ کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۶ روپیہ سے ۱۲ روپیہ تک عینک اسپشل رولڈ گولڈ کمانی مثل اصلی سونے کے' ناک چوڑی خوبصورت حلقہ اور شاخیں نہایت عمدہ اور دبیز مع اصلی پتھر کے قیمت ۱۵ - روپیہ محصول وغیرہ ۲ آنہ -

ایم - ان - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گھڑی - نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی - کلکتہ

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی
احمد محی الدین ابو الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۵ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۹ رجب ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta: Wednesday, June, 24. 1914.

دار الفنون قسطنطنیہ کے طلبا اور مدارس خارجیہ کا فٹ بال میچ
جو گذشتہ منگل کو میدان جامع احمد میں ہوا

تار کا پتہ ادرشہ

ادرشہ نیٹنگ کمپنی

— :*: —

یہ کمپنی یہی چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں ایک کٹنگ (یعنے سپاری تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسی مشین دیگی جسمیں گنجی تیار ہوگی جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوئے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - آپکا روا نہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

---

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

— :*: —

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

مس لکشم کماری دیوی - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہوار اپنی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

---

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپنی کو میں جانتا ہوں - یہ کمپنی اس وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ لوگ صنعت و مشقت کریں - یہ کمپنی نہایت اچھی کام کر رہی ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتی ہے - اسکے ماسوائے کم قیمتی مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکی مدد کریں -

---

چند مستند اخبارات ہند کی رائے

— * —

بنگالی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمایش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھی ہے - صنعت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزوں سے سر مو فرق نہیں -

انڈین ڈیلی نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

حبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کردیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے -

نرسم سول کورٹ روڈ سنکالیل -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا

ادرشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۶ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

مدیر مسئول و رئیس القلم تحریر
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
14 MC Leod Street.
CALCUTTA
Yearly Subscription Rs 8
Half yearly „ 4-12

نمبر ۲۵ — کلکتہ چہار شنبہ ۲۹ رجب ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴
Calcutta Wednesday, June, 24 1914.

اطلاع

معاونین کرام الہلال

جن حضرات نے ششماہی قیمت گذشتہ جنوری میں دی تھی یا گذشتہ سال کے جولائی سے سال بھر کیلیے خریدار ہوے ہیں، انکا حساب جون میں ختم ہوگیا ہے - جولائی کا پہلا پرچہ انکی خدمت میں وی پی کیا جاتا ہے - یا خود انہیں بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیج دینی چاہیے -

الحمد للہ کہ الہلال کے دوستوں کا عہد محبت بہت محکم و استوار ہے، اور وہ جس ایک مرتبہ سمجھاتا ہے وہ بہت کم ٹوٹتا ہے - انکا رشتہ محض کاغذ و سیاہی کی خرید و فروخت کا نہیں ہے جسکی کبھی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی ضرورت نہیں ہوتی - دل کے زخموں اور جگر کے داغوں کیلیے بہار و خزاں اور امسال و پار سب برابر ہیں !

سخن طرازی و دانش ہنر نظری ہست
قبول دوست مگر نالۂ حزین کردند !

تا ہم ایسے موقعہ پر کہ قیام الہلال کا مسئلہ پیش نظر ہے اور توسیع اشاعت کیلیے احباب کرام سعی فرما رہے ہیں، خریداران قدیم کو بھی اگر انکے فرض کی طرف توجہ دلائی جاے تو غالبا ناموزوں نہو گا - جن حضرات کی پچھلی قیمت ختم ہوگئی ہے، انکا آئندہ کیلیے خریدار رہنا بالکل ویسی ہی اعانت ہوگی جیسے الہلال کی مالی دقتوں کے رفع کرنے کیلیے نئے خریداروں کا بہم پہنچانا - بلکہ اس سے بھی زیادہ -

ان حضرات کی خدمت میں جولائی کا دوسرا پرچہ وی - پی - جائیگا - امید ہے کہ وہ وصول فرمائینگے - بصورت دیگر اس اطلاع کو دیکھتے ہی ایک کارڈ لکھدینگے کہ وی - پی - نہ بھیجا جاے -

مسئلہ قیام الہلال

بکثرت تحریرات اسکے متعلق جمع ہوگئی ہیں جن میں سے صرف ایک دو شائع کردی جاتی ہیں - سب کیلیے گنجایش نکالنا مشکل ہے - توسیع اشاعت کے علاوہ سب سے زیادہ زور اضافۂ قیمت پر دیا جاتا ہے - بزرگان کرام اور احباب مخلصین کی اس نوازش بیکراں کا نہایت ممنون و متشکر ہوں - انشاء اللہ جولائی کے دوسرے نمبر میں تمام رایوں کا خلاصہ پیش کرنے کی کوشش کرونگا - و نسال اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان یہدینا سواء السبیل -

" زمیندار "

" زمیندار " کی اپیل کا فیصلہ ہوگیا - نامنظور ہوئی - آئندہ تفصیل کے ساتھہ واقعات مقدمہ پر نظر ڈالی جائیگی -

مسٹر تلک کی رہائی

مسٹر تلک کی رہائی کے متعلق مختلف افواہیں مشہور تہیں مگر سب غلط نکلیں، اور وہ ۱۷ جون کو ۱۲ بجکے ۲۵ منٹ پر رہا کردیے گئے -

مسٹر تلک کا بیان ہے کہ رہائی کی خبر ان تک نے مخفی رکھی گئی - ۱۸ سنہ حال نرم دو شنبہ کو دو پہر کے وقت وہ مانڈلے سے روانہ ہوے اور دوسرے دن صبح کو رنگون پہنچگئے - اسی وقت آئی - آر - ایم - اسٹیمر میں بٹھاے گئے اور وہ مدراس روانہ ہوگیا -

مدراس کے سفر میں ۸ دن لگے - ۱۵ ماہ حال کو شب کے وقت جب جہاز سے اترے تو ایک مخصوص ٹرین تیار تھی - اسمیں بٹھاے گئے اور ٹرین پونا روانہ ہوئی - اس سفر میں پولیس کا ایک محافظ دستہ ہمراہ تھا - ٹرین پونا کے بدلے منسبر میں ٹہری جو پونا سے دو میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا اسٹیشن ہے - یہاں مسٹر گائڈر اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس، ایف سی - آئی - ڈی ایجنٹ، اور دو اور افسر موجود تھے جنہوں نے انہیں موٹر میں بٹھاکے گھر تک پہنچا دیا -

مسٹر تلک کی صحت اچھی ہے - قیام مانڈلے میں انہوں نے اپنا وقت زیادہ تر مطالعہ و تصنیف میں صرف کیا - چنانچہ علم ہیئة قدیم پر ایک کتاب تین جلدوں میں لکھی ہے جو ہنوز ناتکمل ہے -

انڈین ڈیلی نیوز اف انڈیا کو معلوم ہوا ہے کہ وہ پہلے انگلستان جائینگے اور ایک مقدمے کی اپیل کے متعلق وکلاء کو ہدایات دینگے جو پریوی کونسل میں دائر ہے - اسکے بعد جرمنی میں چند سال قیام کرینگے، اور وہاںسے آکر اپنی بقیہ زندگی تصنیف و تالیف میں صرف کردینگے -

لیکن اگر مسٹر تلک اب بھی وہی مسٹر تلک ہیں جیسا کہ انہوں نے دنیا کو یقین دلایا تھا تو ہمیں اس توقع کے ماننے میں تامل ہے، اور اگر سچ نکلے تو افسوس :

اعتبار حرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے آور دوں گند یاں سزا کے بعد !

" البـــلاغ "

یکم جولائی سنہ ۱۹۱۴ ع سے ایک ماہوار رسالہ " البلاغ " دارالریاست مالیر کوٹلہ پنجاب سے زیر ایڈیٹری مہدی حسن صاحب شائع ہوگا - جسمیں قومی، مذہبی، اخلاقی، سوشل اور تعلیمی مضامین درج ہوا کرینگے - نصف حجم عالم نسواں کی اصلاح تعلیم اور حمایت حقوق کے لیے وقف ہوگا - اسکے کاغذ، اعلیٰ لکھائی اور اعلیٰ چھپائی کا خاص التزام کیا گیا ہے - چندہ ۴ روپیہ سالانہ - حجم ۲۴ صفحہ - تقطیع ۲۰ × ۲۶ - درخواست کے ساتھہ چندہ پیشگی وصول ہونے یا وی - پی کی اجازت موصول ہونے پر جاری ہوسکیگا - نمونہ کا پرچہ ۲ - آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیے -

تمام درخواستیں بنام مینیجر " البلاغ پور ہاؤس مالیر کوٹلہ " آنی چاہئیں -

شذرات

خاتمہ جلد چہارم

اللہم لا تجعلنا بنعمتک مستدرجین ! و لا بثناء الناس مغرورین ! و لا من الدین با لمون الدنیا بالدین ! و صل و سلم علی رسولک و حبیبک خاتم النبیین ! و علی الہ و صحبہ اجمعین ! !

رہروان را خستگی راہ نیست
عشق خود راہست و ہم خود منزل ست !

الہلال کی چوتھی جلد کا یہ آخری رسالہ ہے - آئندہ نمبر سے پانچویں جلد یعنی تیسرے سال کی پہلی شش ماہی شروع ہوگی - فالحمد للہ الذی ہدانا لہذا و ما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ !

ہم کو اس سفر میں نکلے ہوئے پورے دو سال ہو گئے - ضروری تھا کہ ایک مرتبہ الہلال کے گذشتہ دو سالہ سوانح و حالات پر تفصیلی نظر ڈالی جاتی ' اور غور کیا جاتا کہ تلاش مقصود اور طی منازل میں ابتک اس کا کیا حال رہا ہے ؟ طلب و حرکت میں رہا یا تعب و جستجو میں ؟ استقامت و جہد سعی رہی یا تزلزل و قناعت ؟ سیر مقصود قطع راہ و نظارۂ منازل میں کامیاب ہوا یا محض تلاش راہ ہی میں تمام ہمت بادیہ پیمائی صرف ہو گئی ؟

اسکا سفر گو فی الحقیقت ایک ہی مقصود اصلی کی تلاش میں تھا جو اسکے تمام کاموں پر حاوی ہے ' لیکن وقت کی ضرورتوں اور آرزوں کی وسعت نے ضمناً اور بھی بہت سے مقاصد اسکے ساتھہ کر دیے تھے -

(تعدد مقاصد و نتائج)

اس نے ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیہ کے احیاء اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اعلان کے ساتھہ متعدد علمی اور ادبی اغراض کا بار بھی اپنے اوپر لے لیا تھا ' اور وہ ملک کے سامنے اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات کے ساتھہ اعلی و اکمل مذاق کا ایک ہفتہ وار رسالہ بھی پیش کرنا چاہتا تھا - پس اگر اسکے اصلی مقصد دینی اور دعوۃ اسلامی کو بالکل علحدہ کر دیا جائے ' قوم کے مذہبی افکار و اعمال اور سیاسی آراء و معتقدات میں جو عظیم الشان تغیرات و انقلابات ہوے ہیں ' انسے بالکل قطع نظر کرلی جائے ' اور محض اس لحاظ سے دیکھا جائے کہ یورپ کے ترقی یافتہ پریس کے نمونے پر وہ اردو کا ایک ادبی ' علمی ' سیاسی ' اور مذہبی رسالہ ہے ' جب بھی اس دو سال کے اندر اسکے کاموں کا ذخیرہ اسقدر وسیع ہے کہ نقد و نظر کیلیے ایک بہت بڑا میدان باقی رکھتا ہے ' اور یہ سوال سامنے آتا ہے کہ اردو علم ادب اور قوم کے عام ادبی و علمی مذاق پر اسکے وجود نے کس قسم کا اثر پڑا ؟ اور ان شاخوں میں اسکا سفر ابتک کس قدر راہ طے کرسکا ؟ وقت و حالات کے مقابلے میں اسکی مقدار امید افزا ہے یا مایوسی بخش ؟

(اردو پریس الہلال سے پہلے)

ہندوستان میں پریس کی اشاعت و ترویج پر ایک صدی سے زیادہ زمانہ گذر چکا ہے - سنہ ۱۷۹۸ کی چھپی ہوئی کتاب میرے پاس موجود ہے - اس عرصے میں صدہا اخبارات و رسائل اردو زبان میں نکلے ' اور نئی تعلیم کی اشاعت نے نئے قسم کے کاموں کا ذوق بھی ایک بڑے وسیع حلقہ میں پیدا کر دیا - لیکن یہ کیسی عجیب بات ہے کہ پورے سو برس کے اندر ایک چھوٹی سے چھوٹی مثال بھی اسکی نہیں ملتی کہ یورپ کے ترقی یافتہ نمونے پر کوئی عمدہ ہفتہ وار رسالہ یا اقلاً ماہوار میگزین ہی اردو میں نکالا گیا ہو ' اور اسکی ایک نا کام کوشش ہی چند دنوں کیلیے کی گئی ہو !

روزانہ اخبارات پر بھی مسلمانوں کو توجہ نہ ہوئی - زیادہ تر دو ہی قسم کے اخبار نکالے گئے اور انہی پر سب نے قناعت کرلی - یا تو ماہوار علمی و ادبی رسائل نکلے جن میں سے رسالۂ حسن حیدرآباد اور پادری رجب علی کے پنجاب ریویو کو مستثنی کردینے کے بعد اکثر کی ضخامت تیس چالیس صفحہ سے زیادہ نہوتی تھی ' یا پھر ہفتہ وار اخبارات نکلے جو زیادہ تر پنجاب سے شائع ہوے اور دو چار پریسوں نے ہفتہ میں دو بار نکالدے کی بھی کوشش کی -

پھر انکا بھی یہ حال تھا کہ یورپ کے پریس کی کوئی صحیح تقسیم پیش نظر نہ تھی کبھی ہفتہ وار سے روزانہ کی تار برقیوں اور دنیا بھر کی خبروں کے انتخاب کر دینے کا کام لیا جاتا تھا ' اور کبھی ان میں ہفتہ وار جرنل اور میگزینوں کی تقلید کرکے چند تاریخی مضامین لوگوں سے لکھوا کر شائع کر دیے جاتے تھے یا خریداروں کی دلچسپی کیلیے کوئی ناول شروع کردیا جاتا تھا - سب سے بڑی چیز خود ایڈیٹر یا ایڈیٹوریل اسٹاف کی تلاش و محنت ہے - مگر اردو پریس میں یہ چیز ہمیشہ مفقود رہی - ایڈیٹری کا مفہوم اس سے زیادہ نہ تھا کہ باہر کی بھیجی ہوئی مراسلات کو ایک ترتیب خاص کے ساتھہ کاتب کو دیدیے جانا ' اور جب صفحات ختم ہوجائیں تو ابتدا میں ایک دو کالم لکھکر شائع کردینا - یہی حال ہفتہ وار اخبارات کا تھا اور یہی ماہوار رسائل کا - مجھے ایسے اخباروں اور رسالوں کا حال بالکل معلوم نہیں جنمیں خود ایڈیٹر یا ایڈیٹوریل اسٹاف اول سے لیکر آخر تک مضامین لکھتا ہو یا خاص اہتمام سے لکھوائے جاتے ہوں - اخبار اور رسالے کا ایک ادبی یا علمی معیار ابتدا سے قائم کرلینا اور پھر صرف انہی چیزوں کو درج کرنا جو اسکے مطابق ہوں ' اسکا تو شاید خیال بھی بہت کم لوگوں کو ہوا ہوگا - (تہذیب الاخلاق اس بحث سے مستثنی ہے)

یورپ میں " ہفتہ وار رسائل " پریس کا ایک خاص درجہ ہے - انکے مختلف ابواب ہوتے ہیں اور ہر باب کا ایک موضوع خاص - مراسلات سے اگر مقصود ایڈیٹوریل اسٹاف کے علاوہ دیگر ارباب قلم کے مضامین ہوں تو ان میں سے بھی صرف وہی لیے جاتے ہیں جو ان ابواب کے متعلق ہوتے ہیں ' لیکن اسکا کوئی نمونہ ابتک اردو پیش نہیں میں کیا گیا تھا - اس بارے میں مصر و شام کی حالت بھی مثل ہندوستان کے ہے ' گو روزانہ اخبارات اور ماہوار رسائل میں تدریجا آگے ہے -

(الہلال)

پس جو کام پوری ایک صدی کی حیاۃ طباعۃ و صحافۃ میں کوئی بڑی سے بڑی جماعت اور کمپنی بھی شروع نہ کرسکی ' اسے الہلال نے متوکلاً علی اللہ محض ایک فرد واحد کے دل و دماغ اور شخصی اسباب و وسائل کے ساتھہ یکا یک شروع کر دیا ' اور اس حالت میں شروع کیا کہ نہ تو سرمایہ کیلیے کوئی مشترکہ کمپنی تھی ' نہ انتظام و ادارہ کیلیے کوئی جماعت - نہ تو ایڈیٹوریل اسٹاف کیلیے اہل قلم کی اعانت میسر تھی ' اور نہ ملک میں ارباب تصنیف و تالیف کا کوئی ایسا گروہ موجود جو یورپ کی طرح اعلی درجہ کے مقالات و تراجم سے مدد دینے کیلیے مستعد و اہل ہو - اس نے ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے اس پریس کی

تقلید کرنی چاہي جو دو دو پاونڈ سالانہ قیمتوں کے دینے والے بیس بیس ہزار خریدار رکھتا ہے ' اور ترتیب مضامین و کثرت مواد اور تنوع مذاق و معلومات کے لحاظ سے ان رسائل کا مقابلہ کرنا چاہا جنکي طیاري ارباب علم و تصنیف کي بڑي بڑي جماعتوں کے ہاتھہ سے ہوتي ہے ' اور رسالے کے ایک ایک باب اور ایک ایک کالم کیلیے ایک ایک ایڈیٹر مخصوص ہوتا ہے - تاہم ابناے ملت کی عام حالت نے اجازت نہ دي کہ وہ قیمت کی مقدار میں بھی یورپ کی تقلید کرتا ' اور نہ ملک کے قحط الرجال اور افلاس علم و مذاق نے اسکا موقعہ دیا کہ وہ اپنے کسی معین و مددگار گروہ کو اپنے ساتھہ دیکھتا - ایک ہی وقت میں ' ایک ہی قلم سے خالص دینی افکار و جذبات کے مباحث و مقالات بھی لکھے جاتے تھے ' سیاسي مسائل و معاملات پر بھي بحث ہوتي تھی ' ادبی و انشائي مضامین بھی ترتیب پاتے تھے - علمی ابواب و تراجم کی بھی فکر کي جاتی تھي ' اور ان سب میں اپنے انداز مخصوص اور معیار کار کا قائم رکھنا بھي ضروري تھا -

پھر ایک خاص مقصد دینی اور دعوۃ اسلامی کا اعلان بھي اسکے پیش نظر تھا ' اور اپنے سیاسی معتقدات کی وجہ سے (جو اسکے عقیدے میں اسکے خالص دینی معتقدات تھے) طرح طرح کے موانع و مصائب سے بھی ہر آن و ہر لمحہ مقصور رہنا پڑتا تھا جو بڑي بڑي با اقتدار طاقتوں کی طرف سے پیدا کی جاتی تھیں اور ہر طرح کي قوتیں انکے ساتھہ کام کر رہی تھیں - صحت سے محرومی ' قدرتی ضعف جسمانی ' زندگی کے بے شمار پیش آنے والے حوادث ' اور حیات شخصی کی عام مشکلات و ضروریات ان کے علاوہ ہیں ' اور ان سب کا بھی اگر اضافہ کردیا جاے تو فی الحقیقت اسکا وجود کاموں اور مقصدوں کے ہجوم اور اسباب و قوی کي قلت و ضعف بلکہ فقدان و عدم کے اجتماع کا ایک عجیب و غریب نمونہ تھا !

(نقــد و احتســاب نتــائج)

لیکن با ایں ہمہ اسباب تحیر و واماندگی ' الحمد للہ کہ چار شش ماہیاں اسپر گذر چکی ہیں ' اور اسکا سفر کاموں کی ہر شاخ میں بلا توقف و تامل جاري رہا ہے - پس ان تمام حالات کی بنا پر نہایت ضروري تھا کہ اس سفر کے نتائج پر پوري تفصیل و تشریح سے نظر نقد و احتساب ڈالي جاتی ' اور اندازہ کیا جاتا کہ جو کام ہندوستان کي پوري ایک صدي کی حیات طباعۃ و صحافۃ اور دور تصنیف و تالیف جدید میں شروع نہوسکا ' اسکو ایک ضعیف ارادہ ' ایک بے سروسامان آمادگی ' ایک درماندہ جد و جہد ' ایک بے اسباب و وسائل سعی و تدبیر ' ایک دائم المرض زندگی ' ایک مبتلاے آلام و موانع اقدام ' ایک مغضوب حکومت ' مبغوض امرا ' اور محصور صد اعداء و حاسدین ہستي ' غرضکہ عاجزیوں اور درماندگیوں کي ایک النجاء حقیر ' اور بے سرو سامانیوں اور بیچارگیوں کي ایک دعاء مضطر نے شروع کرکے کس حد تک پہنچا دیا ؟ اور جبکہ دنیا اور دنیا والوں کے پاس اسکے لیے کچھہ نہ تھا ' تو خدا اور خدا کی غیبي نصرت فرمائیوں اور دستگیریوں نے اسکے لیے کیا کیا ؟

بخاک راہ ارادت بروے گرد آلود
نشستہ ایم بدربوزہ تا چہا بخشند !

چنانچہ تقریباً ہر جلد کے اختتام اور نئي جلد کے فاتحۂ آغاز کے موقعہ پر ارادہ کیا گیا کہ الہـلال کی تمام گذشتہ جلدوں پر ایک تفصیلي نظر ڈالي جاے اور اسکے کاموں کي ہر ہر شاخ پر علحدہ علحدہ بحث کی جاے ' لیکن پھر خیال ہوا کہ اپنے کاموں پر خود اپنی نظر ڈالنے کی جگہ بہتر ہے کہ اسے اوروں کی نظر و راے پر چھوڑ دیا جاے - انسان کو اگر صرف اپنی نیت اور ارادہ کے احتساب کی مہلت ملجاے تو یہی بہت بڑي توفیق ہے - کاموں اور انکے نتائج کا احتساب دوسرے ہی صحیح کرسکتے ہیں - اور انھیں پر چھوڑ دینا چاہیے :

بے پردہ تاب محرمی راز ما نبود
خوں گشتن دل از مژہ و استیں شناس

چنانچہ اسی خیال کا نتیجہ ہے کہ نئی جلد کا فاتحۂ آغاز لکھتے ہوے جب کبھی الہـلال کے کاموں پر نظر ڈالي بھي گئی ' تو صرف دعوۃ دینیہ کے احیـاء ہی کا تذکرہ کیا گیا ' اور اسکے نتائج پر بھی تفصیل کے ساتھہ بحث نہیں کی گئی ' بلکہ نہایت اجمال و ایجاز کے ساتھہ اصل دعوہ کے بقا و قیام اور رفع و اشاعۃ کی طرف اشارہ کرکے کار و بار دعوت کے بعض بصائر و مواعظ مہمہ کے پیش کر دینے ہي کو کافی سمجھا گیا - حالانکہ اسکی حیثیتیں متعدد اور اسکے اثرات بے شمار تھے - وہ احیاء تعلیمات صادقۂ اسلامیہ کا داعي تھا ' اسلام کي سنت حریۃ کي تجدید اور جہاد حق و عدالۃ کی طرف بلاتا تھا ' علم و ادب اسکا موضوع خاص تھے ' طرز تحریر مقالات و انشاء فصول و رسائل میں وہ ایک اسلوب جدید اور انداز نو رکھتا تھا ' اس نے اردو فن صحافۃ کي ہر شاخ میں اپنی راہ سب سے الگ نکالي تھی ' اور اصولي باتوں سے لیکر چھوٹي چھوٹی جزئیات تک میں دوسروں کی تقلید کي جگہ وہ خود اپنا نمونہ دوسروں کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا - پس اسکے وجود کے نتائج و اثرات پر نظر ڈالنے اور ان عظیم الشان تغیرات کو شمار کرنے کیلیے جو اردو علم ادب و صحافۃ میں اس دو سال کی اقل قلیل مدت کے اندر ظاہر ہوئے ' کاموں کی متعدد شاخیں سامنے آتي تھیں - تاہم ہم نے اس داستان طویل کو کبھي بھی نہ چھیڑا اور صرف اسکے مقصد اولی کے تذکرہ ہی پر اکتفا کیا -

آج بھی کہ بحمد للہ و بعونہ چوتھی جلد کا اتمام اور نئی جلد کا اقدام درپیش ہے ' ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ وارفتن دوام کا روے عزیز اس صحبت میں ضائع کریں - علی الخصوص اس وجہ سے بھی کہ اگر یہ حکایت شروع کی گئی تو قدم قدم پر ایسے مواقع پیش آئینگے جنھیں فخر و ادعا کی آمیزش سے بچانا مشکل ہوگا ' اور نہ غذاے مہلک نفس حریص کو جسقدر بھی کم میسر آے بہتر ہے -

(حـاصـــل گـذارش)

ہم کو اپنے سفر میں نکلے ہوے دو سال ہوگئے - ہمارا سفر تاریکی میں نہ تھا ' بلکہ دوپہر کی روشني میں تھا اور دنیا اسے دیکھہ رہی تھي - ہم اگر حرکت میں رہے ہیں تو اسپر پردہ نہیں پڑا ہے ' اور اگر جمود و غفلت میں تھوڑے کے تھوڑے رہگئے ہیں تو وہ بھي کوئی راز نہیں ہے - اگر اپنے سفر کا کچھہ حصہ طے کرسکے ہیں تو دیکھنے والے اسکي شہادت دیسکتے ہیں ' اور اگر راہ کي دشواریوں سے واماندہ رہگئے ہیں تو ہمت کا تزلزل اور قدم کي لغزش بھي برسر بازار ہے - متاع بالکل نئي تھی ' اور اپنے سفر کیلیے خود ہی ایک نئي راہ نکالی گئی تھي - نہ تو ہمارے سامنے نمونہ تھا اور نہ کوئی راہنمائی کی مادي روشنی :

لب خشک رفت و دامن پرہیز نہ کرد
زاں چشمۂ کہ خضر و سکندر وضو کنند

قوموں اور جماعتوں میں انقلاب و تغیر کي دعوتوں کے نفوذ کا کام ایک ایسا دشوار گذار سفر ہے کہ اگر قرنوں کي بادیہ پیمائي اور تگ و دو کے بعد سلامتي کا ایک قدم بھي طے ہوجاتا ہے ' تو اس کی کامیابی رشک انگیز اور اسکی فتح مندي جشن و نشاط کی مستحق ہوتی ہے - ایک ٹوٹی ہوئي دیوار کو گرا کر

نئی دیوار کے بنانے کیلیے کس قدر سامان اور وقت مطلوب ہوتا ہے ؟ پھر ان لوگوں کیلیے تو وقت کا کوئی سوال ہی نہ ہونا چاہیے جو معتقدات و اعمال کی ایک پوری آبادی کو بدلدینا چاہتے ہوں ' اور صرف کسی دیوار او ر محراب ہی کو نہیں بلکہ شہر کی تمام عمارتوں کو از سر نو بنانے کے آرزو مند ہوں !

کتنے ہی عظیم الشان ارادے اور اولو العزم ہمتیں ہیں جنہوں نے اس فکر میں حسرت و آرزو کے سوا کچھہ نہ پایا ' اور کتنے بڑے بڑے قافلے ہیں جو اس تلاش میں اس طرح گم ہوگئے کہ پھر انکی کوئی خبر دنیا نے نہ سنی ؟

میپرس رہ کہ ز سر ہاے رہروان حرم
نشانہاست کہ منزل بمنزل افتادست

پس اسکا تو ہمیں دعوا نہیں ہے کہ ہم نے اس تھوڑی سی مدت میں اپنے سفر کا بڑا حصہ طے کرلیا اور منزل مقصود کے قریب پہنچ گئے ' کیونکہ منزل تک پہنچنے کا ان لوگوں کو کچھہ اختیار نہیں دیا گیا ہے جو اسکی تلاش میں نکلنا چاہتے ہیں - البتہ ہمارا ضمیر مطمئن ہے کہ ہم نے سفر کا اعلان کیا تھا ' او الحمد للہ کہ پیہم سفر ہی میں رہے ' اور اگر اس منزل مقصود سے قریب تر نہ ہوے جہانتک ہمیں پہنچنا ہے ' تو اس منزل سے بعید تر تو ضرور ہوگئے جہاسے ہم نے سفر شروع کیا تھا - اس راہ کے مسافر کیلیے اتنی کامیابی کافی ہے - یہاں صرف منزل تک پہنچنے کا خیال ہی مقصود نہیں ہوتا بلکہ منزل کی جستجو میں چلتے رہنا بھی کم از حصول مقصود نہیں -

رہروان را خستگی راہ نیست
عشق خود راہست و ہم خود منزل ست !

ہم کو اپنے کاموں کی خوبی کا دعوا نہیں ہے ' لیکن جن حالات اور جن بے سرو سامانیوں میں کام کر رہے ہیں اسکے لیے داد طلب ضرور ہیں - وہ بھی انسانوں سے نہیں کیونکہ ادم کی اولاد کو سچائی کی عدالت نہیں دی گئی ہے - وہ اچھے کو کھوٹے سے اور اعلی کو ادنی سے پرکھنے میں ہمیشہ عاجز رہی ہے - البتہ : انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ ' و اعلم من اللہ ما لا تعلمون

بعض ضروری مطالب اس موقعہ پر بالاختصار ظاہر کرنے تھے جنکے عرض کرنے کی شاید فاتحۂ جلد پنجم لکھنے وقت توفیق ملے - محنت کا معاوضہ خود محنت ہے اور مرض کو صرف اسی معاوضہ کیلیے کرنا چاہیے جو خود مرض کے وجود میں رکھدیگئی ہے - کام کرنے والوں کے داد و تحسین کی اصلی جگہ خود انہیں کے اندر ہے - اپنے سے باہر تلاش کرنا لا حاصل ہے - اگر سلامتیِ نیت اور حسن ارادہ کے ساتھہ کوئی خدمت بن آئی تو یہ اللہ کا فضل ہے ' اور اگر نیت کے کھوٹ ' نفس کی لغزش ' اور اغراض کی خباثت نے اس سے محروم رکھا تو یہ اپنا قصور ہے -

ما اصابک من حسنة	جو بھلائی اور نیکی تمہیں پیش
فمن اللہ و ما اصابک	آئی وہ اللہ کی توفیق کا نتیجہ ہے
من سیئة فمن نفسک -	اور جن برائیوں سے دو چار ہوے وہ
	خود تمہارے نفس ہی کی کرتوت ہے -

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین - والعاقبة للمتقین -

حادثۂ الیمۂ کرانچی

اس ہفتہ ہمیں اس درخواست کی نقل ملگئی ہے جو کرانچی بائسکوپ کمپنی کی فلم "عظیم" کے متعلق محمد ہاشم شاہ صاحب قریشی نے سٹی مجسٹریٹ کرانچی کی عدالت میں داخل کی ہے اور جسکی بنا پر تماشہ بالفعل روکدیا گیا ہے - ہم اسکا خلاصہ نقل کرتے ہیں - کیونکہ اس سے مزید تفصیل اس ابلیسی حملہ کی معلوم ہوگی جو اس تماشہ گاہ کے اندر دنیا کی سب سے بڑی مقدس ہستی پر کیا گیا ہے :

(۱) ملزم مسلکہ پروگرام کے بموجب اس ہفتے سے حرکت کرنے والی تصاویر دکھا رہا تھا -

(۲) پروگرام میں ایک فلم کا نام " عظیم " درج ہے -

(۳) جوتھی تاریخ کی رات کو مسمعت پکچر پیلیس میں تماشہ دیکھنے گیا جہاں اس نے وہ تصویر بھی دیکھی جسکا نام " عظیم " ہے - پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے فوجی عہدہ داروں میں سے ایک شخص مسمی عظیم کی بی بی سالکہ پر عاشق ہوجاتے ہیں اور عظیم کو لڑائی پر بھیجتے ہیں تاکہ سالکہ کو حاصل کرسکیں - " عظیم " سالکہ سے رخصت ہوکر لڑائی پر روانہ ہوتا ہے - پیغمبر اسلام (صلعم) اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو سالکہ کی پاس بھیجتے ہیں کہ وہ اسکو " عظیم " کے لڑائی میں مارے جانے کی جھوٹی خبر سنا دے - پھر عظیم کو پتہ خبر لگتی ہے کہ اسکی بی بی پیغمبر اسلام کے پاس موجود ہے - وہ انکے پاس جاتا ہے ' مگر وہ کہتے ہیں کہ سالکہ مرگئی ہے اور اسکو تسکین دیدیتے ہیں - پھر وہ (رسول اکرم) بہت سی خوبصورت عورتوں کو بلا کر " عظیم " سے کہتے ہیں کہ ان میں سے جس کو چاہو اپنی بی بی بنانے کے لیے پسند کرلو - وہ انکار کرتا ہے اور اسی پریشانی میں اپنے گھر چلا جاتا ہے - گھر کے قریب عظیم کو اطلاع ملتی ہے کہ واقعی سالکہ زندہ ہے اور (پیغمبر اسلام صلعم) کے قبضہ میں ہے - وہ غضبناک ہوکر رسول اللہ (صلعم) کی حرم میں تلوار لیکر جاتا ہے - اور اپنی بی بی کو چھڑانا چاہتا ہے - پیغمبر اسلام (صلعم) چھپ جاتے ہیں اور سالکہ کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ زہر کھالے - ایسا کرنے سے وہ انکار کرتی ہے اور " عظیم " سالکہ کے سامنے زہر پیش کرتے ہوے دیکھہ لیتا ہے - پیغمبر وہاں سے بھاگ جاتے ہیں (نعوذ باللہ) اور انکے غلام عظیم کو بیڑیاں ڈالکر قید کردیتے ہیں - بالاخر وہ کسی نہ کسی طرح نکلکر معہ اپنی بی بی کے بھاگ جاتا ہے اور ہمیشہ کے لیے ملک چھوڑ دیتا ہے -

(۴) ایسا تماشا مسلمانوں کی مذہبی محسوسات کے لیے سخت نفرت انگیز ہے - اگر رسول مقبول (صلعم) کو کسی نیک کام میں بھی تصویروں کے اندر مشغول دکھایا جاے ' جب بھی اس سے مسلمانوں کے جذبات کو صدمہ پہنچیگا - آنحضرت کو اسطرح ایک برے کام میں مشغول دکھانا سخت ہتک اسلام کی ہے -

(۵) بہت سے مسلمانوں نے جو اس وقت موجود تھے اپنی ناراضگی کا بازار بلند اظہار کیا ' لیکن کچھہ توجہ نہیں کی گئی - اس تماشہ سے سیکڑوں مسلمانوں میں جوش پیدا ہوگیا ہے - اگر اسکو فوراً بند نہ کیا گیا تو یقیناً بلوہ اور خونریزی ہوجائیگی - ایک پیر صاحب کو جو اسوقت وہاں موجود تھے' بمشکل روکا گیا ' ورنہ وہ ترکی قونصل کو مار دینے پر آمادہ تھے -

ملزم نے یقیناً دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کے بموجب ارتکاب جرم کیا ہے اور التجا کی جاتی ہے کہ اسکے ساتھہ بموجب قانون عملدرآمد کیا جاے -

(دستخط) پی ایم میک انیری وکیل استغاثہ -

(دستخط) محمد ہاشم - مستغیث کرانچی -

۲۹ رجب ۱۳۳۲ ھجری

باب التفسیر : قسم علمي

اختلاف الوان

صفحه من علم الحیوان

و من آیاته خلق السماوات و الارض و اختلاف السنتکم و الوانکم ۔ [۳۰ : ۲۱]

شاہدِ طبیعہ اور جمال کائنات کا ایک سب سے بڑا مظہر حسن ' مخلوقات و موجودات کا اختلاف الوان ہے - یعنی مختلف رنگوں کی بو قلموني اور انکے اختلاف و تناسب کی حسن آرائي - آسمان کی طرف نظر اٹھاؤ ! آفتاب کی کرنیں ' فضاء محیط کي رنگت ' ستاروں کی چمک ' چاند کي روشني ' قوس قزح کی دلفریبي ' غرضکه اوپر کی ہر نظر آنے والي شے میں رنگوں اور انکے اختلاف جمیل کا ظہور موجود ہے - خود آفتاب کي روشنی ہي سات رنگوں کا مجموعہ ہے جو قوس قزح کے مختلف اللون خطوں میں کبھی کبھی صاف صاف نظر آجاتے ہیں -

اس سے بھي بڑھکر رنگونکا ظہور زمین پر نظر آتا ہے - عالم نباتات کے اس حسن کدۂ طبیعۃ پر نظر ڈالو ' جس کا ہر ورق سرخ ایک صفحہ جمال اور ہر برگ سبز ایک پیکر دلفریبی و نظر افروزي ہے ! ان بے شمار جڑی بوٹیوں اور عام پیداوار ارضي کو دیکھو جن میں کا ہر دانہ کتنے ہی رنگوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور جنمیں سے اکثر کا نقاب انکے اصلی چہرے کی رنگت سے مختلف پیدا کیا گیا ہے !

یہ پہاڑوں کي سر بفلک دیواریں جو زمین کے مختلف گوشوں سے نکلکر دور دور تک چلي گئي ہیں ' کبھی تم نے انکی رنگتوں پر بھي غور کیا ہے ؟ کوئی سفید ہے ' کوئي سرخ ہے ' کوئی خاکي ہے ' کوئي جلی ہوئي سیاہ رنگت سے سوختہ جسم ' جو یقیناً جمال فطرۃ کا اصلي رنگ و روغن نہیں ہوسکتا !

ان سب کو چھوڑ دو ! خاک کے ذروں کو دیکھو جو تمہارے قدموں کے نیچے پا مال غفلت و غرور ہوے ہیں - ان کنکریوں اور مختلف قسم کے پتھروں کے ٹکڑوں پر نظر ڈالو ' جن سے بسا اوقات تمہارے پاے غفلت کو ٹھوکر لگنے کا اندیشہ ہوتا ہے - سمندر کی تہہ میں اتر جاؤ اور کائنات بحري کی پیداوار مخفي کا سراغ لگاؤ - اسکي تہہ میں کھڑے ہو جاؤ اور مٹھیاں بھر بھر کر اسکی ریگ و خاک کو اوپر لے آؤ ! ان تمام اشیاء و موجودات کے اندر بھی تم دیکھوگے کہ رنگوں کا نمود حسن اور ظہور جمال اسي طرح موجود ہے جیسا عالم نباتات کی ارواح جمیلہ و اجسام ملونہ کے اندر ' اور ان میں سے ہر شے بالکل اسی طرح اختلاف الوان کے اسرار خلقت کا ایک دفتر رنگیں ہے ' جس طرح صبح و شام آسمان پر پھیلنے والے لکہ ہاے ابر کي بوقلموني اور رنگ آرائیاں ' یا قوس قزح کے حلقہ کي مختلف رنگتوں کي رعنائي و رنگ نمائي ' جو یقیناً عروس فطرۃ کے گلے کا ایک رنگین ہار ہوگا !

متمدن دنیا کي راحت جوئیوں نے تمہیں بہت کم موقعہ دیا ہوگا کہ صبح سویرے اٹھکر کسی صحرا یا میدان میں نظارۂ فطرۃ کیلیے نکل جاؤ جبکہ شاہد قدرت کا چہرہ بے نقاب ہوتا ہے ' اور جبکہ ملکوت السماوات و الارض اپنے شب خوابی کے کپڑے جلد جلد اتار کر مختلف رنگتوں کي رنگین چادریں اوڑھ لیتے ہیں - یہ وقت اختلاف الوان طبیعۃ کے نظارے کا اصلی وقت ہوتا ہے - خواہ تم غفلت سحر کی کروٹیں بدلتے ہوے اپنے مکان کے دریچہ سے آسمان پر ایک نظر ڈال لو ' خواہ جنگلوں اور صحراؤں میں ہو ' خواہ باغوں کي روشوں اور سبزہ زاروں کی فرش پر چل رہے ہو ' خواہ کسي دریا کے کنارے جا رہے ہو یا سمندر کے وسط میں دوڑنے والے جہاز کی چھت پر کھڑے ہو - کہیں ہو ' لیکن تمہارے سامنے رنگوں کے ظہور و نمود اور اختلاف الوان کے حسن و جمال کا ایک ایسا منظر ہوگا جسکو دیکھکر بے اختیار اس مبدء جمال حقیقي اور اس سر چشمۂ حسن مطلق کے تصور میں تو گم ہوجاؤگے ' جو اس تمام کائنات الوان و جمال اختلاف الوان کا خالق ہے ' جو ان تمام مصنوعات و تکوینات حسینہ و جمیلہ کا صانع ہے ' جو ان تمام صفحہ ہاے نقش و نگار ملونہ کا مصور ہے ' جسکے دست قدرت کي مشاطگی سے جو شے بنی حسین بنی ' جسکے قالب تعلق سے جو وجود نکلا ' دلربا و رعنا بنکر نکلا ' اور جسکے عکس و ظلال کا ہونا ہے عالم خلقت کے ہر ذرہ نے اخذ جمال و رعنائی کیا :

فسبحان الله حین تمسون و حین تصبحون ! و له الحمد في السماوات و الارض و عشیاً و حین تظهرون !! (۳۰ : ۱۶)

پس تمام برائیاں اور ہر طرح کی نقدیس اللہ کیلیے ہو جبکہ تم پر شام آتی ہے اور پھر جبکہ تم صبح کو اٹھتے ہو - اور تمام حمد و ثنا اسی کے لیے ہے تمام آسمانوں اور زمینوں میں ' پہروں کے ڈھلتے ہوے اور جبکہ تم دوپہر کی روشنی میں ہوا

آہ ! وہ خود کیسا حسین ہوگا ' جسکے کائنات کی کوئی شے نہیں جو حسین نہو ؟

جسکے نقاب حسن کی دلآرائی کا یہ حال ہے ' اسکے روے جاں طلب کی رعنائي کا کیا حال ہوگا ؟ آہ ! خود اسی کے سوا کون ہے جو اسکے جمال مطلق کا اندازہ شناس ہو ؟

مشکل حکایتے ست کہ ہر ذرہ عین اوست
اما نمی تواں کہ اشارت بآں کنند !

(القرآن الحکیم)

یہی سبب ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں کہیں قدرۃ الہی اور مظاہر خلقت کے عجائب و غرائب پر انسان کو توجہ دلائي ہے ' وہاں خاص طور پر رنگوں کے ان مظاہر متنوعہ و عجائب مختلفہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے ' اور طرح طرح کے رنگوں کے ہونے اور انکے اختلاف کو قدرت الہی اور حکمت ربانی کی ایک بہت بڑی علامت قرار دیا ہے -

آج ہم چاہتے ہیں کہ ان آیتوں پر علمی حیثیت سے ایک اجمالی اور سرسری نظر ڈالیں -

* * *

سب سے پہلے سورۂ روم کی آیۂ کریمہ سامنے آتي ہے جسمیں عام طور پر اختلاف الوان کو قدرت الہیہ کی نشانی بتلایا ہے :

و من اٰیاتہ خلق السماوات و الارض و اختلاف السنتکم و الوانکم ؕ ان فی ذالک لاٰیـــات للعالمیـــن ! (۳۰ : ۲۱)

اور حکمت الٰہی کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی آسمانوں اور زمین کی خلقت ہے اور طرح طرح کی بولیوں اور رنگوں کا پیدا ہونا - فی الحقیقت اسمیں بڑی ہی نشانیاں ہیں ارباب علم و حکمت کیلیے !

پھر بعض آیات میں زمین کی پیداوار اور عالم نباتات کے اختلاف الوان کا ذکر کیا جو فی الحقیقت رنگوں کی بو قلمونی کا سب سے بڑا منظر عجیب و موثر ہے :

الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخـــرج بہ زرعاً مختلفاً الوانہ ؕ ثم یھیج فتراہ مصفرا - ثم یجعلہ حطاما - ان فی ذالک لذکری لاولی الالباب ؕ (۳۹ : ۲۲)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اوپر سے پانی اتارا ؛ پھر زمین میں اسکے چشمے بہائے ؛ پھر اسی پانی سے رنگ برنگ کی کھیتیاں اگائیں ؛ پھر وہ کھیتیاں اپنے جوش نمو میں بڑھیں اور طرح طرح کے پھل اور پھولوں سے لد گئیں - اسکے بعد جب اچھی طرح پک گئیں تو تم دیکھتے ہو کہ وہ بالکل زرد پڑجاتی ہیں اور خدا انہیں چورا چورا کرڈالتا ہے - بیشک ؛ عالم نباتات کی اس ابتدا و انتہا اور اختلاف و تغیرات میں ارباب عقل و دانش کے لیے بڑی ہی عبرت ہے !

اسی کی نسبت سورۂ نحل میں فرمایا :

و ما ذرا لکم فی الارض مختلفا الوانـــہ ؕ ان فی ذالک لاٰیات لقوم یذکرون ! (۱۶ : ۱۳)

اور بہت سی چیزیں جو تمہارے فوائـد کیلیے زمین سے اگائی جاتی ہیں جنکی طرح طرح کی مختلف رنگتیں ہیں ؛ سو ان میں بھی ان لوگوں کیلیے حکمت الٰہی کی بڑی ہی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کو کام میں لاتے ہوں

نیز سورۂ فاطر میں فرمایا :

الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فاخرجنا بہ ثمرات مختلفا الوانہا ؟ (۳۵ : ۲۷)

کیا تم غور نہیں کرتے کہ اللہ نے اوپر سے پانی برسایا اور اس سے طرح طرح کے پھل پیـدا ہوے جنکی مختلف رنگتیں ہیں ؟

اسی طرح شہد کی مختلف رنگتوں پر توجہ دلائی جو مکھی کے اندر سے نکلتا اور قدرۃ الٰہیہ کا ایک عجیب و غریب نمونہ ہے :

یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ ؕ فیہ شفاء للناس ان فی ذلک لاٰیات لقوم یتفکرون ! (۱۶ : ۷۱)

انکے اندر سے ایک عرق نکلتا ہے جسکی مختلف رنگتیں ہوتی ہیں - اسمیں انسانوں کیلیے ہم نے شفا اور نفع رکھدیا ہے - ارباب فکر کیلیے اسمیں بڑی ہی نشانیاں ہیں !

اختلاف الوان کا ایک نہایت مدہش منظر پہاڑوں کی مختلف رنگتیں اور انکے سرخ و سفید پتھر بھی ہیں جنسے انسان بڑی بڑی عظیم الشان عمارتوں کو خوشنما و دلفریب بناتا اور طرح طرح کے کام لیتا ہے - چنانچہ اسکی طرف بھی ایک جگہ اشارہ کیا :

و من الجبال جدد بیض و حمر مختلف الوانہا و غـــرابیب سود (۳۵ : ۲۷)

اور اسی طرح پہاڑوں میں ہم نے مختلف رنگوں کے طبقات پیدا کیے - کوئی سفید ہے کوئی لال ہے - بعض کالے کالے سیاہ ہیں !

یہاں تک عالم کائنات کے عام اختلاف الوان ؛ اور پھر خاص طور پر عالم نباتات و جمادات کی رنگتوں کا ذکر کیا تھا - اب خاص طور پر عالم حیوانی کے اختلاف الوان پر بہ اشارہ کرکے توجہ دلائی :

و من الناس و الـدواب و الانعام مختلف الوانـــہ کذالک ؕ انما یخشی اللہ من عبادہ العلمـاء - ان اللـــہ عزیـــز غفـــور (۳۵ : ۲۷)

اور اسی طرح آدمیوں ؛ جانوروں ؛ اور چارپایوں کی رنگتیں بھی کئی کئی طرح کی ہیں جن میں اللہ نے بڑی بڑی حکمتیں رکھی ہیں - اللہ کا خوف انہی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوسکتا ہے جنہوں نے کائنات کے ان اسرار و حقائق کا مطالعہ کیا ہے اور اسکے علم و حکمت سے بہرہ اندوز ہوے ہیں -

(ایک اجمالی نظر)

ان آیات کریمہ پر پہلے ایک اجمالی نظر ڈالو اور دیکھو کہ کس طرح عالم کائنات کی ہر نوع اور اختلاف الوان کے ہر منظر پر ہمیں توجہ دلائی ہے ؟ سب سے پہلے عام طور پر اختلاف الوان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ زبانوں اور بولیوں کے اختلاف کی طرح رنگوں کے اختلاف میں بھی حکمت الٰہیہ اور قدرت سرمدیہ کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں اس طرح انسانکی نظروں کو تمام کائنات کی ہیئۃ مجموعی کے جمال الوان اور اختلاف مظاہر و نمایش کیلیے دعوت فکر و تدبر دی تا کہ وہ آسمان کی ان رنگ آرائیوں کو بھی دیکھیں جنکا جمال فضائی عقل افگن اور جنکے تغیرات ملونہ حیرت فرما ہیں ؛ اور پھر زمین کے اس بہارستان حسن پر بھی نظر ڈالیں ؛ جسکی کائنات نباتی اور عالم حیوانی کا ہر گوشہ رنگتوں کی رعنائیوں اور انکے اختلاف و تعدد کی دلفریبیوں کا ایک بہشت زار جمال ہے !

اسکے بعد اس نظر اجمالی کی تفصیل ہوئی اور کائنات کی مختلف انواع و اقسام کے اختلاف الوان کی طرف اشارہ کیا گیا - سب سے پہلے صناع طبیعۃ کی اس سب سے بڑی اعجاز فرمائی کا جلوہ قدرت دکھلایا جو عالم نباتات کی ارواح حسینہ اور اجسام ملونۂ و جمیلہ کے اندر نظر آتی ہے ؛ اور جسکے ایک چھوٹے سے پھول اور پتے کے اندر بھی حیرت و مدہوشی کے وہ وہ جلوے پوشیدہ ہیں کہ اگر دنیا کی تمام پچھلی اور آیندہ حکمتیں اور دانائیاں یک جا اکٹھی ہوجائیں ؛ اور کسی حقیر سے حقیر پھول کی ایک مرجھائی ہوئی کلی کو اٹھا کر (جو انسانی غفلت و سرشاری کے کسی قدم جہل سے پامال ہو چکی ہو) اپنے سامنے رکھ لیں اور اسکے عجائب و غرائب خلقت کا مطالعہ کرتے رہیں ؛ جب بھی انکا دفتر حکمت ختم نہوگا !

فرمایا کہ غور کرو ؛ انکی خلقت کس قدر عقلوں کو وقف تعجب اور انسانی دانائی کو ہلاک حیرت کر دینے والی ہے ؟ چند خشک بیج ہیں جو زمین میں ڈالے جاتے ہیں - آفتاب کی روشنی میں گرم ہوئے ؛ اور آسمان کے پانی سے اندر ہی اندر سڑتے ہیں - پھر وہ کیا چیز ہے جو انکے اندر ایک عجیب و غریب قوت پھوٹنے ؛ ابھرنے ؛ بڑھنے ؛ پھیلنے ؛ پھر طـرح طرح کی رنگتوں سے رنگیں ہوکر نمودار ہونے کی پیدا کردیتی ہے ؟ کبھی انکے رنگ الگ الگ ہوتے ہیں ؛ کبھی کسی خاص تناسب کے ساتھ کئی رنگوں کا مجموعہ ہوتے ہیں ؛ اور کبھی ایک ایک پتے اور ورق گل کے اندر کئی کئی رنگتوں کی دھاریاں اور نقش و نگار بن جاتے ہیں !

فتبارک اللہ احسن الخالقین !

عالم نباتات کی طرح عالم جمادات بھی اختلاف الوان کا عجیب و غریب منظر ہے جسے ترتیب مدارج خلقت کے اعتبار سے نباتات پر مقدم ہونا چاہیے - زمین کے اندر سے طرح طرح کے مختلف رنگوں کے پتھروں کا پیدا ہونا اور پہاڑوں کے اندر سے نکلنا اس سے کم عجیب نہیں ہے جسقدر نباتات کے غرائب و عجائب ہیں - یہ سنگ مرمر اور سنگ موسی کے بڑے بڑے ستون جنکے نیچے شہنشاہوں کے دربار لگتے ہیں اور جو ایوان ہاے عظمت و جبروت کیلیے سب سے

بڑا حسن سمجھے جاتے ھیں ' کیا ھیں ؟ وہ جو کوہ کی رنگت سے سفید اور آئینہ کی چمک سے زیادہ درخشندہ ہوتے ھیں ' کہاں سے نکلتے ھیں؟ یہ سنگ سرخ جس سے " روضۂ تاج " کا جمال آتشیں نمایاں ہوا ' کہاں سے آیا ؟ نہ تو وہ سفید بنونے سے پیدا ہوا اور نہ سرخ پھولوں کی رنگت جمع کرکے بنایا گیا ' بلکہ دست قدرت نے اسی خاک ارضی کے اندر اسکی تہیں جمائیں اور اسکے طول و عرض کو زمین کی بد رنگ پشت کے اوپر پھیلا دیا ' تاکہ خلقت الہی کا معجزہ ' حسن اباد ارضی کا زیور ' اور اس حیرت آباد عالم میں معرفت الہی اور توجہ الی اللہ کیلیے درس بصیرۃ ہو : ولکن اکثر الناس لا یعلمون !

عالم جمادات و نباتات کے بعد حیوانات کی خلقت کا صفحہ کھلتا ہے - اختلاف الوان و اشکال کے لحاظ سے اسکے عجائب و غرائب بھی عقل کی سرگشتگی اور ادراک کے عجز و اعتراف کا پیغام ہے : ربنا ما خلقت ھذا باطلا ! پس فرمایا کہ و من الناس والدواب والانعام کذالک ! جس طرح خلقت انسانی کی ہر نوع کے اندر اختلاف الوان کا قانون کام کررھا ہے ' اسی طرح خلقت کا یہ سب سے بڑا نمونہ اور ارتقاء موجودات کی سب سے آخری کڑی بھی طرح طرح کی رنگتوں کا ایک مجموعۂ رنگین ہے ' اور جو لوگ اسرار وحقائق موجودات کو غور و تدبر سے دیکھتے ھیں' وھی کچھہ اسکی کنہ اور حقیقت کو بھی سمجھہ سکتے ھیں : ان فی ذالک لایات وما یعقلھا الا العالمون !

(خلاصۂ امور)

اس نظر اجمالی کے بعد غور و فکر کا قدم اور بڑھایے تو ان آیات کریمہ سے مندرجۂ ذیل امور واضح ہوتے ھیں :

(۱) عالم کائنات کے بے شمار و بے تعداد مظاہر خلقت کی طرح' رنگوں کا اختلاف بھی قدرت الہی کی ایک بہت بڑی نشانی ہے - کیونکہ اسکے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حسن و جمال عالم محض ایک بے ارادہ و تعقل مادہ خلقت کی حرکت اور ترتیب اتفاقی کا نتیجہ نہیں ہوسکتا - کوئی ارادہ وراء الوری ضرور ہے جسکے دست قدرت و حکمت کی مشاطگی یہ تمام نیرنگ صناعۃ دکھلا رھی ہے !

قرآن کریم نے اسی امر کو دوسری آیتوں میں واضح کیا ہے جبکہ منکرین الہی سے پوچھا ہے کہ :

افمن یخلق کمن لایخلق ؟ افلا تذکرون ؟ (۱۶ : ۱۷)

کیا وہ ھستی جو پیدا کرتی ہے اور وہ جو کچھہ پیدا نہیں کرسکتی ' دونوں برابر ھیں؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ غور نہیں کرتے ؟

یعنی کیا ایک خالق و صانع ھستی جو صفات واجبۂ ارادہ و عقل و علم سے متصف ہے' اور ایک بے ارادہ و تعقل شے (خواہ وہ افلاک کی حرکت ہو خواہ اجزاء سالمات دمقراطیسی) دونوں ایک طرح ہوسکتے ھیں ؟ حالانکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ایک صاحب ارادہ و عقل خالق کی ھستی کی شہادت دے رہا ہے !

یہاں صرف " خلقت " کا لفظ فرمایا اور کہا کہ خلق کرنے والا اور وہ جو خلق نہیں کرتا' دونوں برابر نہیں ہو سکتے - خلق وھی کرسکتا ہے جو ارادہ و تعقل رکھتا ہو - " لا یخلق " کے اندر تمام چیزیں آ گئیں جو قوت خالقیت نہ رکھتی ہوں' اور خالقیت کیلیے ارادہ و تعقل مستلزم ہے - پس فی الحقیقت اس آیۃ میں نیز اسکی ہم مطلب دیگر آیات میں انہی لوگوں کا رد کیا گیا ہے' جو وجود الہی کی جگہ کسی بے ارادہ و تعقل شے کو خلقت عالم کیلیے کافی سمجھتے ھیں ' خواہ وہ یونانیوں کی حرکت افلاک ہو یا موجودہ زمانے کے اجزاء سالمات ابتدائیہ - ان آیات کو بتوں سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ ابتک سمجھا گیا ہے - اسکی حقیقت بغیر تفصیل و تشریح کے ذہن نشین نہیں ہوسکتی اور وہ مستقل مضمون کی محتاج ہے -

(۲) اختلاف الوان کے اندر بڑی بڑی مصلحتیں اور حکمتیں پوشیدہ ھیں - وہ محض ایک ظہور حسن اور نمایش خلقت یا فطرۃ کا اتفاقی نمود ھی نہیں ہے - کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ہر جگہ تذکیر و تفکر پر کیوں زور دیا جاتا ؟ اور علی الخصوص پہلی آیت میں یہ کیوں کہا جاتا کہ ان فی ذالک لآیات للعالمین - یہ صاحبان علم کیلیے اس اختلاف الوان میں بڑی نشانیاں ھیں -

(۳) اخیری آیۃ عجیب و غریب ہے - اور اس سلسلے کی ایک آیت ہے جسکی بنا پر بعض نئے استدلالات قرآنیہ میرے ذہن میں ھیں - اختلاف الوان وغیرہ مظاہر خلقت اور اسرار کائنات کا ذکر کرکے فرمایا : انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ! اللہ کے وھی بندے خوف و خشیت اپنے اندر پاتے ھیں جو صاحبان علم ھیں -

اس بیان کے ساتھہ ھی " خشیت الہی " اور " علماء " کا ذکر بغیر کسی ربط حقیقی کے نہیں ہوسکتا - اس سے صاف صاف واضح ہوتا ہے کہ خدا کی ھستی کا یقین ' اسکی شناخت ' اور اسکے صفات کی معرفت کے بغیر اسکا خوف پیدا نہیں ہو سکتا ' اور قرآن کریم اس یقین کے حصول کا ایک بڑا وسیلہ یہ بتلاتا ہے کہ خلقت عالم کے حقائق و اسرار اور اختلاف و تغیرات کی کنہ و حقیقت کا علم حاصل کرو تا کہ مصنوعات کی نیرنگیاں اور عجائب آفرینیاں صانع مطلق کی حکمتوں کا سراغ بتلائیں اور معرفۃ الہی کا یقین و اذعان پیدا کریں - چونکہ یہ کام ان لوگوں کا ہے جو ارباب علم و تحقیق ھیں اور جنکا شمار علماء حقیقی میں ہے - اسلیے فرمایا کہ یہ عجائب عالم اور یہ اختلاف الوان جو کائنات کی ہر نوع اور ہر قسم میں جلوہ گر ہے' اسکے اسرار و مصالح پر غور کرنے والے اور انکی حقیقت کی جستجو میں رہنے والے ھی وہ بندگان الہی ھیں' جنکے لیے انکا مطالعہ معرفت الہی کا وسیلہ ہوتا ہے' اور پھر معرفت الہی مقام خشیت و عبودیت کیلیے راہنما ہوتی ہے - وھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟

(۴) اختلاف الوان ایک قانون خلقت ہے جو تمام انواع میں جاری و ساری ہے - عالم جمادات ' نباتات ' حیوانات ' کوئی نوع نہیں جسکے اندر طرح طرح کی رنگتوں کا ظہور نہو - پس یہ نہیں ہوسکتا کہ ایسا عام ظہور کسی بڑی ھی مصلحت و حکمت پر مبنی نہو ؟

(اشارات علمیہ)

قرآن کریم علم الحیات یا علم الحیوان کی کوئی کتاب نہیں ہے - ان اشارات حکمیہ سے اسکا مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ انسان کو حکمۃ و قدرۃ الہیہ کی طرف توجہ دلائے' اور ان حقائق کا مطالعہ وسیلۂ تذکیر' و ذریعۂ عبرت' و توجہ الی اللہ ہو - نیز ان اشیا کے اسرار و مصالح کی تحقیق و کشف کا اسکے دل میں ولولہ اور شوق پیدا کرے تا کہ وہ انکی تحقیقات کی دشوار گذار راھوں میں قدم رکھے اور معرفت الہی اور حصول مقام خشیت کیلیے راہ علم کی تمام مصیبتوں کو خوشی خوشی برداشت کرلے -

پس چاھیے کہ پہلے ہم شارحین علم کی طرف متوجہ ہوں کہ وہ اختلاف الوان کے متعلق کیا کہتے ھیں ؟ اسکے بعد دیکھیں کہ قرآن کریم کا اسطرف توجہ دلانا اور اس کو ایک آیۃ الہیہ قرار دینا ' ان اسرار و حکم پر مبنی ہے ؟

(البقیہ تتلی)

مطبوعات جدیدہ

رباعیات عمر الخیام

ایک نیا امریکن ایڈیشن

پچھلے دنوں بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ رباعیات عمر الخیام کا ایک نیا ایڈیشن امریکہ میں مرتب ہوا ہے اور عنقریب شائع ہونے والا ہے - رابت کی پچھلی ڈاک میں اسکے تفصیلی حالات آگئے ہیں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیو یارک کی ایک بہت بڑی پبلیشر کمپنی جان مارتن اس ایڈیشن کو چھاپ رہی ہے ' اور متعدد خصوصیات اسمیں ایسی جمع کی گئی ہیں جنکی وجہ سے یورپ اور امریکہ کے " ادباء عمریین " (۱) اسکی اشاعت کا نہایت دلچسپی سے انتظار کر رہے ہیں -

(مرقعات و رسوم)

اس ایڈیشن کی ایک بڑی خصوصیت انتہا درجہ کا جمال طباعت اور حسن صورت ہے

عمر خیام کے اس وقت تک بے شمار پر تکلف ایڈیشن مختلف شکلوں میں نکل چکے ہیں - لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ اس نئے ایڈیشن کے تکلفات کے آگے تمام پچھلے ساز و سامان ہیچ نظر آئینگے - علی الخصوص اسکے مرقعات اور تصاویر و رسوم جو دلدادگان خیام کی نظر افروزی کیلیے ہر تیسرے چوتھے صفحہ کے بعد لگائے گئے ہیں :

مشاطه را بگو که بر اسباب حسن دوست
چیزے فزوں کند که تماشا بما رسد !

(۱) " ادباء عمریین " سے مقصود یورپ اور امریکہ کے وہ ارباب ادب و شعر اور صاحبان فلسفہ و حکمت ہیں جو اپنے تئیں عمر خیام کی طرف نسبت دیتے ہیں ' اور اپنے خیالات و ادبیات میں بالکل اس خراسانی حکیم کے پیرو و مقلد ہوگئے ہیں - کچھہ ضرور نہیں کہ وہ مستشرق (اورینٹلسٹ) اور فارسی داں بھی ہوں - ایسے بھی ہزارہا شعرا و ادباء اس حلقه میں داخل ہیں جنھوں نے محض فزجرالڈ یا اس سے کم تر درجہ کے مترجمین کے ذریعہ خیام کے خیالات سے واقفیت حاصل کی ' مگر رباعیات کے انداز بیان و اسلوب شاعری سے اس درجہ متاثر ہوے کہ اسی رنگ اور اسلوب پر نظم و نثر مغربیہ لکھنے لگے -

یہ خیالی تصویریں جو آجکل پر تکلف ادبی تصنیفات کے ساتھہ چھاپی جاتی ہیں ' غالباً عام قارئین کرام کو انکی قدر و قیمت کی صحیح اطلاع نہ ہوگی - مشاہیر گذشتہ کی تصنیفات کے متعلق خیالی تصاویر بنانا ایک مستقل فن ہے ' جسکے بڑے بڑے ماہرین و مشاہیر ہیں - جب کبھی کوئی نادر کتاب چھپتی ہے تو اسکے لیے ان کی خدمات محفوظ کرلی جاتی ہے - وہ ایک ایک تصویر کیلیے سو سو پاونڈ اجرت پیشگی لیتے ہیں !

پچھلے دنوں انگلستان کے ایک کلب نے الف لیلہ کے ترجمہ برٹن کا نہایت پر تکلف ایڈیشن دس جلدوں میں طبع کیا تھا ' اور اسکے بڑے بڑے مناظر حسن و عشق و خلافۃ و سلطنت کی تصویریں یورپ کے مشہور ماہرین فن رسوم خیالیہ سے بنواکر شامل کتاب کی تھیں - میں نے یہ نسخہ دیکھا ہے - پوری کتاب میں اقلاً پچاس مرقع ضرور ہونگے - لیکن فی مرقع ۳۰ پونڈ سے لیکر دو سو پونڈ تک اجرت دی گئی تھی !

" رباعیات عمر خیام " بھی پچھلی چوتھائی صدی سے بڑے بڑے مصوران مشہورہ کے فکر و تخیل کا ایک معرکۃ الارا موضوع رہا ہے - عمر خیام کی صورت کا موزوں تصور کرنے اور اسکی رباعیات کے مطالب کو تماثیل مصورہ کی اشکال میں پیش کرنے کیلیے بڑے بڑے مصوروں نے اپنے اپنے جوہر کمال دکھلائے - علی الخصوص موجودہ یورپ کے مشہور ترین مصور مسٹر گلبرٹ جیمس کی تصویریں عدیم النظیر تسلیم کی گئیں ' جنمیں سے بعض کو فیز جیرالڈ کے ترجمہ میں آپنے جا بجا دیکھا ہوگا -

لیکن امریکن ایڈیشن کے شائع کرنے والوں کا دعوا ہے کہ انہوں نے تمام پچھلے نسخوں سے بہتر مرقعات کا اہتمام کیا ہے - ابتک اسقدر روپیہ اور دماغ خیام کی تصویروں پر کسی نے صرف نہیں کیا - یورپ کے مشہور مصوروں کی خدمات کئی سال پیشتر سے حاصل کرلی گئی تھیں ' اور فارسی شاعری کی ادبی تاریخ اور اس عہد کے عجمی حکما و شعرا کے لباس و اشکال کا تاریخی مواد اس غرض سے بہم پہنچادیا تھا کہ مصوروں کو بہتر سے بہتر اور اقرب سے اقرب تصور قائم کرنے میں اس سے مدد ملے -

ان تصویروں میں خود خیام کی تصویریں نہایت اعلی درجہ کی کھنچی ہیں ' اور کامل الفن اشخاص معترف ہیں کہ تمام پچھلی تصویروں سے زیادہ مشرقی اور خیام کے خیالات کے لحاظ سے کامل ترقیافتہ کے مطابق ہیں - انکے علاوہ سو سے زاید رباعیوں کے بھی مرقع کھینچے ہیں اور رنگین اور مطلا و مذہب طبع کیا ہے !

فصـل گل و طرف جوئبـار و لب کشت
با یـک دو سه اهل و لعبتي حـور سرشت
پيش آر قـدح که باده نوشـان صبوح
آسـوده ز مسجـدند و فارغ ز کنشت !

لی مرقعات میں سے چار تصویریں " اسفیر" لندن نے شائع کردي هیں - انکي نقل هم بهي شائع کرتے هیں - انکے نیچے انگریزي میں رباعیات کا ترجمه بهي درج تها - تین ترجموں کي اصل رباعیاں یاد آ گئیں اور درج کردي گئیں - لیکن ایک ترجمه اسدرجه مبهم ' مختصر' اور کسي بهت هي غیر معروف رباعي سے تعلق رکھتا ہے جسکي اصلي رباعي کا سرسري طور سے پته نه لگ سکا - اور صرف اتنی سي بات کیلیے رباعیات کي ورق گرداني کون کرتا ؟ -

(مـکـمل تـرجمه)

ایک بہت بڑي خصوصیت اس ایڈیشن کی یه ہے کہ اسمیں عمر خیام کي تمام رباعیات کا مکمل انگریزي ترجمه دیا گیا ہے - وہ مشہور فز جیرالڈ کے ترجمه کي طرح نظم میں ہے ' اور کوشش کی گئی ہے که فارسی شاعري کے اس سب سے بڑے قادر الکلام مترجم کا نسق و انداز اور اسلوب خاص هر رباعي کے ترجمه میں ملحوظ رہے - حتی که اسکي جمع و تہذیب کرنے والوں کا خیال ہے که ایک ناواقف شخص فیز جیرالڈ کي نظم میں اور اسکے تراجم میں بمشکل فرق کرسکے گا -

هم نے بعض اردو جرائد میں دیکھا که اس نسخه کي اشاعت کا تذکرہ کرتے هوے انھوں نے اسے پہلا مکمل ترجمه خیال کیا ہے - حالانکه یه صحیح نہیں ہے - اس سے پیشتر ایک بڑي تعداد میں ایسے ایڈیشن شائع هوچکے هیں جن میں فز جیرالڈ کی ترجمه کردہ رباعیات کے علاوہ کئي سو اور رباعیوں کا ترجمه بهی نظم و نثر میں دیا گیا ہے ' اور بعض میں تو یه التزام کیا ہے که رباعیات کے جس نسخه کو اصل قرار دیا ' اسکي تمام رباعیوں کا ترجمه بهي ساتھه ساتھه درج کردیا - اس قسم کے مترجموں میں گارنر' هنري دے مرباں ' نیکولس ' اور علی الخصوص پروفیسر والا نیتن ژوکفسکي کا نام قابل ذکر ہے ' جس نے نسخهٔ کلکته اور نسخهٔ سینٹ پیٹرز برگ کي تمام رباعیات کا ترجمه کردیا ہے -

ان میں سے آخر الذکر مستشرق کا نسخه میرے پاس موجود ہے - اس نئے امریکن ایڈیشن سے پہلے یہي ایڈیشن سب سے آخري ایڈیشن سمجھا جاتا تها - اسمیں سینٹ پیٹرز برگ کے نسخه کي ۳۴۰ رباعیوں کا مکمل ترجمه شامل کیا گیا ہے - دیگر نسخوں کي مترجمه رباعیوں کو شامل کرلیا جاے تو انگریزي ترجمه شدہ رباعیوں کي تعداد پانچ سو تک پہنچ جاتي ہے !

اسي طرح فرانسیسي ' دنمارکي ' الماني (جرمن) اور روسي زبان میں بهي ۷۵ سے ۴۰۰ تک رباعیوں کا ترجمه هوچکا ہے -

لیکن یه ترجمے وہ قبولیت حاصل نه کرسکے جو " مغربي خیام " یعني فیز جیرالڈ کی ۷۵ رباعیوں کیلیے قدرت نے مخصوص کردي تهي - اسکي انگریزي رباعیوں میں جو سلاست و عذوبت اور حسن ترکیب و تاثر بیان پایا جاتا ہے' اسکے سامنے یه تمام ترجمے اس طرح نظر آتے هیں جیسے کسي اصلي فارسي نظم کے مقابلے میں اسکا بے اثر لفظي ترجمه - فارسي شاعري اور مغربي ادبیات اصولاً اس درجه باهم مختلف هیں که دونوں میں تباین و تضاد کا ایک اطلانٹیک بہه رہا ہے - اسے عبور کرنے میں صرف فیز جیرالڈ هي کی همت کام کرگئي' اور وقت و حالات' جدت و حداثت' اتحاد خیالات و مشرب' بعض جماعت کے وقتي انفعال و تاثر نے ایک مرتبه اسکا ساتھه دیدیا - یه باتیں همیشه اور هر شخص کے حصے میں نہیں آسکتیں -

یہي سبب ہے که یه تراجم ایک ادبي یا حکیمانه مترجمه ذخیرہ سے زیادہ وقعت حاصل نه کرسکے - انسے صرف یه کام لیا گیا که غیر فارسي داں ادباء عمریئین نے انکے ذریعه بقیه رباعیوں سے بهي واقفیت حاصل کرلي - ان سب میں مسز برورین اور هاڈفیلڈ کے بعض تراجم نسبتاً زیادہ صحیح و دلنشیں تهے جنھوں نے کیمبرج کے نسخه کي بعض رباعیات کا ترجمه سنه ۱۸۹۰ میں کیا تها ' اور " مجلس عمر خیام " لندن نے سنه ۱۸۹۲ میں شائع کیا - تاهم نه تو وہ فیز جیرالڈ کي طرح عشاق خیام کے وسیع حلقه میں کوئي ادبی محبوبیت حاصل کرسکیں' اور نه انگریزي ادبیات میں ایک داخلي جزو شعري کي طرح انھیں قبولیت هوئي - انکا شمار بهی " ترجمه " میں ہے - البته اعلی قسم کے تراجم میں -

پس یه کہنا تو صحیح نہیں که نیا امریکن اڈیشن رباعیات کا پہلا مکمل ترجمه ہے - البته اسکي خصوصیت یه بتلائي جاتي ہے که انکے تراجم میں فیز جیرالڈ کے اتباع بلکه همسري کي پوري کوشش کي گئي ہے - فیز جیرالڈ کا اصلي کارنامه " سولن برن " کے الفاظ میں یه ہے :

" وہ یورپ کا خیام ہے - اس نے ترجمه نہیں کیا ہے بلکه انگریزي میں خیام کي روح شعري کو متشکل و متمثل کردیا ہے - اگر خیام انیسویں صدي کے اندر انگلستان میں پیدا هوتا اور فردوسی کي جگه چوسر کی زبان میں (یعني انگریزي میں) رباعیات کہتا ' تو یقیناً وہ ایسي هي هوتیں جیسی که اس مغربی خیام کے دل پر مشرقی فیضان کا هوتي سے القا هوئي هیں "

اس ایڈیشن کے مرتب کرنے والوں کا دعوا ہے که فیز جیرالڈ نے ایسا ترجمه صرف ۷۵ رباعیوں کا کیا ہے - لیکن یه خیام کی تمام رباعیوں کا ویسا هي مکمل ترجمه هوگا -

ادبا و شعراے عمریئین کي ایک بہت بڑي امریکن و انگریزي جماعت نے ترجمه کا نیا کام باهم بانٹ لیا تها - چند اصول مقرر کرلیے تهے جنکي پابندي کي هر مترجم کوشش کرتا تها - ان میں سے اکثر مترجم ایسے هیں جنھوں نے ایک ایک رباعي کا ترجمه ایک ایک ششماهي میں کیا ہے - پہلے ترجمه کیا جاتا - پهر تصحیح هوتي - پهر قدیم ترجموں سے مقابله هوتا - اسکے بعد نظم کیا جاتا - پهر عرصے تک خود ناظم اپنے مختلف اوقات و اثرات میں کمال استغراق شعریة و شرقیة کے ساتھه پڑھتا ' خاص خاص نغمات مخصوصهٔ خیام میں

کاتا ' اور دوسروں سے لیے میں پڑھواکر سنتا - جب اس طرح اسکی کیفیت و وجدان کے ذوق و تاثیر کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہوجاتا اور کلی کلی مرتبہ ترمیم و اضافہ ہوچکتا ' تو پھر تمام مترجمین کی صحبت میں پیش کیا جاتا اور کلی کئی دن تک محافل و مجالس شعراے عمریین میں اسپر بحث و مذاکرہ ہوتا - جو لوگ باہر کے شریک کار ہیں ' انکے پاس لکھکر بھیجدیا جاتا ' اور اسطرح تمام رائیں جمع کی جاتیں -

ان تمام مراحل کے بعد مترجمہ رباعی داخل کتاب کی جاتی - اس وقت بھی کہ کتاب چھپ رہی ہے اور عنقریب نکلنے والی ہے ' تغیر و تبدل اور اصلاح و نقد کا سلسلہ برابر جاری ہے !

هر نظم گوهریں که بیاد تو گفته ام
دل رخنه کرده و جگر خویش سفته ام !

(رباعیات کی تعداد)

رباعیات عمر خیام کی اصلی تعداد کا مسئلہ اب تک مختلف اور ایک حد تک مشتبہ ہے - مختلف نسخے جو یورپ اور مشرق میں پالے جاتے ہیں ' باہم تعداد میں مختلف ہیں - مصنفین یورپ نے انکی تحقیقات و کشف حقیقت کیلیے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں -

سب سے زیادہ قدیم نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کا ہے جو آٹھویں صدی ہجری کے اواخر کا لکھا ہوا ہے - یعنے عمر خیام کی وفات سے تقریباً تین سو برس بعد کا - اسمیں ۲۰۴ رباعیاں ہیں - میں نے یہ نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی میں ممبر ہونے سے پہلے دیکھا تھا - اسکے بعد ایک مرتبہ نکلوانا چاہا تو معلوم ہوا کہ لنڈن گیا ہے اور غالباً مسٹر اڈورڈ براؤن نے منگوایا ہے - اب عرصے سے بالکل مفقود الخبر ہے - کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کہاں گیا ؟ اسکے ساتھ گلستان کا وہ قیمتی نسخہ بھی مفقود الخبر ہے جو عالمگیر اورنگ زیب نے نہایت اہتمام سے نقل کرایا تھا ' اور اس نسخہ کی نقل تھا جو خود شیخ سعدی کے لڑکے کے ہاتھہ کا لکھا ہوا تھا - ڈاکٹر بروکلمین اور سر جان گلکرسٹ نے گلستاں کے ایڈیشن اسی نسخہ سے نقل لیکر شائع کیے تھے -

میں نے کئی بار سکریٹری کو توجہ دلائی کہ برٹش میوزیم سے خط و کتابت کرکے تحقیق کیا جاے - وہیں یہ نسخے گئے ہیں اور رکھہ لیے گئے ہیں - لیکن غریب ایشیاٹک سوسائٹی کو اسکی جرات کب ہوسکتی ہے کہ انڈیا آفس کے زیر اثر کتب خانے سے کسی طرح کا مطالبہ کرے ؟

اسکے بعد سر گور اوسلی کا نسخہ ہے - وہ ایران سے لاے تھے ' اور اب اکسفورڈ کے کتب خانہ بولڈن میں محفوظ ہے - اسکا سال کتابت سنہ ۱۴۶۱ مسیحی ہے - یعنی مصنف سے ساڑھے تین سو برس بعد کا نسخہ ہے - انگریزی مترجمین و مولفین نے زیادہ تر اسی نسخہ پر اعتماد کیا ہے مگر اسمیں صرف ۱۵۸ رباعیاں ہیں -

تیسرا قدیمی نسخہ سینٹ پیٹرز برگ کے کتب خانہ کا ہے جسکا عکس پروفیسر والانتین ژوکفسکی (Valentin Zhukovski) نے باعانت بیرن ویکٹر روزین معلم السنۂ مشرقیہ پیٹرز برگ یونیورسٹی شائع کیا ہے ' اور جو نہایت اعلی ترین خط نستعلیق میں فی صفحہ ایک رباعی کی ترتیب سے لکھا گیا ہے - اسکے کاتب نے اپنا نام " سید علی الحسینی " لکھا ہے - سال کتابت سنہ ۱۴۹۹ مسیحی ہے - یعنی سر گور اوسلی کے نسخہ سے تقریباً چالیس برس بعد - اسمیں ۳۴۰ رباعیاں ہیں -

چوتھا نسخہ بانکی پور کے کتب خانے کا ہے پانچواں کیمبرج یونیورسٹی کا جو کسی قدیم طہرانی نسخہ کی نقل ہے - اول الذکر میں ۶۰۴ رباعیاں ہیں - دوسرے نسخہ میں ۸۰۰ -

انکے علاوہ بے شمار حدیث العہد قلمی نسخے یورپ کے مختلف کتب خانوں میں ہیں جنمیں سے بعض کی مندرجہ رباعیات پندرہ پندرہ سو تک شمار کی گئی ہیں - پروفیسر براؤن نے ایک قدیم نسخہ طہران میں دیکھا تھا جسمیں ۷۷۰ رباعیاں تھیں اور عہد صفویہ کے درمیانی زمانے کا نوشتہ تھا - مگر جو نسخہ طہران میں چھپا ہے ' اسمیں صرف ۲۳۰ رباعیاں ہیں - اسی کی نقل بمبئی میں بھی بار بار چھپ چکی ہے -

ایک اور نسخہ پرانا رباعیات کا ہے جسکا ذکر مجھسے آجکل کے ایک روسی سیاح و مستشرق موسیو امرانوف نے کیا ہے جو انھوں نے اصفہان میں دیکھا تھا اور اسکی نقل لیلی تھی -

یہ نقل آجکل میرے ہی پاس ہے - اسمیں ۴۱۷ رباعیاں ہیں اور عام ترتیب ابجدی کی جگہ ابتدا میں حمد و نعت کی تمام رباعیاں جمع کردی ہیں - اسکے بعد بغیر کسی ترتیب کے باقی رباعیاں درج کی ہیں - سیاح موصوف کا بیان ہے کہ اصلی نسخہ سنہ ۸۰۷ ہجری کا نوشتہ ہے - اگر یہ سچ ہے تو یہ نسخہ سب سے زیادہ قیمتی ہے - اور سر گور اوسلی کے نسخہ سے بھی زیادہ اسکو قیمتی سمجھنا چاہیے - اسی خیال سے میں دیگر نسخوں سے اسکا مقابلہ کررہا ہوں - چند رباعیاں اسمیں بالکل نئی ہیں -

ادبیات

عدل جہانگیری

قصر شاہی میں کہ ممکن نہیں غیروں کا گذر * ایک دن " نور جہاں " بام پہ تھی جلوہ فگن
کوئی شامت زدہ رہ گیر اُدھر آ نکلا * گرچہ تھی قصر میں ہر چار طرف سے قدغن
غیرت حسن سے بیگم نے طمنچہ مارا * خاک پر ڈھیر تھا اِک کشتۂ بے گور کفن !

* * *

ساتھ ہی شاہ جہانگیر کو پہنچی جو خبر * غیظ سے آگئے ابروے عدالت پہ شکن
حکم بھیجا کہ کنیزان شبستان شہی * جاکے پوچھ آئیں کہ سچ یا کہ غلط ہے یہ سخن ؟

* * *

نخوت حسن سے بیگم نے بہ صد ناز کہا : * میری جانب سے کرو عرض بہ آئین حسن
" ہاں مجھے واقعۂ قتل سے انکار نہیں * مجھ سے ناموس حیا نے یہ کہا تھا کہ " بزن "
اسکی گستاخ نگاہی نے کیا اسکو ہلاک * کشور حسن میں جاری ہے یہی شرع کہن "

* * *

مفتی دیں سے جہانگیر نے فتوی پوچھا * کہ شریعت میں کسی کو نہیں کچھ جائے سخن
مفتی دیں نے یہ بے خوف و خطر صاف کہا : * شرع کہتی ہے کہ " قاتل کی اُڑا دو گردن "
لوگ دربار میں اس حکم سے تھرا اُٹھے * پر جہانگیر کے ابرو پہ نہ بل تھا نہ شکن !
ترکنوں کو یہ دیا حکم کہ اندر جاکر * پہلے بیگم کو کریں بستۂ زنجیر و رسن
پھر اسی طرح اُسے کھینچ کے باہر لائیں * اور جلاد کو دیں حکم کہ " ہاں تیغ بزن "

* * *

یہ وہی نور جہاں ہے کہ حقیقت میں یہی * تھی جہانگیر کے پردہ میں شہنشاہ زمن
اسکی پیشانی نازک پہ جو پڑتی تھی گرہ * جاکے بن جاتی تھی اوراق حکومت پہ شکن !
اب نہ وہ نور جہاں ہے ' نہ وہ انداز غرور' * نہ وہ غمزے ہیں ' نہ وہ عربدۂ صبر شکن !
اب وہی پانوں ہر اِک گام پہ تھراتے ہیں * جنکے رفتار سے پامال تھے مرغان چمن !
ایک مجرم ہے کہ جسکا کوئی حامی نہ شفیع ! * ایک بیکس ہے کہ جسکا نہ کوئی گھر نہ وطن !

* * *

خدمت شاہ میں ' بیگم نے یہ بھیجا پیغام : * خوں بہا بھی تو شریعت میں ہے اِک امر حسن
مفتی شرع سے پھر شاہ نے فتوی پوچھا * بولے جائز ہے ' رضامند ہوں گر بچۂ و زن
وارثوں کو جو دیے لاکھ درم بیگم نے * سب نے دربار میں کی عرض کہ " اے شاہ زمن !
ہم کو مقتول کا لینا نہیں منظور قصاص * قتل کا حکم جو رک جائے تو ہے مستحسن "

* * *

ہو چکا جب کہ شہنشاہ کو پورا یہ یقین * کہ نہیں اسمیں کوئی شائبۂ حیلہ و فن
اُٹھ کے دربار سے آہستہ چلا سوے حرم * تھی جہاں نور جہاں معتکف بیت حزن
دفعتاً پانوں پہ بیگم کے گرا اور یہ کہا : * " تو اگر کشتہ شدی ' آہ چہ می کردم من " ؟

(شبلی نعمانی)

یہ واقعہ اگرچہ عام تاریخوں میں نہیں ہے اور خود جہانگیر نے بھی اسکا تذکرہ نہیں کیا ہے ' لیکن ایک ایسے مستند راوی سے مروی ہے جسکی تنہا شہادت بھی ہر طرح لائق قبول ہے - والہ داغستانی جو حملۂ افاغنہ کے زمانے میں ایران سے نکلا اور محمد شاہ کے عہد میں دہلی آیا تھا ' اپنے ضخیم تذکرۂ شعرا (ریاض الشعرا) میں اس واقعہ کو بادعاء صحت بیان کرتا ہے - جہانگیر کی نسبت اور بھی چند غیر معروف واقعات اس نے بیان کیے ہیں - شیخ نور اللہ شوستری مرحوم کے واقعہ کی وجہ سے وہ جہانگیر کا مخالف تھا اسلیے اسکی روائتیں مداحانہ مبالغہ نہیں ہو سکتیں - (الہلال)

ایک افتتاحی رسم

جدید وزارت جنگ کا ایک تازہ ترین مرقع

اس مرقع میں انور پاشا مع دیگر وزراے عثمانیہ کے موجود ہیں - یہ تصویر اس موقع کی ہے جبکہ برقی ٹریموے کے ایک نئے خط کی افتتاحی تقریب میں تمام اولیاء حکومت شریک ہوے تھے -

دولۃ عثمانیہ کے محاصل

دولۃ عثمانیہ کی آمدنی کا صحیح گوشوارہ اور مختلف سالوں کا موازنہ کرنا مشکل ہے ' البتہ یہ وثوق و یقین کے ساتھہ کہا جاسکتا ہے کہ اسکی آمدنی ہر سال بڑھتی ہی رہتی ہے - اسکی بڑی وجہ سفر و نقل کی سہولت ' موجودہ تمدنی وسائل کا حصول ' اور سست رفتار اصلاحات کا نفاذ ہے -

آمدنی کے ذرائع دو قسم کے ہیں .

(۱) ٹیکس -

(۲) ٹیکس کے علاوہ دیگر ذرائع -

جو ذرائع ٹیکس میں شامل نہیں ' وہ حسب ذیل ہیں .

(۱) ریلوے کی آمدنی

اسوقت تک جسقدر لائنیں دولۃ عثمانیہ میں ہیں وہ اکثر دوسری قوموں کی ہیں جو ٹھیکہ پر بناتی ہیں - اسوقت دولۃ عثمانیہ کو انسے ایک مقررہ رقم ملتی ہے - جب ٹھیکہ کی مدت ختم ہو جائیگی تو تمام لائنیں دولۃ عثمانیہ کی ملک ہو جائینگی ' اور اسطرح کسی نہ کسی وقت انشاء اللہ خزانہ عامرہ کی آمدنی میں ایک معتد بہ اضافہ ہو جائیگا -

(۲) زمین - دولۃ عثمانیہ کا ایک بہت بڑا ذریعہ اسکی طویل و عریض زمینیں ہیں جنمیں ہر قسم کے معدنی اور نباتاتی خزانے مدفون ہیں ' مگر انتظام کا یہ حال ہے کہ آج تک انکا صحیح شمار و پیمایش تک نہ ہوا - اسوقت ان زمینوں سے جو کچھہ ملتا ہے ' چاہے وہ خود زیادہ نہ ہو ' مگر انتظام و تدبیر کے بعد جو کچھہ ملسکتا ہے ' وہ یقیناً بہت زیادہ ہے -

(۳) اوقاف - اوقاف دولۃ عثمانیہ میں بکثرت ہیں اگر انکا انتظام اعلی درجہ کا ہو تو دولۃ عثمانیہ کو ان سے گونہ گوں فوائد حاصل ہوں - شکر ہے کہ حکومت کو اسکی طرف توجہ ہوئی ہے ' حال میں انکے متعلق ایک قانون بصورت تجویز پیش ہوا ہے جس سے بہت کچھہ توقعات کیے جاسکتے ہیں -

(۴) چنگی - اگر گذشتہ سلاطین عثمانیہ نے اپنے آپ کو بہت سے معاہدوں کا پابند نہ کر دیا ہوتا تو تنہا چنگی ہی ایک ایسی شے تھی جس سے بے شمار آمدنی ہو سکتی تھی - کیونکہ بد قسمتی سے ضرورت اور آرائش کی قریباً تمام چیزیں باہر سے آتی ہیں اور چنگی سے ملیونہا روپیہ وصول ہوسکتا ہے - لیکن انقلاب کے بعد سے اسکی حالت کچھہ نہ کچھہ روبہ ترقی ہے - چنانچہ گو آخر فروری سنہ ۱۹۱۳ع میں روم ایلی اور جزائر کی چنگی شامل نہیں ہوئی ' تاہم صرف تین ماہ میں چنگی کی آمدنی اس سے کہیں زیادہ ہوئی جتنی کہ سنہ ۱۹۰۸ اور ۱۹۱۰ میں ہوئی تھی -

ترکی قالین

عثمانی مصنوعات قدیمہ کی اصلاح و ترقی

ترکی کے قالین صدیوں سے تمام عالم میں مشہور ہیں - لیکن یورپ کے دخانی کارخانوں نے جو شکست تمام صنائع قدیمہ کو دی ہے ' اسی سلسلے میں یہ نفیس صنعت بھی گمنام ہوگئی - حال میں دولۃ عثمانیہ نے تمام ترک قالین بافوں کو بڑے بڑے کارخانوں کی صورت میں منتظم کردینے کی تجویز کی ہے ' اور اسکا انتظام ہو رہا ہے - یہ تصویر ادرنہ کے ایک کارخانے کی ہے جسمیں ایک قالین قریب بتکمیل حالت میں دکھلایا گیا ہے -

بقیہ ازاد عرب

مسلمانوں کے مسروقہ خزانے کے چند موتی جو باقی رہگئے ہیں

تاریخ و عبر

(۲)

اب ہمکو ایک نظر عرب کے اُن خطوں پر ڈالنی چاہیے جو آزاد عرب کے نام سے مشہور ہیں - آزاد عرب سے مراد ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں سے ہے جو آجکل موجودہ زمانے عرب میں یوروپین قوموں کی ریشہ دوانیوں کا آماجگاہ ہیں - انہی میں مشہور وہابی تحریک نجد اور قروہ اباضیہ کی سلطنت عمان بھی شامل ہے - اسکے علاوہ حضرالموت کا خطہ ہے جس میں قدیم سلطانوں مارب اور سبا کی عمارتیں رہی گئی ہیں' اور جو یمن کے ساتھہ عرب معمورہ یا (Arabic Felino) میں شامل ہے -

حضرالموت کے شمال میں نجران اور وادی دوسیر کا زرخیز علاقہ ہے لیکن مشرق کی طرف ایک دشوار گذار ریگستان ہے جو " ربع الخالی " کے نام سے مشہور ہے - اس ریگستانی علاقہ کے علاوہ اور شمالی صحراے شام کو چھوڑکر' یہ تمام حصہ ایک عظیم الشان سلطنت کے لیے مایۂ ناز ہوسکتا ہے - اگر ان خطوں پر یورپ کو دسترس ہوتا تو اسمیں شک نہیں کہ اپنی مادی ترقیوں میں ہندوستان و مصر کے برابر ہوتے - لیکن دسترس ہونا اس لحاظ سے مشکل ہے کہ اس ملک کے آباد اور جنگجو سرپرے کسی غیر ملت کے ماتحت رہنا گوارا نہیں کر سکتے - البتہ سلطنت ترکی اگر چاہے تو حکمت عملی سے انکو اپنا حلقہ بگوش بنا سکتی ہے - کیونکہ اول تو یہ علاقے یمن و حجاز کے بالکل محاذی واقع ہوے ہیں - اسلیے ترک ہر طرف سے انپر قابو پانے کی طاقت رکھتے ہیں - دوسرے ترک بھی حبل المتین اسلام کے پکڑنے والوں میں سے ہیں جن سے عرب کے غیور زیادہ بیگانہ نہیں ہوسکتے -

لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ زرخیز خطے جو کبھی عرب اسلامی کا اصلی سر چشمہ تھے' ابھی تک ایسی کسمپرسی کی حالت میں پڑے ہوے ہیں جس طرح قدیم رومیوں اور فارسیوں کے زمانے میں ان پر ایک دور گذر چکا ہے -

شاید اسوجہ سے کہ عرب کا ملک بہت عرصے تک اپنی کم مایگی کیلیے بد نام تھا' اور " وادی غیر ذی زرع " یعنے حوالی مکہ کا اطلاق کل سرزمین عرب پر کیا جاتا تھا - لیکن سیاحوں اور مبصرین جغرافیہ دانان قدیم و جدید کی راے ہے کہ درحقیقت عرب ہی کے بعض قطعے باغ عدن کہلائے جانے کے قابل ہیں - خطہ نجد جو وسطی عرب پر مشتمل ہے' اور جو ترکی صوبے الحجاز اور الحسا کے درمیان واقع ہے' کسی طرح شام و عراق سے اپنی اہمیت و زرخیزی میں کم نہیں ہے - اگر زرخیزی ہی کو مد نظر رکھا جاے' جب بھی موجودہ عراق کو نجد سے کوئی نسبت نہیں -

نجد وسط عرب کا ایک وسیع اور زرخیز ملک ہے جسکی مجموعی آبادی تقریباً تیالیس لاکھہ سے زاید ہوگی - عرب کا سب سے مشہور درخت سماتا جسکا گوند دنیا بھر کے درختوں کے گوندوں سے بہتر ہوتا ہے' یہاں کی پہاڑیوں میں بکثرت پیدا ہوتا ہے - عرار نجد جسکی خوشبو سے پورا جنگل مہک جاتا ہے' اسی خطہ سے تعلق رکھتا ہے[۱] - شتر مرغ کے جھنڈ اور غزال عرب کے قطار اگر عرب میں کہیں پائے جاتے ہیں تو وہ یہی خطۂ حسن و شعر ہے - عرب کا مشہور گھوڑا بھی دراصل نجد ہی کا گھوڑا ہوتا ہے - نجد ہی کے بعض حصوں میں لوہے کی کانوں کے نشان پائے جاتے ہیں - یہاں کی بھیڑوں کے اون نہایت ملائم مثل کشمیری اون کے ہوتے ہیں - ان خطوں کے بعض ناموں سے اسکی شادابی کا حال معلوم ہوسکتا ہے - مثلاً ریاض (باغ) بلاد الزہور (پھولونکا ملک) بلاد الجہور (آخروٹ کا ملک) وغیرہ وغیرہ -

یہ پہاڑی خطے ہمارے نیپال اور کشمیر سے کم نہونگے - مگر اس ملک کی طبعی حالت سے کہیں زیادہ دلچسپ اسکی پولیٹکل حالت ہے - سو برس کا عرصہ گذرا کہ ایک شخص محمد بن عبد الوہاب اس سرزمین سے اٹھا اسکی پیدائش سنہ ۱۶۹۱ ع میں بتائی جاتی ہے' یعنی ٹھیک اسی وقت جبکہ ترکی سلطنت اپنے عروج کے نصف النہار کو پہونچ چکی تھی اور اس نے پہلے پہل یمن میں قدم رکھا تھا - اس شخص کا معاون ابن مسعود نامی ایک رئیس قبائل اور جنگجو آدمی تھا - اس نے بتدریج اپنی فوجی قوت بڑھا لی - یہاں تک کہ اسکے بیٹے نے ایک مرتبہ تمام حجاز و اطراف حجاز پر حملہ کردیا اور قابض ہوگیا - جس زمانے میں نپولین یورپ میں تہلکہ مچا رہا تھا - اسی وقت مسعود ترکی سے لڑائیوں میں مشغول تھا

بالآخر ابراہیم پاشا حاکم مصر نے جو سلطان کی طرف سے مقابلے کے لیے بھیجا گیا تھا' عبد اللہ بن مسعود کو گرفتار کرکے قسطنطنیہ بھیجدیا - اسکے بعد عبد اللہ کے بیٹے نے سلطان نجد کے لقب سے اپنا ملک پھر حاصل کرلیا - ابتدا میں خدیو مصر کو خراج دینے کا اقرار کیا تھا مگر سنہ ۱۸۳۱ میں بالکل مستقل حاکم ہوگیا - اسپر مصری و ترکی فوجوں نے حملہ کرکے ہفوف اور قطیف (صوبہ الحسا) پر قبضہ کرلیا اور والی نجد کو قید کرکے مصر لے آے - سنہ ۱۸۴۳ میں وہ مصر سے پھر واپس آیا اور سنہ ۱۸۶۵ تک مطلق العنان بادشاہ کی حیثیت سے حکومت کرتا رہا -

اسکے بعد اسکا بیٹا تخت نشین ہوا - مسعود اسکا بھائی تخت کے لیے لڑا اور کامیاب ہوا - عبد اللہ ترکی بھاگ گیا اور سلطان سے مدد مانگی - چنانچہ بغداد سے ترکی فوج نے آکر الحساء پر دائمی قبضہ کرلیا -

مسعود سنہ ۱۸۷۳ میں مرگیا - عبد اللہ ہمیشہ لڑتا رہا اور آخر غالب آیا - سنہ ۱۸۸۶ تک ریاض میں وہی حکمراں تھا -

---

(۱) آہ یہی عرار ہے جسکی بوے عشق آور کی نسبت شاعر عرب نے وصیت کی ہے :

تمتع من شمیم عرار نجد
فما بعد العشیۃ من عرار ! (الہلال)

جب امیر ترکی کو اسکے بھتیجے مہدی نے قتل کردیا اور فضیل تخت نشیں ہوا تو ریاض کی فوج میں ایک نوجوان عبد الله بن رشید نامی تھا۔ اسنے دبے پاؤں محل میں جا کر مہدی کو قتل کردیا - اور اسطرح فضیل کو اپنے باپ کا تخت ملگیا - اس نوجوان کو اسکی شجاعت اور وفا داری کے صلے میں اسکے وطن جبل شمار کی گورنری ملگئی -

وہ خود مختار ہوکر ایک علحدہ ریاست بنانے کی سعی کرنے لگا اور بہت جلد فضیل کا ہم قوت ہوگیا - سنہ ۱۸۴۴ میں اس نے انتقال کیا۔

طلال ' متعب ' محمد ' یہ اسکے تین بیٹے تھے - طلال بڑا بیٹا حاکم ہوا - اسنے بغداد و بصرہ کے تاجروں کو اپنے پایہ تخت میں آباد کیا اور بتدریج ریاض کے وہابی قبائل کا جوا گردن سے اوتارکر پھینکدیا - سنہ ۱۸۶۷ میں ایک مرض سے پریشان ہوکر اسنے خود کشی کرلی -

متعب اسکا جانشیں ہوا لیکن طلال کے بیٹوں نے ایک سال کے اندر ہی مروا ڈالا -

عبد الله کا تیسرا بیٹا محمد ' ریاض میں پناہ گزیں تھا - موقع پاکر امیر عبد الله فیصل سے اجازت لیکر حایل میں آیا اور اپنے بھتیجے کو قتل کیا پھر طلال کے باقی بیٹوں کو مارکر سنہ ۱۸۶۰ میں خود ہی بے خل و غش امیر بن گیا - سنہ ۱۸۶۶ میں امیر عبد الله بن فیصل کو اسکے بھتیجوں نے قید کرکے تخت پر قبضہ کرلیا - اسوقت سے وسطی عرب میں وہابیوں کے سرخ و سفید علم کے بجائے امیر حایل کا سبز و ارغوانی علم لہرانے لگا ہے -

امیر حایل محمد بن رشید باقاعدہ باجگدار تھا - وہ شریف مکہ کو سلطان کے لیے سالانہ رقم پیشکش کرتا رہا - سنہ ۱۸۹۰ میں ریاض کے قدیم حکمراں خاندان نے بغاوت کرکے ریاض کو آزاد کرانا چاہا مگر ناکام رہے - سنہ ۱۸۹۷ میں محمد بن رشید نے رحلت کی - اوسکا جانشیں عبد العزیز بن متعب ایک حکمراں ہے جو جہانگیری میں محمد بن رشید سے کم مگر سیاست میں اسکا ہم پلہ ہے -

(ملکی شــورش)

ناظرین کرام پر واضح ہوگیا ہوگا کہ نجد کی اس پولیٹکل کشمکش میں ترکوں کا کتنا دخل رہا ؟ امیر نجد شکست کے بعد سلطان کا ادب ملحوظ رکھتا تھا - ہر طرح سے انکو اپنا سرپرست جانتا تھا - اگر ترکوں کی طرف سے اس تعلق کے مضبوط کرنیکی کوشش ہوتی رہتی تو بلا شبہ آج ریاست نجد ترکوں کے زیر اقتدار ہوتی -

لیکن جب کسی قوم پر زوال آتا ہے تو تمام تدابیر ملکی اسکے دماغ سے مفقود ہوجاتی ہیں - موجودہ جنگ بلقان سے بھی نجدیوں نے فائدہ اٹھایا ' اور الحساء کو تاراج کرکے قطیف پر قابض ہوگئے -

در اصل اس حرکت و شورش کے اندر ایک پر اسرار ہاتھ کام کررہا ہے ' جسکا نام لیتے ہوے مثل اور ہندوستانیوں کے ہمکو بھی ڈرنا چاہیے - مگر ہماری بزدلانہ چشم پوشی ہم پر بہت آفت لا چکی - اب اور کہاں تک خوف کھائیں؟ اسمیں کچھ شک نہیں کہ گذشتہ صدی میں خلیج فارس کی حفاظت کے نام سے ساحل عرب پر انگریزوں نے بڑے بڑے طوفان برپا کیے - یہ شورش بھی انہی کا ایک ٹکڑہ ہے -

ابھی ترکی کا گلا دبا کر کویت و بحرین کا معاملہ طے کرایا جا چکا تھا کہ بیچارے کے سر پر دوسری آفت لائی گئی -

" دیوانہ نجد را ہوے بس ست " امیر نجد کو اتنا اشارہ کافی تھا کہ سلطان نے انکے قدیمی ملک الحساء کو انگریزوں کے حوالے کرنیکا تہیہ کرلیا ہے - غیور ملک پرست عرب بے اختیار ترکوں کے سر دوڑ پڑے - ریوٹر کی تازہ ترین خبر سے تو یہ پایا جاتا ہے کہ ترک ساحل الحساء چھوڑکر بھاگ گئے ہیں - و الله اعلم -

یہ واقعہ اگر صحیح ہے تو خدا نخواستہ مسلمانوں کو ایک بہت بڑی بلا کے مقابلے کے لیے آمادہ ہوجانا چاہیے - حجاز کا مشرقی دروازہ نجد تھا ' اور اسکی اوٹ صوبہ الحساء - اگر اس ابتری میں اس طرف توجہ نہ کی گئی تو میں وثوق کے ساتھہ پیشین گوئی کرتا ہوں کہ ساحل خلیج فارس پر کل ہی انگریزی جہاز دکھلائی دینگے جو اس بہانے سے قطیف اور کویت پر گولا باری کرینگے کہ بحری قزاقوں کا مسکن ہورہے ہیں' اور ان سے انگریزی تجارت کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے -

پھر امیر نجد کہاں جاتا ہے - دو خوبصورت دوربینیں ' کچھہ رنگین چشمے ' دو ایک سنہری گھڑیاں ' دو چار قسم کے باجے ' بس یہ تحفے اسکے لیے کافی ہیں - بد بخت مولای عبد العزیز سلطان مراکش تو صرف ایک سائیکل کو پاکر مدہوش ہوگیا تھا !

ہم نے بارہا قرب قیامت کی روایتیں وعظوں میں سنی ہیں جنمیں بیان کیا گیا ہے کہ تمام اسلامی ممالک پر نصاری قبضہ کرلینگے - ہم اپنے آنکھوں سے جب شام ' بحر احمر ' عدن ' بیرم ' عمان ' فارس کو دوسروں کے قبضے میں دیکھہ رہے ہیں تو ہمیں ان روایات کی پوری تصدیق ہوجاتی ہے - عرب اور ترکوں کی قومی مقاومت کے تشویشناک مسئلہ کی تاریخ کا سر ورق انگلستان کے فارن آفس ہی میں ہے - آہ ! وہ سلطنت جسنے دوسری صدی ہجری میں افریقی ساحل پر ایک زلزلہ ڈالدیا تھا ' جو اسلام میں پہلی ریاست ہے جسنے پرتگال اور ڈچ اور انگریزوں کی طرح ماوراء البحر نو آبادیاں بسائی تھیں' یعنی مشرقی افریقہ اور زنجبار ' وہ آج جرمن اور برٹش ایسٹ افریقہ میں منقسم ہے ! !

عمان بجاے خود ایک با قاعدہ سلطنت ہے جو اپنی وسعت میں اٹلی کے برابر ہے ' اور آبادی میں یونان یا بلغاریہ سے کم نہیں - ۳ ملین اباضی خوارج جو گذشتہ عہدوں سے بچ رہے ہیں ' انکا مسکن یہی ہے - اسمیں تمام جنوبی ملک کا وہ علاقہ بھی شامل ہے جو اس خطے کے مشرق میں واقع ہے -

ساحل عمان پر بارش بھی معقول ہوتی ہے جسکے سبب سے ساحلی مقامات برخلاف تمام عرب کے سر سبز ہیں - کھجور کے باغ سمندر کے کنارے دور دور تک چلے گئے ہیں - اسکا میدان دو سو میل تک ہے - چوڑائی بارہ میل ہے - اور عقب میں جبل اخضر کا سلسلہ ہے جسکی چوڑائی ۹۹۰۰ فیٹ اونچی ہے اور سمندر میں سو میل سے نظر آتی ہے -

عمان کے کچھہ خطے شہد اور لوبان کے لیے مشہور ہیں - مشہور ہے کہ شہزادی سبا بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے لوبان اور میوہ کی بڑی مقدار بھیجی تھی جو انہیں اطراف سے حاصل کی گئی تھی -

لوبان ایک درخت کی گوند ہے جو عمان کے پہاڑوں پر بکثرت پایا جاتا ہے - عرب بھر میں عمان کا ایک کرپال والا اونٹ سب سے افضل ہوتا ہے - اسی لیے یہ خطہ " ام الابل " کے نام سے مشہور ہے -

اس ملک کی آب و ہوا منطقہ حارہ اور معتدلہ کی درمیانی حالت میں ہے - اسکی بلندی ۳ ہزار سے ۵ ہزار فیٹ تک ہے - یہاں پہاڑی ندیاں اور چشمے جاری ہیں - بحرین اور عمان کے معادی ساحل اپنے بیش قیمت موتیوں کے لیے مشہور ہیں -

پہلے عمان میں آزاد اماموں کی حکومت تھی جو خاندانی لحاظ سے انتخاب نہیں کیے جاتے تھے بلکہ جمہوری اصول پر - لیکن سنہ ۱۵۰۶ ع میں خلیج فارس پر انگریزوں کے نمودار ہونے کی وجہ سے مسقط بھی سنہ ۱۶۵۰ ع تک انکے قبضہ میں رہا - سنہ ۱۷۴۱ ع میں احمد بن سعید ایک مجہول الحال اونٹ چرانے والے نے سہار کی گورنری حاصل کرلی اور ایرانیوں کو جو پرتگالیوں کے بعد قابض ہوگئے تھے ' مسقط سے نکالدیا اور اس خاندان کو قائم کیا جسکی حکومت ابتک براے نام باقی رکھی گئی ہے - (باقی)

برید فرنگ

تلخیـص و اقتبـاس

انجمن انگریزی و عثمانی (اینگلو آٹومن کمیٹی) کے سکریٹری " نیرایسٹ " کے نام ایک خط میں لکھتے ھیں :

" سابق انجمن عثمانی کے بانی اور موجودہ انجمن انگریزی و عثمانی کے سکریٹری کی حیثیت سے میں اعلان کرتا ھوں کہ ایک منظم جماعت کیلیے جو یہ کہتی ہو کہ وہ عثمانی شاہنشاہی اور عثمانی رعایا کے ساتھہ انصاف کرنے کی حامی ہے (یعنی انگلستان کے لیے) یہ ایک اخلاقی خود کشی ہے کہ وہ نہ صرف فرانس کے مرسیو پیرلوٹی بلکہ روسی اخبار نوی ورمیا کے مراسلہ نگار موسیو میشکوف اور انکے علاوہ اور نیس یوروپین ارباب صحافت کی قاطع و عینی شہادات کے ہوتے ہوئے بھی بالکل خاموش رہے ! ان شہادتوں سے ان جگر پاش مظالم کے حالات معلوم ہوتے ھیں جو مظلوم مسلمانوں پر بلاد بلقان و البانیا میں بے دردانہ کیے جا رہے ھیں "

معاہدۂ برلن اور قسطنطنیہ کے عہد ناموں کی وجہ سے بلقان کی جو نئی صورت پیدا ہوگئی ہے ' اسکی تصدیق کے متعلق حال میں سر ایڈورڈ گرے نے دارالعوام میں تصریحات کی تھیں - مسٹر ایل ولف جو " گرینک " کے مشہور سیاست نگار ھیں ' اسکی نسبت خامہ فرسائی کرتے ہوئے لکھتے ھیں

" اس اصول (یعنی تصدیق دول کے اصول) کو اگر کسیقدر توسیع کے ساتھہ بیان کیا جاے ' تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ دولۂ عثمانیہ کے خاتمہ (لا قدر اللہ) کا نتیجہ امن یوروپ کا خطرہ میں پڑجانا ہے ' اسلیے چاہیے کہ اسکی مقبوضات کی دوبارہ تقسیم یوروپ کے اتفاق اور امداد کے ساتھہ عمل میں آے -

یہ اصول کم و بیش تاریخی کے عالم میں سنہ ۱۸۲۰ ' ۱۸۳۰ ' ۱۸۵۶ ' اور ۱۸۷۱ ' میں مانا گیا ' مگر صاف طور پر اسکی منظوری اور تعاد سنہ ۱۸۷۸ ع میں برلن کانگرس میں ہوا - برلن کانگرس سے پہلے اسکے چہرہ پر " دولۂ عثمانیہ کی سلامتی و خود مختاری " کا پر فریب نقاب پڑا رہتا تھا - لیکن سنہ ۱۸۷۸ ع میں اپنی اصلی شکل میں جلوہ گر ہوگیا - یہ عہد نامہ سنٹ اسٹیفانو سے دوسرے دن کا واقعہ ہے جسکی بنا اس فرض کرنے پر تھی کہ " جنگ نے روس اور دولۂ عثمانیہ کو آزاد کردیا ہے اور انہیں اختیار ہے کہ جسطرح چاہیں مسئلہ شرقیہ کا فیصلہ کرلیں " -

اس " فرض کردہ اصول " کے خلاف سب سے پہلے آسٹریا نے آواز بلند کی - کونٹ بیاست Beust نے لارڈ ڈربی کو ایک نوٹ میں لکھا کہ یوروپ کے معاہدوں نے سیاست مشرقیہ کا جو نظام قائم کردیا ہے ' اسمیں جب کسی قسم کا تغیر کیا جاے تو ضرور ہے کہ اسے یوروپ کی منظوری حاصل ہو - انگلستان نے اس اصول سے اتفاق کیا - اسکے بعد لارڈ سالسبری نے معاہدۂ سینٹ اسٹیفانو کو یوروپ کی کسی کانگریس کے حوالہ کردینے کے لیے جو مراسلہ لکھا تھا ' اسمیں اس اصول کو اسطرح بیان کیا تھا :

" کوئی معاہدہ جو حکومت روس اور باب عالی میں ہوگا اور جسکا اثر سنہ ۱۸۵۶ اور سنہ ۱۸۷۱ کے معاہدوں پر پڑتا ہوگا " وہ اسوقت تک ہرگز جائز نہیں قرار پائیگا جب تک کہ وہ سلطنتیں بھی اسے منظور نہ کرلیں ' جو ان میں شریک تھیں "

اسکو خود روس اور تمام بڑی سلطنتوں نے منظور کرلیا - اسی سے وہ قانون پیدا ہوا جسے " تصدیق دول " سے موسوم کرنا چاھیے - یعنی جب تک دول ستہ تصدیق نہ کریں ' ترکی کے متعلق کوئی معاہدہ معتبر نہیں ہو سکتا -

پس میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ اس کا تعلق عہد نامۂ بخارست سے کیوں نہو ؟ اور اس کے لیے کوئی صحیح وجہ کیوں موجود نہیں -

بلا شبہ یہ سچ ہے کہ بلقانی مقبوضات کی نے اقتدارانہ تقسیم سے امن یوروپ کو جو خطرات ہوسکتے ھیں ' وہ ایک حد تک رفع ہوگئے ھیں ' مگر یہاں تو قانون کا سوال ہے !

بہر حال جس چیز کو کونٹ بی اسٹ " سیاست شرقیہ کا نظام " کہتا ہے " وہ سنہ ۱۸۷۸ ع سے ابتداً محض زمین یا سیادت و برتری ہی کا سوال نہیں رہا ہے - درحقیقت دول نے شروع ہی میں یہ محسوس کرلیا تھا کہ ان کے فیصلہ سے جس آبادی پر اثر پڑیگا ' اسکی بہبودی و فلاح کی ذمہ داری جب تک وہ اپنے اوپر نہ لینگے اسوقت تک بلقان کے جغرافیۂ سیاسی کی نگرانی کا انھیں کوئی حق نہیں - اسی سنہ ۱۸۳۰ میں یونان اور سنہ ۱۸۵۸ میں رومانیا کی کامل ترین مذہبی اور ملکی آزادی کے حصول پر اصرار کیا گیا تھا - لیکن معاہدۂ برلن میں ان شرائط کے وسیع تر دائرہ اختیار کرلیا اور مشرق ادنی کی تمام سلطنتوں کی بقاء ' ہر قسم کی مذہبی اور ملکی مجبوریوں کے انسداد اور ہر طبقۂ رعایا کے مساویانہ اور آزادانہ سلوک سے مشروط ہوگئی - یہ ذمہ داری ہمیشہ کی طرح آج بھی موجود ہے - اسلیے دول کا فرض ہے کہ وہ دیکھیں کہ اس " نظام سیاست " کو عہد نامۂ بخارست سے صدمہ تو نہیں پہنچ رہا ہے ؟

البانیا کا ہنگامۂ رستخیز ہنوز ایک غیر منحل عقدہ ہے - یوروپ کی تارہ ڈاک بھی اسپر کوئی مزید روشنی نہیں ڈالتی - مسلمانوں کا خروج ' اسد پاشا کی اعانت حکومت ' اسکے صلہ میں جلا وطنی ' ابتداً مسلمانوں کی اسکے ساتھہ سرد مہری ' پھر ہمدردی ' یہ واقعات کچھہ اسدرجہ پیچیدہ ہیں کہ ہنوز انکی تشریح قبل از وقت ہوگی -

لیکن انگریزی سیاست خارجیہ کا نے انتہا محتاط و معتمد مداح " نیرایسٹ " واقعات کی پیچیدگی اور حقیقت کے اخفاء اور تسلیم کرتے ہوئے اپنے مجتہدانہ قیاس سے ایک حل پیش کرتا ہے -

اسکے نزدیک اس طلسم کی کنجی علم برداران خروج کا اسلام ہے - یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ یہ لوگ مسلمان ہیں ' آپ واقعات کا گم شدہ نظام ملجاتا ہے - " یعنی مسلمانوں کو شکایت ہے کہ شہزادہ وِنڈ کی منظور نظر صرف عیسائی آبادی ہے - خود مختاری کے ثمرات سے صرف عیسائیوں ھی کے دامن مالا مال ہو رہے ھیں - پس انکے خروج کا اصلی محرک یہی خیال تھا - پہلے اسد پاشا کے متعلق مسلمانوں کا خیال ہوا کہ وہ انکو شہزادہ وِنڈ کی نظر عنایت سے محروم کرنا چاہتا ہے - اس خیال کو اس واقعہ سے اور بھی تقویت ہوئی تھی کہ مسلمان فیوڈل سسٹم (۱) کے خلاف اور اسد پاشا اسکا حامی تھا - اس لیے جب وہ دورزو پہنچے تو انکو اس سے کوئی ہمدردی نہ تھی ' مگر جب انہوں نے دیکھا کہ انکے مقابلہ کے لیے صرف عیسائی بھیجے گئے ھیں اور نیز یہ کہ اسد پاشا ایک مسلمان (اگرچہ وہ مسلمانوں کا دشمن اور عیسائیوں کا حامی ہے) جلا وطن

---

(۱) فیوڈل سسٹم " سے مقصود وہ طرز حکومت ہے جسمیں ایک مرکزی طاقت کی جگہہ مختلف چھوٹے چھوٹے رؤساء اور صاحبان اراضی و املاک باقتدار ھوں اور اپنی اپنی فوجوں کو اپنے صرف سے قائم رکھیں - قدیم یوروپ اور اسلام میں دولہ سلجوقی وغیرہ کا یہی طرز حکومت تھا - فرانس اور انگلستان کے نائٹس مشہور ھیں (الہلال)

کیا جا رہا ہے ' تو انھیں محسوس ہوا کہ مذہبی تفریق کو جسقدر چلے سمجھتے تھے ' حقیقت میں اس کہیں سے زیادہ سنگین ہے - اسلیے فوراً وہ اسکے همدرد ہو گئے "

مسئلۂ خروج البانیا کا یہ فلسفہ ہے جو انگلستان کے اخبارات پیش کر رہے ہیں !

یہ حل کس حد تک اشفی بخش ہے ؟ اور اسکے اندر کونسی روح کام کر رہی ہے ؟ اس کا اندازہ قارئین کرام خود کر سکتے ہیں - مسیحی اہل علم اور سیاست فرما صدیوں سے صرف یہی کام کرتے آئے ہیں کہ اپنے جرائم کو اپنے حریفوں کے سر الزام رکھکر پوشیدہ کریں !

. . .

واقعہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ البانیا کے انقلابی " صرف دھماکوں اور اسلحوں کی ایک حقیر ترتیب یافتہ جماعت ہے جسمیں کوئی معتبر شخص نہ تھا " مگر شاید اس تعبیر کی تصنیف کے وقت یہ خیال نہ رہا کہ جب اس تحقیر آمیز بیان کے ساتھہ یورپ کے قرار دادہ شہزادہ کے فرار ' تمام شہر کے خوف زدہ ہوجانے ' اور جندرمہ (فوجی پولیس) کی گرفتاری کی خبریں بھی شائع ہونگی ' تو اسوقت البانی حکومت کی کمزوری اور مرعوب شہزادہ کی بزدلی کا سوال بھی ضرور پیدا ہو جائیگا - چنانچہ جن اخبارات کو شہزادہ وِد کے انتخاب سے اختلاف تھا ' وہ ایک طرف رہے ' خود نیرادسٹ کو بھی مجبوراً کہنا پڑا ہے : " اس واقعہ سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شہزادہ وِد بغیر یورپ کی فوجی اعانت کے حکومت چلا بھی سکتا ہے یا نہیں ؟ "

شہزادے کے بھاگنے میں جن لوگوں پر سرخت کا شک تھا ' ان میں آسٹریا کا وزیر بھی ہے - اسلیے حکومت آسٹریا نے اعلان کردیا ہے کہ " اس کا وزیر شہزادہ کے عاجلانہ فرار کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا - وہ اطالی وزیر کے مشورہ سے ہوا ہے " تعجب ہے کہ ایک جرمن شہزادہ نے ایک ایسے شخص کو پا مردی و ثبات کے باب میں قابل مشورہ کیوں سمجھا ' جسکی قومی شجاعت کی حقیقت صحراء لیبیاء و طرابلس میں طشت از بام ہوچکی ہے ؟

حکومت اطالیہ کے استعماری حوصلے روز بروز پاؤں پھیلا رہے ہیں - طرابلس کی ہڈی اگرچہ ابھی تک حلق میں پھنسی ہوئی ہے مگر اسکا ہاتھہ یورپ کے خوان یغما (دولت عثمانیہ) کی طرف بھی بڑھنے سے باز نہیں آتا - اب اسکے پیش نظر ایشیاے کوچک ہے !

طرابلس کی طرح اس موقع پر بھی برطانی سیاست اسکی تالید (بلکہ مداحا کہنا چاہیے کہ) ایک حد تک اسکی خاطر ایثار کر رہی ہے ! سمرنا آئدن ریلوے کے متعلق ایک برطانی کمپنی کو اپنے استحقاق کا دعوی تھا - حکومت اطالیا اسکے متعلق عرصہ سے کوشش کر رہی تھی ' بالاخر اسے حکومت برطانیہ کی وساطت سے کامیابی حاصل ہوگئی - حال میں اس کمپنی اور حکومت اطالیا میں ایک معاہدہ ہوا ہے جسکی تفصیل ضرور معلوم نہیں - لیکن اطالی وزیر خارجیہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کامیاب سمجھتا ہے - چنانچہ پچھلے ہفتے ایک تقریر میں اسکی طرف اشارہ کرتے ہوے اس نے کہا : " یہ در اصل اس راہ میں پہلا قدم ہے جو غالباً منفعت طلب ثابت ہوگا "

اس تقریر میں ایشیاء کوچک کے اندر اسی قسم کی دوسری اطالی کوششوں کی طرف بھی اشارے کیے گئے ہیں -

مگر اطالیا جس کو لقمۂ تر سمجھہ رہی ہے وہ ان شاء اللہ طرابلس سے بھی زیادہ گلوگیر ثابت ہوگا ' کیونکہ یہ ترکوں کا اصلی وطن ہے اور فوجی نقل و حرکت کے بحری راستے موجود ہیں -

مدارس اسلامیہ

١٠ مئی کا جلسۂ دہلی

(از جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب)

١٠ مئی کے جلسہ کے بعد میں بہت جلد شملہ آ گیا - لیکن میں برابر اسلامی اخباروں میں ان تمام مضامین کو پڑھتا رہا جو اس جلسہ کے متعلق معزز ایڈیٹروں اور نامہ نگاروں نے لکھے یا اب تک لکھہ رہے ہیں ...... مجھے افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ میں نے ان واقعات کے بیان میں جو مختلف اخباروں میں درج کیے گئے ہیں ' صداقت کی روشنی بہت کم دیکھی -

جن بزرگوں نے اب تک ١٠ مئی کے جلسہ پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے ' ان میں سے بعض حضرات کے متعلق میرا یقین ہے کہ انہیں صحیح اور کافی معلومات کے حاصل کرنیکا وقت نہیں ملا ہے - اس لیے وہ ندوہ کے الجھے ہوے واقعات کے سلجھانے سے قاصر رہے ہیں لیکن جو کچھہ وہ لکھہ رہے ہیں اسے وہ صحیح سمجھہ رہے ہیں - ان بزرگوں کے علاوہ دوسرے حضرات وہ ہیں جو اپنے خیالات کے ساتھہ واقعات کو مطابق کرنے کی خواہش مند ہیں ' اور اسی دوربین سے ١٠ مئی کے جلسہ کے واقعات کو ملاحظہ فرمانے کی تکلیف گوارا کر رہے ہیں ' جسے وہ مقصد مطلب چیزوں کے دیکھنے کیلیے تو سیدھے طور پر استعمال کرتے ہیں ' لیکن جب کوئی چیز ان کے خلاف سامنے آتی ہے تو دوربین کو الٹا کر لیتے ہیں ' تاکہ وہ معمولی حالت سے بہت چھوٹی اور حقیر معلوم ہو ' اور اس طرح وہ اپنے دل کے گہوارہ میں مصنوعی تسلی کو جھلا رہے ہیں '

میں چاہتا ہوں کہ ایک مرتبہ اپنے قلم سے ان واقعات کو جو میرے علم میں صحیح اور یقینی ہیں ' اہل اسلام کے سامنے پیش کردوں ' اور پھر اپنی طرف سے اس بحث کا دروازہ بند کردوں - دوسروں کو اختیار ہے کہ وہ جس وقت تک چاہیں اور جس طریقہ کے ساتھہ چاہیں اس بحث کو جاری رکھیں -

سب سے پہلے میں ١٠ مئی کے جلسہ کی ضرورت پر کچھہ لکھونگا ' اس کے بعد جلسہ کے حالات بیان کرونگا ' پھر اس کے نتائج سے بحث کرونگا - اگرچہ یہ تمام باتیں بہت وقت لینے والی ہیں مگر میں کوشش کرونگا کہ اختصار سے کام لوں -

(جلسہ کی ضرورت)

ندوہ ایک ایسی تعلیم گاہ ہے جو اپنی تعلیمی خصوصیتوں کے لحاظ سے دوسری تعلیم گاہوں سے امتیاز رکھتی ہے - اسکا اصلی مقصد یہ تھا اور ہے کہ اس سے جو علماء فارغ التحصیل ہوکر نکلیں وہ اپنے علوم میں ماہر ہونیکے علاوہ دوسری زبانوں سے بھی (جیسے کہ انگریزی زبان ہے) کسقدر آشنا ہوں ' تاکہ ایک طرف وہ اشاعت اسلام جیسے مقدس اور مہتم بالشان فرض کو ادا کرسکیں ' اور دوسری طرف وہ ان غیر مذہب والوں کے حملہ سے بھی واقف ہوتے اور ان کے جوابات دیتے رہیں ' جو اپنا فرض سمجھہ رہے ہیں کہ اسلام کو دنیا کی نظروں میں ایک نہایت ہی کمزور اور ضعیف مذہب ثابت کریں - " ندوہ " کا یہی وہ اعلی اور اہم فرض تھا ' جس نے مسلمانوں کو بہت جلد اپنی طرف کھینچ لیا اور ندوہ کا بھی وہی نصب العین تھا جس نے اسے اور اسلامی مدارس سے ممتاز بنا دیا -

اس ندوہ میں بدقسمتی سے ایسی بے قاعدگی شروع سے چلی آتی تھی ' جو بتدریج ندوہ کی اساس کو کمزور کر رہی تھی ' اور روز بروز

اس میں کم و بیش اضافہ ہو رہا تھا کوئی شخص جسمیں تھوڑا سا بھی انصاف ہو، وہ اس خرابی کا ذمہ دار صرف موجودہ جماعت ہی کو نہیں سمجھہ سکتا ، بلکہ ہر ایک نظامت اور ہر ایک معتمدی کو اسکا ذمہ دار سمجھیگا - بہر حال ایسے اسباب پیش آے کہ ندوہ کی خرابیاں آہستہ آہستہ تمام ہندوستان میں پھیلنے لگیں، اور بہت سے شہروں میں ندوہ کی جماعت سے اصلاح کے مطالبات شروع ہوگئے، اور اسلامی اخباروں نے موافقت اور مخالفت میں خاص طور پر دلچسپی لینی شروع کی - اس کشمکش میں ندوہ کی حالت قاآنی کے اس شعر کے مطابق تھی :

این می کشدش از چپ ، آن می کشد از راست
مسکین دو الکن ماندہ درین کشمکش اندر !

ایسی حالت میں ضرور تھا کہ مسلمانوں کا ایک قایم مقام جلسہ کسی شہر میں جمع ہوکر اس ناگوار حالت کو دور کرے، اور مسلمانوں کے ان مطالبات کو اعتدال کے ساتھہ ارکان ندوہ کی خدمت میں پیش کرے تاکہ ایکطرف ندوہ کی وہ خرابیاں جو اساسی ہیں اور جنہیں دونوں فریق بغیر اختلاف کے تسلیم کرتے ہیں دور ہوں - دوسری طرف مسلمانوں کو بھی ان اصلاحات پر اطمینان ہو جاے، اور ان کی دلچسپی اپنی اس تعلیم گاہ کے ساتھہ انہیں حدود پر آجاے جہاں کہ پہلے تھی -

(دو اعتراض)

قوم کے بعض بزرگ ۱۰ مئی کے جلسہ پر اعتراض فرماتے ہیں کہ

(۱) اسٹرائک کی حالت میں یہ جلسہ مضر تھا - اسٹرائک کے بعد ہوتا تو مناسب تھا -

(۲) ہر ایک تعلیم گاہ کیلیے جو جماعت قوم نے خاص خاص اصول پر مقرر کر دی ہے، اس جماعت پر بھروسہ کرنا چاہیے اور چونکہ یہ جلسہ عملاً اس اعتماد کو کھونے والا ہے اور اس سے دوسری تعلیم گاہوں کے لیے بھی مسلمانوں کی ایک عام مداخلت کی ایسی نظیر قایم ہوتی ہے جو ان کے نیک کاموں میں سد راہ ہوگی - اس لیے یہ جلسہ مفید ہونے کے بجاے مضر ہوگا - ان دونوں اعتراضوں کے جواب ذیل میں عرض کرتا ہوں :

(۱) اس جلسہ کو حقیقت میں اسٹرائک سے کچھہ تعلق نہ تھا - وہ نہ طلبہ کی حالت پر غور کرنے کیلیے بلایا گیا تھا - تاہم ہمارا فرض تھا کہ ہم عام طور پر اس امر کو ظاہر کردیں کہ ۱۰ - مئی کے جلسہ کو اسٹرائک سے کوئی تعلق نہیں ہے - چنانچہ سب سے پہلے دہلی میں میرے مکان پر ایک جلسہ ۱۰ - مئی کے جلسہ کو بلانے اور دوسرے انتظاموں کیلیے منعقد ہوا جسمیں جو ریزولیوشن پہلے پاس ہوا ، وہ اسٹرائک کو ختم کردینے ہی سے متعلق تھا - ہم میں سے کسی ایک کو بھی اسٹرائک سے ہمدردی نہیں تھی - بلکہ ہم اسٹرائک کو سب سے زیادہ خود طلبہ کے لیے مضر سمجھہ رہے تھے - ہم نے اس جلسہ کی کار روائی کو بھی چھاپ دیا تھا - اہل اسلام نے اپنے روزانہ ہفتہ وار پرچوں میں اسے پڑھہ بھی لیا تھا - اس کے بعد پھر بعض بزرگان قوم کا یہ فرمانا کہ اسٹرائک کی حالت میں جلسہ کا ہونا اس موقعہ پر مناسب نہیں تھا - کیوں کہ طلبہ کو یا دوسرے اصحاب کو یہ قیاس کرنیکا موقع مل سکتا تھا کہ ۱۰ - مئی کا جلسہ اسی اسٹرائک سے تعلق رکھتا ہے، میرے خیال میں انصاف سے بالکل بعید ہے، اور اگر مجھے میرے احباب معاف فرمالیں تو میں عرض کرونگا کہ میں اسے سخن پروری کی ایک ایسی قسم سمجھتا ہوں جو ان اصحاب میں اکثر پائی جاتی ہے جو غلط یا صحیح طور پر اپنی راے پر جمے رہتے ہیں، اور جو کچھہ وہ ایک مرتبہ ظاہر کردیا کرتے ہیں اس سے انحراف کرنا اپنے اصول مسلمہ کے خلاف سمجھتے ہیں - ابھی تک ۱۰ مئی کی تاریخ نہیں آئی تھی کہ بعض اصحاب کی کوشش سے اسٹرائک ختم ہوگئی ، اور جلسہ کا کوئی وہمی تعلق بھی اسٹرائک سے باقی نہیں رہا - مگر کسقدر لطیف بات ہے کہ اب تک بھی ۱۰ - مئی کے جلسہ کی جرائم کی فہرست میں اسٹرائک کا جرم بھی برابر شامل کیا جا رہا ہے، اور راے کی پختگی کی وہ مثال دکھائی جاتی ہے جو نہ پیش ہوتی تو زیادہ بہتر تھا -

(۲) دوسرے اعتراض کے متعلق گو میں اپنے مضمون میں کچھہ لکھہ چکا ہوں، مگر یہاں بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ کچھہ عرض کروں :

ندوہ میں ابتدا سے خرابیاں پائی جاتی تھیں اور اس کا قانون اساسی اصلاح کا محتاج تھا - قانون پر سالہا سال سے عمل نہیں ہوتا تھا ، ندوہ روز بروز پست ہو رہا تھا ، باہمی تفرقوں نے اسے اور بھی نقصان پہونچا رکھا تھا - اسکی یہ حالت کم و بیش دس برس سے ہو رہی تھی ، اگر تھوڑی دیر کیلیے یہ فرض کرلیجیے کہ ایسی ہی حالت کسی دوسری تعلیم گاہ کی ہو تو میں دریافت کرتا ہوں کہ قوم کو اس میں مداخلت (جائز طور پر) کرنی چاہیے یا کسی اور اسمانی جماعت کا اسے انتظار کرنا چاہیے جس نے سپرد اس نے یہ خدمت کر رکھی ہے ؟ اگر فرض کرلیجیے کہ قوم اس میں مداخلت نہ کرے ، تو مجھے یہ سوال کرنے کی اجازت دیجیے کہ کیا وہ اپنے فرض سے غافل نہیں سمجھی جائیگی ؟ اور کیا اس کا یہ گناہ نہیں ہوگا کہ جس تعلیم گاہ کے مقصد کے ساتھہ وہ اس قدر دلچسپی رکھتی ہے اور جس کے لیے اس نے روپیے اور وقت سے مدد کی ہے، اس کی مصائب اور دیرینہ خرابیوں کے معلوم ہوجانے کے بعد بھی وہ خاموش ہے ، اور انہیں بزرگوں پر اس کی عقدہ کشائی کا بار ڈال رہی ہے جن کے ناخن اس کے لیے کچھہ مفید ثابت نہیں ہوے ؟

اگر ہم میں سے ایک جماعت یہ چاہتی ہے کہ قوم کی طرف سے ایسی مداخلت ہو، تو اس قسم کے جلسوں کو کے معنی طور پر مضر بتانے سے بہتر ہوگا کہ وہ اپنے اپنے انسٹی ٹیوشنوں کو ایسی حالت میں نہ رکھیں کہ مسلمانوں کی عام جماعت کو توجہ کرنے کی ضرورت ہو - اگر آپ چاہتے ہیں کہ طبیب آپ کو دوا نہ دے تو آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنی صحت کو بہتر حالت میں رکھیں - اگر آپ بیمار ہوں گے اور خود آپ کی چارہ سازی آپ کیلیے مفید نہوگی تو پھر طبیب کی مداخلت ناگزیز ہے - کیا یہ تعجب خیز بات نہیں ہے کہ آپ اپنی تدبیر سے درماندہ ہوں، اور دوسرا آپ کو چارہ کار بتانے کے لیے کھڑا ہو تو آپ کہیں کہ تمہیں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے ؟ اگر تم اس طرح مداخلت کروگے تو ہمارا نظام بالکل خراب ہو جائیگا ؟

(ایک دھمکی)

اس سلسلہ میں نا مناسب نہ ہوگا اگر میں یہ بیان کروں کہ بعض اصحاب نے مدرسہ طبیہ کا بھی ذکر کیا ہے، اور اس طرح مجھے سمجھایا ہے کہ تم بھی ایک اسکول رکھتے ہو - اگر تمہارے اسکول کے ساتھہ بھی یہی سلوک قوم کی طرف سے ہو تو تم کیا خیال کروگے ؟ اس کے جواب میں میں التماس کرتا ہوں کہ میں اس روز اپنی خوش قسمتی سمجھونگا ، جس روز ملک کا ایک قائم مقام جلسہ مجھہ سے مطالبات کریگا - اگر ایسا ہوا تو جو جواب میری طرف سے ہوگا وہ صرف اسکی شکرگذاری ہوگی اور اس کے نیک مشوروں کو قبول کرنا ہوگا - اس وقت کا انتظار کرنا بالکل ایک عبث فعل ہے - میں عرض کرتا ہوں کہ جس جماعت کا دل

جاہے ' دفتر انجمن طبیه میں تشریف لاے ' تمام کاغذات کو ملاحظه کرے ' اور جو نیک مشورہ وہ چاہے مجھے دے ' اور پھر دیکھے کہ میں اسکے عوض میں اس جماعت کا شکر گذار ہوں گا اور اس کی نیک صلاحوں پر عمل کرونگا ' یا اس کی شکایت کروں گا اور اس کی نیک صلاحوں کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دونگا ؟

(جلسه کا انعقاد)

اس مضمون کے ایک حصه کو میں نے ختم کر دیا ہے - اب دوسرے حصه کو شروع کرتا ہوں اور ۱۰ مئی کے جلسه کے متعلق کچھه لکھتا ہوں - مناسب ہوگا کہ اس حصه کو سہولت بیان کے خیال سے دو حصوں میں تقسیم کردیاجاے :

(۱) ۱۰ - مئی سے پہلے کے واقعات

(۲) ۱۰ - مئی کے جلسه کے واقعات -

جلسه سے پہلے جو واقعات پیش آے' انہیں بھی اختصار کے ساتھه میں بیان کرنا چاہتا ہوں' تاہم میں سمجھتا ہوں کہ میرا مضمون اس وجه سے کہ واقعات ان دونوں حصوں میں زیادہ ہیں ' کچھه کچھه طویل ہو گیا - جسکیلیے میں ابھی سے معافی چاہتا ہوں -

(۱) دهلی میں دو ہفتے یا اس سے بھی پہلے بعض حامیان و ملازمین ندوہ تشریف لے آئے تھے ' اور انہوں نے دهلی کے بعض اصحاب کے ساتھه مل کر مختلف قسم کی مخالفتیں شروع کردی تھیں - چونکه میں نے اس مضمون میں اول سے آخر تک یہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں کسی خاص شخص کا کسی واقعه کے ساتھه نام نہ لوں - اس لیے میں صرف واقعات کو بغیر ان اشخاص کے ناموں کے جن کا تعلق ان کے ساتھه تھا ' ذکر کرونگا ' اور اس کوتاہی کی معافی چاہونگا - ان حضرات نے جو کچھه بھی کیا وہ حسب ذیل ہے :

(الف) اس جلسه کی مخالفت کی غرض سے ڈپٹی کمشنر صاحب کے اجلاس میں ایک درخواست دی که اس جلسه میں فساد کا اندیشه ہے اس لیے یه جلسه نہیں ہونا چاہیے -

(ب) مسجد جامع میں سیرۃ رسول مقبول علیه الصلوۃ والسلام پر ایک جلسه قرار پایا تھا - اس مضمون کے بیان کرنے والے چونکه اصلاح ندوہ کے حامی تھے ' اس لیے اس کے متعلق بھی صاحب ضلع کی خدمت میں ایک عرضی بھیجی گئی تھی کہ مسجد میں فساد کا اندیشه ہے - اس جلسه کو بھی روک دیاجاے -

(ج) سیرۃ نبوی پر جس شخص نے مسجد جامع میں نہایت دلگداز مضمون بیان کیا تھا ' اسکی تکفیر کا فتوی مرتب کیا گیا' جو جلسه کے بعد شائع ہوا -

(د) اسی بزرگ کے عقائد فاسدہ کو اشتہاروں میں چھاپ کر بھی اشتعال دلانے کی کوشش کی گئی' تاکه جلسه پر اس کا اثر پڑے -

(ہ) بہت سے مختلف قسم کے اشتہارات جو عامیانه تہذیب کا نمونه پیش کرتے تھے ' چھاپ کر وقتاً فوقتاً شائع کیے گئے -

(و) یه تجویز کی کہ ۱۰ - مئی کے جلسه میں فساد کردیا جائے تاکہ یه جلسه بے نتیجه رہے ' اور جو لوگ اس موسم میں اپنے اپنے گھروں کا آرام چھوڑ کر آئے ہیں ' وہ بغیر کچھه کیے واپس چلے جائیں -

یه اور آپ یقین کریں کہ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں (جن کا یہاں بیان کرنا گو ضروری ہے ' مگر میں طوالت کے خیال سے ان کا ترک کردینا ہی مناسب سمجھتا ہوں) کی گئیں - اس لیے دهلی کی کمیٹی نے مناسب سمجھا کہ اب جلسه میں داخل ہونے کے لیے ٹکٹوں کا انتظام کرنا ضروری ہے - اس لیے یه تجویز بدرجه مجبوری محض انتظام کیلیے پاس کی گئی - یه ضروری تھی یا نہیں ؟ اس کا فیصله ہر ایک شخص اوپر کے چند واقعات ہی سے جو " مشتے نمونه از خروارے " کے طور پر بیان کیے گئے ہیں کرسکتا ہے -

الغرض سب سے پہلے آٹھه سو ٹکٹ چھپوا لیے گئے تھے - لیکن جب یه معلوم ہوا کہ یه ناکافی ہونگے' تو دو سو ٹکٹوں کا اور انتظام کیا گیا ' کیونکہ اسیقدر راما تھیٹر میں گنجایش تھی - یه کل ایک ہزار ٹکٹ تھے' جنھیں اس طرح تقسیم کیا گیا که سو ٹکٹ ان معزز اصحاب کیلیے نامزد کیے گئے جو باہر سے ہماری دعوت پر تشریف لانے والے تھے' اور جن کے جوابوں سے ہم نے ایسا ہی اندازہ کیا تھا ' پانچسو کے قریب شہر کے اُن اصحاب کے نام بھیجے گئے جو عام مجالس میں شریک ہوا کرتے ہیں اور جو کسی نہ کسی حیثیت سے مختلف جلسوں اور تقریبوں میں بلاے جاتے ہیں - بقدر ٹکٹ انجمن خدام کعبه کے ممبروں کے لیے منگائے گئے تھے' وہ بھیجے گئے - اسیطرح کامریڈ کیلیے کچھه ٹکٹ بھیجے گئے - سو ٹکٹوں کے قریب متفرق طور پر خود لوگ آ آ کر لیے گئے - چند ممبران کمیٹی نے اپنے اپنے احباب کیلیے ٹکٹ مانگے جو انھیں دیے گئے - ان کی تعداد بھی سو سے اوپر تھی - مدرسه طبیه کے جسقدر طلبه نے وہاں جانے کی خواہش کی انھیں ٹکٹ بھیجے گئے - غالباً انکی تعداد پچاس یا ساٹھه ہوگی - سو ٹکٹ اس لیے رکھے گئے تھے که ارکان ندوہ اور ان کے ساتھیوں کو دیے جائیں - اس کے ساتھه یه انتظام بھی کیا گیا تھا که جلسه کے وقت اگر کوئی شریف صورت آئے تو اُسے روکا نہ جاے - ۹ مئی کی شب کو میرے مکان پر معزز ارکان ندوہ نے یه طے کرلیا که ۱۰ - مئی کے جلسه میں وہ شریک ہونگے اور تمام جلسه کے سامنے ان میں سے ایک بزرگ نے ان الفاظ میں اعلان کردیا کہ " ارکان ندوہ نے یه فیصله کرلیا ہے که وہ کل کے جلسه میں شریک نہیں ہونگے " یه اعلان ان تمام معزز ارکان ندوہ کی موجودگی میں کیا گیا جو اُس وقت اُس مجلس مصالحت میں شریک تھے جو میرے مکان پر ہو رہی تھی ۱۰ مئی کی صبح کو جبکہ میں جلسه میں جانے کے لیے تیار تھا ' مجھے دو صاحبوں نے جو ارکان ندوہ کی فرود گاہ سے تشریف لا رہے تھے یه خبر دی کہ وہ لوگ شکایت کر رہے ہیں که اُن کے پاس ٹکٹ نہیں پہنچے' اور جلسه کا وقت قریب ہے - میں نے اُسی وقت اپنے ایک شاگرد کو ایک بزرگ ندوہ کی خدمت میں بھیجا که " شب کے فیصلے کی وجه سے آپ کی خدمت میں ٹکٹ پیش نہیں کیے گئے ' اب جتنے ٹکٹ درکار ہوں بھیج دیے جائیں - نیز یه معلوم ہونا چاہیے که کن کن بزرگوں کیلیے ٹکٹوں کی ضرورت ہوگی - چونکه اس کا جواب اچھا نہیں ملا اس لیے جب میں جلسه میں پہنچا ' تو میں نے ان لوگوں سے جو ٹکٹوں کی دیکھه بھال کے لیے دروازوں پر کھڑے ہوے تھے یه کہدیا که معزز ارکان ندوہ کو اور جنھیں وہ اپنے ساتھه لائیں ہرگز نہ روکنا ' بلکه احترام کے ساتھه پلیٹ فارم پر پہنچا دینا (اگر وہ لوگ تشریف لائیں) اور جہانتک مجھے علم ہے ایسا ہی ہوا - مگر افسوس ہے که اس پر بھی ٹکٹ نہ ملنے کی محض ناواجب شکایت دهلی کی انتظامی کمیٹی سے کی جاتی ہے -

(ح) لکھنو سے جو بزرگ تشریف لائے تھے انھوں نے بطور خود اپنے قیام کا انتظام کرنا مناسب خیال کیا ' اور دهلی کی کمیٹی کو کوئی اطلاع نہیں دی - تاہم میں نے خود ان میں سے ایک ممتاز شخص سے التماس کی کہ گو آپنے بطور خود اپنے ٹھہرنے کا انتظام فرمالیا ہے لیکن میری درخواست ہے که آپ مہربانی فرما کر اپنی جماعت کے قیام و طعام کے مصارف مجھے ادا کرنیکی اجازت دیجیے - انھوں نے اچھے الفاظ میں عذر فرمایا اور یه کہا که یه مناسب نہیں ہے (مجھے ان کے الفاظ ٹھیک یاد نہیں ہیں) اس کے بعد بھی غیر ذمه دار اشخاص یه شکایت کرتے ہیں که ندوہ کی حامی جماعت کی مدارات نہیں کی گئی ' اور اس کا سارا الزام دهلی کی کمیٹی کے اوپر رکھنا ہی زیادہ مناسب سمجھتے ہیں -

(باقی آیندہ)
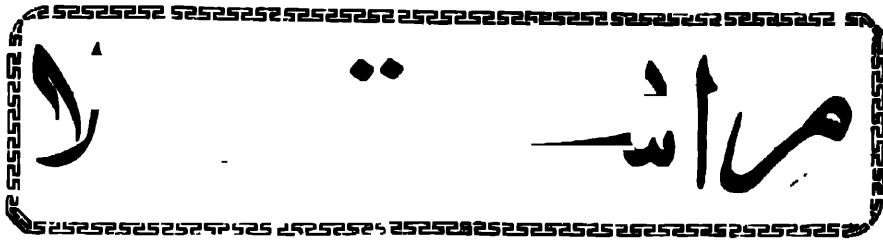
مسئلہ سود کی ترقی

سود کے متعلق میں نے ایک چند ماہ سے پبلک کو کوئی اطلاع نہیں دی تھی ' حالانکہ پبلک کا حق ہے کہ ان معاملات میں اسکو واقف رکھا جائے لہذا مفصلۂ ذیل عرض کیا جاتا ہے :

(۱) سود کے بارے میں پہلی کارروائی یہ تھی کہ ۱۴ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع کو لجیسلیٹو کونسل صوبجات متحدہ میں بجٹ کے موقع پر ایک تقریر کی تھی ' جسکو چھاپ کر انگلستان اور هندوستان کے خاص خاص عہدہ داروں اور اڈیٹروں کے پاس بھیجا تھا -

(۲) ایک جلسہ زمینداران کانفرنس صوبجات متحدہ کا جو بمقام فیض آباد سنہ ۱۹۱۳ ع میں ہوا تھا - اس میں سب صوبہ کے منتخب قائم مقام موجود تھے ' وہاں بالاتفاق یہ تجویز منظور ہوئی کہ سود کا قانون نہایت درجہ قابل اصلاح ہے ' اور اس سے کاشتکاروں زمینداروں ' تاجروں اور چھوٹی تنخواہ کے ملازموں کا بہت نقصان ہے - مناسب ہے کہ گورنمنٹ اسکا انسداد فرمائے -

(۳) تیسری منزل اس مسئلہ کی یہ تھی کہ آردو اور بعض انگریزی اخباروں نے میری بجٹ اسپیچ کے متعلق اس مسئلہ پر بحث کرنی شروع کی - چنانچہ بیشمار مضامین لکھے گئے اور سنہ ۱۹۱۳ ع کی رپورٹ میں جو حصہ پریس کے متعلق ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ پریس نے اس سال سود کی اصلاح پر زور دیا -

(۴) جب سے میں نے ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ ع سے کام شروع کیا اور آخر جلسہ اپریل سنہ ۱۹۱۴ ع تک غالباً کوئی اجلاس کونسل کا ایسا نہیں ہوا ' جس میں مختلف سوالات سود کے بارے میں نہیں کئے گئے انکی تعداد ۳۰ - ۴۰ سے کم نہ ہوگی -

(۵) اسی عرصہ میں زبان انگریزی میں تاریخ مسئلہ سود مرتب کی گئی ' جو ۲۲۸ صفحہ پر شائع ہوئی ہے ' اور دفتر عصر جدید میرٹھ سے مل سکتی ہے - اس کتاب میں قدیم مصریوں اور هندؤں سے لیکر حال تک جسقدر قوانین سود کے متعلق ہوئے ہیں ان سب کا ذکر ہے - جو جو دلائل غیر محدود سود کے حق میں بیان کئے گئے ہیں ان کو توڑا گیا ہے - انگریزی اور آردو اخبارات اور گورنمنٹ کے نقشہ جات کا اقتباس دیا گیا ہے - مجھکو افسوس ہے کہ اس کتاب کا اعلان کرنیکی فرصت نہ ملی - لیکن صوبجات متحدہ کے تمام ممبروں کو اور امپیریل کونسل کے تقریباً تمام ممبروں کو اور مشہور آردو اور انگریزی اخباروں کو اس کتاب کی ایک ایک جلد بطور ہدیہ بھیج چکا ہوں -

(۶) ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع کو میں نے ایک مسودہ بنام " قانون اصلاح سود " کونسل صوبجات متحدہ میں پیش کیا - اسکے متعلق کونسل میں هز آنر لفٹنٹ گورنر کی تقریر ملاکر دس تقریریں ہوئیں - جن میں سے نصف تقریریں تائید اور نصف مخالفت میں تھیں ' لیکن مخالف تقریروں نے بھی موجودہ سود کی سختی کو تسلیم کیا تھا - اس مسودہ کا خلاصہ یہ تھا کہ سادہ قرضوں میں عدالتوں کو صرف ۱۲ آنہ فی صد سالانہ اور کفالتی قرضوں میں نو فیصد سالانہ سود در سود کی ڈگری کا اختیار ہوگا ' اور کوئی عدالت سادہ قرضوں میں ۶ سال اور کفالتی قرضوں میں ۱۲ سال سے زیادہ کا سود نہ دلاسکے گی - افسوس یہ مسودہ نامنظور ہوا تھا - مگر مدراس سیلون کانفرنس میرٹھ وغیرہ بہت جگہ سے اصلاح قانون سود کا مطالبہ ہوا -

(۷) اگلے دن یعنی ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع کو میں نے ایک دوسرا مسودہ قانون جسکا نام تھا " قرضداروں کی منصفانہ داد رسی کا قانون " تیار کر کے سکرٹری کونسل کو بھیجدیا - اس میں عدالتوں کو سود کے گھٹانے کا اختیار دیا ہے - اول ۳۱ مارچ اسکے مباحثہ کے لیے مقرر ہوئی تھی - میں نے خانگی خطوط بھی اسکی تائید میں موقر ممبران گورنمنٹ اور دیگر ممبران کونسل کے نام روانہ کیے تھے - لیکن مباحثہ ملتوی ہوگیا ' اور گورنمنٹ نے لکھا کہ ہم اسپر غور کر رہے ہیں - چنانچہ مسودہ ابھی تک زیر غور ہے - نیز ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۱۴ ع کو جو حال کی بجٹ پر میں نے تقریر کی تھی اسمیں میں نے دکھایا تھا کہ موجودہ قانون کسی طرح قائم نہیں رہسکتا - یہ تقریر ۲۳ مئی کے عصر جدید میرٹھ میں شائع ہوگئی ہے -

(۸) حال میں ایک بڑا جلسہ کلکتہ میں ہوا جسمیں ایک مشہور پادری فادر وان ڈی مزئیل نے لکچر دیا ' اور تمام خرابیاں جو سود کے غیر محدود ہونے سے ہوتی ہیں اور پالٹکل انجمنوں سے میرے مسودہ قانون مذکورہ دفعہ ۶ ضمن ہذا اور دیگر امور کے متعلق رائے طلب کی -

(۹) اخبار پانیر کی خدمت اور جو خط هز آنر سر جیمس مسٹن نے مجھے حال میں لکھا تھا - اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ سود گورنمنٹ آف انڈیا میں زیر تجویز ہے - تائیدی تقریروں میں آنریبل راجہ کشل پال سنگھ بہادر کی تقریر مندرجہ عصر جدید ۸ مئی سنہ ۱۹۱۴ ع اس قابل ہے کہ صاحبان اخبار اسکو نقل فرمائیں

(۱۰) میں اس کھلی چٹھی کے ذریعہ نہایت زور کے ساتھ صاحبان اخبار اور پبلک سے اپیل کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے ہاتھ مضبوط کرنے کے واسطے اس معاملہ پر مضامین لکھیں ' اور جلسے کریں کیونکہ جبتک عام خواہش نہ معلوم ہو گورنمنٹ مجبور ہے کہ نیا قانون نہ بنائے - جہاں کہیں جلسہ ہو اسکی روئداد جس اخبار میں درج کی جائے خواہ وہ پرچہ میرے پاس بھیجدیا جائے تا اس قسم کی روئداد عصر جدید میں درج کرنے کے لیے بھیجدی جائے -

غلام الثقلین میرٹھ - سعید منزل

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے

مسئلـــہ قیـــام الهـــلال

احمدیں نو پروردگار جل شانہ نے ایسے ملک میں رکھا ہے جہاں مسلمان اسلام کے طریقہ اور نام تک سے بیزار ہیں' ایسے لوگونسے پھر کیا امید ہو سکتی ہے ؟ بتوں اور دیوتوں کی پرستش کرتے ہیں اور جملہ رسومات ہندؤں کے علانیہ کرتے ہیں - اگر انکو منع کیا جاوے کہ تم مسلمان ہو کر ایسا کیوں کرتے ہو ؟ تو کہتے ہیں کہ ہمارے آبا و اجداد ایسا ہی کرتے آئے ہیں - ہم ایسا ہی کرینگے - ہر چند تلقین کی جاتی ہے مگر نہیں سنتے' اور علانیہ رسومات شنیعہ میں شریک ہوتے ہیں - مسلمانوں کی یہ حالت دیکھکر سوائے افسوس اور رنج کے کچھہ نہیں ہو سکتا - نام تو ان مسلمانوں کے ابراهیم' عبد الرحمان وغیرہ ہوتے ہیں' مگر معل رام لعل وغیرہ کا کرتے ہیں - باوجود اس قحط الرجالی کے ایک خریدار کا پیدا کرنا بھی محالات سے تھا - اسی اضطراب اور قلق میں تھا کہ ایک تھیکہ دار جو معظمہ نہر میں کام کرتا ہے بہ تقریب ملاحظہ بیارمند سے ملاقی ہوا' اور ان سے اخبار الہلال کی خریداری کے واسطے عرض کیا گیا بہت رد و قدح کے بعد انہوں نے خریداری اخبار کی منظور کی -

خاکسار غضنفر علی چشتی سب اور سیر خریدار الہلال نمبر ۲۰۸۳

اخبار الہلال کے آخری فیصلہ کا مضمون اخبار میں پڑھکر میں بہت مضطرب ہوا' اور لگاتار کوشش کر رہا تھا کہ بتعداد کافی خریدار فراهم کروں - شکر ہے خداوند کریم کا کہ مجھے اپنی کوشش میں کامیابی ہوی - سر دست چار اصحاب خریداری پر آمادہ ہوے ہیں -

محمد خلیل اللہ شریف - تحصیلدار تعلقہ نظام آباد - دکن

صدا بصحرا کے جواب میں جو صدائے لبیک هندوستان کے هر گوشہ سے بلند ہوئی ہے' اوس سے وہ حضرات واقف هیں جنکو اخبار الہلال دیکھنے کا فخر حاصل ہے - اوسکے بقا کی ضرورت کا هر متنفس قائل ہے - چنانچہ اس معاملہ میں درد مند دل رکھنے والے اصحاب نے خامہ فرسائی کی ہے - اس کے بعد مجھہ هیچمدان کا اس بارے میں کچھہ لکھنا ایسی نمایشگی کا اظہار کرنا ہے' اسلیے میں صرف یہ دعا کرتا ہوں کہ خدا وند کریم اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے اخبار الہلال کی اشاعت کو آپ کی خواہش سے زیادہ ترقی عطا فرماوے کہ اسکا نگانہ وجود مسلمانان هند کیلیے علی الخصوص اید رحمت سے کم نہیں ہے - اگر خدا نخواستہ یہ رسالہ بند ہوجاوے تو جو زندگی کے آثار مسلمانان هند میں پیدا ہو چلے هیں' وہ یکسر نابود ہوجائینگے -

میں نے فی الحال چار خریدار خاص ضلع نظام آباد میں مہیا کیے هیں اور خدا چاہے تو عنقریب اور خریدار بھی مہیا کیے جائینگے - وی پی روانہ کر دیجیے -

خاکسار احمد محی الدین حسین - مددگار ناظم جنگلات مستقر نظام آباد - خریدار نمبر (۱۸۳۱) -

ایک خریدار حاضر ہے -

نیاز مند خریدار نمبر ۳۶۲۰

براہ مہربانی مندرجہ ذیل تین صاحبوں کے نام ایک ایک سال کے لیے الہلال جاری فرمائیں -

تابعدار شیخ رحمت - اللہ هیڈ ماسٹر اسکول گل امام

بالفعل ایک خریدار پیش کرتا ہوں - مزید کوشش جاری ہے -

محمد شمس الدین - از حیدر آباد دکن ،

مہربانی فرماکر اخبار الہـــلال میرے چچا صاحب کے نام جاری کر دیجیے -

عبد الاحد - چھاونی شاهجہانپور خریدار الہلال نمبر ۳۱۰۴

مندرجہ ذیل دو اصحاب کے نام الہلال جاری کردیں ، اور قیمتہ بذریعہ وی - پی - پارسل وصول فرمالیں - اس سے پہلے ایک خریدار بھیج چکا ہوں -

خاکسار محمد سعید - اسسٹنٹ انجینیر پشاور

مندرجہ ذیل چار اصحاب کے نام ایک سال کیلیے وی پی الہلال ارسال فرما کر ممنون فرماویں -

محمد یار عفی عنہ - خریدار نمبر ۳۸۹۱ از بہاول نگر

الہلال کو پبلک جس عزت کی نظر سے دیکھتی ہے اگر اوسکا اظہار آپ پر نکیا جاے تو یہ بھی ایک نوع کی ناشکری ہے - میری زبان و قلم میں طاقت نہیں کہ جناب کی سچی قومی خدمات کے متعلق کچھہ عرض کرسکوں - خداوند تعالے سے دعا ہے کہ وہ آپکو حوادث زمانہ سے مصئون و مامون رکھے اور هماری درماندہ قوم کی مساعدت کی مزید توفیق عطا فرماے -

الہلال کے دو پرچہ بذریعہ وی پی حسب ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں -

آپکا خادم

محمد رضا حسین ارکھم متلہ ضلع ورنگل - علاقہ نظام

نوٹس بنام والدین طلباء مدرسۃ العلوم علی گڈہ

چونکہ طلباء اسکول اور اونکے والدین کو ان دو کالرا کیس کے بارہ میں جو حال میں اسکول میں وقوع میں آے هیں کسیقدر پریشانی ہے - لہذا حسب ذیل اطلاع اسکی پریشانی دور کرنیکے واسطے شائع کیجاتی ہے :

(۱) تاریخ ۴ جون سنہ ۱۹۱۴ع سرفراز بورڈنگ هاوس کے ایک لڑکے کو هیضہ ہوا' اور اوسی روز انتقال ہوگیا -

(۲) ۹ جون سنہ ۱۹۱۴ع کو ممتاز هاوس کا ایک باورچی بیمار پڑا' اور فوراً اچھا ہوگیا -

(۳) سرفراز بورڈنگ هاوس بند کردیا گیا ہے' اور وهاں کے لڑکے ممتاز بورڈنگ میں منتقل کردیے گئے -

(۴) ممتاز هاوس کا باورچی خانہ بند کردیا گیا' اور لڑکوں کو کالج کے باورچی خانہ سے کھانا پکوا کر کھلایا جاتا ہے -

(۵) صرف دو ایسے کیس وقوع میں آے اور اوسکے بعد پھر هر ایک قسم کی احتیاط کیجاتی رهی ہے' تاکہ کوئی بیماری پھر نہو -

(۶) والدین کو کسی قسم کی پریشانی اپنے لڑکوں کے بارے میں نہونا چاهیے -

(۷) لہذا اُن والدین سے جنہوں نے اپنے لڑکوں کو بلا لیا ہے درخواست کیجاتی ہے کہ فوراً اونکو روانہ اسکول کردیں' تاکہ جو نقصان انکی تعلیم کا هو رہا ہے آیندہ نہو -

قائم مقام هڈ ماسٹر محمڈن کالج اسکول علی گڈہ

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBG. HOUSE, 14 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

هر فرمـایش میں الهـلال کا حواله دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ اُف لندن

یه مشہور ناول جو اٹھ سولہ جلدوں میں هے ابهي چھپ کے نکلي هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - هرایکي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۲۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه وي - پي - ور ایک روپیه ۱۴ آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بهو بازار - کلکته

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

پوٹن ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا - یه دوا دل و دماغ کي کمزوري کو دفع کرتی هے - پژمرده دلونکو تازه کرتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جوکه ایکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پهونچتی هے - هسٹریه وغیره کو بهی مفید هے چالیس گولیوالی بکس کی قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باه ایک بار کی دفع هو جاتی هے - اس کے استعمال کرتے هی آپ فائده محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹھ آنه -

هائی ڈرولن

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رها -

یه دوا آب نزول - فیل پا وغیره کے واسطے نهایت مفید ثابت هوا هے - صرف اندروني و بیروني استعمال سے شفا حاصل هوتی هے -

ایک ماه کے استعمال سے یه امراض بالکل دفع هو جاتی هے قیمت دس روپیه اور دس دنکے دوا کی قیمت چار روپیه -

Dattun & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

هرقسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هرقسم کا جنون خواه موروثی جنون ' مرگی واله جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابی ر مومن جنون ' وغیره وغیره دفع هوتی - هے اور وه ایسا صحیح و سالم هوجاتا هے که کبهی ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهی ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy M. A. 167/2 Cornwallis Street, Calcutta.

نصف قیمت - پسند نهونے سے واپس

میرے نئے چالان کي جیب گهڑیاں ٹهیک وقت دینے والي اور دیکهنے میں بهي عمده فائده عام کے واسطے تین ماه تک نصف قیمت میں دي جارهي هیں جسکي گارنٹي تین سال تک کے لیے دی جاتي هے -

اصلي قیمت سات روپیه چوده آنه اور نو روپیه چوده آنه نصف قیمت تین روپیه پندره آنه اور چار روپیه پندره آنه هر ایک گهڑي کے همراه سنهرا چین اور ایک مونگیں چین اور ایک چاقو مفت دئے جائینگے -

کلائي واچ اصلي قیمت نو روپیه چوده آنه اور تیره روپیه چوده آنه نصف قیمت - چار روپیه پندره آنه اور چهه روپیه پندره آنه ساتهه هی فیته مفت دیا جائیگا -

کمپیٹیشن واچ کمپنی نمبر ۲۰ مدن متر لین کلکته -

Competition Watch Company No, 20 Madun Mitter Lane. Calcutta.

پسند نهونے سے واپس

همارا مشہور سودیشي فلوٹ هارمونیم سریلا فائده عام کے واسطے تین ماه تک نصف قیمت میں دي جاویگي ۵ سالی کي گارنٹي دي هے جس سے آواز بهت هي عمده اور بهت روز تک قائم رهنے والي هے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیه اور نصف قیمت ۱۵ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیه ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ - ۷۰ و ۸۰ روپیه نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیه هے آرڈر کے همراه ۵ - روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیئے -

کمرشیل هارمونیم فیکٹري نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکته -

Commercial Harmonium Factory N.o 10/3 Lover Chitpur Roud Calcutta

عجیب و غریب مالش

اس کے استعمال سے کهوئی هوئي قوت پهر دوباره پیدا هوجاتي هے - اسکے استعمال میں کسی قسم کي تکلیف نهیں هوتی - مایوسي مبدل بخوشي کر دیتي هے قیمت فی شیشي دو روپیه چار آنه علاوه محصول ڈاک -

HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمال سے بغیر کسي تکلیف اور بغیر کسي قسم کي جلد پر داغ آنے کے تمام روئیں اڑجاتی هیں - قیمت تین بکس آٹھ آنه علاوه محصول ڈاک -
آر - پي - گوش

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road. Calcutta.

سنگاری فلوٹ

تین سال کی گارنٹي

بهترین اور سریلی آواز کي هارمونیم
سنگل ریڈ C سے تک C یا F سے F تک
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیه
ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیه
اسکے ماسوا هر قسم اور هر صفت کا هرمونیم همارے یهاں موجود هے -
هر فرمایش کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگی آنا چاهیے -

R. L. Day.
34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

پچاس برس کے تجربه کار

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سي - داس کا ایجاد کرده - آرالا سہالے - جو مستورات کے کل امراض کے لیے تیر بهدف هے ' اسکے استعمال سے کل امراض متعلقه مستورات دفع هوجاتي هے ' اور نهایت هي مفید هے - مثلاً ماهوار نه جاري هونا - دفعتاً بند هو جانا - کم هونا - بے قاعده آنا - تکلیف کے ساتهه جاري هونا - متواتر یا زیاده مدت تک نهایت زیاده جاري هونا - اس کے استعمال سے بانجه عورتیں بهي باردار هوتي هیں -
ایک بکس ۲۸ گولیوں کي قیمت ایک روپیه -

سـوا تسهائے گولیـاں

یه دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بهدف کا حکم رکهتي هے - ایسا هی ضعف کیوں نه هو اسکے استعمال سے اسقدر قوت معلوم هوگي جو که بیان سے باهر هے - شکسته جسموں کو از سرنو طاقت دیکر مضبوط بناتی هے ' اور طبیعت کو بشاش کرتي هے -
ایک بکس ۲۸ گولیوں کي قیمت ایک روپیه

Swasthasahaya Pharmacey,
30/2 Harrison Road, Calcutta

سـلـوائـٹ

اس دوا کے استعمال سے هرقسم کا ضعف خواه اعصابی هو یا دماغی یا اور کسي وجه سے هوا هو دفع کردیتی هے ' اور کمزور قوی کو نهایت طاقتور بنا دیتي هے - کل دماغي اور اعصابي اور دلي کمزوریونکو دفع کرکے انسان میں ایک نهایت هي حیرت انگیز تغیر پیدا کردیتی هے - یه دوا هر عمر والے کے واسطے نهایت هی مفید ثابت هوئي هے - اسکے استعمال سے کسی قسم کا نقصان نهیں هوتا هے سواے فائده کے
قیمت في شیشي ایک روپیه

S. C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street, Calcutta.

علمی ذخیرہ

(۱) - مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا و علما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرو آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراے متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلی درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراے اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۳۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کریٹکل اکسپوزیشن آف دی پاپولر جہاد " کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے - قرآن ' حدیث ' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زر تشت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور ریفارمر کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی لا ثانی تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور اُن کے ملکی ' مالی ' فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمی - امام عبد الوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار کا ترجمہ جس میں ابتداے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے اواسط ایام تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زرین اقوال مذکور ہیں - مترجمہ مولوی عبد الغنی صاحب وارثی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) - آثار الصنادید - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی پریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) - قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھہ عربی و فارسی میں بھی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے آخر میں ہندی عروض و قافیہ کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں ' اور اس کو شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ

(۱۰) - میڈیکل جیورس پروڈنس - یعنی طب متعلقہ مقدمات فوجداری ہے - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن ہند - مرسیو گستاو لیبان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جسقدر اقوام گذرے ہیں اُن کی تاریخ ' تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا بہ تفصیل کے ساتھہ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکتازان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلی کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے - حجم (۲۶۵۶) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۹ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب وفیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہا و محدثین و مورخین و سلاطین و حکما و فقرا و شعرا وضاع وغیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم موسیو ڈی سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کردیا ہے - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلی - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارڈ کپلنگ کی کتاب دی جنگل بک " کا ترجمہ - مترجمہ مولوی ظفر علی خان بی - اے جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۹۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) وکرم اروسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراما لین کا ترجمہ - مترجمہ مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھہ ساتھہ قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) انسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کرامد ڈکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں ' اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلی نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید علم پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اکبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھہ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شایق ہیں اُنھیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملۃ والدین امیر عبد الرحمن خان غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلی - حجم (۵۹۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) مغان ایران - مسٹر شوسٹر کی مشہور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشیا " کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ -

مسلمان مستورات کي ديني ، اخلاقي ، مذهبي حالت سنوارنيکا بهترين ذريعه

نهايت عمده خوبصورت ايکهـزار صفحه سے زيادہ کی کتاب بهشتي زيور قيمت ۲ روپيه سارهے ۱۰ آنه محصول ۷ آنه -

جسکو هندوستان کے مشهور و معروف مقدس عالم دين حکيم الامة حضـرت مولانا محمد اشرفعلی صاحب تهانوي نے خاص مستورات کي تعليم کے ليے تصنيف فـرمـاکـر عورتوں کي ديني و دنياوي تعليم کا ايک معتبر نصاب مهيا فرما ديا هے - يه کتاب قرآن مجيد و صحاح سته (احاديث نبوي صلی الله عليه وسلم) و فقه حنفی کا اردو ميں لب لباب هے - اور تمام اهل اسلام خصوصاً حنفيوں کيليے بے حد مفيد و نافع کتاب هے - اسکے مطالعه سے معمولی استعداد کے مرد و عورت اردو کے عالم دين بن سکتے هيں - اور هـر قسم کے مسائل شرعيه اور دنيوي امورت واقف هو سکتے هيں - اس نصاب کي تـکـميل تعليم زياده عمر اور زياده وقت کی ضـرورت نهيں - اردو پڑهي هوئی عورتيں اور تعليم يافته مرد بلا مدد استاد اسکو بهت اچهي طرح پڑه سکتے هيں - اور جو لڑکياں يا بچے اردو خواں نهيں وہ تهوڑے عرصه ميں اسکے حصه اول سے ابجد پڑهکر اردو خواں بن سکتے هيں - اور باقي حصوں کے پڑهنے پر قادر هو سکتے هيں - لڑکيوں اور بچوں کے ليے قرآن مجيد کے ساتهه اسکي بهي تعليم جاري کردي جاتي هے ' اور قـرآن مجيد کے ساتهه ساتهه يه کتاب ختم هو جاتی هے (چنانچه اکثر مکاتب و مدارس اسلاميه ميں يهی طرز جاري هے) - اس کتاب کو اسقدر قبوليت حاصل هوئي هے که اسوقت تک بار بار چهپکر ساٹهه ستر هـزار سے زياده شائع هو چکي هے - دهلی ' لکهنؤ ' کانپور ' سهارنپور مراد آباد وغيره ميں گهر گهر يه کتاب موجود هے - انکے علاوه هندوستان کے بـڑے بـڑے شهروں ميں صدها جلديں اس کتاب کی پهنچ چکي هيں ' اور بعض جگهه مسجد کے اماموں کے پاس رکهی گئي هے که نماز کے بعد هل مسئله کر سنا ديا کريں - اس کتاب کے دس حصے هيں اور هر حصے کے ۹۶ صفحات هيں اور سارهے ۳ آنه قيمت -

حصه اول الف بانا - خط لکهنے کا طريقه - عقائد ضروريه - مسائل وضو غسل وغيره -

حصه دويم حيض و نفـاس کے احکام نمـاز کے مفصل مسائل وترکيب

حصه سويم روزه ' زکوة ' قرباني ' حج ' منت ' وغيره کے احکام -

حصه چهارم طلاق ' نکاح ' مهـر ' ولی عدت وغيره -

حصه پنجم معاملات ' حقوق معـاشرت زوجين ' قواعد تجويد و قرات -

حصه ششم اصلاح و ترديد رسوم مـروجه شادي غمی ميلاد عرس چهلم دسواں وغيره -

حصه هفتم اصلاح باطن تهذيب اخلاق ذکر قيامت جنت و نار -

حصه هشتم نيک بي بيوں کي حکايتيں وسيرت واخلاق نبوي -

حصه نهم ضـروري اور مفيد علاج معـالجه تمام امـراض عورتوں اور بچوں کا -

حصه دهم دنياوي هدايتيں اور ضروری باتيں حساب وغيره و قواعد ڈاک -

گيارهواں حصـه بهشتی گوهر هے جسميں خاص مردوں کے مسائل معالجات اور مجرب نسخے مذکور هيں - اسکی قيمت سارهے ۷ آنه - اور صفحات ۱۷۴ هيں - پورے گياره حصوں کي قيمت ۲ روپيه سارهے ۱۰ آنه اور محصول ۷ آنه هے - ليکن پوري کتاب کے خريـداروں کو صرف ۳ روپيه کا ويلو روانه هوگا ' اور تقـويم شرعی و بهترين جهيز مفت نذر هوگا -

بهترين جهيز - رخصـت کے وقت بيٹي کو نصيحـت حضـرت مولانا کا پسند فرمايا هوا رساله قيمت دو پيسه -

تقويم شرعی - يعني بطرز جديد اسلامی جنتری سنه ۱۳۳۲ھ جسکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے مضامين نے عـزت بخشی هے - ديندار حضرات کا خيال هے که آجتـک ايسی جنتري مرتب نهيں هوئي قيمت ڈيڑه آنه -

راقـــــــــــــم

فقيراصغر حسين هاشمي - دارالعلوم مدرسه اسلاميه ديوبند ضلع سهارنپور

ديـــوان وحشـــت

(يعنی مجموعۂ کلام اردو و فارسی جناب مولوي رضا علی صاحب - وحشت)

يه ديوان فصاحت و بلاغت کي جان هے ' جسميں قديم و جديد شاعري کي بهترين مثاليں موجود هيں ' جسکی زبان کي نسبت مشاهير عصر متفق هيں که دهلي اور لکهنؤ کي زبان کا عمده نمونه هے ' اور جو قريب قريب کل اصناف سخن پر محتوي هے - اسکا شائع هونا شعر و شاعري بلـکه يوں کهنا چاهيے که اردو لٹـريچر کی دنيا ميں ايک اهم واقعه خيال کيا گيا هے - حسن معاني کے ساتهه ساتهه سلاست بيان ' چستی بندش اور پسنديدگي الفاظ نے ايک طلسم شگرف باندها هے که جسکو ديکهکر نـکته سنجان سخن نے بے اختيار تحسين و آفرين کي صدا بلند کي هے -

مولانا حالي فرماتے هيں ...... " آينده کيا اردو کيا فارسي دونوں زبانوں ميں ايسے تلخے ديوان کے شائع هونے کي بهت هي کم اميد هے ...... آپ قـديم اهل کمال کی يادگار اور انکا نام زنـده کرنے والے هيں - " قيمت ايک روپيه -

المشــــــــتهـــر

عبد الرحمن ' اثر - نمبر ۱۶ - کرايه روڈ - ڈاکخانه باليگنج - کـلـکـتـه

اشتهـــار

ميرٹهه کي مشهور و معروف اصلی قينچي اس پته سے مليگی جنرل ايجنسي آفس نمبر ۱۵۶ اندر کوٹ شهر ميرٹهه

الہلال کی ایجنسی

ھندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتي، اور مرھٹي ھفتہ وار رسالوں میں الھلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ھیں تو ایجنسي کي درخواست بھیجیے -

روغن بیگم بہار

حضرات اھلکار امراض دماغي کے مبتلا و گرفتار، وکلا، طلبہ، مدرسین، معلمین، مولفین، مصنفین، کیخدمت میں التماس ہے کہ یہ روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھي دیکھا اور پڑھا ہے، ایک عرصے کی فکر اور سونچ کے بعد بہترے مفید ادویہ اور اعلی درجہ کے مقوي روغنوں سے مرکب کرکے تیار کیا گیا ہے، جسکا اصلي ماخذ اطباے یوناني کا قدیم مجرب نسخہ ہے، اسکے متعلق اصلي تعریف بھي قبل از امتحان و پیش از تجربہ مبالغہ سمجھي جا سکتي ہے صرف ایک شیشي ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یہ امر ظاھر ھو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹري کیمیاوي تیل نکلے ھیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھي کرتے ھیں آیا یہ یوناني روغن بیگم بہار امراض دماغي کے لیے بمقابلہ تمام مروج تیلوںکے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسوؤںکو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - اکثر دماغي امراض کبھي غلبۂ برودت کیوجہ سے اور کبھي شدت حرارت کے باعث اور کبھي کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا ھو جاتے ھیں، اسلیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کي رعایت رکھي گئي ہے تاکہ ھر ایک مزاج کے موافق ھو مرطوب و مقوي دماغ ھونیکے علاوہ اسکے دلفریب تازہ پھولوں کی خوشبو سے ھر وقت دماغ معطر رھیگا، اسکي بو غسل کے بعد بھي ضائع نہیں ھوگي - قیمت في شیشي ایک روپیہ محصول ڈاک ٥ آنہ درجن ١٠ روپیہ ٨ آنہ -

بٹیکا

بادشاہ و بیگموں کے دائمي شباب کا اصلي باعث - یوناني میڈیکل سایٔنس کي ایک نمایاں کامیابي یعني -

بٹیکا ــــ کے خواص بہت ھیں، جن میں خاص خاص باتیں دماغ کي زیادتي، جواني دائمي، اور جسم کي راحت ہے، ایک گھنٹہ کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبہ کي آزمایش کي ضرورت ہے -

راجا مہاراجا تیلہ اور مہاراجہ الھی تیلا ساحب دوا کو میں نے اپنا و اجداد سے پایا جو شہنشاہ مغلیہ کے حکیم تھے - یہ دوا فقط ھمکو معلوم ہے اور کسي کو نہیں درخواست پر ترکیب استعمال بھیجي جائیگي -

" ہلالر فل کالیور" کو بھي ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیہ بارہ آنہ کاسٹک پاس اور الکٹریک ریگر برست پانچ روپیہ بارہ آنہ محصول ڈاک ٩ آنہ یوناني لوت بازار کا ساحل بندي سر کے درد کي دوا لکھیے بر صفت بھیجي جاتي ہے - فوراً لکھیے -

حکیم مسیح الرحمن - یوناني میڈیکل ھال - نمبر ١١٥/١١٤ مچھوا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta

روزانہ الھلال

چونکہ ابھي شائع نہیں ھوا ہے، اسلیے بذریعہ ھفتہ وار مشتہر کیا جاتا ہے کہ ایمبرائیڈري یعني سوزني کام کے گل دار پلنگ پوش، میز پوش، خوان پوش، پردے، کامدار جوتے، کرتے، رفلي پارچات، شال، الوان، چادریں، لوئیاں، نقاشي مینا کاري کا سامان، مشک، زعفران، سلاجیت، ممیرا - جدوار، زیرہ، گل بنفشہ ومیرہ وغیرہ ھم سے طلب کریں - فہرست مفت ارسال کي جاتي ہے - (دي کشمیر کواپریٹیو سوسائٹي - سري نگر - کشمیر)

تمام مسلمانوں کو ان کتابوں کا پڑھنا نہایت ضروری ھے

الاســـلام سب سے پہلي بات جو مسلمانوں کے لیے ضروري ہے یہ ہے کہ وہ مذھب اسلام کے عقاید ضروریہ سے واقف ھوں، اور ان کو خدا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق درست رکھیں - کیونکہ اگر عقائد درست نہیں تو اعمال برباد ھیں - آجتک بچوں اور عورتوں کو ایمان و اعتقاد کي باتیں سکھانے کے لیے کوئي کتاب نہیں لکھي گئي تھي - مولانا فتح محمد خاں صاحب مترجم قرآن مجید نے الاسلام لکھکر اس ضرورت کو پورا کردیا ہے - خدا کي توحید کا جس کو آمیزش شرک سے پاک رکھنا نہایت ضروري ہے، بچوں کي سمجھ کے مطابق جیسا عمدہ بیان اس کتاب میں ہے - یقیناً کسي کتاب میں نہیں - علماے کرام نے اس کتاب کو بہت پسند فرمایا، اور نہایت مفید بیان کیا ہے - مولوي نذیر احمد صاحب نے تو انداز بیان سے خوش ھوکر جا بجا الفاظ تحسین سے داد سخن شناسي بھی دي ہے - بعض اسلامی ریاستوں اور انجمنوں نے اسکو اپنے مدارس میں داخل نصاب دیني کردیا ہے - پس اگر آپ اپنے اھل و عیال کو صحیح الاعتقاد اور خالص مومن بنانا چاھتے ھوں تو یہ کتاب انکو ضرور پڑھوا لیجیے - قیمت آٹھ آنے -

نفائس القصص و الحکایات پہلا حصہ

اس کتاب میں وہ قصے جو قرآن مجید میں مذکور ھیں اردو میں لکھے گئے ھیں - اول تو قصے جو انسان کو بالطبع مرغوب ھیں، پھر خلاق فصاحت نے بیان فرمائے ھوئے، ناممکن تھا کہ جو شخص کلام خدا سے ذرا بھي محبت رکھتا ھو، اور اس کے دل میں قرآن مجید کي کچھہ بھي عزت و عظمت ھو وہ ان کے پڑھنے یا سننے کي سعادت حاصل نہ کرتا - یہي سبب ہے کہ تھوڑے ھي عرصے میں یہ کتاب اب چوتھي بار چھپي ہے - پڑھنے والا انکو پڑھکر پاکیزہ خیال اور صالح الاعمال بنتا ہے - مسلمانوں کے لیے یہ کتاب نعمت عظمی ہے قیمت چھہ آنے -

نفائس القصص و الحکایات دوسرا حصہ

اس کتاب میں وہ قصے اور حکایتیں جو کتب حدیث میں مرقوم ھیں، انتخاب کرکے اردو میں جمع کي گئي ھیں - اور ان سے بھی وھي فائدہ حاصل ھوتا ہے، جو قرآن مجید کے قصوں سے ھوتا ہے - نہایت پر لطف اور بیش بہا چیز ہے - قیمت پانچ آنے

یہ تینوں کتابیں بہ نشان ذیل دستیاب ھوتي ھیں :

نذیر محمد خان کمپني - لاھور

اطلاع

اگر معاونین الهلال کوشش کرکے الهلال کیلیے دو هزار نئے خریدار پیدا کرسکیں جو آٹھه روپیه سالانه قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الهلال کا مالی مسئله بغیر قیمت کے بڑھاے حل هو جائیگا - منیجر

شهبال

ایک هفته وار مصور رساله - جو خاص دار الخلافت سے ترکی زبان میں نکلتا هے - ادبي - سیاسي - علمی اور سائنٹفک مضامین سے پر هے - گرافک کے مقابله کا هے - هر صفحه میں تین چار تصاویر هوتے هیں - عمده آرٹ کاغذ نفیس چهپائي اور بهترین ٹائپ کا نمونه - اگر ترکونکے انقلاب کا زنده تصویر دیکهنا منظور هو تو شهبال ضرور منگائیے - ملنے کا پته :

پوسٹ آفس فرنچ بک نمبر ۹ نمبر ۱۰ نمبر ۱۳

Constantinople - استامبول

ایک سنیاسی مهاتما کے دو نادر عطیئه

حبوب مقوي — جن اشخاص کي قوی زائل هوگئے هوں وه اس دوائي کا استعمال کریں - اس سے ضعف خواه اعصابي هو یا دماغي یا کسي اور وجه سے بالکل نیست نابود هو جاتا هے - دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتي هے - تمام دلي دماغي اور اعصابي کمزوریوں کو زائل کرکے انساني ڈهانچه میں معجز نما تغیر پیدا کرتي هے - قیمت ٥٠ گولي صرف پانچ روپیه -

منجن دندان — دانتوں کو موتیوں کیطرح آبدار بناتا هے - امراض دندان کا قلع قمع کرتا هے - هلتے دانتوں کو مضبوط کرتا هے - دانت نکلتے وقت بچے کے مسوڑهوں پر ملا جاوے تو بچه دانت نهایت آسانی سے نکالتا هے - منهه کو معطر کرتا هے - قیمت ایک ڈبیه صرف ۸ آنه -

تریاق طحال — تپ تلي کیلیے اس سے بهتر شاید هي کوئي دوائي هوگي - تپ تلي کو بیخ و بن سے نابود کرکے بتدریج جگر اور تلی کي اصلاح کرتا هے - قیمت في شیشي ۱ روپیه ۴ آنه -

ملنے کا پته - جي - ایم - قادري اینڈ کو - شفاخانه حمیدیه منڈیاله ضلع گجرات پنجاب

هندوستاني دوا خانه دهلي

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کي سرپرستی میں یوناني اور ویدک ادویۃ کا جو عظیم الشان دوا خانه هے وه عمدگی ادویه اور خوبی کار و بار اور امتیازات کے ساتهه بهت مشهور هوچکا هے - عمده دوائیں (جو مثل خانه ساز ادویه کے صحیح اجزاء سے بني هوئی هیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسي کارخانه سے مل سکتے هیں) عالي شان کار و بار' صفائي' ستهرا پن' ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظه کریں تو آپ کو اعتراف هوگا که :

هندوستاني دوا خانه تمام هندوستان میں ایک هي کارخانه هے -

فهرست ادویه مفت (خط کا پته)

منیجر هندوستاني دوا خانه دهلي

الهلال کي ششماهي مجلدات قیمت میں [illegible] تخفیف

الهلال کي شش ماهي مجلدیں آٹهه روپیه میں فروخت هوتي تهیں [illegible] نفع عام هو' اسکي قیمت صرف پانچ [illegible]

الهلال کي دوسري اور تیسري جلد [illegible] خوبصورت ولایتي کپڑے کي - پهلا [illegible] الهلال منقش - پانچ سو صفحوں [illegible] کتاب جسمیں سو سے زیاده هاف ٹون [illegible] اور چهپائي کي خوبی محتاج بیان [illegible] ملک کا عام فیصله بس کرتا هے - ان [illegible] کچهه ایسي زیاده قیمت نهیں هے [illegible] رهگئی هیں -

[illegible] و مجلد هونے کے بعد [illegible] اب اس خیال سے که [illegible] کردي گئي هے - [illegible] موجود هے - جلد نهایت [illegible] سنهري حرفوں میں [illegible] یاده کي ایک [illegible] بهي هیں - [illegible] اور مطالب کے متعلق [illegible] خوبیوں پر پانچ روپیه [illegible] کم جلدیں باقي

(منیجر)

جهان اسلام

یه ایک هفته وار رساله عربي ترکي [illegible] اسلامبول سے شایع هوتا هے - مذهبي [illegible] پر بحث کرتا هے - چنده سالانه ۸ روپیه [illegible] رشتهٔ اتحاد پیدا کرنیکے لیے ایک ایسے [illegible] هے اور اگر اسکے توسیع اشاعت میں کوشش [illegible] که یه اخبار اس کمی کو پورا کرے -

[illegible] اردو - تین زبانوں میں [illegible] اور ادبي معاملات [illegible] هندوستاني اور ترکوں میں [illegible] کي سخت ضرورت [illegible] تو مجھے [illegible]

ملنے کا پته ادارة الجریده في المطبعة [illegible] چنبرلي طاش [illegible] نمبرہ صندوق البوسته [illegible] استانبول

Constantinople

ایڈیٹر الهلال کا [illegible]

(نقل از الهلال نمبر ۱۸ جلد ۳ صفحه [illegible] [۳۶۱]

[illegible] مینک کلکته کے یوروپین فرم [illegible] - اس مرتبه مجهے ضرورت هوئي تو [illegible] [نمبر ۱۵/۱ رپن اسٹریٹ کلکته] سے فرما[illegible] قسم کي عینکیں بنا کر انهوں نے دي هیں' اور هر طرح [illegible] اور عمده هیں اور یورپین کارخانوں [illegible] آن مقابلة قیمت میں بهي ارزاں هو [illegible] مطابق هوتا هے -

[illegible] کے یہاں سے [illegible] ایم ان - احمد [illegible] [illegible] چهانچه دو [illegible] [illegible] کرتا هوں که [illegible] [illegible] کردیتي هے [illegible] بهي جلد اور وعده [illegible]

[ابو الکلام آزاد ۲ ملي سنه [illegible]

صرف اپني عمر اور دور و نزدیک کي بینائي کي کیفیت [illegible] تجربه کار ڈاکٹروںکي تجویز سے اصلي پتهر [illegible] ارسال خدمت کي جائیگي - اسپر بهي اگر ایک [illegible] بدل دي جائیگي -

[illegible] نکل کماني مع اصلي پتهر کے قیمت ۳ [illegible] عینک رولڈ گولڈ کماني مع اصلي پتهر کے قیمت [illegible] عینک اسپشل رولڈ گولڈ کماني مثل اصلي سونے [illegible] حلقه اور شاخیں نهایت عمده اور دبیز مع اصلي [illegible] پتهر ۲ آنه [illegible]

[illegible] مرمت کرانے پر همارے [illegible] بذریعه [illegible] نه آئے تو بلا اجرت [illegible] [illegible] آنه سے [illegible] [illegible] روپیه [illegible]

ایم - این - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گهڑي [illegible] [illegible] کارخانه دهلي [illegible]